مکمل ناول

جنونِ عشق (سیزن تھری)

زینب راجپوت

Official Page☞: Zainab rajpoot Novels

Episode 1

دروازہ کھولے وہ تھکا ہارا سا روم میں آیا۔ نگاہیں اپنی متاعِ جاں کو ڈھونڈ رہی تھیں، جو کہیں بھی نہیں ملی اسے۔؛"
امن نے حیرت سے آگے پیچھے دیکھا تو حیا کو کبرڈ میں گھسا دیکھ وہ سر کو تاسف سے نفی میں جھٹکتا اسکے قریب پہنچا
۔

کیا ڈھونڈ رہی ہیں لختِ جگر ۔!
اسے پیچھے سے حصار میں لیتے اسنے تھوڑی اسکے کندھے پر رکھے محبت س لبریز میٹھے لہجے میں کہا،
ارے امن آ گئے، میں نے کبرڈ میں ایک ریڈ چُنی رکھی تھی وہ مل نہیں رہی مجھے، پلیز آپ نے دیکھی ہے تو بتا دیں۔!
وہ کافی متفکر سے لہجے میں پوچھنے کے ساتھ ساتھ خود بھی ڈھونڈ رہی تھی،
نہیں یہی کہیں ہو گی کیا کرنے ہے وہ چنی آپ نے۔؟
اسکی شہد رنگ آنکھوں میں عجیب سے الجھن سمٹی، وہ نوٹ کر رہا تھا اسکی بیوی کچھ دنوں سے کچھ کھچڑی پکا رہی تھی، مگر کیا اسے جاننے کا موقع ابھی ملا تھا،
ابیر اور انیل کو سلا کر وہ کمرے میں آیا تھا۔ تاکہ حیا سے پوچھ سکے۔
مگر وہ خود ہی بات چھیڑ چکی تھی۔
مجھے وہ چاہیے اپنی بہو کیلئے اتنے شوق سے لائی تھی، "
وہ سامان الٹ پلٹ کرتی بجھے دل سے کہتی امن کو شاکڈ کر گئی،
جانم ہوش میں تو ہیں آپ۔ کون سی بہو آپ کی۔؟"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسے لگا وہ مذاق کر رہی ہے جبھی ہنستے ہوئے کہتے اسکا رخ اپنی طرف کیے ناک سے ناک مس کی۔!

میں سیریس ہوں امن۔آپ کو تو میری کوئی بات اچھی نہیں لگتی۔دیکھیں میرا بیٹا (ابیر) پورے چودہ سال کا ہو چکا ہے اور اب میں کل ویام اور عیناں کے پاس جا رہی ہوں۔"

اسکے لبوں پر ایک دلکش سی مسکراہٹ رقص کرنے لگی،ایک عجیب سی چمک تھی اس کی آنکھوں میں۔بس نہیں تھا کہ ابھی وہ اڑ کر ویام اور عیناں کے پاس پہنچ جاتی"

ایک منٹ ایک منٹ،ویام اور عیناں کہاں سے آگئے ان سب میں۔؟

اسنے حیرت سے اسکے حسین چہرے کو دیکھا جس پر چمکتی خوشی اسکی سمجھ سے باہر تھی،

کیوں جاتے ہیں کسی کے گھر امن۔ظاہر سی بات ہے میں ان سے اپنی بیٹی کو مانگنے جا رہی ہوں۔لو مل گئی چُنی،اگر وہ دونوں مان گئے تو ہم کل ہی عنایا اور ابیر کا نکاح بھی کر دیں گے ۔"

اسکی خوشی دیکھنے کے قابل تھی۔

جبکہ اسکی بات سن امن کے چہرے پر سنجیدگی آئی،

بات سنو حیا،،یہ سب ایک عمر میں اچھا لگتا ہے ابھی وہ بچے ہیں۔اور ہم نے کل رات ہی ڈیسائیڈ کیا تھا کہ ہم اب اس موضوع پر کوئی بات نہیں کریں گے،"!

وہ سنجیدگی سے اسے سمجھاتا اسکے ہاتھ میں موجود وہ لال چُنی چھین گیا۔

وہ خود کافی حیران تھا اپنی بیوی کے تاثرات سے۔عنایا سے اسکی محبت سے سارے ہی اچھے سے واقف تھے،

اور جہاں تک ابیر اور عنایا کی بات تھی امن جانتا تھا اسکا بڑا بیٹا کتنا چڑتا تھا اس بچی سے۔اور ابھی وہ بچے تھے،بڑے ہونے کے بعد سوچ سمجھ بدل جاتی ہے۔

جبھی اسنے حیا کی اس بات کا ذکر گھر میں کسی سے بھی نہیں کیا تھا۔اسکے لگا تھا کہ وہ بھول چکی ہو گی۔

مگر وہ تو اور ہی تیاریوں میں مگن تھی،

تو میں نے آپ سے یا پھر کسی سے کوئی بھی بات نہیں کی،میری بات ہوئی تھی عیناں سے اس نے کہا تھا کہ عنایا میری بیٹی ہے،اور اسی لیے تو میں رشتہ لے کر جا رہی ہوں تاکہ وہ ہمیشہ کیلیۓ میری بیٹی بن جائے،"

حیا نے اسے اپنی پلاننگ بتائی جسے سن کر امن کا منہ حیرت کے مارے کھلے کا کھلا رہ گیا۔

تم ہوش میں نہیں اسی لئے ایسی بہکی باتیں کر رہی ہو،۔ "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جی نہیں آپ ہوش میں نہیں اس لئے آپ کو میری بات سمجھ میں نہیں آرہی۔"

میں کل جاؤں گی اور اپنی بیٹی کا ہاتھ مانگ کر رہوں گی۔"

حیا نے ضدی لہجے میں کہتے بات ہی ختم کر دی۔۔

اب کہاں جارہی ہو یار ۔"

کمر پر ہاتھ ٹکائے اسے کمرے سے جاتا دیکھ امن نے حیرت سے پوچھا۔

جارہی ہوں اپنے بیٹوں کے پاس سونے، آپ کی سزا یہی ہے کہ آج اکیلے سوئیں گے آپ ۔"

تیکھی نظروں سے اسے دیکھتی وہ اسے سمجھنے سے پہلے ہی کہتی کمرے سے بھاگ گئی

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اینجل۔"وہ سو رہی تھی جب رات کے ایک بجے عنایا منمنائی۔

اینجل گہری نیند میں تھی جبھی اسکے پکارنے پر اٹھ ناں سکی،"

عنایت کو سوتا پاتے عنایا کے گلابی چہرے پر مایوسی تیرنے لگی۔

چھوٹی سی ناک سکوڑے اسنے اپنی بڑی بہن کو دیکھا اور پھر لب دبائے وہ سوچنے لگی، اسکے گالوں میں ابھرتے گڑھے مزید گہرے ہوئے تھے جب بھوری آنکھوں میں اچانک سے شرارت امڈ آئی۔

وہ ایک دم سے آگے ہوئی عنایت کے رخسار پر بوسہ دیے وہ اپنے گرد حمائل اپنی بہن کے نازک ہاتھوں کے حصار کو کھولتی دروازے کی طرف بڑھی۔"

دروازے کی ناب گھمائے دروازہ کھول اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی روم سے باہر نکل آئی،

اسکا رخ کچن کی جانب تھا، بور ہونے کی وجہ سے اسنے آئس کریم کھا کر موڈ فریش کرنے کا پروگرام بنایا۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے دبے قدموں سے چلتی کچن میں گئی۔ فریزر سے آئس کریم نکالے وہ ڈائننگ کی طرف گئی۔

ایک نگاہ پورے گھر پر ڈالی اور تاسف سے سر کو نفی کو ہلاتے وہ چھوٹی سے بائٹ لیتے آئس کریم کھانے لگی،

وہ محض دس سال کی تھی مگر اسکا مائنڈ کافی الگ تھا۔ کچھ ایسا تھا جس کی کمی اسے ہر وقت محسوس ہوتی تھی، مگر وہ کیا وہ معصوم خود بھی اس بات سے انجان تھی،

ہائے سویٹ ہارٹ واٹ آر یو ڈوئنگ ہیئر۔؟

گلابی گالوں پر بوسہ دیتے وریام کاظمی اسکے پاس بیٹھتے استفسار کرنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایا نے لب دبایا، تو اسکے گالوں میں ابھرتے وہ کیوٹ سے ڈمپل بے حد بھلے لگ رہے تھے۔

بے ساختہ ہی اسے اپنی پوتی بے حد حسین لگی،

کیا آپ کو نظر نہیں آرہا کہ عنایا کیا کر رہی ہے یہاں۔! بھوری آنکھوں میں بے زارگی سموئے وہ ناک چڑھائے بولی تو وریام جیسے لاجواب ہو گیا۔

نظر تو آرہا ہے مجھے،، مگر، اگر آپ کی مام نے دیکھ لیا تو پھر۔"

اسنے ہاتھ چہرے پر رکھتے اسنے اپنی پر چھائی اپنی پوتی کو ڈرانا چاہا،

میں کسی سے نہیں ڈرتی وریام۔اور ایک بات میں بور ہو رہی تھی اس لئے آئس کریم کھا رہی ہوں۔!

اسنے تیزی سے اپنے دادا کو ٹوکے کہا۔

تو وریام نے لمبی سانس کھینچی۔

تو میرے ہوتے ہوئے آپ اس آئس کریم کی کمپنی لیں گی۔ویری بیڈ۔"

وریام نے جھکتے اسے بانہوں میں بھرا تو وہ معصوم کھلکھلا اٹھا۔

رات کے پچھلے پہر اسے بانہوں میں بھرتا وریام سیڑھیاں عبور کرتا اس پرنسز ہوم کی طرف جا رہا تھا جو اسکی پوتیوں کی زندگی تھی۔

پریوں کی دنیا جہاں کی پریاں عنایت کاظمی اور عنایا کاظمی تھیں، جن کی آنکھوں میں انکے دادا نے بچپن سے کسی شہزادے کے خواب سجائے تھے مگر وہ دونوں اس بات سے انجان تھی،

پریاں صرف کہانیوں میں ہوتی ہیں، حقیقت میں پریاں نہیں ہوتیں۔

ooooooooooo

خاموشی میں ڈھلی اس گہری تاریک رات میں وہ اپنے بھاری قدم اٹھائے آگے بڑھ رہا تھا، چہرے پر پھیلا خوف اسکے اندر کی گھبراہٹ کی نشانی تھی،

اسنے جیسے ہی سامنے مڑتی گلی کو دیکھا سانس ایک دم سے سینے میں اٹکا۔۔

مگر اپنی بے چینی کو ختم کرنے کیلئے اسے یہ قدم اٹھانا ہی تھا،

چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہ گردن کو دائیں بائیں گھماتا اپنے آپ پر قابو کرتا آگے بڑھا،

جہاں عجیب و غریب آوازوں کے ساتھ ساتھ عجب سی بدبو پھیلی ہوئی تھی اس علاقے میں۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

کئی لڑکیاں نازیبا لباس پہنے گلی کے باہر کھڑی تھی۔ جنہیں دیکھ اس چودہ سالہ بچے کے دل میں وخشت سے ابھری۔ وہ قدم روکے نیلی خوبصورت نگاہوں سے اس جگہ کو دیکھتا ایک دم سے بے چین ہوا۔

ابھی قدم واپس موڑے ہی تھے جب پیچھے سے کسی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے روک دیا۔

oooooooooooo

یہ کیا کر رہی ہو تم پارٹنر۔! کرسی کو دونوں ہاتھوں سے تھامے کھڑی وہ خوفزدہ سی اپنی سرمئی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے کرسی پر چڑھی اپنی جڑوا بہن کو دیکھ بولی۔

اسکا ننھا سا دل دھک دھک کرنے لگا، جب اسکی بہن نے تیزی سے کیبنیٹ کھول بڑا سا جار اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں دبوچا۔!

امبر مت کرو پارٹنر ماما ڈانٹیں گی۔! عمایہ خوف سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی، جس کے سنہری بال دو پونیوں میں مقید تھے،

اور چہرہ غصے سے لال ہوا تھا،

کچھ نہیں ہو گا چیمپ، تم مجھے گرنے مت دینا دیکھو میں نے نکال لی چاکلیٹس۔! اپنے سرخ چھوٹے چھوٹے ہونٹوں پر اپنی چھوٹی سی سرخ زبان پھیرتی وہ شیرنی کی طرح کھلکھلائی، تو سہمی کھڑی عمایہ کو حوصلہ ملا۔

وہ امبر کی نسبت کم گو اور معصوم تھی مگر جہاں اسے بہن کا سپورٹ ملتا وہیں وہ معصومیت بھول اسکی کرائم پارٹنر بن جاتی تھی اور اب اس وقت بھی وہ امبر کے ساتھ چاکلیٹس چوری کرنے میں اسکی مدد کر رہی تھی،

جب عمایہ نے خوشی سے چہکتے کرسی کو چھوڑا مگر اگلے ہی لمحے دھڑام کی زوردار آواز کے ساتھ امبر سمیت وہ بڑا سا چاکلیٹس جار زمین بوس ہوا تھا۔

اہہہہہ۔! جار شیشے کا تھا تبھی گرتے ساتھ ہی ایک زوردار آواز سے ٹوٹ گیا۔

جبکہ عمایہ اپنے اوپر آئی اپنی ہٹی کٹی موٹی بہن کے وزن کے سبب اسکے نیچے دبی سسکاری بھرتے رہ گئی،

امبر نے جھٹ سے اپنی شہد رنگ آنکھیں پھیلائے اپنی بہن کو دیکھا اور پھر خطرے میں گھری اپنی چاکلیٹس کو۔" فیصلہ مشکل تھا مگر ناممکن بھی نہیں، جبھی وہ چھلانگ لگاتی اسپر سے ہٹی اور بھاگتے ہوئے کسی گیند کی طرح چاکیلٹس پر جھپٹی۔ اور ایک ساتھ جانے کتنی ہی بڑی بڑی چاکلیٹس اپنے کندھے پر ڈالے سکول بیگ میں بھرتے وہ مڑی، تو تب تک عمایہ اٹھ چکی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہیلز کی ٹک ٹک کی آواز کے ساتھ ہی وہ دونوں جان چکی تھی ان کی ماں کی آمد ہو چکی ہے۔

جبھی امبر بہن کے پاس جاتے اسے ہگ کیے دلاسہ دینے لگی۔ کیونکہ سارا پلین اسی کا تو تھا۔

یہ سب کس نے کیا ہے۔؟ الایہ جو ابھی ابھی گھر لوٹی تھی، گاڑی سے نکلتے ہی کچھ ٹوٹنے کی آواز وہ سن چکی تھی، اور یہ بھی جانتی تھی کہ اسکی افلاطون اولاد کا باپ خراٹے مارتا سو رہا ہو گا جبھی یہ اودھم مچا تھا۔

ماما ڈیڈی نے کیا ہے یہ سب۔؟

پیچھے سے آتے اذلان کو دیکھ امبر نے معصومیت اپنے باپ کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔

جو نیند سے بیدار ہوتا اونگ رہا تھا،

الایہ بیٹی کی جھوٹ پر دھنگ سی اس پدی سی لڑکی کو گھورنے لگی، اور ایک نگاہ اپنی معصوم بیٹی پر ڈالی، عمایہ بنا کچھ کہے نگاہیں جھکائے کھڑی تھی،

وہ دونوں خو بخو ایک جیسی تھیں، نین نقوش رنگت۔ بس ایک فرق تھا عمایہ کی نسبت امبر تھوڑی، ہیلتھی تھی اور امبر کی آنکھوں کا رنگ شہد رنگ تھا اسکے دادا اور تایا کے جیسا۔ جبکہ عمایہ کی آنکھیں سرمئی رنگ تھیں۔ جس نے انکی پہچان کرنا آسان ہو جاتا تھا۔

اذلان یہ سب کس نے کیا۔!

اب باری اذلان کی تھی، وہ ہاتھ فولڈ کیے سینے پر باندھتے اسے کڑی نظروں سے دیکھتے پوچھ رہی تھی۔

ازلان ہکلا گیا۔ ایک نگاہ اپنی بیٹی پر ڈالی جو کان پکڑے سوری کر رہی تھی۔

ووووووو۔!ء

سیدھے سے جواب دو کیا وووولگا رکھا ہے"

الایہ ان باپ بیٹیوں کی روز روز کی شرارتوں سے تنگ آچکی تھی۔ کسی ایک کو سنبھالنا آسان تھا مگر ان تینوں کا مل جانا الایہ کے لئے کسی مار کے کو سر کرنے سے کم نہیں تھا۔

ہاں وہ مجھ سے غلطی سے گر گیا۔ اور میں بس اٹھانے والا تھا،"

اسنے تیزی سے لبوں پر زبان پھیرتے کہا۔ تو امبر باپ کو دیکھ ہنسی۔

وہ بیچارہ ہر بار ان کی وجہ سے پستا تھا۔

ازلان جیسے ہی الایہ کی طرف بڑھا آنکھوں سے آگے کیا کرنا ہے کا اشارہ کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جسے اسکی شارپ مائنڈ بیٹی سمجھ گئی۔جب اسنے پاس کھڑی عمایہ کو اپنی طرف کھینچا تو ازلان نے آنکھیں سکوڑے بیٹی کو دیکھا۔

اور پھر امبر نے تیزی سے عمایہ کے گال پر کس کرتے باپ کو وہی کرنے کی ہدایت دی اور ساتھ ہی آنکھ دبائی، جس پر نا چاہتے ہوئے بھی اسکے ہونٹوں پر جان لیوا مسکراہٹ ابھری،

اسنے بدلے میں اسے بھی آنکھ کے اشارے سے وہاں سے جانے کا کہا تو امبر آنکھ ونک کئے باپ کو فلائنگ کس دیتی باقی کی بچی چاکلیٹس اٹھائے عمایہ کا ہاتھ تھامے خاموشی سے وہاں سے نکلی۔

جھوٹ مت بولو تم سو رہے تھے ناں۔ کتنی بار کہا ہے ازلان ایٹ لیٹس ایک دن تو ہوتا ہے تمہارا چھٹی کا تم کیوں نہیں اپنی ان دو عدد نمونیوں کا سنبھالتے "

سوری جانم آنکھ لگ گئی تھی۔۔وہ ایک قدم آگے بڑھتا ساتھ ہی اعتراف کرتا الایہ کو تپ چڑھا گیا۔

کیوں رات کو کہاں ہوتے ہو تم جو دن کو آنکھ نہیں کھلتی تمہاری۔!

وہ کہتے ایک دم سے مڑی،جب ازلان نے پھرتی سے اسے حصار میں لیا۔

وہ چونکی۔کیونکہ اسکی بیٹیاں وہاں سے غائب تھیں اور یہ ان کے باپ کا کام تھا۔

جبھی دانت پیستے اپنی ہائی ہیلز سے ازلان کے پاؤں پر وار کیا۔

جس پر وہ چیختا بلبلا اٹھا مگر اسے چھوڑا نہیں۔

جانم بس کرو اتنے سالوں سے کھا کھا کر اب تو ان ہیلز کی عادت لگ گئی ہے،اور رات کو تم سونے نہیں دیتی تو کیا کروں دن میں ہی نیند پوری کروں گا ناں ۔!

وہ ناک اسکے کندھے سے رب کرتا گھمبیر لہجے میں شکایت کرنے لگا۔

جس پر الایہ کی آنکھیں اسکے جھوٹ پر پھیلی،۔

پیچھے ہٹو ٹھرکی قالو زندگی تو تم نے عذاب کر دی ہے میری،پہلے اپنے چنگل میں پھانسا اور پھر ان دو افلاطونوں کو لا کر اپنی ٹیم بڑھا دی۔"

اسکا لہجہ سخت شکایتی تھا۔وہ اپنی جاب کے ساتھ ساتھ گھر بھی مینیج کر رہی تھی اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ ازلان۔اسکا بھرپور ساتھ دے رہا تھا۔

مگر جو کام اُسکے کرنے والے تھے وہ صرف وہ خود ہی کر سکتی تھی۔

کتنی بار کہا ہے ایک ٹرائے اور کرلو اس بار تین لے آئیں گے تاکہ تمہاری ٹیم بڑھ جائے،"

وہ اسکے گال کو چھوتے شرارت سے گویا ہوا تو الایہ نے غصے سے دانت پیستے اسکے ہاتھ پر کاٹا۔

جس پر وہ ہنستا ہوا پیچھے ہوا۔

تمہارے اس فریب میں ایک بار آچکی ہوں نتیجہ میرے سامنے ہے۔اب تمہاری بھول ہے کہ میں تمہاری باتوں میں آؤں گی۔اس لئے اپنی تین اور لانے کی خواہش کو تم دل میں ہی رکھو تو اچھا ہے۔!

وہ اسے صاف ہری جھنڈی دکھاتے مڑی،

کدھر۔؟وہ پھر سے اسکے راستے میں حائل ہوا۔

چینج کرلوں۔نہیں کہتی تمہاری لاڈلیوں کو کچھ مگر ایک شرط پر۔جلدی سے کھانا ریڈی کرو۔ورنہ تینوں باپ بیٹی آج باہر سوو گے۔!

وہ اپنے ازلی انداز میں اسے انگلی اٹھائے وارن کرتے مڑی۔

تو اسکے نئے حکم پر ازلان سر پکڑتے رہ گیا۔

○○○○○○○○○○○

حوری یہاں آؤ میرے پاس۔"وہ کالج سے سیدھا حورین سے ملنے کی غرض سے حرمین اور عالیان شاہ کے گھر لوٹی تھی،

سفید چہرے پر دھوپ کے سبب لالی گھلی ہوئی تھی،

اسکے لہجے میں ڈر کا کوئی شبہ بھی نہیں تھا،کیونکہ وہ چھٹی لیتے جلدی اپنی پھپھو کے گھر لوٹی تھی اور جہاں تک اسے اندازہ تھا۔

اسے ڈرانے اور اس سے نفرت کرنے والا وہ چودہ سالہ عالیحان شاہ ابھی اپنے سکول میں ہوتا۔جبھی تو وہ آج اکیلی ہی اتنی دیدہ دلیری سے وہاں آئی تھی،

آٹھ سالہ حورین جولان میں کھیل رہی تھی،عنایت کی آواز پر کھلکھلاتے ہوئے اسکی طرف بھاگی جسے دیکھ عنایت کے چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ رقص کرنے لگی،

وہ بھاگنے کے سے انداز میں آگے بڑھی۔

بیگ کرسی پر رکھتے اسنے جھکتے اپنی حوری کو گود میں بھرا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر حورین کی کھلکھلاہٹیں عروج پر تھیں۔

بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے اسکے ماتھے پر ناگوار سے بل ابھرے، جب سماعتوں میں ایک جانی پہچانی پر سوز سی ہنسی گونجی،

نیلی آنکھوں میں حیرت سمیٹے وہ ایک دم سے اٹھا لان کی طرف کھلتی کھڑکی کی جانب بڑھا،

جہاں اسکی آٹھ سالہ پرنسز عنایت کاظمی کی بانہوں میں تھی جسے میں گول گول گھومتی کھلکھلانے پر مجبور کر رہی تھی،

انیس سالہ وہ معصوم لڑکی کہیں سے بھی انیس سال کی نہیں دکھتی تھی۔

سیاہ کمر تک جاتے ریشمی بال جو جوڑے کی قید سے آزاد ہوتے اسکی پشت پر لہرا رہے تھے، دودھیا شفاف رنگت میں گھلی سرخی، کٹاؤدار باریک سرخ لبوں کے پاس بنا وہ باریک تل، سیاہ جھیل سی گہری آنکھیں جو کسی کو بھی مدہوش کر سکتی تھی۔

وہ جوانی کی دہلیز پر تھی، اپنے حسن ورعنائیوں سے بے گانہ وہ بلکل ایک معصوم پری ہی تو تھی۔

عالیجان شاہ کی آنکھوں میں حرارت ابھری تھی، وہ پہلی بار اسکا سرتاپیر بغور جائزہ لے رہا تھا۔

وہ حسین تھی۔لبوں پر ایک شاطرانہ سی مسکراہٹ ابھری۔اپنے سلکی گولڈن بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ مڑا بیڈ پر پڑی اپنی شرٹ کو اٹھائے اسکا رخ اب لان کی طرف تھا۔

حوری۔!اسکے بھاری قدموں کی دھمک کے ساتھ ہی اسکی گھمبیر سنجیدگی میں ڈوبی آواز سن عنایت کے قدم ایک دم سے تھمے تھے۔

سیاہ آنکھوں میں خوف کے تاثرات نمایاں ہوئے، وہ ایک دم سے رکی۔تو نگاہیں بے تاثر چہرے سے کھڑے عالیجان شاہ پر گئیں، جس کی قدوقامت کے ساتھ ساتھ اسکا صحت مند وجود اسے اپنی عمر سے کئی گناہ بڑا بناتا تھا، اسکے گولڈن بال ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے تھے۔اور کانچ سی شفاف نیلی آنکھوں میں نیند ٹوٹنے کے سبب سرخی پھیلی ہوئی تھی۔

شرٹ کے اوپری دو بٹن۔کھلے ہوئے تھے جس سے نظر آتا اسکا شفاف سینہ اور پھر اسکے بھاری دودھیا ہاتھ کو دیکھتے عنایت کا سانس صیحیح معنوں میں اٹکا تھا۔

بھیو۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حورین بھاگتی ہوئی بھائی کی طرف لپکی۔ جسے بانہوں میں بھرتے وہ اسکے گالوں پر بوسہ دینے لگا۔

عنایت کے بگڑتی حالت سے محفوظ ہوتا وہ حورین کو دیکھنے لگا۔

بھیو کی جان آپ جاؤ روم میں۔ میرے بیڈ پر چاکلیٹس ہیں آپ کی جاؤ لے لو۔ !

اسکی بات سنتے ہی عنایت کی آنکھیں سیاہی مائل ہوئی۔۔ خوف سے سانس جو پہلے سے ہی تھما ہوا تھا اب وجود پر کپکپاہٹ سی طاری ہونے لگی۔

عنابی کپکپاتے لبوں سے وہ بار بار حورین کو پکارنے کی کوشش کر رہی تھی۔

مگر الفاظ منہ سے نکلنے سے انکاری تھے جیسے۔ !

عالیجان نے ایک نگاہ اندر جاتی بہن پر ڈالی اور پھر وہ چلتا ہوا عنایت کی طرف آنے لگا۔

عنایت تیزی سے مڑی لرزتے ہوئے ہاتھوں سے کرسی پر پڑے اپنے دوپٹے کو اُٹھایا وہ تیزی سے بھاگنے لگی۔

جب اسے بھاگتا دیکھ وہ لمحوں میں سامنے آیا اسکا راستہ روک چکا تھا۔

عنایت نے خوف و بے یقینی سے اسے دیکھا۔ جس کے حسین چہرے پر معنی خیز سی مسکراہٹ تھی۔

اسکے اپنی طرف بڑھتے قدموں کو دیکھ عنایت ڈرتی خوف سے پیچھے کو قدم اُٹھانے لگی۔ اگر اسے معلوم ہوتا کہ عالیجان شاہ گھر ہے تو وہ مر کر بھی یہاں آنے کی غلطی ناں کرتی۔

ایک بار پھر سے اس معصوم کی آنکھوں میں نمی چھلکنے لگی۔ آنسوں کو بہنے سے روکنے کی کوشش کرتے وہ آنکھیں چھلک رہی تھی۔ جب بے ساختہ ہی وہ پلر سے ٹکرائی۔

اسنے حیرت سے پیچھے دیکھا راستہ ختم ہو چکا تھا۔

عالیجان شاہ اسکے سامنے کھڑا تھا۔

عنایت کے چہرے پر خوف کے تاثرات اسے اچھے لگتے تھے۔ بچپن سے لے کر اب تک اسے اتنی عادت ہو چکی تھی اس خوف کی۔

وہ جب تک اسکے چہرے پر اپنے نام کا خوف ناں دیکھتا وہ اسے کسی ناں کسی طرح سے ٹارچر کیے رکھتا۔

عععع عالیجانن۔؛""""

"ششششش کس سے پوچھ کر میری پرنسز کو اٹھایا۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے بولنے سے پہلے ہی اسنے انگلی اسکے لرزتے ہونٹوں پر رکھی۔ایک ہاتھ پلر پر اسکے قریب رکھتے وہ اسکے چہرے پر جھکا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

وہ عمر میں اس سے چھوٹا تھا مگر اسکا قد کاٹھ اسے عنایت سے بڑا بناتا تھا۔اب بھی وہ اسکے پاس کھڑا تھا۔اور وہ کوئی بچی معلوم ہوتی تھی،

ووووو۔"

اسکی توقع کے مطابق ان گہری جھیل سی سیاہ آنکھوں میں نمی کے ساتھ ساتھ زبان ڈر و خوف سے کانپی تھی،

اور یہی تو وہ چاہتا تھا۔

اسکے چہرے پر اپنا خوف دیکھنا۔اسکا شوق اب اس قدر پختہ ہو رہا تھا کہ اسے خود اندازہ نہیں تھا رفتہ رفتہ وہ کس جنون میں جکڑ رہا تھا۔

عالیجان کی انگلی اسکے ہونٹوں سے سرکتے جیسے ہی اس قاتل تل پر ٹھہری۔عنایت خوفزدہ سی سانس روک گئی۔

جبکہ عالیجان شاہ گہری نگاہوں سے اسکے تل اور کپکپاتے لبوں کو دیکھ رہا تھا۔

اسکی کسی بھی حرکت سے وہ بچہ نہیں لگتا تھا اور اس وقت اس کی ایسی حرکت سامنے کھڑی اس معصوم لڑکی کا خون خشک کر چکی تھی۔

"My fear on your face and this fear gives me peace, in the future do not even look at my sister without my permission۔"

"تمہارے چہرے پر میرا خوف اور یہ ڈر مجھے سکون دیتا ہے آئندہ میری اجازت کے بغیر میری بہن کی طرف دیکھنا بھی مت۔"

اسکی دھیمی غراہٹ اپنے کان کے قریب سنتی وہ خوف سے آنکھیں میچ گئی۔

Is that clear۔?"

اسکے لرزتے وجود کو گہری نگاہوں سے دیکھتے اسنے تیزی سے اسکی تھوڑی کو دبوچا۔

تو عنایت نے ہر بار کی طرح سر کو زور شور سے ہاں میں ہلایا۔

جب ایک دم سے پیچھے سے آتی اپنی ماں کی آواز پر عالیجان شاہ اس سے دور ہوتا لمحوں میں وہاں سے غائب ہوا تھا

Episode 2

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مسز کاظمی فرسٹ فلور پر ایک پیشنٹ ایمر جنسی میں ہیں آپ ذرا دیکھ لیجئے ۔"

ڈاکٹر واصف عجلت میں آپریشن تھیٹر سے نکلتی عیناں سے مخاطب ہوئے تھے انکے چہرے کی پھیکی رنگت دیکھ عیناں ٹھٹکی مگر پھر بنا کچھ کہے سر کو ہاں میں ہلائے اسنے گلوز اتارتے پاس کھڑی نرس کو تھمائے اور اب اسکا رخ نیچے ایمرجنسی وارڈ کی طرف تھا۔

سیڑھیوں کی بجائے اسنے لفٹ کا راستہ چنا۔ایک نگاہ اپنے ہاتھ میں موجود ریسٹ واچ پر ڈالی جو رات کے گیارہ کا وقت دکھا رہی تھی۔

کل رات سے ہی وہ ہاسپٹل میں تھی، بدلتے موسم کے وجہ سے پھیلے فلو کے سبب ہاسپٹل میں مریضوں کی تعداد غیر معمولی حد تک بڑھی تھی۔

اور ایسے میں اپنے خواب کے اس آشیانے کو سنبھالنے میں عیناں ویام کاظمی کوئی چوک نہیں کر سکتی تھی،اور ایسا ہی تھا،

جو خواب اسکے شوہر نے دیکھا تھا۔اسے ناصرف اسنے پورا کیا تھا بلکہ اس خواب کو ایک حقیقت بنا کر دکھایا تھا۔

وہ اپنی سوچوں میں اسقدر گم تھی اسے اندازہ ہی ناں ہو سکا کہ کب ایک دم سے لفٹ رکی تھی۔

اور ناصرف رکی تھی بلکہ ایک دم سے لفٹ میں اندھیرا سا چھایا۔

واٹ ہیپننگ۔"وہ زیر لب بڑبڑائی باہر نکلنے کیلئے ابھی قدم بڑھائے ہی تھے جب کوئی تیزی سے لفٹ میں آتے ساتھ ہی لفٹ کو آخری فلور پر سیٹ کیا۔

کون ہے۔؟

عیناں کا حسین چہرہ حیرت وغصے سے تپا۔وہ ذرا اونچی آواز میں بولی۔

جب مقابل کے بھاری قدم اپنی طرف بڑھتے دیکھ اور محسوس کلون کی جان لیوا خوشبو کو محسوس کرتے بے ساختہ ہی اسکی دھڑکنیں منتشر ہوئیں،

اپنے لڑکھڑاتے قدم پیچھے لیتی وہ بظاہر حلق تر کیے پیچھے ہو رہی تھی۔

جب ایک ہی جست میں مقابل اسکے بے حدّ قریب پہنچا۔

اسے نرمی سے لفٹ سے پن کرتے اسنے تیزی سے اسکے ہاتھوں کو دبوچے جھکتے اسکی گردن میں گہرہ سانس بھرا تو عیناں اسکی دہکتی سانسوں کو اپنی گردن پر محسوس کرتے جی جان سے لرزی۔

سس ویام۔" اسکے دانتوں کی چبھن اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ سسکی، جب اسنے تیزی سے اسکی نازک کمر کے گرد اپنا حصار بناتے اسے سینے میں بھینچا،

جب کہا تھا میں نے کہ میرے گھر پہنچنے سے پہلے گھر آجانا تو پھر اگنور کیوں کیا مجھے۔؟

اسکے کان کی لو کو دانتوں تلے دبائے وہ جس قدر جنونی انداز میں بولا۔

عیناں سہم سی گئی، اتنے سالوں کے بعد بھی اگر کچھ نہیں بدلا تھا اسکی زندگی میں تو وہ ویام کا ظمی اور اسکا پاگل پن تھا۔

مم میں آنے والی تھی مگر اچانک ایمرجنسی ہو گئی اس وجہ سے نہیں آسکی، اور آپ بھی تو گھر نہیں تھے اپنے مشن پر تھے۔ پھر یہ شکوہ کیوں۔!ء

اسنے منہ پھلائے اسکی بھوری آنچ دیتی نگاہوں میں دیکھتے کہا۔

جب ویام نے لفٹ کے رکنے پر اسے نرمی سے بانہوں میں بھرا،

شکوہ نہیں کر رہا میں وارن کر رہا ہوں عین آئیندہ مجھے یا میرے کسی حکم کو اگنور کرنے کا سوچنا بھی مت۔"

عیناں نے اسکی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹے اپنے پھولے گالوں کو مزید پھلا لیا۔

آپ کو نہیں لگتا اب آپ کچھ زیادہ شوخے ہو رہے ہیں عمر دیکھیں اپنی۔ ہماری بیٹی جوان ہے ویام۔ اب آپ کو عمر کے ساتھ ساتھ سدھرنا چاہیے،"!

وہ جیسے جیسے راہداری سے گزر رہا تھا عیناں کی آنکھوں میں حیرت بڑھ رہی تھی کیونکہ سارا فلور ہی خوبصورتی سی سجا ہوا تھا۔

بیٹی جوان ہو چکی ہے ماشاءاللہ سے مگر اس چیز کا میری محبت سے کیا تعلق۔؟ اسنے ناگواری سے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

تو عیناں نے شرارت سے اسکی ناک سے ناک مس کیے اسے دیکھا۔

کیونکہ اب آپ کو یہ سب چھوڑ کر بیٹی کی شادی کا سوچنا چاہیے۔!

اسنے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔ تو ویام نے ابرو اچکائی،

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میری بیٹیاں کبھی کہیں نہیں جانے والی میں ان کے لئے گھر جمائی ڈھونڈ لوں گا۔:"

اسنے جیسے عیناں کو آگاہ کیا تھا۔

اچھا گھر چلتے ہیں ناں۔اینجل اور عینی انتظار کر رہی ہو نگی؛

اسکی جذبات سے دہکتی بھوری آنکھوں میں دیکھ عیناں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تو اسکی چاپلوسی پر وہ گہرہ ہنسا۔

ڈارلنگ ڈونٹ وری میری بیٹیاں بہت سمجھدار ہیں اور یہ میری عنایا کا ہی دیا گیا پلین ہے۔؛ء

اسنے آنکھ ونک کیے کہتے عیناں کے پھولے گال پر لب رکھے تو عیناں اپنی بیٹی کی حرکت پر دھنگ سی آنکھیں پھیلائے ویام کو دیکھنے لگی،

وووویام۔" وہ اسے روم میں لایا جسے وہ پہلے سے ہی ڈیکوریٹ کروا چکا تھا۔

عیناں کیلئے یہ کسی سرپرائز سے کم نہیں تھا

۔

چینچ کر کے آؤ۔" اسے نیچے اتارا اسنے ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں ڈالے نیا حکم دیا۔

تو عیناں نے حیرت سے اسے گھورا اسے لگا جیسے اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

کیا میں کرواد وں چینج ۔!

وہ لبوں پر گہری مسکراہٹ سجائے آگے بڑھا تو عیناں نے گھبراتے ہوئے قدم پیچھے لئے۔

اور پھر چار و ناچار وہ واشروم کی طرف بڑھی،

وہ بلیک کلر کی سلک کی ساڑھی میں ساڑھی کے پلوں ٹھیک کرتی باہر نکلی، یہ اسکی کوئی دسویں ساڑھی تھی، جس کا رنگ بلیک ہوتا تھا اور اب تو ویام کے شوق کو پورا کر کے اسے عادت سی ہو گئی تھی وہ جب بھی اسے سرپرائز دینا چاہتی اسکا پہلا انتخاب ساڑھی ہی ہوتی۔

اور اب وہ ٹرین ہو چکی تھی ساڑھی باندھنے میں۔!

اسے خود میں الجھا دیکھ وہ شاہانہ چال چلتا اسکے بے حد قریب ہوا۔

اور ایک دم سے اسے بازو سے پکڑتے اپنی طرف کھینچا۔

عیناں جھٹکے سے منتشر ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اسکے سینے سے آن لگی,

چہرے پر اسکی وہی جان لیوا پر حدت نگاہیں محسوس کیے اسکے گال لمحوں میں گلابی ہوئے،

"کون کمبخت کہتا ہے کہ ساڑھی دراز قامت لڑکیوں کیلئے بنی ہے۔اسکے چھوٹے سے وجود کو گہری نگاہوں سے سراہتے اسکے کان میں بے باک سی سرگوشی کی تو عیناں کا چہرہ شرم سے لال پڑ گیا۔

ماحول پر طاری معنی خیز سی خاموشی میں اسکی بڑھتی دھڑکنوں کا شور ویام کاظمی بخوبی سن رہا تھا۔

جبھی اسے بانہوں کے حصار میں لئے وہ ٹیبل کی جانب بڑھا،

آج انکی شادی کی سالگرہ تھی۔اور ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ ویام اپنی زندگی کے اتنے حسین دن کو بھول جاتا۔

کیک کٹ کریں جانم۔"

اسنے نرمی سے اسکی پشت کو سینے سے لگائے اسکے بازوں اپنے بازو میں الجھائے کان میں سرگوشی نما آواز میں اجازت طلب کی۔

عیناں کے لبوں پر زندگی سے بھرپور ایک گہری مسکراہٹ ابھری۔

جسے بے ساختگی سے جھکتے ویام کاظمی نے اپنے لبوں سے چرایا۔

تو بے ساختہ ہی وہ جھنیپ گئی،چہرہ الگ انگارہ ہوا تھا،

اوکے ریلیکس ڈارلنگ۔"اسکی گھبراہٹ دیکھ ویام نے اسے پچکارتے سر پر بوسہ دیے اسے خود میں الجھایا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

تو پھر کیا سوچا ہے تم نے اب کیا کرو گی تم۔؟

کرنا کیا ہے انکل میں انتظار کروں گی دو سالوں کا جیسے ہی دو سال گزریں گے میں بات کروں گی عیناں سے۔اور آپ نے میرا ساتھ دینا ہے اس باری ۔!

چائے کے کپ کو مضبوطی سے تھامے وہ سامنے بیٹھے وریام کاظمی سے مخاطب تھی،ایک گھنٹے سے وہ لوگ شاہ پیلس میں موجود تھے۔

امن اور ابیر اسکی ضد کی وجہ سے آتو گئے تھے مگر اب امن کو جان کر دلی سکون ہوا تھا کہ عیناں اور ویام گھر ہی نہیں تھے۔

وریام کاظمی کے پوچھنے پر حیا نے امن کے آنکھیں دکھانے کے باوجود بھی انہیں اپنے آنے کا مدعا بتایا۔

وہ بہت پہلے سے ہی حیا کی اس معصوم خواہش کو جانتے تھے۔

اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں تھا۔

مگر بچوں کی عمر کے حساب سے انہوں نے اسے ٹوکا اور سمجھانا چاہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بمشکل سے وہ دو سال مزید رکنے پر رضامند ہوئی تھی۔

اور اس کے حساب سے اسکا بیٹا ابھی سے جوان تھا اور شادی کے قابل تھا۔ مگر پھر عنایا کا سوچ اسنے بڑے ظرف سے دو سال صبر کرنے کی حامی بھری۔

امن سامنے ہی کسی کلائنٹ سے کال پر مصروف تھا۔

اور ابیر اس وقت عنایت اور عنایا کے پاس۔

تمہیں نہیں لگتا تم بہت فضول بولتی ہو ٹڈی۔؟

وہ عنایا کے تین گھنٹے سے نان سٹاپ لیکچر سے بے زار ہوتے بڑبڑایا۔

شہد رنگ آنکھوں میں آئی بے زاری دیکھ عنایا چونکی۔

اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے چہرے پر جھولتی ان سنہری لٹوں کو پیچھے کرتے وہ اپنے باریک گلابی لب میچ ترس بھری نگاہوں سے ابیر امن علوی کو دیکھ رہی تھی۔

بیہیو یور سیلف ٹڈی۔ خبردار جو آئندہ ایسی نگاہوں سے دیکھا تو۔!

وہ بپھرتا ہوا سا صوفے سے اچھلتے اٹھا۔ اپنے سامنے بیڈ پر گود بنائے بیٹھی عنایا کو گھورتے دانت پیستے بولا۔

کیسی نظروں سے ڈریکولا۔؟ ایکبار وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے پوچھتی ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھے اس چودہ سالہ طوفان کو دیکھ رہی تھی۔

جس کی آنکھوں میں جنون ابھرا۔

شٹ اپ یو میڈ گرل ۔!

وہ اپنے ماں باپ کی وجہ سے اسکا لحاظ کر رہا تھا ورنہ خود کو اتنے برے القاب سے پکارنے پر اسکا خشر بگاڑ دیتا۔

میڈ میں نہیں تم ہو ڈریکولا۔ اتنی خوبصورت لڑکی کو تم میڈ اور ٹڈی بول رہے ہو۔ جاؤ جا کے میرے بوائے فرینڈ سے پوچھو کہ میں کتنی پیاری ہوں۔!۔

دس سالہ عنایا ویام کاظمی ایک ادا سے کہتی اپنے سنہری بھیگے بالوں کو جھٹکتے گویا ہوئی۔

تو ابیر کی آنکھیں سرخی مائل ہوئیں۔

واٹ دا ہیل آر یو سیئنگ ۔!

وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچتا اسکی بوائے فرینڈ والی بات پر چلایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

عنایا نے منہ بگاڑے اسے گھورا۔

سمیر میرا بوائے فرینڈ۔اور اس نے ہی کہا کہ میں بہت بیوٹیفل ہوں۔تم کچھ بھی نہیں جانتے ۔!

وہ لاپرواہی سے کہتے ایک دم سے بیڈ سے اتری۔جب اگلے ہی لمحے ابیر علوی اسکے نازک بازوؤں کو دبوچ چکا تھا۔

اہہہ لیو می ڈریکولا۔!ء

اپنے بازو پر اسکی سخت گرفت پر جھٹپاتے ہوئے کہتی وہ سرخ چہرے سے غرائی،

جب اسے ایک دم سے زمین سے بلند کرتے ابیر نے اسکے نرم بستر پہ پٹخا۔

خبر دار جو آئندہ کسی کو بوائے فرینڈ بنایا آئی بات سمجھ۔اگر آئندہ مجھے ایسی خبر ملی تو اپنے ہاتھوں سے گلا گھونٹ دوں گا۔"

وہ اسکے سرخ چہرے پر جھکا کافی غصے اور جنون بھرے لہجے میں بولا تھا،

اسکے برعکس اسکی کسی بات کا عنایا پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

کیوں ناں بناؤں میں بناؤں گی اور ایک نہیں بہت سارے بوائے فرینڈز بناؤں گی۔!

وہ تڑخ کر اسی کی زبان میں تیزی سے دوبدو بولی،

جب اس پر جھکے ابیر علوی کی آنکھیں گہری سرخی مائل ہوئی۔

"You can talk rudely, but if you even think something like that in the future, I will imprison you۔ Because you are only mine and always remember that۔"

"بدتمیزی سے بات کرو چلے گا مگر اگر آئندہ ایسا کچھ سوچا بھی تو قید کردوں گا میں تمہیں ٹڈی۔کیونکہ تم صرف میری ہو اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔"

ابیر ایک دم سے اسکی گردن دبوچے بے حد بھاری آواز میں اسکے کان میں پھنکارا۔

عنایا مچلی اسکی سانس رکنے لگی تھی۔سرخ و سفید معصومیت بھرا چہرہ ایک دم سے لال انگارہ ہونے لگا، بھوری آنکھوں میں چمکتی نمی انہیں مزید سحر انگیز بنا رہی تھی، وہ جھٹپائی تو اسے گہری نگاہوں سے دیکھتا ابیر جیسے ہوش میں لوٹا۔

کمرے کے قریب آہٹ محسوس کرتے وہ اسے ایک دم سے اسے چھوڑتا صوفے کی جانب بڑھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور اگلے ہی لمحے حسین چہرے پر سرد مہری چڑھائے وہ سپاٹ چہرے سے صوفے پر بیٹھا۔

کیا ہوا کیا پھر سے جھگڑے تم لوگ ۔!

ان دونوں کے لیے نوڈلز بنا کر واپس آئی عنایت کمرے میں ایسی گہری خاموشی دیکھ چونکی۔

عنایا اوندھے منہ بیڈ پر لیٹی تھی۔

اسکا چہرہ نرم بستر میں دھنسا ہوا تھا۔

جبکہ ابیر سپاٹ تاثرات سے بیٹھا تھا۔

وہ معصوم کوشش کے باوجود بھی سمجھ ناں سکی کہ آخر ہوا کیا ہے۔؟

اچھا تم نوڈلز لو ابیر۔ء

عنایت نے ٹرے اسکی طرف بڑھائی۔ جس کی شہد رنگ آنکھیں بیڈ پر نیم دراز عنایا کا ظمی کے پاؤں کے نیچے موجود اس سیاہ نشان پر تھیں۔

نہیں آپی میرا ہو گیا میں چلتا ہوں۔ صبح ٹیسٹ ہے اسکی تیاری بھی کرنی ہے۔!

وہ اٹھا اور کوٹ کے بٹن لگاتے ایک نرم نگاہ عنایت پر ڈالے اس بگڑی نواب زادی پر ایک سرد نگاہ ڈالے وہ کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بب بھ ھوککک۔ "

بھوک لگی ہے۔! گھٹنوں کے بل جھکتے اس توانا شخص نے سامنے ایک کونے میں سہمے ہوئے سے بیٹھے اس معصوم بچے سے پوچھا۔

جس کے جسم پر کپڑوں کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

جسم پر جگہ جگہ سے خراشیں اسکے ساتھ بیتی ہولناک داستان کی کہانی تھی،

سامنے بیٹھے اس بھدے سے آدمی کو خود پر ہنستا دیکھ اس معصوم کی بھوری آنکھیں لمحوں میں بھیگی، وہ خوف سے خود میں سمٹنے لگا۔

جبکہ وہ حیوان للچائی نگاہوں سے اسکے معصوم چہرے کو گھور رہا تھا،

ننن نہی۔!

اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کہتے وہ بچہ اب ان لوہے کی سلاخوں سے جالگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکا کمزور ناتواں وجود جگہ جگہ سے زخمی تھا۔

پچھلی دو راتوں سے وہ بھوکا تھا اسکے پیٹ میں ایک دانہ نہیں گیا تھا۔

اور رات کے پیچھے پہر اس معصوم نے بھوک سے تنگ آتے کئی جنگلی پتے نگلے تھے۔

ہاہاہاہا ڈر لگ رہا ہے۔اب تک تو عادت ہو جانی چاہیے تھی ناں۔!

اسنے خباثت سے ہنستے اسکے برہنہ وجود کو گہری نگاہوں سے دیکھتے کہا۔

وہ مجبور تھا چاہ کر بھی وہ اس بچے کو جسمانی ٹارچر نہیں کر سکتا تھا۔

مگر پھر بھی وہ کئی بار اسکے ساتھ بد فعلی کر چکا تھا۔

نو سال کی عمر میں وہ اسکے پاس آیا تھا اسے ٹرین کرنے اس گم نام جنگل میں۔ جس سے باہر کی فضا اور دنیا سے وہ معصوم بچہ سرے سے انجان تھا۔

پہلے پہل تو وہ انجان تھا کسی چیز کی ہوش نہیں تھی۔

مگر پچھلے دو سالوں سے اسکی زندگی جہنم بن چکی تھی۔

دن بھر مار پیٹ اور تشدد کے بعد وہ پچھلے دو سالوں سے درندگی کا نشانہ بنتا آرہا تھا۔

کھانا چاہیے ۔!

وہ آدمی پیلاہٹ زدہ دانتوں سے ہنسا۔

وہ جانتا تھا اس بچے کو زبان کم ہی سمجھ آتی تھی اور وہ اسے سکھانا چاہتا بھی نہیں تھا۔

جاؤ اس چیتے کے پاس ہے لے لو کھانا۔!

اسنے وحشت ناک لہجے میں کہا اور پھر سامنے ایک پنجرے میں موجود چیتے کی طرف اشارہ کیا۔

جسکے منہ کے سامنے کچا گوشت پڑا تھا۔

وہ معصوم سہمی نگاہوں سے اسے دیکھتا بمشکل سے اٹھا،

برسوں کے اس تشدد کے باوجود بھی اسکا جسم جیسے عادی ہو چکا تھا۔

وہ سوچ سمجھ کی دنیا سے غافل ایک ان جانی زندگی جی رہا تھا۔

اسکے نزدیک یہی اسکی زندگی تھی اسکا گھر اور اسکے اپنے۔

وہ بنا ڈرے پنجرہ کھولے اندر بڑھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ شخص ایک کرسی پر بیٹھا لائٹر سے سگریٹ جلاتے اس منظر کو دیکھنے لگا۔

ابھی اس بچے کی عمر کم تھی اور اسکی عمر سے کئی گناہ زیادہ اسکے اوپر ظلم و ستم ہو رہا تھا۔

اسے سختی سے منع کیا گیا تھا کہ اسے سزا دو اسے مارو پیٹو مگر اسے نوچنے سے منع کیا گیا تھا۔

وہ شخص ایسا کرتا بھی ناں اگر جو اس بچے کی غیر معمولی خوبصورتی اسے ورغلاتی ناں۔

اب اسکی بہکی غلاظت بھری نگاہیں اس وجود پر تھیں جو چیتے کے پاس بیٹھا اس کچے گوشت کو اطمینان سے کھا رہا تھا۔

گوشت سے رستہ وہ سرخ خون اسکے چہرے اور سینے کو تر کر چکا تھا۔

اسکے ایک ہاتھ میں گوشت کا ٹکڑا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ اس چیتے کے سر کو سہلا رہا تھا۔

اس عجیب سے منظر کو دیکھ دنیا کو کوئی بھی شخص بے یقین سا رہ جاتا مگر حقیقت سے بہت دور اس جہنم میں قید وہ معصوم اس زندگی کا عادی ہو چکا تھا۔

اسکے ہاتھ کے چھوٹی انگلی کے ساتھ والی انگلی کل ہی کاٹی گئی تھی۔

جس سے رستہ خون اب خشک ہو چکا تھا اور اس سے ریشہ بہہ رہا تھا،

اسکی گردن پر پانچ دن پہلے ہی بلیڈ سے خراشیں ڈالی گئی تھیں۔ جن سے خون رسنا بند ہو چکا تھا،۔

اسکے علاؤہ اسکے پاؤں کی ایک انگلی بھی اسی طرزِ سے کاٹی گئی تھی۔

وہ دو دن بخار میں بھوکا پیاسا روتا رہا تھا۔ مگر تیسرے دن جیسے اسے بھول گیا تھا کہ اسے کوئی درد ہے۔

جنگل کا ہر جانور اسکا دوست تھا کیونکہ وہ انسان نہیں حقیقی معنوں میں ایک جنگلی تھا ایک ایسا جنگلی جسے بنانے میں بہت سے لوگوں کا ہاتھ تھا۔

دس سال کی عمر میں وہ نوجوان اس بات سے بے خبر تھا کہ اسے دنیا سے دور اس دوزخ میں ان درد بھری وحشتوں میں رکھ کر اس سے اسی کے اپنوں کو چھینا جائے گا۔

وہ ایک ایسی تباہی بننے والا تھا جسکی گونج اگر ابھی سے کوئی سن لیتا تو وہ اسکے ہونے سے خوف کھاتا اسکے مرنے کی دعا کرتا۔

اس کی بھوری آنکھوں میں عجیب وحشت ابھری تھی۔

جب تھوڑی دیر بعد ہی وہ شخص اسے گھسیٹتا ہوا اندر لے جانے لگا تاکہ اپنی ہوس پوری کر سکے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسنے ایک جھٹکے سے اس معصوم وجود کو بے دردی سے پھینکا۔

اور آگے بڑھتا وہ خباثت سے ہنستا اسکے وجود پر قابض ہونے لگا۔

جب ایک دم سے اسکی آنکھ پر کسی گہری چیز سے وار ہوا۔

وہ شخص درد سے بلبلا اٹھا۔

خون سے لت پت اپنی آنکھ پر ہاتھ دھرے وہ وحشت زدہ سا چیخ رہا تھا۔

جبکہ اپنے ہاتھ میں موجود گوشت کی اس مضبوط بڑی سے ہڈی کو اور بھی سختی سے دبوچتے وہ بے تاثر چہرے سے اسکے سینے پر بیٹھا اسکے ہاتھوں کے اندر سے ہی بڑی احتیاط سے اسکی دوسری آنکھ کا نشانہ بنایا۔

وہ ہٹ نما چھوٹا سا گھر اس آدمی کی چیخوں سے گونج پڑا۔اسکی آہیں اسکی سسکیاں اس بچے کو سکون دینے لگی۔

وہ ایک دم سے خون سے بھرے ہاتھوں کو چہرے پر پھیرتے قہقہ لگائے ہنسنے لگا۔

اسکے بعد اسنے ایک سرد نگاہ اسکی آنکھوں میں گھڑی اس ہڈی پر ڈالی اور پھر تیزی سے اسکے وجود سے اٹھتے وہ پاگلوں کی طرح آگے پیچھے کچھ تلاشنے لگا۔

بلآخر اسے وہ چاقو مل ہی گیا جس سے اسکی انگلیاں کاٹی گئی تھی۔

وہ عجیب سے انداز میں ہنسا۔

کیونکہ بولنا اسے آتا ہی نہیں تھا۔

اب وہ چاقو کو ماہرانہ انداز میں تھامے اسکے قریب بیٹھا۔

اچانک اسے اپنی گردن پر لگے ان زخموں میں چبھن محسوس ہوئی تو اسنے کراخت سے اس آدمی کو دیکھا۔

اور پھر غصے سے سارا چھرا اسکی شہہ رگ میں گھسیڑا۔

اور پھر ایک کے بعد ایک اسکی شہہ رگ پر وار کیا۔

اس آدمی کی دلدوز چیخیں ماحول میں وخشت ناک منظر باندھ رہی تھی۔

جب اچانک اسنے اس آدمی کی اس ہری رگ کو چاقو سے ڈھونڈتے باہر نکالا اور خون کے گھچے سمیت باہر کھینچا۔

اس آدمی کے منہ سے خون باہر کو ابل پڑا۔

وہ اب اسکی خون کی اس سرخ نالی کو پاؤں تلے مسل رہا تھا۔

اسکے بعد اسنے ایک ایک کرتے اس کے وجود کے ٹکرے ٹکرے کیے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کتنا سکون تھا اس کام میں۔ وہ آج تک کیوں جانوروں کا شکار کرتا آیا تھا اسے کیوں نہیں بتایا کسی نے کہ جانوروں سے زیادہ مزہ تو کسی انسان کو مارنے میں تھا۔

اسکے چہرے پر گہری مسکان ابھری۔

وہ ایک نفرت بھری نگاہ ان ٹکروں میں بٹے وجود پر ڈالے خون سے بھرے اس بستر پر چت لیٹ گیا۔

اب اسے انتظار تھا اپنے اگلے شکار کا۔

یقیناً بہت جلد کوئی نیا آنے والا تھا اسے نئے سرے سے نوچنے۔ مگر اس بار اسکی سوچ حد درجہ خوفناک تھی۔

مگر وہ انجان تھا اپنے انجام سے۔ آنے والا وقت اسکے لئے آسانی نہیں بلکہ نئی قیامت لانے والا تھا۔

Episode 3

عع عالیان۔" چاند کی پر نور روشنی میں وہ اس وقت کسی گہری سوچ میں ڈوبی جانے کیا سوچ رہی تھی، جب بے حد اچانک سے عالیان شاہ پیچھے سے آتے اسے نرمی سے اپنے سینے میں بھینچے ہونٹ اسکی سر پر رکھے سکون سے آنکھیں موندے ان لمحات کو محسوس کرنے لگا،

اپپ آپ کب آئے،" اسکی پکڑ کمر پر مضبوط ہونے لگی تو ناچاہتے ہوئے بھی حرمین کی آواز لڑکھڑائی۔ جس پر اسکی نیلی آنکھوں میں جنون خیزی عروج پر ہوئی۔

تب جب آپ اپنا قیمتی وقت ایک بے جان سے چاند کو دیکھ کر خراب کر رہی تھیں،"!

اسکے کان میں دھیمی سی سرگوشی میں کہتے اسکے کان کی لو کو لبوں سے چوما تو حرمین کانپ سی گئی، خوبصورت چہرہ اسکی ذرا سی قربت پر دہک اٹھا تھا۔

آپ نے تو کہا تھا کہ آپ کل آئیں گے۔! وہ آنکھیں موندے اسکے سینے پر سر رکھے سامنے آسمان کو دیکھ پوچھنے لگی ،اسکا ارادہ کل شاہ پیلس جانے کا تھا۔

کافی دن گزر چکے تھے گھر کے کام کاج اور بچوں کی زمہ داریاں ایسی حاوی ہوئیں تھیں کہ وہ چاہ کر بھی اپنے باپ بھائی کو ملنے نہیں جا پا رہی تھی،

"کیا یہ ممکن ہے کہ مجھے ایک لمحہ میسر ہو اور میں اپنے عشق سے دور رہوں۔"

اسکے عنابی لب حور کے گال سے مس ہو رہے تھے، لہجے میں پنہاں بے قراری اور مٹھاس حور کے لبوں پر ایک آسودگی بھری مسکان بکھیر گئی۔

کیا آج ہماری معصوم سی اینجل آئی تھی ہمارے گھر ۔"

ایل کے لہجے میں خوشگوار سی حیرت تھی۔ وہ جتنا حیران ہوتا اتنا کم تھا، کیونکہ آج یہ پہلی بار ہوا تھا کہ وہ معصوم انکے گھر آئی ہو۔

تو اسکا مطلب آپ آج بھی اپنی لاڈلی سے مل کر آئیں ہیں۔؟

حرمین سمجھ چکی تھی کہ یہ حورین کا کام تھا جو آتے ساتھ ہی باپ کو ہر بات سے آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھتی تھی،

ارے جاناں غصہ مت ہوں مبس میں دیکھنے گیا تھا اور حوری نے جیسٹ مجھے انفارم کیا ہے۔"

اسے پیچھے سے حصار میں لیتے عالیان نے حورین کی طرف داری کی تو ناچاہتے ہوئے بھی حرمین کا منہ پھول گیا۔

آپ بدل گئے ہیں ایل۔ ایسے تو نہیں تھے آپ، اب آپ مجھ سے زیادہ اپنی بیٹی کو پیار کرتے ہیں،"!

اپنی حسین سیاہ آنکھیں مقابل کی نیلی کانچ سی آنکھوں میں گھاڑتے ہوئے وہ جس قدر شدت بھرے انداز میں بولی تھی۔ اسکی جلن اور وہ بھی اتنی پیاری۔ ایل کو ٹوٹ کر اپنی سن شائن پر پیار آیا۔

اسنے بے ساختہ اسکے حسین چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا،

تم سے بڑھ کر تو یہ سانسیں بھی نہیں ہیں سن شائن، حوری میری زندگی ہے تو تم ہر آتی جاتی سانس۔ بھلا سانسوں کے بنا زندگی کا کوئی تصور ہے۔ وہ میری نہیں ہماری بیٹی ہے میری حور کا عکس۔ میری محبت کی پرچھائی۔ جسے اللہ سے مانگ کر لیا ہے میں نے۔ مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ اسکے آنے سے تمہاری اہمیت کم ہو گئی ہے۔!

وہ اسکے آنسوں اپنی انگلیوں کے پوروں سے چنتا جس قدر میٹھے اور دھیمے سروں میں بولا تھا حرمین بنا پلکیں جھپکائے اس ساحر کو دیکھے گئی۔ جس کے ڈارک گولڈن بال پونی میں مقید تھی۔

ہلکی پھلکی سی شیو میں اسکے تیکھے نقوشِ پر وہ جان لیوا نگاہیں اسے حسین ترین بنا دیتی تھیں۔

ععع عالیان۔!

ایل نے جھکتے اسے نرمی سے اپنی بانہوں میں بھرا تو بے ساختہ ہی وہ ہڑبڑا اٹھی،

سیاہ حسین آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا جو اسے اپنی باتوں کی سحر میں الجھا کر اب اسے اٹھائے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔
www.kohnovelsurdu.com

اب تمہاری اہمیت بتانی پڑے گی جاناں۔ کہ کس قدر شدت سے عشق کرتا ہے یہ ناچیز آپ سے۔"

اسکے حسین مکھڑے کو نظروں کے حصار میں رکھے وہ معنی خیز لہجے میں بولا تو حور کی آنکھیں پھیلی۔ چہرہ شرمندگی سے دہکنے لگا۔

نہیں میں جانتی ہوں۔!

وہ منمنائی،

نہیں ڈارلنگ مجھے بتانا ہے"!

وہ آنکھ ونک کیے پاؤں سے دروازے کو لاک کرتے بولا۔ تو حرمین ایک گہری سانس بھرتے اس پاگل شخص کے الفاظ اور لہجے کی جنونیت دیکھ خاموش ہوتے رہ گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

تم اس وقت یہاں ہو کیا تمہارے مام ڈیڈ کو معلوم ہے۔؟

کمرے میں موجود ایک عدد چھوٹے سے بیڈ کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھے فرش پر کھلے اس نیلی آنکھوں والی شہزادے کو دیکھ مقابل نے چہرے پر ابھرتی جان لیوا مسکراہٹ چھپائے پریشانی سے پوچھا،

اسکی آواز پر عالیحان نے سر اٹھائے اندر آتے اس شخص کو دیکھا، وہ آدمی دروازہ بند کیے کھڑکیوں کینجانب بڑھا، رات کے پچھلے پہر صبح کی پھوٹتی کرنوں کو دیکھ اسنے شاطرانہ مسکراہٹ ضبط کیے کھڑکیاں بند کی اور اب وہ عالیحان کی جانب بڑھا،

جس کی گہری نیلی آنکھیں نم تھیں وجود سرد پڑ رہا تھا وہ مسلسل کانپ رہا تھا, کمرہ اب تاریکی میں ڈھل گیا۔

مم مجھے پی یہ چاہیے تت تھا انن انکل۔! وہ اٹک اٹک کے بولا۔

جب اسکے پاس بیڈ پر بیٹھے شخص نے تیزی سے اسکا کندھا تھپکا۔

تم بے فکر رہو کسی کو علم نہیں ہوگا، اسکے چہرے کا خوف وہ پڑھ چکا تھا جبھی اسکا ڈر زائل کیا۔

انکل یہ کیوں لگایا آپ نے۔؟

دائیں جانب دیوار گیر بڑی سی ایل سی ڈی پر ابھرتے مناظر سے خوفزدہ ہوتے وہ نگاہیں پھیرے اسے دیکھ پوچھنے لگا۔

بیٹا اب تم بڑے ہو رہے ہو اور تمہارے ڈیڈ نے ہی تو مجھے کہا ہے کہ تمہیں یہ سب بتاؤں تا کہ تم سمجھدار ہو سکو"!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے گولڈن سلکی بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ شفقت بھرے لہجے میں بولا تو عالیحان چونکا،

ایل سی ڈی پر ابھرتے نازیبا مناظر اسکی آنکھوں کے سامنے لہرائے۔ مگر وہ شرم و گھبراہٹ سے نگاہیں پھیر گیا۔

اسکی گھبراہٹ اور جھجھک محسوس کیے وہ شخص اسے اکیلا چھوڑ جان بوجھ کر کمرے سے نکل گیا۔

وہ جانتا تھا اگلی کچھ دیر میں عالیحان ایل سی ڈی کو دیکھنے پر مجبور ہو جائے گا اور ایسا ہوا بھی،

ایک نگاہ کیمرے میں اس کمرے کے من چاہے مناظر کو دیکھ وہ قہقہ لگائے گہرہ ہنسا۔

یقیناً وہ اپنی کامیابی کے حد قریب تھا،

عالیان شاہ، ویام کاظمی اور ان سے جڑے ہر رشتے کو یونہی تباہ و برباد ہونا ہے۔ یہ زہر رفتہ رفتہ ان کی رگوں میں ایسی تباہی مچائے گا کہ وہ اپنے ہونے پر خوف کھائیں گے۔

اسکی بھاری نفرت سے بھرپور سرگوشی اس تاریک کمرے میں گونجی جب اسکی آنکھوں سے پھوٹتے شرارے جلا کر خاکستر کرنے لگے تھے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

انزک یہ کیا کر رہے ہو؟" لان میں داخل ہوتے ہی اسکی نگاہ انزک اور اسکی قید میں موجود اپنے معصوم بیٹے پر پڑی ،

یااللہ میرا بچہ۔! کافی کے کپ میز پر پٹخنے کے سے انداز میں رکھتی وہ سامنے ایک جانب بنے جھولے سے لٹکے اپنے معصوم بچے کی جانب بڑھی،

اور لپکتے اسے نیچے اتارا۔

مام ڈیڈی نے مجھے لٹکایا۔! عائش نے روتے ہوئے منہ بسورتے باپ کی شکایت لگائی،

جس پر روز نے خونخوار تیوروں سے اپنے شوہر نامدار کو دیکھا۔

وٹ دا ہیل۔ یہ کون سا طریقہ ہے انزک۔ کیوں میرے معصوم بچے کی جان کے دشمن بنے ہوئے ہو۔؟

اپنے بارہ سالہ بیٹے کو سینے میں بھینچتے اسنے ناگواری اور خفگی سے انزک کو گھورے کہا۔

جس پر موبائل فون آف کرتے میز پر رکھتے انزک اسکی طرف متوجہ ہوا تھا۔

میں اس پٹاخے کا دشمن نہیں ہوں مسز میں تو بس اسے بڑا کر رہا ہوں۔!

کندھے اچکائے کہتے اسنے ایک چور نگاہ عائش کے سرخ بھیگے چہرے پر ڈالی۔

ایسے کون بڑا ہوتا ہے انزک، جانے کب سے لٹکائے ہوئے ہو تم میرے معصوم بچے کو۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکا چہرہ غصے کے سبب سرخ پڑ گیا، اسے اپنی غلطی پر بے حد پچھتاوا ہوا تھا جو وہ اس شاطر انسان کی باتوں میں آ کر رافع اور فدک کو چھوڑ یہاں نیویارک میں اسکے پاس آئی۔

ہو جاتے ہیں سب بڑے، اور میرا قصور نہیں اس میں یہ سب تمہارے اس جہنمی ٹڈے بھائی کا قصور ہے، جس کی وجہ سے میرا بیٹا بارہ سال کی عمر میں بارہ ماہ کا دکھتا ہے۔!

اسنے ایک تاسف بھری نگاہ اپنے چھوٹے سے بیٹے پر ڈالے اسے باور کروایا کہ قصوروار وہ نہیں بلکہ اسکا بھائی (ایچ اے آر) تھا۔

بس کر دیں آپ تو۔ ہر بات میں میرا بھائی کہاں سے آ جاتا ہے انزک۔ بس بہت ہو گیا اگر آپ نے آئندہ میرے بچے کے ساتھ ایسی حرکت کی تو میں فوراً ماما پاپا کے پاس چلی جاؤں گی۔ پھر آپ بلاتے رہیں گے تب بھی نہیں آؤں گی۔!

روزائکہ کا حسین چہرہ لمحوں میں غصے سے تلملاتا انگارہ ہو چکا تھا،

بالآخر وہ اسے اسی چیز کی دھمکی دینے لگی جس چیز سے انزک ڈرتا تھا۔

اسنے منہ بگاڑے اس چھوٹی توپ کو گھورا جسے دیکھتے ہی اسے سب سے پہلا خیال اس کے ٹڈے مامے کا آتا تھا، خود تو مر گیا منحوس مگر اپنی پرچھائی چھوڑ گیا۔ یا خدا یہ سب اچھا نہیں کیا تم نے میرے ساتھ،"!!

اسنے ایک نگاہ نیلے آسمان پر ڈالے شکوہ کناں لہجے میں کہا جس پر شاید قسمت بھی اسکی بے بسی پر گہرہ ہنسی تھی،

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مام نیل کدھر ہے۔؟ وہ سکول ورک کرنے کے بعد روم سے نکلا تو نگاہیں اپنے چھوٹے بھائی کو ڈھونڈنے لگی، جو شاید کہیں تھا ہی نہیں،

کچن میں کام کرتی حیا اپنے بیٹے کی آواز پر مڑی،

وہ نیچے ہو گا ابیر جانتے تو ہو اسے۔ بس فرصت ملے تو بھاگ جاتا ہے چاچو کے گھر ۔!

حیا نے ہنستے ہوئے دھیمی مسکراہٹ سے کہا۔ تو ابیر آنکھیں چھوٹی کیے گہری سوچ میں گم ہوا۔

کیا ہوا تم پریشان ہو گئے میری جان۔!

آنچ دھیمی کرتے حیا کچن سے نکل اسکے قریب آئی تھی،

محبت سے اپنے خوبصورت بیٹے کی پیشانی چومی تو ابیر علوی کے چہرے پر صبح کی پہلی مسکان بکھری،

نہیں تو آپ کو ایسے ہی لگ رہا ہے میں بھلا کیوں پریشان ہونے لگا اچھا میں آتا ہوں انیل کو دیکھ لوں"!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکی شہد رنگ آنکھوں میں ڈھیروں محبت ابھری،

اچھا اسے بھی لے آؤ، میں نے پکوڑے بنائے ہیں اور ہاں۔ بہنوں کو بھی لے آنا، امبر اور عمایہ کو پکوڑے بہت پسند ہیں،"!

حیا کے چہرے پر گہری مسکراہٹ ابھری تھی،

امن اور اشعر ایک ہی گھر میں رہتے تھے۔ بس فرق یہ تھا کہ امن کا پورشن اوپر تھا اور اشعر کا نیچے،

بچوں کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ یہ فیصلہ کافی سوچ بچار سے لیا گیا تھا مگر وہ دونوں اور ان کا سارا گھر ہی ایک دوسرے سے جڑا ہوا تھا،

دلوں میں مخلص محبت ہو تو پھر گھر کی دوری معنی نہیں رکھتی،

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

تم بہت برے ہو چلے جاؤ یہاں سے مجھے بات نہیں کرنی تم سے نیل ۔!

مگر میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا امبر پلیز ڈونٹ ڈو دز۔!"اسنے منہ پھلائے جھولے پر براجمان عمایہ کو دیکھا جو اپنے گھنگھریالے بالوں کو پیچھے کرتے کندھے اچکا گئی،

انیل نے آنکھیں میچے رخ موڑے گلابی سکرٹ میں باکسنگ کرتی امبر کو دیکھا،

تم نے میرے فرینڈ کو نہیں کہا کہ تم میرے فیانسی ہو۔؟اور بہت جلد میں تمہاری دلہن بننے والی ہوں۔!

پھولی سانسوں کے بیچ رکتی امبر نے کہتے اسکی حیرت سے پھیلی آنکھوں کو دیکھا۔

میں نے کب کہا یہ سب۔!

انیل صدمے سے چونکتے ایک دم شاکڈ سا بولا۔

ارے تم بھول کیوں رہے ہو نیلے۔؟ یاد نہیں جب تم نے ہی تو اس عائزہ کو کہا تھا،"!

عنایا جو اسنیکس لینے اندر گئی تھی واپسی پر اس انیل کو وہاں دیکھ اور اپنی لگائی آگ کا بھانڈا پھوٹتا محسوس کرتے گویا ہوئی،

ہیں عنایا۔ کون عائزہ میں نے کب کہا تھا،؟ "

انیل کی سیاہ آنکھیں ایک دم سے پھیلی تھی،اسے لگا شاید اسکی چوری پکڑی گئی ہو۔!

بلیو چیک سکرٹ کے ساتھ میچنگ ٹائٹس زیب تن کیے سنہری بالوں کی بے بی کٹنگ اور کندھے پر کھلا چھوڑے وہ بھوری آنکھوں والی شہزادی جب آنکھیں گھما کر بولی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تو عمایہ نے افسوس سے انیل کو دیکھا۔

وہ جانتی تھی امبر کبھی بھی اپنی بیسٹی کی بات نہیں جھٹلائے گی۔

اور عنایا کتنی فسادن تھی وہ اس بات سے بھی بخوبی واقف تھی۔

کیا ہو رہا ہے یہاں، "!

کف فولڈ کرتے ابیر جیسے ہی لان میں اینٹر ہوا۔ اس ٹڈی پر نگاہ پڑتے ہی موڈ خراب ہوا تھا جیسے، اسنے ناگواری سے پوچھا، جیسے عنایا و یام کا ظمی کا وہاں ہونا اسے چبھا ہو۔

لڈی ڈالنے کی تیاری کر رہے ہیں بھائی صاحب آپ بھی آ جاؤ، "!

کمر پر ہاتھ ٹکائے وہ اس سے بھی زیادہ بے زار لہجے میں دانت پیستے ہوئے بولی،

تو اسکی بات پر فضا میں ابھرتے امبر اور عمایہ کے جاندار قہقہوں پر ابیر کا چہرہ سرخ پڑا۔

شہد رنگ آنکھوں میں سرخی سمیٹے وہ خونخوار نگاہوں سے اسے گھورنے لگا،

تم ٹڈی اپنی اوقات اور زبان سنبھال کر بولا کرو، "!

وہ ایک ہی جست میں آگے بڑھا، عنایا کے قریب ہوتے بولا۔

جب اس دلچسپ منظر کو دیکھ امبر سمیت سبھی کی آنکھوں میں اشتیاق ابھرا،

میری زبان۔ میری اوقات تم کون ہوتے ہو، لیکچر دینے والے، ؟"

اسکی بات پر اس دس سالہ بچی کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

وہ سمجھتا کیا تھا اسے۔ جو یوں بد لحاظی سے بول رہا تھا،

میں کون ہوتا ہوں اگر یہ بتانے پر آیا تو سانسیں بند ہو جائیں گی تمہاری۔!

اسنے ایک بھرپور نگاہ اپنے کندھوں سے تھوڑا نیچے اس حسین مگر چھوٹے سے پٹاخے پر ڈالے تمسخر اڑاتے لہجے میں کہا تھا،

اسکا طنزیہ لہجہ عنایا کے تن بدن میں آگ لگا گیا۔

کیوں تم کوئی جلاد ہو جو سانسیں روک دو گے، "!

وہ تڑخ کر دو بدو بولی جبکہ ان کی لڑائی کا دلچسپ منظر دیکھتے اب انیل اور امبر بھی عمایہ کے پاس بیٹھے اشتیاق سے جیتنے والے کو دیکھنا چاہتے تھے۔

تمہاری سوچ سے بھی برا،!"اسکی کھڑی مغرور ناک لمحوں میں سرخ پڑی تھیں، بھوری آنکھوں میں اپنے لیے غصہ اور بے زاریت دیکھ اسکی آنکھوں میں چمک ابھری،

کیونکہ تم ڈریکولا ہو۔!اسکی بات کی تصیح کرتے وہ کھلکھلائی تو اسکے قہقہے میں گونجتی انیل، امبر اور عمایہ کی ہنسی پر وہ زخمی شیر کی طرح مڑا تو وہ تینوں ایک دم سے چپ ہو گئے،

جب کہ اسکے خوفناک تیور دیکھ عنایا نے گلا تر کیا۔

اور ڈریکولا خون پیتے ہیں ٹڈیوں کا۔!اسکی معلومات میں اضافہ کرتے وہ اسکی طرف بڑھا جب حراساں ہوتے عنایا نے بلند آواز میں چلانا شروع کر دیا۔

امبر، عمایہ اور انیل گھبرا کر جگہ سے اٹھے، کہ آخر اس شیرنی کو ہوا کیا تھا۔

اسکا رونا وہ بھی ایک دم سے۔ابیر قدم روکے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھنے لگا۔

جب اگلے ہی لمحے اسکی ماں بھاگتی ہوئی سیڑھیوں سے اتری۔

لان میں آئی،

ارے کیا ہوا میری بچی کو۔عنایا کیا ہوا بیٹا آپ کیوں رو رہے ہو۔؟

حیا کا سانس رکنے لگا تھا بھلا اس کا رونا کیسے دیکھ لیتی وہ جس سے شروع دن سے ہی اسے انسیت تھی اور پھر اسی انسیت کو دیکھ تو وہ اسے اپنی بیٹی بنانے کا سوچ چکی تھی۔

ممی ابیر نے مجھے ڈانٹا،!"اپنی بھوری آنکھیں رگڑتی وہ جس قدر دیدہ دلیری اور ظرف سے جھوٹ بول پائی تھی۔

اسکی حرکت اور مہارت پر وہ چاروں شاکڈ ساکت سے کھڑے رہ گئے۔

جیسے اس بات کی ہرگز توقع ناں ہو۔!

ارے میرا بچہ، کسی کی مجال جو میری بیٹی کو ڈانٹے، ابیر تمہیں تو میں بعد میں پوچھتی ہوں۔چلو میرا بچہ میں نے آپ کے لئے سپیشل ڈو چیز بنائے ہیں،"!

اسے گود میں بھرتے وہ لاڈ سے بولی اور پھر عمایہ اور امبر کو بھی ساتھ چلنے کا کہہ وہ ایک غصے بھری گھوری ابیر پر ڈالے مڑی۔تو ابیر نے خونخوار نگاہوں سے اس لڑکی کو گھورا۔۔

جو اسکی ماں کی گود میں اسکے کندھے سے لگی اب اسے اپنی سرخ زبان دکھاتی چڑا رہی تھی۔

بے ساختہ ہی ابیر نے اپنی مٹھیاں بھینچی اسکی شہد رنگ آنکھیں مزید گہری ہوئی تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اب اس ٹڈی کے کیے وار کا بدلا وہ بہت برے طریقے سے اور بہت جلد لینے والا تھا۔

Episode 4

ممی مجھے آپ کے ہاتھ کا پاستہ بہت پسند ہے۔؟ وہ جو آپ نے پچھلی بار بنایا تھا وہی والا۔!

سینڈوچ کی بائٹ لیتی عنایا ڈائننگ ٹیبل پر چھائی گھمبیر خاموشی کو توڑتے ہوئے بولی،

سبھی اسکی جانب متوجہ ہوئے تھے،

انیل مسکرایا۔اور ایک نگاہ بڑے بھائی پر ڈالی، جو سر جھکائے اپنی پلیٹ پر ایسے جھکا تھا جیسے وہ اس ماحول سے یکسر الگ ہو۔

امبر اور عمایہ دونوں بہنیں عنایا کی بات پر ہنسی،

کیونکہ وہ جانتی تھیں یہ سب ڈرامے صرف ابیر کو چھیڑنے کے تھے، ورنہ وہ پچھلے ویک اینڈ پر ہی اسے بتا چکی تھی۔

کہ پاستہ ابیر نے بنایا تھا،

بیٹا وہ پاستہ میں نے نہیں ابیر نے بنایا تھا۔اور اگر آپ کو سچ مچ پسند آیا تو کل تم اور عنایت دونوں دن کو یہیں آجانا، ویسے بھی کل اتوار ہے اور کل ابیر تمہارے لیے پاستہ بنائے گا۔!

اسکی سنہری زلفیں سنوارتی وہ نثار جاتی نگاہوں سے اس گڑیا کو دیکھتی حامی بھر گئی،

جب ابیر نے اپنی شہد رنگ سرخی مائل نگاہوں سے اسے گھورا۔

مگر کیا ابیر بنائے گا پاستہ،،؟ "

اسکی بھوری آنکھیں پل میں ہی سہمی، شرارت کے لبادے پر ڈالی وہ معصومیت کی پٹی، ابیر علوی کو مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر گئی۔

جبڑے بھینچے وہ اپنے سامنے میز کے دوسری طرف بیٹھی اس ٹڈی کو گھورنے لگا۔

کیوں نہیں بنا کے دے گا۔ تم فکر ہی مت کرو دیکھنا پاستہ تو ابیر ہی بنائے گا۔!

حیا نے پرجوش سے لہجے میں کہا تو ابیر اس چھٹانک بھر کی لڑکی کی ہوشیاری پر تاسف سے مٹھیاں بھینچے رہ گیا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اہمہ آپ کتنی سویٹ ہیں ممی، "!

عنایا نے آنکھیں مٹکاتے اپنی چھوٹی سی بانہیں پھیلائے کہا تو حیا نے اسے چٹاچٹ چوم ڈالا۔

ابیر علوی کی شہد رنگ نگاہیں عنایا کاظمی پر ٹکی تھیں اور ان نگاہوں میں عیاں جنون اس چھوٹی سی لڑکی کے لئے بلکل بھی ٹھیک نہیں تھا،

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

عنایا تو گھر پر نہیں وہ آج حیا پھپھو سے ملنے گئی ہے۔ وہ بہت یاد کر رہی تھیں اسے۔ تو آج بڑے پاپا (وریام کاظمی) اسے تھوڑی دیر پہلے ہی ان کے گھر چھوڑ کے آئیں ہیں، "!

وہ بال ڈرائیر سے خشک کرتی موبائل کی دوسری جانب موجود تبریز شیزاری کو آگاہ کر رہی تھی۔

مگر آپو مجھے تو آپ سے ہی بات کرنی ہے ناں۔ وہ چھوٹا بم تو مجھے شمار ہی نہیں کرتا کسی جگہ، کجا کے بات کر لے، "!

وہ مسکراتا ہوا اسے دیکھتا گویا ہوا۔

تو بال ڈرائے کرتا عنایت کا ہاتھ تھما۔ وہ ہلکا سا ہنسی اور پھر ڈرائیر ڈریسنگ پر رکھتے موبائل فون ہاتھ میں پکڑا۔

اور بات کرتے کرتے روم سے نکل آئی،

ایسا بھی نہیں اب تبریز۔ بچے وہ ذرا موڈی ہے مگر دل کی بہت اچھی ہے، "!

عنایت عادت کے مطابق اسے چھوٹا کہہ ہنسنے پر مجبور کر گئی،

تبریز نے تاسف سے سر نفی میں ہلا یا اسکی ڈارک براؤن آنکھیں ہنسنے کے سبب مزید گہری ہوئی۔ تیکھے نقوش تیرہ سال کی عمر میں ہی کافی جاذب دکھتے تھے،

آپو میں اب اتنا چھوٹا بھی نہیں ہوں کہ آپ مجھے بچہ ہی بنا دیں۔!

بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ ببل گم چباتے بولا۔

تو اسکی بات پر عنایت کا حسین چہرہ سرخ پڑا،

وہ کھلکھلائی تو تبریز کافی دیر تک اس کی پرسوز میٹھی ہنسی کو سنتا رہا۔

وہ واقعی میں ایک ساحرہ تھی۔ اپنی ہنسی سے دوسروں کو قید کرنے والی، اور تبریز شیرازی تو اس کی اسی ہنسی کی وجہ سے اسکا دیوانہ ہو چکا تھا۔

ویسے آپس کی بات ہے کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی۔؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکا معصوم چہرہ آپ چمکنے لگا تھا، اسے اپنی آپو اچھی لگتی تھی اور پاکستان میں اس ساری فیملی میں عنایت اور ابیر علوی ہی تھے جن کے ساتھ اسکی کافی بنتی تھی۔

اور اسے یاد تھا اسکی مام (میرب) نے کہا تھا۔

کہ وہ اسکی شادی اپنوں میں کریں گی۔اور کے اپنوں میں اسے عنایت کاظمی ہی اچھی لگتی تھی۔

عنایا کے ساتھ اسکی کبھی بنی ہی نہیں تھی کیونکہ وہ لڑکی اپنے موڈ کے حساب سے سب کو ڈیل کرنے والی تھی۔

اسکے آگے تو اسکے باپ دادا کی بھی نہیں چلتی تھی۔ کجا کہ کوئی دوسرا اسپر حکمرانی کرتا۔'

اور جہاں تک بات الایہ اور اذلان کی بیٹیوں امبر اور عمایہ کی تھی تو اس سے تبریز شیرازی کی کم ہی بات چیت ہوئی تھی۔

اور ویسے بھی وہ ابھی چھوٹی تھی۔

اور اسے کسی میچور لڑکی سے شادی کرنا تھی۔

ہاہاہاہاہاہا تم شادی کرنا چاہتے ہو مجھ سے۔ "

اسکی بات سنتی عنایت ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئی، صوفے پر بیٹھی وہ ہنستے ہنستے بے حال ہو چکی تھی۔

سفید رنگت سرخ پڑ چکی تھی۔اسکا یوں ہنسنا تبریز کو عجیب لگا۔

اسنے ماتھے پر شکنیں ڈالے گلابی شرٹ ٹراؤزر میں ملبوس عنایت کو دیکھا۔

میں سیریئس ہوں مجھے سچ میں آپ سے شادی کرنی ہے۔!

وہ کسی روٹھے ہوئے بچے کی طرح ضد سے بولا۔تو عنایت کو وہ بہت کیوٹ لگا۔

کون سیریئس ہو رہا ہے۔؟

اچانک اپنی پشت سے عالیجان شاہ کی سرد آواز سن عنایت کا وجود ایک دم سے سن پڑ گیا۔۔

اسنے تیزی سے ہڑبڑاہٹ میں کال کٹ کرتے موبائل صوفے پر پھینکا۔

جب وہ اپنے مخصوص شاہانہ انداز میں چلتا اسکے روبرو ہوا۔

پانچ فٹ تک جاتا قد، سفید رنگت میں تیکھے نقوش پر جچتا وہ غرور، نیلی کانچ سی گہری آنکھوں میں اٹڈتا جنون، سلکی گولڈن بال کو آج وہ کھلے چھوڑ کر آیا تھا اسکی گردن تک جا رہے تھے،

وووہ۔"اسکی شخصیت کا روب اس قدر حاوی تھا کہ وہ اسکے سامنے چاہ کر بھی صفائی ناں دے پائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو دوپٹہ تھوڑی دیر پہلے کاندھوں پر تھا اب غیر محسوس انداز میں اسکے سر پر لپٹ چکا تھا۔

جسے عالیحان نے بخوبی نوٹ کیا۔

کیا وہ لٹل اینجل۔!؟؟"

اسنے بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے ماتھے پر غیر محسوس انداز میں لکیریں کھینچی اور قدم اسکی جانب اٹھایا جو اسکے کانوں تک جاتی تھی،

عالیحان شاہ چودہ سال کی عمر میں بھی اس سے بڑا دکھتا تھا۔

اور اسے کبھی محسوس نہیں ہوا کہ وہ اس سے چھوٹا ہو۔

مم میں کیوں بتاؤں،ااا ور تت تم ایسے بات مت کک کرو میں بب بڑی بہن۔!

ششششش۔ جتنا پوچھا جائے صرف اتنا جواب دیا کرو، فضول بولنا مجھے بلکل پسند نہیں۔اور دوسری بات تم۔!

اسنے سنجیدگی سے ایک نگاہ اس پری وش کے نازک سراپے پر ڈالتے انگلی اسکے دل کے ساتھ مقام پر رکھی۔

تو اسکی سست رفتاری سے چلتی دھڑکنیں عالیحان شاہ کا خون بڑھا گئی۔

آنکھوں میں تیزی سے سرخی بڑھی تھی۔لبوں کے کونوں پر ابھرتی مسکراہٹ وہ بڑے شاطرانہ انداز میں چھپا گیا۔

بہن تو تم نہیں ہو میری۔کیونکہ تم میرے ماموں کی بیٹی نہیں ہو، میں نہیں مانتا تمہیں اپنی بہن اور ناں ہی کزن۔

تم وہ لڑکی ہو جس کی نانو نے میری ممانی کو ہرٹ کیا تھا۔

اور تمہاری وجہ سے ہم سب کو بہت کچھ جھیلنا پڑا۔اسی لیے آئی ہیٹ یو عنایت۔اینڈ آلویز ریمیمبر دیٹ ۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر اور جس قدر نفرت سے بولا تھا۔

عنایت کا وجود سن سا پڑ گیا ایسے جیسے جسم سے جان نکل رہی ہو، عالیحان شاہ کے الزام اسکی نفرت اس معصوم لڑکی کو توڑ کر رکھ دیتی تھی

وہ جب بھی خود کو سمیٹتی تھی۔وہ لڑکا اسے نئے سرے سے توڑ دیتا تھا۔

ابھی بھی اسکے لب ایک دن سے نیلاہٹ میں ڈھلنے لگے تھے۔

کنپٹی سے گردن کی دائی جانب کی ابھری نیلی رگ ایکدم سے واضح ہونے لگی۔

وہ جبڑے بھینچے مٹھی دبوچے کھڑی لرز رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تم ایک مصیبت ہو برا سایہ۔اسکے سوا اور کچھ بھی نہیں۔!

وہ نفرت بھرے لہجے میں پھنکارا تھا۔اسکی زبان وہی زہر اگل رہی تھی۔

جو پچھلے چند مہینوں سے اسکے دل و دماغ میں بھرا جا رہا تھا۔

عنایت کا ظمی حکم کا وہ اِکا تھی جس سے یہ سارا کھیل شروع ہوا تھا۔اور اب وہ لوگ اسی حکم کے اِکے کو اپنے پیادے سے زہر دے دے کر فنا کرنے والے تھے۔

تم۔!

وہ مزید زہر اگل رہا تھا۔

مگر ایک دم سے وہ لڑکھڑائی۔

اسکا وجود دھڑام سے پیچھے گرا۔

پیچھے پڑے صوفے کی نوک بری طرح سے عنایت کی کمر پر لگی تھی۔

وہ بے جان ہوتی صوفے اور فرش پر گر پڑی۔اور اسکے منہ سے بہتہ سفید جھاگ عالیجان کو خوفزدہ کر گئی۔

اسے ایسے کسی بھی منظر کی ہرگز توقع نہیں تھی۔

عع عنایت۔"وہ پاگلوں کی طرح بھاگا اسکی طرف لپکا تھا۔

بیک سائیڈ پر ہونے کی وجہ سے شاید ہی کسی کو کچھ علم ہو سکا تھا۔

جبھی وہ تیزی سے اسکا چہرہ تھپکنے لگا۔

ماموں ممانی۔کوئی ہے۔؟

اسنے تیزی سے زوردار آواز میں سب کو پکارا۔

مگر کسی اور ناں پاتے وہ غصے سے اپنے ہی نچلے لب کو دانتوں تلے دبوچ اسے اٹھانے لگا۔

عنایت کا روئی سا نازک وجود لمحوں میں اسکی گود میں تھا۔

جسے گود میں بھرتے وہ اندر کی جانب بڑھا اور تیزی سے عیناں کو پکارتا وہ عنایت کمرے کی جانب بھاگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اوئے یہ کھا۔!

سلاخوں کے دوسری جانب مگرمچھ کے ساتھ بندھے ایک ہی پنجرے میں بیٹھے اس گندے سے بچے کو دیکھتا وہ کراہت سے ناک چڑھائے سوکھی روٹی اسکے سامنے پھینک تیزی سے واپس مڑ گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکی بھوری آنکھوں میں حیرت امڈی تھی۔

وہ آگے بڑھنے لگا۔ مگر ہاتھ اور پاؤں دونوں جانب سے زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔

پاؤں کا زخم بھر چکا تھا۔

اور انگلی والا ابھی ناسور بن رہا تھا، اسکے چہرے پر کوئی تاثرات کوئی درد و تکلیف نہیں تھی۔

مگر وہ بمشکل سے اس مگرمچھ کی کھردری جلد پر ہاتھ رکھتا تھوڑا سا کھسکا اور سلاخوں کے پاس پڑی اس گول سی دکھتی چیز کو اٹھایا۔

مگرمچھ اسکے ہاتھ پر غصے سے منمنایا۔

تو اسنے بھوری آنکھوں میں غصہ سمیٹے گردن موڑے اسے گھورا جس پر وہ خاموش ہو گیا تھا۔

اتنے سالوں سے یہاں رہتے وہ اس جنگل کے ہر جانور کا بادشاہ بن چکا تھا۔

اسکی آنکھ کا اشارہ کسی بھی جانور کو خاموش کروانے کی حیثیت رکھتا تھا۔

اسکے مالک جو اسے یہاں جانور بنانے کے لیے چھوڑ گئے تھے۔

وہ اس بات سے لاعلم تھے کہ وہ جانور نہیں، وہ وحشی بن رہا تھا۔

ایک ایسا وحشی جس پر انسان، حیوانات، کسی کا کوئی قابو نہیں تھا۔

وہ سیکھ نہیں رہا تھا وہ بڑھ رہا تھا اور اسکی عمر کے ساتھ ساتھ اسکی طاقت اسکا وجود تیزی سے بڑھتا جا رہا تھا۔

اگر وہ کسی شہر میں ہوتا تو اسکی عمر سن اسکے وجود اور قد قامت کو دیکھ کوئی بھی شاکڈ ہو سکتا تھا۔

اسنے مخصوص انداز میں اپنی گردن کو دائیں سے بائیں جانب گھمایا۔ جیسے وہ اپنے سامنے کسی نئی دلچسپ چیز کو دیکھ کیا کرتا تھا۔

اسکی گردن سے ایکدم سے عجیب سی آواز ابھری اور اس خاموش فضا میں معطل ہو گئی۔

اسنے جیسے ہی ایک ہاتھ میں تھامے اس روٹی کو منہ میں ڈالا۔

اسکی زبان اسکی نئی چیز کے ذائقے پر بدمزہ ہوئی۔

خون سے رنگی مغرور ناک بری طرح سے سمٹی تھی۔ جو اشارہ تھا کہ اسے یہ کھانا پسند نہیں آیا۔

اسنے ناپسندیدگی سے روٹی کے ٹکڑے کو نیچے پھینکا۔

اور پھر سے آگے پیچھے دیکھنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکا نیا مالک دو دن سے آ چکا تھا۔

وہاں پڑے اس ادھڑے ہوئے آدمی کو دیکھ کئی لمحوں کیلئے تو وہ ساکت سا رہ گیا۔

کیونکہ وہ کوئی عام آدمی نہیں تھا۔ جسے بے دردی سے مارا گیا تھا۔

اور اسکی لاش کے پاس بیٹھے اس چھوٹے سے بچے کو دیکھ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کام اس بچے کا تھا۔

وہ ایک ہی نگاہ میں اسکی حالت اور اس پر ہوئے بدترین تشدد کو سمجھ گیا۔

جبھی احتیاطاً اسے باندھ کر مگرمچھ کے پاس ڈال دیا۔

کسی عام انسان کیلئے یہ بڑی خوفناک بات تھی مگر وہ ایک ٹرینر تھا۔

اور وہ ایسے کئی وحشی کے ٹرین کر چکا تھا مگر ان کی عمر اور اس بچے کی عمر میں کئی سالوں کا فرق تھا۔

اس بار یہ کچھ نیا اور انوکھا تھا اسکے لئے۔ وہ اس بچے کو مارنے کے نت نئے طریقے سکھانے آیا تھا مگر یہاں آ کر وہ جان گیا تھا۔

وہ بچہ کسی کے بتائے طریقے پر نہیں بلکہ اپنے طریقے پر چلنے والا تھا۔

فل حال اس بچے کی حالت کی وجہ سے وہ اسے ایک ہفتہ ریسٹ دینے والا تھا وہ بھی ایک چھوٹے سے پنجرے میں قید کر کے۔ جہاں کسی بھی انسان کا ایک گھنٹہ بیٹھنا بے حد مشکل تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مسٹر کاظمی کیا ہوا ہے عنایت کو۔ کیا کوئی سٹریس لیا ہے اسنے۔!

ڈاکٹر فاریہ جو پچھلے کئی سالوں سے اسکا پراپر چیک اپ کرتی آ رہی تھی۔ اور اس معاملے میں عنایت کی بہترین امپرومنٹ پر کافی خوش بھی تھیں۔ آج کئی سالوں بعد اسکی پھر سے وہی حالت دیکھ وہ کافی متفکر سی ہو گئی تھیں۔

ویام لب بھینچے ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا۔

اسکی نگاہیں عالیحان پر تھیں۔ وہ جانتا تھا اسکی نفرت اور ناپسندیدگی اور آج بھی عالیحان کی موجودگی میں یہ حادثہ واضح کر رہا تھا کہ عنایت کی یہ حالت اسی کی وجہ تھی۔

مجھے نہیں معلوم یہ سب کیسے ہوا ڈاکٹر آپ جانتی ہیں اب تو سب کچھ ٹھیک ہو گیا تھا اور پراپر ٹریٹمنٹ کے بعد آپ نے ہی کہا تھا کہ اب عنایت بلکل ٹھیک ہے۔

ویام کا سر شدت سے درد کرنے لگا۔ کیا اسے آگے پرابلم کم تھی جو اب اسکی اینجل کی حالت بھی بدتر ہو گئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جی میں نے کہا تھا ایسا۔اور ایسا ہی تھا مسٹر کاظمی، مگر آپ بھی اچھے سے جانتے ہیں کہ بچپن سے جن کنڈیشن میں وہ سروائیو کرتی آئی ہے اور پھر ایکدم سے اتنے جان لیوا پوائزن کا اٹیک کسی بھی انسان کی موت کی وجہ بن سکتا ہے

۔

یہ تو اسکی خوش قسمتی سمجھیں جو ڈاکٹر عیناں کو وقت رہتے اسکی باڈی میں ہوتی تبدیلیوں سے یہ اندازہ ہوا کہ وہ سائینائیڈ جیسے خطرناک زہر کا شکار ہوئی ہے۔"

ڈاکٹر فاریہ نے اپنی طرف بڑھتی پریشان حال سی عیناں کو دیکھتے اسے پھر سے یاد دلایا تو ویام کا دماغ شدت سے درد کرنے لگا۔

تو اب کیا ہوگا ڈاکٹر۔کیا وہ ٹھیک ہو جائے گی ۔!

ویام نے سرخ چہرے سے بمشکل سے ضبط کرتے پوچھا تھا۔

وہ انسان جو ساری زندگی اپنے جذبات اپنے احساسات کو چھپاتے آیا تھا اپنی اولاد کے معاملے میں وہ اتنا ہی بے بس سا ہو جاتا تھا۔

ڈاکٹر فاریہ نے عیناں کو دیکھا جو خود بھی کافی پریشان سی کھڑی تھی۔

فل حال تو کوئی خطرے کی بات نہیں ہے۔آپ اسکا خیال رکھیں کھلی فضا، خوشگوار ماحول اسکے لئے بہت ضروری ہے اور جہاں تک ہو سکے۔

اسکے سامنے کوئی بھی ایسی بات مت دہرائیں جس سے اسے سٹریس ملے۔کیونکہ ٹینشن اور سٹریس اسکے لئے جان لیوا ہے"!

ڈاکٹر فاریہ جو پوئزن اسپیشلسٹ تھیں۔انہوں نے اسے تفصیل سے آگاہ کیا تو ویام نے ایک بے بس نگاہ بیڈ پر نیلے پڑے عنایت کے وجود پر ڈالی،

جو بھی تھا وہ اب اپنی بیٹی کی زندگی کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا جبھی اسنے عالیجان کو دیکھتے ایک آخری فیصلہ لیا تھا۔

Episode 5

ممم میں ککلک کیسے وہ مر جائے گک گا۔"اسنے دہشت ناک انداز میں کہہ اپنے بالوں کو نوچا۔

اسکی آنکھیں حد درجہ سرخ ہوئیں پڑی تھیں، ایسے جیسے خون ابل رہا ہو،

ہاتھ اور جسم مسلسل کپکپا رہا تھا،

اگر وہ ناں مرا تو تم مر جاؤ گے جان۔ دیکھو اسکے مرنے کے ساتھ تمہاری زندگی جڑی ہے۔!

ماوہیر نے اسکی گردن تھپکتے اسکے کان میں گہری سرگوشی کی،

جس کا وجود اب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے لگا تھا، پسینے سے تر وجود کے ساتھ اسنے کپکپاتے ہوئے گن اٹھائی اور سامنے تاریک دیوار میں رسیوں سے جکڑے اس شخص کو دیکھا۔

جس کا منہ کسی کپڑے میں لپٹا ہوا تھا،

اسنے آنکھیں بند کرتے گن سامنے کی جب فضا میں ایک دم سے ٹھاہ کی آواز کے ساتھ سامنے بندھے وجود میں ذرا سی ہلچل ہوئی اور اسکے بعد وہ وجود ساکت ہو گیا۔

ooooooooooo

روشنی کی تیز کرنیں اسکی آنکھوں کو چندھیانے لگی۔

کانوں میں عجیب قسم کا شوروغل تھا جب وہ کسمساتے ہوئے اٹھا، اسکی نیلی روشن سمبھندر سی گہری آنکھوں میں حیرت تیزی سے پھیلی۔

وہ تو کل اپنے دوستوں کے بیچ تھا اور اب وہ اپنے کمرے میں اپنے گھر میں کیسے۔"

اسنے اٹھنے کی کوشش کی، مگر دماغ میں شدید درد کے سبب اس سے اٹھا نہیں گیا۔

وہ لڑکھڑاتے ہوئے اٹھا،

اور ایکدم سے پاس پڑے ٹیبل پر سہارے کیلئے ہاتھ رکھا،

جب باہر سے اسکی ماں کی دلدوز چیخیں اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔

عالیجان آنکھیں ملتا خوفزدہ سا باہر کو بھاگا۔

جہاں لوگوں کا جھرمٹ اسکی پرنسز کے دروازے کے باہر کھڑا تھا۔

میڈیا دھڑا دھڑ تصویروں میں آنکھوں دیکھے منظر کو قید کر رہا تھا۔

اسکی ماں اسکی ممانی کی چیخیں اندر سے کہیں آ رہی تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

وہ ننگے پاؤں بھاگتا ہوا،اس بھیڑ کو چیرتا اندر داخل ہوا۔

جہاں سامنے کا منظر دیکھ، جیسے اسکی روح تک فنا ہو گئی تھی،

اسکی پرنسز اسکی آٹھ سالہ بہن (حورین شاہ) خون سے لت پت ادھ مری حالت میں اسکے باپ کی گود میں چھپی پڑی تھی،

اسکی زندگی سے بھرپور روشن بلیو آنکھیں باہر کو ابلی پڑی تھیں۔

اور اسکا وجود خون سے لت پت تھا۔

وہ گھٹنوں کے بل فرش پر ایک دم سے ڈھے سا گیا۔

آنسو اسکی آنکھوں سے بہتے جا رہے تھے مگر وہ جیسے بے حس و حرکت ہو کے رہ گیا تھا۔

میڈیا اسکی بہن کو زیادتی کا نشانہ بننے والی معصوم بچی کہہ رہا تھا،اسکا باپ اسکی ماں اسکی ممانی دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔

اور ایسے میں ایک وہ تھا۔

جس کے اپنے ہاتھ خون آلود تھے۔

وہ آگے بڑھنے لگا۔

جب پیچھے سے آتے کسی نے اسکے گریبان کو دبوچا۔

یہی ہے وہ،اسی نے مارا ہے مٹھو کو۔!

اسے گھسیٹتے ہوئے باہر لے جاتے وہ ایک نوجوان تھا۔

جو جانے کیا کچھ کہہ رہا تھا۔عالیجان کا دماغ سناٹوں کی ضد میں تھا اسکی آنکھوں کے سامنے اسکی بہن اسکی ماں اسکا باپ تھا۔

وہ بھیک مانگنے والوں کی طرح لاغر سا گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا۔

جب اسکی نگاہ کمرے سے بھاگتے اپنے باپ اور ماں پر پڑی۔

وہ آگے بڑھا انہیں روکنے کیلئے،اپنی پرنسز کو دیکھنے کیلیے، مگر ایک م سے اسکے منہ پر کسی کے بھاری بوٹ کی ضرب سے وہ دو فٹ دور جا گرا۔

سالے ڈر گھس لیتا ہے۔ نشہ کرتا ہے۔ کتنوں کو مارا ہے اپنے نشے کی لت میں۔ اسی کی وجہ سے اس کی معصوم بہن کو نوچا گیا ہو گا۔ جن کے بھائی ایسے درندے ہوں تو ان بہنوں کے محافظ بھلا کون ہو سکتے ہیں ۔"۔

ڈی ایس پی اسے جوتوں سے ٹھوکریں مارتا پیٹ رہا تھا۔

عالیحان شاہ کا ذہن اس آخری بات پر اٹکا تھا۔ اسکی ناک اور ماتھے سے خون بہتا اسکی شرٹ میں جذب ہونے لگا۔

اسے کسی بھیانک خواب کا سا گماں ہو رہا تھا، ایسا خواب جسکا تصور وہ مر کر بھی ناں کرتا۔

حوری۔" اسکی آنکھوں سے بے بسی سے آنسوں بہنے لگا جب دل نے شدت سے اس معصوم کو پکارا تھا۔

جس میں عالیحان شاہ کی جان باری تھی۔

نن نہیں ح حوری۔! وہ زمین پر بمشکل سے رینگتا درد سے بند ہوتی آنکھوں کو کھولنے کی کوشش کرتا اسی سمت بڑھنے لگا جہاں اسکا باپ اسکی بہن کو اٹھائے بھاگا تھا۔

لوگوں کا ہجوم اس کی حالت پر لعن طعن کر رہا تھا، لوگ اسے نشئی، غنڈہ، قاتل جانے کیا کچھ کہہ رہے تھے مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

وہ بس اپنوں کے پاس جانا چاہتا تھا۔ جہاں اسکی ماں کا آنچل اسے دنیا کی دھوپ، اس سرد و گرم سے بچا لیتی۔

مممام۔! کپکپاتے ہونٹوں سے اسنے بمشکل سے اپنی ماں کو پکارا تھا۔

جب پیچھے سے آتے کسی شخص نے اسکے سر پر نفرت سے کوئی لوہے کا راڈ مارا۔

ایک مدھم سی چیخ کے ساتھ اسکے منہ سے خون کا پھوارا سا پھوٹ پڑا،

اسکا وجود ہچکولے کھانے لگا۔

سالو کنٹرول کرواس عوام کو یہ ہمیں زندہ چاہیے۔

غصے سے پاگل ہوئی عوام پر ایک نگاہ ڈالے

وہ ڈی ایس پی اپنے اہلکاروں پر دھاڑا اور بھاگتے ہوئے عالیحان کے بے ہوش وجود کی طرف بڑھا۔ جو خون سے لت پت موت کے قریب تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

*****گیارہ سال بعد*****

نام تو اچھا ہے مگر شکل بلکل بھی اچھی نہیں ۔"

ناک سکوڑے اسنے تصویر وریام کو پارسل کی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

نیکسٹ "چشمہ ٹھیک کرتے وریام نے لقمہ دیا تو عنایا نے نئی تصویر نکالی۔

اسکے بال بلکل بھی اچھے نہیں۔"

"بورنگ ۔"

وریام نے پوتی کی بات کی تائید کرتے تصویر دیکھنے سے پہلے ہی اسے بورنگ کہہ کر دیکھنے سے ہی انکار کر دیا۔

دیکھو وی کے (وریام کاظمی) یہ والی اچھی ہے۔"

وہ خوشی سے چہکتے ایک گھنٹے کی جدوجہد کے بعد ایک تصویر پسند آنے پر بولی،

جس پر وریام کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

تو پھر ڈن اس ہفتے کیلئے یہ رہا میرا نیا بوائے فرینڈ۔؛"

اسکی بھوری آنکھوں میں عجب سی چمک آباد تھی۔

وہ خوشی سے لہکتے اپنے چہرے پر ہتھیلی ٹکائے بولی۔

تو وریام نے شکر کا سانس خارج کیا۔

یہ دادا پوتی کا ہر ہفتے کا سرانجام دیا جانے والا سیکرٹ آپریشن تھا جسکی بھنک عنایت کے سوا گھر میں اور کسی کو بھی نہیں تھی۔

اوکے وی کے میں نکلتی ہوں۔آج کالج جلدی جانا ہے"

اپنے دادا کو ہگ کرتے وہ بیگ اٹھائے دور سے ہی اپنی ماں کو آتا دیکھ بھاگنے لگی۔

عنایا رکو۔!عیناں ہانپتی ہوئی گارڈن میں پہنچی مگر وہ اسکی سنے بغیر ہی بھاگ نکلی تھی۔

کیا پاپا آپ نے اسے اتنا سر پر چڑھالیا ہے کوئی بھی بات نہیں سنتی یہ لڑکی ۔"

عیناں نے خفگی سے منہ پھلائے کہا تو وریام نا چاہتے ہوئے بھی ہنسا۔

میں کیسے کچھ کہہ سکتا ہوں اسے وہ تو لٹل وی کے ہے۔!وہ ہنستا ہوا جیسے اپنی ہی بات پر خود خوش ہوا تھا۔

مگر وہ لڑکی ہے اور آپ حقیقت سے واقف ہیں پاپا۔!

عیناں نے انہیں ہر بار کی طرح سمجھانا چاہا تھا۔

مگر وہ آگے کہاں اسکی سنتے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

بیٹا یہ پاکستان نہیں۔یہ اٹلی ہے یہاں بچے اپنی مرضی سے جیتے ہیں۔اور تم جانتی ہو ہمارے گھر میں واحد رونق اور یہ کھلکھلاہٹ عنایا کی وجہ سے قائم ہے۔"

وریام نے درد بھرا ایک گہرہ سانس فضا کے سپرد کیا تو عیناں خود بھی افسوس سے لب بھینچ گئی۔

سچ ہی تو تھا گزرے برسوں نے ان سے ان کی خوشیاں انکا سکون سب کچھ لوٹ لیا تھا۔

اور اب وہ زندہ تو تھے مگر صرف نام کے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ہیے بیبس تو کس کو چوز کیا تم نے اس ویک اینڈ کیلیئے۔!

اسکی بلیک مرسیڈیز جیسے ہی کالج کے پارکنگ ایریا میں رکی ریزلٹ کا انتظار کرتے وہ سبھی لڑکے وہیں عنایا کاظمی کے منتظر تھے۔

عنایا ایک ادا سے گاڑی سے نکلی۔

ریڈ ٹائٹ سکرٹ اور جینز پر لانگ مارون کورٹ کے ساتھ میچنگ مارون سکارف اور ہینڈ بیگ تھامے وہ گاڑی سے نکلی۔

تو کئیوں کا دل اس حسن کی دیوی کو دیکھ دھڑکنا بھول گیا۔

"اے کے" یو کین کالڈ می "اے کے"۔"اسنے بھیڑ میں سب سے آگے کھڑے روسف کی طرف اپنا بیگ اچھالتے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

مطلب صاف تھا اگلے ایک ہفتے کے لئے وہ عنایا کاظمی کا بوائے فرینڈ تھا۔

اور اسے "اے کے" کہنے کا شرف صرف اسی ایک مرد کو حاصل ہوتا تھا جو اسکا ایک ہفتے کا بوائے فرینڈ بنتا تھا۔

وہ سبھی ہوٹنگ کرتے روسف کو داد دینے لگے۔

روسف گہرہ ہنسا۔اور اسکا بیگ تھامے وہ اس حسن کی دیوی کے پیچھے ہی لپکا۔جواب کلاس کی جانب بڑھ رہی تھی

۔

ہیے اے کے آج ایک نیو پروفیسر آئے ہیں اور سنا ہے وہ بہت سٹرکٹ ہیں۔لیٹس گو مین اگر ہم لیٹ ہو گئے تو وہ کلاس میں اینٹر نہیں ہونے دیں گے۔!

روسف نے اسے جلدی سے آگاہ کیا۔کیونکہ کلاس آن ہو چکی تھی۔

کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ اے کے کو کلاس سے نکال سکے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسنے انتہائی مغرورانہ لہجے میں کہتے روسف کو دیکھ آنکھ دبائی۔تو وہ اسکی جان لیوا ادا پر دل تھامے ٹھنڈی آہ بھرتے رہ گیا۔

جب کہ عنایا کاظمی مسکراتی ہوئی اپنی شاہانہ چال چلتی کوریڈور سے ہوتی روم میں اینٹر ہوئی۔

جہاں پوری کلاس میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔

اوہ سمتھنگ سیریئس ۔!

وہ گہری سرگوشی میں بولی۔تو روسف نے بمشکل سے ہنسی دبائی۔

وہ اپنی مخصوص سیٹ پر سب سے لاسٹ پر بیٹھی اور اسکی ساتھ والی سیٹ حسب معمول اسکے نئے بوائے فرینڈ کی تھی۔

عنایا نے بے زاری سے پوری کلاس پر نگاہ دوڑائی۔اور پھر موبائل فون نکالتے ہینڈ فریز کان میں اڑستے وہ فون میں متوجہ ہوئی۔

"گڈ مارننگ سر"

دروازے پر پہنچتے اسکے بھاری قدموں کی دھمک پر تمام اسٹوڈنٹس ایک دم سے چاق وچوبند ہوئے اور ایک دم سے اٹھتے اسے کلاس میں داخل ہوتا دیکھ سلام کیا۔

مارننگ ٹیک یور سیٹ ۔!

اسنے ایک اچٹتی نگاہ لاسٹ سیٹ پر بیٹھی اس گھمنڈی لڑکی پر ڈالے گھمبیر لہجے میں کہا۔

مس کاظمی سٹینڈ اپ ۔!

اسکی بھاری مگر سپاٹ آواز کلاس روم میں گونجی۔تو تمام سٹوڈنٹس مڑتے اس بگڑی رئیس زادی کی طرف دیکھنے لگے۔

جو اپنے نازک مرمری ہاتھ لہرا لہرا کر ایک ادا سے ڈانس سٹیپس لے رہی تھی۔

اسکی آنکھیں بند تھیں۔اور لپ اسٹک سے مزین وہ قاتل ہونٹ دانتوں تلے دبائے وہ مدہوشی میں ناچتی کسی کا بھی ایمان ڈگمگا سکتی تھی۔

پروفیسر بہرام نے ایک گہری نگاہ اسکے سراپے پر ڈالی۔

اور اگلے ہی لمحے اپنے لیفٹ ہاتھ سے مار کر اٹھائے اسکی صبیح پیشانی کا نشانہ لگایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

واٹ دا ہیل ۔"

وہ مار کر ماتھے پر لگنے سے ناگواری سے اپنی بھوری سرخ آنکھیں پھیلائے انتہائی بدتمیزی سے غرائی۔

تو نگاہیں سامنے جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے کھڑے اس سوبر سے شخص پر پڑیں۔

جس کا چہرہ انتہا کا سنجیدہ تھا۔

کم ہئیر ۔"

پروفیسر نے اسے گھورتے بے تاثر لہجے میں کہا۔

تو آنکھیں چھوٹی کیے اسنے مخصوص انداز میں اپنے ہونٹ سکیڑے۔

اور ہینڈ فریز کان سے نکالے۔ وہ اب سامنے کھڑے پروفیسر کی طرف بڑھی۔

واٹ آر یو ڈوئنگ مسز کاظمی ۔"

اسکی آنکھوں میں شعلے تھے تو چہرہ بلکل بے تاثر تھا۔

اسکے سامنے چند قدموں کے فاصلے پر رکی عنایا کاظمی نے سر تا پیر اس ہینڈسم پروفیسر کو گھورا۔

پروفیسر کم ہینڈسم زیادہ سر۔ یہاں سب لوگ اردو سے واقفیت رکھتے تو آپ اردو میں بول سکتے ہیں"

اسنے ہاتھ سینے پر باندھے اطمینان سے کہا تو اسکے خطاب پر کلاس میں دبی دبی سی ہنسی گونجی۔

جسے سامنے کھڑے اس مغرور شخص کی ایک گھوری نے ہی خاموش کروا دیا۔

اگر آئندہ کلاس کے دوران کوئی بھی ایسی ویسی حرکت کی تو کلاس سے سسپینڈ کر دوں گا وہ بھی فل سمیسٹر سے ۔"

اسکے ہاتھ سے ہینڈ فریز اور موبائل چھینتے وہ جس قدر سپاٹ لہجے میں بولا۔

لڑکیوں کے منہ کھلے کہ کھلے رہ گئے۔

وہ کالج کی ایک ٹاپر، اور جینئیس لڑکی کو منٹوں میں چپ کروا چکا تھا۔

جو اپنے مقابلے میں کسی کو کچھ بھی نہیں سمجھتی تھی۔

سر سیدھا کہیں بعد میں ملنے کا پروگرام بنا لیتے ہیں۔ !

وہ اسکے ہاتھ میں اپنا موبائل فون دیکھ ٹونٹ کے سے انداز میں بولی۔

تو سامنے کھڑے اس خوبرو مرد کا چہرہ لمحوں میں سرخ پڑا۔

یس وائے ناٹ مس کاظمی۔کلاس ختم ہوتے ہی میں آپ سے ملنا پسند کروں گا۔!

عنایا کی ٹون میں اسے جواب دیتا وہ اسکے چھکے چھڑا گیا۔

جب اپنی بے عزتی پر وہ مٹھیاں بھینچتی کلاس سے واک آؤٹ کر گئی۔

کسی کی شارپ نگاہوں نے دور تک اس سر پھری مغرور لڑکی کا پیچھا کیا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

یس سر آپ نے مجھے یاد کیا۔؟کلاس اینڈ ہوتے ہی پروفیسر پرنسپل کے پیغام پر ان کے آفس کے سامنے کھڑے تھے۔

پرنسپل کے سامنے بیٹھی عنایا کاظمی کو دیکھ وہ اچھے سے سمجھ گیا تھا۔

کہ آخر پروبلم کیا ہے"

یس پروفیسر کم ان ۔!

پرنسپل نے اسے اندر آنے کا کہا۔تو وہ مؤدب سا اندر داخل ہوئے۔

وہیں کرسی پر بیٹھی عنایا نے ایک چور نگاہ اس کھڑوس پر ڈالی۔

جس کا چہرہ کسی راکشس کی طرح پھولا ہوا تھا۔

پروفیسر مس کاظمی کو آپ سے کچھ پروبلم ہے کیا۔؟آپ کلئیر کر سکتے ہیں وٹس دی میٹر؟"

پروفیسر کی طرف دیکھتے پرنسپل نے گلا کھنکھارتے ہوئے پوچھا۔

اوہ سوری سر مس کاظمی میرے ساتھ آوٹنگ پر جانے کی ضد کر رہی تھیں مگر فل حال میرے پاس وقت نہیں تو میں نے انکار کر دیا ہے۔۔شاید اسی بات سے خفا ہو کے آپ کے پاس آگئی ہیں ۔"

آنکھوں پر لگائے اپنے چشمے کو ٹھیک کرتے وہ شاہانہ مرد کندھے اچکاتا اپنے مخصوص انداز میں جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے اطمینان سے کھڑا ہو گیا۔

عنایا اسکے جھوٹ پر چونکی۔غصے بھری نگاہوں سے مڑتے اس پروفیسر کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا۔

اور بمشکل سے اپنی مٹھیاں بھینچتے خود پر ضبط کیا۔

اوہ مس کاظمی،پروفیسر از رائٹ۔ابھی وہ ایک ویک سے یہاں سے آئیں ہیں اور آج ہی آپ کی فرسٹ کلاس لی۔

ایسے میں تو بہت سے سٹوڈنٹس غلط سوچیں گے۔

ابھی آپ رہنے دیں کچھ ٹائم کے بعد اوئٹنگ پر چلیں جانا"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پرنسپل نے اس خود سر لڑکی کو آرام سے سمجھانا چاہا تھا۔

جو کب سے خونخوار نفرت بھری نگاہوں سے پروفیسر کو گھورے جا رہی تھی۔

نو نیڈ پرنسپل سر۔ان کی شکل دیکھ کر میرا موڈ کینسل ہو گیا،میں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ چلی جاؤں گی۔ ہیو آ گڈ ڈے پروفیسر ۔"

وہ اسکی آنکھوں میں اپنی بھوری نفرت سے لبریز نگاہیں گھاڑے بولی اور اسکی جینز میں موجود اپنا فون اور ہینڈ فریز غصّے سے نکالتے وہ بنا رکے باہر کو نکلی۔

اسکے الفاظ پر کمرے کے وسط میں کھڑا وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچتا اپنی سرخ انگارہ نگاہوں کو میچ گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اسکی آنکھ اپنے چہرے پر چبھن محسوس کرتے کھلی، سرخ ڈوروں سے لبریز اسنے نیند سے بھوجل نین کٹورے وا کیے، تو نگاہیں اپنے چہرے پر جھکے اس حسین مرد پر پڑی،

لبوں پر ایک خوبصورت سی مسکان رقصاں ہوئی تھی،

ماہا کے ہاتھ اسکی گردن اور ایک ہاتھ اسکے سیاہ سلکی بالوں میں الجھا،

پیچھے ہٹیں تبریز مجھے فریش ہونا ہے۔:"

اس کی من مانیوں سے عاجز ہوتے وہ بالوں کو کھینچتے اسکا چہرہ پیچھے کرتے بولی،

تو تبریز شیرازی نے مخمور معنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔

ڈارلنگ ڈونٹ ڈسٹرب می۔"

وہ نرمی سے اسکے بھرے بھرے وجود کو احتیاط سے سمیٹتے اسکا سر اپنے کشادہ بازو پر رکھے بولا۔

تو ماہا نے منہ کے زاویے بگاڑے، وہ شخص اور اسکی محبت دونوں ہی اسکے لئے جان لیوا تھی،

تبریز آپ کو بیٹا چاہیے یا بیٹی ۔"

اسکی نازک مرمری انگلیاں اپنے ہاتھوں میں الجھائے وہ ہونٹوں سے چھو رہا تھا جب اچانک اسکے کانوں میں اسکی تجسس سے بھرپور میٹھی آواز گونجی،

تبریز کی آنکھیں چمکی، اسنے مسکراتے ہوئے ماہا کے چہرے پر بکھرے ممتا کے ان حسین رنگوں کو دیکھا۔

جس کا گلابی مہکتا وجود بے حد حسین دکھ رہا تھا،

مجھے۔:"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسنے جان بوجھ کر مجھے پر زور ڈالے کہا، توماہانے اسکی شیو پر اپنا ہاتھ رگڑا،

یس بتاؤ بھی ۔"

اسکی سرخ تیکھی سی ناک سرخ ہورہی تھی، وہ پوری رات تبریز شیرازی کی من مانیوں کے سبب ڈھنگ سے سو نہیں پائی تھی۔

اور وہ اچھے سے جانتی تھی اسے دور کرنا یعنی اسکے جنون کو ہوا دینا تھا، جبھی وہ ساری رات اسکے ساتھ جاگتی رہی۔ جو جانے کون کون سی باتیں نکال لایا تھا۔

مجھے اپنی ماہا کے جیسے ایک پری چاہیے، کیوٹ سی پرنسز۔"

اسکی تیکھی سرخ ناک کو چومتے اسنے کان کی لو پر لب رکھے، توماہا خود میں سمٹی۔

تو اگر سچ میں پرنسز ہوئی تو تم مجھ سے زیادہ اسے پیار کروگے اس لئے مجھے پرنسز نہیں چاہیے ۔!

اسنے ناک چڑھائے اسکی خواہش رد کرتے کہا۔ اور اگلے ہی لمحے تبریز کاری ایکشن دیکھ کمرہ اسکی کھلکھلاہٹوں سے گونج اُٹھا۔

تم اچھے سے جانتی ہو، جانم اس دنیا میں سب کچھ ہو سکتا ہے مگر تم سے بڑھ کر میں کسی اور سے محبت کبھی بھی نہیں کر سکتا۔

چاہے پھر وہ میری اولاد ہی کیوں ناں ہو۔؟

اسکے ماتھے پر اپنا محبت بھرا لمس چھوڑتے اسنے جیسے ماہا کو باور کروایا تھا۔

جس کے لبوں کے کونے مسکرائے تھے،

بس اب پیچھے ہٹ جاؤ، ٹھرکی انسان آگے ہی تمہارے بچے نے مجھے خاصہ تنگ کر رکھا ہے۔

ٹھیک سے چلنے بھی نہیں ہوتا اب تو۔!

وہ اپنے بھرے بھرے وجود پر ہاتھ رکھتے معصوم سی شکل بنائے بولی تو تبریز کو اس پر اور بھی پیار آیا۔

تو میں کس لیے ہوں ڈارلنگ میرے ہوتے تمہیں چلنے کی ضرورت ہی نہیں ۔"

وہ دلکشی سے مسکراتا آنکھ ونک کیے اٹھا اور ماہا کے سمجھنے سے پہلے ہی اسے باہوں میں بھرتے واشروم کی جانب بڑھا۔

نو نو تبریز نو ماما پاپا ۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسے روکنے کو چلاتی میرب اور تیمور کو پکارنے لگی۔جب تبریز نے پرزور قہقہہ لگائے اسکی رونی شکل کو دیکھا۔

یار اتنا کیوں ڈر رہی ہو کھا نہیں جاؤں گا تمہیں ۔"

اسکی نم آنکھوں کو محبت سے چومتے وہ اسے یونہی اٹھائے واشروم میں داخل ہوا۔

توماہا نے اسے ناراضگی سے گھورا۔

جس کا کوئی بھی اثر تبریز شیرازی پر نہیں ہونے والا تھا۔

ڈارلنگ یہ کمرہ ساؤنڈپروف ہے اب تم جتنا بھی چلاؤ گی تمہاری آواز صرف مجھ تک اور میرے بے بی تک محدود رہے گی۔

تواچھا یہی ہے کہ تم آرام سے شاور لو۔!

وہ اسے باتھ ٹب میں بٹھاتے نرمی سے اسکے بال کمر پر پھیلائے اسے سمجھانے سے کے سے انداز میں بولا توماہا نے منہ بگاڑے اس ضدی شخص کو گھورا۔

جس کے اسکی زندگی میں شامل ہونے کے بعد اب کوئی بھی حسرت باقی نہیں رہی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ڈاکٹر کیا سب کچھ ٹھیک ہے آپ نے مجھے ایسے کیوں بلایا۔!

اسکا چہرہ پریشانی کے سبب زرد پڑ چکا تھا۔

اسکی پریگنینسی کا آٹھواں ماہ چل رہا تھا اور اب تک ماہا کی طبعیت تبریز کی محبت اور اسکی کیئر کی وجہ سے سنبھلی ہوئی تھی۔

ڈاکٹر ماریا نے اس معصوم سی لڑکی کو دیکھا، جو کافی ڈری ہوئی سی تھی،

مسٹر شیرازی۔؟

ڈاکٹر نے احتیاطاً تبریز کی بابت پوچھا، کیونکہ وہ کوئی بھی بات اس پاگل شخص کے سامنے ہرگز نہیں کرسکتی تھیں۔

وہ کوئی کال اٹینڈ کرنے گئے ہیں۔آپ پلیز ان کے آنے سے پہلے بتادیں کیا بے بی ٹھیک ہے۔؟

اسکی رنگت خوف سے سیاہ پڑنے لگی۔اسکا کانپتا ہاتھ بے اختیار اپنے پیٹ کے گرد لپٹا۔

مسز شیرازی میں نے آپ کو پہلے بھی آگاہ کیا تھا کہ آپ کے ماں بننے کے چانسز بہت کم ہیں اور اگر آپ ماں بن بھی گئی تو آپ کی یا بے بی کی جان کو خطرہ ہو سکتا تھا۔!

ڈاکٹر پلیز آپ یہ سب مت دہرائیں مجھے بتائیں کیا بے بی ٹھیک ہے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسنے خوف سے دروازے کی طرف دیکھا۔اگر تبریز یہ سب سن لیتا تو وہ تباہی مچا دیتا اور وہ مر کر بھی اسے یہ سچ معلوم نہیں ہونے دے سکتی تھی۔

آپ کی رپورٹس ٹھیک نہیں، بے بی کی بریتھ بھی نارمل نہیں اور ایسے میں۔کچھ بھی کہہ پانا بے حد مشکل ہے۔!

ڈاکٹر ماریا نے سنجیدگی سے اسکے چہرے کو دیکھ اسے حقیقت سے آگاہ کیا تو ماہا کا سانس جیسے ایک دم سے رک گیا تھا

"۔

ڈونٹ وری مسز شیرازی ہم پوری کوشش کریں گے کہ ایسا ویسا کچھ بھی ناں ہو، پلیز ریلیکس رہیں ابھی ایک منتھ ہے آپ پراپرلی میڈیسن یوز کریں اور ویکلی چیک اپ لیں ۔!

ڈاکٹر ماریا اسکی بگڑتی حالت سے حائف ہوتے اٹھتی اسکے پاس ہوئی۔

اور نرمی سے اسکی پیٹھ رب کرتے اسے سمجھایا۔

کیا ہوا ڈاکٹر، ماہا آر یو اوکے۔؟

تبریز جو کال اٹینڈ کرتا روم میں اینٹر ہوا، ماہا کے خوف سے زرد پڑے چہرے کو دیکھ وہ گھبراتے ہوئے اسکے قریب آتے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے فکرمند سا پوچھنے لگا۔

نتھنگ وووہ بس سانس نہیں لے پا رہی تھی۔باقی سب ٹھیک ہے۔!

وہ مصنوعی مسکراہٹ سجائے اسکے فکرمند تاثرات دیکھ گویا ہوئی۔

سانس کیوں کیا ہوا ڈاکٹر سانس کیوں نہیں لے پا رہی تھی میری وائف۔"

وہ اب مڑتا درشتگی سے ڈاکٹر سے استفسار کرنے لگا،

ڈاکٹر گڑبڑائی۔

مسٹر شیرازی ایسا ہوتا رہتا ہے پریگنینسی کیس ہے ڈونٹ وری، سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

ڈاکٹر ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا، جبکہ تبریز کو کسی طرح سے یقین نہیں آیا۔

اوکے دھین گیٹ اپ ماہی ہم کسی اور سے کنسیلٹ کر لیں گے،"

ڈاکٹر کے چہرے کو گھورتے وہ ماہا کے ہاتھ کو دبوچ گیا۔

نن نہیں تت تبریز کیا کہہ رہے ہیں آپ،" وہ خوف سے چلائی تھی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

میں ٹھیک ہوں۔! اسنے خوف سے اسکا ہاتھ دبوچا اگر وہ کسی اور ڈاکٹر کے پاس جاتے تو یقیناً وہ ماہا کی کمپلیکیٹڈ صحت کے متعلق آگاہ کر دیتا اور اسکے بعد تبریز کاری ایکشن، وہ سوچ کر ہی گھبرا گئی تھی، اتنے ماہ جس احساس کو اپنے اندر سینچا تھا۔

وہ کسی بھی طور اس معصوم کو اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی ختم کرنے کی اجازت قطعی ناں دیتی۔"

تو ٹھیک ہے، گیومی آ بِگ سمائل۔!

اسکے ہاتھ کو لبوں سے لگائے اسنے گہرے لہجے میں گھٹنوں کے بل جھکتے کہا۔

تو ماہا اس قدر ٹینشن کے باوجود بھی مسکرا دی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اوہ ہیلو سر۔ کیا ہوا، گاڑی خراب ہو گئی آپ کی۔ مے آئی ڈراپ یُو۔؟

وہ یونی ایریا کے باہر پارکنگ میں کھڑے اس سوبر سے سنجیدہ سے پروفیسر کو گھورتی بولی،

جب آنکھوں پر چشمہ سیٹ کرتے وہ سرد چہرے سے مڑا،

تو پہلی نگاہ عیناں ویام کاظمی کے دائیں گال میں ابھرتے اس جان لیوا گھڑے سے ہوتی اسکے باریک عنابی لبوں تک گئی،

وہ اسے سرے سے اگنور کرتا دوبارہ سے اپنی گاڑی کی جانب متوجہ ہوا۔ جو جانے کیوں مگر سٹارٹ نہیں ہو پا رہی تھی۔

سرررر۔"

وہ سر کو لمبا کرتے مٹھاس سے پُر میٹھے لہجے میں گویا ہوئی،

تو سامنے کھڑے اس شخص نے دانت پیسے اپنے غصے کو ضبط کرنے کے چکر میں وہ آنکھیں میچ گیا۔

مس کاظمی میں خود سے مینیج کر سکتا ہوں، تو آپ کو زحمت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

سیاہ آنکھوں میں سرخی سموئے اسنے ایک بے تاثر نگاہ اسکے ساتھ بیٹھے روسف پر ڈالی اور بلکل بے لچک لہجے میں ہر احساس سے عاری سپاٹ چہرے سے اسے دیکھ بولا کم دھاڑا زیادہ تھا،

سرررر میں تو ایسے ہی انسانیت کے ناطے آپ کو آفر کر رہی تھی، اگر آپ نہیں جانا چاہتے تو مجھے بھی کوئی شوق نہیں آپ جیسے بدذوق اور بدلحاظ انسان کو اپنی اتنی پیاری گاڑی میں بٹھانے کی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس کی بے لحاظی کا جواب بد تمیزی سے دیتی وہ ایک تیکھی نگاہ اسکی مغرور شکل پر ڈالے، گاڑی فل سپیڈ سے سٹارٹ کرتی اسکی آنکھوں سے اوجھل ہوتی گئی۔

Episode 6

ارے فیکے یہاں لگاؤ یہ پھول، ایک کام بھی ڈھنگ سے نہیں ہوتا تم لوگوں سے۔! یہاں دو میں لگاتی ہوں یہ پھول۔؛" رخسار بائی بلند آواز میں کہتی پلنگ سے اٹھی خفگی سے آگے بڑھی، راہداری میں ایک قطار میں کھڑی سبھی لڑکیاں مدھم سی ہنستی رخسار بائی کو دیکھ رہی تھیں،

جن کا چہرہ خوشی سے لال ہو رہا تھا، پورے کوٹھے کو برقی قمقموں اور لائٹوں سے دولہن کی مانند سجایا جا رہا تھا، اور آج کی محفل کے خصوصی مہمان کے استقبال کیلئے کھڑی وہ سبھی دوشیزائیں ایک سے بڑھ کر ایک حسین دِکھ رہی تھیں۔

لگتا ہے بائی آپ کا مہمان بڑا ہی خاص ہے آپ کیلئے جو اتنا تام جھام کر رہی ہیں آپ۔؛" لڑکیوں کے ہجوم میں گھری گل نے لقمہ دیا تو وہ وہاں کھڑی وہ سبھی قہقہہ لگاتے ہنس پڑیں،

ارے بس کر وئی کلموہیو خبردار جواب کسی نے مسکری بازی کی تو خیر نہیں تم سب کی، ستارہ چلو لے جاؤ سب کو اندر ۔ "

ستارہ بائی کی جانب اشارہ کرتے رخسار بائی ذرا گھر کتے ہوئے گویا ہوئی،

ہاں ہاں چلو نی ساری یہاں ہجوم بنا کر کھڑی ہوگئی ہو چلو ساری ایک بار رقص کی دہرائی کر لو، کوئی بھی کمی پیشی نہیں ہونی چاہیے، "

ستارہ بائی کی بھاری موٹی آواز پر سبھی لڑکیاں کھلکھلاتی ہوئی رقص والے کمرے کی جانب بڑھی،

یہاں سے ٹھیک کر و ساری لائٹیں میں آکر دیکھتی ہوں " سبھی کو حکم دیتی وہ بڑبڑاتی ہوئی عجلت میں زینے چڑھنے لگی، سیدھے ہاتھ سے جاتی چند سیڑھیوں کے بعد دائی جانب مڑتے راستے پر پہلے ہاتھ پر ہی آسمانی رنگ کے دروازے کو دیکھ وہ چلتی دروازے کے عین سامنے رکی،

صاحبہ دروازہ کھولو۔" بائیں ہاتھ سے دروازے کو زور سے بجاتے ہوئے وہ بلند آواز میں گویا ہوئی، صاحبہ۔

دروازہ کھول لڑکی حان آنے والا ہے"

اب کی بار انہوں نے باآواز بلند اسے مخاطب کرتے اپنے آنے کی وجہ بتائی، وہ جو پلنگ پر اوندھے منہ سوئی پڑی تھی بائی کی آواز پر ایکدم سے جیسے نیند بھک سے اڑی تھی،

وہ بھاگنے کے سے انداز میں پلنگ سے اترتی دروازے کی جانب بڑھی،

کیااماں سچ کہہ رہی ہو؟" سیاہ آنکھیں پھیلائے، وہ ہونق بنی منہ کھولے بے یقینی سے رخسانہ بائی کو دیکھتے پوچھنے لگی۔ جنھوں نے ایک خونخوار نگاہ اپنی بیٹی پر ڈالی جیسے اسکا یہ جوش انہیں قطعی نہیں بھایا ہو۔

شام چھ بجے تک وہ پہنچے گا تب تک ساری تیاریاں دیکھ لو، اور ہاں اس بار کوئی الٹی سیدھی حرکت کی تو اچھا نہیں ہوگا یاد ہے ناں آگے ہی پورے ایک سال کے بعد وہ لوٹا ہے ۔!

صاحبہ کو کڑی نگاہوں سے گھورتے وہ وارن کرنے کے سے انداز میں کہتی ایکدم سے مڑی، تو صاحبہ کا چہرہ گلنار ہوا، اور ہاں۔؛" وہ ایکدم سے مڑی"

زیادہ سجنے سنورنے کی کوئی ضرورت نہیں، حد پار مت کرنا اپنی سمجھی "

ان کے الفاظ کی سختی پر صاحبہ نظریں جھکائے لب بھینچ گئی، رخسار بائی اسے تنبیہہ کرتے واپس جانے کو مڑی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ارے اتنا کاہے کو تیار ہورہی؟ آگے ہی منہ لال کیا ہوا ہے سارا۔! چھنو کو کہنی مارتے گل نے آنکھ دبائے مسکرے پن سے پوچھا تو وہ کھلکھلاتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی گجرے پہننے لگی،

ارے تُو ابھی نئی ہے تُونے دیکھا نہیں اس حان کو۔ اگر دیکھ لیتی تو مجھ سے یہ ناں پوچھ رہی ہوتی کہ یہ ساری تیاری کس کے واسطے کر رہی ہوں میں۔؛ "

چھنو نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا تو کمرے میں بیٹھی باقی کی لڑکیاں بھی ہنس دی۔

"کیوں کیا ہے اسے؟ کیا بہت سوہنا ہے وہ؟؟؟ "

گل نے حیرت سے چھنو کو دیکھ کر اشتیاق سے استفسار کیا، چھنو نے آئینے میں اپنے پیچھے ابھرتے گل کے عکس کو دیکھا، اور پھر گہرہ مسکائی۔

ارے سوہنا۔ ہاہاہاہا یہ لفظ تو اس کی خوبصورتی پر پھیکا پڑ جائے گا گل بائی، وہ تو حسن کا دیوتا ہے، اسکے لمبے لمبے سنہری بال، نیلی خوبصورت آنکھیں جن میں ہمہ وقت غصہ ٹھاٹھے مارتا ہے، تیکھی مغرور ناک، سرخ و سفید گوروں

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جیسی رنگت اور اوپر سے یہ لمبا چوڑا قد کاٹھ ہائے ظالم کو ایک جھلک دیکھ کر ہی میرا دل دھڑکنا بھول گیا تھا گل، اور تُو پوچھ رہی ہے کیوں سج رہی ہوں۔"

وہ تصور میں اسکے حسن کو یاد کرتے کسی خواب کی طرح اسکے حسن کو بیان کرتے ٹھنڈی آہ بھرتے گویا ہوئی تو گل کا منہ حیرت واشتیاق سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔

ہیں تو کیا وہ تجھے دیکھتا ہے اور رخسانہ بائی کا کیا کوئی خاص گاہک ہے وہ جو صبح سے اسکے آنے کی اتنی تیاریاں کی جارہی ہیں ۔!

گل جو ایک ہفتہ پہلے ہی اس کوٹھے پر بھیجی گئی تھی وہ اشتیاق سے پوچھتے گال پر ہاتھ ٹکائے پلنگ پر دوزانو بیٹھ گئی،

لو بتاو بھلا وہ مجھے دیکھے گا ایسی قسمت کہاں میری، ارے گل بائی وہ تو صاحبہ بائی تک کو نہیں دیکھتا، جو اسکے عشق کا دم بھرتی ہیں، چھمی نے ہنستے ہوئے کھلکھلا کر کہا تو گل کی آنکھیں حدردجہ پھیل گئی،

اسکے آنکھوں کے سامنے صاحبہ کا حسین چہرہ لہرایا،

جو جوانی کی دہلیز پر تھی، اسکی عمر اٹھارہ سال تھی اور کوٹھے پر آئے ہر دوسرے فرد کی نگاہ رخسانہ بائی کے اس بیش قیمت ہیرے پر تھیں جو رخسانہ بائی کی بیٹی تھی مگر آج تک وہ کسی بھی مرد کو میسر نہیں ہو پائی تھی۔

جس کی ایک بڑی وجہ بائی کا اپنی بیٹی کو اس دنیا سے دور رکھنے کا فیصلہ تھا،

کیا کہہ رہی ہے چھمی، کیا صاحبہ بائی بھی۔؟ مہندی چوڑیوں سے لبریز اپنے حنائی ہاتھ ہونٹوں تک لے جاتی وہ آنکھیں بے یقینی سے پھیلائے پوچھنے لگی،

لو بھلا انکے عشق کا چرچا تو ریشم گلی کے کوچے کوچے میں ہے، اور تم پوچھ رہی ہو کہ کیا یہ سچ ہے "

ہاہاہاہا ویسے ایک بات ہے،""""

چھنو نے کمر بند باندھتے مڑتے چھمی اور گل کو دیکھتے کہا تو وہ دونوں ہی اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگیں،

کیا بات ہے ؟؟؟ "

گل کی کاجل سے لبریز نشیلی آنکھیں مزید بڑی ہوئی تھیں یہ کوٹھا اپنے اندر اتنے راز رکھتا ہوگا اسے اندازہ نہیں تھا۔

بائی کا ارادہ تو پورا ہے کہ حان اسکی بیٹی (صاحبہ) سے بیاہ رچالے اور اسی لئے تو وہ اتنا بچھتی ہے اسکے آگے ۔"

چھنو نے رازدارانہ انداز میں کہتے اپنے پاؤں کو پلنگ پر دھرا، اسکا وجود تھوڑا ابھرا ابھرا سا تھا اور پچھلے ان گنت سالوں سے کوٹھے پر رہتے ہوئے وہ وہاں کی ہر بات سے واقف تھی اور رخسانہ بائی کی خواہش کے متعلق بھی،

اچھا تو کیا اسی لئے صاحبہ بائی آج تک کسی مرد کے ساتھ۔" گل بات کرتے کرتے رک گئی جب اسکی بات کا مطلب سمجھتے چھنو نے سر کو زور شور سے ہاں میں ہلایا۔

تو اور کیا۔ پتہ ہے یہ لڑکا بائی کو جیل سے ملا تھا، سنا ہے کہ بہت بری حالت میں تھا جب بائی جیل کاٹ کر نکلی تو اس لڑکے کو بھی اپنے ساتھ لائی۔"

ہائے ہائے چھنو کیا پولیس نے جانے دیا اس لڑکے کو۔؛ "

اتنے بڑے انکشاف پر دھنگ چھمی نے منہ پھاڑے کہا، ارے پگلی پولیس کی مجال جو بائی کو منع کرے، ان دنوں تو سب کی نظروں میں دھول جھونکنے کو بائی کو پولیس تھانے لے گئے تھے اور وہاں یہ جان مل گیا بائی کو۔ پولیس والے تو خود یہاں ہمارے کوٹھے پر سوتے ہیں پھر بھلا وہ کیوں بائی کو انکار کرتے ۔"

چھنو نے اب کی باران دونوں کو تفصیل سے آگاہ کیا، اور پھر دوسرے پیر پر گھنگروں باندھے کھڑی ہوئی،

رے نکلونی نکلو بائی بلا رہی ہیں سب لڑکیوں کو چلو چلو۔" ہاتھ پر تالی بجاتی ستارہ بائی نے کمرے میں آتے اونچی آواز میں سبھی کو مخاطب کیا تو وہ تینوں بھی ایک ہی جست میں سیدھی ہوئی۔ اور پھر باہر کو لپکی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

عمر کیا ہے آپ کی۔؟ خاصی گہری خاموشی کو توڑتی موحد کی گھمبیر آواز پر عنایت نے چونک کر سر اٹھایا وہ اسے حالی حالی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

جی؟؟" وہ نا سمجھی سے استفسار کرنے لگی جس پر موحد نے گلا کھنکھارتے اپنی شرٹ ٹھیک کی،

میں نے پوچھا عمر کیا ہے آپ کی؟" وہ اب کی بار ذرا آگے کو جھکا خاصی سنجیدگی سے گویا ہوا۔

ووہ تیس سال۔؛" خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے اسنے بھیگی نگاہیں جھکائے کہا تو موحد ایک پل کو شاکڈ کی سی کیفیت میں بیٹھا اسے دیکھتا رہ گیا،

واٹ آر یو سیریئس۔!؟ "

وہ با آواز بلند چلایا تو آس پاس ٹیبل پر بیٹھے لوگ ان کی جانب متوجہ ہونے لگے، جس پر عنایت کا سانس ایک پل کو خشک سا پڑا۔

وہ بجائے جواب دینے کے کسی مجرم کی طرح بیٹھی رہی۔ مجھے سچ میں اندازہ نہیں تھا۔ اور آپ کو دیکھ کر تو لگتا بھی نہیں کہ آپ۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اوئے کیا اندازہ نہیں تھا تجھے۔" موحد ہنستا ہوا طنز کرنے لگے جب اچانک کسی نے پیچھے سے اسکی شرٹ کو گریبان سے دبوچے انتہائی غصّے سے استفسار کیا۔

موحد اور عنایت ایک دم سے چونکے "

عنایت نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے پیچھے دیکھا،

جہاں عنایا سپاٹ چہرے سے کھڑی موحد کو دیکھ رہی تھی ہاں اب بول کیا نہیں اندازہ تھا" وہ انتہائی بدتمیزی سے چلاتی ہوئی اسے اٹھنے پر مجبور کر گئی،

ع عنایا تم یہاں کیسے۔؟ تت تم جاو۔"

عنایت خوف زدہ سی آواز میں منمنائی۔

ماما نے تو کہا تھا کہ عنایا یونی جا چکی ہے اور اسے عنایت کے لئے آئے اس نئے رشتے کی بابت کچھ علم نہیں مگر اب اسکا اچانک اسی ہوٹل میں ہونا اور وہ بھی ایسے۔ عنایت کو شاکڈ کرنے کو کافی تھا،

ڈونٹ وری اینجل میرے ہوتے ہوئے کس بات کی فکر،"

بھوری آنکھوں میں ایکدم سے محبت اور نرمی کی چمک ابھری وہ محبت سے اپنی بہن کو پچکارتے اب پھر سے موحد کی جانب متوجہ ہوئی،

ہاں سالے۔ سالے نہیں ناں ہونے والے جیجے کیا تجھے تیری ماں نے نہیں بتایا تھا کہ لڑکی کی عمر تیس سال ہے۔"

وہ گریبان کو چھوڑے اسکے عین سامنے آرکی، وہاں موجود ہر دوسرا فرد حیرت سے یہ منظر دیکھ رہا تھا،

موحد نے پیچھے کھڑے ہٹے کٹے روسف کو دیکھ گلا تر کرتے سرشرمندگی سے ہاں میں ہلایا،

تو عنایت نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔ سیاہ جھیل سی آنکھوں میں ایک بار پھر سے نمی تیرنے لگی تھی۔

تو پھر تجھے کس بات کا اندازہ نہیں تھا، کیا مذاق اُڑانا چاہتا تھا تُو میری بہن کا۔ اوقات دیکھی ہے اپنی ۔ "

وہ غصے سے اسے پھر سے گریبان سے جکڑتے دھاڑی تھی، عنایت ایکدم سے اسکے اتنے سخت ری ایکشن پر خوفزدہ سی ہوتے اسکی طرف بھاگی،

ع عینی پلیز چھوڑ دو۔ مت کرو یہ سب۔" اسکے ہاتھوں کو پکڑنے کی کوشش کرتے وہ بے حد کم آواز میں گویا ہوئی تھی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایا نے ڈوبتے دل سے اپنی بہن کو دیکھا اور ایک جھٹکے سے موحد کو چھوڑا، لے جاوا سے روسف آئندہ یہ کسی پر ہنسنے کے قابل ناں رہے ۔"

وہ سپاٹ لہجے میں کہتی عنایت کا بازو تھامے باہر کی جانب نکلی،

ہوٹل میں چھائی گھمبیر خاموشی میں اسکی ہیلز کی ٹک ٹک کی آواز کافی دیر تک گونجتی رہی،

عینی سوری وہ میں۔"سوری مت کہیں آپ۔ میں جانتی ہوں مام نے روکا ہوگا آپ کو بتانے سے۔" وہ عنایت کا سیٹ بیلٹ باندھتے مسکرانے کی کوشش کرتے گویا ہوئی، تو عنایت نے نگاہیں چرائی،

دیکھیں اپیا مجھے خوشی ہوگی جب آپ اپنی خوشی سے کسی کو منتخب کریں گی، یا پھر جب کوئی اپنی خوشی سے آپکو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہے گا۔ میں جانتی ہوں آپ شادی صرف مام ڈیڈ کی پریشانی دُور کرنے کیلئے کررہی ہیں مگر آپ کو ناخوش دیکھ کر وہ بھی خوش نہیں ہو پائیں گے۔

تو بہتر یہی ہے کہ آپ جس بھی شخص کا انتخاب کریں وہ آپ کی پسند کا ہو، اور سب سے بڑی بات اسکے لئے عمر نہیں آپ معنی رکھتی ہوں ۔"

عنایت کا گال تھپکتے وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوئی، تو عنایت نے سر ہاں میں ہلا دیا۔ وہ جانتی تھی اسکی بہن چاہے دکھنے میں کتنی بھی لاپرواہ کیوں ناں ہو، اپنی فیملی پر وہ جان دینے سے بھی باز ناں رہتی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

یہ رہا کوڈ نمبر۔! سیاہ تاریک سڑک کے وسط میں کھڑے اسکے لمبے چوڑے وجود پر ایک نگاہ ڈالے اسنے ہڈ میں چھپے اسکے چہرے کو دیکھنے کی ایک ناکام سی کوشش کی۔ جب ایکدم سے جھپٹتے اسکے ہاتھ میں موجود وہ نوٹ برق رفتاری سے سامنے کھڑے شخص نے چھینا،

لارڈ خوفزدہ سا اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھے گیا۔

"مم میں نے تمہارا کام کردیا ہے اب مم میں جاسکتا ہوں ناں۔" جانے کیوں سامنے کھڑے وجود سے اسے دہشت سی ہونے لگی تھی، آنکھوں میں لپکتا خوف اسکے منہ سے عیاں ہو رہا تھا۔

ہمممم جاسکتے ہو تم۔ "بھاری سرد گھمبیر آواز میں مختصر سا جواب تھا، جسے سنتے لارڈ خوف کے باوجود بھی ہنسنے لگا، اور ایک دم سے پیچھے کو بھاگنے لگا۔

وہ اندھا دھند بھاگ رہا تھا، بھاگتے ہوئے مڑتے وہ ایک نگاہ پیچھے مڑے دیکھنے لگا "!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جب اچانک پاؤں پر ٹھوکر کے سبب وہ اوندھے منہ زمین پر گرا، خوف سے لمبے لمبے سانس بھرتے وہ حواس باختگی کی کیفیت میں اٹھنے لگا۔

جب ایکدم سامنے وہی بھاری سیاہ بوٹوں میں مقید پاؤں اسکے سامنے تھے۔

اہہہہ نن ننن نہیں ججج جانے دو مجھے۔" لارڈ کی انکھوں میں خوف تھا موت کا خوف اور یہی خوف سامنے کھڑے اس درندے کو سکون بخش رہا تھا،

اسکے ہونٹوں پر طمانیت بھری گہری مسکراہٹ ابھری۔

کیونکہ لارڈ کی آنکھوں میں موت کا خوف وہ بآسانی پڑھ چکا تھا۔ وہ ایک ہی جست میں اٹھا اندھا دھند پیچھے بھاگنے لگا، جب ہوا کو چیرتا ایک تیز دھار آلہ اسکی گردن کی پچھلی جانب پیوست ہوا تھا،

ویران جنگل اس شخص کی دلدوز چیخوں نے قہرام برپا کر ڈالا، لارڈ کی آنکھوں کے پتلے ایک دم سے باہر کو ابل پڑے، جن میں خون جھلک رہا تھا، اسکے منہ سے خون جھاگ کی مانند بہتا اسکے سینے اور زمین پر گرا، اور اگلے ہی لمحے اسکا مدہم رفتاری سے دھڑکتا دل لمحوں میں ساکت پڑا، اور دھڑام کی زوردار آواز کے ساتھ وہ پتلے کی مانند ابلی آنکھوں سمیت زمین پر اوندھے منہ گرا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بارس دروازہ کھولو۔ بارس میں کہہ رہا ہوں دروازہ کھولو۔! شاور کے نیچے کھڑا وہ باہر سے آتی آوازوں پر سرد سانس فضا کے سپرد کیے اپنا چہرہ اونچا کرتے آنکھیں میچ گیا۔

شاور کا ٹھنڈا پانی اسکے چہرے سے بہتا وجود پر رینگ رہا تھا اور وہیں چہرے اور گردن پر لگا خون سفید پانی کو سرخ کرتا جا رہا تھا،

کافی دیر تک خود کو پر سکون کرتے وہ بالآخر واشروم سے نکل دروازے کی طرف بڑھا،

کیا ہوا بابا۔؟ لکڑی کے اس چھوٹے سے دروازے سے اندر آتے مجتبیٰ حسین کو دیکھ وہ حیرت سے گویا ہوا۔

کہاں گئے تھے تم؟؟؟؟" سپاٹ چہرے سے اسے گھورتے وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگے، بارس نے آنکھیں چھوٹی کیے انہیں دیکھا، کہیں جا سکتا ہوں میں کیا۔؟ آپ تو اس جنگل سے باہر نکلنے ہی نہیں دیتے،" وہ طنزیہ گویا ہوا، تو اسکے جواب پر مجتبیٰ حسین نے مٹھیاں بھینچ لیں،

دیکھو بارس۔" اہاڈیول۔ ڈیول کہیں س میرا نام ڈیول ہے ۔"

پیشانی پر بکھرتے بھورے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے وہ سرد مہری سے گویا ہوا، مجتبیٰ حسین نے ساکت نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر ایک گہری سانس فضا کے سپرد کیے،اس وجیہہ مرد کے مضبوط شانوں کو تھاما، جس کا وجود انکے لمس پر ڈھیلا پڑ گیا، آنکھیں ادب سے جھک گئیں،

وہ چاہ کر بھی ان ہاتھوں کو جھٹک نہیں سکتا تھا جو ہاتھ اسے دلدل بھری دوزخ نما زندگی سے نکال اس پر سکون زندگی میں لائے تھے۔

بارس ہو تم میرے میرا شیر بیٹا، اور میں یہی کہوں گا تمہیں، "

"میں کوئی شیر نہیں ایک وحشی درندہ ہوں بابا اور آپ کے چاہنے نا چاہنے سے حقیقت نہیں بدلے گی، "

اسکے لہجے میں تلخی امڈ آئی، بھوری آنکھوں میں سرخی کی لہریں شدید تیزی سے پھیلی تھیں۔

میں نے منع کیا تھا کہ تم کسی کو جان سے نہیں مارو گے تم نے پھر بھی وہی کیا۔! وہ اب کی بار افسردگی سے اسکے سرخ حسین چہرے کو دیکھتے اسکا ہاتھ تھامے گویا ہوئے،

بارس نے ایک نگاہ اپنی کٹی ہوئی انگلی پر ڈالی، دماغ میں ایک دم سے سنسنی سی دوڑ گئی، وہ سر جھٹکتے اپنا ہاتھ پیچھے کو کھینچ گیا،

میں نے انسان کو نہیں انسان کے روپ میں چھپے جانور کو مارا ہے، اور میں ایسا کرتا رہوں گا، میں اس جنگل سے اس گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تو کیا ہوا، میرا شکار تو مجھ تک پہنچ سکتا ہے۔

وہ بے حد نرمی سے بے تاثر لہجے کہتا پیچھے ہو ا رخ موڑ گیا۔

مجتبیٰ حسین اسکے بدلے بدلے روپ پر خوفزدہ سی نگاہوں سے اسکی چوڑی پشت کو دیکھتے رہ گئے، اسکا بھرا ابھرا مضبوط وجود، چھ فٹ سے نکلتا قد اسے عمر سے کئی گناہ بڑا بنا دیتا تھا۔

مگر مجتبیٰ حسین جانتے تھے اس ڈیول کے پیچھے چھپا بچہ آج بھی کہیں اسکے اندر ہی سسک رہا تھا، جسے گیارہ سالوں سے چاہنے کے باوجود بھی وہ نکال نہیں سکے تھے،

گیارہ سال پہلے انہیں اس معصوم بچے کو ٹرین کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔

تب وہ ناواقف تھے کہ ایک فارن ملٹری آفیسر کو کس معصوم کے پاس بھیجا جا رہا تھا، کئی لوگوں کو عبرت کا نشانہ بنا چکے ڈیول کو پہلی نگاہ دیکھ کر ہی وہ سہم گئے تھے اور پھر اپنی بیٹی کی پرواہ کئے بنا ہی وہ ڈیول کو لئے اس جنگل سے بھاگ نکلے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پچھلے گیارہ سال سے وہ جنگلوں میں پناہ گزین رہے تھے اور وہ جانتے تھے۔
شہر سے زیادہ ڈیول کیلیئے جنگل محفوظ ترین جگہ تھی کیونکہ انسان اتنا ضرور جانتے ہیں کہ جنگل میں کسی بھی زندہ انسان کا زیادہ عرصہ رہنا ممکن نہیں، اسی لئے ڈیول کی غیر معمولی صلاحیتوں کو دیکھ کر انہوں نے جنگل میں رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔اور آج گیارہ سال کے بعد ڈیول بارس بن چکا تھا اور ایسا مجتبیٰ حسین کو لگتا تھا۔
جبکہ ڈیول کی سوچ ان سے قطعی مختلف تھی۔

Episode 7

تم اتنی جلدی واپس آگئی؟ اور موحد کہاں ہے؟ کس کے ساتھ آئی ہو تم۔؟ کافی کا مگ تھامے عیناں لاونج میں داخل ہوئی، جہاں سامنے سے آتی عنایت کی اڑی رنگت دیکھ وہ بے ساختہ ہی خوفزدہ ہوئی تھی۔
اسکے پاس جاتے وہ اسے بازوں سے تھامے انتہائی سنجیدگی اور متفکر سے لہجے استفسار کرنے لگی،
ماما وہ موحد کو کوئی ضروری کام تھا، !"خشک حلق کو تر کرتے وہ بے ساختہ ہی جھوٹ کا سہارہ لیتی اپنی سیاہ جھیل سی آنکھیں جھکا گئی،
ضروری کام۔ایسا کون سا ضروری کام تھا کہ وہ تمہیں ڈراپ کرنے نہیں آیا وہ"عیناں کی حیرت کسی بھی طور کم نہیں ہو پا رہی تھی، ماتھے پر بل ڈالے وہ ششدر سی عنایت کو دیکھے گئی، جس کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔
اسکے پیٹ میں مروڑ پڑ رہی تھی ماں۔اور بیچارے کو ایمر جنسی میں واش روم جانا پڑا"!
عنایت کی بجائے پیچھے سے آتی عنایا نے جواب دیا تو اسکے بے تکے جواب پر عنایت کی آنکھیں ایکدم سے پھیل گئی، عیناں نے شاک کی سی کیفیت میں عنایا کو دیکھا،
"تم" وہ چیخنے کے سے انداز میں بولی،""تو"" عنایا نے کندھے اچکائے اپنی ماں کو دیکھا،
"جی میں آپ کی حسین پلس ذہین بیٹی۔ مگر آپ ایسے کیوں ری ایکٹ کر رہی ہیں؟"" وہ نا سمجھی سے کندھے اچکائے ایک نگاہ عنایت پر ڈالے پوچھنے لگی،
تمہیں کیسے پتہ کہ موحد کہاں گیا عینی؟ کیا تم ہوٹل گئی تھی عنایت کے پیچھے؟ "

اسکی سرد نگاہوں کا مرکزاب عنایا تھی، "اففففف مام آپ کو ہر بات میں میرا ہی قصور نظر آتا ہے۔میں کچھ نہیں جانتی،آپ کے ڈاکٹر چھوٹو (عائش) کی قسم ۔ "

وہ شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے شہہ رگ کو چھوتے اپنی بھوری آنکھوں میں مسکینیت لئے گویا ہوئی، تو عنایت نے منہ کھولے خوف سے اس لڑکی کو دیکھا، جو جھوٹی قسم اٹھا رہی تھی،

"شٹ اپ عنایا خبر دار جو تم نے میرے بھتیجے کی قسم اٹھائی،"

وہ ایک دم سے سخت لہجے میں کہتی عنایا کے چہرے کو غصے سے گھورنے لگی، جسے اس بات کا ذرا سا بھی اثر نہیں ہوا تھا۔

"ہائے پھپھو اس لڑاکا ٹڈی نے مجھے پھر سے چھوٹو کہا، اور اوپر سے میری قسم بھی اٹھا دی۔دیکھ لیں اس کے کام۔!

ہوسپٹل کا راؤنڈ لگاتے عائش سیدھا اپنی پھپھو کے پاس آیا تھا، جہاں سامنے کا آنکھوں دیکھا منظر اسے خوفزدہ کر گیا، اسنے خونخوار نگاہوں سے عنایا کو دیکھتے معصومیت سے عیناں کے گلے میں بانہیں ڈالے دہائی دی،

"فکر مت کرو، آگے کونسا میری قسم سے تم مرے ہو جو اب مر جاؤ گے۔! وہ طنزیہ انداز میں کہتی اپنی بھوری شرارت سے لبریز نگاہوں سے عائش کو گھورتے منہ ٹیڑھا کیے گویا ہوئی،

عائش نے دانت کچکچاتے اس چھوٹی چڑیل کو گھورا،

"مرے میرے دشمن ویسے بائے داوے میں اگلے ہفتے پاکستان جانے والا ہوں،" وہ اب منظر سے ہٹتی عنایا کے پیچھے لپکا، جسکے سیڑھیوں پر جاتے قدم ایک دم سے تھمے، وہ کیا ہے ناں ڈاکٹر ابیر علوی کی گائیڈنس میں کچھ عرصہ کام کرنا چاہتا ہوں، سنا ہے کہ آپ کی ہزبینڈ کافی گریٹ ڈاکٹر ہیں اور پاکستان کے بہترین سرجن میں ان کا شمار کیا جاتا ہے ۔!

"شٹ اپ عائش، خبر دار جو آئندہ اپنے بھدے منہ سے میرا نام اس شخص کے ساتھ جوڑا،"

عنایا کا چہرہ ایک دم سے سپاٹ پڑ گیا وہ سرد بھوری انگارہ ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھتی کاٹ کھانے کے سے انداز میں گویا ہوئی،

عنایت اور عائش ابیر کے نام پر اسکے چہرے پر پھیلی سنجیدگی دیکھ لب بھینچ گئے،

جبکہ عنایا ایک کاٹ دار نگاہ ان دونوں پر ڈالتے لمبے لمبے ڈھگ بھرتے سیڑھیاں عبور کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک بات بتائیں آپی، آپ کی بہن اپنے شوہر کے نام سے اتنا کیوں چڑتی ہے؟ """

اپنی ہلکی بڑھی بئیرڈ کو کھرچتے وہ ذہن پر زور ڈالنے والے انداز میں استفسار کرنے لگا۔

جبکہ عنایت نے ٹھنڈی آہ بھرتے کندھے اچکائے،

وہ خود بھی لاعلم تھی کہ آخر عنایا ابیر سے اور ابیر عنایا سے اس قدر چڑتے کیوں تھے، نکاح کے پاکیزہ بندھن میں بندھے ہونے کے باوجود بھی اتنے سالوں میں شاید ہی کبھی ابیر علوی نے عنایت کے سوا گھر کے کسی فرد سے بات کی ہو،

اور عنایت جانتی تھی، کہیں ناں کہیں وہ مٹھو کی موت کی وجہ عالیحان کو مانتا تھا اور شاید اسی وجہ سے اتنے سالوں کے بعد بھی رشتوں میں آئی یہ دوریاں یہ تناؤ بلکل بھی نہیں مٹ پایا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"کہاں ہو تم میں کب سے ڈھونڈ رہی ہوں تمہیں۔؟ لائبریری ایریا سے نکلتے اسکی سرمئی آنکھوں میں الجھن واضح جھلک رہی تھی، سر پر اوڑھے سفید آنچل کو دائیں ہاتھ سے مضبوطی سے تھامے وہ بائی جانب بنے ریسٹ ایریا کی طرف بڑھ رہی تھی،

"سوسوری بس میں آرہا ہوں آپ پہنچیں۔! دوسری طرف سے نہایت نرمی بھرا جواب دیا گیا جسے سنتے ہی عمایہ ازلان علوی کے باریک ہونٹ مسکائے۔

اوکے میں ویٹ کرتی ہوں!" وہ مدہم میٹھی آواز میں کہتی تیز تیز قدم اُٹھانے لگی، اور پھر ایک دم سامنے خالی جگہ پر نصب لکڑی کے بینچز کو دیکھ وہ سب سے آخر میں لگے بینچ پر اپنی مخصوص جگہ پر جا بیٹھی،

اسکے چہرے پر فکر عیاں تھی، چھوٹی سی پیشانی پر فکر سے سلوٹیں نمایاں ہونے لگیں، وہ بے چینی سے دائی ٹانگ مسلسل ہلاتی ہونٹ دانتوں تلے کچلنے لگی،

"السلام علیکم۔! اپنے سر پر سے کسی کے مدہم سے سلام پر عمایہ کی سوچوں کا ارتکاز ٹوٹا۔

"وعلیکم السلام ہمدان کیا ہوا سب ٹھیک ہے ناں۔! وہ ایکدم سے بے چینی سے جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی، اسکے چہرے پر خوف واضح جھلک رہا تھا،

کیا ہوا انٹرویو کیسا رہا تم اتنے پریشان کیوں ہو؟"

عمایہ کا چہرہ سپید پڑ گیا،

"عمایہ وہ۔" وہ سر جھکائے اپنے ہاتھ مسلنے لگا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یاخدااب کیاہوگا؟؟"عمایہ کا چہرہ ایک پل میں تاریک پڑ گیا، سرمئی آنکھوں میں تیزی سے آنسوں تیرنے لگے،

ارے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں انٹرویو بہت اچھا تھااور گیس وٹ مجھے اپاونٹ کرلیا گیا ہے۔!

ہمدان کا چہرہ لمحوں میں خوشی سے چمک پڑا، جبکہ اسکی بات پر عمایہ کی چیخ بے ساختہ تھی،

"کیا سچ کہہ رہے ہوناں تم۔؟بے یقین نگاہوں سے اسے دیکھتی وہ جیسے یقین چاہتی تھی،

ارے بلکل سو فیصد سچ۔میری اسکالرشپ کی وجہ سے وہ لوگ پہلے ایک منتھ ٹرائیل لیں گے اور اسکے بعد جاب ریگولر ہوگی۔اور ساتھ ساتھ پڑھائی بھی جاری رہے گی۔!

"اب ساری مشکلات حل ہو جائیں گی عمایہ اور آپ کا بے حد شکریہ۔آپ نے مجھے ہمت دی اور اسی ہمت اور حوصلے کے بل بوتے پر میں یہ سب کچھ کر پایا۔"

اسکی آنکھوں میں تشکر تھا جس پر عمایہ ہلکا سا ہنسی، نہیں اس کی ضرورت نہیں اب دوستی کی ہے تو اتنا سب کچھ تو چلتا ہے اور ویسے بھی تم اس قابل ہو تبھی یہ جاب ملی تمہیں،"

وہ مسکراتے ہوئے خوشی سے گویاہوئی تو ہمدان نے سر کو ہاں میں ہلایا۔

کیامیری جاب کی خوشی میں آپ میرے ساتھ لنچ کریں گی،"وہ ذرا ہچکچاتے ہوئے پوچھ رہا تھا،عمایہ اسکی کلاس میٹ تھی، باقی لڑکیوں سے بلکل الگ وہ بہت کم گو تھی اور اپنے کام سے مطلب رکھنے والی اپنے آپ تک محدود رہنے والی معصوم سی لڑکی تھی،

ہمدان سے کئی بار اسکی بات ٹیسٹ اور اسائنمنٹ کی بابت ہوئی تھی، عمایہ کو وہ کافی اچھا لگا تھا، شریف اپنے آپ میں رہنے والا، اور کافی ذہین بھی، اور پھر باتوں ہی باتوں میں ایک بار ہمدان نے اس سے اپنی مالی حالات پیچیدہ ہونے کا ذکر کیا تھا۔

جس پر عمایہ نے اسے نوکری کرنے کا کہا تھا، اور اب وہ کافی مشکور تھا کہ وہ عمایہ کی بات پر عمل کر یہاں تک پہنچ پایا تھا،

"ضرور۔مگر ایک شرط پر۔؟

عمایہ نے مدہم مسکراہٹ سے کہا، تو ہمدان چونک گیا۔

"وہ کیا؟"""اسنے حیرانگی سے اسے دیکھ کر استفسار کیا۔

وہ یہ کہ تم مجھے تم کہہ کر مخاطب کروگے ویسے بھی یہ آپ والی فارمیلٹی اچھی نہیں لگتی۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عمایہ کے نرم لہجے میں کہی بات پر وہ دل سے مسکراتا سر کو ہاں میں ہلا گیا۔ ہمدان مجید کو وہ معصوم سی سادہ دل لڑکی کافی اچھی لگی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

تُو سچ میں جارہا ہے پاک۔؟ جوس کا گھونٹ بھرتے اسنے بھوری سوالیہ نگاہوں سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

عائش کا سینڈوچ تھامامنہ کی طرف بڑھتا ہاتھ ایک پل کو تھما۔

"لو بھلا تو کیا میں نے آج تک جھوٹ بولا ہے تم سے پارٹنر۔!؟؟" وہ سر کو نفی میں ہلاتے ہنستے ہوئے گویا ہوا اور ساتھ ہی سینڈوچ کی بائٹ لی۔

"نہیں تم جھوٹ بول بھی نہیں سکتے مجھ سے۔ جانتے ہو ناں تمہارے بہت سے راز ہیں میرے پاس۔!

دل جلاتی مسکراہٹ پر متضاد اسکے گالوں میں ابھرتے گڑھوں نے عائش کا خون جلا کر رکھ دیا۔

"ویسے کیا اپنے ہبی کیلیئے کوئی پیغام بجھوانا چاہتی ہو۔؟ مجھے بتاؤ میں دے دوں گا وہ بھی بڑے پیار سے۔" وہ اسکے کندھے سے کندھا جوڑے ٹھوکا مارتے خاصہ زنانہ انداز میں گویا ہوا۔

تو عنایہ کا چہرہ لمحوں میں سرخ پڑا۔

"ٹھیک کہتے ہیں ماموں (انزک)۔ کہ تیرا ابا (ایچ اے آر) خود تو مر گیا، مگر اپنا انتہائی بکواس ترین سایہ چھوڑ گیا ہم سب کی زندگیوں میں۔!

عنایا نے نروٹھے پن سے کہتے اسکے آگے میز پر پڑی سینڈوچز کی پلیٹ اٹھائی۔

عائش کا چہرہ لمحوں میں غصے سے تپ گیا۔

"زبان سنبھال کر بولو۔ یہ مت بھولو کہ میں تمہارا پارٹنر ہوں، کیا ہوا جو خدا نے قد تھوڑا سا کم دے دیا مگر عقل اور شعور تو کوٹ کوٹ کر بھرا ہے مجھ میں۔!

وہ کہاں کم تھا اپنے قد پر بات وہ قطعی برداشت نہیں کرتا تھا کجا کہ وہ عنایا کاظمی ہی کیوں ناں ہو۔"

میرے پاس ایک سرپرائز ہے تیرے لئے چھوٹو! سینڈوچ کی بائٹ لیتے عنایا ٹانگیں ہلاتے نارمل لب و لہجے میں گویا ہوئی،

جب کہ اسکا اتنا نارمل انداز عائش علی کو چونکانے کو کافی تھا۔ وہ عنایا کاظمی کی رگ رگ سے واقف تھا اور ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ اسکے سامنے ابیر علوی کا نام لینے والے شخص کو وہ سہی سلامت چھوڑ دے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اگر اس باری تم نے کوئی بم پھوڑا تو اچھا نہیں ہو گا عنایا۔! سینڈوچ عنایا کے ہاتھ میں موجود پلیٹ پر رکھتے اسنے وارن کرتے اپنی جینز سے موبائل فون نکالا، جس پر میسج ٹیون رِنگ ہوئی تھی۔

جبکہ عنایا مسلسل ٹانگیں ہلاتی پر سکون سے انداز میں سینڈوچ کھا رہی تھی،

واٹ۔یہ کیا کیا تم نے۔!؟"

صدمے سے چیختا وہ ایک دم سے آنکھیں پھاڑے اس آفت کو گھورتا چلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بم نہیں دھماکہ ہوں میں،اور اگر انگلی کروگے تو دھماکہ تو ہو گا ہی ناں۔ "وہ پلیٹ میز پر رکھتی ایک دم سے اٹھی اور اسکے گال کو تھپکتے مسکرائی۔

میں چلتی ہوں میرا کام ہو گیا۔؟ایک دم سے اسکا چہرہ بلکل سپاٹ پڑا تھا۔

وہ خاصی سنجیدگی سے کہتی عائش کے کمرے سے نکل آئی،

عائش سر گرائے موبائل فون پر آئے نوٹیفکیشن کو ریڈ کر رہا تھا،

نیویارک میں موجود اسکا اکلوتا ہوٹل اس وقت بند ہونے کے مقام پر تھا اتورات ہوٹل کا سارا عملہ ریزائن کر چکا تھا۔

اور اب اگر وہ وقت پر اپنے ہوٹل کو ناں بچاتا تو یقیناً اسکا ہوٹل اگلے ایک ہفتے میں بند ہو جاتا۔"

یہ تم نے اچھا نہیں کیا عنایا تجھے تو میں چھوڑوں گا نہیں ۔ "

غصے سے لال ہوتی گہری سیاہ آنکھوں سے دروازے کو گھورتے وہ بے بسی سے دانت پیستے بڑبڑایا۔

ہاں پاکستان کی فلائٹ کینسل کرواور آج رات نیویارک کی فلائٹ بک کرواؤ میری۔؛"

ماتھا مسلتے اسنے متفکر سے لہجے میں کہہ فون کٹ کرتے بیڈ پر پٹخا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"الایہ اذلان علوی کی بیٹی۔امبر علوی اس سے دور ہو گئی۔مجھے دھوکہ دینے والے عالیان شاہ کا خون اسکی دونوں اولادوں کو نوچ دیا میں نے۔ بھاؤں ہاہاہاہاہاہا۔خود کو طاقت ور سمجھنے والے اس سر پھرے عاشق کے دونوں بیٹوں کی زندگیوں میں آگ لگا دی میں نے۔میری پیاری روز اور ازنک ان سے ان کا بیٹا چھین لوں گا میں۔نہیں چھیننا سوٹ نہیں کر رہا میں اتنا بھی بے رحم نہیں بس اسے ایسی موت ماروں گا کہ ناں تو زندوں میں شمار ہو گا اور ناں ہی مردوں میں۔اور ویام کاظمی اسے کیسے بھول سکتا ہوں میں ؟اسے تو ایسی چوٹ لگائی ہے کہ وہ ساری عمر اپنے زخم ڈھونڈتا ڈھونڈتا تھک جائے گا۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

برباد کردیا میں نے سب کو۔ہاہاہاہاہافنا کردیا سب کے جنون انکے عشق کو۔ان سبھی لوگوں نے مجھے تباہ کرنا چاہا تھا اوراب چہ چہ چہ۔تاریک کمرے میں سامنے ہی روشن بڑی سی ایل سی ڈی پر ابھرتے ان سبھی کے چہروں کو بلکل قریب سے دیکھتا وہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے گویا ہوا۔

اسکی آنکھوں میں وخشت تھی،نفرت کا ٹھاٹھیں مارتا وہ سمندر جو پچھلے برسوں میں کم ہونے کی بجائے مزید گہرہ ہوتا جارہا تھا،

"بس کردو تم۔سارادن ان سب کے چہروں کو دیکھ کر خوش ہوتے رہنا تم۔بھول گئے کتنا ساتھ دیا میں نے تمہارا !۔

مارک رچرڈ جو پہلے سے جانتا تھا کہ وہ شخص اسے اسی مخصوص کمرے میں ملے گا۔وہ غصے سے اندر آتے پھر سے ان سب چہروں کو اسکرین پر دیکھ چلایا۔

مقابل نے مڑتے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تو کیا کروں تم نے ساتھ دیا ہے تو میں بھی تمہارا ساتھ دیتا آیا ہوں۔!کندھے اچکائے کہتا وہ لاپرواہ سا بن گیا۔

اسکے موبائل فون پر بیل رِنگ ہوئی تھی۔جبھی ماتھے پر بل عیاں ہوئے۔

"بھولو مت اتنا سب کچھ تبھی ممکن ہوا کیونکہ میں تمہارے ساتھ رہا ہوں۔کیا جانتے ہو تم کیا ہو رہا ہے اب۔؟ "

مارک کے چہرے پر غصہ اور اسکے لفظوں میں خفگی نوٹ کرتے سامنے کھڑے شخص نے موبائل فون آف کرتے پاکٹ میں ڈالا۔

"ایسا کیا ہو رہا ہے جس کا مجھے علم نہیں۔!کاندھے اچکائے وہ حیرت سے استفسار کرنے لگا۔

وہ ویام کاظمی عنایت کا رشتہ کر رہا ہے۔اور تم جانتے ہو ایک بار اسکی شادی ہوگئی تو پھر ہم مطلب میں کچھ بھی نہیں کر سکتا،سمتھ کی وصیت کے مطابق اسکی ساری جائیداد اور ہمارے خاندان کا اگلا سربراہ عنایت کا شوہر بن جائے گا۔!

غصے سے لال انگارہ ہوتی نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ جیسے ضبط کی آخری حد پر تھا۔

اسکے سامنے کھڑے آدمی نے مارک کو بے یقینی سے دیکھا،فکر مت کرو جب اتنے سالوں سے ایسا ممکن نہیں ہو سکا تو آگے بھی نہیں ہونے والا۔"

اور اگر ہو گیا تو۔؟

مارک اسکی بات کاٹتے چلایا۔

"تم جانتے ہو سمتھ نے اس بچ سے لیگلی شادی کی تھی،اور اس ویام کاظمی نے امریکہ میں سمتھ کی بیٹی کے زندہ ہونے کی خبر بہت پہلے سے پھیلائی ہے۔اور اسی وجہ سے تو میں ابھی تک اس پر پراٹی کو حاصل نہیں کر پایا۔!

اسکے چہرے پر خون جھلک رہا تھا۔وہ غصے سے پاگل ہونے لگا۔

سمتھ،مارک کا بڑا بھائی تھا،جس کے ہاتھوں لیلی نے اپنی بیٹی زویا کو بیچا تھا جو کہ محض سولہ سال کی تھی،سمتھ اسکی خوبصورتی کا دیوانہ ہو گیا تھا اور پھر اسے ساری عمر اپنے پاس رکھنے کیلئے سمتھ نے زویا سے شادی کر لی،مگر وہ ایک ڈان کا بیٹا تھا اور جانتا تھا رچرڈ (سمتھ کا باپ) اسکے فیصلے کو کبھی نہیں مانتا

اسی لئے اسنے زویا کو دنیا کی نظروں سے چھپا کر رکھا اور اس شادی کو بھی،رچرڈ کے مرنے کے بعد اسکی جائیداد سمیت امریکہ کا اگلا ڈان سمتھ بنا۔

مگر جب تک سمتھ زویا تک پہنچ پاتا تب تک بہت دیر ہو چکی تھی اس حادثے میں اسے لگا کہ وہ اپنی بیوی اور بیٹی دونوں کو کھو چکا ہے مگر عنایت ویام کاظمی کو مل گئی،

اور مارک جس نے بہت جلد دھوکے سے اپنے بھائی کو مار ڈالا تھا اس پر جیسے ہی سچائی آشکار ہوئی کہ سمتھ کی بیٹی ویام کاظمی کے پاس ہے۔اور اسکی طرف سے دائر کیے گئے قانونی ثبوت اور سمتھ کے وارث کی خبر۔بہت سال پہلے ہی مارک کو اس کھیل کو رچنے پر مجبور کر گئے۔

اتنے سالوں سے اسنے ہر وہ حربہ آزمایا تھا جس سے وہ عنایت کو جان سے مار سکے۔مگر ہر بار وہ بچتی رہی،مارک نے اب تک ہار نہیں مانی تھی،پہلے اسے جائیداد چاہیے تھی مگر اب اسے تحت بھی چاہیے تھا جس کا اگلا ڈان اسکا بیٹا لوکی بنتا۔

شطرنج بچھ چکی تھی،ہر پیادہ اپنا داؤ پیچ کھیل رہا تھا مگر اب انکے مہرے بدل رہے تھے،وہ معصوم بچے جنہیں وہ مہروں کی طرح کھیلتے اور نوچتے آ رہے تھے وہ سب اب شعور اور جنون کی منزل پر کھڑے تھے جہاں اُنہیں اپنی بربادی کے افسانے کو لکھنے والے بہروپیوں کی تلاش کا جنون کا تھا،

ہر شخص مہرہ تھا مگر اب بازی بدل رہی تھی،اور اس بدلتی بازی میں کئی ایسے چہرے آشکار ہونے والے تھے جن کی حقیقت کے آشکار ہونے پر ان سب مہروں کو حیرت انگیز دھچکہ ملنے والا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"جان رقص کی محفل سجائی گئی ہے خاص تمہارے لئے ۔ "

رخسانہ بائی تو اسکے صدقے واری جا رہی تھیں، جو پچھلے پانچ منٹ سے سرد وسپاٹ چہرہ لئے ساکت سا بیٹھا تھا۔ اسکے گولڈن بال پونی میں مقید تھے۔ سیاہ بھاری بوٹ مٹی سے اٹے ہوئے تھے، نیلی آنکھوں میں سرد مہری سمیٹے وہ رخسانہ بائی کے پلنگ پر دو زانو بیٹھا ہوا تھا،

"ہائے یہ بولتا نہیں ہے کیا؟؟" کھڑکیوں کے پار کھڑی اس ساحر کو دیکھتی گل نے دہائی دی، اسکے حسن کو دیکھ وہ ششدر سی دل تھام کے رہ گئی، اور اب بس اسکے بولنے کی منتظر کھڑی تھی۔

بولتا بہت کم ہے مگر بولتا ایک دم مست ہے۔! چھونے آنکھیں مٹکا کر کہا، وہ تینوں تو اسکی آمد کا سنتے ہی بھاگی آئی تھیں مگر بائی کا دروازہ بند دیکھ وہ اپنا سا منہ لئے واپس آنے لگی، جب چھمی نے کھڑکی کی ترغیب لگائی،

اماں آرام کرنا چاہتا ہوں میں۔' بھاری سپاٹ آواز میں کہا گیا اسکا جملہ رخسانہ بائی کو سرہاں میں ہلانے پر مجبور کر گیا ۔

اچھا میرا بچہ کمرہ تیار ہے جاؤ آرام کرو ۔!

اسکی پیٹھ تھپکتے وہ نرم لہجے میں بولی انکے لئے اسکی آمد ہی کافی تھی۔

عالیجان بنا کچھ کہے جگہ سے اٹھا تو وہ تینوں وہاں سے بھاگ نکلی،

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کوٹھے کی بیرونی جانب موجود صحن سے گزرتا وہ سیڑھیاں عبور کرتا اس چھوٹے سے کمرے کی طرف بڑھا، جو کسی دور میں اسکی پناہ گاہ رہی تھیں۔

کمرے کا کھلا تالا دیکھ اسکی نیلی آنکھوں میں سرخی تیرنے لگی۔ جبڑے مضبوطی سے بھینچے وہ تن فن کرتا کمرے میں داخل ہوا۔

جو کہ تاریکی میں ڈھلا ہونے کے باوجود بھی عالیجان وہاں بکھرے گلابوں کی خوشبو کو سونگ کر محسوس کر چکا تھا، وہ بنا دیکھے ہوئے بھی اپنی پلنگ کی جگہ جانتا تھا جبھی لمبے لمبے ڈھگ بھرتے اسی سمت بڑھا اور جھکتے ایک جھٹکے سے بستر پر لیٹی دوشیزہ کا ہاتھ تھامے اسے کھینچتے اپنے روبرو کیا۔

"اہمہ۔" کمرے میں گونجتی صاحبہ کی مدہم سی چیخ کے ساتھ ہی کمرہ روشنی سے نہا گیا۔

اپنے سامنے اس مغرور حسن کے مالک، اپنے عشق کو ایک سال بعد اپنے روبرو وہ بھی اس قدر قریب دیکھ صاحبہ کا دل بلکل سست رفتاری سے دھڑکنے لگا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

صاحبہ پر بنا ایک پوری نگاہ ڈالے وہ نگاہیں پھیر گیا، مگر اسکے بازو پر گرفت اس قدر سخت ہوئی تھی کہ صاحبہ کو لگا کہ اسکے ہاتھ کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔

کیا بیہودگی ہے یہ۔؟ وہ غصے سے دھاڑتا بستر پر پڑا اسکا سرخ ریشمی آنچل اٹھائے صاحبہ کے برہنہ کندھوں پر ڈالے غراتے ہوئے پوچھنے لگا۔

سرخ لپ اسٹک سے مزین صاحبہ کے ہونٹ دلکشی سے مسکرائے۔

"تم وہ پہلے مرد ہو جان، جو کوٹھے والی لڑکی کی چادر اتارنے کی بجائے اسے چادر اوڑھا رہے ہو، اور تمہاری اسی خودداری سے تو عشق ہوا ہے صاحبہ کو۔"

وہ مدہوش سے لہجے میں بے قراری سے اسکے چہرے کا طواف کرتی اسکے گال کو ہاتھ سے چھونے لگی۔

جب اسکا وہی ہاتھ موڑتے عالیحان نے اسکی پشت سے لگا دیا،

"پہلے تو یہ کہہ کر کمرے سے نکالا تھا کہ میری عمر کم ہے۔! اب تو عمر بھی پوری ہے اور میرا عشق بھی آج تک ویسا ہی ہے جان۔ پھر آج کیوں بے رخی ۔ "

اسکی کاجل سے بھری گہری آنکھیں عالیحان کے حسین چہرے پر گھوم رہی تھیں، اس شخص کی قربت اسے بن پیے مدہوش کر دیتی تھی اور اسے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں تھا کہ اسنے اپنا وجود اپنی روح اپنے جان کے لئے سنبھال کر رکھی ہے۔

"مجھ سے مت الجھو صاحبہ، جل جاؤ گی، بہتر یہی ہے کہ جب تک میں یہاں ہوں ناں تو میرے کمرے میں آنا اور ناں ہی میرے سامنے۔ میرے وجود میں سوائے نفرت کے کوئی جذبہ کوئی احساس نہیں رہا اور اگر اب کی بار تم اس کمرے تک آئی تو میں بھول جاؤں گا کہ مجھے بچانے والی عورت تمہاری ماں ہے۔"

وہ اسکے کان میں پراسراریت سے سرگوشی کرتا صاحبہ کو لرزا گیا۔ اور یقین جانو آج تک جتنوں کو مارا ہے کسی کی لاش تو کیا بوٹی بھی برآمد نہیں ہو پائی۔"

سرد لہجے میں غراتے ہوئے کہہ اسنے بازو سے دبوچ اسے کمرے سے باہر دھکہ دیے کو نتھی چڑھائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

Episode 8

ارے لڑکی سنبھل کر دھیان کہاں ہے تمہارا میری جان۔؟!" کچن میں دودھ گرم کرتے میرب کی اچانک ہی نظر ماہا پر پڑی تھی، جو دھیانی کی سی کیفیت میں اپنے روم سے نکلتی ہال میں موجود صوفے سے ٹکرانے والی تھی، میرب بھاگتی ہوئی اسکے قریب پہنچی تھی جس کی رنگت فق پڑ گئی، خوف سے اپنے پیٹ کے گرد ہاتھ لپیٹتے وہ خوف سے بھری نگاہوں سے اپنا سانس بحال کرنے لگی۔

"یہاں آؤ۔ لو پانی پیو۔" نرمی سے اسے تھامے وہ صوفے پر لائی اور صوفے پر بٹھاتے پانی کا گلاس اسکی طرف بڑھایا،

ان سب کے دوران میرب اسکے چہرے کو کھوج رہی تھی، جہاں آج پہلے جیسی شادابی وہ رونق آباد نہیں تھی جو اسے اپنی بہو کے چہرے پر ہمہ وقت ملتی تھی،

"ماہا بچے کیا ہوا سب کچھ ٹھیک ہے ناں۔؟ میرب اسکے پاس ہی بیٹھ گئی، اپنے ہاتھوں میں اسکے ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں کو دبوچے وہ متفکر سے نرم لہجے میں استفسار کرنے لگی،

"کیا تبریز نے کچھ کہا ہے کیا؟؟" میرب جانتی تھی اسکا بیٹا، کتنا پاگل تھا ماہا کیلئے، مگر پھر بھی اس وقت جو حالت وہ ماہا کی دیکھ رہی تھی اسے ناچاہتے ہوئے بھی یہ سوال پوچھنا پڑا۔

"ماما ایسا ویسا کچھ بھی نہیں آپ خوامخواہ میں پریشان ہو رہی ہیں۔ میں بلکل ٹھیک ہوں۔!

ماہا نے جبراً مسکراتے ہوئے کہا، تو میرب نے نرمی سے اسکے گال کو سہلایا،

"کیا یہ بات سچ ہے ماہا کہ تم نے آج تک مجھے ساس ہی مانا ہے۔؟

وہ منہ پھلائے گویا ہوئی تو ماہا کی آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئی،

"ماما ایسا تو مت کہیں، خدایا آپ میرے لئے میری ماں سے بھی بڑھ کر ہیں، بہت چھوٹی تھی میں جب مام ڈیڈ مجھے چھوڑ کر اس دنیا سے چلے گئے، دادو کے بعد تبریز اور آپ ہی تو ہیں جو میرا کل سرمایہ ہیں۔ آپ ایسا کہہ کر مجھے شرمندہ مت کریں"

ناچاہتے ہوئے بھی ماہا کا لہجہ بھیگ گیا، میرب اسکے قریب ہوتے نرمی سے اسکے ساتھ جا لگی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اگرماں سے بڑھ کرمانتی ہوتواپنی پریشانی کیوں چھپارہی ہوکیاماں بیٹی کے رشتے میں کچھ چھپارہنادرست ہے ؟؟"وہ اب اپنے اصل مدعے کی طرف بڑھی تھی،

جس پرماہاکے ہونٹوں کی مسکراہٹ سمٹی۔

"ایساکچھ بھی خاص نہیں ماما۔بس ڈرلگ رہاہے ۔!

وہ کھوئے کھوئے سے لہجے میں بولی،اسکا حسین چہرہ تاریکی میں ڈوب چکا تھاجیسے خوف نے اسکی سانسوں پرڈیرہ جما رکھاہو،

"کیساڈرمیرابچہ۔؟میرب نے اسے شانوں سے تھامے پیارسے سرپربوسہ دیاتوماہاکی آنکھوں کے گوشے بھیگ گئے،

"اگرکل کومجھے کچھ ہوگیاتومیرے بعد تبریزاورمیرے بچے کاکیاہوگاماما۔؟بس یہی سوچ کر ۔!

"واللہ لڑکی !ایسی غلط بات تمہاری زبان پرآئی بھی کیسے"!

میرب کے ماتھے پرناگواری سے بل سمٹ گئے، کس قدرخوش تھی وہ۔اسکابیٹا۔جوجانے دن میں دس بار اپنے بچے کاذکرکرتااپنی خوشی عیاں کرتے نہیں تھکتا تھا۔

ایسے میں ماہاکے منہ سے ایسے الفاظ اسے ہولاکے رکھ گئے تھے۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں ماما۔کل کیاہوجائے کسی نے نہیں دیکھا۔بس اسی لئے کہہ رہی ہوں۔"

ماہاچپ کرجاؤ،"وہ درشتگی سے کہہ اسکی بات کاٹ گئی تھی،آنکھیں جانے کس احساس کے تحت بھرائی، وہ کبھی مرکربھی ایساکچھ ہونے کاتصوربھی نہیں کرسکتی تھی کجاکہ سوچنایاحقیقت میں ایساہونا۔!

"آپ تبریزکوسنبھالئے گا،زندگی بہت بڑی ہے تنہانہیں کٹ سکتی،آپ اسکے لئے کوئی اچھی سی لڑکی ڈھونڈیے گا،جومیری نورم کوماں بن کرپالے۔"!

پیٹ کے گردہاتھ لپیٹتے اچانک گلے میں اٹکتے آنسوؤں کاپھندااسکے الفاظ کوروک گیاتھا،

"اپنی موت کوقریب سے آتادیکھ رہی تھی،وہ چاہ کربھی کچھ نہیں کرسکتی تھی،بے بسی سے اسکے ہاتھ بندھ چکے تھے،ممتاکی پٹی جواسکی آنکھوں پربندھ چکی تھی اسنے اسے ایسااندھاکیاتھا۔

کہ وہ اب اپنی اولادسے آگے کچھ سوچ ہی نہیں پارہی تھی،

مزیداچھے اچھے ناولزپڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پرجائیں۔

"بہت کرلی یہ فضول باتیں، تم ناں تو کہی جاؤ گی ناں ہی میرا پوتا کہیں جانے والا ہے۔اب اٹھو شاباش۔ریسٹ کرو میں دودھ لاتی ہوں۔!

میرب نے اسے گھرکتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا۔

ماما پوتا نہیں پوتی، میری اور تبریز کی نورم۔آپ جانتی ہیں ناں تبریز کو بیٹی چاہیے اور انہوں نے تو نام بھی رکھ لیا ہے۔ہاہاہاہاہاہاہا"!

وہ اٹھتے کھلکھلا کر گویا ہوئی، اسکی آنکھوں میں آنسوں برسنے کو بےتاب ہوئے، میرب اس دھوپ چھاؤں سی لڑکی کو دیکھتی رہ گئی،

اسکے بیٹے کی پسند اتنی اعلیٰ ہوگی اسنے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا مگر ماہا کے روپ میں اسے ایک بہو نہیں ایک بیٹی ملی تھی، اسکی سوچ اور اسکی باتوں کو سوچتے وہ سہی معنوں میں خوفزدہ سی ہوئی تھی۔

وہ یقیناً تبریز سے اس بابت تفصیل سے بات کرنے والی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

تمہاری سیٹ پیچھے ہے ڈیئر۔مگر تم جاؤ گی کیسے؟اپس تم تو چل بھی نہیں سکتی؛"!

ہاہاہاہا؛"وہیل چیئر کے عین سامنے اپنے بلیک شو میں مقید پاؤں رکھتے سینڈا نے طنزیہ لب ولہجہ اپنائے کہا، اسکی بات پر جہاں وہیل چیئر پر اس نازک سی لڑکی کی گرفت مضبوط ہوئی تھی وہیں کمرے میں گونجتی دبی دبی سی ہنسی کی آوازوں پر فرسٹ ڈیسک پر انہماک سے اپنی کتاب پر جھکے کچھ پڑھتے کیف نے سرد نگاہوں سے مڑتے ہجوم میں گھری اس لڑکی کو دیکھنا چاہا،

مگر چاروں اطراف سے گھرے ہونے کی سبب وہ چاہنے کے باوجود بھی دیکھ نا پایا۔

سٹاپ اِٹ سینڈا مائنڈ یور لینگوئج۔! پیچھے ہٹو تم سب....!'

ہانپتے ہوئے کلاس روم میں داخل ہوتی کیلون نے غصے سے سب کو وارن کیا اور سینڈا کے سینے پر ہاتھوں سے دباؤ دیے اسے پیچھے کو دھکہ دیا۔

اہہ۔! سینڈا اس اچانک افتاد پر چیخ اٹھی۔وہیں وہیل چیئر پر خوفزدہ سی بیٹھی حورین کی نیلی آنکھوں میں چمکتا پانی ایک دم سے آنکھیں پھیلنے کے سبب اسکے رخساروں پر بہہ نکلا۔

کیف جبڑے بھینچے اس ماحول سے اکتاہٹ زدہ سا ہوتے اٹھا، جب اسکی نگاہیں ایک دم سے کیلون کی پشت پر چھپی ان نیلی آنکھوں سے ٹکرائی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک پل کو اسکے قدم تھمے۔ کسی غیر محسوس احساس کے تحت اسکے ناخن مضبوطی سے کتاب کے کور پر گڑھتے گئے،

ککلک کیلون۔!

کیف کی پیشانی پر نمایاں بل بے ساختگی میں گہرے ہوتے چلے گئے، جب اسکے قدم آگے کو اٹھے،

دو قدموں کے فاصلے پر رکتے اسنے اپنے آگے کھڑے بین کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کرنا چاہا تھا، وہ دیکھنا چاہتا تھا اس لڑکی کو مگر وہ دیکھ نہیں پا رہا تھا،

معا اسکا فون رنگ ہوا۔

تو نا چاہتے ہوئے بھی اسے قدم پیچھے کو لینے پڑے۔

وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے کلاس روم سے نکل آیا۔

مم مجھے واش روم جانا ہے۔! کیلون اسے جیسے ہی کلاس روم سے باہر لائی، حورین نے خوف سے لرزتی آواز میں کہا جسے وہیل چیئر چلاتی کیلون بمشکل سے سن پائی تھی۔

کیلون اسکی دوست تھی کیونکہ وہ ہمہ وقت اسکے ساتھ رہتی تھی عالیان شاہ نے اسے حورین کی کیئر ٹیکر کے طور پر رکھا تھا۔

اور وہ بخوبی اپنا کام انجام دے رہی تھی۔

"مم میں خود جا سکتی ہوں۔!

وہ واش روم ایریا کی طرف بڑھتے ہی غصے اور بے بسی سے کیلون کے ہاتھ جھٹک گئی، کیلون اسکی حالت سے واقف تھی جبھی وہیں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی ہو گئی۔

"سینڈرا وہ تو بھاگ گئی اب؟؟" سینڈرا کے دوست بین نے افسوس ظاہر کیا۔

سینڈرا کلاس کی ٹاپر تھی اور کل حورین شاہ کا کلاس ٹیسٹ سب بچوں سے اچھا رہا تھا۔ اور پچھلے دس سالوں میں پہلی بار ایسا ہوا۔ کہ سینڈرا اس نالائق اور دبو سی لڑکی سے پہلی بار ہاری تھی،

کلاس کے ہر سٹوڈنٹ کیلئیے یہ کسی شاک سے کم نہیں تھا کیونکہ حورین شاہ کا کلاس میں ریسپانس دس فیصد بھی نہیں تھا۔

اور اب اسکا ایک دم سے ایسا ٹیسٹ دینا کئیوں کو چونکا گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اور اسی بات کا بدلا سینڈرا بخوبی لے رہی تھی۔اس ریپ وکٹم گرل کو تو میں چھوڑوں گی نہیں۔"

وہ زہریلی آواز میں پھنکارتے مٹھیاں بھینچ گئی۔

"نہیں ہوں میں جینیئس۔نہیں ہوں میں شارپ۔نہیں ہوں میں انٹیلجنٹ۔سب برے ہیں۔مجھے نہیں ملنا کسی سے۔نہیں پڑھنا مجھے۔ڈیڈ اُیو آر آ لائر۔!

باتھروم میں بند وہ مسلسل غصے سے واش بیسن میں بہتے پانی کو گھورتی چلا رہی تھی۔

اسکی آواز میں دہشت،احساس کمتری،خوف جانے کون کونسا کی وحشتیں آباد تھیں۔

وہ پانی بمشکل سے اپنے سفید ہاتھ میں بھرتی چہرے پر گرا رہی تھی،

کمرے کی خاموشی میں گونجتی اسکی آواز کے ساتھ ساتھ اسکی مدہم سانسیں کافی تیزی سے ہلچل برپا کر رہی تھیں

۔

"کلک کیلون،اہہہہ،"اچانک چھناکے سے کچھ ٹوٹنے کی آواز کے ساتھ ہی باتھروم میں گہری تاریکی چھا گئی۔

حورین شاہ کا خوف سے لرزتا پانی سے بھیگا وجود سرد پڑنے لگا،اسنے نہایت مدہم آواز میں کیلون کو پکارا تھا جسے شاید ہی کوئی سن پاتا۔

"ڈڈڈڈیڈ ڈا۔!نیلی آنکھوں کی پتلیاں ایک دم سے پھیلنے لگی،اسکے ہاتھ اور پاؤں جیسے الٹے پڑ رہے تھے،اسے اندھیرے کا فوبیا تھا اور اب بھی اندھیرے کے سبب اسکا وجود ہچکولے کھاتا بے ہوشی کی کگار پر تھا،

"ششششش ری لیکس"

وہیل چیئر سے ڈھلکتے اسکے سر کے نیچے ہاتھ رکھے،کسی نے بھاری سرد آواز میں اسے مخاطب کیا،تو حورین شاہ کا وجود کسی غیر مرد کی آواز پر نیلا پڑتا ایک دم سے خوف سے ڈھیلا پڑ گیا۔

کیف جو کال اٹینڈ کیے فریش ہونے باتھروم میں داخل ہوا تھا،لائٹ جانے کے سبب وہ جیسے ہی باہر نکلا کسی لڑکی کی مدہم سسکیاں سنتا وہ اسی جانب آیا،جہاں نیم روشنی میں وہ وہیل چیئر سے ڈھلکتے اسے سر کے نیچے ہاتھ رکھ گیا

۔

"وائے آر یُو کرائنگ لٹل گرل؟؟"ایک گھٹنہ فرش پر ٹکائے وہ نیم روشنی میں اسکی بھیگی نیلی آنکھوں کو دیکھ حیرت سے استفسار کرتے اپنی جیب سے رومال نکالتے اسکے چہرے پر موجود پانی کی بوندوں کو صاف کرنے لگا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جب حورین حواس باختگی کی کیفیت میں بلند آواز سے چلانے لگی، کیف متفکر سا اسکی حالت دیکھتا ہاتھ پیچھے کھینچ گیا
۔

"کک کیا ہوا حورین؟؟" کیلون جو دیوار سے ٹیک لگائے باہر ہی کھڑی تھی اسکی چیخوں کی آواز پر بھاگتے ہوئے کمرے میں پہنچی، اندھیرا ہونے کے سبب اسے کچھ بھی نظر نہیں آ پارہا تھا جبھی آواز میں خوف کا تاثر واضح تھا۔

"ڈر سے بے ہوش ہو گئی ہے یہ لے جاو اسے یہاں سے" حورین شاہ کی بھیگی بند آنکھوں پر ٹھہرے آنسوں پر نگاہیں ٹکائے وہ عجیب سے لہجے میں کہتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

کیلون کسی لڑکے کی آواز پر چونکی فوری طور پر اپنا موبائل فون نکالے لائٹ آن کی۔

تب تک وہ شخص اسکے قریب سے گزرتا باہر نکل گیا۔

کیلون نے استفہامیہ نگاہوں سے اسکی پشت کو دیکھا اور پھر تیزی سے حورین شاہ کی جانب متوجہ ہوئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"گڈ مارننگ صاحب!!" ماتھے تک دایاں ہاتھ لے جاتے کانسٹیبل نے پاؤں زور سے زمین پر مارتے سامنے بیٹھے اے ایس پی کو سلام کرتے مارننگ وِش کی۔ جس کے سلام کے جواب میں سر کو ہلکی سی جنبش دیتے مختصر سا جواب دیتا، وہ سنجیدگی سے اپنے سامنے پڑی گرے فائل کا سنجیدگی سے جائزہ لینے لگا۔

کل ایک لیڈی آئی تھیں۔ کس چیز کی رپورٹ لکھوائی تھی انہوں نے؟"

چہرے پر حد درجہ سپاٹ تاثرات سمیٹے وہ اپنے ازلی سرد ق سپاٹ لہجے میں استفسار کیا، جس پر سامنے کھڑے کانسٹیبل کا خون خشک ہوا،

خوف کے سبب اسکے ماتھے پر پسینے کی ننھے ننھے قطرے نمایاں ہونے لگے،

"ووہ صاحب جی۔" اٹک اٹک کر بولتا وہ خوفزدہ سی کیفیت میں گویا ہوا۔

"ڈونٹ ٹرائے ٹو پلے سمارٹنس وِد می۔! ایک عورت اپنی گمشدہ بچی کی رپورٹ لکھوانے آئی تھی اور تم بجائے اسکی کمپلین لکھنے کے اسے چار باتیں سنا کر نکال دیا۔؟ تنخواہ کس چیز کی ملتی ہے تمہیں؟ "

فائل دھاڑ سے بند کرتا وہ غصے و طیش سے اپنے دونوں ہاتھ میز پر مارتے غصے سے غرایا۔

""اس سے پہلے کہ میں تمہیں اس جاب سے فائر کروں۔! دفع ہو جاؤ یہاں سے۔! غصّے سے گرجتے وہ بمشکل ضبط سے دانت پیستے دھاڑا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کانسٹیبل سہمتا ہوا بھاگ نکلا۔ جبکہ انیل علوی پھولے تنفس سمیت آنکھیں میچے گہرے سانس بھرتے کرسی کی پشت سے سر ٹکا گیا۔

جبھی میز پر پڑا اسکا موبائل فون بجا، سیاہ آنکھیں کھولے اسنے ایک نگاہ موبائل فون پر ڈالے فون اٹھائے سامنے موجود نمبر دیکھ کان سے لگایا

Episode 9

"وی آر ویری ہیپی ڈیٹ یُو ول کم ہیئر فاراس۔! ہاسپٹل کے داخلی گیٹ پر کھڑے وہ ماہر سرجنسٹ سیاہ لینڈ کروز سے نکلتے شخص کو دیکھ جیسے سکھ کا سانس لے پائے تھے، تھوڑی دیر پہلے جو چہرے خوف کے سبب زرد پڑ چکے تھے اب سامنے سے آتے شخص کی آمد پر جیسے سب کی جان میں جان آئی تھی،

ڈاکٹر پیٹر آگے بڑھتے مصافحہ کیلیئے ہاتھ بڑھاتے بولے، جب سیاہ بوٹوں میں مقید اسکے بھاری قدم انکے قریب رکے، شفاف ماتھے پر بکھرے شہد رنگ بالوں میں سے ماتھے پر نمایاں ہوتے بل اسکے چہرے پر پھیلی کرختگی کی علامت تھی،

"السلام علیکم ایوری ون۔ کین وی پلیز ٹالک اباوئٹ دی پیشنٹ۔؟

اپنے مخصوص بھاری سپاٹ لہجے میں وہ سلام کرتا سنجیدگی سے مدعے کی طرف آیا، ڈاکٹر پیٹر کے چہرے پر پھیلی مسکان سمٹی، گردن کو فوراً سے اثبات میں ہلاتے وہ اسے پیشنٹ کی موجودہ حالت کی بابت آگاہ کرنے لگے۔

"یہ ایک بہت ہی سنگین سرجری کیس تھا جسے کسی بھی ماہر سرجنسٹ نے ٹیک اوور کرنے سے منع کر دیا تھا اور اسی وجہ سے اٹلی کے ماہر سرجنسٹ کی ٹیم نے دنیا کے مشہور ترین سرجنسٹ میں سے ڈاکٹر ابیر علوی کا نام منتخب کیا تھا، جو کہ نا صرف ایسے خطرناک اور نازک کیسز ٹیک اوور کرتا آیا تھا بلکہ سو میں سے ننانوے فیصد کیسز بہت آسانی سے کامیاب بھی رہے تھے،

اسی وجہ سے ڈاکٹر پیٹر نے اپنی ٹیم کے ہمراہ تشکیل دی جانے والی میٹنگ میں اس نڈر شخص کا انتخاب کیا تھا جو اگلے دس گھنٹوں میں اٹلی کے ہاسپٹل میں انکے ہمقدم تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"پیشنٹ کا نام ڈورک زوگوار ہے۔ جو کہ اٹلی کہ مشہور ترین بزنس مین کا بیٹا ہے، ایک تقریب میں شرکت کے دوران ڈورک پر حملہ کیا گیا۔ جسم کے باقی حصوں میں لگنے والی تین گولیاں نکال لی گئی ہیں مگر اسکے دماغ میں جو گولی لگی ہے وہ نہایت سنگین جگہ پر ہے اور ایسے کسی بھی کیس کو ٹیک اوور کرنا کھلے عام رزک ہے۔"

ڈاکٹر پیٹر اسکے تاثرات جانچنا چاہتے تھے کہ بالآخر وہ کیسا ری ایکشن دے گا اتنے سنگین کیس کی بابت۔!

"تو کیا آپ نے مجھے ڈرانے کیلئے یہاں بلایا ہے؟"" "شہد رنگ آنکھوں میں سرد مہری سمیٹے وہ بنا لحاظ کے ابرو اچکائے استفسار کرتا ڈاکٹر پیٹر کو گڑبڑانے پر مجبور کر گیا۔

"نہیں تو ایسا کچھ بھی نہیں۔" ڈاکٹر فوراً سے پیشتر خود کو کمپوز کرتے سرخ چہرے سے گویا ہوئے۔

" جس پر ان سے آگے چلتا وہ شاہانہ مرد اپنی پوری وجاہت سمیت پلٹا، گھنی مونچھوں تلے تراشیدہ لب مسکراہٹ کے سے انداز میں پھیلے تھے،

"ڈونٹ وری ڈاکٹر۔ خطروں سے کھیلنا میرا بچپن کا شوق ہے اور ویسے بھی اگر کیس آسان ہو تو پھر اسے کیس نہیں کیرم کا ایک داؤ سمجھ لیں۔!

ڈاکٹر پیٹر کی آنکھوں میں اپنی سحر طاری کرتی شہد رنگ آنکھیں گاڑھے وہ انکے کورٹ کو کاندھوں سے درست کرتا کافی پر سکون سے لہجے میں گویا ہوا۔

اینی وے۔ میں پیشنٹ کو دیکھ لوں آپ آپریشن کی تیاری کریں۔!

اب کی بار وہ پیشہ وارانہ انداز میں مسکراتے گویا ہوا، تو ڈاکٹر پیٹر ششدر سے حیرت کی کیفیت میں گھرے اپنی آنکھوں سے اوجھل ہوتی اسکی چوڑی پشت کو دیکھتے رہ گئے۔

"اپنی چالیس سالہ ملازمت میں وہ بہت کم بار کسی ڈاکٹر یا یوں کہا جائے کسی انسان کو سمجھنے سے قاصر رہے تھے اور آج اس فہرست میں ڈاکٹر ابیر علوی کا نام جڑ چکا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ڈاکٹر پلیز نو یہ بہت خطرناک ہے۔! آپریشن تھیٹر کے خدرجہ سنجیدہ ماحول میں ڈاکٹر لوئس نے نگاہیں اٹھائے اسکے سیزر تھامے ہاتھ پر ہاتھ رکھے اسے روکا، ابیر علوی کی شہد رنگ آنکھوں میں خون اترا، اسنے سپاٹ نگاہ ڈاکٹر پر ڈالے آنکھیں بند کیے ایک ثانیے میں اپنے آپ کو پر سکون کیا۔

اور اگلے ہی لمحے ہاتھ ڈاکٹر لوئس کے سینے پر پھیلائے انہیں دو قدم دور کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈاکٹر پیٹر اسے دیکھتے رہ گئے جو کسی کی سن ہی نہیں رہا تھا۔شاید انہیں اندازہ نہیں تھا کہ اس سر پھرے بدتمیز انسان کو بلانا ان پر اتنا بھاری پڑ سکتا تھا، اگر آج یہ پیشنٹ جان سے جاتا تو اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی انکی زندگی کی آخری سرجری ہوتی۔

"ڈاکٹر ابیر پلیز کوپریٹ کریں۔!اوپریش تھیٹر اس وقت مراقبے کی جگہ بن چکا تھا۔

ابیر نے سرد نگاہوں سے ڈاکٹر کو دیکھا اور پھر ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں انکی بات کو ایک کان سے سنتے دوسرے کان سے نکالتے اسنے پوزیشن تھامی۔

اور پھر عجلت میں سیزر تھامے نہایت محتاط سے انداز میں گولی کو دماغ کے اس نازک حصے سے نکالنے کی کوشش میں جٹ گیا۔

ڈاکٹر پیٹر کی آنکھیں حد درجہ پھیل گئیں۔ڈورک کی تیزی سے گھٹتی بڑھتی دھڑکنوں سمیت انہیں اپنے چاروں اطراف موت کی سی خاموشی سنائی دینے لگی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

یہ کیسے کیا آپ نے ڈاکٹر،ان بیلیوایبل۔!اگر چند سیکنڈز مزید ویسٹ ہو جاتے تو یقیناً پیشنٹ آج ہمارے بیچ ناں ہوتا۔!

واش بیسن کے سامنے کھڑا وہ خون آلود گلوز اتارتا اپنے ہاتھ واش کر رہا تھا۔جب اپنی پشت پر اسے ڈاکٹر پیٹر کی مسرت سے لبریز آواز سنائی دی۔

"کچھ بھی کرنا مشکل نہیں ڈاکٹر،بس خدا پر ایمان اور خود پر یقین ہونا چاہیے۔باقی زندگی موت کا اختیار تو خدا کے پاس ہے۔!

اسنے ایک نگاہ آئینے سے ان پر ڈالے ساتھ ہی نگاہیں پھیرتے عام سے لہجے میں کہا۔

ڈاکٹر پیٹر مسکرا دیے۔

"مگر ڈاکٹر کا بھی اس میں بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے آئی مسٹ سے۔یور آ جینئیس مین۔!

اب کی بار وہ پوری طرح سے انکی جانب مڑا،اپنے ماتھے پر بکھرتے شہد رنگ بالوں کو بھیگے ہاتھ سے پیچھے کرتے وہ لاپرواہی سے مسکرایا۔

اور پھر ڈاکٹر کے ساتھ ہی باہر کو نکلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈاکٹر دھیان رکھیے گا پیشنٹ کو سٹیبل ہونے میں ابھی تھوڑا وقت لگے گا اور جب تک وہ مکمل طور پر ہوش میں نہیں آ جاتا کچھ بھی کہنا مشکل ہے۔!

اسے خدشہ تھا کہ کہیں ناں کہیں پیشنٹ کے دماغ پر اسکا اثر ضرور ہوا ہے اور اسی وجہ سے وہ ڈاکٹر پیٹر سے پہلے ہی اس بابت بات کرتا اپنا نقطہ پیش کرنے لگا جنہوں سے سرہاں میں ہلاتے اسکی بات کی تائید کی۔

معا اسکا موبائل فون رنگ ہوا۔

ڈاکٹر سے ایکسکیوز کرتے اسنے فون نکالتے نمبر دیکھ موبائل کان سے لگایا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

گھر میں کسی کو اس بارے میں علم نہیں ہونا چاہیے اور وہ کاغذات تم اپنے پاس ہی رکھو جب تک میں واپس نہیں آ جاتا۔!

کھڑکی کے قریب رکتے اسنے انگلی سے پیشانی مسلتے سرد لہجے میں کہا۔ جس پر دوسری جانب موجود فارس نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"اوکے سر ٹھیک ہے۔!

"فون آیا تھا کیا عنایا کاظمی کا۔؟'اس نام کے ساتھ ہی اسکی گرفت موبائل فون پر مضبوط ہوئی تھی آنکھوں میں سرخی امڈ آئی۔

"یس سر۔! فارس کو سمجھ ناں آئی کہ وہ یہ بات کیسے کہے۔ جبھی وہ ناچاہتے ہوئے بھی بات کھا گیا۔

"ضرور کچھ ناں کچھ برا کہا ہو گا تم بتاؤ، میں سن لوں گا۔! ایک ہاتھ میں موبائل فون پکڑے وہ دوسرا ہاتھ اپنی جینز کی پاکٹ میں اڑستے خاصہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا، فارس ٹھٹھکا اور پھر گلا تر کرتے وہ مریل آواز میں گویا ہوا۔

" تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم عنایا کاظمی کو اپنا زر خرید غلام بنا کر رکھو گے ساری زندگی اور وہ یونہی زندگی گزار دے گی۔ اوقات دیکھی ہے اپنی۔ ہو کیا تم۔؟ سمجھتے کیا ہو خود کو۔؟ خیر تمہاری تو اوقات یہ بھی نہیں کہ میں اپنا وقت تم پر ویسٹ کروں۔ طلاق کے کاغذات بھیج رہی ہوں۔ جلدی سے سائن کر کے بھیج دو۔! یہ سب کک کہا تھا انہوں نے۔!

فارس کا چہرہ پسینے سے تر ہو چکا تھا، وہ تو پچھلے ایک گھنٹے سے ہی کانپ رہا تھا، ڈاکٹر ابیر علوی سے اونچی آواز میں بات کرنے کی کسی ہمت نہیں تھا اور یہاں وہ لڑکی اس کی منکوحہ اسے منٹوں میں ذلیل کر چکی تھی وہ بھی سات سمندر پار بیٹھے۔"

ابیر علوی نے شدت ضبط سے اپنے موبائل فون پر گرفت مضبوط کر دی، اسکا چہرہ انگارہ ہو چکا تھا اور شہد رنگ آنکھوں میں غصے کی سرخی تیر رہی تھی،

"اگر اس وقت عنایا کاظمی اسکے سامنے ہوتی تو کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ لمحوں میں اس لڑکی کی اوقات اسے باور کروا دیتا۔

"ایک کام کرو فارس۔؟ لمحوں میں خود کو کمپوز کرتے اسنے پر اسرار لہجے میں کہا، اب کی بار اسکی شہد رنگ آنکھوں میں عجب سی چمک تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ہیے ڈارلنگ وٹس گوئنگ آن۔؟؟؟" کیفیٹریا میں بیٹھی عنایا کاظمی کو دیکھ شارلی پر مسرت لہجے میں گویا ہوئی،۔

عنایا کی بھوری آنکھوں میں دلفریب سی چمک ابھری، ہاتھ میں تھامے کافی کا مگ میز پر رکھتے وہ شارلی کو دیکھ مسکراتے ہوئے جگہ سے اٹھی،

واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز۔؟ مخصوص انداز میں اسکے گالوں سے گال مس کرتے پر اسیکیوٹر شارلی تھامس کافی حیرانگی سے گویا ہوئیں،

"آہ شارلی ڈارلنگ یہ کلر آپ پر بہت سوٹ کر رہا ہے۔!!" ریڈ سکرٹ جو کہ بمشکل سے شارلی کے پیٹ کو چھپا رہی تھی کے ساتھ وائٹ جینز پہنے وہ جھریوں زدہ چہرے والی شارلی تھامس آج زندگی میں پہلی بار عنایا کاظمی کے منہ سے اپنی تعریف سنتی بے ہوش ہونے کے درپر تھیں، ان کی سبز آنکھیں حد درجہ پھیل گئی،

"عینی ڈارلنگ آر یُو آل رائٹ۔؟ متجسس سی نگاہوں سے اس حسین دلربا کو دیکھتے شارلی نے بنا حیرت چھپائے کہا۔

"یہہ افکورس ڈیئر شارلی ایم آل رائٹ۔! کاندھے اچکائے عنایا نے بھوری مسکراتی نگاہوں سے شارلی کو دیکھتے اپنے بھورے کاندھوں پر بکھرے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کیا۔

ہیو آ سیٹ ڈیئر۔! ہاتھ کرسی کی جانب کرتے عنایا نے اکتاہٹ چھپائے بمشکل مسکرانے کی کوشش کرتے کہا۔

کیا کچھ کرنا پڑ رہا تھا اسے۔" اسنے جھرجھری لیتے سر کو نفی میں جھٹکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"یہ بیوٹیفل گفٹ ایک بیوٹیفل لیڈی کیلئے۔!

اپنے ہینڈ بیگ سے ایک مہنگی ترین ریسٹ واچ نکالتے اسنے چمچماتے شیشے کے فریم کو سامنے رکھا،

"اوہ مائی گاڈ۔ یہ تو وہی واچ ہے جسے میں نے مال میں دیکھا تھا،!"اب کی بار شارلی تھامس نے حیرت و اشتیاق سے جھپٹتے اس فریم کو اٹھائے بے حد قریب سے اس گھڑی کو دیکھا۔

"جی ہاں مس تھامس اور آپ نہیں جانتی کہ پچھلی دفعہ جب آپ مام سے ملی تھی تو تب میں نے آپ کے موبائل فون میں اس واچ کی تصویر دیکھ لی تھی جو آپ مام کو دکھا رہی تھیں۔

تو سوچا کیوں ناں آپ کو گفٹ کر دوں گی۔!

ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ خوشامدی لہجے میں گویا ہوئی،

تو شارلی کو اس لڑکی کا اپنے ساتھ برتاؤ یاد آیا جو لڑکی اسے ٹھیک سے سلام بھی نہیں کرتی تھی آج وہ اسے اتنی مہنگی گھڑی گفٹ کر رہی تھی، شارلی تھامس کے ہونٹوں پر پھیلی مسکراہٹ سمٹ گئی،

"اور ضرور تم یہ سب کچھ کسی وجہ سے کر رہی ہو کیا کام ہے تمہیں مجھ سے۔؟'

اب کی بار گھڑی کو دوبارہ سے ٹیبل پر رکھتے وہ پیشہ وارانہ انداز میں بولیں تو عنایا بے ساختہ ہی قہقہ لگا اٹھی،

"یار آپ واقعی میں کافی ذہین ہیں، کام تو ہے مجھے آپ سے۔اور یقیناً آپ انکار نہیں کریں گی۔!

شارلی نے آنکھیں چھوٹی کیے اس لڑکی کو دیکھا، جس کو سمجھ پانا شاید اسکے بس سے باہر تھا،

"آپ کے بیگ میں کچھ کاغذات ہیں جو آپ میرے ڈیڈ کو دینے جا رہی ہیں یقیناً۔وہ کاغذات مجھے چاہیے بس۔"

کندھے اچکائے کہتے اسنے بے تاثر نگاہوں سے شارلی کو دیکھا۔

"تو تمہیں لگتا ہے کہ میں وہ کاغذات تمہیں دوں گی۔ بھول ہے تمہاری ڈیئر عینی، کیونکہ میں تمہارے ڈیڈ کو یہ بتا کر رہوں گی کہ تم ان کو بتائے بنا ہی اپنے ہزبینڈ کو یہ طلاق کے کاغذات بھیج چکی ہو۔'

شارلی نے شاطرانہ مسکراہٹ اچھالی تو ایک پل کو عنایا کا چہرہ سپاٹ پڑا، جسے دیکھ شارلی سرشاری سے مسکرائی مگر اگلے ہی لمحے اسکے پرزور قہقے پر شارلی کی مسکراہٹ سمٹی۔"

"کچھ بھیجا ہے آپ کو چیک کریں ناں پلیز۔"

اسکی آنکھوں میں معنی خیز سی چمک ابھری تھی، تیکھی ناک چڑھائے وہ جان لیوا مسکراہٹ اچھالتے گویا ہوئی، تو اسکے گالوں میں ابھرتے گڑھے کافی حسین لگ رہے تھے،

"پلیز پلیز پلیز چیک کریں۔!

اسکے اس قدر اصرار پر شارلی کا رنگ اڑ گیا اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے ہینڈ بیگ سے موبائل فون نکالا تو سامنے ہی کچھ ویڈیوز تھی ان میں سے ایک ویڈیو اوپن کرتے ہی فون شارلی کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا۔

"سوچیں آپ کے بوائے فرینڈ پلس یہ رومانٹک ویڈیوز آپ کے ہزبینڈ کو مل جائیں تو پھر کیا ہو گا۔؟

آنکھیں مٹکاتے وہ انکی اڑی رنگت سے خظ اٹھاتے رازدارانہ انداز میں بولی۔

"آپ کو ڈیڈ کے پاس جا رہی تھیں چلیں وہ مسٹر تھامس کو یہ بھیج دیتی ہوں۔!

ناک منہ چڑھائے کہتے اسنے تیزی سے سیل فون نکالا۔

"ننن نہیں تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔ مم میں کسی سے کچھ بھی نہیں کہوں گی۔آئی پرامس۔!

خواس باختگی کی کیفیت میں کہتی وہ رونے کے درپر تھی۔

آپ کچھ ناں کہیں یہی آپ کے حق میں بہتر ہے مسز تھامس اور ایک بات ان ویڈیوز میں سے ایک ویڈیو آپ کے بوائے فرینڈ کی بھی ہے۔ میں جانتی ہوں آپ کیلیئے یہ ری لیشن بنانا کوئی برا فعل نہیں ہے۔ مگر ایک ایسے شخص کو دھوکہ دینا کیا ٹھیک ہو گا جو آپ کے ساتھ مخلص ہو۔"

شارلی کا سر شرم سے جھک گیا۔

"اینی وے میں چلتی ہوں۔امید ہے ہم پھر کبھی ملے تو اچھی طرح سے ملاقات ہو۔؟

اپنا بیگ اٹھائے وہ گہری سانس فضا کے سپرد کرتے کیفیٹریا سے نکلی۔

شارلی تھامس کئی لمحوں تک اس لڑکی کی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"روم نمبر 105" ریسپشنس سے سوال کرتی وہ سپاٹ چہرے سے کھڑی ہوئی، رات کے نو بجے وہ بنا کسی کو بتائے، ابیر علوی کے اسسٹنٹ فارس کی کال پر ابیر کا پیغام ملتے ہی اس ہوٹل میں اس سے ملنے آئی تھی، چھ سال بعد اس شخص سے سامنا کرنا عنایا کاظمی کے کئی زخموں کو ہرا کر گیا تھا۔ سب سے بڑی بات جس نے اسے حیران کیا تھا وہ ابیر علوی کا اسی ملک میں ہونے کے باوجود بھی اسکی ماں یا پھر باپ، کسی سے بھی ملنا تک کی زحمت ناں کرنا ہی تھا،

یہ سچ تھا اسے کوئی خوش فہمی یا محبت لاحق نہیں تھی اس شخص سے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر اسکے ڈیڈ اسکی مام اور دادا دادی، بہن سب کا وہ چہیتا رہا تھا پھر بھی ایسا رد عمل، وہ بھی اپنی فیملی کیلئے عنایا کو آگ لگانے کیلئے کافی تھا۔

"یس میم سیکنڈ فلور پر تھرڈ روم۔"

ریسیپشنسٹ نے مسکراتے ہوئے کہا جس پر وہ مسکرا بھی ناں سکی۔ تیز تیز قدم اٹھائے وہ لفٹ کی جانب بڑھی۔

اور اگلے پانچ منٹ میں وہ اس کمرے کے باہر کھڑی نمبر پلیٹ کو گھور رہی تھی،

بیل دینے پر دروازہ کھلا۔ عنایا نے چونک کر سامنے دیکھا جہاں سامنے کھڑی لڑکی اسے دیکھ کر مسکراتے روم سے نکل گئی۔

عنایا کا چہرہ اہانت کے سبب سرخ پڑ گیا۔

وہ بمشکل ضبط سے قدم آگے بڑھائے اندر داخل ہوئی۔

روم پر ایک بھرپور نگاہ دوڑائے وہ واشروم سے پانی گرنے کی آواز پر اسے دل ہی دل میں دس گالیوں سے نوازتے صوفے پر محتاط انداز میں ٹک گئی۔

ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اسکے دل کی دھڑکن بے انتہا تیز ہو رہی تھی، جبھی نچلے لب کا کونہ دبائے وہ آنکھیں موند گئی،

شاور لیتا وہ جنیز میں ہی کمرے میں داخل ہوا۔ تو پہلی نگاہ صوفے پر براجمان آنکھیں موندے اپنے سرخ لپ اسٹک سے مزین ہونٹوں کو دانتوں تلے دبائے، اس حسین لڑکی پر پڑی،

جس کے گالوں میں ابھرتے وہ قاتل گڑھے لمحوں میں امیر علوی کو اس کی پہچان کروا گئے، ایک بھرپور نگاہ اسکے سراپے پر ڈالے۔ اسنے دھاڑ کی زوردار آواز میں دروازہ بند کیا۔

جس پر عنایا پٹ سے آنکھیں کھول گئی،

بھوری آنکھوں میں حیرانگی سمیٹے اسنے جونہی سامنے دیکھا، نگاہیں سامنے سے آتے شخص کے برہنہ سینے سے ٹکرائی،

جانے کس احساس کے تحت اسکے گال دہک اٹھے تھے،

ٹانگیں مسلسل ہلاتے وہ نگاہیں موڑ گئی، جبکہ اسکے چہرے کو فوکس میں رکھے اسی جانب بڑھتے امیر علوی کی آنکھیں اسکی سرخ رنگت پر حیرت سے پھیلی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بھاری قدموں کی دھمک اپنے قریب محسوس ہوتے ہی عنایا کا یوں محسوس ہوا جیسے اسکا دل آج پسلیاں توڑ باہر نکل آئے گا۔

اسنے گردن ذرا سی موڑے فرش پر بچھے دبیز قالین پر ان سرخ و سفید پاؤں کو دیکھا جو اسی جانب بڑھ رہے تھے، اس سے پہلے کہ وہ صوفے سے اٹھتی، مقابل بہت تیزی سے اسکی جانب لپکتے اپنے ہاتھ اسکی گردن کے بے انتہا قریب رکھے اسکے چہرے کے قریب چہرہ لایا۔

عنایا اس اچانک افتاد پر آنکھیں پھاڑے سامنے دیکھنے لگی،

جہاں وہ شاہانہ مرد اپنی شہد رنگ آنکھوں میں عجیب سی چمک لئے اسکے چہرے کو دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا، شہد رنگ بھیگے بال اسکی شفاف پیشانی سے چپکے ہوئے تھے، جن سے ٹپکتی بوندیں اسکی کھڑی مغرور ناک سے ہوتی عنایا کے کاندھوں پر گرنے لگے،

کئی لمحے اسی خاموشی میں گزر گئے، ناں تو ابیر علوی پیچھے ہٹا تھا اور ناں ہی عنایا کا ظمی اسے خود سے دور کر پائی تھی،

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو، کھانے کا ارادہ ہے کیا۔؟

وہ اسکے گلابی چہرے کو دیکھتا ٹونٹ کرتا عنایا کی پشت پر پڑے ٹاول کو اٹھائے پیچھے ہٹا، اور پھر اپنے چوڑے شانے صاف کرتے اپنے بالوں کو خشک کرنے لگا،

عنایا کا چہرہ اہانت کے زیرِ اثر تپ گیا۔

"کیوں بلایا ہے مجھے۔؟ غصے سے لال انگارہ چہرہ لئے وہ اٹھنے لگی، جب وہ پھر سے مڑا اپنی شہادت کی انگلی اسکے سینے پر ٹکائے اسے دوبارہ سے صوفے پر ٹکا گیا،

"کیوں ایک شوہر اپنی بیوی کو کیوں یاد کرتا ہے وہ بھی رات کے اس پہر، اس قدر رومانٹک پلس سرد موسم میں "۔

دائی ٹانگ اسکے قریب صوفے پر رکھتے ابیر نے ٹاول پیچھے موجود بیڈ پر اچھالتے مخمور بے باک لہجے میں کہتے اپنی انگلی عنایا کے گال پر پھیری۔

عنایا اسکی بے باکی پر لب بھینچے بمشکل سے ضبط کرتے بیٹھی تھی،

میں یہاں تمہارا ٹھرک پن سننے نہیں آئی، اگر کام ہے تو بتاؤ ورنہ میں جا رہی ہوں۔!

وہ ایکدم سے بدتمیزی سے چلاتے ابیر کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکیلنے لگی، مگر وہ ٹس سے مس ناں ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

الٹا اسکی نازک کلائیاں دبوچے ابیر نے اسے گھماتے بیڈ پر پٹخا۔

عنایا اوندھے منہ بیڈ پر گرتی اہانت کے زیر اثر دانت پیستے سیدھی ہوئی اور نفرت سے اسے گھورا۔

"تمہارا میسج ملا تھا مجھے۔ کیا وہ سچ ہے مس کاظمی۔! وہ بنا اسکے نام لئے اب کی بار سرد لہجے میں استفسار کرنے لگا،

عنایا جو کچھ لمحات پہلے اسکی سحر انگیز شخصیت پر حائف ہوئی تھی اب ایک بار پھر سے خود سری نے سر اٹھایا۔

"لگتا ہے تمہیں خود سننی تھی اپنی بے عزتی جبھی مجھے یہاں بلایا۔"

وہ غصے سے مٹھیاں بھینچتے پھنکاری،

تو کھڑکیاں لاک کرتا وہ گہرہ ہنسا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں میں تیار ہوں تمہیں طلاق دینے کیلئے مگر مجھے اس کے بدلے میں کیا ملے گا۔؟

اس کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتے وہ مدعے پر آیا عنایا چونک گئی، چھوٹی سی پیشانی حیرت سے سمٹی بھلا اسے کیا چاہیے تھا۔؟

"کیا چاہیے تمہیں۔! بیڈ سے اترتے وہ اسکے روبرو ہوتے سرد لہجے میں گویا ہوئی، ابیر نے متاثر ہوتے اپنے کاندھوں تک پہنچتی عنایا کاظمی کو دیکھ بمشکل سے مسکراہٹ ضبط کی۔

جہاں ایک کی آنکھوں میں نفرت تھی تو وہیں دوسرے کی آنکھوں میں معنی خیز، پراسراریت بھری چمک تھی۔

"ایک رات۔! وہ کہتا ذرا سا جھکتا اسکے چہرے کو قریب سے دیکھنے لگا، ابیر علوی کی گرم سانسیں عنایا کے چہرے کو لمحوں میں سلگا گئیں۔

وہ بے یقین سی اسکی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھنے لگی،

"ایک رات گزارنا چاہتا ہوں میں تمہارے ساتھ۔ اگر شرط منظور ہے تو ٹھیک ہے میں اگلے ہی دن تمہیں طلاق دے!

یُو۔" عنایا غصّے سے چیختے اسے تھپڑ مارنے لگی مگر اسکا ہاتھ موڑتے ابیر نے ایک جھٹکے سے اسکی پشت کو سینے سے لگایا۔

عنایا غصے سے ہانپتی گہرے سانس بھرنے لگی اسکا بس نہیں تھا کہ وہ اس گھٹیا شخص کا منہ نوچ لیتی۔

"تم آرگومنٹ کرنے کی کنڈیشن میں نہیں ہو مسز۔" اسکے کان کے قریب جھکتے وہ گھمبیرتا سے گویا ہوا۔

"اگر تو اپنے عاشق میرا مطلب ہے اپنی محبت عالیحان شاہ کو ڈھونڈ کر اس سے شادی کرنا چاہتی ہو تو اسکے لئے اتنی سی قربانی تو دینی ہی پڑے گی ناں۔" !

عالیحان شاہ کے نام پر اسکی آنکھوں میں سرخی تیزی سے پھیلی تھی۔

دو دن کا ٹائم ہے تمہارے پاس۔ اگر تو ڈیل قبول ہوئی تو کل اسی ہوٹل میں آ جانا فکر مت کرو۔ تمہیں افسوس نہیں ہو گا میرے ساتھ رات گزار کر۔"

وہ تمسخرانہ لہجے میں کہتا، جھکتے اسکی گردن پر اپنے سلگتے لبوں کا لمس چھوڑتے اسے ایکدم سے چھوڑ گیا۔

عنایا بمشکل سے گرتے گرتے خود کو سنبھال پائی تھی۔

ابیر علوی کے الفاظ اسکے دماغ میں گردش کرنے لگے، وہ سائیں سائیں کرتے دماغ سے بمشکل سے بھاگتے ہوئے اس روم سے نکل پائی تھی۔

Episode 10

"عنایا کہاں تھی تم۔؟ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ویام نے آنکھیں چھوٹی کیے بیرونی دروازے سے اندر داخل ہوتی عنایا کاظمی کو دیکھ ذرا سخت لہجے میں استفسار کیا۔

عنایا جس کے ذہن میں ابھی تک ابیر علوی کے الفاظ کی بازگشت تھی وہ ٹھٹکی سوالیہ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھنے لگی۔

جہاں کھانے کی میز پر کھانا ویسے کا ویسا ہی پڑا ہوا تھا، اور گھر کا ہر فرد وہاں موجود تھا، یقیناً عنایا کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ وہ ڈیڈ دوست سے ملنے گئی تھی،"

نگاہیں چرائے وہ گہرہ سانس بھرتے خود کو کمپوز کرنے لگی،

آؤ کچھ بتانا ہے، !" تھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکائے ویام سنجیدگی سے گویا ہوا۔ عیناں اور عنایت دونوں ہی عنایا کو دیکھ رہی تھیں۔ جو کچھ بجھی بجھی سی لگ رہی تھی۔

"یس ڈیڈ۔! وہ مریل قدموں سے چلتی ڈائننگ کی طرف آئی، اور کرسی کھینچتے بیٹھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میرے دوبئی کے ایک دوست کل آرہے ہیں۔انکے بیٹے راحیل اور عنایت کی منگنی کی رسم ہو گی اس جمعہ کو۔

اور جلد ہی تم دونوں بہنوں کی رخصتی۔!

"جج جی کیا کہا آپ نے؟؟ "

وہ چونکی بھوری آنکھوں میں حیرت سمیٹے وہ ناسمجھی سے آگے پیچھے دیکھتے وریام کو ڈھونڈنے لگی جو وہاں نہیں تھے۔

تمہارے دادا چلے گئے ہیں پاکستان۔!تو اب اور کسے ڈھونڈ رہی ہو۔!

واٹ؟؟؟"یہ سب ہو کیا رہا ہے۔وریام کیسے جا سکتے ہیں مجھے بنا بتائے اور آپ آپ کیسے اتنا بڑا فیصلہ مجھ سے پوچھے بنا لے رہے ہیں۔مجھے نہیں کرنی کوئی رخصتی۔!

وہ غصے سے چلاتے ایکدم سے جگہ سے اٹھ گئی۔

اسکے چہرے پر پھیلی کرختگی دیکھ ویام نے گہری سانس خارج کرتے ہاتھ سینے پر باندھے۔

تمہیں بہت کالز کی تھیں ڈیڈ نے۔!مگر تمہارا نمبر آف تھا اور دوسری بات ہم ماں باپ ہیں تمہارے ہر فیصلہ کرنے کا اختیار ہے ہمارے پاس۔!

کندھے اچکاتے وہ سرد لہجے میں گویا ہوا۔آپ جو بھی فیصلہ لیں گے مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر میں رخصتی نہیں دینے والی۔اور میری طرف سے انکار ہے۔!

وہ غصّے سے گویا ہوتے تن فن کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی،

"اسے ہوا کیا ہے۔؟

ویام اسکے اتنے سخت ری ایکشن پر حیرت سے گویا ہوا۔

"معلوم نہیں ضرور کچھ ہوا ہے ڈیڈ میں دیکھتی ہوں۔!

عنایت خود بھی حیرانگی سے اسکی پشت کو دیکھتے ویام سے کہتے جگہ سے اٹھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ماما آرہا ہوں یار راستے میں ہوں فکر مت کریں آپ۔!ماتھے کو انگلیوں سے مسلتے اسنے لمبی سانس لیتے دوسری جانب متفکر سی حیا کو پرسکون کرنا چاہا۔جب اچانک بجلی کی سی تیزی سے کوئی بھاگتا ہوا اسکی گاڑی کے سامنے آیا۔

انیل کی آنکھیں حد درجہ پھیل گئی۔فون جھٹ سے بند کرتے وہ گاڑی منٹوں میں روکتا کار سے باہر نکلا۔

اسکی گاڑی سے ٹکرا کر کافی دور گرا وجود کسی لڑکی کا تھا۔جسے دیکھتے ہی انیل کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ تیزی سے لپکا خون سے لت پت اس مردہ وجود کے قریب ہوا۔

"ہاں جلدی پہنچو ہائی وے کی پچھلی سائیڈ ایک حادثہ ہو چکا ہے۔!

اسنے اپنی ساتھی کو لیگ کو مختصر اطلاع دی، اور کال کٹ کرتے گھٹنوں کے بل جھکتے اس لڑکی کے وجود کو ٹٹولنے لگا۔

"بے حد اچانک اسکی سیاہ آنکھیں حیرت کے سے انداز میں سمٹی۔

اسنے ہاتھ کی مدد سے اس وجود کو پلٹا اور پھر خون سے بھرے اس لڑکی کے بال جو اسکی گردن سے چپکے ہوئے تھے اُنہیں ہٹائے اسکی گردن کو بغور دیکھا۔

مگر اندھیرے کے سبب اسے کچھ بھی واضح نہیں دکھا جبھی اسنے تیزی سے فون کی لائیٹ آن کی۔

اسکی گردن پر بنے سٹار کے سیاہ نشان کو اپنے انگلیوں سے چھوا۔

یہ نشان کچھ الگ تھا جو کسی ٹیٹو کا تو نہیں ہو سکتا تھا۔ گہرے پر سوچ سے انداز میں اس نشان کو دیکھتے اسنے جلدی سے کسی کا نمبر ڈائل کیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"آج مت جاؤ میری جان۔ میں نے سلون میں بکنگ کی ہوئی ہے کل وہ لوگ دوبئی سے آجائیں گے تھوڑا سا تو خیال کر لو اپنا۔!

سیاہ سوٹ میں ملبوس وہ بیگ شانوں پر ڈالے جیسے ہی سکول جانے کے لئے کمرے سے نکلنے لگی،

دروازے کے بیچ کھڑی عیناں نے محبت سے کہتے اسکے چاند سے چہرے کو ہاتھوں میں بھرا،

"ماما آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ مگر آپ جانتے ہیں اس ہفتے دو چھٹیاں ہو چکی ہیں اور بچے میرے نا جانے سے اداس ہو جاتے ہیں س۔!

عنایت ایک اسکول میں ٹیچنگ کر رہی تھی، جہاں گونگے اور بہرے بچوں کو تعلیم دی جاتی تھی، یہ اسکا اپنا شوق تھا جسے چھ سال سے وہ پورا کرتی آرہی تھی،

"بیٹا آپ کی شادی ہو جائے گی تب بھی تو چھوڑنا پڑے گا۔"

عیناں نے اسے پیار سے سمجھایا تو عنایت نے محبت سے انکے کندھے پر سر ٹکایا۔

"تب کی تب دیکھیں گے ابھی تو جانے دیں پلیز۔!

وہ معصوم سی شکل بنائے بولی تو بے ساختہ ہی عیناں کو اس پر جی بھر کر پیار آیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کتنی بار کہا ہے کہ یہ رنگ مت پہنا کرو نظر لگ جاتی ہے۔! وہ خفگی سے ٹوکتے اسکے حسین چہرے سے نگاہیں ہٹائے پیشانی چومتے بولی۔

یار پلیز آج پہننے دیں پلیز "!

اسکے لاڈ سے کہنے پر عیناں مسکرا دی۔اور آیت الکرسی پڑھتے اس پر پھونکی۔

"اب میں چلتی ہوں آپ ذرا عینی کو جگا دیں اس کا ٹیسٹ تھا آج۔!

وہ عجلت میں کہتی گھڑی پر وقت دیکھتے باہر کو لپکی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اماں ناشتہ نہیں کروں گا میں ایک ضروری کام سے جارہا ہوں۔! بھیگے بالوں میں انگلیاں چلاتا وہ سرد مہری سے گویا ہوا۔

"مگر بیٹا ناشتہ تو کرلو۔! رخسانہ بائی متفکر سی بولیں۔رات بھی اسنے کچھ نہیں کھایا تھا۔

"یہ سگریٹ موئے نہیں چھوڑے تم نے۔! دائی جانب پڑی میز پر پڑے سگریٹ کے ڈھیر سارے ٹکرے دیکھ وہ جلے دل سے بولیں تو عالیجان ٹھٹکا۔

"اماں یہ نشہ نہیں سکون ہے میرا اور سکون کے بغیر انسان کو کوئی وجود باقی نہیں رہتا۔!

وہ سرد لہجے میں کہتا میز پر پڑی ڈبی اٹھا گیا۔

اسکے الفاظ میں بہت گہرے زخم تھے،اماں لب بھینچ گئی،

"باقی کا نشہ چھوڑ چکا ہوں اب اسے نہیں چھوڑ سکتا یہ میرے برے وقت کا ساتھی ہے۔!

عنابی لبوں پر ایک زخمی سی مسکراہٹ نمایاں تھی،جسے وہ چاہ کر بھی خود سے نوچ نہیں پایا تھا۔

دعا کریئے گا آج بہت سے حساب بے باک کرنے ہیں۔! سر جھکائے وہ احتراما بولا۔

تو رخسانہ بائی نے نم نگاہوں سے اس زخمی شیر کو دیکھا جو ایک کوٹھے والی کے آگے دعا کے لیے سر جھکائے کھڑا تھا۔

"کوئی نیک کام تو نہیں کیا زندگی میں جو میری دعا لگے تجھے۔مگر میری دعا ہے تو اپنے ہر زخم کا بدلہ لے،اور اپنے دشمنوں کو نیست و نابود کرکے لوٹے۔!

اپنا کپکپاتا ہاتھ اسکے سر پر رکھتے وہ لرزتی آواز میں گویا ہوئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

توعالیحان نے اپنی نیلی سمندر سی گہری روشن آنکھیں موندے ایک گہری سانس فضا کے سپرد کی اور پھر بنا پیچھے مڑے وہ تیزی سے لمبے لمبے ڈھگ بھرتا باہر نکلا۔

اسکی جیپ کے سٹارٹ ہونے کی آواز کے بعد وہ کئی لمحے اسی جگہ کھڑی اپنے اس ہاتھ کو دیکھتی رہ گئی تھی جس ہاتھ کو انہوں نے ایک لڑکے کو دعا دینے کیلئے اٹھایا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

پروفیسر مجھے نیو کورس کی بک چاہیے پلیز آپ دے دیں تاکہ میں سیکشن سٹارٹ ہونے سے پہلے ایک بار نظر ثانی کر سکوں۔!

بچوں کی نوٹ بکس پر کام درج کرتے عنایت عجلت میں گویا ہوئی۔

توپروفیسر آرچرڈ نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

ڈئیر اسکے لئے آپ کو لائبریری جانا پڑے گا کیونکہ میڈم جینی آج نہیں آئی اور وہ بک وہیں لائبریری میں چھوڑ گئی ہیں۔"

پروفیسر نے پیپرز برابر کرتے مصروف انداز میں کہا تو عنایت کا گلابی چہرہ مرجھا سا گیا۔

وہ لائبریری میں اکیلی جاتی، اس سنسان لائبریری میں جانے کا سوچتے ہی اسے وخشت سی ہونے لگتی تھی کجاکہ جانا مگر آج اسکی مجبوری تھی اس کی کولیگ میڈم جینی آج چھٹی پر تھیں اور ایسے میں عنایت کو چاروناچار ہر حال میں لائبریری جانا ہی تھا۔

"اوکے میں دیکھتی ہوں۔ "وہ بمشکل سے مسکرانے کی کوشش کرتے کہہ کر جگہ سے اٹھ گئی،

لائبریری پچھلی جانب تھی اور وہاں جانا۔ وہ دور کھڑی ناخن دانتوں تلے کترنے لگی، جب ایک بچی بھاگتے ہوئے اسکے قریب آئی،

سوزی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کا کہا۔

"عنایت مسکرائی اور اسکے پاس جھک گئی۔

سوزی نے ہاتھ سے اسے پوچھا کہ وہ کیوں پریشان ہے۔ عنایت کی وہ فیورٹ سٹوڈنٹ تھی کیونکہ وہ اسی کی طرح کم گو اور حساس تھی۔

مجھے لائبریری جانا ہے۔! عنایت چھ سالوں سے ماہر ہو چکی تھی اور اب وہ اشارے سے اسے جلد ہی سمجھا گئی کہ اسے پیچھے جانا ہے اور وہ ڈر رہی ہے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس کی بات پر سوزی کھلکھلا اٹھی۔ وہ بچی حسن کی اعلیٰ شاہکار تھی مگر قدرت نے اسے بولنے اور سننے کی حس سے محروم رکھا تھا۔

"میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔! سوزی نے اسکے گال پر کس کرتے کہا۔ تو عنایت کی آنکھیں چمک گئیں جیسے جانے کتنی بڑی مشکل آسان ہوئی تھی۔

فوراً سے اثبات میں سر ہلاتے اسنے سوزی کو گود میں بھرا اور پھر اب بناڈرے وہ لائبریری کی طرف بڑھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مس کاظمی وٹس رانگ ودیو۔ یہ کیسا مذاق ہے۔! پروفیسر بہرام کے چلانے پر پوری کلاس مڑتے بیک سیٹ پر براجمان عنایا کی طرف متوجہ ہوئی،

سبھی سرگوشیوں میں معاملے کی بابت ایک دوسرے سے پوچھنے لگے مگر پروفیسر کا سرخ چہرہ دیکھ سب کندھے نفی میں ہلا گئے۔

"سر آپ کو لگا یہ مذاق ہے تو پھر آپ ہی بتائیں کیسا مذاق ہے اچھا یا برا؟" بھوری آنکھیں مٹکاتے وہ ہاتھ گال پر ٹکائے اب فرصت سے پروفیسر کے سرخ چہرے سے خظ اٹھاتے گویا ہوئی،

کلاس روم میں دبی دبی سی ہنسی گونجی، جسے پروفیسر کی ایک گھوری نے خاموش کروادیا۔

"میں ٹیسٹ کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔! آپ نے کچھ بھی نہیں لکھا ٹیسٹ میں کیوں۔؟"

وہ اسکا دیا سفید کورا کاغذ ہاتھ میں لہراتے غصے سے اونچی آواز میں دھاڑا۔ روسف نے ببل گم چباتے عنایا کے حسین چہرے کو کافی غور سے دیکھا۔

"سوسوری سر مجھے معلوم نہیں تھا کہ ٹیسٹ میں "کچھ بھی" لکھنا ہے مجھے دیں میں لکھ دیتی ہوں۔!

سرخ نیل پینٹ سے سجے اپنے نازک ہاتھ بڑھاتے اسنے معصومانہ انداز میں کہا تو ایک بار پھر کلاس روم قہقہوں سے گونج اٹھا۔

پروفیسر نے ناگواری سے اسکے بڑے بڑے نیلز کو دیکھ ضبط سے لب بھینچ لئے۔

"اس دفعہ میں آپ کو چھوڑوں گا نہیں۔!

وہ وارن کرنے والے انداز میں گویا ہوئے۔

"سر میں چاہتی بھی نہیں کہ آپ مجھے چھوڑیں پلیز سر مجھے مت چھوڑیئے گا۔! بھوری آنکھوں میں شرارت سمیٹے وہ بات بات پر مقابل کھڑے پروفیسر کو زچ کرتے اپنا سارا غصہ آج ان پر انڈیل رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور پروفیسر بہرام اس خود سر لڑکی کو دیکھتے افسوس اور غصے کی حالت میں کلاس روم سے نکل گئے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"آپ یہاں بیٹھو میں بس ابھی آئی، !"سوزی کو ایک بینچ پر بٹھاتے وہ مسکراتے ہوئے اسے سمجھاتے اٹھی اور اپنے بیگ سے کینڈیز نکالتے سوزی کی گود میں رکھی جن سے وہ اب کھیل رہی تھی۔

عنایت کافی دیر ڈھونڈھے کے باوجود بھی اس کتاب کو نہیں ڈھونڈ پائی، جبھی وہ لائبریری میں کافی آگے چلی گئی، فرش پر نظریں ٹکائے بیٹھی سوزی اچانک کسی کے شوز دیکھ نگاہیں اٹھائے سامنے دیکھنے لگی،

جہاں ایک لمبا چوڑا نیلی آنکھوں والا لڑکا اسے دیکھ رہا تھا، وہ ایک دم سے جھکا، سوزی بنا ہلے اسے دیکھ رہی تھی، عالیجان شاہ نے اس چھوٹی سے بچی کے گال کو چھوا وہ پھر بھی اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی،

"کیا ہوا اچھا لگا میں آپ کو۔؟ اپنے گولڈن سلکی بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ غیر محسوس انداز میں بولا، تو وہ بچی ہنسی، عالیجان کو اس کی ہنسی عجیب سی لگی۔

جبھی اپنا سر جھٹکتے اسنے نرمی سے اسے اٹھایا اور پھر ایک بڑی سی چاکلیٹ اسکے ہاتھ میں تھمائے وہ اسے باہر بنے بینچ پر لا یا۔

اگلے دو منٹ میں وہ بچی سب کچھ بھولے چاکلیٹ سے انصاف کرنے میں جٹ گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ٹھک کی آواز سے لائبریری کا دروازہ بند ہوا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ ایک دم سے چونکی، ہوش کی دنیا میں لوٹی، ہاتھ میں تھامی بھاری کتابیں زمین بوس ہوئیں تھی۔

جب خوفزدہ نگاہوں سے اسنے اطراف میں دیکھا۔

پورا کمرہ خالی تھا۔ سس سوزی۔! عنایت نے خوفزدہ سے لہجے میں بمشکل سے سوزی کو پکارا جو کہ وہاں تھی ہی نہیں۔

کک کون۔؟ قدموں کی بھاری چاپ پر عنایت نے گھٹی گھٹی سی آواز میں پوچھا، کیونکہ وہ جان چکی تھی یہاں کوئی دوسرا شخص موجود ہے۔

خوف و دہشت سے پھیلی سیاہ آنکھیں سامنے کی طرف تھیں۔

جبکہ اندھیرے سے پینک ہوتی وہ کپکپاتے ہاتھوں کی مومی انگلیاں جلد بازی میں اپنے کندھے پر ڈالے بیگ میں ڈال اپنا انہیلر ڈھونڈنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سانس لینے میں دقت اب زیادہ تیزی سے ہونے لگی تھی۔جب وہ قدموں کی چاپ عنایت کو اپنی پشت پر سے محسوس ہوئی۔

وہ دہشت زدہ سی ایک دم سے مڑنے لگی۔

مگر مقابل نے برق رفتاری سے پیچھے سے دبوچ اسے سینے سے لگایا۔

جس پر عنایت کا کمزور وجود مقابل کی آہنی گرفت میں جھٹپٹانے لگا۔

" Twinkle twinkle little star

How I wonder what you are۔"

نخاب کے ہالے میں لپٹے اسکے کان کے قریب ہونٹ لے جاتے مقابل نے بھاری پراسرار آواز میں سرگوشی کی۔

عنایت کا وجود ایک دم سے ساکت سا ہو گیا۔

سفید رنگت میں نیلاہٹ تیرنے لگی۔

جب مقابل کی دہکتی سانسیں اپنی گردن پر محسوس ہوتے ساتھ ہی اسی وحشیانہ خوشبو نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا۔

"اممممم۔" اسکے لرزتے لب اب مقابل کے بھاری ہاتھ کے نیچے تھے۔

سیاہ جھیل سی آنکھوں کی پتلیاں باہر کو ابل پڑی۔

بہت شوق ہے ناں تمہیں شادی کرنے کا،وہ اسکے کان میں پھنکارا،نیلی آنکھوں میں وحشت و نفرت کا ٹھاٹے مارتا سمندر مجزن تھا۔

اسنے کہتے ساتھ ہی عنایت کے لبوں پر گرفت اور بھی سخت کر دی۔

"گھر بسانا چاہتی ہو۔" نفرتوں کے سمندروں سے بھری وہ گھمبیر نفرت آمیز سرگوشیاں اسے ماضی کے دردناک لمحات میں لے گئی تھیں،

جہاں سے نکلنے میں اسے برسوں لگے تھے۔

کہا تھا ناں کہ تم شادی نہیں کرو گی،پھر بھی شادی کی حامی بھری اینجلل۔"

وہ غصہ نہیں تھا وہ وحشت سے بھری جنونیت خیز نفرت سے لبریز لہجے میں پھنکار رہا تھا۔

اسکے چٹان سے مضبوط وجود کے سامنے عنایت ویام کاظمی کا نازک وجود کسی کیڑے مکوڑے کی طرح تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

یہ خواب نہیں ہے اینجل۔یاد ہے ناں میں کون ہوں،؟جس منہ سے اس شادی کی حامی بھری ہے اسی منہ سے انکار کرو گی تم۔ورنہ تمہاری آنے والی زندگی کی ہر ایک رات کو میں وحشتوں سے بھر دوں گا۔یہ عالیجان شاہ کا وعدہ ہے لٹل اینجل۔"

وہ نفرت آمیز لہجے میں اسکے کان میں اپنے نام کی پھنکار ڈال کافی سکون میں ہوا تھا۔

جب وہ نازک سا وجود اس کے نام کو سنتے ہی وخشت زدہ سا اسکی بانہوں میں جھول گیا۔

افففففف۔اتنے میں ہی بے جان ہو گئی تم سوچو جو اگر میں حساب بے باک کرنے پر آیا تو تمہیں تو دوسرا سانس بھی نصیب نہیں ہونے دوں گا۔؟

سیاہ دوپٹے کے حالے میں لپٹا اسکے سر عالیجان کے بازو پر جھول رہا تھا۔جسے دیکھتے عالیجان کا فشار خون بڑھا تھا۔

وہ کیا سمجھتی تھی اسے برباد کر کے وہ اپنا گھر بسا لے گی،کیا عالیجان شاہ اتنا غافل ہو سکتا تھا اس سے۔!

"میں اپنے سائے کو تو ایک پل کے لیے بھول سکتا ہوں مگر عنایت کاظمی۔تمہیں۔تمہاری ہر آتی جاتی سانس کو تم سے پہلے میں محسوس کرتا ہوں۔بھول گئی تم کہ عمر میں بڑی ہو مگر نفرت اور اس جنونیت میں نہیں۔تمہارا شادی کا یہ فیصلہ بہت بھاری پڑے گا تم پر۔!

جانے کتنا برسوں کا غصہ اور وخشت تھی جو اس لاوے کی صورت میں اسی معصوم پر نکلا تھا،جو شروع دن سے ہی اسکے عتاب کا نشانہ بنتے آئی تھی،

"مجھے بہت خوشی ہوتی اگر آج میں تمہیں یہاں مرنے کے لیے چھوڑ جاتا،مگر افسوس ابھی تو بہت سے زخم دینے ہیں تمہیں اور اسکے لیے تو تمہارا زندہ ہونا ضروری ہے ناں لٹل اینجل۔!

تمسخرانہ لہجے میں پھنکارتے وہ نفرت کے باوجود بھی اس نازک وجود کو اپنی بانہوں میں بھر چکا تھا،نیلی آنکھوں میں جنون خیز سی چمک برپا تھا اور اسکے وجود کی رگیں پھول کر اس کے تنفس میں ہوئی ہلچل کی عکاسی کر رہی تھی،

عنایت کو بانہوں میں بھرے وہ سپاٹ چہرے سے لائبریری سے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ویلکم مائے سینوریٹا۔!ہیلز کی ٹک ٹک کی آواز پر صوفے پر بیٹھے شخص کی آنکھوں میں حرارت ابھری،وہ بنا دیکھے ہی آنے والی کو جانتا تھا اور اسی وجہ سے اسکے ہونٹوں پر دلفریب سی مسکراہٹ جدا ہی نہیں ہو پا رہی تھی۔

"کام ہو چکا ہے باس۔!دایاں ہاتھ سینے پر مکے کی صورت رکھے اسنے جھکتے سلام پیش کرتے کہا،تو صوفے پر بیٹھا شخص پر زور قہقہ لگا اٹھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہاہاہا۔میں جانتا تھا ڈارلنگ جو کام تمہارے ذمے ہو وہ کبھی بھی ادھورا نہیں رہ پاتا۔!

وائن کے گلاس کو ایک ادا سے اپنے ہاتھ میں گردش دیتے اسکا دماغ کچھ الگ ہی سوچ رہا تھا،

"ایک کام اور ہے تمہارے لئے ایمی ڈارلنگ۔!اب کی بار وہ گردن موڑے شاطرانہ انداز میں مسکرایا۔

"جو حکم میرے آقا۔!لڑکوں جیسے شارٹ چھوٹے چھوٹے بالوں والی سنجیدہ ہر قسم کے تاثرات سے عاری چہرہ لئے وہ لڑکی اسکے ہر حکم کو بجالانے کی پابند تھی،

یہ بات سامنے بیٹھا شخص بخوبی جانتا تھا،

تمہیں کچھ دنوں کیلیئے پاکستان جانا ہے،بہت ہو گیا ہے چھپن چھپائی کا کھیل۔یہ دیکھو۔!"

اسنے کہتے ساتھ ہی ایک تصویر ایمی کی جانب اچھالی۔جس نے فوری طور پر تھامے اپنی شہد رنگ بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھا،

جہاں پولیس یونیفارم میں کھڑا ایک مرد کسی سے غصے سے بات کر رہا تھا،

تصویر کو بغور دیکھتی وہ جانے کیا۔سوچ رہی تھی،جب اچانک سامنے بیٹھے شخص کے مخاطب کرنے پر وہ ہوش میں لوٹی۔

پاکستان میں اس انسپکٹر نے آج کل بہت تباہی مچا رکھی ہے ہمارے ہر بنتے کام میں اسکی ٹانگ لازماً اڑتی ہے۔تو کیوں ناں اسکی ٹانگ ہی کاٹ دی جائے۔!

پر سوچ سے لہجے میں کہتے وہ پراسراریت سے ہنسا۔

"میں سمجھ گئی سر۔آپ بے فکر رہیں اسے جان سے مار دیا جائے گا۔!

ایمی نے کسی روبوٹ کی طرح اپنی بات کو بیان کیا۔

"نہیں ایمی ڈارلنگ ہر مرض کا علاج موت نہیں ہوتی اور ویسے بھی موت تو بہت چھوٹی سی چیز ہے ان کے لیے۔

تمہیں اسے کسی بھی طرح سے اپنے پیچھے یہاں لانا ہو گا۔باقی میں سنبھال لوں گا۔!

جو حکم میرے آقا۔!ایمی نے زیر لب اپنا جملہ دہرایا اور پھر انہی قدموں سے پلٹتے وہ روم سے نکل گئی۔

صوفے پر براجمان شخص اب آنے والے وقت کا منتظر تھا۔جب اسکی آنکھوں کے سامنے انیل علوی بے حس و حرکت بلکل کسی پر کٹے پرندے کی طرح پھڑ پھڑانے والا تھا۔

Episode 11

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

چھلے ہوئے آلو۔تجھے یہاں اس لیے رکھا تھا کہ تُو اس عنایا کی چمچ گیری کرتا پھرے،سالے موٹے سانڈ آج تیری وجہ سے میرا ہوٹل بند ہونے کی کاگار پر ہے۔تجھے تو میں نہیں چھوڑنے والا آج۔!

غصے میں مسلسل بڑبڑاتا وہ سرخ چہرے سے روبن کے بھاری بھر کم پیٹ پر گھوسے مارتا اپنا غصہ اس پر نکال رہا تھا ،روبن عائش اور عنایا دونوں کا دوست تھا مگر اسے کھانے کی لالچ دے کر کوئی بھی اس سے کچھ بھی کروا سکتا تھا اور عنایا نے عائش کو مزہ چکھانے کیلیۓ روبن کی مدد لی تھی،

کیونکہ وہ نیویارک میں رہتا تھا اور اس لیے جو کام وہ آسانی سے کر سکتا تھا اسکے لئے عنایا کو خود جانا بے وقوفی لگی،

موٹے بھینسے بھاگ کہاں رہا ہے رک جا۔!

غصے سے سیخ پا ہوتا وہ پورے ہوٹل میں روبن کے پیچھے بچوں کی طرح بھاگ رہا تھا،

"برو پلیز معاف کردو پلیز،یہ سب کچھ عینی نے کیا ہے اسنے مجھے لالچ دیا تھا اور آپ جانتے ہیں میں ایسا ویسا نہیں ۔پلیز مجھے چھوڑ دو۔!

اپنے سر کو ہاتھوں سے کور کرتا وہ بمشکل سے اپنے بھاری وجود سمیت بھاگ رہا تھا۔

مسلسل بھاگنے اور مار کھانے کی وجہ سے اسکا چہرہ پسینے سے شرابور ہو چکا تھا،

رک جا تیری تو۔!

ہاتھ میں پکڑا بڑا سا ٹماٹر روبن کے سر کا نشانہ لیتے عائش نے تیزی سے اسکی طرف پھینکا،

"اہہہہ۔"

"اوہ نو۔"ایک نسوانی چیخ پر بیرونی گیٹ کے وسط میں کھڑی ایک لڑکی کو دیکھ عائش اسکے چہرے پر اپنا پھینکا ٹماٹر دیکھ خوف سے بڑبڑاتے اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپا گیا۔

"سوہا تم آگئی۔سو سوری برو نے جان بوجھ کر نہیں مارا وہ تو بس۔!

"واشروم کس طرف ہے۔؟روبن کی صفائی کے بعد اس لڑکی کی غصے سے بھری باریک آواز سنتے،عائش نے اپنی انگلیاں ایک ساتھ کرتے ایک آنکھ باہر نکالے سکائے بلیو لانگ شرٹ اور جینز میں واشروم کی طرف جاتی لڑکی کی پشت کو دیکھا۔

وہ جیسے ہی وہاں سے اوجھل ہوئی عائش سپیڈ سے بھاگتا ہوا جو الا مکھی بنا روبن کا بازو دبوچے موڑتے اسکی پشت پر لگا گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اہہہ اہہہہ بب برودرد ہورہا ہے پلیز چھوڑو۔! روبن بلبلااٹھا،جب کہ عائش نے دانت پیستے اپنی تیکھی ناک غصے سے پھلائے اسکی گردن کے بیچ ہاتھ سے چپت لگائی۔

"تواتنا بڑا گھٹیاانسان نکلا موٹے بھینسے۔اپنی گرل فرینڈ کو میرے ہوٹل میں بلایا تُو نے،بغیرت انسان۔"

عائش جو سوہا کو اسکی گرل فرینڈ سمجھ چکا تھااب ایک بار پھر غصے سے چلایا۔

"بب بر ووہ میری گرل فرینڈ نہیں وہ تو ایک ویٹرس ہے اور اسے کام کی ضرورت تھی اور ہمیں ویٹر کی اس لئے میں نے اسے بلالیا۔!

روبن درد سے کراہتا بمشکل سے بولا تو عائش کے ماتھے پر پڑی شکنیں سمٹی۔

اسنے تیزی سے اسکا ہاتھ چھوڑا۔

جب شور کی آواز پر وہ بے ساختہ ہی مڑا، تو سرخ بے تاثر چہرے سے کھڑی اس عام سے نقوش والی لڑکی پر نگاہیں پڑتے وہ پھر سے شرمندہ ہو تا زبان دانتوں تلے دبا گیا۔

اارے سوہا یہ میرا دوست۔ میرا مطلب اس ہوٹل کا اونر جن سے ملنے کیلئے بلایا تھا میں نے۔!

روبن اب اس لڑکی کی طرف بڑھتا متانت سے سمجھانے لگا۔

عائش نے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اپنے آپ پر ضبط کیا۔اسے کسی بھی حال میں یہ ویٹرس چاہیے تھی،تا کہ وہ کسی بھی طرح سے کام تو شروع کر سکے۔!

"ہائے آئی ایم ایش۔!

دو قدموں کا فاصلہ سمیٹے وہ اپنے ازلی انداز سے گویا ہوا مگر سامنے کھڑی لڑکی کے چہرے کے تنے تاثرات کو دیکھ وہ جلدی سے سیدھا ہوا۔

"ہائے میں عائش انزک علی۔! اپنے بلیو کوٹ کو ٹھیک کرتے وہ پٹڑی پر آتا اب میسنے پن سے گویا ہوا تو روبن منہ کھولے عائش کو دیکھتا رہ گیا۔

بھلا وہ کیوں ڈر رہا تھا،

میرا نام سوہا مجتبیٰ حسین ہے۔ میرے بابا ایک آرمی آفیسر تھے وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ میرا ایک بھائی ہے جس کی ایک ٹانگ ایک ایکسیڈنٹ میں ضائع ہو گئی ہے۔ مجھے اپنے بھائی کیلئے یہ نوکری چاہئے اور اگر آپ کو باقی کی ڈیٹیلز چاہیے تو آپ پتہ کروا سکتے ہیں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کرسٹل گرے آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ مختصر سا اپنا تعارف کرواتے عائش کو ٹھٹکا گئی۔

وہ کئی لمحے ان بولتی گہری آنکھوں میں دیکھتارہ گیا جیسے کچھ تھا ان آنکھوں میں۔

اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے جلد از جلد کام شروع کرنا ہے شیف وغیرہ کا بندوست ہو چکا ہے اور باقی کا کام ہمیں مل کر کرنا ہو گا ایٹ لیسٹ تب تک جب تک مجھے اپنے ہوٹل کے لئے ورکرز نہیں مل جاتے۔"

عائش نے پیشانی مسلتے کہا، تو سوہا نے سر کو اثبات میں ہلایا۔ تو کیا ابھی سے کام شروع کریں۔!

وہ کافی سنجیدہ تھی، عائش آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھتارہ گیا۔ "نہیں صبح سات بجے آجایئے گا۔ کل سے کام شروع کریں گے۔"!

اسکی نگاہیں سوہا حسین کی ناک میں چمکتی لونگ پر ٹھہری تھی، جانے کیوں اسے عجیب سا احساس ہوا، وہ سانس رکنے پر اپنے کوٹ کے بٹن کھولتا ایکدم سے رخ موڑ گیا۔

روبن سوہا کو باقی کی ڈیٹیلز بتاتا باہر چھوڑ آیا۔

عائش کی گہری نگاہیں کافی دیر تک اسکی پشت پر ٹکی رہی۔ گلی سے نکلتے وہ ایک سنسان سڑک پر چلنے لگی، تھوڑی آگے جاتے اسنے موبائل فون نکالا۔ اور "کام ہو گیا" کا میسج ٹائپ کرتے کسی کو بھیجا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو تم کہ عالی آچکا ہے اٹلی میں۔؟؟" بھانپ اڑاتے کافی کے مگ کو اپنے بائیں ہاتھ میں لیتے اسنے لیپ ٹاپ اسکرین کو بغور دیکھا، اسکی ڈارک براؤن آنکھیں حیرت کے سے انداز میں سوالیہ طور پر سمٹی، گھنی ابرو اچکائے وہ عنایا کو دیکھ رہا تھا، جو اب جانے کیا ڈھونڈ رہی تھی،

"عینی بتاؤ گی کچھ ؟ کیا ڈھونڈ رہی ہو تم۔!

موبائل فون پر کچھ ڈھونڈتی عنایا کو دیکھ تبریز نے استفہامیہ الجھن بھری نگاہوں سے اسکی سمت دیکھا۔

"اپنے سیئاں جی کا لولیٹر ڈھونڈ رہی ہو گی، سننے میں آیا کہ مسٹر ہاٹ اینڈ ڈیشنگ میرا مطلب ڈاکٹر ابیر علوی اس وقت اٹلی میں ہے، اور کیا پتہ راتوں کو چھپ چھپ کر کوئی۔؟

"شٹ اپ یُو چھوٹے لنگور۔! عائش کی شرارت سے لبریز ڈارک چاکلیٹ کلر کی گہری آنکھیں عنایا کے سرخ چہرے پر تھیں، جو اسکے منہ سے ابیر علوی کا ذکر اور وہ بھی اس انداز میں سنتی ہتھے سے اکھڑ گئی، اسکا بس نہیں تھا کہ وہ اسے لیپ ٹاپ اسکرین سے نکال کر پیٹتی۔

"ری لیکس گائز ہم لڑنے کیلئے یہ میٹنگ نہیں کر رہے۔! تاسف سے اسکرین پر ابھرتے ان دونوں کے تپتے چہروں کو ملاحظہ کرتے تبریز نے انہیں یاد دلانا ضروری سمجھا۔

"یہ تو آپ اس ٹڈی کو بتائیں۔ جس نے جانے کس جنم کا بدلہ لیا مجھ سے کیڑے پڑیں گے تجھے کلموہی اور دیکھنا تجھے پانی دینا والا بھی کوئی نہیں ہوگا اور پھر تو بھیک منگو کی طرح بلبلاتی میرے پاس آئے گی اور میں تجھے بالوں سے گھسیٹ گھسیٹ کر ماروں گا۔!

عائش کا ایسا طرزِ تخاطب سن عنایا اور تبریز شاکڈ سے منہ کھولے ہکا بکا سا اسے دیکھتے رہ گئے،

"بیہیو عائش یہ کیسے بات کر رہے ہو تم۔؟ کہاں سے سیکھے یہ ورڈز تم نے۔؟ عنایا کی بھوری آنکھیں ابھی تک بے یقینی سے پھیلی ہوئی تھی جبکہ تبریز نے ہوش سنبھالتے اپنے اطراف میں دیکھتے پوچھا، یہ بھی خدا کا شکر تھا کہ وہ اپنے آفس میں اپنے روم میں تھا جہاں کوئی دوسرا فرد یہ سب نہیں سن رہا تھا۔

"سیکھنا کہاں سے ہے برو۔ نیٹ پر سرچ کر کے خالص زنانیوں کی لڑائی نکالی تھی۔ پورے دو گھنٹے لگا کر سیکھا یہ سب۔!

شرٹ کے گریبان کو درست کرتا وہ تفاخر سے گردن اترائے بولا تو تبریز نے افسوس سے گردن نفی میں ہلائی۔

"ایسا فضول کام عائش انزک علی ہی کر سکتا تھا،"!

"اب تم دونوں ری لیکس ہو جاؤ اور عنایا کم ٹو دی پوائنٹ۔!

تبریز نے ہونق بنی عنایا کو مخاطب کیا۔

"سالے ڈیڑھ فٹے فٹبال۔ مرغی سے مری ہوئی بھینس کی پونچھ، نپل جیسے منہ والے گٹکے، گندی نالی میں رہنے والے گڑ گڑ کرنے والے موٹے مینڈک, تُو عنایا کاظمی مجھے اے کے "کو گالیاں سنائے گا تجھے کیا لگا تھا کہ تُو اپنی گندی مرغی کے فالج سے مڑی ہوئی زبان سے مجھے باتیں سنائے گا اور عنایا کاظمی تجھے معاف کر دے گی، سالے تُورک۔!

عنایا لڑاکا عورتوں جیسے فقرے کستے اپنے پیر میں پہنے شوز کو اتارنے لگی جیسے وہ اسکرین سے سیدھا جا کر عائش کو لگے گا۔

یہ دیکھ اس جوتے کا منہ تجھ سے اچھا ہے ڈیڑھ فٹی بندر۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اب کی بار عائش حیرت سے منہ کھولے ہکا بکا ساعنایا کو دیکھتا رہ گیا اسے اندازہ نہیں تھا کہ اسکے اتنے ہائے فائے جملوں کا جواب اسے یوں بھی مل سکتا تھا،

"بیٹا جو جملے تُو نے دو گھنٹے لگا کر یاد کیے ہیں، وہ عنایا کاظمی اپنی جیب میں لیے گھومتی ہے سمجھا تُو۔!

بھوری آنکھوں میں غضب کی سرخی لیے وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تو تبریز نے بے بسی سے سر کرسی کی پشت پر گرا دیا۔

"عینی اِنف سٹاپ اٹ گائز۔!

تبریز نے اب کی بار ذرا سختی سے کہا۔

"بھائی مجھے گالیاں بھی آتی ہیں آپ دو منٹ رکو میں اس چھوٹو کو ایسی ایسی گالیاں سناؤں گی یہ اور زمین میں دھنس جائے گا، صرف دو منٹ۔!

"ارے بھیئا بچا لو پلیز اس بھدے منہ میرا مطلب ہے اس معصوم منہ والی کو چپ کروا دو پلیز۔!

ہاتھوں کو معافی کے سے انداز میں جوڑے عائش نے خوف زدہ سا ہوتے تبریز کی منت کی۔ جس نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے پرسکون رہنے کا کہا۔

عنایا تم جانتی ہو وقت کم ہے، کیا ہم کام کی بات کریں پھر مجھے گھر بھی جانا ہے ماہا کے پاس۔!

تبریز نے پیشانی مسلتے کہا تو اب کی بار عنایا اور عائش نے بیک وقت سیٹی بجاتے اسے چھیڑا۔

جس پر تبریز کا چہرہ بلش کرنے لگا۔ کمینو ابھی تو جھگڑ رہے تھے دونوں اب کیسے ٹیم بنا لی۔!

"تاسف سے ان دونوں کے گرگٹ سے بھی زیادہ تیزی سے بدلتے رنگوں کو دیکھتا وہ سر جھٹکتے طنزیہ بولا۔

"ایک دوسرے کو تو ہم خود ہی دیکھ لیں گے یہ سب تو آپ کو فریش کرنے کیلئے تھا،"

عائش نے فرضی کالر جھاڑا۔

"شٹ اپ چلغوزے جیسے میں نہیں جانتا تم دونوں کو۔!

تبریز نے ہنستے ہوئے اسے چپ کروایا تو منہ بگاڑتے وہ خاموش ہو گیا۔

"عینی بتاؤ کچھ دکھانے والی تھی تم۔'!

تبریز پھر سے مدعے کی طرف آیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یس افکورس ٹی ایس (تبریز شیرازی) عنایا نے اب کی بار سنجیدگی سے کہتے تیزی سے موبائل فون پر کچھ فارورڈ کیا۔

عائش اور تبریز نے بیک وقت اپنے فون اٹھائے دیکھا جہاں عنایت کاظمی کی ویڈیو تھی،

"یہ تو آپی ہیں۔؟"

عائش نے الجھن سے عنایا کی طرف دیکھتے پوچھا، تو وہ مسکرائی،

"تبریز کے ہونٹ مسکرائے، وہ لڑکی اسکی آئیڈیل رہی تھی اور اسے بچپن سے ہی عنایت کاظمی پسند تھی، جبھی تو اسنے ماہا کو چنا جس میں اسے عنایت کاظمی کا عکس دکھا تھا،

"یہ تو عنایت ہیں۔!؟" اب کی بار تبریز نے بھی وہی فقرہ دہرایا۔

تو میں نے کون سا کہا کوئی جن ہے۔! عنایا ان دونوں کی بے وقوفی پر کڑھ کر بولی،

"تو اس سے کیسے ثابت ہوا کہ عالی (عالیجان) اٹلی میں ہے۔؟

تبریز ابھی تک سمجھ نہیں پایا تھا کہ آخر یہ سب کچھ چل کیا رہا تھا،

"ہو سکتا ہے کہ اب وہ اٹلی میں ناں ہوں۔!

میرا مطلب جیسے وہ ہوا کے جھونکے کی طرح آئے تھے ویسے ہی چلے بھی گئے ہوں۔ مگر یہ تو طے ہے کہ عالی آئے تھے یہاں۔!

کندھے اچکائے اسنے پر یقین لہجے میں کہا۔

"اب مائی رشیدہ مت بنو، ہو سکتا ہے ہو سکتا ہے۔ جو ہوا ہے وہ بتاؤ۔!

عائش نے دانت پیستے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

تو عنایا نے ناک چڑھائی،

آپی آج سکول میں بے ہوش ہوگئی تھیں، اور جب میں اور مام وہاں پہنچے تو وہ بے ہوشی میں بھی ایک ہی الفاظ دہرا تھی "مجھے چھوڑ دو عالیجان۔" اور سب سے شاکنگ نیوز ناہیں چھ سال کے بعد استھما کا اٹیک ہوا ہے پھر سے۔ اور وہ بھی اچانک۔!

مگر عنایا ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی وہم ہو عنایت کا۔ جو کچھ انہوں نے ماضی میں فیس کیا ہے ایسا ہونا پاسیبل ہے ہم اسکی بنا پر تو کچھ نہیں کہہ سکتے۔!

"شاید آپ دونوں نہیں جانتے عنایا کاظمی کسی ٹھوس ثبوت کے بغیر کوئی بات نہیں کرتی، آپی کی منگنی کر رہے ہیں ڈیڈا اس جمعہ کو یعنی تین دن کے بعد اور ایسے میں اچانک یہ سب کچھ ہونا۔ایک ہی چیز کی طرف اشارہ کرتا ہے

!۔

مجھے پھر بھی یقین نہیں۔؛"تبریز اپنی بات پر قائم تھا،

ہاں اور مجھے بھی۔'عائش نے بھی اس کی نقل اتارتے وہی جملہ دہرایا۔

تو عنایا کی بھوری آنکھیں ایک دم سے چمکی

ی

"جب میں نے کہا ہے کہ میں بنا ثبوت کے کچھ نہیں کہتی تو مان جایا کریں آپ لوگ۔!

وہ مسکرائی تو اسکے گالوں میں ابھرتے گڑھے مزید گہرے ہوئے تھے اب کی بار تبریز چونکا،

ماتھے پر بل اب نمایاں ہوئے وہ اب بغور لیپ ٹاپ اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔

جہاں عنایا نے ایک سفید لفافہ اسکرین کے سامنے لہرایا،

اس میں گولڈن بال ہیں جو کہ کافی لمبے ہیں اور یہ مجھے آپی کے کندھے سے ملے ہیں۔

فورینسک ٹیسٹ میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ کسی میل کے بال ہیں اور گولڈن لمبے بال کس کے ہو سکتے ہیں یہ مجھے آپ دونوں کو بتانے کی ضرورت نہیں اور ایک چیز آپی کے پاس سے دو پر فیومز کی خوشبو آرہی ہے ایک جو وہ یوز کرتی ہیں اور ایک سگریٹ اور کلون کی ملی جلی کوئی کافی تیز خوشبو جو زیادہ تر مرد یوز کرتے ہیں۔

توان سب باتوں پلس آپی کے بیان سے یہ ثابت ہوا کہ۔"

"کہ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔! مجھے وہ۔!

"رپورٹ میل کر دی ہے بھائی مجھے یقین تھا آپ ایسے یقین نہیں کریں گے۔!۔

کندھے اچکاتے وہ مسکرائی تو تبریز نے متاثر ہوتے سر کو ستائشی طریقے سے خم دیا۔

واہ واہ میری شیرنی تجھے تو سپیشل فورسز میں ہونا چاہیے، کیسے سی آئی ڈی والوں کی طرح کھوج نکالی ایک ننھے سے پدے سے بال سے۔"

""""واہ واہ""""تالیاں بجاتا عائش اسے داد دینے کے سے انداز میں گویا ہوا۔

"بھول مت میرے ڈیڈ ایک اسپیشل فورس آفیسر ہیں اور حالہ بھی اور میری مام ایک ڈاکٹر ہیں تو کیا تُو نے مجھے بے وقوف سمجھ رکھا ہے۔"

اپنے بھورے بالوں کو جھٹکتے وہ ایک ادا سے گویا ہوئی،

"اب تک تو یہی لگتا تھا۔!

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

اینی وے گائز۔عنایا تم ویٹ کرو ایک بار آپی کو ہوش میں آنے دو پھر ان سے تفصیل سے پوچھنا اور پھر ہمیں عالی کو ڈھونڈنا ہوگا۔اگر تو وہ اٹلی میں ہی ہے تو ہمارے لئے آسان ہوگا اور اگر نہیں ہوا، تو مجھے پاکستان جانا ہوگا۔" پر سوچ انداز میں سوچتے اسنے اگلا لائحہ عمل تیار کیا۔تو عائش اور عنایا نے سر کو ہاں میں ہلایا اسکے بعد چند ضروری ڈسکشن کے بعد وہ تینوں کال کٹ کرتے اپنا ڈیٹا اپنے اپنے لیپ ٹاپ سے ریمو کر چکے تھے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

رات کے پچھلے پہر جہاں چاروں اطراف روشنیوں کا سماں برپا تھا وہیں ایک عالیشان کلب "دی روک" کے سامنے کھڑا وہ شخص سرسراتی نگاہوں سے کلب کو دیکھتا لب بھینچے اپنے دونوں ہاتھ ہڈ میں ڈالے کھڑا تھا،

ناک تک جاتی ہڈ کے سبب اسکے چہرے کو دیکھ پانا ناممکن تھا، وہ جانے کتنی ہی دیر وہاں کھڑا یہ سب دیکھتا جب سامنے سے آتے نشے میں دھت ایک نوجوان نے زوردار دھکہ دیا۔

اسکی بھوری آنکھوں میں ایک دم سے شعلے سے لپکے، لب مضبوطی سے ایک دوسرے میں پیوست کیے اسنے ہاتھ کی مٹھی بنائے اسے مارنا چاہا مگر اس سے پہلے کہ وہ اسے مارتا اسکی نگاہ اسکے ساتھ جھولتی لڑکی پر پڑی۔۔بے ساختہ ہی اسکے تنے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

ناچاہتے ہوئے بھی وہ اسے اگنور کرتا اندر بڑھا۔

جہاں ہانگ کونگ جیسے اس بڑے سے شہر کے اس نئے طرز کے کلب میں ہر طرح کے لوگ موجود تھا، چائینیز میوزک کی تیز آواز کلب کے باہر تک جا رہی تھی،

بھاری بوٹوں میں مقید اپنے قدم آگے بڑھاتے اسنے ایک طائرانہ نگاہ پورے کلب پر ڈالی، جہاں لڑکے لڑکیاں اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے، تج

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکی بھوری نگاہوں میں منجمند کر دینے والی سرد مہری تھی، جیسے وہ ہر قسم کے احساس سے عاری ایک چلتا پھرتا روبوٹ ہو۔

وہ آگے بڑھا چاروں اطراف دیکھنے پر اسے کچھ بھی نہیں ملا تھا جبھی وہ دائی جانب بنی سیڑھیاں عبور کرتا اب اوپر بنے کمروں کی طرف بڑھا،

بہت سے کمرے دیکھنے کے بعد وہ بالآخر ایک کمرے میں پہنچا جو اندر سے لاک تھا، جبڑے بھینچتے اسنے پیر کی ٹھوکر دروازے پر رسید کی دروازہ ٹھاہ کی زوردار آواز سے کھلتا چلا گیا۔

اندر موجود ادھیڑ عمر آدمی جو نشے میں دھت نازیبا حالت میں کسی لڑکی کے ساتھ تھا۔

دروازہ کھلتے ہی وہ لڑکی چادر لپیٹے چیختے کمرے سے بھاگ نکلی، ڈیول نے خون آشام نگاہوں سے اس آدمی کو دیکھا، اسکے ذہن میں سنسناہٹ سی ہونے لگی، گردن کو دائیں بائیں خم دیے وہ بپھرے شیر کی طرح اس آدمی پر بل پڑا اور تین سے چار گھونسوں میں اسکا چہرہ سجھا دیا،

اسکے ناک سے مسلسل خون پھوارے کی صورت میں بہتا جارہا تھا،

اور درد کے سبب کی اسکی چیخیں اور کراہٹیں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں۔

ڈیول نے ایک آخری گھونسہ اسکے چہرے پر جھڑا جس پر وہ ہوش وحواس کھوتا پیچھے بیڈ کی جانب گرا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بھاری ہوتے سر کے ساتھ وہ بمشکل سے اپنی آنکھیں کھول پائی تھی، دو سے تین ثانیے وہ کمفرٹر دونوں ہاتھوں میں جکڑے جگہ کا جائزہ لینے لگی اور پھر جیسے ہی دماغ بیدار ہوا۔ ایک دم سے وہ چیختی ہڑبڑاتے ہوئے بیڈ سے اتری ۔

اینجل کیا ہوا یار آر یُو اوکے ۔! صوفے پر بیٹھی عنایا اسکی چلانے پر حواس باختگی کی کیفیت میں اٹھتے، عنایت کی نیلی پڑتی رنگت کو دیکھ جھٹ سے، اسکی جانب لپکی،

جس کا چہرہ خوف سے سپید پڑ چکا تھا۔"ععع عیننن٘ی وووو ععع عالیںحان۔!' دہشت زدہ سے لہجے میں کپکپاتی آواز میں کہتی وہ عنایا کے گلے لگ گئی،

اسکا جسم ٹھنڈا پڑ رہا تھا، عنایا نے نرمی سے اسکی پشت کو رب کرتے اپنے ہونے کا احساس دلایا۔

"جاناں کوئی نہیں یار آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی۔! اسکے بال سہلاتے عنایا اسے خود میں بھینچتے گویا ہوئی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ننن ننہیں ووہ تھا ووہ لکھ رہا تھا لکک اگگر ممیں ننے ششش شادی کی تت ووہ ممجھے چچھوڑے گگا
ننن۔!

ہچکیوں سے روتی عنایت بمشکل سے عالیحان کے کہے الفاظ دہرا پائی تھی،

عالیحان شاہ کا خوف اسکے انگ انگ سے عیاں ہو رہا تھا۔اور چھ سال کے بعد اسکی یہ کیفیت دیکھ عنایا بخوبی سمجھ گئی تھی کہ عالیحان شاہ غالباً نہیں یقیناً آیا تھا مگر وہ کیوں شادی سے روک رہا تھا۔یہ بات وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔
کیونکہ وہ عنایت سے محبت تو نہیں کرتا تھا اتنا وہ جانتی تھی اور نفرت میں اس شادی کو روکنا۔یہ سب اسے عجیب لگ رہا تھا۔"

"میری پیاری سی آپو اگر آپ یونہی ڈرتی رہیں گی تو آپ کیسے اپنے ڈر کا سامنا کر پائیں گی۔میں اور مام آپ کے سکول میں گئے تھے آپ کی کلاس سٹوڈنٹ سوزی وہ وہیں لائبریری میں بیٹھی تھی اور آپ بھی بینچ کے پاس بے ہوش تھیں۔

وہ تو پروفیسر راؤنڈ لگاتے آپ کو ڈھونڈتے وہاں پہنچے اور ہمیں کال کی۔"

اگر عالی بھائی وہاں ہوتے تو کیا سوزی انہیں ناں دیکھتی۔کیا وہ پروفیسر کو ناں دکھتے۔!

عنایا اسکا خوف زائل کرنا چاہتی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ جس حال سے کچھ برس پہلے اسکی بہن گزری تھی وہ دوبارہ اسی کنڈیشن میں چلی گئی۔

"ممگر ععینی۔!آنسوں بھری جھیل سی گہری سیاہ آنکھوں سے اسے دیکھتی وہ کسی بھی طور اسے بھلا نہیں پائی تھی وہ عنایا کو بتانا چاہتی تھی مگر اسکے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا۔

آپ کے پریشان ہونے سے مام ڈیڈ دادو وریام سبھی پریشان ہو جائیں گے ناں۔اور کل آپ کے ڈیڈ کے آپ کے لئے چنے دولہا میاں بھی آنے والے ہیں۔تو کیا آپ کو اس چھوٹی سی بات کیلئے پریشان ہونا چاہیے۔؟"

اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ محبت سے اسے سمجھا رہی تھی۔دراصل وہ نہیں چاہتی تھی کہ عالیحان کی بابت عنایت کے منہ سے نکلی کوئی بھی بات اسکی مام یا ڈیڈ سنتے جبھی وہ سب سے پہلے اسکے ہوش میں آتے ہی اسے سنبھال رہی تھی۔

نن نہیں مم میں پریشان نہیں کروں گی۔!

اپنے ہتھیلی سے آنسوں رگڑتے وہ نم آواز میں متفکر سی بولی تو اسکی معصومیت پر عنایا کو ڈھیروں پیار آیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تو بس بھول جائیں یہ سب کچھ اور یہ لیں آپ یہ میڈیسن کھائیں اور تھوڑی ریسٹ کریں پھر ہم رات کو سلون جانے والے ہیں۔اور یہ ڈن ہے۔"

عنایت کے انکار سے پہلے ہی وہ اسے میڈیسن دیتے گلاس اسکے منہ سے لگائے حتمی انداز میں گویا ہوئی۔

جس پر چاروناچار عنایت کو خاموشی اختیار کرنا پڑی۔

Episode 12

"ذرا روم میں آئیں جان کچھ دکھانا ہے آپ کو۔! بالکونی میں کھڑی وہ اپنی ہی سوچوں میں غلطاں تھی جب پیچھے سے اسے نرمی سے حصار میں لیتے میٹھے لہجے میں کہا،

ماہا کے ہونٹوں پر یکلخت ایک جاندار مسکراہٹ بکھر گئی، جیسے ساری تھکاوٹ ساری سوچیں کہیں دور جا سوئیں ہوں۔ایک اس شخص کی آواز اسکا محبت بھرا حصار اسے ہر فکر ہر غم سے کہیں دور لے جاتا تھا۔

"یہاں تک تو آگئی اب پاؤں میں سویلنگ ہونے لگی ہے تو آپ ذرا اٹھا لیں مجھے۔!

ہاتھ پھیلائے وہ آنکھیں معصومیت سے مٹکاتے گویا ہوئی تو اسکی شرارت سمجھتے تبریز نے نرمی سے ماتھے پر اپنا محبت بھرا لمس چھوڑتے اسے بانہوں میں بھرا،

"دھیان سے چلیں آگے دیکھ کر، کہیں گر گئے تو آپ کو کچھ نہیں ہوگا اور میں تو اللہ کے پاس۔!

"شٹ اپ ماہا، کتنی بار کہوں کہ یہ الفاظ اپنی زبان سے مت نکالا کرو۔! وہ چیختا ہوا ایک دسے رک گیا اسکا چہرہ بلکل سپاٹ پڑ چکا تھا، گردن اور ماتھے کی شریانیں پھول چکی تھیں۔

"اچھا سوری میں تو ایسے ہی کہہ رہی تھی،!" پھولے چہرے سے کہتی وہ سر جھکا گئی، جس پر تبریز نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔یار میں نہیں سن سکتا ایسے الفاظ۔!

وہ تڑپ کر گویا ہوا تھا۔

"زندگی میں اچھا اور برا وقت آتا ہے تبریز۔اور ایک بات زندگی اور موت کا اختیار تو خدا کے پاس ہے ہم کون ہوتے ہیں فیصلہ کرنے والے۔؟آپ زیادہ اوور ری ایکٹ کرتے ہیں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ماہا جان بوجھ کر ذرا سخت لہجے میں تندہی سے گویا ہوئی تو تبریز نے اپنی سرخ پڑتی آنکھوں کو میچا اور پھر سر جھکٹتے چند قدم آگے بڑھاتے اسے نرمی سے بیڈ پر ڈالا۔

"لیکچر سے پرہیز کرو کیونکہ مجھ پر اثر نہیں ہوگا۔! کندھا چکائے کہتے اسنے ماہا کے تپے چہرے کو دیکھا اور پھر زرد پڑتے گالوں کا بوسہ لیا جس پر اسکا چہرہ ایک دم سے گلابی پڑ گیا۔"

"آپ کچھ دکھانے والے تھے،!" اسکی بہکی نگاہوں کا ارتکاز اپنے چہرے کو پاتے ماہا نے بے ساختہ ہی اسکے سینے پر ہاتھ سے دباؤ دیے اسے زور سے پیچھے دھکیلا،

"ہاں دکھانا تو تھا مگر اب موڈ نہیں۔ صبح دکھاؤں گا۔! وہ ناک چڑھائے گھٹنوں کے بل بیٹھے بولا۔

تو ماہا نے منہ بسورا۔ ڈارک گرے کلر کے تھری پیس میں ملبوس الجھے بال جو اسکی پیشانی پر جابجا بکھرے ہوئے تھے، آنکھوں میں تھکن اور محبت کی حرارت سموئے وہ رف سے حلیے میں اسکے روبرو بیٹھا پورے استحقاق سے ماہا کو دیکھتا اسکا دل زوروں سے دھڑکا گیا۔

"میں آتا ہوں ویٹ۔! اسکی ناک کو چومتے وہ عجلت میں بڑبڑاتا کوٹ اتارے صوفے کی طرف اچھالتا کبرڈ میں گھس گیا۔

جبکہ ماہا نے تاسف سے اسکی چوڑی پشت گھورتے زمین پر پڑے کوٹ کو دیکھا اور پھر تبریز کے پاؤں کو۔ جن سے وہ کپڑے نکالنے کے دوران اپنا شوز اتار رہا تھا۔

کبرڈ پر اپنا مضبوط ہاتھ جمائے اسنے زور لگاتے جیسے تیسے شوز اتارے اور بھاگتا ہوا واشروم میں گھسا۔

اتنے بڑے بزنس ٹائیکون کی بچوں جیسی حرکتیں دیکھ کبھی کبھی تو وہ خود بھی حیران رہ جاتی تھی۔ جسے صفائی سے چڑ تھی اور جب تک اپنی مرضی کے مطابق وہ اپنا کمرہ بکھیر ناں دیتا اسے چین نہیں ملتا تھا،

"ایم ہیئر مائی کیوٹی پائے۔!

دھڑام سے بیڈ پر چڑھتا وہ ماہا کو اپنی آہنی گرفت میں بھرتے سرشاری سے بولا۔

"اللہ جی۔ تبریز آپ نے ڈرا دیا تھا مجھے۔! آنکھیں چھوٹی کیے اسنے مصنوعی غصے سے کہتے اسکے سینے پر مکہ جھڑا۔

اچھا میں نے کچھ سوچا ہے ماہا۔؟

وہ چمکتی روشن آنکھوں سے اسکے چہرے کو دیکھتے بولا۔ جس کی بات سنتے خوف سے آنکھیں پھیلائے ماہا نے اسے دیکھا اور پھر فوراً سے اسکے سینے میں منہ دیے وہ سونے کا ناٹک کرنے لگی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ماہی۔!

تبریز نے اسکی پشت تھپکی جیسے اسے ہوش دلانا چاہا تھا۔

"تبریز میں جانتی ہوں آپ پھر سے رات بھر باتیں کر کے جاگنا چاہتے ہیں مگر یقین جانیں میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں "،

ماہا کی آواز میں تھکاوٹ واضح تھی اوپر سے اسکی حالت کا سوچ تبریز خاموش رہ گیا۔وہ اسے سٹریس نہیں دے سکتا تھا۔

"اوکے جان مگر سو تو سکتے ہیں۔! وہ مسکرا کر بولا۔

"نہیں آپ نے کھانا نہیں کھایا۔! ماہا نے سر اٹھائے اسے گھورا، کھا کر آیا تھا سوچا کہ بنا وقت ویسٹ کیے گوسپ مارے گے۔ چلو اب کیا ہو سکتا ہے۔!

اسکا چہرہ پھیکا پڑ چکا تھا جسے دیکھتے ماہا نے لب بھینچ لئے،

وہ کسی بھی طرح اسے خود سے دور کرنا چاہتی تھی اور آج اس سیڑھی پر اسنے آدھا قدم رکھا تھا۔

"وہ جانتی تھی وہ ہرٹ ہوا تھا مگر یہ ضروری تھا وہ اسے جیتا دیکھنا چاہتی تھی ناں کہ اپنے غم میں برباد ہوتا۔!

""گڈ نائٹ مائے لو"" اسکی آنکھوں پر بوسہ دیتے تبریز نے احتیاط سے اسکے بھرے بھرے وجود کو بانہوں میں سمیٹا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

سانس رکنے پر وہ بری طرح سے ہانپتا پھڑ پھڑانے لگا۔اسکے چلتے ہاتھ پاؤں میں گردش دیکھ ڈیول نے ہاتھ کے اشارے سے جون کو روکا۔

جس نے سر کو ہاں میں جنبش دیتے اس ادھیڑ عمر شخص البرڈو کو کرسی پر دھکہ دیے اسکے دونوں ہاتھ ہتھکڑیوں سے باندھے اور خود اس چھوٹے سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"کون ہو تم۔ تم جانتے نہیں کون ہوں میں۔اہھہ کھولو مجھے۔! درد کے سبب وہ بری طرح سے چلا رہا تھا اسکے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور سن پڑا جسم میں جیسے جیسے حواس لوٹ رہے تھے اسے درد کی ٹیسیں محسوس ہونے لگی۔

معا اسکی نگاہ اپنے تکلیف سے چور ہاتھ پر گئیں۔

"""""""اہھہھہ """""""اسکی انگلی کٹ چکی تھی اور وہاں سے بہتا خون دیکھ وہ حواس باختگی میں چلانے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"""" چچچ چچچ چھوڑو۔"""اسکی آنکھوں کی پتلیاں خوفناک حد تک پھیلی تھیں۔کپکپاتے ہونٹوں سے کہتا وہ بمشکل سے بول پایا تھا،اسکے تیزی سے سانس لینے کے سبب اسکا سینہ اوپر نیچے ہو رہا تھا اور اسکے دل کی دھک دھک کی آواز سنتا وہ گہری سانس کھینچتے سر پیچھے کو گرائے جیسے سکون اپنے اندر کھینچ رہا تھا۔

"جانتے ہو دوسروں کے دل میں اپنا خوف محسوس کر کے کتنا سکون ملتا ہے۔!

ایک تیز دھار لوہے کے بڑے سے راڈ کو اپنے بائیں ہاتھ میں گھماتا وہ پر اسراریت سے کہتا اپنے اور اس شخص کے بیچ حائل کرسی کو ٹھوکر سے دور اچھال گیا۔

"تمہارے دل میں دھک دھک کی آواز سے زیادہ میرا خوف گنگنا رہا ہے۔! چار قدموں کے فاصلے پر رکتے اسنے بے تاثر لہجے میں کہا،اسکی آواز صاف نہیں تھا مگر اسکے بولنے کا انداز سامنے بندھے انسان کو کسی انہونی کا احساس ضرور دلا چکا تھا۔

آج سے چند سال پہلے تم نے ایک آٹھ سال کے بچے کو ایک جنگل میں۔!

"آں آں رونا نہیں۔! ڈیول کی بات ابھی مکمل بھی نہیں ہو پائی تھی جب سامنے بندھا البرڈو دہشت کے سبب اونچی آواز میں روتا اب مسلسل کپکپانے لگا تھا،

"""کہاناں چپ کر جاؤ۔! "اب کی بار وہ دھاڑا تھا اسکی غراہٹ پر البرڈو کا چہرہ سپید پڑ گیا،

جب اچانک اسکی نگاہ ڈیول کے ہاتھ کی کٹی انگلی پر پڑی، یہ دیکھتے ہی اسکا سانس جیسے حلق میں اٹک گیا تھا،خوف سے اسکی پینٹ گیلی پڑ گئی، جس پر سامنے کھڑا شخص سرد نگاہوں سے اس دیکھے گیا۔

"پہچان تو گئے ہو گے ہے ناں ؟؟؟"ڈیول کی آنکھوں میں سفاکی ابھری تھی جس میں البرڈو کو اپنی بھیانک موت واضح دکھ رہی تھی۔

"دددددد دیکھو ممممم"!

"چٹاخ"اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کر پاتا ڈیول کا بھاری ہی ہاتھ اسکے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔

کرسی ایک طرف لڑکھڑاتی دوبارہ سے سیدھی ہوئی، جب ڈیول نے اسکے منہ میں وہ لوہے کا راڈ بے دردی سے گھسیڑا۔

"مجھے بنانے والوں میں سے ایک تم بھی تھے، یقیناً مجھے بتانا نہیں پڑے گا کہ میں کیا کیا کر سکتا ہوں۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے لہجے میں وارننگ نہیں تھی بلکہ وہ ہر تاثر سے عاری لہجے میں گویا ہو رہا تھا۔البرڈو اپنا انجام جانتا تھا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اسکا انجام اسکی سوچ سے بھی زیادہ برا ہونے والا ہے۔

"لے آؤ۔! اسکی پھنکار پر البرڈو نے وحشت سے دروازے کی سمت دیکھا جہاں سیاہ کپڑے سے ڈھانپا ایک بڑا سا ڈبہ البرڈو کے قریب لایا گیا۔

"ڈیول کے اشارے پر وہ سیاہ کپڑا اس ڈبے سے ہٹا دیا گیا جسے دیکھتے ہی البرڈو کی آہ و فریاد کی دھاڑیں بلند ہوئیں تھیں،وہ پاگلوں کی طرح سر پٹکتا بس معافی مانگ رہا تھا،

"پہچانا نہیں، یہ کیکڑا جس میں دو دن بندر کھا تھا تم نے مجھے۔!

ڈیول اب جھکتا بڑی احتیاط سے اس ڈبے کو باہر سے چھو رہا تھا، جیسے وہ انہیں کچھ کہہ رہا ہو۔"

البرڈو موت کو سامنے دیکھ اچانک ہی حواس کھوتا ایک جانب لڑکھا،"تم نے پوچھا ہی نہیں البرڈو کہ ایک آٹھ سال کے بچے کو یہ سب کیسے یاد ہے۔؟ وہ افسوس ظاہر کر رہا تھا۔

تم نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ جنگلی جانوروں کے بیچ پلا بڑھا وحشی انسانوں کی زبان کیسے بول رہا ہے اور تمہارا نام کیسے لے رہا ہے۔! ڈیول نے اٹھتے البرڈو کے سر کے بالوں کو مضبوطی سے اپنی مٹھی میں جکڑ لیا تھا،

اسکا چہرہ لہو ہو رہا تھا۔ بھوری آنکھوں سے ٹپکتی وحشت کسی کو جلا کر راکھ کر دینے کی سقت رکھتی تھی،

"بند کر دو اسے اس ڈبے میں۔ دھیان رہے اس میں صرف اتنی جان باقی رہے جتنی میں چاہتا ہوں۔اس سے پہلے اسے اس ڈبے سے نکالنے کی کوشش بھی مت کرنا۔؟

اسکا ماضی کسی برے سائے کی طرح اسکے سامنے کھڑا اس سے سوچنے سمجھنے کی ساری حسیں چھین چکا تھا۔

دل میں اٹھتے درد کو سینے میں دبائے وہ لب مضبوطی سے بھینچے اسے کمرے سے باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آ گئے برخوردار۔آجایئے ذرا اپنے قیمتی وقت میں سے دس منٹ ماں باپ کو بھی دے دیجیے تو نوازش ہوگی آپ کی۔؛"

وہ جو رات کے بارہ بجے دبے قدموں سے سیڑھیاں عبور کرتا اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا دروازہ کھولتے ہی سامنے بیٹھے امن نے سپاٹ چہرے سے انیل کو گھورتے طنزیہ لہجے میں کہا۔

حیا جو کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی اب ایک دم سے سیدھی ہوئی۔"سوری پاپا ایمرجنسی ہو گئی تھی کچھ،بس آنے ہی والا تھا۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کیز سائیڈ میز پر رکھتے اسنے نگاہیں جھکائے کہا،

"وہ تو پچھلے کافی سالوں سے ہو رہی ہے تمہاری زندگی میں۔!

امن اب بھی باز ناں آیا، سامنے موجود صوفے پر بیٹھتے انیل نے سرخ لہو ہوتی نگاہوں سے اپنی ماں کو دیکھا جیسے اسکا صبر جواب دے گیا تھا،

"بس کر دیں امن آ تو گیا ہے میرا بچہ۔ کھانا لاؤں میری جان۔؟ چادر درست کرتے وہ ہر بار کی طرف بیٹے کی طرف داری میں بولی،

"ارے رکیے بیگم پہلے اسے خبر تو سنا لیں، ویسے بھی یہ نیوز سنتے ہی اسکی بھوک اڑ جائے گی۔!

"امن بس کر دیں۔! حیا تڑپی تھی، چہرہ لہو رنگ ہو چکا تھا انیل کے چہرے پر پھیلی سرخی اسکے ضبط کو عیاں کر رہی تھی،

"اپنے بیٹے سے کہو حیا کہ بس کر دے۔ اور کتنا ذلیل کروائے گا یہ ہمیں دنیا میں۔:"

"سوری پاپا مگر میں آئزہ کو پسند نہیں کرتا تو پھر شادی کیوں کر لوں۔؟

اپنے سفید پڑے ہاتھوں کی پشت پر نگاہیں ٹکائے وہ سنجیدگی سے کہتا امن کو تلملا کر رکھ گیا۔

آئزہ اسکی کولیگ تھی اور امن کے دوست کی بیٹی، جسے امن نے انیل کیلئے پسند کیا تھا، "آئزہ کو پسند نہیں کرتے تو پھر جسے کرتے ہو، اسکا نام بتاؤ ہم تمہاری شادی اس سے کر دیں گے۔!"

امن نے سرخی سموئی شہد رنگ آنکھوں سے اپنے ضدی بیٹے کو دیکھا۔ "ابھی نہیں مگر بہت جلد میں اسے ڈھونڈ کر آپ کے سامنے لاؤں گا۔!

انیل کے لہجے میں سختی تھی تو وہی اسکی سیاہ آنکھوں میں جنونیت۔

"بس کر دو انیل یہ بال میں نے دھوپ میں سفید نہیں کیے، امبر مر چکی ہے اور تم محض اپنی خیالی دنیا میں اسے دیکھ رہے ہو۔ مرے ہوئے کے ساتھ مرا نہیں جاتا۔ ہوش کرو تم۔!

"پاپا! وہ سرخ چہرے سے دھاڑتا ایک دم سے جگہ سے اٹھ گیا۔ اپنے آپ پر ضبط کرتے وہ جبڑے بھینچے ہاتھوں کی مٹھیاں مضبوطی سے بنائے سرخ نگاہوں سے امن کو دیکھنے لگا۔

"تمہارے چلانے سے حقیقت نہیں بدل جائے گی انیل۔ ابیر کو دیکھو وہ تمہارا بڑا بھائی ہے آج تک کبھی کوئی بات نہیں ٹالی اسنے میری، اور تم۔ تم نے ہر دفعہ میری نافرمانی کی ہے۔!

بھائی کا ذکر مت کریں آپ۔ وہ جیسے ہیں میں ویسا بن بھی نہیں سکتا۔ وہ عنایہ کو پسند نہیں کرتے تھے پھر بھی آپ ایموشنل ٹارچر پر انہوں نے نکاح کیا مگر وہ رخصتی پر کبھی آمادہ نہیں ہونگے یہ بات یاد رکھیے گا آپ۔ اور دوسری بات میری امبر زندہ ہے کیونکہ میں زندہ ہوں اور میں جانتا ہوں کہ اسے کچھ نہیں ہوا۔ میری زندگی میں وہی پہلی اور آخری لڑکی ہے تو آپ میرے لئے اس قسم کا پریشان مت ہوں۔ خیال رکھ سکتا ہوں میں اپنا۔!

جبڑے بھینچے لہو چھلکاتی نگاہوں سے اپنے باپ اور انکے پیچھے روتی ہوئی اپنی ماں پر ایک نگاہ ڈالے اسنے تیزی سے کیز اٹھائی۔

"اب کہاں جا رہے ہو تم۔؟

امن پہلوں بدلتے گویا ہوا۔ جانے کس راہ کا مسافر بن گیا تھا اسکا بیٹا۔

"آج کا کوٹا پورا ہو گیا آپ کا پاپا۔ اس سے اچھا تھا کہ میں گھر لوٹتا ہی ناں۔!

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا دروازہ کھولے تیزی سے باہر کی طرف نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ہائے "اے کے" آج کافی لیٹ نہیں ہوگئی تم۔! فٹ بال کو اپنے ہاتھوں میں حرکت دیتے روسف نے سیاہ پینٹ اور جینز میں اپنی جانب آتی عنایہ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا،

جس کی بھوری آنکھوں میں بے زاریت عروج پر تھی۔ اونچی پونی ٹیل میں بندھے بالوں کو سفید ربن سے قید کیے وہ لاپرواہی سے چلتی اب پیچ پر روسف کے سامنے رکی،

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔؟ سینے پر ہاتھ باندھے وہ اپنی پریکٹس پلیس پر روسف کو دیکھ سرد لہجے میں پوچھتی اگلے ہی لمحے اسکے سمجھنے سے پہلے ہی وہ فٹبال عنایہ کے ہاتھوں میں تھا۔

جسے زمین پر اچھالتے وہ اب گول کی جانب بڑھنے لگی،

عنایہ سٹاپ اٹ۔! سرخ چہرے سے اسکے پیچھے لپکتے روسف نے تیزی سے کہا، جبکہ وہاں موجود لڑکیاں اب سینے پر ہاتھ باندھے ہوا سے باتیں کرتی عنایہ کاظمی کو دیکھ رہیں تھی،

وہ سبھی واقف تھی کہ عنایہ کو ہرانا کسی کے بس کی بات نہیں مگر آج ایک لڑکا اسکے پیچھے تھا اور اب کھیل دلچسپ ہو چکا تھا۔

"کم ان روسف لے لو بال۔! فٹبال کو اپنے پاؤں کے نیچے سے نکالتے وہ سامنے سے آتے روسف کو چکمے دیے پر سکون سے لہجے میں گویا ہوئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تو لڑکیوں کی ہوٹنگ زوروں پر ہوئی۔

روسف سرخ چہرے سے اسکے کے پیچھے لپک رہا تھا اسے اندازہ نہیں تھا کہ عنایہ کاظمی اتنی اچھی پلئیر ہو گی،

"عنایہ مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔!وہ اب مکمل طور پر ہانپ چکا تھا فٹبال چھیننے کی بجائے وہ اسکے آگے پیچھے گھومتا اسے اپنے آنے کی وجہ بتانے لگا۔

میں اس ٹائم کوئی بات نہیں سنتی اور ویسے بھی تم جا سکتے ہو ہم صبح بات کریں گے۔"

عجلت میں جواب دیتے عنایہ اب گول پوائنٹ کی جانب بڑھی،

"یار پاکستان کے ایک مشہور سرجن "ڈاکٹر ابیر علوی "کیلیۓ پارٹی رکھی ہے ڈیڈ نے اور میں چاہتا ہوں کہ آج رات تم ضرور ہو میرے ساتھ،"

ہاتھ پھیلائے وہ منت کے لہجے میں بولا،عنایہ تو اس نام کو سنتے ہی ٹھٹھک گئی تھی، فٹبال کو ہوا میں اچھالتے اسنے پیر سے کِک کیا جو سیدھا ہٹ ہوا تھا، پیچھے موجود اسکی ٹیم اب ہوٹنگ کر رہی تھی،جب وہ پسینے سے ترگلابی چہرے سے مڑی،

"ڈاکٹر ابیر علوی۔؟

وہ ہانپتے گہرے سانس لیتے استفسار کرنے لگی،روسف کی گہری نگاہیں اسکے چہرے پر نمایاں ہوئے ان پسینے کی بوندوں پر تھیں جو کسی شبنم کی طرح اسکے چہرے پر جھول رہے تھے،ایک دم سے اسے اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا تھا،

عنایہ کاظمی کے حسن سے نگاہیں چرانا دنیا کا مشکل ترین امر تھا،

"ہمہ ہاں۔!'وہ بمشکل سے اپنی لپکتی نگاہوں کو میچے اپنے جذبات کو تھپکتا گویا ہوا۔

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا اففورس میں چلوں گی۔!وہ ایکدم سے پرجوش سی اسکے قریب ہوئی اسکے سینے پر اپنے نازک ہاتھ کا مکہ جھڑتے مسکرائی،

"روسف کا دل دو سو کی سپیڈ سے دھڑکا،گلابی گالوں میں ابھرتے ان گڑھوں کو دیکھتا وہ مکمل طور پر بہک رہا تھا،

اوکے اب میں چلتی ہوں،شام کو آجانا پِک کرنے۔!

وہ مسکرا کر بولی،اسکا شاطر دماغ ابیر علوی پر اٹکا تھا اب وہ جانے کیا پلین کر رہی تھی۔

"بس آج کی رات عنایہ بے بی۔اور پھر تم میری ہو جاؤ گی۔!

اسکی پشت کو دیکھتے وہ گہرہ مسکراتے خیالوں میں ہی اس سے مخاطب تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بھائی کیا ہے یہ سب۔آپ پھر سے شراب پی کر آئے ہیں۔؟دروازے کے باہر کھڑے اپنے بھائی کو دیکھ سامیہ غصے سے چلائی۔اسکی آنکھوں میں ایک دم سے آنسوں تیرنے لگے۔

"تجھے کیا تکلیف ہے میری زندگی ہے میں جو مرضی کروں ۔"

اسے پیچھے کو دھکہ دیے وہ نشے میں جھولتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا،

"آپ نے میرے کنگن بیچ دیے،اپنے نشے کی لت کیلیئے،"!

وہ پھر سے اسکے سامنے ہوئی جواب طلب کرتی نگاہوں سے اسے دیکھتے اپنی آنکھوں سے بہتے آنسوں پونچھنے لگی۔

"ہاں بیچ دیے وہ میری ماں کے تھے تجھے کیا لینا دینا۔!

وہ اب لڑکھڑاتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا،پچھلے دو دن سے اسنے ایک بھی انجیکشن نہیں لگایا تھا جس کی وجہ سے اسکا جسم درد کرنے لگا تھا،وجود سے جان نکلتی محسوس ہوئی تو اسنے سامیہ کے کنگن الماری سے نکالتے آج سستے داموں بیچے تھے۔

"خدایا بس کردیں،یہ نشہ آپ کی جان لے لے گا۔؛سامیہ اسکے ہاتھ میں انجیکشن دیکھ سپید پڑ گئی،اور خوفزدہ سی بھاگتے ہوئے اپنے بھائی کے ہاتھ سے انجیکشن چھیننے لگی،

"ارے چھوڑ۔!وہ چلایا اور ایک زور سے جھٹکا دینے پر سامیہ منہ کے بل دیوار سے ٹکرائی تھی،اسکا سر زور سے دیوار پر لگنے کی وجہ سے اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا،جب ایک دم سے دروازے کی طرف اسکی نظر پڑی،

جہاں سپاٹ چہرے سے کھڑا وہ نیلی آنکھوں والا شخص ماویر کو گھور رہا تھا۔

کتنی بار کہا ہے تجھے کہ دور۔!

ماویر نشے میں جھولتا سامیہ پر چلانے لگا مگر سامیہ کو خوفزدہ سا باہر کی طرف دیکھتے وہ جونہی مڑا۔دروازے کے بیچ کھڑے عالیجان شاہ کو دیکھ اسکا سانس تھم سا گیا،

نیلی سرد آنکھوں میں وحشتوں کا جہاں سموئے،وہ کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا تھا ماویر بیگ اسے سو لوگوں میں سے بھی پہچان سکتا تھا،

'عععع عالیحان۔ ! نشے میں ہونے کے باوجود بھی اسکا خود کو یوں پہچان لینا عالیحان کے ہونٹوں پر جان لیوا مسکراہٹ بکھیر گیا۔

وہ جھپٹتے آگے بڑھا اور پاس پڑی لکڑی کی کرسی اٹھائے دھڑام کی زوردار آواز سے ماہ ویر کے سر پر دے مارا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"آپ کا نام کیا ہے۔؟ ایک کونے میں دبکی اس نیلی آنکھوں والی سہمی ہوئی سی بیٹھی انیس سالہ دوشیزہ سر جھکائے اسکے سوال پر اپنے آنسوں پینے لگی، اسکی ٹانگوں کی لرزش محسوس کرتے ڈاکٹر جینی نے نرمی سے اسکے بالوں کو سہلایا۔

حورین کے وجود میں ہوتی ہلچل ایک پل کو تھم سی گئی۔ نیلی کانچ سی حسین آنکھیں اٹھائے اسنے سفید روئی سے پھولے گالوں کو مزید پھلایا۔

"ڈیڈا نے آپ کو ابھی بتایا تھا۔ آپ بھول گئی۔"

سفید روئی سے ملائم گالوں پر پھسلتے آنسوں کو ہاتھ کی پشت سے رگڑتے وہ سرخ ڈوریوں سے لبریز اپنی کانچ سی گہری نگاہوں سے ڈاکٹر جینی کو دیکھتی انہیں مبہوت سا کر گئی،

اسکے غیر معمولی حسن کو دیکھتی وہ بخوبی جان چکی تھیں کہ جو حادثہ اس معصوم کے ساتھ بچپن میں ہو چکا تھا وہ اسکے غیر معمولی حسن کی بدولت ہی ہوا تھا۔

"آپ کے ڈیڈا نے بتایا کہ آپ پڑھائی میں کافی اچھی ہیں۔؟

وہ ٹشو اسکی جانب بڑھاتی پیار سے گویا ہوئی، حورین نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"ڈیڈا نے کہا ہے تو ٹھیک کہا ہو گا۔ ! وہ معصومیت سے بولتی اپنے عنابی لبوں کو کچلنے لگی، اسکی معصومیت سے کہنے پر ڈاکٹر جینی بے ساختہ ہی مسکرائی۔ ٹشو ہنوز انکے ہاتھ میں تھا۔

"اچھا تو پھر آپ کالج کیوں نہیں جانا چاہتی۔؟

اسے دوپٹے کے کونے سے ناک رگڑتے دیکھ وہ بے ساختگی سے ڈاکٹر کو دیکھنے لگی۔ "آپ کو بتایا آپ ڈیڈا کو بتا دیں گی۔ بس مجھے نہیں جانا کالج۔ !

وہ محتاط سے انداز میں کہتی رخ پھیرے بیٹھ گئی۔ ڈاکٹر جینی مائنڈ اسپیشلسٹ تھیں۔ حورین کو عالیان شاہ ان کے پاس لایا تھا۔ اور اسکی ایک بڑی وجہ حورین کا اچانک کالج جانے سے انکار کرنا تھا، عالیان جانتا تھا کہ اسے کالج میں بہت سے بچے ٹیز کرتے ہیں مگر آج تک حورین نے کبھی کالج جانے سے انکار نہیں کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر آج یوں اچانک اسکا انکار کرنا عالیان کو نارمل نہیں لگا، جبھی اسنے ڈاکٹر جینی سے یہ بات شئیر کی مگران کے اصرار پر اسے ساری بات بتانا پڑی اور یہ بھی کہ حورین شاہ دو سال کومہ میں رہنے کے بعد ایک حادثے میں معذور ہو چکی تھی۔

لاکھ کوششوں کے باوجود بھی وہ اپنے پیروں پر نہیں چل پائی۔اور اب سب نے ہمت چھوڑ دی تھی۔

"وہ میں کسی کو نہیں بتا سکتی۔! وہ اچانک کچھ یاد آنے پر ڈاکٹر کو کچھ بھی بتانے سے انکار کر گئی۔اوکے آپ یہاں بیٹھیں میں آپ کے ڈیڈا کو بلاتی ہوں۔!

ڈاکٹر نے پیار سے اسکے گالوں کو تھپکتے کہا۔

تو وہ سر کو ہاں میں ہلا گئی۔ڈاکٹر کے باہر جاتے ہی حورین نے متلاشی نگاہوں سے ارد گرد نگاہیں دوڑائی۔

"پپو۔"نم نگاہوں سے چاروں اطراف دیکھتی وہ کافی اداسی سے گویا ہوئی۔کیونکہ اسے پپو کہیں نہیں دکھ رہا تھا، معاوہ رونے کا شغل فرماتی اس سے پہلے ہی اسکی نظر کمرے کے ادھ کھلے دروازے سے باہر جاتے سفید رنگ کے چھوٹے سے کتے پر پڑی۔

حورین کی انکھیں حد درجہ پھیلی، نیلی نگاہوں میں بے چینی سمیٹے وہ وہیل چئیر کو دونوں ہاتھوں سے چلانے لگی، "پپو"وہ اس سفید کتے کے پیچھے جا رہی تھی، جو بنا اسکی آوازیں سنے آگے آگے بھاگ رہا تھا، نرسز اور پاس سے گزرنے والے لوگ حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"ارے ڈرو نہیں میں کچھ نہیں کہوں گی آپ یہاں آجاؤ۔! وہ ہاتھوں کے اشارے سے اس چھوٹے سے پپی کو اپنے پاس بلانے لگی، ایسے جیسے وہ اسے کافی عرصے سے جانتی ہو۔

پپی اپنے منہ سے مختلف آوازیں نکالتا سر پیروں میں چھپانے لگا، اسکے سفید بالوں نے اسکے چہرے کو ڈھک دیا تھا
۔

معا اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔"

حورین کی آنکھیں ایک دم سے خوف سے پھیلی جیسے ہی اسنے اطراف میں نگاہیں دوائی خود کو ایک گندے سے روم میں دیکھ جیسے اصل جھٹکا لگا تھا اسے۔"

شاید وہ سٹور روم تھا، پپی سیٹی کی آواز کے بعد مخصوص آواز میں پکار پر بھاگتا ہوا حورین کی وہیل چئیر سے ہوتا پیچھے موجود آدمی کے پاؤں سے لپٹ گیا۔حورین نے سفید پڑتے چہرے سے اپنی آنکھیں جھپکی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"""""ڈیڈا۔"""اسکی پکار بہت مدہم تھی جسے شاید ہی پیچھے موجود آدمی سن پایا تھا،

پپی زور سے بھونکا،

جس پر حورین بے ساختہ ہی چیخ اٹھی،"اشششش ری لیکس۔! معا اپنے دائیں کان پر کسی کی بھاری سانسوں کی تپش کے ساتھ ہی بھاری آواز پر وہ کپکپاتی گردن موڑے پیچھے دیکھنے لگی،

جہاں بلیک ماسک میں چہرہ ڈھانپے وہ شخص اسکی نیلی آنکھوں کو بغور دیکھے گیا،اسکی پیشانی پر سلوٹیں ابھری،جب نگاہیں اسکے کپکپاتے گلابی لبوں سے ہوتی اسکی آنکھوں میں تیرتے آنسوں پر ٹھہری۔

"""ڈونٹ کرائے لٹل گرل۔"""اسکا لہجہ جانے کیوں نرم ہوا تھا اس لڑکی کے آنسوں ڈیول کے سینے میں موجود اس خون کے لوتھڑے میں ہلچل مچا گئے،

"""""آئی وانٹ۔! بے حدّ نرمی سے ضدی لہجے میں کہا گیا یہ جملہ اسکی بھوری آنکھوں میں حرارت ابھری،بے ساختگی میں اسکا بھاری ہاتھ اس سفید مومی پرنور چہرے کی طرف بڑھے،

حورین ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی،سانس روکے بے حس و حرکت بیٹھی وہ یک ٹک اس شخص کو دیکھنے میں مگن ایک دم سے اپنے چہرے پر اسکی کھردری انگلیوں کے لمس پر ایک دم وہ چونکی ہوش میں لوٹی۔

"""" Brave girls don't cry""""

پراسراریت میں ڈوبی گھمبیر سرگوشی کے ساتھ ہی اسکی آنکھوں سے بہتے سفید موتی وہ نرمی سے اپنی انگلیوں کے پوروں سے چنتا وہ ایک دم سے پیچھے ہوا،

حورین یک ٹک اس لمبے چوڑے لڑکے کو دیکھے گئی،

جو سیاہ کپڑوں میں ملبوس تھا بھورے بال اسکی پیشانی سے چپکے ہوئے تھے اور وہ عام سے لباس میں ملبوس مگر کچھ الگ لگا تھا اسے۔

"""""Take care of this white doll۔""""

پپی کے کان میں سرگوشی نما آواز میں کہتے اسنے پپی کے سر پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے اسے حورین شاہ کی گود میں رکھا،

اور پھر ایک نگاہ اسکی نیلی بھیگی نگاہوں پر ڈالے وہ ہوا کے جھونکے کی طرح اسکی نگاہوں سے اوجھل ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

Episode 13 Part 1

عنایا تم کیسے جاسکتی ہو یارا گر ڈیڈ کو معلوم پڑا تو وہ غصہ ہوں گے۔! آئینے کے سامنے کھڑی وہ اپنے میک اپ کو آخری ٹچ دے رہی تھی، جب عنایت پھر سے پہلوں بدلتے گویا ہوئی، اسکا لباس دیکھ کر ہی اسے ہول اٹھ رہے تھے اور اوپر سے اسکا جھوٹ بول کر پارٹی میں جانا۔

"چِل کریں اپیا۔ میں کون سا ساری رات باہر گزارنے والی ہوں آپ ٹائم نوٹ کر لیں، ایک گھنٹے بعد آپ کے پاس ہونگی میں۔! اپنے گلابی رخساروں پر بلش آن لگاتے وہ بھوری سحر طاری کرتی نگاہوں سے عنایت کو دیکھتے گویا ہوئی،

جو پریشانی سے ہاتھ مسل رہی تھی۔ مگر تم یہ لباس اتارو کچھ اور پہن کر جاؤ،!" عنایت اب کی بار اسکے سامنے رکی، سیاہ ساڑھی میں ملبوس عنایا کا ظمی کی دودھیا سراپا کسی کو بھی مدہوش کرنے کی سکت رکھتا تھا،

"آپی کیا خرابی ہے اس ساڑھی میں۔؟ سب کچھ تو کور ہے۔" وہ تنک کر گویا ہوئی، ویلوٹ کے فل بلاؤز جسکے بازو میں کندھوں تک ڈبل کپڑا لگا تھا باقی کے بازو صرف جالی سے ڈھکے تھے اس کے علاوہ عنایا کا پورا وجود مکمل طور پر ڈھکا ہوا تھا، اسکے باوجود بھی عنایت کو اس کا یوں ایسے لباس میں جانا برا لگ رہا تھا،

"تم جانتی ہو، ابیر کو سخت نفرت ہے عورتوں کا اتنے فٹ کپڑوں میں پارٹیز پر جانا اور خاص طور پر ساڑھی پہن کر۔!

عنایت کی سیاہ آنکھوں میں خوف جھلک رہا تھا، وہ جانتی تھی عنایا وہ ہر کام کرنا ثواب سمجھتی تھی جو ابیر کو سخت نا پسند تھا مگر پھر بھی وہ اسکی بیوی تھی۔ اور بگڑتے تعلقات کو مزید بگاڑ سے بچانے کیلئے عنایا کو سمجھانا از حد ضروری تھا۔

"آپی بس کر دیں آپ تو۔ کیا ابیر ابیر۔؟ کیا اس شخص کے سوا میری اپنی زندگی میں کوئی خواہش نہیں، میں جانتی ہوں اپنی حدود اور کبھی ان سے باہر نہیں گئی، ضروری ہے میں وہ ہی سب کچھ کروں جو کہ وہ شخص چاہتا ہے۔!

سرخ ڈوریوں سے لبریز اپنی بھوری آنکھوں میں شدید نفرت سمیٹے وہ اپنا فیورٹ بریسلٹ اپنی کلائی پر باندھنے لگی، عنایت کی آنکھیں حد درجہ پھیلی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اس بریسلیٹ کو وہ بخوبی پہچانتی تھی، سٹارز اور مون کی شیپ میں بنا وہ ڈائمنڈ بریسلیٹ جس میں AT لکھا ہوا تھا، یہ وہی بریسلیٹ تھا جو عالیجان شاہ نے عنایا کو اسکی گیارہویں سالگرہ پر گفٹ کیا تھا، اور اتنے برسوں کے بعد بھی وہ عنایا کی کلائی پر جھولتا تھا اسنے بریسلٹ کی ہک بڑی کروالی تھی مگر اسے اتارا یا اس سے غافل کبھی نہیں ہوئی،

"پھر بھی تم ایسے نہیں جاؤ گی یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔! اسکے ہاتھ سے پرفیوم کی بوتل چھینتے وہ حتمی لہجے میں بولی۔ اپیا ڈونٹ وری یہ پرفیوم صرف مجھ تک محدود رہے گی کسی غیر مرد کو میری جانب راغب نہیں کر پائے گی،"

اسکی بات کا مطلب سمجھتے عنایا نے پیار سے اسکے گال کو تھپکتے کہا تو عنایت نے اپنا رکا ہوا سانس بحال کیا اور پہلے پرفیوم خود پر چھڑکی اور تسلی ہونے پر عنایا کی جانب بڑھائی،

جسے اسنے سر کو خم دیے تھام لیا۔ اوکے میرے پاس کچھ ہے آپکو دکھانے کیلئے۔ آپ آئز کلوز کریں میں دکھاتی ہوں۔!

بھوری آنکھوں میں پرجوش سے رنگ سمیٹے وہ آنکھیں پھیلائے گویا ہوئی تو عنایت کی آنکھیں حد درجہ پھیلی،

پلیز اپیا کلوز یور آئز۔! عنایا کے اصرار پر عنایت نے فوری طور پر ہاتھ آنکھوں پر رکھا،

ناؤ اوپن یور آئز۔! تقریباً پانچ منٹ کے بعد عنایا کی چہکتی آواز سن عنایت نے ہاتھ آنکھوں سے ہٹایا تو اب کی بار وہ شاکڈ سی منہ حیرت سے کھولے اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتی رہ گئی،

کیا ہوا اچھی نہیں لگ رہی کیا۔؟ اپنے اسٹائلش حجاب میں لپٹے سر کو چھوتے وہ پریشانی سے گویا ہوئی، مگر اگلے ہی لمحے عنایت کے ایک دم سے گلے آ لگنے پر اسکے حسین ہونٹوں پر مسکراہٹ کھلی،

"ماشاءاللہ میری ہی نظر ناں لگ جائے، اتنی پیاری لگ رہی ہو۔ اب مجھے کوئی خدشہ نہیں رہا۔ میری جان اپنا خیال رکھ سکتی ہے اور اپنا تحفظ بھی کر سکتی ہے۔"

عنایت نے بے ساختگی سے کہتے اسکی پیشانی کو چوم ڈالا۔ جو اسکے کندھوں تک جاتی تھی،

اب سب کچھ ہو گیا مگر میں ہیلز ضرور پہنوں گی۔!

اپنی چھوٹی سی تیکھی ناک سکیڑے اسنے سرخ گالوں سے کہا تو عنایت کھل کر ہنسی۔

"ہاں وہ پہنوں گی تبھی تو پری لگو گی۔"

عنایت نے اسکے ہاتھ کی پشت کو ہونٹوں سے چھوتے کہا۔ تو وہ کھلکھلائی۔

اپناخیال رکھیے گااور وقت پر سو جائیں صبح آپ کے راحیل جی بھی تو آنے والے ہیں تو آپ فریش لگنی چاہیے۔!

وہ شرارت سے آنکھ ونک کیے کہتی گاڑی کے ہارن پر عنایت کے گال پر کس کرتے باہر کو لپکی،

عنایت کافی دیر تک کھڑکیء میں کھڑی گاڑی کو دیکھتی رہی جو اسکی آنکھوں سے اوجھل ہو چکی تھی جانے کیوں مگر اسکا دل انجانے خدشات سے بے چین ہو رہا تھا، مگر پھر سر جھٹکتے اسنے کھڑکی کو اندر سے لاک کیا۔اور عنایا کے روم میں ہی سونے کا سوچتے وہ بیڈ کی جانب بڑھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ٹھیک سے کھاؤ بیٹا۔!" موبائل فون پر کچھ ٹائپ کرتی عمایہ اذلان کی آواز پر چونکی۔ نگاہیں موبائل سے ہٹائے اپنے سامنے ڈالی جہاں الایہ سنجیدہ سی بیٹھی اسی کو گھور رہی تھی اور کچھ ایسا ہی حال اذلان کا بھی تھا۔

"سوری پاپا۔! سرخ چہرے سے کہتی وہ نگاہیں جھکائے گویا ہوئی۔اور پھر فون ایک طرف رکھتے پلیٹ پر جھک گئی

،

"کیا کچھ ایسا ہے عمایہ جو ہمیں معلوم ہونا چاہیے۔؟ الایہ اب ناشتے سے ہاتھ کھینچ چکی تھی۔ سنجیدگی سے اسے دیکھتی وہ تندہی سے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورتی پوچھنے لگی،

امبر کی وفات کے بعد ایک طویل عرصہ لگا تھا ان سبھی کو زندگی کی طرف لوٹتے مگر سب سے مضبوط الایہ ثابت ہوئی تھی جس نے بیٹی کے غم کو ایسا سینے میں چھپایا تھا کہ اسے دیکھ کر کہیں سے اس بات کا شبہ تک نہیں ہو پاتا تھا کہ وہ کتنے بڑے صدمے سے گزر رہی ہے۔

"نہیں ماما ایسا کچھ بھی نہیں آپ کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہو گی۔!

سرخ چہرے سے نگاہیں چراتے وہ سر جھکا گئی،الایہ نے کافی دیر تک اپنی بیٹی کو دیکھا،اسکے بدلے بدلے رنگ وہ کافی دنوں سے نوٹ کر رہی تھی،امبر کی وفات کے بعد جاب تو اس نے چھوڑ دی تھی اور اب اسکی ساری توجہ عمایہ اور اپنے گھر پر تھی۔

"الایہ کھانا کھاؤ پھر ہمیں ماما پاپا سے ملنے بھی جانا ہے۔! اذلان نے ماحول پر چھائی عجیب سی کیفیت کا زائل کرنے کو اسے مخاطب کیا جس نے سر کو ہاں میں ہلایا۔

"پاپا وہ کل میری یونی میں ایک فنکشن ہونے والا ہے۔اور میری فرینڈ نے میرا نام بھی دے دیا بنا مجھ سے پوچھے، تو کیا میں پارٹ لے لوں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکی سرمئی آنکھوں میں خوف کے تاثرات کافی واضح تھے،وہ الایہ جے خوف سے حائف ہمیشہ کی طرح باپ سے مخاطب ہوئی تھی،

"ازلان نے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اپنی معصوم بیٹی کو دیکھا،امبر کے جانے کے بعد عمایہ بدل سی گئی تھی۔

بہن کی شہ پر ساری دنیا سے لڑنے والی اسکے جانے کے بعد ہر کسی سے خوف کھاتی تھی اور اسکی اسی حالت کے سبب ازلان کافی متفکر تھا اسکے فیوچر کو لے کر۔

"پاپا کی جان اس میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے آپ ضرور حصہ لیں۔!

ازلان نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمایہ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا مگر پھر خوف زدہ نگاہوں سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"جب پاپا نے اجازت دے دی ہے تو میں کون ہوتی ہوں روکنے والی۔!

الایہ نے بمشکل مسکراہٹ لبوں پر سجاتے کہا۔تو امبر چہک اٹھی،

"تھینک یو سو مچ پاپاماما۔اب میں جاتی ہوں آج تیاری کی بھی کرنی ہے۔'!

"یہ کون ہے الایہ۔؟ بیگ کاندھے پر ڈالے عمایہ جیسے ہی باہر نکلی،ازلان نے اپنے فون پر تھوڑی دیر پہلے بھیجی تصویر نکالتے فون الایہ کے سامنے کیا۔

"تمہاری بیٹی کو عاشق۔!کھردرے لہجے میں کہتی وہ ازلان کے شدت سے بھینچے جبڑے دیکھ جگہ سے اٹھ گئی،

ازلان نے سلگتی نگاہوں سے تصویر کو دیکھا جہاں ایک لڑکا عمایہ کے ساتھ کھڑا ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا،

"ایسا نہیں ہو سکتا عمایہ اچھے سے جانتی ہے کہ اسکی شادی ہم اپنی مرضی سے کروائیں گے۔!

ازلان کے لہجے میں بے یقینی جھلک رہی تھی،امبر کو تو وہ کھو چکے تھے مگر عمایہ کو نہیں کھو سکتے اور اسی لئے تو یہ سب طے پایا گیا تھا کہ وہ عمایہ کی شادی پوری جانچ پڑتال سے کریں گے وہ بھی اپنی مرضی سے۔!

" نظر رکھو ازلان ایسا ناں ہو کہ یہ لڑکا ہماری بیٹی کو ہم سے چھین لے۔! برتن سمیٹتے وہ سرد لہجے میں گویا ہوتی کچن کی جانب بڑھی۔

وہیں اسکے جانے کے بعد ازلان کافی دیر تک سنجیدگی سے سوچتا رہ گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"اہہہ۔چچچ چھوڑ دو منم مجھے۔مم میں نے کچھ ننن نہیں کک کیا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

چہرے پر پڑنے والے ٹھنڈے پانی کے سبب وہ جیسے ہی ہوا س میں لوٹا خود کو الٹا لٹکا محسوس کرتے ہی اسکا سارا نشہ بھک سے اڑ گیا، جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی جب نگاہیں سامنے ہی کرسی پر بیٹھے خود کو گھورتے عالیحان پر پڑی،

"چھوڑ دوں گا پہلے بتا کیوں کیا تو نے یہ سب۔! پر اسراریت بھری نیلی نگاہوں سے اسے گھورتا وہ سرد لہجے میں استفسار کرنے لگا،

ماہ ویر کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

"د د د دیکھو میں نے کچھ نہیں کک کیا۔"

ماہ ویر خوف سے بمشکل بول پایا تھا، اسکے انکار پر سامنے بیٹھا وہ سرد نگاہوں سے اسے دیکھتا رسی چھوڑ گیا۔

اگلے ہی لمحے ماہ ویر سر کے بل نیچے پڑے بڑے سے پانی کے ابلتے ٹب میں گرا، اسکی چیخوں پر وہ پر سکون سانس کھینچتا کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔ تین منٹ کے بعد اسنے رسی کھینچی، ماہ ویر ایک بار پھر سے ہوا میں معلق ہوتے رہ گیا۔

اسکا چہرہ بے تحاشا سرخ ہو چکا تھا کوئی بعید نہیں تھا کہ اگر دو منٹ اور وہ اس پانی میں رہتا تو اسکا چہرہ جل جاتا۔

"کچھ یاد آیا۔!

"مم میں نے کچھ نہیں کیا مم مجھے یہ سب کرنے کے پیسے ملے تھے۔! شرمندگی سے سر جھکائے وہ بمشکل سے بول پایا تھا۔

عالیحان رسی کو باندھے جھٹکے سے اٹھا اور اسکے قریب جاتے اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔

ماہ ویر بلبلا اٹھا۔ کس نے دیے تھے پیسے۔!

سپاٹ لہجے میں کہتا وہ پھولتے سانس سمیت غرایا۔ اسکے لہجے کی سفاکیت پر ماہ ویر کا سانس خشک پڑنے لگا۔

"نن نہیں جانتا۔"

""""""""اہہہہہہ """""""""اسکے انکار پر عالیحان اسکے چہرے پر قریب سے مکے جھڑنے لگا، خون اسکی ناک سے بہتا فرش پر گرنے لگا۔ ایک آنکھ کا پوٹا بری طرح سے سوجھ چکا تھا،

"خدا قسم نہیں جانتا وہ کون تھا مگر مم میں اتنا جانتا ہوں جس آدمی پر تم نے گولی چلائی تھی وہ مم مٹھو نہیں تھا۔!

درد سے چور لہجے میں کہی اسکی بات پر عالیحان کا اٹھا ہاتھ تھم سا گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ ایک دم سے لڑکھڑایا، اسکا وجود سناٹوں کی ضد میں تھا۔ چھ برس وہ اس جرم کی سزا کاٹ رہا تھا جو اسنے کیا ہی نہیں ۔!

یہ سوچ ہی اسکے ذہن کو مفلوج کرنے لگی۔

اسنے غصے سے اپنی گن نکالی۔

فضا میں ایک دردناک چیخ کے بعد سناٹا چھا گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"سر آپ نے یاد کیا۔! کمرے میں داخل ہوتے ہی آئزہ نے احتراماً استفسار کیا۔

سامنے ہی کرسی پر براجمان انیل علوی نے سرد نگاہیں اسکی جانب اٹھائی،

"مس آئزہ آپ سے کہا گیا تھا کہ آپ کوئی بھی ایسی حرکت نہیں کریں گی جس سے کسی کو بھی شک ہو مگر آپ نے پھر بھی وہی کیا۔!

انیل دھاڑتا ہوا میز پر ہاتھ مارتے اٹھ کھڑا ہوا۔

وہیں اسکی بات پر آئزہ کا چہرہ سپید پڑ گیا۔ اس نے نا سمجھی سے وہاج کی جانب دیکھا۔

جو سربراہی کرسی پر بیٹھا تھا، اسنے ہاتھ گردن تک لے جاتے اسے اور بھی ڈرا دیا۔

"فون نکالیں اپنا۔!

وہ چلتا اسکے قریب ہوا۔ اسکی سرخ نگاہوں کو خود پر پاتے آئزہ سٹپٹا سی گئی فوراً سے فون نکالتے اسکے حوالے کیا۔

"جب آپ سے کہا گیا تھا کہ آپ پچھلا سارا ڈیٹا ڈیلیٹ کریں گی تو آپ نے یہ تصویر کیوں ڈیلیٹ نہیں کی۔"

وہ اسکے سر پر پہنچتا سرد لہجے میں دھاڑا تو آئزہ نے حیرانگی سے اس تصویر کو دیکھا۔

"مگر اس تصویر میں تو ایسا ویسا کچھ بھی نہیں۔؟"

وہ نا سمجھی سے گویا ہوئی۔ غور سے دیکھیں اس تصویر میں آپ کے پیچھے میں کھڑا ہوں۔ اور اس سے دشمن کو شک ہو سکتا ہے کہ میرا پولیس ڈیپارٹمنٹ سے کوئی ناں کوئی تعلق ضرور ہے۔"

وہ تاسف سے گویا ہوا۔ تو آئزہ نے سرخ چہرہ جھکاتے سوری کہا۔

"آپ کو یاد رکھنا ہوگا کہ میں ایک غنڈہ ہوں ناں کہ انسپیکٹر انیل علوی، اور وہ کرسی پر بیٹھا ہوا شخص انسپیکٹر انیل علوی ہے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسنے ایک ایک لفظ پر زور دیتے وہاج کی جانب اشارہ کیا جو انیل کے یونیفارم میں ملبوس تھا جبکہ انیل ایک عام سے گندے سے گیٹ اپ میں۔"

""""""وہ کافی مہینوں سے اس کیس پر کام کر رہے تھے انسپکٹر انیل کے نام سے مشہور ہوئے وہاج کو ساری دنیا انیل علوی کے نام سے جانتی تھی جس میں بڑا ہاتھ انیل کا ہی تھا اسنے پچھلے چند ماہ میں وہاج کو انیل بنا کر ایسے ایسے کام کروائے تھے اس سے۔ کہ میڈیا اسے سراہتی رہی اور یوں وہ بظاہر انسپیکٹر انیل علوی (وہاج) کے طور پر جانا جاتا تھا۔

"میں کوئی بھی غلطی نظرانداز نہیں کروں گا اتنی مہینوں کے بعد آج پہلی کامیابی ملی ہے مجھے۔ آج وہ لوگ مجھے دوسری گینک کے پاس بھیج رہے ہیں۔ اور بہت جلد ہم اس گتھی کو سلجھا لیں گے۔"۔

اسکا پر عزم لہجے میں کہنا ان دونوں کو ہی سرشار کر گیا۔ اسکے بعد چند ضروری باتیں ڈسکس کرنے کے بعد انیل خفیہ راستے سے اس کمرے سے نکلا۔

Episode 13 Part 2

"بات سنو کہاں تھی تم۔! کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ کسی غیر معمولی احساس کے تحت پلٹی جب سامنے ہی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا جوزف غصے سے اسے سر تا پیر دیکھتا آگے بڑھا اور دانت پیستے غراتے ہوئے لہجے میں کہتا اسکے جبڑے کو ہاتھ میں دبوچ گیا۔

"چھوڑو جوزف درد ہو رہا ہے مجھے۔! درد کے سبب اسکی آنکھوں میں نمکین پانی اکٹھا ہونے لگا، اسکے بھاری ہاتھ پر ہاتھ سے تھپڑ مارتے وہ گھٹی گھٹی آواز میں چلائی،

جب اگلے ہی پل جوزف نے اسے پیچھے موجود بستر پر دھکا دیا۔

سوہا کا نازک وجود ایک جھٹکے سے اس بستر پر گرا۔ بیگ اسکے کاندھے سے نکلتا زمین بوس ہو چکا تھا۔ خوف سے گہرے سانس بھرتی وہ ایک دم سے آنکھیں پھیلائے جوزف کو دیکھتی خود میں سمٹنے لگی،

جوزف کی ہوس زدہ نگاہیں اسکے وجود کا بڑی بے باکی سے طواف کر رہی تھیں،

اور سوہاکا وجود بری طرح سے کانپ رہا تھا، وہ بمشکل ضبط کے اپنے وجود کو اپنے ہاتھوں سے ڈھانپنے کی کوشش کر رہی تھی جو ناممکن تھا۔

"کہاں تھی بتا۔ ورنہ تیرے اس لنگڑے بھائی کو ابھی تیرے سامنے۔؛"

وہ تن فن کیے اسکے سر پر پہنچا۔ اسکے بالوں کو مضبوطی سے اپنے شکنجے میں لیتے چلایا۔

"نن نہیں مممم مجھے باس نے بب بھیجا تھا یقین جانو۔ میرے بھائی کو کچھ مت کرو۔!

سانولی رنگت میں لمحوں میں سرخی گھلنے لگی تھی، اسکا چہرہ ایک دم سے خون چھلکانے لگا،

"تو پہلے بتاتی ناں میری جان۔ تم جانتی ہو ناں کہ تمہارا یوں بنا بتائے جانا مجھے خوفزدہ کر دیتا ہے۔! جوزف ایک دم سے نارمل ہوا اب اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ پاگل پن کے انداز میں بولتا اسکے آنسوں صاف کرنے لگا۔

سوہا بے بسی سے اپنے لہو ہوتے دل سے کانپتے وجود سمیت بیٹھی تھی،

بس ایک بار میں اس باس سے جان چھڑا لوں پھر تم آزاد ہو جاؤ گی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے میری۔! اور پھر ہم ایک ہو جائینگے کوئی مجھے تم سے دور نہیں کر پائے گا۔!

جوزف اسکے چہرے کو چھوتا جنون بھرے لہجے میں بول رہا تھا اور اسکے لمس کو اپنے چہرے پر پھر سے محسوس کرتی وہ جانے کتنی بار اندر ہی اندر مری تھی،

ابھی میں چلتا ہوں اپنا خیال رکھنا کل چکر لگاؤں گا۔!

زبردستی اسکے گال کا بوسہ لیتے وہ حباثت سے ہنستا کمرے سے نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی سوہا بھاگتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی اور اندر سے لاک کرتے وہ واشروم کی جانب بھاگی۔

کپڑوں سمیت یونہی شاور کے نیچے بیٹھتے وہ اپنے چہرے اپنی گردن اپنے بالوں کو بری طرح سے نوچنے لگی، اسکی چیخیں شاور کی آواز میں مدغم ہونے لگیں تھیں، اور وہ ہر بار کی طرح اپنی بے بسی پر ماتم منا رہی تھی،

کافی دیر یونہی بت کی طرح بیٹھے رہنے کے بعد وہ ہادی کا خیال آتے ہی چینج کرتی کمرے سے باہر نکلی،

اسکے کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اسے بستر پر سکون سے سوتا دیکھ سوہا نے شکر کا سانس فضا کے سپرد کیا اور چلتے اسکے پاس جاتے بستر پر بیٹھی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اگر جوزف کے ساتھ ساتھ میری قید سے رہائی چاہتی ہو تو تمہیں اس لڑکے کو اپنے عشق میں برباد کرنا ہوگا۔ سوہا۔اور اسکے بعد یہ باس تمہیں زبان دیتا ہے کہ تم آزاد کردی جاؤ گی ہر قید سے اور پھر تم اپنے بھائی کے ساتھ سکون سے زندگی گزار سکو گی۔ جیسا تم چاہتی ہو۔!

ہادی کے سر میں ہاتھ چلاتے اسکی سرخ آنکھوں کے سامنے باس کا چہرہ لہرایا، آنکھیں موندے اسنے عائش انزک علی کو ایک بار سوچا،

اپنے بھائی کی زندگی کیلیئے وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔"

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ماما میں بھی چلتی ہوں آپ کے ساتھ۔! عیناں کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے وہ خوفزدہ کرتی نگاہوں سے اسے دیکھتی معصومیت سے گویا ہوئی، عیناں نے ایک نگاہ عنایت کے سہمے چہرے پر ڈالی اور پھر فینڈا کو دیکھا جو مسکرا رہی تھی،

بیٹا مجھے کچھ شاپنگ کرنی ہے میری جان راحیل لوگ آرہے ہیں اور پھر یہی پاس میں تو مال ہے جب تک آپ فری ہو گی میں واپس آجاؤں گی۔!

اسکی تھوڑی پر پیار کرتے عیناں نے اسے نرمی سے سمجھایا۔

عنایا کے جانے کے فوراً بعد ہی عیناں ہاسپٹل سے لوٹ آئی تھی اور اب نا چاہتے ہوئے بھی عنایت کو سیلون لایا گیا تھا۔

"میم ڈونٹ وری آپ انہیں پہچان نہیں پاؤ گے۔!

بیوٹیشن نے مسکرا کر اپنی زبان میں کہا تو عیناں مسکرا کر تھینکس کہتی وہاں سے نکلی، عنایت مردہ قدموں سے چلتی ریلیکسنگ چیئر پر بیٹھی،

"نہیں مجھے یہ نہیں کٹوانے، بیوٹیشن اسکے چہرے پر نکھار بڑھاتے اسکے بالوں کی کٹنگ کرنے لگی، جب وہ ایک دم سے منمناتے فینڈا کے ہاتھ سے اپنے بال کھینچ گئی، فینڈا اسکی معصوم چہرے کو دیکھ مسکرائی،

"ڈونٹ وری میم میں صرف لک چینج کروں گی آپ کی۔ آپ کے بال ہلکے سے کٹ کروں گی زیادہ نہیں،"!

اسکے سیاہ گھنے دراز بالوں کو چھوتے وہ نرمی سے بولی تو عنایت نے سر کو اثبات میں ہلایا۔!

"میم اب دیکھیں۔۔! بیوٹیشن مسکرا کر گویا ہوئی، تو عنایت نے اپنی بند کی سیاہ آنکھیں کھولی،

آئینے میں ابھرتے عکس کو دیکھ وہ منہ کھولے کافی دیر تک حیرت سے خود کو دیکھتی رہ گئی۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہلکے سے کرل کیے بال جو اسکے دونوں کاندھوں پر بکھرے پڑے تھے، چہرے پر آئے گلو کے سبب اور اس نئے طرز کے ہیئر اسٹائل کی وجہ سے وہ کئی لمحوں تک خود کو پہچان ناں سکی۔

"لکنگ سو بیوٹیفل۔!

فینڈا نے دل سے اسکی تعریف کی تھی، اور اسکی اتنی سی بات پر ہی وہ بلش کرنے لگی،

شکریہ۔! وہ نرم لہجے میں بولتی اپنا سرخ ہوا چہرہ جھکا گئی،

"ماما کب تک آئیں گی۔! اسے یہاں بیٹھے ایک گھنٹہ ہو چکا تھا اور اب تک عیناں نہیں لوٹی تھی،

"ڈونٹ وری میم آپ ری لیکس ہو جائیں وہ آتی ہو نگی،!" فینڈا نے اسے میٹھے لہجے میں کہا اور جوس تھمایا۔ جو کہ سیدھا اسکی شرٹ پر گرا تھا،

او نو میم۔ یہ تو خراب ہو گئی۔ آپ ایسا کریں اسے چینج کر دیں میں آپ کو دوسری شرٹ دیتی ہوں۔!

فینڈا نے متفکر سے لہجے میں کہا۔ ارے نہیں میں اسے واشروم میں واش کر لیتی ہوں اٹس اوکے۔!

وہ نرم لہجے میں کہتی واشروم کی جانب جانے لگی جب فینڈا نے اسے روکا۔

میم یہاں اور بھی کسٹمر ہیں انہوں نے دیکھ لیا تو اچھا امپریشن نہیں پڑے گا۔ آپ پلیز چینج کر لیں۔!

فینڈا کے ملتجیانہ لہجے میں کہنے پر عنایت خاموش ہوتے حامی بھر گئی،

"آپ مجھے روم دکھا دیں میں چینج کر آتی ہوں۔!" "شیور میم۔" فینڈا مسکراتے ہوئے لہجے میں کہتی اسے لیے چینجنگ روم کی جانب بڑھی۔

آپ جائیے گا مت میں چینج کر کے ابھی نکلتی ہوں۔ روم کافی دور تھا اور اندھیرے میں ہونے کی وجہ سے وہ پہلے ہی خوفزدہ ہوئی تھی جبھی اسے وہی رکنے کا کہا۔ فینڈا نے سر کو اثبات میں ہلایا تو تسلی ہونے پر وہ مریل قدموں سے چلتی اندر داخل ہوئی۔

"میم کسٹمر آئی ہیں اور کہہ رہی ہیں کوئی ضروری بات کرنی ہے آپ پلیز دیکھ لیں۔!

ریٹا عجلت بھرے انداز میں کہتی ایک نگاہ دروازے پر ڈالے نگاہ پھیر گئی،

"تم انکو بٹھاؤ میں آتی ہوں۔! فینڈا نے گھڑی پر وقت دیکھتے کہا۔ "میم وہ ایمرجنسی میں ہیں آپ جائیں میں ہوں یہاں۔!"

اوکے ان کو ساتھ لے کر آنا۔! فینڈا نے اسے سختی سے ہدایت دی۔ تو سر اثبات میں ہلا گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

فینڈا کے جاتے ہی ریٹا نے ایک مسکراتی نگاہ اسکی پشت پر ڈالی اور دو قدم اٹھائے دروازے کے قریب ہوئی، باہر لگے سوئچ بورڈ کو بند کرتے اسنے دروازے کو باہر سے لاک کیا۔

اسکا کام یہی تک تھا۔اسی کام کیلئے تو وہ پچھلے کئی مہینوں سے اس سیلون میں کام کر رہی تھی۔اور آج اسے موقع مل ہی گیا تھا۔ایک نگاہ دروازے پر ڈالے وہ مسکراتی ہوئی باہر کی جانب نکلی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

'صاحب کہاں پہ رکھنے کا ان ڈبوں کو۔! بھاری مگر بلند آواز پر کرسی پر ایک ٹانگ رکھے کاپی پر حساب لکھتا چھیما چونکا، گردن موڑے میلے کچیلے حلیے میں ملبوس لڑکے کو دیکھا جو ایک بھاری بھرکم ڈبہ اٹھائے ہوئے تھا،

"اندر لے جا یہ ڈبہ کچھ خاص ہے تو باقی ڈبوں سے ذرا ہٹا کر رکھیو،" اسے تائید کرتے چھیما نے پاس کھڑے رنگیلے کو بلایا،"کون ہے یہ لڑکا۔؟'رنگیلے کو گہری نظروں سے دیکھتے وہ سختی سے پوچھنے لگا کیونکہ یہ لڑکا آج پہلی بار اس نے یہاں دیکھا تھا۔

اور جس نوعیت کا ان کا دھندہ تھا وہ کسی بھی قسم کا رزک نہیں لے سکتا تھا۔

"بھائی یہ مجنوں ہے۔پچھلے اڈے پر بڑا نام کمایا ہے اس نے۔اسی لئے تو یہاں لایا ہوں اسے۔اور فکر مت کرو۔ کام تو ایسی صفائی سے کرتا ہے کہ کسی کو شک تک نہیں ہونے دیتا۔!

رنگیلا نے اسے مطمئن رہنے کا کہا مگر چھیما ابھی تک الجھا تھا۔"اسکی باڈی اور قد کاٹھ دیکھا ہے تُو نے۔مجھے یہ غنڈہ نہیں کچھ اور ہی لگتا ہے۔!

دھاڑی کھجاتے وہ پر سوچ لہجے میں اپنے پاس سے گزرتے مجنوں کو دیکھ کر بولا،

ارے ورزش کرتا ہے بھائی۔آپ کو کیا لگتا ہے اگر یہ دو نمبر ہوتا تو میں اسے یہاں لاتا۔: "

کئی مہینوں سے یہ کام کر رہا ہے میرے ساتھ۔پورے دو مہینے نظر رکھی تھی اس پر۔ایک پرانی سی جھونپڑی کی نکڑ میں رہتا ہے یہ۔سالا غریب ہے وقت کا مارا۔اور پیسے کیلئے کچھ بھی کر سکتا ہے۔!

رنگیلا نے اسے ذرا تفصیل سے آگاہ کیا۔تو چھیما نے ایک گہری نگاہ ڈبے اٹھائے دوبارہ سے اپنے پاس سے گزرتے مجنوں پر ڈالی،

جو بھی ہے مجھے اس کا امتحان لینا ہے۔!

لے لو بھائی مجھے کوئی اعتراض نہیں۔:'رنگیلا پوری طرح سے مطمئن تھا جبھی فوراً سے حامی بھری،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تُو آج ہی واپس نکل جارات کے دو بجے چوکی حالی ہو جائے گی۔بس دھیان سے جائیو اور ہاں ایک اور بات کچھ وقت کیلئے یہ چرس کا دھندہ بند ہی رکھ، میڈم آرہی ہے کوئی باس نے بھیجی ہے۔اسے ان کاموں کی بھنک نہیں پڑنی چاہیے۔اب اصل مال کا دھندہ چالو کر۔سنا ہے بڑی تیز ہے وہ میڈم۔اور لڑکیوں کو وہی باہر پہنچائے گی۔'!

چھیما اسکے کان میں گھستے ہوئے بول رہا تھا جبکہ ان کے درمیاں میں ہوتی گفتگو سنتے ڈبے نیچے رکھتے مجنوں کے ہاتھ تھمے،سیاہ آنکھوں میں حیرت اُمڈی۔جبڑے مضبوطی سے بھینچے وہ سرخ ہوتی آنکھیں میچ گیا۔

"تو کیا وہ لڑکیوں کیلئے آئے گی اتنی دور۔!!'رنگیلا شاکڈ سی کیفیت میں بڑبڑایا۔

"نہیں رے انسپیکٹر انیل علوی۔وہ جو لونڈا بڑا ابھڈک رہا ہے ناں اسے قابو کرنے کے واسطے باس نے بھیجا ہے۔!چھیما کی کہی اس بات پر مجنوں کی آنکھوں میں حیرت سمٹی۔لبوں پر ایک گہری مسکراہٹ ابھرتے ساتھ ہی اگلے ہی پل کو معدوم ہوئی تھی۔

"کیا اس انسپکٹر کے واسطے۔وہ تو بڑی پہنچی ہوئی چیز ہے بھائی۔کب کہاں سے حملہ کردے کچھ معلوم نہیں چلتا۔'! رنگیلا انیل علوی کی تعریف میں گویا ہوا تو چھیما نے سر کو جھٹکا۔

"فکر مت کر اس بار وہ ڈھونڈتا ہی رہ جائے گا اور ہم اسے گردن سے ایسا دبوچے گے کہ وہ پھڑ پھڑا بھی نہیں پائے گا۔!

چھیما کی مسکراتی ہُوئی آواز پر اندر موجود مجنوں نے مسکراتے ہوئے سر کو نفی کو جھٹکتے اپنا کالر درست کیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"آپ کی آمد کا بے حد شکریہ ڈاکٹر ابیر علوی اور جس طرح سے آپ نے میرے بیٹے کی جان بچائی میں آپ کا مشکور ہو کر رہ گیا ہوں۔!

ڈورک زوگوار کا باپ رچرڈ زوگوار اپنی مخصوص زبان پر ابیر سے مصافحہ کرتے خوش دلی سے گویا ہوا۔

"اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں میں نے بس اپنا کام کیا ہے سر باقی زندگی اور موت کا اختیار تو خدا کے پاس ہے۔!نپے تلے الفاظ میں کہتا وہ کندھے اچکائے بولا تو رچرڈ مسکرا اٹھا،

بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس وہ ریزروڈ سا ڈاکٹر اپنی تمام تر وجاہت سمیت اسے مبہوت کر گیا۔

"سینڈی۔!رچرڈ نے تھوڑی مسافت پر کھڑی اپنی بیٹی کو مخاطب کیا۔جس کا لباس دیکھ ابیر نے جبڑے بھینچتے اپنی شہد رنگ آنکھیں میچیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہائے ڈیڈ۔! ٹائٹ شارٹ میکسی میں ملبوس وہ لڑکی اپنے باپ کے ساتھ کھڑے ابیر علوی کو گہری نظروں سے دیکھے گئی، جس کا سپاٹ چہرہ اسے کب سے اپنی جانب کھینچ رہا تھا،

ڈاکٹر علوی یہ میری بیٹی سینڈی۔! رچرڈ نے مسکراتے ہوئے بیٹی کا تعارف کرایا جبکہ اسکی سوچ کے مطابق اسے سامنے کھڑے شخص کی آنکھوں میں محبت یا ستائش تو کیا پسندیدگی تک نہیں دکھی۔

"ایکسکیوزمی۔! ماتھا مسلتے وہ سرد لہجے میں کہتا سینڈی کے بڑھے ہاتھ کو اگنور کرتے واشروم کی جانب بڑھا، سینڈی اپنا سرخ پڑتا چہرہ جھکائے دانت پیستے اس گھمنڈی شخص کی پشت کو دیکھنے لگی،

"ہائے ڈیڈ میٹ مائے فرینڈ "اے کے۔"""روسف کی گنگناتی ہوئی آواز پر پیٹر سمیت وہ سبھی مڑے، تو نگاہیں روسف کے پہلوؤں میں کھڑی عنایا کاظمی پر پڑی،۔

"اوہ تو یہ وہ لڑکی ہے جس نے میرے بیٹے کو پاگل کر دیا ہے۔ جتنا سنا تھا اس سے کہیں زیادہ حسین ہو تم لٹل ڈول۔!

ڈاکٹر پیٹر مبہوت سی نظروں سے عنایا کو دیکھتے ستائشی انداز میں گویا ہوئے تو مسکراتے ہوئے ان کا شکریہ کرتے اپنی بھوری آنکھیں گھمائے کسی کو ڈھونڈنے لگی،

"آج تک سنا تھا کہ ایشین لڑکیاں بہت حسین ہوتی ہیں آج اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیا صرف لڑکیاں ہی نہیں مرد بھی بہت زیادہ ہاٹ ہوتے ہیں وہاں کے۔!

سینڈی اس سے ہاتھ ملاتے اپنی طرف بڑھتے ابیر علوی کو دیکھ مسکراتے ہوئے بولی، عنایا نا سمجھی سے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ ہاتھ کھینچ گئی،

"ڈاکٹر علوی میٹ مائے سن روسف۔ اور یہ اسکی فرینڈ۔!

ڈاکٹر پیٹر، ابیر کے قریب آتے ہی اسے روسف کا تعارف کرانے لگے، جو سرد نگاہوں سے عنایا علوی کو دیکھ رہا تھا جس کے لب فاتحانہ انداز میں مسکرا رہے تھے۔

"فرینڈ نہیں انکل گرل فرینڈ۔! اپنی بھوری آنکھیں اس خوبرو مرد کی شہد رنگ آنکھوں میں گاڑھے وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولی تو اسکے گالوں میں ابھرتے گڑھے مزید گہرے ہوئے۔

روسف تو اسکے تعارف پر نثار جاتی نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔ جبکہ وہی ابیر نے بمشکل ضبط سے اپنی لہو ہوتی نگاہیں میچتے اپنے اندر اٹھتے طوفان کو روکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اے کے""چلو میں تمہیں باقی گیسٹس سے ملواتا ہوں۔؛ "

روسف اسکے دودھیا ہاتھ کو تھامے اسے ساتھ لئے دوسری سمت بڑھا،

"میرا بیٹا تو پاگل ہے دیوانہ ہے اس لڑکی کا۔اور اس لڑکی کو دیکھ کر تو مجھے بھی یقین ہو چکا ہے کوئی بھی اسکا دیوانہ ہو سکتا ہے۔! پیٹر ابیر کی نظروں کے تعاقب میں روسف اور عنایا کو دیکھتے مزید گویا ہوُا،

وہی ابیر علوی کے وجود میں آگ کے بھانبڑ سے جلنے لگے،ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے وہ اپنے آپ کو کسی بھی قسم کے سخت رد عمل سے روک رہا تھا مگر شاید اب یہ اسکے لئے ناممکن ہونے والا تھا،کیونکہ اسکی آنکھوں میں ابلتا جنون تیزی سے اسکے سر پر سوار ہو رہا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"حوری میری جان کہاں تھے آپ۔اور یہ یہ کہاں سے آیا۔؟؟ "وہیل چیئر کو دونوں ہاتھوں سے تھامے عالیان خوف زدہ سا حورین کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے گویا ہوا۔اسکے چہرے پر خوف کے بادل کافی واضح تھے۔

"ڈیڈا یہ پپو ہے۔میرا فرینڈ۔! حورین نے مسکراتی نگاہوں سے اپنے ڈیڈا کو دیکھتے پپو کا تعارف کرایا۔تو عالیان نے اسکے سر کا بوسہ لیا۔

"میں گھبرا گیا تھا آپ جانتے ہو آپ جب بھی ایسے کہیں چلے جاتے ہو تو ڈیڈا ڈر جاتے ہیں۔،!"گھٹنوں کے بل جھکتے اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے وہ گھبراہٹ سے بولا۔تو حورین کی نیلی آنکھوں میں فکر سمٹی۔

'سوری ڈیڈا میں پپو کو لینے گئی تھی۔! اپنی گود میں خاموشی سے لیٹے سے چھوٹے سے پپی کی جانب اشارے کرتے وہ معصومیت سے بولی تو اسکے دیے نام پر عالیان کے ہونٹ مسکرائے۔"

"اوکے اب ہم چلیں ڈاکٹر ویٹ کر رہی ہیں۔! اسکے حسین چہرے پر ایک نگاہ ڈالتے وہ پیار سے استفسار کرنے لگا تو حورین نے سر اثبات میں ہلایا۔

عالیان اسے لئے دوبارہ سے ڈاکٹر کے کیبن کی طرف بڑھا۔"میں نے انجیکشن لگا دیا ہے تھوڑی دیر ریسٹ کرنے دیں،ان کے دماغ پر کوئی بات حاوی ہو چکی ہے اسی وجہ سے یہ ایک ہی بات دہرا رہی ہیں ریسٹ کریں گی تو بہتر ہوں گی۔آپ اگلے ہفتے دوبارہ لائیے گا انہیں۔!

ڈاکٹر مسکراتے ہوئے عالیان سے بولی،تو عالیان نے بستر پر آنکھیں موندے غنودگی کی کیفیت میں لیٹی حورین کو دیکھ سر ہاں میں ہلایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور پھر اسے اٹھائے وہ ہاسپٹل سے باہر نکلا۔نرمی سے اسکے نازک وجود کو گاڑی کی پچھلے سیٹ پر ڈالے وہ پپو کو لینے دوبارہ سے اندر کی جانب بڑھا۔

گاڑی کا دروازہ بنا آہٹ کے کھولے اسنے ایک نگاہ اسکی بند آنکھوں پر ڈالی، سوتے ہوئے وہ کسی معصوم بچے کی طرح دکھ رہی تھی۔

اسکے گال کو اپنے ہاتھ کی پشت سے چھوتے ہی حورین کے کسمسانے پر وہ وجود دروازہ بند کیے تیزی سے وہاں سے غائب ہوا۔

Episode 14

رات کے پچھلے پہر اسنے ایک نگاہ کھڑکی تک جاتے اس پائپ پر ڈالے ہاتھ کمر پر ٹکائے افسردگی سے بند گیٹ کو دیکھا، دونوں گیٹ صرف لاکڈ ہی نہیں بلکہ ان پر بڑے بڑے تالے چڑھے ہوئے تھے اور ایسے میں دروازہ عبور کر کے اپنے گھر میں اپنے کمرے تک پہنچنا، کسی مارکے کو سر کرنے سے کم تو ہرگز نہیں تھا،

"تُو کر سکتا ہے ایش۔ڈونت وری تُو سیفلی پہنچے گا۔! اپنے کاندھے کو خود سے ہی تھپکتے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ایک لمبی سانس فضا کے سپرد کرتے پائپ کو قریب سے دیکھنے لگا،

پاؤں میں جو گرز کی سبب پائپ پر بیلنس کر پانا کافی مشکل تھا مگر بغیر شوز کے پائپ پر چڑھنا کسی رزک سے کم نہیں تھا، کوئی بھی چوٹ آسکتی تھی،

"میں آرہا ہوں ڈارلنگ۔! اپنی کھڑکی کو دیکھتے اسنے دور سے ہی انگلیاں ہونٹوں سے چھوتے فلائنگ کس کرتے پائپ کو مضبوطی سے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں میں دبوچا،

پائپ پر چڑھتے اوپر جانا کافی کٹھن تھا مگر عائش پھر بھی اگلے پندرہ منٹ کی کڑی جدوجہد کے بعد اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس تھا،

کھڑکی کے باہر بنے ایک چھوٹے سے دیوار کے ہول میں پاؤں اڑستے وہ جمپ کرتا اب کھڑکی کو دونوں ہاتھوں کی مدد سے کھولتا اندر کودنے لگا۔جب اچانک اسکی نگاہ کھڑکی کے پاس کھڑے انزک پر پڑی،

جو لہو ہوتی نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا، عائش کو اپنی چاروں اطراف خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی تھیں۔ دھک دھک کرتے دل سے اسنے ہاتھ کو فضا میں ہلاتے اپنے باپ کو ہائے کیا۔ جس کا جواب ناں ملنے پر خشک پڑتے لبوں کو زبان کی مدد سے تر کرتا اندر کو دنے لگا۔

جب فضا اسکی دلدوز چیخوں سے گونج اٹھی،

""""اہہہہہ ممی۔! عائش کے بال انزک کی مٹھی میں قید تھے، جنہیں پوری قوت سے کھینچتا وہ دانت پیستے اسے گھور رہا تھا، وہیں درد کے سبب عائش کی چیخیں بے ساختہ بلند ہوئی تھی،

اپنے بیٹے کی دل دہلا دینے والی چیخوں کو سن روز، جو باہر اسکے آنے کے انتظار میں ٹہل رہی تھی۔ فوراً سے ہانپتے ہوئے اسکے کمرے کی طرف لپکی،

"ہائے اللہ۔انزک، چھوڑیں میرے معصوم بچے کو۔عائش میری جان ٹھیک ہو ناں تم۔؟"

انزک کو پیچھے دھکیلتے وہ اسکی مٹھی میں قید اپنے بچے کے بالوں کو آزاد کرواتی تڑپتے دل سے بولی، """"می ہائے میں لٹ گیا۔میرا مطلب ہے میری حسین گھنی سیاہ لمبی زلفیں آپ کے شوہر نے کھینچ کھینچ کر نکال دی۔ایسے تو کوئی جلاد بھی نہیں کرتا اپنے خون اپنے اکلوتے بیٹے کے ساتھ۔ہائے میرے پیارے بال۔!

ماں سے سینے سے لگتے وہ اونچی اونچی دہائیاں دیتا مسکینیت کا ڈھونگ کرتے انزک کے غصے کو مزید ہوا دے گیا۔

"تیری تو سالے دو فٹیے لنگور۔چھوڑ میری بیوی کو۔! سرخ لہو ہوتے چہرے سے اسے گھورتے وہ پھر سے خطرناک ارادوں سے اسکی جانب لپکتے غرایا، تو وہی عائش چیختا ہوا ماں کے پلوں کو منہ میں ڈالے اسکے کندھے میں سر چھپا گیا۔

"خبردار جو آپ نے کوئی تماشہ کیا انزک۔اچھا نہیں ہو گا آپ کیلیئے۔:" شہادت کی انگلی اٹھائے غصے سے اسے گھورتی وہ سخت لہجے میں چلاتے اپنے بیٹے کو تھپکنے لگی، جو ایک آنکھ نکالے چوری سے باپ کے تپے چہرے کو ملاحظہ کر رہا تھا،

"بیگم چلانے سے کچھ بدل نہیں جائے گا جانتی ہو کیا کیا ہے اس نالائق نے۔؟ لاکھوں کروڑوں لگا کر جس ہوٹل کو بلندیوں پر پہنچایا تھا ہم نے۔ایک جھٹکے میں وہ ہوٹل آسمان سے زمین پر گر گیا ہے۔ایک ہفتے تک اگر یہ ہوٹل کو دوبارہ سے کھڑا ناں کر پایا تو ہوٹل بند ہو جائے گا روز۔!

انزک غصے سے چیختا بے بسی سے بیوی کو دیکھ رہا تھا جسے اپنے بیٹے کے آگے ساری دنیا غلط اور جھوٹی دکھتی تھی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بھولیں مت انزک میرے بیٹے نے ہی اس ہوٹل کو اس مقام تک پہنچایا تھا اور اب بھی وہ سب کچھ ٹھیک کرے گا۔!

روزا نکہ بیٹے کے سامنے ڈھال بنے کھڑی عزم سے گویا ہوئی، "اور اگر یہ ناں کر پایا تو۔؟

انزک کے ماتھے پر ناگواری سے بل سمٹے تھے آج تو وہ آر یا پار معاملہ ختم کر ہی دینا چاہتا تھا،

"اگر میرا بیٹا ناں کر پایا تو آئندہ میں آپ کو کبھی نہیں روکوں گی عائش سے کسی بھی بات کے سلسلے میں۔!

سینے پر ہاتھ لپیٹے وہ چیلنجنگ نگاہوں سے اسے دیکھ کر کہتی اسے ٹھٹکا گئی،

"مم ممی۔ کہہ دیں یہ جھوٹ ہے۔ ممی ایسا کچھ نہیں ہونے والا ناں۔؟ عائش ماں کے اس قدر سخت رد عمل پر تڑپ کر گویا ہوا۔!

وہ سب کچھ برداشت کر سکتا تھا مگر یہ ظالمانہ فیصلہ نہیں، اسکی ماں ہی تو تھی جو اسے ہر بار بچا لیتی تھی اگر وہی پیچھے ہٹ گئی تو کیا بنے گا۔ اسکا!؟؟"

"تم خاموش رہو عائش۔ فیصلہ ہو چکا ہے اور آپ مسٹر انزک علی۔ اگلے ایک ہفتے تک آپ میرے بیٹے سے دور رہیں گے۔ اسے کسی بھی قسم کا ٹارچر نہیں کریں گے آپ۔ ناں ہی باتیں سنائیں گے۔ اب آپ سے بات ایک ہفتے کے بعد ہو گی۔!

سنجیدگی سے اسے دیکھتی وہ آخری فیصلہ سناتے انزک کو مسکرانے پر مجبور کر گئی، "اوکے مجھے منظور ہے یہ شرط روز ڈارلنگ۔ ہر بار کی طرح میں ہی جیتوں گا یہ شرط بھی اور پھر تم اس دو فٹی بندر کی حمایت میں ایک لفظ نہیں بولو گی،"!

انزک عائش کے پھیکے پڑے چہرے کو دیکھتا کھل کر ہنسا۔"

"دیکھتے ہیں کون کسے ہراتا ہے۔؟ روز نے سرد نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے کہا اور روم سے نکل گئی۔ وہیں انزک بھی اسکے پیچھے ہی کمرے سے نکلتے دروازہ پوری قوت سے بند کر گیا۔"

ہونقوں کی طرح منہ کھولے انہیں دیکھتا وہ سر ہاتھوں میں گرائے بستر پر ڈھے سا گیا۔ "جیتنا کوئی بھی مگر داؤ تو اس پر لگا تھا۔" اسکا شدت سے دل چاہا تھا کہ وہ اڑ کر عنایا کاظمی کے پاس پہنچ جاتا اور اسے ٹانگوں سے پکڑ کر اٹھا کر ایسا زمین پر پٹختا، کہ وہ زندگی بھر اس سے پناہ مانگتی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عنایا تمہیں تو میں نہیں چھوڑنے والا۔!' غصے سے صوفے کو لات مارتے وہ سرخ چہرے سے بڑبڑاتے سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھ گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے حمدان۔ مجھے نہیں لگتا کہ ماما پاپا کبھی بھی مانیں گے اس رشتے کیلئے۔! وہ دونوں ایک جانب گارڈن میں گھاس پر بیٹھے تھے،

عمایہ کے چہرے پر فکر کی گہری پرچھائیاں رقم تھیں، حمدان اسکی زندگی میں آنے والا وہ پہلا لڑکا تھا جس سے دوستی کا رشتہ جانے کیسے دنوں میں ہی محبت میں بدل گیا تھا، عمایہ علوی اس احساس کو محسوس کرنے کے بعد کبھی بھی حمدان سے دور نہیں ہونا چاہتی تھی مگر پچھلے دو تین دنوں سے اذلان اور الایہ کے غیر معمولی رویے نے اسے شک میں ضرور ڈال دیا تھا،

"عمایہ جو بھی ہو ہم مل کر اس سارے معاملے کو دیکھ لیں گے۔ مگر کوئی بھی غلط قدم نہیں اٹھائیں گے، مجھے بس تمہارا ساتھ چاہیے۔!

عمایہ کے چہرے کو سنجیدگی سے دیکھتا وہ آس سے بولا تو وہ مسکرا دی، حمدان کی یہی بات تو اسے سب سے اچھی لگتی تھی کہ وہ اسے ہر قدم پر صحیح راہ پر چلنے کی تائید کرتا تھا،

'تم جانتے ہو جب سے امبر گئی ہے، سب کچھ بدل گیا ہے، ماما پاپا پہلے ایسے نہیں تھے وہ بہت پیار کرتے تھے، ماما پاپا کی جاب تھی وہ بزی ہونے کے باوجود بھی ہمیں وقت دیتے تھے، مگر پھر سب کچھ بدل گیا۔

اسکے لہجے میں اداسیاں رقم تھی حمدان لب بھینچے خاموشی سے اسے دیکھتا رہ گیا۔ جس کے الفاظ میں محرومیوں بول رہی تھیں۔

"ماما پاپا نے مجھے پہلے ہی بولا تھا وہ میری شادی اپنی مرضی سے کریں گے اپنے کسی قریبی رشتے دار کے گھر، جہاں اُنہیں اعتماد ہو کہ میں محفوظ رہوں گی۔ مگر میرے اختیار میں کچھ بھی نہیں رہا حمدان۔ کاش کہ کچھ ایسا ہو جائے کہ ماما پاپا کو تم پسند آ جاؤ،"!

سرمئی آنکھوں کے کونے بھیگنے لگے تھے، اسکے لہجے میں آس امیدوں کے ڈھیروں دیپ تھے، مگر ایک لفظ "کاش" نے اسکی زندگی کی حقیقت کو اسکے خوابوں سے بہت دور لا پھینکا تھا،

خوابوں کا محل حقیقت کی کچی کوٹھی کے سامنے ریت کے اس ڈھیر کی مانند ہوتا ہے جو مٹھی کھولتے ہی ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتی تھی، خوابوں کی تعبیر محض ایک دکھاؤا ہے ایک ایسا دکھاوا جس کے جھانسے میں پھنس کر انسان اپنی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

خوشنما زندگی کو اپنے ہاتھوں سے بکھیرتا چلا جاتا ہے۔اور یہاں عمایہ ازلان علوی کے خوابوں کی دنیا بھی اسکی حقیقت کی دنیا کو بدل کر رکھنے والی تھی۔

فکر مت کرو تم عمایہ۔ تمہیں پانے کیلئے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں اور تم یہ بات ہمشیہ یاد رکھنا تمہاری زندگی میں آنے والا پہلا اور آخری مرد صرف میں ہوں۔ حمدان اور کوئی نہیں۔ ناں ہے اور ناں ہوگا۔!

حمدان کے محبت بھرے دعویٰ اس کے چہرے پر جاندار مسکان بکھیر گئے مگر وہ پگلی انجان تھی کہ یہ مسکراہٹ تو محض کچھ وقت کیلئے تھی، بہت جلد اسکے ہونٹوں سے تو کیا اسکی زندگی سے ہی یہ مسکراہٹ چھن جانے والی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"سر۔ تھینکیو سو مچ کہ آپ میرے بلانے پر یہاں آئے۔! ایک جانب ڈیسک کے پاس اکیلے کھڑے بلیو تھری پیس سوٹ میں ملبوس شخص کی پشت کو دیکھتے روسف سرشاری سے بولا۔

وہیں عنایا نے حیرانگی سے اس کی پشت کو دیکھا۔ تبھی سامنے کھڑے پروفیسر بہرام ایک دم سے مڑے۔ جنہیں سر تا پیر دیکھتے عنایا کی ناک پر سرخی تیزی سے پھیلی،

ناک چڑھائے اسکا پہلا ایکسپریشن سامنے کھڑے شخص کی سیاہ آنکھوں میں سرخی بڑھا گیا۔

"اتنے پیار سے بلایا تھا تم نے پھر کیسے ناں آتا۔؟ سافٹ ڈرنک کے گلاس سے ایک سپ لیتے وہ مشفقانہ مسکراہٹ سمیت گویا ہوا۔ وہیں عنایا نے پہلوں بدلا۔

پروفیسر بہرام کی نگاہیں عنایا کاظمی کے دلکش سراپے میں بری طرح سے اٹکی تھی، وہ لاکھ کوششوں کے باوجود بھی اس لڑکی کے حسن سے نگاہیں نہیں چرا پایا۔

"بائے دا وے سررررر۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ آپ جیسا بدذوق انسان بھی پارٹیز پر جانے کا شوقین ہوگا ویسے ایک بات بتاؤں دل سے۔؛ "

وہ ذرا سا آگے ہوتے پروفیسر کی جانب جھکی، جس کے دل کی دھڑکن ایک پل کو تھمی۔"اس پارٹی میں آپ دوسرے وہ شخص ہیں جس کی آمد مجھے بلکل پسند نہیں آئی،"!!

ہونٹ موڑتے وہ ساتھ ہی آنکھیں بھی بند کرتے کھولتی سچے دل سے بولی،

"پروفیسر بہرام نے استفہامیہ انداز میں ابرو اچکائی۔

"اوہ تو آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے مس کاظمی کہ آپ کی پسندیدگی میٹر کرتی ہے میرے لئے، "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پر شوق نگاہوں سے اسکے چہرے پر ابھرتے ان قاتل گڑھوں کو دیکھتے وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرایا۔وہیں دور کھڑے اس منظر کو دیکھتے ابیر علوی کی نگاہوں میں غضب ناک حد تک سرد مہری پھیلی۔

شیشے کا گلاس پوری قوت سے اپنے ہاتھ میں دبوچنے پر اگلے ہی لمحے گلاس ٹوٹا اسکے دائیں ہاتھ میں کئی زخم دے گیا۔ڈاکٹر پیٹر حیرت سے اسے دیکھتے آگے بڑھے،جب وہ وہی سے مڑتا اپنی شہدرنگ قہر برساتی نگاہوں سے عنایا کاظمی کو دیکھتے اوپر کو گیا۔

"تمہاری موت پکی ہے آج مسز۔!!"""""" یہ آخری کلمات تھے جو اسنے منہ ہی منہ میں ادا کیے تھے۔

"پسندیدگی میٹر کرتی ہو یا نہیں سر میں تو میٹر کرتی ہوں،اور جیسا کہ سبھی کہتے ہیں عنایا کاظمی بھلائے جانے والے شے نہیں۔اور آپ بھی کہں ں ناں کہیں ں تسلیم کرتے ہیں۔بس کہنے سے شرماتے ہیں۔!

اسکا اشارہ یونی میں کیے اپنے تماشے پر تھا،جبھی بہرام کا چہرہ لمحوں میں سرخ پڑا،

"ایکسکیوزمی سرررر پھر ملاقات ہوگی۔! بھوری آنکھوں میں بے زارگی کا تاثر پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا اور شاید ہی ایسا کبھی ہوا تھا کہ بہرام اپنے لئے کسی کے ایسے تاثر کو دیکھ کر بھی خاموش رہا تھا،

یہ لڑکی اسے الجھارہی۔ تھی۔کچی ڈور کے ان دھاگوں کی طرح جو دیکھنے میں تو بہت کچے ہوتے ہیں مگر جب الجھ جائیں تو انہیں سلجھانا اتنا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔!

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مم ماما۔دددروازہ کیسے بند ہو گیا۔پپپ پلیز کھولو۔کھولو پلیز۔ماما۔کوئی ہے۔!

وہ جوشرٹ عجلت میں چینج کرتے ہی ایک دم سے مڑی تھی،لائٹ کے جاتے ہی دروازے کے باہر سے لاکڈ ہونے کی آواز پر اندھادھند دروازے کی سمت لپکی۔

اندھیرے کے سبب وہ ایک جانب پڑے لوہے کے بینچ سے بری طرح سے ٹکرائی تھی،درد کی شدت سے ایک کراہ اسکی منہ سے نکلتی مدغم ہوئی تھی،گھٹنے پر لگنے کے سبب اسے زیادہ درد محسوس ہوا تھا۔

"ماما پاپا۔عینی کوئی ہے دیکھو مجھے ڈر لگ رہا ہے پلیز دروازہ کھولو۔!خوف سے پھولے سانسوں سمیت وہ بے تحاشہ روتی بری طرح سے مچلنے لگی،

آنسوں روانی سے اسکے گالوں پر بہہ۔رہے تھے،خوف تھا جو ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہی جارہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کمرے میں پھیلی تاریکی کے سبب اسکا چہرہ خوف سے آگے ہی تاریک پڑ چکا تھا کہ اچانک ہی فضا میں پھیلتی سانسوں کو جکڑنے والی مہک کے نتھنوں سے ٹکراتے ہی عنایت کی پانی سے بھری سیاہ آنکھیں لہو چھلکانے لگیں۔ بے ساختہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے ناک پر رکھتے وہ دم گھٹنے کے سبب لڑکھڑاتے قدموں سے پیچھے ہوتے گئی، فضا میں گھلتا سائینائیڈ زہر اسکی رگوں میں سے گزرتا اسکی سانسوں کی روانی کو توڑنے لگا۔

عنایت نے بند ہوتی نگاہوں کو کھولنے کی کوشش کرتے ایک بار پھر سے پوری قوت سے اس دروازے کو بجانا چاہا تھا، یہ زہر پہلے بھی اسے موت کے دہانے پر پہنچا چکا تھا اور اب بھی چند ہی منٹوں میں اسکی حالت مرنے والی ہو چکی تھی۔

""""کک کھولو۔ مماما۔!"""""""آنسوں سے بھیگے چہرے سمیت میں وہ دھندلاتی نگاہوں سے دروازے کی سمت دیکھ رہی تھی، ہاتھ پاؤں سن ہونے کے سبب نیلے پڑ چکے تھے۔ موت کی آہٹ بے حدّ قریب تھی، اچانک ہی اسکا نازک وجود ہوش و حواس کھوتا پیچھے کو گرا تھا، ناک سے نکلتی خون کی باریک لکیر اسکی تھوڑی سے ہوتے اسکی گردن کے بہنے لگی،

اس سے پہلے کہ اسکی سانسوں کا تسلسل مکمل پور پر ٹوٹ جاتا، کسی نے بے دردی سے دروازہ کو ایک ہی دھکے میں توڑ ڈالا۔ باہر سے داخل ہوتی روشنی کے سبب اسکی نیلی نگاہیں جیسے ہی فرش پر نیم مردہ حالت میں پڑے وجود پر پڑی،

اسکی آنکھیں تیزی سے سرخ مائل ہوئیں۔ ہاتھوں کی مٹھیاں پوری شدت سے بھینچتے وہ ایک ہی جست میں اسکے قریب ہوتے اسکا سر اُٹھائے ہتھیلی پر رکھ گیا،

عنایت کے نیلے پڑتے ہونٹ، ناک سے بہتے خون اور اوپر سے فضا میں بڑھتی اس عجیب سی سمیل نے اسے تیزی سے ٹھٹکا دیا، وہ چونکا۔ نیلی آنکھوں میں ڈھیروں سوال ابھرے تھے، اسکی حالت دیکھ جبڑے بھینچتے اسنے کورٹ اتارا اور تیزی سے اسکے وجود کو ڈھانپتے اپنی بانہوں میں بھرتے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا اس کمرے سے نکلا

۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

یہ رونا دھونا بند کر صاحبہ بہت دیکھ لیے تیرے تماشے۔ اب چپ کر کے جیسا چل رہا ہے ویسا چلنے دے۔!

سنگھار میز کے سامنے دولہن کی طرح سجی صاحبہ پر ایک نگاہ ڈالے بائی نے سرد آواز میں کہا۔ چھنو اور گل خاموش تماشائی بنی کھڑی تھی، جبکہ چھمو صاحبہ کے پاؤں میں سیٹھ کی دی گئی پازیب باندھ رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تُو ٹھیک نہیں کر رہی اماں۔" شکوے میں ڈوبی اسکی نم آواز پر بائی کا دل ایک پل کو ڈوب سا گیا مگر وہ کمزور نہیں پڑ سکتی تھی،

"دیکھ صاحبہ سیٹھ بہت اچھا ہے تجھے خوش رکھے گا، اور سب سے بڑی بات تجھے بیاہ رہا ہے وہ۔ ورنہ کوٹھے کی عورتیں بستر کی زینت تو بن جاتی ہیں مگر گھروں کی عزت نہیں بنتی،"

بائی نے اسے سمجھانے کی اپنی سی کوشش کی تھی جو ایک ہفتے سے ہر کوشش ہر حربہ آزما کر دیکھ چکی تھی،

"اماں مجھے نہیں کرنی اس سیٹھ سے شادی، ناں ہی کسی اور سے۔ اس سے اچھا تو میں حان کی رکھیل بننا پسند کروں گی۔!

اسکے منہ سے نکلتے کرب ناک الفاظ بھی بائی کا دل پسیج ناں سکے۔ اس کوٹھے اور اپنی بیٹی کو بچانے کا یہ آخری طریقہ تھا، اگر وہ صاحبہ کو اس سیٹھ کے نکاح میں ناں بھی دیتی تب بھی وہ سیٹھ اسکی بیٹی کی عزت ہی نہیں آسکی بوٹی بوٹی نوچ کھاتا، مگر اب اسے اس بات کی تسلی تو تھی۔

کہ وہ سیٹھ کی رکھیل نہیں اسکی بیوی کہلائے گی،

""""سیٹھ اور قازی صاحب انتظار کر رہے ہیں۔! """

ستارہ بائی کی آواز پر کمرے میں ایک پل کو گہری خاموشی چھا گئی، اگر تُو نے سیٹھ سے نکاح ناں کیا صاحبہ تو میں تیرے سامنے یہ زہر کھا کر اپنی جان دے دوں گی۔"

رخسانہ بائی بیٹی کی آنکھوں میں ابلتی سرکشی اور بغاوت کی آگ کو دیکھ کر پر عزم لہجے میں بولیں، ان کی بات پر صاحبہ کا چہرہ خطرناک حد تک زرد پڑا تھا۔

وہ سانس روکے بے یقینی سے انکے ہاتھ کو دیکھے گئی جس میں چھوٹی سی شیشے کی ڈبیُ تھی،

قازی اور سیٹھ چلتے اندر داخل ہوئے، خوشبو سے نہاتا وہ پچاس سالہ بوڑھا مرد خباثت سے للچاتی نگاہوں سے صاحبہ کے وجود کو گہری نگاہوں سے دیکھتا اسکے قریب ہوا۔

اسکے پاؤں کی دھمک اسکی نظروں کی حوس صاحبہ کو کئی موت مار چکی تھی، اٹھارہ سالہ وہ معصوم لڑکی جس نے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی اپنا آپ عالیحان شاہ کے نام کر دیا تھا اس وقت زندگی کے اس قدر دردناک موڑ کو دیکھ لرز کے رہ گئی تھی،

قازیٔ صاحب کے پوچھنے پر بھی صاحبہ بت بنی بیٹھی رہی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

چھنو نے خوفزدہ نگاہوں سے بائی کو دیکھا۔جب بائی نے مٹھی کھولتے بیٹی پر ایک نگاہ ڈالے شیشے کی بوتل کا ڈھکن کھول نیچے پھینکا۔

"""""صاحبہ ڈوبتے دل سے اپنی ماں کو دیکھے گئی، کیا کچھ نہیں تھا اسکی آنکھوں میں اپنی ماں کیلیئے، شکوہ، ناراضگی، گلے اور نفرت ہاں اسے نفرت ہونے لگی تھی اپنی ماں سے اپنے وجود سے اور اب اس کوٹھے سے بھی جہاں وہ پیدا ہوئی تھی اٹھارہ برس جی تھی۔

زندگی کے اس سفر میں آج وہ پہلی بار آشنا ہوئی تھی کہ کئی بار آپ کے چاہنے والوں کے روپ آپ کو اندر تک لرزا دیتے ہیں۔سوچنے سمجھنے کی حسیں مفلوج ہو کر رہ جاتی ہیں اور جب آپ آنکھ کھولتے ہیں تو آپ کے پاس سوائے """"کاش"""""" کے کچھ نہیں بچتا۔

"آنکھ سے بہتے آنسو کو بے دردی سے رگڑتے اسنے قبول ہے""""" لفظ ادا کر دیا تھا، یہ جانے بنا کہ یہ لفظ یہ رشتہ اسکی زندگی میں کیا تباہی مچانے والا تھا۔

Episode 15

رات کے ڈھلتے پچھلے پہر میں جہاں چاروں اطراف میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی، وہی ایک کھنڈر نما عمارت کے کچھ حصّوں میں زیرو لائٹ کے بلب روشنی پھیلانے سے قاصر تھے،

"چھوڑدو سب کام قطار میں کھڑے ہو جاؤ سبھی۔" چھیما نے فون کان سے اتارتے سنجیدگی سے بلند آواز میں کہا۔

کان کھجاتا مجنوں اسکی بات پر چونکا۔سیاہ آنکھوں میں سرد مہری کے تاثرات کو بہت جلد سمیٹے وہ دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا ایسے جیسے اسکی باتوں کا کوئی اثر ہی ناں ہوا ہو۔

"اوئے مجنوں سیدھا کھڑا ہو۔!اسے یوں کھڑا دیکھ چھیما غصے بھری آواز میں جھڑکنے لگا۔جس پر مجنوں نے منہ کے زاویے بگاڑتے کان کھجایا۔

اور پھر دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتے انگڑائی لینے لگا۔جس پر رنگیلا اسکی حرکت پر دانت پیستے رہ گیا۔

گاڑی کی تیز لائٹ نے ان سبھی کا دھیان اپنی جانب کھینچا۔وہ سبھی احتراماً چاک وچوبند ہوتے ہاتھ اپنی اپنی پشت پر باندھے کھڑے ہوئے،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جب سیاہ کرولا کار جو ہوا سے باتیں کرتی آرہی تھی ایک جھٹکے سے ان سب سے دو قدموں کے فاصلے رکی، گاڑی کی تیز لائٹ ان سبھی کے چہرے اور آنکھوں میں پڑ رہی تھی۔ایک پل کو وہ سبھی اپنے ہاتھ آنکھوں پہ رکھتے خود کو اس لائٹ سے بچانے کی ادنی سی کوشش کرنے لگے،

ایک دم سے لائٹ آف ہوئی تو سبھی نے ہاتھ اپنی آنکھوں سے ہٹائے اور اب سب کی نگاہیں گاڑی کی سمت تھی، یقیناً وہاں موجود ہر فرد آنے والی کو دیکھنا چاہ رہا تھا،

وہ جو سبھی ٹک ٹکی باندھے پچھلی سیٹ کی طرف دیکھ رہے تھے اچانک ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلنے پر چونکے، سر تا پیر ایک نگاہ سامنے کھڑے وجود پر ڈالے سبھی کے منہ اور آنکھیں تحیر کے مارے کھل گئے،

"سفید شرٹ اور جینز کے اوپر لائٹ براؤن لانگ کوٹ کے ساتھ میچنگ ہی براؤن ہائی ہیلز کے شوز پہنے لبوں پر سرخ رنگ کی گاڑھی لپ اسٹک لگائے،وہ لڑکوں جیسے چھوٹے چھوٹے بالوں والی لڑکی، جس کی شہد رنگ آنکھیں کاجل سے بھری ہوئی تھی،

اسے دیکھ کر یہ اندازہ کر پانا انتہائی ناممکن تھا کہ وہ لڑکی ہے یا لڑکا، سبھی ششدر سے اسے دیکھ رہے تھے جس کے ہونٹوں پر سجی لپ اسٹک سے اس بات کا اندازہ ہو پایا تھا کہ ہاں وہ لڑکی ہی ہو سکتی ہے۔!

ایمی سپاٹ چہرے سے کھڑی اب ایک ایک فرد کو اپنی سرد بے تاثر نگاہوں سے سر تا پیر دیکھ رہی تھی،

جب اچانک پیچھے سے آتی عجیب قسم کی آواز پر سبھی گردن موڑے پیچھے دیکھنے لگے،

"جہاں مجنوں دیوار کے ساتھ اپنی پیٹھ رگڑ رہا تھا، کھجا رہا ہوں بھائی اپن نہایا نہیں تو کھجلی ہونے لگی ہے۔!

چھیما کی کاٹ دار نگاہوں کو خود پر پاتے وہ بتیسی دکھاتے گویا ہوا۔وہیں ایمی نے بے زارگی سے اس عجیب سے حلیے میں ملبوس آدمی پر ایک نگاہ ڈالے نگاہیں بدل لیں،

"کہاں اس کھٹارا عمارت میں رہوں گی میں۔؟ایمی کی آواز میں سرد مہری محسوس کرتے چھیما اور رنگیلا چونکے،

ایمی کا وجود ایک نازک صفت لڑکی سے کچھ ہٹ کر تھا،شفاف رنگت اور گولائی میں بھرا بھرا چہرہ اور اسکی جسامت اسے کافی روعب دار بناتی تھی،

اوپر سے اسکی آواز میں موجود روعب۔مجنوں کی ساری حسیات اس لڑکی کی طرف تھی،وہ دو منٹ میں ہی اسے دیکھ کر یہ اندازہ لگا چکا تھا کہ وہ کوئی عام لڑکی نہیں بلکہ وہ ایک فائٹر ہے،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"معذرت میڈم جی مگر ہوٹل کا انتظام کرنے میں دقت ہو جائے گی۔ کیونکہ ہوٹل میں آپ کا رہنا خطرے سے خالی نہیں۔!

چھیما نے سرخ چہرے سے صفائی دی۔ وہی اپنے ہاتھوں میں موجود سرخ اور کالے دھاگوں سے چھیڑ خانی کرتا مجنوں اس پورے دورانیے میں پہلی بار مسکرایا۔ اور پھر ہاتھ سے راستہ بناتے وہ وہاں موجود سبھی لڑکوں کو پیچھے کرتا اب خود آگے بڑھا ایمی کے روبرو ہوا۔

"برا مان نہ مانیں تو آپ میرے گھر میں رہ سکتی ہیں میرے پاس۔! اسکی آواز میں ایسا کچھ تھا کہ ایمی چھیما سے نگاہیں ہٹائے اسے دیکھنے لگی،

وہیں چھیما نے کاٹ دار نگاہوں سے اس جنگلی کو گھورا۔

ایک چھوٹا سا کمرہ ہے، کچن بھی ہے اور باتھروم بھی آپ وہاں رہ سکتی ہو اور سب سے مزے کی بات دس منٹ کے فاصلے پر ہی ہے۔ اور آپ کو آنے جانے میں دقت بھی نہیں ہوگی۔!

مجنوں اسکے آگے پوری طرح سے بچھ رہا تھا۔ جو اسکے قریب ہوتے ہی دو قدم پیچھے ہوئی ہاتھ سینے پر باندھتے اسے بغور دیکھنے لگی،

"تجھے کتنی بار کہا ہے کہ مت بولا کر۔ ہر بات میں۔!

چھیما اسکے سر پر آتے اسے جھڑکنے لگا۔ جس پر مجنوں سٹپٹا گیا۔

"رہنے دو چھیما یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔! ایمی جو وہاں موجود ہر شخص کو اچھے سے جانتی تھی، چھیما کو ٹوکا، مجنوں آنکھیں چھوٹی کیے اس انگریزن کو دیکھ رہا تھا،

جو اسکے مطابق ضرور کچھ سوچ رہی تھی،

"ٹھیک ہے میڈم جی میں چلوں گا آپ کے ساتھ۔! چھیما فوری طور پر حامی بھرتے آگے بڑھا، جب ہاتھ کے اشارے سے اسے رکنے کا کہہ ایمی نے پھر سے مجنوں کو دیکھا،

جس کا گھر ہے اسے ہی چلنے دو ساتھ، تم یہاں سب سنبھالو،

صبح ڈسکشن ہوگی۔!

سپاٹ لب و لہجے میں کہتی وہ مڑتے انگلی کے اشارے سے مجنوں کو اپنے پیچھے آنے کا کہہ وہاں سے نکلی،

مجنوں نے اسے دور تک دیکھا اور پھر چھیما کے دیکھنے پر کندھے اچکائے ایمی کے پیچھے ہی باہر کو بھاگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""""کب سے بجا رہا ہوں بیل کھول نہیں سکتے دروازہ۔! دروازہ کھولتے ہی وہ زخمی شیر کی مانند غرایا اسے کاٹ کھانے کو دوڑا،

ماہ ویر کا چہرہ خوف سے فق پڑ گیا، "ووووہ۔!۔

اسکی بانہوں میں کسی لڑکی کو دیکھ وہ بولنے کی کوشش کے باوجود بھی بول نہیں پایا تھا۔

""""""سائیڈ ہٹو ایڈیٹ۔!"""" چلانے والے انداز میں کہتے وہ اسے پیچھے کرتا تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا،

ماہ ویر کے ماتھے پر لاتعداد بل نمایاں ہوئے تھے،

زخمی پاؤں کو گھسیٹتے وہ دروازہ لاک کیے اسکے پیچھے ہی کمرے کی طرف بڑھا،

جہاں عالیحان شاہ کا بے چین چہرہ اسے مزید اضطراب میں ڈال چکا تھا،

جو کھڑکیاں کھولتا، اے سی فل سپیڈ سے آن کیے اب بستر پر پڑی لڑکی کی طرف لپکا،

ماہ ویر کی آنکھوں میں الجھن اور کئی سوال تھے،

وہ جانتا تھا عالیحان شاہ ایک درندے سے بڑھ پر اب کچھ بھی نہیں رہا، اور ایسے میں اسکا کسی لڑکی کی جان بچانا اسے تعجب میں ڈال گیا۔

""""آنکھیں کھولو ڈیم اٹ۔ اتنی آسانی سے نہیں مر سکتی تم۔ تمہاری موت میرے ہاتھوں لکھی ہے کھولو آنکھیں ۔!""""

وہ پاگلوں کی طرح اسکے وجود کو جھنجھوڑ رہا تھا۔

اسکے لہجے میں ابھرتی نفرت و جنونیت پر ماہ ویر لب بھینچ گیا۔

""""اسے کچھ ہوا ہے حان، ڈاکٹر کو بلاؤ۔! وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ لڑکی کون ہے مگر اس معصوم کے چہرے کی رنگت اسکے منہ سے اور ناک سے نکلتے خون کو دیکھ وہ اندازہ لگا چکا تھا کہ اسے کوئی زہریلی شے دی گئی ہے۔

""""""تیری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے کمرے تک آنے کی۔!"""" غضب ناک چہرے سے اسے نفرت سے گھورتے وہ ایک ہی جست میں اسکے قریب پہنچتا اسے گریبان سے دبوچتے اسکے چہرے پر مکے جھڑنے لگا۔

اسکی گردن اور ماتھے کی پھولی رگوں سمیت اسکا تنفس حد درجہ بگڑ رہا تھا،

نیلی آنکھوں میں ابھرتی وحشتوں کے جہاں کو دیکھ ماہ ویر نے پہلی بار اسکے ہاتھ کو راستے میں روکا۔

جب عالیحان اسکی ہمت پر مزید قہر برساتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا، جس پر وہ نگاہیں جھکائے اسکا ہاتھ چھوڑ گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جانتا ہوں تم نے کیوں زندہ رکھا ہے مجھے۔ مگر جہاں تک مجھے لگ رہا ہے تمہیں میری نہیں اس لڑکی کی فکر کرنی چاہیے ورنہ وہ مر """"""!

"کچھ نہیں ہو سکتا اسے۔ سمجھا تو۔ کچھ نہیں ہونے دوں گا میں اسے۔! اسکی بات ٹوکتے وہ جس قدر جنونیت اور سفاکیت سے گویا ہوا تھا ماہ ویر ٹھٹکا۔

اسکی آنکھوں میں ایسا کچھ ضرور تھا جو اسے چونکا گیا۔ عالیحان اسکے ٹھٹکنے پر تیزی سے اسے پیچھے کو دھکہ دیے خود پیچھے ہٹا، چہرے پر بکھرتے اپنے بالوں کو پیچھے کرتے اسنے تیزی سے موبائل فون نکالتے ڈاکٹر کو کال کی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""کوئی ہے یہاں۔؟""لابی کے پچھلے حصے میں بلکل گہری خاموشی میں ڈوبی فضا میں اس آدمی کے قدموں کی دھمک اسے خود کو ہی خوفزدہ کر رہی تھی،

چہرے پہ آتے پسینے کے قطروں کو اسنے رومال سے صاف کیا۔ جب اچانک اپنے پیچھے سے آتی بھاری بوٹوں کی دھمک پر اسکے منہ سے بے ساختہ ہی چیخ نکلی۔

وہ حواس باختگی کی کیفیت میں ایکدم سے مڑا۔

جب سامنے سے آتے اس خوبرو مرد کو دیکھ اسکا چہرہ ایک ہی لمحے میں سرد پڑ گیا۔

""آہا ڈاکٹر صاحب اتنا پسینہ اور یہ ڈر۔؟ ڈاکٹر یوسف کے چہرے کر گہری نگاہوں سے دیکھتے وہ مسکراتے ہوئے لہجے میں بولتا اسے ٹھٹکا گیا۔

""دددیکھو میں نے کچھ نہیں بگاڑا تمہارا۔!! میری ویڈیوز ڈیلیٹ کردو پلیز۔! اسکے لہجے میں بیچارگی کا عنصر نمایاں ہوا تھا،

جس پر سامنے کھڑے ابیر علوی نے بے زاریت میں اپنی شرٹ کے اوپری بٹن کو کھولتے کف فولڈ کیے۔

""جب اتنی ہاٹ ویڈیوز بناتے ہوئے شرم ناں آئی آپ کو اس عمر میں تو اب ان کے لیک ہونے پر شرمانا کیسا ڈاکٹر صاحب۔"!

اسکا لہجہ بلکل نارمل تھا جیسے وہ کسی دوست سے بات کر رہا ہو، مگر اسکا یہی عام سا لہجہ ڈاکٹر کی جان پر بن چکا تھا۔

""وہ اسے جانتا تھا وہ ابیر علوی تھا، جو اپنے مقصد اپنی فیملی پر کوئی بات تو کیا ایک خروش بھی برداشت نہیں کر پاتا تھا اور یہاں جو کانڈ وہ کر چکا اب اسے اپنے انجام سے خوف محسوس ہو رہا تھا،

مگر وہ پھر بھی سامنے کھڑے شخص پر یہ سب ظاہر نہیں کر سکتا تھا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""مم میری بات سنو۔! "

ایک کام کرڈاکٹر جاوہ کرسی اٹھاکرلا۔ کھڑے ہوتے ہوتے کمراکڑگئی ہے میری۔!ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے وہ بلکل چِل کرنے والے انداز میں بولتاڈاکٹر کورونے پر مجبور کر گیا۔

""ارے آپ روکیوں رہے ہیں یار کچھ کہامیں نے۔؟؟""ابیر اسکے قریب ہوتے لاڈ سے پوچھتااسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر پوچھنے لگا،

اسکااتنے قریب ہوکر بات کرناہی ڈاکٹر یوسف پر کپکپی طاری کر گیا۔""میں نے نہیں کیا تھاوہ ایکسیڈینٹ۔پلیز مجھے جانے دو۔۔!""

اسکے جسم پر کپکپی طاری تھی اورر ونے کے سبب اسکی آواز میں خوف واضح دکھائی دے رہاتھا،

""کون ساایکسیڈنٹ۔؟ارے کیابات کررہے ہیں آپ۔میں نے کچھ پوچھا،؟""حیرانگی سے ڈاکٹر کودیکھتاوہ معصومیت سے پوچھتاڈاکٹر کومزید خوفزدہ کر گیا۔

ڈاکٹر نے ایک نگاہ آگے پیچھے ڈالی اور پھر کچھ ناں سوجھتے وہ ابیر کودھکہ دیے وہاں سے بھاگا۔

""ارے ڈاکٹر صاحب۔!""اسکے بھاگتے ہی ابیر اسے پیچھے سے اونچی آواز میں پکارتارہ گیا۔جو بنا سنے بھاگتا ہواوہاں سے نکلا تھا،

اپنے پلین کے کامیاب ہونے پر ابیر نے سیٹی کی مخصوص دھن بجاتے جیب میں بجتے فون کو نکالا،

""بھائی کچھ معلوم چلا۔!""بے قراری میں ڈوبی انیل علوی کی آواز پر ابیر کے چہرے کی سردمہری لمحوں میں ختم ہوئی۔

""میں نے کہاتھاناں چھوٹے یہ ڈاکٹر یوسف ضرور کچھ ناں چھپارہاہے۔!بہت جلد سب معلوم ہو جائے گا۔! دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے ماتھا مسلتے وہ سنجیدگی سے گویاہوا۔

بھائی میں جانتاہوں کہ آپ سب کچھ ہینڈل کرلیں گے جیسے آپ نے خود ڈورک زوگوار کو گولی ماری،

اور ایسی پرفیکٹ جگہ پر نشانہ لگایا کہ ڈاکٹرز کو مجبوراً آپ کو بلاناپڑا۔

اور آپ نے یہ اوپریشن کیسے سکسیس فل کیااور تواور جس طریقے سے آپ نے بنا کسی کو کانوں کان خبر ہونے دی

۔

کہ آپ ڈاکٹر یوسف کو مارنے کیلئے اتنا بڑاپلین کررہے ہیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

لندن میں آنے کا آپ کا اصل مقصد ڈاکٹر یوسف ہی تھا۔اور اب آپ اسے کھلے عام مار سکتے ہیں کسی کو آپ پر شک نہیں ہوگا۔کہ علوی فیملی کے کسی فرد کے اسے مارا ہے۔جیسا کہ اسنے پہلے ہی پولیس کو کہہ رکھا ہے کہ اسے علوی خاندان سے جان کا خطرہ ہے۔

""اب یہی خطرہ اسکی جان لے لے گا۔ڈونٹ وری چیمپ میں یہاں سب کچھ دیکھ لوں گا تم اپنا اور باقی سب کا خیال رکھنا۔

اور ایک بات۔ایک لڑکے کی تصویر بھیج رہا ہوں۔حمدان نام ہے اسکا۔آج کل عمایہ میں انوالو ہو رہا ہے کافی۔ذرا معلومات لو اسکی۔!

سنجیدگی سے اسے آگاہ کرتا وہ اب واپسی کے لیے پلٹ رہا تھا،انیل کافی حیران ہوا تھا اسکا بھائی کیسے جانتا تھا اتنا سب کچھ وہ بھی سات سمندر پار بیٹھے۔اپنے بھائی کی فکر اور محبت سے وہ واقف تھا جبھی سر جھٹکا اور دو تین باتوں کے بعد کال کٹ کرتے وہ باہر سے آتے شور کو سنتا باہر نکلا۔

""کال کٹ کرتے ہی ابیر کے چہرے پر پہلے جیسی سرد مہری پھیل چکی تھی،

آج جو یہ پاگل لڑکی اس پارٹی میں ناں آتی تو وہ آسانی سے اس ڈاکٹر کو مار سکتا تھا مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا،عنایا کاظمی بہت شوق ہے ناں تمہیں بوائے فرینڈز بنانے کا،آج کے بعد تمہیں ہر لڑکے کے چہرے میں میرا چہرہ نظر ناں آیا تو میرا نام بھی ابیر علوی نہیں۔!

سرد و سپاٹ لہجے میں اسے سوچتے ہی وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے باہر نکلا۔اب اسکا رخ عنایا کاظمی کی طرف تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""ماما بس اب اور نہیں کھایا جائے گا۔!"""" رونی شکل بنائے اسنے پلیٹ پیچھے سرکاتے کہا تو میرب نے اسے گھورا ،جواب ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے پانی کا گلاس اٹھا چکی تھی۔

گزرتے دنوں کے ساتھ ساتھ اسکی طبیعت مزید گرتی جا رہی تھی۔چہرے پر ہمہ وقت زردی چھائی رہتی اور آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے تیزی سے پھیل رہے تھے۔

میرب بغور اسے دیکھ رہی تھی،کچھ دنوں سے اسکی غیر ذمہ دارانہ حرکتوں اور کھانے سے بلکل غافل ہونے کے سبب میرب اب خود اسکا خیال رکھ رہی تھی،

'تمہارے بابا سے بات ہوئی تھی۔سنڈے کو وہ آرہے ہیں واپس۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

میرب نے ایک ہاتھ میز پر رکھتے ماما کو دیکھتے آگاہ کیا جو تیمور کی آمد کا سن کافی پرجوش ہو چکی تھی۔

"سچ کہہ رہی ہیں ناں آپ۔؟کب سے کہہ رہے ہیں اس بار آؤں گا اس بار آؤں گا مگر ناں تو ان کا کیس ختم ہو رہا ہے اور ناں ہی وہ لوٹ رہے ہیں۔"!

اسکے لہجے کے ساتھ ساتھ آنکھوں میں بھی اداسی چھا چکی تھی،

تیمور شیرازی سے اسکا رشتہ بہت گہرہ رہا تھا،میرب جانتی تھی وہ اسے اپنے باپ کی طرح چاہتی ہے اور کچھ ایسا ہی حال تبریز کا بھی تھا۔

پچھلے دو ماہ سے وہ کیس کے سلسلے میں آؤٹ آف کنٹری تھا اور اس دوران اسے سب سے زیادہ مس کرنے والی ماما ہی تھی،

"سچ میں آرہے ہیں۔ویام بھیج رہے ہیں اُنہیں،ان کا کہنا ہے کہ اس وقت تبریز کو اپنوں کے پاس ہونا چاہیے اور کیس کو وہ ہینڈل کرلیں گے اب سے۔""""!

میرب نے جوس کا گلاس منہ سے لگانے سے پہلے اسے آگاہ کیا تو ماما مسکرائی۔

اور تمہارے بابا کا کہنا ہے کہ وہ جیسے ہی لوٹیں گے ایک بہت بڑی پارٹی رکھیں گے اپنے پوتا پوتی کی آمد کی خوشی میں۔"!

انہوں نے اسے مزید آگاہ کیا تو ماما کا چہرہ بلش کرنے لگا،

اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی بات کرتی ان کا دھیان سیڑھیاں عبور کرتے تبریز نے کھینچا۔

جو عجلت میں زینے اتر رہا تھا،جبکہ دھیان مکمل طور پر فون کی طرف تھا۔

""""ماما پاکستان جا رہا ہوں ایک میٹنگ کے سلسلے میں۔جلد لوٹوں گا۔"""!

ماما کو سرے سے نظرانداز کرتے اسنے میرب کو آگاہ کیا تو اسکے جانے کی بات پر وہ تڑپ کر مڑی،بے یقینی سے اسے دیکھا۔

جس۔کے چہرے پر تھکن نمایاں تھی،بڑھی بڑھی شیو میں آنکھوں میں پھیلی رت جگے کے سرخی ماما کو اندر سے توڑ کر رکھ گئی،دل الگ لہولہان ہوا تھا،

لب مضبوطی سے میچے وہ اسکی ناراضگی کے باوجود بھی اپنے آنسوں روک نہیں پائی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""دماغ خراب ہے تمہارا۔؟ ماہا کا آخری ماہ چل رہا ہے کسی بھی وقت ڈاکٹر کے پاس جانا پڑ سکتا ہے اور تم یوں جا رہے ہو۔! کینسل کر دو میٹنگ۔ کہیں نہیں جا رہے ہو تم۔!"

میرب تو اسکی اس قدر لاپرواہی پر بھڑک ہی اٹھی تھی، کہاں سوچا تھا کہ اسکا بیٹا ایسی لاپرواہی دکھائے گا۔

""سوری ماما جانا ضروری ہے ویسے بھی آپ کی بہو اپنا خیال رکھ سکتی ہے میرا ہونا یا ناں ہونا اسکے لئے میٹر نہیں کرتا۔! "

اسنے آخری الفاظ ماہا کی پشت کو دیکھتے طنزیہ لب و لہجے میں ادا کیے تھے جو مٹھیاں بھینچتے ضبط کیے بیٹھی تھی۔

"تبریز۔! میرب بے یقینی سے بڑبڑائی مگر وہ سنی ان سنی کیے لمبے لمبے ڈگ بھرتے باہر نکل گیا،

میرب اس سے بات کرنے کو پیچھے ہی لپکی تھی۔

""ٹھیک ہی تو کر رہا ہے وہ تیرے ساتھ۔ تیری بے رخی اور بار بار دھتکارنے کے بعد بھی کیا وہ تیرے آگے پیچھے گھومتا۔ اچھا ہی ہے چلا جائے گا وہ دور۔ تو عادات بدل جائیں گی اس کی۔ ماہا کو بھول جانا ہی اسکے حق میں بہتر ہے۔""!

دل و دماغ کی جنگ وہ جو کب سے خود سے لڑ رہی تھی اس میں جیت دماغ کی ہوئی تھی۔ اپنے آنسوں کو بے دردی سے رگڑتے وہ کرسی سے اٹھی اور کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ گاڑی کے سٹارٹ ہونے کی آواز پر اسکے دل میں ٹھیس سی اٹھی۔

مگر وہ جانتی تھی اسکا جانا ہی بہتر تھا۔ جبھی مردہ قدموں سمیت اپنے روم کی طرف بڑھتی وہ دروازہ لاک کر گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""ارے مسٹر ڈریکولا۔ تمممم یہاں کیا کر رہے ہو، جاؤ چلے جاؤ یہاں سے۔ عنایا ہیٹس یُو آلاٹ چلے جاؤ، بھاگو یہاں سے۔!"

نشے میں دھت اپنی بھوری نشیلی نگاہوں سے اپنے راستے میں حائل ہوئے اسکے حسین چہرے کو دیکھتی وہ روسف سے اپنا ہاتھ چھڑاتی غصے سے بولی،

اسکا لڑکھڑاتا وجود دیکھ ایک دم سے اسکی گردن کی ہری رگیں ابھر گئیں، جبڑے مضبوطی سے بھینچے اسنے اسکے ساتھ کھڑے اسے سہارہ دیتے روسف کو دیکھا۔

""""ہاتھ چھوڑو اس کا۔!""" ایبر نے جیسے ہی ایک لمحہ ضائع کیے بنا اسکا ہاتھ تھامے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

عنایا اسکے سینے میں منہ دیے ہاتھ اسکے اطراف میں باندھے سکون سے سونے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہیں روسف غصے سے غراتا ابیر پر جھپٹا اسکے ہاتھ میں مقید عنایا کی نازک کلائی کو چھڑوانے لگا۔

جو کہ لاکھ کوششوں کے باوجود بھی ناممکن تھا،

"""کیا پلایا ہے تُو نے اسے۔؟"عنایا کے چہرے کو اونچا کیے وہ الکوحل ہی سمیل اسکے منہ سے ناں پاتے سپاٹ لہجے میں غرایا۔

تو روسف ایک پل کو گڑبڑا گیا۔کچھ نہیں پیا اسنے۔ویسے بھی تم پوچھنے والے ہوتے کون ہو۔گرل فرینڈ ہے یہ میری تو بہتر ہے دور رہو اس سے۔!

روسف اونچی آواز میں بولتا دوبارہ سے عنایا کی طرف لپکا،اسکے چھونے سے پہلے ہی ابیر نے اپنی ٹانگ سے اسکے پیٹ پر وار کیا۔جس پر وہ ایک دم سے اوندھے منہ فرش پر گرا،

آئندہ ہاتھ لگانے کی جرات کی تو کسی لڑکی کو ہاتھ لگانے کے قابل نہیں چھوڑوں گا۔"""اسکی آواز میں اس قدر سرد مہری تھی کہ فرش پر اوندھے منہ پڑا روسف سرخ چہرے سمیت مٹھیاں بھنیچ گیا۔

"""تم اچھے سے جانتے ہو کہ یہ لڑکی تم پر ٹرسٹ کرتی ہے اور گرل فرینڈ صرف اس لئے ہے تمہاری کیونکہ اسے اپنی بہن اور اپنے لئے تیرے جیسا مفت کا باڈی گارڈ چاہیے۔

سمجھا تو۔وہ صرف تجھ سے اپنا کام نکواتی ہے۔اور تُو اپنی اوقات بھول گیا۔مگر فکر مت کر ابیر علوی خود سے جڑی چیزوں کی کئیر اچھے سے کرنا جانتا ہے اور تجھ جیسے دو ٹکے کے لڑکوں کو ان کی اوقات دکھانا بھی بخوبی جانتا ہے۔!

اسنے نرمی سے عنایا کو گود میں اٹھایا۔اور ایک دن سے آگے بڑھتے ایک بار پھر سے روسف کے پیٹ پر وار کیا۔

جو درد سے بلبلاتا اپنا پیٹ پکڑ گیا۔

"""مار واسے ڈشم ڈشم۔!"وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی اور اب اسکی آواز بھی ابیر کے غصے کو ہوا دے رہی تھی۔

کیا ہوا اسے۔میں انہیں ڈراپ کر دوں گا یہ میری سٹوڈنٹ ہیں۔آپ ایسا کریں۔!

پروفیسر بہرام جو ابیر علوی جو سیڑھیوں سے اترتا اسکی گود میں عنایا کو دیکھ بے چین ہوتا آگے بڑھا تھا۔

بے تابی سے کہتا وہ عنایا کے طرف ہاتھ بڑھا گیا۔

"""ایکسکیوز می۔اوقات میں رہو پروفیسر ہو گے یونی میں۔ڈونٹ ڈئیر ٹو ٹچ مائے وائف۔آئیل ٹیک کئیر آف ہر۔!

اونچے قد قامت والا وہ شاہانہ مرد بولا کم دھاڑا زیادہ تھا اسکی آنکھوں سے ابلتے شعلوں کو اسکے منہ سے نکلتے الفاظ کو سن پروفیسر بہرام سن پڑتے دماغ سے عنایا کو دیکھتا رہ گیا،

جب ابیر اپنی طرف اٹھتی سبھی نگاہوں کو نظرانداز کرتا باہر نکلا۔

لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ گاڑی کی سمت بڑھا۔فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے اسنے نرمی سے اسے سیٹ پر بٹھائے سیٹ بیلٹ باندھا،اور خود ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا۔

گاڑی سٹارٹ کرتے ہی اسنے سرد نگاہوں سے اس لڑکی کو دیکھنا چاہا تھا مگر اچانک اپنے گال پر اسکے نرم ہونٹوں کے لمس نے اسکے وجود کو سنسا کر رکھ دیا۔

گردن کے گرد بندھے اسکے نازک ہاتھوں کے مضبوط حصار میں اب وہ اپنی کاروائی کے بعد ابیر علوی کی گردن میں چہرہ چھپاتی اسکے وجود کو ساکت کر گئی،

Episode 16

""کیا لگتی ہیں یہ آپ کی۔؟""عنایت کی دونوں آنکھوں کو کھولتے جائزہ لینے کے بعد ڈاکٹر نے گردن موڑے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑے عالیحان کو مخاطب کیا۔

جس کا چہرہ حد درجہ سپاٹ تھا۔

""کافی لایا تھا میں آپ کیلئے۔!""ماہیر کی پرجوش آواز پر ڈاکٹر نے چونکتے اس دوسرے نوجوان کو دیکھا۔

جو مگ تھامے دروازے کی دوسری سمت کھڑا تھا۔اسکے منہ پر خراشیں تھیں۔

"سوری مجھے لگا کہ مہمان ہیں۔!"عالیحان کی سرد نگاہوں کو خود پر پاتے وہ سر جھکائے بولا۔

""تو تم دو لڑکے رہتے ہو یہاں۔!ڈاکٹر نے تعجب سے ماہویر کی لنگڑاتی ٹانگ کو دیکھ عالیحان کو دیکھتے کہا۔

""ڈاکٹر ہو تو ڈاکٹر بن کے علاج کرو۔ٹھیک کرو اس لڑکی کو۔""بالوں میں ہاتھ چلاتے اسنے خود پر ضبط کرتے کہا،

""علاج ہی کر رہی ہوں میں، مگر انہیں پراپر کیئر کی ضرورت ہے اور اسکے علاوہ ان کے کچھ میڈیکل ٹیسٹ بھی ہے۔!

"دیکھو ڈاکٹر علاج کرنے کیلیئے بلایا ہے، فضول باتیں سنانے کیلیئے نہیں۔اسے کس چیز کی ضرورت ہے کس کی نہیں۔ان سب پر اپنا دماغ خرچ کرنے کے کوئی ضرورت نہیں تمہیں۔!اسے ٹھیک کرو اور نکلو یہاں سے۔!

عالیجان کی گرج دار آواز پر ڈاکٹر ایک پل کو سہمی، جب ماہ ویر نے گھبراہٹ سے اس بپھرے ہوئے شیر کو دیکھا،

"کہیں ایسا تو نہیں کہ تم دونوں اس لڑکی کو کڈنیپ کر کے لائے ہو اور تم دونوں اسکے ساتھ کچھ برا کرنے والے ہو۔؟ یا کر چکے ہو۔؟"

ڈاکٹر نڈر لہجے میں اس معصوم پر ایک نگاہ ڈالے چلاتے ہوئے ان دونوں کو دیکھنے لگی،

ماہ ویر منہ کھولے حیرت سے اس ڈاکٹر کو دیکھتا سر نفی میں ہلانے لگا،

"جیسا آپ سوچ رہی ہیں ویسا کچھ بھی نہیں۔یہ لڑکی۔"""

""بیوی ہے یہ میری۔عنایت شاہ۔!اور اگر اب تم نے منہ بند کر کے اسکا علاج ناں کیا تو اگلے دو منٹوں میں تم اسی بستر پر اسکے پاس مردہ حالت میں پڑی ہو گی۔اور یہ دھمکی نہیں بلکہ سچ ہے۔!"

سنجیدگی سے ڈاکٹر کو دیکھتا وہ بے تاثر لہجے میں غرایا، وہیں لفظ بیوی اور عنایت کا نام سن ماہ ویر سکتے کی سی کیفیت میں بے یقینی سے اپنی آنکھیں پھیلائے عنایت کو دیکھتا رہ گیا،

'تو یہ معصوم لڑکی عنایت ہے۔اور حان ابھی بھی اس سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔؟اور یہ اس کی بیوی۔؟"سن ہوتے دماغ سمیت وہ آنکھیں حیرت سے پھاڑے عنایت کو دیکھتا سوچتا رہ گیا وہیں ماہ ویر کو یوں عنایت کو دیکھتا پاتے عالیجان دانت پیستے اسکی جانب لپکا اور اسکے کالر کو جھٹکے سے دبوچے اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے کمرے سے باہر لے گیا۔

"جو کچھ تم نے سنا اور دیکھا اسے فوراً سے بھول جاؤ ورنہ تمہارے لئے کچھ بھی اچھا نہیں ہو گا۔!

نیلی آنکھوں میں حد درجہ سنجیدگی سمیٹتے وہ بے لچک لہجے میں بولا۔

"میں بھول جاؤں گا سب حان، مگر یہ بتاؤ کیا یہ عنایت کاظمی ہے اور یہ تمہاری بیوی۔؟"""

"بھول جاؤ گے نہیں۔بھول جاؤ سب۔اگر کبھی انجانے میں بھی تمہارے منہ سے کچھ نکلا۔تو میں کوشش کرونگا کہ آئندہ تم کچھ بھی کہنے کے قابل ناں رہو۔!"

نیلی بے تاثر نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتے اسنے ہاتھ سے ماہ ویر کے کاندھے سے نادیدہ گرد اڑائی، اسکی چوڑی پشت کو دیکھتے ماہ ویر نے تیزی سے ماتھے پر چمکتے پسینے کو شرٹ سے صاف کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے دماغ میں ڈھیروں سوال تھے، گیارہ سال پہلے وہ عالیحان کے جیل جاتے ہی اپنی بہن کے ساتھ یہاں شفٹ ہوا تھا، اسکے بعد کیا ہوا۔ وہ کچھ نہیں جانتا تھا، مگر اتنا وہ ضرور جانتا تھا کہ عالیحان شاہ کے دل و دماغ میں عنایت کاظمی کیلیئے زہر بھرنے والا کوئی اپنا ہی تھا،

مگر کون۔؟ یہ بات وہ خود بھی نہیں جانتا تھا، مگر شاید اب وقت آچکا تھا اپنے کیے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کا، عالیحان شاہ کو روکنے کا۔

"اس سے پہلے کہ وہ نفرت کی آگ میں اندھا ہو کر اس معصوم کے ساتھ کچھ برا کرے مجھے پتہ لگانا ہو گا کہ کون تھا وہ شخص جس نے یہ سب کھیل رچایا۔! """

پتھریلی نگاہوں سے فرش کو گھورتے وہ میز کی طرف بڑھا اپنا موبائل فون لیتا وہ بنا آہٹ کیے پاؤں گھسیٹتا گھر سے باہر نکل گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""" تمہیں ہر طرح کی پاور دی جائے گی ڈیول۔ بس تمہیں ہمارا ساتھ دینا ہو گا اس باس کو مارنے کیلیئے۔! "

تاریک کمرے میں اپنے سامنے بیٹھے اس توانا شخص کو دیکھتے پروفیسر زوہیب گیلانی نے نپے تلے الفاظ چنے، کوئی بعید ناں تھا کہ سامنے بیٹھا وہ پاگل آدمی منٹوں میں اسکی گردن دھڑ سے الگ کر دیتا،

""" یہاں کا پتہ کس نے دیا تمہیں۔!؟؟""" دوٹوک لہجے میں اس کی بھاری آواز میں کہی بات پر پروفیسر لب بھینچ گیا۔

"جب انسان کو پیاس لگی ہو تو وہ پانی ڈھونڈ ہی لیتا ہے ڈیول، اور یہاں تک پہنچنے میں مجھے دو ماہ لگے ہیں، تم یہ مت پُوچھو کہ میں یہاں کیسے آیا، تم یہ سوچو کہ میں کیا چاہتا ہوں۔؟

تمہارا چاہنا میرے لئے میٹر نہیں کرتا۔!""" اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ڈیول گرجا، پروفیسر کا چہرہ ایک پل میں پسینے سے شرابور ہو چکا تھا، تھوک نگلتے اسنے حلق کو تر کیا۔

آنکھوں میں ابلتے خوف کو وہ چاہ کر بھی چھپا ناں سکا،

""" مگر یہ تو میٹر کرتا ہے ناں کہ وہ باس لاکھوں لڑکیوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مسل رہا ہے۔ ان کی زندگیوں کو اپنے مقصد کے تحت استعمال کر رہا ہے۔!

پروفیسر نے گھبراتے ہوئے اپنی طرف بڑھتے اس دراز قامت وحشی کو دیکھا، جسے دیکھتے ہی اسنے جھرجھری سی لی

،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""""تم کیسے جانتے ہو اتنا سب کچھ۔؟""""اگلے ہی لمحے پروفیسر کو گریبان سے دبوچتے وہ فضا میں بلند کرتا وخشت ناک لہجے میں غرایا،

اسکی آواز سے ٹپکتی وخشت محسوس کرتے پروفیسر بن پانی مچھلی کی مانند پھڑ پھڑا کر رہ گیا،

""""مم میری بیٹی ان میں سے ایک ہے۔جو اس وقت اسکے قبضے میں ہے۔!"

بھیگی آواز میں پروفیسر کی کہی بات پر وہ وخشی بھی ایک پل کو چونکا۔اگلے ہی پل اسنے پروفیسر کو چھوڑا،جو زمین پر گرا کھانستا ہوا گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے اٹھا،

""""کب سے۔؟"

بے تاثر لہجے میں پوچھا گیا،"""پچھلے ایک سال سے۔!"

پروفیسر کے کربناک لہجے پر وہ لب بھینچ گیا۔بھاری ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ اپنے اندر کے حیوان کو سلانے کی سعی کرتا گردن موڑ گیا۔

""تو ڈھونڈا کیوں نہیں۔؟"اشتعال آمیز لہجے میں کہتے وہ پروفیسر کو گھورنے لگا۔

پروفیسر نے بغور اسکے ضبط سے سرخ پڑے چہرے کو دیکھا۔

"بہت ڈھونڈا۔رپوٹ کی پولیس میں۔ہر طرح سے کوشش کی۔اور پھر ایک دن دو آدمی آئے مجھے خوب مارا اور دھمکی بھی دی کہ اپنی تلاش بند کردوں،ورنہ وہ میری بیٹی کو مار دیں گے۔!"

میں تو اسی دن ہمت ہار کر بھاگ رہا تھا اگر جین مجھے روکتا نہیں۔!""""

تھکن آمیز لہجے میں کہتے وہ صوفے پر ڈھے سا گیا۔بھوری آنکھوں میں جھلکتی نمی میں امید کا ایک ننھا سا جگنو چمک رہا تھا،

""""جین۔"ڈیول نے اس نام کو دہرایا وہ کیسے بھول سکتا تھا اس نام کو۔! "

جین وہ لڑکا تھا جسے ڈیول نے موت کے منہ سے نکالا تھا،جب رات کے پچھلے پہر کچھ غنڈے اسے مار کر ادھ مرا کر چکے تھے۔

تبھی ڈیول نے اسے بچایا تھا۔

""""ہائے ڈیول۔سوری میں بنا بتائے آگیا۔! '

جین ایکدم سے دروازے کے پیچھے سے برآمد ہوا شاید وہ انکی گفتگو سن چکا تھا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میں نے منع کیا تھا تمہیں یہاں آنے سے۔!اسکے پاس جاتے اسکی گردن کو دبوچے وہ اشتعال کے عالم میں اسکے چہرے پر گرجا۔

جین کا سانس خشک پڑ گیا۔

""وہ میری دوست ہے ڈیول۔اسے مدد کی ضرورت ہے اور اسکے ڈیڈ کو بھی۔!"رکتی سانسوں سمیت وہ آس سے اس بپھرے حیوان کو دیکھتا پروفیسر کو دیکھنے لگا۔

جونڈھال سے کندھے جھکائے بیٹھے تھے۔

""میں کچھ نہیں کر سکتا تمہارے لئے،لے جاؤ اس کو بھی یہاں سے۔"

وہ یکلخت پتھر ہوئے لہجے میں بولتا کمرے سے نکلنے لگا،مگر اسکے قدم تھم گئے تھے۔جین کے الفاظ نے اسے رکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

""وہ بے بس ہے ڈیول۔خدا نے تمہیں اتنی طاقت دی ہے اسے اچھے کام پر لگاؤ۔شاید تم لوگوں کی جانوں کو بچانے کیلئے بنے ہو۔اپنے فرض سے منہ مت موڑو ڈیول۔اگر وہ تمہاری بہن ہوتی تو کیا پھر بھی تم ایسا ہی کرتے ؟"

ڈیول کی بھوری آنکھوں میں خون کی غضب ناک چنگاریاں اٹھ دی۔دانت پر دانت جمائے وہ اپنا لہو ہوتا چہرہ جھکا گیا ۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""عنایا بیبیو۔!"لمحوں میں خود کو کمپوز کرتے اسنے گردن پر چمٹی اس چڑیل کو اگلے ہی لمحے،جھٹکے سے بازو سے تھامے خود سے دور کیا۔

""جو لڑکھڑاتی گردن سمیت اپنی نشیلی آنکھیں کھولتی غصے سے ابیر کو دیکھ رہی تھی،شاید نہیں یقیناً اسے ابیر کا خود کو یوں دور جھٹکنا برا لگا تھا۔

""یُوچوزے تم نے "اے کے" کو ہرٹ کیا۔!"پوری طرح سے گھومتی وہ اب اسکے چہرے کے سامنے اپنا چہرہ لانے کی کوشش میں سیٹ بیلٹ کھول چکی تھی،

ابیر نے ضبط سے اپنی سرخ ہوتی شہد رنگ آنکھوں کو میچا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""مجھے مجبور مت کرو عنایا کہ میں کچھ برا کروں تمہارے ساتھ۔!" بائیں ہاتھ سے اسکے کندھے کو دبوچے وہ اسے ایک ہی جست میں سیٹ سے لگاتا اسکی گھورتی بھوری آنکھوں کا نوٹس لیے بنا ہی وہ سیٹ بیلٹ باندھتا سیدھا ہوا۔

""ڈونٹ مووا وکے۔"" انگلی اٹھائے دوٹوک لہجے میں کہا۔ جس پر وہ بنا کچھ کہے اسے گھورتی رہ گئی۔

""فضا میں ایک گہری سانس خارج کرتے اسنے سر کو نفی میں جھٹکا۔

"" I know that you like me, kiss me with your eyes closed ۔ Kiss me with your eyes closed ۔ Kiss me with your eyes closed ۔""

""عنایا سٹاپ اٹ۔!" وہ جو ہاتھ لہرا لہرا کر نشے سے چور لہجے میں گنگنا رہی تھی، ابیر چونکا، حیرت سے اسکی طرف دیکھتے وہ ضبط ٹوٹنے پر دھاڑا،

مگر وہ ڈھیٹ بنی مسلسل گنگناتی رہی۔

"i know that you like me ۔Kiss me with your eyes closed ۔ Kiss me with your eyes closed ۔""

اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی بڑی دلبرانہ ادا سے اسکے شیو والے گال پر پھیرتے وہ اسکے کان کے قریب جھکی اب مدھر بہکی آواز میں گنگناتے ابیر کے ضبط کو للکار اٹھی،

آنکھیں مضبوطی سے میچتے اسنے جھٹکے سے گاڑی روکی۔

اور باہر نکلتے وہ دوسری طرف گیا۔ عنایا کو بازو سے تھامے ایک ہی جست میں کھینچتے باہر نکالا۔

جس کی بہکی نشیلی نگاہیں اسے مشکل میں ڈال رہی تھی،

پچیس سالہ زندگی میں جب سے اسنے ہوش سنبھالا تھا یہ پہلی بار تھا کہ عنایا کاظمی کی آنکھوں میں اسے اپنے لئے نفرت، بے زارگی نہیں کچھ الگ دکھا تھا،

وہ سراپا حُسن تھی، اسکے حسین چہرے قاتلانہ نقوش سے نگاہیں چرانا دنیا کا سب سے مشکل ترین امر تھا اور اس وقت بھی وہ اپنے حسن کے جادو سے مقابل کھڑے ابیر علوی کو بری طرح سے گھائل کر رہی تھی،

""اتنے برے دن نہیں آئے میرے، جو تمہیں منہ لگاؤں۔ حد میں رہو ورنہ بہت پچھتاؤ گی،""!

اپنے چہرے پر اسے جھکتا دیکھ وہ اسکی مدہوش کیفیت سے خظ اٹھاتا اسے گردن سے دبوچے اسکا چہرہ اونچا کرتے گھمبیر آواز میں غرایا۔

سرد نگاہیں اس حسینہ کے پھڑپھڑاتے لبوں اور ان بہکی مدہوش نگاہوں پر ٹکی تھیں۔

اس سے پہلے کہ وہ خود پر سے کنٹرول کھوتا، اسنے لمحے کی تاخیر کیے بنا اس نازک سی جان کو کمر سے تھاما اور گھسیٹتے ہوئے اسے پچھلی سیٹ پر پھینکا۔"

""ہیے وٹس رانگ ودیُو۔ نکالو مجھے۔!"" چکراتے سر سے منہ ناک چڑھائے وہ گاڑی میں بیٹھتے ابیر کو دیکھتے غصے سے چلانے لگی ساتھ ساتھ اپنی ہیلز سے شیشے پر وار کرنا جاری رکھا،

ابیر بنا کوئی تاثر دکھائے گاڑی میں بیٹھا اب سکون سے ڈرائیو کرنے لگا جب تھوڑی دیر کے بعد ہی اسے اپنے کاندھے پر کچھ محسوس ہوا۔

اسنے آنکھیں جھکائے دیکھا۔ تو محترمہ کا دودھیا شفاف پاؤں جو ہیلز کی قید سے آزاد تھا۔ بڑی دیدہ دلیری سے اسکے کاندھے کا سفر کر رہا تھا بلکہ مزہ لوٹ رہا تھا۔

وہ ابیر علوی جس کے چھونے پر لڑکیاں خود کو خوش قسمت سمجھتی تھیں، جس کا ہاتھ پکڑنا بھی انکے لیے کسی خواب کے پورا ہو جانے کی مانند تھی۔

آج وہی ابیر علوی اپنی بیوی کی ٹانگ کیلئے میز بنا ہوُا تھا۔ اسکا خوبرو چہرہ منٹوں میں سرخ پڑا۔

اسے آج کافی عرصے بعد اپنے صبر پر حیرانگی ہوئی تھی۔ اور اسے ہمیشہ سے ہوتی رہی تھی کیونکہ اسکے صبر کی انتہا کو ہر بار یہی لڑکی بڑھاتی تھی۔ اور وہ ہر بار اپنے صبر پر حیرت زدہ رہ جاتا تھا جیسا کہ اب۔!!؛

اور یہ لڑکی اسکے لئے جان کے عذاب سے بڑھ کر کچھ نہیں تھی۔

اسنے مڑ کر اسے دیکھا۔ جو مسلسل بڑبڑا رہی تھی، حجاب کھول دیا تھا، الجھے ہوئے بھورے بال اسکے کاندھوں پر بکھرے ہوئے تھے،

لبوں پر لگی لپ اسٹک بری طرح سے خراب کر چکی تھی وہ۔ اسکے ساتھ ساتھ ساڑھی کا پلوں اسکے کاندھے سے آدھا سرک چکا تھا،

وہ مسلسل گانا گنگا رہی تھی۔ ایک ٹانگ ابیر کے کاندھے پر تھی تو ایک کو وہ فولڈ کیے سیٹ پر بیٹھی تھی۔

ابیر کی نگاہیں اسکی دودھیا گردن سے ہوتی اسکے پاؤں پر اٹکی۔دل کی حالت عجیب سے ہونے لگی تھی،اتنے خوشگوار موسم کے باوجود بھی اسنے اے سی آن کیااور عنایا کے پاؤں کو کاندھے سے ہٹاناچاہا۔

مگر نگاہیں اسکے پاؤں کے نیچے بنے اس سیاہ نشان پر اٹکی۔جو چاند میں گرہن کی مانند پوری آب وتاب سے جگمگارہا تھا۔

وہ نشان کافی بڑاہو چکا تھا کیونکہ وہ خود بھی تو بڑی ہو چکی تھی،

اسنے بلاارادہ اس نشان کو اپنے انگلی کے پور سے چھوا۔اسے بچپن سے ہی بہت اچھالگتا تھا یہ نشان۔گاڑی کی سپیڈ نارمل کر دی،وہ اب اس نشان کو دیکھنا چاہ رہا تھا۔

جب عنایاایک دم سے گدگدی محسوس کرتے پاؤں کھینچ گئی۔

ابیر جیسے جھٹ سے ہوش کی دنیا میں لوٹا۔اپنی حرکت پر خود کو کوستے اسنے جبڑے بھینچے۔

گاڑی کی رفتار دوبارہ سے بڑھادی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"نکلو باہر۔!ہوٹل روم کے سامنے گاڑی روکتے اسنے بلند آواز میں بے زارگی سے کہہ گھڑی پر وقت دیکھا۔

اسکادماغ کچھ اور ہی پلین بنا چکا تھا جبھی وہ بنادیر کیے اپنے کمرے تک جاناچاہتا تھا۔

""مجھے تم چار چار دکھ رہے ہو کونسے والے کے پاس آؤں۔؟

گاڑی سے نکلتے وہ چکراتے سر کے ساتھ انگلی سے اشارہ کرتی حیرت سے بولی۔ساڑھی کا پلوں سرک چکا تھا۔اور اسکی حالت ابیر کو طیش میں مبتلا کر گئی،ہوٹل میں یقیناً کافی لوگ تھے،

دوانگلیوں سے ماتھا مسلتے اسنے اپنا کورٹ اتارتے اسے پہنایا۔جو مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی،بجلی کے کھمبے جتنے لمبے ہو تم۔۔!

ابیر کا کورٹ اسکے گھٹنوں سے بھی نیچے تک تھا۔وہ خود کو اسکے کوٹ میں دیکھتی نشے کے باوجود بھی ٹونٹ کر گئی،

"نشے میں بھی تمہیں ٹونٹ کرنا یاد ہے۔ڈونٹ وری ڈارلنگ صبح تک ٹونٹ کاٹی تک ناں بھول گیا تو میرا نام بھی ابیر علوی نہیں۔!

سپاٹ چہرے سے اسے دیکھتے اسنے کسی کھلونے کی طرح اسے گود میں بھرا تھا۔

"تم آرام آرام سے چلو۔دیکھو سب کچھ ہل رہا ہے۔!"

گھومتے سر سے فرش کو گھورتی وہ اسے تائید کرتی گردن پر دباؤ بڑھا گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""""فل حال تو میرا سر گھوم رہا ہے۔! "

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے وہ اپنے قدم اٹھاتا ہوٹل کی اندرونی جانب بڑھا۔

اپنی طرف اٹھتی بہت سی الجھی اور سوالیہ نگاہوں کو نظرانداز کیے وہ آگے بڑھتا جارہا تھا، وہیں اسکی بانہوں میں موجود عنایا مسلسل بڑبڑا رہی تھی،

""""تم اتنے بھی برے نہیں ہو لمبو جتنے مجھے لگے تھے۔!"" اسکی گردن کے گرد دونوں ہاتھ باندھے وہ اب نئے سرے سے اس پر جانچتی نگاہیں ڈالے اپنا نیا تجزیہ پیش کرنے لگی،

ابیر جانتا تھا یہ نشے کی بدولت کی جانے والی مہربانی تھی ورنہ کوئی بعید ناں تھا کہ وہ ہوش میں خود کو اسکی گود میں دیکھ کر اسکی جان لینے پر اتاروں ہو جاتی،

"یہاں بیٹھو میں آتا ہوں ابھی۔! روم میں داخل ہوتے ہی اسنے دروازہ اندر سے لاک کیا۔

اسے بیڈ پر بٹھاتے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

تو جھولتے سر کو اثبات میں ہلاتی وہ کمرے کو گھورنے لگی۔ ابیر سرد سانس فضا کے سپرد کیے واشروم کی سمت بڑھا۔

پانچ منٹ تک شاور لیتا وہ خود کو کافی پرسکون محسوس کرتا اب باہر نکلا۔

""""عنایا کیا کر رہی ہو تم چھوڑو اسے۔!"" کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکی نگاہیں صوفے کے پاس نیچے بیٹھی ٹانگیں صوفے پر چڑھائے اوندھے منہ لیٹ کر سگریٹ پیتی عنایا پر پڑی۔

اسکا سانس صحیح معنوں میں اٹکا۔ اسنے سگریٹوں کی تلاش میں نگاہیں گھمائی۔ جو اسنے تکیے کے نیچے رکھے تھے۔

پورے بیڈ پر سگریٹ کے لاتعداد ٹکرے بکھرے ہوئے تھے۔

اور اب محترمہ الٹی لیٹ کر سگریٹ پینے میں مشغول تھی۔

"چھوڑو اسے۔ یہ تمہارے کام کی چیز نہیں۔! وہ غصے سے جھکا اس سے چھیننے لگا مگر وہ سرخ نگاہوں سے اسے گھورتی سگریٹ دور کر گئی۔

ابیر نے بمشکل غصہ ضبط کرتے اب کی بار نرمی سے کہتے اسکے گال کو سہلایا۔

عنایا اپنی بہکی نگاہوں سے اسکے چوڑے شانوں اور ماتھے سے چپکے شہد رنگ بالوں کو دیکھ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

""""تو یہ تمہارے کام کی چیز ہے۔؟"" اسنے سگریٹ کو دیکھتے بند ہوتی نگاہوں سے مسکرا کر پوچھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""""نہیں یہ کسی کے کام کی نہیں۔!"اسکا دھیان بھٹکانے کو وہ بے حد قریب جھکا اسکے ماتھے سے بال سنوارتے مخمور لہجے میں بولا۔

عنایا کی گرفت خود بخود ڈھیلی پڑی تھی۔ابیر جیسے ہی سگریٹ چھیننے لگا وہ جھٹکے سے سیدھی ہوتے اٹھ گئی۔

ابیر نے دانت پیستے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔

جو سگریٹ لبوں میں دبائے گہرہ کش بھر رہی تھی۔ایک دم اچانک سے دھواں گلے سے حلق میں اترتے ہی وہ بری طرح سے کھانسنے لگی۔سینے میں الگ جلن ہوئی تھی۔

ابیر سرد نگاہوں سے اس گھورتا تیزی سے آگے بڑھا اور سگریٹ غصے سے اسکے ہاتھ سے جھپٹا۔

""""کس نے کہا تھا یہ فضول حرکت کرنے کو۔؟"""""پاؤں تلے سگریٹ مسلتا وہ غصے سے گرجا۔

سرخ چہرے سے اسے گھورتا وہ پھولے تنفس سے مٹھیاں بھینچ گیا۔

اب نم ہوئی بھوری سرخ نگاہوں سے اسے دیکھتی وہ سر اسکے سینے میں دیے کھانسنے لگی۔

ابیر جو کچھ سخت کہنے والا تھا۔اسکی حرکت پر الفاظ جیسے منہ میں ہی دب گئے تھے۔

سر اونچا کیے اسنے گہری سانس بھری اور عنایا کی پشت کو رب کیا جو بری طرح سے کھانس رہی تھی۔

""""جب برداشت نہیں تھی تو کیوں پیا۔؟"وہ دانت پیستے دھیمے لہجے میں ہی سہی مگر ڈانٹ ضرور چکا تھا،

عنایا کاظمی وہ لڑکی جس سے اسکا کوئی احساس کوئی رشتہ نہیں تھا۔وہی لڑکی آج اسکی پناہوں میں تھی۔

اور ابیر لڑنے کی بجائے اسکی کئیر کرنے پر مجبور تھا۔یا پھر وہ انجانے میں ہی سہی مگر فکر کر رہا تھا،

اسکے احساسات عجیب ہوئے پڑے تھے،وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چاہتا ہے،مگر اس وقت عنایا نشے میں تھی اور وہ کچھ بھی کرتا یا کہتا اسے ناں تو اثر ہونا تھا ناں ہی کچھ سمجھ آنا تھا۔۔

جبھی وہ اسے نرمی سے ڈیل کر رہا تھا۔

"لمبو مجھے بھوک لگی تھی اور تم تو بھاگ گئے تھے ناں تو مجھے یہ بیڈ پر یہی ملے تو میں نے۔۔!"

""تو تم نے سوچا کہ اس کو پینے سے تمہاری بھوک مٹ جائے گی۔!"

وہ اسکی بات ٹوکتے بولا۔

""""تم نہیں جانتی مسز تم ایک ڈائن ہو چڑیل سمجھتی ہو ناں وہ کون ہوتی ہے۔؟"وہ اب نرمی سے اسکے بال سہلاتا اسے بتا رہا تھا کہ وہ اصل میں ہے کیا شے۔؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تم وہ ڈائن ہو جو لوگوں کا خون چوستی ہے اور اس سے اپنی بھوک مٹاتی ہے۔!

وہ بڑے رازدارانہ انداز میں اسے بتا رہا تھا اور عنایا کی بھوری آنکھوں حد درجہ پھیل گئی۔ وہ اسکے سینے سے سر نکالے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا سچ میں۔!""عنایا نے خوف سے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔

اور اسکی کمر کے گرد اپنے ہاتھ مضبوطی سے باندھے۔

""سچ میں اور تمہیں سب سے زیادہ میرا خون پسند ہے۔ اسی لئے تو میرے سر پر مسلط ہوئی رہتی ہو۔!"

ابیر کو پوری گردن جھکائے اسے دیکھنا پڑ رہا تھا، جو ابھی تک اسکے کوٹ میں ملبوس اسکے سینے سے لگی چھوٹی سی بچی دکھ رہی تھی،

وہ دانت پیستے اسے حقیقت سے آگاہ کر رہا تھا اس حقیقت سے جس سے صرف اور صرف ابیر علوی واقف تھا۔

""اسی لئے میں ڈائن ہوں۔!"" وہ آنکھیں گھمائے پر سوچ سے انداز میں بڑبڑائی۔

"" ہمممم۔""اسے بیڈ کی طرف لے جاتے اسنے محض حامی بھرتے اسے بٹھایا اور بستر کو صاف کرنے لگا،

پانچ منٹ ہوئے تھے اس لڑکی کو اس کے روم میں آئے اور اسکے روم کا حشر بری طرح سے بگڑ چکا تھا۔

اگر وہ زندگی بھر کیلئے آ جاتی تو۔؟"

""کبھی بھی نہیں۔ ایسا نہیں ہوگا۔!"" جھرجھری لیتا وہ خود کو حوصلہ دینے لگا۔

"ڈریکولا مجھے بھوک لگی ہے خون پی کر بھی بھوک لگ گئی مجھے تو۔؟ ""

وہ گردن موڑے ایک ٹانگ بستر پر چڑھائے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوں لیے بولی۔

ابیر کے ہاتھ ایک پل کو تھمے۔ اسنے حیرت سے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

جس کی آنکھوں میں تیرتے آنسوں غضب ناک نظارہ باندھے ہُوئے تھے۔

نگاہیں چرائے اسے اثبات میں سر ہلایا اور ریسیپشن پر کال کی۔!"

کھانا آ رہا ہے تم اٹھو تب تک چینج کر لو۔!"" وہ وارڈروب سے اپنی پینٹ شرٹ نکالتے اسکی طرف بڑھا گیا۔

عنایا نے اسکے کپڑوں کو گھورا۔ تو ابیر نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔

"کیا ہوا۔؟'وہ الجھا۔

"یہ تو اتنے لمبے ہیں!"" سوجھے ہوئے گالوں سے کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تو ابیر نے سرد سانس فضا کے سپرد کی اسکے گالوں میں ابھرتے گڑھوں کو نظر انداز کیا۔

"اس وقت یہی ہے گزارہ کرو۔!" اسے بازو سے تھامے وہ ہاتھ میں کپڑے تھمائے دوٹوک انداز میں بولا۔

""تم اتنی بھی شہزادی نہیں ہو مس ٹڈی کہ ابیر علوی تمہارے لئے نیا ڈریس منگوائے۔""

اسے واشروم تک چھوڑتا وہ دانت پیستے منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

تبھی دروازہ ناک ہوا۔

"شکریہ آپ ایک کام کردیں نیچے میری گاڑی پارک ہے اس میں میڈم کا سیل فون رہ گیا ہے۔آپ ذرا لے آئیں

!۔

پاستے کی ٹرے تھامے اسنے چابی ویٹر کو دیتے آگاہ کیا جو سر کو ہاں میں ہلاتے چابی تھام گیا۔

ابیر نے دروازہ لاک کیا۔ٹرے کو میز پر رکھتے وہ صوفے پر لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھا۔

"ڈریکولا تم پھر سے چار ہوگئے ہو کس والے کے پاس جاؤں۔؟ واشروم کے دروازے کو تھامے کھڑی وہ

گھومتے سر کے ساتھ آنکھیں پھیلائے بولی۔

تو ابیر نے دھکتے سر کو انگلی سے دبایا۔

"بھاڑ میں چلی جاؤ۔! آنکھیں موندے وہ بے زارگی سے بڑبڑایا۔

""دیکھو بھاڑ کہاں پر ہے مجھے نہیں معلوم پلیز سیوی۔!"

اسکے معصومیت سے کہنے پر ابیر کا دل پسیجا۔آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے وہ سیدھا ہوا۔تو آنکھیں حد درجہ پھیلی کیونکہ

عنایا دروازے کے پاس دبکی بیٹھی تھی۔

اسکے چہرے پر خوف دیکھ ابیر تیزی سے بھاگتے اسکے قریب گیا۔

"ہیے ڈونٹ وری میں ہوں یہاں۔" ایک گھٹنہ فرش پر ٹکائے اسنے عنایا کے آنسوں کو صاف کرتے نرمی سے

کہا۔تو وہ روتی ہوئی اسے دیکھتی اسکے سینے سے لگ گئی۔

ابیر چاہتے ہوئے بھی اسے دور ناں کرسکا۔نرمی سے اسکی پشت کو رب کرتے اسے کھڑا کیا۔

"تمہیں بھوک لگی ہے آؤ کھانا کھائیں۔!" اسے کمر سے تھامے خود سے لگاتے وہ نرمی سے کہتا صوفے کی طرف

بڑھا۔

"پاستا۔! اسکی پرجوش آواز پر ابیر کی شہد رنگ آنکھوں میں سرخی تیرنے لگی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک بھرپور نگاہ اپنے کپڑوں میں چھپی اس حسین لڑکی پر ڈالے وہ نگاہیں چرا گیا۔

""یہ بلکل بھی ٹسیٹی نہیں ہے۔!"وہ جو ہاتھ سینے پر باندھے اسے گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اسکی بات پر چونکا

۔

""مگر تمہیں تو پاستا پسند ہے۔!"اپنے بالوں کو پیچھے کرتے وہ ایک دم سے بولا۔

شاید اسے یاد تھا۔

""ہاں مگر صرف تمہارے ہاتھوں کا۔تم ٹیسٹی بناتے تھے۔اب نہیں کھاتی میں۔!"بند ہوتی نشیلی نگاہوں سے دیکھتی وہ مسکرا کر بولی۔

تو ابیر ٹھٹکا،حیرت سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا،جو پاستا کھا کم گھور زیادہ رہی تھی،اسے اندازہ نہیں تھا کہ عنایا کاظمی کو سچ میں اسکے ہاتھ کا پاستا پسند تھا۔

""تم بناوگے میرے لئے۔!پلیٹ میز پر رکھتی وہ آس سے پوچھنے لگی،

""ابیر ایک دم سے آگے جھکا،اسکی شرٹ کے کھلے بٹن کو بند کرتے اسکے حسین چہرے کو قریب سے دیکھتے اسنے پیشانی پر اپنا پہلا لمس چھوڑا،

جذبات ایکدم سے حاوی ہوئے تھے،اپنی ملکیت کا احساس اسکے روم روم میں تیرنے لگا،

عنایا کی قربت اسے مدہوش کرنے لگی تھی،مگر وہ ابیر علوی تھا اپنے جذبات اپنے احساسات پر قابو رکھنے والا۔

جبھی ایکدم سے پیچھے ہوا۔

عنایا مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ابیر جانتا تھا نشے میں ہونے کے سبب اسے ابیر علوی کا لمس برا نہیں لگا تھا،

عنایا بہکی نگاہوں سے اسے دیکھتی اسکی طرف بڑھی،جب اچانک دروازے پر دستک ہونے پر ابیر تیزی سے صوفے سے اٹھا اپنی بے ہنگم ہوئی دھڑکنوں کو سنبھالتے وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

Episode 17

کھلی فضا بے حد ضروری ہے ان کے لئے، کوشش کریں کہ زیادہ سٹریس مت لیں یہ، سٹریس ان کے لئے جان لیوا ہو سکتا ہے کوشش کریں کہ کوئی بھی پریشانی کی بات مت کی جائے، ان کے سامنے۔""""

اگر ممکن ہو سکے تو ایک بار انہیں ہاسپٹل بھی لے آیئے گا پراپر چیک اپ بے حد امپورٹنٹ ہے انکے لئے۔""!

مگر ڈاکٹر ہوا کیا ہے اسے۔؟ مطلب کہ یہ صرف روم میں بند ہوئی تھی اور جیسے ہی مجھے علم ہوا، میں نے فوراً نکال بھی لیا اسے۔"!

عالیجان جانتا تھا ڈاکٹر کے سامنے عنایت کی فکر ظاہر کرنا کتنا ضروری تھا جبھی وہ چہرے پر پریشانی سموئے فکرمندی سے بولا،

ڈاکٹر جو بغور اسے دیکھ رہی تھی، گہری سانس بھرتے اسے دیکھا۔

""""آپ غلط کہہ رہے ہیں مسٹر شاہ۔ یہ ایسے ہی بند نہیں ہوئی بلکہ انہیں بند کیا گیا تھا،

اور انکا مکمل جائزہ لینے کے بعد میں یہی کہوں گی کہ انہیں اس روم میں بند کیا گیا تھا وہ خود بند نہیں ہوئی،""""

"مطلب کیا کہنا چاہتی ہیں آپ ڈاکٹر۔؟ ماتھے پر بل ڈالے وہ سنجیدگی سے ایک نگاہ بستر پر موجود لڑکی پر ڈالے پوچھنے لگا۔

""""ان کی باڈی ری ایکشن اور انکی آئزری ایکشن سے یہ بات کنفرم ہے کہ اس کمرے میں کوئی زہریلی گیس یا پوائزن تھا۔ عموماً تو سائنائیڈ پوائزن ہی ہے جو رگوں میں تیزی سے اپنا اثر چھوڑتا ہے اور یہ یقیناً پہلے بھی ایسا کچھ ہوا ہے ان کے ساتھ ایسا میں نہیں، ان کی کنڈیشن کہہ رہی ہے، اگر دو منٹ مزید وہ اسی روم میں رہتی تو شاید اس وقت تک وہ زندہ ناں ہوتی،"!

کاندھے اچکائے ڈاکٹر نے ایک نگاہ عنایت پر ڈالے کہا۔ تو عالیجان کی نیلی نگاہوں میں حیرت کا جہاں اُمڈ آیا۔

"خیال رکھئے گا ان کا اب میں چلتی ہوں۔:"ڈاکٹر اسکے چہرے پر پھیلی حیرت دیکھ بمشکل سے بول ہائی تھی،

عالیجان بنا کچھ کہے دروازے سے ایک جانب ہؤا،

""""ڈاکٹر کے کہے الفاظ اسکے کانوں اور اس کے دل و دماغ میں بری طرح سے گونج رہے تھے،

عنابی لبوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیے وہ بے تاثر نگاہوں سے بستر پر دوزانو عنایت کا ظمی کو دیکھ اب اسکی جانب بڑھا،

بیڈ کے نزدیک پہنچتے وہ کافی دیر تک اسکے معصوم چہرے کو دیکھتا رہا،

"میرے سوا اور کون ہے عنایت کاظمی۔ جسے تم نے ہرٹ کیا ہے جس کا بدلہ وہ میری ہی طرح تمہیں مار کر لینا چاہتا ہے۔"

تکیے کے قریب دائیں بائیں اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیاں ٹکائے وہ دبی دبی آواز میں غرایا، اسکا چہرہ اس قدر نزدیک تھا کہ وہ اسکے ایک ایک نقش کو دیکھ رہا تھا، اسکی دہکتی گرم سانسیں عنایت کے چہرے پر پھیلی نیلاہٹ میں سرخی کی رمک بھرنے لگیں،

"چاہے جو بھی ہو جائے تم صرف میرا شکار ہو۔ تمہارے اور میرے درمیان آنے والا ہر شخص جان سے جائے گا۔ لوٹ لو جتنی نیندیں لوٹنی ہیں بہت جلد تمہاری نیندیں، تمہارا چین سکون حرام ہونے والا ہے لٹل اینجل۔!

شعلے ابلتی نیلی نگاہوں سے اس معصوم لڑکی کو دیکھ وہ دانت پیستے غراتے ہوئے لہجے میں کہتا تمسخر اڑاتا ہنسا۔

""ڈونٹ وری ڈارلنگ بہت جلد تمہارا برا وقت شروع ہونے والا ہے اور میں پورا خیال رکھوں گا کہ تمہاری آنکھوں میں سے آنسوں خشک ناں ہونے پائیں۔! "

سرد نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتا وہ ایک ایک لفظ پر دباؤ دیے پریقین لہجے میں بولا۔

اسکے لہجے کی جنونیت آنکھوں سے ابلتے شعلے ایک ان کہی داستان عیاں کر رہے تھے۔ ایک ایسی نفرت بھری داستان جس کی لپیٹ میں وہ خود بھی آنے والا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔؟ میری بیٹی آپ کے پاس تھی میں اسے یہاں چھوڑ کر گئی تھی کہاں ہے وہ۔؟"

عیناں کی آمد پر فینڈا جو عنایت کو ہی ڈھونڈ رہی تھی مگر اسکے ناں ملنے پر اسنے عیناں کو عنایت کی گمشدگی کا بتایا۔

جس پر وہ حیرت سے اسی سے سوال کرنے لگی۔

جس کی رنگت اڑی ہوئی تھی،

"میم یقین جانیے میں انہیں اسی روم میں چھوڑ کر گئی تھی چینج کرنے کیلئے مگر میرے واپس آنے پر وہ یہاں نہیں تھیں۔"

فینڈا کے چہرے پر خوف کے تاثرات کافی واضح تھے،

وہ جانتی تھی عیناں کاظمی کی بیٹی کا اسکے سیلون سے غائب ہونا اسے بہت بڑے خطرے میں ڈال سکتا ہے۔!"

مجھے اس روم میں لے چلیں جہاں آپ میری بچی کو لے کر گئی تھی۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اپنے آپ پر ضبط کرتے وہ مضبوط لہجے میں بولی۔وہ کمزور نہیں پڑ سکتی تھی، کسی بھی صورت میں اسے عنایت کو ڈھونڈنا ہی تھا۔

فینڈا اسے اس روم میں لے کر گئی جواب بھی نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ایک جانب وہ شرٹ موجود تھی جو عنایت نے پہنی ہوئی تھی۔

"عنایت میری جان۔کہاں ہو آپ دیکھو میں بہت پریشان ہوں آپ پلیز آ جاؤ میرے پاس۔!"

بھیگے لہجے میں تڑپتے دل سے وہ کمرے کے چاروں اطراف دیکھتی تڑپتے لہجے میں گویا ہوئی۔

"عنایت۔"فینڈا مجرموں کی طرح ایک جانب کھڑی انگلیاں مسل رہی تھی۔اور عیناں اسے سارے کمرے میں ڈھونڈ رہی تھی۔

مگر عنایت وہاں ہوتی تو اسے ملتی۔عیناں نے لب بھینچے ویام کا نمبر نکالتے اسے کال کی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"السلام علیکم انکل۔!کیسے ہیں آپ۔؟دروازے کی جانب سے آتی آواز پر امن اور اذلان جو لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے ایک دن سے چونکے دونوں نے ہی گردن موڑے پیچھے کی جانب دیکھا۔

جہاں تبریز شیرازی ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں ڈالے مسکراتا ہوا کھڑا تھا،

"تبریز۔'!شاکڈ سے آنکھیں پھیلائے امن ایک دم سے اٹھا۔تو تبریز بھی اب لگیج وہی چھوڑتے ان کی جانب بڑھا،

کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔آنکھیں مسلتے اذلان نے حیرت سے اپنی طرف بڑھتے اس خوبرو مرد کو دیکھتے ٹونٹ کیا۔

تو تبریز ہنسا۔ارے یار اب ایسا بھی کچھ نہیں۔دیکھیں آ ہی گیا میں آپ سب سے ملنے۔!

اذلان سے گلے ملتے تبریز نے شرارتاً کہا تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔امن اور اذلان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے تھے اتنے سالوں کے بعد تبریز کا آنا انہیں واقعی میں بہت اچھا لگا تھا۔

"آنے سے پہلے فون تو کر دیتے تم۔تاکہ ہم خود تمہیں لینے چلے آتے ائیر پورٹ۔!"نشست سنبھالتے اذلان نے کہا۔

"انکل میں آپ دونوں کو بلکہ سب کو سرپرائز دینا چاہتا تھا اگر بتا کر آتا تو یقیناً سرپرائز ختم ہو جاتا جبھی بتایا نہیں ۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کرسی کی پشت سے سر ٹکائے وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔

تو امن اور اذلان مسکرائے۔ تبھی حیا اور الایہ جو وہیں آرہی تھی۔ تبریز کو دیکھ کر چونکی۔

"یہ تبریز ہی ہے ناں۔۔؟ پکوڑوں کی ٹرے تھامے حیا نے آنکھیں چھوٹی کیے الایہ سے پوچھا جس نے کندھے اچکائے اور دونوں چلتی ہوئی اسی سمت آئیں۔

"ارے یہ تو سچ میں اپنا چلغوزہ ہے۔! الایہ تبریز کو دیکھتے ہی چہکتے ہوئے بولی تو تبریز کے مسکراتے لب سمٹے۔ آنکھوں میں حیرت امڈی۔

وہیں حیا، امن اور اذلان الایہ کے یوں اسے چھیڑنے پر قہقہ لگاتے ہنسنے لگے۔

دس از زیلی ناٹ فئیر کمانڈو۔ اب میں وہ بچہ نہیں رہا اب میں بڑا ہو چکا ہوں انفیکٹ باپ بننے والا ہوں اب آپ مجھے اس نام سے چھیڑ نہیں سکتی۔""

حیا سے ملتے وہ الایہ کے سامنے رکتا ہاتھ سینے پر باندھے گویا ہوا۔"" چاہے جتنے مرضی بڑے ہو جاؤ میرے لئے تم وہی چھوٹے سے سرخ چلغوزے ہی رہو گے۔ جسے چلغوزے بہت پسند ہیں۔!

کندھے اچکائے کہتی وہ مسکراتی ہوئی اس کے گلے لگی، کتنا خوش کن احساس تھا اسکا کوئی اپنا اتنا برس بعد اس سے ملنے آیا تھا۔

"ٹھیک ہیں ناں آپ۔" تبریز اسکے چہرے کو جانچتے ہوئے پوچھنے لگا الایہ نم نگاہوں سے مسکراتے سر کو ہاں میں ہلا گئی،

" مجھے کچھ ہو سکتا ہے بھلا۔! وہ اترا کر بولی تو سبھی ہنسے۔

""یس آفٹر آل یور آرمائی کمانڈو۔!"" آنکھ ونک کیے وہ مسکرا کر بولا۔ تو الایہ ہنس دی۔

میرب اور ماہا نہیں آئی اور انزک بھائی عائش ان سب نے کب آنا ہے۔ کچھ معلوم ہے۔ تمہیں۔؟"

وہ سب اب کرسیوں پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے موجود خوش گپیوں میں مگن تھے۔

ماہا کا لاسٹ منتھ ہے تو اس وجہ سے ماما اور وہ نہیں آئی، باقی انزک ماموں کا تو علم نہیں مگر آپ کے بھتیجے کا کہنا ہے کہ عمایہ کی شادی پر ایک ہی بار جاؤں گا اور پورا ایک سال پھپھو کے پاس رہ کر پھر لوٹوں گا۔!"

عائش کے پیغام پر سبھی ہنسے۔ وہ ایسا ہی تھی۔ کبھی بھی کہیں بھی پہنچ جانا اسکے لیے مشکل نہیں تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سال کے چھ مہینے تو وہ الایہ کے پاس پایا جاتا تھا اور باقی کے چھ مہینے عیناں کے پاس۔اور اسکے مطابق اسے جب پیسوں کی ضرورت محسوس ہوتی تھی تو ہی وہ اپنے سڑیل باپ کے سامنے جاتا تھا۔

ورنہ تو ان دونوں میں سو کا ایکڑا چل رہا تھا،

کہنے دو وہ ایسے ہی کہتا ہے کوئی علم نہیں،رات کو سوئیں تو صبح جن کی طرح ہمارے ہی گھر سے نکل آئے۔

اس سے مجھے کوئی شکایت نہیں۔! "

ویسے ایک بات ہے جو میں آپ سب سے شئیر کرنا چاہتی تھی اور اذلان بھی۔!"

الایہ کی کھنکتی ہوئی آواز پر وہ سبھی اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

""بتا دیجیے بھابھی جان ایسا بھی کیا ہے جو آپ بتانا چاہتی ہیں۔!امن اسکے سیسپنیس پر مشکوک نگاہوں سے دونوں میاں بیوی کو گھورتے ہوئے استفسار کرنے لگا،

""سرپرائز یہ ہے کہ اگلے ہفتے عائش اور عمایہ کی منگنی کی چھوٹی سی رسم ہونے والی ہے اور جلد ہی شادی۔!"

الایہ کی چہکتی آواز پر امن،حیا اور تبریز تھوڑا شاکڈ ہوئے۔

""کمینے نے بتایا نہیں مجھے۔!"ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ چائے کی چسکی لیتا مسکراتے ہوئے بڑبڑایا۔

"مبارک ہو بھائی بہت بہت مبارک، بھئی اس سے بڑھ کر خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے میرے خیال سے ہمیں بچوں کو سرپرائز دینا چاہیے اور عیناں اور میرب لوگوں کو بھی۔"

امن پرجوش سے انداز میں کہتا موبائل فون نکالنے لگا۔

انکل آپ رہنے دیں میں ایسا کرتا ہوں کہ ایک گروپ بنا دیتا ہوں آپ بڑوں کا اور ایک ہم چھوٹوں کا آپ اپنی جنریشن کو سرپرائز دیں اور میں اپنی کو۔!"

تبریز کی آنکھوں میں شرارت لبریز تھی۔مگر اسکا کہنا بھی درست تھا اسی بہانے وہ سب ایک ساتھ بات کر سکتے تھے۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔تبریز تم گروپ بنا کر سب کو ایڈ کر دینا،حرمین اور عالیان کو بھی کرنا۔اس خوشی کے موقع پر ہم کسی کو پیچھے نہیں چھوڑنے والے۔!"

امن نے پرسوچ سے انداز میں سوچتے ہوئے کہا۔تو وہ سب چونکے۔مگر سب جانتے تھے کسی نا کسی کو تو پہل کرنی ہی تھی۔اور اب تو موقع بھی تھا تو پھر کیوں ناں بگڑے رشتوں کو سنوارا جاتا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""کیا ہوا حوری کو۔ وہ ٹھیک ہے ناں۔؟" عالیان کے پیچھے ہی حرمین بھی حورین کے کمرے میں آئی تھی، جب سے عالیان حورین کو لے کر گیا تھا وہ پریشانی سے گھوم رہی تھی اور اب انکی آمد پر حورین کو یوں سوتا دیکھ وہ متفکر ہوئی گھبراہٹ سے عالیان سے پوچھنے لگی،

کمفرٹر اوڑھاتے عالیان نے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور پھر لائٹس آف کرتے وہ حرمین کو لیے کمرے سے باہر نکل آیا۔

""کچھ نہیں آپ کی بیٹی کو۔ ٹھیک ہے وہ۔ بس ڈاکٹر نے انجیکشن لگایا ہے۔ نیند پوری ہوتے ہی وہ اٹھ جائے گی "۔

اسے کاندھوں سے تھامے وہ محبت سے اسے سمجھانے لگا۔ جو بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی، اسکی سیاہ جھیل سی آنکھوں میں خوف تیر رہا تھا۔

جسے بھانپتے ہی عالیان شاہ تلملا اٹھا۔

"یقین نہیں مجھ پر۔؟ اسکے چہرے کو ہاتھوں میں لیتے نرمی سے پوچھا۔

آپ ہی پر تو یقین ہے عالیان مگر قسمت پر نہیں۔ "

میں عالی کو نہیں بچا سکی اب حوری کو کچھ ہو گیا تو ہم کیسے جیے گے۔!" بھیگے نین کٹوروں سمیت وہ اسے دیکھتی اب رونے لگی تھی۔

عالیجان کے ذکر پر عالیان شاہ جبڑے بھینچ گیا۔

کتنی بار کہوں کہ اس نامراد کو یاد کر کے خود کو تکلیف مت دیا کریں۔"""

مجھے یقین ہے میرا بیٹا قاتل نہیں۔ کوئی گناہ نہیں کیا اسنے۔!" وہ اسکے سینے سے لگی پر اعتماد لہجے میں بولی۔

وہ ماں تھی کیسے مان لیتی کہ اسکا بیٹا غلط تھا۔

مگر یہ تو مانتی ہیں ناں کہ وہ ایک برا لڑکا تھا جو شراب ڈرگس اور جانے کون کون سا نشہ کرتا رہا۔

اسکے انہی گناہوں کے سبب ہم کسی سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہے۔!"

عالیان اسے خود کو بھینچے سرخ نگاہوں سے گویا ہوا تھا، وہ بھی باپ تھا گیارہ سالوں سے اس درد، اس تکلیف میں ڈوبا جانے کیا کچھ برداشت کر چکا تھا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مجھے کچھ نہیں چاہیے عالیان۔عالی ایک بار واپس آجائے، ہم اسے پھر نہیں جانے دیں گے دنیا جو کچھ مرضی کہے مگر میرا دل جانتا ہے میرا بچہ برا نہیں تھا۔اور وہ آگیا تو ہم چاروں کہیں دور چلے جائیں گے۔!

اسکی آواز میں کرب تھا ممتا کی ماری وہ آج بھی اپنے بیٹے کے لوٹنے کی آس میں بیٹھی تھی،

"تمہارا بھائی جان سے مار دے مجھے اگر جو تمہیں لے کر گیا اس سے دور۔! "

عالیان اسکے آنسوں صاف کرتے جان بوجھ کے اسے چھیڑنے لگا،

"زیادہ مت بنیں جتنا آپ کو ڈر ہے بھائی ہے میں جانتے ہوں اچھے سے۔پہلے بھی تو لے کے گئے تب نہیں ڈرے۔! وہ دوپٹے کے کونے سے آنکھیں صاف کرتے بولی،

"تب میں جوان تھا اب میں بھوڑا ہو چکا ہوں۔!"

نیلی آنکھوں میں شرارت سموئے وہ معصومیت سے گویا ہوا، باتیں بنالوان سے بس۔! کھانا تیار ہے فریش ہو کر آجائیں نیچے۔""

اسکے حصار سے نکلتی وہ مصنوعی خفگی سے کہتی نیچے اُترنے لگے، جبکہ عالیان اسکی پشت کو دیکھتا گہری سانس فضا کے سپرد کئے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

✧✧✧✧✧✧

بھاری ہوتے سر کے ساتھ اپنی بوجھل ہوتی آنکھوں کو مضبوطی سے میچے اسنے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچا۔

ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے کرسی پر براجمان وہ ایک ہاتھ تھوڑی پر ٹکائے پچھلے آدھے گھنٹے سے بے تاثر نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔عنایت کے وجود میں ہوتی جنبش محسوس کرتے اسنے گردن کو دائیں بائیں خم دیا۔

دونوں ٹانگیں مضبوطی سے فرش پر جمائے وہ گہری نگاہوں سے اسکے اٹھنے کا انتظار کرنے لگا،

""ڈیڈ۔ااما۔!"خود کو ابھی تک اسی کمرے کے گھٹن زدہ ماحول میں محسوس کرتے اسکا چہرہ پسینے سے شرابور ہونے لگا، اتھل پتھل ہوئی سانسوں سمیت وہ یکلخت چیختے ہوئے اٹھ بیٹھی۔

لمبے لمبے سانس بھرتے وہ وحشت ناک سیاہ نگاہوں کو حد درجہ پھیلائے ابتر ہوئی حالت میں بیڈ پر بیٹھی، عالیجان کے فشار خون کو بڑھا گئی۔

"""کک کون ہو تت تتتمم۔!"کمرے میں نیم تاریکی کے سبب وہ ریلیکسنگ چیئر پر جھولتے وجود کو پہچان نا سکی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایت کا کپکپاتا وجود آنکھوں میں خوف کی ڈوریاں اسکے سامنے بیٹھے عالیجان شاہ کی آنکھوں میں حرارت بڑھا گئی

،

گولڈن شیو کو انگوٹھے سے مسلتے اسنے اپنے گھنے لمبے بالوں میں ہاتھ چلایا۔

""""عینی تتم ہو۔؟ ابیر کیا تم ہے پپلیز بب بولا۔ !"

اس بھاری وجود کو محسوس کرتے وہ تھوک نگلتے بڑبڑائی، ہاتھ بیڈ کے دونوں اطراف پھیرتے وہ اپنے دوپٹے کو ٹٹولنے لگی،

مگر اسے یاد تھا وہ دوپٹے کے بغیر گئی تھی اس روم میں۔ عنایت نے تیزی سے اپنے وجود کو ٹٹولا وہ ابھی تک اسی شرٹ میں تھی،

سیاہ جھیل سی آنکھوں میں آنسوں تیرنے لگے،

وہ جان چکی تھی کہ اسکا کوئی اپنا نہیں تھا وہ کسی دوسرے شخص کے پاس تھی یا یوں کہا جائے قید تھی۔

اچانک اسکے ہونٹ پھڑ پھڑائے۔ سانس حلق میں ایسا اٹکا کہ وہ سانس لیناہی بھول گئی، وہ سامنے کرسی پر بیٹھے وجود کو دیکھ سن سی پڑ گئی، کیونکہ وہ اس اندھیرے کے باوجود بھی اسے دیکھ پارہی تھی۔

جو اپنے بال اکھٹے کیے اب اپنے محسوس انداز میں پونی میں باندھ رہا تھا، اس منظر کو دیکھتے ہی اسکی آنکھوں کے سامنے بیک وقت کئی ایسے مناظر لہرائے جب عالیجان شاہ ایسے ہی اپنے بالوں کو باندھا کرتا تھا۔

وہ لمحوں میں اسے پہچان گئی،

اور اب خوف کے سبب اسکی رنگت زرد پڑ چکی تھی،

جسم مسلسل کپکپا رہا تھا، """ ننننن نہیں ععع وووووہ اا لگگ۔ !"""

اس کے لبوں کی جنبش بمشکل سے آواز میں بدل پائی تھی، مگر کرسی پر جھولتا وہ شخص اپنا خوف اسکی دھڑکنوں کی آواز میں ہی محسوس کر چکا تھا،

جبھی اسکے لبوں پر ایک مغرور مسکان ابھری۔

وہ اٹھنے کی بجائے دوبارہ سے سر کرسی کی پشت پر ٹکائے جھولنے لگا ایسے جیسے وہ سو رہا ہو۔"""

عنایت کی سیاہ آنکھوں سے بہتے آنسوں اسکے چہرے پر نشان چھوڑ رہے تھے وہ سمجھ گئی تھی وہ سچ میں تھا وہ واپس لوٹ آیا تھا اسکا وہم یا خواب نہیں تھا وہ۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کافی دیر تک کرسی پر جھولتا محسوس کرتے وہ اسے سوتا تصور کیے دبے قدموں سے بستر سے اتری، آنسوں اپنی ہتھیلیوں سے رگڑتے وہ ایک ایک قدم پھونک پھونک کر اٹھا رہی تھی،

عالیجان شاہ کے اٹھ جانے کا خوف اسکے روم روم سے عیاں ہو رہا تھا۔ وہ مر کر بھی اسکا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی، جبھی خود کو چھ سال بعد اسکی قید میں محسوس کرتے ہی بھاگنے کو پر تولنے لگی،

چند قدموں کے فاصلے پر دروازہ تھا۔

ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرتے وہ ایک دم سے بھاگی۔

مگر ایک جھٹکے سے کوئی چٹان کی طرح اسکے آگے آیا اسے جھٹکے سے کسی کانچ کی طرح تھامے اسی دروازے سے پن کیا۔

"""" اہہہہہ """" خاموش فضا میں عنایت کاظمی کی دلدوز چیخ گونج اٹھی،

عالیجان نے مسکاتی نگاہیں موندے اس چیخ کے سرور کو خود میں اتارا۔

""" جانتی ہو کتنا سرور ہے ان چیخوں میں۔ تمہاری سسکیاں میرے خون کو سیروں بڑھا دیتی ہے۔ اور تم بنا ملاقات کے یوں ہی بھاگ رہی ہو۔! "

اسکے کان کے قریب چہرہ لے جاتے وہ نفرت آمیز لہجے میں غرایا تھا۔

عالیجان شاہ وہ واحد مرد کا جس کے لہجے کی نفرت عنایت کاظمی لمحوں میں بھانپ جاتی تھی۔

کیونکہ وہ جانتی تھی اسکی نفرت کی انتہا عنایت کاظمی پر ختم ہوتی تھی۔

""" جانے دو مجھے۔! " تنگ پڑتے حصار میں اسکی سانسیں بھی تنگ پڑنے لگی تھی، وہ جانتی تھی سامنے کھڑا بے حس انسان اسکے خوف کو جیے گا۔ اسے سہما ہوا دیکھنا اسکی۔ عادت نہیں اسکی فطرت بن چکی تھی۔

""" جانے دوں گا۔ تم میں اتنا بھی کچھ خاص نہیں جو زندگی بھر کیلئے جھیلوں۔ """

"""زبان سنبھال کر بات کرو میں بڑی ہوں تم سے۔! " اسکے بے باک جملے نے اسے سر تا پیر سلگا دیا تھا،

اس ظالم سفاک شخص کی دہکتی سانسیں اسکے وجود کو جھلسا رہی تھی۔ وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچے رخ موڑے کھڑی تھی۔

" آہا بڑی۔ بڑی تو تم واقعی ہو۔ مگر میرے لئے تو تم ہمیشہ سے چھوٹی ہی رہی ہو۔! """ عنایت کے چہرے کے قریب جھکتا وہ لائٹر جلائے اسکے چہرے پر رقم خوف کا جائزہ لیتے تمسخرانہ ہنسا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""اس عمر میں بھی بہت کچھ ہے تم میں۔ جسے سراہا۔!"

""زبان بند کرو گھٹیا آدمی۔!"اسکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ شیرنی بنی اسکے چہرے پر دھاڑتے اسے پیچھے کو دھکہ دے گئی،۔

عالیجان کو اس سے اس قدر ہمت کی توقع تو ہر گز نہیں تھی۔ جبھی وہ ایک ہی جست میں آگے بڑھا اسکے بالوں کو مٹھی میں دبوچ گیا۔

""چچ چھوڑو۔!"عنایت درد کے سبب جھٹپٹاتی ہوئے چلائی تھی۔ جبکہ عالیجان شاہ بپھرے ہوئے شیر کی مانند اسے لمحوں میں گھماتا اسکا رخ اپنے سامنے کر گیا۔

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے جواب دینے کی۔ عنایت کاظمی بھول گئی ہو کیا کہ میں کون ہوں۔؟ بھول گئی ہوں کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔؟"

اسکے لہجے میں پہلے والی سفاکیت اُمڈی تھی،

عنایت کا وجود زمین سے تھوڑا اونچا ہونے لگا تھا وہ آنسوؤں سے تر سرخ چہرے لئے اسکے بازو پر تھپڑ برسا رہی تھی جس کی اسے ذرا برابر پرواہ نہیں ہوئی تھی۔

""تم ایک وحشی ہو۔؟""وہ کربناک لہجے میں روتی ہوئی چلائی تھی۔

اسکا سر بری طرح سے چکرا رہا تھا۔آنسو اسکی آنکھوں سے کنپٹی اور بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔

""تمہاری وجہ سے میری پرنسز آج اتنی تکلیف میں ہے لڑکی۔ تمہیں بچاتے بچاتے وہ خود معذور ہو گئی۔ تم ہو ہماری خوشیوں کی قاتل۔ تم نے مجھے عالیجان شاہ سے ایک درندہ بنا دیا۔!"

وہ اپنے اندر کا لاوا، سارا غم، غصہ بھڑاس اس نازک سی جان پر برسا رہا تھا۔ جو ایک پل کو سن سی رہ گئی تھی۔

وجود ساکت ہو گیا تھا۔چند برس پہلے ہوا وہ واقعہ اپنی پوری حسیات سمیت اسکی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

""جب اسے بچانے کے چکر میں امبر علوی اس ٹرک حادثے میں جان سے جاتی رہی تھی اور حورین شاہ ٹانگوں سے معذور ہو چکی تھی۔

""اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ننن نہیں مم میں نے نہیں کیا میں نے کیا کچھ بھی۔

""عنایت"""عالیجان کی گرج دار آواز اور جھنجھوڑنے پر وہ ایک دم سے پتھرائی نگاہوں سے اسے دیکھتے اگلے ہی لمحے حواس کھوتی اسکی بانہوں میں بے ہوش ہو گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

Episode 18

دروازے پر ہوتی مسلسل بیل اسکی نیند میں حلل ڈال چکی تھی، کسلمندی سے آنکھیں کھولتا وہ بمشکل سے بستر سے اترا۔

آرام دہ جوتوں میں پاؤں اڑستے وہ گردن کو ہاتھ کی مدد سے سہلاتا کمرے کی حدود سے نکل آیا۔

""آرہا ہوں یار ویٹ کرو۔ کیا مصیبت ہے۔؟" کرختگی بھری آواز میں نیند کا خمار واضح ابھر رہا تھا،

اونگ روکنے کو اسنے ہاتھ منہ پر رکھتے دروازہ کھولا۔

جب سامنے سے پر زور پنچ اسکے جبڑے کے ساتھ ساتھ اسکے دماغ کو ہلا کر رکھ گیا،

وہ ایکدم سے چیختا لڑکھڑا گیا۔

ناک پر ہاتھ رکھتے اسنے دھکتی ناک کو دبائے آنکھیں پھیلائے سامنے دیکھا۔

جہاں رات کے پچھلے پہر لہو ہوتی نگاہوں سے اندر آتے شخص کو دیکھ اسکی سانس صحیح معنوں میں اٹکی۔

اسے یقین نہیں تھا کہ یہ شخص ایسے آئے گا۔ وہ بھی اچانک۔

"اہہہ کیا تکلیف ہے تمہیں ذلیل انسان۔ اتنی زور سے پنچ کیا۔ کم از کم عمر کا ہی لحاظ کر لیتے۔!

درد سے بلبلاتا وہ بہرام کو قہر برساتی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

""تو نے جھوٹ بولا مجھ سے۔ کیو چھپایا مجھ سے کہ وہ میرڈ ہے۔!" دونوں ہاتھوں میں اپنے سامنے کھڑے شخص کے کالر کو دبوچتے وہ غرایا تھا،

""کالر چھوڑ میرا۔ اور میں نے نہیں تیرے باپ سے چھپایا ہے تم سے سچ۔ بھولو مت میں کون ہوں۔؟"

سرد نگاہوں سے بہرام کے چہرے کو دیکھتا وہ جھٹکے سے کالر آزار کروا گیا۔

"تمہیں یونی عنایا کیلئے نہیں بھیجا گیا مسٹر بہرام۔ اپنا مقصد مت بھولو۔!"

وائن کی بوتل اٹھاتا وہ سپاٹ لہجے میں مدہم آواز میں غرایا۔

بہرام لہو ہوتی آنکھیں میچے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ گیا۔

""""ڈینی میں اپنا مقصد اپنا کام کچھ بھی نہیں بھولا۔مگر پھر بھی تم اس فیملی کے فرد رہے ہو ایک ایک بات سے واقف ہو تم۔تو تم نے پہلے کیوں آگاہ نہیں کیا مجھے۔!"

کرسی پر براجمان وائن گلاس میں انڈیلتے ڈینی کو دیکھتا بہرام ضبط سے لہو چھلکاتے چہرے سے گویا ہوا۔

""""وہ سب میرے کچھ بھی نہیں لگتے یاد رکھو تم۔ان سے میرا ایک ہی رشتہ ہے نفرت کا۔اسکے سوا اور کچھ بھی نہیں۔""""!

دانت پر دانت جمائے وہ بولا کم دھاڑا زیادہ تھا۔بہرام کے چہرے پر کمینگی بھری مسکان ابھری۔

وہ چلتا ہوا اسکے قریب گیا اسکے ہاتھ سے گلاس چھین گیا۔

""""اور وہی نفرت جس کے لیے تم نے عالیجان کو ڈرگس پر لگایا،اسے نشے میں پاگل کر کے نازیبا ویڈیوز دکھا دکھا کر اسکا دماغ خراب کرتے رہے۔!"۔

ڈینی کا چہرہ پتھر اسا گیا۔وہ بے یقینی سے بہرام کو دیکھے گیا۔اور اسکی حالت سے خظ اٹھاتا بہرام آنکھ ونک کیے گلاس لبوں سے لگا گیا۔

عنایت کے لیے اسکے ذہن میں زہر بھرنے والے بھی تم ہو۔ہاہاہاہاہاہا۔ایسے کیوں ری ایکٹ کر رہے ہو یار۔؟"

ڈینی کے چہرے کے تاثرات اسے مزہ دے رہے تھے وہ جانتا تھا اسکا باپ،ڈینی اور وہ باس،سب اسے بچہ سمجھ رہے تھے۔

مگر حقیقتاً وہ کیا شے تھا یہ ان میں سے کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

""""تم اتنا سب کچھ کیسے۔؟"

""""غلط سوال یار۔یہ پوچھو کہ میں اور کیا کیا جانتا ہوں۔! """"

اسکے چہرے پر مکاری بھری مسکراہٹ ابھری تھی جس پر ڈینی کا چہرہ پسینے سے شرابور ہو گیا۔

اسنے لبوں کو تر کرتے بہرام کو مخاطب کرنا چاہا جو اسکی بات کو ٹوکتے پھر سے بولا۔

"عنایت کا ایکسیڈینٹ تمہارے اس چوتھے ساتھی نے کیا،جس میں وہ قاتل حسینہ امبر سے ایمی بنی،اب تمہارے باس کے پاس اسکا ہر حکم بجالاتی ہے اور اسی ایکسیڈینٹ میں عالیجان تمہارا چاہنے والا بچہ اسکی بہن کو تم نے جان بوجھ کر معذور کیا اور اس کا سارا الزام لگا اس معصوم عنایت پر۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"سٹاپ اٹ منہ بندر کھواپنا۔کس نے بتایااتناسب کچھ تمہیں۔؟سامنے کھڑے بہرام کے ہونٹوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ دیکھ وہ لمحوں میں پیچ وتاب کھاتا تلملا کر استفسار کرنے لگا۔

"یہ سب کچھ چھوڑدوڈینی۔!میں جس بھی کام پر ہاتھ ڈالتا ہوں۔اس کی ساری اگلی پچھلی کہانی نکالتا ہوں۔کیا معلوم کون سی بات کہاں فائدہ دے جائے۔ہے ناں۔؟

آنکھ ونک کیے اسکی بے بسی پر گہرا ہنستے وہ گلاس میز پر رکھ گیا۔

"تمہارا باپ بھی شامل ہے ان سب میں۔؟ڈینی نے اسے دھمکایا۔

"مجھے کسی سے کوئی غرض نہیں۔کیا ابھی تک نہیں جان پائے مجھے۔ "

سر جھٹکتے ہوئے کہتا وہ ڈینی کا خون خشک کر گیا۔

"عنایا کاظمی سب جاننا ہے مجھے اس کے بارے میں۔اور اس دو ٹکے کے گھنڈی شخص سے کیسے ہوا اسکا نکاح۔ایوری تھنگ۔سب کچھ بتاؤ۔!

ایکبار ابیر علوی کا سوچتے ہی اسکی آنکھوں سے چنگاریاں اڈنے لگی تھیں۔اسکے کہے الفاظ اور عنایا کو یوں اسکے سامنے سے استحقاق سے لے کر جانا اسے اب تک بھولا نہیں تھا۔

""کیا تم عنایا سے پیار۔؟"

خوف سے فق پڑتے چہرے سے وہ گھبراہٹ سے استفسار کرنے لگا۔اگر بہرام سچ میں اسے پسند کرنے لگا تھا تو پھر ان کا سارا کھیل برباد ہونے والا تھا۔

""پیار۔""

نشیلی نگاہوں سے غیر مرئی نقطے کو دیکھتے وہ زیرلب بڑبڑایا۔۔

"""اہمہ پیار تو نہیں مگر پسند ضرور کرنے لگا ہوں۔اور اگر یہ پسند محبت یا جنون میں بدلی تو پھر تم سوچ بھی نہیں سکتے،میں کیا کر سکتا ہوں۔!"

اسکی آنکھوں میں پسند نہیں محبت و جنون کا سمندر معجزن تھا جسے بھانپتے ہوئے بھی ڈینی خاموش رہا تھا، بہرام خود اس بات سے ناواقف تھا تو وہ اسے محسوس کروا کر اپنی تباہی کی شروعات نہیں کر سکتا تھا۔

""تت تم کیا کرنے والے ہو۔؟"

ڈینی اسکے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ دیکھ چونکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""""ابیر علوی کو مرنا ہوگا۔ تبھی تو عنایا کی شادی ختم ہوگی۔! بعد میں ملوں گا ڈیڈ کو سلام کہنا اور ہاں گھبرانا مت، میں تم سب کے کسی پلین کو سپوئل نہیں کروں گا۔ بشر طیکہ کہ عنایا کی آنکھوں میں آنکھیں کوئی آنسوں نہیں آنا چاہیے۔ باقی تم سمجھدار ہو۔!

اسکے گال کو تھپکتے وہ سرد نگاہ اس پر ڈالے آندھی کی طرح وہاں سے نکلا۔

ڈینی سن ہوتے وجود سمیت کرسی پر ڈھ سا گیا۔ وہ سمجھ ناں سکا کہ بہرام اسے دھمکی دے کر گیا تھا یا پھر تسلی۔!"

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آگئی یاد تمہیں۔ کہ تمہارا کوئی گھر بھی ہے۔؟ آگیا خیال میرا ابھی۔!" مجتبیٰ حسین اسے گھر میں داخل ہوتا دیکھتے کچن سے ہی بلند آواز میں گویا ہوئے،

"کوئی ہوش نہیں کوئی خیال نہیں تمہیں۔ ارے کیا لگتا ہوں میں جو میرا خیال کرتے پھروگے تم۔ تمہارے لئے تو میں مر۔"

برتن دھوتے وہ ہمیشہ کی طرح بلند آواز میں اسے طعنے دے رہے تھے،

پانچ دن کے بعد اسکا لوٹنا انہیں کتنا دکھ رہا تھا یہ بات بارس بھی اچھے سے جانتا تھا۔ وہ بنا کچھ بھی کہے بے تاثر چہرہ لیے ان کے پیچھے رکتے وہ ہاتھ سینے پر باندھ گیا،

""""اب کیا تکلیف ہے چلے جاؤ یہاں سے، کھانا اندر ہے۔ جاؤ جاکر ٹھوسو۔!"

اپنے پیچھے اسکی موجودگی محسوس کرتے وہ چڑتے ہوئے بات کاٹتے بڑبڑائے۔

جب بارس نے اپنے بھاری ہاتھوں کو انکے گھٹنوں پر رکھا تو مجتبیٰ حسین کے ہاتھ ساکت پڑ گئے۔

"یہ یہ کیا کررہے ہو تم۔؟" وہ ہکلاتی ہوئی آواز میں بڑبڑائے۔ مگر اگلے ہی لمحے فضا میں انکی چیخ گونجی تھی کیونکہ وہ ہٹا کٹا مرد انہیں کسی بچے کی طرح بانہوں میں اٹھاتا اب کمرے سے نکل رہا تھا۔

""""آہ۔ چیچ چھوڑ کمینے انسان۔ اس عمر میں میں گرا تو ہڈی دوبارہ جڑے گی بھی نہیں۔ لعنتی انسان اتار نیچے۔! "

وہ سرخ چہرے سے اسکے چہرے کو دیکھتے اسے گالیوں سے نواز رہے تھے جس پر ان کی کسی بھی بات کا کوئی اثر نہیں ہورہا تھا۔

اسکی بھوری آنکھوں میں سکون تھا۔

جسے دیکھتے وہ تلملا کر رہ گئے اور چار و ناچار سہارے کے لیے اسکے کندھوں کو تھاما۔

جو جھونپڑی سے نکلتا اب انہیں درختوں کے بیچ سے لے جارہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بارس سامنے دیکھ اتنا اونچا درخت۔ مجھے لگ جائے گی۔ اتار نیچے۔!" مجتبیٰ چند قدموں کے فاصلے پر خود سے دور اس درخت کی جھکی ہوئی ٹہنی کو دیکھتے سانس روکتے بڑبڑائے۔

مگر وہ جانتے تھے بارس پر انکی کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہونے والا۔ جبھی دانت پیستے اسکے بھورے بالوں کو مٹھی میں لیتے وہ زور سے کھینچنے لگے۔

""اتار دے اب تو۔!"

وہ اسکے چہرے پر کوئی بھی تاثر ناں پاتے اسکی بھوری آنکھوں میں طمانیت دیکھ جل بھن کر بولے۔

""آپ بھی تو ایسے ہی اٹھاتے رہے ہیں بچپن سے میں نے تو کبھی اتنا شور نہیں ڈالا۔!

بے لچک لہجے میں ان پر ایک نگاہ ڈالتا وہ اس درخت سے دائی جانب مڑا۔

""تو تم چھوٹے تھے تب۔ ""

"ہاں اب یہ سمجھیں کہ آپ چھوٹے ہیں اور میں بڑا۔!

وہ دوبدو بولتا انہیں سلگا کے رکھ گیا۔

""ببب بارس یہ یہ کیا کر رہے ہو تم۔؟ ""

آگے بڑھتے ہوئے وہ اپنے منہ سے مختلف آوازیں نکال رہا تھا، درختوں پر بیٹھے پرندے اسکی آواز کو پہچان اب چہچہاتے ہوئے پھڑ پھڑانے لگے، کئی ایک پرندے اسکی آواز کے تعاقب میں اسکے پیچھے ہی اسکے سر پر گھوم رہے تھے، جسے دیکھ مجتبیٰ حسین گھبرا اٹھے،

""کہیں لے کر جا رہا ہوں آپ کو۔!"

وہ معصومیت سے گویا ہوا۔

جہاں مرضی لے چلو مگر تم اپنی صلاحیت کا استعمال نہیں کرو گے ان جانوروں اور پرندوں کو نہیں۔!

""اس کے لیے میں پہلے ہی آپ سے معافی مانگتا ہوں مگر ان سب کا ہمارے ساتھ جانا ضروری ہے۔!

دوٹوک انداز میں کہتا وہ اپنے بھاری قدم اٹھاتا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کے ہر اٹھتے قدم پر اس جنگل میں موجود انوع اقسام کے جانور پرندے اب ایک ایک کر کے اسکے ساتھ ہمقدم ہونے لگے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"سر میم کا فون۔! موبائل فون اسکے آگے بڑھاتے ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا، تو موبائل فون تھامے ابیر نے مشکور نگاہوں سے اسے دیکھتے ٹپ اسکے ہاتھ میں تھمائے گاڑی کی کیز لیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""کوڈ کیا ہے تمہارے فون کا۔؟"دروازے کو بند کرتے وہ ایک نگاہ خود کو دیکھتی عنایا پر ڈالے سنجیدگی سے استفسار کرتے دروازہ لاک کر گیا،

اپنے بھورے بالوں کی لٹ سے کھیلتی وہ سرخ نگاہوں سے اسے دیکھتی گہری سانس بھرنے پر مجبور کر گئی،

"بیبیوعین۔! سفید رنگت میں لمحوں میں سرخ پڑا، خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے وہ بمشکل سے اپنے آپ پر قابو کر رہا تھا،

عنایا لڑکھڑاتی ہوئی اٹھی، ایک دم سے اسکے لڑکھڑانے پر وہ تیزی سے اسکے قریب پہنچا اسے بازو سے تھام گیا۔""" جب اٹھا نہیں جا رہا تو کس نے کہا اٹھو۔! "

اسکے بازو کو غصے سے دبوچے وہ دانت پر دانت جمائے بولا۔

""آئی وانٹ کس یُو۔! نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دباتے وہ نشیلی نگاہوں سے اسے دیکھتی اسکی شرٹ کو دونوں ہاتھوں سے تھام گئی۔

""ابیر کے وجود کا سارا خون اسکے چہرے پر سمٹ آیا، اسے اس قدر بے باکی کی ہر گز امید نہیں تھی،"""

"فضول مت بولو چپ چاپ بیٹھ جاؤ صوفے پر۔! وہ انگلی اٹھاتا اسے بستر کی طرف اشارہ کرتے زرا سخت لہجے میں بولا۔

تو عنایا کے ہونٹ ڈھیلے پڑ گئے، بھوری بڑی بڑی آنکھیں پانی سے لبریز ہوئی تھی،

"کیوں تم نے بھی تو کس کیا مجھے تو میں کیوں نہیں کر سکتی۔؟ "

دائیں ہاتھ کی مٹھی بنائے وہ اسکی شرٹ کو جکڑتے غصے سے ناک پھلائے بولی، تو ابیر کی بے زاری ایک دم سے غائب ہوئی تھی، آنکھوں میں نئے سرے سے خمار اترا،

وہ گردن جھکائے مکمل طور پر جھکا، ایک نگاہ اپنی شرٹ کو مٹھی میں جکڑے اسکے سفید مومی ہاتھ پر ڈالے، اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا،

" کبھی سوچا نہیں تھا کہ ابیر علوی تمہیں یوں دیکھے گا۔ مگر میرے سوا کسی کی جرات بھی نہیں جو میری بیوی کو اس قدر نزدیک سے دیکھے،!"""اسنے گھمبیر لہجے میں کہتے اسکے چہرے پر اپنی تر تپش سلگتی سانسیں چھوڑیں،

جو پٹ سے آنکھیں میچ گئی، عنایا کے قدم ایک دم سے لڑکھڑائے تھے، ابیر نے لمحوں میں اسکی کمر کے گرد ہاتھ باندھے اسے قریب کیا،

جو آنکھیں موندے معصوم سی پری دکھ رہی تھی،

کاش تمہاری زبان بھی اتنی ہی حسین ہوتی مسز۔ تو تم اس دنیا کی سب سے حسین ترین لڑکی ہوتی۔"

گلال ہوئے گال کی تپش کو اپنے ہاتھ کی پشت سے محسوس کرتے وہ اسکے کان کے قریب جھکتا گھمبیر تا سے گویا ہوا،

""""تمہارے لئے یہ چڑیل ہی ہے دوسرا آپشن ختم ہو گیا ہے مسٹر۔ اب نقص مت نکالو قبول کرو جیسی بھی ہوں۔!"

ناک چڑھائے وہ ایک ابرو اچکائے دو بدو بولتی شرٹ کے بٹن سے چھیڑ خانی کرنے لگی۔

ابیر کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے، وہ اسکی ملکیت تھی، اسکی بیوی، وہ حق رکھتا تھا اسکے پور پور پر۔ سر تا پیر وہ صرف ابیر علوی کی تھی، رگوں میں سرشاری امڈ آئی تھی، آنکھوں میں ابلتی سرخی اب جنونیت میں بدلنے لگی،

ابیر اس فسوں خیزی میں بری طرح سے جکڑ چکا تھا،

دو انگلیوں سے اسکی تھوڑی اونچی کیے اسنے بے اختیار اسکی جبین پر اپنا پر تپش لمس چھوڑتے اسے شدت سے خود میں بھینچا،

""""تم بہکار ہی ہو مجھے اور اگر میں بہکا تو بہت پچھتاؤ گی تم مسز۔!

"ہاہاہا آر یو بلشنگ مسٹر ایٹیٹیوڈ۔؟"

نشیلی نگاہوں سے اسکی شہد رنگ آنکھوں اور اسکے چہرے پر پھیلی سرخی کو دیکھ وہ مسکراتے ہوئے آنکھیں مٹکاتے پوچھنے لگی،

جس پر نا چاہتے ہوئے بھی ابیر کے چہرے پر مسکراہٹ امڈی۔

"یس آئی ایم۔" اسکی گردن کے گرد اپنا مضبوط ہاتھ لپیٹے وہ صاف گوئی سے بولا۔

"اچھا یہ بتاؤ پاسورڈ کیا ہے تمہارے موبائل کا۔؟ "

ماتھے پر بل ڈالے وہ اب سنجیدگی سے استفسار کر رہا تھا۔

عنایا نے ناک اسکی شرٹ سے رگڑا۔ شاید وہ سونے لگی تھی۔

"""پاسورڈ۔ ہاں پاسورڈ ہے "teddy" نیند میں جاتے وہ منہ میں ہی بڑبڑائی، جب کہ اس نام کو سنتے ہی ابیر علوی کی شہد رنگ آنکھوں میں غصے کی سرخی امڈی۔

ماتھے اور گردن کی رگیں ایک دم سے پھول لیں تھی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے قدم خود بخود پیچھے ہوئے، عنایا اسکے پیچھے ہونے پر آنکھیں جھپکتے اسے دیکھنے لگی،

جس کا چہرہ حد درجہ سپاٹ ہو چکا تھا،

اسنے بائیں ہاتھ میں موبائل فون تھامے پاسورڈ لگایا،

فون ان لاک ہو چکا تھا مگر فون کے وال پیپر پر لگی تصویر دیکھ اسکی آنکھیں پتھرا سی گئی،

شہد رنگ آنکھوں میں بے یقینی سی دھر گئی،

فون اسکرین پر لگی تصویر کسی اور کی نہیں عالیحان شاہ اور عنایا کاظمی کی تھی۔

جو آج سے گیارہ سال پہلے لی گئی ایک خوبصورت تصویر تھی،

جس میں عالیحان عنایا کی پونی بنا رہا تھا اور عالیحان کے سلکی گولڈن بال اسکے گود میں بیٹھی عنایا نے مونچھوں کی صورت اپنے ہونٹوں پر لگائے ہوئے تھے۔

خوبصورت لمحوں میں بنائی گئی وہ تصویر ایک مکمل منظر دکھا رہی تھی، ماضی کا ایک خوبصورت عکس۔

ابیر علوی پر چھایا سارا خمار سارا نشہ ایک ہی لمحے میں ہوا ہو چکا تھا،

وہ کیسے بھول چکا تھا کہ عنایا کاظمی کیلیئے وہ کبھی پہلی چوائس نہیں رہا تھا، وہ کیسے بہکا۔ کیسے اس لڑکی پر اپنی محبت اپنے سچے جذبات برسانے لگا، جو اسکی محبت تو کیا اسکے ساتھ تک کی قابل نہیں تھی۔

""ابیر۔ ""

گھومتے سر اور بند ہوتی نگاہوں سمیت وہ بمشکل سے بڑبڑائی تھی،

مگر سیکنڈ کے دسویں حصّے میں خود کو کمپوز کرتے ابیر نے واٹس ایپ کھولا۔

عیناں کا نمبر جو مام کے نام سے سیو تھا اس پر اپنے آج دوست کے پاس رکنے کا مسیج کرتے اسنے فون طیش کے عالم پر دیوار پر دے مارا،

ٹھاہ کی زوردار آواز کے ساتھ ہی فون کئی ٹکروں میں بٹا اب فرش پر بکھر چکا تھا۔

جسے دیکھتے عنایا کی آنکھیں حد درجہ پھیلی۔

""تم نے آج تک اس عالیحان شاہ کو اپنے دل میں بسا رکھا ہے۔ عنایا ابیر علوی۔ تمہیں آج میں بتاؤں گا کہ ابیر علوی کا تم پر اور تمہاری اس زندگی پر کتنا حق ہے۔ !""

اسکے بازو کو دبوچتے وہ اسکے چہرے پر دھاڑا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایا سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔جو کسی شیر کی مانند بپھرا ہوا تھا۔آج اسکی انا پر اسکی غیرت پر کاری وار ہوا تھا۔

اسکی بیوی اسکے نکاح میں ہوتے ہوئے بھی آج تک کسی دوسرے سے محبت کرتی آئی تھی۔

یہ سوال اور اسکا جواب اسکے دل اور دماغ پر نشتر کی طرح چبھ رہا تھا۔

اسے کھینچتے ہوئے وہ واشروم میں گھسا۔دروازے کو ایک ٹھوکر سے کھولتے اسنے زور سے عنایا کو دھکہ دیا جو لڑکھڑاتے قدموں سمیت دیوار سے بری طرح سے ٹکرائی تھی۔

"اہھہ۔"

بے ساختہ اسکے منہ سے چیخ بلند ہوئی تھی۔جب اپنی شرٹ کو بے دردی سے پھاڑتے وہ ایک ہی جست میں اسکے قریب پہنچا شاور آن کر گیا۔

""چچ چھوڑو مجھے ہرٹ ہو رہا ہے۔!"اسکے بالوں کی جڑیں بری طرح سے درد کرنے لگی تھی جبکہ وہ بے حس بنا اسکے بالوں کو جکڑے عنایا کا چہرہ شاور کی طرف کر گیا۔

وہ بن پانی مچھلی کی مانند پھڑ پھڑا رہی تھی۔

اپنے ناخنوں سے اسکے بازو اسکی گردن پر وار کرنے لگی،مگر اس وقت ابیر علوی پر جو بھوت سوار ہو چکا وہ کسی بھی طور نہیں اتر سکتا تھا۔

کافی دیر کے بعد اسنے ایک جھٹکے سے اسکے بالوں کو آزاد کیا۔تو عنایا دیوار سے سر ٹکائے گہرے سانس بھرنے لگی، ابیر نے دہشت ناک نگاہوں سے اسکے بھیگے سراپے کو دیکھا اور پھر دونوں ہاتھوں کے مکے بنائے اسکے دائیں بائیں مضبوطی سے ہاتھ ٹکائے،

اپنے چہرے پر کسی کی دہکتی سانسوں کو محسوس کرتے عنایا بدکی،خوفزدہ نگاہوں سے سامنے دیکھنے لگی،جہاں شہد رنگ آنکھوں میں نفرت کا جہاں سموئے ابیر علوی اسے کاٹ دار نگاہوں سے دیکھ رہا تھا،

شاور کا یخ پانی اسکے کاندھوں سے بہہ رہا تھا مگر وہ ٹکٹکی باندھے عنایا کا ظمی کو دیکھ رہا تھا۔

جس کے سر سے اب آہستہ آہستہ سارا نشہ اتر رہا تھا۔

""تت تم۔!"سوکھے پتے کی مانند پھڑ پھڑاتے لبوں سے کہتی وہ تھوک نگلنے لگی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسے کچھ بھی یاد نہیں آرہا تھا، مگر اس وقت وہ جس حالت میں ابیر علوی کے سامنے بلکہ اسکے بے تحاشہ نزدیک تھی۔ سانس رکنا تو معمولی سی بات تھی۔

"چھ سال۔ چھ سال سے تم میرے نکاح میں ہو عنایا کاظمی اور ان چھ سالوں سے میں نے کسی لڑکی کو نگاہ بھر کر دیکھا تک نہیں۔ تو پھر تم کیسے میرے نکاح میں ہوتے ہوئے بھی اب تک کسی دوسرے سے عشق لڑاتی رہی ہے؟"

اسکے لفظوں میں زخمی شیر کی پھنکار تھی، عنایا مضبوطی سے لب میچے اپنی بھیگی بھوری سرخ ہوتی نگاہوں سمیت اس خوبرو مرد کو دیکھ رہی تھی جو اس سے اس قدر نزدیک تھا۔

کہ اگر وہ ہلتی بھی تو اسکے سینے سے جا ٹکراتی۔

اسکے وجود کا سحر آج عنایا کاظمی کو اسکے لفظوں کی ہتک سے کئی زیادہ اپنی طرف کھینچ رہا تھا،

وہ بمشکل سے اسکے چوڑے کشادہ سینے سے نگاہیں چراتے دوسری طرف دیکھنے لگی،

جب اگلے ہی لمحے اسکی گردن کو دبوچے وہ اسکا چہرہ اپنے بے انتہا قریب کر چکا تھا،

""بیوی ہو تم میری۔ میری ملکیت۔ عشق لڑانا تو دور آئندہ تمہارے نزدیک پانچ فٹ کے دائرے میں بھی کوئی مرد دکھا مجھے تو تم کسی کو دکھنے کے قابل نہیں رہو گی۔ عالیحان شاہ کا سایہ بھی تمہارے وجود پر پڑا تو تم کو سوگی اس وقت کو جب تم نے اپنے منہ سے مجھے شوہر قبولا تھا،

اسکی گردن پر دباؤ بڑھاتے وہ اس کی سہمی نگاہوں میں دیکھتا جنون بھرے لہجے میں بولا عنایا کا سانس خشک کر گیا،

اپنی گردن اسکے ہاتھ سے چھڑانے کی کوشش میں وہ ہلکان ہو چکی تھی مگر وہ بے تاثر نگاہوں سمیت اسکے وجود کو سر تا پیر گھورتا ایک دم سے اسکی گردن کو چھوڑے اسے کاندھوں پر لادھ گیا،

عنایا خوف کے عالم پر چیخنے لگی،

"بچاؤ مجھے پلیز کوئی ہے سیومی۔!" مسلسل ٹانگیں ہلاتی وہ اپنے بچاؤ کی ادنی سی کوشش کرنے لگی۔

مگر وہ بنا تاثر لئے روم میں آتے ساتھ ہی دھڑام کی زوردار آواز سے اسے بیڈ پر پھینک گیا۔

جو اوندھے منہ گرتی اپنے درد کو بھلائے ابیر کی اگلی کاروائی کا سوچتے ہی خوفزدہ سی بھاگنے لگی،

مگر وہ جھٹکے سے اسکا بازو دبوچتا اسے کراہنے پر مجبور کر گیا،

عنایا کا بازو تھامے ابیر نے اپنے بیلٹ سے باندھتے اسکی ہک بیڈ کے کروان میں اٹکائی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""کک کھولو یہ کیا کر رہے ہو تم۔؟ "

وہ جھٹپٹاتی خوف سے زرد پڑتے چہرے سمیت بولی اب اپنے بازو کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی،

ابیر بنا اسے جواب دیے الماری کی طرف بڑھا، اپنا دوسرا بیلٹ نکالتے اسنے دوسرے ہاتھ کو بھی اسی انداز میں باندھا،""

عنایا بے بسی سے سر پٹختے خود کو چھڑانے کی سعی کرنے لگی،

""آج کی ساری رات تم جاگ کر اپنے شوہر کو دیکھو گی تاکہ تمہیں آئندہ یاد رہ سکے کہ تمہارا شوہر کون ہے اور تم کس کی ملکیت ہو اور اگر تم نے ایک منٹ کیلئے بھی اپنی آنکھیں جھپکی تو پھر تمہارے ساتھ جو بھی ہو گا اسکا ذمہ دار میں نہیں ہو گا مسز علوی گاٹ اٹ۔!"

عنایا کے جبڑے کو دبوچے وہ سخت لہجے میں بڑبڑاتا منعی خیزی سے بولا،

تو عنایا نے بھیگی نگاہوں سے اس گھٹیا شخص کو دیکھا، جو اسکی بے بسی کا فائدہ اٹھا رہا تھا،

""لگتا ہے تم چاہتی ہو کہ میں کچھ کروں۔! اسکے چہرے پر انگلی پھیرتے وہ مخمور لہجے میں بولا۔۔

تو عنایا جل بھن کر راکھ ہوئی تھی۔

نفرت سے اسکی انگلی کو جھٹکا۔

اور بنا کچھ کہے اسکے حسین چہرے کو دیکھنے لگی،

""دیٹس لائک آ گڈ گرل۔!" تمسخرانہ مسکراہٹ اچھالتا وہ عنایا کے یوں مان جانے پر بیڈ سے اترتا صوفے پر بیٹھا۔ اب اپنی شہد رنگ نگاہوں سے اسے گھورنے لگا،

جو نفرت بھری نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"بہت پچھتاؤ گے تم ابیر علوی یہ وعدہ ہے میرا تم سے۔!

خونخوار نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتی وہ پر عزم لہجے میں خود سے گویا ہوئی۔

Episode 19

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ماہا بہت پیاری بچی ہے تم بہت خوش قسمت ہو تبریز۔جو اتنے آزاد ماحول میں بھی تمہیں اتنی باشعور اور سلیقہ شعار لڑکی ملی۔!"

امن نے دل سے ماہا کی تعریف کی،اس وقت ان الفاظ کے سبب تبریز کے چہرے پر جو خوشی رقص ہوئی تھی وہ دیکھنے کے قابل تھی،

گہری سانس بھرتے وہ گردن جھکائے بریانی کی بائٹ لینے لگا،

آج رات کا کھانا اسپیشل تھا جبھی حیا اور الایہ نے مل کر تبریز کی پسند کی ہر چیز بنا ڈالی تھی۔

"جی انکل اس معاملے میں تو میں واقعی میں بہت خوش قسمت ہوں۔! سر کو ہاں میں جنبش دیتے وہ دل سے گویا ہوا،اس وقت دل نے شدت سے خواہش کی تھی کہ وہ اڑ کر اس ظالم کے روبرو پہنچ جاتا،جو نا جانے کیوں اس سے بے رُخی برت رہی تھی۔

"خیر سے بے بی کے ہونے کے بعد تم اور ماہا یہاں ضرور آؤ گے۔وہ بیچاری تو کبھی آ ہی نہیں سکی۔بس فون پر ہی حال چال پوچھا ہے اسکا۔اور تم بھی بلکل سڑے کر لیے ہو اب اگلی بار ماہا اور بے بی کی ہے اور وہ دونوں ہم سے ملنے آئیں گے اور دو مہینے رہیں گے ہمارے ساتھ۔!

الایہ کی کھنکتی آواز پر وہ ہنستا ہوا سر کو اثبات میں ہلا گیا،

"اب بس کر دیں آپ سب۔ بھئی کھانے سے پیٹ بھرنا ہے مجھے،آفٹر آل دو بیوٹیفل لیڈیز نے اتنے پیار سے بنایا ہے مگر مجھے لگتا ہے کہ آپ سب چاہتے ہیں کہ آج باتوں سے ہی میرا پیٹ بھر جائے۔!

سبھی پر ایک مشکوک نگاہ ڈالے وہ شرارت سے گویا ہوا۔تو سب مسکرا دیے۔

"خبردار جو اب کسی نے ٹوکا تو۔آرام سے کھانا کھانے دیں بچے کو باقی باتیں بعد میں کریں گے۔!

حیا کی تنبیہ پر وہ سبھی خاموش ہو گئے،

"ویسے یہ عمایہ اور انیل کہاں ہیں جب سے آیا ہوں ایک بھی نہیں دکھا۔؟

ماتھے پر بل ڈالے وہ اب حیرت سے استفسار کر رہا تھا۔الایہ اور اذلان نے بے ساختہ ایک دوسرے کو دیکھا۔

انیل کا تو پوچھو ہی مت مہینوں منہ نہیں کرتا گھر کا جب سے چاچا کی طرح پولیس آفیسر بنا ہے بس وردی کا ہی ہو کر رہ گیا ہے۔"

ناک سکیڑتے امن نے جلے بھنے انداز میں کہہ اذلان کو دیکھا جو اسکے الزام پر سر نفی میں جھٹکنے لگا،

اب ایسا بھی نہیں بھائی۔انیل مجھ سے بھی اچھا آفیسر ہے اور آج کل جس کیس پر وہ کام کر رہا ہے اس پر کام کرنے سے بڑے بڑے آفیسر زانکار کر چکے ہیں۔ مگر انیل علوی اپنے چاچا کی طرح آسان چیزوں پر ہاتھ تھوڑی ناں ڈالتا ہے۔۔آپ دیکھئے گا ان شاءاللہ جلد ہی وہ یہ کیس سالو کر لے گا۔"

ازلان کے لہجے میں فخر تھا آنکھوں میں ڈھیروں محبت اگر آج اسکی پرنسز زندہ ہوتی تو وہ زبردستی ہی سہی اسکی شادی انیل سے کروا دیتا۔

مگر حقیقت تصور سے کئی زیادہ الگ تھی،اسکی بچی اب اس دنیا میں نہیں رہی تھی اور اسکا بھتیجا آج تک اسکی موت کو قبول نہیں کر پایا تھا کیا وہ انجان تھا کسی بات سے۔؟ بلکل بھی نہیں مگر وہ چپ تھا،کیونکہ اب بولنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ساری (سوری) گوری جی وہ ناں دروازہ جام ہو گیا ہے اپن صبح تیل ڈالے گا تو چھکاس ہو جائے گا پہلے کی طرح ۔!" لکڑی کے دروازے کو کھولنے کی جدوجہد میں مگن مجنوں اپنے دانتوں کی نمائش کرتے دروازے کو پوری قوت سے پیچھے کو دھکہ دیا، جو مٹی کے کچے صحن پر رگڑ کھا رہا تھا،

ایمی سرد نگاہوں سے ہاتھ سینے پر لپیٹے اس پاگل شخص کو دیکھ رہی تھی،

"مگر کافی دیر تک دروازہ ناں کھلنے پر وہ بے زارگی سے آگے بڑھی،

"سائیڈ ہٹو۔! خفگی سموئے اسکی بھاری آواز پر ناچاہتے ہوئے بھی مجنوں چونکا، حیرت سے اسنے ایمی کو دیکھا، مگر کچھ بھی سمجھ ناں آنے پر وہ اسکے اشارے پر تیزی سے پیچھے ہٹ گیا،

ایمی آگے بڑھی،اور ایکدم سے دائی ٹانگ ہوا میں لہراتے اسنے زور سے کک کیا دروازہ ٹھاہ کی آواز سے ٹوٹا، لکڑی کے اس بوسیدہ دروازے میں ایک بہت بڑا سوراخ ہو چکا تھا۔

دروازے کو کندھے سے ٹھوکر مارتے ہی وہ لاپرواہی سے چلتی اب اندر صحن میں داخل ہو گئی،

وہیں اپنے دروازے کو دو حصوں میں بٹا دیکھ، جس کا ایک پٹ ایسے لڑکھ رہا تھا جیسے ٹوٹا ہوا کندھا ہو،اور دوسرے کے بیچ سورج سے بھی بڑا اور گول سوارخ ہو چکا تھا۔

"ہائے اپن کا اکلوتا دروازہ۔اب کیا کرے گا اپن پورے پانچ ماہ کی کمائی جوڑ کر تیل لایا تھا میں،اور آپ نے اپن کے دروازے۔ابھی تو لیا تھا یہ گھر،اور اتنا بڑا نقصان۔"!

زمین پر بیٹھتا وہ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامے عورتوں کی طرح دہائیاں دینے لگا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایمی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔اسے اندازہ ہی نہیں تھا کہ وہ لڑکا یہ سب کیا کر رہا ہے۔

شہد رنگ آنکھیں ایک دم حیرت سے پھیلتی گئی۔اپنی جینز کی پاکٹ میں دونوں ہاتھ پھنسائے وہ اس جنگلی کو دیکھنے لگی،

"دیکھو اگر تمہیں لگتا ہے کہ ایسے رونے سے میں تمہیں پیسے دے دوں گی تو تم غلط ہو۔؟میں تمہیں ایک پیسہ بھی نہیں دینے والی تو بہتر ہو گا کہ یہ ناٹک بند کرو اور جلدی سے میرے کھانے کا ارینجمنٹ کرو ۔!

گھٹنوں کے بل اسکے قریب جھکتی وہ لاپرواہی سے کندھے اچکائے اپنی بات کہتے مجنوں نے کھلے منہ کو فوراً سے بند کرتی اسکا گال تھپکتے جگہ سے اٹھی۔

مجنوں منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا ہوا اٹھا قمیض کا کالر دوبارہ سے کھڑا کرتے وہ اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتا وہاں سے باہر نکل گیا۔

پوری طرح سے گھوم کر اس جگہ کا جائزہ لیتی ایمی اب چھوٹے سے دروازے کو کھولتے ذرا سا جھکتے اندر داخل ہوئی ۔اندر مکمل اندھیرا تھا۔

اسنے ہاتھوں میں پہنے گلوز پر بندھی منی لائٹ آن کی۔جس سے کمرہ نیم روشنی سے نہا گیا،

لائٹس ڈھونڈنے کے چکر میں وہ بری طرح سے چکرا کر رہ گئی تھی۔

"ڈیم اٹ ویئر زدی لائٹس۔؟اپنے غصے پر ضبط کرتی وہ دانت پیستے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے مڑی،جب ایک دم کسی سے ٹکراتے اسکی منہ سے چیخ نکلی،

"ارے گوری میم اپن ہے کیا ہوا آپ کیا ڈھونڈ رہے ہو؟؟"

اپنے سینے پر دل کے مقام پر پٹختے سر کو سہلاتا وہ فکرمندی سے بولا،

"ڈونٹ یو ڈیئر۔؛پیچھے ہٹو یُو جنگلی۔!

اسکی سرد آواز میں دھاڑ پر مجنوں اچھلتا دو فٹ دور ہوا،

"وووہ میں یہ کہہ رہا تھا۔کہ لائٹ دیوار پر نہیں ہے چھت پر لٹکی ہے آپ ہٹو اپن چالو کرتا ہے۔!آنکھوں پر پڑتی ایمی کے ہاتھ پر بندھی لائٹس کے سبب وہ آنکھیں میچتا بولا۔

تو جلاؤ لائٹس ڈفر۔!وہ غصے سے کھولتے ہوئے گرجی۔جس پر مجنوں گڑبڑا کر آگے بڑھا،

اور ذرا سا اونچا ہوتے اسنے جھکے ہوئے تار کو کھینچا،جس کے سبب کمرہ روشنی سے نہا گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""موو۔!"""جی۔؟'ایمی کا سرخ چہرے سے کہا گیا جملہ سن وہ ہونقوں کی طرح بولا۔

"نکلو یہاں سے۔"دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے وہ غصے سے دھاڑی۔جس پر مجنوں آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا الٹے قدموں سمیت باہر نکلا۔

"رکو۔!کمرے سے نکلتے ہی اپنی پشت پر اس کی گرج دار آواز پر وہ رک گیا۔

"کھانا دو۔"اسکے ہاتھ میں ٹرے دیکھ وہ دوٹوک لہجے میں بولی۔

تو مجنوں نے آنکھیں پھیلائے اپنے ہاتھ میں موجود کھانے کی ٹرے کو دیکھا،

"پر گوری جی اپن بھی بھوکا ہے۔!لٹکے چہرے سے وہ کھانے کی ٹرے کو دیکھتا منمنایا۔

"جاؤ اپنے لئے اور لے آؤ،اسکے ہاتھ سے ٹرے چھینتے اسنے ساتھ ہی تائید کی۔

کیا یہاں باہر سونے کیلئے بیڈ ہے۔!"

دروازے سے سر باہر نکالے وہ صحن کو دیکھتے پوچھنے لگی،

'نہیں یہاں بیڈ نہی ہوتا گوری جی۔مگر چارپائی ضرور ہے وہ رہی۔!

بتیسی کی نمائش کرتے اسنے شہادت کی انگلی سے دیوار سے لگی چارپائی کی طرف اشارہ کیا،جو چاند کی روشنی میں واضح نظر آرہی تھی۔

"دیٹس گڈ۔آج رات تم اسی پر سووگے۔گڈ نائٹ۔!

سپاٹ چہرے سے اسے دیکھتی وہ اسکے منہ پر دروازہ بند کرگئی،

""گگ گوری جی اپن کیسے سوئے گا یہاں تو مچھر ہے بہت۔!"

دروازہ بند ہونے پر وہ پاگلوں کی طرح دروازہ بجاتے بڑبڑایا۔

مگر آگے سے جواب ناں پاتے اسکا چہرہ لٹک گیا۔

"""کیا دن آگئے ہیں اپنے ہی گھر میں اپن کو ایسے بھکاریوں کی طرح سونا پڑے گا۔"""!

مردہ قدموں سے چارپائی کی طرف بڑھتا وہ افسردگی سے بڑبڑاتا ایمی کو دل ہی دل کوسنے لگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""بارس خدا کیلئے اپنا منہ بند کر۔!!""وہ دراز قامت لڑکا جسے انہوں نے اولاد کی طرح پالا تھا اس وقت انہیں واقعی میں کوئی سر پھرا وحشی لگ رہا تھا،

جو پچھلے بیس منٹ سے چلے جا رہا تھا،وہ ایک بھی لمحے کو رکا نہیں تھا،اور ناں ہی اسنے مجتبیٰ حسین کو نیچے اتارا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکی ڈھٹائی اور بارس کی پکار پر اکٹھے ہوتے چرند پرند، جانوروں کو دیکھ انکا چہرہ ضبط سے لال پڑ چکا تھا،

""بارس میرے باپ اتار نیچے اتنے اونچے ٹیلے پر نہیں چڑھ سکتے ہم۔!"

وہ اس غصے سے چلائے۔ مگر وہ سن ان سنی کر گیا، ٹیلے کے چاروں اطراف سے گھومتے وہ ایک طرف سے بنے راستے پر چڑھنے لگا، وہ رستہ بلکل صاف تھا ایسے جیسے کسی نے اسے صاف کیا ہو۔

مجتبیٰ حسین نے ہاتھ مضبوطی سے اسکی گردن پر باندھے اب حیرت سے اس رستے کو دیکھا۔

صبح کی تازہ ہوا ان کے چہرے سے ٹکرا رہی تھی۔ اور اب وہ اشتیاق سے ہر ٹیلے پر رکھے مختلف رنگوں کے پتھروں کو دیکھ رہے تھے،

""یہ سب کیا ہے بب بارس۔!؟""وہ انہیں اٹھائے جیسے ہی اونچائی پر پہنچا، مجتبیٰ حسین وہاں کی سجاوٹ دیکھ ششدر سے رہ گئے،

انکی آنکھوں سے۔ جھلکتی بے یقینی دیکھ بارس نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔ایک سیکنڈ کچھ اور بھی ہے۔!"

چاروں اطراف سفید جالی بندھی ہوئی تھی اور ایک طرف گول دائرہ بنا کر پتھروں سے جگہ کو ہموار کیا گیا تھا۔

"اب کیا ہے۔؟ مجتبیٰ حسین کی آواز میں خوشی کی رمک تھی۔

بارس کی بھوری آنکھوں میں وہی انجانے تاثرات تھے،

بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلیاں منہ میں ڈالے اسنے مخصوص سیٹی بجائی، جس پر سارے جانور جھرمٹ کی صورت میں اوپر چڑھنے لگے، اس منظر کو دیکھ مجتبیٰ صاحب پھر سے گھبرائے،

"کوئی بھی اس دائرے سے آگے نہیں بڑھے گا سمجھے۔؟"

گردن موڑے اسنے سبھی جانوروں کو تنبیہ کی جو سر زمین پر گرتے آوازیں نکالنے لگے۔

"بارس نے پھر سے سیٹی بجائی تو ایک دم سے ڈھیروں چڑیاں اور پرندے چونچ میں ہر قسم کے پھول لئے انکے سروں پر منڈلانے لگے،

"پارٹنر آجاؤ۔!""اب کی بار وہ پوری طرح سے مڑا۔

دو آدمی جو سیاہ ماسک سے اپنا چہرہ ڈھانپے ہوئے تھے وہ ایک بڑے سے لمبے ڈبے کو اوپر لائے جس پر مجتبیٰ صاحب گھبرائے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بارس آگے بڑھا گھٹنوں کے بل جھکتے اسنے ڈبے کو کھولا تو اندر موجود مگرمچھ کی دھاڑ پر سب جانور اور ان کے ساتھ ساتھ مجتبیٰ حسین کی چیخ بے ساختہ تھی،

"امید ہے سفر اچھا رہا ہوگا۔! بارس نرمی سے اسکے سر کو سہلاتے پیار سے پوچھنے لگا، جس پر منہ کھولتے اس مگرمچھ نے اسے جواب دیا،

"ڈریں نہیں یہ سپاٹ ہے، میرا بچپن کا ساتھی اسکا بیٹا ہے یہ۔یہی جھیل میں رہتا ہے۔اسکا بڑا دل تھا آپ سے ملنے کو تو اس لئے اسے بھی بلا لیا۔"

عام طور پر اسکے چہرے پر جو سرد مہری پائی جاتی تھی اس وقت اسکا شائبہ تک ناں تھا،وہ محبت اور بڑے لاڈ سے اس مگرمچھ کو لاڈ کر رہا تھا، جس پر پیچھے موجود کچھ جانور غصے بھری آوازیں نکالنے لگے،

"ہاں ہاں تم سب کو بھی ملوانا تھا۔"

وہ سمجھ گیا کہ وہ سب کیا کہنا چاہتے ہیں۔

"آؤ بابا سے ملو۔! بارس اب سپاٹ (مگرمچھ) سے مخاطب ہوا، جس نے بارس کے کہنے پر سامنے دیکھا۔

"نن۔نہیں میں نے مل لیا بب بارس میرے نزدیک مت لانا اسے۔! انکا سانس اٹک چکا تھا خوف کے سبب دل ایسے تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔

""اوکے۔تم یہی رکو۔!

بارس مگرمچھ سے کہتا اب آگے بڑھا۔

اوکے تم سب تیار ہو۔!

ایک آنکھ بند کیے اسنے بائیں جانب سے پھوٹتے سورج کی پہلی کرن کو دیکھتے آسمان پر گھومتے پرندوں سے کہا اور پھر دونوں ہاتھوں کی مدد سے منہ سے کوئی آواز نکالتا وہ مجتبیٰ حسین کے قدموں میں جھکا۔

""بب بارس""!

مجتبیٰ حیرت سے اسے دیکھتے چلائے تھے جو انکے قدموں میں جھک چکا تھا،

"آج سے گیارہ سال پہلے آج ہی کے دن، سورج کی پہلی کرن کے پھوٹتے ہی آپ نے ایک جنگلی، ایک بے زبان بچے کو ایک دردناک نہیں ایک دوزخ نماں زندگی سے نجات دلائی تھی،

آپ شاید بھول گئے ہوں کیونکہ آپ کو عادت ہے احسان بھول جانے کی، وہ پہلی بار انکے دونوں ہاتھ تھامے انکے قدموں میں جھکا ہلکا سا ہنسا۔اسکی بھوری آنکھیں، بھورے بال بھورے ہلکی بئیرڈ اس چمکتے سورج میں اسے مجسمہ حسن بنا رہے تھے،

مجتبیٰ حسین نم نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے،

"مجھے بستر پر سلانے والا آپ ہیں، مجھے کچے گوشت اور پتوں سے مرغوب غذائیں بنا کر دینے والے آپ ہیں، مجھے بچانے کیلیے اپنے بیٹی کو قربان والے آپ ہیں۔اور آج وہی دن ہے بابا، جب ایک حیوان نے لفظ بابا کو سنا تھا، آپ کا بے حد شکریہ مجھے اس دوزخ سے نجات دلانے کے لئے۔!

انکے ہاتھوں پر بوسہ دیتے وہ بھیگے لہجے میں بولا۔

تو وہیں آسمان پر اڑتے پرندوں نے ایک ساتھ ہی پھولوں کی بوچھاڑ شروع کی۔ہر جانور اپنی مختلف آوازیں نکالتا اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگا۔

""مجتبیٰ حسین بھیگی نگاہوں سے اسکے شانوں کو تھامے اسے روبرو کر گئے،

کس نے کہا کہ تم حیوان ہو۔میرے بچے تم تو لاکھوں میں ایک ہو، دیکھو دنیا کے لوگ اپنے ہی لوگوں پر ظلم ڈھا کر اپنی حکمرانی جتانا چاہتے ہیں اور میرا بیٹا ان بے زبانوں کے دلوں پر راج کرتا ہے،

"تم بہت خاص ہو میرے بچے، غیر معمولی سے کئی بڑھ کر۔ تمہیں خدا نے اس صلاحیت سے نوازا ہے جس کا تصور کو انسان کبھی نہیں کر سکتا۔'

اسکی پیشانی پر بوسہ دیتے انہوں نے اسے سینے میں بھینچ لیا۔

سرخ وسفید پھول بارش کی بوندوں کی طرح ان پر برس رہے تھے۔بارس انکے سینے سے لگا اپنا ہر زخم ہر گھاؤ بھلا گیا، ان کی آغوش اسکے لئے وہ مرحم تھی۔۔جو اسے ہر غم ہر مصیبت میں راحت بخشتی تھی۔

کافی دیر تک مستی کرنے کے بعد بارس انہیں کاندھے پر لادھے نیچے اترنے لگا،

""بارس وہ آدمی کون تھے اور وہ یہاں کیسے آئے۔؟ان کے ذہن میں خوف جھلک رہا تھا۔

"بارس ہنسا۔!

"بابا وہ ڈیول کے آدمی ہیں تو آپ بھی اب مجھے سب کے سامنے بارس کہنا بند کر دیں۔"

"آدمی۔؟""

وہ چونکتے ہوئے بڑبڑائے۔اچھا چھوڑیے پھر کبھی بتاؤں گا آپ یہ بتائیں سرپرائز کیسا لگا۔

وہ ان کا ذہن ہٹانا چاہ رہا تھا جس میں وہ کامیاب بھی ہو چکا تھا۔

"سرپرائز تو اچھا تھا مگر تم جانتے ہو آج میں نے کیا دیکھا۔زندگی کی سب سے بڑی خوشی۔؟؟"!

انکے لہجے کی کھنکھناہٹ پر ڈیول کا چہرہ شاداب ہوا۔

کیا دیکھا آپ نے؟؟""ماتھے پر بل ڈالے وہ حیرت سے پوچھنے لگا۔

""میرے بیٹے کے دائیں گال پر ابھرتا گڑھا۔کتنا دلکش نظارہ تھا وہ آج تم پہلی بار مسکرائے وہ بھی تھوڑا سا۔"

وہ اب پھر سے اداس ہو چکے تھے۔جبکہ ان کی بات پر بارس ٹھٹکا۔

"ہمم آپ کیلئے کیک بھی لایا ہوں اور گفٹ بھی۔اب آپ نے بنا ضد کیے سارے گفٹس کھولنے ہیں اور بتانا ہے کہ کون سا زیادہ اچھا ہے۔!

وہ انہیں باتوں میں الجھاتا اب گھر میں داخل ہوا۔

"اوکے باس مل کر دیکھیں گے۔!ان کے لہجے کی خوشی وہ واضح محسوس کر سکتا تھا،ایک سکون تھا جو آج اسکے روم روم میں طمانیت بھرا احساس بھر گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""کیسی ہو۔؟" تفکر بھرا لہجہ میں دوسری جانب سے مکمل خاموشی پر ماہالب مضبوطی سے بیچ گئی،کمفرٹر مٹھیوں میں جکڑے اسنے آنسوں کو بہنے سے روکنے کی بھرپور کوشش کی،

"میں تو ٹھیک ہوں آپ نے کیوں کال کی۔؟بےزارگی سموئے لہجے میں کہتی وہ تبریز کے تن بدن کو آگ لگا گئی، وہ جو کب سے اسکی یاد میں پاگلوں کی طرح تڑپ رہا تھا کہاں گنوارہ تھا کہ وہ ظالم لڑکی اسے اس طرح سے مخاطب کرتی،

"کال پک کرو،کوئیک۔!ویڈیو کال لگاتے اسنے حکمیہ کہتے کال کٹ کر دی،

ماہا موبائل اسکرین پر چمکتی کال دیکھ گڑبڑا کر آنکھیں رگڑتے سیدھی ہوئی،

کروان سے سر ٹکائے وہ دانتوں تلے لب کچلنے لگی،دوسری طرف اسکا کال ناں اٹھانا تبریز کے دل و دماغ میں ہتھوڑی کی طرح برس رہا تھا،

اگر ابھی تم نے کال پک ناں کی تو ماہا تبریز شیرازی۔اگلے چند گھنٹوں میں،میں وہاں تمہارے سامنے ہونگا اور پھر تمہاری حالت کی پرواہ کیے بغیر ہی میں تمہاری سانسیں ایسے تنگ کروں گا کہ تم پچھتاؤ گی اپنے اس عمل پر۔"!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکا طویل وائس نوٹ سنتے ہی ماہا کا دل زوروں سے دھڑکا، دماغ جھنجھا اٹھا، جبھی کانپتے ہاتھوں سے کال پک کی۔
دوسری طرف کال پک ہوتے ہی وہ بے قرار نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتا اب گہرے سانس بھرتا خود کو نارمل کرنے لگا۔

"تو میرا جانا اتنا برا لگا کہ محترمہ رو رہی ہیں میری چند گھنٹوں کی جدائی میں۔! جھکی پلکوں کی باڑ ایک دم سے اٹھائے وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی،

"آنکھیں جھوٹ بول سکتی ہے جاناں، مگر تمہاری ناک نہیں۔ دیکھو تو ٹماٹر کی طرح لال ہوئی پڑی ہے۔!
اسکی کھنکتی ہوئی آواز پر ماہا روتے سے مسکرادی، اس سے چند لمحوں کی دوری اسکی جان پر گراں گزر رہی تھی، جب وہ ہمیشہ کیلئے دور ہو جائے گی تو پھر۔؟"

گال رگڑتے وہ دھندلائی نگاہوں سے اس خوبرو شخص کو دیکھنے لگی،
جو اسکی زندگی کا کل سرمایہ تھا۔

"میری بیٹی نے تنگ تو نہیں کیا ماما کو۔؟ "اسکا دھیان بھٹکانے کو وہ شرارت سے استفسار کرنے لگا، و گرنہ ماہا کے آنسو اسکے دل پر گر رہے تھے، یہ صرف وہی جانتا تھا کہ وہ کیسے خود پر ضبط کر رہا تھا۔

"نہیں مجھے تو بلکل بھی تنگ نہیں کیا۔! وہ دو بدو جواب دیتے خاموش ہو گئی۔

"تو اب ہمیں بہانہ ڈھونڈنا پڑے گا بات کرنے کا بھی۔! کافی دیر تک ماہا کی جانب سے خاموشی محسوس کرتے وہ زخمی سا ہنسا،
تمسخر بھرے انداز میں بڑبڑایا۔

"ماہا کا چہرہ لمحوں میں سرخ پڑ گیا۔ میں بات میں بات کرتی ہوں۔! نگاہیں چرائے کہتے وہ فوراً سے کال کٹ کر گئی۔

"شکوے شکایتوں کی نہیں
یہ ظرف ظرف کی بات ہے
تیرے وہم و گماں میں ہم نہیں
ہمیں لفظ لفظ تُو یاد ہے۔!
کھلے آسمان تو دیکھتا وہ زخمی مسکراہٹ کے سنگ بڑبڑاتا مڑا، مگر ایک پل کو وہ ٹھٹکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

انہی قدموں پر پلٹتے وہ بالکونی سے نیچے دیکھنے لگا۔

"کل آؤ گی ناں یونی۔؟

"آؤں گی تو تب، جب تم ابھی جانے دو گے،" مسکراتے حسین چہرے پر سرخی سمیٹے وہ اپنا ہاتھ حمدان کے ہاتھ سے چھڑاتے بولی۔

"آج کی رات بہت یادگار رہے گی میرے لئے ہمیشہ، شکریہ عمایہ میرے ساتھ جانے کیلئے۔!

"اب میں جاؤں۔! اسکی نگاہوں سے خائف ہوتے وہ ہاتھ چھڑاتے فوراً سے بھاگی،

حمدان کمر پر ہاتھ ٹکائے عمایہ کے اندر جانے تک اسے دیکھتا رہا تھا، اسکے بعد وہ اپنی بائیک کی طرف بڑھا، ہاتھ سے اسے بائے کرتے وہ بائیک سٹارٹ کرتا وہاں سے نکلا۔

"""کیا عمایہ اس لڑکے کو پسند کرتی ہے؟؟ مگر انکل آنٹی تو کہہ رہے تھے کہ اسکی اور عائش کی منگنی۔؟

تبریز ماتھے پر بل ڈالے متفکر سا سوچنے لگا،

مجھے عمایہ سے بات کرنی ہوگی۔!"

پرسوچ سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے وہ کمرے کی طرف بڑھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مجھے گھر جانا ہے عالیحان پپ پلیز مجھے جانے دو۔! گھٹنوں کے گرد اپنے ہاتھ باندھتے وہ خوف سے گھٹی گھٹی آواز میں بڑبڑائی،

اسکے مطالبے پر الماری گھنگھالتا عالیحان چونکا۔ نیلی آنکھوں میں حیرت اڈی۔

"تمہارے منہ میں زبان بھی ہے۔؟ داہنی ابرو اچکائے وہ تمسخر اڑاتے بھاری لہجے میں استفسار کرنے لگا،

بستر پر بیٹھی وہ معصوم دوشیزہ نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھے گئی، جو بے قصور ہوتے ہوئے بھی قصوروار ٹھہرائی جا چکی تھی۔

"اگر رشتے کا لحاظ نہیں رہا تم میں تو کم از کم عمر کا ہی لحاظ کرلو، میں تمہاری بڑی بہن ہوں، تمہارے ماموں کی بیٹی۔!

""""ششششش۔ بہن کہہ کر میرا موڈ سپائل مت کرو لٹل اینجل۔ اور رہاں عمر کا لحاظ تو واقعی میں مجھے کرنا چاہیے مگر کیا کروں مجھ میں شرم و لحاظ پیدائشی ناپید ہیں۔!

جینز کی دونوں پاکٹس میں ہاتھ پھنساتے وہ کندھے اچکائے سرد لہجے میں بولتا عنایت کو ساکت سا کر گیا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ آنکھیں پھاڑے اسے گھورتی رہ گئی، جسے سمجھ پانا اسکے بس کی بات نہیں تھی،

"انتہائی گھٹیا انسان ہو تم،اہہہ ہاتھ چھوڑو میرا۔!

اسکے قریب آتے ہی ہاتھ دبوچنے پر وہ شیرنی کی جھپٹی اسکے ہاتھ پر مکے برسانے لگی،

عالیجان سرد نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا جو جنگلی بلی بنی اسکے ہاتھ پر جھپٹ چکی تھی،

"اگلے ہی لمحے وہ اسکے بالوں کو جکڑتا اسکا چہرہ اونچا کر گیا۔جو سرخ چہرے سے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورنے لگی۔

" گھٹیا پن دکھانے پر آیا تو تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گی، تمہارے لئے بہت اچھا ہے کہ اپنی زبان سنبھال کر بولو اور صرف وہی بولو جو مجھے پسند ہو جیسے سوری، معاف کردو۔ مجھے چھوڑدو۔"""" !

اسکی سیاہ جھیل سی آنکھوں میں اپنی نیلی نگاہیں گاڑھے وہ سرد لہجے میں پھنکارا۔

عنایت نے بے بسی سے لب میچتے اس بے حس شخص کو گھورا۔ جس کی انکھوں میں سوائے نفرت کے کوئی تاثر باقی نہیں رہا تھا۔

"""جانے دو مجھے عالیجان ماما ڈیڈ پریشان ہو رہے ہوں گے۔ ! "

اپنے بال اسکی گرفت سے چھڑانے کی کوشش میں ہلکان وہ غصے سے چلائی تھی،

اگر وہ وقت پر ناں پہنچی تو کیا ہو گا۔؟ کل تو اس کے سسرال والے بھی آنے تھے۔اگر عالیجان یہ بات جان جاتا تو عنایت کے لئے مشکل بڑھ سکتی تھی۔

جبھی وہ کسی بھی صورت میں اس کی قید سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔

""""اوور سمارٹ مت بنو، چپ چاپ بیٹھی رہو، بالوں کو چھوڑتا وہ اسکی دائی کلائی جکڑتا دھاڑا۔

عنایت نے بے بسی سے دانت پیسے۔اسکا چہرہ ٹماٹر کی طرح لال ہو چکا تھا اور اسکی یہ کیفیت عالیجان کو سرور بخش رہی تھی۔

"یہ بینڈ تمہارے ہاتھ سے ایک سیکنڈ کیلئے بھی نہیں اترنا چاہیے، ورنہ میں تمہارے گھر میں گھس کر تمہارے سسرال والوں کے سامنے سب کو بتاؤں گا کہ تم مجھے پسند کرتی ہو، بلکہ جنونی قسم کی محبت ہے ہم دونوں میں۔ !"

"اسکے چہرے کو اپنی نیلی بے تاثر نگاہوں سے دیکھتے وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتا عنایت کا ظمی کو خوفزدہ کر گیا،

"""تت تم ایسا کچھ نہیں کرو گے عالیجان۔! وہ خوفزدہ سی بڑبڑائی۔

"میں کچھ بھی کر سکتا ہوں،اور تم مجھے حکم دینے کی کوشش بھی مت کرنا۔پہنواسے۔! "

دانت پر دانت جمائے وہ خاصا جتاتے ہوئے لہجے میں گویا ہوا۔

""""نن نہیں اتاروں گی کبھی نہیں۔!'بھیگی نم نگاہوں سے وہ اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھ کانپتی ہوئی آواز میں بولتے خود سے اس بینڈ کو باندھنے لگی،

""""یہی بہتر ہے تمہارے لیے۔!"

""""میرا دوست تمہیں چھوڑ آئے گا۔اور تم یہی کہو گی کہ دروازہ بند ہونے کی وجہ سے تم بے ہوش ہو گئی اور یہ لڑکا تمہیں ہاسپٹل لے گیا۔!"

وہ ایسے بول رہا تھا جیسے وہ سب کچھ پلین کر چکا ہو۔بے یقینی سے اسے دیکھتی وہ اسکے گھورنے پر سر کو زور زور سے اثبات میں ہلانے لگی۔

""""عالیحان نے کاٹ دار نگاہ اسکے لباس پر ڈالی،نیلی حسین نگاہوں میں ناگواری سمٹی،

ایسی ڈریسنگ کر کے گھر سے باہر نکلی تو اب وارننگ نہیں دو نگا سیدھا گلا دبادوں گا۔!

اسکے وجود پر نگاہ ڈالے وہ غصے گرجا،

عنایت کا سر شرمندگی کے سبب جھک گیا،وہ تو پہلے سے ایسی ڈریسنگ نہیں کرتی تھی،یہ تو سیلون میں چینج کیا تھا۔ مگر عالیحان شاہ کو صفائی دینے سے بہتر تھا کہ وہ خاموش رہتی۔

"عالیحان کاٹ دار نگاہ اس پر ڈالے الماری کی طرف بڑھا۔اپنی شال نکالتے اسکے منہ پر پھینکی،

تذہیک کے احساس سے عنایت کا چہرہ سُرخ پڑ گیا،مگر خود پر ضبط کرتی وہ مردہ ہاتھوں سے اس شال کو تھامے اپنے وجود پر لپیٹ گئی،

"خدا کرے تم گونگے ہو جاؤ،""""بیڈ پر خود میں سمٹی وہ معصوم سی لڑکی اسکی زبان کے نشتر یاد آتے ہی،اسکے خوف سے منمنائی۔اور اندھے بھی ہو جاؤ۔!"سیاہ آنکھوں کو ہاتھ کی پشت سے رگڑتے وہ اسکی نیلی خوفزدہ کرتی نگاہوں کے یاد آتے ہی جلے بھنے دل سے بڑبڑائی۔

Episode 20

ہمارے لئے ایک چھوٹی سی جھونپڑی ہی ٹھیک ہے بارس۔ یہ تم کن چکروں میں الجھ رہے ہو، ہمیں کوئی گھر نہیں چاہیے۔ میں تمہارے ساتھ اس چھوٹے سے آشیانے میں بھی بہت خوش ہوں۔! "

بے یقینی کی کیفیت میں وہ آنے ہاتھ میں چابیوں کا گچھا دیکھ کر فوری طور پر وہ گچھا میز پر رکھتے بولے،

بارس اپنے سامنے موجود کرسی پر ٹانگیں پھیلائے اب پر سکون سے انداز میں بیٹھ چکا تھا۔

"ان سب سے کہو کہ چھوڑ دیں ہمارا سامان۔!

چھوٹے سے دو کمروں پر محیط وہ چھوٹا سا جھونپڑی نما گھر ان کا کل اثاثہ تھا۔ کمروں سے سامان نکالتے گارڈز کو دیکھ وہ بڑ کھا اٹھے۔

""میں فیصلہ لے چکا ہوں بابا۔ میں یونہی ڈر ڈر کر اپنی ساری زندگی نہیں گزار سکتا۔ مجھے وہ کرنا ہے جس سے مجھے سکون ملتا ہے۔ بارس آج سے مر گیا اب صرف ڈیول ہے اور آپ میری واحد کمزوری۔ جنہیں میں کسی بھی حال میں اس جگہ نہیں چھوڑ سکتا۔"

اسکا لہجہ بغیر کسی لچک کے تھا اور اسکے اسی بے حس لہجے پر وہ تلملا جاتے تھے۔

اب بھی سرخ چہرے سے مٹھیوں بھینچتے اسے غصے سے گھورا۔

"میں اس جنگل کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔"

وہ اب بھی اپنی بات پر اٹل تھے۔

ڈیول کی بھوری بے تاثر نگاہیں انہی پر تھیں، گہری سانس فضا کے سپرد کرتے وہ ٹیک چھوڑتے سیدھا ہوا۔

اپنے بھاری ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں الجھائے نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبائے اپنے بابا کو دیکھا۔

"کس نے کہا کہ آپ اس جنگل کو چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ ہم یہیں رہیں گے مگر اب سے اپنی اصلی گھر میں۔!

دوٹوک انداز میں اسنے پوچھا نہیں بلکہ اپنا فیصلہ سنایا تھا۔

""تو اگر میرا بیٹا مر گیا تو آج مجھے بھی مار۔!"

ابھی وہ اپنی بات مکمل نہیں کر پائے تھے کہ ایک لمحے میں ڈیول نے ہاتھ بڑھاتے ان کی گردن کی پچھلی جانب مخصوص رگ کو دبایا۔

مجتبیٰ حسین کا وجود ایک پل میں ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا۔ جسے بارس نے تیزی سے تھاما۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""سوچیے گا بھی مت کہ آپ مجھ سے دور رہیں گے۔ رہنا تو آپ کو وہی ہیں بابا جہاں یہ ڈیول رہے گا اگر مرضی سے نہیں تو زبردستی ہی سہی۔!"

جنون خیز لہجے میں وہ آگ اگلتی نگاہوں سمیت انکے چہرے کو دیکھتا اب انہیں اپنے مضبوط کاندھوں پر لادھ چکا تھا۔

""آگ لگادو اس جھونپڑی کو۔ کوئی ایک بھی حصہ سلامت ناں بچے۔! گاڑی کی بیک سیٹ پر اپنے بابا کو ڈالے اسنے گھمبیر لہجے میں حکم صادر کیا۔

"مگر سر اندر سامان ہے کچھ۔!" گارڈ ہاتھ باندھے احتراماً سر جھکائے گویا ہوا۔

"میرا سب سے قیمتی سامان میرے پاس ہے باقی مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ لگادو آگ۔!"

ایک طویل سانس بھرتے اسنے ایک آخری نگاہ اس جھونپڑی پر ڈالی،

""دھیان رہے جنگل کے کسی بھی حصے میں یہ آگ نہیں جانی چاہیے ورنہ اپنے خشر کے لئے تیار رہنا۔!"

بھوری بے تاثر نگاہوں سے ان سبھی کو دیکھتے وہ سرد لہجے میں کہتے اب گاڑی کی اگلی سیٹ پر بیٹھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""تم نے تو کہا تھا کہ اب تم کالج نہیں آنے والی۔" سیم نے چشمہ درست کرتے اپنی آنکھوں پر ٹکائے سب سے پچھلی سیٹ پر سہمی ہوئی سی بیٹھی حورین کو دیکھا۔

اور پھر ایک نگاہ پورے روم پر ڈالے وہ خاموشی سے اٹھتے اسکے پاس گئی۔

اب اسکے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے پوچھنے لگی۔

""سیم میں نہیں آنا چاہتے تھی مگر ڈیڈا نے بھیج دیا وہ کافی سیڈ تھے تو مجھے آنا پڑا۔!

پھولے گالوں سمیت وہ نیلی آنکھوں والی شہزادی اداسی سے گردن جھکائے بولی تو سیم نے ماتھا پیٹا۔

"اگر تم کالج نہیں چھوڑو گی تو تمہارے مام ڈیڈ کو کیسے معلوم ہو گا کہ تم بڑی ہو چکی ہو۔!"

چشمہ درست کرتے اسنے قدرے رازداری سے کہا۔

پہلی سیٹ پر بیٹھا وہ جو بظاہر اپنی کتابوں پر جھکا ہوا تھا مگر اسکا سارا دھیان اسی جانب تھا۔

سیم کی بات سن اسکی سیاہ آنکھوں میں حیرت امڈی۔

"ہاں یہ تو ہے۔ مگر ڈیڈا کہتے ہیں میں ان کی پرنسز ہوں تو پرنسز کیلیے پرنس آتا ہے میجک مین پھر کیسے آئے گا۔!"

حورین کی نیلی گہری نگاہوں میں بہت سے سوال تھے۔ جس پر سیم گڑبڑا گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حورین کو یاد تھا سیم نے ہی اسے کہا تھا کہ اگر اسے اپنی پریشانیوں سے چھٹکارا چاہیے تو اسے کالج چھوڑ دینا چاہیے۔

تاکہ اسکے گھر والے یہ سوچیں کہ اب وہ بڑی ہو چکی ہے اور اسکے لئے کوئی میجک مین آئے گا۔

جو اسکی ساری وشز پوری کرے گا اور اسکے سارے دکھ دور کر دے گا۔

""ہمہ ہاں مگر تم اتنی خوبصورت ہو تو تمہارے لیے تو میجک مین ہی پرنس ہی ہو گا ناں۔ جو تمہاری وشز کو پورا کرے گا۔"

کندھے اچکائے وہ اب سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔

حورین اس کی باتوں سے متفق بھی تھی۔ ہاں میں نے فلمز میں دیکھا ہے جب لڑکیاں بڑی ہو جاتی ہیں۔ تو ان کی شادی اپنے اپنے پرنس سے ہو جاتی ہے مگر مجھ سے کون کرے گا شادی۔؟"

اب کی بار اسکا لہجہ اداس تھا آنکھوں میں نمی سمیٹے وہ کیف کے دل میں ہلچل برپا کر گئی۔

""سیم تمہاری کب سے دوستی ہوئی اس لنگڑی کے ساتھ۔؟"سینڈرا جو اپنے گروپ کے ساتھ خوش گپیوں میں مگن اچانک کمرے میں آئی تو سامنے ہی سیم کو حورین کے پاس بیٹھا دیکھ وہ حیرت کا اظہار کرتے بولی،

سیم ایک پل کو سٹپٹا کر اٹھی،

"ووہ سینڈرا مجھے حورین سے کام تھا تو بس۔!"وہ چہرے پر زبردستی کی مسکان سمیٹے ہنسنے کی کوشش کرتے منمنائی

۔

""کام تھا اس لنگڑی سے۔؟ بھئی ہم بھی تو سنے کیا کام تھا،

""جوڈ۔!""

پاس کھڑے جوڈ کو گردن ہلائے اشارہ کرتے وہ ٹیبل پر بیٹھی اسکے دوست اب اسکے آگے پیچھے کھڑے مزے سے اس منظر کو دیکھا رہے تھے،

وہیں کتاب پر سر جھکائے بیٹھا کیف اپنی سرخ نگاہوں سمیت اپنے آپ پر ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا،

""نن نو سینڈرا پلیز مجھے کچھ مت کہو۔!'جوڈ کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ حورین کی سفید چہرہ لمحوں میں زرد پڑ گیا۔

""ویسے بہت ناانصافی ہے یہ سینڈرا۔اتنی حسین ہے ہماری باربی اور تم اسے یوں پریشان کر رہی ہو۔ڈونٹ وری کوئی کچھ نہیں کہے گا میں ہوں ناں۔!"

جوڈ بے باک نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتا اب وہیل چیئر پر دائیں بائیں دونوں اطراف سے ہاتھ رکھتے بولا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تو سینڈرا تمسخرانہ ہنسی۔

""""کیا جوڈ دل آ گیا ہے کیا۔!"سینڈرا کی کھنکھتی آواز پر وہ آنسوؤں سے تر چہرے سے خوفزدہ سی بیٹھی حورین کو دیکھنے لگا۔

""""دل تو نہیں آیا مگر ایک بار چھونا تو بنتا ہے۔!""ے

سفید رنگ کے اونی کوٹ میں وہ پوری طرح سے چھپ چکی تھی۔

اسکے گولڈن بال اسکے بھیگے چہرے سے چپک رہے تھے، ناک رونے کے سبب سرخ ہو رہیں تھی، اور نیلے نین کٹورے خوف سے پھیل چکے تھے،

"پلیز ڈونٹ ٹچ می۔ پلیز۔! بھیگی نگاہوں سمیت اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ رکھے وہ چلائی تھی،

وہیں کمرہ وہاں موجود ان سبھی کے قہقہوں سے گونج اٹھا،

جوڈ بنا اسکے رونے کی پرواہ کیے ایک دم سے دور ہوا اور وہیل چیئر پر زور سے اپنے پیر سے ٹھوکر ماری۔

فضا میں عجیب سی آواز میں حورین شاہ کی چیخیں بھی مدغم ہوئی تھیں۔

وہیں وہیل چیئر دیوار سے لگتے ہی اپنا توازن کھوتی ایک طرف کو لٹکی،

""""اہہہہ"""" دہشت ناک نگاہوں سے حورین گرنے کے خوف سے وہیل چیئر کو دیکھتے اپنی آنکھوں پر دونوں ہاتھ مضبوطی سے ٹکا گئی،

مگر وہیل چیئر گرنے کی آواز کے باوجود بھی وہ خود کو سلامت محسوس کرتے پٹ سے ہاتھ ہٹا گئی،

سمندر کے گہرے نیلے پانی سی شفاف وہ نیلی کانچ سی گہری نگاہوں میں ٹھہرا پانی، پھڑپھڑاتے باریک ہونٹ، چھوٹی سی تیکھی سرخ ناک وہ مجسمہ حسن تھی، اسکی نگاہیں جیسے ہی اپنے آپ پر پڑی،

حورین چونکی، خوف سے نگاہیں اٹھائے کیف کو دیکھا۔ جس کی مہربان پناہوں میں خود کو محصوص کرتے ہی وہ لرزتے ہونٹوں سمیت اب پھر سے سامنے دیکھنے لگی،

جہاں اسکی نظروں کے تعاقب میں کیف نے بھی ان سبھی پر ایک نگاہ ڈالی،

جو اس اچانک بنی سچوئیشن پر حیرت سے منہ کھولے اس دراز قامت شخص کو دیکھ رہے تھے،

""اتارا سے نیچے یہ ہمارا شکار ہے۔! ""

جوڈ کیف کو قہر برساتی نگاہوں سے دیکھتا اب غصے سے دھاڑتے ہوئے آگے بڑھا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جب اسکی چلاہٹ پر حورین شاہ خوف سے کیف کی گردن کے گرد دونوں بازو لپیٹے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپا گئی،

کیف جو سرد نگاہوں سے جوڈ کو گھور رہا تھا حورین شاہ کی اس حرکت پر اسکا دل انجانے احساس سے دھڑکا تھا، چ ماتھے کے بیچ پہلی بار دو لکیریں ابھری، جو حورین شاہ کی اگلی بات پر بڑھی تھیں۔

"مجھے مت چھوڑنا، پلیز میں تمہیں بہت پیسے دوں گی ان سب کو مارو گے تو اور بھی زیادہ پیسے دونگی آئی پرامس۔!"

بھیگی مگر مدہم آواز میں اسکے کان میں سرگوشی نماں لہجے میں کہتی وہ اب سوں سوں کرتی ناک اسکی گردن پر رگڑ چکی تھی،

کیف اس لڑکی کی اس قدر بچگانہ حرکتوں پر ٹھٹھکا۔اب سپاٹ چہرے سمیت سامنے دیکھنے لگا،

""اتارا سے آج تو میں اسے سارے کالج کے سامنے ذلیل۔!"

""اہہہہہ!""جوڈ کی گرج دار آواز پر حورین شاہ کی پکڑ اسکی شرٹ کی پچھلی سائیڈ پر جس قدر مضبوط پڑی تھی کیف اسے بخوبی محسوس کر سکتا تھا،

غصے سے کھولتا جوڈ جیسے ہی آگے بڑھا۔کیف نے ٹانگ اٹھائے ذرا سے گھماتے اسکے پیٹ پر وار کیا۔جو سامنے پڑے میز کے نیچے جا دھنسا۔

اس کی چیخ کے ساتھ ہی سینڈا اور اسکے دوست حیرت سے سر جھکائے جوڈ کو دیکھنے لگے۔

"" یہ کیف کو کیا ہو گیا آج۔؟""ماریا خوف سے بڑبڑائی اب سینڈا کے پیچھے ہونے لگی،

حورین جو خوف سے آنکھیں موندے ہوئے تھی،

اب خود کو اب تک سلامت محسوس کرتے اسنے پٹ سے اپنی نیلی نگاہیں وا کی، تو میز کے نیچے دھنسے جوڈ پر نگاہ پڑتے ہی اسکا بے ساختہ امڈنے والا قہقہہ سب کو شدر کر گیا،

کیف بے حس و حرکت کھڑا اپنی گود میں موجود اس نازک صفت لڑکی کے اس قدر اچانک اور شاندار قہقہے پر حیرت سے اسے دیکھتا رہ گیا،

جس کی بھیگی نگاہیں بھی اب خوشی سے ہنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

'سنو ایک اور پنچ مارو گے تو میں اپنی ساری پاکٹ منی دے دوں گی میرے بیگ میں ہے ابھی۔!" اسکے کاندھے پر ہاتھ سے چپت لگائے حورین نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

جو اسکے الٹے سیدھے آفرز پر خاصا بھنا اٹھا تھا،

مگر کمال ضبط سے اس محترمہ کو یونہی اُٹھائے وہ آگے بڑھا،

اور سینڈرا کے روبرو رکا۔

""سب سے زیادہ ہرٹ کون کرتا ہے تمہیں۔؟" اسکی سیاہ آنکھیں ابھی تک سینڈرا پر ٹکی تھی۔جواب خوفزدہ نگاہوں سے کیف اور حورین کو دیکھ رہی تھی،

"یہ موٹی۔! حورین نے دانت پیستے غصے سے کہا۔

وہ ایسے ری ایکٹ کر رہی تھی، جیسے اسے کیف نہیں کوئی قدرت کا خزانہ مل چکا ہو جو اسے سارے غموں سے سب بری نگاہوں سے بچانے آیا ہو۔

کیف اب خود کو کوس رہا تھا آخر کیونکر اس سر پھری بے وقوف لڑکی کی مدد کی۔

""تو پھر مار و اسے۔!"

اب کی بار اسکا چہرہ پتھرا گیا اسکے لہجے میں سختی تھی،

"حورین نے خوف سے سینڈرا کو دیکھا اور سر کو نفی میں ہلا دیا۔

""مارو میں کہہ رہا ہوں ناں۔!" کیف کی نرم آواز پر حورین نے سینڈرا کو دیکھا۔

اسکا اپنے ساتھ برتا سلوک اسکا ٹارچر کرنا کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا اسے۔!"

نیلی نگاہوں میں ایک بار پھر سے آنسوں تیرنے لگے،

اور پھر پوری قوت سے اپنے بائیں ہاتھ کو فضا میں لہراتے وہ ایک زوردار طمانچہ سینڈرا کو جڑھ چکی تھی۔

سینڈرا بے یقینی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی، وہیں اسکے تھپڑ کے بعد سینڈرا کے دوست طوطے کے طرح وہاں سے بھاگے تھے،

""آئندہ کوئی گھٹیا پن مت دکھانا سمجھی۔!"

کیف سرد لہجے میں اسے وارن کرتے روم سے نکلا۔

"تھینک یو میجک مین تم نے مجھے بچایا۔! پرجوش آواز میں حورین شاہ کی نگاہوں کا ارتکاز اب تک وہی تھا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو بے تاثر چہرے سے اسے بانہوں میں بھرے اب روم سے نکل کر باہر آ چکا تھا،

کئی اسٹوڈنٹس مڑ کر انہیں مشکوک نگاہوں سے گھور رہے تھے مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔

"میرا نام کیف ہے۔،!" دو لفظی جواب کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔

""تو تم میجک مین ہو۔،! جبھی تو تم مجھے سیو کرنے کیلئے آئے۔"!

نیلی نگاہوں میں خوشی کی الگ سی چمک عود آئی تھی، وہیں اسکے دیے عجیب سے نام پر کیف نے لب بھیچے ایک نگاہ اسکے چہرے پر ڈالی۔

""تم یہاں بیٹھو میں تمہاری فرینڈ کو بلاتا ہوں۔!

اپنے گلے کا طوق بنتی حورین شاہ کو فوراً سے پیشتر ایک بینچ پر بٹھائے وہ تیزی سے بھاگنے کو پلٹا۔

"اب کوئی پیسے نہیں دونگی میں۔ کیونکہ تم تو میرے میجک مین ہوئے میرے پرنس اور پرنسز اپنے پرنس کو پیسے نہیں دیتی۔!"

اسکی بات پر کیف کی تیوریاں چڑھی، وہ اتنی بھی معصوم نہیں تھی جتنا وہ سمجھ رہا تھا، نفی میں سر جھٹکتے وہ عجلت میں وہاں سے نکلا۔

حورین شاہ آنکھوں سے اوجھل ہونے تک اسکی پشت کو دیکھتی رہی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مام یار جوس پاس کریں پلیز۔!" عجلت میں بائٹ لیتے عائش نے ٹیبل کی دوسری جانب بیٹھی اپنی مام کو مخاطب کیا۔

""لے میری جان، اچھے سے کھاؤ۔ کتنی بار کہا ہے کہ میرے پاس رہا کرو۔ حالت دیکھو کتنے کمزور ہو چکے ہو۔!"

روز نے افسردگی سے سر جھٹکتے اسے کھری کھری سنائی۔

""مام ایک دم فٹ تو ہوں، یار آپ کو نہیں معلوم آج کل لڑکیاں ایسے لڑکوں کو پسند کرتی ہیں، جن کی باڈی شاڈی ہو، یُو نو ہاٹ اینڈ چارمنگ بوائز لائک می۔!"

"ہاں اور لڑکیاں ہینڈسم اور ٹال بوائز کو بھی پسند کرتی ہیں، اور تجھے یہ تو بتانے کی ضرورت نہیں کہ ٹال کا مطلب کیا ہے۔!

ہونٹوں کو موڑے انزک کندھے اچکائے عائش کے قد پر ٹونٹ کرتا کرسی کھینچتے بیٹھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہیں عائش نے خفا نگاہوں سے اپنی مام کو دیکھا، جس کا اپنا چہرہ غصے سے سرخ ہوا پڑا تھا۔

"اب یہ زیادہ پرسنل ہوتا جا رہا ہے مام۔! انگلی اٹھائے وہ پہلوں بدلتے بڑبڑایا تو انزک کا قہقہہ فضا میں بلند ہوا،

"ماں کے چمچے برداشت کرنا سیکھو، یہ تو ہم تمہارے ماں باپ ہیں جنہیں تمہاری فکر ہے ورنہ تو تم ساری عمر کنوارے ہی رہ جاتے،"

""مام۔"" ضبط سے سرخ چہرے سے وہ دانت پیستے بڑبڑایا۔

جس پر انزک کھلکھلا اٹھا وہی روز نے گھبرا کر اپنے سپوت کو دیکھا۔

جو ناشتہ آدھے میں ہی چھوڑ کر اٹھ چکا تھا۔

"عائش بیٹا ناشتہ تو کر لو پلیز۔!

اپنے شوہر کو دیں، جنہیں میرا سکون ہضم نہیں ہوتا اور ہاں سن لیں بہت جلد میں ایک نہیں انیک گرل فرینڈز بنا کر دکھاؤں گا آپ کو۔!"

چیلنجنگ انداز میں اپنے باپ کو دیکھتا وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا باہر کی جانب بڑھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"چھوڑ کر آؤ اسے حفاظت سے۔!

گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے بیٹھے ماہ ویر کو دیکھ وہ حکمیہ لہجے میں کہتا آگے بڑھا۔

ماہ ویر نے تیزی سے اپنے چہرے پر آئے پسینے کو صاف کیا۔اور سر اٹھائے عالیجان کو دیکھا۔

جو سگریٹ سلگاتا لبوں میں دبا چکا تھا۔"" یہ عنایت ہے ناں۔؟"

صوفے سے اٹھتا وہ عالیجان سے مخاطب ہوا۔جو سنی ان سنی کیے اب کھڑکی کی جانب بڑھ گیا۔

اسکا اگنور کرنا ماہ ویر کے حوصلے کو پست کر چکا تھا مگر وہ یہ سچ جاننا چاہتا تھا کسی بھی صورت۔ جبھی حلق تر کرتے وہ اسکے چند قدموں کے فاصلے پر رکا۔

"کیا تم نے نکاح کر لیا عنایت سے۔؟ وہ تم سے پانچ سال بڑی ہیں عالیجان اور وہ اتنی بری نہیں جتنا۔!

"""اگر اب ایک بھی لفظ نکالا اپنے منہ سے، تو یہ زبان کھینچ کر ہاتھ میں دے دوں گا۔میں نکاح کروں یا پھر نہیں ۔وہ بڑی ہے یا چھوٹی۔ تم ہوتے کون ہو یہ سب پوچھنے والے۔!

طیش کے عالم میں مٹھیاں بھینچتے وہ سرد لہجے میں غرایا تھا۔نیلی آنکھوں میں سرد مہری سمیٹے وہ جس قدر غصے سے دھاڑا تھا اسکے وجود کی رگیں پھول گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ماہ ویر بے ساختہ پیچھے ہوا۔

""""میں جانتا ہوں کہ میں نے اچھا نہیں کیا تمہارے ساتھ، مگر یقین مانو میرا حان میں کبھی دل سے یہ سب نہیں چاہتا تھا۔اس وقت میں مجبور تھا۔نشے کی لت نے ایسا اندھا کر دیا تھا۔

کہ میں غلاموں کی طرح ان کی ساری باتیں مانتا رہا۔!"

سر جھکائے وہ مجرموں کی طرح شرمندہ سا بول رہا تھا،

عالیحان لب بھیچے رخ موڑ گیا۔

سگریٹ جو اسنے غصے میں اپنی ہتھیلی میں دبوچ لیا تھا اسکے ہاتھ میں زخم دے گیا جس کی پرواہ اسے کہاں تھی۔

"جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب ان سب باتوں کو کرنے کا کوئی فائدہ نہیں بہتر ہو گا کہ آئندہ ان سب باتوں کو تذکرہ میرے سامنے مت کرنا۔!"

روکھے لہجے میں کہتا وہ کمرے سے جانے کو مڑا۔

"اور ہاں یاد رہے اپنی فیملی تک پہنچنے تک عنایت میری امانت ہے تمہارے پاس۔اسے ایک کھروچ بھی ناں آنے پائے۔""""

اسکے لہجے میں نفرت نہیں تھی جنونیت بھری تھی۔جس نے ماہ ویر کو چونکا دیا۔وہ فکر مند تھا عنایت کے لئے اور یہ اسکا لہجہ بتا رہا تھا۔

""""تو مطلب وہ میری بھابھی ہیں۔!"اسکی فکر دیکھ ماہ ویر کا شک یقین میں بدل گیا تھا۔

"""ہے نہیں مگر جلد بن جائے گی۔!"

عالیحان نے تصحیح کی شاید وہ اسے باور کروا رہا تھا کہ وہ لڑکی کس قدر اہم تھی اسکے لیے۔

"مگر تم نے تو ڈاکٹر سے کہا تھا کہ تم اسکے۔!

""""تمہارے یہ فضول کے سوال تمہیں موت بھی دلا سکتے ہیں ماہ ویر۔اور ہاں دھیان رہے عالیحان شاہ کون ہے تم اسے نہیں جانتے۔"

اسے اچھے سے سمجھاتے وہ دروازہ کھول روم سے نکل گیا۔

وہیں ماہ ویر شش و پنج میں مبتلا ناخن کھانے میں مگن تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اگر تو یہ سچ میں عنایت کی پرواہ کرتا ہے تو پھر خود اسے چھوڑنے کیوں نہیں جا رہا۔؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ حان مجھ سے چھپا رہا ہے اپنا اصل مقصد، کہیں وہ اب بھی عنایت سے نفرت تو نہیں کرتا۔!

اسکے ذہن میں اس قدر سوال تھے کہ سر بری طرح سے چکرا گیا۔

"تم جس قدر فکر جتا رہے ہو حان، یہ محبت ہو ہی نہیں سکتی۔ ضرور کچھ اور ہے اور یہ تو میں پتہ لگا ہی لوں گا۔"

خود سے بڑبڑاتا وہ عنایت کو لینے کیلئے کمرے سے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"بہت ٹھیک وقت پر آئے ہیں آپ انسپیکٹر۔!

فورینسک لیب سے نکلتے ڈاکٹر ہمایوں نے انیل کو دیکھ کر خوشگواری سے کہا،

جو کافی عجلت میں تھا شاید۔

"ڈاکٹر ایسی بھی کیا بات تھی کہ آپ کو مجھے یوں رات کو بلانا پڑا۔!"

انیل کا چہرہ حد درجہ سنجیدہ تھا، ڈاکٹر کی طرف فوری طور پر ملنے کی اطلاع پاتے ہی اسنے تیزی سے اپنا دماغ چلایا۔ ایمی کھ موجودگی میں اسکا باہر جانا ناممکن تھا۔ جبھی جو کھانا وہ لایا تھا اس میں نیند کی دوا وہ پہلے سے ملا چکا تھا اور اب ایمی کے سونے کا یقین ہونے کے بعد وہ سیدھا ڈاکٹر ہمایوں کے پاس آیا تھا۔

"سوسوری انسپیکٹر میں جانتا ہوں آپ کو یوں بلانا خطرے سے خالی نہیں ہے اوپر سے آپ جس کیس کو ہینڈل کر رہے ہیں وہ خود میں ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ مگر بات ہی کچھ ایسی تھی کہ مجھے آپ کو بلانا پڑا۔"

ڈاکٹر ہمایوں کافی متفکر دکھ رہے تھے انیل پہلی بار انہیں اس قدر پریشان دیکھ رہا تھا۔

"ڈاکٹر آپ پلیز بتا ہں س آخر ایسی بھی کیا بات تھی جو آپ نے مجھے ایسے اچانک بلایا۔

"سینے پر ہاتھ باندھے وہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔

ڈاکٹر نے کچھ رپورٹس اٹھاتے اسے تھمائی۔

جن کو کھولتے ہی وہ چونکا ماتھے پر بل ڈالے اب حیرت سے ڈاکٹر کو دیکھنے لگا۔

"تو اسکا مطلب میرا شک درست تھا وہ جو لڑکی میری گاڑی سے ٹکرائی تھی اسکی گردن پر کوئی ٹیٹو نہیں تھا۔""""

انیل کی آنکھوں کے سامنے وہی سٹار والا سیال نشان گھوما۔ جو اسنے اس لڑکی کی گردن پر دیکھا تھا۔

"جی ہاں انسپیکٹر وہ نشان کسی ٹیٹو کا نہیں۔ بلکہ وہ ایک چِپ ہے۔ ایک ایسی ڈیزائنگ چِپ، جو بظاہر دیکھنے میں تو کوئی ٹیٹو لگتا ہے مگر یہ چپ انسان کی پوری باڈی کو ہپنوٹائز کر دیتی ہے۔ انسان کیا کر رہا ہے کیا نہیں۔ کیا غلط ہے کیا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ٹھیک۔ وہ اس سب سے بہت دور چلا جاتا ہے اور اسکے لئے وہی چیز معنی رکھتی ہے جو اسے چپ لگانے والا ماسٹر کہے۔!"

"تو اسکا مطلب کہ وہ لڑکی بھی ان لڑکیوں میں سے ایک تھی۔ جو اس وقت کڈنیپ ہیں۔اور جنہیں بہت جلد بیچا جا رہا ہے۔!"

غصّے سے مٹھیاں بھینچتے وہ جس قدر ضبط سے بولا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔

"اگر ایسی بات ہے ڈاکٹر تو وہ لڑکی میری گاڑی کے سامنے کیسے آئی۔؟ آپ نے کہا کہ انسان وہی کرتا ہے جو اسے کہا جائے تو کیا اسے کسی نے ایسا کرنے کا کہا تھا۔!"

عجیب سی گھتی تھی وہ جتنا اسے سلجھا رہا تھا اتنا ہی سب الجھتا جا رہا ہے۔

"ایسا ممکن نہیں ہے انیل۔ کیونکہ وہ لوگ جان بوجھ کر ایسا کوئی غلط قدم نہیں اٹھائے گے جس سے لڑکی بھی ان کے ہاتھ سے جاتی،اور ان کا یہ چپ والا خفیہ راز بھی۔""!

ڈاکٹر ہمایوں نے اسے تصویر کا دوسرا رُخ دکھایا۔ جس پر انیل بھی کسی حد تک مطمئن تھا۔

"تو پھر اس لڑکی کی باڈی چیک کریں۔ڈاکٹر ہو سکتا ہے کہ چپ غلط طریقے سے فیلڈ کی گئی ہو۔ یا پھر کچھ اور۔ جو ہمارے لئے بہت کام کا ثابت ہو سکتا ہے۔!"

ایک امید کی کرن دکھی تھی اسے۔ وہ کسی بھی طور اس سارے معاملے کو جلد از جلد نپٹا دینا چاہتا تھا۔ مگر اسکے لئے اسے ساری حقیقت کا علم ہونا ضروری تھا۔

"ڈونٹ وری ہم وہی کر رہے ہیں۔ جلد ہی آپ کو ساری معلومات دے دی جائے گی۔!

ڈاکٹر نے مسکرا کر اسے تسلی دی۔

جس پر وہ شکریہ کہہ کر روم سے باہر موجود اپنی ٹیم کے پاس آیا۔

شہر کے ہر کونے پر ناکہ بندی کر دو،لیڈیز کانسٹیبل ساتھ میں رکھو اور ہر آنے جانے والی لڑکی کو چیک کرو۔ جس بھی لڑکی کی باڈی پر یہ نشان دکھے اسے فوراً سے تحویل میں لے کر مجھے اطلاع کی جائے۔!"

اسکی سرد آواز میں ملے حکم پر سب نے سر کوہاں میں جنبشِ دیتے اسکے ہاتھ میں موجود چند تصاویریں جو اس ٹیٹو کی تھیں۔ وہ لیتے بغور اسے دیکھا۔

"تم جو کوئی بھی ہو اس بار تم بچ نہیں سکتے کیونکہ اس بار تمہارا سامنا انیل علوی سے ہے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہاج۔" وہاج کو پکارتے وہ اسے لیے ایک کونے میں گیا۔۔

"ہاں انیل کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے۔؟ وہاج کو وہ پریشان دکھ تھا جبھی متفکر سے لہجے میں پوچھا۔

""""اس رنگیلے کو شک ہو رہا ہے مجنوں پر۔اور اس ایمی کا یقین جیتنا بے حد ضروری ہے۔میں تمھیں ایک پلین بتاتا ہوں۔آج دن تک سب کچھ ریڈی کر دینا۔باقی میں دیکھ لوں گا۔

مسکراتی سیاہ نگاہوں سے اسے دیکھتا وہ گہری سوچ میں ڈوبا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧

""""اتنی رات گئے کہاں سے آ رہی ہو تم؟؟"""وہ جو اپنے دھیان میں گنگناتی ہوئی اپنے روم کی طرف بڑھ رہی تھی،

کسی کی سخت آواز پر بے ساختہ ہی وہ خوفزدہ سی دو قدم پیچھے کو اچھلی، سرمئی نگاہیں پھیلائے اطراف میں دیکھا، تو تھوڑے فاصلے پر کسی کو دیکھ وہ اندھیرے کے سبب انیل کا تصور کرتے اسی کی طرف بڑھی،

"میں جہاں بھی تھی تم کیوں پوچھ رہے ہو، پولیس والے ہو گے تھانے میں، میرے سامنے یہ شوخیاں مت بگھارنا۔!""" گھنگریالے کاندھوں سے ذرا نیچے جاتے بال جو دونوں کندھوں پر بکھرے ہوئے لہرا تھے ایک ادا سے جھٹکتی وہ اسی کی طرف بڑھی۔

"ویسے نیلے ڈریس دیکھو کیسی لگ رہی ہے۔پہلی بار ایسا ڈریس پہنا ہے اور جانتے ہو پارٹی میں ہر کسی کی نگاہیں صرف اور صرف عمایہ علوی پر ٹکی تھی،

اور لڑکے تو ایسے آہیں بھر رہے تھے کہ میم ایک آٹو گراف ہی دے دیں۔!"

وہ مسکراتے ہوئے اپنی اداؤں اور حسن کے چرچے جو پارٹی میں تو سرے سے نہیں ہوئے تھے مگر وہ انیل کو شو آف کروا کر داد وصولنا چاہتی تھی،

مگر سامنے سے مکمل خاموشی دیکھ وہ ٹھٹھک گئی،

"ایک سیکنڈ تمہاری آواز کو کیا ہوا۔؟ اتنی بھاری کیسے ہوئی،؟ انیل یہ تم ہی ہو ناں۔؟"

وہ قدم در قدم آگے بڑھتی خوفزدہ سی پوچھنے لگی،

حواسوں سے سارا خمار اترتے ہی اسے تبریز کا پکارنا یاد آیا جو کہ انیل تو ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

""""ککک کون ہے۔؟"وہ ایک پل میں گھبرائی خوفزدہ سی قدم آگے کی بجائے پیچھے لینے لگی، تبریز حیرت سے اسے لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو پہلے تو اپنے آپ کو اتنا بولڈ بیان کر رہی تھی اور اب ایکدم سے کیسے بھیگی بلی بن چکی تھی۔

"یہ کوئی وقت ہے گھر لوٹنے کا۔!

وہی گھمبیر سخت لہجہ تھا، جس پر اب عمایہ کی آنکھیں حد درجہ پھیلی۔ وہ جان چکی تھی۔ وہ انیل ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

""کک کون ہے بتاؤ ورنہ میں چلا دوں گی۔!"

لمحہ بہ لمحہ مقابل کے اپنی طرف اٹھتے قدموں سے خوفزدہ ہوتی وہ قدم پیچھے لیتی بظاہر مضبوط لہجے میں بولی۔

مگر اسکی کانپتی آواز پر تبریز نے سر جھٹکا۔

""تبریز شیرازی۔! "

وہ ایک دم سے اسکے سامنے ہوتے ہاتھ سینے پر باندھے اپنا تعارف کروانے لگا۔

جو ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

"بب بھائی آپ کک کب آئے۔! آنکھیں پھیلائے وہ شرمندگی سے پوچھتی زبان دانتوں تلے دبا گئی۔

تھوڑی دیر پہلے کہے اپنے ہی الفاظ اسکے کانوں میں گونجتے اسکا چہرہ اہانت سے سرخ کر گئے۔

"شریف گھرانوں میں بیٹیاں رات گئے تک کسی غیر مرد کے ساتھ نہیں گھومتی۔ ویسے بھی تمہاری اور عائش کی منگنی ہونے والی ہے تو بہتر ہوگا کہ آئندہ سے خیال رکھو۔!"

وہ صاف گو آدمی تھا۔ گھما پھرا کر بات کرنا اسے شروع سے ہی نہیں پسند تھا اور اب بھی وہ دو ٹوک انداز میں بولتا عمایہ کو ٹھٹکا گیا۔

""جاؤ اپنے روم میں۔ رات کافی ہو چکی ہے سو جاؤ۔!

تحکم بھرا لہجہ اور مقابل کی پرسوز شخصیت سے خائف ہوتی وہ سر کو ہلکے سے ہاں میں جنبش دیے اپنے روم کی طرف بڑھی۔

تبریز سر نفی میں جھٹکتے اسے روم تک جانے تک دیکھتا رہا اور پھر گہری سانس بھرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

Episode 21

""سوہا آئی۔؟" بالوں میں ہاتھ چلاتا وہ کچھ لوگوں کے ہمراہ اندر اینٹر ہوا تھا، سامنے کھڑے روبن کو مخاطب کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

روبن نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا، جو براؤن اور وائٹ کلر کی ڈیسنٹ سی شرٹ کے اوپر براؤن لائننگ والا کوٹ زیب تک کیے بالوں کو پف سٹائل میں کھڑا کیے، پرفیوم میں نہایا، چہرے پر سوولٹ کی مسکان سجائے اسے ٹھٹکا سا گیا۔

""عائش کسی کی شادی پر جا رہا ہے کیا۔؟"ہاتھ میں تھامی فائل کو بند کرتے وہ پیچھے موجود آدمیوں کو دیکھ عائش کے نزدیک جھکتے رازداری سے پوچھنے لگا۔

""ہاں تیری گرل فرینڈ کی شادی پر۔!"دانت پر دانت جمائے وہ غصے سے بڑبڑایا تو روبن نے ناک سکوڑا۔

"تمہارے منہ میں خاک۔اپنی تو کوئی بنی نہیں میری والی کے پیچھے پڑ گئے۔!"

"آپ سب جائیں کچن اس طرف ہے۔!"مسکراتے ہوئے گردن موڑتے اسنے پیچھے کھڑے شیف سے کہا جو گردن ہاں میں ہلاتے اس کمرے کی طرف بڑھے۔

""میری گرل فرینڈ اس لئے نہیں ہے کیونکہ مجھے ابھی بنانی نہیں۔(روبن کی باتیں انزک کے دیے زخموں پر نمک کا اثر رکھتے تھے, جبھی وہ جلے دل سے بولا۔)

اور ہاں بہت جلد گرل فرینڈ بناؤں گا پھر اگلے دن شادی رچاؤں گا اور ایک ہفتے بعد باپ بن جاؤں گا۔تُو جانتا ہی کتنا ہے مجھے،ایش علی کسی کی سمجھ میں آجائے اتنی بھی کوئی عام بات نہیں۔!

بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ جس ادائے دل فریبی سے گویا ہوا تھا۔روبن نے ہونقوں کی طرح منہ کھولے اس انسان کو گھورا۔

وہیں پیچھے کھڑی ہاتھ میں ٹرے تھامے کھڑی سوہا دیکھ روبن نے اسکے بازو پر چیونٹی کاٹی۔

""آہہ خبیث انسان کیا کر رہا ہے۔!غصے سے سرخ چہرے سے اسے دیکھتا وہ کھا جانے والی نگاہوں سے اسے گھورنے لگا۔

"پیچھے دیکھ۔!روبن نے اسے آنکھیں دکھاتے پیچھے کی طرف اشارہ کیا تو عائش ایکدم سے مڑا پیچھے کھڑی سوہا کو دیکھ وہ سٹپٹا سا گیا۔

"ایک آرڈر آیا ہے آج۔ گیسٹس دو دن کی اسٹے کریں گے یہاں قریبی اپارٹمنٹ میں اور دو دن کا کھانا وہ ہمارے ہوٹل سے کھانا چاہتے ہیں۔"

سوہا نے سرخ چہرہ جھکائے سنجیدگی سے کہا تو انزک نے سر کو اثبات میں ہلا دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہاں شیف آچکے ہیں بس کام شروع کریں گے اب۔!

ایک چور نگاہ سوہا پر ڈالے وہ نگاہیں چراتے بولا۔

سیاہ سوٹ میں ملبوس وہ بالوں کی اونچی پونی ٹیل بنائے کافی معصوم اور منفرد دکھ رہی تھی۔

اسکی سانولی رنگت میں ایک عجب سی کشش تھی جو انزک کو نا چاہتے ہوئے بھی اپنی جانب راغب کرتی تھی۔

""سوہا ایسا کریں آپ میرے ساتھ چلیں۔کچھ ضروری سامان خریدنا ہے تو مجھے مدد مل جائے گی۔"!

سوہا نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

""آجاؤ میں ویٹ کرتا ہوں۔!"بتیسی دکھائے وہ اسکی حیرت کو بنا نوٹ کیے باہر کو نکلا۔وہیں سوہا نے گہری سانس بھرتے اسکی پشت کو دیکھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ماتھے پر بل ڈالے وہ سنجیدگی سے چاروں اطراف دیکھتا اب ایک ایک قدم پھونک کر اٹھا رہا تھا۔

ڈاکٹر یوسف نے ابیر کے خوف سے اپنے گھر کی بجائے اپارٹمنٹ میں پناہ لی ہوئی تھی۔

اپارٹمنٹ کے چاروں اطراف ہائی سیکیورٹی تھی اندر جانا کسی کے بس میں نہیں تھا۔

دیوار کے پیچھے رکتے ابیر نے گہری سانس بھرتے اس عمارت پر ایک نگاہ ڈالی۔

اندر جانا مشکل تھا مگر نا ممکن نہیں۔

ابیر کی شہد رنگ آنکھوں میں سرد مہری کے تاثرات کافی واضح تھے۔

اندر جانے کا واحد راستہ دروازہ تھا مگر وہاں سے جانا خطرے سے خالی نہیں تھا۔

اور سب سے بڑی بات اگر وہ کسی کی نظروں میں آجاتا تو اسکے لئے مشکلات بڑھ سکتی تھیں۔

اپارٹمنٹ کو چاروں اطراف سے چیک کرتے بالآخر اسے اندر جانے کا راستہ مل چکا تھا۔مگر وہ کھڑکی کافی اونچائی پر تھیں۔ہاتھ اونچا کرکے بمشکل سے وہ اسے بڑی قوت سے کھول پایا تھا جو شاید ٹھیک سے بند نہیں ہوئی تھی۔

تھوڑی مشقت کے بعد ابیر اس کھڑکی کے راستے اندر داخل ہو چکا تھا۔

اپارٹمنٹ میں خاموشی حد سے زیادہ چھائی ہوئی تھی اور یہی بات اسے عجیب لگی تھی۔

ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے وہ دھیمے قدموں سے سمیت آگے بڑھتا گیا،جانے کیوں اسے کسی انہونی کا خدشہ لاحق ہو رہا تھا جبھی بیلٹ پر لگی گن نکالتے وہ اب دھیمے قدموں سے باہر نکلتا گیا۔

ہال نماں بڑے سے کمرے کا حشر بگڑا ہوا تھا،کشنز شیشے کے کئی ٹکڑے فرش پر جا بجا بکھرے ہوئے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر تیزی سے آگے بڑھا ڈاکٹر یوسف کو رومز میں تلاشنے لگا۔

ہر جگہ دیکھنے کے باوجود بھی وہ اسے کہی نہیں ملا تھا۔ جبھی اب غصے سے اسکی رگیں مزید پھولی۔

کچھ ناں سوجھنے پر وہ واشروم چیک کرنے لگا۔ مگر وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ کمرے میں بکھرا سامان اور کھانے کی اشیا دیکھ اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ ڈاکٹر یوسف اسی روم میں رہ رہا تھا۔

جبھی وہ اب ایک ایک کونے کو اچھے سے چیک کر رہا تھا تاکہ کوئی بھی ثبوت اسکے ہاتھ لگ سکے۔

"ڈیم ایٹ کہاں گیا یہ ڈاکٹر۔" بے بسی سے بال نوچتے اسنے زوردار ٹھوکر صوفے کو ماری۔

اور دانت پیستے اس کمرے سے نکلنے لگا۔ مگر جونہی وہ دروازے تک پہنچا اسکے ماتھے پر ہزاروں بل امڈے۔

گردن موڑے اسنے آنکھیں چھوٹی کیے اس صوفے کی طرف دیکھا۔

جس کے نیچے سے کوئی نیلا سا کپڑا دکھ رہا تھا۔

لمحوں میں وہ بھاگتا ہوا اس بڑے صوفے کی طرف گیا۔اب اسے اٹھاتے پوری قوت سے دوسری طرف پش کیا۔

نیم مردہ حال میں پڑے ڈاکٹر یوسف کو دیکھ کر ایک پل کو ابیر ششدر سا ساکت کھڑا رہ گیا۔

"ڈاکٹر۔! خود پر قابو پاتے وہ لمحوں میں جھکتا ڈاکٹر کے گال کو تھپکنے لگا،

بظاہر ڈاکٹر ٹھیک تھا مگر اسکی گرتی حالت چہرے کی نیلاہٹ دیکھ ابیر سمجھ گیا کہ ضرور کچھ ہوا ہے۔

""ڈاکٹر ہوش میں آؤ۔!"

ابیر نے اسے جھنجھوڑا تو وہ درد سے بلبلا اٹھا۔خون پھوارے کی صورت اسکے منہ سے بہتا اب فرش پر نشان چھوڑ گیا۔

ڈاکٹر کو کھانستا دیکھ ابیر نے اسے اٹھانا چاہا مگر وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے روک گیا۔

اسکے وجود پر نیلاہٹ تیرنے لگی تھی،

اور زہر اسکے جسم پر ہوا کی طرح سفر کر رہا تھا۔

"نہیں تم مر نہیں سکتے ڈاکٹر۔!" اسکی بگڑتی حالت دیکھ ابیر ضبط کھوتا چلا یا۔

ڈاکٹر نے خون آلود نگاہوں سمیت اسے دیکھا۔

اسکے سینے میں جلن بڑھنے لگی تھی۔

""ابیر کا دھندلا سا عکس دیکھ اسنے کپکپاتے خون سے بھرے ہاتھ کو اسکی شرٹ پر رکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""""سسس سنو۔!"ڈاکٹر یوسف کی آواز اس قدر کم تھی کہ ابیر پوری طرح سے سر جھکائے اسکے قریب جھکا۔
شدت ضبط سے حواسوں پر قابو پائے وہ اپنے اندر مچے طوفان کو تھام رہا تھا جو ہر بڑھتے ہوئے لمحے کے ساتھ بڑھتا جا رہا تھا۔
ڈاکٹر مجھے سچ جاننا ہے کیا وہ لاش میری بہن (امبر) کی تھی، تم نے ڈی این اے ٹیسٹ کیا تھا جس سے یہ ثابت ہوا تھا کہ وہ امبر ہے مگر میرا دل نہیں مانتا اس بات کو۔
مجھے سچ بتاؤ۔!"
عالم طیش میں وہ اپنا قابو کھوتا ڈاکٹر کے گریبان کو دونوں ہاتھوں میں جکڑتے دھاڑا۔
ڈاکٹر کے منہ سے نکلتا خون اسکے کپڑوں کو سرخ کر رہا تھا مگر مقابل بیٹھے اس سنکی آدمی کا غصہ کسی بھی طور کم نہیں ہو پا رہا تھا۔
""""نن نہیں ووو اامبر نننہیں تت۔!""""
ڈاکٹر ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بمشکل سے بول پایا تھا اسکے گلے میں شدید درد کی سبب اسکی آواز پھٹ کر بھاری ہونے لگی،
آنکھیں کی سیاہ پتلیاں خطرناک حد تک باہر کو پھیل گئیں۔
""""اسکے سینے میں سانس بری طرح سے اٹک رہا تھا۔""""
"کس نے کہا تھا تمہیں یہ جھوٹ بولنے کو۔""""اب کی بار اسکے لہجے میں دہشت ناک حد تک سرد مہری تھی،
سمندروں کی لہروں جیسا طوفان جو اسکے روم روم کو جھلسا رہا تھا۔
اسکے کان سائیں سائیں کرنے لگے، اتنے عرصے سے اسکے گھر والے جس لڑکی کی موت پر ماتم مناتے رہے درحقیقت وہ زندہ تھی،
جس سچ کے پیچھے وہ اور اسکا بھائی اتنے سالوں سے بھاگ رہے تھے آج جب وہ حقیقت بن کر اس کے سامنے آیا تھا تو ابیر علوی جیسا مضبوط اعصاب کا مرد ٹوٹ کر بکھر چکا تھا۔
""""ڈاکٹر بول کس نے کہا تھا یہ سب کرنے کو۔!"
اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس ڈاکٹر کی سانسوں کو نوچ کر پھینک دیتا۔ جو آگے ہی اپنی آخری سانسیں بھر رہا تھا۔
ڈاکٹر کے نیلے پڑتے ہونٹ پھڑپھڑائے تھے اسکا جسم جھٹکے کھانے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جسم میں اٹھتی درد سے ڈاکٹر نے تڑپتے ہوئے اپنا سر زور سے فرش پر پٹخا۔اسکے کیے ایک گناہ کی سزا اسے اتنی عبرت ناک موت کی صورت ملے گی اسے اندازہ نہیں تھا کہ اسکے کیے گناہ موت کا سفید کفن بن کر اسکی سانسوں کو روک دے گا۔

"وووووڈ۔!"

ڈاکٹر نے پوری ہمت مجتمع کرتے اپنی بات کہنی چاہی مگر ایک دم سے اسکے گلے میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔

لاکھ کوششوں کے باوجود بھی وہ ابیر علوی کے ہاتھوں کو دبوچے اپنی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی دم توڑ گیا۔

اسکی آنکھوں کے سیاہ پپوٹے سوجھ کر باہر کو ابل چکے تھے۔آدھ کھلے منہ سے خون ابھی تک بھی بہہ رہا تھا۔

ابیر علوی بے جان ہوئے وجود سمیت درد سے پھٹتے دل ودماغ سے ڈھے سا گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""ا ممممم بھابی جی آپ کا گھر آگیا ہے۔!"سوچوں کے بھنور میں بیٹھی عنایت ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ماہ ویر کے بلانے پر ٹھٹکی۔

""میں آپ کی کوئی بھابی نہیں لگتی بہتر ہوگا مجھے اس طرح سے مت بلائیں۔

سیاہ شال میں لپٹی وہ معصوم سی لڑکی پوری قوت سے چلائی تھی مگر پھر بھی ماہ ویر کو اسکی معصومیت پر ہنسی آئی، جو اسے ڈرانے کی کوشش میں ناکام ہو چکی تھی۔

بھابھی جی یقین مانیں مجھے ڈر نہیں لگا بلکل بھی۔اور ویسے بھی آپ میرے دوست کی بیوی ہیں تو میری بھابھی ہوئی ناں۔!

آخری جملہ اس نے جان بوجھ کر ادا کیا تھا اگر حان سچ نہیں بتا رہا تھا تو کیا ہوا سچ جاننے کے اور بھی بہت سے طریقے تھے اسکے پاس۔

عنایت کا چہرہ ضبط سے سرخ پڑ گیا۔

"کس نے کہا آپ سے۔؟"شدت سے دونوں مٹھیوں میں شال کو دبوچے وہ دانت پر دانت جمائے چلائی۔

اسے لگا تھا کہ شاید اپنے غصے اور نفرت میں پاگل وہ انجانے میں یہ سب کچھ کر رہا تھا مگر وہ تو رشتوں کے ساتھ ساتھ اسکی اور اپنی عمر کے فرق کو بھی بھول چکا تھا۔

اس بات کی توقع تو اسے ہرگز نہیں تھی کہ عالیجان شاہ ایسی کوئی بات کسی دوسرے سے کہے گا۔

""وہ بھابھی حان نے ڈاکٹر سے کہا تھا۔!"ماہ ویر معصومیت سے بڑبڑایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر عنایت کا چہرہ لال بھبھوکا ہو گیا۔ تو وہ انسان اسے دوسروں کے سامنے جھوٹے رشتوں منسوب کرے گا۔

"اس گھٹیا انسان کو کہنا کہ اسکا خواب خواب ہی رہ جائے گا کہ میں اسکی بیوی کے روپ میں اسکی غلام بن کر اسکی نام نہاد نفرت سہوں گی۔ ! میں نہیں ڈرتی اس سے۔"

طیش کے عالم میں کہتی وہ دروازہ کھول تیزی سے باہر نکلی۔

"اور یہ اس کی شال دے دینا اسے۔اور کہنا عزتوں کے لٹیرے محافظ نہیں بن سکتے۔ جس انسان کو رشتے کا لحاظ ناں رہے، چھوٹے بڑے کا لحاظ ناں رہے۔اس انسان سے سوائے افسوس کرنے کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔اور مجھے افسوس ہے عالیحان شاہ پر اور اسکی سوچ پر۔ !"

اسکی آواز چاہے دھیمی تھی۔ مگر اسکی آنکھوں میں ابلتا غصہ دیکھ ماہ ویر لب بھینچ گیا۔

شدت ضبط سے مٹھیاں بھینچتے وہ چلانے والے انداز میں کہتی گیٹ کی جانب بڑھی،

""حان یہ تم نے کیا کر دیا۔؟"تاسف سے اسکی پشت پر ایک نگاہ ڈالے ماہ ویر نے سٹیر نگ پر گرفت مضبوط کرتے حان کی شال کو دیکھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بھاری ہوتے سر کے ساتھ اپنی آنکھوں پر منوں بوجھ محسوس کرتے اسنے بمشکل سے آنکھیں کھولی، کسمساتے ہوئے ایک ہاتھ آنکھوں پر رکھا۔"

"اگر آئندہ تمہارے پانچ فٹ کے دائرے میں بھی کوئی مرد دکھا تو تم کسی کو دکھنے کے قابل نہیں رہو گی۔ !"

ابیر علوی کے الفاظ اسکے کانوں میں ہتھوڑی کی طرح ضرب لگانے لگے،وہ تیز سانسیں بھرتی ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

پسینے سے تر چہرے میں گھلتی سرخی اسکی اتھل پتھل ہوئی سانسوں سمیت کمرے کا خنکی بھرا ٹمپریچر عنایہ کا سانس روکنے لگا۔

عالم طیش میں اسنے بے ساختہ غصے سے اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔

جب نگاہ اپنے سامنے میز پر پڑی ڈریس پر گئی۔

جس کے اوپر ایک چھوٹا سا نوٹ پڑا تھا۔

کلائیوں میں درد کی ٹیس اٹھی تو اس بے ساختہ ہی اس وحشی کا اپنے ساتھ برتا جانوروں جیسا سلوک یاد آیا۔

جانے رات کے کون سے پہر اور کیسے اسکی آنکھ لگی تھی مگر جب تک وہ جاگتی رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس سفاک انسان کو اس پر رتی برابر بھی ترس نہیں آیا تھا۔

""""میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں مسٹر ابیر علوی اپنے کیے کی بھاری سزا چکاو گے تم۔!

بھوری آنکھوں میں نفرت کا گہرہ سمندر معجزن تھا۔اپنی کلائی پر بنے زخم پر انگلی پھیرتے وہ وہ پر عزم لہجے میں بڑبڑاتے ایک جھٹکے سے بستر سے اٹھی۔

میز کے پاس جاتے اسنے سفید ڈریس کے اوپر پڑا وہ نوٹ اٹھایا۔

""""نیند پوری ہو جائے، تو میرے واپس آنے تک اپنی منحوس شکل لے کر میرے روم سے نکل جانا۔آج کے بعد اس قسم کی واہیات ڈریسنگ کی تو کمرے میں نہیں سیدھا قبرستان میں لے جاؤں گا۔اور ہاں جب تک میرے نکاح میں ہو اپنی ان گھٹیا سر گرمیوں کو بند کر دو، ورنہ تمہیں دوسرا سانس میسر نہیں آئے گا۔!

چھوٹے سے نوٹ کے اوپر اسنے چند لفظوں میں اپنے اندر کا سارا غصہ اچھے سے انڈیل کر اسے اچھے سے اسکے حدود کے ساتھ ساتھ اسے اپنے رشتے کا باور کروا دیا تھا۔

عنایہ نے سرد نگاہوں سے اس نوٹ کو گھورتے اسے غصے سے مٹھی میں مسلا۔اسکی بھوری آنکھیں آگ اگل رہی تھیں۔

اپنے آپ کو پر سکون کرتے اسنے ایک نگاہ اسکے پورے کمرے پر ڈالی۔جو اسکی صفائی پسند طبیعت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

اور پھر ایک جانب لگے سنگھار میز کے سامنے جا رکی۔

ابیر علوی کے لباس میں ملبوس غصے سے لال پیلی ہوتی عنایہ نے ایک نگاہ اپنے عکس پر ڈالی۔

"تم نے مجھے گھٹیا قرار دیا ہے ابیر علوی۔ تھوڑا سا گھٹیا پن دکھانا تو بنتا ہے۔!

بھوری بے تاثر نگاہوں سے اپنے حسین سراپے کو دیکھتے وہ تمسخر اڑاتے ہنسی۔

اور سائیڈ میز پر پڑے گلدان کو اٹھائے اسنے پوری قوت سے آئینے پر دے مارا۔

کمرہ دلدوز آوازوں سے گونج اُٹھا۔ شیشے کے سینکڑوں چھوٹے چھوٹے ٹکرے اس کے بستر فرش اور پاس پڑے میز پر بکھرے تھے۔

حلق تر کرتے وہ سپاٹ چہرے سے مڑتی اب اس کی وارڈروب کی جانب بڑھی،

جسے کھولتے ہی اسکے نتھنوں سے ابیر علوی کی جان لیوا کلون کی خوشبو ٹکرائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک پل کو ذہن جھنجھلا اٹھا۔

گزری شب کے کچھ حسین لمحات اسکا چھونا اسکی نرمی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح گھوما۔

""جانے اور کیا کچھ یاد آنا باقی ہے۔!"" اپنے کم مائیگی کا احساس اسکے روم روم میں بھانبڑ جلا گیا۔

بھورے نین کٹوروں میں ٹھہرا پانی پھولوں پر ٹھہری شبنم کا سا گماں دے رہا تھا۔ پاؤں کے نیچے کچھ چبھنے کی آواز پر وہ چونکی پیر ہٹاتے دیکھا تو اب کی بار سفید چہرہ لمحوں میں زرد پڑا تھا اسکا موبائل فون پرزوں میں ٹوٹا پھوٹا پڑا تھا۔

""پاسورڈ کیا ہے۔؟"" اسکے کانوں میں اس ستم گر کی گرم سانسوں کے ساتھ کی جانے والی وہ گھمبیر سرگوشی گونجی۔

گھٹنوں کے بل جھکتے اسنے مختلف ٹکڑوں میں بٹے اپنے موبائل فون کو اٹھایا اور بیڈ کی طرف اچھالا۔

اسکے بعد وہ خونخوار نگاہوں سمیت اسکی وارڈروب کی طرف متوجہ ہوئی۔

اسکے ایک ایک کپڑے کو نکالتے اسنے فرش پر پھینکا۔

اور پھر ایسا ہی حال اسکے جوتوں اور پرفیومز کا ہوا تھا۔

ایک گھنٹے کی کڑی مشقت اور غصے میں ہونے کے سبب وہ یہ سارا کام جلد از جلد نپٹاتے اب باقی روم کو دیکھنے لگی۔

""اگر ایک رات اپنے پاس پناہ دینے سے تم مجھے میرا کریکٹر بتاوگے ابیر علوی تو یاد رکھو کہ تم سے بڑا کریکٹر لیس اور گھٹیا مرد کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

جو اپنی بیوی کو ایک رات اپنے پاس تحفظ دینے کے بجائے اسکے ساتھ نوکروں جیسا سلوک کر سکتا ہے اس انسان سے کیسی توقع کرنی۔؟ تم نے میرے فون کا خشر بگاڑا، تو بدلے میں ایک چھوٹا سا نذرانہ۔ اچھا ہوا میرے اٹھنے سے پہلے ہی چلے گئے تم۔ ورنہ کچھ ایسا ہی خشر تمہارا کرتی میں۔ اپنا لباس سنبھال کر رکھو اپنے پاس۔ یہ اسے پہنانا جو تم سے شادی کرے گی۔ اور عنایہ کاظمی تمہارے ساتھ شادی کرے اتنی تمہاری اوقات نہیں۔!""

ایک طویل نوٹ اور وہ ساری باتیں جو اسکے دل کو رات سے سولی پر لٹکائے ہوئے تھی وہ اپنی تحریر میں درج کرتے اسنے اسی سفید ڈریس کے اوپر رکھا۔

اور ایک طرف پڑی اپنی سیاہ ساڑھی جو تھوڑی دیر پہلے ہی ویٹرس اسے کلین کر کے دے گئی تھی اسے اٹھائے وہ چینج کرتے اسکے کمرے سے نکلتے ایک تنقیدی نگاہ پورے روم پر ڈالنا نہیں بھولی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عنایت میری جان کہاں تھے آپ۔؟کچھ تو بولو میرا دل گھبرا رہا ہے گڑیا۔! اپنے سینے سے لگی عنایت کے بالوں کی جڑوں کو سہلاتے وہ گھبراہٹ سے استفسار کر رہی تھی۔

بے چینی اسکے انگ انگ سے عیاں ہو رہی تھی، عنایت سن ہوتے دماغ سمیت کسی غیر مری نقطے کو گھور رہی تھی۔

اور اسکی اس قدر خاموشی پر سامنے بیٹھے ویام کی بھوری آنکھوں میں حیرت سمٹی۔

آنکھیں چھوٹی کیے وہ گہری سانس فضا کے سپرد کیے اٹھا اور عنایت کے پاس بیٹھتے اسے خود سے لگایا۔

عنایت کے آنسوں جو کب سے حلق میں اٹکے تھے، ایک دم سے بہنے کو بے تاب ہوئے تھے۔ مگر وہ اپنے ماما پاپا کو پریشان نہیں کر سکتی تھی۔

""میری اینجل کو کس نے ہرٹ کیا۔ پاپا کو نہیں بتاؤ گے آپ۔!"

اسکا سر سہلاتے وہ اس قدر شفقت سے پوچھ رہا تھا کہ ایک پل کو عنایت کا دل چاہا کہ وہ چیخ چیخ کر اپنے بابا کو بتا دے کہ عالیحان شاہ پھر سے لوٹ آیا تھا ان کی اینجل کو حراساں کرنے،

وہ کسی برے سائے کی طرح ایسا چمٹا تھا کہ اب تو اسے اپنے آس پاس بھی چاروں اطراف اسی کا گمان ہونے لگا تھا۔

""پاپا مم مجھے دادو دادی کے پاس جانا ہے پاکستان۔ ""!

بمشکل سے آنسوں پیتے وہ مضبوط لہجے میں بولی، تو عیناں اور ویام چونکے،

"کسی نے کچھ کہا آپ سے۔ آپ تھے کہاں رات بھر۔!" دونوں شانوں سے تھامے اب ویام کافی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا،

اتنے سالوں میں پہلی بار عنایت نے ان سب سے دور جانے کی بات کی تھی ورنہ تو وہ ان سے دور ایک دن بھی نہیں رہ پاتی تھی،

""سیاہ آنکھوں میں نمی سمیٹے وہ نگاہیں جھکائے سر کو نفی میں ہلانے لگی۔

میں کل اس روم میں بے ہوش ہو گئی تھی۔ اور ایک لڑکی مجھے ہاسپٹل لے گئی تھی، سر جھکائے وہ اپنی انگلیوں موڑتے سرخ چہرے سے جھوٹ بولتی پہلو بدلنے لگی،

""اچھا چھوڑو اس بات کو۔ آپ پاکستان کیوں جانا چاہتے ہو۔؟" تھوڑی سے تھامے اسکا چہرہ اونچا کیے اب کی بار لاڈ سے پوچھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکی آنکھوں میں گہری سنجیدگی تھی، کہیں ناں کہیں وہ عنایت کے خوف کو بھانپ چکا تھا۔

""""بس مجھے ان کی یاد آرہی ہے۔اور مجھے ابھی رشتہ بھی نہیں کرنا آپ بھی آجایئے گا پاکستان۔پھر میں وہی شادی کروں گی۔!""

وہ ان دونوں پر ایک نگاہ ڈالے سرخ چہرہ جھکائے بولی۔

عیناں نے سوالیہ نگاہوں سمیت ویام کو دیکھا۔وہ دونوں واقف تھے عنایت کتنا خوفزدہ ہو جاتی تھی پاکستان کے نام پر۔اسی وجہ سے تو وہ اسکے لیے دوسرے ملک سے رشتہ ڈھونڈ رہے تھے۔

مگر اب یوں اسکا اچانک فیصلہ ان دونوں کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گیا۔

""""ہم پہلے ہی ان لوگوں کو انکار کر چکے ہیں۔اور اگر آپ سچ میں جانا چاہتی ہیں تو میں کل کی ٹکٹ بک کروا دیتا ہوں۔!""

مسکرا کر اسکی ساری پریشانی سمیٹتے ویام نرمی سے بولا۔

""""نہیں مجھے آج ہی جانا ہے پاپا۔! عنایت نے فوراً سے پیشتر کہا تھا اور اسکی بات پر ویام اور عیناں نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

ٹھیک ہے جیسا آپ چاہیں۔!""

ویام نے مسکرا کر کہا۔تو عنایت کے چہرے پر سکون پھیل گیا۔

"السلام علیکم کون کہاں جارہا ہے۔؟"سیڑھیوں سے اترتی عنایہ جوان کی آدھی بات سن چکی تھی۔لہجے کو ہشاش بشاش بنائے بھوری چمکتی نگاہوں سے پوچھا۔

ویام نے اپنا دوسرا بازو وا کیا تو وہ بھاگتی ہوئی باپ کے سینے سے آن لگی۔

""""آپ کی بہن جارہی ہیں پاکستان۔آپ کا کیا ارادہ ہے۔؟"عنایہ کی پیشانی چومتے اسنے نرمی سے مسکرا کر پوچھا
۔

""""مجھے نہیں جانا وہاں ڈیڈ اور آپ جانتے ہیں میری اسٹڈی خراب ہو جائے گی۔! نگاہیں چراتے وہ دوبدو بولی۔

ویام اسکا جواب جانتا تھا مگر پھر بھی پوچھنا ضروری تھا۔

""""سوری ڈیڈ مجھے رات کو رکنا پڑا فرینڈ کے پاس۔!

ہونٹ پھیلائے وہ سر جھکائے معذرت کرنے لگی۔

عیناں نے اسے گھوری سے نوازتے رخ موڑ لیا۔وہیں عنایت ہنسی تھی۔"سوری کیسا میرے بچے۔؟میں جانتا ہوں میری بیٹیاں بہت سمجھدار ہیں۔اور اگر آپ رک گئے تھے تو ضرور کوئی مشکل آگئی ہو گی۔!"

ویام نے ہر بار کی طرح اسکا دفاع کیا تھا۔

""اسی لئے تو آئی لویو سو مچ ڈیڈ آپ مجھے سمجھتے ہیں صرف۔!"اپنی ماں کی گھوریوں کو نظر انداز کرتے وہ مسکرا کر بولی۔

""تم اندر کیسے آئی۔ہم سب یہی موجود ہیں اور تم تھی کہاں۔!؟"عیناں کی مشکوک نگاہیں اسی پر ٹکی تھی۔

""ڈیڈ اپنی بیوی کو بتائیں اندر آنے کا صرف ایک راستہ نہیں۔!اور بتا تو رہی ہوں دوست کے پاس تھی۔! "

"" گردن اٹھائے وہ ویام کے چہرے کو دیکھتی ذرا خفگی سے بولی،تو ویام نے زور شور سے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"ہاں بھئی ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے میری پرنسز اندر آنے کا ایک راستہ تھوڑی ہے اور اب کوئی بھی سوال جواب نہیں ہو گا میری بیٹیوں سے۔آج ہم تینوں باپ بیٹی مل کر ککنگ کرنے والے ہیں۔!"

ویام نے حتمی انداز میں کہا تو عنایہ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

مگر پاپا مجھے پاپا ہے۔؟"عنایت نے اداسی سے کہا۔

""تو رات تک کی فلائٹ بک کروادوں گا ابھی تو ہم مل کر انجوائے کر سکتے ہیں۔! "

ویام نے نرمی سے کہا۔

عنایت نے بمشکل مسکراتے ہوئے سر کو اثبات میں ہلایا۔

عنایہ بغور اسے دیکھ رہی تھی،یوں اچانک اسکے جانے کا پلین عنایہ کو عجیب لگا تھا مگر وہ بعد میں بات کرنے کا سوچ خاموشی اختیار کر گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""چھوڑ آئے۔!"پش اپس لگاتے وہ خاصہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔ماہ ویر خاموشی سے لب کچلتا دروازے کے بیچ کھڑا رہ گیا۔

کیا کہتا اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہی تھی۔!"

""کچھ بولو گے تم۔!""پش اپس لگانے کی سبب اسکی آواز کافی بھاری ہو چکی تھی،ماہ ویر کی خاموشی پر اسنے سرد نگاہوں سمیت گردن موڑے اسے گھورا۔

جو دروازے کے بیچ کھڑا تھا اسکے ہاتھ میں اپنی وہی شال دیکھ وہ ایک پل کو ٹھٹکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""اتنا سوچنے کی ضرورت نہیں۔جو کچھ کہا ہے اس نے صاف صاف بتا دو۔!"

اب کی بار اسکا لہجہ اور نگاہیں سرد ہوئیں تھیں،اتنا وہ جانتا تھا اسے۔اسکے سامنے خوف سے سانس روکنے والی اس سے فرار ملتے ہی بھیگی بلی سے شیرنی بن جاتی تھی۔

جبھی سنجیدہ لہجے میں ماہ ویر کو بات شروع کرنے کا کہتا وہ اب پہلے سے دگنی تیزی سے پش اپس لگانے لگا۔

""وووہ کہہ رہی تھیں کہ عزتوں کے لٹیرے محافظ نہیں بن سکتے۔اور جس انسان کو رشتےاور عمر کی تمیز ناں رہے ایسے انسان پر انہیں افسوس ہے اور یہ شال بھی لوٹا دی۔""

""کچھ اور بھی کہا ہو گا یاد کرو۔میں اسکی رگ رگ سے واقف ہوں۔""!

اسکی آنکھوں میں غضب ناک چنگاریاں اڈ رہی تھیں مگر چہرے پر وہی سکون کے تاثرات تھے۔

شاید وہ اپنے اندر کے طوفان کو دبا رہا تھا۔"اور یہ بھی کہا کہ تمہارا خواب خواب ہی رہ جائے گا ان سے شادی کر کے اپنی نفرت کی بھینٹ چڑھانا۔!"

خشک لبوں پر زبان پھیرتے وہ سرخ چہرے سمیت بولا تھا،

وہ جانتا تھا اتنا سب کچھ سننے کے باوجود بھی اگر عالیحان شاہ اس قدر پر سکون تھا تو اسکے پیچھے ضرور کوئی ناں کوئی بات تھی۔

""ایک کام کرو ماہ ویر۔پاکستان پہنچو تم۔اور جیسا میں بتاؤں ویسا ہی کرنا میں کل تک لوٹوں گا۔!

ہاتھوں کے بل اٹھتے اسنے اپنے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے درست کرتے برفیلے لہجے میں کہا۔اسکی نیلی حسین نگاہیں کھڑکی سے باہر دکھتی ان خوبصورت روشنیوں پر ٹکی تھی،

عنابی لب بھینچے اسنے ایک طویل سانس فضا کے سپرد کی۔ماہ ویر شال وہی ایک طرف رکھتے ہوئے جا چکا تھا۔

عالیحان شاہ اپنے بھاری قدموں سمیت پلٹا۔اس شال کو ہاتھوں میں لیتے اسنے شدت سے مٹھیوں میں بھینچا۔

""عنایت ویام کاظمی اب وقت آ چکا ہے تمہارے اس نام نہاد کے خوف کو حقیقت بنانے کا۔تمہاری عزت کے لٹیرے کو تمہارا سر کا تاج بنانے کا۔تمہارے ایک ایک لفظ کا تم سے سود سمیت بدلا ناں لیا تو میرا نام بھی عالیحان شاہ نہیں۔!"

سرسراتے لہجے میں وہ تصور میں ہی عنایت کاظمی کے عکس کو دیکھ کر گھمبیر لہجے میں بڑبڑایا۔

اسکی آنکھوں میں ابلتی آگ ناجانے کیا طوفان برپا کرنے والی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

Episode 22

"عینی پلیز مجھے رہنے دو۔! خوف سے سیاہ ہوتی اپنی بڑی بڑی نگاہیں پھیلائے وہ عنایہ کے ہاتھ سے اپنا مخملی ہاتھ تقریباً کھینچتے ہوئے نرم لہجے میں اصرار کرنے لگی،

""ارے آپی آپ تو ایسے کر رہی ہیں۔ جیسے اندر آپ کے ہونے والے سئیاں جی موجود ہوں اور میں آپ کو زبردستی پکڑ کر اندر لے جا رہی ہوں۔ کچھ نہیں ہوگا وہ پھپھو ہیں ہماری یقین جانیں اتنے سالوں کے بعد آپ کو دیکھ ان کی خوشی دگنی ہو جائے گی۔

"زور سے اسے اپنی جانب کھینچتے وہ پیچھے سے اسکے کندھوں پر بانہیں پھیلائے اسکے بھاگنے کے سارے راستے مسدود کر گئی۔

"عینی پپ پلیز۔! عنایہ نے جونہی بیل بجائی، عنایت کا خوف مزید بڑھا تھا۔

پچھلے کئی سالوں سے وہ اپنی پھپھو کے گھر نہیں گئی تھی،

اور وجہ ایک نہیں کافی زیادہ تھیں، اور کہیں ناں کہیں وہ حورین کی اس حالت کا ذمہ دار خود کو مانتی تھی،

عالیان شاہ اور حرمین کا بھی اب ان کی طرف آنا جانا بہت کم ہو گیا تھا اور اسکی ایک وجہ پچھلی بار عالیحان کی جانے والی حرکت تھی،

جس کے بعد ویام نے خود اپنی بہن سے واضح لفظوں میں یہ کہا تھا کہ وہ ان کے گھر کم ہی آئے تو بہتر ہے کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکا بیٹا اپنے غصے میں پھر کسی وجہ سے اسکی بیٹی (عنایت) کو نشانہ بنائے۔

""عنایہ عنایت۔! "

عالیان شاہ کی بھاری آواز پر عنایت کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔ وہ ایک دم سے چونکی۔ سر پر اوڑھے نیلے آنچل کو مضبوطی سے مٹھی میں جکڑتے وہ غیر محسوس انداز میں عنایہ کے پیچھے چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔

اسکی یہ حرکت عالیان شاہ کی نیلی نگاہوں سے مخفی ناں رہ سکی۔ بے ساختہ ہی اسے اس معصوم بچی پر ترس آیا۔

""عنایت کیا ہوا اپنے ماموں سے نہیں ملے گی میری بیٹی۔!" شفقت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ محبت سے لبریز لہجے میں بولتے آگے بڑھا۔

عنایہ کے سر پر بوسہ دیے اسے مخاطب کیا تو سوجھکائے ہونٹ بری طرح سے کچل رہی تھی۔

"نن نہیں ماموں ایسی کوئی بات نہیں۔السلام علیکم کیسے ہیں آپ۔؟" دھیمے قدموں سے چلتی وہ اسکے نزدیک رکی ،نرمی سے بولی۔

"وعلیکم السلام میں تو بلکل ٹھیک ہوں مگر آپ کی پھپھو ٹھیک نہیں۔!اسکے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے اسنے ناراض لہجے میں کہا تو اسکی توقع کے مطابق وہ چونکی اب خوف و حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا پھپھو کو۔؟ عنایہ جانتی تھی اب یہ گلے شکوے ہونے ہی تھے جبھی ان دونوں کو وہیں چھوڑ وہ اندر بڑھی،

"کیونکہ ان کی گڑیا جو نہیں آتی تھی ان سے ملنے۔ مگر اب آپ آ گئے ہو آپ کو دیکھ کر ایک دم فٹ ہو جائے گی۔!

عالیان نے مسکرا کر کہا تو ایک بھولی بھٹکی مسکان عنایت کے ہونٹوں پر پھیلی۔وجود پر چھایا ہوا خوف اب عالیان شاہ کے نرم رویے پر تھوڑا کم ہوا تھا۔

""ٹن ٹراا۔ سرپرائز۔!"" عنایہ کی چہکتی آواز پر وہ دونوں ہی مڑے تو سامنے ہی عنایہ حرمین کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹا رہی تھی۔

جواب حیرت و بے یقینی سے عنایت کو دیکھ رہی تھی۔""عنایت۔"" بے یقینی سے کہتی وہ عالیان کو دیکھنے لگی جس نے سر اثبات میں ہلایا۔

""میری بیٹی کیسی ہو تم۔!"بھاگتے ہوئے اسکے نزدیک جاتے حرمین نے اسے بانہوں میں بھینچ لیا۔

عنایت کیلئے ان کا یہ رویہ غیر متوقع تھا۔کپکپاتے ہاتھ ان کی گردن میں باندھے وہ نم نگاہیں موند گئی۔

"""عالیجان شاہ کی وجہ سے وہ سب کتنے دور ہو چکے تھے ایک دوسرے سے۔احساس محرومی نے اسے تیزی سے اپنی لپیٹ میں لیا۔""

"اگر رونا دھونا ہو گیا ہو آپ دونوں پھپھو بھتیجی کا تو اندر چلیں۔سب سے امپورٹنٹ بندی تو ابھی رہتی ہے جس کے کہنے پر میں ان کو (عنایت) یہاں لائی ہوں۔"

سینے پر ہاتھ باندھے وہ بھوری چمکتی نگاہوں میں اس حسین منظر کو قید کرتی مسکرا کر گویا ہوئی۔

تو وہ سبھی مسکرائے۔عنایت نے جلدی سے اپنی آنکھوں کو رگڑا۔

"ہاں چلو ایسا کرو تم بہن کو حورین کے روم میں لے جاؤ، ہم بھی وہیں آتے ہیں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایت کو خود سے لگاتے وہ نہار جاتی نگاہوں سے اسے دیکھتی اب عنایہ سے بولی۔

جس نے آنکھیں چھوٹی کیے پھپھو کو گھورا۔

"تم تو پھپھو کی جان ہو۔ادھر آؤ۔!"اسکا سرخ چہرہ دیکھ کر حرمین نے کھلکھلا کر کہتے اپنی بانہیں واکی، تو وہ بھاگتی ہوئی اسکے سینے سے لگتی اب اپنا دایاں گال انکے سامنے کر گئی، یہ اسکی عادت تھی بچپن سے ہی، وہ ایسے ہی ہر بار اپنا لاڈ زبردستی وصولتی تھی۔

"اب خوش۔!"اسکے دونوں گالوں پر بوسہ دیتے حرمین نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

""اب ہوا ناں حساب برابر چلو ڈارلنگ اوپر چلیں۔!"بدلے میں اپنی پھپھو کے گال کو چومتی وہ فٹ سے پیچھے ہوئی، عنایت کے بازو میں سے اپنا بازو نکالتے وہ اٹیٹیوڈ سے بولی۔

تو اسکی ادا پر عالیان، حرمین اور عنایت بے ساختہ ہی مسکرائے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""کہاں تھے تم اور دروازہ کیوں بند تھا باہر سے۔؟"سینے پر ہاتھ باندھے وہ اپنے سامنے کھڑے مجنوں کو کڑی نگاہوں سے دیکھتی استفسار کرنے لگی،

""وہ میم صاحب یہاں مچھر تھا تو اپن کو نیند نہیں آئی تو اپن پاس والے گھر چلا گیا۔!

خشک لبوں پر زبان پھیرتے وہ نگاہیں چرائے بولا۔

اسے امید نہیں تھی کہ ایمی اسکی واپسی پر جاگ رہی ہو گی۔ مگر سوال یہ تھا کہ وہ جاگ کیسے رہی تھی،؟ جتنی ہیوی ڈوز وہ کھانے میں ڈال چکا تھا ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ جاگ پاتی۔!

""تمہاری شکل دیکھ کر تو نہیں لگتا کہ مچھر تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہونگے۔نہاتے نہیں ہو کیا۔؟""

ناک چڑھائے وہ اسے سر تا پیر دیکھتی کافی خفگی سے بڑبڑائی۔

میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس وہ گندے بالوں والا لڑکا اسے کافی حد تک عجیب لگا تھا،

"مجنوں نے بے ساختہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا،"""

""گوری جی اپن کی اماں کہا کرتی تھی کہ میرا لال تو ایسے ہی اتنا خوبصورت ہے اگر جو نہا کر صاف کپڑے پہن لے تو لڑکیوں کی لائنیں لگ جائیں،"!

ایمی دلچسپ مسکراہٹ لبوں پر سجائے، دروازے سے ٹیک لگائے اب اسے دیکھ رہی تھی۔

""اچھا تو اسی لئے نہیں نہاتے تم۔؟ "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ مزید جاننا چاہ رہی تھی اور مجنوں کسی بھی طریقے سے اس سے جان چھڑانا چاہ رہا تھا۔

"وہ جی ایک بار نہایا تھا تو نظر لگ گئی پورے دس بخار رہا پھر اپن نے توبہ کرلی اب اپن ایک مہینے سے پہلے نہائے گا نہیں۔!"

ہونٹ پھیلائے وہ حتمی انداز میں بڑبڑایا۔

"ویسے اگر تم روز نہاؤ تو تم پیارے لگو گے اور ویسے بھی مجھے گندگی بلکل بھی نہیں پسند تو صبح اُٹھتے ہی ان کپڑوں کو تبدیل کرنا اور سب سے پہلے نہانا۔اوکے۔!"

بھنویں اچکائے وہ اسکے چہرے کو بغور دیکھتے حکمیہ انداز میں بولی،

مجنوں بے ساختہ ہی اسے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔؟ایمی چونکی آنکھیں چھوٹی کیے اس سے استفسار کیا۔

"کک کچھ نہیں بس ایسے ہی۔!آپ سوجائیں صبح ہم اس انسپیکٹر کو پکڑنے جائیں گے۔!"

مجنوں اپنی ہی دھن میں بولا۔"تمہیں کیسے پتہ یہ سب۔؟

پشت سے ابھرتی ایمی کی سرد آواز پر وہ ٹھٹکا آنکھیں میچے اپنی بے اختیاری پر دانت پیسے۔

"رنگیلا نے اپن کو سب بتایا ہے اور کیسے پتہ چلے گا۔!

رخ موڑے وہ نارمل سے لہجے میں بولا تو ایمی نے سر کو ہاں میں ہلایا۔

اب میں جاتا ہوں۔باہر ہی سوجاتا ہوں۔آپ نے کھانا کھالیا۔!

"""بے ساختہ ہی یاد آنے پر پوچھا۔

"ہاں کھالیا تھا کیوں۔!ایمی نے حیرت سے سوالیہ نگاہوں سے پوچھا۔

"نہیں ایسے ہی اچھا اب آپ سوجائیں۔!

مسکرا کر کہتا وہ ایک دم سے رخ موڑ گیا۔

اب کی بار اسکے چہرے پر سوچ کی گہری پرچھائیاں تھیں۔

اگر ایمی نے کھانا کھایا تھا تو اسے نیند کیوں نہیں آئی۔!"پرسوچ انداز میں سوچتا وہ چارپائی پر بیٹھا کسی گہری سوچ میں ڈوبا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"آپ نے مجھ سے پوچھا تک نہیں ماما اور تو اور مجھے اپنی ہی منگنی کی بات کسی دوسرے سے معلوم چل رہی ہے۔
کیا میرا اتنا بھی حق نہیں ہے کہ مجھے میری ہی زندگی کے اتنا بڑا فیصلہ لینے سے پہلے ایک بار پوچھا جائے۔!

"بتا تو رہی ہوں اور اتنا اوورری ایکٹ مت کرو، یہ فیصلہ تمہارے ماموں (انزک) اور بابا (اذلان) کا ہے اس میں میرا کوئی عمل دخل نہیں۔!

اسکے بالوں کی چوٹی مضبوطی سے بناتے الایہ صاف گوئی سے بولی۔

وہیں وہ جو کل رات تبریز سے اس خبر کے ملنے کے بعد ہی انگاروں پر جلتی رہی تھی۔ خفگی سے اپنے لب بھینچے۔

"آپ اچھے سے جانتی ہیں کہ میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں۔!"

گہری سانس بھرتے وہ دوٹوک لہجے میں بولی۔

""ہاں جانتی ہوں مگر وہ لڑکا ٹھیک نہیں۔ تمہارے پاپا نے اسکا۔!

بس کردیں یار۔ اس بات پر تو جھوٹ بولنا بند کردیں۔ آپ کو اور بابا کو ہر اس لڑکے سے مسلئہ ہے جسے مجھ میں دلچسپی ہو۔!"

پنجوں کے بل اٹھتی وہ غصے سے بلند آواز میں چیختے ہوئے بولی۔

اسکی آواز اس قدر اونچی تھی کہ عجلت میں سیڑھیاں عبور کرتا تبریز بخوبی سن چکا تھا۔

اسکے قدم ایک دم سے تھمے۔ ماتھے پر بل ڈالے وہ موبائل فون پر اسکرولنگ روکے کسی غیر مری نقطے کو گھورنے لگا۔

""عمایہ یہ کس لہجے میں بات کررہی ہو تم۔؟ ہم ماں باپ ہیں تمہارے کیا کچھ برا سوچ سکتے ہیں تمہارے لئے۔!؟"

افسردگی بھری نگاہ سے اسے دیکھتے الایہ سنجیدگی سے پوچھنے لگی۔

"مجھے کچھ نہیں معلوم، میں محبت کرتی ہوں حمدان سے اور اسی سے شادی کروں گی۔"

ہٹ دھرمی سے جواب دیتی وہ تیزی سے کمرے سے نکلی۔

سیڑھیوں کے وسط میں کھڑے تبریز شیرازی کے بے تاثر چہرے کو دیکھ وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ سب سن چکا ہے۔
جبھی نگاہیں چراتے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی،

تبریز نے ایک افسوس بھری نگاہ اسکی پشت پر ڈالی، اسے اندازہ نہیں تھا کہ عمایہ اس قدر خود سر ہوگی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اچھا اب میں نکلتی ہوں۔ایک امپورٹنٹ ٹیسٹ ہے اگر لیٹ ہو گئی تو وہ پروفیسر کلاس میں اینٹر نہیں ہونے دے گا۔!"

بالوں کو ہاتھ سے برابر کرتے وہ عنایت کی گود سے سر اٹھائے بیڈ سے اٹھتے خفگی سے بولی،

"ایسا بھی کون ہے جس کا ڈر میری بہادر آپی کو بھی ہے۔؟"حورین کی نیلی نگاہوں میں ناچتی شرارت بھانپتے

عنایت مسکراہٹ لبوں تلے دبائے اب عنایہ کو دیکھ رہی تھی،

جس کے حسین نقوش تنے ہوئے تھے۔

"بس رہنے دے نیلی بلی، جتنی تُو میسنی ہے سب جانتی ہوں میں، بڑی بہن کیا ملی مجھے تو منہ تک ناں لگایا تم نے۔! بیٹا آج کے بعد تیری آئسکریم اور چاکلیٹس بند۔""!

آنکھیں چھوٹی کیے وہ آئینے میں اپنے سراپے کو درست کرتی بڑبڑائی تھی۔

وہی حورین اور عنایت نے لب دانتوں تلے دبائے اسکی حالت سے حظ اٹھایا۔

"عینی رہنے دو یار ویسے بھی کتنا ٹائم ہو چکا ہے اب یونی جانے کا مقصد۔!"

اپنی گود میں سر رکھے لیٹی حورین کے بالوں کو سہلاتی وہ نرم لہجے میں منمنائی۔عنایت وہاں اکیلے نہیں رہنا چاہتی تھی، جبھی اسے روکنے کی کوشش کی۔

"آپو یار ایک ٹیسٹ ہی ہے اور سر کا گروپ میں میسج بھی آ چکا ہے وہ بھی خصوصاً میرے لئے کہ مجھے ٹیسٹ لازمی دینا ہو گا ورنہ وہ ڈیڈ کو شکایت لگائیں گے۔!

تیکھی ناک چڑھائے وہ رونی شکل بنائے جلے دل سے بولی،

"میں بھی کہوں آپی اتنی اچھی کب سے ہو گئی جو ایک ٹیسٹ کے لیے ایسے اٹھ کر چلی جائیں۔!

حورین نے مسکراتے ہوئے اسے چھیڑا تو وہ منہ کے زاویے بگاڑتے اپنا کوٹ اٹھائے پہننے لگی۔

"ایک بات یاد رکھنا آپ لوگ۔میرے بغیر محفل میں باتیں تو ہونگی مگر رونق نہیں ہو گی۔اور رونق صرف وہی ہوتی ہے جہاں عنایہ کاظمی پائی جائے۔!"

کوٹ کے کالر کو درست کرتے، وہ اپنے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتے کافی دلبرانہ انداز میں بولی،

اسکے کھنکھنتے لہجے پر کہیں دور بیٹھے شخص

کے عنابی لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہ تو ہے میری جان۔! عنایت نے مسکرا کر اسکی بلائیں لیں جو واقعی میں ان سب کی زندگیوں کی واحد روشنی اور رونق تھی۔

"عینی جلدی آجانا مجھے گھر جانا ہے۔! عنایہ کے بازو کو تھامے اپنی طرف کھینچتے وہ اسکے کان میں گھس کر بڑبڑائی۔

"نہیں آپو آج آپ میرے پاس رہیں گی، !" حورین نے اسکا بازو پیچھے کھینچتے لاڈ سے کہا۔

"ڈارلنگ آپو کی فلائٹ ہو چکی ہے آج پاکستان کی۔ اور آج وہ کیسے رہ سکتی ہیں۔!

عنایہ نے مسکرا کر کہتے اسکی چھوٹی سے ناک کھینچی، تو وہ اداس ہو گئی،

""کوئی بات نہیں۔ میں پھر کبھی آجاؤں گی۔!"

عنایت نے مسکرا کر اسکی تھوڑی چومی، مگر اسکا موڈ ویسا ہی تھا،

""اچھا آپو بچی رو دے گی آپ ایسا کریں آج رات یہیں رک جائیں، اور کل صبح چلے جائیے گا۔! "

عنایہ کی بات پر عنایت کی آنکھیں خوف سے گہری ہوئی تھیں۔" مگر عینی۔!

"چلو ٹھیک ہے آپ دونوں انجوائے کریں اب کل صبح ملاقات ہو گی۔!"

عنایہ بنا اسے بولنے کا موقع دیے اپنی بات کہہ بھاگتے ہوئے روم سے نکلی،

عنایت کا چہرہ خوف سے زرد پڑنے لگا تھا، ایک عجیب سا احساس تھا جو اسے سکون نہیں لینے دے رہا تھا یا شاید اتنے عرصے بعد وہ اپنوں سے دور رہ رہی تھی اس وجہ سے۔!"

آپو آپ خوش ہیں ناں۔؟" حورین نے اسکا ہاتھ تھامے محبت سے پوچھا۔

""ہاں میں خوش ہوں گڑیا۔! عنایت اسکے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ جبراً مسکراتی نرمی سے بولی۔

"تم نے ہمیشہ میری مشکلات آسان کیں ہیں ٹیڈی، اسی لئے تو عالی لو زیو آلاٹ مائے پرنسز۔!

فاتحانہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ ائیر پورٹ کان سے نکالتے بیڈ کی طرف اچھالتا اب کاوچ پر پڑے تولیے کو اٹھائے اپنے وجود پر تیرتے پسینے کو خشک کرنے لگا،

نیلی نگاہوں میں آگ کی مانند سرخی تیر رہی تھی۔ ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرتے وہ گہرا مسکرایا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"چھوڑ دو اسے۔! ٹھاہ کی زوردار آواز کے ساتھ دروازہ دھڑام سے کھلا تھا۔ بیڈ پر موجود نشے میں لت پت وہ ادھیڑ عمر شخص دروازہ ٹوٹنے اور کسی کی غراہٹ پر ایک دم سے مڑا۔

"کون ہو تم۔! اپنی زبان پر بڑبڑاتے وہ بستر پر موجود نیم برہنہ لڑکی کے بازو کو چھوڑتا بستر سے اترا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ معصوم لڑکی نشے میں چور دھندلائی نگاہوں سے پیچھے دیکھتے اب بستر کی چادر کو کھینچتے اپنے گرد لپیٹنے لگی۔

"ابے نکل یہاں سے۔سالے سارا مزہ خراب کر دیا۔!

میز کو ٹھوکر مارتے وہ نشے سے چور آواز میں بڑبڑاتے ہوئے ڈیول کی جانب بڑھا۔

"ہاتھ کا مکہ بنائے اسنے غصے میں اسے مارنا چاہا تھا مگر اسکا ہاتھ فضا میں ہی بلند رہ گیا۔

"جب اسکے اسی ہاتھ کو بڑی آسانی سے مٹھی میں جکڑتے وہ بھوری سرد نگاہوں سے اسے دیکھتا ایک ہی جست میں موڑتا اسکی کمر سے لگا گیا،

کمرہ اس آدمی کی چیخوں سے گونج اٹھا،

اسکی دھاڑیں بلند ترین ہونے لگی، کیونکہ ڈیول نے وہیں بس نہیں کی تھی۔

بلکہ وہ اسکے جسم کے ایک ایک حصے اسکی دونوں ٹانگوں دونوں ہاتھوں کو توڑ چکا تھا،

""اہہ آں پلیز مجھے معاف کر دو مجھے جانے دو۔!"منہ کے بل فرش پر بلکتا وہ نڈھال سے لہجے میں کراہ رہا تھا ،سارا نشہ ہوا ہو چکا تھا موت کا خوف اسکی آنکھوں سے جھلک رہا تھا۔

اسکی آواز رونے کے سبب بھاری ہونے لگی تھی، جب ڈیول نے اگلے ہی لمحے جھکتے ایک دم سے اسکی گردن کو ہاتھوں میں لیا اور ایک جھٹکے سے اسکی گردن کو پیچھے سے جکڑتے وہ لمحوں میں موڑ گیا۔

""اس آدمی کے ہاتھ اور پاؤں بری سے کپکپائے اور اگلے ہی لمحے میں اسکا وجود ساکت پڑ گیا،

ڈیول نے سرد نگاہوں سے اس لاش کو پیر کی ٹھوکر رسید کی اور پھر بھاری قدموں سمیت وہ بیڈ کی طرف بڑھا،

اسکی بھوری نگاہوں میں حد درجہ وحشت سمٹی تھی۔

اس آدمی کا مردہ وجود اسکے اندر کے وحشی کو جگا رہا تھا، جبھی وہ جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہ رہا تھا۔

""چچ چھوڑ دددو ممجھے۔!"

وہ معصوم لڑکی خوف سے کپکپاتی آنکھیں سختی سے میچے ہوئے تھی،

ڈیول نے عجیب نگاہوں سے اسے دیکھا۔اور پھر ایک گہری سانس بھرتے اسکے سر پر اپنا بھاری ہاتھ رکھا۔

وہ معصوم لڑکی خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی،

""ڈرو نہیں میں کچھ نہیں کہوں گا۔!"

چادر اسکے سر پر درست کرتے وہ سرد پن سے بولی،

""لیزے۔؟"اسکی گرج دار آواز پر لیزے جو اسکے حکم پر دروازے کے باہر رکی تھی، بھاگتی ہوئی اندر آئی۔

"لے چلو اسے۔!"

سپاٹ لہجے میں تحکم بھرے انداز میں کہتا وہ ایک دم سے پلٹا اپنے بھاری قدم اٹھاتا

اس کمرے سے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مس کاظمی۔آپ کو پرمیشن کس نے دی روم میں اینٹر ہونے کی۔!

بک سے نگاہیں اٹھاتے ہی اسکی نگاہ کمرے میں داخل ہوتی عنایہ پر پڑی۔دل کی دھڑکن ایک پل کو سست پڑتے ہی تیز ہوئی تھی،

گلا کھنکھارتے وہ سنجیدگی سے اسے مخاطب کرتے ڈائز پر دونوں ہاتھ رکھتے اسے دیکھنے لگا۔

وہیں عنایہ نے گھوم کر اسے دیکھا۔"مسٹر ہینڈسم پروفیسر۔کیا آپ سے بھی مجھے اجازت درکار ہے۔؟

آنکھیں پٹپٹاتے وہ جس ادا سے گویا ہوئی تھی پروفیسر بہرام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی جسے فوراً سے پیشتر سمیٹے وہ گہری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

کلاس روم میں اب مکمل خاموشی تھی، سبھی اسٹوڈنٹس پوری توجہ سے انہیں دیکھ اور سن رہے تھے۔

""پہلی بات آپ صرف پروفیسر کہہ کر مخاطب کیا کریں مجھے۔دوسری اور آخری بات رولز سب کیلئے برابر ہیں۔تو آپ کو بھی ان کو فالو کرنا ہوگا۔!

گردن کو خم دیے وہ کندھے اچکائے بولا۔

"عنایہ کاظمی کسی کے بنائے گئے رولز کو نہیں مانتی، میری زندگی میں صرف میرے بنائے گئے رولز چلتے ہیں اور یہ بات اس یونی کا ہر اسٹوڈنٹ اور ٹیچر بخوبی جانتا ہے

اور دوسری اور آخری بات سر۔ہینڈسم تو آپ ہیں نہیں۔بس دل رکھنے کو تعریف کرتی ہوں۔شکر کیا کریں آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کی تعریف عنایہ کاظمی کرتی ہے۔!

لبوں پر گہری مسکان سجائے وہ کمال اعتماد سے گویا ہوتے ہاتھ سینے پر باندھ گئی،

"بہرام کی گہری نگاہیں اسکے گالوں میں ابھرتے ان گڑھوں پر آٹھہری تھی۔اسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اسکا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔"

"مس کاظمی۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آئی لو یو سر۔! بہرام نے اسے پھر سے مخاطب کیا تو اپنی سیٹ کی طرف جاتی وہ جھٹکے سے مڑی۔

اسکے اچانک کہے الفاظ پر بہرام کا دل ساکت سا پڑ گیا۔سانس روکے وہ ایک انجانی سے کیفیت میں گھرا اسے دیکھ رہا تھا،

جس کا حسین چہرہ بلکل بھی سنجیدہ نہیں تھا۔

""شرمایئے مت ایسا میں نے نہیں۔ مس میری نے کہا تھا۔ابھی راستے میں کہہ رہی تھی کہ ان کا پیغام آپ کو دے دوں۔!

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ گردن کے نیچے رکھتے آنکھیں پٹپٹا کر بولی،

تو بہرام کا چہرہ لمحوں میں سرخ پڑا،وہیں باقی کے تمام اسٹوڈنٹس مس میری کے موٹاپے کو سوچتے ہی بے ساختہ ہنستے بہرام کے ضبط کو آزما گئے۔

"انف مس کاظمی۔سیٹ پر جائیں اپنی۔!

نگاہیں چراتے بمشکل سے کہا۔

"جب پہلے جا رہی تھی تو کیوں روکا آپ نے۔!"اسکی حالت پر افسوس سے گردن نفی میں ہلاتی وہ اپنی سیٹ کی طرف بڑھی۔

اسے خوشی ہوئی تھی اپنا بدلا لے کر مگر اسے اندازہ نہیں تھا آج اسکی یہ حرکتیں بہرام کو غصہ نہیں ایک نئے احساس سے روشناس کروا گئی تھیں۔

"اوکے ڈراپ یور بکس اینڈ سالوِ دز تھیوری۔!"

ایک گہری نگاہ ببل گم چباتی سب سے آخر میں اکیلی بیٹھی عنایہ پر ڈالے وہ گلا کھنکھارتے ہوئے کہتا وائٹ بورڈ کی طرف متوجہ ہوا اور تیزی سے تھیوری ایکویشن وہاں لکھی۔

"کمرے میں چھائی خاموشی میں ایک دم سے دروازہ ٹھاہ کی زوردار آواز سے کھلا۔

پروفیسر سمیت سبھی نے مڑتے آنے والے کو دیکھا۔

"واٹ دی ہیل اِز دِز گوئنگ آن۔؟"

بہرام غصے سے چیختے ہوئے مڑا۔وہیں بھوری بے تاثر نگاہوں سے وہ اپنی طرف بڑھتے اس خوبرو جوان کو دیکھ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے ہاتھ سینے پر باندھ گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر علوی کو دیکھ کئی طلبا سرگوشیوں میں اسکی بابت ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے وہیں کئی لڑکیوں کی نگاہوں میں اشتیاق واضح تھا۔

شہد رنگ نگاہوں میں سرخی کی ڈوریاں بکھرے شہد رنگ بال اسکی خود سے اس قدر لاپرواہی اسے جان لیوا حد تک جاذب نظر بنا رہی تھی، مگر اس وقت وہ خود سے انجان طیش میں مٹھیاں بھینچے بھاری قدموں سمیت آگے بڑھا۔

"کون ہیں آپ۔ کیا چاہیے آپ کو۔؟""

بہرام اسکی پشت کو دیکھتے سنجیدگی سے گویا ہوا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ ابیر علوی تھا۔

ابیر نے کاٹ دار نگاہوں سے عنایہ کو گھورا جو مسکراتے ببل گم چباتی اسے جلا کر خاکستر کر گئی،

ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے وہ اسکی کلائی دبوچتے اسے اپنے ساتھ گھسیٹنے لگا۔

"بہرام جو اسی کو دیکھ رہا تھا ابیر علوی کے مڑتے ہی اسکے چہرے پر نگاہ پڑتے ہی اسکے چہرے پر سرد مہری چھائی۔

مٹھی کو بھینچے وہ کاٹ دار نگاہ ابیر کے ہاتھ میں موجود عنایہ کے ہاتھ پر ڈالے ایک دم سے آگے ہوا ابیر کے راستے میں حائل ہو گیا۔

"پیچھے ہٹو پروفیسر۔! ابیر اسکے سینے پر اپنی ہتھیلی جمائے سرد آواز میں غرایا تھا،

بہرام نے ایک نگاہ اپنے سینے پر دھرے اسکے ہاتھ پر ڈالی اور پھر اسکے پیچھے کھڑی عنایہ پر۔!

"ہاتھ چھوڑ واسکا۔! وہ بنا ہلے مضبوط لہجے میں وارننگ بھرے انداز میں بولا۔

""بیوی ہے میری ہاتھ پکڑوں یا پھر گلے لگاؤں تجھے کیا پریشانی ہے۔! "

اس پروفیسر کا روکنا اسکے غصے کو بھڑکانے کا کام کر چکا تھا،

شدت طیش میں دھاڑتے وہ اس قدر اونچی آواز میں غرایا تھا کہ اسکی گردن کی رگیں پھول کر عیاں ہونے لگی۔

اسٹوڈنٹس حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔

وہیں کمرے سے باہر تک جاتی آوازیں اب باہر مزید بھگدڑ برپا کر گئی۔

"سر آپ کے ہوتے ہوئے یہ مجھے لے جائے تو آپ کو شرم آئے گی ناں۔ پلیز مجھے نہیں جانا۔:"

نقلی آنسوں بہانے کی اداکاری کرتے وہ اس ڈرامے میں مزید آگ لگانا چاہ رہی تھی، ویسے بھی ابیر علوی کے اس قدر برے حال کو دیکھ اسکے روم روم میں سکون اتر چکا تھا۔

اب جا کر اسے چین ملا تھا۔

مطلب ابیر علوی کو اسکی کی گئی نوازش پسند آئی تھی۔

"بیوی ہو گی گھر میں۔ یہاں وہ میری اسٹوڈنٹ ہے۔ ہاتھ چھوڑ۔!

اب کی بار بہرام کا ہاتھ بھی ابیر کے سینے پر تھا۔

اسٹوڈنٹس حراساں سے اس منظر کو دیکھتے سیٹس سے اٹھ گئے۔ وہیں صرف واحد عنایہ کاظمی تھی جسے یہ سچویشن کافی پرلطف لگ رہی تھی۔

"نہیں میں تو گھر بھی آپ کی اسٹوڈنٹ ہوتی ہوں سر۔ مجھے نہیں جانا پلیز سیوں می۔!"

"بات کو طول دیتے وہ اب بہرام کے ہاتھ کو تھام گئی،

بہرام نے نرم نگاہوں سے اسے دیکھا۔ دل میں جلتی آگ مزید بڑھی تھی،

وہیں ابیر علوی کی نگاہیں اسکے نازک ہاتھ پر پڑی۔ جو وہ بہرام کے ہاتھ پر رکھ چکی تھی۔

اگلے ہی لمحے اسنے ایک جھٹکے سے عنایہ کا بازو آزاد کرتے گھومتے بہرام کے چہرے پر مکہ جھڑا۔

"او تیری۔!

سیٹی بجاتی اپنی بھوری نگاہوں میں ناچتی شرارت سمیت وہ اونچی آواز میں کہہ ڈیسک پر چڑھ کر بیٹھی۔

کتنے عرصے بعد ایسا سین بنا پائی تھی وہ

۔ ورنہ تو وہ اداس ہی ہو چکی تھی کہ ایسا سین وہ کس کے ساتھ بنائے۔؟

"عنایہ چلو۔! اسے جھٹکے سے کمر سے تھامے نیچے اتارتے ابیر نے غصے سے سخت آواز میں کہا۔

"مگر تم نے مکہ کھایا ہی نہیں اب سر کی باری تھی۔"""!

وہ باقاعدہ رونی شکل بنائے بہرام کو دیکھ رہی تھی۔

جو خونخوار تیوروں سمیت آگے بڑھا تھا اسکے ہونٹ کے قریب سے خون رسنے لگا تھا۔

جبکہ ابیر، عنایہ کی بے تکی بات پیتے اسے گھورتا رہ گیا۔

"پروفیسر پیچھے رہیں آپ۔ کیا ہو رہا ہے یہاں۔؟"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس سے پہلے کہ بہرام کوئی جوابی کاروائی کرتا پرنسپل ہانپتے ہوئے روم اینٹر ہوئے۔

"یہ بات آپ اپنے اس پروفیسر سے پوچھئے سر۔ مس عنایہ ابیر علوی میری بیوی ہے اور میں جب چاہوں جیسے چاہوں اسے لے جاسکتا ہوں۔ آئندہ اگر اس نے میرے اور میری بیوی کے درمیان بولنے کی کوشش کی تو یہ کبھی بولنے کے قابل نہیں رہے گا۔!

کاٹ دار نگاہوں سے بہرام کو گھورتے وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولا۔

"سر اس آدمی سے کہیں میری کلاس سے ابھی اور اسی وقت نکلے۔!"

بہرام حالات کے تحت اپنے آپ پر قابو پاتے ابیر کو کاٹ دار نفرت بھری نگاہوں سے گھورتا غرایا۔

""مسٹر بہرام، ڈاکٹر علوی مجھ سے پرمیشن لے کر آئے ہیں۔ آپ نے یہ بدتمیزی کیوں کی۔ سوسوری ڈاکٹر آپ لوگ جاسکتے ہیں۔ جو کچھ بھی ہوا اسکے لیے ایم ریئلی سوری۔!

پرنسپل نے معذرت خواہ لہجے میں کہا۔ تو ابیر نے ایک گہری سرد نگاہ بہرام پر ڈالی۔

اور سب کے سامنے سے عنایہ کو کھینچتے اپنے ساتھ لے جانے لگا۔

بہرام نے خون آشام نگاہوں سے اسکی پشت کو گھورتے اپنی مٹھیاں غصے میں بھینچ لیں۔

Episode 23

"عافیہ مجھے کچھ کام تھا تم سے۔!" کاندھے پر ڈالے بیگ پر گرفت مضبوط کرتے عمایہ نے خوفزدہ نگاہوں سے چاروں اطراف دیکھتے گھبراہٹ سے پوچھا۔

پشت پر ابھرتی عمایہ کی آواز پر عافیہ (حمدان اور عمایہ کی دوست) نے مسکراہٹ چھپائے گردن موڑی۔

"آؤ عمایہ ہم سب تمہیں ہی یاد کررہے تھے۔! اسکا ہاتھ تھامے وہ اسے ایک دم سے اپنے پاس بینچ پر بٹھا گئی،

عمایہ خود میں سمٹی اب خوف سے آگے پیچھے دیکھا۔

"بتاؤ کیا کام ہے تمہیں۔! مسکرا کر اسکا ہاتھ تھامتی وہ بہت پیار سے پوچھ رہی تھی۔

عمایہ کے گلے میں کچھ اٹکا تھا۔

پارٹی سے آنے کے بعد سے ہی اسکی حالت عجیب سی ہوگئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پارٹی میں سب دوستوں کے فورا کرنے اور حمدان کے قسم دینے پر وہ ایک سگریٹ پی چکی تھی مگر اب صبح سے جب سے وہ اٹھی تھی جسم بے جان سا ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

کہیں ناں کہیں اسے شک بھی تھا کہ کہیں وہ ڈرگس والا تو نہیں تھا۔ مگر وہ سگریٹ حمدان اور عافیہ اور باقی سب جگ بھی تو پیا تھا پھر ایسا کیسے ممکن تھا۔ یہی سوچ آتے وہ مطمئن ہو چکی تھی۔

"کیا ہوا سر بھاری تو نہیں ہو رہا۔؟ اسکے چہرے کے قریب ہوتے عافیہ نے آنکھ دبا کر کہتے بائیں ہاتھ سے سگریٹ اسکے سامنے کیا۔

عمایہ نے خوف سے اس دیکھا اور پھر مڑتے اپنے چاروں اطراف۔ وہاں سٹوڈنٹس ناں ہونے کے برابر تھے مگر پھر بھی اسے خوف آرہا تھا۔

کیسی عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی۔

"نہیں مجھے یہ نہیں چاہیے۔ مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے یہ سگریٹ الگ تھا مطلب کوئی ڈرگس وغیرہ۔" چہرے پر سنجیدگی سموئے وہ اب آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ کر پوچھ رہی تھی۔ عافیہ ایک پل کو ٹھٹکی اور پھر پر زور قہقہہ لگاتے وہی سگریٹ منہ میں دبایا۔

"دیکھو اگر یہ نشے والا ہوتا تو میں ایسے پیتی۔؟ مجھے افسوس ہے عمایہ تم نے مجھ پر شک کیا۔!"

سگریٹ کے گہرے کش بھرتے عافیہ نے تاسف بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جواب خاصی شرمندہ تھی۔

"ایم سوری عافیہ۔!

اسے اٹھ کر ناراضگی میں جاتا دیکھ کر وہ شرمندگی سے بولی مگر عافیہ سنی ان سنی کر گئی۔

عمایہ نے اپنی نگاہوں کے گوشے صاف کرتے زمین پر گرے اس آدھے سگریٹ کو دیکھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"یاد تو نہیں آرہی ہوگی اس ناچیز کی۔! گاڑی کو دائی جانب موڑتے وہ ایک نگاہ کھڑکی کے باہر کے مناظر پر ڈالتا تمسخر اڑاتے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

دوسری طرف سے مکمل خاموشی تھی۔

"تمہاری سانسیں بھی میرا ورد کر رہی ہیں جانم۔ ایک میرا صنم ہے جو بڑا بے رحم ہے۔!"

طنز بھرے لہجے میں کہا اس جملہ سن ماہا کا چہرہ شرمندگی سے سرخ پڑ گیا۔

تکیے برابر کرتے اسنے کراؤن سے ٹیک لگائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ڈاکٹر کے پاس گئی تھی۔!

دوسری طرف سے مکمل خاموشی تبریز شیرازی کی انا پر کاری وار تھا۔ مگر وہ کوئی عام نہیں تھی وہ لڑکی وہ تھی جس پر تبریز شیرازی سو قتل بھی معاف کر دیتا اور یہاں تو وہ محظ اسکے احساسات اسکے جذبات کا قتل کر رہی تھی۔

"کب کی ڈیٹ دی ہے ڈاکٹر نے۔!"

سپیڈ کم کرتے پھر سے سوال کیا۔ محبت ایسی ہی ظالم شے ہوتی ہے جو ایک بار اپنا رنگ کسی پر چڑھا دے تو پھر سامنے محبوب چاہے کتنا بھی سنگدل اور جابر ہی کیوں ناں ہو اسکی ایک پکار سارے زخم بھلا دیتی ہے۔

"بہت جلدی ہے آپ کو۔! اسکی آواز میں تھکاوٹ تھی ایسے جیسے وہ دنوں میں صدیوں کا سفر کر آئی ہو۔ کوئی انسان جسے یہ معلوم ہو کہ وہ چند دنوں میں مرنے والا ہے اسکی تکلیف اسکا خوف کوئی دوسرا انسان جان ہی نہیں سکتا تھا۔

ماہا تبریز شیرازی نے ایک ماں کا فرض تو نبھا دیا تھا ان ڈاکومنٹس پر سائن کر کے۔ مگر تھی تو ایک انسان۔ ایک مٹی کا وجود۔ جو اپنی موت کی نزدیکی سے دن بدن اندر ہی اندر ختم ہو رہا تھا۔

ایک ماں کو امر کرنے کیلئے اس نے ایک عورت ایک انسان کو مار دیا تھا۔ شیطان کے بہکاوے بھی اس لڑکی کو بہلا نہیں پا رہے تھے۔

اور وجہ صرف ایک تھی "اسکی اولاد۔"

"جلدی تو ہو گی ناں۔ ہم دونوں کی محبت کی پہلی نشانی ہمارے وجود کا ایک حصے اس دنیا میں آنے والا ہے ماہ۔ جانتی ہو یہ کتنی بڑی بات ہے۔ مجھے شدت سے اس دن کا انتظار ہے جب میں اپنی نورم کو ہاتھ میں اٹھا کر تمہاری آنکھوں میں وہی خوشی دیکھوں گا جو میری آنکھوں میں ہو گی۔

ہماری بیٹی ہمارا انش۔!"""

تبریز کے لہجے کی شدت و تڑپ پر اسکی آنکھیں بھیگ چکی تھی مگر ہونٹوں پر مسکان سجی تھی کیونکہ وہ اپنے شوہر کو اپنا عکس دینے والی تھی۔

"آپ کب آئیں گے تبریز۔؟ ناچاہتے ہوئے بھی وہ موم پڑ گئی تھی،

پلکوں کی باڑ توڑ کر گرتے آنسو اسکی اندرونی کیفیت پر ماتم کناں ہوئے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ شخص اسکا عشق تھا اسکا شوہر۔اسکی زندگی کا وہ محور جس کے گرد اسکا دن رات گردش کرتا تھا۔اور آج اسکی دوری کو ایسا دل پر لگایا تھا کہ دل چاہ رہا تھا کہ وہ اڑ کر آجائے۔

"ایک بار پکارو تو تمہارے پاس ناں آیا تو کہنا۔!"

جنون خیز گھمبیر لہجے میں کہتے تبریز شیرازی نے سٹئرنگ پر گرفت مضبوط کر دی تھی،آنکھوں میں نئے سرے سے امڈتا جنون اسکے حواس پر بھاری پڑنے لگا تھا۔

"آجائیں آپ کی ماہا بہت اکیلی ہے۔مجھے آپ کی ضرورت ہے پلیز آجائیں۔!" بھیگے لہجے میں تڑپ کر کہتی وہ کال کاٹتے موبائل فون بیڈ پر پھینکتے بے تحاشہ رو دی۔

دوسری جانب ماہا کی بے چینی پر وہ گھبرایا اسکے بھیگے لہجے پر جیسے روم روم تکلیف میں مبتلا ہو چکا تھا۔

ایک دم سے بریک لگاتے اسنے دوبارہ سے نمبر ڈائل کیا مگر موبائل فون سوئچڈ آف آرہا تھا۔

"ماہا تبریز شیرازی میں آرہا ہوں واپس۔اب سارے حساب کتاب آمنے سامنے ہونگے۔!

"سرسراتے ہوئے لہجے میں غراتے اسنے وال پیپر پر لگی ماہا کی تصویر کو نگاہوں سے چھوا۔

اور فون جیب میں رکھتے گاڑی دوبارہ سے اسٹارٹ کی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"چھوڑو میرا ہاتھ۔آئی سیڈ لیو می!""" پارکنگ ایئریا سے گزرتے وہ کسی بے جان گڑیا کی طرح اسے گھسیٹتا اپنی گاڑی کی طرف لا رہا تھا۔

اسکی گرفت میں اس قدر شدت تھی کہ عنایہ کو اپنے ہاتھ کی ہڈیاں چٹختی ہوئی محسوس ہونے لگی۔

شدتِ ضبط کے باوجود بھی عنایہ چلا اٹھی تھی۔اسکی آواز میں موجود نفرت ابیر علوی کے غصے کو مزید بڑھا رہی تھی،

جبھی ہونٹ مضبوطی سے میچے وہ بیک سیٹ کا دروازہ کھولتے اسے جھٹکے سے گاڑی میں دھکیلتے دروازہ دھاڑ سے بند کرتا ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھا۔

اپنے کمرے کا جو حشر وہ دیکھ چکا تھا اسکے بعد عنایہ کاظمی کو وہ چھوڑ دیتا ایسا تو کبھی بھی ممکن نہیں تھا۔

"ابیر دروازہ کھولو۔ورنہ اچھا نہیں ہوگا تمہارے ساتھ۔! منہ کے بل سیٹ پر گرتے وہ جب تک خود کو سنبھال پائی تھی ابیر گاڑی میں بیٹھتا گاڑی لاکڈ کر چکا تھا۔

ابیر نے ایک سرد نگاہ اسکے سرخ چہرے پر ڈالی اور پھر گاڑی سٹارٹ کرتے یونی ایئریا سے باہر روڈ پر چڑھائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایہ دانت پیستے اسکے چہرے کو خونخوار تاثرات سے دیکھتی اپنے موبائل فون کی طرف متوجہ ہوئی۔

"یہ چھوڑو اسے۔اتنی جلدی موبائل بھی لے لیا لگتا ہے پہلے والے کا حشر بھول گئی ہو۔؟

عنایہ کے سمجھنے سے پہلے ہی وہ اسکے ہاتھ سے فون جھپٹتے تمسخرانہ لہجے میں اپنی شہد رنگ نگاہوں میں چنگاریاں سموئے بولا۔

عنایہ کی بھوری آنکھوں میں غضب کی سرخی تیرنے لگی،

وہ ایکدم سے سیٹ سے اٹھی اور اگلی دونوں سیٹوں پر ہاتھ جمائے وہ سر تھوڑا سا نیچے کرتی ابیر کے ہڑبڑاہٹ کو نظر انداز کیے فرنٹ سیٹ پر کودی۔

"اب رخ موڑے ابیر کی۔جانب پوری طرح سے گھومی اسے گھورنے لگی،

جو منہ کھولے بے یقینی سے اس عجوبے کو دیکھ رہا تھا۔

"موبائل فون واپس کرو میرا ابھی کہ ابھی۔!دانت پر دانت جمائے وہ چٹکی بجاتے سخت لہجے میں بولی۔

ابیر ایک دم سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔اچانک فضا میں اس کا جاندار قہقہ گونجا۔عنایہ اسے یوں ہنستا دیکھ منہ کھولے اپنے آپ کا جائزہ لینے لگی۔

مرر کا رخ اپنی جانب کرتے اسنے چہرہ ائینے میں دیکھا۔

جہاں ہونٹوں پر لگی لپ اسٹک سیٹ سے ٹکرانے کے سبب اسکے گال پر پھیل چکی تھی۔

"ہاہاہا"ابیر ابھی تک اسے زِچ کر رہا تھا اور عنایہ اس ڈریکولا کو گھورتی اب ہاتھ سے لپ اسٹک صاف کرنے لگی مگر وہ صاف ہونے کی بجائے مزید پھیل چکی تھی۔

"White Witch"

گاڑی ایک جھٹکے سے سڑک کے کنارے پر روکتے وہ اب پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہنسنے لگا تھا۔

عنایہ پہلی بار اسے ایسے ہنستا دیکھ رہی تھی،وہ تو ناواقف تھی ابیر علوی کے اس روپ سے۔ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ اپنے سامنے اسکے بہرام سے اس قدر فری ہونے پر آگ بگولہ ہو جاتا اسے کھری کھری سنا دیتا۔

اس سے طلاق کی بات کرتا۔مگر یہاں تو ایسا کوئی بھی سین نہیں ہوا تھا۔"

"تم نے مجھے وِچ کہا۔!"دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں طیش کے عالم میں بھینچے وہ غرائی تھی۔

اپنے لمبے لمبے ناخنوں سمیت اس پر حملہ آور ہوئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جبھی ابیر نے ایک جھٹکے سے اسکے ہاتھوں کو کنٹرول کرتے اسے کمر سے مضبوطی سے دبوچا۔

"پاگل سمجھ رکھا ہے مجھے۔؟ جو تم مجھے اکساؤ گی۔اور ابیر علوی تمہاری چال میں آکر بھڑک جائے گا۔! چہ چہ چہ۔ بہت افسوس ہو رہا ہے مسز علوی۔آپ کی یہ سازش بری طرح سے ناکام ہو چکی ہے۔!"

اپنے قریب تر موجود اسکے بھورے نین کٹوروں میں اپنی شہد رنگ نگاہیں گاڑھے وہ دلفریبی سے مسکرایا، عنایہ کا چہرہ ایک پل کو مرجھایا۔وہ خود کو اسکی گرفت سے چھڑانے کی تگ و دو میں جٹی اسکے خوبرو چہرے کو دیکھ اگلے ہی پل دلفریب سا قہقہہ لگا اٹھی،

اسکی کھنکھتی ہنسی سانسوں کی دلفریب مہک ابیر علوی کے حواسوں کو جھنجھنا گئی۔

سفید رنگت لمحوں میں سرخ ہوئی تھی۔غصے کی جگہ اب آنکھوں میں خمار تیرنے لگا۔

عنایہ کاظمی کا حسن کسی کو بھی پاگل کرنے کی سکت رکھتا تھا مگر وہ انجان تھی کہ اس کی نادانی میں کی جانے والی یہ عجیب حرکات کسی کا جنون بنتی جا رہی تھیں۔

"عنایہ کاظمی کبھی ہار نہیں سکتی مسٹر ابیر علوی۔ایک چال ناکام ہو گئی تو کیا ہوا۔دوسری تو نہیں ہو سکتی ناں۔وہ کہاوت تو سنی ہو گی۔جب گھی سیدھی انگلی سے ناں نکلے تو انگلی ٹیڑھی کر لینی چاہیے۔اگر تم طلاق نہیں دو گے تو کیا ہوا۔مطلب تو مجھے آزادی سے ہے۔تمہاری حاکمیت سے آزادی۔!

سرسراتے ہوئے لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر اپنے الفاظ سے اسکے کانوں میں زہر گھولتی وہ پراسراریت سے ہنسی۔

ابیر چونکا۔اگر عنایہ کاظمی کہہ رہی تھی تو مطلب ضرور کچھ تھا۔اپنے ہاتھ پوری قوت سے چھڑائے عنایہ نے ہاتھ اسکے سینے پر رکھتے اسے پیچھے کو دھکیلا۔

اور پھر تیزی سے پیچھے ہوتی اپنے بال بکھیرنے لگی۔

عنایہ کیا کر رہی ہو تم یہ۔!؟" شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سموئے وہ سختی سے اسکا بازو دبوچتے استفسار کرنے لگا۔

ہاتھ چھوڑو میرا۔! وہ چلائی۔

"نہیں چھوڑوں گا پہلے بتاؤ مجھے کیا کر رہی ہو تم یہ۔؟ دانت پر دانت جمائے وہ غراتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔

""ابھی پتہ چل جائے گا۔! دائی آنکھ ونک کیے وہ دلکشی سے مسکرائی۔

اس سے پہلے کہ ابیر علوی کچھ سمجھ پاتا۔کوئی تیزی سے گاڑی کی سمت بڑھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ڈیڈ۔! مسکرا کر ابیر کو دیکھتی وہ ویام کے آنے پر آنکھوں میں ڈھیروں آنسوں لیے شیشے کی طرف مڑی۔

ویام کی بھوری نگاہوں میں غضب ناک چنگاریاں تھیں۔

""انکل۔!" اسکے ہونٹ بے ساختہ ہی پھڑ پھڑائے۔ حواس باختگی کی کیفیت میں اسنے خشک لبوں پر زبان پھیرتے گاڑی کی ونڈوز جلدی سے ان لاک کی۔

عنایہ فاتحانہ مسکراہٹ اسکی طرف اچھالتے وہ جلدی سے روتی بلکتی گاڑی سے اتری۔

ڈڈڈیڈڈڈ۔!"ابیر تیزی سے گاڑی سے باہر نکلا۔

ویام کاظمی کے چہرے پر خطرناک حد تک چھائی سرد مہری دیکھ ابیر کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہو چکا تھا۔!

"ڈیڈ انہوں نے مجھے ہرٹ کیا اور ابیر کہہ رہے ہیں کہ یہ مجھے طلاق دے دیں گے۔ پلیز ان کو سمجھائیں مجھے طلاق نہیں چاہیے۔!

ویام سے سینے سے لگی وہ پانچ فٹ دو انچ کی چھوٹی سی لڑکی مظلومیت کے سارے ریکارڈ توڑ گئی تھی۔

ابیر سمجھ چکا تھا یقیناً ویام کو یہاں بلانے والی عنایہ ہی ہے اور یہ سب اسکا سوچا سمجھا پلین تھا۔"!

"انکل جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ بھی۔!

"شٹ اپ ابیر علوی تم نے کیا سمجھ رکھا ہے میری بچی کو۔؟ اتنی دور سے تم آئے صرف اسے ٹارچر کرنے کیلئے۔!

عنایہ کے سر کو سہلاتے وہ سپاٹ لہجے میں غرایا۔

عنایہ نے آنسوں بھری نگاہیں اٹھائے ابیر کو دیکھا جس کے چہرے پر شرمندگی و بے بسی واضح جھلک رہی تھی۔

"انکل ایسا کچھ بھی نہیں۔؟

"طلاق دینے آئے ہو تم میری بچی کو۔!!! تو اب ٹھیک ہے طلاق تو ہو گی مگر اس سے پہلے میں تمہارے باپ کے سامنے بات ہو گی۔ واپس چلے جاؤ ابیر اپنے ملک۔ میں اپنی بیٹی کے ساتھ خود آوں گا۔ اور وہاں تمہارے ماں اور باپ کے سامنے تمہاری سزا کا تعین ہو گا اس کے بعد تمہیں میری بچی کو آزاد کرنا ہو گا۔!"

"انکل۔!"ابیر کا چہرہ لمحوں میں تاریک پڑ گیا۔

"اس سے پہلے کہ میں تمہاری طرح اپنی حدود بھول جاؤں نکل جاؤ یہاں سے۔!

سرخ چہرے سمیت وہ سپاٹ لہجے میں غرایا۔

ابیر مٹھیاں بھینچے ایک سرد نگاہ عنایہ کاظمی پر ڈالے گاڑی میں بیٹھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آپی آپ کا میجک مین کون ہے۔؟ نیلی نگاہوں میں انوکھی چمک سمیٹے وہ اپنے سامنے بیٹھی عنایت سے پوچھ رہی تھی، عنایت چونکی۔

اسکے غیر متوقع سوال پر اسکی وہ گڑبڑا سی گئی، "میرے میجک مین تو میرے پاپا ہے۔!

کھوئے ہوئے سے لہجے میں وہ مسکرا کر بولتی پیپر پر پینسل گھمانے لگی،

"یار پاپا کے سوا بھی میجک مین ہوتا ہے جیسے پرنسز کا پرنس جو اس سے شادی کرتا ہے اور پھر اسکی زندگی سے سارے دکھ جھٹ جاتے ہیں۔ صرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوتی ہیں پھر۔!

حورین شاہ گویا جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھ رہی تھی۔ عنایت کو اتنی سی عمر میں اسکا اتنی بڑی باتیں کرنا ٹھٹکا،

"آپ کا پرنس کون ہے۔؟ حورین کے سوال پر وہ ہنستی چلی گئی۔ تیس سالہ زندگی میں آج تک کوئی بھی تو ایسا نہیں ملا تھا جسے وہ اپنا دکھ اپنا درد بانٹ سکتی۔ جسے یہ بتا سکتی کہ اسے لوگوں کی چبھتی نگاہیں کانٹوں کی طرح زخم دیتی ہیں۔

عالیجان شاہ کا نفرت بھرا رویہ اسکے روم روم میں احساس محرومی کے نشتر چھبو دیتا تھا۔

"میرا کوئی پرنس نہیں ہے گڑیا اور آپ یہ بتائیں کہ آپ نے اتنی بڑی بڑی باتیں کرنا کہاں سے سیکھا۔؟

کاغذ پر رنگ بھرتے اسکی سیاہ نگاہیں سمٹی ہوئیں تھی، اسکا بایاں ہاتھ تیزی سے حرکت کر رہا تھا۔

"مجھے میری فرینڈ نے بتایا تھا کہ ہر کسی کا پرنس ہوتا ہے اور میرا میجک مین بھی ہے۔ جو مجھے بہت جلدی یہاں سے لے جائے گا۔!

وہ رازدارانہ لہجے میں بول رہی تھی۔ اور اسکی معصوم باتوں پر عنایت کھلکھلائی۔ وہ سمجھ چکی تھی۔ کہ یہ حورین کی خوابوں بھری دنیا بھی ہے جبھی وہ اپنے پرنس کا انتظار کر رہی تھی،

"حوری آپ یہاں سے کیوں جانا چاہتے ہو۔؟ عنایت سر اُٹھائے اب سنجیدگی سے اسے دیکھ کر استفسار کر رہی تھی۔

"بس ایسے ہی آپی۔؟ مسکرا کر کہتی وہ نگاہیں چرا گئی، عنایت کافی سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی، وہ تو سمجھ رہی تھی کہ حورین شاہ بلکل ٹھیک ہے خوش باش۔ اپنے ساتھ ہوئے حادثے اس قیامت کو فراموش کر چکی ہے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر اسکی کہی بات پر کہی ناں کہی عنایت کو یہ احساس ہوا تھا جیسے وہ اپنے غم کو اپنے اندر چھپائے ہوئے تھی، مگر کیوں۔!"سوچوں کی بھنور میں الجھی وہ غائب دماغی سے حورین شاہ کو دیکھ رہی تھی۔ جس کی نیلی سمندر سی گہری نگاہوں کے گوشے نم تھے۔

"میری میڈیسن ہے ڈرا میں۔ آپ وہ دے دیں میں سو جاؤں ابھی کافی ٹائم ہو گیا ہے۔! اسکا دل بو جھل ہو چکا تھا، تھوڑی دیر پہلے ہی وہ ساری رات جاگنے کا کہہ رہی تھی اور اب اسکی سونے کی بات پر عنایت بمشکل سے مسکائی۔

عنایت نے اٹھتے اسے دوا دی اور پانی کا گلاس اسکے ہاتھ میں تھمایا۔

"میڈیسن کس چیز کی ہیں حوری۔؟ گلاس میز پر رکھتے وہ اس پر کمفرٹر اوڑھائے پوچھنے لگی،

حورین کے چہرے پر ایک تاریک سایہ لہرایا۔

"وہ وہ تھوڑا سا فیور تھا تو ڈیڈا نے میڈیسن لا کر دی تھی۔!

"اوکے اب تم ریسٹ کرو میں جگ میں پانی بھر لاؤں۔!

مسکرا کر اسکے گال تھپکتے کہتی وہ گلاس تھامے باہر نکلی۔

حورین نے اسکی پشت کو دیکھتے شکر کا سانس بھرا۔

دروازہ باہر سے بند کرتے عنایت نے گھبراتے ہوئے دروازے کو دیکھا۔اور پھر تیزی سے کچھ قدم آگے کی جانب بڑھائے وہ ہاتھ میں دبوچے دوپٹے کو گرفت سے نکالے وہ جگ فرش پر رکھتے ہاتھ میں موجود میڈیسن کی ڈبی کو دیکھنے لگی۔

""نیند کی دوا؟؟""حورین یہ میڈیسن لے رہی ہے مگر کیوں۔؟

حیرت و بے یقینی سے سرچنگ بار پر لکھے الفاظ اور اس دوا کی بابت پڑھتے وہ ششدر سی دنگ سی کیفیت میں گھری کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

"حورین یہ دوا کیوں لے رہی ہے۔ماموں تو کبھی بھی نہیں لا سکتے یہ۔ پھر وہ خود کیسے۔؟ وہ تو چل بھی نہیں سکتی۔؟"کئی سوالات تھے جو اس وقت عنایت کے ذہن میں سوئیوں کی مانند چبھ رہے تھے۔

اور سب سے بڑی جس بات کی اسے فکر تھی وہ تھا حورین شاہ کا ان ادویات کو لینا۔

کوئی بھی سرا ہاتھ ناں آنے کے سبب وہ صبح پھپھو سے اس بابت بات کرنے کا فیصلہ کیے جگ اٹھائے کچن کی جانب بڑھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

چند قدم اٹھائے ہی تھے جب اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی تھی، دل خوف سے اچھلتے جیسے حلق میں اٹکا تھا، سیاہ جھیل سی نگاہوں میں منڈلاتے خوف پر عالیحان شاہ کا راج تھا، جیسے یہ خوف بھی اس کی آہٹ پہنچاتا تھا۔

"نہیں کککوئی بھی تو نہیں، میں زیادہ سوچ رہی تھی۔! یکدم سے مڑتے حراساں نگاہوں سے پیچھے دیکھا تو چاروں اطراف گہری خاموشی اور تاریکی کا راج تھا۔

جبھی وہ خود کو حوصلہ دیتی جگ پر گرفت مضبوط کرتے اب پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

کچن میں داخل ہوتے ہی اسنے خوف سے کپکپاتے ہاتھ کو بٹن پر رکھنا چاہا۔

مگر اس سے پہلے کہ اسکا ہاتھ اس سوئچ بورڈ تک پہنچتا۔ کسی نے جھٹکے سے اسکا بازو تھامے اسکا رخ موڑا۔ عنایت کی چیخیں اسکے منہ میں ہی دم توڑ چکی تھی۔ اور اس خوشبو کو اندھیرے میں بھی پہچانتے اسکی دل کی دھڑکنیں جیسے رکنے کو تھیں۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"کس طرف جانا ہے۔؟ پہاڑ کی اونچائی کی طرف بڑھتے ایمی نے سخت لہجے میں گردن موڑے مجنوں کو دیکھتے پوچھا۔

"گوری جی بس تھوڑا سا آگے سے دائی طرف۔"

مجنوں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے راستہ سمجھایا۔

یہ جگہ ایمی کیلئے کافی عجیب تھی۔ اور اس سے بھی عجیب یہ بات کہ انسپیکٹر انیل اس جگہ کیوں آیا ہوگا۔

"کیا وہ انسپکٹر پاگل ہے جو وہ اس جگہ آئے ہے۔؟"

ماتھے پر تیوری چڑھائے وہ سپاٹ لہجے میں تاسف سے بولی۔

"نہیں وہ پاگل نہیں ہے بلکہ بہت شاطر ہے گوری جی۔ اس جگہ اسکی ٹیم موجود ہے جو چوری چھپے یہاں کام کرتی ہے اور ہمیں علم ہوا ہے کہ ہمارے اڈوں سے بازیاب کروائی گئی لڑکیاں بھی اسی جگہ پر کہیں موجود ہیں۔!"

مجنوں نے اسے سولڈ وجہ دی۔ جس پر ایمی متفق ہو چکی تھی مگر حقیقت یہی تھی کہ ایمی کو یہاں لانے کا مقصد شہر میں موجود اڈے پر حملہ کروانا تھا۔

تاکہ جلد از جلد باقی سب لڑکیوں کو بھی بچایا جا سکے اور مجنوں (انیل) خود اسی وجہ سے ایمی کے ساتھ نکلا تھا۔ تاکہ رنگیلا یا پھر کوئی دوسرا اس پر شک ناں کر سکے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہممم شاید ہم نزدیک ہیں۔!"

گھٹنے پر ہاتھ جمائے پہاڑی کی ڈھلوان پر بنے ایک کچے مکان پر نگاہ پڑتے ہی ایمی کے ہونٹوں پر مسکان ابھری۔

"سنو گولی مت چلانا مجھے وہ زندہ چاہیے۔!

سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتی وہ آگے بڑھ گئی۔

انیل نے حیرت سے خود سے آگے جاتی ایمی کی پشت کو دیکھا۔

"انیل علوی اسے زندہ کیوں چاہیے تھا۔؟

سر جھٹکتے اسنے لوکیشن بند کردی۔تاحد نظر اسے کوئی خطرہ نہیں دکھ رہا تھا ایسے میں اسکا لوکیشن بند کرنا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اسکی ٹیم اب کام شروع کرسکتی ہے۔

گہرے سانس بھرتے اسنے قدم بڑھایا ہی تھا۔جب اونچے ٹیلے سے بھاگنے کے سے انداز میں اترتے نقاب پوش ہتھیاروں سے لیس آگے بڑھ رہے تھے۔

انیل کی نگاہیں حیرت سے پھیلی۔کیونکہ ان کا نشانہ انیل علوی نہیں ایمی تھی۔

""انیل خوف زدہ سا بھاگتے ہوئے اسکی طرف بڑھا۔

"ایمممیییی۔!""اسکی گرج دار آواز کے ساتھ ہی ایمی چونکتے ہوئے مڑی۔تو نگاہ اپنی طرف بھاگتے مجنوں کی طرف اٹھی اور اور پھر سامنے موجود ڈھلوان پر کھڑے نقاب پوشوں پر جن کا نشانہ وہ خود تھی۔

دہشت زدہ سی منہ کھولے وہ اس منظر کو دیکھ سن سی پڑ گئی۔

جب انیل نے بھاگتے ہوئے اسے بانہوں میں بھرا۔فضا گولیوں کی آوازوں سے گونج اٹھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"شیر کے گھر میں گھس کر کیا سمجھتی ہو وہ شکار کرنا چھوڑ دے گا۔؟

کان کے قریب پر اسراریت بھری گھمبیر سرگوشی نما آواز گردن پر بڑھتے دباؤ پر عنایت کی آنکھوں کی پتلیاں خوف سے سیاہ پڑتی باہر کو ابل پڑی۔

وہ بن پانی مچھلی کی مانند اسکی گرفت میں پھڑپھڑانے لگی۔

"جس کے ارادے کچھ اور ہی تھے۔!

میرے گھر میرے اپنوں کے قریب آنے کی جرات بھی کیسے کی تم نے۔بھول گئی کہ تمہاری یہ نادانی تمہیں کتنی تکلیف پہنچا سکتی ہے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے اسکی گردن پر دباؤ بڑھاتے وہ اسکے قریب جھکا۔

"مجھے پیٹھ پیچھے باتیں کرنے والے لوگ سخت ناپسند ہیں عنایت کاظمی۔اب کہو کیا کہا تھا تم نے۔؟تمہارے منہ سے یہ سب سننے کی چاہ مجھے یہاں تک کھینچ لائی ہے لٹل اینجل اب تھوڑا رحم کرو اس جانور پر۔"""

اسکی سانسوں کی مدہم ہوئی ردھم کو سرور سے اپنے کانوں میں محسوس کرتے وہ گھمبرتا سے بڑبڑایا۔

دائیں ہاتھ میں تھامے سگریٹ کا گہرہ کش لیتے دھواں اسکے چہرے پر چھوڑا۔

"عنایت بری طرح سے کھانسنے لگی۔سگریٹ کے دھوئیں سے اسے الرجی تھی اور اب بھی اسکا سانس اکھڑنے لگا

۔

عالیحان شاہ ایک قدم پیچھے ہوا۔گہری نگاہوں سے اسکے بے حال ہوتے وجود کو دیکھتے وہ تمسخرانہ مسکرایا۔

سرخ چہرے سے پھڑپھڑاتے ہونٹوں سمیت وہ بری طرح سے ہانپتی اسے سرشار کر گئی۔

عنایت فورا سے بھاگنے لگی۔مگر اسکے بازو کو دبوچے عالیحان نے جھٹکے سے اس کھینچتے دیوار سے پن کیا۔

ہاتھ اسکے قریب دائیں بائیں جمائے سرد چہرے سے اسکا رونا ملاخظہ کیا۔

"ویسے کمال کی بات ہے ناں۔دور جاؤں تو تم رہ نہیں پاتی اور قریب آؤں تو تم سہن نہیں کر پاتی۔!"

چہرہ اسکے چہرے کے قریب لاتے وہ محبت سے تو ہرگز نہیں بول رہا تھا۔اسکی آواز میں نفرت اور اکتاہٹ کی رمق

عنایت کا سانس خشک کرنے لگی۔

خوف سے پھڑپھڑاتے دل سمیت وہ یہاں سے بھاگنے کو پرتول رہی تھی مگر عالیحان شاہ آج کسی اور مقصد کے تحت آیا تھا۔

وہ آج عنایت کاظمی کے دل و دماغ میں اپنا خوف اس قدر بھر دینا چاہتا تھا کہ وہ سوتے جاگتے چلتی ہوئی ہواؤں بارش کی بوندوں کی آواز میں بھی اسے تصور کرتے اسکے خوف سے سانس روک جائے۔

"ویسے کمال کی بات ہے۔لڑکیوں کو حسن نوخیزی میں آتا ہے مگر ممم۔"سگریٹ اور کلون کی ملی جلی خوشبو عنایت کے حواس جھنجھوڑ کر رکھ گئی تھی۔

"تم تو تیس کی ہو کر بھی اٹھارہ کی دکھتی ہو۔"

اسکی بے باک نگاہیں عنایت کے خدوخال پر گڑھی تھی اور کی زبان میں خمار یا نشہ نہیں بلکہ طنز و نفرت بھری تھی

۔

عنایت جو کب سے خوف سے کپکپا رہی تھی اسکی۔بے باکی پر نفرت بھری سیاہ نگاہیں اٹھائے اسے گھورا۔

"شرم سے ڈوب مرو تم۔عالیحان شاہ۔ایک لڑکی کو خوفزدہ کر کے تم خود کو مرد کہتے ہو۔مرد تم جیسے نہیں ہوتے۔وہ اپنے ہی گھر کی عزتوں پر ڈاکہ۔!"

اسکی نفرت بھری چلاہٹ پر اسکا جملہ مکمل ہوے سے پہلے ہی مقابل نے اسکے بالوں کو شدت سے مٹھی میں دبوچے اسکا چہرہ اونچا کیا۔

عنایت درد سے بلبلا اٹھی۔

"تم میرے گھر کی عزت ہو ہی نہیں سکتی عنایت کاظمی۔اور بہت شوق ہے ناں تمہیں کسی مرد سے ملنے کا۔بہت تفصیل سے بتاؤں گا تمہیں کہ مرد کیسے ہوتے ہیں۔مگر اس بار فرق صرف یہ ہو گا کہ تم پاک صاف ہو کر بھی گھٹیا کہلائی جاؤ گی اور عالیحان شاہ مجرم ہو کر بھی مسیحا۔ !

جاؤ پاکستان۔تیاریاں کرو اپنے اور میرے نکاح کی۔بہت جلد تم دولہن بننے والی ہو۔سجاؤ خود کو تیاریاں کرو۔ میرے نام کا سرخ جوڑے تمہارے وجود پر جچے گا تو بہت۔مگر جب وہ اترے گا تو تمہارے وجود اور زندگی سے ہر رنگ اپنے ساتھ اتار کر لے جائے گا۔

اور یہ عالیحان شاہ اپنے کہے کا کتنا پکا ہے یہ تم سے بہتر تو کوئی نہیں جان سکتا۔!"

اسکے کانوں میں اپنی نفرت بھری سرگوشیوں کا سیسہ انڈیلتا وہ عنایت کی خوف زرد پڑتی رنگت دیکھ جھٹکے سے اسکے وجود کو چھوڑتا وہاں سے نکلا۔

Episode 24

"اسکا دماغ ہل چکا ہے بھائی۔ہمیں پہلے ہی اسے شامل نہیں کرنا چاہیے تھا۔!"

کان میں لگے ائیر پیس سے ابھرتی تبریز کی آواز پر عائش تڑخ کر بولا۔

وہیں کمرہ بند کیے بیٹھی عنایہ کا چہرہ اسکی بات پر لال بھبھو کا ہوا تھا،دانت پر دانت جمائے اسنے خود کو کچھ بھی غلط کہنے سے باز رکھا۔

"اسے کہہ دیں کہ منہ بند رکھے اپنا بھائی۔ورنہ میں فون سے نکل کر اسے ماروں گی۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تیکھے چتونوں سے اسے گھورتی وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں غرائی۔

ساتھ ساتھ ہاتھ میں پکڑی بال کو وہ مسلسل دیوار پر مارتی اپنی اندرونی بے چینی کو کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی

۔

"عنایہ جب ابیر اس سارے معاملے میں نہیں تھا تو تم نے اسے ٹارگٹ کر کے ہمارا بنایا پلان خراب کر دیا۔ میں پوچھ سکتا ہوں ایسا کیوں کیا تم۔!"

فلائٹ بس لینڈ ہونے والی تھی مگر جو سنگین صورتحال بن چکی تھی اسکے سبب تبریز کو نا چاہتے ہوئے بھی آنلائن ہونا پڑا تھا۔

"کیونکہ بھائی مجھے ڈائیورس چاہیے اس سے اور کچھ نہیں۔ "!

پہلوئں بدلتے وہ گلابی ہونٹوں کو دانتوں تلے کچلنے لگی، دل کی حالت عجیب ہوئی پڑی تھی،

عائش نے منہ سے ریپ نکالتے ڈگی میں رکھتے افسوس سے سر کو نفی میں ہلایا۔

"نہایت افسوس کی بات ہے بھائی کہ یہ ٹڈی ڈائیوارس کیلئے کھلم کھلا شیر کے منہ میں ہاتھ دے بیٹھی ہے میں لکھ کر دیتا ہوں یہ پاکستان جائے گی تو ضرور مگر طلاق کی جگہ رخصتی کروا بیٹھے گی۔! ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے اسنے گاڑی سٹارٹ کرتے ہی ہنستے ہوئے کہا۔

اسکی بات پر عنایہ کا چہرہ لمحوں میں سرخ پڑا۔!

"میں تیرا ابھدا سا منہ نوچ لوں گی اگر اب مجھے ٹڈی کہا۔ دوفٹی بندوق۔!" ان دونوں کو پھر سے آپس میں الجھتا دیکھ کر تبریز نے تاسف سے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا دیا۔

"انف۔! جیسٹ کیپ کوائٹ۔! "

دھیمے لہجے میں دھاڑتے ہوئے وہ لمحوں میں انہیں چپ کروا گیا۔

"عنایہ تم جانتی ہو اچھے سے بہرام کو پھانسنا کتنا مشکل رہا ہے اور اب بھی ہمیں ففٹی پرسنٹ یقین ہے کہ وہ تمہاری طرف اٹریکٹ ہے۔ اب تم نے جو حرکت کر دی ہے۔ انکل (ویام) تمہیں پاکستان لے کر ہی جائیں گے۔ اور پھر کیا کروں گی تم۔؛ کیسے ہوں گے ہم اپنے پلین میں کامیاب۔!

دو انگلیوں سے ماتھا مسلتے تبریز نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"برو ہمیں پہلے ہی اس کی بات نہیں ماننی چاہیے تھی۔اپنی ہی بہن کو چارہ ڈال کر اس کے ڈال دیا مگر اب اب کیا فائدہ۔اگر ہم اسکی جگہ کسی دوسری لڑکی کو رکھتے تو آج یہ مصیبت ناں آن پڑتی۔"

عائش کا اشارہ سارہ کی طرف تھا اسے وہ پہلے دن سے ہی اس پلین کے لئے پرفیکٹ لگی تھی۔مگر عنایہ کے اصرار پر انہیں اسے چنناپڑا ویسے بھی وہ ان کی فیملی تھی۔اور اس پر یقین کرنے میں کوئی خرخط نہیں تھا۔

بھائی میرا یقین کریں آپ۔میں نے دیکھا ہے اس بہرام کو۔اسے سچ میں ابیر سے کوئی ناں کوئی پرابلم تو ہو چکی ہے۔اور میرا یقین مانیں میں پاکستان بھی گئی تو وہ وہاں بھی آئے گا۔!

عنایہ کی بات پر وہ دونوں ہی چونکے تھے۔

"نہیں عنایہ اب بس بہت ہو گیا ہم اس بہرام کو ٹریپ کرنے کا کوئی اور طریقہ سوچ لیں گے تم اب اس کیس سے اور اس بہرام سے دور رہو گی۔"!

تبریز نے پر سوچ انداز میں سوچتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

اگر عنایہ کی بات میں ذرا برابر بھی سچائی تھی تو کسی بعید ناں تھا کہ بہرام سچ میں اسکے لیے کنسرن شو کرے جو کہ عنایہ کو کسی بھی بڑے خطرے میں ڈال سکتا تھا۔اسی لئے تبریز اب اسے دور کر دینا چاہتا تھا۔

""برویور آر رائٹ۔!عائش نے بھی حامی بھری تھی۔

"مگر بھائی میں۔!نو عنایہ تم نے بہت مدد کی ہماری مگر اب اور نہیں۔تم سیدھا چپ چاپ انکل کے ساتھ پاکستان جاؤ گی اور اگر تم نے ایسا ناں کیا تو میں خود فون کر کے انکل کو بتادونگا کہ تم نے ابیر کو پھنسایا ہے۔!

گھڑی پر وقت دیکھتے وہ سرد لہجے میں بولتا اسے کچھ بھی مزید کہنے سے روک گیا۔!

کال ڈسکنیکٹ ہوتے ہی عنایہ نے غصے سے ایئر پیس کان سے نکالتے دور پھینکا۔

"کیوں کوئی مجھے اپنے ساتھ نہیں رکھتا صرف اس لئے کہ میں لڑکی ہوں۔جائیں اب میں کسی سے بات نہیں کرنے والی۔!

غصے سے اپنے دونوں ہاتھوں میں بالوں کو دبوچتے وہ افسردگی سے بولی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"عائش مجھے کچھ بتانا ہے تمہیں۔!عنایہ کے ڈسکنیکٹ ہوتے ہی تبریز نے عائش کو مخاطب کیا۔نگاہوں کے سامنے وہ ضدی لڑکی گھومی۔

"جی میں سن رہا ہوں آپ بتائیں۔!رائٹ سائیڈ ٹرن لیتے وہ نرمی سے بولا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"شاید تمہیں بتایا نہیں گیا کہ اگلے ویک اینڈ تمہاری اور عمایہ کی منگنی طے کی گئی ہے۔!

اسکے لہجے میں سوال تھا شاید وہ اس سے سننا چاہ رہا تھا۔

عائش مسکرایا۔

"بات تو آپ کی درست ہے بھائی، بتایا تو نہیں گیا مگر میں سب کچھ جانتا ہوں۔!

تبریز ایک دم سے حیران ہوا تھا اسکی بات پر۔ اگر وہ سب کچھ جانتا تھا تو اس کے باوجود بھی خاموش کیوں تھا۔!

"شاید تم واقف نہیں عمایہ کیا کر رہی ہے وہ تو شاید تمہیں۔!

"میں سب کچھ جانتا ہوں بھائی وہ مجھے سب کچھ بتا چکی ہے بہت پہلے سے ہی۔!

عائش کا مسکرا کر کہنا تبریز کو بھنا گیا تھا۔

"کیا کوئی مذاق چل رہا ہے یہاں پر۔! وہ لڑکی پاگل ہو چکی ہے عائش اور اس پاگل پن میں وہ سب سے پہلے خود کو تباہ کرے گی اور پھر انکل آنٹی کو۔!

تبریز نے دھیمی مگر کاٹ دار آواز میں اسے سمجھانا چاہا تھا۔ جو جانے کیا کچھ جانتا تھا۔

"بھائی میں اسے پسند نہیں کرتا یہ آپ بھی جانتے ہیں۔ مگر وہ میری کزن ہے میں اسے اچھے سے جانتا ہوں وہ بہت معصوم ہے۔ مگر وہ کسی کو پسند کرتی ہے۔ اور میں کبھی بھی اسکے محبت اور اسکے بیچ نہیں آنے والا۔!

"شٹ اپ عائش یہ بہکی بہکی باتیں بند کرو۔ سب سے پہلے یہ پتہ کرو کہ وہ لڑکا ہے کیسا۔ ایٹ لیٹس کل کو کوئی نقصان ہو اس سے پہلے ہی ہمیں احتیاط کر لینی چاہیے۔!

تبریز نے اسے صاف لفظوں میں سمجھانا چاہا تھا جس کا اس پر اثر بھی ہوا تھا۔

"ہممم آپ فکر مت کریں میں پاکستان جاؤں گا کچھ دنوں تک۔ پہلے اچھے سے چھان بین کروں گا اسکے بعد ہی کوئی قدم اٹھاؤں گا۔!

عائش کے حامی بھرتے اور اطمینان دلانے پر وہ تھوڑا مطمئن سا ہوا تھا۔ جبھی ایک دو مزید بات کے بعد کال کاٹ دی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"کیا ہوا بچے۔؟ اتنی اداس کیوں ہے میری گڑیا۔؟

گاڑی کو ائیر پورٹ کی طرف موڑتے ویام نے بیک مرر میں ابھرتے عنایت کے عکس کو دیکھا۔ عنایہ بھی چونکی بہن کی خاموشی وہ بھی محسوس کر چکی تھی مگر ڈیڈ کے سامنے بات کرنے سے گریز برتا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"پاپا ایسا کچھ بھی نہیں۔بس پہلی بار جا رہی ہوں آپ سب سے دور۔!

بھیگی نگاہوں سمیت وہ بمشکل سے جھوٹ بولتی مسکرا پائی تھی۔

دماغ سچ بتانے پر اکسار ہا تھا مگر دل ایسا کرنے سے روک رہا تھا،اسکے اپنوں کے بیچ جو خلا پیدا ہو چکا تھا اسے وہ عالیجان شاہ کی وجہ سے کسی نفرت میں نہیں بدلنا چاہتی تھی،

جبھی عنایہ کے اشارہ کرتے پوچھنے پر بھی وہ مسکرا کر ٹال گئی۔!

تھوڑی ہی دیر میں وہ ائیر پورٹ پر تھے۔"تمہارے بڑے پاپا آرہے ہیں تمہیں پک کرنے۔کوئی کچھ بھی کہے کسی کے پاس مت رکھنا،سیدھا اپنے گھر جانا۔راستے میں کسی سے زیادہ بات چیت مت کرنا۔تھوڑی ریسٹ کر لینا۔!"

ویام اسے ہدایات دے رہا تھا وہیں عنایہ آنکھیں پھاڑے ان باپ بیٹی کے ایموشنل سین کو دیکھ رہی تھی۔

"بس کر دیں ڈیڈ۔آپو جہاز سے جا رہی ہیں گاڑی سے نہیں۔جو آپ اتنی انسٹرکشنز دے رہے ہیں۔!

مسکرا کر کہتی سی عنایت کے ساتھ لگی تھی۔جس پر وہ دونوں باپ بیٹی بھی مسکرائے۔

"جہاز سے جائے یا گاڑی سے،رہے گی تو میری بیٹی ہی ناں۔اور اپنی دونوں پرنسز کیلئے میں اتنی ہی پوزیسو ہوں۔!

آنکھیں بند کر کے سکون سے کہتا وہ ان دونوں کو رشک سے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔"

ڈیڈ،یہ آنٹی آپ کو گھور رہی ہیں۔!اسکے سینے سے لگی عنایہ نے پاس کھڑی ایک درمیانی عمر کی عورت کو دیکھتے اسے چھیڑا۔

جو کب سے ویام کو گھور رہی تھی۔

"یار وہ لفٹ کروا رہی ہیں آپ کو۔جائیں سلام دعا کر لیں۔!

آنکھیں پٹپٹا کر کہتی وہ ویام کو لمحوں میں سرخ کر گئی۔

"ہاں تاکہ تم گھر جا کے میری ایک عدد معصوم بیوی کو اپنے پاس سے دس بارہ لگا کر میرے خلاف کر سکو۔!

ویام کے چہرے پر گہری مسکان تھی۔اس عمر میں بھی وہ کافی ہینڈسم دکھتا تھا اور وجہ اسکا خود کو میٹین رکھنا تھا۔

"اب ایسا بھی نہیں ہے ڈیڈ۔!کھسیانی سی ہنسی ہنستے وہ سر کھجانے لگی،وہیں اسکی حرکت اور چوری پکڑے جانے پر وہ دونوں باپ بیٹی پرزور قہقہہ لگا اٹھے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اپنا خیال رکھنا پرنسز اور ڈونٹ وری میں نے اپلائی کر دیا ہے جیسے ہی میری چھٹی کنفرم ہو گی میں تمہاری مام اور یہ چھوٹا پیکٹ اسی دن تمہارے پاس ہونگے۔!

بورڈنگ شروع ہوتے ہی وہ جو باپ کے سینے سے چپکی اب رونے کا شغل فرما رہی تھی۔اسے پر سکون کرنے کو ویام نے مسکرا کر کہتے پیشانی چومی۔

عنایت بمشکل ہی سہی مگر مسکرائی تھی۔آج اپنے پاپا کے سینے سے جدا ہوتے ہی اسے ایک خوف سا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ دوبارہ کبھی ان سے مل نہیں پائے گی۔اپنے ہی منہ سے جانے کی بات کی تھی اب کیسے سب کنفرم ہونے کے بعد انکار کر دیتی۔

جو بھی تھا اسکے دل کو ڈھارس تھی اسکے دادا دادی بھی تو تھے وہاں اور اسکی باقی فیملی بھی تو آنے والی تھی۔

پھر وہ کیوں ڈرتی عالیجان شاہ سے۔

دل نے کڑی دلیل دی تھی۔جس پر پست ہوا حوصلہ بلند ہوا۔

"میں نہیں ڈرتی تم سے۔!بورڈنگ ایریا کی جانب بڑھتے جیسے خود کو یقین دلانا چاہا تھا۔"

مگر وہ معصوم انجان تھی کہ بہت جلد اسکا یہ خوف اسکی زندگی کا سب سے بڑا سچ بن کے اسکے سامنے آنے والا ہے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"رک جاؤ سب۔کس چیز کی تیاریاں کی جا رہی ہیں بھئی۔؟

سیٹھ شوکت صدیقی کے محل نما گھر میں جہاں چاروں اطراف محفل کا سماں برپا تھا۔وہیں قالین فرش پر بچھاتے دو ملازمین کسی اجنبی کی پکار پر بری طرح سے چونکے۔"

گردن موڑے سامنے دیکھا جہاں اونچے قدو قامت والا جاذب نقوش کا حامل ایک گندمی رنگت لڑکا سنجیدگی سے اطراف کا جائزہ لے رہا تھا۔

"کون ہے تو اندر کیسے آیا۔؟ان میں سے ایک قالین چھوڑتا آگے بڑھا۔

ہاتھ کا مکہ بنائے اس پر حملہ کرنا چاہا تھا مگر مقابل نے ایک ہی جست میں گھومتے ہوئے جھکتے نا صرف اسکا وار ضائع کیا تھا بلکہ پاس پڑے میز پر رکھا گلدان اُٹھاتے ایک دم سے اسکے سر پر دے مارا۔"

وہ ملازم درد سے کراہتا خون سے لت پت وجود سمیت زمین بوس ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔
www.kohnovelsurdu.com

وہیں دوسرے نے بھی اسی طرح سے اس پر حملہ آور ہونا چاہا۔ جسے گتی سے دبوچتے ماہ ویر نے شعلے برساتی نگاہوں سے اسے گھورا۔

"بتا کیا ہونے والا۔ ہے یہاں۔!

وہ جو عالیجان کے حکم پر پاکستان پہنچا تھا کوٹھے پر پہنچتے ہی اسے پہلی خبر صاحبہ کی رخصتی کی ملی تھی۔

" چھنو سے پتہ نکلواتے وہ اس محل نما گھر میں گھس آیا تھا مگر یہاں کا ماحول دیکھ وہ چونکے بنا ناں رہ سکا۔

"""اگر اب کی بار جواب ناں دیا تو جواب دینے کو زندہ نہیں بچے گا تو۔!

اسکے سر کو ہاتھ سے دبوچتے وہ ایک ہاتھ گردن کے نیچے ٹکائے پر اسراریت سے بولا۔

"بب بتاتا ہوں۔ ووووہ صاحب جج جی اپنی نننئ بببیوی کو بیچنے والا ہے۔!

اسکی بات پر ماہیر کا چہرہ حد درجہ سرد پڑا

۔

"مگر کیوں وہ تو اسکی بیوی ہے۔! اب کی بار گردن پر گرفت تیز ہوئی تھی۔ ناخنوں کے بڑھتے دباؤ کے سبب ملازم اب باقاعدہ رونے لگا تھا۔

اگر سیٹھ کو اس بات کا علم ہوتا کہ کوئی یوں اسکے گھر میں گھسے گا تو یقیناوہ کڑا انتظام کرتا۔

"ووووہ جو سسس سیٹھ اسے طلاق ددے چچکا۔ سسیٹھ اسکی مماں سے بدلے کے واسطے اسے بیاہ کے لایا تھا اور اب اسے بببیچنے والا ہے۔!

ماہیر کی نگاہوں میں خون اترا تھا۔ دانت پر دانت جمائے اسنے ایک جھٹکے سے اسے کالر سے جکڑتے سامنے کیے اور گن پینٹ کے بیلٹ سے نکالتے اس ملازم کی کنپٹی پر رکھی۔

"اگر تو ابھی کہ ابھی مجھے اس کے پاس ناں لے کر گیا تو تجھے مارتے ہوئے ذرا بھی افسوس نہیں ہو گا مجھے۔!

"وووہ جی سسیٹھ۔!"

ملازم موت کے خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا اور یہی خوف ماہیر کا کام کر سکتا تھا۔

"وہ یہاں نہیں اسے میں نے گاڑی میں یہاں سے نکلتے دیکھا ہے۔! اب چلو ۔"

تیزی سے کہتے اسنے ملازم کو دروازے کی طرف دھکیلا۔

"جو تھوڑی ہی دیر میں سب سے بچتے بچاتے اسے اس کمرے کے باہر لے گیا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تمہارا بہت شکریہ مگر تمہارا ہوش میں ہونا میرے لیے خطرہ ہے۔!

سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے اسکے سمجھنے سے پہلے ہی مابیر نے بندوق کا پچھلا سرا اسکے سر پر مارا۔

ملازم کراہتا ہوا نیچے کو گرا۔

وہیں مابیر نے ایک نگاہ اطراف میں ڈالتے جلدی سے دروازہ کھولا۔

ہوا کی تیزی سے کوئی چیز لہراتی ہوئی اسکے۔ سر پر لگی۔

ماتھے پر گلدان لگنے سے اسکا ماتھا پھٹ چکا تھا۔

اسنے قہر برساتی نگاہوں سے سامنے دیکھا۔

خون روکنے کے لیے ایک ہاتھ کو ماتھے پر رکھا تھا۔

""""نہایت چھوٹے اور تنگ لباس میں وہ دو آتشہ حسن نوخیز کلی اسے ششدر کر گئی۔

اپنے حواسوں پر قابو پاتے اسنے جلدی سے دروازہ اندر سے لاک کیا۔

کپڑے بدلو اپنے۔! سرد آواز میں کہتا وہ ماتھے پر اپنا رومال رکھتا رخ موڑ گیا۔

صاحبہ نے سرخ چہرے سے اس شخص کی پشت کو گھورتے اپنے وجود کو ڈھکنے کی ناکام سی کوشش کی۔

"میں تمہیں لینے آیا ہوں۔ اگر رونے کا شغل ہو چکا ہو تو جلدی کرو باہر میری بارات تیار ہو رہی ہے ان کے سمجھنے سے پہلے ہی مجھے یہاں سے نکلنا ہے۔!

سرد پن سے کہتا وہ سہا گیا۔ وہ جو ایک ہفتے سے اس جہنم میں قید تھی اب بھی بھیگی خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"مم میں نہیں جاؤں گی۔!

روتے ہوئے نم آواز میں کہا جو کہ بمشکل سے مابیر نے سنی تھی۔

"مجھے خان نے بھیجا ہے لڑکی چلنا ہے تو چلو ورنہ میں اسے بتادوں گا کہ تم نہیں آنا چاہتی تھی۔!

اکھڑے ہوئے لہجے میں کہتا وہ رومال ماتھے سے ہٹا گیا۔

خون کی رفتار اب کم ہو چکی تھی وہیں خان کا ذکر سن صاحبہ کے جسم میں جیسے روانی آئی تھی آنسوں لڑیوں کی صورت آنکھوں سے بہتے گئے۔

"مم میرے پاس میرے کپڑے نہیں۔!

شرمندگی سے سر جھکائے بمشکل سے کہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مابیر نے سرد سانس فضا کے سپرد کی۔اور ایک جھٹکے سے بیڈ کے پاس جاتے بیڈ شیٹ کھینچتے اتاری۔

"یہ لو ڈھانپو خود کو۔!

تیزی سے اسے حکم دیتے وہ جلدی سے پلٹا اسکا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں تھامے وہ جلدی سے اس کمرے سے نکلا اب اسی رستے کی طرف گامزن تھا جہاں سے وہ داخل ہوا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ڈیول میرے بچے ان سے ملو یہ چیف آف گارڈز ہیں۔ویل مجھے پورا یقین ہے کہ تمہیں اپنا یہ نیا عالیشان گھر اور یہ ساری آسائشیں پسند آئی ہوں گی۔!

اسکے سیاہ بوٹوں میں قید قدموں کے سنگ قدم ملانے کی کوشش کرتے باس خوشامدی لہجے میں بول رہا تھا۔

اسکے گارڈز کی بھاری نفری آج زندگی میں پہلی بار اپنے باس کو کسی کے آگے یوں بچھتا دیکھ رہی تھی۔

"یہ رہا پوری دنیا کا سب سے خطرناک اور بیش قیمتی ہتھیار۔سنہری تھال سے سرخ کپڑا اٹھائے وہ ایک چھوٹی سی نایاب گن جو شاید سونے کی بنی تھی۔انعام کے طور پر ڈیول کو دیتا مسکرا کر گویا ہوا۔

"ٹھاہ۔ "

گن تھامے اسنے بنا مڑے اپنی بھوری نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑے باس کو دیکھتے خود سے چند قدموں کے فاصلے پر کھڑے چیف پر فائر کیا۔

چیف ایک چیخ کے ساتھ اپنے خون سے لت پت پیٹ کو ہاتھوں سے چھوتے ڈھے سا گیا۔گارڈز وحشت سے اس جانور کو دیکھ رہے تھے۔

"بیٹا یہ کیا کیا۔؟ہاتھ پھیلائے باس گھبراہٹ سے اس مردہ لاش کو دیکھتے پوچھنے لگا۔

اسکے سوال پر گن کو دونوں ہاتھوں سے چیک کرتا وہ چونکا۔

"آپ نے ہی کہا تھا کہ یہ نایاب ہے پھر چیک کرنا تو بنتا تھا۔!کندھے اچکائے برفیلے سے لہجے میں کہتا۔وہ وہاں موجود گارڈز کا سانس خشک کر گیا۔

باس نے فق پڑے چہرے پر مسکان سجائی۔وہ کسی بھی طرح سے ڈیول کو بدگمان نہیں کر سکتا تھا۔

ڈیڈ کیا مجھے میری عالیشان ریاست نہیں دکھائیں گے آپ۔؟

پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ اڑستے وہ مردانہ وجاہت کا شاہکار تعجب سے بولتا سیڑھیاں عبور کرتی ناز کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وائے ناٹ مائے سن یہ سب کچھ تمہارا ہی تو ہے۔! اتنے سالوں کے بعد ڈیول کا لوٹ کر آنا اور یہ کہنا کہ وہ باس کا بیٹا ہے۔ باس کے لئے بھی کسی خوشگوار صدمے سے کم نہیں تھا۔

ڈیول کے ہاتھ اور پیر کی ایک انگلی جو بچپن سے ہی کاٹ دی گئی تھی، چہرے پر کچھ پرانے گھاؤ کے نشانات جو زیادہ تو نہیں مگر غور کرنے پر دکھتے تھے،

بھوری سرد نگاہیں، کسی ظالم درندے کی مانند غیر معمولی طاقت اور اسکا بھرا بھرا وجود ایک لمحے میں ہی باس کے اوپر یہ ثابت کر چکا تھا کہ وہ ڈیول ہی تھا۔

"ضرور بیٹا میرا سب کچھ تمہارا ہی تو ہے۔!

بے باک لباس میں ملبوس وہ دوشیزہ ڈیول کی بانہوں میں جھول گئی، مدہوشی سے اسکے کان کے نزدیک چہرہ لے جاتے وہ اسے اپنی زبان میں خوش آمدید کہہ رہی تھی۔

باس نے غور سے اسکے چہرے کو جانچنا چاہا مگر کوئی بھی تاثر ناں پاتے وہ شاکڈ ہو گیا۔ وہی ناز اسکے کسی بھی تاثر کو ناں دیکھتی اب اسکے چہرے پر انگلی سے لکیریں کھینچنے لگی۔

"مجھے عام کھلونوں سے کھیلنے کا شوق نہیں۔ میرے کھلونے بھی میری پسند کے ہوتے ہیں اور میرا جنون صرف میری من پسند چیزوں کے نام۔!

گردن کے پیچھے سے اسکے بالوں میں ہاتھ لے جاتے وہ اسکے بالوں کو دبوچتے دھاڑا تھا۔

"وہ لڑکی اسکی گرفت میں جھٹپٹانے لگی۔ جس پر بنا ایک نگاہ ڈالے وہ اسے دور اچھال گیا۔

ناز اس قدر بے عزتی پر آنسوں سے تر چہرہ لیے وہاں سے بھاگی تھی۔

"یہ بہت خاص تھی۔ مافیا گینگ کا ہر بادشاہ اسکی قربت کا دیوانہ ہے۔"

باس نے اسے سمجھانا چاہا تھا در حقیقت اسے ڈیول ک یہ حرکت اچھی نہیں لگی تھی۔

"دنیا جو کرتی ہے وہ ڈیول کا مسلئہ نہیں، ڈیول اپنی مرضی کا خود مالک ہے۔ اور جو چیز آسانی سے سب کو میسر آ جائے بھلا وہ ڈیول کے کس کام کی۔!

سپاٹ چہرے سے کہتا وہ باس کو خاموش کروا گیا۔

چلو میں تمہیں محل دکھاتا ہوں۔ 'آج رات ایک بہت بڑی پارٹی رکھی ہے میں نے۔ آخر اپنے سارے دوستوں اور دشمنوں کو بھی تو بتانا ہے کہ میری سلطنت کا شیر واپس لوٹ آیا ہے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

باس نے مسکراتے ہوئے لہجے میں سینہ چوڑا کیے کہا تھا۔اسکے لہجے میں غرور تھا وہیں اسکے آگے کھڑا وہ بپھرا ہوا شیر پر اسراریت سے مسکرایا۔

Episode 25

"گڈ ایوننگ سر۔ویلکم بیک!"" پچھلے ایک گھنٹے سے ابیر علوی کے انتظار میں کھڑا وہ ائیر پورٹ سے اسے نکلتا دیکھ ٹیک چھوڑتا سیدھا کھڑا ہوتے احتراماً بولا۔

"اسکا ویلکم کرنا بھی مقابل کو تیر سے بھی زیادہ چبھا۔کاٹ دار نگاہوں سمیت اسے گھورتا وہ شہد رنگ نگاہوں میں سرد مہری سمیٹے آگے بڑھا۔

بائیں بازو پر دھری اپنی جیکٹ کو اسکی جانب اچھالتے وہ بنا رکے گاڑی کا دروازہ کھولتا اندر بیٹھا تھا۔

فارس ہڑبڑاتے ہوئے گاڑی کی سمت بڑھا تھا،بیگ عجلت میں گاڑی کی ڈگی میں رکھتے وہ فرنٹ سیٹ کی طرف بڑھا۔

یہ پہلی بار تھا کہ اتنے لمبے سفر سے واپسی کے سفر کے دوران ابیر علوی خود ڈرائیو کرنے والا تھا۔

فارس نے ایک چور نگاہ اسکے تنے نقوش پر ڈالی۔کف بے ترتیبی سے فولڈ ہوئے تھے،ماتھے پر بکھرتے شہد رنگ بال،شہد رنگ خون چھلکاتی نگاہیں،چہرے کے حسین مگر تنے ہوئے نقوش،گردن کی ابھرتی ہری رگیں ابیر علوی کے دبائے غیض وغضب کی نشان دہی تھی۔

"سسس سر۔"گاڑی موڑتے ہی ایک جھٹکے سے سپیڈ بڑھائی۔جس کے سبب فارس جو بے دھیانی سے بیٹھا تھا یکدم سے ونڈو سے جا ٹکرایا اسکے منہ سے نکلی ہلکی سی التجا کو وہ سرے سے نظر انداز کر گیا۔

"سسسسسسسس سرررررر۔"سامنے سے آتی تیز رفتار گاڑی کو دیکھ فارس کی جان حلق میں اٹکی تھی،جبھی اسکی چیخ و پکار پر وہ کھول اٹھا۔

گاڑی کو دائی جانب موڑتے اسنے قہر برساتی نگاہوں سمیت فارس کو گھورا۔

جو سرخ چہرے گھٹی سانس سمیت ہونٹوں پر انگلی رکھتے خاموش ہو گیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہ نہیں جانتا تھا کہ اس شیر کو کس نے چھیڑا ہے مگر جو بھی تھا اسکا غضب ہمشیہ کی طرح اس معصوم پر ہی ٹوٹ رہا تھا۔

بے انتہاء رش ڈرائیونگ کرتے وہ آدھے گھنٹے کا سفر پندرہ منٹوں میں طے کرتے گیٹ کے باہر تھے۔

گاڑی پورچ میں رکتے ہی فارس نے شکر کا گہرہ سانس فضا کے سپرد کیا۔

اور پھر خشک پڑے لبوں پر زبان پھیرتے باہر نکلا۔

"لو جی آ گئے آپ کے چشم و چراغ۔ایک نیا گل کھلا کے۔!

ٹو سیٹر صوفے پر براجمان امن اور حیا جو کافی فکر مند سے بیٹھے تھے، عجلت میں دروازہ کھولتے ابیر کے اندر داخل ہوتے ہی امن غصے سے جگہ سے اٹھتا گرج دار آواز میں چلایا۔

"ابیر جو پہلے کی تناؤ کا شکار تھا اسنے حیرت و نا سمجھی سے اپنے باپ کو دیکھا، جن کے لئے وہ ایک آئیڈیل بیٹا تھا۔

"ڈیڈ۔! حیا بھاگتی ہوئی بیٹے کے چوڑے سینے سے لگی تھی،

ابیر نے ماں کو حصار میں بھرتے سر پر بوسہ دیے خود سے لگایا۔شہد رنگ آنکھوں میں ذرا نرمی سے آئی تھی۔

کیونکہ سامنے کھڑا شخص اسکا باپ تھا۔

"خبر دار ابیر جو تم نے کوئی صفائی یا جھوٹ بولنے کی کوشش بھی کی تو۔! مجھے ویام نے سب بتا دیا ہے۔؛"

انیل تو شروع دن سے ہی خود سر رہا ہے کچھ نہیں سمجھتا ماں باپ کو۔ مگر تم۔! چہرے پر سرخی سمیٹے وہ اب شدت سے مٹھیاں بھینچتا اسکے قریب ہوتا گیا۔

وہ شاہانہ مرد اپنے باپ کے آگے سر جھکائے خاموشی سے اپنے لبوں کو میچے کھڑا تھا،

نگاہیں اور سر جھکی ہوئی تھی،

سفید شرٹ جس کے اوپری دو بٹن کھلے تھے ان میں سے جھلکتا اسکا کشادہ سینہ بلکل واضح تھا۔بھرپور مردانہ وجاہت سمیٹے وہ اپنے باپ کا عکس انکے سامنے جھکے سر سے کھڑا تھا۔

"جانتے بھی ہو کتنی شرمندگی اٹھانی پڑی ہے مجھے ویام کے سامنے؛؛؛؛ اگر تم عنایہ سے شادی کرنے پر رضامند نہیں تھے اگر اس معصوم بچی سے تمہیں اتنی نفرت تھی تو چھ سال پہلے ہی بتا دیتے چھوٹے دودھ پیتے کاکے تو نہیں تھے تم۔! جو زبردستی تمہارا منہ پکڑ کر تم سے کہلوایا گیا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

شدت سے مٹھیاں بھینچے وہ غصے سے چلا رہا تھا۔فارس جو سامان اٹھائے اندر داخل ہوا تھا، سامنے کا ماحول دیکھ ایک دم سے گھبرایا

"امن بس کر دیں ابھی تو لوٹا ہے تھکا ہارا آیا ہے میرا بچہ۔اور آپ آتے ہی شروع ہو گئے۔!

حیا نے بے لچک لہجے میں کہتے امن کو ہاتھ سے پکڑتے پیچھے کیا۔

"تم طرف داری مت کیا کروان کی۔!خدا جانے کونسی خطا گئی ہے مجھ سے جو ایسی نافرمان اولاد ہے میری۔!

سر جھٹکتے سنجیدگی سے کہتا وہ پلٹنے لگا۔

"ڈیڈ سوسوری اگر آپ کی دل آزاری ہوئی ہے تو۔مگر میں آپ کو جھوٹ نہیں بولوں گا۔میں صرف عنایہ کو سرپرائز دینے گیا تھا۔اور اسے یونی سے پِک کیا مگر اسے سرپرائز دینے سے پہلے ہی راستے میں ویام انکل پہنچ آئے۔ اور انہیں اور عنایہ کو یہ لگا کہ شاید میں اسے طلاق دینے کیلئے لے جا رہا ہوں۔!

شہدر نگ بے تاثر نگاہوں سے اپنے باپ کو حیرت سے مڑتا دیکھ وہ لاپرواہی سے بولتا گردن پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

اب کی بار حیا نے بھی حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا تم سچ بول رہے ہو۔!حیا تو ایسے تھی جیسے اسکی جان میں جان آئی ہو۔وہی اپنی ماں کے چہرے پر مسکان دیکھ ابیر بے ساختہ ان کی پیشانی کو چومتے انہیں سینے سے لگا گیا۔

فارس سامان رکھ آؤ میرے روم میں۔!وہ بنا مڑے ہی اپنے پیچھے کھڑے باتیں سنتے فارس سے گویا ہوا جو ہڑبڑا اٹھا اور تیزی سے سر کو ہاں میں جنبش دیتے سامان اُٹھائے اسکے کمرے کی طرف بڑھا۔

"تو کیا عنایہ اتنا بڑا جھوٹ بول سکتی ہے مجھے بے وقوف مت بناؤ تم۔!

امن نے گھورتے ہوئے اسے غصے سے جھڑکا۔

"تو ٹھیک ہے اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو میں رخصتی کیلئے تیار ہوں۔پھر تو آپ کو اعتبار ہو جائے گا کہ میں اسے چھوڑنا نہیں چاہتا۔!

اب کی بار وہ سرسراتی ہوئی آواز میں اطمینان سے بولا تھا۔

دروازے سے کان لگائے فارس کو شدید جھٹکا لگا تھا۔

"تو ٹھیک ہے میں ویام کو روک دیتا ہوں کہ وہ پاکستان ناں آئے ہم خود۔!

"نہیں ڈیڈ آنے دیں انہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ساری رسومات یہاں پر ہوں اور انکل کے سامنے میں خود ان سے سوری کہوں گا اور پھر ہر بات کلئیر کرتے ہی رخصتی کی بات کروں گا۔!

پر سوچ انداز میں باپ سے کہتا وہ آخر میں مسکرایا۔

اسکی مسکراہٹ دیکھ امن چونکا ضرور تھا مگر اسکے جواب پر سوائے اثبات میں سر ہلانے کے وہ کچھ اور کر بھی نہیں سکتا تھا۔

"میں فریش ہو لوں پھر آتا ہوں۔! اپنی ماں سے محبت سے مخاطب ہوتا وہ اپنے بھاری قدموں سمیت اپنے روم کی جانب بڑھا۔

"اسکی آنکھوں کے سامنے وہی دوشیزہ وہی بھوری مغرور نگاہیں گھوم رہی تھیں، جن میں جیت کی چمک واضح تھی ۔

فارس کو گردن ہلاتے وہاں سے جانے کا اشارہ کیے دروازہ ایک دم دھاڑ سے بند کیا۔

"عنایہ ابیر علوی۔ تمہیں میری حاکمیت سے آزاد ہونے کا بہت شوق ہے ناں۔ مگر شاید تم یہ نہیں جانتی تم پر حاکمیت جتانا میرا جنون ہے۔اور اب کی بار یہ جنگ شوق اور جنون کے بیچ کی ہے۔ دیکھتے ہیں تمہارا شوق پورا ہوتا ہے یا پھر میرا جنون تمہاری سانسوں سمیت تمہیں میری قید میں ہمیشہ کے لئے باندھ ہے۔

آسمان پر پھیلتے تاریک سائوں میں اسنے مدہم سے ابھرتے اس چاند کے عکس کو دیکھتے پراسراریت سے مسکراتے اپنے ہاتھ کی انگلیاں مر رونڈو پر گھاڑی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"منہ کیوں پھولا ہوا ہے میری پرنسز کا۔!

سیڑھیوں سے اترتے وہ جیسے ہی اپنی سربراہی کرسی پر بیٹھا۔ نگاہیں اپنی نیلی پری پر پڑی۔

جس کے سفید گال غصے کے سبب مزید پھول چکے تھے، پنک کلر کی جیکٹ کے بازو کو دانتوں تلے دبائے وہ سوجھے چہرے سمیت مکمل ناراضگی جتا رہی تھی۔

"کھانا کھائیں آپ اسکا تو بس چلا ہی رہتا ہے۔!

حرمین نے سر جھٹکتے عالیان شاہ کو ٹرے پارسل کی۔ جس کی نیلی نگاہوں میں بیٹی کی ناراضگی کے سبب بے چینی تھی ٹرے تھامتے اسنے ویسے ہی نیچے رکھ دی۔

دونوں ہاتھ میز پر ٹکائے وہ اب بغور اپنی گڑیا کو دیکھنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اپنے ڈیڈا کو بھی نہیں بتائیں گی آپ۔؟آواز میں ڈھیروں پیار سموئے وہ محبت سے استفسار کرنے لگا۔

حورین نے گھنی پلکوں کی جھالر اٹھائے اپنے ڈیڈا کو دیکھا، جن کے چہرے پر نرمی دیکھ وہ ہونٹ پھیلا گئی۔

جیکٹ کا بازو ہنوز میں تھا۔۔کرسی گھسیٹتے اسکے قریب کرتے عالیان نے نرمی سے اسکے بازو کو نیچے کیا۔اور پھر ایک ایک کرتے دونوں بازو کو پیچھے کو فولڈ کرنے لگا۔

"ناؤ ٹیل می وٹ ہیپنڈ۔؟

چھپک چھپک کرتے دو سفید موتی اسکے نیلے نین کٹوروں سے بہے تھے۔جنہیں دیکھتے ہی عالیان کا سانس رکنے لگا۔

"کتنی بار کہا ہے پرنسز روتی نہیں آپ پھر سے وہی کر رہی ہیں گڑیا۔!

اسکی آواز میں حلاوت لہجے میں نرمی و محبت تھی۔

حرمین نے ٹھنڈی سانس بھرتے ان باپ بیٹی کے لاڈ کو جانچا۔

"ڈیڈا ہمارے کالج میں ایک پکنک ٹور جا رہا ہے۔آؤٹ آف سٹی۔جہاں سب مختلف جگہوں پر جائیں گے ریسرچ بھی ہوگی اور بہت کچھ نیا سیکھنے کو بھی ملے گا۔میں نے فارم بھی فل کر دیا ہے مگر اب آپ کی وائف نہیں مان رہی۔! شی ڈزنات الاوی۔! پھولے گالوں سمیت وہ معصومیت سے کہتی سر جھکا گئی۔

عالیان نے گردن موڑے حرمین کو دیکھا جو کافی سنجیدہ تھی۔

"اب آپ کوئی سفارش مت ڈالیے گا۔حوری نہیں جائے گی اینڈ اِٹس فائنل۔! حتمی انداز میں کہتے وہ پانی کا گلاس اٹھائے منہ کو لگا گئی۔

حورین کی آنکھوں میں ایک بار پھر سے آنسوں سمٹے۔

"سن شائن اگر ہماری پرنسز جانا چاہ رہی ہے تو آپ اسے نہیں روکیں گی آفٹر آل وہ بیس کی ہو چکی ہے اب اسے خود سے جینا آنا چاہیے۔!

گلا کھنکھارتے وہ بیٹی کی سائیڈ دیتا آخر میں حورین کا سر تھپکنے لگا۔

"انیس پچھلے ماہ ہی انیس کی ہوئی ہے کیا آپ کی بیٹی کی عمر ایک ماہ میں بڑھ جاتی ہے۔؟ مسٹر عالیان شاہ۔!

سخت لہجے میں یاد دہانی کرواتے وہ آج پہلی بار اسے یوں مخاطب کرتی مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

نیلی نگاہوں میں شوخ چمک سمیٹے اسنے مسکراتے ہوئے اپنی بیوی کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بیس اور انیس میں فرق ہی کتنا ہے۔ ویسے بھی ہماری گڑیا سمجھدار ہے۔! کافی لاڈ سے کہتا وہ اب بھی طرف داری میں بولا۔

مگر آپ جانتے ہیں اکیلے بھیجنا وہ بھی ایک ہفتے کیلئے۔ کالج میں بھی اتنی مشکل سے بھیجتی ہوں میں۔ اور آپ دوسرے شہر کی بات کر رہے ہیں۔"!

سر کو نفی میں ہلاتے وہ مکمل طور پر نفی کر گئی۔

"ڈونٹ وری حرمین۔ حوری کے ساتھ اسکی دوست بھی تو جا رہی ہے اور سیکیورٹی کیلئے میں دو گارڈز بھیج دوں گا ساتھ۔ اب تو اجازت دیں۔!

اسنے پوری طرح سے اسے مطمئن کرتے بات ہی ختم کر دی۔

حرمین کے چہرے پر سوولٹ کی خوشی چھائی تھی۔ نیلی نگاہوں میں ڈھیروں خواب سجائے اسنے اپنی ماں کو دیکھا۔

"پہلے کون سا میری بات مان لینی تھی آپ دونوں نے ٹھیک ہے جائے مگر مجھے چار سے پانچ بار کال کرو گی تم دن میں۔"

انگلی اٹھائے وہ حامی بھرنے کے بعد سخت لہجے میں بولی۔

"تھینک یو سو مچ ڈیڈا۔! حورین ماں کی بجائے خوشی سے چہکتے باپ کا شکریہ کہتے وہی سے اسکے ساتھ لپٹی تھی۔

جس پر عالیان نے مسکرا کر بیٹی کے سر پر بوسے دیے اسکی خوشیوں کی دعا مانگی۔

"میں تو سوتیلی ہوں۔! جلے بھنے لہجے میں کہتے حرمین نے سر نفی میں ہلا دیا۔ وہیں ان دونوں باپ بیٹی کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"اگر دل نہیں مان رہا تو کوئی ضرورت نہیں ہے جانے کی۔ ویسے بھی تمہارے باپ کو معلوم پڑا کہ اس کی اینجل کی مرضی کے خلاف میں نے تمہیں بھیجا ہے تو وہ مجھے گھر سے ہی نکال دے گا۔!

سر پر دوپٹہ اوڑھے وہ جیسے ہی نیچے آئی، وریام نے اسکے بجھے بجھے چہرے کو دیکھتے لاڈ سے کہا۔

عنایت بمشکل سے مسکرائی۔ اسے یہاں آئے آج ایک ہفتہ ہو چکا تھا اور اس ایک ہفتے میں وہ ایک بھی رات سکون سے سو نہیں پائی تھی،

عالیجان شاہ کا کہا سچ ثابت ہو چکا تھا۔ اسکا سایہ اسکا خوف عنایت کاظمی کے دل و دماغ پر ایسا گھر کر چکا تھا کہ اسے ہر سوں وہی دکھتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جبھی بہت سوچ بچار کے بعد اسنے جلد از جلد شادی کا یہ فیصلہ لیا تھا۔

"نہیں داداجان ایسی کوئی بات نہیں بلکہ پاپا کو تو میں نے آگاہ کر دیا ہے کہ مجھے آپ کی اور ان کی پسند سے کوئی اختلاف نہیں۔اور میں اس شادی کیلیئے تیار ہوں۔!

مسکرا کر کہتی وہ وریام اور نیناں کے سارے خدشات دور کر گئی۔

خدا میری بچی کو دنیا جہاں کی ساری خوشیاں دے آمین۔!

نیناں کو وریام کی کافی کا مگ تھامے لاونج میں داخل ہوئی تھی۔اسکے مسکرا کر کہنے پر دونوں دادا پوتی نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"السلام علیکم دادو۔کیسے ہیں آپ دونوں۔؟

چوکیدار کے ساتھ اندر آتے ریحان نے ان تینوں کی توجہ کھینچی تھی۔

پچیس سالہ ریحان مظہر کافی سوبر اور سافٹ نیچر تھا اور سٹڈی کمپلیٹ کرنے کے بعد اپنے باپ ڈیڈ کے ساتھ ہی ان کا برنس سنبھال رہا تھا۔

مظہر صاحب سے ویام کے کافی اچھے تعلقات تھے جس کی وجہ سے ان کے ایک بار رشتے کی بات پر ویام نے حامی بھر دی تھی۔

عنایت کے پاکستان آتے ہی مظہر صاحب اور ان کی بیوی عنایت کو پسند کر کے جا چکے تھے اور آج ریحان کی خواہش پر عنایت اور وہ دونوں تفصیلی ملاقات کرنے والے تھے۔

"وعلیکم السلام میرا بچہ ہم تو ٹھیک ٹھاک ہیں کافی دیر لگا دی آتے ہوئے۔!

ریحان جو سراہتی دلچسپ نگاہوں سے عنایت کا ظمی کو دیکھ رہا تھا،اسکے کاندھے کو تھپکتے وریام نے مسکرا کر کہا۔

"بس داداجان مام کو جیولر کے پاس چھوڑا ہے اپنی بہو کیلیئے کچھ زیوارات پسند کرنے گئی ہیں۔تو اس لئے آتے ہوئے دیری ہو گئی۔"

ایک گہری نگاہ عنایت پر ڈالے وہ نگاہوں کا زاویہ بدلتے معنی خیزی سے بولا۔

عنایت کا چہرہ ایک دم سے سرخی چھلکانے لگا،نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے کچلتے وہ بری طرح سے انگلیاں مسلنے لگی۔

"اچھا لگتا ہے بہت جلدی ہے مظہر کو بہو کی۔ایسا کرو تم دونوں جاؤ اچھا وقت گزارو ایک دوسرے کے ساتھ۔!

وریام اسکی بے قراری بھانپتے بات بدل گیا۔

ہشاش بشاش لہجے میں کہتے عنایت کے سر کو تھپکتے دونوں کو الوداع کہا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ایمی۔! حواس باختگی کی کیفیت میں چیختے وہ ایمی کو حصار میں لیتے ابھی سنبھلا بھی نہیں تھا جب ہوا کو چیرتی ایک تیز گولی اسکی شانے کو چھو کر گزری۔

"مجنوں تت تمہیں گولی لگ گئی۔! کندھے سے ابھرتا خون اسکے سکائے بلیو کلر کی شرٹ کو لمحوں میں بھر گیا۔

حواس باختگی کی کیفیت میں وہ خوف سے بڑبڑاتی اسکے سفید پڑتے چہرے کو دیکھے گئی۔

جولب مضبوطی سے بھینچے ایمی کے بازو کو جکڑے اندھادھند دوڑ رہا تھا۔

ایمی نے ایک نگاہ پیچھے ڈالی، جہاں بیس کے قریب آدمی ہاتھوں میں گنز اٹھائے انکے پیچھے بھاگ رہے تھے۔

"آگے رستہ ختم تھا پہاڑی کے آخری کنارے پر رکتے انیل نے درد کی شدت سے سرخ ہوتی اپنی سیاہ آنکھوں سے اپنی طرف بڑھتے گارڈز کو دیکھا وہ اب حملہ نہیں کر رہے تھے۔ شاید وہ جان چکے تھے کہ آگے رستہ ختم ہے۔

" کبھی جان کی بازی لگائی ہے۔! گردن ترچھی کیے (انیل) مجنوں نے ترچھی نگاہوں اور پراسرار مسکراہٹ سمیت اسے دیکھا،

جس کا حسین چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔

"ایمی کے ہونٹ پھڑ پھڑائے۔ شہد رنگ نگاہوں میں بے تحاشہ الجھن تھی۔

"گڈ لک "!-------

ایمی کو بازو سے تھامے اسنے ایک جھٹکے سے اپنے سامنے کیا۔اور پھر اپنا بایاں ہاتھ اسکے سینے پر رکھتے اسے آہستگی سے پش کیا۔

اور اسی کے ساتھ ہی وہ خود بھی نیچے کو کودا تھا۔

ایمی کی دلخراش چیخیں پہاڑی کی اونچائی سے گرتے ہوئے ہوا میں ارتعاش برپا کرنے لگی۔

گارڈز بھاگتے ہوئے اس کنارے پر پہنچے تھے۔ مگر تب تک ایمی اور مجنوں دونوں ہی نیچے موجود چشمے میں گر چکے تھے۔

"فالو دیم۔!" ان میں سے ایک سیاہ فام نے بلند آواز میں تحکم بھرے لہجے میں کہا تھا۔

جس کے بعد وہ سبھی پہاڑی کے نیچے موجود چشمے کی سمت بھاگے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"کیا آپ پریشان ہیں عنایت از ایوری تھنگ آل رائٹ ۔!

بے تحاشہ نروس ہوتی وہ معصوم سی دبلی پتلی لڑکی ریحان کو دل کے قریب لگی تھی، آج کل کے دور میں ایسی معصوم صورت اور سادہ لوح لڑکی کا مل جانا ہی اسے اپنے آپ میں ایک نعمت سے کم نہیں لگا تھا۔

وہ ویام کی چھوٹی بیٹی عنایہ سے مل چکا تھا۔ جو اسکے مطابق خاصی بدلحاظ تھی، اسکے کھلم کھلا لفٹ کروانے اور اسکے حسن کی تعریف کرنے کے باوجود بھی وہ اسے کسی خاطر میں نہیں لائی تھی۔

مگر عنایت عنایہ سے یکسر مختلف تھی۔

اسکی معصومیت ریحان کے لئے کافی فائدہ مند تھی جبھی وہ اسے آج اپنی طرف سے مکمل طور پر اس شادی کے لئے رضامند کرنا چاہ رہا تھا۔

"کچھ بھی نہیں، میں پریشان تو نہیں ہوں۔ بس بہت کم اکیلے کسی کے ساتھ آنا جانا ہوا ہے تو اس لئے گھبراہٹ سے شاید۔!

ماتھے پر چمکتے پسینے کی ننھی بوندوں کو ٹشو سے صاف کرتے وہ مسکرا بھی ناں سکی۔

عجیب سی حالت تھی وہ یہاں موجود ہو کے بھی نہیں تھی کہیں ناں کہیں خوف کنڈلی مارے بیٹھا تھا کہ اگر عالیجان شاہ پہنچ آیا تو پھر۔!

"اچھا ایسی بات ہے آپ گھبرائیں بلکل بھی نہیں۔ آپ بلکل ایک دوست سمجھیں مجھے۔!

اسنے مسکرا کر مزید کہا۔

"کیا لیں گی آپ؟؟؟ "

"" کچھ بھی نہیں۔!

خشک لبوں پر زبان پھیرتے وہ بے چینی سے گویا ہوئی۔

ہاتھ کے اشارے سے ویٹر کو بلاتے ریحان اپنا آرڈر اسے درج کروا چکا تھا۔

دسمبر کی اچھی خاصی ٹھنڈ کے باوجود بھی عنایت کا پسینے سے تر ہوتا چہرہ ریحان کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"لگتا ہے آپ کو ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ یہ کوٹ پہن لیں آپ۔!

اپنا کوٹ اتارتے کافی متفکرانہ لہجے میں کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"نن نہیں میں ٹھیک ہوں۔! اکھڑتی سانسوں سمیت وہ ایک نگاہ اسکے بڑھے سیاہ کوٹ والے ہاتھ پر ڈالے فرش کو گھورنے لگی۔

"لینا تو پڑے گا میں نہیں چاہتا کہ آپ بیمار پڑ جائیں اور اس کی وجہ سے ہماری شادی ڈیلے ہو۔!

انداز کافی جتاتا ہوا سا تھا، عنایت کا چہرہ لمحوں میں سرخ پڑ گیا۔

ناچاہتے ہوئے بھی کوٹ تھامتے اسنے شانوں پر پھیلایا۔

"ویسے اتیج کیا ہے آپ کی۔؟""ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ریحان نے سرسری سے لہجے میں پوچھا۔عنایت چونکی تو کیا وہ ابھی تک اسکی عمر نہیں جانتا تھا۔!

گلے میں پھندا سا اٹکا تھا۔دوپٹے کے دونوں کونوں کو تھامے وہ بے ساختہ سیدھی ہوئی۔

اس کی عمر تیس سال ہے۔ویسے اسے دیکھ کر اندازہ نہیں لگتا کہ یہ تیس سال کی لڑکی ہے"

ہوٹل میں داخل ہوتے اس شخص کی بھاری آواز پر کیے گئے طنزیہ جملے پر سامنے بیٹھے پچیس سالہ ریحان مظہر نے حیرت سے اپنے ساتھ بیٹھی عنایت کاظمی کو دیکھا۔

جس کا وجود اس آواز کو سنتے ہی کپکپا رہا تھا۔

کون ہو تم بھئی، نکلو یہاں سے "

ریحان تیزی سے کھڑا ہوا۔آس پاس کے ٹیبلز پر موجود لوگ مڑتے اب اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔

جواب بے آواز رونے لگی تھی۔

ڈونٹ "اپنی طرف بڑھتے اس لڑکے کے ہاتھ کو دیکھ اسکی نیلی آنکھوں میں وحشت سی ابھری۔

وہ بھاری آواز میں دھاڑا تو ناچاہتے ہوئے بھی سامنے کھڑا ریحان پیچھے ہٹا۔

اس سے پہلے کہ ایک ایک کی گردن دھڑ سے الگ کروں، دفع ہو جاؤ سب یہاں سے۔ "

اسکے منہ سے نکلتی بھاپ، سردی سے سرخ ہو رہے عنابی لب، نیلی بے تاثر نفرت سے بھری نگاہیں، عنایت کاظمی کی پشت پر گڑھی تھی۔

لمحوں میں اسکے غنڈے اندر داخل ہوئے وہاں موجود سبھی کو گھسیٹ کر ہوٹل سے نکال رہے تھے۔

چلیں آپ۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ریحان نے یکدم سے خوف سے ان غنڈوں کے ہاتھوں میں گنز دیکھ، عنایت کے پاس جاتے اسے بازو سے تھامے اُٹھایا۔

مگر اگلے ہی لمحے اسکا ہاتھ سامنے کھڑے عالیحان شاہ کے ہاتھوں میں تھا۔

کہا تھا ڈونٹ ۔ "

وہ بپھرے شیر کی مانند دھاڑتے ایک دم سے اسکا ہاتھ مڑور گیا۔جو درد سے بلبلانے لگا۔

"لے جاؤ۔آج کے بعد یہ کسی بھی لڑکی کو چھونے کے قابل ناں رہے ۔"

اسکے بھاری لہجے میں پھنکار، عنایت کاظمی کی سانسیں روک گئی تھی۔

وہ کپکپاتے ہاتھوں سے اپنے بیگ سے اپنا انہیلر ڈھونڈنے لگی۔

اسکا سانس گھٹ رہا تھا۔وووہ آگ گیا۔ڈڈڈیڈ۔"

وہ خوفزدہ سے مسلسل یہی الفاظ ادا کر رہی تھی۔

جب مقابل کا سایہ اسکے بے حد قریب ہوا۔اسکے ہاتھ تھم گئے، خوف سے بیگ ہاتھ سے چھوٹتا زمین بوس ہوا تھا۔

عالیحان شاہ نے قہر برساتی نگاہوں سمیت عنایت کاظمی کے شانوں پر پھیلے اسے سیاہ کوٹ کو گھورا ایسے جیسے اسے جلا کر بھسم کر دے گا اور اگلے ہی لمحے ہاتھ بڑھاتے اس کوٹ کو اسکے شانوں سے نوچتے وہ زمین پر پھینک گیا۔

اہہہ خوف سے کانپتی وہ اپنے لرزتے ہاتھوں سے گرتے بیگ کو دیکھ خوف سے سفید پڑ گئی۔

اسکے پاپا، عنایہ گھر میں کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ پچھلے ایک ماہ سے انہیلر یوز کر رہی تھی۔

اسے تھر تھر کانپتے اپنے بیگ کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھتا دیکھ وہ غصے سے آگ بگولا ہوا آگے بڑھا۔

عنایت کاظمی کی نازک کلائی کو ایک ہی جست میں تھامے وہ اسے کسی موم کی گڑیا کی طرح کھینچتا اپنے روبرو کر گیا۔

جس کی سیاہ آنکھوں میں خوف کی سرخی، خشک ہونٹوں پر بے ترتیب رکتی سانسیں آدھ کھلے ہونٹوں پر اپنا پھڑ پھڑاتا خوف دیکھ کر بھی اسکے دل میں لگی آگ بجھ نہیں پائی۔

"""""موو۔!"گارڈز کی نگاہیں عنایت کے وجود پر محسوس کرتے وہ غراتے ہوئے لہجے میں سرد پن سے دھاڑا۔

اگلے ہی لمحے ہوٹل میں کوئی ذی روح باقی ناں رہا تھا۔

"کیا لگا تمہیں۔؟ بچ جاؤ گی تم مجھ سے۔؟!" اسکا انداز تمسخرانہ تھا۔نیلی سمندر سی گہری نگاہوں میں سرد مہری عروج پر تھی۔

"اشششششش۔!یوں پر کٹے پرندے کی مانند مت پھڑ پھڑاؤ عنایت کاظمی۔میری نفرت کو میرے جنون میں بدلا ہے تم نے۔میرے اندر کے سوئے ہوئے اس زخمی شیر کو چھیڑا ہے تم نے، تمہارا کہا ایک ایک لفظ میرے دل و دماغ میں اپنی چھاپ چھوڑ چکا ہے۔بیوٹیفل ہنٹ""""!!

جی تو چاہتا ہے کہ تمہاری یہ رکتی ہوئی سانسیں صدا کیلئے روک دوں مگر ایک بار مار دوں گا تو وہ مزہ کیسے آئے گا جو تمہیں روز روز تڑپتا دیکھ کر آئے گا۔

تمہاری وجہ سے میری پرنسز چلنے سے محروم ہوئی تھی میرا وعدہ رہا عنایت کاظمی میں تمہیں ایسا اپاہج کروں گا کہ تمہارے پاس ٹانگوں میں جان تو ہو گی مگر چلنے کی ہمت نہیں۔!

اسکے کان میں گھمبیرتا سے سرگوشی کرتے عالیجان نے ہاتھ میں پکڑا انہیلر اسکے ہونٹوں کے بیچ دبایا۔

حسین چہرے پر حد درجہ سنجیدگی سمیٹے وہ اپنے سینے میں چھپی اس معصوم لڑکی کی سانسوں کو بحال کر رہا تھا جس کی سانسوں کو چھیننے کا عہد وہ تھوڑی دیر پہلے کر چکا تھا۔

جنون میں بدلتی اسکی یہ نفرت اسے کن راہوں کا مسافر بنانے والی تھی وہ خود بھی انجان تھا قدرت کے ان فیصلوں سے۔

Episode 26

""""اففففف خدایا اسے بھی ابھی ہی خراب ہونا تھا۔!" رات کے پچھلے پہر سنسان سڑک پر اچانک سے گاڑی کے رکنے پر عنایہ ہڑبڑا اٹھی۔

کوفت کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے اسنے دوبارہ سے گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کی جو کہ کسی بھی صورت میں سٹارٹ نہیں ہو پا رہی تھی۔

ایک نگاہ چاروں اطراف پھیلے اس گھنے جنگل پر دوڑائی۔

وہ تو بہرام کا پیچھا کرنے نکلی تھی مگر اب شاید رستہ بھٹک چکی تھی۔

اوپر سے موبائل فون بھی تبریز اور عائش کے ٹریس کرنے کے خدشہ کے تحت وہ آف کر کے روم میں ہی چھوڑ آئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مجھے خود دیکھنا پڑے گا۔! کافی سوچ بچار کے بعد بھوری نگاہوں کو سکیڑے وہ گہری سانس فضا کے سپرد کرتے دروازہ کھول باہر نکلی۔

سیاہ نائٹ ڈریس میں ملبوس دونوں آستینیں فولڈ کرتے اسنے بالوں کو جوڑے کی شکل دیتے اپنا اسکارف سر پر اچھے سے لپیٹا۔

ایک نگاہ اطراف میں دوڑائے وہ آگے بڑھی، گاڑی کی بونٹ کھولتے ہی اسے کسی کے چیخنے کی آواز سُنائی دی۔

ایک دم سے حیرت سے مڑتے اسنے آگے پیچھے دیکھا۔ چیخوں کی آواز دائی جانب سے آرہی تھی۔

بیلٹ پر لگی اپنی گن نکالتے وہ محتاط سے انداز میں قدم اٹھاتے آگے بڑھتی چلی گئی۔

جانوروں کی غراہٹوں کے بیچ کسی آدمی کی چیخ و پکار عروج پر تھی۔

درخت کی اوٹ میں چھپتے عنایہ نے ایک چھوٹی سی جھیل کے کنارے کھڑے اس دیو قامت شخص کی چوڑی پشت کو گھورا۔

آنکھوں میں حیرت و تعجب تھا۔

کیونکہ اس کے قریب گیڈر مگرمچھ اور جانے کون کون سا جانور ایک زندہ انسان کو گھسیٹ رہا تھا اور وہ اسے شاہانہ انداز میں کھڑا تھا جیسے وہ ان سب کا ماسٹر ہو۔

"خدا کا خوف کھاؤ یو سٹرینج مین۔ کیسے ایک زندہ انسان کو یہ جانور ادھیڑ رہے ہیں۔

اور تم یوں کھڑے ہو جیسے پیسے دے کر پکچر دیکھنے آئے ہو۔!

غصے سے کھولتی وہ آؤ دیکھا ناں تاؤ دندناتی ہوئی آگے بڑھی تھی۔

کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے کڑی نظروں سے اس انسان کی پشت کو گھورا۔

وہیں سامنے اسکی طرف پشت کیے کھڑے ڈیول کی بھوری آنکھوں میں سنجیدگی ابھری۔

رات کے اس پہر اسکے علاقے میں کسی لڑکی کا ہونا اسکے اعصاب کو مزید بڑھکا گیا۔

جانور اب اس مردہ لاش کی بجائے خون سے بھرے چہروں سمیت عنایہ کاظمی پر غرا رہے تھے۔

جس کے سبب وہ خوفزدہ سی ہوئی۔

"ہیے روکو انہیں۔ ہیے سٹاپ۔ اگر مجھے ہرٹ کیا تو ایک ایک کو جان سے ماردوں گی تم جانتے نہیں ہو میں کون ہوں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جانوروں کے اٹھتے قدم جیسے ہی عنایہ ہی سمت بڑھ رہے تھے۔وہ دہشت زدہ سی قدم پیچھے اٹھاتے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں منمنائی۔

""دددد دیکھو۔اہھہھہ ڈیڈڈڈڈڈڈ۔!"خوف سے لرزتی آواز میں منمناتے وہ جیسے ہی بھاگنے لگی، جانور ایک دم سے اس پر جھپٹے۔ جس کے سبب عنایہ کی دلدوز چیخیں فضا میں ہلچل مچا گئی،

خوف سے پھیلی پتلیوں سمیت آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے اسنے سامنے دیکھا۔خود کو فضا میں محسوس کرتے ہی اسکی بھوری آنکھیں حد درجہ پھیلی۔

بے تحاشہ دھڑکتے دل سمیت اسنے سامنے دیکھا، جہاں سیاہ ہڈ سے ڈھکی بڑی بڑی نگاہوں سمیت وہ دراز قامت انسان اسے ہی گھور رہا تھا۔

اسکی آنکھوں کے سرد پن پر بے ساختہ ہی عنایہ نے تھوک نگلا۔

""خدا کیلئے مجھے چھوڑ دو ابھی تو میری ساری زندگی پڑی ہے۔بھیا پلیز سیوی می۔!"

اپنی موٹی موٹی آنکھوں میں آنسوں سمیٹے وہ بے بسی سے چلاتے سوں سوں کرنے لگی۔

ڈیول نے سپاٹ نگاہوں سے اسے آفت کی پڑیاں کو گھورا۔

جو جان بچانے کے عوض اسے بھائی بنا چکی تھی۔

"تمھیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا لڑکی۔!

نگاہوں سے ہی سب جانوروں کو شانت کرتا وہ سرد پن سے بولا۔

عنایہ جو آنکھیں چھوٹی کیے اسکے چہرے کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی اس کی آواز پر سٹپٹائی۔

"دیکھو میں نے آج تک کسی کو بھائی نہیں بنایا، کیونکہ مجھے اس کی کبھی ضرورت نہیں پڑی۔ مگر میں وعدہ کرتی ہوں کہ آج کے بعد میں تمھیں اپنا پکے والا بھائی بنالوں گی بس مجھے ان جانوروں کے آگے مت پھینکنا۔۔

"اسکا انداز کافی بچگانہ لگا ڈیول کو۔شاید وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کسے لالچ دے رہی ہے۔

"میرے ساتھ رشتہ جوڑنا تمہارے لیے کس قدر مہنگا پڑ سکتا ہے شاید جانتی نہیں ہو اس بات کو۔!

سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتے اسنے جیپ کی فرنٹ سیٹ پر اسے بٹھایا۔

ہاتھ کی پشت پر پڑی خراشوں پر ایک نگاہ ڈالے وہ مڑتا دوسری سمت سے آیا جیپ میں بیٹھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تم مجھے کڈنیپ کر رہے ہو۔؟میرے پاس کچھ بھی نہیں بہت غریب ہوں میں۔مجھے کڈنیپ کر کے تمہیں کچھ بھی نہیں ملنے والا۔!

سٹئیرنگ پر دھرے اسکے ہاتھ کی چار انگلیوں کو دیکھ وہ تھوک نگلتی منمنائی۔

"ڈیول بنا کسی ری ایکشن کے سرد تاثرات سمیت بیٹھا گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

'یہ علاقہ میرا ہے یہاں پر کوئی بھی میری اجازت کے بغیر آ جا نہیں سکتا۔آئندہ کے بعد اس جگہ کے نزدیک بھی مت بھٹکنا۔!

جنگل سے باہر ایک سڑک پر گاڑی روکتے وہ سرد آواز میں غرایا۔

عنایہ نے تھوک نگلتے سر کو زور شور سے ہاں میں ہلایا۔

اور چھلانگ لگاتے جیپ سے اتری۔

"واپس بیٹھو۔!

اسکے یوں اچھل کر اترنے پر وہ ناگواری سے بولا۔

جس پر عنایہ نے بچوں کی طرح سر کو ہاں میں ہلاتے دوبارہ سے سیٹ سنبھالی۔

میرا آدمی تمہیں گھر چھوڑ دے گا۔یہاں جو کچھ بھی ہوا۔!

"میں نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔!اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی عنایہ فرفر بولی۔

"گڈ"!

یک لفظی جواب دیتا وہ خود گاڑی سے اترا۔"

"ہیے پارٹنر۔!جیپ سے اسکے پیچھے اترتے وہ ڈیول کو رکنے پر مجبور کر گئی۔

"وہ کسی بھی معصوم پر ظلم کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا جبھی عنایہ کاظمی آج زندہ واپس جا رہی تھی۔

"یہ میرا سب سے فیورٹ بریسلٹ ہے میرے ڈیڈ نے مجھے میری برتھڈے پر گفٹ کیا تھا اب سے یہ تمہارا۔ مطلب تم میرے بھائی ہو ناں تو بہن کی طرف سے گفٹ سمجھ کر رکھ لو اور جب اچھا لگے تو پہن لینا۔!

وہ گلے سے اپنا ڈائمنڈ لاکٹ جو ہارٹ شیپ میں تھا وہ اتارتے ڈیول کے ہاتھ میں رکھ گئی۔

"مجھے پتہ ہے تم کہو گے کہ مجھے نہیں چاہیے وغیرہ وغیرہ۔یہ اپنی لیڈی کو گفٹ کر دینا۔کہنا نند کی طرف سے چھوٹا سا تحفہ۔مجھے زندہ چھوڑنے کا شکریہ پارٹنر۔اب چلتی ہوں خیال رکھنا اپنا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے مضبوط شانے کو تھپکتے وہ اپنائیت سے بولی ایسے جیسے برسوں کے تعلقات ہوں دونوں کے بیچ ۔"

ڈیول بس اسے دیکھتا رہ گیا۔!

ایک نگاہ اپنی ہتھیلی میں دھرے اس چھوٹے سے لاکٹ پر ڈالی جو اسکی ہتھیلی میں کچھ زیادہ ہی چھوٹا دکھ رہا تھا۔

ایک احساس سا تھا جس کی کشش خود سے دور جاتی اس لڑکی اور اس لاکٹ میں ہوئی تھی۔وہ مضبوط اعصاب والا پتھر دل انسان بھی ایک پل کو چونکا۔

چاہنے کے باوجود بھی وہ لاکٹ اسے واپس نہیں کر سکا تھا۔

وہ ایک دم سے چونکا۔بھوری بے تاثر نگاہیں اٹھائے اسنے حیرت سے سامنے دیکھا۔جیپ جا چکی تھی۔

اکیس سالہ زندگی میں جب سے اسنے ہوش سنبھالا تھا آج پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ وہ کسی احساس کو اپنے دل میں محسوس کرتا بے حد چونکا تھا۔

مگر پھر بھی وہ اس احساس کو کوئی نام نہیں دے پایا تھا۔

"جلد ملاقات ہوگی۔!اس لاکٹ کو دیکھتے وہ سر سراتے ہوئے لہجے میں بڑبڑایا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کیا ہوا مام ازا یوری تھنگ آل رائٹ۔؟وہ جو ماہا اور میرب کو سرپرائز کرنے کے لیے پر جوش سا دہلیز عبور کرتا اندر اینٹر ہوا۔

اپنے روم کے باہر ملازمین کو کھڑا دیکھ وہ فق چہرے سمیت اپنے کمرے سے نکلتی اپنی مام کو دیکھ خوف سے بولا۔

میرب نے نم نگاہوں سمیت خوفزدہ سا ہوتے بیٹے کو دیکھا اور پھر اسکے ہونے کا یقین ہوتے ہی وہ جھٹ سے بھاگتی اسکے سینے سے لگی۔

"ماہا ٹھیک ہے ناں مام۔؟اسکی آواز گلے میں اٹک چکی تھی۔لہجہ اس قدر پست تھا کہ نا چاہتے ہوئے بھی میرب نے بیٹے کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھا۔

"بیٹا بس تھوڑی سی طبعیت ڈاؤن تھی تو ڈاکٹر کو بلا لیا ہے میں نے۔!

بیٹے کے شانے کو تھپکتے وہ نرم لہجے میں اسے تسلی دیتے لہجے میں بولی۔جس کی آنکھوں میں سرخی تیزی سے پھیل رہی تھی۔

لب بھینچے وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا کمرے میں داخل ہوا۔جہاں ایک ہاتھ ماتھے پر رکھے وہ سرخ چہرے سمیت آنکھیں موندے لیٹی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

قریب کی کرسی پر براجمان ڈاکٹر بلڈ پریشر چیک کر رہی تھیں۔

"ماہ۔کیا ہوا تمہیں۔! وہ پاگلوں کی طرح بڑبڑاتا ایک ہی جست میں بیڈ کے نزدیک پہنچا۔

ماہا کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے وہ بے چینی اور خوف سے استفسار کرنے لگا۔

ماہا نے مندی مندی آنکھیں کھولے جیسے ہی اپنے سامنے دیکھا۔ تبریز کو اپنی نگاہوں کے سامنے پاتے دل بے طرح زور سے دھڑکا تھا۔

تبریز۔! بے قرار نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ بمشکل سے بڑبڑائی۔

"اششش میں آگیا ہوں کچھ نہیں ہو گا تمہیں۔ ہممم ری لیکس کرو۔!

ایکدم سے ماہا کے رونے پر وہ بے چین سا ہوتا بڑبڑایا۔ اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں بولتا پیشانی پر اپنا محبت بھرا لمس چھوڑتے اسے سینے میں بھینچ گیا۔

"ایکسکیوزمی مسٹر آپ باہر جائیں مجھے ان کا پراپر چیک اپ کرنے دیں۔!

ڈاکٹر تبریز کے یوں کھلم کھلا بے باک انداز پر تعجب سے بولی۔

تبریز نے گردن موڑتے ڈاکٹر کو دیکھا۔

"ڈیلیوری ڈیٹ کب تک کی ہے ڈاکٹر۔! وہ ڈاکٹر کو پہچان گیا تھا۔ جبھی سپاٹ لہجے میں پوچھتا وہ ماہا کا سر اٹھائے تکیہ برابر کرنے لگا۔

'نیکسٹ ویک تک کوئی بھی دن کسی بھی وقت انہیں پین شروع ہو سکتا ہے۔!

ڈاکٹر نے اپنے تھوڑی دیر پہلے کے معائنے کے حساب سے اسے آگاہ کیا۔

"ماہا اب بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ جس کے چہرے پر تھکاوٹ واضح تھی، رف سے حلیے میں تنے نقوش میں بے چینی سمیٹے وہ اسے دنیا کا سب سے حسین ترین مرد لگا تھا۔

جس پر صرف اور صرف ماہا شیرازی کا حق تھا۔

"بے حد شکریہ ڈاکٹر ماہ کو جیسے ہی پین ہوا میں ہم آجائیں گے فل حال میرے ہوتے اسے کسی میڈیسن کی ضرورت نہیں۔ آپ جا سکتی ہیں۔!

میرب جو روم میں آئی ہی تھی بیٹے کی ہٹ دھرمی اور جنونیت پر تاسف سے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

"ایٹ لیٹس ایک بار پھر سے بی پی تو چیک کر لینے دیں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈاکٹر منمناتے ہوئے ماہا کے سرخ چہرے شرم سے جھکی گردن کو دیکھنے لگی۔

"مام پلیز لے جائیں انہیں ۔!

بھنویں اچکائے اپنی مام سے ریکوسٹ کی۔ جس پر وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھی۔ڈاکٹر نے اس عجیب سے شخص کی منتک پر کندھے اچکائے اور پھر اپنا بیگ اٹھائے میرب کے ہمراہ باہر نکلی۔

ماہ نے ایک نگاہ روم کے بند ہوتے دروازے پر ڈالی۔

ہونٹ دانتوں تلے کچلتے وہ اب حقیقتاً تبریز کے اگلے عمل سے ناآشنا گھبراہٹ میں گھری تھی۔

جو اسے نظرانداز کرتا ایک دم سے اٹھا۔دروازے کو اندر سے لاک کرتے اپنا نائٹ ڈریس نکالا۔

اور شاور لینے چلا گیا۔

ماہا نے ایک نگاہ واشروم کے بند دروازے پر دوڑائی۔اتنے دنوں سے ناراضگی جتانے کے بعد اب جو تڑپ وہ ظاہر کر چکی تھی۔یقیناوہ جواب مانگتااور اس کے کسی بھی سوال کا کوئی بھی جواب ماہا کے پاس نہیں تھا۔

جبھی اپنے بھرے بھرے وجود کو دیکھا۔

بمشکل سے اٹھتے ایک تکیہ سر کے نیچے سے نکالا۔ کمفرٹر درست کرتے گردن تک اوڑھا۔

سٹالر ایک جانب رکھتے وہ لائٹس آف کرتی سونے کی کوشش کرتے آنکھیں موند گئی۔

وہ الگ بات تھی کہ حواس بیدار تھی اور دل بے تحاشا زوروں سے دھڑک رہا تھا۔

""کوئی بہت مس کر رہا تھا مجھے۔!"بے حد اچانک کان میں ابھرتی گھمبیر سرگوشی کے بعد کان کی لو پر پڑتی اسکی گرم سانسیں محسوس کرتے ہی ماہا کی نیند پل میں اڑی۔

آنکھیں کھولتے اسنے پٹ سے سامنے دیکھا۔جہاں اپنی بھرپور وجاہت سمیٹے،آنکھوں میں جنونیت لئے وہ دیوانہ وار اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔

"ننن نہیں تو۔! ماہا نے جیسے ہی ہمت کرتے جھوٹ بولنا چاہا مقابل کے بھاری ہاتھ کو کمفرٹر پر دیکھ آواز حلق میں اٹکی۔

تبریز سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتا جھٹکے سے کمفرٹر اتارے دور اچھال گیا۔

ایک نگاہ اسکے وجود پر دوڑائی۔اسکی نگاہوں کی تپش اور بے باکی پر ماہا شرم سے آنکھیں میچ گئی۔

جب وہی سلگتا لمس اپنی آنکھوں پر محسوس ہوا۔اسکے بعد دونوں گالوں پر اور پھر تھوڑی پر۔!

"تبریز۔! اسکا دہکتا لمس ماہا کی جان پر بن آیا تھا۔ جبھی بے ساختہ ہی اپنی ہتھیلی اسکے ہونٹوں پر جمائے وہ اسے مزید گستاخیوں سے روکنے کی کوشش کرنے لگی۔

"جب جانتی ہو کہ تمہارا یوں مجھے ٹوکنا میرے جنون کو بڑھاوا دیتا ہے۔ تمہارا یہ گریز میری جان پہ بن آتا ہے پھر بھی یہ سب۔! خوش قسمت ہو تم ماہ کیونکہ تم تبریز شیرازی کا جنون ہو میری پہلی شدت، محبت اور میرا عشق اسی لئے تمہارا گریز اور یہ انکار سر آنکھوں پر رکھتا ہوں میں۔ وگرنہ کوئی مجھے روکے یہ بات میری برداشت سے باہر کی ہے۔ امید ہے آئندہ ایسی غلطی نہیں ہو گی۔!"

اسکے کان میں گھمبیر لہجے میں سرد پن سے کہتا وہ اسے آخری بار وارن کر رہا تھا۔ اسکے انداز اس قدر سفاکیت پر ماہا کے وجود پر کپکپی سی طاری ہوئی تھی۔

وہ تو اسکے نرم رویے، محبت، چاہت کی عادی رہی تھی کہاں برداشت کر لیتی اسکا یہ پاگل پن۔

مگر شاید وہ بھول رہی تھی۔ اسے خود سے دور کرنے کی کوششوں میں وہ اسے اور بھی شدت پسند بناتی جا رہی تھی
۔

وہ نہیں جانتی تھی تبریز شیرازی کی محبت جس پر اسے مان تھا اسکی وہی محبت جب جنون کے روپ میں اسکے سامنے آئے گی تو اسکی سانسوں پر حکمرانی سے لے کر اسکے وجود میں ہوتی ہلچل تک صرف اور صرف تبریز شیرازی تک محدود ہو جائے گی۔ اور شاید یہ وقت جلد آنے والا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مرسیڈیز کا دروازہ کھولتے گارڈز فوراً سے اسکے اطراف میں ہوئے بحفاظت اسے پیلس کے اندرونی گیٹ تک لے جاتے وہ مارک کے حکم پر وہیں سے واپس مڑ گئے۔

سامنے کھڑے گارڈ نے احتراماً سر کو خم دیا اور گیٹ کو فنگر لاک سے اوپن کرتے مارک کے اندرونی داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا۔

اب مارک محض اس گارڈز کے ساتھ چلتا پیلس کی جانب بڑھتا جا رہا تھا۔

"کہاں ہے تمہارا باس۔؟

مارک کے پوچھے گئے سوال پر گارڈ نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔

نگاہیں ہنوز جھکی ہوئیں تھیں۔

وہ سوئمنگ کر رہے ہیں سر ۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گارڈ کی مدہم آواز سنتے ہی مارک کی تیوریاں چڑھی۔

تم جاؤ۔"!

لفٹ کا دروازہ کھلتے ہی وہ گردن موڑے حکمیہ بولا خود شیشے سے بنی اس لفٹ میں داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا۔

اگلے دو منٹوں میں وہ چوتھے فلور پر تھا، لفٹ کے رکتے ہی وہ مضبوط قدم اٹھاتا آگے بڑھتا گیا۔

لفٹ چونکہ پیلس کے بیرونی جانب بنی تھی جہاں سے اوپر جانا تو آسان تھا مگر پیلس میں داخل ہونا مشکل نہیں ناممکن۔

مگر کے اندرونی مناظر کو دیکھتے وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ گیا۔

اپنی مخصوص فنگر سے لاک کھولتے وہ اندر داخل ہوا۔

"لوکی (بہرام)۔" سامنے ہی نیلگوں شفاف پانی میں ایک دوشیزہ کو حصار میں لیے وہ رخ سمت کیے تیر رہا تھا۔

اپنی پشت پر اپنے ڈیڈ کی آواز سنتے ہی وہ مسکرایا ایک دم سے مڑا۔

"اوہ ہائے ڈیڈ۔ ہاؤ آر یو۔؟""

چمکتی نگاہوں سمیت وہ پراسراریت سے مسکراتا ایک دم سے ڈائیو کرتا پانی کی تہہ میں غائب ہو گیا۔

""""لوکی۔ وئیر آر یو۔ باہر نکلو مجھے بات کرنی ہے۔!"""

وہ بڑا سا کمرہ جس پر جاتی تا حد نگاہ پر صرف اور صرف پول کا پانی ہی دکھائی دیتا تھا۔ مارک لائٹس کے آف ہونے پر اشتعال سے مٹھیاں بھینچ گیا۔

جب اگلے ہی لمحے ان دراز قامت دیواروں اور چھت کے اوپری حصے میں اسکرین سی ابھری۔ اسکرین پر ابھرتی وہ بھوری نگاہوں والی دوشیزہ ایک ہی لمحے میں مارک سناٹوں کی ضد میں چلا گیا۔

قدم بے اختیار چکرائے تھے، خوف سے آنکھیں پھیلائے وہ ایک دم سے مڑا۔ مگر پچھلی دیوار پر بھی وہی لڑکی تھی۔ مارک حیرت و بے یقینی سے گہرے سانس بھرتا اس دوشیزہ کو دیکھ رہا تھا۔ چہرے پر پسینے کی ننھی بوندیں نمایاں ہو رہی تھیں۔

""""لل لوکی۔! ان ڈھیریوں تصاویروں کو دیکھنے کے بعد مارک کی آواز جیسے حلق میں اٹک سی گئی تھی۔

اسکا بیٹا اس قدر پاگل تو کبھی نہیں تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""میں یہاں ہوں ڈیڈ۔۔!"مارک کی پشت پر کھڑا اسکے کان میں گھمبیر لہجے میں بولا۔

مارک نے منہ کھولے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"یہ یہ سب کیا ہے۔؟شہادت کی انگلی اٹھائے وہ ونڈو اسکرین پر ابھرتی عنایہ کاظمی کی تصویر کو دیکھ بڑبڑایا۔

"آپ کی ہونے والی بہو ہے ڈیڈ۔!

دل جلاتی مسکراہٹ اپنے باپ کی جانب اچھالتے وہ اب ٹاول سے کاندھے خشک کرنے لگا۔

مارک نے شاکڈ کی کیفیت میں اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھا۔

"ہوش میں تو ہو بھول گئے ہو یہ کون ہے۔؟ہمیں یہ لڑکی باس کو دینی تھی لوکی۔کیونکہ اس مہینے میں ہونے والی کلب میٹنگ میں وہ اسے بیچنا۔!

"نو وے ڈیڈ۔سوچئے گا بھی مت ایسا ویسا کچھ۔عنایہ کی طرف اگر باس یا آپ یا پھر آپ دونوں کے کسی چمچے نے بھی آنکھ اٹھا کر دیکھا تو اسکا حشر بگاڑ دوں گا میں۔!

سرد نگاہوں سے باپ کو دیکھتا وہ جنون خیز لہجے میں دھاڑا۔

مارک ساکت سا اسے دیکھتا رہ گیا۔

'تم ڈرا رہے ہو مجھے۔؟مارک نے ترچھی نگاہوں سے پوچھا۔جس پر وہ ہنسا۔

"نہیں وارن کر رہا ہوں۔کیونکہ عنایہ صرف میری ہے صرف اور صرف لوکی کی۔باس سے کہیں بھول جائے اسے کسی اور لڑکی کو چوز کر لے۔!

وہ ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں بولا۔جبکہ بیٹے کا یہ انداز مارک کو سلگا کر رکھ گیا۔

"بہت بڑی غلطی کر رہے ہو تم۔تم اچھے سے جانتے ہو کہ عنایہ تمہاری کزن سسٹر عنایت کی بہن ہے اور۔!

"مجھے صرف یہ یاد ہے کہ عنایہ کاظمی صرف بہرام کی ہے اسکے سوا اور کچھ یاد نہیں مجھے اور ناں ہی مجھے یاد رکھنا ہے۔جتنی جلدی آپ بھی سمجھ لیں گے آپ کیلئے بہتر ہو گا۔!

وہ مضبوط قدم اُٹھاتا اسکرین پر نمایاں ہوتی عنایہ کی تصویر کو ہاتھوں سے چھوتا پاگل پن کی کیفیت میں بڑبڑایا۔

مارک صدمے کی کیفیت میں گھرا اپنے بیٹے کی حالت پر ششدر سا کھڑا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"تمہیں لگتا ہے کہ یہ ڈیول ہی ہے۔؟ڈینی جو گہری نگاہوں سے ڈیول کو دیکھ رہا تھا۔اسکے پوچھے گئے سوال پر باس تمسخرانہ ہنسا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تمہیں کیا لگتا ہے یہ ڈیول نہیں کوئی اور ہے؟؟ گہری دلچسپ نگاہوں سے ایک سمت اکیلے بیٹھے ڈیول کی پشت کو دیکھتے وہ ڈینی سے سوال پوچھنے لگا۔

"معلوم نہیں۔ مگر ایک دم سے اسکا سامنے آجانا اور ہم کیسے یقین کر لیں کہ یہ بھاگ کر آیا ہے۔؟

ڈینی کی بات میں دم تھا۔ باس نے سر کو اثبات میں ہلاتے وائن کا گلاس ایک ہی گھونٹ میں ختم کر دیا۔

"ہمیں کچھ بھی جاننے کی ضرورت نہیں۔ البرڈو کو ڈھونڈو وہ ہی سچ بتائے گا۔ اور اگر یہ سچ میں ڈیول ہی ہے تو سمجھو کھیل شروع۔ اتنے سالوں کے بعد ڈیول کا ملنا کسی نعمت سے کم نہیں۔ بس اب اصل کھیل کھیلنا ہے۔!

سرد نگاہوں سے ان سبھی کو دیکھتے وہ سرسراتے ہوئے لہجے میں بولا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ویسے حورین تمہیں اس پکنک پر نہیں آنا چاہیے تھا۔ اب دیکھو ناں ہم سب تو اپنے اپنے بوائے فرینڈز کے ساتھ رہے گی اور ایک تم ہو جو اکیلی ہو، اوپر سے اگر کسی نے پھر سے تمہیں کچھ کر دیا تو۔!

آگ جلانے کے لئے لکڑیاں اکٹھی کرتی سینڈا نے وہیل چیئر پر بیٹھی حورین کو دیکھ کر جلے دل سے کہا اس کی بات پر وہاں موجود ساری لڑکیاں کھلکھلائی۔ سیم نے مسکراہٹ ضبط کرتے حورین شاہ کو دیکھا۔

"میں یہاں اچھا وقت گزارنے آئی ہوں۔ مجھے بوائے فرینڈ نہیں بنانا۔!

نیلی نم نگاہوں سمیت وہ کندھے اچکائے بمشکل سے بولی تھی،

انہیں یہاں آئے دوسرا دن ہو چکا تھا۔ اور ان دو دنوں میں حورین شاہ کو خوب ٹارچر کیا جا رہا تھا۔ سینڈا جانتی تھی کہ یہ ٹارچر اس ڈھیٹ لڑکی پر کوئی اثر نہیں دکھانے والا کیونکہ وہ شاید عادی ہو چکی تھی ان سب چیزوں کی۔

"اوہ سویٹی۔ تمہیں کوئی گرل فرینڈ بنائے گا بھی کیوں۔ تم جانتی ہو یہاں پر لڑکے ریپیسٹ گرلز کو پسند نہیں کرتے۔!

گہری نفرت بھری نگاہوں سے حورین شاہ کو دیکھتے وہ سرسراتے ہوئے لہجے میں بولی۔

حورین نے ضبط سے اپنے عنابی ہونٹ میچے۔ آنسوں کا گولا سا حلق میں اٹکا تھا۔

حورین میں چلتی ہوں ساتھ۔! سیم اسے خود سے وہیل چیئر گھسیٹتا دیکھ آگے بڑھی۔

"نہیں میں چلی جاؤں گی۔! نم لہجے میں کہتی وہ تیزی سے وہیل چیئر کو آگے کی جانب گھسیٹنے لگی۔

جب کچھ آگے جاتے اسے اپنے پیچھے کسی دوسرے شخص کی موجودگی محسوس ہوئی۔

نیلی نگاہوں میں خوف سمیٹے وہ سفید چہرے سے ایک دم سے خوفزدہ سی ہوتے سانس روک گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس سے پہلے کہ وہ چیختی کسی نے مضبوط ہاتھ اسکے منہ پر رکھتے اسکی آواز کو حلق میں ہی دبا دیا۔

Episode 27 Part 1

"انتظار کس چیز کا کر رہا ہے تُو۔؟ جا لے لے اپنا بدلہ ایسے کیوں کھڑا ہے۔!

جوڈ جو سرد نگاہوں سے فرش پر اوندھے منہ پڑی حورین شاہ کو دیکھ رہا تھا، نِک کی بات پر ایک دم سے اسے دیکھا۔

"تیرا کام پورا ہوا تو جا سکتا ہے یہاں سے۔آگے میں سنبھال لوں گا۔!

نک کے کندھے پر ہاتھ رکھتے وہ اسے کمرے سے نکل جانے کا کہتا وائن کا گلاس ایک ہی گھونٹ میں ختم کر گیا۔

"جا رہا ہوں ایسے کیوں دھکہ دے رہا ہے؟"

نک منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا اپنا کالر ٹھیک کرتے روم سے نکل گیا۔

جوڈ نے قہر برساتی نگاہوں سے حورین کو دیکھا اور پھر پاس پڑے ٹیبل پر پڑی وائن کی پوری بوتل اٹھائے وہ بھاری قدموں سمیت حورین شاہ کی جانب بڑھنے لگا۔

ایک گھٹنہ جھکائے وہ اسکے پاس جھکا اسکے سر سے کھینچتے سٹالر کو بے دردی سے نوچا۔

اگلے ہی لمحے اسکے بالوں کی جڑوں کو دبوچتے وہ ایک دم سے اسکا چہرہ اونچا کر گیا۔

ہوش و حواس سے بیگانہ حورین کے منہ سے سسکاری سی نکلی تھی، چھوٹی سی پیشانی پر سلوٹیں نمایاں ہوئیں۔بے چینی کی کیفیت میں وہ گہرے سانس بھرنے لگی۔

جب جوڈ نے نفرت بھری نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتے اگلے ہی لمحے وائن کی ساری بوتل اسکے چہرے پر پھینکی

""""""ا مممممم اہہہہہ """""""خوفزدہ سی کیفیت میں گہرے سانس بھرتے وہ دہشت ناک سی چلائی تھی۔

آنکھوں کی پتلیاں حد درجہ پھیلی تھی۔نیلی نگاہوں میں ناچتا خوف دیکھ جوڈ شیطانیت سے قہقہ لگا اٹھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مجھے تھپڑ مارتا تھا تونے سالی ب*۔" الٹے ہاتھ کا زناٹے دار تھپڑ اسکے دائیں گال پر رسید کرتے وہ اگلے ہی لمحے اسکا جبڑہ ہاتھوں میں دبوچ گیا۔

نیلی سمندر سی گہری نگاہوں میں موت کا خوف سمیٹے وہ اپنی بے بسی پر ہاتھ مارتی بری طرح سے چلا رہی تھی۔

جوڈ نے ایک ہاتھ حورین شاہ کی شرٹ کے بازو کو چاک کیا۔

حورین ہی آنکھیں دہشت کے مارے باہر کو ابلی تھی۔ کچھ برس پہلے کا کوئی ایسا ہی منظر اسکی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔

"ننن نہیں چیچ چھوڑ ودو مت چھو و مجھے اہہہ مماڈڈیڈڈڈا ا۔پیپپ پلیز ججچھوڑ۔!

اب منظر بدل چکا تھا اسکی نیلی حسین نگاہوں کے سامنے وہی سہمی ہوئی سی معصوم بچی اور وہ حوس بھری نگاہوں والا شخص گھوم رہا تھا۔ جس کے بڑھتے قدم الماری کے اندر چھپی بچی کو موت کے قریب لے جا رہے تھی۔

حورین شاہ کی آنکھیں ایک دم سے بند ہونے لگی۔ آنکھوں سے گرتے کئی آنسوں اسکی کنپٹی پر جذب ہوئے تھے

۔

جوڈ نے غصیلی نگاہوں سے اسکے حواس کھوئے وجود کو دیکھا۔

اور پھر ایک دم سے جھٹکے سے اسے فرش پر پٹخا۔

وائن کی بوتل اسکے بائیں ہاتھ میں تھی۔ ایہ ہاتھ سے شرٹ کے بٹن کھولتے وہ خباثت سے ہنستا حورین شاہ کے حسین وجود کو للچائی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنے گندے ہاتھوں سے اس معصوم کو پھر سے چھوتا۔

کوئی تیز دھار آلہ ہوا میں طوفان کی سی تیزی میں گھومتا اسکی گردن کے آر پار ہوا تھا۔

جوڈ کی آنکھوں کی پتلیاں باہر کو ابل گئی، وہ سانس تک نہیں لے پایا تھا جب خون کا پھوارا اسکی گردن سے بہتا فرش پر نشان چھوڑنے لگا۔

بے جان بت کی مانند ہوتا اسکا وجود ایک ہی جھٹکے میں فرش پر گرا تھا۔

ہڈ کے اندر سے سرد بھوری نگاہوں سمیت اس منظر کو دیکھتے وہ بھاری قدموں سمیت آگے بڑھا تھا۔

اسکے وجود میں ایک پر سوز سی خاموشی تھی جسنے ماحول میں خوف سا طاری کر دیا۔

اپنے بھاری سیاہ بوٹ کی نوک سے جوڈ کے چہرے کو اونچا کیے اسنے نہایت غصے سے اسکے پیٹ پر ضرب لگائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جوڈ کا مردہ وجود اگلے ہی لمحے دیوار سے ٹھاہ کی آواز سے جا ٹکرایا۔

اب کی بار اسکے منہ سے بھی خون پھوٹ پڑا تھا۔

ڈیول بے تاثر چہرے سمیت اپنے انگلی سے ماتھے پر لگے اس خون کو صاف کرتا ایک دم سے ہلکا سا جھکا۔

نگاہیں جیسے ہی حورین شاہ کے چاک ہوئے بازو سے جھلکتے دودھیا مومی ہاتھ اور اس پر پڑی خراش پر پڑی۔ آنکھوں میں نئے سرے سے جنون ابھرا تھا۔

گردن کی شریانیں پھوٹنے کو ہوئی تھی۔ تیکھی ناک پر دھرا غصہ اسکے ضبط کی نشانی تھی۔

اسنے ذرا سا ہاتھ نیچے کرتے اسٹالر کو تھاما اور پھر اپنا بھاری ہاتھ حورین شاہ کی کمر کے گرد حمائل کرتے اسکے نازک وجود کو کندھے پر بوری کی طرح ڈالا۔

"اممم ڈیول لڑکیوں کو کندھوں پر نہیں بانہوں میں اٹھاتے ہیں۔! کمرے سے باہر نکلتے ہی اسکے پیچھے آئے جین کی زبان میں کھجلی ہوئی۔

اسکی آواز پر ڈیول نے خونخوار نگاہوں سمیت اس کمزور سے لڑکے کو دیکھا۔

"منع کیا تھا میں نے کہ میرا پیچھا مت کرنا۔! دو قدم اسکی جانب اٹھائے وہ برفیلی لہجے میں دہاڑا۔ اسکی دہاڑ پر جین کی ٹانگیں بری طرح سے کانپی تھی۔

"سوری مجھے نہیں معلوم یہ سب ان آنکھوں اور ٹانگوں کا قصور ہے۔! وہ سراسر جھوٹ بولتا معصومیت سے کان پکڑ گیا۔

"اب آ ہی گئے ہو تو ایک کام کرو اندر ایک لاش ہے۔ اسے آدھے گھنٹے میں ٹھکانے لگا کر گھر میں ملو مجھے۔!

جس قدر بے لچک لہجے میں بولا تھا جین کو لگا جیسے وہ لاش کی نہیں اسی کی بات کر رہا ہو۔

"مم مگر میں کیسے۔!

"تمہاری سزا کا تعین گھر پر ہوگا اگر ایک منٹ بھی ضائع کیا تو سزا دوگنی ہو جائے گی۔!

پتھریلے لہجے میں کہتا وہ بھاری قدموں سمیت اسکی آنکھوں سے اوجھل ہوتا گیا۔

جین نے رونی شکل بنائے ماتھا پیٹا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"بی بی کندھا ڈھانپو اپنا ورنہ نیت بدل گئی تو بعد میں الزام مت دینا۔! درخت کی اوٹ سے سر نکالتے وہ اپنے پیچھے آئے غنڈوں کو ڈھونڈتا جیسے ہی مڑا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

صاحبہ کو نڈھال سی کیفیت میں درخت سے ٹیک لگائے دیکھ تلملا کر اسکے برہنہ کاندھے پر ٹونٹ کیا۔

ویسے بھی وہ اس قدر حسین تو تھی ہی کہ ماہ ویر تو کیا کسی بھی مرد کا دل آسانی سے ڈول جاتا۔

اسکی بھاری آواز پر تھکن سے چور نگاہیں واکیے صاحبہ نے اسکی پشت کو کٹیلی نگاہوں سمیت گھورا اور پھر تیزی سے کندھے سے سرکتی بیڈ شیٹ کو برابر کرتے دوسرے ہاتھ میں دبوچا۔

وہ پچھلے پندرہ منٹوں سے بھاگ رہے تھے۔

اب تو اسکی ٹانگیں جواب دے چکی تھی۔

اوپر سے دل میں خوف بھی تھا کہیں وہ لڑکا اسکا فائدہ ناں اٹھائے۔

"یہ سگریٹ میرا اسانس بند کر رہی ہے پلیز مت پیو اسے۔!

سگریٹ کی عجیب سی سمیل پر وہ بے جان ہوتی ٹانگوں سمیت اپنی سوجھی نگاہوں سے بولتے ناک پر ہاتھ دھر گئی۔

وہیں اسکی بات پر ماہ ویر نے ماتھے پر بل سمیٹے گردن موڑے ترچھی نگاہوں سے اس لڑکی کو دیکھا۔

"دیکھو بی بی یہ کوئی عام سگریٹ نہیں۔یہ چرس والا سگریٹ ہے سوٹا لگاؤ گی۔؟

وہ سگریٹ اسکی جانب کرتا اسے بڑے دل سے آفر کر رہا تھا۔

صاحبہ نے ہونقوں کی طرح منہ کھولے اس پاگل انسان کو دیکھا۔جو اس قدر حطرناک صورتحال میں بھی مذاق کر رہا تھا۔

"دیکھو یہ مذاق کا وقت نہیں پیچھے کرو اسے۔!

اسکا ہاتھ جھٹکتے وہ درشتگی سے بولی۔

سگریٹ کا ٹکڑا ایک دم سے صاحبہ کے حملے کے سبب کافی دور گرا تھا۔

ماہ ویر نے خون آشام نگاہوں سے اس لڑکی کو گھورا اور اگلے ہی لمحے اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔

"ہمت کیسے ہوئی میرے سگریٹ کو پھینکنے کی۔ ہمم۔جانتی ہو تمہاری وجہ سے سارا دن نشہ نہیں کر سکا میں ایک واحد سگریٹ بچا تھا میرے پاس۔جو مجھے میرے حواسوں میں رکھ کر مجھے سرور دے سکتا تھا تم نے اسے بھی پھینک دیا۔!

اسکے لہجے میں نفرت نہیں غصہ عود رہا تھا۔اور ایسا ہی حال کسی بھی نشہ آور انسان کا ہو سکتا ہے جو کہ کافی لمبے عرصے سے نشے کی لت میں ہو اور اچانک سے اسے اس کے نشے سے دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"دددیکھو مجھے یہاں سے لے جاؤ ممم میں وعدہ کرتی ہوں تمہیں بہت سے سگریٹ دلاؤں گی۔!

زندگی میں پہلی بار صاحبہ اس قدر بے بس ہوئی تھی بھیگے لہجے میں کہتے وہ پہلی بار ہار مان گئ۔

ماہ ویر نے نشے سے بند ہوتی نگاہوں سمیت اس حسین لڑکی کو دیکھا جسکا سفید پڑا رویا رویا چہرہ اسکے حواسوں کو جھنجھوڑ گیا تھا۔

"ویسے یہ نشہ کچھ پھیکا ہے تمہارے آگے تم اس نشے کی کمی پوری کرسکتی ہو۔!

اسکے کان کے قریب جھکتے وہ معنی خیزی سے بولتا صاحبہ کی جان ہوا کر گیا۔

صاحبہ نے خوف سے کانپتے ہاتھ اسکے سینے پر دھرے اسے خود سے دور دھکیلا۔

" گھٹیا انسان ہاتھ مت لگاؤ مجھے۔! وہ شدت طیش میں چلائی تھی۔

"ہاہاہا تو کیا منہ لگاؤں۔! آنکھ ونک کیے وہ بے باکی سے بولا۔ صاحبہ نے نفرت سے رخ موڑا۔

" ممممم۔! وہ غصے سے چلانے لگی۔ جب قریب سے آتے قدموں کی دھمک پر ماہ ویر نے ہاتھ اسکے باریک ہونٹوں پر جمایا۔

صاحبہ ڈر سے آنکھیں میچ گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"اٹھو عمایہ یہاں کیوں لیٹی ہو۔؟ صوفے پر آڑی ترچھی لیٹی عمایہ کو دیکھ وہ شیطانیت سے مسکراہٹ ضبط کرتا اسے بازو سے تھامے اٹھا گیا۔

عمایہ نے دھندلاتی نگاہوں سمیت اسے دیکھا۔

آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا رہا تھا، ہاتھ میں موجود آدھی سگریٹ مسلسل جل رہی تھی۔

ہو گیا ہے تیرا کام جا چھوڑ آ اسے اوپر۔! مسکراتے ہوئے پاس بیٹھے راحیل نے آنکھ ونک کرتے اسے حکم دیا۔ جس پر حمدان مسکرایا۔

عمایہ کو سہارے سے اٹھاتے وہ اس اپارٹمنٹ کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

"دیکھ زیادہ ٹارچر مت کرنا پلیز۔" نیچے اترتے وہ کمرے کی جانب دیکھتا راحیل سے التجا کرنے لگا۔

جس نے گلاس خالی کرتے قہقہ لگائے اسے دیکھا۔

اس کی فکر چھوڑ دے تو۔ یہ لے تیرے پیسے جا اپنی ماں کا علاج کروا۔ اور ویسے بھی اتنی خوبصورت لڑکی کو ٹارچر تھوڑی کروں گا میں۔ میری محبت ہی کافی ہے اسکے لئے۔'!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

قہقہ لگاتے وہ بے باکی سے بولا۔ حمدان نے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے ٹیبل پر موجود رقم اٹھائی۔

وہ کبھی بھی ایسا کچھ ناں کرتا مگر اس سب کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

"ٹھیک ہے اب نکل۔! ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کا کہتے وہ خود لڑکھڑاتے قدموں سمیت اٹھا اور اوپر موجود کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ٹروما میں ہیں نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے ان کا۔" روم سے باہر نکلتے ڈاکٹر نے ڈیول کو مخاطب کیا۔

جس کا بے تاثر چہرہ دیکھ ایک بار کو وہ تھوک نگلتے بمشکل سے بولی تھی۔

"ڈیول کی بھوری نگاہوں میں ابلتی سرخی اسکے نقوش میں امڈتی سختی دیکھ ڈاکٹر سمجھ گئی تھی کہ اندر موجود لڑکی شخص کے لئے کافی خاص تھی۔

"کب تک ہوش آئے گا اسے۔! مختصر سے لفظوں میں ہاتھ پشت پر باندھے پوچھا۔

ڈاکٹر نے ایک چور نگاہ اس خوبرو شخص پر ڈالی۔

اسکی شخصیت اس قدر سحر انگیز تھی کہ وہ ڈاکٹر خود کو اس کی جانب مائل ہونے سے روک نہیں پا رہی تھی۔

اسکے چوڑے سینے پر ایک نگاہ ڈالے وہ تھوک نگلتے نگاہیں چرا گئی۔

"شاید صبح تک ہوش آ جائے۔ مگر ایسا دوبارہ ہوا تو ان کا بچ پانا مشکل ہو جائے گا آپ کو خیال رکھنا ہو گا کہ وہ خوش رہیں ذہنی اور جسمانی طور پر ہر قسم کی پریشانی سے دور۔!

ڈاکٹر نے اسے مختصراً آگاہ کرتے ایک لسٹ تھمائی جسے وہ پاس کھڑے جین کو تھما گیا۔

"شکریہ ڈاکٹر اب آپ جا سکتی ہیں۔ جین۔!

سپاٹ لہجے میں کہتے اسنے پاس کھڑے جین کو مخاطب کیا جو ڈاکٹر کو ساتھ لیے پیلس سے باہر نکلا تھا۔

سفید شرٹ کے کف فولڈ کرتا وہ ایک تنبیہی نگاہ اپنے روم کے بند دروازے پر ڈالے اپنے بھاری قدموں سمیت آگے بڑھا۔

دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوا۔ آہستگی سے دروازہ بند کرتے وہ مخصوص چال چلتا اپنے ماسٹر سائز بیڈ کی جانب بڑھا۔

جہاں گردن پر کمفرٹر میں چھپا وجود بری طرح سے اسکی توجہ کھینچ چکا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بے تاثر چہرے سمیت وہ آگے بڑھتا بیڈ پر بیٹھا۔چند لمحات یونہی گزرے وہ یک ٹک اس سفید مومی گڑیا کے حسین چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

چہرہ سرد ہر تاثرات سے پاک تھا اور آنکھیں بے تاثر جن میں کوئی جذبہ کوئی رنگ نمایاں نہیں تھا۔

اسکی بھوری نگاہیں ایک مرکز پر ٹھہری۔ہاتھ کی پشت سے حورین شاہ کے سوجھے گال اور ہونٹ پر آئے زخم کو چھوتے وہ نرمی سے ہاتھ کھینچ گیا۔

ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اسکے چہرے کو چھونے کی خواہش کو رد کرتا وہ ویسے ہی اٹھا۔

ایک نگاہ اپنے روم پر دوڑائی۔جہاں آج تک اسکی مرضی کے بنا کوئی پرندہ تک پر نہیں مار سکا تھا آج ایک جیتا جاگتا وجود استحقاق سے اسکے بستر پر موجود نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔

وہ بنا کسی ہلچل کے یونہی بھاری قدموں سمیت باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"گوری جی جلدی چلیں وہ لوگ پیچھے ہی ہیں۔!نڈھال سی ایمی کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے وہ پچھلے بیس منٹ سے لگاتار بھاگ رہا تھا اور اب اسکے رکنے پر وہ سخت پن سے بولا۔

سیاہ نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیا۔

"بس اب میں اور نہیں چل سکتی۔!گہرے سانس بھرتے وہ بمشکل سے بولی۔

مجنوں نے طنزیہ مسکراہٹ اچھالی۔

"ارے آپ تو ایک کمانڈو ہیں کیا ہوا اب بھاگا نہیں جا رہا۔!

وہ صاف اسکا مذاق اڑا رہا تھا اسکی بات پر شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ غصے سے اسے گھورنے لگی۔

وہیں مجنوں کی نگاہیں اسکے شفاف ہر قسم کے میک اپ سے عاری خوبصورت چہرے پر ٹکی۔

لڑکوں جیسی کٹنگ کے سبب اسکا موڈ خاصا بدمزہ ہوا تھا۔دل میں تھوڑی دیر پہلے جو آواز گونجی تھی وہ اسے سرے سے رد کر گیا

۔اسکی امبر ایسی ہو ہی نہیں سکتی تھی۔

سر جھٹکتے وہ اپنے جذبات اور احساسات کو رد کرتا ایک پتھر پر بیٹھا۔

"میں نے لڑنے کی ٹریننگ ضرور لی ہے مگر ان عجیب سے جنگلوں اور پہاڑوں پر جانوروں کی طرح چڑھنے اور دوڑنے کی نہیں۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کاٹ کھانے والے انداز میں کہتی وہ کہنی سے ہونٹ خشک کرتے اسکے قریب ہی گھاس پر گرتے گہرے سانس بھرنے لگی۔

"ویسے اپن کے ساتھ کچھ عرصہ رہیں گی تو اپن آپ کو ہر قسم کی ٹریننگ دے دے گا۔اب کیا بھاگنا نہیں آپ کو۔!

ترچھی نگاہوں سمیت وہ سامنے سے کچھ فاصلے پر اپنی طرف آتے گارڈز کو دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"وہ لوگ مجھے مارنا چاہتے ہیں تمہیں نہیں۔تو ایسا کرو تم ان سے لڑو اور مجھے سیو کرو۔!

ایمی نے مسکراتے ہوئے اسے مشورہ دیا۔

"آپ اتنی بھی عزیز نہیں ہوئی اپن کو کہ آپ کے واسطے اپن اپنی جان خطرے میں ڈالے۔!

وہ خالصتاً اسکی بات کو ہوا میں اڑاتا سر جھٹک گیا۔

ایمی نے ایک نگاہ اسکے کندھے سے بہتے خون پر ڈالی۔

"ہاں وہ تو دکھ رہا ہے مجھے۔!اسکے زخم پر ٹونٹ کرتی وہ ایک دم سے اٹھ بیٹھی۔

"ایک کام کرو۔تم یہاں لیٹو اور ریسٹ کرو۔بس دیکھتے جاؤ میرا کام۔!آنکھ ونک کیے کہتی وہ اسے چونکا گئی۔

مجنوں نے استفہامیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

جب وہ مسکراتے ہوئے جھکی اپنے دونوں شوز پر سے ٹراؤزر اٹھائے اسنے پھرتی سے گنز نکالی۔

مجنوں ساکن نگاہوں سے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"اس کھیل میں تم ابھی بچے ہو مجنوں۔ایمی کو مارنا اتنا آسان ہوتا تو آج ایمی اس مقام پر ناں ہوتی۔!سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتی وہ اسکے سمجھنے سے پہلے ہی پیچھے کو بھاگی۔

مجنوں نے حیرت سے گردن موڑے پیچھے دیکھا۔

جہاں کچھ فاصلے پر موجود ایک بڑے سے درخت پر چڑھتی وہ جانے کیا کرنے والی تھی۔

Episode 27 Part 2

"ڈونٹ وری مام میں مینیج کرلوں گی۔!عنایہ کی فلائٹ رات کی تھی۔اسے یونی سے کچھ ڈاکومنٹس لیتے پاکستان کیلئے نکلنا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ویام اور عیناں صبح کے ہی پہنچ چکے تھے اور اب عنایہ شام کے چھ بجے گھر کو لاک کرتے اپنا ضروری سامان سمیٹے ائیر پورٹ کی جانب جا رہی تھی۔

جب فون کال پر عیناں نے فکرمندی سے اس سے فلائٹ کی بابت پوچھا

"عینی بیٹا گھر کو اچھے سے لاکڈ کر دینا یہ ناں ہو کہ جب واپس جائیں تو سامان بکھرا پڑا ہو۔!

کافی کا مگ ہونٹوں سے لگاتے وہ عجلت میں بول رہی تھی۔

عنایہ نے منہ کے زاویے بگاڑتے ونڈو سے باہر دیکھا۔اگلے ہفتے عنایت کی شادی تھی اور شادی کے بعد وہ لوگ ہمیشہ کیلئے پاکستان چھوڑ کر واپس آنے والے تھے۔

عنایہ کو خوشی تھی اس بار وہ جا تو رہی تھی مگر اپنا ہر رشتہ ختم کرنے جو اسے ابیر علوی سے جوڑ دیتا تھا۔

کہیں ناں کہیں اسے دکھ بھی تھا مگر لفظ کاش کے سوا اسکا دامن خالی تھی۔

گاڑی ائیر پورٹ کے باہر رکی تو جیسے وہ اپنی سوچوں سے باہر نکلی تھی۔

گہری سانس فضا کے سپرد کرتے وہ گاڑی سے باہر نکلی اپنا لگیج لیتے وہ اب اندرونی جانب بڑھنے لگی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آنکھوں پر تیز روشنی پڑنے کے سبب وہ کسمساتے ہوئے اپنی نیلی نگاہیں وا کرتے غائب دماغی سے اطراف کا جائزہ لینے لگی۔

بڑے سے بیڈروم پر ایک نگاہ دوڑائے وہ حواس بیدار ہوتے ہی خوفزدہ سی اٹھی۔

حراساں نگاہوں سے اطراف میں دیکھتے اسنے ایک نگاہ اپنے وجود پر ڈالی۔

کل رات والا لباس ابھی تک اسکے جسم پر موجود تھا۔

ایک آستین چاک ہوئی تھی۔حورین شاہ نے دہشت زدہ سی کیفیت میں اپنے چہرے گردن اور جسم کو چھوتے محسوس کیا۔

مگر وہ ٹھیک کیسے تھی۔

اسکا ننھا سا دماغ خوف کے مارے بری طرح سے درد کرنے لگا۔

مگر کسی انجانی جگہ پر ہونے کی سبب وہ ہزیانی سی کیفیت میں بستر سے اترنے لگی۔

ٹانگیں بے جان تھی وہ چاہ کر بھی نیچے نہیں اتر پا رہی تھی۔

اپنی بے بسی پر اسکا دل شدت سے رویا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

لبوں کو میچے وہ اپنے بھیگے نین کٹوروں سمیت اپنے بے جان وجود کو گھسیٹتے بیڈ سے نیچے کی جانب بڑھنے لگی۔

مگر بیلنس ناں ہونے کی سبب وہ دھڑام سے نیچے کو گری۔

کہنیوں کے بل گرنے کی وجہ سے اسکے منہ سے دلدوز سی چیخ نکلی تھی۔

اپنی لاچاری پر آج اسے اتنے عرصے کے بعد رونا آرہا تھا۔

"ماماڈیڈا۔! وہ بچوں کی طرح اطراف میں نگاہیں دوڑائے اپنے ماں باپ کو مدد کے لئے پکارنے لگی۔

سیاہ آبشار دونوں کندھوں سے ڈھلکتے اسکے چہرے کو ڈھانپ رہے تھے۔

حورین شاہ نے درد کی شدت سے اپنی حسین نیلی نگاہیں میچی۔جب کسی کا بھاری ہاتھ اپنی کمر کے گرد گردش کرتا محسوس ہوا۔

اسکا سفید چہرہ ایک لمحے میں زرد پڑا جسم پر کپکپی سی طاری ہوئی تھی۔

خوف ودہشت سے لرزتے وجود سمیت وہ خود کو کسی کی بانہوں میں محسوس کرتی اپنی ڈر سے میچی نگاہیں واکیے سامنے دیکھنے لگی۔

جہاں نگاہیں بھوری آنکھوں والے اس سنجیدہ سے شخص پر پڑی،تو سانس حلق میں بری طرح سے اٹکا تھا۔

ڈیول بے تاثر چہرے سمیت اب آگے بڑھتا نرمی سے اسے بستر پر اتار گیا۔

"ککک کون ہو تم سسی۔!؟"ڈرو وخشت سے ایکدم سے کہنیوں کے بل پیچھے ہونے کے سبب درد سے سسکتے سوال پوچھا۔

ڈیول بنا کوئی جواب دیے سپاٹ چہرے سے اسکے قریب بیٹھا۔

حورین شاہ نا محسوس طریقے سے پرے کھسکی جسے وہ محسوس کرتے ہوئے بھی انجان بنا،فرسٹ ایڈ باکس اٹھائے حورین کی شرٹ کو اوپر کرنے لگا۔

""""ننوڈونٹ ٹچ می۔!

دودھیا مومی کلائی پر نگاہ پڑتے ہی ڈیول جس کے ہاتھ آج پہلی بار کسی کے زخم پر مرہم رکھنے کیلئے اٹھے تھے۔اسکے ہاتھ سے ہاتھ کھینچتی وہ خوفزدہ سی بولی۔

"ڈیول نے ایک ابرو اچکاتے کاٹ دار نگاہوں سمیت اس لڑکی کو دیکھا۔جس کا ڈرا سہاروپ اسے جھنجھلاہٹ میں ڈال رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہاتھ سامنے کرو ورنہ کاٹ دوں گا۔!

بنا لحاظ کے غراتے ہوئے لہجے میں کہتا وہ دوبارہ سے اسکا ہاتھ تھامنے لگا۔

جب حورین شاہ دوبارہ سے حراساں سی ہوتے پیچھے لپکی۔

ڈیول نے شدت سے اسکے ہاتھ کو دبوچتے اسے بیڈ کراؤن سے پن کیا۔اور ہاتھ اسکے دائیں بائیں جمائے قہر برساتی نگاہوں سمیت اس سہمی ہرن کو دیکھا۔

جس کا سوگوار حسن کسی بھی مرد کو غافل کر سکتا تھا۔

رونے سے بھیگی جھیل سی گہری آنکھیں، سرخ ہوتی چھوٹی سی ناک، پھڑ پھڑاتے گلابی ہونٹ، دائیں گال میں ابھرتا گڑھا، چہرے پر مٹے مٹے آنسوں کے نشانات ڈیول ساکت نگاہوں سے اسے اس قدر قریب سے دیکھتا جھنجھلا سا گیا۔

"تم محفوظ ہو یہاں۔ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں کوئی کچھ بھی نہیں کرے گا ہمممم۔!"

ایک نگاہ اسکی من موہنی صورت پر ڈالے لہجے میں خود سے لچک آئی تھی۔وہ خود بھی نہیں جان سکا تھا کیونکر اسکا لہجہ اس قدر نرم ہوا تھا۔

حورین شاہ کے وجود کی بھینی بھینی مہک ڈیول کو اپنے حواسوں پر طاری ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔حورین شاہ نے اسکی آواز اور بات پر جھٹ سے کسی طوطے کی طرح آنکھیں کھولی۔

مگر اپنے چہرے کے اس قدر قریب اسے یوں جھکا خود کو دیکھتا پاتے دل مانو کسی نے مٹھی میں دبوچ لیا ہو۔

"مجھے ماما ڈیڈا کے پاس جانا ہے۔!" ہاتھ کی پشت سے آنسوں رگڑتے وہ اب براہ راست ڈیول کی بھوری نگاہوں میں اپنی گہری نیلی آنکھیں گھاڑے بولی۔

"""ششششش""""شہادت کی انگلی ان مخملی ہونٹوں پر رکھتے وہ گھمبرتا سے بولتا اسکے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھنے لگا۔

"کوئی ماما ڈیڈا نہیں کہاناں تم سیو ہو۔!داہنی ابرو اچکائے وہ شدت جنون سے بولتا اس معصوم سی لڑکی کو سہما گیا۔

جس کا سر نفی میں ہلا تھا۔

مگر ڈیول اسے سرے سے نظر انداز کرتا اسکی کلائی تھامنے لگا۔

جب دروازے پر دستک دیتے میڈ اندر آئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

شاید وہ کوئی نئی میڈ تھی جبھی یوں دندناتے ہوئے اس شیر کے کمرے میں گھسنے کی ہمت کی تھی۔

"سر میں کر دیتی ہوں بینڈج۔!۔ مسکراہٹ اچھالتے وہ اپنے تیئں اسکی مدد کرنے کو بولی۔

"وہیں اپنی پشت پر کسی دوسرے کی آواز پر وہ بلند آواز میں دھاڑا۔

جین بھاگتا ہوا اندر آنے لگا مگر تھوڑی دیر پہلے کی ڈیول کی دی گئی وارننگ یاد آتے ہی قدم دروازے پر رک گئے۔

"یس کیا ہوا ڈیول۔؟ گھبراہٹ اور خوف سے پوچھتا وہ تھوک نگلنے لگا۔

"جین انہیں سمجھا دو ان کا کام۔ آئندہ یہ میرے کمرے تک ناں آنے پائیں۔! حورین شاہ کا خوف سے کانپتا وجود دیکھ اسنے خود کو کچھ بھی سخت کہنے سے روکا۔

میڈ اسکی بھاری سرد آواز پر ہی جی جان سے لرزی باہر کو بھاگی تھی جسے جین باہر سے ہی دبوچ چکا تھا۔

"آپ کون ہو۔؟

وہ اب نہایت نرمی سے اسکی مومی کلائی کی بینڈج کر رہا تھا۔ حورین شاہ کی ہر سسکی پر وہ درد ڈیول کو اپنے اندر تک اترتا محسوس ہو رہا تھا۔

"جو تم سمجھو۔! نچلا ہونٹ مسکراہٹ کے سے انداز میں ڈھلا تھا۔ اعصاب جانے کیوں برسوں بعد پر سکون ہو رہے تھے۔

جیسے وہ سکون جس کی تلاش میں وہ مارا مارا پھرتا رہا تھا وہ میسر آ گیا ہو۔!

"""""پرنس""""" اسکے خطاب پر ڈیول کو کوئی تانیے اپنے کانوں میں وہ میٹھی کانپتی آواز گونجتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ دونوں ہاتھ ایک پل کو تھم سے گئے۔

"حورین شاہ کی مسکراتی نگاہوں میں جھلکتی نمی ڈیول کو مدہوش کرنے لگی دل نے پہلی بار کسی صنف نازک کو ہاتھ سے چھونے کی خواہش کی تھی۔

"مطلب جانتی ہو اسکا۔!

دوسرے ہاتھ پر بھی پٹی باندھتے وہ جانے کیوں مگر پوچھ بیٹھا تھا شاید دل کچھ خاص سننے کی تمنا کر رہا تھا۔

"ہاں ڈیڈا نے بتایا تھا میرا پرنس وہ ہو گا جو مجھے ہر ڈیول سے بچائے گا اور میری ہر وش پوری کرے گا۔!

اسکی بات پر ڈیول نے ایک لمحے کے لئے اس روپ بدلتی حسینہ کو دیکھا تھا۔ کئی بار تو اسے دیکھ کسی سنجیدہ سی لڑکی کا سا گماں ہوتا تھا اور کئی بار وہ ایسی تھی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جیسے معصوم شفاف بلکل کسی پھول کی طرح نازک۔!

"ابھی مجھے جانا ہے تم ریسٹ کرو کسی بھی چیز کی ضرورت ہوئی مجھے بتا دینا اس روم سے باہر جانے کی کوشش بھی مت کرنا۔!

وہ سامان سمیٹتا اسے وارن کرنے لگا۔

"میں ویسے بھی چل نہیں سکتی جاؤں گی کیسے۔!

مسکرا کر کہتی وہ ڈیول کو چونکا گئی۔اسنے ایک نگاہ حورین شاہ پر ڈالی اور پھر بنا کچھ کہے یونہی اٹھتا روم سے باہر نکل گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ہاتھ کھولو میرے حمدان۔! گھومتے سر کے ساتھ وہ اپنے ہاتھوں کو بندھتا محسوس کرتے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں چلائی تھی۔

اسکی آواز میں بے بسی محسوس کرتے راحیل قہقہ لگا اٹھا۔

"اہمہ بہت یاد آرہی ہے اپنے اس یار کی۔وہ نہیں آنے والا عمایہ بی بی۔جانتی ہو کیوں۔؟کیونکہ وہ خود تجھے بیچ گیا ہے میرے آگے۔!'بیڈ پر بیٹھتا وہ عمایہ کے جبڑے کو ہاتھوں میں دبوچتے غرایا تھا۔

عمایہ چکراتے سر سے اپنی آنکھیں کھولنے کی سعی کرتے اس آواز اور انسان کو پہچاننے کی کوشش کرنے لگی۔

جسم سن ہوتا جارہا تھا اور آنکھوں کے سامنے مکمل اندھیرا سا چھا گیا تھا۔

"مجھے ریجیکٹ کیا تھا تو نے یاد ہے۔!سب کے سامنے میرے پرپوزل کو ریجیکٹ کرنے کی جرات کی تھی تو نے۔ اور اسی دن میں نے طے کر لیا تھا کہ تجھے تیری اوقات ضرور دکھاؤں گا۔!

نفرت سے اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے وہ سرد پن سے اسکے چہرے پر دھاڑا تھا۔

عمایہ اب بلکل سن سی ہو گئی تھی،وجود سرد پڑ گیا تھا۔

راحیل نے خباثت سے قہقہ لگاتے اسکے چہرے کو ہاتھوں سے چھوا اور پھر موبائل فون نکالتے کیمرہ آن کرنا چاہا۔جب کسی نے جھپٹتے موبائل فون اسکے ہاتھ سے کھینچا۔

"ابے کون سے سالے؟"

راحیل غیض وغضب سے چلاتے مڑا۔مگر اپنے سامنے ابیر علوی کو دیکھ کر اسکا سانس سہی معنوں میں اٹکا تھا۔

"تیرا باپ۔!" سپاٹ لہجے میں کہتے ابیر نے ہاتھ کا مکہ بنائے اسکے ناک پر جڑھا۔ جو پہلے ہی اسکی اچانک آمد پر گھبرایا ہوا سا تھا اب اسکے بھاری ہاتھ کے مکے کے سبب وہ اوندھے منہ گرا۔

ابیر نے اسے بالوں سے جکڑتے بیڈ سے نیچے اتارا۔

"سوچ بھی کیسے لیا تو نے کہ تو میرے گھر کی عزت پر گندی نگاہ ڈالے گا اور ابیر علوی خاموش بیٹھا رہے گا۔ اوقات کیا ہے تیری۔ سالے نامرد۔ لڑکیوں کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھا کر انہیں بے عزت کرنے کی کوشش کرنے والے کتے۔!

اسے بالوں سے گھسیٹتے وہ دیوار تک لے جاتا اب اسکا سر زور زور سے دیوار پر مارتا چلا رہا تھا۔

"ننن نہیں چھوڑ دو مجھے مجھ سے غلطی ہو گئی اسکا بوائے فرینڈ خود بیچ کر گیا ہے اسے۔!

درد کی شدت سے پھٹتے دماغ سمیت وہ کراہتے ہوئے چلایا۔

ابیر نے لہو چھلکاتے چہرے سمیت بیڈ پر بے ہوش پڑی عمایہ کو دیکھا۔

آنکھوں میں سرد مہری سمیٹے وہ ایک بار پھر سے راحیل پر جھپٹا۔

اسے مار مار کر ادھ مرا کرتے وہ پاؤں سے ایک ٹھوکر رسید کرتے بیڈ کی جانب بڑھا۔

عمایہ کے ہاتھ کھولتے اسے نرمی سے گود میں بھرتے ایک کاٹ دار نگاہ فرش پر بے سودہ لیٹے راحیل پر ڈالی۔

'آئندہ کسی کی بہن کو میلی نگاہ سے دیکھا تو آنکھیں نوچ کر کتوں کو کھلا دونگا۔!

سرد لہجے میں غراتے وہ اسے وارن کرتا اپنے بھاری قدموں سمیت روم سے نکلا۔

Episode 28

"آپ ڈریس سلیکٹ کر لیں پھر باقی کی شاپنگ کرتے ہیں۔" بوتیک میں داخل ہوتے ہی ریحان نے نرم مسکراہٹ سمیت عنایت کو آگے بڑھنے کا کہتے کہا۔ جس پر وہ سرہاں میں ہلاتی برائیڈل ڈریسز کی جانب بڑھی۔ ایک سے بڑھ کر ایک عمدہ ڈریسز تھے۔ جنہیں دیکھ کر ہی عنایت کی آنکھوں میں ستائش ابھری تھی۔

گولڈن کلر کا نہایت ہی سادہ سا مگر سب سے نفیس ڈریس جس پر نگاہ پڑتے ہی عنایت کو وہ اپنے لئے بیسٹ لگا تھا ویسے بھی شوخ رنگوں سے اسکی کم ہی بنتی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈریس کو چھوتے ہی سیلزمین نے اسے اتارتے کاؤنٹر پر لے جاتے پھیلایا۔

ریحان پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔جو کافی سہمی ہوئی سی معصوم سی بچی دکھ رہی تھی۔

ایک نگاہ ڈریس پر ڈالی جو اسے کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی۔ مگر عنایت کی پسند کا سوچتے وہ مسکراتے ہوئے سر جھٹک گیا۔

"تو آپ کو یہ ڈریس پسند ہے۔؟ ڈریس کو چھوتے وہ نرمی سے پوچھنے لگا۔عنایت نے مسکراتی نگاہیں ڈریس سے اٹھاتے ریحان کو دیکھا جیسے کوئی ناپسندیدہ تاثرات ڈھونڈنا چاہے تھے مگر کوئی بھی تاثر ناں ملنے پر سر کو ہلکے سے ہاں میں ہلایا۔

جس پر ریحان کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"میم سوری ٹو ڈسٹرب یُو۔عنایت کاظمی کے نام سے ایک برائیڈل ڈریس کوئی پہلے سے ہی سیلکٹ کر چکے ہیں۔!

سیلز گرل تعظیماً ہاتھ باندھتے عنایت کے پیچھے کھڑے ہوتے گویا ہوئی،ریحان اور عنایت نے حیرت سے چونکتے سیلز گرل کو دیکھا۔

"مگر ہم تو ابھی آئے ہیں پھر کون سیلیکٹ کر گیا۔؟

حیرت سے ماتھے پر بل ڈالے وہ سیلز گرل سے مخاطب ہوئی وہیں ریحان بھی سوالیہ نگاہوں سے سیلز گرل کو دیکھنے لگا۔

"میم ہم نہیں جانتے وہ کون تھے مگر ان کے کہے کے مطابق یہ ڈریس ہمیں آپ کو دینا تھا تو یہ لیں آپ کی امانت !""۔

سرخ رنگ کا انتہائی کامدار بھاری بھر کم لہنگا عنایت کی جانب بڑھاتے بولی۔

"مگر جب ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم نے نہیں لیا تو۔!'

عنایت نے بے چینی سے کہتے ریحان کو دیکھا۔"ریلیکس شاید گھر میں سے کوئی پسند کر گیا ہو آپ ایسا کریں دونوں ٹرائے کر لیں جو آپ پر سوٹ کیا وہ لے لیں گے۔آپ اسکی پرائس بتا دیں۔!

نرمی سے اسے سمجھاتے وہ کاؤنٹر کی جانب بڑھا۔

"سر اسکی اماؤنٹ پے کر دی گئی ہے۔آپ بس ڈریس فائنل کر لیں۔!

مسکرا کر کہتے وہ سیل گرل کو دونوں ڈریسز تھما گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو عنایت کو ساتھ لیتے چینجنگ روم کی جانب بڑھی تھی۔

'میم آپ چینج کر لیں میں باہر کسٹمرز کو دیکھ لوں۔!

روم میں ایک جانب صوفے پر دونوں ڈریسز رکھتے وہ نرمی سے کہتے روم سے نکلی۔

عنایت نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

دوپٹہ سر سے اتارتے وہ شانوں پر پھیلائے دروازے کی سمت بڑھی۔اور ہاتھ بڑھاتے دروازے کو لاک کیا۔

جب اچانک اسے کسی دوسرے کی موجودگی کا احساس شدت سے ہوا تھا۔

سیاہ آنکھوں میں خوف سمیٹے وہ لمحے میں مڑی۔

جہاں نگاہیں سامنے کھڑے شخص کو دیکھتے خوف کے مارے پھیلی تھیں وہیں اس سے پہلے کہ وہ چیختی مقابل نے لمحے میں آگے بڑھتے اسے کھینچتے دروازے سے پن کرتے ایک ہاتھ اسکے ہونٹوں پر جمایا۔

عنایت بری طرح سے اسکی گرفت میں مچلنے لگی۔

مگر سامنے کھڑا عالیحان شاہ ایک ہاتھ میں اسکے دونوں ہاتھ دبوچتے سر کے اوپر سے نکالتے دروازے کے ساتھ لگائے اب بلکل ریلیکس سے انداز میں سگریٹ کی ڈبی ایک ہاتھ سے پاکٹ سے نکالتے سگریٹ کو ہونٹوں کے بیچ دبا گیا۔

عنایت کے ہونٹ بری طرح سے پھڑ پھڑائے تھے۔مگر اب کی بار اسنے چیخنے کی غلطی بلکل بھی نہیں کی۔

"تماشا کیوں لگا رہی ہو۔؟جو ڈریس پسند کیا تھا میں نے اسے لینے میں اتنی اکڑ۔؟'

گہرہ کش بھرتے دھواں جان بوجھ کے اسکے چہرے پر پھونکتے وہ سنجیدگی سے بے لچک لہجے میں استفسار کرنے لگا

۔

عنایت نے بے یقینی سے اسکی نیلی نگاہوں میں دیکھتے تھوک نگلا۔

ہاتھ چھڑانے کی کوشش ناکام ہوئی تھی۔

"چچ چھوڑو مجھے۔!

نفرت سے نگاہیں پھیرتے وہ چلائی تھی۔جب عالیحان نے دوسرا ہاتھ اسکی گردن پر رکھتے دباؤ بڑھایا۔

عنایت کا سانس حلق میں ہی اٹکا تھا۔آنکھوں کی پتلیاں بے حد پھیلی۔

دوپٹہ شانوں سے اتر تاز مین بوس ہوا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میں نے کہا تھا کہ شادی کی تیاریاں کرو مگر لگتا ہے تمہیں ذرا برابر خوشی نہیں ناں ہی کوئی ایکسائٹمنٹ۔! تبھی تو تمہاری اتنی جرات ہوئی جو میرے پسند کیے ڈریس کو ریجیکٹ کیا۔"

اسکی آنکھوں سے گرتے آنسوں دیکھ وہ سرشاری سے لہجے میں جان بوجھ کے چہرہ اسکے چہرے کے قریب لے جاتے گھمبرتا سے بولا۔

بے باک نگاہیں عنایت کاظمی کے وجود پر تھیں۔ جس پر اسکا دل چاہا کہ وہ سامنے کھڑے شخص کو جان سے مار دے۔

"چلو شاباش اٹھاؤ ڈریس اور چینج کر کے میرے سامنے آؤ۔ آفٹر آل تمہیں اس جوڑے میں دیکھنے کا حق سب سے پہلے میرا ہی تو ہے۔!

عنایت کو آزاد کرتے وہ اگلا حکم صادر کرتا صوفے کی جانب بڑھا۔

آرام دہ انداز میں بیٹھتے وہ اب اپنے حکم کی تعمیل کے انتظار میں تھا۔

عنایت لب بھیچے بے تاثر چہرے سمیت اسے گھور رہی تھی۔ جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا دقت ہو رہی ہے چینج کرنے میں۔؟ میں ہیلپ کروں۔؟ ایک بازو صوفے پر پھیلائے وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اسے سر تا پیر گھورتے سرخ لہنگا تھام گیا۔

عنایت نے خوفزدہ سا ہوتے ایک نگاہ بند دروازے پر ڈالی۔ اپنی بے بسی پر اسے جی بھر کر رونا آرہا تھا مگر صرف چند دن باقی تھے۔ اسکے بعد اسکی شادی ہو جاتی اور عالیحان شاہ کا براسایہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس کے سر سے مٹ جاتا۔

یہی سوچ سوچتے اسنے مردہ قدموں سے آگے بڑھتے اس سرخ لہنگے کو تھاما۔

اور واشروم کی جانب بڑھی۔

"عالیحان شاہ صوفے کی پشت پر سر گرائے اب پر سکون سے انداز میں لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھا تھا۔

جب کچھ ثانیوں کے بعد واشروم کا دروازہ کھلا۔

اسنے ٹیک چھوڑی سیدھا ہوتے بیٹھتے وہ گردن موڑے اب سامنے سے آتی عنایت کو دیکھنے لگا۔

جو مردہ قدم اٹھائے صوفے کی طرف بڑھ رہی تھی۔

سر تا پیر ایک نگاہ سرخ جوڑے میں سجی عنایت کاظمی پر ڈالے وہ نیلی نگاہوں میں سرد پن سمیٹے پر اسراریت سے مسکراتا ایک جھٹکے سے اٹھا۔

اپنے بھاری قدم اٹھاتا وہ اسکی پشت پر رکا۔ سرخ دوپٹہ اسکے بائیں ہاتھ میں تھا۔

عنایت کی کلائی سختی سے دبوچتے وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے آئینے کے سامنے رکا۔

"فٹنگ تو بلکل پرفیکٹ ہے۔ کیوں ڈارلنگ۔؟""ایک نگاہ اسکی کمر پر دوڑائے وہ اسکے سرخ چہرے کو دیکھتا مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔

عنایت سرد نگاہیں فرش پر ٹکائے کسی بے جان مورت کی مانند کھڑی تھی۔

"اب ہوا ناں کام مکمل۔! سرخ دوپٹہ اسکے سر پر اوڑھاتے وہ سرگوشی نما آواز میں اسکے کان میں کہتا آئینے میں دکھتے اپنے اور عنایت کے عکس کو دیکھنے لگا۔

نگاہیں ناچاہتے ہوئے بھی ان معصوم نقوش پر اٹکی تھی۔ ہونٹوں کے قریب بنے اس سیاہ تل نے اتنے سالوں بعد بھی اسکی توجہ بری طرح سے کھینچی تھی۔

اپنی سوچوں کو جھٹکتے وہ ایک دم سے اسے چھوڑتا پیچھے ہوا۔

"ڈریس لو اور خاموشی سے گھر جاؤ۔ اگر کسی سے بھی کچھ بھی شئیر کرنا چاہتی ہو تو کھلے عام کرو، کیونکہ عالیجان شاہ کسی کے باپ سے بھی نہیں ڈرتا۔

نکاح تو تمہارا ہوگا مگر صرف مجھ سے۔ تو اپنے آپ کو ذہنی طور پر ایک رات کے نکاح کیلئے ریڈی رکھنا۔ لٹل اینجل !'۔

سرد وسپاٹ لہجے میں اسکے چہرے پر ایک نفرت بھری نگاہ ڈالتے وہ بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتا آندھی طوفان کی طرح وہاں سے غائب ہوا تھا۔

عنایت سن ہوتے دماغ سمیت فرش پر بیٹھتی سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"فائنلی پاکستان میں آگئی۔! ائیرپورٹ سے باہر نکلتے عنایہ نے ایک نگاہ آسمان پر ڈالے چہکتے ہوئے کہا تھا۔

چاہے جتنے مرضی سال دوسرے وطن میں گزار لیں مگر جو احساس اپنے ملک اپنی جگہ کا ہوتا ہے وہ سکون کوئی بھی ملک نہیں دے پاتا۔ یہ ملک یہ جگہ اسکی اپنی تھی۔ جہاں وہ پلی بڑھی تھی آج چھ سال کے بعد اپنے وطن واپسی کا احساس ہی کچھ ایسا تھا کہ وہ اپنے دل میں باندھے سارے عہد و پیمان دو منٹ کے لیے بھول چکی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

خوبصورت ہونٹوں پر دلکش مسکان جسے گالوں میں ابھرتے گڑھوں نے مزید دلفریب بنادیا تھا۔

ہاتھ پھیلائے وہ پارکنگ ایریا کے بیچ کھڑی کئیوں کے دل دھڑکا گئی۔

'ایکسکیوز می میم مسز کاظمی مجھے سر نے بھیجا ہے آپ کو پک کرنے۔!

پشت پر سے آتی کسی کی بھاری آواز پر وہ چونکتے مڑی تو سامنے ہی ایک سوبر سے آدمی کو دیکھ وہ ایک پل کو چونکی۔

کون سے سر نے۔؟ آنکھیں چھوٹی کیے تفتیش کرتے ساتھ ہی ڈیڈ کا تھوڑی دیر پہلے کا آیا میسج اوپن کیا۔

'ویام سر نے۔! بھوری نگاہوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ جو میسج ریڈ کررہی تھی۔ڈرائیور کی بات پر سر اثبات میں ہلادیا

۔

ویام نے بھی ڈرائیور کے آنے کی اطلاع دی تھی۔

سامان ڈکی میں رکھتے وہ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول گیا۔عنایہ ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اندر بیٹھی اور ری لیکس سے انداز میں سر سیٹ کی پشت سے ٹکایا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"بارس کوئی لڑکی آئی ہے تمہارے روم میں۔کون ہے وہ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔؟

وہ جیسے ہی نچلے فلور پر اینٹر ہوا تھا مجتبیٰ حسین نے سوالوں کی بوچھاڑ سی کردی۔

ڈیول بنا کوئی جواب دیے سپاٹ چہرے سے آگے بڑھتا کرسی پر بیٹھا۔

"ایک لڑکی ہے۔! "

سگھار سلگاتے وہ عام سے لہجے میں بولا جس پر وہ چونکے تھے۔

کیا مطلب لڑکی لائے ہو تو لڑکی ہی ہوگی ناں۔تم مجھے اوپر کیوں نہیں جانے دیتے۔مجھے دیکھنا ہے اس لڑکی کو۔!

وہ پہلوئں بدلتے ضدی لہجے میں بولا۔

"آپ کیا کریں گے اسے دیکھ کر۔؟ وہ صرف بیمار ہے مصیبت میں تھی تو مدد کررہا ہوں اسکی جلد ہی چلے جائے گی یہاں سے۔!

نگاہیں چراتے ہوئے وہ رخ موڑتے مجتبیٰ حسین کو ٹھٹکا گیا۔

وہ ایک ہی جست میں بھاگتے ہوئے اسکے قریب پہنچے۔

'تو نگاہیں کیوں چرارہے ہو تم۔؟ کیا وہ کوئی خاص ہے بارس؟"

اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے نرمی سے پوچھا وہ سر مسلسل نفی میں ہلاتے انکار کر گیا۔ جس پر وہ گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اسکے قریب بیٹھے۔

میں یہاں کیسے رہ سکتی ہوں۔ اگر ان کو معلوم ہوا کہ میرا ریپ ہوا ہے تو یہ بھی مجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اب میں واپس گئی تو وہ جوڈ مجھے مار دے گا۔ میں کیا کروں۔!

پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ مسلسل یہی سب سوچ رہی تھی۔ میڈ اسے وہیل چیئر پر بٹھا کر جا چکی تھی۔

حورین نے اس سے بہت بار اس جگہ کے بارے میں پوچھا مگر وہ جیسے بت کی مانند تھی ناں تو سر ہلایا ناں ہی آنکھ اٹھا کر حورین شاہ کو دیکھا۔

حورین کافی دیر سے اپنی سوچوں میں غلطاں تھی۔

ماں باپ کا سپورٹ کافی تھا اسکے لئے اس عام سی بے رنگ زندگی کو جینے کیلئے۔ مگر تھی تو وہ ایک انسان ہی۔ کالج میں لڑکیوں کا ٹونٹ کرنا بار بار اسکے زخموں کو ادھیڑنا اسے بے خوابی کی مریضہ بنا چکا تھا ۔

اسی وجہ سے وہ کافی لمبے عرصے سے سلیپنگ پلز یوز کرتی آرہی تھی جو یا تو وہ کبھی آن لائن آرڈر پر منگوا لیتی یا کبھی سیم سے۔!

یہاں تک تو وہ برداشت کر ہی رہی تھی۔ مگر ڈپریشن اسکے دل و دماغ پر اب گرفت جما رہا تھا اپنے پاس سے گزرتے ہر دوسرے فرد کی اپنی جانب اٹھتی نگاہیں اسے خود پر ہنستی ہوئی محسوس ہوتی تھیں۔

انہی سب چیزوں سے خود کو نکالنے کے لئے اسنے ٹرپ پر آنے کا فیصلہ کیا۔

مگر یہ دن اسکی زندگی پر اپنی سیاہ چھاپ چھوڑ کر اسکی زندگی میں مزید سیاہی گھول گئے تھے۔

اب صرف ایک ہی حل باقی تھا۔

وہیل چیئر کا رخ موڑتے وہ دروازے کی سمت دیکھنے لگی۔

دروازے سے نکلتے ہی میڈ بھاگتی ہوئی اسکے نزدیک پہنچی۔

مجھے یہاں قریب پہاڑی پر لے چلو۔!

اسنے سپاٹ لہجے میں کہا۔ تو میڈ نے حیرت سے اس نیلی آنکھوں والی مومی گڑیا کو دیکھا۔

'میں سر کو بتاتی ہوں۔! وہ الٹے قدموں سمیت بھاگنے لگی تھی جب حورین کی آواز پر رکی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"سر کو معلوم ہے انہوں نے ہی کہا تھا کہ میں آپ کے ساتھ چلی جاؤں۔! بر فیلے لہجے میں کہتی وہ میڈ کو مشکوک کر گئی۔

مگر پھر کچھ سوچتے وہ سر کو ہاں میں جنبشِ دیتے جنگل میں موجود سب سے اونچی چوٹی کی طرف لے جانے لگی جو پیلس کے قریب ہی تھی۔

راستے میں وہ جین کو میسج کرنا نہیں بھولی تھی۔

"""ڈیول۔"""""جین کی آواز پر مجتبیٰ حسین اور ڈیول نے کافی غصے سے اسے دیکھا جو ہانپتا ہوا آیا تھا۔

ڈیول ٹھٹکا فوراً سے بیشتر سیدھا ہوا۔

"کیا ہوا۔؟

سرد لہجے میں پوچھتا وہ جین کے جواب سے پہلے ہی وہاں سے نکلا۔ جین اسکے پیچھے ہی تھا۔

"وہ وہ میڈم میڈ کے ساتھ پہاڑی پر گئی ہیں۔!"

جین نے گھبراتے ہوئے اسے ساری بات سے آگاہ کیا تو ڈیول کی بھوری نگاہوں میں خون اترا۔

لمبے لمبے ڈھگ بھرتا وہ تیزی سے باہر کو بھاگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"یہ کہاں لے آئے ہو آپ۔؟ میں آپ سے پوچھ رہی ہوں۔ یہ میرا گھر نہیں۔!"

گاڑی رکنے کی آواز پر عنایہ نے نگاہیں موبائل فون سے نکالتے سامنے دیکھا۔

مگر کسی جانی پہنچانی مگر اور جگہ پر گاڑی رکتے ہی وہ تیزی سے بولی۔

ایک نگاہ اس بڑے سے عالیشان گھر کی بیک سائیڈ پر دوڑائی۔

رات کے آخری پہر وہ اندھیرے کے سبب اچھے سے دیکھ بھی نہیں پا رہی تھی مگر اتنا تو طے تھا کہ یہ اسکا شاہ ہاؤس نہیں تھا۔

"میم آپ کو یہی لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ باہر آجائیں۔!'

دروازہ کھولتے ڈرائیور نرم لہجے میں بولا۔ عنایہ نے منہ کھولے حیرت سے اس شخص کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے آپ مجھے نہیں لے کر جائیں گے تو میں خود چلی جاؤں گی۔"!

وہ بھوری آنکھوں والی شیرنی سپاٹ لہجے میں کہتے گاڑی سے اتری۔ اگلی سیٹ کی طرف بڑھی تھی۔

جب ڈرائیور نے فوراً سے اسکی کلائی دبوچی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"لیومی۔!"عنایہ غصے سے چلائی مگر سامنے والے شخص پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

وہ کوئی ڈرائیور ہو ہی نہیں سکتا تھا۔عنایہ نے تیزی سے پیچھے کو زور لگاتے اپنے ہاتھ اسکی گرفت سے نکالنے چاہے ۔مگر وہ ہٹا کٹا شخص اسے یونہی زبردستی گھسیٹتے اب پچھلی سائیڈ سے اس گھر کی سمت بڑھنے لگا۔

خاموش فضا میں عنایہ کی چیخ وپکار عروج پر تھی۔

مگر اسکی ہر کوشش بے کار گئی تھی۔جب ڈرائیور دروازہ کھولتے اسے کھینچتے اندر داخل ہوا۔

"سر یہ رہیں میم۔!"

گھپ اندھیرے میں عنایہ کاظمی ڈرائیور کی آواز پر اپنی جدوجہد چھوڑے اپنے سامنے دیکھنے لگی۔ مگر اندھیرے کے سبب وہ کسی کو بھی دیکھ نہیں پائی تھی۔

"ڈرائیور اسے چھوڑتا کمرے سے نکلتا دروازہ لاک کر گیا۔

وہیں اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں ایک دم سے روشنی ہوئی۔

سفید اور مارون پینٹ شرٹ کے اوپر لانگ کورٹ کو عنایہ کے ٹخنوں تک جارہا تھا۔سیاہ ہائی ہیلز،سفید چہرے پر تیکھے نقوش جن میں دھری بے زاری اسکے حسن کو مزید پرکشش بنا رہے تھے۔ایک تفصیلی نگاہ اسکے سراپے پر دوڑائے۔مقابل نے ہاتھ صوفے کی اطراف میں پھیلائے اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے قہقہ لگایا۔

وہیں عنایہ پھٹی پھٹی نگاہوں صوفے پر بیٹھے اس حسین مرد کو دیکھ شاکڈ سی رہ گئی۔

سفید شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولے،سیاہ جینز میں بیٹھا وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا،شفاف سینہ جو شرٹ کے کھلے بٹنوں سے جھلکتا عنایہ کو چکرا سا گیا۔

کھڑے نقوش میں غرور سمیٹے وہ لاپرواہ سا مسکراتا کوئی اور نہیں ابیر علوی ہی تھا۔

جس پر نگاہ پڑتے ہی عنایہ کاظمی پتھرا سی گئی۔

"""ویلکم بیک سویٹ ہارٹ۔!"""جنونیت بھری شہد رنگ نگاہوں سے اسے سرتا پیر گہری بے باک نگاہوں سے دیکھتا وہ پراسراریت سے بولا۔

عنایہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی دوڑی۔قدم بے ساختہ ہی پیچھے ہوئے تھے۔

لمحے کی بھی دیری کیے بنا وہ جھٹ سے پیچھے کو

لپکی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جب مقابل صوفے پر بیٹھا ابیر علوی تیر کی تیزی سے اس پر جھپٹا اسے بری طرح سے دبوچے دروازے سے پن کر گیا۔

Episode 29

خدا کے لیے مجھے بچا لو میں اس آدمی کے ساتھ نہیں جانا چاہتی۔! سیٹھ کی غصے بھری آواز اب کافی قریب سے سنائی دے رہی تھی۔

جس وجہ سے صاحبہ خوفزدہ سی ماہ ویر کے بازو کو تھامے التجائیہ لہجے میں بولی تھی۔

اپنے بازو پر اسکے نرم ہاتھ کے لمس پر وہ ایک دم سے چونکا حیرت سے آنکھیں جھکائے اس سفید ہاتھ کو دیکھا۔

جو اسکی گندمی رنگت پر کافی خوبصورت لگ رہا تھا۔

ایک نگاہ ان بھیگے نین کٹوروں پر ڈالے وہ گہری سانس فضا کے سپرد کرتے گردن جھٹک گیا۔

چلو نکلو یہاں سے ہم ساری رات یہاں نہیں گزار سکتے۔!

سیٹھ اور اسکے غنڈے جیسے ہی اس جگہ سے نکلے تھے۔ماہ ویر نے سرگوشی نما آواز میں کہتے صاحبہ کا بازو تھاما۔

صاحبہ تیزی سے اسکے ساتھ اٹھی۔ابھی وہ تھوڑے قدم آگے بڑھے تھے۔جب سیٹھ ان کے عین سامنے آرکا۔

ماہ ویر نے سرد سانس فضا کے سپرد کرتے نامحسوس انداز میں صاحبہ کو اپنے پیچھے چھپایا اور پھر بنا کسی کی نظروں میں آئے اپنی واچ کا مخصوص بٹن پریس کیا۔

"اچھا تو یہ ہے تیرا وہ عاشق۔جس کے لیے تجھے شوہر کی بانہوں میں بھی سکون نہیں مل رہا تھا۔!

سیٹھ کاٹ دار نگاہوں سے ماہ ویر کو گھورتا اب صاحبہ پر دھاڑا تھا۔جو پہلے ہی اسکی عتاب کا نشانہ بنی خوفزدہ سی کیفیت میں گھری ماہ ویر کی شرٹ کو کمر سے مٹھی میں دبوچ گئی۔

"تم کوٹھے والیاں کبھی ایک مرد کی ہو ہی نہیں سکتی ہو،ہر کسی کے بستر کی زینت بننا تمہارا پیدائشی شوق۔!

سیٹھ آگے بڑھتا مغلظات بکتا صاحبہ کو دبوچنے لگا۔

جب ماہ ویر نے اسکے ہاتھ کو جکڑا۔

"زبان سنبھال کمینے۔بیغیرت انسان۔تو کیا کسی کو اسکی اوقات دکھائے گا جو خود کسی گندی نالی کا کیڑا ہے۔ہاتھ دور رکھ اس سے۔ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔!

لہو چھلکاتی نگاہوں سمیت اسے غصے سے گھورتے وہ کاٹ کھانے والے انداز میں وارن کرتا اپنے اطراف میں گنز تھامے کھڑے گارڈز کو دیکھنے لگا۔

"فکر مت کر۔تجھے بھی پورا موقع دوں گا۔ایک رات تو گزار۔!

"اہہہہ "اس سے پہلے کہ اسکے منہ سے نکلے الفاظ مکمل ہو پاتے کسی کا بھاری ہاتھ اسکے جبڑے پر پڑا تھا۔

سیٹھ پورے قد سمیت لڑکھڑایا۔

سوجھی ناک پر ہاتھ رکھے وہ دھندلاتی نگاہوں سمیت سامنے دیکھنے لگا۔

جہاں عالیجان شاہ اسکے دس سالہ بیٹے پر گن تانے اسکے قریب کھڑا تھا۔

"کیا سیٹھ ابھی تک بچہ ہے رہے تو۔خود کو بھاگا چلا آیا مگر اپنے اس معصوم بچے کا نہیں سوچا تو نے۔تجھے کیا لگا کہ تو میرے گھر پر حملہ بولے گا اور حان تجھے اتنی آسانی سے چھوڑ دے گا۔!

سمندر سی گہری نیلی نگاہوں میں سرد مہری سمیٹے وہ ٹریگر پر انگلی رکھتا جنون خیزی سے بولتا سیٹھ کو دہلا گیا۔

"نن نہیں حان چیچ چھوڑ دے میرے بچے کو۔!"

صاحبہ تو اسکی آواز سنتے ہی بھاگتی ہوئی اسکے سینے سے لگی تھی،ماہ ویر نے مشکوک نگاہوں سے اس منظر کو دیکھا۔

وہیں عالیجان شاہ خاموشی سے اسے تھامتے اپنے پیچھے کرتا اب سیٹھ کی طرف بڑھا۔

"اگر بچہ زندہ چاہیے تو بول اپنے چیلوں کو ہتھیار پھینک دیں۔!

کاٹ دار نگاہوں سمیت سبھی گارڈز کو دیکھتے وہ بے لچک لہجے میں بولا۔

تو سیٹھ نے فوراً سے پیشتر سبھی کو گنز پھینکنے کا کہا۔جس پر سبھی کے گنز نیچے پھینک دی۔

'ماہ ویر لے جاؤ صاحبہ کو۔! سرد لہجے میں کہتے وہ سامنے کھڑے سیٹھ کو دیکھنے لگا۔

جو لب سیے ماہ ویر اور صاحبہ کو دیکھ رہا تھا۔

ماہ ویر اسکے حکم پر آگے بڑھا۔"میں نہیں جاؤں گی تمہیں چھوڑ کر حان تم بھی چلو ہمارے ساتھ۔! سر کو مسلسل نفی میں ہلاتے وہ سرے سے انکار کر گئی۔

عالیجان کی نیلی آنکھوں میں سرد تاثرات سمٹے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

صاحبہ میں کہہ رہا ہوں جاؤ۔!" پتھریلے لہجے میں گویا ہوتے وہ ماہ ویر کو اشارہ کر گیا جو سمجھتے ہوئے سر کو اثبات میں ہلاتا آگے بڑھا اور صاحبہ کا ہاتھ تھامے اسے زبردستی اپنے ساتھ لے جانے لگا۔

" جانتا ہے تجھے زندہ چھوڑنے کی وجہ صرف تیری یہ اولاد ہے ورنہ حان کے قانون میں لفظ معافی کا میم تک نہیں پایا جاتا۔!' سپاٹ چہرے سمیت سیٹھ کو دیکھتا وہ بے لچک لہجے میں بولا۔

سیٹھ نے ایک نگاہ اپنے روتے ہوئے معصوم بچے پر ڈالی جس کی نگاہوں میں ڈھیروں سوال تھے اپنے باپ کے لئے۔!

"اگر ذرا سی بھی غیرت بچی ہے تو آئندہ اپنی اولاد کیلیئے جی۔ چھوڑ دے یہ منافقت بھری زندگی۔!

سنجیدگی سے کہتا وہ بچے کو چھوڑ گیا۔ سیٹھ نے لپکتے اپنے بچے کو سینے سے لگایا تھا۔

"نہیں ہوئی گولی نہیں چلائے گا۔!

حان کی پشت پر گولی چلانے کو تیار اسکے غنڈوں پر دہاڑتے وہ بھیگی نگاہوں سے اپنے بیٹے کو دیکھتا آسمان کی جانب دیکھنے لگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ماما پلیز آپ میرے ساتھ یوں زبردستی نہیں کر سکتی۔ میں عائش کو پسند نہیں کرتی پلیز مجھے ایک بار حمدان سے بات کرنے دیں۔"

دو دن سے بند کمرے کا دروازہ اچانک سے کھلتے ہی وہ الایہ کے تصور میں بے بسی سے بولی تھی۔

ابیر کے گھر لانے کے بعد الایہ اور اذلان اسے سیدھا نیو یارک لے کر گئے تھے۔ عمایہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ آخر اسے کیونکر ملک سے باہر لے جا رہے تھے۔

مگر پچھلے دو دنوں سے وہ انزک ماموں کے گھر میں ایک روم میں بند تھی۔ یہاں تک کہ ماموں ممانی نے بھی اس سے ملنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

میڈم آپ کا ڈریس ہے الایہ میڈم کا حکم ہے کہ آپ تیار ہو جائیں مولوی صاحب آنے والے ہیں۔!

میڈ کو دیکھتے ہی عمایہ کا چہرہ اترا تھا۔ وہیں میڈ کے ہاتھ میں ایک بڑے سے تھال میں ڈریس اور جیولری دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی۔

جس پر میڈ نے اسے ساری بات سے آگاہ کیا۔ عمایہ کا چہرہ ایک دم سے فق پڑ گیا۔ اسے بلکل بھی امید نہیں تھی کہ کل تک جو ماں باپ اسکی منگنی پر تلے تھے آج کیسے اسکا نکاح کرنے والے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

'ممم مجھے عائش سے ملنا ہے کیا وہ گھر پر ہیں۔؟ میڈ کے ہاتھ تھامے وہ منت کرنے لگی۔

میڈ نے پریشانی سے اسکے چہرے کو دیکھا۔اور سر کو ہلکے سے اثبات میں ہلایا۔

'میں بلاتی ہوں سر کو۔"

میڈ کو وہ بیمار لگی جبھی وہ حامی بھرتے باہر نکلی۔

عائش جو کال پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ میڈ کے مخاطب کرنے پر کال کاٹتے اسکی جانب متوجہ ہوا۔

"سر وہ میڈم پریشان ہیں بیمار بھی لگ رہی ہیں۔ وہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔!

میڈ نے اسے سرگوشی نما آواز میں آگاہ کیا۔

کیونکہ گھر میں ہر نوکر چاکر کو منع کیا گیا تھا کہ وہ عمایہ سے کسی قسم کی ہمدردی ناں جتائے۔

عائش نے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے سر کو اثبات کو ہلایا۔

حالہ (الایہ) اسے ساری بات سے آگاہ کر چکی تھی اوپر سے ابیر نے بھی اسے سختی سے اس معاملے کو جلد از جلد ہینڈل کرنے کا حکم دیا تھا۔

اور ابیر کے حساب سے اس میں غلطی عائش کی تھی۔

کیونکہ وہ اسکی بیوی بننے والی تھی اور اسے خود سے اپنی ہونے والی بیوی کی ہر سرگرمی پر نظر رکھنے کی ضرورت تھی

۔

دو انگلیوں سے اپنی صبیح پیشانی رگڑتے وہ بچتا بچاتا روم میں داخل ہوا۔

"عع عائش شششکر ہے تم آ گئے۔ پلیز مجھے نکالو یہاں سے۔ ماما پاپا کو جانے کیا ہو گیا ہے وہ میری ایک بھی بات نہیں سن رہے اب صرف تم ہی میری مدد کر سکتے ہو۔!

بھیگے نین کٹوروں سمیت وہ اسکے قریب جاتے اسکا ہاتھ تھامے بڑی آس سے بول رہی تھی۔

عائش نے ایک نگاہ اسکے جھکے چہرے پر ڈالی۔

"اور پھر تھوڑی سے پکڑتے چہرہ اونچا کیا۔

"چینج نہیں کیا تم نے۔ مولوی صاحب آنے والے ہیں۔؟"

ہیزل براؤن نگاہیں چھوٹی کیے وہ بڑی سنجیدگی سے اسکے سرمئی نین کٹوروں میں دیکھتا استفسار کر رہا تھا۔

عمایہ کو لگا جیسے اسے سننے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""""ععع عائش دیکھو میں تم سے شادی نہیں کر سکتی۔!

"یہ میرا پرابلم نہیں ہے مس عمایہ علوی۔تم شادی نہیں کرنا چاہتی تو تمہیں موقع دیا تھا میں نے۔جو تم نے گنوادیا

۔میں بہت سیدھا اور سٹریٹ ہوں اپنے ہر رشتے میں۔ہر تعلق میں۔!

نیچے مہمان اکٹھے ہو رہے ہیں۔میں حامی بھر چکا ہوں۔اب کچھ بھی نہیں ہو سکتا تو بہتر ہے کہ یہ رونا دھونا بعد میں

کر لینا۔ابھی تم ریڈی ہو جاؤ۔ ہممممم۔!

نرمی سے اسکے گال کو تھپکتے وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔

عمایہ نے چکراتے سر سے اس فریبی کو دیکھا۔

""""تم ایسے تو نہیں تھے عائش۔""""ہاں مگر پہلے کا رشتہ بھی تو ایسا نہیں تھا اب تم عائش انزک علی کی ملکیت بننے

والی ہو ظاہر ہے نظر تو بدلے گی۔!

صاف گوئی سے کہتا وہ کف لنکس لگاتا اپنی تیاری کا آئینے میں جائزہ لینے لگا۔

"میں ویٹ کر رہا ہوں جلدی سے ریڈی ہو جاؤ۔اور ہاں ایک اور بات۔یہ پاکستان نہیں۔جہاں تم اپنی ماں باپ

کی عزت کو داؤ پر لگاؤ گی تو وہ خاموش ہو جائیں گے یہ میرا گھر ہے میرا ملک۔اگر یہاں ایسی کوئی حرکت کرنے کا

سوچا بھی۔

ٹانگیں توڑ کر رکھ دوں گا۔!"

سرد لہجے میں اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں وارننگ دیتا وہ لمحوں میں اس سے دور ہوتے کمرے سے نکلا تھا۔

عمایہ نے چکراتے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھاما۔

"عمایہ نہیں آئی ابھی تک۔؟"اسے کمرے سے آئے آدھا گھنٹا ہو چکا تھا۔

مولوی صاحب بھی نکاح کے لئے منتظر بیٹھے تھے۔

جب عائش نے نگاہ بچاتے ماں سے پوچھا۔جو خود پریشانی سے کندھے اچکا گئی۔

""""سر"""""سوہا جو عائش کے انوائیٹ کرنے پر اسکے نکاح پر شریک ہوئی تھی اسکی متفکر سی آواز پر عائش اور روز

نے چونکتے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میم دولہن کمرے میں نہیں۔میں سارا روم دیکھ چکی ہوں۔!چہرے پر فکر کے تاثرات سمیٹے عائش کو دیکھنے لگی۔

عائش سپاٹ چہرے سمیت بھاگتا ہوا روم کی جانب بڑھا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سوہانے مسکراتے اسکی پشت کو دیکھا۔

یہ تو اچھا ہوا کہ میں وقت پر روک میں چلی گئی۔اب عمایہ کی غیر موجودگی میں عائش کو مجھ سے نکاح کرنا ہی پڑے گا۔!

سوہا جو عمایہ کو وہاں سے بھاگنے میں مدد کر کے آئی تھی۔عائش کی پشت کو دیکھتے دل ہی دل خود سے بڑبڑائی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مامااہا سے بات کروادیں۔میں کال کر رہا ہوں مگر وہ پک نہیں کر رہی۔! ٹیبل پر کہنی ٹکائے وہ گھبراہٹ کے عالم میں ماتھا مسلتے میرب سے ریکوسٹ کرنے لگا۔

"ارے ہاں بیٹا میں بھی کافی دیر سے روم میں نہیں جا سکی۔کھانا تیار کر رہی تھی میں کرواتی ہوں بات ۔ "

انچ بند کرتے میرب ماہا اور تبریز کے کمرے کی جانب بڑھی۔جب دروازہ کھولتے ہی ماہا کی چیخوں پر ان کا دل دہل سا گیا۔

"ماما یہ ماہا ہے ناں کیا ہوا ہے اسے۔! زرد چہرے سے پوچھتا وہ جھٹکے سے کرسی سے اٹھا تھا۔

"بب بیٹا ماہا کو پین سٹارٹ ہو گیا ہے تم جلدی سے پہنچو ۔!

میرب کی گھبراہٹ بھری آواز پر وہ فون بند کرتا بھاگتے ہوئے آفس سے نکلا تھا۔

اگلے دس منٹوں میں وہ گھر پر تھا۔ماہا کو گاڑی میں بٹھائے وہ رش ڈرائیونگ کرتے ہاسپٹل پہنچا۔

جہاں ڈاکٹر پہلے سے ہی ریڈی تھی۔سٹریچر پر لٹاتے ڈاکٹر آپریشن تھیٹر کی جانب بڑھے تھے۔

""ڈڈاکٹر میری وائف کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔!"ماہا کا رو یا رو یا درد کی شدت سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ وہ پاگلوں کی طرح چلایا۔

ڈاکٹر نے نگاہیں چرائے سر کو اثبات میں ہلایا۔!

تبریز بھاگتے ہوئے دروازے تک پہنچا تھا جہاں ماہا کے ایک ہاتھ پر ڈرپ لگائی جا رہی تھی۔

"یا اللہ رحم "آسمان کی جانب نگاہیں اٹھائے اسنے بے چین دل سے دعا مانگی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"کیا ہوا کہاں بھاگ رہی ہو۔؟ شہد رنگ حسین نگاہیں اسکے نقوش پر گاڑھے وہ کان کے قریب جھکتا گھمبیر لہجے میں پوچھنے لگا۔

اسکی آواز میں کھنک محسوس کر سکتی تھی وہ۔جبھی لب بھیچے رخ دوسری سمت موڑا ۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مجھے یہاں لا کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو تم۔ ابیر چھوڑ دو مجھے ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔!

اکتاہٹ بھرے انداز میں ہاتھ اسکی گرفت سے آزاد کرنے کی تگ و دو میں جٹی وہ دانت پیستے چلائی۔

ابیر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ امڈی۔

شہادت کی انگلی عنایہ کے ماتھے پر رکھتے وہ اپنا وزن اس پر گرائے اسکے بھورے نین کٹوروں میں دیکھتا گویا ہوا۔

"چاہتا تو میں بھی یہی ہوں، کچھ اچھا ناں ہو۔ میں تم اور یہ جگہ۔ کیوں ناں ایک نئی کہانی بنائی جائے۔ اپنی محبت بھری سرگوشیوں میں ڈوب کر اس رات کو مزید یادگار بنا دیا جائے۔!

اسکی انگلی عنایہ کے نقوش سے ہوتی تھوڑی پر رکی تھی۔

بہکا بہکا سا مخمور لہجہ عنایہ کو کنگ کرنے کو کافی تھا۔

عنایہ نے مشکوک نگاہوں سے اسکے گھنے بالوں والے سر کو دیکھا۔

جب ابیر نے نرمی سے اسکی تھوڑی کو ہونٹوں سے چھوا۔ عنایہ کا وجود اس اچانک افتاد پر بری طرح سے لرزا تھا اس سے پہلے کہ وہ بدلے میں کوئی حملہ کرتی ابیر خود ہی اس سے دور ہوا، اپنی قربت کا گلال عنایہ کا ظمی کے چہرے پر دیکھ مغرورانہ ہنسا اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتے پیچھے ہوا۔

'مگر وہ کیا ہے ناں۔ مسز تمہاری طرح مجھے بھی عادت ہے جب تک حساب برابر ناں ہو جائے اس دل کو چین نہیں ملتا۔ تو کیوں ناں وہیں سے شروع کیا جائے جہاں سے چھوڑا تھا۔!

کندھے اچکاتے ہوئے کہتا وہ ٹیبل پر دھری اپنی کافی کا مگ تھامے ہونٹوں سے لگا گیا۔

عنایہ نے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اس حسین مگر اکڑو شخص کو دیکھ اپنی تھوڑی کو ٹشو سے رگڑا۔

جس پر ابیر نے مسکراہٹ اچھالتے ایک ابرو اچکائی۔

عنایہ کی نگاہیں پورے کمرے پر گھومی تھیں۔

جہاں ہر طرف کمرہ بکھرا ہوا تھا۔ بیڈ کے پیچھے وال پر لگی ابیر علوی کی تصویر جہاں وہ نہایت چارمنگ دکھ رہا تھا۔

ایک نگاہ اس پر ڈالے وہ نگاہیں پھیر گئی۔

"اور اگر میں ایسا ناں کروں تو؟؟ کیا کرو گے تم؟؟؟" بھوری نگاہیں میں لاپرواہی سمیٹے وہ اترا کر بولتی ابیر کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"جانم تم یہ سوال پوچھنے کی کنڈیشن میں ہر گز بھی نہیں ہو کیونکہ اگر تم نے میری بات ماننے سے انکار کیا۔ تو آج کے بعد تمہارے منہ سے لفظ طلاق کبھی نکل نہیں پائے گا۔

کیونکہ ایک بار ہمارے رشتے کی تکمیل ہوئی تو پھر تم چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکو گی۔!

کندھے اچکاتے کہتا وہ اب بھاری قدموں سمیت اسکی جانب بڑھنے لگا۔ جیسے اسے اپنے ارادوں سے آگاہ کرنا چاہا ہو۔

عنایہ غیر محسوس انداز میں پیچھے ہوتی چلی گئی۔

تھوک نگلتے اسنے اپنی جانب بڑھتے ابیر کو دیکھا۔ جو آج اسے کسی بھی طور معاف کرنے یا چھوڑنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"آنٹی انکل پلیز سیو می۔ کوئی ہے۔"!

وہ اب پھرتی سے بھاگتے مین ڈور کی جانب بڑھی دونوں ہاتھوں سے دروازہ پیٹتے وہ اونچی آواز میں چلا رہی تھی۔

ابیر نے ناگواری سے کان کھجاتے اسکی پشت پر ایک نگاہ ڈالی۔

"ڈارلنگ کیوں چلا کر اپنا گلا خراب کر رہی ہو۔ گھر پر کوئی بھی نہیں۔ تمہارے انکل اور آنٹی تمہارے مام ڈیڈ کے گھر پر ہیں۔ ویسے بھی تمہیں لگتا ہے میں تمہیں بنا تیاری کے اٹھا کر لایا ہوں۔""""

عنایہ کی پشت پر رکتے اسنے ہاتھ اسکے پیٹ کے گرد سے لپیٹے اسے کھینچتے سینے سے لگایا۔ اسکے کان میں گھمبیرتا سے سرگوشی میں کہتے اپنے ہونٹ اسکی گردن پر ثبت کیے تھے۔

جس پر وہ کرنٹ کھاتی اس سے دور ہونے لگی۔ مگر اسکی گرفت سے نکلنا بلکل بھی آسان نہیں تھا۔

ابیر نے جھٹکے سے اسے کسی موم کی گڑیا کی طرح پوری طرح سے اپنے حصار میں لیا۔ جس کا حسین چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ چہرے پر پھیلی گھبراہٹ، بار بار ہونٹوں کو میچنے کے سبب گالوں میں ابھرتے گڑھے اسکے چہرے کو بے تحاشا حسین بنا رہے تھے۔

"تو پھر کیا ارادہ ہے وائفی۔ بیڈ پر چلیں۔! ایک ہاتھ اسکی کمر پر پھیلائے دوسرے سے اسکے بال پونی کی قید سے آزاد کرتے وہ کان کی لو کو ہونٹوں سے چھوتے معنی خیزی سے پوچھتا عنایہ کو زہر سے بھی برا لگا تھا۔

"تم اتنے گھٹیا ہو گے مجھے امید نہیں تھا ابیر علوی۔! اس سے دوری بنانے کے چکر میں اپنی دونوں ہتھیلیاں اسکے سینے پر ٹکائے سرپوری طرح سے پیچھے کرتے وہ بے خوفی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتے چلائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر نے ایک گہری نگاہ اسکے مدہوش کن سراپے پر دوڑائی۔

"اگر بیوی سے پیار کرنا گھٹیا پن ہے تو کیوں ناں آج پوری طرح سے گھٹیا پن کیا جائے۔؟"

شہد رنگ بے باک نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتے وہ پراسراریت سے بولتا اپنا ہاتھ عنایہ کے کوٹ پر رکھ گیا۔

جس پر وہ گھبراتے ہوئے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے اسے روک گئی۔

اسے لگا تھا کہ وہ ابیر علوی کو مات دے چکی ہے۔ مگر آج اسے اندازہ ہو چکا تھا ابیر علوی کو مات دینا بہت مشکل تھا مگر ناممکن نہیں۔!

Episode 30

مجنوں حیرت سے گردن موڑے درخت پر چڑھتی ایمی کو دیکھ رہا تھا۔ جو کسی ماہر کی طرح باآسانی سے درخت پر چڑھتے اب سامنے سے آتے گارڈز پر نشانہ باندھ چکی تھی۔

لمحوں کا کھیل تھا جب مجنوں (انیل علوی) کی آنکھوں کے سامنے فضا گولیوں اور چیخوں سے گونج اٹھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے سبھی گارڈز ایک کے بعد ایک ڈھیر ہوتے گئے۔

ایک آخری نشانہ لگاتی وہ مجنوں کو دیکھ پراسراریت سے مسکراتے نیچے کودی۔

گنز ویسے ہی ٹراؤزر کے نیچے سیٹ کرتے وہ اب چلتی مجنوں کے روبرو ہوتے ہاتھ سینے پر باندھ گئی۔

"اگر تمہارے پاس گنز تھیں تو پھر یہ ناٹک کیوں۔!

لہو چھلکاتی نگاہوں سمیت وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے پوچھ رہا تھا۔ جس پر وہ شہد رنگ نگاہوں والی حسینہ گہرہ ہنسی۔

"یہ سمجھ لو یہ تمہارا ٹیسٹ تھا جس میں تم کامیاب رہے۔! کندھے اچکاتے کہہ وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ گئی۔۔

مجنوں نے اسکے چہرے اور پھر اپنے کاندھے پر دھرے اس کے ہاتھ کی جانب دیکھا۔

"اوہہ تمہیں تو گولی لگی ہے۔!

گولی کے اثر کے سبب مجنوں کی بند ہوتی سرخ نگاہوں میں دیکھتے وہ معصومیت سے بولی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر مجنوں نے سپاٹ چہرے سے اسے گھورا۔

آنکھوں کے سامنے جیسے اندھیرا سا چھانے لگا تھا۔وجود سے چپٹی شرٹ سے نمایاں ہوتا اس کا کسرتی وجود ایمی کی گہری نگاہوں کی ضد میں تھا۔

جب ایک دم سے وہ لڑکھڑایا اس سے پہلے وہ گرتا ایمی تیزی سے اسکی طرف بڑھی۔

مجنوں کا ڈھلکتا سر اسکے شانے پر تھا۔

ناچاہتے ہوئے بھی ایمی کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔عجیب سی کیفیت کے زیر اثر اسنے گردن میں اسکی سلگتی سانسیں محسوس کرتے اسے پیچھے ہٹانا چاہا۔

جب دور سے آتے چھیما اور رنگیلا کو دیکھ اسنے شکر کا سانس بھرا۔

""""اٹھاؤ اسے گولی لگی ہے اس کو۔! "ہاتھ جھاڑتے بیزاری سے کہہ وہ آگے بڑھی تھی۔

رنگیلا اور چھیما مجنوں کو تھامے ایمی کے پیچھے چلنے لگے۔

"میڈم جی پولیس نے ریڈ ماردی ہے۔اور ساری لڑکیاں بھی جاتی رہی۔"""!

رنگیلا نے گھبراہٹ سے اسے سچ بتایا۔جس پر ایمی نے کوئی خاص ری ایکشن نہیں دیا۔

"دیکھ لیتے ہیں کیا ہوتا ہے فل حال اسے علاج کی ضرورت ہے۔"

سپاٹ لہجے میں کہتے وہ آگے بڑھی تھی۔رنگیلا نے چھیما کے دیکھنے پر کندھے اچکائے وہ اس رحم دلی سے کافی حیران بھی ہوئے تھے۔

ایک نگاہ بے ہوش مجنوں پر ڈالے اسے ساتھ ہی گھسیٹا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ڈیول تم بھول رہے ہو آج رات تمہیں باس کے پاس بھی جانا ہے۔؟"

پہاڑی کی ڈھلوان چڑھتے ڈیول کی پشت کو دیکھتے جین نے بکھرتی سانسوں سمیت اسے یاددہانی کروائی تھی۔

جو کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔جین کے حساب سے وہ لڑکی (حورین) صرف گھومنے کیلئے گئی ہوگی۔مگر ڈیول کا اس لڑکی کے لئے ایساری ایکشن اسے مشکوک ضرور لگا تھا۔۔

مگر فل وقت اسے ڈیول کو روکنا تھا۔

ڈیول بنا کوئی جواب دیے اس پہاڑی پر چڑھ رہا تھا۔۔جب سامنے سے میڈ آتی دکھائی دی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈیول کی بھوری آنکھوں میں غضب ناک سرخی امڈی۔ہاتھ کی مٹھی بھینچتے اپنے اندر کے حیوان پر قابو پانے کی سعی کرتے وہ ایک ہی جست میں اس میڈ تک پہنچا۔

"کس کی اجازت سے یہ حرکت کی تم نے؟؟""""

وہ دھیمے لہجے میں غراتا میڈ کی جان لبوں پر لے آیا تھا۔

جو خوف سے پوری کانپ رہی تھی۔

سسس سر وووہ میڈم۔!

شٹ اپ۔دفع ہو جاؤ یہاں سے۔آج کے بعد اس علاقے میں نظر آئی تو آئندہ کسی کو نظر نہیں آپاؤ گی۔!

برفیلے لہجے میں اسے حکم سناتا وہ اوپر کی طرف بڑھا۔جین کا چہرہ ایک دم سے پیلا پڑا تھا۔

کیونکہ وہ ڈیول سے پوچھے بنا ہی میڈ کو بلا۔چکا تھا۔اب اسکے ردعمل کا سوچتے ہی اسکا خوف دوگنا ہوا۔

نوباڈی لوز می آئی ہیٹ یُو بھائی۔!گہری دھند کی لپیٹ سے جکڑا وہ نازک ملائم سا وجود اس سفید اونی کوٹ میں ملبوس اسی دھند کا ایک حصّہ دِکھ رہی تھی،

اسکے الفاظ میں چھپا کرب اسکے پیچھے کھڑا وہ وخشی محسوس کر پایا تھا،

بھوری آنکھیں عجیب سے انداز میں سمٹی،

جب اسکا ایک قدم اٹھا،اس وہیل چیئر کے مزید قریب ہوا۔

وائے آر یُو کرائنگ۔"

وہ پوچھنا نہیں چاہتا تھا مگر الفاظ خود بخود سے ادا ہوئے تھے،اپنی بے اختیاری پر وہ چونکا ضرور مگر اگلے ہی لمحے وہ ساکت سا رہ گیا۔

جب نیلی آنکھوں میں آنسوں کا جہاں سموئے وہ پری وش ایک دم سے گردن موڑے اس عجیب سے لڑکے کو دیکھنے لگی،

بیکوز آئی ایم آریپ وکٹم۔اینڈ ایوری ون ہیٹس می آلاٹ۔!

اسکا سپید روئی جیسے دودھیا ہاتھ اسکے چہرے پر گھوم رہے تھے،

سامنے کھڑے اس شخص کی آنکھوں میں ایک پل کو حیرت ابھری اور پھر اگلے ہی پل وہ سپاٹ چہرے سے آگے بڑھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس پہاڑی کی اونچائی سے گرتی وہیل چیئر کو پیچھے سے تھاما۔

اہہہ۔!

رات کے پچھلے پہر دھند سے ڈھکے ان خاموش پہاڑوں میں حورین شاہ کی مدہم سی چیخ کے ساتھ ساتھ اسکی سانسوں کی دھک دھک کی پر نم میٹھی آواز اسکے پیچھے کھڑے اس وحشی کے فشار خون کو بڑھا گئی،

اپنے چوڑے سینے کو پھلائے اسنے فضا میں بکھری اس نازک وجود کی خوشبو میں گہرہ سانس بھرا،

ایک عجیب سا سرور تھا جو اسکی سانسوں سے سرائیت کرتا اسکی روح کو تازگی بخشنے لگا۔

اسنے وہیل چیئر کو مضبوطی سے پیچھے کھینچا،

اور جھٹکے سے اسکا رخ اپنی سمت کیا۔

تو تم مرنا کیوں چاہتی ہو۔؟ وہ ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکے قریب گھٹنہ ٹکائے جھکا۔

حورین اسکے چہرے کو دیکھ رہی تھی اسکی آنکھوں میں اسے دیکھ خوف نہیں تھا اور یہی بات اسکے روبرو بیٹھے ڈیول کو مسرور کن لگی،

ہمیں نکلنا ہے۔؟

اسکی بات ابھی جاری تھی جب پیچھے سے جین نے اسے یاد دلایا۔

ڈیول بنا اسے جواب دیے حورین کے حسین چہرے کو دیکھ رہا تھا،

گہری نیلی کانچ سی مسمرائز کرتی نگاہیں، تیکھی ستواں ناک، گلابی بھرے بھرے کپکپاتے ہونٹ۔ وہ سراپا حسن تھی، مگر اسکی خوشبو ڈیول کے حواسوں پر کسی نشے کی طرح چھائی تھی،

وہ آنکھیں بند کرکے اس سکون کو اپنی روح میں کافی دیر تک اتارنا چاہتا تھا،

تمہیں کس نے کہا کہ تم ریپ وکٹم ہو۔!؟""""

اسکی بہتی ناک دیکھ اسنے رومال حورین کو پیش کیا جسے بنا تھامے وہ اپنے سٹالر سے ناک صاف کرنے لگی،

حورین کے ذہن میں کچھ دن پہلے کا واقع لہرایا۔

"سب کہتے ہیں تو اس لیے میں بھی کہتی ہوں۔"

اسنے آنکھیں جھپکتے جواب دیا۔ کیونکہ یہ حقیقت اسے پل پل مار رہی تھی۔

اسکی ذہنی حالت کو تباہ و برباد کررہی تھی یہ تلخ حقیقت۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اب بھی خود کو اسی جگہ اسی تکلیف میں گھرا محسوس کر رہی تھی۔ جب اگلے ہی لمحے خود کو اس وہیل چیئر سے اونچا محسوس کرتے حورین کی آنکھیں پھیلی،

اسنے سہارے کے لیے ڈیول کے کوٹ کو آگے سے مٹھی میں دبوچا،

تو ناچاہتے ہوئے بھی ڈیول کے ہونٹوں پر ایک بھولی بھٹکی زندگی کی پہلی مسکان ابھری۔

تم کہاں لے جا رہے ہو مجھے۔"؟"

وہ حیرت مگر تجسس سے بنا ڈرے پوچھنے لگی،

جیسے وہ خود بھی یہاں سے بھاگنا چاہ رہی ہو۔ مگر کیسے اسکا جواب وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

وہ لڑکا اسے کیوں بچا رہا تھا اور سب سے بڑھ کر حورین شاہ کو اسکی آنکھوں اسکے وجود سے خوف کیوں محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

اسکا ننھا سا ذہن یہ سب سوچنے سے مفلوج ہو چکا تھا اس وقت۔"؛

جہاں تمہیں تنگ کرنے والا کوئی ناں ہو، تم آزاد رہو گی اپنی مرضی سے۔"؟"

وہ اسے بچوں کی طرح پچکار رہا تھا اور حورین شاہ روتے سے مسکرائی۔

مگر وہ انجان تھی کہ اسکی یہ آزادی کسی کے جنون کسی کے عشق کے نام ہونے والی تھی،

وہ اس جنونیت بھرے حصار میں جکڑ رہی تھی جہاں سے نکلنا صرف موت کے بعد ممکن تھا۔

ڈیول اس مومی گڑیا کو اپنی بانہوں میں بھرے واپسی کیلئے مڑا۔

اگر وہ تھوڑی سی بھی دیر کر دیتا تو شاید وہ ساری عمر اپنے آپ کو معاف ناں کر پاتا۔

اسکے اٹھتے ہر قدم میں استحکام تھا۔

وہ ایسے اسے بھینچ رہا تھا جیسے ڈر ہو کہ کوئی اسے چھین ناں لے۔!

مگر اسکی آنکھوں میں جھلکتی جنونیت پاس کھڑے جین کو ششدر سی کر گئی تھی۔

وہ ڈیول کی آنکھوں میں وہ پاگل پن دیکھ رہا تھا۔ جو وہ اسے دوسروں کو مارتے وقت بھی نہیں دکھا تھا۔

اس سے آگے کا سوچنا ہی اسکے پاگل ہونے کے مترادف تھا۔

جبھی اس شیر کی چوڑی پشت پر نگاہیں ڈالے وہ اوپر آسمان کو دیکھ کندھے اچکا گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کہاں جارہے ہو تم عائش۔؟ہوش کرو کچھ۔کہاں ڈھونڈتے پھرو گے اسے؟؟باہر مہمان اکٹھے ہوئے ہیں
۔!"

روز جو اسکے پیچھے ہی کمرے میں آئی تھی اب بیٹے کو اس قدر غصے میں وہ بھی پہلی بار دیکھ روز نے اسے بازو سے تھاما
تھا۔

سوہا بھی سہمی ہوئی سی دروازے کے بیچ کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

"نو ماما وہ لڑکی میری عزت کے ساتھ کھیل کر گئی ہے اسے تو نہیں چھوڑنے والا میں۔! "

سرد نگاہوں سے ماں کو دیکھتا وہ سر مسلسل نفی میں ہلاتے اپنا حتمی فیصلہ سنا گیا۔

اس سے پہلے کہ وہ باہر جاتا سوہا اسکے راستے میں حائل ہوئی تھی۔

"دیکھو عائش تم اس طرح سے نہیں جاسکتے ہو۔باہر مہمان جمع ہیں اور اب تو مولوی صاحب بھی دولہن کا پوچھ
رہے ہیں۔!

ایک چور نگاہ روز پر ڈالے وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگی۔جس سفید چہرہ حد درجہ سرخ ہو چکا تھا۔

وہیں پیچھے کھڑی روز سوہا کو پرسوچ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں قائروں کی طرح یہ سب ہوتا دیکھتا رہوں گا۔میرے ڈیڈ کی عزت کا سوال ہے سوہا۔اور
عمایہ علوی زمین کے کسی بھی کونے میں ہوئی آج اسے کوئی بھی نہیں بچا سکے گا مجھ سے۔!

وحشت ناک لہجے میں دہاڑتے وہ سرد مہری سے بولا تھا۔

اسکا یہ روپ سوہا پہلی بار دیکھ رہی تھی ورنہ اسکے لئے تو وہ ایک خوش مزاج نرم طبع کا مرد تھا۔

"بیٹا بات سمجھو۔اگر تم چلے بھی گئے تو اتنی جلدی اسے کیسے ڈھونڈو گے۔اور اوپر سے تمہارے ڈیڈ اور پھپھو
سب کو علم ہو جائے گا۔

بہتر یہی ہے کہ ابھی تم نکاح کر لو۔عمایہ کو بعد میں ڈھونڈ لیا جائے گا۔"

نگاہیں چراتے ہوئے کہتی وہ عائش کو شاکڈ کر گئی۔

مگر مام عمایہ یہاں نہیں تو نکاح کس سے ہو گا۔؟

وہ بے چینی سے بولا تو روز نے بے ساختہ ہی سوہا کو دیکھا جس کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔

"سوہا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

روز کے کہنے پر وہ حیرت سے سوہا کو دیکھنے لگا جو خود بھی حیرانگی سے روز کو دیکھ رہی تھی۔

یہ بات الگ تھی کہ ایسا سب کچھ وہ تصور کر چکی تھی۔

"میں جانتی ہوں کہ سوہا کبھی انکار نہیں کرے گی اور۔!

"نو وے مام سوچ بھی کیسے لیا آپ نے کہ میں ایسا کچھ کروں گا۔!

دوٹوک لہجے میں انکار کرتے وہ حیرانگی سے ماں کو دیکھنے لگا جیسے اس چیز کی ہرگز امید ناں ہو۔!

"عائش میرے بچے سچویشن۔!

"مام میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ عمایہ علوی کا نام میرے نام کے ساتھ منسوب ہو چکا ہے۔اور ایک غیرت مند مرد اپنے نام سے جڑی عورت کو مر کر بھی نہیں چھوڑتا۔"

گہرے لہجے میں کہتا وہ اپنی مام کو دیکھتا ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولا۔

روز کی زبان جیسے تالو سے چپک گئی تھی۔وہ کچھ بھی مزید بولنے کے قابل نہیں رہی۔

عائش بنا ایک نگاہ کسی پر بھی ڈالے بھاگتے ہوئے باہر کی طرف بڑھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"میڈم جی ایسے تو زہر پھیل جائے گا۔رنگ دیکھیں اسکا پورا چہرہ پیلا ہو چکا ہے۔!

گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھا رنگیلا مجنوں کی بگڑتی حالت دیکھ تفتیش کے عالم میں بڑبڑایا۔

چھیمانے مر رسے ہی اسے آنکھیں نکالی تھی۔کیونکے اسے پورا شک تھا کہ اس حملے کے پیچھے کہیں ناں کہیں مجنوں کا ہاتھ ہے۔!

"ڈاکٹر کے پاس نہیں جاسکتے ہم۔جو بھی کرنا ہے ہمیں ہی کرنا ہے ۔!"

ماتھا مسلتے وہ اب حقیقت میں مجنوں کے لیے فکرمند ہوئی تھی۔

کیونکہ یہ گولی اسے ایمی کا دفاع کرتے ہوئے ہی لگی تھی۔

"ایک کام کرو گاڑی روکو۔!ایک سنسان جھونپڑی پر نگاہ پڑتے ہی ایمی نے حکمیہ کہا تو چھیمانے چاروناچار گاڑی روک دی۔

نکالو اسے۔ "

جھونپڑی کی طرف رخ کرتے ایمی نے ان دونوں کو حکمیہ کہا اور خود اس جھونپڑی کی طرف بڑھ گئی۔

لکڑی سے بنے چھوٹے سے دروازے کو کھول وہ اندر داخل ہوئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جھونپڑی بہت اچھی حالت میں نہیں تھی، جگہ جگہ سے سوراخ ہو چکے تھے اور تو اور اوپر چھت تک موجود نہیں تھا۔

مگر اینٹوں کے بنے چھوٹے سے بستر کو دیکھ وہ باہر نکلی اور ہاتھ کے اشارے سے مجنوں کو اندر لانے کا حکم دیا۔

رنگیلا لکڑیاں اکٹھی کر کے لاؤ۔" رنگیلا کو حکم دیتے وہ مجنوں کو الٹا لٹائے اسکے شرٹ سے رستے خون کو دیکھنے لگی۔

کچھ عجیب سا احساس ہوا تھا جیسے یہ خون یہ درد وہ اپنے اندر محسوس کر رہی ہو۔ماتھے پر شکنیں نمایاں ہوئی تھی۔

ایمی کا ایک ہاتھ مجنوں کے کاندھے پر تھا اور دوسرا اسکے ہاتھ پر۔"

وہ کرنٹ کھاتے اٹھی۔تو چھیما نے حیرت سے اسے دیکھا۔

میڈم جی لکڑیاں۔!"

"ہمم آگ جلا دو۔" بے تاثر نگاہوں سمیت حکم دیتی وہ اپنا خنجر نکال گئی۔

"چھیما گولی نکال لو گے۔!' ایمی نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میڈم جی مارنا آتا ہے آج تک نکالی کسی کی نہیں۔!

سر جھکائے وہ انکار کر گیا۔جس پر ایمی خود ہی رنگیلا کی جلائی ہوئی آگ کی طرف بڑھی۔اور خنجر اس پر رکھا۔

اگلے بیس منٹ تک وہ مجنوں کی گولی نکال چکے تھے۔

گاڑی میں ڈالو اسے۔اور جلد سے جلد محفوظ ٹھکانے پہنچو۔!

خون سے بھرے اپنے خنجر کو دیکھتی وہ سرد پن سے بولی۔

✧✧✧✧✧✧✧

"پیشنٹ کی حالت بہت کریٹیکل ہوتی جا رہی ہے۔ماں اور بچے دونوں کا بچ پانا بہت مشکل ہے ڈاکٹر۔!"

"ڈاکٹر ہمیں بے بی کو سیو کرنا ہے ریمبراٹ"

ڈاکٹر نے عجلت بھرے انداز میں کہتے ماہا کو سنبھالنا چاہا تھا۔

جس میں شاید گنتی کی کچھ سانسیں بچی تھی۔

""""نرس بلڈ کا ارینج کریں ارجینٹ۔!"

سارے ٹیسٹس مکمل کرنے سے پہلے ہی ڈاکٹر نے نرس کو مخاطب کیا۔مگر ڈاکٹر باہر ان کے ہزبینڈ ہیں اور وہ بہت چلا رہے ہیں کہ اگر ان کی وائف کو کچھ ہوا تو اچھا نہیں ہو گا۔!

نرس نے ڈرتے ڈرتے ساری بات بتائی اور باہر جانے سے انکار کر دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر ڈاکٹر جینیفر نے ڈاکٹر ماریا کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔

"ہی از تبریز شیرازی۔؟؟""ڈاکٹر جینیفر نے اپنا سوال دہرایا۔

بزنس کی فیلڈ میں اپنا نام کمانے والا وہ پہلا پاکستانی تھا جو بیرونِ ملک ایوارڈ کیلئے چنا گیا تھا۔

اسے تو بچہ بچہ جانتا تھا۔اور یہاں اسکا پاگل پن سن۔اور ڈاکٹر ماریا کے تاثرات سے ڈاکٹر کو اندازہ ہو چکا تھا۔

کہ کچھ ناں کچھ گڑ بڑ ضرور ہے۔۔

""یس ڈاکٹر۔!"ڈاکٹر ماریا نے تھوک نگلتے ہاں کہا۔

نرس بلڈ لاؤ کو نکلی۔اور آپ ڈاکٹر میرے ساتھ باہر چلیں۔!

کڑے تیوروں سے اسے گھورتے ڈاکٹر باہر بڑھی تھی۔

جہاں پاگلوں کی طرح چکر کاٹتا وہ بکھرے حلیے والا تبریز شیرازی تو نہیں لگ رہا تھا۔

"مسٹر شیرازی" ۔

ڈاکٹر کے پکارنے پر ایکدم سے پلٹا۔

"آپ کی مسز کا کیس بہت کومپلیکیٹڈ ہے۔ہم ماں اور بچے میں سے کسی ایک کو ہی بچا سکتے ہیں۔"!

ڈاکٹر جینیفر اسکے چہرے کو جانچ رہی تھیں۔

جو کسی پاگل کی طرح زرد چہرے سمیت ہونقوں کی طرح منہ کھولے ڈاکٹر ماریا کو دیکھنے لگا۔

"یی یہ کیسے ہو سکتا ہے ڈاکٹر۔ہم پراپر لی ٹریٹمنٹ کرواتے رہے ہیں زور ڈاکٹر ماریا نے تو کہا تھا کہ کوئی بھی کومپلیکیشنز نہیں۔!"

تبریز کا سر بری طرح سے چکرانے لگا تھا اتنا بڑا انکشاف اور یہ بھیانک سچ اسے بہت شدید جھٹکا لگا تھا۔

"ڈاکٹر ماریا نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

"ماہا خود نہیں چاہتی تھی کہ یہ سچائی آپ جانیں۔اور وہ بہت پہلے ہی اپنا فیصلہ لے چکی تھی کہ اگر حالات ایسے ہی پیچیدہ ہوئے تو ہمیں ان کے بچے کو بچانا ہے۔"!

ڈاکٹر ماریا نے مختصراً تبریز کو آگاہ کیا۔

جو بے ساختہ ہی لڑکھڑایا تھا۔

قدم ایک دم سے تھم سے گئے۔اور دماغ جیسے معاوف ہو گیا ہو۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

Episode 31

"ڈاکٹر مجھے میری وائف چاہیے آپ کسی بھی حالت میں اسے بچائیں۔! لہو ہوتی نگاہوں سے وہ مضبوط مرد اندر سے شکستہ ہو چکی حالت سمیت بمشکل سے اپنے درد کو چھپائے بولا تھا۔

وہ اولاد کا خسارہ کو سہہ سکتا تھا مگر ماہا تبریز شیرازی کا خسارہ اسے قطعی قبول نہیں تھا۔

"مگر آپ کی وائف آلریڈی پیپرز سائن کر چکی ہیں۔"!

ڈاکٹر ماریا کی انکشاف پر ڈاکٹر جینیفر اور تبریز دونوں ہی بے یقینی سے ڈاکٹر کو دیکھتے رہ گئے۔

"آر یو سیئریس ڈاکٹر۔ یہ کیسا ہاسپٹل ہے۔ جہاں ہزبینڈ کے علم میں لائے بغیر ہی اسکی وائف کو بہلا پھسلا کر ایسے کام کیے جا رہے ہیں۔!

میں تو یہاں اس لئے آیا تھا کہ آپ ایک مسلم ویمن ہیں مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ اتنی تنگ ذہنیت کی مالک ہونگی۔ اگر میری وائف کو کچھ بھی ہوا تو یاد رکھنا۔

اس ہاسپٹل کا نقشہ ناں بگاڑ دیا تو میرا نام بھی تبریز شیرازی نہیں۔"!

میرب جو نوافل ادا کر کے وہاں آئی ہی تھی بیٹے کو یوں بلند آواز میں ڈاکٹرز سے الجھتا دیکھ گھبراہٹ بڑھی تھی۔

ایک نگاہ اطراف پر ڈالی جہاں لوگ اس بپھرے ہوئے جوان کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

"مسٹر شیرازی کالم ڈاؤن پلیز۔ میں یقین دلاتی ہوں کہ آپ کی وائف کو کچھ نہیں ہو گا۔ پلیز گیو می ون چانس ۔"

ڈاکٹر جینیفر ہاسپٹل کی اونر تھیں۔ اور تبریز شیرازی کی طاقت سے بخوبی واقف بھی۔ انہیں غصہ ڈاکٹر ماریا پر تھا جو نو ماہ سے اس کیس کو ہینڈل کر رہی تھیں۔ مگر ایک بھی بار ان سے ذکر کرنا گنوارہ نہیں کیا۔

""""ڈاکٹر چلیں میرے ساتھ۔ فوری آپریٹ کرنا ہو گا۔"""!

ڈاکٹر جینیفر سرد نگاہوں سے ڈاکٹر ماریا کو گھورتے ہوئے کہتی آپریشن روم کی طرف جانے لگی۔

"ایکسکیوزمی ڈاکٹر۔۔ اگر یہ ڈاکٹر میری وائف کے نزدیک گئی تو آئی سویر بہت برا ہو گا۔ نکالیں انہیں ابھی یہاں سے۔!

نہایت بدتمیزی سے کہتا وہ کاٹ دار غصیلی نگاہوں سے ڈاکٹر ماریا کے کانپتے وجود کو دیکھتا نفرت سے رخ بدل گیا۔

"ڈاکٹر ماریا آپ جائیں کل بات ہو گی یو مے لیو ناؤ۔! ڈاکٹر ماریا کو آنکھوں کے اشارے سے وہاں سے جانے کا کہہ وہ ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اس ضدی شخص کو دیکھ تاسف سے سر جھٹکتے روم کی جانب بڑھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"یہاں سے بھی کلین کرو سب جلدی سے۔! صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا وہ فرش سے کانچ کے ٹکڑے اٹھاتی۔عنایہ کاظمی کو دیکھ سرشاری سے بولا۔

عنایہ کی بھوری آنکھوں میں سنجیدگی در آئی۔

خود پر ضبط کرتی وہ کڑے دل سے ابیر علوی کا روم سمیت رہی تھی۔

اتنی بے بسی کا احساس تو اسے آج تک نہیں ہوا تھا جتنا اس وقت ہو رہا تھا۔مگر وہ جانتی تھی ابیر علوی اس سے بدلہ لینے کے لئے کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔

جبھی وہ اسکا دھیان کسی اور طرف جائے اس سے پہلے ہی یہ روم صاف کر کے جان چھڑا دینا چاہ رہی تھی۔

"تقریباً دس منٹ میں سارا کمرہ بلکل صاف اور پہلی حالت میں واپس آ چکا تھا۔

ابیر علوی کی شہد رنگ نگاہیں عنایہ کاظمی کے وجود پر ٹکی تھی۔

اسکی ایک ایک حرکت کا وہ گہری نظروں سے مشاہدہ کر رہا تھا۔

شاید ایک ڈر بھی تھا کہ کہیں وہ پھر سے کچھ نیا ناں کر دے۔"

بیڈ پر ہینگرز میں ڈالے اسکے ڈریسز کو اٹھائے وہ ایک وارڈوب کی جانب بڑھی تھی۔

وارڈوب کھولتے ہی اسکا منہ شاک کے مارے کھل سا گیا۔

گردن موڑے وہ موبائل فون پر کسی کی کال سنتے ابیر علوی کو کڑے تیوروں سے گھورنے لگی۔

دانت پیستے سامنے پہلے سے ہی ہینگ کوٹ میں موجود اپنا بریسلیٹ نکالا جو کہ پہلے ہی باہر لٹک رہا تھا۔

کپڑے ٹھونسنے کے انداز میں رکھتی وہ شیرنی بنی پلٹی۔

"واٹ دی ہیل۔میرے بریسلیٹ کیا کر رہا ہے تمہارے پاس۔؟ '

غصے سے سرخ چہرہ لئے وہ ابیر پر چلائی تھی۔جو ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے پر سکون سے انداز میں بیٹھا تھا۔

"کیا بہت خاص ہے یہ بریسلیٹ۔؟ وہ جانتا تو پہلے سے ہی تھا مگر جان بوجھ کر انجان بنتے پوچھا۔

عنایہ استہزائیہ ہنسی "تمہیں بتانا ضروری نہیں۔"

دوٹوک لہجے میں بدتمیزی سے کہتی وہ ایک ادا سے اپنے بال جھٹکتے کوٹ کو ٹشو سے صاف کرنے لگی۔۔

ابیر نے سرد نگاہوں سے اس ضدی خودسر لڑکی کو گھورا۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عنایہ ابیر علوی۔ سوچ سمجھ کر بولا کرو۔ مجھے اونچی آواز میں بات کرنے والی اور بے وجہ زبان چلانے والی عورتیں سخت ناپسند ہیں۔!

برفیلے لہجے میں کہتے وہ ایک دم سے صوفے سے اٹھا۔ عنایہ کی کہنی سے دبوچتے اسے اپنے نزدیک کرتے وارن کرنے والے انداز میں کہا۔

"کیوں تمہیں اتنی آگ کیوں لگ رہی ہے۔؟ جس مرضی نے دیا ہو، اور ویسے بھی یہ بدتمیز لڑکی تو تمہیں شروع دن سے ہی سخت ناپسند تھی کیا ہوا۔؟ ارادہ بدل گیا۔؟ یا پھر نیت ۔!

وہ عنایہ کاظمی تھی۔ اگر ابیر علوی یہ سوچ رہا تھا کہ وہ اسے خاموش کروا سکتا ہے تو یہ اسکی بہت بڑی بھول تھی۔

"ابیر نے داہنی ائبرو اچکائی۔ ہلکی ہلکی بئیرڈ میں شفاف رنگت تیکھے نقوش میں وہ کافی زیادہ حسین لگ رہا تھا اوپر سے حواسوں پر چھا جانے والی اسکی مہک۔ یقیناً کوئی بھی لڑکی اسکے سحر میں جکڑ جاتی۔

مگر سامنے کوئی بھی لڑکی نہیں عنایہ کاظمی کھڑی تھی۔

جس کیلیئے کسی کا حسن نہیں اپنا حسن ہی کافی تھا۔ وہ کمزور دل اور جذبات نہیں رکھتی تھی۔ اور ناں ہی اپنے احساسات آنکھوں میں لے کر گھومنے والی تھی۔

وہ ایک نڈر بے باک حالات اور معاشرہ کا مقابلہ کرنے والی ایک سخت جان لڑکی تھی۔

"ارادہ تو اسی دن بدل گیا تھا جب تم خود سے جھوم کر میری بانہوں میں گری تھی۔ اور پھر میرے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی۔!

نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبائے وہ اسکی باتوں کو سرے سے نظر انداز کرتے ایک جھٹکے میں اسے نزدیک کرتا ایک ہاتھ اسکی نازک کمر میں حائل کیے اسے سینے میں بھینچنے کے سے انداز میں چھپاتا مخمور لہجے میں بولا۔

"چھوڑو مجھے ایڈیٹ ۔!

لال بھبھوکا چہرے سمیت وہ الجھن سے اسکی نزدیکی پر چلائی۔

"آگے تو سن لو کیا ہوا تھا۔!

ابیر نے گردن پیچھے کرتے ڈائریکٹ اسکے بھورے نشیلے نین کٹوروں میں جھانکتے ہوئے اصرار کیا۔

وہ جانتا تھا عنایہ جان چھڑا رہی ہے مگر وہ جان چھوڑ دے یہ کیسے ممکن تھا۔

"پھر تم نے مجھے یہاں۔ انگلی ماتھے پر رکھے وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر گویا ہوا۔

"یہاں کس کیا پہلے، پھر یہاں یہ کہہ کر کہ میری ناک کافی ہینڈ سم ہے۔"

ناک پر انگلی رکھتے وہ دیدہ دلیری سے جھوٹ بولتا عنایہ کو شاکڈ کر گیا۔بے یقینی سے گردن نفی میں ہلاتے وہ حقیقتاً اسکی باتوں میں آچکی تھی۔

"جھوٹ جھوٹ مت بولو میں ایسا ویسا کچھ نہیں کر سکتی۔!

لڑکھڑاتی آواز میں بمشکل سے اپنا کمزور دفاع کیا۔

"تم چاہے مانو یا پھر یا ناں مانو سچ تو کبھی جھٹلایا نہیں جا سکتا ناں۔"

اور سچ یہی ہے کہ تم نے اپنے ان پیارے پیارے ہونٹوں سے مجھے چوما ہے۔"

"شٹ اپ یو چیپ مین۔!

بلبلا کر اسکی بے باکی پر اپنی پلیز زور سے اسکے سفید پیر پر مارتے وہ جھٹ سے پیچھے ہوئی تھی۔

اس اچانک حملے پر ابیر بے ساختہ ہی چیختا ایک قدم پیچھے ہوا۔

پیر کی دو انگلیوں پر آئی سرخی دیکھ اسنے خونخوار نگاہوں سمیت عنایہ کو گھورا۔

"تم ایک دن میں سدھرنے والی نہیں ہو،اب تمہیں سدھارنے کا ٹھیکہ اٹھایا ہے تو تاعمر یہ فریضہ میں خندہ پیشانی سے سر کروں گا۔ چلو میرے ساتھ۔!

ایک ایک لفظ پر زور دیتے وہ اسے بازو سے تھامتا اپنے ساتھ گھسیٹتے لے جانے لگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ڈیلیوری کب تک کی تھی۔!"""وہ لوگ محفوظ ٹھکانے پر پہنچ چکے تھے۔

مجنوں بے ہوشی کی حالت میں ایک کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔اور اب رنگیلا اور چھیما ایمی کو صورتحال سے آگاہ کر رہے تھے۔

اگر لڑکیاں واپس ناں لائی جاتی تو انہیں دس کروڑ کا نقصان ہونا تھا جو کہ باس کے لیے ایک شدید جھٹکا ثابت ہوتا کیونکہ یہ نقصان ایمی کی موجودگی میں اور پہلی بار اس قدر بڑا نقصان ہوا تھا۔

"میڈم جی ڈیلیوری میں دو دن ہیں مگر لڑکیاں کافی زیادہ تھی۔ہم اتنی لڑکیوں کا بندوست نہیں کر سکتے۔!"

رنگیلا حقیقتاً پریشان ہوا تھا۔پولیس کی اتنی بڑی ریٹ اور اس میں اتنی شاندار کامیابی کے پیچھے ضرور ان کے ہی کسی آدمی کا ہاتھ تھا جو پوری طرح سے پولیس کا سپورٹ بنا ہوا تھا۔

"ہمم کتنی لڑکیاں تھی۔!پیشانی مسلتے پوچھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میڈم جی پچاس تھی۔!

"واٹ۔' اتنی زیادہ لڑکیاں اور تم لوگوں نے کیا پہلے کبھی یہ کام نہیں کیا جو اتنی بڑی بھول ہوئی تم سب سے۔!

ایمی چلائی تھی۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ پچاس لڑکیاں ایک ساتھ پولیس لے اڑی تھی اور دو دن میں اتنی لڑکیوں کا بندوست کرنا انتہائی ناممکن تھا۔

"مجھے مجنوں پر شک ہے میڈم جی۔جب سے یہ آیا ہے تب سے ہی یہ سب ہو رہا ہے۔!

چھیما نے انتہائی سوچ بچار کر اپنی رائے پیش کی۔

جس پر ایمی کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

"آر یو میڈ چھیما۔وہ میرے ساتھ تھا پھر کیسے کر سکتا ہے وہ یہ سب۔اور سب سے بڑی بات۔اگر وہ پولیس کا آدمی ہوتا تو کبھی مجھے بچانے کے لئے گولی ناں کھاتا۔!

سر نفی میں ہلاتے اسنے جینز سے سگریٹ کی ڈبی نکالی۔

حالات جب بھی اسکے لئے مشکلات لائے تھے ان ڈھیریوں کے سہارے ہی وہ اپنا ذہن پر سکون رکھتی آئی تھی۔

سیاہ آنکھوں میں ناگواری سمیٹے وہ صوفے پر۔مردوں کی طرح پھیل کر بیٹھی اس حسین مگر عجیب سی لڑکی کو دیکھتا گہری سانس بھرتے رہ گیا۔

دل نے جب جب اسکی طرف قدم اُٹھانے کا مشورہ دیا تھا تب تب اسکی کوئی ناں کوئی بری عادت سامنے آئی تھی۔

اور چھوٹے بالوں والی لڑکیاں اور سگریٹ انیل علوی کو کس قدر زہر لگتے تھے یہ ان کی ساری فیملی اچھے سے جانتی تھی۔

"کس کا فون تھا۔؟؟" رنگیلا جو کسی کی کال سننے ایک دم سے کمرے سے نکلا تھا۔اسکے واپس آنے پر اسکا اترا ہوا چہرہ دیکھ ایمی نے مشکوک انداز میں پوچھا۔

"شکور کا فون تھا۔وہ بھی ہماری طرح ہی دھندہ کرتا ہے لڑکیوں اور چرس کا۔مگر کسی بات پر ان بن کے بعد وہ ہمارے ساتھ کام کرنا چھوڑ گیا تھا۔"

ایمی نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے سگریٹ کا کش لگایا۔

"تو۔اب کیوں کال کی تھی اس نے۔؟ "

حالات ایسے بن چکے تھے کہ اسے رنگیلا اور چھیما جیسوں سے بات کرنا پڑ رہی تھی ورنہ وہ آج تک کسی کی مدد تو کیا کسی کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنا تک گنوارہ ناں سمجھتی تھی۔

"اسکے پاس تیس لڑکیاں موجود ہیں۔وہ کہہ رہا تھا کہ دام اسکی مرضی کے دیں گے تو وہ ہمیں آج رات ہی لڑکیاں دے دے گا۔!

اسکی بات پر جہاں کمرے کے دروازے کے قریب کھڑا مجنوں چونکا تھا۔

وہی ایمی گہرہ مسکرائی۔

"ڈیل ڈن کرو بلاؤ اسے۔میں خود بات کروں گی اس سے۔!

پر سوچ سے انداز میں کہتے وہ ایک آخری کش لگاتی سگریٹ پیروں تلے مسلتی باہر کو نکلی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اپنے باپ اور پھپھو کی فکر مند سوالیہ نگاہوں سے اپنی نگاہیں چراتا وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا باہر کی طرف نکلا تھا۔

فنکشن پوسٹ پونڈ کر دیا گیا تھا ایک گھنٹے تک کیلئے کیونکہ عائش اپنی دولہن کو سیلون سے لینے جا رہا تھا اور ایسا عائش اور روز کا کہنا تھا۔

نیویارک میں موجود انزک اور رافع کے عزیز و اقارب اور دوست وغیرہ جو بڑی خوشی سے اس تقریب میں شریک ہوئے تھے۔

اب سبھی کی زبانوں میں طرح طرح کی باتیں تھی۔

لوگوں کی چہم گوئیاں سنتی الایہ ایک کونے میں کھڑے اذلان کے پاس گئی۔

جس کی شکستہ سی کیفیت دیکھ وہ اندر ہی اندر گھٹی تھی۔

اپنی بیٹی کو لے کر خود کسی دوسرے کے گھر جا کر اسکے نکاح کی منت کرنا ایک باپ کیلئے کس قدر تکلیف دہ عمل تھا الایہ بخوبی واقف تھی اس بات سے۔

اور اذلان تو اس سے ہو کر گزرا تھا۔

"اذلان مجھے نہیں لگتا کہ سب کچھ ٹھیک ہے۔!

مضبوطی سے اسکا بازو تھامے وہ گھٹی گھٹی آواز میں بولی۔

"کچھ ٹھیک ہے بھی نہیں الایہ۔عمایہ بھاگ گئی ہے اسی لیے تو عائش اسے ڈھونڈنے گیا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سرخ ہو رہی نگاہوں سے اپنی بیوی کو دیکھتے وہ کتنے کرب سے بولا تھا یہ کرب اسکی بیوی اسکی آنکھوں میں دیکھ چکی تھی۔

ایک دم سے لڑکھڑاتے قدموں سمیت وہ اسکے ساتھ لگی۔ شرٹ کو مٹھی میں دبوچ چکی تھی۔

"کاش امبر کی جگہ یہ مر جاتی تو آج ہمیں یہ دن ناں دیکھنا پڑتا۔!"

تلخ آواز میں کہتی وہ بے دردی سے گالوں پر گرتے آنسوں رگڑنے لگی۔

کس طرح سے اپنے بھائی سے نگاہیں ملاتی یہ سوچ ہی اسے شرمندہ کر رہی تھی۔

کبھی کبھار ماں باپ کا غلط فیصلہ اولاد کو غلط قدم اُٹھانے پر مجبور کر دیتا ہے۔

اور یہاں عمایہ اپنے ماں باپ کو غلط سمجھ رہی تھی۔

ماں کی بتائی ہر بات پر سچائی حتیٰ کہ حمدان کی طرف سے قبولا گیا اعتراف جو ابیر علوی نے ایک ویڈیو کی صورت عمایہ کو اس لڑکے کی اصل شکل دکھانے کیلئے بنا کر بھیجا تھا۔

کوئی بھی چیز اسکے ذہن پر سوار جنون کو ختم نہیں کر پایا تھا۔

مرد چاہے جتنا مرضی اچھا ہو۔ جب وہ شوہر بن جاتا ہے اسکی مذاق میں کہی گئی بات بھی بیوی کو طنز لگتی ہے۔ اور یہاں عمایہ اذلان علوی اپنے ماں باپ کے بعد اپنے ہونے والے شوہر کو بھی خود سے جی بھر کر بدگمان کر چکی تھی

۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"اب تک تو عنایہ کو آجانا چاہیے تھا۔!" بڑھتے وقت کے ساتھ ساتھ ویام کی بیٹی کیلئے پریشانی بھی بڑھتی جا رہی تھی۔

امن حیا، وریام نیناں، ویام عیناں، مظہر صاحب اور کنزہ بیگم سبھی اس وقت وریام کے کمرے میں اپنی اپنی نشست پر براجمان تھے۔

جہاں مظہر صاحب اور کنزہ بیگم اپنے بیٹے ریحان کی خواہش پر نکاح مایوں پر رکھنے کے لیے رضامندی لینے آئے تھے اور امن اور حیا بیٹے کی طرف سے معذرت کرنے۔ مگر دونوں فیملیز ایک دوسرے کی موجودگی میں کوئی بھی بات کرنے سے درگزر کر رہے تھے۔

بھائی وقت تو کافی ہو چکا ہے کیوں ناں آج یہی بستر لگا کر سو یا جائے۔!

وریام جو اپنا چشمہ صاف کرتے گھمبیر لہجے میں پوچھ رہا تھا اسکی بات میں چھپے طنز پر سبھی شرمندہ ہوئے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ارے اگر ہم یہاں سو گئے تو پھر آپ کے داماد کو کون سلائے گا جو ہمارے انتظار میں بیٹھا ہے۔!

کنزہ بیگم نے مسکرا کر کہا تو ویام اور عیناں نے سوالیہ نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں تو بلا جھجک کہیں۔!

عیناں نے نرمی سے کہا جس پر کنزہ بیگم کو تسلی ہوئی تھی۔

"دراصل ریحان چاہ رہا ہے کہ ہم پرسوں مہندی پر ہی نکاح کی رسم ادا کر دیں۔اگر آپ کو کوئی اعتراز نہیں ہو تو۔!"

کنزہ بیگم نے گھبراتے ہوئے کہا تھا کیونکہ ایک دم اچانک سے یہ نئی ڈیمانڈ تھی۔

"ہم نے بیٹی آپ کو دے دی ہے۔ تو پھر نکاح پرسوں ہو یا پھر بارات والے دن ہمیں کیا اعتراز ہو سکتا ہے۔اور یہاں ہماری چھوٹی شہزادی کے سسرال والے بھی اب اسی لئے ہی خاضر ہوئے ہونگے۔!

وریام نے مسکرا کر رسان سے کہتے گویا اجازت دے دی تھی ویام کچھ بھی کہہ نہیں سکا تھا باپ کی مرضی کے آگے وہ کیا کہہ سکتا تھا۔

مگر وریام جو کہ ابیر والے معاملے سے یکسر انجان تھا۔اب اسی طرف اسے جاتا دیکھ ویام گھبرایا۔

"ڈیڈ اس بارے میں ہم بعد میں ڈسکس کر لیتے ہیں۔!

ویام کے تنبیہی لہجے پر حیا جو خود بھی انہیں روکنے والی تھی امن نے آنکھ دباتے اسکا ہاتھ دبایا۔

کہ چپ رہو لگے ہاتھوں ہمارا کام بھی ہونے دو۔! جسے سمجھتے وہ بھی خاموش ہی رہ گئی تھی۔

"بعد میں کیوں ابھی کرتے ہیں۔!

اکڑ کر کہتے وریام نے بات جاری رکھی۔وہ پہلے کسی کی سنتا تھا جو اب سن لیتا۔

"پرسوں دونوں بیٹیوں کی مہندی کی رسم ہو گی اور عنایت کا نکاح اور پھر جمعہ کو رخصتی۔!

"امن اور حیا کی امانت وہ اپنے ساتھ لے جائیں گے اور آپ لوگ اپنی امانت۔!

بالآخر نوٹس جاری ہو چکا تھا جس کے بعد امن اور حیا کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔

ویام لب بھینچے خاموشی سے بیٹھا رہا"

تھوڑی دیر تک مظہر صاحب اور ان کی بیوی جا چکے تھے۔

عنایت چائے لے کر آئی تو آگے ان سبھی کو باتوں میں مگن دیکھ ایک بھرپور مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر پھیلی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ارے اب تو ہماری گڑیا پرائی ہونے جا رہی ہے بہت مس کرنے والا ہوں میں اپنی گڑیا کی چائے کو۔!

عنایت جیسے ہی دادا کے پاس بیٹھی تھی۔وریام نے اسے سینے سے لگاتے محبت بھرے لہجے میں کہا۔جس پر عیناں کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

وہیں اب عنایت رونا دھونا شروع کر چکی تھی۔

"مجھے آپ کے پاس ہی رہنا ہے بڑے پاپا۔ہم انکار کر دیتے ہیں۔!سوں سوں کرتے وہ بیٹھتے دل سمیت بولی تو حیا اور عیناں مسکرائی۔

"بیٹا شادی تو سنت نبوی ہے۔اور میری بچی آج یا کل تمہاری شادی تو ہمیں کرنی ہی ہے۔اور ویسے بھی ریحان اچھا بچہ ہے۔مجھے اُمید ہے وہ ہماری گڑیا کا بہت خیال رکھے گا۔!

اسکی پیشانی چومتے اب کی بار نیناں سے پیار سے سمجھایا۔

جس پر وہ سمجھنے کے انداز میں سر ہاں میں ہلا گئی۔

السلام علیکم ۔!"

تبھی دروازے سے اندر داخل ہوتے ابیر علوی نے بھاری آواز میں سب کو ایک ساتھ سلام کیا۔

سبھی اسکی آواز پر چونکتے دروازے کی سمت دیکھنے لگے۔

جہاں عنایہ کاظمی ابیر علوی کے ساتھ کھڑی تھی۔اسکا ہاتھ ابیر کے ہاتھ میں دیکھ وریام کے ماتھے پر بل پڑے۔

طیش سے اٹھتا وہ جیسے ہی آگے بڑھا۔

ابیر جھٹ سے اسکے گلے جا لگا۔

"ایم سو سوری انکل آپ کو ہرٹ کیا میں نے۔!مگر آئی سویر میں عین کو ڈائیورس نہیں دینے والا تھا میں تو اسے سرپرائز دینا چاہ رہا تھا۔

اور آپ کو اور عین کو غلطی فہمی ہوئی ہے بس۔!

وہ اسکے کان میں گھستے بولتے ایک دم سے پیچھے ہوا۔

وریام نے سنجیدگی سے اپنے قد کے برابر کھڑے اس خوبرو جوان کو دیکھا جو اپنے باپ کی طرح لاجواب تھا۔

"عنایہ نام ہے میری بیٹی کا۔آؤ پرنسز۔"دوٹوک لہجے میں کہتے وہ عنایہ کی جانب ہاتھ بڑھا گیا جسے تھامتے وہ باپ کے سینے سے جا لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

"ٹھیک ہو تم۔؟'دھیمی آواز میں بیٹی کے چہرے کو جانچتے ہوئے پوچھا۔

جس پر عنایہ نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

اور باری باری سب سے ملتے وہ اب امن کے بعد حیا کے سامنے رکی تھی۔

جو کب سے نہار جاتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ماشاءاللہ یہ میری بیٹی ہے۔یہ عنایہ ہی ہے ناں۔کتنی بڑی ہو گئی ہے ناں امن۔!دیکھیں تو ماشاءاللہ سے ابیر سے بھی زیادہ پیاری ہے۔!"

دونوں ہاتھوں میں اسکا چہرہ بھرتے وہ کتنے لاڈ سے اسکی تعریف کر رہی تھی اسکی آخری بات پر ابیر نے منہ بسوار وہی عنایہ گے ساختہ قہقہ لگاتی ان کے گلے لگی تھی۔

وہ جانتی تھی ان کی محبت بے لوث تھی۔

کئی بار کسی انسان سے ہماری محبت بے وجہ ہوتی ہے۔کوئی بس یونہی دل کو اچھا لگتا ہے پھر چاہے وہ کوئی اپنا ہو یا بیگانہ انسان کے دل اور زندگی میں اسکی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا۔

اور حیا کی زندگی میں اپنی اولاد کی طرح ہی عنایہ بھی بچپن سے ہی بہت عزیز تھی۔

'کیسی ہیں آپ پریٹ گرل۔!

ابیر اپنے بچپن کے کرش عیناں کے پاس جھکتا اب نہایت محبت سے پوچھ رہا تھا۔

عیناں ہر شکوہ بھلائے اسکی پیشانی پر بوسہ دیے اسے ڈھیروں دعاؤں سے نواز چکی تھی۔

اتنے برسوں کے بعد وہ ایک دوسرے سے ملے تھے۔

پرانی محبت،پرانا وقت جیسے سب کچھ لوٹ آیا تھا۔

"انکل میں چاہتا ہوں کہ آپی کے ساتھ ساتھ مجھے بھی رخصتی دے دی جائے چھبیس کا ہو رہا ہوں۔شادی تو ہو ہی جانی چاہیے۔!

ایک گہری نگاہ اپنی ماں سے چمٹی اس چڑیل پر ڈالے وہ گہرے پر عزم لہجے میں بولا۔

وریام کھلکھلایا۔

وہیں وِیام خاموش تھا کیونکہ ابیر کا خود سے رخصتی کی بات اور معذرت کرنا اسے خاموش کروانے کیلئے کافی ہی تھا

۔

"یہاں بھی برخودار صبر کا دامن چھوڑے بیٹھے ہیں۔بیٹا فکر مت کرو ہماری بات ہو چکی ہے۔

تمہاری امانت بھی تمہیں جمعہ کو سونپ دی جائے گی۔!

وریام نے اسکا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا۔جس پر ابیر نے ماں باپ کو دیکھا جو مسکرا کر سر اثبات میں ہلا گئے۔

آج رات آپ لوگ یہیں رکیں گے۔اور کوئی بھی واپس نہیں جانے والا ابیر تو ویسے بھی نہیں جائے گا کیوں ابیر

۔؟"

عنایت خوشی سے چہکتے ہوئے بولی تو ویام نے بھی حامی بھری اور امن کے ساتھ کمرے سے نکل گیا۔

وہیں سب لڑکیاں اب اپنی باتوں میں مشغول تھی۔

جبکہ ابیر علوی اپنی بیوی کے اترے ہوئے چہرے کو۔دیکھتا اب اپنی جیت پر سرشاری سے بالوں میں ہاتھ چلاتا

نیناں کی گود میں سر رکھتے لیٹ گیا۔

آج سچ میں اسکا ارادہ رہی رکنے کا تھا۔

Episode 32 Part 1

"جان میرے بچے۔اس لڑکے نے میری بیٹی کو بچایا ہے۔بیچارہ بھوکا پیاسا کل سے بند ہے۔کچھ کھانا ہی دے لینے

دو۔!

لاچارگی بھری آواز میں کہتی بائی اس کے قریب ہی بیٹھی تھی۔

جو مسلسل سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا۔

بکھرے بال جو اسکے کندھوں اور گردن سے چپکے پڑے تھے۔

ساری رات نیند ناں لینے اور سگریٹ نوشی کی وجہ سے لال انگارہ ہوتی نیلی گہری آنکھیں، تھکن سے چور تاثرات

سمیت وہ بائی کو کافی پریشان لگا تھا۔

بائی اسے خیالوں میں گم دیکھ اس کے قریب چارپائی پر بیٹھی۔

نرمی سے پیشانی سے بال سمیٹے تو بائی کے ماتھے پر بل پڑے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تجھے تو بخار ہے حان۔ بتایا کیوں نہیں تو نے۔! رک چل اٹھ ابھی ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔! بائی فکر مندی سے بولتی اسے بھی اٹھانے لگی۔ جس کے چہرے پر زخمی سی مسکراہٹ امڈی تھی۔

"ٹھیک ہوں میں بائی ویسے بھی میری دوا ڈاکٹر کے پاس نہیں کہیں اور ہے۔!

نیلی کانچ سی گہری آنکھوں میں سرد مہری سمیٹے وہ آخری ملاقات کو یاد کرتے سنجیدگی سے کہہ پہلوئں بدل گیا۔

دل و دماغ کی جنگ میں اسکا دل پہلے دن سے ہی جیت چکا تھا۔ وہ جسے نفرت قرار دیتا تھا وہ اسکا جنون تھا۔ اسے آنکھوں سے دیکھنے کا جنون۔ وہ پاگلوں سے بھی بدتر تھا۔ کیونکہ وہ اس قدر اندھا ہو چکا تھا کہ اسے اپنے بدلے اپنے انا کی تسکین کے سوا کچھ نہیں دکھ رہا تھا۔

عنایت کاظمی کے لیے اسکا دل بچپن سے میلا تھا۔ کیونکہ اسے وہی دکھایا گیا تھا۔

جو ڈینی اسے دکھانا چاہتا تھا۔

مگر اب وہ عمر کے اس حصے میں تھا جہاں وہ عاقل بالغ اور شعور رکھتا تھا مگر ان سب کے باوجود بھی عنایت کاظمی کا ڈر اسکا نشہ بنتا جا رہا تھا۔

ایسا نشہ جس کو پورا کرنے کیلیئے وہ صحی غلط کی ہر حد عبور کرتا جا رہا تھا۔

مگر شاید وہ بھول رہا تھا۔ جب عشق کا جنون سر چڑھ کر بولتا ہے تو اچھے اچھوں کو گھٹنوں کے بل زمین پر پھینک دیتا ہے۔

وہ معصوم سی لڑکی جسے وہ اپنی مٹھی میں رکھ رہا تھا۔

بہت جلد وہ اسے مٹھی میں دبوچنے والی تھی۔

اور اسکی وجہ صرف ایک تھی عالیجان شاہ کا جنون اور عشق۔

"اچھا میں اسے کھانا دے دوں""" !

بائی کی سوئی پھر سے ماہ ویر پر اٹکی تھی۔

"جس پر عالیجان نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

نہیں وہ آزاد نہیں ہو سکتا بائی۔ کیونکہ وہ میرے منع کرنے کے باوجود بھی نشہ کرتا رہا۔۔!

گذشتہ رات صاحبہ کی بتانے پر کہ وہ اسے چرس بھرا سگریٹ آفر کرتا رہا تھا۔ حان کو اسپر ذرا بھی یقین نہیں رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جبھی اسے بھو کا پیاسا رات سے ہی ایک کمرے میں بند کر دیا تھا۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گا رات تک اسے سدھارنے کا طریقہ مجھے اچھے سے آتا ہے۔آپ بس صاحبہ کو دیکھیں۔!"

نرمی سے انکے کندھے کو تھپکتے وہ چارپائی سے اٹھا تھا۔

"وہ تو ایسی ناراض ہے بولی تک نہیں مجھ سے۔! دکھی آواز میں کہتی وہ کسی غیر مرئی نقطے کو گھورنے لگی۔

"فکر مت کریں آج رات کے بعد وہ بھی ٹھیک ہو جائے گی۔جب اپنی آنکھوں کے سامنے میری دولہن دیکھے گی ۔تو اسے ہوش آجائے گا۔کہ اسکی زندگی صرف جان پر ختم نہیں ہوتی۔!

اسکے لہجے میں کچھ تو ایسا ضرور تھا جس پر بائی بھی چونکی تھی۔

یہ سچ تھا ان کی شدید خواہش تھی کہ جان ان کی بیٹی کو اپنائے مگر اس کا اصل چہرہ اسکی سرد مہری کو پچھلے چھ سالوں سے دیکھتے دیکھتے وہ اب نہیں چاہتی تھی۔

کہ ان کی بیٹی ساری عمر کا روگ پالے۔

"کس سے نکاح کرنے والے ہو بیٹا"!

بائی نے گھبراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

تو شرٹ پہنتا وہ ایک دم سے مڑا۔لبوں کے کونے مسکرائے تھے۔

"جس سے بھی کروں گا آپ کے سامنے اور اسی کوٹھے میں ہو گا۔

آج تک لوگ کوٹھے پر صرف نیلام ہونے جاتے ہیں آج عالیجان شاہ کا نکاح ہو گا اس کوٹھے پر۔!

مضبوط لہجے میں کہتا وہ ہونٹوں کے بیچ سے دھواں چھوڑتے بھاری قدموں سمیت کمرے سے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"عینی پریشان مت ہو۔ابیر بہت اچھا ہے سچ میں۔اور وہ تمہیں واقعی میں خوش رکھے گا۔!"

کمرے میں آنے کے بعد وہ کب سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بھوتوں کی طرح منڈلاتی عنایہ کو دیکھتے بولی۔

جو گھنٹے بھر سے چکر کاٹتی ساتھ ہی ساتھ ابیر کو گالیوں سے نواز رہی تھی۔

"یار آپی آپ نہیں جانتے اسے آپ بہت معصوم ہو۔وہ ایک نمبر کا کمینہ انسان ہے۔جسے صرف اور صرف حکم چلانا آتا ہے۔میرا بس نہیں چلتا میں اسکی آنکھیں نوچ کر گوٹیاں کھیلوں ان سے، یا پھر اسے گنجا کر دوں۔!"

ایک ہی سانس میں بولتی وہ بے بسی اپنے بال نوچنے لگی۔

حسین چہرہ غصے کے سبب سرخی چھلکا رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"""ہمممم۔!"مصنوعی کھانسنے کی آواز کے ساتھ ہی دروازے پر کسی فرد کی موجودگی محسوس کرتے ہی عنایت اور عنایہ دونوں ہی چونکتے مڑی۔

عنایت کا منہ ہکا بکا سا کھلا رہ گیا۔جب دروازے کے عین قسط میں ایک طرف ٹیک لگانے کے سے انداز میں کھڑا وہ سینے پر ہاتھ باندھے گہری دلچسپ نگاہوں سے اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔

گیلے بال اسکی پیشانی پر چپٹے ہوئے تھے وہ شاید ویام کے نائٹ ڈریس میں ملبوس ابھی شاور لے کر نکلا تھا۔

فریش فریش سا چہرے پر عجب سی چمک سمیٹے وہ عنایہ کا موڈ پہلے سے بھی زیادہ خراب کر گیا۔

"کچھ چاہیے ابیر تمہیں۔؟"

اسے یونہی کھڑا دیکھ کر عنایت نے نرمی سے پوچھا۔

"ہاں جی آپی آپ کی بہن۔!معنی خیز لہجے میں کہی اسکی بات پر عنایہ اور عنایت دونوں ہی چونکتے مڑی۔

حیرت سے اسے گھورا۔

"میرا مطلب ہے فل حال کیلئے تھوڑی دیر کیلئے چاہیے وہ کیا ہے ناں میری عادت ہے میں کافی پیے بغیر سو نہیں سکتا تو اگر عین پلیز۔!

معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہتے وہ عنایہ کو دانت پیسنے پر مجبور کر گیا۔

"ڈونٹ کال می عین۔""شہادت کی انگلی اٹھائے اسے وارن کرتی وہ بھورے نین کٹوروں میں غصہ سمیٹے بولی۔

جس پر ابیر نے ابرو اچکائی۔

"دیکھیں ماما میں نے کہا بھی تھا عین کو ڈسٹرب نہیں کرتا میں ایسے ہی سو جاتا ہوں۔اب وہ ڈسٹرب ہو چکی ہے اور سوری عنایہ میں اب عین نہیں بولوں گا ۔"

پیچھے کھڑی عیناں کی طرف مڑتا وہ جس قدر معصومیت سے بولا تھا۔

عنایہ اسکے دوغلے انداز اور پیچھے موجود اپنی ماں کی موجودگی پر تلملا کر رہ گئی ایک نمبر کا کمینہ انسان ہے یہ """ من ہی من کہتی وہ اب ہونٹوں پر زبان پھیرتے عیناں کو گھورنے لگی۔

"عنایہ شرم تو نہیں آرہی ہوگی شوہر سے یوں زبان درازی کرتے فوراً ابھی جاؤ اور جا کر اسے کافی بنا کر دو۔!

گھورتے ہوئے اسے سختی سے وارن کرتے عیناں نے ایک نگاہ بیڈ پر بیٹھی عنایت پر ڈالی جو ماں کے دیکھنے پر کندھے اچکا گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"یہ تمہارا اور تمہارے باپ، دادا کا بے جا کا دیا لاڈ ہے اب بھگتو نتیجہ۔ ہونے تو صبح بتاتی ہوں ویام کو۔ کہ ان کی لاڈلی کیا گل کھلاتی پھر رہی ہے۔!

غصے سے تیز آواز میں کہتی وہ ایک بار پھر سے اسے کافی بنانے کا سختی سے کہتے خود اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی

۔

ابیر نے مسکراتے ہوئے ایک گہری نگاہ عنایہ کاظمی کی پشت پر ڈالی اور پھر گنگناتے ہوئے وہ اسی کے پیچھے کچن میں گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ماما آپ اپنی پسند سے لے لیں۔ مجھے ویسے بھی کوئی خاص آئیڈیا نہیں ان سب چیزوں کا۔!"

آج رات ہلدی کا فنکشن رکھا گیا تھا اور کل مہندی اور نکاح۔

ہلدی کا فنکشن چونکہ چھوٹا سا ہی تھا جس میں صرف گھر کے چند افراد ہی شرکت کرنے والے تھے۔

جس کی تیاریوں کے لئے عنایہ اور ویام صبح سے مصروف ہو چکے تھے اور اب عیناں عنایت کو لے کر آئی تھی

۔تاکہ اسکا ہلدی کا ڈریس سیلیکٹ کیا جائے۔ عنایہ کی ساری شاپنگ عنایہ اور حیا مل کر کرنے والی تھی۔

جبکہ عنایت ساس کی بجائے اپنی ماں کے ساتھ شاپنگ کرنا چاہتی تھی۔

اسی وجہ سے اسکے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی عیناں اسے ساتھ لائی تھی۔

"بیٹا شادی روز روز تھوڑی ہوتی ہے۔ شادی کی یادیں تو تا عمر کے لیے رہتی ہیں ایک ایک دن بہت خاص ہوتا ہے اس لئے تم اچھے سے اپنی شاپنگ پر توجہ دو۔!"

گال تھپکتے عیناں نے اسے رسان سے سمجھایا جس پر عنایت نے مسکراتے ہوئے ماں کو دیکھ سر اثبات میں ہلایا تھا

۔

"یہ ڈریس کیسا ہے۔؟" پیلے رنگ کے ایک خوبصورت سے جوڑے کو دیکھ عنایت نے ماں سے پوچھا۔

ڈریس کافی سمپل تھا مگر اسکے ساتھ موجود دوپٹہ کافی بھاری اور کام ہوا تھا۔

"تم رہنے دو۔ میں خود سیلیکٹ کرتی ہوں۔!

آنکھوں میں بے چینی سموئے وہ اس ڈریس کو ریجیکٹ کرتے بولی۔ تو عنایت نے لب دانتوں تلے دبائے مسکراہٹ روکی۔

وہ جانتی تھی اسکی ماں کو اسکا یوں سادہ ڈریسنگ کرنا بلکل پسند نہیں تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اوراب بھی وہ کافی چھان بین کے بعد کوئی خوبصورت ساڈریس چوز کرنے والی تھی۔

"ایکسکیوزمی میم کوئی آپ کو بلارہاہے وہاں ۔""!!

ایک لڑکی نے فرسٹ فلور کی طرف اشارہ کرتے عیناں کو مخاطب کیا۔

جو بڑی سنجیدگی سے ڈریسز چیک کررہی تھی ایک دم سے چونکی۔

"کون ہوسکتاہے وہاں۔!

بھنویں اچکاتے اسنے پاس کھڑی عنایت سے سوال کیا۔

"لگتاہے تمہارے پاپاآئے ہیں تم رکو میں دیکھتی ہوں۔"!

عنایت سے کہتی عیناں خود فرسٹ فلور کی جانب بڑھی تھی۔

عنایت وہی ایک کونے میں کھڑے ہوتے موبائل فون چلانے لگی۔جب اپنے اوپر کسی کی گہری نظروں کی تپش محسوس ہوئی۔

وہ ایک دم سے چونکی۔خوفزدہ سی آگے پیچھے دیکھنے لگی۔

مگر جب ذہن میں اس خوف سے جڑانام ابھرا۔وہ تیزی سے بھاگنے کے سے انداز میں نچلے فلور کی طرف جانے لگی ۔مگر راستے میں ہی کسی نے اسے بازو سے دبوچا۔

عنایت کی چیخ بے ساختہ نکلی تھی۔

وہ کسی بے جان وجود کی مانند اسکے ساتھ کھینچی چلی جارہی تھی۔

جو بڑے سے ہڈ میں اپنا چہرہ چھپائے اسے ساتھ لے جارہا تھا۔

"کون ہے چھچھوڑدو میرا بازو ۔!

سیاہ بھیگے نین کٹوروں سمیت وہ خوف سے پھڑپھڑاتی اپنا بازو چھڑانے لگی۔مگر سامنے والے پر کوئی بھی اثر ناں ہوتادیکھ عنایت نے تیز ناخن اسکے سرخ وسفید ہاتھ کی پشت پر گھاڑے تھے۔

جن کا مقابل پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا،ہاتھ کی پشت پر بنے ناخنوں کے نشانات اوران سے جذب ہوتے خون کودیکھ اسکے ہونٹوں پرپراسراریت سی مسکراہٹ امڈی۔

"عنایت کو کسی بے جان گڑیا کی مانند کاندھوں پر لادھے وہ اب پچھلی سائیڈ سے باہر نکلا۔

جہاں گاڑی کے پاس کھڑے ماہ ویر نے اسے آتادیکھ ہاتھ ہلاتے ہائے کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عالیجان ٹھٹکا نیلی نگاہوں میں سنجید گی سمیٹے اسے سرد پن سے گھورا۔

کیونکہ وہ اسے روم میں بند کر کے آیا تھا اور اب اسکا یہاں ہونا اس بات کی نشانی تھی کہ بائی اسے سب کچھ بتا چکی تھی۔

"السلام علیکم بھابھی جی"!

گاڑی کا پچھلا دروازہ ماہ ویر نے جلدی سے کھولا تو عالیجان نے اسکے چلتے ہاتھ اپنے قابو میں کرتے اسے بے دردی سے دھکہ دیا اور روم لاک کرتے ماہ ویر کو گھورا۔

جو روتی چیختی عنایت کو سلام پیش کر رہا تھا۔

"بھابھی جی کو سلام کر رہا تھا میں۔! عالیجان کے یوں دیکھنے پر مری مری آواز میں کہا۔

"اوقات میں رہا کرو تم۔ کتنی بار کہا ہے"!

وہ دھیمے لہجے میں اس پر دھاڑتے تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔

ماہ ویر بھاگتے ہوئے اسکے ساتھ والی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا۔

"نکلو۔! مولوی اور گواہان کو بندوست کرو اور جلد سے جلد کوٹھے پر پہنچو۔!"

سرد لہجے میں اسے حکم سنا تا وہ پچھلی سیٹ پر بت بنی خوفزدہ سی بیٹھی عنایت کو دیکھنے لگا۔

جو نکاح اور کوٹھے کا سن کر خوف سے کانپ رہی تھی۔

"چھوڑو مجھے۔ ماما پاپا۔ کوئی ہے۔ پلیز ہیلپ می۔ سیو می۔ پلیز۔!"

ہوش سنبھلتے ہی وہ بری طرح سے روتی بلکتی کھڑکی پر دونوں ہاتھ مارتے چلانے لگی۔

ماہ ویر نے افسوس بھری نگاہ اس معصوم لڑکی پر ڈالی۔

"انتظام تو سارا ہو چکا ہے جان۔ بس دولہا دلہن کا انتظار ہے۔"

کالر جھاڑتے وہ فخریہ بولا تو اسکی سمجھداری پر عالیجان نے ابرو اچکاتے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

"عالیجان اتارو مجھے نیچے تم اچھا نہیں کر رہے میرے ساتھ۔ چھوڑو مجھے۔ میرے پاپا چھوڑے گے نہیں تمہیں۔!"

"سرخ چہرے پر مٹے مٹے آنسوں کے نشانات بے ترتیب بکھرا سراپہ سرخ ہوتی چھوٹی سی ناک اوپر سے اسکی دھمکی پر ماہ ویر نے رشک سے جان کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ایسے حالات میں تو لڑکیاں گندی گالیاں نکالتی ہیں حان۔ بھابھی کو میں سیکھا دوں گا آئندہ کام آئیں گی ان کے۔!"

وہ عنایت کے ساتھ بھرپور ہمدردی کرتے عالیحان سے گویا ہوا۔

جو اسکی بات کا مطلب سمجھتے قہر برساتی نگاہوں سے اسے گھورتا سنجیدگی سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔

"اترو۔! بوتیک کے سامنے گاڑی روکتے سخت لہجے میں بولا۔

تو ماہ ویر نے اسے ہونقوں کی طرح دیکھا۔

وہ یہاں اسکے لئے آیا تھا اور حان اسے یوں غیروں کی طرح اتار کر جا رہا تھا۔

"حان مجھے بھی وہی جانا ہے لفٹ دے دو گے تو احسان ہو گا۔!"

وہ جانتا تھا منت سے کام بن سکتا تھا بگڑنے سے نہیں ۔"

"اتر نیچے برائیڈل ڈریس جو سیلیکٹ کیا تھا وہ ان سے لے کر سیدھا کوٹھے پر پہنچو۔! تنبیہی انداز میں کہتے وہ نیچے اتار گیا۔

عنایت جو یہ سب سن رہی تھی۔

خوف سے سر کو نفی میں ہلانے لگی۔

"عالیحان میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا۔ میں معافی مانگتی ہوں تم سے۔ اگر میری وجہ سے کبھی بھی تمہیں کوئی تکلیف ملی ہو۔ پلیز مجھے یوں رسوا مت کرو ۔!"

لرزتے ہونٹوں سے کہتی وہ ہاتھ جوڑتے اس کے سامنے منت کرنے لگی۔

"یہ منتیں اور معافیاں سنبھال کر رکھو بعد میں کام آئیں گی۔!

تمسخرانہ لہجے میں کہتے وہ بنا ایک غلط نگاہ اس پر ڈالے گاڑی دوبارہ سے سٹارٹ کر گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"سنا ہے بڑی سوہنی ہے کڑی (لڑکی) مگر ہائے رے قسمت اب موا کون ہم طوائفوں کو اس محلوں کی رانی کا دیدار کرنے دے گا۔"

چھمی کے لہجے میں ستائش اور اور تمنا جھلک رہی تھی۔

پورے کوٹھے میں موضوع گفتگو حان اور اسکی ہونے والی خوبصورت بیوی ہی تھیں۔

حان تو ویسے بھی اپنے حسن کی وجہ سے ان سبھی کے دلوں اور زبانوں پر راج کرتا آ رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر آج جو بائی نے یہ انکشاف کرا تھا۔

اسکے بعد سے تو صاحبہ کمرہ چھوڑ کر بھاگی نکلی تھی۔

اسے پچھلی جانب حان کے کمرے کی طرف جاتے دیکھ بائی نے اسے بری طرح سے جھڑک کر ٹوک دیا تھا۔

وہ رک تو گئی تھی مگر تبھی سے کانٹوں پر لوٹ رہی تھی۔

آنکھوں کے سامنے حان کے کمرے کو کسی اور کیلئے سجتا دیکھ اسکی آنکھوں اور دل میں زہر سا بھر رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں شام ہونے والی تھی۔

اور پھر حان کا نکاح اور حان اور صاحبہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جدا۔!

یہ سوچ ہی اسے پتھرا گئی تھی۔دل و دماغ میں شدید درد سا اٹھتا محسوس ہوا تھا۔

بالآخر سب سے بچتے بچاتے وہ عنایت تک پہنچنے میں کامیاب ہوئی تھی۔جسے دن سے ہی ایک کمرے میں بند کر کے رکھا گیا تھا۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ روتی ہوئی سر گھٹنوں پر سے اٹھائے سامنے دیکھنے لگی۔

جہاں سامنے سے آتی لڑکی کو دیکھ وہ بھاگتی ہوئی اسکے قریب پہنچی۔!

"پلیز میری مدد کرو!""" رویا رویا بھیگا چہرہ سرخ سوجھے نین کٹورے، بکھرا سراپا وہ خود سے یکسر انجان اس حلیے میں بھی صاحبہ کو چونکا گئی تھی۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ خود حسین نہیں تھی یا پھر اسنے حسن نہیں دیکھا تھا مگر عنایت کا ظمی کی معصومیت اسے سب سے الگ بنا دیتی تھی۔

"میں بھی کہوں ایسا کیا خاص ہے تم میں۔جو حان تم سے نکاح کو مرا جا رہا ہے۔!

ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں کہتی وہ عنایت کے چہرے کو چھونے لگی۔

جو خوف سے ایکدم سے پیچھے ہوئی تھی۔

آنکھوں سے گرتے آنسوں کو ہاتھ کی پشت سے بری طرح سے رگڑا تھا۔

"جانتی ہو کتنے عاشق فدا ہیں اس بے حس ظالم پر۔مگر وہ کسی کو جی بھر کر دیکھتا بھی نہیں۔!"

وہ تلخی سے مسکراتے ہوئے بولی مگر عنایت کیلئے اس لڑکی کی باتیں کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔

وہ ایک چور نگاہ اس پر ڈالتے دبے قدموں سے باہر کی جانب لپکنے لگی۔

صاحبہ اپنی ہی دھن میں کھوئی ہوئی سی بول رہی تھی۔

جب دروازے کے قریب پہنچتے عنایت ایکدم سے مڑتے باہر کو بھاگی۔ مگر دروازے سے ایک دم سے باہر رکھا ہی تھا جب وہ سامنے کھڑی کسی مضبوط چیز سے ٹکرائی۔

اس سے پہلے کہ وہ لڑکھڑا کر گرتی سامنے والے نے اسے تیزی سے سنبھالا۔

آنکھوں میں خوف سمیٹے وہ تھر تھر کانپتی سامنے دیکھنے لگی۔

جہاں وہ نیلی آنکھوں والا بے حس شخص اسے سرد پن سے دیکھتا اپنے ساتھ گھسیٹتے کمرے کی طرف بڑھا۔

"ہمت کیسے ہوئی تمہاری یہاں آنے کی۔"!

صاحبہ کو کمرے میں پاتے وہ سرد پن سے غرایا تھا جو حان کی آواز پر چونکتے مڑی اور اگلی نگاہ حان کے ہاتھ میں موجود عنایت کی کلائی پر گئی تھی۔

دل میں ٹھیس سی اٹھی تھی آنکھوں کے گوشے نم ہونے لگے تھے۔ اتنا درد تو اسے اپنے نکاح کے وقت بھی نہیں محسوس ہوا جتنا وہ اب محسوس کر رہی تھی۔

"حان۔!

""""نکل جاؤ یہاں سے اور خبردار جو یہاں آئی اب۔!

شہادت کی انگلی اٹھائے اسے وارن کرتے وہ عنایت کی طرف متوجہ ہوا۔

صاحبہ بھاگتے ہوئے دروازے سے نکلی تھی۔

وہیں دروازے کے بند ہونے کی آواز پر وہ دونوں شانوں سے اسے دبوچتے سامنے کر گیا۔

Episode 32 Part 2

"ہاتھ چھوڑو میرے گھٹیا انسان۔ سمجھتے کیا ہو تم خود کو۔؟ یوں مجھے اٹھا کر زبردستی ایک کوٹھے پر لے آ کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو۔ کہ تم مجھے ڈرا لو گے۔

مجھے پامال کرو گے اس کوٹھے پر نیلام کر کے۔؟"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اپنے دونوں ہاتھ اسکی گرفت سے چھڑانے کی سعی کرتے وہ شیرنی کی ڈھاڑی تھی اسکے لہجے کی کاٹ پر نیلی آنکھوں میں مرچیں سی گھلی۔

بظاہر خاموش نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتا وہ ایک دم سے دونوں بازو چھوڑ گیا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا عنایت نے جوش و غصے کی کیفیت میں اپنے دونوں ہاتھ اسکے سینے پر جمائے اسے بری طرح سے پیچھے کو دھکیلا۔

عالیجان کے قدم ایک پل کو لڑکھڑائے۔ مگر وہ بنا کچھ کہے اسے سنتا رہا۔

"تم ایک قائر ہو عالیجان شاہ۔ایک کمزور عورت پر اپنا رعب جما کر اپنی غلطیوں کا ڈھیر میرے سر پر مسلط کرنے والے ایک گھٹیا کم ظرف مرد ۔!

"کیا کر لوگے تم۔بیچ دوگے مجھے۔؟کیونکہ میری وجہ سے تم برباد ہوئے۔؟عالیجان ماتھے پر بل ڈالے اب اسے گھور رہا تھا۔

جس کا چہرہ غصے کی زیادتی کے سبب لال بھبھوکا ہو چکا تھا۔چہرے پر پھیلی نفرت اور کرختگی عالیجان شاہ کے فشار خون کو بڑھا رہی تھی۔

""میں نے کہا تھا تمہیں نشہ کرو۔برے کاموں میں لگو۔!میں نے کہا تھا تمہیں کہ مٹھو انکل کو مارو ۔!"

وہ چلاتے ہوئے اپنا اتنے برسوں کا غصہ اس پر نکال رہی تھی۔

"تم مجرم ہو عالیجان شاہ اپنی بہن کے۔!تم۔تمہاری غفلت اور نشے کی لت کی وجہ سے وہ اپنی آبرو کھو بیٹھی۔!"

""عنایتتت۔!"سرخ لہو چھلکاتی وحشت ناک نگاہوں سے اسے دیکھتے فضا میں بلند ہوئے اپنے ہاتھ کو طیش میں مٹھی کی صورت میں بند کیا۔

گردن اور ماتھے کی پھولتی رگیں اسکے غصے کی انتہا کی نشانی تھی۔

دانت پر دانت جمائے وہ اپنے آپ کو کمال ضبط سے روکے ہوئے تھا۔مگر عنایت آج رکنے والی نہیں تھی۔

"ایک نگاہ اسکے ہاتھ پر ڈالی۔اور دو قدم آگے بڑھی۔

"کیا ہوا مارو گے۔؟تو مار دو۔مگر مجھے مارنے سے سچ نہیں بدلے گا عالیجان شاہ۔تم اس کے محافظ تھے اسکے بڑے بھائی۔اسکے باپ کی جگہ۔!

عنایت کی انگلی اسکے چوڑے سینے پر تھی۔ جس میں دھڑکتی دھڑکنوں کا شور وہ اپنے کانوں تک میں سن پا رہی تھی
۔

"تم اسکے محافظ تھے۔ ارے تم اس معصوم کی حفاظت کیا کرتے جب تمہیں خود نشے سے فرصت نہیں تھی۔ تم ذمہ دار ہو ہمارے خاندان میں ہوئے انتشار کے۔!

"""عنایت کاظمی۔ خبردار جواب ایک بھی لفظ اور ادا کیا۔ میرا فیصلہ بلکل درست تھا۔ تم ہو ہی نہیں اس قابل کے تم پر رحم کیا جائے۔! مجھے بتاؤ گی تم کہ کون ہے میری گڑیا کا مجرم۔!"

وہ اب جس قدر سفاکیت سے غرایا تھا۔

عنایت کے قدم ڈگمگائے تھے وہ قدم بقدم پیچھے ہوتی دیوار سے جا لگی۔

مگر عالیجان شاہ آج اسے کسی بھی حالت میں چھوڑنے والا نہیں تھا۔ دونوں کے سینے میں جلتی آگ صرف اور صرف نفرت کی تھی ایک دوسرے سے نفرت کی۔"

"تم ذمہ دار ہو عنایت کاظمی ہر ایک چیز کی۔! تمہیں برباد کرنے کیلئے دشمن میری گڑیا کو لہولہان کر گئے۔ تمہاری وجہ سے ہم سب نے بچپن سے ہی اتنے دکھ جھیلے۔ تمہیں مارنے کیلئے آیا ٹرک میری گڑیا کو تا عمر کے لئے اپاہج کر گیا۔ اور تم مجھے مجرم بنا رہی ہو۔!"

عالیجان نے اسکے جبڑے کو اس قدر شدت سے ہاتھ میں دبوچا تھا کہ عنایت درد سے سسکتی آنکھوں میچ گئی۔

نازک وجود بری طرح سے کانپ رہا تھا۔

مگر عالیجان شاہ کے اس روپ کو وہ خود جگا چکی تھی اور شاید آج کی رات عنایت کاظمی کی زندگی کی سب سے تاریک رات بننے والی تھی۔

جس سے بے خبر وہ بس وہاں سے بھاگ جانے کو پر تول رہی تھی۔

"حساب تو ہو گا۔ ہر اس چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز اور انسان سے حساب ہو گا۔ جس میں میری پرنسز کو ہرٹ کیا۔ جس کی وجہ سے میری مام روئی۔ مگر تمہارا حساب آج کی رات ہی لکھا جائے گا۔

جسے تم ساری عمر کیلئے ڈھو گی۔ چنگھاڑتی ہوئی آواز میں کہتے وہ آندھی طوفان کی طرح وہاں سے نکلا۔

خدا کرے تمہں س موت آ جائے عالیجان شاہ۔""تم جیسے بے عقل بے حس انسان کو جینے کا کوئی حق نہیں ۔!""

دیوار کی پشت سے ٹیک لگائے وہ نفرت کی انتہاؤں کو چھوتے بولی تھی۔

اسکا سانس نہیں اکھڑا تھا۔اسکی دھڑکنیں نہیں تھمی تھی۔

کیونکہ آج اسکی نفرت اسکے غصے کو مات دے گئی تھی۔

سالوں سے دل ودماغ پر حاوی عالیحان شاہ کا ڈر وخوف کسی دھوئے کیطرح ایسا جھٹا تھا کہ اب سوائے نفرت کے کوئی احساس عنایت کاظمی کے دل میں باقی نہیں رہا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""اے لڑکی۔یہ گھنگرو پہن۔""!!دروازہ کھولتے دروازے کے بیچ کھڑی ادھیڑ عمر عورت نے ایک ہاتھ کمر پر ٹکائے دور سے ہی گھنگرو کی جوڑی عنایت کی جانب اچھالی۔

جس پر عنایت سپاٹ چہرے سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ جائیں بائی میں لے کر آتا ہوں اسے!""شرٹ کے کف فولڈ کرتے وہ عالیحان شاہ ہی تھا جو شام کے ڈھلتے ہی دوبارہ سے اسکے سامنے تھا۔

اسکے چہرے پر چھائی سرد مہری میں عنایت کوئی بھی تاثر سمجھنے سے قاصر تھی۔

"بائی نے ایک تیکھی نگاہ اس بت بنی دوشیزہ پر ڈالی اور پھر سر کو اثبات میں ہلاتے وہ باہر نکل گئی۔

تمہارے پاس صرف دو آپشن ہیں۔یا تو چپ نکاح کی حامی بھرو۔؟یا پھر آگے کی تمام عمر تمہاری اس کوٹھے پر گزرے گی۔؟ "

"میں مر کر بھی تم سے نکاح نہیں کرنے والی۔؟

وہ دوبدو کہتی رخ نفرت سے پھیر گئی۔عالیحان نے ایک سرد سانس فضا کے سپرد کرتے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"تو ٹھیک ہے اٹھاؤ سے گھنگرو اور چلو نیچے کوٹھے پر آنے والی تم نئی لڑکی ہو جو آج کے بعد ہر مرد ۔!

""حان۔!""""اسکے الفاظ کسی پگھلے ہوئے سیسے کی مانند عنایت کے دل ودماغ میں سوراخ کرتے جارہے تھے۔

مگر اس کے آخری الفاظ پر طیش میں چلاتے ہوئے اسے روکتا ماہ ویر اندر داخل ہوا۔

"تم جاؤ یہاں سے بھابھی کو میں لاتا ہوں۔!"سرخ چہرے سمیت عنایت کو دیکھتا وہ ناراضگی سے حان سے نظریں چرائے بولا۔

"ٹھیک ہے کوشش کر کے دیکھ لو۔!

کندھے اچکا کر کہتا وہ تیزی سے وہاں سے نکلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ماہ ویر نے ایک سرد سانس فضا کے سپرد کی اور پھر دھیمے قدموں سے چلتا دیوار سے لگی اس روتی ہوئی معصوم لڑکی کے پاس گیا۔

نرمی سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

"بھابھی ۔! "

"میں آپ کی بھابھی نہیں ہوں مجھے اس خطاب سے مت بلائیں ۔!"

غصے سے بیٹھی آواز میں کہتی وہ ماہ ویر کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

بھابھی ماں جیسی ہوتی ہے اور بڑی بہن بھی۔ آپ میرے لئے بڑی بہن جیسی ہیں۔ یکلخت اسے اپنی بہن یاد آئی تھی۔

"عنایت نے بھیگی سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"تو میں آپ کی بہن ہوں ناں مجھے میرے گھر چھوڑ دیں پلیز۔!" ہاتھ جوڑتی وہ منت کرنے سے انداز میں بولی جس پر ماہ ویر نے شرمندگی سے نگاہیں جھکا لیں۔

"میں ایسا کرنے میں ایک منٹ ناں لگاتی مگر میں پہلے ہی جان کو بہت دکھ دے چکا ہوں۔ اگر اب ایسا کچھ کیا تو شاید وہ پوری زندگی مجھے معاف بھی ناں کرے۔؛"

افسردگی سے کہتے اسنے نم مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔

"جان اپنی بات کا پکا ہے۔اسنے بائی سے بھی کہہ دیا ہے کہ محفل تیار رکھے اگر آپ نکاح کیلئے ناں مانی تو پھر آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس جگہ پر رہنا ہو گا۔!"

شرمندگی سے نظریں چراتے ہوئے کہا اسنے سر جھکا لیا۔

عنایت کا چہرہ ایک لمحے میں تاریک پڑا تھا۔

"وہ مجھے چھوڑ دے گا میری شادی ہونے والی تھی وہ مجھے زبردستی لے آیا۔اب گھر میں سب پریشان ہونگے۔

میں جانتی ہوں وہ بس مجھے دکھ دینا چاہتا ہے۔!

آنکھیں دوپٹے کے کونے سے رگڑتے اسنے بھیگی آواز میں کہا۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں وہ چاہ کر بھی آپ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ نکاح کے بعد تو بلکل بھی نہیں۔ یہ نکاح آپ کو بہت سے گناہوں سے بچا سکتا ہے۔ایک حلال رشتے میں باندھ کر۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کیونکہ اگر آپ ناں مانی تو حان نکاح کے بغیر بھی۔!

ماہ ویر نے جان بوجھ کر بات اُدھوری چھوڑ دی۔

عنایت کو اپنے چاروں اطراف خطرے کی گھنٹیاں محسوس ہو رہی تھی۔اپنے سامنے گہری کھائی جو اسے نگلنے کو تیار بیٹھی تھی۔

"مجھے یہ نکاح نہیں کرنا کسی بھی صورت میں۔!"

ماہ ویر باہر جاؤ۔!"

اس سے پہلے کہ ماہ ویر اسے سمجھاتا۔وہ طوفان بنا اندر آیا۔

جس قدر غصے سے کہا تھا۔ماہ ویر عنایت کے روکنے کے باوجود بھی باہر چلا گیا۔

دروازہ اندر سے لاکڈ کرتے وہ اب بھاری قدموں سے آگے آرہا تھا۔

عنایت اسکے اٹھتے ہر قدم پر خوف سے خود میں سمٹی جارہی تھی۔

معاعالیحان نے شرٹ اتارتے اسکے قدموں میں پھینکی۔جس پر وہ خوف سے چلاتے اچھل کر دور ہوتے کھڑی ہوئی۔

"کیا ہوا۔؟ڈر کیوں رہی ہو۔؟یہی تو چاہتی تھی ناں تم کہ ہمارا نکاح ناں ہو۔ڈونٹ وری ایسا نہیں ہوگا۔!

نرمی سے آنکھیں موندے کہتا وہ اب اس کی جانب قدم اٹھا رہا تھا۔اسکا اٹھتا ہر قدم عنایت کو اپنے گلے پر پھندے کی مانند محسوس ہو رہا تھا۔

"ان چند گھنٹوں میں وہ ذہنی اور جسمانی طور پر بری طرح سے ٹارچر ہو چکی تھی۔

"ممیں ننکاح کیلئے تتیار ہوں۔!"

آنکھیں موندتے مردہ آواز میں کہتی وہ عالیحان شاہ کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔کئی آنسوں بے مول ہو کر اسکے گالوں پر بہے تھے۔

رونا بچا کر رکھو رات کو کام آئے گا۔!

سپاٹ لہجے میں کہتے وہ شرٹ اٹھاتا سرشاری سے باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"عنایت ولد ویام کاظمی آپ کا نکاح عالیحان ولد عالیان شاہ سے بعوض دس لاکھ سکہ رائج الوقت ان گواہان کی موجودگی میں طے پایا گیا ہے۔!کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سرخ گھونگھٹ کے حالے میں بیٹھی، وہ پھڑ پھڑاتے لبوں کو میچے مٹھیاں سختی سے دبوچ گئی۔
وہ شاید پہلی لڑکی تھی جو اپنی بربادی اپنے ہاتھوں سے لکھنے جا رہی تھی۔ مگر یہ بربادی اسے اس حرام موت سے کئی گناہ عزیز تھی۔
جو اسکی چوکھٹ پر آس لگائے بیٹھی تھی۔
تیس سالہ زندگی میں کسی غیر مرد کو نگاہ بھر کر ناں دیکھنے والی لڑکی کیسے کسی غیر محرم کو اپنے آپ کو سونپ دیتی۔
اپنی عزت ہی خاطر اسنے اپنی بربادی اس نکاح کی صورت قبول کرلی تھی۔
اسکے سامنے ہی گھٹنوں کے بیچ دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں پیوست کیے بیٹھا عالیجان شاہ نیلی بے تاثر نگاہوں سے اسکے جواب کا منتظر بیٹھا تھا۔
درودیوار سے کان لگائے بیٹھی کوٹھے کی لڑکیاں آج پہلی بار اپنے کانوں میں ایک پاک رشتے کی گونج محسوس کر رہی تھی۔
"بالآخر عنایت کاظمی کے منہ سے قبول ہے کہ کلمات ادا ہوئے تھے۔
جس پر ماہ ویرنے شکر کا سانس بھرا تو وہیں باہر فقیروں کی طرح بیٹھی صاحبہ کی آخری امید بھی ٹوٹی تھی۔
چند منٹوں میں قبول و اجاب کے مراحل کے بعد وہ عنایت کاظمی سے عنایت عالیجان شاہ بن چکی تھی۔
مبارکباد کے الفاظ عالیجان شاہ کو اپنی فتح میں سرشار کر گئے تھے وہیں عنایت کاظمی اپنی بربادی پر آخری کیل کھونپتے اب مکمل طور پر بے حس ہو گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"بہت انتظار کیا میں نے اس دن کا مسز عالیجان شاہ۔! جب تمہیں مکمل طور پر زیر کر میں اپنے جلتے دل کو سکون پہنچا سکوں اور آج وہ دن آہی گیا۔!"
دیوار کے ساتھ بکھرے ہوئے حلیے میں ٹیک لگائے بیٹھی عنایت پر ایک افسوس بھری نگاہ ڈالے عالیجان مسکرا کر کہتے دروازہ لاک کرتے اب بھاری قدموں سمیت اسکی جانب بڑھا۔
چہرے پر مٹے مٹے آنسوں کے نشانات، دوپٹہ دور فرش پر ہڑا تھا۔
سیاہ ریشمی زلفیں الجھی ہوئی سی دونوں شانوں پر بکھر چکی تھی۔ گال اور ناک مسلسل رونے کی سبب سرخ ہوئی پڑی تھی۔ سوجھے سیاہ نین کٹورے اس پر متضاد تھوڑی اور ہونٹوں کے درمیان بنا وہ سیاہ تل جو عالیجان شاہ کو ہر بار کی طرح اپنی جانب راغب کر گیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس بار اسنے اپنی سخت کھردری انگلیوں سے استحقاق سے اسے چھوا۔ تو عنایت کرنٹ کھاتے اس سے دور ہوئی۔
گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے وہ مسلسل خوف سے لرزتی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں طلاق لے لوں گی تم سے ععالیحان۔ میں سب کو بتاؤں گی کک کہ تم نے تم نے زبردستی کی میرے ساتھ !۔
شہادت کی انگلی سے اسے وارن کرتے وہ لرزتی ہوئی آواز میں کھوئے کھوئے سے لہجے میں بول رہی تھی۔

عالیحان کی آنکھوں میں خون اترا۔

"طلاق تو تب لوگی ناں، جب کسی کو نکاح کا بتا پاؤ گی، !"پراسراریت سے مسکرا کر کہتا وہ اپنے ہاتھ کی پشت سے اسکے دہکتے گال کو سہلانے لگا۔

"میں بتاؤں گی سب کو۔! وہ اس سے بھی زیادہ تیزی سے چلائی تھی۔

مگر اسکے منہ پر ہاتھ رکھتے عالیحان نے اسکی آواز کو حلق میں ہی دبا دیا۔

"یہ تو صبح طے ہو جائے گا ڈارلنگ کہ تم کسی کو بتاتی ہو نہیں۔!"""

گمبھیر لہجے میں اسکے کان میں سرگوشی کرتے وہ اسے بانہوں میں سمیٹ گیا۔

Episode 33

یخ بستہ ٹھنڈ میں وہ اطراف میں نگاہیں دوڑائے ایک بڑے سے ہوٹل کے سامنے رکی۔ آنکھیں بے حال ہو چکی تھی اور بدن۔ بدن تو جیسے ٹوٹ رہا تھا۔

"مجھے کسی بھی طرح سے ہمدان سے بات کرنی ہوگی۔ ""! آنکھوں سے لڑکھتے آنسوں کو ہاتھ کی پشت سے بے دردی سے رگڑتے وہ اب آگے بڑھی تھی۔

کین آئی کال سم ون۔!؟"ریسیپشن پر جاتے وہ سامنے موجود آدمی سے بولی۔

جس نے سر اثبات میں ہلایا۔

عمایہ نے شکریہ کہتے موبائل فون پر نمبر ڈائل کیا۔

دو سے تین بار بجنے کے بعد کال کاٹ دی گئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہمدان پلیز اٹھاؤ کال۔!خوف سے دھڑکتے بے چین ہوتے دل سے وہ بار بار نمبر ڈائل کرتی مگر ہر بار وہی ہوتا۔ جس پر تھک ہار کر اسنے موبائل فون رکھ دیا۔

آج کی رات اسے یہیں کہیں گزارنی تھی تاکہ صبح ہوتے ہی وہ واپسی کیلئے کوئی بندوست کر سکے۔

جبھی اپنے ساتھ لائی رقم سے ایک کمرہ بک کرتے وہ اب کمرے میں گئی۔

روم کو اندر سے لاکڈ کرتے پیر گھسیٹتے ہوئے وہ بیڈ پر پہنچی۔

""ماما پاپا آپ نے بلکل بھی اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔میں کبھی معاف نہیں کروں گی آپ کو۔!"

گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھتے وہ رونے لگی تھی۔اگر آج سوہا اسکی مدد ناں کرتی تو کیا ہوتا وہ عائش کی بیوی بن جاتی اور پھر کیسے بھول پاتی وہ ہمدان کو۔،؟"

یہ ساری سوچیں اسکے ذہن کو مفلوج کر رہی تھی۔سر میں اٹھتی شدید درد اور جسم میں ہوتی سرسراہٹ کو برداشت ناں کر پاتے اسنے کندھے سے بیگ اتارا۔بہت تلاشنے کے باوجود بھی اسے کوئی بھی سگریٹ نہیں مل رہا تھا۔

"کہاں گیا یہیں تو رکھا تھا میں نے۔!" پاگلوں کی طرح سارا بیگ گھنگھالتے وہ اب بے چینی میں بیگ کا سارا سامان بیڈ پر الٹ گئی۔

" بالآخر کانپتے ہاتھوں سے سامان چیک کرتے اسے ایک ٹوٹا ہوا ٹکڑا ملا تھا۔لائٹر اٹھاتے اسنے کانپتے ہاتھوں سے سگریٹ کو منہ میں دبائے جلانا چاہا۔مگر ایکدم سے کوئی بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا۔

چٹاخ کی زوردار آواز پورے کمرے میں گونجی تھی۔

سگریٹ کا ٹکڑا عمایہ کے منہ سے نکل فرش پر کافی دور جا گرا تھا۔عمایہ چکراتے ہوئے بستر پر اوندھے منہ گری۔ جب کسی نے نہایت بے دردی سے اسکے ہاتھ کو اپنی آہنی گرفت میں لیتے اسے ایک جھٹکے سے بستر سے اٹھائے اپنے سامنے کھڑا کیا۔

"ہاؤ ڈیئر یو عمایہ اذلان علوی۔!!! ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری میرے منع کرنے کے باوجود بھی یوں بھاگنے کی۔؟؟ تم نے نرمی دیکھی ہے میری عمایہ۔اب تمہیں بتاؤں گا کہ عائش انزک علی ہے کیا چیز۔!

اسکے چہرے کو سرد نگاہوں سے دیکھتے وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے دہاڑا تھا۔

یہ تو اچھا ہوا تھا کہ وہ غلطی سے عائش انزک علی سے بھاگتی اسی کے ہوٹل میں پہنچ آئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"چھچھوڑ دو مجھے۔ مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ۔ تم ہوتے کون ہو میرے ساتھ زبردستی کرنے والے۔!"""

غصے و نفرت سے سرخ ہو رہے چہرے سمیت وہ اسے گھورتی چلائی تھی۔

جس کی ہیزل آنکھوں میں سرخی امڈی۔ جبڑے مضبوطی سے بھینچتے اسنے بمشکل سے اپنے آپ پر ضبط کیا تھا۔

دو گھنٹوں سے پاگلوں کی طرح تمہیں اس لئے تو نہیں ڈھونڈ رہا تھا کہ تمہیں چھوڑ کر واپس چلا جاؤں۔ نو مس عمایہ علوی۔ نکاح تو تمہیں کرنا ہی پڑے گا پھر چاہے تمہاری مرضی ہو یا نہیں۔ مجھے فرق نہیں پڑتا۔"""!

ایک ایک لفظ پر زور ڈالتے سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہتے اسنے کلائی دبوچتے اسے اپنے ساتھ کھینچا۔

"میم کا سامان اندر روم میں ہے گھر پہنچا دینا۔!

ریسیپشن پر بیٹھے اپنے خاص آدمی کو مخاطب کرتے اسنے مختصراً کہا جو الجھی نگاہوں سے عمایہ کو دیکھ رہا تھا۔

عائش کو اسی نے اس لڑکی کی فوٹیج بھیج کر یہاں بلایا تھا کیونکہ وہ اسے مشکوک لگی تھی۔

مگر اب اس لڑکی کا اسکے باس کے ساتھ ہونا اسے عجیب الجھن میں ڈال رہا تھا۔ مگر پھر بھی اسنے سر اثبات میں ہلاتے ایک آخری نگاہ ان دونوں پر ڈالی جو اسکی نگاہوں سے اوجھل ہوتے جا رہے تھے۔"

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"سٹاپ اٹ عمایہ بند کر دو یہ رونا دھونا۔ کوئی فائدہ نہیں ان سب کا۔؟ میری نرمی کو تم نے غلط رنگ دیا ہے۔ اب مجھ سے کسی قسم کی توقع مت رکھنا۔!"

اپنے ساتھ سیٹ پر بیٹھی عمایہ کو الجھن سے دیکھتا وہ بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے بولا۔

دائیں گال پر ابھی تک عائش کی انگلیوں کے نشانات تھے۔

اسے بار بار اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ آخر کیوں ہاتھ اٹھایا عمایہ پر۔ مگر دماغ ابھی تک الجھن میں گھرا ہوا تھا۔

ساری سچائی جاننے اور اپنے شک کو جانچنے کے لیے اسے فل حال خاموش رہنا ہی بہتر لگا تھا۔

"تم گھٹیا انسان ہو۔ بہت برے۔ اتنی زور سے تھپڑ مارا۔ میرا گال درد کر رہا ہے اب تک اور سر بھی۔!

آنسوں رگڑتے وہ روتے ہوئے بولی۔ ان دونوں کا رشتہ بچپن سے ایسا ہی تھا بہت اچھا بہترین دوستوں جیسا۔

مگر عائش کو ایسے روپ میں پہلی بار دیکھ رہی تھی وہ۔

اسکا ہاتھ اٹھانا دل کو بری طرح سے چبھا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عائش نے جبڑے بھینچ لئے ایک بار پھر سے اپنے کیے پر ندامت ہوئی تھی مگر وہ سوری کہہ کر عمایہ کو چھوٹ نہیں دینے والا تھا۔

"تم اتنی خود سر تو نہیں بھی نہیں تھی عمایہ۔ کیا پھپھو کی آنکھوں میں کرب نہیں دکھ رہا تمہیں۔؟"""

ناچاہتے ہوئے بھی شکوہ کیا تھا وہ سچ میں اسکے اس قدر بدل جانے پر شاکڈ بھی تھا۔

وہ تو بہت پیاری معصوم ہوا تھا کرتی تھی ماں باپ کی لاڈلی ان کی ہر بات سر آنکھوں پر رکھنے والی۔!

عمایہ کو شرمندگی کا احساس ہوا تھا۔ کیونکہ ذہن کے پردے پر وہ سوال کرتے دو چہرے لہرائے تھے۔

"مجھے بس ہمدان ہی تو چاہیے تھا ایک ہی وش کی تھی مگر انہوں نے وہ بھی پوری نہیں کی۔!"

وہ جس قدر شدت سے اپنی خواہش کا اظہار کر رہی تھی۔

عائش کے دل کو کچھ ہوا۔ پہلوئں بدلتے وہ بنا کوئی جواب دیے نگاہیں کھڑکی سے بیرونی مناظر پر ٹکا گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"انزک!!!! فون کریں اپنے بیٹے کو۔ وہ لڑکی تو آگے ہی تماشہ بنا کر جا چکی ہے اوپر سے یہ لڑکا بھی اب جانے کہاں چلا گیا ہے۔؟"

روز مسلسل بے چینی سے پہلوئں بدل رہی تھی۔ مہمان ایک ایک کر کے واپس جا رہے تھے۔

وہیں الایہ اور اذلان جو ایک جانب کونے میں شرمندگی سے جھکے سر کے ساتھ کھڑے تھے۔

ان پر بنا ایک غلط نگاہ ڈالے روز انزک سے مخاطب تھی۔ جو بہن کے پاس جانے والا تھا مگر روز کے بلانے پر وہ ایکدم سے رک گیا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا روز۔؟ میرا بیٹا ہے وہ۔ قائروں کی طرح واپس نہیں آئے گا۔ ویسے بھی وہ اپنی ہونے والی بیوی کو لانے گیا ہے۔ اسے لے کر ہی لوٹے گا۔!

دو ٹوک انداز میں اسنے سنجیدگی سے اسے آگاہ کیا۔

جس پر روز نے تعجب سے اسے دیکھا۔

اتنا سب کچھ ہو جانے کے باوجود بھی آپ اس لڑکی کو اپنی بہو بنائیں گے۔؟"

اسے لگا تھا کہ انزک عائش کو سمجھائے گا کہ جس لڑکی کی وجہ سے ان کی اتنی جگ ہنسائی ہوئی ہے وہ کبھی بھی اپنی بہو کے روپ میں نہیں قبولے گا مگر یہاں تو اسکا شوہر بھی بیٹے کی طرفداری کر رہا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے روز۔ ایسے اتنا عجیب بی ہیو کیوں کرنے لگی ہو تم۔؟ ہوش میں آؤ وہ عمایہ ہے ہماری اپنی بچی۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اسے بازو سے تھامے انزک قدرے دور ایک کونے میں لے گیا تھا۔

سب کے سامنے ایسی کوئی بھی بات باہر نکلنے کا مطلب لوگوں کو خود پر ہنسنے کا ایک اور موقع دینا تھا جو وہ ہر گز نہیں کرتا۔

"ہوش میں تو آپ دونوں باپ بیٹا نہیں رہے۔؟ جو لڑکوں منہ پھاڑ کر کسی لڑکے سے اپنی محبت کے گن گان کرتی پھر رہی ہے۔اسے زبردستی میرے بچے کے گلے میں باندھ رہے ہیں آپ۔!"

ایک ہی تو بیٹا ہے میرا۔ کتنی خواہشات تھی میری۔ کیا الایہ آپی انیل سے نہیں کروسکتے تھے اسکی شادی۔؟ پھر بلی کے بکرے کی طرح میرے اکلوتے بیٹے کو ہی کیوں قربان کیا جارہا ہے۔!"

چنگاری تو سوہا جلا چکی تھی۔ مگر اب اس چنگاری میں جلتی آگ دیکھ اسے واقعی میں کامیابی نظر آرہی تھی۔

"ہوش کرو روز۔ وہ بہن ہے میری اور مجھے ایسی کوئی بکواس بات نہیں سننی۔ کوئی قربانی نہیں دے رہی تم اور تمہاری اولاد۔ لاکھوں میں ایک ہے میری بھانجی اور خبردار جو اب ایسی فضول بات بھی کی تو۔!"

اسے آخری بار سخت الفاظ میں وارن کرتے وہ ناراضگی جتاتے وہاں سے تیزی سے نکلا۔

روز سرخ چہرے سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔

"آپی آپ پریشان ناں ہوں۔ عائش آتا ہی ہوگا عمایہ کے ساتھ۔!" روتی ہوئی الایہ کو سینے سے لگاتے انزک نے بہن کو تسلی دی تھی۔

اسکی بہن کو اس قدر مضبوط تھی اور آج وہ دوسری بار اسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ رہا تھا ایک بار امبر کی موت پر اور اب۔اب عمایہ کے جانے پر۔!"

"مجھے معاف کردو انزک۔ شاید میری پرورشِ میں ہی کوئی کمی رہ گئی ہے

۔جو میری اپنی اولاد ہمیں یوں رسوا کررہی ہے۔

تم واپس بلالو عائش کو۔اسے جانے دو،

جہاں وہ جہاں بھی جانا چاہتی ہے۔عائش سے کہو وہ واپس لوٹ آئے۔!"

آنسوں صاف کرتے وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی۔

اذلان چپ چاپ لب سیے کسی بت کی مانند کھڑا تھا۔

صورتحال ان کی سوچ سے بھی زیادہ سنگین ہوگئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔آپی جسم کا کوئی حصہ اگر خراب ہو جائے تو اسے پیوند کیا جاتا ہے۔اسکا علاج کر کے اسے ٹھیک کیا جاتا ہے ناں کہ اسے کاٹ کر پھینکا جاتا ہے۔!

عمایہ بھی ہماری اپنی بچی ہے ہماری زندگیوں کا ایک اہم حصہ۔ہم اسے کاٹ کر نہیں پھینک سکتے بلکہ ہم اسے رفتہ رفتہ ان سب چیزوں سے باہر نکال کر لائیں گے تاکہ وہ جان سکے کو۔اس کا اپنا ہے کون بیگانہ۔؟"

انزک نے ٹھہر ٹھہر کر مگر مضبوط لہجے میں ان دونوں کو دیکھتے سمجھایا۔

الایہ اور اذلان اسکی اتنی گہری بات پر ایک پل کو چونکے تھے۔الایہ جانتی تھی اسکا بھائی جس قدر ہنس مکھ اور شریر رہا تھا اسکا بیٹا بھی باپ کی طرح ہی تھا۔

مگر کئی چیزوں میں وہ سب سے مختلف تھا۔خصوصاً خود سے منسلک رشتوں کو لے کر۔

وہ ہر رشتے کو برابری کا درجہ دینے والا ایک مضبوط مرد تھا۔

اور عائش بھی باپ کا پرتو تھا۔بظاہر غیر سنجیدہ دکھنے والا اندر سے مضبوط ایک باوقار مرد ۔!"

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""اترو بھی۔!"وہ گاڑی پچھلی سائیڈ پر لایا تھا۔کب سے باہر نکلے وہ عمایہ کے باہر آنے کا منتظر تھا مگر وہ ٹس سے مس ناں ہوئی۔

"عمایہ میں کچھ کہہ رہا ہوں۔!"اب کی بار اسکی آواز میں سختی تھی۔

عمایہ نے سہمی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

جو سنجیدگی سے اسے گھور رہا تھا۔

ایک ہاتھ گاڑی کے اوپر جمائے اسنے سر اندر کرتے اسکا ہاتھ تھاما۔

"میں ایک شرط پر نکاح کروں گی۔؟"

اسنے ڈرتے ڈرتے کہا تھا کیونکہ جانتی تو وہ بھی تھی کہ اب بھاگنے یا پھر انکار کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

"" ہمممم۔کیسی شرط۔!ابرو اچکائے وہ قریب سے اسے دیکھتے سرد لہجے میں پوچھنے لگا۔

عمایہ نے تھوک نگلتے انگلیوں مروڑی۔

"تم ایک سال سے پہلے رخصتی کا نہیں کہو گے۔!"

سرخ ہو رہی بھیگی نگاہوں سمیت اسے دیکھتی وہ دھڑکتے دل سے پوچھنے لگی۔

"بس اتنی سی بات منظور ہے مجھے۔چلو باہر آجاؤ اب۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھامے وہ بلکل نارمل انداز میں بولا۔

اسکے مان جانے پر عمایہ چونکی تھی۔ حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا دل تو نہیں آگیا ناں۔!" اسکے یوں اچانک دیکھنے پر وہ شریر لہجے میں ٹونٹ کرتا اسے نگاہیں چرانے پر مجبور کر گیا۔

"کوئی فائدہ نہیں اب آنے کا۔ مہمان جا چکے ہیں ہماری عزت کا جنازہ تو نکل چکا ہے اب بھی واپس ناں آتے۔!"

کرسی پر بیٹھی روزان دونوں کو یوں ایک ساتھ واپس دیکھ جلے دل سے بولی تھی۔

سوہا کے سوا سبھی واپس جا چکے تھے۔

روبن کب سے عائش کے آنے پر منتظر تھا اب اسے اپنی دولہن کے ساتھ آیا دیکھ اسکا دل باغ باغ ہوا تھا۔

روبن نے آنکھیں مسلتے عمایہ اور عائش کو دیکھا۔

عائش کے کانوں تک پہنچتی لڑکی عمایہ علوی ہی تھی۔ جو فلیٹ چپل پہنے اسکے برابر قد کی تھی۔

روبن نے بمشکل سے اپنے امڈتے قہقہے کو دبایا تھا۔

بس ایک قد کی کمی ناں ہوتی تو میرا عائش ہیرو ہوتا ویسے شکل وصورت سے تو کسی ہیرو سے کم نہیں۔!"

مسکرا کر بڑبڑاتے اسنے موبائل فون نکالا۔

اور ایک خوبصورت منظر کو کیمرے میں قید کیا۔

"مہمان چاہے چلے گئے ہوں۔ مگر گھر والے تو سب موجود ہیں ناں۔ ویسے بھی نکاح تو ہمیں کرنا ہے مہمانوں کو تھوڑی ہی۔!"

اسنے مسکرا کر کہتے ماں کی بات کا اثر زائل کرنا چاہا۔

عمایہ نے ایک چور نگاہ دور کھڑے اپنے ماں باپ پر ڈالی۔

"چلو آؤ بیٹا۔ ویسے بھی تمہارا ہی انتظار تھا۔!"

انزک نے فخر سے بیٹے کو سینے سے لگاتے کہا تھا جہاں عائش باپ کے یوں خوش ہونے پر اندر تک سرشار ہوا۔

وہیں عمایہ کا ہاتھ کھینچتے اسے بھی ساتھ گھسیٹا۔

الایہ مردہ قدموں سے آگے بڑھی۔ عائش کا ماتھا چومتے وہ عمایہ کو کمرے کی طرف لے جانے لگی۔

"پھپھو کیا یہ ضروری ہے کہ عمایہ کمرے میں بیٹھے گی تو ہی نکاح ہو سکتا ہے۔میرا مطلب ہے ہم یہاں پر بھی تو رسم ادا کر سکتے ہیں۔!

وہ جانتا تھا اسکی پھپھو ضرور عمایہ کو کچھ ناں کچھ کہتی۔

مگر وہ اب مزید کوئی بدمزگی نہیں چاہتا تھا۔

سوہا نے ایک کاٹ دار نگاہ ان دونوں پر ڈالی۔

عائش کے نکاح کا مطلب تھا اسکا پلین اور اسکا مقصد تباہ ہو جانا۔اب وہ سوائے تماشائی بننے اور کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"ہاں بیٹا جیسے تم چاہو ۔! "

نرمی سے کہتے وہ ایک جانب ہو گئی۔

""""" چلیں مولوی صاحب نکاح شروع کریں۔! """

عمایہ کو ساتھ صوفے پر بٹھاتے اسنے سامنے سنگل صوفے پر بیٹھے مولوی صاحب کو مخاطب کیا۔

الایہ جلدی سے اندر سے سرخ دوپٹہ لے آئی تھی۔جسے عمایہ پر اوڑھاتے وہ جیسے ہی پلٹی عمایہ نے ماں کا ہاتھ تھاما جسے اگنور کرتے وہ ہاتھ چھڑاتے اذلان کے پاس جاکر کھڑی ہو گئی۔

روزنا چاہتے ہوئے بھی بیٹے اور شوہر کے آگے مجبور ہو چکی تھی جبکہ لب سیے وہ اترے چہرے سے اپنے ہی بیٹے کے نکاح میں ناراض سی کھڑی تھی۔۔

جس پر ایک نگاہ ڈالے انزک نے اسے اگنور کر دیا۔

تھوڑی ہی دیر میں۔نکاح مکمل ہوتے ہی مبارکباد کا سلسلہ چل پڑا۔

"بہت بہت مبارک ہو بیٹا۔!عائش کے گلے ملنے پر اذلان نے مسکراتے ہوئے اسے مبارک باد دی۔

عمایہ بے چین سے انگلیاں چٹخا رہی تھی۔ایک سال کا وقت تو اس نے مانگ ہی لیا تھا اب پاکستان واپس جاکر وہ ہمدان کو سب کچھ بتا کر عائش سے طلاق لے لے گی۔

یہی سوچ تھی جو اسے مطمئن کر رہی تھی۔

"مجھے روکھی سوکھی مبارک نہیں چاہیے انکل۔اگر تو آپ میری وش پوری کریں گے تو مجھے آپ کی مبارکباد قبول ہے ۔!

اسکی بات پر الایہ اور اذلان کے ساتھ ساتھ روز اور انزک بھی چونکے تھے۔

سوہا تو نکاح شروع ہونے سے پہلے ہی چلی گئی تھی۔

"عمایہ جانتی تھی وہ رخصتی لیٹ کرنے کی بات کہے گا جبھی وہ پر سکون تھی۔

"کیا شرط ہے میرے بیٹے کی۔!"

اذلان نے اسکا تھکتے مسکرا کر پوچھا جس پر وہ پر اسراریت سے پیچھے مڑتے عمایہ کو دیکھنے لگا۔

"انکل مجھے آج ہی رخصتی بھی چاہیے۔ویسے بھی کیا روز روز نئے تام جھام۔کچھ دنوں تک ہم سب وہاں آئیں گے تو وہیں سب کی موجودگی میں ریسیپشن کر لیں گے۔ مگر رخصتی آج ہی۔!"

اسنے ٹھہر ٹھہر کر مگر مضبوط لہجے میں کہا تھا۔

وہ جو یہ سوچ رہی تھی کہ رخصتی لیٹ ہو گی۔عائش کے یوں پلٹنے پر بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

دل و دماغ جیسے مفلوج ہو کر رہ گئے تھے۔

"مجھے رخصتی نہیں کروانی۔! "

وہ ایک دم سے جگہ سے اٹھتے اونچی آواز میں بولی تو سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

روز کے دل میں اسکے لئے بدگمانی مزید بڑھی تھی۔

""اسے آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔میں ہینڈل کر لوں گا۔ مگر رخصتی آج ہی ہو گی۔!"

کمرے کی طرف بھاگتی عمایہ کو دیکھتے اب کی بار عائش نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"" جیسے تم چاہو بیٹا وہی ہو گا۔!"

اذلان نے بھی فوری طور پر حامی بھری تھی۔جس پر عائش نے مسکرا کر اسے شکریہ کہا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""کچھ پتہ چلا عنایت کا۔؟""رات کے پچھلے پہر ویام اور عنایہ تھکے ہارے سے واپس لوٹے تھے۔

وریام جو ابھی تک بے چینی سے جاگ رہا تھا۔

ان۔دونوں کو دیکھ کر فورا سے پوچھا۔

"ڈیڈ ہر جگہ دیکھ لیا مگر کہیں کچھ پتہ نہیں چلا۔عیناں کہاں ہے۔؟"

ویام نے ماتھا مسلتے کہا تھا۔

عیناں کے فون کرنے پر وہ مال پہنچا تھا جہاں عیناں عنایت کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ہلکان ہو چکی تھی۔ مگر اسکے ناں ملنے پر اسنے ویام کو کال کی تھی۔

جس نے جاتے ہی عیناں کو طبیعت خراب ہونے پر گھر بھیج دیا تھا۔

"بیٹا رو رو کر طبعیت خراب کر لی تھی اسنے۔ وہ تو ابیر آ گیا تھا اسکے انجیکشن لگا تھا اب سو رہی ہے بچی۔!"

وریام نے کرسی سنبھالتے اسے آگاہ کیا۔ جبکہ عنایہ نے حیرت سے دادا کو دیکھا۔

"" مام کہاں ہیں۔؟ " اسے لگا شاید عیناں ہاسپٹل میں ہے۔

وہ روم میں ہے۔ ابیر اسکے پاس ہی ہے۔!"۔

وریام نے تھکاوٹ سے کہا تھا۔ جانے کس کی نظر لگ گئی تھی ان کی خوشیوں کو پہلے بیٹی کا گھر برباد ہوا اور اب بیٹے کا۔!"

"عالیحان کے پاس ہیں آپی۔!" روم سے باہر آتا ابیر علوی جوان سب کی گفتگو سن چکا تھا۔

اسنے مضبوط لہجے میں کہا۔

جس پر عنایہ، وریام اور ویام نے حیرت سے اسے دیکھا۔

جس کی شہد رنگ آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔

"تم ہوش میں تو ہو۔ عالی کہاں سے آ گئے ان سب کے بیچ۔!" عنایہ غصے سے چیخی تھی۔

اسے ایسی کسی بات کی توقع نہیں تھی کہ ابیر کا شک بھی عالیحان پر جا پہنچے گا۔ کیونکہ کہیں ناں کہیں وہ بھی جان چکی تھی۔

کہ عنایت کو غائب کرنے کی ہمت اسکے سوا اور کسی کی ہو ہی نہیں سکتی تھی۔

مگر وہ گھر والوں کے سامنے عالیحان کا امیج خراب نہیں ہونے دے سکتی تھی۔

جو کہ اب ابیر بخوبی کر رہا تھا۔

"مس عنایہ کاظمی آپ دو منٹ خاموش رہیں گی۔! اسنے دانت پیستے بظاہر نرم لہجے میں اسے دیکھا مگر اسکی آنکھوں میں جلتا بھانبڑ عنایہ دیکھ چکی تھی۔

"انکل (ویام) عالیحان چھ سال پہلے ہی جیل سے چھوٹ چکا ہے اور میری معلومات کے حساب سے وہ لاہور میں مقیم ہے۔اور بہت زیادہ حد تک اس بات کے چانسز ہیں کہ آپی کو کڈنیپ کرنے کے پیچھے اسی کا ہاتھ ہو۔!"

ابیر نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے سنجیدگی سے کہا تو ویام نے ہنکارہ بھرتے اپنے دکھتے سر کو دبایا۔

کل نکاح ہے عنایت کا اور اگر وہ ناں ملی تو کیا ہوگا۔!"

وہ جانتا تھا کہ جس کسی نے بھی اسکی بیٹی کو اٹھایا ہے وہ جلد یا بدیر اسے ڈھونڈ لے گا مگر اس وقت اسے مشکل یہ تھی کہ وہ عالیحان کے سوا عنایت کے دشمنوں کے بارے میں بھی سوچ رہا تھا۔

کہیں ناں کہیں وہ جانتا تھا کہ لوگ اسکا نکاح روکنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے مگر عنایت کو جان سے مارنا ایسے ہی تھا جیسے اپنے ہاتھوں سے ساری پراپرٹی گورنمنٹ کو دینا۔

اس لئے وہ خاموش تھا کیونکہ اتنا تو وہ جانتا تھا کہ وہ جو کوئی بھی تھا اسکی پرنسز کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

بس وہ کل تک عنایت کو ڈھونڈ کر اسکا نکاح کر دینا چاہتا تھا۔

تاکہ ساری مشکلات ٹل سکیں۔

"آپ ان سے کہہ دیں کہ پھپھو (حرمین اور عالیان) وہ لوگ اگلے ہفتے پاکستان آ رہے ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ نکاح اور باقی کی رسومات ان کی موجودگی میں ہوں۔

تب تک وہ جو کوئی بھی ہے جس نے آپی کو کڈنیپ کیا ہے۔ہم اسے ڈھونڈ لے گے۔!"

ابیر نے پرسوچ سے انداز میں سوچتے ہوئے کہا۔

وریام اور ویام کو اسکی بات ٹھیک لگی۔

یہ ممکن تھا صرف اسی طریقے سے ان لوگوں کو روکا جا سکتا تھا۔

ٹھیک ہے میں صبح ہی بات کروں گا۔ مگر پھر بھی ہمیں پرنسز کو ڈھونڈنا ہوگا جانے کس حال میں ہو گی وہ۔!"

ویام نے بے چینی سے کہا تھا۔عنایہ باپ کے سینے سے لگی۔ تو ویام نے اسکا سر تھپکا۔

ڈونٹ وری ہم آپی کو جلد ڈھونڈ لیں گے مگر اسکے لئے ہمیں مضبوط رہنا ہوگا۔!"

وہ بہت بہادر تھی اپنے دادا کے جیسے۔ ویام نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلاتے اپنی شہزادی کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

""مائی بریو گرل۔!" باپ کے دھیے خطاب پر وہ بلش ہوئی تھی۔

کسی کی گہری نگاہوں کی تپش محسوس کرتے اسنے گھور کر ایک ابرو اچکاتے ابیر کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جیسے پوچھ رہی ہو کیا ہے۔!

ابیر نے بمشکل سے مسکراہٹ چھپاتے سر کو نفی میں ہلایا۔

"عالیحان شاہ بہت ہو گیا چوہے بلی کا کھیل۔ابیر علوی بہت جلد تمہیں ڈھونڈ لے گا۔یہ وعدہ رہا تم سے۔! "

نیلے آسمان کو دیکھتے اسنے پر اسراریت سے بھرپور مضبوط لہجے میں کہا تھا۔

اسے مکمل یقین تھا کہ عنایت اسی کے پاس تھی۔

بس کل وہ لاہور جانے والا تھا۔

Episode 34

"تبریز میری جان کیا ہو گیا ہے۔خدا پر یقین رکھو۔کچھ نہیں ہو گا ماما کو۔!" وہ مضبوط مرد جو اندر سے بری طرح سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا ہے۔

اسکا ذہن جو ابھی تک ڈاکٹر کی کہی باتوں پر اٹکا ہوا تھا میرب کے چھونے پر وہ ایک دم سے ٹھٹکا غائب دماغی سے انہیں دیکھنے لگا۔

"میرا بہادر بیٹا۔یوں ناں کرو اگر تم ایسے ٹوٹ جاؤ گے تو ماما کو کون سنبھالے گا۔؟ اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ نرمی سے بولی تھی۔

تبریز نے سرخ نگاہوں سے سر کو اثبات میں ہلایا اور ماں کو اپنے حصار میں لیتے انہیں ساتھ لئے وہ بینچ کی جانب بڑھا۔

"آپ آرام کریں طبعیت خراب ہو جائے گی میں نوافل ادا کر کے آتا ہوں۔!"

ماں کے سامنے مضبوط بنتے وہ نرمی سے کہتا اٹھا تھا۔

"یا اللہ میرے بچے کو ناامید مت کرنا۔!" دونوں ہاتھ دعا کی صورت میں اٹھائے وہ دل سے دعا گو ہوئی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پورے ایک گھنٹے کے بعد آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا تھا۔

تیمور جو تھوڑی دیر پہلے ہی پہنچا تھا۔میرب اور وہ دونوں ہی ڈاکٹر کو دیکھ جگہ سے اٹھے۔

تبریز جو دیوار سے سر ٹکائے کھڑا تھا۔ڈاکٹر کے آنے پر دھڑکتے دل سے وہ سیدھا ہوا۔

خوف اسکے چہرے سے واضع جھلک رہا تھا۔

ڈاکٹر نے ایک نگاہ اس بھرپور مرد پر ڈالی۔

"بے بی گرل تھی۔سوری ہم بچا نہیں سکے آپ کی بچی کو۔!""" سر جھکائے ڈاکٹر نے تینوں پر ایک نگاہ ڈالتے کہا تھا۔

میرب کے قدم بے ساختہ ہی لڑکھڑا گئے۔

تبریز کا دل جو آگے ہی ڈر سے کانپ رہا تھا۔اب جیسے دھڑکنا بھول گیا ہو۔"!

لڑکھڑاتے قدموں سے وہ بے جان ہوتی ٹانگوں سمیت گرنے کو تھا۔

جب تیمور نے آگے بڑھتے بیٹے کو سنبھالا۔

""""آپ کی وائف کو ہم نے بچا لیا ہے مگر افسوس اس بات کا ہے شاید وہ جینے کی امید چھوڑ چکی تھی۔مسٹر شیرازی آپ ذرا میرے کیبن میں آئیں۔!"

ڈاکٹر نے جان بوجھ کر مزید گفتگو سے پرہیز کیا تھا۔کیونکہ ایک باپ اور شوہر کے لئے ایک ساتھ اتنے دکھ سہہ پانا مشکل ہی تھا۔

جبھی وہ تبریز کو کیبن میں آنے کا کہہ خود وہاں سے ایکسکیوز کرتے کیبن کی طرف گئی۔

ڈاکٹر میں نہیں چاہتا کہ آپ مجھ سے کچھ بھی چھپائیں۔جو بھی حقائق ہیں آپ مجھے آگاہ کر دیں۔!"

سر جھکائے سمیت وہ ڈاکٹر کے سامنے بیٹھا مضبوط لہجے میں بولا تھا۔

اسکی آنکھوں میں ٹوٹے خواب کی کرچیاں تھیں۔نو ماہ جس اولاد کا دنیا میں آنے کا بے قراری سے انتظار کیا تھا۔

اب وہی احساس مٹ چکا تھا اسکا انش اس دنیا میں آیا تو تھا مگر اسکی سانسیں بند تھیں۔

یہ تکلیف یہ کرب کس قدر اذیت ناک تھا یہ کوئی تبریز شیرازی سے پوچھتا۔

"آپ کی وائف کو پریگننسی نے فرسٹ ویک سے ہی ڈاکٹر نے ان حقائق سے آگاہ کر دیا تھا کہ ان کے ماں بننے کے چانسز بے حد کم ہیں

۔

اگر وہ ماں بنی تو انہیں اور بچے کو بہت سی کو مپلیکیشنز کا سامنا کرنا پڑے گا۔!" اسکے باوجود بھی انہوں نے یہ فیصلہ لیا کہ وہ اپنے بچے کو جنم دیں گی۔

"مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے۔ مسٹر شیرازی کہ شاید ہی اب وہ کبھی ماں بن سکیں۔

کیونکہ وہ جسمانی طور بھی بے حد ویک تھیں۔اسکے علاوہ بھی ان کے کچھ ٹیٹس کیے گیے ہیں جن سے یہ بات شیورلی کہی جاسکتی ہے کہ فیوچر میں پہلے تو وہ پریگننٹ ہو ہی نہیں سکتی اور اگر ہوئی بھی تو ٹو ٹنی پرسنٹ چانس ہیں۔ کہ ان کی پریگننسی بہترین رہے گی۔

کم سے کم چار سے پانچ سال تک تو آپ کو خود ہی احتیاط کرنا پڑے گی۔!"

ڈاکٹر جینیفر نے بہت احتیاط سے لفظوں کا چناؤ کیا تھا۔کیونکہ وہ جانتی تھی تبریز پہلے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا تھا۔

"ڈاکٹر ایک ریکوسٹ کرنی تھی آپ سے۔'!!

ڈاکٹر کی طرف دیکھتے وہ بھاری آواز میں بولا۔

"آپ میری وائف کو یہ سب نہیں بتائیں گی۔"!

مگر مسٹر شیرازی۔؟ڈاکٹر نے چونک کر اسے دیکھا۔آخر وہ کرنا کیا چاہتا تھا۔؟

"پلیز ڈاکٹر اٹس آر یکوسٹ۔وقت آنے پر میں خود انہیں سب بتا دوں گا مگر ابھی آپ میری بس اتنی سی ہیلپ کر دیں۔!"

اسکے اصرار کرنے پر ڈاکٹر نے کندھے اچکاتے حامی بھر دی۔

"ٹھیک ہے جیسا آپ کو مناسب لگے۔!" ڈاکٹر کے یہ الفاظ سن اسکے تنے اعصاب پر سکون ہوئے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مس کاظمی کہاں ہیں۔؟کیا انہوں نے کوئی میسج چھوڑا ہے اپنی لیو کیلئے۔؟ "

کلاس پر ایک نگاہ دوڑاتے بہرام نے بظاہر سرسری سا پوچھا مگر سچ یہی تھا کہ عنایہ کی غیر موجودگی اسے بری طرح سے چبھی تھی۔

"امم سر وہ لیو پر نہیں ایکوئچلی وہ پاک چلی گئی ہے۔بٹ اس نے کہا تھا کہ وہ جلد لوٹ آئے گی۔! مگر اب شاید وہ کبھی بھی واپس ناں آئے۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جیڈی جو عنایہ کی کافی اچھی دوست تھی،اسنے جگہ سے اٹھتے پروفیسر کو آگاہ کیا۔

"فائل کا ورق پلٹتے بہرام کی آنکھیں حیرت سے سکڑی۔"

اسنے حیرت سے سر اٹھائے جیڈی کو دیکھا۔

"کیوں گئی ہیں وہ۔؟کیا کسی سے لیولی ہے انہوں نے۔یوں سمیسٹر کے بیچ میں جانا۔پرمیشن کس نے دے دی انہیں۔!

اسکے لہجے میں بے چینی وبے قراری اُمڈ رہی تھی۔

جس پر کلاس میں بیٹھے اسٹوڈنٹس کافی حیران بھی ہوئے تھے۔

"سر وہ لیو پر گئی ہے تو ظاہر سی بات ہے لیٹر چھوڑ کر گئی ہو گی۔ویسے بھی اب اسکا آنا مشکل ہے۔کیونکہ اسکی سسٹر (عنایت) سے میری بات ہوئی تھی۔

شی سیڈ عنایہ کی رخصتی ہونے والی ہے۔!اب وہ واپس نہیں جائے گی۔!

جیڈی نے سینے پر ہاتھ باندھے مسکرا کر بہرام کو بتایا تھا۔

جس کی آنکھوں میں خون اترا۔

دانت پر دانت جمائے اسنے ہاتھ کی مٹھی کو۔ضبط سے بھینچا۔

بس نہیں تھا اسکا کہ وہ جیڈی کو جان سے مار دیتا جو اپنے منہ سے ایسی فضول بکواس کر رہی تھی۔

"شٹ اپ یو۔!"جیڈی جو ابھی کچھ اور بھی بتا رہی تھی۔پروفیسر کے چلا کر کہنے پر ایک دم سے چپ ہو گئی۔

اسٹوڈنٹس پروفیسر کے غصے کی وجہ جاننے سے قاصر تھے۔

"کہی نہیں جاسکتی وہ۔!"منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے وہ کلاس۔کے بیچ ہی تیز تیز قدم اٹھاتا ہر کسی کو نظر انداز کرتا پاگلوں کی طرح بھاگتا ہوا باہر نکلا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"آیئے آیئے میڈم جی۔بہت سنا تھا آپ کے بارے میں آج دیکھ بھی لیا۔!"تاریک کمرے میں بیٹھا شکور چھیما اور رنگیلا کے ساتھ اندر داخل ہوتی ایمی کو دیکھ کر ستائش آمیز لہجے میں بولا۔

جس نے سرے سے اسکی بات کو اگنور کیا تھا۔

"لڑکیاں کہاں ہیں۔!اسکے سامنے چند قدموں کے فاصلے پر رکتے وہ سخت لہجے میں پوچھتی ڈائریکٹ مدعے پر آئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""سب بتادوں گا میڈم جی اتنی جلدی بھی کیا ہے۔؟ "

شکور نے گردن کھجاتے خباثت سے کہا۔

"تمہیں جلدی نہیں ہوگی مگر ہمیں ہے۔! ٹھہر ٹھہر کر۔کہتے اسنے چھیما کو اشارہ کیا۔

جس نے سمجھتے ہاتھ میں تھا بریف کیس سامنے موجود میز پر دھرا۔

جسے دیکھتے ہی شکور خباثت سے قہقہ لگا اٹھا۔

"گن لو مال پورا ہے۔!" چھیما اسے پیسوں کو گھورتا دیکھ بولا۔

وہی وہیں ایمی اب جگہ سے اٹھی تھی۔

ایک نگاہ اس حالی ٹھکانے پر ڈالے وہ وہاں سے نکلی۔

میڈم جی کہاں جارہی ہیں۔؟" شکور اسے باہر نکلتا دیکھ ہڑبڑا کر بولا۔

تو اپنا کام کر۔ میڈم جی آجائیں۔گی۔! رنگیلا نے اسکا کندھا تھپکتے کہا تھا۔

جس پر وہ سر ہلاتے پھر سے مسکراتا پیسے گننے لگا۔

ایمی باہر نکلی اب اوپر کی طرف جاتی سیڑھیوں کی جانب بڑھی تھی۔

اسے شک تو پہلے ہی ہو چکا تھا کہ کوئی ان کا پیچھا کر رہا ہے۔ مگر کون وہ یہ سب جاننے سے قاصر تھی۔

جبھی خاموشی سے اپنا سفر جاری رکھا۔

تاکہ وہ دوست کے بھیس میں چھپے چور کو رنگے ہاتھوں پکڑ سکے۔

"جلدی کرو کوئک نکلو سب کو۔!" آخری سیڑھی پر رکتے اسنے اندر سے آتی آواز کو بخوبی پہچان لیا تھا۔

ماتھے پر بل ڈالے وہ دیوار کی اوٹ میں ہوئی۔

اور نظر بچاتے اندر کی جانب جھانکا۔

جہاں مجنوں سبھی لڑکیوں کو رسی باندھے نیچے کودنے میں مدد کر رہا تھا۔

"""اوہ واؤ کمال کر دیا تم نے مجنون۔!" آنکھوں میں سرد پن سمیٹتے وہ ایک دم سے اس کے سامنے جاتی تالی بجاتے بولی تھی۔

اسکی آواز پر سبھی لڑکیاں خوف زدہ سی ہوئی تھی وہیں انیل جو عجلت میں نظر آرہا تھا۔

ایمی کی آواز پر آنکھیں میچتے ہونٹ بھینچے وہ ایک دم سے مڑا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے چہرے پر پھیلی سرد مہری کو دیکھ ایمی نے ہاتھ سینے پر باندھے قہر برساتی نگاہوں سے اسے گھورا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""مجھے بھوک لگی ہے۔!"منہ میں ناخن ڈالے وہ نیلی نگاہوں میں بے زاری سموئے اچانک سے دروازے سے اندر جھانکتے ڈیول کو دیکھتے بولی۔

ڈیول چونکا۔

ایک نگاہ دیوار گیر گھڑی پر ڈالی جو صبح کے چار کا وقت بتا رہی تھی۔

وہ ابھی باس کے پاس سے لوٹا تھا۔حورین شاہ کا خیال آتے ہی وہ بس ذرا سا دروازہ کھول اسے دیکھنے کی چاہ رکھتا تھا۔

مگر شاید وہ بھوکی تھی۔

ڈیول نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"کھانا نہیں کھایا تم نے۔!ہاتھوں میں پہنے گلوز اتارتے وہ اپنے بھاری قدموں سمیت آگے بڑھا صوفے پر بیٹھتے اب پیروں کو جوتوں کی قید سے آزاد کرنے لگا۔

"کسی نے پوچھا ہی نہیں۔میں سات گھنٹوں سے بھوکی ہوں۔اب تو اسٹمک بلکل خالی ہے۔"

پیٹ پر ہاتھ پھیرتے وہ معصومیت سے بولتی اسے چونکا گئی۔

"ڈیول کی بھوری نگاہوں میں حیرت سمٹی۔ماتھے پر بے چینی سے ڈھیروں بل سمٹے تھے۔

"لبوں پر زبان پھیرتے اسنے شرٹ کے کف فولڈ کیے۔

""میں آتا ہوں۔!"ایک نگاہ حورین شاہ کے سرخ پڑتے چہرے پر ڈالے وہ نرمی سے کہتے کمرے سے نکلا۔

حورین منہ پھولائے اسے جاتا دیکھتی رہ گئی۔

کھلی کھڑکی سے ٹکراتی ٹھنڈی ہوائیں وجود میں سنسنی سی پھیلا رہی تھی۔

مگر حورین شاہ کی آنکھیں تو اس چمکتے چاند پر تھیں۔جس نے کافی دیر سے اس پری وش کو مسحور کر رکھا تھا۔

"تھوڑی دیر میں دروازہ پھر سے کھلا تھا۔حورین نے سر موڑے اس وجیہہ مرد کو دیکھا۔

جس کے ہاتھ میں ٹرے تھی۔چہرے پر بنا کوئی تاثر لئے وہ بھاری قدموں سے چلتا اب بیڈ کی طرف بڑھتا گیا۔

"یہ کیا ہوتا ہے۔؟""ٹرے میں موجود ایک بڑی سی پلیٹ کی طرف دیکھتے حورین نے حیرت سے انگلی لگاتے پوچھا۔

"فل حال اتنی جلدی میں یہی بنا سکتا ہوں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے سوال کو اگنور کرتے اسنے پلیٹ اپنے ہاتھ میں تھامی۔

اب کی بار نگاہیں ان سحر انگیز سمندر سی گہری نگاہوں میں بڑی آنکھوں پر ٹھہر سی گئ تھی۔

جب اچانک حورین نے جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے پلیٹ پکڑی۔

جس پر وہ چونک پر ہوش کی دنیا میں لوٹا۔!

"یہ کھا سکتے ہیں۔؟"ایک نگاہ پلیٹ پر ڈالے حورین کے باریک ہونٹ پھڑ پھڑائے۔

جس پر ڈیول نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

"ہاں تم سے کھا سکتی ہو۔!"رسان سے کہتے وہ سنجیدگی سے ایک نگاہ کمرے پر ڈالے اٹھا۔

"واؤ۔یہ کتنا ٹیسٹی ہے۔!"ایک چمچ بھرتے حورین نے اشتیاق سے کہا تو ڈیول نے گردن موڑے اسے دیکھا۔

کیا تھی وہ لڑکی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ری ایکٹ کرنے والی۔

حالانکہ آج سے پہلے ڈیول کو بھی احساس نہ ہو سکا تھا کہ اسکی بنائی ڈش کافی اچھی تھی۔

وہ اکثر دس منٹ میں جلدی سے کچھ بھی کھانے کو بنالیتا تھا اور آج بھی ان میں سے ایک ریسپی بنائی تھی۔

مگر کبھی سوچا نہیں تھا کہ اسکی بنائی ڈش پر کوئی ایسا تبصرہ بھی دے گا۔

"کھانا کھا کر تم سو جاؤ۔ صبح بات ہو گی۔!"

گھمبیر لہجے میں کہتے وہ کمرے سے نکلا۔حورین بغور اسے جاتا دیکھ رہی تھی اسکے جاتے ہی کندھے اچکاتے وہ اب کھانے سے انصاف کرنے لگی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بھاری قدموں سمیت سیڑھیوں کو پھلانگتے وہ کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا۔

دماغ میں بہت سے سوالات چل رہے تھے مگر دل تو نکاح کے بعد سے ہی پر سکون ہو چکا تھا۔

"بائیں ہاتھ سے ناب گھماتے وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا۔بجلی کی تیزی سے کوئی چیز اس کی جانب آئی تھی۔جسے عائش نے جھکتے بمشکل سے خود کو بچایا۔

اچانک سے ہوئی اس افتاد کے بعد دل کافی زوروں سے دھڑکا تھا۔

گہری نگاہوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ ترچھی نگاہوں سے سامنے دیکھنے لگا۔

جہاں بکھرے حلیے میں ایک ہاتھ میں واز تھامے وہ بے حال سی عائش انزک علی کو دیکھ رہی تھی۔

عائش نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عمایہ پھینکو اسے۔!"

ایک دم سے سیدھے ہوتے اسنے تنبیہی انداز میں کہتے اپنے بگڑے کمرے پر ایک نگاہ دوڑائی۔

عجب سی ہو چکی تھی۔

وہ اپنی موج و مستی میں رہنے والا ایک غیر سنجیدہ شخص اب اپنی شخصیت سے برعکس بنتا جا رہا تھا۔

کوٹ کے بٹن بے چینی کی کیفیت میں کھولتے وہ اب سیاہ بوٹوں میں مقید پاؤں آگے بڑھانے لگا۔

ایک نگاہ گردن اور کندھے کے بیچ سے عمایہ کی ادھڑی شرٹ پر ڈالی۔

جہاں خون کے دھبے واضح تھے۔

ماتھے پر ناگواری سے کئی بل سمٹے تھے۔

"آگے مت آؤ یو چیٹر۔ تم نے مجھے چیٹ کیا۔ آئی ہیٹ یو عائش۔!"

"وہ مسلسل پیچھے کو قدم اٹھاتے بلند آواز میں چلا رہی تھی۔

عائش اس بابت پر سکون تھا کیونکہ اسکا کمرہ ساؤنڈ پروف تھا جو کہ اس نے اپنی حرکتوں کے سبب رکھا تھا مگر آج اسکا فائدہ بھی ہوا تھا۔

اسکی ماں الگ سے ناراض تھی۔ باپ اور پھپھو لوگوں کو وہ پر سکون کرا نکے کمروں میں بھیج چکا تھا۔

اور اب جب روم میں آیا تو آگے کا حال اسکی سوچ سے کچھ زیادہ ہی مختلف تھا۔

"غالباً تمہارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے زوجہ اور ایسی کیفیت میں تمہیں بیڈ پر دبک کر منہ میں کپڑا ٹھونس کر رونا چاہیے تھا۔

ناں کہ ایک ظالم سماج کی مانند اپنے مزاجی خدا پر آتش بازیاں کرتی۔!"

ماتھے کو دو انگلیوں سے کھجاتے وہ تخیل میں سارا تخمینہ لگاتے کافی سنجیدگی سے بولا تھا۔

جبکہ عمایہ کا اس وقت کوئی موڈ نہیں تھا اسکی کسی بھی قسم کی بکواس سننے کا۔

"تم نے مجھ سے کہا تھا عائش تم رخصتی نہیں لوگے پھر تم مکر کیسے سکتے ہو۔؟"

وہ ابھی تک صدمے تھی۔

عائش اسکا سب سے اچھا دوست اور کزن تھا۔ جس پر عمایہ آنکھ بند کر کے بھی یقین کر سکتی تھی مگر اب اسکا یہ جھوٹ اسے بہت مہنگا پڑا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یقین جانو میں خود بھی نہیں چاہتا تھا رخصتی وغیرہ۔! مگر جانے ان کلمات میں کیا جادو تھا قبول ہے کہتے ہی میری نظر بدل گئی مطلب تم پر نظریں گہری ہو گئی اور پھر دل نے شرم دلائی کے دیکھ بغیرت اتنے عرصے کے بعد بیوی ملی ہے اور تو اسے چھوڑ دے گا۔

بس اسی وجہ سے مجھے دل کی ماننی پڑی۔!"

بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے کہتے وہ اب چلتے چلتے کافی قریب ہو گیا تھا عمایہ کے۔

عمایہ بے بسی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اسکی باتوں میں گم وہ اسکا بڑھنا نوٹس نہیں کر پائی تھی۔

"ویسے ایک بات تو ہے۔ باقی سب سے زیادہ میں خوش قسمت ہوں۔ وہ جھٹکے سے اسے کمر سے تھامے گھماتے عمایہ کے ہاتھ سے واز چھینتے بیڈ پر پھینکتے بولا۔

عمایہ اب اسکی چال سمجھتے اسکی گرفت میں بری طرح سے مچلی تھی۔

جب عائش کی مسکراتی ہوئی آواز پر اسنے قہر برساتی نگاہوں سے اسے گھورا۔

چہرے الگ رونے کے سبب تپ چکا تھا۔

"مجھے باقیوں کی طرح رومینس کرنے کے لیے جھکنے کی ضرورت نہیں۔ ہم تو فیس ٹو فیس بھی رومینس کر سکتے ہیں کیوں زوجہ۔!"

اسکی آنکھوں میں دیکھتے وہ غیر سنجیدگی سے بولا۔ جس پر عمایہ کا چہرہ اہانت کے زیر اثر سرخ پڑا تھا۔

جس پر عائش نے استحقاق سے جھکتے اسکے سرخ پڑتے گال پر بوسہ دیا۔

عمایہ کا وجود پہلی بار کسی مرد کے لمس پر بری طرح سے لرزا تھا۔

اسنے بری طرح سے عائش کی شرٹ کو مٹھی میں مضبوطی سے جکڑتے آنکھیں موندلی۔

"زوجہ۔! آج کیلئے اتنا ہی کافی ہے کل آگے سے کانٹینیو کریں گے۔؛ """

اسکے کان میں جھکتے گھمبیرتا سے سرگوشی میں کہتے وہ ایک دم سے پیچھے ہٹا تو عمایہ جیسے ایک دم سے ہوش کی دنیا میں لوٹی۔

شرمانے کا کام کل پر رکھ دو فل حال تو مجھے نیند آئی ہے۔ چلو آج تمہیں نئی جگہ کی سیر کراتا ہوں۔!"

مسکرا کر چمکتی نگاہوں سے کہتے اسنے عمایہ کا ہاتھ تھامے اسکے ناچاہتے ہوئے بھی اسے ساتھ گھسیٹا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آئندہ سے تمہاری ناک میں یہ موتی نظر ناں آنے پائے مجھے۔" !

آنسوں سے بھری اسکی ساکت سیاہ سرخ ڈوروں سے بھری آنکھوں میں کافی نزدیک سے دیکھتا وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے جنونیت سے بولا۔

دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو تکیے پر ٹکائے وہ کافی جتن کے بعد اسکی ناک کا لونگ نکالنے میں بالآخر کامیاب ہو چکا تھا۔

نیلی گہری نگاہوں میں اب جنونیت کی جگہ سکون سا امڈا۔بہت استحقاق سے جھکتے اسنے ناک پر اپنے سلگتے لبوں کا چھوڑتے ہونٹ اسکے کان کے قریب کیے۔

"آج کے بعد سے موت تک تمہاری ہر سانس پر صرف اور صرف میرا حق ہے عنایت عالیحان شاہ۔ کبھی غلطی سے بھی مجھے بھولنے کی کوشش کی تو میرا یاد دلانے کا طریقہ تمہیں پسند نہیں آئے گا۔! کسی غیر مرد کا سایہ تک تم پر پڑا تو اپنے ہاتھوں سے تمہاری بربادی ایسے لکھوں گا تم موت کی بھیک مانگو گی مگر وہ تمہیں کبھی بھی نصیب نہیں ہو گی۔!"

"وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے شدت بھرے لہجے میں بولا تھا۔وہ خود بھی اپنے اس قدر پاگل پن کی حد سے ناواقف تھا۔دل ودماغ پر چھایا جنون اس قدر حاوی ہو چکا تھا کہ وہ عنایت کی موجودہ کیفیت تک کو بھولے اپنا خوف اور ڈر اسکے دل میں بھر دینا چاہتا تھا۔

"میرے نام سے آزادی تمہیں میری موت ہی دلا سکتی ہے عنایت عالیحان شاہ۔اب سے تمہارا بربادی کا سفر شروع ہوا۔تاعمر تم میرے نام پر بیٹھی رہو گی۔ مگر عالیحان شاہ تمہیں کبھی بھی ناں تو اپنائے گا ناں ہی چھوڑے گا۔!"

"خدا مت بنو عالیحان شاہ۔اسکی لاٹھی بڑی بے آواز ہے۔جب پڑتی ہے تو اچھے اچھوں کے ہوش ٹھکانے لگا دیتی ہے۔اپنی ہوس کو نفرت کا نام دے کر پورا کرنے والے ایک نامرد ہو تم۔ گھن آتی ہے مجھے اپنے وجود کے ہر اس حصے سے جسے تم نے چھوا ہے۔

میرے لئے تم اسی قدر نفرت کے قابل ہو کہ تمہارا سایہ بھی مجھے میلا کر رہا ہے۔دور ہو جاؤ مجھ سے۔"

پوری رات اور صبح میں اس کی چپ ٹوٹی تھی اور اسکے کہے الفاظ کسی نشتر کی مانند عالیحان کے دماغ پر چبھے تھے۔

عنایت کے دھتکارنے پر وہ ایک دم سے لڑکھڑایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"دعا کرنا خدا سے کہ کبھی تمہیں میرے سامنے معافی ناں مانگنی پڑے۔کیونکہ وہ رب تو تمہیں معاف کردے گا مگر عنایت کاظمی تمہیں کبھی معاف نہیں کرنے والی۔؟"

اسکے لفظوں میں ٹوٹ پھوٹ ضرور تھی مگر لہجے میں وہی نفرت تھی جو کل رات تھی۔وہ جانتی تھی اس نے خود کو گناہ سے بچا لیا تھا اسکی نظروں میں عالیحان شاہ ناپاک ہوا تھا اسکا اپنا وجود نہیں۔"!

ذہن کے سن ہونے سے پہلے اسے گالوں پر لڑکھتے آنسوں محسوس ہوئے تھے۔رفتہ رفتہ بند ہوتی نگاہوں سے اسنے دروازے کھول باہر جاتے عالیحان کو دیکھا۔

آنکھیں ایک دم سے بند ہوئی تھی۔اسنے ایک آخری سانس کھینچی اسکے بعد دھڑکنیں بند ہونے لگی۔

Episode 35

" ہمممم۔!شاید مجھے آنے میں کچھ دن لگ جائیں۔تم سنبھال لینا سب کچھ۔!ائیر پوڈ کان سے لگائے وہ سنجید گی سے آگاہ کرتا گاڑی کا دروازہ کھولتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔

"ہاں ایسی کوئی خاص ایمر جنسی تو نہیں ہے۔مگر پھر بھی اگر کچھ ایمر جنسی بنی تو عیناں آنٹی کو بلا لینا۔"!"

ماتھا مسلتے وہ ہاسپٹل کی بابت آگاہ کرتے گاڑی سٹارٹ کر گیا۔

جب پچھلی سیٹ پر اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔

ابیر نے ماتھے پر بل ڈالے پیچھے دیکھا مگر سیٹ حالی تھی۔

سر جھٹکتے اسنے فارس کو مختصراً آگاہ کرتے کال کٹ کر دی۔

"ہاں ڈیٹیلز وغیرہ دیکھ لینا تم۔اوکے رکھتا ہوں میں۔!

سرد پن سے کہتے اسنے گاڑی کو اچانک سے زور سے بریک لگائی۔

شہد رنگ آنکھوں میں خون سمٹا تھا۔

جبڑے مضبوطی سے بھینچے اسنے سٹیرنگ پر انگلیاں گھاڑی۔

"اہہہ۔!"اچانک پیچھے سے کسی کے چیخنے کی آواز پر ابیر نے دانت پیسے۔

"باہر آجاؤ شرافت سے۔اگر میں نے نکالا تو بہت برا پیش آؤں گا۔!؛"

"دوٹوک الفاظ میں کہتے اسنے ذرا سی گردن ترچھی کی۔

جب سیٹ کے پیچھے دبکی بیٹھی عنایہ ماتھے پر ہاتھ رکھے ایک دم سے سامنے ہوئی۔

ایک نگاہ ابیر پر ڈالی اور پھر ذرا سا جھکتے وہ اگلی سیٹ پر کودی ۔

اگر تمہیں جانا ہی تھا تو ڈائریکٹ مجھے کہتی یہ کون سا طریقہ ہے۔؟"

اس کا ہاتھ ماتھے سے ہٹاتے ابیر گھمبیر مگر سرد لہجے میں بولتا اب فرسٹ ایڈ باکس نکال چکا تھا۔

شاید کھڑکی سے ٹکرائی تھی جبھی ماتھے پر بڑا سا گول نشان بن چکا تھا۔ابیر نے روئی سپرٹ میں ڈبوئے اسکے چہرے کو تھاما۔

جو آنکھیں موندے نچلے ہونٹ کو دبائے کافی معصوم اور حسین لگ رہی تھی۔

شہد رنگ آنکھوں میں خمار اتر آیا تھا دل نے بے اختیار کروٹ بدلی تھی۔

گالوں میں ابھرتے ان قاتل حسین گڑھوں کو چھونے کی خواہش بے اختیار زور پکڑ گئی۔

"لگا بھی دو ٹھرکی انسان، نظر مت لگانا مجھے۔!ایک آنکھ کھولے درد سے سسکاریاں بھرتی عنایہ بے زاری سے بولی تو ابیر جیسے ایک دم سے ہوش میں لوٹا۔

بے ساختگی میں ہوئی اپنی حرکت پر خود پر لعنت بھیجتے اسنے اختیاط سے اسے سپرٹ لگایا۔

"مجھے یہ غیر اخلاقی حرکتیں اور کام بلکل بھی نہیں پسند آئندہ خیال رکھنا۔!

دوٹوک انداز میں اسے وارن کرتے اسنے گاڑی دوبارہ سے سٹارٹ کی۔

"ایکسکیوزمی مسٹر علوی۔اگر آپ کو نہیں پسند تو یہ آپ کا مسئلہ ہے میں ایسی ہی ہوں اور ایسی ہی رہوں گی۔!

دوٹوک انداز میں کہتی وہ سینے پر ہاتھ باندھتے رخ موڑ گئی۔

"میں تمہیں گھر ڈراپ کردوں گا تم نہیں جاسکتی میرے ساتھ۔!"گاڑی اب دوبارہ سے شاہ ولا کی جانب موڑتے اسنے سرد لہجے میں حکمیہ کہا۔

اسکا یہی انداز عنایہ کو برا لگتا تھا۔

"میں کیوں نہیں جاسکتی۔تم میری بہن کو لینے جارہے ہو ناں۔؟تو میں ساتھ جاؤں گی۔!"دوٹوک لہجے میں کہتے وہ بھوری آنکھوں میں خفگی سموئے اسے دیکھنے لگی۔

جس پر ابیر نے آنکھیں میچتے اپنے غصے پر ضبط کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مجھے تمہاری یہ خودسری بلکل نہیں پسند عنایہ مجھ سے تمیز سے پیش آیا کرو۔!" گردن موڑے اسنے کاٹ دار نگاہوں سمیت اس ساحرہ کو گھورتے نگاہیں چراتے کہا۔

"اور مجھے بھی تمہارا یہ حکمیہ انداز بلکل نہیں بھاتا۔میں کوئی غلام نہیں ہوں تمہاری۔؛"

وہ اسی کی طرح تندو تیز لہجے میں دوبدو بولی۔ابیر نے طیش کے عالم میں جبڑے اس قدر مضبوطی سے بھینچ لئے کہ اگر اسکا بس چلتا تو وہ اسی طرح سے عنایہ کو بھی مسل دیتا۔

"تو تم نہیں اترو گی۔؟"ابرو اچکاتے اسنے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"نہیں بلکل بھی نہیں!""سر کو زور شور سے نفی میں ہلاتے اسنے اونچی آواز میں کہا جس پر ابیر کے چہرے پر پراسراریت بھری مسکراہٹ اُمڈی۔

"اوکے دھین بی ریڈی ڈارلنگ۔!نرمی سے اسکے گال کو تھپکتے وہ مسکرایا تو عنایہ چونکی۔

مگر اسکے سمجھنے سے پہلے ہی ابیر نے گاڑی کو فل آن سپیڈ دی۔

جس پر گاڑی ہواؤں میں باتیں کرنے لگی۔

عنایہ کی چیخیں ان ہواؤں میں گونجتی ایک الگ سا سماں باندھنے لگی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""""بارس۔بارس کہاں ہو تم۔؟بارس؟؟؟ """""

مجتبیٰ حسین جو متفکر سے اسے ڈھونڈتے اوپر موجود اسکے کمرے میں آئے تھے۔اب دروازے کے بیچ کھڑے وہ اندر بارس کے بستر پر کسی لڑکی کو دیکھ ساکت سے ہو گئے۔

آنکھوں میں حیرت و بے یقینی کے سے تاثرات سمیٹے وہ حورین کو دیکھتے رہ گئے۔

جو کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

اب کسی کی آواز پر چونکتے پلٹی۔تو دروازے کے بیچ کسی کو دیکھ چہرے پر خوف سمٹا۔

"آپ آپ کون ہو۔؟؟بارس کے کمرے میں کیسے آئی آپ۔؟"مجتبیٰ حسین اچھے سے واقف تھے بیٹے کی عادت سے۔بائیس سالہ زندگی میں وہ جتنے بھی سال اسکے ساتھ رہا تھا وہ اسکی رگ رگ سے واقف ہو چکے تھے۔

آج تک کوئی لڑکی اسکے ارد گرد دکھائی تک نہیں دی تھی آج ایکدم سے اسکے کمرے میں وہ بھی بارس کے بستر پر۔

آپ کون ہو۔؟کمفرٹر مضبوطی سے جکڑتے نیلی نگاہوں میں خوف سمیٹے پوچھا تھا۔

اسکے چہرے کی بدلتی رنگت دیکھ مجتبیٰ حسین ٹھٹکے ضرور تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

انہیں محسوس ہوا جیسے وہ رونے کی تیاری میں ہو۔

بیٹا میں بارس کا ڈیڈ ہوں۔؟" انہیں لگا کہ ان کا بتانا ضروری ہے۔ وہ جیسے ہی بات کرتے کمرے میں ریڈ کارپٹ پر پہنچے ایکدم سے الارم کی تیز آواز پورے روم میں گونجنے لگی۔

جس کے ساتھ ہی کمرہ سرخ لائٹوں سے روشن ہوا تھا۔

مجتبیٰ حسین کی آواز حورین تک پہنچ نہیں پا رہی تھی۔ کیونکہ الارم کی آواز انکی آواز کو دبا رہی تھی۔ مگر انکے بڑھتے قدموں سے خوفزدہ ہوتی وہ اب پینک ہونے لگی تھی۔

"آپ جاؤ۔ جاو یہاں سے۔! "پپ پلیز جاو۔!"" کشنز اٹھاتے ان پر پھینکتے وہ بیڈ کی دوسری جانب ہونے لگی۔

اسکا یوں رونا اور چلانا مجتبیٰ حسین سمجھنے سے قاصر تھے۔

"اہہہہ۔!" اچانک حورین کی چیخ کمرے میں گونجی جس کے ساتھ ہی کمرے میں داخل ہوتا ڈیول دہاڑا تھا۔

خوف و بے چینی سے لمحوں میں بھاگتا وہ حورین شاہ تک پہنچا تھا۔

فرش پر گری حورین کو نرمی سے کسی بچے کی طرح گود میں بھرتے اسنے بیڈ پر ڈالا۔

جو ابھی تک خوف سے کانپ رہی تھی۔

"حور کیا ہوا۔؟ حور میں پاس ہوں۔ ا ششششش ری لیکس کچھ نہیں ہو گا۔!" اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ بے تابی اسے دیکھتا جنون خیز انداز میں بولا تھا۔

مجتبیٰ حسین بیٹے کے اس روپ کو دیکھ کنگ سے کھڑے تھے۔

"وووووہ پپ پلیز سیومی۔!" بے حال سی کیفیت میں روتی وہ انگلی سے مجتبیٰ حسین کی جانب اشارہ کرتے ڈیول کے سینے میں چھپنے لگی تھی۔

"الارم بجنا بند ہو چکا تھا۔! ڈیول نے گردن موڑے پیچھے دیکھا تو اپنے باپ کو وہاں دیکھ اسکی آنکھوں میں سرد مہری اتری۔

"ری لیکس اششش۔ وہ میرے پاپا ہیں وہ کچھ نہیں کہیں گے تمہیں۔!"

اسکی پیٹھ تھپکتے وہ اسے بچوں کی طرح پچکارنے لگا۔

"چوٹ تو نہیں آئی کہیں۔ ہاں۔؟ ہاتھ دکھاؤ۔ یہاں دیکھو میری طرف۔!" خوف زدہ سے لہجے میں وہ دیوانوں کی طرح اب اسکے ہاتھوں اور اسکے چہرے اور گردن کو دیکھنے لگا۔

"اسکا یوں حورین کے لئے پاگل ہونا مجتبیٰ حسین کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہا تھا۔

"ننن نہیں یی ببارس کے پپاپا ہیں۔ تتم ککیف ہو۔!"

اسکے سینے میں چھپی وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے بولی تھی۔

اسکی بات پر ڈیول کے ماتھے پر بل اُمڈے۔ !

وہ کیف تھا یہ بات حورین کیسے جانتی تھی۔؟ یہی بات اسے چونکا گئی تھی مگر فل حال بنا کچھ کہے اسنے نرمی سے اسکا سر تھپکا۔

اسے پر سکون کرنے کی ادنی سی کوشش کی۔

"میں ہی ان کا بیٹا ہوں۔ بارس میرا ہی نام ہے۔!" اسکے کان کے قریب جھکتے نرمی سے کہا۔

جس پر حورین شاہ اپنے بھیگے نیلے نین کٹوروں سمیت اسے دیکھنے لگی۔

ڈیول بے حس و حرکت بنا کسی تاثر کے اسے دیکھ رہا تھا۔ جواب گردن موڑے مجتبیٰ حسین کو دیکھ رہی تھی۔

"بیٹا ڈرو مت میں کچھ نہیں کہوں گا۔ ! "

مجتبیٰ صاحب اسے یوں پریشان اور روتا دیکھ متفکر سے لہجے میں بولے ساتھ ہی ساتھ ایک کڑی نگاہ بیٹے پر ڈالنا نہیں بھولے تھے۔

تم ذرا نیچے آو۔ کچھ کام ہے مجھے۔!" سخت لہجے میں اسے وارننگ دیتے وہ ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرتے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"تمہیں ایسے ری ایکٹ نہیں کرنا چاہیے تھا وہ میرے پاپا ہیں۔!" بیڈ پر اسے ٹیک لگائے بٹھاتے وہ اب نرمی سے اسکی ٹانگیں ٹھیک کرتے بول رہا تھا۔

حورین جو دوپٹے کے کونے سے ناک رگڑ رہی تھی۔

اسکی بات پر اسے دیکھا۔

چہرہ الگ شرمندگی سے سرخ ہوا تھا۔

"مجھے معلوم نہیں تھا وہ تمہارے پاپا ہیں۔ میں ان سے سوری کر دوں گی۔! سر جھکائے وہ اب انگلیاں چٹخاتے بے چینی سے بولی۔

تو اسکی بات پر ڈیول نے سر اٹھائے اسے دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مجھے کل گھر واپس جانا ہے۔!" کمفرٹر اوڑھاتے ڈیول نے حورین کو چونک کر حیرت سے دیکھا تھا۔

""مگر کیوں۔؟" سرسری سے انداز میں پوچھتے وہ اپنے اندر کے انتشار کو دبائے بولا۔

حورین نے اونگ روکتے اسے دیکھا۔

"ڈیڈا اور ماما پریشان ہونگے۔یہاں بھی سب مجھے ہرٹ کرتے ہیں۔بس میں اب واپس چلی جاؤں گی۔!"

اسکے لہجے میں اداسی بول رہی تھی۔

گردن موڑے وہ کسی غیر مری نقطے کو دیکھتے بولی تھی۔

سفید روئی سے گالوں پر آنسوں کے مٹے مٹے نشانات تھے۔

"تم نے مجھے پہچانا کیسے؟؟ کہ میں کیف ہوں۔!

بیڈ سے اٹھتے وہ اب ہاتھ سینے پر باندھتے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

اسکا حلیہ یکسر مختلف رہا تھا۔

وہ کالج میں اپنے کسی خاص مقصد کے تحت جاتا تھا مگر اسے امید نہیں تھی کہ حورین اسے پہچان جائے گی۔

"تمہاری پرفیوم سے۔!" آنکھیں موندتے وہ نیند میں جاتے جاتے بولی۔ جس پر ڈیول نے کافی حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔

"ہممممم۔! تم ریسٹ کرو۔!"

کھوئے کھوئے سے انداز میں کہتے وہ باہر جانے لگا جب ہاتھ پر اچانک سے حورین کی گرفت محسوس ہوئی۔

ڈیول کے قدم بے ساختہ ہی تھمے تھے۔ گردن جھکائے اسنے بے تاثر نگاہوں سے اپنے ہاتھ پر موجود اس مخملی ہاتھ کو دیکھا۔

"مجھے صبح واپس چھوڑ آؤ گے ناں۔؟" کافی آس اور امید سے اسنے یقین دہانی چاہی تھی۔

"بلکل۔ صبح ہوتے ہی تمہیں چھوڑ آؤں گا تم فکر مت کرو ۔!"

نرم لہجے میں کہتے وہ ایکدم سے مڑا۔ حورین شاہ کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ بکھری تھی جسے اپنی نگاہوں کے ذریعے دل میں اتارتے وہ بھاری قدموں سے باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"آپ کی بات ہوئی ہے ناں حوری سے۔؟ میرا تو وہ فون ہی نہیں اٹھا رہی۔!" یہ کوئی دس منٹ میں پانچویں بار تھا جب حرمین نے عالیان سے یہی سوال پوچھا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو بظاہر لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔ مگر ذہن ابھی تک الجھا ہوا اور پریشان تھا۔

"ہاں سن شائن اب سوچنا بند کرو۔ اور آرام سے سو جاؤ کیونکہ صبح فرسٹ ٹائم تمہاری فلائٹ ہے۔ اور اگر ریسٹ ناں کی تو یقیناً تم بیمار پڑ جاؤ گی۔!"

ایک نگاہ اٹھاتے اسنے بیڈ پر اپنے برابر لیٹی اپنے بیوی کو دیکھا تھا۔

جس کی سیاہ آنکھوں کے نیچے اسے حلقے سے محسوس ہوئے تھے۔ جبھی نرمی سے جھکتے اسنے باری باری دونوں آنکھوں کو چھوا۔

"اسکی بیوی اسکی واحد طاقت اور کمزوری تھی۔

اور اسکی اولاد اسکی بیوی کی طاقت اور کمزوری۔

وہ جانتا تھا حرمین اپنے بیٹے کے لیے کس قدر تڑپتی تھی مگر اب وہ حورین کو کھونے نہیں والا تھا۔

جبھی وہ کسی بھی طرح سے بہلا پھسلا کر حرمین کو پاکستان بھیج دینا چاہتا تھا۔

تاکہ وہ خود اپنی پرنسز کو ڈھونڈ سکے۔ کیونکہ آج دو دن سے ان کا رابطہ منقطع تھا۔

ٹیچرز اور سٹوڈنٹس کے مطابق حورین خود کہیں چلی گئی تھی۔

اور دو دن سے عالیان اپنی بیوی سے جھوٹ بولتا آ رہا تھا۔

"حوری ایک دو دن تک ویسے بھی لوٹ آئے گی ہم ایک ساتھ نہیں جا سکتے کیا۔؟

سر کے نیچے ہاتھ رکھے وہ کافی آس سے پوچھ رہی تھی۔

عالیان نے لیپ ٹاپ بند کرتے ایک جانب رکھا۔

"سن شائن۔ تمہاری بھتیجیوں کی شادیاں ہیں۔ تمہارا ہونا بے حد ضروری ہے یار۔ وہ بھی تب جب اتنے سالوں کے بعد ویام نے اسپیشل کال کی ہے۔ حوری کو آنے میں اور بھی وقت لگ سکتا ہے۔

ہم دونوں باپ بیٹی بعد میں آ جائیں گے۔!"

نرمی سے اسکے بالوں کو سہلاتے عالیان نے اسے پر سکون کرتے سمجھانا چاہا تھا۔

اسکی بات کسی حد تک ٹھیک بھی لگی تھی۔

اوپر سے اتنے عرصے سے وہ اپنے بھائی، اور ماں باپ سے دور تھی۔ سب سے ملنے کی خوشی تو تھی ہی۔ مگر دل میں اٹکا پھانس حورین کے واپس آنے پر ہی نکل سکتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""""مگر میں وہاں بھی پریشان ہی رہو گی کیونکہ۔!"

""""ششششش تمہیں پریشان رہنے کی ضرورت نہیں۔میں اپنی پرنسز کا تم سے بھی زیادہ خیال رکھ سکتا ہوں۔!"

اِترا کر کہتے وہ جان بوجھ کر اسے چڑانے لگا۔

"ہاں آپ دونوں تو ایک ہی پارٹی کے ہیں ایک بار میر اشیر ناراضگی بھول کر واپس لوٹ آئے پھر دیکھیے گا ہم دونوں مل کر آپ کو ہرائیں گے۔"!

حورین کے لہجے میں ممتا کی تڑپ لپک رہی تھی۔لفظوں میں امڈتی شدت محسوس کرتے عالیان نے بمشکل سے اپنے تڑپتے دل پر ضبط باندھا۔اور پھر نرمی سے اسکا سر اُٹھائے اپنے بازو پر رکھا

"خدا سب بہتر کریں گے سن شائن۔تم سو جاؤ اب۔!

نرمی سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا وہ اسے پر سکون کرتے نرم میٹھے لہجے میں بولا تھا۔

جس پر وہ پر سکون بھی ہوئی تھی۔تھوڑی ہی دیر میں وہ اسکی بانہوں میں گہری نیند میں اترتی گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""""تو تم ہو وہ جو جانے کب سے پیٹھ کے پیچھے وار کرتے آرہے ہو۔؟"ایک دم سے اسکی جانب بڑھتے وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ پوچھنے لگی۔

جو بڑی ہوشیاری سے اب پیچھے ہوتا جارہا تھا۔

اسکے اشارے پر لڑکیاں ایک طرف ہوئی تھی۔

مگر بھاگا کوئی بھی نہیں۔جب ایمی اسے پیچھے ہوتا دیکھ ماتھے پر بل ڈالے اسی کی طرف لپکی۔

"ہیے مجنوں رکو۔!"اسکے یوں بھاگنے پر وہ اسے اونچی آواز میں پکارتی اسکے پیچھے ہی بھاگی تھی۔

جب اسے جاتا دیکھ وہ سبھی لڑکیاں آپ ایک ایک کرتے احتیاط سے نیچے اُترنے لگی۔

""""کوشش بیکار ہے کاپو۔!تم بری طرح سے ہار چکے ہو""""!

راہداری سے گزرتے ایک کمرے میں مجنوں کو دیکھ وہ اب پاکٹس میں ہاتھ پھنسائے ایک ادا سے چلتی اسکے سامنے گئی۔

جو اسکے یوں پکارنے پر ایک پل کو چونکا۔

۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

توتم جان ہی گئی کہ میں کون ہوں۔! تمسخرانہ سے انداز میں سر کو مسلسل نفی میں جھٹکتے وہ بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس اس نازک صفت لڑکی کے وجود کو کاٹ دار نگاہوں سے دیکھ کہتے اپنی پینٹ کی پاکٹ کی طرف ہاتھ بڑھانے لگا۔

کوشش بیکار ہے مسٹر کاپو۔ انیل جو سپاٹ تاثرات سے اپنی گن کو پشت پر ناپاتے چونکا تھا اسکی بات پر ٹھٹھکا اور نفرت سے ایمی کو گھورا۔

جو ٹشو بے دردی سے اپنے زخم پر رگڑتی پیچھے پھینک اسکی طرف مڑی اور پھر ایک دم سے ہتھیلی پھیلائے اسکے سامنے کی، جس سے گرتی گولیاں یقیناً انیل علوی کی گن کی تھیں۔

یُو۔! وہ دانت پیستے غصے سے دھاڑا۔

جب اسکے قریب ہوتی وہ انگلی اسکے ہونٹوں پر رکھتے اسے خاموش کرواگئی۔

"ا ششششش" کوئی بھی فضول الفاظ بولنے سے پہلے یہ یادرکھنا تم اس وقت کہاں کھڑے ہو۔ دو منٹ لگیں گے اس حسین چہرے کو بگاڑنے میں۔!

اسکے ماتھے سے لیکر کھینچتے وہ اسکے گال پر انگلی تھپکتے اسکے شدت سے سرخ پڑے چہرے کو دیکھتی مڑی۔

مگر اگلے ہی لمحے انیل کے پیچھے سے حملہ آور ہوئے ہاتھ کو دبوچتی وہ ایک جھٹکے سے مڑی اسکا بازو اسکی پشت سے لگا گئی۔

لڑکی ضرور ہوں مگر کمزور نہیں۔ کم آن ٹرائے مور۔"

اسکے کان میں تمسخرانہ سی ہنسی میں کہتے اسنے بازو کو جھٹکے سے چھوڑے اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنی جانب بلایا۔

انیل ضبط سے سرخ پڑتے چہرے سے اس لڑکی کو گھورتا آگے بڑھا مگر اب کی بار وہ بڑی آسانی سے اسے چکما دیے اسکی گردن کے گرد دونوں ٹانگیں لپیٹ اسے نیچے گرا گئی۔"

انیل کا چہرہ غصے سے لال بھبھوکا ہوا تھا۔

ایمی جونہی اٹھنے لگی اگلے ہی لمحے اسکی ٹانگ سے پکڑتے اسے نیچے گرائے وہ لمحوں میں اس کے اوپر جھکا خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ جس کے چہرے پر دل جلانے والی مسکراہٹ تھی۔

لڑکی سمجھ کر تھوڑی شرافت کیا دکھائی تم تو ہوا میں اڑنے لگی۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ دانت پیستے گویا ہوا اسکی کلائی موڑ گیا جس کا اثر تو اسے ہونے سے رہا وہ بس مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔

ہوا میں وہ اڑتا ہے جو زمین پر ٹکے اور میں۔ میں تو ہوں ہی ہوا مسٹر کاپو۔" اسکی سیاہ نگاہوں میں اپنی شہد رنگ نگاہیں جمائے وہ شدت ڈھٹائی سے بولی۔ تو انیل نے اسکے بازو کو موڑے اسکی کمر سے لگایا۔

تم جیسی لڑکیوں کو ٹھیک کرنا کافی اچھے سے آتا ہے مجھے۔!

وہ غصے سے بڑبڑایا تو اسکی پھولی سانسوں کو محسوس کرتے وہ کھل کر ہنسی اور اگلے ہی لمحے ماہرانہ سے انداز میں اپنے ہاتھوں کو اسکی گرفت سے چھڑاتے وہ اٹھی۔

ہاتھوں کے مکے بنائے وہ لڑنے کو پھر سے تیار تھی۔

انیل جانتا تھا اسکا کام ہو چکا ہوگا۔ اب وہ آسانی سے ایمی سے جان چھڑا سکتا تھا۔

"ہو کیا چیز تم جو تم مجھے ٹھیک کرو گے۔! تمھاری چال بہت پہلے ہی سمجھ گئی تھی میں اب۔ اب سب کو بتاؤں گی کہ تم ہی ہو اصل بہروپیے۔!" خونخوار نگاہوں سمیت اسے گھورتی وہ باہر جانے کو مڑی۔

مگر ہوا کی سی تیزی میں اسے پیچھے سے جھپٹتے انیل نے ایک ہاتھ اسکی گردن سے نکالتے ایک ہاتھ اسکے سر پر رکھا۔

"یو باسٹرڈ لیومی۔!" سرخ چہرے سمیت غصے سے کھولتی وہ اب اپنا آپ آزاد کروانے کو بری طرح سے مچل رہی تھی۔

"کوشش کر سکتی ہو۔ یہ ایک پولیس والے کے ہاتھ ہیں اتنی آسانی سے نہیں چھوڑنے والے۔!"

ایمی ہی کی طرح پراسراریت سے اسکے کان میں گھستے ہوئے مسکرا کر کہتے اسنے اگلے ہی لمحے ایک مخصوص رگ دبائی تھی۔

ایمی کا پھڑپھڑاتا وجود ایک دم سے اسکی بانہوں میں ساکت ہو گیا۔

جسے نرمی سے ساتھ لگائے انیل تمسخرانہ مسکرایا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"بھاری قدموں سمیت وہ مصروف سے انداز میں کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اسکی ایک ضروری میٹنگ تھی۔

اور فائل اسکے کمرے میں ڈرا میں موجود تھی۔

جہاں وہ کسی دوسرے کی موجودگی ہر گز برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یہی وجہ تھی کہ آج دو دن کے بعد تبریز شیرازی اپنے گھر واپس پلٹا تھا۔

ہر قسم کے جذبات اور احساسات سے عاری اسکا چہرہ سنجیدگی کے لبادے میں لپٹا ہوا تھا۔

سیاہ بوٹوں میں مقید قدم جیسے ہی دہلیز سے اندر گئے۔

اسنے ایک سرسری سی نگاہ کمرے پر دوڑائی، واشروم سے پانی گرنے کی آواز پر وہ جان چکا تھا کہ ماہا کہاں ہو سکتی ہے

!۔

ماتھے پر اسکی کیئر لیس طبعیت کے سبب بل امڈے جنہیں جلدی سے سمیٹے وہ اسکے نکلنے سے پہلے ہی وہاں سے جانا

چاہتا تھا۔

عجلت میں ڈرا کی طرف بڑھتے اسنے سائیڈ ٹیبل پر دھری دوائیوں پر ایک نگاہ ڈالی جو شاید ابھی تک استعمال بھی

نہیں کی گئی تھی۔

"دروازہ کھلنے پر وہ جیسے چونکا۔

حواسوں میں لوٹا۔

ماہا جو نڈھال سی کیفیت میں بمشکل سے پیر گھسیٹتے باہر نکل رہی تھی۔

بیڈ کے قریب آج دو دن کے بعد تبریز کو دیکھ دل سوکھے پتے کی مانند لرزا تھا۔

اسکی ناراضگی ماہا کے لیے جان کا عذاب بن چکی تھی۔

اس سے اچھا تو وہ موت پسند کرتی تھی۔

دھیمے قدموں سے آگے بڑھتے ماہا نے دھندلائی نگاہوں سے اسکی پشت کو دیکھا۔

تبریز ایک پل میں چونکا۔

جب اپنے پیٹ اور کمر کے گرد کسی کے حصار کا احساس ہوا۔

ماتھے پر ایک ہی دم سے جانے کتنے بل سمٹ آئے تھے۔

گردن جھکائے اسنے پیٹ کے گرد بندھے ان ہاتھوں کو دیکھا۔

"کہاں چلے گئے تھے آپ۔؟؟ جانتے بھی ہیں آپ کی ماہا نہیں رہ سکتی آپ کے بغیر۔ پھر بھی چھوڑ جاتے ہیں مجھے

۔! وہ شاید اسے اپنا وہم سمجھ رہی تھی۔

جبھی یوں بے تکلف سی شکوے شکایات کرنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

"تبریز چونکا۔دل ودماغ اسکی ایک ایک حرکت کا نوٹس لے رہا تھا۔

جو آج شاید پاگل ہو چکی تھی۔

"آئی ایم ریئلی سوری تبریز۔پلیز اپنی ماہا سے ناراض مت ہوں۔!" وہ ہونٹ اسکی پشت پر رکھتے بچوں کی طرح اسے منا رہی تھی۔

یہ جانے بنا کہ اسکی حرکتیں مقابل پر کیسا اثر چھوڑ رہی ہیں۔

"تبریز بنا کوئی جواب دیے اپنے گرد بندھے اسکے ہاتھوں کو کھولنے لگا۔

جس پر ماہا کی آنکھوں میں خوف امڈا۔

ناں کریں تبریز۔میں مر جاؤں گی اگر آپ نے چھوڑا مجھے۔پلیز مت کریں۔!ء"

ماہا کے لہجے میں بے چینی اور خوف وہ محسوس کر چکا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ وہ اسے دھتکار نہیں پا رہا تھا۔

نرمی سے مڑتے اسے سینے میں بھینچا اور اپنے ساتھ لگاتے بستر کی جانب بڑھا۔

"تبریز ماہا آپ سے بہت پیار کرتی ہے۔آپ پلیز ناراض نہیں ہونا مجھ سے ۔"

ماہا مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔

تبریز کو وہ حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔

ایسی حالت میں وہ شاور لے کر نکلی تھی۔

گیلا لباس اب تک اسکے وجود سے چپکا ہوا تھا۔

تبریز اپنی ناراضگی بھولے اسے بیڈ پر بٹھائے اب ٹاول لیتے اسکے قریب گیا تھا۔

نرمی سے اسکے بالوں کو ٹاول سے خشک کرتے اسکے چہرے کو دیکھا۔

جو کھوئی کھوئی سی کیفیت میں فرش کو گھور رہی تھی۔

"تبریز میں بری نہیں ہوں۔پلیز مجھ سے خفا مت ہوں آپ۔!" تبریز نے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اپنے آپ پر ضبط کرنا چاہا تھا۔

اسی وجہ سے وہ اس لڑکی کا سامنا نہیں کر رہا تھا کیونکہ اسے اس حالت میں دیکھ کر اسے ماہا پر ترس آجاتا۔جو کہ وہ ہرگز نہیں چاہتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ٹاول سے اسکے بالوں کو خشک کرتے اسنے آرام دہ لباس نکالتے ماہا کو دیا۔

"" جاؤ چینج کر کے آؤ۔!" دو انگلیوں سے پیشانی مسلتے اسنے نگاہیں چراتے کہا تھا۔

" مجھے کہیں نہیں جانا آپ پھر سے چلے جاؤ گے۔

کپڑے بیڈ پر پھینکتے وہ سرے سے انکار کر گئی تھی۔ تبریز نے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اسے نرمی سے اٹھایا

۔

میں یہیں ہوں تم جاؤ۔ چینج کر کے آؤ"!!

سنجیدگی سے کہتے اسنے کپڑے اسکے ہاتھ میں تھمائے۔

تھوڑی دیر میں وہ چینج کرتی باہر نکل آئی تھی۔

گیلی لٹیں اسکے چہرے سے چپکی ہوئی تھیں۔

سرخ و سفید رنگت اب پیلاہٹ میں بدل چکا تھا۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے کافی گہرے ہو رہے تھے۔

ہمہ وقت مسکراتے ہونٹ بلکل سوکھے پتے کی مانند ہو چکے تھے۔

" بند کر دیں!" اسکے قریب جاتے وہ پچھلے گلے پر موجود دوڑی کی جانب اشارہ کرتے بولی۔ تو تبریز جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹا تھا۔

تیزی سے اسکی ڈوری باندھتے وہ نگاہیں چراتے اس سے دور ہوا۔

اور ہاتھ پکڑتے اسے بیڈ پر لٹایا۔!

" آنکھیں بند کرو اور سو جاؤ۔!" کمفرٹر اس پر ڈالتے اسنے نرم لہجے میں کہا تھا۔

جس پر ماہا نے خوف سے سر کو نفی میں ہلا دیا۔

" آنکھیں بند کی تو آپ چلے جاؤ گے۔ میں آنکھیں بند نہیں کروں گی!" اسکا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگاتے وہ خوف زدہ سی کیفیت میں بول رہی تھی۔ تبریز اسکے پاس بیٹھا۔

نرمی سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے پر سکون کیا۔

تھوڑی ہی دیر میں ماہا نیند میں اتر گئی تھی۔ شاید دو دن سے ٹھیک سے نیند ناں لینے کا اثر تھا۔

فائل لیتے وہ بنا اسے دیکھے روم سے باہر نکلا۔

""""تبریز بیٹا میری جان تم کب آئے۔!'میرب جو کچن میں کام کر رہی تھی۔آج دو دنوں کے بعد بیٹے کو دیکھ بھاگتے اسکے سینے سے لگی تھی۔

"ابھی آیا ہوں تھوڑی دیر پہلے۔فائل لینے آیا تھا۔!

کیا مطلب فائل لینے تم واپس جا رہے ہو۔!میرب نے اب کی بار بجھے چہرے سے اسے دیکھا تھا۔

جی ہاں مام۔آپ پلیز ماما کو دیکھئے گا۔اس نے میڈیسن نہیں لی اور اب بھی عجیب بیہیو کر رہی تھی۔میں چلتا ہوں دیر ہو رہی ہے۔!

ان کی پیشانی چومتے وہ نا چاہتے ہوئے بھی انہیں ماما کا خیال رکھنے کی تائید کرتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتے باہر کی سمت بڑھا۔

Episode 36

تم بات کیوں نہیں کر رہے مجھ سے بارس ؟؟ میں جاننا چاہتا ہوں کون ہے وہ لڑکی۔؟کیا تعلق ہے اسکا تمہارے ساتھ ۔!"

ایکسر سائز کرنے میں مگن ڈیول پچھلے دس منٹ سے انہیں اگنور کر رہا تھا۔

جواب غصے سے آگ بگولا ہوئے اسکے سامنے آ چکے تھے۔

"اسے چوٹ آئی تھی میں گھر لے آیا اسے۔!"

پانی کی بوتل منہ سے لگانے سے پہلے اسنے مختصراً ان کو آگاہ کیا تھا۔

جواسکی بات پر چونکے۔کاندھے اچکائے حیرت سے اسکی پشت کو گھورا۔

""""مطلب تمہاری نظر میں میں سچ میں بچہ ہوں۔؟""آئبرو اچکاتے وہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔

"نہیں آپ کافی بڑے ہیں مجھے دکھ رہا ہے۔!سرد نگاہوں سے انہیں دیکھتے وہ بھوری آنکھوں میں سرد مہری سمیٹے بے لچک لہجے میں بولتا انہیں چونکا گیا تھا۔

"تم اسے واپس چھوڑ کر آؤ گے۔اور یہ میرا حکم ہے۔!"وہ کسی بھی قسم کا خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے یہی بات تھی کہ وہ دوٹوک لہجے میں اور سیدھے سے اسے حورین کو واپس چھوڑنے کا کہہ رہے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""صبح ہوتے ہی وہ واپس چلی جائے گی۔!"

دو لفظی جواب دیتے وہ بنا ان کی کوئی مزید بات سنے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ویام کاظمی۔! یہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی اور مضبوط ایجنسی میں ایک اسپیشل ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا ہے۔؟"

اپنے کیریئر میں اسنے لاکھوں ایسے کیسز سالو کیے ہیں جس پر اسے کافی سراہا بھی گیا ہے۔!

تاریک کمرے میں بڑی سی اسکرین پر بھوری آنکھوں والا وہ سوبر سی شخصیت کا مالک اپنی ساری ٹیم میں سب سے الگ دکھ رہا تھا۔

تھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکائے ڈیول نے سنجیدگی سے اس مرد کو دیکھا۔

جس پر ناچاہتے ہوئے بھی نگاہ ٹھہری تھی۔

""ہمارے کام کو یہ بند کرنا چاہتا ہے بیٹا۔ اب تک تو میں نے بہت جتنوں سے اسے روکا ہوا ہے۔ مگر آگے جا کر یہ آدمی ہمارے لئے مشکلات برپا کرے گا۔!"

باس نے اسکرین پر ٹکی اسکی ساکت نگاہوں کو دیکھتے نرمی سے کہا۔

اور پھر ایک نگاہ ویام کاظمی کے عکس پر ڈالی۔

""اسے کیا پرابلم ہے ہم سے۔؟"" بھوری آنکھوں میں سرخی سمیٹے وہ اپنی بھوری شیو کو انگوٹھے سے مسلتے پوچھ رہا تھا۔

"جس پر باس نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

"مسئلہ۔! باس نے لفظوں پر زور دیا۔ ایک وقت تھا جب اسنے مجھے جان سے مارنے کی کوشش کی۔ انفیکٹ مار بھی دیا تھا۔

مگر میری خوش قسمتی تھی جو کہ میں بچ گیا۔

یہ کاروبار بہت محنت سے سنبھالا ہے میں نے۔ بھلے یہ غیر قانونی ہو۔ مگر میری سالوں کی محنت کا صلہ ہے یہ سب۔ یہ نام یا رتبہ۔ جس کے اصل مالک اب تم ہو۔!"

"تو ٹھیک ہے ہٹا دیتے ہیں اس مشکل کو۔ مار دیتے ہیں مسٹر ویام کاظمی کو جان سے۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سرسراتے ہوئے سے لہجے میں اسنے باس کی آنکھوں میں دیکھتے بے لچک لہجے میں کہا تو باس کے ساتھ ساتھ اسکے ساتھی بھی چونکے۔

"اسے جان سے مارنا ممکن نہیں۔!"ڈینی نے بالآخر بات میں حصہ لیا۔

"ناممکن بھی نہیں۔اگلے چوبیس گھنٹوں میں ویام کاظمی اس دنیا سے جاچکا ہوگا۔یہ میرا وعدہ ہے آپ سے۔!مگر اسکے لئے۔آپ کو یہ سارا امپائر میرے نام کرنا ہوگا۔!""

کرسی کی پشت پر شان سے ٹیک لگاتے وہ گہرے لہجے میں بولتا ان تینوں کو چونکا گیا۔

"یہ سب کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ایچ اے آر ہم تینوں بھی تمہارے ساتھ اس سارے امپائر کے مالک ہیں۔!"

ڈیول نے گردن موڑے ڈینی کو دیکھا تھا۔جو ڈیول کی طرف ہی حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"وہاں موجود کسی بھی شخص کو اس بات کی توقع ہرگز نہیں تھی کہ ڈیول کوئی ایسی ویسی شرط بھی رکھے گا۔

""ویسے بھی سب کچھ آپ کا ہی تو ہے۔کیوں ڈیڈ؟""ڈیول کے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا ہی جس پر وہ سبھی شاکڈ سے چپ کر گئے۔

"تمہارا باپ نہیں ہمارا باس کوئی اور ہے۔اور وہی یہ فیصلہ کریں گے کہ ہمارا امپائر کون سنبھالے گا۔؟"

اب کی بار مارک جو کچھ سے خاموش بیٹھا تھا اسنے تندو تیز لہجے میں کہا تو ڈیول کے ماتھے پر سلوٹیں ابھری۔

""کون؟؟؟""سرسراتے ہوئے سے انداز میں بھوری نگاہوں میں جنون سمیٹے وہ سرد پن سے گویا ہوا۔

"وہ جو بھی ہیں تمہارا یہ جاننا ضروری نہیں

۔اب یہ فیصلہ باس کرے گا کہ امپائر تمہارے نام ہوگا یا نہیں۔!

مارک غصے سے کہتا جگہ سے اٹھا اور تن فن کرتے روم سے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بے چینی کی سی کیفیت میں منہ کھولے گہرے سانس بھرتی وہ سانس گھٹنے کے سبب ایک دم سے اٹھی۔

مگر خود کو جکڑا ہوا سا محسوس کرتے اسکی شہد رنگ آنکھوں میں خون اترا۔

ناک کے نتھنے پھلائے وہ آنکھیں پھیلائے اپنے وجود کو دیکھنے لگی۔

جو ایک کرسی پر رسیوں میں جکڑا ہوا تھا۔

"اُمممم۔!"منہ ٹیپ کی مدد سے بند کیا گیا تھا۔

جس کے باعث وہ چلا بھی نہیں پا رہی تھی۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اگر ہلی تو بھیجا اڑا دوں گا۔! "معا اپنی پشت پر کسی کی بھاری آواز پر ایمی نے سانس روکتے غصے سے اپنے دونوں پیر ہلانا شروع کر دیے۔!

جس کے سبب انیل اب غصے سے دانت پیستے آگے بڑھا۔

اسکا جبڑا اپنے ہاتھوں میں دبوچے وہ گن اسکے ماتھے پر پوائنٹ کرتے دانت پر دانت جمائے غرایا۔

"شٹ اپ یو سلی گرل۔ تمہاری وجہ سے میں یہاں پھنسا ہوں اب تم ہی مجھے یہاں سے نکالو گی۔!"

غصے کی وجہ سے اسکی شریانیں پھول چکی تھیں۔ وہ جو ایمی کو بے ہوش کرنے کے بعد خود بھی ان لڑکیوں کو محفوظ ٹھکانے تک لے جانے والا تھا۔

مگر اچانک نیچے کسی گاڑی کے آنے سے اسکا سارا پلین ہاتھوں سے جاتا رہا تھا۔

وہ لوگ لڑکیوں کو دوبارہ سے قید کر چکے تھے۔ جس کی وجہ سے ایمی پر اسکا غصہ دوگنا ہو چکا تھا۔

"چل۔! کرسی سے بندھے اسکے ہاتھوں اور پاؤں کو کھولتے وہ اسکے بازو کو دبوچتے اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے بولا تھا۔

ایمی مسلسل اپنا آپ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی مگر انیل کی گرفت سخت تھی۔

"اے پیچھے ہٹو۔ کوئی بھی آگے بڑھا تو یہ جان سے جائے گی۔!"

چھیما اور رنگیلا جو نک کے آنے پر اوپر کی طرف ہی بھاگے تھے اب مجنوں کی گرفت میں گن پوائنٹ پر موجود ایمی کو دیکھ سب کے قدم تھم سے گئے۔

مجنوں تو۔!" رنگیلا حیرت سے کنگ اسے دیکھتے شاکڈ کی سی کیفیت میں چلایا تھا۔

"ایمی مائی لو۔ ہیے یو چیپ مین۔ لیو مائی بے بی۔!"

نِک جو ایمی کے پیچھے ہی پاکستان آیا تھا۔

اور سیدھا یہیں پہنچا تھا۔

اب ایمی کو اس حالت میں انیل کی گن پوائنٹ پر دیکھ وہ غصے سے چلایا۔

"جس پر انیل ہنسا۔!! آہا پیار کا معاملہ ہے۔! ابرو اچکاتے وہ جان بوجھ کر ٹونٹ کرتے ایمی کے منہ پر لگی ٹیپ ایک جھٹکے سے اتار گیا۔

""نک۔ تم یہاں کیسے آئے۔!؟""

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایمی نے فوراً سے پیشتر نک کو مخاطب کیا تھا۔

جو بے قراری سے اسے چھونے کیلئے آگے بڑھا تھا۔ مگر اسکے بڑھتے قدموں کو دیکھ انیل نے کمر سے تھامتے ایمی کو اپنے سینے میں بھینچا۔

یہ سب غیر ارادی تھا مگر ایمی کا مچلنا اور نک کا غصہ اسے مزہ دے رہا تھا۔

"یہ پیار کرنے کیلئے بعد میں وقت دوں گا تم دونوں کو۔ پہلے مجھے اس بس تک لے چلو جس میں لڑکیاں ہیں۔!"

اسنے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

جس پر وہ سبھی ہی چونکے تھے۔

"چلو چلو تم میں لے چلتا ہوں۔ کوئی شوٹ نہیں کرے گا۔ پیچھے ہٹو سب۔!"

نک پاگلوں کی طرح چلایا تھا۔ چھیما اور رنگیلا تو غصے سے مجنوں کو گھورے جا رہے تھے۔

جو ایمی کو ڈھال بنائے اب بس تک جا پہنچا تھا۔

"بیٹھو۔!" ایمی جو بس میں بیٹھنے کی بجائے بھاگنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسے دھکہ دیے بٹھاتے وہ دروازہ بند کرتے خود دوسری طرف سے گاڑی میں بیٹھا اور بندوق پینٹ کی بیلٹ میں لگاتے اسنے بس کو سپیڈ دی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"غصہ چیزوں پر نکال لیتی، خود کو کیوں چوٹ لگائی۔؟"

بے زار سے لہجے میں کہتے اسنے سٹڈی روم میں لے جاتے عمایہ کو نرمی سے صوفے پر بٹھایا۔

اور ہاتھ بڑھاتے اسکے بائیں کندھے کو چھونا چاہا تھا۔

جس پر وہ بدک کر اس سے فاصلہ قائم کرتی خود میں سمٹنے لگی۔

"کیا ہوا یار۔؟ زخم دیکھنا چاہ رہا ہوں۔ تاکہ آئنٹمنٹ لگا سکوں۔!"

حیرت سے آنکھیں پھیلائے اسنے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

ماتھے پر اچانک سے کئی بل نمایاں ہوئے تھے۔ جو عمایہ کی جھجھک کو جاننے سے قاصر ہونے کی وجہ سے تھے۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔!" اپنے کاندھے کو چھوتے اسنے شرمساری سے سر جھکا لیا۔

غصے میں وہ اپنا دوپٹہ تک بھوک چکی تھی۔

اب عائش کے سامنے یوں بیٹھنا اسے لمحوں میں شرم نے آن گھیرا۔

"عمایہ۔!!" اب کی بار اسکے لہجے میں وارننگ تھی جس پر دانت پیستے وہ غصہ ضبط کرتی مڑی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عائش آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورتا جگہ سے اٹھا۔

کمرے میں دوبارہ سے جاتے فرسٹ ایڈ باکس لیتے وہ جیسے ہی مڑا۔بیڈ کے پاس زمین پر پڑے عمایہ کے سرخ دوپٹے پر نگاہ پڑی۔انہی قدموں سے مڑتے وہ پیچھے موجود بیڈ کی جانب گیا۔

اور نرمی سے جھکتے دوپٹہ اٹھاتے وہ سٹڈی روم کی جانب گیا۔

"ہاتھ ہٹاؤ۔!گھٹنوں کے بل جھکتے وہ اب سنجیدگی سے بولا۔

جس پر ہاتھ ہٹاتے وہ دیوار جو گھورنے لگی۔

چہرے پر پھیلی سرخی اسکی شرم وحیا کی وجہ سے مزید گہری ہوئی تھی۔

"یو مینٹل پیس زوجہ۔اتنا بڑا کٹ لگالیا۔!"

وہ کندھے پر سے بہتے خون کو روئی سے صاف کرتے اب زخم کو دیکھ چلایا تھا۔

اسکاانداز کافی عجیب تھاعمایہ کیلیئے۔

""سسس اہہہ۔بس کرو مجھے درد ہو رہی ہے۔! "

آنکھوں میں آنسوں لیے وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے بھیگی آواز میں بولی تھی۔

"چوٹ لگاتے وقت درد نہیں ہوا۔؟"کھردرے لہجے میں کہتے اسنے سر کو نفی میں جھٹکا۔

عمایہ نے منہ بگاڑا۔اسے کہاں علم تھا کہ اسے خود ہی لگ جائے گی۔

"صبح ہوتے ہی سب سے پہلے روم صاف کرنا مجھے گندگی بلکل پسند نہیں۔!آئنٹمنٹ لگاتے وہ جیسے ہی اٹھا اب کی بار سخت لہجے میں کہا۔

عمایہ اسکے پل پل بدلتے روپ دیکھ الگ ہی جل بھن سی گئی تھی۔

"جبھی ٹانگیں اوپر کرتے وہ گھٹری بنی درد سے پھٹتی آنکھوں کو موند گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"تم کیوں نہیں جارہے میرے ساتھ۔!"گاڑی کے قریب وہیل چیئر پر بیٹھی وہ سفید چہرے نیلی آنکھوں والی حسین دوشیزہ آس سے اس خوبرو مرد کو دیکھ رہی تھی۔

جو ایک دم سے جھکا۔

"گارڈز رخ موڑے کھڑے تھے۔

درختوں کی اوٹ میں چھپے کئی جانور اور آسمان پر اڑتے کئی پرندوں نے حیرت ومسرت سے اس منظر کو دیکھا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ان کی آوازوں میں خوشی اور جوش ڈیول بخوبی محسوس کر چکا تھا۔

جسے یکطرفہ مسکراتے ہوئے وہ اب سنجیدگی سے حورین کو دیکھنے لگا۔

"مجھے ضروری کام ہے۔ تم فکرمت کرو یہ لوگ تمہیں گھر چھوڑ آئیں گے۔!"

نرمی سے اسکا گال تھپکتے ہوئے اسنے یقین دلایا۔

مگر اس کی آنکھوں میں خوف وہ دیکھ چکا تھا جبھی جین کو اشارہ کیا۔

"یہ میرا دوست ہے تمہیں بحفاظت تمہارے گھر تک چھوڑ دے گا۔!"

بے تاثر لہجے میں کہتے وہ ایکدم۔سے جھکا۔ حورین کو نرمی سے بانہوں میں بھرتے گاڑی کی سب سے پچھلی سیٹ پر بٹھایا۔ حورین نے تعجب سے آگے کی طرف دیکھا تھا۔

جہاں ایک سیاہ کپڑا لگا ہوا تھا۔ جو اسی کیلئے شاید لگایا گیا تھا۔

""تھینک یو کیف۔!"" مسکراتی نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھتے وہ مسکرا کر بولی۔

اسکی میٹھی آواز ڈیول کے دل ودماغ پر سکون کی طرح چھائی تھی۔

اسکی خوشبو میں گہری سانس بھرتے وہ ایکدم سے گاڑی سے باہر نکلا۔

"خیال رکھنا۔!" جین کو ہدایت دیتے وہ خود دوسری گاڑی میں بیٹھا۔

ایک نگاہ اس سیاہ گاڑی پر ڈالے اسنے سٹیرنگ پر گرفت مضبوط کر دی۔

دور کھڑے مجتبیٰ حسین اس منظر کو دیکھتے سر کو نفی میں ہلا گئے۔

جو جنون وہ ڈیول کی آنکھوں میں دیکھ چکے تھے۔

ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ اس معصوم سی لڑکی کو واپس جانے دیتا۔ اور اب وہ اسے پیلس میں بھی نہیں لائے گا۔

مجتبیٰ حسین نے گہری سانس بھرتے آنکھیں موند لیں۔

وہ جانتے تھے ڈیول کا یہ جنون کبھی ناں کبھی اس معصوم کیلئے خطرہ بنے گا مگر اتنی جلدی یہ نہیں سوچا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ڈیڈا؟؟ ماما۔؟؟"" مسلسل دستک دیتی وہ اب سردی سے ٹھنڈے پڑے اپنے نیلے ہو رہے ہونٹوں کو میچتے خوفزدہ سی نگاہوں سے اپنے گھر کے بند دروازے کو۔ دیکھ رہی تھی۔

دل جانے کیوں انجانے خدشات سے دھڑک رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

نیلی گہری شفاف جھیل سی آنکھوں میں آنسو موتیوں کی طرح امڈے تھے۔کانپتے ہاتھوں سے اپنے آنسوں صاف کرتے حورین نے پھر سے دروازہ بجایا۔

بیل کافی اونچی تھی۔جس تک پہنچ پانا اسکے بس سے باہر تھا۔

مگر پھر بھی وہ بند دروازے پر جا بجا دستک دے رہی تھی۔

""دماغ میں ڈھیروں وہم آرہے تھے مگر دل اس بات کو ماننے سے انکاری تھا کہ اسکے ڈیڈا اور ماما اسے چھوڑ کر جا سکتے ہیں۔

"بیٹا کیا ہوا۔کیوں دستک دے رہی ہیں آپ۔!"پاس سے گزرتی ایک عورت نے اسکے قریب جاتے حورین سے پوچھا تو جواب رونے لگی تھی۔

"اسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ گاڑی میں بیٹھے وجود کی بھوری آنکھوں میں خون اترا تھا۔طیش کے عالم میں مٹھی بھینچتے وہ بمشکل سے اپنے آپ پر قابو کرنے لگا۔

"ہاتھ کے اشارے سے وہاں موجود اپنے سبھی گارڈز کو وہاں سے جانے کا حکم دیا۔

"بیٹا وہ لوگ تو آج صبح ہی واپس چلے گئے ہیں۔!"وہ آنٹی کافی سوچ بچار کے بعد بولی تو حورین کو لگا جیسے اسکے قدموں کے نیچے سے زمین نکل گئی ہو۔

نیلی آنکھوں میں سرخ ڈوریاں لئے وہ سر کو مسلسل نفی میں ہلانے لگی۔

""کک کہاں جائیں گے وہ میں ان کی بیٹی ہوں۔ان کی پرنسز۔!مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔!"

حورین نے جیسے خود کو دلاسہ دیا تھا۔

جسم بری طرح سے کانپنے لگا تھا۔

"یہ تو ہمیں معلوم نہیں مگر وہ ملک چھوڑ کر پاکستان چلے گئے ہیں۔"""!

آنٹی نے مختصراً اسے وہی سب کچھ بتایا جو اسے بتانے کا حکم دیا گیا تھا اسکے بعد وہ ایک بھی سیکنڈ ضائع کیے بنا وہاں سے بھاگی۔

حورین جو دھندلاتی نگاہوں سے اپنے گھر کے بند دروازے کو دیکھ رہی تھی۔

اب وہ بلند آواز میں اپنے ڈیڈا اور اپنی ماما۔کو پکارنے لگی۔

اسکا رونا جب شدت پکڑ گیا۔تو ڈیول اپنے آپ سے قابو کھوتے ایک دم سے باہر نکلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہڈسے چہرہ کوڈھکتے وہ بھاری قدموں سمیت اب حورین کی جانب بڑھتا گیا تھا۔

اسکی آنکھوں میں تیرتا جنون اسکے دل میں جلتی عشق کی آگ کو سکون پہنچا رہا تھا۔

اسکا اٹھتا ہر قدم اسکے وجود اور رگ رگ میں سرور بھر رہا تھا۔

"""""حور!"""""پشت پر سے ڈیول کی بھاری مگر گھمبیر آواز پر وہ نیلی آنکھوں والی مومی گڑیا ایک دم سے مڑی۔

نیلی رنگت میں اسے دیکھتے ہی روانی آئی تھی۔روتے ہوئے دونوں بانہیں پھیلائے وہ اسے قریب بلانے لگی۔

جس پر وہ تیر کی تیزی سے لپکتا اسکے قریب گیا۔

اسے سینے میں بھینچتے وہیل سے اونچا کر دیا۔

نرمی سے اسکا سر سینے میں دیے وہ اسے بچوں کی طرح اٹھائے اب انہی قدموں سے واپس پلٹا تھا۔

اسکی آنکھوں میں جیت کا نشہ تھا۔ایسا نہیں تھا کہ وہ کسی اور طریقے سے حور کو حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

مگر وہ اس پر موجود ہر حق کو ختم کر دینا چاہتا تھا جس میں وہ آج پوری طرح سے کامیاب بھی ہوا تھا۔

اسکا یہ نشہ اسکی رگوں میں سرور بن کر دوڑ رہا تھا۔

ایک معمولی سی لڑکی پر ایک ڈیول بری طرح سے دل ہار چکا تھا۔جس کی خوشبو کا اسیر ہو کر وہ اسے اپنی وخشتوں سے گھری دنیا میں قید کرنے والا تھا۔

گاڑی کے قریب جاتے اسنے نہایت نرمی سے حورین کو گاڑی میں بٹھایا۔

ایک گہری تمسخرانہ نگاہ عالیان شاہ کے گھر پر ڈالے وہ گاڑی میں بیٹھتا وہاں سے تیزی سے نکلا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ہم ڈھونڈے گے کہاں۔؟ہمیں تو یہ بھی نہیں پتہ کہ آپی کہاں ہونگی ۔!"""

تھوڑی دیر پہلے ہوئی لڑائی کے بعد وہ دونوں اب بنا بات کیے اب بلکل چپ ہو چکے تھے۔

ابیر نے پر سوچ سے انداز میں اسکی بات سنی تھی۔

یقیناً وہ نہیں جانتے تھے کہ لاہور میں کس جگہ پر عالیحان عنایت کو لے کر گیا ہو گا۔مگر کسی بھی طرح سے عنایت کو ڈھونڈنا ان کے لئے ضروری تھا۔

"کیا کوئی ٹریکر یا کوئی ایسی ڈیوائس ہے۔جو عنایت آپی کے پاس ہو۔؟"ماتھے پر بل ڈالے وہ اب عنایہ سے پوچھ رہا تھا۔

جس نے انگلی منہ میں ڈالی۔اور سر نفی میں ہلا دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسے کبھی خیال ہی نہیں آیا تھا کہ ایسا کچھ ہو سکتا ہے۔

"ہاں ایک کام تھا آپ سے۔ پچھلے ماہ سامیہ اور ماہ ویر نام کے دو لوگ فلائٹ سے پاکستان آئے تھے۔ جن کی ڈیٹیلز آپ نے مجھ سے شئیر کی تھیں۔ دراصل وہ دونوں بھائی بہن ہیں۔

آپ ایک ہیلپ کر دیں مجھے لاہور میں ان کے گھر کا ایڈریس چاہیے۔!"""

ابیر جو کال پر انیل کے ساتھی سے بات چیت کر رہا تھا کیونکہ آج کل انیل آف جا رہا تھا اور ساری ڈسکشنز وہ وہاج سے کرتا آ رہا تھا۔ عنایہ کافی حیرانگی اور دلچسپی سے اب سینے پر ہاتھ باندھے ابیر کو دیکھ رہی تھی۔

"ماہ ویر کا نام سنتے ہی وہ پہچان چکی تھی کہ کون سے ماہ ویر کا ذکر ہو رہا ہے مگر کیا وہ اب تک عالیجان کے ساتھ ہو گا یہ بات اسے سمجھ نہیں آ پا رہی تھی۔

"بھائی آپ کال کاٹیں میں بس ایڈریس نکال کر بھیجتا ہوں۔! "

وہاج نے سنجیدگی سے کہا اور لیپ ٹاپ اپنے سامنے کیا۔

"بہت بہت شکریہ۔!" مسکرا کر کہتے ابیر نے کال کاٹ دی۔

تھوڑی ہی دیر میں فون بلنک ہوا تھا۔ ایڈریس پڑھتے اسنے مسکرا کر ابرو اچکاتے عنایہ کی جانب دیکھا۔

اور پھر گاڑی ماہ ویر کے گھر کی جانب موڑی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""حان جانے کہاں چلا گیا ہے۔ بھابھی ٹھیک تو ہو جائیں گی ناں۔؟؟ """

پریشانی سے ناخن کترتے وہ پاس کھڑی بائی سے پوچھ رہا تھا۔

بائی تھوڑی دیر پہلے ہی عنایت کو جگانے آئی تھیں۔ مگر اسے بے ہوش دیکھ کر جلدی سے ماہ ویر کو ڈاکٹر کو لانے کا کہا۔

"اللہ جانے کیا ہو گا۔ تو چپ کر جا۔!" بائی نے غصے سے اسے گھر کا تو وہ چپ ہو گیا۔

""سٹریس کی وجہ سے بے ہوش ہوئی ہیں۔ ویک بھی کافی زیادہ ہیں۔ آپ کو خیال کرنا چاہیے تھا۔!""

بائی کو گھورتے ڈاکٹر نے تاسف سے سر نفی میں ہلا دیا۔

چونکہ عالیجان کا کمرہ کوٹھے کی بیرونی جانب تھا۔ جس کے سبب ڈاکٹر ابھی تک کوٹھے کی اصلیت سے ناواقف تھی

۔

مگر بائی کے حلیے کو مشکوک نگاہوں سے ضرور دیکھا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اسکا میاں خود رکھ لے گا اسکا خیال۔آپ یہ بتائیں اسے ہوش کب تک آئے گا۔!"

بائی نے ان کی بات کان سے سنتے ہی نکال بھی دی تھی۔وہ تو اسی بات پر شکر کر رہی تھی۔

کہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں بنا۔! "

جا ڈاکٹرنی کو چھوڑ آ۔!"

ہاتھ کے اشارے سے ماہ ویر سے مخاطب ہوتے وہ انہی قدموں سے واپس مڑتے وہاں سے چلی گئی تھی۔

ماہ ویر نے تاسف سے سر کو نفی میں ہلا دیا۔

اور ڈاکٹر کو لیے باہر تک چھوڑنے گیا۔

کب تک ہوش آجائے گا بھابھی جی کو۔؟"سر جھکاتے وہ متفکر سا پوچھنے لگا۔

"یہ تو میں نہیں بتا سکتی مگر اب دیکھ لیں شاید تھوڑی دیر تک وہ ہوش میں آجائیں۔!"

ڈاکٹر نے رسان سے اسے سمجھایا اور خود گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

""ہاں سامیہ کیا ہوا ٹھیک ہو ناں تم۔؟"فون بجنے پر ماہ ویر نے سامیہ کا نمبر دیکھ جلدی سے موبائل فون نکالا اور موبائل فون کان سے لگاتے فکر مندی سے پوچھا۔

""ہاں ابھی تک تو ٹھیک ہے تیری بہن۔مگر یہ کہنا مشکل ہے کہ کب تک ٹھیک رہے گی۔!"

""دوسری طرف سے سامیہ کی بجائے کسی لڑکے کی آواز پر ماہ ویر چونکا۔

آں آں پریشان مت ہو۔میں خود ہی بتا دیتا ہوں کہ میں کون ہوں۔!""ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ مسکرا کر بولتا ماہ ویر کو مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر گیا۔

"کون ہے تو۔؟ہمت بھی کیسے ہوئی میرے گھر جانے کی۔؟"ماہ ویر غصے سے دھاڑا تھا۔

جبکہ اسپیکر سے باہر آتی اسکی آواز پر عنایہ نے کان کھجایا۔اور ایک نگاہ پاس بیٹھی سامیہ پر ڈالی۔

ٹانگوں پر چل کر آیا ہوں۔!مردوں کی طرح۔!"باقی اگر چاہتا ہے کہ تیری بہن بلکل ٹھیک صیحیح سلامت رہے۔تو بیٹا اگلے دس منٹ میں اپنے گھر آجا۔!تیرا ٹائم اب شروع ہو ہے۔!"

سرد لہجے میں کہتے ابیر نے فوراً سے کال کاٹی۔

جس پر ماہ ویر غصے سے چلاتا تیز تیز قدم اُٹھاتے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

برفیلے پہاڑوں سے ہوتے گاڑی ایک بہت بڑے پہاڑ کے اندر داخل ہوئی تھی۔ باہر کا موسم جس قدر سرد تھا گاڑی کے اندر سردی اسی قدر تیزی سے شدت اختیار کر رہی تھی۔

مسلسل چھ گھنٹوں سے سفر کرتے شام کے ڈھلتے سایوں میں ڈیول نے بے چین نگاہ اپنے ساتھ والی سیٹ پر ڈالی۔

حورین شاہ کی اتنی سی بھی دوری اسکے لئے سوہان روح تھی کہ وہ اسے بیک سیٹ کی بجائے اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بٹھائے ہوئے تھا۔

تمام راستے روتے رہنے کے بعد ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اسکی آنکھ لگی تھی۔ جس پر اسکی نیند کا خیال کرتے ڈیول نے سیٹ کو پیچھے کی طرف سیٹ کر دیا۔ اور اپنا ہڈ اتارتے اس معصوم سی جان پر اوڑھا دیا۔

ٹماٹر کی طرح لال ہو رہے گالوں نے اسکی توجہ کھینچی۔

دل نے شدت سے انہیں چھونے کی خواہش کی تھی۔

جس پر عمل پیرا ہوتے اسنے بائیں ہاتھ کی پشت سے اسکے گال کو چھوا۔ رگ رگ میں سکون کی لہر سی دوڑی تھی۔

لبوں کے کونے مسکرا اٹھے۔

وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ لڑکی اسے کس طرح سے پاگل کرتی جا رہی تھی۔

کالج میں ہوئی وہ پہلی ملاقات حورین شاہ کا ڈر سے کانپنا لرزنا وہ آنسوں اس کے دل پر بری طرح سے اثر چھوڑ چکے تھے اسکے بعد سے ہی اسنے حورین شاہ کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔

اور اب وہ اسے سب سے دور اپنی دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے قید کرنے جانے والا تھا۔

"پہاڑ کے دونوں اطراف چشمے بنے ہوئے تھے۔ جن کا پانی نیچے کی جانب گرتا تھا۔

اونچے اونچے درختوں کے بیچ وہ تھوڑے فاصلے پر بنے ایک ہوٹل کے سامنے گاڑی روک گیا۔

گاڑی کے رکنے پر جین وہیل چیئر ہاتھوں میں اٹھائے ڈیول کی گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔

جسے گاڑی سے باہر نکلتے ڈیول نے جھپٹتے ہوئے اسکے ہاتھ سے چھینا۔

"میرے ہوتے ہوئے اسکی کوئی ضرورت نہیں۔!" پہاڑ کے کنارے کی طرف بڑھتے ڈیول نے سرسراتے ہوئے سے لہجے میں خود سے کہا تھا اور پھر بھوری آنکھوں میں عجیب سی چمک لئے وہیل چیئر کو اونچائی سے دور پھینکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جین منہ کھولے ہکا بکا ساڈیول کی چوڑی پشت کو دیکھتا رہ گیا۔اس سے سوال پوچھنے کی ہمت اس میں بلکل بھی نہیں تھی۔خاص طور پر حورین شاہ کے معاملے میں۔

وہ پچھلی بار کی ہوئی اپنی حالت ابھی تک نہیں بھولا تھا۔

جبھی خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔

""انتظام ہو گیا۔؟ "بھاری قدموں سمیت آگے بڑھتے وہ سپاٹ لہجے میں جین سے مخاطب ہوا تھا۔

"جی سب کچھ تیار ہے آپ کا انتظار تھا۔!"

مؤدب سے لہجے میں کہتے وہ ایک طرف ہوتے نگاہیں جھکائے کھڑا ہو گیا۔

"ڈیول نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہاں سے جانے کا کہا۔جس پر وہ الٹے قدموں سمیت وہاں سے بھاگا تھا۔

"گاڑی کا دروازہ کھولتے اسنے ایک بھرپور نگاہ اس معصوم پری وش پر ڈالی اور نرمی سے بنا ہلچل کیے اسے کسی موم کی گڑیا کی طرح بانہوں میں سمیٹتے وہ اب بھاری قدم اٹھاتا ہوٹل کی اندونی جانب بڑھا۔

ٹھنڈ اسکے لئے بلکل معمولی تھی۔مگر اسکی بانہوں میں موجود وہ معصوم لڑکی اسکے لئے یہ ٹھنڈ جان لیوا حد تک زیادہ تھی۔

جس کا اندازہ اسے حورین کے کپکپاتے ہونٹ دیکھ کر بھی ہو چکا تھا۔

بھوری آنکھوں میں سرخی کی ڈوریاں سمیٹے وہ اب ہوٹل کے اندر داخل ہو چکا تھا۔

ایک نگاہ اپنے اطراف میں دوڑائی۔

اسکی مرضی کے مطابق ہوٹل خالی تھا۔جسے دیکھ اسکے تنے اعصاب قدرے پر سکون ہوئے تھے۔

شاہانہ قدموں سے چلتا وہ اپنے لئے پہلے سے مختص کیے گئے روم میں اینٹر ہوا۔ایک تنبیہی نگاہ میں پورے روم کا جائزہ لیتے ڈور کو پاؤں کی ٹھوکر سے بند کرتے وہ آگے بڑھا۔

روئی سے نرم و ملائم بستر پر بے حد نرمی سے حورین شاہ کے وجود کو اتارتے وہ سیدھا ہوا۔

اسکے وجود سے اپنی ہڈ اتار کمفرٹر سیدھا کرتے اس پر اچھے سے پھیلایا۔

اور خود بنا آواز کیے کمرے سے باہر نکل آیا۔

جہاں جین کھڑا اسی کا منتظر تھا۔

"ڈیول قاضی اور گواہان منتظر ہیں کب سے۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسنے اپنا مدعا بیان کیا۔ جس پر ڈیول کے ماتھے پر ڈھیروں بل ابھرے۔

"تو کرنے دو انتظار۔ میری پرنسز آرام کر رہی ہے۔

جب تک وہ اٹھ نہیں جاتی سب ویٹ کریں ۔"!

دو ٹوک انداز میں کہتے وہ اسے کٹ کر گیا۔" مگر۔"!

جین نے اسے بتانا چاہا تھا کہ ہر کوئی اسکے مطابق نہیں چل سکتا۔

مگر اسکی بات سننے سے پہلے ہی ڈیول انگلی کے اشارے سے اسے روکتے کاٹ دار نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"میری مرضی کے بغیر کوئی ہل تک نہیں سکتا یہاں سے جانا تو بہت دور ہے۔ اگر ان کے ذہن میں ایسی سوچ بھی آئے تو بتا دینا موت انکے کتنے قریب کھڑی ہے۔"!

اسکے لہجے میں جنون بول رہا تھا آنکھوں میں قہر برساتے شعلے۔

آج وہ ہر حال میں حور کو اپنے نام کر لینا چاہتا تھا۔ چاہے اسکے لئے اسے کسی کو جان سے ہی کیوں ناں مارنا پڑتا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"شام کے سائے ڈھلنے لگے تھے۔ رات کی گہری تاریکی پنکھ پھیلائے کھڑی تھی۔ جب کمرے کے خنکی بھرے گرم ماحول میں نرم اونی بستر پر لیٹی وہ پری وش اچانک سے نیند پوری ہونے کے سبب کسمسائی۔

پھولے پھولے سفید گالوں پر ابھرتے گڑھے کسی کی گہری نگاہوں سے چھپ ناں سکے تھے۔

چھوٹی سی پیشانی سکیڑے وہ اونگھتے ہوئے اپنی گہری بڑی بڑی نیلی آنکھیں واکئے پہلے پہل تو غائب دماغی سے سب کچھ دیکھتی رہی تھی۔

جب دماغ بیدار ہوا تو خود کو کسی انجانی جگہ پاتے اسنے آنکھیں بڑی کیے وہ ایکدم سے اٹھنے لگی۔

مگر نچلے وجود میں جان ناں ہونے کے سبب وہ کہنیوں کے بل اٹھی۔ سنہری زلفیں اسکے دونوں شانوں پر بڑے استحقاق سے جھوم رہی تھیں۔

"سفید مکھڑے پر گھلتی سرخی اسکے حسن کو چار چاند لگا رہی تھی۔ اس پر متضاد گالوں میں ابھرتے وہ قاتل گڑھے جو ڈیول کو سانس روکنے پر مجبور کر گئے تھے۔

"آرام سے۔"! اسے یوں تکلیف میں مبتلا دیکھ وہ سانس روکتے صوفے سے اٹھتے اسکی جانب بڑھا۔

حورین آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔ مگر ڈیول کو اپنے قریب دیکھ سکون کا سانس لیا اور اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ٹھیک ہو تم۔؟؟ "

تکیے برابر کیے بیڈ کراؤن سے لگاتے اسنے نرمی سے حورین کو ٹیک لگاتے بٹھایا اور نرم لہجے میں استفسار کیا۔ جس نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"ہم کہاں پر ہیں۔؟ اونگ روکنے کو اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے وہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے پوچھ رہی تھی۔

جو پہلے ہی اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔

"مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے حور۔! اسے بنا جواب دیے وہ اب کی بار سنجیدگی سے بولتا اسکے قریب ہی کچھ فاصلے پر بیٹھا۔

"کیا بات ہے کیف۔؟"" حورین گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی۔ پہلے ہی اسکے ماں باپ اسے چھوڑ کر جاچکے تھے اب اگر کیف بھی چھوڑ جاتا تو وہ کیا کرتی۔؟ یہ سوچ ہی اسکا سانس روکنے کو کافی تھی۔

"میں جانتا ہوں یہ سب کچھ ٹھیک نہیں۔ مگر ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔!"

ڈیول نے اسے دیکھتے سر جھکائے بات کا آغاز کیا۔

جواب الجھن سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"ہوا کیا ہے۔؟"

"دیکھو حور میں تمہیں زیادہ دیر اپنے ساتھ نہیں رکھ پاؤں گا۔ تم بھی جانتی ہو ایک لڑکا اور لڑکی کا ساتھ رہنا کتنا برا مانا جاتا ہے۔!"

اسکی بات پر حورین کی رنگت اڑ گئی۔ چہرے پر جیسے رونق ہی ناں بچی ہو۔!"

ڈیول اسکی حالت دیکھ گھبرایا۔

"اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے ہم دونوں نکاح کر لیتے ہیں۔! اگر تمہیں منظور ہو۔؟"

بھوری آنکھوں میں ڈھیروں جذبات سمیٹے وہ اب کی بار ابرو اچکاتے اسے دیکھتے پوچھنے لگا۔

"نکاح۔!"

حورین نے چونک کر اسے دیکھتے یہ الفاظ ادا کیے تھے۔

کیا سچ میں کیف اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔ اسکے ڈیڈا نے کہا تھا کوئی پرنس آئے گا۔

مگر ڈیڈا بھی تو اسے چھوڑ کر جا چکے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

دماغ نے ساری دلیلیں رد کر دی تھیں۔وہ بے چینی و گھبراہٹ کا شکار ہوتی بری طرح سے انگلیاں چٹخانے لگی۔

دوسری طرف اسکا یوں ری ایکٹ کرنا ڈیول کی سانسوں کو روک گیا تھا۔

بائیس سالہ زندگی میں اسے پہلی بار خوف محسوس ہوا تھا۔

خوف حورین شاہ کے انکار کا۔!خوف حورین شاہ کے دور ہونے کا۔!خوف اپنے جنون کو اپنے نام ناں کر پانے کا۔!"

"مم مگر میں تمہارے قابل نہیں ہوں۔!میں کسی کے بھی قابل نہیں ہوں۔!وہ ان لڑکیوں نے کہا تھا کوئی بھی مجھ سے شادی نہیں کرے گا۔کیونکہ میں گندی ہوں۔"""""!

""""" ششششش۔"""""

مجھے کچھ نہیں سننا کوئی کیا کہتا ہے کیا نہیں۔؟؟میرے لیے صرف تم اہم ہو۔!"بولو کرو گی مجھ سے نکاح۔!"

اسکے ہونٹوں پر انگلی ٹکائے وہ جنونیت بھری نگاہوں سے اس معصوم پری وش کو دیکھتا اقرار وفا چاہ رہا تھا۔

اسے جنون و عشق کی نگری میں کھلے عام بلا رہا تھا۔

حورین کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے دیکھ رہی تھی۔ان بھوری سحر انگیز نگاہوں میں دیکھتے اسنے سر کو فوراً سے اثبات میں ہلا دیا۔

ڈیول بے یقین سا کئی لمحے حور کو دیکھتا رہ گیا۔

آنکھوں میں عجب سی خماری امڈ آئی تھی۔

"تھینک یو سو مچ حور۔!!""" اپنے جذبات پر قابو کرتے اسنے نرمی سے اسکے مومی ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیتے شدت سے کہا۔

جس پر وہ نگاہیں جھکائے خود میں سمٹی تھی۔

ڈیول ایک نگاہ اسکے شرم سے سرخ پڑتے آرز پر ڈالتے سرشاری کی سی کیفیت میں وہاں سے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"اسے اچھے سے اوڑھ لو۔ڈرنا نہیں میں پاس ہوں بس صرف تھوڑی دیر کی بات ہے نکاح کے بعد سب واپس چلے جائینگے۔ ہمممم """!

حورین کی بے چینی سے بھانپتے ڈیول نے اسے نرمی سے سمجھایا۔

جس پر وہ سر اثبات میں ہلاتی خود میں سمٹی گھٹری سی بنے بیٹھی رہی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈیول نے اچھے سے اسکا دوپٹہ درست کرتے سر پر پھیلایا۔اور پھر قاضی اور گواہان کو لینے روم سے باہر نکلا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ واپس لوٹا تھا۔حورین کی طرف ایک نگاہ ڈالتے اسنے قاضی صاحب کو صوفے کی طرف بیٹھنے کا کہا۔

گواہان سبھی دروازے کے پاس رک گئے تھے۔

"حورین ولد عالیان شاہ آپ کا نکاح بارس ولد مجتبیٰ حسین سے دس کروڑ روپے سکہ رائج الوقت کے ان سب گواہان کی موجودگی میں طے پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔!"

قاضی صاحب کی بلند آواز حورین کے کانوں میں گونجی تھی۔گھبراہٹ کے زیر اثر اسنے مٹھی بھینچے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیری۔

اسے احساس نہیں تھا کہ یہ سلسلہ اس قدر بے چینی سمیٹے ہو سکتا ہے۔

اپنے باپ کے نام کے سوا آج ایک انجانا ایک نیا نام اسکے ساتھ تاعمر کیلئے جڑنے جا رہا تھا ایک ریپیسٹ لڑکی کیلئے ایک اتنا اچھا لڑکا کیسے۔؟

دماغ میں سو طرح کے سوالات تھے جو اس معصوم کو بری طرح سے اپنی لپیٹ میں لئے جا رہے تھے۔

حور۔!"اسے کھویا ہوا سا پاتے ڈیول اسکے قریب جاتے اسکے پاس بیٹھا۔

اسے نرمی سے پکارا۔جس پر حورین جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹی۔

"قبول ہے۔""آنکھیں میچتے اسنے اپنی بے ہنگم ہو رہی سانسوں کے بیچ یہ کلمات ادا کیے تھے۔دھڑکنوں کا شور پاس بیٹھے ڈیول تک کو سنائی دے رہا تھا مگر ان لفظوں کا سحر ایسا طاری تھا۔

کہ وہ مضبوط اعصاب کا مرد ٹک ٹکی باندھے حورین شاہ کو دیکھے جا رہے تھا۔

مولوی صاحب نے پھر دوسری مرتبہ پوچھا اور پھر تیسری بار۔اعجاب و قبول کے بعد ڈیول گواہان اور قاضی صاحب کے ساتھ باہر نکلا۔

جین نے گہری سانس بھرتے اس مجنوں کو دیکھا۔کیا تھا وہ اور کیا بنتا جا رہا تھا۔

جب وہ اسے پہلی بار ملا تھا تو اسے یقین نہیں تھا کہ اسکے جیسا ظالم حیوانوں جیسی طاقت رکھنے والا ایک غیر معمولی شخص یوں بھی کسی لڑکی کے عشق میں تباہ و برباد ہو گا۔

مگر آج ڈیول کی حالت دیکھ وہ سمجھ چکا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اندر موجود لڑکی کو اگر کسی نے بھی اس بیسٹ سے چھیننے کی کوشش کی تو یہ بیسٹ ساری دنیا کو جلا کر راکھ کر دے گا۔

ایک دنیا مرتی تھی اس بیسٹ پر۔ مگر وہ ایک اپاہج لڑکی پر مر مٹا تھا۔

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے جین نے عجیب سی کیفیت میں سر کو جھٹکا۔

بارس سے بھی اعجاب و قبول کا مرحلہ طے پایا گیا تھا۔ جس کے چہرے پر ایک الگ سی چمک تھی۔

حورین شاہ کو اپنے نام کر لینے کی اصل خوشی وہ جیت اور سرور اسکے چہرے پر پھیلا ہوا تھا۔

"""""بہت بہت مبارک ہو ڈیول!"""" گواہان کے جانے کے بعد جین نے خوش دلی سے اسے مبارک باد دی۔

جس پر ڈیول نے سر کو خم دیتے اسکی مبارک باد قبولی تھی۔

"آج کی رات ہم یہیں ٹھہرے گے صبح ہوتے ہی تم واپس چلے جانا۔ """!!

مگر ڈیول۔!" تمہاری یہ اگر مگر کی عادت کسی دن مروائے گی تمہیں۔!

بھوری آنکھوں میں بے زاری سمیٹے وہ لمحوں میں اپنے اصل روپ میں لوٹتا اسے بری طرح سے خوفزدہ کر گیا۔

جس کی ٹانگیں بری طرح سے کانپ رہی تھی۔

"سوری۔!" جین نے لڑکھڑاتے ہوئی آواز میں اسے سوری کہا اور پھر تیر کی سی تیزی سے وہاں سے بھاگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

سب کے جانے کے بعد وہ اندر داخل ہوا۔ حور ہن ابھی تک اسی پوزیشن میں بیٹھی تھی۔

جس پوزیشن میں وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا۔

ڈیول کے ماتھے پر ڈھیروں بل نمایاں ہوئے۔ اندر سے روم لاکڈ کرتے وہ بھاری قدموں سمیت اسکے قریب گیا ۔

"حور۔!" نرم آواز میں اسے فکر مندی سے پکارا۔ جو جانے کن سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔

نیلی شفاف کانچ سی گہری آنکھوں میں تیرتے آنسوں دیکھ ڈیول اپنے آپ سے ضبط کھوتے اسکے قریب ہوتے جھکا۔

نرمی سے اپنے ہاتھوں کے پیالے میں اسکے چہرے کو بھرتے اسکا چہرہ اپنے روبرو کیا۔

"""تمہارے یہ آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں۔ آج کے بعد یہ تمہاری آنکھوں میں نظر ناں آئے۔ "!

گھمبیرتا سے کہتے اسکے چہرے کو تھامے نرمی سے اپنی انگلی کے پوروں سے اسکے آنسوں کو چنا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حورین یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ڈیول اسکے لئے صرف ایک دوست تھا جو برے وقت میں اسے بچا رہا تھا۔

""""مگر وہ معصوم یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ ڈیول کے لئے کیا بنتی جا رہی ہے۔!""

"مجھے واشروم جانا ہے میری چیئر کہاں ہے۔؟"اسکے ہاتھوں کو دور کرتے وہ اب آگے پیچھے دیکھتے پوچھنے لگی۔

ڈیول نے عجیب نگاہوں سے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔جنہیں وہ دور جھٹک چکی تھی۔

"وہ تو راستے میں گر گئی۔

ڈھٹائی سے جھوٹ بولتے وہ اسکے قریب ہوا۔

"گر کیسے گئی۔؟میں اب کیسے جاؤں گی کہیں بھی۔!"

حورین نے حیرت و فکر مندی سے کہتے ایک گہری سانس فضا کے سپرد کی تھی۔

سر الگ درد سے پھٹ رہا تھا۔

اوپر سے اپنے اور ڈیول کے بیچ بنے اس نئے رشتے نے اسے کچھ زیادہ ہی خوفزدہ سا کر دیا تھا۔

"میرے ہوتے ہوئے تمہیں فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔!"جنون خیز لہجے میں کہتے وہ بھوری پر شوق نگاہوں سے اس پری وش کے حسین چہرے کو دیکھتے اسکے قریب جھکا۔

حورین نے چونک کر اسے دیکھا۔دوپٹہ اسکے شانوں پر پھیلا ہوا تھا۔سنہری بال جوڑے کی قید سے آزاد جھول رہے تھے۔

"میں خود چلی جاؤں گی بس آپ مجھے نیچے اتاریں ۔!"

ڈیول نے جیسے ہی اسے بانہوں میں بھرا۔وہ ایک دم سے گھبراتے ہوئے بڑبڑائی۔

مگر مقابل اسکی بات کی پرواہ کیے بغیر اسے کسی کانچ کی گڑیا کی مانند بانہوں میں بھرے واشروم کی جانب بڑھا۔

"تمہارا خیال رکھنا فرض ہے میرا۔!!!""گھمبیر لہجے میں کہتے وہ حورین کو خاموش کروا گیا۔

مم مجھے شاور لینا ہے آپ باہر جائیں۔!"باتھ ٹب میں گرم پانی بھرتے ڈیول نے جیسے ہی اسے نرمی سے ٹب میں بٹھایا۔حورین شرم سے سرخ چہرہ جھکائے بولی۔

ڈیول کے ماتھے پر ڈھیروں بل اُمڈے۔

""کیوں!؟؟؟ ""

ایک ہاتھ سے پینٹ کو اونچا کیے وہ باتھ ٹب کے نزدیک بیٹھتے استفسار کرنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کیوں کا کیا مطلب ہوتا ہے۔؟" اپنی بڑی بڑی نیلی نگاہوں سے اسے گھورتی وہ سرخ چہرے سمیت اس گھورتے خفگی سے بولی۔

"مطلب تم بتاؤ گی ناں۔ مجھے تو نہیں معلوم۔!" کندھے اچکاتے کہہ وہ شرٹ کے کف فولڈ کرنے لگا۔

جس پر حورین نے شاکڈ کی کیفیت میں پوری آنکھیں پھیلائے منہ کھولے اسے خوف سے دیکھا۔

""مم مطلب یہ کہ میں خود شاور لے سکتی ہوں آپ باہر جائیں۔!" آپ کو شرم آنی چاہیے کسی لڑکی کو نہاتا دیکھیں گے آپ۔؟ "

"سینے پر دونوں بازو لپیٹے وہ سر تا پیر سرخ ہوتی تلملا کر بولتی ڈیول کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"تم کون سا کوئی غیر ہو بیوی ہو میری۔! اور بیوی کو نہاتا دیکھنا کوئی گناہ نہیں ہے ۔! "

دونوں بازوؤں کے کف فولڈ کرتے اسنے رسان سے حور کو سمجھایا تھا۔

جس کا گریز اور یہ شرم و حیا ڈیول کو سرور دے رہی تھی۔

"پھر بھی بیوی ہونے کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ آپ بیوی کو نہاتے وقت دیکھیں گے۔!" اپنے پھولے پھولے گال خفگی سے مزید پھولائے وہ سنہری بالوں والی حسین دوشیزہ ڈیول کے جنون کو سکون دے رہی تھی۔

اسکی موجودگی اسکا وجود ڈیول کے لئے ضروری بنتا جا رہا تھا۔

"تو میں آنکھیں بند کر لیتا ہوں۔! کندھے اچکاتے اسنے ترغیب پیش کی جو کہ حورین کو بلکل بھی پسند نہیں آئی تھی۔

"نہیں۔آپ باہر جائیں گے تو ہی میں شاور لوں گی۔! وہ بھی ضدی لہجے میں بولتی روٹھ کر رخ موڑ گئی۔

جس پر ڈیول نے اسے کمر سے تھامے گھماتے ہوئے رخ اپنی سمت کیا۔

""ان آنکھوں میں میرے لئے خفگی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ یہ آنکھیں میری ہیں۔ میرا حق ہے ان پر۔!"

باری باری اسکی دونوں آنکھوں کو انگلی چھوتے وہ جنونیت بھرے انداز میں بولتا اپنے دہکتے ہونٹ اسکی آنکھوں پر رکھتے سکون خود میں اتارتے پیچھے ہٹا۔

"حورین بے حس و حرکت سی اسکے لمس پر سن سی بیٹھی رہ گئی۔

گلابی پنکھڑیاں پھڑ پھڑائی تھی مگر وہ بول نہیں پائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اور اس وجود پر بھی میرا حق ہے۔ کیونکہ تم صرف میرے لیے بنائی گئی ہو۔! اپنے دل و دماغ سے ہر قسم کا خوف نکال دو، کیونکہ میرے مرضی کے بغیر تو یہ ہوا تک تمہیں چھونے ناں پائے پھر کسی دوسرے کا چھونا تو ممکن ہی نہیں۔

مگر مجھ سے بھاگنے یا گریز کی کوشش پھر کبھی مت کرنا حور۔ کیونکہ تمہارے معاملے میں۔ میں ایک بیسٹ ہوں۔اور میری بیوٹی اگر اپنی وجہ سے بھی مجھ سے دور ہو میں یہ بات بھی ہر گز برداشت نہیں کر سکتا۔!"

اسکے چہرے پر گرتی ان سنہری لٹوں کو نرمی سے کان کے پیچھے اڑستے وہ جنون خیز لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دیتا حورین شاہ کو گھبرانے پر مجبور کر گیا تھا۔

"You are only mine beauty, only mine۔""

ماتھے پر اپنے دہکتے ہونٹ سلب کرتے وہ شدت بھرے لہجے میں بولتا حورین شاہ کے دل میں ہلچل برپا کر گیا۔

Episode 38

"جاؤ دروازہ کھولو۔! بیل کی آواز پر ابیر نے سامنے سامیہ کے ساتھ بیٹھی عنایہ کو مخاطب کیا۔

جو برے سے منہ بناتے اٹھی تھی۔

""سامیہ۔!" دروازہ کھلتے ہی ماہ ویر بے قراری سے اپنی بہن کو پکارتے اندر داخل ہوا۔

مگر دروازے کے بیچ سامیہ کی جگہ کسی اور لڑکی کو دیکھ تاثرات سخت ہوئے تھے۔

""اوہ۔ماہ ویر رائٹ۔!" ابیر کی نگاہیں سامیہ پر تھیں۔

جو دروازے کی طرف ہی دیکھ رہی تھی مگر کان اور دماغ اپنی بیوی پر اٹکا تھا۔

وہ اس سے کسی بھی قسم کی حرکت کی امید رکھ سکتا تھا۔

""کون ہو تم۔؟" طیش سے مٹھیاں بھینچے وہ عنایہ سے مخاطب ہوا تھا۔

جو سر تا پیر ماہ ویر کو دیکھے جا رہی تھی۔

"کافی ہینڈسم ہو گئے ہو ماہ ویر۔ایک دم سولڈ۔!" آنکھ ونک کیے مسکرا کر بھوری آنکھوں میں شرارت سمیٹے وہ کافی دلچسپی سے بولی۔

جہاں ابیر کی شہد رنگ آنکھوں میں خون اترا تھا وہیں ماہ ویر کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

اسنے ایک نگاہ پاؤں تک جاتے بلیک اوور کوٹ میں ڈھکی اس حسین لڑکی کو دیکھا۔

جو ایسے اس سے مخاطب تھی جیسے کوئی قریبی جان پہچان ہو۔!

"ماہ ویر اندر آ جاؤ۔ تمہارے پاس ضائع کرنے کے لئے ٹائم نہیں۔!"

اسکی سوچ پر بندھ ابیر علوی کی سرد غراہٹ نے لگا یا تھا۔

بھاری لہجے میں اسے مخاطب کرنے والے شخص کی چوڑی پشت کو پیچھے سے دیکھ وہ عنایہ کو بھولے اب آگے بڑھا

۔

"سامیہ۔!"اس سے پہلے کہ وہ روتی ہوئی بہن کے قریب جاتا فضا میں ٹھاہ کی زوردار آواز گونجی۔

جس پر سامیہ خوفزدہ سی چیخ اٹھی تھی۔

کیونکہ گولی اسکے پیر نے نزدیک ماری گئی تھی۔

"تمہیں پورا موقع دیا جائے گا بہن سے پیار جتانے کا۔ مگر پہلے میرے سوالوں کے جواب دو۔؟"

گردن ترچھی کیے وہ سپاٹ لہجے میں کہتا اسے گن والے ہاتھ سے ہی پیچھے ہٹنے کا اشارہ کر گیا۔

ماہ ویر جس کے قدم بہن کی جانب اٹھے ہی تھے۔

چار و ناچار اسنے قدم پیچھے لئے۔

"قائروں کی طرح ایک لڑکی پر وار کر کے خود کو کیا سمجھتے ہو تم۔ اگر دم ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو۔ جو بھی کرنا ہے مجھے کرو۔!"

وہ بھائی تھا آنکھوں کے سامنے بہن کی ایسی حالت وہ بھی اتنے سالوں کے بعد جس رشتے کے لئے احساس جاگا ہو۔ تڑپنا تو بنتا تھا۔

"اسکی بات پر سامنے بیٹھا وہ دلکش مرد تمسخرانہ ہنسا۔

ایک ائبرو اچکاتے اسنے جن نگاہوں سے ماویر کو دیکھا۔ ماہ ویر ٹھٹک گیا۔

"یہ بات تم پر بھی لاگو ہوتے ہے اور تمہارے اس قائر مرد پر بھی۔ جو ہماری بہن کو نامردوں کی طرح اٹھا کر خود کو ہیرو مان رہا ہے۔""

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ابیر کے تذہیک آمیز لہجے پر ماہ ویر کا چہرہ شرم سا سرخ پڑ گیا۔دماغ نے تیزی سے کام کیا۔یقیناً وہ لوگ عنایت کی بات کر رہے تھے۔

""دیکھو تم۔!

"ابے چپ دیکھ تو۔چپ چاپ سیدھے طریقے سے بتا میری بہن کہاں ہے۔ورنہ یہ تو ٹریلر تھا اگر پکچر دکھائی تو کچھ بھی دیکھنے کے قابل نہیں بچے گا۔""!

عنایہ غصے سے بلبلاتی آگے بڑھی تھی۔ایک ایک لفظ پر زور دیتے وہ جس قدر نفرت سے دھاڑی تھی۔

ماہ ویر بہن کہنے پر ہی سمجھ چکا تھا کہ وہ عنایہ ہے۔"!

"اپنی بہن پر بات آئی تو قائر اور مرد یاد آ گیا۔کسی دوسرے کی بہن کو اٹھا کر اسے ٹارچر کر کے کہاں کی مردانگی دکھا رہا ہے تو اور تیرا وہ باس۔!"

ابیر سپاٹ لہجے میں جس قدر بھگو بھگو کر اسے مار رہا تھا۔

ماہ ویر شرمندگی سے سر جھکا گیا۔

ان کی بات کہیں سے بھی غلط نہیں تھی۔حان غلط کر رہا تھا۔جس سے وہ بھی واقف تھا مگر اس وقت وہ حان کو سمجھا نہیں پا رہا تھا۔

"ہم عزتوں کے محافظ ہیں۔کسی کی بہن بیٹی پر گندی نگاہ ڈالنے والوں کی آنکھیں تک نوچ لینے والے ہیں۔تو سوچ جو کوئی ہماری بہنوں کے ساتھ ایسا کرنے کا سوچے گا اسکے ساتھ کیا کریں گے۔؟"

ابیر علوی اپنے پورے قد سمیت اسکے سامنے کھڑا غضب ناک لہجے میں بولا تھا۔

اسکے لہجے میں چٹانوں جیسی مضبوطی اور غرور بول رہا تھا۔

جس نے ماہ ویر کو شرمندگی سے ڈوب جانے کے قابل کر دیا۔

عنایہ کی بھوری آنکھوں میں آج پہلی بار ابیر علوی کے لئے ایک غرور سا جھلک رہا تھا۔وہ واقعی میں فخر اور غرور کے قابل تھا۔

"ہمیں عنایت آپی چاہیے۔ابھی اور اسی وقت۔!"عنایہ نے پر عزم لہجے میں آگے بڑھتے کہا تھا۔

""نہیں ہمیں وہ نامرد بھی چاہیے ذرا دیکھیں تو کیسا دکھتا ہے عورتوں پر وار کرنے والا وہ قائر مرد۔!"

ابیر نے عنایہ کی تصحیح کرتے اب کی بار عالیجان شاہ کی بھی ڈیمانڈ کی تھی۔

جس پر ماہ ویر نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا تھا کہ حان صبح سے ہی کہی جا چکا تھا۔

"چلو میرے ساتھ۔!

دونوں پر ایک نگاہ ڈالے وہ مختصر سا بولا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

درد سے پھٹتے سر میں اٹھتی ٹیسوں نے اسے آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دیا۔

رت جگے سے سرخ ڈوروں سے لبریز اپنے سیاہ سوجھے نین کٹورے وا کیے۔ تو دھندلائی نگاہوں میں پہلا عکس عالیحان شاہ کا لہرایا۔

وہ اس قدر قریب محسوس ہوا تھا کہ عنایت کو لگا کہ اگر وہ سانس بھی لے گی تو وہ سانس بھی عالیحان شاہ اپنے اندر جذب کر لے گا۔

"خوف سے دل بری طرح سے کسی پر کٹے پنچھی کی مانند پھڑ پھڑایا تھا۔

وہ تخیل میں اپنے قریب موجود عالیحان شاہ کے چوڑے سینے پر ہاتھ پھیلائے اسے دور کرنے لگی۔ جو ایک دم سے غائب ہوا تھا۔

آنکھوں سے دھند چھٹی۔

تو وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔

لرزتے وجود کو سمیٹے اسنے گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے اس کمرے کا جائزہ لیا۔ جہاں وہ لال جوڑا جو کل رات اسکے وجود پر تھا ایک طرف کرسی پر پڑا تھا۔

دکھتی آنکھوں سے عنایت نے اپنے وجود کو دیکھا۔

تو ایک پل کو لگا جیسے فضا میں سے آکسیجن ختم ہو چکی ہو۔

کیونکہ اس وقت اسکے وجود پر سر تا پیر عالیحان شاہ کا لباس تھا۔

اسی کی سفید شرٹ اور سیاہ جینز۔ اس پر متضاد اسکی حواسوں پر طاری ہوتی مہک۔ شاید اسی لئے وہ اسے اپنے اس قدر قریب محسوس ہو رہا تھا۔

یہ مہک تو اسکے وجود پر بری طرح سے چمٹ چکی تھی۔ جس سے گھن محسوس کرتی وہ چکراتے سر سمیت بمشکل سے خود میں ہمت پیدا کرتی اٹھی۔

چھوٹے سے غسل خانے کو دیکھ اسنے کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور ویسے ہی ٹوٹی کھول وہ اس کے نیچے بیٹھ اب بری طرح سے اپنے جسم کو رگڑتے عالیجان شاہ کی مہک اسکے لمس کو خود سے نوچ نوچ کر اتارنے لگی۔

"نفرت کرتی ہوں میں تم سے۔ تمہاری شکل سے۔ مر جاؤ تم عالیجان شاہ۔ خدا کرے تمہیں موت آجائے۔!"

عنایت کاظمی کی چیخوں اور آہوں کے بیچ گونجتی آواز اسکے کرب کو عیاں کر رہی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ایک دم سے اسے ایسا لگا جیسے عنایت اسے پکار رہی ہو۔!" گاڑی ڈس بیلنس ہوتے ایک جھٹکے سے رکی تھی۔

نیلی حسین نگاہوں میں حیرت سمیٹے اسنے بالوں میں ہاتھ چلاتے اپنے اطراف میں دیکھا۔

مگر وہ کہیں ہوتی تو دکھتی۔ !!

""مجھے ایسا کیوں لگا جیسے۔؟"" وہ زیر لب بڑبڑایا۔

آنکھوں نے سامنے کل رات اپنی دسترس میں موجود وہ سہمی ہوئی مگر بے تحاشہ حسین دوشیزہ لہرائی۔

گہری سانس کھینچی تو وہی خوشبو وہی لمس ایسے محسوس ہوا تھا جیسے سانسوں سے بھی زیادہ قریب۔ نیلی آنکھوں میں خمار کی سرخی تیزی سے چھاتے اسکے اعصابوں پر حاوی ہونے لگی۔

"بلاڈی وِچ۔""

بے چینی سے سر جھٹکتے زیر لب بڑبڑایا۔ اپنی بے چینی اور اس کیفیت کو سمجھنے سے وہ خود بھی قاصر تھا۔

جبھی تیزی سے سگریٹ نکالتے اپنے ہونٹوں کے بیچ دبایا جن کی رنگت بے تحاشہ سگریٹ نوشی کے سبب سیاہی مائل ہو رہی تھی۔

گاڑی کو دوبارہ سے اسٹارٹ کرتے وہ اپنی منزل کی طرف بڑھا۔

آدھے گھنٹے کے سفر کو اسنے عجلت میں دس منٹ میں طے کیا۔

گاڑی ایک طرف روکی۔ تو اس غریب بستی میں کئیوں نے چونک کر اس جیپ کو اور پھر اس سے نکلنے والے اس حسین مرد کو دیکھا۔

جس کی نیلی آنکھیں، بھورے گردن تک جاتے بال، ہلکی پھلکی سی بئیرڈ، سفید ٹی شرٹ کے اوپر مارون جیکٹ اور سیاہ جینز کے ساتھ سیاہ جوگرز۔ وہ کئیوں کو رکتے خود کو دیکھتے رہنے پر مجبور کر گیا تھا۔

کئی لڑکیاں ستائش سے اس یونانی حسن کے مالک کو دیکھتی رہ گئی تھی۔

کئیوں نے اسکی قسمت پر آہیں بھری تھیں جس کے نصیب میں وہ لکھا گیا ہوگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر وہ انجان تھی وہ خوبصورتی کی روشنی سے مالک سیاہ اندھیروں جیسا مقدر رکھنے والا اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی کو برباد کرتا جا رہا تھا۔

سبھی کو اگنور کرتے وہ مغرور حسن کا مالک ایک پرانے سے گھر کی سمت بڑھا۔

لکڑی کے بوسیدہ دروازے کے قریب رکتے اسنے ہونٹوں کے بیچ دبائی آدھی سگریٹ پاؤں کے نیچے مسلی۔

اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی دروازے کو رکھتے ذرا سا پش کیا۔

دروازہ خود بخود کھلتا گیا۔

نیلی نگاہوں میں سنجیدگی سمیٹے اسنے ایک نگاہ اطراف میں دوڑائی۔

جہاں کمرے میں ایک چھوٹی سی بوسیدہ چارپائی۔ایک طرف کپڑوں کو سکھانے کیلئے لٹکائی گئی مصنوعی تار تھی جس پر دو مردانہ جوڑے ٹنگے ہوئے تھے۔

اسکے علاوہ پرانے زمانے کا ایک بوسیدہ دو سیٹر صوفہ اور کہنی تک کی مقدار میں ایک چھوٹا سا آئینہ جو ایک طرف سے ٹوٹا ہوا دیوار سے لٹک رہا تھا۔

عالیجان نے سر جھٹکتے ایک اور سگریٹ نکالی۔

سگریٹ سلگاتے ہونٹوں کے بیچ دبائے۔وہ تھوڑا آگے بڑھا۔

چارپائی ایک ہاتھ سے اٹھائے اسنے مٹی کے فرش پر بچھی ادھڑی ہوئی سی قالین کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کیا۔

اور زرا سا جھکتے فرش پر بنے اس دروازے کو چٹخنی سے پکڑتے باہر نکالا۔

تہہ خانے کے اندرونی جانب اندھیرا تھا۔

ایک سانس خارج کرتے وہ اب اندر داخل ہوا اور نیچے سے دروازہ بند کر دیا۔

جیسے جیسے وہ قدم اٹھاتے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔

تہہ خانے میں بنا راستہ روشن ہوتا گیا۔

بالآخر وہ اپنی مخصوص جگہ پہنچا۔

جہاں سامنے ہی دیوار پر لاکھوں کی تعداد میں کیمرے کمپیوٹر اسکرین اور پورا نیٹ ورکنگ سائٹ موجود تھی۔

"کام ہوا۔؟؟"گھمبیر لہجے میں سوالیہ انداز میں پوچھتے وہ اب بھاری قدموں سمیت آگے بڑھا تھا۔

جہاں سامنے کھڑے محیب نے گردن موڑے اسے دیکھے سر اثبات میں ہلاتے فاتحانہ مسکراہٹ اچھالی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تم اچھا نہیں کر رہے۔ تمہارا انجام بہت برا ہونے والا ہے۔!"بس ایک سمت روکے انیل نے جیسے ہی رسی سے ایمی کے ہاتھ باندھے وہ ضبط کھوتے چلائی تھی۔

جس کی پرواہ کیے بغیر وہ اسکے ہاتھ باندھتے سامنے دیکھنے لگا۔

بس کی پچھلی سائیڈ میں لڑکیاں موجود تھیں۔

اور انیل کی فکر اسی لئے زیادہ تھی کہ وہ کسی سے آگے رابطہ تک نہیں کر پا رہا تھا۔

""کیا تم سب ٹھیک ہو۔""بس سے نکلتے وہ اب پچھے موجود لڑکیوں کی جانب گیا تھا۔

بس میں سیٹس وغیرہ ہٹا دی گئی تھی۔گھپ اندھیرے میں بیٹھی کئی لڑکیاں بے حال ہو رہی تھیں۔

پہلے پہل تو کسی کو دیکھ ان میں سے دو تین کی چیخیں تک بلند ہوئی تھی۔

مگر پھر سامنے والے کی اپنے لئے فکر دیکھ وہ سب خوف سے خود میں سمٹی۔

"کک کون ہو آپ۔؟"ان میں سے ایک نے روتے ہوئے آنسوں پونچھے۔

اسکی حالت باقی سب سے بہتر تھی۔

میں انسپکٹر ہوں اور تم سب کو محفوظ رکھنے کیلئے وہاں سے نکالا ہے۔ان سب کو کیا ہوا ہے۔؟"

الٹیاں کرتی کئی لڑکیوں کی حالت دیکھ وہ سچ میں گھبرایا۔

"سر میرا نام انعم ہے۔! ہم پچھلے دو ماہ سے اپنے گھر نہیں گئی۔ پلیز ہمیں بچا لیں۔!

وہ لڑکی اب انسپکٹر کا سن باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر رونے لگی تھی۔ جس پر انیل کا غصہ مزید بڑھا۔

شدت طیش کے عالم میں مٹھی بھینچے اسنے سامنے دیکھا۔۔

کیا ہوا ہے ان کو۔؟ تقریباً آدھے سے زیادہ لڑکیاں بے حال اور بیمار دکھ رہی تھیں۔

"معلوم نہیں کوئی چیز کھلائی تھی رات کو ہمیں کھانے میں ڈال کر۔! پہلے تو ٹھیک تھے اب جانے کیا ہو گیا ہے۔!"

انیل نے پردہ ہٹایا تو روشنی کے سبب وہ لڑکی اسے پہچان گئی۔

اور شکر کا گہرہ سانس لیا کیونکہ انیل پہلے بھی انہیں بلڈنگ سے نکلنے میں مدد کر چکا تھا۔

مگر وہ نیچے موجود گارڈز کے ہاتھوں پکڑی گئی تھیں۔

"بھائی آپ۔ پلیز ہمیں بچا لیں۔! انعم نامی لڑکی روتے ہوئے گڑگڑائی تھی۔

انیل نے اپنے دکھتے سر کو دبایا۔

سرخ ہو رہی آنکھوں کو میچے وہ بنا کچھ کہے باہر نکلا۔

اور اسی قدر غصے سے اب بس کی اگلی سیٹ کی طرف گیا۔

جہاں پر ایمی موجود ہی نہیں تھی۔

یہ تم نے اچھا نہیں کیا مس ایمی۔! زیر لب بڑبڑاتے وہ خون آشام نگاہوں سے بس کے اوپر چڑھنے لگا۔

"بس کے اوپر سگنلز ملتے ہی اسنے اپنی ٹیم کو میسج چھوڑا۔

ریڈ لائٹ کا جواب ملتے ہی اسنے تشکر بھرا گہرہ سانس خارج کیا کیونکہ اسکی ٹیم قریب ہی تھی۔

تم سب یہی رہنا پولیس پہنچ رہی ہے۔بس سے باہر مت نکلنا اوکے۔!"تنبیہی انداز میں کہتے وہ اب پیروں کے نشانات کے پیچھے بھاگا تھا۔

چاروں اطراف جنگل بیابان ہونے کے سبب اسے ایمی کی بے وقوفی پر شدید غصہ آیا۔

مگر پھر بھی وہ تیز تیز بھاگتا اسکے پیچھے داہنی سمت نکلا۔

"ایمی سٹاپ اٹ ورنہ میں شوٹ کر دوں گا۔!"

ایک درخت کے پیچھے چھپی ایمی کی پشت کو دیکھ انیل غصے سے غرایا گن پوائنٹ کرتا اب بھاری قدم اٹھاتا اسکی سمت بڑھا تھا۔

ایک ایک قدم پھونک پھونک کر اٹھاتے وہ جیسے ہی اسکے قریب پہنچا۔

اسکی حالت دیکھ ایک دم سے نگاہیں چرائی۔

مگر ایک دم سے وہ چونکا۔ذہن میں جھماکا سا ہوا تھا۔

ایمی۔!"اسکا گال تھپکتے اسنے نیچے پڑا کوٹ اٹھایا۔جو جنگلی کیڑوں سے بھرا پڑا تھا۔شاید اسی لیے اسنے کوٹ اتار دیا تھا۔

کوٹ کے نیچے سلیولیس پنک شرٹ میں ملبوس ایمی سے وہ ایک پل کو نگاہیں چرا گیا۔

مگر پھر اسنے چونک کر اسکے دائیں کندھے کو دیکھا۔

دودھیا رنگت پر بنا وہ سیاہ بڑا سا نشان اسکے ذہن میں جھماکا سا ہوا تھا۔

آنکھیں بے یقینی اور شاکڈ کی سی کیفیت میں کھلی کی کھلی رہ گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اسنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے اس نشان کو چھونا چاہا۔

جب ایک دم سے ایمی کے بھاری ہاتھ کا مکہ اسے لڑکھڑانے پر مجبور کر گیا۔

انیل لمحوں میں ہوش میں لوٹا اسے غصے سے دیکھنے لگا۔

جس کی شہد رنگ آنکھوں میں سرخی کی ڈوریاں تھیں۔ چھوٹے چھوٹے بال پیشانی سے چپکے ہوئے تھے۔ ستواں ناک اور عنابی ہونٹ بلکل خشک تھے۔

تھوڑی میں ابھرتا وہی گڑھا۔ وہی آنکھیں اور وہی نشان جو اسکی امبر کے کندھے پر بھی تھا۔

دل نے لپک کر حامی بھری ہاں وہ اسکی محبت اسکی امبر ہی تھی۔ مگر دماغ کی دلیلیں الگ تھیں۔

اس سے پہلے کہ وہ اس پر دوبارہ سے وار کرتا۔ ایمی لڑکھڑاتے ہوئے اسکے سینے سے لگتی حواس کھو گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"السلام علیکم ماما کیسی ہیں آپ۔؟ "

وہ ابھی میٹنگ سے فارغ ہوا تھا۔ فوراً سے سائلنٹ پر لگے اپنے موبائل فون کو اٹھایا تو سامنے ماں کی ڈھیروں کالز تھیں۔

دو ہفتوں سے وہ دن رات صرف کام میں مصروف تھا۔

اپنے ذہن اور دل کو وہ ہر طرح کی سوچ سے دور کر چکا تھا۔

اب تو ناں اسکے پاس سوچنے کا وقت تھا ناں ہی وہ ماہا کو یا اپنے ساتھ ہوئے دھوکے کو سوچ پاتا تھا۔

"ماں کو تو مار ہی دیا ہے تم نے۔ اپنی بیوی کو لے جاؤ یہاں سے۔ مجھے ایسی بہو نہیں چاہیے۔ ! جو مجھے ایک وارث کی خوشی تک نہیں دے سکی۔ !"۔

میرب کے لہجے میں ایک کاٹ تھی۔ ایسی بے حسی کہ تبریز شیرازی اپنے پورے قد سمیت چونک کر مڑا۔

ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے اپنے فون کو دیکھا۔

""مام۔! اسے لگا شاید وہ کچھ غلط سن رہا ہو۔ !"

اسکی ماما ایسی تو ہرگز نہیں تھیں۔

"دیکھو بیٹا ناں تو میں اتنی اچھی ہوں کہ ماہا کو معاف کر سکوں۔ ناں ہی اس قدر نیک کہ اتنا سب کچھ کرنے کے بعد اسکی تیمارداری کروں۔ گھر کے باہر بیٹھی ہے پچھلے ایک گھنٹے سے۔ یا تو اسے طلاق دے دو کہ وہ چلی جائے ہماری جان چھوڑ کر۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اگر ایسا نہیں کر سکتے تو جہاں خود رہ رہے ہو وہی لے جاؤ اسے۔!"

میرب نے بنا اسکی ایک بھی سنے اسے کڑے لہجے میں سناتے کال کاٹ دی تھی۔

سامنے صوفے پر بیٹھے تیمور نے اپنی شیرنی کو تھم اپ کا اشارہ دیا۔

مگر وہ اب بھی گھبرائی ہوئی تھی۔

"تیمور ماہا رو رہی ہے۔اسے لے آتے ہیں جب تبریز آئے گا تو پھر نکال دیں گے۔!" بے چینی سے کھڑکی سے باہر دروازے پر بیٹھی ماہا کو دیکھ وہ ممتا سے بے چین ہوتی بولی تھی۔

"کوئی ضرورت نہیں اس کی۔جو تکلیف وہ سہہ رہی ہے اسکے سامنے یہ تو چھوٹی سی تکلیف ہے۔دو ہفتوں سے تمہارا بیٹا پتھر بن گیا ہے مانا کہ قصور کیا ہے بچی نے۔مگر اگر وقت پر مرہم کو بھرا ناں جائے تو وہ ناسور بن جاتا ہے۔

اور میں ایسا ہر گز نہیں ہونے دوں گا۔!"

تیمور نے گہرے لہجے میں بیوی کے پاس جاتے اسے نرمی سے سمجھایا تھا۔

میرب نے سر اسکے سینے سے ٹکایا۔

"آپ کو لگتا ہے کہ وہ آئے گا۔؟" میرب اب تک بے چین تھی۔"

تیمور مسکرایا۔

"آئے گا کیوں نہیں۔باپ کی طرح بیوی کے عشق میں مجنوں بنا بیٹھا ہے اسکے اچھے بھی آئیں گے۔!"

مسکرا کر کہتے اسنے میرب کو یقین دلایا۔

اگر اسنے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"میرب نے سر اٹھائے شوہر کو دیکھ کر سوال کیا۔

"ایسا کچھ نہیں کرے گا۔غیرت مند باپ کا بیٹا ہے۔اب ماہا کو وہ اپنے ساتھ لے کر جائے گا۔تھوڑا عرصہ کی ناراضگی تو سہہ ہی سکتے ہیں بیٹے کی خوشی کیلئے۔!

اسکے کندھے پر ہاتھ پھیلائے اسنے سنجیدگی سے کہا۔

تو میرب نے آسودگی سے سر اثبات میں ہلاتے آنکھیں موند لیں۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مجھے ایسے بات کرنے والے لوگ اچھے نہیں لگتے۔آپ مجھے ڈرا رہے ہو۔!"نیلی آنکھوں میں ایکدم سے ڈھیروں نمی سمٹی تھی۔

معصوم ساچہرہ بنائے وہ اب سچ میں ڈیول سے خوفزدہ سی ہوئی تھی۔

اسکی آدھی باتیں تو اسکے سر کے اوپر سے گزر گئی تھیں۔مگر اتنا تو علم ہو چکا تھا اسے کہ وہ باہر نہیں جائے گا۔

ڈیول نے ایک ابرو اچکاتے اسکا بایاں بازو تھاما۔

شاور جیل ٹب میں ڈالتے وہ اب نرمی سے حورین کے بازو پر پانی گرا رہا تھا۔

جو گدگدی سی محسوس کرتی کھلکھلائی۔

""میں لوگ نہیں تمہارا پوری دنیا بننا چاہتا ہوں، بلکہ اب سے میں ہی تمہاری دنیا ہوں۔!"تھوڑی سے تھامے اسکا چہرہ قریب کرتے وہ قریب سے اسکی بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھتے جنونیت سے بولا۔

"شوہر تو شوہر ہوتا ہے دنیا کیسے ہو گئے آپ۔؟؟؟""

منہ کے زاویے بگاڑتے وہ اسکی بھوری شیو کو دیکھتے پوچھنے لگی۔

"ڈیول کے چہرے پر سرخی پھیلی۔

سرخ وسفید رنگت بلا کے پرکشش نقوش، تیکھی ناک، گہری بڑی بڑی بھوری آنکھیں، چوڑا کشادہ بھرا بھرا وجود ، چہرے پر رقم سنجیدگی، وہ واقعی میں بہت زیادہ حسین تھا یا شاید تھوڑا بہت اسکے نانا اور ماموں جیسا بھی۔!

وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کیا وہ واقعی میں ان جیسا دکھتا تھا یا پھر یہ اسکا وہم تھا۔

"تم مجھے آپ آپ کیوں کہہ رہی ہو۔؟ "

اسکی بات کا مطلب سمجھانے سے پہلے اسنے سوال داغا۔

"وہ تو آپ شوہر ہو اور ماما کہتی ہیں کہ شوہر کو تم نہیں کہتے گناہ ہوتا ہے ۔!"

"اپنی ماما کے ذکر پر اسکے چہرے پر اداسی چھائی تھی جسے ڈیول محسوس کر چکا تھا۔

"ہممم تو اگر شوہر کو تم نہیں آپ کہتے ہیں تو تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ شوہر مجازی خدا ہوتا ہے تو کیا پھر تمہاری ساری دنیا صرف میں نہیں ہوا۔؟"

وہ اسے باتوں میں گھما پھرا کر اپنے مطلب کی بات پر پہنچ آیا تھا۔

حورین اب الجھن کا شکار ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پانی سے باتھ ٹب میں بیٹھی وہ گیلے وجود سمیت چہرے پر بھیگی چپکی لٹوں کے ساتھ اب الجھن میں پڑی ڈیول کے دل کو سکون پہنچا رہی تھی۔

"مگر ہمارا نکاح تو صرف مجبوری میں ہوا تھاناں۔!" وہ اب کی بار پتے کی بات لائی تھی جس پر ڈیول نے گہری سانس فضا کے سپرد کی چہرے کے سپاٹ تاثرات وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

"مگر نکاح تو اب ہو چکا ہے۔! اب تو تم میری پرمانٹ وائف ہو۔!

وہ اب حورین کے دوسرے بازو پر پانی ڈالتے بھوری آنکھوں میں ڈھیروں رنگ سمیٹے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں وہ تو ہے۔! آپ بس کرو میں خود شاور لیتی ہوں۔!"

اپنے بالوں میں اسکا ہاتھ محسوس کرتے وہ سرخ چہرے سے اسکا ہاتھ تھامے منمنائی۔

ڈیول کئی ثانیے ساکت سا اپنے ہاتھ پر دھرے اسکے مومی ہاتھ کو دیکھتا رہ گیا۔

"مجھے میرا کام کرنے دو روکو مت۔ ہمممم۔!

گھمبیر لہجے میں کہتے وہ اسے پھر سے چپ کروا گیا۔

اسے اچھے سے شاور دلائے وہ اب بانہوں میں بھرتے شاور کے نیچے لایا۔

"آپ بھیگ جاؤ گے۔!" وہ شاور آن کرتا اسکی بات پر چونکا۔

سر جھکائے اپنی بانہوں میں موجود اپنے جنون کو دیکھا۔

"تمہارے ساتھ بھیگنا بھی منظور ہے مجھے۔!" گھمبرتا سے کہتے اسنے شاور آن کر دیا۔شاور کا گرم پانی ان دونوں کے وجود پر گر رہا تھا۔

ٹھنڈی کے اثر کو توڑتا گرم پانی کب سے منجمد ہو چکے خون میں روانی لا گیا۔

حورین شاہ سر جھکائے اسکی شرٹ کو مٹھی میں دبوچے ہوئے تھی۔

پلکیں چہرے پر ٹکی اسکی گہری نگاہوں کی تپش سے مسلسل لرز رہی تھی۔

ڈیول نے اسے نرمی سے کندھے سے لگاتے سینے میں بھینچا۔

آہستگی سے اسکے لرزتے وجود کو تھپکتے اسے پر سکون کرنا چاہا تھا۔

جواب اسکے کندھے میں منہ دیے ہوئے تھی۔

ڈیول نے گھومتے اسکا سر شاور کے نیچے کیا۔اور بالوں میں ہاتھ چلاتے اچھے سے بالوں کو پانی سے صاف کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور تھوڑی دیر بعد اسے یونہی اٹھائے وہ ڈریسنگ روم میں اینٹر ہوا۔

باتھ روب پہناتے اسے صوفے پر بیٹھایا۔

"چینج کرلو میں باہر ہوں۔!ایک سفید رنگ کی خوبصورت فراک جسے ایک نگاہ دیکھ کر ہی حورین شاہ کی آنکھوں میں اشتیاق اور حیرت ابھری تھی اسکے قریب صوفے پر رکھتے نرمی سے اسکی پیشانی کو اپنے لمس سے مہکاتے وہ روم سے باہر نکل گیا۔

Episode 39

"زوجہ۔!خیال کریں آپ کا اکلوتا شوہر بھی موجود ہے مجھے بھی اسی صوفے پر سونا ہے ۔!

وہ جیسے ہی واپس آیا۔عمایہ کو پھیل کر آرام دہ انداز میں پورے صوفے پر لیٹا دیکھا ایک پل کو تو وہ اسکی لاپرواہی پر عش عش کر اٹھا۔

مگر اگلے ہی لمحے اسکے قریب جھکتے اسے کندھے سے جھنجھوڑتے اٹھایا۔

عمایہ نے سرخ ہورہی آنکھوں سے اسے گھورا۔

"یہ صوفے اتنا بڑا نہیں ہے عائش۔یہاں دو بندے کیسے سو سکتے ہیں؟؟"""""

وہ تپ کر چڑھتے ہوئے بولی تھی۔ابھی ہی تو آنکھ لگی تھی اور عائش کا یوں اٹھانا اسکی نیند میں خلل ڈال چکا تھا۔

"عائش نے ابرو اچکاتے اسکے نخرے ملاحظہ کیے۔

"زوجہ خیال کیجئے آپ کا شوہر بھی اتنا بڑا نہیں جو کہ آپ کے ساتھ ایک عدد صوفے پر سما ناں سکے۔یہ بندہ بشر نازک سا ہے آپ صوفے کی بات کرتی ہیں میں تو الماری تک میں سما سکتا ہوں۔!"

کندھے اچکاتے شریر لہجے میں کہتے اسنے بھرپور نگاہ اپنی حال ہی میں بنی بیوی پر ڈالی۔

اور پھر نرمی سے ٹراؤزر اوپر کرتے وہ صوفے پر لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھا۔

اسکے ٹیک لگاتے ہی عمایہ ایک دم سے سیدھی ہوئی اٹھتے صوفے سے جانے لگی۔

مگر عائش نے اتنی ہی شدت سے اسکی کلائی کو دبوچتے اسے کھینچتے اپنے اوپر گرایا۔

"جو اچانک ہوئی اس افتاد پر چیختی آنکھیں پھیلائے دونوں ہاتھ عائش کے سینے پر پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"سمجھ کیا رکھا ہے مجھے تم نے۔؟آج تو یوں اٹھ کر جانے کی گستاخی کر دی تم نے۔اگر آئندہ میری قربت سے بھاگنے کا سوچا بھی تو اپنے ہاتھوں سے جان لے لوں گا۔!

سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتے وہ بے تاثر چہرے سمیت اسے دیکھنے لگا۔

"تم ایک نمبر کے چیٹر ہو کبھی ایکدم سے اچھے بن جاتے ہو اور کبھی یوں مونسٹر۔!"

عمایہ بری طرح سے اسکے پل پل بدلتے روپ سے ڈرتی غصے سے چلائی تھی۔

"چیٹر نہیں، فراڈیا کہہ سکتی ہو مجھے۔زوجہ کا فراڈیا۔!مگر ایک بات تو طے ہے زوجہ اب تمہاری صبح اور شام صرف یہی فراڈیا ہے۔تو اچھے بچوں کی طرح آمین کہہ کر قبول کر لو۔!"

اسکے چہرے پر گرتی لٹوں کو سنوارتے وہ معنی خیز گھمبیر لہجے میں بولتا ایک ہاتھ اسکی نازک کمر کے گرد حمائل کرتے اسے اپنے پاس صوفے پر گرا گیا۔

ایک پل کو اسکے لمس اسکے سینے سے لگتے اپنے وجود میں سنسنی سی دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔

دل کی دھڑکنیں بے تحاشہ زور پکڑ گئیں تھی۔

مگر اگلے ہی لمحے غصہ اور نفرت عود آئی۔وہ بے زارگی کی سی کیفیت میں رخ پلٹتے آنکھیں موندے لیٹ گئی۔

""شب بخیر ہی بول دیتی۔!"اسے یوں سوتا دیکھ عائش نے سر تاسف سے نفی میں ہلاتے ٹونٹ کیا۔

اور پھر جواب ناں ملنے پر اپنے شدید کنوارے ہونے کا احساس بیدار ہوا تھا۔جس پر اسکا روم روم سلگ کر رہ گیا۔

اپنی قسمت پر افسوس کرتے وہ بازو آنکھوں پر رکھتے سونے کی کوشش کرنے لگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"اندر ہیں وہ۔؟"دو لفظی جواب دیتے وہ دروازے کے باہر ہی رک گیا تھا۔

ابیر نے ایک غصیلی نگاہ اس پر ڈالی اور پھر دروازہ کھولتے ابیر اور عنایہ آگے پیچھے اندر داخل ہوئے۔

"آپی۔!"عنایہ کا دل انجانے خدشات کے تحت زوروں سے دھڑکا تھا۔

زیر لب اپنی بہن کو پکارتی وہ آگے بڑھنے لگی۔

جب ایک طرف چھوٹا سا لکڑی کا دروازہ دیکھ وہ اسی سمت بڑھی۔اندر سے پانی گرنے کی آواز اسے باہر تک سنائی دے رہی تھی۔

"نہیں میں جاؤں گی تم باہر رکو۔!"ہاتھ کے اشارے سے اپنی بے تحاشہ سرخ ہو رہی آنکھوں سے ابیر کو دیکھتے وہ اسے باہر رکنے کا کہہ اب آگے بڑھی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر کو بھی یہی مناسب لگا جبھی قدم وہی روک لئے۔

"عنایہ جیسے ہی غسل خانے میں داخل ہوئی

۔ایک جانب دیوار کے درمیان میں نصب ٹوٹی کے بہتے پانی کے نیچے گھٹلی بنی بیٹھی عنایت کو دیکھ اسکے پیر منجمد سے ہوئے تھے۔

آنکھیں خوف سے پھیلی وہ بھاگتی ہوئی اندھادھند بہن کی طرف لپکی۔

"آپی آپی کیا ہوا۔آپ آپ یہاں کیوں بیٹھے ہو۔؟ٹھیک ہوناں آپ۔؟ "

ہاتھوں کے پیالے میں اپنی بہن کا چہرہ بھرتے وہ متفکر سی پوچھنے لگی۔

عنایت ٹھٹھی غائب دماغی سے عنایہ کو دیکھا۔

اسکی آنکھوں کی ویرانی دیکھ عنایہ کا سانس ایک پل کو رک سا گیا۔

""آپی۔؟"اسنے چلاتے ہوئے عنایت کو جھنجھوڑ ڈالا تھا۔

جواب کی بار ہوش میں آئی۔عنایہ۔!"خشک ہونٹوں سے بمشکل سے دھیمی آواز میں اپنی بہن کو پکارا تھا۔

اسکے بعد عنایہ کو جس طرح سے سینے میں بھینچے وہ روئی تھی۔

عنایہ کاظمی کی جگہ اگر کوئی دوسری بہن ہوتی تو اپنی بہن کی حالت پر ضبط ضرور کھودیتی۔

مگر وہ بہادر تھی۔جبھی اپنے دکھ درد اپنی تکلیف کو دبائے وہ بہن کو کسی بچے کی طرح سینے سے لگائے بیٹھی رہی۔

""عنایت کا رونا اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گیا تھا۔

ادھر باہر شور سن ابیر پہلے ہی باہر نکل چکا تھا۔

جہاں بائی اپنے غنڈوں کے ساتھ اب پچھلے حصّے میں داخل ہو چکی تھی۔

کسی لڑکے کا سن کوٹھے کی لڑکیاں مکھیوں کی طرح دیواروں اور چھتوں پر بنبنا رہی تھی۔

"اے کون ہے رے تو۔اتنی ہمت تیری جو تو بائی کے کوٹھے پر آئے گا اور وہ بھی میرے جان کے گھر پر ۔"

بائی غراتے ہوئے سیڑھیاں عبور کرتے اوپر پہنچی تھی۔

جہاں ماہ ویر اور ابیر کے سوا بھاری نفری میں کھڑے پولیس اہلکار دیکھ وہ چونک ضرور گئی تھی۔

"ہم عزت دار لوگ ہیں کسی کے بھی گھر میں چوری چھپے نہیں گھستے۔بلکہ جس کے بھی گھر میں گھسیں پوری عزت اور وقار سے گھستے ہیں۔""!

وہ شہدر رنگ آنکھوں والا اونچے قد کاٹھ والا سحر انگیز شخصیت کا مالک سنجیدگی سے بولتا بائی کی بولتی بند کروا گیا۔

بائی منہ کھولے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"ویسے ہے کہاں آپ کا وہ حان۔! ہم بھی تو دیکھیں کہاں کی توپ ہے وہ جو دوسروں کی عزتوں کو نامردوں کی طرح پامال کرنے کی سازشیں رچا کر خود کو کہیں کا ہیرو مان بیٹھا ہے۔!"

"اے لڑکے خبردار جو میرے حان کے بارے میں ایک بھی غلط لفظ کہا۔"""!

بائی غصے سے سیخ پا ہوتی چلائی تھی جس پر ابیر نے تمسخرانہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"بات کو آپ کی درست ہے وہ ایک لفظ کے نہیں وہ کسی بھی لفظ کے قابل نہیں۔ کیونکہ میں اسکی اتنی اوقات ہی نہیں سمجھتا کہ اس پر ایک لفظ کی لعنت بھیجوں۔!

ابیر علوی کی گھمبیر آواز پر چھنو اور چھمی نے منہ پر ہاتھ دھرے آنکھیں پھاڑے اس انگریز کو دیکھا تھا۔

پہلی بار کسی مرد میں اتنی ہمت دیکھی ہے جو حان کے بارے میں یوں سرعام بولے جا رہا ہے۔!"

چھمی نے لقمہ لگاتے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔

"حان سے کم تو نہیں۔ ذرا دیکھ تو حان کو تو پھر بھی ہم دیکھ ہی لیتے ہیں اس جیسے سوہنوں کو دیکھنے کی اوقات تک نہیں ہماری۔!"

اب کی بار چھنو نے بھی لقمہ لگایا جس پر پاس کھڑی لڑکیاں کھلکھلائی تھی۔

"یہ لڑکی حان کی امانت ہے تم اسے نہیں لے جا سکتے۔!"

عنایہ کے حصار میں سہمی ہوئی سی کھڑی عنایت جسے عنایہ اپنے ساتھ لگائے دہلیز تک آئی تھی۔

اسے دیکھتے بائی ہتھے سے اکھڑی۔

"ابیر نے سرد نگاہوں سے اس عورت کو دیکھا۔

"اس غیرت مند سے کہنا اگر ذرا سا بھی غیرت اور شرم بچی ہے تو مردوں کی طرح سامنے سے آکر لے جائے اپنی امانت۔! دیکھ لیتے ہیں کتنے پانی میں ہے تمہارا حان۔!" چبا چبا کر ایک ایک لفظ پر زور ڈالتے اسنے نا صرف بائی بلکہ ماہ ویر کو بھی سنایا تھا۔

جولب سیے خاموش کھڑا تھا۔

آپ سب جائیں ہم اب خود مینیج کر لیں گے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایہ بہن کے آگے ہوتے اہکاروں سے مخاطب ہوئی تھی۔

جس پر ابیر نے بھی انہیں جانے کا کہا۔

اور پھر بائی اور ماہ ویر کی موجودگی میں وہ دونوں عنایت کو وہاں سے لے گئے تھے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"آپ میرے لئے وہیل چیئر لا دیں مجھے ایسے اچھا نہیں لگتا۔!"

چینج کرنے کے بعد حور جو صوفے پر بیٹھی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔ڈیول کے ناک کرتے اندر داخل ہونے پر وہ اسے یوں گہری نگاہوں سے خود کو دیکھتا پاتے الجھن سے بولی۔

"ڈیول نے اپنے منتخب کیے سفید لباس میں ملبوس اس پری وش کو دیکھا۔

جس کا سفید روئی جیسا کومل وجود اس سفید رنگ کی پوشاک میں سحر انگیز لگ رہا تھا۔

کئی لمحے تک وہ حیوان بھی نظریں ہٹانا بھول گیا۔جب کانوں میں گونجتی حور کی آواز پر وہ چوکس ہوا اسے بغور سننے لگا۔

اس وقت وہ سیاہ کلر کی بنیان اور سیاہ جینز میں ملبوس تھا۔

چوڑے شانے، بھرا ابھرا وجود، پیشانی سے چپکے بھورے بال،اس پر متضاد سحر انگیز شخصیت۔حور نے ایک نگاہ اس پر ڈالتے نگاہ چرا لی تھی۔

جس پر مقابل اب بھاری قدموں سمیت اسکے قریب جاتے نرمی سے اسے بانہوں میں بھرتے روم سے باہر نکل آیا۔

حورین کی بات پر کو سرے سے نظر انداز کرتے وہ کمرے میں دوبارہ سے حورین کو اٹھائے داخل ہوا۔

جہاں کمرے کا خواب ناک ماحول دیکھ حورین شاہ منہ کھولے بڑی بڑی گہری شفاف آنکھیں پھیلائے سامنے دیکھ رہی تھی۔

جہاں پورے کمرے میں سفید گلاب بکھرا پڑا تھا۔

بیڈ کو چھوڑ حتیٰ کہ چھت تک پر سفید رنگ کے لاتعداد غبارے مزین کئے گئے تھے۔بیڈ پر ہرٹ شیپ میں سفید پھولوں سے سجاوٹ کی گئی تھی۔

یہ سب اس قدر مسحور کن تھا کہ حورین شاہ ایک پل کو سب کچھ بھلائے اس ماحول اس منظر میں گم سی ہو گئی۔

سفید چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو شاید زندگی کی پہلی مسکراہٹ تھی۔ جسے سب سے پہلے دیکھنے کا حق ڈیول نے اپنے سوا کسی دوسرے کو نہیں دیا تھا۔

وہ دیوانہ وار اسے دیکھ رہا تھا اور وہ اس کمرے کو۔"

یہ سب کتنا خوبصورت ہے۔! مسمرائز سے لہجے میں کہتے وہ اس ماحول میں کھوئی ہوئی سی بولی۔

"تم سے زیادہ نہیں۔ کچھ بھی نہیں۔!" جنون خیز لہجے میں کہتے وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔

جو اسکی بات پر چونکی۔

اسکی نیلی چمکتی آنکھوں کو دیکھ بے ساختگی کی کیفیت میں وہ جھکا تھا۔

اپنے سلگتے دہکتے ہونٹوں سے ان آنکھوں کا بوسہ لیا۔

"تمہاری یہ آنکھیں بہت پر کشش ہیں حور۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے یہ میرے لیے بنائی گئی ہوں۔!"

بھوری آنکھوں میں عشق کا خمار سمیٹے وہ مخمور بہکے بہکے سے لہجے میں بولتا ان سمندری نیلے پانی کی طرح چمکتی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔

"آپ تھک گئے ہونگے مجھے اتار دیں۔!"

اسکی بات کو اگنور کرتے وہ رخ موڑتے بولی تھی۔

حورین ڈیول کے جذبات ان بولتی نگاہوں کی لپک بخوبی سمجھ پا رہی تھی۔

مگر اسکے پاس ڈیول کو دینے کیلئے کچھ بھی نہیں تھا کوئی سچا جذبہ یا احساس تک نہیں۔"

ڈیول اسے یونہی اٹھائے بیڈ تک گیا۔ نرمی سے اسے بیڈ پر پھولوں کے بیچ بٹھایا۔

"ان پھولوں کی خوبصورتی تمہارے آگے ماند پڑ گئی ہے مائے پرنسز """ !

حورین کے ہاتھ کو تھامے اسنے چہرے پر آتی بھیگی لٹوں کو نرمی سے پیچھے کیا۔

حورین بدک کر پیچھے ہوئی۔

اسکے چہرے پر خوف اور ڈر دیکھ ڈیول چونکا تھا۔

حیرت سے اسے دیکھا۔ جو گھبراہٹ کا شکار تھی۔

ڈیول کی آنکھوں میں سرد مہری تیزی سے پھیلی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسنے ایکدم سے اسے کمر سے دبوچتے کسی گڑیا کی طرح اپنے تنگ حصار میں جکڑا۔ری لیکس رہو۔یہ سب تمہاری خوشی کیلیئے کیا گیا ہے۔اگر تم اب بھی خوش نہیں ہو گی تو ان سب کا کوئی فائدہ نہیں ہونے والا۔!

اسکے کان میں جھکتے نرم لہجے میں سرگوشی کی۔

"میں آپ کو کچھ بھی نہیں دے سکتی۔آپ میرے لئے اتنی محنت مت کریں۔! بھیگی نگاہوں سمیت وہ الجھی سی گویا ہوئی تو اس عجیب منتک پر وہ چونکا۔

"یہ تم طے نہیں کرو گی کہ تم مجھے کیا دے سکتی ہو کیا نہیں۔یہ میں طے کروں گا مجھے کیا چاہیے تم سے۔ ہمممم""" !

پیشانی پر سلگتے ہونٹ رکھتے وہ سرد لہجے میں بولتا اسے چونکا گیا۔

حورین نے لب میچے اسے دیکھا۔

جواب روم سے نکلتا باہر گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لئے واپس لوٹا۔

"حورین کی آنکھیں کھانا دیکھ کر چمک اٹھی۔

پیٹ نے واقعی بھوک کا احساس دلایا تھا۔

وہ ڈیول کے پہنچنے تک سیدھے ہوتے ٹیک چھوڑ کر بیٹھ گئی۔

"میں خود کھالیتی ہوں۔!!"ڈیول جیسے ہی ٹرے درمیان میں رکھتے اسے کھلانے لگا وہ پھر سے منمنائی۔مگر پھر بھی اس پر اثر ناں ہوتا دیکھ اسے منہ کھولنا پڑا۔

اسے اپنے ہاتھوں سے کھلاتے وہ پرسکون سا اعصاب ڈھیلے چھوڑے ہوئے تھا۔

ایک سکون اور اطمینان تھا جو اسے حورین شاہ کی پناہوں میں میسر آتا تھا۔

سالوں سے وہ اسی سکون کیلیئے ہی تو بھٹکتا آرہا تھا۔

"آپ بھی کھالیں۔!"حورین کو کافی دیر کے بعد یہ احساس ہوا تھا کہ وہ بھی بھوکا ہے۔جبھی اسے بھی آفر کی۔

"تمہیں کھاتا دیکھ کر میری بھوک مٹ گئی ہے۔!"

حورین کے چہرے کو رومال سے صاف کرتے وہ جنون خیز لہجے میں بولا تو حورین شاہ کا دل زوروں سے دھڑکا۔

نیلی آنکھیں پھیلائے وہ شرم سے سرخ چہرہ جھکا گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈیول کی کسی بھی بات کسی بھی شدت کا اس کے پاس کوئی بھی جواب نہیں تھا۔

مگر یہ بھی سچ تھا کہ اس کی قربت اور لمس اب اسے برا نہیں لگ رہا تھا۔

وہ کافی دیر تک اسے دیکھتا رہا اور پھر کچھ ہی دیر میں اسے سونے کی ہدایت کرتے وہ ٹرے اٹھائے روم سے باہر نکل گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ویل ڈن!! مجھے دیکھنا ہے ابھی کہ ابھی۔!" شدید غصے اور طیش کے عالم میں بڑبڑاتے وہ اسکرین کو لہو ہوتی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

محیب نے سر اثبات میں ہلایا اور جلدی سے سیٹنگز وغیرہ کرتے چند سال پرانی ایک سکول کے باہر کی ویڈیو کلپ نکالی تھی۔

جو کہ کیمرہ میں ریکارڈ تو ہوئی تھی مگر بڑی صفائی سے اسے مٹا دیا گیا تھا۔

محیب ایک بہت بڑا ہیکر تھا۔

جو اس غریب بستی میں معمولی سا غریب لڑکا بن کر رہ رہا تھا مگر اسکے اصل کام سے بہت کم لوگ واقف تھے۔

وہ صرف انہی لوگوں کیلئے کام کرتا تھا جو اسے اسکے کام کی منہ بولی قیمت دیں اور یہاں تو عالیجان شاہ نے اسکا منہ اور جیبیں پیسوں سے لاد دی تھیں۔

ویڈیو کلپ میں صاف دکھ رہا تھا ایک بہت بڑا ٹرک تھا۔

جو سڑک کے کنارے پر چلتی عنایت کاظمی کو ٹارگٹ کیے ہوئے تھا۔

عنایت اپنی پی سوچوں میں گم آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

جب سکول سے نکلتی حورین شاہ اور امبر علوی اس ٹرک کو عنایت کی طرف بڑھتا دیکھ چیختے ہوئے اسکے پیچھے بھاگی تھی۔

عنایت نے شور کی آوازوں پر چونک کر پیچھے مڑتے دیکھا۔

جہاں ٹرک تیزی سے اسکی طرف آتا اسے کچلنے والا تھا۔

عالیجان شاہ کی آنکھوں میں خون اترا۔ ہاتھوں کی مٹھیاں اس قدر شدت سے بند کیں۔ گویا کسی کو جان سے مار دے گا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اور دیکھتے ہی دیکھتے حورین اور امبر عنایت کو بچانے آگے بڑھی تھی۔اسے دھکہ دیتے وہ سڑک سے پیچھے پھینک گئی مگر تب تک وہ ٹرک ان دونوں کو کچل چکا تھا۔

"حوری۔!" دہشت زدہ سی کیفیت میں وہ اس منظر کو اپنی آنکھوں کے سامنے چلتا دیکھ چلا اٹھا۔

محیب تاسف سے اس کی پشت کو دیکھ رہا تھا۔اتنا وہ بھی جان چکا تھا اس حادثے میں اسکا کوئی ناں اپنا شامل تھا۔

اس سے پہلے وہ واپس پلٹتا ایک منظر نے اسکی سرخ ڈوروں سے لبریز نگاہوں کو ساکت کر دیا۔

وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا۔اور حیرت زدہ نگاہوں سے اس ٹرک ڈرائیور کو دیکھا۔

جو امبر کے بے ہوش وجود کو اٹھائے اسکی جگہ کسی اور لڑکی کو سڑک کے کنارے پر پھینکتا وہاں سے بھاگا تھا۔

عنایت جو حورین شاہ کے خون سے لت پت وجود سے چمٹی ہوئی تھی ہوش سنبھلتے ہی اسنے امبر کو دیکھا۔

مگر امبر کے بے حس و حرکت وجود کو دیکھ وہ خود بھی حواس کھوتی وہیں گری تھی۔!!

""اس ٹرک ڈرائیور کا پتہ نکلواو محیب اگلے چوبیس گھنٹوں میں مجھے یہ آدمی چاہیے۔چاہے زمین کھود کر نکالو یا آسمان فرق نہیں پڑتا۔!"

گہری سانس بھرتے اسنے طیش سے مٹھی بھینچے اپنے سرخ چہرے سمیت ٹرک پر زوم کرتے محیب سے کہا تھا۔

جس نے فوراً سے سر کو اثبات میں ہلایا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"شدت کی ٹھنڈ میں وہ نیلے پڑتے ہونٹوں کو میچے بے حس و حرکت دروازے کے بیچ بیٹھی تھی۔

تبریز شیرازی پاگلوں کی طرح اپنا سارا کام چھوڑے زن سے گاڑی بھگاتا اپنے گھر کی طرف بھاگا تھا۔

سارے رستے دل بے چین رہا تھا۔آنکھوں کے سامنے ماہا کا نازک وجود بار بار گھومتا اسے بے چین کر رہا تھا۔

بے حدّ رش ڈرائیونگ کرتے بالآخر وہ دس منٹوں میں اپنے گھر کے سامنے تھا۔

گاڑی کی لائٹس آن تھیں۔تبریز کی نگاہ جیسے ہی دروازے سے ٹیک لگائے بیٹھی ماہا پر پڑی۔ایسا لگا جیسے کسی نے نوچ کر دل باہر نکال دیا ہو۔""

"مماہا۔!دیوانہ وار اسے پکارتا وہ بھاگتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلا۔

"ماہا اٹھو چلو میرے ساتھ۔!ایک گھٹنہ جھکائے وہ اسکے قریب جھکا اسکے ٹھنڈ سے سرد پڑتے بازو کو چھوتے کہا۔

ماہا نے چونک کر سرد چہرے سے اسے دیکھا۔

"اٹھو ماہا۔!" اسکے نیلے پڑتے چہرے اور ہونٹوں کو دیکھ وہ طیش کے عالم میں دانت پیستے بولا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر وہ اٹھنے کو تیار نہیں تھی۔

"""نن نہیں۔! میں بہت بری ہوں۔ مم میں نے جھوٹ بولا۔آپ جاؤ۔!"

اپنا ہاتھ چھڑاتے وہ پاگلوں کی طرح سر نفی میں ہلاتے بول رہی تھی۔

تبریز کی رگیں غصے کے سبب پھول کر ابھر رہی تھیں۔بس نہیں تھا کہ وہ ابھی کہ ابھی اسکے ہوش ٹھکانے لگا دیتا۔

"اب کی بار تبریز نے اسکی کلائی کو اپنی آہنی گرفت میں لیا۔

اور کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ گھسیٹتے وہ گاڑی کی سمت بڑھا۔

"نن نہیں جانا مجھے۔میں آپ کے قابل نہیں۔آپ طلاق دے دو۔!"

"""ششششش خبردار جواب ایک بھی لفظ اپنی زبان سے نکالا۔"!

اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھتے وہ دہاڑا تھا۔اسکی جھلستی گرم سانسیں ماہا کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں۔خوف و دہشت سے وہ آنکھیں میچتے گہرے سانس بھرنے لگی۔

"تمہیں کیا لگا طلاق لے کر اپنی جان چھڑا لو مجھ سے۔! سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتے اسنے ہاتھ گاڑی کے دائیں بائیں مضبوطی سے ٹکائے اسکے چہرے کو قریب سے دیکھا۔

"نہیں ماہا بی بی۔تمہارا گناہ اتنا چھوٹا نہیں کہ تمہیں ایسے معاف کر دوں۔میری محبت میرے جنون کو ٹھیس پہنچائی ہے تم نے۔جس کی میری نظر میں کوئی معافی نہیں۔!"

وہ جس قدر غصے و نفرت سے کہہ رہا تھا۔ماہا کی آنکھیں بھیگی۔لرزتے وجود سے اسے دیکھتے وہ بے بسی سے سر نفی میں ہلا گئی۔

"کہاں گنوارہ تھی اسے یہ نفرت یہ بےرُخی۔!

"آپ کی بے رخی میری جان لے لے گی تبریز۔میں ہر ستم برداشت کر لوں گی مگر آپ کی نفرت نہیں۔!"

وہ روتی ہوئی بھیگے سے لہجے میں بولی تھی۔

"تبریز نے سرخ ہوتی نگاہوں سے اس لڑکی کو دیکھا جسکے لئے اسکے دل میں کوئی احساس باقی نہیں رہا تھا۔

صرف ایک رشتہ تھا اور کچھ بھی نہیں۔

"نہیں ماہا۔تمہیں میری بے رخی سے کوئی فرق پڑتا تو تم کبھی بھی اتنا بڑا فیصلہ ناں کرتی۔!! تم نے ایک باپ کو امید تھما کر ایک شوہر کو مارنا چاہا۔میری محبت، میری شدتوں کو تم نے دھول میں ملا دیا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اب میرے پاس سوائے نفرت اور بے حسی کے کچھ نہیں بچا۔!"

اسکے کان میں اپنی نفرت بھری پھنکار ڈالتے وہ اسکے روم روم کو بے چین کر گیا۔

ماہا کو لگا جیسے وہ آج مکمل طور پر ہار گئی ہو۔! اس سے اچھا تو یہ تھا کہ وہ اسی وقت مر جاتی۔

اسکے آنسو اسکا رونا بھی آج تبریز پر کوئی اثر نہیں ڈال رہا تھا۔

وہ بے حس بنا اسے بازو سے تھامے ایک جھٹکے سے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر پھینکتا خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔

گاڑی واپس کی طرف موڑ دی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"باس میں نے بہت کوشش کی مگر ڈیول کسی بھی طور ویام کو مارنے کو تیار نہیں۔اسکی ایک ہی شرط ہے کہ۔!"

"خاموش ہو جاؤ ایچ اے آر۔! اتنے سالوں سے میں یہ سب کچھ سننے کیلئے اس مقام پر نہیں بیٹھا۔

کہ ایک کل کا آیا لڑکا مجھ سے میری جگہ چھیننے کی کوشش کرے گا اور میں خوشی خوشی دے دونگا۔

باس اس پر دہاڑا تھا۔ایچ اے آر سر جھکائے اسکے سامنے کھڑا تھا۔

"اچھے سے جانتے ہو تم۔ تمہیں موت کے منہ سے بچا کر لانے والا صرف میں ہوں۔ورنہ وہ ویام اور اسکے ساتھی تو تمہیں مار کر جا چکے تھے۔!"

باس نے اسے پھر سے وہ وقت وہ دن یاد دلایا تھا۔

جس کے سبب ایچ اے آر نے نفرت سے مٹھیاں بھینچ لی۔

"باس۔کچھ نہیں بھولا میں۔ایک ایک سے بدلہ لیا ہے میں نے۔ان کی ساری نسل تباہ و برباد کر دی ہے میں نے۔!

ایچ اے آر دہاڑا تھا۔

نفرت اسکے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

"تو پھر یاد رکھو کہ ڈیول تمہارا نہیں اس ویام کا بیٹا ہے۔اسے سر پر مت چڑھاؤ اسے مہرہ بناؤ۔!"

سر سراتے ہوئے لہجے میں اسے کہتے وہ دوبارہ سے کرسی پر بیٹھا۔

ایچ اے آر نے الجھن سے باس کو دیکھا۔

"میں سمجھا نہیں۔؟"

ایچ اے آر نے سوالیہ انداز میں الجھن سے باس کو دیکھا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہمارا اصل مقصد پاکستان کو تباہ کرنا ہے اور ڈیول ہمارا مہرہ بنے گا۔ بلاؤ اسے کل کی میٹنگ میں۔! ہتھیاروں کے لین دین میں وہ پورے ملک کی تباہی اپنے ہاتھوں سے لکھے گا۔

پھر آئے گا مزہ یہ دیکھنے میں کہ ملک کے محافظ باپ کا بیٹا کیسے اسی کے ملک کو تباہ و برباد کرے گا۔ بڑا مان ہے ناں ویام کو اپنے آپ پر ۔!

اسی کی اولاد سے اسکا مان ناں تڑوایا تو میرا بھی نام باس نہیں۔!"

ہاہاہاہاہاہا۔!"

بساط بچھ چکی تھی۔ مہرے تیار کھڑے تھے۔

اب اصل سے ناواقف وہ بائیس سالہ نوجوان ناجانے کون سی تباہی لانے والا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

گاڑی سرخ ماربل کی روش پر رکی، گہری خاموش فضا میں دونوں نفوس کی سانسوں کی آواز گونج رہی تھی۔

گہرے سانس بھرتے تبریز ڈرائیونگ سیٹ سے باہر نکلا۔

بے تحاشہ الجھن سے پچھلا دروازہ کھولے وہ ایک طرف پینٹ کی دونوں پاکٹس میں ہاتھ ڈالے کھڑا رہا۔

"ماہا۔!" اسکے ناں نکلنے پر تبریز نے سخت لہجے میں اسے پکارا۔

جس پر سردی سے کانپتی وہ لڑکھڑاتی ہوئی باہر نکلی مگر ٹھنڈ کی وجہ سے وجود اس قدر سن ہو چکا تھا کہ کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔

وہ لڑکھڑائی سی تبریز کی پشت پر سے اسکے کوٹ کو ہاتھوں میں دبوچتے سر اسکی پشت سے ٹکا گئی۔

تبریز ایکدم سے چونکا۔ گردن موڑے پیچھے دیکھا۔

اور پھر بے اختیار اسکے ہاتھوں کو گرفت میں لیتے اسے نرمی سے تھامتے اپنے سامنے کیا۔

"ماہا کا لمس اسکی قربت اسے سب کچھ بھلا رہی تھی۔ اسکے سرخ پڑتے چہرے کو اپنی گہری نگاہوں سے دیکھتے اسنے مضبوطی سے اسے کمر سے دبوچتے اپنے بے حد قریب کر لیا۔

اتنا کہ اسکی جھلساتی سانسیں ماہا کو اپنے چہرے پر محسوس ہوئی تھی۔ سردی سے تھرتھراتے ہونٹوں کے ساتھ وہ سہمی ہوئی سی گردن اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

مگر اگلے ہی پل وجود ساکت سا رہ گیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جب آنکھوں پر تبریز شیرازی کا وہی شدت بھرا دہکتا لمس اسے لرزنے پر مجبور کر گیا۔سانسیں دھڑکنی کی مانند بے تحاشہ تیز ہوئی تھیں۔

بے اختیار ماہا نے اپنے دونوں بازوؤں اسکی گردن میں حمائل کرتے اسے اپنے قریب کر لیا۔جو بہکا ہوا سا اسے شدت سے خود میں بھینچتے اسکے چہرے پر جابجا اپنا لمس بکھیر رہا تھا۔

گالوں سے سرکتے ہونٹ ماہا کی تھوڑی تک کا سفر طے کر چکے تھے۔وہ کانپتی لرزتی اسکی بانہوں میں اپنا آپ اس کے سپرد کیے کھڑی تھی۔

اگر آج وہ اسے اپنی محبت سے مہکا رہا تھا تو ماہا اسے دور کرنے کی غلطی ہرگز ناں کرتی چاہے پھر اسکی سانس ہی کیوں ناں چلی جاتی۔

""سر۔!"گاڑی رکنے کے بعد بھی جب کافی دیر تک وہ اندر ناں گیا۔اسکی امپلائے زونی اسے ڈھونڈتے ہوئے باہر آئی۔

جس کی آواز پر ماہا جھٹ سے فاصلے پر ہوئی۔تبریز جیسے ایکدم سے ہوش میں لوٹا تھا۔

بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے اسنے اپنے قریب کھڑی اپنے شدتوں سے بے حال ہوتی ماہا کو دیکھا۔

"وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ پھر سے اسکی قربت میں بہکا تھا۔اپنے پاگل پن اور جنون پر اسے خود پر جی بھر کر طیش اور غصہ آیا۔

جسے کنڑول کرتے اسنے گردن موڑے پیچھے دیکھا۔

"اوہ سوری سر۔!مجھے لگا آپ اکیلے ہو۔؟"زونی سچویشن دیکھ شرمندہ سی بولی۔

ماہا نے آنکھیں چھوٹی کیے اس لڑکی کو دیکھا۔

جس کے حد سے زیادہ چھوٹے کپڑے اسے پہلوؤں بدلنے پر مجبور کر گئے تھے۔

غصے کے سبب اسے اپنے کانوں تک سے دھواں نکلتا محسوس ہوا تھا۔

"اِٹس اوکے آپ بیٹھیں میں بس آرہا ہوں۔!"ماتھا کھجاتے اسنے سنجیدگی سے کہا اور پھر ماہا کی جانب پلٹا۔

"یقیناً میڈم سے چلا نہیں جائے گا۔! "

سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ ٹونٹ کرنے سے انداز میں بولا۔

ماہا کو وہ تھوڑی دیر پہلے والی تبریز سے یکسر مختلف لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اوپر سے اسکے کیے طنز پر چہرہ الگ سرخ ہوا تھا۔

"سیدھی جاو، بائیں ہاتھ پر بنے روم میں جا کر ریسٹ کرو۔ میری میٹنگ ہے باہر مت نکلنا اوکے ۔!

شہادت کی انگلی سے اسے وارن کرتے وہ چبا چبا کر کہتا اسے نظرانداز کرتے اندر بڑھا۔

ماہا بس اسکی پشت کو دیکھتے رہ گئی۔

Episode 40 Part 1

""ابیر گھر نہیں اپارٹمنٹ لے چلو۔!"" عنایہ جو پچھلی سیٹ پر عنایت کو بانہوں کے حصار میں جکڑے بیٹھی تھی اسکی بات پر ابیر نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

ویسے بھی ان دونوں کو ہی عنایت اس وقت اس حالت میں نہیں لگ رہی تھی کہ اسے سب کے سامنے لے جایا جاتا۔

دو گھنٹوں کا سفر خاموشی سے کٹا تھا، ہر نفوس اپنی اپنی سوچوں میں غلطاں تھا مگر ہر کسی کی سوچ کی سوئی عالیجان شاہ پر اٹکی تھی۔

گاڑی ایک چھوٹے سے خوبصورت پورچ میں رکی تھی۔ باہر کا موسم کافی سرد ہو رہا تھا بادل ایک دم سے نیلے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے چکے تھے۔

ابیر عجلت میں گاڑی سے نکلا۔ یہ اپارٹمنٹ اسکی مخصوص جگہ تھی۔

جہاں وہ گھر سے زیادہ وقت گزارتا تھا خصوصاً اپنے ہاسپٹل کے کیسز کے دوران وہ یہی رہا کرتا تھا۔ یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ وہ کسی ناں کسی حد تک تنہائی پسند بھی تھا۔

کم بولنا اور صرف ضرورت کے وقت پر بولنا اسی طبیعت کا خاصا تھا، عنایہ کاظمی کے سوا وہ سب کے لئے ایک آئیڈیل پرفیکٹ مین تھا۔ ہر رشتے میں مکمل اور کھرا ۔!"

وہ عنایہ کے نکلنے کا انتظار کیے بغیر ہی اپارٹمنٹ کی طرف بڑھا تھا۔

آئینے سے نظر آتے اسکے دھندلے سے عکس کو دیکھتی وہ سر جھٹکتے عنایت کی طرف متوجہ ہوئی۔

کیا تھا جو اگر وہ آپی کو لے جانے میں اسی مدد کرتا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

دل میں بدگمانی مزید بڑھی تھی۔وہ دروازہ کھولتے باہر نکلی اور سہارے سے عنایت کو بھی باہر نکالنے لگی۔

جب کندھے پر بھاری ہاتھ کے بعد چہرے کے نزدیک وہ جھکا ہوا پایا۔

ایک پل کو اسکے دل کی دھڑکنیں بے تحاشہ بڑھی تھیں۔

مگر پھر خود پر قابو پاتے اسنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے مقابل کھڑے اس وجیہہ مرد کی گہری شہد رنگ آنکھوں میں دیکھا۔

"پیچھے ہٹو دائیں ہاتھ پر جو فرسٹ روم ہے اس ان لاک کرو فاسٹ ۔!"

وہ اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولتے جب واپس لوٹا تو عنایہ کو عنایت کو گھسیٹتے دیکھ دل چاہا کہ اس بدماغ لڑکی کو دو لگائے

مگر پھر سر جھٹکتے اسے سخت لہجے میں حکمیہ کہتے کیز اسکے ہاتھ میں تھمائی۔

"عنایہ سر اثبات میں ہلاتی اب اندر کی جانب بڑھی تھی۔

دروازے پر رکتے اسنے بے ساختہ ہی گردن موڑے پیچھے دیکھا۔

جو آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھری۔کیونکہ ابیر علوی اسکی بہن کے سر کو دوپٹے سے ڈھانپ رہا تھا۔

بے اختیار ایک آسودگی بھری مسکان اسکے خوبصورت ہونٹوں پر آن ٹھہری۔

سر کو جھٹکتے وہ اندر داخل ہوئی۔

پہلی نگاہ ہی اپارٹمنٹ پر ڈالتے اسکی آنکھوں میں ستائش ابھری۔

وہ اپارٹمنٹ کم اور ایک لکثری ہوٹل معلوم ہو رہا تھا۔

کانچ جیسے فرش پر پاؤں رکھتے ہی عنایہ کے ہونٹ واؤ شیپ میں مڑے۔

دیواروں پر ہوئے پینٹ اور کمرے میں موجود ایک ایک شے وہاں رہنے والی کی پسند اور ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

عنایہ ٹھٹک کر مڑی تو چند ہی قدموں کے فاصلے پر وہ عنایت کو گود میں بھرے اب اندر داخل ہو رہا تھا۔

"ماتھے پر لاتعداد بل موجود تھے شاید وہ کسی بات سے متفکر یا غصہ تھا۔

عنایہ اندازہ ناں لگا پائی۔

نگاہیں ہٹائے اسنے چند قدموں کے فاصلے پر موجود دروازے کو دیکھا اور پھر تیزی سے کیز کی مدد سے ان لاک کرتے وہ دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی۔۔

جہاں دروازہ کھلتے ہی ہوا کے تیز جھونکے کے ساتھ ہواؤں میں معلق خوشبو اسے سانسوں تک اترتی محسوس ہوئی تھی۔

اس خوشبو کو تو وہ لاکھوں میں بھی پہچان لیتی۔اس قدر تیز اور سب سے منفرد پرفیوم ابیر علوی ہی یوز کرتا تھا۔

ہوا کی تیز لہر نے اسے پھر سے چونکایا۔

تو کھڑکیوں پر لٹکتے سفید پردوں پر نگاہ ٹھہری۔

جن کا سفید رنگ جس قدر مسحور کن لگ رہا تھا اسی قدر نفاست اور صاف ستھرا تھا ایسے جیسے ابھی نئے پردے لگائے گئے ہوں۔

کمرے کی تینوں دیواروں پر کھڑکیاں موجود تھیں۔جو ونڈو سلائیڈز کی مدد سے تقریباً ساری دیواروں کو احاطے میں لیے ہوئے تھیں۔

دروازے کے سامنے موجود دیوار کی کھلی کھڑکی کے سامنے لگی ونزرز کی آواز کانوں میں میٹھا سا رس گھولنے لگی۔

عنایہ بے ساختگی سے قدم اٹھاتی ان کی جانب بڑھی تھی۔

ہاتھ اُٹھائے اسنے جیسے ہی ان ونزرز کو چھونا چاہا۔

معا دروازے سے کسی کی آمد محسوس کرتے وہ چونک کر مڑی۔

ایک ائبرو اچکاتے اسنے عنایہ کو نگاہوں کے حصار میں رکھتے نرمی سے ایک گھٹنہ بستر پر رکھتے عنایت کو بیڈ پر ڈالا۔

عنایہ اسکی چبھتی نگاہوں سے اپنے وجود کو گھورنے لگی۔

وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ ابیر اسے کیوں گھور رہا تھا۔

عنایت کا سر اچھے سے درست کرتے تکیے پر رکھتے اسنے کمفرٹر اوڑھایا اور اب اپنے بھاری قدموں سمیت وہ دونوں ہاتھ اپنی جینز کی پاکٹس میں اڑستے عنایہ کی طرف بڑھنے لگا۔

عنایہ نے جلدی سے خود کو کمپوز کرتے اپنی سرخ زبان سے ہونٹوں کو تر کیا۔

اسکی ایک ایک حرکت ابیر علوی اچھے سے آبزرو کرتے اسکے بے حد قریب ہونے لگا۔جس پر وہ گھبرا کر قدم پیچھے لینے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بھوری آنکھوں میں الجھن سمیٹے وہ ایکدم سے دیوار سے ٹکراتے سانس روک گئی مگر اگلے ہی لمحے وہ ڈس بیلنس ہوئی کھلی کھڑکی سے پیچھے کو گرنے والی تھی کہ ابیر کا بھاری ہاتھ تیزی سے اسکی پشت پر پھیلا اور اگلے ہی لمحے عنایہ جس کا وجود ڈاکٹر کر پیچھے کو مڑ چکا تھا اسنے ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا۔

جس پر وہ اسکے شانوں کو مضبوطی سے تھامتے تیز تیز سانس بھرنے لگی۔

"پاگل تو تم پہلے ہی تھی اب لگتا ہے بے وقوف بھی ہو گئی۔!"

اسکے کانپتے لرزتے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے وہ کھلے عام طنز جھاڑتا عنایہ کی تھوڑی اور نیم وا کھلے ہونٹوں پر نظریں ٹکا گیا۔

عنایہ کاظمی کا نازک وجود اسکے بھاری مضبوط وجود کے سامنے بلکل چھپ سا چکا تھا۔

وہ آنکھیں پھاڑے اسے حیرت سے دیکھنے لگی مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی ابیر نے ہاتھ اسکے ہونٹوں پر رکھتے اسکی آواز کا گلا گھونٹا۔

"آپی بخار سے تپ رہی ہیں اور تم سارے راستے بے وقوفوں کی طرح بیٹھی رہی ان کے پاس۔؟ اگر تم پہلے بتا دیتی تو ہم ڈاکٹر کے پاس چلے جاتے۔؟"

دانت پر دانت جمائے وہ کافی سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

عنایہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔اور پھر اسکے سینے پر دونوں ہاتھ جمائے اسے دور دھکیلا۔

"تو کیا تم ڈاکٹر نہیں جو میں اپنی بہن کو کسی ایرے غیرے ڈاکٹر کے پاس لے جاتی، چلو اور چل کر آپی کا چیک اپ کرو۔!"

وہ اسے ایسے حکم دے رہی تھی جیسے وہ ابیر کی بڑی ہو۔

ابیر علوی صرف حکم دیتا ہے کسی کا لیتا نہیں۔تو آئندہ خیال رہے میرے سامنے سوچ سمجھ کر بولا کرو۔!

کہنی سے دبوچتے اسنے ایک جھٹکے سے اسے اپنے بے حد قریب کھینچتے سرد مہری سے کہا۔

عنایہ کو اپنا بازو اسکی آہنی گرفت میں ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

جبھی بلبلاتے ہوئے اسے خود سے دور دھکیلا۔

"پیچھے ہٹو تم۔! میں رکھ لوں گی اپنی بہن کا خیال۔ایک چیک اپ کرنے کا ہی تو بولا تھا اس میں بھی تمہاری انا عود آئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مسٹر ابیر علوی۔میں کوئی ربڑ کا کھلونا نہیں ہوں جس کی سوئی گھما کر تم اسے اپنی مرضی سے چلالو۔میرے بھی احساسات ہیں،اور عزت نفس بھی۔!جسے تم بہت پہلے ہی مجروح کر چکے ہو۔اب دوسرا موقع میں تمہیں ہرگز نہیں دینے والی تو بہتر ہوگا کہ فاصلہ اختیار کرو مجھ سے۔!"

شہادت کی انگلی اٹھائے وہ اسے سرد وسپاٹ لہجے میں وارن کرتی چونکنے پر مجبور کر گئی۔

"بنا اس پر ایک غلط نگاہ ڈالے وہ غصے سے پیر پٹختے کمرے سے باہر نکل گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"آپ کہیں جا رہے ہیں۔؟صوفے پر براجمان ڈیول جو سنجیدگی سے سر جھکائے اپنے شو لیس باندھ رہا تھا۔

حورین شاہ کی آواز پر اسنے گردن اٹھائے اس حور کو دیکھا۔جو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے گردن تک گرے کمفرٹر اوڑھے ڈیول کو ہی دیکھ رہی تھی۔

سنہری زلفیں اسکے کندھوں پر بے ترتیبی سے بکھری پڑی تھیں۔جن میں چمکتا وہ چاند سا مکھڑا ایک ہی پل میں ڈیول کی سارا الجھنوں کو سکون میں بدلنے کی طاقت رکھتا تھا۔

وہ اسکا نشہ بنتی جا رہی تھی۔اسکا موجود ہونا کس قدر اہم ہو رہا تھا۔ڈیول ابھی بھی پوری طرح سے اس حقیقت سے واقف نہیں ہو پایا تھا۔

گہری سانس فضا کے سپرد کرتے وہ ایک دم سے اٹھا۔

سفید شرٹ کے کف لنکس لگاتے وہ بھورے پیشانی پر بکھرے بالوں تیکھے نقوش کا مالک اپنی پوری وجاہت سمیت حورین شاہ کی جانب پلٹا تھا۔

جس کی نیلی نگاہوں میں ڈیول کا عکس تھا۔

نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبائے وہ اب پھر سے اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ مزید جسارت کا سوچتے ہی سر تا پاؤں سرخ پڑی تھی۔

اسکے چہرے پر بکھرا گلال ڈیول کی آنکھوں میں خمار کی سرخی بھر گیا۔

بھاری قدم اٹھاتا وہ بیڈ کی جانب بڑھا۔

"""ہمممم۔!جانا تو نہیں چاہتا تھا اور آج تو بلکل بھی نہیں۔مگر ایک ضروری کام آگیا ہے۔!"

گہری سانس فضا کے سپرد کرتے ڈیول نے بے قرار سے لہجے میں کہا۔

"تت توآپ کام کرکے واپس آجانا۔!" اپنے بالوں میں گردشِ کرتی ڈیول کی کھردری انگلیوں کے لمس پر ایک سنسنی سی دوڑی تھی حورین کے پورے وجود میں۔!

" ہمممممم۔! مگرایک شرط پر۔!" وہ اب بھی بے تاثر چہرے سے اس دیکھ رہا تھا۔ بھوری آنکھوں میں دیکھتے حورین نے الجھن سے ماتھے پر بل ڈالے۔

صبیح پیشانی ایک دم سے سوالیہ انداز میں سمٹی تو ڈیول نے بمشکل سے مسکراہٹ ضبط کرتے بے تخاشہ شدت سے جھکتے پیشانی کو اپنے لمس سے مہکایا۔

حورین جو اس کی بات مکمل ہونے کی منتظر تھی ایکدم سے اسکے لمس پر جھٹ سے آنکھیں موندی، دل کی دھڑکنیں بے تخاشہ تیز ہوئی تھی۔

"شرط یہ ہے کہ میرے واپس آنے تک تمہیں اپنا خیال رکھنا ہوگا۔! رکھوگی ناں؟؟"" اب کی بار وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتے بے حد سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"حورین نے اچھے بچوں کی طرح فوراً سے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"گڈ گرل۔! کوشش کروں گا وقت پر واپس آسکوں۔! وہ مصروف سے انداز میں کہتے ہوئے اٹھنے لگا۔

جب اسکے مضبوط بھاری ہاتھ کو حورین نے دبوچتے اسے روکا۔

ڈیول نے حیرانگی سے اپنے بازو پر موجود حورین شاہ کے چھوٹے سے ہاتھ کو دیکھا اور پھر اسکی آنکھوں میں دیکھ ایک ابرو اچکائی۔

"جیسے پوچھ رہا ہو کہ کیا ہے؟؟"

"حورین بنا کچھ کہے آنکھیں بند کیے کچھ پڑھنے لگی۔ ڈیول نے اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھا۔

حورین شاہ کے چہرے پر گھومتی نگاہیں ان گھنی خمدار پلکوں پر آن ٹھہری تھی۔

انہیں چھونے کی خواہش اسکے دل میں ہی رہ گئی تھی کیونکہ ایکدم سے حور نے آنکھیں کھولی اور پھر ڈیول پر کچھ پڑھتے پھونک ماری۔

وہ اب تک اسے ساکت نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

جیسے اسے حور کا عمل سمجھ ناں آیا ہو۔!

"ڈیڈا جب بھی گھر سے جاتے ہیں تو ماما ایسے ہی آیت الکرسی پڑھ کر پھونکتی ہیں۔ اس سے بلائیں دور رہتی ہیں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سامنے والے کی نگاہوں میں سوال دیکھ وہ سرخ ہونٹوں پر زبان پھیرتے رسان سے سمجھانے لگی۔

ڈیول اب بھی یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔رشتوں کے نام پر اسکے پاس صرف مجتبیٰ حسین ہی تھے۔

جن کے پاس بھی وہ بہت کم رہا تھا۔اسکی زندگی اس قدر کٹھن اور مشکل رہی تھی کہ اسے کبھی احساس ہی نہیں ہو پایا کہ رشتے کس قدر اہم ہوتے ہیں۔

مگر آج حورین شاہ کا ایک چھوٹا سا عمل اسکے دل میں ڈھیروں جذبات ابھار چکا تھا۔

""خیال رکھنا اپنا۔"" محبت سے لبریز گھمبیر لہجے میں کہتے اسنے ہاتھوں میں بھرتے حورین شاہ کے رخسار پر عقیدت بھرا لمس چھوڑا۔

اور پھر بنا اسے دیکھے وہ انہی قدموں سے اٹھتا کمرے سے باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""آپی۔"" وہ کافی دیر سے عنایت کے پاس بیٹھی اسکے جاگنے کی منتظر تھی۔

جب وہ کسمسا کے آنکھیں کھولتے ہوئے اٹھی تھی۔عنایہ ایکدم سے ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔اسے متفکر سے لہجے پکارتے وہ عنایت کو اپنی جانب راغب کر گئی۔

"وہ غائب دماغی سے اپنی طرف جھکی عنایہ کو دیکھنے لگی،

یک لخت ذہن کے پردے پر وہ نیلی آنکھیں لہرائی،"نن نہیں۔!" وہ ہڑبڑا کر چیختی وخشت زدہ سی اٹھ بیٹھی۔

"آپی مم میں ہوں۔عنایہ۔"" عنایہ گھبراتے ہوئے بہن کی اس حالت میں دیکھ کر بے چینی سے بولی تھی۔

عنایت جو خوف سے تھر تھر کانپتی گھٹنوں میں منہ چھپائے بیٹھی تھی۔

عنایہ کی آواز پر ایک دم سے سیاہ جھیل سی گہری سرخ ہو رہی آنکھوں سے بہن کو دیکھا۔

"عع عنایہ۔!" لرزتے ہوئے ہاتھوں سے عنایہ کو چھوتے وہ پھڑ پھڑاتے ہوئے لبوں سے بمشکل سے بولی تھی۔

"عنایہ نے سرہاں میں ہلایا۔

""ہہ ہاں آپی مم میں۔!" عنایہ گھٹنوں کے بل رینگتی ہوئی اگے ہوئی تھی۔عنایت جو بے حال سی کیفیت میں مبتلا عنایہ کو دیکھ رہی تھی۔

ایک بار پھر سے وہ روتے ہوئے بہن سے لپٹی تھی۔عنایہ لب سیے خاموش سی بیٹھی بہن کی آہ وبکا سن رہی تھی۔

بھوری آنکھوں میں وخشتوں کا غذب ناک جہاں برپا ہو چکا تھا۔آج زندگی میں پہلی بار اسے عالیجان شاہ نے نفرت محسوس ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکی معصوم بہن جسنے آج تک کسی بے جان تک کو تکلیف نہیں دی تھی۔

آج وہ کیسے تکلیف سے بلک رہی تھی۔عنایہ کاظمی سب کچھ برداشت کر سکتی تھی مگر اپنے خاندان اور اپنی بہن کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سن سکتی تھی۔

"آپی پلیز چپ ہو جائیں مجھے بتائیں۔کیا ہوا ہے۔؟

"عنایت کی پیٹھ تھپکتے وہ بے چینی سے بہن سے مخاطب ہوئی تھی۔عنایت ایک پل کو سہمی سی خاموش ہو گئی۔

"بھیگے نین کٹوروں میں نفرت سے جھلک آئی تھی۔اسکا بس نہیں تھا کہ عالیحان شاہ اسکے سامنے ہوتا اور وہ اسے زمرہ در گور کر دیتی۔

""عع عنایہ ووووہ عع عالیحان۔!"عنایت بھیگی آواز میں نم نگاہوں سے بہن کو دیکھتی بولی۔

"کیا؟؟؟؟؟کیا۔کیا ہے آپی عالیحان نے۔!"عنایہ کا لہجہ غصے کی شدت سے کانپ اٹھا تھا۔

آج وہ عالیحان شاہ سے عقیدت نہیں صرف نفرت محسوس کر رہی تھی۔

""عنایت جو اسے سب کچھ بتانے والی تھی۔مگر پھر ایک دم سے چپ ہو گئی۔

اسے خاموش دیکھ عنایہ نے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اسے پھر سے مخاطب کیا۔

"آپی بتائیں مجھے۔کیا کیا ہے عالیحان نے۔؟؟آپ کو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔میرے ہوتے وہ آپ کو کچھ نہیں کر سکتے۔!"""

"عنایہ نے مضبوط لہجے میں کہتے بہن کے گرد اپنا حصار قائم کیا۔

عنایت کا دل چاہا کہ وہ رو رو کر اس ظالم کا ہر ستم بتا دے۔مگر پھر کچھ سوچتے وہ خاموش رہ گئی۔

اب ویسے بھی کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ چاہے جسے بھی بتا دیتی۔عالیحان اسے طلاق بھی دے ہی دیتا مگر اسکا دامن تو حالی ہو چکا تھا۔

"""کککچھ بھی نہیں۔مجھے بس یہ شادی نہیں کرنی۔تتت تم پاپا کو انکار کر دو۔پپ پلیز عنایہ۔!"آنسوں گالوں پر رگڑتے وہ لڑکھڑاتی ہوئی تھکن سے چور لہجے میں بولی تھی۔

عنایہ جان چکی تھی ضرور کچھ ہوا ہے مگر فل حال وہ عنایت کو پریشرائز نہیں کر سکتی تھی۔

"ٹھیک ہے آپ پریشان ناں ہوں۔کوئی آپ کو فورس نہیں کرے گا۔میں خود ڈیڈ کو انکار کر دوں گی۔اوکے۔!"

"عنایہ نے اسے نرمی سے سمجھایا۔ جس پر عنایت فوراً سے سر اثبات میں ہلاتے بہن کے گلے لگی تھی۔

"عالیحان شاہ تم نے اچھا نہیں کیا میری آپی کو ہرٹ کر کے۔ سزا تو تمہیں ملے گی اس کی۔!"

پر سوچ نگاہوں سے دیوار کو دیکھتے وہ دل ہی دل میں عالیحان شاہ سے مخاطب تھی۔

جس پر عنایہ کاظمی کو کبھی رشک ہوا کرتا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ویلکم ڈیول۔ہاؤ آر یو۔!" وہ سپاٹ چہرے سمیت ایک جانب کھڑا ہاتھ میں موجود سافٹ ڈرنک کے گلاس کو مسلسل ہلا رہا تھا۔

بلیو تھری پیس سوٹ میں ملبوس وہ شاہانہ مرد کئیوں کو اپنی جانب راغب کیے ہوئے تھا یوں کہا جائے کہ ڈارک ورلڈ کی اس پریمیم پارٹی میں آج منظورِ نظر وہی بھوری آنکھوں والا ڈیول تھا۔

تو ایسا کہنا کچھ غلط نہیں تھا۔

ہر دوسرے شخص کی نگاہیں اسی پرکشش سوبر سے مرد پر تھیں۔

جو کسی کو بھی خاطر میں نہیں لا رہا تھا۔

وہ ایک بائیس سالہ نوجوان تھا جس نے مسکرا کر اسے مخاطب کیا۔

"فائن۔! تم کیسے ہو مائنک۔؟" مائنک کے اپنی جانب مصافحہ کیلیئے بڑھے ہاتھ کو اگنور کرتے وہ بے تاثر لہجے میں بولا
۔

مائنک ایک دم سے چونک گیا۔وہ یہاں اسے حیران کرنے آیا تھا مگر اب خود شاکڈ تھا کہ آخر کار ڈیول اسکے بارے میں کیسے جانتا تھا۔

"تم جانتے ہو مجھے۔؟"

مائنک نے سوالیہ نگاہوں سمیت اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وہیں اسکرین پر ابھرتے اس منظر کو دیکھتے باس نے پاس کھڑے ایچ اے آر کو مخاطب کیا۔

"جاؤ تمہارا بیٹا آیا ہے اچھے سے ویلکم کرواسکا۔!ء"

شاطرانہ مسکراہٹ اچھالتے اسنے پیچھے کھڑے ایچ اے آر سے کہا تھا۔

جو سر اثبات میں ہلاتے باہر نکل گیا۔

""میں ہر اس شخص کو اچھے سے جانتا ہوں۔ جس کے دل میں مجھے جاننے کی خواہش ابھرتی ہے۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سرد آواز میں بلکل مختصر مگر دوٹوک انداز میں کہتے وہ نائک سے ایکسکیوز کرتے ایک جانب ہوا۔

کئی لڑکیاں اسے صدقے واری جاتی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ مگر ڈیول کے لئے وہاں موجود کوئی بھی شخص خاص نہیں تھا۔

وہ بس سپاٹ چہرے سے آگے بڑھتے ہال کے عین وسط میں موجود کنگ کے بڑے سے صوفے پر بیٹھا۔

"وہ صوفہ ڈارک ورلڈ کے کنگ کی جگہ تھی۔

جہاں۔پر اسکے سوا کوئی دوسرا شخص بیٹھنے کا سوچ تک نہیں سکتا تھا۔

کنگ جو ایک جانب کھڑا وحشت زدہ نگاہوں سے ڈیول کو دیکھ رہا تھا۔

اسے ایکدم سے اچانک اپنے صوفے پر براجمان دیکھ وہ دہاڑا۔لوگوں میں خوف وہراس بھر گیا۔

جب کنگ کے لاکھوں گارڈز اپنی گنز ڈیول پر تانے اسے مارنے کے درپر تھے۔ مگر سامنے براجمان وہ بائیس سالہ نوجوان بجائے ڈرنے کے ٹانگ پر ٹانگ جمائے اب سگھار سلگاتے اپنے ہونٹوں کے بیچ رکھ چکا تھا۔

ایک کمرے میں بیٹھا باس ڈیول کی حرکت پر دم سادھے اسے اسکرین پر دیکھ رہا تھا۔

ہر کسی کی دھڑکنیں تھم سی گئیں تھی۔

فضا میں ایک دم سے گولیوں کی آوازوں نے قیامت ڈھادی۔

Episode 40 Part 2

"دن کے تقریباً ایک بجے وہ اپنے تمام ضروری کام نپٹا کر واپس لوٹا تھا۔ سرخ وسفید چہرے پر کوئی بھی تاثر موجود نہیں تھا اسے دیکھ کر یہ کہہ پانا مشکل تھا کہ وہ کس موڈ میں ہے۔"

جیپ کچے صحن میں رکی تو سب سے پہلے اس آواز پر کوٹھے کی چھت پر پردوں کی اوٹ سے جھانک کر دیکھنے والی صاحبہ ہی تھی۔

کل رات سے وہ کانٹوں پر لوٹ رہی تھی۔ اپنی آنکھوں کے سامنے حان کو کسی دوسرے کا ہوتا دیکھ وہ کس کرب سے گزری تھی وہ کرب وہجر اسکے چہرے پر رقم تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سو جھی آنکھیں اسکے بے تحاشہ رونے کی گواہ تھی۔

سفید شال کی اوٹ سے اسنے متلاشی نگاہوں سے حان کو دیکھنا چاہا مگر چھت کے سامنے کھڑا ماہ ویر جو سپاٹ چہرے سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اس پر نگاہ پڑتے ہی ایک پل کو صاحبہ ٹھٹکی۔

اس رات کے بعد سے ان دونوں کا آمنا سامنا نہیں ہوا تھا۔ مگر وہ جانتی تھی کہ جو شکایت اسنے ماہ ویر کی حان کو لگائی تھی اس پر جو سزا وہ بھگت چکا تھا۔

صاحبہ سے اس کی باز پرست لازما کرتا کبھی وہ بھول کر بھی اسکے سامنے نہیں آئی تھی۔

اب بھی اسے سامنے دیکھ صاحبہ کترا رہی تھی جبکہ ماہ ویر اسے سرد نگاہوں سے گھورتا اب سیڑھیاں عبور کرتے عالیجان شاہ کی جانب متوجہ ہوا۔

"""حان۔ کہاں تھے تم؟؟؟ صبح سے کتنی کالز کی میں نے۔ تمہارا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا۔ اوپر سے کچھ بتا کر بھی نہیں گئے تم۔"""!!

اسے دیکھتے ہی ماہ ویر بے چینی کی سی کیفیت میں گھر اس سے لاکھ سوال جواب کر چکا تھا۔

جس کا کوئی بھی جواب دیے بنا وہ سپاٹ چہرے سمیت چھوٹے سے صحن سے ہوتے اپنے کمرے میں داخل ہوا۔

دہلیز پر پہنچتے ہی اسکے قدم ٹھٹکے۔

حالی کمرہ اسکا منہ چڑاہ رہا تھا۔ نیلی آنکھوں میں ایک دم سے خون سمٹا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

طیش کے عالم میں ایک دم سے مڑتے اسنے گریبان سے پکڑتے ماہ ویر کو دروازے سے پن کر دیا۔

"اہہہ !" بے ساختہ ہی ماہ ویر کے منہ سے کراہ نکلی تھی۔

اسنے گڑبڑا کر حان کو دیکھا جس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا ایسے جیسے وہ سب کچھ تباہ کرنے پر آمادہ ہو۔

"""حان۔! تھوک نگلتے ماہ ویر نے اپنے گریبان پر موجود اسکے آہنی بازو کو دور کرنا چاہا مگر اس بار عالیحان شاہ کی گرفت بے حد مضبوط تھی۔

"""ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری۔؟ میری اجازت کے بغیر میری ہی بیوی کو کہاں چھوڑ آئے ہو تم۔!"

"عالیحان کی سرد آواز پورے ماحول میں گونج اٹھی تھی۔اپنے چیلوں کے ساتھ اوپر آتی بائی نے ناک سکیڑا۔

"""کس کی اجازت سے میرے کمرے میں داخل ہوئے تم۔؟" اگلے ہی لمحے وہ اسے پنچ رسید کرتے زمین پر پھینک گیا۔

اسکا بپھرا ہوا روپ بائی کو بھی سہمنے پر مجبور کر گیا۔

"""ماہ ویر درد سے دکھتے جبڑے کو ہاتھ سے چھوتا اسے دیکھنے لگا۔

جو جانے کس بات کا غصہ دکھا رہا تھا۔

"میری بات سنو حان۔! ماہ ویر نے اسے بتانا چاہا تھا مگر وہ کچھ بھی سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس قدر بے چینی کی کیفیت میں وہ واپس لوٹا تھا وہ اپنا سارا غصہ عنایت پر نکالنے والا تھا۔ مگر اب اسے اپنی دسترس میں ناں پاتے وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔

"کہاں ہے وہ۔؟" وہ پھر سے دہاڑتے ہوئے اسے مارنے لگا مگر اب کی بار اسکا ہاتھ بیچ میں ہی ماہ ویر نے تھام لیا۔

"""تمہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ حان۔؟؟

تم نے تو ویسے بھی شادی اپنا بدلہ لینے کیلئے کی تھی۔ اب وہ چاہے جہاں بھی ہوں۔ تمہارا مقصد تو پورا ہو گیا ناں۔!

ماہ ویر جان بوجھ کر اس آئینہ دکھانے کی غرض سے اب کی بار اس سے بھی زیادہ تیز مگر لاپرواہی سے بولا تھا۔

"فرق پڑتا ہے مجھے کیونکہ وہ۔!"" نیلی دہشت زدہ نگاہوں سے ماہ ویر کو دیکھتے وہ غراتے ہوئے بولا۔

مگر پھر حواس سنبھلتے ہی اپنی بے اختیاری کا احساس ہوا۔ الفاظ اسکے منہ میں ہی دبا گئے تھے۔

صاحبہ بائی اور کوٹھے کی کئی لڑکیاں اس منظر کو دیکھ اب حان کی اگلی بات کی منتظر تھیں۔

ایسا ہی کچھ حال ماہ ویر کا بھی تھا۔

"کیونکہ وہ تمہاری محبت بن چکی ہیں حان۔ ایسا ہی ہے ناں۔ بولو۔؟" ماہ ویر نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے اسکے آدھے جملے کو پورا کیا تھا۔

جو جنون وہ حان کی آنکھوں میں دیکھ چکا تھا اس سے صاف ظاہر تھا وہ نفرت نہیں بے انتہاء کا جنون رکھنے لگا تھا اس لڑکی سے۔ """""منہ بند کرو ماہ ویر۔ وہ صرف میری بیوی ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔! اب بتاؤ کہاں ہے وہ۔؟" اسکا گریبان چھوڑتے اب کی بار عالیحان نے سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس کے ہونٹوں پر رقص کرتی دل جلانے والی مسکراہٹ اسکا ضبط آزما رہی تھی۔

""پاگل پن مت کرو حان۔ پیچھے ہٹ جاو۔ وہ جہاں بھی ہیں اُنہیں جینے دو اب۔ ایسا کرو تم انہیں طلاق۔!"

""چٹاخ۔!" تھپڑ کی گونج اس قدر بلند تھی کہ صاحبہ نے ڈرتے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ جمالیا۔

اسے حان سے اس قدر پاگل پن کی توقع ہر گز بھی نہیں تھی۔

"زبان کو لگام دے اپنی۔ بیوی ہے وہ میری۔ تاعمر میرے مرنے کے بعد بھی وہ میرے نام کے ساتھ منسوب رہے گی۔ تُو ہوتا کون ہے۔؟ مجھے یہ سب کچھ سمجھانے والا۔!"

ماہ ویر کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا تھا۔

لبوں پر امڈتی مسکراہٹ کو اسنے جلدی سے چھپایا۔

""میں تو ایک اچھے دوست کے ناطے مشورہ دے رہا تھا۔ خیر بھلائی کا زمانہ نہیں رہا اب تو۔ اگر تم اب بھی بھابھی کو ڈھونڈنا چاہتے ہو۔ تو جاؤ لے آؤ نہیں۔ ابیر اور عنایہ آئے تھے لے گئے ہیں وہ انہیں یہاں سے۔!"

ماہ ویر نے سنجیدگی سے سرخ چہرے سمیت اسے آگاہ کیا۔ جو ایک پل کو ٹھٹکا۔

عنایہ اور ابیر کا سنتے ہی اسکا فشارِ خون تیزی سے گردش کرنے لگا۔

"وہ یہاں تک آئے کیسے۔؟" دانت پر دانت جمائے وہ اب کی بار کر خنگی سے چلاتے اپنے گھنے بالوں کو ہاتھوں میں دبوچ گیا۔

"یہ چھوڑو یہ سنو وہ کیا کہہ کر گیا ہے۔"!!

کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے اپنے لال ہوئے گال سے دھواں نکلتا محسوس کرتے وہ تپ کر بڑبڑایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

توعالیجان نے ساکت نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کیا کہا اسنے۔؟"

ابیر کا ذکر اسکے دماغ میں الجھن بھر دیتا تھا اب بھی وہ ایسا۔ہی محسوس کر رہا تھا۔

"ابیر کہہ کر گیا ہے کہ اگراب کی بار ہمت ہوئی تو مردوں کی طرح آکر سامنے سے ہماری عزت کو لے جانے کی ہمت کرنا۔ایسا ہی کچھ کہہ رہا تھا وہ۔!

آخر میں کندھے اچکا کر کہتا وہ لاپرواہ بن گیا۔

عالیجان کا بس نہیں تھا کہ وہ ابیر کو جان سے مار ڈالتا۔

""اتنا سب کچھ سننے کے بعد تم نے اسے جانے دیا۔؟"

عالیجان کو ماہ ویر پر غصہ الگ سے تھا۔دل چاہ رہا تھا کہ اسے دو چار اور لگاتا۔

"وہ اور بھی بہت کچھ کہہ رہا تھا۔شرم اور غیرت نے اجازت نہیں دی کہ ایک عزت دار پروار کرتا۔!"

یہ کھلے عام ٹونٹ تھا جس سے عالیجان بخوبی واقف تھا مگر اسے بعد میں سیدھا کرنے کا سوچتے وہ انہی قدموں سے واپس مڑا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""دنیا کے سب بہترین ترقی یافتہ ممالک میں سے منتخب ہوا وہ ڈان۔جو ڈارک ورلڈ پر بڑی دیدہ دلیری سے حکومت کرتا آرہا تھا۔اپنی بیس سالہ حکومت میں آج پہلی بار کسی نے ایسی گستاخی کرنے کی جرات کی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کرسٹوفر ٹولکین رچرڈسن نے ایک دم سے بلند آواز میں اپنے گارڈز کو روکا۔
جس پر طیش کا مظاہرہ کرتے اسکے گارڈز نے ایک ساتھ سیکڑوں گولیاں کرسی پر براجمان ڈیول کے پیروں میں چلائی تھی۔

شیشے سے بنی اس عالیشان عمارت میں گولیاں کی آواز نے قیامت کا ساسماں باندھ دیا تھا۔
لوگوں کی چیخ وپکار نے خوفناک منظر کو مزید بھیانک بنادیا مگر ڈیول پر ان سب چیزوں کا کوئی بھی اثر نہیں ہو پایا تھا۔

اسنے موت کو اس قدر قریب سے دیکھا تھا کہ اب اسے ایسے معمولی ہتھیاروں سے بلکل بھی ڈر نہیں لگتا تھا۔
""وہ کانچ سی آنکھوں والا مضبوط مرد ایک ایک دم اٹھاتا اب اپنی کرسی پر بیٹھے ڈیول کو دیکھنے لگا۔

ایک چنگاری سی تھی جو اسکی آنکھوں میں جل اٹھی تھی۔
جس جگہ۔ جس مقام پر اسے بیس سالوں سے حکمرانی کی تھی آج کیسے کس جرات سے۔؟ وہ دو کوڑی کا لڑکا اسکی جگہ پر براجمان ہوا تھا۔

""تم جانتے بھی ہو لڑکے۔ تم کس جگہ پر بیٹھے ہو۔؟"""غیض وغضب سے دھاڑتے ٹولکین نے مٹھیاں بھینچے کہا۔

اسکی آواز میں ایک غرور تھا جس پر سامنے بیٹھے ڈیول کی آنکھوں میں خون سا اترا۔! اسنے مسکرا کر بھوری آنکھوں میں سرخی سمیٹے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی۔
اسکی یہ حرکت ٹولکین کے صبر کی انتہا کو آزما گئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جبھی اسنے ایک جھٹکے سے اپنا خاص ہتھیار نکالتے ڈیول کے سر پر تانہ۔"!

""دھیان سے چلاناڈولکین کیونکہ بلکل ایسے ہی ایک گولی سیدھی تمہارے لاڈلے بیٹے کے سر کو چومے گی۔"!

"وٹ دی ہیل یو باسٹرڈ۔!"ڈولکین اپنے بیٹے کے نام پر سب کچھ بھولے غضب ناک انداز میں دھاڑتے وہ ڈیول کے گریبان کو جکڑنے لگا جب اسکا وہی ہاتھ دبوچتے ڈیول نے ایک ہی جست میں سب کے سمجھنے سے پہلے ہی وہ ڈولکین کا ہاتھ اسکی پشت سے لگا گیا۔

ڈولکین کی چیخیں اور آہ و پکار عروج پر تھیں۔

کمرے سے بھاگتے ہوئے باہر آتے ایچ اے آر کے قدم ایک دم سے تھمے وخشت ناک انداز میں منہ کھولے اسنے خوف سے دھڑکتے دل سے اس منظر کو دیکھا تھا۔

ڈولکین وہ بادشاہ تھا جس پر آج تک کسی نے ہاتھ ڈالنے کا سوچا تک ناں تھا۔

اور آج سرعام اس کو شکنجے میں لیتا وہ ڈان کی سربراہی کرسی پر بڑی شان سے بیٹھا ڈیول اسے سچ میں لرزنے پر مجبور کر گیا۔

وہ اسی کا بنایا شاہکار تھا۔

آج اسے اپنے ہی بنائے اس ڈیول سے ڈر محسوس ہو رہا تھا جسے بنانے میں اسکی سالوں کی محنت اور ریاضت لگی تھی

۔

""ڈڈڈیول۔!""

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایچ اے آر کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔

حلق میں جیسے کچھ اٹک گیا ہو۔

""سوری مسٹر ڈولکین آپ کا وقت پورا ہو چکا ہے۔!""

سرد بھوری وحشت سے بھری نگاہوں سے کہتے اسنے ڈولکین کے ہاتھوں میں موجود ایک چھوٹی سی گن جس سے چلنے والی گولی پورے شہر کو لرزانے کی طاقت رکھتی تھی۔

گولی کی آواز کے ساتھ ہی ڈولکین کی کنپٹی کی بائیں جانب سے نکلتی گولی کے ساتھ ہی خون کا لو تھڑا تھا فرش پر جابجا پڑتے سرخ دھبوں کو دیکھ ڈیول نے ماتھے پر لگا خون ایک انگوٹھے سے صاف کرتے اسنے اپنی طرف لڑکھتے ڈولکین کے سینے پر وہی انگلی رکھتے اسے پیچھے کو دھکیلا۔

پورا ہال خاموشی میں ڈھل چکا تھا ہر کوئی ساکت نگاہوں سے ڈیول کو دیکھ رہا تھا۔گارڈز نے ایک نگاہ اس بپھرے ہوئے حیوان پر ڈالی کسی کی ہمت نہیں تھی کہ وہ اس سے مقابلہ کرتا کیونکہ وہ اس وقت ڈان کی کرسی پر براجمان تھا۔

اور اصول کے مطابق ڈان کو مار کر ہی اگلا ڈان بنتا تھا۔

اور اس حساب سے ڈیول ان کا ڈان تھا۔

ان میں سے ایک کو چھوڑ کر باقی سب خاموش کھڑے تھے۔

وہ ایک گارڈ ڈیول کی حکمرانی کو للکارتے ہوئے آگے بڑھا۔

بندوق ایک طرف پھینکتے اسنے تلوار نکالی اور اپنے مخصوص انداز میں آگے بڑھتے ڈیول پر وار کرنا چاہا۔

جب ڈیول نے ٹانگ اسکے ہاتھ پر مارتے بڑی آسانی سے اسکا وار ضائع کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور اگلے ہی لمحے اسکی گردن کو دونوں ٹانگوں کے بیچ دبوچتے اسے اپنی طرف کھینچا۔

گارڈ کا سانس رکنے لگا تھا۔۔آنکھیں خوف سے باہر کو ابلنے لگیں۔

جب اسکے ہاتھ سے تلوار چھینتے اسے ایک ہی وار میں اس کی گردن دھڑ سے الگ کر دی۔

کیمرے سے یہ سارا منظر دیکھتا باس دھنگ سی کیفیت میں اپنے چہرے پر آئے پسینے کو پونچھنے لگا۔

وہیں کچھ ایسا ہی حال ہال میں موجود ہر فرد اور ایچ اے آر کا بھی تھا۔

"گارڈز نے ایک دم سے گنز اور سارے ہتھیار اسکے قدموں میں ڈھیر کر دیے تھے۔

گھٹنوں کے بل جھکے وہ اسکے آگے سرینڈر کرتے تعظیماً جھک چکے تھے یہ ان کی جانب سے ایک اشارہ تھا۔

کہ اب وہ اسے اپنا آقا اپنا ڈان تسلیم کر چکے تھے۔

""لیٹس بی گن دی گیم۔!" فاتحانہ انداز میں ان سب پر ایک نگاہ ڈالتے اس بھوری آنکھوں والے حیوان نے پراسراریت بھرے لہجے میں کہا۔

اسکے لہجے میں کچھ ایسا تھا۔ جس پر ہوا تک الجھی تھی۔

اب یہ تو آنے والا وقت بتانے والا تھا کہ نئے وقت کا یہ ڈان ڈیول کیا تباہی لانے والا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"رکو۔مجھے کچھ شاپنگ کرنی ہے ساتھ لے چلو۔!"عنایت کے روم سے نکلتی وہ کافی عجلت میں نظر آرہی تھی۔

شام کے ڈھلتے سایوں میں اپارٹمنٹ کا ماحول کافی حسین ہوتا جارہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

چاروں اطراف سے کھلی کھڑکیوں سے جھانکتی شام کی ٹھنڈی ہوائیں ماحول کو رونق سی بخش رہی تھیں۔

"ابیر جورات کے کھانے کیلئے کچھ ضروری سامان لینے جارہا تھا۔

اپنی طرف بڑھتی عنایہ کو دیکھ اسنے آئبرو سوالیہ انداز میں اچکائی۔

" ہمممم کہاں جارہی ہو۔؟"اب کی بار اسنے ہاتھ سینے پر باندھتے اسکا راستہ پوری طرح سے روکتے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"حجاب کی پن لگاتے عنایہ نے بھوری آنکھوں میں کر خفگی سمیٹے اسے دیکھا۔

"ضروری سامان لینا ہے بتا تو رہی ہوں۔!

وہ بھی اسی کے انداز میں پھاڑ کھانے کو دوڑی۔

"ابیر نے دانت پیستے اپنے غصے کو قابو کیا۔

"مجھے بتاؤ کیا لانا ہے میں لے آؤں گا آپی کے پاس رہو تم۔!"

ابیر سخت لہجے میں گویا اسے حکم دیا ہو۔

"ابیر ہر بات میں تم اپنی مرضی کیوں تھوپنے کی کوشش کرتے ہو۔آپی کے لئے کپڑے لانے ہیں اور کچھ ضروری سامان جو صرف میں ہی لاسکتی ہوں۔

تو اب تم مجھے بس اتنا بتاؤ کیا تم مجھے ساتھ لے جاؤ گے یا نہیں۔؟"

سینے پر ہاتھ باندھے وہ سرد لہجے میں کہتی اب اسکے جواب کی منتظر تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر خاموش ہو گیا کیونکہ اب وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔

"آپی کا اکیلا ہونا ٹھیک نہیں۔! اسنے جتلایا۔

"یہاں کون آئے گا۔ ویسے بھی ہم جلدی لوٹ آئیں گے آپی تو ویسے بھی روم میں ہیں۔! ء"

عنایہ نے اسکا وہم دور کرنے کو اسے سمجھایا کیونکہ اتنا تو وہ بھی جانتی تھی کہ ابیر عنایت کیلئے فکر مند تھا۔
" ہمممم "ایک بار جاؤ آپی کو بتا کر جلدی سے آجانا میں باہر ویٹ کرتا ہوں ۔!

دوٹوک انداز میں کہتے وہ باہر گاڑی کی طرف بڑھا۔
عنایہ عنایت کے روم کی جانب بڑھی تھی۔ مگر اندر آتے واشروم کا دروازہ لاکڈ دیکھ اسکی بھوری آنکھوں میں حیرت ابھری۔

""""آپی۔! "" آپ ٹھیک ہیں۔ دروازہ کھولیں۔! "عنایہ نے دونوں ہاتھوں سے دروازہ بجایا۔
مگر عنایت چاہ کر بھی اسے جواب نہیں دے پائی تھی۔ اسکی ہر کوشش کو اسکے منہ پر ہاتھ رکھے عالیحان نے ناکام بنادیا۔

سرخ ہورہی نیلی آنکھوں سے اسکی سیاہ جھیل سے آنکھوں میں دیکھتے عالیحان نے سر نفی میں ہلایا۔
عنایت جو پہلے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی پڑی تھی۔ اب ایک دم اچانک سے عالیحان کا یوں کمرے میں آنا اسے وحشتزدہ کر گیا۔

اس سے پہلے کہ وہ چیختی۔ عالیحان اسے دبوچتے اسکے منہ پر ہتھیلی جما گیا۔
اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ لگائے وواشروم میں داخل ہوا۔

اور عنایت کی پشت دیوار سے لگاتے نیلی نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

جب عنایہ نے ایکدم سے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"اممممم۔!"عنایت بری طرح سے مچلی۔

اپنے پیروں سے اسکے پاؤں پر وار کرتے وہ خود سے اسے دور کرنے کی تگ ودو کرنے لگی۔

جسے وہ باآسانی ناکام بنائے اسکے کان کے قریب جھکا۔

اسکے دہکتی سانسیں اپنے کان کی لو پر محسوس ہوئی تو عنایت کو ایسا محسوس ہوا جیسے اسکے وجود سے جان نکل رہی ہو۔

احتجاج کرتی وہ بری طرح سے تڑپی۔ مگر اگلے ہی لمحے عالیحان نے ایک ہاتھ کی مدد سے شاور آن کیا۔

جس سے گرتا پانی عنایت اور عالیحان دونوں کو بھگونے لگا۔

"دوپٹے سے عاجز عنایت کا ظمی پر استحقاق بھری نظریں ٹکائے وہ ایک جھٹکے سے اسے گھماتے اسکی پشت سینے میں بھینچ گیا۔

دائیں کندھے سے اسکے بال ہٹائے اسنے ہونٹ اسکے کان کے قریب کیے۔

""بولو اسے کہ تم جاؤ میں شاور لے کر آتی ہوں۔!"

گھمبیر مگر سرد لہجے میں وہ اسکے کان میں دوٹوک انداز میں بولا۔

عنایت اسکے حکم پر نفرت سے چھٹپٹانے لگی۔

"اگر غلطی سے بھی کچھ غلط کہا تو تمہارے لئے مشکلات بڑھ سکتی ہیں لٹل اینجل۔!"

اب کی بار اسنے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتے اپنے دہکتے ہونٹ عنایت کی کان کی لو پر رکھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے ہونٹوں سے ہاتھ ہٹاتے اب کی بار عالیجان نے اسے پوری طرح سے خود میں سموتے اسے شاور کے بلکل نیچے کیا اور پھر اپنی سخت کھردری انگلیاں اسکے ہاتھ کی نازک انگلیوں میں الجھائی۔

"کہو۔!!" اسے خاموش دیکھ وہ پھر سے غراتے ہوئے بولا۔ تو اب کی بار عنایت سہمی۔

آنسوں اسکی آنکھوں سے مسلسل بہہ رہے تھے۔ عالیجان شاہ اسکے اعصابوں پر کسی بلا کی طرح سوار ہو چکا تھا۔ اسکا ڈر اور خوف عنایت کے دل میں جڑیں مضبوط کر چکا تھا۔

اب بھی وہ اسکی جسارتوں کے ڈر سے بمشکل سے بولی۔
""عععنایہ میں شاور لے کر آتی ہوں۔ تم جاؤ ۔!"

اسکی آواز میں نمی تھی۔ اسکا رونا محسوس کرتے عنایہ نے بمشکل سے اپنے آپ پر ضبط کیا۔

"آپی پلیز روئیں نہیں آپ۔ میں آپ کیلئے ڈریس لینے جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر تک میں اور ابیر واپس لوٹیں گے۔!"

عنایہ نے اسے حوصلہ دیتے ساتھ ہی آگاہ کیا۔
جس پر عالیجان کی نیلی آنکھوں میں تمسخرانہ مسکراہٹ گہری ہوئی۔

عنایت خوفزدہ سی اپنی سیاہ جھیل سی آنکھیں پھیلائے اسے روکنے لگی۔
مگر عالیجان نے اسے ایک دم سے دبوچتے رخ سامنے کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گردن نفی میں ہلاتے اسے انکار کیا۔

تو عنایت نے بھیگی پر شکوہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تم جاؤ عنایہ۔میں خیال رکھوں گی اپنا۔!"

رخسار پر بہتے آنسوں کو رگڑتے وہ بھیگی آواز میں بولی۔

اسکی سرخ آنکھوں اور وجود سے نکلتی تپش عالیجان محسوس کر چکا تھا کہ اسے بخار ہے۔

"اچھا آپی خیال رکھئے گا اللہ خافظ """!

عجلت میں کہتی عنایہ باہر نکلی تھی۔

اسے جاتا دیکھ عالیجان نے تیزی سے شاور آف کیا۔

اور اب کی بار نرمی سے اسے کمر سے تھامے اپنے نزدیک کیا۔

اس کا لمس عنایت کو کراخت بھرا لگ رہا تھا۔

نفرت سے وہ اسے دور جھٹکنا چاہ رہی تھی مگر وجود میں اتنی طاقت نہیں تھی۔

"کیا اتنی جلدی تھک گئی یا میری نفرت برداشت کرنے کی سکت نہیں رہی جو یوں قائروں کی طرح بھاگ آئی تم۔!"

وہ وجیہہ مرد ایک دم سے اس پر جھکا سایہ سا کر گیا۔

عالیجان شاہ کا لمس اسکی سانسوں کی مہک،اسکی قربت عنایت کو زہر سے بھی بری لگ رہی تھیں مگر وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بخار نے اسے بری طرح سے جکڑ لیا تھا۔اور اب اسے خود میں اتنی طاقت تک محسوس نہیں ہو پا رہی تھی کہ وہ عالیجان کو پلٹ کر جواب دیتی۔

""بہت باتیں کر کے گیا تھا ناں تمہارا وہ کزن۔ابیر علوی۔تمہاری طرح اسے بھی اصلی مرد سے ملنے کا بے حدّ شوق ہے کیوں ڈارلنگ بتایا نہیں اسے۔کہ عالیجان شاہ ہے کیا چیز۔؟""

تمسخرانہ انداز میں کہتے اسنے عنایت کے بازو کو ہاتھ کی پشت سے چھوا۔جس پر وہ جھٹکے سے ہاتھ کھینچتے اس سے دور ہوئی۔

بھورے بھیگے بالوں کو ہاتھوں کی مدد سے پیچھے پھینکتے وہ اب ایک قدم کے فاصلے پر کھڑی عنایت کو دیکھنے لگا۔
جس قدر غصے میں وہ آیا تھا۔اب عنایت کا حال دیکھ سارا غصہ جھاگ کی طرح غائب ہوا تھا۔

اسے مزید کچھ کرنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی وہ تو اب ہی وار میں دم توڑ چکی تھی۔
مسکرا کر سر نفی میں جھٹکتے وہ اسکی طرف بڑھا مگر عنایت ایکدم سے پیچھے ہوئی۔

اسکا یہ گریز عالیجان کو سخت برا لگ رہا تھا۔
"میں نے تو سوچا تھا کافی وقت گزاریں گے ایک ساتھ۔مگر تم نے میرا ارمان مٹی میں ملا دیا۔!"

وہ تاسف کے سے انداز میں اسے دیکھتا پھر سے آگے ہوا۔
عنایت بدک کر پیچھے ہوتی گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بھاگ کیوں رہی ہو۔شوہر ہوں تمہارا۔یہ گریز کس کام کا جانِ من۔!"وہ جان بوجھ کر اسے تکلیف دینے کے انداز میں کہتے آگے بڑھا۔

اور ہاتھ دیوار کی دونوں اطراف جمائے عنایت کا راستہ محدود کر دیا۔!"

"عنایت کی خاموشی اسے بری لگ رہی تھی۔وہ چاہتا تھا کہ وہ کچھ بولے مگر وہ ہنوز خاموش تھی۔

"سوچا تھا تفصیلی ملاقات کروں گا تمہارے بھائی سے (ابیر)۔مگر اب ارادہ بدل گیا ہے میرا۔کیونکہ عالیجان شاہ کے پاس اتنا فضول کا وقت نہیں۔جو ابیر علوی جیسے عام سے بندوں سے ملتا پھرے۔!"

اسکے لہجے میں غرور بول رہا تھا۔

جس پر عنایت بمشکل ضبط کے کھڑی رہی۔

وہ بس چاہتی تھی کہ اگر عالیجان شاہ سچ میں آیا تھا تو وہ واپس چلا جائے اسے اسکے حال پر چھوڑ کر۔

"ویسے آیا تو میں تمہیں لینے کیلئے تھا مگر تمہاری حالت دیکھ کر لگتا ہے تمہارے لئے اتنی سزا ہی کافی ہے۔اب آگے کا انجام تم خود بھگتو گی۔لٹل اینجل۔!"

سرسراتے ہوئے سے لہجے میں کہتے وہ واپسی کو پلٹا۔

"اچھے سے جانتی ہوں کس مقصد سے آئے ہو تم۔!!اسکی آواز پر نیلی آنکھوں میں حیرت لئے وہ ایکدم سے پلٹا۔

"حق جتانے آئے تھے ناں تم۔بدلہ لینے نہیں تمہیں اپنے نفس کی تسکین پوری کرنی ہے مجھ سے۔!لو سامنے کھڑی ہوں۔جب پہلے ترس نہیں آیا تو اب یہ ناٹک کرکے کیا ثابت کرنا چاہتے ہو تم۔""!!

عالیجان شاہ تم اس دنیا کے سب سے گھٹیا مرد ہو۔میاں اور بیوی کے خوبصورت رشتے پر دھبہ ہو تم۔!عنایت

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کاظمی تمہیں بیوی نہیں رکھیل کے طور پر چاہئے ت۔!"

"ععنایت۔!"عنایت کے آخری لفظوں پر وہ کنڑول کھوتے دہاڑا تھا۔

اسکی گرج دار آواز فضا میں معلق ہاتھ کو دیکھ اب کی بار عنایت تمسخرانہ انداز میں ہنسی۔

""برا لگا تمہیں۔! کس چیز کا برا لگا۔؟ یہ سب کچھ تم ثابت کر چکے ہو اپنے عمل سے عالیجان شاہ۔کہ تمہاری انا کتنی بڑی ہے۔نفرتوں کے جہاں میں پلنے والے ایک چھوٹے دل کے کمزور مرد ہو تم۔جو اتنے سالوں سے اپنی نام نہاد نفرت کے بل بوتے جیتے آئے ہو۔

اپنی حوس کو نفرت کا نام دینے کیلیئے تم۔نے یہ بھی نہیں سوچا کہ جس لڑکی کو تم اپنی درندگی کا نشانہ بنانے جا رہے ہو وہ تم سے عمر میں کتنی بڑی ہے۔

جانتے ہو کوئی فرق نہیں تم میں اور ایک زانی میں۔!"

""شٹ اپ۔!"ہاتھ کا مکا بنائے وہ اسکے قریب دیوار پر مارتے چلایا تھا۔

عنایت خوف سے کانپتی اب آنکھیں میچ گئی۔

وہ جانتی تھی۔اسکے کئے کی سزا بہت بھیانک ہونے والی تھی۔

مگر وہ خاموش کیسے رہ لیتی۔

کیسے اسکی نفرت کو بھڑوا یا دیتی۔!"

مگر اگلے ہی لمحے وہ چونکی تھی۔کیونکہ واشروم کا دروازہ ٹھاہ کی زوردار آواز میں بند ہوا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایت نے پٹ سے آنکھیں کھولیں تو عالیحان کہیں بھی نہیں تھا۔

اسکی آنکھوں میں حیرت و بے یقینی دھر آئی۔

یہ کیسے ممکن تھا کہ عالیحان شاہ اسکے کہے کی سزا دیے بغیر چلا جاتا۔؟"

سیاہ جھیل سی آنکھوں میں سرخی سمیٹے عنایت نے کانپتے وجود کے گرد اپنے بازو لپیٹے۔

"بہت جلد تمہیں احساس ہو گا کہ تم غلط تھے عالیحان مگر تب تمہارے پاس کچھ نہیں بچے گا۔میری نفرت بھی نہیں"""!

دیوار پر نظریں ٹکائے وہ آنکھ سے گرتے آنسوں کو رگڑتے بولی تھی۔

مگر وہ انجان تھی کہ عالیحان شاہ کبھی اسکی نفرت کو خاطر میں نہیں لانے والا تھا۔کیونکہ عنایت کاظمی سے اسے محبت نہیں تھی۔

وہ اسکا جنون بن کر دل و دماغ پر چھانے والی تھی۔اور جنون محبت سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

Episode 41

ایمی کا بے ہوش وجود انیل کو مزید حیرت میں ڈال رہا تھا۔ہیے!!!!"اٹھو لڑکی۔!"دودھیا سفید بازوؤں سے نگاہیں چراتے وہ ایک انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے ایمی کو کندھے کو تھامے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

"پیشانی پر سلوٹیں نمایاں ہوئیں ایمی کا سارا وزن اپنے وجود پر محسوس کرتے ہی وہ سمجھ گیا کہ وہ بے ہوش ہو چکی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہے۔

انیل نے بے زارگی سے ایک گہری سانس فضا کے سپرد کی، پینٹ کی پچھلی جانب گن اڑستے اب اسکے سر کو گھورا۔ جس کے ہلکے سرخ چھوٹے چھوٹے بال دیکھ اسے چڑ سی ہوئی تھی۔

کیسی لڑکی تھی وہ۔ جو لڑکوں کی طرح اپنا حلیہ اور شکل وصورت سے بھی ایک لڑکا ہی دکھتی تھی۔

ایمی۔"""انیل نے اپنے دماغ میں گھومتی سوچوں کو سر جھٹک کر پرے کیا۔اب کی بار بے زارگی سے اسکا بازو جھنجھوڑ ڈالا۔

وہ حقیقت میں ہی صنف نازک تھی۔ مگر اس کی میں کوئی خوبی ایسی نہیں تھی۔

جس سے اسے لڑکی مانا جا سکے۔

اسکا کسرتی وجود معمولی لڑکیوں کی نسبت کافی بھارا تھا۔

افففف خدایا رحم کر۔ بے اختیار انیل کی نگاہیں ایمی کے پچھلے گلے پر پڑی تو وہ سرخ چہرے سے تپتے ہوئے بلند آواز میں بڑبڑایا۔

عجیب مصیبت تھی ناں تو وہ اسے چھوڑ سکتا تھا ناں ہی مزید اسی پوزیشن میں رہ سکتا تھا۔

اسنے ذرا سا جھکتے ایمی کو بانہوں میں اٹھایا۔

"جانے کون سی بوری کا آٹا کھاتی ہے یہ۔ "!سر جھٹک کر وہ اسکے بھاری وجود کو گھورتا غصے میں بڑبڑایا۔

اسکا کام مکمل ہو چکا تھا۔یقیناً اب تک پولیس رنگیلا اور اسکے ساتھیوں کو پکڑ چکی ہوتی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر ایمی کا پاس ہونا بھی اس قدر ہی ضروری تھا۔

کیونکہ صرف ایمی ہی تھی جو بیرونِ ملک چلتے اس سکیم کے بارے میں سب کچھ جانتی تھی اور اس کیس کو سالو کرنے میں انیل کی مدد بھی کر سکتی تھی۔

"خاردار جھاڑیوں سے اٹا وہ پورا جنگل اسے چلنے میں کافی دقت دے رہا تھا۔

ایمی کے ماتھے پر نیلا نشان بننے لگا تھا۔ جسے دیکھتے ہی انیل چونک سا گیا۔

متفکر سا ہوتے اسنے قدم روکے اور اسے بلند آواز میں مخاطب کیا۔

مگر بے سود۔

جبھی اب وہ اور بھی تیزی سے قدم اٹھاتا کسی محفوظ جگہ پر پہنچنا چاہتا تھا۔

"تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد وہ خاردار جھاڑیوں کے سارے علاقے سے نکلتا اب ایک سنسان جزیرے پر پہنچا تھا۔

جزیرے پر پانی کا نام و نشان تک نہیں تھا،

شدید گرمی کے سبب شاید پانی خشک ہو چکا تھا۔

دسمبر کے یخ بستہ ماہ میں بھی اس جنگل میں انیل کو اچھی خاصی گرمی کا احساس ہو رہا تھا۔

سیاہ آنکھوں میں بے چینی سمیٹے اسنے ایک نگاہ اپنی بانہوں میں موجود ایمی کے شفاف چہرے کو دیکھا۔

سفید رنگت جس پر کوئی داغ کوئی نشان نہیں تھا۔ نیم وا گلابی ہونٹ جو خشک ہوئے پڑے تھے، بلکل چھوٹے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

چھوٹے بال جو اسکی پیشانی سے چپکے ہوئے تھے۔

چھوٹی سی ستواں ناک جس پر پسینے کی چھوٹی چھوٹی بوندیں ٹھہری ہوئی تھیں، گھنی خمدار پلکیں، موٹی موٹی ابرو جنھیں تراشنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی تھی۔
بلاشبہ وہ بے حد حسین تھی وہ اس سراپے میں غضب ڈھا رہی تھی اگر وہ مکمل لڑکیوں کے سراپے اور اسی ہار سنگھار میں ہوتی تو۔؟"

انیل جو خیالات میں اسی حسینہ کو سوچ رہا تھا۔ایکدم سے ٹھٹھک کر اپنے خیال کو جھٹکتے خود پر دو حرف بھیجتے وہ کسی سائے کی تلاش میں آگے چل پڑا۔
قریب ہی ایک بڑا سا درخت تھا۔جس کی ٹہنیاں خشک ہونے لگی تھی۔اور سایہ بھی اتنا خاص نہیں تھا مگر ایک طرف سے درخت کافی ہرا ابھرا تھا۔

انیل نے شکر کا سانس خارج کیا۔
اور پھر نرمی سے درخت کے قریب ایمی کو نیچے لٹائے وہ اب اس درخت کا معائنہ کرنے لگا۔

صد شکر کہ وہ درخت کافی اچھی حالت میں تھا اور کیڑے مکوڑوں کا ڈر بھی نہیں تھا۔کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے وہ اب آگے پیچھے دیکھتے جیسے کچھ تلاش رہا تھا۔

تھوڑی ہی دور اسے کافی تعداد میں بڑے بڑے پتوں والی درخت مل گئے تھے۔انیل نے شوز کے نیچے اڑسے چاقو کو نکالا اور اپنے کام میں جٹ گیا۔

دن آہستہ آہستہ ڈھلنے لگا تھا۔اور وہ جانتا تھا کہ پولیس کے ساتھ ساتھ غنڈے بھی اسے ڈھونڈ رہے ہوں گے اسی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

لئے آج کی رات اسکا واپس جانا ناممکن ہی تھا۔

جبھی وہ رات گزارنے کے لیے ایک ٹینٹ سا تیار کرنے والا تھا۔ٹریننگ میں اسے ایسے مشکل حالات سے نپٹنے کی ہر ترکیب سکھائی گئی تھی۔جو کہ اب اسکے کام آرہی تھی۔

کھجور کی مضبوط لکڑیوں سے اسنے چاروں اطراف سے ڈنڈے باندھ دیے۔اب بہت احتیاط سے اپنے قد سے تھوڑا چھوٹا سا چھت تیار کرنے لگا۔

درختوں کے پتوں اور ٹہنیوں سے اسنے کافی اچھا چھت تیار کر لیا تھا۔جوں جوں رات ڈھل رہی تھی۔موسم سرد ہو رہا تھا۔ایمی ابھی تک بے ہوش پڑی تھی۔جسے ایک دو بار وہ جگانے کی کوشش کر چکا تھا مگر وہ یونہی بے ہوش رہی۔

جبھی وہ اسے چھوڑ کر اپنے کام میں جت گیا تھا۔شام کی سرخی تیزی سے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔ پوری طرح سے چھت کو ڈھانپنے کے بعد وہ اب تھکے ہارے وجود سمیت نیچے اترا۔سکس پیگ ایبس پسینے سے چپکی شرٹ سے نمایاں ہو رہے تھے۔

ہلکی ہلکی سیاہ شیو، گھنی مونچھوں تلے عنابی ہونٹ، تیکھی ناک، گہری سیاہ بڑی بڑی آنکھیں، شفاف رنگت، کسرتی بھرا بھرا وجود اسے مزید پرکشش بنا رہا تھا۔
اسکی شخصیت میں ایک ٹھہراؤ سا تھا،

جو کسی بھی شخص کو مڑنے پر مجبور ضرور کر دیتا تھا۔

نرم لب ولہجہ، مختصر انداز وہ اپنے باپ اور بھائی سے یکسر مختلف تھا مگر اپنے کام اپنی ڈیوٹی کے معاملے میں اتنا ہی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سنجیدہ اور سخت بھی۔!"

مسلسل تین سے چار گھنٹوں کی مشقت کے بعد اب اس میں اتنی ہمت باقی نہیں تھی جو وہ ایمی کو اٹھا کر اس لکڑی کے چھوٹے سے ٹینٹ میں لٹاتا اور ناں ہی اس میں اتنی سقت باقی رہی تھی۔

جو وہ کھانے کیلئے کچھ ڈھونڈتا۔شدید بھوک کا احساس اب زور پکڑ رہا تھا۔اپنے ہونٹوں کو تر کرتے وہ ایکدم سے اٹھا باقی کے بچے کچے پتوں کا ایک سا بچھونا بچھاتے اسنے نرمی سے ایمی کو بانہوں میں بھرا۔

ٹھنڈ اب زور پکڑنے لگی تھی۔

ایسے میں کھلے آسمان تلے لیٹنا خطرے سے خالی تو ہر گز نہیں تھا۔

وہ جیسے ہی ایک گھٹنہ زمین پر ٹکائے نیچے جھکا ایمی کو نیچے ڈالنے لگا۔اسکی نظر ایمی کے ہونٹوں پر لگی مٹی پر پڑی۔

ماتھے پر لاتعداد بل سمٹ آئے۔

اسے نرمی سے لٹاتے انیل نے انگوٹھے کی مدد سے اسکے ہونٹ کا کنارہ صاف کرنا چاہا۔جبھی ایمی کی آنکھ ایکدم سے کھلی تھی۔اپنے بے حدّ قریب انیل کو جھکا دیکھ اسکا سانس ایک پل کو تھم سا گیا۔

اگلے ہی لمحے اسنے زوردار مکہ اسکے جبڑے پر رسید کرنا چاہا۔

جسے بہت آرام سے انیل دبوچ چکا تھا۔

"بے وقوف سمجھ رکھا ہے کیا۔؟ حد میں رہو گی تو سلامت رہو گی۔! ورنہ ایک ایک پرزہ کاٹ کر پھینک دوں گا !۔

سیاہ آنکھوں میں گھلتی سرخی،دانت پر دانت جمائے وہ سرد لہجے میں اسے اچھے طریقے سے وارن کرتا اسکی کلائی کو ایک جھٹکے سے چھوڑ گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایمی ناگواری سے سر جھٹکتے اٹھ بیٹھی۔ مگر جیسے ہی اپنے وجود پر نظر گئی۔اسکی آنکھوں میں حیرت ابھری۔

"یُو باسٹرڈ۔کیا کیا ہے تم نے میرے ساتھ!؟"""

اپنے وجود سے اپنا کوٹ غائب دیکھ وہ غرا کر دہاڑتی اسکے گریباں کو دبوچ گئی۔

اس اچانک ہوئے حملے پر ایک پل کو تو انیل چونکا تھا۔

حیرت سے اسنے ایمی کو دیکھا اور پھر اسکی بات کا مطلب سمجھ آتے ہی اعصاب خود ہی ڈھیلے پڑے تھے۔

"کیا مطلب۔؟کیا کر سکتا ہوں میں۔؟؟؟اگر کچھ کیا ہوتا تو یہ لباس بھی موجود ناں ہوتا تمہارے وجود پر۔!

نہایت بے باکی سے کہتا وہ اسکی بات کا سراسر مذاق اڑاتے اسکے دونوں ہاتھ جھٹکے سے خود سے دور کر گیا۔

ایمی کو اپنے سر میں شدید درد کا احساس ہو رہا تھا وجود درد سے ٹوٹتا محسوس ہونے لگا۔

"نہایت ہی کوئی بے ہودہ انسان ہو تم۔!"

اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھامے وہ تلملا کر بولی اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے گرد لپیٹ گئی۔

انیل نے ایک نگاہ اس پر ڈالی۔جو خود میں سمٹی ہوئی سی کافی معصوم اور سہمی لگ رہی تھی۔

سرد سانس فضا کے سپرد کرتے انیل نے اپنا شرٹ اتارتے اسکی جانب بڑھائی۔

"یہ پہن لو۔ٹھنڈ بڑھ رہی ہے۔پہلے ہی تمہیں فیور ہونے والا ہے اگر سردی لگ گئی تو میرے لئے ہی مشکل ہو جائے گا۔"""

وہ کافی بیزاری سے بولا تھا۔ جس پر ایمی نے اسے گھور کر دیکھتے اگنور کر دیا۔

"میں نہیں ہوتی بیمار۔ ہو بھی جاؤں تمہیں کس بات کی فکر۔ اوقات میں رہو اپنی۔" نہایت اکڑ سے کہتی سر سے اسے نظر انداز کر گئی۔

انیل نے غصے سے جبڑے بھینچے۔ اگر کوئی اور وقت ہوتا تو وہ دو منٹ میں اسکے ہوش ٹھکانے لگا دیتا۔

"بی بی جن کیڑوں نے تمہیں کاٹا ہے وہ معمولی کیڑے نہیں تھے وہ زہریلے جنگلی کیڑے تھے۔ جن کے کاٹنے کے بعد انسان کچھ گھنٹے بے ہوشی میں گزارنے کے بعد بخار میں مبتلا ہو سکتا ہے۔"!!

پہنو یہ کوٹ۔ یہ تمہارا یورپ نہیں۔ پاکستان ہے۔ اگر کسی دوسرے نے تمہیں ایسے کپڑوں میں دیکھا تو سوال بعد میں پوچھے گا پہلے سو باتیں سنائے گا۔!"

دو ٹوک انداز میں کہتے اسنے اپنے وجود سے اپنا کوٹ اتارتے ایمی کو دیا۔

جسے وہ مجبوراً تھام گئی۔

"سنو مجھے بھوک لگی ہے۔!" اسے باہر نکلتا دیکھ ایمی نے منہ پھلائے کہا۔

جس پر وہ انہی قدموں سے مڑا۔ حیرت سے ماتھے پر بل ڈالے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

"جیسے کہہ رہا ہو کہ میں کیا کروں؟؟؟""

"محترمہ یہ جگہ جہاں آپ آرام فرما رہی ہیں اسے بنانے میں مجھے چار گھنٹوں سے زیادہ وقت لگا ہے۔ میں آپ کا ملازم نہیں ہوں۔ جو حکم صادر کریں گی اور میں وہ پورا کر دوں گا۔!

سر جھٹکتے وہ اس پر طنز کرنے لگا۔اب کی بار ایمی نے اپنی موٹی موٹی آنکھیں گھمائے اس جگہ کا جائزہ لیا جہاں وہ لیٹی ہوئی تھی۔وہ واقعی میں کسی ٹینٹ جیسی تھی۔

"تو تم ہی مجھے گن پوائنٹ پر لائے ہو اب بھگتو بھی ۔!

گردن اکڑا کر کہتی وہ سرخ ہو رہے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے رگڑنے لگی۔

اسکی حرکت کچھ عجیب سی لگی تھی۔"یہ کیا کر رہی ہو۔!"

انیل انہی قدموں سے مڑا، بھاگتے ہوئے اسکے قریب پہنچتے اسکے دونوں ہاتھوں کو تھاما۔

"مجھے اچینگ ہو رہی ہے، گردن پر اور فیس پر بھی۔تم ہاتھ چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے۔!"

وہ آنکھوں میں پانی لیے عجلت میں بول رہی تھی۔انیل نے اب اسکے چہرے کو قریب سے بغور دیکھا تھا۔

چاند کی تیز روشنی میں اسکے چہرے پر پڑتے سرخ نشان دیکھ وہ ایک دم سے چونکا تھا۔

"اور کہاں ہو رہی ہے اچینگ۔!"انیل نے تیزی سے اسکے وجود سے اپنا کوٹ اتارنا شروع کر دیا تھا۔

ایمی کا سرخ پڑتا چہرہ، چہرے پر درد اور تکلیف کے رنگ اسے بے چین کر رہے تھے ایسے جیسے اسے اس لڑکی کی تکلیف خود میں اترتی محسوس ہو رہی تھی۔

"ایمی ڈونٹ وری سب ٹھیک ہو جائے گا۔اٹھو۔!"اسے دلاسہ دیتے انیل نے اسے اٹھنے کا کہا۔

جس پر وہ روتی ہوئی بمشکل سے اٹھی تھی۔

مگر اسکے لڑکھڑاتے قدموں پر انیل نے ایکدم سے اسے کسی کانچ کی گڑیا کی طرح بانہوں میں بھرا۔

اور تیزی سے باہر کی جانب بڑھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"فائل لائی ہیں آپ۔؟" دونوں بازوؤں کے کف فولڈ کرتا وہ چہرے پر سنجیدگی سمیٹے سیٹنگ ایریا کی جانب آیا تھا۔

جہاں صوفے پر براجمان زونی لیپ ٹاپ پر سرچنگ میں مصروف تھی۔
تبریز کی آواز پر وہ چونک کر ایکدم سے اٹھنے لگی مگر اسے ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کا کہہ وہ خود بھی ون سیٹر صوفے پر اپنی پوری وجاہت سمیت بیٹھتے ٹانگ پر ٹانگ جما گیا۔

"یس سر یہ رہی فائل۔اس میں مسٹر کانگو جیم کی اب تک کی تمام ڈیلز کی ڈیٹیلز موجود ہے۔جن میں سے وہ شاید ہی کسی ڈیل میں ہارے ہوں سو میں سے ناوے فیصد ڈیلز میں اب تک فتح ان کے نام رہی ہے اور""!

زونی مسٹر کانگو جیم جو کہ اس ہفتے میں ہونے والے بڑے کانٹریکٹ میں تبریز کے ارائیول تھے۔ان کی ساری ڈیٹیلز سے اسے آگاہ کرتے ایک دم سے خاموش ہوئی۔

تو تبریز کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں حیرت سمٹ آئی۔"اور کیا مس زونی۔؟ کمپلیٹ کریں بات ۔!"

بظائر فائل کی جانب دیکھتے اسنے اپنے آفس کی سب سے بہترین امپلائے سے استفسار کیا۔

"اور سر مسٹر کانگو جیم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ سنڈے کو ہونے والی کانٹریکٹ ڈیل کی لڑائی میں وہ آپ کو سب سے پہلے اس ڈیل سے آؤٹ کریں گے۔۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

زونی کافی گھبراہٹ سے اسے بتا رہی تھی۔ تبریز جو کافی سنجیدگی سے اسکی بات سن رہا تھا ایک دم سے اسکے چہرے پر گہری مسکراہٹ چھائی۔

سر جھٹکتے وہ بے ساختہ امڈتی ہنسی پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔ زونی چور نگاہوں سے اپنے باس کو دیکھ رہی تھی جس کا اتنی سیریس بات پر ہنسنا اسے حیرت میں مبتلا کر رہا تھا۔

"ڈونٹ وری اس بار مسٹر کانگو جیم کا یہ وہم نکال دیں گے ہم۔ ان کا پالا تبریز شیرازی سے پہلی بار پڑ رہا ہے اور میری پوری کوشش ہو گی کہ وہ ہم سے ناامید مت ہوں۔!

گہرے ٹھہرے ہوئے سے لہجے میں کہتے وہ زونی کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔
"ڈنر کیا آپ نے۔!" وہ اب فائل میں موجود دیگر پوائنٹس پر غور کرتے پوچھ رہا تھا۔

زونی نے سر اثبات میں ہلا دیا۔ جس کے بعد وہ دونوں پھر سے اپنے کام میں مگن ہوئے۔
کافی دیر سے کمرے میں ٹہلنے کے باوجود بھی اسکا ذہن تبریز اور اسکی امپلائے میں اٹکا رہا۔ بے حد کوشش کرنے کے باوجود بھی وہ اس منظر کو ذہن سے نکال نہیں پا رہی تھی۔

جب تبریز اسے اگنور کر کے زونی کے ساتھ گیا تھا۔
ماہا نے بے چینی سے ایک نگاہ پورے روم پر دوڑائی۔ جہازی سائز بڑے سے بیڈ کے دونوں اطراف میں بڑے بڑے گلدان پڑے تھے۔ ایک طرف ایک شیشے کا میز جس پر ایش ٹرے پڑی ہوئی تھی۔ ماہا کی آنکھوں میں الجھن بڑھی۔

دھیمے قدموں سے چلتے وہ جیسے ہی ٹیبل کے پاس پہنچی۔ایش ٹرے میں پڑے لاتعداد سگریٹوں کے ٹکڑے دیکھ ایک پل کو اسنے بے اختیار منہ پر ہاتھ رکھے۔

خوف کی زیادتی سے آنکھیں پھیلائے اسنے سر نفی میں ہلایا۔

اسے اچھے سے یاد تھا۔شادی سے پہلے ایک بار ماہانے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا جس کے بعد سے لے کر اب تک تبریز نے سگریٹوں سے دوری بنائے رکھی تھی۔

مگر آج پھر سے اس بات کا ادراک ہوا تھا کہ تبریز پھر سے سگریٹ نوشی کرنے لگا تھا۔

ماہانے تیزی سے اپنی آنکھوں کو رگڑتے آنسوؤں پر بندھ باندھا۔

گلابی لبوں پر زبان پھیرتے وہ گہرے سانس بھرنے لگی۔

بھوک کا احساس بھی شدت سے ہو رہا تھا مگر تبریز سے خود جاکر کہنا اسکے مشکل ترین امر تھا۔

جبھی وہ بیڈ کے قریب نیچے بیٹھ گئی،دونوں گھٹنوں کے گرد ہاتھ لپیٹتے وہ اپنی زندگی کے گزرے ان ایام کو سوچ رہی تھی۔

جن میں اسکی زندگی بلکل بدل کر رہ گئی تھی۔

ممتا کا احساس اسکے وجود سے روٹھ گیا تھا۔

اسکا شوہر اسکی محبت اس سے بری طرح سے روٹھ گئی تھی جسے منانے کی جس سے معافی مانگنے کی کوئی ترکیب اس وقت ماہا کے ذہن میں نہیں آپا رہی تھی۔

""شاید میں اللہ کی ناپسند بندی ہوں۔اسی لئے تو وہ مجھ سے روٹھ کر ہر خوشی چھین رہا ہے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آنکھیں موندے اسنے پیچھے بیڈ سے سر ٹکائے اپنے آپ کو اس بات کا احساس دلایا۔اور پھر گہرے سانس بھرتے آنکھیں موند لیں۔

"اوکے۔آج کے لئے آئی تھنک اتنی پریپریشن کافی ہے۔باقی صبح آفس میں ڈسکس کریں گے۔!"
تقریباً دو گھنٹے کی لگاتار محنت اور کوشش کے بعد وہ بالآخر اپنے پراجیکٹ کو فائنل لک دے چکے تھے۔

جس میں کچھ خصوصی پوائنٹس کے متعلق سارا ڈیٹا ایک فائل میں سیو کر کے باقی سارے مین پوائنٹس کو ہیڈ لائٹ کر دیا گیا تھا۔

"اوکے شیور سر۔!لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کرتے ہوئے زونی نے مختصر کہا اور آہستگی سے سارا سامان سمیٹنے لگی۔
ڈرائیور آپ کو چھوڑ دے گا مس زونی۔لیپ ٹاپ یہیں رہنے دیں باقی کا کام میں دیکھ لوں گا۔!"

ہونٹوں کے بیچ دبائے سگریٹ کو لائٹر کی مدد سے جلاتے اسنے لیپ ٹاپ کی بابت کہا۔
زونی نے چونک کر اپنے باس۔کو دیکھا۔

شاید وہ پہلی بار اسے سموکنگ کرتا دیکھ رہی تھی۔
یہ اس کیلیے حیران کن اور کچھ عجیب بھی تھا۔
"گڈ نائٹ سر۔!"وہ بنا کچھ مزید پوچھے اسے گڈ نائٹ وش کرتے باہر کی جانب نکلی۔

تبریز اپنے بھاری قدموں سمیت اٹھا۔باہر تک جاتے وہ گاڑی کے گیٹ سے نکلنے تک گاڑی کو دیکھتا رہا اور پھر سے واپس آیا۔
اب کی بار وہ لیپ ٹاپ گود میں رکھے اپنے کام میں مصروف ہو چکا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکی گہری آنکھوں میں سنجید گی سمٹ آئی تھی۔اسکے ہاتھ تیزی سے کی بورڈ پر گردش کر رہے تھے۔"!

رات کے دو بجے اسکی آنکھ کھٹکے کی آواز پر کھلی۔!لیپ ٹاپ اسکی گود میں تھا۔

اور وہ اسی پوزیشن میں شاید کام کرتے کرتے سو چکا تھا۔

لیپ ٹاپ گود سے اٹھاتے اسے میز پر رکھا۔آنکھیں چھوٹی کیے گردن اطراف میں دوڑائی مگر آس پاس کوئی نہیں تھا۔

جبھی وہ ایکدم سے اٹھا۔سیٹنگ ایریا سے باہر نکلتے اس نے اسنے ایک نگاہ پورے گھر پر دوڑائی مگر آواز کچن ایریا کی جانب سے آرہی تھی۔

آنکھیں مسلتے تبریز اب تیز تیز قدم اٹھاتا سیڑھیاں عبور کرتے اوپر کی جانب بڑھا۔کچن کے دروازے پر رکتے اسنے ایک نگاہ اندر ڈالی۔

جہاں اندھیرے میں ایک سایہ سا نظر آرہا تھا۔اس وقت اسکے ذہن سے ماہا بلکل نکل چکی تھی۔اسے لگا شاید کوئی چور ہے۔

جبھی دبے قدموں سے اندر جاتے اسنے کچن سے ایک برتن اٹھایا اور پیچھے سے جھپٹتے ماہا کو دبوچا۔!

""" ہلنے کی کوشش بھی مت کرنا۔تمہیں کیا لگا تھا کہ تم یوں آرام سے میرے گھر سے چوری کر کے نکل جاؤ گے۔؟"۔

غصیلے لہجے میں دانت پیستے ہوئے وہ اسکی گردن سے دبوچتے دہاڑا۔

ماہا جو دیر رات بھوک کے سبب نیند ٹوٹنے پر کچھ کھانے کا سوچتے کچن میں آئی تھی۔لائٹ اور کچھ بھی ناں ملنے کے سبب وہ اندھیرے میں ہی شیلف ٹٹولتے آگے بڑھی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"""تت تبریز ممیں ہوں۔!"خشک پڑتے حلق کے ساتھ وہ آنکھیں پھیلائے بمشکل سے بولی تھی۔

ماہا کی پھنسی پھنسی آواز سنتے ہی تبریز شاکڈ سا آنکھیں پھیلائے اس سے دور ہوا۔

تیزی سے مڑتے سب سے پہلے لائٹس آن کی۔

سفید تیز روشنی کے چاروں اطراف پھیلتے ہی اسکی نگاہ اس نازک وجود پر ٹھہری۔

جو اسکے خوف سے تھر تھر کانپتی سر جھکائے شرمندہ سی کھڑی تھی۔

تبریز نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں سختی سے بھینچے اسے سر تا پیر گھورا اور ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اسکا بازو سختی سے گرفت میں جکڑتے اسے اپنی طرف کھینچا۔

جس پر وہ بیلنس کھوتے زوردار طریقے سے اسکے سینے سے لگی۔

جسم میں بے ساختہ درد اٹھنے لگا۔ماہا کے منہ سے کراہ نکلتے ہی تبریز نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔جو پیٹ کے نچلے حصے پر ہاتھ رکھے درد سے کراہی تھی۔

"کیا ہوا ہے۔؟"

ایک دم سے اسکا لہجہ بدلا۔

بے چینی سے اسکے جھکے سر کو دیکھتے وہ سوال پوچھنے لگا۔

جس پر ماہا نے اپنی آنسوں سے بھیگی پلکیں مضبوطی سے بند کرتے دونوں ہونٹ دانتوں تلے دبائے اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹا۔

"سنا نہیں میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے۔!وہ اب کی بار سرد لہجے میں بولا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"""کچھ بھی نہیں ہوا۔!" ماہا کو اسکے لہجے اس کی لاتعلقی پر خود پر جی بھر کر رونا آرہا تھا، کیسے اس کا سخت لہجہ برداشت کر لیتی جس نے سوائے نرمی کے کچھ دیا ہی ناں ہو۔!

"تمہاری عادت ہو چکی ہے مس ماہا شیرازی۔! پہلے اچھا بن کر سچ چھپانے کی اور پھر آخر میں ایک دم سے مجھے سٹرانگ جھٹکا دے کر بری طرح سے توڑنے کی کوشش کر کے۔ بتاؤ اس بار کیا سوچا ہے ہممممم۔!"

"اس کے اوپر جھکے وہ کان کے قریب ہوتے تیز لہجے میں چبا چبا کر بولتا ماہا کو بری طرح سے گھائل کر گیا۔
ماہا نے درد کی شدّت اور رونے سے سرخ ہوتے نین کٹوروں سمیت اس ستم گر کو دیکھا۔ جس کے لہجے نے کیا جس کے الفاظ نے اسکے منہ پر گہرہ طمانچہ مارا تھا۔

سرخ پڑ رہے چہرے سمیت وہ آنکھوں کے سامنے ایک دم سے دھند چھا جانے پر بری طرح سے چکراتے سر سے لڑکھڑائی۔
جس پر تبریز نے تیزی سے اسے بانہوں میں بھرا۔ اور بنا اسے دیکھے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے واپس سے کمرے کی سمت گیا۔
✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ایمی کی حالت بگڑتی جارہی تھی، اسکی سسکیاں انیل کو عجیب الجھن میں ڈال رہی تھیں۔
جزیرے کے آس پاس تک پانی کا کوئی نام و نشان تک نہیں تھا، اوپر سے وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ یہ الرجی کس شے سے ہوئی ہو گی۔

کافی دیر تک وہ اندھیرے میں چاند کی روشنی سے چلتا جارہا تھا۔ آگے پھر سے جھاڑیوں سے اٹا سنسان راستہ تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر دور اسی سمت ڈھلوان پر کچھ روشنیاں سی جل رہی تھیں۔ جس وجہ سے وہ بنا ہمت ہارے آگے بڑھنے لگا۔

دن بھر کام کرنے اور بھوک اور پیاس کے سبب تھکن سے اسکا برا حال تھا۔اوپر سے ڈھلتی رات کے ساتھ سردی مسلسل بڑھ رہی تھی۔

نیم واہونٹوں سے نکلتی بھاپ سردی کا تاثر دے رہی تھی۔ایمی نے سوجھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

جس کے وجود سے چپٹی سفید شرٹ سردی کی شدت کو روکنے کے لیے بہت کم محسوس ہو رہی تھی۔

دھند کی چادر چاروں سوں پھیل چکی تھی۔ایسے میں انیل کا پہلا قدم جیسے ہی ان خاردار جھاڑیوں میں پڑا۔کسی نوکیلے کانٹے نے اسکے داہنے گال پر نشان چھوڑ دیا۔

درد کے سبب وہ ایک دم سے کراہا۔

جس پر ایمی نے پٹ سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔سفید چہرے پر خون کی لکیر وہ دیکھ سکتی تھی۔

"منہ ڈھانپو ایمی۔!"انیل کی سخت آواز پر ایمی نے دونوں کہنیاں چہرے پر ٹکائے منہ اسکے سینے میں دیا۔

ایک پل کو انیل کے قدم تھمے مگر پھر وہ بنا رکے اس رستے کو کاٹتا آگے بڑھتا چلا گیا۔

جھاڑیوں کی دوسری جانب ایک چھوٹی سی جھیل تھی۔

جھیل کے نیلے پانی پر چمکتے چاند کی روشنی کافی خوبصورت دکھ رہی تھی۔انیل نے تشکر سے آسمان کی طرف سر اُٹھایا اور پھر آنکھیں موندلیں۔

ایک منٹ رک۔کر سانس بھرتے وہ اس جھیل کے کنارے پر پہنچا۔

"منہ دھولو اپنا اور ہاتھ بھی جلدی سے۔!اسے کنارے پر اتارتے انیل نے جلدی سے کہتے اپنی شرٹ کے کف فولڈ کرنا شروع کر دیے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بھیگی سرخ ہو رہی آنکھوں سے اسے دیکھتے ایمی بمشکل سے جھکی۔

اپنے چہرے پر پانی کی چھینٹیں ماری۔ مگر پانی اس قدر ٹھنڈا تھا کہ وہ چیخ کر دور ہوئی۔

"اہہہ یہ بہت ٹھنڈا ہے۔!"

چہرے سے ٹپ ٹپ گرتے پانی کے قطروں اور ٹھنڈ سے بجتے دانتوں سمیت وہ معصومیت سے بولتی انیل کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔ جو کف فولڈ کرنے کے بعد ایک دم سے اسکے قریب ہوا۔

ایمی غیر محسوس طریقے سے پیچھے ہوئی تھی۔ انیل نے ناگواری سے اسکی حرکت پر سر جھٹکا اور کہنی سے بازو دبوچے اسے قریب کیا۔

"محترمہ یہ آپ کا یورپ نہیں۔ یہ پاکستان ہے یہاں آپ کی ضرورت کے مطابق پانی گرم نہیں ہو سکتا ہاں البتہ اگر آپ کو اس اپچنگ سے جان چھڑانی ہے تو جلدی سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھولیں۔!"

اپنی سرد سانسیں اسکے چہرے پر پھونکتے وہ ایکدم سے پیچھے ہوا۔

ایمی پھر سے جھکی اور اب کی بار کافی ہمت سے اپنے دونوں بازوؤں کہنیوں تک پیچھے کیے۔ انیل نے پیچھے سے اسے پکڑا تو وہ چونکی۔

مگر بنا کچھ کہے اسنے کوٹ اتارا اور اپنے ہاتھوں میں لیتے پیچھے کو رخ موڑے کھڑا ہو گیا۔

اب ایمی پر سکون ہوئی اور اپنے شولڈرز تک دونوں بازوؤں پر پانی اچھے سے ڈالا۔

سردی کا احساس تو تھا مگر اس بار اسنے خود پر اسے حاوی نہیں ہونے دیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

چہرہ اور گردن دھونے کے بعد اسنے پاؤں پانی میں رکھا۔ جس پر ایک دم سے پاؤں کے نیچے مٹی محسوس کرتے وہ چیخی۔

اور بیلنس کھوتے پانی میں منہ کے بل گری۔

آواز پر انیل ایک دم سے مڑا۔

تو ایمی کو پانی میں گرا دیکھ دانت پیستے کوٹ کنارے پر پھینکتا اسکے پیچھے ہی وہ بھی پانی میں کودا۔

"کیا کر رہی ہو لڑکی۔ تم تو بڑی بہادر بنتی تھی۔ نکل گئی ساری ہوا۔! اسے بازو سے پکڑتے انیل نے غصے سے چلاتے ہوئے استفسار کیا۔

تو ایمی جو پہلے ہی خوفزدہ سی کانپ رہی تھی۔ دونوں ہاتھ اسکے کندھوں پر پھیلائے وہ گہرے سانس بھرنے لگی۔

انیل نے خود کے اگنور ہونے پر اسے گھور کر دیکھا اور پھر تیزی سے اسکا ہاتھ کاندھے سے جھٹک دیا۔

مگر تبھی بہت سی تیز روشنیوں نے ان دونوں کو احاطے میں لیا۔۔ ایمی اور انیل ایک دم سے چونک سے ہوئے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔

جہاں کافی زیادہ لوگ کھڑے تھے۔ ایمی نے کانپتے ہونٹوں کو میچا اب نا جانے کیا ہونے والا تھا۔

Episode 42 Part 1

"کمرے میں بڑھتی شدید ٹھنڈ کے سبب اسکی آنکھ ایک دم سے کھلی۔ مندی مندی آنکھیں کھولے عمایہ نے سامنے دیکھا۔ جہاں کھڑکی کے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے۔ اوس تیزی سے ہوتے کمرے میں پھیل رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اونگ روکتے وہ ایکدم سے اٹھی، سیاہ ریشمی بال دونوں کندھوں پر ڈھلک کر چہرے پر سایہ فگن ہوئے تھے۔
عمایہ نے غائب دماغی سے فرش کو دیکھا۔جو ابھی تک بکھرا ہوا تھا۔ایک دم سے جیسے گزری شب اسکی آنکھوں کے سامنے لہرائی۔
ایک ایک پل لائبریری میں عائش کے ساتھ سونا اور اس وقت وہ دوبارہ روم میں ؟؟؟ مگر کیسے۔؟ الجھن سے اپنے دونوں ہاتھوں کے ناخنوں سے سر کھرچا اور پھر عائش کا خیال آتے ہی وہ سمجھ گئی کہ وہی اسے چھوڑ کر گیا ہوگا۔
منہ پھلائے وہ اٹھنے لگی جب ٹیبل پر پڑے ایک نوٹ نے اسکی توجہ کھینچی۔"مجھے جلدی نکلنا تھا اس لئے یہ نوٹ چھوڑ رہا ہوں۔روم اچھے سے صاف کر دینا اور ہاں اس بار بھاگنے کی کوشش کی تو آتے وقت ٹانگیں توڑ کر لاؤں گا۔!
کھلم کھلا دھمکی آمیز لہجہ تھا، عمایہ کا چہرہ سرخ پڑ گیا بس نہیں تھا کہ وہ عائش کو کچا چبا جاتی۔بے دلی سے بیڈ سے اترتے وہ سب سے پہلے شاور لینے کا سوچتے کبرڈ کی جانب بڑھی۔اسکے کپڑے اور سارا سامان کل رات ہی کمرے میں شفٹ کروا دیا تھا عائش نے۔
اسی لئے اب وہ ایک لوز سکرٹ اور پاجامہ لیے شاور کی غرض سے واشروم میں گھسی۔ گرم پانی سے اچھے سے شاور لینے کے وہ کافی پر سکون ہو چکی تھی۔وہ باہر نکلی تو دروازے پر دستک ہوئی۔
ماتھے پر بل ڈالے اپنے ٹاور ایک طرف رکھا۔اور احتیاط سے کانچ کے ٹکڑوں سے بچ کر قدم سنبھل کر اٹھاتے وہ دروازے تک پہنچی۔
"السلام علیکم ممانی۔! دروازے پر روز تھی۔جسے دیکھ کر عمایہ نے خوش اسلوبی سے سلام کیا۔
روز جو اسے باہر آنے کا کہنے آئی تھی۔اسکے بھیگے بالوں کو دیکھ کر چونکی۔دن کے بارہ بج چکے تھے۔اور ایسے میں اسے اندازہ نہیں تھا کہ عمایہ اب تک سو رہی ہوگی۔
"تم ابھی تک سو رہی تھی۔؟" سلام کا جواب دیے بغیر وہ بنا حیرت چھپائے پوچھنے لگی۔
تو عمایہ نے چونک کر انہیں دیکھا۔جی مطلب ممانی کیا ہوا۔؟ وہ سچ میں حیران ہوئی تھی۔

دن کے بارہ بج چکے ہیں عمایہ اور ہمارے گھر میں اتنی دیر تک سونے کی عادت کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔اور کمرے کی حالت۔!!! آنکھیں پھاڑے پورے روم کو گھورتے وہ ناراضگی سے گویا ہوئی تو عمایہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

میرا بیٹا صفائی پسند ہے مانا کہ تمہاری مرضی نہیں تھی مگر شادی تو ہو ہی گئی ناں۔ کم از کم شوہر کا خیال ہی کر لو۔ صبح بھی میرا بچہ بھوکا گیا ہے کام پر۔ یہ نہیں کہ اسکے لیے کچھ کھانے کو لے جاؤ یہاں تم سوئی پڑی ہو۔! "

کیا یہ غصہ کم تھا روز کو کہ اس کی مرضی کے خلاف جا کر اسکے بیٹے اور شوہر نے اسے بیاہ کر لایا تھا اوپر سے پہلے ہی دن عمایہ کی لاپرواہی اسے ایک آنکھ ناں بھائی تھی۔

ساس کے طور پر وہ اپنی جگہ ٹھیک تھیں مگر عمایہ کیلئے یہ رشتہ ممانی کا طرزِ تخاطب سب کچھ بدل گیا تھا۔

وہ ممانی جو اسے بیٹی کے سوا بلاتی تک ناں تھی۔

اب کیسے اسے سخت لہجے میں سنا رہی تھی۔

ایک دم سے اسکی آنکھوں میں نمی سی بھر گئی،دس منٹ میں کمرہ سمیٹ کر نیچے آؤ۔عائش کی کال تھی وہ کھانے کا ویٹ کر رہا ہے۔میرا بچہ صبح سے بھوکا ہے۔"!

متفکر سے لہجے میں بڑبڑاتی وہ نیچے چلی گئی۔

جبکہ عمایہ نے غصے سے دروازہ زور سے بند کرتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

شادی کے پہلے دن ہی اسے احساس ہو گیا تھا کہ ماں باپ کا گھر ماں باپ کا گھر ہوتا ہے۔شادی کے بعد آپ کے سگے رشتے بھی بدل جاتے ہیں۔کوئی اپنا نہیں رہتا بس ایک ہی رشتہ بچتا ہے ساس اور بہو کا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

جو کچھ لینا ہے جلدی لے آؤ میں یہیں ویٹ کرتا ہوں۔! ریسٹ واچ پر وقت دیکھتے ابیر نے مختصر مگر گھمبیر لہجے میں کہا۔عنایہ آگے بڑھی مگر اسی تیزی سے اسے تھامے ابیر نے اپنی جانب کھینچا۔

عنایہ غصے سے لال پیلی ہوئی مگر اس سے پہلے کچھ بولتی۔اسکی نگاہ پاس سے گزرتے لڑکوں کے جھنڈ پر پڑی۔

اگر ابیر اسے تھامتا ناں تو یقیناً وہ ان میں سے کسی کے ساتھ ضرور ٹکراتی۔

آنکھیں اور دماغ کھول کر چلیں مسز۔میری کسی بھی چیز کو کوئی غیر چھوئے مجھے قطعاً برداشت نہیں اور تم تو سر تا پیر صرف ابیر علوی کی ملکیت ہو۔!

انگلی اور انگوٹھے کے بیچ اپنے سینے سے لگی اس نازک گڑیا کی تھوڑی کو جکڑتے وہ مخمور لہجے میں سر گوشی کے سے انداز میں بولا مگر اسکے لفظوں سے جھلکتا جنون عنایہ کو تھوک نگلنے پر مجبور کر گیا۔

کندھے اچکاتے وہ جھپٹ پر تھوڑی اسکی قید سے آزاد کراتے دبک کر پیچھے ہوئی۔

اب کی بار بنا مڑے وہ تیزی سے شاپ میں داخل ہوئی تھی۔

ابیر نے ایک نگاہ اسکی پشت پر ڈالی اور پھر اپنے موبائل پر مصروف ہو گیا۔

""آبی تم یہاں۔؟"اچانک اپنے قریب نسوانی آواز پر اسنے گردن موڑ کر شہد رنگ آنکھوں میں سنجید گی سمیٹے پیچھے دیکھا۔

جویریہ۔!"ابیر پر جوش سے لہجے میں بولا اچانک اسے دیکھ کر وہ حیرت زدہ بھی تھا مگر خوشی زیادہ ہوئی تھی۔

جویریہ مسکراتی ہوئی پر جوش سی آگے بڑھی۔ابیر کے کچھ بھی کہنے سے پہلے ہی وہ اسکے گلے ملی۔تو ابیر نے آنکھیں پھیلائے سامنے دیکھا۔

مگر عنایہ کو ناں پاتے شکر کا سانس خارج کرتے جلدی سے جویریہ کو دور کیا۔

"کیسے ہو تم۔کہاں تھے اتنے لمبے عرصے سے۔؟"جویریہ نے ایک ساتھ سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔جس پر ابیر نے پیشانی مسلی۔

ری لیکس رہو لڑکی۔میں یہی ہوں پاکستان میں۔تم یہ بتاؤ تم کہاں غائب تھی۔!"اب کی بار ابیر نے سینے پر ہاتھ باندھے اس سے سوال پوچھا۔

جو مسکرائی تھی۔

مجھے ماما کے پاس پیرس جانا پڑا۔اور اب بھی صرف کچھ ڈیز کا اسٹے ہے۔تم تو پہلے سے بھی کافی ہاٹ ہو گئے ہو۔لگتا ہے مارنے کا ارادہ رکھتے ہو سب کو۔!""

اسکے پیٹ میں ٹھوکا مارتے وہ شرارت سے بولی۔

تو ابیر نے سر نفی میں جھٹکا۔اب ایسی بھی کوئی بات نہیں۔وہ کہنا چاہتا تھا کہ جسے مرنا چاہیے وہ تو پلٹ کر دیکھتی نہیں باقی سب کا کیا اچار ڈالوں مگر پھر وہ دل کی بات دل ہی میں دبا گیا۔

یہاں کیسے آنا ہوا تمہارا۔!جینز کی پاکٹ میں ہاتھ پھنسائے وہ حیرت و تجسس سے پوچھنے لگا۔

یہ سوال تو مجھے تم سے پوچھنا چاہیے کہ تم یہاں کیسے۔؟وہ بھی لیڈیز شاپش کے سامنے۔؟

ایک ابرو اچکاتے وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگی تو ابیر مسکرایا۔جویریہ اسکی سکول فرینڈ تھی کالج سے یونی تک وہ ایک ساتھ رہے تھے۔

سٹڈی میں کافی ذہین ہونے کے سبب ابیر اور وہ کافی حد تک دوست تھے۔

وہ اکثر ابیر کے گھر بھی جاتی تھی۔مگر کچھ عرصے سے وہ اچانک غائب ہوگئی تھی۔

اب اسکا یوں سامنے آنا ابیر کیلئے خوش کن سرپرائز تھا۔

ایک سیکنڈ۔!جویریہ کا فون رنگ ہو رہا تھا جبھی وہ اس سے ایکسکیوز کرتے ایک طرف گئی۔

السلام علیکم۔!اسنے جیسے ہی سلام کیا دوسری طرف سے ملنے والی خبر پر وہ کافی گھبرا گئی۔

تم لوگ ابھی فون کر رہے ہو مجھے۔کیا ہوا ہے ماں کو۔!"کون سے ہاسپٹل ؟میں آرہی ہوں ویٹ۔!"

وہ گھبراتی ہوئی کال کاٹ گئی۔ابیر دور سے اسکی آواز تو نہیں سن پایا تھا مگر اسکے تاثرات دیکھ کر اتنا اندازہ ضرور ہو گیا تھا کہ وہ کافی متفکر ہے۔

کیا ہوا جویریہ تم پریشان دکھ رہی ہو۔؟"قریب آتے ہی ابیر نے فکرمندی سے استفسار کیا۔

بس کچھ نہیں ایک ضروری کام آن پڑا ہے اپنا نمبر دے دو فری ہو کر بات کروں گی۔!وہ عجلت میں بولی ابیر نے بھی مزید پوچھنا مناسب نہیں سمجھا۔اور اپنا نمبر اسے دیا۔

ٹھیک ہے پھر ملاقات ہوگی۔وہ مسکرا کر اسے ہگ کرتی لفٹ کی جانب بڑھی۔

وہیں شاپ سے ڈھیروں شاپنگ بیگز تھامے باہر نکلتی،عنایہ کی بھوری آنکھیں اس منظر کو دیکھ کر حد درجہ پھیلی۔ بیگز اسکے ہاتھ سے نیچے گر گئے تھے۔

ابیر جو گہری سانس بھرتے مڑا تھا۔شاپ کے باہر کنگ سی کیفیت میں کھڑی عنایہ کو دیکھ وہ سچ میں پچھتایا۔اوہ نو ۔!"بے ساختہ اسکی زبان سے یہ کلمات ادا ہوئے تھے۔جس پر وہ آنکھیں میچنے پر مجبور ہو گیا۔عین لسن۔!"وہ شعلہ جوالہ بنی شاپنگ بیگز وہی پھینکے ابیر کو سرے سے اگنور کرتی باہر کی طرف بھاگی۔

یار۔!ابیر نے بے بسی سے آنکھیں میچی۔بھاری قدموں سمیت آگے بڑھتے پہلے تو اسنے سارے شاپنگ بیگز اٹھائے اسکے بعد وہ اپنی روٹھی ہوئی بیوی کے پیچھے لپکا۔

وہ جہاں جہاں سے گزر رہا تھا لڑکیاں رک رک کر اسے دیکھ رہی تھیں۔

بارعب اور شاہانہ پرسنالٹی کا مالک وہ یونانی حسن رکھنے والا حسین مرد بنا ایک نگاہ کسی پر ڈالے تیز باہر کی جانب بڑھا۔

"عنایہ بات سنو یار۔! وٹس رانگ ودیُو۔؟

لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ اسکے پیچھے گیا اسے بازو سے تھامے ایک ہی جست میں اپنی جانب کھینچا۔

"دور رہو مجھ سے۔ کوئی بات نہیں کرنی مجھے تم سے۔! اسکے سینے پر دونوں ہاتھوں سے دباؤ دیتے وہ اسے پیچھے کو پش کرتے چلائی تھی۔

ابیر نے بے بسی سے آنکھیں میچی۔ گاڑی کا دروازہ کھولے سامان اندر رکھا اور پھر روٹھ کر روڈ پر بھاگتی اس سر پھری کو دیکھا۔

لپک کر اسے تھاما اور جھپٹ کر اسکے دونوں ہاتھوں کو ایک ہاتھ میں مضبوطی سے تھامے کندھے پر لادھا۔

"چھوڑو مجھے۔ یو لوزر۔ گھٹیا انسان۔ نیچے اتارو مجھے۔!" روڈ پر ہر آتا جاتا انسان انکی جانب متوجہ ہو رہا تھا۔

ابیر نے جبڑے مضبوطی سے بھینچے اور تیزی سے اسے پچھلی سیٹ پر پٹھک کر دروازہ زور سے اندر سے بند کر دیا۔

Episode 42 Part 2

سارے رستے وہ پریشان سی رہی تھی۔ یہاں آئے اسے کافی دن ہوئے تھے مگر نکاح کے بعد یہاں اسکا پہلا دن تھا ۔اور پہلے ہی دن ممانی کا ایسا رویہ اسے توڑ کر رکھ گیا تھا۔

بنا کچھ بھی کھائے پیے وہ عائش کے لئے لنچ باکس ریڈی کر کے اسکے ہوٹل کیلئے نکلی تھی،

سوچوں کی بھنور میں ڈوبی عمایہ کا دھیان بھٹکا جب گاڑی ایکدم سے رکی۔

کیا ہوا ہے ڈرائیور؟؟" عمایہ نے حیرت سے پوچھا،

"میم جی ہوٹل پہنچ آئے ہیں س ہم۔!" ڈرائیور کے بتانے پر اسنے چونک کر آگے پیچھے دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عالیشان عمارت کو دیکھ اسے زیادہ تو نہیں مگر عائش کا مارا تھپڑ ضرور یاد آیا تھا۔

دروازہ کھولتے وہ گہری سانس بھرتے باہر نکلی۔ ٹفن باکس کو مضبوطی سے ہاتھوں میں جکڑتے وہ آگے بڑھتی گئی
۔
شیشے سے بنے اس خوبصورت وال ائیر یا پر نگاہ ڈالے وہ یونہی چلتی اندر داخل ہوئی۔ ڈور کو ایک ہاتھ سے پش کرتے وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی۔

سامنے کا منظر دیکھ اسکی آنکھیں حد درجہ پھیلی، چہرے پر سپاٹ تاثرات سمیٹے وہ خود کو کمپوز کرتے آگے بڑھنے لگی
۔

عائش جو موبائل فون پر مصروف سے انداز میں بیٹھا تھا۔ سارا نے ابھی پاستے کی چمچ اسکی منہ میں زبردستی ڈالی ہی تھی۔

جب اچانک کسی کی آمد پر دونوں نے چونک کر پیچھے دیکھا۔
مگر وہاں کسٹمر کی جگہ پر عمایہ کو دیکھ عائش چونکا۔
آنکھ گھماتے اسنے اپنی اور سارا کی بے تکلفی کو نوٹس لیا تو اسے عمایہ کے چہرے کے تاثرات گھائل کن حد تک سنجیدہ لگے۔

چمچ فوراً سے ہونٹوں کی گرفت سے آزاد کی تھی۔ فون کو ٹیبل پر پٹھک کر رکھا۔ اور خود منہ کھولے وہ اپنی طرف آتی عمایہ۔ کو دیکھنے لگا۔

پنک لانگ کورٹ، سر کو پنک ہی سٹالر سے اچھی طرح سے کور کیے، پنک شوز، سفید بے تاثر چہرے سمیت وہ

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عائش کا دل زوروں سے دھڑکا گئی تھی۔

آج پہلی بار وہ اسے ایسی حلیے میں دیکھ رہا تھا ورنہ وہ زیادہ تر شلوار قمیض میں ہی رہتی تھی۔ یا پھر رشتہ بدلنے سے نگاہوں کا زاویہ اور دل دونوں بدل گئے تھے۔

سارا عائش کا چونکنا اور اسکا یوں عمایہ کی طرف دیکھنا سارا کو برا لگ رہا تھا۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ عائش پر مرمٹی تھی وہاں آنے کا مقصد اسے اچھے سے یاد تھا پھر بھی اسے عمایہ سے چڑ سی ہو چکی تھی۔

شاید اسکی ایک بڑی وجہ عائش کا اسے ریجیکٹ کر کے عمایہ کو چننا تھا۔

"عمایہ۔!"

عائش زیر لب بڑبڑایا۔

"ممانی نے کھانا بھیجا ہے۔ کھالینا۔!"

بے حد سپاٹ و سرد لہجے میں کہتی وہ ٹیبل پر لنچ باکس رکھتے انہی قدموں سے واپس مڑی تھی۔

"""عمایہ۔!" عائش نے اسے پکارا جیسے ہی وہ اسے پکڑنے کیلئے لپکا سارا نے اسکا ہاتھ دبوچا۔

جس پر وہ چونک کر مڑا۔ کاٹ دار نگاہوں سمیت اپنے ہاتھ پر موجود سارا کے ہاتھ کو دیکھا اور جھٹکے سے اسکا ہاتھ پرے جھٹکا۔

اور پھر عمایہ کو پکارتے وہ اسکے پیچھے باہر کی سمت بھاگا۔

"عمایہ عمایہ رکو تو ہوا کیا ہے۔؟ یار ایسے کیوں جا رہی ہو۔؟"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بے چینی سے اسے تھامے وہ تڑپ پر استفسار کرنے لگا۔ عمایہ سر جھکائے خاموشی سے کھڑی تھی اسکے کسی بھی سوال کا جواب تک دینا مناسب نہیں سمجھا تھا اس نے۔

ہاتھ چھوڑو میرا۔!"

پورا زور لگاتے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے وہ تھک ہار کر بولی۔

"چھوڑنے کے لئے تو ہرگز نہیں تھاما یہ ہاتھ۔!" سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتے وہ ہاتھ پر اپنی گرفت اور بھی مضبوط کر گیا تھا۔

عمایہ نے حیرت سے اسکی آنکھوں میں دیکھا جیسے کچھ پوچھنا چاہ رہی ہو مگر پھر خود ہی سر جھٹک دیا۔

ڈائیلاگ مت جھاڑیں۔ مجھے گھر جلدی جانا ہے ممانی نے کچھ کام بولا ہے تو بہتر ہو۔ گا کہ میرا ہاتھ چھوڑ دیں آپ۔!"

عائش کے الفاظ اسکا رویہ بھی عمایہ پر اثر نہیں کر رہا تھا جبھی بےزارگی سے کہتے وہ بوجھل ہوتی سانسوں سمیت بولی۔

"تم نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔؟" پاس سے گزرتے لوگ حیرت سے مڑ کر ہوٹل کے مالک کو دیکھ رہے تھے۔ جو یوں کسی لڑکی کے ساتھ بے تکلفی سے کھڑا تھا، ہاتھ چھوڑو سب دیکھ رہے ہیں۔!

عمایہ نے چڑ کر کہا۔

وہ ہر آتے جاتے بندے کے نظریں خود پر پاتے کافی پزل ہو رہی تھی۔

"تو دیکھنے دو، یہاں تو سرے عام کس کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔ ہاتھ پکڑنے پر کیا ہو گی۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کندھے اچکا کر وہ کافی بے باکی سے بولا تو عمایہ نے اپنا سرخ پڑتا چہرہ جھکا لیا۔غصے سے دانت پیستے اپنا ہاتھ کھینچا۔
جو کہ اس ڈھیٹ کی گرفت میں تھا۔
"یہ بے ہودگی اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ کرو۔میری جان چھوڑو۔! جل بھن کر وہ اسے طعنہ دیتی اپنا رخ موڑ گئی
۔

عائش چونک گیا۔سارا کا خیال آتے ہی اسنے مسکراہٹ دبائی۔
"وہ تو میں کر ہی رہا تھا مگر اب بیوی موجود ہے تو پھر گرل فرینڈ کے ساتھ ایسی بیہودگی کا مطلب۔؟"
سر جھٹک کر کہتا وہ شرارت سے بولا۔

جس پر عمایہ کو اور بھی غصہ آیا۔
"میں تمہاری کچھ بھی نہیں لگتی۔میرے ماں باپ تھوپ ہر گئے ہیں مجھے تمہارے سر پر۔تو یہ زبردستی کے رشتے
کو اپنے اوپر مسلط کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔
جاؤ یہاں سے۔!"روز کی کہی باتیں عمایہ کے دل ودماغ میں ابھی تک گردش کر رہی تھیں۔

دوٹوک انداز میں بولتی وہ دونوں ہاتھ اسکی گرفت سے آزاد کرتے گاڑی کی جانب مڑی تھی۔
عائش چونک کر اسکی پشت کو دیکھ رہا تھا اسکی کہی کوئی بھی بات عائش کو سمجھ تو نہیں آئی مگر وہ اتنا ضرور جانتا تھا کہ
ضرور کچھ ہوا ہے۔

اسی لئے لپک کر گاڑی میں بیٹھتی عمایہ کا بازو تھامے وہ اسکے ہاتھ کی انگلیاں اپنی انگلیوں میں پھنسائے بھاری
قدموں سمیت واپس پلٹا۔
عمایہ کسی کانچ کی گڑیا کی طرح اسکے ساتھ گھسیٹی جا رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس کا اختجاج کسی کام کا نہیں تھا کیونکہ مقابل اسکے اختجاج کو سرے سے نظرانداز کرتے اب اسے تھامے ہوٹل میں داخل ہوا۔

سارا کاٹ دار نگاہوں سے عمایہ کے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی جو عائش کی گرفت میں تھا۔عائش اسے تھامے اپنے اوپر موجود کئی نگاہوں کو اگنور کرتے اپنے کیبن میں داخل ہوا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مسلئہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔ ہممممم ؟؟!"" دوسری سائیڈ سے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے وہ عنایہ کے گرد دونوں ہاتھ پھیلائے سنجیدگی سے استفسار کر رہا تھا۔

عنایہ نے بھوری خون آشام نگاہوں سے اسے گھورا۔

"تم۔تم ہو میرا مسلئہ۔! کبھی ناں ختم ہونے والا مسئلہ۔!"شہادت کی انگلی اٹھائے وہ ابیر علوی کو گھورتے نڈرپن سے بولی۔

اگر مسلئہ اتنا حسین ہو تو حل کرنے کا دل جس کا چاہے گا ڈارلنگ۔!"گہری شہد رنگ آنکھوں میں خمار کی سرخی لئے اسکی انگلی اپنی انگلی سے الجھائے گھمبیر پراسرار لہجے میں بولا۔

آنکھوں میں اسکے نڈرپن پر جنون اترا تھا۔"عنایہ کاظمی وہ واحد انسان تھی۔جو پورے حق سے اس پر انگلی اٹھاتی تھی اور ابیر علوی بناجتائے ہوئے بھی اسکی انگلی کو تسلیم کرتا ہے۔وگرنہ کسی کی اتنی جرات نہیں تھی کہ وہ اس پاگل اور ضدی شخص پر انگلی اٹھانے کی کوشش تک کرتا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اہہہ تمہیں کس نے کہہ دیا کہ تم حسین ہو مسٹر۔اس چپڑی (جویریہ) نے کہا ہو گا۔!"رائٹ۔"!!

ابیر بغور اسے دیکھ رہا تھا جس کے بھورے نین کٹوروں میں جلن کا عنصر نمایاں ہو رہا تھا۔

اور سانسیں بے ہنگم ہو رہی تھی۔وہ میری دوست ہے عنایہ،بیہیو۔!"ابیر نے اسکی لینگویج پر اسے ٹوکا تو وہ پہلو بدلتے اسے گھورنے لگی۔

"دوست۔دوست ایسے چپک کر نہیں ملتی، جھوٹ بولنے کی ہر گز ضرورت نہیں تمہیں"!

وہ تڑخ کر دو بدو بولی۔

ابیر نے ابرو اچکاتے اسکے سرخ چہرے کو ملاخظہ کیا۔

"ویسے تمہیں اتنی جلن کیوں ہو رہی ہے۔؟کیا رجو (جویریہ) کا مجھے ہگ کرنا تمہیں برا لگا۔؟

وہ اب بات پلٹتا جان بوجھ کر جویریہ کے نام سے اسے چھیڑنے لگا،

اور وہ سچ میں چڑ بھی گئی،کڑے چتونوں سے اسکے حسین چہرہ کو گھورا دل تو چاہ رہا تھا کہ ناخنوں سے اسکا چہرہ نوچ دیتی مگر اسکے بعد اپنا خشر کیا ہوتا یہی سوچ اس روکے ہوئے تھی۔

"مجھے کیوں برا لگے گا میری طرف سے سو گرل فرینڈز بناؤ گلے ملو یا جو جی میں آئے کرو۔"!

بدک کر دور ہوتے وہ لاپرواہی کا مظاہرہ کرتی ابیر کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ بکھیر گئی۔

"یہ تو وقت ہی بتائے گا مسز کہ تمہیں فرق پڑتا ہے یا نہیں۔!

دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوئے وہ خود گاڑی سے نکلا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

محترمہ ڈرائیور نہیں ہوں تمہارا آگے آکر بیٹھو۔!"

مر رسے اپنی روٹھی ہوئی بیوی کو دیکھ اسنے سخت لہجے میں تحکم بھرے انداز میں کہا۔

"اپنی رجو کو بٹھانا آگے میں یہی ٹھیک ہوں۔! منہ بسور کر کہتی وہ دھڑام سے سیٹ پر لیٹ گئی۔

اسکے رویے پر تاسف سے سر نفی میں جھٹکتے ابیر نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"سر ریلیکس رہیں آپ۔اچھی خبر ہے ابھی میم کی رخصتی کا کوئی چانس نہیں۔" نشے میں چور صوفے پر آڑھے ترچھے انداز میں بیٹھے بہرام کو دیکھتے اسکے خاص آدمی نے اسے خوش خبری سنائی۔

جو پچھلے تین دنوں سے پاکستان میں تھا۔

عنایہ کو ابیر سے دور کرنے کی پلاننگ بنتے وہ اس حد تک آگے بڑھ چکا تھا کہ اب اسے عنایہ کو حاصل کرنا اپنی محبت سے زیادہ اپنی ضد لگنے لگا تھا۔

اسکے باپ نے اسے ڈھیروں کالز کی تھیں۔اسکا کاروبار سارا ٹھپ پڑا تھا اور وہ صرف ایک لڑکی کی وجہ پیچھے یہاں خوار ہو رہا تھا۔

مجھے اسکی شادی سے کوئی تعلق نہیں۔مجھے وہ چاہیے ہر حال میں۔! سمجھا تُو۔!

لڑکھڑاتے قدموں سے اٹھتے اسنے اپنے آدمی کا گریبان دبوچ لیا تھا۔

کانچ کا گلاس چھن سے ٹوٹا فضا میں ٹوٹا ارتعاش برپا کر گیا۔سر میں پوری کوشش کر رہا ہوں۔مگر جب تک میم

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اپنوں سے دور نہیں جائینگی ان کو کڈنیپ بھی نہیں کیا جاسکے گا۔!

اسکے آدمی نے رسان سے اسے سمجھایا جس کی آنکھوں میں شعلے بھڑک رہے تھے۔

"تباہ کردو سب کچھ۔دور کردو اسے سب سے۔بس وہ چاہیے مجھے ہر حال میں ہر قیمت پر ۔!

بے لچک انداز میں سر سراتے ہوئے سے لہجے میں کہتا وہ اپنے آدمی کو چونکا گیا تھا۔وہ جانتا تھا اس وقت باس نشے میں تھا۔

اس لیے اسے اب اسکے ہوش میں آنے کا انتظار تھا۔

معاا سنے تھام کر بہرام کو صوفے پر بٹھایا ہی تھا جب دروازے پر دستک ہوئی۔

وہ چونکا۔بہرام کے حکم پر دروازہ کھولا تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھ وہ چونک گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

دہلیز پر قدم رکھتے ہی اسکی نگاہیں دور دور تک کا احاطہ کرتی پلٹ کر مڑی۔باہر بیٹھے جین نے ہاتھ باندھے اسے سلام کیا۔

جس کے جواب میں وہ سر کو جنبش دیتے آگے بڑھا۔

تم جاسکتے ہو۔اگلے دو دنوں تک یہاں کوئی ذی روح بھٹکا تو تم کہیں بھٹکنے کے قابل نہیں رہو گے۔"!

سر سراتے ہوئے لہجے میں وہ دو ٹوک انداز میں بولا۔

جین نے تھوک نگل کر اسکے خون سے بھرے ہاتھوں کو دیکھا۔جو بر باہر جین کا منتظر تھا۔جین نے لرزتے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہونٹوں پر زبان پھیری اور وہیں سے الٹے قدموں سے باہر بھاگا۔

اگلے پانچ منٹ میں چوبر واپسی کے لئے اڑان بھر چکا تھا۔

سیاہ بوٹوں میں مقید اپنے بھاری قدم اٹھاتے وہ ریڈ زون میں داخل ہوا۔ سارا کمرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس ہوٹل کو اسکے آدمیوں نے ایک ہی دن میں ڈیول کا گھر بنا دیا تھا۔

ہر وہ چیز جو ڈیول کو چاہیے تھی وہ اس ہوٹل میں میسر تھی۔ جن میں سب سے اہم یہ ریڈ زون ائیریا تھا۔

جو کہ پہلے ایک ہائیلی ریکمنڈ میٹنگ ایریا ہوا کرتا تھا جہاں بڑے بڑے ملکوں کے بزنس مین بیٹھا کرتے تھے مگر ایک ہی دن میں وہ جگہ اور علاقہ ڈیول کے نام کے خوف سے سنسان پڑ گیا تھا۔

اب وہاں بولتی خاموشی میں چلتی سانسیں صرف ڈیول کی حور کی تھیں۔ وہاں کی فضا میں مہکتی وہ مہلک خوشبو اسکی بیوٹی کی تھیں۔ جس کے چپے چپے میں سکون بھر اجا چکا تھا۔ کیونکہ اس جگہ اسکی حور موجود تھی۔

ریڈ زون ائیریا میں داخل ہوتے ہی اسنے دروازہ اندر سے لاکڈ کیا۔

"کیا خبر ہے آج کی بیلی۔؟" مخصوص گھمبیر لہجے میں پوچھتے وہ واشروم کی سمت بڑھا۔ دیوار پر لگی ایک بڑی سی اسکرین پر کچھ مناظر رونما ہوئے جو کہ مختلف ممالک کی نیوز ہیڈ لائینز کے تھے۔

بیلی اسکی بنائی مشین کا نام تھا۔ جو نا صرف انسانوں کی طرح بولتی تھی بلکہ منٹوں میں ڈیول کے ہر سوال کا جواب وہ سامنے لا کر رکھ دیتی تھیں۔

بیلی کے بارے میں ڈیول کے سوا کسی کو کوئی علم نہیں تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس ایک روبوٹک مشین کو تیار کرنے میں اسے چار سال لگے تھے۔چار سالوں میں اسنے روس اٹلی، جرمنی حتیٰ کہ لندن کے بھی ہر چھوٹے بڑے کالج اور یونیورسٹی کو گھنگھال ڈالا تھا۔

بیلی اسکا وہ شاہکار تھا۔جو اسکی غیر معمولی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

"ہر ملک میں اس وقت ڈارک ورلڈ کے ڈان کے مرنے کی خبروں نے تہلکہ مچادیا ہے۔لوگ پاگلوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔

کہ آخر کارڈولکین کیسے مرا،اور سب سے بڑی بات باس۔وہ آپ کو ڈھونڈ رہے ہیں۔کیونکہ اگلا ڈان کون ہے یہ ابھی تک کوئی نہیں جان پایااور جو جان چکے ہیں۔

وہ ڈر کر کسی کو آپ کا نام نہیں بتا پا رہے۔"

یہ سب بورنگ ہو گیا ہے بیلی کچھ نیا سناؤ ۔!"

اپنے ہاتھوں کو اچھے سے دھوتے وہ دوبارہ سے روم میں لوٹا۔

"کچھ نیا۔!بیلی نے چونک کر کہا اسکی نیلی آنکھوں سے ایک روشنی نکلی تھی اسکرین دوبارہ سے روشن ہوئی۔

"سننے میں آیا ہے کہ دنیا کے بہترین سیکرٹ آفیسرز مسٹر ویام کاظمی اور تیمور شیرازی اس سال ریٹائرمنٹ لینے والے ہیں۔

ان کے اس نیوز کے بعد لوگ کافی شاکڈ ہو چکے ہیں اور ان کے دشمنوں نے سکھ کا سانس بھی لیا ہے۔

"ویام کے نام پر وہ چونکا۔بھوری آنکھیں حد درجہ گہری ہوئی تھی۔تیکھے نقوش میں کرختگی سمیٹے وہ آگے بڑھا اور اسکرین پر ابھرتی اس شاہانہ مرد کی تصویر کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو خو بخو اسے اپنے جیسا لگ رہا تھا۔ بے چینی سے حد سے سوا ہوئی تھی۔ وہ جتنی بار اس شخص کو دیکھتا تھا۔
کچھ عجیب سے احساسات اسکے اندر کروٹ لیتے تھے۔
جن سے وہ خود لا تعلق تھا۔ احساس تو اس کے پاس تھے ہی نہیں۔ اسکے پاس تو صرف نفرت تھی بے پناہ نفرت
!۔

مجھے کچھ کام ہے تم خود کو چارج کر لو۔ اور روم سے باہر مت آنا۔
سرد لہجے میں اسے حکم دیتے وہ باہر نکلا۔

Episode 43

بھاری قدموں سمیت وہ کچن ائیریا کی جانب بڑھا تھا۔ پلاؤ بنانے کا ارادہ کرتے اسنے مطلوبہ سامان نکالا۔ کوٹ اتار کر چیئر کی بیک پر ٹکایا۔ اور دونوں بازوؤں کے کف فولڈ کرتے وہ اب مہارت سے چاول بھگونے لگا۔
اسکے ہاتھ کافی مہارت سے گردش کر رہے تھے۔
بھوری آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ کٹنگ بورڈ پر دو منٹوں میں ڈھیروں پیاز کاٹ چکا تھا۔
معا اسے کھٹ پٹ کی آواز سُنائی دی۔
گردن ترچھی کیے اسنے اپنے روم کو دیکھا اور پھر آئل چڑھاتے وہ انہی قدموں سے سنجیدگی کے ساتھ باہر نکلا۔
اب اسکا رخ اپنے کمرے کی جانب تھا۔
"حور کیا ہو رہا ہے یہ۔! وہ جیسے ہی دروازہ کھولے اندر داخل ہوا۔ سامنے ہی بیڈ سے اترنے کی کوشش کرتی حور کو دیکھ سرد آواز میں دھاڑا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حور اسکی آواز پر ایکدم سے خوف سے چیخی تھی۔

وہیں نیلی آنکھوں میں خوف سمیٹے وہ تھوک نگلتے سیدھی ہونے لگی۔

جب اسے کمر سے دبوچتے ڈیول نے اگلے ہی لمحے فضا میں بلند کر دیا۔

حور نے آنکھیں میچتے سہارے کے لئے اسکی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹنا چاہے مگر ڈیول نے گردن پیچھے کرتے اسکی کوشش ناکام بنا دی۔

"واٹ دی ہیل اِز گوئنگ آن۔؟"منع کیا تھا میں نے۔! پھر کیا تھا یہ سب۔؟" دانت پر دانت جمائے وہ غراتے ہوئے لہجے میں بولتا حورین کو خوفزدہ کر گیا۔

حورین آنکھیں زور سے میچ گئی۔

اسکا لرزتا وجود دیکھ ڈیول کو اپنے لہجے کی سنگینی کا احساس ہوا تھا۔ گردن کی رگیں پھول چکی تھی اگر وہ اندر وقت پر ناں آتا تو کیا ہوتا۔؟

یہی سوچ اسے پاگل کرنے لگی تھی۔ رات کے آخری پہر وہ معصوم لڑکی اسکا ضبط آزما چکی تھی۔

ڈیول اسے یونہی بانہوں میں بھرتے باہر نکلا۔

سلیب پر ایک جانب اسے پاس بٹھایا۔

اور جلدی سے پیاز آئل میں ڈالے وہ دوبارہ سے حور کی طرف گیا۔

دونوں ہاتھ اسکے دائیں بائیں جمائے وہ اب براہِ راست اسکی بند آنکھوں کو دیکھنے لگا۔

سفید و شفاف رنگت، چھوٹی سی سرخ ہو رہی ناک، لرزتے گلابی ہونٹ، گھنی خمدار پلکیں، وہ سراپا حُسن تھی یا پھر وہ صرف ڈیول کی نظروں میں حسین تھی۔

ڈیول یک ٹک اسے دیکھتا گیا۔

سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھا تھا۔ نرمی سے جھکتے اپنے دہکتے ہونٹ ان حسین آنکھوں پر رکھے۔

حور کی سانسیں بے ساختہ اس سلگتے لمس پر بے ہنگم ہوئی تھیں۔

کیوں کرتی ہو یہ سب۔؟ جانتی بھی ہو کتنا ڈر گیا تھا میں۔ اگر تمہیں لگ جاتی تو۔! "

اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ جس قدر جنون اور خوف سے بول رہا تھا حورین شاہ آنکھیں کھولنے پر مجبور ہو گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"""وہ مجھے ایک جگہ بیٹھے بیٹھے درد ہونے لگا تھا سارا دن بور بھی ہوتی رہی مگر آپ آئے ہی نہیں۔ مجھے واشروم بھی جانا تھا تو۔اس لئے ۔ "

بے چینی اور شرمندگی سے سرخ چہرہ جھکائے وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے گویا ہوئی۔

ڈیول کی نگاہیں اس کے چیعے پر بڑی باریک بینی سے مشاہدہ کر رہی تھیں۔

بے حد نرمی سے اس نے گالوں پر اٹھکیلیاں کھاتی ایک شریر لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا۔

غلطی ہوئی ہے تو پنشمنٹ تو ملے گی آج اس کا یہ کہنا ہی تھا کہ حورین خوف سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔

خوف اسکی نیلی حسین آنکھوں سے واضح جھلک رہا تھا۔

ڈیول نے نرمی سے ان حسین آنکھوں کا بوسہ لیا۔اور ایک دم سے حورین کو بانہوں میں بھرا۔

حورین نگاہیں جھکائے اسکی پناہوں میں ہمیشہ کی طرح سانس روک گئی تھی۔

"سانس لو حور۔سانس مت روکا کرو، تمہاری رکتی سانسیں اس فضا کو بدنما کر دیتی ہیں۔

یہ سانسیں میری آکسیجن ہیں، کتنی بار کہوں کہ سانس مت روکا کرو ۔"""

وہ تڑپ کر بولتا شدت جنون سے اسے کان میں اپنی بھاری پھنکار گھولتے حورین شاہ کو اپنے جنون کی انتہاؤں سے خوفزدہ سا کر گیا۔

بھاری قدموں سمیت وہ واشروم میں اینٹر ہوا۔نرمی سے حورین کو سہارے سے کھڑا کرتے وہ اسکی بکھری زلفیں سمیٹنے لگا۔

حورین ہونٹ سیے خاموش کھڑی تھی،

وہ جانتی تھی اسکا کوئی بھی اعتراض اس روکنے کا کوئی بھی جواز کام نہیں آنے والا تھا۔

حورین نے گھور کر اس کی چوڑی پشت کو دیکھا،اور اسکے نکلتے ہی اپنا کب سے روکا سانس بحال کیا۔

ڈیول اپنے پلاؤ کی طرف نیچے لوٹا۔پانچ منٹ میں وہ پلاؤ کو تقریباً تیار کر چکا تھا۔اب چاول ڈالنا باقی تھے۔

سب کچھ وہی چھوڑے وہ روم میں دوبارہ سے گیا۔

واشروم کا دروازہ ناک کیا تو حورین نے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔

مگر اسکے ہاتھ میں سفید اونی سکرٹ اور ٹراؤزر دیکھ اسکی آنکھوں میں حیرت اور کئی سوال ابھرے۔

شاور لے لو میں آتا ہوں۔کپڑے ہینگ کرتے وہ اسے حکم دیتا باہر نکل گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حورین نے کچھ کہنے کو لب کھولے ہی تھے مگر پھر اسکے ڈر سے کچھ ناں بولی۔

پلاؤ پلیٹ میں نکالتے وہ روم میں واپس سے آیا۔ ٹیبل پر پلیٹ رکھتے وہ بناد ستک دیے اندر داخل ہوا۔

اس کی سوچ کے مطابق حورین شاہ واشروم میں موجود چئیر پر بیٹھی ہوئی تھی۔

وہ چئیر اس کی سہولت کے لیے ڈیول نے ہی رکھی تھی۔

اپنے منتخب کیے سفید اونی سکرٹ اور ٹراؤزر میں اسے دیکھ ایک پل کو اس کے قدم ٹھٹک کر تھمے۔

لوگ اس خونی، درندہ، بے حس، جانور، حیوان اور جانے کیا کیا کہتے تھے ایسا حیوان جس کے سینے میں ناں تو دل تھا ناں ہی دوسروں کے لیے احساسات اور جذبات ۔""

مگر یہ سب کچھ غلط تھا کیونکہ اس کے سینے میں ایک دل تھا جو صرف حورین شاہ کی دھڑکنیں سننا چاہتا تھا۔ اسکے اندر احساسات اور جذبات تھے۔ جو صرف حورین شاہ کے لمس اسکی موجودگی سے مہکتے تھے۔

وہ تھی تو ڈیول ڈیول نہیں پارس بن جاتا تھا۔

اور جب وہ نہیں ہوتی تھی۔ وہ ڈیول سے بھی برا بیسٹ بن جاتا تھا۔ ایسا بیسٹ جس کے ہاتھوں صرف تباہی لکھی جاتی ہے۔

"ڈیول اس کے پاس گیا۔ نرمی سے اسے بانہوں میں بھرتے وہ روم میں اینٹر ہوا۔

بیڈ کے وسط میں بے حد نرمی سے اس پری وش کو اتارتے اسنے احتیاط سے اسکے گیلے بالوں کو سمیٹا۔

حورین شاہ جو آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔ اچانک کچھ یاد آنے پر چونک کر آنکھیں کھولی اور اسکے بائیں ہاتھ کو دیکھا۔

نیم واہونٹ اور نیلی حسین نگاہوں میں تجسس سمیٹے وہ اسکے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں لیے اب ڈیول کو دیکھنے لگی۔

جس کی بھوری آنکھوں میں کوئی تاثر ناں ہوتے ہوئے بھی ایسا بہت کچھ تھا جو صرف حورین شاہ کیلئے تھا۔

"تمہاری چار انگلیاں۔۔! بڑے بڑے نیلے نین کٹورے پھیلائے وہ جس قدر اشتیاق سے بولی تھی۔

ڈیول کو وہ کوی چھوٹی معصوم بچی ہی لگی تھی۔

کیا ہوا۔ تم ڈر گئی۔۔!" اس ہاتھ اور ان چار انگلیوں سے جڑا بہت کچھ ایسا بھیانک تھا۔ جو اسکے دماغ کے پردوں سے ٹکرا رہا تھا۔

جیسے ماضی نے کاری ضرب لگانی چاہی تھی اسکے آج پر۔ بھوری نگاہوں میں وحشتوں کا جہاں برپا ہو چکا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بھوری شیو اور ناک سے لیتے گردن کے نیچے سینے تک جاتی ہری اور نیلی رگیں پھول کر مزید نمایاں ہونے لگی تھیں۔

اسکے اندر کا حیوان باہر آنے کو بیتاب ہوا تھا۔ مگر ڈیول نے اسے اپنی حور کیلئے بہت مشقت سے روک لیا تھا۔

"نہیں تو ڈر کیوں لگے گا۔ کیا تمہیں بھی کوئی چوٹ آئی تھی بچپن میں۔! وہ اب آنکھیں جھپک کر پر شوق نگاہوں سے اسے دیکھتے پوچھنے لگی۔

ڈیول نے اس کے سفید گالوں کو نرمی سے اپنے بھاری کھردری انگلیوں سے چھوا۔

"ہاں بہت بری چوٹ لگی تھی۔!"

کھوئے ہوئے سے انداز میں کہتے وہ اسے دیکھنے لگا۔

یہ دیکھو مجھے بھی بچپن میں ایک چوٹ لگی تھی۔ اور عنایہ آپی نے مجھے پٹی کر دی اور کہا کسی کو مت بتانا۔ ورنہ وہ میرے ساتھ نہیں کھیلیں گی۔ حورین اب اسے اپنے پیر کی انگلی دکھانے لگی۔

انگوٹھے کے ساتھ والی شہادت کی انگلی اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔

ڈیول نے ائبرو اچکا کر اسے دیکھا اور ڈریسنگ مرر سے برش اٹھا کر لایا۔

پھر تم نے سب کو بتایا۔؟"

ڈیول اسے بولنے دینا چاہتا تھا اگر وہ اپنا اور اس کا درد ایک جیسا سمجھتی تھی تو ڈیول کو یہ دل و جان سے قبول تھا۔

وہ بس اس کا نام اپنے نام کے ساتھ دیکھنا چاہتا تھا ہر حال میں۔

"پھر بھائی کو پتہ چل گیا تھا انہیں سب پتہ چل جاتا ہے۔ بھائی نے میری پٹی کروادی مگر یہ انگلی سیدھی نہیں ہوئی۔ وہ چہک کر اپنا بچپن یاد کرتی اسے بتا رہی تھی۔ جب وہ ایک دم سے خاموش ہوئی۔

تو ڈیول نے اسے مخاطب کیا۔

پھر کیا ہوا تھا حور""!

وہ اب بالوں کو اچھے سے کنگھی کر چکا تھا۔

حورین شاہ کے لمبے سنہری بال اسے ہمیشہ سے بہت پسند تھے۔

"پھر کچھ بھی نہیں۔! اسکے لہجے کی اداسی ڈیول محسوس کر چکا تھا اور وہ سمجھتا تھا کہ ابھی حورین شاہ کو پوری طرح سے ڈیول کی بننے میں وقت لگنے والا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسی لئے وہ اسے فورس نہیں کر رہا تھا۔

وہ ہاتھ دھو کر واپس آیا۔ تو حورین اسے دیکھتی رہ گئی۔

جو سیاہ بنیان اور ٹراؤزر میں اپنے چوڑے سینے، دراز قد و قامت سمیت اپنی عمر سے کافی بڑا مگر بے انتہا حسین دکھ رہا تھا۔

ایک بات بتائیں آپ نے مجھے پھر سے وائٹ کلر کیوں دے دیا پہننے کو۔!"

وہ اسکی نگاہوں کی تپش سے بری طرح سے کنفیوژ ہوتی اسکا دھیان بھٹکانے کو پوچھنے لگی۔

ڈیول نے ایک بھرپور نگاہ بیڈ کے وسط میں بیٹھی ان نیلی آنکھوں سنہری بالوں والی معصوم مگر بے حد حیسن لڑکی کو دیکھا۔

"پھول کو ڈھکنا مجھے پسند نہیں۔ وائٹ روز۔ اسی لئے جو تم ہو تمہیں وہی پہننا چاہیے""!

وہ گہرے لہجے میں اپنے انداز میں اسکی بات کا جواب دیتے ٹیبل کی طرف بڑھا۔ پلیٹ اُٹھائے وہ بیڈ کی طرف بڑھا اور اس کے قریب بیٹھا۔

چمچ بھرتے اسکے سامنے کی۔ تو پہلی ہی بائٹ پر حورین کی آنکھیں پھیل گئی۔

"واؤ آپ نے بہت اچھی بنائی ہے۔!"سمندر سی گہری کانچ آنکھوں میں ڈھیروں اشتیاق اور معصومیت سمیٹے وہ دل سے اسکی تعریف میں بولی۔ مگر ڈیول کی اگلی جسارت نے اس سفید کو پھول کو لمحوں میں سرخ گلاب بنا دیا۔

تھینک یو سو مچ مائے گرل۔!! وہ اس کے نرم و ملائم گال کو اپنے لمس سے مہکاتے داد قبولتا گھمبیرتا سے گویا ہوا۔

تو حورین نے آنکھیں جھکا لیں۔

آپ بھی کھائیں۔!"اب کی بار اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا نہیں تھا۔ ڈیول نے ٹھنڈی آہ بھری۔"

"میری کیئر کرنے والا کوئی ہے ہی نہیں جو مجھے کھلائے ۔"

وہ جان بوجھ کر معصوم سی شکل بنا کر اسے جتانے کو بولا۔

"حورین نے جھٹ سے اسکے ہاتھ سے چمچ لی اور پلیٹ سے بھرتے اس کے منہ میں ڈال دی۔

پہلی بار کوئی اسے کھلا رہا تھا۔ اور وہ بھی کوئی عام انسان نہیں اسکی زندگی میں اسکی سانسوں اور اسکی روح کا مقام رکھنے والی حورین شاہ تھی۔

ڈیول کافی دیر یک ٹک حورین کو دیکھتا رہ گیا۔ حورین اسکے یوں دیکھنے پر پریشان ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر ڈیول نے مسکرا کر اس کے ہاتھ سے چمچ پکڑی اور بنا کچھ کہے اسے کھلانے لگا۔ حورین ایک بائٹ کے بعد اس کے ہاتھ سے چمچ پکڑ لیتی اور ویسے ہی اسے کھلاتی جیسے وہ اسے کھلا رہا تھا۔

محبت، پیار اور توجہ کے ساتھ"""!

کھانا کھانے کے بعد ڈیول نے اسے پانی دیا۔ اور پلیٹ ایک طرف رکھی۔ ہاتھ دھو کر وہ جب واپس لوٹا تو حورین سونے کی تیاری میں تھی۔

"آج آپ ایسے نہیں سو سکتی!"""ٹراؤزر کی دونوں پاکٹس میں ہاتھ پھنسائے وہ مخمور مگر گہرے لہجے میں بولا تو حورین نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

مگر کیوں۔!"

وہ اونگ روکتے بولی۔ ڈیول دراز کی سمت بڑھا۔ اور ایک شیشی نکالتے وہ دوبارہ سے بیڈ کی طرف گیا۔

پی یہ کیا ہے؟؟"""حورین حیرت سے اپنی آنکھیں پھیلائے بولی۔

تو اسکے ڈر پر ڈیول کے چہرے پر نرم تاثرات ابھرے۔

بیڈ پر بیٹھتے اس نے حورین کے سر کے نیچے تکیہ برابر کیا۔ اور اسکا سر نرمی سے تکیے پر ڈالا۔

اور خود اس کی ٹانگوں کی سمت جاتے اسکی دائی ٹانگ سے ٹراؤزر اٹھانے لگا۔

جس پر حورین چیخ کر ٹانگ چھڑانے کی کوشش کرتی اٹھ بیٹھی۔

"پچ چھوڑیں یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔؟"اسکے لہجے میں خوف اور گھبراہٹ دیکھ ڈیول نے اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔

"ششششش۔! میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے پیروں پر کھڑی ہو جاؤ۔ اس دنیا کو دیکھنے کے لئے کسی سہارے کی ضرورت ناں پڑے تمہیں۔ تم اپنی مرضی سے جہاں چاہو وہاں جاؤ مگر صرف میرے ساتھ۔! اور آج سے تمہاری ٹریٹمنٹ سٹارٹ۔ اب کسی بھی قسم کا کوئی بہانہ کام نہیں کرے گا۔!"

ڈیول نے سخت لہجے میں تحکم بھرے انداز میں کہا تو حورین منہ کے زاویے بگاڑتے رہ گئی۔

جبکہ وہی دوسری طرف ڈیول بے حد توجہ سے اسکی ٹانگوں کی اچھے سے مالش کرنے لگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مجھے میری بیٹی ہر حال میں واپس چاہیے۔! کیسا سٹاف ہے آپ کا۔ ایک بچی جانے کب سے غائب ہے اور یہاں کسی کو بھی فکر نہیں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کندھے اچکاتے عالیان شاہ پرنسپل سے جواب طلب کر رہا تھا۔

حورین کی کلاس کی تمام سٹوڈنٹس اس وقت ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔

کئی ایک تو اسکے غائب ہونے سے خوش تھے مگر کئی بچے واقعی میں پریشان نظر آرہے تھے۔

"مسٹر شاہ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔ڈونٹ وری حورین مل جائے گی۔!

کلاس ٹیچر نے اس بپھرے ہوئے شیر کو ٹھنڈا کرنے کی ناکام سی کوشش کی۔

حرمین کو فلائیٹ میں بٹھا کر وہ سیدھا کالج گیا تھا۔

جہاں باقی سب بچے ٹور سے واپس آچکے تھے ماسوائے حورین شاہ کے۔!

"آپ لوگوں نے مجھے انفارم تک نہیں کیا کہ میری بچی اتنے دنوں سے لاپتہ ہے۔سن لیں آپ سب۔۔اگر مجھے میری بیٹی ناں ملی تو ایک ایک کو اسکا حساب دینا ہوگا۔

چاہے وہ اسٹوڈنٹس ہوں یا پھر پرنسپل مجھے اس بات سے فرق نہیں پڑتا۔

چوبیس گھنٹوں کا وقت ہے آپ کے پاس۔جیسے مرضی کریں مگر میری بچی کو ڈھونڈیں ۔!"

سرد لہجے میں پرنسپل اور سٹاف کو وارن کرتے وہ آندھی طوفان کی طرح روم سے نکلا تھا۔

اسکے جانے کے بعد پرنسپل سر پکڑے کرسی پر ڈھے سا گیا۔یقیناً حورین شاہ کو ڈھونڈنا اب بے حد ضروری ہو چکا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

چہرے پر کرختگی سمیٹے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے روم میں داخل ہوا اور ماہا کو بیڈ پر منتقل کیا۔

جس کی آنکھوں کے گوشے بھیگے ہوئے تھے۔اسکے پاس کھڑے ہوتے تبریز نے جیسے ہی پیٹ سے اس کی شرٹ اٹھانا چاہی۔

ماہا سانس روکے آنکھیں پھیلائے اس کے ہاتھ کو فوراً سے تھام گئی۔

تبریز نے ایک نگاہ اپنے ہاتھ پر رکھے اسکے ہاتھ کو دیکھا اور پھر پیشانی پر لاتعداد بل سمیٹے ماہا کو دیکھا۔

جو جانے کیا سمجھ رہی تھی۔

پہلے بھی دیکھ چکا ہوں تمہیں یہ بے فضول کی شرم و جھجک دکھانے کی ضرورت نہیں ۔!"

حد درجہ سپاٹ ہر تاثر سے عاری لہجے میں کہتے وہ اسکا ہاتھ جھٹک گیا۔

ماہا کا چہرہ اس قدر سنگدلی پر لہو ہوا تھا آنسوں بہنے کو بے تاب تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جنہیں وہ بڑی مشکل سے روک رہی تھی۔

تبریز نے سر نفی میں جھٹکتے اسکی شرٹ پیچھے کی۔

تو اسکی نگاہ ماہا کے پیٹ پر پڑی۔ اسٹیچیز کھل چکے تھے مگر پراپر کیئر ناں ہونے کی وجہ سے زخم کافی خراب ہو چکا تھا،

"کیا دودھ پیتی بچی ہو تم۔؟ خیال نہیں رکھ سکتی تم۔ کیا حال بنا دیا ہے زخموں کا۔؟

وہ ایک دم سے آپا کھوتے چلایا تھا۔ ماہا نے پٹ سے آنکھیں مضبوطی سے بند کر لیں۔ تبریز واپس مڑا۔ دراز کھولتے اس نے آئنٹمنٹ نکالی۔

اور جلدی سے زخموں پر لگانے لگا۔

درد کی شدت سے ماہا سسکی تھی۔ مگر تبریز کے غصے کا سوچتے وہ بے دردی سے ہونٹ دانتوں تلے کچلنے لگی۔

"میں اچھے سے جانتا ہوں کہ مجھے تکلیف پہنچانا تمہیں بہت پسند ہے ماہا۔ مگر یہ طریقہ مجھ پر کام نہیں کرنے والا۔ کیونکہ تم نے جتنی تکلیف پہنچانی تھی وہ پہنچا لی۔

اب تبریز شیرازی کو تمہارے کسی بھی عمل سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

وہ سرد پن سے اس کی آنکھوں میں سنجیدگی سے دیکھتا ایک ایک لفظ کافی جتاتے ہوئے بولا تھا ماہا اسکی بے رُخی پر تڑپ ہی تو گئی تھی۔۔

"تبریز خدارا بس کر دیں۔ مجھے معاف کر دیں پلیز۔ میں آپ کی بے رُخی برداشت نہیں کر سکتی پلیز مجھے معاف کر دیں"!

بالآخر تبریز کی ناراضگی نے ماہا کے منہ سے یہ چند الفاظ نکال ہی دیے تھے۔

جو کہنے کی ہمت وہ کب سے جتا رہی تھی۔

بھیگی آنکھیں، زرد پڑتی رنگت وہ کافی تکلیف میں لگ رہی تھی۔

تبریز نے اگلے ہی لمحے اسکا ہاتھ جھٹکا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے تمہارے ہونے ناں ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اپنی یہ معافی بھی اپنے پاس سنبھال کر رکھو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ۔!

سرد مہری سے کہتے وہ آئنٹمنٹ ٹیبل پر پٹکھ کر رکھتے خود باہر نکلا۔

اسکا یوں غصہ کرنا ماہا کو رونے پر مجبور کر گیا تبریز کے جانے کے بعد وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سسکیوں کی آوازیں باہر تک آ رہی تھی۔ تبریز جو کھانا پلیٹ میں نکالے اسے دینے آ رہا تھا ماہا کی سسکیاں سن اس کے قدم منجمند سے ہو گئے۔

دل و دماغ میں طوفان سے اٹھ رہا تھا۔ آنکھیں سرخ انگارہ ہونے لگی مگر وہ اپنے آپ پر ضبط کرتے اندر داخل ہوا۔

ماہا اسکا آنا محسوس کر چکی تھی مگر پھر بھی سر اٹھا کر اس دیکھا نہیں

"کھانا کھا کر رو لینا۔ طاقت ملے گی """!

انتہاء کی بے رخی تھی اس ظالم کی اسکا رونا برداشت بھی نہیں تھا مگر پھر بھی وہ جتلانا نہیں چاہتا تھا۔ بے لچک لہجے میں اسے حکم دیتے وہ بھاری قدموں سمیت باہر نکل گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ارشد کہاں ملے گا۔؟" ایک چھوٹے سے ڈھابے پر بیٹھے ادھیڑ عمر شخص نے مڑ کر پوچھنے والے نے کو دیکھا۔

جو سیاہ کوٹ سیاہ جینز میں ملبوس تھا گولڈن لمبے بال پونی میں مقید تھے۔

"صاحب ہو کون تم ؟؟! کیا کام ہے ارشد سے۔؟ "

اس کی چوڑی پشت کو دیکھتے ڈھابے والے نے الجھن سے پوچھا۔

عالیجان ایک دم سے مڑا۔ موبائل فون کان سے اتار کر جینز میں رکھتے وہ اب ڈھابے کو گھورنے لگا۔

نیلی آنکھوں پر سن گلاسز ٹکائے وہ ڈھابے والے کو کوئی ہیرو لگ رہا تھا۔

"کام ارشد سے ہے تم سے تو نہیں۔ جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔!" بے حدّ سرد اور مغرورانہ لہجے میں پوچھتے وہ کمر پر ہاتھ ٹکا گیا۔

"وہ اس گلی کے آخری کونے میں رہتا ہے ارشد ۔! """

ڈھابے والے نے اسے بتانے میں ہی عافیت جانی تھی۔

عالیجان ایک دم سے جاتے جاتے رکا۔ کیا کوئی اور رہتا ہے اس کے ساتھ ! """ اسکا انداز کافی سنجیدہ تھا۔ ڈھابے والے نے سر کو نفی میں ہلا دیا۔

"گڈ۔!" پیسوں کی گھٹی ڈھابے والے کی جانب اچھالتے وہ اپنے بھاری قدموں سمیت مڑا۔

جیپ میں بیٹھتے اس نے چابی گھمائی اور جیپ گلی کی طرف موڑ دی۔

کافی دیر سے دروازے پر دستک سنتا وہ باتھروم سے عجلت میں نکلا۔ جسم گیلا تھا اسکا۔ اور قمیض اسکے ہاتھ میں۔ وہ اکیلا رہتا تھا یہاں۔ اور آج بھی لوگوں کے لئے پیسوں کے عوض کام کرتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ارشد کو لگا روزمرہ کی طرح کوئی کام دھندے والا آیا ہو گا۔

مگر اس کی یہ غلط فہمی تبھی دور ہوئی تھی جب اس نے دروازہ کھولا۔

دہاڑ کی آواز کے ساتھ لکڑی کی بڑی کرسی اسکے سر پر مارتے عالیحان شاہ اپنے ہاتھ ہلانے لگا۔

سن گلاسز اتارتے شرٹ کی فرنٹ پر فٹ کی۔

"ارشد کی دلدوز خوفزدہ کر دینے والی چیخیں پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔

خون سے لت پت وجود سمیت وہ فرش پر بن پانی کی مچھلی کی مانند بلبلا رہا تھا۔

اسکے پیٹ پر اپنے بھاری بوٹوں سے ضرب لگاتے عالیحان نے ارشد کے بے ہوش وجود کو کاندھوں پر لادھا اور باہر نکلا۔

گلی میں خاموشی چھاگئی۔ یہ محلہ چوروں غنڈوں کی پناہ گاہ تھا۔

کئی ایک تو دم سادھے اس اونچے لمبے شخص کو دیکھتے رہ گئے۔ جو ٹھاٹھ سے چلتا جیپ کی پچھلی سیٹ پر ارشد کو پٹختا اب جیپ میں بیٹھا۔

دھول اڑاتی سڑک پر لوگ دھندلاتی نگاہوں سے آنکھوں سے اوجھل ہوتی جیپ کو دیکھتے رہ گئے۔

Episode 44

"منہ لٹکا کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہو کہ بہت ظلم ہوا ہے تم پر؟؟"" گاڑی پورچ میں رکی تھی۔ سینے پر ہاتھ لپیٹتے وہ گاڑی کا دروازہ کھولے کافی سنجیدگی سے عنایہ کو دیکھتے استفسار کرنے لگا۔!

"جب کوئی بلائے نہیں تو اس کا مطلب صاف ہوتا ہے مسٹر ابیر علوی کے اگلا بندہ آپ کے منہ نہیں لگنا چاہتا۔!

عنایہ ایک دم سے سیدھے ہوتے بیٹھتے اسے کاٹ دار نگاہوں سے گھورتی دوبدو بولی۔

ابیر کی شہد رنگ آنکھوں میں ناگواری سمٹی۔

"میں کون سا منہ لگانے کو بے تاب ہوں مسز ٹیک آ چل پِل۔ مجھے بھی کچھ خاص دلچسپی نہیں تم میں ۔!

گاڑی کی بونٹ پر ہاتھ ٹکائے وہ گردن گاڑی کے اندر کرتے عنایہ کے چہرے کو قریب سے دیکھتے دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولا۔

عنایہ نے شعلے اگلتی خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھا۔دل چاہا کہ منہ نوچ دیتی اس کا۔مگر پھر جوابی کارروائی کا ڈر اسے کوئی بھی سخت قدم اٹھانے سے روکے ہوئے تھا۔

"پیچھے ہٹو۔! وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی، تو ابیر نے ائبرولاپرواہی کے انداز میں اچکائے اور خود سر باہر نکالتے ڈگی کی طرف بڑھا۔

عنایہ پیر پٹکھتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔اس کا انداز صاف جتا رہا تھا کہ وہ ابیر کو اس لڑکی کے ساتھ دیکھ کر کافی برا فیل کر رہی تھی اور اس کی یہی جلن ابیر کو مزہ دے رہی تھی۔

رکو۔اپنا سامان لے جاؤ روم میں۔!"۔وہ کمرے کے قریب پہنچی ہی تھی کہ پیچھے سے وہ اونچی آواز میں بولا۔

عنایہ سرخ چہرے سے مڑی اور بنا اسے دیکھے بیگز تھامتے اس روم کی طرف بڑھی جہاں عنایت اور وہ رہ رہی تھیں۔

ڈور اتنی زور سے بند ہوا تھا کہ ابیر نے آنکھیں زور سے میچتے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔

ا

""ناجانے میری معصوم ماں کو اس چڑیل میں کون سی چیز پسند آگئی تھی۔!"شیلف پر سامان رکھتے اس نے دکھی دل سے سوچا۔

"""آپی۔طبیعت کیسی ہے آپ کی؟؟"""دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی عنایہ کی پہلی نگاہ صوفے پر گھٹلی بنے بیٹھی عنایت پر پڑی تھی۔

جس کے سیاہ بھیگے آبشار بے ترتیبی سے اسکے دونوں کندھوں پر جھول رہے تھے۔بے چینی اس کے انگ انگ سے عیاں ہو رہی تھی۔

"ہممم ٹھیک ہوں میں۔!"سیاہ جھیل سی گہری نگاہوں میں سرخی کی ڈوریاں سمیٹے وہ مسکرانے کی ناکام سی کوشش کرتے بولی تھی۔

عنایہ نے سرد سانس فضا کے سپرد کی اور بیگز بیڈ پر رکھتی وہ صوفے کی طرف بڑھی، نرمی سے عنایت کے قریب بیٹھتے وہ اسے حصار میں لیے اپنے ساتھ لگا گئی۔

"آپ نہیں بتائیں گی تو آپ کو کیا لگتا ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آئے گا۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایہ مسلسل اسے تھپک رہی تھی۔ عنایت اسکی بڑی بہن ضرور تھا مگر عنایہ اس بات سے بھی بخوبی واقف تھی کہ اس کی بہن کا قدر معصوم ہے۔

لوگوں کے رویے اور باتیں اس معصوم کے دل و دماغ پر بہت جلدی گہرا اثر چھوڑ دیتے تھے۔

اسی وجہ سے عنایہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی بہن کمزور دکھے۔

"نن نہیں تو ایسا تو کچھ بھی نہیں ہے۔! عنایت کا سانس خشک پڑ گیا۔ اسے لگا شاید وہ عالیحان کی بابت سب کچھ جان چکی ہے۔

"ایسا ہی ہے آپی۔ آپ کے روم سے مجھے آپ کا استھما پمپ ملا۔! اور یقیناً آپ اسے یوز بھی کر رہی ہیں۔ مگر آپ نے یہ سب کچھ بتایا کیوں نہیں۔"""!

تھوڑی دیر پہلے ابیر سے لڑ کر آنے والی وہ لڑکی اس وقت بلکل مختلف دکھ رہی تھی۔

عنایت کے لئے اسکا یہ انداز ایسے سنجیدگی سے بات کرنا کچھ عجیب ضرور تھا کیونکہ اس نے عنایہ کو پہلے کبھی بھی کسی معاملے میں اس قدر سنجیدگی سے بات کرتے نہیں دیکھا تھا۔

"نہیں عنایہ میری جان ایسا کچھ ۔!

"کیا یہ سچ ہے کہ آپ آج تک مام ڈیڈ اور مجھے اپنے دل سے اپنا نہیں پائی۔! اسکا ہاتھ تھامے عنایہ نے جان بوجھ کر گہرہ وار کیا تھا وہ جانتی تھی عنایت کو کیسے ایموشنل بلیک میل کرنا ہے۔

"اللہ ناں کرے عنایہ کیسی باتیں کر رہی ہو؟؟ تم سب کے بغیر تو میرا کوئی بھی نہیں ہے۔ پھر میں بھلا کیسے ایسا سوچ سکتی ہوں۔ تم سب کی وجہ سے ہی تو میں ہوں۔!۔

عنایت کی آواز شدت سے کانپنے لگی تھی۔

اسکی آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی۔

اسے سمجھ نہیں آ پا رہی تھی کہ وہ کیسے عنایہ کو یقین دلائے کہ وہ سب اسکے لئے کتنے اہم تھے۔

"جانتی ہیں آپی۔ اپنوں میں بٹوارہ نہیں ہوتا۔ تیرا میرا نہیں ہوتا اگر سکھ سانجھے ہوتے ہیں تو دکھ بھی سانجھے ہوتے ہیں۔ اگر ہم سب آپ کے اپنے ہیں تو آپ نے کیوں عالیحان شاہ کی بابت چھپایا ہم سے۔ ایٹ لیسٹ ہمارا رشتہ تو ایسا نہیں کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے کچھ چھپائیں ۔!"

بھوری آنکھوں میں ڈھیروں سوال سنجیدگی سمیٹے وہ آج عنایت کو اپنے باپ ویام کاظمی کا پرچھایا لگی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایت کی عادت تھی وہ بچپن سے ہی ویام سے ہر بات دل کھول کر دیا کرتی تھی۔مگر عیناں کے پاس رہنے کے بعد یہ جگہ کب اس کی ماں عیناں نے لے لی وہ خود بھی نہیں سمجھ پائی تھی۔

اور اب جب کہ وہ اس قدر تکلیف دہ مراحل سے گزر رہی تھی۔وہ کیسے اپنی ماں کو پریشان کرتی۔

وہ جانتی تھی اگر عنایہ ان کا خون تھی تو عنایت ان کی روح تھی۔اور آج شاید اسکی تیس سالہ زندگی میں وہ پہلی بار عنایہ کے منہ سے اپنے لئے لفظ سوتیلا سن رہی تھی۔

و گرنہ یہ کام تو عالیجان شاہ بخوبی نبھارہا تھا۔

"میں سب کو اپنی وجہ سے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی عنایہ۔اس کا مطلب یہ ہزگر نہیں کہ میں تم لوگوں کو اپنا نہیں سمجھتی،پہلے بھی میری وجہ سے بہت کچھ ہو گیا ہے اس لئے ۔!"

"بس بہت بول لیا آپ نے۔کچھ بھی نہیں ہوا اپ کی وجہ سے۔

نکال دیں اپنے ذہن سے اس بات کو۔خواہ مخواہ میں خود کو ذمہ دار ٹھہرا رہی ہیں اپ۔ایک بات یاد رکھیں آپی۔

کوئی تب تک آپ کے لئے سٹینڈ نہیں لے سکتا جب تک آپ خود اپنے لئے سٹینڈ ناں لیں""!

عنایہ نے ٹھہرے ہوئے مگر مضبوط لہجے میں اسے سمجھایا

عنایت بس اسے خاموشی سے دیکھتی رہی۔وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی چھوٹی بہن اس قدر سمجھدار ہو گی۔

باقی بھی بہت کچھ ہے پوچھنے کو وہ گھر جا کر پوچھوں گی۔امید ہے آپ خود ہی سب کچھ بتادیں گی ۔! "

مخصوص انداز میں کہتی وہ اسکا دایاں ہاتھ تھام گئی۔

عنایت لب بھیچے خاموشی سے بیٹھی تھی۔

اسکا سر اور آنکھیں شدید درد کر رہے تھے۔

"یہ عالیجان شاہ نے دیا آپ کو۔! "

عنایت کے بازو سے بریسلیٹ اتارتے عنایہ نے اپنی بھوری آنکھوں کے سامنے لہراتے پراسراریت بھرے انداز میں پوچھا۔

اتنا سب کچھ ہونے کے بیچ عنایت خود اس بریسلٹ کی بابت بھول چکی تھی۔ہاں شاید ۔! "

اسنے چونک کر کہتے نگاہیں چرائی۔

تو اس بلا سے وہ ٹریک کر رہا ہے میری بہن کو۔منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے وہ بریسلیٹ مٹھی میں دبوچے اٹھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ سمجھ گئی تھی کہ آخر کار عالیجان شاہ کیسے ہر جگہ اس کی بہن پر سایہ بنے جھپٹ پڑتا تھا۔

مگر اب کی بار وہ خود اپنے عالی کے رستے میں حائل ہونے والی تھی۔

ناجانے ان دونوں کا یہ ٹاکرا کیا رنگ لانے والا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"چھوڑو مجھے عائش۔ کیا سمجھتے ہو تم خود کو۔ کب سے چلائے جا رہی ہوں میں۔ مگر شاید کان ادھار دے آئے ہو۔؟'

آفس روم میں داخل ہوتے ہی عمایہ نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا۔

غصے کے سبب اس کا چہرہ لال انگارہ ہو چکا تھا، عائش نے پلٹ کر دروازہ اندر سے لاکڈ کیا۔

"میں آرگومنٹ کے موڈ میں نہیں ہوں عمایہ چپ چاپ یہاں بیٹھو۔" ٹو سیٹر صوفے کی جانب اشارہ کرتے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

عمایہ نے غصے سے پہلوں بدلا۔

"بیٹھ جاؤ۔! عائش نے پھر سے کہا مگر وہ اکڑ کر کھڑی رہی، بجائے اس کی بات ماننے کے وہ واپس جانے کو پر تول رہی تھی۔

اور اس کی یہی بات عائش کو غصہ دلا رہی تھی۔

"ہمم لنچ باکس روم میں دے جائیں۔! اس نے سارہ کو کام کی تھی۔ جو کچھ اور سننا چاہتی تھی مگر عائش کے منہ سے یہ سب سن وہ تلملا کر کال کاٹ گئی،

وہیں عائش فون ٹیبل پر رکھتے عمایہ کی طرف بڑھا۔

اور ایک دم سے اسے بازو سے پکڑ کر صوفے پر دھکہ دیا۔

بے ساختہ عمایہ کی چیخ بلند ہوئی تھی۔ خوف سے آنکھیں پھیلائے وہ عائش کو دیکھنے لگی۔

اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی عائش نے صوفے پر اس کے قریب پاؤں رکھتے جھکتے اس کی تھوڑی کو دبوچا۔

"کیا ہوا ماما نے کچھ کہا ہے۔؟!" اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ عائش نے نرمی سے پوچھا تھا۔

عمایہ بس اسے دیکھتی رہ گئی۔ "ایسا کچھ بھی نہیں ہے تم پیچھے ہٹو مجھے اب جانا ہے؛ "

وہ فوراً سے خود کو کمپوز کرتے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکیلتے غرائی۔

"سنو۔! عائش کی فکر میں ڈوبی آواز سن عمایہ نے آنکھیں اٹھائے اسے دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تمہاری مونچھیں نکل آئی ہیں گھر جا کر ان کا بھی کچھ کر دو۔اچھی نہیں لگ رہی یہ تم پر ۔!"

عمایہ جو کسی سنجیدہ بات کی توقع کر رہی تھی۔

اس کی بے تکی بات پر وہ چڑتی پیر پٹخنے لگی۔"ہاہاہاہا۔!

عائش اسکے چڑنے اور پیر پٹخنے پر قہقہ لگاتے اپنی گردن کے گرد لپٹے اس کے ہاتھوں کو ہٹانے لگا۔

دروازے کے پاس رکتے سارہ اندر سے آتی عائش کے قہقہوں کی آواز سن کر پیچ وتاب کھاتی رہ گئی۔

مریل قدم اٹھاتے وہ دروازے کے قریب ہوئی اور جلدی سے دروازہ ناک کیا۔

عائش نے مسلسل ہنسنے کے سبب نم ہوئی آنکھوں سے گردن موڑے پیچھے دیکھا۔

"اچھا اچھا ویٹ کرو، میں آتا ہوں۔!

جلدی سے خود کو کمپوز کرتے وہ پیچھے ہٹا۔عمایہ نے قہر برساتی نگاہوں سے اسکی پشت کو گھورا اور پھر جلدی سے موبائل فون اپنے بیگ سے نکالتے وہ فرنٹ کیمرہ آن کرتے اپنے چہرے کو بغور دیکھنے لگی۔

"تھینکس سارا۔!" دروازہ کھولا تو سامنے ہی سارہ کھڑی تھی۔

اس کے ہاتھ سے لنچ باکس تھامتے عائش نے دروازہ بند کر دیا۔

وہ ایکدم سے مڑا تو عمایہ موبائل فون بیگ میں رکھ رہی تھی۔

"کھانا کھالیں عمایہ مجھے بھوک لگی ہے۔! وہ اس کے قریب ٹک گیا تھا۔جس پر عمایہ نے غیر محسوس انداز میں اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ قائم کیا۔

اور گردن کے نیچے ہاتھ رکھتے وہ صوفے پر ٹیک سے بیٹھ گئی۔

اس کے نخرے دیکھ عائش نے اسے جتانا ضروری سمجھا تھا۔

"کیوں؟؟؟ کھا تو رہے تھے اپنی سارہ کے ساتھ۔پھر بھوک کیوں لگ گئی۔ویسے بھی یہ تو تمہارا اپنا ہوٹل ہے۔پھر گھر سے کھانا منگوانے کا مطلب؟؟؟ مطلب یہ کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے ہوٹل کا کھانا ان ہائی جینک ہوتا ہے۔!

ایک کے اوپر ایک سوال پوچھتی وہ عائش کو حیرت میں ڈال گئی۔

گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اس نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا دی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ڈارلنگ۔! میرے ہوٹل کا کھانا تو الحمداللہ ان گوروں کی مرغوب غذا بن چکا ہے۔تمہاری اس چمگاڈر کزن (عنایہ) نے تو مجھے برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ مگر دیکھ لو۔خدا نے میری عزت اور ہوٹل دونوں بچالیا۔

"جو بھی کیا ہو گا عینی نے اچھا ہی کیا ہو گا تم ہو ہی اسی قابل۔!

تڑخ کر کہتی وہ جگہ سے اٹھنے لگی جب عائش نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔

اہنہہ بیٹھو!"اب کی بار لہجہ وارننگ دیتا ہوا تھا۔

عمایہ نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔اور سمٹ کر ایک کونے میں بیٹھی۔

عائش نے باکس کھولا اور عمایہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی اور کھینچا۔جو ایک دم سے اسکے کندھے سے لگتی آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔

کھانا کھاؤ یہ لنچ باکس تمہارے لئے منگوایا تھا۔!

مسکرا کر کہتے اس نے آنکھ ونک کی تو عمایہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب۔؟

وہ چونک کر استفسار کرنے لگی۔

پہلے کھاو مطلب بھی بتادوں گا۔!

کندھے اچکا کر کہتے عائش نے اسے کھانے کا حکم دیا۔

عمایہ نے ایک نظر باکس پر ڈالی۔جس میں اس کی ممانی کے ہاتھوں کی بنی گرما گرم بریانی تھی جسے دیکھتے ہی اسکے منہ میں پانی بھر آیا۔

"ٹھیک ہے۔! تنک کر کہتی وہ کھانا کھانے لگی۔بظاہر وہ روعب دکھا رہی تھی مگر سچ یہی تھا کہ اسے سخت قسم کی بھوک لگی ہوئی تھی۔

عائش اسکے کھانے کا ویٹ کرنے لگا۔دس منٹ بعد عمایہ جب اچھے سے سیر ہو گئی۔

عائش نے کافی منگوالی۔جسے بلاتردد کے عمایہ نے تھام لیا تھا۔

صبح سے وہ بھوکی تھی چائے کی طلب تو ہو رہی تھی مگر وہ کافی سے بھی کام چلا سکتی تھی۔

"چلو۔!"کافی پیتے ہی عائش نے جلدی مچادی۔عمایہ کا ہاتھ تھامے اسے کھڑا کیے وہ اپنے ساتھ لے جانے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کہاں؟؟؟"عمایہ نے چونک کر سیاہ آنکھوں میں حیرت سمیٹے پوچھا۔

"خود ہی دیکھ لینا"!

مسکرا کر جواب دیتے وہ اس کا ہاتھ تھامے آفس سے باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"کیسی ہو میری گڑیا۔؟؟"" سینے سے لگائے اپنی بہن کے سر پر بوسہ دیتے ویام نے لاڈ اور شفقت سے پوچھا۔

حرمین برسوں بعد بھائی کے پیار کو پاتے اداس سی ہو گئی تھی۔

بچوں کی وجہ سے وہ ایسے دور ہوئے تھے کہ اب تو ملنا بھی نہیں ہو پاتا تھا۔اور اب جب وہ برسوں بعد اپنے ملک لوٹی تھی۔

اسے امید نہیں تھی کہ اس کا بھائی اسے ویلکم کرنے آئے گا۔

اگر بھائی بہن کا لاڈ پورا ہو گیا ہو۔تو ہم بھی موجود ہیں یہاں۔!"

نیناں کی آواز پر حرمین چونک کر بھائی کے سینے سے سر اُٹھائے پیچھے دیکھنے لگی۔جہاں اسکی ماں ہاتھوں میں گلاب کے پھولوں کا گلدستہ لیے مسکراتی اسی کی منتظر کھڑی تھی۔

ماما۔! حرمین بھاگ کر ماں کے ساتھ لپٹی تھی۔

وریام سے تو اسکی ملاقات ہر ماہ ہی ہو جاتی تھی مگر نیناں سے بہت کم ملاقات ہوتی تھی۔کیونکہ وہ پاکستان میں مقیم تھی۔

ماما کی جان کیسی ہو میری گڑیا۔!""ماں باپ چاہے جتنے بھی بھوڑے کیوں ناں ہو جائیں ان کے لئے اپنی اولاد اسی قدر پیاری اور عزیز ہوتی ہے جیسے وہ پہلے دن اسے گود میں لیتے پیار کرتے ہیں۔

نیناں اور وریام کے لیے بھی ویام اور حرمین اسی قدر پیارے تھے۔چاہے ان کی اپنی اولادیں تھیں مگر پھر بھی وہ دونوں بہن بھائی بھی جانتے تھے کہ ان کے ماں باپ جتنی محبت ان سے کوئی نہیں کر سکتا۔

"میں ٹھیک ہوں ماما آپ کیسی ہیں؟؟؟"

مسکرا کر پوچھتی وہ ماں کے گالوں پر بوسہ دینے لگی۔

"دیکھ کو آج بھی جوان ہوں۔؛"نیناں نے جان بوجھ کر شریر لہجے میں کہا تو ویام اور حرمین مسکرا دیے۔

پاپا اور عیناں نہیں آئے اور میری بھتیجیاں بھی""!

حرمین نے ویام سے پوچھا۔ جو مسکرانے لگا۔عیناں اور ڈیڈ تو تمہارے ویلکم کی تیاریاں کر رہے ہیں اور باقی رہی تمہاری بھتیجیاں۔ وہ دونوں بھی نہیں جانتی کہ تم آرہی ہو۔ ہم نے سوچا کہ ان کو بھی سرپرائز کریں گے۔!

گاڑی کی طرف بڑھتے ویام نے حرمین کو آگاہ کیا تو وہ پرجوش ہوئی تھی۔

ویام نے سارا سامان ڈگی میں رکھا۔ اور پھر ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھا۔

"حوری نہیں آئی۔! سیٹ بیلٹ پہنتے ویام نے کچھ حیرت سے پوچھا تھا۔

"وہ تو ٹور پر گئی ہے بھائی۔ اوعالیان کہہ رہے تھے کہ وہ اسے لے کر ڈائریکٹ پاکستان آجائیں گے۔!

حرمین نے مسکراتی نگاہوں سے بھائی کو دیکھتے آگاہ کیا تو ویام نے سر اثبات میں ہلاتے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""جان"" دروازہ کھولے ماہ ویر اندر داخل ہوا۔ تو سامنے ہی درمیانے سائز بیڈ پر ہاتھ آنکھوں پر ٹکائے لیٹا ہوا تھا۔

"ہاتھ کو کیا ہوا ہے تمہارے۔؟" ماہ ویر آنکھیں چھوٹی کیے اس کے ہاتھ پر ہوئے گہرے زخم کو دیکھتا بے چینی سے پوچھتا اس کے پاس جھکا۔

عالیجان نے جھٹکے سے ہاتھ پیچھے کھینچا۔

وہ جاگ رہا تھا۔ نیلی آنکھوں میں رت جگے کی سرخی تیر رہی تھی۔ مگر چہرے پر پھیلی بے چینی ماہ ویر کو گہرے سانس بھرنے پر مجبور کر گئی۔

"لگتا ہے سوئے نہیں تم۔ نیند لے لو تھوڑی دیر کی۔ شاید اچھا محسوس ہو۔!" ماہ ویر نے نرمی سے کہا تو وہ ایک دم سے اٹھ کر بیٹھا۔

وہ ابھی واپس لوٹا تھا۔ راشد کو اس ٹھکانے لگانے کے بعد جو حقائق اس کے سامنے آئے تھے۔

اس کے بعد سے وہ کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی کیفیت میں نہیں رہا تھا۔

دل و دماغ بری طرح سے درد سے پھٹ رہا تھا۔

"نہیں ٹھیک ہوں میں۔!" چہرے پر گرتے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتے وہ کھوئے کھوئے ہوئے سے لہجے میں بولا۔

"جان کیا تمہیں پتہ ہے آج کیا ہو رہا ہے کوٹھے پر۔! "

ماہ ویر نے اسے کریدنا چاہا۔ وہ جو سر گرائے گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سوالیہ نگاہوں سے ماہ ویر کو دیکھا۔

"کیا ہو رہا ہے؟؟""" شرٹ کے کف فولڈ کرتے اسنے سرسری سا پوچھا۔

"آج رات بولی لگنے والی ہے کوٹھے پر۔! ؟ کیا ایسا کچھ پہلے بھی ہوتا تھا؟؟"""

ماہ ویر نے پشت پر ہاتھ باندھے کافی اچھنبے سے پوچھا۔

عالیحان چونکا۔

تم سے کس نے کہا یہ سب۔! عالیحان نے درد کی شدّت سے پھٹتے سر سمیت آنکھیں موندے پوچا۔

"کہنا کس نے ہے۔ بائی کے بندوں نے آج سیکورٹی سخت کر دی ہے تو میں نے وجہ پوچھی جس پر انہوں نے مجھے یہ بتایا۔!

کاندھے اچکا کر کہتا وہ عالیحان کو دیکھنے لگا۔

جس کے چہرے کے تاثرات ایک دم سے سخت پڑے تھے۔

حان۔! ماہ ویر نے اسے پکارا مگر وہ سن کہاں رہا تھا۔ آندھی طوفان بنا وہ اس کی پکار کو نظر انداز کرتے کمرے سے باہر نکلا تھا۔

ماہ ویر جانتا تھا اب ضرور کچھ تو برا ہونے والا تھا مگر کیا۔ یہ سب دیکھنے کے لیے اس نے عالیحان کے پیچھے دوڑ لگائی

۔

Episode 45

کیا کر رہے تو تم لوگ یہاں۔ جانتے بھی ہو یہ علاقہ کس کا ہے؟؟ """ ایمی خوفزدہ سی کیفیت میں انیل کے بازو کو تھامے اس کے پیچھے چھپی کھڑی تھی۔

شہد رنگ آنکھوں میں خوف تیر رہا تھا۔

وہیں انیل نے اسکے ہاتھ کو تھپکتے اسے پر سکون رہنے کا اشارہ دیا۔

"ہم دونوں راستہ بھٹک گئے ہیں۔ اور جنگل میں شاید کچھ خطرناک جڑی بوٹیوں کی وجہ سے ہمیں الرجی ہونے لگی ہے۔ تو اس الرجی سے جان چھڑانے کے لئے ہمیں اس ندی میں آنا پڑا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

معافی چاہتے ہیں ہم بس جا ہی رہے تھے۔ چلو ایمی ۔!"

ٹھہرے آرام دہ لہجے میں کہتے انیل نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے ساتھ لئے وہاں سے جانے لگا۔

جب چاروں اطراف سے بڑے بڑے ڈنڈے تھامے کچھ آدمیوں نے ان کا راستہ روکا۔

دیکھیں ہمیں جانے دیں میں کہہ رہا ہوں ناں کہ ہم بس غلطی سے یہاں آئے ہیں"!

انیل نے ایک بار پھر تحمل سے انہیں اپنا مؤقف سمجھانا چاہا۔

تم ایسے نہیں جا سکتے لڑکے۔ برسوں سے ہم اور ہمارے آباؤاجداد یہاں رہتے آرہے ہیں۔ اس جگہ کا کسی کو علم تک نہیں اگر تم دونوں یہاں سے چلے گئے تو پھر ہمارا کیا بنے گا۔؟"

ایک اونچے قد کاٹھ کے تقریباً ادھیڑ عمر شخص نے کافی برہمی سے کہا۔

"میں یقین دلاتا ہوں آپ کو کہ ہم کسی سے آپ کا یا آپ کے علاقے کا ذکر نہیں کریں گے۔!" انیل نے یقین دہانی کروانی چاہی تھی۔

مگر شاید وہ کسی طرح سے یقین نہیں کرنا چاہ رہے تھے۔

"" یہ چھورا لڑکیوں کی طرح کیوں چھپ رہا ہے۔؟"""""

ایمی کے سراپے اور چھوٹے چھوٹے بالوں کی وجہ سے وہ لڑکا ہی لگ رہی تھی انہیں، ان کی بات پر جہاں ایمی کی آنکھوں میں حیرت ابھری وہیں انیل نے آنکھیں پھیلائے ایمی کو دیکھا۔

"پی یہ لڑکا نہیں یہ لڑکی ہے۔"""!

انیل نے وضاحت دلانا چاہی، شاید وہ یہ سن کر کچھ رحم کرتے اور انہیں وہاں سے جانے دیتے۔

کیا لگتی ہے یہ تمہاری۔؟""" اس آدمی نے اب عجیبہ نظروں سے ایمی کو گھورا۔ تن پر موجود عجیب وغریب سا لباس، سر سے غائب دوپٹہ وہ نہایت ہی کوئی بیہودہ لڑکی لگ رہی تھی۔

"تو تم لوگ ایسے نازیبا لباس میں کسی غیر مرد کے ساتھ گھومتی ہو، خدا کی لعنت ہو تم پر ۔"

اس آدمی نے کافی نفرت اور تحقیر آمیز لہجے میں کہا۔

جس پر ایمی کی آنکھیں پھیلی۔

یہ میری بیوی ہے اور اس کا دوپٹہ راستے میں گر گیا تھا اور لباس بھی خراب ہو گیا تھا سارا۔ اس لئے میں نے اپنا کوٹ پہنایا ہے ہم برے نہیں ہیں پلیز اب تو ہمیں جانیں دیں ۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

انیل نے بڑے اچھے سے بات سنبھالی تھی۔ایمی سب کچھ سن اور سمجھ رہی تھی۔مگر وہ کسی بھی بات میں مداخلت نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"لے چلوان دونوں کو اب ان کا فیصلہ سردار کرے گا۔""!

اس آدمی نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کیا۔جنہوں نے انیل اور ایمی کو چاروں اطراف سے گھیرا ہوا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بالکنی میں کھڑی وہ اپنے گزرے شب و روز کو سوچ رہی تھی،سیاہ ملگجے سے سوٹ میں،بال بے ترتیبی سے جوڑے میں قید،کئی لٹیں اسکی گردن پر بکھری ہوئی تھی،آنکھوں کے نیچے گہرے ہو رہے سیاہ حلقے،ہمہ وقت مہکتے گلاب جیسی رنگت کافی وقت سے جیسے مہکنا بھول چکی تھی،گلابی ہونٹ خشک کانٹا ہوئے پڑے تھے،سیاہ دوپٹہ شانوں پر بے نیازی سے بکھرا پڑا تھا۔

مخروطی انگلیوں کے بیچ چائے کا مگ تھامے وہ کافی وقت سے غیر مری نقطے کو گھور رہی تھی۔

اپنے پیچھے کسی کی آہٹ سن کر کے بھی وہ مڑی نہیں تھی،جس کو آنے والے نے بہت شدت سے محسوس کیا تھا۔

سینے پر ہاتھ باندھے تبریز اپنے سیاہ شوز کو دیکھنے لگا۔

آسمان پر سیاہی پر پھیلائے بکھری ہوئی تھی۔چاند ان سیاہ بادلوں کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔سردی کی ٹھٹھرتی رات میں وہ ماہا کا یوں بے نیازی سے ٹھنڈ میں کھڑے ہونے پر کافی حیران تھا۔

"یہاں کیا کر رہی ہو۔؟"پشت پر سے آتی تبریز کی آواز سن وہ سرد سانس اپنے اندر انڈیلنے لگی۔

"گھٹن محسوس ہو رہی تھی اس لئے یہاں آگئی۔!

اس کی آواز میں اجنبی پن تھا۔جیسے وہ کسی بیگانے سے بات کر رہی ہو۔

"تبریز نے ابرو اچکاتے اس کی لاپرواہی کو آ بز رو کیا۔

"روم میں کچھ سامان رکھا ہے ریڈی ہو جاؤ تھوڑی دیر تک ہمیں نکلنا ہے۔!

ریسٹ واچ پر وقت دیکھتے تبریز نے تحکم بھرے انداز میں کہا۔

جس پر ماہا چونک کر مڑی،

اس کا حلیہ دیکھ تبریز ٹھٹکا۔پورے ہفتے کے بعد وہ اس ے دیکھ رہا تھا ورنہ جب سے وہ آئی تھی۔

تبریز اپنا زیادہ تر وقت آفس میں گزار دیتا تھا اور اگر گھر آتا بھی تو اس کی آمد ماہا کے سونے کے بعد ہوتی تھی اور اس کے اٹھنے سے پہلے وہ واپس جا چکا ہوتا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں سوری میں کہیں نہیں جانا چاہتی۔!" سرد لہجے میں کہتے وہ اس کے پاس سے گزرنے لگی جب تبریز کے سخت الفاظ اسنے قدموں میں زنجیر ڈالی۔

"مجھے ذلیل کروانے کا کوئی موقع تھوڑے ناں ہاتھ سے جانے دو گی تم۔!

دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں سختی سے بھینچتے وہ کافی چڑچڑے پن سے بولا تھا۔

محبت میں غلط فہمی اسی دیوار ہوتی ہے جو دیمک کی طرح رشتے کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔ماہا نے اس سے معافی مانگنا چھوڑ دیا تھا تو تبریز نے بھی جتانا چھوڑ دیا تھا۔

ماہا کو لگتا تھا کہ وہ اسی لئے گھر نہیں لوٹا کہ کہیں وہ اس سے معافی ناں مانگ لے اور تبریز کو لگتا تھا کہ وہ اتنا سب کچھ کرنے کے باوجود بھی اپنے آپ کو غلط تسلیم نہیں کرتی اسی لئے تو اسے منانے کی کوئی ایک بھی کوشش نہیں کی۔

وہ دونوں انا کے خول میں مقید اپنے رشتے کی خوبصورتی کو ختم کرتے جا رہے تھے اور جہاں رنجشیں اور نفرتیں مقیم ہو جائیں ان رشتوں اور دلوں سے محبتیں روٹھ جاتی ہیں۔

ماہا کا روم روم اس کے الفاظ نے سلگا دیا تھا۔

وہ بنا کوئی جواب دیے وہاں سے نکل آئی۔بیڈ پر شاپنگ بیگز پڑے تھے۔

جلتے دل سمیت اس نے بنا دیکھے ہی سارے شاپنگ بیگز اٹھائے وہ ٹھاہ کی زوردار آواز سے واشروم کا ڈور لاک کیا۔

تبریز جیسے ہی روم میں آیا۔بیڈ پر بیگز ناں پاتے اسنے گردن موڑے واشروم کے دروازے کو دیکھا۔

ماتھا مسلتے اسنے اپنے دوست کو تھوڑی دیر تک آنے کا میسج کیا اور خود اپنا تھری پیس نکالتے وہ دوسرے روم میں ریڈی ہونے چلا گیا۔

ڈارک بلیو کلر کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس وہ عجلت میں موبائل فون پر مصروف سے انداز میں روم میں داخل ہوا۔

اسکا والٹ اور واچ ڈریسنگ پر تھے۔

جنہیں اٹھانے کے لئے وہ بے دھیانی سے آگے بڑھتا گیا۔

مگر چند ہی قدم اٹھاتے اس کی نگاہ سامنے اٹھی۔تو نگاہیں تحیر کے مارے پھیل گئی،

وہ سانس روکے یک ٹک سامنے دیکھے گیا۔

جہاں مرر کے سامنے رخ کیے، ڈیپ بلیو کلر کی سلک کی ساڑھی میں ملبوس، بالوں کو اسٹائلش جوڑے میں باندھے ، گہری آنکھوں میں کاجل لگائے چہرے پر ہلکے سے میک اپ اور لبوں پر ڈیپ ریڈ لپ اسٹک لگائے، وہ خوشبو میں مہکتی تبریز کے حواس سلب کر کے رکھ گئی،

ماہا مصروف سے انداز میں کانوں میں وائٹ چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہن رہی تھی۔ وائٹ نیکلس اس کی دودھیا گردن پر چمکتا، کافی خوبصورت لگ رہا تھا۔

دونوں ہاتھوں میں بھر بھر کر نیلی چوڑیاں ڈالے، بائیں ہاتھ کی سینٹر کی انگلی میں تبریز شیرازی کی گفٹ کی گئی ڈائمنڈ رنگ جگمگا رہی تھی۔ ہائی ہیلز کی وجہ سے وہ اپنے قد سے کافی اونچی مگر تبریز کے برابر آن پہنچی تھی۔

اپنی تیاری پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالے وہ جیسے ہی پلٹی تبریز کو خود کو یوں دیکھتا پا کر پہلے تو وہ ٹھٹکی۔

مگر پھر اسکی نظروں سے حائف ہوتے وہ ساڑھی سنبھالتے ایک طرف سے نکلنے لگی جب تبریز نے اسکی چوڑیوں سے بھری کلائی کو دبوچا۔

ماہا کا دل ڈوب کر ابھرا تھا جیسے۔ وہ آئینے میں دیکھ چکی تھی۔ اتنی سی تیاری میں ہی وہ بلکل بدل چکی تھی۔

مگر تبریز کا ری ایکشن کیا ہو گا وہ ابھی تک ناواقف تھی اس سے۔!"

تبریز نے کھینچتے اسے اپنے قریب کیا۔ آئینے میں ان دونوں کا عکس بے تحاشہ حسین دکھ رہا تھا۔

ایک ہاتھ اس کی کمر میں حمائل کرتے تبریز نے دوسرے سے پینٹ کی پاکٹ سی رومال نکالا۔

ماہا جس کی نگاہیں تبریز شیرازی کے خوبرو سراپے پر اٹک سی گئی تھیں اس نے چونک کر اس کے ہاتھ میں رومال کو دیکھا۔

وہ ناسمجھی سے گردن پیچھے کر گئی۔

اتنی محنت کے بعد اگر تبریز اسکا چہرہ خراب کرتا وہ کبھی بھی یہ ناں ہونے دیتی۔

تبریز نے آبرو اچکاتے اس کے احتجاج کو جانچا اور اگلے ہی لمحے کمر پر پکڑ اس قدر سخت ہوئی تھی۔

کہ درد سے سسکتے وہ خود ہی اس کے سینے سے آن لگی تھی۔

تبریز نے مسکرا کر اپنے سینے سے لگی اس نازک لڑکی کو دیکھا اور پھر تھوڑی سے تھامے اس کا چہرہ اونچا کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اتنی ڈارک لپ اسٹک لگا کر جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔بنالپ اسٹک کے بھی تم جاسکتی ہو،اگراتناہی دل چاہتا ہے لگانے کو تو گھر میں لگالیا کرو مجھے کوئی ایشو نہیں دیکھنے میں۔ مگر کوئی دوسرا دیکھے۔!اس کی اجازت میں قطعی نہیں دوں گا۔!

سرد و سپاٹ لہجے میں اس کے کان میں وارننگ بھرے انداز میں کہتے تبریز نے نرمی سے لپ اسٹک اس کے ہونٹوں سے صاف کی۔

ماہا غصے بھری نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔

یقیناً اس کی ساری لپ اسٹک پھیل گئی ہو گی۔ویسے ہی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں تھی اوپر سے دوبارہ تیار ہونا۔

تبریز کے سینے پر دونوں ہاتھ پھیلائے وہ غصے سے پیچھے ہوئی اس کا حصار ڈھیلا پڑتے ہی وہ بدک کر دور ہوئی آئینے میں اپنے چہرے کو دیکھا۔

لپ اسٹک بلکل کم ہو چکی تھی۔ مگر خراب نہیں ہوئی تھی۔اس وقت ماہا کے لئے یہی کافی تھا کہ لپ اسٹک خراب نہیں ہوئی تھی۔

شکر بھرا گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے وہ مڑی۔

تو تبریز اس کے پاس سے گزرا۔ڈریسنگ سے اپنا سامان اٹھاتے وہ اسے اشارے سے باہر آنے کا کہتے خود باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

یہ کیا کر رہے ہو۔؟مجھے روٹی کھانی ہے۔چاولوں سے میری بھوک نہیں مٹتی ۔!"

عنایہ جو عنایت کو چیلنج کرنے کا بول خود کچن میں داخل ہوئی تھی۔

سامنے ہی ابیر کو ماہرانہ انداز میں بریانی تیار کرتا دیکھ اسے پتنگے لگ گئے۔

یہ سچ تھا وہ بھوک کی بہت کچی تھی اور اسی وجہ سے وہ کبھی بھی رات کو چاول کھا کر نہیں سوتی تھی۔

"میڈم یہ کوئی ہوٹل نہیں اور ناں ہی میں تمہارا ملازم جو بن رہا ہے وہ کھالینا چپ چاپ ورنہ خود تیار کر لو اپنے لئے کھانا۔!

ناگواری سے اس کے نخروں پر سر جھٹکتے وہ تیز لہجے میں بولا۔

"میں بنالوں تم سے کہہ بھی کون رہا ہے ؟"" بالوں کو اچھے سے جوڑے کی شکل میں باندھتے وہ کف فولڈ کرتی سنک کی جانب بڑھی،

دونوں ہاتھ اچھے سے دھوتے اب آٹا ڈھونڈنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آٹا کہاں ہے؟""""

شیلف چیک کرنے کے بعد جب اسے آٹا نا ں ملا تو اس نے غصہ چھوڑا ابیر سے پوچھا۔

"جو کافی سنجیدگی سے اپنے کام میں مگن نظر آ رہا تھا۔

"اوپر والے کیبنٹ میں ہے۔ کرسی لے آؤ۔ باہر سے۔!"

ابیر نے مصروف انداز سے جواب دیا۔ کرسی کیوں لاؤں میں کوئی چھوٹی ہوں۔! تنک کر کہتی وہ سر تا پیر اپنے آپ کو دیکھتی کیبنٹ کو دیکھنے لگی۔

ہائی ہیلز کی وجہ سے کیبنٹ تک پہنچ تو گئی تھی مگر آٹے کا ڈبہ نکال پانا مشکل ہو رہا تھا۔

نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبائے وہ سرخ ہو رہے چہرے سے پوری قوت لگانے لگی۔ ایک نگاہ اپنے قریب کھڑے ابیر پر ڈالی۔ جو اپنی ڈش کو ڈھک کر مڑا ہی تھا۔

کہ آٹے کا ڈبہ عنایہ کے ہاتھ سے چھوٹا۔ مگر اس نے جیسے تیسے ڈبہ تھام لیا تھا۔ مگر ڈھکن ڈھیلا ہونے کے سبب سارا آٹا ڈبے سے باہر نکل آیا تھا۔ عنایہ جیسے ہی ایڑھیاں جھکائے نیچے کو ہوئی ڈبہ اس کے ہاتھ سے پیچھے کو الٹا۔

"لمبے لمبے سانس بھرتے عنایہ نے جیسے ہی فرش کو دیکھا اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی۔ کیونکہ فرش آٹے سے ڈھک چکا تھا۔

وہ جانتی تھی اگر ابیر نے یہ سب دیکھ لیا تو یقیناً وہ آج اس کا گلا دبا دے گا۔

بھوری خوف سے بھری نگاہیں چھوٹی کیے وہ ابیر کو دیکھنے کے لئے جیسے ہی مڑی۔ اسکی نگاہ اپنے ساتھ جڑے بنا کسی فاصلے سے کھڑے ابیر علوی کے سینے پڑی۔ مگر اس نے تو سیاہ شرٹ پہنی تھی پھر یہ سفید کیسے۔!"

آٹے کا ڈبہ سینے سے لگائے وہ پر سوچ سے انداز میں سوچنے لگی مگر جیسے ہی اس نے گردن اٹھائے اوپر کی جانب دیکھا اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔

ابیر علوی کا سارہ چہرہ سفید آٹے سے ڈھک چکا تھا۔

وہ لمبا چوڑا سو بر ساد کھنے والا نفیس مرد اس وقت پورے کا پورا آٹے سے کہا چکا تھا اس کی حالت دیکھ عنایہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

وہ پیٹ پکڑے ہنسنے لگی۔

اس کے قہقہوں کی آواز اوپر سے اپنی حالت دیکھ ابیر نے لہو ہوتی نگاہوں سے اس چڑیل کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور ایکدم سے مڑتے گیس آف کی۔اور پھر دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ عنایہ کی طرف لپکا۔

کہنی سے دبوچے اسکا ہاتھ تھامے ابیر نے ڈبہ اسکے ہاتھ سے لے لیا۔

"نن نونو ابیر نو۔آپی بچاؤ پلیز ہیلپ۔!"ابیر نے اسے اس قدر غصے سے دبوچ رکھا تھا کہ بھاگنے کی تگ ودو میں عنایہ کی پیر فرش سے اوپر ہو چکے تھے۔

وہ بچوں کی طرح فرش کی طرف لپک رہی تھی۔

مگر ابیر نے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورا۔

اسکا پورا چہرہ آٹے سے بھر چکا تھا سوائے آنکھوں کے چہرے کا کوئی بھی غصہ نظر نہیں آرہا تھا۔

اس کے چلانے پر اور بھی غصے سے دانت پیستے ابیر نے اسکے سر کے اوپر ڈبہ کرتے سارے کا سارا بچا ہوا آٹا اس کے سر پر انڈیل دیا۔

عنایہ چیختی بلبلاتی رہی مگر اس کی چیخیں کسی کام ناں آسکی۔اب ہنسنے کی باری ابیر کی تھی،آٹے سے بھرے بالوں اور چہرے میں ان دو بڑی بڑی بھوری غصے سے لال ہوتی نگاہوں کو دیکھتے ابیر کے چھت پھاڑ قہقہے عروج پر تھے

۔

اس کا ہنسنا عنایہ کے غصے میں آگ کا کام کر رہا تھا وہ ایک دم سے بلی کی طرح جھپٹی اس کے بالوں کو دونوں مٹھیوں میں دبوچ گئی،

ابیر جو سر جھکائے پیٹ پر ہاتھ رکھے قہقہ لگا رہا تھا۔اس اچانک حملے پر اس کی آنکھیں حد درجہ پھیلی۔مگر تب تک عنایہ نے دونوں ہاتھوں میں اس کے بالوں کو جکڑے اس قدر مضبوطی سے کھینچا کہ ابیر کی چیخیں نکل گئی۔

وہ منہ کھولے چلا رہا تھا اور جب اس کا بس ناں چلا تو اس نے غصے سے عنایہ کے لمبے لمبے بال دونوں ہاتھوں میں دبوچتے اسی قدر زور سے کھینچے کہ عنایہ باقاعدہ چیخنے کے ساتھ رونے لگی۔

وہ گھٹنے دوہرے کیے اسکے بالوں کو کھینچتی غصے سے چلائی۔

"ابیر میرے بال چھوڑو اہہہہ۔! "

"پہلے تم چھوڑو چڑیل کہی کی۔!"

ابیر نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔

مگر کوئی بھی ایک دوسرے کو چھوڑنے کو تیار ناں تھا۔

عنایت جو ڈریس چینج کر کے ان دونوں کی چیخوں پر گھبرا کر روم سے نکلی تھی۔

کچن کی جانب بڑھتے ہی وہ بے ساختہ ڈر سے چلائی۔

پورے کچن میں آٹا بکھرا ہوا تھا اور آٹا سے لت پت ہوئے وہ دونوں ایک دوسرے کے بالوں کو کھینچ رہے تھے۔

"یا خدا۔" ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے آنکھیں پھیلائے عنایت نے ساختہ ہی کہا۔

"یہ یہ کیا کر رہے ہو تم دونوں۔!" دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے وہ گھبرا کر پوچھ رہی تھی وہیں عنایت کی آواز پر وہ دونوں ہی گردن موڑے اسے دیکھنے لگے۔

مگر بال اب بھی ایک دوسرے کی گرفت میں تھے۔

"آپی اسے بولیں میرے بال چھوڑے۔!" عنایہ بہن کو دیکھ کر زور زور سے رونے لگی۔ جس پر اس کے میسنے پن پر ابیر نے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورا۔

""آپی اس نے پہلے پکڑے تھے میرے بال اسے کہیں پہلے مجھے چھوڑے"!

ابیر نے بھی عنایت سے اپنا مدعا بیان کیا۔ مگر عنایت تو اس دونوں کو دیکھ کر یہ سوچ رہی تھی کہ کیا وہ سچ میں ابیر اور عنایہ تھے۔

یا ان کی جگہ کوئی جنات گھر میں آچکے تھے۔

چپ کرو دونوں چھوڑو ایک ساتھ۔! آٹے سے بھرے چہرے سمیت وہ بولتے ہوئے کام خوفناک لگ رہے تھے۔

عنایت کے غصہ کرنے پر وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو چھوڑ کر سیدھا ہوئے اپنے اپنے بالوں کو سہلانے لگے۔

"یہ کون سا طریقہ ہے بچے ہو تم دونوں۔! رزق کی بے حرمتی کر رہے ہو کیا نہیں جانتے کتنا بڑا گناہ ہے یہ۔!

عنایت نے کڑے تیوروں سے ان دونوں کو گھورتے ہوئے شرم دلانا چاہی تھی۔

جس پر وہ دونوں سر جھکائے کھڑے تھے۔

""آپی عنایہ نے کیا ہے یہ سب۔ میں تو بریانی بنا رہا تھا اس نے جان بوجھ کر کیا۔!

ابیر نے کاٹ دار نگاہوں سے عنایہ کو گھورا جیسے اسے ابھی کے ابھی کچا چبا جائے۔

"آپی قسم لے لیں میں رزق کی بے حرمتی نہیں کر رہی تھی یہ تو خود سے ہوا سب معصومانہ شکل بنائے اس نے بھی اپنا موقف دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر جاکر شاور لو تم۔اور یہ سب تم نے کیا ہے اس لئے اب تم یہ سارا کچن پہلے کی طرح صاف کرو گی۔ "!

عنایت نے سختی سے ہدایت دی تو عنایہ نے اچھے بچوں کی طرح سر اثبات میں ہلایا۔

تمہیں تو میں نے اس کا سبق ناں چکھایا تو کہنا۔ "!

بے حد دھیمی آواز میں اسے وارن کرتے ابیر روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔وہیں عنایہ اب کچن صاف کرنے لگی۔

جبکہ عنایت یہ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ اگر ان دونوں کو۔ساری عمر ایک ساتھ اکیلا رہنا پڑے تو یہ دونوں کیا کریں گے ایک دوسرے کے ساتھ۔ "!

Episode 46

"ممانی نے کہا تھا مجھے کہ جلدی واپس آجانا اور تم

مجھے کہاں لے آئے ہو۔! عائش وہ غصہ ہو نگی۔! انگلیاں چٹخاتے وہ پہلوں پر پہلوئں بدلتی کافی متفکرانہ لب و لہجے میں بولی تھی۔

عائش خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ گردن موڑے اس نے ایک نظر اپنی دائی جانب بیٹھی عمایہ پر ڈالی۔

شفاف اور خوبصورت سڑکوں پر بھاگتی ان کی گاڑی ایک بڑے سے شاپنگ مال کے سامنے رکی،

جہاں پہلے سے ہی ڈھیروں گاڑیاں ترتیب سے کھڑی تھیں۔

"""کم """" باہر نکلتے اسنے عمایہ کی سائیڈ کا ڈور کھولا اور نرمی سے ہاتھ آگے بڑھایا۔ جسے تھامتے وہ باہر نکلی اور گہری سانس فضا کے سپرد کرتی اس عالیشان عمارت کو دیکھا۔

جو کا حد نگاہ دور دور تک بلندیوں کو چھو رہی تھی۔چاروں اطراف ٹھنڈ کے سبب اوس پڑ رہی تھی، سردی کی حدت دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔

ایسے میں مبہوت نگاہوں سے عمارت کو گھورتی عمایہ نے ٹھنڈ سے کچکچاتے اپنے دانتوں کو سختی سے ایک دوسرے سے پیوست کیا۔

"عائش ایک ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں ڈالے آگے بڑھا اور نرمی سے عمایہ کی کمر کو پیچھے سے تھاما۔ جو بدک کر اس سے دور کوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سیاہ آنکھیں پھیلائے وہ کافی ڈسٹرب سی لگی عائش کو۔

"اتنا زیادہ ری ایکٹ کس لئے۔آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہئے گاٹ اٹ۔!"وہ دو قدموں کے فاصلے پر خود سے دور ہوتے کھڑی ہوئی عمایہ کے قریب گیا اور دانت پر دانت جمائے سخت لہجے میں اسے یاد دہانی کروائی۔

عمایہ نے نفرت سے رخ موڑ لیا تھا۔عائش کا یوں حکم جتانا اسے اچھا نہیں لگتا تھا مگر یہ سب کچھ برداشت کرنا اس کی مجبوری تھی۔

شاپنگ مال کے اندر جانے تک دو نفرت بھری نگاہوں نے دور تک ان دونوں کا احاطہ کیا تھا۔

موبائل فون نکالتے وہ تیزی سے دیوار کی اوٹ سے نکلا اور اپنی گاڑی میں بیٹھا۔

"ہاں پہنچو۔زندہ نہیں بچنے چاہیے دونوں۔جان سے مار دو دونوں کو۔!

سٹیر نگ پر گرفت مضبوط کرتے وہ نفرت سے لبریز لہجے میں پھنکارا تھا۔

"عائش اور عمایہ شاپنگ مال میں داخل ہوئے تو عمایہ کی نگاہیں حیرت سے پھیل گئی۔

ہر طرف چکا چوند تھی،شاپنگ مال باہر سے دیکھنے پر جتنا خوبصورت لگ رہا تھا عمارت اندر سے اس سے بھی زیادہ حسین تھی۔

عائش عمایہ کا ہاتھ تھامے لفٹ کی جانب بڑھا۔

ہیلو مسٹر ایش۔!"ایک شاپ میں اینٹر ہوتے ہی شاپ کیپر بھاگ کر عائش کے پاس آیا نہایت ادب سے اسے وش کرتے ساتھ ہی مصافحہ بھی کر ڈالا۔

"السلام علیکم مسٹر ہافرڈ۔میٹ مائے وائف۔یور سسٹر!""مسکرا کر ہائے کے جواب میں سلام کرتے عائش نے ساتھ ہی عمایہ کا تعارف کروایا۔

جس پر عمایہ اس کے بہن کہنے پر بمشکل سے ہنسی روک پائی تھی۔

وہی مسٹر ہافرڈ نے اپنے انگریزی لب و لہجے میں کافی اچھے سے اس کے سلام کے جواب میں "وعلیکم السلام"کہا۔

"آئی رئیل وانا سے۔یور وائف از سو پریٹی۔"!!

مسٹر ہافرڈ نے مسکرا کر دل سے عمایہ کی تعریف کی تھی۔جواب شاپ پر موجود ہر طرز کے کپڑوں کا باریک بینی سے جائزہ لے رہی تھی۔

یہاں اسے بلکل اپنے مذہب کے حساب سے تو کوئی خاص ڈریس نہیں دکھ رہا تھا۔ مگر یہ تھا کہ وہاں ایسا لباس ضرور تھا جسے وہ سکون سے پہن سکتی تھی۔

"تھینک یو سو مچ ہافرڈ۔!" عائش نے دل سے ان کی تعریف کو قبولا۔

جبکہ نگاہیں عمایہ پر ٹکی تھی۔ وہ اکثر اسی شاپنگ مال میں شاپنگ کیلئے آیا کرتا تھا اور ہافرڈ اسے بیسٹ کو لیکشن سیلکٹ کرنے میں بہت مدد کرتا تھا یہی وجہ تھی کہ عائش اور اس کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو چکے تھے۔

ٹیک یور ٹائم۔ آئی وِل کم۔! اس کے شانے کو تھپکتے وہ شاپ پر ان دونوں کا اکیلا چھوڑے باہر نکل گیا۔

اس کی چالاکی پر عائش نے ہنستے ہوئے سر نفی میں جھٹکا۔

اب وہ کیا جانے کہ یہاں ایسا ویسا کوئی سین نہیں تھا کہ وہ دونوں میاں بیوی پرائیویٹ لمحات کے لئے ترستے۔

"کچھ پسند آیا۔؟"

ایک جانب پڑی کرسی پر بیٹھتے عائش نے ٹانگ ہلاتے پوچھا۔

عمایہ کے چہرے سے صاف نظر آرہا تھا کہ اسے کچھ بھی پسند نہیں آیا تھا۔

"جو مرضی پسند کرو، مگر پیٹ، بازو، اور ٹانگیں ڈھکی ہوئی ہوں اور ہاں زیادہ فٹ کپڑے صرف روم کی حد تک پہن سکتی ہوں۔ باہر کہیں بھی میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔!

دوٹوک لہجے میں کہتے وہ موبائل فون پر مصروف ہو گیا تھا۔ جبکہ عمایہ حیرت سے آنکھیں پھیلائے اب پوری طرح سے گھوم کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے روم میں پہننے کا بھی کوئی شوق نہیں ایسے واہیات کپڑے۔!

وہ اس سے بھی زیادہ تیز لہجے میں بولی تھی۔

"ہاں تمہیں نہیں ہے مگر مجھے تو ہے ناں!" موبائل فون پر جھکا وہ زیر لب بڑبڑایا۔

عمایہ نے ترچھی نگاہوں سے اسے گھورا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی۔

باہر توڑ پھوڑ کے ساتھ ہی چیخوں کی آوازیں عروج پر ہوئی تھیں۔

جنہیں سنتے ہی عائش ایک ہی جست میں موبائل فون جیب میں ڈالے کھڑا ہوا۔

"ءیہ یہ کیا ہو رہا ہے باہر۔؟" عمایہ کی آواز خوف کے سبب لرز گئی تھی۔

عائش نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"چلو میرے ساتھ۔!"

سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے وہ عمایہ کو اپنے ساتھ تھامے عجلت میں شاپ سے باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""یہ کس نے ہے ہم پر ہرا رنگ ڈالا۔اواو۔یہ کس نے ہے ہم پر ہرا رنگ ڈالا۔خوشی نے ہماری ہمیں مار ڈالا۔مار ڈالا۔!"

رات کی تاریکی میں گھنگرو کی چھنکار پر کوٹھے پر بجتا سنگیت آج برسوں تک سنائی دے رہا تھا۔

ہال میں بڑے پیمانے پر قالینیں بچھاتے مہمانوں نے بیٹھنے کا بندوست کیا گیا تھا۔

لوگ شراب کے نشے میں دھت گانے کے بولوں پر ناچتی اس نوخیز کلی کو مدہوشی سے دیکھ رہے تھے۔

گانے کے بیچ ہی بولیاں لگنا شروع ہو چکی تھی۔ہر کسی کی آنکھ بائی کی خوشربا بیٹی صاحبہ پر تھی۔

جس کے لئے آج خصوصی محفل کا بندوست کیا گیا تھا۔

کیونکہ آج اس کوٹھے پر بائی کے بعد اس کوٹھے کی نئی مالکن صاحبہ کی آمد ہونے والی تھی۔

آج وہ صیحیح معنوں میں کسی غیر مرد کے بستر کی زینت بن کر اپنا آپ اس کوٹھے پر وقف کرنے والی تھی۔

لوگوں کی بولیاں بڑھتی جارہی تھی۔

وہیں سفید پیروں پر باندھے گھنگھور کی چھنکار،پیٹ سے ذرا اوپر تک پہنی چھوٹی سی پوشاک، جس سے جھلکتا اس کا سفید پیٹ کیئوں کے دلوں میں آگ لگا چکا تھا۔

دوپٹے سے عاجز کھلے بالوں میں ناچتی وہ آج سچ میں اپنے آپ میں نہیں لگ رہی تھی۔

معاان میں سے ایک نے اٹھ کر صاحبہ کو بری طرح سے دبوچ لیا۔

نشے سے بھری مدہوش نگاہوں سے وہ تیس سالہ ذوالفقار مرزا اس قدر سختی سے اسے جکڑ چکا تھا کہ اس کی سخت گرفت پر صاحبہ کے حواس سلب پڑ گئے۔

گانہ ایک دم سے بند ہو گیا تھا۔

لوگ تماشائی بنے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔وہیں مسلسل آدھے گھنٹے سے ناچتی صاحبہ کا چہرہ جو پہلے ہی سرخ ہو چکا تھا اب ذوالفقار کی حرکت پر وہ بن پانی کی مچھلی کی مانند تڑپنے لگی۔

"اے چھوڑ اسے۔اس چھمیاں کا فیصلہ ہم سب کریں گے۔تُو اسے ایسے کیسے لے جاسکتا ہے۔! صاحبہ کو بے دردی سے گھسیٹتے وہ جیسے ہی باہر کی جانب بڑھنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بائی سے پہلے ہی وہاں آئے سب لوگ ہتھے سے اکھڑ گئے۔

کوئی بھی صاحبہ جیسی حسین کلی سے ہاتھ دھونے کو تیار نہیں تھا۔

"ارے مجھ سے بولی لگاؤ گے تم سب۔ایک کروڑ دیتا ہوں میں بائی تجھے اس کے۔آج کی رات یہ میری ہوئی ۔چل۔!

نشے میں دھت وہ بلند آواز میں چلایا تو اس قدر بڑی بولی پر وہاں موجود سبھی سن سے رہ گئے۔

بائی جو بہت پہلے ہی یہ فیصلہ کر چکی تھی کہ اب صاحبہ کو ٹھا سنبھالے گی۔

اس نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

کوٹھے کی لڑکیاں منہ پر ہاتھ دھر کر ندیدوں کی طرح صاحبہ کو دیکھ رہی تھی۔

یہ کوٹھے پر لگائی جانے والی سب سے بڑی بولی تھی۔

"چل تو۔!"

بے دردی سے اسے گردن سے پکڑ کر گھسیٹتے وہ جیسے ہی آگے بڑھا۔

کسی نے گردن سے دبوچتے اسے صاحبہ سے دور کیا۔

لوگ آنے والے کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

جس سے پہلے اس کے تھپڑ کی آواز پورے ہال میں گونجی تھی۔

بائی منہ پر ہاتھ دھرے ماہ ویر کو دیکھ رہی تھی۔

اور ماہ ویر نفرت بھری نگاہوں سے صاحبہ کے وجود کو دیکھتا اب قہر برساتی نگاہوں سے ذولفقار کو دیکھنے لگا۔

"ابے چھوڑ اسے۔بولی لگائی ہے اس نے صاحبہ کی۔آج کی رات وہ اس کی ہے۔تُو کہاں سے آ گیا بیچ میں۔!"

بائی کو اپنا کوٹھا بچانا تھا۔جبھی وہ چلاتی ہوئی ماہ ویر پر چڑھ دوڑی۔

"ایک کروڑ دیا تھا ناں اس نے۔میں دس کروڑ دیتا ہوں۔!ء" بے تاثر نگاہوں سے صاحبہ کے رونے سے لرزتے وجود کو دیکھتے اس نے اگلے ہی لمحے صاحبہ کی کلائی کو مضبوطی سے اپنی گرفت میں لیا۔

صاحبہ کو لگا کہ اس کے ہاتھ کی ہڈیاں چٹخ جائیں گی۔

وہ متورم نگاہوں سے ماہ ویر کو دیکھ رہی تھی۔جس کا چہرہ ہر تاثر سے عاری تھا۔

"میں دس کروڑ دیتا ہوں۔آج کی رات صاحبہ نے میری ہوئی۔! "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سرد و سپاٹ لہجے میں دہاڑتے ہوئے وہ بلند آواز میں غرایا تھا۔

صاحبہ جو یہ سوچ رہی تھی کہ وہ اسے بچانے آیا ہے۔اس کی نیت اور ارادے سوچ کئی بے مول آنسوں اسکی حسین آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔

بائی تو بس یہ سب ہوتا دیکھ رہی تھی۔سودا برا نہیں تھا وہ بھی ایک رات کیلئے۔!

ٹھیک ہے لے جا اسے۔مگر یاد رکھیو صبح کی پہلی کرن نکلنے سے پہلے ہی یہ مجھے واپس چاہیے۔!"

بائی نے ایک ایک لفظ پر زور ڈالتے اسے یاددہانی کروائی تھی۔

"چلو۔!

جس پر وہ بنا کوئی جواب دیے صاحبہ کو تھامے تماشائیوں کی نظروں سے اوجھل ہوتا گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"وہ مسلسل ایک گھنٹے سے اپنے پیروں کو گھور رہی تھی۔سفید دودھیا پیر بیڈ پر بے حس و حرکت پڑے تھے۔

نیلی آنکھوں میں عجیب سی بے چینی سمیٹے حورین نے ذرا سا آگے کو ہوتے اپنے پیر کی انگلی کو چھوا۔

مگر کوئی بھی حرکت نہیں ہوئی تھی۔وہ ساری رات بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی رہی تھی۔

ڈیول روزرات کی طرح اس کے پاس بیٹھا کافی دیر تک باتیں کرتا رہا۔اس کے پیروں کی مالش کرنے کے بعد وہ اسے سونے کا حکم دیتے خود روم سے نکل گیا۔

کچھ یاد آنے پر حورین نے لائٹس آن کی۔تو گھڑی پر صبح کے چار بج رہے تھے۔

وہ جب سے یہاں آئی تھی۔ایک بھی دن وہ سکون سے نہیں سو پائی تھی۔

جس کی وجہ تھا سلیپنگ پلز کا ناں ہونا۔

گھر میں تو وہ نیند کی دوائی سے سو جاتی تھی مگر اب یہاں وہ کسی سے مانگ بھی نہیں سکتی تھی۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔جب دروازہ تیزی سے کھلا۔

وہ عجلت میں چلتا بیڈ کے قریب آیا۔بھوری بے تاثر نگاہوں سے حورین شاہ کو دیکھتے وہ اس کے ٹھنڈے پڑے ہاتھوں کو اپنے بھاری ہاتھوں میں تھام گیا۔

"کیا ہوا۔کچھ چاہیے تھا۔!لائٹس آن ہونے کے سبب ڈیول کو یہی لگا تھا کہ شاید حورین کو کوئی چیز چاہیے جبھی وہ باہر سے بھاگتا ہوا اندر دوڑتا ہوا داخل ہوا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"حورین جو عجیب نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔اپنے نازک مخملی ہاتھوں کی انگلیوں سے اس نے ڈیول کی بھوری شیو کو چھوا۔

توڈیول کا پھڑ پھڑاتا دل ایک دم سے پر سکون ہوا۔

بھوری آنکھیں جو شعلے اگل رہی تھی ایک دم سے ان کی رنگت بدلی تھی۔

تیز تیز سانس بھرنے سے ابھرتا سینہ اب نارمل ہو چکا تھا۔

حورین نے چونک کر اپنی انگلی پر موجود اس سفید اوس کو دیکھا۔

اور پھر اپنے بے حد قریب بیٹھے ڈیول کی بھوری آنکھوں میں۔

جہاں نیند کا دور دور تک کوئی شائبہ نہیں تھا۔

"آپ باہر تھے اتنی ٹھنڈ میں۔؟ باہر کیا کر رہے تھے آپ۔؟ "

حورین نے چونک کر اسکے سوال کا جواب دینے کی بجائے اپنا سوال داغا تھا۔

ڈیول نے چونک کر اسے دیکھا۔

"میں کسی کام سے گیا تھا باہر۔!

سرسراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے وہ خاموش ہو گیا۔

حورین حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ تم بتاؤ؟ کیا ہوا ہے۔؟"اس نے نرمی سے اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے پوچھا۔

"نماز کا وقت ہو چکا ہے کافی دنوں سے میری نماز نہیں ہو رہی۔ مجھے واشروم چھوڑ آئیں پلیز۔!"

حورین نے اپنی بے چینی کی وجہ بتائی تو ڈیول کے اعصاب ڈھیلے پڑے۔

"میں لے چلتا ہوں!"نرمی سے کہتے وہ ایکدم سے اٹھا اسے بانہوں میں بھرنے لگا جب حورین نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔

اب کیا ہوا ہے؟؟""ڈیول کی بھوری آنکھوں میں حیرت سمٹ آئی۔

وہ بے ساختگی میں حورین کو دیکھ رہا تھا۔جو کافی بڑی بڑی لگ رہی تھی۔

"آپ نماز نہیں پڑھو گے؟""نیلی شفاف آنکھیں سکیڑے حورین نے استفہامیہ انداز میں پوچھا تو ڈیول سن سا رہ گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کچھ سال پہلے مجتبیٰ حسین کے کہنے پر اس نے ایک دو وقت کی نماز ادا کی تھی مگر اس کے بعد کبھی بھی وہ اپنے رب کے آگے ہاتھ نہیں جھکا تھا۔

آپ کے پاس شلوار قمیض ہے؟؟ "

حورین کے اگلے پر ڈیول نے کھوئے کھوئے سے انداز میں اسے دیکھا۔

"جائیں اور ان صاف کپڑے پہن کر آئیں پھر میں وضو کروں گی اور آپ بھی کرو گے۔!"

تنک کر کہتی وہ آنکھیں نچا کر بولی تو بے ساختہ ہی ڈیول کے ہونٹوں پر آسودگی بھری مسکراہٹ ابھری۔

اوکے میں ابھی آیا۔! عقیدت سے جھکتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیے وہ اپنے بھاری قدموں سمیت پیچھے کو پلٹا اور کبرڈ سے اپنا ڈریس نکالتے اس نے بیڈ پر رکھا اور پھر حورین کو دیکھا۔

جس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔تو ڈیول شکر کا سانس خارج کرتے اس کے قریب گیا اور نرمی سے اسے بانہوں میں بھرتے وہ واشروم میں لے گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ اسے لینے دوبارہ سے واشروم میں داخل ہوا تو نخاب کے حالے میں لپٹے حورین شاہ کے پرنور چہرے ایک کشش تھی۔

جس دیکھ وہ مسکراتا ہوا اسکے قریب گیا۔

اسے ویسے ہی بانہوں میں بھرتے وہ باہر آیا۔

جائے نماز بچھا کر مجھے بٹھا دیں میں نماز آپ کی امامت میں پڑھوں گی آج۔!"ڈیول نے اسے جیسے ہی بیڈ پر بڑھایا تو حورین نے نرمی سے اپنے دل کی بات بتائی۔

ڈیول اس وقت باوضو ہو کر آیا تھا۔

جائے نماز تو اسے کہیں سے نہیں ملا۔جس پر وہ حور کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

کوئی صاف چادر نکال کر بچھا لیں۔

حورین اس کا مدعا سمجھ کر نرمی سے بولی۔

جس پر کبرڈ سے ایک چادر نکالتے ڈیول نے فرش پر بچھائی۔

صبح کی ٹھنڈی ہواؤں میں، جہاں ہر سوں ایک سکون چھایا ہوا تھا وہیں اندھیرے سے ابھرتی روشنی کی مدھم سی روشنی کھلی کھڑکی سے اندر جھانک رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جہاں وہ دونوں خدا کے حضور سر جھکائے سجدہ ریز ہوئے تھے۔

فرش پر سر رکھتے ہی "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی "(پاک ہے میرا رب وہ بلند و بالا ہے)" کے کلمات جیسے ہی اس نے زیر لب پڑھے تھے۔ایک بے مول آنسوں اس بہادر مرد کی آنکھ سے بہہ نکلا تھا۔

اس رب کی کبریائی اس کی شان نے اس کے دل کو موم کر دیا۔

بھوری آنکھوں میں عاجزی اور شگفتگی تھی۔پوری دنیا کو اپنے آگے جھکانے کی ہمت رکھنے والا وہ شخص سر جھکائے عاجزی اور انکساری سے اپنے ربّ کے آگے جھک چکا تھا۔

دعا کے لئے ہاتھ اٹھے، تو دل کانپ سا گیا۔ایک وقت تھا جب وہ بنا بولے اپنے ربّ سے دعائیں مانگتا تھا۔وہ نہیں جانتا تھا لفظوں کو کیسے ادا کیا جائے۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کون سا لفظ بولے۔مگر پھر بھی وہ بولتا تھا وہ روتا تھا وہ مانگتا تھا اور آج جب اس رب نے اسے سب کچھ دے دیا تھا تو وہ کیوں نہیں جھکتا تھا اسکے آگے۔

دل نے ایسی ملامت کی کہ اس کی روح تک کانپ گئی تھی۔بھوری آنکھوں کی نمی کو اس نے جلدی سے صاف کیا۔

اور آج اس نے اپنے لئے نہیں۔اپنی حور کے لئے دعا مانگی تھی۔

اس نے دعا میں اس کا ساتھ مانگا تھا۔جسے ایک تحفے کے طور پر اسکے رب نے اس کی جھولی میں ڈال دیا تھا۔

اس کی سلامتی اور ساتھ مانگا تھا۔جس کے بغیر شاید وہ اب کبھی بھی جی ناں پاتا۔

دعا مانگ کر وہ مڑا تو حورین شاہ اسے ہی دیکھ رہی تھی وہ فرش پر اسکے قریب بیٹھ گیا۔

نرمی سے اپنا سر اسکی گود میں رکھ دیا۔

حورین شاہ کا دل بری طرح سے کانپا تھا۔نیلی حسین آنکھوں میں خوف سمٹ آیا مگر وہ چپ چاپ بے حس و حرکت بیٹھی اپنی گود میں رکھے اس کے سر کو دیکھ رہی تھی۔

جس کے ساتھ اس کا تا عمر کا ساتھ جڑ چکا تھا۔

وہ چاہے جتنی بھی مضبوط بنتی مگر یہ سچ تھا اسکے دل و دماغ پر چھایا خوف آج بھی کم نہیں ہو پایا تھا۔

"تم نے کیا مانگا حور دعا میں۔؟"

سر اٹھائے وہ اب کسی بچے کی طرح چہک کر پوچھ رہا تھا۔

بھوری آنکھوں میں بے پناہ جنون اور عشق کے جذبات لبریز تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حورین شاہ جو تھوڑی دیر پہلے اپنی گود میں اس کے سر رکھنے سے خوفزدہ ہوئی تھی اب دھیان اس کے سوال کی طرف گیا۔

"میں نے اپنا اور تمہارا ساتھ مانگا خدا سے۔!"

اسکا مخملی نازک ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیتے وہ بچوں جیسی خوشی سے بول رہا تھا۔

آنکھیں بھاری ہو رہی تھی۔جو سکون جو راحت اسے حورین شاہ کی قربت میں ملتی تھی وہ اسے کہی بھی میسر نہیں آتا تھا۔

"میں نے خدا سے مانگا کہ میرے ڈیڈا واپس آجائیں اور مجھے پھر سے اپنے ساتھ لے جائیں۔!"

آس و امید بھرے لہجے میں بھیگی نم نگاہوں سے دیوار کو گھورتی وہ کھوئے ہوئے سے لہجے میں بولی تو ڈیول کی آنکھوں میں سرخی سمٹ آئی۔

سر اٹھائے اس نے بے یقینی سے حورین شاہ کو دیکھا۔وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔حورین سہمی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

""جس کا چہرہ حد درجہ سپاٹ ہو چکا تھا۔

اب کچھ نہیں ہو سکتا حور۔اب تم صرف میرے پاس رہو گی۔میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا۔!"اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔

اگر اسکے جنون بھرے الفاظ حورین شاہ سن لیتی تو یقیناً وہ اس سے دور بھاگ جاتی۔

""نیند آئی ہو گی سو جاؤ تم"!

اسے اٹھائے وہ بستر پر منتقل کرتا سرد پن سے بولتا روم سے نکل گیا۔

حورین اس کی عجیب ردعمل پر حیران سی اس کی چوڑی پشت کو دیکھ رہی تھی۔

Episode 47

ایک بڑے سے آڈیٹوریم میں لوگوں کی اور چیخوں اور تالیوں کے شور نے قہر برپا کر رکھا تھا۔

ہر کوئی صرف ایک نام پر پیسے لگا رہا تھا۔ہر کسی کی آنکھوں میں اسے دیکھنے کا جنون سوار تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو جرم کی اس بے نام دنیا میں کھیلے جانے والے اس موت کے کھیل کا بے تاج بادشاہ تھا۔

"وی لو حان۔ وی لو حان۔! کے الفاظ نے پورے ایڈیٹوریم کو سر پر اٹھا رکھا تھا۔

ہر کوئی تھوڑی ہی دیر میں شروع ہونے والی ریسلنگ کو دیکھنے کے لیے بے تاب تھا۔

"میڈی آج اپنا پاگل پن اس حان پر دکھانا، دکھادو کہ تمہیں میڈی یونہی نہیں کہا تھا تم سچ مچ کتنے پاگل ہو۔! "

فامان قریشی جو کافی عرصے سے حان کو ہرانے کی کوشش کر رہا تھا مگر بے سود رہا تھا۔

کیونکہ اس کا لایا جانے والا ہر ریسلر پہلے ہی راؤنڈ میں حان سے ہار جاتا تھا۔

اب کی بار فامان قریشی نے بہت ڈھونڈ کر دوبئ کے سب سے بڑے ریسلر کو ہائیر کیا تھا۔

جس کا قد کاٹھ اور جسامت عالیجان شاہ سے کئ گناہ مضبوط تھی۔ جو اپنے ملک کا جانا مانا ریسلر تھا۔

میڈی سرخ ہو رہی آنکھوں سے فامان کو دیکھ رہا تھا۔ جب اچانک سے پورے آڈیٹوریم میں گہری تاریکی چھا گئی۔

ہر کوئی سپاٹ لائٹ کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جہاں ہڈ سے ڈھکے چہرے میں وہ شاہانہ چال چلتا بنا کسی پروٹوکول کے اکیلا ہی رنگ ایئریا کی جانب بڑھ رہا تھا۔

اسے دیکھتے ہی پورا آڈیٹوریم چیخوں سے گونج اٹھا۔ لوگ پاگلوں کی طرح اسکی ایک جھلک دیکھنے کو بے تحاشہ چیخ رہے تھے،

جو بھاری قدموں سمیت باکسنگ رِنگ میں داخل ہوا تھا۔

نیلی آنکھیں شعلے اگل رہی تھی۔

اگلے ہی لمحے میڈی پاگلوں کی طرح اسے مارنے کو آگے بڑھنے لگا جسے ریفری کی ٹیم نے بمشکل سنبھالا ہوا تھا۔

رنگ کے دونوں اطراف اپنے بازو پھیلائے عالیجان شاہ نے قہر برساتی نگاہوں سمیت میڈی کو سرتاپیر دیکھا۔

اور اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پر پھیلتی طنزیہ مسکراہٹ میڈی کے ضبط کو آزمانے لگی۔

وہ اسے مارنے کو لپک رہا تھا۔ مگر بیل سے پہلے کھیل شروع نہیں کیا جا سکتا تھا۔

معاً اپنی ہڈ اتارتے عالیجان شاہ نے دونوں ہاتھوں سے تھمپ اپ کا اشارہ کیا۔

تو ہجوم ایک بار پھر سے حان حان کے شور سے پاگل ہونے لگا۔

بھوری شیو کو ہاتھ سے کھجاتے اس نے سپاٹ نگاہوں سے میڈی کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔

یہ کھیل جان کا کھیل تھا۔ یہاں آتے تو سب زندہ تھے مگر زندہ جا کوئی بھی نہیں پاتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کھیل کا اختتام کسی ایک فرد کی موت یا شکست طے کرنے والی تھی اور پھر وہ لمحہ آن ٹھہرا جب سبھی سانس روکے مقابلے کو دیکھنے کے لئے بے تاب ہو چکے تھے۔

"میڈی ماہرانہ انداز میں اپنے بھاری قد سمیت عالیجان کی جانب لپکا اور ایک ہی جست میں اس کے چہرے پر وار کیا۔

خون کی ایک دھار سی تھی جو عالیجان شاہ کے ناک سے بہہ نکلی۔

لوگ منہ پر ہاتھ رکھتے خوف و گھبراہٹ سے عالیجان شاہ کو دیکھ رہے تھے۔

جسے آج پہلی بار پنچ پڑ چکا تھا۔

عالیجان نے لڑکھڑاتے قدموں سمیت اپنا سر زور سے جھٹکا۔

دل و دماغ پر عنایت کاظمی کے الفاظ ایسے چبھ رہے تھے کہ وہ چاہ کر بھی فائٹ پر توجہ نہیں دے پا رہا تھا۔

میڈی نے پیر ہوا میں بلند کرتے عالیجان کو ٹھوکر مارنا چاہی تھی۔لوگ آنکھیں پھیلائے جان کے جھکے سر کو دیکھ رہے تھے۔

جب اسنے اگلے ہی لمحے اس ٹانگ کو دبوچا۔

تو فامان قریشی نے سر پر ہاتھ دھر لیا۔

وہ اس کی آنکھوں میں وہی درندگی دیکھ رہا تھا جس سے ہر کوئی خوف کھاتا تھا۔

اس کے بعد وہ رکا نہیں تھا۔

میڈی کے چہرے پر ایک کے بعد ایک گھونسا جھڑتے وہ اسکا چہرہ بری طرح سے سوجھا چکا تھا۔

جو اپنے چکراتے سر کو دونوں ہاتھوں میں گرائے ڈبڈبائی آنکھوں سے سامنے دیکھ رہا تھا۔

جہاں چاروں اطراف اسے عالیجان کا عکس اپنی طرف آتا دکھائی دے رہا تھا۔

""""ننن نو۔! موت کے خوف سے وہ خون سے بھرے منہ سمیت چلایا تھا۔

عالیجان جیسے ہی اپنا آخری داؤ مارنے کے لیے آگے بڑھا۔اس کے ہاتھ تھم گئے تھے۔کیونکہ میڈی ہاتھ جوڑے اس سے بھیک مانگ رہا تھا۔

جان ایک دم سے پیچھے ہوا تھا۔غضب ناک تیوروں سے فامان قریشی کو دیکھا جو ٹوپی آنکھوں پر گرا چکا تھا۔

اگلے ہی لمحے ریفری نے سیٹی بجائی کیونکہ عالیجان رنگ سے نکلتا اب فامان کی طرف بھاگا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ چیخنے لگا تھا۔

لوگوں کے ہجوم سے بھاگتا فامان قریشی تھوڑی ہی دیر میں عالیجان شاہ کے شکنجے میں تھا۔

لوگ اسکی پشت کو تھپک کر اسے شاباشی دے رہے تھے۔

جس کی قہر برساتی نگاہیں فامان پر اٹکی ہوئی تھی۔

"اب تو مان جا کہ عالیجان شاہ سے بہتر اس دنیا میں کوئی نہیں۔! "

عالیجان کے لہجے میں غرور اُمڈ رہا تھا۔نیلی نگاہوں میں مغروریت کی انتہا تھی۔وہ حسین مرد غرور کے قابل تھا۔

"میری چھوڑ اپنی سوچ۔اب یہ کھیل چھوڑ دے جان کیونکہ اب تیرے مرنے پر رونے والوں میں اضافہ ہو چکا تھا۔

اپنے گریبان پر موجود اس کے ہاتھ کو جھٹکتے فامان نے ہاتھ سینے پر باندھے اطمینان سے اس کا اطمینان غرق کیا تھا۔

"تیری اتنی ہمت کہ تو عالیجان شاہ پر نظر رکھے گا۔!"""

اگلے ہی لمحے وہ بپھر پڑا۔فامان کے چہرے پر پنچ مارتے وہ اسکی ناک سے خون کی لکیر نکلتی دیکھ اسے گریباں سے دبوچتے اپنے قریب کر گیا۔

"اہہہہہ۔دشمن چاہے بادشاہ علی اکبر ہی کیوں ناں ہو،جان اس پر نظر تو رکھنا بنتی ہے۔ویسے بھابھی ہیں۔بہت معصوم بلکل میری چھوٹی میرا مطلب ہے بڑی بہن جیسی ۔!"

اپنی گردن پر اس پاگل کا دباؤ بڑھتا محسوس کرتے ہی فامان نے الفاظ میں درستگی کی۔

"بلکل تیری بہن ہے اچھی تو ہو گی۔ویسے تیری گرل فرینڈ بھی کافی بیوٹیفل ہے رات کو کلب میں کافی اچھے سے ملاقات ہوئی تھی۔

اب کی بار نیلی آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ سکون سے فامان کو بے سکون کر گیا۔

"کمینے لعنتی انسان شرم ناں آئی۔دوست کی گرل فرینڈ کے ساتھ آنکھ لڑاتے ۔!"

فامان جلے دل سے اسے مارنے کو تیار غصے سے کھول اٹھا۔

"تصیح کر لے دوست نہیں دشمن،اور دشمنی میں تو سب کچھ جائز ہے۔ویسے اسے سمجھا دے زیادہ چپک جاتی ہے اچھا نہیں لگتا بوائے فرینڈ کے ہوتے ہوئے بھی۔یو نو باقی تو سمجھدار ہے۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

مسکرا کر اسے بے سکون کرتے عالیحان نے کھینچ کر اس کے ہاتھ سے پیسوں والی گھڑی نکالی تھی۔

فامان مٹھیاں بھینچے آڈیٹوریم سے نکلتے عالیحان شاہ کی پشت کو دیکھتا رہ گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ہم کیسے یقین کر لیں کہ تم اس کا بیوی ہے؟""" وہ ایک کافی دانش مند بھوڑی خاتون تھی۔

جن کے ہاتھ میں ایک بڑی سی چھڑی تھی۔ناک کی دونوں اطراف میں سوراخ تھے جن میں دونوں طرف سے لونگ ڈالا گیا تھا۔

چنری ماتھے تک سر کو ڈھک رہی تھی۔

سارا قبیلہ ایمی اور انیل کو دیکھ رہا تھا۔

معا ایک لڑکی جو انیل کو گھور کر دیکھ رہی تھی۔

اس نے اس بھوڑی کے کان میں کچھ سرگوشی کی۔بھوڑی نے غور سے اس اونچے قد کاٹھ والے خوبصورت جوان کو دیکھا۔

جس کی سیاہ آنکھوں میں کوئی خوف اور ڈر نہیں تھا۔

"آپ کو یقین دلانے کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں۔؟ ہمیں جانے دیں ہمارے گھر میں سب پریشان ہو رہے ہونگے!۔

صبر کر لڑکے۔اپنے ابا کا پتہ دے ذرا۔! اماں نے سختی سے انیل کو ٹوکا۔

انیل ان کی بات پر چونکا۔

مگر وہ کیوں۔دیکھیں وہ یہاں آ کر کیا کریں گے۔پلیز ہمیں جانیں دیں میری وائف کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے پہلے ہی۔!"

"""پکڑ اس لڑکی کو۔!"" اماں نے پاس کھڑی اسی لڑکی سے کہا جو انیل کو بار بار دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

وہ لڑکی غصے سے آگے بڑھی اور اس نے ایمی کو پیچھے سے دبوچ کر ہاتھ پشت پر لگا دیے۔

پتہ دیتے ہو یا نہیں۔!"" اماں نے اب کی بار ذرا سخت انداز اپنایا تو انیل نے چار و ناچار امن کا نمبر لکھوایا گھر کا ایڈریس وہ کسی بھی صورت نہیں دے سکتا تھا اگر اسکی ماں حیا کو پتہ چل جاتا تو یقیناً وہ رو رو کر ہلکان ہو جاتی۔

یہ لوگ دیکھنے میں جس قدر سادہ لوح تھے اندر سے اتنے ہی ہوشیار اور چالاک۔

ان کا ایک آدمی وہ نمبر بڑی غور سے دیکھ رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گاؤں میں شاید فون کی سہولت نہیں تھی۔

اس لئے وہ آدمی نمبر لے کر کل تک امن کے ساتھ آنے کا کہتا شہر کے لئے نکل پڑا۔

جب تک ان کا باپ نہیں آ جاتا پھینک دو دونوں کو ایک کمرے میں۔!"

اماں گاؤں کی بڑی تھی اسی لئے اس کے حکم پر تابع ہوتے انیل اور ایمی کو ایک کمرے میں پھینک دیا گیا۔

"میرے ہاتھ کھولو پلیز۔!" ایمی درد سے چلائی۔اس کی رنگت سرخ پڑ چکی تھی۔سر بری طرح سے چکرا رہا تھا۔

انیل جس کے چہرے پر تھکن کے تاثرات تھے اس نے نڈھال سے قدم اٹھائے اور ایمی کے ہاتھ کھولے۔

جو بے دم سی اس کے سینے سے لگ گئی۔

"انیل نے بے چینی سے اسے دور کرنا چاہا مگر اسکی حالت کے سبب ایسا کر ناں سکا۔

"تم کیوں پلیز پلیز کر رہے تھے ان کے آگے۔ایک کاپو ہو کر پلیز پلیز کا مطلب۔دو لگاتے انہیں۔تو اس وقت ہم یہاں نہیں ہوتے۔!

غصے بھری سرخ نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ بے چینی سے بولی تھی۔

انیل نے انگلی اسکے ہونٹوں پر رکھتے اسے خاموش ہونے کا کہا۔

آواز مت کرو۔میرے کاپو ہونے کی بات ان تک نہیں پہنچنی چاہیے۔یہ لوگ دیکھنے میں جتنے سادہ لوح دکھ رہے ہیں حقیقت میں ہیں نہیں۔!آج کے دور میں ایسے جنگلوں میں رہنا اس کے پیچھے ضرور کوئی اور راز ہے۔!"

اور اس راز کو پتہ کرنے کے لئے تم مجھے بھی اپنے ساتھ یہاں پھانس چکے ہو۔!ء

طبعیت خرابی کی وجہ سے وہ چڑچڑا پن محسوس کر رہی تھی۔

اسکا یوں بولنا انیل کو ناگوار گزر رہا تھا۔

شٹ اپ یو میڈ گرل۔کیا لگتا ہے تمہیں ان سے بچ کر جا پانا آسان ہے؟؟؟جھاڑیوں میں جگہ جگہ ان کے بندے چھپے ہوئے تھے۔

اگر ہم حملہ کرتے تو اس وقت تک ہماری لاشیں پڑی ہوتی باہر۔

تو بہتر یہی ہے کہ چپ چاپ ایک کونے میں بیٹھ جاو۔!"

بالوں میں ہاتھ چلاتے انیل نے غصے سے اسے وارن کیا۔

ایمی منہ پھلائے اس جھونپڑی میں ایک طرف گھٹلی سی بنی بیٹھ گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

معا باہر کسی کے پیروں کی آواز سن انیل بھاگ کر ایمی کے پاس گیا۔

اسے سینے سے لگائے وہ اسے تھپکنے لگا۔ایمی کچھ بولنے لگی مگر انیل نے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

اور تبھی جھونپڑی کا دروازہ کھلا۔

وہ لڑکی ہاتھ میں دیا تھامے اندر آئی تھی۔اسکے ایک ہاتھ میں بڑی سے پلیٹ تھی۔

انیل اور ایمی کو اس قدر قریب دیکھ وہ نگاہیں پھیرتے وہ پلیٹ نیچے رکھ گئی۔

"کھانا یے کھالو دونوں جنے (لوگ)۔!

سنجیدگی سے کہتی وہ باہر نکل گئی۔

تو ایمی نے ایک دم سے انیل کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کیا۔جس نے چونک کر آنکھیں پھیلائے اس کے سرخی مائل رنگت کو دیکھا۔

"دور رہو۔!

وہ اکڑ کر کہتی اس سے دور ہوتے لیٹ گئی۔

انیل نے سر تاسف سے نفی میں جھٹکا اور پھر اس پلیٹ کی جانب بڑھا۔

جس میں دال چاول موجود تھے۔پلیٹ ایک طرف رکھتے وہ واپس پلٹا۔

کافی سوچ بچار کے بعد بھی اسے یہاں سے نکلنے کا کوئی حل نہیں مل رہا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ لوگ امن کو لازمی لائیں گے یہ جاننے کے لئے کہ کیا وہ سچ بول رہا تھا یا نہیں۔وہ ایسے کسی بھی صورت ان دونوں کو وہاں سے جانے نہیں دے سکتے تھے۔

اور امن کا یہاں آنا اسے وحشت زدہ کر رہا تھا۔کچھ بھی ہو جائے وہ اپنے باپ کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

فریش ہو کر وہ دونوں جیسے ہی باہر نکلے عنایت کو پلیٹس ڈائننگ ٹیبل پر لگاتے دیکھ دونوں ہی بھاگ کر اس کی طرف بڑھے۔

"آپی آپ کیوں کر رہی ہیں میں کر لوں گا چھوڑیں آپ۔!

ہاں آپی ہم کر لیں گے آپ کو کوئی ضرورت نہیں یہ سب کرنے کی۔!

عنایہ نے بھی ابیر کی بات پر حامی بھری اور پلیٹس اس کے ہاتھ سے لے لی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ماشاءاللہ آج تو بڑی حسین لگ رہی ہے میری گڑیا۔!"

بریانی دم پر تھی۔ عنایہ اور ابیر کو بھیج کر عنایت نے بریانی تیار کر دی تھی۔ اب وہ دونوں کے ٹوکنے پر کرسی پر بیٹھی اور نیلے رنگ کی گول گھیرے دار فراک میں ملبوس عنایہ کو دیکھ کر تعریفی انداز میں کہا۔

فریج سے پانی کی بوتل نکالتے ابیر نے چور نگاہوں سے اسے سر تا پیر دیکھا۔

جو مشرقی لباس میں ملبوس صیحیح معنوں میں مشرقی لڑکی لگ رہی تھی۔

عنایہ نے منہ بگاڑتے بہن کو دیکھا۔ اور پھر اپنے کپڑوں کو۔ یہ ڈریس وہ عنایت کے لئے لائی تھی مگر اپنا ڈریس خراب ہونے کی وجہ سے اسے یہ پہننا پڑا تھا۔

"آپی ٹھیک ہی لگ رہا ہو گا مجھے تو عجیب سی گھٹن ہو رہی ہے اس میں!"

ساری زندگی جینز اور شرٹ پہننے والی وہ نازاندام لڑکی اب فراک میں اپنا آپ گھٹا گھٹا سا محسوس کر رہی تھی۔

"نہیں ماشاءاللہ سے بہت پیاری لگ رہی ہو میری جان۔!" عنایت نے تھوڑی پیار سے چھوتے ہوئے کہا۔

جس پر تاسف بھری گہری سانس فضا کے سپرد کرتے ابیر نے آنکھیں پھیلائے سر کو نفی میں جھٹکا۔

"آپ کو پتہ ہے سب یہی کہتے ہیں کہ میں بہت حسین ہوں۔! ابیر کے ناگواری سے سر جھٹکنے پر عنایہ اترا کر گویا ہوئی تھی۔

ساتھ ہی ساتھ دم کھولتے اسنے بریانی ٹرے میں نکالنی شروع کر دی۔

"سب کی آنکھیں خراب ہیں!"" ہاتھ کی مٹھی بنائے منہ پر رکھتے ابیر منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

عنایت سنتی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی ساتھ ہی ساتھ نفی میں سر ہلا دیا۔ جس پر ابیر نے کاندھے اچکا دیے۔

"""آپ کو پتہ ہے آپی آج میں نے رجو دیکھی۔!""ٹرے اٹھائے وہ ٹیبل کی طرف بڑھتی مسکرا کر ابیر کو دیکھ کر بولی۔

ابیر نے بے تاثر آنکھیں اٹھائے اسے گھورا۔

چہرے پہ حد درجہ سنجیدگی سمٹ آئی تھی۔

""کون رجو۔؟" عنایت نے حیرت سے عنایہ کو دیکھ کر پوچھا۔

"جس پر ابیر کے سخت تاثرات کوئی بھی چیز اثر نہیں کر پا رہی تھی۔

"ابیر سے پوچھ لیں گلے مل کر گئی ہے وہ۔ کیوں ابیر۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گال پر ہاتھ ٹکائے عنایہ نے مسکرا کر مجھے جان بوجھ کے اسے آگ لگانے والے انداز میں کہا تھا۔

عنایت نے گہری سانس فضا کے سپرد کی اور پھر دونوں پر ایک ایک نظر ڈالی۔اگر ایک مشرق تھا تو دوسرا مغرب ان دونوں کو سمجھانا یا ایک کر پانا نا ممکن تھا۔

"تم دونوں میری بات دھیان سے سن لو۔یہاں سے جاتے ہی سب سے پہلے تمہاری رخصتی ہو گی۔اور مجھے امید ہے کہ تم دونوں اب اس بچپنے سے باہر نکل کر ایک دوسرے کا ساتھ نبھاؤ گے۔میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے کسی کو بھی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے اس لئے گھر چل کر میں سب سے یہی کہوں گی کہ میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی مگر تم دونوں نے جو کچھ آج کیا ہے یہ آئندہ نہیں ہونے پائے۔رشتے کھیل تماشہ نہیں ہوتے۔ اگر تو شادی نہیں کرنی تھی تو نکاح ناں کرتے تم دونوں۔اگر نکاح کر لیا تھا تو اب شادی بھی کرو گے۔از ڈیٹ کلئیر ہے؟"

عنایت کا انداز اس کا لب و لہجہ اس قدر سخت تھا کہ وہ دونوں سر جھکائے اسے سن رہے تھے۔

"ابیر نے احتراماً سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔ویسے بھی اب تو وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ رخصتی جلد از جلد ہو جائے تاکہ وہ عنایہ کاظمی کو اپنے قابو میں کر سکے۔

آپ بے فکر رہیں آپی جیسا آپ چاہتی ہیں ویسا ہی ہو گا۔۔!"

ابیر نے اسے یقین دلایا تھا اسکی آنکھوں میں امڈتا جیت کا جنون عنایہ کی بھوری آنکھوں میں مرچیں سی بھر گیا مگر وہ بہن کی وجہ سے چپ چاپ یہ سب ہوتا دیکھ رہی تھی۔اب تو یہ وقت طے کرنے والا تھا کہ کیا عنایہ کی ضد پورے ہونے والی تھی یا ابیر کی انا کی جیتنے والی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مسلسل بجتی بیل سے بے زار ہوتے ٹینا نے چپل پیروں میں اڑسا اور ایک ہاتھ سے بال پیچھے کرتے وہ ایک نگاہ سوئے ہوئے ریحان پر ڈالتی دروازے کی سمت بڑھی۔

"""ریحان۔!"دروازہ کھلتے ہی مظہر صاحب نے بیٹے کو پکارا مگر دروازے کے بیچ کسی لڑکی کو کھڑا دیکھ ان کی آنکھیں حد درجہ پھیلی۔

بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے وہ اس لڑکی کو دیکھنے لگے۔

ریحانن۔؟اب کی بار وہ چلائے تھے ہوٹل کے اس چھوٹے سے روم میں بیڈ پر لیٹے ریحان نے بے زارگی سے کروٹ بدلی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہاتھ آنکھوں سے ہٹاتے اس نے اپنی طرف بڑھتے اپنے باپ کو دیکھا۔

""ڈیڈ آپ یہاں کیسے۔!""آنکھیں مسلتے وہ اٹھ بیٹھا۔مظہر صاحب غصے سے لال بھبھوکا ہو رہے چہرے سے اسے دیکھتے تن فن کرتے اس تک پہنچے اور کھینچ کر ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر جھڑا۔

تھپڑ کی آواز پر ٹینا نے گھبرا کر منہ پر ہاتھ رکھا۔"یہ سب کرتا آرہا ہے تُو۔ساری رات تیری وجہ سے تیری ماں پریشان تھی اور تُو یہاں رنگ رلیاں منا رہا ہے۔۔!"

گریبان سے جکڑتے وہ ایک زوردار تھپڑ اور جھڑ چکے تھے اسے۔!

ریحان نے آنکھوں سے ٹینا کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا جو ایک کال گرل تھی۔ریحان کے اشارے پر وہ فوراً سے وہاں سے رفو چکر ہو گئی۔

وہیں مظہر صاحب کا غصہ کسی بھی طور کم نہیں ہو پا رہا تھا۔انہیں لگ رہا تھا کہ ان کا بیٹا بدل چکا ہے۔

سمجھدار ہو چکا ہے مگر انہیں کیا معلوم تھا کہ وہ یہ سارے شوق پورے کرتا پھر رہا ہے۔

تیرے کہنے پر میں نے ویام کی بیٹی سے تیرا رشتہ طے کیا۔۔اب اگر اسے بھنک بھی پڑی تیری ان کرتوتوں کی تو وہ تجھے جان سے مار دے گا۔"

"کچھ نہیں ہو گا ڈیڈ۔کون بتائے گا انہیں یہ سب۔جانتے ہی کیا ہیں آپ کچھ بھی نہیں۔ان کی بیٹی بڑی دودھ کی دھلی ہے۔میرے ساتھ تھی وہ جب کوئی لڑکا دندناتا ہوا آیا اور بڑے دھڑلے سے مجھے مار کر اس ہوٹل سے نکال دیا۔۔اور جیسے وہ غصہ سے چلا رہا تھا۔پکا وہ اس تیس سال کی بڑھیا کا عاشق تھا۔"

مظہر صاحب پر ان سے بھی دوگنی قوت سے چلاتے وہ دھاڑا تھا۔

مظہر صاحب بے یقینی سے بیٹے کے اس روپ کو دیکھ رہے تھے۔

یہ شادی صرف اور صرف پیسے کے لیے کر رہا ہوں میں۔اور آپ بھی اچھے سے جانتے ہیں مجھے اپنی سے عمر میں اتنی بڑی لڑکی میں کوئی انٹرسٹ نہیں انٹرسٹ ہے تو صرف اس کے باپ کے پیسے میں۔!آئندہ میرے معاملات میں مداخلت مت کریئے گا آپ۔آپ کے کہنے پر شادی کر رہا ہوں یہی بہت ہونا چاہیے آپ کے لیے!"۔

بیڈ پر پڑی اپنی شرٹ اٹھاتے وہ بے لچک لہجے میں بولتا روم سے نکل گیا۔

جبکہ مظہر صاحب سر پکڑتے بیڈ پر ڈھے سے گئے۔اگر انہیں ذرا سا بھی اندازہ ہوتا کہ ریحان باہر سے آنے کے بعد بھی اپنی انہی سر گرمیوں میں مشغول ہے تو وہ کبھی بھی ویام کاظمی کے گھر رشتہ ناں جوڑتے۔

ریحان ان کے پاگل پن سے ناواقف تھا مگر مظہر حسین کافی اچھے سے جانتے تھے۔

کہ کاظمی خاندان دھوکہ دینے والوں سے کس قدر نفرت کرتا ہے۔

اور اگر وہ دھوکہ بیٹی کے معاملے میں ہو تو پھر بچ پانا ناممکن ہی تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ہیے مس بیوٹیفل۔لکنگ گارجیئس۔!"وہ ایک کونے میں کھڑی اپنے خیالات میں کھوئی ہوئی تھی۔جب اچانک پشت پر کسی کی بھاری آواز سنتے ماہا چونک کر اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے مڑی۔

"ایکسکیوز می!"چہرے پر کسی انجان شخصیت کو دیکھ کر کر خفگی سمٹ آئی تھی۔

وہ ایسکیوز کرتی وہاں سے جانے لگی۔جب سامنے والے نے اس کا رستہ روکا۔

"کیا بیہودگی ہے یہ راستہ چھوڑیں میرا۔"حسین چہرے پر بے زارگی سمیٹے وہ غصے بھری آواز میں گویا ہوئی۔

جبکہ سامنے کھڑا شخص تو بس اس کی معصومیت بھرے چہرے کو دیوانہ وار دیکھنے میں مگن تھا۔

بے تحاشہ حسن دیکھا تھا اس نے مگر آج جس لڑکی نے اس کے دل کو دھڑکایا تھا وہ ماہا تھا۔جس کے نام اور پہچان سے وہ شخص بلکل انجان تھا۔

"غصہ تو مت کریں صرف بات کرنا چاہتا ہوں آپ سے۔!"

روف کا انداز بلکل نارمل تھا۔سبز آنکھوں میں نرمی کے تاثرات امڈ رہے تھے۔جبکہ بنا پلکیں جھپکائے وہ اس حسن کی پری کو دیکھ رہا تھا۔جیسے آنکھ جھپکی تو وہ نظروں سے اوجھل ہو جائے گی۔

ماہا کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔تبریز کے ساتھ وہ اس پارٹی میں شریک تو ضرور ہو چکی تھی مگر پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ اکیلی بیٹھی تھی۔

اوپر سے کسی انجان کا یوں تنگ کرنا دل میں ایک اور گرہ لگ چکی تھی۔

میرا نام روف تھارلوس ہے۔آپ ڈریں نہیں ہم آرام سے بات کر سکتے ہیں۔!"روف اپنی آبائی زبان میں ماہا سے مخاطب تھا۔

جس کا سرخ چہرہ آنسوں روکنے کی نشاندھی تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس سے پہلے کہ روف چوڑیوں سے لبریز اس کی سرخ کلائی کو تھامتا۔معا کوئی چٹان کی طرح ان دونوں کے بیچ حمائل ہوا۔

جہاں روف نے اپنے قد سے اونچے اپنے اور اس حسین لڑکی کے درمیان آنے والے تبریز کو حیرت سے گھورا۔

وہیں اس کی چوڑی پشت کو نم نگاہوں سے گھورتی وہ کانپتے ہونٹوں کو مضبوطی سے بھینچ گئی۔

"تبریز سائیڈ ہو جاؤ میں بات کر رہا تھا ناں۔!"روف نے نفرت آمیز لہجے میں پھنکار کر کہا۔وہ اس کا بزنس ارائیول تھا۔اور بزنس کے بعد اب اس کی پرسنل لائف میں دخل اندازی روف کا خون کھولا گئی۔

"سٹے ان یور لمٹس مسٹر تھارلوس شی از مائن۔!اپنی پشت کے پیچھے چھپی کھڑی ماہا کے گرد آگے سے ہی اپنا ہاتھ حمائل کرتے وہ جنون خیزی سے غرایا تھا۔

اس کے الفاظ پر روف نے چونک کر تبریز اور پھر اس کے پیچھے چھپی ماہا کو دیکھنا چاہا۔

"وٹ آر یو میڈ۔!"روف نے چکراتے سر سمیت تبریز کو دیکھ کر استفسار کیا تھا۔

""I'm so crazy about my things and obsessively crazy for my wife۔""

لفظ بیوی پر اس کی آنکھیں حد درجہ پھیلی،""وائف۔؟؟ """"

""Yes , she is mine Only Mine۔!""

تبریز کی آنکھوں میں لپکتا جنون اور لفظوں سے ٹپکتی وحشت پر روف نے سر جھکا لیا۔

"ایم سوری مجھے علم نہیں تھا ایم رئیلی سوری۔!"معذرت کرتے وہ سر جھکائے وہاں سے پیچھے ہٹ گیا۔

تبریز شیرازی نے دور تک اس کی پشت کو قہر برساتی نگاہوں سے دیکھا۔

اور اگلے ہی لمحے ماہا کو کھینچتے اپنے سینے میں بھینچا۔اور بے حد نرمی سے اسکے لرزتے وجود کو تھپکتے اپنے ہونے کا احساس دلایا۔

Episode 48

یہ ایک بڑا سا عالیشان گھر تھا۔چاروں اطراف گہری خاموشی میں ڈائننگ ہال میں موجود وہ مسلسل ایک گھنٹے سے سر دونوں ہاتھوں میں گرائے بے چینی سے ٹانگ مسلسل ہلا رہا تھا۔اپنی ہی کیفیت سمجھ پانا اس کے لئے انتہائی مشکل ہو چکا تھا۔

بند کمرے سے آتی سسکیوں کی آوازیں اس کے ذہن میں چیونٹیوں کی طرح چبھ رہی تھیں۔

پھولتی سانسوں سمیت اسنے دروازے کی سمت دیکھا۔جہاں سے اندر داخل ہوتے عالیحان شاہ کو دیکھ کر وہ ایک دم سے جگہ سے اٹھا۔

عالیحان نے انگھوٹے سے ہونٹ صاف کرتے اسے بغور دیکھا۔جس کی سرخ رنگت کچھ غلط ہونے کا اندیشہ دے رہی تھی۔

منہ کیوں لٹکایا ہوا ہے۔!؟""

ہاتھ پر باندھی سفید پٹی کو اتارتے وہ سرسری سے انداز میں پوچھتا اپنے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتے اب پونی میں باندھنے لگا تھا۔

ماہ ویر جانتا تھا کہ کمرے سے آتی سسکیوں کی آواز عالیحان بھی بخوبی سن پا رہا ہے، مگر اس کا اتنا نارمل ہونا ہی تو سب سے بڑا خطرہ تھا۔

"حان صاحب ہے۔میرا مطلب بائی صاحبہ کی بولی لگا رہی تھی میرے پاس کوئی اور چارہ نہیں تھا اس لئے میں اسے لے آیا۔

عالیحان نے سر کو اثبات میں ہلاتے سگریٹ نکالتے لائٹر سے جلایا۔

عنابی لبوں کے بیچ سگریٹ دبائے وہ ماتھے پر ڈھیروں بل ڈالے بے حد اچانک سے مڑا۔اور آنکھیں چھوٹی کیے ماہ ویر کو گھورا۔

"کتنے پیسوں میں۔؟"

اب کی بار حان کا لہجہ سرد تھا۔صوفے کی بیک پر ہاتھ ٹکائے وہ دیوار کو گھورتا بے لچک انداز میں پوچھتا ماہ ویر کو تھوک نگلنے پر مجبور کر گیا۔

"دس کروڑ""خشک لبوں پر زبان پھیرتے اسنے لڑکھڑاتے ہوئے سے لہجے میں اسے آگاہ کیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"یہ رقم اس کے پاس تب سے تھی۔جب سے وہ عالیجان کو دھوکہ دے کر بھاگا تھا۔مگر آج تک اس رقم کی بابت کوئی نہیں جان پایا تھا۔

وہ جوئے کی لت میں دھت رہتا تھا مگر پھر بھی ان پیسوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔کیونکہ کہیں ناں کہیں وہ اپنے کیے پر نادم تھا اسی لئے اس رقم کو اس نے آج تک چھوا تک نہیں تھا۔

"اوہ۔دس کروڑ میں ایک کوٹھے کی لڑکی کو خرید لائے وہ بھی ایک رات کے لئے۔کافی گھاٹے کا سودا کیا ہے تم نے ماہ ویر۔اتنے میں تو کئی کوٹھے والیاں مل جاتی ہیں۔!"

کندھے اچکاتے وہ لاپرواہی سے ایک گہرہ کش لگاتے بولا۔

ماہ ویر نے لب مضبوطی سے میچے۔

""ویسے اتنا پیسہ کہاں سے آیا تیرے پاس۔؟"عالیجان کے اگلے سوال پر وہ سر جھکائے شرمندگی سے انگلیاں چٹخانے لگا۔

کس منہ سے اسے بتاتا کہ وہ اسے برباد کرنے پر ملی وہ رقم تھی جو آج تک اس کے اپنے کی دل پر سانپ بن کر لوٹ رہی تھی۔

"لی یہ پیسہ میری حرام کی کمائی تھی۔!"

سرخ چہرے کو جھکائے وہ بر فیلے لہجے میں بولا۔

تو عالیجان نے سمجھنے والے انداز میں سر کو ہاں میں ہلا دیا۔

"ہمممم حرام کے پیسے سے حرام کا کام ہی ہوتا ہے ماہ ویر۔"!

طنزیہ مسکراہٹ اچھالتے وہ سر سگریٹ کا ایک آخری کش لگاتے سگریٹ پیروں تلے مسلتے بولا۔

ایک اور سگریٹ نکالتے اسنے ہاتھ میں تھامی جب اندھا دھند بھاگ کر اس کے سینے سے لگتی صاحبہ کے ہاتھ کی وجہ سے سگریٹ اس کے پیروں میں گر چکا تھا۔

"ماہ ویر اور عالیجان بے حس و حرکت سے کھڑے اس لڑکی کی دلیری کو دیکھ رہے تھے۔

جو واہیات لباس میں برہنہ سر کسی غیر محرم سے چمٹ چکی تھی۔

ماہ ویر نے شرارے ابلتی نگاہوں سے اس منظر کو کاٹ دار نگاہوں سے دیکھتے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لی۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ابھی اس لڑکی کے ہوش ٹھکانے لگا دیتا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"جان مجھے بچالو پلیز۔یہ لڑکا مجھے زبردستی لے آیا ہے۔پلیز جان مجھے بچالو۔!"

عالیجان نے سپاٹ چہرے سے ماہ ویر کو دیکھا۔اور پھر خود سے لگی صاحبہ کو ایک جھٹکے سے کسی اچھوت کی طرح دور پھینکا۔

"اوقات میں رہو لڑکی۔کتنی بار کہا ہے چھوا مت کرو مجھے۔!اٹھا کر نہیں لایا وہ تمہیں۔تمہاری ماں نے خود ایک رات کے لئے تمہیں اس کے حوالے کردیا ہے۔۔"!

عالیجان کا لہجہ قراہت بھرا سا تھا۔اس کے لہجے اور بدلے طور اطوار نے صاحبہ کے دل و دماغ پر گہری ضرب لگائی ۔

وہ جانتی تھی جان چاہے جتنا بھی ناراض کیوں ناں ہو،وہ کبھی اسے مصیبت میں دیکھ کر ایسا رویہ اختیار ناں کرتا۔

مگر اب کیا ہوا تھا۔؟

مجھے ضروری کام ہے ماہ ویر۔ابھی تو میں جا رہا ہوں۔صبح تک اسے واپس چھوڑ آنا۔!"

شرٹ کے کف فولڈ کرتے وہ گھر سے باہر نکلنے لگا۔جب صاحبہ اس کے پیروں سے لپٹ گئی۔

"ایسا مت کرو جان۔میں نے پہلے بھی اپنی عزت بہت مشکل سے بچائی ہے۔خدارا اگر تم چلے گئے تو میں برباد ہو جاؤں گی۔مجھے چھوڑ کر مت جاؤ۔!"

اس کے پیروں سے لپٹی وہ بے تحاشہ روتی بھیک مانگنے لگی۔

عالیجان ایک دم سے مڑا اور اس کے قریب جھکا۔

بھیگے سرخ نین کٹوروں میں اپنی نیلی آنکھیں گھاڑی۔

"کوٹھے والیوں کی کوئی عزت نہیں ہوتی صاحبہ۔! "

اس کے چند الفاظ صاحبہ کے وجود کو پتھرا سے گئے تھے۔

وہ بے یقین سی بے حس و حرکت بیٹھی عالیجان شاہ کو دیکھ رہی تھی۔جو اس کا لڑکپن کا عشق اس کی محبت سب کچھ تھا۔

دھول اڑاتا وہ تن فن کرتے کمرے سے نکل گیا۔

مگر صاحبہ تہی دامن بیٹھی فرش کی خاک کو گھور رہی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اسے گھسیٹتے ہوئے وہ بے دردی سے اسے روم میں کھینچ لایا تھا جو ایک زندہ لاش بنی فرش پر مورت بنی بیٹھی تھی۔

ماہ ویر نے کلائی سے جکڑتے اسکا بازو دبوچا اور اگلے ہی لمحے اسے کسی ربڑ کی بے جان شے کی طرح اُٹھاتے بستر پر دھکہ دیا۔

""صاحبہ اوندھے منہ بستر پر گری تھی۔

دماغ میں سنسنی سے ہونے لگی۔بے ساختہ ہی اس کے لبوں سے ایک سسکی سے نکلی تھی۔

کہنیوں کے بل اٹھتے اس نے بھیگی نگاہوں سے پیچھے دیکھا۔تو اس کے حواس سلب ہو کر رہ گئے۔

ماہ ویر دروازہ لاک کرتے اب اسی کی طرف بڑھ رہا تھا۔صاحبہ کا دل بری طرح سے لرزا۔

کانپتے ہاتھوں کو اپنے وجود کے گرد لپیٹتے وہ پیچھے کی طرف رینگنے لگی۔

"سر مسلسل نفی میں ہل رہا تھا اور آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔

بیڈ کے قریب جاتے اس نے بایاں پیر بیڈ پر رکھا تو خوف سے وہ چیخ اٹھی۔

"اہہہ پپپ پلیز ممم مجھے چچچ چھوڑ دو۔آج اسے صحیح معنوں میں اس بات کا احساس ہوا تھا کہ عورت کی اصل چادر اس کی عزت ہے۔

عزت کے بغیر وہ کچھ بھی نہیں۔

اسکے جڑے ہاتھوں، دوآتشہ لرزتے وجود پر ایک نگاہ ڈالے ماہ ویر نے بے تاثر نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھا۔

اور جھکتے اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔

درد کی شدت سی صاحبہ کی چیخ نکلی تھی۔جسے لب دانتوں تلے دبائے وہ ضبط کرنے لگی۔

کئی بے مول آنسوں اس کی آنکھوں سے بہتے گالوں کو بھگونے لگے۔

"ایسے کیسے چھوڑ دوں،،؟ پورے دس کروڑ دے کر آیا ہوں تمہاری ماں کو۔!"اس کا لہجہ سرسراتا ہوا سا تھا۔

صاحبہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی دوڑا اٹھی۔

تھوک نگلتے اس نے پر شکوہ نگاہوں سے اس ستمگر کو دیکھا۔جو یک ٹک اس کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

ماہ ویر کا ہاتھ اس کے کاندھے پر پہنچا تو صاحبہ پوری قوت سے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر اگلے ہی پل اس کے ہاتھوں کو جکڑتے ماہ ویر نے اسے بے بس کر دیا۔

صاحبہ سمجھ چکی تھی کہ کسی بھی قسم کا احتجاج ناکام ہے۔!

جبھی لرزتے ہوئے وہ آنکھیں موندے ایک بار پھر سے کوشش کرنے لگی۔

"پیپ پلیز مجھے چھوڑ دو۔اس کے سوا تم جو کہو گے میں وہ کروں گی۔!"رونے کی شدت سے سرخ ہوتے حسین چہرے کو بغور دیکھتے ماہ ویر کے اعصاب اس کی آخری بات پر ڈھیلے پڑے۔

"جو کہوں گا وہ کرو گی؟؟""سرسراتے ہوئے لہجے میں اس نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

صاحبہ نے فوراً سے سرہاں میں ہلایا۔

"اپنی بات پر قائم رہنا صاحبہ ورنہ جو میں نے کہا نہیں۔میں وہ ضرور کروں گا۔؟"

اسکا گال تھپکتے معنی خیز مگر سخت الفاظ میں اسے وارن کرتے وہ ایک دم سے پیچھے ہوا۔

صاحبہ خود میں سمٹ کر دور ہو کر ایک کونے سے لگ گئی۔

ٹھاہ کی آواز پر دروازہ بند ہونے پر اس نے خوف سے پھڑپھڑاتے دل سے سامنے دیکھا۔کمرے میں کسی کو بھی ناں پاتے آج پہلی بار اس نے نم بھیگی نگاہوں سے آسمان کو دیکھ دونوں ہاتھ دعا کے لئے بلند کیے تھے۔

"آج اس خدا نے اس کی عزت محفوظ رکھ لی تھی۔جسے آج تک صاحبہ نے ایک بھی بار یاد نہیں کیا تھا۔!

اس کی آنکھوں میں ندامت کے آنسو تھے۔

دعا کی صورت دونوں ہاتھ بلند کرتے اسنے "یااللہ تیرا شکر ہے" کے چند کلمات کہتے وہی ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرا

۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"طبعیت کیسی ہے تمہاری!؟"""

ساری رات وہ ٹھنڈ سے سمٹی ایک کونے میں پڑی رہی تھی۔اس کے کسمسا کر آنکھیں کھولنے پر انیل نے گردن موڑ کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ایمی نیند سے بوجھل آنکھیں بند کرتے ایک ہتھیلی فرش پر رکھتے وہ سہارے سے اٹھی اور پشت دیوار سے ٹکا دی۔

"ہم کب جائیں گے یہاں سے۔؟"

اداس لہجے میں پوچھتی وہ اسے وہ نڈر اور بے باک ایمی نہیں لگی تھی۔

لگاتار بخار نے اسے کمزور کر دیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بہت جلد۔!" وہ ابھی بات کر ہی رہے تھے کہ دروازہ اچانک سے کھلا، انیل اور ایمی نے گردن موڑے دروازے کی سمت دیکھا۔

"جہاں کل رات والی لڑکی دو لڑکیوں کے ساتھ کھڑی تھی۔اسکے ہاتھ میں بہت سے ڈھکے ہوئے تھال تھے جو لکڑی کے بنے ہوئے تھے۔

پیچھے سے دو آدمی اندر داخل ہوئے اور انیل کو زبردستی پکڑتے وہ باہر لے جانے لگے۔

"چھوڑو مجھے۔کیا زبردستی ہے کہاں لے جا رہے ہو مجھے۔؟

انیل اپنا آپ چھڑانے کی کوشش میں چلا رہا تھا۔

جانے وہ لوگ کیا کرنے والے تھے ان کے ساتھ۔

مجنوں پلیز چھوڑو اسے۔!" ایمی لڑکھڑا کر اٹھی اور انیل کو پیچھے سے تھامے وہ چلاتے ہوئے اسے چھوڑنے کا کہنے لگی۔

وہ لڑکیاں اب ایمی کو پکڑنے لگی تھیں۔ مگر ایمی نے بری طرح سے ان کو مارتے خود سے دور کر دیا۔

وہیں انیل بھی کچھ اسی طرح سے ان سب کو پچھاڑ رہا تھا۔

چند ہی لمحوں میں وہ دونوں ان سبھی کو دھول چکھاتے وہاں سے باہر بھاگ نکلے تھے مگر باہر نکلتے ہی اپنے سامنے گاؤں کے سارے لوگوں اور ان کے بیچ میں کھڑے امن کو دیکھ انیل کی آنکھیں حد درجہ پھیلی تھیں۔

قدم بے ساختہ ہی زمین پر تھم سے گئے، "ڈیڈ" بے ساختہ ہی اس کے ہونٹوں سے یہ الفاظ نکلے تھے۔ جنہیں سن کر ایمی آنکھیں پھیلائے سامنے دیکھنے لگی۔

جہاں گاؤں والوں کے بیچ میں کھڑے امن علوی کو دیکھ کر ایک پل کو وہ بھی چونکی تھی۔

شہد رنگ آنکھوں پر سفید چشمہ لگائے وہ سوبر سا دکھنے والے کافی جاذبیت رکھتا شخص اسے انیل کی طرح بھی لگ رہا تھا مگر ان کی آنکھوں کا کلر ایمی کے جیسا تھا۔

ایمی نے چونک کر انیل کو دیکھا۔ جبکہ انیل اپنے ڈیڈ کو دیکھ رہا تھا جنکی نظریں اسکے ہاتھ میں موجود ایمی کے ہاتھ پر تھیں۔

گاؤں والے اب بس امن کے منہ سے یہ اعتراف سننے کے منتظر تھے کہ آیا وہ دونوں میاں بیوی ہیں یا نہیں اگر یہ جھوٹ نکلتا تو غالباً وہ ان تینوں کو وہیں قید کر لیتے۔

"اب بتاؤ یہ لڑکی کیا لگتی ہے تمہاری۔! "

بھوڑی سردارنی نے کمر پر ہاتھ رکھتے امن سے سوال پوچھا۔

جو سنجیدگی سے بیٹے کو دیکھ رہا تھا۔انیل کی آنکھوں میں بے بسی ہی بے بسی تھی۔عنابی ہونٹوں کو سختی سے میچیں وہ اپنی خمدار گھنی پلکیں جھپکنے لگا۔

اسے یقین تھا کہ امن سچ بول دے گا ویسے بھی وہ کچھ بھی نہیں جانتا تھا کہ انیل اس لڑکی کو اپنی بیوی بتا چکا ہے۔

امن نے اب کی بار تھوڑا قریب جاتے ایمی کو دیکھا۔

جس کے چھوٹے چھوٹے بال، چہرے پر وہی معصومیت پسینے سے شرابور چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

وہ بے ساختہ ہی امن کی نظروں سے گھبراتے انیل کی پشت کے پیچھے ہو گئی۔

امن نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

اور مڑ کر اس بھوڑی اور گاؤں والوں کو دیکھا۔

"یہ میرا بیٹا ہے اور اس کی بیوی میری بہو۔! کیا میں پوچھ سکتا ہوں آپ لوگوں نے انہیں یہاں کیوں قید کر رکھا ہے۔؟"

امن نے بے لچک مگر سنجیدہ انداز میں پوچھنے پر وہ سبھی کے سبھی چونکے۔

حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

انہیں شک نہیں یقین تھا کہ وہ لڑکی اور لڑکا جھوٹ بول رہے ہیں مگر امن کی بتائی بات کو جھوٹ مان ہی نہیں سکتے تھے۔

"انیل نے آنکھیں پٹ سی کھولے بے یقینی سے امن کو دیکھا۔ایسا ہی کچھ حال ایمی کا تھا جو انیل کے کندھے کے پیچھے سے جھانک کر امن کو دیکھ رہی تھی۔

امن اسکی حرکت پر بے ساختہ ہی مسکرا اٹھا۔آنکھوں کے سامنے برسوں پرانا منظر لہرایا تھا۔جب امبر بھی ایسے ہی شرارت کر کے اسے چھپ کر دیکھتی تھی۔

بے ساختہ ہی وہ آگے بڑھا اور اپنا ہاتھ شفقت سے اسکے سر پر رکھا۔

بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے وہ امن کو یوں دیکھ رہی تھی جیسے وہ اسے پہلے سے جانتی ہو،

"چلو بیٹا چلیں یہاں سے۔! ""

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سخت لہجے میں کہتے امن نے ان سبھی پر ایک نگاہ ڈالی اور انیل سے کہتے ایمی کو ساتھ لگائے وہ وہاں سے نکل گئے۔

ایمی یک ٹک امن کو دیکھ رہی تھی۔اور امن کا ذہن بری طرح سے الجھا ہوا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""ہیں کہاں میری بھتیجیاں؟ کل سے نظر ہی نہیں آرہا کوئی بھی۔عیناں کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔کیا سب کچھ ٹھیک ہے ناں ۔!"

ناشتے کے میز پر حرمین کی فکر میں گھلی آواز پر بریڈ پر جیم لگاتے ویام نے بہن کو دیکھ کر گہری سانس فضا کے سپرد کی

۔

"السلام علیکم """!

اس سے پہلے کہ گھر والوں میں سے کوئی بھی جواب دیتا،ہال کے دروازے سے اندر داخل ہوتے ابیر کی گھمبیر بلند آواز پر سب ہی گردن موڑے اس سمت دیکھنے لگے۔

جہاں ابیر کے پیچھے ہی عنایہ اور عنایت دونوں ہی اندر داخل ہوئی تھی۔

عنایت کو دیکھ ویام بے ساختہ ہی جگہ سے اٹھا اور تیزی سے اسکی طرف جاتے اسے سینے میں بھینچا۔

حرمین بھی مسکراتے ہوئے جگہ سے اٹھی تھی۔

جہاں پھپھو کو دیکھ کر عنایہ خوشگوار حیرت سے چیخ کر بھاگتے ہوئے پھپھو کے سینے سے جا لگی تھی۔وہیں ویام نے عنایت کے سر پر بوسہ دیے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

"ٹھیک ہو ناں تم اینجل۔؟ویام کی بھوری آنکھوں میں وہی محبت اور وہی توجہ جھلک رہی تھی جو تین سالہ عنایت کے لئے پہلی بار جھلکی تھی۔

عنایت نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا اور پھر سے اپنے پاپا کے سینے سے لگی۔

"آپ کے ہوتے ہوئے کچھ ہو سکتا ہے بھلا مجھے۔!؟اس کے لہجے میں غرور تھا محبت کا غرور اپنوں کی طرف سے ملے مان کا غرور اور اسی غرور پر ویام کے لب بے ساختہ ہی مسکرائے تھے۔

ارے بس بس پھپھو سے بھی مل لینے دیں اب بھائی"""!

حرمین دونوں باپ بیٹی کا لاڈ دیکھ کر سینے پر ہاتھ باندھے بولی تھی۔

جس پر دونوں باپ بیٹی چونکے۔۔

عنایت ماتھے پر بل ڈالے مڑی تو سامنے ہی پھپھو کو دیکھ کر بے ساختہ ہی عالیجان شاہ کا چہرہ آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

چہرے پہ بے ساختہ ہی خوف لہرایا۔

حرمین نے آگے بڑھتے اسے سینے سے لگالیا۔ جس کا سن پڑتا وجود اسے بھی گھبراہٹ میں ڈال رہا تھا۔

ٹھیک ہوناں تم۔؟ حرمین نے محبت سے پیشانی کا بوسہ لیتے پوچھا تو وہ بمشکل سے مسکرا پائی۔

ہم بھی ہیں یہاں پھپھو۔!" سینے پر ہاتھ باندھے وہ گھمبیر تا سے کہتے حرمین کی توجہ اپنی طرف کھینچ گیا۔

حرمین جھٹ سے مڑی۔ منہ پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے اس حسین مرد کو دیکھا۔

"ماشاءاللہ۔ابیر! تم تو بلکل امن بھائی جیسے دکھتے ہو ماشاءاللہ۔! "

اس کے چوڑے شانوں کو چھوتے وہ شفقت سے گویا ہوئی تو سبھی مسکرادیے ماسوائے عنایہ کے۔

پھپھو آپ کو غلط فہمی ہورہی ہے۔انکل زیادہ ہینڈسم ہیں اور ان کے جیسا کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔!"

عنایہ دادی کے ساتھ لگتی مسکرا کر ابیر کو جتانے کے انداز میں بولی تھی۔ جس پر ابیر کے چہرے پر سپاٹ تاثرات ابھرے مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنے آپ کو نارمل کر گیا۔

ایسے جیسے کچھ ہوا ہی ناں ہو۔!

ویسے تم تینوں ایک ساتھ کہاں سے آرہے ہو۔؟ بھائی اب تو ابیر کے آنے جانے پر پابندی لگادیں آپ۔ ویسے بھی دن ہی کتنے رہ گئے ہیں شادی کو۔!"

حرمین بھتیجی کی بات سن چکی تھی اسی لیے اب اسے چڑھانے کے انداز میں بولی۔

جہاں ابیر نے بے ساختہ ہی اس بگڑیل نواب زادی کو دیکھا تھا جس کی بھوری آنکھیں ایک کو اٹھی تھی۔

شہد رنگ آنکھوں میں جھلکتے جنون کے رنگ دیکھ بے ساختہ ہی وہ نگاہیں چرا گئی۔

"میں ماما سے مل آؤں۔!"

عنایت جانتی تھی عیناں اس کے لیے پریشان ہوگی اسی لیے سب سے ایکسکیوز کرتے وہ سیدھے ماں کے روم کی طرف گئی تھی۔

ویام ابیر سے بات کرنے کے عوض اس کے ساتھ ہی باہر نکل آیا۔

اور وہیں اب عنایہ دادا دادی اور پھپھو کے ساتھ انہیں اپنی اور عنایت کی گئی شاپنگ کے قصے سنا رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو کہ واپسی پر ابیر نے جان بوجھ کر کروائی تھی۔تاکہ کسی کو شک ناں ہو ان کے غائب ہونے کا۔

معا اس کا فون رِنگ ہوا۔عنایہ نے چونک کر وٹس ایپ کھولی تو ابیر کا میسج تھا۔جسے ریڈ کر کے عنایہ گہری سوچ میں ڈوب گئی

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مسٹر شیرازی کہاں جارہے ہیں آپ۔؟ابھی تو پارٹی ختم نہیں ہوئی۔!کیک کٹ ہونا باقی ہے ابھی ۔!"

ماہا کو ساتھ لگائے وہ باہر نکل رہا تھا جب عجلت میں آتے مسٹر نیازی نے اسے روکا۔

وہ تبریز کے دوست تھے اور آج ان کی اینورسری پارٹی تھی۔

جہاں ان کے بے حدّ اصرار پر آج پہلی بار تبریز ماہا کو ساتھ لایا تھا۔

اب ان دونوں کو پارٹی سے یوں جاتا دیکھ وہ متفکر سے ہوئے اور پیچھے سے تبریز کو آواز لگائی۔

تبریز نے بے ساختہ ہی آنکھیں میچی۔

"ایم سو سوری نیازی۔میری وائف کی طبیعت ٹھیک نہیں اس لئے ہمیں جانا ہوگا ابھی۔!"

وہ مدبرانہ لب ولہجے میں بولا تو مسٹر نیازی نے کندھے اچکا دیے۔

"مجھے اچھا لگتا اگر تم کیک کٹنگ تک رکتے خیر تھینک یو سو مچ ٹو بوتھ آف یُو۔میرے اتنے اصرار پر آنے کا شکریہ بھابھی جی۔!"

وہ کئی بار شکریہ کر چکے تھے تبریز نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اس سے الوداعی کلمات کہے اور ماہا کو ساتھ لیے وہ باہر نکلا۔

"اوشٹ۔!"

ماہا چونکی۔

""نم متورم نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا۔؟"بھیگا ہوا سا لہجہ،اسکا حسین چہرہ تبریز کو ایک پل کو اپنے سحر میں جکڑ گیا تھا۔

بے ساختہ ہی اسنے کمر پر گرفت مضبوط کرتے ماہا کو سینے میں بھینچا۔

ماہا کے دل کی دھڑکنیں بے ساختہ ہی منتشر ہوئی تھی،چاروں اطراف سے روشنی بکھیرتی مدھم روشنیوں میں جگ مگ کرتے اس کے دو آتشہ حسن کو گہری نگاہوں سے دیکھتے تبریز نے ساختہ ہی اپنے دہکتے ہونٹ اسکے دائیں گال پر ثبت کیے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ماہا بے ساختہ ہی اسکے کالر کو دونوں ہاتھوں میں دبوچ گئی۔

اسکی جنونیت بھرا لمس ماہا کے وجود میں سنسنی سی دوڑا گیا۔

وہیں سوئمنگ پول کی دوسری طرف سے یہ منظر دیکھتے روف ہاتھ میں موجود وائن کے گلاس پر گرفت مضبوط کر دی۔

آنکھوں میں غیض وغضب کی چنگاریاں امڈ آئی تھیں۔

""تت تبریز۔!" گھبراہٹ سے اسے پکارتے وہ اسے روکنے کی کوشش کرنے لگی،

تبریز نے ہونٹ اسکے کان کی لو پر رکھے، تو دماغ جیسے ایک دم سے بیدار ہوا تھا۔

ماہا کی خطائیں، اس کا دھوکا کسی فلم کی طرح آنکھوں کے پردے پر لہرایا

وہ ایک دم سے دور ہوا۔ اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ اپنے آپ کو کمپوز کرنے لگا۔

وہیں اپنی ساڑھی سنبھالتے وہ سرخ چہرہ جھکائے سوئمنگ پول کی جانب دیکھنے لگی۔

اس کے چہرے پر پھیلے قوس قزح، شرم وحیا کے یہ رنگ کوئی بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

"یہی رہنا میں آتا ہوں۔!" سنجیدگی سے کہتے وہ دوبارہ سے اندرونی کی جانب بڑھا۔

ماہا ہاتھ مسلتے اپنے ہونٹ بری طرح سے کچلنے لگی۔

"ایکسکیوزمی۔؟؟؟"" وہ سینے کے گرد ہاتھ باندھے اپنے وجود سے سمٹی تبریز کی خوشبو میں گہرے سانس بھر رہی تھی۔

جب اچانک کسی کے پکارنے پر وہ پلٹی۔

"یس۔؟ "

ماہا نے چونک کر اس ویٹر کو دیکھا۔ جو اسی سے مخاطب تھا۔

"میم وہاں کوئی سر آپ کو بلا رہے ہیں۔!"

ویٹر بے انگریزی لب ولہجے میں اسے پول کی دوسری جانب اشارہ کرتے آگاہ کیا۔

تو ماہا نے چونک کر اس سمت دیکھا۔

مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔

تبریز تو اندر گئے ہیں پھر وہ باہر کیسے۔؟ مگر ان کے سوا کون بلائے گا مجھے میں تو کسی کو جانتی بھی نہیں یہاں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ خود سے ہی سوال وجواب کر رہی تھی،ڈارک بلیو رنگ کی ساڑھی میں دمکتا اس کا نازک سراپا،اسکے چہرے پر پھیلی الجھن روف کے ہونٹوں پر دلفریب سی مسکراہٹ بکھیر گئی۔

سرخ نگاہوں سمیت وہ اس دوشیزہ کو دیکھ رہا تھا۔جس کے قدم اب اس کی جانب بڑھ رہے تھے۔

ماہا دھیمے قدموں سے چلتی پول کی دوسری جانب بڑھ رہی تھی۔مگر اچانک تبریز نے اسے پیچھے سے پکارا۔

تو وہ چونکی۔

""ماہا کہاں جا رہی ہو۔؟ "

تت تبریز آپپ۔؟حیرت وبے یقینی سے مڑتے وہ اسے دیکھنے لگی۔جب ہیلز کی وجہ سے اس کا پیر یکدم مڑا۔

اور وہ بیلنس ناں رکھ پانے کی وجہ سے چھپک کی زوردار آواز سے پول میں جا گری۔

تبریز جو چند ہی قدموں کے فاصلے پر تھا۔

یہ منظر دیکھ اس کے ہاتھ اور پیر پھول گئے۔

آنکھیں پھیلائے وہ خوف سے پھڑ پھڑاتے دل سمیت آگے بڑھا تھا۔

""ماہا۔!اس کی چیخ بے ساختہ بلند ہوئی تھی اور اگلے ہی لمحے وہ پول میں چھلانگ لگا گیا۔

Episode 49

عع عائش پی یہ سب کیا ہو رہا ہے۔؟یہ شور کیسا ہے۔؟"

وہ اسکے ساتھ کھینچتی چلی جا رہی تھی۔جس کے چہرے کے سرد تاثرات عمایہ کو مزید خوفزدہ کر رہے تھے۔

سیاہ آنکھوں میں خوف ہلکورے مار رہا تھا۔وہ جانے کون سے رستے اسے جانے کہاں لے جا رہا تھا۔جب عمایہ نے گردن موڑے پیچھے دیکھا۔

جہاں دو سے تین آدمی اسی جانب آ رہے تھے۔

عائش نے کان پر لگے ائیر پوڈ کو کانٹیکٹ کیا۔دوسری طرف سے کوئی بھی کال پک نہیں کر پا رہا تھا۔

جس وجہ سے اس کے چہرے پر جھنجھلاہٹ پھیل رہی تھی۔

"وووہ لوگ ہمارے پیچھے آ رہے ہیں۔!"عمایہ نے خوف سے لرزتے ہوئے بمشکل سے کہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جب کہ بنا اسکی بات کا کوئی بھی جواب دیے عائش نے بیلٹ میں لگی گن نکالی۔

وہیں اس کے ہاتھ میں گن دیکھ عمایہ بے یقینی سے گردن نفی میں ہلانے لگی۔

چہرے پر خوف کی پرچھائیاں گہری ہوتی جارہی تھی۔

اور تبھی وہ ایک دم سے مڑا، عمایہ کے کندھے سے اسے پیچھے کو دھکہ دیے عائش نے فضا میں ایک فائر کیا۔

وہ غنڈے ایک پل کو تھم سے گئے۔اور اسی وقت عائش تیزی سے عمایہ کے ساتھ چھوٹی سی دیوار کی اوٹ میں ہوا

۔

یہ ایریا بیک سائیڈ پر تھا۔اس وجہ سے یہاں رش ناں ہونے کے برابر تھا۔

""ہلنامت یہاں سے۔!"اسے وارن کرتے وہ فوراً سے باہر نکلا اور دیوار پر ایک جانب لگے کیمرہ پر گولی چلائی۔

ٹھاہ کی دھماکے دار آواز پر عمایہ نے ہونٹ میچتے اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

دل بے تحاشہ تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

اسے لگا شاید یہ سب جو کچھ بھی ہو رہا ہے یہ اس کا وہم اس کا خواب ہو گا۔

مگر ذہن جانتا تھا کہ یہ سب کچھ حقیقت ہے بھیانک حقیقت۔

وہ پتھر کی مانند ساکت و جامد بیٹھی تھی۔جب عائش پھر سے دیوار کے پیچھے چھپا۔

اسی وقت اس کے کان میں لگے ائیر پوڈ میں سے کوئی نسوانی آواز اُبھری۔

"سن رہے ہو عائش؟؟کیا ہوا سب کچھ ٹھیک تو ہے؟؟ """

موبائل فون پر بار بار اسکے میسجز موصول ہو رہے تھے اسی لئے وہ پھپھو لوگوں سے اجازت لیتے اپنے کمرے میں آئی۔

تیزی سے لیپ ٹاپ اوپن کرتے عائش کی لوکیشن نکالی۔

جو ایک شاپنگ مال کی تھی۔

"کچھ بھی ٹھیک نہیں۔وہ ہافرڈ میرے پیچھے لگ چکا ہے۔اس وقت اس کے بندے میرے پیچھے پڑ چکے ہیں۔

!""""

وہ جھنجھلاہٹ سے بولا تھا وہیں پاس بیٹھی عمایہ حیرت و ناسمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

""ہافرڈ۔؟"عنایہ نے سوچنے والے انداز میں اس نام کو دہرایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہاں وہی جسے پچھلے ہفتے ہیر اسمنٹ کے الزام میں جیل میں بھجوایا تھا میں نے۔!"

عائش نے جھنجھلا کر اسے یاد دلایا بھلا اسے بھی کچھ یاد دلانا تھا وہ تو ہر ایک چیز سے واقف تھی۔

"" ہممم تو کیا گولا باری نہیں ہو رہی وہاں۔!"لیپ ٹاپ پر تیزی سے انگلیاں چلاتی وہ تجسس سے پوچھتی عائش کا میٹر گھما گئی۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی فون سے نکل کر اس پر کٹی چڑیل کا گلا دبا کر اسے جان سے مار دیتا۔

"عمایہ میرے ساتھ ہے عینی۔ جلدی کچھ کرو۔ وہ لوگ اسے ہرٹ کرنا چاہتے ہیں۔!"

عائش نے جبڑے پوری قوت سے بھینچتے ہوئے کہا تھا۔

اسکی ہیزل آنکھیں لہو ہوئی تھیں، عمایہ بس اسے دیکھ اور سن رہی تھی۔

کوئی بھی بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی سوائے اس کے کہ وہ لوگ ان دونوں کو مارنے کے لئے آئے ہیں۔

"واٹ دی ہیل۔ تم اسے ساتھ لے کر نکلے ہی کیوں۔ ایڈیٹ۔"وہ بھوری آنکھوں والی لڑکی شیرنی بنی دہاڑی تھی۔

بھوری آنکھوں میں غضب ناک حد تک سرخ ڈوریاں سمٹ آئی۔

حسین چہرہ حد درجہ سرخ پڑ گیا۔

وہ اب تیزی سے شاپنگ مال کے سارے سسٹم کو ہیک کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"تم یہ بتاؤ کچھ کر سکتی ہو یا نہیں۔؛"

عائش نے گہری سانس بھرتے اس سے پوچھا۔

جب دیوار سے ٹھاہ کی زوردار آواز کے ساتھ ایک گولی ٹکرائی تھی۔۔

عمایہ چیخ کر اسکے سینے سے لگی اسکی شرٹ کو دونوں ہاتھوں میں دبوچ گئی۔

وہ لوگ اب جوابی کارروائی کر رہے تھے۔

عائش جانتا تھا یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں اور ان سب سے جان چھڑانے کے لیے ان پر کھل کر حملہ آور ہونا ضروری تھا۔

میں نے سسٹم ہیک کر دیا ہے عائش۔ اب کسی بھی کیمرہ میں تمہارا ریکارڈ نہیں آئے گا۔

تم اٹھو اور شوٹ دیم آل۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایہ نے سرد آواز میں اسے حکم دیا اور تیزی سے ایک کی ورڈ فائل میں اینٹر کیا۔فائل کھلتے ہی سارے کا سارا شاپنگ مال اسکی اسکرین پر ابھر گیا۔

آنکھیں سکیڑے وہ اس سارے منظر کو غور سے دیکھنے لگی۔

دو منٹوں میں سارا جائزہ لیتے اسنے عائش کو دیکھا۔

جو عمایہ کو خود سے دور کرتے ایک دم سے اٹھا اور فائرنگ سٹارٹ کر دی۔

مگر جوابی کارروائی کی صورت میں اسے مشکل کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

دائیں ہاتھ میں گن مضبوطی سے تھامے وہ ایک دم سے جھکا۔

"عائش لیفٹ سائیڈ پر ایک روم ہے۔تم کسی بھی طرح عمایہ کے ساتھ اس روم تک جاؤ۔!"

""اوکے"""عائش نے گہری سانس بھرتے کہا۔اور پھر عمایہ کی طرف دیکھا۔جس کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ اسنے نرمی سے اسکے چہرے کو چھوا۔

"سب کچھ ٹھیک ہے عمایہ۔ڈونٹ وری!"مضبوط لب و لہجے میں کہتے اس نے ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔اور رینگتے ہوئے اس دروازے تک پہنچا۔

عمایہ کو دروازے سے اندر دھکیلتے وہ جیسے ہی سیدھا ہوا۔

ہوا کو چیرتی ایک تیز گولی اسکے کندھے میں پیوست ہوئی تھی۔

""اہہہہ۔!درد کی شدت سے اسکے منہ سے آواز نکلی۔

مگر لب بھیچے وہ سرخ چہرے سے اپنے آپ پر ضبط کرتے اندر داخل ہوتے ہی روم کو اندر سے لاک کر گیا۔

""عع عائش گگگگ گولی لگ گئی،خخخ خون۔!"دروازے کی پشت سے سر ٹکائے وہ جیسے ہی کندھے کو تھامے نیچے بیٹھا۔

عمایہ دہشت زدہ سی چیختے اسکے کندھے سے بہتے خون کو دیکھ کر خوفزدہ سی ہو گئی۔

وہ پاگلوں کی طرح چیختی اب رونے لگی تھی۔عائش نے درد سے لبریز اپنی سرخ آنکھوں کو بمشکل سے کھولتے اسے دیکھا۔

جس کا چہرہ آنسوں سے تر تھا وہ چند قدموں کے فاصلے پر رکی اسے دیکھ رہی تھی۔

معا دروازہ زور زور سے بجنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر عائش ہوش کی دنیا میں لوٹا۔"""

اسنے چونک کر دروازے کو دیکھا اور پھر عمایہ کو۔

"ہیلو۔عنایہ بولو اب کیا کروں مجھے گولی لگی ہے۔میں زیادہ دیر سب کو روک نہیں سکوں گا۔!"

عائش نے درد سے کراہتے ہوئے اسے صورتحال سے آگاہ کیا جو وہ ویسے بھی اسکرین پر دیکھ رہی تھی۔

"اس کمرے کی کھڑکی کے باہر بالکونی ہے۔اور اس بالکونی سے رسی پھینک کر تم دونوں نے نیچے اتر سکتے ہو۔! "

اس لئے ٹائم ویسٹ کیے بغیر یہ کام کرو۔!

عنایہ نے کسی بھی بات پر کوئی بھی تاثر دیے بغیر اسے ہدایت دی تو۔عائش نے بند ہوتی آنکھیں بمشکل سے کھولی۔

"واٹ۔تم پاگل ہو چکی ہو۔؟میں بھلا کیسے کر سکتا ہوں یہ سب۔!مجھے گولی لگی ہے عنایہ۔اور اتنی اونچائی سے نیچے جانا خطرے سے خالی نہیں۔!"

بازو سے بہتے خون کو ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرتے وہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سمیت کھڑکی کی جانب بڑھا تھا۔

عمایہ سن سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"عائش پچھلے گیٹ پر بھی غنڈے کھڑے ہیں اور اگلے گیٹ پر بھی۔تم جیسے تیسے اس کھڑکی سے نیچے جانے کی کوشش کرو،

"اوکے میں کوشش کرتا ہوں۔!عائش نے لب بھیچ سختی سے کہا اور گردن موڑے عمایہ کو دیکھا۔

جس کی رُنگت زرد ہو چکی تھی۔

عائش نے لہو رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سموئے اسے دیکھا۔

اور ہاتھ سے پاس آنے کا اشارہ کیا۔عمایہ سہمی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی،

دروازے پر دستک زور پکڑ رہی تھی۔

"عمایہ آجاؤ ٹائم نہیں ہے ہمارے پاس۔!"

نڈھال سی کیفیت میں وہ درد سے چور لہجے میں گویا ہوا۔تو عمایہ دھیمے سے چلتی اس کے پاس گئی۔

عمایہ لڑکھڑاتے ہوئے اس کے پاس گئی تھی،اسکے کندھے سے بہتا خون عمایہ کے خوف کا باعث بن رہا تھا۔

عائش جانتا تھا اس وقت وہ کس سچویشن میں ہے پھر بھی اسے یہاں سے نکلنے میں عمایہ کی مدد درکار تھی۔

عمایہ۔!"اس نے نرمی سے اسے پکارا۔ جس کی سیاہ آنکھوں میں نمی تھی۔آنسوں اسکی آنکھوں سے بہنے کو بے تاب ہو رہے تھے۔

"ہمیں نکلنا ہو گا یہاں سے۔!"" عائش نے نرمی سے اسے کمر سے تھامے خود میں بھینچا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ہاں میں باہر نکل آیا ہوں۔ جلدی پہنچو ہاں مجھے اپنا وعدہ یاد ہے، فکر مت کرو، جیسا تم کہو گے ویسا ہی ہو گا۔!" ۔!"سنسان سڑک کے کنارے چلتے عالیان شاہ نے موبائل فون کی دوسری جانب موجود شخص سے کہا۔

جس نے اوکے کہتے کال کٹ کر دی۔

مسلسل ایک ہفتے سے وہ حرمین شاہ کو ڈھونڈ رہا تھا۔

مگر ابھی تک کوئی خبر یا اطلاع نہیں مل پائی تھی۔ جبھی اسنے برسوں بعد اپنے سورسز جگائے تھے۔

نیلی آنکھوں میں حد درجہ سنجیدگی سمٹ آئی تھی۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور پہنچا تھا جب ایک سیاہ مرسیڈیز اسکے سامنے رکی، عالیان نے احتیاطاً ہاتھ اپنی بیلٹ میں لگی گن پر رکھا،

جب تاریکی میں کھلے اندھیرے میں کار کا دروازہ کھلا۔

عالیان نے سرد نگاہوں سے سامنے دیکھا۔ گولڈن بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ گاڑی کی جانب بڑھا۔

جہاں اندر بیٹھے دو گارڈز نے اسکے ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنانا چاہی۔ مگر وہ عالیان شاہ تھا جسے جھکنا شروع سے ہی نہیں آتا تھا۔ اگلے چند ہی سیکنڈوں میں وہ ان دونوں کو ڈھیر کر چکا تھا۔

اب اپنا ایک پاؤں سامنے والی سیٹ پر رکھتے اسنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

ڈرائیور نے گاڑی تیزی سے روک دی۔

"گاڑی اب رکی تو تیرے لئے اچھا نہیں ہو گا۔!"

اس کی سرد آواز پر ڈرائیور نے تھوک نگلتے کانپتے ہوئے ہاتھوں سمیت گاڑی دوبارہ سے سٹارٹ کی۔

"برسوں بعد اس نے گن تھامی تھی صرف اور صرف اپنی بیٹی کے لئے تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنے اندر کے جانور کو سلا دیتا۔

گاڑی اب خاموشی سے اپنی منزل پر پر گامزن تھی جہاں ڈیول بے صبری سے اس کے آنے کا منتظر تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں گاڑی ایک سنسان جزیرے پر رکی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈرائیور نے سانس روکے شیشے سے پیچھے کی طرف دیکھا۔

جہاں سیٹ پر بیٹھے عالیان شاہ کی آنکھوں سے لپکتے جنون کو دیکھ وہ بری طرح سے کانپ کر رہ گیا تھا۔

بھاری قدموں سمیت وہ گاڑی سے نکلا۔

آج ان دو لوگوں کا آمنا سامنا ہونے والا تھا جو حورین شاہ ایک معصوم شہزادی سے جنون کی حد تک محبت کرتے تھے۔عالیان شاہ کی جان اگر اس لڑکی میں قید تھی تو کوئی بعید نہیں تھا وہ ڈیول کے جنون سے اسکا عشق بنتی جا رہی تھی۔

ان دونوں کی یہ ملاقات جانے کون سا رنگ لانے والی تھی۔کس کی قسمت میں جیت تھی اور کس کی قسمت میں ہار یہ تو آنے والا وقت ہی طے کرنے والا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بلیک کوٹ کا بٹن بند کرتے اس نے بھوری آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے بے لچک لہجے میں بیلی کو پکارا۔

جو اس وقت اس کے ساتھ ہی موجود تھی۔

""مجھے حور کو دیکھنا ہے رائٹ ناؤ۔!""

پرفیوم کی بوتل خود پر انڈیلتے وہ پاگل پن کی انتہاؤں پر تھا۔

بیلی نے اپنی نیلی آنکھیں جھپکی،اب ڈیول کے سامنے نیلی اسکرین پر حورین شاہ کا عکس ابھر چکا تھا۔

جو بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔نیلی آنکھوں میں اداسی کے رنگ کافی نمایاں تھے۔ڈیول نے گہری سانس کھینچی۔

اور پھر اپنی بھوری آنکھوں میں امڈتے جذبات کی حدت سے پگھلتے اپنے احساسات کو سہلاتے وہ اپنے پورے قد سمیت پلٹا۔

بائیں کلائی پر اپنی مہنگی واچ باندھتے وہ بھاری قدموں سمیت پلٹا،گارڈز نے جلدی سے دروازہ کھولتے اسے باہر نکلنے کا رستہ دیا۔

ایک ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے وہ اپنی شاہانہ چال سمیت سیڑھیوں سے اترا اور سامنے ہی ایک طرف بنے چھوٹے سے پول کے قریب کے لگی کرسیوں کی سمت بڑھا۔

چپے چپے پر گارڈز تعینات تھے۔

ایک سحر سا تھا جو اس کی شخصیت نے چاروں اطراف پھیلا دیا تھا۔

گہری بولتی خاموشی میں اپنے پورے قد سمیت وہ وجیہہ مرد آگے بڑھتا گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سامنے ہی ایک کرسی پر براجمان عالیان شاہ نے سپاٹ نگاہوں سے دور سے آتے اس شخص کو سرتاپیر بغور دیکھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے، کیسا دِکھتا ہے؟؟ مگر اسے صرف اتنا پتہ تھا کہ اسے اپنی بیٹی واپس چاہیے۔

ڈیول کے قریب پہنچتے ہی عالیان شاہ غیض و غضب سے سرخ چہرہ لئے جگہ سے اٹھا۔ گارڈز نے لپکتے اس کے سر پر گنز طانی۔

جس پر اس کی نیلی آنکھوں میں ناگواریت امڈی۔

"اپنے کتوں کو۔!"

""ڈراپ دی گنز۔!" عالیان شاہ جو کہ غصے سے چلایا تھا اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ڈیول نے گارڈز کو گنز نیچے کرنے کا حکم دیا۔

گارڈز اسکے ایک حکم پر گنز پیچھے کر گئے،

عالیان شاہ نے چونک کر اس نوجوان کو دیکھا۔

جس کا قد کاٹھ عالیان شاہ سے بھی اونچا تھا، سرخ و سفید رنگت، چہرے پر بلا کی سنجید گی تھوڑی کے ذرا سا نیچے ایک چھوٹا سا کٹ تھا، چوڑے شانے، بھرا بھرا وجود۔ عالیان شاہ نے ٹھٹک کر اسے سرتاپیر دیکھا۔

"جواب اسکے سامنے چند ہی قدموں کے فاصلے پر تھا، ہلکی ہلکی بھوری بئیر ڈ اسکے حسین چہرے پر حد سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

آنکھیں سیاہ چشمے سے ڈھکی ہوئی تھیں۔

"بیٹھ سکتے ہیں آپ سسر جی۔! بھاری سپاٹ انداز میں کہے ان چند الفاظ نے عالیان شاہ کو اپنا آپا کھونے پر مجبور کر دیے۔

"تیری اتنی ہمت کہ تُو۔!"

ہاتھ قابو میں رکھیں مسٹر ایل۔ مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرنے والے ہاتھ آج تک سلامت نہیں رہے، اور آپ اگر سلامت ہیں تو صرف میری حور کی وجہ سے۔!!" آئندہ یہ غلطی ہوئی تو کاٹ کر پھینک دوں گا یہ ہاتھ۔!"

عالیان شاہ کے دونوں ہاتھوں کو دبوچتے وہ غراہٹ آمیز لہجے میں پھنکارا تھا۔

اس کے سپاٹ لہجے پر عالیان شاہ نے دانت

پیستے اسے غصے سے گھورا ایسے جیسے جان لے لے گا اس کی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""کہاں ہے میری بیٹی، کمینے گھٹیا انسان۔ چھوڑو مجھے ۔!"

گارڈز اسے پیچھے سے تھامے ایک طرف کھڑا کر چکے تھے۔

جب وہ ڈیول کو دیکھتا پھر سے پھنکارا۔

ڈیول نے دونوں ہاتھوں سے کندھے جھاڑتے اپنی آنکھوں پر لگا چشمہ اتارا۔

"یہی بتانے کے لئے آپ کو بلایا ہے مسٹر شاہ۔ آپ کی بیٹی بحفاظت اپنے شوہر کے پاس موجود ہے۔ اس لئے اس عمر میں خود کو تکلیف ناں دیں۔ اور اب حور کی تلاش بند کر دیں۔!"

اس کا لہجہ کافی مغرورانہ تھا، آنکھوں میں جنونیت بھرے جذبات لپک رہے تھے۔

"وہ میری بیٹی ہے اور میرے ساتھ ہی واپس جائے گی تم ہوتے کون ہو مجھے حکم دینے والے۔؟"

عالیان انتہائی بدتمیزی سے دہاڑا تھا۔ ان میں سے ایک گارڈ نے غصے سے اسکے منہ پر مکہ جھڑا۔

عالیان نے چکراتے سر سمیت آنکھیں غصے سے موندلی، جبکہ ڈیول سپاٹ نگاہوں سے اپنے گارڈ کو دیکھ رہا تھا جس نے عالیان شاہ کے منہ پر مکہ جھڑا تھا۔

اگلے ہی لمحے فضا گولیوں کی آواز سے گونج اٹھی۔ جب ایک ساتھ کئی گولیاں اس گارڈز کے سر کے بیچ لگی تھیں، عالیان آنکھیں پھیلائے اپنے سامنے کھڑے اس گارڈ کو دیکھ رہا تھا۔ جس کے سر کی پچھلی سائیڈ سے گولی لگتے ہی اگلی سائیڈ سے خون پھوارے کی صورت بہہ نکلا تھا۔

اگلے ہی لمحے وہ بے جان بت کی مانند ایک جانب گر گیا۔

عالیان شاہ نے گہرے سانس بھرتے سامنے دیکھا۔ جہاں بھوری آنکھوں میں حیوانیت امڈ رہی تھی، اس کے ہاتھ میں موجود گن سے نکلتا دھواں بھاپ کی صورت فضا میں غائب ہو گیا۔

اور اگلے ہی لمحے اس وحشی مرد نے گن واپس بیلٹ پر لگائی۔

"کتنی بار کہا ہے کہ جب میں بات کر رہا ہوں تو کوئی بیچ میں ٹوک نہیں سکتا۔!"

دانت پیستے وہ غراتے ہوئے زمین پر بے سودہ پڑے گارڈ کو دیکھنے لگا۔

اسکا یہ جانوروں والا روپ عالیان شاہ کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑا گیا۔

اسکی بیٹی کئی دنوں سے اس وحشی کے پاس تھی۔

جانے کس حال میں ہو گی اس کی پرنسز۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

"میری بیٹی کہاں ہے۔؟"

عالیان شاہ نے اب کی بار وارننگ بھرے انداز میں پوچھا تھا۔

جس پر سرخ چہرے سمیت اسے دیکھتے ڈیول نے گارڈز کو انگلی کے اشارے سے سبھی گارڈز کو اسے چھوڑنے کا حکم دیا۔

عالیان بازو سہلاتے سیدھا ہوا۔اور غصے سے اس پاگل انسان کو دیکھا۔

""یہ تم ہو عالیان شاہ جو تیسری بار میری حور کا نام لے چکے ہو۔ وگرنہ میں کسی کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ اس کے بارے میں سوچے بھی۔نام لینا تو دور کی بات ہے۔!"

وہ حورین شاہ کے باپ کے سامنے کھڑا اس کے سینے پر انگلی ٹکائے دھڑلے سے اسے بتا رہا تھا کہ وہ باپ اپنی ہی بیٹی کا نام نہیں لے سکتا۔

وہ اسے جتا رہا تھا کہ اس کی بیٹی اس ڈیول کے لئے کیا اہمیت رکھتی ہے۔

"تم سمجھتے کیا ہو خود کو۔؟ وہ میری بیٹی ہے میری حور۔! "

اگر اب یہ نام اپنی زبان سے نکالا۔تو زبان کاٹ کر پھینک دونگا۔!"

گردن سے دبوچتے وہ عالیان شاہ کے بے حد قریب جاتا اسکے ماتھے پر گن تانے وہ سرد لہجے میں غرایا تھا۔

عالیان شاہ غیض وغضب سے اس لڑکے کو دیکھ رہا تھا۔

جس نے یہ جرات کی تھی کہ وہ ایل پر گن تان چکا تھا،

""تم اچھا نہیں کر رہے یہ سب۔؟

"اے چپ۔سنائی کم دیتا ہے کیا تجھے۔عزت راس نہیں آرہی تھی ناں تمہیں۔!تُو جانتا ہی کتنا ہے ڈیول کو۔جو یو بک بک کیے جا رہا ہے۔؟اپنی حور کی وجہ سے برداشت کر رہا تھا تجھے۔مگر اب اور نہیں تیرا قصہ تو میں ابھی۔!"

"""ٹھاہ۔!""ڈیول کی غراہٹ کے بعد فضا گولیوں کی زوردار آواز سے گونج اٹھی تھی۔

عالیان شاہ ساکت بت بنا بس ڈیول کو گھور رہا تھا۔جس کی زبان میں تیز بولنے کے سبب لڑکھڑاہٹ پیدا ہو رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈیول کی بھوری آنکھوں میں درندگی سمٹی وہ چلاتے ہوئے مڑا اور اپنے ہاتھ سے گن اوپر آسمان کی طرف کرنے والے کو مڑ کر دیکھا۔

"مگر اب کی بار اسکی آنکھیں ساکت رہ گئی، آنکھوں سے ابلتی آگ اپنے سامنے کھڑے مجتبیٰ حسین کو دیکھ کر تھم سی گئی تھی۔

مجتبیٰ حسین آج برسوں کے بعد اس کے اس بھیانک وحشی روپ کو دیکھ رہے تھے۔ مگر عالیان شاہ کے سامنے ڈیول کا یہ روپ آنا بلکل بھی ٹھیک نہیں ہوا تھا۔

اسکا اندازہ انہیں عالیان شاہ کے چہرے سے ہو رہا تھا۔

"بارس چھوڑ دو گن۔!" نرمی سے اسکا کندھا تھپکتے وہ اسے شانت کرنے لگے۔ جس کی پھولتی سانسیں تنفس بگڑنے کا سبب بن رہی تھی۔

"کس کے کہنے پر آئے آپ یہاں۔!" اپنی دہکتی آنکھوں کو ایک پل کے لیے میچ وہ گردن ترچھی کیے انہیں دیکھنے لگا۔

"عالیان میرا دوست ہے۔ وہ اپنی بچی کو لینے آیا ہے۔اس کی ماں بہت بیمار ہیں ڈیول وہ نہیں رہ سکتی حورین کے بغیر ۔!"

اسکے بال سہلاتے وہ نرمی سے بول رہے تھے۔

جب اگلے ہی لمحے انکے سینے پر ہاتھ جمائے وہ انہیں خود سے دور کر گیا۔

مجتبیٰ حسین نے تکلیف دہ انداز سے اسے دیکھا۔

"تو رہنا سیکھ لیں، ویسے بھی بیٹیاں شادی کے بعد شوہر کے ساتھ رہتی ہیں۔!

"اسکا لہجہ اکھڑا ہوا تھا سرد پن جھلکاتا بے نیازی سے کہتے وہ وہاں سے جانے لگا۔

جب حورین شاہ کی آواز نے اسکے قدم روکے۔

ہاتھوں کی مٹھیاں سختی سے بھینچے وہ لہو ہوتے چہرے سمیت پلٹا۔

تو تھوڑے ہی فاصلے پر وہیل چیئر پر بیٹھی وہ معصوم شہزادی ایک بار پھر سے اسکا دل زوروں سے دھڑکا گئی۔

"ڈیڈا۔!" حور رو رہی تھی اپنے ڈیڈ کو دیکھ کر وہ شدت سے رونے لگی اور یہی تو ڈیول کی برداشت سے باہر تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گڈ آؤٹ فرام ہیئر۔ !"اسنے پیچھے مڑتے اپنے گارڈ کو سخت انداز میں کہا تو سبھی گارڈز لمحوں میں وہاں سے غائب ہوئے۔

عالیان جو بیٹی کی طرح لپکا تھا مگر اس سے پہلے ہی ڈیول گھٹنوں کے بل جھکا اسکے سرد ہاتھوں کو اپنے دہکتے ہاتھوں میں دبوچ گیا۔

"حور یہاں کیا کر رہی ہو۔؟ تت تم ٹھیک ہو۔؟"اسکے حسین چہرے کو چھوتے وہ کانپتے ہوئے لہجے میں وحشت ٹپکاتی نگاہوں سے اسے دیکھتا پوچھنے لگا۔

"حورین ایکدم سے آگے ہوتے اسکے کندھے پر سر رکھتے اسی وقت پیچھے ہوئی۔

مگر ڈیول۔ڈیول کا سانس اور دل تو اسی ایک چھوٹے سے لمحے میں اٹک سا گیا تھا۔

نیلی جگمگ کرتی آنکھیں اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔

اور ایسے میں وہ سرخ لہو ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"تم نے ڈیڈا کو بلا لیا۔ میں جانتی تھی تم سب سے الگ ہو۔ تم بہت اچھے ہو ڈیول۔ تھینک یو سو مچ۔ !"""وہ معصوم مسکرا کر شکریہ ادا کر رہی تھی۔

اور ڈیول جس کے دل میں صرف اور صرف درندگی بھر چکی تھی آج اس کا دل ایک پل کو سہم کر سکڑ گیا۔

""میں سب کو بتاؤں گی کیف بہت اچھا ہے۔میری ماما بہت خوش ہونگی تمہارے بارے میں سن کر"""!

وہ اب بھی مسکرا رہی تھی۔

مگر ڈیول تو بے جان سا ہو گیا تھا۔

کیا وہ پھر سے چلی جائے گی۔؟ کیا وہ اپنی حور کو اپنا اصلی روپ دکھا کر ڈرا دیتا اسے خود سے دور کر دیتا؟؟""

اس کے پیروں میں بیڑیاں تھی محبت ، جنون اور عشق کی بیڑیاں جو اسے یہ سب کرنے سے روک رہی تھی۔

"تم نے ایک ریپ وکٹم لڑکی کو ایسے ٹریٹ کیا جیسے میں شہزادی ہوں مگر میں شہزادی نہیں ہوں کیف۔ میرے پاس تمہیں دینے کے لئے کوئی جذبہ ،احساس محبت کچھ بھی نہیں۔ میں ان سب چیزوں سے بہت آگے بڑھ چکی ہوں۔ ہو سکے تو مجھے بھول جانا۔ میں تمہیں بھول جاؤں گی۔ !"

یہ وہ آخری کلمات تھے جو اس پری وش نے اسکے کانوں میں گنگنائے تھے۔

اس کی آنکھوں کے سامنے دھند چھا چکی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مجتبیٰ حسین، عالیان شاہ سے کہہ رہے تھے کہ وہ پھر لوٹیں گے عزت سے رخصت کروا کے لے جائیں گے اور عالیان شاہ نے یہ وعدہ کر دیا تھا ان سے۔ مگر یہ وعدہ کتنا سچا تھا یہ تو آنے والا وقت طے کرنے والا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"وہ سارا دن عیناں کے پاس رہی تھی، حرمین سے تھوڑی دیر بات چیت ہوئی تھی اس کے بعد سے وہ دونوں ماں بیٹی عنایت کے اپنے روم میں بیٹھی تھی، صبح سے رات ہو چکی تھی۔

ناں تو عیناں نے اسے اکیلا چھوڑا تھا ناں ہی عنایت نے ماں کو جانے کا کہا تھا۔ وہ جانتی تھی۔

اس وقت عیناں خوفزدہ ہے۔ اسی لئے وہ اسکا ہاتھ تھامے بیٹھی تھی ایسے جیسے ڈر ہو کہ اگر ہاتھ چھوڑ دیا تو عنایت پھر سے اسے چھوڑ کر چلی جائے گی۔

"مجھے عینی نے بھی نہیں بتایا کہ تم اپنی دوست کے پاس رکی ہو۔! اور تمہارے پاپا نے بھی۔ اگر تم ناں آتی تو میرا کیا ہوتا بیٹا۔!؟ """

عیناں کا لہجہ بھیگ چکا تھا آنکھوں میں ڈھیروں آنسوں سمٹ آئے تھے۔

وہ کس قدر کرب اور تکلیف سے گزری تھی یہ صرف وہی جانتی تھی۔

عنایت اس کی زندگی میں بہت اہم تھی۔ اسے ماں ہونے کا احساس عنایت سے ہی تو ملا تھا۔ اور عنایت ہی کے صلے میں تو خدا نے اسے اور ویام کو عنایہ سے نوازا تھا۔

وہ کیسے اس معصوم بچی کو بھول جاتی، جس کا دن رات صرف اور صرف عیناں کے نام رہا تھا۔

"عنایت نے بھیگی پلکیں اٹھائے ماں کو دیکھا اور سر نرمی سے ان کی گود میں رکھ دیا۔

"اب تو میں آگئی ہوں ماما۔ اب آپ پریشان ناں ہوں"!

عنایت نے زور سے تھام لیا تھا ماں کے ہاتھ کو۔ اس آغوش میں اس کے لیے سکون تھا راحت تھی، اب وہ جان پائی تھی کہ عالیحان شاہ کی نفرت، دھتکار اس سے ملنے والی کرب ناک اذیتیں سہہ کر بھی اسکا دماغ اسکا دل کیوں نہیں پھٹا تھا۔

وہ تو ایسی معصوم نازک دل کی مالک تھی جو اس کے ہونے کی آہٹ پر سانس روک جاتی تھی پھر کیوں جب وہ اس کی سانسیں نوچتا رہا تو عنایت کی سانس اس وقت کیوں نہیں تھمی تھی۔

"یہ صرف اور صرف اس کی ماں کی دعائیں اس کے خدا سے مانگی جانے والی ان ریاضتوں کا صلہ تھا۔

عنایت اب اپنے آپ کو اتنا طاقتور تو ضرور محسوس کر رہی تھی کہ وہ عالیحان شاہ کو اس کی اوقات یاد دلا سکے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""ماما کیا لوگوں کو خدا کا خوف نہیں آتا کسی کا دل دکھاتے ہوئے۔؟ کیا انہیں وہ خدا یاد نہیں آتا جو وہ زمین پر خدا بن کر حکمرانی کرنے لگتے ہیں۔ کیا وہ کسی کی خاموشی کو اسکی مجبوری نہیں اس کی شرافت سمجھ کر اسے اس کے حال کر نہیں چھوڑ سکتے۔؟"

یہ گرزے ماہ ویوم۔ ایسے تھے جیسے تیس سال کی ساری مصافت سمٹ کر ان میں آن ٹھہری ہو۔

وہ تیس سال کی ہو چکی تھی۔ دو بار منگنی ٹوٹ چکی تھی ہزاروں رشتے اسے ریجیکٹ کر چکے تھے کوئی اسکی عمر کی وجہ سے تو کوئی اس کی کمزور جسامت کی وجہ سے۔ وہ ذہنی خلفشار کا شکار رہی تھی۔ مگر ان سب کے باوجود بھی اس نے کبھی خود کو اتنا ٹوٹا ہوا محسوس نہیں کیا تھا جتنا کہ عالیجان شاہ نے اسے کر دیا تھا۔

عالیجان شاہ ایک ایسا براسایہ تھا جو۔ عنایت کاظمی سے ایسا چمٹ چکا تھا کہ اگر اسکا بس چلتا تو وہ اسکی سانس لینے پر بھی اپنی حکمرانی لگا دیتا۔

وہ اسے اذیت دینے کے چکر میں اس انتہا پر جا پہنچا تھا کہ وہ جو اسے چھوٹا سمجھتی آ رہی تھی اب اسکا۔ سوچتے ہی گھن محسوس ہونے لگتی تھی۔

"بیٹا۔ یہ دنیا صرف خدا کا بنایا ایک عارضی کھیل ہے۔ جلد یا بدیر یہ ختم ہو جائے گی۔ ہر کسی کو اس کے کیئے کا حساب اس ذات باری تعالیٰ کو دینا ہو گا۔

چاہے وہ حاکم ہو یا محکوم۔

ہاں اگر کوئی انجانے میں خطا کر دے۔ تو اسے معاف کر دیتے ہیں کیونکہ معاف کرنے والے سے تو اللہ بھی راضی ہوتا ہے۔!"

اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے عیناں اسے نرمی سے سمجھا رہی تھی۔

اور وہ سچ میں کافی پرسکون بھی ہو گئی تھی۔

"اب تم ریسٹ کرو میری جان۔ میں کچھ اچھا سا بناتی ہوں اپنے ہاتھوں سے اپنی گڑیا کے لئے۔! اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے عیناں جو اسی کے روم میں موجود تھی جلدی سے اس کے روم سے نکلی۔

عنایت نے آنکھیں موندے سر بستر پر گرا دیا۔

آنکھوں میں شدید جلن محسوس ہو رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جبھی وہ ایک دم سے اٹھی اور وارڈ وب سے اپنا ایک آرام دہ سوٹ نکالتے وہ شاور لینے کی غرض سے واشروم میں گھس گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ٹاول بالوں کے گرد لپیٹے، وہ تازہ دم ہوتے باہر نکلی، اپنے خیالوں میں گم وہ دھیمے قدموں سے چلتی ڈریسنگ مرر کے سامنے جاتے وہ اب بالوں کے گرد باندھا ٹاول اتارتے اسنے ٹاول چیئر کی بیک پر پھیلایا اور خود ڈریسنگ کی رینک سے ہیئر ڈرائر مشین نکالی،

اس کا ذہن بری طرح سے الجھا ہوا تھا۔ دل و دماغ میں جنگ سی چھڑی ہوئی تھی۔ معاسیاہ گہری آنکھیں اٹھائے اسنے آئینے میں ابھرتے اپنے عکس کو دیکھا۔

اپنے وجود میں کچھ عجیب سی تبدیلی محسوس ہو رہی تھی، جسے سمجھنے سے وہ خود بھی قاصر تھی۔

اسکے الجھے ہوئے روپ کو کوئی بڑی غور سے دیکھ رہا تھا، دھلے ہوئے شفاف چہرے پر گردش کرتی نگاہیں ہونٹوں کے نیچے بنے اس سیاہ تِل پر ٹکی تھی۔

نیلی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا، عنابی ہونٹوں کو سختی سے میچتے وہ بھاری پڑتی سانسوں سمیت بس ساکت نگاہوں سے سامنے دیکھ رہا تھا،

سر بیڈ کراؤن سے ٹکائے وہ ایک ہاتھ سینے پر باندھ چکا تھا۔

ایسے جیسے اس سے زیادہ فرصت والا کام کوئی اور ہو ہی ناں۔

عنایت کاظمی اپنے آپ میں اس قدر الجھی ہوئی تھی کہ وہ اپنے کمرے میں اپنے بستر پر بیٹھے عالیجان شاہ کی موجودگی تک کو محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔

نیلی آنکھیں چھوٹی کیے اب کی بار اس نے پشت پر بکھرے ان سیاہ آبشاروں کو غور سے دیکھا۔ جن سے گرتی شبنم کی بوندیں عالیجان شاہ کے وجود میں عجیب سی بے چینی پھیلا رہی تھی۔

نازک وجود بنا کسی پردے کے اس کے سامنے تھے، وہ سر تا پیر اسے استحقاق سے کافی گہری نگاہوں سے جانچ رہا تھا ویسے بھی وہ پورا حق رکھتا تھا اسے دیکھنے لگا۔

معا اسکی نیلی نگاہوں میں ناگواری سمٹی۔ جب عنایت نے اپنے بالوں کو سونگھا۔ اپنی گردن کے قریب ناک لے جاتی وہ جانے کیا سونگھ رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عالیجان شاہ کی خوشبو ابھی تک اسے اپنے وجود اپنے بالوں میں محسوس ہو رہی تھی۔ یا پھر یہ اس کا وہم تھا جو اس کے ذہن سے لاکھ کوششوں کے باوجود بھی وہ شخص نکل نہیں پا رہا تھا۔

نفرت سے بالوں کو پیچھے جھٹکتے وہ تیزی سے پلٹی۔ مگر اگلے ہی لمحے اس کا دل بری طرح سے لرزا تھا۔

جب نگاہیں سامنے بیٹھے عالیجان شاہ پر پڑی۔ دل دہل سا گیا۔ پیر ایسے تھے جیسے زمین پر جم سے گئے ہوں اور وجود لمحوں میں سرد پڑ گیا۔

خوف سے ساری آنکھیں سیاہ ہو چکی تھی۔ چہرے پر ایک تاریک سایہ لہرایا۔

اس سے پہلے کہ وہ وہم اور حقیقت کا ادراک کر پاتی، سامنے بیٹھا وہ اپنے پورے قد سمیت اٹھا، بائیں ہاتھ سے گردن پر آتے بالوں کو پیچھے کرتے اسنے سارے بال سمیٹتے پونی باندھی، اس کی ایک ایک حرکت وہ معصوم لڑکی خوفزدہ سی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

حلق میں کانٹے سے اٹک آئے تھے۔ تھوک نگلتے وہ کانپتے وجود سمیت پیچھے ہونے لگی۔

اس سے پہلے کہ وہ باہر کو بھاگتی عالیجان شاہ ایک دم سے اسے پیچھے سے دبوچ گیا۔

کمر کے گرد اپنا مضبوط ہاتھ لپیٹتے اس نے سرعت سے اسے زمین سے اونچا کر دیا۔

عنایت چلانے لگی۔

مگر اس کی کسی بات کا کوئی بھی اثر نہیں ہو پا رہا تھا مقابل پر۔

سرد تاثرات سمیت وہ پلٹا اور اسے کسی کانچ کی گڑیا کی مانند بستر پر پٹخا۔

عنایت بن پانی کی مچھلی کی مانند پھڑ پھڑاتے ہوئے بستر سے اترنے لگی، جب اس کے دونوں ہاتھوں کو دبوچتے وہ راستہ محدود کر گیا۔

عنایت سے خوف سے گہری ہو رہی نگاہوں سے اپنے قریب تر جھکے عالیجان شاہ کو دیکھا۔

Episode 50 Part 1

چھوڑو میرے ہاتھ۔ !" دم گھٹنے پر وہ خوف سے آنکھیں پھیلائے نفرت سمیت پھنکاری تھی۔ اسکی آنکھوں میں بےزارگی اور نفرت کے تاثرات نمایاں ہو رہے تھے۔

جنہیں عالیجان شاہ کافی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کیا میرے لمس، میری خوشبو سے جان چھڑانا چاہ رہی ہو۔لٹل اینجل۔؟ "

وہ اس کی حرکت اور کراہت و نفرت دیکھ چکا تھا۔

ان سب میں جو چیز اس کے سکون کی تھی وہ تھا عنایت کا ظمی کا بے سکون ہونا۔ جبھی اس نے بایاں ہاتھ ہتھیلی کے بل اسکے قریب بیڈ پر رکھا اور گھمبیر لہجے میں اس کے دودھیا شفاف چہرے کو غور سے دیکھتے پوچھا۔

عنایت نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں وہ جب جب سوچتی تھی کہ اب اس کی آزمائش ختم ہو چکی ہے تب تب عالیجان شاہ اس کے سامنے آجاتا تھا۔

اب بھی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ عالیجان شاہ یوں دھڑلے سے اسکے کمرے میں آن پہنچے گا۔

"ہمت کیسے ہوئی تمہاری میرے کمرے میں آنے کی۔ نکلو یہاں سے۔!"اس کے چہرے کو دیکھنے سے گریز کرتی وہ غصے سے بولی تھی مگر اس کی دھمکی پر مقابل طنزیہ ہنس کر ٹال گیا۔

"تمہیں خود خیال ہونا چاہیے اینجل کہ اب تم کسی کی بیوی ہو۔ چاہے نام کی ہی صیحیح۔! چاہے ہمارا رشتہ چار دیواری کے اندر تک کا ہے مگر نکاح میں ہو تم میرے۔ بیوی تو ہو میری۔ اور جب تمہی میری خواہشات کو نظر انداز کر کے یوں مائیکے چلی آؤ گی تو کیا میں تمہارے پیچھے نہیں آؤں گا۔!

وہ اس کے بالوں سے چھیڑ خانی کرتے مخمور لہجے میں بول رہا تھا۔

مگر اس کی باتیں اور اس کا لہجہ عنایت کو اتنا ہی منافق اور دوغلا لگا تھا جتنا کہ وہ خود تھا۔

"سیدھے سے کیوں نہیں کہتے۔ کہ مجھے زندہ، صحیح سلامت دیکھ کر تکلیف ہو رہی ہے تمہیں۔ اتنا تارچر کیا۔! اس سے کام نہیں بنا تو کڈنیپ کر کے نفرت کے نام پر نکاح کر لیا اور نکاح کے نام پر میری عزت نفس مجروح کر دی۔ کہ شاید ویسے نہیں مری تو اس طریقے سے ہی مر جائے مگر افسوس اتنے جتنوں کے بعد بھی میں زندہ ہوں۔ اور مجھے زندہ سلامت دیکھ کر تم کیسے خوش رہ سکتے ہو۔ ہو ہی نہیں سکتا عالیجان شاہ۔ تم ایک گھٹیا کم ظرف مرد ہو۔!"

"عنایت کی آنکھوں سے چنگاریاں اڈ رہی تھی۔ اگر ایک قتل معاف ہوتا تو وہ دھڑلے سے عالیجان شاہ کو مار دیتی۔ مگر وہ بے بس تھی کیونکہ وہ ایک کمزور سی لڑکی تھی۔

اور وہ ہٹا کٹا مرد ہر بار اس سے جیت جاتا تھا۔

"عالیجان نے طیش کے عالم میں اس کے بالوں کو جڑوں سے دبوچتے اس کا چہرہ اونچا کیا۔

"عزت نفس مجروح کر دی تو اب تک زندہ کیسے ہو تم۔ ہمممم۔؟میرا گھٹیا پن ابھی دیکھا ہی کہاں ہے تم نے۔ اگر گھٹیا پن دکھانے پر آیا تو نوچ کر پھینک دوں گا تمہیں۔کوئی شکل تک پہچان نہیں پائے گا تمہاری۔!"

"آنکھوں میں غضب ناک سرخی لیے وہ اس پر دھاڑا تھا۔

جو درد کی شدت سے آنکھیں میچ چکی تھی۔

عالیحان شاہ کی دہکتی سانسیں وہ اپنے چہرے پر محسوس کر پا رہی تھی۔عنایت کی سانسیں سینے میں بری طرح سے الجھی تھی۔۔جب عالیحان شاہ کی گرفت اس کے بالوں پر ڈھیلی پڑی۔

بھاری پڑتی سانسوں سمیت وہ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتی بری طرح سے لرز رہی تھی۔

"مجھے کچھ جاننا ہے تم سے۔امید ہے جواب سچ ہو گا۔!اسکے کان کے قریب ہونٹ لے جاتے وہ پر اسراریت بھری سرگوشی میں بولا۔

اسکے دہکتے ہونٹوں نے جیسے ہی عنایت کے کان کی لو کو چھوا وہ جھرجھری لیتے خود میں سمٹی،عالیحان شاہ کا ایک ہاتھ اسکی کمر کے گرد حمائل تھا وہ نرمی سے اسے بانہوں میں سمیٹ چکا تھا۔

اور عنایت اس کے لفظوں میں الجھی یہ بھول چکی تھی کہ وہ شخص کس قدر قریب آچکا تھا۔

"میں تمہارے کسی بھی بیہودہ سوال کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی،چلے جاؤ یہاں سے ۔!"

وہ پھر سے پھڑپھڑاتی اپنا آپ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی،مگر مقابل کی گرفت سے نکل پانا کہاں ممکن تھا اس کے لیے۔

"ششششش شور کرو گی تو تمہارے لئے ہی مشکلات بڑھیں گی۔لوگ کیا سوچیں گے ہممممم۔کیا کمرے میں تمہارا کوئی عاشق؟؟؟اور اگر میں پکڑا بھی گیا تو ڈارلنگ میرے پاس کوئی جواز نہیں جھوٹ بولنے کا،میں تو سچ بولوں گا کہ تم نے مجھے بلایا تھا۔اب بنا فضول بولے خاموشی سے میری بات کا جواب دینا۔ ہمممم۔!

وہ اسے تصویر کا دوسرا پہلو دکھا کر خوفزدہ کرنا چاہتا تھا مگر وہ بھول چکا تھا کہ اب عنایت کاظمی کے دل میں اس کا کوئی بھی خوف باقی نہیں رہا تھا۔

"مجھے ڈرانے کی کوشش بھی مت کرنا۔نہیں ڈرتی میں تم سے۔اور ناں ہی تمہارے کسی سوال کا جواب دینے والی ہوں میں چھوڑو مجھے ۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

انتہائی بدتمیزی سے اپنے دونوں ہاتھ اسکی گرفت سے چھڑاتے اس نے اگلے ہی لمحے اس کے سینے پر مارتے اسے پیچھے کو دھکیلا۔

عالیجان اسکی ہمت پر حیرت زدہ سا اسے دیکھتا رہ گیا۔

جو نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتی فوراً سے پیشتر بستر سے اٹھی۔

"مگر اس کا بازو عالیجان شاہ کی آہنی گرفت میں تھا۔ جسے وہ ایک جھٹکے سے کھینچتا عنایت کو اپنی طرف کھینچتے اس کی گردن پر دباؤ بڑھا گیا۔

گردن پر اس کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ عنایت کی آنکھوں میں آنسوں سمٹ آئے۔ عالیجان نے سرد نگاہوں سے اسکے سرخ چہرے پر ایک نگاہ ڈالی اور اسے کھینچ کر بستر پر پٹخا۔

عنایت کا سر گھوم سا گیا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔

سر جھٹکتے اسنے گردن اٹھائی تو چاروں اطراف اندھیرا تھا۔

خوف سے اسکی آنکھیں سیاہ پڑ گئی تھیں۔ وہ محسوس کر سکتی تھی عالیجان شاہ کو۔ وہ یہی کہیں تھا اس کے پاس"""

عنایت نے آنکھوں سے گرتے آنسوں کو بے دردی سے رگڑا تھا۔

کانپتے لبوں کو میچے وہ حلق میں اٹکتا آنسوں کا گولا نگلنے کی سعی کرتے اٹھنے لگی۔ جب اگلے ہی لمحے اسے دبوچتے عالیجان شاہ نے اسکے دونوں ہاتھ پیچھے کو باندھ دیے۔

"تمہیں عزت راس نہیں آتی ناں۔ سیدھے سے کسی بھی بات کا جواب دینا تمہیں پسند نہیں اور تمہاری یہ اکڑ مجھے پسند نہیں۔!" عنایت کی پشت اسکے چوڑے سینے سے مس ہو رہی تھی۔

کمر کے پیچھے سے اپنا ہاتھ اسکے نازک پیٹ کے گرد باندھتے وہ پر اسراریت سے اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں غرایا تھا اور اگلے ہی لمحے اسے بستر پر گرائے اس پر جھکا۔

عنایت خوف سے پھڑ پھڑائی۔

مگر اس کے ہونٹوں پر موجود عالیجان کے بھاری ہاتھ نے اسکی آواز دبادی تھی۔

اپنی بے بسی پر وہ سسکی کراہنے لگی۔ وہ جب کبھی سوچتی تھی کہ عالیجان شاہ اب اس سے زیادہ نہیں گر سکتا وہ ہر بار اسے غلط ثابت کر دیتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جواب تو تم نے نہیں دینا۔ تو بہتر ہے کہ آج کی رات کو لڑ جھگڑ کر خراب کرنے کی بجائے کچھ حسین بنا لیا جائے
۔!"

ہاتھ کی پشت سے عنایت کے سرخ دہکتے گال کو چھوتے وہ مخمور لہجے میں بولا۔

عنایت نے بے بسی سے آنکھیں میچ لیں۔ وہ مر کر بھی اس شخص کو اپنے قریب آنے کی اجازت نہیں دے سکتی تھی۔

عالیجان نے سپاٹ نگاہوں سے مدھم سی چاند کی روشنی میں اسکے چہرے کو دیکھتے ہاتھ اسکے ہونٹوں سے ہٹا دیا اور سرعت سے اسکی گردن پر بکھری ان زلفوں کو سمیٹا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی غلط حرکت کرتا عنایت کی آواز پر عالیجان کی نیلی آنکھوں میں فاتحانہ مسکراہٹ امڈی۔

"رکو۔ پوچھو کیا پوچھنا ہے میں بتاؤں گی سب سچ ۔!

بھیگے لہجے میں کہتی وہ اسے خود سے دور کرنے لگی۔

"اگر شرافت سے حامی بھر دیتی تو اتنا سب کچھ ناں سہنا پڑتا ناں۔!"

اس کا گال تھپکتے وہ ایک طرف ہوا۔

عنایت جھٹ سے اٹھ بیٹھی،

عالیجان نے لیمپ آن کرتے سگریٹ سلگایا۔

اور سر پھر سے بیڈ کراؤن سے ٹکایا۔

دھوئے کی سمیل پر عنایت نے نفرت سے پہلو بدلا،

"پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔!" وہ اس کی طرف پشت کیے کھڑی تھی۔ مگر اس کی چبھتی نگاہیں اپنی پشت پر ابھی تک محسوس ہو رہی تھی۔

عنایت نے زارگی سے آنسوں رگڑتے پوچھا اور ایک نگاہ اپنے دوپٹے کی تلاش میں دوڑائی۔

جو بیڈ کے کنارے عالیجان شاہ کے قریب پڑا تھا۔

"آنکھیں پیچھے کر واپنی۔ خبردار جو مجھے دیکھا تو۔!"

وہ لپک کر دوسری سمت بڑھی۔ تو اس کی نگاہوں سے گھن سی محسوس کرتے وہ انگلی اٹھائے اسے وارننگ دینے لگی
۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس کی دھمکی پر وہ تاسف سے سر جھٹکتا گویا ہوا۔

""حق ہے میرے پاس۔ تمہیں ہر کنڈیشن میں دیکھنے کا۔ تم مجھے روک نہیں سکتی لٹل اینجل۔!"وہ جیسے ہی دوپٹہ اٹھانے کو جھکی وہ دوپٹہ اچکتے اپنے ہاتھ میں دبوچتا جتانے والے انداز میں بولا تھا۔

"اب تو بدلا پورا ہو گیا تمہارا اب کون سا حق۔؟کچھ نہیں پوچھنا تم نے۔صاف صاف کہو بس ڈرانے دھمکانے آئے ہو مجھے۔!"

وہ آگے بڑھی اور اسکے ہاتھ سے دوپٹہ کھینچنے کی کوشش میں غرائی تھی۔اسکا بدلا بدلا رنگ روپ عالیحان شاہ کے لئے ہضم کر پانا ممکن نہیں تھا مگر وہ خاموش تھا کیونکہ ابھی اسے کچھ پوچھنا تھا۔

"حق تو سارے میرے پاس ہی ہیں ڈارلنگ۔وہ بھی تب تک جب تک تم میرے نکاح میں ہو۔!"

سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتے اپنی طرف جھکی دوپٹہ کھینچتی عنایت کی تھوڑی دبوچ گیا۔

جس کے بھیگے نین کٹورے اسے لمحوں میں گھائل کر گئے۔!بیٹھ جاؤ۔!"اس نے آفر کی۔

تمہارے پاس تو مر کر بھی نہیں بیٹھوں گی۔!

عنایت نے تنک کر کہتے تھوڑی چھڑائی۔

"تو لیٹ جاؤ۔میں مائنڈ نہیں کروں گا۔!کھلے دل سے آفر کرتے اس نے سگریٹ کا گہرہ کش لگاتے دھواں اسکے چہرے پر چھوڑا۔

جس پر وہ بری طرح سے کھانسنے لگی۔

چھوڑو مجھے۔!وہ کھانستی ہوئی اس کی گرفت سے ہاتھ نکالنے کو چلائی۔

"تو اس کی حالت دیکھ عالیحان نے گرفت نرم کر دی مگر چھوڑا نہیں۔

"بیٹھو۔!

اب کی بار اس کے لہجے میں وہی سرد پن سمٹ آیا تھا کہ ناچاہتے ہوئے بھی عنایت کو اس کے پاس بیٹھنا پڑا۔

سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ بیڈ سے اترا۔

جگ سے پانی گلاس میں انڈیلتے اسکے سامنے کیا۔

جسے وہ تھام گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"جلدی سے پانی پیو اور مجھے بتاؤ کہ اس دن جب حوری اور امبر کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا وہ کون شخص تھا جس نے تم تینوں کو ہاسپٹل پہنچایا۔!"

اس کے سامنے ہی صوفے پر بیٹھتے وہ ایک اور سگریٹ سلگاتا سرد لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

عنایت نے چونک کر گردن موڑتے اسے دیکھا مگر اسکی نگاہوں کی بے باکی پر شرم سے رخ موڑتے وہ تکیے کے قریب پڑا دوپٹہ اٹھاتے خود پر لپیٹ گئی۔

عالیجان نے ناگواری سے اسکی حرکت آبزرو کی۔ مگر کہا کچھ بھی نہیں۔

"مجھے کچھ یاد نہیں اس دن کیا ہوا تھا"!

عنایت نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

"مگر مجھے اتنا معلوم ہے کہ میں تمہاری یاداشت ٹھکانے لگا سکتا ہوں۔اس سے پہلے کہ میں حد سے بڑھوں، بہتر ہوگا تم خود ہی اپنے ذہن پر زور ڈالو۔۔!"

ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ سنجیدگی سے گویا ہوتے سر صوفے کی پشت پر ٹکا گیا۔

عنایت غصے سے پہلوئں بدلتے سوچنے لگی۔ مگر جہاں تک اسے یاد تھا وہ اس آدمی کو نہیں جانتی تھی۔

میں اسے نہیں جانتی کہ وہ کون تھا۔؟ وہ بس ہمیں ہاسپٹل تک چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا۔

عنایت نے اسے سچ بتایا تھا جو ہضم کر پانا عالیجان شاہ کے لئے ناممکن تھا۔

" ہممممم۔اسے دیکھ کر پہچان لو گی۔؟"عالیجان نے پر سوچ سے انداز میں پوچھا۔

"تو وہ ہتھے سے اکھڑی۔ میں کچھ بھی نہیں جانتی اتنے سال گزر گئے ہیں مجھے بھول گیا ہے وہ شخص۔

ایک بار سوچ لو کیا پتہ کچھ یاد آجائے۔!" وہ ہاتھ سر کے پیچھے لے جاتے گھمبیر لہجے میں بولا۔

" مگر عنایت نے جان چھڑانے والے انداز میں منہ پھلائے فرش پر بچھی قالین کو گھورا۔

معاروم کا دروازہ ناک ہوا تو عنایت نے چونک کر سامنے دیکھا۔

عنایت۔!"عیناں اسے پکار رہی تھی۔ عنایت نے آنکھیں پھیلائے اپنے بستر پر لیٹے عالیجان شاہ کو گھورا۔

جی ماما۔!"خشک پڑتے لبوں کو تر کرتے وہ بمشکل سے بولی۔

"بیٹا ریحان آیا ہوا ہے نیچے۔آپ آجاؤ نیچے ڈریسز لایا ہے وہ کچھ اپنے ساتھ۔!" عالیجان نے ابرو اچکاتے ہاتھ پیچھے کو پھیلائے عنایت کی پشت کو گھورا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ممیں آرہی ہوں ماما۔! گھبراہٹ زدہ لہجے میں کہتی وہ ایک دم سے پلٹی۔ تو عالیجان شاہ وہاں نہیں تھا۔

عنایت نے شکر بھرا سانس فضا کے سپرد کیا کہ بالآخر وہ جا چکا تھا۔ مگر جو بات حیران کن تھی وہ اس کے آنے کی وجہ تھی آخر وہ کیوں اس ایکسیڈنٹ کی بابت پوچھ رہا تھا۔؟

سر جھٹکتے وہ دروازے کی سمت بڑھ گئی۔

Episode 50 Part 2

""اسے اوڑھو۔!" تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ماہ ویر واپس لوٹا تھا اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا شاپر تھا جس میں سے ایک بڑی سی شال نکالتے اس نے صاحبہ کی جانب بڑھائی۔

جو رو رو کر ہلکان ہو چکی تھی، حسین نین کٹورے بے تحاشہ سوجھ چکے تھے، سفید چہرے پر مٹے مٹے انسوں کے نشانات اسکا متورم چہرہ اس کے حسن کو دو آتشہ بنا رہا تھا۔

جس پر سے نگاہیں ہٹائے ماہ ویر نے دیوار کی طرف دیکھا۔

یہ کیوں۔!" صاحبہ نے بیٹھی آواز میں بمشکل سے پوچھا، دل میں کہیں ناں کہیں اسے خوف بھی تھا۔

"تمہارے جنازے کے لئے۔ جتنا کہا ہے اتنا کرو۔! اب کی بار اس کے سپاٹ لہجے میں اسے حکم دیا جس پر وہ گھبراہٹ زدہ سی کیفیت میں شال کو کھولتے خود کو اوڑھ گئی۔

ماہ ویر نے گہری سانس بھرتے خود کو گھورتی صاحبہ کو دیکھا اور تاسف سے سر جھٹکتے اس کے قریب گیا۔ اور شال کو دونوں ہاتھوں سے تھامے اس کے چہرے کو مکمل طور پر ڈھکا۔

وہ جو آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی اس حرکت پر کسی انہونی کا احساس شدت سے ہوا۔

کیا وہ اسے کسی کے آگے بیچ رہا تھا۔؟ جھیل سی گہری آنکھوں میں خوف ابھر آیا تھا۔

شال کی اوٹ سے اسنے ماہ ویر کو دیکھا۔ جو نہی قدموں سے مڑا روم سے نکل گیا تھا۔

مگر اگلے ہی پل دروازہ پھر سے کھلا تھا۔ اس بار ماہ ویر کے ساتھ ایک نہیں کافی زیادہ لوگ تھے جنہیں دیکھ کر صاحبہ کا سانس خشک پڑ گیا۔

دل کی دھڑکنیں خوف کے سبب بے تحاشہ تیز ہو گئی تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی ماہ ویر خود ہی اس کے قریب بیٹھا۔

اور پاس پڑی کرسی کی جانب مولوی صاحب کو اشارہ کیا۔

باقی گواہان وغیرہ ایک جانب کھڑے تھے۔

""مم ماہ ویر۔!""اس کی آواز رندھ چکی تھی۔گھبراہٹ اور خوف کے زیر اثر اس نے تیزی سے ماہ ویر کے ہاتھ کو تھاما۔

جس پر اس نے چونک کر اسے دیکھا۔

جس کی پھیلی بھیگی نگاہیں اسے مزید طیش دلا رہی تھی۔

"ماہ ویر مجھے بیچو مت پلیز۔میرے ساتھ یہ ظلم مت کرو۔!"وہ بھیگی آواز میں بول رہی تھی۔آواز بیٹھنے کے سبب اتنی کم تھی کہ ماہ ویر بمشکل سے سن پایا تھا۔

مگر ان الفاظ کو سن کر اس کا غصہ مزید کھولا۔

شدت طیش کے عالم میں جبڑے بھینچے اس نے سامنے بیٹھے مولوی صاحب کو دیکھا۔

"مولوی صاحب نکاح شروع کریں۔!"اس کے سرد لہجے میں کہے ان چند الفاظ پر صاحبہ نے حالی حالی نگاہوں سے سامنے دیکھا۔

شال کے اندر سے اسنے بمشکل سے سامنے بیٹھے مولوی اور اسکے ہاتھ میں ایک بڑا اسار جسٹر ڈ کو دیکھا تھا۔

تو کیا وہ اس سے نکاح۔؟

پھٹی پھٹی نگاہوں سے وہ اپنے قریب بیٹھے ماہ ویر کو دیکھنے لگی۔

جو جانے کیا سوچ کر ایک کوٹھے والی سے نکاح کرنے والا تھا۔

""مجھے تم سے بات کرنی ہے۔!"صاحبہ کا لہجہ مضبوط تھا۔

نکاح کے بعد پورا وقت دوں گا جتنی چاہے باتیں کر لینا۔

بے لچک لہجے میں کہتے اس نے مولوی صاحب کو نکاح شروع کرنے کا کہا۔

مگر مولوی صاحب والد کی جگہ حالی دیکھ کر چونکے۔

""بیٹا ولدیت کیا ہے بیٹی کی۔؟

انہوں نے حیرانگی سے سوال پوچھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"یہ یتیم ہے مولوی صاحب، نہیں جانتی کہ اس کے والدین کون ہیں۔آپ اس حانے کو حالی چھوڑ دیں۔!

برفیلے لہجے میں کہتے اس نے گہری سانس بھری۔

صاحبہ ساکت سی بیٹھی تھی۔

یہ اس کی قسمت کیسا کھیل کھیل رہی تھی۔؟

جسے چاہا تھا وہ اسے دھتکار کر جا چکا تھا اور جب اس کی جنم دینے والی ماں نے اس کے نصیب میں کالی راتیں لکھ دی تھی تو اب ماہ ویر حان اسکی زندگی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے نام کر رہا تھا۔!

وہ خاموش تھی۔اسے وعدہ جو دے چکی تھی کہ اپنی عزت کے بدلے وہ جو چاہے وہ لے لے۔وہ تو محض اس کی زندگی لے رہا تھا اگر سانسیں چھین لیتا تو بھی وہ خدا کا شکر ادا کرتی۔

صاحبہ آپ کا نکاح ماہ ویر حان ولد محمد حان سے ان گواہان کی موجودگی میں بعوض دس ہزار روپے سکہ رائج الوقت طے پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔؟

ایک کوٹھے والی کا یہ دوسرا نکاح تھا۔وہ کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر تھی۔آنکھیں میچتے اسنے بمشکل سے قبول ہے کے کلمات ادا کئے۔

اگلے چند منٹوں میں ہی وہ صاحبہ بائی سے صاحبہ ماہ ویر بن چکی تھی۔

نکاح کے بعد ماہ ویر گواہان اور مولوی صاحب کو لے کر باہر نکل گیا۔

اور صاحبہ ساکت سی بیٹھی رہی۔

آنسوں پونچھتے اسنے دم گھٹنے پر شال اتارتے بستر پر پھینکی۔

آنسوں اسکی آنکھوں سے بہتے جا رہے تھے۔

جانے یہ کس تکلیف کے آنسوں تھے ماں کی بے رُخی کے۔؟ یا پھر اپنی محبت ٹھکرائے جانے کے؟؟

معا دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوا۔سامنے ہی وہ اسی لباس میں دوپٹہ سے عاجز رو رہی تھی۔

کھلی زلفیں دونوں شانوں پر بکھری پڑی تھیں۔

کمر پر بندھی دو ڈوریوں کے سوا ساری کمر برہنہ تھی۔

ماہ ویر نے طیش سے مٹھی بھینچی اور تن فن کرتے اسکے سر پر پہنچا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بے دردی سے اسے بازو سے جکڑتے وہ اپنے سامنے کرتا صاحبہ کے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے ایک زوردار تھپڑ جھڑ گیا۔

چٹاخ کی زوردار آواز فضا میں چھائی خاموشی کو توڑ گئی۔

گال پر ہاتھ رکھتے وہ بری طرح سے لرزی تھی۔

سر بری طرح سے چکرایا تھا۔ گال پر ہاتھ رکھتے اس نے بے یقینی سے ماہ ویر کو دیکھا۔

جس کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ تھا۔ اگلے ہی لمحے اسنے بے دردی سے صاحبہ کے بالوں کو گرفت میں لیا۔

تو وہ درد سے چیخ اٹھی۔

"آج آخری بار تھا جو تم کسی غیر مرد سے یوں چپکی ہوئی تھی وہ بھی ایسے بیہودہ لباس میں۔ اور آخری بار ہی میں نے تمہیں معاف کیا ہے، اب تم ماہ ویر حان کی عزت ہو۔ اور اگر میری عزت میں ذرا سی بھی کوتاہی ہوئی تو تمہارے اتنے ٹکرے کروں گا کہ گننے والا بھی کانپ جائے۔!

اس کے کان میں سرد لہجے میں پھنکارتے وہ ایک دم سے اسے بستر کی جانب دھکا دیے پیچھے ہٹا۔

صاحبہ کا سر اب تک بری طرح سے درد کر رہا تھا۔ وہ رونا چاہتی تھی۔ مگر ماہ ویر کا خوف اسے رونے سے روکے ہوئے تھے۔

ہاتھ میں تھاما شاپنگ بیگ اسنے جھٹکے سے بیڈ کی سمت اچھالا۔

ایک منٹ میں یہ گھٹیا لباس اتار کر باہر پہنچو۔!

سرد و سپاٹ لہجے میں اسے حکم دیتا وہ اگلے ہی لمحے کمرے سے باہر نکل گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اترو بچے۔""" !!

گاڑی پورچ میں رکی تھی۔ امن نے مڑتے پچھلی سیٹ پر سہمی ہوئی سی بیٹھی ایمی کو پکارا۔

جو چونکی اور حیرت سے امن کے پیچھے کھڑے انیل کو دیکھا۔

"ڈیڈ۔ میں اسے گھر ڈراپ کر کے واپس آتا ہوں۔!"

ان کا کندھا تھپکتے وہ پہلی بار اپنی عادت کے برخلاف مدھم لہجے میں بولا۔

"امن نے گردن موڑ کر اسے اچھے سے گھورا۔

"ڈرو مت بیٹا۔ یہ گدھا کچھ نہیں کہے گا۔ آپ آجاؤ۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

امن نے شفقت بھرے انداز میں کہا تو ایمی نے نچلے ہونٹ کو بری طرح سے کچلا۔اور چاروناچار گاڑی سے باہر نکلی۔

ڈیڈ۔!انیل نے آنکھیں موندے بے زارگی سے کہا۔

چپ کرو۔!اگر زیادہ زبان چلائی تو کھینچ کر لگاؤں گا ایک۔؛"

امن نے سرخ ہو رہے چہرے سمیت کہا تھا۔جس پر انیل پہلوئں بدلتا وہاں سے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

ایمی نے چور نگاہ اس کی چوڑی پشت پر ڈالی۔اور پھر امن اسے ساتھ لئے اندر داخل ہوا۔

جہاں ہاتھ دوپٹے کے کونے سے خشک کرتی حیا جیسے ہی کچن سے نکلی تو سامنے اتنے دنوں کے بعد انیل کو دیکھ وہ صدقے واری جاتی اسکے ساتھ لگ گئی۔

"میرا بچہ کہاں تھے اتنے دنوں سے۔ذرا جو میری پرواہ ہو تمہیں۔تمہاری اسی لاپرواہی پر ایک دن تمہیں علم بھی نہیں ہوگا کہ کب تمھاری ماں مر گئی اور سب مجھے دفنا بھی آئیں گے۔!

آنکھوں میں آنسوں سمیٹے وہ بیٹے کے سینے سے لگی بھیگے لہجے میں بول رہی تھی۔انیل نے ماں کو حصار میں لیتے اپنے ہونٹ ان کے سر پر رکھے۔

وہ ہر بار کی طرح اب بھی خاموشی سے انہیں سن رہا تھا۔

اس کے پاس اپنے لیٹ آنے کا کوئی جواز نہیں تھا مگر ماں کا رونا اسے تکلیف دیتا تھا۔

"اس نالائق کے لئے رونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اسے کون سے ہماری فکر ہے۔!"

امن نے ناراضگی بھری آواز پر حیا نے آنسوں پونچھتے مڑ کر پیچھے دیکھا۔

تو امن کے ساتھ کسی لڑکے کو دیکھ وہ حیران ہوئی۔

مگر جب غور کی تو معصوم شکل کسی لڑکی کی تھی۔

امن یہ کون ہے۔؟"

حیا اب اسی جانب بڑھی تھی۔اور انیل باپ کے مزید طعنوں سے بچنے کے لئے سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔

جب امن کی بات پر بے ساختہ اس کے قدم تھمے۔

"تمہاری ہونے والی بہو ہے۔!تمہارا بیٹا اسی لئے شادی سے انکار کر رہا تھا۔کیونکہ وہ لڑکی پہلے سے پسند کر چکا تھا۔

ڈیڈ ایسا کچھ بھی نہیں ہے یہ کیا بول رہے ہیں آپ۔؟ "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

انیل حیرت زدہ سا منہ کھولے انہی قدموں سے واپس مڑا تھا۔

ایمی بھی نا سمجھی سے امن کو دیکھنے لگی۔

آخر وہ کیا سوچ چکے تھے۔؟

انکل ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔!" ایمی نے اپنی جانب سے وضاحت دینا چاہی۔

"تم چپ کرو۔ جھوٹ بول بول کر ہمیں بہت ستا لیا۔

حیا بچی کو عمایہ کے روم میں لے جاؤ۔ وہاں سے اسکا کوئی ڈریس پہنا دو۔ تا کہ بچی آرام کر سکے کافی تھک چکی ہو گی۔!"

امن نے ایمی کے سر پر ہاتھ رکھتے محبت سے لبریز لہجے میں کہا۔ ایمی لب بھیچے غصے سے انیل کو گھور رہی تھی۔

جو باپ کے اچانک چھوڑے جانے والے اس شوشے سے خاصہ تپ چکا تھا۔

تم رکو مجھے بات کرنی ہے۔!" حیا ایمی کو لے کر پچھلی سائیڈ بنے اذلان کے گھر کی جانب چلی گئی۔ تو امن نے انیل کو مخاطب کیا۔

جس کے ماتھے پر ایک ساتھ ڈھیروں بل نمایاں ہوئے۔

ابھی مجھے ریسٹ کرنی ہے تھوڑی دیر بعد ملتا ہوں۔!"

لاپرواہی سے کہتا وہ اوپر اپنے روم کی جانب بڑھ گیا۔

امن نے سرد سانس فضا کے سپرد کرتے سر تاسف سے نفی میں ہلایا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"السلام علیکم کیسی ہیں آپ۔؟" عنایت کو آتا دیکھ وہ جھٹ سے اٹھا نہایت نرم اور خوش اخلاق سے لہجے میں حال احوال دریافت کیا۔

عنایت نے نرمی سے سر کو اثبات میں ہلایا۔

وعلیکم السلام شکر ہے اللہ کا۔ کھڑے کیوں ہیں آپ بیٹھیں آپ۔!"

وہ لان میں اکیلا بیٹھا یا ہوا تھا۔ سامنے کی تینوں کرسیوں حالی تھیں، جہاں اب عنایت ان میں سے ایک پر بیٹھی۔

ریحان نے ایک نگاہ اس کے سرخ چہرے پر ڈالی، بلاشبہ وہ حسین تھی۔ سر جھٹکتے اس نے چائے کا کپ اُٹھایا۔

"کچھ ڈریسز بھیجے تھے ماما نے۔ آپ کو ان میں سے جو بھی پسند آئے وہ آپ رکھ لیجئے گا۔!

گلا کھنکھارتے ہوئے اس نے بات کا آغاز کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی،ویسے بھی میرے پاس کسی بھی چیز کی کوئی کمی نہیں۔!

عنایت کا لہجہ اتنا ہی نرم تھا جتنا ہونا چاہیے تھا۔

"مگر پھر بھی شادی پر آپ ہمارے گھر کے ڈریسز ڈالیں گی تو ہمیں اچھا لگے گا۔!"

اس نے رسان سے سمجھانا چاہا تھا عنایت لفظ شادی پر ٹھٹکی۔

ذہن کے پردے پر عالیجان شاہ کا عکس ابھرا تھا۔چاہے جو بھی تھا وہ اس کے نکاح میں تھی۔

وہ کچھ بھی ہو جائے مگر یہ شادی کسی بھی قیمت پر نہیں کر سکتی تھی۔

"ریحان مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔دراصل میں چاہتی ہوں کہ آپ شادی کچھ عرصہ کے لئے پوسٹ پونڈ کروادیں۔""

ریحان نے چونک کر اسے نا سمجھی سے دیکھا۔

مگر کیوں۔؟کچھ ہوا ہے کیا۔؟؟""ریحان جانتا تھا اسکے ڈیڈ جلد از جلد یہ شادی کروانا چاہتے تھے ایسے میں عنایت کا ایسی فرمائش کرنا۔اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

"نہیں ہوا تو کچھ بھی نہیں۔مگر ابھی میں ذہنی طور پر اس شادی کے لئے مطمئن نہیں ہوں۔اگر آپ انکل سے بات نہیں کر سکتے تو مجھے بتادیں میں پاپا سے بات کرلیتی ہوں۔!"

عنایت نے صاف صاف اپنا مدعا بیان کردیا تھا۔

وہ کسی بھی صورت اب شادی کی ڈیٹ آگے بڑھانا چاہتی تھی۔

تاکہ اسے انکار کرنے کا کوئی بہتر جواز مل سکے۔

"ٹھیک ہے میں ڈیڈ سے بات کروں گا مگر ایک شرط پر۔!"

پراسراریت بھری آواز پر عنایت نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیسی شرط۔؟عنایت نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔جس کے چہرے پر سکون سا چھایا ہوا تھا۔

شرط یہ ہے کہ آپ کو کل میرے ساتھ ایک پارٹی پر چلنا ہوگا میرے دوستوں نے شادی کی خوشی میں ایک پارٹی ارینج کی ہے۔اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ ہوں۔!"

سینے پر ہاتھ باندھتے ریحان نے مسکرا کر کہا تھا۔

عنایت سوچ میں ڈوبی۔میں ماما پاپا سے پوچھ کر بتاؤں گی آپ کو۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ جانتی تھی ایسے رات کو باہر جانا ٹھیک نہیں اسی لئے اس نے اچھے سے اسے ٹالنے کی کوشش کی۔

"آنٹی سے پرمیشن لے چکا ہوں میں بس آپ ریڈی رہیں۔!"

اس کے انداز میں گھمبیرتا تھی۔ایسے جیسے وہ کچھ بڑا کرنے والا ہو۔!

"ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔! پھیکی سی مسکراہٹ سمیت وہ نرمی سے حامی بھرتے سر جھکائے بیٹھی رہی۔

"بالکونی سے اس منظر کو کاٹ دار نگاہوں سے گھورتی عنایہ غصے سے لال بھبھوکا چہرہ لیے پلٹی۔اور تیزی سے کمرے سے باہر نکلتی وہ جیسے ہی نیچے کی طرف بڑھنے لگی۔

کسی نے پیچھے سے اسکے بازو کو جکڑا۔عنایہ اس افتاد پر ایک دم سے چیختے ہوئے مڑی۔

جہاں ابیر اس کا بازو تھامے اب اسی کے روم میں اینٹر ہو رہا تھا۔

"ابیر چھوڑو مجھے کیا کر رہے ہو۔؟ "

عنایہ جھنجھلا کر بولتی اپنا بازو چھڑانے لگی مگر ابیر کی گرفت مضبوط تھی، بالآخر کچھ بھی ناں سوجھنے پر وہ زمین پر لیٹ گئی۔

ابیر نے آنکھیں پھیلائے زمین پر لیٹی عنایہ کو دیکھا اور پھر سر تاسف سے نفی میں ہلا دیا۔

اور پھر ایک دم سے جھکتے اسے پیٹ سے پکڑتے کندھے پر لادھا۔

بھوری آنکھوں میں حیرت و بے یقینی سمیٹے وہ اسکے کندھے پر بری طرح سے کاٹنے لگی۔

اسے یقین تھا ابیر اس سے بدلہ لے گا اسی لیے وہ کسی بھی قیمت پر روم میں نہیں جانا چاہتی تھی۔

"شہد رنگ آنکھوں میں خون سمیٹے وہ جبڑے بھینچتے لمبے لمبے ڈھگ بھرتا روم میں داخل ہوا۔ٹھاہ کی زوردار آواز کے ساتھ دروازہ اندر سے لاک کرتے اس نے دور سے ہی اسے بیڈ پر پٹکھا۔

عنایہ دھڑام کی زوردار آواز سے گری تھی۔کمر میں لچک کی وجہ سے درد کی ٹیسیں اٹھنے لگی۔

وہ کمر پر ہاتھ رکھتے اٹھی، تو وہ سامنے ہی جلال میں کھڑا اسے سرد نظروں سے گھور رہا تھا۔

عنایہ جتنے غصے سے اٹھی تھی اب اتنی ہی شرافت سے واپس بیٹھی۔منہ پھلائے وہ اسے دیکھنے لگی۔

جس کا چہرہ حد درجہ سپاٹ ہر قسم کے تاثر سے عاری تھا۔

ڈریسنگ کے سامنے پڑی کرسی گھسیٹ کر وہ اس کے سامنے کچھ فاصلے پر اسی کرسی پر بیٹھا۔

"مجھے عالیجان شاہ کا ایڈریس چاہیے۔!" سرد نگاہوں سے عنایہ کو گھورتے وہ تحکم بھرے انداز میں بولا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایہ نے چونک کر اپنے آگے پیچھے دیکھا ایسے جیسے دیکھ رہی ہو کہ ابیر کس سے بات کر رہا ہے۔

"میں تم سے مخاطب ہوں مس عنایہ کاظمی۔!'شہادت کی انگلی اٹھائے وہ اسے سختی سے یاد دہانی کروانے لگا۔

"مجھ سے۔!! عنایہ نے انگلی اپنے سینے پر ٹکائے پوچھا۔

"مگر میں نہیں جانتی عالی کہاں ہیں۔؟بدک کر کہتے وہ کندھے اچکاتے ہوئے اٹھنے لگی۔جب اگلے ہی لمحے ابیر نے اسے پھر سے بیڈ کی طرف دھکیلا۔

عنایہ اسکے اس قدر برے رویے پر چونکی آنکھیں پھیلائے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"ابیر تمیز سے بات کرو۔!"

اب کی بار عنایہ کا لہجہ بھی سخت پڑا تھا،وہ اس کے بدتمیزی کسی بھی قیمت برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

جبھی غرا کر کہتی وہ اسکے سامنے کھڑی ہوئی۔

"مجھے جاننا ہے عالیجان کہاں ہے۔؟اور ایسا ممکن ہی نہیں کہ وہ واپس لوٹا ہو اور تم سے کانٹیکٹ ناں کیا ہو۔؟ہو ہی نہیں سکتا۔یہ مکاری چھوڑو اور سچ سچ بتاؤ کہاں ہے وہ۔؟ "

ابیر نے لہو ہوتی نگاہوں سے اسے دیکھتے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

عنایہ نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا۔

"اگر تمہیں اتنا علم ہے تو نظر بھی رکھ لیتے کیا پتہ میں چوری چوری ملتی آرہی ہوں اس سے۔؟"

اب کی بار عنایہ نے سینے پر ہاتھ باندھتے دل جلاتے انداز میں کہا۔

اسے ہرگز توقع نہیں تھی کہ ابیر ایسی کوئی بات سوچے گا بھی پوچھنا تو دور کی بات تھی۔

"ہو بھی سکتا ہے۔ویسے بھی بچپن کا عشق ہے تمہارا اور تم اس کا۔کیا معلوم مجھ سے جان چھڑانے کے کتنے پلین بنا لیے ہوں۔!"

ابیر کے لہجے میں صرف اور صرف سرد مہری تھی۔ایسے جیسے اسے یقین ہو کہ عنایہ عالیجان شاہ سے کتنی محبت کرتی ہے۔

"ہاں صیحیح کہا ہے وہ میرا عشق بلکہ بچپن کی محبت۔کیا کر لوگے تم۔؟مجھ پر رعب جھاڑ کر تم کچھ بھی حاصل نہیں کر پاؤ گے ابیر۔بہتر یہی ہے کہ جاؤ اور مرد بن کر اسے ڈھونڈ نکالو پھر آنا میرے سامنے۔""

انتہائی بد تمیزی سے کہتی وہ نم ہوتی آنکھیں جھپکتے واشروم کی سمت بڑھنے لگی، جب کاٹ دار نگاہوں سے اسے گھورتے ابیر نے بے دردی سے اسکا بازو جکڑتے اسے اپنی سمت کھینچا۔

"بھول ہے تمہارا عنایہ کہ تم مجھ سے جان چھڑالو گی۔ محبت چاہے جس مرضی سے کرتی رہو مجھے فرق نہیں پڑتا۔ مگر بیوی تو تم میری ہو اور آخری سانس تک میرا نام تمہارے ساتھ جڑا رہے گا۔"

"اسکے کان کے قریب جھکتے ابیر نے مضبوط لہجے میں کہا۔ جانے کون سے خدشات کون سے وہم و گمان تھے جو اس کے دل میں بیٹھ چکے تھے۔

"تم اس قابل ہو ہی نہیں ابیر علوی کہ تم پر بھروسہ کیا جائے۔ تمہارے بارے میں میری رائے بلکل درست ہے تم اپنی ذات اور انا کے سوا کچھ نہیں سوچ سکتے۔ بہت شوق ہے ناں میرے نام کو اپنے نام سے جوڑے رکھنے کا۔ بہت جلد تمہارا یہ بھرم ناں توڑا تو میرا بھی عنایہ علوی نہیں۔!

بھوری آنکھوں میں حد درجہ نفرت سموئے وہ دوٹوک انداز میں اسے جواب دیتی اپنا بازو اسکی آہنی گرفت سے نکالتے واشروم کی سمت بڑھی۔

ابیر نے کاٹ دار نگاہوں سے دروازے کو گھورا۔ اب اسے جلد از جلد رخصتی کی بات امن سے کرنا تھی۔ تمہاری یہ اکڑ تو میں ہی توڑوں گا۔!"

سرد لہجے میں کہتا وہ تن فن کرتے روم سے باہر نکل گیا۔

اسے یقین تھا کہ عنایہ کچھ ناں کچھ ضرور جانتی ہو گی۔ مگر اب اسے خود ہی عالیحان کو ڈھونڈ کر سامنے لانا تھا۔ وہ بھی کسی بھی قیمت پر۔

Episode 51

کیا سوچا ہے آپ نے باس۔؟ اب کیا کیا ہو گا۔ سالوں کی محنت مٹی میں مل رہی ہے وہ ڈیول۔ وہ تو ساری دُنیا کا ڈان بننے جا رہا ہے اور وہ عالیحان آج نہیں تو کل وہ بھی ویام اور عالیان کے پاس چلا جائے گا۔! کیا ہماری محنت ایسے ہی رائگاں ہو جائے گی۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈینی کے پوچھے گئے یہ چند سوالات وہاں موجود ہر کے ذہن میں گردش کر رہے تھے۔ایچ اے آر تو قہر برساتی نگاہوں سے کھڑکی کی سمت دیکھ رہا تھا۔

بس نہیں تھا اسکا کہ سب کچھ تباہ کر دیتا۔

"ایسے کیسے ہماری برسوں کی محنت ضائع ہو جائے گی۔""ڈیول سے نپٹنے کی اب ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جس کالی دنیا میں وہ قدم رکھ چکا ہے یہ دنیا اسے خود ہی اپنے اندر نگل لے گی۔

باقی عالیجان کو چھوڑ دو وہ بیکار پنچھی ہے۔ہوا میں باتیں کرنے کے سوا اس نے کیا ہی کیا ہے۔؟" باس نے سر جھٹکتے تنفر سے کہا۔

کتنا کچھ کیا تھا انہوں نے۔اسے نشے کی لت لگائی ہر برے کام میں پھانسا۔اور تو اور مٹھو کے خون کا الزام بھی اس کے سر لگایا مگر ان سب کے باوجود بھی وہ خاموش بیٹھا ہے۔؟ کیوں نہیں کرتا وہ اپنے اپنے باپ سے سامنا۔تم نے کمی رکھ دی ڈینی اس میں ذہر بھرنے میں۔!

ڈینی نے چونک کر اندھیرے میں ہلتی اس کرسی کو دیکھا۔کیا اتنا سب کچھ کرنے کے بعد بھی وہ اسے کہہ رہا تھا کہ اس نے کمی چھوڑ دی۔؟

"میں نے کوئی کمی نہیں چھوڑی باس۔اس کی بہن تک کو اس سے بدگمان کر دیا۔ہم کیوں ان سب کے پیچھے پڑے ہیں۔سیدھا اس عنایت کو مارتے ہیں سارے خود ہی ختم ہو جائیں گے۔!"

مارک کو بس جائیداد سے غرض تھی وہ کسی بھی طرح سے اپنے بیٹے لوکی (بہرام) کو ڈان بنتا دیکھنا چاہتا تھا۔

"مارک اس آدھ مری لڑکی کو مار کر کچھ نہیں ہو گا اپنے بیٹے سے کہو کہ شادی کرے کسی بھی طرح سے اس عنایت سے۔پھر کسی بھی قسم کے خون خرابے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔!"

تم سب اپنی اپنی کوشش کر چکے ہو۔مگر ناں تو وہ امن اپنی جگہ سے ہل پایا ناں ہی وہ ویام۔اکڑ باقی ہے دونوں کی۔ جو کہ ہونی نہیں چاہیے تھی۔!"

سرسراتے ہوئے لہجے میں اس نے سامنے لگی امن علوی اور ویام کاظمی کی تصاویر کو دیکھا۔

اب میں کروں گا ایک تیر سے دو شکار ""جو کام عالیجان اور ڈیول نہیں کر سکے وہ کام ابیر علوی کرے گا۔وہ تو چلتا پھرتا آگ کو شعلہ ہے۔اسے تو بس ذرا سی چنگاری ہی دہکتا الاؤ بنا ڈالے۔!"

اسکی آنکھوں میں وحشیانہ چمک تھی۔ایسے جیسے وہ جانتا ہو کہ اس کا اب کی بار چنا گیا مہرہ اس کی امیدوں کو پورا کرے گا۔!"

دونوں ہاتھ فضا میں لہراتے وہ ترکی زبان میں کوئی گیت گنگنانے لگا۔

ایچ اے آر۔ڈینی اور مارک نے حیرت سے سامنے مزین بڑی سے اسکرین پر لگی ابیر علوی کی شاہانہ تصویر کو دیکھا

۔

جس کی آنکھوں میں ان دیکھی داستان تھی۔

اس بار وہ پوری پلاننگ کر چکے تھے۔اور شاید وہ خود بھی نہیں جانتے تھے کہ اس بار کا ان کا چنا گیا مہرہ کیا تباہی لانے والا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""بارس میرے بیٹے۔ہم واپس لے آئیں گے اسے۔اچھے سے رخصت کروا کے۔میں نے عالیان شاہ سے زبان لی ہے۔!"

مجتبیٰ حسین اسے زمین پر بے سودہ بیٹھا دیکھ کر دہل سے گئے تھے۔

کانپتے لرزتے وجود سے وہ اسکے قریب جاتے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے مضبوط لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

جس کا پورا وجود ایسے تھا جیسے بے جان ہو چکا ہو۔بھوری بڑی بڑی آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔

معا جین وہاں آیا۔اس کے قدموں کی دھمک کی آواز ڈیول کے کانوں میں کسی چنگاری کی طرح گونجی۔

اگلے ہی لمحے وہ ایک دم سے اٹھا اور پوری قوت سے اپنی طرف بڑھتے جین کے پیٹ پر لات رسید کی۔

جین ہوا میں اچھلتا کئی فٹ دور جا گرا تھا۔

مجتبیٰ حسین حیرت و بے یقینی سے اسکا بپھرا ہوا وحشی روپ دیکھتے سر نفی میں ہلانے لگے۔

جین کو بمشکل سے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے کراہتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔مگر اگلے ہی لمحے اسے گردن سے دبوچتے ڈیول فضا میں بلند کر چکا تھا۔

جین کی آنکھیں حد درجہ پھیلتی پتلیاں باہر کو نکل چکی تھی۔پیر بری طرح سے ہلاتے وہ اس کی گرفت سے نکلنے کی ادنی سی کوشش کرنے لگا جو کہ ناممکن تھا۔

ڈیول نے بھوری خون چھلکاتی نگاہوں سمیت اسے گھورا اور اگلے ہی لمحے اسے زور سے زمین پر پٹخا۔

اور پھر اسے کالر سے جکڑتے ڈیول نے ایک ساتھ جانے کتنی ہی بار اس کے منہ پر مکے جھڑے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""بب بارس وہ مر جائے گا۔!"

زمین پر جین کے آدھ مرے وجود کو پٹختے وہ پھر سے اسے پے در پے مار رہا تھا۔ جین کے ناک منہ سے خون پھوارے کی صورت بہہ رہا تھا۔ سر کی داہنی جانب گہرا زخم آچکا تھا۔

کپڑے جگہ جگہ سے پھٹ چکے تھے مگر اسے معلوم تھا کہ ڈیول اسے جان سے تو مار ہی دے گا۔

""بارس۔!

"چپ کریں آپ۔!"وہ وخشت زدہ نگاہوں سے انہیں گھورتے ہوئے دہاڑا تو آج برسوں بعد انہیں اس میں اسی وخشی بچے کا عکس دکھا تھا۔

جس کا چہرہ خون آلود تھا۔۔اور آنکھیں جین کو جان سے مارنے کے جنون سے لبریز۔"""!!

"آج میں خاموش رہا کیونکہ آپ نے مجھے نئی زندگی دی تھی اور آپ کی بات میں کبھی نہیں ٹال سکتا۔ مگر اب آپ نے اپنی دی گئی زندگی مجھ سے چھین لی ہے بابا۔ میری حور کو مجھ سے دور کر کے۔!"

اس کی آنکھوں کے گوشے نم تھے،وہ اس قدر اذیت میں تھا کہ مجتبیٰ حسین کا رواں رواں بیٹے کی تکلیف میں کانپ سا گیا۔بے ساختہ ہی انہوں نے سر نفی میں ہلایا۔

وہ اسے سمجھانا چاہتے تھے مگر اس کی ان کی آنکھوں سے جھلکتا اس لڑکی کا جنون،اور پاگل پن انہیں اپنے آپ میں ہی شرمندہ سا کر گیا۔

لب بھینچے وہ کسی مجرم کی طرح کھڑے تھے۔

"تمہیں زندگی کی بھیک مبارک ہو۔اگر آج کے بعد میرے سامنے آئے تو سوچوں گا بعد میں پہلے جان لوں گا تمہاری۔۔!"

وہ اس کی حور کو اس کی اجازت کے بغیر یہاں لایا تھا۔

آج وہ اس سے دور ہوئی تھی تو اس کی وجہ جین ہی تھا۔

وہ اسے آزاد چھوڑ رہا تھا کیونکہ وہ موت کے قابل بھی نہیں سمجھتا تھا۔

بارس کہاں جا رہے ہو بیٹا۔ایک بار میری بات تو سن لو۔!"

بھیگے لہجے میں اس کی چوڑی پشت کو دیکھتے وہ شائستگی بھرے التجائیہ لہجے میں بولے تھے۔

"مر گیا ہے بارس۔اور ڈیول آپ کو نہیں جانتا۔بہتر ہو گا آج کے بعد مجھ سے ملنے کی بھول کبھی مت کریئے گا۔!"

سرد وسپاٹ لہجے میں وہ بے لچک لہجے میں بولتا مجتبیٰ حسین کو لرزنے پر مجبور کر گیا۔

بے ساختہ ہی ان کے قدم ڈگمگائے تھے۔آنکھوں میں انسوں سمیٹے وہ خود سے دور جاتے ڈیول کو دیکھتے رہ گئے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ماہہ۔کچھ نہیں ہو گا تمہیں۔ڈونٹ وری آنکھیں کھولو اپنی۔!""ماہا تیرنے کی کوشش میں پانی میں ہاتھ پیر چلا رہی تھی۔مگر تیرنا نا جاننے کی وجہ سے بری سے طرح خوفزدہ ہونے کے سبب پانی میں ڈوبنے لگی۔

جب اگلے ہی لمحے تبریز نے پول میں چھلانگ لگائی۔اور تیزی سے تیرتے اس کے قریب جاتے اس نے شدت سے اسے خود سے قریب کرتے سینے میں بھینچا۔

"پول کے قریب کافی لوگ اکھٹے ہو چکے تھے۔

جو یہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ بالآخر پول میں ہے کون۔؟وہیں روف پول کے کنارے پر کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

مگر عجیب بے چینی تھی۔

ماہا سے ملے اسے چند لمحات ہی گزرے تھے مگر پھر بھی ایک انجانی سی کیفیت تھی۔جس کے زیر اثر اسے تبریز کا ماہا کے نزدیک ہونا زہر سے بھی زیادہ برا لگ رہا تھا۔

آنکھوں میں جیسے کسی نے مرچیں سی بھر دی ہوں۔دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ قہر برساتی نگاہوں سے تبریز کو دیکھ رہا تھا۔

جس کی گردن میں چہرہ چھپائے وہ دونوں ہاتھ اسکے گرد لپیٹے ہوئے تھی۔

تبریز نے نرمی سے اس کی پشت رب کرتے گردن موڑے پول کے اطراف میں دیکھا۔

جہاں کافی ہجوم دیکھ اسنے جبڑے سختی سے بھینچے۔

"تماشہ لگا ہوا ہے کیا۔گٹ آؤٹ ٹو آل آف یو۔!"وہ غصے سے غرایا تھا۔

جس پر ماہا بری طرح سے لرزی۔

وہیں اسکی پشت رب کرتے تبریز نے ناگواری سے سب پر ایک نگاہ ڈالی۔

روف بے چینی کی کیفیت میں پارٹی چھوڑتا اپنے گھر کے لئے نکلا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہیں سبھی لوگ تبریز کے رویے سے اسے پاگل تصور کرتے واپس اندر جا چکے تھے۔

یخ بستہ ٹھنڈ میں پول کا ٹھنڈا پانی ماہا کے دماغ میں عجیب سی سنسنی بکھیر گیا۔

ہونٹوں کی رنگت نیلی پڑنے لگی تھی۔

وہیں اسے اٹھائے تبریز پول سے باہر نکلا۔

اور ایک طرف لگی چیئرز پر بٹھایا۔

ماہا نے چہرے سے چمٹتی بھیگی لٹیں کان کے پیچھے اڑسی۔

وہیں اسکی نگاہ جب اپنے وجود پر گئیں، تو بے یقینی سے آنکھیں پھیل گئی۔ ساڑھی گیلی ہونے کے سبب اسکا وجود واضح ہونے لگا تھا۔

خفت و شرم کے زیر اثر خود کو ملامت کرتے اس نے بے ساختہ ہی پلوں سے خود کو ڈھانپنا چاہا تھا۔ وہیں اس کی حرکت دیکھ تبریز نے ماتھے سے چپکتے بال ہاتھ کی مدد سے پیچھے کیے۔

اس کا اپنا وجود یخ پڑ چکا تھا اسی لئے وہ سن سا کھڑا تھا۔ ماہا کے وجود سے نگاہیں چراتے اسنے کوٹ اتارتے اس کے سامنے کیا۔

"پہنو۔!" اس کی آواز کافی بھاری ہو رہی تھی۔

شاید جذبات کی دہکتی آگ تھی جو اس کے اندر جمی برف کو پگھلانے لگی تھی۔ دل اس پری وش کی قربت کے لیے پاگل ہونے لگا تھا۔

جبھی وہ بری طرح سے لب کچلتے رخ موڑے کھڑا تھا۔

ماہا نے کوٹ جلدی سے پہنا۔ مگر جیسے ہی وہ اٹھنے لگی۔ پاوں میں بے ساختہ ہی درد کی ٹیسیں اٹھی تھیں۔

اس کی سسکی پر تبریز اچانک سے مڑا۔ اور تیزی سے اسے تھاما۔

""""ماہا نے بھیگی نگاہیں اٹھائے اسے دیکھا تو وہ سرد سانس فضا کے سپرد کرتے بنا کچھ بھی کہے اسے نرمی سے بانہوں میں بھرتے پارکنگ ائیریا کی جانب بڑھ گیا۔

ماہا سر جھکائے خاموشی سے اس کی پناہوں میں مقید تھی۔

آج کتنے عرصے بعد تبریز نے اسے چھوا تھا اسکی ذرا سی قربت ہی ماہا کے لیے زندگی جینے کی نئی آس تھی۔

گہری سانس بھرتے اسنے ایک چور نگاہ اس خوبرو شخص پر ڈالی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر صرف اور صرف ماہا کا حق تھا۔

اسے نرمی سے گاڑی میں بٹھاتے تبریز نے فرنٹ سیٹ سنبھالی۔

سارا رستہ خاموشی سے کٹا تھا۔

ماہا انگلیاں چٹخاتی پہلوئں بدلتی رہی تھی۔ گاڑی پورچ میں رکی تو ماہا نے چونک کر آگے پیچھے دیکھا۔

اور پھر بے یقینی سے پاس بیٹھے تبریز کو۔

سفید بھیگی شرٹ اس کے سینے سے چپکی ہوئی تھی۔

ماتھے سے چپکے سیاہ بال جن سے گرتی بوندیں اس کے چہرے پر کافی حسین لگ رہی تھی۔

بے ساختہ ہی ماہا نے دل ہی دل میں ماشاءاللہ کہہ کر اس کی نظر اتاری تھی وہ اسکی کل کائنات تھا چاہے اس سے ناراض ہو مگر وہ اس کا مجازی خدا اسکا عشق پہلی محبت سب کچھ تو وہی شخص تھا۔

"سیٹ بیلٹ کھولتے وہ گاڑی سے باہر نکلا اور نرمی سے اسے پھر سے بانہوں میں بھرا۔

"میں چل لیتی ہوں۔!"

وہ اسے پھر سے گھر واپس لایا تھا اور اندر میرب اور تیمور کی موجودگی کا سوچتے ہی وہ شرمندگی سی منمنائی۔

"ہاں میرا چھونا تو زہر لگتا ہے تمہیں۔!" سرد پتھریلے لہجے میں اسنے نخوت سے کہا مگر اسے اتارا نہیں۔ ماہا نے پر شکوہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

اور پھر خود ہی نگاہیں پھیر لی۔

تبریز اسے یونہی اٹھائے اندر داخل ہوا تھا دروازہ لاکڈ نہیں تھا شاید ان دونوں کے لیے ہی کھلا چھوڑا گیا تھا۔

مگر تبریز چونکا تو تب جب ان کے روم کو بند پایا۔

ماتھے پر بل سمیٹے وہ سیڑھیوں کے نیچے موجود اپنے روم کی جانب بڑھا۔

ماہا کی پریگننسی کے بعد ہی انہوں نے روم چینج کر لیا تھا۔

جونہی دروازہ کھلا۔

تبریز کے قدم دروازے کے سامنے ہی جم سے گئے۔

"روم شاید ان کے جانے کے بعد سے ہی بند تھا۔

سامنے کی دیوار پر لگی بے بی فوٹو نے تبریز کی روح تک جھنجھوڑ کر رکھ دی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

چہرہ حددرجہ سرخ پڑ گیا۔

وہ بنا کچھ کہے سپاٹ چہرے سے اندر داخل ہوا۔ ماہا کو بیڈ پر بٹھاتے وہ انہی قدموں سے روم سے باہر نکل گیا۔

اسکے اندر کی تباہ کن حالت کا اندازہ ماہا دروازے کے بند ہونے کی آواز سے لگا چکی تھی۔

بے ساختہ ہی اسنے سرد سانس فضا کے سپرد کرتے بیڈ کروان سے ٹیک لگا دی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ہممم صبح فرسٹ ٹائم میٹنگ رکھ لو، ابھی میرا آنا پاسیبل نہیں ہے۔!""" گہرے پر سوچ انداز میں سوچتے اس نے دوسری طرف موجود فارس کو آگاہ کیا۔

جس نے اوکے سر کہا۔ ایک دو مزید بات کے بعد ابیر نے کال کٹ کی۔ شہد رنگ آنکھوں میں سرد مہری سی سمٹی ہوئی تھی۔

شہد رنگ بال اس کے ماتھے سے چپک رہے تھے، دسمبر کی یخ بستہ ٹھنڈ میں وہ ٹھنڈے پانی سے شاور لیے اب شرٹ لیس اپنے روم سے ملحق بالکونی میں کھڑا تھا۔

انیل سے اس کی ملاقات نہیں ہو پائی تھی۔ وہ جب سے آیا تھا ریسٹ کر رہا تھا۔

اور ابیر اپنے ذہن میں الجھے ہوئے سوالوں سے جنگ لڑ رہا تھا۔

معاً گردن کو دائی جانب خم دیتے وہ روم کی جانب بڑھا۔ جوتے کی قید سے آزاد سرخ و سفید بھاری پاؤں سردی کی وجہ سے مزید سرخ ہو رہے تھے مگر وہاں پرواہ کسے تھی،

اسنے موبائل فون پر جگمگاتے جویریہ کے نمبر کو دیکھ کر کال کٹ کر دی۔

"عنایہ کے آخری الفاظ اس کے ذہن پر ہتھوڑے کی مانند برس رہے تھے۔ مٹھو کی موت، ایک الگ معاملہ تھا عالیجان شاہ سے اسکی نفرت کی اصل وجہ وہی لڑکی ہی تو تھی، جسے بچپن سے دسترس میں لینے کا جنون اسکی ماں نے اسکی رگوں میں برھا تھا۔

مگر کیسے وہ اس کے حق پر نظریں ٹکائے ہوئے تھا۔ کیسے ہمت ہوئی تھی اس کی اس کی بیوی سے عشق لڑانے کی۔

یقیناً اب کی بار ان کا آمنا سامنا ہوتا تو وہ جنگ وہی سے چھڑ جاتی جہاں سے رکی تھی۔

اس کا روم پورے گھر میں سب سے بڑا اور الگ تھا۔ جہازی سائز بڑے سے بیڈ کے سامنے ایک کاوچ پڑا تھا۔

سرخ رنگ کے دبیز قالین نے پورے فرش کو ڈھانپے رکھا تھا،

بیڈ کے اوپر ابیر علوی کی ایک بڑی سے فوٹو مزین ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو کسی ماہر کے ہاتھ کا بنایا ایسا شاہکار تھی کہ اسے دیکھ کر اس کے نقلی ہونے کا احساس نہیں ہو پاتا تھا۔ دونوں اطراف کی دیواروں پر ایک ایک پینٹنگ لگی ہوئی تھی۔

جو اپنی قیمت کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔ روم کے سینٹر پر شیشے کی دیوار سے روم کی دوسری طرف کا حصہ الگ کر دیا گیا تھا۔

جہاں ایک طرف صوفے نصب تھے۔ اور ساتھ ہی ابیر علوی کی وارڈوب جو دیکھنے والی آنکھوں کو حیرا کر دیتی، واشروم کے ساتھ ساتھ ایک جانب ڈریسنگ روم بنا ہوا تھا۔

روم میں صرف ایک ٹیبل موجود تھا۔ اس کے سوا کوئی فالتو چیز یا تنکا تک اس کے کمرے میں لاکھ ڈھونڈنے سے نہیں مل پاتا تھا،

پورے روم پر وائٹ اور گرے پینٹ سے روم کو مزید چکا چوند کر دیا گیا تھا۔ بائی جانب بالکونی کے قریب ہی ایک دروازہ تھا جو پچھلی جانب کھلتا تھا۔

گویا وہ پورا روم اپنے اندر پورے گھر کو سمائے ہوئے تھا۔

صوفے کی طرف بڑھتے اس کے قدم ایک دم سے تھمے، ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے وہ انہی قدموں سے مڑا۔

اور وارڈوب کی جانب بڑھا۔ ڈریسنگ مرر کے قریب سے گزر کر وہ ابھی آگے بڑھا ہی تھا کہ وہ پھر سے مڑا۔ ذرا سا پیچھے کو جھکتے اس نے آئینے میں اپنے حسین عکس کو دیکھا۔

جبکہ اسکی نگاہیں اپنے کندھے پر ہوئے زخم پر ٹھہری تھی، جو کافی سرخ ہو رہا تھا۔

بے ساختہ ہی اسے عنایہ کا کاٹنا یاد آیا تھا۔

تاسف سے سر جھٹکتے اسنے انگلی کے پوروں سے اس زخم کو چھوا۔

اور پھر وارڈوب کی جانب بڑھا۔

لیپ ٹاپ نکالتے وہ وہیں موجود صوفے کی طرف بڑھا۔

صوفے پر ٹیک سے بیٹھتے اس نے لیپ ٹاپ گود میں رکھتے تیزی سے آن کیا۔

"""اسکی شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمٹی ہوئی تھی۔ اسکی مخروطی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر گردش کر رہی تھیں۔

جبھی مطلوبہ جگہ پہنچتے وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسکرین کو دیکھتے پھر سے تھوڑا پیچھے ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکرین کا منظر اب نمایاں ہو رہا تھا۔جہاں عنایہ گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے بیڈ کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔

اسکے چہرے کے تاثرات کافی سخت تھے۔مگر وہ ٹھیک تھی، جبھی وہ گہری سانس بھرتے لیپ ٹاپ آف کرنے لگا

جب اچانک عنایہ اٹھی۔

تجسّس کے سبب ابیر نے اسکرین آف نہیں کی۔بلکہ اب وہ سپاٹ چہرے سے اسے دیکھ رہا تھا۔جس نے کمر پر

جھولتی زلفوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹا اور اگلے ہی پل وہ وارڈروب کی جانب بڑھی۔

اپنے سارے کپڑے ایک ایک کرتے وہ بیڈ کی طرف اچھالنے لگی۔

اور اسکے اگلے قدم کا سوچتے ہی ابیر کا فشار خون کھولا تھا۔

جبڑے اتنی مضبوطی سے بھینچے جیسے ابھی وہ سرپھری لڑکی اس کے سامنے ہوتی تو وہ اسے جان سے ماردیتا۔

مگر پھر بھی وہ پرسکون سا بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔

جو سکارف سے چہرہ لپیٹے اپنا بیگ کاندھے پر ڈالے روم سے باہر نکل گئی تھی۔

ابیر نے طیش کے عالم میں مٹھیاں بھینچتے لیپ ٹاپ کو زور سے بند کیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ڈیڈا۔ہم یہاں کیوں آئے ہیں ماما کدھر ہیں۔!"وہ ائیر پورٹ پر پہنچے تھے۔جب حورین شاہ نے نیلی آنکھوں میں

ڈھیروں سوال لئے ناسمجھی سے اپنے باپ سے استفسار کیا۔

"عالیان نے نرمی سے اسکے سر پر بوسہ دیے اسے سینے سے لگایا۔

"عنایت آپی اور عنایہ کی شادی ہو رہی ہے۔اسی ہفتے تک۔تو آپ کی ماما وہاں گئی ہیں۔اور آپ میرے ساتھ

جائیں گی۔یہاں جو کچھ بھی ہوا آپ اپنی ماما سے اس کا ذکر نہیں کریں گی۔آپ جانتے ہو ناں وہ کتنا ڈر جاتی ہیں

آپ کے لئے۔!"

عالیان اسے محبت و شفقت سے سمجھا رہا تھا کہ ڈیول کا ذکر کتنا خطرناک ہو سکتا ہے۔

"مگر ڈیڈا میں گھر آئی تھی وہاں ایک آنٹی نے بتایا کہ آپ لوگ پاکستان جا چکے ہیں ہمیشہ کیلئے۔!"

نیلی آنکھوں میں نمی سمیٹے وہ معصومیت سے بولی۔تو عالیان چونکا۔

مگر اگلے ہی پل وہ سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ کس کی چال ہے۔

"نہیں پرنسز آپ کو چھوڑ کر ہم کیسے جا سکتے ہیں؟؟آپ کو لگتا ہے ہم آپ کے بغیر رہ سکتے ہیں۔!"

عالیان نے نرمی سے اپنی بیٹی کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے پوچھا۔اب حورین کو ڈیول سے بدگمان کرنا ہی ایک حل بچا تھا۔تاکہ اس کی بیٹی کے دل میں اس وحشی کا خیال تک ناں آئے۔

""نہیں مجھے یقین تھا مگر آپ نہیں تھے تو کیف مجھے ساتھ لے گیا۔اور پھر۔!"

بیٹا وہ سب کچھ اس لڑکے کی چال تھی۔میں اور آپ کی ماما کہیں نہیں گئے بلکہ اس نے جان بوجھ کر آپ کو ہرٹ کرنے کے لیے ایسا کیا۔!"

عالیان کا بتانا تھا کہ حورین بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے باپ کو دیکھنے لگی۔

"نہیں بابا وہ مجھے ہرٹ نہیں کر سکتا۔وہ بہت اچھا ہے۔!"

اتنے دنوں سے اسکے ساتھ رہ کر وہ یہ بات تو جان چکی تھی کہ اس دنیا کا وہ واحد مرد تھا جو حورین شاہ کو ہرٹ نہیں کر سکتا تھا۔غلطی سے بھی نہیں۔

عالیان نے چونک کر بیٹی کی بے چینی کو آبزرو کیا۔مگر کہا کچھ نہیں۔

"خیر چھوڑیں اس بات کو۔فلائٹ کا ٹائم ہو چکا ہے۔وہاں آپ کی ماما آپ کا ویٹ کر رہی ہیں۔اور ایک سرپرائز ہے آپ کے لئے۔!"

وہ اب گاڑی سے باہر نکل آیا تھا۔حورین شاہ جو بانہوں میں اٹھاتے اسنے وہیل چیئر پر بٹھایا۔

""وہ کیا ڈیڈا۔؟ وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں پوچھ رہی تھی۔ذہن کے پردوں پر اب تک ڈیول کا عکس چھایا ہوا تھا۔اسکی بھیگی آنکھیں جیسے اس سے کوئی التجا کر رہی تھی۔مگر یہ بے چینی کیوں تھی۔حورین خود بھی نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

"سرپرائز یہ ہے کہ ہم پاکستان شفٹ ہو رہے ہیں۔

آپ کی ماما نے گھر کی صفائی تک کروا لی ہے ہم اپنے پرانے گھر۔!

نہیں ڈیڈا۔میں اس گھر نہیں جاؤں گی۔!"

حورین نے خوفزدہ سی آواز میں باپ کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔اسکی آنکھوں سے وحشت ٹپکنے لگی۔

عالیان بیٹی کی حالت پر سوائے ضبط کے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

جو حکم میری پرنسز کا۔ہم نیا گھر دیکھ لیں گے۔!"

اسنے مسکرا کر کہتے بات ہی ختم کر دی۔مگر حورین شاہ ایک بار پھر سے اسی منظر میں قید ہو گئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جہاں سے نکلنا اس کے بس سے باہر تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧

گاڑی ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔ سنسان سڑک پر رات کی تاریکی میں گاڑی کی آواز ہر سوں تیزی سے پھیل رہی تھی۔

عنایہ نے آنکھ سے بہتے آنسوں کو بے دردی سے رگڑا تھا۔

اسکے دل و دماغ میں آگ کے بھانبڑ سے جل رہے تھے۔

وہ اس تنگ ذہن مرد کے ساتھ تو مر کر بھی شادی ناں کرتی۔ پھر چاہے اسے شادی سے بھاگنا ہی کیوں ناں پڑتا۔

ذہن میں خلفشار سی اٹھ رہی تھی۔ اس کا باپ ماں بہن سب اس سے نفرت کریں گے مگر وہ سب کو راضی کر لے اسکا اسے یقین تھا۔

معا گاڑی کو دائی جانب موڑتے اسنے دور سے ہی ائیر پورٹ کو دیکھا اور پر اسراریت سے مسکرائی۔

"اب اسے ابیر علوی تو کیا کوئی بھی نہیں پکڑ سکتا تھا آج اس کی آزادی پکی۔

"گاڑی تیزی سے ائیر پورٹ کی حدود میں داخل ہوئی۔

پارکنگ ائیریا میں گاڑی کھڑی کرتے وہ عجلت میں باہر نکلی۔ چھوٹا سا بیگ کندھے پر لادھے وہ جینز کی پاکٹس میں اپنا پاس ورڈ ڈالے اب تیز تیز قدم اٹھاتی ائیر پورٹ کی طرف بڑھنے لگی۔

دونوں اطراف بڑے بڑے سے درخت لگے ہوئے تھے۔ ابھی وہ چند ہی قدم آگے بڑھی تھی۔ جب اچانک اس کے قدم قدمے۔ بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے اس نے سر کو بے ساختہ ہی نفی میں ہلا دیا۔

جینز کی دونوں پاکٹس میں ڈالے وہ خون آشام نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

بے ساختہ ہی عنایہ کے قدم ڈگمگائے۔ وہ گھبراہٹ زدہ سی کیفیت میں قدم پیچھے لینے لگی۔

اس سے پہلے کہ وہ بھاگتی۔ ابیر نے تیر کی تیزی سے اسے پیچھے سے دبوچا۔

اہہہ چھوڑو مجھے۔ ابیر لیومی۔ !"""درد کی شدت سے وہ چلائی تھی۔

اسکے بازو کی ہڈی جیسے ٹوٹ چکی تھی۔

اسکی آہنی گرفت میں مچلتی وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔ جبکہ وہ سپاٹ چہرے سے اسے تھامتا اپنے ساتھ لے جانے لگا۔

"سیم باڈی پلیز سیو می۔ ہیلپ۔!"اس کی چیخیں سن پاس سے گزرتے دو لڑکوں نے ٹھٹک کر ابیر اور عنایہ کو دیکھا۔

"کیا کر رہا ہے تُو۔؟ ہے کون تُو۔ چھوڑ لڑکی کو۔! "

وہ دونوں کڑے تیوروں سے اسے گھورتے آگے بڑھنے لگے۔

ابیر نے سرد نگاہوں سے ان دونوں کو گھورا۔

"کیا۔؟ بہن ہے کیا تیری۔؟ دو منٹ میں نکلو یہاں سے۔ورنہ دماغ اڑا دوں گا۔!"اگلے ہی لمحے وہ غرایا تھا۔اس کے ہاتھ میں گن دیکھ وہ دونوں خوفزدہ سا ہوتے قدم پیچھے کو لینے لگے۔

عنایہ نے خوف سے آنکھیں پھیلائے سر نفی میں ہلایا۔

حلق ایک دم سے خشک پڑ گیا تھا۔اس پاگل شخص کے ہاتھ میں موجود گن عنایہ کا سانس خشک کر گئی تھی۔

"پلیز لیو می۔!"وہ ایسے منمنائی جیسے اسکے کہنے پر وہ اسے چھوڑ دے گا۔

ابیر نے سپاٹ چہرے سمیت سرد نگاہوں سے اسے دیکھا۔

اور اگلے ہی لمحے کسی بے جان گڑیا کی طرح اسے اپنی گاڑی کی بیک سیٹ پر پٹخا۔

فارس!"وہ دہاڑا تھا۔اسکی آواز پر پیچھے ایک جانب کھڑا فارس جو نیند میں اونگ رہا تھا ہڑبڑا کر گاڑی کی سمت بڑھا۔

یس سر۔!"تھوک نگلتے احتراماً پوچھا جبکہ آنکھوں میں مقابل کا خوف جھلک رہا تھا۔

"سٹارٹ دی کار۔!"""اس نے سپاٹ چہرے سے کہا۔تو فارس نے لپک کر سیٹ سنبھالی۔

عنایہ بری طرح سے شاکڈ کی سی کیفیت میں بیٹھی اب نفرت و حقارت سے اسے گھور رہی تھی۔جس پر اس کی کسی بھی گھوری یا نفرت کا کوئی اثر نہیں ہونے والا تھا۔

رات کے اس آخری پہر۔گاڑی کو کسی سنسان راستے کی طرف جاتا دیکھ عنایہ کی سانس خوف سے رک گئی۔

مگر اپنا خوف وہ اس پر ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔

جبھی دماغ پر زور ڈالنا شروع کیا۔

چھوٹے سے سنسان جزیرے پر گاڑی ایک ہوٹل کے قریب رکی۔

وہ عمارت دیکھنے والے کو حیرا کرنے کے لئے کافی تھی۔وہ ابیر علوی کی ملکیت تھی۔جسے وہ کچھ دن پہلے ہی حالی کروا چکا تھا کیونکہ وہ اپنا ریسیپشن اسی جگہ رکھنے والا تھا۔

مگر اسے امید نہیں تھی کہ اسے ریسیپشن سے پہلے ہی اس جگہ یوں آنا ہوگا۔

"سر میں کہاں جاؤں۔!"وہ باہر نکلا۔عنایہ کی کلائی کو استحقاق سے جکڑا۔

جب فارس آنکھیں مسلتے منمنایا۔

"گھر جاؤ۔صبح اٹھ بجے آجانا گاڑی لے کر۔!"

ابیر نے گھمبیر لہجے پر فارس نے ایک نگاہ اس محل نما ہوٹل پر ڈالی اور منہ بسورتے ہوئے یس سر کہتا وہ گاڑی سٹارٹ کرتے وہاں سے نکلا۔

عنایہ نے ایک چور نگاہ چاروں اطراف دوڑائی

چاروں اطراف خاموشی تھی۔ان دونوں کے سوا یہاں کوئی ذی روح نہیں تھا۔

وہ کس مقصد کے تحت اسے اس ہوٹل میں لایا تھا وہ بھی اکیلے۔؟"

عنایہ نے تھوک نگلتے اس کی چوڑی پشت کو دیکھا۔

کیا ضرورت تھی گھر سے یوں بھاگنے کی۔اوپر سے اس ڈریکولا کو کیسے علم پڑا۔

ابیر اسے گھسیٹتے ہوئے اندر بڑھ رہا تھا۔

ہاتھ چھوڑو میرا ابیر۔کیوں لائے تو تم مجھے یہاں۔!"

وہ غصے کے سبب چلائی تھی۔

بھوری آنکھوں میں بے زاری کے تاثرات امڈ رہے تھے۔

ابیر بنا کوئی جواب دیے اسے یونہی گھسیٹتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

اسے صوفے کی پھینکے وہ دونوں ہاتھ اسکے اطراف میں ٹکائے وہ قہر برساتی نگاہوں سمیت اسے گھورنے لگا۔

"تمہاری جرات بھی کیسے ہوئی بھاگنے کی۔؟

ہممممم۔کیا سوچا تھا تم نے۔تم بھاگ جاؤ گی اور ابیر علوی کو علم بھی نہیں ہو پائے گا۔!"

اس کا لہجہ اس قدر سخت تھا کہ عنایہ آنکھیں میچتے خوف سے گہرے سانس بھرتی خود میں سمٹنے لگی۔

"مجھے نہیں کرنی تم سے شادی۔جان چھوڑ کیوں نہیں دیتے تم میری۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ بھیگے لہجے میں چلائی تھی۔

ابیر کی آنکھوں میں جنون اترا۔

"ابیر علوی کے نام سے منسوب کوئی بے جان شے بھی اس کی مرضی کے بغیر اس کی زندگی سے دور نہیں جاسکتی تم تو پھر بھی میری منکوحہ ہو۔ تمہاری بھول ہے کہ میں تم سے لاعلم ہوں۔ ابیر علوی کا پہرہ تو تمہاری ہر آتی جاتی سانس پر لگا ہے جانم۔ پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ تم مجھ سے دور بھاگو اور مجھے علم ناں ہو۔!

اس نے جھکتے اس کے کان میں سرگوشی نما آواز میں اسے باور کروایا تھا۔

جس کی سانسیں تیز ہو رہی تھی۔ "مجھے نفرت ہے تم سے۔ ابیر علوی آئی ہیٹ یو۔!"

وہ اسکے چہرے کو نفرت سے دیکھ کر دہاڑی۔

جس پر وہ پراسراریت سے مسکرایا۔

"آئی ہیٹ یُو ٹو مسز ابیر علوی۔ سوچوا گر ابیر علوی کی نفرت اتنی جان لیوا ہے اگر جو اسے تم سے محبت ہو گئی تو۔؟ افففف پاگل کر دوں گا میں تمہیں۔!" اس کے چہرے کو قریب سے دیکھتے وہ رازدارانہ انداز میں گویا ہوا۔

اسکی شہدرنگ آنکھوں میں حرارت سی سمٹ رہی تھی۔ عنایہ کا سفید حسین چہرہ بڑی بڑی بھوری آنکھیں، لاپرواہ سانازک اندام وجود وہ واقعی اس قابل تھی کہ اسے چاہا نہیں بلکہ اس سے عشق کیا جائے۔

"تمہارے منہ سے محبت کی باتیں اچھی نہیں لگتی۔!"""اس کا بس نہیں تھا وہ اس حسین مرد کا منہ نوچ لیتی۔

"اسی لئے تو میں محبت نہیں جنون پر یقین رکھتا ہوں۔ اسی لئے تو تمہارے معاملے میں میں ناچاہتے ہوئے بھی اتنا جنونی ہوں میں۔ جنونِ من۔"""!

اسکے چہرے پر اپنی دہکتی سانسیں چھوڑتا وہ گھمبیرتا سے کہتے اسے اپنے جنون کی انتہاؤں سے روشناس کروا گیا۔

وہ واحد مرد تھا۔ جو اپنی بیوی سے محبت نہیں جنون کے معاملے میں اتنا پاگل تھا۔ کہ وہ اس کی نفرت کا حقدار بھی اپنی ذات کے سوا کسی کو نہیں سمجھتا تھا۔

عنایہ بے یقینی و حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ جس کا ہاتھ اپنے ہاتھ کندھے پر محسوس کرتے وہ سانس روک گئی

Episode 52

یہ سب کون ہیں۔؟؟اور ہمارے پیچھے کیوں پڑے ہیں۔؟خوف سے سیاہ ہو رہی گہری آنکھوں سے اس نے عائش کے تھکن زدہ چہرے کو دیکھتے استفسارات کیا۔

وہ دونوں پائپ کی مدد سے کسی طرح سے نیچے اُترنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ مگر گاڑی پارکنگ ایئریا میں کھڑی تھی۔

جہاں جانا یقیناً خطرے سے خالی نہیں تھا۔

عائش نے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اپنے اطراف میں دیکھا۔

دونوں طرف بڑے بڑے درخت لگے ہوئے تھے۔ وہ اس وقت خوبصورتی کے لیے لگائے گئے ایک پھولوں کی بیل کی اوٹ میں چھپے بیٹھے تھے۔

کچھ ہی فاصلے پر ایک گاڑی کھڑی تھی اور عائش کا دل ودماغ اس وقت اس گاڑی تک رسائی حاصل کرنے پر اٹکا ہوا تھا۔

اس نے عمایہ کی بات پر توجہ نہیں کی تھی۔ جس کی وحشت زدہ سی نگاہیں اس کے کندھے سے رستے خون پر تھیں ،خون روکنے کی کوشش میں اس نے اپنا ایک ہاتھ کندھے پر رکھا ہوا تھا۔

جبکہ دوسرے ہاتھ میں گن تھی، عمایہ نے بھیگی آنکھیں زور سے رگڑی اور سر پر لپٹا اسٹالر اتارتے اس کے بازو کو دونوں ہاتھوں سے تھاما۔

عائش جو کافی سنجیدگی سے صورتحال کا جائزہ لے رہا تھا۔اچانک ہاتھ لگنے پر چونکا۔

ہیزل براؤن آنکھیں سوالیہ انداز میں سکڑی۔ جن میں درد کی شدّت کے سبب سرخی کے لال ڈورے تیر رہے تھے۔

"سسس۔!"سوری۔!" بے ساختگی کی کیفیت میں وہ اس کے بھیگے چہرے کو دیکھتا اس قدر انجان ہو چکا تھا کہ اچانک اسکے کھینچنے پر سسکی سی اسکے لبوں سے آزاد ہوئی۔

جس پر وہ شرمندگی سے معذرت کرنے لگی۔

"اِٹس اوکے۔!"

اگر کوئی اور موقع ہوتا تو یقیناً وہ اس کے یوں معصوم سی شکل بنا کر سوری کہنے پر کافی طول دیتا بات کو۔ مگر یہاں حالات سنگین تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تم ہلنامت یہاں سے۔میں بس ابھی آیا۔!" عائش نے سنجیدگی سے اسے وارن کیا۔

""عائش۔!" عمایہ کی خوفزدہ سی آواز پر وہ چونکتے مڑا تو اس کی آنکھوں میں خوف دیکھ ایک پل کو وہ آنکھیں موند گیا۔

یہ سب کچھ اس کے لیے مشکل نہیں تھا مگر عمایہ علوی کے لئے یہ بہت بڑا اور خوفناک منظر تھا۔

جس میں وہ خود بھی پھنس چکی تھی۔

""یقین رکھو کچھ نہیں ہوگا مجھے۔میں بس ابھی آیا۔!"

اسکے رخسار کو انگوٹھے کے پور سے سہلاتے عائش نے نرمی سے پیشانی پر دہکتا لمس چھوڑا۔

اور تو آنسوؤں کا گولا سا تھا جو عمایہ کے حلق میں بری طرح سے اٹکا تھا۔

عائش چھپتے چھپاتے اس کار کے قریب پہنچا۔

کار کا دروازہ لاکڈ تھا۔

مگر وہ ایسے کاموں میں ماہر تھا۔

اگلے چند ہی سیکنڈوں میں لاک توڑتے وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا۔

عمایہ خوف سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔اسے گاڑی میں بیٹھتا دیکھ اس نے شکر کا سانس خارج کیا تھا۔

گاڑی سٹارٹ کرتے ہی اس نے ریورس میں لی اور فل سپیڈ میں پیچھے کی طرف چلائی۔

عمایہ جلدی کرو آجاؤ۔! "

تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھی عمایہ کو دیکھ وہ چلایا تھا۔

جس پر عمایہ ہونقوں کی طرح سرہاں میں ہلاتے اس کی جانب بڑھی۔

بھاگ کر فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے وہ خوف سے بری طرح سے دھڑکتے دل سمیت گاڑی میں سوار ہوئی۔

تو عائش نے ایک جھٹکے سے گاڑی کو سپیڈ کی۔

گاڑی کی آواز فضا میں ارتعاش پھیلا گئی۔اور اگلے چند ہی منٹوں میں گاڑی شاپنگ مال کے علاقے سے باھر نکل آئی تھی۔

عائش سپاٹ چہرے سمیت ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کرتے بیک مرر سے پیچھے دیکھ رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عمایہ اسے بائیں ہاتھ سے ڈرائیونگ کرتا دیکھ کافی عجیب محسوس کر رہی تھی۔آج ایک بات تو طے ہو چکی تھی۔کہ عائش جیسا دکھتا تھا ویسا تھا نہیں۔" !

ہاسپٹل کی بجائے اس نے گھر جانا مناسب سمجھا تھا کیونکہ کوئی بھی خطرہ درپیش ہو سکتا تھا۔

گاڑی کی ہارن کی آواز اس قدر تیز تھی۔

کہ روز بھی گھبرا کر باہر نکل آئی تھی۔

انزک آفس کیا ہوا تھا۔

چوکیدار نے دروازہ کھولا تو عائش نے بند ہوتی نگاہوں کو بمشکل سے کھولا۔

گاڑی پورچ میں رکی تھی۔

اور اس کے ساتھ ہی وہ سر سٹیرنگ پر گرائے حواس سے بیگانہ ہو گیا۔

""""عععائش۔!"عمایہ نے لرزتی آواز میں اسے پکارا۔مگر اسکے بے حس و حرکت وجود کو دیکھ وہ نیلی پڑ گئی۔

اسکی آنکھوں کے سامنے امبر کا مردہ وجود لہرایا تھا۔

جسم پر کپکپی سے طاری ہو گئی۔

روز گھبرا کر باہر نکلی تو عمایہ کو روتا دیکھ اس نے بھاگ کر عائش کی جانب کا دروازہ کھولا۔

بیٹے کی حالت دیکھ وہ بری طرح سے وحشت زدہ سی ہو گئی۔

""""عععائش۔میرے بچے۔!کیا ہوا عائش۔کوئی ہے۔گارڈ۔واچ مین۔عائش میری جان کیا ہوا ہے۔؟خدارا آنکھیں کھولو۔

روز پاگلوں کی طرح روتی بلکتی اسے ہلا رہی تھی۔

مگر جب نظر اس کے بازو پر ہوئے زخم پر پڑی تو اسکا جسم سن سا پڑ گیا۔گارڈز اس کے رونے کی آوازیں سن کر گاڑی کی سمت آئے تو عائش کو اس حالت میں دیکھ انہوں نے جلدی سے اسے گاڑی سے باہر نکالا۔

"عمایہ کانپتے ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ گئی۔

دل جانے کیوں اس قدر گھبرا رہا تھا۔اسنے دھندلاتی نگاہوں سمیت عائش کے بے جان ہوئے خون آلود ہاتھ کو دیکھا۔

گارڈز اسے روم میں لے جا چکے تھے۔فوری طور پر ڈاکٹرز کو اطلاع دی گئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور روم کا دروازہ اندر سے بند تھا۔

عمایہ مجرموں کی طرح ایک کونے میں کھڑی تھی۔

اس کے سر پر اوڑھنے کے لئے کوئی اسٹالر بھی نہیں تھا۔

کیونکہ روم کا دروازہ روز نے اندر سے لاکڈ کر رکھا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹرز کا عملہ گھر میں داخل ہوا تھا۔اور ایک گھنٹے کے طویل چیک اپ کے بعد وہ سب جا چکے تھے۔

""دروازہ اب تک اندر سے بند تھا۔ہر آتا جاتا شخص دروازے کے ایک جانب کھڑی لڑکی کو عجیب نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

جسے بس عائش کی فکر تھی۔وہ بس اپنی آنکھوں سے اسے ہوش میں دیکھنا چاہتی تھی۔

"" سنیئے عائش کیسا ہے۔؟ایک میڈ جو پانی کا جگ روم میں لے کر جا رہی تھی۔عمایہ نے بمشکل سے ہمت کرتے ان سے عائش کی بابت استفسار کیا۔

""گولی کندھے کو چھو کر گزری تھی۔اب سر ٹھیک ہیں۔! میڈ نے شائستگی سے جواب دیا تو عمایہ کی جان میں جان آئی۔فوراً سے آنسوں پونچھے۔

"کیا وہ ہوش میں ہے۔؟ اگر وہ ہوش میں ہوتا تو اب تک اسے بلا چکا ہوتا پھر بھی یہ سوال اپنے دل کی یقین دہانی کے لئے پوچھا۔

"نو میم انجیکشن کی وجہ سے وہ رات تک غنودگی میں رہیں گے۔!"

میڈ ابھی کچھ اور بھی کہہ رہی تھی۔جب دروازہ ایک دم سے کھلا۔

میڈ گڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔

تمہیں کب سے بھیجا ہے میں نے۔کیا کر رہی ہو یہاں۔؟"

روز کے لہجے میں سرد مہری تھی۔

میڈ نے سوری کہا اور روم میں چلی گئی۔

"تم ابھی تک یہی ہو۔؟"روز نے کرختگی سے عمایہ کو نفرت آمیز نگاہوں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مم میں کک کہاں جاؤں گی ممانی۔! عمایہ کا دل خوف سے کانپا تھا۔ روز کا چہرہ اس قدر پتھریلی ہوا پڑا تھا جیسے وہ اسے ابھی جان سے مار دے۔

اس وقت وہ۔ایک ماں کے طور پر سوچ رہی تھی۔اور اسے ان سب کی ذمہ دار عمایہ ہی لگ رہی تھی۔

چلی جاؤ اپنے عاشق کے پاس۔ یا میری طرف سے بھاڑ میں جاو۔ مگر نکلو یہاں سے۔!"

انتہا کی نفرت تھی اس کے لہجے میں۔۔بے ساختہ ہی عمایہ نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"اایک بار عائش کو ہوش میں آلینے دیں میں اس سے مل کر چلی جاؤں گی۔!"

عمایہ کی ٹانگیں بری طرح سے کانپی تھی۔اس پرائے دیس میں جن رشتوں کے بھروسے اس کے ماں باپ اسے چھوڑ گئے تھے۔

وہ سب ایسے اچانک بدل جائیں گے یہاں سوچا تھا اس نے۔

بچپن سے لاڈ کرنے والی ممانی آج کیسے بدل گئی تھیں۔

"تمہارے اس منحوس سائے کی وجہ سے میرا بیٹا اس حال میں پہنچا ہے۔جب سے تم آئی ہو۔کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو رہا۔اسی لئے تم ابھی اور اسی وقت یہاں سے جاؤ گی۔ روز نے اسے بازو سے پکڑتے اپنے ساتھ گھسیٹا۔

جو مسلسل روتی چیختی اس سے اپنے اس گناہ کی معافی مانگ رہی تھی۔جو اس۔ معصوم سے ہوا ہی نہیں تھا۔

"""روز نے اس کی ایک بھی ناں سنی تھی اور اسے بری طرح سے گھسیٹتے گیٹ سے باہر دھکا دیا۔

"عمایہ بری طرح سے دھکا لگنے کی وجہ سے سڑک پر گری تھی۔

وجود کا سارا وزن کہنی پر پڑنے کی وجہ سے کہنی پر شاید زخم آچکا تھا۔

"ممانی۔پلیز دروازہ کھولیں۔ میں کہاں جاؤں گی۔پلیز ممانی ایک بار۔مجھے آج کی رات یہاں رہنے دیں پلیز ۔!"

وہ درد بھلائے گیٹ کی طرف بھاگی تھی۔دروازہ پیٹتے وہ روز کی منت کرنے لگی۔روز نے جبڑے مضبوطی سے بھینچے۔اولاد کا درد انسان کو کچھ بھی سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں سمجھتا اور یہی حال اس وقت روز کا تھا۔

اپنے اکلوتے بیٹے کی ایسی حالت دیکھ وہ ان سب کا قصوروار عمایہ کو ٹھہرا کر اسے اپنے بیٹے کی زندگی سے ہی نکال دیا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہلکے گلابی رنگ کی گھیرے دار پوشاک جس کے گلے سے لے کر سینٹر تک خوبصورت موتی جھڑے گئے تھے، چوڑی دار بازوؤں، گھٹنوں سے ذرا نیچے جاتی لمبائی، جالی دار گلابی آنچل جو اس کے سر پر خوبصورتی سے ٹکا ہوا تھا۔ دھلا دھلا متورم چہرہ، اس پر متضاد گھائل کرتی جھیل سی آنکھوں میں رونے کے سبب پھیلی سرخ ڈوریاں اس پر ٹوٹ کر بکھرا گلال، جو اسکے حسن کو چار چاند لگا رہا تھا۔

دونوں ہاتھ باندھے وہ اپنے وجود پر ماہ ویر خان کی نگاہوں کی تپش محسوس کرتی بری طرح سے گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی۔

گردن پر رینگتے پسینے کے قطرے اس کے خوف کی علامت تھی۔

"بیٹھو۔!" گھمبیر لہجے میں ایک بھرپور نگاہ اس کے نازک سراپے پر دوڑائے اسنے پاس پڑی کرسی کی جانب اشارہ کیا۔

"دھیمے قدموں سے چلتی وہ کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھی۔

"یہ لو تمہارا حق مہر۔!" اسنے دو پانچ پانچ ہزار کے نوٹ صاحبہ کے سامنے میز پر رکھے، جس نے چور نگاہوں سے ان پیسوں کو دیکھا اور پھر نگاہیں اٹھا کر استفہامیہ انداز میں ماہ ویر کو۔

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔؟ تمہارے حق کے ہیں۔!"" ترخ کر کہتے اسنے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کیا۔ اور سر کرسی کی پشت پر گرایا۔

"جانتا ہوں میں ایک معقول رقم نہیں دے پایا تمہیں حق مہر میں۔ حرام کے دس کروڑ سے تمہیں خریدا تھا۔ اور حلال کے دس ہزار سے تمہیں اپنے نکاح میں لیا ہے۔ میرے پاس یہ آخری رقم تھی۔ جو حلال کی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں میرے پاس۔!"

اسکا لہجہ بے تاثر تھا شاید وہ جانتا تھا کہ صاحبہ بھی یہ ضرور سوچے گی کہ اسے کوٹھے سے دس کروڑ میں خریدنے والا اسے حق مہر میں دس ہزار دے رہا تھا۔

ماہ ویر کے منہ سے حلال کا اعتراف سن کر اسنے بھیگی نگاہوں سے ان پیسوں کو دیکھا اور پھر لرزتے ہاتھوں سے اس رقم کو مٹھی میں دبوچا۔

ایک عجیب سا سکون کا احساس تھا جو اسے اپنے روم روم میں سکون کی طرح پھیلتا محسوس ہوا تھا۔

""" کھانا کھالو۔!" شرٹ کے کف فولڈ کرتے اس نے میز پر پڑے برتنوں کی طرف دیکھتے ہوئے اسے بھاری آواز میں حکم دیا۔

""یہ پیسے حلال کے ہیں مگر میں۔میں حلال کی نہیں۔!"

"ششششش فضول گوئی بلکل پسند نہیں مجھے۔میری ایک عدد بہن ہے جس کی ذمہ داری میرے سر پر ہے۔

میری بہن سے تمہاری ملاقات جلد ہو جائے گی مگر تب تک کیلئے یہ بات اپنے دل ودماغ سے نکال کر خود کو اچھے سے تیار کرلو۔مجھے یہ لفظ آئندہ تمہاری زبان سے سنائی نہیں دیناچاہیے۔"

تم میری بیوی ہو میری عزت۔تمہارے بارے میں اگر میری بہن بھی برا سوچے گی تو میں یہ بھی برداشت نہیں کروں گا۔اور تم سے بھی یہی امید ہے کہ تم بھی اپنے اس چھوٹے سے ذہن میں جلداز جلد ان باتوں کو بٹھالو۔!"

صاحبہ اپنی عادت کے برعکس اس کی ایک ایک بات کو بغور سن رہی تھی۔وہ کم سن لڑکی کافی غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔جس سے اچانک نگاہ ملنے پر وہ گھبرا کر نگاہیں پھیر گئی۔

ماہ ویر نے ابرو اچکاتے اپنے ماتھے کو انگوٹھے سے مسلا۔

"اور پھر موبائل فون لیتے وہ ایک طرف بالکونی کی جانب بڑھ گیا۔

اس کے جاتے ہی صاحبہ نے مٹھی کھولتے اس پیسوں کو دیکھا۔اور پھر ایک چور نگاہ بالکونی کے کھلے دروازے کی سمت ڈالی۔

وہ سامنے نہیں تھا اس بات کی تصدیق ہوتے ہی اس نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

اور اطمینان سے میز پر ڈھکے برتن سے پلیٹ اٹھائی۔

گرما گرم بریانی دیکھ اسکی آنکھیں بھوک کے احساس سے چمک اٹھی۔جبھی پلیٹ اپنی جانب کھسکھاتے وہ اب دلجمعی سے کھانے لگی۔

""" تھوڑی ہی دیر میں کھانا ختم کرتے اس نے پلیٹس اٹھائی۔ماہ ویر نے کھانا کھایا تھا یا نہیں اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں تھی،معاآہٹ پر وہ چونکی۔

سر اٹھائے اس نے ماہ ویر کو دیکھا۔جس کی آنکھوں میں عجیب سا خمار تھا۔

"""وہ وہ میں برتن سمیٹ رہی تھی۔!

جانے کیوں وہ اس کے پوچھے بغیر ہی اسے صفائی دے رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

" ہمممم چھوڑ دوا نہیں۔ !" ہنکارہ بھرتے اسکے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"""جججی۔ !" وہ ہونقوں کی طرح منہ کھولے آنکھیں پھیلائے بولی۔

تاسف سے سر نفی میں ہلاتے وہ آگے بڑھا،اور عجلت میں اس کا بازو تھامے وہ روم کی طرف بڑھنے لگا۔

"""رروم میں ککیوں۔؟" اسکا سانس بری طرح سے اکھڑا تھا۔ چہرے پر پسینے کی بوندیں واضح چمک رہی تھی۔

"""تمہیں اس رشتے کی خوبصورتی بتانے جانم۔ ! " آنکھوں میں خمار کی سرخی سمیٹے اسنے جھکتے اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں کہا تھا۔

صاحبہ کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔

بے ساختہ ہی وہ پیچھے ہونے لگی۔ جب کمر کے پیچھے ماہ ویر نے اپنا بازو پھیلاتے اسے کھینچتے اپنے قریب کیا۔

اور پھر نرمی سے اسے بانہوں میں سمیٹے وہ روم کی سمت بڑھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ہمت بھی کیسے ہوئی تیری۔ اسے چھونے کی۔ !" ابیر جو صوفے کی طرف جھکا ہوا عنایہ کی بند آنکھوں کو دیکھ رہا تھا

۔

اچانک کسی نے بھاری آواز میں غراتے ہوئے اسے پیچھے کو دھکا دیا۔

وہ ایکدم سے ہوئے حملے کے سبب بری طرح س لڑکھڑایا۔ شہد رنگ آنکھوں میں خون سمیٹے اسنے خونخوار تیوروں سے سامنے دیکھا۔

"عنایہ جو خوف کے سبب آنکھیں میچے ہوئے تھی۔ کسی دوسرے فرد کی سرد آواز سنتے وہ پٹ سے آنکھیں کھولے سامنے دیکھنے لگی،

بھوری آنکھوں میں حیرت و بے یقینی سمٹ آئی تھی۔

جب اس کے سامنے ہی عالیحان شاہ آنکھوں میں عجیب سی نفرت سمیٹے چند قدموں کے فاصلے پر کھڑے ابیر علوی کو گھور رہا تھا۔

ابیر نے شدتِ طیش کے عالم میں مٹھیاں بھینچتے عالیحان کو گھورا۔

"""ععع عالی۔ ! بے یقینی سی آواز میں عنایہ نے لڑکھڑا کر اس کی چوڑی پشت کو دیکھا تھا۔

جس کا قد کاٹھ مضبوط وجود چوڑے شانے، وہی لمبے گولڈن بال جو اسکے دونوں شانوں پہ بکھرے ہوئے تھے۔

"""آج اتنے برسوں کے بعد وہ کیسے وہ بھی ایک دم سے۔؟ "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کئی سوال،الجھنیں تھی،جو عنایہ کے ذہن میں گردش کررہی تھی۔

عالیجان نے گردن موڑے صوفے پر بے یقین سی بیٹھی عنایہ کو دیکھا۔

اور نرم مسکراہٹ سے اسے پر سکون رہنے کا کہا۔

""تُونے کیا سوچا تھا کہ تُو میری ٹیڈی کو ٹارچر کرے گا اور عالیجان شاہ دور بیٹھا دیکھتا رہے گا۔!"

عالیجان کے لہجے میں صرف اور صرف نفرت تھی ابیر علوی کے لئے۔اور ابیر علوی کی آنکھوں اور چہرے کی سنجیدگی بھی اسی تاثر سے بھری پڑی تھی۔

""اوہ۔بالآخر تجھے سامنے آنا ہی پڑا۔!!کیا کریں محبت چیز ہی اتنی بری ہے۔اچھے اچھوں کو پاگل بنادے کیوں مسز علوی ۔!"

اس نے نفرت آمیز لہجے میں عالیجان پر ٹونٹ کرتے عنایہ کو مخاطب کیا۔

""عنایہ نے نا سمجھی سے ان دونوں کو دیکھا تھا۔

""ویسے بڑے ہی بغیرت قسم کے مرد ہو تم ابیر علوی۔!

مجھے تو لگا تھا کہ اب تک تو تم نے طلاق دے دی ہو گی ٹیڈی کو۔ظاہر ہے کوئی بھی غیرت مند مرد یہ سب کیسے برادشت کر سکتا ہے کہ اس کی بیوی کسی دوسرے سے اتنی محبت کرتی ہو۔!ویسے ٹیڈی کا تو معلوم نہیں۔مگر میرے دل سے پوچھو کہ یہ کتنا پاگل ہے تمہاری بیوی۔!"

شٹ اپ۔""ابیر علوی غصے سے کھولتے اپنی طرف جھکے عالیجان شاہ کے چہرے پر مکہ جھڑ گیا۔

جس پر عنایہ نے خوف سے منہ پر ہاتھ رکھا وہ بے ساختہ ہی جگہ سے اٹھی۔آنکھیں خوف سے پھیلائے ان دونوں کو دیکھا۔

""جب عالیجان شاہ نے ہونٹ کے قریب انگوٹھا لے جاتے اپنی نیلی آنکھوں کے سامنے کیا۔

انگوٹھے پر لگے خون کو دیکھ اس کا فشار خون کھولا۔نیلی حسین آنکھوں میں غیض وغضب کی سرخی امڈی۔

اسنے حقارت سے اپنے سامنے کھڑے ابیر علوی کو گھورا اور اگلے ہی لمحے ایک زوردار مکہ اسکے منہ پر جھڑا۔

جس کے بعد ابیر نے سنبھلتے اس کے پیٹ پر ٹانگ سے وار کرنا چاہا تھا۔مگر عالیجان اس کی ٹانگ کو اپنے ہاتھ سے دبوچتے اسے جھٹکے سے چھوڑتا خود تیزی سے اسکی بھاگا اور اسکے پیٹ پر ٹانگ سے وار کرنا چاہا۔

جسے ابیر نے ضائع کر دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تیری اتنی ہمت کے تُو میری بیوی پر اپنی گندی نظر ڈالے گا۔!"

ابیر اس قدر غصے سے دہاڑا تھا کہ عنایہ کے بھورے نین کٹوروں میں خوف سے سیاہی پھیلنے لگی، جسم ڈر کے مارے ٹھنڈا پڑ گیا۔

""تیری ہمت کیسے ہوئی کہ تُو میری ٹیڈی سے شادی کرنے کا سوچنے لگا۔اوقات دیکھی ہے تُونے اپنی""!

عالیحان کے لہجے میں ناپسندیدگی اور نفرت بھری پڑی تھی،

وہ دونوں عنایہ کا ظمی پر جھگڑ رہے تھے۔جو جنگ جہاں سے ختم ہوئی تھی آج برسوں بعد وہیں سے چھڑ چکی تھی۔

""ایک دوسرے کو زیر کرنے کی کوشش میں وہ دونوں پاگلوں کی طرح گھتم گھتا ہوئے چلا رہے تھے۔

اگر ایک آگ تھا تو دوسرا طوفان۔ان دونوں کو روک پانا کسی کے بس میں نہیں تھا۔

"وہ میری بیوی ہے۔اور میرے مرنے کے بعد بھی میرے نام سے منسوب رہے گی۔ تجھ جیسے نامرد صرف بھونکنا جانتے ہیں۔!"

ابیر نے کہنی سے اسکے منہ پر دوسرا وار کیا تھا۔

جس پر وہ سر جھٹکنے اسکی کمر پر ٹانگ سے وار کرتے اسے فرش پر گرا گیا۔

""اگر ایسی بات ہے تو ابھی تجھے مار کر ٹیڈی کو آزاد کر دیتا ہوں۔!"

نیلی آنکھوں میں پر اسراریت لیے وہ گردن کو دائیں بائیں خم دیے فرش پر چت پڑے ابیر علوی کو دیکھ سرد لہجے میں پھنکارا۔

اسکی آنکھوں میں جنون آباد تھا۔ابیر علوی کو تباہ کرنے کا جنون۔تو دوسرے کی آنکھوں میں عالیحان شاہ کو تباہ کرنے کا جنون تھا۔

عالی پلیز چھوڑیں ابیر کو۔بس کریں آپ دونوں کیا کر رہے ہیں۔!" عنایہ پاگلوں کی طرح سر پکڑ کر چلائی تھی۔

عالیحان شاہ کے الفاظ اسکی سمجھ سے باہر تھے۔آخر وہ کس بنیاد پر پاگلوں کی طرح ایک دوسرے کی جان لینے پر تلے تھے۔

"ٹیڈی ڈرو نہیں تم تمہاری شادی اس جیسے نفسیاتی مریض سے میرے ہوتے کبھی نہیں ہو سکتی۔!"

سرخ چہرے سے وہ گردن موڑتے عنایہ کو دیکھ کر تسلی آمیز لہجے میں گویا ہوا تھا۔

وہیں اپنے لئے ایسے الفاظ سن وہ بپھرا ہوا پاگلوں کی طرح اٹھا اس پر پھر سے حملہ آور ہوا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""اوقات سے زیادہ سوچنا صحت کے لئے خطرناک ہو سکتا عالیحان شاہ۔اس لئے مرد بن کر پہلے سب کا سامنا کرو پھر دیکھتے ہیں کون کتنے پانی میں ہے۔!"

""پانی کو چھوڑ۔ایک بات تو سچ ہے ٹیڈی صرف میری ہے۔!""اس نے پیچھے سے ابیر جو جکڑا ہوا تھا۔ اسکے کان کے قریب سرگوشی نما آواز میں کہتے اس نے پراسراریت سے مسکراتے داہنی آنکھ ونک کی۔

جس پر ابیر کے چہرے پر سرد تاثرات ابھرے،اگلے ہی لمحے اس نے زور سے اسکے منہ کی دوسری طرف مکہ جھڑا۔

جس پر عالیحان شاہ لڑکھڑایا مگر اس کے چہرے پر کمینگی بھری مسکراہٹ تھی۔جسے اسنے جلد ہی چھپایا۔

اور پھر سے اسے غصے سے دیکھا۔جو آج اسے جان سے مارنے کے درپر تھا۔

""سسسر سر پلیز بس کریں۔سر نو۔!""فارس جو ابیر کا موبائل فون لوٹانے آیا تھا۔اندر داخل ہوتے ہی ابیر اور عالیحان شاہ کو یوں جھگڑتا دیکھ وہ بوکھلا کر ابیر کی طرف بڑھا۔

جس کی آنکھوں میں خون ابل رہا تھا۔ایسے جیسے وہ ابھی کہ ابھی عالیحان شاہ کو جان سے ماردے گا۔

"تجھے کیا لگا تھا کہ تُو سکون سے رہے گا۔عالیحان شاہ تجھے سکون سے رہنے دے سکتا ہے۔؟کبھی بھی نہیں سائیکو مین۔!"

تنفر سے کہتے وہ اپنے جھاڑتے اپنے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے ٹھیک کرنے لگا۔

عنایہ بت بنی متفکر سی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

""اپنا بہت سارا خیال رکھنا ٹیڈی۔اور شادی کے لئے حامی مت بھرنا۔میں جلد لوٹوں گا۔!"

اسنے دور سے ہی ایک نگاہ عنایہ پر ڈالی۔دل تو اسے سینے سے لگانے کا تھا مگر وہ جانتا تھا اس وقت وہ عنایت کا کوئی سوال لازماً پوچھتی اسی لئے وہ آندھی طوفان بنا وہاں سے لمحوں میں غائب ہوا۔

""چھوڑو مجھے۔!ابیر غصے کی زیادتی سے چلایا تھا۔

عنایہ نے ڈر کے مارے آنکھیں میچی۔

پورے روم میں ابیر کی چیخیں گونج رہی تھی۔

وہ پاگلوں کی طرح ہر شے تہس نہس کرتا شکستہ سی کیفیت میں وہاں سے نکلا۔

"بھابھی آپ چلیں میں آپ کو گھر ڈراپ کردوں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

فارس جانتا تھا کہ اب وہ واپس لوٹا تو عنایہ اس کے غصے کا بری طرح سے شکار ہو گی اسی لئے وہ اسے جلد از جلد گھر چھوڑنا چاہتا تھا۔

عنایہ نے غائب دماغی سے فارس کو دیکھا۔

اس کا ذہن ابھی تک عالیحان اور ابیر میں اٹکا ہوا تھا۔

ان کی لڑائی کی اصل وجہ وہ جاننے کی قاصر تھی مگر جلد وہ اس بارے میں معلوم کر ہی لیتی۔یہی سوچ کر اس نے اثبات میں سر ہلاتے اپنے سٹالر درست کیا۔

Episode 53

انیل۔!" دروازہ مسلسل بج رہا تھا۔وہ جو اوندھے منہ بستر پر بے ہوشوں کی طرح نیند پوری کر رہا تھا۔کہیں دور سے آتی اس سرگوشی نما آواز کو وہ خواب سمجھتا گہری نیند میں سویا ہوا تھا۔

"ایمی نے شیشے کے پار سے اسے یوں سوتا دیکھ طیش کے عالم میں اپنے بالوں کو نوچا۔

کھڑکی اندر سے لاکڈ تھی۔ایک تو وہ ساری رات سو نہیں سکی تھی۔پاگلوں کی طرح وہ متفکر سی یہاں سے بھاگنے کی پلاننگ کر رہی تھی۔

مگر اپنی طرف سے ہر کوشش کرنے کے بعد وہ ناکام ہوئی تھی اور اب اسے واحد حل انیل ہی نظر آ رہا تھا۔

دروازہ بند ہونے کی وجہ سے وہ کھڑکی کی طرف سے بڑی مشکل سے اسکے روم تک پہنچ پائی تھی مگر وہ سویا ہوا تھا۔

جس وجہ سے وہ کافی ڈسٹرب ہوئی تھی۔

""انیل۔!" وہ پھر ناں جاگا تو ایمی ناامید سی ہوئی مگر

پھر دوسری طرف کی کھڑکی سے اندر جانے کی کوشش

کی۔

وہ کھڑکی ایک دو بار ہلانے سے کھل چکی تھی۔

جس پر اس نے شکر کا سانس بھرا اور دھیمے سے اندر

کودی۔

"دھیمے قدموں سے بیڈ کے قریب جاتے اس نے لبوں پر

زبان پھیرتے انیل کو دیکھا۔

جس کی شرٹ لیس پشت سے نگاہیں چراتے وہ گردن

مسلنے لگی۔

کیا مصیبت تھی۔لندن کی مشہور گینگسٹا یہاں پر ایک

دو کوڑی کے پولیس آفیسر کے سامنے ذلیل ہو۔رہی تھی۔

تنفر سے سر جھٹکتے اسے اپنی ہی حالت پر افسوس ہوا

تھا۔

"انیل۔!" اسکے ناں اٹھنے پر ایمی نے ٹیبل پر پڑا پانی کا

جگ اٹھایا۔

اور پھر بنا آہٹ کیے وہ بیڈ کے قریب ہوئی اور ایک دم سے

سارا پانی اس پر انڈیلا۔

وہ پولیس آفیسر تھا۔نیند میں بھی خود پر حملہ آور

ہوئے شخص پر جھپٹتے اسنے ایک ہی جست میں اسے بیڈ

پر اپنے قریب گرایا۔

""ایمی خوف سے آنکھیں پھیلائے خود پر جھکے انیل کو

دیکھ رہی تھی۔

جس کے چہرے اور بالوں سے ٹپکتے پانی کی بوندیں ایمی

کے چہرے پر گری۔

وہ ایک دم سے اسے پیچھے دھکیلتے اٹھی تھی۔

وہیں انیل بھی گھٹنوں کے بل پیچھے ہوا اور کر خنگی سے

اپنا جسم جھاڑا۔

"کیا بیہودگی ہے یہ۔؟ تم آئی کیسے میرے روم

میں۔؟

حیسن چہرے پر بے زارگی سمیٹے وہ سرد لہجے میں

استفسار کرتے اپنے بالوں کو جھاڑنے لگا۔

""میں کب سے تمہیں جگا رہی ہوں۔ میری نیند حرام ہوئی

پڑی ہے اور تم یہاں آرام سے سو رہے ہو۔؟ "

"وہ عجیب سی کیفیت میں اسے سر تا پیر دیکھ ہاتھ سینے

پر باندھے استفہامیہ انداز سے پوچھنے لگی۔

"تو کیا کروں میڈم۔ انسان ہوں میں۔ پورے دو دن ذلیل

ہوا ہوں۔ تھکاوٹ تو ہو گی ناں۔ "!

انیل نے تاسف سے سر جھٹک کر اسے جتایا۔ تھا۔

"میں بھی تو تمہارے ساتھ تھی۔ مجھے تو اتنی تھکاوٹ

نہیں ہوئی۔ "!

ایمی نے تنک کر کہا۔

وہ اس لیے میڈم کیونکہ آپ کی ماشاءاللہ سے اتنے بھاری

وجود کو پورا رستہ میں اپنی گود میں اٹھاتا پھر تا رہا

تھا۔اوپر سے اتنی مشقت سے وہ ٹینٹ بنایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

مگر پھر تمہاری وجہ سے مجھے وہ چھوڑنا پڑا۔

اوپر سے ان گاؤں والوں کے ہاتھ لگ گئے ہم۔اور اب میرے

ڈیڈ کے ہاتھ۔!"

انیل نے اسے یاددہانی کروائی تھی کہ یہ سفر اس کے لئے

کس قدر کٹھن تھا۔

"اپنی حد میں رہو۔آئندہ میرے وزن کے بارے میں بات

کرنے کا سوچنا بھی مت ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔!"

ایمی نے وارننگ دیتے ہوئے انداز میں کہا تو انیل نے آنکھیں

چھوٹی کیے اسے گھورا۔

جو اس وقت امبر کے نائٹ ڈریس میں ملبوس تھی۔

سیاہ رنگ کی ڈھیلی سی شرٹ میں چھوٹے چھوٹے بال جو

اسکی پیشانی سے چپکے ہوئی تھے شفاف ہر قسم کے میک

اپ سے عاری چہرہ وہ ہر روپ میں مبہوت کرنے کا ہنر

رکھتی تھی۔

انیل نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے اپنی بھٹکتی نگاہیں

چرائی۔

"مجھے جانا ہے یہاں سے۔!مجھے چھوڑ آؤ تم

واپس۔!

ایمی نے بحث کی بجائے سیدھا مدعے کی بات کی تھی۔

انیل چونکا آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔

وہ کچھ کہنے لگا مگر پھر ایک دم سے چپ ہو گیا۔

ایمی اس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہی تھی۔

"""بولو بھی۔! "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔
www.kohnovelsurdu.com

"ابھی جانا پا سیبل نہیں صبح میں واپس چھوڑ آؤں گا۔ابھی تم ریسٹ کرو۔! انیل نے اسے پچکارتے ہوئے انداز میں کہا تھا۔

جس پر اسنے مشکوک نگاہوں سے اسے گھورا۔

پکاناں۔! اسنے یقین ہے چاہی۔

"سو فیصد۔!" انیل نے اونگ روکتے کہا تو ایمی سر اثبات میں ہلایا۔

اچھا پھر میں چلتی ہوں آنٹی اٹھ جائیں گی۔الایہ کا سوچ اسنے منہ میں ہی بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر کھڑکی سے ہی واپس کود ی۔

وہ جب سے آئی تھی اذلان کے گھر پر تھی۔الایہ تو ویسے ہی عمایہ کی شادی کے بعد اکیلا پن محسوس کر رہی تھی۔

اس کا آنا تھا کہ اس نے ایمی کو اپنے پاس ہی روک لیا تھا۔

حیا ایمی کو لینے گئی تھی مگر الایہ کا اصرار دیکھ اسے وہی چھوڑے وہ واپس لوٹ آئی تھی۔

انیل نے تاسف سے سر جھٹکا اور پھر کھڑکی سے جھانک کر اسے دیکھا۔جواب ساتھ ملحق کھڑکی میں سے امبر کے روم میں کود گئی تھی۔

کئی کئی لمحے وہ اس کھڑکی کو دیکھتا رہا تھا۔

مگر پھر ایک سرد سانس فضا کے سپرد کرتے وہ واپس سے بستر پر گرا جلد ہی گہری نیند میں چلا گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""دوائیوں کا اثر ختم ہوتے ہی وہ کسمسا کر آنکھیں کھول

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گیا۔

"ایک ہاتھ پیٹ پر موجود تھا جبکہ دوسرے کو ڈاکٹرز نے

پٹی کرتے لپیٹ دیا تھا۔ چہرے پر درد کے سبب تھکن زدہ

تاثرات امڈے ہوئے تھے۔

پہلے پہل تو اسکی ہیزل براؤن آنکھیں بے دھیانی سے پھیلی

ہوئی چھت کو دیکھتی رہی۔

مگر معا اسے گاڑی میں بیٹھنا اور اپنا بے ہوش ہونا یاد آیا

تھا۔

وہ جھٹکے سے اٹھنے لگا تو بے ساختہ ہی درد کی وجہ سے

وہ سسکا۔

اسنے چونک کر اپنے دائیں کندھے کو دیکھا۔ جس پر سفید

پٹی لپٹی ہوئی تھی۔

آنکھیں چھوٹی کیے وہ بیڈ سے ٹانگیں فرش پر لٹکائے بیٹھا

رہا۔

سیاہ سلکی بال اسکی پیشانی پر بے ترتیبی سے بکھرے

پڑے تھے۔

معا روم کا دروازہ کھلا۔ روز بھاگتی ہوئی اندر داخل

ہوئی۔ اور لپک کا اس کا سر ماتھا چوما۔

عائش نے نرم نگاہوں سے ماں کو دیکھا۔ جس اب باقاعدہ

رونے لگی تھی۔

"ٹھیک ہو ناں تم۔؟ پتہ ہے کتنا ڈر گئی تھی میں۔ اگر

تمہیں کچھ ہو جاتا تو۔؟ میں تو جیتے جی مر جاتی

عائش۔ کیسے لگی یہ گولی۔!"

وہ ایک کے بعد ایک سوال پوچھتی اسے گہری سانس بھرنے
پر مجبور کر گئی،
ماما۔!"عائش نے ایک ہاتھ کی مدد سے اسے پاس
بٹھایا۔
"عائش۔؟کیا ہوا ہے یہ۔؟کیسے لگی یہ
گولی۔؟ ""
روز کی کال آتے ہی انزک بھاگ کر جس حالت میں گھر پہنچا
تھا۔یہ وہی جانتا تھا۔
دروازہ کھولتے وہ ہانپتا ہوا اسکے قریب گیا۔
اب خوف وگھبراہٹ سے بیٹے کے چہرے اور وجود کو ہاتھ
سے چھوتے تسلی کرنے لگا۔
اسکے چہرے کی اڑی رنگت،اسکے خوف کی نشانی
تھی۔
ڈیڈ۔ٹھیک ہوں یار۔ایسے کیوں گھبرا رہے ہیں۔
بس ذرا سی گولی چھو کر گزری ہے۔!
اسنے مسکرا کر سر جھٹکتے دونوں کو نارمل کرنا چاہا تھا۔
انزک نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔
کام اتنے ہی بڑے کرنے چاہیے جتنی انسان کی وسعت
ہو۔تم خود کو کہاں کا طرم خان سمجھتے ہو۔
کس سے کھا کر آئے ہو یہ گولی؟؟اور اب بجائے بات بتانے
کے اپنا ہی فلسفہ چھیڑ رہے ہو۔!"
انزک نے جلے دل سے اسے اچھے سے گھورا۔
عائش جانتا تھا باپ کے طعنہ اسکے قد پر تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جبھی منہ کے زاویے بگاڑتے اسنے سر جھٹکا۔

""آپ دونوں جب پر سکون ہونگے میں تب آپ کو ساری بات

بتاؤں گا۔!

چلیں ڈیڈ آپ فریش ہو کر آئیں اور ماما میرے لیے کچھ

کھانے کو بنادیں پلیز۔!"

ان دونوں کو بھگانے کا فل حال اس کے پاس اس سے زیادہ

اچھا طریقہ موجود نہیں تھا۔

انزک نے منہ ہی منہ میں اسے گالیاں نکالی اور پھر سر

جھٹک کر روم سے نکلا۔

وہ جانتا تھا عائش سرا سرا نہیں گولی دے رہا تھا حقیقتا

وہ انہیں ٹال رہا تھا۔

""میں ابھی بنا کر لاتی ہوں اپنے بچے کے لیے کچھ۔!"

روز نے نرم مسکراہٹ سے محبت سے لبریز لہجے میں کہا۔

تو عائش نے پاؤں اٹھاتے بیڈ پر کیے۔

ماما۔؟"وہ ابھی دروازے کے قریب پہنچی تھی۔جب

عائش کی آواز پر وہ مڑی۔

"ہمم۔! "

پلیز عمایہ کو بھیج دیں مجھے شرٹ پہننے میں اس کی

ہیلپ چاہئے۔!"

عائش نے اونگھتے ہوئے ماں سے کہا۔اور روم کے ہیٹر کی

سپیڈ نارمل کر دی۔

"روز چونکی۔

گھبراہٹ سے ہمم کرتے وہ روم سے نکل گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مے آئی کم ان سر۔!"جوزف نے ہاتھ باندھے تعظیماً
استفسار کیا۔
توعائش نے چونکتے دروازے کے بیچ کھڑے جوزف کو
دیکھا۔
یس کمنگ۔ کتنی بار کہا ہے پرمیشن مت لیا کریں
آپ۔!"اسکا لہجہ اتنا ہی خوشگوار تھا جتنا عام دنوں
میں ہوتا تھا۔
"جوزف مسکرایا۔
سر آپ کی شرٹ چینج کرنی تھی۔؟"
جوزف نے مسکرا کر اپنے آنے کا مدعا بتایا۔
جس پر عائش کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔
"میں نے عمایہ کو بلایا تھا تمہیں نہیں۔!"اب کی بار اس
نے بے لچک لہجے میں کہا۔تو جوزف نے گھبرا کر نظریں
چرائی۔
"سوری سر مجھے میم نے بھیجا ہے۔!
عائش نے بغور اسکی اتری رنگت دیکھی۔
"عمایہ کہاں ہے۔؟اب کی بار اس کا لہجہ اس قدر برفیلا
تھا کہ جوزف کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں واضح ہونے
لگی۔
""وووہ سسر۔!"
زبان واضح لڑکھڑاہٹ کا شکار ہوئی تھی۔
تھوک نگلتے اسنے عائش کو دیکھا۔
جو ایک دم جھٹکے سے اٹھا۔اور تیز قدموں سے باہر نکلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مام۔ماما۔؟"کچن میں سوپ تیار کرتی روز

عائش کے چلانے پر گھبرا کر باہر نکلی۔

وہیں انزک بھی شرٹ پہنتا اپنے کمرے سے نکلا۔

"عائش کیا ہوا ہے۔؟اتنے غصے میں کیوں ہو۔!"

سیڑھیاں عبور کرتا وہ اب نیچے اترا۔تو انزک نے حیرت

سے بیٹے کے تاثرات دیکھ سوال کیا۔

""عائش کیا ہوا ہے بیٹا۔؟"

روز نے بھی متفکرانہ انداز میں سوال کیا۔

"عمایہ کہاں ہے۔؟عائش کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا اور

لہجہ اتنا ہی سرد کہ روز بیٹے کے تاثرات سے گھبرائی۔

کیا مطلب کہاں ہو گی وہ۔؟اگر روم میں نہیں تو یہیں

کہیں ہو گی۔!"انزک نے عجیب نگاہوں سے بیٹے

کو دیکھا اسکے سوال پر لاپرواہی سے آگے پیچھے

دیکھا۔

"ماما عمایہ کہاں ہے۔؟"عائش نے اب کی بار مزید

سختی سے سوال پوچھا تھا۔

""نکال دیا ہے میں نے اسے۔!!اس منحوس کیوجہ سے

تمہارے اوپر اتنی مشکلات آئی ہیں۔جہاں مرضی ج

ائے ہمارا اس سے کوئی تعلق کوئی واسطہ نہیں۔!"

سرخ چہرے پر نفرت کی سرخی سمیٹے وہ غصے سے چلائی

تھی۔

جس پر عائش اور انزک نے حیرت و بے یقینی سے اسے

دیکھا۔

ایسے جیسے انہیں اس کے کہے الفاظ پر ذرا برابر یقین ناں آ

رہا ہو۔!"

""یہ یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔؟"کہاں ہے میری بچی۔

کس کی اجازت سے تم نے میری معصوم بھانجی پر یہ ظلم

کیا۔""!

انزک ہتھے سے اکھڑ گیا۔اس نے دہاڑتے ہوئے گرج دار آواز

میں روز سے سوال کیا۔

جس کا اسے کوئی بھی اثر نہیں تھا۔

""جو مرضی کہہ لیں آپ۔اب وہ لڑکی اس گھر میں

نہیں آئے گی۔!"روز نے اٹل لہجے میں پتھر یلے

تاثرات سے شوہر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ بیوی ہے میری ماما۔اگر اس کے لیے اس گھر میں

کوئی جگہ نہیں تو میں بھی اس گھر میں نہیں رہوں گا

جہاں میری بیوی کی کوئی حیثیت نہیں۔! "

""عائش۔!"روز نے حیرت سے بیٹے کا نام دہرایا۔

""جس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی سمٹ آئی تھی۔

""رکو تم نہیں جاؤ گے۔!"

روز نے اسے ٹوکا۔تو وہ ایک دم سے رکا۔

"میں جاؤں گا ماما۔ایک بار نہیں ہزار بار۔چاہے وہ

زمین کی کسی بھی تہہ میں چلی جائے عائش انزک علی

اس تک ضرور پہنچے گا یہ وعدہ رہا میرا آپ سے ""!

اس نے دو ٹوک انداز میں ماں کو دیکھتے اپنا آخری فیصلہ

سنایا تھا۔

روز بے یقینی سے آنکھوں سے اوجھل ہوتی بیٹے کی پشت
کو دیکھتی رہ گئی۔

"صدیاں لگ جاتی ہیں روز رشتے بنانے میں۔ مگر انسان
کا عمل اسکا برا رویہ ایک ہی جھٹکے میں ان رشتوں کو
توڑ دیتا ہے۔میری فیملی نے تمہیں سر آنکھوں پر رکھا۔ مگر تم نے آج ثابت کر ہی دیا۔ کہ تم اس بغیرت حسام
کی بہن ہو۔ تمہارے اندر بھی وہی خون ہے جو اس کے
اندر تھا۔!"

انزک نے سرد نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے انتہائی تاسف
آمیز لہجے میں کہا تھا۔اس کا بھی اب کوئی ارادہ نہیں
تھا گھر رکنے کا۔

اسی لئے وہ اسی حلیے میں تیزی سے گھر سے نکل گیا۔

روز خالی ہاتھ کھڑی بیٹے اور شوہر کے کہے الفاظ سوچ رہی
تھی۔ جنہوں نے اس کی انا پر گہری ضرب لگائی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

خالی کمرہ اسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا، روم میں سوائے
خاموشی کے کچھ بھی نہیں تھا اور یہ خاموشی بھی ماہا
سے سوال کر رہی تھی۔

""اس نے بھی اپنا بچہ کھویا تھا وہ بچہ جسے اس دنیا میں
لانے کے جنون میں وہ اپنی زندگی تک کی بازی لگا چکی
تھی۔

نو ماہ تک اپنے وجود سے جڑے اس احساس کے ایک ہی پل
میں خود سے دور ہو جانے کی تکلیف تو اس معصوم سے
کسی نے بانٹی ہی نہیں تھی،
وہ تو جی بھر کر اپنی اجڑی گود پر ماتم بھی ناں کر سکی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تھی۔ کیونکہ اس کی وجہ سے اس کا ہمسفر اس کا شوہر
اس سے ناراض ہوئے بیٹھا تھا۔
رشتے ایک کچی ڈور کی مانند ہوتے ہیں جنہیں ذرا سی
چپکلش لمحوں میں ہلا کر رکھ دیتی ہے۔
مگر پھر بھی وہ دونوں جب کبھی چار قدم دور ہوتے تھے۔ خدا انہیں چھ قدم نزدیک کر دیتا تھا۔
شاید یہ ان کے رشتے کی مخلصی ہی تھی کہ وہ دونوں اب
تک اس رشتے میں بندھے ہوئے تھے۔
"اپنے ذہن میں گردش کرتی ہزاروں سوچوں کو جھٹکتے وہ
ایک دم سے سیدھی ہوئی، لباس گیلا ہوا پڑا تھا۔
غائب ماغی کے سبب وہ اسے تبدیل کرنے کی بابت سوچ ہی
ناں سکی تھی۔
اب بھی بے دھیانی میں دونوں قدم نیچے رکھے تو اچانک
پاؤں میں درد کی ٹیس سے اٹھی۔ جس پر وہ سسکی۔
فوراً سے پیچھے کو جھکتے اس نے بیڈ پر ہاتھ ٹکایا۔
اور گہری سانس بھری۔
ساڑھی کا سارا پلوں سمیٹ کر کندھے پر رکھا اور ایک نگاہ
اپنے سرخ ہو رہے پاؤں پر ڈالی، ڈریسنگ روم کافی فاصلے
پر تھا مگر وہاں تک پہنچنا بھی لازم تھا۔
جبھی ایک گہری سانس بھرتے اس نے اپنے اندر ہمت پیدا
کی۔
اور پھر ایک پاؤں پر سارا وزن ڈالے وہ اچھل کر آگے بڑھنے
لگی، ابھی دو ہی قدم اٹھائے تھے۔ جب روم ایک دم سے
روشن ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ماہا نے آنکھیں پھیلائے کھلے دروازے کو دیکھا۔

جہاں دروازے سے اندر داخل ہوتے تبریز نے چونک کر اسے

اور پھر اس کے وجود کی رعنائیوں کو دیکھا۔

ماہا جو اچانک اس کے آنے پر چونک تھی۔اب اسکی

نظریں اپنے وجود پر پاتے اسنے جھٹ سے ساڑھی درست

کی۔

جس پر تبریز نے شہادت کی انگلی سے ماتھا مسلا۔

اور پھر چلتے ہوئے اس کے قریب آیا۔

""وہ وہ میں چینج کرنے جا رہی تھی۔!"

خاموشی میں گھرا ماحول اوپر سے تبریز کا سرد پن نا

چاہتے ہوئے بھی اس نے صفائی پیش کی۔

""صفائی دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ویسے بھی

تم اپنی مرضی کی مالک ہو۔جو جی میں آتا ہے وہ

کرو۔!"

اس کے کپڑے کبرڈ میں تھے اور ان ٹائٹ کپڑوں میں وہ رات

نہیں گزار سکتا تھا۔

اسی وجہ سے وہ چینج کرنے کے سبب روم میں دوبارہ سے

داخل ہوتے اب کبرڈ کی جانب بڑھا۔

ماہا کا چہرہ ہتک کے زیرِ اثر سرخ پڑ گیا۔

نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے بری طرح سے کچلتے وہ اب پھر

سے آگے بڑھی،اب کی بار اچھلنے سے پرہیز کیا۔

انکھوں میں ڈھیر سارے آنسوں اکھٹے ہوئے تھے۔

جنہیں بہا کر وہ تبریز کی مزید کوئی بات نہیں سننا چاہتی

تھی۔ جبھی بے دھیانی میں وہ آگے بڑھتے ایک دم سے
لڑکھڑائے۔
وہ جو بظاہر کبرڈ میں منہ دیے گھسا ہوا تھا اسکی چیخ پر
وہ گھبراتے ہوئے اس کی طرف بھاگا۔
اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی تبریز نے اسکا ہاتھ
تیزی سے دبوچ لیا۔
ماہا سانس روکے خوف سے سفید پڑتے چہرے سے آنکھیں
میچے ہوئے تھی۔اسکی گردن میں ایک بار گھٹلی سی ابھر
کر معدوم ہوئی۔
جس کے بعد اس نے آنکھیں کھولی۔اور وہی وقت تھا جب
تبریز نے اسے اپنی طرف کھینچا۔
وہ کٹی شاخ کی طرح اس کے بازوؤں میں جھولتی اسکے
دونوں شانے دبوچ گئی۔
اس کا خوف سے تیز تیز دھڑکتے دل کی دھڑکنیں تبریز
شیرازی بخوبی سن پا رہا تھا۔
"دھیان کہاں ہے تمہارا۔؟ دیکھ کر نہیں چل سکتی۔
یا پھر مجھے دیکھ کر ہی سارے ڈرامے آتے ہیں
تمہیں۔!"
وہ ایک پل کو گھائل ہوا تھا۔مگر اگلے ہی لمحے اپنے
جذبات کو دل کے نہاں خانے میں سلاتے وہ بھاری مگر
سرد آواز میں بولا۔
ماہا نے فوراً سے اسکے شانوں پر رکھے اپنے دونوں بازوؤں
پیچھے ہٹائے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آنکھیں جھپکتی وہ گردن جھکا گئی۔اس سے پہلے کہ وہ
اس سے دور جاتی تبریز نے اس کے سمجھنے سے پہلے ہی
اسے کسی بے جان گڑیا کی طرح بانہوں میں بھرا۔
ماہانے پھر کچھ کہنے کو لب کھولے مگر اس کے چہرے پر
پھیلی سرد مہری دیکھ اسنے خاموش رہنے میں ہی عافیت
جانی۔

"اسے اٹھائے وہ ڈریسنگ روم میں داخل ہوا اور اسے نرمی
سے صوفے پر بٹھائے وہ خود کبرڈ کی جانب بڑھا۔
لائٹ پنک کلر کا خوبصورت سا ڈریس نکالتے وہ واپس
ڈریسنگ روم میں گیا۔اور پھر ڈریس اسکے پاس رکھا۔
"چینیج کرلو۔!" دوٹوک لہجے میں کہتے وہ روم سے باہر
نکل گیا۔

ماہانے گہری سانس بھرتے اس ڈریس کو دیکھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""" مم میں نے کچھ نہیں کک کیا پیپپ پلیز مجھے
چچھوڑدو۔" اندھادھند جنگل بیابان میں بھاگتے
ہوئے وہ شخص اچانک کسی پتھر سے ٹکرانے کے بعد
اوندھے منہ زمین پر گرا تھا۔
خوف و دہشت سے اسکے منہ سے پانی جھاگ کی صورت
نکل رہا تھا۔
کپڑے پسینے سے شرابور تھے۔گھپ تاریکی میں بھی
اسے اپنی طرف بڑھتے اس گہرے سائے سے موت کا سا
گماں ہو رہا تھا۔
اس کے گناہ ایک ایک کرکے اس کے سامنے آنے لگے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""ححھھھہ ننن نہیں۔! وہ شخص اب اس سائے کے ہاتھ
میں بڑا سا تیز دھاری دار خنجر دیکھ کر مختلف عجیب
و غریب سی آوازوں میں چلانے لگا تھا۔
اسکا سینہ تیز تیز سانس لینے کے سبب اوپر نیچے ہو رہا
تھا۔
دایاں پیر بری طرح سے مڑا تھا جس کے انگوٹھے سے خون
رس رہا تھا۔ بال بری طرح سے بکھرے ہوئے تھے۔
اور شرٹ کے کھلے گریبان سے ابھی تک الکوحل کی تیز
بدبو آ رہی تھی۔
تھامس۔!" معا اس سائے نے گردن پیچھے کی۔ اور بلند
آواز میں کسی کو پکارا۔
جس کے بعد وہ شخص مزید میں مبتلا ہوا پیچھے کو
رینگنے لگا۔
چاروں اطراف گھنی جھاڑیاں اور ریت کا بستر بچھا ہوا
تھا۔
""معا کوئی دیو ہیکل قد و قامت والا عام انسانوں سے دو
گنی زیادہ جسامت رکھنے والا کوئی سیاہ فام سامنے آیا
تھا۔
اندھیرے میں اس کے پورے چہرے اور وجود میں اس کی
سفید آنکھیں دکھ رہی تھی۔ جو کہ اس شخص کو مزید
خوفزدہ کر رہی تھی۔
""اہہہ کیا کرنے والے ہو تم۔ مم میں ملائیشیا کا ڈان
ہو۔ تت تم مممجھے ایسے نہیں مار سکتے۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسنے چند ہی قدموں کے فاصلے پر کرسی پر جھولتے ڈیول
سے کہا۔
جو سر کرسی کی پشت سے ٹکائے ہر تاثر سے عاری چہرہ لیے
آنکھیں موندے جھول رہا تھا۔
""فکر مت کرو تمہاری موت آسان نہیں ہو گی۔!"
کرسی پر براجمان اس حیوان کی بجائے یہ جواب اس سیاہ
فام نے دیا تھا۔
جس پر وہ بری طرح سے موت کے خوف سے لرزا۔
معا اس سیاہ فام حبشی کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ وہ
شخص وحشت زدہ سا چیختے اب کرسی کی طرف رینگتے
ہوئے ڈیول کے سیاہ بوٹ کی قید میں مقید پاؤں کو دونوں
ہاتھوں سے جکڑ گیا۔
""اہہہ ہہہہہ پلیز پپپ پلیز مجھے معاف کر دو۔ میں
آئندہ ایسا کچھ نہیں کروں گا بس ایک بار معاف کر
دو۔!"
وہ بچوں کی طرح بلبلاتے ہوئے اس وحشی سے زندگی کی
بھیک مانگ رہا تھا جسے سوائے موت کے کچھ نہیں آتا
تھا۔
"معافی کا لفظ ڈیول کی ڈکشنری میں سرے سے موجود
نہیں۔ تم اس سے زندگی کی بھیک مانگ رہے ہو جو خود
چلتی پھرتی موت ہے۔!"
پتھر کی طرح سرد وحشیانہ لہجے میں اس کے چہرے پر
جھکتے وہ غرایا اور پھر اپنا بھاری قدم اسکے سینے پر

رکھتے اسے پوری قوت سے پیچھے دھکیلا۔

وہ شخص درد سے کراہتا کئی فٹ دور جا گرا۔

اس کی کمر بری طرح سے درد کرنے لگی۔

"اسے اس قدر اذیت دو تھامس کہ اسے احساس ہو سکے ان معصوم بچوں کی تکلیف کا۔ جنہیں یہ اپنی درندگی کا نشانہ بناتا آرہا ہے۔!"

"اسکا لہجہ اس قدر سپاٹ تھا کہ ایک بار کو وہ دیو ہیکل شخص بھی کانپ سا گیا تھا۔ زمین پر رینگتے اس شخص کا چہرہ خوف سے سفید پڑ گیا۔

اسنے دہشت ناک نگاہوں سے اپنی طرف بڑھتے اس سیاہ فام کو دیکھا۔

خاموش جنگل آج پھر سے کسی کی چیخوں اور کراہٹوں سے گونج اُٹھا تھا۔

اس کی چیخیں اس ڈیول کو سکون بخش رہی تھی۔ آنکھیں موندے وہ اپنے اندر گردش کرتے فشار خون میں جیسے اس آواز کو بھی اپنے اندر بھر رہا تھا۔

اس کی آنکھوں کے سامنے وہ معصوم بچہ بے لباس سا بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ جو ڈیول کا عکس تھا اس کا اصل اس کی حقیقت۔

آج ایک اور درندہ اس صحفہ ہستی سے مٹ چکا تھا مگر اس بڑھتے جنون نے ڈیول کو کس قدر وحشی بنا دیا تھا اس کا اندازہ اسے خود بھی نہیں رہا تھا۔

Episode 54

مجھے کچھ پوچھنا ہے آپ سے۔؟" وہ اس وقت شاہ ولا کے سامنے کھڑی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

فارس گیٹ سے اس کے اندر جانے تک یہی رکنے والا تھا۔

عنایہ کے مخاطب کرنے پر وہ گڑبڑایا۔بے ساختہ ہی نظریں آگے پیچھے دوڑائی۔

ایسے جیسے اگر ابیر علوی نے اسے اس کی بیوی سے بات کرتا دیکھ لیا تو پھر۔؟اس سے آگے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

اس پاگل شخص کی جنونیت سے وہ اب تک کافی اچھے سے واقف ہو چکا تھا۔

"جججی بھابھی۔! "

کیاابیر اور عالیحان کے بیچ کوئی جھگڑا ہوا تھا پہلے۔؟"

عنایہ کی بھوری آنکھوں میں ڈھیروں سوال تھے۔جن کے جواب ناں تو ابیر اسے دیتا ناں ہی عالیحان۔

مگر جو چیز اس نے آبزرو کی تھی۔وہ تھا ان دونوں کی لڑائی میں اپناذکر۔اور یہی بات اسے الجھا چکی تھی۔

فارس ابیر کا کلاس میٹ رہا تھا اور اب بھی وہ اسکے ساتھ کام کرتا تھا۔

شاید ہی پورے خاندان میں سے کوئی ابیر علوی کو اتنے اچھے سے جانتا ہو گا جتنا کہ فارس اس کی عادات اور اطوار سے واقف تھا۔

""میں کچھ نہیں جانتا اس بارے میں۔اچھا آپ جائیں پھر مجھے بھی گھر جانا ہے

۔میرے بچے میرا انتظار کر رہے ہونگے۔!"

خوف ودہشت سے وہ اپنے ان بچوں کا ذکر کر گیا جو ابھی تک اس دنیا میں آئے ہی نہیں تھے۔

اس کی جھکی نظریں اور گھبراہٹ زدہ وجود دیکھ عنایہ سمجھ گئی اس سے ابیر علوی کی کوئی بات نکلوانا ایسے ہی مشکل تھا جیسے بھینس کے آگے بین بجانا۔

"شادی مبارک ہو بھائی۔کل بھابھی کو ضرور لایئے گا دعوت پر۔!"

وہ عنایہ کاظمی تھی ادھار رکھنا تو اس نے سیکھا ہی نہیں تھا۔

سر نخوت سے جھٹکتے وہ گیٹ کی سمت بڑھ گئی۔

وہیں فارس ہونق بنا منہ کھولے اس کی پشت کو گھور رہا تھا۔وہ واقعی میں اس لڑکی کو کبھی بھی نہیں سمجھ سکتا تھا ناں اپنے دوست کم باس زیادہ کو۔جبھی سر کھجا کر گاڑی کی طرف بڑھا۔

نڈھال قدموں سمیت وہ اندر داخل ہوئی تھی۔منہ بلکل اتر سا گیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سوچوں کے بھنور میں وہ اس قدر الجھی ہوئی تھی کہ اپنے روم میں جانے کی بجائے وہ باہر لان میں ہی چلی آئی۔

""""اہمممم۔!""کسی کے کھنکھارنے پر وہ چونک کر مڑی۔تو تھوڑے ہی فاصلے پر اس کی دادو(نیناں) شال اوڑھے بیٹھی ہوئی تھیں۔

عنایہ نے چونک کر اپنی بڑی بڑی آنکھیں جھپکی۔

""دادو۔!عنایہ کی آواز حلق میں ہی اٹکی۔

"یہاں آؤ۔!نیناں نے پیار سے بانہیں پھیلائے اسے اپنے پاس بلایا۔

جس پر وہ بھاگ کر ان کے پاس گئی۔

عیناں اور ویام جو دور کھڑے اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔

دونوں ہی گہری سانس بھرتے اپنے روم کی سمت واپس چلے گئے۔

عنایہ کو گھر سے بھاگتے ویام دیکھ چکا تھا۔

مگر پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا نیناں نے بیٹے کو روک دیا۔کہ اب عنایہ بڑی ہو چکی ہے۔اس لیے وہ کسی بھی قسم کی مداخلت نہیں کرے گا۔

اور تبھی سے وہ باہر لان میں لگے جھولے پر بیٹھی تھی۔

عیناں ویام کو ڈھونڈتے ہوئے باہر نکلی تھی۔

جو ایک کونے میں کھڑا اماں کو دیکھ رہا تھا۔

ویام کے لاکھ کہنے کے باوجود بھی وہ واپس نہیں گیا تھا۔

اور اب عیناں کے دل میں عنایہ کو آتا دیکھ جو سوال اٹھے تھے وہ روم میں لے جا کر اسے مطمئن کرنے والا تھا۔

""کیا ہوا میری چڑیا اتنی اداس کیوں ہے۔؟"

وہ ان کے پاس گئی۔تو نیناں نے اسے نرمی سے اپنی گود میں لٹایا۔

عنایہ آنکھیں موندے اس سکون کو محسوس کر رہی تھی۔

جو اسے اپنی دادی کی گود سے میسر آ رہا تھا۔

""میں اداس نہیں ہوں دادو۔عنایہ کاظمی کبھی اداس نہیں ہوتی۔!"

وہ ہر بار کی طرح چہک کر گویا ہوئی۔مقصد اپنی کیفیت چھپانا تھا۔جیسا کہ وہ بچپن سے کرتی آ رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""کیا اپنی دادو سے بھی جھوٹ بولو گی۔؟"

نیناں نرمی سے اس کے بالوں کی جڑوں کو سہلاتے اسے پر سکون کرنے لگی۔

جانتی تھی وہ باپ کی طرح کافی سخت جان تھی۔اس سے کوئی بھی بات یا راز اگلوانا انتہائی مشکل تھا۔

وہ اپنے دل کی بات کسی سے شئیر نہیں کرتی تھی۔اسی لئے کوئی اسے ٹھیک سے نہیں جان پایا تھا۔وہ سب کے لئے ایک ضدی مغرور انا پرست شہزادی تھی۔

جسے اپنے بے تحاشہ حسن پر غرور تھا۔

مگر حقیقت اس کے بر عکس تھی۔

"دادو مجھے سمجھ ہی نہیں آ رہا میں اپنی فیلنگز آپ سے شئیر نہیں کر پاؤں گی۔آپ سے تو کیا کسی سے بھی نہیں کر پاؤں گی۔ایسے جیسے الفاظ میرے گلے میں آ کر اٹک جاتے ہیں۔ایک عجیب سی بے چینی محسوس ہو رہی ہے۔میں اتنی تکلیف میں تو نہیں ہوں جتنا درد مجھے اپنے اندر محسوس ہو رہا ہے۔!"

اس کا کہا ایک ایک لفظ سچ تھا۔اسے بے انتہا درد بلکہ انتہا کا درد اپنے دل میں اٹھتا محسوس ہو رہا تھا۔

اور ایسا ہوتا آ رہا تھا۔شاید بچپن سے ہی۔" !

نیناں نے چونک کر اس کی صبیح پیشانی سے بال سمیٹے۔اسکی بھوری آنکھوں میں نمی تھی۔خون سے لبریز سرخ ڈوریاں۔

وہ اپنی تکلیف کا اندازہ خود بھی نہیں لگا پا رہی تھی۔

یہ تکلیف اسے ابیر کے رویے نے نہیں دی تھی۔وہ شخص تو کافی سال پہلے ہی عنایہ کے لیے غیر اہم ہو گیا تھا۔

جب اس نے نکاح سے چند لمحات پہلے اس کے کردار پر بہتان لگایا تھا۔

یہ درد تو کچھ اور ہی تھا۔خون کی کشش، کسی اپنے کی تکلیف کا درد۔!"

"ٹھیک ہے تم کچھ مت بتاو۔جب لگے کہ اب تم اپنی فیلنگز شئیر کر لو گی تو میرے پاس آ جانا تمہاری دادو تمہیں ایک دوست کی طرح سنیں گی اور بہترین مشورہ بھی دیں گی۔!"

نیناں اسے فورس نہیں کر سکتی تھی۔ناں ہی اسکا کوئی بھی ایسا ارادہ تھا جبھی مسکرا کر اس کی پیشانی کا بوسہ لیتے محبت سے کہا۔

"شکریہ جانم۔!"

وہ کھلکھلا کر ان کے سینے سے لگی تو نیناں نے آسمان کو دیکھ اپنے رب سے اپنی پوتیاں کی خوشیوں کی دعا مانگی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

دونوں گاڑیاں سفید پھولوں سے سجی ہوئی تھی۔ان کے درمیان میں چلتی ایک سیاہ گاڑی سرخ پھولوں سے سجی دیکھنے والے کو مبہوت کرنے کا ہنر رکھتی تھی۔

سب سے اگلی گاڑی کو وریام کاظمی ڈرائیو کر رہا تھا۔

آنکھوں پر سیاہ چشمے لگائے فل سوٹ بوٹ میں ملبوس وہ آج بھی کئی دلوں کی دھڑکن تھا۔

اسکے ساتھ والی سیٹ پر نیناں براجمان تھی۔جو سادھے سے لباس اور شفاف چہرے میں بھی کافی خوبصورت لگ رہی تھی۔

درمیان والی گاڑی کو عنایہ کاظمی ڈرائیو کر رہی تھی۔

آنکھوں پر سیاہ سن گلاسز لگائے وہ اونچی پونی ٹیل بنائے اپنے روٹین کے حلیے میں، ہر طرح کے میک اپ سے عاری چہرے میں بھی بے تحاشہ حسین دکھ رہی تھی۔

اسکے ساتھ والی سیٹ پر سیاہ سوٹ میں ملبوس سر پر دوپٹہ سلیقے سے ٹکائے سیاہ جھیل سی آنکھوں میں ڈھیروں خوشی سمیٹے وہ آنکھوں پر عنایہ کی ضد کی وجہ سے لگائے سیاہ سن گلاسز میں کافی حسین لگ رہا تھی۔

اس سے پیچھے والی تیسری گاڑی کو ویام کاظمی ڈرائیو کر رہا تھا۔

جس کی بھوری نگاہیں چشمے سے ڈھکی ہوئی تھیں، سیاہ تھری پیس سوٹ میں ملبوس وہ آج ضرورت سے کچھ زیادہ ہی ہینڈسم لگ رہا تھا۔

وہیں اسکے ساتھ والی سیٹ پر عیناں موجود تھی، جو اس وقت ایک نفیس سے سوٹ میں ملبوس تھی۔اسکے چہرے پر خوشی اور آنکھوں نمی تھی۔جیسے وہ اپنے مقام پر پہنچنے کو بے قرار ہو۔وہیں ان کے ساتھ پچھلی سیٹ پر حرمین شاہ براجمان تھی،

جس نے ہلکے گلابی رنگ کا سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔

اس کی آنکھوں میں جگمگاتے جگنو اس کے حسین چہرے کو مزید نکھار رہے تھے۔

ابھی وہ لوگ مین روڈ میں داخل ہی ہوئے تھے۔جب ہارن دیتی ایک اور گاڑی ویام کاظمی کے پیچھے شامل ہوئی۔

بیک ویو مرر سے ویام نے پیچھے کی جانب دیکھا۔

جہاں گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر انیل اور امن بیٹھے ہوئے تھے۔ویام نے مسکرا کر سر نفی میں جھٹکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

باپ کے ساتھ سپاٹ چہرے سے بیٹھا وہ سنجیدگی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔امن کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ رہی تھیں۔اور ایسا ہی کچھ حال پیچھے بیٹھی حیا کا تھا۔

جو چہچہا کر آگے کو دیکھ رہی تھی۔امن اپنی معصوم بیوی کی خوشی دیکھ مسکراتے ہوئے سر جھٹک گیا۔

ان کے پیچھے ہی سفید مرسڈیز تھی۔جسے الایہ ڈرائیو کر رہی تھی۔جس کی آنکھوں پر سیاہ سن گلاسز لگے ہوئے تھے۔اور اس کے ساتھ اذلان منہ پھولا کر بیٹھا ہوا تھا۔

وہ گاڑی ڈرائیو کرنا چاہتا تھا مگر پانچ منٹ لیٹ ہونے کی وجہ سے اس کی یہ سزا متعین کی گئی تھی۔

کہ وہ فرنٹ سیٹ پر اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

وہ سب کی سب گاڑیاں مختلف رنگ کے پھولوں سے مزین تھی۔

ہر کوئی بس خوش تھا۔اتنے برسوں کے بعد اپنی چھوٹی پرنسز کی وطن واپسی کو وہ سب یادگار بنا دینا چاہتے تھے۔

اس لئے وہ سبھی یوں ایک دوسرے کو سرپرائز کرنے کے چکر میں خود ہی سرپرائز ہو رہے تھے۔

کیونکہ وہ سب ہی ایک ہی راہ کے مسافر تھے۔

گاڑیوں کی لمبی قطار دیکھنے والی آنکھوں کو حیراں کر دینے والی تھی۔

لوگ حیرت و تجسس سے ان گاڑیوں کو دیکھ رہے تھے۔

جو اسلام آباد ائیر پورٹ کے باہر ایک ایک کرتے رکی۔

ڈرائیونگ سیٹ کے دروازے سبھی نے ایک ساتھ کھولے تھے۔

اور پھر حیرت سے وریام نے اپنے پیچھے لگی ان گاڑیوں کی لائن کو دیکھا۔

تو گہری سانس بھری۔

"کوئی رہ تو نہیں گیا۔!" دونوں ہاتھوں کے اشارے سے کہتے اس نے سر تاسف سے ہلایا۔

تو وہ سبھی ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے اور پھر کندھے اچکا دیے۔

وہ سبھی جانتے تھے۔ائیر پورٹ کے اندر اتنی لوگوں کو جانا الاؤ نہیں ہو گا۔اور وہ سب جانا بھی نہیں چاہتے تھے۔

وہ سب تو اپنی پرنسز حورین کے باہر آنے کے منتظر تھے۔

ہر کسی کے ہاتھ میں خوبصورت گلدستے تھے۔اور آنکھیں ائیر پورٹ کے بیرونی گیٹ پر ٹکی ہوئی تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آس پاس سے گزرتی گاڑیاں اور لوگ حیرانگی سے ان سبھی کو دیکھ رہے تھے مگر ان سب کی سانسیں اور حسیات تو دروازے کی سمت ٹکی ہوئی تھی۔

ان سب سے کافی دور اپنی جیپ کی بونٹ پر براجمان وہ نیلی آنکھوں میں ٹھٹھرا دینے والی وخشتیں سمیٹے ان سبھی کو دیکھ رہا تھا۔

اسکی نگاہوں میں کوئی تاثر نہیں تھا مگر عنایت کاظمی کی پشت کو دیکھ اس نے مٹھی طیش کے عالم میں میچی۔

"""وہ بے بس تھا وہ سب کے سامنے جا کر انہیں روک نہیں سکتا تھا اپنی بہن کو سینے سے نہیں لگا سکتا تھا۔

مگر وہ اس سے غافل ہر گز نہیں تھا۔وہ پچھلے ایک گھنٹے سے اس کا منتظر اس کی ایک جھلک دیکھنے کو یہاں بیٹھا تھا۔

جب ان سب کا انتظار ختم ہوا تھا۔

بیرونی گیٹ سے وہیل چیئر تھامے عالیان شاہ باہر نکلا۔

سب نے سانس روکے سامنے دیکھا تھا۔جہاں وہیل چیئر پر براجمان انیس سالہ حورین شاہ سفید رنگ کے سوٹ میں ملبوس سر پر دوپٹے کو اچھے سے لپیٹے اپنی بڑی بڑی نیلی آنکھوں میں اداسی سمیٹے ہوئے جب اچانک سے اسنے اپنی نظریں اٹھائی۔

تو اپنے سامنے گاڑیوں کی قطاریں دیکھ اس کی حسین آنکھیں حد درجہ پھیلی۔

وہ سبھی اسکے ری ایکشن کے منتظر سانس روکے ہوئے کھڑے تھے۔

اگلے ہی پل وہ معصومیت سے مسکرائی۔تو سب کی جان میں جان آئی تھی۔اور پھر سبھی ایک دم سے اس پر ٹوٹ پڑے۔کوئی اسے دیکھ رہا تھا کوئی گلے لگا رہا تھا تو کوئی اس کے ماتھے اور سر پر بوسے دے رہا تھا۔

عالیان شاہ تو بیٹی کو خوش دیکھ کر پر سکون ہوا۔اور تشکر آمیز نگاہیں میچی۔

جب نظریں ویام پر پڑی۔

جو حورین شاہ کے سر سے پیسے وار رہا تھا۔

ویام نے بھی اسی لمحے اسے دیکھا تھا۔

عالیان گھبرا کر آنکھیں پھیر گیا۔

جبھی ویام خود سے آگے بڑھا اور اسے گلے سے لگاتے ویلکم بیک کہا۔

وریام اور نیناں سمیت سبھی نے خدا کا شکر ادا کیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اب سبھی ضد پر اڑے تھے کہ حورین شاہ ان کے ساتھ واپس جائے گی۔

حورین منہ پھلائے سب کو سن رہی تھی۔یہاں آتے وقت وہ جتنی خوفزدہ تھی۔

یہاں آتے ہی اس کا سارا خوف اور گھبراہٹ زائل ہو گئ تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ کسی فیصلے پر پہنچتے، گاڑی کی تیز آواز نے ان سبھی کو مڑنے پر مجبور کر دیا۔

وہ سبھی گردنیں موڑے پیچھے دیکھ رہے تھے اور یہی حال عالیجان شاہ کا تھا۔وہ بھی آنے والے کو دیکھنے کے لیے حیرت سے گردن موڑ گیا۔

جہاں ہوا سے باتیں کرتی سرخ رنگ کی (کیبر ولیٹ) گاڑی ان سبھی گاڑیوں کو کراس کرتے ڈائریکٹ حورین شاہ کے پیروں میں رکی۔

حورین شاہ کی نیلی آنکھوں میں چمک سی ابھری تھی۔وہیں عنایہ اور عالیجان شاہ کو چھوڑ کر ہر کوئی والہانہ نگاہوں سے ابیر علوی کو دیکھ رہا تھا۔

جو اس وقت بلیو ماڈرن سوٹ میں ملبوس، اپنی تمام تر وجاہت سمیٹے شہد رنگ آنکھوں پر سن گلاسز ٹکائے اپنی گاڑی سے باہر نکلا۔

""بھائی۔!" حورین شاہ چہچہائی تھی۔جس پر سیٹ پر پڑا بکے اٹھاتا وہ شاہانہ مرد دلکشی سے مسکرایا۔۔

اس کی گاڑی بے تحاشہ خوبصورتی سے سجائی گئ تھی۔

گاڑی کی بیک پر لٹکے غبارے کافی حسین منظر پیش کر رہے تھے۔اور وہ بکے جو اس کے ہاتھ میں تھا اسے دیکھ کر ویام نے تلملا کر امن کو ٹہوکا کروایا۔

وہ سب ہی خوبصورت بکے لائے تھے۔مگر جو بکے ابیر علوی لایا تھا۔ایسا بکے وہ شاید پہلی بار دیکھ رہے تھے۔جس میں سفید رنگ کا تازہ مہکتا گلاب لگا ہوا تھا۔سفید موتی اس کے اوپر ایسے لگائے گئے تھے جیسے گلاب پر ٹھہری اوس، وہ بکے دیکھنے میں انتہائی چھوٹا تھا۔

مگر دکھنے میں لاجواب۔

عالیجان شاہ نے خون آشام نگاہوں سے اس منظر کو دیکھا وہ غصے سے کھولتا جیپ سے اترا۔

اپنے بالوں کو مٹھی میں دبوچے اپنے غصے کو قابو کرنا چاہا۔

وہیں ابیر علوی گھٹنوں کے بل جھکا اور وہ خوبصورت بکے حورین کے سامنے کیا۔

حورین بچوں جیسی خوشی سے آنکھیں پھیلائے اس بکے کو تھام گئی۔اس کے پکڑتے ہی وہ بکے ایک نئی شیپ میں کھلا۔اور اسکے اندر لکھا" ویلکم بیک لٹل بے بی""" کے الفاظ دیکھ وہ سبھی ابیر کی چوائس کو سراہے بنا ناں رہ سکے۔

""کیسا ہے میرا گڈا۔؟"وہ ابیر علوی کے لئے سگی بہنوں سے بڑھ کر تھی۔اس کی معصومیت اور سادگی ہی اسے ابیر کی نظروں میں اس کے دل میں سب سے خاص بنائے ہوئے تھی۔

انیل نے دور سے ہی اپنے بھائی کو گھورا۔

اسے اچھے سے یاد تھا آخری بار اس کے پاس ہونے پر ابیر نے اسے پیار سے جگر بولا تھا۔اور اس کے بعد تو شاید ہی کوئی ایسا پیار جتایا ہو۔اور تو اور اب تو دونوں بھائیوں کی ملاقات بھی بہت کم ہوتی تھی۔

"میں بلکل ٹھیک اب تو اور بھی ٹھیک ہو گئی ہوں۔!"

حورین شاہ نے اشتیاق سے اسکی گاڑی کو دیکھتے اپنی نیلی آنکھیں مٹکا کر کہا تھا۔وہ سبھی سمجھ چکے تھے کہ میڈم اسی گاڑی میں جانے والی ہیں۔اسی لیے اب سبھی ایک ایک کر کے وہاں سے اپنی گاڑیوں کی طرف روانہ ہونے لگے۔

کیونکہ اصل فنکشن تو گھر پر تھا۔جہاں سبھی کو انوائیٹ کیا گیا تھا اور ابیر اور عنایہ کی رخصتی کی ڈیٹ بھی آج ہی فکس ہونے والی تھی۔ جس سے عنایہ سرے سے انجان تھی۔

"کیا آپ میرے ساتھ سفر کرنا پسند کریں گے پرنسز۔!"ابیر نے مسکرا کر کہتے اپنا ہاتھ اس کے سامنے پھیلایا۔

تو عنایہ نے گھور کر اسکی پشت کو دیکھا اور اپنی زبان میں اسے دس بیس گالیوں سے نوازا۔

یس افکورس۔!"حورین شاہ نے مسکرا کر اپنا ہاتھ ابیر کے ہاتھ پر رکھا۔تو عالیجان نے غصے سے پاگل ہوتے اس منظر کو سپاٹ نگاہوں سے دیکھا۔

اور اگلے ہی لمحے وہ گاڑی میں بیٹھا وہاں سے تیزی سے نکلا۔

ابیر نے نرمی سے اسے گود میں بھرا اور اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھایا۔جو سفید رنگ کے پھولوں سے سجی ہوئی تھی۔

حورین شاہ نے روشن آنکھوں سے اس منظر کو دیکھا۔اور تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنوں کے سائے تلے ہنستی مسکراتی اتنے سالوں کے بعد اپنے ملک واپس لوٹ چکی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

عالیان شاہ کے گھر میں خوشیوں کا سا سماں بندھ چکا تھا۔وہ سبھی ائیر پورٹ سے سیدھا عالیان شاہ کے خریدے گئے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آج کافی برسوں کے بعد سارا خاندان ایک ساتھ اکٹھا ہوا تھا۔

جہاں بچے بڑے بھوڑے اپنی خوش گپیوں میں مگن تھے۔امی ہاتھ سینے پر باندھے ان سبھی کو دیکھ رہی تھی۔

لان کے ایک حصّے میں لگے صوفوں پر بڑے براجمان تھے۔

دوسری جانب کرسیوں پر امن، ویام، اذلان اور عالیان سبھی جمع ہوئے پڑے تھے۔

اور سینٹر میں موٹی چٹائیاں بچھائے سفید چادروں کی تہوں سے خوبصورت گدے بنائے ابیر، انیل اور ان کے بیچ میں حورین شاہ تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

لان کے سب سے پچھلے حصّے میں باربی کیو بنائے جارہے تھے۔جو کہ گھر کے ملازمین کی ذمے تھا،

باقی سب خواتین آج کے ڈنر کا اہتمام کررہی تھیں۔

امی خاموش نگاہوں سے اس منظر کو دیکھ رہی تھی۔کتنا دلفریب تھا یہ سب۔کتنا اپنا پن جھلک رہا تھا ان سب میں

۔! "

معاوہ پیچھے سے آتی الایہ کی آواز پر چونک کر مڑی،

الایہ ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے قریب بلارہی تھی۔امی مسکرا کر واپس مڑی۔

جی آنٹی۔!"شہد رنگ آنکھوں میں چمک سمیٹے وہ چہچہا کر بولی تھی۔الایہ اس کا ہاتھ تھامے اسے ساتھ لے گئی

۔انیل بغور اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔

اسے شک نہیں یقین تھا کہ جب تک وہ لوگ حورین کو لے کر لوٹیں گے۔امی وہاں سے جاچکی ہوگی۔مگر اسے

حیرت تو تب ہوئی جب اسے پہلے سے ہی عالیان شاہ کے گھر پر پایا۔

سے جھٹکتے وہ ابیر کی جانب متوجہ ہوا تھا جو اسے ہی بلا رہا تھا۔

"تم نے بتایا ہی حوری۔چھوٹی بھابھی پسند آئی تمہیں یا نہیں۔!"دونوں ہاتھوں کی انگلیوں ایک دوسرے میں

الجھائے وہ شریر نگاہوں سے انیل کا تپا تپا چہرہ دیکھ مسکرا کر گویا ہوا۔

"بھابھی۔کیا انیل بھائی نے شادی کرلی۔؟؟""""

حورین چونک کر خوشی سے چیخی تھی۔اس کا لہجہ جس قدر پرجوش تھا۔انیل کا چہرہ اسی قدر سرخ ہوا تھا۔

"لو بھئی۔تم نہیں جانتی حوری۔اپنے نیلے نے تو ایک دم سے مست پیس ڈھونڈا ہے اپنے لئے۔ """!

یہ عنایہ کی آواز تھی، جو ہاتھ میں جوس کا گلاس تھامے انیل اور عنایہ کے قریب گئی، اور دونوں کو ایک ایک گلاس تھمائے لقمہ دیا۔

اسکے طرز تخاطب پر ابیر نے سپاٹ نگاہوں سے اسے گھورا۔

جو بنا سوچے سمجھے ہی بول رہی تھی۔

""ہیں ایسا بھی کون سا تیر مار ڈالا بھائی نے۔؟ ہے کہاں وہ لڑکی۔ مجھے بھی اب دیکھنا ۔!"

منہ پھلائے وہ اشتیاق سے گویا ہوئی تھی۔

یہ اشتیاق تو ابیر اور عنایہ نے مل کر اس کے اندر ڈالا تھا۔

"تم ڈر ناں جاؤ اسی لیے اسے لڑکی بنا کر لانے گئے ہیں۔ ہاہاہاہاہاہا۔!"

بھوری آنکھیں نچا کر وہ ہاتھ پر ہاتھ مارتی شریر لہجے میں بولتی قہقہہ لگانے لگی۔

""

جس پر زیادہ کچھ تو نہیں مگر ابیر کا موڈ سخت آف ہوا تھا۔

"بیہیو عنایہ۔ یہ کیسے بات کر رہی ہو تم۔؟ "

ناچاہتے ہوئے بھی وہ کھردرے لہجے میں دانت پر دانت جمائے گویا ہوا تھا۔

انیل تو سر پیچھے گرائے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے لیٹ گیا۔

جبکہ حورین جانتی تھی اب دونوں لڑیں گے اور یہ لڑائی اسنے بہت مس یو کی تھی۔ اسی لیے وہ جوابی کاروائی کے انتظار میں اپنی نیلی آنکھیں پھیلائے کبھی ایک کو دیکھ رہی تھی کبھی دوسرے کو۔

"منہ سے بات کر رہی ہوں۔ اور کہاں سے کرتے ہیں۔؟ "

وہ کہاں کسی سے کم تھی۔ تڑخ کر کہتی وہ لاپرواہی سے بال جھٹک گئی۔

اسکا ایٹیٹیوڈ دیکھ حورین نے پاس لیٹے انیل کو ٹھوکا مارا۔

جس نے فوراً سے آنکھیں کھولی۔

اور حورین کے اشارے کو سمجھتے وہ فوراً سے سیدھا ہوتے بیٹھا۔

"منہ سے تو سب بات کرتے ہیں مگر تمہاری جیسی لینگویج کوئی یوز نہیں کرتا۔!"

ابیر نے سرد پن سے کہتے اسے اس کے بے ڈھنگے لہجے پر جھاڑنا چاہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر وہ کان کھجاتی منہ ٹیڑھا کرنے لگی۔

""اب ہر کسی کے پاس زبان تو ہے۔ مگر دماغ تو نہیں ناں۔ اللہ نے سارا دماغ مجھ میں ڈال دیا ہے اسی لیے تو اتنی پیاری پیاری باتیں کرتی ہوں میں ۔!"

آنکھیں پٹپٹا کر کہتی وہ ابیر کو زہر سے بھی بری لگی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا انیل اور حورین کا قہقہ اسے مزید سلگا گیا۔

""دماغ نہیں بھوسا بھرا پڑا ہے تمہارے اندر"!

"وہ خونخوار نگاہوں سے اسے گھورتا اب ٹیک چھوڑتے اس کے روبرو بیٹھا۔

"ارے آپ کو کیسے پتا مسٹر ابیر۔؟ کیا آپ نے چیک کیا ہے میرا دماغ؟؟" یا پھر آپ کے پاس کوئی غیب کا علم ہے۔؟"

"ائبرو اچکاتی وہ دوبدو بولی۔

تمہارا دماغ یا تم اس قابل نہیں ہو کہ ابیر علوی تمہیں چیک کرے۔!"

سر سراتے ہوئے انداز میں وہ ہتک آمیز لہجے میں بولا۔

تو حورین اور انیل نے اب کی بار عنایہ کو گھورا۔ جیسے اسکی طرف سے ہونے والی جوابی کارروائی کے منتظر ہوں۔

"ہاں اسی لیے تو رخصتی کے لئے مرا جا رہا ہے۔!"

خون آشام نگاہوں سے اسے گھورتی وہ تیز لہجے میں بولتی اسے لاجواب کر گئی۔

"اوہہہہ"""""!!!

حورین اور انیل نے ہوٹنگ کرتے عنایہ کے جوابی وار کو سراہا۔

جس پر ابیر نے ان دونوں کو کاٹ دار نگاہوں سے دیکھا۔

جس پر وہ سٹپٹا کر ہنسی روکتے ہونٹوں پر انگلی رکھ گئے۔

"ماماماما۔'

اس کا سرخ چہرہ دیکھ عنایہ اس کے حملہ آور ہونے سے پہلے ہی چیخی تھی۔

اور اسکی توقع کے عین مطابق حیا اس کے سر پر آن پہنچی تھی۔

""کیا ہوا عنایہ میری بچی۔ چیخی کیوں تم۔؟ کیا کسی نے کچھ کہا۔؟"۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حیانے بیٹے کو قہر بھری نظروں سے دیکھتے عنایہ کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

اس میسنی کی رونی شکل دیکھ انیل اور حورین نے سرد سانس فضا کے سپرد کی۔ وہ جانتے تھے اب ابیر کی کلاس لگے گی۔

""بس ایک بہت بڑا چوہا تھا۔ مجھے کاٹنے والا تھا اسی لئے میں نے ڈر کر آپ کو پکارا۔

آنکھیں پٹپٹا کر وہ ترچھی نگاہوں سے ابیر علوی کو دیکھ کر بولتی اس کے تن بدن میں آگ لگا گئی۔

وہ اسکے منہ پر سب کے سامنے اسے چوہا بول رہی تھی۔ یہ بات اسکی برداشت سے باہر کی تھی۔

"چوہا۔ کہاں ہے چوہا۔!" حیا اب زمین پر نا ہونے والے چوہے کو ڈھونڈ رہی تھی۔

ماما وہ چوہا آپ کو نہیں دکھے گا۔ چلیں آئیں ہم ڈنر لگانے میں باقی سب کی مدد کرتے ہیں۔!"

عنایہ نے محبت سے لبریز لہجے میں کہتے انہیں ہگ کیا تھا۔

جس پر وہ سر اثبات میں ہلاتی اسے ساتھ لگائے اندرونی جانب بڑھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

فون بج رہا ہے بیٹا اٹھاؤ۔ کہیں ریحان تو نہیں آگیا باہر۔؟"

عنایت کا فون مسلسل بج رہا تھا۔ وہ پلیٹس نکالتی اپنی پھپھو کی آواز پر چونکی۔ مسکرا کر سر نفی میں جھٹک ڈالا۔

بھلا وہ کیوں آتا۔! "

پھپھو آپ دیکھیں کون ہے۔؟ "

وہ مصروف سے انداز میں بولی۔ تو حرمین نے ہاتھ خشک کرتے اسکرین کی طرف جھانکا۔

"لو بھئی ریحان کی کال ہے میرا اندازہ ٹھیک نکلا۔ لو بات کرو۔!

وہ بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔ مگر حرمین نے کال ایکسیپٹ کرتے فون اسکے کان سے لگا دیا۔

جس پر اسے چاروناچار سلام کرنا پڑا۔

"وعلیکم السلام۔! باہر آجائیں عنایت۔ میں کب سے ویٹ کر رہا ہون۔!

ریحان کا لہجہ ضرورت سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔

جس پر وہ چونکی ایک بار کو سیل فون کان سے ہٹا کر دیکھا۔

"باہر مگر کیوں۔!"

اسکے ماتھے پر بل دیکھ حرمین نے بھی متفکرانہ انداز میں اسے دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آپ بھول رہی ہیں شاید آج ہم نے پارٹی میں جانا تھا۔؛ """

ریحان نے اسے یاددہانی کروائی وہ سچ میں بھول چکی تھی۔

"مگر آج تو میں نہیں جاسکتی۔

آپ دومنٹ رکو بیٹا یہ آرہی ہے باہر۔!"

عنایت کی بات کاٹتے عیناں نے پیچھے سے موبائل فون چھینتے ریحان سے کہا۔ جس نے اوکے آنٹی کہتے کال کاٹ دی۔

"ماما۔!

کیاماما عنایت۔! وہ بچہ ہمارے گھر گیا تھا وہاں سے تمہارے ڈیڈ کو کال کر کے یہاں آیا۔اور اب وہ یہاں باہر بیٹھا ہے۔!"

"ماما میں کیسے جاسکتی ہوں۔آج میں آپ سب کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔!

اسکا منہ پھول چکا تھا۔

"ہم کون سا کہیں جارہے ہیں بیٹا۔وہ تمہارا ہونے والا شوہر ہے۔تم سے پوچھ کر ہی اس نے پلین بنایا تھا اب تم ناں گئی تو کتنا برا لگے گا اسے ۔!

عیناں نے اسے محبت سے سمجھایا تو وہ لب بھیچے خاموش ہو گئی۔

وہ انہیں کیسے بتاتی کہ اس کا شوہر تو عالیجان شاہ بن چکا تھا۔ پھر وہ کیسے کسی غیر کے ساتھ جاتی۔وہ تھا تو اس کا شوہر۔ چاہے رشتہ جیسے بھی جڑا تھا جڑ تو چکا تھا۔

"'ماما۔!" چلو چینج کر کے باہر آؤ۔!'عیناں نے اسے سختی سے کہا تو اس نے منہ پھلائے حرمین کو دیکھا۔

میرے کپڑے گھر پر ہیں ماما۔!" کوئی نہیں حورین کا ڈریس پہن لو ویسے بھی سیم ہی سائز ہے تم دونوں کا۔!

حرمین نے اس کا بہانہ بھی ختم کر دیا تھا۔

جس پر وہ منہ پھولا کر کچن سے باہر نکلی۔

"ماشاءاللہ سے بہت پیاری لگ رہی ہو۔!" سیاہ خوبصورت سی پاؤں تک جاتی میکسی جو اس کی پھپھو نے اسے نکال کر دی تھی۔

اسے زیب تن کیے وہ ہلکی پھلکی تیاری میں بھی بے انتہاء حسین لگ رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بس کریں یار۔!" وہ بلش ہوتی سرخ چہرے سے منمنائی تھی۔

جبکہ عیناں اور حرمین مسکرا اٹھی۔

اور پھر وہ تینوں ایک ساتھ باہر نکلی۔

Episode 55 Part 1

وہ باہر آئے تو ریحان وہاں نہیں تھا۔ عنایت نے چونک کر سامنے سے آتے اپنے پاپا کو دیکھا۔

ریحان باہر گاڑی میں آپ کا ویٹ کر رہا ہے۔ آرام سے جائیں۔ خوب انجوائے کرنا۔ اوکے۔""!

ویام نے مسکرا کر شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔

جس پر عنایت نے دھیمی مسکان سے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"""خیال رکھنا اپنا۔!" عیناں نے مسکرا کر کہا تو وہ ماں کے سینے سے لگی،

"آپ سب بھی اپنا خیال رکھئے گا میں چلتی ہوں۔!"

وہ عیناں سے کہتی گیٹ سے باہر نکل گئی، عیناں کافی دیر تک اسے جاتا دیکھتی رہی۔ جب تک وہ گاڑی میں بیٹھی نہیں وہ وہیں کھڑی رہی۔

"ماما کیا ہوا۔؟ آپی کہاں جا رہی ہیں۔؟ یہ عنایہ تھی۔ جسے کچھ گڑبڑ محسوس ہوئی تو وہ حیا کو چکما دے کر گیٹ کی سمت آئی۔

"ریحان کے ساتھ گئی ہے عنایت۔ تمہیں کیا ہوا ہے۔؟"

آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھتے عیناں نے تشویش سے پوچھا۔

آپی اکیلے۔؟ میں بھی چلتی ہوں ساتھ۔!

وہ عنایت کے پیچھے ہی جانے لگی۔ جب عیناں نے اسکا بازو پکڑا۔

"خبردار جو آج کوئی گڑبڑ کی تو۔ چلو میرے ساتھ۔ امن اور حیا آج تمہاری شادی کی ڈیٹ فکس کرنے آئے ہیں اگر آج تمہاری وجہ سے ہمیں شرمندگی اٹھانا پڑی تو میں تمہیں کبھی بھی معاف نہیں کروں گی عنایہ۔"

شہادت کی انگلی اٹھائے عیناں نے اسے سختی سے وارن کیا تو عنایہ بے یقینی سے منہ کھولے ماں کو دیکھتی رہ گئی۔

ڈیٹ فکس۔؟آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا پہلے۔!"

"وہ حیرت سے چیخی تھی"منہ بند کرو۔ چلو یہاں

سے۔! "

اسے گھسیٹتے ہوئے عیناں اپنے ساتھ لے جانے لگی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""آپ آپ یہاں کیسے آئے۔؟""گاڑی میں بیٹھتے ہی عنایت نے چھوٹتے ہی یہ سوال داغا۔

ریحان کافی دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔جو سیاہ رنگ میں آج کچھ زیادہ ہی حسین لگ رہا تھا۔

""آپ نے تو بتایا ہی نہیں کہ آپ پھپھو کے گھر ہیں پھر انکل سے پوچھنا پڑا مجھے۔ویسے ہم آدھا گھنٹہ لیٹ ہیں

۔!"

اسکے دیکھنے پر ریحان نے تیزی سے رخ موڑا اور گاڑی سٹارٹ کرتے اسے جتایا۔

عنایت نے سرخ چہرہ جھکایا۔

اور معصومیت سے اسے سوری کہا وہ اسکی وجہ سے لیٹ ہوا تھا۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا ایم سو سوری ۔!

وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئی بولی۔

اٹس اوکے آپ کے منہ سے سوری کے لفظ اچھے نہیں لگتے۔!"

اسکا لہجہ کافی معنی خیز تھا۔جو عنایت نے نوٹ ضرور کیا تھا مگر بولی کچھ بھی نہیں۔

باقی کا سارا رستہ خاموشی سے کٹا تھا۔""یہاں یہ۔؟"

وہ ایک کلب کے سامنے گاڑی رکنے پر گھبراہٹ سے گویا ہوئی تھی۔

سیاہ جھیل سی آنکھوں میں لگا کاجل گھائل کر دینے والا تھا۔ریحان کو آج اپنے ڈیڈ کی پسند کو واقعی میں سراہنا پڑا۔

مگر یہ بھی سچ تھا کہ وہ ایک تیس سالہ لڑکی کو اپنی گلے نہیں باندھنے والا تھا۔

"میرے سب فرینڈز ینگ ہیں اور آپ جانتی ہیں آج کل کی ینگ جنریشن کو کلب اور ایسا میوزک پارٹی کا ماحول

ہی پسند ہے۔!"

ریحان نے اسے رسان سے مدعا سمجھایا۔

تو عنایت نے سمجھنے والے انداز میں سر کو اثبات میں ہلا ڈالا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس کے بعد وہ گاڑی سے باہر نکلی۔اپنا سیل فون احتیاطاً آف کرتے اپنے ہاتھ میں پکڑا۔

ریحان کے پیچھے ہی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ سیڑھیاں عبور کرتے آگے بڑھی۔

میوزک کا شور باہر تک سنائی دے رہا تھا۔

ریحان نے آخری سیڑھی پر پہنچ پر اپنا ہاتھ عنایت کے آگے بڑھایا۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔!"عنایت نے اسکا ہاتھ تھامنے سے انکار کر دیا۔

جس پر وہ سرخ چہرے سمیت آگے بڑھ گیا۔

""کم۔!"میوزک کی بیٹ پر لڑکے لڑکیاں اندھا دھند ڈانس میں مگن تھے۔

اندر کا ماحول عنایت کی سوچ سے بھی زیادہ برا تھا۔

اس کے چہرے پر کرختگی سے کئی سائے لہرائے۔

ریحان پلیز یہاں سے چلتے ہیں۔!"وہ آگے بڑھنے کی بجائے قدم روک گئی۔اسکے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

"عنایت پلیز میری انسلٹ مت کروائیں۔میرے فرینڈز سامنے ہی کھڑے ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

پلیز چلو یہاں سے۔!"سیڑھیوں کی ایک جانب صوفوں پر بیٹھے کئی لڑکے لڑکیوں کی طرف اشارے کرتے

ریحان نے منت بھرے انداز میں کہا تھا۔

عنایت نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

اور ناچاہتے ہوئے بھی آگے بڑھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""افففف تم تو کافی ہاٹ ہو۔!!اینگری ینگ مین۔!"نشے سے چور نگاہوں سے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھتی وہ

اب مکمل طور پر مدہوش ہوتی اسکے گلے میں دونوں بازوؤں حمائل کر گئی۔

مقابل نے ناگواری سے اس لڑکی کو گھورتے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

وہ لڑکی جیسے ہی اسکے سینے سے لگی۔عالیحان نے جھٹکتے ایک ہاتھ اسکی کمر کے گرد لپیٹا اور دوسرے ہاتھ سے بڑی

مہارت سے اسکی گردن کی مخصوص رگ دبائی۔

اگلے ہی لمحے وہ لڑکی حواس کھوتے اپنا وجود مکمل طور پر ڈھیلا چھوڑ گئی۔

سر تاسف س جھٹکتے اسنے اس لڑکی کو سہارے کے لیے اپنے ساتھ لگایا۔

اور سیڑھیوں کی طرف چڑھنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جب اچانک اس کی نگاہ سیڑھیوں کے نیچے بیٹھے ایک ٹولے پر پڑی۔جہاں آدھے سے زیادہ لڑکے شر*اب نو*شی میں مشغول تھے۔

تنگ چپکے ہوئے لباس میں ملبوس کئی لڑکیاں اس لڑکوں کی بانہوں میں جھول رہی تھی۔مگر جس چیز نے عالیحان شاہ کا فشار خون بڑھایا تھا وہ تھا ان سب کے بیچ بیٹھی عنایت کاظمی۔

جس کی آنکھوں میں ٹھہرے پانی سے اسکے رونے کی تیاری کی نشانی تھی۔

"مینٹل پیس۔!"

وہ غصے سے دانت پیستے غرایا تھا۔اس کا بس نہیں تھا کہ وہ ابھی اور اسی وقت عنایت کاظمی کو زندہ در گور کر دیتا۔

اپنے غصے پر ضبط کے پہرے بٹھائے وہ جبڑے بھینچتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھنے لگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""صبح کی بات ہوئی تھی لڑکے یہاں تو دوسری رات ہونے کے ہے اور تو ابھی واپس لایا ہے میری بیٹی کو۔؟"

کھڑکیوں سے جھانک کر ہر لڑکی صحن میں بیٹھی بائی اور اس کے سامنے موجود صاحبہ اور ماہ ویر کو دیکھ رہی تھیں۔

صاحبہ کو دیکھ کر تو کہیں سے بھی یہ اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ گزری رات اس پر قیامت کی رات تھی۔

اسکے وجود کی جگمگاہٹ پر نا صرف ان لڑکیوں بلکہ بائی کے وجود میں چیونٹیاں رینگنے لگی۔

"دس کروڑ دے کر گیا تھا۔اگر کچھ دیر زیادہ تمہاری بیٹی میرے ساتھ رہ لی تو کون سا قباحت ہے۔؟"

سر جھٹک کر تنفر سے کہتے وہ صاحبہ کو سر جھکانے پر مجبور کر گیا۔

صاحبہ نے سرد نگاہوں سے اسکے پشت کو دیکھا۔

وہ خود اپنے احساسات سمجھنے سے قاصر تھی۔مگر ایک بات تو طے تھی کہ اسکی ماں کی اب اسکی نظروں میں کوئی اہمیت نہیں رہی تھی۔

"چل نکل اب یہاں سے۔آئندہ یہاں کا رخ مت کرنا۔""!

بائی نے ہاتھ کے اشارے سے ماہ ویر کو وہاں سے جانے کا کہا۔

"جا تو میں رہا ہوں۔مگر واپس بھیج ضرور آؤں گا۔اور ہاں اگر مجھے بتائے بغیر صاحبہ کا سودا کسی دوسرے مرد سے کیا تو اچھا نہیں ہو گا۔! "

سرد لہجے میں کہتے وہ ایک دم سے جگہ سے اٹھا۔

بائی بے تاثر چہرے سے اسے گھورنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تُو ہوتا کون ہے یہ سب کہنے والا۔ یہ کوٹھا ہے اور یہاں پر ہر طرح کے مرد آئیں گے۔!"

بائی کو اس کا حکم دینا قطعی پسند نہیں آیا جبھی وہ بھی جگہ سے اٹھتی تیز آواز میں غرائی۔

"یہ میرا نہیں جان کا حکم ہے بائی۔ باقی وہ کل خود آئے گا بات کرنے۔!" ماہ ویر جانتا تھا بائی کو قابو کرنے کا طریقہ اسی لئے بنا غصہ کیے وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتا بائی کو سن سا کر گیا۔

دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں کو بھینچے بائی طیش کے عالم میں اس لڑکے کو گھور رہی تھی۔ جو اس کی سوچ سے بھی زیادہ تیز تھا۔

""اپنا خیال رکھنا جان میں جلد آؤں گا۔!" وہ ایک دم سے مڑا۔ صاحبہ کے چہرے کو تھامے کافی پیار بھرے انداز میں کہا۔ جس پر وہ سٹپٹا کر پیچھے ہٹی۔

لڑکیوں کی کھلکھلاہٹ ماہ ویر کی اس حرکت پر عروج پر ہوئی تھی۔

جسے سن کر بائی قہر برساتی نگاہوں سے مڑی اور سب کو کاٹ دار نگاہوں سے گھورا۔

جس پر وہ سبھی چپ ہو گئیں۔

ماہ ویر لاپرواہی سے چلتا اب باہر کو نکلا تھا۔

اور بائی کی نظریں اپنے وجود پر گھڑی محسوس کرتے صاحبہ بھی پہلوئں بچاتی پانے کمرے کی طرف بھاگی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بھابھی آپ اتنے چپ چپ کیوں ہیں۔؟ دیکھیں ری لیکس رہیں۔ کسی سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں آپ کو۔!"

یہ فیضان تھا جس نے مسکرا کر ریحان سے کچھ فاصلے پر بیٹھی عنایت کی اڑی رنگت دیکھ کر کہا۔

جو بس رونے کی تیاری پکڑے ہوئے تھی۔

"""بھابھی وائن لیں گی یا کچھ اور؟؟"""

وہ نہیں جانتا تھا کہ عنایت ان حرام مشروبات کو چھونا تو دور دیکھنا تک پسند نہیں کرتی تھی۔

"مجھے کچھ نہیں پینا۔ ریحان مجھے گھر چھوڑ آئیں پلیز۔!

"عنایت نے اب کی بار ریحان کو مخاطب کرتے بھیگے لہجے میں کہا۔

""بس چلتے ہیں واپس۔ میں آپ کے لیے کوئی جوس لاتا ہوں۔ ایسے جانا اچھا نہیں لگے گا۔!"

یہ ریحان تھا جو مسکرا کر اسے پر سکون رہنے کا کہہ ایک طرف گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس کے پیچھے ہی فیضان بھی جگہ سے اٹھا۔

""کیا تو اس بہن جی سے شادی کرے گا۔؟""فیضان نے کافی حیرت سے اسکی پشت کو گھورا۔

جو منہ دوسری جانب کیے جوس کے گلاس کو پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔

ریحان جواب دے۔!"فیضان نے غصے سے دانت پیستے ہوئے اس سے پوچھا۔

""جو ایک دم سے مڑا۔! شادی کون کرے گا اس سے۔بس کچھ بیوٹیفل میمریز بنانا تو بنتا ہے۔!"

کمینگی سے آنکھ ونک کیے کہتے اس نے دوسرے ہاتھ میں موجود شیشی اس گلاس میں انڈیلی۔

اس کا پلین سمجھ کر فیضان کا قہقہ بلند ہوا تھا۔

"بڑا کمینہ کے تُو۔!"فیضان نے ہنس کر کہا تو ریحان نے آنکھ ونک کی۔اور پھر اس گلاس کو اچھے سے ہلاتے وہ

عنایت کی سمت بڑھا۔

"گھر چلیں ۔ "

عنایت نے پھر سے وہی سوال کیا۔

"بس یہ جوس پی لیں پھر چلتے ہیں """""!

ریحان نے مسکرا کر نرمی سے کہا تو اگلے ہی لمحے عنایت نے جھپٹ کر وہ گلاس تھاما اور ایک ہی سانس میں اسے پی

گئی۔

ریحان نے سرشاری سے فیضان کو دیکھا اور دونوں پاکٹس میں ہاتھ ڈالے وہ فتح مندی سے مسکرایا۔

"اب چلیں۔!"گلاس میز پر رکھتے عنایت جھٹ سے اٹھی۔

تو ریحان نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔وہ جیسے ہی مڑا۔عنایت لڑکھڑائی۔

آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھاہ گیا۔

اس نے تیزی سے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھاما۔

اس سے پہلے کہ وہ گرتی ریحان نے اسے جلدی سے تھاما۔

""عنایت کیا ہوا۔؟""اس نے مسکراہٹ چھپا کر فکر مندی سے پوچھا۔

""پپ پتہ نن نہیں گھر لے چچچلو۔! "

وہ اس کا ہاتھ اپنی کمر پر محسوس کرتے اس سے دور ہونے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر ریحان نے اسے مضبوطی سے جکڑا ہوا تھا۔

"ہاں گھر ہی جا رہے ہیں۔!" شاطرانہ مسکراہٹ سے فیضان کو دیکھتا وہ عنایت کے لڑکھڑاتے وجود کو اپنی ساتھ لے جاتے سیڑھیاں عبور کرنے لگا۔

عنایت کا ذہن معاوف ہو رہا تھا۔اس میں مزاحمت کی طاقت باقی نہیں رہی تھی۔اسکے ہونٹ ہل رہے تھے مگر وہ کیا کہہ رہی تھی یہ سنائی نہیں دے رہا تھا۔

ریحان اپنی گندے عزائم کو پورا کرنے کے لئے اوپر بنے رومز کی طرف تیزی سے بڑھ رہا تھا۔

اب نا جانے کیا ہونے والا تھا۔

Episode 55 Part 2

دھول اڑاتی سڑک پر اس کی جِیپ آسمان سے باتیں کرتی نظر آ رہی تھی۔گیٹ پر کھڑے چوکیدار تیز ہارن کی آواز پر گڑبڑا اٹھے۔ہارن کی آواز ایسے تھی جیسے کسی نے اپنا ہاتھ ہارن پر رکھ کر ہٹانا بھول دیا ہو۔

کمشنر سہیل احمد آواز سن کر گھبرایے ہوئے سے باہر نکل آئے۔

دور سے ہی انہوں نے گیٹ کھلتا دیکھا تو دل انجانے خدشات سے دھڑکا۔مگر گیٹ سے اندر آتی جیپ کو پہنچانتے ہی انہوں نے شکر کا گہرہ سانس فضا کے سپرد کیا۔

اور رومال سے اپنے ماتھے پر چمکتے پسینے کی بوندیں صاف کی۔

جیپ ہوا سے باتیں کرتی چند ہی لمحوں میں ان کے سامنے رکی تھی۔

نیلی آنکھوں میں غضبناک سرخی دیکھ وہ گھبرائے ہوئے سے آگے بڑھے۔

اور فرنٹ سیٹ پر بے ہوش کیفیت میں پڑی اپنی بیٹی کو دیکھا۔

"انعم۔!انہوں نے فکر سے اس کا گال تھپکا۔

"مری نہیں ہے صرف بے ہوش کیا ہے۔!!" سرد وسپاٹ برفیلے لہجے میں کہتے اس نے سگریٹ لبوں کے بیچ دبایا۔

کمشنر نے تھوک نگلتے اپنی بیٹی کو جیپ سے اتارا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تمہارا بہت بہت شکریہ جان۔ اگر آج تم وقت پر میری مدد ناں کرتے تو نا جانے کیا ہو جاتا۔؟"

کمشنر نے تشکر آمیز لہجے میں کہا تھا۔

"زیادہ کچھ نہیں عزت نیلام ہو جاتی تمہاری، جو کہ تمہاری یہ ماڈرن بیٹی کر بھی رہی تھی۔!"

اس کا لہجہ اس قدر سفاک تھا کہ کمشنر نے شرم سے سر جھکا لیا۔

سر جھکانے کے بجائے بیٹی کے کان کے نیچے دو لگاؤ۔ راہ راست پر لاؤ اسے۔ عورت کی عزت اس کے گھر کی چار دیواری میں ہی محفوظ ہے۔ ماڈرن بننے کے چکر میں اپنے بچوں کو اپنے دین، اور اخلاقیات سے دور ناں کریں۔ کیونکہ ہمارا مذہب وہ واحد مذہب ہے جس نے عورت کو عزت دی ہے۔!"

وہ زیادہ بات کرنے کا عادی نہیں تھا۔ اب بھی اس نے گنے چنے الفاظ استعمال کرتے مختصر سے لہجے میں کمشنر کو سمجھایا۔

"تمہارے پیسے۔! وہ مڑا تو کمشنر نے اسے پیچھے سے پکارا۔

جسکی نظریں پورچ میں کھڑی ہیوی بائیک پر تھیں،

پیسے دینے دو۔ مجھے یہ بائیک چاہئے کہیں پہنچنا ہے جلدی ۔!"

اس کی نیلی آنکھوں میں وحشتوں کا جہاں آباد تھا۔ گھمبیر سرد لہجے میں کہتے وہ بائیک کی طرف بڑھا۔

کمشنر نے اپنے ملازم کو چابی لانے کا اشارہ کیا۔ جو بھاگ کر اندر گیا۔ اور چابی لاتے عالیحان کو پکڑائی۔

میرا آدمی آئے گا اسے جیپ دے دینا۔!"

ہیملنٹ پہنتے اس نے کمشنر سے کہا جس نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

ہیملنٹ کا شیشہ بند کرتے وہ اگلے ہی لمحے ہوا سے باتیں کرتی سپیڈ سے وہاں سے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

روم میں آتے ہی اس نے عنایت کو بیڈ پر بٹھایا۔ ایک طرفہ مسکراہٹ سے اسے دیکھتے وہ خود واشروم کی سمت بڑھا۔ جب اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔

ریحان نے غصے سے دانت پیستے دروازے کو کھا جانے والی نگاہوں سے گھورا۔

عنایت کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ جسے وہ سمجھ ناں پایا۔ ایک نظر اسے دیکھتے وہ دروازے کی سمت بڑھا۔

""یس کیا کام ہے؟"" سامنے کھڑے ویٹر کو سرد نظروں سے گھورتے وہ بد تمیزی سے بولا۔

"سر نیچے کوئی آپ کو بلا رہا ہے۔!" ویٹر نے گڑبڑا کر کہا اور تیزی سے وہاں سے بھاگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ریحان نے غصے سے پاگل ہوتے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لی۔

ضرور یہ فیضان ہی ہوگا۔!"سر جھٹک کر کہتا وہ باہر کی طرف نکلا۔روم کو باہر سے لاکڈ کرنا وہ نہیں بھولا تھا۔

""ہاں کیوں بلایا تونے۔؟"

وہ ایک طرف کھڑا تھا جب ریحان نے اسے تیزی سے بلایا۔

ڈرنک منہ کو لگاتے فیضان چونک کر مڑا۔"تجھے۔کس نے بلایا۔!"

آنکھیں چھوٹی کیے وہ حیرت سے بولا۔

""دماغ مت کھا صاف صاف بول کیا بات ہے کیوں بلایا ہے۔؟

"ابے میں کہہ رہا ہوں ناں کہ میں نے نہیں بلایا تجھے،""!

فیضان نے دوبدو جواب دیا وہ خود حیران تھا کہ ریحان نیچے کیوں آیا۔

ویٹر دور کھڑا اس منظر کو دیکھ گہرا مسکرایا۔

وعدے کے مطابق وہ زیادہ نہیں مگر تھوڑی دیر کے لئے ہی سہی اس لڑکے کو روم سے نکالنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

"تجھے تو میں بعد میں دیکھتا ہوں۔!"

غصے سے بڑبڑا کر کہتا وہ دوبارہ سے روم کی سمت بڑھا تھا۔

دروازہ کھولتے وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا۔روم کا حال دیکھ بے ساختہ ہی اس نے منہ پر ہاتھ رکھا،

"عنایتتتت یہ کیا کر رہی ہو تم؟""شاکڈ سی کیفیت میں بکھرے روم کو دیکھ وہ چلا اٹھا،

وہ جو گود بنائے بیٹھی، تکیے کو پھاڑنے میں مصروف تھی، جھولتے ہوئے سر پیچھے کو گھما کر ریحان کو دیکھا۔

"ارے تم۔یہاں آؤ۔دیکھو یہ سب سامان ہوا میں اڑ رہا ہے۔مم میں نے اس تکیے کو ہوڈشم کر کے پکڑا ہے۔اب یہ پھر سے بھاگ رہا ہے۔!"

اپنی سیاہ جھیل سی آنکھیں پھیلائے وہ ریحان کو صورتحال سے آگاہ کر رہی تھی۔

جس کا حال پہلے ہی برا ہو چکا تھا۔

میڈیسن کا اثر کیوں نہیں ہوا اس پر۔اب تک تو اسے بے ہوش ہو جانا چاہیے تھا۔!

شیو کھجاتے وہ بے زارگی سے خود سے مخاطب ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اسے پہچان پا رہی تھی اود عین ممکن تھا کہ وہ اسے کل بھی پہچان لیتی۔ ریحان ایسا کوئی بھی رزک نہیں لینے والا تھا۔

"دیکھو یہ تکیہ مجھے دو۔ میں اسے پکڑ لیتا ہوں۔!"

وہ جیسے ہی بیڈ کی طرف بڑھا۔ دھڑام کی زوردار آواز سے وہ اوندھے منہ فرش پر گرا تھا۔

اہہہ۔! بے ساختہ ہی اس کے منہ سے چیخ نکلی۔ جس پر عنایت لپک پر بیڈ کی پائنتی ہو تھامتے اسے نیچے جھک کر دیکھنے لگی۔

ہاہاہا۔ اور ریحان گر گیا۔ ہاہاہاہاہاہا۔!

وہ قہقہ لگاتی اس پر ہنستی چلی جا رہی تھی۔ جس نے سرخ چہرے سے فرش پر پھیلے پانی کو دیکھا۔ واشروم سے پانی کی آواز یہاں تک سنائی دے رہی تھی اور اب پانی سیدھا روم میں آرہا تھا۔ اسی وجہ سے وہ بیلنس کھوتے نیچے گرا تھا۔

ریحان نے خون آشام نگاہوں سے خود پر ہنستی عنایت کو دیکھا۔

اور طیش کے عالم میں اٹھا۔

عنایت اسے اپنی طرف آتا دیکھ سہم کر بیٹھی۔

مگر وہ ایک نہیں اسے چار چار دکھائی دے رہا تھا۔

عنایت نے بھیگے بال چہرے سے ہٹاتے آنکھیں دونوں ہاتھوں سے مسلی۔

اور اسکا بھیگا لباس دیکھ ریحان سمجھ چکا تھا کہ وہ پانی میں نہا آئی تھی اسی وجہ سے دوا کا ٹھیک سے اثر نہیں ہوا تھا۔

"ارے ریحان اتنے زیادہ کیسے ہوگئے۔ ہاہاہا۔ لگتا ہے اس پر کسی نے جادو کر دیا ہے اب یہ مجھے پکڑ کر مجھ پر بھی جادو کرے گا میں بھی چار چار ہو جاؤں گی۔ نہیں عنایت بھاگ جاو۔!"

وہ انگلی ہونٹوں پر رکھتی خود سے بڑبڑاتی کافی کیوٹ لگ رہی تھی۔

معصومیت سے کہتی وہ اچھل کر کھڑی ہوئی۔ اور اس سے پہلے کہ ریحان اسے پکڑتا وہ تیزی سے نیچے اتری تھی،

"تم جادو کرنا چاہتے ہو مجھ پر بھی۔ گندے انسان۔!"

کمر پر ہاتھ ٹکائے وہ کافی غصے سے بولی تھی، مگر اگلے ہی پل وہ لڑکھڑا کر گری تھی،

""بہت ہو گیا تیرا تماشہ۔!" ریحان غصے سے کھولتا اس کے سر پر آن پہنچا۔

اور طیش کے عالم میں اس کی بازو جکڑتے وہ اسکے چہرے پر غرایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""اہہہ چھوڑو بد تمیز مجھے درد ہو رہا ہے۔!"

اس کے ہاتھ پر ناخن مارتی عنایت غصے سے چلائی تھی۔

وہی درد برداشت ناں کر پاتے ریحان نے اسے گھسیٹ کر بیڈ پر دھکہ دیا۔

اور چیختے ہوئے اپنے زخمی ہوئے ہاتھ کی پشت کو دیکھا۔

""مجھے مارے گی تو۔اب دیکھ میں کیا کرتا ہوں تیرے ساتھ ۔!"

شیطانیت سے دہاڑتے وہ آگے بڑھا اور سر سے ڈھلکتے بے ترتیب ہوئے اس کے دوپٹے کو کھینچ کر بے دردی سے دور پھینکا۔

""چھوڑو میرا ہاتھ۔تم برے ہو۔پاپا۔!""ریحان نے جیسے ہی اس کے بازو کو جکڑا۔وہ بری طرح سے اسکی گرفت میں مچلنے لگی،

ریحان کے لئے اسے ہوش میں قابو کرنا کافی مشکل تھا مگر ناممکن نہیں۔

"اتنا حسن لے کر کہاں جاؤ گی اس عمر میں۔تھوڑی تعریف تو وصول لو مجھ سے۔ہاہاہاہا"!

وہ شیطانیت سے اس کے نازک وجود پر نگاہیں گھاڑے کہتا پر زور قہقہ لگاتے عنایت کی تھوڑی کو انگلیوں میں دبوچ گیا۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی گستاخی کرتا روم کا بند دروازہ ٹھاہ کی زوردار آواز سے پوری قوت سے کھلا تھا۔

ریحان نے غصے سے مڑتے پیچھے دیکھا۔مگر پیچھے کھڑے شخص کو دیکھ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

""عنایت دھندلاتی نگاہوں سے پیچھے دیکھ ایک دم سے اٹھی بھاگی تھی۔ریحان بے بسی سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔

جب وہ بھاگ کر سامنے موجود ستمگر سے سینے سے لگی۔

""ععع عالیحان۔!"اپنے سینے سے لگی اس نازک لڑکی کی دھیمی آواز پر عالیحان نے طیش کے عالم میں مٹھیاں بھینچے سامنے موجود ریحان کو سپاٹ چہرے سے دیکھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

تاریکی میں گھری اس عالیشان عمارت کو دیکھ کر انہوں نے سرد سانس فضا کی سپرد کی۔

بہت ہمت کر کے وہ یہاں تک آئے تھے۔اور اب وہ کسی بھی قیمت پر پارس سے بات کیے بنا واپس نہیں جانا چاہتے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گیٹ سے اندر ابھی ایک ہی قدم بڑھایا تھا۔جب اندر سے آتی کسی انسان کے چیخنے کی آواز نے انکے رونگٹھے کھڑے کر دیا۔

وہ گہری سانس فضا کے سپرد کرتے کڑے دل سے آگے بڑھتے گئے،جب اچانک گولیوں کی پونچھاڑ اور اندر سے آتی کئی لوگوں کی چیخ و پکار نے ان کا ضمیر جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔

خود کو مضبوط بناتے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے بیرونی گیٹ عبور کرتے اس محل نما گھر میں داخل ہوئے۔

دروازہ چڑڑڑ کی آواز سے کھلا۔جس نے فضا میں پھیلی خوف ناک خاموشی کو توڑا تھا،

ایک پل کو وہ گھبرا کر آگے پیچھے دیکھنے لگے،

مگر پھر تھوک نگلتے وہ آگے بڑھے،راکنگ چیئر پر کسی کے جھولنے کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔

"""بارس۔!"انہوں نے ہمت کرتے اسے پکارا،ہر طرف پھیلی تاریکی میں اسے ڈھونڈ پانا ان کے انتہائی مشکل تھا،

مگر اس ہال نما بڑے سے علاقے میں جہاں ایک طرف سے آتی کرسی کی آواز پر وہ چونکے۔

ببارس۔!"اس اندھیرے میں مجتبیٰ حسین کا سن گھٹ رہا تھا مگر وہ پھر بھی اندازے سے آگے بڑھتے جا رہے تھے ۔ابھی وہ چند ہی قدم آگے بڑھے تھے۔کہ اچانک کسی بھاری چیز سے ٹکرانے کے سبب وہ بیلنس کھوتے دھڑام سے نیچے گرے،بے ساختہ ہی ان کے منہ سے چیخ نکلی۔زمین پر ہتھیلیاں ٹکائے وہ جیسے ہی اٹھنے لگے،کھڑکی سے چھن سے ٹکراتی چاند کی روشنی،ان کے اوپر گری،جس کے سبب ان کی نظر خون سے لت پت وجود پر پڑی،جس کی آنکھوں کے پپوٹے باہر کو ابلے ہوئے تھے۔

"اہہہہ۔"

یہ منظر اس قدر وخشت ناک تھا کہ بے ساختہ ہی وہ پنجوں کے بل رینگ کر پیچھے ہوئے۔دہشت ناک نگاہوں سے پسینے سے شرابور وجود سمیت اس منظر کو دیکھتے وہ پیچھے کو بھاگنے لگے۔

اچانک وہ خوف سے گہرے سانس بھرتے مڑے،وہیل چیئر کی آواز ان کے پیچھے ہی چند ہی قدموں سے آ رہی تھی۔

ببارس۔! "

وہ گھوم کر مڑے،اور اندازے سے ہی اسکے پاس پہنچے۔وہ پیچھے سے وہیل چیئر کو تھامے وہ ایک دم سے اٹھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بارس۔!"

وہ پھر سے اسے پکارنے لگے جانتے تھے وہ ان سے خفا۔ تھا شدید خفا۔

"ڈیول کہیں۔ یہاں وہ شخص موجود نہیں جس کے دل میں کسی کے لیے کوئی جذبہ ہو۔ یہاں صرف ایک وحشی بستا ہے۔ اندازہ تو ہونا چاہیے آپ کو۔!"

سرد بے تاثر لہجے میں کہتے وہ انہیں گہری سانس بھرنے پر مجبور کر گیا۔

"بارس میں نے تمہارے لئے یہ سب کچھ کیا۔ تمہارا اس لڑکی کے ساتھ رہنا ٹھیک نہیں تھا۔!"

ان کے لہجے میں بے بسی تھی۔ فکر محبت ۔!"

"آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میرا اسکے ساتھ رہنا ٹھیک نہیں۔"""!

اس کے لہجے میں شدت تھی۔ بھوری آنکھوں میں وحشت سی اُمڈی تھی۔

رومز کی لائٹ ایک دم سے آن ہوئی۔ تو مجتبیٰ حسین نے گھبرا کر اس ہال کو دیکھا۔

جہاں لاشوں کے ڈھیر پڑا تھا۔

"تم بھول جاؤ اسے"

"بھلا کوئی سانسوں کو بھول سکتا ہے۔!

اسکے لہجے میں جنون برپا تھا۔ عشق سے لبریز لہجہ۔ جیسے اس کے جانے سے وہ تکلیف میں ہو۔

"میں اس سے اچھی لڑکی ڈھونڈوں گا تمہارے لیے۔"

"وہ حور تو نہیں ہو سکتی۔ میری حورین۔!"

اسکا لہجہ بے لچک۔ ضد سے بھرپور تھا۔

"وہ ریپ وکٹم ہے بارس ۔ "

"مجھے فرق نہیں پڑتا۔! "

اس نے لاپرواہ انداز میں کہا۔

وہ اپاہچ ہے تمہارے ساتھ زندگی کا سفر طے نہیں کر سکتی۔"""

مجتبیٰ حسین نے اسے آگاہ کرنا چاہا جیسے یہ حور کا سب سے بڑا گناہ ہو۔ جس سے وہ ڈیول انجان تھا۔ ض

"وہ میری ہے مجتبیٰ حسین۔ میں اس کے پاؤں بن کر اس کے ساتھ ساری عمر گزار سکتا ہوں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تم کون ہوتے ہو اس کا کریکٹر جج کرنے والے ۔""

غصے سے گرجتا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ایسے جیسے حورین شاہ کے کردار پر اٹھا اس کے باپ کا سوال اسے سخت ناگوار گزرا ہو۔

"تتم پاگل ہو چکے ہو۔! وہ سر نفی میں ہلاتے بڑبڑائے۔

"ہاں میں پاگل ہو چکا ہوں۔ حور کے عشق میں پاگل۔ جنون کی حد تک پاگل۔اور اگر وہ اس بیسٹ کو ناں ملی۔ تو یہ بیسٹ اس دنیا کو آگ لگا دے گا۔!

اس نے غرا کر غضب ناک انداز میں کہا تھا۔

مجتبیٰ حسین لاجواب سے گنگ حالت میں اسے دیکھتے رہ گئے۔

وہ شاید نہیں وہ یقیناً بدل چکا تھا۔اور اسے بدلنے والا کوئی اور نہیں وہ معصوم شہزادی تھی۔ جس کا عشق جنون بن کر اس کی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""تتت تم کلک کیا لینے آئے ہو یہاں۔ نکلو یہاں سے ابھی کے ابھی۔!"" انگلی کے اشارے اسنے عالیحان کی قہر برساتی نگاہوں سے خائف ہوتے اسے وہاں سے جانے کا حکم دیا۔

مگر وہ بے تاثر چہرے سے کھڑا ایک ٹک اسے گھور رہا تھا۔

میں نے کہا نکل یہاں سے۔!" ریحان دندناتا ہوا اسکے قریب ہوا۔

اور یہی اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ وہ جیسے ہی اس کی طرف بڑھا۔

عالیحان نے بھاری بوٹ سے اس کے پیٹ پر وار کیا۔

وار اتنا سخت نہیں تھا مگر ریحان جیسے لڑکے کے لئے یہ وار کافی گھائل کرتا تھا۔وہ اوندھے منہ زمین پر گرا بلبلانے لگا۔

اہہہہ۔ درد کی شدّت سے تڑپتا وہ کمر پر ہوتی جلن کے سبب زمین پر کمر رگڑنے لگا۔

عععع عالیحان۔ اسکی آواز اس قدر مدہم تھی کہ مقابل نے جھکتے اسکی قریب ہوتے اسے سننا چاہا۔

جس کے ہونٹ عالیحان شاہ کے سینے سے مس ہو رہے تھے ایک ہاتھ اس کے کندھے پر تھا اور آنکھیں۔ جھیل سی گہری آنکھیں اپنے قریب جھکے عالیحان شاہ پر ٹکی ہوئی تھی۔

"ہممم۔!" اسنے انتہائی سرد پن سے ہنکارہ بھرا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""ممیں نے اسے بتایا تھا کہ اس سے بھی بیڈ بوائے ہو تم۔اور تم اسے بہت پنش کرو گے۔!"

نشے سے چور گہری آنکھیں مٹکا کر وہ سراسر غلط بیانی سے کام لینے لگی۔

عالیجان کی نیلی آنکھیں خود کو بیڈ بوائے کہنے پر مزید گہری ہوئی تھیں۔

اسنے دھیمے سے عنایت کے لڑکھڑاتے وجود کو سنبھالتے اسے سینے سے لگایا۔

""عع عالیجان۔!"اب کی بار وہ آنکھیں میچے بولی تو بے اختیار اس کا دل مچلا تھا۔اسنے سپاٹ نگاہ اپنے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے ریحان پر ڈالی۔

"ہممممم۔"اسنے پھر سے ہنکارہ بھرا۔

"اس نے مجھے بیڈ ٹچ بھی کیا۔!"وہ بچوں کی طرح معصومیت سے اپنے ہی ستمگر سے ریحان کی شکایت لگانے لگی۔

جس کی آنکھوں میں خون اترا تھا۔اگلے ہی لمحے فضا میں ٹھاہ کی زوردار آواز کے بعد سناٹا چھا گیا۔

"کسی کی اتنی جرات کہ وہ میری اینجل کو ڈرائے یا اسے ٹچ کرے۔!اسنے جھکتے اسے کمر سے تھامے اسکا نازک وجود اپنے قریب کیا۔

"تمہیں میں نے اپنے ڈرانے کیلئے رکھا ہے۔لٹل اینجل۔یور آر اونلی مائن ہنٹ۔!

جنون سے لبریز لہجے میں کہتے اس نے شدت سے اسے خود میں بھینچتے جیسے اسے باور کروایا تھا۔

"ریحان کے دائیں اور بائیں ہاتھ کے بیچ گولی کا نشان تھا۔خون اسکے دونوں ہاتھوں سے بہتا اب عالیجان شاہ کے قدموں تک جا رہا تھا۔

""تت تم نے اسے مار دیا۔!"

وہ اب سر پیچھے کرتی ریحان کے بے ہوش وجود کو دیکھ کر وہ آنکھیں پٹپٹا کر اسے دیکھ کر بڑی دیدہ دلیری سے پوچھ رہی تھی۔

عالیجان نے بنا جواب دیے گن کو بیک پر لگایا۔اور عنایت کو نرمی سے بانہوں میں بھرتے وہ روم سے باہر نکلا۔

"روم صاف کر دو۔اور ہاں یہ مرنا نہیں چاہیے۔اسے ہاسپٹل پہنچا دو۔تاکہ آئندہ اگر یہ کسی لڑکی کو چھونے کا سوچے تو اس کی روح اور جسم میں اترتا پہلا نام عالیجان شاہ کا ہو۔!"

اسنے باہر کھڑے ویٹر سے کہا۔جس نے سر اثبات میں ہلایا۔اور پھر آنکھیں پھیلائے دور تک جان کی پشت کو دیکھا۔اور سر جھٹکتے زمین پر بے ہوش پڑے ریحان کو دیکھ سر تاسف سے جھٹکا۔

Episode 56

گھر سے نکلے اسے ایک گھنٹہ ہو چکا تھا۔ سڑکوں پر مارا مارا پھرتا وہ آس پاس کی ہر جگہ ہر پارک، اور ہوٹل دیکھ چکا تھا مگر عمایہ اسے کہی بھی نہیں ملی تھی۔

اب بھی وہ گاڑی میں بیٹھا۔ افسردگی سے سر سیٹ کی بیک سے ٹکائے بیٹھا تھا مگر اسکا ذہن عمایہ کی طرف اٹکا ہوا تھا آنکھوں کے سامنے اس کا خوف زدہ چہرہ بار بار لہرا کر اسے شرمندہ کر رہا تھا۔

اب بھی وہ کافی ڈسٹرب سا اپنا ہاتھ پوری قوت سے سٹرئینگ پر مارتے دھاڑا تھا۔ شاید اس طریقے سے ہی اسکے اندر بھرا فرسٹریشن کم ہو پاتا۔

معا اس کا فون رِنگ ہوا۔ مگر اسے ہوش کہاں تھا۔ فون خود ہی بند ہو گیا۔

"میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا میں ہمت نہیں ہار سکتا۔!

اس نے جیسے خود کو باور کروایا تھا۔ اور پھر گردن کو دائیں بائیں خم دیے وہ ایک دم سے سیدھا ہوتے بیٹھا گاڑی دوبارہ سے سٹارٹ کر دی۔

انزک الگ پریشان تھا۔ مگر عائش باپ کو ناامید نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لئے اس کی فون کال کو بھی اگنور کر رہا تھا۔

اس کا اپنا ہوٹل گھر سے قدرے مصافت پر تھا۔

اسی لئے اب اس نے ذہن کو حاضر رکھ کر عمایہ کے دماغ سے سوچنا شروع کیا۔

اور اسے پہلی جگہ وہ ہوٹل ہی لگا تھا جہاں وہ پہلے بھی چھپ چکی تھی۔

گاڑی اب تیزی سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ اسکی ہیزل براؤن آنکھوں میں سنجیدگی تھی، اور شاید یہ سنجیدگی اسکی ذات میں شادی کے بعد ہی آئی تھی۔

ہوٹل کے قریب جاتے اسنے سپیڈ جان بوجھ کر کم کر دی۔ اور آہستگی سے ڈرائیونگ کرتے گاڑی اپنی مخصوص جگہ پر کھڑی کی۔

ہوٹل میں آج معمول کے مطابق رش تھا، گاڑی سے نکلتے عائش نے چابی اور موبائل فون پینٹ کی پاکٹس میں ڈالا

۔

اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ اندرونی جانب بڑھا۔

"گڈ ایوننگ سر۔!" مینیجر اس کی اچانک آمد پر مسکرا کر گویا ہوا۔

وہ جو کھوجتی نگاہوں سے آگے پیچھے دیکھ رہا تھا۔ مینیجر کی آواز پر چونک کر اسے دیکھا اور سر اثبات میں ہلایا۔۔

""سی سی ٹی وی فوٹیج نکالو آج کی۔ مجھے دیکھنی ہے۔ چار بجے سے لے کر اب تک کی کوئیک ۔!"

اس نے تحکم بھرے انداز میں کہا۔اور خود گھوم کر ویٹنگ آئیریا دیکھنے لگا۔

سر میں شدید درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھی۔ مینیجر نے اس کے زخمی ہاتھ کو حیرت سے دیکھا اور کاندھے اچکاتے وہ سر اثبات میں ہلاتے روم کی طرف بڑھ گیا۔

"آس پاس سے گزرتے لوگ تعجب سے اسے دیکھ رہے تھے۔

جو بنا کسی کی پرواہ کیے اب ایک ایک روم چیک کر رہا تھا۔

""ایک کام کرو۔چیک کرو آج کون کون سا روم خالی ہے۔۔!"ماتھا مسلتے وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا وہاں بیٹھی لڑکی کو حکم دیا۔

فوٹیج چیک کرتے اسے کافی وقت لگ سکتا تھا اور وقت ہی تو نہیں تھا اس کے پاس۔!"

""یس سر۔!اس لڑکی نے تیزی سے کمپیوٹر آن کیا۔

"سر ایک روم کو چھوڑ کر باقی سب کی بکنگ ہو چکی ہے۔!"

""روم نمبر؟ """عائش نے تیزی سے آنکھیں پھیلائے پوچھا۔ " 109"اس لڑکی نے اسے روم نمبر بتایا تو وہ بھاگنے کے انداز میں وہاں سے آگے بڑھا۔

"سر فوٹیج۔! مینیجر اسکی پشت کو دیکھتا آوزیں دیتا رہ گیا۔جو عائش کے کانوں میں شائد ہی پہنچی تھی۔

لفٹ کی مدد سے وہ سیکنڈ فلور پر گیا۔اور اب لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہ اس روم کی سمت بڑھا۔

دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوا۔ مگر حیرت کی بات تھی۔روم مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

عائش تیزی سے سوئچ بورڈز کی طرف بڑھا مگر لائٹس آن تھی۔ مگر روم کی روشنی بلکل بند تھی، شاید خراب ہو چکی ہے۔!"وہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھا۔

""عمایہ۔!"تاریکی میں چھائی اس گہری خاموشی میں اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ قریب تر ہو۔

دھیمے قدموں سے وہ آگے بڑھا۔موبائل فون نکالتے اس نے لائٹس آن کی۔ مگر پورا روم چیک کرنے کے باوجود بھی وہاں کوئی نہیں تھا۔

یہ ایک آخری امید تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اگر وہ اس ہوٹل میں ہوئی تو وہ وہیں چھپی ہو گی جہاں کسی دوسرے کی نظر اس تک ناں پہنچے ۔

گہری سانس فضا کے سپرد کرتے وہ پلٹا۔ مگر دروازے کے قریب پہنچتے ہی وہ کسی احساس کے تحت پلٹا۔

آنکھیں پھیلائے اس نے ڈریسنگ روم کے بند دروازے کو دیکھا۔

یہ تو کھلا رہتا ہے۔ پھر بند کیوں ہے ؟ "ماتھے پر بل ڈالے وہ خود سے بڑبڑاتا واپس مڑا۔

""اب کی بار عائش تیزی سے دروازے تک پہنچا اور زور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔

""عمایہ کیا تم ہو؟؟ عمایہ میں ہوں عائش۔! اگر تم اندر ہو تو۔" !

اسکی بات اُدھوری رہ گئی۔اس کے سمجھنے سے پہلے ہی دروازہ کھلا اور کوئی بھاگ کر اسکے سینے کا حصّہ بنا۔

""عائش ہکا بکا سا کھڑا تھا۔آنکھیں جھپکتے کسی کی سسکیوں کی آواز اسے ہوش کی دنیا میں لائی۔

""ععع عمایہ۔!" بایاں ہاتھ اسکی پشت پر پھیلائے وہ اس خوشبو اس احساس کو محسوس کرتے دھیمی آواز میں بولا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"تتم۔مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ عع عالیجان۔!" پوری قوت سے آنکھیں کھولتے وہ اس کے چہرے کو گھور کر دیکھتی پوچھنے لگی،

جوبنا اس کی کسی بھی بات کا جواب دیے اسے اٹھائے باہر نکلا۔

ایک سرسری نگاہ ارد گرد دوڑائی۔وہ جلدی پہنچنے کے لیے بائیک لے کر آ تو گیا تھا مگر اب اپنی چوائس پر تاسف ہو رہا تھا۔

کیونکہ جو حالت عنایت نے بنا رکھی تھی ایسے میں بائیک پر اسے لے جانا یقیناً نا ممکن ہی تھا۔

مگر پھر بھی فل حال کے لیے اس کے پاس یہی آپشن تھا۔

اوہہہ تمہاری جیپ کہاں گئی؟؟"""وہ بائیک کے قریب پہنچا۔اسے نرمی سے نیچے اتارا۔جو گھور کر اس بائیک کو دیکھتے سوال داغ گئی۔

عالیجان نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے یوں گھورا جیسے اس کا بولنا اسے سخت برا لگا ہو۔

""چپ کر کے بیٹھنا اب اگر تمہاری آواز آئی تو اچھا نہیں ہو گا۔" !

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

نیلی آنکھوں میں سرد مہری سمیٹے وہ سنجیدگی سے بولا۔

عنایت نے سر زور شور سے ہاں میں ہلایا۔

"مگر میں بیٹھوں گی کیسے """""!

اس کی زبان میں پھر سے گدگدی ہوئی۔وہ جیسے ہی بولی عالیحان نے غصے سے اسے گھورا،

"اششششش چپ!"""جس پر وہ جھٹ سے انگلی ہونٹوں پر رکھتے خود کو ہی خاموش کروادیا۔

"""عالیحان نے ضبط سے جبڑے بھینچے اور ہیلمنٹ پہنتے وہ بائیک پر بیٹھا، بیٹھو۔!"

اسنے گردن موڑے اسے گھمبیر آواز میں کہا۔جو سر ہلاتے بیٹھی مگر گھومتے دماغ سے بائیک کو دیکھ رہی تھی۔

"پر کون سی والی پر بیٹھوں۔؟"عنایت نے ہونٹ پھیلائے ان بائیکس کو دیکھا جو اسے ایک نہیں چار چار دکھ رہی تھی۔

عالیحان نے سرد سانس بھری اور اسکے بازو سے پکڑ کر کھینچا۔

بیٹھو اب!"اس کے لہجے میں اکتاہٹ تھی، جسے فل حال عنایت سمجھ نہیں سکتی تھی۔

جبھی وہ آنکھیں جھپک کر اسکی جیکٹ کو پیچھے سے پکڑتے وہ سہارے سے بائیک پر چڑھی،اور پھر دونوں ہاتھ اس کے پیٹ سے آگے لے جاتے باندھے وہ سر اسکی پشت سے ٹکا گئی۔

بے اختیار عالیحان کا دل بے چین ہوا۔اسکی نیلی آنکھوں میں حرارت ابھری تھی،عنابی ہونٹ خود بخود ڈھیلے پڑے۔

نظریں جھکائے اس نے اپنے پیٹ کے گرد بندھے ان سفید ہاتھوں کو دیکھا۔اور پھر بائیک سٹارٹ کردی۔

جو ہواؤں سے باتیں کرتی آگے بڑھتی جارہی تھی۔

"شُوووو۔!!"""عنایت بلند آواز میں چلارہی تھی۔ہوا میں گھلتی بائیک کی تیز آواز کے ساتھ ساتھ عنایت کاظمی کی آواز بھی گھل رہی تھی۔

"ععع عالیحان تم نے منہ کیوں موڑ لیا مجھے بات کرنی تھی تم سے۔! "

وہ بائیک سے اٹھی اب اس کی گردن میں دونوں ہاتھ ڈالے اس کے کان میں چلائی۔

"""عنایت سٹ ڈاؤن۔!"عالیحان نے سپیڈ ایک دم سے کم کرتے اسے غصے سے حکم دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""تو مجھے بات کرنی ہے تم سے۔! وہ اپنی ضد پر اڑی تھی،اور اس کا یوں ضد کرنا عالیجان کو سخت ناگوار گزر رہا تھا
۔

"ضد مت کرو عنایت۔ میں ڈرائیو کر رہا ہوں ابھی ۔!

وہ رخ موڑے چلایا تھا۔ عجیب جھنجھلاہٹ تھی وہ اسے بچانے گیا تھا جو الٹا اسی کے گلے کا وبال بن چکی تھی۔

""نو نو نو مجھے ابھی بات کرنی ہے ۔!"

وہ پیچھے بیٹھنے کی بجائے چلائی تھی۔ جس پر عالیجان کو بائیک ایک کونے پر روکنا پڑی۔

"" ہممم بائیک کیوں روکی۔!"ناک پھولائے وہ غصے سے بولی تو عالیجان نے جھنجھلا کر اپنا بھاری ہاتھ پیچھے کیا اور اسے کھینچ کر حصار میں لیتے وہ اسے بانہوں میں اٹھاتا ایک دم سے اپنے سامنے بیٹھا گیا۔

""بولو اب کیا بات ہے۔؟"عالیجان نے غرا کر کہا۔ مگر مقابل پر اثر ہی کہاں ہو رہا تھا۔

""یہ باکس اتارو گے سر سے تو ہی ٹھیک سے بات ہو گی۔!"

عنایت نے ہیلمنٹ پر انگلی مارتے کہا۔ جس پر عالیجان نے غصے سے ،ہیلمنٹ اتارتے دور پھینک دیا۔

"اس عمر میں تمہیں ایسی بچگانہ حرکتیں سوٹ نہیں کرتی مسز شاہ۔! "

عنایت کا ہاتھ اپنے کندھے پر بکھرے بالوں میں محسوس کرتے ہی اسنے جھٹ سے اس کی کلائی دبوچتے ذرا سا جھکتے گہرے لہجے میں کہا۔

جس کی سیاہ جھیل سی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔

"میں اتنی بھی بڑی نہیں ہوئی ہوں۔ تم بار بار مجھے عمر کا طعنہ کیوں دیتے ہو۔! "

سیاہ جھیل سی آنکھوں میں ناراضگی سمیٹے شکوہ کناں انداز میں پوچھتی عالیجان شاہ کا فشار خون بڑھا گئی۔

اس کی نیلی آنکھوں میں بے پناہ جنون سمٹا۔

"کہا تو ہے تمہیں میں نے اپنے لیے رکھا ہے۔ تم سر تا پیر عالیجان شاہ کی ہو۔ پھر میں چاہے جو مرضی کہوں۔ کوئی مجھے روک نہیں سکتا تم بھی نہیں۔!"

عالیجان نگ گھمبیر تا سے کہتے اس کی نازک تھوڑی کو دو انگلیوں میں لیتے پر اسراریت سے کہا۔

عنایت آنکھیں پھیلائے اس سن رہی تھی۔ جیسے اس کا ایک ایک لفظ اسے سمجھ آ رہا ہو۔

"تو۔ پھر تو میں بھی تمہارے بال چھو سکتی ہوں۔ اور یہ لمبی لمبی داڑھی بھی۔ بلکل بھی اچھی نہیں لگتی یہ۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

چھوٹی سی ناک سکوڑ کر کہتی وہ سر اس کے سینے سے ٹکا گئی۔

""یو آر آ بیڈ بوائے۔ تم ہمیشہ اینجل کو ہرٹ کرتے ہو۔ مجھے رلاتے بھی ہو۔ غنڈے کہی کے۔""

اس ستمگر کے سینے سے سر ٹکائے وہ اپنے نازک ہاتھ کا مکہ اس کے سینے پر جھڑتے خفگی سے گویا ہوئی۔

گہری تاریک رات میں وہ دونوں سنسان سڑک پر ہیوی بائیک پر موجود تھے۔ جہاں ایک کے دل میں صرف نرمی معصومیت تھی تو وہیں دوسرے کے دل میں صرف اور صرف سختی تھی۔

""تو دور رہنا سیکھو لٹل اینجل۔ میرا قرب میری نفرت سے بھی زیادہ جان لیوا ہے۔!"

""تم بہت بد تمیز ہو۔ بڑوں سے بات کرنا بھی نہیں آتا۔""!

گردن اٹھائے وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھتے بولی۔

تو اس کے یوں خود کو بڑا کہنے پر عالیحان نے تنفر سے سر جھٹکا۔

"تم بات کرنا چاہتی تھی بولو کیا بات ہے؟؟""

اس نے جان بوجھ کر اسکی بات کا جواب نہیں دیا۔

کیونکہ جواب یقیناً اسے سمجھ ناں آتا۔

""تمہارا پرفیوم ۔!"

وہ پھر سے اس کے سینے سے سر ٹکائے بولی۔ تو عالیحان کی آنکھوں میں عجیب سی حیرت سمٹی،

"مجھے یہ پرفیوم بہت پسند ہے۔ کون سی کمپنی کا ہے نام بتاؤ ۔! "

عالیحان جانتا تھا کہ اس وقت وہ اپنے ہوش میں نہیں اور جب وہ ہوش میں آئے گی تو یقیناً اپنی حرکتیں یاد کر کے دوبارہ بے ہوش ہو جائے گی۔

"" تمہیں کیا کرنا ہے نام جان کر۔!"

اب اس نے بائیک دوبارہ سٹارٹ کر دی۔ کیونکہ سنسان سڑک پر اس کا یوں اکیلے رہنا یقیناً خطرناک ہی تھا۔

""مجھے اپنے لئے خریدنی ہے ۔"

ضرورت نہیں۔ خبردار جو کوئی پرفیوم خریدی یا لگائی بھی۔!"

اب کی بار وہ پوری حسیات سمیت اس کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔ لہجے میں اس قدر شدت تھی کہ عنایت نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔

"تو تم اپنی والی دے دینا۔ ویسے بھی مجھے خریداری نہیں آتی۔!"

وہ اس کی بات کا مفہوم اپنے مطابق نکال اسے ساتھ ہی مشورے سے نواز گئی۔

""جس نے کاٹ دار نگاہوں سے اسے گھورتے سامنے دیکھا۔

سیدھی بیٹھو گر جائیں گے ہم۔!" گردن نفی میں ہلاتے وہ دل ہی دل میں اسے بے وقوف کے لقب سے نوازتا سامنے دیکھنے لگا۔

""تم بلکل بھی اچھے نہیں ہو مونسٹر کہی کے۔ گردن مت ہلایا کرو، میں گلا دبادوں گی تمہارا۔!"

اس کی بڑبڑاہٹ اس قدر بلند تھی کہ عالیحان نے گردن موڑ کر اپنے اطراف میں دیکھا مگر صد شکر تھا کہ راستہ تاریک ہونے کے ساتھ ساتھ خالی بھی تھا۔

ورنہ دنیا بھر میں جان غنڈے کے نام سے جانے جانے والا وہ اینگری مین سب کے لئے ہنسی کی وجہ ضرور بن جاتا۔!"

"گلا دبانے کے لیے گٹس چاہیے۔ جو مجھ میں ہیں دبا کر دکھاؤں۔!"

پراسراریت سے اس کے کان میں گھمبیرتا سے کہتے اس نے اگلے ہی لمحے بائیک کی ریس بڑھادی۔

جس کے ساتھ ہی بائیک ہوا سے باتیں کرنے لگی۔

""اہھھہ۔ روکو روکو روکو۔ پلیز پلیز۔ عالیحان۔ میں مر جاؤں گی۔!""

وہ چیونگم کی طرح اس کے گردن سے چمٹی اسکے کان میں چیخ چلا رہی تھی۔

حقیقتاً ضبط آزمانا کسے کہتے ہیں یہ عالیحان شاہ کو آج پتہ چلا تھا۔

"منہ بند کرو عنایت۔ اچھے سے جانتا ہوں میں تم بدلہ لے رہی ہو مجھ سے۔ مجھے تنگ کر کے۔ ہنی بہت مہنگا پڑے گا یہ سب تمہیں۔!

عالیحان نے گہرے سپاٹ لہجے میں اسے وارن کرتے اپنا ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد پھیلایا اور سپیڈ اور بھی بڑھا دی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

لیٹی رہو یہیں۔ صبح چلی جانا واپس۔!" وہ ایک دم سے اٹھی جب بہرام نے اسے پیچھے سے کھینچ کر اپنے پاس گرایا۔

"جانا تو پڑے گا۔ پھر ابھی جانا ہو یا پھر صبح۔!"

مسکرا کر اسکے سینے پر لکیریں کھینچتی جویریہ پھر سے اٹھی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اب کی بار بہرام نے اسے روکا نہیں تھا بلکہ وہ ہاتھ گردن اور سر کے درمیان ٹکائے اسے دیکھنے لگا۔

جو اپنا موبائل فون پرس سے نکال کر چیک کر رہی تھی۔

""ویسے مجھے لگا تھا کہ تم اس عنایہ کے پیچھے پاگل ہو۔ مگر میں غلط تھی تم تو ہر لڑکی کے پیچھے ہی پاگل ہو۔!"

دلکشی سے مسکرا کر اپنے بال جھٹکتے وہ دوبارہ سے بیڈ پر گئی اس کے قریب بیٹھی۔

اسکی بات پر بہرام کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔

لڑکیاں میری کمزوری ہیں سویٹ ہارٹ۔ مگر عنایہ میرا پاگل پن ۔ "

پراسراریت سے مسکرا کر کہتے اسنے آنکھیں موندلیں۔

کتنا وقت لگے گا ہمیں۔؟ کب ہونگے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ؟ """

اسکے سینے پر سر ٹکائے جویریہ نے منہ پھلائے پوچھا۔

"صبر کرو ڈارلنگ صبر کا پھل بہت میٹھا ہوتا ہے۔ ہمارا ایک بھی غلط قدم ہمیں وہیں لا کھڑا کرے گا جہاں سے ہم نے شروعات کی تھی۔

تمہیں اس ابیر کی اکڑ توڑنی ہے اور مجھے عنایہ چاہیے۔ جہاں اتنا صبر کیا ہے کچھ دن اور سہی۔!"

اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے بہرام نے اسے ری لیکس رہنے کا حکم دیا۔

ہمممم۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو صبر ہی بیسٹ آپشن ہے۔!"

تمہارے لئے ایک کام ہے۔!"

بہرام کی آواز پر اس نے چونک کر سر اٹھائے اسے دیکھا۔

"صبح ہاسپیٹل جانا مسٹر ابیر علوی سے ملاقات کرنے کے لیے۔ باقی میں دیکھ لوں گا۔!

پرسوچ سے انداز میں کہتے اسنے تخیل میں دکھتے عنایہ کے عکس کو دیکھ مسکراہٹ اچھالی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بھابھی جی۔ بات سنیئے گا ذرا۔!" وہ کونے میں کھڑی شادی کی ڈیٹ فکس ہونے کی بات سننے کے بعد سے ہی کافی ڈسٹرب سی تھی۔

انیل کے پکارنے پر اسنے چونک کر اسے دیکھا۔

"نیلے مجھے عنایہ کہو میں کوئی بھابھی وابی نہیں ہوں تمہاری ۔!

گردن اکڑا کر کہتی وہ انیل کو آنکھیں پھیلانے پر مجبور کر گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"غلط بات ہے یہ توبھابھی جی۔میرا بھائی آپ کی محبت میں پاگل ہوا جارہا ہے اور آپ ہیں کہ یوں نکھرے دکھا رہی ہیں۔

ویسے مذاق کے علاوہ بھی اب تم دونوں کو صلح کرلینی چاہیے۔شاید اسی لئے بھائی نے تمہیں روم میں بلایا ہے۔!"

انیل نے ہاتھ پشت پر باندھے اسے آگاہ کیا۔

"ابیر اور مجھے بلا رہا ہے۔! وہ بھی روم میں۔!

عنایہ نے حیرت سے یہ الفاظ دہرائے اور سر بے یقینی سے نفی میں ہلایا۔

یقین نہیں آرہا آپ کو۔آپ جائیں روم میں۔خود دیکھ لیں۔!"

کندھے اچکا کر کہتا وہ اپنی بات کہتے سیٹی بجاتے وہاں سے نکلا۔

عنایہ ماتھے پر بل ڈالے اس کی پشت کو گھورتے رہ گئی۔

کیا سچ میں ابیر نے اسے بلایا تھا مگر کیوں؟"""""

Episode 57 Part 1

تقریباً پانچ منٹ کے بعد وہ روم کا دروازہ ناک کیے اندر داخل ہوا۔جہاں محترمہ اسی صوفے پر بیٹھی ہاتھ مسل رہی تھیں۔

"تبریز نے گہری سانس بھری اور آگے بڑھا۔اس کے قریب پہنچتے ہی وہ اس کا ہاتھ تھامے سہارے سے اٹھی۔

""" چلیں۔!" تبریز نے گھور کر اسے دیکھا۔

جو ایک ٹانگ لنگڑا کر اس کا بازو تھامے خود ہی چلنے کو تیار کھڑی تھی۔

""" ہمممم۔!" تاسف سے سر جھٹکتے وہ ہنکارہ بھرتے اگلے ہی لمحے اسے کمر سے تھامے اپنے نزدیک کرتے بانہوں میں بھر گیا۔

ماہا نے پوری آنکھیں پھیلائے اسے حیرت سے دیکھا۔

جس کا فل حال مقابل نے نوٹس نہیں لیا۔وہ اسے یونہی اٹھائے روم میں داخل ہوا۔

نرمی سے بیڈ پر منتقل کرتے وہ جیسے پلٹنے لگا۔

اس کا بازو ماہا نے تیزی سے دبوچا۔ وہ رک گیا۔ گردن موڑے اپنے بازو پر موجود اس کے ہاتھوں کو دیکھا۔

اب کی بار اسکے چہرے پر سختی تیزی سے امڈی۔ جسے دیکھ کر ماہا نے تھوک نگلا مگر اس کا بازو نہیں چھوڑا۔

""تت تبریز پلیز مجھے ایک بار معاف کر دیں۔ پلیز۔ آپ کی ناراضگی مجھے بہت ہرٹ کرتی ہے۔ میں آپ کا یہ روپ سہن نہیں کر پا رہی ۔!""

نمکین پانی سے لبریز نین کٹوروں سے اسے دیکھتی وہ پھر سے التجائیں کرنے لگی۔

""تبریز یک ٹک اسے دیکھتے ایک گھٹنہ بیڈ پر رکھتے اس کے قریب بیٹھا۔

""میں نے غلط کیا مجھے آپ کو سب سچ بتانا چاہیے تھا۔ میں نے بھی اپنا بچہ کھویا ہے۔ تبریز میرے لئے بھی یہ بہت تکلیف دہ ہے۔ مجھے آپ کا ساتھ چاہیے اس وقت پلیز مجھے تنہا مت کریں ۔!""

آنسو آنکھوں سے بہتے اب اسکے رخساروں پر بہہ نکلے تھے۔

اور تبریز شیرازی کو یہی آنسو تو سب سے زیادہ تکلیف دیتے تھے۔

"تم نے صرف اپنا بچہ کھویا ہے ماہا۔ مگر میں نے اپنا مان اپنا غرور اور اپنا ہمسفر سب کچھ کھو دیا۔ جانتی ہو جب اس ڈاکٹر نے مجھے یہ سب بتایا۔ تو مجھے کئی لمحے یقین نہیں آیا۔ آتا بھی کیسے میں تو سانس تک تمہاری سانسوں میں بھرتا رہا ہوں۔ کیسے سوچ لیتا کہ جس لڑکی کو میں اپنا مان اپنا غرور سمجھتا رہا وہ مجھ سے اتنا بڑا سچ چھپائے گی۔!"

نہیں تتتبریز!"" ماہا نے سر نفی میں ہلایا۔ وہ مسلسل رو رہی تھی۔ جبھی اسکا چہرہ تبریز نے اپنے ہاتھوں میں بھرا۔

""تم ماں ہو شاید یہ قربانی دینا تمہارے لئے آسان تھا۔ مگر میرا کیا۔؟ جانتی ہو نو ماہ میں نے ایک ایک خواب تنکہ تنکہ کر کے سینچا تھا۔ اور جب مجھے علم ہوا کہ وہ خواب تو محض ایک سراب ہے۔ جس کی حقیقت میں میں یا تو تمہیں کھو دیتا یا اپنے بچے کو۔!! یہ بوجھ مجھ پر ایسا گرا کہ وہ بیوی کا عاشق مرد ایک ہی جھٹکے میں مر گیا۔ وہ باپ اسی وقت دم توڑ گیا تھا ماہا جب اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنی ننھی پری کو دفنایا تھا۔

اب میں صرف ایک بے جان مورت ہوں۔ جس میں سانسیں تو ہیں مگر کوئی جذبہ نہیں کوئی احساسات نہیں ۔!"

اس کی آنکھیں شدت ضبط سے لہو چھلکا رہی تھی۔ اگر وہ آج اتنے دنوں کے بعد بولا تھا تو صرف ماہا کے آنسوں دیکھ کر۔ و گرنہ وہ اپنے آپ کو یوں کسی سے باٹنا کبھی پسند ناں کرتا۔

"نہیں آپ میرے تبریز ہیں۔میں جانتی ہوں آپ بس خفا ہیں مجھ سے۔!"

ماہا نے جیسے اسے نہیں خود کو یقین دلایا تھا کیونکہ تبریز نے الفاظ تو اسے اندر تک توڑ چکے تھے۔یہ تو محض خود کو دینے کا ایک دلاسہ تھا۔

"ہاں میں تمہارا تبریز ہوں۔مگر میرے پاس تمہارے لئے کچھ بھی نہیں۔ساتھ رہنا چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔اگر ڈائیورس لینا چاہتی ہو تو بھی میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔کیونکہ یہ رشتہ اب ایسے مقام پر ہے جہاں سے آگے کا سفر ناں تو میں طے کر سکوں گا ناں ہی تم ۔!"

وہ ایک ہی لمحے میں اسے بے جان کرتا اس کے گالوں پر موتی کی لڑئیوں کی طرح بہتے آنسوں صاف کرتا وہاں سے اٹھا تھا۔

ماہا زرد پڑتی رنگت سے بے جان سی مورت بنے وہیں بیٹھی تھی۔

جہاں تبریز شیرازی اسے چھوڑ گیا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""اوہہہ۔!"واٹ اِز دِز۔!سو بیوٹیفل ۔!"

عنایہ کو روم میں بھیج کر وہ لان کی سمت بڑھا۔جب اس کے کانوں میں حورین کے الفاظ گونجے۔

وہ چونکا موبائل فون دوبارہ سے جیب میں رکھتے وہ آگے کی سمت بڑھا۔تو دور سے ہی گلابی فراک میں ملبوس حورین کے قریب کھڑی ایمی کی پشت پر نظر پڑی۔

وہ اس وقت مکمل طور پر مشرقی سراپے میں تھی۔دوپٹہ بھی سلیقے سے حجاب کے انداز میں لپیٹا ہوا تھا۔

اور پاؤں میں فلیٹ چپل تھی۔تجسس اس قدر تھا کہ وہ بے خیالی کی کیفیت میں آگے بڑھتا گیا۔

سیاہ آنکھوں میں عجیب سی الجھن تھی۔

"بھائی بھابھی تو بہت زیادہ پیاری ہیں بلکل امبر جیسی۔!"

حورین شاہ کے ان چند الفاظ پر وہ چونک کر جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹا۔

ایمی کے چہرے پر الجھن سی واضح ہوئی تھی۔اسنے گردن ذرا سی موڑے اب اپنے قریب کھڑے ہوئے انیل کو دیکھا۔

جس کی نگاہیں جیسے ہی اس کے چہرے پر پڑی۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے سانس آنا رک سی گئی ہو۔ان شہد رنگ آنکھوں میں لگی کاجل کی ہلکی سی لکیر اسے کئی برس پیچھے لے گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہی چہرہ، وہی رنگت، وہی آنکھیں، وہ لمس، اور وہی حسن۔ وہ کیسے اسے پہچان نہیں پایا تھا۔ انیل علوی آج برسوں بعد پتھر کی مورت سا بنا اپنے سامنے کھڑے اپنے بچپن کے عشق کو سراپا حُسن اپنے سامنے دیکھ سانس لینا بھول گیا تھا۔

وہ جو اس کے مرنے کی خبر پر بھی رویا نہیں تھا۔ اسکی ضبط کی چنگاریوں سے پھوٹتی سیاہ آنکھیں لمحوں میں نم ہوئی تھی۔

"پورے وجود پر لرزا سا طاری ہوا تھا۔

اسے یاد تھا اس کا وہ آخری عکس۔ ایسے ہی تو وہ نجاب کے حالے میں اس کے پاس آئی تھی۔

وہ آخری ملاقات جسے وہ اتنے سالوں کے بعد بھی ایک ذرہ برابر بھی نہیں بھول پایا تھا۔

"""اااااممبر۔!" وہ اٹک اٹک کر بولا۔ مگر سامنے کھڑی ایمی نے چونک کر اسے دیکھا۔

"تم ٹھیک نہیں لگ رہے انیل۔ واٹ ہیپنڈ۔؟ "

اس کی رنگت لمحوں میں سرخ پڑ گئی تھی۔ ایمی متفکرانہ سے انداز میں پوچھتی اس کی طرف بڑھی۔

جب اگلے ہی لمحے وہ حواس کھوتے اس کی کندھے پر گرا۔!"

انیلل۔!" ایمی خوفزدہ سی چیخ اٹھی۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا تھا کہ حورین شاہ کے قریب بیٹھی عیناں اور الایہ نے بھی مڑتے ایمی کو دیکھا۔

جس کے کندھے سے لگے انیل کو دیکھ وہ سبھی چیخ کر جگہ سے اٹھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"پریشان کیوں ہو رہے ہو۔ گھر میں کوئی بھی نہیں۔ تم اتنا ڈرو مت۔ میں ہوں ناں ساتھ ۔! "

بائیک سے اترتے عالیجان نے اسے بانہوں میں بھرا اور گیٹ کے نزدیک رکتا وہ بند دروازے کو بے تاثر نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

جب عنایت اس کی ڈرنے کا اندازہ لگاتے اس کے کندھے کو نرمی سے تھپکتے اسے حوصلے دینے لگی۔

اس کی عجیب سی منطق پر عالیجان شاہ کی نیلی آنکھوں میں سنجیدگی سمٹی۔

داہنی ابرو اچکاتے اس نے گود میں موجود اس افت کو ایسے گھورا۔ جیسے کہہ رہا ہو۔ سیریُسلی۔!

چلو شاباش۔ دروازہ کھولو۔ گارڈز کو میں دیکھ لوں گی۔!

وہ اونگ لیتی پھر سے اسکے کندھے پر سر ٹکائے بولی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ایڈیٹ۔!"

عالیجان نے تاسف سے گہری سانس بھرتے عنایت کو نئے مگر پہلے جیسے ہی ایک لقب سے نوازا۔

وہ گیٹ سے جانے کی غلطی کبھی نہیں کر سکتا تھا۔

اسی لئے اس نے بیرونی گیٹ کا رستہ چنا۔ جیکٹ سے کیز نکالتے اسنے گیٹ سے باہر لگا تالا کھولا۔ اور اب ایک نگاہ آنکھیں موندے لیٹی عنایت پر ڈالی۔

اور بھاری قدموں سمیت وہ آگے بڑھا۔ بیک ڈور سے آگے بڑھتے وہ اسی رستے سے اندر داخل ہوا تھا جہاں سے وہ پہلے بھی آیا تھا۔

""عنایت کے روم میں داخل ہوتے اسنے ایک تنبیہی نگاہ پورے کمرے پر دوڑائی۔ پورا گھر تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا
۔

عالیجان نے آہستگی سے اسے بستر پر لٹایا اور خود کھڑکی کی سمت بڑھا۔

وہ جو سوچ رہا تھا کہ وہ عنایت سو چکی ہے۔

کھٹکے کی آواز پر وہ چونک کر مڑا۔ تو وہ روم کے درمیان میں کھڑی دونوں بانہیں پھیلائے جھول رہی تھی۔

عنایتتتت۔ آرام سے بیٹھ کیوں نہیں جاتی تم۔!" وہ غصے سے دانت پیستے اس کے قریب پہنچا اور غصے سے اس کی کلائی جکڑتے وہ سخت لہجے میں بولا۔

بہت بدتمیز ہو تم۔ آئی ہیٹ یُو عالیجان۔ تم ہمیشہ مجھے ڈانٹتے ہو۔""!

وہ اس کے غصے پر آنکھوں میں آنسوں لیے اب غصے سے اسکے سینے پر اپنے نازک ہاتھ کے مکے جھڑنے لگی،

عالیجان نے آنکھیں میچے اپنے اندر کے حیوان کو سلایا۔

"یہ ناز برداریاں میرے سامنے مت کرو۔ آئی ہیٹ یو ٹو ڈارلنگ۔ ناؤ گو اینڈ سلیپ ۔!"

عنایت کا سر دیڑتا گال تھپکتے وہ نفرت بھرے انداز میں پھنکارا۔

"میرے کپڑے بھیگے ہیں مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ اور تم کہہ رہو۔ گو اینڈ سلیپ۔!"

وہ منہ ٹیڑھا کرتی اسکے سامنے دیدہ دلیری سے اسی کی نقل اتارتے بولی۔

اور یہ عالیجان شاہ کے لیے کسی شاکڈ سے کم تو ہر گز نہیں تھا۔

عنایت کاظمی۔ اسی کے سامنے اسی کی نقل اتار رہی تھی۔ یہ اب کچھ زیادہ ہو رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ اپنے پورے سمیت جھکا۔اور سختی سے خود سے چند قدم دور کھڑی عنایت کی کمر کے گرد ہاتھ پھیلائے اسے جھٹکے سے کھینچتے اپنے قریب کیا۔

""جانتی بھی ہو کیا کر رہی ہو تم۔اس کا انجام کیا ہو سکتا ہے۔؟"

اسکی تھوڑی کو اپنے انگوٹھے اور انگلی کے بیچ دبوچتے وہ اسکے سفید پڑتے چہرے پر اپنی گرم سانسیں پھونکتا گھمبیر لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

"تو میں کوئی ڈرتی ہوں تم سے۔لمبے بالوں والے ریچھ ۔ ""!!

عنایت نے چھوٹی سی ناک پھولائے سر تنفر سے جھٹکتے کہا۔اور یہ جھٹکا عالیجان شاہ کے لیے پہلے والے سے بھی زیادہ بڑا تھا۔

"تم نے مجھے۔مجھے عالیجان شاہ کو ریچھ کہا۔! "

وہ اب اپنے سینے پر انگلی رکھتے نیلی آنکھیں پھیلائے تصحیح چاہ رہا تھا۔

"ہاں تو اور کیا۔تمہیں نہیں پتہ میں تو بچپن سے یہی کہتی ہوں تمہیں۔!"عنایت نے آنکھیں بند کرتے سر اسکے سینے پر ٹکاتے اسے اندر کی بات سے آگاہ کیا۔

جس کے بعد عالیجان شاہ کے تنے نقوش ڈھیلے پڑے۔

"تو مطلب میں ٹھیک تھا مسز۔تم واقعی میں بہت پہنچی ہوئی چیز ہو۔!"عالیجان نے جھکتے اس کے کان میں پراسراریت بھری سرگوشی کی۔

" باتیں مت کرو۔میرے کپڑے بھیگ چکے ہیں اور تم بس باتیں کر کے میرا دماغ بھٹکا رہے ہو تاکہ میں چینج ناں کروں اور بیمار پڑ جاوں۔میں جانتی ہوں تمہاری گندی نیت "!!

وہ استحقاق سے اسکے سینے پر سر ٹکائے دوسرا ہاتھ اسکی گردن کے گرد پھیلائے منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔تو ناچاہتے ہوئے بھی عالیجان شاہ کے چہرے پر دلفریب سی مسکراہٹ پھیلی۔

اسنے نرمی سے اسے سینے سے لگائے زمین سے اونچا کر دیا۔

""میری نیت سے ابھی اچھے سے واقف ہی کہاں ہوئی ہیں آپ مسز عالیجان شاہ۔جس دن واقف ہوئی تو بہت پچھتائے گی آپ۔ڈارلنگ ۔ ""!

وہ وارڈوب کی سمت بڑھتا اس کے کانوں میں رس گھول رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایت خاموشی سے اس کے سینے سے لگی اب انگلی سے اسکے سینے پر لکیریں کھینچ رہی تھی۔

"ایک بات بتاو۔! "

وہ کافی دیر بعد بولی تھی۔اور عالیحان شاہ اسکا ڈریس سیلیکٹ کرتے چونکا۔اب اسے عنایت کا بولنا برا نہیں لگ رہا تھا۔

بلکہ وہ چاہتا تھا کہ وہ بولے۔

وہ سننا چاہتا تھا کہ آخر وہ کیا سوچتی تھی اس کے بارے میں۔

"ہمممممم۔!

عالیحان نے کپڑے چیک کرتے ہنکارہ بھرا۔

"کتنی لڑکیاں رہتی ہیں تمہارے دل میں؟ """

"عالیحان چونکا۔ماتھے پر بل ڈالے وہ اسکے بالوں کو دیکھنے لگا۔

"کوئی سو دو سو ہیں۔!"

کافی سوچ بچار کر کہا گیا۔

"اہہ۔!اتنی زیادہ۔؟

کون کون سے خانے میں رکھی ہیں۔؟اتنی زیادہ لڑکیاں کیسے رہتی ہیں بھلا اور میں کون سے خانے میں ہوں۔!"

وہ اسکے سینے پر انگلی گول گول گھماتے پوچھ رہی تھی۔

عالیحان نے ایک ڈریس کھینچ کر نکالا۔مگر اسکا جواب نہیں دیا۔

"میں بتاتی ہوں۔میں کہاں ہوں۔!"میں اس خانے میں ہوں۔سب سے اوپر۔!

اپنی سیاہ جھیل سی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے وہ اشتیاق سے گویا ہوئی تو عالیحان نے گھور کر اسے دیکھا۔

"اچھا تمہیں کیسے پتہ کہ تم یہاں ہو۔!

وہ اپنے دماغ پر اس کی انگلی دیکھ کر چونک کر پوچھنے لگا۔

"کیونکہ تمہیں صرف مجھ پر غصہ آتا ہے۔جب کبھی تمہیں غصہ آئے تو بھاگ کر میرے پاس آجاتے ہو اور پھر غصے سے کہتے ہو۔عنایت عنایت۔؟ "

وہ عالیحان کی نقل کرتی اب بھاری آواز میں اسے بتانے لگی کہ وہ کیسے بات کرتا ہے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عالیحان نے تاسف سے سر کو نفی میں جھٹکا۔

"باقی باتیں بعد میں۔پہلے چینج کرو۔ ! "

وہ اسے بیڈ پر بٹھاتے ڈریس اسکے ہاتھ میں تھمائے روم میں باہر نکل گیا۔

Episode 57 Part 2

****ماضی****

ڈاکٹر کیا ہوا آپ اتنی ٹینس کیوں ہیں۔؟"ڈاکٹر سدرہ کے ایمرجنسی بلانے پر وہ سیدھا ہاسپٹل آیا تھا۔

ڈاکٹر سدرہ عیناں کی گائنا کالوجسٹ تھیں،جن سے پریگننسی کے بعد سے ہی وہ ٹریٹمنٹ لے رہے تھے۔

"ڈاکٹر نے گہری سانس بھرتے اپنے سامنے پڑی عیناں کی فائل بند کرتے اپنے سامنے بیٹھے ویام کو دیکھا۔

"مسٹر کاظمی آپ جانتے ہیں ان کا کیس کتنا کومپلیکیٹڈ ہے۔ہمیں ایک ایک سٹیپ بہت احتیاط سے اٹھانا پڑ رہا ہے۔! "

ڈاکٹر نے بات کا آغاز کیا۔جس پر ویام چونکا۔

ڈاکٹر آپ سیدھے سے بتائیں کیا ہوا ہے۔؟آپ اتنا گھما پھرا کر کیوں بات کر رہی ہیں۔؟"

ویام کے نقوش تن چکے تھے۔آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ کئی سوال بھی تھے۔

"مجھے شک تھا مسٹر کاظمی کہ آپ کی وائف کو ایک نہیں بلکہ دو بے بیز ہونے والے ہیں۔

مگر اب میرا شک یقین میں بدل گیا ہے۔"""!

"کیا؟آپ سچ کہہ رہی ہیں ڈاکٹر۔!"ویام کو لگا جیسے خوشی کے مارے وہ ساتویں آسمان پر اڑ رہا تھا۔

کرسی سے اٹھتے وہ حیرت و مسرت کے ملے جلے تاثرات سے دھڑکتے دل سے ڈاکٹر کو دیکھ استفسار کرنے لگا۔

"جی ہاں یہ سب سچ ہے مگر؟؟؟"""""

ڈاکٹر نے بات کاٹ دی۔جس پر وہ پریشان ہوا۔

"مگر کیا ڈاکٹر۔؟ٹھیک سے کہیں کیا کہنا چاہتی ہیں آپ۔؟"

"ویام کے چہرے پر فکر کے تاثرات تھے۔

"آپ بیٹھیں میں بتاتی ہوں آپ کو سب کچھ ۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈاکٹر نے اسے بیٹھنے کا کہا۔وہ فکر مند سا خاموشی سے کرسی پر دوبارہ بیٹھا۔

""""آپ کی وائف کو اللہ نے اتنے سالوں کے بعد اس نعمت سے نوازا ہے مگر ان کی جسمانی کیفیت اور ٹیپیکل کنڈیشن کی وجہ سے ایک بچے کی بریتھ بے حد سست ہے۔مجھے ڈر ہے کہ ہم آپ کے ایک بچے کو نہیں بچا پائیں گے۔""!

یہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں ڈاکٹر۔اگر آپ علاج نہیں کر سکتی تو صاف صاف بتائیں۔ابھی محض چار ماہ ہوئے ہیں میری وائف کی پریگننسی کو اور آپ کہہ رہی ہیں کہ آپ میرے بے بی کو بچا نہیں سکتی۔؟"

وہ غرایا تھا۔حسین چہرہ لمحوں میں سرخ پڑ گیا۔

"مسٹر کاظمی یہ سب کچھ آپ کو اسی لیے بتا رہی ہوں میں تاکہ آپ ذہنی طور پر اس صورتحال کے لئے تیار رہیں اور میرا مشورہ یہی ہو گا کہ آپ دو بے بیز والی بات گھر میں کسی سے مت کریں۔خاص طور پر اپنی وائف سے۔ کیونکہ اگر پیدائش کے وقت خدانخواستہ ایک بچہ ناں بچ سکا تو بہت سی مشکلات اٹھانا پڑ سکتی ہیں آپ کو۔آپ کی وائف کو لے کر۔!

ڈاکٹر جانتی تھی اسے کیسے ایموشنلی کنٹرول کرنا ہے اب بھی وہ پلین کے مطابق اسے بہت اچھے سے اپنے جال میں پھانس چکی تھی۔

"مجھے یقین نہیں آپ پر۔میری وائف کی رپورٹس دیں مجھے میں ورلڈ کے بیسٹ س بیسٹ ڈاکٹر سے کنسلٹ کروں گا۔!"

"یہ لیں فائل آپ جس مرضی سے کانسلٹ کریں مسٹر کاظمی۔مگر جواب یہی ملے گا۔!ڈاکٹر کا اطمینان قابل دید تھا۔ہوتا بھی کیوں ناں۔آخر کو رپورٹ ہی اتنی ویلڈ اور سوچ سمجھ سے بنائی گئی تھی۔

"ویام وہ رپورٹس لئے مردہ قدموں سے باہر نکلا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

****حال****

عنایہ۔!"وہ روم کی طرف بڑھا مگر کمرہ اندر سے لاکڈ تھا۔انیل کے بتانے پر کہ عنایہ اس سے بات کرنا چاہتی ہے۔

وہ اندر آیا تھا مگر یہاں محترمہ دروازہ بند کیے اندر بیٹھی ہوئی تھیں۔

ابیر کی شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی امڈی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

لب بھیچے وہ بمشکل سے کھڑا تھا۔اسنے پھر سے ناک کیا۔تو دروازہ اندر سے کھل گیا۔

سوری میں واشروم میں تھی۔بولو کیا کام ہے۔؟وہ اترا کر کہتی رستہ چھوڑ گئی۔

ابیر کی گہری نگاہیں اس کی آنکھوں پر موجود ان بھیگے بالوں پر تھیں۔

یہ کیسے عجیب قسم کی بال ہیں تمہاری آنکھوں کے اوپر؟"حیرت و ناگواری سے اپنے قریب کھڑی اس چھوٹی سی لڑکی کی بڑی بڑی بھوری آنکھوں کے اوپر گھنی پلکوں کو دیکھتا وہ عجیب سے لہجے میں گویا ہوا۔

"وٹ یُومین عجیب قسم کے "ابیر کی سوچ کے مطابق اسکی بات پر سامنے کھڑی عنایہ کو مرچیں سی لگیں۔

وہ خاصے غصّے بھری نگاہوں سے اس اونچے لمبے شخص کو گھورتی سر تا پیر سلگ کر گویا ہوئی۔

عجیب اس لئے کیونکہ لڑکیوں کی پلکیں خمدار (مڑی ہوئی) ہوتی ہیں۔اور تم۔وہ خاصے جتانے والے انداز میں لبوں پر دل جلاتی مسکراہٹ سمیٹتا بولا۔

اور تمہاری پلکیں تو بنا ٹکٹ کے ہی رخساروں پر گھاس کی طرح پھیل رہی ہیں۔وہ جو ملتا ہے جسے لڑکیاں لگاتی ہیں ۔بالوں کو موڑنے کیلئے۔وہ خاصا زنانہ سے انداز میں اسکے سرخ چہرے کو دیکھتا روح تک سرشار سے ہوتے اپنے بائیں ہاتھ کے اشارے سے مسکارے کا بتاتے سخت زہر لگا تھا۔

"تمہیں بڑا پتہ ہے وہ جو لڑکیاں لگاتی ہیں وہ جو بال موڑنے والا۔"

عنایہ کا روم روم سلگ گیا تھا۔یونیورسٹی کی سب سے حسین مانے جانے والی لڑکی کو وہ ایسے بدصورت ثابت کرنے کی گندی سی کوشش کرتا بلکل زہر لگا تھا۔

کیا کریں جب ایسی بدصورت بیوی ملنے والی ہو پھر تو انسان کو ایسی مصنوعی چیزوں کا علم رکھنا ہی پڑتا ہے۔!

دونوں ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں ڈالے کندھے اچکاتے کہتا وہ عنایہ کو شدت ضبط سے مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر گیا۔

بلکل غلط کہا تھا تمہارے بھائی نے کہ ابیر علوی بدل گیا ہے۔تم۔وہ شہادت کی انگلی بڑی جرات سے اسکے سینے کے بیچ میں رکھتی انتہائی غصّے سے گویا ہوئی۔

تم کل بھی ڈریکولا تھے اور آج بھی وہی ہو۔تمہاری فطرت کبھی نہیں بدل سکتی۔اور ہاں تم کیا مجھے ریجکٹ کرو گے عنایہ کاظمی تمہیں دس میں سے صفر مارکس دے کر فیل کرتی ہے۔!

وہ ناک سے مکھی اڑانے والے لہجے میں کہتی گویا اسکے تن بدن میں آگ کے جلتے بھانبڑ لگا گئی تھی۔

باہر موجود انکے بڑے انکی شادی کی ڈیٹ فائنل کر رہے تھے اس بات سے ناواقف کے اندر موجود وہ دونوں کس جنگ عظیم میں مشغول تھے۔

تم مجھے ڈاکٹر ابیر علوی کو ریجیکٹ کر رہی ہو۔!

وہ شاہانہ پر سنٹالی رکھنے والا شاندار مرد اسکے دیے ریمارکس پر شاکڈ سا غصے سے سرخ پیلا ہوئے اپنے لفظوں پر زور دیتا جیسا یقین دہانی چاہ رہا تھا۔

کالج لائف سے لے کر اس کیریئر میں قدم رکھنے تک اور ابھی بھی لڑکیوں کی ایک لائن تھی جو اسے دیکھ کر دل تھام جاتی تھیں۔ جس کی ایک نگاہ پر لڑکیاں واری جاتی تھیں اور یہاں وہ دو فٹ کی ٹڈی اسے بری طرح سے ریجکٹ کر رہی تھی۔

کیا سنائی کم دیتا ہے مسٹر پرفیکٹ لمبوتر کولا۔! وہ اترا کر کہتی مرر کے سامنے ہوئی اسکے لئے ایک نیا نام تجویز کیے وہ اب اپنے بال سنوارنے لگی۔

اگر اتنی ہی تکلیف ہے تو کہتی کیوں نہیں سب سے کہ نہیں کرنی یہ شادی۔؟ بالآخر بلی تھیلے سے باہر نکلی تھی۔ ابیر علوی نے وہ کلمات ادا کر ہی دیے تھے۔ جس کا اسے اندازہ تھا کہ محترمہ یہی سب کہنے کو اسے بلا رہی تھیں۔

عنایہ نے آئینے میں اپنے پیچھے ابھرتے اسکے عکس کو دیکھا۔ وہ واقعی میں جان لیوا پر سنالٹی کا مالک تھا۔ اگر وہ ابیر علوی ناں ہوتا تو عنایہ کاظمی ایک بار ضرور اپنا دل ہار دیتی۔

عنایہ جانتی تھی وہ جان بوجھ کر اسے غصہ دلا رہا تھا تا کہ وہ سب کے سامنے ثابت کر سکے کہ عنایہ رخصتی نہیں چاہتی۔

اگر اتنی ہی تکلیف ہے تو خود کر و انکار۔ میں کوئی بچی نہیں جو تمہاری باتوں میں آجاؤں۔ ویسے بھی میرے پاس بہت سے آپشنز ہیں۔ تم سے شادی سے بہتر کہ میں اپنے کسی بوائے فرینڈ۔!

اہہہہ۔! وہ ابھی بات مکمل کرتی کہ پیچھے کھڑے ابیر نے اسے جھٹکے سے بازو سے دبوچتے رخ اپنی سمت کیا۔

اس اچانک افتاد پر عنایہ کی چیخ بے ساختہ تھی۔ حیرت سے آنکھیں پھاڑے وہ اس وحشی سفاک انسان کو دیکھنے لگی جس کا چہرہ انتہا کا سرخ تھا جبکہ آنکھیں۔ اس کی آنکھیں بلکل سرد تھی۔ عنایہ جھرجھری سی لیتے اپنا بازو چھڑانے لگی مگر مقابل کی گرفت جارحانہ تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس سے پہلے کہ گُدیٔ سے کھینچ کر اس دو فٹ کی زبان کو تمہارے ہاتھ میں تھما دوں۔اسے لگام دینا سیکھ لو۔تم ملکیت ہو میری۔ابیر علوی کی بیوی اگر آئندہ کسی غیر مرد کا نام بھی لیا تو بخدا تا عمر کسی کا نام لینے کے قابل نہیں رہو گی۔!

اسکے نازک وجود کو جھنجھوڑتے ہوئے کہتا وہ اسکے چہرے پر جھکا جنون خیزی سے گویا ہوا تو اسکے لہجے کے جنون اور اپنے چہرے پر اسکی سلگا دینے والی گرم سانسوں کی تپش سے وہ سانس روکتی نگاہیں چرا گئی۔

دو منٹ میں بال بناؤ اور نیچے آؤ۔اب تو رخصتی ہو کر رہے گی ہر حال میں۔!" اسکے چہرے پر اپنی گرم سانسیں پھونکتا وہ پر اسرار سے گہرے لہجے میں گویا ہوا جب باہر سے آتی چیخوں پر وہ دونوں چونکے۔اور ایک ساتھ ہی وہ بھاگ کر باہر پہنچے۔

جہاں انیل علوی کا بے ہوش وجود اس کے ڈیڈ کی گود میں پڑا تھا۔

ابیر نے سن پڑتے وجود سے اس منظر کو دیکھا۔

سانس جیسے رک سا گیا تھا۔اسے لگا جیسے کسی نے اسکا کلیجہ نکال مٹھی میں دبوچ لیا ہو۔

"""انیلللل۔!""" وہ پاگلوں کی طرح چلاتا اس سمت بھاگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"""ڈیول۔وہ اندر ہیں۔!""" اس کے کانوں میں یہ الفاظ روح میں نئی جان کی طرح پھونکے گئے تھے جیسے۔

بھوری آنکھوں میں امڈتا جنون اس قدر جان لیوا تھا کہ اسکے جذبات کی دہکتی آگ نے اسے لمحوں میں گھائل کر دیا۔

وہ بنا کسی کا انتظار کیے بنا رکے۔اگلے ہی لمحے جیٹ سے نکلا۔

بھوری آنکھوں میں جنون سے لبریز چمک سمیٹے وہ اپنے بھاری قدموں سمیت اس عالیشان محل نما گھر کی سمت بڑھ رہا تھا۔

جس کی جانب اٹھتا اس کا ہر ایک قدم اسے اپنی حور اپنی زندگی اپنے جنون کے قریب لے کا رہا تھا۔

چند ہی لمحوں میں وہ دروازے کے سامنے تھا۔

اسکے گارڈز نے اس کی راہ میں حائل ہوتے اس گیٹ کو گولیوں سے بھون ڈالا تھا۔

ان میں سے دو بڑی مہارت سے ان اونچی دیواروں کو پھلانگ کر اس گیٹ کو کھولا۔

لان میں بیٹھی حورین کے چہرے پر ان آوازوں کو سن کر خوف و دہشت پھیلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""" مممم ماما۔ڈیڈا۔!"

حورین اور حرمین شاہ کو چھوڑ کر باقی سب انیل کے ساتھ ہاسپٹل گئے ہوئے تھے اور حرمین کو نوافل ادا کرنے گئی تھیں۔

سیڑھیوں کے قریب پہنچتے ہی وہ گولیوں کی آوازوں پر دہل کر دل تھامے تیزی سے باہر کو بھاگی۔

جہاں حورین شاہ بری طرح سے وحشت ناک سی کیفیت میں چلا رہی تھی۔

""" حححورى۔ ! "

وہ سفید پڑتے چہرے سمیت بھاگ کر بیٹی کے قریب پہنچی اسے سینے میں بھینچ گئی۔

میڈم آپ اندر چلی جائیں کسی نے حملہ کر دیا ہے۔!"

گھر میں تعینات عالیان شاہ کے گارڈز میں سے ایک نے بھاگ کر حرمین کو آگاہ کیا۔

حرمین حواس باختگی کی سی کیفیت میں سر ہاں میں ہلا گئی۔

جب ان کے دیکھتے ہی دیکھتے اگلے ہی لمحے ایک ساتھ جانے کتنی ہی گولیاں اس گارڈ کے سینے کو چھلنی کر گئی۔

وہ گارڈ لڑکھڑا کر نیچے گرا تھا۔

"اہہہہ۔ "! حورین خوف سے چیختی منہ پر ہاتھ رکھتے اب رونے لگی۔

"""میری حور کو ڈرا رہا تھا تُو۔ تیری اتنی ہمت۔!"""اپنے قریب بے حد قریب وہی جنونیت بھرا لہجہ وہی بھاری آواز سنتے حورین شاہ نے لمحے کے آخری حصّے میں اپنے بھیگے چہرے سے ہاتھ ہٹایا۔

نیلی کانچ سی گہرے شفاف پانی سی آنکھوں میں تیرتا پانی مبہوت کر دینے والا تھا۔

اور وہ جو اس گارڈ کے سینے پر پیر سے ٹھوکریں مار رہا تھا۔

اس نے نظریں اٹھائے اس پری وش کو دیکھا۔ تو بے اختیار دل کی رفتار سست سی پڑ گئی۔

"""تتتتت تم کون ہو۔؟؟ چچچ چلے جاؤ یہاں سے۔!"""

وہ جو سانس روکے اتنے دنوں کے بعد اپنی حور کو اپنے سامنے دیکھ دیوانہ سا اس کی سمت بڑھ رہا تھا۔

اس آواز پر اسنے چونک کر اپنی حور سے چمٹی اس عورت کو دیکھا۔

جو ہو بہو حورین شاہ جیسی تھی۔ مگر اس کی آنکھیں سیاہ تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""کہا تھا ناں حور مت جاو۔! اس کے لہجے میں عجب دیوانگی پاگل پن سا تھا۔ کہ حورین کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی دوڑی۔

حرمین نے چونک کر بیٹی کو دیکھا۔

""Boy's turn your face Now۔!"

وہ اپنے گارڈز کی بھاری نفری اپنے پیچھے محسوس کرتے ہی اگلے لمحے بنا پیچھے دیکھے سرد آواز میں غرایا۔

اگلے ہی لمحے وہ سبھی رخ دوسری سمت کیے کھڑے ہوئے۔

"اگر تم مجھے چھوڑ کر ناں جاتی تو اتنا سب کچھ کبھی ناں ہوتا۔ تمہیں ضرورت نہیں تھی میرا یہ روپ دیکھنے کی۔!"

وہ افسوس کے سے انداز میں گردن نفی میں ہلاتے بڑبڑایا۔

حورین مزید سمٹی ماں کی آغوش میں چھپنے لگی۔

""تتت تم کیف نہیں ہو۔!"" وہ اس کا بدلا بدلا روپ دیکھ سہم سی گئی تھی۔ اس کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہی وہ لپک کر آگے بڑھا۔

""میں کیف تھا مگر اب میں صرف ڈیول ہوں۔ وہ ڈیول جس کی بیوٹی اس سے خود دور ہوئی تھی۔ اور اب وہ اپنی بیوٹی کو اس ساری دنیا سے چھیننے آیا ہے۔!"

گھٹنے کے بل جھکتے وہ چند قدموں کے فاصلے پر موجود اپنے حور کے حسین چہرے کو دیکھتا شدت جنون سے بولا اسے خوفزدہ کر گیا۔

"دد دیکھو تم چلے جاو یہاں سے۔ میری بیٹی نے کچھ بھی نہیں کیا۔ چلے جاؤ یہاں سے۔! "

""حرمین اس کا بڑھتا ہاتھ جھٹکتے غصے سے چلائی تھیں۔

جس پر ڈیول نے ضبط سے آنکھیں میچی۔

ہزاروں لڑکیوں کے دلوں پر راج کرنے والا وہ وحشی مرد ایک اپاہج لڑکی پر بری طرح سے دل ہار بیٹھا تھا۔ اور اسے حاصل کرنے کے جنون میں وہ حیوان بنتا جا رہا تھا۔

"آپ کی بیٹی تب تک تھی جب تک یہ میرے نکاح میں نہیں تھی۔ اب یہ میرے نکاح میں ہے۔ اس پر صرف اور صرف ڈیول کا حق ہے۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ جنون بھرے انداز میں بولتا آگے بڑھا۔اور اگلے ہی لمحے حورین شاہ کے نازک وجود کو حرمین شاہ سے دور کرتے اپنی بانہوں میں بھینچا۔

"کک کیف مجھے نہنہیں ججانا پلیز۔میری مما کے پپاس رہنے دددو مجھے۔!"

حورین ماں کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ کر اس کے آگے بھیک مانگنے لگی۔

"نوڈارلنگ تمہاری یہ وش میں مر کر بھی پوری نہیں کر سکتا۔نیکسٹ ٹائم کچھ اس سے بھی زیادہ اچھا مانگنا۔میں دل و جان لگا دوں تمہارے لیے۔!

اسنے جھکتے اسکے سرخ بھیگے رخسار پر بہتے آنسوں کو اپنے ہونٹوں سے چنتے شدت بھرے انداز میں کہا تھا۔

اس کے لمس پر وہ روتی ہوئی لرز سی گئی۔

"بھیگی نگاہوں سے اس نے اپنی ماں کو دیکھا۔جو زندہ لاش بنی بیٹھی تھی۔

""یقین رکھیں میں خود سے بھی زیادہ آپ کی بیٹی کا خیال رکھوں گا مگر آپ کے پاس نہیں رہ سکتی یہ۔اگر یہ یہاں رہی تو میں مر جاؤں گا۔!

ڈیول نے عجیب سی کیفیت میں حرمین شاہ کو دیکھا۔جن کا بت بنا وجود دیکھ اسکے دل میں ہلچل سی ہوئی وہ یونہی حور کو بانہوں میں بھرے انکے نزدیک بیٹھا۔

"کون ہو تم۔؟"

وہ بھیگی نگاہوں سے اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

اسکے وجود سے آتی مہک انہیں اپنی اپنی سی لگ رہی تھی۔وہ خوبخوان کے بھائی جیسا تھا یا پھر انہیں وہم ہو رہا تھا۔

"سوچیں تو کچھ بھی نہیں مانیں تو سب کچھ۔جیسے آپ کی بیٹی میرے لیے۔!"میں بہت جلد آپ کو لینے آؤں گا۔ حورین سے آپ کی ملاقات کراؤں گا یہ وعدہ رہا میرا۔!"

حرمین نے اسکے ہاتھوں میں قید اپنی بیٹی کو دیکھا جو سر جھکائے خاموشی سے آنسوں بہا رہی تھی۔

""کیا یہ تمہارا شوہر ہے حوری۔؟"

الفاظ ان کے حلق میں اٹک سے گئے تھے۔

"حورین نے نچلے ہونٹ کو بے دردی سے کچلتے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"آپ کے شوہر کو سب معلوم ہے۔آپ ان سے پوچھ سکتی ہیں۔!میں چلتا ہوں اب۔مجھے کہیں جانا ہے۔!"

اسکا انداز کافی جتاتا ہوا تھا۔

حرمین نے بے یقینی سے لب بھیچے۔

""""خوش رہو صدا۔!""ڈیول کی گود میں موجود اپنی بیٹی کے سر پر بوسہ دیے وہ ہچکی لیتے بولی۔

""""اپنے وعدے کا پاس رکھنا۔!""انہوں نے پھر سے اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھ کر اسے یاددہانی کروائی جس پر وہ ہلکا سا مسکرایا۔

بھوری شیو کے نیچے نمایاں ہوتے اس گہرے گڑھے نے حرمین شاہ کا سانس ایک لمحے کو روک سا دیا۔

وہ ساکت سی بیٹھی اس کی پشت کو دیکھتی کسی گہری سوچ میں ڈوب گئیں۔

Episode 58 Part 1

تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس لوٹا تو عنایت آڑھی ترچھی بیڈ کے قریب نیچے ہی لیٹی ہوئی تھی۔عالیحان نے دانت پیستے اسکی پشت کو گھورا اور لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ اس کے قریب گیا۔

""""عنایت۔!""

اس نے پاس رکتے اسے آواز لگائی۔جو دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے سونے کی تیاری میں مگن تھی۔

""""عنایتنت گیٹ اپ۔!""دانت پر دانت جمائے وہ غصے سے گویا ہوا اور ذرا سا جھکتے اس کے کندھے کو جھنجھوڑا۔

""""سونے دو مجھے ۔!

کافی بے زارگی سے اسکا ہاتھ جھٹکتے وہ چلائی تھی۔

جس پر عالیحان شاہ نے لب بھیچے اور ذرا سے نیچے کو جھکتے اسنے نرمی سے عنایت کو گود میں بھرا۔

عجیب مصیبت بن چکی تھی وہ لڑکی وہ جتنا اس سے دور رہنے کی کوشش کرتا تھا وہ اتنا ہی اسکے قریب ہوتی جارہی تھی۔

عالیحان نے ذہن میں آتی سوچوں کو جھٹکا اور اسے نرمی سے بستر پر لٹائے وہ جیسے ہی پیچھے ہوا۔

"بھاگنے کی کوشش بھی مت کرنا میں نے سب کو بتانا بھی ہے کہ کیسے تم نے اس ریحان کو مارا۔بیٹھ جاؤ ۔!

نیند سے بوجھل ہوتی جھیل سی آنکھوں سے اسے دیکھتی وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور اسکا ہاتھ کھینچا۔

جس پر نا چاہتے ہوئے بھی عالیحان شاہ اسکے قریب بیڈ پر ٹک گیا۔

ڈونٹ موو۔! "

اس کے پاؤں ہلانے پر وہ غصے سے بولی، عالیحان نے ہاتھ کی مٹھی بنائے ہونٹوں پر رکھی۔

وہ جانتا تھا کچھ بھی کہنا فضول ہے۔!" وہ چونکا۔ جب اچانک اپنے گھٹنے پر اسکا سر محسوس ہوا۔

وہ چونکا نیلی آنکھیں خود بخود ہی بے یقینی کی کیفیت میں پھیل گئی۔

خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے عالیحان نے اپنے ماتھے کو مسلا۔

"سنو میرا سر دبا دو۔ مجھے پین ہو رہا ہے۔!"

نیند سے بوجھل آواز میں کی گئی فرمائش پر گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اسکے ماتھے کو دبانے لگا۔

چند ہی لمحوں میں وہ گہری نیند سو چکی تھی۔ مگر عالیحان شاہ بے چین سے بیٹھا جانے کن سوچوں میں گم تھا۔

دل و دماغ میں الگ سی جنگ چھڑ چکی تھی۔ جس کے انجام سے وہ خود بھی ناواقف تھا ابھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""بس کر دیں زوجہ بچے کی جان لو گی کیا۔!" عمایہ کی پشت تھپکتے وہ جان بوجھ کر شریر سے لہجے میں بولا تو وہ روتی ہوئی مسکرائی۔ اپنی کیفیت کا احساس ہوا تو جھٹ سے اس سے دور ہوتے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی اور ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسوں پونچھے۔

"کیا جگہ ڈھونڈی تھی ویسے آپ نے چھپنے کی۔ امپریسو۔!"

وہ داد دینے والے انداز میں اس کے بھیگے متورم چہرے کو دیکھتے بولا تو عمایہ نے شرمندگی کے سبب سر جھکا دیا۔

"سوری ممانی نے مجھے""!

وہ بیٹھی آواز میں اسے صفائی دینے کی کوشش کرنے لگی۔

جب عائش نے اسکے ہونٹوں پر انگلی جمائے اسے خاموش کروا دیا۔

"کوئی ضرورت نہیں کسی بھی قسم کی صفائی دینے کی۔ مجھے تم سے شکایت ہے بے ہوش ہوا تھا مر تو نہیں گیا تھا۔

جو ہوں لاوارثوں کی طرح انہوں نے نکالا اور تم نکل آئی۔!"

سر جھٹک کر وہ تاسف سے گویا ہوا۔

تو عمایہ نے آنسوں بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"فضول بات مت کرو۔!" وہ غصے سے جھنجھلا کر کہتی پیر پٹخ کر وہاں سے جانے لگی۔

جب عائش نے اپنے بائیں ہاتھ میں اسکا ہاتھ تھامے اسے روکا۔

""زیادہ زور مت لگانا مجھے آگے ہی پین ہو رہا ہے۔!"

شکل پر دنیا بھر کی مسکینیت طاری کرتے وہ آنکھیں ٹمٹما کر بولا۔ تو عمایہ فوراً سے پیچھے کو آئی۔

اور آنکھیں پھیلائے اس کے دائیں بازوں کو دیکھا۔

""تت تمہیں تو چوٹ آئی تھی۔ پھر تم یہاں کیوں۔؛"

وہ اسکے کندھے پر بندھی پٹی دیکھ کر خوف زدہ سی استفسار کرنے لگی۔

""تمہارے لئے۔"

اس کے گھمبیر لہجے میں کہنے پر عمایہ نے ٹھٹک کر اس کی گہری نگاہوں میں دیکھا۔

جہاں۔ صرف اور صرف فکر اور اپنایت کے جذبات تھے۔

"تم ذمہ داری ہو میری۔ میری بیوی۔ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں کیا جواب دیتا پھپھو کو۔ وہ مجھے سونپ کر گئی ہیں تمہیں۔ اور میں کبھی بھی انہیں مایوس نہیں کر سکتا۔!"

کبھی کبھی وہ اتنی حیرت انگیز باتیں کرتا تھا کہ عمایہ بس سوچتی رہ جاتی تھی کہ آخر وہ تھا کیا۔ جیسے کہ اب۔ وہ بس اسے دیکھتی رہ گئی۔

جب عائش نے نرمی سے اسکا ہاتھ تھاما اور بیڈ پر اسے ساتھ بٹھایا۔

عمایہ بے یقین سے بیٹھی تھی۔ اسے تو لگا تھا کہ اب عائش کبھی واپس نہیں آنے والا۔

وہ در در بھٹکے گی اور جانے کیا انجام ہوتا۔

جانتے ہو میں کتنا ڈر گئی تھی۔ مجھے لگا کہ تم بھول گئے ہو مجھے۔! میں باہر بیٹھی رہی کتنی دیر اس ڈر سے کہ کہیں یہ لوگ مجھے نکال ناں دیں۔ پھر چھپ چھپا کر اس کمرے تک آئی۔ اور ڈریسنگ روم میں چھپ گئی۔"

وہ اسے خود پر بیتی سنا رہی تھی۔ عائش نے نرمی سے اپنا بازو اسکے گرد حمائل کرتے اسے اپنے ہونے کا احساس دلایا۔

ڈونٹ وری میرے ہوتے ہوئے تمہیں کچھ نہیں ہو سکتا اور یہ ہوٹل تمہارا بھی ہے۔ اس لیے تم بنا ڈرے یہاں جب بھی چاہے آ جاسکتی ہو۔!"

عائش نے اسے رسان سے اعتماد میں لیا۔وہ جانتا تھا کہ اچانک سے اتنا سب کچھ ہونے کے بعد وہ ذہنی طور پر ڈسٹرب ہوئی تھی۔

معا دروازہ اچانک سے کھلا۔

جس پر عائش نے چونک کر دروازے کو دیکھا۔

عمایہ جھٹ سے اس سے دور ہونے لگی مگر عائش نے اس کی کوشش ناکام بناتے کمر پر دباؤ بڑھایا مطلب صاف تھا کہ چپ چاپ بیٹھی رہو۔

""آپ ٹھیک ہیں۔میرا مطلب مینیجر نے بتایا تو میں پریشان ہو گئی تھی۔!

سوہا بھاگ کر اندر داخل ہوئی مگر عائش کے قریب عمایہ کو دیکھ اسکی رنگت لمحوں میں اڑی تھی۔

وہ نگاہیں چراتی بمشکل سے بولی۔

ہاں ہم ٹھیک ہیں تم فکر مت کرو۔اور ایک کام کرنا پلیز آج ہم اسی روم میں رہیں گے تو عمایہ کے لئے ایک اچھا سا ڈریس اور کھانا روم میں بھجوا دو۔!"

عمایہ لب سیے خاموشی سے بیٹھی تھی۔جبکہ عائش کے حکم پر سوہا ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

جو عمایہ کو یوں ٹریٹ کر رہا تھا جیسے وہ کوئی چھوٹی بچی ہو۔

"ہمم اوکے۔! عائش نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا جس پر وہ گڑبڑا کر گویا ہوتی وہاں سے جانے لگی۔

"سوہا نیکسٹ ٹائم بناناک کیے اندر مت آنا۔ ہمممممم۔ "

عائش کی تحکم بھری آواز پر اس نے چاروناچار سر اثبات میں ہلایا اور دروازہ غصے سے بند کرتی وہ روم سے نکلی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"شکر ہے کچھ زیادہ مسلہ نہیں تھا انیل اب خطرے سے باہر ہے۔!"

"ہاں یہ تو ہے میں تو ڈر گیا تھا یوں اچانک بے ہوش جو ہوا۔!"

ویام نے بھی عالیان کی بات کی تصدیق کی۔

انیل کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا اور اب وہ ہوش میں تھا۔

ویام اور عالیان ایک ساتھ نکلے تھے باقی سبھی اب گھر واپس جانے والے تھے۔

ویام نے گیٹ پر گاڑی روک کر ہارن دیا جس پر چوکیدار نے دروازہ کھولا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گاڑی اس عالیشان گھر کے پورچ میں رکی۔

وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے ایک ساتھ باہر نکلے۔اور اب وہ لان کی سمت بڑھنے لگی۔

جب اچانک ان کی نگاہ پاؤں میں پڑی ایک گارڈ کی لاش پر پڑی۔۔

عالیان نے آنکھیں پھیلائے اس گارڈ کو دیکھا۔وہ دونوں خوفزدہ سی کیفیت میں حرمین کو پکارتے لان میں داخل ہوئے۔

جو بت بنی بیٹھی تھی۔

""عالیان شاہ کی نیلی آنکھوں میں خون اترا۔وہ بھاگ کر اسکے قریب ہوئے۔

حرمین کیا ہوا ہے آپ ایسے کیوں بیٹھی ہیں۔؟حوری بیٹا کہاں ہو۔ڈیڈا آئے ہیں۔""!

حورین کہاں ہے حرمین۔؟کیا آپ اسے روم میں چھوڑ آئی ہیں۔؟"

حرمین کی حالت جس سمت اشارہ کر رہی تھی۔اور جس بات پر ان کا دل خوفزدہ ہو چکا تھا وہ مر کر بھی ایسا کچھ حقیقت میں نہیں چاہتے تھے اسی لئے بیوی کو جھنجھوڑ کر وہ اپنی بیٹی کی بابت پوچھنے لگے۔

ویام الگ پریشان سے کھڑا بہن کو دیکھ رہا تھا۔

جو آج کچھ زیادہ ہی خاموش لگ رہی تھی۔

"روم میں ہے حوری ہاں۔میں اسے لاتا ہوں۔ویام روم میں ہو گی حورین میں لاتا ہوں اسے پھر اسے انیل کے بارے میں بھی تو بتانا ہے کتنا پریشان تھی وہ۔"!

عالیان شاہ کے انگ انگ سے بے قراری جھلک رہی تھی۔

وہ جیسے ہی مڑے۔حرمین کی آواز پر انکے قدم تھمے۔

,""ڈیول کون ہے عالیان۔؟ "

حرمین کا لہجہ اتنا غیر معمولی تھا کہ ویام کی بھوری آنکھوں میں حیرت امڈی اسنے حیرت و تجسس سے پہلے بہن اور پھر عالیان شاہ کو دیکھا۔

"کون آیا تھا یہاں حرمین۔؟"وہ غصے سے کھولتا دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے اب بیوی کے قریب جاتے سرد لہجے میں پوچھنے لگا۔

""آپ نے اتنی بڑی بات چھپائی مجھ سے۔"!

حرمین کے لہجے اور انداز میں بے یقینی سی تھی۔

عالیان نے چونک کر اسے دیکھا۔کیا چھپایا میں نے۔حرمین """"!!

"یہی کہ آپ نے حور کی شادی کر دی ہے۔وہ بھی بنا مجھے بتائے بنا مجھ سے پوچھے۔؟"

وہ اب غصے سے چلا کر کہتی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"کیا۔!"ویام نے شاکڈ سی کیفیت میں بہن کو دیکھ کر یہ کلمات ادا کیے تھے۔

لان میں موت کی سی خاموشی چھا گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"رات دیر تک روتے رہنے کے سبب صبح اسکے سر میں شدید درد تھا۔جس وجہ سے وہ سر لپیٹے بستر پر لیٹی رہی۔

تبریز تو بنا اس کی سنے اپنی سنائے وہاں سے جا چکا تھا مگر ماہا۔ماہا پوری رات سو نہیں سکی تھی۔

رات بھر کروٹیں بدلتے وہ بے چین سے رہی تھی۔

آنسوں تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔تبریز غصہ ہو گا وہ یہ بات اچھے سے جانتی تھی۔مگر اس قدر غصہ ہو گا وہ یہ نہیں جانتی تھی۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب دروازہ ناک ہوا۔

""ماہا فوراً اسے اٹھی۔

"اٹھ گئی میری جان۔!یہ چہرہ اتنا سرخ کیوں ہو رہا ہے۔؟بخار تو نہیں ہو گیا۔!""میرب نے ناشتے کی ٹرے میز پر رکھی اور اب فکر مندی سے چلتے وہ اسکے قریب آئی۔

اس کا بیٹھنا ہی تھا کہ ماہا کی آنکھیں پھر سے بھر آئی۔

"ماہا میری بچی کیا ہوا ہے۔؟رو کیوں رہی ہو۔؟کیا تبریز نے کچھ کہا ہے؟

میرب نے اسے ساتھ لگائے اس کی پشت تھپکتے فکر مندی سے پوچھا۔جس کا رونا تھم ہی نہیں پا رہا تھا۔

""میرب بچے کچھ تو بولو۔!!""میرب کے ہاتھ پیر پھول رہے تھے۔کہاں دیکھ سکتی تھی وہ اسے روتے ہوئے اب بھی اس کا رونا میرب کو تکلیف میں مبتلا کر رہا تھا۔

""تبریز نن نے کک کہا کہ مم ممیں ان سسے ططلاق للے لوں س۔!"

وہ روتی ہوئی ہچکیوں کے درمیان بمشکل سے بول پائی تھی۔یہ بات تو اسے ساری رات سونے نہیں دے سکی تھی اب بھی میرب کے پوچھنے پر وہ روتی ہوئی انہیں سب کچھ بتا گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میرب کا منہ حیرت و بے یقینی سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔اسے اتنی بڑی بے وقوفی کی امید تو ہرگز نہیں تھی اپنے بیٹے سے۔!

اسے آنے دو آج۔میں سامنے بٹھا کر اس کی چھترول کروں گی سمجھتا کیا ہے خود کو۔!"

اور تم۔! وہ اب ماہا کی طرف غصے سے دیکھنے لگی۔جس نے بھیگی آنکھیں صاف کی۔

"کیا ماسیوں والا حلیہ بنار کھا ہے۔پکڑو یہ ٹرے۔اور پانچ منٹ میں یہ ناشتہ فنش کرو۔ناجانے کیا ہو گیا ہے تم آج کل کی اولاد کو۔میں نے سوچا تھا کہ خود ہی ٹھیک ہو جاؤ گے۔

مگر مجال ہے جو ایک میں بھی عقل ہو۔!"

میرب نے جھڑکنے پر ماہا نے پھر سے ہونٹ پھیلائے۔

"حالت دیکھو ماسیوں جیسا حلیہ بنار کھا ہے شوہر کو ایسے راضی کرو گی۔؟آج ریڈی رہو تمہیں میں سیلون لے جا رہی ہوں۔مگر اس سے پہلے یہ سارا بریک فاسٹ فنش کرو۔!"

میرب کے تحکم بھرے انداز پر ماہا اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے اپنی ساس کو دیکھتی رہ گئی۔جن کا غصہ آج الگ ہی لیول کا۔تھا۔

سر جھٹک کر وہ ان کے آنے سے پہلے بریک فاسٹ فنش کرنے لگی۔

Episode 58 Part 2

ڈونٹ وری چیمپ تُو ٹھیک ہو جائے گا۔پر یہ بتا تجھے ہوا کیا تھا۔؟"آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھتے وہ حیرت و تجسس سے پوچھنے لگا۔

جس پر انیل نے لب بھیچے۔اچانک ہوئے اس شاک پر وہ ایکدم سے بے ہوش ہو گیا تھا۔

مگر اسکے گھر والوں نے اسے مکمل بیمار بنا دیا تھا۔

اب بھی ابیر اسے سہارے سے اسکے روم تک لے گیا۔

ان سب کے دوران بھی انیل خاموش تھا۔

امن اور حیا عنایہ اور عیناں کو گھر چھوڑنے گئے تھے۔

الایہ اور اذلان اپنے گھر میں تھے اور ایمی کی بابت کوئی علم نہیں تھا۔

"مجھے کچھ بات کرنی ہے آپ سے۔!"ابیر جیسے ہی مڑا انیل نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔

ابیر کے حسین چہرے پر تناؤ ابھرا۔!

تیرا بھائی بعد میں پہلے میں ایک ڈاکٹر ہوں اور میرے اندازے کے مطابق اس وقت تو کچھ ٹینس ہے جو کہ ہونا نہیں چاہیے۔

اس لئے ابھی کے لئے بہتر یہی ہے۔

کہ تو ریسٹ کرے۔!"

اسکے ماتھے پر بکھرے سیاہ بالوں کو سنوارتے ابیر نے لاڈ سے کہا تو انیل گہری سانس بھرتے اپنے بھائی کو دیکھا۔

اوکے جیسے آپ کہیں۔!۔ایمی کہاں ہے۔؟"

ابیر جو نہی مڑا۔انیل کی آواز پر اس کے قدم بے ساختہ ہی تھمے تھے۔

"وہ تو میرے خیال سے واپس جا چکی ہے۔!ابیر نے ماتھا مسلتے کہا تو وہ بے قراری سے بستر سے اٹھا۔

"جا چکی ہے۔مگر کس کے ساتھ۔!"

"میں جانتا ہوں انیل وہ تیری گرل فرینڈ نہیں تھی۔بلکہ ایک کرمنل تھی۔مگر ہاسپٹل میں اس کا بوائے فرینڈ اسے لینے آیا تھا یہ بات گھر میں کسی کو معلوم نہیں۔

وہ واپس لندن چلی گئی ہے۔!""

ابیر نے نرم لہجے میں اسے آگاہ کیا۔جو بے دم سا سوتا پیچھے کو گرا تھا۔

آنکھوں پر ہاتھ رکھتے اسنے ضبط سے آنکھیں میچی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""آئی ول کال یو لیٹر۔!"عجلت میں وارڈ میں داخل ہوتے اسنے موبائل فون کی دوسری سمت موجود جویریہ سے کہا۔

وہ آج کافی دنوں کے بعد اپنے ہاسپٹل آیا تھا۔عیناں بھی اب اسکے ساتھ کئی ایمرجنسی کیسز کو دیکھ رہی تھیں۔

ابھی بھی وہ عجلت میں ایک پیشنٹ کو چیک کرنے جا رہا تھا۔

جب اس کا فون اچانک سے بجا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ جانتا تھا کال کرنے والی جویریہ ہی ہو گی وہ اسے کافی دنوں سے اگنور کر رہا تھا اور اب بھی اس سے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

جب آگے سے جویریہ کی چیخ و پکار سنائی دی۔

ابیر کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے وہ ایک دم سے رکا تو اس کے پیچھے چلتا فارس بھی رک گیا۔

کیا ہوا سر۔؟ فارس نے چونک کر اسے دیکھا جو کچھ پریشان تھا۔

"جویریہ آر یُو او کے۔؟" کیا ہوا ہے۔ تم چیخ کیوں رہی ہو۔؟"

"ابیر نے متفکرانہ انداز میں پوچھا۔

"ابیر اہہ میرا پیر۔!" جویریہ کی درد بھری آواز پر ابیر نے مڑتے فارس کو دیکھا۔

"مجھے ابھی جانا ہو گا فارس۔ تم پیشنٹ کو دیکھ لینا۔!"

اپنا کوٹ اسکے ہاتھ میں دیے وہ عجلت میں وہاں سے بیرونی گیٹ کی طرف نکلا۔

فارس اسے آوازیں دیتا رہ گیا۔

"جویریہ ڈونٹ وری میں آ رہا ہوں۔ کچھ نہیں ہو گا تمہیں۔!" شہد رنگ آنکھوں میں عجیب جھنجلاہٹ سمٹ آئی تھی۔ وہ عجلت میں پارکنگ ایریا میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ڈونٹ کرائے بے بی۔!" وہ واپسی کے سفر پر روانہ ہو چکے تھے۔ حورین مسلسل رو رہی تھی۔ اور اسکے آنسوں کہاں گنوارہ تھے ڈیول کو۔

اسنے بہت محبت بھرے لہجے میں کہتے اسکے آنسوں صاف کرنے کی کوشش کی۔

مگر حورین نے غصے سے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔ مگر اس کا یہ غصہ بھی ڈیول کے لیے بہت اہم تھا۔

""مجھے نہیں بیٹھنا یہاں پر مجھے سیٹ پر بٹھاؤ۔!"" آنسوں بھری نیلی جھیل سی آنکھوں سے اسے گھورتی وہ ناراضگی سے بولی۔

تو ڈیول نے سر سیٹ کی پشت سے ٹکایا۔ بھوری آنکھوں میں عجب سا خمار امڈا تھا۔

"میری دسترس ہی آپ کی آخری پناہ گاہ ہے بیگم۔ خاموشی سے بیٹھیں یا تو دھو کر اب مجھ سے دور جانے کی بات میں ہرگز برداشت نہیں کرنے والا۔!

"تم خود کو سمجھتے کیا ہو۔؟ مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ۔!"۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ پھر سے جھٹپٹائی،ڈیول نے آنکھوں میں وحشت سمیٹے اس پری وش کو دیکھا۔اور نرمی سے اسکے بھیگے سفید گال کو چھوا۔

"""مجھے تو ساتھ رہنا ہے ناں۔!اور میرے لیے یہی کافی ہے کہ تم میرے پاس میرے سامنے رہو۔"""!

اس کا انداز پاگلوں جیسا تھا۔حورین لب میچے اس کے پاگل پن کو دیکھ اور سن رہی تھی۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنا آگے بڑھ جائے گا۔

"تم ایک بہت اچھی لڑکی ڈیزرو کرتے ہو کیف۔میں تمہارے لیے نہیں بنی۔"!

حورین نے اسے پھر سے سمجھانا چاہا۔

"ہاں میں جانتا ہوں میں بہت اچھی لڑکی ڈیزرو کرتا ہوں اور وہ اچھی لڑکی آپ ہیں مسز۔"!

وہ مسکرایا تو حورین کئی لمحے سانس روکے اسکی مسکراہٹ دیکھتی رہ گئی۔

وہ صرف چہرے سے ہی نہیں وہ ہر طرف سے حسین تھا اسکے گالوں میں ابھرتے گڑھے پھر سے چھپ گئے تھے مگر حورین شاہ عجیب سی کیفیت کا شکار ہوئی۔

"میں تمہارے تو کیا کسی کے بھی قابل نہیں۔!

نظریں چراتے وہ پھر تلخی سے بولی مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے معاملے میں آگے موجود شخص روئی سے بھی زیادہ موم ہو جاتا تھا۔

پھر وہ کیسے اس کی بات کا غصہ کرتا۔

"غلط بات۔آپ نہیں میرے سوا کوئی دوسرا مرد آپ کے قابل نہیں۔!" تیکھی ناک چڑھائے اسنے مغروریت سے جتلایا۔

اور حورین شاہ بے بسی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"میں ناپاک ہوں کیف۔!وہ چلائی اپنے لئے بدترین الفاظ استعمال کرتی وہ اذیت کی انتہاؤں پر تھی۔

"ڈیول کی بھوری آنکھوں میں خون اُمڈا۔چہرے پر پتھر سے سخت تاثرات سمٹے۔

"غلط بات۔تم ناپاک نہیں۔تم وہ انمول تحفہ ہو جسے خدا نے ہر قسم کی ناپاکی سے پاک رکھا صرف میرے لیے۔ تم خاص ہو میرے لیے حور تم سمجھتی کیوں نہیں۔"!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہ جنون بھرے انداز میں کہتے اس کے چہرے کے قریب چہرہ لایا۔ تو حورین شاہ کو لگا جیسے اسکا سانس رک سا گیا ہو۔

ڈیول نے نرمی سے اسکے سلگتے آگ جیسے گرم پڑتے ہاتھ کو کھولا اور ہتھیلی پر اپنے دہکتے لب رکھے۔

بے اختیار وہ سسکی۔

"یہ آنکھیں میرے لئے خاص ہیں کیونکہ ان میں مجھے اپنی زندگی اپنی حورین شاہ کا عکس دکھتا ہے۔!"

شدت جنون بھرے انداز میں کہتے اس نے حورین شاہ کی آنکھوں پر اپنا پر حدت لمس چھوڑا۔

تو حورین کو لگا جیسے وہ بے جان ہو گئی ہو۔

وجود میں کپکپاہٹ سی طاری ہوئی۔

تم خاص ہو حور۔ نہیں مانا تمھیں تو مت مانو۔ مگر تم خاص ہو میرے لئے۔!"

وہ ضد بھرے انداز میں گویا ہوا۔

"تو حورین نے درد سے پھٹتے سر سمیت آنکھیں موندی۔

"مجھے نیند آئی ہے سیٹ پر بیٹھنا ہے مجھے ۔!"

اس سے دور ہونے کی ناکام سی کوشش کی۔

""یہیں سو جاؤ۔! وہ اس کا سر زبردستی اپنے سینے سے لگائے وہ اسکا سر تھپکنے لگا۔

جس پر حورین نے سرد سانس فضا کے سپرد کی۔

نیند کہاں آنی تھی اسے۔ وہ تو بس اس سے جان چھڑانا چاہ رہی تھی۔

""وہ نہیں جانتی تھی اس کی قسمت میں کیا لکھا ہے۔؟ ناجانے اب اسکی زندگی کس موڑ جانے والی تھی۔ ٹھنڈی آہ بھرتے وہ اپنی فیملی کو سوچ آنکھیں موند گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"جان اتنے چپ کیوں ہو۔؟!"" بائی نے ماتھے پر آتے پسینے کو پلوں سے پونچھا۔

آج کافی دنوں کے بعد وہ سیدھا کوٹھے پر بائی کی مخصوص جگہ پر اس کے سامنے موجود تھا۔

اسکے پیچھے کھڑا ماہ ویر کب سے مسکرائے جا رہا تھا۔

اسکے چہرے پر پھیلا اطمینان بائی کس جوزہر سے بھی برا لگ رہا تھا۔

"کیا میرے بھیجے گئے پیسے کم پڑ گئے ہیں بائی۔ جو آپ یہ ننگا کھیل رچانے کی تیاری کر چکی ہیں۔؟"

مزید اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""تیاری نہیں حان ایک بار تو کر بھی دیا۔!

ماہ ویر نے جھکتے اسے صاحبہ کی بولی والی بات یاد دلائی۔

جس پر وہ بے تاثر نگاہوں سے بائی کو دیکھتا رہا مگر بائی کا حال ایسا تھا کہ وہ ابھی ماہ ویر کا خون کر دیتی۔

"حان یہ کوٹھا ہے گاہک آنا ہی چھوڑ گئے ہیں۔ پھر کیسے سب چلے گا۔! اتنی لڑکیوں کا پیٹ بھرنا۔!"

"صاحبہ ان لڑکیوں میں شامل نہیں تھی بائی تم نے اس کی بولی کیوں لگائی۔!"

وہ بائی کی بات ٹوکتا پہلے سے بھی زیادہ پتھریلے لہجے میں بولا۔

"حان پورے دس کروڑ لئے ہیں بائی نے ۔!

ماہ ویر نے پھر سے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔

تو اب کی بار اس نے نیلی آنکھوں میں بے زارگی سمیٹے اسے خاموش رہنے کا کہا۔

جس پر وہ انگلی ہونٹوں پر رکھتے تلملا سا گیا۔

"حاں وہ میری بیٹی ہے میرے بعد اس کوٹھے کو وہی چلائے گی۔ ویسے بھی اب اس کا مستقبل یہی ہے۔!"

بائی کے لہجے میں کوئی ندامت نہیں تھی۔

"غلط کوٹھے کو کوئی نہیں چلائے گا۔ ان سب لڑکیوں کو میں نے ایک این.جی.او بھیجنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

اور اب صاحبہ اور آپ میری ذمہ داری پر رہیں گے۔!

بائی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے حان کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

تم سوچ بھی رہے ہو کیا کہہ رہے ہو تم۔!"

بائی نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"سب جانتا ہوں میں اور آپ بھی اب ایسا ہی کریں گی۔!

اسنے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے سپاٹ لہجے میں کہا۔

وہ لوگ مجھے جان سے مار دیں گے حان۔ میں یہ کوٹھا بند نہیں کر سکتی۔!"

""بائی نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

جس پر حان چونکا۔

"کیا مطلب۔؟ کون لوگ؟""""عالیحان نے حیرت سے استفسار کیا۔ اب کی بار ماہ ویر بھی چونکا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہی لوگ جوان لڑکیوں کو اٹھا کر لاتے ہیں۔!

بائی نے سر جھکائے اسے حقیقت سے آگاہ کیا۔ جسے سننے کے بعد اسکے چہرے پر سرد مہری سی سمٹ آئی۔

Episode 59 Part 1

سورج کی تیز روشنی اسکی آنکھوں اور چہرے پر پڑتی اس کی نیند میں خلل ڈال گئی۔ آنکھوں پر ہاتھ رکھے وہ نیند میں کسمسائی۔

عالیجانن۔""!!

جب لبوں سے بے اختیاری میں ادا ہوتے اس نام نے باقی کی ساری نیند بھک سے اڑائی تھی۔

عنایت کا صبیح چہرہ ایک ہی لمحے میں تاریک پڑا۔

سیاہ جھیل سی گہری آنکھوں کے سامنے اس مغرور شخص کا حسین چہرہ لہراتے ہی عنایت نے غصے سے دانت کچکچائے صبح ہی صبح وہ اسے یاد تو ہر گز نہیں کرنا چاہتی تھی۔

سر جھٹک پر وہ بستر پر اٹھ کر بیٹھی۔ جب دماغ ذرا سا بیدار ہوا۔

"ایک سیکنڈ میں تو۔ کل ریحان کے ساتھ گئی تھی۔ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے وہ گردن موڑے اپنے کمرے کی کھلی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

جہاں سے جھانکتی سورج کی تازہ کرنیں دیکھ اسے احساس ہو چکا تھا کہ صبح ہو چکی ہے۔

"۔یہ کیسے ممکن ہے۔! دوپٹے سے عاجز وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اٹھی۔

اور اپنے سر کو ہاتھ کی انگلیوں سے دبایا۔ جس میں جانے کیوں مگر شدید درد اٹھتا محسوس ہو رہا تھا۔

""میں تو۔وہاں تھی کلب میں۔ پھر ریحان نے مجھے سافٹ ڈرنک دی۔ اس کے بعد کیا ہوا۔!"

ایک ہاتھ پشت پر ٹکائے وہ خوفزدہ سی نگاہوں سے دیوار کو دیکھتے یاد کرنے لگی۔ مگر گذشتہ رات کیا ہوا تھا۔ اسے کچھ بھی یاد نہیں آ رہا تھا۔

"عجیب سے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔ عنایت نے سینے کو ہاتھ سے مسلا۔

اور جلدی سے شاور لینے کا سوچتے وہ اپنا ڈریس وارڈوب سے نکالتی واشروم کی سمت بڑھنے لگی۔

"ایک سیکنڈ یہ ڈریس کیسے؟ میں نے تو بلیک ڈریس پہنا تھا۔!

سیاہ جھیل سی آنکھیں خوف کے زیر اثر مزید گہری ہوئی تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایت نے بے بسی سے آنکھیں میچی اور ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرتی وہ جیسے ہی واشروم کی سمت بڑھی۔

صوفے پر پڑی کل رات کی ڈریس دیکھ اس کے قدم تھمے۔

عنایت نے چونک کر اپنی سیاہ جھیل سی آنکھیں پھیلائے اس ڈریس کو دیکھا۔

کچھ کچھ دھندلا سا اسکے ذہن کے پردے پر لہرا رہا تھا۔

مجھے شاور لینا چاہیے۔!"

عنایت نے سر جھٹکتے خود سے کہا اور شاور لینے واشروم میں گھسی۔

مگر جیسے ہی شاور لیتے وہ باہر نکلی۔

اچانک عالیجان شاہ اور ایک بائیک اسکی آنکھوں کے سامنے لہرائی۔

ایک دم سے اسکا سانس تھما۔ عنایت نے بال خشک کرتے اپنے ہاتھ کو روکا۔ اور ذہن پر زور ڈالا۔

دماغ میں عجیب سا درد محسوس ہو تھا۔

معا اسے وہی گھمبیر آواز اپنے قریب ترسنائی دی۔

عنایت خوف سے کانپتے ایک دم سے مڑی۔ مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

""یہ سب کیا ہو رہا ہے مجھے۔ مجھے کچھ یاد کیوں نہیں آرہا۔!"

ابھی وہ خود سے بڑبڑائی ہی تھی۔ جب عیناں بھاگ کر کمرے میں آئی۔

"عنایت بیٹا ریحان کو گولی لگی ہے آپ نے بتایا کیوں نہیں۔ اپ ٹھیک ہو۔ کچھ ہوا تو نہیں میری جان۔!"""

عیناں کے لہجے میں فکر خوف اور پریشانی تھی۔

وہ اسکے ہاتھ پکڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

جسے گولی کے نام پر اب تیزی سے عالیجان کا گولی چلانا یاد آیا اور اس کے ساتھ ساتھ ایک ایک کرتے رات کا گزرا ہر لمحہ اس کی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح چلنے لگا۔

"یی یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ یہ کیسے۔!"

منہ پر ہاتھ رکھے وہ بے یقینی سے بولی۔ خوف و دہشت سے اس کے ہاتھ پیر پھول چکے تھے۔

وہ کیا کر چکی تھی۔ سیاہ آنکھوں میں عالیجان شاہ کا خوف تیر رہا تھا۔

جسے عیناں کچھ اور ہی سمجھ رہی تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بیٹا وہ ہاسپٹل میں ہے مگر اب ٹھیک ہے آپ پریشان مت ہو۔اللہ کا شکر ہے تم ٹھیک ہو۔!"

عیناں نے بیٹی کو تسلی دی۔جس کا دل اچانک سے خراب ہو رہا تھا۔

وہ ماں کے ہاتھ کو جھٹکتے بھاگ کر واشروم میں گھسی۔

عیناں نے گھبرا کر اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔

عنایتتتت بیٹا کیا ہو گیا۔؟"وہ گھبرائیں ہوئی سی بیٹی کے پیچھے واشروم میں داخل ہوئی۔

جو بری طرح سے وومٹنگ کر کر کے ہلکان ہو رہی تھی۔

عیناں نے اس کی پشت رب کی۔!"

جس کا چہرہ چند ہی لمحوں میں بے تحاشہ سرخ ہو چکا تھا۔

"مما ماما پتہ نہیں کیوں۔دل متلا رہا ہے۔مجھے لگتا ہے رات کو ڈرنک پی لی تھی شاید اس کا اثر ہے۔!ء

عنایت نے چہرے پر پانی کی چھینٹے ماری اور مڑ کر اپنی فکر میں گھلتی اپنی ماں کو پر سکون کرنا چاہا۔

چلو میرے ساتھ۔جانتی ہو باہر کا کچھ بھی سوٹ نہیں کرتا پھر بھی ڈرنک پی لی۔!"

چلو اب ریسٹ کرو میں کچھ بنا کر لاتی ہوں۔اچھا فیل ہو گا۔!"

اسکی پیشانی پر بوسہ دیتے عیناں نے نرمی سے کہا جس پر وہ سر اثبات میں ہلاتی بیڈ کی طرف بڑھی۔

وہ سمجھ چکی تھیں یہ سب اس ریحان کی پلائی گئی ڈرنک کا اثر تھا۔دل ہی دل میں اسے گالیوں سے نوازتے وہ گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے بیٹھ گئی۔

"اگر عالیحان وقت پر ناں آتا تو کیا ہوتا۔؟یہ

سوچ آتے ہی ایک پل کو اس کا چہرہ لٹھے سا سفید پڑ گیا مگر پھر اپنی کاروائیاں یاد آتے ہی اسنے زبان دانتوں تلے دبائی۔

چہرہ لمحوں میں سرخ پڑا تھا۔

اس ریچھ کو اتنا تنگ کیا تھا اور اب یقیناً وہ اس سے بدلہ لیتا۔یہ سوچ آتے ہی عنایت کا سر نئے سرے سے گھوما۔

تھوک نگلتے اسنے اپنے آپ کو پر سکون کرنے کی کوشش کرتے ایل سی آن کی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کیا مطلب ہے حرمین۔؟؟""کون شوہر؟؟""عالیان شاہ حیرت واستعجاب سے گویا ہوئے۔ایسا ہی کچھ حال ویام کا بھی تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈیول۔ڈیول نام تھا اس کا۔! وہ آیا گارڈ کو گولیوں سے بھون ڈالا اور میری آنکھوں کے سامنے میری بیٹی کو لے گیا وہ۔!

وہ روتے ہوئے بولی۔آواز ان کے حلق میں اٹک رہی تھی۔

وہ بمشکل سے الفاظ ادا کر پائی۔جب ویام اور عالیان شاہ نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"تم نے روکا کیوں نہیں اسے۔کیسے لے جانے دیا میری پرنسز کو۔!" عالیان نے پاگلوں کی طرح اپنے بالوں کو نوچتے ہوئے کہا تھا۔

وہ جانتا تھا اگر وہ لڑکا اس کی بیٹی کو لے گیا تھا تو اب حورین کو واپس لانا انتہائی مشکل تھا۔

"میں کیسے روکتی؟ وہ کہہ رہا تھا حور پر اس کا حق ہے صرف۔اب وہ اس کی بیوی ہے اس لئے میرے سارے حق ختم ہیں اس پر۔!"

حرمین نے منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی آواز کو حلق میں دبانے کی ناکام سی کوشش کی۔وہ بھلا کیسے بھول جاتی اتنا سب کچھ۔!

میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔میں اسے جان سے مار دوں گا۔!"

عالیان شاہ بپھر کر دھاڑے۔جبکہ ویام کسی گہری سوچ میں مبتلا تھا۔وہ شروع سے ہی ایسا تھا۔

اس کی زبان سے زیادہ اس کا دماغ کام کرتا تھا اور اب بھی وہ کچھ سوچ کر آگے بڑھا۔

سی سی ٹی وی کی فوٹیج نکلواو۔

مجھے دیکھنا ہے اسے ۔!"

ویام نے سرد نگاہوں سے عالیان شاہ کو دیکھا۔اسے اتنی بے وقوفی کی امید عالیان سے ہرگز نہیں تھی۔

اگر ایسا کوئی بھی معاملہ تھا تو اسے سب سے پہلے ویام کو آگاہ کرنا چاہیے تھا تاکہ وہ اس حملے کے لئے پہلے سے تیار رہتے۔

"ہہ ہاں میں نکلواتا ہوں۔!

عالیان شاہ جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹے تھے۔

"ضرورت نہیں اس کی بھئی۔وہ آپ کا عکس ہے۔یوں سمجھ لیں وہ آپ ہی کا سایہ تھا۔

ہو بہو آپ جیسا۔!"" حرمین شاہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں بولی تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ان کی بات سنتے ویام چونک سا گیا۔

اسنے بے یقینی سے گردن موڑے پاس کھڑے عالیان شاہ کو دیکھا۔

جسنے بیوی کی بات کی تصدیق کرتے سر اثبات میں ہلایا۔

"ناممکن۔فوٹیج نکلواو۔!" ویام نے عجیب سے انداز میں کہا تھا۔

دل ودماغ میں اب الگ سا طوفان اٹھ چکا تھا۔جس کا کوئی سرا کوئی جوڑ نہیں تھا۔۔

مگر وہ ڈیول کو ضرور دیکھنا چاہتا تھا۔ہاں ایک بار تو ضرور۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آپی ڈونٹ وری ٹھیک ہوجائیں گی آپ۔بس ذرا سا فیور ہورہا ہے اور کچھ بھی نہیں۔!میں ذرا دادو کو دیکھ آؤں میرے خیال سے ان کا بی پی ڈاؤن ہوچکا ہے۔!"

آپ ریسٹ کریں۔!"عنایہ نے نرمی سے بہن کو دیکھ کر اسے ہدایت دی۔

عیناں کے بتانے کے بعد سے ہی عنایہ کافی دیر سے عنایت کے پاس بیٹھی تھی۔

اور اب بھی نیناں کا خیال آنے پر وہ اسے ہدایت کرتے اٹھی۔

"فکر مت کرو میں ٹھیک ہوں تم اور ماما خواہ مخواہ میں پریشان ہورہے ہیں۔!"

عنایت نے اسے یقین دلانے والے انداز میں کہا۔

جس پر عنایہ بنا کچھ بولے مسکرا کر روم سے نکلی۔

وہ نیناں کی میڈیسن کا باکس ان کے روم سے اٹھائے اب نیچے ہال کی جانب بڑھ رہی تھی۔

جب اچانک اس کا فون بلنک ہوا۔

عنایہ نے سیڑھیاں عبور کرتے موبائل فون نکالا۔

کسی ان ناؤن نمبر سے ایک ساتھ ڈھیروں تصاویر اور وڈیوز بھیجی گئی تھی جنہیں دیکھ کر اس کی بھوری آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئی۔

""یہ یہ نن نہیں ہوسکتا۔!""وہ لڑکھڑا سی گئی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔

حسین چہرہ ایک ہی لمحے میں تاریک پڑا تھا۔

اس نے سہارے کے لیے ریلنگ تھامی۔جب ایک میسج موصول ہوا۔

جس میں اس جگہ کا پتہ لکھا ہوا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مام دادو کو میڈ سن دیجیے گا مجھے ایک کام سے نکلنا ہے۔!"

مضبوط لہجے میں کہتی وہ عجلت میں باہر کی سمت بڑھی۔

"ابیر علوی پر اسے یقین تو شروع دن سے ہی نہیں تھا۔ کیونکہ اس شخص نے اس رشتے کو یقین کی ڈور سے باندھا ہی کب تھا جو وہ بھی اس پر یقین کرتی۔

"اگر تو یہ سب سچ ہوا ابیر علوی تو بھول جانا کہ اس بار تمہیں معافی ملے گی۔!"

گاڑی کو سٹارٹ کرتے ہی اس کی بھوری آنکھوں میں سنجیدگی سمٹی۔ حسین لب بھیچے وہ زیر لب بڑبڑائی اور فل سپیڈ سے گاڑی باہر نکالی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مجھے بھوک نہیں ہے۔ تم کھالو پلیز!""" وہ کھانے کی ٹرے کو دیکھ نظریں چرائے بولی،

عائش نے ابرو اچکاتے اسے گھورا اور ایک سرد سانس فضا کے سپرد کرتے ٹرے کو ایک سائیڈ کیا۔

"کچھ کہنا چاہتی ہو تو صاف صاف کہو۔!"

عائش نے سنجیدگی سے اسکے چہرے کو دیکھتے استفسار کیا۔ جس پر عمایہ گھبرائی

۔

"وووہ میں واپس جانا چاہتی ہوں۔! سر جھکائے اسنے اپنے دل کی بات بیان کی۔

"ہمممم کس خوشی میں۔! "

اب کی بار عائش کا لہجہ بے لچک تھا چہرے پر حد درجہ سنجیدگی سمیٹے وہ عمایہ کو دیکھنے لگا۔

جو کافی پریشان سی تھی۔۔

"بس مجھے واپس جانا ہے۔ میں یہاں مزید نہیں رہ سکتی۔ میرا دم گھٹتا ہے یہاں ممانی کا رویہ مجھے سونے نہیں دیتا ۔میں اپنی ہی نظروں میں مجرم بن چکی ہوں۔ اور یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا۔!"

میری وجہ سے وہ کیسے ذرا تفصیل بتائیں گی آپ زوجہ۔؟"""

اس کی بات ٹوکتے وہ دانت پر دانت جمائے بولا۔

""""اگر تم مجھ سے شادی کی ضد ناں کرتے تو آج یہ سب کچھ ناں ہوتا۔ کوئی بھی خوش نہیں اس شادی سے۔ ناں تم ناں میں اور ناں ممانی۔!"

عمایہ کے ذہن میں روز کی کہی باتیں اب تک گردش کر رہی تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ ٹھیک ہی کہہ رہی تھیں۔اگر انہیں عمایہ اپنے بیٹے کے لیے برا سا یہ لگ رہی تھی تو اس میں کچھ غلط بھی نہیں تھا۔

" ہممممم م۔میں تو بہت خوش ہوں اس رشتے سے۔تم اپنی بات کرو۔!"

عمایہ نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

"مگر میں خوش نہیں ہوں ناں ہی کبھی ہو سکتی ہوں ۔!"

وہ جھنجھلا کر کہتی بستر سے اٹھ گئی،

وہ کیسے اسے سمجھاتی اپنی فیلنگز۔جو وہ سوچ سمجھ رہی تھی اس حساب سے اس کا واپس چلے جانا ہی ٹھیک تھا۔

"بیٹھو ۔!

عائش کی سخت آواز پر وہ مڑی اور چار و ناچار اس کے پاس دوبارہ سے بیٹھی۔

""ماما کا رویہ تمہاری وجہ سے خراب ہوا ہے عمایہ میں مانتا ہوں۔کیونکہ انہیں لگتا ہے کہ تم اس شادی کے لیے تیار نہیں تھی اور مجھ پر بھی زبردستی کی گئی ہے حالانکہ تم کسی اور کو پسند کرتی ہو۔!"

عمایہ خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔

"اول تو تمہارا ماضی شادی سے پہلے جیسا بھی تھا جو بھی تھا وہ اب میٹر نہیں کرتا۔کیونکہ اب زندگی بدل چکی ہے اب ہم دونوں ہی ایک دوسرے کا آج بھی ہیں اور آنے والا کل بھی۔باقی تمہاری کوشش ماما کے رویے کو خود ہی بدل دے گی۔!""

مگر۔۔!

اگر مگر کچھ نہیں فیصلہ ہو چکا ہے تم کسی بھی صورت پاکستان نہیں جاؤ گی۔تو مطلب نہیں جاؤ گی۔!" کھانا کھاؤ ۔!

بے لچک لہجے میں کہتے اس نے نیا حکم صادر کیا۔

عمایہ منہ پھلائے کھانے کو گھورنے لگی۔

کھانا کھاؤ ڈارلنگ اگر میں نے زبردستی کی تو اچھا نہیں ہو گا۔"

سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتے اسنے ٹرے اسکے سامنے کی۔جس پر چار و ناچار عمایہ نے ضبط کے گھونٹ بھرتے کھانا شروع کیا۔

چند ہی نوالوں کے بعد وہ ہاتھ کھینچ گئی۔

ٹرے اٹھائے میز پر رکھتے وہ صوفے کی طرف جانے لگی۔

"یہاں آؤ""

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے وہ اسکی پشت کو گھورتے گھمبیر لہجے میں بولا۔

""عمایہ ٹھٹکی۔ تھوک نگلتے مرتے اس نے عائش کو دیکھا۔

"جججی۔!"

""عائش نے ہاتھ کے اشارے سے اسے پاس بلایا۔

وہاں کیا لینے جا رہی ہو۔؟ اس کا انداز اتنا سرد تھا کہ عمایہ کا دل ایک پل کو دہل سا گیا۔

"وووہ سونے ۔!"

"ہمم۔ یہاں آؤ میرے پاس لیٹو۔!"

"ججج جی۔!

آنکھیں پھاڑے اسنے عائش کو دیکھا۔

"کیا ہوا کھا نہیں جاؤں گا تمہیں جو اتنا ڈر رہی ہو۔! "

عائش نے طنز بھرے انداز میں کہا اور اپنے قریب جگہ پر اسے لیٹنے کا حکم دیا۔

عمایہ فوراً سے اسکے پاس بیٹھی۔

"عع عائش۔"

فضول گوئی سے پرہیز کرنا۔!" عائش نے دوٹوک انداز میں اسے پہلے ہی وارن کیا تو وہ دانت پیستے بستر پر لیٹی۔

"عع۔!

آنکھیں بند کیے وہ سونے کی کوشش میں تھی۔ جب روم کی لائٹس ایک دم سے آف ہوئی۔ عائش کا ہاتھ اپنی کمر کے گرد محسوس کرتے وہ خوفزدہ سی کیفیت میں منمنائی۔

""یہی سچائی ہے اس رشتے کی عمایہ عائش علی ۔!

جتنی جلدی تسلیم کرو گی آگے بڑھنے میں آسانی ہو گی""!

اپنے بائیں بازوں پر اسکا سر رکھتے اس نے تھوڑی سے پکڑتے اس کا چہرہ اونچا کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو گھبرائی ہوئی سی آنکھیں مونڈے سانس روکے اس کے حصار میں لیٹی تھی۔

عائش نے نرمی سے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا۔تو عمایہ کا سانس حلق میں دب سا گیا۔دل مانو پسلیاں توڑ کر باہر آنے والا ہو۔!"

"وووہ میں چینج کر آؤں۔! "

سوہا کے لائے کپڑوں کو وہ صبح چینج کرنے کا فیصلہ کرتے سونے جا رہی تھی۔ مگر اب عائش کے حصار میں خود کو یوں محسوس کرتے اس نے بہانا بنایا۔

""لیٹی رہو صبح چینج کر لینا۔!"

عائش نے گھمبیر لہجے میں کہا تو عمایہ نے تھوک نگلا۔

جب اس کا سلگتا لمس اپنی تھوڑی پر محسوس ہوا تو وہ سسکی۔

"پپ پلیز نو۔!"

وہ خوفزدہ سی آواز میں منمنائی۔

"اپنے پلیز کو تالا لگا کر صندوق میں بند کر دو زوجہ۔

اور جتنی جلدی ہو سکے خود کو تیار کر لو اس رشتے کیلیئے۔ بیکوز ناؤ آئی وانٹ یو۔اِن ایوری کنڈیشن"""!

سرسراتے ہوئے معنی خیز لہجے میں اسکے کان میں بھاری سرگوشی کرتے عائش نے اسکا لرزتے وجود کو اپنے مزید قریب تر کر لیا۔

عمایہ اس کی باتوں سے گھبرائی، متفکر سی تھوڑی ہی دیر میں تھکن کے سبب نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

Episode 59 Part 2

جو یریہ کیا ہوا ہے۔؟ تم ٹھیک ہو۔؟""وہ اس کے فلیٹ میں آیا تھا مگر دروازہ پہلے سے ہی کھلا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

پوراگھراندر سے بری طرح سے بکھرہ پڑاتھاابیر کی شہدرنگ آنکھوں میں عجیب سی بے چینی ابھری،ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے وہ بھاری قدموں سمیت اس کے روم کی طرف بڑھا۔

دروازہ کھلا تھااور جویریہ نیم برہنہ حالت میں بیڈ کے قریب بے ہوش پڑی تھی۔

اس کے پاؤں سے خون بہہ کراب منجمد ہوچکا تھا۔اسکے سرپر بھی گہری چوٹ تھی،

ابیر چکراتے سر سے یہ سب دیکھتا آگے بڑھااور تیزی سے اسکے قریب جھکتے اس نے جویریہ کو جھنجھوڑا۔

"جویریہ۔؟کیاسن رہی ہو تم مجھے۔جویریہ گیٹ اپ۔!"""

ابیر نے اس کا گال تھپکتے اسے ہوش میں لاناچاہا۔

جو پشت کے بل لیٹی ہوئی تھی۔

ابیر نے نرمی سے اسے کندھے سے تھامے اس کارخ پلٹا۔

تواس کی آنکھیں حیرت وخوف سے پھیلی۔

وہ بے ساختہ ہی پیچھے ہوا۔

جویریہ کا پوراوجود خون سے لت پت تھا۔

اسکی آنکھیں باہر کوابلی ہوئی تھیں۔

ابیر کا سانس بے ساختہ ہی تیز ہوا۔وہ گھبرایا۔اسکے پیٹ پر لگے خنجر کو دیکھ وہ نم نگاہوں سے آگے بڑھا۔مگر پھر قدم بے ساختہ ہی روکے وہ غائب دماغی سے اسے دیکھنے لگا۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ اتنا کمزور ہوجوایسی کوئی بھی چیز دیکھ کر ڈر جاتا مگر جویریہ اس کی دوست تھی اوراس کے ساتھ ساتھ جس طریقے جس بے دردی سے اسے مارا گیا تھا۔

اسے دیکھ تو کوئی بھی بندہ ڈر جاتا۔

"""یی یہ سب ککس نے۔؟؟مم مجھے یہاں سے جانا ہوگا؟۔!"

"اپنے ماتھے پر آتے بالوں کو پیچھے کرتے وہ زیر لب بڑبڑاتے ہوئے باہر کی سمت تیزی سے لپکا۔

دروازہ کھولتے وہ جیسے ہی باہر نکلا۔

عع عنایہ۔!"اپنے سامنے عنایہ کو دیکھ اسکا سانس صیحیح معنوں میں اٹکا۔

وہ خوفزدہ سی کیفیت میں اسے دیکھتے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرتے وہ آگے بڑھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

"دور دور رہو مجھ سے۔! "

بھوری آنکھوں میں سرخی سمیٹے وہ ہاتھ کی مدد سے اسے خود سے دور رہنے کے لئے کہا۔

اور پھر تیزی سے اسکے پاس سے گزرتی وہ اندر جانے لگی۔

"عنایہ سٹاپ اٹ تم اندر نہیں جاسکتی۔! "

وہ تیز آواز میں چلایا۔اسے پیچھے سے بازو سے پکڑتے روکنا چاہا۔وہ سمجھ چکا تھا یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی سازش تھی۔

اور عنایہ کا یہاں ہونا اسی بات کی طرف اشارہ تھا۔

"ابیر لیو می۔میں دیکھنا چاہتی ہوں تمہاری سو کالڈ گرل فرینڈ کو۔!"اپنے پیٹ کے گرد ہاتھ بندھے اس کے ہاتھ کو غصے سے خود سے دور جھٹکتے وہ غرائی تھی۔

حسین چہرے پر غیض و غضب چھایا ہوا تھا۔

"عین میرے ساتھ چلو۔ہمیں یہاں سے جانا ہوگا ابھی۔! "

ابیر نے اسے سمجھانے کی کوشش کرتے اپنے ساتھ گھسیٹا۔

"نو تم مجھے چیٹ کر کے بھاگ نہیں سکتے ابیر لیو می۔!"

وہ اسکے ہاتھ پر زور سے بائٹ کرتے اس احصار ڈھیلا پڑتے ہی اندر کی طرف بھاگی۔

"جویریہ۔!"تیز آواز میں چلاتے وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی۔

دروازے کے قریب اسکے قدم خوف و بے یقینی سے تھم گئے۔

بھوری آنکھیں حد درجہ پھیلی وہ خوف سے سفید پڑتے چہرے پر ہاتھ رکھتے لڑکھڑائی۔

عنایہ چلو میرے ساتھ۔؟"

ابیر پھر سے دانت پیستے اس کی طرف لپکا۔

"نو تتت تم نے اسے مار دیا۔! "

عنایہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔آنسوں بے چینی سے اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔

"میں نے اسے نہیں مارا عنایہ۔بیلیو می تم چلو میرے ساتھ میں سب سمجھاتا ہوں۔ "

ابیر نے اسے پر سکون رہنے کا کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تو کون مار گیا اسے۔؟" معاباہر سے پولیس سائرن کی آواز آئی۔

"پولیس۔! ابیر کے ہونٹوں سے بے ساختہ ہی یہ الفاظ نکلے۔

"عنایہ مجھے ٹریپ کیا جارہا ہے۔ باہر پولیس آچکی ہے نکلو۔ ہمیں جانا ہے یہاں سے۔!"

ابیر نے سرد لہجے میں کہتے اسے اگلے ہی لمحے کسی بے جان گڑیا کی طرح بانہوں میں بھرتے باہر کی طرف بھاگا۔

باہر موجود اپنی گاڑی کی طرف جاتے وہ تیر کی تیزی سے وہاں سے گاڑی بھگاتے وہاں سے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ رات کافی دیر سے لوٹا تھا۔ماں باپ کے فورس کرنے پر وہ واپس تو لوٹ آیا تھا مگر یہاں آکر وہ زیادہ بے چین ہو چکا تھا۔

دروازہ کھولے وہ اندر داخل ہوا۔

روم حالی تھا۔

وہ ٹھٹکا۔بے ارادی طور پر نگاہیں ماہا کو ڈھونڈ رہی تھیں۔جو سرے سے روم میں موجود ہیں نہیں تھی۔

کمرے کی لائٹس آن کرتے تبریز نے دور سے ہی کوٹ اتارتے صوفے پر پھینکا۔ہاتھ سے ماتھے پر بکھرتے بالوں کو پیچھے کرتے وہ شرٹ کے بٹن کھولتے ری لیکس انداز میں بیڈ پر بیٹھا۔

جب اچانک نظر پاس پڑے میز پر رکھے ایک لیٹر پر گئیں۔بے ساختہ ہی اس کی آنکھوں میں حیرت امڈی۔

"آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ سے طلاق لے لوں۔ مگر میرا آپ کے سوا اس دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے۔ میں آپ کی خوشی کے لیے آپ کو چھوڑ کر جا رہی ہوں۔

مگر طلاق کبھی نہیں لوں گی۔آپ کی ماہا۔؟"

چند لائنوں پر مشتمل یہ چھوٹا لیٹر تبریز کو جھنجھوڑ کر رکھ گیا۔

اس نے مٹھی میں اس کاغذ کو غصے سے دبوچتے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر گرا لیا۔

"وہ تو اسے سیو رکھنے کے لیے اتنا شدید ری ایکٹ دے رہا تھا۔کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ کبھی اسے چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔

مگر یہاں وہ غلط ثابت ہو چکا تھا۔

اسے محفوظ رکھنے کے لیے خود کو اس کی نظروں میں برا بنانے کی اس کی کوشش اب واقعی میں اسی پر الٹی پڑ گئی تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ تیزی سے اٹھا۔

اسی حلیے میں باہر بھاگنے کے سے انداز میں نکلا۔

"کہاں جا رہے ہو۔؟"" میرب سینے پر دونوں ہاتھ باندھے کڑے چتونوں سے اسے گھورتے استفسار کرنے لگی۔

جس کے حسین چہرے پر تناؤ تھا۔وہ کافی ٹینس لگ رہا تھا۔

مام مجھے جانا ہے۔!"

وہی تو پوچھا ہے کہاں جانا ہے۔؟ "

مام۔پلیز راستہ چھوڑیں میرا ابھی جانا ضروری ہے۔!" وہ منت بھرے انداز میں بولا انہیں راستے سے ہٹنے کا کہنے لگا۔

"بہت ہرٹ کیا ہے تم نے تبریز۔ماہا کا قصور اتنا بھی بڑا نہیں تھا جو تم نے اس پر اتنا ظلم ڈھایا۔!"

میرب نے تاسف سے بیٹے کو دیکھ کر کہا۔

جو آگے ہی ضبط کی انتہاؤں پر تھا۔دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں سختی سے بھینچے وہ خاموشی سے لب سیے کھڑا رہا۔

"مام فار گاڈ سیک میں آپ کو سمجھانے کی کنڈیشن میں نہیں ہوں پلیز مجھے جانے دیں۔وہ جانے کہاں چلی گئی ہے۔ مجھے ڈھونڈنا ہے ماہا کو۔!"

اس کا لہجہ بے بسی سموئے ہوئے تھا۔۔

"اب کیوں ڈھونڈو گے۔طلاق کا بھی تو تم نے کہا تھا۔!

ٹانگیں توڑ دوں گا میں اس کی اگر آئندہ اسنے یہ گھٹیا حرکت کی۔ """ !

پہلے ڈھونڈ تو لو۔!" میرب بیٹے کے جنونی انداز سے خاصی لطف اندوز ہو رہی تھیں۔

اب بھی چیلنجنگ انداز میں کہا۔

"جس پر وہ ہنس کر سر جھٹک گیا۔

"پچھلے دس منٹ سے آپ نے مجھے روکا ہوا ہے۔اب بتا دیں کہاں ہے آپ کی بہو۔ایم سوری۔میں نے غلط کیا میں آپ سے بھی معافی مانگتا ہوں اس سے بھی مانگ لوں گا اب بتایئے کہاں ہے وہ؟"""""

دونوں ہاتھ کانوں کو لگاتے وہ معذرت بھرے انداز میں بولا۔

تو میرب نے اسکے ہاتھ نیچے کیے۔

"اتنی منت کر رہے ہو تو بتا دیتی ہوں۔ وہی ہے تمہاری بیوی۔ تمہارے اپارٹمنٹ میں۔ جاؤ اور اس بار مجھے میری ہنستی مسکراتی ماہا ہی واپس چاہیے۔""""!

میرب نے مسکرا کر اس کی پشت رب کرتے کہا۔ جس پر وہ مسکرا کر عجلت میں گھر سے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرتے وہ آج اس ناراضگی کو ختم کرنے کا تہیہ کرتے گاڑی سے نکلا۔

اپارٹمنٹ پر ایک نگاہ ڈالے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے اندر داخل ہوا۔

چاروں اطراف مکمل اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ مگر اس اندھیرے میں بھی اسے اپنی ماہا کی مہک محسوس ہو رہی تھی۔

وہ بنا وقت ضائع کیے سیڑھیوں کی سمت بڑھا۔

لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ مخصوص روم کی طرف گیا۔ پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

بھاری قدم اٹھاتے وہ جونہی اندر داخل ہوا۔ لائٹس خود بخود آن ہوئی تھیں۔

تبریز نے چونک کر پورے روم کو دیکھا۔ جو گلاب کے پھولوں سے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

فرش پر ڈھیروں ہارٹ شیپ کے لال غبارے پڑے تھے۔ اور بیڈ بھی ہارٹ شیپ میں پھولوں سے سجایا گیا تھا۔

ایک خوبصورت مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر رقصاں ہوئی۔

جب نگاہیں بیڈ کے اوپر لگے بڑے سے سوری پر گئی۔

سر جھٹک کر وہ بے قرار نگاہوں سے ماہا کو ڈھونڈنے لگا۔ جو وہاں تھی ہی نہیں۔

ماہ۔! آج عرصے بعد اسکے انداز میں وہی شدت تھی۔ جسے سن کر ماہا کو اپنے روم روم میں سکون کی لہریں اُترتی محسوس ہوئی۔

تبریز اسے ڈھونڈتے اپنے روم سے اٹیچ دروازہ کھولتا چھت پر چلا گیا۔

جہاں ہوئی سجاوٹ روم سے بھی زیادہ خوبصورت تھی۔

ایک طرف دو چیئرز لگی ہوئی تھی۔ دونوں اطراف وائٹ کلر کی لائٹنگ اور پردوں سے پورے چھت کا نقشہ ہی تبدیل کر دیا گیا تھا۔

راہداری کے پورے رستے پر پھول بچھے ہوئے تھے۔ تبریز ان پھولوں پر قدم رکھتے جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا اسکے گال خود ہی سرخ پڑ رہے تھے۔

انگ انگ سے سرشاری پھوٹ رہی تھی۔ وہ بے قراری سے اس کا جبیں کو ڈھونڈنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس کے لیے وہ یوں بھاگا بھاگا آیا تھا اور محترمہ غائب تھی۔

اس کی نگاہ پردوں کے پیچھے سے لہراتے سفید آنچل پر گئیں۔ تو اسنے لب دبائے مسکراہٹ ضبط کی۔

اور گھوم کر دوسری طرف سے ہوتے وہ جھپٹ کر ماہا کے قریب پہنچا۔

وہ جو پردوں کی اوٹ سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اچانک اس کے غائب ہونے اور اپنے قریب کسی دوسرے وجود کو محسوس کرتے وہ جھیل سی آنکھیں پھیلائے مڑی۔

تو بے ساختہ ہی سانس رک سا گیا۔

وہ گھبرا کر پیچھے ہوئی۔

جب اگلے ہی لمحے تبریز نے اس کی نازک کمر کے گرد اپنا بازو حمائل کرتے اسے کھینچتے اپنے قریب کیا۔

ماہا سانس روکے اسے دیکھے گئی۔ جس کی آنکھوں میں الگ سا خمار تھا۔ اس کی بولتی نگاہوں سے حائف ہوتی وہ جھٹپٹا کر دور ہونے لگی۔

جب کہ اسے شدت سے خود میں بھینچتے تبریز نے اسکی کوشش ناکام بنادی۔

اتنی تیاری مجھے منانے کے لیے کی گئی ہے جانم۔! سراہنے کا موقع تو دیں۔!" اسکے دہکتے گال سے اپنے ہونٹ مس کرتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔ تو ماہا کا پورا وجود لرز سا گیا۔

وہ شعلہ جوالہ بنی سفید ساڑھی میں اس کے سامنے آئی تھی۔ پاگل ہونا تو بنتا تھا اس کا۔

تنتت تبریز۔!" وہ اسکے سینے میں چھپی ہوئی تھی۔ تبریز نے اسے اس قدر شدت سے خود سے لگایا ہوا تھا کہ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔

بمشکل سے وہ دھیمی آواز میں منمنائی۔ تبریز نے چہرہ اسکے بالوں میں چھپایا۔

"ہمممم۔!

اس کی مدہوش آواز سنتے ماہا تھوک نگلتے خاموش ہو گئی۔۔

وہ عجیب مشکل میں پھنس چکی تھی ناں تو اس کی ناراضگی برداشت تھی ناں ہی اس کا جنون۔

وہ اسکے حصار میں لب سیے خاموش کھڑی اس کے بولنے کی منتظر تھیں جو اتنے دنوں کے بعد اسے محسوس کر رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

Episode 60 Part 1

حان مجھے کام چاہیے۔ میرا مطلب میں کچھ کام کرنا چاہتا ہوں۔ایسے فارغ نہیں رہ سکتا میں۔ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا کام ہے؟ """"

موبائل فون پر مصروف عالیحان شاہ اسکی بات پر چونکا نہیں تھا۔

"ہممممممم۔یہ کام کا خیال کیسے آیا تجھے ۔! "

ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھتے استفسار کرنے لگا۔

"ووہ بس اب مجھے کام کرنا چاہیے میرا مطلب ہے کہ بہن کی ذمہ داری بھی ہے اور اب مجھے سیریس ہو کر کام پر دھیان دینا ہے۔!

گردن اکڑا کر وہ پشت پر ہاتھ باندھے مضبوط لہجے میں بولا۔

"سیدھے سے کیوں نہیں کہتا کہ اب تو شادی شدہ ہے اور تجھے بیوی کی ضروریات پورا کرنے کے لئے کام چاہیے ۔!"

عالیحان نے سپاٹ لہجے میں کہا تو وہ سٹپٹا سا گیا۔

"""" حان تتتمہیں ککیسے معلوم؟؟"""" وہ کمینگی سے مسکرا کر گردن پر ہاتھ پھیرتے پوچھنے لگا۔

جس پر عالیحان شاہ ایک طرفہ مسکرایا۔

"مجھے سب کچھ معلوم ہوتا ہے ماہ ویر۔ میری نظروں سے کوئی بھی چیز بچ نہیں سکتی۔

اس نے گہرے پراسرار لہجے میں کہتے سگریٹ نکالا۔

""""صاحبہ تمہاری ذمہ داری ہے اب۔ایک دو دن تک یہ سارا جھمیلا سمٹ جائے گا اور اسکے بعد یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ اسکی آنکھوں میں کوئی آنسوں ناں آنے پائے۔؟""""!

"اس کی فکر مت کرو میں اس کا بہت اچھے سے خیال رکھوں گا۔اب تمہاری طرح ظالم تو نہیں ہوں میں جو اپنی معصوم بیوی پر ظلم ڈھاوں۔!

ماہ ویر کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی۔وہ عنایت کی سائیڈ لیتا عالیحان شاہ کو چونکا گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بے ساختہ ہی اسے محترمہ کے ساتھ گزاری شب یاد آئی۔اور اسکی شرافت تو وہ اب کبھی بھی بھولنے والا نہیں تھا
۔

"استاد کھ مت پیٹا کر بار بار میرے سامنے اور جتنی تیری بھابھی شریف ہے کافی اچھے سے جان چکا ہوں میں۔تو اپنی ہمدردی مت ضائع کر۔اسکی کوئی ضرورت نہیں۔!

سر جھٹک کر وہ نخوت سے بولا۔

توماہ ویر نے دیدے پھاڑے اسے دیکھا۔

"ہیں کیا مطلب۔؟

مطلب کو چھوڑ۔میرے پاس فائٹنگ کا کام ہے۔کرے گا۔بہت پیسہ ہے اس میں۔! "

عالیجان نے اسے آفردی فائٹنگ کا سن کر ہی ماہ ویر نے تھوک نگلا۔

"نن نہیں مجھے مرنا ورنہ نہیں۔ابھی تو شادی ہوئی ہے صاحبہ کا کیا ہو گا میرے بغیر۔میں کچھ اور کام ڈھونڈ لوں گا۔!

گھبرا کر کہتے وہ عجلت میں کمرے سے نکل گیا۔

عالیجان اسکی پشت کو دیکھتا مسکراتے ہوئے سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہوا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

سونے کا ناٹک ہو گیا ہو تو اب اٹھ جائیں جانم۔پچھلے ایک گھنٹے سے میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔!"

اپنے سینے میں منہ چھپائے سونے کا ناٹک کرتی حورین کے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ اسکے کان کے قریب سرگوشی نما آواز میں بولا۔

حورین گہری تیز سانسیں بھرتی آنکھیں میچے لیٹی رہی۔

"حور۔!"ڈیول نے نرمی سے اسے پھر سے پکارا۔یہ احساس ہی خوش کن تھا کہ وہ اس کے پاس تھی۔

اس کے بے انتہا قریب۔وہ کسمسائی مگر آنکھیں ناں کھولی۔جس پر ڈیول نے خود ہی نرمی سے اس کی تھوڑی سے تھامے چہرہ روبرو کیا۔

آنکھیں بند تھیں مگر سونے کی کوشش میں لرزتی پلکیں اس کے جاگنے کی نشاندھی تھی۔

ڈیول نے لب دبائے۔اس کی آنکھوں پر باری باری بوسہ دیا۔

حورین کا سانس بھاری پڑا مگر وہ اسے روک نہیں سکتی تھی۔کیونکہ وہ سو رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہ پیچھے ہوا اسکی لرزتی لبوں اور ہلتے لبوں کو دیکھ شرارت سے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبایا۔

اور باری باری اسکے پھولے سفید رخساروں کا بوسہ لیا۔

"یی یہ کیا کر رہے ہو تم۔ دد دور رہو مجھ سے۔!" سرخی چھلکاتے چہرے سمیت وہ اس سے پہلے کہ دوبارہ سے اسکے چہرے پر جھکتا۔ حورین نے ہتھیلی اسکے ہونٹوں پر جمائے آنکھیں پھیلائے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

"پیار کر رہا ہوں حور۔ تمہیں اس کی اشد ضرورت ہے۔!" مسکینیت بھرے انداز میں کہتا وہ اسے آنکھیں پھیلانے پر مجبور کر گیا۔

"ننن نہیں مممجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔!

وہ فوراً سے سر نفی میں ہلاتے انکار کر گئی۔

"آپ کو ضرورت نہیں مجھے تو ہے ناں۔!" بھوری حسین نگاہوں میں ڈھیروں جذبات سمیٹے وہ گھمبیر لہجے میں بولتے بے ساختہ جھکا اس کی تھوڑی پر اپنا دہکتا لمس چھوڑا۔

""بس کریں۔ مجھے یہ سب کچھ اچھا نہیں لگتا۔!

ٹماٹر کی طرح سرخ چہرہ لئے وہ نگاہیں چراتی سختی سے بولی،

"کیوں پیار کرنے میں کون سا غلط کام ہے۔؟ یہ تو ثواب کا کام ہے۔!"

ایک ہاتھ اس کے بالوں میں لے جاتے اس نے کیچر اتار کر دور پھینکا۔

اور نرمی سے اس کے بالوں کی جڑیں سہلاتے وہ مخمور لہجے میں بولتا اس کے حسین چہرے کو نظروں کے ذریعے دل میں اتارنے لگا۔

"ثواب۔؟ وہ چونک کر حیرانگی سے بولی۔

باریک ہونٹ میچے اس نے سر اٹھائے ڈیول کو دیکھا۔

"" ہمممم کیا آپ کو نہیں معلوم کہ شوہر سے محبت کرنا ثواب کا کام ہے۔ اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ میں نے تو کئی اسلامک بکس میں پڑھا ہے۔ میرے خیال سے آپ کو علم ہونا چاہیے تھا۔!"

حورین ہونقوں کی طرح آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے کیوں پتہ ہونا چاہیے تھا۔ میرے کون سا شوہر تھے پہلے۔!"

وہ اس کی بات کا جواب اپنی سوچ کے حساب سے دینے لگی۔

جس پر ڈیول نے لب دبائے اس کا سٹالر دونوں کندھوں پر درست کیا۔

"ہمم۔پہلے تو آپ کا شوہر نہیں تھا مگر اب تو ہے۔آپ کو نہیں لگتا کہ آپ کو یہ ثواب کا کام کرنا چاہیے۔؟"

وہ اسے اپنی باتوں میں لے رہا تھا۔جسکی نیلی آنکھوں میں ڈھیروں تجسس اور حیرت سمٹ آئی،

روئی سا سفید چہرہ گلاب کے پھول کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔چھوٹی سی تیکھی ناک میں موجود چھوٹی سی لونگ ڈیول کو مدہوش کر رہی تھی۔

"مگر ہماری شادی تو نہیں ہوئی۔ہمارا تو نکاح ہوا تھا وہ بھی مجبوری میں۔!" حورین نے ہتھیلی اس کے سینے پر رکھی اور کچھ فاصلے پر ہوتے اسے گھورتے ہوئے یاددہانی کروائی۔

"نکاح ہی تو اصل شادی ہے حور۔اور اب آپ کا شوہر تاقیامت تک میں ہی ہوں۔تو یہ جواز آپ کا غلط ہے۔! "

ڈیول اسکا موڈ ٹھیک کرنا چاہتا تھا۔وہ اسے ناراض یا خود سے بدگمان ہوتا نہیں دیکھ سکتا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ دل ہی دل میں بہت کچھ سوچ چکی تھی۔

اور ڈیول کو بس اسے کسی طرح خوف سے محبت کروانی تھی۔

"مگر پھر بھی رشتہ تو مجبوری میں قائم ہوا تھا۔!

وہ اپنی ضد پر اڑی۔

"تو آپ مجھ سے محبت کر لیں۔یہ مجبوری خود بخود ختم ہو جائیں گی۔!" ڈیول نے نرمی سے اسکے بالوں کو درست کرتے دونوں شانوں پر پھیلاتے اسے آفر کی۔

"نہیں بھلا ایسے بھی کوئی محبت ہوتی ہے۔!"

" ہمممم۔ایسے نہیں ہوتی مگر میرا وعدہ ہے میں مجبور کر دوں کہ آپ مجھ سے اتنی ہی محبت کریں جتنا کہ میں آپ سے عشق کرتا ہوں۔!"

ڈیول نے آگے کو جھکتے اس کی شفاف پیشانی پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتے اسے سینے میں بھینچا۔

تبھی جیٹ زوردار آواز کے ساتھ لینڈ ہوا۔

""اہھہ۔!"" حورین خوف سے چیخی۔

"اششش ری لیکس بس ہم پہنچ آئے اپنی منزل پر ۔!"

اس کی پشت تھپکتے وہ محبت سے لبریز لہجے میں بولا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسے باتوں میں الجھانے کا مقصد ہی یہی تھا کہ وہ اس کا دھیان بھٹکا سکے۔ جیٹ دوسرے جہازوں کی نسبت بہت ہی سلو سے مگر برے طریقے سے لینڈ کرتا تھا۔

اور یہی وجہ تھی کہ وہ حورین کا ذہن بھٹکا رہا تھا۔

""ڈیول۔! "

""موو۔!" جیٹ کا بیرونی گیٹ کھلا۔ گارڈ بھاگ کر اسے پکارتا اندر آنے لگا۔

جسے سرد آواز میں ٹوکتے اس نے اندر آنے سے روکا۔

""حورین شاہ ڈیول کی گرج پر سہمی غصے سے اس کے کندھے پر دانت گھاڑے۔

گارڈ فوراً سے باہر بھاگا۔ ایک طرف رکتے وہ سر جھکا گیا۔

ڈیول نے نرمی سے حورین کی پشت سہلائی۔

سوری جانم وہ اندر آرہا تھا۔ اسی لیے غصہ کیا۔!" نہایت نرمی اور محبت سے اسے بتاتے وہ یونہی اسے گود میں بھرے اپنے پورے قد سمیت اٹھا۔

"آپ کو شرم آنی چاہیے۔ اتنے سارے لوگوں کے سامنے مجھے اٹھا کر گھومتے ہوئے۔

"پلیز چیئر منگوا دیں۔!"

"اس کے کندھے سے سر نکالے حورین نے ایک آنکھ کھولے پیچھے موجود بھاری نفری کو دیکھ کر ڈیول کو شرم دلانا چاہی۔

جس کے ہونٹوں سے آج مسکراہٹ الگ ہی نہیں ہو رہی تھی۔

""آپ کے معاملے میں بھلا کیسی شرم عشقا۔!"

وہ اپنے ازلی محبت سے چور شدت بھرے انداز میں اس کے کندھے پر لب رکھتے بولا۔

تو حورین شاہ سٹپٹائی۔ گیٹ سے اندر داخل ہوتے ڈیول نے اس پیلس کو گہری نگاہوں سے دیکھا۔

جو اس جرمنی میں اس کی پہلی منزل تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

" یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے ابیر۔ تم تم نے اسے کیوں مارا۔؟""" وہ سر دونوں ہاتھوں میں گرائے پاگلوں کی طرح چلائی تھی۔

ابیر سپاٹ نگاہوں سے مرر سے بیک سائیڈ پر دیکھتا رش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عنایہ کے کس بھی سوال کا جواب دینا وہ ضروری نہیں سمجھتا تھا۔اس وقت اسے عنایہ کو کسی سیو جگہ پہنچانا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ علوی ہاؤس کے گیٹ پر تھے۔

گیٹ پہلے سے کھلا ہوا تھا۔

وہاں موجود سب کی گاڑیوں کو دیکھ ابیر سمجھ گیا کہ سب تک خبر پہنچ چکی ہے۔

گاڑی روکتے وہ باہر نکلا۔

جہاں ویام،امن،اذلان،عالیان شاہ اور اسکی ماں اور بھائی (انیل) متفکر سے کھڑے تھے۔

عنایہ۔!"اس کے ساتھ ساتھ عنایہ کو گاڑی سے نکلتا دیکھ ویام چونکا۔

عنایہ بھاگ کر باپ کے سینے سے لگی۔

"جس پر ایک نگاہ ڈالے ابیر عجلت میں آگے بڑھا۔

"ڈیڈ مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے پلیز آپ میرے ساتھ۔!

چٹاخ۔!"ابھی وہ بات مکمل بھی نہیں کر سکا تھا۔

جب امن کا ہاتھ اٹھا تھا۔اور اسکے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔

وہاں موجود سبھی لب بھیچے جھکے سروں سے کھڑے تھے۔

ماسوائے حیا کے۔حیا روتی ہوئی سر نفی میں ہلاتے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی۔

ابیر نے شدت سے مٹھیاں بھینچی۔سرخ چہرے سے وہ ضبط کرتا پھر سے اپنے ڈیڈ کو۔دیکھنے لگا۔

"میں کچھ بتانا چاہتا ہوں آپ کو پلیز ڈیڈ ایک بار میری بات۔!"

کیا بولے گا تو۔اب کچھ بچا ہے بولنے کو۔؟ "

امن اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے اسے پیچھے کو دھکہ دیے چلایا تھا۔

"ابیر لڑ کھڑایا۔

"ڈیڈ ہوا کیا ہے پلیز مجھے بولنے کا موقع دیں۔!"

ابیر نے جھنجھلاہٹ سے کہتے اپنی سرخ نگاہوں سے ماں کو دیکھا۔

"مام پلیز روئیں مت۔کیا ہو گیا ہے یار۔میں ٹھیک ہوں دیکھیں۔آپ رو کیوں رہی ہیں۔؟"

وہ ماں کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے محبت سے چور لہجے میں بولا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

توحیا روتی بلکتی اسکے سینے سے لگی دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔

"دور رہو میری بیوی سے مسٹر ابیر۔ایک زا*نی کا مجھ سے اور میری بیوی سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔!"

امن نے طیش کے عالم میں بیوی کا ہاتھ تھامے اسے کھینچ کر ابیر سے دور کیا تھا۔

امن کے سرد لفظوں پر ابیر علوی نے حیرت و بے یقینی سے اپنے باپ کو دیکھا۔

جن کی آنکھوں میں آج فخر نہیں صرف اور صرف نفرت تھی۔ان کا کہا لفظ زا*نی اسکے ذہن پر کوڑے کی مانند برسنے لگا۔

Episode 60 Part 2

"""ڈڈڈیڈ۔!"""دل میں اٹھتی ٹھیس دبائے اس نے بے یقینی سے اپنے باپ کو دیکھا۔

"""یی یہ سب جھوٹ ہے۔مم میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔آپ سب میرا یقین کریں۔!"

ماتھے پر بکھرتے اپنے شہد رنگ بالوں کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے کرتے وہ بے بسی سے چلایا تھا۔

اس کے لیے لوگ نہیں اپنی فیملی معنی رکھتی تھی۔

اگر وہی لوگ اس پر یقین ناں کرتے تو ابیر علوی تو ٹوٹ جاتا۔

"کیسے یقین کریں۔یہ یہ دیکھو یہ تم ہی ہو ان تصویروں میں۔!"""امن نے ویام کے ہاتھ سے چھینتے لاتعداد تصویریں اسکے منہ پر ماری تھیں۔

جن میں وہ جویریہ کے ساتھ نازیبا حالت میں تھا۔

ابیر نے بے یقینی سے ان تصاویروں کو دیکھ کر سر نفی میں ہلایا۔یی یہ سب ججھوٹ ہے۔"""

عنایہ نم نگاہوں سے اسے دیکھتی نفرت سے رخ موڑ گئی،

یہ سب جھوٹ ہے تم تو یہی کہو گے ابیر۔تم نے اسے مار دیا جان سے۔پوری میڈیا پر تہلکہ مچ گیا ہے۔تمہارے ہاسپٹل میں سے جعلی ڈاکٹرز کی ٹیم پکڑی گئی ہے۔

جو تمہارے لئے اور تمہارے کہنے پر کام کرتے تھے۔

اب تم کہو گے کہ وہ سب بھی جھوٹ ہے۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

امن کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو چکا تھا۔ جبکہ ابیر ابیر تو ایسے تھا جیسے سناٹوں میں چلا گیا ہو۔

دہشت ناک نگاہوں سے ان تصویروں کو دیکھتے وہ اگلے ہی لمحے جھکا پاگلوں کی طرح ان تصویروں کو نوچ نوچ کر پھاڑنے لگا۔

"نہیں کیا میں نے کچھ۔ نہیں مارا میں نے اسے۔ نہیں ہوں میں زانی۔ سنا آپ سب نے۔!"

وہ پاگلوں کی چیخ چلا رہا تھا۔ مگر وہاں موجود ہر ایک شخص بے حس ہو چکا تھا۔ کیونکہ ہر ایک چیز چیخ چیخ کر یہ ثابت کر رہی تھی۔

کہ ابیر علوی ایک زانی، ایک قاتل تھا۔

"بھائی پولیس کسی بھی وقت آپ کو اریسٹ کرنے آتی ہو گی۔

آپ سرینڈر کر دیں۔ میں آپ کو بچا لوں گا۔!"

انیل بھائی کے پاس جھکا، اسنے شفقت بھرے انداز میں اسے سمجھایا۔

جس نے کاٹ دار نگاہوں سے انیل کو دیکھا۔

"تجھے بھی لگتا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ کیا ہے۔"

"اس سے کیا پوچھ رہے ہو۔ اب بول دو یہ رپورٹس بھی جھوٹی ہیں۔ جن میں یہ صاف صاف لکھا ہے کہ تم کبھی باپ نہیں بن سکتے۔ یہ خبر باہر ناں نکلے اسی لیے تم نے اس لڑکی کو جان سے ہی مار ڈالا۔!"

امن نے طیش سے مٹھیاں بھینچتے ایک لفافہ اس کی طرف اچھالا تھا۔

ابیر سن پڑتے دماغ سے یہ سب سنتے ان رپورٹس کو دیکھنے لگا، جس پر اس کے ہاسپٹل کا نام لکھا ہوا تھا۔

اس نے بے ساختہ ہی سر نفی میں ہلایا۔

اور ان رپورٹس کو کھولا۔

جن میں واضح لکھا ہوا تھا کہ وہ کبھی باپ نہیں بن سکتا۔!

"یہ سب جھوٹ ہے آپ لوگ سمجھ کیوں نہیں رہے۔""!

وہ ان رپورٹس کو ٹکروں میں پھاڑتا چلا یا۔

عنایہ نے گھبرا کر سینے پر ہاتھ رکھا۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک تھا کہ وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آخر کو کس بات پر یقین کیا جائے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اس لڑکی نے خود مجھے فون کیا تھا ابیر۔اور اسی نے بتایا کہ تمہارے اس کے ساتھ تعلقات ہیں اور تو اور تمہارے باپ ناں بننے کی خبر وہ جان چکی ہے اسی لیے تم اسے جان سے مارنا چاہتے ہو۔!"""

امن نے بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

جس بیٹے پر اسے مان تھا وہ اتنا گھٹیا نکلے گا اس نے سوچا تک نہیں تھا۔

اگر وہ لڑکی اپنے منہ سے یہ سب ناں بتاتی تو مجھے کبھی بھی تمہاری اس کالی سچائی پر یقین نہیں ہوتا ابیر۔!"

نکل جاؤ یہاں سے۔!

آج کے بعد ہمارا کوئی تعلق نہیں تم جیسے درندے سے۔!"""

انیل آگے بڑھا۔باپ کو پر سکون کرنے کی کوشش کرتے وہ ابیر کی طرف بڑھا۔

جو سرد نگاہوں سے ان سب کو دیکھتا باہر کی طرف لپکا۔

حیا بری طرح سے رو رو کر ہلکان ہو رہی تھی۔ مگر آج ابیر علوی ماں کو چپ کروانے کا حق بھی کھو چکا تھا۔

"بھائی آپ ایسے نہیں جا سکتے۔!آپ سرینڈر کر دیں پلیز۔!"

وہ جونہی گیٹ سے باہر نکلا۔انیل بھاگتے ہوئے اس کے پیچھے آیا۔

"""ابیر نے قدم روکے سپاٹ نگاہوں سے سامنے سے آتی پولیس وین کو دیکھا۔

""""ابیر علوی کبھی بھی قائروں کی طرح سرینڈر نہیں کرے گا۔جتنے الزام مجھ پر لگے ہیں،جب تک یہ سب الزام میں خود سے اتار ناں دوں میں چین سے نہیں بیٹھ سکتا۔!"

ہر تاثر سے عاری سپاٹ لہجے میں کہتے وہ تیزی سے بھاگا۔

"رک جاؤ کوئی شوٹ نہیں کرے گا۔!"""

پولیس وین سے نکلتے آفیسرز کو اپنے بھائی پر گن تانے دیکھ وہ چلایا تھا۔

"نو سر ہمیں آرڈرز ملیں ہیں اگر ڈاکٹر ابیر سرینڈر نہیں کریں گے تو ہمیں مجبوراًانہیں شوٹ کرنا پڑے گا۔!"

ان میں سے ایک نے اونچی آواز میں انیل کو بتایا۔اسکے ساتھ ہی فضا ٹھاہ کی آوازوں سے گونج اٹھی۔

اہہہہہ۔!داہنی ٹانگ پر گولی لگنے کے سبب وہ درد سے چلایا۔

خون آلود نگاہوں کو میچے اس نے گہری سانس بھری اور پھر سے بھاگا۔

جب ایک دوسری گولی اس کے کندھے پر لگی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"رک جاؤ خدا کے لئے مت مارو میرے بیٹے کو۔ابیرررر۔!" حیا گولیوں کی آواز سن کر چیختی ہوئی پاگلوں کی طرح باہر کو بھاگی جب اچانک ان کا سر بری طرح سے چکرایا وہ حواس کھوتے منہ کے بل زمین پر گری۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""تت تبریز۔!"کافی دیر خاموشی کے بعد ماہا کی لرزتی ہوئی آواز پر وہ ہوش میں لوٹا۔

"" ہمممم!"""ہنکارہ بھرتے اسے بولنے کی اجازت دی۔

""آپ نے مجھے معاف کر دیا۔؟"دل میں ایک خوف سا بیٹھ گیا تھا۔جبھی اس نے گھبراتے ہوئے پوچھا۔

""ابھی سوچنا شروع کیا ہے۔تفصیل سے سوچ کر بتاؤں گا۔!"

شرارت سے لب دبائے وہ پیچھے ہوا۔

تو ماہا کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا۔

"ڈر کیوں رہی ہیں جانم۔میرا مطلب ہے کہ ابھی تو آپ کو دیکھوں گا۔سراہوں گا۔پھر معافی کے بارے میں سوچے گے۔!"

اس کے کان میں گھمبیر تا سے سرگوشی نما آواز میں کہتے اسنے ہونٹ اس کے کان کی لو پر رکھے۔

""یو آر لکنگ سو ہاٹ ڈارلنگ۔آئی ایم امپریسڈ۔!"ماہا کے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں پر رکھتے اس نے ناک سے ناک مس کرتے محبت بھری سرگوشی کی۔

جس پر اس کے چہرے پر ایک شرمیلی سی مسکراہٹ امڈی۔

""تبریز اسے تھامے ایک طرف لگی میز پر پہنچا۔اور چیئر پیچھے کرتے نرمی سے چیئر بٹھایا۔

""پتہ ہے کتنا ڈر گیا تھا میں تمہارا وہ لیٹر پڑھ کر۔ایسا لگا جیسے سانس تھم گئی ہو۔!اوپر سے باقی کی کثر تمہاری ساس کم ماں زیادہ نے پوری کر دی۔

جم کر کلاس لگائی آج مام نے۔!"

سر جھٹک پر وہ اسے کھانا سرو کرتے جلے دل سے بولا۔

جس پر وہ بے ساختہ ہی کھلکھلائی۔

"زیادہ دانت مت نکالو۔ابھی تمہارا حساب باقی ہے۔؟""!

اسنے گھور کر ماہا کو دیکھتے اسے یاد دلایا۔

جس پر وہ پھر سے رونی شکل بنائے اسے دیکھنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہاہاہاہا۔شکل دیکھو اپنی۔رونے کی ضرورت نہیں۔فل حال کھانا کھالو۔ """!

تبریز نے مسکراتے ہوئے کہا اور پلیٹ اس کے آگے رکھی۔

جس پر وہ دھیمی مسکان سے اسے دیکھتے ہوئے کھانا کھانے لگی۔

تھوڑی ہی دیر میں کھانا کھانے کے بعد تبریز اسے خود سے لگائے وہ روم کی طرف بڑھا۔

"یہاں آؤ۔؛ء" وہ اسکا ہاتھ تھامے اسے اپنے قریب بیڈ پر بٹھائے دیکھنے لگا۔

جس کا چہرہ جھکا ہوا تھا۔

"مجھے اتنا غصہ اتنا خفا ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔ایم سوری جانم۔!" کانوں کو ہاتھ لگاتے وہ معذرت خواہ لہجے میں بولا۔

"پلیز تبریز آپ یہ سب مت کریں مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔!

وہ بے چینی سے بولی۔فوراً سے اس کے ہاتھ تھامے۔

"پھر کیا اچھا لگتا ہے آپ کو۔!" وہ شریر لہجے میں بولتا اسکی گود میں سر رکھ گیا۔

آج کافی عرصے کے بعد ماہا یہ سکون اپنے روم روم میں محسوس کر رہی تھی۔اس نے نرمی سے تبریز کے بالوں میں انگلیاں چلائی۔

جس پر وہ پرسکون ہوا۔کافی دیر وہ باتوں میں لگے رہے۔جب اس کی گود میں سر رکھے ہی تبریز گہری نیند میں اتر گیا۔

"ماہا اسے سوتا محسوس کرتے نرمی سے اسکی پیشانی سے بال سمیٹے اسکی پیشانی پر اپنا نرم لمس چھوڑتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سونے کی کوشش کرنے لگی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ڈاکٹر پلیز جلدی بتائیں رپورٹس کب تک آئیں گی مجھے ایمرجنسی میں گھر جانا ہے۔"!

عنایت نے عجلت بھرے انداز میں لیڈی ڈاکٹر کو مخاطب کیا۔

جو کافی سنجیدگی سے اسے دیکھتے گہری سانس بھرنے لگی۔

میم پیشنس رکھیں۔رپورٹس آنے میں وقت تو لگتا ہے۔گیو می فائیو منٹس۔!"""

ڈاکٹر نے اس کی زرد پڑتی رنگت کو دیکھ کر مسکرا کر پیشہ ورانہ انداز میں کہا۔

عنایت گھبراہٹ بھرے انداز میں ہاتھ مسلنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عنایہ کے جانے کے بعد ہی وہ دوست سے ملنے کا کہہ کر ہاسپٹل آئی تھی۔کیونکہ جو احساس وہ محسوس کر رہی تھی۔

وہ کچھ الگ تھا۔جو تبدیلی اسے اپنے اندر محسوس ہو رہی تھی۔وہ کسی ڈرنک کا اثر ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

وہ اپنے ہی خیالوں میں گم تھیں جب ڈاکٹر نے اسے مخاطب کیا۔

کیا آپ میرڈ ہیں۔؟"ایک نرس رپورٹس ڈاکٹر کو تھما کر ان کے روم سے نکل گئی تھی۔

""جج جی۔!"عنایت نے گھبرا کر خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے کہا۔

"ڈاکٹر نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا۔آپ کے ہزبینڈ کا نیم۔؟"

شاید وہ اپنا شک دور کرنے کو پوچھ رہی تھیں۔

"عالیجان شاہ نام ہے ان کا۔آپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔؟"

اب کی بار وہ گھبراہٹ پر بھرم کا پردہ ڈالے سختی سے بولی۔جبکہ ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے سے قطرے نمایاں ہو رہے تھے۔

"سوری اگر آپ کو برا لگا ہو۔میں تو بس ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔!

ویسے کانگریچولیشنز مسز شاہ۔آپ ماں بننے والی ہیں۔!"

ڈاکٹر نے مسکرا کر اسے مبارک باد دیتے عنایت کے سر پر بم پھوڑا۔

جس کی سیاہ آنکھیں خوف کے زیر اثر مزید گہری ہوئی۔

اسے اپنا آپ کسی گہری کھائی میں گرتا محسوس ہوا تھا۔

حسین چہرہ ایک ہی لمحے میں تاریک پڑ گیا۔

""کیا ہوا آپ خوش نہیں ہیں۔؟"

ڈاکٹر نے تعجب سے اسکی بگڑتی حالت دیکھ کر پوچھا۔

""نن نہیں مم میں بہت خوش ہوں۔پلیز اپ ر رپورٹس مم مجھے دے دیں۔!"

وہ دہشت زدہ کی کیفیت میں لرزتے وجود سمیت بمشکل سے بولی۔

ڈاکٹر نے رپورٹس اسکے حوالے کی۔وہ اسے کچھ ہدایات دینے لگیں۔

مگر وہ بنا سنے عجلت بھرے انداز میں ان کے روم سے نکل گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حیرت ہے۔لگ ہی نہیں رہا کہ اسے خوشی تھی اپنی ماں بننے کی۔شاید ہزبینڈ سے جھگڑا ہوا ہو۔! خیر مجھے کیا۔
ڈاکٹر عنایت کے رویے پر خود سے ہی بڑبڑاتے سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

Episode 61

****ماضی ****

""عین۔! "بوجھل طبیعت کے سبب وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹی تھی۔جب کسی ننھی سی آواز میں پکار پر وہ ایک دم سے اٹھی،

مرجھایا ہوا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

"ابیر۔!""عیناں خوشی سے چہکتے اٹھ کر بیٹھی،اور اپنی طرف آتے اس تین سالہ شہد رنگ آنکھوں والوں معصوم شہزادے کو دیکھ دونوں باہیں واکیں۔

جس پر وہ کھلکھلا کر عیناں کی طرف بھاگا۔جس نے لپک کر اسے گود میں بھرتے لاڈ پیار کرنا شروع کر دیا۔

"ماما نے بتایا تے (کہ) عین تی (کی) طبیعت بہت تھراب ہے۔ٹمی میں ددی ہو رہی تھی۔!"

اس کی گود میں بیٹھتے اس نے ہاتھ میں پکڑی ڈول عیناں کی گود میں رکھتے اپنی زبان میں اسے سمجھانا چاہا۔

وہ کافی ذہین تھا،پوری کوشش کے باوجود بھی وہ چند ایک الفاظ ٹھیک سے بول نہیں پاتا تھا مگر وہ اپنی عمر کے باقی بچوں کی نسبت بہت تیزی سے سیکھ رہا تھا۔

""یس آپ کی سسٹر نے مجھے بہت تنگ کر دیا ہے ٹمی میں۔! "

اس کے گول گول گالوں کو چومتے عیناں نے معصوم سی شکل بنائے اسے آگاہ کیا۔

جس کی پوری آنکھیں سنجیدگی سے پھیل گئی۔۔

"نو عین۔ماما نے بتایا تے شی از ناٹ مائی سسٹر۔""!

وہ چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اشارے کرتے اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا۔جس پر عیناں چونکی۔

دروازے کی سمت دیکھا۔شاید حیا انیل کو سلا رہی تھی اسی لیے وہ ابھی تک وہاں پہنچی نہیں تھی۔۔

"تو کیا بتایا آپ کی مام نے۔!؟""

اس کے ماتھے پر بکھرے شہد رنگ بالوں کو سنوارتے وہ حیرت و تجسس سے پوچھنے لگی۔

""اے ماما نے بتایا تے شی از مائے درل (گرل)۔! '

وہ اتنے اشتیاق سے بولا تھا کہ عیناں کا اسکے بالوں میں چلتا ہاتھ رک سا گیا۔

"اس کی گرے آنکھیں حیرت سے پھیلی۔ جبھی دروازے سے اندر داخل ہوتی حیا اس کی سنجیدگی دیکھ چونکی۔

کیا ہوا؟؟ اپنے لاڈلے کی موجودگی میں بھی اتنی سیریس۔؟ کیا ہوا دونوں ماں بیٹے کا جھگڑا ہو گیا کیا۔!؟

عیناں وہ واحد انسان تھی جس سے ابیر بچپن سے ہی بہت زیادہ اٹیچ تھا۔ اگر حیا اسے عیناں کے پاس سارا دن چھوڑ جاتی تو بھی وہ ہنسی خوشی رہ لیتا تھا۔

""عین۔ دِز از مائے عین۔!" وہ ڈول عیناں کی گود سے اٹھاتے اب اشتیاق سے اسے دکھاتے بولا۔

حیا ٹھٹکی۔

'ابیر نے اس کا نیم بھی دھک (رکھ) لیا ہے۔ عنایہ۔ !""

عین تیسا ہے نیم۔؟ "

حیا نے آنکھیں پھیلائے اپنے بیٹے کی پشت کو گھورا۔ جس کی وجہ سے اب عیناں اسے غصے سے گھور رہی تھی۔

بندر کہیں کا کوئی بات پیٹ میں نہیں رکھ سکتا یہ۔!"

حیا منہ ہی منہ میں بڑبڑا کر آگے بڑھی۔

"ابیر کتنی بری بات ہے آپ کیسی باتیں کر رہے ہو۔؟ عمر دیکھی ہے اپنی۔!"

اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے وہ اسے آنکھوں ہی آنکھوں سے چپ رہنے کا اشارہ کرتی مصنوعی غصے سے بولی۔

جس پر عیناں نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

""ابیر آپ نے یہ ڈول انکل چاچو کو دکھائی۔؟"

"نوان تو بھی بتاؤں۔؟"""

وہ خوشی سے چہک اٹھا۔

"یہ سرپرائز ہے ناں ہم ابھی انہیں سب نہیں بتائیں گے اوکے۔ ابھی آپ جاؤ اور انہیں سے ڈول دکھا کے آؤ بس۔ اوکے میرا بے بی

۔!"

عیناں اسے اپنے طریقے سے لاڈ پیار سے ہینڈل کرتے سمجھانے لگی۔

"اوتے۔! "

وہ فوراً سے سر اثبات میں ہلا کر بیڈ سے اترنے لگا۔ جس میں حیا نے اس کی مدد کی۔

"مم میں بھی آتی ہوں۔انیل کو دیکھ آؤں۔!

سر کھجا کر کہتی وہ روم سے جانے لگی جب عیناں نے اسے پیچھے سے آواز لگائی۔

"آپی۔! "

"مر گئے۔!" حیا زیر لب بڑبڑائی۔

"ہہ ہاں۔بولو عیناں۔!"

وہ مسکرا کر اسے دیکھتے استفسار کرنے لگی۔

"ابیر صرف تین سال کا ہے آپ اتنی سی عمر میں اس کے ذہن میں یہ سب کیوں بٹھا رہی ہیں۔؟"

عیناں اسے دیکھ کر رہ گئی۔اتنے جدید دور میں بھی اسے حیا کی سوچ اور باتوں پر حیرت ہوتی تھی۔

"میں نے کچھ بھی غلط نہیں کہا اس سے۔وہ تو بس چغل خور ہے تمہارا۔ہر بات تم سے کرنے کی عادت جو ہے اسے۔!ایویں جھوٹ بول رہا ہے۔ویسے بھی اگر وہ عین مانگ رہا ہے تم کون سا منع کر دو گی۔کیوں۔منع کرو گی۔؟"

حیا اسے باتوں میں گھما پھرا کر اپنے مدعے کی بات پر لے آئی تھی۔

"آپی۔وقت آئے گا تو دیکھیں گے اب اس قصے کو یہیں روک دیں۔ابیر ابھی چھوٹا سا معصوم بچہ ہے۔آپ نے پہلے اسے بے بی کا بتایا میں خاموش رہی۔

اب وہ روز آتا تو ہے مگر میری نہیں بے بی کی ہی فکر میں۔وہ ضرورت سے زیادہ اٹیچ ہو جائے گا۔"!

عیناں نے اسے تصویر کا دوسرا رُخ سمجھانا چاہا۔

بہت باتیں کرتی ہو تم عیناں۔ریسٹ بھی کر لیا کرو۔انیل اٹھ گیا ہو گا۔مجھے جانا چاہئے۔"!

وہ اس کی بات کو ہوا میں اڑاتی باہر نکل گئی۔مگر یہ بات وہی ختم نہیں ہوئی تھی۔

وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی اس اٹیچمنٹ کا نتیجہ اتنا الٹا نکلے گا اس بات سے کوئی بھی واقف نہیں تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

چند ماہ کے بعد ****

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"""پھپھو۔! "

عیناں کی ڈیلیوری کے لاسٹ ڈے چل رہے تھے۔ جس وجہ سے حیااور حرمین اسی کے پاس رہ رہی تھیں۔ حیا دن کے وقت آتی تھی۔

مگر رات کو امن اسے گھر لے جاتا تھااور وجہ عالیحان کا ابیر سے جھگڑنااور اسے ناپسند کرنا تھا۔

"پھپھو کی جان میرا نیلا بلا اتنا سوجھا سوجھا کیوں ہے۔'!

وہ لان میں بیٹھی تھی۔

صبح سے ہی دل گھبرا رہا تھا۔

اسے یہاں آئے تھوڑی سی دیر گزری تھی۔ جب سکول یونیفارم میں ملبوس چار سالہ گولڈن بالوں والا وہ شہزادہ سیدھا اس کے پاس لان میں بھاگا آیا۔

"اس کاغذ پر سائن کرو آپ۔!"""اس کی آنکھوں میں غصہ تھا۔ نیلی آنکھوں میں خون کی لکیریں دیکھ عیناں نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔

حرمین بھی اس کے پیچھے پیچھے لان میں آئی تھی۔

جو سب سے خفا خفا سا نظر آرہا تھا۔

"""عیناں نے آنکھوں ہی آنکھوں سے اشارتاً حرمین سے پوچھا کہ ہوا کیا ہے۔؟۔

جس نے کندھے اچکا دیے۔ کہ وہ خود بھی نہیں جانتی۔"""!

اوکے میں سائن کرتی ہوں۔ مگر اس میں کیا لکھا ہے میرے بلے نے۔ """"!

عیناں کا دل زوروں سے دھڑکتا تھا جب وہ شہزادوں سی آن بان والے اپنے بھائی کے عکس کو دیکھتی تھی۔

"اس پر لکھا ہے۔ ٹیڈی از اونلی مائن۔! "

اپنی نیلی آنکھیں جھپک کر کہتا وہ باہر آتی عنایت کو چونکا گیا۔۔

عنایت ہاتھ میں فٹبال تھامے آج پھر اسی آس سے آئی تھی کہ وہ اس کے ساتھ کھیلے گا۔

مگر اس کے منہ سے ٹیڈی کا ذکر سن کر جہاں عیناں اور حرمین چونکی تھی وہیں آٹھ سالہ عنایت بھی حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔

"اوہ یہ ٹیڈی کون ہے۔؟ آپ کا نیو ٹوائے ہے کیا۔؟"""

عیناں نے بمشکل سے اس کے ہاتھ میں موجود وہ کاغذ تھاما۔ جس پر لیڈ پنسل سے عالیحان شاہ نے اپنی لکھائی میں جوڑ توڑ کر یہ لفظ لکھے تھے۔

"""میری ٹیڈی آپ کے ٹمی میں ہے۔!" وہ دو قدم مزید نزدیک ہوا۔ اور عیناں کے پیٹ پر ہاتھ لگاتے اسنے نیلی آنکھوں میں ڈھیروں چمک سمیٹے مسکرا کر کہا۔

حرمین منہ پر ہاتھ رکھے اسے گھورتے آگے بڑھی۔

اور ایسا ہی کچھ حال عیناں کا تھا۔ جبکہ عنایت اس کی بات پر کھلکھلائی۔

"عالی یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔؟"

حرمین نے جھک کر اسے غصے سے دیکھتے پوچھا۔

"میں پھپھو سے بات کر رہا ہوں مام۔! آپ نے مجھے بہن نہیں لا کر دی۔ اب پھپھو لا کر دے رہی ہیں تو وہ عالی کی ٹیڈی ہوئی۔ وہ ابیر کون ہوتا ہے۔؟

یو نو واٹ پھپھو۔ اس نے کلاس میں سب کو کہا کہ بہت جلد اس کی عین آنے والی ہے۔؟ مجھے وہ اچھا نہیں لگتا عالی ہیٹ ویری مچ۔!"

آنکھیں میچتے وہ چڑ چڑے پن سے بولا۔

وہ لڑائی میں بہت تیز تھا اور جہاں بھی ابیر اسے دکھ جاتا وہ بنا سوچے سمجھے اس کے منہ پر ناخنوں سے حملہ کرتا تھا۔

"بیٹا آپ نے اسے مارا تو نہیں۔! "

عیناں ابیر کا سوچتے ہی گھبرا گئی۔ اس کے رونے کا خیال ہی تکلیف دہ تھا۔

"بس ایک پنچ مارا تھا۔ ڈیڈ نے سکھایا تھا۔!"۔

اپنے لمبے بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ اترا کر بولا۔

تو حرمین نے سر پکڑ لیا۔

یہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہو رہا حرمین۔ ابیر اور عالیحان کا یوں جھگڑنا وہ بھی بے مقصد۔ میں حیا آپی کو لاکھ بار سمجھا چکی ہوں۔

مگر اللہ جانے وہ اتنی سمجھدار ہونے کے باوجود بھی ایک ہی ضد پر اڑی ہیں۔ ایسے میں ان بچوں کے ذہن پر برا اثر پڑے گا۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عیناں نے گہرائی سے سوچتے پاس بیٹھی حرمین سے کہا۔

"عالیحان بیٹا آپ آپی کے ساتھ جاو۔اینجل اسے چینج کروادو بچے۔!"

اینجل مسکرا کر آگے بڑھی۔تو عیناں نے اسے پاس بلایا۔

اس کی پیشانی پر بوسہ دیے اسے عالیحان کی طرف بھیجا۔

"نو عالی ڈونٹ لائک گرلز۔مام میں بڑا ہو گیا ہوں میں خود چینج کروں گا۔!"۔وہ دور سے ہی عنایت کو آتا دیکھ الٹے قدموں سے بھاگتا اونچی آواز میں چلایا۔

جہاں اس کی بات پر عیناں اور حرمین مسکرائی وہیں عنایت اپنا فٹبال تھامے اندر کی طرف بھاگی۔

"میں نے کئی بار کوشش کی ہے عیناں مگر اللہ جانے یہ دن بدن اتنا ضدی کیوں ہوتا جا رہا ہے۔! کبھی ضد کرتا ہے کہ بہن چاہیے۔ کبھی اسے ابیر اچھا نہیں لگتا۔عالیان نے جب سے اسے بولا ہے کہ پھپھو کے بے بی کی بہن ہے تب سے ہی وہ اتنا ان سیکیور ہو گیا ہے۔اس معاملے میں۔!"

بھائی سے میں بات کرتی ہوں۔وہ خود عالی کو سمجھائیں گے۔میری سمجھ سے بالاتر ہے جہاں لوگوں کے بچے اتنی ہی عمر میں کھیل کود سے دور نہیں ہوتے وہاں ہمارے بچے ہیں۔

جنہیں ضد سے فرصت نہیں۔

ایک طرف ابیر ہے۔اور ایک طرف عالی۔ ہمیں عالی کو سمجھانا ہو گا۔کیونکہ حیا آپی سے مجھے اچھے کی امید تو ہرگز نہیں۔"!

حرمین نے مسکرا کر اسے چھیڑا۔

"کیا مطلب اچھے کی امید۔ابیر میرا بچہ ہے مگر میں چھوٹی عمروں میں یہ رشتے داریوں میں یقین نہیں رکھتی۔باقی ایسا ویسا کچھ نہیں ہو سکتا۔کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ میری بیٹیوں کی لائف میں کوئی امن بھائی،عالیان بھائی جیسا لڑکا آئے۔

یہ جنون یہ پاگل پن ان کی رگوں میں بھرا پڑا ہے۔

ان کے بیٹے انہی جیسے ہونگے۔

ہاں میں سوچ رہی ہوں۔کچھ سالوں تک بیٹی پلین کر لوں۔کیونکہ میرے بھائی جیسا ایک مجنوں تو مجھے بھی اپنی پرنسز کے لئے چاہیے ہو گا۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حرمین کھلکھلا کر بولی۔تو عیناں نے اسے آنکھیں دکھائی۔

"بھول ہی جاؤ تم۔ویام اور بے بی نہیں چاہتے۔!ان کا کہنا ہے ہماری بیٹیاں ہی ہماری زندگی ہیں۔ویسے ایک چھوٹی حرمین تو عالی بھی ڈیزرو کرتا ہے۔تم اور بھائی توجہ دو میری بات پر۔!ہاہاہاہا۔!"۔

عیناں نے شریر لہجے میں کہا۔

جبکہ دور کھڑی تقدیر ان دونوں کی باتوں پر گہرا مسکرائی تھی۔

وہ دونوں ہی اپنے بچوں کے آنے والے کل سے ناواقف تھیں۔

جہاں کون کس کا جنون،کب کسی کی نفرت میں بدل کر انہیں ایک دوسرے سے جنون کا عشق کرنے پر مجبور کر دیتا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

****حال****

غائب دماغی سے سڑک کے بیچ چلتی وہ کسی بے جان مورت کی طرح دکھ رہی تھی۔

"کئی گاڑیاں ہارن دے کر اس کے پاس سے گزرتی جا رہی تھیں۔

مگر وہ ایسے تھی جیسے اسے کسی بھی چیز کا ہوش ناں ہو۔!

وہ کیا کرتی۔کچھ بھی اسے سوجھائی نہیں دے رہا تھا۔

آنسو لڑیوں کی صورت میں اس کے چہرے پر گر رہے تھے۔

جنہیں صاف کرنے تک کا اسے کوئی ہوش نہیں تھا۔

عالیجان شاہ تو اسے بیوی تک تصور نہیں کرتا تھا کجا کہ اس بچے کو اپنانا۔وہ جانتی تھی اس سفاک شخص کو۔جس نے محض اپنی انا کی تسکین کے لئے اسے روندھ ڈالا تھا۔

بھلا اس کے لیے اس کا بچہ کیا معنی رکھتا۔؟اور سب سے بڑی بات۔دنیا کے سامنے وہ کنواری تھی۔ایسے میں اگر اس کی پریگنسی کی خبر سب کے سامنے آجاتی اس کے ماں باپ تو جیتے جی مر جاتے۔!

اپنی پشت پر اسے کسی گاڑی کا ہارن بجتا سنائی دے رہا تھا۔

مگر وہ رستے سے ہٹی نہیں۔

بلکہ آنکھیں موندے وہ وہیں قدم روک گئی۔جب سپیڈ سے آتی گاڑی اسکے پیروں میں رکی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کہاں ہے ابیر۔؟ابیر۔! کہاں ہے وہ ویام۔آپ بتائیں کہاں ہے وہ۔؟ "

ہاسپٹل میں داخل ہوتے ہی وہ پاگلوں کی طرح چیختی وہاں موجود ہر فرد پر چلائی۔

غصے سے چیختے وہ ابیر کی بابت پوچھنے لگی۔

عنایہ لب بھینچے ایک کونے میں گم سم سی کھڑی تھی۔امن سپاٹ چہرے سے ہاتھ پشت پر باندھے جھکے کاندھوں سمیت کھڑا تھا۔

انیل پولیس فورس کے ساتھ موقع پر ہی فرار ہوئے اپنے بھائی کی تلاش میں تھا۔

جبکہ حیا۔ہاسپٹل کے بیڈ پر زندگی اور موت سے لڑ رہی تھی۔

""عین یہ ہاسپٹل ہے ہم گھر چل کر۔!

ویام نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔

جو بپھر کر اس سے دور ہوئی۔

مجھے لگا تھا کہ زندگی میں اتنی مشکلات دیکھ کر اب سب کو اب تو اپنے بچوں پر یقین آ ہی گیا ہو گا۔مگر میں غلط تھی۔

ارے کیسے سوچ لیا آپ سب نے۔ابیر ہمارا ابیر ایسا کچھ کر سکتا ہے۔؟"

اسے اب تک یقین نہیں آ رہا تھا۔کہ امن نے سب کی موجودگی میں اتنا سب کچھ کر دیا تھا۔

اور وہاں موجود ایک بھی شخص ابیر کے حق میں نہیں بولا تھا۔

عالیان شاہ بہن کی ضد پر اسے ہاسپٹل لے تو آئے تھے مگر اب ویام کے گھورنے پر ایک کونے پر لگ کر کھڑے ہو گئے۔

"ہر طرف یہ نیوز پھیل چکی ہے عیناں یہی سچ ہے۔! "

امن نے سرد لہجے میں کہا تھا۔وہ کس قدر شکست خوردہ تھا یہ صرف وہ باپ ہی جانتا تھا۔

آپ کیسے بول سکتے ہیں ایسا بھائی۔بھول گئے آپ۔

ایسا ہی وقت آپ پر بھی آیا تھا آپ کے گھر والوں نے آپ پر یقین نہیں کیا۔کم از کم آپ اپنے بیٹے پر یقین کر لیتے۔!

عیناں نے تاسف بھرے انداز میں کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عیناں میں اس پر یقین کر لیتا اگر اس کے حق میں کوئی ایک بھی بات ہوتی۔اور سب سے بڑھ کر میں قائروں کی طرح بھاگا نہیں تھا۔

مجھے گھر سے نکالا گیا تھا۔ مگر وہ۔بھاگا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ مجرم ہے۔"!

رہنے دیں بھائی۔آپ کا تو وہ خون تھا آپ کو اس پر یقین نہیں مگر میرے ہاتھوں میں وہ پلا بڑھا ہے۔وہ چاہے جتنا مرضی خود سر ہو جائے۔

وہ اپنی حدود کبھی نہیں بھول سکتا۔!وہ قائر نہیں ہے آپ سب نے مجبور کیا ہو گا اسے بھاگنے کے لیے۔میں دعویٰ سے کہہ سکتی ہوں۔!"

وہ کسی کی بھی سننے کے موڈ میں نہیں تھی۔

غصے سے چلاتی وہ سر جھٹک کر فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔

عنایہ بھاگ کر ماں کے قریب ہوئی۔

دور رہو تم بھی مجھ سے۔تم بھی خوش ہو جاؤ۔چلا گیا وہ۔گولیاں لگی ہیں اسے۔کیسی بے شرم بیوی ہو تم۔ذرا تکلیف نہیں ہو رہی تمہیں۔؟نظر مت آنا مجھے۔؛""""

وہ غصے سے اس پر چیختی اسے خود سے دور جھٹک گئی،

عنایہ ماں کے سوتیلے رویے پر بے یقینی سے انہیں دیکھتی رہ گئی۔

بھائی۔مجھے لے چلیں یہاں سے۔اگر کچھ دیر اور رہی ان سب کے بیچ تو میں پاگل ہو جاؤں گی۔ !

آنسو رگڑتے وہ غصے سے شوہر کو گھورتی عالیان سے مخاطب ہوئی۔

عالیان بھاگ کر بہن کے نزدیک ہوا۔سہارے سے اسے زمین سے اٹھائے وہ اسے ساتھ لگائے باہر کی طرف نکلے

۔

وہاں موجود ہر شخص اچانک گزری اس قیامت کر ایک دوسرے سے نگاہیں چرا رہا تھا۔

Episode 62 Part 1

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"محترمہ دیکھ کر چلیں۔کیوں مجھ غریب کی گاڑی کے آگے آکر ضائع ہونا چاہتی ہیں۔!"""

گاڑی روکے وہ عجلت میں بولتا باہر نکلا۔مگر اس کی زبان کو بریک تب لگی جب اسنے سامنے ہوتے عنایت کو دیکھا۔

حیرت سے آنکھیں پھیلائے وہ آنکھیں جھپکنے لگا۔

""بب بھابھی آپپ۔؟""ماہ ویر کی پکار پر عنایت نے غائب دماغی سے سوجھی آنکھیں اٹھائے اسے دیکھا۔

""ببب بھابھی آپ آپ روکیوں رہی ہیں۔؟ہوا کیا ہے؟""آپ یہاں کیسے۔؟"""

وہ کسی کام سے اسلام آباد عالیحان کے ساتھ آیا تھا۔

ابھی بھی اسے گھر ڈراپ کرتے وہ مارکیٹ سے ضروری سامان وغیرہ خریدنے نکلا تھا۔

مگر یوں سڑک کے بیچ عنایت کو دیکھ،اسکے ہاتھ پیر پھول گئے۔

اسنے گھبراہٹ سے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

اسکا پوچھنا تھا کہ عنایت بلند آواز میں رونے لگی۔اس کی دردناک چیخیں ماہ ویر کو تکلیف دے رہی تھی۔

وہ پاگلوں کی طرح اپنے بال نوچنے لگا۔کچھ بھی اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ اسے چھونے کی غلطی تو ہرگز نہیں کر سکتا تھا۔

جبھی اپنا کپکپاتا ہاتھ اسکے سر پر رکھا۔

""کیا بات ہے بھائی کو بھی نہیں بتائیں گی۔؟"

ماہ ویر نے شفقت بھرے انداز میں پوچھا۔جب پیچھے رکی گاڑیوں نے ہارن دینا شروع کردیے۔

بب بھابھی چلیں گاڑی میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔!"

وہ اسے کھینچتا گاڑی تک لایا۔دروازہ کھولے اسے نرمی سے اندر بٹھاتے وہ خود بھی گاڑی میں بیٹھا۔

"بب بھابھی۔!"وہ سر جھکائے اپنے خالی ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔

جسم جیسے بے جان ہو چکا تھا۔زندگی نے اسے ایسی بری جگہ لا پٹخا تھا جہاں اسے اسی شخص سے رحم کی بھیک مانگنی پڑ رہی تھی۔

جس کی نظروں میں عنایت کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔

""مم مجھے عع عالیحان سے ملنا ہے ابھی۔!"بے دردی سے اپنے آنسوں رگڑتے اسنے بھیگی آواز میں کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جج جی آپ روئیں مت میں لے چلتا ہوں آپ کو۔!"

ماہ ویر نے گاڑی گھر کے رستے پر ڈالی اس کا رونا اسے تکلیف دے رہا تھا۔

جبھی اسے خاموش ہونے کا کہا۔

جو کھڑکی سے باہر کے بھاگتے مناظر کو غائب دماغی سے دیکھنے لگی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اچانک کروٹ بدلنے کے سبب اس کے کندھے میں درد کی تیز لہر دوڑی۔ جس پر وہ سسکتا نیند سے بھری نگاہیں وا کیے فوراً سے چت لیٹا اپنے کندھے کو دیکھنے لگا۔

"افففف خدایا۔!" بے زارگی سے زیر لب بڑبڑاتے اسنے گردن موڑے اپنے بائیں جانب اپنے قریب لیٹی عمایہ کو دیکھا۔

جو گہری نیند میں تھی۔

ریشمی بالوں کی کچھ شریر لٹیں اس کے چہرے پر جھول رہی تھی۔

عائش کی ہیزل براؤن آنکھوں میں خمار اترا۔ وہ فوراً سے اٹھتے ٹیک لگائے بیٹھا اور نرمی سے ان شریر لٹوں کو چہرے سے ہٹایا۔

""آج تھوڑا تھوڑا محسوس ہو رہا ہے کہ اب میں کنوارہ نہیں رہا۔ میری بھی ایک عدد حسین پلس ذہین نہیں ذہین تو یہ ہے ہی نہیں۔ حسین پلس مسکین بیوی ہے۔!"

شرارت بھرے انداز میں زیر لب بڑبڑاتے اسنے گھڑی کی سمت دیکھا۔

جو صبح کے چھ کا وقت دکھا رہی تھی۔

آج کا دن بہت کچھ بدلنے والا تھا۔

وہ بنا آہٹ کیے دھیرے سے بستر سے اٹھا۔

سلکی بال اس کے ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"شرٹ کو کندھے سے ٹھیک کرتے وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے رکا۔

"ہینڈسم تو میں بچپن سے ہوں، ہاٹ نیس تو مجھ میں کوٹ کوٹ کے بھری گئی ہے۔ بس ایک قد تھوڑا سا بڑھ جائے تو زوجہ کی نگاہیں مجھ سے ہٹیں ہی ناں۔"

اپنے حسین عکس کو نہارتے وہ مرر سے ہی بیڈ پر موجود اپنی بیوی پر ایک گہری نگاہ ڈالے شریر لہجے میں بولتے ایک نگاہ اپنے قد پر دوڑائی۔ خیر سے اب اتنا چھوٹا بھی نہیں ہوں میں۔""!

گردن اکڑا کر کہتا وہ خود پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالے فریش ہونے کی نیت سے واشروم کی سمت بڑھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کیا ہوا؟ اتنی جلدی کیسے واپس آ گیا تو؟؟ تُو تو سامان لینے گیا تھا۔؟""""

ٹیبل پر پڑی گنز کو صاف کرتے عالیجان نے دروازے سے اندر داخل ہوتے ماہ ویر کو گردن موڑے دیکھ کر پھر سے اپنے کام میں مصروف ہوتے پوچھا۔

ماہ ویر نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

" جان وہ۔ بھابھی آئی ہیں۔"!

ماہ ویر کی آواز پر وہ چونکا۔ ایک پل کو ہاتھ تھمے۔ نیلی آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے اسنے ماتھے پر بل ڈالے ماہ ویر کو دیکھا۔

کون بھابھی۔؟"اس کا لہجہ اس قدر سخت تھا کہ ماہ ویر نے تھوک نگلا۔

""" ووہ عنایت بھابھی۔!"

ماہ ویر نے اٹک اٹک کر کہا۔

اس کی سوچ کے مطابق وہ ایک پل کو یونہی ساکت و جامد بیٹھا رہا مگر اس کے بعد وہ فوراً سے اٹھا۔

"""کہاں ہے وہ۔؟" بے تاثر لہجے میں پوچھتے وہ بھاری قدموں سمیت اس کی جانچ بڑھا۔

"نیچے روم میں۔!" ماہ ویر نے اسے جلدی سے بتایا۔ تو وہ عجلت بھرے انداز میں باہر نکلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

نیلی آنکھوں میں کئی سوال سمیٹے وہ اپنی گردن سے بال سمیٹتے انہیں ہونی میں قید کرتا اس روم کی طرف بڑھا۔

دروازہ کھولے وہ اندر داخل ہوا۔

جہاں سامنے ہی بڑی سی چادر میں لپٹی۔ گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے بیٹھی ہوئی تھی۔

"ویلکم مسز شاہ۔اہہہ سوری۔ میں بھول گیا تھا دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔بتایئے کیسے آنا ہوا مس کاظمی ۔؟"

وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا۔

سینے پر دونوں ہاتھ لپیٹتے وہ سنجیدگی سے اس سے آنے کی وجہ دریافت کرنے لگا۔

""""عنایت کو اپنی آواز گلے میں پھنسی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

آنکھوں میں آتے آنسوں کو اسنے ہاتھ سے رگڑا۔

""""ععع ععالیحان مم۔!"

"افففف ٹائم ویسٹ مت کرو لٹل اینجل۔ میرے پاس اور بھی بہت سے کام ہیں پہلے ہی تم میری پوری رات سپائل کر چکی ہو۔!"

بے زاریت سمیٹے لہجے میں کہتا وہ عنایت کو مزید خوفزدہ کر گیا۔

"ناؤ سپیک۔!"

نیلی بے تاثر نگاہوں سے اس نے عنایت کے پاؤں پر نگاہ دوڑائی۔ جو مٹی سے اٹے ہوئے تھے۔ کپڑوں پر بھی ویسے ہی نشانات تھے۔

آنکھیں شدید رونے کے سبب سوجھی ہوئی تھی اور چھوٹی سی ناک رونے کے سبب سرخ ہو چکی تھی۔ عنابی باریک لبوں کے کونے پر بنے اس سیاہ چھوٹے سے تل سے نگاہیں چراتے اسنے گردن پر ہاتھ پھیرتے اپنے آپ کو پرسکون کیا۔

""""مم میں پریگننٹ ہہوں۔؛""""

""""اٹک اٹک کار وندھی آواز میں کہا اس کا یہ جملہ عالیحان شاہ کو کسی شاک سے کم تو ہرگز نہیں لگا تھا۔

"۔کیا کہا۔؟" سر جھٹک کر وہ بے یقینی سے اس کے جھکے چہرے کو دیکھتے استفسار کرنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر عنایت کے آنسوں میں مزید روانی آئی۔

""""ڈڈڈڈاکٹر ککےپپاسس گگئی تتھی۔!"

"تو میں کیا کروں ؟""" بے زارگی سموئے نہایت سرد لہجے میں کہتا وہ عنایت کا سانس روک گیا۔

اس نے پتھرائی نگاہوں سے اس ستمگر کو دیکھا۔

جو یہ خبر سننے کے بعد اسے سہارہ دینے کی بجائے یوں اسے توڑ رہا تھا۔

""""ممیں مر جاؤں گگی پپلیز ایسامت کہو۔!"

عنایت کا پورا وجود ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔ عالیجان شاہ کا رویہ اسے توقع تو تھی اس کے سوا اس کے پاس ناں تو کوئی دوسرا راستہ تھا ناں ہی کوئی حل۔

اسے اسی ستمگر سے مدد لینا پڑ رہی تھی۔ جس نے ہمیشہ اسے اپنی نفرت دی تھی۔

"کوئی نہیں مرتا عنایت یقین مانو۔ یہ صرف کتابی باتیں ہیں۔ مرنا کوئی آسان بات نہیں۔ زیادہ سے زیادہ لوگ تمہارے اس ناجائز بچے کے بارے میں باتیں ہی کریں گے مگر جلد بھول بھی جائیں گے۔ اب اٹھو اور گھر جاؤ۔!"

نہایت بے رُخی بھرے انداز میں کہتا وہ ایک نگاہ اس پر ڈالے روم سے نکلنے لگا۔

"خدا غارت کرے تمہیں عالیجان شاہ۔ میری عزت کا تماشہ لگا کر تم کبھی بھی خوش نہیں رہ پاؤ گے یاد رکھنا تم"!!

بھیگے سخت لہجے میں کمرے سے نکلتے عالیجان شاہ کی پشت کو دیکھتی وہ شدتِ ضبط کے باوجود بھی پھنکاری تھی، اسکی دی بددعاوں پر سامنے کھڑے شخص کے ہونٹوں پر بے ساختہ ہی مسکراہٹ امڈی، نیلی سحر طاری کرتی آنکھوں میں حرارت ابھری، وہ یکلخت مڑا، عنابی لبوں پر پھیلی مسکراہٹ کو بنا چھپائے وہ صوفے کے قریب اجڑی شکستہ حال میں بیٹھی عنایت کاظمی کو دیکھتا اسکے حال پر دل سے سرشار ہوا،

"کیا ہو گیا ایسا جو تم ایک برباد ہوئے شخص کو بددعائیں دے رہی ہو۔؟ بس کسی کے ناجائز بچے کو دنیا میں ہی تو لا رہی ہو۔!

سرخ انگارہ پڑے چہرے سے اسے دیکھتی وہ معصوم لڑکی سامنے کھڑے درندے اس سفاک مرد کی بات پر شدت سے مٹھیاں بھینچ گئی، سیاہ آنکھیں بہنے کو بے تاب تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کس قدر مکار تھا وہ شخص۔ لمحوں میں روپ بدلتا وہ اسے نفرت کی انتہاؤں پر پہنچا گیا۔

"چہ چہ چہ۔اس ڈھلتی عمر میں کیا کچھ سہنا پڑے گا ناں تمہیں؟؟ ہاہاہاہاہاہا۔! وہ ایکدم سے افسوس اور تاسف بھرے لہجے میں کہتا اسکی تھوڑی کو تھامنے لگا، جس پر کراہت سے ہاتھ جھٹکتے وہ رخ موڑ گئی۔

"ویسے تمہیں دعا دینی چاہیے مجھے، جو بڑھاپے میں قدم رکھنے کے باوجود بھی میں نے تم پر ترس کھایا، مانتا ہوں نام نہیں دیا تمہیں مگر؟؟؟ یہ ناجائز بچہ۔یہ تو میرا ہی ہے ناں۔تو پھر ہوا ناں ایک بڑا احسان۔!

اسکے چہرے پر دل جلانے والی مسکراہٹ تھی، ایسے جیسے سامنے بیٹھی لڑکی کے آنسوں اسکی بے بسی اسے راحت بخش رہی تھی،

ایسا سکون جس سے وہ کافی عرصے سے محروم رہا تھا۔

"دوسروں کو تباہ کرنے والے خود کبھی بھی خوش نہیں رہ پاتے، ! یہ بات یاد رکھنا تم۔اور عنایت کاظمی مجبور ضرور ہوئی ہے مگر لاچار نہیں، جو تم جیسا ظالم اور گھٹیا انسان مجھے بد کردار ثابت کرے گا تو میں چپ چاپ اپنی بربادی کا تماشہ دیکھوں گی۔!

ایکدم سے اسکی جانب مڑتے عنایت نے نفرت بھرے لہجے میں پھنکارتے ہوئے کہا، جس پر ابرو اچکائے عالیجان شاہ متاثر ہونے کی اداکاری کرنے لگا،

"اففففف۔ظالم لڑکی یہ ہاتھ مارنے کیلئے نہیں بنے، یہ میرے گلے کا ہار بنتے ہی اچھے لگتے ہیں، یاد ہے ناں پچھلی ملاقات۔؟

اپنی طرف اٹھتا عنایت کا ہاتھ سرعت سے تھامے وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتا معنی خیز دل جلانے والے انداز میں گویا ہوتے اسے تلملا کے رکھ گیا۔

وہ نفرت سے چیختی اس کے سینے پر مکے جھڑنے لگی۔

""""تم مر جاؤ عالیجان۔مجھے ریزہ ریزہ کر تمہیں کبھی سکون نہیں مل سکتا۔

""""وہ نڈھال سی اس کے سینے پر سر رکھتی بے حالی میں چلائی تھی۔

""""عالیجان نے شدت سے اسکے خود میں بھینچا۔

اس کی پشت کو نرمی سے سہلاتے اسکے کان کے قریب جھکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اگر میں مر گیا تو تم شادی سے پہلے بیوہ ہو جاؤ گی مسز شاہ۔اور پھر کیسے ثابت کرو گی یہ بچہ ناجائز نہیں بلکہ عالیحان شاہ کا جائز بچہ ہے۔!

اسکے کان میں گھمبیر لہجے میں سر گوشی کرتے وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا۔

""اینجل۔!"عالیحان نے اسے پکارا۔جو بلکل ساکت ہو گئی تھی۔

عنایتتتت۔!"اسے دونوں شانوں سے تھامے اس نے بے چینی سے اسے دیکھا۔

جو حواس کھو چکی تھی۔

عالیحان نے رکتی سانسوں میں اسے بانہوں میں بھرا اور عجلت بھرے انداز میں اپنے کمرے کی سمت بڑھا۔

Episode 62 Part 2

ماضی

مبارک ہو مسٹر کاظمی بیٹی ہوئی ہے۔!"آپریشن تھیٹر سے نکلتی ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا جس پر وہ فکر سے گھلتا شخص جیسے پھر سے جی اٹھا تھا۔

میری وائف ڈاکٹر۔؟"اس نے بے چینی سے پوچھا تو ڈاکٹر مسکرائی۔

ڈونٹ وری وہ بھی ٹھیک ہیں۔تھوڑی دیر تک آپ مل لیجیئے گا۔!"

ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں کہتی وہاں سے جانے لگی، جب ویام بنا تکلف ان کے پیچھے گیا۔

""عیناں کی رپورٹس اس نے بہت سے بڑے ڈاکٹرز کو دکھائی تھیں، مگر سب کے مطابق وہ رپورٹس سو فیصد درست تھیں،

اوپر سے پریگنینسی کے اس مشکل

وقت کے دوران وہ عیناں کی خواہش کے مطابق اسے

پاکستان میں ہی رکھنا چاہتا تھا،

و گرنہ اس کا ارادہ اسے لندن کے سب سے بڑے ہاسپٹل

میں ٹریٹمنٹ دلانے کا تھا،

"ڈاکٹر۔!" ڈاکٹر ہما اس کی آواز پر ایک پل کو

گھبرائی۔

"مم میرا دوسرا بچہ۔!" بھوری نم نگاہوں سے

ڈاکٹر کو دیکھتے وہ دھڑکتے بے چین ہوئے دل سے

بولا۔

"ایم سوری مسٹر کاظمی۔ میرا اندازہ ٹھیک

تھا آپ کی دوسری بیٹی جنم سے پہلے ہی ماں کے

پیٹ میں دم توڑ چکی تھی۔

آپ سب سے مل لیں۔ ہم بے بی کو الگ روم میں

رکھ رہے ہیں۔ پھر آپ اسے لے جایئے گا تدفین کے

لئے۔!"

ڈاکٹر اسے پہلے سے موقع کے حساب سے تیار کردہ سپیچ

سناتے اپنے کیبن کی طرف بڑھ گئی۔

جبکہ ویام کاظمی شکست خوردہ سا پیچھے موجود بینچ

پر بیٹھا۔

خدا نے ایک خوشی سے نوازا تھا مگر اس سے ایک اولاد

چھین بھی لی تھی۔ جانے کیوں اس کا دل بوجھل

ہونے لگا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایسے جیسے کوئی اس کا کلیجہ نکال کر دور پھینک رہا
ہو۔ایک اندرونی تکلیف تھی جو ہر خوشی پر بھاری
پڑتی جا رہی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

سب کچھ ویسا ہی کہا میں نے جیسا آپ نے کہا تھا
سر۔!""" اندھیرے کمرے میں موجود اس شخص کے
سائے کو دیکھ ڈاکٹر ہما مسکرا کر بولیں۔
"ہمممم ویل ڈن ڈاکٹر۔تم نے بہت اچھا کام کیا
ہے۔وہ بچہ کہاں ہے۔؟'ایچ سے آر کی پراسراریت
بھری آواز پر ڈاکٹر نے اپنی گود میں موجود اس غیر
معمولی حسن کے مالک اس ننھے شہزادے کو دیکھا۔
جو اپنی جڑواں بہن کی نسبت زیادہ صحت مند تھا۔
چھوٹے چھوٹے باریک ہونٹوں پر دھیمی سی مسکان تھی،
اور سرخ و سفید رنگت میں نکھار تھا۔
"""پورے ایک ہفتے سے وہ ڈاکٹر ہما کے پاس ان کے گھر پر
تھا۔
پیدائش کا پہلا ہفتہ وہ بچے کی صحت پر کسی بھی قسم
کا رسک نہیں لے سکتے تھے جبھی اسے ڈاکٹر کی زیر
نگرانی رکھا گیا۔
"لاؤ یہ بچہ مجھے دے دو۔!"
ایچ اے آر نے خون آشام نگاہوں سے تولیے میں لپٹے اس
معصوم کو دیکھتے نفرت آمیز لہجے میں کہا۔
"جس پر ڈاکٹر بھاری قدموں سمیت آگے بڑھتی گئی،
اور وہ بچہ اس کی گود میں ڈالا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""ویام کاظمی تیری تباہی شروع ہوئی آج سے۔

تیری ہی اولاد کو جانور نہ بنایا تو میرا نام بھی ایچ

اے آر نہیں۔!""

سرد آواز میں پھنکارتے اس نے پیسوں سے بھرا بیگ اس

ڈاکٹر کی طرف اچھالا۔

جسے دیکھ کر وہ ڈاکٹر للچائی نظروں سے آگے بڑھی

اور فوراً سے اس بیگ کو سینے سے لگایا۔

اور ایک نظر وہاں سے دور جاتے ایچ اے آر کی پشت پر

ڈالی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

حال

نہیں یہاں پر کچھ بھی ایسا ویسا نہیں ملا۔مجھے

لگتا ہے یہ معاملہ کچھ اور ہی ہے""

کان میں لگے ائیر پوڈ کو دبائے اس نے دوسری طرف

موجود شخص کو آگاہ کیا۔

""ڈاکٹر زوہیب اکرم کی فائل نکالو۔، یہ شخص پچھلے

ماہ ہی جوائن ہوا ہے۔مگر اس کا ریکارڈ ہاسپٹل کے

ڈیٹا میں نہیں ہے۔!"

انیل علوی سرد نگاہوں سے لیپ ٹاپ پر تیزی سے سکرولنگ

کرتے سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"اے ایچ ہاسپٹل بینڈ کر دیا گیا تھا۔جب تک کہ یہ کیس

سالو نہ ہو تا تب تک پولیس نے ہاسپٹل کو اپنی زیر

نگرانی میں انویسٹیگیشن تک بند کر دیا تھا۔

""اوکے میں چیک کرتی ہوں۔!"بھوری آنکھوں میں

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سنجیدگی سمیٹے اس نے شرٹ کے کالر پر لگے چھوٹے

سے بٹن کو دوبارہ آن کیا۔

جس سے ایک سرخ رنگ کی چھوٹی سی لائٹ روشن

ہوئی، سٹور روم میں موجود الماری اب روشن ہوئی

تھی۔

عنایہ ماتھے پر بل سمیٹے بڑی احتیاط سے ان فائلز کو

دیکھ رہی تھی۔

"میرے خیال سے یہاں کوئی ریکارڈ نہیں انیل۔ ! "

انیل دونوں ہاتھوں میں سر گرائے کرسی کی پشت سے سر

ٹکا گیا۔

عنایہ نے ناامید ہوتے کہا۔ وہ جیسے ہی کھڑکی کی سمت

بڑھی۔ اچانک وہ ٹھٹکی،

""دھیمے سے قدم اُٹھاتے دیوار کے ساتھ لگی پڑی ڈسٹبن

کی سمت بڑھی۔

جس میں کچھ کاغذ پڑے تھے۔

عنایہ نے جھکتے ان کاغذات کو نکالا۔

فائل مل گئی انیل۔!"

کیا۔ تم وہیں رکو میں آتا ہوں۔!"

انیل نے سرد لہجے میں کہا وہ جیسے ہی اٹھا عنایہ نے

اسے روکا۔

"تم یہاں نہیں آسکتے انیل۔ میں جیسے تیسے یہاں سے

نکل آؤں گی۔ مگر تم یہاں نہیں آسکتے، کسی کو شک

نہیں ہونا چاہیے۔ کہ تم انوالو ہو، میں فائل لے کر

پہنچتی ہوں۔!"

اسنے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا تو انیل نے بے بسی سے

اپنا ماتھا مسلا۔

"ہمم میں ویٹ کروں گا۔!"

لبوں پر ہاتھ رکھتے وہ نڈھال سی کیفیت میں بولا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"حان۔"کیا ہوا بھابھی کو؟؟

"عالیجان بے تاثر چہرے سے عنایت کو بیڈ پر لیٹائے مڑا تو

ماہ ویر نے متفکرانہ انداز میں پوچھا۔

"ڈاکٹر کو بلاؤ۔اسے بخار ہو رہا ہے۔!

عجیب کھوئے ہوئے سے انداز میں بولتے وہ بیڈ کے کونے

پر ٹک گیا۔

"ماہ ویر نے سر اثبات میں ہلایا۔اور روم سے نکلا۔

"""اپنے ہاتھوں کو مسلتے وہ نیلی بے تاثر نگاہوں سے فرش

کو گھور رہا تھا۔

"""بات اتنی بڑھ جائے گی اسے اندازہ نہیں تھا،کچھ سوچ

کر وہ جگہ سے اٹھا۔

الماری کھولتے اسنے ایک شرٹ نکالی۔اور دوبارہ سے بیڈ

کی طرف آیا۔عنایت کا دوپٹہ اس کی گردن سے نکالتے

ایک طرف رکھتے اس نے بے تاثر نگاہوں سے اسکے چہرے

کو دیکھا۔

"سوجھی آنکھیں،زرد پڑتی رنگت وہ کئی دنوں کی بیمار

لگ رہی تھی۔

عالیجان نے میز پر پڑا پانی کا جگ اٹھائے شرٹ کا کونہ گیلا

کیا۔

اوراس کے قریب بیٹھتے وہ اب نرمی سے اسکے چہرے پر
موجود مٹے مٹے آنسوں کے نشانات صاف کرنے لگا۔

"بے ساختہ ہی اس کی دی بد عائیں یاد آئی تو اس کے
ہونٹوں پر پراسراریت بھری مسکراہٹ ابھری، سر جھٹک
کر اس نے نرمی سے اس کا چہرہ صاف کیا، اور پھر گردن
پر لگی مٹی کو صاف کرتے ایسے ہی اس کے ہاتھ بھی
اچھے سے صاف کیے۔

"کیا کیا کرنا پڑ رہا ہے۔ وہ بھی تمہارے لئے۔! "

وہ اپنی ہی حالت پر سخت الجھا ہوا بڑبڑایا۔

دونوں ہاتھ تکیے پر اس کے چہرے کے نزدیک دائیں بائیں
جمائے وہ گھمبیر آواز میں اس کے حسین چہرے کو گہری
نظروں سے دیکھتے بولا۔

بے ساختہ ہی اپنی دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے اس نے
عنایت کی سوجھی آنکھوں کو چھوا۔

اور بے ساختہ ہی جھکتے تھوڑی پر اپنا پر حدت لمس
چھوڑتے وہ اگلے ہی لمحے اس سے دور ہوا۔

اس کے پیروں میں موجود موجود جوتے اتارتے اسنے
فرش پر پھینکے اور اب شرٹ کے دوسرے کونے سے اسکے
پاؤں کو اچھے سے صاف کیا۔

جانے کس حال میں کہاں کہاں بھٹکتی رہی تھی وہ۔ "!
یہ سوچ ہی عالیحان کو جبڑے بھینچنے پر مجبور کر
گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسنے شرٹ ایک طرف پھینکی۔

اور کمفرٹر سیدھا کرتے اچھے سے اس پر اوڑھایا۔

سر اٹھائے اس کے بالوں کا جوڑا کھولتے دونوں شانوں پر

اس کے بال بکھیرتے اسنے دوپٹے کو تہہ کرتے ایک طرف

رکھا۔

وہ دوبارہ سے اسکے قریب ٹانگیں فرش پر لٹکائے بیٹھا۔

بے ساختہ ہی اسکے پیٹ پر پڑے نازک ہاتھ کو اپنی گرفت

میں لیتے وہ اس سفید ہاتھ کو بڑی غور سے گھورنے

لگا۔

"جان وہ۔!"

ماہ ویر جو ہڑبڑی میں آیا تھا۔آگے کا منظر دیکھ فورا

سے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے وہ مڑا۔

سوری میں نے کچھ نہیں دیکھا۔۔!"

اس کا لہجہ کمینگی سموئے ہوئے تھا۔

اب زیادہ بکواس کی تو زبان کھینچ کر اسی زبان سے

تجھے پھانسی لگا دوں گا۔

"وہ اپنے ازلی سرد لہجے میں دہاڑا تو ماہ ویر سٹپٹا سا

گیا۔

اس کا سارا دھیان اپنی نئی نویلی ایک عدد بیوی پر جا

ٹھہرا۔

""وہ ڈاکٹر آرہی ہے۔یہ بھابھی کا فون نیچے پڑا تھا روم

میں۔!"

اس نے فون عالیحان کو دکھایا۔

مگر رخ ابھی بھی دوسری طرف تھا۔

ہمممممم یہاں رکھ دے اور دفع ہو جا یہاں سے ۔!"

نہایت بدتمیزی سے کہتے اس نے اسے روم سے جانے کا کہا

جبکہ عنایت کا ہاتھ اب تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

"بھلائی کا زمانہ ہی نہیں۔

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

وہ حان کیا دو گھنٹے کی چھٹی مل سکتی ہے۔۔؟ "

وہ چوکھٹ پر رکتے پھر سے بڑبڑایا۔

کیوں تجھے فوت ہونے جانا ہے۔!"

عالیجان نے پتھریلے لہجے میں کہا۔

"نہیں میرا ابھی دل چاہ رہا ہے ایک بار دیکھ آؤں تمہاری

بھابھی کو۔ کیا پتہ وہ بھی بیمار ہو۔!"

گردن پر ہاتھ پھیرتے وہ گہرے بے باک لہجے میں بولا۔

"یہ بات تجھے میری نوکری جوائن کرنے سے پہلے سوچنی

چاہیے تھی۔ دو گھنٹے کی چھٹی پر دس ہزار

کٹ۔!"

عالیجان نے بے تاثر انداز میں کہا جبکہ اس کی نیلی نگاہیں

عنایت کاظمی کے ہاتھ پر تھیں، ایک ہاتھ سے وہ اس کے

ہاتھ کی پشت پر لکیریں کھینچتا گہرے لہجے میں بولا۔

"دس ہزار کیوں۔ تمہیں بھی تو موقع دے رہا ہوں بھابھی

کے ساتھ وقت گزارنے کا۔ اس لیے صرف پانچ ہزار

کٹ۔ میں صبح آجاؤں گا۔!"

وہ تیزی سے اسے آگاہ کرتے دوڑ کر وہاں سے نکلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کہ کہیں عالیجان اسے روک ناں لے۔عالیجان نے سر نفی میں جھٹکا۔اور عنایت کے ہاتھ کو دوبارہ سے اسکے پیٹ پر رکھتے وہ بستر سے اٹھا۔

Episode 63 Part 1

""""سنسان سڑک پر ڈھیروں جنگلی جانور اس کے ارد گرد اکھٹے ہوئے پڑے تھے۔اس کی شہد رنگ آنکھوں میں عجیب سا خوف دکھ رہا تھا۔

ماتھے پر پسینے کی بوندیں واضح ہو رہی تھی۔اس سے کچھ فاصلے پر اس کا پورا خاندان کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ اونچی آواز میں چلا رہا تھا ان سب کو مدد کے لیے پکار رہا تھا مگر وہ سب بس خاموش تماشائی بنے اسے دیکھ رہے تھے۔

جانور اس کے پیروں میں کاٹنے لگے،

کئی بھیڑیوں نے اسے نوچ گھسیٹ کر نیچے لا پھینکا تھا۔

جس کے سبب اب وہ چلنے سے قاصر ہو گیا۔اس کی آنکھیں خوف و دہشت کے زیر اثر پھیل رہی تھیں،

خوف اس کے چہرے پر واضح دکھائی دے رہا تھا۔

وہ کچھ کرتا کہ تبھی ایک جنگلی کتا بری طرح سے غرا کر اس پر حملہ آور ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""نہیں ں ں ں س۔! "

بلند آواز میں چیختے وہ دہشت زدہ سا خون آلود سرخ

آنکھیں پھیلائے گہرے سانس بھرنے لگا۔

دائیں کندھے پر سفید پٹی لپٹی ہوئی تھی۔اور

ایسی ہی ایک پٹی اس کی بائیں ٹانگ پر لپٹی ہوئی

تھی۔

ایک پل کو اس کا ذہن معاوف سا ہو گیا۔

آنکھوں کے سامنے دھند سی چھانے لگی۔

جس کے سبب اس نے آنکھیں میچتے اپنے سر کو دبانا چاہا

مگر بے خیالی کے سبب اس کا ہاتھ ملنے کی وجہ سے درد

کی لہر اس کے کندھے تک گئی دماغ کو سنسنا کر رکھ

گئی۔

"معاً ایک ایک کرتے اسے وہ سب یاد آتا گیا جو اس کے

ساتھ بیتا تھا۔

اسے یاد تھا اسے گولی لگی تھی۔جس کے بعد وہ بمشکل

سے رینگتے ہوئے سڑک کے کنارے تک پہنچا تھا۔

درد سے بند ہوتی آنکھوں سے اس نے آخری بار ڈینی

کو وہاں دیکھا تھا۔اس کے بعد وہ حواس کھوتے بے

ہوش ہو گیا۔

بے چینی اس کے پورے وجود میں پھیل کر اسے

وخشت زدہ سا کر رہی تھی۔یہی وجہ تھی کہ وہ

فوراً سے کمفرٹر جسم سے اتارتے درد کی پرواہ کیے بنا ہی

جگہ سے اٹھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سرد بے تاثر نگاہوں سے اس نے سامنے موجود کھڑکی سے
نظر آتے اس چاند کو سپاٹ نگاہوں سے دیکھا اور بمشکل
سے لنگڑا کر وہ اس کھڑکی تک گیا۔
جب روزانہ روٹین کے مطابق وہ دروازہ کھلا کوئی بھاری
قدموں سے اندر آیا۔
ابیر بے حس و حرکت یونہی کھڑا رہا۔
جب پیچھے سے آتے کسی نے اسے زور سے ہگ کیا۔
ایک سیکنڈ لگا تھا ابیر علوی کو اس پرفیوم سے یہ بات
جاننے میں کہ اندر آنے والی کوئی لڑکی ہے۔
"ایم سو گلیڈ ہنی کہ تم اٹھ گئے۔!" اس کے برہنہ کندھے
پر اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتے وہ لڑکی مخمور لہجے میں
بولی سر اسکے کندھے کے بائیں جانب ٹکا گئی۔
"میں کب سے ہوں یہاں۔؟"
انتہائی پتھریلے لہجے میں اس نے بنا مڑے پوچھا جس پر
اس لڑکی کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ بکھری۔
"ایک ہفتے سے تم یہاں ہو۔؟اور آج پہلی بار تمہیں ہوش
آیا۔!"
وہ لڑکی اب اس سے الگ ہوئی اور مڑتے اس نے لائٹس آن
کیں۔
جس کے بعد کمرہ روشنی میں نہا گیا۔ابیر نے ایک دم سے
چبھتی تیز روشنی پر آنکھیں میچیں اور پھر سے آنکھیں
کھولے وہ ایک دم سے مڑا۔
""مجھے ڈینی سے ملنا ہے۔!" اس نے دوٹوک انداز میں

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کہا۔ جس پر سامنے موجود لڑکی مسکرا کر بیڈ پر

بیٹھی۔

"ان سے ملنے کیلئے تمہیں کچھ ٹیسٹ سے گزرنا ہوگا

اگر تم کامیاب ہوئے تو ہی تم ان سے مل سکتے ہو۔!"

"میں تیار ہوں۔!"

اس کی بات پر ابیر فوراً سے بولا۔

"آہا ایسے نہیں۔ڈارلنگ۔ تم جانتے ہو تم

اس وقت ہو کہاں۔؟""

اس لڑکی نے کھلکھلا کر پر اسراریت سے کہا۔ جس

پر ابیر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات سمٹے۔

"یہ جاپان کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ یہاں پر بچوں کو

چھوٹی عمر میں ہی فائٹ سکھائی جاتی ہے۔

اگلے دو دن کے بعد تمہاری یہاں کے ماسٹر کے بیٹے سے

فائٹ ہے اگر تم جیتے تو تمہیں اگلی جگہ لے جایا جائے

گا۔!"

کندھے اچکا کر کہتے وہ ابیر کو دیکھنے لگی۔

"پرسوں نہیں کل۔ کل یہ فائٹ رکھو۔!"

ابیر نے ٹانگ پر بندھی پٹی کھولتے ہوئے کہا۔

جس پر اس لڑکی نے پورا منہ حیرت سے کھولا۔

"تمہارا زخم ابھی۔!

زخم ٹھیک ہے اور میں بھی۔!!" جتنا کہا ہے اتنا

کرو۔!"

اس کی بات کاٹتے ابیر بے لچک لہجے میں بولا۔

جس پر وہ لڑکی کندھے اچکاتے روم سے نکلی۔

ابیر علوی نے اپنے پاؤں کو بے تاثر نگاہوں سے گھورتے

آسمان کی طرف دیکھ پر اسراریت بھری مسکراہٹ

اچھالی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ۔ میں بھاگ جاؤں گی

جب بھی مجھے موقع ملا۔!""

وہ کبرڈ سے اپنے لئے ڈریس نکال رہا تھا۔ جب پشت سے

ابھرتی حورین شاہ کی آواز پر اس کی بھوری آنکھوں

میں حرارت سمٹی۔

ائبرو اچکاتے اس نے ڈریس نکالتے الماری بند کی اور

اپنی پوری وجاہت سمیت وہ پلٹا۔

""جہاں پھولے گالوں سمیت وہ حسین چہرے پر ناراضگی

سمیٹے اپنی نیلی بڑی آنکھوں میں خفگی سمیٹے اسے

گھور رہی تھی۔

ڈیول کے دیکھنے پر حورین نے ناک چڑھاتے رخ پلٹا۔

جس پر ڈیول نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

""ہمممم۔ ڈنر دے جاو۔!""

اس نے دروازہ کھول باہر کھڑے ملازم سے کہا۔

اوکے سر۔"

اور کیتھ کو روم میں بھیج دو۔""!!

ڈیول کی بات پر احتراماً سر جھکائے وہ شخص وہاں سے

نیچے کی سمت بڑھا۔

اگلے پانچ منٹ میں وہ چینج کرتے اب بلیو ڈریس

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کوٹ میں کیجول سا تیار ڈریسنگ سے باہر نکلا۔

حورین شاہ اس کی ایک ایک حرکت کو کن آنکھوں سے

دیکھ رہی تھی۔ڈیول کے دیکھنے پر وہ پھر سے

نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

تم سن رہے ہو میں بھاگ جاؤں گی۔! "

حورین کو لگا جیسے وہ اسے اگنور کر رہا تھا جبھی

اسے پھر سے جتلایا۔

پرفیوم کی باٹل ڈریسنگ مرر سے اٹھائے وہ حسین

مرد اب مڑا اور بیڈ کی سمت بڑھا۔

حورین کی نیلی آنکھوں میں حیرت سمٹی۔جب وہ

ایک دم سے جھکا اور اسے کمر سے تھامے ایک بازو سے

پکڑتے بیڈ سے اٹھائے اپنے نزدیک کیا۔

"میں گر جاؤں گی۔!"

خوف کے زیر اثر حور آنکھیں پھیلائے بڑبڑائی۔

جبکہ ڈیول کی سانسیں تو ان جھیل سی آنکھوں کو

دیکھ ہی تھم سی گئی تھیں۔

"میرے ہوتے تم گر جاؤ تو لعنت ہے میرے ہونے پے۔!

اس کے سفید گال پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتے ڈیول نے

اسے کسی کانچ کی گڑیا کی طرح بانہوں میں سمیٹا۔

اور یونہی اسے اٹھائے وہ کاوچ تک گیا۔

"یی یہ مجھے مت لگاؤ مجھے نہیں پسند یہ۔!"

ڈیول کو خود پر پرفیوم چھڑکتا دیکھ وہ غصے سے

جھنجھلائے ہوئے بولی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

"مگر مجھے تو پسند ہے جانم اسی لئے لگا رہا ہوں۔!
گھمبیر لہجے میں کہتے اسنے باٹل صوفے کی جانب
اچھالی۔
اور بے خودی میں حورین شاہ کے نازک وجود کو اپنی
بانہوں میں سمیٹا۔
"آپ کو پسند ہے تو خود لگائیں۔مجھے کیوں لگائی
اور مجھے چھوڑیں میرا سانس بند ہو رہا ہے۔!"
جانے کہاں سے اس میں اتنی ہمت آ رہی تھی۔یا یوں
کہا جائے گا ڈیول کا نرم رویہ اسے شیر کر رہا تھا۔
""وہی تو کر رہا ہوں۔میری سانسیں جب تم میں بسی
ہیں تو یہ خوشبو میں کیسے خود پر لگاؤں۔اسی لئے
اب سے ہر خوشبو میری سانسوں کی مہک سے ہو کر
مجھ تک جائے گی۔
لگانے کا فائدہ بھی تو ہو۔!"
اسکے کان میں مخمور لہجے میں سرگوشی کرتے ڈیول نے
نرمی سے اس کے کان کی لو پر لب رکھے،تو حورین
جھٹ سے اس کے کندھے تھامے اس سے دور ہوئی۔
""مم مجھے پچ مت کیا کریں۔آئی ڈونٹ لائک دِز بیڈ
پچ۔! "
بے بسی سموئے لہجے میں کہتی وہ اپنے چہرے اور کانوں
کو صاف کرنے لگی۔
ڈیول نے نرمی سے اس کی پشت سہلائی اسے پر سکون
کرنا چاہا۔

جس کی آنکھوں میں نمی دیکھ ڈیول کا دم گھٹنے لگا۔

"ششششش ری لیکس۔یہ کوئی بیڈ چ نہیں۔

یہ سب نارمل ہے حور۔اب تمہیں عادت ڈالنا ہو گی۔

کیونکہ میں تمہارا شوہر ہوں۔"!

اس کی تھوڑی سے تھامے اس نے چہرہ اونچا کرتے اسے

سمجھانا چاہا۔

"مجھے نہیں ڈالنی عادت۔مجھے نہیں چاہیے کوئی

شوہر۔پلیز مجھے چھوڑ دو۔ڈیول نے چونک کر اسے

دیکھا۔

وہ کچھ زیادہ پینک ہو رہی تھی۔اور ڈیول اسے متفکر

سی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"""وہ پہلے بھی کئی بار اسے محبت سے چھوتا آیا تھا

مگر آج اس کا رویہ۔؟ایسا کیوں ہوا تھا۔!"

"ششششش حور ری لیکس میری جان۔میں

کچھ نہیں کروں گا تم ڈرو نہیں اوکے۔!"

ڈیول نے نرمی سے اس کی پشت سہلاتے ہوئے کہا۔۔

"تتم جا رہے ہو۔مجھے یہاں اکیلا چچھوڑ کر

مجھے ککیوں لائے تم،؟آئی ہیٹ یو۔تم بہت برے

ہو۔؟"

اس کے کوٹ کو کالر سے جکڑتے وہ اونچی آواز میں چلا

رہی تھی۔

اس کے آنسوں ڈیول کا ضبط آزما رہے تھے۔

"میں نہیں جا رہا میں یہیں ہوں تمہارے پاس۔

ہمم۔رومت۔!""""

اس کے بالوں پر بوسہ دیتے ڈیول نے نرم لہجے میں کہا۔

""""جس کے باوجود بھی وہ پر سکون نہیں ہوئی تھی۔

ڈیول اسے یونہی اٹھائے چھت کی سمت بڑھا۔

حور کا بدلا رویہ سمجھنے میں اسے وقت لگنے والا تھا

مگر وہ اسے نارمل کر لے گا اسے اس بات کا یقین تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔؟میری تو سمجھ سے

بالاتر ہے یہ سب۔؟پہلے عالیجان، پھر امبر، پھر

حورین، اب وہ لڑکا جو ہماری بیٹی کو لے گیا۔اوپر

سے اب ابیر۔!"

کوئی تو ہے جو نہیں چاہتا کہ ہم سب سکون سے

رہیں۔!"

اذلان نے پر سوچ انداز میں سوچتے ہوئے اپنے سامنے

براجمان ویام، امن اور عالیان شاہ کو دیکھا۔

جن سب کے لبوں پر چپی کے تالے چڑھے ہوئے تھے۔

ہر کوئی کہیں ناں کہیں واقف تھا کہ اتنا سب کچھ براہ

بھی ان کے ساتھ ہی صرف خدا کی مصلحت نہیں بلکہ

اس کے پیچھے کسی ناں کسی کا ہاتھ ہے۔ مگر

کون۔!"

"میرے خیال سے ہمیں بچوں کو یہ معاملہ خود ہی ہینڈل

کرنے دینا چاہیے۔!"

ویام کی بھوری آنکھوں میں سنجیدگی تھی۔

اس کی بات پر سبھی نے چونک کر اسے دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وقت ہو چکا ہے اذلان۔اب ہمیں اپنے بچوں کو ان کے

ساتھ ہوئی زیادتیوں پر آواز اٹھانا سکھانا ہو گا۔!"

الایہ امبر کی لوکیشن ملی۔!"لیپ ٹاپ پر مصروف

الایہ کو دیکھ ویام نے سنجیدگی سے پوچھا۔

جس کی آنکھوں میں سنجیدگی تھی،وہ تیزی سے

انگلیاں گھماتے کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔

"ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے ہماری لگائی ڈیوائس

ہیک کر دی ہے۔میں ایکسیس نہیں لے پا رہی۔۔"""!

الایہ کے چہرے پر فکر کی پرچھائیاں تھی،امن

اور عالیان نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

"ڈونٹ وری آنی مجھے دیں،میں بھی دیکھوں کون

ہیکر ہے جس نے عنایہ کاظمی کی ڈیوائس کو ہیک کرنے کی

جرات کی۔"""!

دروازے سے اندر داخل ہوتی وہ سرد آواز میں بولتی

اندر داخل ہوئی۔

اس کے پیچھے ہی انیل بھی روم میں داخل ہوا تھا۔

"""الایہ نے لیپ ٹاپ عنایہ کی طرف بڑھایا۔جو

صوفے پر بیٹھتے اب اپنے کام میں مصروف ہوئی

تھی۔

"""اس فائل سے مطلق کچھ علم ہوا۔؟"

امن نے انیل کو دیکھتے استفسار کیا۔

جس نے ہاتھ میں تھامی فائل باپ کی طرف بڑھائی۔

"""وہ ڈاکٹر نقلی تھا۔اسکا کوئی ریکارڈ نہیں ملا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""ڈھونڈوا سے۔! کہاں ملے گا وہ۔؟"

عالیان شاہ نے سرد لہجے میں کہا۔

تبریز بھائی سے بات ہو چکی ہے وہ کل ہی پاکستان آرہے ہیں۔ان کے ساتھ مل کر ہی آگے کی پلاننگ ہو گی۔!"

انیل نے سب کو تبریز کے آنے کی بابت آگاہ کیا۔

""لوکیشن مل گئی ہے۔امبر اس وقت ملائیشیا میں ہے۔!""

الایہ نے مسکرا کر کہتے انیل کو دیکھا۔جس کی سیاہ آنکھیں عجیب سے انداز میں چمکی۔

""انیل آج ہی رات ملائیشیا کے لئے نکلو۔! کیسے بھی چاہے کچھ بھی کرنا پڑے امبر کو لے کر ہی واپس آنا۔!""

اذلان نے گہرے مضبوط لہجے میں کہا۔

وہ پہلے ہی غلطی کر چکے تھے۔اس آدمی کو پکڑنے کے لئے وہ امبر کو واپس بھیج چکے تھے مگر اب انہیں اپنا یہ فیصلہ سخت برا الگ رہا تھا۔

جبھی وہ اب جلد از جلد امبر کو گھر واپس لانا چاہتے تھے۔

Episode 63 Part 2

عمایہ گیٹ اپ۔ ہمیں واپس جانا ہے۔!" بائیں ہاتھ سے بالوں کو برش کرتے وہ بلند آواز میں بولا۔

انزک رات سے بے حدّ پریشان تھے۔اور باپ کی کئ

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مسڈ کالز دیکھ کر عائش نے انہیں پر سکون ہونے کا

میسج کر دیا۔

جس کے بعد سے انزک نے ناصرف کال پر اسے خوب سنائی

تھی۔

بلکہ حکم بھی دے دیا تھا۔ کہ وہ جلد از جلد عمایہ کو

لے کر گھر پہنچے۔!"

بالوں کو برش کرنے کے بعد اس نے مڑ کر دیکھا تو محترمہ

جوں کی توں سو رہی تھی۔

نچلے لب کا کونہ دبائے وہ دھیمے سے چلتا بیڈ کے قریب

گیا۔

اور ذرا سا جھکتے اس نے آنکھیں میچی۔"او کے

عائش تو کر لے گا۔!"

دھیمی آواز میں وہ زیر لب بڑبڑایا۔اور ہونٹوں

کو گول شیپ میں موڑے وہ جیسے ہی جھکا۔

ٹھیک اسی وقت عمایہ کی آنکھ کھلی۔

وہ پوری آنکھیں حیرت سے پھیلائے اسے دیکھتے سانس

روک گئی۔

عائش جیسے ہی اس کے نزدیک ہوا۔عمایہ نے پاس

پڑا تکیہ اٹھاتے اپنے چہرے پر رکھا۔

""کسی سخت چیز پر اپنے ہونٹ محسوس کرتے ہی

عائش نے جھٹ سے آنکھیں کھولی۔

تو سامنے ہی تکیے کو دیکھ اس کا موڈ بری طرح سے بگڑا۔

وہ جھٹ سے دور ہوتے اپنے بازو سے ہونٹ صاف کرنے لگا۔

""یہ سب کیا ہے عمایہ۔؟"

وہ برے برے منہ کے زاویے بناتے بولا۔

یہ تو آپ بتائیں یہ کیا تھا۔؟"

وہ گھٹنوں کے بل بیڈ پر بیٹھی۔ایک ہاتھ کمر پر رکھتے

تفتیشی افسران کی طرح پوچھا۔

"عائش گڑبڑایا۔

"یہ تو میں بس تمہیں اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔"""!

کندھے اچکا کر کہتا وہ رخ بدل گیا۔

ایسے کون اٹھاتا ہے۔!؟ """

عمایہ اس کی نقل کرتے ہونٹ موڑتے پوچھنے لگی۔

"اگر میں وقت پر ناں جاگتی تو پھر۔؟"

اس کا غصہ کم ہونے کو نہیں تھا۔

"اگر ناں جاگتی تو کوئی قیامت نہیں ہو جانی تھی،

بس تمہیں تنگ ہی کر رہا تھا۔

مجھے کوئی شوق نہیں کسی کی نیند کا فائدہ اٹھانے

کا۔!"

تنفر سے سر جھٹک کر وہ سینہ پھولائے بولا۔

"ہاں وہ تو دکھ ہی رہا ہے۔کہ کتنا شوق ہے اور کتنا

نہیں۔!"

"اب اٹھ چکی ہو تو جلدی سے فریش ہو جاؤ تمہارے

ماموں جان صبح سے دس بار کال کر چکے ہیں۔

ہمیں گھر پہنچنا ہے۔

ویسے بھی بہت سے کام باقی ہیں جنہیں گھر پہنچ

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کر سرانجام دینا ہے۔!"

صوفے پر بیٹھتے وہ ایک ہاتھ کی مدد سے شوز پہنتے

بولا۔

تو بستر سے اٹھتی عمایہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

کون سے کام۔؟"

"عائش نے سنجیدگی سے سر اُٹھائے اسے دیکھا۔

""سب سے پہلے تو تمہاری اور ماما کی صلح کروانی ہے۔ پھر ماما کو پرمانٹ خوش کرنے کے لیے ایک پوتا۔

نہیں ایک کم پڑ جائے گا۔ دو پوتا پوتی۔

دو بھی کم ہیں۔ تین، نہیں ایسا کریں گے کم از کم بارہ

پوتا پوتی ان کی گود میں ڈال دیں گے۔

وہ انہی میں مصروف رہیں گی۔ تم سے لڑنے کا وقت

کہاں بچے گا ان کے پاس۔!"

کندھے اچکا کر وہ کمال کمینگی سے بولا۔

وہ چونکا حیرت سے آنکھیں پھیلائے اس نے بت بنی

عمایہ کو دیکھا۔

"کیا ہوا تم ٹروما میں کیوں چلی جاتی ہو،؟ بات بات

پر۔؟"

عائش نے حیرت سے اسے گھورتے تفتیش سے پوچھا۔

"یہ بارہ بچے کون پیدا کرے گا۔؟"

تھوک نگل کر وہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگی۔

"ظاہر سی بات ہے میری ایک ہی بیوی ہے تو یہ بچے بھی

میں اور تم مل کر میرا مطلب پیدا تو تم ہی کرو گی میں

پورا سپورٹ کروں گا تمہیں۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عائش نے چیئر اپ کرنے والے انداز میں ہاتھ کا مکہ بنائے

فضا میں لہراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا۔؟اور بچے چاہیے۔؟

چلو بارہ تمہارے بارہ ماما کے۔؟مجھے معلوم ہے یہ

ساس بہو کی چِک چِک کتنی بری ہوتی ہے اب تمہارے لئے

اتنا تو کر ہی سکتا ہوں میں۔!"

فرضی کالر جھاڑتے وہ مہانتا کے سارے ریکارڈ توڑتا آج

عمایہ کو صحیح کا شاک دینے کے موڈ میں تھا۔

"عائششششش۔!"""عمایہ پیر پٹکھتی چیختے ہوئے رونے

لگی،

ہاہاہاہاہاہا۔بس کرو میری زوجہ۔اتنا چیخوں گی تو

کوئی مشین فیل ہو جائے گی۔ابھی تو ہم ہنی

مون پر بھی نہیں گئے،تمہارے پھٹے گلے کے ساتھ

جائیں گے تو اچھا لگے گا کیا۔!

اوپر سے چنو منو بھی کیا سوچیں گے۔!"

عمایہ بس پاگلوں کی طرح اس منہ پھٹ شخص کو گھور

رہی تھی۔

کیا ہوا چنو منو۔نہیں جانتی یار ہمارے پہلے دو بچے۔جو ہنی مون پر ہونگے،مطلب خوش خبری تو لے کر لوٹیں

گے ناں۔!"

پورے بتیس دانتوں کی نمائش کرتا وہ آخر میں آنکھ ونک

کر گیا۔

جبھی ٹھاہ کی زوردار آواز سے ایک تکیہ اس کی کمر پر

لگا تھا۔

"ہاہاہاہاہاہاہا۔!"

عمایہ غصے سے پاگل ہوئی اب چیزیں اٹھا اٹھا کر اس پر

پھینک رہی تھی۔

جس پر وہ قہقہ لگاتے فورا سے بھاگ کر کمرے سے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

****ماضی****

"عین۔میں ابیر۔یو نو واٹ یو آر یو بیوٹیفل۔!" چھ ماہ کی عنایہ کاظمی جو بڑے سے جھولے میں جھول

رہی تھی۔اس کی بڑی بڑی بھوری آنکھیں پھیلی،

بنا آنکھیں جھپکتے اس نے جھولے کے قریب کھڑے ابیر کو

دیکھا۔

جس کے شہد رنگ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

معصوم چہرہ خوشی سے کھل رہا تھا۔

اس نے نرمی سے عنایہ کے چھوٹے سے ہاتھ میں اپنی

انگلی تھمائی،

ہاہاہاہاہاہا۔!" جسے تھامے وہ منہ میں ڈالنے لگی،

ابیر کھلکھلا کر ہنسنے لگا۔

بہت کم اسے موقع ملتا تھا کہ وہ عنایہ کے ساتھ کھیل

پاتا۔

کیونکہ وہ ہفتے میں ایک سے دو بار ہی عیناں کے گھر

آپاتا تھا اور اس وقت بھی عنایہ زیادہ تر عالیجان شاہ

کے پاس ہوا کرتی تھی۔

وہ چاہ کر بھی جی بھر کر اس سے باتیں نہیں کر پاتا

تھا۔

عنایت نے کئی بار اس سے پوچھا بھی کہ وہ عنایہ کے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ساتھ کھیلتا نہیں۔

مگر اپنی خاموش طبیعت اور کچھ عالیجان شاہ کے ڈرانے

کے سبب وہ کبھی ماں کو کھل کر بتا ہی نہیں پایا کہ اسے

عنایہ کے ساتھ کھیلنے نہیں دیا جاتا تھا۔

اب بھی وہ پیٹ درد کا بہانہ بنا کر سکول سے لوٹ آیا تھا۔اور اب ایک گھنٹے کی کوشش کے بعد حیا اسے عنایہ کے

پاس لانے کو راضی ہوئی تھی۔

""میں نے کہا تھا کہ دور رہ اس سے، تو سنتا نہیں

ابیر۔""!

عالیجان جانے کہاں سے بھاگا چلا آیا تھا۔ عنایہ کے ہاتھ

میں موجود اس کی انگلی دیکھ اس نے جھپٹ کر ابیر کا

ہاتھ تھاما،

جس کا چہرہ خوف سے سیاہ پڑ گیا۔وہ بے ساختہ ہی سر

نفی میں ہلانے لگا۔

""اہہہہ۔!

عالیجان نے زور سے اسکے ہاتھ پر بائٹ کیا۔

جس کی وجہ سے وہ بری طرح سے چیخنے لگا۔

""عیناں جو شاور لے رہی تھی۔وہ جلدی جلدی شاور لے

کر باہر نکلی تو ابیر کو فرش پر بیٹھا دیکھ وہ گھبرا کر

اس کے قریب گئی،

جو بری طرح سے رو رہا تھا۔

پانچ سالہ عالیجان شاہ عنایہ کو گود میں اٹھائے باہر نکل

گیا تھا۔

""ابیر میرے بچے۔کیا ہوا آپ رو کیوں رہے ہو۔؟""

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

عیناں گھٹنوں کے بل جھکی متفکر سے لہجے میں پوچھنے
لگی۔

"عالی نے مجھے بائٹ کیا۔اور عین کو بھی لے گیا۔"""!

وہ بھیگی شہد رنگ آنکھوں سے اسے دیکھتے سب بتانے
لگا۔

میرا شیر بچہ ہے ابیر تو۔! آپ روگے تو مجھے بھی
سیڈ لگے گا۔آؤ ہم ابھی عین کو واپس لاتے ہیں۔!"

عیناں اس کے آنسوں صاف کرتے شفقت سے بولی تو وہ
فوراً سے مسکرایا اور جگہ سے اٹھتے اس کے ساتھ ہمقدم
ہوا۔

"عینی بے بی تمہاری بہن ہے تمہاری پھپھو کی بیٹی۔
اور وہ ابیر آپ سے چھیننا چاہتا ہے آپ کی بہن کو۔
اگر ابیر عنایہ کے ساتھ کھیلے گا تو عنایہ آپ سے نہیں کھیلے گی،آپ اسے کھیلنے ہی مت دینا عینی سے۔!"

لان میں ایک طرف کونے میں چھپ کر بیٹھے اس نیلی
آنکھوں والے معصوم بچے کے ذہن میں تھوڑی دیر پہلے
ڈینی کی بولی باتیں گردش کر رہی تھی۔

"چاچو ٹھیک کہتے ہیں ابیر چاہتا ہی نہیں کہ ٹیڈی میرے
ساتھ کھیلے۔اسی لیے وہ ایسا کرتا ہے۔اب میں
اسے ٹیڈی کے قریب نہیں آنے دوں گا۔!"

وہ زیر لب بڑبڑایا اور خود کو دیکھ کر مسکراتی عنایہ کو
دیکھ کر کھلکھلایا۔

"میری گڑیا۔آپ صرف میری سسٹر ہو،اس
ابیر سے نہیں کھیلنا آپ کو وہ گندہ ہے۔!"

وہ بڑوں کی طرح اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔

اور عنایہ اسے ایسے دیکھ رہی تھی جیسے اس کی

کہی ایک ایک بات اسے سمجھ آ رہی ہو۔!

"عالی۔بےبی وہ گر جائے گی مجھے دو۔!"

عیناں اسے ڈھونڈتے وہاں پہنچی،

جس نے گردن موڑے اس کے ساتھ کھڑے ابیر کو نیلی

سرد نگاہوں سے گھورا۔

جس پر وہ فوراً سے عیناں کی پشت کے پیچھے چھپا۔

"نو شی از مائن میں کیوں دوں اس ابیر کو۔اسے

کہو اپنے ماما پاپا سے بولے وہ اسے بہن لا دے۔!"

وہ ضدی انداز میں بولا۔

'نو عین شی از مائن۔مجھے عین ہی چاہیے۔! "

ابیر نے آنسوں بھری نگاہوں سے عالیجان کی گود میں

موجود عنایہ کو دیکھ کر ضدی انداز میں کہا۔۔

جس پر اس کا غصہ مزید بڑھا۔

"عالی آپ گھر جاؤ۔عینی کو مجھے دو۔! "

عیناں آگے بڑھی اور چھیننے والے انداز میں اس کی

گود سے عنایہ کو لیا۔

اور پھر ابیر کا ہاتھ تھامے وہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔

جبکہ عالیجان شاہ غصے سے ابیر کی پشت کو گھورتا اپنے

گھر کی طرف بھاگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

****حال****

کھانا نہیں کھانا کیا۔؟" وہ اسے گود میں بھرتے چھت

پر آیا، جہاں ٹھنڈ کی وجہ سے پہلا قدم رکھتے ہی

حورین نے منہ اسکے سینے میں چھپایا۔

ڈیول گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے آگے بڑھا۔

اور ایک طرف موجود چند بٹنز میں سے ایک کو دبایا۔

جس کی وجہ سے فوراً سے چھت پر ایک باریک سی

شیشے کی لیئر چڑھی۔اس کے ساتھ ہی چند ہی

لمحوں میں ٹمپریچر نارمل ہوا تھا۔

حورین سردی کی حدت کم ہوتی محسوس کرتے فوراً سے

سر اس کے سینے سے نکالتے اوپر دیکھنے لگی۔

مگر وائٹ کلر کے مرر کی وجہ سے وہ آسمان کو بخوبی

دیکھ رہی تھی۔موسم ایک دم سے اتنا اچھا کیسے ہوا

تھا۔وہ سوچ کر ہی رہ گئی۔

"""کھانا تو نہیں کھانا آپ نے۔میں اب جا سکتا

ہوں۔کچھ کام ہے مجھے"

ڈیول نے صلح جو انداز میں کہا اسے ناراض کر کے وہ

ہر گز نہیں جا سکتا تھا۔

حورین نے دانت پر دانت جمائے۔

ایک ہی دن میں بے زار ہو گئے۔کس نے کہا تھا مجھے اس

جنگل میں لاؤ، میں اسی لیے نہیں آنا چاہتی تھی،""""!

خفگی سموئے انداز میں وہ سفید گال پھولائے،

سر جھٹک کر بولی،

تو ڈیول نے ابرو اچکاتے سمجھنے کی کوشش کی۔

"اب ایسا بھی نہیں ہے حور۔مجھے سچ میں کچھ کام

ہے۔ورنہ میں آپ سے دور ایک پل بھی نہیں رہ سکتا۔!"

محبت سے چور لہجے میں کہتے اسنے سر جھکائے اس پری وش کو دیکھا۔

جو فل ناراضگی کے موڈ میں تھی۔

"پلیز ایسے مت دیکھا کرو، اگر مجھے ساری عمر تمہارے ساتھ رہنا ہے تو تمہیں پرامس کرنا ہوگا، کہ تم گندی حرکتیں نہیں کروگے۔!"

"ہمممم جیسے کہ۔!

وہ آگے بڑھا۔لبوں پر امڈتی مسکراہٹ کو ہونٹوں کے کونے میں دبائے وہ راکنگ چیئر تک گیا۔آہستگی سے اس پر بیٹھتے اس نے حورین کے بالوں کی جڑوں کو سہلایا۔

""آنکھیں نیچی رکھ کر بات کروگے مجھ سے۔!"

حورین نے اس کے کندھے پر سر رکھتے اپنی شرائط کہنا شروع کردی۔

"اوکے دوسری۔!"

ڈیول نے عاجزانہ انداز میں کہتے اسے دوبارہ سے بولنے پر اکسایا۔

"مجھے کس وِس نہیں کروگے تم۔!"

یہ کہتے ہوئے حورین کا چہرہ لمحوں میں سرخ ہوا تھا۔

"ڈیول دلکشی سے مسکرایا۔

"اوکے تیسری۔؟

مؤدبانہ انداز میں پوچھا گیا۔

"میرے لئے وہیل چیئر لا کر دو گے۔"

اوکے چوتھی۔!

سر کرسی کی پشت سے ٹکائے اس نے دوسرا ہاتھ

حورین کی پشت پر رکھے نرم لہجے میں پوچھا۔

"مجھے یوں اٹھاؤ گے بھی نہیں سب کے سامنے۔""!

آنکھیں پھیلائے وہ سوچ سوچ کر بول رہی تھی۔

""اوکے پانچویں۔!"

بنا تردد سے پوچھا گیا۔

"میرے پاس نہیں سو گے تم۔!"

اوکے چھٹی۔!"

شرافت بھرے انداز میں پوچھا گیا۔

"صبح اٹھ کر نماز بھی پڑھو گے۔!"

اوکے ساتویں۔!"

فوراً سے اگلی شرط پوچھی۔

حورین اس کے مان جانے پر چونکی تھی۔

"ابھی بس یہی یاد آرہی ہیں مگر جب مجھے یاد

آیا میں پھر سے بتادوں گی۔!"

اس نے یاددہانی کروانا لازمی سمجھا تا کہ وہ بعد

میں مکر نا جائے۔

"مجھے آپ کی ساری شرائط منظور ہے جانم۔

بشرطیکہ آپ میرے ساتھ رہیں۔!"

"""حورین شاہ کے پاس اب بولنے کو کچھ نہیں بچا تھا،

وہ لب سیے اسکے کندھے سے لگی ہوئی تھی۔

اسے یقین تھا کہ اس کے ڈیڈا اسے لے جائیں گے اسی لئے وہ پہلے پر سکون رہی تھی مگر اب وہ جان چکی تھی اس کے ڈیڈا کی پہنچ سے بہت دور وہ اسے زبردستی لے آیا تھا اسی لیے یہ شرائط رکھنا ضروری تھا۔

اس کی آنکھیں بوجھل ہونے لگی۔ حالانکہ وہ سونے کی عادی نہیں تھی۔

پھر پھر بھی اس کے بالوں میں گھومتا ڈیول کی انگلیوں کا لمس اسے پر سکون کرتے نیند کی وادیوں میں لے گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ اس کی پناہوں میں گہری نیند سو چکی تھی۔

ڈیول آہستگی سے اٹھا۔ پھونک پھونک کر قدم اُٹھاتے وہ روم میں واپس آیا۔

حورین کے سونے کا یقین ہوتے ہی اسنے بے حد احتیاط سے اسے بستر پر ڈالا۔ کمفرٹر درست کرتے اس کے چہرے پر آتی زلفیں پیچھے کیں۔

"تم سکون ہو میرا حور بھلا کوئی اپنے سکون سے دور رہ سکتا ہے۔!"

بے حد نّرمی سے اسکی پیشانی پر بوسہ دیے وہ پیچھے ہوا۔

اپنا کوٹ درست کرتے وہ روم سے باہر نکلا۔

"لے جاؤ کھانا۔! باہر کھڑے شیف سے اس نے سرد لہجے میں کہا۔

اور پھر پیچھے کھڑی کیتھ کو دیکھا۔

""روم کے باہر رہنا۔حوراٹھے تو اسے کسی

بھی قسم کی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔!"

اس کا لہجہ ہر قسم کی رعایت سے عاری تھا۔

کیتھ جو اسکے حسن میں گم یک ٹک اس حسین

مرد کو دیکھ رہی تھی۔

اسنے چونک کر سر اثبات میں ہلایا۔

ڈیول بھاری قدموں سمیت باہر کی سمت بڑھا۔

جبکہ کیتھ نے ایک نگاہ اسکی چوڑی پشت پر ڈالے

ٹھنڈی آہ بھری۔

Episode 64 Part 1

ماضی

میں نے کہا تھا آپ سے آپی۔ابیر ابھی بچہ ہے آپ اس سے ایسی باتیں مت کریں۔آپ دونوں سوچ بھی نہیں سکتی کتنا برے طریقے سے وہ دونوں جھگڑیں ہیں اور اوپر سے عالیحان ایسے گھور رہا تھا جیسے وہ ابیر کو جان سے نا مار دے۔

محض پانچ سال کے بچے ہیں وہ دونوں۔جہاں لوگوں کے بچوں کو کھیل سے فرصت نہیں وہاں یہ دونوں اس معصوم پر جھگڑ رہے ہیں۔جسے خود نہیں پتہ یہ سب چل کیا رہا ہے۔

"حیا نے ہاتھ مسلتے عیناں کی گود میں موجود اس نرم روئی سے وجود کو بانہوں میں بھرا۔

حرمین نے تاسف سے کندھے اچکائے وہ سبھی جانتے تھے۔عنایہ کے معاملے میں حیا کتنی پاگل تھی۔

""میں عالیحان کو سمجھاؤں گی۔حرمین نے گلا کھنکھارتے ہوئے کہا۔حقیقتاً وہ تھک چکی تھی بیٹے کو سمجھا سمجھا کر ۔جو کسی کی سنتا نہیں تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آپ جانتی ہیں ان سب میں میری اینجل ڈسٹرب ہو رہی ہے۔عالیجان آتا یے پورا دن عنایہ کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے۔باقی بچے اسے اچھے ہی نہیں لگتے مگر ابیر اور اینجل سے اسے اللہ واسطے کا بیر ہے۔

وہ پورا دن بہن کو اٹھانے کو ترستی ہے۔اور عالی اسے غصے سے جھڑک دیتا ہے۔

وہ معصوم خاموشی سے چلی جاتی ہے۔جانتی ہیں کل رات کو اس نے پہلی بار فرمائش کی کہ وہ عنایہ کو اپنے پاس سلانا چاہتی ہے۔

میں اتنی باتیں نوٹ کر پار ہی ہوں۔بچوں میں ہوتی تبدیلیاں۔عالی کا دن بدن بدلتا رویہ۔!آپ سب کو اب بچوں پر توجہ دینی چاہیے۔

اور ہو سکے تو پلیز حرمین بے بی پلین کر لو۔تمہاری بیٹی ہو گی تو عالی کی توجہ عنایہ سے ہٹ جائے گی۔

جو کی فل حال ضروری ہے۔!"

عیناں نے اپنے کئی دنوں کی نوٹ کی باتیں ان دونوں کو گوش گزار کیں۔

عالی اور ابیر اس کے گھر پر ہی زیادہ وقت اس کی آنکھوں کے سامنے گزارتے تھے اسی وجہ سے وہ ان پر زیادہ توجہ دے رہی تھی دوسری وجہ عنایہ بھی تھی۔

جو چھ ماہ کی عمر میں ہی عالیجان سے اٹیچ ہو چکی تھی۔

""میں کچھ کرتی ہوں۔!"حرمین نے گہری سانس بھرتے کہا۔

""عیناں کیا میں آج کے لئے عینی کو لے جاؤں۔؟"اس کے پھولے پھولے سفید گالوں کو چومتے حیا نے معصومیت سے پوچھا۔

""جس پر عیناں نے بے بسی سے سر پر ہاتھ مارا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

حال

""تبریز آپ اکیلے چلے جائیں پلیز۔مجھے کیوں ساتھ لے جا رہے ہیں آپ۔؟ ""

لیپ ٹاپ پر مصروف تبریز پر ایک نگاہ ڈالے ماہا نے منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے کہا۔

""چلا تو میں جاؤں، جان۔مگر یہ حکم آپ کی ایک عدد سگی ساس کا ہے۔!کہ آپ بھی میرے ساتھ جا رہی ہیں۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تبریز نے مصروف انداز میں کہا۔ جبکہ ماہا پیکنگ کر رہی تھی۔ "میں تو وہاں کسی کو اچھے سے جانتی بھی نہیں ہوں وہاں۔!"""

اس کے اپنے ہی الگ سے اندیشے تھے۔

تبریز لیپ ٹاپ آف کرتے اٹھا، مسکراکر اسکے قریب جاتے اس نے پیچھے سے اسے حصار میں لیا۔

"""وہ سب ہماری فیملی ہیں ماہ۔ ٹرسٹ می تم وہاں جاؤ گی تو واپس آنے کا دل نہیں چاہے گا۔! "

تبریز نے مسکرا کر کہا جس پر ماہا کی دلچسپی بڑھی۔ آپ کہہ رہے ہیں تو پھر مجھے بھی جانا چاہیے۔!"

وہ سر اس کے سینے میں چھپائے کھلکھلائی۔ جس پر تبریز نے اسکے سر پر بوسہ دیے اسے خود سے لگایا۔

تھوڑی ہی دیر میں ان کی فلائٹ تھی۔ اور پیکنگ بھی تقریباً ہو چکی تھی۔

میں چینج کر آؤں۔ تب تک تم سامان دیکھ لو کچھ رہ نا جائے۔!"

تبریز نے مسکرا کر کہا اور ڈریس اٹھائے وہ واشروم میں چلا گیا۔

ماہا ایک بار پھر سے ساری پیکنگ چیک کرتے تسلی ہونے پر مڑی، کبرڈ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

اسنے عجلت میں دروازہ بند کیا۔

جب آنکھوں میں کوئی چیز کھٹکی۔ ماہا نے چونک کر کبرڈ دوبارہ سے کھولا۔

تو وہاں فائل دیکھ وہ چونکی۔

"فائل۔ یہ تو میری فائل ہے ہاسپٹل کی، ماتھے پر بل ڈالے اسنے فائل نکالی۔

"ماہا کیا کر رہی ہو۔؟"

تبریز شرٹ لیس سا بھیگے بالوں میں اس کے پیچھے کھڑا اس کے ہاتھ سے فائل چھین گیا۔

"ماہا چونک کر مڑی، اسکے چہرے پر سنجیدگی دیکھ وہ سہمی۔

"""تت تبریزووہ میں تو بس۔!" چھوڑو اس فائل کو اور جلدی سے چینج کرو،"""!

بلکل سپاٹ لہجے میں کہتے اس نے فائل دوبارہ سے کبرڈ میں رکھی،

"فائل ہی تو دیکھ رہی تھی۔ آپ اتنا غصہ کیوں ہو رہے ہو۔؟

ماہا نے نم نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا

"جس پر وہ کچھ بھی ناں بولا۔ ماہا نے آنکھیں رگڑتے ڈریس اٹھایا اور غصے سے واشروم میں گھسی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تبریز نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔اور اس فائل کو کپڑوں کے نیچے رکھا۔

اور کبرڈ کو تیزی سے لاک کر دیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"کیا ہوا ہے انہیں؟؟"

عنایت کی نبض چیک کرتے ڈاکٹر نے پیچھے کھڑے عالیحان سے پوچھا۔

"ڈاکٹر آپ ہیں اپنا کام کریں اسے ٹھیک کریں اور جائیں یہاں سے"

اس نے سپاٹ لہجے میں کہا تو ڈاکٹر نے گہری سانس بھری۔

"کیا لگتی ہیں یہ آپ کی۔""

ڈاکٹر نے تفتیش بھرے انداز میں ایک نگاہ اس معصوم لڑکی پر ڈالے پھر سے سوال پوچھا۔

"کیا آپ نے اشتہار چھپوانا ہے؟؟ جتنا کہا ہے اتنا کریں اور جائیں یہاں سے۔!"

"شی از پریگننٹ۔!"ڈاکٹر نے آنکھیں پھیلائے سنجیدگی سے کہا۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عالیحان کو آگاہ کر رہی ہوں۔

میں جانتا ہوں آپ بس یہ بتائیں اسے ہوا کیا ہے اور یہ ٹھیک کیسے ہوگی۔؟"

"عالیحان نے بے تاثر نگاہوں سے عنایت کو دیکھا۔

"میرے خیال سے کافی ٹینشن اور سٹریس کی وجہ سے یہ بے ہوش ہو گئی ہیں۔تھوڑی دیر تک انہیں ہوش آ جائے گا۔میں انجیکشن وغیرہ نہیں دے سکتی انہیں۔کیونکہ بنا پراپر چیک اپ کے یہ ہارم ہو سکتا ہے۔"!

ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہا۔

ایٹ لیٹس کوئی پین کلر دے دیں،تاکہ اگر اسے کہیں پین ہو تو میں اسے دے سکوں

"اوکے آئی وِل گیو یُو۔!"

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بے بی کہاں ہو تم۔؟میں پہنچ آئی ہوں۔!"

ایمی کے حسین چہرے پر بل سمٹے ہوئے تھے،اوکے میں بس پاس میں ہی ہوں۔! "

اس نے عجلت بھرے انداز میں کہتے کال کٹ کی۔

جب ایک دم سے بارش برسنا شروع ہوئی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک تو ملائیشیا کے موسم کی بھی سمجھ نہیں اتی۔

کبھی بھی بارش ہونے لگ پڑتی ہے۔"۔دانت پیستے وہ بے زارگی سے بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھنے لگی، چھاتا ناں ہونے کی وجہ سے اس کے کپڑے مکمل طور پر بھیگ چکے تھے۔

""""کون ہے۔راستے سے ہٹو۔! "

وہ ابھی عمارت کے سامنے پہنچی ہی تھی۔جب اس کے رستے میں ایک بڑی سی گاڑی آر کی۔

ایمی نے آنکھوں پر ہاتھ رکھا اور اونچی آواز میں غرائی۔

"ہیلو سویٹ ہارٹ۔!" معاً اسے اپنی پشت پر کسی کی بھاری پراسراریت بھری سرگوشی سنائی دی۔

جس پر وہ اگلے ہی لمحے چونک کر مڑنے لگی مگر مقابل نے بڑی ہوشیاری سے اسے پیچھے سے جھپٹتے محسوس رگ دبائی۔جس پر وہ سمجھنے یا حملہ کرنے سے پہلے ہی بے ہوش ہوتے اس کی بانہوں میں جھول گئی۔مقابل کی سیاہ آنکھوں میں حرارت سے ابھری۔

لبوں کے کونے فتح مندی سے مسکرائے۔!

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کمر میں درد محسوس کرتے اسکے چہرے پر تکلیف دہ تاثرات ابھرے۔نیند میں ہی اسنے ہاتھ سے اپنی کمر کو دبایا۔ اور ہاتھ پھیلائے وہ بستر پر کروٹ بدلنے لگی۔

جب اچانک اپنا ہاتھ کسی عجیب سی چیز پر محسوس ہوا۔پہلے پہل تو اسکے چہرے پر کر ختگی کا عنصر ابھرا اور پھر سیاہ جھیل سی آنکھیں کھول اس نے جیسے ہی سامنے دیکھا۔

اس کا سانس رک سا گیا۔وہ نیلی آنکھوں والا شخص اس کے بے انتہا قریب لیٹا اس کے چہرے کو بڑی غور سے دیکھ رہا تھا۔

عنایت نے خوف سے پاگل ہوتی دھڑکنوں کے شور میں اپنے ہاتھ کو دیکھا۔

جو اسکی بھوری شیو پر تھا۔

وہ آدھے سے زیادہ اس کے سینے پر لیٹی ہوئی تھی۔

اس بات کا ادراک ہوتے ہی وہ جھٹ سے اٹھی۔اس کے گھنے بال اچانک سے اٹھنے کے سبب عالیجان شاہ کے چہرے پر جھولے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

اس سے پہلے کہ وہ بستر سے اٹھتی عالیجان نے اپنا بھاری ہاتھ اسکی نازک کمر کے پیچ حمائل کرتے اسے اگلے ہی لمحے اپنی طرف کھینچا۔

عنایت ایک ہی جھٹکے میں اس کے سینے سے جا لگی،

اس نے آنکھیں خوف سے پھیلائے اسے دیکھا۔ایسے جیسے یقین دہانی کر رہی ہو کہ یہ سچ ہے اس کا کوئی خواب نہیں۔

""لیٹ جاؤ،" !

وہ ایک دم سے اٹھا۔عنایت کو دونوں شانوں سے تھامے اس نے نرم مگر سپاٹ لہجے میں اسے حکم دیا۔

""نن نہیں مجھے گھر جانا ہے۔ چچ چھوڑو مجھے۔ "!

اسکے ہاتھ پیچھے کرتے وہ غصے سے چلائی۔

"آنکھوں کے آگے ایک پل میں اندھیرا سا چھایا۔ جس پر وہ لڑکھ کر بیڈ پر بیٹھی، آنکھیں بند کرتے کھولتے اس نے آگے پیچھے نگاہ دوڑائے اپنا دوپٹہ ڈھونڈنا چاہا۔جو کہ عالیجان شاہ کے پاس پڑا تھا۔

"عنایت بنا ڈرے تن فن کرتی اسکے پاس گئی اور زور سے دوپٹہ کھینچا۔

""بیٹھو مجھے کچھ بات کرنی ہے۔ !" سنجیدگی بھرے انداز میں کہتے اسنے اس کا بازو تھامنا چاہا۔

"مجھے اب کوئی بات نہیں کرنی۔ ! چپل اڑستے وہ باہر کو بھاگی جس پر عالیجان شاہ نے غصے سے دانت پیسے، وہ بیڈ سے اٹھا اس کا موبائل فون جیب میں رکھتے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے باہر نکلا۔

""عنایتتتت۔ ! "

کیا سمجھتی ہو تم خود کو ایک بار بولی ہوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تمہیں۔ !"

سیڑھیوں کے قریب ہی اسنے غصے سے اسکی کلائی جکڑتے اسے دیوار سے پن کیا۔

"اب مجھے کچھ بھی نہیں سمجھنا عالیجان شاہ۔ تم نے ثابت کر دیا کہ تم سے گھٹیا شخص کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

تم میرے جائز بچے کو ناجائز کہہ رہے تھے۔ یہ گناہ تھا تمہارا۔ جس کی معافی تمہیں اس جنم میں تو کیا میں روز قیامت بھی نہیں دینے والی۔ ! تم کیا جانو ایک لڑکی کے لیے اس کی عزت نفس کیا معنی رکھتی ہے۔ تمہیں تو بس دھونس جمانا آتا ہے۔

اسی وجہ سے آج تم اکیلے ہو عالیجان اور ساری زندگی اکیلے رہو گے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

میں گھر جا کر سب کو سچ سچ بتا دوں گی۔اس کے بعد ساری دنیا جانے گی کہ میری اولاد ناجائز نہیں بلکہ عالیجان شاہ کی جائز اولاد ہے۔جو اس کے ناجائز کاموں کا نتیجہ ہے۔!"

وہ غصے سے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور دھکیلتے باہر کی طرف بھاگی۔

شٹ۔!"عالیجان نے ضبط سے سرخ ہو رہی نیلی آنکھیں میچتے اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔

اسے بحفاظت پہنچانا اس کی انا سے زیادہ ضروری تھا جبھی وہ اس کی عقل ٹھکانے لگانے کا سوچ اب لمبے لمبے ڈھگ بھرتا باہر نکلا۔

Episode 64 Part 2

یہ سب ٹھیک نہیں ہو رہا عیناں۔پہلے میرا عالی مجھ سے دور ہوا اب حورین اور ابیر بھی۔!"

حرمین کی طبیعت ناساز تھی،عیناں ناراض ہو کر بھائی کے گھر آچکی تھی۔جہاں بہت کوشش کے باوجود بھی عنایہ اور وریام کو اینٹری نہیں مل پائی تھی۔

وہ دونوں باپ بیٹی کافی دیر باہر گیٹ پر کھڑے رہے پھر ناامید ہو کر لوٹ گئے۔

حورین بہت جلد آجائے گی حرمین بھائی گئے ہیں اسے لینے۔وہ چھوڑیں گے نہیں اس لڑکے کو۔؛"

اس کا سر سہلاتے عیناں تخیل میں ہی ڈیول کو غصے سے دیکھ کر بولی۔

نیناں اور وریام بھی یہیں تھے کیونکہ عالیان شاہ واپس جا چکا تھا حورین کو لینے جس میں اب تیمور اس کی مدد کرنے والا تھا۔

ابیر کو کچھ نہیں ہو گا وہ بہت بہادر ہے اور جلد وہ خود پر لگے سارے الزامات صاف کر دے گا۔"

عیناں کی آنکھوں کے سامنے وہ چھوٹا سا ابیر علوی گھوم رہا تھا۔جس کے لیے عیناں سب سے زیادہ اہم تھی۔

گہری سانس بھرتے اس نے بیڈ سے ٹیک لگائی۔

تم سو جاؤ حرمین ورنہ بخار زور پکڑ لے گا۔"

عیناں نے اسے سمجھانا چاہا جو کسی غیر مری نقطے کو گھور رہی تھی

سوچ رہی ہوں عیناں میری بچی کی زندگی میں کیا ہو رہا ہے پہلے بچپن چھن گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پھر چلنے کی صلاحیت اور اب وہ پاگل لڑکا۔

اگر حورین کا سچ معلوم ہونے کے بعد اس نے میری بچی کو کچھ کر دیا تو۔!

حرمین نے سر اٹھائے خوفزدہ سی نگاہوں سے عیناں کو دیکھا۔

تم خواہ مخواہ میں پریشان مت ہو۔ اگر اسے حورین کو ہرٹ کرنا ہوتا تو وہ کب کا کر چکا ہوتا۔۔ تم جانتی ہو۔

حورین کسی اجنبی کے ساتھ زیادہ دن نہیں رہ سکتی وہ بھی کسی لڑکے کے ساتھ۔ یہ تو کالج جانے کی وجہ سے اس کا ڈر کچھ کم ہو چکا ہے مگر وہ اب بھی لوگوں سے ڈرتی ہے اگر وہ اس لڑکے کے ساتھ اب تک ہے تو مطلب وہ اب اس کے لیے اجنبی نہیں رہا۔!

عیناں نے رسان سے اسے سمجھایا تو حرمین تھوڑا پر سکون ہوئی تھی۔

ویسے وہ لڑکا برا نہیں تھا عیناں۔ اس کی آنکھوں میں حورین کے لیے وہی جنون تھا جو میں نے اپنے بھائی کی آنکھوں میں تمہارے لیے دیکھا ہے۔ ہمیشہ سے ہی۔!

حرمین اس خوبرو نوجوان کو یاد کرتے کھوئی ہوئی سی انداز میں بولی تو عیناں چونکی۔ "یہ کیسے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟ یہ ناممکن ہے ویام جیسا پاگل پن اور جنون کسی میں نہیں ہو سکتا۔!

اس نے کبھی مجھے اپنی وجہ سے ہرٹ نہیں ہونے دیا تم جانتی ہو وہ کتنا الگ ہے باقی سب سے۔ پھر تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو۔؟

عیناں نے حیرت سے استفسار کیا کیونکہ وہ بیوی تھی ویام کی۔ اس کا پہلا اور آخری عشق اس سے بہتر اس کے شوہر کو کیسے جان سکتا تھا کوئی۔!

ہمم میں اچھے سے جانتی ہوں اس لیے کہہ رہی ہوں اس نے گارڈ کو گولی مار دی۔ عیناں صرف اس وجہ سے کہ وہ حورین کو ڈرا رہا تھا۔

اور اس کا رویہ ایسا تھا جیسے وہ کسی بچی کو ٹریٹ کر رہا ہو۔"!

حرمین نے پر سوز سے انداز میں اس دن کے گزرے ہر واقعے کو سوچ و بچار کر اسے آگاہ کیا۔

اگر سچ میں ایسا ہے تو ہماری حورین کے لیے اس سے بہتر ہمسفر کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔!

عیناں نے پر یقین لہجے میں کہا اگر تمہاری دوبارہ ملاقات ہوئی تو مجھے بتانا میں دیکھنا چاہتی ہوں اس لڑکے کو۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک عجیب سی کشش تھی اس لڑکے میں عیناں کا دل بار بار اس کی جانب حمک رہا تھا۔وہ وجہ نہیں جانتی تھی مگر پھر بھی وہ اسے دیکھنا ضرور چاہتی تھی۔

ہمممم۔ضرور عنایت کہاں رہ گئی؟؟؟رات ہو رہی ہے اسے کال کرو اور واپسی پر یہیں بلا لو۔!

حرمین نے عنایت کا یاد آنے پر عیناں کو یاد دلائی جو اپنی دوست سے ملنے کا کہہ کر گئی تھی۔

ہاں طبیعت خراب تھی اس کی پھر بھی چلی گئی کچھ پریشان سی تھی میں جتنا مرضی کہہ لوں وہ لڑکی اپنی پریشانی کبھی شیئر نہیں کرتی۔

بے بسی سے مسکرا کر کہتی ہیں اینا نے موبائل فون میں سے اٹھائے عنایت کا کا نمبر ڈائل کیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

دروازہ چرر کی آواز سے کھلا جس کے ساتھ ہی اس اندھیرے کمرے میں روشنی بکھری۔بیڈ پر اوندے منہ پڑی ایمی نے آنکھیں زور سے میچ کر کھولی۔

کون ہو تم۔؟ہاتھ کھولو میرے بلڈی۔آآ ڈارلنگ ہونے والے شوہر کو گالیاں نہیں دیتے بری بات ہے!

پراسرار آواز میں کہتے اس نے دروازہ اندر سے لاک کرتے لائٹس آن ان کیں،۔کمرہ روشنی سے نہا گیا،ایمی نے چونک کر سامنے والے کو دیکھا۔

انیل حیرت و بے یقینی سے اسے دیکھا۔وہ آنکھیں پھیلائے بولی تم مقابل مسکرایا۔

کیا یار میں بیمار کیا ہوا تم اپنی ہی شادی سے بھاگ گئی۔؟

میرا مطلب شادی تو ہونے والی تھی۔پھر ایسے کوئی بھاگتا ہے بلا۔!؟ "

جیکٹ کے فرضی کالر جھاڑتا ہوا وہ دلکشی سے مسکراتے اس کے قریب بیٹھا اور آرام سے اس کے ہاتھ کھولے۔

ہاؤ ڈیئر یُو۔؟تمہاری اتنی ہمت کہ تم ایمی کے ہاتھ باندھو۔!

وہ غصے سے دھاڑ کر اسے مارنے کو لپکی۔مگر مقابل بیٹھا۔انیل علوی نے بہت آرام سے اس کے چلتے ہاتھوں کو کنٹرول کرتے۔اسے جھٹکے سے گھمائے اس کی پشت سینے سے لگائی۔

ابھی تو ہاتھ باندھے ہیں۔!تمہیں باندھنا تو باقی ہے اس کے کان کے قریب جھکتے اس نے گھمبیرتا سے سرگوشی کی

۔

ایمی کا حسین چہرہ لمحوں میں بیزاریت سمیٹے سرخ پڑا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

وہ آگے ہی ان سب کی یادوں سے نکل نہیں پا رہی تھی اوپر سے انیل کا دوبارہ سے اس کے سامنے آنا اس کے لیے مشکلات بڑھا رہا تھا۔

وہ سب محض ایک دھوکہ تھا انیل تمہاری اور میری زندگی بہت الگ ہے اگر تم مجھے اریسٹ کرنے آئے ہو۔ تو تمہاری بھول ہے۔ کہ میرے ہی علاقے میں آ کر تم مجھے لے جا سکتے ہو۔؟"!

ایمی نے بے تاثر نگاہوں سے اس کی سیاہ گہری آنکھوں میں دیکھتے بے لچک انداز میں کہا۔

بالکل سوئیٹی۔ ! میں تمہیں اریسٹ کرنے ہی آیا ہوں۔ مگر یہ قید تمہیں تا عمر کاٹنی پڑے گی وہ بھی میری بانہوں میں۔!

اس کے وجود کی خوشبو انیل علوی کی زندگی کی رمق تھی۔ اسکے انگ انگ سے سرشاری پھوٹ رہی تھی۔ ایمی نے ناک چڑھائے اس کے پیٹ پر وار کیا۔

جس کے سبب انیل کی گرفت ڈھیلی پڑی۔ تم انتہائی گھٹیا انسان ہو۔ میری شادی نِک سے ہو گی۔ وہ بھی کل ہی! کیونکہ میں اسے لو کرتی ہوں۔ تم کبھی اپنے عزائم میں کامیاب نہیں ہو پاؤ گے۔

غصے سے چلا کر اسے اپنے ارادوں سے آگاہ کرتی۔ وہ انیل کے شاک ہونے کا فائدہ اٹھا کر فوراً سے دروازہ کھول باہر کو بھاگی۔

جبکہ انیل ساکت سا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی بات کہ وہ نک سے پیار کرتی ہے ابھی تک اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

دھیان سے کھیلنا گبرو کہیں اس کے ہاتھوں ضائع مت ہو جانا۔!

رسیوں سے بنے اس بڑے سے میدان کے چاروں اطراف چھوٹے چھوٹے بچے جو صرف شلوار پہنے ہاتھوں میں ڈنڈے اٹھائے ہوئے بیٹھے تھے۔

میدان کے اندر ایک کافی لمبا چوڑا بھرپور جسامت کا حامل شخص کھڑا اندر داخل ہوتے ابیر علوی کو گھور رہا تھا۔

تم تیاری کرو۔ مجھے آج ہی یہاں سے نکلنا ہے شہد رنگ آنکھوں میں خون کی سرخی سمیٹے وہ بے لچک انداز میں بولا۔

جس پر پو جانے چونک کر اسے دیکھا اس کی شرٹ پر لگے ایک منی کیمرے سے یہ منظر دیکھتے وہ سب ہی چونکے۔ ڈینی نے چونک کر اچ اے آر کو دیکھا۔ جس نے کندھے اچکائے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یہ ایک ڈاکٹر ہے ہڈیاں جوڑنا جانتا ہے توڑنا نہیں۔ ابھی نیچے پڑا کراہ رہا ہو گا۔!

مارک نے کھلکھلا کر تنفر سے سر جھٹکتے ہوئے کہا جبکہ باس خاموش ساکت نگاہوں سے اس اسکرین کو دیکھ رہا تھا

جگوئن جگوئن۔؛""

لوگ اس ادمی کا نام بلند آواز میں لیتے اسے سراہ رہے تھے۔

جبکہ ابیر علوی کے دل ودماغ میں ابھی تک اس کے باپ کی کہیں باتیں وہ نفرت بھرے رویے گردش کر رہے تھے۔

وہ آدمی بڑی مہارت اور تیزی سے چھلا نگیں لگاتا ابیر کو زخمی کر گیا اس کے ہاتھوں میں کوئی تیز دھار آلہ تھا جس سے اس نے ابیر کی گردن پر گہرا زخم کر دیا تھا۔

وہ لڑکھڑایا بے تاثر نگاہوں سے اپنی گردن کو چھوتے اس نے ہاتھ اپنی آنکھوں کے سامنے کیا۔ بس ایک اور وار اور یہ چوزہ تو۔

مارک نے وسکی کا گلاس اٹھاتے کش لگاتے لقمہ دیا۔

پوجا منہ پر ہاتھ رکھے حیرت سے ابیر کی پشت کو دیکھ رہی تھی۔

ابیر نے سپاٹ چہرے سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا تیکھی ناک مغروریت سے چڑھائی۔

ییبییاا۔!" جگوئن جیسے ہی اس پر دوبارہ سے حملہ آور ہوا۔

سب سانس روکے اس منظر کو دیکھ رہے تھے جہاں جگوئن اپنے مخصوص انداز میں ایک ٹانگ سے اس کے منہ پر وار کر رہا تھا۔

مگر سیکنڈ کے آخری حصے میں اس کے ٹانگ کو فضا میں اچھالتے ابیر نے بہت ہی مہارت سے پیچھے سے دبوچا۔

باس آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا جس نے ایک لمحے میں اس کی ٹانگ دبوچتے اس کے پیٹ پر وار کیا جس پر وہ کئی فٹ دور جا گرا۔

پوجا آنکھیں پھاڑے ابیر کو دیکھ رہی تھی جو کندھے کو جھٹک کر واپس مڑا۔

اوئے ہیر و وہ اٹھ گیا۔!

پوجا نے اسے وارن کیا جس پر اس کی شہد رنگ آنکھوں میں عجب سی چمک ابھری۔ گردن نفی کے انداز میں موڑے اس نے ترچھی نگاہوں سے قدم روکے پیچھے دیکھا۔

جہاں جگوئن کراہ کر زمین بوس ہوا تھا اس کے ساتھ ہی ماحول میں خاموشی چھا گئی

کیا سوچا تھا تم نے مارک شاید تم جانتے نہیں یہ بھاوں کا بیٹا ہے۔

وہ بھاؤں جس سے اچھے اچھے ڈرتے تھے خون کا اثر تو ہو گا ناں۔

باس نے گہرے پراسرار لہجے میں کہا جس پر ڈینی مسکرایا۔

بالکل ٹھیک کہا باس ہمیں پہلے ہی ابیر کو چوز کرنا چاہیے تھا ویسے اب بھی کوئی دیری نہیں ہوئی بھاؤں کو بھاؤں کا بیٹا ہی تباہ کرے گا۔

ہاہاہاہاہاہاہا۔

پر سوز انداز میں کہتے وہ قہقہ لگا اٹھے اب بس انہیں کل کا انتظار تھا جب ابیر علوی ان کے سامنے ہوتا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ارے میڈم کہاں جارہی ہیں آو ہم گھر چھوڑ دیں آپ کو۔

سڑک کے کنارے پر پہنچتے ہی عنایت کے قدم تھمے جب سامنے سے آتے تین لڑکے اسے دیکھ خباثت سے مسکرا کر اس کی جانب بڑھنے لگے۔

عنایت نے گھبرا کر چہرہ دوپٹے میں چھپایا اور تیز تیز قدم قدم اٹھائے وہ اگے بڑھنے لگی ارے سنیں تو۔اتنی رات کو کہاں جائیں گی آپ لفٹ لے لیں ناں۔

ہاہاہاہا۔ارے سنو تو ان میں سے ایک نے لپک کر عنایت کا دوپٹہ پیچھے سے تھاما۔

جس پر سانس روکے۔وہ خوفزدہ سی آنکھیں پھیلائے رکی۔ تبھی سامنے سے آتی گاڑی بڑی سپیڈ سے ان کی طرف بڑھی ابے کون ہے؟ سالے مارے گا کیا۔؟"

ہارن بجاتی وہ جیپ تیزی سے ان تینوں کی طرف بڑھتی جارہی تھی۔

پر جس پر اس لڑکے نے گھبرا کر عنایت کا دوپٹہ چھوڑا۔

عنایت نے تیزی سے آنکھوں سے بہتے انسوؤں کو ہاتھوں سے رگڑا۔

جب جیپ اس کے پاس رکی،

"ہاں آجاؤ بہن کو گھر چھوڑ آو۔ ! جیپ سے نکلتے وہ سرد نگاہوں سے ان تینوں لڑکوں کو دیکھتا غرایا تھا،

عنایت لب بیچے وہاں سے جانے لگی جب عالیحان شاہ نے ایک لمحے میں اس کی کلائی دبوچی،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر وہ سسکتے غصے سے اسے گھورنے لگی،ہاتھ چھوڑو۔!" وہ دھیمی اواز میں چلائی مگر اس کی کسی بھی بات کا مقابل پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

دیکھ کیا رہے ہو اب چھوڑنے نہیں جانا کیا آؤ بہن ہے تمہاری ڈر کیوں رہے ہو۔!

وہ عنایت کا بازو تھامے اسے زبردستی گھسیٹ کر ان لڑکوں کی طرف لے جانے لگا۔

لگتا ہے یہ کوئی پاگل ہے۔اس سے پہلے کہ کوئی لفڑا ہو۔نکلو یہاں سے۔!

ان میں سے بیچ کھڑا ایک منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

جس پر وہ تینوں ہی بھاگنے لگے، مگر عالیحان شاہ ان سے بھی زیادہ تیزی سے بھاگ کر آگے سے ان کی سامنے ہوا۔

جانتے ہو کون ہے؟؟ کس کی بیوی کو چھیڑنے کی جرات کی ہے تم تینوں نے۔! نیلی انکھوں میں غضبناک سرخی سمیٹے وہ غرایا تو وہ تینوں خوفزدہ سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

عنایت وحشت زدہ سی نگاہوں سے عالیحان کو دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر حد سے زیادہ سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

ان میں سے ایک فوراً سے سائیڈ سے بھاگنے لگا جس سے عالیحان نے گردن کے پیچھے سے اسے دبوچا۔

ااہھہ بھائی چھوڑ دو غلطی ہو گئی ہم سے۔

ان میں سے ایک خوفزدہ سا ہاتھ جوڑتے بڑبڑایا مگر علیحان شاہ بنا کچھ کہے ایک کو گردن سے دبوچے نیچے پٹکھا ۔چند ہی منٹوں میں وہ ان تینوں کو مار مار کر ان کا حشر بگاڑ چکا تھا۔

عنایت خوفزدہ نگاہوں سے اس کا پاگل پن اور ان لڑکوں کی حالت دیکھ سہم سی گئی۔

وہ ایکدم پیچھے کو قدم اٹھائے اندھادھند پیچھے کو بھاگی تھی۔

اسے یوں بھاگتا دیکھ چہرے پر آئے پسینوں کو بازو سے صاف کرتا اپنی جیب کی طرف بڑھا۔

Episode 65 Part 1

اہھہ۔مام آرام سے کریں مجھے درد ہو رہا ہے۔بشریٰ بیگم گھبرا کر اسے دیکھنے لگی جس کا چہرہ درد کی شدت سے سرخ ہو چکا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سوری بیٹا ہاتھ لگ گیا۔اس کی طرف دیکھ کر بشری بیگم گھبرا کر بولی۔ریحان کراہ کرا نہیں دیکھنے لگا۔

دیکھ لیں میری حالت اور اپنے شوہر کو بتا دیں۔یہ سب اس عنایت کی وجہ سے ہوا ہے

۔اس کا بوائے فرینڈ میرا یہ حال کر گیا ہے۔

اوپر سے ان میں سے ایک بھی شخص میری عیادت کو نہیں ایا اس کے دونوں ہاتھ تکیوں پر پڑے ہوئے تھے۔

سر پر اور دونوں ہاتھوں پر سفید رنگ کی پٹی چڑھی ہوئی تھی۔

بیٹا مجھے تو وہ 30 سالہ لڑکی پہلے سے ہی پسند نہیں تھی اگر اتنی ہی اچھے تھے وہ لوگ تو اپنی چھوٹی کا رشتہ دیتے ہیں

ناں۔!

جان بوجھ کر وہ لڑکی ہمارے متھے ماری جسے کوئی لے نہیں رہا تھا بشرا بیگم پھر سے تلملا کر بولیں۔

پچھلے کچھ دنوں سے ایسا ہی چلا آرہا تھا۔ریحان جوں جوں ماں کو بھڑکاتا۔وہ غصے سے پاگل ہو کر عنایت کے خلاف

بولنے لگتی۔

اوپر سے لڑکوں کے ساتھ تعلقات بھی ہیں اس کے مام۔بس آپ جا کر کل ہی انکار کر آئیں۔مجھے نہیں کرنی

شادی اس لڑکی سے۔"

ریحان جانتا تھا کہ اگر بات نکلی تو سارا الزام اسی کے سر پر آئے گا۔اسی لیے وہ ماں کو بھیج کر کسی بھی طرح سارا

معاملہ رفع دفع کرنا چاہتا تھا۔

منہ بند کرو نالائق تمہارے خود بھی کتنی لڑکیوں کے ساتھ تعلقات ہیں۔تم خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ ایسا ہونا

آج کل عام ہے۔تو اب اس بات کو عام ہی کر دو۔

مظہر صاحب مظہر صاحب روم کے باہر سے ہی ان کی ساری گفتگو سن چکے تھے۔جبھی روم میں آتے ہوئے وہ

سخت لہجے میں بولے۔

آپ کو ہو گیا ہے مظہر۔؟ گولیاں ماری گئی ہیں میرے بچے کو۔گولیاں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ رفع دفع کرو۔!

ہاں رفع دفع کرو۔ان کا ظمیر کی آدھے سے زیادہ جائیداد اس عنایت کی نام پر ہے۔وہ لڑکی سونے کا انڈہ دینے والی

مرغی ہے۔میں نے سارا بائیو ڈیٹا نکال لیا ہے۔ریحان۔"

اور تو اور وہ ویام میرے ساتھ ایک بہت بڑا کانٹریکٹ سائن کرنے والا ہے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اگر یہ کانٹریکٹ ہمیں ملا تو ہمارا سارا قرضہ چٹکیوں میں اتر جائے گا۔ ویسے بھی تم نے بس نکاح کر کے اس کی ساری جائیداد کسی طرح سے اپنے نام کروانی ہے۔

باقی نکاح ہوا تو تم جو جی میں آئے وہ کرنا۔ بس یہ نکاح نہیں رکے گا۔!

ریحان سنجیدگی سے باپ کو سن رہا تھا ویسے بھی کسی ناں کسی طرح وہ خود بھی عنایت اور اس لڑکے کو زیر کرنا چاہتا تھا۔ اور اس سے بہتر کوئی اور سیلیوشن ہو ہی نہیں سکتا تھا۔!

ڈیڈ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ مام آپ ایک دو دن تک جائیں اور نکاح کی تاریخ لے کر واپس آئیں۔

ایک بار نکاح ہو جائے اس عنایت کی ساری اکڑ تو میں خود نکالوں گا۔ پر اسراریت سے کہتے ہوئے وہ قہقہ لگاتے ہوئے ہنسا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

تھینکس جویریہ ڈارلنگ تم جاتے جاتے میرے لیے بہت کچھ کر گئی ہو۔ اب دوزخ میں ارام سے رہو موبائل فون پر سکرولنگ کرتے جویریہ کی تصویر اچانک سے سامنے آنے پر وہ مسکرا کر بولا۔

ساتھ ہی اس تصویر کو ڈیلیٹ کر دیا اس کی نظر ایک پرانی سی فیکٹری سے نکلتی ہوئی عنایہ پر پڑی۔ جسے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خمار اترا۔

آئی لک اٹ۔ کیسے میری معصوم جان اپنے اس ظالم شوہر کی بے گناہی کے ثبوت اکیلے ہی ڈھونڈ رہی ہے۔

ویری بیڈ ابیرا گر اتنی پیاری بیوی میری ہوتی تو میں اسے کبھی بھی اکیلے نہیں چھوڑتا۔

اب دیکھو نا اگر ایسی سنسان سڑکوں پر حسن یوں ہی منڈلائے گا تو مجھ جیسے عاشقوں کو تو آنا ہی پڑے گا۔ ویسے بھی وہ میری سٹوڈنٹ ہے اور اکیلی بھی۔

سہارا تو چاہیے ہو گا۔ مسکرا کر سیٹ بیلٹ کھولتا وہ گاڑی سے باہر نکلا۔ میں آ رہا ہوں جان۔ اوہہ سوری بہرام کی جان۔!

ہاہاہاہا۔ بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے وہ آگے بڑھا۔ اور چند ہی قدموں کے بعد وہ پھر سے رک گیا۔ ہاں پہنچوا سے ڈراؤ مگر

ایک بات یاد رکھنا اگر اسے ہاتھ لگانے کی غلطی کی تو تم میں سے کوئی بھی کسی کو دکھنے کے قابل نہیں رہے گا۔

رکھ۔ فون۔ کام چور۔ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے وہ موبائل فون جیب میں رکھتے ہوئے آگے بڑھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہاں کچھ خاص نہیں ملا میں بس واپس آ رہی ہوں۔کان میں لگے ہوئے ایئر پوڈ کو ڈس کنیکٹ کرتے۔وہ جیسے ہی آگے بڑھی تو چند غنڈوں نے اسے چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔

دیکھو میرا موڈ پہلے سے ہی بہت خراب ہے۔اگر سلامتی چاہتے ہو تو چلے جاؤ سب کے سب یہاں سے۔

شہادت کی انگلی اٹھائے ان سب کو وارن کرتے وہ جیسے ہی آگے بڑھنے لگی۔ان سبھی نے گھیرا تنگ کر دیا باس کیا کہتا ہے؟؟ ہو جائیں دو دو ہاتھ۔!

ان میں سے ایک نے آنکھ ونک کرتے اپنے باس کو دیکھ کر پوچھا جس نے مسکرا کر گردن کو ہاں میں ہلا دیا۔

اس لڑکے نے حامی ملتے ہی جیسے ہی عنایہ کو چھونا چاہا عنایہ نے ایک زوردار پنچ اس کے منہ پر جھڑا۔ جس پر وہ کراہ کر پیچھے ہوا۔

باقی سب بھی ان کو دیکھ کر گھبرا کر پیچھے ہوئے۔کیا ہوا ڈر گئے کیا؟؟!

بھوری آنکھیں ترچھی کیے ان سب کو دیکھ کر وہ مسکرا کر پوچھنے لگی۔

کون ہے وہاں۔؟اپنی پشت سے آتی کسی کی بھاری آواز پر عنایہ سمیت وہ سبھی۔گڑبڑائے۔

لگتا ہے کوئی آگیا ہے۔بھاگو۔وہ سبھی گڑبڑائے اور ایک ساتھ پیچھے کو بھاگنے لگے عنایہ نے سر نفی میں ہلایا اور مڑ کر اپنے پیچھے کی سمت دیکھا۔

کون ہے۔؟ بہرام ماتھے پر بل ڈالے آگے آیا۔تو وہاں انایہ کو دیکھ کر چونکا۔

عنایہ تم۔؟

اس کی چیخ اس قدر شاکنگ تھی۔کہ عنایہ نے گہری سانس بڑھتے ہوئے سر ہاں میں ہلایا۔

ویسے یہ سوال تو مجھے آپ سے پوچھنا چاہیے سر۔کہ اپ یہاں پاکستان میں وہ بھی اس جگہ پر کیسے۔؟

ائبرو چکاتے وہ اپنی بھوری آنکھیں گھمائے سنجیدگی سے پوچھنے لگی۔

وہ کسی کام سے پاکستان میں آیا ہوں۔اور رہنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ملی تو سوچا کیوں ناں آج گاڑی میں ہی سو لوں۔

میں گاڑی میں بیٹھا تھا اچانک سے شور کی آواز سن کر میں باہر نکلا۔

اور اس سمت آیا۔

ارے سر میرے ہوتے ہوئے اپ گاڑی میں رہیں گے۔ مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگے۔اب میں اتنی بھی بدتمیز نہیں ہوئی ہوں۔آپ چلیں میرے ساتھ میرے گھر پر۔

ارے نہیں عنایہ میں مینج کرلوں گا۔ بہرام نے شائستگی سے کہا۔

سراس میں پریشانی والی کون سی بات ہے۔بس میں نے کہہ دیا آپ میرے ساتھ جارہے ہیں تو جارہے ہیں۔

عنایہ نے مسکرا کر نرمی سے کہا۔ جس پر بہرام نے کندھے اچکاتے اوکے کہا۔اور عنایہ کے ساتھ ہی اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

Episode 65 Part 2

گاڑی میں بیٹھو اسے بازو سے دبوچتے اپنی سمت کھینچتے عالیجان نے اسے سرد آواز میں حکم دیا۔!

میں مینج کرلوں گی تم جا سکتے ہو یہاں سے۔

سر جھکائے وہ غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکنے لگی۔ مگر عالیجان اس کا وہی ہاتھ پکڑتے اسے گاڑی تک لایا۔ تماشہ مت کرئیٹ کرو عنایت مجھے اور بھی بہت سے کام ہیں۔!

اس کا لہجہ بے زاریت سمیٹے ہوئے تھا۔ عنایت نے سرد سانس فضا کے سپرد کی اور جیپ میں بیٹھی۔ عالیجان سر جھٹک کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا اور گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے اب واپسی کی طرف چلائی۔

معاعالیجان کی جیب میں پڑا فون رنگ ہوا۔اس نے سیل فون نکالتے عنایت کی جانب بڑھایا۔آنکھیں رگڑتے اس نے اسکرین کو دیکھا۔ جہاں ماما کالنگ بلنک ہو رہا تھا۔

السلام علیکم ماما۔ لہجے کو خوشگوار بناتے ہوئے سلام کیا۔ جس پر عالیجان نے ماتھے پر بال ڈالے سر نفی میں ہلایا۔

وعلیکم السلام عنایت۔

کہاں رہ گئے ہو آپ۔؟ بیٹا ایسی کون سی دوست بن گئی ہے۔!؟ آپ کی یہاں آپ مجھے ایڈریس بتاؤ میں اور عالیان بھائی آپ کو لینے آتے ہیں۔ عیناں نے متفکر لہجے میں کہا۔ جس پر عنایت کی آنکھیں پوری کی پوری پھیلی۔

نہیں ماما میں بس آرہی ہوں۔ راستے میں ہی ہوں۔ آپ پریشان نہیں ہوں۔ خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے اس نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

اکیلے آرہے ہو آپ۔؟ عیناں نے چونک کر سوال کرتے حرمین کو دیکھا۔ جو سونے کی تیاری میں تھی۔ نہیں وہ۔ وہ ڈرائیور چھوڑنے آرہا ہے ایک چور نگاہ عالیجان شاہ پر ڈالے اس نے تھوک نگلتے کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اوکے آپ ماموں کے گھر آجاؤ۔ میں یہیں ہوں۔ ماموں کے گھر۔؟" مگر وہاں کیوں۔! ؟عنایت نے حیرت سے سوال کیا۔! مگر عالیجان شاہ اسے بغور سن رہا تھا مگر اس کے تاثرات سے یہ جان پانا انتہائی ناممکن تھا کہ آیا وہ اسے سن رہا تھا یا نہیں۔! آپ آجاؤ۔ میں سب کچھ بتاتی ہوں آپ کو۔" اوکے۔ میں آتی ہوں۔!

عنایت نے فوراً سے کہا اور ساتھ ہی کال کاٹ دی۔ سارا راستہ خاموشی سے کٹا تھا نہ تو عالیجان نے اسے بلایا تھا نہ ہی عنایت اس کے منہ لگنا چاہتے تھی۔

مجھے کوئی ضروری کام ہے جب تک میں وہ نپٹا کر واپس نہ آؤں۔ تم اس بچے کی بابت کسی سے کچھ نہیں کہو گی۔ میں تمہاری کسی بھی بات پر یقین نہیں کرنے والی۔! مجھے پہلے ہی پاپا کو بتادینا چاہیے تھا۔ سب کچھ اب میں اپنی غلطی نہیں دہراؤں گی۔

عنایت کا لہجہ بالکل بے لچک تھا۔ عالیجان نے سرد سانس فضا کے سپرد کرتے اس کی گردن کے گرد ہاتھ حمائل کرتے اسے اگلے ہی لمحے اپنے قریب کیا۔ عنایت چونکی۔ خوف سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔ جس کا چہرہ اس کے بے انتہا قریب تھا۔

اس کی سلگتی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتے ہی وہ اسے خود سے دور کرنے کے لیے مچلنے لگی۔

میں نے کوئی عہد و پیمان نہیں باندھے۔ تم سے ڈارلنگ۔ جو یوں نخرے دکھا رہی ہو۔ بتانا چاہتی ہو۔ تو میری بلا سے ساری دنیا کو بتادو۔ میں ڈرتا تو اپنے باپ سے بھی نہیں۔ دنیا سے کیا ڈروں گا۔؟

مگر ایک بات کان کھول کر سن لو اگر تم نے کوئی بھی غلط قدم اٹھایا۔ میرے بچے کو تمہاری یا تمہاری سو کالڈ فیملی کی وجہ سے کوئی نقصان پہنچا تو پہلے تو میں تمہیں چھوڑ دیا تھا۔ اب کی بار تمہاری سانسیں تم پر تنگ نہ کی تو میرا نام بھی عالیجان شاہ نہیں۔

اسکے ہونٹ عنایت کے گال سے مس ہو رہے تھے۔

اسکا بے لچک سپاٹ لہجہ عنایت کو تلملا کر رکھ گیا۔ دل میں پھر سے اس کی نفرت بھڑی تھی۔

اس کے سوا تمہیں آتا ہی کیا ہے۔؟ سن لو۔ اب میں نہیں ڈرتی تم سے۔ عزت تو تم پہلے ہی روندھ چکے ہو۔ اب میرے پاس کچھ بھی نہیں کھونے کو۔! تو یہ ڈراوا تو مجھے آئندہ دینا ہی مت۔ اس کے سینے پر ہاتھ پھیلائے وہ اسے خود سے دور کرتی سرد آواز میں پھنکاری۔ جس پر عالیجان شاہ کے چہرے پر پر اسراریت بھری مسکراہٹ ابھری۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جاؤ یہاں سے۔ وہ اگلے ہی لمحے اس کا ہاتھ چھوڑے نفرت سے بولا۔ احساس کمتری کا احساس عنایت کا چہرہ سرخ کر گیا۔

"مر جاؤ تم۔"!

وہ غصے سے غرا کر کہتی ہوئی گاڑی سے نکلی اور تیز تیز قدم اٹھاتے گیٹ کی سمت بڑھی عالیحان شاہ سپاٹ نگاہوں سے اس کی پشت کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنے گیٹ سے اندر جا چکی تھی۔ سگریٹ نکالتے اس نے لبوں میں دبایا اور جیپ دوبارہ سے سٹارٹ کرتے وہ واپسی کے لیے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کک کیف۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کی آنکھ کھل چکی تھی۔ نیند تو اس کی پہلے سے ہی کچی تھی۔ اب بھی وہ جیسے ہی اٹھی اپنے آپ کو اس بڑے سے روم میں اکیلا پاتے وہ خوفزدہ سی ڈیول کو پکارنے لگی۔ کہنیوں کے بل وہ سہارے سے اٹھی اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔ نیلی جھیل سی گہری آنکھیں ایک ہی لمحے میں نم ہوئی تھیں۔ وہ اسے اکیلا چھوڑ کر جا چکا تھا۔ اس کے منع کرنے کے باوجود بھی۔! وہ سسکی۔ اپنے آنسو کو ہاتھ سے رگڑا جب روم کا دروازہ کھلا اور کیتھ اندر داخل ہوئی۔ جہازی سائز اس بڑے سے بیڈ پر حورین شاہ کو یوں استحقاق سے بیٹھا دیکھ کر ایک چبھن سی تھی۔ جو اس کے دل میں ہوئی۔ وہ بلاشبہ بہت حسین تھی مگر اتنی بھی نہیں کہ کیتھ اسے کوئی الگ مخلوق تصور کرنے لگتی۔

روکیوں رہی ہو۔؟ وہ جھنجھلا کر بولی تو حورین نے سہم کر بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ آپپپ آپ کون۔؟ حورین خوفزدہ سی آواز میں بولی۔

میں۔ میں ڈیول کی گرل فرینڈ ہوں۔ اپنے سینے پر ہاتھ باندھے کیتھ کچھ سوچ کر مسکرا کر بولی۔ یہ سوچے بنا کہ اس کی کہیں باتیں مقابل بیٹھی لڑکی پر کتنا برا اثر کریں گی۔

آپ گرل فرینڈ۔؟" حیرت و بے یقینی سے نیلی سمندر سے گہری آنکھیں پھیلائے وہ سوالیہ نگاہوں سے اس لڑکی کو دیکھ کر پوچھنے لگی۔

ہاں میں اس کی گرل فرینڈ ہوں۔ ویسے تو وہ لڑکیاں بدلتا رہتا ہے۔ آئے روز کئی لڑکیاں اس کی زندگی میں آئیں اور کئی گئیں مگر میری جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا۔ اترا کر کہتی وہ بالوں کو ایک سٹائل سے جھٹک گئی۔

حورین کے ہونٹ لرزے۔ تو اس کا مطلب وہ اس سے جھوٹ بول رہا تھا۔ اسے جان بوجھ کر بے وقوف بنا رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اچھا یہ بتاؤ کچھ کھاؤ گی۔؟"ڈیول کو آنے میں دیر ہو جائے گی۔اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تمہارا خیال رکھ دوں کیونکہ تم اپاہچ جو ہو۔!کندھے اچکاتے وہ طنزیہ بولی ۔

تو حورین کے لیے اپنے آنسوں کو روکنا مشکل ہو گیا۔وہ وہیں بیٹھی ہچکیوں سے رونے لگی۔اسے یوں روتا دیکھ کر کیتھ ایک ہی لمحے میں گھبرا گئی۔اگر ڈیول کو علم ہو جاتا تو وہ اسے جان سے مار دیتا۔

مگر اگر اسے علم نہ ہو تو۔؟اس لنگڑی اپاہج کی جگہ وہ خود لے سکتی تھی۔دل میں کئی شیطانی سوچیں امڈی۔جس نے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔وہ تصور میں خود کو ڈیول کی بانہوں میں سوچ کر گہری سانس بھرنے لگی۔

یہ سب ہو جاتا تو اس کی زندگی ہی بدل جاتی۔آنکھیں نیچے کیے وہ گہرے سانس بھرتے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ گئی۔سنو لڑکی۔ !ڈیول کو علم ہوا کہ میں نے تمہیں سچ بتا دیا ہے تو وہ تمہیں جان سے مار بھی سکتا ہے۔

کیونکہ جو لڑکی اس کی بات نہیں مانتی وہ اسے جان سے مار دیتا ہے۔اس کے قریب جھکی۔اسے مزید خوفزدہ کرنے لگی۔

ننن نہیں ککک کیف۔ مم مجھے نہیں مم مارتا۔!"معصومیت بھری نگاہوں سے اس نے کیتھ کو دیکھ کر شاید خود کو دلاسا دیا تھا۔ہاں مگر وہ ڈیول ہے۔اسکے لیے کسی کو بھی مارنا مچھر مارنے سے بھی زیادہ آسان ہے۔ کیتھ نے کندھے اچکائے کہا اور میز پر پڑی پرفیوم کی بوتل اٹھائی۔

اس کے دل میں ایک انچاہی امنگ سر اٹھا رہی تھی۔وہ یہاں اپنے باس کی جاسوس بن کر آئی تھی۔

مگر یہاں آتے ہی اس کا مشن یہاں کی ملکہ بننا تھا۔مرر میں اپنے آپ کو دیکھ کر اس نے پرفیوم کی بوتل خود پر انڈیلی۔

اور گہری سانس اس خوشبو میں بھری۔یہی تو وہ خوشبو تھی جو ڈیول لگا کر اس کے پاس سے گزر کر گیا تھا۔اس کا نڈر انداز دیکھ حورین شاہ تو کیا کوئی بھی مان سکتا تھا کہ وہ واقعی ڈیول کی منظور نظر ہے۔ !

سنیں مجھے کال کرنی ہے آپ کے فون سے حورین کے سوال پر کیتھ نے آئینے میں اپنے پیچھے ابھرتے اس کے عکس کو دیکھا۔

اگر میں اسے سیل فون دے دوں اور یہ اپنے گھر والوں سے کہے کہ مجھے لے جاؤ۔

پھر ڈیول ٹوٹ جائے گا اور اسے میں بہت پیار سے سنبھالوں گی۔

اس کے ذہن میں کئی سوچیں گردش کر رہی تھیں اس نے موبائل فون نکالتے حورین کو تھمایا۔

جلدی کرو ڈیول کو علم ہوا تو۔وہ تمہیں پنش بھی کرے گا۔! سینے پر ہاتھ باندھے وہ اس کے سامنے ہی کھڑی ہوتے بولی تھی۔ حورین نے سر اثبات میں ہلاتے فوراً سے اپنی ماں کا نمبر ڈائل کیا۔

السلام علیکم۔عیناں حرمین کی نیند ٹوٹنے کے ڈر سے فوری طور پر کال پک کرتے بولی۔

ہیلو پھپو۔ مم میں حورین۔عیناں کی آواز پہچان کر حورین جلدی سے گویا ہوئی۔اس کی آواز سنتے ہی عیناں فوراً سے بستر سے اٹھی۔

خوری میری جان کیسی ہو آپ۔"ٹھیک تو ہوناں آپ۔؟

پھپو میں ٹھیک ہوں پلیز۔

مسز شاہ ٹھیک ہے حور۔میرے ہوتے ہوئے اسے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ابھی ہم ذرا مصروف ہیں پھر بات ہو گی۔اوکے۔!

سرد لہجے میں کہتے ہوئے اس نے کال کاٹ دی۔

اس کی بری غضبناک نگاہیں حورین شاہ پر تھیں جس کے یوں اچانک آجانے پر وہ خوف سے سانس روک گئی۔

وہیں اس کے پیچھے کھڑی کیتھ کا سانس بری طرح سے رکا۔

وہ جانتی تھی کہ ڈیول اس کی سزا بہت بھیانک دے گا۔

ڈڈڈیول وووہ۔! جاو یہاں سے۔!

وہ بھاری قدموں سمیت آگے بڑھا اور حورین شاہ کی بکھری زلفوں کو سنوارتے ہوئے وہ سرد لہجے میں غرایا۔

کیتھ فوراً سے وہاں سے بھاگی۔

حورین خوف سے سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی جس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔وووہ مم میں ماما سے بات۔!" کھانا کھایا تم نے۔؟"

اس کے گال کو اپنے بھاری ہاتھ سے سہلاتے وہ نرم لہجے میں استفسار کرنے لگا۔حورین نے خوف کے زیر اثر سر نفی میں ہلایا۔کم۔! ہاتھ پھیلائے اسے قریب آنے کا کہا۔ تھوڑی دیر پہلے کیتھ کی بتائی باتیں حورین کے دل و دماغ میں گردش کر رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس نے تھوک نگلتے اپنی بانہیں وا کیں۔ جس پر ڈیول نے نرمی سے جھکتے سے بانہوں میں بھرا۔۔اور یوں ہی اسے اٹھائے واش روم تک لے گیا۔ واش بیسن کا نل کھولے اس نے ہاتھ گیلا کرتے حورین کے چہرے پر موجود مٹے مٹے آنسوں کے نشانات کو اچھے طریقے سے صاف کیا۔

اس کے ہاتھ اچھے سے پانی سے دھوئے اور پھر نل بند کرتے اسے یوں ہی بانہوں میں بھرتے وہ صوفے تک گیا۔

وہ باہر آئے۔ تو صوفے کے سامنے موجود ٹیبل پر انوع واقسام کے کھانے موجود تھے۔

جنہیں دیکھ کر حورین کا دل زوروں سے دھڑکا۔ اسے یونہی بانہوں میں بھرے وہ صوفے پر بیٹھا۔ رومال نکالتے اس کا چہرہ نرمی سے تھپک کر صاف کیا۔ جو کافی گھم سم سی بیٹھی تھی۔

کیا کھاؤ گی۔؟ وہ سرد لہجے میں پوچھنے لگا تو اس کے انداز میں سختی تھی جو حورین شاہ کو خوفزدہ کرنے کو کافی تھی۔

مجھے بھوک نہیں۔ خشک لبوں پر زبان پھیرتے وہ دھیمی آواز میں منمنائی۔

جس پر سرد سانس فضا کے سپرد کرتے ڈیول نے رائس کا باؤل نزدیک کیا اور چمچ بھرتے اس کے سامنے کی۔ حور آنکھیں جھپکتے اس چمچ کو دیکھنے لگی اور پھر بنا کچھ کہے چمچ منہ میں لی۔

اس کے کھانے کے بعد ڈیول نے چمچ بھرتے خود کھائی۔ وہ جلدی لوٹ آیا تھا کیونکہ اس کا دھیان حور میں اٹکا رہا تھا۔

وہ اسے روتا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ اس لیے اپنا کام جلدی سے سمیٹتے وہ جلد از جلد اس کے پاس پہنچا تھا۔

کیا ہوا زیادہ تیکھی ہے اس کی ناک بہتی دیکھ کر ڈیول نے پلیٹ میں چمچ واپس رکھی اور رومال نکال دے اس کی چھوٹی سی ناک صاف کرتے استفسار کیا۔

حورین کا چہرہ لمحوں میں سرخ پڑا تھا وہ کیوں کرتا تھا یہ سب۔؟ ایک اپاہج لڑکی سے اسے کیا غرض تھی۔ بس میں نے کھالیا۔

نم لہجے میں وہ گلے میں اٹکتے آنسوں کے پھندے سمیت بمشکل سے بولی۔ ڈیول نے باؤل اٹھائے پیچھے کیا اور آئسکریم کا باؤل اٹھایا۔ حور کی آنکھیں مینگو فلیور دیکھ کر چمکی۔

مگر وہ انجان بنی بیٹھی رہی حور ٹیسٹ اِٹ

۔ تمہیں اچھا لگے گا ڈیول نے باؤل ہاتھ میں پکڑتے اس کے سامنے کیا جس پر حورین نے جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے باؤل تھاما۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

چمچ بھرتے ہی اس کی حسین نیلی آنکھیں اشتیاق سے چمکی۔ڈھیروں رنگ ان سمندر سے گہری کانچ سی آنکھوں میں سمٹے تھے جنہیں دیکھ کر ڈیول کا روم روم پر سکون ہوا۔

کچھ ہی منٹوں میں وہ سارا باؤل ختم کر چکی تھی میرے لیے نہیں چھوڑی صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے ڈیول اسے نرم نگاہوں کے حصار میں رکھتے ہوئے گویا ہوا۔

سوری وووہ میں نے کھا دی۔شرم سے خجل ہوتے وہ آنکھوں میں انسو سمیٹے بولی۔

اٹس اوکے ڈارلنگ۔وہ مسکرایا اور اسکے ہاتھ سے باؤل تھامے میز پر رکھا۔اور پھر نرمی سے اسکی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹتے اسکا چہرہ اپنے قریب کرتے اس کی تھوڑی لگی آئس کریم کو ہونٹوں سے صاف کرتا وہ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی دوڑا گیا۔

حورین نے جھٹ سے اسکے کالر کو مٹھیوں میں جکڑتے آنکھیں بند کر دیں۔

یہ زیادہ ٹیسٹی تھی۔!اس کے گال پر لب رکھتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔

جس پر وہ سرخ چہرہ جھکائے انگلیاں چٹخانے لگی۔

Episode 66

ماضی

ارے آج تو ڈیڈ آنے والے تھے مجھے پِک کرنے۔نیلی آنکھوں میں موجود چمک پھیکی پڑ چکی تھی۔

چھوٹے چھوٹے حسین ہونٹوں پر موجود مسکراہٹ مدھم پڑ گئی۔

ڈینی آگے بڑھا اسکے گولڈن بالوں میں ہاتھ چلاتے اسکے بال بکھیرے۔

بیٹا وہ آنے والے تھے مگر اینجل کو چوٹ لگی تو اس لیے وہ اسے لے کر ہاسپٹل چلے گئے۔اسی لئے وہ نہیں آپائے۔

ڈینی نے جھک کر اسے اٹھایا اور نرمی سے فرنٹ سیٹ پر اسے بٹھاتے آگاہ کیا۔

"اینجل کو۔انہیں کیا ہوا ہے۔؟اس کے چہرے پر اچانک سے فکر کے تاثرات اُڈے۔

ماتھے پر آتے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے اس نے معصومیت سے پوچھا۔

کچھ نہیں ہوا اسے۔بس گر گئی تھی۔اب ناٹک کر رہی ہے۔!

ناٹک وہ کیوں۔!؟"

عالیجان نے الجھن سے پوچھا۔وہ اس لیے بیٹا کیونکہ وہ اپ کی پھپھو کی سگی بیٹی نہیں۔اس لیے وہ یہ سارے ڈرامے کرتی ہے۔

تاکہ سب لوگ اسے امپورٹنس دیں ڈینی نے اسے اندر کی بات بتائی۔جسے سن کر اس معصوم بچے کا ننھا سا ذہن الجھ گیا۔

نو چاچو وہ میری پھپو کی بیٹی ہے اسی لیے تو سب لوگ اسے اتنا لو کرتے ہیں۔"اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ چلاتے ہوئے وہ اپنی سوچ کے مطابق بولا۔

نہیں عالی۔ابھی آپ چھوٹے ہو اس لیے سب بڑے آپ سے ایسی باتیں چھپاتے ہیں۔آپ جانتے ہو وہ کس کی بیٹی ہے۔؟نو چاچو۔کس کی بیٹی ہے وہ۔!نیلی کانچ سے گہری آنکھیں پھیلائے وہ بڑی غور سے اسے دیکھ اور سن رہا تھا۔

وہ اس بری لیڈی کی بیٹی ہے جس کی ماں نے آپ کی پھپھو اور آپ کی مام کو بہت ہرٹ کیا۔اور آپ کی پھپھو کو بہت مارا بھی

۔

واٹ چاچو کیا سچ میں۔!؟"

عالیجان کا ننھا ذہن بری طرح سے الجھا اس کی آنکھوں کے سامنے عنایت کاظمی کا چہرہ لہرایا۔

جو دکھنے میں بالکل معصوم تھی اور جو ہر وقت بھاگ کر اس کے ساتھ کھیلنے کی کوشش میں ہوتی تھی۔اسے دیکھ کر تو ہر گز نہیں لگتا تھا کہ وہ اتنی بری ہو گئی۔

تو پھر ماموں اور ڈیڈ لوگ اسے اپنے پاس کیوں رکھ رہے ہیں۔؟

کیونکہ اس کی مما اور نانو مر گئے ہیں اور اس کا اس دنیا میں کوئی بھی نہیں۔

ویسے یہ ہمارے سیکرٹس ہیں تم یہ بات کسی سے مت کرنا۔اوکے۔

یس چاچو۔آئی نو۔یہ میرے اور آپ کی سیکرٹس ہیں اور میں یہ باتیں کسی سے شیئر نہیں کرتا اور اب بھی نہیں کروں گا۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ویسے چاچو ابھی اتنا برا بھی نہیں آپ جانتے ہیں آج اس نے مجھے پینسل دی۔ہاں بیٹا وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہا ہے وہ جانتا ہے کہ آپ ہر وقت اپنی پھو پھو کے گھر میں ہوتے ہو۔

اور عنایہ آپ سے زیادہ اٹیچ ہے اس لیے وہ یہ سب کچھ کر رہا ہے۔

اچھا چھوڑو آئس کریم کھاؤ گے اس کے ذہن سازی کر وہ شیطانیت سے مسکرا کر بولا۔

الحان نے کھوئے کوئی انداز میں سر اثبات میں ہلایا حالانکہ اس کا ذہن انہی باتوں میں اٹکا ہوا تھا جو سب کچھ اسے ڈینی نے بتایا تھا۔اور یہ سب باتیں آگے جا کر نہ جانے کیا اثر کرنے والی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

حال*

اوئے ہیرو پہنچ آئے ہم۔چلو اترو

۔ماتھے پر بال ڈالے کسی گہری سوچ میں ڈوبے ابیر پر دور سے ہی ایک نگاہ ڈالے پو جا نے اسے مخاطب کیا۔

جسکے چہرے پر ناگواری دیکھ وہ ٹھنڈی سانس بھرتے رہ گئی۔

ظالم اتنا حسین ہے اوپر سے اتنا کھڑوس۔نا جانے کس معصوم کی قسمت پھوٹنے والی ہے۔؟

خود کے اگنور کیے جانے پر پو جا نے دور سے ہی اسکی چوڑی پشت پر ایک نگاہ ڈالے آسمان کو دیکھ کر پوچھا۔

اور پھر سر جھٹک کر اسکے پیچھے چلنے لگی۔

یہاں جیب کترے بہت ملیں گے۔زرا دھیان سے چلیو۔!

پو جا نے دور تک پھیلی تاریکی پر ایک نگاہ ڈالے اسے وارن کیا۔

وہ بنا کچھ کہے سپاٹ چہرے سمیت آگے بڑھتا جا رہا تھا۔

ابھی وہ چند ہی قدم آگے بڑھے تھے جب چند لڑکوں نے انہیں گھیرے میں لیا۔

دھیان سے ہیرو۔یہ تمہارا آخری امتحان ہے۔پو جا سینے پر ہاتھ باندھے ایک کونے میں کھڑی ہوئی۔

اور پیچھے سے ہانک لگائی۔

ابیر نے سرد سانس فضا کے سپرد کی اور ایک نگاہ ان سبھی لڑکوں پر ڈالی۔

وہ سبھی ایک ایک کر اس پر حملہ آور ہو رہے تھے اور ابیر بڑی مہارت سے ان کے ہر ایک حملے کو ضائع کر رہا تھا۔

معاان میں سے ایک نہیں پیچھے سے اسے ایک لات رسید کی جس پر وہ لڑ کھڑایا۔

مگر اگلے ہی لمحے اس کی شہد رنگ انکھوں میں غضب ناک سرخی اُمڈی۔ جلدی سے خود کو سنبھالتے وہ اگلے ہی لمحے مڑا۔

اس کا ہاتھ مروڑ کر اس نے پے در پے اس کے منہ پر گھونسے مارے اور اسے آٹے کی بوری کی طرح اٹھا کر زمین پر پٹکا۔

اس کا چہرہ اس قدر سپاٹ اور سرخ تھا کہ وہ سبھی کام کر اگلے ہی لمحے اس سے دور ہوئے۔

چلو رے جلدی کرو۔ کیا ہندوستان کا نام مٹی میں ملواؤ گے۔؟

پوجا نے چہک کر کہا اور سیٹی بجائی۔

تو جا۔ زمین پر پڑے باقی کے بچے دو لڑکے ایک دوسرے کو دیکھ کر کراہتے ہوئے ایک دوسرے کو پہلے جانے کا کہنے لگے۔

میں کیوں۔ تو جا۔؟ دوسرے لڑکے نے پہلے سے کہا۔ ان دونوں کی بحث دیکھ کر وہ بیزاریت سے اپنی شہد رنگ آنکھیں پھیلائی ایک کام کرو دونوں ایک ساتھ آجاؤ۔ ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں کو اپنی طرف بلاتے سپاٹ لہجے میں کہا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ایک دم سے اٹھے اور ابیر کی طرف بڑھی۔ ابیر نے ان دونوں کے وار کو ضائع کرتے ان دونوں کو ان کی گردنوں سے جکڑا اور زمین پر پھینکا۔

دونوں بری طرح سے پھڑ پھڑانے لگے۔ کچھ ہی دیر میں ابیر نے ان دونوں کو چھوڑا تو وہ بری طرح سے کھانسنے لگے وہ سیدھا ہوا اور مڑ کر پوجا کو دیکھا۔

کیا تم مجھے مار کھلانے کے لیے اپنے ملک لے کر آئی ہوں۔؟

کندھے پر بندھی پٹی ڈھیلی ہونے کا سبب ابیر نے اسے ایک جھٹکے سے اتار کر دور پھینکا۔

یہ میری ڈیوٹی تھی ہیرو ورنہ ہم ہندوستانی بھی مہمان نوازی میں کسی سے کم نہیں۔!

چلو ڈینی سے ملنے کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ اپر کے دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالتے وہ سنجیدگی سے بول کر آگے بڑھی۔

ابیر نے ہڈ سر پر گرائی اور بھاری قدموں سمیت وہ سپاٹ چہرے سے اس کے پیچھے چلنے لگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ڈونٹ وری مام کچھ کہیں خاموشی سے سن لینا۔ ان کی کہی باتوں کا ازالہ ان کا بیٹا خوب اچھے سے کر دے گا۔!

گاڑی جیسے ہی گھر کے قریب پہنچی۔ عمایہ کے چہرے پر خوف کے سائے دیکھ عائش نے اسے نرم لہجے میں سمجھایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

شٹ اپ عائش۔عمایہ چڑ کر بولی۔

بھلائی کا زمانہ ہی نہیں رہا۔

کندھے اچکا کر کہتا وہ گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔

گاڑی جیسے ہی پورچ میں رکی۔انزک بھاگ کر نکلا۔

عمایہ کو دیکھ کر اس کی سانس میں سانس آئی تھی جیسے۔

عمایہ۔میری بچی۔!ء

عمایہ نے گھبرا کر شرمندگی سے سر جھکایا۔جب انزک نے اسے سینے سے لگایا۔

بیٹا گھر میں لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں۔کہ آپ گھر چھوڑ کر ہی بھاگ جاؤ۔!

انزک نے نرم شائستہ لہجے میں کہا۔تو عمایہ کی آنکھیں بھیگی۔"ایم سوری ماموں۔میری وجہ سے آپ اتنے پریشان ہوئے۔!

ہاں ماموں کی فکر ہے بس۔ان کے بیٹے کی تو ذرا بھی نہیں۔!

جل بھن کر کہتا وہ اندر جانے لگا۔

"عائش۔!

"یس ڈیڈ۔!

"اپنی بیوی کو اندر لے جاؤ اپنے کمرے میں۔اور اب سے اس کا خیال تم رکھو گے اگر میری بھانجی کے حقوق میں کوتاہی ہوئی تو تمہیں جیل میں ڈالتے مجھے سیکنڈ بھی نہیں لگے گا۔

انزک نے جان بوجھ کر باآواز بلند کہا۔کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا اس کی ساری باتیں اس کی بیوی ضرور سن رہی ہو گی۔

"ڈیڈ اب اتنے بھی ظالم مت بنیں میں آپ کا بیٹا ہوں، کوئی بہو نہیں۔!"

تلملا کر پیر پٹختے وہ جھنجلا کر بولا۔تو اسکے بہو کہنے پر عمایہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔جسے چھپانے کے لیے وہ سر جھکا گئی۔

اندر لے جاؤ بیٹی کو۔!انزک نے گھور کے اس ڈیڑھ فٹیے کو دیکھا۔اور دانت پیستے ہوئے اسے حکم دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"چلو پاپا کی پری۔! ناک منہ چڑھا کر کہتا وہ اپنے بائیں ہاتھ میں اسکا بازو پکڑتے اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے لے جانے لگا۔

انزک نے تشکر بھری گہری سانس بھرتے خدا کا شکر ادا کیا کہ اسکا بیٹا اور بہو صیحیح سلامت واپس آ گئے تھے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

یہ کون ہے بیٹا۔؟ عنایہ کے ساتھ کسی کو آتا دیکھ کر ویام نے جھٹ سے لیپ ٹاپ آف کیا۔

تھوڑی پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بھوری آنکھیں پھیلائے عنایہ کو دیکھ کر پوچھنے لگا۔

ڈیڈ یہ بہرام سر ہے میرے پروفیسر۔ دراصل یہ پاکستان کسی کام کی وجہ سے آئے ہیں اور مجھے راستے میں ملے ہیں۔

ان کے پاس رہنے کے لیے کوئی خاص ٹھکانہ نہیں تو اس لیے میں ان کو اپنے ساتھ لائی ہوں۔

انگلیاں مروڑتے وہ باپ کو آنکھوں ہی آنکھوں سے اشارہ کرتے سمجھانے لگی۔

اس کا اشارہ سمجھتے ہی ویام نے سر اثبات میں ہلایا۔

اور بغور بہرام کو دیکھا جو ایک ایک چیز کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

ویلکم بیٹا۔ آپ جب تک چاہیں یہاں ایزی ہو کے رہ سکتے ہیں آفٹر آل آپ میری بیٹی کے سر ہیں۔

نائس ٹو میٹ یو سر۔ بہرام نے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ آؤ بیٹھو۔ بیٹا۔ ویام نے اسے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

شیور۔ وہ مسکرا کر بولتا ہوا اس کے پاس صوفے پر بیٹھا۔

میں فریش ہو کر آتی ہوں مام کہاں ہے۔؟

وہ روم میں جاتی ہوئی اچانک سے رک گئی۔ وہ عالیان کے گھر گئی ہیں اور آج رات ادھر ہی رہیں گی۔

ویام نے اسے اشارتاً سے سمجھانا چاہا۔

اچھا اچھا۔ باپ کا اشارہ سمجھتے ہیں عنایہ نے فوراً سے سر اثبات میں ہلایا

۔

آنٹی آپ ڈنر لگا دیں میں آ کر آپ کی ہیلپ کرتی ہوں۔

اس نے وہ ملازمہ کو ہانک لگائی اور بھاگ کر اپنے کمرے کی طرف سیڑھیاں عبور کرتے ہوئے گئی۔ بہرام کی گہری نگاہیں اس کی پشت پر تھی جو تیزی سے اپنے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کیا آپ لوگ اکیلے رہتے ہیں یہاں۔؟ بہرام نے جان بوجھ کرانجان بنتے ہوئے پوچھا۔

نہیں بیٹا میری بڑی بیٹی اور میری بیوی آج اپنے بھائی کے گھر رہیں گی اور میرے والد اور والدہ بھی۔

ماشاءاللہ بڑی اچھی بیٹی ہے آپ کی

۔بہرام نے چہک کر کہا۔

تو ویام نے سرد نگاہوں سے اسے گھورا۔

مم میرا مطلب ہے۔بہت ذہین ہے عنایہ۔مگر وہ اس طرح سے اچانک سے سمسٹر کے بیچ سب کچھ چھوڑ کر آ گئی۔

دراصل عنایہ کی شادی ہے کچھ دنوں میں اسی لیے ہمیں سب کچھ چھوڑ کر یوں ایمر جنسی میں یہاں آنا پڑا۔اوہ

ڈیٹس گریٹ۔؟۔بہت بہت مبارک ہو پھر آپ کو۔

بہرام نے مسکراتے مبارک باد دی۔

جس پر ویام نے مسکرا کر مبارکباد قبولی۔

میری عنایہ کی شادی کرے گا تو۔

تم سب کو لگتا ہے کہ میں اس کمینے سے اپنی عنایہ کی شادی ہونے دوں گا۔

اس لیے تو میں آیا ہوں تم سب سے چھین کر اپنی جان کو بہت دور لے جاوں گا میں۔

میں بھی دیکھتا ہوں کہ یہ شادی کیسے ہوتی ہے۔؟

سرد نگاہوں سے کسی غیر مری نقطے کو دیکھتا ہوا وہ پراسراریت سے مسکرا کر دل ہی دل میں خود سے گویا ہوا۔

Episode 67

ماما کیا ہوا اپ ٹھیک ہیں یہاں کیوں کھڑے ہیں وہ اندر جا رہی تھی جب نظر لال میں کھڑی اپنی ماما پر پڑی عنایت

سید ھا ان کے پاس گئی تو اس کی پکار پر ٹھٹک کر مڑی۔اس کے گرے انکھوں میں عجیب سی الجھن تھی۔

عنایت کو وہ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی کیا ہوا ماما اپ ٹھیک تو ہیں۔؟

عنایت جا کر بھی مسکرا نہیں پائی تھی۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جانے کیوں دل زور سے دھڑک رہا تھا وہ اواز اسے کیوں اپنی جانب اس طرح سے کھینچ رہی تھی ایک بار ایناکا دل چاہاکہ وہ عنایت کو سب کچھ بتادے مگر پھر اپنی ہی حالت پاگلوں جیسی لگی۔

تم اتنی دیر سے کیوں ائی یہاں اؤ بخار کیسا ہے اب تمہارا۔

اسے پاس انے کا اشارہ کرتے عیناں اپ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

عنایت نے مسکرا کر ماں کو دیکھا جو سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی کیا ہوا تم روئی ہو عنایت کے سرخ چہرے اور سوجی ہوئی بھیگی انکھوں کو دیکھ کر اینانے سنجیدگی سے پوچھا تو عنایت نہ چاہتے ہوئے بھی گڑبڑائی۔

نہیں ماما میں کیوں رونے لگی بھلا بس تھوڑی سی تھکان محسوس ہورہی ہے اینانے اسے اپنے ساتھ لگائے ماتھے پر بوسہ لیا ماں بیٹی کا رشتہ بہت انمول ہوتا ہے اینجل۔

تو میرے لیے بہت اہم ہوا نجن میں چاہتی ہوں کہ تم بلا جھجک اپنی ہر ایک پریشانی میرے ساتھ شیئر کیا کرو عیناں نے اس کے بال سنوارے۔

ماما آپ بے فکر رہیں ایسی ویسی کوئی بات نہیں۔اگر کچھ بھی ایسا ویسا ہوا تو میں آپ سے ہی شئیر کروں گی۔

عنایت نے جیسے ماں کو تسلی دینی چاہی تھی۔مجھے یقین ہے عنایت۔کہ تم مجھے کبھی اس بات کا احساس نہیں ہونے دوگی کہ میں تمہیں جنم دینے والی ماں نہیں ہوں۔

عیناں نے اسکے گرد گھیرا تنگ کرتے کہا وہ اچھے سے جانتی تھی کہ عنایت کی کوئی دوست پاکستان میں تھی ہی نہیں۔!

اوپر سے وہ اپنا دکھ چھپانے میں ماہر تھی۔اسی لیے اسے اپنے طریقے سے ہینڈل کیا۔

ایک پل کو عنایت کو شرمندگی نے آن گھیرا۔مگر اس بار وہ سیدھا اپنی ماں اور پاپا سے بات کرنا چاہتی تھی وہ اب عالیجان شاہ پر کسی بھی طرح سے بھروسہ نہیں کرنے والی تھی۔

ماما آپ ہی میری ماما ہیں پلیز ایسا مت بولیں کریں۔!

منہ بسور کر وہ بچوں کی طرح بولی تو عیناں نے اسکی پیشانی چومی۔

افکورس تم میری ہی بیٹی ہو۔عیناں نے اِترا کر کہا۔لونگ کہاں ہے تمہاری۔؟"

عیناں کی نگاہ اس کی خالی ناک پر گئی۔تو اسنے ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے حیرت سے عنایت کو دیکھ کر پوچھا۔

جس کا چہرہ ایک پل جو تاریک پڑا۔وہ مسکرا بھی نا سکی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وووہ گر گئی تھی ماما۔؟

اتنی پیاری تو لگتی ہے تمہیں۔میں خود بنوادوں گی۔اب مت اتارنا۔!

نن نہیں ماما رہنے دیں۔مجھے ویسے بھی کوئی خاص شوق نہیں۔!

اسے اچھے سے عالیحان شاہ کے الفاظ یاد تھے۔

جو بھی تھا اسکا ڈر اسکے دل ودماغ میں اس قدر حاوی ضرور تھا کہ وہ کوئی بھی ایسی ویسی حرکت کر کے اسے دوبارہ سے موقع نہیں دے سکتی تھی۔

تو میں کہہ رہی ہوں۔مجھے اچھے سے معلوم ہے۔!تم نے کتنے شوق سے ڈلوائی تھی چلو پہلے کھانا کھالیتے ہیں میں بھی تمہارا اویٹ کر رہی تھی۔

عیناں نے شفقت سے کہا۔

ماما ہم ماموں کے گھر پر کیوں رک رہے ہیں۔؟اور عینی اور پاپا کہاں ہیں۔؟ء

عنایت ابھی کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔ان کے ذکر پر عیناں چہرہ سپاٹ پڑا۔

ہم یہی رہیں گے۔تم چلو پہلے اندر میں بتاتی ہوں سب کچھ۔!"

عیناں نے رسان سے اسے سمجھایا۔تو عنایت سر اثبات میں ہلا گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ کھانا کھانے نہیں آئی تھی۔ویام بہرام کو گیسٹ روم میں چھوڑ کر اب متفکر سی کیفیت میں اسکے روم کی طرف آیا۔

دروازے پر دستک دی مگر کوئی بھی جواب ناں ملنے پر آہستگی سے دروازہ کھولا۔

صوفے پر گھٹری بنی وہ ڈھیروں فائلز اور لیپ ٹاپ کھولے سو چکی تھی۔

قریب ہی جائے نماز پڑا تھا۔

ویام نے بنا آہٹ کیے دروازہ آہستگی سے بند کیا اور دھیمے قدموں سے چلتا اپنی پرنسز کی طرف بڑھا۔

سفید دوپٹے حجاب کی صورت میں اس کے چہرے کے گرد لپٹا ہوا تھا۔حسین بڑی بڑی آنکھیں جن میں زندگی کے ڈھیروں رنگ ہوتے تھے اس وقت وہ بند تھیں۔

سرخ گلاب جیسے شفاف گالوں پر اس وقت مٹے مٹے آنسوؤں کے نشانات تھے۔

شاید وہ روتی رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ جانتا تھا اس کی پرنسز بہت مضبوط تھی مگر وہ تھی تو ایک لڑکی ہی۔!

سرد سانس فضا کے سپرد کرتے اسنے فائلز کو ایک ترتیب سے رکھا۔

لیپ ٹاپ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔تو وہاں جگمگاتی تصویر کو دیکھ اسکے ہاتھ ناچاہتے ہوئے بھی تھمے تھے۔

سفید جوڑوں میں ملبوس وہ دنیا سے لاپرواہ بے تحاشا حسن کے مالک ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔

عنایہ کا ایک ہاتھ ابیر کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا اسکے کندھے پر تھا۔یہ تصویر ان کے نکاح کی تصویر تھا جب وہ دونوں کچی عمروں میں ہی ایک مضبوط بندھن میں بندھے تھے۔

ویام کے دل کو کچھ ہوا۔بے ساختہ ہی نگاہیں چراتے اسنے لیپ ٹاپ کو آف کرتے گہری سانس بھری۔

وہ اچھے سے جانتا تھا اس کی بیٹی دن رات ایک کر رہی تھی۔اپنے شوہر کو بے گناہ ثابت کرنے کی۔اور اسے فخر تھا اپنی پرنسز پر۔

اس کی نیند کا سوچ اسے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا۔اور اسے نرمی سے اسے گود میں اٹھایا تو باپ کی گود میں جاتے ہی وہ پوری طرح سے پھیلی۔بے ساختہ ہی ویام کو وہ منظر یاد آیا تھا۔جب پہلی بار اسے گود میں بھرا تھا۔

احتیاط سے بستر کے قریب جاتے اسے نرمی سے بستر پر لٹایا۔ابیر۔! نیند میں بھی اس کے منہ سے ابیر کا نام سنتے ہیں ویام نے شدت سے ہونٹ بھینچے۔

سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا پرنسس میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گا بری انکھوں میں سنجیدگی سے بیٹھے وہ بیٹی کو دیکھ کر شدت بھرے انداز میں بولا۔

جھک کر پیشانی پر بوسہ دیے کمفرٹر اسے اوڑھایا۔

لائٹس آف کرنے سے پہلے وہ کھڑکیاں چیک کرنا نہیں بھولا تھا۔

پوری طرح سے تسلی ہونے کے بعد وہ باہر نکلا۔دروازہ لاکڈ کرتے وہ سیڑھیاں عبور کرتے نیچے اترا۔

اسکے جانے کا یقین ہوتے ہی بہرام جو ایک کونے میں کھڑا وہ باہر نکلا۔

وہ بھاگ کر احتیاط سے قدم اٹھاتے آگے بڑھا۔

ایک بار دیدار کرنا تو بنتا ہے۔! کمینگی سے مسکرا کر اسنے گردن کے گرد ہاتھ پھیرا۔

وہ دروازے تک پہنچا آگے پیچھے احتیاط سے دیکھا اور آنکھیں جھپک کر اس نے ہینڈل پر ہاتھ رکھا۔

جو پن کوڈ یا فنگر پرنٹ مانگ رہا تھا۔جسے دیکھ بہرام کا موڈ سخت خراب ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"شٹ۔! سالا بڈھا۔گھر میں ایسے لاک کون لگواتا ہے۔؟

خیر ہے کھڑکیوں سے ٹرائے کرتا ہوں۔دل ہی دل میں خود سے کہتے وہ وہاں سے نکلا۔

اب بالکونی کے رستے وہ پھلانگ کر عنایہ کی بالکونی میں آیا۔ایک کھڑکی کو پش کیا۔

وہ اندر سے بند تھی۔

پھر ضبط سے دانت پیستے دوسری کو پش کیا وہ بھی اندر سے بند تھی۔مجھے دور رکھے گا تُو۔سالے بڈھے۔وہ بھی میری عنایہ۔میری جان سے۔اب تو دیکھ میں کیا کرتا ہوں۔

صرف چند دن اسکے بعد عنایہ اور یہ روم دونوں میرے ہونگے۔مسکرا کر کہتے وہ کھڑکی کے قریب ہوا۔

گہری سانس خود میں انڈیلتے وہ تصور میں ہی عنایہ کو دیکھتا وہاں سے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

خبر ملی ہے کہ ڈینی کا بھائی زندہ ہے۔اس وقت فرانس میں ہے وہ۔!

ڈینی نے ایک نگاہ آگے پیچھے دوڑائے احتیاط سرگوشی نما آواز میں کہا۔

اس بڑی سی عمارت سے وہ بمشکل سے نکلا تھا۔کئی غنڈے اس کے پیچھے تھے اور وہ جان بچا کر بھاگ رہا تھا۔

اسکی نیلی آنکھوں میں خون سمٹا۔بریک پر پاؤں رکھتے اس نے ہینڈل پر گرفت مضبوط کر دی۔

کہاں ہے اس وقت تُو۔؟عالیجان نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔وہ اسے صاحبہ سے ملنے کا کہہ کہیں اور ہی نکل گیا تھا۔

بس اسی جگہ آیا ہوں۔جہاں کل جانا تھا سالوں نے پہچان کر گولی چلا دی۔تھوڑی سی ٹانگ زخمی ہو گئی ہے۔

وہ لڑکھڑا کر ٹانگ سے نکلتے خون کو دیکھ کر بولا۔

کس نے کہا تھا اکیلے جانے کو۔؟سٹرینگ دبوچتے وہ غرایا تھا۔

تم جلد از جلد اس تک پہنچو۔چوٹ کسی گہری ہے۔میں اپنی بیوی کے پاس جارہا ہوں۔عیادت کے لیے۔ایک دو دن لگ جائے گا۔چوٹ ٹھیک ہونے میں۔!

لبوں پر گہری مسکراہٹ سجائے وہ شرارت سے بولا تو عالیجان ناچاہتے ہوئے بھی مسکرایا۔

وہ تو تُجھے مجھے پہلے ہی علم تھا۔کمینے۔!وہ زیر لب بڑبڑایا اور کال کاٹ دی۔

اور موبائل فون پر ایک نمبر ڈائل کیا۔صبح چھ بجے کی ٹکٹ چاہیے فرانس کی۔!

کیا۔؟تُو پاگل ہو چکا ہے جان۔؟مجھے کیا سمجھ رکھا ہے تو نے۔؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کبھی لندن کبھی فرانس۔!

شکر کر ٹکٹ ہی مانگی ہے۔ تیری ٹکٹ نہیں کاٹ رہا۔!"

صبح میرے اٹھنے سے پہلے میری ٹکٹ کنفرم ہونی چاہیے۔!

اسنے حکم دیتے کال کاٹ دی۔ خدا کی لعنت ہو اس کمینے انسان پر۔! فامان نے دانت پیستے اسکرین کو گھورا۔

جو بھی تھا اسے صبح تک انتظام کرنا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

""اہہہ۔ کھڑکی کھول کر وہ بمشکل سے اندر کودا۔ چہرہ درد کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

فرش پر چت لیٹتے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔ اور گردن اٹھائے آگے پیچھے دیکھا۔

ایک نگاہ پورے کمرے پر دوڑائی۔ چھوٹے سے بیڈ۔ دو کرسیوں۔ لکڑی کی چھوٹی سی الماری اور ایک طرف اٹیچ واش روم پر محیط وہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔

وہ اٹھا۔ اور ڈھاہ سے بیڈ پر جا گرا۔

بیڈ پر پاس پڑے گلابی آنچل کو اٹھائے اسنے چہرے پر پھیلایا۔ اور گہری سانس بھرتے اس مدہوش کرتی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا۔

صاحبہ شاور لے کر باہر نکلی، تولیہ بالوں سے نکالتے اسنے اچھے سے بال جھاڑے۔ بے دھیانی میں کھڑی وہ بال جھاڑ رہی تھی جب اپنی پشت کی کسی کی گہری نگاہوں کا ارتکاز محسوس ہوا۔

وہ فوراً سے پلٹی،

اپنے بستر پر کسی کو یوں لیٹا دیکھ اس کی روح تک لرزی تھی، گلابی چہرہ لمحوں میں سرخ پڑا۔

"کک کون ہو تم۔؟" وہ غرائی، لہجے کو حتیٰ الامکان کوشش کرتے مضبوط بنانے کی کوشش کی۔

"ماہ ویر آنکھیں پھاڑے اس کی کاروائی ملاحظہ کر رہا تھا۔

"اور یہ میرا دوپٹہ کس سے پوچھ کر لیا تم نے۔ اتار و اسے۔! سنا نہیں۔ ! "

وہ مٹھیاں بھینچے غصے سے چلائی۔ مقابل پر کوئی اثر نا ہوتا دیکھ وہ پیر پٹخ کر آگے بڑھی۔

اور کھینچ کر دوپٹہ اٹھانا چاہا، مگر اسی وقت ماہ ویر نے اسکا ہاتھ جکڑتے اسے تیزی سے اپنی طرف کھینچا۔

وہ لڑکھڑا کر گری۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی ماہ ویر جھپٹ کر اسکے ہاتھ تھامے اسکے اوپر ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

صاحبہ کا سانس خوف کے زیر اثر تھم سا گیا۔اپنے چہرے پر جھکتا دیکھ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی دوڑی۔

"میں ہوں جانم۔میرے سوا کسی کی مجال ہے جو تمہارے قریب آسکے۔!"

اس کی روہانسی حالت دیکھ وہ مخمور لہجے میں بولتا اسکے قریب جھکا۔

دہکتے گال کو ہونٹوں سے معتبر کرتے اسنے چہرہ اسکے گیلے بالوں میں چھپایا۔

اس کی کلون کی خوشبو اب محسوس ہوئی تھی۔صاحبہ نے تھوک نگلتے جی کڑا کیا۔

"مممم مماہ وویر۔!

اسکا بھاری ہاتھ کمر کے گرد لپٹتا محسوس ہوا تو وہ منمنائی۔

بہت ظالم قسم کی بیوی ہو تم۔شوہر کا ذرا بھی خیال نہیں ہے تمہیں۔ایک بھی بار یاد نہیں کیا مجھے۔!

وہ انگلیاں اسکے بالوں کی جڑوں میں گھماتے بھاری سرگوشی نما آواز میں بولا۔

معا دروازے پر دستک ہوئی تو صاحبہ نے گھبرا کر اسکے شانوں کو تھامے اسے خود سے دور کیا۔

"ککک کون۔؟ حالت درست کرتے اس نے دوپٹہ کھینچ کر نکالا۔وہ اٹھنے لگی مگر ماہ ویر اسے کمر سے جکڑ چکا تھا۔

"ءتیری ماں۔چیخ کیوں رہی تھی۔؟کیا کوئی جن بھوت دیکھا لیا تھا۔دروازہ کھول۔!"

بائی نے غصے بھرے لہجے میں کہا۔تو صاحبہ نے گردن موڑے ماہ ویر کو روکا۔

جو ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھے اسکی بھیگی زلفوں سے کھیل رہا تھا۔

"اماں ٹھیک ہوں میں۔بس کرسی سے ٹکرا گئی تھی۔مجھے نیند آئی ہے سونے لگی ہوں۔تو جا۔!

صاحبہ نے لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے کہا۔تو بائی اسے کوستے ہوئے وہاں سے جا چکی تھی۔

جس پر صاحبہ نے گہری تشکر بھری سانس فضا کے سپرد کی۔

"اپپپ آپ اس وقت یہاں کیوں آئے۔؟"

وہ دھیمی آواز میں جھنجلا کر بولی تو ماہ ویر اسے کھینچتے اپنے نزدیک کیا۔

کس وقت آتا۔جان محال ہو رہی تھی۔ملاقات تو ضروری تھی۔!اس کی تھوڑی کو انگلیوں کے پوروں سے سہلاتے وہ آنچ دیتے بے باک لہجے میں بولتا اسکا چہرہ سرخ کر گیا۔

اچھا اب آپ جائیں یہاں سے۔وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر کہتی جگہ سے اٹھی۔اور اسے جانے کا حکم دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تبھی نگاہ اسکے خون آلود پاؤں پر پڑی۔""یہ یہ کلک کیا ہوا۔ ممخخخ خون بہہ رہا ہے آپ کا۔!؟ "

صاحبہ کا چہرہ تاریک پڑا تھا اور خوف سے زبان لڑکھڑائی۔

"بس تھوڑا سا زخم ہے۔پٹی کر دو۔دوا میں خود لے لوں گا۔! اسکے وجود پر نظریں گھاڑے وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اسے سرتاپیر سرخ کر گیا۔

صاحبہ نے بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھا۔اور بھاگ کر دراز تک گئی۔فرسٹ ایڈ باکس نکالتے وہ بھاگ کر آئی اور بیڈ کے قریب نیچے بیٹھنے لگی جب اسکا بازو پکڑتے ماہ ویر نے اسے اوپر بٹھایا۔

اور پھر ٹانگ اٹھائے بیڈ پر رکھی۔صاحبہ نے پینٹ پیچھے کرتے اسکے زخم کو دیکھا جو کافی گہرہ تھا۔

اسکا زخم دیکھ کر اسکے دل میں ٹھیس سی اٹھی تھی۔آنکھیں ایک ہی لمحے میں بھیگ گئی۔وہ سر جھکائے اس کا زخم صاف کرنے لگی۔

ماہ ویر خاموشی سے اسکی ایک ایک حرکت کا جائزہ لینے لگا۔تھوڑی ہی دیر میں وہ پٹی باندھنے اٹھنے لگی۔

جب ماہ ویر نے اسکا بازو تھامے اسے واپس بٹھایا۔وہ چپ چاپ سر جھکائے اسکے قریب بیٹھی رہی۔

کیا ہوا رو کیوں رہی ہو۔؟ تھوڑی سے تھامے اسکا چہرہ اونچا کیے ماہ ویر نے حیرت سے پوچھا۔

چھوٹی سی ناک رونے کے سبب سرخ ہو رہی تھی۔سفید گالوں پر لالی بکھری ہوئی تھی۔

"مم میں کیوں روؤں گی۔! اس سے زیادہ جیسے وہ خود کو یقین دلا رہی تھی۔

" ہممممم وہی تو تم کیوں روؤ گی۔! گھیرے تنگ کرتے وہ مخمور لہجے میں بولا۔

"مم میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں آپ کو بھوک لگی ہو گی۔!

صاحبہ گھبرا کے کہتی اٹھنے لگی۔

"نہیں میرا ارادہ کچھ اور کھانے کا ہے۔!"اسکے مخمور لہجے پر صاحبہ کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا تھا۔

بے ساختہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھے اسکے فاصلہ قائم کرنا چاہا۔ جس پر اسے اپنے قریب کھینچتے ماہ ویر نے اسکی ساری راہیں محدود کر دی۔

Episode 68

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ماضی****

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے وہ بھوری بڑی بڑی آنکھوں میں ڈھیروں رنگ سمیٹے بنا آہٹ کے آگے بڑھ رہی تھی۔

اس کے دائیں پاؤں میں ایک چھوٹی سی پازیب چھنک رہی تھی جس کی پر نم چھنکار فضا میں ایک پرسوز سا شور برپا کر رہی تھی۔

بھورے بال دو پانیوں میں مقید تھے اور پھولے پھولے خوبصورت سفید گالوں میں مسکرانے کے سبب پڑتے گھڑے اس کی معصومیت کو مزید دلفریب بنا رہے تھے۔

سفید فراک میں ملبوس وہ گھوم کر دروازے کے پیچھے سے باہر نکلی۔

کپڑے تھوڑی دیر پہلے حیا نے اسے چینج کرائے تھے۔

اور پہلی بار پورا دن اپنے گھر پر رہنے کی وجہ سے حیا نے اس کی پیدائش کے بعد سے ہی ایک خوبصورت سی سونے کی پازیب بنوائی تھی۔

خوبصورتی سے اس کے پاؤں کی زینت بنائے۔اس کی خوبصورت بھورے بالوں کو دو پونیوں میں مقید کیے وہ پورا دن اس کے آگے پیچھے گھومتی رہی تھی۔

تین سالہ عنایہ کاظمی کے ساتھ گزرتے وقت کی وجہ سے دوریاں پیدا ہوئی تھیں۔

ابیر کو وہ اس کی شیطانی حرکتوں کی وجہ سے سخت زہر لگتی تھی۔

مگر وہ جانتا تھا۔کہ اس کی ذہن سازی اتنے اچھے طریقے سے کی گئی تھی کہ وہ بخوبی واقف تھا

کہ وہ لڑکی اس کی زندگی کا ایک اہم حصہ بننے والی تھی عنایہ نے ناب بامشکل سے گھمائی۔

اس کا پسندیدہ مشغلہ ابیر کے روم میں جانا تھا حیا اسے کئی بار پکڑ چکی تھی مگر وہ آنکھ بچا کر پھر سے بھاگ آتی تھی۔

ابھی حیا اس کے لیے کھانے کو کچھ بنا رہی تھی اور وہ لپک کر اسے الجھا کر ابیر کے کمرے تک آئی۔

جس نے سکول سے آکر ایک تنقیدی نگاہ اس پر ڈالی اور بنا کچھ کہے اپنے روم میں چلا گیا۔انیل کافی وقت تک اس کے ساتھ کھیلتا رہا تھا۔

مگر پھر پڑھائی کا بہانہ بنا کر وہ امبر اور عمایہ کے پاس چلا گیا عنایہ جیسے ہی روم میں داخل ہوئی بیڈ پر بکھری کتابیں دیکھ کر تیکھی ناک چڑھائے وہ جھول کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے بڑھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر شاید واش روم میں تھاوہ تھوڑا سا آگے بڑھی۔ تو پائل کا شور ہوا جس سے وہ رک گئی اور جھک کر اپنے پاؤں پر موجود اس سفید پائل کو دیکھا اور اب احتیاط سے قدم اٹھاتی۔

وہ بیڈ کی چادر کو اپنی چھوٹی چھوٹی مٹھیوں میں دبوچتے بیڈ پر چڑھی۔ بیڈ پر پڑی کتابوں کے سبب چادر نیچے نہیں گری تھی۔

اور وہ باآسانی سے اوپر چڑھ گئی پہلے پہل تو اس نے پھیلی آنکھوں سے ان سب کتابوں کو دیکھا اور بامشکل سے ان میں سے ایک کتاب اٹھائی۔ وہ الٹ پلٹ کر ان کتابوں کو دیکھنے لگی۔

جب اس کی نظر سیاہی کی بوتل پر پڑی۔ بھوری آنکھوں میں اچانک سے چمک سی امڈی۔

اس نے سفید مومی ہاتھ بڑھا کر سیاہی کی ڈبی اٹھائی اور ڈھکن پوری قوت سے گھومایا۔ ڈھکن زور لگنے کی سبب کھلا تو اس نے سر آگے کرتے جھانک کر اس ڈبی کو دیکھا۔

اور پھر کھلکھلائی۔

ہاہاہاہاہاہا۔! وہ جو شاور لے رہا تھا اپنے روم میں اس کی کھلکھلاہٹ سن کر وہ سیکنڈ کے بیسویں حصے میں ہوش میں لوٹا۔

جلدی سے شاور بند کرتے ٹراؤزر پہنا او بھاگ کر کمرے میں داخل ہوا تو اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ بے یقینی سے اس نے سیاہی میں نہائی عنایہ کو دیکھا جس کا سفید ڈریس حتی کہ اس کی کتابیں بری طرح سے سیاہی سے بھر چکی تھیں۔

عین۔! وہ مٹھیاں بھینچ کر شہد رنگ آنکھوں میں ناگواری سمیٹے آگے بڑھا۔ ابیر کے کھینچ کر اٹھانے پر وہ سہمی مگر پھر مسکراتے ہونٹ ڈھیلے چھوڑ دیے۔ نو میں کہہ رہا ہوں رونا مت۔ ورنہ میں برا پیش آؤں گا۔"

وہ جانتا تھا اس کی عادت اسے ڈانٹ پڑوانے کا وہ کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی۔ اور اب بھی اس کی مکار آنکھوں میں ایک ہی لمحے میں تیرتی نمی کو دیکھ کر ابیر نے سرد لہجے میں اسے وارن کیا۔

مگر اگلے ہی لمحے وہ گلا پھاڑ کر رونے لگی۔ ابیر کا چہرہ غصے کے زیر اثر سرخ ہو گیا وہ بے بسی سے اسے گھورتے ہوئے یوں ہی بیڈ کے قریب بیٹھا۔ عنایہ اب دروازے کی سمت دیکھ کر اور بھی زور سے روئے جا رہی تھی۔

ہائے میری بچی عینی میری جان کیا ہوا ہے۔؟

اس کا رونا اور یوں سیاہی سے بھرے کپڑے دیکھ کر حیا ڈر ہی تو گئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بیٹے کی کتابوں کو وہ سرے سے نظر انداز کر گئی۔ابیر نے ترچھی نگاہ اس بھوتنی پر ڈالی۔تو نگاہیں بلاارادہ ہی اس کے پیر میں موجود اس چھوٹی سی پائل پر پڑی۔؟۔

وہ یک ٹک اسے گھور تا رہا تھا اس کا ذہن چھوٹا تھا مگر اس کے چھوٹے سے ذہن کے آدھے حصے پر عنایہ کاظمی کا راج تھا۔

وہ انجان ہو کر بھی اس سے جڑی ہر ایک بات سے واقف رہتا تھا۔

ابیر خیال نہیں رکھ سکتے تھے کتنا رو رہی ہے میری بچی۔

وہ سن ہی کہاں رہا تھا۔؟ ورنہ ماں کو اس کا جواب تو لازمی دیتا۔حیا نے چٹاچٹ اسکی پیشانی چومتے اسے بانہوں میں بھرا۔

اور ابیر کے کمرے سے باہر نکل گئی۔

ابیر نے ساکن نگاہوں سے اس پائل کو دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھایا کئی لمحے وہ اس پائل کو دیکھتا رہا تھا۔جانے کیوں وہ اسے واپس کرنے کے موڈ میں نہیں تھا اسی لیے وہ اٹھا اور اپنے دراز کی طرف بڑھا جہاں عنایہ کاظمی کی اور بہت سی چیزیں ایسی تھیں جو پچھلے تین سالوں کے عرصے میں اس کے پاس جمع ہوئی پڑی تھی۔

اس نے ایک لفافہ لیا اور احتیاط سے اس پائل کو اس لفافے میں ڈالا اور باقی کے سامان میں رکھا۔

جب پیچھے سے انیل کی آواز سنتے اس نے تیزی سے دراز کو لاک کیا مڑا۔بھائی۔حرمین پھوپھو کے گھر بیٹی ہوئی ہے۔

عالی کی۔بہن سیاہ آنکھوں میں خوشی سمیٹے انیل چہک کر بولا۔

جبکہ ابیر کی شہد رنگ آنکھیں مسکرائی۔اچھا ٹھیک ہے۔چلو اب یہ عالی نامہ کلوز کرو۔سر جھٹک کر وہ تنفر سے بولا۔

فی الحال اس کا کوئی بھی موڈ نہیں تھا وہاں جانے کا۔

اس نے خراب ہوئی بکس پر ایک نظر ڈالی اور بنا کچھ کہے واپس اپنے بیڈ کی طرف بڑھا۔

انیل کندھے اچکا کر اس کے روم سے باہر نکلا جس پر ابیر نے ایک گہری سرد سانس فضا کے سپرد کرتے اپنا سر جھٹکا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

****حال****

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کیا ہوا میری چڑیا ناراض ہو گئی۔؟ وہ فلائٹ میں تھے اور ماہا مسلسل ڈر رہی تھی۔ مگر تھوڑی دیر پہلے ہی اس کی دی ہوئی ڈانٹ کی وجہ سے ماہا ابھی تک منہ پھلائے مگر خوف سے بیٹھی رہی۔

جب تبریز نے اس کے قریب جھکتے سرگوشی نما آواز میں کہتے کمر کے گرد ہاتھ باندھے اسے اپنی سمت کھینچا۔ وہ گردن دوسری طرف موڑے فل موڈ میں بیٹھے ہوئی تھی۔

ماہ۔ تبریز نے اسے پھر سے بلانا چاہا مگر وہ ضدی بچوں کی طرح اڑی رہی۔ ایکسکیوز می سر کیا لیں گے آپ۔؟ تبھی ایئر ہوسٹس وہاں آئی اور مسکرا کر تبریز سے اپنے لب ولہجے میں پوچھا۔

کچھ بھی نہیں۔ شکریہ۔ تبریز نے شائستگی سے کہا مگر ماہ کافی غصے سے اس لڑکی کو گھور رہی تھی۔ کچھ نوٹ کیا آپ نے۔ وہ ناراضگی بھول کر گویا ہوئی

۔

ایک ہاتھ اس کے سینے پر تھا۔

ہاں کافی خوبصورت تھی اور سفید بھی۔

اس نے بظاہر موبائل فون پر مصروف ہوتے اسے جان بوجھ کر چھیڑا۔ جس کا چہرہ اس کی گوہر افشانی سنتے ہی پیلا پڑ گیا۔ نہیں وہ بے ڈھنگی سی لڑکی۔ جسے ڈریسنگ کا مینرز نہیں۔

سب سے بڑھ کر وہ غیر مردوں پر ڈورے ڈال رہی تھی اللہ ایسی لڑکیوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔

اس نے جھٹلایا ہاں بات تو صحیح ہے تبریز نے فوراً سے اسے حامی بھری اور اللہ ایسے مردوں کو بھی کبھی معاف نہیں کرے گا جو بیوی کو چھوڑ کر کسی اور لڑکی کو خوبصورت اور سفید بولتے ہیں۔"

گردن اٹھائے وہ ایسے انداز میں بولی جیسے کہہ رہی ہو اب مزہ آیا۔

تبریز نے نگاہ موبائل فون سے ہٹائے اب کی بار اپنی بیوی کو دیکھا۔

اوہہ سچ میں۔ تو اب میں کیا کروں۔؟ میں تو بہت بڑا گناہ کر دیا۔ کوئی سلیوشن نہیں اس کا چہرے پر ڈھیروں فکر سمیٹے وہ سنجیدگی سے پوچھتا ماہا کو سچ میں پریشان لگا۔

ارے اپ پریشان نہ ہوں اس کا حل بھی تو موجود ہے۔ وہ خوش آمدی لہجے میں اسے پچکارنے لگی۔

تبریز نے معصومیت سے اسے دیکھا۔

جلدی بتاؤ حل۔؟ تاکہ میں معافی مانگ کر کفارہ ادا کر سکوں۔ وہ سچ میں پریشان تھا اور ایسا ماہا کو لگ رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اگر کسی غیر لڑکی کی تعریف کی جائے تو اس کے بدلے میں اپنی بیوی کی تعریف کرنی پڑ جائے کرنے پڑتی ہے۔

وہ بھی دن میں دس بار۔ماہا نے لب دبائے کہا تو تبریز نے بمشکل سے اپنے ہونٹوں پر اڈتی مسکراہٹ کو دبایا۔پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

وہ متفکرانہ انداز میں پوچھنے لگا گھیرا تنگ کرتے اسے سینے سے لگایا۔

ہاں ہو جائے گا مگر یہ سب آپ کو دن میں دس بار اور 10 دن تک لگاتار کرنا ہو گا اور یہ بھی کہنا ہو گا۔

کہ اب سے میں کسی بھی غیر لڑکی کو نہیں دیکھوں گا۔"ماہا کسی بڑے سر پنچ کی طرح بولی۔

اوہ ابھی سے سٹارٹ کریں تبریز کچھ زیادہ ایکسائٹڈ ہوا تھا۔اس کی آنکھوں میں حرارت دیکھ کر ماہا چونک اور پیٹ کے گرد لپٹے اس کے ہاتھ کو ڈھیلا کرنا چاہا۔

اس کے کچھ رولز بھی تو ہوں گے ناں۔آپ نے سنے نہیں تھے۔

وہ منمنائی۔پھندا تنگ ہوتا محسوس ہوا تو رولز بھی یاد آنے لگے۔

اوہہ مگر رولز تو مجھے پہلے سے پتہ ہے وہ اترا کر بولا تو ماہا نے تھوک نگل کر اسے دیکھا وہ ماہر شخص بڑی چالاکی سے اس معصوم کو اپنی باتوں میں پھانس چکا تھا۔آپ کو نہیں پتہ ناں مجھے پتہ ہے رولز ماہا نے ضد سے کہا۔

ماہا میں تمہارا شوہر ہوں تو کیا مجھے رولز کا نہیں پتہ ہو گا۔؟کیا میں اتنا بھی انٹیلیجنٹ نہیں۔؟

وہ اسے پورے کا پورا گھما چکا تھا وہ تو ہے مگر آپ۔

کوئی اگر مگر نہیں اب رول سنو۔اسے کھینچ کر اپنے قریب کرتے ہوئے تبریز نے مخمور لہجے میں کہا۔سیاہ حجاب کے حالے میں موجود اس کا سرخ سفید چہرہ ہمیشہ کی طرح معصومیت سمیٹے اسی بری طرح سے گھائل کر رہا تھا۔

اوکے رولز بتائیں۔آپ۔تھوک نگل کر کہا۔

رول نمبر ون۔جب وائف آپ کو ہگ کرے تب ہی اس کی تعریف کرنی چاہیے۔تبریز نے لب دبائے کہا۔

نو ایسا کوئی بھی رول نہیں ہوتا۔وہ سر نفی میں ہلاتے ہوئے منمنائی۔تعریف تو اسی وقت ہوتی ہے میری زندگی۔

تبریز نے دل میں امڈتے جذبات کو سہلاتے نرم لہجے میں کہتے ناک اس کی سرخ گال سے سہلائی۔

اوکے دوسرا رول۔۔؟

وہ تھوک نگل کر بولی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

رول نمبر ٹو یہ ہے کہ جب بھی ہزبینڈ آپ کی تعریف کرے تو آپ کو بدلے میں اس کی تعریف کے بدلے میں اسے کِس کرنا ہوگی۔

چھی کتنا گندا رول ہے تبریز بس کریں آپ۔ جانے کیا بول رہے ہیں کوفت سے کہتے وہ رخ موڑنے لگی۔

بے بی ایسا بھی کچھ غلط نہیں کہا آپ نہیں جانتی۔ شوہر کو مسکرا کر دیکھنے پر بھی اللہ کتنے راضی ہوتے ہیں۔ ماہا انکھیں پھیلائے سوچ میں ڈوبی ہاں تو میں آپ کو مسکرا کر ہی دیکھتی ہوں۔

اب چھوڑیں وہ جواب دیتی پھر سے اسے دور ہونے کو مچلی تو اگر آپ کس کریں گی تو اللہ خوش ہو کر اپ کو جنت کی حور بنا دے گا۔

اور پھر آپ کا شوہر جنت میں صرف اور صرف اپ کا۔

وہ اسے اونچے اونچے خواب دکھانے لگا ماہا منہ کھولے اسے دیکھنے لگی اب اسے یہ بھی بھول رہا تھا کہ شروعات کہاں سے ہوئی تھی۔؟

نہیں میں بچی نہیں ہوں آپ مجھے بے وقوف بنا رہے ہیں رولز ختم وہ ہاتھ اٹھاتے بولی تو تبریز نے شرارت سے اسے دیکھا۔ سوچ لو جہاں ہم جا رہے ہیں وہاں مجھے کم ہی ٹائم ملنے والا ہے تمہارے لیے۔ پھر میں تعریف کروں اا اتنے میں صبح ہو جائے گی۔ اور تم رولز کب پورے کرو گی۔؟

تھوڑی اس کے ناتواں کندھے پر ٹکائی۔

تو آپ سیدھا سیدھا کہیں اپ کو یہ کلمو ہی پسند آگئی ہے اسی لیے اپ مجھے گھما کر بے وقوف بنا رہے ہیں۔

میں ماما کو سب بتاؤں گی کیسے گھور رہے تھے آپ اسے۔ اور آپ نے یہ بھی کہا کہ وہ خوبصورت بھی ہے اور سفید بھی۔

وہ اب اپنا نیا ہتھیار میدان میں لائی۔ ماما کی چمچی میں نے کب اسے دیکھا۔؟ تبریز نے بمشکل سے مسکراہٹ ضبط کی۔ وہ جیلس ہو رہی تھی مگر مان نہیں رہی تھی۔

اور جتلا بھی نہیں رہی تھی میں کوئی چمچی نہیں ہوں۔ آپ کو سزا ملے گی۔

گھور کر پاس سے گزرتی اس چڑیل کو دیکھ کر ماہا نے تبریز کو باور کروایا۔

اوہ تمہاری ماما اب گئیں دور۔ اب تمہیں مجھ سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا اگر کوئی ہوشیاری کی تو اچھا نہیں ہوگا۔ تم جانتی ہو میرا احساب کتاب کیسا ہے اور تمہیں بالکل بھی پسند نہیں آئے گا۔

اس نے بے باک انداز میں اسے باور کرایا تو وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑی تھی اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے خود سے دور کرنے لگی۔

فلائٹ لینڈ ہو چکی تھی اور اسے پتہ بھی نہیں چلا تھا وہ کتنا ڈر رہی تھی اور اب اسے علم بھی نہیں ہوا تھا۔

تبریز ہم آ گئے آنکھیں پھیلائے حیرانگی سے پوچھا۔یس مائی لٹل سپیرو۔ناک پر ہونٹ رکھتے وہ پر خدت لمس چھوڑتے ہوئے اس سے دور ہوا۔

توماہا کا چہرہ گلنار ہوا۔سچ میں مجھے ڈر تو نہیں لگا وہ پھر سے چہکی۔اس کی آنکھوں میں کتنے عرصے کے بعد زندگی سے بھرپور رنگ تھے۔

میرے ہوتے ہوئے ڈر تمہیں ڈرا جائے تو لعنت ہے میرے ہونے پر اس نے استحقاق سے اسے نزدیک کرتے جیسے اسے محبت کا احساس بخشا تھا۔

جس کا انگ انگ اس کی دی محبت سے پھوٹ رہا تھا وہ لکثری پرائیویٹ جیٹ میں سفر کر رہے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ ان دونوں کے سواجٹ میں کوئی بھی نہیں تھا۔

چلیں تبریز نے ہتھیلی اس کی طرف بڑھائی۔

یس اس کے ہاتھ میں اپنا نازک ہاتھ دیے وہ مسکرا کر بولی تو تبریز اسے خود سے لگائے اٹھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ویلکم ابیر۔تمہارا ہی انتظار تھا۔کھڑکی کے کھڑا وہ بظاہر باہر کے منظر میں کھویا ہوا تھا۔

قدموں کی آہٹ پر اس نے اسراریت سے کہا اور ہاتھ سے اشارہ کرتے پوجا کو وہاں سے جانے کا کہا۔

ابیر نے ایک نگاہ بند دروازے پر ڈالتے شہد رنگ انکھوں میں سنجیدگی سمیٹے سامنے کی طرف دیکھا۔

اور اگے بڑھتے ہوئے وہ اس کے مزید قریب ہوا اور ہاتھ اپنے سینے پر باندھے۔

کیا میں جان سکتا ہوں کہ آپ اتنے سالوں سے کہاں غائب تھے۔؟اور مجھے یوں بچا کر ان سب چیزوں کا کیا مقصد ہے۔؟

وہ دوٹوک انداز میں سیدھا مدعے پر آیا۔

سب بتادوں گا مگر وقت لگے گا۔

ابھی کے لیے تم یہ جان لو جیسے تمہارے گھر والوں نے تمہاری بے گناہی پر یقین نہیں کیا بالکل اسی طرح سے ان سب لوگوں نے مجھے بھی ہرٹ کیا۔

اور تب سے ہی میں ان سب سے الگ ہوں۔

آپ کے جانے کے بعد کتنا کچھ ہوا ہے آپ نہیں جانتے۔

ابیر نے سرد سانس بھرتے ہوئے کہا شاید میرے بس میں کچھ نہیں رہا ورنہ میں عالی کو کبھی بھی ناں جانے دیتا۔

اس کا لہجہ انتہائی لاچارگی سمیٹے ہوئے تھا تو آپ نے مجھے آزمایا کس لیے۔؟"

ابیر نے انکھیں چھوٹی کی یہ سوال کیا کیونکہ میں تمہیں بہت بڑا آدمی بنانا چاہتا ہوں۔اس دنیا پر حکمرانی کروگے تم

۔ڈینی نے رخ موڑتے اسے دیکھ کر اب کی بار سنجیدگی سے کہا۔

اور میں ایسا کیوں کروں گا۔

؟"شہد رنگ آنکھوں میں بیزارگی کے تاثرات دیکھ کر ڈینی چونکا۔

کیا تم نہیں چاہتے۔؟کہ یہ دنیا تمہارے قدموں کے نیچے ہو اور تم حاکم بن کر سب پر راج کرو۔

ڈینی نے اس کے مضبوط شانوں کو تھام کر کہا ہاں میں چاہتا ہوں حکمرانی کرنا۔

بہت بڑا حاکم بننا ابیر نے اس کی تائید میں کہا جیسے وہ یہ سب کچھ زبردستی بول رہا تھا۔

آج تم ریسٹ کرو کل سے تمہیں تمہاری ذمہ داریاں سمجھا دی جائیں گی۔

ڈینی نے نرم لہجے میں کہا۔

اوکے وہ مسکرا کر کہتا بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا۔

Episode 69

آپ میں سے تو کوئی آیا ہی نہیں۔اسی لیے ہمیں خود ہی آنا پڑا۔!چائے کا گھونٹ بھرتے وہ جتاتے ہوئے انداز میں بولا۔

عیناں کا چہرہ ایک پل کو تاریک پڑا۔

دراصل ہمارے کچھ مسائل ہو گئے تھے۔جس کی وجہ سے ہم چاہ کر بھی ریحان کو دیکھنے نہیں جا سکے۔

ہاتھ مسلتے وہ سنجیدگی سے بولا۔

ویام نے صبح ہی عیناں کو کال کر کے بتا دیا تھا کہ مظہر صاحب آرہے تھے۔اس لیے عنایت اور عیناں صبح ہی صبح وہ واپس لوٹ آئی تھیں۔

عنایت کی طبیعت رات سے سنبھلی ہی نہیں تھی۔اسی لئے عنایہ بہن کے پاس تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آپ کے ہزبینڈ کہاں ہیں دکھائی نہیں دے رہے۔؟منہ میں سموسہ ڈالتے وہ ویام کی بابت پوچھنے لگی۔

دراصل میری بہن ہاسپٹل میں ہیں۔تو ویام انہیں لینے گئے ہیں۔ہاسپٹل سے۔!

حیا کو آج ڈسچارج کیا جارہا تھا۔اسی لئے ویام اور امن اسے گھر واپس لانے کے لیے گئے تھے۔

عیناں کے ہی کہنے پر وہ حیا کو اپنے گھر لارہے تھے۔تاکہ خود سے اسکی دیکھ بھال کرسکے۔

"ہمممم۔چلیں میں تو ڈیٹ لینے آئی تھی۔!دراصل ریحان کی طبیعت اب ٹھیک ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جلداز جلد شادی ہو جائے۔پرسوں مایوں کی رسم رکھ لی جائے اور مہندی کی رسم پر ہی نکاح کرلیں۔

عیناں نے سنتے سر اثبات میں ہلایا۔میں ابھی عنایت کی شادی نہیں کرنا چاہتی۔خاص طور پر تب تک ہمارے معمالات بہتر ناں ہو جائیں۔!

عیناں نے دوٹوک انداز میں کہا۔

ویسے برامت منایئے گا مسز شاہ۔آپ کی بیٹی کی عمر کافی ہو چکی ہے۔اب آپ کو شادی کردینی چاہیے اسکی۔"

عظمیٰ بیگم نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔معاف کیجیے گا عظمیٰ بیگم۔میری بیٹیاں مجھ پر بوجھ نہیں ہیں۔ناں ہی کوڑا کرکٹ۔جو کہ میں میں انہیں ہانک کر گھر سے نکال دوں۔!

ہم پوری شان سے ان کی شادی کریں گے۔وہ بھی اپنے پورے خاندان کی موجودگی میں۔!

عیناں نے دوٹوک انداز میں کہا۔اس عورت کی سوچ کے مطابق ہی عیناں دل ہی دل میں ٹھان چکی تھی۔کہ وہ اس رشتے کے بارے میں دوبارہ سوچیں۔

"ہیلو مسز شاہ۔کون بیمار ہے۔؟ملازمہ کے ساتھ اندر داخل ہوتی ڈاکٹر طاہرہ نے مسکرا کر عیناں کو مخاطب کیا۔

ڈاکٹر میری بیٹی کی طبیعت کافی دنوں سے خراب ہے میں آپ کا ہی ویٹ کررہی تھی آپ پلیز اس کا پراپر چیک اپ کرکے مجھے بتادیں کسی ہوا کیا ہے۔؟

عظمیٰ بیگم سے ایکسکیوز کرتے عیناں اپنی جگہ سے اٹھی اور ڈاکٹر اپنے ساتھ لیے وہ سیڑھیاں عبور کرتی عنایت کے روم کی جانب بڑھتے ہوئے ڈاکٹر کو آگاہ کرنے لگی۔

عنایت بیٹا ہم ڈاکٹر آئے ہیں اپ کا چیک اپ کرلیتی ہیں مجھے لگتا ہے کہ اپ کو فوڈ پوئزننگ ہوئی ہے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اپ ٹھیک ہو جاؤ گے واش روم سے نکلتی عنایت کو دیکھ کر انا نے مسکرا کر اسے مخاطب کیا۔عنایہ نے چونک کر دروازے کی سمت دیکھا اور پھر اپنی بہن کو جس کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا نہیں میں

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ٹھیک ہوں اس کی کوئی ضرورت نہیں عنایت نہیں تھوک نگل کر بمشکل سے کہا۔ نہیں بیٹا ایک بار چیک اپ کروا لو عنایت کو پچکارتے ہوئے کہ اینانے سرنگاہوں سے عنایہ کو دیکھا اور تم اٹھو باہر جاؤ عظمی بیگم ائی ہیں ان کے پاس بیٹھو امنہ نے اسے سختی سے حکم دیا تو عنایہ منہ بگاڑتے ہوئے پیر گھسیٹ کر باہر جانے لگے۔ آپو کیا ہوا۔؟ بہن کے چہرے پر نگاہ پڑتے ہی عنایہ نے گھبرا کر متفکرانہ انداز میں اس سے پوچھا۔

"کک کچھ نہیں ٹھیک ہوں میں۔!" عنایتنتت نے بمشکل سے کہا تھا۔"اوکے۔ " سر ہلاتے عنایہ کمرے سے باہر نکلی۔

ڈاکٹر نے بغور عنایت کے چہرے کو دیکھا۔

یہ تمہاری بہن کو ہوا کیا ہے۔؟" عنایہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھی اپنے موبائل فون پر مصروف تھی۔ جب عظمیٰ بیگم نے رازدارانہ انداز میں پوچھا۔

عنایہ کی بھوری آنکھوں میں ناگواری سمٹی۔

کیوں آپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔؟ کیا آپ ڈاکٹر ہیں۔؟ "

داہنی ابرو کر دیکھتی پہلو بدلنے پر مجبور کر گئی۔ اچھا ہوا اس سے نہیں ہوا رشتہ۔ یہ تو باتوں سے ہی کھا جائے۔"!

وہ منہ ہی منہ میں عنایہ کو گھور کر بڑبڑائی۔

عنایت کی نسبت عنایہ انہیں کافی چالاک لگی تھی۔

ڈونٹ وری مسز شاہ ایسی سچویشن میں اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے اب بس ان کا مکمل طور پر دھیان رکھیں۔"

ڈاکٹر روم سے باہر نکلی تو ریلینگ کے قریب کھڑی عیناں کو دیکھ کر وہ مسکرا کر اس کی فکرمندی دیکھ کر بولی۔

ڈاکٹر کے کہنے پر عیناں نے چونک کر ڈاکٹر کو دیکھا۔ کیا مطلب ڈاکٹر کیسی سچویشن۔؟

عیناں فکرمندی سے بولی۔ کیا اس کی بیٹی کو کچھ ہو چکا تھا اور اسے ابھی تک معلوم نہیں تھا۔

عنایہ جو نیچے بیٹھی یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی وہ عجلت میں سیڑھیاں عبور کرتے ہوئے اوپر جانے لگی۔

کسی گڑبڑ کا احساس اسے شدت سے محسوس ہوا تھا۔

شی از پیگنٹ مبارک ہو آپ۔ ڈاکٹر عیناں سے عنایت کی عمر پوچھ چکی تھی اور ان کے مطابق وہ شادی شدہ تھی۔ اسی لیے وہ مسکرا کر عیناں کو مبارکباد دینے لگی۔ معا عنایت دروازے کے قریب پہنچی تو اسکے قدم تھم سے گئے وہیں عنایہ اب بھاگ کر اوپر پہنچ چکی تھی۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حیرت اور بے یقینی سے عیناں کی آنکھیں پھیل چکی تھی قدم جیسے ساکت سے ہو گئے تھے۔

کیا ہوا مسز شاہ اب اس قدر پریشان کیوں ہیں۔؟

ڈاکٹر نے حیرت سے اسے یوں پریشان دیکھ کر پوچھا۔

جبکہ عظمی بیگم منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

اوہ۔ توبہ توبہ بن بیاہی ماں بننے والی ہے یہ لڑکی اور آپ لوگ اس لڑکی کو میرے لڑکے کے گلے میں باندھنا چاہتے تھے۔ نہ جانے کس کا گناہ اس کے پیٹ میں پل رہا ہے۔ ایسی لڑکیوں کو تو سزا دینی چاہیے وہ بھی چورا ہے پر کھڑا کر کے توبہ توبہ کیسی گندی فیملی ہے۔

اور اکڑ اکڑ جانے کس چیز کی ہے۔؟ ان لوگوں میں ۔ نہیں کرنی مجھے شادی اپنے بیٹے کی ان کی 30 سالہ بد چلن لڑکی کے ساتھ بے حیا لڑکی نہ جانے کس کے ساتھ منہ کالا کرتی رہی ہے۔؟

کمرے کی دہلیز پر کھڑی وہ نازک سی لڑکی اپنے لیے ایسے الفاظ سن کر وحشت زدہ سی ہو گئی تھی۔ اس حقیقت کا آشکار سب پر ہونے پر وہ خوفزدہ سی ہو گئی تھی۔

سفید چہرہ ایک دم سے سیاہ پڑ گیا تھا سن وجود کے ساتھ وہ پانی بھری نگاہوں سے اپنی جانب بڑھتی اپنی ماں کو دیکھ کر بے ساختہ ہی قدم واپس لیتی دروازہ اندر سے لاکڈ کر گئی۔

عیناں بھاگ کر دروازے کی طرف گئی۔ عنایت بیٹا دروازہ کھولو۔ وہ چیخ کر کہتی آگے کو بڑھی۔

اور دروازے کو زور سے بجانے لگی۔ دنیا سے زیادہ اسے اپنی بیٹی پر یقین تھا مگر جو کچھ ڈاکٹر نے کہا تھا وہ ان کی بات بھی جھٹلا نہیں سکی تھی۔"

اور کہ کیا ہو گیا تھا آخر۔ کیوں ان کی بیٹی کے ساتھ ہی یہ سب کچھ ہونا تھا۔' دروازہ کھولنے کی کوشش میں وہ خود پر ضبط کرتی ہلکان ہو رہی تھی

۔

معاناب گھمانے پر دروازہ کھلتا چلا گیا۔

عیناں خوفزدہ سی قدم آگے بڑھانے لگی۔

جب اندر کا منظر دیکھ کر اس کے قدم بے ساختہ ہی جم سے گئے۔

مزید اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ بھاگ کر چیختی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ سامنے ہی فرش پر بے ہوش پڑی عنایت کاظمی کے وجود کو دیکھ کر جیسے ان کے وجود سے روح تک فنا ہو گئی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ اندر داخل ہوا وزدور کھڑی اسے دیکھ رہی تھی وہ بنا ماں سے ملی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

عائش تم ممانی سے مل او۔ وہ سوچیں گے کہ میں نے تمہیں ملنے نہیں دیا عمایہ نے بے چینی سے کہا۔ وہ دیکھ چکی تھی ان کی انکھوں میں اپنے لیے بیزاری۔ عائش نے موبائل فون سے سر اٹھائے اسے دیکھا اور چلتا ہوا اس کے قریب گیا۔

جو بالوں میں کنگھی کر رہی تھی عمایہ نے ہاتھ روکے تھوک نگلتے شیشے میں اپنے پیچھے ابھرتے اس کے عکس کو دیکھا جو عین اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔

سوچتی تو وہ اور بھی بہت کچھ ہے کہ تم ان کے بیٹے کو خوش نہیں رکھتی اور نہ ہی کوئی ان کو اچھی سی خوشخبری سنائی ہے ابھی تک۔ تھوڑی اس کے ناتواں کندھے پر رکھتے ہوئے وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔ تو اس کی ایک ہی رٹ پر عمایہ سرخ چہرے سمیت مڑی۔

عائش شرم کرو۔ کیا ایک ہی رٹ لگائی ہوئی ہے۔

اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ اسے پیچھے کو دھکیلتے ہوئے بولی۔ تو کون سا کچھ غلط کہہ رہا ہوں۔؟ جس دن مما کو یقین ہو گیا کہ تم ان کے بیٹے کو خوش رکھ رہی ہو۔

تو وہ خود ہی ساری ناراضگی بھول جائیں گی۔ اسے پیچھے سے خصار میں لیتے ہوئے وہ مخمور لہجے میں بولا۔

اچھا پیچھے ہٹو۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولی۔

پیچھے ہٹنے کے لیے آگے نہیں بڑھا۔ ڈارلنگ۔ جتنی جلدی ہو سکے خود کو تیار کر لو اس رشتے کے لیے۔ وہ دو انگلیوں کے بیچ اس کی تھوڑی کو تھامے جھکتے اپنے ہونٹ اس کی تھوڑی پر رکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

عمایہ کے وجود میں لڑکھڑاہٹ محسوس کرتے ہوئے وہ ایک گہری نگاہ اس پر ڈالے باہر کی جانب نکلا۔

میں اسے کیسے روکوں۔؟ عائش کبھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔ بے جان ہوتی ٹانگوں سمیت وہ بمشکل سے بیڈ تک پہنچی تھی۔ بیڈ پر بیٹھتے وہ معاوف ہوتے دماغ کے ساتھ گہری سوچ میں ڈوبی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

سوری سر میم نے سیل فون مانگا تو میں نے دے دیا۔ مجھے علم نہیں تھا کہ وہ کسی کو کال کریں گی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تھوک نگلتے ہوئے کمال مہارت سے صفائی دیتے معصومیت سے بولی۔

ڈیول سرد چہرے سمیت بیٹھا گن میں گولیاں بھر رہا تھا بھورے بال سلیقے سے سیٹ کیے ہوئے تھے حسین چہرے پر کوئی بھی تاثر نہیں تھا۔ بائیں ہاتھ پر برینڈڈ ریسٹ واچ بندھی تھی۔ گرے پینٹ کوٹ میں ملبوس وہ اپنی بھرپور مردانہ وجاہت سمیت بے تحاشہ حسین لگ رہا تھا۔

اپنی شخصیت کے روب سے ہر طرف خاموشی طاری کر چکا تھا۔

حور سے پانچ منٹ کا کہہ کر اوور روم سے باہر نکلا تھا۔

تم نے اسے کیا کہا ہے کہ وہ اس قدر خوفزدہ ہے۔؟"ڈیول نے انتہائی سپاٹ لہجے میں پوچھتے کیتھ کو مزید خوفزدہ کر دیا۔

اس کا انداز انتہائی سرد تھا۔

کیتھ کو اپنی موت سامنے دکھائی دے رہی تھی۔

نننن نہیں سر مم میں نے کچھ نہیں کہا۔"!

" مجھے جھوٹ بالکل بھی پسند نہیں۔"وہ بالکل سپاٹ لہجے میں بولتا کیتھ کو لرزا گیا۔

ننن نہیں سر میں جھوٹ نہیں بول رہی پپ پلیز میرا یقین کریں۔"!

وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ باہر سے اچانک سے گولیوں کی تیز اواز گونجنے لگی۔

ڈیول ایک دم سے سپاٹ چہرے سمیت جگہ سے اٹھا اس کے ماتھے پر ڈھیروں بل نمایاں ہوئے۔

چیک کرو باہر کون ہے۔؟ وہ غراتے ہوئے لہجے میں بولا۔

جبکہ کیتھ اچھے سے جانتی تھی کہ باہر اسکے باس کے آدمی آئے تھے۔اوکے سر۔!

وہ گڑبڑا کر کہتی فوراً سے باہر کو بھاگی۔

ڈیول بے تاثر چہرے سمیت دراز کی سمت بڑھا۔

گن نکالتے اپنی بیک پر فٹ کی اور ایک چاقو نکالتے اپنے شو میں اڑسا اور اب عجلت میں اپنے روم کی طرف بڑھا۔

" ککک کیف۔ نیلی آنکھوں میں خوف سمیٹے اسے دیکھتے ہی وہ خوفزدہ سی کیفیت میں بولی۔

ڈیول نے لپکتے اسے بانہوں میں بھینچا اور شدت سے پیشانی پر لب رکھے۔

" ککک کیف گگگ گولیاں۔ وہ ممممجھے مممار ددے گگگا۔!

اششششش۔ری لیکس حور۔میرے ہوتے ہوئے کوئی تمہیں کچھ نہیں کر سکتا۔میں ہوں ناں۔!

اسے بانہوں میں بھرتے وہ شدت بھرے انداز میں بولتا اسے اٹھائے روم سے باہر نکلا۔

جبکہ اسکے گارڈز اسے گھیرے میں لیے گولیوں کی بوچھاڑ میں اسے بحفاظت پچھلی سائیڈ سے باہر لے گئے۔

Episode 70

نک تم یہاں کیا کر رہے ہو وہ بھاگ کر باہر نکلی اور سامنے کھڑے نک کو دیکھ کر حیرت زدہ سے اسے استفسار کرنے لگی۔

وہ خوفزدہ سی آنکھیں پھیلائے بولی اور اسے اپنے ساتھ لے جانے لگے مگر وہ اپنی جگہ سے بالکل بھی نہیں ہلا۔

جس پر ایمی کو کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے ہونے والی بیگم۔ذرا صبر کیجئے۔تھوڑی دیر کے لیے۔انیل لاپرواہ سے انداز میں چلتا ہوا باہر نکلا۔ماتھے پر چپکتے اپنے سیاہ بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتے اس نے سپاٹ نگاہوں سے نک کو دیکھا۔تو ایمی نے ضبط سے اپنے جبڑے میچے۔

اتنی دیر میں اس کے ساتھ بھی باہر نکلے ہاں تو ساتھیو اگر میرے کچھ بھی پوچھنے پر یہ شخص جھوٹ کا مظاہرہ کریں تو بنا تردد اسے گولی مار دینا۔

تو اس کے ساتھ آئے پولیس افیسر نے گن نک کے ماتھے کے اوپر سیٹ کی۔

یی یہ خوفزدہ نگاہوں سے اس گن کو دیکھتے ہوئے نک سانس روک گیا۔

یہ سب کر کے کیا تو ثابت کرنا چاہتے ہو انیل۔ایمی غرا کر کہتے ہوئے اسے گریبان سے جکڑ گئی جس پر اس کے بالوں کو درست کرتے انیل نے اس کے حسین چہرے کو ہاتھوں میں بھرا۔

جسٹ ٹو منٹس سویٹ ہارٹ۔مسکراتے اس نے زبردستی اسے نزدیک کیا جو بری طرح سے تلملاتی اس کی گرفت سے آزاد ہونے کو مچلی۔

وہ نک کے ساتھ اپنی نئی زندگی کی شروعات کرنے والی تھی۔باس سے چھپ کر وہ اپنا گھر بسانے والی تھی مگر یہاں بھی انیل اس کے پیچھے پہنچ آیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہاں تو بتاؤ کیا تم سچ میں ایمی سے پیار کرتے ہو۔؟انیل کی گہری سیاہ آنکھیں اس لڑکے پر تھیں جس کے ہونٹ کے قریب کافی گہرا زخم تھا ۔

"ننن نہیں۔"

ایک لفظی جواب دیتے ہوئے اس نے نگاہیں چرائی۔اب تم ٹارچر کرو گے اسے۔ایمی ہتھے سے اکھڑی۔

تو کس کے کہنے پر تم نے اس کے ساتھ پیار کا ناٹک کیا؟"

انیل نے ایمی کو اگنور کرتے ہوئے کے قریب جاتے اسے پھر سے سوال پوچھا۔

اس کے نزدیک آنے پر نک نے تھوک نگلا مجھے باس نے کہا تھا کہ میں ایسا سب کروں وہ مجھے بہت سے پیسے دے گا۔

کون باس۔؟سرد اور سپاٹ لہجے میں پوچھتا وہ اسے کالر سے دبوچتے اپنے نزدیک کر گیا جبکہ ایمی ساکت بت بنی بے یقینی سے نک کو دیکھ رہی تھی۔میں نہیں جانتا اسے میں نے اس کی شکل نہیں دیکھی۔

نک خوف سے بڑبڑایا۔تجھے چھوڑ دیتا اگر تو میری امبر کے قریب آنے کی گستاخی نہ کرتا تو۔لے جاؤ اسے۔

اس کے کان کے قریب جھکتے اس نے گمبھیر تا سے کہا اور پھر مڑتے ہوئے ایمی کی کلائی جکڑی۔

جو نڈھال سی بے حس و حرکت کھڑی تھی اس کا وجود کسی بھی قسم کی مزاحمت نہیں کر پا رہا تھا اور انیل جانتا تھا کہ یہ سب کچھ ہونا عام سی بات ہے۔

گن بیک پر لگاتے ہوئے وہ کوریڈور سے آگے بڑھا اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا جس کی حسین انکھیں نم تھی۔

چلیں مولوی صاحب نکاح شروع کریں کف فولڈ کرتے اس نے صوفے پر اس سے بٹھایا سامنے بیٹھے مولوی صاحب سے کہا۔

ایمی نے سرخ ڈورے سے لبریز بھری بھری نم نگاہوں سے انیل کو دیکھا جو کسی بھی لڑکی کا دل دھڑکا سکتا تھا۔خشک پڑتے لبوں پر زبان کو تر وہ اٹھنے لگے۔

"بس کوئی اور تماشہ افورڈ نہیں کر سکتا میں۔اب ایک بھی منٹ تم سے دور رہا تو کچھ کر دوں گا۔جو ناں تو تمہارے لیے بہتر ہو گا اور نہ ہی میرے لیے۔اس لیے ہمیشہ سے خود کو میرے سپرد کر دو۔!

وہ اس کے قریب ہی ٹکا۔گہرے آنچ دیتے لہجے میں اس کے کان کے قریب سرگوشی کرتا اسے مارنے کے درپر تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس کا شدت بھرا جنون ایمی نے ہاتھ کی پشت سے آنسوں کو رگڑا۔وہ کمزور نہیں تھی مگر نک وہ واحد انسان تھا جس سے وہ اتنا زیادہ اٹیچ ہوئی اور اس سے محبت کرنے کی بھول کر بیٹھی۔

اور وہ محبت محض فریب نکلا تھا وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی مگر خود میں ہمت نہیں تھی کہ وہ انیل کا مقابلہ فی الوقت کر پاتی۔

امبر علوی ولد ازلان علوی اپ کا نکاح انیل علوی سے 10 لاکھ سے کا رائج الوقت کے ان گواہان کے موجودگی میں طے پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔؟مولوی صاحب کے الفاظ کسی نشتر کی طرح اس کے کانوں میں چبھ رہے تھے۔

کئی بے مول آنسوں اس کے گال پر بہہ نکلے۔

نک ابھی زندہ ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم اسے مرنے نہیں دو گی۔انیل میں اخری وار کیا تھا وہ جانتا تھا کہ اس وقت وہ اپنے تشخص اپنی پہچان پر نہیں اپنے ساتھ ہوئے دھوکے پر گھل رہی ہو گی۔

ایمی نے نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا جس کی آنکھوں سے امڈتے جذبات اسے سوائے فریب کے کچھ نہیں لگے تھے۔

"قبول ہے" وہ تین بار بولی مگر نظریں انیل سے ہٹائی نہیں تھی۔جس کے ہونٹ دل فریبی سے مسکرائے وہ آنکھوں سے ہی اسے چھو کر محسوس کر رہا تھا کیا یہ خوشی کم تھی کہ زندگی بھر جسے اپنے نام کے ساتھ جوڑنے ۔جس لڑکی کے ساتھ جینے کے خواب سجائے وہ جیتا آیا تھا۔

آج وہ لڑکی اس کی شریک حیات اس کی ہم سفر بن کر اس کی زندگی میں شامل ہو چکی تھی انیل علوی ولد امن علوی آپ کا نکاح امبر علوی ولد ازلان علوی کے ساتھ ان گواہان کے موجودگی میں 10 لاکھ سکہ رائج الوقت کے طے پایا گیا ہے۔کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔!

انیل کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکان تھی اس نے بے ساختگی میں ایمی کے ٹھنڈے پڑے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیا۔

قبول ہے۔بلآخر وہ اسے اپنے نام کر چکا تھا اب وہ اس کی محرم بن کر اس کی زندگی میں شامل ہوئی تھی اب اس سے محبت کرنا اسے دیکھنا گناہ نہیں بلکہ اس کی عبادت اس کی روح کی غذا بن چکا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مبارک ہو۔! مولوی صاحب اور اس کے ساتھی سے مبارکباد پیش کر رہے تھے وہ سب سے ملا اس کی کھلکھلاہٹ عروج پر تھی۔

ایمی پیر پٹختے وہاں سے اٹھی اور ساتھ ملحق روم میں داخل ہوئی بے دہانی میں داخل ہوتے اس کا انگ انگ تکلیف وکرب سے گزر رہا تھا اپنے چھوٹے چھوٹے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتے وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے وہ خلق کے بل چلائی معا پھولوں کی تیز مہک اس کے نتھنوں سے ٹکرائی اس نے پانی سے بھری سرخ ہو رہی آنکھوں سے اٹھتے پورے روم کو دیکھا۔

پورا روم پھولوں سے سجا پڑا تھا اس نے حیرت سے اپنے پاؤں کو دیکھا۔ جو پھولوں کی دبیز تہ کے اوپر تھے۔

بستر خوبصورتی سے سجا پڑا تھا دونوں اطراف کینڈلز لگے ہوئی تھی اور ماحول ایسا خواب ناک منظر پیش کر رہا تھا جیسے چاہنے والے کے دل کی عکاسی ہو۔

آئی ہیٹ یو انیل۔ یو سپائل مائی لائف۔ میں تمہیں کبھی بھی معاف نہیں کروں گی۔! وہ کھینچ کر بیڈ شیٹ بے دردی سے نیچے پھینکتے ہوئے چلائی۔

چند ہی منٹوں میں وہ پورے روم کا حشر بری طرح سے بگاڑ چکی تھی وہ کمرے میں آیا ایک بھرپور نگاہ خشر ثامانیہ سمیٹی اپنی بیوی پر ڈالے اس نے پورے کمرے کو دیکھا۔

جو اس نے بہت محنت اور محبت سے سجایا تھا۔

یو کیا لینے ہو۔؟ نکل جاؤ یہاں سے آئی سیڈ گیٹ آؤٹ۔ وہ پشت پر کسی کی آہٹ محسوس کرتے مڑی انیل کو دیکھ کر وہ چیخ کر اس کے نزدیک آتے غرائی۔

انیل جب سپاٹ چہرے سے اسے دیکھا۔ جو اسے مارنے کے درپر تھی چلے جاؤ یہاں سے میں تمہیں مار دوں گی وہ سر پر ہاتھ مارتے ہوئے چلائی اسے پیچھے کو دھکہ دیا۔

انیل اب بھی سپاٹ چہرے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ایمی ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھی اور غصے سے سارا سامان نیچے پھینکا۔ امبر لگ جائے گی مت کر وہ متفکرانہ انداز میں بولتا آگے بڑھا مگر وہ کچھ بھی نہیں سننا چاہتی تھی۔

نو میں کوئی امبر وامبر نہیں۔ ایمی نام ہے میرا۔ خبردار جو مجھے اس اہمہ۔ وہ غصے سے چلا کر کہتی اس کی طرف بڑھی ۔جب اچانک فرش پر بکھرے کانچ کا ٹکرا اس کے پاؤں کو بری طرح سے زخمی کر گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

امبر پاگل ہو تم پیچھے ہٹو۔انیل تیزی سے اگے بڑھا اور کھینچ کر اسے پیچھے کرتے ہوئے وہ چلایا۔ایمی نے نفرت سے اسے دیکھتے خود سے دور کرنا چاہا

۔مگر اس کے ہاتھوں کو قابو کرتے انیل نے اسے کمر سے تھامے سینے سے لگایا اور بانہوں میں بھرتے ہوئے اسے بیڈ پر ڈالا جو تیزی سے اٹھنے لگی مگر اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے ہوئے وہ سنجیدگی بھری سیاہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

چپ چاپ لیٹی رہو ورنہ جو طریقہ میں یوز کروں گا یقیناوہ تمہیں اچھا نہیں لگے گا۔اس کا انداز بالکل سپاٹ تھا ۔اس کی گرم سانسیں ایمی کے چہرے کو جھلسا رہی تھی۔

بے ساختہ ہی وہ رخ موڑ گئی انیل اس کے چہرے پر گہری نظر ڈالے پیچھے ہٹا۔الماری کے دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکالتے وہ بیڈ پر واپس آیا۔

میں خود کر لوں گی وہ پیر پیچھے کو کھینچنے لگی جس پر انیل نے سختی سے اس کی ٹانگ جکڑتے اپنی گود میں رکھی۔

انگوٹھے کے قریب گہرا زخم آیا تھا جس سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا انیل نے زخم صاف کیا ایمی سسکی دبائے آنکھیں میچ گئی۔

انیل نے بہت احتیاط سے اس کا زخم صاف کرتے ہوئے ائنٹمنٹ لگائی اور پٹی باندھتے ہوئے اپنے دہکتے ہونٹ اس کے زخم پر رکھے۔ایمی کے وجود میں سرسراہٹ سی دوڑی۔

وہ تیزی سے پیر کھینچنے لگے مگر انیل کی مضبوط گرفت کے سبب وہ کامیاب نہیں ہو پائی تھی۔انیللل۔!ایمی اس کی آنکھوں میں دہکتے جذبات دیکھ کر اندر تک لرزی اور اسے روکنے کی کوشش میں وہ منمنائی۔

جو قریب تر ہوتے جا رہا تھا۔"بہت شدت سے چاہا ہے میں نے تمہیں میری ہر نماز کے بعد اور ہر صبح کی پہلی دعا میں شامل رہی ہو تم زندگی۔تم نہیں جانتی کہ آج میں کتنا خوش ہوں۔مجھے تم مل گئی یہی میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی۔جو کہ آج مکمل ہوئی۔

اس کے ماتھے پر اپنا پر خدت لمس چھوڑتے اس نے ہاتھ اس کی نازک کمر کے گرد حائل کیا۔ایمی کا دل زور سے دھڑک رہا تھا چہرہ ایک دم سے پسینے سے شرابور ہوا۔

جب انیل کا دہکتا لمس اپنے چہرے کے نقش نقش پر حرکت محسوس ہوا وہ بولنا چاہتی تھی اسے روکنا چاہتی تھی مگر زبان سے الفاظ ہی ادا نہیں ہو رہے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور اس کی خاموشی کو انیل اس کی شرم سمجھ رہا تھا تم جانتی ہو میرا دل ہمیشہ سے جانتا تھا کہ تم زندہ ہو۔ جب میں زندہ ہوں تو تم کیسے مجھے چھوڑ کر جا سکتی ہو۔؟ء

اس کی تھوڑی پر اپنے ہونٹ رکھتے وہ آنکھیں موند گیا ایک سکون کی پھوار سی تھی۔ جو اسکے دل پر لگے زخموں پر ٹھنڈی اوس کی مانند برس رہی تھی۔

اس کا نزدیک ہونا امبر کو مشکل میں ڈال رہا تھا اس نے بے بسی سے اس کے گھنے بالوں سے ڈھکے سر کو دیکھا جب ایک ایک کرتے ذہن کے پردے پر اس کا کیا سلوک یاد آیا۔

پھر وہ کیسے مان لیتی کہ اسے اچانک سے اس سے اتنی زیادہ محبت ہو گئی۔ دور ہٹو۔ مجھ سے۔! اپنی ہوس کو محبت کا نام مت دو تم۔؟"!

اس کے زہریلے الفاظ انیل علوی کے کانوں میں گونجے تو وہ لمحوں میں اس سے الگ ہوا بے یقینی سے اسے دیکھا اس کا محبت بھرا اظہار اسے ہوس لگ رہی تھی۔

"اتنی جلدی تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی میں مان ہی نہیں سکتی تمہاری نیت خراب ہوئی مجھ پر اسی لیے تم اتنی دور ائے۔ مجھے میرے بوائے فرینڈ سے بدزن کرا اور اب تم اپنا مقصد نکال کر مجھے چھوڑ جاؤ گے۔ سب جانتی ہوں میں۔ تمہاری نیت۔ تمہارا مقصد۔ خبردار جو آئندہ میرے نزدیک آئے۔!

شہادت کی انگلی اٹھائے اسے وارن کرنے لگی۔ کیا سمجھ رکھا ہے مجھے تم نے۔؟ پوری دو راتیں تم بنا کسی رشتے کے میرے ساتھ گزار چکی ہو۔ اگر میں اتنا ہوس پرست ہوتا تو تبھی نوچ کھاتا تمہیں۔! اتنی دور تمہارے پیچھے خوار نہیں ہونے آتا۔

انیل نے اسے دونوں کندھے سے جکڑتے غرا کر کہا ایمی خاموشی سے اسے دیکھتی رہ گئی جس کے چہرے پر حد درجہ سنجیدگی تھی تھوڑی دیر پہلے والی نرمی ختم ہو چکی تھی تم اس قابل نہیں ہو کہ میں اپنے پاک جذبات تم پر ظاہر کروں گا۔ تپتے چہرے سے ایک نظر اسے دیکھتے نفرت سے اس کے کندھے چھوڑے۔ اور تن فن کرتا ہوا کمرے سے باہر نکلا۔

دروازہ ٹھاہ کے زوردار آواز سے بند ہوا تھا ایمی سر تکیے پر گرائے اس کے لفظوں کو سوچنے لگی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ماضی

تمہارے لیے ایک لو لیٹر آیا ہے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ باہر کھڑا امبر کے نکلتے ہی اس نے ہاتھ آگے بڑھایا جسے وہ مسکرا کر تھام گئی۔

اوہ کس نے بھیجا ہے۔؟ اس کے حسین چہرے پر مسکراہٹ تھی اور امبر کے چہرے پر تناؤ۔ بڑے خوش ہو رہے ہو۔؟ وہ اسے کڑے چتونوں سے گھورتے ہوئے بولی۔

جس پر انیل نے مشکل سے مسکراہٹ ضبط کی۔ نہیں تو میں سوچ رہا تھا کہ کوئی ایسی لڑکی بھی ہے جس کا دل انیل علوی پر آگیا۔

ویسے آ بھی سکتا ہے کیا پتہ ہو کوئی ہو جسے میں اچھا لگتا ہوں انیل نے کاندھے چکاتے کہا زیادہ خوش مت ہو تم۔

اب تم مجھے لینے نہیں آیا کرو۔ ابیر بھائی آئیں گے۔

وہ سیکنڈ ٹائم گھر کے قریب ہی ٹیوشن لے رہی تھی اس کی میتھ کافی ویک تھی اسی لیے الایہ نے اسے ٹیوشن ڈال دیا تھا اور اس سے وہاں چھوڑنے اور وہاں سے گھر واپس لانے کی ذمہ داری انیل کی تھی۔

وہ دونوں 10 سال کی عمر میں بھی ایک دوسرے سے کافی اٹیچ ہو چکے تھے اور وجہ انیل کا جھکاؤ اور لگاؤ تھا۔

کیوں میں کیوں نہیں آسکتا۔؟ انیل نے چہرے پر بیزار گی سمیٹی۔ کیونکہ یہاں پر ٹیوشنز لینے والی آنے والی لڑکیاں کچھ زیادہ ہی شوخی ہیں۔

ابیر بھائی کو دیکھے گی تو وہ آنکھوں سے ہی انہیں زندہ کھا جائیں گے اور تم تو معصوم ہو اسی لیے اس لڑکی نے لوٗ لیٹر دیا تھا۔ امبر اس لڑکی کو یاد کرتے ہوئے جل بھن کر بولی۔

اوہ ویسے کہاں ہے لیٹر دکھاؤ تو کیا لکھا ہے لیٹر میں۔؟ انیل نے تجسس سے پوچھا

وہ میں اسے واپس کر آئی اور اسے اچھے سے وارن بھی کر دیا کہ آئندہ تمہیں دیکھا تو آنکھیں نوچ لوں گی۔

وہ اترا کر بولی جس پر اس کے لب مسکرائے۔ مگر ایک بار دیکھنا تو چاہیے تھا انیل منمنایا۔

بالکل بھی نہیں اگر آئندہ ایسا سوچا بھی تو ٹانگیں توڑ دوں گی چپ چاپ چلو۔ وہ خفگی سے بولی۔

اچھا جب میں بڑا ہو جاؤں گا میری شادی ہو جائے گی تو پھر تم کیا کرو گی۔؟

انیل نے مسکرا کر چمکتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے سوال پوچھا جس کے چہرے پر سنجیدگی سی تھی۔

میں خود شادی کر لوں گی تم سے۔ پھر تمہیں میری ساری باتیں ماننا پڑیں گی اوکے۔ پرامس۔

انیل نے چہک کر اپنا ہاتھ اس کے آگے بڑھایا جسے مسکرا کر تھامتے ہوئے امبر نے اسے دیکھا۔ پرامس وہ مسکرا کر مضبوط لہجے میں بولتی آگے بڑھ گئی جب کہ انیل اپنے ہاتھ کو دیکھتا ہوا مسکرایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

********ماضی**********

اپنے مقصد سے بھٹک تو نہیں گئے تم ڈینی۔؟""""

پشت پر ابھرتی ایچ اے ار کی بات پر وہ چونک کر مڑا۔

"کہنا کیا چاہتے ہو سیدھے سے کہو۔؟""""

ڈینی نے کڑے تیوروں سے کہا۔اب وہ کوئی عام ملازم نہیں تھا جو وہ ایچ اے ار سے ڈر کر یا دب کر رہتا وہ ان کے پلین کا چوتھا اور سب سے بڑا ماسٹر مائنڈ تھا۔

کیونکہ کاظمیز اور ان کی ساری فیملی کو تباہ کرنے میں وہ سب سے اہم کردار نبھا رہا تھا۔

""""یہی کہ اس علیحان شاہ سے دور رہو۔اس بچے کو اتنا قریب مت کرو۔یاد ہے ناں کہ اس کے ماموں (ویام) نے کیسے بے دردی سے تمہارے بھائی کو مارا تھا۔

اسکی گردن دھڑ سے الگ کرتے اسے ذرا بھی رحم نہیں ایا تھا اور تو اور اس کا باپ وہ عالیان شاہ جس کے لیے تم نے لیلی تک سے بغاوت کر دی۔

اس نے بھی ایک بار بھی تمہاری مدد نہیں کی۔الٹا وہ خاموش تماشائی بنا رہا۔

وہ سب تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے بھائی کو مار چکے ہیں ڈینی۔اور تم ان کے خون سے دوستی پال رہے ہو۔؟""""

ایچ اے ار نے مٹھیاں بھینچ کر کہا۔

""""بھولا نہیں ہوں میں کچھ بھی۔ ! سب کچھ یاد ہے مجھے"""" ! -------

وہ دہاڑ کر ہاتھ میں پکڑی پستول نیچے پھینکتے غرایا۔

"کچھ بھی نہیں بھولا میں۔ایک ایک کی شکل یاد ہے مجھے۔ان سب نے میرے بھائی کو بے دردی سے مارا تھا۔ناں تم دیکھنا میں کیسے ان سب کی انے والی نسلوں کو تباہ کرتا ہوں۔؛"""" !

سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتے وہ مٹھیاں بھینچ کر چلایا۔دیکھ لیں گے ڈینی کہ تم کس حد تک تباہ کر پاو گے تم انہیں ۔ !

مسکرا کر زہریلے لہجے میں کہتا وہ وہاں سے باہر نکالا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

*********حال*********

یہاں کوئی بھی نہیں ہے گدھے۔تجھے کس نے کہا تھا کہ ڈینی کا بھائی زندہ ہے؟"""

دانت پیستے وہ دھیمے مگر سرد لہجے میں بولا۔

ماہ ویر نے مندی مندی آنکھیں کھولی تو نظریں اپنے قریب نیم دراز صاحبہ پر گئی۔جو گہری نیند میں تھی۔

اس نے سر اٹھائے اس کے نازک بازو پر رکھا۔

"یار میں نے پوری جاسوسی کی تھی جان---

وہ مسٹنڈے زینی کے لئے ہی کام کرتے ہیں۔اور وہ یہی بات کر رہے تھے کہ ڈینی کا بھائی باہر ہے فرانس میں۔

"""!

صاحبہ کی نیند کا خیال کرتے وہ دھیمی اواز میں بولا۔

اپنے بازو پر وزن محسوس کرتے صاحبہ کی چھوٹی سی پیشانی پر سلوٹیں ابھری۔۔جسے دیکھتا وہ نرم مسکراہٹ سے اٹھا اس کی پیشانی پر پر حدت لمس چھوڑتے وہ بنا آہٹ کیے کھڑکی کے پاس گیا۔

""اگر تیری معلومات غلط نکلی تو اس بار تیری قبر میں اپنے ہاتھوں سے بناؤں گا۔؛"""

بالکل سپاٹ لہجے میں کہتے عالیان نے کال کاٹی، یہاں ائے اسے 2 دن ہو چکے تھے لیکن کوئی بھی خاص معلومات اسے نہیں مل پائی تھی۔

موبائل فون جیب میں رکھتے وہ ایک بار پھر سے پچھلے ہفتے پاکستان سے یہاں ائے پیسنجر ز لسٹ چیک کرنے روم کی سمت بڑھا۔

دل اچانک سے بھاری ہو رہا تھا عجیب سی بے دھیانی تھی۔اس کا دل کام میں لگ نہیں رہا تھا اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ کسی کی وجہ سے اتنی بری طرح سے ڈسٹرب رہا ہو۔""" !

عینی کو کال کر کے وہ عنایت کی بابت پوچھ بھی نہیں سکتا تھا۔کیونکہ دل و دماغ اسی پر اٹک سا گیا تھا۔

کچھ سوچ کر اس نے فون نکالا۔اور ماہ ویر کو صبح ہوتے ہی عنایت کے متعلق ساری معلومات لینے کا کہتے وہ اب قدرے پر سکون ہوا اپنے کام میں مصروف ہوا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سر سر مجھے بھی ساتھ لے چلیں۔"""کیتھ بھاگ کر باہر ائی۔اس کی اواز پر گاڑی کی سمت بڑھتے ڈیول نے مڑ کر اسے دیکھا۔اور پھر کچھ سوچ کر سر ااسبات میں ہلایا۔

""""ڈرنے کی کوئی بات نہیں حور۔کچھ گنز خراب تھیں تو گارڈز وہی چیک کر رہے تھے۔

اور ٹھیک گنز کو الگ کر رہے ہیں

ابھی کام چلے گا۔

اپ ایسا کرو کیتھ کے ساتھ جاؤ۔میں تھوڑی دیر تک اتا ہوں۔""" !

اس نے گاڑی میں بیٹھتے اسے نرمی سے سمجھایا۔جس کا حسین چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔وہ اتنی خوفزدہ پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ !

کیونکہ وہ ڈیول سے نہیں بلکہ ان گنز اور لڑائی جھگڑوں سے خوفزدہ تھی۔

تت تم مت جاؤ۔ ! پلیز۔ ! اس کا مضبوط ہاتھ تھامے وہ منت بھرے انداز میں بولی تو ڈیول کو لگا جیسے وہ اس کا دل ہتھیلی میں دبوچ چکی ہو

وہ کتنا بے بس تھا وہ بھی اس چھوٹی سی لڑکی کے معاملے میں مگر کیوں تھا وہ ایسا۔؟؟

""""میں اجاؤں گا ناں یہ سب میرے لئے کام کرتے ہیں۔تو میری ڈیوٹی ہے میں ان کا خیال رکھوں ان کو سیو رکھوں۔

اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ بچوں کی طرح اسے ڈیل کر رہا تھا۔

اس کی جھیل سی انکھیں ڈیول کے عشق کی غذا تھی۔وہ جتنی بار انہیں دیکھتا تھا اتنی بار اس کا دل دھڑکتا تھا۔

اوکے میں ویٹ کروں گی۔ ! """وہ کیتھ کی بتائی باتیں

بھول چکی تھی۔اس وقت اسے ڈیول کی فکر تھی۔

اف کورس مائی ہارٹ۔میں جلدی اجاؤں گا۔ ! اس کی حسین انکھوں پر اپنے پر حدت لمس کو چھوڑتے وہ پیچھے ہٹا۔

دوپٹہ درست کرتے اسے حجاب سٹائل میں اوڑھاتے اپنا کوٹ اتارتے اسے اچھے سے پہنایا۔

اپنا موبائل فون نکالتے اس پر حورین کے فیورٹ کارٹونز ٹام اینڈ جیری لگائے فون اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

اور ہینڈ فری اس کے کانوں میں لگائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""ڈونٹ وری ایک بھی انسو نہیں بہنا چاہیے۔میں بس یوں گیا یوں ایا۔؛"""

اس کے گالوں پر شدت بھرا لمس چھوڑتے وہ ایک بھرپور نگاہ اس پر ڈالے وہ گاڑی سے نکلا۔

کیتھ لپک کر اگے بڑھی۔

خیال رکھنا اس کا اگر اس کا۔ایک بھی انسو بہا تو

تمہارا کتنا خون بہے گا یہ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔؟"""

اس نے بے تاثر لہجے میں اسے وارن کیا جو فوراً سے سیاہ پڑتے چہرہ سمیت یس سر کہتے گاڑی میں بیٹھی۔

جولی ڈرائیو نگ دی کار""" !

اس نے لیڈی گارڈ کو حکم دیا۔جو ایک ادھیڑ عمر خاتون تھی۔اس کا چوڑا قد اور مضبوط جسامت دیکھ کوئی بھی سہم جاتا۔

وہ جیسے ہی گاڑی میں بیٹھی۔کیتھ نے تھوگ نگل کر اس کی سیاہ انکھیں خود پر محسوس کیں تو حور سے ہٹ کر فاصلے پر ہوئی۔

وہیں ان سب سے دور حور ین ٹام اینڈ جیری دیکھنے میں مصروف تھی۔

انکھوں سے اوجھل ہوتی گاڑی پر ایک تنبیہی نگاہ ڈالے اگلے ہی لمحے اس کی بھوری انکھوں میں دہشت سمٹی۔

بھورے بال بے ترتیبی سے اس کے کشادہ ماتھے پر بکھرے اس کے حسن کو سلامی دے رہے تھے۔

سیاہ شرٹ کے کف فولڈ کرتے وہ اپنے دراز قد اور بھرپور وجاہت سمیت پلٹا۔

""""""لٹس گو بوائز""""" !

اسکے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ تھی۔

جیسے ایک شیر شکار کرنے سے پہلے پر اسراریت سے مسکرایا ہو۔

وہ اگے بڑھا۔تو اس کے گارڈز مسکرائے۔وہ جانتے تھے ان کا بوس اندر موجود سب کے لئے کافی تھا۔

گنز کو سیٹ کرتے وہ اس کے دونوں اطراف ہوتے جس

جلدی سے باہر ائے تھے اب اس سے بھی زیادہ تیزی سے اندر گئے۔

"""اندر موجود غنڈے انہی کو ڈھونڈ رہے تھے۔

""""""آجاؤ یہاں۔ ! """ہاتھ سے اشارہ کرتے اس نے ریلنگ سے نیچے جھانک کر بھوری انکھوں میں پر اسراریت سمیٹتے کہا۔

تو اس کی اواز سنتے وہ سبھی سیڑھیوں کی طرف بھاگے وہ جیسے ہی قریب پہنچے۔ڈیول پیچھے ہٹا اور ریلنگ پر ہاتھ رکھتے وہ نیچے چھلانگ لگا گیا۔وہ سبھی سانس روکے اسے دیکھ رہے تھے مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے درختوں پر چڑھنے اور کودنے والا وہ شخص کس قدر مضبوط اور طاقتور تھا۔

نیچے موجود ان سب کا سربراہ پھیلی انکھوں سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔

اس کے ہاتھ میں موجود گن تھرتھرا کر نیچے گری۔وہ جانتا تھا بلکہ اس نے سن رکھا تھا کہ ڈیول کو دیکھ کر موت بھی کانپ جاتی ہے۔

انسان کے اندر اپنے آپ کا دفاع کرنے کی ہمت نہیں رہتی مگر اج اسے سامنے دیکھ اتنا قریب دیکھ اسے اس میں سے کسی جانور کا ہی گمان نہ ہو رہا تھا

ددددد دیکھ۔ ! """اس کی آواز جو بمشکل سے نکلی تھی۔اس کے متوجہ ہونے پر حلق میں اٹک گئی۔اس سے پہلے کے ڈیول اس تک پہنچتا۔پیچھے سے آتے کسی گن

غنڈے نے اس کی چوڑی پشت

پر راڈ سے وار کیا۔

راڈ ٹیڑھا ہوا تو۔وہ شخص دہشت زدہ سے اس کے چوڑے شانوں کو دیکھنے لگا۔چہرہ پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔

ڈیول نے ناگواری سے مڑتے اس شخص کو گھورا اور گردن کو خم دیتے اپنے کندھے کو جھاڑا۔

اگلے ہی لمحے پلیس دلدوز چیخوں سے گونج اٹھا۔

اس شخص کا پورا وجود ڈیول کے گھٹنے پر تھا ٹانگیں اکڑ کر نیچے ہو چکی تھی۔اور دھڑ دوسری سمت لڑکھڑا رہا تھا ۔انکھوں کی پتلیاں کسی بھوت کی طرح باہر کو نکل ائی تھی۔

وہ گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا۔

اس منظر کو دیکھ جہاں اوپر جاتے غنڈے سانس روک گئے تھے۔

وہیں نیچے موجود ان کا سربراہ تھرا کر نیچے گرا۔

اہہہ اہہہ۔اہہہ۔ہیں۔اہیں۔ ! """پپ پلیز مم مجھے۔ """"""" !

وہ ابھی بات مکمل نہیں کر پایا تھا۔جب ہاتھ فرش پر

رکھتے وہ الٹی بازی مارتے ایک ہی لمحے میں ٹانگ پر لگی چاقو سے اس کی نس کاٹ گیا۔

خون فوارے کی صورت اس کی گردن سے بہتا سفید فرش کو داغدار کر گیا۔

کہیں چھینٹیں ڈیول کے چہرے اور اس کے سفید بازوؤں پر پڑی۔

اس نے ناگواری سے انکھیں بند کرتے پسینے کی مانند ماتھے پر بہتے خون کو صاف کیا۔

اور چاقو وہی پھینکتے وہ واپس مڑا جہاں اس کے گارڈ ان سب کو ختم کیے اس کے انتظار میں کھڑے تھے۔

اس کا موڈ اچھا تھا۔کیونکہ حورین شاہ اس کے پاس واپس اچکی تھی۔

اور اب وہ اس کے پاس جانا چاہتا تھا۔جلد از جلد۔

جبھی ان کی موت بہت اسان چنی تھی۔جس سے اس کا ٹائم بچ پاتا۔""""""!

یہ سارا کوڑا سمیٹ دو بوائز۔اور کل تک انہیں بھیجنے والا کتا مجھے ریڈ روم میں چاہیے۔""""""

گارڈز کے قریب رکتے وہ بالکل سرد لہجے میں بولا۔اس کے ماتھے پر شکنیں تھیں اور چہرہ ہر تاثر سے عاری۔

وہ بھاری قدموں میں سمیت اپنے روم کی سمت بڑھا۔وہ فریش ہو کر جانا چاہتا تھا کہ حور اس سے خوفزدہ تو ہر گز نہ ہو۔

روم سے اندر داخل ہوتے اس نے کھینچ کر سیاہ شرٹ اپنے سفید کسرتی وجود سے الگ کی۔

اس کا بھرا بھرا چوڑا وجود دیکھ کوئی بھی اس سے خوفزدہ ہو سکتا تھا۔

یہ خیال باہر کھڑے اس کے گارڈز کا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اب یہ کیا میلوڈرامہ چل پڑا ان لوگوں کا۔سیدھے سے او آکر بیٹھو۔اس ابیر کو کو سو گالیاں دو اور رشتہ ختم کرو۔ سمپل۔۔""""مگر نہیں۔ان سب کا تو دھیان ہی نہیں اس پر۔

صوفے پر بیٹھا وہ ساری کارروائی کو دیکھتا ضبط کے گھونٹ بھرتے بولا تھا۔

اس کا بس نہیں تھا کہ وہ ابھی کے ابھی عنایہ کو لے کر نکل جاتا۔

جو صبح سے اسے ایک بار بھی نہیں دکھی تھی۔

""""مجھے یقین ہے میری بیٹی ایسا کوئی کام نہیں کر سکتی""""""--

عیناں تم بات کرو اس سے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ سب بتادے گی۔وہ بہت سہمی ہوئی سی تھی۔بات بھی کرنا چاہتی تھی مگر پھر خاموش ہوگئی۔"""""

پورے گھر میں ماتم ساماحول چھایاچکا تھا۔حیاعنایہ کے روم میں تھی۔اسے فی الحال صحت خرابی کی وجہ سے کچھ نہیں بتایا گیا تھا

مگر حرمین شاہ،عیناں،ویام،امن اور عالیان شاہ سبھی ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

عیناں جانتی تھی کہ سب عنایت پر یقین کریں گے۔جو کچھ بھی ہوتا ارہا تھا۔

ممکن تھا کہ عنایت کو بھی اس کا شکار بنایا گیا ہو۔""" !

"""اگر کوئی ایسی بات ہوتی۔تو عنایت سب سے پہلے

مجھ سے شیئر کرتی۔بات کچھ اور ہے۔""" !

ویام نے پر سوچ انداز میں کہا تھا۔

ڈیڈ۔"""عنایہ دروازہ ناک کر اندر ائی۔

اسے نیچے بیٹھا بہرام دیکھ کر بے حال سی کیفیت میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"""""""جی بچے"""بھوری انکھوں میں تھکن کے اثرات تھے وہ فوراسے عنایہ کو دیکھ کر بولا۔

جس کا چہرہ حد درجہ سنجیدہ تھا۔"آپی بات کرنا چاہتی ہیں اپ سب سے۔"""

عنایہ نے لڑکھڑا کر تھوک نگلتے کہا۔کتنی مشکل سے سنبھالا تھا اس نے عنایت کو یہ وہی جانتی تھی۔

اور یہ سچ سب کو بتانے کی ہمت بھی عنایہ نے ہی اسے دی تھی۔

"""آریو شیور وہ ٹھیک ہے۔""""" !

ویام نے ایک نظر سب پر ڈالی کہیں نہ کہیں سبھی متجسس اور فکر مند تھے۔

"جی۔ ! اپ چلیں۔میں مما کو دیکھ لوں۔""" !

اس نے سبھی کو جانے کا کہا۔اور خود حیا کو دیکھنے کے لئے اپنے روم کی سمت چلی گئی۔

""""""میرے خیال سے ویام اور عیناں کو جانا چاہیے۔""" !

امن نے کچھ سوچ کر کہا۔

نہیں بھائی عنایہ نے سب کا کہا ہے

ویسے بھی عنایت کو ہمت کرنا ہوگی۔اج ہمارے سامنے بولے گی تو ہی کل دنیا کے سامنے اواز اٹھا سکے گی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سب چلیں گے۔""

عیناں نے رسان سے کہا۔وہ عمر میں سب سے چھوٹی ضرور تھی مگر اس کا تجزیہ اس چیزوں اور حالات کو نوٹ کرنے کا احساس باقی سب سے الگ تھا۔

وہ جوش سے نہیں وہ ہوش سے سوچتی تھی اور بنا کسی تحقیق کے کوئی بھی بات نہیں کرتی تھی۔

""وہ سبھی ایک ساتھ عنایت کے روم میں داخل ہوئے۔گلابی سوٹ سلوٹ زدہ سا تھا۔وہ بیڈ کی پائنتی کی سائیڈ پر ٹانگیں نیچے کیے بیٹھی تھی۔

دھلا دھلا چہرہ رونے کی وجہ سے سرخ ہوا پڑا تھا۔

حرمین نے بے ساختہ ہی سختی سے لب میچے۔

اسے دیکھ کر اسے خود پر بیتی قیامت یاد ائی تھی۔

عورت چاہے جتنی مرضی بہادر ہو جائے مگر وہ خود پر بیتی چیزیں کبھی ذہن سے نکال نہیں سکتی۔

عالیان شاہ نے نرمی سے اس کے پیچھے سے تھامے اس کے کان کے قریب جھکتے مدھم سی اواز میں سوری کہا۔

وہ جانتا تھا کہ حرمین اس وقت عنایت کو اپنی جگہ دیکھ رہی تھی۔وہ اس کا جنون تھی اس کی محبت بھلا وہ ناواقف ہوتا اس کی سوچ سے۔"" !

وہ بھیگی انکھوں سمیت مسکرائی اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے دبایا

""مم مجھے اپ سس سب کو کک کچھ بتانا ہے۔""

تھوک نگل کر اس نے بمشکل سے کہا نظریں اپنے پاؤں پر تھی۔

""عیناں اگے بڑھنے لگی تو ایام نے اسے روک دیا۔

جج جب کچھ سال پہلے ع عالیحان کو جیل ہوتی تھی۔وہ وہ جیل سے بھاگ کر ایا تھا۔

اس نے بات کا اغاز کیا وہ کچھ بھی چھپانا نہیں چاہتی تھی۔اب تو بالکل بھی نہیں۔

حرمین کا دل دھک سے رہ گیا کلیجہ منہ کو انے کو تھا۔

اس کے بیٹے کا ذکر۔دل انجانی کی کیفیت میں دھڑکا۔

""وہ وہ میں کالج تھی وہ مجھے کڈنیپ کر کے لے گیا

مم میں 2:00 بجے تک اس کے پاس رہی۔مگر بعد میں جانے کیا ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ مجھے واپس چھوڑ گیا اور ڈرایا کہ میں یہ بات کسی کو نہ بتاؤ۔"""" !

عیناں نے نفرت سے مٹھیاں بھینچ لی۔

جانے کیوں عالی کو اتنی نفرت تھی اس کی معصوم بچی سے۔"""" !

گرے انکھوں میں غضب ناک چنگاریاں اڈی تھی

مگر وہ ضبط سے کھڑی تھی کیونکہ وہ سب سننا چاہتی تھی

اور اسے اب اسے یقین ہو چکا تھا ان سب کے پیچھے عالیحان کا ہی ہاتھ تھا

Episode 72

"""وہ ببب باہر بھی کئی بار ایا تھا۔اس نے مجھے بہت ہراس کیا۔اور ڈڈ ڈرایا بھی میں نے اگر کسی کو بتایا تو وہ مجھے مار دے گا۔""" !

"""امن نے زوردار مکہ اپنے ماتھے پر مارا۔

وہ پپ پاکستان اتے ہی اس نے مجھ سے نکاح کر لیا۔اور بولا کہ میں نے اگر سب کو بتایا تو کوئی میری بات نہیں مانے گا۔""" !

اور پھر میں ڈر گئی تھی۔اگر آپ سب کو پہ چلتا تو آپ

سب کیا کرتے۔اس لیے میں خاموش رہی۔"!

وہ اس کی آدھی باتیں اور ناجائز بچے والی بات کھا

گئی۔کیونکہ یہ اس کی اور عالیحان کے بیچ کی

بات تھی وہ اس کا حساب خود کرنا چاہتی تھی۔

"""ایم سوری پلیز مجھے معاف کر دیں۔مم میں نے

کوئی گگ گناہ نہیں کیا۔"!

وہ ہاتھ معافی کے انداز میں جوڑتے ان کے پاؤں میں گر

پڑی۔

حرمین شاہ لڑکھڑا کر نیچے گری تھیں۔

جس بیٹے کی ممتا میں وہ راتوں کو روتی تڑپتی بلکتی رہی تھی وہ ان کی معصوم بھتیجی کی زندگی برباد کر رہا تھا۔

وہ ایک اور حرمین شاہ کو جنم دے چکا تھا۔وہ اپنے باپ کی پرچھائی نہیں اس سے بھی بدترین بن چکا تھا۔

اس کی انکھوں کے سامنے دھند چھانے لگی۔عالیان شاہ کا سر شرمندگی سے جھک چکا تھا۔

وہ جھک کر بیوی کو احصار میں لیتے کمرے سے نکلنے لگے۔جب ویام نے ان کو روکا۔

"میری بچی آپ معافی مانگ کر ہم سب کو شرمندہ نہیں

کرو۔شاید یہ ہماری لاپرواہی تھی۔

جو وہ اتنا بڑھ گیا۔اور ہم آپ کو اتنا اعتماد نہیں دے

سکے کہ آپ ہمارے ساتھ کھل کر بات کرو

"آپ نے اسے بتایا۔؟کہ آپ پریگننٹ ہو۔؟""عیناں نے

جھک کر اسے اٹھایا اور سینے سے لگائے بیڈ پر

بٹھایا۔

""وہ آنسوں رگڑتے سر اثبات میں ہلا گئی۔

"کیا کہا اس نے ؟؟"""

عیناں چوکس سی بیٹھی سن رہی تھی۔وہ پریکٹیکل

ماؤں کی طرح نہیں تھی۔

جو رونے دھونے لگتی وہ اپنی بیٹی کے گناہ گار کو سزا

دینا چاہتی تھی اور عالیحان کو قابو کرنا اس سے بہتر

کوئی نہیں جانتا تھا۔

"اس نے کہا میں کچھ دن تک کسی سے کچھ ناں

کہوں۔ووووہ خود آئے گا بات کرنے۔

عنایت نے سر جھکائے مجرموں کی طرح کہا۔

تو حرمین نے منہ پر ہاتھ رکھے سسکیوں کو

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

دبایا۔ وہاں کھڑا ہر شخص اس معصوم پر ترس کھا رہا تھا۔

"ہر ایک کی آنکھیں نم تھیں۔

"آپ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں میرے بچے۔ ہمارے ہوتے ہوئے کوئی آپ کو ہارم نہیں کر سکتا۔!

امن نے شفقت بھرا ہاتھ اسکے سر پر رکھا اور کمرے سے سپاٹ چہرے سے نکالا۔

"مجھے معاف کر دینا میری بچی۔ شاید میری پرورش میں کوئی کمی رہ گئی تھی۔ جو میری اولاد میرے اپنوں کو ہی اذیتیں دینے لگی۔

حرمین نے نم لہجے میں کہا اور بے سدھ وجود گھسیٹتے باہر نکلی۔

"ڈونٹ وری گڑیا۔ عالیجان کو اس کے کیے کی سزا ضرور ملے گی اور آپ کے سامنے ملے گی۔!

عالیان نے سرد لہجے میں کہا اور روم سے نکل گیا۔

"میری گڑیا اتنی بریو ہو گئی۔ اتنا سب کچھ کر لیا فیس مگر ڈیڈ کو نہیں بتایا۔ اینجل میں وہی ڈیڈا ہوں۔ پرنسز جس سے آپ اپنی ہر بات شئیر کرتی تھیں۔ اگر آپ پہلے ہمیں بتا دیتے کہ عالیجان آپ کو ہراس کر رہا ہے تو آج بات اتنی بڑھتی ناں۔"

ٹینشن لینے کی کوئی ضرورت نہیں اس بار عالیجان کا سامنا آپ سے نہیں ویام کاظمی سے ہو گا۔

اس کا بھرتا ناں بنایا تو میرا نام بھی دیام نہیں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسنے پرجوش انداز میں کہا۔

توعنایت روتے سے مسکرائی باپ کے سینے میں سر

چھپایا۔

کاش وہ پہلے ہی سب کو سچ بتادیتی۔

اب اسے عالیجان کاڈر نہیں تھا مگر اپنے بچے کی فکر

تھی۔

کیااس کے گھر والے اس بچے کو اپنائے گے۔اگرانہوں نے

ناں اپنایا تووہ کیا کرے گی۔

سوچوں کے بھنور میں ڈوبی وہ خاموشی سے انکھیں بند کر گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ گہری نیند میں تھاجب اپنے اوپر کچھ وزن سا محسوس ہوا۔کوئی عجیب سی شے اسکے چہرے پر رینگ رہی تھی۔

وہ بے چین ہوا۔حسین چہرہ تن گیا۔تیکھے نقوش میں گھلتی سرخی جان لیوا تھی۔

معااسکے چہرے کواپنے ہاتھ سے چھوتے وہ جھک کر اپنے ہونٹوں کالمس چھوڑنے لگی۔

جب اگلے ہی لمحے اسکے بالوں کی جڑوں کو مٹھی میں جکڑتے،شہدرنگ آنکھوں میں خون سمیٹے ابیر نے ایک ہی

لمحے میں اسے بستر سے نیچے پھینکا۔

اہہہہ۔واٹ دی ہیل آریوڈوئنگ۔!وہ لڑکی چیخی۔ضبط سے سرخ ہورہے چہرے سمیت غراکر کہتے وہ فوار سے

اٹھی۔

اسکی گہری سبز آنکھوں میں تناؤ سمٹا تھا۔

شٹ اپ۔گیڈآؤٹ فرام ہیئر۔سی غراکرانتہائی بدتمیزی سے بولا۔

تم جانتے بھی ہوتم کسے ریجیکٹ کررہے ہو۔؟ڈویونو۔؟ہُوآئی ایم۔؟اپنے سینے پرانگلی جمائے وہ وہ حسین لڑکی غرا

کربولی۔

توابیر نے سپاٹ چہرے سمیت اسے گھورا۔

ہاں جانتاہوں۔میں کہ تم انتہائی ہی گھٹیااور واہیات قسم کی لڑکی ہو۔جو یوں کسی غیر محرم کے کمرے میں بلکہ

یوں کہاجائے کہ اسکے بستر تک آن پہنچی۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ غصے سے کہتے مڑا۔اور بیڈ پر پڑی اپنی سفید شرٹ اٹھائے جلدی سے شرٹ پہنتے بٹن لگائے۔

اسکی باتیں چاہے ہی کڑوی تھی، اسکے اندر چاہے ہی ضرورت سے زیادہ اکڑ تھی مگر وہ کچھ الگ تھا۔ہاں کچھ زیادہ ہی ریوڈ۔!

لیزا بہکی نگاہوں اسکے چوڑے شانوں کو دیکھ اپنی شارٹ سکرٹ جو بمشکل سے اسکے پیٹ کو ڈھانپ رہی تھی۔۔ اسے درست کرتے آگے بڑھی۔

"دیکھو ہینڈسم مین۔یہ میرا گھر ہے اور میرا روم۔اور تم میرے ہی روم میں مجھے میرے ہی بیڈ پر ایز آ گفٹ ملے ۔اوپر سے تمہاری ہاٹ ٹینس دیکھ کسی بھی لڑکی کا دل پگھل سکتا ہے۔بس میرا بھی پگھل گیا۔

کندھے اچکا کر وہ سینے پر اپنے دونوں ہاتھ باندھے لبوں پر گہری مسکان سجائے بولی۔

اسکی بات پر ابیر کی ابرو سوالیہ انداز میں اوپر ہوئی۔شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ اگلے ہی لمحے مڑا۔

"یہ تمہارا روم ہے۔انگلی سے پورے روم کی طرف اشارہ کرتے وہ سپاٹ چہرے سے استفسار کرنے لگا۔

انڈیا سے واپس آنے کے بعد وہ پورے ایک ہفتے اس روم میں رہا تھا۔اور ڈینی نے اسے یہی بتایا تھا کہ اب سے یہ گھر اسی کا ہے۔

مگر تمہارا کوئی سامان نہیں یہاں پر۔؟"وہ دو قدم۔اٹھاتے اسکے نزدیک ہوا اور تفتیشی انداز میں پوچھا۔

"افففف ایک تو سوال بہت پوچھتے ہو تم۔ایکچولی میرا گھر تھا۔مگر اب میں اپنے ڈیڈ کے ساتھ رہتی ہوں۔مسٹر مارک۔وہ میرے ڈیڈ ہے۔تم جانتے ہی ہو گے انہیں۔!

وہ جانتی تھی اگر وہ لڑکا اسکے گھر میں تھا تو یقیناوہ اسکے باپ کو جانتا ہو گا۔

ابیر کی آنکھوں کے سامنے وہ گورا سا شخص گھوما۔

اوکے۔!یک لفظی جواب دے کر وہ روم سے جانے لگا۔

"اہہہہہ۔!

لیزا کی چیخ پر وہ رکا فورآ سے مڑا۔

میرا پاؤں ٹرن ہو چکا ہے پلیز ہینڈسم مین ہیلپ می۔! "

آنکھوں میں آنسوں سمیٹے وہ ہائی ہیلز میں مقید اپنے سرخ وسفید پاؤں کو جکڑتے بولی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ابیر ابیر نام ہے میرا۔ آئندہ ایسے طرز تخاطب سے مخاطب مت کرنا مجھے۔ گاٹ اٹ۔! اسے غصے سے بازو سے جکڑتے ابیر نے کھینچ کر بیڈ پر بٹھائے سخت لہجے میں کہا۔

وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی اس کے ہلتے لب، بھوری شیو، شہد رنگ انکھوں میں گھلی ہلکی سی سرخی، تیکھی ناک، مغرورانہ نقوش، وہ ہر طرح سے حسین تھا۔! ء

یا یوں کہا جائے کہ وہ پہلا مرد جس نے لیزا کا دل بری طرح سے دھڑکا دیا تھا۔ افففففف کولڈ مین۔"

وہ ٹھنڈی آہ بھرتے روم سے نکلنے تک اسکی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔

آخر کار مجھے وہ مل ہی گیا جس کا مجھے بے صبری سے انتظار تھا۔ بس تھوڑا سا روڈ ہے۔ بٹ نو پرابلم۔ لیزا اسے چٹکیوں میں ٹھیک کر لے گی۔ دو دنوں میں تمہیں اپنا دیوانہ ناں بنایا تو میرا نام بھی لیزا نہیں۔!

بیڈ پر گرتے وہ اسکے تکیے کو سینے میں بھینچتے مدہوشی بھرے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آجاؤ کھانا کھانے چلیں۔! وہ فریش ہو کر آیا۔ نکھرے نکھرے سے حلیے میں وہ بالوں میں کنگھی کرتے مصروف سے انداز میں بولا۔

عمایہ نے غائب دماغی سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا۔؟ عائش نے حیرت سے اسے دیکھا۔ جو کافی پریشان دکھ رہی تھی۔ اسنے کندھے اچکاتے گلا کھنکھارا۔

"محترمہ ذرا ہوش میں آنے کا کشٹ کریں گی آپ۔؟"

وہ اسکے قریب جھک کر سرگوشی نما آواز میں بولا۔

چھی کیسی کیسی لنگویج یوز کرتے ہو تم۔؟ عمایہ نے ناک چڑھا کر بے زارگی سے کہا۔

کیا ہوا اچھی نہیں لگی۔؟ اپنی کزن کی سننا کبھی۔ کانوں سے کیڑے ناں نکلے تو کہنا۔! اس نے ہر بار کی طرح سارا الزام عنایہ پر ڈالا۔

"یہ تم ہر بات پر اسے کیوں بلیم کرتے ہو۔؟ قصور تمہارا ہوتا ہے اور الزام اس پر لگا دیتے ہو۔"!

عمایہ نے آنکھیں چھوٹی کیے حیرت سے اسے گھورا۔

میں الزام نہیں دے رہا محترمہ وہ بونی صرف قد سے ہی نہیں اپنی حرکتوں اور شرارتوں سے بھی میری شریک ہے۔ مطلب ھر پنگے میں اس کا ہونا لازم ہے۔ اور یہ چھی چھی بھی جا کر اسی کو کرنا جس نے مجھے یہ سب کچھ سیکھنے پر مجبور کیا ہے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گردن اکڑا کر کہتا وہ پچھلی بار کی عنایہ کی دی گالیوں کو یاد کرتے بولا۔

رہنے دیں سیدھا کہیں دل اداس ہے۔ بات کرنے کا دل چاہ رہا ہے تو کال کر لیں۔ اتنا کیوں گھما رہے ہیں اپنی ایگو میں خود کو۔؟ء

عمایہ اچھے سے جانتی تھی پوری فیملی میں صرف عنایہ ہی تھی جو عائش کی کرائم پارٹنر ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی اچھی دوست بھی تھی۔

یار جل کیوں رہی ہو۔؟ ایسے کال کر کے میں اسے اس کے سیاں جی سے دور نہیں کرنا چاہتا ویسے ہی وہ بندہ پورا سڑا پڑا ہے۔ میڈم لفٹ جو نہیں کرواتی۔ اگر اوپر سے میری کال گئی تو وہ مجھے فون سے ہی نکال نکال کر پٹخے گا۔

اور تمہارا معصوم پلس حسین شوہر اس چیز کا رِزک ہر گز نہیں لے سکتا۔

وہ صاف ہاتھ کھڑے کرتے بولا۔ کل کی نسبت آج وہ کافی خوش لگ رہا تھا۔

"تو کیا ہم پاکستان چلیں۔؟ "

عمایہ کی۔ آنکھیں چمکی۔ ہمم سوچا جا سکتا ہے۔! عائش نے آنکھیں چھوٹی کیے سوچنے کی اداکاری کی۔

مگر ہماری گولڈن نائٹ کے بعد۔ وہ کیا ہے ناں نیں زرک نہیں لے سکتا۔ کیا پتہ وہاں جا کر میری اکلوتی زوجہ مجھ سے دور بھاگ جائے میں تو بھری جوانی میں رنڈوا ہو جاؤں گا۔!

اسکے بے باک انداز پر عمایہ کے کانوں اور چہرے سے دھواں سا نکلنے لگا۔

وہ پیر پٹخ کر اٹھی۔

"جان کہاں جا رہی ہو۔؟ مسکراہٹ چھپائے اس نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

"نہانے جا رہی ہوں۔ کیونکہ اگر مزید دو منٹ تمہاری بکواس سنی تو میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں گی۔ "

الماری کا دروازہ زور سے پٹختے وہ چلائی تھی۔ عائش نے آنکھ بند کرتے کان میں انگلی ڈالی۔ زوجہ کھانا تو کھا لیتی۔"

وہ جان بوجھ کر اسے چڑھانے والے انداز میں بولا۔

کوئی ناں بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ آج تمہاری قربانی پکی ہے۔ ڈارلنگ۔ دیکھو تو آج تمہیں کیسے تیر کی طرح سیدھا کرتا ہے یہ عائش انزک علی۔۔!

پراسراریت بھرے انداز میں اس نے واشروم کے بند دروازے کو دیکھ کر کہا اور پھر موبائل فون پر اپنی پھپھو الایہ کی کال دیکھ کر وہ فوراً سے اٹھا بالکونی کی سمت بڑھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

Episode 73

"گہری نیند میں اچانک ٹھنڈا پانی پڑنے پر وہ چیخ کر اٹھی۔سانس بری طرح سے رکا تھا۔

خوف زدہ سی شہد رنگ آنکھیں پھیلائے اس نے لیمپ آن کیا۔کمرہ ہلکی ہلکی روشنی سے نہا گیا۔گلاب کے پھولوں کی بھینی بھینی مہک سب سے پہلے اس کے نتھنوں سے

ٹکرائی۔

ماتھے سے چہرے پر ٹپکتے پانی کے قطروں کو اسکے بازو سے رگڑا اور کاٹ دار نفرت بھری نگاہ انیل علوی پر ڈالے میز پر رکھی کلاک کو دیکھا۔

جو صبح کے چار بجا رہی تھی۔"واٹ دی ہیل آر یو ڈوئنگ۔ہاؤ ڈیئر یو۔"ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری مجھے۔ایمی کو نیند سے اٹھانے کی وہ بھی ایسے۔!"

وہ سینے پر انگلی رکھتے غرائی تھی۔

جبکہ اسکے سامنے سفید سوٹ میں کھڑا وہ سینے پر ہاتھ باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔

مگر ہونٹ بلکل خاموشی سے ایک دوسرے میں پیوست تھے۔""ایمی نے بے بسی سے مٹھیاں بھینچتے کمفرٹر اٹھایا اور بھاگ کر صوفے کی طرف جانے لگی جب رستے میں ہی اسکے بازو کو دبوچے انیل نے اسے اپنے روبرو کیا۔

گول گول آنکھیں پھیلائے وہ ضبط سے اسے دیکھ رہی تھی۔

کمفرٹر رکھو اور نماز کے لیے وضو کر کے آؤ۔

وقت جا رہا ہے۔!"

انیل کی آواز بے حد کم مگر لہجہ انتہا کا سرد تھا۔

واٹ۔ ! وہ ہنس کر سر جھنجھلاہٹ سے جھٹک کر اسے سر تا پیر بغور دیکھنے لگی۔

انیل بلکل تیار تھا۔

اسے مسجد جانا تھا اور ایمی کی وجہ سے وہ لیٹ ہو رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"سنائی کم دیتا ہے کیا اپنے طریقے سے سناوں۔؟"

سیاہ چپل میں مقید پاؤں آگے بڑھایا تو نا چاہتے ہوئے بھی وہ پیچھے ہوئی۔

"مگر اعتماد ویسے ہی قائم تھا۔

دیکھو میرا سر درد کر رہا ہے۔ تم نے پڑھنی ہے تو جاؤ پڑھ آؤ۔ مجھے ڈسٹرب مت کرو۔ فار گارڈ سیک۔""" !

انتہائی ناگواری سے کہتے وہ اس کے قریب سے جانے لگی۔

جب پیچھے سے اسے کمر سے تھامے انیل نے ایک لمحے میں اپنے قریب کیا۔

یی یہ کیا۔""" !

"ڈارلنگ نماز تو تم پڑھو گی نہیں۔ تو کیوں ناں رات کو جہاں سے چھوڑا تھا وہ ادھورا کام پورا کر لیں۔

لٹس گو میرے روم میں چلتے ہیں۔""" !

اسنے کمر میں انگلیاں گاڑھتے انتہائی لچک دار لہجے میں کہا۔

ایمی کا رنگ اڑا۔ بے ساختہ ہی اس کا ہاتھ کمر سے نکالتے اس سے دور ہوئی۔

"دددد یکھو۔""""" !

دکھاؤ۔ ! """انیل نے سنجیدگی سے کہا اور قدم آگے بڑھاتے اپنی قمیض کے بٹن پر ہاتھ رکھا۔

""""مم میں جاتی ہوں۔""""مرتی کیا نہ کرتی کی مصداق کے تحت وہ تھوک حلق سے نگلتے گھٹی گھٹی آواز میں بولی۔ اور بھاگ کر واشروم میں گھسی۔

"انیل واپس بیڈ پر گیا اور پیر فرش پر لٹکائے اس کا انتظار کرنے لگا۔

امبر۔ نکل آؤ ٹائم کم ہے۔ ! وہ چلا کر کہتا جگہ سے اٹھا۔ چار بج کر دس منٹ ہو چکے تھے۔

اور دس منٹ تک وہ مسجد میں جماعت کے لئے جانا چاہتا تھا۔ اسنے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"آتی ہو باہر کے توڑ دوں دروازہ۔؟" اسکی وارننگ کا اثر ہوا تھا۔

دروازہ کھلا تو وہ یونہی کھڑی تھی۔

"پاگل لڑکی۔ ! وضو نہیں کیا۔؟

وہ جھنجھلا کر کہتا آگے بڑھا۔ چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

"ووووہ مم مجھے وضو کرنا نہیں آتا۔ !

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ناچاہتے ہوئے بھی لہجے میں شرمندگی آئی تھی۔ گہری سانس بھرتے انیل روم سے نکلا۔

اور بھاگ کر اپنے روم سے اپنی شال لائی۔

اوڑھو اسے۔! شال اس کی سمت بڑھائی۔

تو ایمی عجیب نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

اوکے۔!" پیچھے ہٹو۔ جیسے جیسے میں کروں ویسے ویسے کرنا اوکے۔"""!

اسنے جھک کر واش بیسن کا نل کھولتے کہا۔ جس پر وہ سر ہلا گئی۔ اور اب اسکے قریب ہوئی۔

بمشکل سے شال کو سنبھالتے وہ اسی کی طرح وضو کرنے میں کامیاب ہوئی تھی۔

" باہر آتے ہی کف لنکس لگاتے انیل نے جائے نماز ایک ساتھ بچھائے۔

وہ مڑا تو وہ ابھی تک شال سے الجھی ہوئی تھی۔

یہاں آؤ۔!" اسے نرمی سے قریب بلایا۔!

ایمی چھوٹے چھوٹے قدم سمیٹے اس کے قریب گئی۔

" جب انیل نے احتیاط سے اس کی شال پکڑی اور بہت اچھے سے اسے حجاب کی صورت میں لپیٹا۔

کلون کی مدہم سی خوشبو ایمی کے نتھنوں سے ٹکراتی کافی بھینی بھینی سی محسوس ہو رہی تھی۔

یہ سب اس کے لیے نیا تھا۔ عجیب مگر الگ۔

وہ لاشعوری طور پر اسے دیکھ رہی تھی۔

یہاں آؤ۔!

اسکی کلائی جکڑتے اسے اپنے ساتھ جائے نماز پر کھڑا کیا۔ یہاں میرے ساتھ نماز ادا کرو۔ اگلی نماز اور وضو تم خود کرو گی بنا میرے بتائے۔ گاٹ اٹ۔!"

انیل نے سنجیدگی سے کہا تو فل حال جان چھڑانے کو وہ منہ بسور کر سرہاں میں ہلا گئی۔

" یا اللہ میری محبت کو تو نے میری محرم بنا کر میری زندگی میں شامل کیا ہے۔ یا خدا مجھے توفیق دینا میں اسکے حقوق اور فرائض میں کوئی کوتاہی ناں

کروں۔

ایک اچھا شوہر بن سکوں۔ تیرا یہ برگزیدہ بندہ تیری رحمت کا شکر گزار ہے۔ الحمد اللہ میرے مولا۔!"

چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہ سر سجدے میں گرا گیا۔

"تھوڑی دیر ریسٹ کر و پانچ بجے میں آؤں تو یہ روم صاف ہونا چاہیے۔!"

شہادت کی انگلی اٹھائے وہ بھیگی نگاہیں چراتے بولا۔

تو جائے نماز تہہ کرتے وہ چونکی۔بس پلیز مجھے سونا ہے۔کتنے اریٹیٹنگ ہو تم؟

سخت جھنجلاہٹ سے کہتی وہ شال اتار گئی۔شفاف چہرہ حجاب کے ہالے میں الگ ہی پر نور لگ رہا تھا۔

میں نے پرامس کیا ہے امبر کہ میں تمہیں انسان بنا کر واپس لے جاؤں گا۔اب یہ تم پر ہے کہ تم کتنے عرصے میں سدھرتی ہو،""!

اس کا گال تھپکتے وہ بنا ایک نگاہ اس پر ڈالے تیز قدموں سمیت اس کے روم سے نکلا۔

"اوہ گاڈ کیا ہے یہ آدمی۔؟"

نیند سے بوجھل آنکھوں سمیت کہتی وہ بھاگ کر صوفے پر گئی اور کشن اکٹھے کرتے سر کے نیچے رکھے وہ جلد ہی نیند کی وادیوں میں گم ہو گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧

گاڑی دھول اڑاتی اپنی منزل کی طرف گامزن تھی۔اسکی میٹنگ تھی آج مگر وہ کل پر پوسٹ پونڈ کر چکا تھا۔

اس کی بھوری آنکھوں میں سکون تھا۔ایک حرارت سی تھی۔حورین شاہ کا دور جانا اسے اتنا ہی ناگوار تھا۔جتنا کہ جسم سے جان کا نکل جانا۔!

"گاڑی تیز چلاؤ۔!"وہ ٹانگیں پھیلا کر پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

اس کے گارڈ نے فوراً سے سر اثبات میں ہلایا۔آگے ہی اتنی سپیڈ ہے اب کیا اڑا لوں ہوا میں۔!

اس نے دل ہی دل میں خود سے کہا اور سر جھٹکا۔سامنے والے سے کہنا مطلب اپنی موت کو خود دعوت دینا تھا۔

"آدھے گھنٹے کی مسافت دس منٹ میں طے کرتے وہ جرمن کے سب سے بڑے اور خاموش جزیرے پر پہنچے تھے۔

"گہری بولتی رات میں آسمان کو رونق بخشتے چاند کی خوبصورت روشنی نے ان اندھیروں میں بھی خوب دلکشی بکھیر دی تھی۔

نیلا ٹھنڈا پانی لہروں کے سنگ جھول کر کنارے کو چھو کر پھر سے جزیرے میں جا رہا تھا۔

یخ بستہ ٹھنڈ میں وہ اپنی بھرپور وجاہت سمیت باہر نکلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سیاہ شرٹ کے اوپری دو بٹن کھلے ہوئے تھے جن سے عیاں ہوتا اس کا شفاف سینہ کسی کا بھی دل دھڑکا سکتا تھا۔
بھورے بال ایک سائیڈ اسٹائل کی صورت میں سیٹ تھے، مگر بھیگے ہوئے۔کف لنکس کہنیوں تک مڑے ہوئے تھے۔اور بائیں مضبوط بازو پر ایک قیمتی ریسٹ واچ
موجود تھی۔
بھوری شیو ہلکی سی بڑھی ہونے کے سبب اس کے حسن کو مذید نکھار رہی تھی۔
سیاہ بوٹوں میں مقید قدم آگے رکھتے اسنے انگلی کے اشارے سے گارڈز کو دور رہنے کا کہا۔
وہ سبھی پیچھے رہے مگر ان کی نگاہیں تاحد پھیلے اس جزیرے کے چپے چپے کا باریک بینی سے مشاہدہ کر رہی تھیں
۔
"سامنے ہی بیس قدموں کے فاصلے پر ریسٹ چیئر جھولتی ہوئی دور سے دکھائی دے رہی تھی۔اس کے کوٹ کا آدھا حصہ ٹھنڈی ریت میں رل رہا تھا۔
وہ جیسے ہی قریب پہنچا۔ہاتھ پشت پر باندھے آنکھیں شدت سے بند کرتے ان ہواؤں میں پھیلی خوشبو کو گہری سانس بھرتے خود میں انہیل کیا۔
"وہ اتنی مگن تھی اپنے پیچھے اس کی موجودگی تک محسوس ناں ہوئی،اس کا یوں لاپرواہ ہونا بھی ڈیول کی سرد آنکھوں میں خمار بھر گیا۔
"اتنی شدید ٹھنڈ میں آپ باہر کیا کر رہی ہیں۔!؟ بے حد نرمی سے اس کے داہنے کان سے ہینڈ فری نکالتے اسنے دہکتے ہونٹ اسکے کان کے قریب لے جاتے گھمبیر سرگوشی میں پوچھا۔
"ارے تم آگئے۔دیکھو نیو پارٹ لگا ہے۔تم دیکھو گے۔؟ اسکے سوال کو نظرانداز کرتے اس نے نیلی حسین آنکھیں پھیلائے موبائل فون اسکی طرف کرتے بتایا۔
جیسے یہ بہت اہم بات ہو جس کا علم ڈیول کو ہونا اشد ضروری تھا۔
ڈیول نے اسکرین پر نظر آتے ٹام اور جیری کو دیکھا۔ایک عجیب سی جلن امڈی تھی اسے ان دونوں کے لیے۔بس نہیں تھا انہیں موبائل سے نکال کر شوٹ کر دیتا۔
"مائے ہارٹ آپ بیمار پڑ جائیں گی۔""" بے حد احتیاط سے بنا اپنی آنکھوں میں جھلکتی جلن چھپائے اس کے ہاتھ سے موبائل فون پکڑا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"حورین کے باریک گلابی ہونٹ ڈھیلے پڑے،ناک اور گال سردی کی شدت سے ٹھنڈے ہو چکے تھے۔

'جولی۔میں نے وارن کیا تھا کہ خیال رکھنا۔یہ خیال رکھا تم نے؟"""

وہ زیادہ بات کرنے کا عادی نہیں تھا۔مگر حورینشاہ کے معاملے میں اس کے غصے کے ساتھ ساتھ اس کے لفظوں کا گراف بھی بڑھتا جا رہا تھا۔

جولی جو دور ہی ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔اس نے سوری سر کہتے سر جھکا ڈالا۔

"ارے پلیز مجھے جانے دیں میں مر جاؤں گی ٹھنڈ سے۔!ریت کے اوپر ایک ٹینٹ کے قریب ہی کیتھ سکڑی سمٹی بے حال سی بیٹھی تھی۔

ڈیول کو دیکھ کر اسے خود سے برتے گئے اس جولی کے رویے پر رونا آنے لگا۔"جولی نے ناک چڑھائی۔

گو۔!"ڈیول نے گہری سانس بھرتے ان دونوں کو حکم دیا۔جس پر وہ دونوں ہی وہاں سے بوتل کے جن کی طرح غائب ہوئی۔

"کیف مجھے سردی لگ رہی ہے۔"اپنی پشت پر حورین کی منمناہٹ سنتے ڈیول نے چہرے پر نرم تاثرات سجائے اور ایکدم سے پلٹا۔

" "ڈارلنگ ہوشیار بنو یہ میں چاہتا ہوں مگر مجھ سے ہوشیاری ناٹ فیئر۔اس کے وجود میں خون تیزی سے گردش کرنے لگا۔

کافی دنوں کے بعد حور کو پہلے کی طرح نارمل ہوتا محسوس کیا تھا۔

"اپنے ہاتھ بڑھائے تو وہ جھٹ سے باہیں پھیلا گئی۔ڈیول نے جھک کر صبیح پیشانی پر اپنا پر حدت لمس چھوڑا اور پھر اسے نرمی سے باہوں میں بھرتے وہ اپنے ٹینٹ کی طرف بڑھا۔

اہہہ۔بٹن کیوں کھول رکھے ہیں شرم نہیں آتی آپ کو۔؟"

حورین کی نظر اسکے کھلے بٹنوں سے عیاں ہوتے برہنہ سینے پر پڑی تو جٹ سے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے وہ گلابی چہرے سمیت بولی۔ڈیول نے مسکراہٹ چھپائی۔

"اب بیوی سے کیسی شرم۔؟"اس کا گلابی پڑنا اسے مبہوت کر گیا تھا۔

وہ اپنی قربت کے رنگ اسکے چہرے پر مزید قریب سے ازبر کرنا چاہتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"پھر بھی پردہ کرنا چاہیے۔ناک چڑھا کر اس کے علم میں اضافہ کیا۔

جس کا بنا کوئی جواب دیے ڈیول اسے اٹھائے ٹینیٹ میں داخل ہوا۔

اندر کا ماحول کافی خنکی بھرا گرم سا تھا۔

وہ ٹینٹ کم اور ایک لکثری ہوٹل روم زیادہ تھا۔

حورین شاہ کی نیلی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔"آپ باہر کیوں بیٹھی تھیں؟""ڈیول نے نرمی سے اسے بستر پر منتقل کیا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے کمفرٹر جلدی سے اسے اوڑھایا۔

"بس مجھے آزاد محسوس ہو رہا تھا۔بلکل آزاد۔!وہ کھوئے ہوئے سے لہجے میں بولی،ڈیول نے چونک کر اسکی حسین آنکھوں میں دیکھا۔

اسکے قریب بیٹھتے اس نے جیسے ہی اسکے پاؤں کو چھوا۔حورین کرنٹ کھاتے پاؤں کھینچ گئی،اس کی حرکت اور پاؤں کا اتنا تیز ری ایکشن محسوس کرتے وہ لمحوں

میں سمجھتا پھر سے نارمل ہوا۔

"آپ آپ پاؤں کو کیوں ٹچ کر رہے ہیں۔؟""وہ کافی جھنجلاہٹ سے بولی۔

کیوں میں اپنی حور کے پاؤں کو کیوں نہیں چھو سکتا۔؟

ڈیول کے لہجے میں استحقاق تھا۔

حورین ایک پل کو چپ ہوئی۔گناہ ملتا ہے آپ کو تو کچھ نہیں پتہ۔؟

سر جھٹک کر وہ بڑوں کی بتانے لگی۔

تو وہ اٹھا اور اٹھ کر دوسری سائیڈ سے اس کے قریب گیا۔

"کم۔!"ہاتھ آگے بڑھایا تو وہ خود ہی شرافت سے اسکے سینے سے آن لگی۔

"آپ آپ کون سا کام کرتے ہیں اور اتنے سارے لوگ کیوں ہوتے ہیں آپ کے ساتھ۔اور آپ گولیاں کیوں چلاتے ہیں۔؟"

کئی سوال تھے جو اسے کب سے الجھائے ہوئے تھے۔مگر تھوڑی دیر پہلے ڈیول کی بات پر کہ وہ لوگ بندوقیں چیک کر رہے ہیں دل کو کچھ تسلی ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میں۔میں ایک سیکرٹ مکینک ہوں۔اور یہ سب لوگ میرے لئے کام کرتے ہیں۔اس لیے ان سب کا یونی فارم ایک جیسا ہوتا ہے۔!

اس کے ٹھنڈ سے اکڑے سرخ نازک ہاتھوں کو اپنے بھاری ہاتھوں میں لیتے وہ گرم کرتے ساتھ ساتھ اسے آگاہ کر رہا تھا۔

حور کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

کیا واقعی!"""وہ پر جوش ہوئی وہ وہ خواہ مخواہ میں اسے غنڈہ سمجھ رہی تھی۔

"پھر آپ یہ کام کیوں کرتے ہیں۔مطلب کہ آپ بندوقوں والا کام ہی کیوں کرتے ہیں۔!

اسکی تفتیش کافی لمبی جانی تھی اس کا اندازہ تھا ڈیول کو۔

بھوری آنکھوں میں سکون آباد تھا وہ پوری رات جاگکر بھی اس کے سوالوں کا جواب دے سکتا تھا۔

"ہم گڈ کو سچن۔آپ کو پتہ ہے میں گنز سے بہت اٹریکٹ ہوتا ہوں،ان کو صاف کرنا اور ان کی دیکھ بھال کرنا(مطلب ان سے لوگوں کی جان لینا)میرا پسندیدہ مشغلہ ہے۔!

کافی نرمی سے اور کافی سیدھا سا جواب دیا تھا۔اسکے ہاتھ نارمل ٹمپریچر پر ہوئے تو اسنے کان کے گرد ہاتھ رکھتے اسے گرم کرنا چاہا۔

"ہیں مطلب آپ کن لوگوں کے لئے کام کرتے ہو۔؟اس کی تفتیش کافی لمبی تھی۔

"میں مختلف نیک (برے لوگوں کے لئے کام کرتا ہوں۔

میں پوری دنیا میں ایسے عظیم لوگوں کو ڈھونڈتا ہوں جو گنز کے برسوں سے گنز کا کام کر رہے ہیں(اپنی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔)پھر کافی عزت سے ان سے ڈیل کرتا ہوں(ایک ایک کو موت کے گھاٹ اتارتا ہوں۔

"اگر ایسی بات ہے تو آپ نے میرے گھر پر اس گارڈ کو کیوں مارا۔میں اتنا ڈر گئی تھی۔!

سر اسکے سینے سے نکالتے اب کی بار کافی لاجواب سوال پوچھا گیا۔"وہ سب مذاق تھا مائے ہارٹ۔مجھے تو گنز چلانا آتا ہی نہیں۔وہ تو بس ایک ٹوائے گن تھی۔

(سب سے خطرناک گن)وہ بھی میں اس لئے لے کر گیا تھا تاکہ سب لوگ ڈر جائیں اور آپ کو میں بآسانی واپس لا سکوں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

نہایت معصومیت سے کہتے اس نے حورین کے بالوں میں انگلیاں چلائی۔"اچھا۔تو پھر وہ انکل زندہ ہونگے۔!

چوٹی سی پیشانی پر ڈھیروں بل سمیٹے پوچھا۔

"افکورس مائے ہارٹ وہ زندہ ہیں خوش باش (قبر میں)"اوکے گڈ نائٹ "اس کی مزید کسی بے باک جسارت سے بچنے کو اپنے ناکام سی کوشش کی۔

"گڈ نائٹ مائے ہارٹ۔!"ڈیول نے جنون بھرے انداز میں کہتے اسکے ماتھے سر،اور آنکھوں پر بوسہ دیے اسے یونہی خود سے لگائے وہ تکیہ درست کرتا بستر پر لیٹا۔

"اوکے اب میں سو جاؤں۔کیا آپ مجھے صبح گیم کھیلنے کو دو گے۔؟

اس نے آس بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔اور اس وقت ڈیول کا دل چاہا کہ ان حسین آنکھوں میں اپنے سوا کسی دوسری چیز کی طلب دیکھ وہ خود کو ہی شوٹ کر دے۔

"وائے ناٹ مائے ہارٹ اسنے جھکتے اسکے گال پر شدت بھری گستاخی کی۔تو حورین کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔!

گھنیری پلکوں کی جھالر اپنی حسین آنکھوں پر گرائے وہ آنکھیں موند گئی۔

نیند کی دیوی جو برسوں سے اس سے روٹھ چکی سے تھی۔وہ جنگلوں میں گھومتا پھرتا ایک پاگل وحشی انسان،نیند کی بھوک میں پاگل ہوتا حیوان کئی سالوں کے بعد اس میٹھی سی خوشبو نرم سے لمس کو اپنے حصار میں جکڑے چند ہی لمحوں میں اعصاب

پر سکون پڑنے پر نیند کی وادیوں میں گم ہو گیا۔ڈیول بری طرح سے حورین شاہ کے جنون میں مبتلا ہوتا اپنی حدود سے بہت آگے بڑھتا جا رہا تھا۔

اٹیچمنٹ میں اس لڑکی کے نزدیک جانے کی کوششوں میں وہ معصوم لڑکی کب اس کے جنون سے عشق کی منزل طے کر گئی وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

کہ حورین شاہ سے اسے جنون بھرا

عشق ہو جائے گا۔یہ عشق اسے دنیا سے غافل کر کے اپنے اندر فنا کر دینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

جس کا وہ انجانے میں ہی متاثر ہوتا جا رہا تھا۔

Episode 74

ماضی****

وہ ایک عالی شان عمارت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔پاس بیٹھے لڑکے نے دوسرے لڑکے کو اشارہ کیا،تو اس نے اپنی جیب سے ایک سگریٹ نکال کر عالیحان شاہ کے سامنے کیا۔

عالیحان نے چونک کر اسے دیکھا میں یہ نہیں پیتا۔اس نے جٹ سے سر نفی میں ہلاتے ہوئے اس کا ہاتھ پیچھے کر دیا

یار ایک بار ٹرائے تو کر و یہ بہت اچھا ہے۔

معیز نے اس کا کندھا تھپکتے ہوئے اسے پینے کی طرف متوجہ کیا۔عالیحان نے بغور سگریٹ کو دیکھا اور کچھ سوچ کر سگریٹ اپنے ہاتھ میں تھام لیا یہ پہلی بار نہیں تھا۔

وہ پہلے بھی کئی بار سگریٹ پی چکا تھا مگر اس کا اثر اتنا تیز نہیں تھا شاید وہ ابھی ٹھیک سے عادی نہیں ہو پایا تھا۔

رات کے آدھے پہر وہ ڈینی کے ساتھ گھر سے نکلا تھا مگر ڈینی ایک ضروری کام کا بول کر اسے اس کے دوستوں کے پاس چھوڑ گیا جہاں ماویر اور معیز پہلے سے ہی بیٹھے

اس کے انتظار میں تھے۔

میں پی تو لوں گا مگر تھوڑا سا۔میں زیادہ نہیں پی سکتا کیونکہ مجھے گھر بھی جانا ہے اور اگر ڈیڈ کو معلوم پڑا تو وہ مجھے بہت ماریں گے۔

عالیحان نے احتیاطاً سگریٹ تھام کر نیلی آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے معیز کو دیکھ کر کہا۔ماویر نے معیز کو اشارہ کیا۔

جس پر اس نے سر اثبات میں ہلاتے سگرٹ عالیحان شاہ کو پکڑا دیا۔

چلو زیادہ نہیں تو ایک دو کش ہی لگا لو ویسے بھی کب سے ہم یہاں باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔پانچ منٹ مزید بیٹھو گے تو خوشبو وغیرہ اور دھواں وغیرہ تم سے دور ہو جائے گا یہ معیز کا کہنا تھا۔

اور کسی حد تک عالیحان کو اس کی بات درست لگی 15 سال کی عمر میں ہی وہ پڑھائی سے زیادہ بری صحبت کی وجہ سے دوسری سرگرمیوں میں زیادہ توجہ دینے لگا

تھا۔

عالیان شاہ اور حرمین کے لاکھ سمجھانے کے باوجود بھی وہ اپنی ان حرکتوں سے باز نہیں آیا تھا۔وہ اپنوں سے بد گمان ہوتا جا رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بات بہ بات لڑنا، روٹھنا اس کی عادت کا حصہ بنتا جا رہا تھا۔ جس میں بہت بڑا ہاتھ ڈینی کا تھا عالیان شاہ نے ایک نظر اس تاریک سڑک پر ڈالے سگریٹ تھام لیا۔

سگریٹ کا پہلا کش لگاتے ہی اس کی نیلی آنکھوں میں سکون کی لہر میں تیرنے لگی ایک عجیب سی سنسنی تھی۔ جو اس کے دماغ اور وجود کو سن سا کرنے لگی مجھے

ایسا لگ رہا ہے۔ کہ جیسے یہ سگریٹ کچھ اور ہو گیا

ایسا ہی ہے ؟"

"نہیں عالیحان ایسی تو کوئی بات نہیں تم خواہ مخواہ ہی شک کر رہے ہو ماہ ویر نے گڑ بڑا کر اس کا کندھا تھپکتے ہوئے مسکرانے کی کوشش کرتے کہا۔

مگر سچ یہی تھا کہ وہ سگریٹ نشہ آور سگریٹ تھا جو انہیں ڈینی دے کر گیا تھا ماہ ویر اور معیز اس بات سے بالکل ناواقف تھے۔

کہ آگے کیا ہونے والا ہے ؟؟ اگر وہ جان لیتے کہ ان کی ایک چھوٹی سی حرکت کی وجہ سے نہ صرف عالیحان شاہ بلکہ بہت سی دوسری زندگیاں تباہ ہونے والی ہیں۔

تو وہ کبھی بھی ایسا کوئی غلط قدم مر کر بھی نہ اٹھاتے۔ عالیحان نے سر اثبات میں ہلاتے ایک گہرا کش لگایا۔

اس کی نیلی آنکھوں میں پانی تیرنے لگا سرخ ڈوروں سے لبریز آنکھوں کو ہاتھوں سے رگڑتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

مجھے لگتا ہے۔ کہ ڈینی چاچو لیٹ آئیں گے مجھے گھر چلے جانا چاہیے۔ عالیحان کو اپنی طبیعت خراب ہوتی ہوئی محسوس

ہو رہی تھی۔

اس کی بات پر ماہ ویر اور معیز نے چونک کے ایک دوسرے کو دیکھا نہیں عالیحان ایسا کرو تھوڑی دیر ہمارے پاس مزید بیٹھ جاؤ اس کے بعد تم گھر چلے جانا۔"

وہ ابھی ان سے بات کر کے تھوڑا ہی آگے بڑھا تھا جب اچانک کوئی آگے سے آتے بری طرح سے اس سے ٹکرایا۔

عالیحان نشے کی وجہ سے اپنے پورے قد کے سمیت لڑکھڑا گیا۔ سامنے والا شخص بے تحاشہ خوفزدہ تھا۔ اپنے سامنے بچوں کو دیکھ کر وہ شخص دہشت زدہ سا اسکے آگے ہاتھ چھوڑنے لگا۔

پلیز مجھے بچالو وہ لوگ مجھے جان سے ماردیں گے۔اس آدمی نے عالیحان شاہ کے ہاتھ تھامتے التجائی لہجے میں کہا۔

عالیحان نشے سے چور اپنی بند ہوتی آنکھوں کو کھولنے کی کوشش میں ناکام ہو رہا تھا۔

اچانک پیچھے سے گولی چلی ٹھاہ سے آتی وہ تیز گولی ان کے سامنے کھڑے اس ادھیڑ عمر شخص کے سینے کو تار کر گئی۔

وہ شخص لڑکھڑا کر ایک ہی جست میں پیچھے کو گرا اس کی آنکھیں باہر کو ابلی ہوئی تھیں اور معیز ماہ ویر یہ دیکھ کر گھبرا کر قدم پیچھے کو لے گئے۔

چلو یہاں سے انہوں نے عالیحان کو دونوں بازو سے تھامے پیچھے کھینچنا شروع کر دیا مگر معا پیچھے سے ڈینی نے معیز کے کندھے کو تھپکتے اسے ایسا کرنے سے روکا۔

معیز حیرت زدہ نگاہوں سے ڈینی کو دیکھنے لگا وہ نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ ڈینی کیا کرنا چاہ رہا ہے یہ تم نے کیا کیا؟؟؟

تم نے اس شخص کو جان سے مار دیا عالیحان نشے سے چور نیچے کو لڑکھڑا کر گرا تھا۔

اس کے گرتے ہی ڈینی نے جیب سے ایک بندوق نکالتے رومال سے اسے پکڑتے عالیحان کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتے اسے ہوش

دلایا۔

چہرے پر پڑنے سے عالیحان گڑبڑا کر ہوش میں آیا۔اس نے چونک کر اپنے قریب کھڑے ڈینی اور معیز اور ماہ ویر کو دیکھا۔

جو بہت زیادہ خوفزدہ سے نظر آرہے تھے چاچو ہم لوگ ابھی تک یہاں ہیں گھر چلے آنکھیں مسل کر وہ جیسے ہی اٹھا تو اس کا سر کافی درد کر رہا تھا۔

نیلی آنکھوں میں تھکن کے تاثرات کافی واضح تھے وہ اپنی عمر سے زیادہ لمبا چوڑا تھا۔

اس کا قد کاٹھ بالکل اپنے باپ کے جیسا تھا۔یہ تم نے کیا کر دیا عالیحان تم نے اس شخص کو گولی ماردی۔

یہ تم کیسے کر سکتے ہو؟؟؟ڈینی آگے بڑھا اسے دونوں کندھوں سے جھنجھوڑتے وہ دہشت زدہ سی آواز میں چلایا۔

کیا میں نے کسی کو نہیں مارا۔یہ آپ کیسی بات کر رہے ہیں؟؟عالیحان نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

وہ نشے میں تھا مگر اتنا بھی بے ہوش نہیں ہوا تھا۔کہ وہ اس بات کو بھول جاتا کہ اس نے کسی کی جان لی ہے یا نہیں

اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی بات کر پاتے۔

ایک تیز گاڑی ان کی طرف بڑھی جسے دیکھ کر ڈینی نے جلدی سے عالیحان کو اپنے پیچھے چھپایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گاڑی چند قدموں کے فاصلے پر رکتے ہی اس میں سے دو سے تین گارڈز نکلے جن کے پاس بڑی بڑی سی گنز تھی

بیٹھو سب اندر۔ان میں سے ایک نے دہاڑ کر کہا اور ان کو گاڑی

کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔

عالیحان خوفزدہ سی نگاہوں سے ڈینی کی شرٹ کو جکڑتے اس کے پیچھے چپک گیا۔

دیکھو ہم نے کچھ نہیں کیا ہم نے اس کو نہیں مارا ہم تو اسے جانتے بھی نہیں ہم بس یہاں سے گزر رہے تھے۔

ڈینی نے تھوک نگل کر مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا۔سامنے موجود گارڈ نے سنجیدگی سے ان کو دیکھا۔؟

جتنا کہا ہے بس اتنا کرو زیادہ زبان نہ لڑاو۔آرام سے بیٹھتے ہو کہ دو تین لگائے ان میں سے ایک نے غرا کر کہا اور

کھینچتے ہوئے ڈینی کو گریبان سے جکڑتے گاڑی کی طرف دھکا دیا۔

جس پر عالیحان خوفزدہ سا چلایا ہاں ہم بیٹھتے ہیں پلیز چاچو کو کچھ مت کرو۔عالیحان نے چہرے پر آتے پسینے کو

صاف کرتے کہا اس کا معصوم چہرہ ڈینی کی

وجہ سے خوف میں مبتلا ہو چکا تھا۔

وہ تینوں گاڑی کی طرف بڑھے اور ڈینی کے ساتھ ہی گاڑی میں بیٹھے گاڑی تیزی سے سڑک پر اپنی منزل کی طرف

روانہ تھی گاڑی کے نکلتے ہی پیچھے موجود سڑک پر پڑا

ہوا آدمی تیزی سے اٹھا۔؟

کندھے جھاڑتے اس نے چہرے پر لگے خون کو صاف کیا اور مسکرا کر اپنی جیب سے پیسے نکال کر وہ چیک کرنے

لگا۔

گاڑی جیسے ہی ایک تاریک گودام کی طرف بڑھی ڈینی نے ان تینوں کو اپنی طرف متوجہ کیا یہ لوگ بہت خطرناک

ہیں۔

میں نہیں جانتا کہ یہ کیا کریں گے اگر یہ تم تینوں کو کچھ کرنے کا کہیں تو خاموشی سے ان کی بات مان لینا ڈینی نے

اپنی طور پر ان تینوں کو سمجھایا۔

جس پر عالیحان نے فوراً سے سر اثبات میں ہلایا۔چلو نکلو باہر۔گارڈ تیزی سے گاڑی رکنے پر باہر آئے۔اور ان

تینوں لڑکوں کو کھینچ کر ایک طرف کیا۔

ڈینی کے منہ کے اوپر کپڑا ڈالے وہ اسے الگ روم میں لے گئے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عالیجان چیختا چلاتا رہا مگر کسی نے بھی اس کی نہیں سنی۔اندر موجود ایک شخص جس کے چہرے پر سیاہ نقاب تھا۔

وہ چلتا ہوا ان تینوں کے قریب آیا۔تم میں سے کس نے مارا تھا اس شخص کو وہ بھاری آواز

میں میں غرایا۔جس پر معیز اور ماہ ویر نے عالیجان کی طرف اشارہ کیا۔نہیں میں نے نہیں مارا وہ اسے کسی اور نے

مارا ہے۔

تم جانتے بھی ہو وہ کس کا آدمی تھا وہ ہمارا آدمی تھا اور تم نے اسے مارا ہے اور اس کے بدلے تمہیں اس آدمی کو مارنا

پڑے گا اگر تم نے اسے ناں مارا۔

تو ہم تمہیں مار دیں گے۔نہیں نہیں میں نے نہیں مارا ان کو۔آپ کا کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔میں تو ان کو جانتا بھی

نہیں تھا۔

پھر میں ان کو کیوں ماروں گا۔؟ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی یہ پکڑو گن سیدھے سے اس کو مار وا گر چاہتے ہو کہ

تم کو چھوڑ دیا جائے۔

تو اس شخص کی جان لو۔اس شخص کے حکم پر اس کی نیلی آنکھوں میں خوف

تیر رہا تھا۔

وہ متفکر سا کپکپاتے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ

میں موجود اس گن کو دیکھ رہا تھا اور ایک نگاہ اس تاریک کمرے میں تھوڑی ہی دور موجود اس شخص کو دیکھا۔

جس کا چہرہ ایک سیاہ کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا مم میں ککک کیسے وہ مر جائے گگ گا

"اسنے دہشت ناک انداز میں کہہ اپنے بالوں کو نوچا۔

اسکی آنکھیں حد درجہ سرخ ہوئیں پڑی تھیں،ایسے جیسے خون ابل رہا ہو،ہاتھ اور جسم مسلسل کپکپا رہا تھا،

اگر وہ ناں مرا تو تم مر جاؤ گے عالیجان۔دیکھو اسکے مرنے کے ساتھ تمہاری زندگی جڑی ہے۔!

ماہ وہیر نے اسکی گردن تھپکتے اسکے کان میں گہری سرگوشی کی،جس کا وجود اب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے لگا تھا،

پسینے سے تر وجود کے ساتھ اسنے کپکپاتے ہوئے گن اٹھائی اور سامنے تاریک دیوار میں رسیوں سے جکڑے اس

شخص کو دیکھا۔

جس کا منہ کسی کپڑے میں لپٹا ہوا تھا،

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسنے آنکھیں بند کرتے گن سامنے کی جب فضا میں ایک دم سے ٹھاہ کی آواز کے ساتھ سامنے بندھے وجود میں ذرا سی ہلچل ہوئی اور اسکے بعد وہ وجود ساکت ہو

گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧

"مام میں ٹھیک ہوں آپ پریشان نہیں ہوں۔آپ ریسٹ کریں پلیز اپنے ہاتھ میں موجود اپنی ماں حرمین کے ہاتھ کو ہونٹوں سے چھوتے وہ بوجھل لہجے میں بولا۔

"حرمین نے ہاتھ سے اسے سلکی گولڈن بال سہلائے۔اس حادثے کے بعد سے ہی عالیحان شاہ خوف سے بیمار پڑ گیا تھا۔

دو دن کے بعد آج وہ اس صدمے سے ابھر پایا تھا۔حالت سنبھلتے ہی اسنے اپنی فکر میں گھلتی ماں کو اپنے پاس پایا تھا۔

میری جان آپ کو ٹھیک دیکھ کر میں ٹھیک ہو گئی ہوں۔آپ مجھے بتائیں کیا ہوا تھا اس رات۔آپ کیوں اتنے خوفزدہ ہو۔!

اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے حورین نے شفقت سے پوچھا۔عالیحان شاہ کی آنکھوں کے سامنے وہی منظر پھر سے لہرایا۔

ڈینی نے اسے سختی سے منع کیا تھا کہ وہ کسی کو بھی اس بارے میں کچھ نہ بتائے۔مام کچھ نہیں ہوا مجھے میں ٹھیک ہوں بس تھوڑا سا بخار ہو گیا ہے۔

باقی ایسی ویسی کوئی بات نہیں۔اس نے مسکرا کر ماں کو پر سکون کرنے کی ناکام سی کوشش کی۔حرمین نے سر اثبات میں ہلا یا وہ جانتی تھی۔

اپنے بیٹے کو وہ اتنی آسانی سے اسے کچھ بھی نہیں بتانے والا تھا۔ابھی وہ بات کر رہے تھے جب حورین شاہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اپنے ہاتھ میں پکڑی ڈول کو سینے سے لگائے۔

اپنے بھائی کے کمرے میں داخل ہوئی۔بھئیو مجھے آئس کریم کھانی ہے اور ماما مجھے نہیں دے رہی۔

پلیز آپ ان سے بولیں کہ مجھے آئس کریم دیں میں نے کھانی ہے۔!

حرمین شاہ نے آنکھیں پھیلائے بیٹی کو گھورا۔بس کرو حوری ابھی بھائی کو ہوش بھی نہیں آیا ٹھیک سے۔اور تم اپنی شکایتیں لے کر بیٹھ گئی ہو۔

اس نے ذرا سختی سے بیٹی کو جھڑک کر کہا۔جس پر حورین شاہ کے نیلی آنکھوں میں انسو تیرنے لگے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

میں اس لیے کہتی ہوں کہ آپ مجھ سے پیار نہیں کرتی۔ صرف ڈیڈا ہی مجھ سے لو کرتے ہیں۔ وہ اٹھ سالہ معصوم شہزادی روٹھے ہوئے انداز میں بولی۔

گال پھلا کر وہ اپنے ماتھے پر آتے چھوٹے چھوٹے بالوں کو پیچھے کرتے رخ موڑ گئی۔

بھئیو کی جان ادھر آؤ میرے پاس۔

عالیجان شاہ نے مسکرا کر اپنی جان سے پیاری بہن کو اپنے پاس بلایا۔ جس پر وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بیڈ کی طرف بڑھی۔

مام پلیز آپ حوری کو مت روکا کریں اسے کھانے دیں جو وہ کھانا چاہتی ہے۔!"

بہن کے ماتھے پر پیار سے بوسہ دیتے وہ ماں سے مخاطب "حورین کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔"میں اس کی دشمن نہیں ہوں عالی۔ دانت دیکھو اسکے اتنی سی عمر میں سارے دانت خراب ہو رہے ہیں۔!"

اپنی شہزادیوں کی آن بان سی دکھتی بیٹی کو دیکھ کر وہ کوفت سے بولی۔ تو بھائی کے سینے سے لگی۔ وہ گال پھلا کر سر اٹھائے عالیجان کو دیکھنے لگی۔

عالیجان نے آنکھوں سے ہی اسے پر سکون رہنے کا کہا۔!"""مام ابھی کے لیے دے دیں پلیز۔!""عالی نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"السلام علیکم عالی۔!" وہ ابھی بات ہی کر رہے تھے۔ جب گیارہ سالہ عنایہ کاظمی خوشی سے چیختی بھاگ کر روم میں آئی۔

اسے دیکھ کر سبھی کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔"واؤ ٹیڈی۔ اتنے پیارے فلاورز وہ بھی میرے لیے۔!"

اسکے ہاتھ میں موجود سرخ گلاب کا بکے دیکھ کر عالیجان نے مسکرا کر کہا۔

"یس عالی۔ یو نو واٹ میں وائٹ فلاورز لینے والی تھی بٹ اینجل آپی نے بتایا کہ آپ کو ریڈ والے پسند ہیں۔!"تو اس لیے ہم یہ والے لائے ہیں۔!"

بھوری آنکھوں میں ڈھیروں رنگ سمیٹے وہ اس کے قریب ہی ٹک گئی۔

اینجل کے ذکر پر عالیجان کی آنکھوں میں پر اسریت ابھری۔اوہ تو لٹل اینجل بھی آئی ہے۔!"وہ زیر لب اسے یاد کرتے بڑبڑایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"یس آپی باہر ہیں۔ہم دونوں آئی ہیں ڈرائیور انکل کے ساتھ۔!" وہ گھٹنوں کے بل اس کے قریب بیٹھ کر کے اسکے ہاتھ میں تھائے بولی۔

"عالی تمیز سے بلایا کرو۔وہ بڑی ہے تم سے۔!حرمین نے بیٹے کو ڈپٹا جس کا اس پر کوئی اثر نہیں تھا۔

مام پاس کھڑا کر کے دیکھ لیں کون بڑا ہے۔اور فار گاڈ سیک وہ میری کوئی بہن نہیں سو آپ بہن وہن مت ہی بنائیں اسے میری۔!

حسین چہرے پر نا گواری سمیٹے وہ پھول سونگھتا بولا" عالی۔!حرمین نے تاسف سے اسے دیکھا۔جس کی نفرت دن بدن بڑھتی ہی جارہی تھی۔ایسا حرمین کو لگ

رہا تھا۔

"مام میری صرف دو بہنیں ہیں پہلی ٹیڈی اور دوسری حوری۔!آپ جائیں آپ کی اینجل آپ کا ویٹ کر رہی ہو گی۔!"

اسنے اپنی بات کہتے ماں کی توجہ عنایت کی جانب مبذول کروائی جانتا جو تھا کہ وہ اس کی فکر میں گھلتی بھاگ کر باہر جائیں گئی۔

"بھیئو یہ کیا ہوا آپ کو۔!"حورین نے اس کے دائیں ہاتھ پر ڈرپ لگنے کی وجہ سے پڑے نشان کو دیکھ کر پوچھا۔

"بے بی یہ مچھر نے کاٹا ہے۔اور وہ مچھر آپ کے بھیئو کو کاٹ کر مر بھی گیا۔"

اسکی بات پر وہ دونوں کھلکھلا کر ہنسی تھی۔عالیجان نے ہاتھ بڑھاتے ان دونوں کو اپنے قریب کیا۔

اپنی ماں کے بعد وہ دونوں ہی تھیں جو اسے خود سے بھی زیادہ عزیز تھی۔اپنی سانسوں سے بھی زیادہ۔

"یو نو واٹ عالی۔ابیر نے مجھے آج پھر سے کہا کہ وہ میرا گروم بنے گا۔!"

عنایہ نے ہمیشہ کی طرح اسے اندر کی بات بتائی۔

یہ عادت اسے عالیجان شاہ نے ہی ڈالی تھی۔ابیر اگر گھر آتا اسے جتنی بار نظر آتا حتیٰ کہ اسے دیکھتا بھی تھا۔

تو وہ اتنی ہی بار کاؤنٹ کر کے عالیجان کو بتا دیتی تھی۔"ڈونٹ وری مائے کیوٹی۔آپ کے لیے گروم تو آپ کا عالی خود ڈھونڈے گا۔

اس ابیر چوزے کی اتنی جرات نہیں کہ وہ آپ کا گروم بنے۔!"اور اسکی بات سن کر حورین اور عنایہ پھر سے کھکھلائی۔

معا دروازہ ناک ہوا۔عالیجان نے سر اٹھائے دروازے کی سمت دیکھا۔

جہاں انیس سالہ عنایت کاظمی کھڑی تھی۔

نکھر نکھرہ حسین معصومیت بھرا چہرہ، سیاہ گول گھیرے دار گھٹنوں سے ذرا اونچی شارٹ فراک میں ملبوس وہ سر پر سیاہ دوپٹہ سلیقے سے لیے ہوئے تھی۔

خود پر عالیجان شاہ کی گہری نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے اسنے تھوک نگلا۔

پھپو کے کہنے پر وہ بڑی ہمت کر کے اس کی عیادت کرنے کو آئی تھی۔

مگر اب جیسے ہی اسے دیکھا تھا۔ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔خشک پڑتے گلابی ہونٹوں کو تر کرتے وہ آگے بڑھی۔

"حوری، ٹیڈی بیٹا آپ جاؤ باہر مام کے پاس۔

آئس کریم نہیں کھانی کیا۔!"اس نے نیلی چمکتی آنکھوں سے دونوں کو دیکھ کر پوچھا تو وہ دونوں ہی سر زور شور سے ہاں میں ہلاتی روم سے بھاگ کر نکلی۔

ان کا جانا تھا کہ عنایت کا چہرہ تاریک پڑ گیا۔وہ ایک دم سے مڑی۔اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے بھاگتی عالیجان شاہ نے اسے روکا۔

"تو کوئی میری عیادت کرنے آیا ہے اور بنا حال چال پوچھے ہی واپس جا رہی ہو۔!

اسکے لہجے میں تمیز شروع سے ناپید تھا خصوصاً عنایت کے معاملے میں۔"

عنایت کا چہرہ لمحوں میں سرخ پڑا۔دونوں ہاتھوں میں دوپٹہ بھینچے وہ مردہ قدموں سے مڑی۔

عالیجان نے بغور اسکے رنگ بدلتے چہرے کو دیکھا۔

"وووہ۔""عنایت چاہ کر بھی جملہ مکمل نہیں کر پا رہی تھی۔کچھ دن پہلے اس کی کی حرکت وہ بھولی نہیں جو بچہ ہو کر بھی اسے ڈرانے اسے ٹورچر کرنے کا کوئی موقع نہیں جانے دیتا تھا۔

اچھا اپنے بوائے فرینڈ کا بتاؤ۔کیسا ہے

وہ۔!"عالیجان نے بات بدلی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

توعنایت نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

وہ میرا بوائے فرینڈ نہیں۔! وہ تیزی سے بولی۔اچھا۔" مگر تمہاری دوست تو یہی کہہ رہی تھی کہ عنایت ہی لوزیو آلاٹ۔!"

عالیجان شاہ نے دانت چیں کر یہ جملہ دہرایا تھا۔جو وہ کچھ دن پہلے ہی عنایت کے پیچھے لان میں جاتے وقت سن چکا تھا۔

"میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں۔؛تم غلط سوچ رہے ہو۔!" شرمندگی سے سر جھکائے اپنی صفائی دینے کی کوشش کی۔

جب اگلے ہی لمحے اسے ہاتھ سے پکڑتے عالیجان نے بیڈ پر اپنے قریب بٹھایا۔

"تو تم کیسی لڑکی ہو۔؟لٹل اینجل۔!" نیلی گہری نگاہیں دلچسپی سے اسکے چہرے پر جمائے وہ گھمبیر لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

Episode 75

ماتھے سے ٹپکتے خون کی بوندیں اسکی گردن کو بھگو رہی تھی۔بھوری آنکھوں میں خوف تیر رہا تھا۔

"وہ مڑ مڑ کر پیچھے دیکھ رہا تھا۔جیسے کوئی اس کے پیچھے لگا ہو۔!

اس کی آنکھوں میں خوف کا کوئی نام ونشان تک نہیں تھا۔وہ بس یہاں سے کافی دور بہت دور بھاگ جانا چاہتا تھا۔

دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں کو بھیج کر وہ اپنی رکی ہوئی سانس کو ہموار کرتے اب جنگل کے گھنے حصے کیطرف بھاگا۔

رات کے آخری پہر اس تاریخ جنگل میں موجود ہر ایک جانور اس معصوم بچے سے بخوبی واقف تھا۔

کئی پرندے اور جانور اس معصوم کو اپنی گہری آنکھوں سے دیکھ رہے تھے 11 سال کی عمر میں ہی یہ بچہ جب سے یہاں آیا تھا۔

ان جانوروں حتی کہ وہاں موجود درختوں تک کو اس سے انسیت سی ہو چکی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس کا زیادہ تر وقت ان درختوں کے اوپر ہی گزرا تھا۔دنیا کے سب سے خطرناک جنگل کے وہ جانور جن سے دنیا خوف کھاتی تھی۔

وہ سارے جانور اس معصوم بچے کے دوست تھے یا یوں کہا جائے کہ اس کے ساتھ پلے بڑھے اس کے ساتھی تھے۔

زبان ہونے کے باوجود بھی وہ انسانوں کی نہیں وہ پرندوں اور بے زبان جانوروں کی زبان بولنا جانتا تھا اس نے ہانپ کر بھاگتا ہوا دیکھ کر کئی جانور اپنے اپنے گھروں
سے باہر نکل آئے تھے۔

درختوں پر موجود کئی معصوم پرندے بلند آواز میں چیخ کر اسے دیکھتے شور مچانے لگے ایک دم سے پورے جنگل میں ہلچل سی مچ گئی تھی ہر طرف پھیلی ہو کے عالم
میں ایکدم سے ماحول کافی خطرناک سا ہو گیا تھا۔

اچانک آگے بھاگتے ہوئے اس کا پاؤں ایک بہت بڑے سے پتھر سے ٹکرایا وہ چیخ کر نیچے گرا سر پر لگنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں کے سامنے بالکل اندھیرا چھانے لگا۔

وہ کافی دنوں سے بھوکا پیاسا تھا کھانے کی کوئی بھی چیز اس کے پاس تک نہیں تھی۔

اور یہ سزا اسے اس کے نئے ماسٹر نے دی تھی وہ ایک بہت ہی گندے سے کمرے میں بند تھا جہاں سے بہت مشکل سے وہ جان چھڑا کر بھاگا تھا۔

اور اب اچانک سے وہ یوں جنگل کے پیچ و پیچ ہوش و خواس سے بیگانہ ہو کر گرا جانوروں نے ایک جرمٹ کی صورت میں اس کے آگے پیچھے اکھٹا ہونا شروع کر
دیا۔

دیکھتے ہی دیکھتے ہر ایک جانور وہاں آچکا تھا ان میں سے ایک بھیڑیا جس کی آنکھیں سنجیدگی سے اس معصوم بچے کو دیکھ رہی تھی۔

جس کا سفید چہرہ خون سے لت پت تھا وہ غرا کر اپنی آواز میں کچھ کہتے ہوئے آگے بڑھا باقی جانور وہیں پر اس کے قریب گھاس پر بیٹھ گئے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

بھیڑیا آگے بڑھا اور اپنے دائیں پاؤں کو اس کے منہ پر پھیرنے لگا اس کے منہ پر لگا ہوا خون اپنے پیر پر محسوس کر کے وہ بھیڑیا منہ آسمان کی طرف کرتے اونچی آواز میں غرانے لگا۔

معا ایک بندر درخت کی اوٹ سے یہ سارا منظر دیکھ کر تیزی سے بھاگ کر نیچے اترا اور ہاتھ میں کافی زیادہ پتے پکڑے وہ نیچے آیا اور انسانوں کی طرح اس کے زخم کو

ان پتوں سے صاف کرنے لگا۔

وہ سبھی بڑی غور سے اس بندر کو دیکھ رہے تھے کیونکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کیسے اس کا علاج کیا جائے بھیڑیے نے اس کے بازو کو منہ میں پکڑا۔

اور دوسری طرف سے بندر نے اس کے بازو کو کھینچا اور اسے گھسیٹ کر وہ ایک طرف لے جانے لگے۔

پانی کا قطرہ اس کے خشک پڑے ہونٹوں کے ساتھ ٹکرایا تو ایک دم سے جیسے زندگی کی ایک نئی روح تھی جو اسکے اندر پھونک دی گئی تھی۔

بھوری سر دہر ایک تاثر سے عاری آنکھیں کھولے اس نے اپنے اوپر جھکے جانوروں کو دیکھا جن کے چہروں پر اس معصوم بچے کے لیے فکر بالکل واضح جھلک رہی تھی۔

اس کے برے بڑے بڑے بال اس کی گردن اور ماتھے سے چپک رہے تھے چہرے پر تھوڑی دیر پہلے بہتا ہوا خون اب جم کر سرد پڑ گیا تھا۔

ہاتھ اور جسم بری طرح سے گندا ہوا پڑا تھا پانی کی بوند پڑتے ہی جیسے ہی اس نے آنکھیں کھولی تو جانور شور سے چلانے لگے یہ خوشی ظاہر کرنے کا ان کا ایک اپنا ہی

الگ سا طریقہ تھا۔

وہ بچہ اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگا مگر جسم میں اتنی طاقت نہیں تھی جس کے سبب وہ پھر سے پیچھے کو گرا بندر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا۔

ایک چھوٹا سا مشکیزہ پھر سے اس کے منہ کے قریب کیا تو ہاتھ بڑھا کر اس بچے نے اپنے منہ کے ساتھ لگایا۔ پانی پیتے ہی جیسے سکون بھری لہر تھی جو اس کے

وجود کے ہر ایک حصے میں سرائیت کرنے لگی۔

تم سب نے مجھے بچایا؟؟" اس نے ہاتھ کے اشاروں سے ان سبھی جانوروں کو

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

دیکھ کر ان سے پوچھا۔

جس پر وہ بندہ اچھل پڑا اور دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجاتے ہوئے وہ اس کے آگے پیچھے جھولنے لگا۔

وہ بچہ تیز سانس بھرنے لگا اسے کوئی بھی خوف نہیں تھا وہ بہت مشکل سے دونوں ہاتھ گھاس پر جمائے اٹھا۔

اور پاس لیٹے بھیڑیے کے پیٹ کے اوپر اپنا سر رکھا بھیڑیا پہلے غصے سے غرایا۔

مگر پھر جلد ہی وہ خاموش ہو گیا۔

اس بچے کی زندگی کے سب سے خوبصورت دن تھے جو اس نے بے زبان جانوروں کے ساتھ گزارے تھے ادھر تو کے اوپر کافی دن تک رہا بھیڑیا بندر چڑیا ہر ایک جانور اس کا

ساتھی بن چکا تھا۔

ایک دردناک عذاب بھری زندگی سے نکل کر یہ اس کی زندگی کے وہ چند ایک دن تھے جنہیں وہ اپنی مرضی سے بالکل آزادی کے ساتھ گزار سکا تھا۔

ایک رات وہ درخت کے اوپر بیٹھا ہوا تھا جب اچانک گارڈز کی ایک بھاری نفری جنگل کے ہر ایک حصے میں پھیل گئی ٹارچ کی روشنی اور ان کی آواز سنتے ہی اس کی بھوری آنکھوں میں نفرت اور کراہت سمٹ آئی۔

اس کے وجود میں اتنی طاقت ضرور تھی کہ وہ ان سب کو جان سے مار سکتا وہ ایک دم سے نیچے کو اترا اور لکڑی کے بنا ایک تیز دھار چرا ہاتھ میں دبوچ کر وہ درختوں کے پیچھے چھپنے لگا۔

گھنی جھاڑیوں کے پیچھے جاتے اس نے اپنی طرف بڑھتے ایک آدمی کو بری طرح سے اس کی گردن پر وار کرتے ایک ہی وار میں مار ڈالا۔

وہ خوفزدہ نہیں تھا مگر پھر بھی وہ ڈر رہا تھا۔اچانک کسی نے پیچھے سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

تو وہ بھوری آنکھوں میں خون سمیٹے اٹھا۔اور لکڑی سے بنے اس آلے سے اسے مارنے لگا۔

مجتبیٰ حسین مسکرائے اس معصوم بچے کے ہاتھ کو تھام کر اس کے ہاتھ سے وہ آلہ چھینا۔

وہ بچہ یک ٹک خونخوار نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔اسے بے لباس دیکھ کر مجتبیٰ حسین نے اپنا کوٹ اتار کر اسے پہنایا۔

جو سرد نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

چلو یہاں سے یہ لوگ تمہیں مار ڈالے گے۔! اسے خود سے لگائے وہ فکرمندی سے بولے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اسے لے کر شہر نہیں بلکہ دوسرے ملک چلے گئے۔ جہاں انہوں نے جنگل کو ہی اپنی پناہ گاہ بنا تھا۔ شہر سے اس کے مکمل چیک اپ کے بعد انہیں یہ حقیقت معلوم
ہوئی تھی۔

کہ اس معصوم بچے کو بار ہا کئی وحشیوں نے اپنی حوس کا نشانہ بنایا ہے۔ اور وہ بچہ گیارہ سال کا ہونے کے باوجود بھی بولنے کی طاقت رکھنے کے باوجود بھی بول
نہیں پاتا تھا۔

""مجتبیٰ حسین نے سب سے پہلے اپنا فون توڑ کر پھینکا تھا اور پھر اس بچے کو بارس کا نام دیا۔ یعنی "امن پسند" مگر وہ ناواقف تھے کہ جسے وہ امن کا نام دے کر
پال رہے تھے۔

در حقیقت وہ تباہی بنتا جا رہا تھا۔ اور جب تک وہ سمجھے تھے تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ مجتبیٰ حسین کے لاڈ پیار نے اس کے بیرونی گھاؤ تو بھر دیے مگر اس کے اندر پلتے جانور کو وہ بھی سلا نہیں سکے۔
تھے۔ گیارہ سال کی زندگی میں وہ جو جو کچھ برداشت کر چکا تھا اس گیارہ سالوں کا ایک ایک لمحہ اس کے ذہن پر نقش ہو کر رہ گیا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧

"دیکھو میں ڈرتی نہیں ہوں تم سے مجھے ڈرانے کی کوشش بھی مت کرنا۔!

عالیجان سے زیادہ اس نے جیسے خود کو یقین دلایا تھا۔ کہ وہ واقعی اس سے ڈرتی نہیں تھی۔

"ایک بات اچھے سے سن کر ذہن نشین کر لو عنایت کاظمی۔" اگر آج کے بعد کسی بھی لڑکے سے دوستی کرنے یا بات کرنے کی کوشش کی تو پہلے تو صرف ڈرایا تھا۔

اب جان سے مار دوں گا۔!" نیلی آنکھوں میں عجب سی وحشت سر دپن سمیٹے۔ وہ انگلی اٹھائے اپنے قریب بیٹھی عنایت کو دیکھ کر گویا ہوا۔

"عنایت نے نم نگاہوں سمیت اپنا سر جھکا لیا۔" جانے کیوں اس کے سامنے اسکی آواز حلق میں دب سی جاتی تھی۔

وہ اٹھنے لگی، جب اچانک اسکی گرفت اپنے ہاتھ پر محسوس کرتے اسکا سانس بری طرح سے رو کا۔

""سیاہ آنکھیں خوف سے پھیلی۔ لرزتے ہونٹوں کو میچ وہ تھوگ نگلتے مڑی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""""بیٹھو۔ ! """

بے لچک انداز میں اسے حکم دیا۔ تو عنایت نے سرخ چہرے سمیت کچھ کہنا چاہا۔ "بیٹھو ورنہ اپنے طریقے سے بٹھاوں۔؛

اس نے جان بوجھ کر غصہ کیا۔ تو وہ جٹ سے کچھ فاصلے پر بیٹھی۔

عالیجان نے ایک بھرپور نگاہ اس پر ڈالی، اور اگلے ہی لمحے وہ سر اسکی گود میں رکھتے آنکھیں موند گیا۔

"اس کی اچانک کی جانے والی اس حرکت کے سبب عنایت کا پورا وجود سن پڑ گیا۔

آنکھیں حیرت و خوف سے مزید پھیل گئی۔

"اب عیادت کرنے آئی ہو تو اچھے سے کرو۔ میرے سر میں درد ہے ذرا دبا دو۔!

اسکا نرم ہاتھ پکڑتے اس نے اپنی چوڑی پیشانی پر رکھا۔ عنایت عجیب سی کیفیت کا شکار ہوئی جٹ سے ہاتھ کھینچا۔

"سنا نہیں لٹل اینجل۔"

اب کی بار اس نے بے تاثر نیلی آنکھیں اٹھائے اسے دیکھا تو عنایت نے رکی ہوئی سانس خارج کی۔

"کچھ نہیں ہوتا عنایت چھوٹا بھائی ہی تو ہے۔ دبا دو!"""

وہ خود میں ہمت پیدا کرتے گہری سانس بھرنے لگی اور لرزتا ہوا ہاتھ اسکے ماتھے پر رکھتے اب نرمی سے دبانا شروع کر دیا۔

"عالیجان شاہ بے تاثر چہرے سمیت لیٹا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں بہت سی چیزیں گردش کر رہی تھی۔

ڈینی کی بتائی باتیں مگر کہیں ناں کہیں وہ چاہ کر بھی عنایت کاظمی سے وہ نفرت نہیں کر پا رہا تھا جو اسے کرنی چاہیے تھی۔

ہاں اسے ڈرانا، اسے یہ جتانا کہ وہ اس سے کتنی نفرت کرتا ہے اس کے بعد عنایت کے چہرے پر پھیلا خوف بے سی عالیجان شاہ کو سکون دیتا تھا۔

یا یوں کہا جائے اس کا معاملہ الٹا تھا وہ عنایت کاظمی کو خود سے خوفزدہ کر کے اس کے خوف سے لطف اندوز ہوتا تھا۔

مگر یہ لطف کیسے اسے بری طرح سے جکڑنے والا تھا وہ ابھی انجان تھا اس حقیقت سے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آج کے بعد میرے روم میں اکیلے مت آنا۔اور اس رنگ میں تو ہر گز نہیں۔! اچانک اسے کچھ ہوا تھا وہ ایک ہی جست میں اس سے دور ہوا۔

سفید چہرہ پسینے سے تر ہونے لگا تھا۔

وہ بیڈ سے اترتا کافی دور جا کھڑا ہوا۔اور اب کی بار بے حد سختی سے اسے وارن کرتے روم سے جانے کا حکم دیا۔

"اس کے ذہن میں کیوں ایسی سوچ آئی تھی۔وہ ایسا ویسا لڑکا تو ہر گز نہیں تھا۔بلکہ وہ تو لڑکیوں کو اپنے مقابلے میں کچھ بھی نہیں سمجھتا تھا۔

پھر اچانک عنایت کا ظمی کے لیے ایسے احساسات اسے چھونے کی سوچ پر ہی اسے خود سے گھن آنے لگی۔

"نو عالیجان۔نو۔!"اسنے غصے سے دونوں ہاتھوں میں اپنے بالوں کو جکڑتے غصے سے کہا۔اور زوردار پنچ دیوار پر دے مارا۔

سرخ چہرے سمیت گہرے سانس بھرتے وہ اپنے اندر سلگتی آگ کو بجھانے کی خاطر عجلت میں واشروم کی طرف بڑھا۔

✧✧✧✧✧✧

"عالی بات سنو۔! وہ ٹیوشن کے لئے نکل رہا تھا۔کندھے پر بیگ ڈالے وہ کافی عجلت میں نظر آ رہا تھا۔

عالیان شاہ کی آواز پر وہ ایک دم سے رکا۔

"یس ڈیڈ۔!"گھبراہٹ چھپانے کی حتی الامکان طور پر کوشش کی۔

"طبیعت کیسی ہے تمہاری؟"موبائل فون سے نظر اٹھائے اسنے اپنے قد کے برابر جاتے اپنے بیٹے کو دیکھا۔

"ڈیڈ آج کافی بہتر ہوں۔اسی لئے تو آج ٹیوشن کے لیے جا رہا ہوں۔

عالیجان نے مسکرا کر باپ کو آگاہ کرتے انہیں اپنی طرف سے پر سکون کرنا چاہا۔

"آج تم رہنے دو ٹیوشن کے لئے مت جاؤ تھوڑی دیر میں آپ کی ماما اور میں جا رہے ہیں۔آج ایک بزنس پارٹی ہے

جہاں آپ کی ماما بھی جا رہی ہیں تو آپ حوری کے ساتھ گھر رہیں۔!

ڈیڈ۔پلیز مجھے تھوڑی دیر کے لیے جانے دیں میں ویسے بھی جلدی آ جاؤں گا۔!

اسے عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی۔

سگریٹ کی لت اب اس قدر بڑھ چکی تھی۔کہ اب سگریٹ پیے بغیر وہ زیادہ دیر نہیں رہ سکتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"""عالیان جانے دیں اسے۔ میں حوری کے پاس ہوں۔ ویسے بھی چھ بجے تک عالی آجائے گا پھر میں آپ کو جوائن کر لوں گا۔"

ڈینی نے ہمیشہ کی طرح اس کا دفاع کیا۔

اور آنکھوں سے ہی عالیحان کو پر سکون رہنے کا اشارہ کیا۔

مگر پھر بھی، عالی نہیں جائے گا ڈینی۔ روم میں جاؤ عالی۔ حوری کے پاس ہی رہنا عالیان شاہ بیٹی کے معاملے میں کسی پر بھی یقین نہیں کرتے تھے۔

اب بھی سرد لہجے میں عالیحان کو کمرے میں جانے کا حکم دیا۔ جو فوراً سے اپنے کمرے کی طرف بھاگا۔

ڈینی روم میں آیا۔ تو وہ ایک کونے میں بیٹھا تھر تھر کانپ رہا تھا۔" ڈینی نے اندر سے روم لاکڈ کیا اور تیز قدموں سے اسکی

جانب بڑھا۔

چچ چاچو۔ پپ پلیز مجھے جانے دیں۔ میں آجاؤں گا جلدی سرخ ہو رہی آنکھوں سمیت ڈینی کو دیکھتے وہ منت بھرے

انداز میں بولا۔

ڈینی نے نرمی سے اسکا سر تھپکتے اسے ساتھ لگایا۔" فکر کیوں کر رہے ہو عالی۔! تم جاؤ میں ہوں یہاں سے۔! میں ہوں حوری کے پاس۔!"

ڈینی نے مسکرا کر کہا۔ تو عالیحان نے کانپتے وجود سمیت اسے دیکھا اور جٹ سے اسکے سینے سے لگا۔

تھینک یو سو مچ چاچو۔ میں جلدی آجاؤں گا۔!"

گھڑی کی سوئیاں شام کے پانچ بجا رہی تھی۔ وہ روم سے نکلا۔ تو نیند سے بیدار ہوئی حورین جو بھائی کے پاس ہی آرہی تھی۔

نیلی آنکھوں میں فکر سمیٹے وہ اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے تیزی سے اسکے پیچھے بھاگنے لگی۔

" بھئیو۔!" عالیحان دوڑتا ہوئے گیٹ سے نکل گیا تھا۔

اور ڈینی نے بھاگ کر حورین کو اٹھایا۔" چاچو۔ بھئیو کدھر گئے ہیں۔ ماما نے کہا تھا بھئیو کے پاس رہنا۔!

اسکا معصوم چہرہ گھبراہٹ سمیٹ رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈینی نے اسکا سر تھپکا۔"بیٹا بھئیو آنے والے ہیں آپ تب تک روم میں چلو۔"

اوکے۔وہ معصوم سر اثبات میں ہلاتی اسکی گود سے اتری اور اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

ڈی نے کمرہ باہر سے لاکڈ کیا۔اور موبائل فون نکالتے جلدی سے نمبر ڈائل کیا۔

""ہاں عالیان شاہ کی پرنسز اکیلی ہے گھر۔میں بس نکلنے والا ہوں۔آجاؤ تم""!

سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے اس نے کال کاٹ دی۔

Episode 76

چاچو دروازہ کھولیں پلیز۔بھئیو۔مجھے باہر لے

چلیں میرا سانس رک رہا ہے روم میں۔!

چھوٹی سی گڑیا اپنے چھوٹے سے بازو سے جکڑتے اسنے

اپنے ساتھ لگائی ہوئی تھی،

ننھے ننھے ہاتھوں سے دروازہ کھٹکھٹاتے وہ اب ڈر کے

مارے رونے لگی۔

نیلی حسین آنکھوں کا حال برا ہو چکا تھا۔وہ معصوم

چہرہ بلکل بھیگ چکا تھا۔

معاًدروازہ باہر سے کھلا تھا۔دروازے کے باہر کھڑے

سیاہ ماسک میں ڈھکے چہرے کو دیکھ حورین شاہ خوف

سے پیچھے ہوئی۔

حرمین کیا ہوا پریشان کیوں ہیں۔؟"

وہ ایک کونے میں کھڑی تھی۔اس کا دل بری طرح سے

خوفزدہ ہو رہا تھا۔

"عالیان گھر چلیں میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔!

انہیں آئے ہوئے ابھی پانچ سے دس منٹ ہی گزرے تھے۔

حرمین کا فکر مند چہرہ دیکھ عالیان شاہ نے گہری سانس

بھری۔

"ارے ڈینی۔عالی اور حوری کیسے ہیں۔؟

ٹھیک ہیں ناں دونوں؟"""

عالیان جانتا تھا بیوی کا خوف بچوں سے دور ہونے کی وجہ سے تھا۔

"ایل وہ دونوں ٹھیک ہیں اور گھر میں میڈ کو چھوڑ آیا

ہوں۔بچوں کے پاس تو آپ بے فکر رہیں۔۔۔"""!

پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے اسنے مسکرا کر کہا تو

عالیان نے گہری پر سکون سانس بھری۔

ڈیٹس گریٹ تھینک یو سوچ یار۔تمہاری بھابھی تو

خواہ مخواہ میں ہی پریشان ہو رہی تھیں۔

"حرمین نے بمشکل سے مسکرانے کی کوشش کی۔

مگر سچ یہی تھا کہ وہ اندر سے بری طرح سے ڈر چکی

تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔صبح ملاقات ہو گی۔حوری گھر

اکیلی ہے۔مجھے جلدی جانا ہے"!

معیز کو دیکھ کر عالیحان نگ سگریٹ کا آخری کش

بھرتے کہا۔

بند ہوتی آنکھوں سے اسنے معیز کو دیکھا اور لڑکھڑاتے

ہوئے نیچے گرا۔

"معیز نے مسکرا کر پاس بیٹھے لڑکوں کو دیکھا۔

صاحب ہو گیا آپ کا کام۔صبح تک نہیں اٹھے

گا یہ۔!"

تھوڑی ہی دیر میں ایک سیاہ گاڑی وہاں آئی۔

معیز نے سہارے سے عالیحان شاہ کو اٹھائے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالتے کہا۔

"گڈ بچے۔!

گاڑی میں بیٹھے ایچ اے آر نے مسکرا کر پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑے عالیحان کو دیکھ کر معیز سے کہا۔

"معیز مسکرایا۔"

مگر تم بہت زیادہ جان چکے ہو ہمارے بارے میں اتنا جاننا ٹھیک نہیں تمہارے لئے۔اس سے پہلے کہ معیز کچھ جان پاتا۔

ٹھاہ سے ایک گولی اسکی ماتھے کے بیچوں و بیچ لگی۔

وہ بے دم ہوتا اوندھے منہ پیچھے کو گرا۔

ماہ ویر نے مزید کام سے انکار کر دیا تھا اور جو خبر انہیں ملی تھی اس کے حساب سے وہ ملک چھوڑ کر جا چکا تھا۔

اس لیے انہیں اس کی جانب سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔

گاڑی کے سیاہ ٹائر تیزی سے سڑک پر نشان چھوڑتے جا رہے تھے۔

"ہائے بیوٹیفل۔!"بھاری سرد آواز کے ساتھ ہی وہ شخص کمرے میں آیا۔تو حورین شاہ نے منہ کھولے سہمی ہوئی سی نگاہوں سے اس شخص کو دیکھا۔

انکل آپ کون ہو۔؟""

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آنکھیں پھیلائے وہ معصوم خوف سے اسے دیکھ قدم
پیچھے لینے لگی۔
جس کی آنکھوں سے وخشت ٹپک رہی تھی۔
وہ ایک دم سے بھاگ کر حورین کے قریب گیا۔اور اسکے
قریب جھکتے شیطانیت بھری نظروں سے اس معصوم
شہزادی کو دیکھا۔
"میں ایک اینجل ہوں۔مجھے آپ کے بھائی نے بھیجا
ہے عالی نے۔ہم دونوں آج ایک کھیل کھیلیں
گے۔
اپنا ہاتھ حورین کے چہرے پر پھیرتے وہ حوس
بھری نگاہیں اس معصوم پر گاڑھے بولا۔
اس کے بعد اس کا ہاتھ پھسل کر اس کے کندھے تک گیا۔
"بیٹا آپ کے بھئیو اور ڈیڈا، کے علاوہ کوئی آپ کے فیس
کو یا باڈی کو ٹچ کرے تو آپ بھاگ جانا۔ایسے لوگ بیڈ
ہوتے ہیں۔؛"
اسکے معصوم ذہن میں ماں کے بتائے الفاظ گردش کرنے
لگے۔
یہ وہ احتیاط تھی وہ سیکھ رہی تھی۔جو آج کے دور کی ہر
ماں کو اپنی بیٹی کو دینے کی اشد ضرورت ہے۔
"نو آپ جھوٹ بولتے ہو۔؛آپ بیڈ ٹچ کر رہے ہو۔!
آپ جاؤ میں عالی بھائی کو بتادوں گی۔!"
وہ ایک ہی جست میں چالاکی سے بھاگ کر دروازے کی
سمت بڑھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور تیزی سے بولتے وہ عالیجان کے روم کی سمت بڑھنے
لگی۔
بھائیو۔اٹھو بھئیو۔بیڈ انکل مجھے بیڈ ٹچ کررہے
ہیں۔!
وہ روم میں آئی تو بیڈ پر آڑھی ترچھی حالت میں پینے
سے شرابور عالیجان شاہ اپنے ہوش وحواس سے بیگانہ
پڑا تھا۔
حورین نے زور سے اسکا بازو جھنجھوڑا۔جو اٹھنے کا نام
ہی نہیں لے رہا تھا۔ تبھی بھاری قدموں کی چاپ اسے
کمرے کے قریب سے سنائی دی۔
"ارے واہ آپ تو بیوٹیفل ہونے کے ساتھ ساتھ ہوشیار بھی
ہو۔مگر دیکھوناں آپ کے بھیو کو کوئی پرواہ نہیں
آپ کی۔کیسے بے ہوشوں کی طرح سو رہا تھا۔
"وہ شخص جیسے ہی روم میں آیا۔اسنے
عالیجان کو دیکھ کر حورین سے کہا۔
جس کا ننھا ذہن بری طرح سے متاثر ہو رہا تھا۔
بھیو پلیز سیو می۔اٹھوناں بھئیو۔!"
وہ رو کے کہنے لگی۔اسکے رونے کی آواز پر اکتاہٹ سے آگے
بڑھتے اس شخص نے اس معصوم بچی کو اسکے سنہری
بالوں سے جکڑتے اپنے ساتھ گھسیٹا۔
درد کے شدت سے وہ بری طرح دھاڑیں مارتے رونے چلانے
گئی۔
اسکا حلق جیسے پھٹنے کو تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔
www.kohnovelsurdu.com

"چپ کر۔چٹاخ!"""اسے کھینچ کر بازو سے پکڑتے

سامنے کرتے اس شخص نے ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ

پر جھڑا تو حورین شاہ بری طرح سے لڑکھڑا کر نیچے

گری۔

مگر پاس پڑے میز سے ٹکرانے کی وجہ سے اسکا سر

بری سے طرح سے پھٹا۔

وہ اوندھے منہ نیچے گری۔

سفید فراک خون سے بھر چکی تھی۔

اس شخص نے نفرت سے اسے گھورا۔

"میری تمہارے ماں باپ یا تم سے کوئی خاص دشمنی تو نہ

ہے لٹل گرل مگر کیا کروں۔یہ کھیل بہت لطف دے رہا

ہے۔

اور تم تم بھی اپنے ماں اور پھپھو کی ظرح غضب کی

حسین ہو۔یقیناً تم بڑی ہو کر قہر ڈھاؤ گی۔

مگر تمہارے بڑے ہونے تک میں انتظار نہیں کر سکتا۔

مسکرا کر للچاتی نگاہوں سے اسکے سفید پڑے چہرے کو

دیکھتے اسنے کھینچ کر حورین شاہ کے دونوں بازو چاک

کیے۔

"حرمین کیا کر رہی ہیں آپ یار۔؟

آپ گھر نہیں جائیں گے میں خود جا رہی ہوں۔ہٹ

جائیں پیچھے آپ۔!"

اتھل پتھل ہوئی سانسوں کے بیچ وہ پہلی بار اپنے

شوہر پر بری طرح سے چلائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عالیان نے اب گھبراہٹ سے اسے دیکھا۔

بھابھی میری ابھی بات ہوئی ہے۔وہ ٹھیک ہیں آپ خواہ

مخواہ۔!

بس کریں آپ دونوں۔میں ماں ہوں اور میرا دل

کہہ رہا ہے کہ میرے بچے ٹھیک نہیں۔!

اونچی آواز میں ڈینی کو جھڑک کر کہتی وہ ڈرائیو نگ

سیٹ سنبھال گئی۔

ڈینی نے پریشانی سے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

"میں ڈرائیو کرتا ہوں سن شائن۔!"

نو بیٹھنا ہے تو بیٹھیں۔ڈرائیو میں کروں گی۔

بھابھی مجھے بھی لے چلیں۔؛"

ڈینی نے گھبرا کر کہا۔

مگر حرمین سنی ان سنی کرتے گھر کے لئے نکلی۔

گاڑی آج پہلی بار وہ اس قدر تیزی سے ڈرائیو کر رہی

تھی۔کہ عالیان پریشان ہو گیا۔

"ہاں سن۔وہ دونوں واپس آرہے ہیں۔!"کیا۔؟

ابھی تو کھیل شروع بھی نہیں ہوا۔گدھے۔وہ واپس

کیسے آسکتے ہیں۔اسنے بیڈ پر خون سے لت

پت حالت میں پڑی حورمین شاہ کو دیکھا۔

ابھی تو اس نے اسے کچھ بھی نہیں کیا تھا پھر کیسے

اتنی جلدی۔!

یار وہ۔حرمین نہیں رکی۔میں نے بہت ٹالا۔

مگر۔"

ایک سیکنڈ۔ باہر کوئی ہے۔!"

ابھی وہ بات کر رہے تھے۔ جب دروازے پر بیل

بجنے لگی۔

وہ شخص اب زیادہ گھبرایا۔ ڈینی نے تھوک نگلا۔

کون ہو سکتا ہے۔؟ وہ لوگ تو ابھی نکلے ہیں۔

ڈینی نے پر سوچ انداز میں کہا۔

عالی۔ دروازہ کھولو بیٹا۔!

معا باہر سے عیناں کی فکر مند سی آواز سنائی

دی۔ جسے سن کر اس شخص نے دانت پیتے

واز اٹھائے فرش پر دے مارا۔

عورت۔ یہ یہاں کیسے آئی۔!

،اپنے بالوں کو نوچتے دھاڑا تھا۔

ڈینی الگ پریشان تھا۔

"شاید حرمین نے ہی بولا ہو گا اسے۔!

ڈینی نے دانت پیستے کہا۔

"تم ابھی کے لئے نکلو۔ میڈیا کو بھیجتا ہوں

میں۔ عزت تو عالیان شاہ کی لٹ چکی ہے

آج۔ جب وہ بیٹی کو اس حال میں دیکھے گا۔

خود ہی شرم سے مر جائے گا۔!

سر سراتے ہوئے لہجے میں کہتے ڈینی نے اسے وہاں سے

نکلنے کا کہا۔

اس شخص نے کال کاٹتے حورین کو دیکھا۔

مجھے انتظار رہے گا حورین شاہ۔ تمہارے بڑے

ہونے کا۔اس ادھوری ملاقات کو پورا ضرور

کروں گا میں۔یہ وعدہ رہا میرا۔"""

حورین شاہ کے چہرے کو دیکھ وہ خود سے کہتا

وہاں سے باہر نکلا۔

ہیلو حرمین جلدی پہنچو۔عالی دروازہ نہیں

کھول رہا۔پلیز جلدی پہنچو"! '

عیناں نے سینے پر ہاتھ رکھتے گھبراہٹ بھرے انداز میں

کہا۔

اور پھر سے زور زور سے دروازہ پیٹا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

روشنی کی تیز کرنیں اسکی آنکھوں کو چندھیانے

گی۔

کانوں میں عجیب قسم کا شور وغل تھا جب وہ

کسمساتے ہوئے اٹھا،اسکی نیلی روشن سمندر سی

گہری آنکھوں میں حیرت تیزی سے پھیلی۔

وہ تو کل اپنے دوستوں کے بیچ تھا اور اب وہ اپنے

کمرے میں اپنے گھر میں کیسے۔"

اسنے اٹھنے کی کوشش کی،مگر دماغ میں شدید درد

کے سبب اس سے اٹھا نہیں گیا۔

وہ لڑکھڑاتے ہوئے اٹھا،

اور ایکدم سے پاس پڑے ٹیبل پر سہارے کیلئے ہاتھ رکھا،

جب باہر سے اسکی مام کی دلدوز چیخیں اسکی ساعتوں

سے ٹکرائی۔

عالیجان آنکھیں ملتا خوفزدہ سا باہر کو بھاگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جہاں لوگوں کا جرمٹ اسکی پرنسز کے دروازے کے باہر

کھڑا تھا۔

میڈیا ادھر ادھر تصویروں میں آنکھوں دیکھے منظر کو

قید کر رہا تھا۔

اسکی ماں اسکی پھپھو کی چیخیں اندر سے کہیں آرہی

تھیں۔

وہ ننگے پاؤں بھاگتا ہوا، اس بھیڑ کو چیرتا اندر داخل

ہوا۔

جہاں سامنے کا منظر دیکھ، جیسے اسکی روح تک فنا ہو گئی تھی،

اسکی پرنسز اسکی آٹھ سالہ بہن (حورین شاہ) خون

سے لت پت ادھ مری حالت میں اسکے باپ کی گود میں

چھپی پڑی تھی،

اسکی زندگی سے بھرپور اوشن بلیو آنکھیں باہر کو

ابلی پڑی تھیں۔

اور اسکا وجود خون سے لت پت تھا۔

وہ گھٹنوں کے بل فرش پر ایک دم سے ڈھے سا گیا۔

آنسو اسکی آنکھوں سے بہتے جا رہے تھے مگر وہ

جیسے بے حس و حرکت ہو کے رہ گیا تھا۔

میڈیا اسکی بہن کو زیادتی کا نشانہ بننے والی معصوم

بچی کہہ رہا تھا، اسکا باپ اسکی ماں اسکی پھپھو

دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔

اور ایسے میں ایک وہ تھا۔

جس کے اپنے ہاتھ خون آلود تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

وہ آگے بڑھنے لگا۔

جب پیچھے سے آتے کسی نے اسکے گریبان کو دبوچا۔

یہی ہے وہ،اس نے مارا ہے مٹھو کو۔!

اسے گھسیٹے ہوئے باہر لے جاتے وہ ایک نوجوان تھا۔

جو جانے کیا کچھ کہہ رہا تھا۔عالیجان کا دماغ سناٹوں

کی ضد میں تھا اسکی آنکھوں کے سامنے اسکی بہن

اسکی ماں اسکا باپ تھا۔

وہ بھیک مانگنے والوں کی طرح لاغر سا گھٹنوں کے بل

بیٹھا ہوا تھا۔

جب اسکی نگاہ کمرے سے بھاگتے اپنے باپ اور ماں پر

پڑی۔

وہ آگے بڑھا انہیں روکنے کیلیئے،اپنی پرنسز کو دیکھنے

کیلیے،مگر ایک دم سے اسکے منہ پر کسی کے بھاری بوٹ

کی ضرب سے وہ دو فٹ دو جا گرا۔

سالے ڈر گھس لیتا ہے۔نشہ کرتا ہے۔کتنوں کو مارا

ہے اپنے نشے کی لت میں۔اس کی وجہ سے اس

کی معصوم بہن کو نوچا گیا ہو گا۔

جن کے بھی ایسے درندے ہوں تو ان بہنوں کے محافظ

بھلا کون ہو سکتے ہیں

ڈی ایس پی اسے جوتوں سے ٹھوکریں مارتا پیٹ رہا تھا۔

عالیجان شاہ کا ذہن اس آخری بات پر اٹکا تھا۔اسکی ناک

اور ماتھے سے خون بہتا اسکی شرٹ میں جذب ہونے

لگا۔

اسے کسی بھیانک خواب کا سا گماں ہو رہا تھا، ایسا

خواب جس کا تصور وہ مر کر بھی ناں کرتا۔

حوری "اسکی آنکھوں سے بے بسی سے آنسوں

بہنے لگا جب دل نے شدت سے اس معصوم کو پکارا تھا۔

جس میں عالیحان شاہ کی جان باری تھی۔

نن نہیں تح حوری!" وہ زمین پر بمشکل سے

رینگتا درد سے بند ہوتی آنکھوں کو کھولنے کی

کوشش کرتا اسی سمت بڑھنے لگا جہاں اسکا باپ اسکی

بہن کو اٹھائے بھاگا تھا۔

لوگوں کا ہجوم اس کی حالت پر لعن طعن کر رہا تھا،

لوگ اسے نشئی، غنڈہ، قاتل جانے کیا کچھ کہہ رہے تھے

مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

وہ بس اپنوں کے پاس جانا چاہتا تھا۔ جہاں اسکی ماں کا

آنچل اسے دنیا کی دھوپ، اس سرد و گرم سے بچا

لیتی۔

مما۔! کپکپاتے ہونٹوں سے اپنے بمشکل سے اپنی

ماں کو پکارا تھا۔

جب پیچھے سے آتے کسی شخص نے اسکے سر پر نفرت

سے کوئی لوہے کا راڈ مارا۔

ایک مدہم سی چیخ کے ساتھ اسکے منہ سے خون کا پھوارا

سا پھوٹ پڑا،

اسکا وجود ہچکولے کھانے لگا۔

سالو کنڑول کرو اس عوام کو یہ ہمیں زندہ چاہیے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

غصے سے پاگل ہوئی عوام پر ایک نگاہ ڈالے

وہ ڈی ایس پی اپنے اہلکاروں پر دھاڑا اور بھاگتے ہوئے

عالیجان کے بے ہوش وجود کی طرف بڑھا۔ جو

خون سے لت پت موت کے قریب تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اچانک سے گہما گہمی مچ گئی تھی۔ ہنستے بستے

گھروں میں آگ سی لگ گئی تھی۔ ہر کوئی اشک بار

ایک دوسرے سے نظریں چرا رہا تھا۔

آج ایک ہفتہ ہو چکا تھا اس واقعے کو۔ مگر اب تک کوئی

بھی اس حادثے سے ابھر نہیں پایا تھا۔

عالیان اور حرمین کے ساتھ ساتھ عیناں اور ویام بھی امن

اور اذلان کے گھر پر شفٹ ہو چکے تھے۔

کیونکہ میڈیا نے ان دونوں گھروں کو شدید گھیرا

ہوا تھا۔

صد شکر کے عیناں اور وریام لندن میں ہی تھے۔

اس لیے انہیں اس معاملے سے دور رکھا گیا تھا۔

"وہ ٹھیک ہے حرمین۔ ڈونٹ وری ہمیں خدا کا

شکر ادا کرنا چاہیے ہماری بچی اتنے بڑے حادثے سے بچ

گئی۔

یہ عیناں ہی تھی۔ جس نے مردوں کی طرح پڑے ان

سبھی کو ایک کمرے میں اکٹھا کیا تھا۔

باقی بچے سبھی انیل کے روم میں اکٹھا ہوئے تھے اور

حورین اس وقت ابیر کے روم میں تھی۔

"عیناں کی بات پر حرمین نے اپنے دوپٹے سے آنکھیں

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

رگڑی۔ جس ماں کا ہنستا بستا گھر ایک ہی لمحے میں

اجڑ گیا ہو بھلا وہ کیسے صبر کر لیتی۔

گزشتہ ایک ہفتے سے عالیجان سے پولیس والوں نے ملنے

تک نہیں دیا تھا۔

اور یہاں حورین کی حالت دیکھ اس کا کلیجہ منہ کو آرہا

تھا۔

"میں نے کہا تھا کچھ گڑ بڑ ہے۔ کوئی میری بات نہیں

سنتا۔ اب کیا کریں گے آپ عالیان۔ ساری دنیا

میری بچی کے کردار کو چاک چاک کر چکی ہے۔

کس کس کی زبانیں پڑیں گے ہم۔ میری معصوم

بچی اس حادثے سے کیسے ابھرے گی۔؟"

حرمین ہچکیاں لیتے کہتی تڑپ ہی تو گئی تھی۔

عالیان شاہ نے بے بسی سے سر جھکایا۔ ان کا حال تو

ایسے زخمی شیر کی طرح ہو چکا تھا کہ ناں تو وہ

اپنا غم چھپا پا رہے تھے ناں ہی کسی سے نظریں ملا

پا رہے تھے۔

حرمین اٹھ کر کمرے سے چلی گئی۔ سبھی افسردہ سے

تھے۔

عیناں خاموشی سے ان کے پاس ڈھے سی گئی۔

یہ بھی خدا کا شکر تھا کہ وہ حورین کو ہاسپٹل کی بجائے

اپنے ساتھ لے گئی تھی اور اسے خود ٹریٹ کرتے اس کی

صحت کی مکمل طور پر دیکھ بھال وہ اپنی آنکھوں کے

سامنے کر رہے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کیونکہ ایسے حالات میں ہاسپٹل کا رزک یقیناً خطرناک ہو
سکتا تھا۔

Episode 77

"عین۔ کھانا نہیں کھانا تم نے
وہ دروازے کے بیچ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ٹکائے کافی
پریشان سے بیٹھی تھی۔
وہ ابھی اپنی مام کے پاس سے آرہی تھی۔
اور اسکے ماموں عالی سے جس قدر غصہ تھے وہ سب
سن اس معصوم کا دل سہم سا گیا۔
ابیر کی پکار پر وہ مڑی نہیں۔ تو گہری سانس بھرتے
وہ آگے بڑھا۔
اور اس کے قریب نیچے ہی بیٹھا۔
"کیا ہوا سیڈ ہو۔؟"
ابیر ایک ہفتے سے اس کی ایک ایک حرکت کو آبزرو کر رہا
تھا۔
گھر میں ٹینشن کا ماحول بن چکا تھا اور وہ سب سے
زیادہ سمجھ دار تھا اسی لئے اس نے کسی کو بھی تنگ
نہیں کیا بلکہ بچوں کو بھی زیادہ تر وہی ہینڈل کر
رہا تھا۔
اب بھی وہ انیل کے روم میں گیا تو عنایہ وہاں نہیں
تھی۔

اسے ڈھونڈتے ہوئے وہ مام کے روم میں آیا جانتا جو تھا کہ
وہ دھڑلے سے وہاں جا کر رہتی تھی۔
اور توقع کے مطابق وہ وہی تھی۔ سائیڈ ڈور کے بیچ
بیٹھی۔
گلابی سکرٹ میں ملبوس۔ وہ معصومیت سمیٹے ابیر
علوی کو اپنی پرنسز لگ رہی تھی۔
"یہاں کیوں بیٹھی ہو۔۔۔؟" عنایہ نے جواب نہیں دیا تو ابیر
نے گہری سانس بھرتے پوچھا۔
"مجھے بیک ڈور پسند ہے۔ ٹو تو ڈورز اور بالکونی بڑی
والی"!
وہ منہ پھلائے جواب دے رہی تھی۔ عالی کی بتائی
باتوں کی وجہ سے وہ اس سے بات کرنے سے گریز برت
رہی تھی۔
مگر اسے جواب بھی دے رہی تھی۔
"اگر میں اپنے روم میں یہ سب کر دوں تو تم میرے روم
میں چلو گی۔
اس کا اشارہ پرمانٹ جانے کی طرف تھا جو عنایہ کی
سمجھ سے فل حال باہر تھا۔
"اوکے" اسنے سر ہلاتے مسکرا کر کہا۔ تو اسکے
داہنے گال پر گہرہ گڑھا نمودار ہوا۔
ابیر کی شہد رنگ آنکھیں چمکی۔
"کین آئی چیٹ دز۔!
وہ ضرورت سے زیادہ اچھا بن رہا تھا یا پھر یہ عالیحان

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

شاہ کے جانے کی وجہ سے ہوا تھا کہ وہ اتنا نارمل بات کر

رہا تھا۔

بھوری آنکھوں میں ڈھیروں سنجیدگی سمیٹے وہ اسے دیکھتی رہی۔

"نو۔اٹس آ بیڈ مینرز۔!"وہ فوراً سے انکار کر گئی

تو ابیر کا دل بجھ سا گیا۔

"تم سیڈ کیوں ہو۔""اس کا موڈ بحال کرنے کو وہ پھر

سے سوال پوچھنے لگا۔

"کیونکہ عالی نہیں آیا اور ماموں اس پر بہت غصہ ہیں

کہہ رہے ہیں کہ وہ اسے جان سے مار دیں گے۔ !

اس نے اپنی سنی بات اسے بتائی اور پھر سے سیڈ

ہوئی۔

منہ لٹکا کر بیٹھ گئی۔

"وہ آجائے گا میری اس سے بات ہوئی ہے۔

کیا سچ میں۔؟""

وہ ایک دم سے چہکی۔اس کی حسین آنکھوں میں

چمکتے رنگ دیکھ ابیر کے دل کو کچھ ہوا۔اسے شدید

نفرت تھی اس عالیجان سے۔

-

جس کی وجہ سے وہ اپنی عین کی نظروں میں ہمیشہ

دوسرے نمبر یا پھر آیا ہی نہیں تھا۔

"یس مگر اس کے آنے تک آپ کو مجھ سے فرینڈ

شپ کرنا ہو گی۔!

آنکھوں میں عجیب سے چمک سمیٹے اس نے اپنا ہاتھ

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بڑھاپا۔!

عنایہ سوچ میں پڑ گئی۔

اوکے تم میرے بھائی بن جاؤ"

اسے معلوم تھا عالی غصہ کرے گا دوستی کا سن کر اسی

لئے اسے آفر کی۔

"جس پر اہیر کی شہد رنگ آنکھوں میں خون سمٹا۔

دانت بھینچتے اسنے عنایہ کو دیکھا۔

میں بھائی نہیں ہوں تمہارا۔ تمہارا ہزبینڈ ہوں ہونے

والا۔ اور تم اس عالی کا نام مت لیا کرو۔ اونلی

ابیر کہا کرو"!

وہ سارے لحاظ بھلائے غصے سے اسکے قریب ہوتے دانت

پیستے بولا۔

تو میں نہیں کروں گی تم سے شادی۔ ابھی میری عمر ہی

کیا ہے

""عنایہ نے سر نفی میں ہلاتے اسے انکار کر دیا۔

گیارہ سال کی عمر میں عنایہ کو ان سب باتوں کی

سمجھ سرے سے ہی نہیں تھی۔ جبکہ اس کے بر عکس

پندرہ سال کی عمر میں بھی ابیر علوی اچھے سے جانتا

تھا۔

کہ وہ اسکی ملکیت تھی۔ اس کی ہونے والی بیوی۔!

"اوکے بڑے ہو کر تو کریں گے کیا میں ہینڈسم نہیں

ہوں۔؟"

وہ قریب کھسکا۔ اور سنجیدگی سے پوچھا۔

عنایہ بغور اسے دیکھنے لگی۔

یس تم ہینڈ سم ہو اور بدتمیز بھی۔۔۔!""" اس کی زبان پر
کھجلی ابیر کو دیکھ کر ہی ہوتی تھی۔

اور ابیر اب اپنے رویے کو بدل رہا تھا عنایہ کے لئے۔

"اسی لئے سرخ چہرے سمیت ضبط سے اسے دیکھا۔
جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔شاید کنگھی نہیں کی
گئی تھی اسکی۔۔

ادھر آؤ۔!

اس کا ہاتھ پکڑ کر ابیر نے اسے اٹھایا اور اپنے ساتھ لے
جاتے چیئر پر بٹھایا۔

"کیونکہ لڑکیوں کو ایسے نہیں بولتے میں ہینڈ سم ہوں یا
نہیں۔اور شادی کی بات بھی نہیں کرتے۔!"

پیر جھلاتی وہ اپنی سوچ کے مطابق بولی۔

ابیر نے پینٹ کی پاکٹ سے چاکلیٹ نکال کر اسے تھمائی۔

جس پر اسکا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔اسنے
بنا دیری کے چاکلیٹ کھولی اور کھانے لگی۔

مگر مام کہتی ہیں کہ میں صرف تم سے ایسا کہہ
سکتا ہوں۔باقی سب سے نہیں۔!"

ڈریسر سے کنگھی اٹھائے وہ اسکے بالوں کو برابر
کرنے لگا۔

جس کا جواب شاید چاکلیٹ کے چکر میں وہ سن ہی
نہیں پائی تھی۔

"ابیر بس جنون خیز نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو زندگی کے پندرہ سالوں میں آج پہلی بار اس کے

ساتھ اتنے وقت سے تھی۔

اور اس عالیجان کا براسایہ ان سے دور تھا۔

"اوکے پھر تم کسی اور سے نہیں کہنا۔!

حیا کی بات پر وہ فوراً سے اسے حامی دے گئی۔

تو ابیر مسکرایا۔

"یور سمائل اس سوہاٹ۔!" چاکلیٹ سے بھرے

چہرے سمیت وہ بھوری آنکھوں میں چھک سمیٹے

بولی۔

تو اس کی بات پر ابیر کا چہرہ لمحوں میں سرخ پڑا۔

"ایسا نہیں بولتے عین۔!""ابیر نے سلیقے سے اسکی

پونی باندھتے اسے ٹوکا۔

"اوکے۔" جس پر وہ فورا سے سر ہلاتی اوکے

کہہ گئی۔ یہ ڈائیلاگ اس نے کچھ ردوبدل سے بول دیا تھا

حالانکہ ٹی وی پر اس نے کچھ اور سنا تھا۔ تو کیا تم دوستی کروگی مجھ سے؟" ابیر جھک کر کرسی کے قریب بیٹھا اور

گہری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"اوکے مگر جب تک عالی نہیں آجاتا صرف تب

تک۔! عنایہ نے اسے یاددہانی کرواتے اسکے ہاتھ

پر اپنا ہاتھ رکھا تو ابیر کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ

اُمڈی۔

دونوں کے بیچ بنی یہ دوستی بڑھتے وقت کے ساتھ ساتھ اور اس رشتے کے احساس کے ساتھ ساتھ ایک الگ ہی

رنگ دھار چکی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایہ کاظمی بہت جلد بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ اس کے نا صرف قریب ہوئی تھی بلکہ بہت بری طرح اس پر مر مٹی تھی۔

اور ابیر علوی کی اس کے معاملے میں شدت پسندی

سے پورا خاندان بخوبی واقف تھا۔

چند سالوں کی دوستی میں چھپی محبت کا ہی یہ اثر

تھا کہ ابیر علوی نے ماں سے ضد لگا کر انہیں نکاح کے

لئے مجبور کر دیا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بے بی صرف تھوڑی دیر کے لئے ہی جانا ہے۔آپ کو

نہیں پتہ یہ بک اینجل آپی کی کتنی امپورٹنٹ بک ہے۔

اگر وہ بک ناں ملی تو ٹیچر ان کو پینش کریں گے۔

آپ جاؤ اور جلدی سے آپی کو بک دے دینا۔!"

اسکا گال چھوتے ڈینی نے محبت بھرے انداز میں کہا۔

حورین کے ساتھ ہوئے حادثے کو ایک سال گزر چکا تھا۔وہ اب تک اس حادثے سے ابھر نہیں پائی تھی ناں ہی حرمین اور عالیان کی لاکھ کوششوں کے باوجود بھی انہیں کچھ بتا پائی تھی۔

جس وجہ سے ڈاکٹرز کے کنسلٹ پر انہوں نے

مزید کھریدنا چھوڑ دیا تھا۔وہ ایک سال سے سکول

نہیں گئی تھی۔

اور اس سارے عرصے کے دوران وہ اپنے گھر اور کمرے تک

ہی محدود رہی تھی۔

ڈینی کی حورین کے لئے فکر نے عالیان شاہ پر یہ بات

ثابت کر دی تھی کہ وہ ان کا سچ میں خیر خواہ

تھا۔

اس لئے گھر میں اس کے سوا کسی بھی غیر مرد کا آنا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بند تھا۔

اب بھی وہ عالیان کے ساتھ نکلے تھے۔عالیان شاہ کسی ضروری کام کی وجہ سے ایمرجنسی میں آفس کے لیے روانہ ہوئے تھے ۔

اور ڈینی اسے گاڑی میں بٹھائے عنایت کے کالج کے باہر لایا۔

"مگر بچے مجھے دیکھ کر بیڈ بیڈ بولتے ہیں مجھے نہیں جانا چاچو۔پلیز ماما کے پاس چلیں۔ ! "

حورین شاہ کو عجیب سی گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔ڈینی کے ساتھ بھی وہ کمفرٹیبل نہیں تھی۔یہ بات ڈینی محسوس کر پا رہا تھا۔

"بیٹا۔اسنے ہاتھ بڑھایا تو وہ بدک کر پیچھے ہوئی۔

اور بھاگ کر گاڑی سے نکلی۔

آپ جاؤ میں آپی کے ساتھ آجاؤں گی۔!

خوف اسکے چہرے پر واضع دکھائی دے رہا تھا۔

ڈینی نے چونک کر کندھے اچکائے۔

اور گاڑی سٹارٹ کرتے دور نکالی۔

"ہاں وہ اتر گئی اس عنایت کے پاس۔زیادہ ضد کرتا تو اسے شک ہو سکتا تھا۔باس تم بھول جاؤ تمہیں لڑکیوں کی کمی نہیں تو اس کم سن بچی کو چھوڑ دو۔

اسے آج میں ہینڈل کروں گا۔ایچ اے آر سے کہو

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تیار رہے۔اس کی محبت ٹھکرانے والی اس الایہ
کی بیٹی بہت جلد اسکے پاس ہو گی۔
پھر اسے جیسے چاہے وہ تباہ و برباد کرے۔!
سر سراتے ہوئے لہجے میں کہتے اس نے کال کاٹ دی۔
در حقیقت اس کا نشانہ عنایت نہیں حورین شاہ اور
امبر تھیں۔آج وہ ایک تیر سے دو شکار کرنے والا
تھا۔
وہ کافی دیر تک باہر رہا۔اور پھر اپنے خاص آدمی
راشد کا نمبر نکالتے اسے کال کی۔
"آپ کو ایسے نہیں آنا چاہیے تھا گڑیا۔ پھپھو
بہت پریشان ہو گی۔امبر تم بھی چلو میں اور
تم حوری کو گھر چھوڑ کر پھر وہیں سے گھر چلے
جائینگے۔!"
عنایت کافی پریشان دکھ رہی تھی۔حورین کا
ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ کلاس سے بنا کسی
کو بتائے نکل آئی تھی۔
حورین اب تک خوفزدہ سی کیفیت میں گھری ہوئی تھی۔
وہ کچھ بول نہیں رہی تھی اور اسی وجہ سے
عنایت زیادہ پریشان ہو رہی تھی۔
"آپ ٹھیک ہو حوری؟""" عنایت جھک کر اس کے قریب
بیٹھی۔کالج میں اس کا یہ آخری سال تھا اور سبھی
بچے اس کے کالج میں پڑھ رہے تھے۔
کیونکہ اب شاہ خاندان کوئی بھی تباہی مزید نہیں جھیلنا چاہتا تھا۔

اپی پلیز گھر چلیں۔"نیلی سہمی نگاہوں سے اسے دیکھتی وہ اس کے گلے میں بانہیں ڈالے اسکے ساتھ لگی۔ تو عنایت نے اس کی پشت رب کی۔

"میرا بچہ ڈونٹ وری کچھ نہیں ہو گا۔ ہم گھر جا رہے ہیں۔" !

عنایت نے اسے حوصلہ دیا اور پرنسپل میڈم کو آگاہ کرتے وہ باقی سب بچوں کی اطلاع گھر دینے کا کہہ خود گیٹ کی طرف بڑھی۔

"حوری آج تو ہم مل کر کھیلیں گے۔ پھپھو کے گھر"

امبر نے چہک کر شہد رنگ آنکھوں میں شرارت سمیٹے کہا۔

سب سے پہلے حور پر اس کی نظر پڑی تھی۔"اوکے

سرہاں میں ہلاتے وہ بمشکل سے بجھی بجھی

سی بولی۔ میرا ہاتھ نہیں چھوڑنا تم دونوں اور ایک سائیڈ

پر چلنا اوکے !"سڑک پر آج کافی زیادہ رش تھا۔ چونکہ عالیان شاہ کا گھر قریب ہی تھا اس لیے وہ پیدل چلنے لگیں مگر اچانک امبر ہاتھ چھڑا کر حورین کی طرف

گئی اور اس کا ہاتھ پکڑا۔

"امبر۔!

اہہہ۔!"عنایت جیسے ہی اسے ٹوکنے لگی۔ پیچھے سے گزرتے کسی نے زور سے اسے دھکہ دیا۔ اسکا ہاتھ ایک دم سے چھوٹا تھا۔ وہ سڑک کے کنارے اوندھے منہ گری۔"حوری امبر۔! ہاتھوں پر خراشیں پڑنے کے سبب اسے شدید درد ہوا تھا اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی امبر اور حورین شاہ کی دلدوز چینوں نے اس کے جسم سے روح تک کھینچ لی۔

وہ فق چہرے سمیت مڑی۔ مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ امبر کا مردہ وجود خون سے لت پت پڑا تھا اور حورین شاہ کی دونوں ٹانگوں سے بہتا خون دیکھے وہ حواس کھوتے وہی بے ہوش ہو گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ایک کونے میں وہ کمزور سا لڑکا دونوں ہاتھ گھٹنوں کے گرد باندھے پڑا تھا۔ اسکے کندھوں پر زخموں

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کے تازہ نشان تھے جس کے سبب وہ ٹھیک سے کروٹ

نہیں لے پاتا تھا۔

تاریک کمرے میں ہوتی روشنی پر اس کی نیلی سرد

آنکھیں کھلی۔یہ رہا وہلڑ کا۔چار سالوں سے یہاں ہے بلکل فریش مال۔آپ جیسے اعلی دام بندوں کے لئے اسے

خاص رکھا ہے۔

بہت اکڑ ہے اس میں اور حسین بھی کافی ہے۔۔۔!""" پولیس انسپیکٹر اسکے قریب جھکا اسکے بالوں سے پڑتے

اسکا چہرہ اونچا کرتے بولا۔اور موبائل کی روشنی اس کے چہرے پر ڈالی۔

"تو یہاں کیوں باندھ رکھا ہے اسے۔اتنا ظلم؟""" ساتھ کھڑا آدمی پیسوں کی گھڈی نکال کر اسکے پیروں میں

پھینکتا جھکا۔"ہاہاہاہا خاص مال کو الگ رکھتے ہیں ہم سر۔آپ لوگوں کے لیے ہی۔

انسپیکٹر پیسے اٹھاتے مسکرا کر کہتا کمرے سے نکلا۔

تو عالیحان شاہ ایک جھٹکے سے اٹھا۔ہاتھ مت لگانا مجھے چار سالوں میں یہ پہلی بار تھا جب وہ بولا تھا۔

اسکی آواز کافی بھاری ہو چکی تھی۔قد کاٹھ

پہلے سے کافی بڑھ چکا تھا اور جسم کافی دبلا پتلا ہو چکا

"وہ آدمی ہنسا اچھا کیا کرلوگے تم!""" وہ آدمی کافی ہٹا کٹا تھا۔اسنے ایک ہی جست میں عالیحان شاہ کو قابو کرتے

اسے گردن سے دبوچ کر نزدیک کیا۔

"تم نہیں جانتے کتنے نشیلے۔اہمم۔!"

اسکی گردن میں منہ چھپائے اس سے پہلے کہ وہ شخص اپنا جملہ مکمل کر پاتا عالیحان شاہ نے سر کے نیچے رکھا پتھر

اسکے چہرے پر زور سے مارا تھا۔اور شخص درد سے بلبلانے لگا۔

"مجھے چھوئے گا تو۔!دوسرا جملہ پہلے سے بھی

زیادہ قہر برساتا تھا۔خون سے بھرا پتھر اسکی پیٹھ پر چڑھتے عالیحان نے اسکی دوسری آنکھ پر دے مارا۔

وہ شخص درد سے بلکنے لگا مگر اس خاموش کمرے

میں عالیان شاہ کے سوا کوئی نہیں تھا جو اسکی پکار سنتا۔""" !

عالیحان اپنی ٹانگ گھسیٹتے دروازے تک پہنچا۔

جو اس شخص کے لیے کھلا چھوڑا گیا تھا۔شاید وہ عالیجان کو دوسری جگہ لے جانے والا تھا۔

چار سالوں میں پہلی بار وہ اس کمرے سے باہر نکلا۔

اب جگہ جگہ بنے ان رومز کو دیکھ کر وہ حیرت زدہ سارہ گیا۔

ہر کمرے میں کوئی ناں کوئی معصوم بچہ یا بچی قید کی گئی تھی۔

وہ دانت پیستے آگے بڑھا جب گارڈز اس پر برسے۔

مگر غصے کی شدت اس قدر زیادہ تھی کہ وہ کمزور ہونے کے باوجود بھی آج سب پر بھاری پڑ گیا تھا۔

ایک ایک کرتے ان سب کمروں کو کھولتا وہ اس عمارت سے باہر نکلا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کس جگہ پر ہے۔

وہاں موجود گارڈز نے کئی بار اسے حراساں کیا تھا مگر پولیس انسپیکٹر کے خوف کی وجہ سے وہ حد سے بڑھتے نہیں تھے۔

عالیجان شاہ باہر نکلا۔

اور اس کھلی فضا میں ایک گہری سانس بھری۔

اسے ڈینی کے پاس پہنچنا تھا کسی بھی حال میں۔

"دروازے کی بیل مسلسل بج رہی تھی۔ڈینی ٹی وی چلائے لطف اندوز ماحول میں بیٹھا ہوا تھا۔

کچھ دنوں تک وہ ملک چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جانے والا تھا۔کیونکہ اب اسکا مقصد تقریباً پورا ہو چکا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ٹرک حادثے میں یہ بات ثابت ہو چکی تھی کہ ٹرک
عنایت کو کچلنے آیا تھا مگر اس حادثے کی وجہ سے
حورین اپاہج ہو گئی اور امبر مر چکی تھی۔
سارا خاندان آدھ مری حالت میں تھا۔اور بچے کچے
رشتے خود ہی دم توڑنے والے تھے۔
کیونکہ عالیان شاہ حرمین اور حورین کے ساتھ باہر جانے
والا تھا اور الایہ بیٹی کے صدمے سے آدھی مر چکی تھی۔
رہی بات عنایت کی تو اسے وہ باہر سے بھی مروا سکتے
تھے۔اب بھلا اسکا یہاں کیا کام۔؟
"کون آگیا موڈ خراب کرنے۔!" بیل پر ہاتھ رکھ کر اگلا
بندہ اٹھانا ہی بھول چکا تھا۔
جس وجہ سے خاصا بدمزہ ہوا اٹھا اور دروازہ کھولا۔
کون ہے۔!؟"" سخت بے زاریت بھرے لہجے میں بولتے
اپنے جیسے ہی دروازے سے باہر دیکھا۔
اسکا منہ حیرت و بے یقینی سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔
"عع عالیجان۔!"

Episode 78

"عع عالیجان تتم۔!" ہکلا کر بمشکل سے اسنے جملہ مکمل کیا تھا۔
"اندر آنے کا نہیں کہیں گے۔!" اس کا انداز بلکل سپاٹ تھا اور لہجہ ہر قسم کے تاثر سے عاری۔ڈینی اسکے حسین
چہرے کے سوا اسکے لب و لہجے سے اسے پہچان ہی نہیں پایا تھا کہ وہ وہی عالیجان شاہ تھا۔
اسکے پیچھے ہٹنے پر وہ بھاری قدم اٹھاتے اندر داخل ہوا۔دائیں کندھے میں شدید درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈینی اس کا قد کاٹھ دیکھ کر سکتے کے عالم میں کھڑا تھا۔ سرخ رنگت پر غضب ڈھاتی نیلی آنکھیں بھیگے گولڈن بال جو اسکی ماتھے پر بکھرتے اسکے حسن کو چار چاند

لگا رہے تھے۔

وہ بے نیاز سا اپنے حسن سے لاپرواہ قہر ہی توڑ رہا تھا۔

"گھر گیا تھا میں وہاں تالا کیوں لگا ہے۔؟ کہاں ہیں میری مام اور پرنسز؟؟""

صوفے کی بیک پر سر ٹکائے وہ درد سے چور لہجے میں استفسار کرنے لگا۔" ڈینی نے تھوک نگلتے اسے دیکھا۔" ووہ عالیجان وہ لوگ ملک چھوڑ کر جا چکے ہیں۔"!

ڈینی نے لمحوں میں کھیل رچایا تھا۔

اگر عالیجان شاہ خود اس کے پاس چل کر آیا تھا تو کیا ہی اچھا تھا کہ وہ اسے اچھے سے استعمال کر کے عنایت کاظمی کو بھی برباد کرتا۔

"کیوں۔؟ ایک لفظی سوال تھا۔ مگر اسکے لہجے کی ٹوٹ پھوٹ ڈینی کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔" دراصل حورین ہماری پرنسز۔ وہ ایک ایکسیڈنٹ میں چلنے پھرنے سے معذور ہو گئی۔!

"ڈینی۔!" اسکا جملہ ابھی مکمل ہی ہوا تھا کہ وہ قہر برساتے لہجے میں دھاڑتے ہوئے اٹھا۔ ڈینی کا گریباں اسکے ہاتھ میں تھا اور ایک ہاتھ کا مکہ بنائے وہ سرخ لہو ہو رہے چہرے سے اسکے دیکھتے بمشکل سے ضبط کیے ہوئے ہاتھ روک چکا تھا۔

"ڈینی چونکا اسکے یوں نام لینے پر مگر ظاہر نہیں ہونے دیا۔" یہ سب سچ ہے عالی۔ اور مجھے مار کر اگر یہ حقیقت جھٹلائی جا سکتی ہے تو میں اپنی بیٹی کے لیے دس

بار مار کھانے کو تیار ہوں۔

مگر میرا دل رو رہا ہے۔ میں چاہ کر بھی اپنی معصوم پری کی گناہ گار اس عنایت کو سزا نہیں دے سکتا۔

"اب کی بار آنسوں کی نمی اسکی آنکھوں کے ساتھ ساتھ اسکے لہجے کو بھگونے لگی۔

"کلک کیا مطلب؟" آنکھوں کے پردے پر ایک صبیح چہرہ لہرایا تھا۔

دل کو کچھ ہوا تھا جیسے۔ !

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

"وہ ایکسیڈنٹ عنایت کو مارنے کے لیے کروایا گیا تھا تم تو! جانتے ہو ہماری معصوم شہزادی کا کوئی دشمن نہیں ہے۔ مگر پھر بھی اس عنایت کی وجہ سے۔!"

وہ ابھی بات مکمل نہیں کر پایا تھا کہ اسے جھٹکے سے پیچھے دھکہ دیے وہ تن فن کرتا آندھی طوفان کی طرح وہاں سے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧

تمہیں لگتا ہے کہ یہ بچی ٹرین ہو پائے گی؟"""بستر پر بے ہوش پڑی لڑکی کو دیکھتے باس نے ایچ اے آر سے سوال کیا۔جو کھویا ہوا سا لگ رہا تھا۔

" بلکل اپنی ماں جیسی ہے میری الایہ جیسی حسین۔کیا ہی اچھا ہوتا اگر اس کا باپ میں ہوتا۔!

ٹھنڈی آہ بھرتے ایچ اے آر نے پشت پر ہاتھ باندھ کر امبر اذلان علوی کو دیکھ کر کہا۔

"ہمارے لئے رشتہ اور عمر معنی نہیں رکھتی ایچ اے آر اگر اس کی ماں نہیں ملی تو یہ تو ہے تمہارے پاس۔!

باس نے مسکرا کر اسے آفر کی۔ جس پر وہ سر جھٹک گیا۔ایسے کھیل کا کیا مزہ باس جو سیدھا ہو۔پھر وہ کھیل کھیل ناں رہا۔ڈاکٹرز کے مطابق اس حادثے کی وجہ

سے یہ اپنا ماضی بھول چکی ہے۔

اب اسکا باس میں ہوں اور یہ ایک یتیم لڑکی ہے۔میں اسے میسٹرس نہیں بنانا چاہتا میں اسے ملکہ بناؤں گا اپنی اور پھر اس سے شادی کر کے اسکی ماں کو بتاؤں گا کہ مجھے ٹھکرا کر اس نے کتنی بڑی غلطی کر دی۔"

"

ایچ اے آر نے حقارت بھری نگاہوں سے الایہ علوی کو سوچتے یہ الفاظ ادا کیے۔

"ہاہاہاہا تم پاگل ہو چکے ہو ایچ اے آر۔جب تک یہ جوان ہو گی تمہارے ہاتھوں سے پھسل جائے گی موم کی طرح۔

تم شاید بھول رہے ہو اسکی جڑوا بہن بھی ہے۔!"ایچ اے آر نے باس کی بات پر معنی خیز مسکراہٹ اچھالی۔

'چہرے کا کیا ہے باس۔وہ تو بدلا بھی جا سکتا ہے۔بس تھوڑے سے نقوش بدلتا ہیں۔

تھوڑے سے بال ہٹانے ہیں۔ تھوڑا سا گینگسٹر

بنانا ہے۔اور باقی رہی عمر کی بات تو تم یاد رکھنا باس۔

جیسے اسکی ماں مجھے چھوڑ کر گئی تھی ٹھیک اسی کی عمر میں۔میں اسے پیار میں ایسی چوٹ کھلاؤں گا کہ یہ روتی ہوئی میرے پاس آئے گی۔

اور خود مجھ سے شادی کا کہے گی۔ پھر میرے دل پر لگی آگ بجھے گی۔جب الایہ کی بیٹی میری بیوی بن کر میری زندگی میں آئے گی تب میں اسے بتاؤں گا۔

مجھے ٹھکرانے کا انجام نا صرف اس نے بلکہ اسکے سارے خاندان نے بھگتا ہے۔!"

نفرت آمیز لہجے میں کہتے وہ دو قدم اٹھاتے بیڈ کے قریب گیا۔

ایک نگاہ امبر اذلان علوی کے چہرے پر ڈالی۔

"ویلکم ٹو مائے لائف مائی کوین۔ہاہاہاہاہاہا۔!

✧✧✧✧✧✧✧✧

"نیند سے بوجھل ہورہی آنکھوں کو بمشکل سے کھولنے کی سعی کرتے اپنے کمپیوٹر اسکرین کو بغور دیکھا۔

سر میں شدید درد ہورہا تھا اور وہ اب تک اپنے پراجیکٹ میں الجھی پڑی تھی۔

لائبریری کے خاموش ماحول میں ایک طرف بنے بینچز پر وہ اکیلی سکون سے بیٹھی اپنا پراجیکٹ مکمل کر رہی تھی۔

کل عنایہ اور ابیر کا نکاح تھا اور پرسوں اسے پراجیکٹ مکمل کر کے کسی بھی حال میں سبمنٹ کروانا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ یونی سے پراجیکٹ بنانے کے لئے ملی گئی دو دن کی چھٹی کے باوجود بھی وہ سکون سے کام کرنے کی غرض سے یونی آئی تھی۔

بینچ پر پڑے موبائل فون پر رنگ ہوئی تو اسکی سیاہ نگاہیں اسکرین سے بھٹک کر موبائل کی طرف گئی۔

کال پک کرتے اس نے فون کان سے لگایا۔

"السلام علیکم ماما۔! مسلسل انگلیاں کی بورڈ پر دوڑاتے وہ تھکن زدہ سی بولی۔رات بھی حیا نے اپنے گھر پر چھوٹا سا سنگیت

رکھا کا فنکشن رکھا تھا۔

جہاں سے دیر رات فارغ ہونے کے سبب اب صبح کے دس بجے ہی اسے نیند کے جھونکے آرہے تھے۔"بیٹا پارلر نہیں چلنا آپ کو۔؟ عینی ویٹ کرر ہی ہے آپ کا۔اور میں بھی۔:"

سامان سمیٹتے عیناں نے استفسار کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ماما میں ایسے ہی ٹھیک ہوں پلیز مجھے ابھی کام کرنا عنایت نے التجائی لہجے میں کہا۔

کب تک فری ہو گی؟"" بنا کسی بحث کے اس نے نرمی سے پوچھا۔

"دو بجے تک شاید!" عنایت نے اندازے سے بتایا جب اسے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا وہ ماتھے پر بل سمیٹے گردن موڑے پیچھے دیکھنے لگی مگر وہاں

کوئی نہیں تھا۔

"اوکے پھر دو بجے آپ کو پک کریں گے تب ھی چلیں گے۔ عینی کی ہیئر کٹنگ بھی کرالیں گے۔! مگر ماما۔!

عنایت نے کچھ کہنا چاہا مگر عیناں جان بوجھ کر اس کے انکار کو سننے سے پہلے ہی کال کاٹ گئی۔

عنایت نے منہ پھلائے فون بینچ پر رکھا۔" جب اپنی پشت پر کسی کی گہری نظروں کے ارتکاز کے ساتھ ہی اسکے خود پر کسی کا سایہ محسوس ہوا۔

سیاہ آنکھوں میں سب سے پہلے عالیحان شاہ کا خوف اڈا۔

جیسے وہ محسوس کر چکی تھی کہ وہ واپس آگیا ہو۔! اس سے پہلے کہ وہ مڑتی۔ کسی نے مضبوط ہتھیلی

اس کے لبوں پر جمائے گردن کی رگ کو سیکنڈوں میں دبایا۔

عنایت بنا کسی مزاحمت کے پیچھے کو جھول گئی۔ جب اسے کھینچتے عالیحان نے رخ اپنی سمت کیا اور بنا اسکے چہرے پر نگاہ ڈالے اسے بوری کی طرح کاندھے پر

لادھے وہ پچھلی سائیڈ کی طرف بڑھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧

چہرے پر اچانک پانی پڑنے پر وہ چیخ کر اٹھی۔ آنکھیں پھیلائے گہرے سانس بھرتے وہ جیسے ہی بیٹھی اسکا سانس ایکدم سے رک گیا۔

جب نگاہ چند قدموں کے فاصلے پر پڑی کرسی پر جھولتے عالیحان شاہ کو دیکھا۔

اسکے لمبے لمبے بے ڈھنگے بال۔ کہنیوں سے اوپر تک فولڈ کی گئی اپر شرٹ کے بازو، کمزور وجود، اور سب سے بڑھ کر حواسوں پر طاری ہوتا اسکا خوف۔

عنایت بنا آہٹ کیے یونہی گھٹنوں کے بل پیچھے کو سرکنے لگی۔ سیاہ آنکھوں میں پانی تیرنے لگا۔ ہچکیوں کو دبانے کے چکر میں وہ نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے بے دردی سے کچلتی دونوں مٹھیوں میں بیڈ شیٹ دبوچ گئی۔

اسکے دونوں پاؤں کرسی سے اوپر تھے۔ وہ سیدھا بیٹھا ہوا تھا مگر آنکھیں بند تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکی لاعلمی کا فائدہ اٹھائے وہ اندھا دھند دروازے کی طرف بھاگی۔ مگر دروازہ لاکڈ تھا۔

جسے کھولنے کی کوشش میں ناکام ہوتے ہی عنایت کا چہرے تاریک پڑ گیا۔

جسم پر کپکپی سی طاری ہوگئی۔"واپس آؤ۔!""امم اہہہ!"اسکے اچانک بولنے پر وہ سہمی ہوئی سی چیخی۔

اسکی آواز کافی بھاری ہوچکی تھی اور اتنے سالوں کے بعد عنایت اسے دیکھ رہی تھی۔

آنکھوں کو رگڑتے وہ وہی رک گئی۔

"دددیکھو""" یہاں آؤ۔اس کی بات کاٹتے وہ بند آنکھوں سمیت اسے پاس بلانے لگا۔

"مم مجھے جانے دو۔کل عینی کا نکاح ہے میرا جانا بہت ضروری ہے۔میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔کسی کو ہرٹ بھی

نہیں کیا۔

پھر بھی آئی ایم سوری۔!وہ روتی ہوئی سرخ چہرے سمیت آنکھیں رگڑتے ایک ہی

سانس میں بولی۔

تو عالیحان شاہ نے ہر تاثر سے عاری اپنی حسین آنکھیں کھولے اسے دیکھا۔

جس کا بکھرہ بکھرہ سا روپ اسے آج بھی اتنا ہی دلفریب لگ رہا تھا جتنا اسے پندرہ سالہ زندگی میں لگتا تھا۔

چہرے پر آتے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پونی میں باندھتے وہ اپنے پورے قد سمیت اٹھا۔

"عنایت اس کے سیاہ جوتوں کو دیکھ رہی تھی۔جو اسی کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"اسکے بڑھتے قدموں سے خوفزدہ ہوتی وہ پیچھے کو قدم اٹھانے لگی۔اور ایک دم سے اپنے پیچھے دروازہ محسوس

کرتے وہ

سانس روکے پیچھے دیکھتی آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔

جو ایک ہی لمحے میں اسکے قریب ہوچکا تھا۔اسکا قد کافی بڑھ چکا تھا۔چہرے پر خراشیں تھی۔اور آنکھوں میں

نفرت اور کراہت۔!

عنایت نے لرزتے ہونٹوں کو سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کرتے بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھا۔جو ایک

ہاتھ دروازے پر ٹکائے بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"ارے واہ۔لٹل اینجل تو اور بھی حسین ہوگئی ہے۔کیا بات ہے۔؟اتنا حسن لاتی کہاں سے ہو۔؟"""

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایت نے اسکی بات پر سر جھکائے فرش کو گھورا۔ "ویٹ۔ میں بتاتا ہوں۔وہ ایکدم سے اسکے قریب جھکا تو اسکی جھلساتی گرم سانسیں محسوس کرتے عنایت کے رونے میں روانی آئی۔

"امبر کو مار کر خوش ہو رہی ہو۔؟ یا میری پرنسز کو اپاہج کر کے۔؟" اسکے کان میں زہریلی سرگوشیاں کرتے وہ ایک ہی لمحے میں اسکی جان نکال گیا۔

جو بے یقینی سے پتھرائی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔ "کیا سوچا تھا تم نے۔؟ یہ معصومیت کا ڈھونگ رچا لو گی میرے سامنے۔!

ایک دم سے طیش کے عالم میں ہاتھ کا مکہ بنائے دروازے پر مارتے وہ دھاڑا تھا۔ جس پر وہ چیختی دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

بگڑتے تنفس سمیت اسے گھورتے وہ بے بسی سے کمرے سے نکلا۔دروازہ باہر سے لاکڈ کیا۔

جب باہر جاتے ڈیٹی کی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔عالیجان باہر جانے کی بجائے کھڑکی کی دوسری سمت بڑھا۔

دیوار سے چپکتے وہ ڈینی کی گفتگو کافی غور سے سننے لگا۔

جسے سنتے ہی اسکے چہرے پر کئی رنگ ابھرے۔ مگر چند ہی منٹوں میں وہ پر سکون ہوا۔اور گیٹ سے باہر نکلا۔

ارے عالیجان۔ کہاں لے جا رہے ہو۔؟ آپ کا جانا ضروری ہے ڈینی۔

وہاں وہ عنایت ہے میں نہیں چاہتا وہ واپس جا کر کسی کو آپ کے بارے میں کچھ بھی بتائے۔اس سے وہ لوگ آپ کو بھی غلط سمجھیں گے۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ کچھ کھانے کے سامان کے ساتھ لوٹا ڈینی کو ساتھ لے جانے لگا۔

جس نے حیرت سے پوچھا تو اسنے بہانہ بنایا۔

ہممممم کیا تم اسے چھوڑ دو گے۔"" ڈینی نے اسکے چہرے کو جانچتے ہوئے پوچھا۔

"چھوڑ تو دوں گا مگر وہ کہیں کی نہیں رہے گی۔اگر ناں چھوڑا تو باقی سب کو کیسے برباد کروں گا۔

ڈینی نے اسکے چہرے کو غور سے دیکھا مگر کوئی بھی تاثر ناپاتے سر اثبات میں ہلایا۔

ٹھیک ہے آپ جاؤ میں آپ کو گھر پر ملتا ہوں۔!

اسے گاڑی سے نکالتے وہ عجلت میں بولتا واپس نکلا۔ "یہ تو گیا۔! نگاہوں سے دور جاتی گاڑی کو دیکھتے ڈینی مسکرا کر بولتا آگے بڑھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

""دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ سہم کر کونے میں دبکی۔"یہ اوڑھو اور ایک منٹ میں باہر آؤ۔!"دور سے ہی اسے گھورتے عالیجان نے سیاہ شال اسکی طرف پھینکی۔

تتت تم کہاں لے جارہے ہو مم مجھے۔!"

وہ روتی ہوئی اٹک اٹک کر بولی۔تو عالیجان نے دانت پیسے "جہنم میں۔"

غرا کر کہتے وہ سگریٹ سلگاتا باہر نکلا۔جب وہ کافی دیر تک باہر ناں آئی تو عالیجان نے زور سے دروازے کو پیٹا۔

"باہر آجاؤ اگر میں اب اندر آیا تو تم باہر تو کیا کہیں بھی نہیں جاپاؤ گی۔!

اسکے لہجے میں وارننگ تھی۔جس پر وہ ایک ہی لمحے میں بھاگتی ہوئی باہر نکلی۔

"گہری سانس بھرتے عالیجان نے اسکے دھلے ہوئے چہرے کو دیکھا۔

"اگر گھر میں کسی سے ذکر کیا کہ میں تم سے ملنے آیا تھا تو آج کی یہ ادھوری ملاقات بہت اچھے سے پوری کروں گا میں۔

اور تم سے بہتر کون جانتا ہے کہ عالیجان شاہ اپنے کہے کا کتنا پکا ہے۔انڈرسٹڈ۔!

شہادت کی انگلی اٹھائے گھمبیر لہجے میں کہتے اسنے استفسار کیا تو وہ ہچکی لیتی سر اثبات میں ہلا گئی۔

عالیجان نے اسے کلائی سے جکڑتے اپنے ساتھ گھسیٹا۔اور اس وقت وہ طے کرچکا تھا کہ عنایت کاظمی کی مقدر کا سیاہ ستارہ وہ خود بنے گا۔

اور اس عہد کے چلتے تیس سال کی عمر تک عنایت کاظمی کو اسے کسی دوسرے مرد کے نام نہیں ہونے دیا اور یہ سب کیسے کیا تھا یہ اس سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا۔وہ اپنے آپ میں ایک پہیلی تھا۔

ایک ایسی پہیلی جسے سلجھانے کی کوشش کرنے والا خود اس کی ذات میں بری طرح سے الجھ جاتا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧

نکاح کی تیاری زوروں شوروں سے جاری تھی۔عنایہ کاظمی نکاح کے سفید جوڑے میں ملبوس سفید گلاب کے پھول کی طرح مہک رہی تھی۔

سمپل سے میک اوور کے ساتھ ساتھ ماتھے پر ایک بڑا سا گولڈن ٹیکا سجایا گیا تھا اور دونوں ہاتھوں پر گلاب کے پھولوں کی گجرے مہک رہے تھے۔

اتنی سی تیاری میں ہی وہ غضب ڈھا رہی تھی۔"بیوٹیشن کئی لمحوں تک آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہ گئی۔اور پھر ماشاءاللہ کہتے نظریں چرائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بھوری آنکھوں کو گہرے کاجل کی وجہ سے مزید بڑا بنایا گیا تھا۔اور نازک لبوں پر ہلکی سی گلابی لپ اسٹک،دونوں گالوں پر جگمگاتے وہ گہرے گڑھے اس کی خوشی میں جھوم رہے تھے۔

جو جو بھی روم میں آیا تھا۔ایک بار کو سکتے میں ضرور چلا گیا۔عنایت کا ظمی

سفید رنگ کے خوبصورت سے پلازو شرٹ میں سر پر سلیقے سے دوپٹہ سجائے سادگی میں بھی قہر ڈھا رہی تھی۔

وہ روم میں آئی تو بے ساختہ ہی ٹھٹکی۔

"اس کے لیے اپنی عنایہ کو پہچان پانا ناممکن ہی تھا۔

"بیوٹیشن نے ابیر وا چکاتے اس معصوم پری کو دیکھا۔س کا چہرہ بخار کی حدت سے لالی جھلکا رہا تھا۔ہر قسم کے میک اپ سے عاری چہرہ لبوں پر ہلکا لپ گلوز لگائے وہ بے مثال دکھ رہی تھی۔

بیوٹیشن نے مسکرا کر دونوں بہنوں کو دیکھا۔

جو خوبصورتی کے معاملے میں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔

"ماشاءاللہ میری گڑیا کو کسی کی نظر ناں لگے۔۔۔"

عنایت نے جھک کر اسکے سر پر بوسہ دیے اسے خود سے لگایا۔

تو عنایہ شرمانے کی ایکٹنگ کرتی دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا گئی۔

"آپی مجھے بتائیں دولہنیں کیسے شرماتی ہیں۔؟مجھے شرم نہیں آرہی۔سب سمجھیں گے کیسی بے شرم دولہن ہے۔؟"

انگلیاں مروڑتے وہ اتنی سنجیدگی سے بولی کہ بیوٹیشن نے بمشکل سے قہقہ ضبط کرتے اپنا سامان سمیٹنا شروع کر دیا۔

"میری جان شرم تو قدرتی عمل ہے۔دیکھنا تمہیں خود ہی آجائے گی۔!"عنایت نے آنکھ دبائے کہا۔تو وہ منہ پھلانے لگی۔"جب تک لائی ناں جائے شرم بھلا کیسے آسکتی ہے۔!؟"

اور آپ کو معلوم ہے وہ ابیر۔میرا مطلب ہے علوی جی نے کہا تھا کہ وہ مجھے شرماتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔!

اسے یاد تھا کل رات کو ابیر کا نام لینے پر ماں نے کتنا ڈانٹا تھا۔اس لئے وہ نام لینے کی بجائے اسے علوی جی کہنے لگی۔

تو عنایت بے ساختہ ہی کھلکھلائی۔اہمم۔تو ایسا کریں گے نکاح کے بعد میں علوی جی کو تمہارے پاس بلا دوں گی تم خود پوچھ لینا شرم کیسے لائی جاتی ہے۔!

ہاہاہاہا۔!"اب کی بار اسکے قہقہے میں

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بیوٹیشن اور عنایہ کا قہقہ بھی شامل تھا۔

زندگی اتنی حسین لگنے لگی یہ تو عنایہ کاظمی نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧

"مام پلیز آپ جو چاہو وہ ہو سکتا ہے۔! پلیز ایک بار سب کو منالیں۔!

وائٹ شلوار قمیض پر سیاہ جیکٹ زیب تن کیے۔ شہد رنگ بالوں کو ہلکا سا پف سٹائل دیے۔ وہ شہد رنگ حسین آنکھوں میں ڈھیروں امید سجائے ماں کے قدموں میں

بیٹھا التجائی نگاہوں سے حیا کو دیکھ رہا تھا۔

جو خود بھی سفید سوٹ میں ملبوس بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی۔

خوشی اسکے چہرے پر واضع جھلک رہی تھی۔ مگر بیٹے کی ضد پر اسکی تیوریاں چڑھی۔

"ابیر بس کرو۔ آگے ہی میں نے سب سے جھوٹ بولا کہ میں یہ نکاح کروانا چاہتی ہوں۔ تمہاری ضد کی وجہ سے۔ جانتے ہو کتنی مشکلوں سے مانی ہے تمہاری

ساس۔!

حیا نے اسے یاد دلایا۔مام۔ ساس نہیں ماں ہیں وہ میری "منہ بگاڑتے

اسنے جتلایا۔ ہاں ہاں ماں ہے تو خود کہہ لو اسے۔!"

حیا نے موقع پر چوکہ مارا اور اٹھ کر جانے لگی جب اسے پھر سے دونوں شانوں سے پکڑتے اسے صوفے پر بٹھایا۔

"مام آئی پرامس میں عین کی سٹڈی میں کوئی لوس نہیں ہونے دوں گا۔ اور اپنی سٹڈی بھی کمپلیٹ کروں گا۔!"

بیس سالہ ابیر علوی بے قراری و بے تابی کی انتہاؤں پر تھا اور بیٹے کی ضد میں چھپا جنون محسوس کرتے حیا نے

تاسف بھری گہری سانس بھری۔

بیٹا بڑی مشکلوں سے یہ نکاح ہو رہا ہے۔ ورنہ گھر کے ماحول سے تم واقف ہی ہو۔

اب اگر میں نے رخصتی کی بات کی تو اور کسی کا تو علم نہیں۔ تمہارا باپ ہی مجھے گلا دبا کر مار ڈالے۔

ویسے بھی ابھی عنایہ چھوٹی ہے۔ اسے کچھ وقت دو۔ وہ سٹڈی مکمل کرے۔ اس رشتے کو اچھے سے سمجھے۔ اور ویسے بھی اب تو تمہارے نام سے جڑنے جا رہی ہے تو فکر کس بات کی۔!"

اسکی کشادہ پیشانی پر بوسہ دیے وہ مسکرائی تو ابیر نے گہری سانس بھرتے ماں کی گود میں سر رکھتے آنکھیں موندی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

-"تھینک یو سو مچ مام۔ آپ کی وجہ سے آج فائنلی عین میری ہو جائے گی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔! سانسوں میں سرور اپنے اندر انڈیلتے وہ پر جوش سا بولا۔

تو حیا نے اپنے بیٹے کی پشت تھپکی۔

اور پرس سے پیسے نکال کر اس کی نظر اتاری۔"ماشاءاللہ میرا چاند بیٹا۔ کسی کی نظر ناں لگے۔!"اسکی بلائیں لیتی وہ مسکرا کر بولی۔

اچھا میں انیل کو دیکھ لوں دونوں باپ بیٹا جھگڑ ناں رہے ہوں اوکے مام۔"""

ابیر مسکرا کر کہتے اٹھا اور ماں کی پشت کو دیکھتے ان کے روم سے نکل کر گنگناتے ہوئے اپنے عالیشان روم میں داخل ہوا۔

"ہائے مسٹر ابیر علوی" دروازہ لاکڈ کرتے وہ

عالیجان شاہ کی آواز پر چونک کر مڑا۔

Episode 79

"تم۔ کیا کر رہے ہو میرے روم میں!"انتہائی سرد لہجے میں کہتے وہ مٹھیاں بھینچتے اسے نفرت سے گھورنے لگا۔

"کیا بات ہے بڑا سوٹ بوٹ پہن کر چمک رہے ہو۔؟ نکاح کی خوشی میں۔ مگر نکاح کر کس سے رہے ہو۔ جانتے ہو یا بھول گئے۔؟

ٹیڈی کی فرسٹ چوائس صرف میں ہوں۔!

عالیجان نن۔! ابیر بپھر کر اسکے نزدیک گیا۔

جو صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا ہوا تھا۔ اسکے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا مگر آنکھوں میں اڑتی مسکراہٹ ابیر بخوبی پڑھ پا رہا تھا۔

"تم اس کی فرسٹ چوائس نہیں ہو سکتے عین کی فرسٹ چوائس میں ہوں۔ اور اس کا سب سے بڑا ثبوت ہمارا نکاح ہے۔""""!

ابیر نے گردن اکڑا کر جنون خیز لہجے میں کہا۔ تو گہری سانس بھرتے وہ صوفے سے اٹھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"چچ چچ۔مجھے بھی ایسا ہی لگا تھا مگر تم نہیں جانتے شاید یہ نکاح تو صرف گھر والوں کا دل رکھنے کا بہانہ ہے ۔ ورنہ میرے ایک انکار پر وہ تمہیں ریجیکٹ کر دے۔یقیناً ٹیڈی کی نظروں میں میری امیج کے بارے میں تم واقف ہی ہو گے۔!"

کندھے اچکا کر وہ دل جلاتے انداز میں بولا۔

ابیر علوی کا نکاح اپنی ٹیڈی کے ساتھ تو وہ کسی بھی صورت میں نہیں ہونے دینے والا تھا۔

اور ابیر کے سوا کوئی دوسرا اس نکاح کو روک نہیں سکتا تھا۔

"اوقات میں رہو تم عالیحان۔اپنی زندگی سنبھال لو پھر ہماری زندگیوں میں انٹرفئر کرنا۔!"

ابیر نے دوٹوک انداز میں کہا۔وہ مزید کوئی بھی بکواس سننے کے موڈ میں تو ہرگز نہیں تھا۔

"پوچھو گے نہیں۔کس کے کہنے پر یہاں آیا ہوں۔؟"وہ روم سے نکلنے لگا جب عالیحان شاہ کے سوال پر ناچاہتے ہوئے بھی اسکے قدم تھے۔

"میری ٹیڈی نے مجھے بھیجا ہے۔وہ چاہتی ہے کہ تم اس نکاح سے انکار کر دو۔کیونکہ وہ تمہیں پسند نہیں کرتی بلکہ وہ میری۔!

شٹ آپ عالیحان شاہ۔منہ توڑ دوں گا میں تمہارا اگر آئندہ یہ الفاظ ادا کیے۔

ہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہ۔تم چاہے جو بھی کر لو ابیر۔تم کبھی بھی ٹیڈی کا دل نہیں جیت سکتے۔

چٹاخ۔!"

اسکے چہرے پر پڑتے ابیر کے بھاری تھپڑ نے عالیحان شاہ کو خاموش کروا دیا۔

سپاٹ نگاہوں سے ایک دوسرے کو گھورتے وہ جنگلی شیر کی طرح ایک دوسرے پر بل پڑے۔

"ٹیڈی صرف میری ہے ابیر۔تم لوزر ہو۔وہ کبھی تمہاری نہیں ہو گی۔!"

اسکے چہرے پر مکہ جھڑتے وہ نفرت سے غرا کر کہتا اپنی شرٹ جھاڑتے کھڑکی کی طرف بڑھا۔

"ابیر نے آنکھیں میچتے اپنے اندر امڈتے طوفان کو روکنا چاہا۔

مگر اس وقت عالیحان شاہ کے الفاظ اسکی مذاق اڑاتی

آنکھیں ابیر کو بری طرح سے چبھ رہی تھی۔

پانچ سال لگے تھے اسے۔عنایہ کو اپنے نزدیک کرنے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

میں۔اسے نزدیک کرتے کرتے وہ خود اس قدر آگے بڑھ

چکا تھا

کہ اب عنایہ کاظمی کے بغیر اسے ہوا بھی بے رونق

لگتی۔

"عنایہ۔!

دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں بال جکڑتے وہ شدت سے

چلایا تھا۔

روم ساؤنڈ پروف تھا۔اس کی چیخیں اسکا درد،

احساس کمتری جو اسکے آنسوں کی صورت بہتا جارہا

تھا اس سے صرف اور صرف وہ خاموش درودیوار واقف

تھے۔

"موبائل فون ڈھونڈتے وہ پاگلوں کی طرح آنکھیں رگڑتے

عین کا نمبر ڈائل کر گیا۔

"ہیلو۔عین۔!

وہ روم میں بیٹھی خاصی بور ہورہی تھی۔ابیر کی کال

دیکھ چہک کر کال پک کی۔

اسے لگا تھا کہ وہ اسے دیکھنے کے لیے بیتاب۔ہو گا اسی

لیے اسے کال کررہا تھا۔

"ہیلو۔!

وہ گھبراہٹ سے کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔

البتہ اسکے ہاتھ کانپ کر رہ گئے۔"کیا یہ نکاح تمہاری

رضامندی سے ہورہا ہے۔؟"

ابیر کے غیر متوقع سوال پر وہ چونگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کچھ دیر دونوں اطراف خاموشی رہی۔

"ہاں مگر۔!

اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی تھی۔

"وہ کہنا چاہتی تھی کہ ہاں وہ ابھی یہ رشتہ نہیں بنانا چاہتی تھی کیونکہ وہ پہلے اپنی سٹڈیز مکمل کرنا چاہتی تھیں۔

اس کے بعد اس خوبصورت رشتے میں بندھنے کی خواہش تھی مگر پھر حیا کی چاہت اور ماں کے سمجھانے پر وہ رضامند ہو گئی تھی۔

"ابیر اتنا ٹینس کیوں تھا؟"""

عنایہ نے گھبرا کر سوچا مگر کچھ بھی سمجھ ناں آنے پر صوفے کی بیک سے سر ٹکایا۔

"تھوڑی ہی دیر میں مہمانوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔

پورا علوی خاندان خاصی دھوم دھام سے شور شرابے میں ہال میں اینٹر ہوا تھا۔

فیملیز کے سوا صرف چند ایک لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا۔

عنایہ خوشی کے مارے ابیر کے رد عمل کو بھول چکی تھی۔

عنایت اسے تھوڑی دیر مزید ویٹ کا کہہ کر برائیڈل روم سے باہر نکل گئی۔

"وہ صوفے سے لگتی اپنے سفید ہاتھ میں کھنکھتی سفید

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

چوڑیوں سے چھیڑ خانی کرنے لگی۔

جب اچانک دروازہ ٹھاہ کی زوردار آواز سے بند ہوا۔

۔

"آپی۔!"

عنایہ سیدھے ہوتے عنایت کی آمد تصور کرتے بولی۔

مگر دروازے کے پاس ابیر کو کھڑا دیکھ اس کی

آنکھوں میں حیرت ابھری۔

"ایک نگاہ اسکے چہرے پر دوڑائی۔وہ کچھ ٹوٹا بکھرا سا تھا۔

شہد رنگ آنکھوں میں خون کی لکیریں تیر رہی تھی۔

"اابیر۔! بھاری کامدار سوٹ بڑی مشکل سے سنبھالتے

وہ اٹھی۔

ابیر نے گہری سانس بھرتے اس کے دوآتشہ نازک وجود کو

دیکھا۔

وہ آسمان سے اتری ہوئی حور ہی تو لگ رہی تھی گویا

چھونے سے بھی ٹوٹنے کا گماں ہو رہا تھا۔

ایک پل کو نرم پڑے احساسات اگلے ہی لمحے برف کی

مانند سرد پڑے۔

"کیا لگا تھا تمہیں۔عنایہ کاظمی؟ میرے

جذبات سے کھیل کر میری محبت کو روندھ کر۔

تم عین نکاح کے وقت اپنے عاشق کے ہاتھوں پیغام

بھجواو گی اور ابیر علوی۔شرافت سے پیچھے ہٹ جائے

گا۔!

اسکے بڑھتے قدموں کے ساتھ ساتھ اسکے لہجے کی سرد

مہری پر وہ چونک کر حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

جو۔جانے کس کی بات کر رہا تھا۔؟

"نہیں عنایہ۔میں اتنا بزدل نہیں ناں ہی اتنا بڑا دل ہے

میرا کہ تمہیں آسانی سے چھوڑ دوں۔اب یہ نکاح

ہو گا۔ہر حال میں۔!

ابیر کیا کہ رہے ہو۔؟؟ کس کی بات کر رہے ہو ۔!

وہ حیرت سے متجسس سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتے

پوچھنے لگی۔

جب وہ غصے سے تن فن کرتے اسکے قریب ہوا۔

اسکے بازو کو کہنی سے دبوچتے بے دردی سے اس کا سیٹ

کیا دوپٹہ نوچا۔

"پنز کی وجہ سے دوپٹہ کافی اچھے سے سیٹ کیا گیا تھا

یہی وجہ تھی اسکے یوں کھینچنے پر عنایہ درد سے چیخی۔

بھوری آنکھوں میں آنسوں لمحوں میں سمٹے۔

"تمہاری بات کر رہا ہوں میں۔بہت شوق ہے ناں مجھ

سے دور جانے کا۔نکاح نہیں کرنا چاہتی ناں تم۔

اب یہ نکاح ہو گا تاکہ تم اور تمہارا وہ من پسند

عاشق۔پوری عمر ترستے رہو۔!

اسکے کان کے قریب جھکتے وہ غصے سے دھاڑا تھا۔

عنایہ نے بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھا۔اس قدر بے

یقینی۔عنایہ کا روم روم کانپ سا گیا۔

"دور رہو مجھ سے۔کیا سمجھ رہے ہو تم۔میں

کوئی عام لڑکی نہیں ہوں جو جب تمہارا دل چاہا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مجھے پیار کروگے

اور جب دل چاہا بے بنیاد الزام لگا کر انسلٹ کروگے۔

عنایہ کاظمی یہ سب کچھ ٹولریٹ نہیں کرے گی۔

سمجھے تم!

اپنے دودودھیا ہاتھ اسکے سینے پر جمائے اسنے

پوری قوت

سے اسے دور دھکیلا۔

ابیر نے گہرے سانس بھرتے اسے دیکھا۔

جس کے رونے میں روانی آچکی تھی۔

"میں عنایہ کاظمی ہوں۔اپنے نام کی طرح صاف اور

شفاف۔تم بہت پچھتاؤ گے ابیر۔تمہارے لگائے

یہ الزام میں ساری عمر یاد رکھوں گی۔

تم تڑپو گے مگر تمہارے نکاح میں ہوتے ہوئے بھی تم

مجھے دیکھ بھی نہیں پاؤ گے۔یہ نکاح تو ضرور ہوگا۔

کیونکہ یہ نکاح اب تمہارے لئے میری نفرت کی وجہ بنے

گا۔نکل جاؤ میرے روم سے۔ !

شہادت کی انگلی اٹھائے وہ غصے سے چلا کر کہتی اسے

روم سے باہر دھکیلنے لگی۔

ابیر نے مٹھیاں بھینچتے اسے گھورا اور تیزی سے باہر

نکلا۔

عنایہ روتی ہوئی گھٹنوں کے بل ڈھے سی گئی۔

نکاح خوش اسلوبی سے ہو چکا تھا۔ابیر علوی

اور عنایہ کاظمی کے سوا ہر کوئی اس نکاح سے خوش

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تھا۔

وہ دونوں ہر رسم کو نبھا رہے تھے مگر ایک اپنی۔ نفرت کو بڑھاوا دے رہا تھا تو دوسرا اپنی انا کی تسکین کر رہا تھا۔

وہ دونوں عمر کے اس کے دور میں اس بھروسے کو نبھانے سے چوک چکے تھے جو میاں بیوی کے رشتے کی بنیاد ہوتی ہے۔

چند ماہ کے بعد ہی ان دونوں کی بے رخی کو وہاں موجود ہر شخص نے نوٹ کر لیا تھا پوچھنے کے باوجود بھی وہ دونوں خاموش رہے۔

اور بالآخر عنایہ کی ضد کے آگے ہار مانتے ویام کاظمی اپنی فیملی سمیت باہر شفٹ ہو چکا تھا۔

عالیجان شاہ کو پولیس دوبارا اریسٹ کر چکی تھی جو کہ ڈینی نے ہی کروایا تھا۔ایک سال جیل میں رہ کر وہ پہلے سے بھی زیادہ پتھر دل بن چکا تھا۔

کیونکہ پولیس کے مطابق اسکے خلاف رپورٹ عنایت کاظمی نے درج کروائی تھی۔

انہی دنوں میں ستارہ ہائی کو ایک ریٹ پر اٹھا کر پولیس اسٹیشن لایا گیا تھا جب ان کی پہلی بار ملاقات عالیجان شاہ سے ہوئی تھی۔

جسے وہ جیل سے چھڑا کر اپنے ساتھ لے گئی۔

Episode 80

حال

"ماما۔آرام سے رکیں میں لے جاتی
ہوں آپ کو۔!"
عنایہ روم میں اینٹر ہوئی تو حیا بیڈ سے اٹھنے کی
کوشش کررہی، جسے دیکھ وہ جلدی سے آگے بڑھی
اور فکرمندی سے کہا۔
حیا پاؤں بیڈ سے نیچے لٹکائے بیٹھ گئی۔
کچھ بھی نہیں کہا۔
اسکی یہ خاموشی عنایہ کو بری طرح سے چبھ
رہی تھی۔وہ تو اسکے معاملے میں کبھی خاموش
نہیں ہوئی تھی۔
عنایہ کو دیکھ کر ہی وہ خوشی سے کھل جاتی تھی اور
ڈھیروں پرانی باتیں نکال لاتی تھی۔
مگر آج وہ بلکل بدلی بدلی سی اداس لگ رہی تھی۔
عنایہ گہری سانس بھرتے آگے بڑھی اوران کے قریب
بیٹھی۔
"ناراض ہیں مجھ سے؟""اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے
فکرمندی سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا۔
اگلے ہی لمحے اس کی توقع کے مطابق وہ سر اٹھائے اسے
دیکھنے لگی۔
اسکی آنکھوں میں اداسی اور کرب دیکھ عنایہ کے دل کو
کچھ ہوا تھا۔
"میں کیوں ناراض ہونے لگی بھلا اپنی بیٹی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سے" بمشکل سے لہجے کو خوشگوار بناتے

کہا تھا۔

عنایہ اسکی کوشش پر مسکرائی مگر اگلے ہی لمحے

اسکی مسکراہٹ سمٹی۔

"وہ برا نہیں ہے عنایہ۔ جانتی ہوں میں نے بچپن

سے ہی اس کے ساتھ غلط کیا۔، شاید کم عمری میں

بچوں کے ذہن میں شادی بیاہ کی باتیں نہیں ڈالنی

چاہیے۔

مگر میں خود کو بے بس محسوس کرتی ہوں تمہارے

معاملے میں۔ یہ انسیت خدا کی طرف سے ہے

عنایہ

باقی سب بھی میرے بچے ہیں مجھے بھی

عزیز ہیں۔ مگر نا جانے کیوں میں اس قدر بے

وقوف ہو گئی تھی۔

کہ بنا سوچے سمجھے اتنے بڑے بڑے فیصلے لینے لگی۔

ہچکی بندھنے کے سبب اسکے الفاظ حلق میں اٹک

گئے تھے۔

عنایہ نے نم نگاہوں سے انہیں سینے سے لگاتے

ان کی پشت تھپکی۔

"جانتی ہو ٹی وی پر کتنی گندی گندی باتیں کر رہے ہیں

سب میرے بچے کے بارے میں۔ وہ ایسا نہیں ہے عنایہ

وہ بہت چاہتا ہے تمہیں۔

تمہارے علاوہ اس نے کسی لڑکی کو آنکھ اٹھا کر نہیں

دیکھا۔

حیااسکے دونوں ہاتھ مضبوطی سے جکڑتے اپنے بیٹے کی

صفائی دینے لگی۔

عنایہ کی بھوری آنکھوں میں نمی تھی مگر وہ خاموشی

سے انہیں بولنے کا موقع دے رہی تھی تاکہ وہ اپنے دل

کی ہر بات اس سے کر سکیں۔

جانتی ہو اس کے روم کا دراز تمہاری چھوٹی سے بڑی

چیزوں سے بھرا ہے۔وہ کہتا نہیں مگر وہ بہت چاہتا

ہے۔" !

سب کو لگتا ہے کہ میری ضد پر تمہارا اور ابیر کا نکاح ہوا

تھا مگر سچ یہ نہیں سچ تو یہ ہے کہ ابیر کی ضد

پر میں نے سب کو راضی کیا۔

وہ تو رخصتی بھی کروانا چاہتا تھا۔حیا اس

وقت کو یاد کرتے ہنسی۔

عنایہ نے چونک کر انہیں دیکھا۔اس دن کے ساتھ

کتنی کربناک یادیں جڑی تھیں۔

وہ لب بھینچے سر جھکا گئی۔

" مگر نجانے نکاح کے بعد کیا ہوا وہ بہت بدل گیا۔تمہارا

نام سن کر چڑ جاتا تھا۔

اکیلے بیٹھ کر تمہاری ایلبم دیکھتا رہتا مگر کبھی کھل

کر بتایا ہی نہیں اس نے۔؟کہ وہ کس

چیز سے ہرٹ ہے۔؟

پلیز بیٹا تم اس پر شک مت کرنا میرا بیٹا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایسا نہیں۔!

دونوں ہاتھ جوڑتے وہ انتہائی انداز میں بولی۔

"ماما مجھے کچھ بتانا ہے آپ کو۔ مگر آپ

پرامس کریں آپ باقی کسی سے اسکاذ کر نہیں کریں

گی۔"

عنایہ نے دروازے کی سمت دیکھ کر سرگوشی نم

آواز میں کہا۔

گھر میں بہرام کی موجودگی کی وجہ سے وہ خواتین

میں سے کسی کے ساتھ بھی کوئی بات شیر نہیں کرتا

چاہتے تھے مگر حیا کی حالت دیکھ کر عنایہ اسے

تھوڑا بہت حوصلہ دینا چاہتی تھی۔

تاکہ ابیر کی واپسی تک وہ بلکل پہلے جیسی ہو

سکے۔!

"کون سی بات؟""

حیا نے حیرت سے استفسار کیا۔

"عنایہ اٹھ کر دروازے کی طرف گئی روم کو اندر سے لاکڈ

کرتے اس نے مختصر لفظوں میں اسے سمجھایا۔

جو حیرت و بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ماہ ویر پلیز اٹھ جائیں اماں کے آنے کا وقت ہو

رہا ہے""!

یہ کوئی چوتھی بار تھا جب صاحبہ اسے جگا رہی

تھی مگر وہ ڈھیروں کی طرح اوندھے منہ سویا

ہوا تھا۔

"آنے دو جانم میں کوئی ڈرتا ہوں اس بڑھیا

سے۔

گہرے نیند میں بوجل سی آواز میں اسکا جملہ

سن صاحبہ کا گلاب کے پھول کی طرح مہکتا چہرہ

ایک ہی لمحے میں سرخ پڑ گیا۔

"کیا کہا آپ نے۔میری اماں کے بارے میں ایسا کہنے کا

سوچے گا بھی مت۔!

پائنتی سے اٹھتی وہ اسکے سرہانے کھڑی ہوئی لڑاکا

عورتوں کی طرح بولی۔

یہ ماہویر کا دیا مان اور محبت ہی تھی۔جو وہ اتنے

تھوڑے سے عرصے میں بھی اترا کر بنا خوف و ڈر

سے بات کر رہی تھی۔

"یہاں آؤ صبح صبح میرا کوئی موڈ نہیں اماں نامہ

سننے کا۔کوئی شوہر نامہ ہے تو سناو۔

بندہ حاضر ہے۔!

اسے کھینچتے اپنے اوپر گرائے وہ بے باک لہجے میں

بولا۔تو صاحبہ نے شرم سے سرخ چہرے سمیت

اسے گھورا۔

جس کی نیند سے بوجھل آنکھوں میں جھلکتے

جذبات اسے نظریں چرانے پر مجبور کر گئے۔

چھوڑیں مجھے۔باہر جانا ہے مجھے۔!"

وہ کمر کے گرد بندھے اسکے ہاتھوں کو کھولنے کی

کوشش میں جھپٹائی۔

جب اچانک سے کھلتے دروازے نے ان دونوں کا دھیان

کھینچا۔

ماہ ویر کی گرفت ڈھیلی پڑتے ہی صاحبہ جٹ سے دور

ہوئی۔

اسکے چہرے کی اڑی رنگت اندر آتی بائی نے گہری نظروں

سے دیکھی۔

"یہ کھسر پھسر کس سے کر رہی تھی۔؟"

کمر پر ہاتھ جمائے وہ کڑے تیوروں سے اس گھورتے

استفسار کرنے لگیں۔

جبکہ صاحبہ کی بڑی بڑی آنکھیں مزید پھیل گئی۔

کیونکہ ماہ ویر اب پوری طرح سے پھیل کر بستر پر

لیٹا گردن موڑے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

"وووووہ کلک کسی سے ننن نہیں اماں۔!"

خوف سے سیاہ پڑتے چہرے سمیت وہ ہکلا کر بولی

تو بائی نے اسکی نظروں کے تعاقب میں مڑتے بستر کی

طرف دیکھا۔

جو بلکل خالی تھا۔

کیوں وہاں کسے دیکھ رہی تھی۔؟"خاصے مشکوک انداز

میں بستر پر پڑی سلوٹوں کو گھورتے وہ صاحبہ کو

دیکھنے لگی۔

جس نے ابھی سکون کا سانس بھی نہیں لیا تھا۔

""وووومم میں ددد یکھ رہی تھی تک کہ آج میری

طبعیت ٹٹ ٹھیک نہیں تو میں نے بستر بھی ٹھیک

نہیں کیگیا۔!"

ماتھے پر چمکتے پسینے کی ننھی بوندوں کو دوپٹے کے

کونے سے صاف کرتی وہ ہکلا کر بولی۔

جبکہ بائی اسے اب تک کڑی نظروں سے دیکھ رہی

تھی۔

"ہاں ٹھیک تو تو واقعی نہیں لگ رہی مجھے۔

دیکھ ابھی بال بھی خشک نہیں پڑے تیرے مگر

چہرے پر پسینہ کیسے چمک رہا ہے۔؟

اور رنگت بھی ایسے لال ہو رہی ہے۔ چل میرے ساتھ

جمشید کے ساتھ جا کر دوا لے آ۔!

بائی نے اسے بازو سے پکڑ کر کہا۔

تو وہ بدک کر دور ہوئی۔ایک نگاہ چھوٹے سے بیڈ سے

باہر نکلتے ماہ ویر کے پاؤں پر ڈالی۔

اور پھر تھوک نگل کر وہ دوسری سمت پڑے ایک

چھوٹے سے صوفے پر بیٹھی۔

" تھوڑی دیر آرام کروں گی تو ٹھیک ہو جاؤں

گی۔تو فکر مت کر۔بس سونا چاہتی

ہوں۔!"اس نے چہرے پر بے زاریت سجائے کہا۔

ہممم آتی ہوں تھوڑی دیر تک۔!" بائی نے

ہنکارہ بھرتے کہا۔

"کھانا بھجوا رہی ہوں کھا لینا۔" دروازے پر

رکتے بائی نے پھر سے پورے کمرے کو گھورتے کہا۔

تو صاحبہ فوراً سے جگہ سے اٹھی گردن زور شور

سے اثبات میں ہلاتے دروازے کو اچھے سے اندر سے

کونٹھی لگائی۔

وہ مڑی تو سامنے وہ بھوت بنا کھڑا تھا۔

صاحبہ کی چیخ نکلتے نکلتے رکی۔وہ بے ساختہ ہی

دروازے سے لگی تھی۔

اپپپ ببب بستر پر چلیں۔! تھوک نگل کر کہتی وہ

نظر میں چرانے لگی۔

"آنکھیں ملا کر بات کرو صاحبہ ماہ ویر خان۔

تم خان کی بیوی ہو۔ نظریں چرا کر بات کرنا ہمیں

زیب نہیں دیتا۔!

ایک ہاتھ دروازے پر ٹکائے وہ ذرا سا جھکتے اسکے

چہرے کے قریب ہوئے گھمبیر لہجے میں بولا۔

تو صاحبہ نے پلکوں کی جھالر ایک پل کو اٹھائی مگر

سامنے والے کی آنکھوں کے شوخ رنگ اسے فوراً سے

نظریں چرانے پر مجبور کر گئے تھے۔

"اپ جائیں اب پپ پلیز۔ایک بار سارا معاملہ

حل ہو جائے پھر اماں آپ کو قبول کر لیں پھر۔"!

تمہاری اماں سے نہیں ڈرتا میں۔انہیں تو اللہ

واسطے کا بیر ہے مجھ معصوم سے۔یہ بیر تو

تبھی ختم ہو گا جب دو چنے منے نواسہ نواسی

ان کی گود میں ڈالوں گا۔!

خاصے بے باک لہجے میں کہتے وہ سر جھٹک کر بولا۔

تو اسکے بے باک انداز پر صاحبہ پیر کے ناخنوں تک سرخ

بڑی تھی۔زبان اسے تالو سے چپکی جیسے وہ گونگی

ہو۔

"اچھا بستر پر چلیں آپ کی ٹانگ پر گولی لگی ہے۔!

اگلے ہی لمحے اسکے پاؤں کو دیکھ وہ فکر میں

گھلتی اس کا بازو تھامے بولی۔

"جانتی ہو ایک ملاقات کے لیے کتنے پاپڑ بیلے ہیں میں

نے۔!حان کو فرانس بھیج دیا۔

تاکہ جب تک وہ لوٹے میں اپنی تیمارداری اچھے سے

کرواسکوں۔!"

اسکے کان کے قریب جھکتے اپنے گھمبیرتا سے کہا۔تو

صاحبہ نے اسے پیچھے کو دھکہ دیا۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئی تو ماہ ویر ایک جانب

ہوا۔

یہیں رکو۔! چھنو کو باہر ہی روکتے وہ اسکے ہاتھ

سے کھانے کا تھال تھامے اسے وہی سے واپس بھیج

گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"یہ سب ایک کمرے میں اکٹھے ہو کر کیا کھچڑی

پکا رہے ہیں۔؟ کہیں یہ اس ابیر کو بے گناہ تو

نہیں سمجھ رہے۔؟""

نہیں اگر ایسا ہوا تو میرا سارا کھیل چوپٹ ہو جائے

گا۔

مجھے کچھ کرنا پڑے گا۔!"

کافی دیر سے وہ صوفے پر اکیلا بیٹھا گہری سوچ میں ڈوبا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہوا تھا۔

اس معاملے سے کوئی دلچسپی نہیں اسکا سارا فوکس

عنایہ پر تھا۔

تیزی سے موبائل فون نکالتے اس نے عجلت میں ایک

ٹیکسٹ لکھا اور موبائل دوبارہ سے جیب میں ڈالا۔"

"تم نے ڈنر نہیں کیا بیٹا؟"

ویام کی پکار پر وہ بدک کر سیدھا ہوا اور گھبراہٹ پر

قابو پاتے مسکرایا۔

"انکل ابھی بھوک نہیں تھی۔ویسے آپ بتا سکتے

ہیں کیا یہاں قریب ہی کوئی اچھا سا ہوٹل ہے ایکچولی

مجھے کافی دن لگ جائیں گے اور میں یہاں کمفرٹیبل

نہیں ہوں،

آئی مین میں کسی ہوٹل میں رہنا چاہتا ہوں۔!

بہرام نے انتہائی معصومیت چہرے پر سمیٹے کہا۔

"ارے بس اب آئندہ تم ایسی بات نہیں کرو گے۔کیا

ہم کوئی بیگانے ہیں؟جو تم ایسی باتیں کر رہے

ہو۔!

سکون سے رہو تم یہ بھی تمہارا ہی گھر ہے۔!

اس کا کندھا تھپکتے ویام نے سنجیدگی سے کہا۔تو

وہ سر اثبات میں ہلائے ہلکا سا مسکرایا۔

"اونسٹلی آپ سب بہت اچھے ہیں۔عنایہ

تو میری فیورٹ سٹوڈنٹ ہے۔!"

صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے وہ گہرے انداز میں

بولا۔

"ہاں میری بیٹیاں ماشاءاللہ سے بہت ہونہار
ہے۔نا صرف سٹڈی کے معاملے میں بلکہ اخلاق اور
سیرت بھی"

ویام کاظمی کے لہجے میں غرور تھا اپنی بیٹیوں کے لیے
ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بہرام نے اسے کاٹ دار نگاہوں سے
گھورا۔

"ویسے انکل عنایہ کی رخصتی کب تک ہے۔؟
میرا مطلب کہ اتنی دور سے آپ لوگ اس لیے
تو آئے ہیں۔
پھر اب تیاریاں تو زوروں شوروں سے ہو رہی
ہو گی۔!"

بہرام نے جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"بس بیٹا کچھ ٹائم لگے گا ابھی۔دراصل کچھ
فیملی ایشوز ہیں پہلے وہ ریزوا ہو لیں پھر ہی
عنایہ اور عنایت کی شادیاں ہو گی!"

ڈیٹیس گریٹ۔!اچھا مجھے کچھ کام ہے میں
آتا ہوں۔!

مسکرا کر کہتے وہ اس سے الوداع لیتے باہر کی
سمت بڑھا۔

"اس کے پاس سے گزر کر اندر آتے اذلان اور اسکے
پیچھے ہی ماہا اور تبریز پر ایک نگاہ ڈالے وہ خاموشی
سے گاڑی کی طرف بڑھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یہ کون ہے۔؟"

تبریز نے پوری طرح سے گردن موڑے اس کی پشت

کو گھور کر اذلان سے پوچھا۔

"اندر چلو سب بتاتے ہیں۔!"اذلان اسے

مختصر آآگاہ کرتے آگے بڑھے۔

"ری لیکس ڈارلنگ سب بہت اچھے ہیں۔!"

ماہا کے چہرے پر گھبراہٹ کے تاثرات دیکھے تبریز نے اسے

حصار میں لیتے نرمی سے کہا۔

تو وہ بمشکل سے مسکرائی۔

"سرپرائز!"" وہ دونوں دروازے کے قریب پہنچے ہی

تھے۔

جب اچانک سے ان پر پھولوں کی پونچھاڑ ہوئی۔

تبریز اور ماہا خوشگوار حیرت سے سر اٹھائے اوپر دیکھنے

لگے۔ جہاں اوپر دروازے کے بیچ بندھی ٹوکری سے سرخ

گلاب کے پھول ان دونوں پر پر کیا رہے تھے۔

ویلکم بھابھی!"" عنایہ ایک دم سے ان

کے سامنے آتے چہک کر بولی۔

تو ماہا اور تبریز نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

جو کافی خوش دکھائی دے رہی تھی۔

"تھینکیو چوٹا پیکٹ" تبریز نے آگے بڑھ

کر اسکے سر پر ہاتھ رکھتے شریر لہجے میں کہا

تو ماہا نے بمشکل سے مسکراہٹ ضبط کی۔

وہیں عنایہ کی بھوری آنکھیں مزید پھیلی۔

"بھابھی دیکھ لیں میں کوئی چھوٹی ہوں۔چوٹو
تو وہ عائش ہے ناں۔پھر یہ مجھے کیوں کہہ
رہے ہیں۔!
ایک نظر اپنے آپ پر ڈالے وہ خفا سی نظر تبریز پر
ڈالے ماہا سے بولی۔
"ہاں تبریز آپ ایسا نہیں کہیں۔!ماہا نے اسکی
طرف داری کی جس پر وہ کھل کر ہنسی۔
تبھی باقی سب گھر والے بھی وہیں اکٹھا ہوئے۔
تبریز اور ماہا بہت وارم ویلکم کے ساتھ گھر میں
اینٹر ہوئے تھے۔
✧✧✧✧✧✧✧✧✧
"کہاں مرا ہوا تھا۔کب سے کالز کر
رہا ہوں۔!
کال پک کرتے ہی سامنے سے وہ کاٹ کھانے والے انداز
میں دہاڑا تو ماہ ویر نے بے ساختہ ہی موبائل فون
کان سے پیچھے ہٹایا۔
"حان بس سو رہا تھا۔ابھی نیند کھلی سب سے پہلے
تمہاری کال اٹھائی۔
"صاحبہ کے بالوں سے چھیڑ خانی کرتے وہ معصومیت
سے بولا۔
"تیری نیند میں تو میں آکر پوری کروں گا۔بتا کچھ پتہ
لگا۔؟عنایت کا۔وہاں کیا ہو رہا
ہے؟""
تیز تیز قدم اٹھاتے وہ نیلی آنکھوں میں سنجیدگی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سمیٹے بول رہا تھا۔

سردی کے سبب اسکے حسین نقوش سرخ ہو۔

رہے تھے۔اور منہ سے سموگ نکل رہی تھی۔

"پکہ نہیں کچھ تو ہوا ہے حان۔ مطلب کہ بھابھی

کا کوئی اتا پتا نہیں ہے۔اور شاہ ولا میں موت

جیسی خاموشی چھائی ہے۔

اور تو اور میرا آدمی بتا رہا تھا کہ عنایت بھابھی

کے رشتے کے لئے آئی عورت بڑا ہنگامہ مچا کر گئی ہے۔

اور کوئی لیڈی ڈاکٹر بھی دیکھی گئی ہے۔!"

لیڈی ڈاکٹر کے نام پر اسکے قدم بے ساختہ ہی

تھمے۔

کڑی سے کڑی جوڑتے اسے ایک سیکنڈ لگا تھا معاملے کی

گہرائی تک پہنچنے میں۔!

کال کٹ کرتے اس نے موبائل فون پاکٹ میں ڈالا۔

"تو محترمہ سب کو بتا چکی ہیں میرے اور

اپنے ریلیشن کے بارے! گڈ۔اب تو

زیادہ مزہ آنے والا ہے کھیل میں۔

سارا۔شاہ خاندان میرے انتظار میں ہے۔اب تو

جلد ملاقات بنتی ہے۔!

گہرے پراسرار لہجے میں مسکرا کر کہتے وہ اس

بلڈنگ کی طرف بڑھ گیا۔

Episode 81

""ابیر اپنا غصہ کنڑول میں رکھنا۔یہ ڈیل ہمیں کسی بھی حال میں چاہیئے۔ ! ""ہوٹل کے اینٹرینس سے اندر داخل ہوتے ڈینی نے اسے سیدھے لفظوں میں سمجھایا۔

جبکہ ابیر اسکی بات پر بنا کوئی رد عمل دیتا۔آگے پیچھے دیکھ رہا تھا۔آج کی میٹنگ فائنل ہوتے ہی ان سب کا کاروبار دوگنا بڑھ جاتا۔اسی لیے ڈینی کافی نروس اور پرجوش بھی تھا۔

ابیر کو ساتھ لانے کا مشورہ اسے باس نے دیا تھا۔

جس کے لیے وہ پہلے راضی نہیں ہوا مگر پھر اسے ماننا پڑا۔

"وہ دونوں ایک طرف بنے بزنس ائیریا کی طرف بڑھے۔لفٹ کی مدد سے وہ چند ہی لمحوں میں پانچویں فلور پر تھے۔

جہاں سامنے ہی ایک بہت بڑے ٹیبل کے سامنے ایک لڑکی

اور ایک ادھیڑ عمر آدمی براجمان تھا۔"ابیر چوکس نگاہوں سے پورے حال پر نظریں دوڑائے سرد چہرے سمیت آگے بڑھا۔

"کرسی کھینچ کر بیٹھتا وہ بلکل لاتعلقی کا اظہار کرتے

ڈینی سمیت ان دونوں کو بھی چونکا گیا۔

"آنکھوں پر لگے سن گلاسز کو ہٹائے اس لڑکی نے ایک

ائبرو اچکاتے اسے گھورا۔

جو ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے سنجیدگی سے اپنے موبائل

فون پر مصروف تھا۔موبائل بھی اسے ڈینی نے لے

کر دیا تھا۔

"مسٹر ڈین۔؟کیا یہ ہماری انسلٹ کر رہے

ہیں۔!جیکورڈ ٹیکسون۔نے ماتھے پر بل سمیٹے ڈینی

کو دیکھ کر تلخ لہجے میں پوچھا۔

ان کے ساتھ ریڈ میکسی میں بیٹھی ان کی اکلوتی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بیٹی کیلی گہری دلچسپ نگاہوں سے ابیر کو دیکھ رہی۔

"اہمم نو سر ایسا تو ہرگز بھی نہیں۔ دراصل یہ میرا بھتیجا ہے۔ ہمارے کاروبار کا اگلا وارث۔!

باس کے سمجھائے گئے جملے ادا کرتے ڈینی نے ابیر

کے شانے کو تھپکا۔ "انہیں دیکھ کر نہیں لگتا کہ یہ اس میٹنگ میں انٹرسٹڈ ہیں۔؟

سامنے والے نے دوٹوک انداز میں بنا گھمائے پھرائے پوچھا۔۔

وہ لڑکی خاموشی سے اسکی ایک ایک حرکت کو آبزرو کررہی تھی۔ "بلکل ٹھیک کہا آپ نے مسٹر ٹیکسون۔ میں

بزنس صرف ان لوگوں کے ساتھ کرنا پسند کرتا ہوں

جو لوئل ہوں۔!"

اب کی بار موبائل فون میز پر ان کے سامنے پھینکتے

وہ سرد و سپاٹ لہجے میں بولا۔

ایک ہاتھ تھوڑی کے نیچے ٹکائے اب کی بار سوالیہ

نظروں سے مسٹر ٹیکسون کو دیکھا۔" جو موبائل فون کو گھبراہٹ کے سبب اٹھائے

اسکرین پر چلتی ویڈیو کو دیکھنے لگے۔

جہاں اس کے مخصوص اڈے پر پیک کیا جانے والا جعلی

سامان سامنے نظر آرہا تھا۔

ٹیکسون کے ساتھ ساتھ کیلی نے بھی چونک کر اس

خوبرو شخص کو دیکھا۔" اگر پارٹنرشپ شروع ہونے سے پہلے ہی تم ایسا کام کروگے ٹیکسون تو پھر ہمیں یہ ڈیل

نہیں کرنی۔" چلو ابیر۔" !

ڈینی نے سخت نظروں سے اسے گھورتے ہوئے کہا اور

ایک دم سے جگہ سے اٹھا۔" نو ہم کریں گے یہ میٹنگ۔ وی آر سوری"!

کیلی نے فوراً سے باپ کی طرف سے معذرت کرتے

آنکھوں پر لگائے سن گلاسز اتارتے اپنے سامنے براجمان

ابیر کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ڈینی۔!"

معاابیر کی گونج دار آواز پر ڈینی چونک کر مڑا

مگر تبھی ابیر نے زور سے اسکے پیٹ پر ٹانگ سے

وار کیا جس کے سبب وہ ایک دم سے پیچھے کو گرا۔

ہوا کو چیرتی ایک تیز گولی شیشے کی کھڑکی کو توڑ

کر دیوار میں نصب ہوئی تھی۔

جس پر ڈینی سمیت ویسے سبھی سانس روکتے بے

یقینی سے گولی کو دیکھ اب کھڑکی کی سمت

دیکھنے لگے۔

یقیناً سامنے موجود دوسری بلڈنگ سے ہی کسی نے

ڈینی پر نشانہ لگایا تھا۔

"ابیر بھاگ کر ہال سے باہر نکلا تھا۔ جبکہ کیلی

اور ٹیکسون ڈینی کی سمت بڑھے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"روم صاف نہیں ہوا ابھی تک کیوں؟" تقریباً دس بجے

کے قریب وہ دروازہ ناک کرتے روم میں آیا۔ ایمی ابھی شاور لے کر نکلی تھی۔

بالوں کو ٹاول سے خشک کرتے وہ انیل کی آواز پر

ایک نظر اسے دیکھ کر سرے سے اگنور کرتے ڈریسنگ

مرر کی طرف بڑھی۔

"ہمم پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس اگر یہ روم صاف

ناں ہوا تو تمہارا وہ لولی بوائے فرینڈ اپنی جان

سے جائے گا۔!"

نہایت اطمینان سے کہتے وہ صوفے پر بیٹھا کمفرٹر

اٹھائے بیڈ کی طرف پھینکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکی دھمکی پر امبر کے ہاتھ تھے،ایک نظر شیشے

سے ہی اس پر ڈالے وہ دانت پیستے غصے سے مڑی۔

اور تن فن کرتے اس تک پہنچی۔"کتنے چیپ ہو تم۔!اب مجھ سے بدلہ لینے کے لیے تم اسے مارو گے۔!

بے یقینی سے اسے دیکھتے وہ سوالیہ نظروں سے

اسے دیکھ رہی تھی۔

انیل نے بھرپور نگاہ اس پر ڈالے کندھے اچکائے۔وہ کون سا میرے مامے کا بیٹا لگتا ہے جو میں اسے مار نہیں

سکتا۔! تنفر سے سر جھٹکتے کہتا وہ ہنسا۔

"میں پیار کرتی ہوں اس سے۔اگر اسے کچھ ہوا تو۔!

شٹ اپ مسز۔میں بغیرت مرد نہیں ناں ہی اتنا مجنوں ہوا ہوں۔جو تمہارے عشق میں پاگل بنا تمہاری ہر بکواس

سنتا رہوں۔!میری ڈھیل کا غلط فائیدہ اٹھانے کی سوچنا

بھی مت۔!

اب بولو کس سے پیار کرتی ہو تم۔!اس کی گردن پر دباؤ بڑھاتے وہ گہری سیاہ آنکھوں میں بے بسی کا طوفان سمیٹے

سرخ انگارہ ہو رہی نگاہوں سے اسے دیکھتے پوچھنے

لگا

سانس رکنے کے سبب ایمی کا چہرہ لال پڑ گیا۔وہ لرزتی ہوئی اس کے ہاتھوں پر زور سے مکے مارنے لگی۔

"کک کسی سے ننن۔!"بمشکل سے اسکے لرزتے کانپتے ہونٹوں سے یہ لفظ ادا ہوئے تھے۔

آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔جب اگلے ہی

لمحے اسے چھوڑتے انیل نے اسے کمر سے کھینچتے

سینے سے لگایا۔

وہ بھرپور مزاحمت کرنے لگی مگر انیل کے

سامنے اسکی ہر کوشش بے سود تھی۔"اگر پچیس سال کی عمر تک تمہارے عشق میں مجنوں بنا گھوم سکتا ہوں۔

تمہارے لئے جان دینے کا جنون رکھتا ہوں۔

تو یادرکھنا امبر انیل علوی۔ تمہارے لبوں سے کسی دوسرے کا نام سن کر اسے اور تمہیں جان سے مارنے کا حوصلہ بھی ہے مجھے میں۔!

پانچ منٹ میں یہ روم صاف کرو میرے لئے بریک

فاسٹ بنا کر میرے روم میں آجاؤ۔اگر ذراسی بھی چوں چراں کی تو انجام سے تم بخوبی واقف ہو۔!"

اس کا ٹھنڈا پڑا گال تھپکتے وہ سرد لہجے میں

اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں اسے حکم

دیتے روم سے باہر نکل گیا۔

ایمی نے بے بسی سے دانت پیستے صوفے کو زور

دار لات رسید کی۔

"کیا فایدہ تھا اتنی بڑی گینگسٹر ہونے کا جب وہ

ایک لڑکے کا مقابلہ نہیں کر پا رہی تھی۔

ہر قسم کے خطرے کو لمحوں میں مات دے جانے

والی انیل علوی کے سامنے اتنی بے بس کیوں ہو جاتی

تھی۔

اس کے قریب آتے حواس کیوں اس کا ساتھ چھوڑ جاتے تھے کہ وہ چاہ کر بھی اسکا مقابلہ نہیں کر پاتی تھی۔

آئی ہیٹ یو۔انیل !" وہ غصے و بے بسی سے اپنی ہی کیفیت پر چلائی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"السلام علیکم پھپھو کیسی ہیں آپ ؟""وعلیکم السلام میں ٹھیک ہوں بیٹا تم کیسے ہو اور عمایہ ٹھیک ہے۔؟"

الایہ کے لہجے میں فکر و پریشانی تھی۔

وہ روز کال کر کے بیٹی کا حال حال پوچھتی

تھی۔مگر خود سے کبھی عمایہ سے بات تک نہیں کی

تھی۔جس کی ایک بہت بڑی وجہ عمایہ کی ناراضگی

کے ساتھ ساتھ اس کا اپنا اداس ہونا بھی تھا۔امبر کے جانے کے بعد عمایہ ہی اس کی واحد پرائیوریٹی رہی تھی۔

اور اب ایک دم سے اس کی مرضی کے خلاف جا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کراس کا نکاح کر دینا۔ کہیں ناں کہیں وہ اداس بھی تھی اپنی فیصلے پر خاصی متفکر بھی تھی۔

"میرے ہوتے ہوئے آپ کی بیٹی کو کچھ نہیں ہو سکتا

پھپھو۔ڈونٹ وری وہ بلکل ٹھیک ہے کل رات تو ہم

گھومنے پھرنے گئے تھے۔ بڑا مزہ آیا کل۔ وہ بہت خوش

ہے۔!"

عائش نے کل کی رات کا سارا واقعہ یاد آتے ہی انہیں آگاہ کیا۔الایہ کے اداس چہرے پر ایک پل کو مسکراہٹ

بکھری۔

"اللہ خوش رکھیں تم دونوں کو آمین۔! وہ گہری سانس بھرتے دل سے دعا گو ہوئی تھی۔" پاکستان جانے کی ضد

کر رہی تھی۔ میں نے ٹال دیا ہے فل حال ایک بار امبر آجائے پھر

سرپرائز دیں گے۔ عمایہ کو۔!

وہ اپنی ہی سوچ پر عمایہ کے تاثرات کا سوچ کر

دلکشی سے مسکرایا تھا۔الایہ ہنسی۔

ہاں بلکل اچھا کیا۔ابھی تم دونوں جتنا ہو سکے ایک دوسرے کو وقت دو۔روز اور بھائی کو میرا اسلام دینا۔!

اوکے پھپھو آپ بھی خیال رکھیے گا۔" وعلیکم السلام۔!"

الوادعی کلمات ادا کرتے وہ روم میں اینٹر ہوا۔

تو میڈم سرے سے غائب تھی۔ واشروم کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔گہری سانس بھرتے سر نفی میں ہلاتے وہ روم

سے باہر نکلا۔ چھوٹے سے کچن کے قریب ہی ڈائننگ میز سیٹ کیا گیا تھا۔

جس پر انزک اور روز خاموشی سے بیٹھے کھانا

کھا رہے تھے۔"آؤ بیٹا کھانا کھالو۔!" انزک نے اسے دور سے ہی دیکھ کر بلایا۔

جس نے جھکے سر سے ہی نظریں گھما کر دیکھا۔ تو وہ فریج سے پانی نکال رہی تھی۔ میں ڈیڈ!" میں مام کے ساتھ

کھاؤں۔" !

وہ خوشگوار لہجے میں بولتا روز کے قریب کرسی پر بیٹھا مگر کرسی کا رخ پوری طرح۔ سے گھما کر ماں کی سمت کر لیا۔

روز جو پہلے پہل تو انجان بنے بیٹھی تھی۔اچانک اسکی حرکت پر گلے میں آنسوں کا پھندہ اٹکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

مام میری بائٹ۔! وہ بچوں کی طرح منہ کھولے بولا۔

تو بمشکل سے آنسوں نگلتے روز نے کپکپاتے ہاتھوں سے روٹی کا ٹکڑا توڑا اور سالن میں ڈبو کر اسکے قریب کیا۔

عمایہ گہری سانس بھرتے مسکرا کر باہر آئی تو انزک نے اسے اپنے پاس والی چیئر پر بٹھایا۔

اور اشارے سے اسکے سامنے پڑی پلیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ جسے وہ کھانے سے بھر چکے تھے۔

بے ساختہ ہی عمایہ کے چہرے پر مسکان بکھری۔ انزک نے نرمی سے اسکا سر تھپکا۔

اور بیٹے اور بیوی کی طرف متوجہ ہوا۔

اوئے نکمے شرم کر اب تو میری بیوی کی جان چھوڑ دے۔ مامے کی ڈبل کاپی۔ ڈیرھ فٹیے ۔!"

انزک نے جان بوجھ کر سر جھٹک کر لڑائی کے موڈ میں آتے کہا۔

عائش نے گردن موڑے باپ کو بے یقینی سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ بیستی تو ٹھیک تھی مگر بیوی کے سامنے کرنے کی کیا ضرورت تھی۔؟

عمایہ نے بمشکل سے مسکراہٹ ضبط کی۔

"خبر دار جو میرے بیٹے کو کوئی برالقب دیا آپ نے۔! کتنی بار منع کیا ہے آپ کو۔ میرا بیٹا ہے آپ کا نہیں۔ اچھا خاصا تو قد ہے میرے بچے کا شہزادوں کو بھی مات دے۔!

بھیگی نگاہوں میں ایک ہی پل میں غصہ سمیٹے وہ خفگی اور غصے سے شوہر کو وارن کرتے اپنے پہلے جیسے موڈ میں لوٹی عائش کو کھلانے لگی۔

عائش ماں کی تائید پر سر زور شور سے ہاں میں ہلا رہا تھا۔ جیسے وہ ٹھیک کہہ رہی تھیں۔

"اور مامے کی ڈبل کاپی بھی نہیں بولنا۔!" ماں کے ہاتھ سے نوالہ کھاتے اسنے یاددہانی کروائی۔

تو اس میسنے کی حرکت پر عمایہ نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔

جس پر وہ فوراً سے اسے دیکھتے شرارت سے آنکھ دباتے سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔

"بے شرم" سرخ چہرے سمیت پلیٹ پر جھکتی وہ زیر لب بڑبڑائی۔ روز کا موڈ چینج ہو چکا تھا۔ انزک اور عائش اپنے مقصد میں کامیاب رہے تھے۔

کھانے کے بعد عمایہ خود ہی برتن سمیٹنے لگی۔ روز نے اسے روکا نہیں البتہ چہرے کے تاثرات سخت ہی تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد چائے کا دور چلا خوش گپیوں میں چائے پیتے انزک نے پہلی بار چائے۔بنانے پر عمایہ کو نیگ دیا۔توروز نے بھی شوہر سے پیسے لے کر اسے نیگ تھایا۔

"ہمیشہ خوش اور آباد رہو۔میرے بیٹے کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دو اور مجھے جلد از جلد دادی بنادو۔!"

روز کی دعائیں عمایہ کو دعا سے زیادہ اس کا حکم معلوم پڑ رہا تھا۔عائش نے بتیسی پھیلائے زوردار آواز میں آمین کہا تھا۔

جس پر عمایہ کا دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔سرخ چہرے سمیت وہ جلدی سے اٹھی اور کچن میں گھس کر بے مقصد چیزیں سمیٹنے لگی۔

روز اور انزک اپنے روم میں جا چکے تھے۔اور عمایہ میڈ کے پاس کھڑی اسے سے کوئی دسویں بار چیزوں کا پوچھ رہی تھی۔

عائش کافی دیر تک صوفے پر بیٹھا اس کا ویٹ

کرتا رہا۔پھر اس کے ناں ملنے پر وہ خود ہی اٹھا۔اور کچن کی جانب آیا۔

"عمایہ روم میں آؤ کام ہے۔! سنجیدگی سے۔کہتے وہ اپنے لفظوں سے اسکی جان لیتا لاپرواہی سے کمرے کی طرف چلا گیا۔فق چہرے سمیت عمایہ نے تھوک نگل کر میڈ

کو دیکھا۔جو زبردستی مسکرائی۔

"میں جاتی ہوں گڈ نائٹ۔!لبوں پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائے وہ کچن سے نکلی تو میڈ نے مسکرا کر سر نفی میں جھٹکا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ھمممممم "!

تو یہ معاملہ ہے۔چاہے جو بھی ہوا نکل۔ابیر کے ساتھ آپ سب کا بیہیو زیادہ ہارش ہو گیا۔وہ آسانی سے واپس نہیں آئے گا۔اور اگر وہ واپس ناں آیا تو ہم اسے کیسے بتائیں گے۔

کہ اس کو اعتبار ناں کرنا آپ کے پلین کا حصہ تھا؟""

ماہا اور عنایت روم میں تھیں۔تبریز اور ماہا کو ابھی عنایت کے بابت کچھ نہیں بتایا گیا تھا۔

جبکہ اس وقت ان سب کا فوکس ابیر کو اپنے پلین میں شامل کرنا تھا۔"یہی تو سب سے مشکل کام ہے۔وہ بہت غصے والا ہے۔اور آسانی سے مانے گا بھی نہیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یہ امن کی ذاتی رائے تھی۔ جس سے سبھی اتفاق کرتے تھے۔"ایک بری خبر ہے۔!"اذلان جو ضروری کال سننے بالکونی کی طرف گیا تھا وہ واپس لوٹا تو سبھی اسکی بات

پر چونکے۔

"اب کیا ہو گیا؟"عنایہ نے اونگ روکتے پوچھا۔"کمشنر کو شک ہو گیا ہے انیل اور مجھ پر۔اوپر سے انیل اور اس کی ٹیم کافی دنوں سے غائب ہے وہ ابیر کے کیس کی رپورٹ مانگ رہے ہیں۔!"اذلان کرسی پر بیٹھتے متفکر سے لہجے میں بولا۔

یہ بات واقعی میں کافی پریشان کن تھی۔اگر کیس کسی دوسرے آفیسر کے ہاتھ جاتا تو یقیناً انیل اور ابیر دونوں کو جلد پکڑ لیا جاتا۔

فکر مت کریں انکل۔ صبح آپ کو کچھ بتاؤں گا آپ وہی سب باتیں کمشنر سے کریں گے۔سب ٹھیک جائے!"

کافی کا گھونٹ بھرتے وہ سنجیدگی سے بولا۔تو اذلان نے اسکا کندھا تھپکتے شکریہ کہا۔"ان سبھی ڈاکٹرز کی فائلز مل چکی ہیں جو فراڈ کے کیس میں جیل میں ہوئے

ہیں۔

مگر ایک بات بلکل حیران کن ہے کہ یہ فائلز اے ایچ ہاسپٹلز کی نہیں بلکہ پرانے ہاسپٹل کی ہیں۔وہ بھی ایک ہی ہاسپٹل میں ورک کرتے تھے۔!

عنایہ نے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر بھی فائلز ایک ساتھ اوپن کرتے تبریز کو آگاہ کیا۔"ایک کام کرو عنایہ۔ان پانچوں کا

میڈیکل سٹڈی کا ڈیٹا نکالو۔!"تبریز کی بات پر سبھی حیران ہوئے۔

"یہ بہت مشکل ہے تبریز کسی کالج یا یونی کا ڈیٹا ہم کیسے نکال سکتے ہیں۔؟"ویام نے سر جھٹکتے کہا۔

معاملہ حد سے زیادہ سنگین تھا۔تبریز مسکرایا۔

"شاید آپ نہیں جانتے انکل۔عنایہ کاظمی اور عائش علی دنیا کے وہ بیش قیمتی نمونے ہیں۔جو کمپیوٹر اور ڈیٹا ہیک کرنے میں اول نمبر پر ہیں۔

مگر صد افسوس اتنے ٹیلنٹ اور اتنی قابلیت کے باوجود بھی ان دونوں کو ورلڈ بیسٹ پاکستان کمانڈو ایجنسی سے لینے سے انکار کر دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایہ کی بھوری آنکھیں پوری کی پوری پھیل گئی۔یہ بات تو اسکے گھر میں کسی کو نہیں معلوم تھی وہ بے ساختہ شرم سے سر نفی میں ہلا رہی تھی مگر تبریز اسے اگنور کر گیا۔

"کیوں نہیں لیا گیا ان دونوں کو۔! سینے پر ہاتھ لپیٹے ویام نے سخت نظروں سے اسے گھورا۔جو انتہائی معصومیت کا ڈھونگ کرتی آنکھیں پٹپٹا رہی تھی۔

"ویام کو یاد تھا کہ عنایہ نے کیسے اسے تنگ کیا تھا کہ وہ اس کی طرح اسپیشل فورس جوائن کرنا چاہتی ہے۔ مگر ویام کے ناں ماننے پر اس نے بھی یہی کہا تھا کہ میرے ڈیڈ نہیں چاہتے اس لیے میں نہیں ہو گی۔! ویام کو خود کو دیکھتا پاتے وہ تھوک نگلتے ہاتھ مسلنے لگی۔

"ایک کی سٹڈی ان کمپلیٹ تھی ایک کا قد زیادہ ہی بڑا تھا بیچارے شرط لگا کر نکلے تھے۔اور دونوں ہی ناکام لوٹے اور یہ ورلڈ بیسٹ ہیکرز سالوں سے میرے انڈر کام کر رہے

ہیں۔!

گردن اکڑا کر وہ تفاخر سے کہتا سبھی کے چہروں کو دیکھنے لگا۔جو سیریس شکل بنائے عنایہ کو دیکھ رہے تھے۔

ابیر ٹھیک ہی کہتا ہے۔عنایہ تم بہت چونا لگاتی ہو۔اور نا جانے کون کون سی بات کھلنا باقی ہے۔! اچھا مجھے یاد آیا ماما آپی مجھے بلا رہی تھیں۔میں آتی ہوں۔!

وہ جٹ سے اپنا پٹارہ بند کرتے بازو کے نیچے دیے عجلت بھرے انداز میں کمرے سے بھاگی۔تو اسکی چالاکی پر سبھی گہرہ سانس بھرتے سر نفی میں ہلا گئے۔

Episode 82

مسلسل بجتی بیل پر وہ بے زار ہوا۔وائن کا گلاس میز پر رکھتے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے دروازے کی سمت بڑھا۔

کون ہے۔؟ دروازہ کھولا تو باہر کوئی نہیں تھا۔قیصر نے کندھے اچکائے وہ دروازہ بند کرنے لگا۔

جب اچانک کسی نے باہر سے دروازے کے بیچ پاؤں دیے اسکی کوشش کو ناکام بنا ڈالا۔

قیصر نے نشے سے سرخ ہو رہی بند ہوتی آنکھوں کو کھولے گردن جھکائے اس پاؤں کو دیکھا۔

ماتھے پر بل سمٹے،جب اگلے ہی لمحے پوری قوت سے کھلتا دروازہ ٹھاہ کی زوردار آواز سے پیچھے موجود دیوار

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سے پٹکھا۔

"سیاہ اوور کوٹ میں ملبوس، چہرے پر اوس کے سبب چھائی سرخی، بھوری ہلکی بڑھی شیو، گولڈن بال سلیقے سے پونی میں قید کیے،

نیلی حسین نگاہوں میں حد درجہ سنجیدگی سمیٹے وہ اپنے بھرپور قد و وجاہت سمیت اندر داخل ہوا۔

تو بے ساختہ ہی قیصر درانی نے قدم پیچھے

کو لئے۔ "کک کون ہو تم؟"" عالیجان شاہ نے ہاتھ سینے پر لپیٹے اسے گھورا۔

اسکا سپاٹ انداز قیصر درانی کو کچھ غلط ہونے کا اندیشہ دے رہا تھا۔

"بڑھاپے نے پہچان کرنا ہی بھلا دیا آپ کو انسپیکٹر قیصر درانی غور سے دیکھو۔ میں وہی لڑکا ہوں، جو بہت مست پیس ہے اور تم نے خاص طور پر اسپیشل لوگوں کے لئے الگ رکھا تھا جسے۔"

بھاری سرد لہجے میں کہتے وہ پر اسراریت سے مسکرایا۔ تو قیصر درانی کا چہرہ ایک ہی لمحے میں تاریک پڑا۔

وہ لڑکھڑا کر فرش پر گرا۔ ڈینی نے تو کہا تھا کہ وہ مر گیا ہے مگر وہ تو زندہ تھا اسکے سامنے کھڑا۔

"عالیجان سمجھ چکا تھا کہ ماویر نے اسے اتنی دور کیوں بھیجا تھا۔

آج اپنی آنکھوں کے سامنے اس شخص کو دیکھ عالیجان شاہ کا ایک ایک زخم، تازہ ہوا تھا۔

آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں امڈ آئی تھی۔ اپنے بھاری ہاتھوں کو کندھوں تک لے جاتے اسنے اطمینان سے اپنا اوور کوٹ نکالا اور دور کرسی کی جانب اچھالا۔

سیاہ شرٹ میں اسکا کسرتی وجود جھلک رہا تھا جسے دیکھ بے ساختہ ہی انسپیکٹر نے تھوک نگلا۔

اسے اپنی موت صاف دکھائی دے رہی تھی۔ "د د د دیکھو مم میں نے کک کچھ نہیں کیا۔

یی یہ سب کک کچھ اسس ڈ ڈ ڈینی نے کروایا۔ مم مجھے چھوڑ دو پلیز""!

معافی کے انداز میں ہاتھ جوڑتے وہ روتا بلکتا معافی مانگنے لگا۔

جبکہ عالیجان بنا اسکی کسی بات پر کوئی بھی تاثر دیے اب ری لیکس سے انداز میں اپنا بیلٹ نکالنے لگا۔

انسپکٹر نے تھوک نگلتے منہ سے بہتے پانی کو صاف کیا اور لڑکھڑا کر اٹھتے وہ پیچھے کی جانب اندھا دھند بھاگنے لگا۔

"عالیجان شاہ کی آنکھوں کے سامنے وہ بے بس بچہ گھوم رہا تھا جسے اس انسپکٹر نے بیلٹ سے مار مار کر اسکی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کھال ادھیڑ دی تھی۔

مگر آج وقت بدل چکا تھا۔ جس موت کے خوف سے بھاگ کر وہ اتنی دور آیا تھا۔ آج وہی بچہ اس کی موت کا فرشتہ بنا اسکے دروازے کی چوکھٹ پر ایستادہ تھا۔

یقیناً ہر کسی نے اپنے کیے کا حساب دینا ہے۔ اس دنیا میں بھی اور روز محشر بھی۔

ڈینی نے اپنے بے جا کے بدلے کے پیچھے ایک نہیں بلکہ کتنے ذہنوں سے کھیل کھیلا تھا۔

کتنے گھر اسکی چالوں کی لپیٹ میں آئے تھے۔ یقیناً اب اسکا وقت عنقریب تھا۔

سنسان تاریک رات میں جہاں دور دور تک کسی ذی روح تک کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔

وہیں اس انسپیکٹر کی چیخیں اسکی آہ و بکا گونج رہی تھی۔ مگر آج اسے معافی نہیں ملنے والی تھی۔ کسی بھی صورت نہیں ملنی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"اس کی آنکھ کھلی تو نگاہ اپنے بے حد قریب اپنی پناہوں میں سمٹی ہوئی حورین شاہ پر گئیں۔

حسین مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا تو دونوں گالوں پر گہرے گڑھے نمایاں ہوئے،

اسی وقت حورین شاہ کی نیند سے بھری آنکھیں کھلی، تو اس منظر کو دیکھ نیلے نین کٹورے بے ساختہ ہی پھیلے۔

"واؤ یہ آپ کو بھی ہیں۔! مجھے ڈمپلز بہت پسند ہیں، دیکھیں مجھے بھی ہے ایک سائیڈ پر۔"

بے ساختہ ہی اسکی بھوری شیو پر ہاتھ رکھتے وہ اسکے گڑھے کو چھوتی اسکی دھڑکنیں منتشر کرتی اب ہلکا سا مسکرائی۔

تو اسکے دائیں گال پر گہرہ گڑھا نمودار ہوا۔ "یس ڈارلنگ ایم آلسولائک اٹ۔ بٹ اونلی آن یور فیس ڈیول نے گھمبیر لہجے میں کہتے جھک کر اسکے گال پر گہرہ لمس چھوڑا تو وہ سٹپٹائی سرخ چہرے سمیت پیچھے ہوئی۔

"آپ نے تو بولا تھا میری شرطیں مانیں گے مگر آپ ایک بھی شرط نہیں مانتے میری۔"!

اسکے کشادہ سینے پر اپنے مومی ہاتھ رکھتے وہ پیچھے کو کھسکی۔ تکیے پر سر رکھتے اسے دیکھا۔

جو محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "آپ کی شرطیں آپ کا حکم سر آنکھوں پر ہے مائے ہارٹ۔

مگر میں آپ کی شرائط کی وجہ سے آپ کو گناہ گار بھی نہیں کر سکتا۔

آخر کار مجھے ہی آپ کا خیال رکھنا ہے۔! وہ بڑی چالاکی سے اسے اپنی باتوں میں لینے لگا۔

ایک نگاہ میز پر پڑی اپنی ریسٹ واچ پر ڈالی۔ نماز کے لیے ابھی وقت تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جبھی وہ حورین کو مصروف رکھنے لگا۔"آپ مجھے بے وقوف بناتے ہیں ناں۔میں جانتی ہوں کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

بس آپ بے شرم ہیں اس لیے ایسا کرتے ہیں۔!

وہ ڈنکے کی چوٹ پر اسے بے شرم کہتے خفگی سے اپنی چھوٹی سی ناک چڑھائے بولی۔

جس پر ڈیول نے اسکے لقب کو اعزاز کی طرح سر خم کرتے تسلیم کیا۔

"بیوی کے سامنے انسان بے شرم ناں بنے تو کیا ملازمہ کے سامنے بنے؟ "

ڈیول نے جان بوجھ کر ابرو اچکاتے سوال کیا۔جانتا تھا وہ کنفیوژ ہو گی۔

"نہیں ملازمہ سے نہیں کرتے۔اور بیوی سے بھی اچھی اچھی باتیں ہی کرتے ہیں۔!"

حورین نے اسکی نظروں سے حائف ہوتے۔آنکھیں جھکائی۔جب اگلے ہی لمحے ڈیول نے تھوڑی سے تھامے اسکا حسین چہرہ روبرو کیا۔

"تمہاری آنکھیں رزق ہیں میری محبت کا۔انہیں دیکھ کر میری روح کو سکون ملتا ہے۔انہیں جھکایا مت کرو۔""!

اسکے چہرے کے قریب ہوتے وہ دیوانہ مجنوں بنا جنون بھرے انداز میں بولتا اسے ٹھٹکا گیا۔

جس کی کانچ سی گہری آنکھیں بے ساختہ ہی اٹھی تو سامنے والے کی آنکھوں کے جذبات دیکھ وہ گھبرائی۔

جب ڈیول نے جھکتے عقیدت سے اسکی آنکھوں پر باری باری بوسہ دیا۔

"نماز کا وقت ہو رہا ہے۔وضو کر لیں؟""اسکے سرخ قندھاری ہوئے چہرے کو نظروں سے ہی دل میں اتارتے وہ گھمبیر تا سے استفسار کرنے لگا۔

جس پر حورین نے سر اثبات میں ہلایا۔ڈیول بیڈ سے اٹھا۔

اور دوسری سمت جاتے حورین کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے بٹھایا۔اور دوپٹہ اسے دیا۔جسے خود پر اوڑھتے وہ مسکرائی۔

کیونکہ اس کی وجہ سے آج کیف نے خود سے نماز کا کہا تھا۔وہ خوش تھی کہ وہ بھی اس کے ساتھ نماز پڑھے گا۔

اسے بانہوں میں اٹھاتے ڈیول نے اسے واشروم میں اتارا۔اسے وضو کرواتے بیڈ پر بٹھایا۔اور خود واشروم کی سمت بڑھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ باہر نکلا۔اور جائے نماز بچھائے۔حورین متاثر ہوئے بغیر ناں رہ سکی۔

کیونکہ اسے لگا تھا کہ یہاں جائے نماز نہیں ہو گا مگر شاید وہ جانتی نہیں تھی کہ اسکی کہی ایک ایک بات ڈیول کے دل پر نقش ہو جاتی تھی۔

جائے نماز بچھائے اسنے حورین کو جائے نماز پر بٹھایا اور پھر دونوں نے ایک ساتھ نماز ادا کی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ واپسی کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔ڈیول اور حورین کے ساتھ کیتھ بھی ان ہی کی گاڑی میں سوار تھا۔

جبکہ گارڈز نے چاروں اطراف سے اس گاڑی کو حفاظت میں لے رکھا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ واپس سے اسی پیلس میں موجود تھے۔حورین کو روم میں لے جاتے اسنے کک کو کھانے کا حکم بھجوایا اور خود ریڈی ہونے چلا گیا۔

حورین بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔جو بلیک کلر کے ڈنر سوٹ میں ملبوس مرر کے سامنے کھڑا بالوں کو برش کر رہا تھا۔

اس کی بھوری شیو اب پہلے سے بڑھ رہی تھی۔بھوری آنکھوں میں ہمہ وقت ٹھہرنے والی سنجیدگی حورین شاہ کی موجودگی میں سرے سے غائب تھی۔

تیکھے نقوش میں مغروریت کی جھلک تھی۔بھورے بالوں کو اپنے محسوس سٹائل میں سیٹ کرتے ڈیول نے برینڈڈ واچ اٹھائے اپنی کلائی پر باندھی۔

اور پھر پرفیوم کی بوتل اٹھائے مرر کی طرف دیکھا۔حورین اسکے اچانک دیکھنے پر سٹپٹا کر نظروں کا رخ بدل گئی۔

اسکے مڑتے قدم اپنی طرف اٹھتے دیکھ حورین نے بے ساختہ ہی نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبایا۔

ڈیول بھاری قدم اٹھائے اسکے قریب گیا اور حسب عادت پرفیوم اسے لگائی۔

حورین نے اسے گھورا تو وہ مسکرایا۔جس پر گہری سانس بھرتے وہ آنکھیں مضبوطی سے میچ گئی۔

"آئی لو یو ٹو مائے ہارٹ۔!"اسے بانہوں میں بھرتے اپنے سینے میں بھینچتے ڈیول نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

تو حورین نے لرزتے وجود سمیت اپنا سرخ چہرے اسکی گردن میں چھپایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس کی حرکت پر بے ساختہ ہی ڈیول مسکرایا۔پیشانی کو اپنے لمس کی خوشبو سے مہکاتے وہ اسے دوبارہ سے بیڈ پر منتقل کرتے اٹھا۔

اور ڈور کی طرف بڑھا۔

حورین نے اپنی اتھل پتھل ہوئی سانسوں کے ساتھ اپنے دوپٹے کو درست کیا۔

جب وہ بریک فاسٹ کی ٹرے سمیت روم میں آیا۔ڈور اندر سے لاکڈ کر

دیا۔

اسے پھر سے آتا دیکھ حورین انگلیاں چٹخانے لگی۔

آج بریک فاسٹ میں دودھ کا گلاس بھی تھا۔

جسے دیکھ حورین کا۔ حلق تک کڑوا ہوا۔ڈیول نے ٹرے میز پر رکھی اور دوبارہ سے بیڈ تک جاتے حورین کو بانہوں میں بھرتے وہ کاؤچ کی طرف بڑھا۔

اسے یونہی گود میں اٹھائے ٹرے سامنے کی۔"میں ایسا بریک فاسٹ نہیں کھاتی۔!

حورین کو یقین تھا کہ اس کے ایک انکار پر وہ بریک فاسٹ واپس بھیج دے گا۔

"مجھے ملک اور ایگ نہیں پسند۔!ڈیول کو سنجیدگی سے ٹرے سے پلیٹس نکالتا دیکھ وہ پھر سے اسے بتانے لگی۔

"اور میں بریڈ بھی نہیں کھاتی۔!اب کی بار کسی ضدی بچے کی طرح آگے کو جھک کر اسکے چہرے کو دیکھنے کی کوشش کرتے اسے بتایا۔

جس نے جھک کر دودھ کا گلاس اٹھایا اور حورین کو تھمایا۔

جس کا گلاب چہرہ ایک ہی لمحے میں اترا۔"ملک صحت کے لئے بہت اچھا ہوتا ہے۔

اور تمہاری صحت سے زیادہ میرے لئے کچھ بھی نہیں۔!

ڈیول نے مسکرا کر کہتے بریڈ کی بائٹ توڑ کے

اس کی طرف بڑھائی۔

جس کی آنکھوں میں اب غصہ جھلکنے لگا۔"میں کوئی مریض ہوں۔جو ایسا سب کھانا کھاؤں۔مجھے سینڈوچ کھانا ہے۔اور جوس بھی چاہیے۔!

گلاس دوبارہ سے میز پر رکھتے وہ ضد بھرے انداز میں بولی۔ منہ ایک دم سے غبارے کی طرح پھولا۔"ڈارلنگ۔
جب تک تُمہاری صحت میرے مطابق ٹھیک نہیں ہو جاتی تب تک آپ کو یہی بریک فاسٹ کھانا پڑے گا۔!
حورین نے پھولے گالوں کو مزید پھلایا۔"دس بجے تک سینڈوچز اور جو آپ کو کھانا ہو گا ہر وہ چیز آپ کے پاس
روم میں آجائے گی۔
بشرطیکہ آپ بریک فاسٹ کمپلیٹ کریں
گی۔! ڈیول نے اسے بچوں کی طرح پچکارتے آخر میں لالچ بھی دیا۔
جس پر وہ سوچ میں ڈوبی۔ دل چاہا انکار کردے مگر سینڈوچز کھانا بھی تو ضروری تھا پھر وہ پیزا بھی کھا سکتی تھی۔
منہ میں ایک دم سے پانی آنے لگا۔ ٹھیک ہے مجھے منظور ہے؟" خاصے ناراضگی بھرے انداز میں اسے جتایا۔ جیسے
مان کر اس پر احسان کیا ہو۔
"تھینک یو مائے لارڈ! سر کو خم دیے ڈیول نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے سکون کا سانس بھرا اور دودھ
کا گلاس دوبارہ سے اس تھمایا۔
اور بریڈ کی بائٹ اسکے سامنے کی۔ جسے وہ کڑوے منہ بناتے کھانے لگی۔ کھانا فنش کرتے ہی ڈیول نے اس کا چہرہ
رومال سے صاف کیا اور رومال جیب میں رکھا
اور پھر سے اسے اٹھائے بیڈ پر بٹھایا۔
وہ کبرڈ کی طرف بڑھا اپنا کوٹ نکالتے جیسے ہی پہنا۔
پاکٹ میں کچھ محسوس ہوا۔ جس پر ڈیول
نے ہاتھ مارتے جیب کو ٹٹولا۔
"ہاتھ میں ایک چھوٹا سا خوبصورت سا پینڈنٹ دیکھ اسے بے ساختہ ہی عنایہ یاد آئی۔
"یہ لو یہ میری طرف سے اپنی گرل کو دے دینا۔ ایز آ گفٹ!" وہ شریری سی لڑکی یاد آتے ہی اسکے ہونٹوں
پر مسکان گہری ہوئی تھی۔
جانے کیوں وہ اسے اپنی اپنی لگی تھی۔ وہ کہاں ہو گی۔
دل شدت سے چاہا کہ کاش وہ اسکے متعلق مزید جانتا۔ سر جھٹک کر وہ مڑا۔
"یہ کیا ہے۔؟" حورین نے چونک کر ڈیول کو دیکھتے پوچھا۔ جو خاموشی سے وہ پینڈنٹ اسے پہنا رہا تھا۔

"یہ کسی اسپیشل پرسن کی طرف سے گفٹ ہے۔اسے اپنے پاس رکھنا ہمیشہ۔!

جھک کر اپنے ہونٹ رکھتے وہ محبت سے بولتا اٹھا۔

حورین نے سر جھکائے اس پینڈنٹ کو دیکھا۔

کسی بھی چیز کی ضرورت ہوئی تو کیتھ سے کہہ دینا۔میں تھوڑی دیر تک آ جاؤں گا۔!"

اوکے۔!اسے نرمی سے آگاہ کرتے وہ موبائل فون اٹھانے

لگا۔اوکے۔حورین نے فوراً سے اثبات میں سر

ہلایا۔

توڈیول نے جھک کر پیشانی پر بوسہ دیا روم سے باہر نکلا۔یہ پینڈنٹ میں نے پہلے بھی دیکھا ہے۔!

حورین الجھن بھری نگاہوں سے اس پینڈنٹ کو دیکھ کر زیر لب بولی۔

Episode 83

"آپ دونوں مجھے ایسے کیوں گھور رہی ہیں۔کیا کچھ لگا ہے میرے فیس پر۔!" ابرو اچکاتے وہ بھاگ کر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے ہی ماہا اور عنایت ایک ہی بیڈ پر کراؤن سے ٹیک لگائے اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگی

۔

جس پر عنایہ نے گڑبڑا کر کہا۔اور لیپ ٹاپ بازو کے نیچے سے نکالتے میز پر رکھا۔

"میں دیکھ رہی ہوں۔آج کل بڑے کمرے میں بہت میٹنگز چل رہی ہیں۔آخر ایسی کیا راز و نیاز کی گفتگو ہے جو تم لوگ ہم سے چھپ کر رہے ہوتے ہو۔؟

تفتیشی افسران کی طرح اسے کڑے تیوروں سے گھورتے عنایت نے سیاہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

جو مسلسل آنکھیں چرا رہی تھی۔

"آپی عالی بھائی کی سنگت میں آپ بھی خاصی جل بھن گئی ہیں۔ویسے کیا ہی بات تھی کوئی ایسا ہیرو میری لائف میں بھی آتا۔

روز مجھے اٹھا کر لے جاتا میں پھر بھاگ کر گھر آتی وہ پھر پاگلوں کی طرح میرے پیچھے آتا۔میں شرما کر کبھی غصہ کر کے اسے بھگاتی۔اور پھر ایک دن وہ چھپ کر میرے روم کی کھڑکی سے آتا۔اور پھر۔!

شٹ اپ عنایہ۔انتہائی کوئی بے شرم ہو گئی ہو تم۔!

"تمہارے اس جنگلی بھائی کی سنگت سے تو اچھا ہے میں جانوروں کی سنگت لے لوں۔میں اس بندر کی سنگت کیوں لینے لگی۔"""!

ماہا نے بغور گردن موڑے عنایت کو دیکھا۔

جس کے چہرے پر ایک دم سے ہی لالی بکھری تھی۔

وہ کافی خاموش اور معصوم تھی۔عالیجان کے ذکر پر اسکا یوں بھڑکنا اسے کچھ ہضم نہیں ہوا۔

"ویسے عنایہ عنایت تو بڑی ہے عالیجان سے۔ہے ناں۔مجھے تبریز نے بتایا تھا۔پھر عنایت کیوں ڈرنے لگی۔؟

سوالیہ نگاہوں سے عنایہ کو دیکھتے ماہا نے معصومیت سے پوچھا۔

جس پر عنایہ نے انگلی منہ میں ڈالتے شرمانے کی اداکاری کرتے بہن کو دیکھا۔

جو اسے آنکھوں ہی آنکھوں سے باز رہنے کا کہہ رہی تھی۔

آپ تو ہماری بھابھی ہیں اور بہن بھی۔اب آپ سے کیسا شرمانا۔؟مطلب چھپانا۔!"

بھوری آنکھوں میں شرارت سمیٹے وہ دور ہی کرسی پر بیٹھتی ماہا کو دیکھنے لگی۔

"دراصل۔!

ماہا یہ جھوٹ بول رہی ہے۔آپ اس کی بات ناں سنیں۔!

آنکھیں پھیلائے وہ ڈھیروں معصومیت سے اسے روکنے لگی جیسے اسے پچکارتے ہوئے روکا تھا۔

"ایک دفعہ کا ذکر تھا۔؟"""

گلا کھنکھارتے ہوئے عنایہ نے تھوڑی کرسی پر ٹکائے ماہا کو مخاطب کیا۔

اسکے بات کے آغاز پر ہی ماہا کھلکھلا کر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

"ایک لمبے بالوں والا، بڑی بڑی نیلی نیلی آنکھوں والا ریچھ رہتا تھا۔جس پر دل ہی دل میں ایک ہرنی فدا ہو چکی تھی۔

مگر وہ سیاہ آنکھوں والی ہرنی اس ریچھ کی نیلی آنکھوں سے ڈر جاتی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایہ۔!"عنایتتنت نے شرم سے سرخ پڑتے چہرے سمیت مٹھیاں بھینچتے کہا حقیقتاً وہ پچھتا رہی تھی۔ کیوں اس سے تفتیش چاہی تھی۔جواب اسی کو بری طرح سے ستا رہی تھی۔

"پھر وہ خوبصورت ریچھ آہستہ آہستہ اس لڑکی سے جنون کا عشق کرنے لگا۔!"""اپنے بالوں کو پونی کی قید سے آزاد کرتے عنایہ کے بھورے بال کاندھوں پر پھیلائے وہ دھیرے دھیرے سے قدم اٹھاتے وہ عنایت کی طرف بڑھنے لگی۔

"نوتنت تم دور رہو۔ععینی۔!

عنایت سہم کر اسے انگلی سے ہی دور رہنے کا کہتی بیڈ کے پیچھے گھسنے لگی۔

"اور پھر اس ہرنی کی سانس تک پر اپنا پہرہ بٹھا دیا۔آہستہ آہستہ اسے چاروں طرف سے اپنے جال میں پھانستے ایک دن وہ اسے سب سے دور لے اڑا۔!"

عنایہ جیسے ہی بیڈ کے قریب گئی۔عنایت فوراً سے دوسری سائیڈ سے نیچے اتری اور کشن اٹھاتے زور سے اسے دے مارا۔

"ہاہاہاہاہاہا۔عنایہ تم اتنی کیوٹ سی لڑکی کو ہرنی کہہ رہی ہو۔!

منہ پر ہاتھ رکھتے ماہا آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے بولی۔

ارے اپنے بھائی کو بھی تو ریچھ بنا ڈالا ناں۔

ویسے جتنا عالی کو میں جانتی ہوں اس پوری فیملی میں انہیں کوئی نہیں جانتا۔اور سو فیصد یقین ہے مجھے وہ بہت جلد آنے والا ہے۔اپنی بے بی گرل کو لینے۔ویسے آپی آپ مجھے ایڈریس۔اہہ۔!"

کمر پر پڑتے ایک اور کشن پر وہ چیخ کر کمر پر ہاتھ رکھتے کمر مسلنے لگی۔

"پوری کی پوری ڈرامے باز ہے یہ لڑکی۔یقیناً اس نے ایسا کچھ کیا ہے۔اسی وجہ سے یہ اتنی پر اعتماد ہے۔اگر اس بار تمہارا وہ چہیتا بھائی آیا ناں۔تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑنے والی۔

میں کیا پاپا ہی اسے نہیں چھوڑیں گے۔!"

عنایتتنت نے پر یقین لہجے میں اترا کر کہا۔جس پر عنایہ نے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی۔

ویسے آپی میری آپی بہت معصوم ہیں۔ان کے گالوں کی لالی بھی ان کی باتوں کا میل نہیں کھا رہی۔

اب کیا کریں عشق ہی اتنا کرتی ہیں۔!ارے سوری سوری۔جا تو رہی ہوں۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اب کی بار عنایت کے کڑے تیور دیکھ وہ سٹپٹا کر کہتی کھڑکی کی طرف بھاگی۔

"جبکہ عنایت ماہا کی معنی خیز نگاہوں سے بچنے کو واشروم کی طرف بھاگی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"بول کس نے بھیجا تھا تجھے۔! کیوں مارنا چاہتا تھا تُو باس کو۔؟"

ڈینی کے سوا باقی کے ہر فرد کو مافیہ میں باس کے نام سے جانا جاتا تھا اصل باس کون تھا اب تک دنیا اس بات سے ناواقف تھی۔

ابیر نے فرش پر آدھ مری حالت میں پڑے اس شارپ شوٹر کے پیٹ پر اپنے نوک دار جوتے سے گہری ضرب لگاتے کہا۔

"ڈینی نے اسے شانوں سے تھامے ری لیکس کیا۔

اسے امید نہیں تھی کہ ابیر اس پر ہوئے ایک حملے کو لے کر اتنا پاگل ہو جائے گا۔

"کیسے ری لیکس ہو جاؤں۔؟ اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو۔؟"!

مٹھیاں بھینچتے وہ غصے کی انتہاؤں کو چھو رہا تھا۔ شہد رنگ آنکھوں میں صرف اور صرف ڈینی کے لئے فکر تھی۔

ڈینی نے خوشگوار حیرت سے اسے دیکھ کر مسکرا کر گہری سانس بھری۔

جس کے پاس تم جیسا بہادر بیٹا ہو اسے کچھ ہو سکتا ہے بھلا۔!

تفاخر سے بھرے لہجے میں کہتے اس نے ابیر کے حسین چہرے کو چھوا۔ تو بے ساختہ ہی اسکے سینے سے لگا۔

"مجھے نئی زندگی دی ہے آپ نے ڈینی۔ میں تصور میں بھی آپ کو کچھ نہیں ہونے دے سکتا اور میرا وعدہ ہے کہ آپ کو کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔!"

گہرے لہجے میں کہتے وہ اسے اپنا یقین سونپتے اس سے دور ہوا۔

"ڈینی نے جھک کر اُس شخص کو کالر سے جکڑا۔

"کس نے بھیجا ہے تُجھے۔ بول۔ چٹاخ۔! اسکے منہ پر زوردار تھپڑ جھڑتے ڈینی نے اسے فرش پر پٹخا۔

"بب بتاتا ہوں۔!" مم مجھے ممارکلک نے بھیجا۔! "

یہ الفاظ ادا کرتے ہی وہ شخص بے ہوش ہو گیا تھا۔

ڈینی بے ساختہ ہی لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔ آنکھوں کے سامنے ایک پل کو اندھیرا چھاہ گیا۔

"ممارک۔؟" زیرِ لب یہ الفاظ دہرائے وہ لڑکھ کر گرنے لگا جب ابیر نے اسے پیچھے سے تھاما۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہ کیسے کر سکتے ہیں ایسا۔!" ابیر نے بے یقین سے لہجے میں کہا۔

"اسے لے چلو۔ میں ابھی کے ابھی مارک سے ملوں گا۔!"

مٹھیاں بھینچ کر کہتے وہ باہر کی سمت بڑھا۔ جب ابیر نے گارڈز کو اس بے ہوش پڑے شخص کو لانے کا کہا اور خود بھی ڈینی کے پیچھے ہی باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ہاں بتایا تم نے عالی کو۔! روم کو اندر سے لاکڈ کرتے اسنے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"نہیں ابھی نہیں۔ ابھی میں گھر سے نکلا ہوں۔ کسی محفوظ ٹھکانے پر پہنچ کر کال کروں گا۔!

دوسری طرف سے بھی خاصی سنجیدگی سے کہا تھا۔ وہ چلتی ہوئی بالکونی کی طرف بڑھی۔

بھوری آنکھیں ہر تاثر سے عاری تھی۔ جیسا کہا ہے ویسا ہی کہنا۔!"

عنایہ نے اپنے لفظوں پر زور دیا تو ماہ ویر نے پہلوئں بدلتے بدلا۔

"تو تم خود کہہ لو ناں اگر یقین نہیں۔!"

سر جھٹک کر وہ نخوت سے بولا۔

"کہنے کو تو میں کہہ لوں مگر کیا ہے ناں تمہاری بتائی بات زیادہ اثر کرے گی۔ فل ساس بہو سیریئل والی لڑکیو کی طرح سسپینس اور ایموشنز سے بتانا۔!"

اب کی بار بھوری آنکھوں میں شرارت کا عنصر چمک رہا تھا۔

ماہ ویر نے دانت پیستے موبائل فون کو گھورا۔

"ایک تو میری بھابھی ہیں اتنی بھولی اتنی معصوم۔ لگتا ہی نہیں کہ تم ان کی بہن ہو۔!

ماہ ویر نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔ ہاں اللہ نے ساری معصومیت آپی کو دے دی تو سٹاک ختم ہو گیا تھا۔

اس لئے مجھے ناتو شرم آتی ہے ناں ہی معصومیت سے میرا دور دور تک کوئی واسطہ ہے۔

تو مجھ سے آئندہ ایسی چیزوں کی امید کر کے خود کو تکلیف مت دینا۔!

وہ کھرے لفظوں میں اسے اچھی خاصی سناتی کال کٹ کر گئی۔

"پھر سے کاٹ گئی۔ ڈائن۔ آج تک ماہ ویر خان کو کسی نے اتنا بے عزت نہیں کیا جتنا یہ لڑکی کرتی ہے۔!

پہلوئں بدلتا وہ دل ہی دل میں عنایہ کو اچھی خاصی سناتا گاڑی تیزی سے آگے بڑھا گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ روم میں آئی تو عائش لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہا تھا۔اسے مصروف دیکھ عمایہ نے فوراً سے وضو کیا اور نماز پڑھنے لگی۔

عائش بغور اسکی حرکتوں کو آبزرو کر رہا تھا۔

ایک ضروری میٹنگ آن پڑی تھی۔جسے وہ آنلائن ہی ہینڈل کر رہا تھا۔

تقریباً مزید آئی گھنٹہ لگا تھا۔وہ فارغ ہو کر صوفے سے اٹھا۔تو عمایہ سر تک کمفرٹر تانے سونے کی کوشش کر رہی تھی۔

عائش اپنی سائیڈ سے بیڈ پر بیٹھا۔اور نرمی سے اسے کمر سے تھامے اپنی طرف کھینچا۔جو ایک ہی لمحے میں بھکرتی سانسوں سمیت اسکے نزدیک ہوئی۔دم سادھ گئی۔

عائش نے نرمی سے اسکے چہرے پر آتے بالوں کو ہٹایا۔

اور اس کا دایاں ہاتھ تھامتے خوبصورت کنگن اسکے ہاتھ پر پہنایا۔

عمایہ نے پٹ سے آنکھیں کھولی تو اپنے ہاتھ پر بیش قیمتی اور بے انتہا خوبصورت نازک سے کنگن کو دیکھ کر اس کی انکھوں میں ستائش ابھری۔

"کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کیا خریدوں۔پھر تمہارے خیال ذہن میں آیا تو بلکل تمہارے جیسا شفاف،خوبصورت اور نازک یہ کنگن بہت اچھا لگا تھا مجھے۔ "!

اسکا ہاتھ استحقاق سے تھام کر ہونٹوں سے لگاتے وہ مخمور لہجے میں بولا۔

"عمایہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔اسکے یوں دیکھنے پر عائش چونکا اور نرمی سے پیشانی پر لب رکھتے اسے بغور دیکھا۔

"میں شفاف نہیں ہوں۔!وہ کھوئے ہوئے سے لہجے میں بولی۔بلکہ میں تو۔!"

"ششششش۔ایک شوہر سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ اس کی بیوی کتنا پاکیزہ اور شفاف ہے۔اور میں عائش علی غرور سے کہہ سکتا ہوں کہ ہاں میری بیوی بلکل کسی کانچ کی طرح شفاف ہے۔

جس نے اپنے آپ کو پردوں میں لپیٹا نہیں بلکہ وہ جیسی تھی بلکل اسی طرح میری زندگی کا حصہ بنی۔میری زوجہ سے زیادہ شفاف کوئی ہو سکتا ہے۔میری زوجہ کا کردار سب سے شفاف اور پاکیزہ ہے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے گھمبیر لہجے میں کہے گئے الفاظ عمایہ کے دل پر لگے ہر زخم، ہر شرمساری، ہر احساس ندامت پر کسی مرحم کا کام کر رہے تھے۔

پانی بھری سیاہ نگاہوں میں آج سامنے والے کے لئے عزت اور مرتبہ مزید بڑھ گیا تھا۔

بے ساختگی کی کیفیت میں وہ اسکی گردن کے گرد ہاتھ باندھے اسکے سینے سے لگی۔

"تم بہت اچھے ہو۔!

کانپتے بھیگے لہجے میں کہتی وہ اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

عائش نے اسے خود میں بھینچا۔"اس کنگن کا دوسرا حصہ، کبرڈ میں پڑا ہے جس دن یہ بندہ اچھے سے زیادہ کچھ لگا تو وہ پہن کر آجانا میں سمجھ جاؤں گا کہ تم اس رشتے کو دل سے تسلیم کر چکی ہو۔!

اسکے کان میں گھمبیر تا سے سرگوشی نما آواز میں کہتے عائش نے نرمی سے اسکے بالوں کی جڑیں سہلائی۔۔

"وہ زبردستی کرنے کا قائل نہیں تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ عمایہ اس رشتے کو ایک مجبوری سمجھ کر چلائے بلکہ وہ اسکی خواہش بننا چاہتا تھا۔

پھر چاہے اس کے لئے اسے کتنا ہی انتظار کیوں ناں کرنا پڑتا۔

عمایہ آسودگی سے آنکھیں موندے اس کے سینے پر سر رکھے لیٹی رہی۔

آج اسے اپنی سوچ اپنی بدلے احساسات پر عجیب سی بے چینی سی ہو رہی تھی۔

عائش کا یوں مان دینا۔اسے کیوں اتنا اچھا لگتا تھا۔

اسکا چھوٹا سا ذہن الگ ہی سوچوں میں اٹکا تھا۔جب عائش کا فون بجا۔عائش نے ہاتھ بڑھا کر سیل فون اٹھایا۔

"ہاں سوہا کیا ہوا سب کچھ ٹھیک تو ہے؟"""اتنی رات گئے سوہا کی کال پر وہ فکر مندی سے استفسار کرنے لگا۔

وہیں سوہا کے ذکر پر عمایہ کا حلق کڑوا ہوا۔

نہیں تم وہی رکو میں آتا ہوں کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔!"

سنجیدگی سے حکم دیتے وہ عجلت میں اٹھا۔

عمایہ اسے دیکھتی رہ گئی۔جو بنا کچھ کہے اپنا والٹ اور کیز اُٹھائے جلدی سے باہر نکلا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

Episode 84

کافی دیر اس کے آنے کا انتظار کرنے کے بعد وہ بستر سے اٹھا۔اور روم سے باہر نکلا کچن میں داخل ہوتے ہی اس نے تنبیہ نگاہوں سے پورے کچن کو دیکھا۔

ایک بار کو کچن کا حشر دیکھ کر اس کا سانس رک سا گیا۔

پورا کچن بری طرح سے بکھرا پڑا تھا فلور پر آٹا گرا ہوا تھا اور گیس کے اوپر چڑھایا گیا فرائنگ پین بری طرح سے دھواں چھوڑ رہا تھا۔

اس سے تھوڑی ہی دور وہ ہاتھ پکڑے کھڑی رو رہی تھی۔انیل ایک ہی لمحے میں آگے بڑھا اور کچن میں داخل ہوا امبر کیا ہوا ہے

؟۔

ہاتھ دکھاؤ مجھے۔عجلت میں آگے بڑھتے ہوئے اس نے تیزی سے گیس بند کرتے ایمی کو دیکھا۔جس کا ہاتھ شاید جل چکا تھا۔ایمی نے بھیگی سرخ ہو رہی نگاہوں سمیت اسے نفرت سے گھورا۔

یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے دور ہو جاؤ مجھ سے۔وہ غصے سے چلاتے ہوئے بولی تو انیل نے گہری سانس بھرتے قدم آگے بڑھائے۔

ہاتھ دکھاؤ مجھے۔اب کی بار نہایت سخت لہجے میں کہتے اس کا ہاتھ تھاما۔جو تھوڑا سا جل چکا تھا۔زیادہ نہیں جلا آئنٹمنٹ لگاؤ گی تو ٹھیک ہو جائے گا۔سرسری سے انداز میں کہتے ہوئے وہ پیچھے ہٹا تو ایمی نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔اور پیر پٹختے وہ کچن سے باہر نکلی۔

آئنٹمنٹ لگانے کے بعد وہ کچن میں دوبارہ سے آئی۔تو اب کی بار آنکھیں خدرجہ پھیلی۔ایپرن پہنیں۔وہ کسی ماہر شیف کی طرح بڑی مہارت سے آملیٹ بنا رہا تھا۔کچن کا پھیلاوا تقریبا وہ سمیٹ چکا تھا۔

اور جس طرح سے وہ تیزی تیزی سے ہاتھ چلا رہا تھا اسے دیکھ کر ایمی تو کیا کوئی بھی شاک ہو سکتا تھا۔وہ پولیس آفیسر کم اور ایک شیف زیادہ لگ رہا تھا۔

ایمی نے گہری سانس بھری اور واپس جانے لگی۔جب انیل کی آواز پر بے ساختہ ہی اس کے قدم تھمے۔باہر جانے کی بجائے اندر آئیں اور دیکھیں کہ میں کیسے کھانا تیار کر رہا ہوں۔وہ سخت لہجے میں بولا۔گویا اسے حکم دیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایمی نے خشک لبوں پر زبان پھیری اور نہ چاہتے ہوئے بھی دوبارہ سے اندر داخل ہوئی۔

اس کے قریب جاتے وہ چند قدموں کے فاصلے پر رکی اور بے دھیانی سے اسے دیکھنے لگی۔

جو آملیٹ بنانے کے بعد اب روٹیاں بنانے لگا تھا۔

اسے دیکھ کر ایمی متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکی۔ پانچ منٹوں کے بعد وہ سارا ناشتہ ٹرے میں رکھتے ساتھ ہی چائے چڑھا چکا تھا۔

ٹرے ایمی کو دی۔ جسے پکڑے وہ روم سے باہر نکلی اور اس کے واپس آنے تک وہ چائے تیار کر چکا تھا۔ ایمی نے گہری سانس بھری۔

جب انیل نے اسے اپنی طرف بلایا اور چائے مگو میں ڈالنے کا حکم دیے وہ خود روم کی طرف بڑھ گیا۔ دل ہی دل میں اسے کوستے ہوئے وہ چائے کپس میں انڈیلتے اب اس کے پیچھے ہی روم میں گئی۔

یہاں آؤ۔ بیٹھو اسے دور کھڑا دیکھ کر انیل نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ایمی اس سے دور ہوتے بیٹھی ۔ نگاہیں اور چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔

جیسے انیل کا بلانا یا اس کا پاس بیٹھنا اسے بالکل بھی پسند نہیں تھا۔ سب سے پہلے کھانا کھاو۔ اس کے بعد کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔ انیل نے سنجیدگی سے کہا ایمی ٹھٹکی پلیٹ میں پڑی روٹی اور آملیٹ کھینچ کر اپنی طرف کی۔ اپہلا نوالا لگاتے ہی اس کی آنکھیں ستائشی طور پر پھیلی۔ آملیٹ کی لذت اس قدر تھی کہ وہ بنا جھجکے پوری روٹی آرام سے کھا گئی۔ انیل بظاہر اپنی پلیٹ پر جھکا ہوا تھا مگر وہ اس کی ایک ایک حرکت کو آبزرو کر رہا تھا۔ کھانا ختم ہونے کے بعد انیل نے چائے کا مگ اس کی طرف بڑھایا جسے وہ تھام گئی۔

پلیٹس ٹرے میں رکھتے ہوئے ایک طرف کی اور خود کھسک کر اس کے پاس آیا۔

"زندگی بہت چھوٹی ہے امبر۔ میں جانتا ہوں تم ایک گینگسٹر ہو۔ تمہیں روکنا میرے لئے مشکل ہے کیونکہ میں عشق کا ستایا ہوا وہ مجنوں ہوں جسے اس کا عشق، ملا بھی تو اس چوراہے پر جس سے پیچھے تو زندگی ہی بے معنی تھی اور اب اسی لڑکی کو دیکھ عشق نہیں صرف زبردستی محسوس ہوتی ہے۔! زندگی نے میرے حصّے میں صرف خسارے لکھے اور میں دیکھتا رہ گیا۔!

ایمی ٹھٹک سی گئی،

سر اٹھائے وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھنے لگی۔ نظریں جم سی گئیں تھیں۔دل تھم سا گیا تھا۔اور بس وہ اسے دیکھ اور سن رہی تھی کیوں یہ وہ خود بھی نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

"میں جھگڑوں گا، تم بار بار کہو گی تمہیں مجھ سے نفرت ہے۔اور یہ لفظ انیل علوی کے لیے جلتی ہوئی آگ کی بھٹی پر چلنے سے زیادہ تکلیف دہ ہیں۔!

وہ ہنسا اسکی ہنسی کے دوران اسکے سفید دانت نمایاں ہوئے۔ایمی کو محسوس ہوا وہ ہنستے ہُوئے قہر ڈھاتا تھا۔دل نے بے ساختہ ایک بیٹ مس کی تھی۔

"شہد رنگ آنکھوں میں بس وہ تھا اور اس کا عکس۔

وہ اچانک سے اٹھا۔جھک کے اسکے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھے اسکے ہاتھ سے چائے کا مگ تھامے واپس میز پر رکھتے وہ اسکے ٹھنڈے پڑے ہاتھوں کو اپنے پر حدت ہاتھوں میں تھام گیا۔

"میری چچی سے ملی تھی ناں تم۔الایہ علوی۔وہ آنکھیں بچھائے بیٹھی ہیں صرف اس آس میں۔کہ میں ان کی بیٹی کو واپس لے آؤں گا۔جانتی ہو تمہارے جانے کے بعد وہ کتنا روئی تھیں۔

تمہاری آئیڈیل تمہاری بریوام۔ٹوٹ گئی تھیں امبر۔کئی سال اس غم نے انہیں کھائے رکھا۔مگر پھر بھی وہ ماں تھی ایک امید تھی دل میں کہ ان کی بیٹی زندہ ہے۔دیکھو تم زندہ ہو۔!"

پاگلوں کی طرح اسکے ہاتھوں کو چومتے وہ بکھرتی سانسوں سمیت بولا تھا۔

ایکدم سے اسے کیا ہو گیا تھا۔ایمی پریشان سی کیفیت میں بیٹھی بس یہی سوچ رہی تھی۔

"اا گر یہ سب سچ ہے تو مجھے کچھ بھی یاد کیوں نہیں۔!؟"""

اپنے دل و دماغ میں چلتے کئی دنوں کے سوال کو بالآخر اس نے زبان پر لایا تھا۔۔

"شاید اس ایکسیڈنٹ کی وجہ سے۔!"

انیل نے کھوئے ہوئے سے لہجے میں کہا۔

"ایکسیڈنٹ۔؟

ایمی نے چونک کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" ہممممم۔ایکسیڈنٹ۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تم یہ دیکھو۔ یہ تم ہو اپنا بچپن تو یاد نہیں ہوگا تمہیں مگر ہوش میں آنے کے بعد تو تم جانتی ہی ہو کہ تم تب سے لے کر اب تک کیسی دکھتی ہو۔!"

انیل نے موبائل فون نکالتے ایک تصویر اس کے سامنے کی۔ جسے دیکھتے امبر چونکی۔

وہ زیادہ نہیں مگر کسی حد تک بلکل اس لڑکی جیسی تھی۔

ہو سکتا ہے تم لوگوں کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔؟ میں تو۔!"

اگر میں پروف کردوں کہ یہ کوئی غلط فہمی نہیں تو پھر۔"""!

انیل نے اب کی بار چیلینجنگ انداز میں کہا تو امی خاموش سی رہ گئی۔

"تو میں مان جاؤں گی کہ میں امی نہیں امبر ہوں۔؛"""

امبر نے پر یقین لہجے میں کہا تو انیل پر اسراریت سے مسکرایا۔

"چائے پیو۔!ء

اسکا گال سہلاتے وہ نرمی سے بولتا روم سے نکل گیا۔

پیچھے موجود امبر کسی گہری سوچ میں ڈوبی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ہیلو حان۔ کیسے ہو تم۔؟ تمہیں پتہ ہے کتنا یاد آئے ہو تم مجھے ۔!

اس کی اوور ایکٹنگ پر دوسری طرف موجود شخص کے چہرے پر بے زارگی مزید تیزی سے بڑھی تھی۔

"نیلی آنکھوں میں حد درجہ سنجیدگی سمٹے اس نے سگریٹ لبوں کے بیچ دبائے گہرہ کش بھرتے آنکھیں موندلیں۔

"چہرے کی رنگت عام دنوں سے زیادہ سرخ ہو رہی تھی۔ وہ برف باری کے سرد موسم میں شرٹ لیس کھڑکی کھولے بیٹھا تھا۔

روم کا ٹمپریچر اے سی کی وجہ سے حد درجہ گر چکا تھا اور یخ بستہ ٹھنڈی ہوائیں جو ٹکرا کر کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ اس سب کے باوجود بھی اسکا وجود بلکل سن ساپڑا ہوا تھا ایسے جیسے اسے کوئی احساس کوئی جذبات باقی ناں ہوں۔

اندر لگی آگ اس قدر بھیانک تھی جس کے سامنے یہ مصنوعی سردی اسے رتی برابر تکلیف نہیں دے پائی تھی۔

بند آنکھوں کے سامنے اس ساحرہ کا تراشیدہ نازک وجود لہرایا۔ گہری سیاہ جھیل سی آنکھیں اور پھر لبوں کے نیچے بنا وہ قاتل تِل۔ ایک لمحے میں اسکے دل کے جذبات بھڑکے تھے۔ دل نے شدت سے اسکی قربت چاہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس کی رکتی بھڑتی سانسوں کی مہک اس کا پاگل پن بنتی جا رہی تھی۔

"بکواس کرنے کی بجائے سید ھامدعے کی بات کرو۔ عنایت کیسی ہے؟""

وہ دوٹوک انداز میں اسے سختی سے ٹوکتا سیدھا مدعے پر آیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی فلائٹ تھی وہ سید ھا شاہ ولا جانے والا تھا۔

"وووہ حان۔! تھوک نگل کر اس نے اب کی بار لہجے میں غم طاری کیا۔

"لیپ ٹاپ اسکرین پر نظریں ٹکائے بیٹھی وہ چھوٹی سی پیشانی پر سلوٹیں سمیٹے اسے گھور رہی تھی۔

"پورا کا پورا نکما ہے یہ شخص۔! اس کی ایکٹنگ پر عنایہ کا دل چاہا کاش وہ اسکے پاس ہوتی۔ غصے سے دانت پیستے وہ اپنی بے بسی پر تلملا کر رہ گئی۔

"آگے بکو۔!"

آگے سے مکمل بے زاریت تھی۔ جس پر ماہ ویر نے ناک سکیڑی۔

"وہ گھر والے بھابی کا ابورشن کرانا چاہتے ہیں وہ بھی کل ہی۔!"

بالآخر ماہ ویر نے وہ جملہ ادا کر ہی دیا تھا۔ جسے سنتے عالیحان شاہ ایک جھٹکے سے اٹھا۔

ہاتھ کا مکہ بنائے اس نے شیشے کی ونڈو پر مارا۔۔

جس کے سبب کانچ کے ٹوٹنے کی آواز موبائل کی دوسری طرف سے بخوبی سنائی دی تھی۔

حان تم ٹھیک تو ہو۔؟"

دوسری طرف سے مکمل خاموشی محسوس کرتے ماہ ویر گھبرایا۔

" ہمممم۔آرہا ہوں میں واپس۔ایک ایک سے حساب ہوگا۔!"

محظ چند جملوں میں وہ اپنا غصہ عیاں کرتا کال ٹھک سے کاٹ گیا۔

ماہ ویر نے بھی کندھے اچکاتے کال کاٹی۔

عنایہ نے آسودگی سے آنکھیں موندے سر جرسی کی پشت پر گرایا۔

یہ سب کرنا بے حد ضروری ہے عالی۔کچھ کہو کچھ سنو۔ تو شکوے دھل جاتے ہیں۔ تم اس فیملی کا دل ہو۔ جب سے گئے ہو خوشیاں روٹھ سی گئی ہیں۔ اب عنایہ کاظمی اپنی بہن اور بھائی کی زندگی میں وہ خوشیاں لائے گی جس کے وہ دونوں حقدار ہیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

میں دیکھتی ہوں۔کیسے روکتے ہیں ڈیڈ تمہیں عنایت آپی کو لے جانے سے۔!

بھوری آنکھوں میں غضب ناک حد تک سنجیدگی سمیٹے وہ زیر لب بڑبڑائی۔

وہ بہت کچھ سوچ چکی تھی۔پلین کر چکی تھی۔

اب اپنے سوچے سمجھے پلین کو پورا کرنے کا وقت تھا۔

وہ جانتی تھی وہ کیا تباہی لانے والی تھی۔اسی لیے اسے بے صبری سے کل کا انتظار تھا۔

کانوں سے ہیڈ فونز اتارتے وہ مڑی ایک نگاہ اپنی معصوم بہن پر ڈالی۔جو دوائیوں کے زیر اثر تھوڑی دیر پہلے ہی سوئی تھی۔

دروازے پر دستک ہوئی تو عنایہ نے تیزی سے لیپ ٹاپ آف کیا اور اٹھ کر دروازے کی سمت گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

یہ کون ہے ڈینی۔؟صوفے پر براجمان وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وائن کا گلاس منہ سے لگائے وہ اچانک اپنے پاؤں کے اوپر گرتے شخص کو دیکھ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔

"ڈینی نے خون آشام نگاہوں سے اسے دیکھا۔جبکہ پاس کھڑا ابیر بلکل خاموش اور سرد نگاہوں سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ تو تم بتاؤ گے کہ یہ کون ہے سرد نگاہوں سے مارک کو گھورتے ہوئے ڈینی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

میں کیسے جان سکتا ہوں کہ یہ کون ہے۔؟تم اسے لے کر آئے ہو بھلا۔میرا اس سے کیا تعلق۔!مارک نے اپنی سرخ ہو رہی آنکھوں کو بمشکل سے کھولتے ہوئے ڈینی کو دیکھا۔

اور لڑکھڑا کر صوفے سے اٹھا زیادہ بننے کی ضرورت نہیں مارک۔میں سب کچھ جان چکا ہوں۔ہم تو ایک ٹیم میں کام کر رہے تھے۔

پھر تم مجھے مروانے کی کوشش کیوں کر رہے ہو۔؟اسے گریبان سے پکڑتے ڈینی نے وہ دھاڑ کر کہا۔

مارک نے سر جھٹکتے بے یقینی سے اسے دیکھا۔جب کہ ابیر اس منظر کو دیکھ کر آرام دہ انداز میں پیچھے موجود دیوار سے ٹیک لگائے ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا ہوا۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے تم اس لیے ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔مارک نے اپنے گریبان سے اس کے ہاتھ جھٹکتے سخت لہجے میں کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

میرا دماغ خراب نہیں ہوا بلکہ ابھی تو میرا دماغ ٹھیک ہوا ہے۔ میں سب جان چکا ہوں یہ تمہاری پلاننگ تھی۔ تاکہ اس پورے کاروبار نے چار نہیں تین حصے دار ہوں اتنا سب کچھ کروا کر تم مجھے ہی مروا کر اس کاروبار سے نکالنا چاہتے ہو۔! یہ بھول ہے تمہاری تم نے یہ کوشش تو کر لی لیکن اس کے انجام سے تم ناواقف ہو۔؟

اب جو بھی فیصلہ ہوگا وہ باس کے سامنے ہوگا۔ ڈینی نے شہادت کی انگلی اٹھائے اسے سرد لہجے میں تنبیہی انداز میں کہا۔

اور غصے سے مڑتے ابیر کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کرتے ور لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہاں سے باہر نکلا۔ مارک ماتھے پر بل ڈالے حیرت سے ان کو نکلتا دیکھ رہا تھا۔

اسے خود کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آخر اچانک ایسا کیا ہو گیا۔ جو ڈینی اس پر اتنا بڑا الزام لگا رہا تھا۔ بے بسی سے ماتھا مسلتے وہ صوفے پر گرا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کھانے سے فارغ ہو کر وہ روم میں آئے۔ نماز پڑھتے ہی ماہا اسکے پاس بیڈ پر چڑھتے سر اسکے سینے پر رکھ گئی۔

تبریز نے مسکرا کر اسے دیکھا اور لیپ ٹاپ آف کرتے ایک جانب رکھتے اسے حصار میں لیا۔

"ہمممم تو کیسا رہا آج کا دن۔؟ "

سر پر بوسہ دیے وہ خوشگوار لہجے میں پوچھنے لگا۔

"بہت اچھا۔!"

سیاہ آنکھوں میں روشنی سمیٹے وہ مسکرا کر بولی۔

"آہا۔ یہاں آنے سے پہلے تو کوئی بہت ڈر رہا تھا۔!

تبریز نے مسکرا کر اسے چھیڑا تو وہ منہ پھلا گئی۔

ہاں تو مجھے لگا تھا کہ سب نا جانے کیسے ہوں۔؟ مگر سب بہت اچھے ہیں۔ پتہ ہے لگا ہی نہیں کہ میں پہلی بار ملی ہوں سب سے۔!

وہ چہک کر بولی تو تبریز مسکرایا۔

"اچھا آپ مجھے بتا سکتے ہیں عنایت عالیحان سے کیوں ڈرتی ہے۔؟"

عنایت کے ذکر پر تبریز مسکرایا۔

"ہممم یہ سوال کیوں۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تبریز نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ بھی بتاتی ہوں۔بس آپ پہلے مجھے بتائیں۔اور عالیحان کہاں ہے۔وہ بھی بتائیں۔!

ماہا نے تجسّس سے پوچھا تھا۔جب سے عنایہ نے اسے کہانی سنائی تھی تب سے ہی وہ حقیقتاً اس مسٹری کو جاننا چاہتی تھی۔

"یہ سمجھ لو کہ عالیحان شاہ جن سے محبت کرتا ہے ان کے نزدیک وہ کسی دوسرے شخص کی موجودگی یا اٹیچمنٹ برداشت نہیں کر پاتا۔بس عنایت سے اپنی اسی محبت کی وجہ سے وہ اسے اپنی نفرت کا پہناوا پہنا کر اسے سب سے دور رکھتا آیا ہے۔!

تبریز نے اسے وہ سب بتایا جو اسکے مطابق عالیحان شاہ کے دل و دماغ میں چل رہا تھا۔

"تو اس کا مطلب وہ عنایت کو لائک کرتا ہے۔!

ماہا نے آنکھیں پھیلائے پوچھا۔

"یس ڈارلنگ۔چلو میں شارٹ شارٹ ساری بات بتاتا ہوں۔!

ماہا اس فیملی کا ایک حصہ تھی۔اسے سچ کا علم ہونا چاہیے تھا۔اسی لئے تبریز نے اسے عنایت اور عالیحان کے نکاح اور بچے کے بارے میں سرسری سا بتایا۔

"کیا۔؟عنایت ماما بننے والی ہے۔؟

اب کی بار ماہا کی چیخ بے ساختہ تھی۔اسکا اس قدر شاکڈ ہونا۔تبریز نے آنکھیں مٹکائی۔

"یس ڈارلنگ۔بس آپ ابھی اس سے زیادہ کسی سے کچھ نہیں پوچھیں گی۔کیونکہ ابھی گھر میں سب بہت سیڈ ہیں۔!"""

گال پر بوسہ دیے تبریز نے اسے پیار سے سمجھایا۔!

اوکے میں نہیں پوچھوں گی۔ابیر اور حورین کہاں ہیں۔؟اور انیل بھی نہیں ملا۔!"

اب کی بار ماہا نے پہلے سے بھی زیادہ اشتیاق سے پوچھا تھا۔

"خوب اچھے سے سمجھ رہا ہوں میں بیگم۔تفتیشی افسران کی طرح اتنی باتیں کیوں پوچھی جا رہی ہیں۔"""!

تبریز نے گھور کر اسے دیکھتے کہا تو وہ سٹپٹائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آپ کو پتہ ہے تبریز عنایہ بہت شرارتی ہے۔اس نے مجھے بہت ہنسایا۔ابیر تو بہت خوش نصیب ہے ایسی بیوی جو ملی۔!

وہ اب ابیر اور عنایہ پر آئی۔

"کیا ہم اپنی باتیں کر سکتے ہیں ڈارلنگ۔؟اسکے ہاتھ میں اپنی انگلیاں الجھائے تبریز نے اب کی بار سنجیدگی سے پوچھا۔

"جس پر وہ سرخ چہرے سمیت سر نفی میں ہلاتے قہقہ لگائے ہنس دی۔

کمرہ اس کی کھلکھلاہٹ سے گونج اُٹھا۔

Episode 85

"مجھے سمجھ نہیں آرہی۔میں کیوں چینج کروں۔؟کل ہی تو پہنا ہے یہ ڈریس۔اور اچھا خاصا ہے۔!

سیاہ حسین آنکھوں میں عجیب سے الجھن سمیٹے وہ چلتے ہوئے بیڈ پر بیٹھی۔اور حیرت سے سوالیہ انداز میں عنایہ کو دیکھ کر پوچھا۔

جو صبح سے اسکے سر پر کسی بھوت کی طرح سوار تھی۔

"آپی یہ صاف ہیں۔؟الٹیاں کر کے سمیل پھیلا رکھی ہے آپ نے اور آپ ان کو صاف کہہ رہی ہیں۔!"وہ چل کر اسکے قریب گئی۔

عنایت کے دوپٹے کو ایک کونے سے پکڑتے اپنی تیکھی ناک چڑھائے بھوری آنکھوں میں بے زاریت سمیٹے کہا۔

تو عنایت نے حیرت سے دوپٹہ پکڑتے ناک کے قریب کیا۔کیا سچ میں بدبو آرہی ہے۔؟"اچانک اسے خفت سی محسوس ہوئی۔

"آپ کو کہاں سے آئی گی سمیل۔سمپل سالا جک ہے۔جس کی بدبو ہوتی ہے اسے نہیں آتی۔ """!

سر جھٹک کر وہ اِترا کر بولی۔تو اس کے نئے تجزیے پر عنایت نے منہ بسورا۔

"تم کہاں سے نکال لاتی ہو یہ باتیں۔؟"عنایت نے تاسف سے گردن نفی میں ہلاتے اپنی ایک عدد چھوٹی بہن کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آپ چینج کر رہی ہیں یا نہیں۔؟آنکھیں ترچھی کیے وہ ہاتھ کمر پر ٹکائے زنانہ عورتوں والے انداز میں بولی۔

اچھالاؤ دو مجھے۔"اس کے ہاتھ سے سیاہ رنگ کا نفیس جوڑا تھامے عنایت نے حیرت سے اس سوٹ کو دیکھا۔

"یہ نیا جوڑا۔مجھے کوئی پرانا نکال کر دو۔میں کسی کے ولیمے پر نہیں جارہی جو یہ پہنوں۔! سر جھٹک کر اس خوبصورت جوڑے کو دیکھ عنایت نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

"مانا کے سوٹ ہیوی نہیں تھا مگر ضرورت سے زیادہ نفیس تھا۔

"پہنیں گی یا میں یہ نیک کام خود کر دوں۔؟

اب کی بار عنایہ نے کڑے تیوروں سے اسے گھور کر سخت لہجے میں پوچھا۔

"اچھا جارہی ہوں۔! خاصے چڑچڑے انداز میں کہتی وہ واشروم کی طرف بڑھ گئی۔

عنایہ اچھے سے جانتی تھی وہ سادگی پسند تھی اس کے بعد بھی ایسا جوڑا۔سر جھٹک کر اس نے واشروم کا ڈور اندر سے لاکڈ کیا۔

"اوئے ہوئے ماشاءاللہ۔بہت حسین لگ رہی ہیں آپی۔ "!

ڈریسنگ مرر پر چیزیں سیٹ کرتی وہ دور کھلنے کی آواز پر ہی فوراً سے مڑی۔تو نظریں عنایت پر جم سی گئی۔

سیاہ گھٹنوں سے ذرا نیچے جاتی سکرٹ جس کے چاروں اطراف فرل لگی ہوئی تھی۔گلے پر خوبصورت کڑھائی کا کام ہوا تھا۔

اور اسی طرح سے بازو اور ایک سائیڈ ایسا ہی نفیس ڈیزائن بنا ہوا تھا۔

ساتھ میں میچنگ ٹراؤزر پہنے وہ ممتا کے روپ سے مہکتی سرخ سوگواریت بھرے چہرے سمیت عنایہ کی بات سنتے چونکی۔

"اب کیا کرنے والی ہو تم۔عنایہ پلیز میرا دل نہیں کر رہا یہ سب کرنے کو پلیز ناں کرو۔!

عنایت نے اسکے بازو پر ہاتھ رکھتے اسے روکنے کی ادنی سی کوشش کی تھی۔

جو اسے پکڑتے کرسی پر بٹھا گئی۔

"آپی کیا چاہتی ہیں آپ۔کہ آپ کو یوں اداس دیکھ کر سب پریشان ہوں۔؟

وہ جھک کر اسے کندھوں سے تھامے اب پینترا بدلتے معصومیت سے بولی۔

عنایت گھبرائی فوراً سے سر نفی میں ہلایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تواور کیا۔آپ کو ایسے سیڈ اور بجھا بجھا دیکھ کر مام ڈیڈ۔اور تو اور پھپھو لوگ۔۔سبھی پریشان ہیں۔اب میں آپ کو تھوڑا سا فریش کرنے کے لیے ہلکا سا ٹچ اپ دو دوں گی۔تو آپ بول کر مجھے ڈسٹرب نہیں کریں گی۔!

اس کی بڑی بڑی حسین آنکھیں کچھ اور ہی کہہ رہی تھی۔عنایت بغور اسکے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

تمہاری آنکھیں تمہارے لفظوں کا میل نہیں کھا رہی عینی۔اور ایسا تبھی ہوتا ہے جب تم کچھ چھپاتی ہو۔!

وہ بڑی بہن تھی اس کی رگ رگ سے واقف۔مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی جس عالیجان شاہ کے سائے سے بھی وہ دور رہنا چاہتی تھی۔اسکی بہن نے اسے پورا کا پورا سالم بلا لیا تھا۔

"میرے چہرے پر ایسا کیا لکھا ہے جو کسی بھی عجیب غریب بندے کو مجھ معصوم پر شک ہی رہتا ہے۔کیا مجھ غلط کر سکتی ہوں۔آپی۔۔!

بھوری آنکھوں میں ایک ہی لمحے میں آنسوں سمٹے تھے۔

"ننن نہیں عینی۔اچھا کر لو جو تم چاہتی ہو۔!" بالآخر اسے ہار ماننا پڑی تھی۔کیونکہ وہ جانتی تھی اپنی مرضی کیے بنا وہ پیچھے نہیں ہٹنے والی۔

"آپی آپ کی اگر بیٹی ہوئی تو اسکا نام میں رکھوں گی۔اور اگر آپ کا بیٹا ہوا تو اسکا نام ابیر رکھے گا۔!"

اس کے گداز سیاہ بالوں کو کنگھی کرتے وہ چہک کر بولی۔تو عنایت نے چونک کر اسے آئینے سے گھورتے دیکھا۔

"ان سب کا ابھی وقت نہیں ہے۔!

جانے وہ کیا سوچ رہی تھی۔اب عنایہ کی بات پر عجیب سے احساسات ابھرے تھے۔ممتا کا احساس پھر سے پوری شدّت سے اپنے اندر لپیٹ رہا تھا۔

"ہلکی سی بیک کمنگ کرتے عنایہ نے رف سا جوڑا بنائے اس کے سارے بالوں کو سمیٹا۔

"آپ جانتی ہیں یہ میرا فیورٹ پرفیوم ہے۔!

ڈریسنگ سے پرفیوم کی بوتل اٹھائے عنایہ نے چہک کر کہا۔

اسکے لہجے میں ستائش تھی۔

"مجھے یہ پرفیوم نہیں لگانی۔!

وہ عالیجان شاہ کا فیورٹ برانڈ تھا۔عنایت کے سپاٹ انداز پر عنایہ نے بغور بہن کے چہرے کا جائزہ لیا۔

کیا آپ عالی کو یاد کر رہی ہیں۔؟ حیرت و استعجاب سے بہن کو دیکھ کر پوچھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عنایہ۔! عنایت کا لہجہ انتہائی سخت ہوا تھا۔

"ویسے ہی پوچھ لیا کیا پتہ ان کی فیورٹ پرفیوم آپ اسی لئے نہیں لگا رہی۔!

کاندھے اچکاتے وہ انتہائی لاپرواہی سے بولی۔ایسا ہر گز بھی نہیں۔دو مجھے۔!

وہ سخت لہجے میں کہتی اسکے ہاتھ سے پرفیوم کی بوتل تھام گئی۔ مگر زیادہ استعمال نہیں کی۔اچھا آپ نے نوز پن کیوں اتار دی۔

اتنی حسین کو لگتی ہے آپ کو۔اب بنا بحث کے یہ پہن لیں۔!ایک جگمگاتی نوز پن اس کے سامنے کی۔تو عنایت نے سرد سانس بھرتے وہ پہنی اور فوراً سے اٹھی۔

"بس اب تم جاؤ اور کچھ کھانے کو لاؤ۔مجھے بھوک لگی ہے۔!"

وہ نڈھال سی کیفیت میں۔پاؤں گھسیٹتے بستر تک پہنچی اور نرم بستر پر بیٹھتے وہ کمفرٹر اوڑھتے اسے حکم دینے لگی۔

"کتنا کھاتی ہیں آپ آپی۔ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو پوری پلیٹ چاول۔اچھا جا رہی ہوں۔!"

عنایت نے بگڑتے تاثرات دیکھ وہ زبان کو دانتوں تلے دبائے روم سے باہر نکلی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ سبھی اس وقت لان میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔یا یوں کہا جائے۔کہ موضوع گفتگو عالیجان شاہ کی ذات تھی۔

ان میں سے کوئی بھی اب تک اس فیصلے پر نہیں پہنچ پایا تھا۔کہ عنایت اور عالیجان کی زندگی کا فیصلہ کس طرح سے اور کیا کیا جائے۔!؟"

کیونکہ وہ اب دو نہیں بلکہ تین زندگیوں کا فیصلہ لینے والے تھے عیناں اور حرمین چاہ کر بھی کچھ نہیں بول پائی تھیں۔

کیونکہ دونوں ہی اپنی اپنی اولاد کے آگے مجبور تھیں۔اگر عیناں کو اپنی بیٹی کا دکھ دکھائی دے رہا تھا تو حرمین بھی اپنے بیٹے کو کسی بھی حال میں واپس اپنے پاس چاہتی تھی۔

اور شاید کہیں نہ کہیں اس کے دل میں امید قائم تھی کہ عنایت کی وجہ سے ہی شاید وہ واپس اس کے پاس آجائے گا۔

وہ ابھی بیٹھے ہی تھے جب اچانک بیرونی گیٹ پر بیل ہوئی۔چوکیدار کے دروازہ کھولنے پر اچانک سے ایک ساتھ کئی گاڑیاں شاہ پیلس کے اندرونی حصے کی طرف بڑھنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گاڑیوں کے شور اور باہر کھڑے گارڈز کے ہڑبڑا کر اندر آنے پر۔لان میں بیٹھے امن اور ویام کاظمی نے بھوری آنکھیں سکیڑے گردن کو موڑے پیچھے کی طرف دیکھا۔

جہاں ایک گارڈ ہانپتا ہوا ان کی طرف آیا۔کیا ہوا ہے نسیم۔؟

اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟؟ اور گیٹ پر کون ہے۔؟ ہم نے ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ واپس رکھا۔

سر باہر پولیس کی گاڑیاں آئی ہیں۔میں نے بہت روکنے کی کوشش کی مگر وہ لوگ اندر داخل ہو چکے ہیں۔گارڈ نے گھبرا کر کہتے ہوئے سر جھکا لیا۔

امن نے حیرت سے ویام کی طرف دیکھا اذلان ڈیوٹی کے لیے گیا ہوا تھا اور وہ دونوں ہی اس وقت گھر پر موجود تھے۔

اچھا تم جاؤ ہم دیکھتے ہیں۔امن نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑے ہوئے۔

گاڑیوں کی شور کی آواز پر عیناں، حرمین اور حیا بھی پریشان سی ہو کر باہر کو آئی تھی۔گاڑیاں ایک ایک کرتے پورچ میں رکی۔جہاں سامنے ہی ویام اور امن ہاتھ باندھے سنجیدگی سے ان سبھی گاڑیوں کو دیکھ رہے تھے۔

اچانک پولیس کا آنا۔

انہیں یہی توقع تھی کہ شاید وہ ابیر کے کیس کی وجہ سے آئے ہیں۔ہیلو سر کیسے ہیں آپ۔؟انسپیکٹر ہارون باہر نکلے اور مصافحہ کرتے ہوئے ویام سے ان کا حال پوچھا۔

وعلیکم السلام۔! ہم ٹھیک ہیں۔انسپیکٹر بتائیے کیسے آنا ہوا۔؟" ویام نے سنجیدگی سے سبھی پولیس فورس کو دیکھ کر انسپیکٹر سے استفسار کیا۔دراصل ہمیں ایک کمپلینٹ ملی ہے اور کمشنر کے آرڈرز کی وجہ سے ہمیں اتنے زیادہ عملے کے ساتھ یہاں پر آنا پڑا۔

جس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں انسپیکٹر ہارون ان سبھی سے واقف تھے۔مگر پھر بھی یہ ان کی ڈیوٹی تھی جو کہ انہیں کسی بھی حال میں پوری کرنی تھی۔ابھی ہم نے سینے پر ہاتھ باندھے۔کیا میں جان سکتا ہوں۔؟ کہ کیسا کیس۔؟ اور کس نے کیا ہے یہ کیس۔؟ سنجیدگی سے کہتے وہ بے لچک انداز میں بولا۔اس سے پہلے کہ انسپیکٹر

کچھ بولتے۔باہر سے گیٹ کی طرف سے اندر داخل ہوتی سیاہ جیپ تیزی سے آگے بڑھتی گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عیناں حرمین اور حیا جو شور کی آواز پر باہر نکلی ہوئی تھی چوکھٹ پر پہنچتے ہی ان کی نگاہ لان میں موجود ڈھیر ساری گاڑیوں اور اب گیٹ سے اندر داخل ہوتی جیپ کی طرف دیکھنے لگی۔

جیپ میں بیٹھے عالیجان شاہ کو دیکھ کر ان تینوں نے بے ساختہ ہی اپنے اپنے لبوں پر ہاتھ دھرا۔سانس جیسے رک سی گئی تھی حرمین کی آنکھوں میں بے ساختہ ہی نمی تیرنے لگی اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے سینے پر دل کے مقام پر ہاتھ رکھا اور سہارے کے لیے عیناں کے کندھے کو تھاما۔

انسپیکٹر سمیت ویام اور امن نے بھی کٹیلی نگاہوں سے اس جیپ میں آنے والی شخص کو گھور کر دیکھا۔

جیپ سب سے آگے ویام کاظمی کے پاؤں میں رکی تھی جس کے چہرے کے تاثرات انتہائی سرد تھے۔اور بھوری آنکھوں میں شعلے لپک رہے تھے۔وہ جیپ سے اترا۔اپنی جیکٹ کو دونوں ہاتھوں سے برابر کرتے اپنے گولڈن بالوں کو دونوں ہاتھوں کی مدد سے پیچھے کی طرف کرتے۔سن گلاسز نکالتے ہی آنکھوں پر لگائے۔

اور شاہانہ چال چلتا ہوا وہ اب ان سب کی طرف بڑھا۔جن کی سانسیں اسے سالوں کے بعد یوں اپنے سامنے دیکھ کر ایک پل کو ضرور تھمی تھیں۔

عیناں نے بغور اسے دیکھا جو بالکل اس کے بھائی کا عکس تھا یا پھر یوں کہا جائے کہ عالیان شاہ سے بھی زیادہ خوبصورت اور حسین۔

"مسٹر عالیجان شاہ نے کیس فائل کیا ہے آپ کے خلاف۔ان کا کہنا ہے کہ آپ سب سے ان کے ہونے والے بچے کو خطرہ ہے۔اور آپ لوگ ان کے بچے کو پیدا ہونے سے پہلے ہی مار دینا چاہتے ہیں۔اس لئے وہ ہماری زیر نگرانی اپنی بیوی کو یہاں سے اپنے ساتھ لے جانے آئے ہیں۔!

حیا نے حیرت و بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے سر نفی میں ہلایا۔وہیں حرمین کو یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی ٹانگوں میں جان ہی ناں بچی ہو۔یہ تو اچھا تھا کہ عالیان حورین کو ڈھونڈنے گیا تھا ورنہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے اسے جان سے مار دیتا۔

"حرمین نے بھیگی نگاہوں سمیت اسے دیکھا۔جس نے ایک بھی بار اپنی ماں کو دیکھا تک نہیں تھا۔

عیناں نے سرد سانس فضا کے سپرد کی۔وہ پہلے سے ہی جانتی تھی۔اسکے بھائی کی اولاد تھا وہ۔اسے ہر قسم کی توقع تھی اس سے۔!

"اس کی ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں آنے کی۔چٹاخ۔!"

ویام اپنا آپا کھوتے ایک ہہ لمحے میں اس پر بل پڑا تھا۔ گریبان سے جکڑے ایک زوردار تھپڑ اسکے چہرے پر جھڑا۔

جس پر وہ لڑکھ کر سیدھا ہوا۔اور سن گلاسز اتارتے سامنے والی جیب پر لگایا۔

بالکونی سے یہ منظر دیکھتی وہ سیب کی بائٹ لیتی ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھ گئی۔

عنایت اپنے روم کی صفائی میں الجھی ہوئی تھی۔

اور عنایہ کو اس وقت بہن کی لاپرواہی پر بے حد افسوس ہو رہا تھا۔

"نیلی حسین آنکھوں میں جیت کا نشہ سمیٹے وہ بھرپور انداز میں مسکرایا تو ویام نے پے در پے کئی مکے اسکے چہرے پر جھڑے۔

حرمین بے جان سی ہوتی نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔اس کا وجود مسلسل کپکپا رہا تھا۔

اور معاملہ بگڑتا دیکھ عنایہ نے سیب پاس رکھی پلیٹ میں رکھا۔اور ہاتھ جھاڑتے وہ نیچے کی طرف بڑھی۔

"سر سر پلیز چھوڑیں انہیں۔آپ ایسے نہیں مار سکتے۔!

انسپیکٹر نے آگے بڑھتے عالیجان کو چھڑانا چاہا تھا مگر ویام کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

کیا لگا تھا تمہیں۔یوں پولیس کے ساتھ آؤ گے مجھے دھمکاؤ گے اور پھر سے میری بچی کو حراساں کرنے کے لیے ساتھ لے جاؤ گے۔ نہیں عالیجان۔پہلے کی بات اور تھی۔تب میں کچھ نہیں جانتا تھا مگر اب۔اب اگر تم نے میری بیٹی کے آس پاس بھٹکنے کی کوشش بھی کی تو تمہاری آنکھیں نوچ لے گا یہ باپ۔!"

غصے سے غرا کر کہتے اس نے پھر سے اسے مارنے کو ہاتھ اٹھایا۔

"بس کریں سسر جی۔پہلے بھی یہی بات تھی کہ وہ میری بیوی ہے۔عنایت عالیجان شاہ۔اور آپ کے یوں چیخنے چلانے سے یہ بات بدلے گی نہیں۔وہ آج بھی میری بیوی ہے۔عالیجان شاہ کی بیوی۔!

ویام کا ہاتھ رستے میں ہی روکتے وہ سرد لہجے میں گویا ہوا تو ویام نے غصے سے دانت پیستے خون آشام نگاہوں سے اسے دیکھا۔

میں ختم کر دوں گا اس رشتے کو۔!"

"جو کرنا ہے بعد میں کریئے گا فل حال کے لیے مجھے اپنی بیوی کو یہاں سے لے کر جانا ہے۔یُو نو واٹ مجھے بہت پرواہ ہے اس کی۔کیا بھروسہ کچھ کر ہی ناں دیں آپ لوگ۔!" کندھے اچکاتے وہ بلکل لاپرواہی سے بولا۔

تبھی بھاگتی ہوئی عنایہ وہاں پہنچی۔

جس نے چہرے پر بے یقینی پھیلائے عالیحان کو دیکھا۔

"ہائے ٹیڈی۔!" وہ مسکرایا ہاتھ ہلاتے اسے پکارا۔ جس نے تھوک نگلتے کن آنکھوں سے باپ کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"میں نے بہت مس کیا تمہیں ٹیڈی۔! وہ جان بوجھ کر آگے بڑھا تو ویام نے اسے سینے پر ہاتھ جمائے پیچھے کو دھکہ دیا۔

"خبردار جو میری بچیوں کے نزدیک بھی گئے تو۔ آؤٹ۔ نکلو یہاں سے"!"

وہ غرا کر اسے انگلی کے اشارے سے وہاں سے جانے کا کہنے لگا۔

"سر اوپر سے آرڈرز ہیں۔ آپ ان کی وائف کو نہیں روک سکتے۔ پلیز کاپریٹ کریں ورنہ مجھے مجبوراً کوئی سخت قدم اٹھانا پڑے گا۔!

انسپکٹر نے عاجزی سے کہا تو ویام نے سرخ چہرے سے اسے دیکھا۔

"عنایہ نے گردن ہلاتے عالیحان کو اشارہ کیا۔ جسے وہ بخوبی سمجھ گیا۔

عنایہ کے پیچھے ہی وہ اندر جانے لگا۔ جب ویام نے اسے روکا۔

"اگر اب مجھے روکنے کی کوشش کی تو آئی سویرا اچھا نہیں ہو گا آپ کی لٹل اینجل کے ساتھ۔!"

وہ سرد پن سے کہتا آگے بڑھا، اس سے پہلے کہ ویام آگے بڑھتا امن نے اسے پیچھے سے روکا۔ جو مٹھیاں بھینچتے سرخ چہرے سے کھڑا تھا۔

عالیحان شاہ آگے بڑھا اور بے ساختہ ہی جھکتے دہلیز کے بیچ بیٹھی اپنی ماں کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں بھرتے اس نے ماتھے پر بوسہ دیا۔

حرمین نے بمشکل سے ہچکی روکی۔ آنسوں مسلسل اس کی آنکھوں سے بہتے جا رہے تھے۔ عالیحان نے آنکھیں بند کرتے اپنے دل پر ضبط کے پہرے بٹھائے۔ اور بھاری قدموں سمیت وہ آگے بڑھا۔

Episode 86

"ٹیڈی۔! دور رہیں۔! عالیحان شاہ جیسے ہی اندر داخل ہوا۔ سامنے ہی وہ چند قدم دور سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عالیجان نے مسکرا کر اسے سینے سے لگانا چاہا۔
جس پر وہ بری طرح سے اسے غصے سے کہتی دور رہنے کا
کہہ گئی۔
عالیجان نے حیرت سے اسے دیکھا۔
"میں ناراض ہوں آپ سے۔ میر اعالی ایسا تو نہیں تھا
کبھی بھی۔! آپ نے آپی کو اتنا ہرٹ کیوں کیا۔؟
وہ صاف صاف اس سے جواب طلب کر رہی تھی۔اور
یہاں عالیجان شاہ چاہ کر بھی کمزور پڑ جاتا تھا۔
"ٹیڈی بیٹا میری بات سنو۔!" عالیجان نے منت بھرے
انداز میں کہا۔ جس پر وہ سر جھٹک گئی۔ کہ اسے کچھ
سننا ہی نہیں تھا۔
" جانتے ہیں آپ میرے لائف کے ہیر وہیں۔ رئیل ہیر و۔
آپ نہیں تھے تب بھی آپ میری زندگی میں میرے بھائی
میرے باپ میرے دوست کی جگہ پر ہمیشہ رہے۔
وہ جگہ میں نے آج تک کسی کو نہیں دی۔ مگر عنایت آپی
میری زندگی ہیں۔ آپ نہیں جانتے وہ کس قدر خوفزدہ ہو
گئی ہیں۔
عورت سب کچھ برداشت کر سکتی ہے عالی مگر اپنی عزت
پر آیا حرف وہ کبھی برداشت نہیں کرتی۔!
میں مجبور تھا ٹیڈی۔ پلیز ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ۔!"
خشک لبوں پر زبان پھیرتے اسنے بے بسی سے کہا تھا۔اس
کی یہ بے بسی عنایہ کاظمی کی ناراضگی سے کئی گناہ کم
تھی۔

آج وہ اسکے سامنے اتنے سالوں بعد خفا کھڑی تھی وہ کیسے برداشت کر لیتی۔

"نو عالی۔یو ہرٹ عنایت آپی۔میں بھی ہرٹ ہوں۔آپ یہاں آپی کو لینے آئے ہو۔؟

بھوری آنکھوں میں آئی نمی کو ہاتھ سے صاف کرتے وہ اب سنجیدگی سے بولی۔تو عالیحان نے سر اثبات میں ہلایا۔

"آپ ایک شرط پر انہیں لے جا سکتے ہیں۔!

آپ کو پرامس کرنا ہو گا۔کہ آپ انہیں ہرٹ نہیں کریں گے۔!"

عالیحان گے ساختہ ہنسا سر فوراً سے اثبات میں ہلایا۔

"اوکے آئی پرامس۔!"

"آپ انہیں ڈرائیں گے بھی نہیں۔ان کا خیال بھی رکھیں گے۔"!

اوکے آئی وِل۔!"

عالیحان نے فوری حامی بھری۔

"آپ میری بات کروایا کریں گے روز آپی سے۔!"

اوکے" عالیحان نے فوراً سے کہا۔

"آپ ان سے کام نہیں کروائیں گے۔!

اب کی بار ناک اور گردن چڑھا کر کہا۔

"عالیحان نے انگلی سے ماتھا مسلتے اسے دیکھا۔

"اوکے مجھے ہر شرط منظور ہے اپنی پرنسز کی۔پہلے کبھی انکار کیا ہے۔!

اس کے لہجے میں مان تھا۔عاجزی تھی۔لگ ہی نہیں رہا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

تھا کہ یہ وہ تھوڑی دیر پہلے والا مغرور گھمنڈی عالیجان
شاہ تھا۔
"اوکے لاسٹ شرط۔آپ کی بیٹی ہوئی تو اسکا نام میں
رکھوں گی۔!"
بمشکل سے لبوں پر مچلتی مسکراہٹ کو دبائے اس نے
سنجیدگی سے کہا۔تو عالیجان مسکرایا۔
"جو حکم میری پرنسز۔! سر کو خم دیے وہ شائستگی سے
بولا۔
"اب میں آپ کی بہن نہیں ہوں آپ کی ٹیڈی بھی نہیں ہوں
اور آپ کی پرنسز اور بیٹی بھی نہیں۔میں صرف آپ کی
سالی ہوں۔عنایت آپی کی بہن۔
جو اپنی بہن کے لیے اپنے جیجا سے لڑ بھی سکتی ہے۔اور
اسے محفوظ رکھنے کے لئے کچھ بھی کر سکتی ہے۔!
عنایہ نے اسے سیدھے صاف لفظوں میں سمجھایا۔جس کا
چہرہ ایک دم سے سنجیدہ ہوا۔
"نو تم میری زندگی کا سب سے پہلا تحفہ ہو۔میری
پرنسز۔
تم کل بھی میری ٹیڈی تھی اور ساری عمر رہو گی۔پھر
چاہے کوئی کچھ بھی کہے۔آئی ڈونٹ کیئر۔!
ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہتے اسنے صاف صاف
ابیر کی جانب اشارہ کیا۔
"چلیں۔!"عنایہ نے اسکا ہاتھ تھاما۔
جو عالیجان نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔
www.kohnovelsurdu.com

وہ اسے ساتھ لئے عنایت کے روم تک آئی۔

آپ یہاں رکیں میں اپنے طریقے سے آپی کو ہینڈل کرتی ہوں۔اور یاد رہے نو غصہ۔!"

انگلی اٹھاتی وہ اسے پھر سے یاد دلاتی دروازہ ناک کرتے اندر گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آپی۔! "

وہ اندر داخل ہوئی تو سارا کمرہ بکھرہ پڑا تھا۔

دوپٹے کو گردن سے نکال کر اسنے بازو کے نیچے سے باندھا ہوا تھا۔

عنایہ کے بنائے گئے بال وہ کھول کر رف سے جوڑے میں باندھ چکی تھی۔

سیاہ آنکھوں میں لگا کاجل آنکھیں رگڑ رگڑ کر وہ کب کا نکال چکی تھی۔

اسکی حالت دیکھ عنایہ نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

"آپی۔یہ کیا حالت بنائی ہے آپ نے۔!

وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔جو کرسی پر کھڑی ہوئی بک شیلف کھنگھال رہی تھی۔

"ارے عینی۔دیکھو مجھے کافی پرانا ناول ملا۔پتہ ہے۔اس میں ہیرو کافی کیوٹ اور کیئرنگ ہوتا ہے۔یہ میرا آل ٹائم فیورٹ ناول ہے۔"!

عنایت نے مڑتے ناول عنایہ کو دکھاتے خوشی سے بتایا۔

اسکے لہجے میں چھپی امنگ عنایہ بخوبی محسوس کر پائی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آپ کو بھی ابھی یہ سب کرنا تھا۔!

بہن کا ہاتھ پکڑتے اس نے اسے کرسی سے نیچے اتارا۔اور

تاسف سے اسے دیکھا۔

چہرے پر کچھ لٹیں نکالتے اس کے جوڑے کو ٹائٹ کیا۔

"مطلب۔میں بور ہو رہی تھی ناں۔اس لیے کر رہی

ہوں۔تم فکر نہیں کرو میں ٹھیک ہوں۔!"

عنایت بہن کی اتنی پراہ پر محبت سے اسکے ہاتھ تھامتے

بولی۔مگر آپی آپ۔!

یس تمہاری چھوٹی پرنسز بھی ٹھیک ہے۔ڈونٹ وری۔!"

عنایت نے اسے ساتھ لگاتے گال پر بوسہ دیے خوشگواریت

سے کہا۔

تو باہر دروازے کے قریب کھڑے عالیجان شاہ کا دل زوروں

سے دھڑکا۔

لبوں پر ایک دھیمی سی مسکراہٹ ابھر کر سمٹی۔

"آپی۔آپ ٹھیک تو ہیں۔؟عنایہ نے گھور کر بہن کو

دیکھا۔جو کافی زیادہ خوش تھی۔

"ہاں ناں۔پتہ ہے میرا کالج فرینڈ۔سکندر وہ مجھے

اپنے سکول کے لئے وائس پرنسپل کے طور پر لینا چاہتا ہے

اور ڈائریکٹ جاب آفر کی اور سٹارٹنگ پر پچاس ہزار پے

بھی دے رہا ہے۔!

عنایت نے مسکرا کر اس سے اپنی خوشی شئیر کی۔

"آپی باہر عالی بھائی آئیں ہیں۔!

عنایہ نے سنجیدگی سے بہن کو دیکھ کر اسے آگاہ کیا۔

جس کے بولتے لب ایک پل میں خاموش پڑ گئے۔سفید
رنگت میں خوف کی سیاہی ایک دم تیزی سے پھیلی تھی۔
"کک کیا۔تت تم مذاق کر رہی ہو عینی۔!"وہ رو
دینے کو تھی۔ جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی
تھی۔عنایہ نے لبوں پر زبان پھیرتے بہن کو دیکھا۔
اور اسے تھامے بستر پر بٹھایا۔
"آپ ایسے کیوں ری ایکٹ کر رہی ہیں آپی۔؟کیا آپ ڈرتی
ہیں ان سے۔؟
عنایہ نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔تو بھیگی نظروں
سے اسے دیکھتے عنایت کا دل چاہا کہ اسے بول دے ہاں وہ
ڈرتی تھی اس سے۔
پھر بھی بھرم رکھتی وہ گردن نفی میں ہلا گئی۔
"وہ اکیلے نہیں آئے۔ان کے ساتھ پولیس بھی ہے۔ڈیڈ نے
بہت مارا بھی ان کو۔
مگر پولیس والوں کا کہنا ہے کہ آپ ان کی وائف ہیں تو ہم
آپ کو روک نہیں سکتے۔!
عع عنایہ پلیز مجھے بچا لو۔!
وہ اب باقاعدہ رو دی تھی۔عنایہ نے ضبط سے اپنے دل کو
سنبھالتے بہن کو خود سے لگایا۔
وہ جانتی تھی شاید وہ غلط کر رہی تھی۔مگر ایک ٹوٹے
بکھرے رشتے کو جوڑنے کا اس سے بہتر کوئی حل نہیں
تھا۔
"آپی ساری دُنیا اس رشتے سے ناواقف ہے۔دو ماہ تین ماہ

ایک سال۔ایک ناں ایک دن آپ کا بچہ اس دن میں آئے گا۔لوگ اس کے باپ کا پوچھیں گے وہ آپ سے پوچھے گا اپنے باپ کا۔آپ کیا جواب دیں گی۔؟"

عنایہ نرمی سے اسکی پشت سہلاتی اسے زندگی کی ان کڑوے حقائق سے روشناس کروا رہی تھی۔جو شاید ہر لڑکی کی زندگی میں کسی تباہی سے کم نہیں ہوں۔

وہ سہمی بھیگی نگاہوں سمیت بہن کی بات پر سانس روک سی گئی۔مگر وہ اس کے ساتھ کیسے جاتی۔"

"ععع عنایہ پپ پلیز مم مجھے ڈر لگتا ہے۔تم اسے واپس بھیج دو۔پاپا سے بولو اسے اور ماریں۔اسے بھگا دیں۔پلیز تم میری اچھی بہن ہو۔!

وہ روتی تڑپتی عنایہ کے ہاتھ تھامے اب منت کرنے لگی تھی۔عالیجان نے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اپنے ہاتھ پر بندھی برانڈڈ واچ کو دیکھا۔

"آپی میں وعدہ کرتی ہوں۔وہ آپ کو اب ہرٹ نہیں کریں گے۔انہوں نے مجھے پتا مس کیا ہے۔مگر اس وقت آپ کا جانا ضروری ہے۔

تاکہ معاشرہ یہ جان سکے کہ آپ کے بچہ کا باپ کون ہے۔

آپ کس کی بیوی ہیں۔کس کے نکاح میں ہیں۔!؟""

مجھے نہیں بتانا کسی کو۔تم سمجھتی نہیں میری بات۔وہ انسان ایک نمبر کا گھٹیا اور بدتمیز انسان ہے۔

اس کی آنکھوں میں کوئی شرم لحاظ نہیں۔وہ ایسے بات کرتا ہے۔جیسے میں نہیں وہ میرا ابڑا ہو۔اوپر سے گھورتا

ایسے ہی جیسے ایک ہی نوالا بنا کے کھا جائے۔"!

عنایت نے دبک کر اس سے دور ہوتے کہا۔

"سوری لیڈیز۔یور ٹائم از اپ۔!"

معاد روازہ کھولتے وہ سنجیدگی سے کہتا اندر داخل ہوا۔

تو ایک پل کو عنایت کا چہرہ تاریک پڑا۔ مگر پھر اگلے

ہی لمحے وہ ایک دم سے جگہ سے اٹھتی اس پر بل پڑی۔

" تم۔نکل جاؤ یہاں سے۔کیا لینے ہو آئے تم

یہاں۔!"اس کے سینے پر اپنے نازک ہاتھ رکھتے وہ غصے

سے غرا کر بولی۔

عنایہ ایک سائیڈ سے ہوتے سے روم سے نکل گئ۔

جس کے جانے کے بعد عالیحان نے نرمی سے اپنا مضبوط

ہاتھ اسکی کمر کے گرد پھیلایا۔

"تمہیں لٹل اینجل۔کیا ہے ناں دل گھبرا رہا ہے میرا۔!"

ضرورت سے زیادہ میٹھے اور مخمور لہجے میں کہتا وہ

عنایت کو زہر سے بھی برا لگا۔

"شٹ اپ۔ڈونٹ ٹچ می۔نکل جاؤ یہ میرا گھر ہے۔

سمجھے تم۔تم ڈرو مجھ سے۔""!

اسکے گریبان کو جکڑتی وہ دانت پیستے بولی تو عالیحان نے

مسکراتی نیلی نگاہوں سے اسے قریب سے دیکھا۔

جو ایڑھیاں اُٹھائے اسکے قریب تر ہو چکی تھی۔"ٹرسٹ

می۔آج کل تمہی سے تو ڈر لگتا ہے مجھے۔!انتہائی

سادہ لہجے میں کہتے عالیحان نے ہاتھ کی پشت سے اسکے

سرخ ہو رہے بھیگے رخسار کو سہلایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"پرفیوم کافی اچھی ہے۔! "

اسکا دھیان بھٹکانے کو وہ گردن میں گہری سانس بھرتے بولا۔ تو عنایت نے چونک کر اسے دیکھتے نفرت سے مٹھیاں بھینچی۔

"تمم۔!

ایک لمحہ لگا تھا۔اور وہ عالیجان شاہ کی بانہوں میں جھول گئی تھی۔عالیجان نے نرمی سے اسے بانہوں میں بھرا۔

"سوری سویٹ ہارٹ بس لاسٹ ٹائم ہے یہ سب۔آئی سویر۔! "اسکے چہرے پر مٹے مٹے آنسوں کے نشانات کو دیکھ بند آنکھوں اور چمکتی لونگ کو دیکھ عالیجان نے گھمبیر لہجے میں کہتے ناک پر ہونٹوں کا لمس چھوڑا۔

اور اسے اٹھائے باہر نکلا۔

"باہر ہی عنایہ دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔

"سامنے سے جانے کی غلطی کی تو یاد رکھنا آپ عالیجان شاہ ہو عالیان شاہ نہیں جسے ویام کاظمی زندہ چھوڑ دے گا۔!"

عنایہ نے مسکرا کر جتانے والے انداز میں اس کا بولا جملہ اسی پر لوٹایا۔

"پیچھے کے گیٹ پر میری گاڑی کھڑی ہے۔آپ آپی کو سیلفی لے جائیں کل میں آؤں گی تو آپ کی جیپ واپس کر دوں گی۔! "

عنایہ نے دوٹوک انداز میں کہا۔ تو عالیجان نے گہری سانس

فضا کے سپرد کی۔

"خیال رکھئے گا ان کا۔ یہ ہم کاظمیز کی جان ہیں۔!"

آنکھیں چھوٹی کیے اس کے سرد لہجے میں جیسے اسے باور کروایا۔

"عالیحان نے فقط سر اثبات میں ہلایا۔

اور عنایت کو یونہی اٹھائے وہ اب آگے کی بجائے پچھلے گیٹ سے باہر نکلا۔

ان دونوں پر ایک الوداعی نگاہ ڈالے عنایہ واپسی کے لئے مڑی۔

Episode 87

فجر کی نماز پڑھنے کے بعد وہ بے دلی سے باہر نکلی تھی

پورے گھر میں بالکل خاموشی تھی شاید انزک اور روز ابھی تک سو رہے تھے۔

عمایہ بے چین سے کیفیت میں باہر کی طرف نکلی اور بیرونی گیٹ پر رکتے اس نے آس بھری نگاہوں سے گیٹ کی جانب دیکھا۔

کہ شاید عائش کہیں سے رہا ہو مگر اس کی نگاہیں ناامید ہی واپس لوٹی تھی گہری سانس فضا کے سپرد کرتے وہ اداس سے کیفیت میں دوبارہ سے اندر داخل ہوئی۔

میم

کچھ چاہیے کہ آپ کو۔؟ کافی بنا دوں۔ وہ جیسے ہی مڑی۔ میڈ بھاگ کر اس کے سامنے آئی اور فکر مندی سے عمایہ کو دیکھ کر استفسار کیا۔ نہیں کوئی ضرورت نہیں آرام کریں آپ۔!

مزید اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

میں خود بنالوں گی۔عمایہ نے مسکرا کر اپنی کیفیت چھپاتے ہوئے کہا تو میڈ فوراً سے سر اثبات میں ہلاتے اپنے روم کی سمت بڑھی۔

وہیں عمایہ چائے کی طلب محسوس کرتے کچن کی جانب بڑھی تھی فریج سے دودھ نکالتے اس نے چائے چڑھائی۔

دماغ ابھی تک سوہا اور عائش پر اٹکا ہوا تھا اچانک اس کی نگاہ اپنے دائیں ہاتھ پر موجود اس خوبصورت سے کنگن پر پڑی۔

کتنا اچھا محسوس ہوا تھا اسے ایک اپنے پن کا احساس تھا۔مگر اچانک عائش کا جانا اسے کیوں اتنا برا لگ رہا تھا۔؟

وہ رات بھر جاگ کر اس کے آنے کا انتظار کرتی رہی تھی۔

کئی بار اسے کالز بھی کی۔مگر عائش نے اس کی کال پک ہی نہیں کی تھی۔

اور شاید یہی بات تھی جس کی وجہ سے عمایہ زیادہ مایوس ہو رہی تھی بے دھیانی کی کیفیت میں وہ اچانک سے سر جھٹک کر چائے کی طرف دیکھنے لگی۔

ایک دو ابال کے بعد اس نے چائے مگ میں ڈالی اور مگ اٹھائے وہ لان کے سمت بڑھی۔آسمان پر ابھی تک رات کے تاریکی چھائی ہوئی تھی ہلکی ہلکی روشنی نے موسم کو مزید خوشگوار بنا دیا تھا۔

سرد ہوا کے جھونکے جسم سے ٹکراتے ایک سنسنی سی پھیلا رہے تھے ہونٹوں کو مضبوطی سے میچتے وہ کپکپاتی ہوئی آگے بڑھی۔

اور ایک کرسی پر بیٹھ۔مگ میز پر رکھا اور آنکھیں

موندتے

اپنے سر کو دو انگلیوں سے دبایا معاً گیٹ کھلنے کی آواز پر

وہ چونک کر سیدھی ہوئی حیرت اور تجسس سے گردن

موڑے اس نے گیٹ کی سمت دیکھا۔

جہاں سے اندر آتی عائش کی گاڑی کو دیکھ کر وہ بے

ساختہ ہی جگہ سے اٹھی متفکر سے کیفیت میں وہ دو قدم

اگے بڑھی تھی۔

جب گاڑی پورچ میں رکی۔عمایہ نے گہری سانس بھرتے

خدا کا شکر ادا کیا اور لبوں پر دھیمی مسکراہٹ سمیٹے وہ

جیسے ہی آگے بڑھی۔

اچانک اس کے قدم تھمے جب نظر فرنٹ سیٹ کے ڈور سے

نکلتی سوہا پر پڑی تھی۔چہرے پر ایک دم سے تاریکی سی

چھائی۔قدم خود بخود تھم سے گئے۔

بے چینی کی سی کیفیت میں وہ وہیں رکی ان چند ہی

لمحوں میں نہ جانے کیا کچھ سوچ چکی تھی۔عائش باہر

نکلا اور دروازہ بند کر کے وہ جیسے ہی مڑا تو نگاہ لان میں

کھڑی عمایہ پر پڑی۔

گہری سانس بھرتے اس نے سوہا اور پھر عمایہ کو دیکھا

عمایہ کو اگنور کرتے وہ سوہا کو ساتھ لیے اندر داخل ہوا۔

تو بے ساختہ ہی عمایہ کی آنکھیں بھرائی تھی۔

نہ جانے کیوں اسے عائش کا یوں اگنور کر کے جانا برا لگا

تھا وہ وہیں سے واپس مڑی اور آنسو روکنے کی کوشش

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

میں ہلکان سرخ چہرے کو سمیت وہ نچلے ہونٹ کو بے
دردی سے دانتوں تلے کچلتی دونوں ہاتھ گھٹنوں کے
درمیان رکھتی۔اپنے انسوؤں کو نگلنے کی کوشش کرنے
لگی۔

اچانک اپنے پیچھے اس کی موجودگی کا احساس ہوا۔
مگ تھامے وہ تیزی سے ایک جانب سے جانے لگی۔جب
عائش نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

کیا ہوا کہاں جا رہی ہو۔؟عائش نے حیرت سے اسے یوں اگنور کر کے جاتا دیکھ کر جھٹکے سے اپنی طرف کھینچتے پوچھا
۔

"آپ سے مطلب۔؟یاد آگیا آپ کو آپ کی ایک عدد بیوی بھی ہے۔؟ "

کافی چبھتے ہوئے سے لہجے میں اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے وہ جلن کے تاثرات سمیت بولی۔

"عائش نے اسکا ہاتھ چھوڑتے دونوں پاکٹس میں ہاتھ ڈالے۔

"تم نے احساس دلایا ہی کب ہے کہ تم میری بیوی ہو۔؟"

کندھے اچکاتے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تو عمایہ کا چہرہ ایک کو تاریک ہوا۔مگر اگلے ہی لمحے وہ زخمی سا ہنسی۔

"لے تو آئیں ہیں۔جو بھرپور طریقے سے اظہار کر دے گی پھر میرے اظہار کی اور میری کیا وقعت۔؟

طنزیہ نگاہوں سے اسے دیکھتی وہ سر جھٹک کر بولی۔تو عائش نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔یہ ایک رات میں ایسا کیا ہو چکا تھا۔

جو عمایہ اس قدر براری ایکٹ کر رہی تھی۔

"کچھ ہوا ہے کیا۔؟عائش نے بالآخر ہار مانتے نرم لہجے میں استفسار کرنا چاہا۔

"نہیں۔مجھے بھلا کیا ہو گا۔میرے ماتھے پر بے وقوف جو لکھا ہوا ہے۔!"

اب کی بار وہ بری طرح سے رو دی تھی۔آنسوں پر بمشکل سے جو بندھ باندھا تھا وہ تو مقابل موجود اس شخص کی ذرا سی لاپرواہی نے توڑ ہی دیا تھا۔

وہ کب تھا ایسا۔اتنا لاپرواہ۔اتنا غیر ذمہ دار۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عمایہ۔!"زوجہ۔کیاہواہے۔؟یار روئیں تونہیں۔!""عائش نے لمحے کی تاخیر کے بغیر اسے اپنی جانب کھینچتے سینے سے لگایا تھا۔

ذرا سادلاسہ ملنے پر وہ پھل پھل کرتی رو دی۔عائش نے نرمی سے اس کی پشت رب کرتے اسے رونے دیا۔

"آئی ہیٹ یو عائش۔بنابتائے چلے گئے۔میں کتناپریشان تھی۔!

ہچکیوں سمیت وہ اس کے کندھے سے لگی شکوہ کناں لہجے میں بولی۔

سوری مائے لارڈ۔!"عائش نے نرمی سے کہا۔

"میری کال بھی اٹینڈ نہیں کی تھی۔!"وہ پھر سے رونے لگی۔"سوری زوجہ۔!"

عائش نے اسے تھام کر چہرہ روبرو کرتے آنسوں صاف کرتے کہا۔

"میں ساری رات سوئی نہیں کہ اب آؤگے تم یااب۔مگر تم نہیں آئے۔!"

وہ اتنی بے بس محسوس کررہی تھی۔کہ ایک ایک کرتے وہ بچوں کی طرح اس سے شکوہ کرنے لگی تھی۔جس سے بات ناں کرنے کاعزم وہ کب سے باندھ بیٹھی تھی۔

"آپ کی سب باتیں بجاہیں زوجہ۔بندہ بشر ہوں۔ غلطی تو ہو جاتی ہے۔عائش نے نرم چہرے میں کہتے میز پر پڑی چائے کامگ اٹھایا۔ تھکن کے سبب اس کے سر میں شدید درد ہو رہی تھی۔

"رہنے دیں یہ ٹھنڈی ہو چکی ہے۔میں اور بنادوں گی۔!

عمایہ نے اسے ٹوکا تو وہ ہاتھ کھینچ گیا۔

"اہنہہ۔یہ زیادہ ٹیسٹی ہے۔!ایک ہی گھونٹ میں چائے ختم کرتے وہ آنکھ ونک کرتے بولا۔

توعمایہ نے نگاہیں چرائی۔دل اب اس سے لڑ کر اس کی توجہ پاکر پرسکون ہو چکا تھا۔

"چلیں روم میں۔مجھے سوناہے۔!"اسکاہاتھ تھامے وہ اسے ساتھ کھینچتے لے جانے لگا۔

"مگر میں کیا کروں گی۔؟میں اب نہیں سو۔!

چپ چاپ چلو۔آواز ناں آئے۔!عائش نے مڑتے اسکے لبوں پر انگلی رکھتے تنبیہی انداز میں کہا۔

اور روم میں جاتے ڈور اندر سے لاک کیا۔

"ععائش۔وہ سوہا۔!"

اشششششش۔ابھی میرا موڈ نہیں کسی دوسرے کا ذکر کرنے کا۔مجھے نیند آئی ہے۔بعد میں بات ہو گی اس ٹاپک پر۔!

اسے کھینچتے حصار میں بھرتے عائش نے دوٹوک انداز میں کہتے اسکے بالوں میں چہرہ چھپایا۔

عمایہ خاموشی سے اسکے حصار میں دبکی پڑی تھی۔اسکی موجودگی سے اب سارے خدشات دور ہو چکے تھے۔

بے ساختہ ہی اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ اسکے پر سکون کرنے لگی۔اور تھوڑی ہی دیر میں وہ خود بھی نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بھاری قدم اُٹھاتے وہ اپنے کمرے کی سمت بڑھ رہا تھا۔ایک ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں تھا اور دوسرا نیچے جھول رہا تھا۔تھوڑی دیر بعد اس کی میٹنگ تھی۔

اور اس وقت وہ واپس اپنے پلیس لوٹ آیا تھا جہاں موت سی گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

وہ بھاری قدموں سمیت دروازے کی ناب گھما کر اندر داخل ہوا۔اور چھیل کر دروازے پر رکا۔

بھوری آنکھوں میں نفرت کی سرخی امڈی ہوئی تھی۔آنکھوں میں غضب ناک چنگاریاں سمیٹے وہ سپاٹ چہرے سے سامنے دیکھ رہا تھا۔

جہاں سامنے ہی اسکے بیڈ پر چڑھی کیتھ حورین شاہ پر تیز دھار خنجر سے وار کر رہی تھی۔

معاً اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوتے ہی وہ مڑی۔تو ڈیول کو دیکھ اسکا سانس رک گیا۔

چہرے پر نوت کے سائے منڈلانے لگے تھے۔

"ڈیول تو میٹنگ پر گیا تھا پھر واپس کیسے۔؟ "

وہ تھوک نگل کر بکھرے حلیے میں بستر سے اتری۔اور بے ساختہ وخشت زدہ سی کیفیت میں اپنے ہاتھ میں موجود خنجر کو دیکھا۔""""

ڈڈڈ۔!

الفاظ اس کی زبان کا ساتھ چھوڑ چکے تھے۔خوف سے اسکے چہرے پر پسینے کے قطرے نمایاں ہو رہے تھے۔ڈیول آگے بڑھا۔اور سرد نظروں سے اسے دیکھا۔

"جانتی ہو۔یہ وار تم نے میری حور پر نہیں میرے دل پر کیے ہیں۔کیا حور تک پہنچنا اتنا آسان ہے تمہارے لئے بیلی رائے۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اب کی بار وہ سر سراتے ہوئے انداز میں اسکے اصل نام سے اسے بلاتے اسے بلکل بے جان کر گیا۔

جس کا وجود بری طرح سے سنسنا گیا۔

جانتی ہو تم یہ سب کیوں کر پائی۔؟ کیونکہ میں چاہتا تھا کہ تم یہ سب کرو۔ تاکہ تمہیں مارنے میں مجھے سکون ملے۔!"

اسکا انداز وحشیانہ تھا۔

اس نے ایک ہی جست میں اسے گردن سے دبوچتے فرش سے اونچا کر دیا۔

جس کا سانس رکنے سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ پاؤں بری طرح سے ہل رہے تھے۔

اس کی بچی سانسوں کی معیاد پر ڈیول نے اسے کسی اچھوت شے کی طرح دور پٹخا۔ جو دیوار سے بری طرح سے ٹکرائی تھی۔

"بوائیز لے جاؤ اسے۔ دھیان رہے اس کے جسم پر ایک بھی خراش نہیں آنی چاہیے۔ یہ ڈیول کا شکار ہے۔!"

ہاتھ پر بندھی سفید پٹی کو اتارتے وہ سرد پن سے پھنکارا۔

تو گارڈز نے سیکنڈوں میں اس لڑکی کو وہاں سے غائب کیا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بڑے سے ہال نما کمرے میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں ہر ملک کے گزشتہ اور نئے غنڈے اور باس اس وقت موجود ڈان کے خلاف متحد ہوئے بیٹھے تھے۔

یہ تیسری میٹنگ تھی۔ جو ڈیول نے پہلی دو کے ریجیکٹ کرنے کے بعد قبولی تھی۔ گھڑی پر نگاہ دوڑائے عالیان شاہ نے گہری سانس بھرتے تیمور کو دیکھا۔

"میرے خیال سے یہ کوئی اور ڈان ہو گا۔ تیمور ہمیں نکلنا چاہیے میں وقت ضائع نہیں کر سکتا۔! سنجیدگی سے کہتے اس نے چہرے پر چڑھایا ماسک ہٹانا چاہا۔

جب اچانک سے ہال میں ہوتی سرگوشیاں تھمی۔

بھاری قدموں کی چاپ سے سیڑھیوں سے اترتے اس شخص کی شخصیت کے روعب کا اندازہ ہوتے ہی ہر ایک فرد نے رخ موڑے اس سمت دیکھا۔

جہاں وہ سیاہ تھری پیس سوٹ میں ملبوس پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے نیم تاریکی میں نیچے اترتا جا رہا تھا۔

اسے دیکھتے ہی کئی ایک غصے سے اٹھے اس پر حملہ کرنے کو لپکے۔ مگر اسے چھونے سے پہلے ہی وہ سبھی ایک ایک کرتے نیچے ڈھیر ہوتے جا رہے تھے۔

ہال میں ہنگامہ سا مچ گیا تھا۔ وہیں ایچ اے آر سنجیدگی سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔

اس کی نگاہ اس دیو قامت ڈیول پر تھیں۔ اور اسکے لیے ڈیول کا یوں آنا بلکل ویسے ہی تھا جیسے چوزے کا انڈے سے نکلنا۔

وہ جانتا تھا اسکی طاقت۔ اسے بنانے والا وہ خود ہی تو تھا۔

گہری سانس بھرتے اسنے ماتھے پر لکیریں کھینچی۔

لوگوں کا شور مچ گیا تھا۔

"تم میں سے جو جو مجھے ڈان مانتا ہے وہ دائیں طرف ہو جائے اور جو نہیں مانتا وہ بائیں طرف۔"!

ہاتھ کے اشارے سے اس نے بھوری آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وحشیانہ انداز میں کہا۔

لائٹس۔!"ڈیول نے سرد آواز میں حکم دیا۔

معاروم کی لائٹس آن ہوئی۔ تو اس پر نگاہ پڑتے ہی عالیان شاہ پتھرا سا گیا۔

وہ واقعی میں وہی تھا۔ "یہ یہ تو ویام جیسا ہے۔!

تیمور جو پہلی بار اسے دیکھ رہا تھا۔ اسنے بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔ جس کے چہرے کی سرد مہری، قد کاٹھ، غیر معمولی جسامت کے سوا شاید ہی وہ ویام کاظمی سے الگ دکھتا تھا۔

"یہی ہے وہ باسٹرڈ۔!" مٹھیاں بھینچ کر غراتے عالیان جیسے ہی آگے بڑھنے لگا۔ تیمور نے ہوش سنبھالتے اسے تھاما۔

ری لیکس رہو۔ عالیان ابھی کچھ بھی کرنے کا کوئی مقصد نہیں۔ ویٹ کرو۔!

ہڈ چہرے پر ڈالے وہ اپنی ہی دھن میں وہاں موجود وسکی پیتا ایک شخص لڑکھڑا کر اٹھا اور دائیں جانب بیٹھا۔

جسے سب نے مڑتے دیکھا اور پھر ڈیول کو۔ اسکے بعد تیمور عالیان شاہ کا ہاتھ تھامے اسی سمت گیا تھا۔ اور پھر ایچ اے آر بھی۔ ان کو دیکھ کئی ایک لوگ اس سمت گئے تھے۔

اور جو باقی بچے تھے۔ وہ سب کے سب اس کے مخالف تھے۔ ڈیول نے پاکٹس میں ہاتھ ڈالے ان سب کو دیکھا۔ اور لمحے کی دیری کے بعد وہ سبھی بے جان ہوتے کیڑے مکوڑوں کی طرح گرے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گلاس کو مسلسل ہلاتے اسنے لبوں کے قریب جاتے شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے اس ڈیول کو دیکھا۔

جسے دیکھتے ہی ذہن میں ایک شبیہہ ابھری۔

گردن موڑتے اسنے پچھلے ٹیبل پر براجمان ایچ اے آر کو دیکھا۔اور ایک ہی سانس میں سارا گلاس ختم کیا۔

"اب بھی اگر کسی کو کچھ کہنا ہے تو وہ کہہ سکتا ہے۔

کیونکہ میں بولنے سے روکتا نہیں سیدھا بولتی بند کر دیتا ہوں۔"اس کی سرد آواز پر ہال میں موت سی خاموشی چھا گئی۔

ایچ اے آر نے ہاتھ کی مٹھی بنائے اپنے لبوں پر رکھی۔

اسے بے حد افسوس ہو رہا تھا۔کہ آج اسکی سالوں کی محنت اس کے سامنے ڈٹ کر کھڑی تھی۔اور وہ تو کیا کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

"میری موجودگی میں کوئی بھی غلط دھندہ نہیں چلے گا اگر کسی نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو اسکی سزا سزائے موت ہوگی اور وہ بھی عبرت ناک۔

لڑکیوں کا دھندہ بند وہ بھی اسی لمحے سے۔اگر کسی کو اعتراض ہے تو ابھی بولے۔!

وہ دائیں سے بائیں چکر کاٹتا دو ٹوک انداز میں بول رہا تھا۔اسکے انداز میں ایک ٹھہراؤ سا تھا ایک روعب سا جو سامنے والے کو بولنے سے پہلے کئی بار سوچنے پر مجبور کر دیتا۔

"اگر ایسا ہوا تو ہم کھائیں گے کیا۔؟ ہجوم میں سے کسی نے متفکرانہ انداز میں کہا۔

"حرام کو چھوڑ کر سب کھاؤ گے۔راستہ بدلو وسیلہ خود بنے گا۔

نیکسٹ میٹنگ میں آپ سب کو بہترین پلینز دیے جائیں گے۔جس سے نا صرف آپ کی کمائی ابھی ہوگی بلکہ آپ کی جان بھی سیف رہے گی۔تب تک کیلئے گڈ بائے۔!

وہ سنجیدگی سے کہتا وہاں سے واپسی کے لئے مڑا۔تو اسکے مڑتے ہی وہ سبھی چوکس ہوئے۔

مگر ایک دم سے لائٹس کے آف ہونے کی وجہ سے ناں تو عالیان اور تیمور اسکا پیچھا کر سکے تھے ناں ہی ایچ اے آر اور ابیر علوی۔

وہ سبھی کے سبھی اپنے اپنے عزائم میں ناکام ہو کر واپس لوٹے تھے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہ مسلسل ایک گھنٹے سے اسکے سفید مرمری ہاتھ کو گھور رہا تھا۔نیلی آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگائے اسکے قریب بیٹھا ہوا تھا۔

"معاعنایت کے وجود میں ہلکی سی جنبشِ ہوئی۔عالیجان نے نرمی سے اسکا ہاتھ چھوڑا۔اور دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ اب بغور اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

سفید چہرے میں سرخی گھلی اسکی معصومیت کو مزید بڑھا رہی تھی۔

سیاہ رنگ میں دمکتی اسکی شفاف رنگت عالیجان شاہ کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی۔

عنایت کے لبوں سے ہلکی سی کراہ نکلی۔بے ساختہ ہی اسکے انگلیوں کی مدد سے اپنی چھوٹی سی پیشانی کو دبایا۔

جس پر عالیجان شاہ نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔شاید وہ سمجھ چکا تھا کہ اسے سر میں درد ہے۔

"عنایت غائب دماغی کی سی کیفیت میں دونوں ہتھیلیاں بستر پر ٹکائے پوری قوت سے اٹھی۔

اور بے ساختہ ہی پیچھے کو ٹیک لگائی۔عالیجان نے ایک دم سے سانس روکے اسے دیکھا۔

جو بے دھیانی میں بکھرے حلیے سمیت اس کی پشت سے آن لگی تھی۔

"بے زار سی کیفیت میں اپنی پشت کسی کھردری شے سے لگتی محسوس ہوئی۔تو چونک کر سیاہ آنکھیں پھیلائے مڑی۔

تو سامنے ہی وہ آنکھیں پھیلائے سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔عنایت بے ساختہ ہی خوفزدہ ہی کیفیت میں پیچھے کو مڑی۔

تو عالیجان نے نرمی سے اپنا ہاتھ اسکے اطراف میں لپیٹے اسے روکا۔

"گر جاؤ گی عنایت۔ڈونٹ موو۔!"

وہ گھمبیر لہجے میں بھاری آواز میں بولا۔تو عنایت کی بچی کچی ہمت بھی ہوا ہوئی۔

آہستہ آہستہ ذہن بیدار ہو چکا تھا۔"!

"تمم پیچھے ہٹو۔!نفرت آمیز نگاہوں سے اسے گھورتے عنایت نے پوری قوت سے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔

جو خاموش نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"بھوک لگی ہو گی تمہیں۔میں کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔!

عالیجان نے گہری سانس بھرتے نرم لہجے میں کہا۔تو عنایت کو مزید شے ملی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"نہیں لگی مجھے بھوک۔زہر لادو مجھے۔تاکہ وہ کھا کر تم سے جان چھوٹ جائے میری۔!

وہ غرا کر نفرت آمیز لہجے میں پھنکاری تو بیڈ سے اٹھتے وہ پراسراریت سے مسکرایا۔

"اس دنیا میں میرے سوا کوئی ایسا زہر نہیں بنا۔لٹل اینجل۔جو تم پر اثر کر سکے۔خود کو تھکاؤ مت۔یونیڈ ریسٹ میں آتا ہوں۔؛"

گہرے لہجے میں کہتے وہ اسکے سرد پڑتے گال کو تھپکتے روم سے باہر نکلا۔

تو عنایت نے غصے سے تکیے اٹھائے بیڈ سے نیچے پھینکے۔

"تم دوسروں سے امید لگا کر بیٹھی ہو۔بے وقوف لڑکی۔جب تک تم خود کا دفاع نہیں کرو گی۔کوئی تمہیں اس جانور سے نہیں بچا سکے گا۔مضبوط بنو عنایت۔ثابت کرو کہ تم ویام کاظمی کی بیٹی ہو۔ "!

ڈریسنگ مرر کا سامان فرش پر بے دردی سے پھینکتی وہ اچانک آئینے میں ابھرتے اپنے عکس کو دیکھ کر چونکی۔

"ہاں۔میں کروں گی اپنا دفاع۔میں نہیں ڈروں گی اب کسی سے بھی۔!مضبوط لہجے میں کہتے وہ اپنے آنسوں کو بے دردی سے رگڑتے سارا کمرہ بری طرح سے بکھیرنے لگی۔بلکل ویسے ہی جیسے اس کا اپنا وجود بکھر چکا تھا۔

Episode 88

"گھر کا ماحول کافی زیادہ خاموشی لئے ہوئے تھا۔حرمین اپنے گھر واپس جا چکی تھی اور اس بار عنایہ پھپھو کے ساتھ رہنے کیلئے گئی تھی۔

ویام نے بہن کو ایک بھی بار رکنے کا نہیں کہا تھا۔اور ناں ہی عنایہ سے کہا تھا۔کیونکہ وہ جانتا تھا۔اگر عالیحان شاہ اس کے گھر سے اس کی بیٹی کو یوں چوروں کی طرح لے جا سکا تھا۔

تو اس میں کہیں ناں کہیں ہاتھ اسکی بیٹی کا بھی تھا۔

"میرے خیال سے مجھے اور حیا کو بھی اب واپس گھر چلنا چاہیے۔کل پریس کانفرنس ہے۔اور ہاسپٹل کو لے کر جانے کون کون سے سوال اچھالے جائیں۔

مجھے اذلان کو ساتھ مل کر پہلے سے ساری تیاری کرنا ہو گی۔!!"امن نے سنجیدگی سے معاملات کی سنگینی کی بابت سوچا تھا۔

ابیر اور انیل دونوں اس وقت وہاں نہیں تھے اور ناں ہی ان کے باقی کے بچے اس وقت ایک ساتھ تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کہ وہ حالات کا ایک ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کر پاتے۔شاید ان کی طرح ان کی اولادوں میں وہ خلوص اور محبت قائم نہیں ہو پائی تھی۔

"ہاں گھر جائیں آپ لوگ۔فکر مت کریں عالیجان کو میں دیکھ لوں گا۔!

ویام نے امن کو مطمئن کرنا چاہا تھا۔جس نے سر اثبات میں ہلایا۔

تبھی واچ مین ایک لفافہ ہاتھ میں تھامے وہاں آیا۔

"سر کوئی دے کر گیا ہے۔!

اس نے لفافہ ویام کی سمت بڑھایا۔جس کی بھوری آنکھوں میں سنجیدگی سمٹی۔

عیناں اور حیا لب سیے خاموش بیٹھی تھیں ایسے جیسے وہ وہاں موجود ہی ناں ہوں۔!

لفافہ کھولتے ہی ویام کے چہرے پر تاریک سائے لہرائے۔

بے ساختہ ہی وہ کاغذ اس کے ہاتھ سے چھوٹتے نیچے کو گرا تھا۔تبریز اور ماہا جو ابھی شاپنگ سے واپس لوٹے تھے۔ وہ جیسے ہی لان میں آئے۔وہاں کا ماحول دیکھ چونکے۔

"کیا ہوا ویام۔؟اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو۔؟سب خیریت ہے۔؟امن نے گھبرا کر اسکا کندھا تھپکا اور جھک کر نیچے سے وہ لفافہ اٹھایا۔

"ان کاغذات کو پڑھتے ہی اب کی بار امن کی حالت بھی بلکل ویسی ہی ہوئی تھی۔انکل کیا ہوا۔؟"تبریز نے چونک کر ان دونوں کو دیکھا اور پھر پاس بیٹھی عیناں اور حیا کو کافی زیادہ گھبرائی تھیں۔

"ماہا آنٹی کو اندر لے جاؤ۔!اسنے اشارے سے اسے سمجھایا تو وہ سر ہاں میں ہلاتے ہوئے آگے بڑھی۔اور عیناں اور حیا کو زبردستی اندر لے گئی۔

"تبریز نے آگے بڑھ کر ان کاغذات کو امن سے لیا۔جو ڈائیورس پیپرز تھے۔

"نن نہیں۔ابیر ایسا نہیں کر سکتا۔عنایہ کو طلاق۔کیسے کر سکتا ہے وہ۔؟"سن ھوتے دماغ سمیت وہ زیر لب بڑبڑاتے بے ساختہ ہی کرسی پر ڈھے سا گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مجھے چاہیے تھا وہ۔ڈیم اٹ۔ایک بھی کام ڈھنگ سے نہیں کر پاتے تم۔؟"ٹرے میں ڈش رکھتے وہ کان میں لگے ائیر پوڈ میں سے ابھرتی آواز سنتے غرا کر مگر دھیمے انداز میں بولا۔

"نیلی آنکھوں میں غصہ امڈ آیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تمہارے بغیر بھی میں سب کچھ ہینڈل کر رہا تھا۔اور کر بھی لیتا۔ مگر اب میری بات دھیان سے سنو۔ایک ہفتے تک اسے جیسے بھی ہو۔ڈھونڈو۔اس سے پہلے کہ معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکلے۔ ہمیں حقیقت تک پہنچنا ہو گا۔!"

" ہمممم۔میں انفارم کرتا رہوں گا۔عنایت میرے پاس ہے۔ڈونٹ وری۔جب تک وہ میرے ساتھ ہے سیو ہے۔کوئی اسے چھو بھی نہیں سکتا۔۔!

اسکے لہجے میں سفاکیت تھی۔جبڑے بھینچتے وہ نیلی غضب ناک آنکھوں میں جنونیت سموئے بولا۔جس پر دوسری سمت موجود شخص نے اسے مزید کچھ بتایا۔

جسے سنتے اس کے چہرے کے تاثرات مزید بگڑے۔

"ڈونٹ وری سب انڈر کنٹرول ہے۔! ہمممم۔پھر بات ہو گی۔بائے۔! "

سرگوشی نما آواز اپنائے اسنے جلدی سے کہا اور فوراً سے ائیر پوڈ کان سے نکالتے موبائل فون اٹھایا۔

جلدی سے سم کارڈ نکالتے اسے توڑ کر دو حصوں میں تقسیم کرتے کچن میں موجود ڈسٹ بن میں پھینکا۔

اور موبائل فون جیب میں رکھتے وہ ٹرے اٹھائے روم کی طرف بڑھا۔

"دروازہ کھولتے ہی اس کے ماتھے پر ڈھیروں بل نمایاں ہوئے۔ جنہیں پھولی سانسوں سمیت دیکھتی وہ پھر سے اپنے کام میں مگن ہوئی۔

اگلے ہی لمحے اس کے چہرے کے تاثرات ڈھیلے پڑ گئے۔

وہ ٹرے میز پر رکھتے خود صوفے پر پوری طرح سے پھیل کر بیٹھا اور گہری نگاہوں سے اس کی ایک ایک حرکت کو آبزرو کر رہا تھا۔

"جو اسکی پرفیومز کپڑوں کا خشر بگاڑنے کے بعد اب اسکے سگریٹوں کی ڈبیوں کو کاٹ کاٹ کر تباہ کر رہی تھی۔

اسکے چہرے پر کوئی خوف کوئی تاثر نہیں تھا۔عالیجان نے ایک بھرپور نگاہ اس کے لرزتے وجود پر ڈالتے سگریٹ نکالتے لبوں میں دبایا۔

اور گہرہ کش بھرتے اسے گھورا۔جو اب بھی اپنے کام میں مصروف تھی۔

"کھانا کھالو اینجل۔پھر یہی سے سٹارٹ لینا۔!

عالیجان شاہ کا لہجہ انتہائی نارمل تھا ایسے جیسے کچھ ہوا ہی ناں ہو۔اور وہ جو اسکی بے بسی اس کا غصہ دیکھنا چاہتی تھی۔

اسکے یوں پر سکون انداز پر عنایت کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"نہیں کھانا مجھے۔دفع ہو جاؤ یہاں سے۔!وہ چلا کر کہتی مٹھیوں میں دبوچتے ڈھیروں سگریٹ کے ٹکروں کو دور اچھال گئی۔

اسکے چہرے پر تھکن کے تاثرات واضح ہو رہے تھے۔رنگت پھیکی پڑ چکی تھی۔عالیجان نے تنقیدی نگاہوں سے اسکے وجود کو دیکھا اور ایک اور گہرہ کش لگاتے سگریٹ ایش ٹرے میں مسلا۔

"چلو اٹھو۔مجھے واپس چھوڑ کر آؤ۔! زمین پر گرا اپنا دوپٹہ اٹھائے وہ خود پر اوڑھتے اس تک گئی۔اور چٹکی بجاتے اسے حکم دیا۔

عالیجان شاہ نے بمشکل سے لبوں کے کونوں پر اڈتی مسکراہٹ کو ضبط کیا۔

"ایسے کیسے چھوڑ آؤں۔؟وہ بھی ایسی کنڈیشن میں۔؟اسکے وجود کو استحقاق سے دیکھتے وہ نرم لہجے میں بولا۔

"دوغلے مکار انسان۔"مجھے پاگل بنا رہے ہو۔؟جانتے ہو یہ بچہ ناجائز ہے۔تم نے ہی تو کہا تھا۔پھر کس بات کی پرواہ کر رہے ہو تم۔؟

عنایت طبیعت خراب ہو جائے گی۔بیٹھ جاؤ۔!عالیجان نے اسکا ہاتھ تھامنے کی کوشش کرتے اسے پچکارا تھا۔

جو سوجھی آنکھوں سمیت اسے گھورتے ایک دم سے مسکرانے لگی۔

"ہاہاہاہاہاہا۔طبعیت۔تمہیں کب سے پرواہ ہونے لگی میری طبعیت کی۔؟

وہ نفرت بھرے انداز میں غرائی تو عالیجان ایک دم سے جگہ سے اٹھا اسکے نزدیک ہونا چاہا تھا جو کھسک کر دور ہوئی۔

"تمہاری وجہ سے میرے باپ کا سر جھکا۔زمانے بھر میں تم نے انہیں رسوا کر دیا۔ابھی تو انہیں میں نے یہ بھی نہیں بتایا کہ تم نے اس بچے کو ناجائز کہا تھا۔۔ورنہ وہ تمہاری بوٹی بوٹی نوچ لیتے۔!"

وہ بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل سے کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔عالیجان خاموشی سے آگے بڑھ رہا تھا۔مگر وہ اسکے پاس آتے ہی بھاگ کر پیچھے ہوتی۔

"جان سے مار دوں گی میں تمہیں۔آئی ہیٹ یو عع۔!"شہادت کی انگلی اٹھائے وہ ابھی مکمل لفظ بھی ادا نہیں کر پائی تھی۔

کہ لڑکھڑا کر وہ بے ہوش ہوتی نیچے گرنے لگی۔عالیجان نے سپاٹ چہرے سمیت آگے بڑھتے اسے بانہوں میں سمیٹا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے وجود پر ایک بے چین نگاہ دوڑائے۔اسے جلدی سے بیڈ پر منتقل کرتے بھاگ کر الماری سے اسکا ایک سوٹ نکالتے اسے جلدی سے چینج کروایا۔

بڑی سی شال نکالتے اسکے جسم کو مکمل طور پر ڈھانپتے وہ پاگلوں کی طرح روم سے باہر نکلا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"سوہا۔بیٹا پریشان نہیں ہو۔آپ کا بھائی جلد ٹھیک ہو جائے گا۔!"عمایہ سیڑھیاں عبور کرتے باہر نکلی تھی۔ جب اسکی سماعتوں میں روز کی فکر مند آواز ٹکرائی۔وہ خود بے چین سے ہوتے سٹنگ ایریا میں آئی۔

سوہا کا چہرہ دیکھ عمایہ کو جھٹکا سا لگا وہ کافی زیادہ گھبرائی اور پریشان لگ رہی تھی۔

السلام علیکم۔کیا ہوا سوہا آپ ٹھیک ہو۔؟گھبرا کر ساس کی گہری نگاہوں سے حائف ہوتے اسنے فکر مندی سے سوہا سے پوچھا۔

"وعلیکم السلام۔یہ کوئی وقت ہے اٹھنے کا۔؟ "

روز نے کڑے تیوروں سمیت اسے گھورا۔جو فریش بلیو کلر کے ڈھیلے ڈھالے سے جوڑے میں فریش فریش کافی پیاری لگ رہی تھی۔

عمایہ کا چہرہ شرمندگی کے احساس سے تپ گیا۔

"وہ ممانی۔!

"مام۔عمایہ صبح سے اٹھی ہوئی تھی۔رات کو بھی میری وجہ سے پریشان تھی تو سو نہیں پائی۔اس لیے میں ہی اسے ساتھ روم میں لے گیا تھا سونے کے لئے۔!"پانی کے گلاس کو ہونٹوں سے اتارتے عائش نے رسان سے ماں کو سمجھایا۔

جنھوں نے پہلوں بدلا۔عمایہ کسی اجنبی کی طرح سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"زوجہ بریک فاسٹ تو گیا ایسا کریں اچھا سا ریڈی ہو جائیں باہر چلتے ہیں لنچ کیلئے۔""!

وہ ماں کی گود میں سر رکھتے صوفے پر پھیل کر لیٹتے عمایہ سے مخاطب ہوا۔جو اچھی خاصی گڑبڑا گئی تھی۔

"سوہا نے سر اٹھائے عائش کو دیکھا۔جو کافی خوش اور فریش لگ رہا تھا۔

"تو واقعی میں عمایہ اور اسکے بیچ سب کچھ ٹھیک ہو چکا تھا۔"

وہ بس سوچ کر رہ گئی۔

"بیٹا ہم نے ابھی لنچ کیا ہے۔!سوری آپ کا ویٹ نہیں کیا۔!"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

روز نے بیٹے کے بالوں کو سہلاتے نرم لہجے میں کہا۔

"اٹس اوکے مام۔ویسے بھی سوہا کو میں اسی لئے لایا تھا کہ آپ کی کمپنی میں وہ اچھا فیل کرے گی۔!"

چلیں عمایہ۔!"اسنے مسکرا کر ماں کا ہاتھ چومتے پھر سے کہا۔

عمایہ سر اثبات میں ہلاتے جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اوکے مام۔رات تک لوٹیں گے ہم۔عمایہ کے لیے ایک سرپرائز ہے۔ابھی بتا کر مزہ خراب نہیں کرنا چاہتا۔
اب فکر مت کریئے گا آپ سے بات کرتا رہوں گا۔!"

سوہا ٹیک کیئر۔!

اسنے ماں کو محبت سے آگاہ کیا اور سوہا سے کہتے وہ باہر گاڑی کی طرف نکلا۔

عمایہ جیسے ہی باہر آئی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے اندر بیٹھی۔عائش نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"افففف یہ کلر کافی اٹھ رہا ہے تم پر۔ویسے وہ کنگن لے آتی تو زیادہ اچھا تھا۔!

سیٹ بیلٹ باندھتے وہ مخمور سے انداز میں بولا۔

تو عمایہ چونکی۔

"آئی سویر آج تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکے گا ڈارلنگ۔!"وہ دل ہی دل میں بڑبڑاتے عمایہ کو کنفیوز دیکھ
مسکراتے گاڑی سٹارٹ کر گیا۔

جبکہ عمایہ ابھی تک اسی سوچ میں تھی کہ آخر ایسا کیا کرنے والا تھا وہ۔؟"

Episode 89

آپ کی وائف اس قدر خوفزدہ کس سے ہیں۔؟

ڈاکٹر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"مجھ سے۔!سینے پر ہاتھ باندھے اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

"تو پھر آپ کو انہیں چھوڑ دینا چاہیے۔!ڈاکٹر نے گھور کر اس پاگل کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مشورہ دے رہی ہیں تو اس کی ضرورت نہیں۔ اگر حکم دے رہی ہیں تو احتیاط کریں۔ ہو سکتا ہے آئندہ کسی کو حکم دینے کے قابل ناں رہیں آپ۔!

نیلی حسین آنکھوں میں سرد پن سمیٹے وہ بپھر کر بولا۔

"ڈاکٹر نے گھبرا کر اس پاگل شخص کو دیکھتے بستر پر نیم دراز اس معصوم لڑکی کو دیکھا۔

"دیکھیں مسٹر۔ایسی کنڈیشن میں بلیڈنگ ہونا کوئی عام بات نہیں۔آپ کو بھی معلوم ہو گا۔یہ بچے کے لیے کتنا خطرناک ہے۔"!

فل حال کے لئے میں نے انہیں انجیکشن تو دے دیا ہے۔مگر میڈیسنز کتنی دیر تک اثر کریں۔جب تک وہ مینٹلی خوش نہیں ہو نگی ایم سوری میں تو کیا کوئی بھی ڈاکٹر کچھ نہیں کر پائے گا۔!

ڈاکٹر نے عنایت سے ہٹ کر اب کی بار اسے بچے کی بابت آگاہ کیا تھا۔

جس پر عالیجان شاہ کے چہرے پر کئی گناہ سنجیدگی سمٹی۔

وہ پچھلے سات گھنٹوں میں اس کی باتیں،اسکا غصہ اور تو اور اسکے تلخ الفاظ برداشت کرتا آیا تھا۔پھر بھی وہ خوفزدہ تھی۔؟افففف خدایا۔!"

حسین چہرے پر ہاتھ پھیرتے اسنے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے بے بسی سے خدا کو پکارا۔

ڈاکٹر نے اس سر پھرے کو گھورا۔جو جانے کہاں کھو گیا تھا۔

"کوئی لیڈی آئی ہیں آپ کے ساتھ تو بتائیں۔میں کچھ ضروری ہدایات سمجھا دیتی ہوں انہیں۔!"

ڈاکٹر نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا تھا۔

"شوہر میں ہوں لیڈی یہاں آکر کیا کرے گی۔؟جو بھی ہدایات ہیں مجھے بتا دیں آپ۔؛ "

عنایت کا بلیڈ پریشر چیک کرتے ڈاکٹر نے آنکھیں میچتے گہری سانس بھری۔

"مسٹر شاہ پلیز آپ باہر ویٹ کریں۔!وہ سیدھا سیدھا اسے باہر کا رستہ دکھا رہی تھیں۔

"ڈاکٹر میری بیوی کی طبعیت پہلے سے خراب ہے۔اگر آپ چاہتی ہیں کہ یہاں کوئی بدمزگی ناں ہو تو چپ چاپ اسکا علاج کریں۔ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔!

وہ سپاٹ لہجے میں کہتا آگے بڑھا تو ڈاکٹر گھبرائی۔اس کے خوف کے سبب اسے پھر سے مخاطب نہیں کیا تھا۔ہاں البتہ اس شخص کے ساتھ آدھا گھنٹہ گزارنے کے بعد انہیں عنایت پر افسوس ضرور ہوا تھا۔جو مسلسل اسے جھیل رہی تھی۔

"اب وہ بہتر ہیں۔فل حال کے لیے خطرے کی کوئی بات نہیں۔مگر اگلے کچھ دن کریٹیکل ہیں۔یا یوں سمجھیں فرسٹ تھری منتھ۔پراپر چیک اپ اور میڈیسن کے ساتھ ساتھ آپ کی وائف کو ایک پراپر انوائرمنٹ کی ضرورت ہے۔

زیادہ سے زیادہ بیڈ ریسٹ دیں تاکہ دوبارہ بلیڈنگ ناں ہو پائے۔ورنہ حالات میرے کنٹرول سے باہر جاسکتے ہیں !۔

مزید آدھا گھنٹہ عنایت کو اندر آبزرویشن رکھتے ڈاکٹر نے عالیجان کو صورتحال سے آگاہ کیا۔

جو یک ٹک بیڈ پر لیٹی عنایت کو دیکھ رہا تھا۔جس کے سفید چہرے پر پیلاہٹ واضع ہو رہی تھی۔

"گھر لے جاسکتا ہوں میں اسے۔!

ڈاکٹر نے سرد سانس بھرتے اسے دیکھا۔اور پھر عنایت کو۔

فل حال کے لئے لے جائیں کل نہیں تو پرسوں دوبارہ لایئے گا۔تاکہ میں بے پی کی کنڈیشن چیک کرتی رہوں۔!"

اوکے۔!وہ سرد لہجے میں کہتا عنایت کی سمت بڑھا اور ڈاکٹر سائرہ جو اس سے شکریہ یا تشکر کے الفاظ کی توقع میں تھی۔

غصے سے چہرے سمیت اس گھمنڈی مگر حسین شخص کی پشت کو گھورا۔اور تاسف سے سر نفی میں جھٹکتے وہ روم سے باہر نکلی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"افففف ڈیڈ۔آپ تو اس ڈینی کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں۔اور یہاں آپ کو معلوم بھی ہے کیا ہو چکا ہے۔!

وہ نشے میں مست پوری وائن کی بوتل کو منہ سے لگائے آج خوشی سے جھولتا باپ کی خوشی کو زائل کرنے لگا۔

مارک ٹھٹکا۔وہ ڈینی کے رویے سے پہلے ہی پریشان تھا مگر اب بہرام کی بات پر چونکا۔

"ایک گڈ نیوز ہے اور ایک بیڈ۔!بولو کون سی سناؤں۔۔""""!

وہ کھلکھلا کر بولا اور نظریں اسکرین پر چلتی عنایہ کاظمی کی تصویروں پر گھاڑی۔

"برا وقت تو پہلے ہی چل رہا ہے۔اچھی پہلے سنا دے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سر جھٹک کر مارک نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی۔

"آپ کی بہو کا ڈائیورس کروادیا میں نے۔ جلد واپس لوٹوں گا۔اپنی سویٹ ہارٹ کے ساتھ۔!"

وہ چلتا ہوا اسکرین کے قریب گیا اور زوم کرتے عنایہ کے چہرے پر منظر روک دیا۔اور اب انگلیوں سے اسے چھوتے وہ مخمور لہجے میں بولا۔

"مارک نے شکر کا سانس بھرا۔تو جلدی واپس او۔یہاں آؤ اور دیکھو تمہارا باپ کتنا اکیلا پڑ گیا ہے۔اوہ ڈیڈ۔بیڈ نیوز تو آپ کے کام کی ہے۔وہ تو سنو۔!

اب کی بار بہرام نے بدمزہ ہوتے کہا۔

"وہ بھی سنادے۔!

"آپ کی بھتیجی۔وہ عنایت۔لٹل اینجل ڈیڈ۔جس کی شادی کو آپ نے اتنے سالوں سے روکا ہوا تھا۔یو نو واٹ۔؟

وہ میرڈ نکلی۔ہاہاہاہاہاہا۔اور تو اور شی از پریگننٹ ڈیڈ۔آپ تو گئے۔ہاہاہاہا۔!

وہ پاگلوں کی طرح قہقہ پر قہقہ لگاتا مارک کی ساری دُنیا چند ہی لفظوں میں تہس نہس کر گیا۔۔

وہ مردہ لاش کی طرح صوفے سے نیچے فرش پر گرا تھا۔

"پورا وجود سناٹوں کی ضد میں آ چکا تھا۔عنایت کی شادی مطلب اس کے خاندان اور پورے ملک کا اگلا کنگ۔؟ "

ننن نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔کون ہے وہ شخص۔؟ کس نے کی یہ جرات۔؟ مار دو اسے۔بہرام۔لو کی اسے جان سے مار وا بھی کے ابھی۔""""!

مارک پاگلوں کی طرح اپنے بال نوچتے ہوئے دھاڑا تھا۔

"ڈیڈ۔یار کول ڈاؤن۔کیا مار دو مار دو لگایا ہے۔؟یو نو واٹ۔؟ وہ عالیجان شاہ ہے۔ہاہاہاہاہاہا۔مار دو مار دو۔!اسے کیسے ماروں۔بچوں کا کھیل سمجھ رکھا ہے آپ نے۔""""!

وہ انتہائی بدتمیزی سے بولا تھا۔

اپنی خوشی میں پاگل وہ آج ضرورت سے زیادہ اور کافی سٹرانگ ڈرنک پی چکا تھا۔

جس وجہ سے وہ ساری باتیں باپ کو بتا رہا تھا۔

جنہیں وہ خود نپٹانے کا سوچ چکا تھا۔"

""کلک کیا۔ ووہ عنا عالیجان۔ وہ کیسے۔ وہ تو نفرت کرتا تھا اس سے۔؟"" مارک کا غم ضرورت سے زیادہ بڑا تھا۔ تیس سالوں سے جس جگہ کو پانے کے لئے اسنے دنیا ہلا دی تھی۔

وہ آج اتنا قریب آکر بھی سب کچھ ہار گیا تھا۔

"عنایت کو جان سے مار دو لو کی۔ ناں تو وہ۔ ناں ہی اسکا بچہ کوئی ناں بچے۔!

وہ غرائے تھے۔

درد کی شدت سے دماغ کی رگیں پھٹنے کو ہوئی تھیں۔

"پاگل ہو گئے ہیں آپ تو۔ سنا نہیں۔ عع عالیجان لے گیا ہے اسے۔ عنایتتت کو کیسے مار سکتا ہوں میں۔؟ وہ مجھے ہی مار دے گا۔ اور ابھی مجھے اس عنایت میں نہیں اپنی عنایہ میں انٹرسٹ ہے۔ عنایہ مائے لو۔ مائے سیوٹ ہارٹ۔!

اسکرین کو چومتے وہ بلند آواز میں بڑبڑاتے ہوئے نشے سے چور پیچھے کو ڈھیر ہوا تھا۔

مارک نے غم و غصے کی زیادتی سے موبائل فون فرش پر دے مارا۔

"یہ پاگل ہو گیا ہے اس لڑکی کے پیچھے۔ میری سالوں کی محنت مٹی میں نہیں مل سکتی۔۔ اب مجھے ہی کچھ کرنا ہو گا۔! قہر برساتی نگاہوں سے وہ تخیل میں عنایت کو دیکھ زیر لب بڑبڑایا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ڈاکٹر لیو ہر۔!" غصے سے دہاڑتے وہ دروازہ پوری قوت سے کھولتا پھر کر اندر داخل ہوا تھا۔

جہاں سامنے ہی رسیوں میں جکڑی حورین شاہ کا بھیگا وجود، رویا رویا چہرہ اسکے وجود کو لہولہان کر گیا۔

"ڈیول نے شدت طیش سے مٹھیاں بھینچتے خود کو بڑی مشکل سے روکا۔

اور آگے بڑھتے حور کو اس رسیوں سے آزاد کیا۔

"کک کیف۔! وہ روتی بلکتی اسکے سینے میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔!

بھوری آنکھوں میں وحشتوں کا جہاں امڈا تھا۔ اسکے کندھے پر سلگتے ہونٹ رکھتے ڈیول نے اسے بچوں کی طرح خود میں چھپایا۔

اور ایک ہی لمحے میں اسے بانہوں میں بھرتے وہ روم سے باہر نکلا۔

"حورین کا نازک وجود رونے کی شدّت سے کانپ رہا تھا اور اسکے یہ آنسوں ڈیول کو اپنے دل پر گرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہ روم میں داخل ہوا۔اسے نرمی سے بیڈ پر لٹایا۔

"نو تم مت جاؤ پلیز۔! حور نے سہم کر خوفزدہ سی نگاہوں سے دروازے کو دیکھ کر ڈیول کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کر دی۔

اس کا یہ خوف ڈیول کے اندر کے حیوان کو جگانے کو کافی تھا۔

"وہ جھکا نرمی سے اسکی پیشانی پر لب رکھے۔

"اسنے ہرٹ کیا تمہیں۔!؟"اسکے سوال پر حورین کی نیلی آنکھوں میں آنسوں سمٹے تھے۔سفید روئی سا نرم چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"یس۔"

حور نے سر اثبات میں ہلاتے کہا۔ "

"اسے پنش کروں۔؟ڈیول کی پراسراریت سے اسے دیکھتے رومال سے اسکے بھیگے گالوں کو صاف کرتے پوچھا۔

"یس گو۔! وہ فوراََ سے حامی بھر گئی۔ڈیول کے ہونٹوں پر مسکراہٹ امڈی اور ایک ہی لمحے میں غائب بھی ہوئی تھی۔

ڈیٹس لائنک مائے ہارٹ۔!

اسنے جھکتے اسکے دونوں گالوں پر اپنا لمس چھوڑا۔

موبائل فون نکالتے اسے ٹام اینڈ جیری لگا کر دیے اور ہیڈ فون اس کے کانوں میں لگائے،بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے کمفرٹر اس پر اوڑھایا۔

"جلدی آنا۔پلیز۔! وہ گھنیری پلکوں کی باڑ اٹھائے بولی تو ان سے جھلکتی وہ شفاف نیلے پانی کا عکس دیتی حسین آنکھیں ڈیول کا سانس ایک لمحے کو روک گئی۔

اپنے جذبات پر اوس ڈالتے وہ جیسے ہی واپسی کو مڑا۔

اس کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔ایسے جیسے وہ کوئی انسان نہیں کوئی وحشی درندہ ہو۔!"

وہ دوبارہ سے اسی روم میں ایا۔جہاں نرسز اور ڈاکٹر گھبراہٹ زدہ سی کیفیت میں گھری کھڑی تھی۔

""سسسس وہ ٹھیک ہیں۔ہم بس یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ وہ چل سکتی ہیں۔پلیز ہمیں معاف کر دیں۔ہم نے ان پر ٹارچر نہیں کیا۔!

ڈاکٹر اسکے وحشت ناک انداز کو دیکھ کر دہل کر اس کے پیروں میں گری تھی۔

"لیڈیز۔!"

اسکی سرد آواز پر جولی کے ساتھ کئی اور لیڈیز گارڈز بلیک یونیفارم میں ملبوس اندر داخل ہوئی۔

"سب سے پہلے کس حصے پر رسی باندھی تھی۔!

وہ کرسی پر بیٹھتا ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے سرد لہجے میں بولا۔

"سسسر پلیز۔! ڈاکٹر اب باقاعدہ رونے لگی تھی۔

"میں نے پہلے وارن کیا تھا تمہیں۔ اسے تکلیف ناں ہونے پائے۔ اس لئے نہیں بلایا تھا کہ تم اسے رلاؤ۔! تمہاری وجہ سے وہ روئی ہے۔ تمہیں کیسے چھوڑدوں۔! جنون بھرے لہجے میں کہتا وہ ڈاکٹر کو کوئی پاگل ہی لگا تھا۔

باندھو ان سب کو۔! وہ سرد لہجے میں دہاڑا تھا۔

آنکھیں میں ابلتے شعلے دیکھ ڈاکٹر اور نرسز خوف سے کانپنے لگی تھیں۔

"جولی اور باقی کی گارڈز نے ان سب کو باندھا۔

"یہ مشین تم اسے ٹھیک کرنے کو لائی تھی۔! وہ شاک دینے والی مشین کو دیکھتے سرد لہجے میں بولا۔

توڈاکٹر کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑا۔

اسے تو لگا تھا کہ وہ اس کے آنے سے پہلے اس لڑکی کو ڈرائے گی۔ اور وہ خود سے ٹھیک ہو جائے گی مگر اب اپنا ہی پلین الٹا پڑتا محسوس ہوا تھا۔

"سر پلیز ہمیں معاف کر دیں۔ آپ کی وائف ٹھیک ہو سکتی ہیں۔ بس وہ کوشش نہیں کر رہی چلنے کی۔ باقی ان کی ٹانگوں میں موومنٹ باقی ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے۔!ء

ڈاکٹر بلک کر بولی تو ہنسا۔ پرسوز سے انداز میں۔

یہ تو میں نے ہی تمہیں بتایا تھا۔ جولی۔ چیک کرو یہ مشین ٹھیک تو ہے۔! اس نے سرد آواز میں حکم دیا تو ڈاکٹر کی جان لبوں پر آئی۔

"ان کا اچھے سے علاج کرو۔ تاکہ آئندہ یہ کسی کا علاج کرنے کے قابل ناں رہیں۔

نفرت بھری نگاہوں سے ان سب کو دیکھتے وہ اپنے بھاری قدموں سمیت اٹھا اور روم سے باہر نکل گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"پھپھو آپ پریشان نہیں ہوں۔عالی کا کیا ہے۔بیچارہ رہ لے گا اکیلا ہی۔ویسے بھی ڈیڈ آپی کو اسکے پاس نہیں چھوڑیں گے۔اوپر سے ماموں اگر واپس آئے تو وہ بھی اس بیچارے کو قصوروار ٹھہرائیں گے۔!"

کافی کا مگ پھپھو کے ہاتھ میں تھمائے وہ سامنے موجود چھوٹے سے صوفے پر ڈھیر ہوئی تھی۔

چہرے پر خالصتاً فکر کے تاثرات تھے۔حرمین کا سانس ایک پل کو گھبراہٹ کے زیر اثر تھما ضرور تھا۔سیاہ انکھوں میں آتی نمی کو بڑی دیدہ دلیری سے وہ ضبط کر گئی۔

وہیں پھپھو کے منہ پر چپ کا تالا دیکھ عنایہ کی بھوری آنکھوں میں سنجیدگی سمٹی۔اب ہی بار اسے گہرہ وار کرنا تھا۔تبھی کام بنتا۔"

آپ کو پتہ ہے عالی کا دوست ملا تھا بچپن کا۔ماہ ویر۔!

ماہ ویر کے نام پر حرمین چوکس ہوئی اسے وہ کیسے بھول سکتی تھی۔

"اس نے مجھے بتایا کہ عالی نے مٹھو انکل کو نہیں مارا تھا یہ سب اسے پھنسانے کے لیے جھوٹ بولا گیا تھا۔اوپر سے اسے نشے پر لگانے والا بھی وہی تھا۔اسے پیسوں کی ضرورت تھی۔

اسی وجہ سے اس نے یہ سب کیا۔خیر اب تو وہ معافی مانگ چکا ہے عالی سے۔" مگر اب کیا فائدہ۔؟عالی کی زندگی تو برباد ہو گئی ناں۔اتنے سال جیل میں رہا وہ بیچارہ اتنا ٹارچر سہا۔"

جیل میں۔؟" حرمین نے یک لخت عنایہ کی بات کاٹی تھی۔

تو اور پھپھو۔! آنکھیں گھمائے وہ سر جھٹک کر بولی جیسے کہہ رہی ہو آپ کو نہیں معلوم۔!

"نہیں عینی۔عالیان نے خود پتہ کیا تھا۔وہ تو جیل سے بھاگ گیا تھا۔!

حرمین نے کئی سال پہلے کے اس واقع کو ذہن میں دہراتے ہوئے کہا تھا۔جب عالیان شاہ بیٹے کو چھڑانے کی غرض سے گئے تھے مگر خالی ہاتھ لوٹے تھے۔

"اس کا مطلب پولیس والوں نے بھی جھوٹ بولا۔اسی وجہ سے عالی کو لگتا ہے کہ ہم نے اسے چھڑایا نہیں۔وہ ہم سب سے ناراض ہے۔اور ہم اس سے۔!

عنایہ نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔اگر دنیا اسے اکیلا چھوڑ دیتی تو اسکا مطلب یہ نہیں تھا کہ اسکی بہن اسکی ٹیڈی بھی اسے اکیلا چھوڑ دیتی۔بدگمانیاں میں گھرا ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ماہ ویر اسے سب کچھ بتا چکا تھا۔شاید ایسا کچھ جس سے گھر میں کوئی دوسرا واقف ہوتا۔!

"خیر ہمیں کیا لگے ہم تو ویسے بھی اس کے بغیر خوش ہیں ہی۔!

وہ طنزیہ انداز میں کہتی اٹھنے لگی۔جب حرمین دبک کر اسکا ہاتھ تھام گئی۔

عنایہ نے بظاہر حیرت سے پھپھو کو دیکھا۔اسکا آنے کا مقصد شاید اب پورا ہونے والا تھا۔

"بیٹا مجھے مم میرا واپس واپس چاہیے۔پلیز مجھے عالی واپس چاہیے۔!وہ ممتا کی ماری جب کراہ کر بولی تو عنایہ کو لگا جیسے اس ماں کی تکلیف دہ آہوں پر اسکا کلیجہ پھٹ جائے گا۔

"صدیوں کے ضبط کیے آنسوں،دکھ،تکالیف،کرب ایک ماں کی تڑپ کیا کچھ نہیں تھا اس کے آنسوں اسکی آہوں میں۔!

عنایہ نے آگے بڑھتے اپنی پھپھو کو خود سے لگایا۔

وہ جانتی تھی۔ایک ماں اپنی اولاد سے زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتی تھی۔اور اب بھی وہی ہوا تھا۔عنایہ کے ذرا سا حوصلے نے انہیں موم کر دیا تھا۔

"تو آپ واپس لے آئیں انہیں۔عنایت آپی کو۔اپنے ہونے والے پوتے کو۔!"

آنکھوں میں تیرتی نمی سمیت وہ پھپھو کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ان کے آنسوں صاف کرتے بولی۔۔

تو اس احساس کے تحت ہی حرمین کا دل زوروں سے دھڑکا تھا کہ اب اس کا بیٹا اکیلا نہیں تھا۔اسکی بیوی تھی۔اسکی اولاد۔وہ دادی بننے والی تھی۔

"مم مگر بھائی۔؟ویام کے خیال سے ہی حرمین کا چہرہ سپید پڑ گیا تھا۔وہ بیٹے کی محبت میں بھائی کو کیسے کھو دیتی۔

"ان کی فکر آپ مت کریں۔انہیں چونا میرا مطلب انہیں مطمئن کرنے کا کام میرا ہے۔!

وہ آنکھیں ٹمٹما کر بولی۔تو حرمین نے گہری سانس بھرتے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہم کب جائیں گے عنایہ۔؟

وہ خوشی سے چمکتے چہرے سمیت بولی۔"صبح چلیں گے پھپھو۔اور وہاں میں جو جو کہوں گی آپ بس گردن ہلائیں گی۔!

عنایہ نے پھپھو کو پہلے سے سمجھایا۔

"جو اس خیال سے ہی خوش ہو چکی تھیں کہ صبح ان کا بیٹا اسکی بیوی اور بچہ ان کے پاس ہونگے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اب آپ سو جائیں۔ کیونکہ کل سے آپ کی نئی ڈیوٹی لگنے والی ہے اپنی بہو کی خاطر مدارت کی۔"!

وہ آنکھ ونک کیے شرارت سے بولی۔ تو حرمین نے احساس تشکر سے اسے خود میں بھینچا۔

"تھینک یو سوچ گڑیا۔ تم نے ثابت کر دیا تم میرے بھائی کا خون ہو۔ میں یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گی۔!"

حرمین نے خوشی سے لبریز لہجے میں کہتے اسکی پیشانی چومی تھی۔

"بس دعا کر دیں کہ۔ آپ کے داماد کو عقل آ جائے اور اسکی زبان اور آنکھیں شریف ہو جائیں۔ تاکہ میری آنے والی زندگی سکون سے کٹے۔!ء

وہ دل ہی دل ابیر علوی کی زبان کے گوہر اور آنکھوں کی وارننگز یاد کرتے بولی۔ تو حرمین کھلکھلا کر ہنسی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"گھرے تاریک اندھیرے میں وہ ٹھٹھرا دینے والی سرد ہواؤں کے بیچ شرٹ لیس ساریکنگ پر ایک ہاتھ ٹکائے شہد رنگ آنکھوں میں سپاٹ تاثرات سمیٹے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔"

ایک ہاتھ میں موجود سگریٹ کا گہرہ کش بھرتے اسنے بالوں میں انگلیاں چلائی۔ عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی۔

عنایہ کاظمی کی بڑھتی طلب اسے مجبور کر رہی تھی وہ کچھ غلط کرے۔

اور جو تاثر وہ اسکی آنکھوں میں آخری وقت اپنے لیے دیکھ آیا تھا اس کے بعد شرافت کی ملاقات کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا تھا۔

" ہمممم۔ لگتا ہے کسی گہری سوچ میں ہو تم۔!" ڈینی جو کسی ضروری میٹنگ کی بابت اسے اطلاع دینے روم میں آیا تھا۔ اسے ٹیرس پر کھڑا دیکھ وہ وہیں اسکے پیچھے آیا تھا۔

اس قدر سرد موسم میں اس کا یوں شرٹ لیس کھڑا ہو کر سگریٹ پھونکنا ڈینی کو سوال کرنے پر مجبور کر گیا۔

"فل حال کے لیے صرف ایک ہی سوچ میرے دل و دماغ پر حاوی ہے۔! اسنے کش لگاتے صاف گوئی سے کہا۔

ڈینی سمجھا کہ وہ کام کی بات کرے گا۔ یقیناً تباہی کی۔"

وہ کیا۔؟ وہ شیر ہوا پوچھ بیٹھا۔

"عنایہ کاظمی۔ مجھے وہ یہاں چاہیے اپنے پاس۔! اس کا انداز پوچھتا ہوا نہیں بتاتا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں وہی جنون تھا جو وہ اس کے باپ کی آنکھوں میں دیکھتا آیا تھا۔

"کیا اس قدر پاگل پن اور جنون کی کوئی خاص وجہ۔؟"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈینی نے ماتھے پر بل ڈالے اسکے کسرتی غیر معمولی باڈی کو دیکھ کر استفسار کیا۔یقیناً وہ جم جاتا تھا۔اور بھی بہت کچھ کرتا تھا جس سے ڈینی ناواقف تھا۔

"جنون ہو یا عشق وجہ سے تھوڑی ہوتا ہے۔یونہی بے وجہ ہو گیا۔!

کندھے اچکاتے وہ سرد لہجے میں بولتا اپنی بے چین کیفیت پر ہنسا۔

"مگر جہاں تک مجھے علم ہے تمہارے اور اسکے تعلقات تو اتنے اچھے نہیں۔"!

ڈینی اس کے عشق کی گہرائی ماپنے کی کوشش میں تھا۔

کہیں اس کے اندر کا یہ مجنوں اسکے سارے پلین پر پانی ناں پھیر دے۔

"وہ تو بس غذا ہے اس رشتے کی۔باقی آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں میں اسے ہینڈل کر لوں گا۔!

اسنے جیسے ڈینی کو جتا کر سارے معاملے سے دودھ میں سے مکھی کی طرح نکالا تھا۔

"ابیرا بھی تمہیں خود کو اور اس دنیا کو وقت دینا چاہیے۔عنایہ کا کیا ہے اسے تم بعد میں لے آنا۔"

ڈینی سمجھ چکا تھا کہ اگر وہ ٹھان چکا ہے تو کل تک ضرور عنایہ اسکے پاس ہو گی۔جو وہ ہر گز نہیں چاہتا تھا۔

"کسی نے ڈائیورس پیپرز بھیجے ہیں میرے نام سے۔میں صبح ہی یہ قصہ ختم کرنا چاہتا ہوں۔عنایہ کی طرف اٹھی کسی کی نظر۔میری برداشت سے باہر ہے۔اور اب مجھے وہ ہر قیمت پر یہاں اپنے پاس چاہیے۔"!

وہ مڑا اسکی آنکھوں میں اپنی وحشت زدہ آنکھیں گاڑھتے دوٹوک انداز میں کہا۔ڈینی نے تھوک نگلا۔

"تو ٹھیک ہے میں کچھ دنوں کے لئے یہاں سے چلا جاتا ہوں۔!"ڈینی نے اگلا پینترا آزمایا۔

"شیور۔ویسے بھی اسے ہینڈل کرنے کے لیے مجھے سپیس چاہیے۔آپ کسی دوسری شفٹ ہو جائیں۔!

سگریٹ کا آخری کش لگاتے اسنے دھواں ڈینی کے چہرے پر چھوڑتے اسے مشورہ نہیں حکم دیا تھا۔

اور خود اسے گڈ نائٹ کہتا وہ اپنے روم کی طرف بڑھا۔

پیچھے ڈینی نے ضبط نے مٹھیاں بھینچتے اپنے اشتعال پر بمشکل سے ضبط کیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"وہ گھر آیا۔ایک تھکن زدہ نگاہ اس کے چہرے پر ڈالے گاڑی سے نکلتے اسے آرام سے بانہوں میں بھرا۔غنودگی کا اثر ابھی تک قائم تھا۔اسی لئے وہ پوری طرح سے اب تک ہوش میں نہیں لوٹی تھی۔

"احتیاط سے قدم اٹھائے وہ سیڑھیوں کی بجائے نیچے موجود کمرے کی سمت بڑھا۔

روم کا دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوا اور نرمی سے اسے بستر پر منتقل کرتے کمفرٹر اوڑھایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کھانا یقیناً ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ گردن پر ہاتھ پھیرتے وہ پھر سے کچن کی سمت بڑھا۔اپنے لیے کھانا وہ باہر سے آرڈر کرتا تھا مگر عنایت کو ایسی کنڈیشن میں باہر کا کھانا وہ ہرگز نہیں کھلا سکتا تھا۔

اس لئے ہاتھ اچھے سے دھوئے وہ چکن ریفریجریٹر سے نکالتے اب ہلکے دم والی بریانی بنانے لگا۔جو کہ آدھے پونے گھنٹے میں تیار تھی۔ساتھ ساتھ وہ موبائل فون پر اپنی نیلی آنکھیں جمائے مسلسل سرچ کر رہا تھا کہ ایسی سچویشن میں کون کون سی چیزیں ماں اور بچے کے لئے اچھی ہو سکتی ہیں۔

بریانی کو دم دیے وہ ایک نگاہ عنایت کر ڈالنے کمرے کی طرف گیا۔۔تو کئی لمحے وہ وہی کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

جس کے چہرے کی رنگت پھیکی پڑ چکی تھی۔شفاف چہرے پر موجود وہ حسین آنکھیں جو اسکے خوف سے جگ مگ کرتی تھی۔

اب ان کے نیچے سیاہ حلقے تھے۔قدم بے ساختہ ہی آگے بڑھے تھے۔اگر دوبارہ عنایت ایسی کنڈیشن تک جاتی تو یقیناوہ اپنے بچے کو کھو دیتا اور شاید اسے بھی۔

ذہن میں گرداب کرتی یہی سوچیں تھی۔جو اسکے پاؤں کو زنجیر کی طرح باندھے اندر کھینچ چکی تھی۔

وہ بے حد آہستگی سے اسکے قریب بیٹھا۔یک ٹک اسکے پیٹ کو دیکھ رہا تھا۔

اپنے الفاظ کانوں میں پگھلتے ہوئے سیسے کی طرح گھوم رہے تھے۔

بے ساختہ ہی اسنے ضبط سے آنکھیں میچی اور جھک کر اسکے پیٹ پر ہاتھ رکھتے اپنے لبوں کا لمس چھوڑا۔

"ایم سو سوری بے بی۔میں بہت برا ڈیڈ ہوں۔میں نے بہت ہرٹ کیا آپ کو۔آئی نو۔آپ ناراض ہو گے مجھ سے۔مگر آئی سوئیر یہ سب اچانک تھا اور آپ کی ماما کو روکنے کے لئے مجھے یہی صحیح لگا۔میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ خطرے میں پڑو۔مگر آپ کی ماما نے اس بار میری ایک بھی نہیں سنی۔"!

وہ تاسف،دکھ،اور باپ کی شفقت بھرے لب و لہجے میں بول رہا تھا۔جیسے وہ بچہ جس کا ابھی تک نام و نشان بھی مکمل نہیں ہو پایا تھا وہ اسے سن رہا ہو۔!یہ وہ احساس ندامت تھا جو کئی دنوں سے اسکے دل میں چبھ رہا تھا۔

"ہاں آپ کی ماما کو ہرٹ نہیں کروں گا اب۔!اس کے لئے آپ سے سوری۔مگر شی از اونلی مائن۔اس بات پر ہماری بحث کبھی نہیں ہو گی۔!اب کی بار اسکے لہجے میں جنون تھا شدت اور دیوانگی۔"

اپنی ماما کا خیال رکھنا میں آتا ہوں۔!

ایک بار پھر سے وہی عمل دہراتے وہ اٹھا اور ماتھے پر ہاتھ رکھتے ٹمپریچر چیک کیا اور پھر بریانی کے دم کا سوچ وہ کچن کی سمت بڑھا۔

"عنایت جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ہوش میں لوٹی تھی مگر آنکھیں بند کیے وہ جسم میں تھکاوٹ اور کمزوری کے سبب لیٹی ہوئی تھی۔

اچانک عالیجان کے آنے پر آنکھیں موند گئی تھی۔اب بھی بے دردی سے اپنے ماتھے اور پیٹ کے حصے کو ہاتھ سے رگڑ کر جیسے اس کے لمس کو مٹانا چاہا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مجھے لگتا ہے کہ یہ ابیر نے نہیں کسی اور نے پیپرز بھیجے ہیں۔کوئی ہے جو ابیر سے ہمیں بدگمان کرنا چاہتا ہے۔!" ازلان نے لبوں سے ہاتھ رکھتے سنجیدگی سے اپنا موقف پیش کیا۔

"وہ سب اس وقت ازلان کے گھر پر تھے۔کیونکہ گھر کی سب خواتین چوکس ہو چکی تھی۔اور ایسے میں ان کے سامنے یا گھر پر وہ کسی بھی قسم کا ذکر نہیں کر سکتے تھے۔

"مگر ان پر جو سائن ہیں وہ ابیر کے ہی ہیں۔!"" تبریز نے سپاٹ چہرے سے سائن کو گھورتے ہوئے کہا تھا۔

جو بھی ہو۔ہمیں ناں تو عنایہ اور ناں ہی گھر میں باقی کسی کو اس کی بھنک لگنے دینی ہے۔اور جلد از جلد ابیر کو ڈھونڈو۔!

تاکہ اس سے آمنے سامنے بات ہو سکے۔!" عالیان شاہ اور تیمور جو ویڈیو کال پر تھے انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔

"ویام مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے۔ذرا گھر جا کر کال کرنا۔"

تیمور نے ویام کو مخاطب کیا۔جسے دیکھ کر ایک بار پھر سے اسے وہ لڑکا وہ ڈیول یاد آیا تھا۔

"اوکے۔!ویام نے کھوے کھوئے سے انداز میں کہا تھا۔

جو کچھ اسکے بچوں کے ساتھ ہو رہا تھا اس کے بعد شاید ہی وہ اپنے حواس میں ہوتا۔!"

وہ شاور لے کر باہر نکلی۔تو سیل فون مسلسل بج رہا تھا۔

بالوں کو ٹاول سے رگڑتے وہ ڈریسنگ مرر میں ابھرتے اپنے عکس کو گھورتی اب آئینے کے سامنے گئی۔

جہاں وائٹ کلر کے نائٹ ڈریس میں جگمگاتا اس کا نازک سفید وجود دودھ کی طرح چمک رہا تھا۔

عنایہ نے بھوری آنکھوں میں حیرت سمیٹے صوفے کی طرف تولیہ پھینکا اور اپنے بالوں کو درست کرتے وہ بغور دیکھنے لگی۔جو کمر سے نیچے تک جا رہے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"یہ کیسے بڑھ گئے۔؟اسے حیرت ہوئی۔بال تو وہ ہر ماہ میں ایک بار لازمی کٹواتی تھی۔کیونکہ جو چیز ابیر کو ی کو پسند تھی وہ اسے اپنے وجود میں رکھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

مگر جب سے پاکستان آنا ہوا تھا۔اسکا سیلون جانا نہیں ہو پایا تھا۔

"موبائل فون پر ہوتی رِنگ نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔تو وہ مڑی اور بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر سے اپنا موبائل فون اٹھایا۔

ان ناؤن نمبر دیکھ اسکے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

مگر پھر کچھ سوچ کر اس نے کال اٹھائی۔

"ہیلو عنایہ تم ٹھیک تو ہو۔؟"بہرام کی فکر میں گھلی آواز پر وہ چونکی۔

اسے میرا نمبر کیسے ملا۔؟

وہ دل ہی دل سوچ میں ڈوبی۔۔

"مجھے کیا ہو گا۔؟میں تو ٹھیک ہوں۔!"وہ چونک کے حیرت سمیت بولی۔

""مجھے ابھی پتہ چلا ابیر نے ڈائیورس دے دیا تمہیں۔میڈیا پر تو یہ خبر آگ کی طرح پھیل چکی ہے میں تو گھبرا گیا تھا اسی لیے تمہیں کال کی۔!

اسنے مسکراہٹ چھپاتے کہا۔تو اسکے الفاظ پر عنایہ کاظمی بری طرح سے ڈگمگائی۔

"بھوری آنکھوں میں بے یقینی سے تاثر سمٹے۔

اس کی خاموشی پر بہرام سمجھ گیا کہ وہ انجان تھی اب تک۔اسی لئے لب دبائے مسکرایا۔

"ہیلو عنایہ۔؟اسنے فکر مندی سے اسے پکارا۔

"ہمم آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی سر۔کیونکہ ابیر علوی مر کر بھی عنایہ کاظمی سے دستبردار ناں ہوا اور ابھی تو وہ حیات ہے۔اچھا مجھے کچھ کام ہے پھر بات ہو گی۔!

خود کو سنبھالتے وہ خوشگوار لہجے میں کہتی بہرام کو شاکڈ چھوڑ کال کاٹ گئی۔

اور غصے سے اپنی آنکھوں سے بہتے آنسوں کو رگڑتے وٹس ایپ کھولی۔

"اس کمینے کو جلد از جلد ٹھکانے لگاؤ ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وٹس ایپ گروپ میں تبریز، عائش اور انیل کے لئے میسج چھوڑتے اس نے بہرام کی طرف سے بھیجی گئی ڈائیورس پیپرز کی پک گروپ میں سب کو سینڈ کی۔

"ڈونٹ وری۔ دو دنوں میں یہ جیل میں ہو گا۔ اور ری لیکس رہو۔ عینی بھائی نے یہ پیپرز نہیں بھیجے۔ اینڈ بی کیئر فل۔!"

اذلان کا وائس نوٹ سنتے ہی وہ آخر میں اس کی جانب سے دی گئی ہدایت پر چونکی تھی۔

مگر انیل جانتا تھا اپنے بھائی کو۔ اسی لئے اسے پہلے سے وارن کر رہا تھا۔!"

عنایہ نے سر جھٹکتے موبائل فون ٹیبل پر رکھا اور خود لیپ ٹاپ اُٹھائے سنجیدگی سے اپنے کام میں جٹ گئی؟۔

Episode 91

"تمہارا فون۔؟" وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔ حورین نے موبائل فون شرافت سے اسکے سامنے کیا۔

ڈیول چونکا ضرور مگر بے تاثر چہرے سمیت فون پکڑتے آف کیا اور دراز میں رکھا۔

"وہ واپس مڑا تو حور کو اپنے دوپٹے سے الجھا پایا۔ لبوں پر مسکراہٹ بے ساختہ ہی گہری ہوئی تھی، وہ روم میں بھی اس کی موجودگی میں کبھی بھی دوپٹہ نہیں اتارتی تھی۔ اور یہی ایک خوبی ایسی تھی اس کی۔ جو ڈیول کو ہر گزرتے لمحے کے ساتھ مجبور کر دیتی تھی کہ وہ اس سے عشق کرے اور بار بار کرے۔۔"

"درد تو نہیں ہو رہی۔!" اسکے قریب بیٹھتے اسکے نازک دودھیا بازو کو بے حد نرمی سے پکڑا ایسے جیسے وہ اسکے چھونے سے بھی ٹوٹ ناں جائے۔ حور نے سر نفی میں ہلایا جبکہ نیلی آنکھیں اسی پر ٹکی ہوئی تھیں۔

"ڈیول نے بازو سے کپڑا پیچھے کرتے اسکی کلائی دیکھی تو چہرے کے تاثرات ایک دم سے سخت ہوئے تھے۔ کلائی پر سرخ نشانات بنے ہوئے تھے اور ایسے ہی نشانات دوسری کلائی پر بھی تھے۔

وہ یک ٹک اس کے دونوں کلائیوں پر انگلی پھیرتا کھوئے ہوئے سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ حور کو وہ ٹھیک نہیں لگا۔ وہ گھبرائی تھوک نگلتے ہاتھ کھینچا۔ تو وہ بے ساختہ ہی ہوش میں لوٹا۔

اور جھکتے اسکے زخموں پر اپنے تشنہ لب رکھے۔ وہ جیسے اپنے لبوں سے مرہم لگا رہا تھا۔ یہ حرکت اس قدر جان لیوا تھی کہ حور کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آئے ایم سو سوری مائے ہارٹ۔ میری وجہ سے آپ کو چوٹ آئی۔! وہ ہنوز سر جھکائے ہوئے تھا۔ حور کو اسکا لہجہ بھیگا ہوا سا محسوس ہوا۔۔ حالانکہ اسکے زخم معمولی سے ہی تھے۔

"اٹک کیف میں ٹھیک ہوں۔۔! اسکے چوڑے شانے پر ہاتھ رکھتے اسے آگاہ کرنا چاہا تھا۔

جس نے برق رفتاری سے اسے کھینچتے بانہوں میں سمیٹا۔اس کا عمل اس قدر بے ساختہ تھا کہ وہ چیختی چیختی رکی تھی

۔

نیلی آنکھیں انتہائی حد تک پھیل چکی تھی۔

"نو یہ چھوٹا سا زخم نہیں۔ میری وجہ سے ایک کھروچ بھی تمہیں آئے میں وہ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔اور یہاں تو اتنی زیادہ لگ گئی۔"

وہ چہرہ اسکی گردن میں چھپائے بچوں کی طرح بولا۔

حور نے آنکھیں گھمائی۔ "مطلب چوٹ اسے لگی تھی اور سینٹی وہ ہو رہا تھا۔"

"بس کرو نازک حسینہ آئے ایم فائن۔! اس نے دلیری دینے والے انداز میں اسکا کندھا تھپکتے سر کے بالوں کو سہلایا۔

لہجہ شرارت سموئے ہوئے تھا۔لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ وہی حورین شاہ تھی۔ جو اسکے چھونے سے کترا کر دور ہونے کی کوشش میں رہتی تھی۔ یہ بدلاؤ کچھ الگ تھا یا شاید بہت زیادہ الگ۔!

ڈیول کے حسین ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تو دونوں گالوں پر ابھرتے گڑھے مزید گہرے ہوئے۔۔

وہ ایک دم سے اس سے دور ہوا۔ "اوکے میں نے ڈیسائیڈ کر لیا ہے کہ اب سے میں خود تمہاری ٹریٹمنٹ کروں گا۔؛""اور اس کے لیے ہمیں سب سے پہلے چینج کرنا ہو گا۔!"

وہ حتی الامکان طور پر نگاہیں اس کے چہرے سے چراتے ہوئے بولا تھا۔

حورین کی آنکھیں پھیلی۔ ٹریٹمنٹ ناں لینے کے لیے تو وہ روئی تھی۔اور اب وہ خود ٹریٹمنٹ دے گا۔ حسین چہرے پر زردی سی گھلی۔اسے کھویا ہوا دیکھ وہ وارڈوب سے ایک ڈریس نکالتے چونکا۔

"کیا ہوا۔؟ڈیول نے جان بوجھ کر انجان بننے کی اداکاری کی۔

"کیا ہے آج سنڈے ہے۔ سنڈے کو تو چھٹی ہوتی ہے۔تو آج چھٹی مناتے ہیں کل سے کریں گے ہم ٹریٹمنٹ۔!

وہ ہوشیاری سے اسے باتوں میں لیتی سونے کو چادر درست کر کے خود پر اوڑھنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ڈیول نے ماتھے کو انگلی سے مسلا اور چلتے ہوئے اس کے پاس گیا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اب تمہاری ماما تم سے ملنے آئیں تو تم خود سے بھاگ کر ان کے سینے سے لگو۔ کیا تم نہیں چاہتی۔

!"ڈیول نے باتوں میں ہیر پھیر کی۔

حالانکہ وہ خواب میں بھی اس کی ماں یا کسی کو اس تک ناں آنے دیتا۔

"یس آئی وانٹ۔! حور نے نمکین پانی ہاتھ سے صاف کیا۔ تو ڈیول نے جھک کر اسکی آنکھوں پر بوسہ دیا۔

"کتنی بار کہوں۔ ڈونٹ کرائے۔! وہ نرم لہجے میں بولتا اسے بانہوں میں بھر چکا تھا۔

حور اب کی بار کچھ نہیں بولی تھی۔

"ہم اتنے بڑے بڑے گھروں میں کیوں رہتے ہیں۔؟ تم تو ایک مکینک ہو۔ پھر اتنے بڑے بڑے گھر کہاں سے آئے۔!

وہ لان میں آئے تھے۔ لان کی خوبصورتی حورین کو متاثر کر رہی تھی۔ اسنے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے سوال پوچھا۔ جسنے نرمی سے اسے کرسی پر بٹھایا۔ اور جھک کر ہاتھ میں پکڑتے شواسکے پاؤں میں پہنانے لگا۔

"گڈ کوئسچین۔ یہ سب گھر ان لوگوں کے ہیں جن کے لیے میں کام کرتا ہوں۔ پتہ ہے لوگ ایک نہیں کئی گھروں میں رہتے ہیں۔ میرے پاس تو ایک چھوٹا سا گھر ہے۔

جو دو کمروں ایک کچن اور باتھروم میں مقید ہے۔۔!

وہ اپنے پرانے گھر کو سوچ کر بولا جسے وہ خود جلا چکا تھا۔۔

"اوہ تو پھر ہمیں وہاں رہنا چاہیے۔"!

حور نے سر ہلاتے اسے مشورہ دیا۔ جس نے گردن اٹھائے اسے دیکھا۔

اگر وہ ایک بار کو اسے لے بھی جاتا۔ تو وہاں موجود جنگل کے اس کے ساتھی دیکھ وہ بے ہوش تو ضرور ہو جاتی۔

وہ سر جھٹک گیا اپنی سوچ پر۔"

تو ہم اپنے گھر کب جائیں گے۔؟

وہ کافی زیادہ پر جوش تھی۔ اسکے یوں استحقاق سے اپنے گھر کہنے پر ڈیول کے ہونٹ دلکشی سے مسکرائے۔ کاش وہ ایسا ہی رہتا ہر وقت۔ ڈھلتی رات نے آہ بھرتے یہ فریاد کی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"جب تم اپنے پیروں پر کھڑی ہو جاؤ گی اور میں جب بھی واپس آؤں تم دروازے تک مجھے لینے آؤ گی اور گلے لگا کر ایک کس کے ساتھ ویلکم کرو گی تب۔! "

ڈیول نے بنا توقف کے اپنا مدعا گوش گزار کیا۔اسکے معاملے میں وہ صاف گو ہی تھا۔

"حورین کا چہرہ شرم سے لال ٹماٹر ہوا وہ پہلوں بدل کر منہ پھلائے بیٹھی رہی۔

"ناؤ کم۔! وہ اٹھا۔دونوں ہاتھ اسکی طرف بڑھائے۔

"حور نے سر اٹھائے اسے دیکھا۔جو ڈارک مارون کلر کی ٹی شرٹ اور بلیک جینز میں ملبوس نظر لگ جانے کی حد تک پیارا الگ رہا تھا۔

بے ساختہ ہی دل میں ایک میٹھی سی خوشی ابھری تھی۔وہ اسکی آنکھوں کو خود پر پاتے سٹپٹا کر ہاتھ اس کی طرف بڑھا گئی۔

"میں نے مام ڈیڈ کو یہ سب نہیں کرنے دیا کیف۔مجھے گرانا مت پلیز۔!

اسکے ہاتھوں میں اپنے ہاتھ دیے وہ گھبراہٹ اور خوف سے بولی تو ڈیول نے اسکے خوفزدہ چہرے کو دیکھا۔

"ڈونٹ وری تمہارا کیف خود گر جائے گا تب بھی تمہیں خود پر ہی گرائے گا۔یو نو واٹ رومینس کا بھی الگ لیول ہونا چاہیے۔"

اس کا ڈرزائل کرنے کو وہ بات بدلتے شریر لہجے میں بولا۔تو حور نے اسے گھورا۔اور سہارے کے لیے اسکی گردن میں بازوں حمائل کیے۔۔

ڈیول کے دونوں ہاتھ اسکی کمر پر قائم تھے۔جو اچانک زور سے قہقہہ لگاتے کھلکھلائی تھی۔

"ہاہاہاہاہاہا۔"ڈیول مسکرا کر اس کے چہرے کی رونق دیکھ رہا تھا۔"ککیف مجھے گدگدی ہو رہی ہے۔ہاتھ ہٹاؤ کمر سے۔! وہ کمر سے اسکے ہاتھ پیچھے کرتے بمشکل سے سرخ چہرے سے بولی۔

"ڈونٹ وری مائے ہارٹ۔اب سے روز پریکٹس کریں گے گدگدی ہونا بند ہو جائے گی۔وہ اسے کھینچ کر قریب کرتے بلکل نرم لہجے میں بولا۔

تو بدلے میں وہ اسے آنکھیں دکھانے لگی۔اور یہ شرف بھی تو صرف حورین شاہ کو حاصل تھا۔

ورنہ کسی کی جرات نہیں تھی کہ وہ اسکی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر بولتا کجا کہ آنکھیں دکھانا۔"!

"اہمم۔بب بس کک کیف مجھے پین ہو رہا ہے۔پپلیز۔! اسکے پاؤں ڈیول کے پاؤں کے اوپر تھے۔

"اور وہ سٹیپس لیتا اسکے پاؤں کی موؤمنٹ کروا رہا تھا۔درد کی شدّت کے سبب اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

اور اب حورین نے گہری سانس بھرتے سر اسکے کندھے پر گراتے ہمت ہار دی تھی۔

"اوکے ری لیکس۔آج کے لیے کافی ہے۔!اسکے بالوں پر بوسہ دیے ڈیول نے فوراًسے اسے سینے سے لگایا۔

اور کمر تھپکتے اسے پرسکون کیا۔جواب خاموش اسکے کندھے پر سر ٹکائے ہوئے تھی۔

"ڈیول نے نرمی سے اسے بانہوں میں بھرا اور اب وہ دوبارہ سے اندر کی سمت بڑھا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"کتنی دیر اور لگے گی۔؟وہ عجلت بھرے انداز میں روم سے اندر جھانکتے ہوئے بولا۔شفاف ماتھے پر بل ڈالے وہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔

"سر بس لاسٹ ٹو منٹس۔!میک اپ آرٹسٹ نے رسان سے کہا۔تو وہ ایک نگاہ ہاتھ میں موجود برینڈڈ واچ پر ڈالے روم سے باہر نکلا۔

"ہمممم بس تم پہنچو میں پاس ہی ہوں۔! "موبائل فون کان سے لگائے عائش نے سنجیدگی سے کہتے کال کاٹی۔۔

جب اچانک دروازہ کھلنے پر وہ جلدی سے پیچھے کو مڑا۔

تو بے ساختہ ہی ٹھٹک سا گیا۔آنکھیں جیسے اس منظر پر جم سی گئی تھی۔وہ یک ٹک مدہم پڑتی سانسوں سمیت اسے دیکھ رہا تھا۔جو عمایہ علوی تو ہرگز نہیں لگ رہی تھی۔

"عائش یہ سب کیا ہے۔کتنے عجیب بال بنائے میرے اوپر سے یہ ڈریس۔؟وہ سیاہ آنکھوں میں لینز کے سبب خاصی اکتائی ہوئی سی بولی۔عائش بے قابو ہوتے اسے سینے میں بھینچ گیا۔

جو حیرت زدہ سی کھڑی تھی۔اسے تو یہ لگا تھا کہ وہ کھانا کھائیں گے پیار بھری باتیں کریں گے مگر یہاں تو بات ہی الٹ نکلی تھی۔

"بریلینیٹ۔تھینکس میم۔!وہ باہر آتی میک اپ آرٹسٹ کو اچھی خاصی اماؤنٹ دیتے خوشی کی انتہاؤں پر تھا۔

جس کے چہرے پر رقم دیکھ کر خاصی خوشی پھیلی تھی۔

چلو اوپر ایک روم بکڈ ہے۔وہاں تمہارے لئے ایک سرپرائز ہے۔!وہ اسے کمر سے تھامے اپنے نزدیک کر گیا۔

"عائش انسان بنو پلیز۔ایک تو یہ فٹ کپڑے اوپر سے یہ شوز۔مجھے الجھن ہو رہی ہے۔:"""وہ اس وقت بلیو لانگ شرٹ اور جینز میں ملبوس تھی۔

آنکھوں میں شہد رنگ لینز لگائے گئے تھے اور بال۔ٹرن کر کے ہلکے سے رف کیے گئے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آج ساری الجھن دور کر دوں گا ڈارلنگ۔؛"اسکا لہجہ انتہائی پر جوش تھا۔

اگر عمایہ علوی کی جگہ کوئی اور لڑکی اس کی بیوی بنتی تو شاید وہ اتنا کیئر نگ ناں ہوتا شاید وہ اتنا صابر بھی ناں ہوتا۔

مگر اس لڑکی کے جڑے کچھ اور بھی رشتے تھے۔جو اسے دل سے عزیز تھے تبھی تو وہ اتنی عزیز تھی۔

اچھا میں آرڈر دے کر آتا ہوں۔تم روم میں جاو۔"دروازہ کھولتے اس نے عمایہ کو جبراً اندر بھیجا۔اور دروازہ باہر سے لاکڈ کیے۔ڈیشنگ انداز میں سیٹی بجاتے اپنے بالوں میں ہاتھ چلایا۔

انیل نے پیچھے سے آتے اسے بازو سے پکڑا اور ساتھ گھسیٹنے لگا وہ دونوں اس وقت ایسے لگ رہے تھے۔جیسے کوئی ہٹا کٹا مرد ایک مظلوم بچے کو اپنے ساتھ گھسیٹ رہا ہو۔نیلے مت کر۔ماردوں گا میں۔؟

وہ دبی دبی آواز میں بولا۔تو انیل نے اسے سرد نگاہوں سے گھورا۔

"مم مطلب مارے گا کیا۔؟"وہ اب کی بار وہ کمینے پن پر اترا معصومیت سے بولا۔تو انیل نے گہری سانس بھرتے اسے سامنے کیا۔

"دیکھ لڑکیاں دیکھ رہی ہیں۔ایک عزت ہے تیرے بھائی کی اس جگہ پر۔کم از کم ریسپکٹ تو۔!

اچھا چھوڑ بتا کیا کھائے گا تُو۔!"انیل کو ہنوز غصہ کرتے دیکھ وہ گال کھینچتے پچکارنے لگا۔

"آج تجھے کھانے کا ارادہ ہے میرے سالے ڈیڑھ فٹیے۔کمینے انسان۔!وہ غصے سے لال پیلا ہوتا اسے گردن سے دبوچ گیا۔

"یار مت کر۔ورنہ تیری آئی عدد سالی پلس بھابھی کنواری بیوہ ہو جائے گی۔ہاہاہاہاہاہا۔!وہ گردن اسکی گرفت سے چھڑانے کی سعی میں ہلکان پھر سے بولا۔

تو انیل نے بے ساختہ تاسف سے سر جھٹکا۔

تب تک وہ اس کی پہنچ سے دور ہو چکا تھا۔

آس پاس سے گزرے کئی لوگ ان دونوں کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"تجھے نہیں چھوڑنے والا میں۔!انیل نے پھر سے اسے وارن کیا۔

"اتنا غصہ کیوں ہو رہا ہے میری شرمیلی گلابو۔ایک ہنی مون سویٹ ہی تو بک کیا ہے تیرے لیے۔!تجھے تو بھائی کا خیال ناں آیا۔دیکھ اپنے منہ سے کہتے ہوئے بندہ کتنا عجیب لگتا ہے۔اسی لئے تو میں نے اپنے لیے بھی بک کروالیا

تھا۔پتہ تھا تو بعد میں بولے گا کہ نہیں۔تو رہ لے۔چل اب لڑ نہیں۔ایک تیرا روم ہوتا ایک میرا روم ہوتا۔اس میں کسی کا کیا جاتا۔؟وہ ایک دبائے بے باکی سے بولا۔

تو انیل نے غصے سے آنکھیں میچتے اپنے آپ پر کنٹرول کیا۔

"ٹھیک کہتی ہے عینی۔تُو جتنا زمین سے اوپر ہے سالے اتنا ہی زمین کے اندر بھی ہے۔انیل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

یہ بات بولتے بولتے میرا باپ بھوڑا ہو گیا۔

اس سے اچھا تھا کوئی دوا لے اتا۔کم از کم میرا قد تو تھوڑا بڑھ جاتا اس سے۔لایا بھی تو کیا۔؟یہ طنز۔!ہنہہ۔!

نخوت سے سر جھٹک کر وہ شرمندہ ہونے کی جگہ اسے شرمندہ کرنے لگا۔

ویسے ایک بات ہے۔؟

انیل پر ایک نگاہ ڈالے وہ سنجیدگی سے بولا۔تو انیل نے کمر سے ہاتھ ہٹائے ابرو اچکائی۔

سرخ وسفید چہرے پر ہلکی بڑھی شیو،سیاہ مقناطیسی آنکھیں کافی جاذب نظر لگ رہی تھیں۔

"اگر آج تو ریڈ شرٹ ڈال کر آتا تو کیا ہی مست لگتا۔ہاہاہاہا۔!وہ سنجیدگی سے کہتا آخر میں قہقہ لگا کر بھاگا تھا۔

جبکہ انیل نے غصے سے جبڑے بھینچے آسمان کی سمت دیکھتے خدا سے اپنے لئے صبر مانگا تھا۔

ہاں اگر عائش ازک علی کو برداشت کرنا تھا تو صبر کا مادہ ہونا تو لازم تھا ہی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

عععائش۔!وہ گھبرائی اسکے یوں ڈور لاک کرنے پر عمایہ کا چہرہ خوف کے سبب تپ رہا تھا۔

اسنے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"یہ نہیں کھلے گا۔میں ٹرائے کر چکی ہوں۔سو ریلیکس کم ہئیر اینڈ سٹ۔!ایمی جو اس سے پہلے ہی روم میں موجود تھی۔انیل اسے بھی ایسے ہی لاکڈ کر کے جا چکا تھا اور بہت کوشش کے بعد وہ تھک ہار کر فریش ہونے واشروم میں گئی اور اب جب آئی تو ایک اور لڑکی تھی۔

جس کی پشت کو دیکھ ایمی نے ہنس کر کہا اور اپنے بیگ سے اپنے لوشن نکالنے لگی۔

"آپ کون۔؟عمایہ اپنے سوا کسی دوسرے کے موجودگی پر گھبرا کر مڑی۔

تو سامنے ہی وہ صوفے پر پڑے بیگ پر جھکی ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میں۔! ایمی نے کہتے ساتھ ہی سر اٹھایا تو ایک دم سے جیسے وہ بلکل سن سی ہو گئی۔ الفاظ شاک کے سبب منہ سے نکلنے سے انکاری تھے۔

گہری آنکھیں بے یقینی کے سبب پھیل چکی تھی۔ اسکے ہاتھ میں موجود لوشن کی ڈبی فرش پر گری۔ تو عمایہ نے بے ساختہ ہی پلکیں جھپک کر پہلے اپنے آپ کو دیکھا۔ سامنے ہی دیوار پر لگے آئینے میں اسکا عکس واضح ہو رہا تھا۔

اور پھر اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو۔ جو خوبخو اس کے جیسی تھی۔ عمایہ کا دل بے اختیار تیزی سے دھڑکا۔

"عمو۔ تم جب بڑی ہو جاؤ گی تو میری جیسی دکھو گی یاد رکھنا۔!" ذہن کے پردوں پر کئی سال پہلے کی وہ شبیہہ لہرائی تھیں۔ جب چاکلیٹس کی دیوانی اسکی ہم شکل بہن نے اترا کر جیسے عمایہ کو اعزاز بخشا تھا اور وہ بہن کی بات پر مسکرائی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی وہ دونوں ایک جیسی دکھیں گی مگر امبر اسے خود سے چھوٹا تصور کرتی تھی ہمیشہ۔!

ایک آنسوں پلکوں کی باڑ توڑ کر بے اختیار اسکے گال پر بہہ نکلا تھا۔

سینے میں موجود وہ خون کا لوتھڑا اس قدر شدت سے دھڑک رہا تھا کہ اس کی دھڑکنیں عمایہ کو آج پاگل کرنے کے درپر تھی۔

"ماتھے پر بل ڈالے ایمی نے مڑ کر آئینے کی سمت دیکھا اور سر کے جھٹک کر اپنے سامنے دیکھا۔

یقیناً وہ اس کا وہم نہیں۔ سامنے موجود لڑکی اس کی ہم شکل تھی۔ مگر کیسے۔؟

عمایہ بے ساختگی میں قدم اٹھاتے اسکی طرف بڑھ رہی تھی۔ اور اسکے ہر بڑھتے قدم پر ایمی کی نگاہیں جھک اور اٹھ رہی تھی۔

ایمی تک پہنچنے تک عمایہ کا چہرہ آنسوں سے تر تھا۔ اور ہونٹ لرز رہے تھے۔

"اامببر ر۔!" وہ کانپتا ہاتھ اس کے گال پر رکھتی لرزتی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ تو اس کی آواز اسکی آنکھوں میں جو تڑپ تھی۔

ایمی کو جانے کیوں یہ تڑپ یہ دکھ اپنی سمت کھینچ رہا تھا۔ عمایہ لپک کر اسکے سینے سے جا لگی تھی۔ جبکہ ایمی بے حس و حرکت کھڑی تھی۔

"تھوڑی دیر میں یہ واضح ہو جائے گا امبر انیل علوی کہ تمہاری اصل پہچان کیا ہے۔؟ اور اگر پھر بھی تم خود کو پہچان ناں سکی۔ تو میں مزید کوئی ثبوت نہیں دوں گا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

انیل کے الفاظ اسکے کانوں میں گونج رہے تھے۔ مگر عمایہ کے رونے اسکی آواز نے اسے اپنی جانب بری طرح سے راغب کیا تھا۔

جواب اسکے چہرے کو چوم رہی تھی۔ کبھی ہاتھوں کو تو ماتھے کو۔!"

اور بار بار سینے سے لگائے یہ محسوس کر رہی تھی کہ ہاں وہ واقعی میں اس کی امبر تھی۔

"امبر کی آنکھیں بے ساختہ ہی بھیگنے لگی تھیں۔ سامنے کھڑی وہ لڑکی وہ جھوٹ تو نہیں تھا۔ اس کا یوں اسے پکارنا اسے چھونا۔ یہ محبت یہ احساس۔ اسے کیوں ہیں احساس کسی دوسرے سے نہیں ملا تھا۔

ملتا بھی کیسے وہ اسکی جڑواں بہن تھی۔ جن کے دل اور احساسات ایک دوسرے سے خدا نے جوڑ دیے تھے۔

"تم کتنی بڑی ہو گئی ہو۔ پتہ ہے ماما کو پتہ چلے گا ناں کہ تم ٹھیک ہو تم زندہ ہو وہ تو خوشی سے پاگل ہو جائیں گی۔ اور پاپا۔ پاپا تو جب اپنی چیمپ کو دیکھیں گے کتنا خوش ہونگے ناں۔ تمہیں پتہ ہے سب نے بہت مس کیا تمہیں۔ ہمیں لگا کہ تم مر گئی ہو۔ مگر انیل۔

انیل نہیں مانا۔ وہ کہتا رہا کہ تم زندہ ہو۔ مگر کسی نے اس کی ایک بھی نہیں سنی۔ وہ کتنا خوش ہو گا تمہیں دیکھ کر۔ بلکہ خوشی سے پاگل ہو جائے گا۔!"

وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی اور انیل کے ذکر پر امبر نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔ وہ سمجھ چکی تھی انیل علوی نے جھوٹ نہیں کہا تھا۔ اور اس کا جیتا جاگتا ثبوت اسکا عکس اس کی بہن اس کے سامنے کھڑی تھی۔

عمایہ۔!" وہ زیر لب بڑبڑائی تو یہ نام جیسے وہ پہلے سے جانتی تھی۔ ذہن نے یقین دہانی کروائی تھی کہ اس نام سے اسکا گہرہ تعلق تھا۔

عمایہ بھاگ کر اسکے سینے کا حصّہ بنی تھی۔ میں نے اتنے سال گزار دیے تمہارے بغیر امبر۔ میں نے بہت مس کیا تمہیں۔!" وہ رو رہی تھی۔ اور ایمی خود اس کنڈیشن میں نہیں تھی کہ اسے حوصلہ دیتی۔!

Episode 92

معا دروازہ کھلا۔

"بہن ملاپ ہو گیا ہو تو ہم اندر آ جائیں۔؟ وہ دروازے سے پورا اندر آ چکا تھا۔ ایمی نے اسکے قدموں کو یوں دیکھا جیسے کہہ رہی ہو اندر تو آ چکے ہو۔"

عائش اسکے جاسوسی انداز پر گہری سانس بھرتے آگے بڑھا۔

کوئی ناں میں ہی تعارف کروا دیتا ہوں۔ میں عائش انزک علی۔ تمہارا ایک عدد چھوٹا سا جیجا پلس، کزن۔! وہ آگے بڑھا اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے سلام کے ساتھ تعارف بھی دیا۔

"ایمی نے عمایہ کو دیکھا۔ تو مطلب یہ ڈیڑھ فٹ تمہارا ہزبینڈ ہے۔؟

ایمی نے حیرت سے عمایہ سے سوال کیا۔ تو عائش کا چار سو چالیس والٹ کے بلب کی طرح جگمگ کرتا چہرہ فیوز بلب کی طرح بجھا۔

"ہاہاہاہاہاہا۔! انیل علوی کا بے ساختہ امڈتا قہقہہ ان تینوں کو اپنی جانب سے راغب کر گیا تھا۔

جو پہلی بار اتنے سالوں کے بعد یوں مسکرایا تھا۔ ایمی یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ دل نے جیسے تائید کی تھی کہ وہ مسکراتا ہوا زیادہ حسین لگتا ہے۔۔

اپنی ہی سوچ پر گڑبڑا کر وہ نگاہیں چرا کر سیدھی ہوئی تب تک وہ اندر آ چکا تھا۔

"اوہ محترمہ سالی۔ قد کسی کی دین نہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے جس کے پاس قد کم ہے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ بندہ چھوٹا ہے۔ مطلب ویسے تو وہ بندہ پورا ہوا قد کو چھوڑ کر۔ "

ایمی نے آنکھیں گھمائی۔

اچھا ہوا زوجہ۔ جو تم جیسی معصوم بیوی ملی مجھے۔ دیکھو تو اسے۔ تمہارا ڈوبلیکٹ پیس بلکل ڈوبلیکٹ ہے۔ کاپی کیٹ ناں ہو تو۔ ہنہہ۔!

وہ عمایہ کے کان میں گھستا اپنا سارا ساڑ اسکے کانوں میں پھسپھسا کر نکال رہا تھا۔

"عمایہ نے اسے دانت پیستے گھورا۔ اور انیل کو سلام کرتے اسکے پاس گئی۔

"بھائی کیسے ہیں آپ۔!

بلکل ٹھیک۔ تم کیسی ہو۔؟ وہ مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولا۔ ایمی اس کے چہرے کی شفقت دیکھ رہی تھی

۔

"امبر مل گئی اب تو بہت زیادہ خوش ہوں۔! وہ چہک کر بولی تو انیل مسکرا دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آپ نے ڈھونڈا آپی کو۔؟بس مجھے معلوم تھا آپ ہی ہیں جو انہیں ڈھونڈ سکتے ہیں۔؟عمایہ نے مسکرا کر بہن کو ہگ کرتے کہا تھا۔

"یار یہ بہن نامہ بند کر، کیا رات ایسے گزرے گی۔؟عائش ایڑھیوں کے بل اٹھا اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں کہتے خاصا معصوم چہرہ بنائے کہا۔

"انیل نے اسے گھورا مگر وہ عائش ہی کیا جسے اثر ہو جاتا۔!

"امبر چلو اب ریسٹ کر لیں۔عائش اور عمایہ کو بھی اب سونا چاہیے۔"

انیل نے گلا کھنکھارتے ہوئے کہا تو عائش نے فوراً سے اثبات میں سر ہلایا اور فوراً سے عمایہ کی کلائی پکڑی۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔اللہ حافظ صبح ملاقات ہو گی۔۔!

عائش اسے دروازے تک کھینچ کر لے جاتے بولا۔

تو عمایہ نے ہاتھ چھڑایا۔

"ایسے کیسے ؟ صبح ملاقات ہو گی۔!آج میں اور امبر ایک ساتھ سوئیں گی۔!وہ بھاگ کر بہن تک گئی۔امبر خود بھی اس سے مزید باتیں کرنا چاہتی تھی۔

دل کو تسکین دینے کے لیے اپنے دماغ کو سمجھانے کے لیے۔!

عائش نے گھبراہٹ اور بے یقینی سے اپنی رنگ بدلتی بیوی کو دیکھا۔

اور پھر انیل کو۔!

نیلے کچھ کر یار۔!وہ رو دینے کو تھا۔!"انیل نے بمشکل سے قہقہہ ضبط کیا۔

اوکے لیڈیز۔گڈ نائٹ۔!انیل اسے زبردستی اٹھائے تقریباً کھینچ کر اپنے ساتھ نکال چکا تھا۔۔عمایہ نے ایک ہی جست میں بھاگ کر دروازہ لاک کیا مبادا وہ پھر سے ناں آ جائے۔

انیل کال پر ضروری ڈسکشن کے بعد روم میں آیا۔

تو سامنے ہی پھولوں سے سجی سیج پر وہ گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے مظلومیت کی اعلیٰ مثال بنے ہوئے تھا۔

"اہنہہ۔!انیل نے نچلا لب دانتوں تلے دبائے دروازہ لاکڈ کرتے ہنسی روکی۔

جب ہوا میں اڑتا ایک کشن اسکی کمر پر بجا۔

وہ غصے سے کمر مسلتے مڑا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔
www.kohnovelsurdu.com

"سالے۔کمینے۔دھوکے باز انسان۔ تیرے کہنے پر میں نے اپنی بیوی کو تیار کرایا۔گھر پر ایمر جنسی کا بول کر رات باہر رکنے کا جھوٹ بولا۔

اور جب تیرا وقت آیا تو مجھے چونا لگا گیا۔؛"

بکھرہ حلیہ، سرخ ہو رہی ناک، تیکھے نقوش اوپر سے ماتھے سے چپکتے براؤنش بال۔وہ اس اجڑے حلیے میں کافی حسین لگ رہا تھا۔

"ویسے تجھے شرم آنی چاہیے۔ایسا روم سجواتے ہوئے۔ تیرے جیسے شدید کنوارے کے ساتھ تو ایسے روم میں رات گزارنا انتہائی بے وقوفی کا کام ہے۔۔

مجھے اپنی بیوی کو منہ دکھانا ہے اپنا۔! تو ایسا کر نیچے سو جا۔! انیل نے موبائل فون سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اسے مشورہ دیا۔

"تُو زبان کو لگام دے اپنی۔ فلانے ڈھمکانے۔تجھے دیکھ کر کوئی آہ ناں بھرے۔عائش علی تجھے چھی۔! سوچ دیکھ اپنی۔ چل نیچے سو جا۔ کیا بھروسہ تیرا تُو مجھے ہی کچھ کر ڈالے۔!

وہ کشن نیچے پھینکتے خود بیڈ پر چڑھا۔

انیل نے ابرو اچکاتے کشن کو گھورا۔

تجھے لگتا ہے کہ انیل علوی نیچے سوئے گا۔؟"

انیل نے گھور کر اسے دیکھا۔عائش نے گہری سانس بھری۔اور باقی کے کشن اٹھا کر درمیان میں لائن لگائی۔

چل مرمت۔اس سائیڈ لیٹ جا۔ مگر یاد رکھیو۔اگر مجھے چھونے۔"!

شٹ اپ عائش اپنے جیسے سمجھ رکھا ہے۔؟ ویسے بھی آج کی رات تو اففففف۔! کیا سوچا تھا اور کیا پایا۔؟ ہاؤ سیڈ۔!" وہ دکھ اور افسوس سے اسکے سرخ تپے چہرے کو دیکھ کر بولا۔

"نیلے اگر تو چاہتا ہے کہ آج تو صیحیح سلامت بچ جائے تو چپ چاپ لیٹ جا۔! وہ انگلی اٹھائے غصے سے بولا۔۔

تو انیل نے انگلی ہونٹ پر رکھتے بستر پر پھیلے گلاب کے پھولوں کو دیکھا اور پھر پورے روم پر ایک نگاہ دوڑائی۔ سچ میں یہ تو زیادتی ہے۔وہ دل ہی دل میں بڑبڑایا۔

اور عائش کو دیکھا جو کروٹ کے بل سونے کی کوشش میں تھا۔

"عمایہ عائش علی۔ تم نے اچھا نہیں کیا زوجہ۔ تمہیں تو میں نہیں چھوڑنے والا اب۔! وہ غصے سے ہاتھوں میں آتی پتیاں نیچے پھینکتا خود سے عہد کرتا آنکھیں موند گیا۔

نیند تو شاید اب آنے سے رہی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

رکو میں لے چلتا ہوں۔؟ آواز پر عنایت کے چہرے کے تاثرات مزید بگڑے۔ دانت پیستے وہ جان بوجھ کر اٹھنے کی بجائے بیڈ کراؤن سے ٹک گئی۔ عالیحان نے ٹرے بیڈ پر دھری۔

اور اسے دیکھا۔

جو سینے پر ہاتھ باندھے سنجیدہ سی نظر آ رہی تھی۔

عنایت کا یوں سرد تاثرات سے بیٹھنا اسے عجیب لگ رہا تھا کہاں تھا وہ اور آج کہاں آ گیا تھا۔

سر جھٹک کر اس کے قریب ہی بستر پر بیٹھتے اس نے اپنے کندھوں تک جاتے سلکی بالوں کو برابر کرتے پونی لگائی اور پیچھے سے ٹرن کر دیے۔

"اینجل کھانا کھاؤ۔!

وہ اسے حکم دے رہا تھا۔ اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"وہ بنا کوئی جواب دیے یونہی خاموشی سے بیٹھی رہی۔ عالیحان نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی۔ جو دوپٹے کے بغیر کھلے بالوں میں بیٹھی سوگوار سی کافی زیادہ حسین لگ رہی تھی۔ اس کی گہری نظروں کی تپش کا ہی اثر تھا۔ کہ وہ جو خود کو بے حس گردان رہی تھی۔ فوراً سے ہاتھ بڑھاتے دوپٹہ ڈھونڈنے لگی۔

عالیحان نے اچکتے اس کا بازو تھاما۔

"جس پر وہ غصے بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔"

اتنا غصہ کس بات پر کر رہی ہو۔؟ وہ واقعی میں حیران تھا۔ کیا وہ خود کو اس جگہ سمجھتی تھی کہ وہ عالیحان شاہ پر غصہ ہوتی۔ نیلی آنکھیں سکیڑ کر وہ کافی حیرت کا شکار لگ رہا تھا۔

"عنایت کو اس کی بے حسی پر جی بھر کر غصہ آیا۔

"دماغ پاگل ہو گیا ہے میرا۔ اس لئے۔ چھوڑو مجھے۔!" وہ کھا جانے والے انداز میں بولتی اپنا بازو اس کی گرفت سے چھڑا کر پیچھے ہوتے گہرے سانس بھرنے لگی۔

چہرہ غصے کی شدت سے تپ رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عالیحان ایک لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر ٹرے پیچھے کرتے اس کے قریب ہوا۔

ٹرے اٹھا کر گود میں رکھتے اس نے پلیٹ ٹرے سے اٹھا کر اس کے سامنے کی۔

"کھانا وقت پر کھاؤ۔ کیونکہ ابھی تم نیم پاگل ہوئی ہو۔ کیا پتہ پوری پاگل ہو جاؤ۔ میں رزک نہیں لے سکتا۔!

کندھے اچکاتے وہ اس پر ظاہر کر رہا تھا کہ اسے اس سے نہیں بلکہ اپنے بچے سے غرض تھی۔

"عنایت نے سر پر ہاتھ رکھتے آنکھیں میچ لیں۔

تم جاؤ یہاں سے عالیحان میں سر پھوڑ دوں گی تمہارا۔!

چلاؤ مت بے بی۔ چلانا تمہاری صحت کے لیے بلکل بھی ٹھیک نہیں۔ اس وقت تمہیں میرے علاوہ کسی کا ساتھ ٹھیک نہیں کر سکتا۔ سو بی ریلیکس۔!

کیوں مرنے والی ہوں میں۔ جو تم مجھے بچا سکتے ہو صرف۔!"ایک بات سن لو تم۔ میں مر بھی رہی ہوں تو بھی تمہیں۔!

وہ ابھی غصے سے بول ہی رہی تھی۔ جب عالیحان نے سپاٹ چہرے سے اسے بازو سے کھینچتے اپنے نزدیک کھینچا۔ وہ خوف سے سانس روکے آنکھیں پھیلائے اس کی گہری نیلی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ جو الگ ہی داستان بیاں کر رہی تھی۔

"جانتی بھی ہو کس کنڈیشن میں۔ میں تمہیں ہاسپٹل لے کر گیا تھا۔ اگر اب تم نے فضول کی بحث کی تو یہ کھانا میں جس طریقے سے تمہیں کھلاؤں گا۔ آئی سو یر وہ تمہیں پسند نہیں آئے گا۔!

وہ سرد پن سے غرایا تو عنایت نا چاہتے ہوئے بھی سہمی۔

اپنی کنڈیشن وہ خود بھی جانتی تھی۔ پیٹ میں درد بھی محسوس ہو رہا تھا۔ مگر جو ڈر اس کے دل میں تھا وہ کچھ اور ہی تھا۔

کھاؤ کھانا۔! وہ اب کی بار چیچ بھرتے اس کے سامنے کرتا دھیمی مگر سرد آواز میں بولا۔

"عنایت خاموشی سے نوالہ لینے لگی۔ جسم میں تھکن کا احساس ابھی تک محسوس ہو رہا تھا۔

چند نوالے زہر مار کیے اور ہاتھ سے اسے روکا۔

جسنے پلیٹ واپس ٹرے میں رکھتے میز پر رکھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میں خود چل سکتی ہوں۔!" وہ اٹھنے لگی تھی مگر وہ فوراً سے اسے کسی کانچ کی گڑیا کی طرح اپنے مضبوط بازو میں بھر چکا تھا۔

عنایتتنت نے سخت لہجے میں نظریں جھکا کر کہا۔

"ہاں معلوم ہے تمہارے پاؤں سلامت ہیں۔ مگر ڈاکٹر نے ہدایت کی ہے زیادہ چلنا پھرنا نہیں اور دو سے تین دن تک ریسٹ کرنی ہے۔!

وہ اسے آگاہ کر رہا تھا۔ کیونکہ اس کا جاننا ضروری تھا تاکہ وہ غصے میں آ کر بھاگنے کی یا اٹھنے کی غلطی ناں کرے۔

"کیا ہوا۔؟اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات دیکھ کر عالیحان نے فوراً سے پوچھا۔ وہ اسکا چہرہ دیکھ کر اس کی تکلیف پڑھ گیا تھا۔

تو کیا اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ اسے کتنا ہرٹ کر چکا تھا۔ عنایت نے اپنی بے ڈھنگی سوچ پر سر جھٹکا۔

"پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔!" وہ تکلیف کے سبب بمشکل سے بولی تھی۔ ویسے بھی اسے انا سے زیادہ اپنا بچہ عزیز تھا۔

"تم واشروم جاؤ میں میڈیسن نکالتا ہوں۔" وہ اسے واشروم کے اندر چھوڑ کر باہر نکلا۔

اور عجلت بھرے انداز میں میڈیسنز نکالی۔ جو اسے ڈاکٹر نے پہلے سے ہی دے دی تھی۔

"میڈیسنز سامنے رکھتے وہ واپس گیا۔" کیا ہوا بلیڈنگ تو نہیں ہو رہی۔؟ "

اس کی آواز میں فکر تھی یا شاید خوف۔ عنایت نے شرم سے سرخ چہرے سمیت دانت پیسے۔!

وہ اب اس سے ایسی ڈسکشنز کرتی۔؟

مجھے بیڈ تک لے جائیں۔! نقاہت زدہ سی آواز میں بمشکل سے کہا تھا۔

عالیحان نے فوری اسے باہنیں میں بھرا۔ اور بیڈ پر نرمی سے بٹھایا۔

میڈیسنز اسے دی۔ جو کڑوے منہ بنا رہی تھی۔

"کھاؤ جلدی سے۔! وہ گھبراہٹ سے بول رہا تھا۔ عنایت نے ناچاہتے ہوئے بھی میڈیسنز زہر مار کی۔"

ہیلو ڈاکٹر۔ اسے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔! کیوں ہو رہا ہے۔؟ بے بی تو ٹھیک ہے ناں۔! وہ روم میں چکر کاٹتا ڈاکٹر سے کال پر متفکرانہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔

ڈاکٹر شائستہ نے سر کو انگوٹھے سے مسلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مسٹر شاہ۔آپ نے میڈسن دیں انہیں۔!

"جی ہاں ابھی دی ہیں۔وہ مڑ کر اسے دیکھتے سخت لہجے میں بولا۔

"ڈونٹ وری یہ پین نارمل ہے۔آپ کا بے بی ویک ہے اور وائف بھی۔اوپر سے ایسی کنڈیشن میں یہ نارمل۔! نارمل بات ہے یہ۔آپ کو یہ نارمل لگ رہا ہے۔"وہ آؤٹ آف کنڑول ہوتے جھنجھلا کر بولا۔

تو عنایت نے تکیے سے سر اٹھائے اسے دیکھا۔

"مسٹر شاہ میری بات کروائیں ان سے۔!ڈاکٹر نے بات ہی ختم کر دی۔

"عالیحان نے مڑ کر اسے دیکھا اور بیڈ تک جاتے موبائل اسے دیا۔

"ہیلو۔مسز شاہ مجھے بریف کریں اپنی کنڈیشن کے اکارڈنگ ورنہ آپ کے ہزبینڈ میری جان یونہی کھاتے رہیں گے۔!

وہ کافی ستائی ہوئی سی لگ رہی تھی۔عنایت کو اس ڈاکٹر پر بھی افسوس ہوا جو اسی کی طرح عالیحان کے عتاب کے نشانہ بن رہی تھی۔

"جبھی گہری سانس بھرتے ڈاکٹر کو اپنی کنڈیشن بتائی۔اسپیکر پر کرو۔!وہ بڑبڑا کر بیڈ پر بیٹھا۔عنایت نے اکتائے ہوئے انداز میں اسے دیکھا اور فون اسپیکر پر ڈالا۔

"ہدایات سننے کے بعد وہ کال کاٹ گیا۔بنا شکریہ کہے ہی۔ڈاکٹر نے پھر اس بد تمیز شخص کی حرکت پر تاسف سے گردن ہلائی اور فون ہی آف کر دیا۔۔

تم باہر جاؤ۔!"وہ اس کے پاس بیٹھا اسکا سر دبانے لگا جب عنایت نے غصے سے اسے حکم دیا۔

"ڈاکٹر نے کیا کہا ہے ڈارلنگ ایسی کنڈیشن میں ہمیں پیار محبت سے رہنا چاہیے۔تاکہ تم بیمار ناں پڑو۔اس لیے بہتر ہے کہ آنکھیں بند کرو اور سو جاؤ۔۔ "

وہ اسکے سرہانے بیٹھا۔ڈھیٹ پن سے بولتا عنایت کو سخت زہر لگا۔

"دکھاوا مت کرو۔جانتی ہوں کتنی فکر ہے تمہیں میری۔۔!وہ نخوت سے سر جھٹک کر کہتی آنکھیں موند گئی۔

میڈیسنز کا اثر تھا کہ وہ چند ہی منٹوں میں گہری نیند میں اتر گئی۔

عالیحان نے واچ اتارتے سائیڈ ٹیبل پر رکھی۔اور شرٹ اتار کر دور اچھالی۔خود اس کے قریب لیٹتے نرمی سے ایک ہاتھ اسکی کمر سے گزارتے اسے قریب کھینچا۔

"You never know how much I care about you۔"

اسکے کان کے قریب گہری سرگوشی نما آواز میں کہتے اسنے ماتھے پر دہکتا لمس چھوڑا اور پھر اس کی ناک میں جگمگاتے اس چھوٹے سے نوز پن کو چھوتے اسے شدت بھرے انداز میں خود میں بھینچا۔

جو نیند میں اسکی گردن کے گرد بازو حمائل کرتے سکون سے سونے لگی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اسکی آنکھ چہرے پر عجیب سی چبھن محسوس کرتے کھلی تھی۔مندی مندی سیاہ نیند سے بوجھل آنکھیں بمشکل سے کھولے اس نے جیسے ہی سامنے دیکھا۔دل دھک سے رہ گیا۔

عالیجان شاہ کی نیلی آنکھیں اسی پر تھیں۔جو اسکے چہرے پر ہاتھ جمائے اسکے بازو پر پوری طرح سے پھیل کر لیٹی ہوئی تھی۔

"تمم۔کیا کر رہے ہو یہاں۔؟"وہ غرا کر کہتی فوراً سے اٹھی۔

عالیجان نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھتے اسے دیکھا۔

"سونے کی کوشش جو کہ تم نے ہونے نہیں دیا۔ساری رات مجھے یونہی تنگ کرتی رہی ہو۔ویری بیڈ لٹل اینجل۔!وہ اسکی ناک کو انگلی سے چھوتے گہرے لہجے میں بولا۔

تو عنایت کا چہرہ ایک لمحے کو تاریک پڑا۔آنکھوں پر ہاتھ رکھتے وہ رخ موڑ گئی۔

شرٹ پہنو بدتمیز انسان۔!

"عالیجان نے حیرت سے آنکھیں چھوٹی کی۔

کیوں رات کو تو ایسے ہی مزے سے پھیل کر سوتی رہی تھی اب کیا ہو گیا۔؟

وہ نہایت بے باکی سے کہتا سر کے نیچے ہاتھ رکھتے اسے دیکھنے لگا۔

جو اسے یونہی ڈھیٹوں کی طرح لیٹا دیکھ خود اٹھنے لگی۔معاً اسے کھینچتے عالیجان نے اپنے نزدیک کیا۔

جس کی آنکھیں اس افتاد پر پوری پھیلی۔وہ کروٹ کے بل ہوا۔اسے پھر سے تکیے پر گرایا۔

"صبح کے تین بجے کون سے قصیدے پڑھنے جا رہی ہو۔!جانتی ہو طبعیت ٹھیک نہیں پھر بھی۔؟ازلی غصہ اس کے چہرے پر عود آیا تھا۔

عنایت گھبرا کر نظریں جھکا گئی۔"مم مجھے چچ چائے پینی ہے۔!وہ منمنائی تھی۔

سچ بھی تھا اسکا دل کل سے بوجھل تھا اور چائے کے بغیر اسے سکون نہیں آنا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"صبح دودھ لے آؤں گا۔ ابھی سو جاؤ۔! عالیجان نے اسے پچکارا۔

"تو ٹھیک ہے صبح ہی سوؤں گی میں۔! وہ ضد سے بولی۔ ویسے بھی کل سے اسکی دی نرمی نے اسے شیر کر دیا تھا۔ جانتی تھی وہ اسے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

"عالیجان نے اونگ روکتے اسے گھورا۔ لا رہا ہوں۔! وہ بیڈ سے اترا۔ شرٹ فرش سے اٹھا کر اس کے منہ پر اچھالی۔ جس پر عنایت نے منہ بگاڑتے پھر سے فرش پر پھینکی۔

الماری سے شرٹ نکالتے وہ گن نکالتے جیب میں اڑستا واپس مڑا۔ روم سے باہر نکلنے کی کوئی ضرورت نہیں عنایت۔ یاد رکھنا اگر ایک بھی قدم باہر آیا تو مجھے پہلے والا عالیجان بننے میں ایک منٹ نہیں لگے گا۔!

وہ اسے سپاٹ لہجے میں وارن کرتا روم سے باہر نکلنے سے پہلے کھڑکیاں اندر سے لاکڈ کرتے روم کو باہر سے لاک کر گیا۔

"عنایت نے نفرت سے سر جھٹکا۔ جب تک یہاں ہوں تمہیں رلا یا ناں تو میرا نام بھی عنایت ویام کاظمی نہیں۔ !"

وہ بھی غصے سے کہتی اب سونے کے لئے لیٹ چکی تھی۔ مقصد اسے کمرے سے نکالنا تھا وہ جا چکا تھا اب وہ پھیل کر آرام سے سو سکتی تھی۔

Episode 93

"رات کے بارہ بج رہے تھے اور انتظار کرتے اس کی آنکھیں اب نیند سے بوجھل ہو رہی تھی۔ بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل سے کھولنے کی سعی کرتے وہ بیڈ کروان سے ٹیک لگائے اونگ روکنے لگی۔

مگر نیند کا غلبہ اس قدر حاوی تھا کہ کچھ ہی لمحوں میں اسکی آنکھ لگ گئی۔

دروازہ آہستگی سے کھولتے وہ جیسے ہی روم میں داخل ہوا۔ نگاہیں سامنے ہی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے نیم غنودگی میں جاتی اپنی متاعِ جاں پر گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

لبوں کے کونوں پر ایک گہری مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی، بازو پر دھرا کوٹ اس نے سلیقے سے صوفے پر رکھا مبادا شور سے وہ اٹھ ناں جائے۔

یہاں آنے کے بعد وہ بہت کم ہی وقت پر گھر آ پاتا تھا۔اور زیادہ تر ماہا کے سونے کے بعد ہی اسکی واپسی ہوتی تھی۔۔صوفے پر بیٹھتے اسنے کف لنکس پیچھے کہنیوں تک فولڈ کیے، سفید چہرے پر ایک ٹھہراؤ سا تھا۔

جبکہ گہری نگاہیں ماہا تبریز شیرازی پر اٹکی ہوئی تھی۔جو لال رنگ کے آتش فشاں جوڑے میں تیار بیٹھی شاید آج اسکے لئے تیار ہوئی تھی۔

گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اسنے جھک کر جوتوں کی قید سے اپنے پاؤں آزاد کیے۔شرٹ کے بٹن کھولتے اپنا والٹ اور موبائل فون نکالتے میز پر رکھتے وہ خود اپنا آرام دہ ڈریس نکالتے شاور لینے کی غرض سے واشروم کی سمت بڑھا۔

"گہری نیند میں بھی موبائل فون کی رنگ پر اسکی آنکھ گھبراہٹ کے سبب کھلی۔وہ فوراسے سرخ ڈوریوں سے لبریز آنکھیں کھولتے اٹھ بیٹھی۔

نگاہیں دوڑائے اسے ڈھونڈنا چاہا تو واشروم سے گرتے پانی کی آواز پر چہرے کی خوشی دیدنی ہوئی تھی۔۔

خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ آج بر وقت اٹھ گئی تھی۔چپل اڑستے وہ اس کا انتظار کرنے لگی مگر موبائل کی بیل سے ڈسٹرب ہوتے اسنے موبائل فون سائلنٹ کرنا چاہا۔مگر ہاتھ

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک دم سے تھمے تھے۔۔
وہ وہی کھڑی جھکی ہوئی تھی۔ حیرت سے اسکرین پر
جگمگاتے نام کو دیکھ اسنے کال اٹھائی۔
"سوری مسٹر شیرازی آپ نے کال کی تھی۔ میں ایک
ضروری میٹنگ میں تھی تو آپ کی کال پک نہیں کر
سکی۔ مجھے یہی کہنا تھا کہ آپ کا فیصلہ بیسٹ ہے۔
آپ جب بھی واپس لوٹیں تو اپنی وائف کو ہاسپٹل لے آئیں
میں ان کا پراپر چیک اپ کے بعد آپ کو میڈیسنز سجیسٹ
کردوں گی۔
ویسے میں اپنی بات پھر سے دہراؤں گی۔ یو ہیو ٹو
مینٹین ڈسٹینس اور اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ وہ
اپنی ڈائٹ ٹھیک وقت پر لیتی رہی۔ باقی کچھ سالوں تک
آپ بے بی پلان ناں کریں یا پھر کبھی بھی نہیں کریں
کیونکہ ماہا فیزیکلی مزید پریگنینسی کے قابل
نہیں۔!"
"ڈاکٹر سنجیدگی سے اسے بتا رہی تھی۔ مگر دوسری طرف
وہ پتھرائی سی ٹھنڈے وجود سمیت کھڑی تھی۔
"ہیلو مسٹر شیرازی کیا آپ مجھے سن رہے ہیں۔؟ ڈاکٹر
دوسری جانب مکمل خاموشی پاتے بولی۔ مگر وہ بنا کچھ
کہے ہی موبائل فون رکھ گئی تھی۔ صوفے پر گرنے والے
انداز میں بیٹھتی وہ ساکت نگاہوں سے کسی غیر مری
نقطے کو گھور رہی تھی۔
آنکھوں سے بہتے آنسوں اسکے دل پر گر رہے تھے۔ کانوں

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

میں گونجتے وہ الفاظ اسکے کلیجے پر کسی دھاری دار
شے کی طرح پیوست ہوتے جارہے تھے۔
"اسے اب سمجھ آیا تھا۔ تبریز کا یوں غصہ کرنا۔ نفرت
جتانا اور اس طرح سے دور رہنا۔"!
دل و دماغ میں اپنے لئے شدید نفرت بھری تھی۔ وہ چیخ
چیخ کر روتی اپنے بالوں کو نوچنے لگی، جب واشروم کا
دروازہ کھلتے ہی وہ بھاگتا ہوا اسکے پاس پہنچا۔
ہاتھ میں پکڑی شرٹ بیڈ کی طرف اچھالتے وہ گھٹنوں کے
بل اسکے قریب بیٹھا۔ سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا۔
جو بری طرح سے اپنا خشر بگاڑ رہی تھی۔
"ماہ۔ کیا کر رہی ہو۔ ماہا۔! وہ چیخا اسے روکنے کے
لئے اسکے ہاتھ پکڑے مگر وہ غصے میں اپنا آپ چھڑاتی
طیش کے عالم میں اسے پیچھے کو دھکہ دے گئی۔
تبریز نے حیرت و استعجاب سے اسے دیکھا۔ آخر اسے ہوا
کیا تھا۔؟ وہ تو سو رہی تھی پھر اچانک یہ سب۔؟
ذہن میں کئی سوال اٹھ رہے تھے۔ جن کے جواب خود اس
کے پاس بھی نہیں تھے۔
"ترس آ گیا تھا ناں آپ کو مجھ پر۔! بکھرے حلیے میں
ملبوس وہ رونے سے سرخ ہو رہے چہرے سمیت اسکے
سامنے بیٹھی سرد لہجے میں بولی۔
"کیا مطلب۔! اس نے چونک کر اسے دیکھا۔
جو اپنے آپ میں نہیں لگ رہی تھی۔
"وہی مطلب مسٹر تبریز شیرازی۔ بھلا ایک بانجھ عورت

جو آپ کے پہلے بچے کو کھا گئی، آپ کو زندگی بھر باپ
بننے کی خوشی نہیں دے سکتی، اس سے اس قدر
شدت۔؟

یہ محبت تو نہیں ہوئی ناں ہو سکتی۔؟ ترس آ گیا تھا ناں مجھ یتیم پر۔!

تبریز نے مٹھیاں بھینچتے سپاٹ چہرے سے اسے دیکھا۔
جو اپنے لفظوں سے اسکے دل پر نشتر چلا رہی تھی۔

"ماہ۔ "

نو کچھ نہیں سننا مجھے۔ سب جان چکی ہوں
میں۔ بے وقوف نہیں ہوں میں۔ آپ کی مصروفیت
کی وجہ آپ کا کام نہیں۔ مجھ سے دور رہنا ہے۔؟
اور میں بے وقوف پاگلوں کی طرح سج دھج کر بیٹھی رہی
کہ آج اپنے شوہر کو خوش کروں گی۔!

تبریز کو وہ اپنے آپ میں نہیں لگی تھی۔ جبھی اسکے
زہریلے الفاظ وہ ضبط سے سہہ گیا۔

"میری جان یہاں آؤ۔ میں سمجھاتا ہوں۔! ء لبوں کو تر
کرتے اسے پاس بلانا چاہا۔ جو صوفے سے اٹھ کر اسے دور
ہوتی پیچھے کو قدم لے رہی تھی۔

"نو۔ ڈونٹ ٹچ می۔ میں اس قابل نہیں ہوں کہ آپ
میرے نزدیک آئیں۔ میں وہ ڈائن ہوں جو اپنے ہاتھوں
سے اپنی خوشیاں کھا گئی۔ مم میں نے آپ کو ناراض
کیا تھا۔ اسی لئے اللہ مجھ سے ناراض ہو گیا۔!

وہ عجیب پاگل پن سے بولتی مسلسل رو رہی تھی۔ جسم
ہولے سے لرز رہا تھا۔ وہ لڑکی تبریز شیرازی کے ضبط کو ہر

بار آزماتی تھی۔

جواب بھی کمال حوصلے سے اسے دیکھتا آگے بڑھ رہا تھا۔

"سٹاپ اٹ ماہا کوئی ناراض نہیں ہے تم سے۔آئی ڈونٹ نیڈ اینی ون۔آئی وانٹ یُو۔!

وہ آنسوں بھری آمیزش سے بولتا ٹوٹ کر اسے دیکھ رہا تھا۔جو عجیب ویران سی کیفیت میں گھری کھڑی تھی۔

"طلاق دے دیں آپ مجھے۔"!

سپاٹ چہرے سے اسے دیکھتی وہ تبریز شیرازی پر آسمان توڑتی سادگی بھرے لہجے میں اسکے دل کو چیر کر رکھ گئی۔

جس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"سنو۔یہاں کہیں دودھ ملے گا۔؟نیلی حسین آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے اس کے سڑک کے کنارے سے گزرتے ایک راہ گیر کو دیکھ کر سوال کیا۔

ادھیڑ عمر شخص نے چونک کر اس نوجوان کو دیکھا اور پھر ایک نگاہ کھلے آسمان پر ڈالی۔صبح کے اس پہر دودھ۔؟شکل سے تو کافی اچھا خاصا امیر لگ رہا ہے۔"!

وہ آدمی دل ہی دل میں بڑبڑایا۔

"بیٹا صبح دودھ مل جائے گا آپ کو۔آس پاس دوکانیں کھلیں گی تو دودھ مل جائے گا اس وقت۔؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ مروتاً جملہ ادھورا چھوڑ گئے عالیجان نے بے زار گی سے
سر نفی میں جھٹکا۔
"تو تم سیدھے سے کہہ سکتے تھے کہ نہیں ہے دودھ۔؟
یوں گھما پھرا کر طنز مت کرو۔! وہ بولا تو وہ آدمی
گھبرا سا گیا۔
شکل سے جتنا شریف تھا زبان سے اتنا ہی غنڈہ۔!" توبہ
ہے۔!
وہ آدمی بڑبڑا کر کہتا اسکی چوڑی پشت کو دیکھنے لگا۔
اور پھر کچھ یاد آنے پر اسے روکا۔
"سنو۔ یہاں گلی کے آخری کونے میں ایک گھر ہے۔ان کے
گھر بھینس ہے وہ لوگ دودھ بیچتے ہیں شاید مل
جائے۔"""
اس شخص کو وہ پریشان لگا۔ یقیناً کسی ضرورت کے تحت
ہی اس پہر وہ گھر سے نکلا تھا۔ جبھی اس کی بدتمیزی کو
نظرانداز کرکے اسے آگاہ کیا۔
"ہہمم۔! وہ بجائے شکریہ کہنے کے ہنکارہ بھرتا آگے بڑھ
گیا۔ تو اس شخص نے پوری طرح سے گھوم کر سائیکل
روک کر اسے دیکھا۔
جس نے مروتاً بھی اسے شکریہ نہیں کہا تھا۔
"عجیب مغرور قسم کا انسان تھا۔! ءوہ سر جھٹک کر
عالیجان شاہ پر دو لفظ بھیجتا اپنے گھر کی طرف روانہ
ہوا۔
وہیں وہ اب آگے بڑھتا جا رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کئی گھر دیکھنے کے بعد میں وہ یہ ڈیسائیڈ نہیں کر پایا تھا

کہ دودھ کس گھر میں ملے گا۔

بالآخر اپنے آپ پر ایک نگاہ ڈالی۔ کیا وہ سوچ بھی رہا

تھا۔

"لعنت ہے تیرے سوچنے پر حان۔! اسنے خود پر ہی لعنت

بھیجتے اپنے بالوں کو پونی میں قید کیا۔اور بھاری قدم

اُٹھاتے گیٹ کے قریب گیا۔

"ٹھک ٹھک ٹھک۔!" دروازہ زور سے کھٹکٹایا۔ پانچ

منٹ کے انتظار کے بعد بھی جب کوئی باہر ناں آیا تو اسنے

اب کی بار پوری قوت سے دروازہ بجایا۔

جب اندر ایک دم سے روشنی جلی۔ تو وہ پیچھے ہٹا۔

دو قدم دور ہوتے گیٹ کے کھلنے کا انتظار کیا۔

"کیا چاہیے۔؟ سامنے ایک مرد تھا۔ جو بنیان پہنے نیند

سے بوجھل آنکھوں سمیت اس غصے سے گھور رہا تھا۔

البتہ وہ دروازے سے باہر نہیں آیا تھا۔اس کی یہ احتیاط

عالیجان شاہ کو کافی بھلی لگی۔ لبوں کے کونوں پر

پراسرار مسکراہٹ امڈی۔

جسے اس نے ایک ہی لمحے میں سنجیدگی میں بدلا۔

"یہاں کسی کے گھر سے دودھ مل سکتا ہے۔؟ مجھے اشد

ضرورت ہے۔؛"

گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اسنے خاصی تمیز سے

پوچھا۔ یہ اسکے مطابق سب سے زیادہ تمیز سے بات کرنا

تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہ آدمی اب کڑے چتونوں سے اس گھورنے لگا۔

"صبح ہو گی تو لے لینا۔ مسٹنڈا۔ اس وقت کون سا

شریف آدمی یوں کسی کے گھر میں جاتا ہے۔؟"

وہ خاصا بھنا گیا تھا۔ اسکی بڑبڑ سے تنگ آتے عالیجان نے

سر نفی میں جھٹکا۔ اور ایک ہی جست میں اپنا ہاتھ

بڑھاتے اسے کالر سے کھینچتے کسی کیڑے مکوڑے کی طرح

کھینچ کر اپنے سامنے کیا۔

"اؤ تیری تو۔ تو نے مغل کے گریبان پر ہاتھ ڈالا۔ وہ آدمی

اپنی انا پر غرایا۔

"چپ۔ اگر اب تیری آواز آئی تو ایک سیکنڈ نہیں لگے

تجھے ٹپکانے میں۔ کیا شریف شریف لگا رکھا ہے۔؟ کیا

ننھا کاکا ہے تُو۔؟ جب جانتا ہے کہ اس وقت کوئی شریف

آدمی کسی کے گھر نہیں جا سکتا تو تُو تیری مجال کیسے

ہوئی مجھے شریف سمجھنے کی۔!

اسکے سفید دانت ہونٹوں کے بیچ سے واضح ہو رہے تھے۔

اور نیلی آنکھوں میں عجیب سرخی سے تھی۔ وہ آدمی تو

سر پر رکھی بندوق پر ہی فق چہرہ سمیت بری طرح سے

کانپ رہا تھا۔

"پائین۔ کیا چاہیے۔ سسس سب لل لے لو۔ بب بس

مجھے چچ چھوڑ دو۔! وہ آدمی فوراً سے روتے ہوئے

بھیک مانگنے لگا۔

عالیجان نے بے زارگی سے اسے گھورا۔

"دودھ چاہیے مجھے۔! جب سے کہہ تو رہا ہوں۔ مگر

تم۔تمہاری کھوپڑی میں کوئی بات گھسے تو تب

ناں۔!

"پائین یہی یہ سس ساتھ والا گھر ہے۔!

وہ آدمی تابعداری سے بولا۔

"ہمم گڈ۔چل آگے ہو۔!اسے کندھے سے پکڑتے آگے ک کھینچتا وہ خود اسکے پیچھے ہوا اور بندوق پیچھے سے

اس کے سر پر رکھی۔

"وہ آدمی مردہ قدموں سے آگے بڑھا۔

"ایک دودھ کی خاطر کیا کیا کرنا پڑ رہا ہے تجھے واہ

عالیجان شاہ۔زن مریدی تو کوئی تجھ سے

سیکھے۔!

دماغ نے اسے اکسایا۔تو وہ اپنی سوچ پر سر جھٹک گیا۔

معا دروازہ کھلا تو سامنے پھر ایک آدمی تھا جو خاصا تپا

ہوا تھا بس فرق یہ تھا کہ اس کے جسم سے بنیان بھی

غائب تھی اور پیٹ ضرورت سے زیادہ گیٹ سے باہر نکل

رہا تھا۔

"ہاں جی کی (کیا) لینا۔؟وہ آدمی اپنے ہمسائے کو دیکھ

کر تھوڑی خفگی سے بولا۔شاید وہ بیچارہ غنودگی میں

تھا جو اسکے پیچھے کھڑے موت کے فرشتے کو نہیں دیکھ

سکا۔

"ایک گلاس دودھ دے دو پائین۔بڑی مہربانی ہو گی۔!ء

وہ آدمی ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے بولا۔

تو اب کی بار اس کی نظر پیچھے کھڑے عالیجان شاہ پر

گئی۔

"یہ کون ہے۔؟اس آدمی سے حیرت سے پوچھا۔

"دودھ لینے والا۔ پائین جلدی دے دو تو مہربانی ہو گی۔!

سامنے کھڑے آدمی سے منت کرتے اسنے تھوک نگلا۔

"مگر دودھ تو ہے ہی نہیں جی۔!

یہ چلتی بھی بہت اچھا ہے۔ چلا کر دکھاؤں۔؟اب کی بار وہ اس کی بات درمیان سے ہی اچکتا وہ سامنے ہوا۔

گن کو ہوا میں لہرا کر آنکھیں چھوٹی کیے تیکھی ناک مزید چڑھائے جیسے سامنے موجود شخص کو اس گن کی خوبی بتائی تھی۔

جس کا وجود تھر تھر کانپنے لگا تھا۔

اسنے بے یقینی سے اپنے پڑوسی کو دیکھا۔

"کہا تو تھا پائین۔ دودھ لا دو۔! وہ آدمی منہ بنا کر بولا۔

"دددددودھ للل لایا۔! وہ آدمی خوف سے بمشکل سے اٹک اٹک کر کہتا اندر کو بھاگا تھا اور یہی لمحہ تھا جب عالیجان نے دروازے کے بیچ پاؤں رکھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ شخص دودھ کا گلاس بھر کر لایا تھا۔اور اسے ایک گول برتن میں ڈالتے کانپتے ہاتھوں سے عالیجان کے سامنے کیا۔

جس نے شکر بھرے انداز میں اس انمول دودھ کو دیکھا۔

"ہمممم دیکھا بچا لیا اس دودھ نے۔! وہ گن لہرا کر بڑبڑایا تو وہ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف کرتے خوفزدہ سے

ہوئے۔

"چلتا ہوں اب۔! ایک تنبیہی نگاہ ان پر ڈالے وہ بنا شکریہ کہے ہی وہاں سے واپس مڑا تو وہ دونوں شخص اس عجیب سے انسان کو دیکھتے رہ گئے جو صبح کے اس پہر دودھ کی خاطر مرنے مرانے پر اتر آیا تھا۔

سر جھٹک کر وہ ایک دوسرے پر غصے بھری نظر ڈالتے اپنے اپنے گھروں میں گم ہوئے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"دودھ کو پین میں ڈالتے اسنے کہنیوں تک کف فولڈ کیے۔ ایک نگاہ اپنے روم کی طرف دوڑائی۔ کیا دن آ گئے تھے دنیا کے اتنے بڑے گینگسٹر، جو بڑے سے بڑے جنرل، میجرز کے کیس سالو کرتا تھا آج وہ اپنی چھٹانک بھر کی بیوی کے لیے ملازم بن بیٹھا تھا۔

ہاں عنایت کاظمی اسکی نظروں میں چھٹانک بھر کی ہی تھی۔ پھر چاہے وہ خود کو اس سے بڑا گردانتی یا پھر کچھ بھی کہتے اسے کون سا پہلے فرق پڑا تھا جو اب پڑتا۔!

سفید ہاتھ تیزی سے گردش کر رہے تھے۔ نیلی سحر طاری کرتی آنکھوں میں اس وقت ٹھہراؤ سا تھا۔

مگر اس کا ذہن بہت سی چیزوں میں الجھا ہوا تھا۔

چند ہی منٹوں میں چائے کپ میں انڈیلتے وہ روم میں داخل ہوا۔ تو محترمہ کو نیند میں سوتا پایا۔ حسین چہرے پر ناگواری سمٹی۔ وہ دانت پر دانت جمائے آگے بڑھا۔

اور ایک ہی جست میں اس تک جاتے میز پر کپ رکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اس سے پہلے کہ وہ غصے میں کچھ الٹا سیدھا کرتا اسکی
کنڈیشن کا خیال اسے بری طرح سے دانت پیسنے پر مجبور
کر گیا۔

"اینجل۔چائے پی لو۔! خفگی سے اسکا بازو ہلایا۔
جو وہ سر کے نیچے رکھے مزے سے سوئی ہوئی تھی۔

"اینجل۔! اسے یونہی سوتے دیکھ وہ پھر سے جھنجھلا
کر اسے جھنجھوڑ بیٹھا۔

" ہمممم۔پی دو تم۔میرا دل نہیں ہے اب۔! اس کی
ادائے بے نیازی پر عالیجان شاہ کا دل چاہا کہ اسے آسکر سے
نوازدے۔!

دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے اپنے امڈتے غصے پر
ضبط کیا۔

"اور گہرے سانس بھرتے اپنے آپ کو پر سکون کیا۔
میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔عنایت اٹھو اور چائے پیو۔"
اسکے ہلنے سے وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ جاگ رہی ہے اور
اسے تنگ کرنے کی مہم پر جی توڑ محنت کر رہی ہے۔
جبھی اب کی بار سر سراتے ہوئے انداز میں کہا۔

"جاؤ کر لو جو کرنا ہے۔نہیں پینی تو نہیں پینی۔! وہ دل
ہی دل میں خوش ہوتی نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبائے
مسکراہٹ چھپاتے بولی۔

"مگر سامنے سے کوئی جواب ناں آیا۔اور ایک دم سے
لائٹس آف ہوئیں۔عنایت کو لگا شاید وہ غصے سے روم
سے جا چکا ہے۔جبھی وہ شکرانے کے نوافل پڑھنے کا ارادہ

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

باندھے سونے لگی۔

جب اچانک اپنی کمر کے گرد اسکے کھردرے ہاتھ رینگتے ہوئے محسوس ہوئے۔

عنایتتنت نے خوف سے آنکھیں سختی سے میچتے اپنے آپ پر قابو پانا چاہا۔

"ععع عالیحان۔! عنایتتنت کے لہجے میں آنسوں کی آمیزش تھی وہ بری طرح سے خوفزدہ ہو چکی تھی۔ نم آواز میں التجا کرتے اسے دور کرنا چاہا۔ جس نے سر اسکی گردن میں چھپایا۔

"چائے نہیں پینی تو کیا ہوا۔ مل کر نیند پوری کرتے ہیں۔ چلو میں بتاتا ہوں رات کیسے کاٹی ہم نے۔! جان بوجھ کر گھمبیر تا سے کہتے لفظ ہم پر زور دیا۔

تو عنایت کو اپنا سانس اسکی اتنی سی نزدیکی پر رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ پر کٹے پرندے کی مانند اسکی گرفت میں پھڑ پھڑائی۔ جب عالیحان نے نرمی سے اسکی کنپٹی کو چھوا۔ تو تڑپ کر مچلتے اس سے دور ہوئی۔

"چچچ چائے پینی ہے۔! وہ خوف زدہ سی آواز میں منمنائی تو اسکے یوں سیدھے سے مان جانے پر عالیحان نے فتح مندی سے اسے دیکھتے لائٹس آن کیں۔

ایک نگاہ اس کے کانپتے سراپے پر ڈالتے وہ اٹھا اور چائے اسے تھمائی۔

"مر جاؤ تم، کیڑے پڑیں تمہیں منحوس انسان۔! وہ دل ہی دل میں ہر گھونٹ کے بعد اسے لقب دینے لگی۔ جو سامنے ہی صوفے پر بیٹھا سگریٹ پھونک رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"گالیاں بعد دینا سویٹ ہارٹ پہلے چائے ختم کرو۔! وہ

اکتا کر بولا۔

تو وہ خوف سے اچھلی۔اسے کیسے پیپ پتہ چلا۔! وہ

معصومیت سے سوچنے لگی۔ مگر جواب ناں ملنے پر اس

پر دو حرف مزید بھیجتے چائے پینے لگی۔

جو واقعی میں کافی لذیذ بنی تھی۔چائے پیتے ہی ساری

تھکن زائل ہوتی محسوس ہوئی۔

عنایت نے ایک چور نظر اس پر ڈالی۔جواب اپنے لیپ ٹاپ

پر بری طرح سے غرق تھا۔اور پھر چائے کا گھونٹ بھرا۔

جو ختم ہو چکی تھی۔

اچانک چائے ختم ہونے پر اسکا موڈ سخت قسم کا آف ہوا

تھا۔نیند تو اب جیسے اڑ چکی تھی۔ جبھی وہ کپ

اونچا کیے اس میں سے الادین کا چراغ ڈھونڈنے لگی۔

مگر تبھی ٹپ سے ایک بوند تھوڑی پر گری۔تو وہ اپنے سر

پر کھڑے اس جن کو دیکھ شرمندگی اور اہانت کے زیر اثر

سرخ ہو گئی۔

دل چاہا کہ زمین پھٹے اور اس میں سما جائے۔

ووووہ ممیں دیکھ رہی تھی۔ "

ہممممم کافی اچھے سے کپ صاف کیا ہے تم نے۔گڈ

گرل۔! ءوہ کپ اس کے ہاتھ سے لیتا لفظوں میں بھگو کر

اسے مار رہا تھا۔جس کا منہ بے عزتی پر پھولا۔

مگر اگلے ہی لمحے وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔

جو اچانک سے جھکا تھا گردن کے گرد اپنا مضبوط ہاتھ

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

لپیٹتے اسکی تھوڑی کو چھوتے ہونٹوں کا شدت بھرا لمس
اسکے تل پر چھوڑتے وہ پیچھے ہوا۔
تو عنایت نے کب سے رکا سانس بحال کیا۔اور غصے سے
اسے گھورتے چہرہ بری طرح رگڑا۔
جس پر وہ گہرا مسکرا کر صوفے پر دوزانو بیٹھا۔۔
"آئی ہیٹ یو عالیجان شاہ سنا تم نے۔"!
وہ چلائی تھی۔اچھا خاصا موڈ وہ خراب کر چکا تھا۔
"آئی ہیٹ یو ٹو مسز عالیجان شاہ۔! وہ بھرپور ڈھیٹ پن
سے اسے دیکھتے تسلی بخش جواب دیتا لیپ ٹاپ پر
جھکا۔
"مر جاؤ تم۔!ءوہ بدعائیں دیتی بیڈ پر گری تھی۔
"اگلے دس منٹ میں اگر تم سوئی ناں تو یقیناً تم سونے کے
قابل نہیں رہو گی۔!اس نے گھڑی پر وقت دیکھتے اسے
سنجیدگی سے حکم دیا۔
جانتا تھا وہ یونہی جلتی کڑھتے اپنے آپ پر اثر ڈالے
گی۔
عنایت اسکے روکنے پر مزید روانی سے بڑبڑانے لگی۔
کوئی سو بار وہ آئی ہیٹ یو بول چکی تھی۔اور صوفے
پر براجمان عالیجان شاہ اچھے سے سمجھ چکا تھا کہ یہ اس کی تیس سالہ زندگی کا سب سے اہم نصاب تھا جسے
وہ سوتے جاگتے بخوبی دہرا کر یاد کرتی تھی۔کہ کہیں
کوئی لفظ غلط ناں ہو جائے۔!
سر جھٹک کر ایک گہری سانس بھرتے اس نے اٹھ کر اسے
دیکھا۔جو بڑبڑاتے ہوئے ہی سو چکی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بے حد نرمی سے پیشانی کو چھوتے وہ پیچھے ہٹا کمفرٹر
درست کرتے لائٹس آف کیں۔خود اسکی نیند کے خیال
سے وہ سٹڈی روم کی طرف بڑھا۔

Episode 94

چپ چاپ سے کھاؤ۔یہ نخرے مت دکھاؤ ایک کھینچ کر
لگاؤں گا۔! وہ غصے بھری نگاہوں سے اسے گھورتا
دودھ کا گلاس زبردستی تھما گیا۔
جو دانت پیستے خفگی سے اسے گھورتے گلاس تھام
گئی۔
گلاس پکڑتے ہی وہ اٹھا اور کچن میں جاتے فریش آملیٹ
جو ابھی بنا کر گیا تھا اور ساتھ میں روٹیاں اٹھائے دوبارہ
سے ڈائننگ ٹیبل پر پہنچا۔
برتن اسکے سامنے رکھتے گلے میں موجود ایپرن اتارا اور
کرسی کے اوپر رکھتے وہ خود دوسری کرسی کھینچے
اسکے پاس بیٹھا۔
'میں کھانا کھا کر پکا پی لوں گی۔!گلاس کو پیچھے
کرتی وہ منمنائی انداز صلح جو تھا۔عالیحان اچھے سے
جانتا تھا اتنی زیادہ شرافت کا مظاہرہ کیونکر کیا جارہا
تھا۔
"ہمم کھاؤ۔"!
ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اسے گویا حکم دے دیا تھا۔

عنایت نے ناک چڑھائے اسے گھورا۔اور ہنہہ کرتی پلیٹ اپنی طرف کھینچی۔ صبح سے ہی وہ اسکی جان کا وبال بنا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر والک کے بعد اسے تازہ جوس زبردستی پلاتے وہ روم میں چھوڑتے خود کچن میں آیا۔

بریک فاسٹ اور دودھ تیار کرنے کے بعد اسے اٹھا کر باہر لایا۔اور اب اپنی آنکھوں کے سامنے اسے ناشتہ کروا رہا تھا۔

"دو سے تین لقمے لینے کے بعد وہ ہاتھ کھینچ گئی۔

تسلی سے کھاؤ۔آخر کار کوسنے کے لئے جسم میں طاقت ہونا ضروری ہے۔کم آن لٹل اینجل۔ کھاؤ۔!

وہ پچکارنے والے انداز میں اسے شاباشی دیتے بولا۔

عنایت کا چہرہ ایک ہی لمحے میں سرخ ہوا تھا۔اہانت سے نہیں غصے سے۔!

"نہیں کھانا مجھے۔بس۔!" وہ جان بوجھ کر پلیٹ کو دور کھسکاتے ہاتھ سینے پر باندھے بولی۔

تو عالیحان شاہ نے ابرو اچکائی۔کیا وہ یوں روب دکھا کر اس سے بچ سکتی تھی۔

فوراً سے پلیٹ اپنی طرف کھینچے وہ اسکی سیاہ جھیل سی آنکھوں میں دیکھتا خود نوالہ بنا کر اسکے سامنے کر گیا۔

"اہنہہ۔!لبوں کو سختی سے میچتے وہ گردن زور شور

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سے نفی میں ہلانے لگی۔

"جیسے کہہ رہی ہو، خود کھالو مجھے نہیں کھانا۔!

اوہو۔ماشاءاللہ یہاں تو بہت محبت پیار بانٹا جارہا

ہے۔! "

گلا کھنکھار کر وہ پیٹھ پر ہاتھ باندھتے اندر داخل ہوئی تو

عنایت اور عالیجان چونک کر مڑے۔عنایہ کی آواز پر ایک

لمحے کو عنایت کے چہرے پر خوشی کا عنصر نمایاں ہوا

تھا۔

عالیجان نے نوالہ پلیٹ میں رکھا۔

اور سر جھٹکا۔

"جبھی کسی غیر معمولی احساس کے تحت برتن سمیٹتے

اسکے ہاتھ تھمے تھے۔

"حسین چہرے پر کئی سائے بیک وقت لہرائے۔

جسم بری طرح سے کپکپاہٹ کا شکار ہوا تھا۔وہ

چاہ کر بھی جگہ سے ہل نہیں سکا تھا۔

"جب ایک کانپتا ہوا سا ہاتھ اپنے بھاری ہاتھ پر محسوس

ہوا۔تو دل مانو سینے کی دیواروں سے سر پٹختا باہر

نکلنے والا ہوا۔

"نیلی آنکھوں میں یکلخت نمی اور سرخی تیرنے لگی

تھی۔

اسے ہرگز امید نہیں تھی کہ عنایہ ایسا کچھ کرے

گی۔!

حرمین شاہ نے بھیگی آنکھوں سے اس ہاتھ کو دیکھتے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اپنے ہونٹوں سے لگایا۔ تو عالیجان شاہ لمحے کے
دسویں حصے میں جگہ سے اٹھا۔ اور بنا کچھ کہے
انہیں سینے میں بھینچا۔
جو مسلسل روئے جارہی تھی۔ !"عنایہ نے بھوری
آنکھیں جھپکتے بہن کو دیکھا۔
جو کافی اداس سی تھی۔ آنسوں پونچھتے عنایت
نے اسے گھورا اور ناراضگی سے رخ موڑنے لگی۔
جب عنایہ نے کانوں کو ہاتھ لگاتے بہن سے معافی
مانگی،
عنایت نے سر نفی میں جھٹکتے اپنی بانہیں وا کیے
اسے سینے سے لگایا۔
"حرمین شاہ کی دلدوز چیخیں وہاں موجود ان تینوں
نفوس کا دل بھاری کر گئی تھی، اتنے سالوں کی تڑپ،
تکلیف، دوری، ممتا کی ماری وہ بلک بلک کر روتی اپنے
قد آور بیٹے کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی
اسکے چہرے کے ہر نقوش کو چومنے لگی۔
عالیجان نے سرخ آنکھیں جھکائی وہ بمشکل سے اپنے
آپ پر ضبط کیے کھڑا تھا۔
ماں کی آغوش، وہ آنچل جو اسے بچپن سے ہر سرد و
گرم سے بچاتا آیا تھا۔
اب یوں اچانک سے اس ماں کا یوں سامنے آنا اور وہ بھی
ایسی حالت میں۔ وہ خود بے چین تھا نظریں
مسلسل جھکی ہوئی تھی۔

ایسا نہیں تھا کہ ان کے کسی سوال کا جواب نہیں تھا

اسکے پاس۔

بس بات صرف یہ تھی۔ کہ وہ اپنی ماں کے سامنے بول

نہیں سکتا تھا۔ کبھی بھی نہیں۔!

"مماما۔! کسی چھوٹے بچے کی طرح وہ اتنے سالوں

بعد اس نام کو اپنے لبوں سے ادا کرتے لڑ کھڑا سا گیا

تھا۔

نیلی آنکھوں میں موجود وہ نمی پلکوں کی دہلیز توڑ

کر اسکے رخسار پر بہہ نکلا تھا۔یقیناوہ تکلیف میں

تھا۔ یا شدید اذیت میں۔!

"میرے بچے۔ میرا عالی۔ کہاں چلے گئے تھے

تم۔؟ کیوں مجھ لاچار کو اتنے سال خود سے دور

رکھا تم نے۔؟ کیوں مجھ سے نہیں ملے تم۔!

وہ بارہا سوال کر رہی تھیں اور ان کے کسی بھی سوال

کا کوئی بھی جواب نہیں تھا اسکے پاس۔ وہ

یونہی سر جھکائے مجرموں کی طرح کھڑا تھا۔

"کئی لمحے ،بیت گئے تھے۔ عالیجان انہیں سینے سے

لگائے اپنے کمرے میں لے گیا اور آرام سے انہیں بستر پر

بٹھائے وہ سر ان کی گود میں رکھتا آنکھیں موندے اس

سکون کو اپنے دل میں اتار رہا تھا۔

شاید اسکے دل پر لگے زخم بھی اسی مرحم کے متلاشی

تھے ،ہر گھاؤ جیسے بھرتا جا رہا تھا۔ حرمین تو

آیتیں پڑھ پڑھ کر اسپر پھونکتی اسکے بالوں کو سہلا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

رہی تھی۔

آنکھوں بار بار بھیگ رہی تھی۔

"طبیعت کیسی ہے آپ کی۔؟عنایہ نے گھوم کر گردن گھمائے بہن کو دیکھا۔

جو ابھی تک دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"عنایت نے کوئی بھی جواب نہیں دیا۔! عنایہ نے ہونٹ چباتے بہن کو گھورا۔"سوری آپی۔ پلیز سوری۔ مگر میں آپ کو سچ سچ بتاتی ہوں۔ پھپھو کو عالی سے ملوانے کا اس سے بہتر کوئی حل نہیں تھا۔

اور عالی بہت اچھے ہیں پلیز آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔!

وہ ڈھکے چھپے الفاظ میں بہن کو سمجھانے لگی۔

جس کا فل حال کوئی عالی نامہ سننے کا موڈ نہیں تھا۔" جتنا اچھا ہے وہ مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔یہ کھانا زبردستی ٹھونس رہا تھا مجھے۔

اور تو اور مشین بنا کر رکھ دیا ہے اس نے مجھے۔

مجھے خوف آتا ہے اسکی موجودگی سے عنایہ مگر تم کبھی بھی نہیں سمجھ سکتی۔!

وہ بھیگی نگاہوں سمیت اسے دیکھتے بولی۔

تو عنایہ نے گہری سانس بھری۔

"لگ تو نہیں رہا کہ آپ ان سے خوفزدہ ہیں۔

البتہ وہ بیچارہ خوفزدہ لگا مجھے۔!

وہ زیر لب بڑبڑائی۔بہن کے سامنے کہنے کی ہمت

تو اس میں بلکل بھی نہیں تھی۔

"ویسے پرفیوم کافی اچھی ہے آپ کی۔!سر اسکے

قریب کرتے وہ چھیڑنے والے انداز میں بولی،تو

عنایت نے آنکھیں گھمائی۔

یہ بھی صبح عالیجان شاہ نے لگائی تھی۔بقول اسکے

الٹیاں کر کے اس سے بدبو آرہی تھی۔

"گھر چلنے کا کیا ارادہ ہے۔؟وہ جان بوجھ کر

کھوجنے لگی۔تو عنایت نے سینے پر ہاتھ باندھے

گردن۔

"ابھی میرا کوئی ارادہ نہیں۔جب تک عالیجان شاہ کو

ناکوچنے ناں چبوائے میں واپس نہیں آنے والی۔دیکھ

رہی ہو۔جو شخص مجھے پانی کا خالی گلاس ناں

دے وہ میرے لیے کیسے کیسے لوازمات بنا رہا ہے۔ !

تھوڑی خاطر خدمت کروالوں پھر آجاؤں گی

واپس۔!

عنایہ کے آنے سے اسے اتنی تسلی تو ہو چکی تھی۔

کہ اب عالیجان شاہ اسے کچھ نہیں کر سکتا۔کیونکہ

اسکی ساری فیملی اس پر نظریں ٹکائے بیٹھی تھی۔

جبھی وہ لمبی لمبی چھوڑنے لگی۔

عنایہ تو دونوں میں بہن کے اندر آئے بدلاؤ کو دیکھ

عش عش کر اٹھی۔

"بیٹھو تم ابھی وہ آتا ہے تو چائے بنواتی ہوں۔!

بہن کو کرسی پر بٹھاتے وہ ایسے بولی جیسی وہ

مہارانی ہو اور عالیجان شاہ اسکا ملازم۔!ء

عنایہ نے بمشکل سے ہنسی روکی۔اور کرسی پر بیٹھی۔

ویسے میرا کاکا کیسا ہے۔؟

"ٹھیک ہے۔ابھی تک تو۔الحمداللہ آج کافی بہتر ہے

طبعیت۔وومٹ بھی نہیں ہوئی صبح سے۔!

عنایت اسکے قریب بیٹھی اسے آگاہ کرنے لگی۔ادھر

ادھر کی باتیں کرنے کے بعد وہ تھوڑی دیر میں روم میں

گئی۔

جہاں عالیجان شاہ سوچکا تھا۔

اسے یوں سوتا دیکھ عنایتتت نے دیدے پھاڑے اسے

گھورا۔

"حرمین نے کمفرٹر درست کرتے اس پر دیا۔اور

پیشانی پر بوسہ دیے وہ باہر نکلی۔وہ دونوں بھی

انکے پاس روم سے باہر آئی۔

"کافی سالوں بعد میرا بچہ سکون سے سویا ہے۔!

عنایت میری بچی۔میں جانتی ہوں۔عالیجان

نے بہت غلط سلوک کیا ہے تمہارے ساتھ۔

مگر میں یہ بھی جانتی ہوں۔وہ تمہیں کبھی نہیں

چھوڑے گا۔تم خود ممتا کے احساس سے گزر رہی

ہو۔

اس ماں کی فریاد پوری کردو۔میرے ساتھ واپس

چلو۔میں مرنے سے پہلے اپنی آنکھوں سے اپنے

بچے کی خوشیاں دیکھنا چاہتی ہوں۔عالیحان کی

طرف سے میں تم سے معافی مانگتی ہوں۔

کہو تو تمہارے پاؤں پکڑ لیتی ہوں۔!

"پپپ پھپھو پلیز ایسا کر کے مجھے شرمندہ مت کریں۔!

وہ اسکی ماں جیسی تھی۔لوگوں کی پھپھو تو بہت

ظالم ہوا کرتی ہیں مگر ان کی پھپھو تو سب سے منفرد

تھی بہت معصوم اور محبت کرنے والی۔

آج ان کا یوں معافیاں مانگنا وہ کیسے براداشت کر

لیتی۔!

معا اپنے پیچھے آہٹ پر حرمین شاہ چونک کر مڑی۔

تو سامنے ہی وہ سرخ چہرے سمیت کھڑا تھا۔

"ماما میں آپ کی ہر بات مان سکتا ہوں۔مگر میں

اس گھر میں نہیں۔!

"پلیز عالی۔پھپھو کو سزا مت دو۔کیا تمہیں

ترس نہیں آتا ان پر۔!آگے ہی حورین نہیں مل

رہی اور اوپر سے تم بھی ایسے انہیں اکیلا مت

کرو۔!

عنایہ نے پینترا بدلا۔تو عالیحان چونکا۔

"حوری۔حوری کہاں ہے۔؟اسنے حیرت سے ماں کو

دیکھا۔

"بیٹا وہ ٹھیک ہے۔بس ناراض ہو گئی تھی تو

تمہارے ڈیڈا سے منانے گئے ہیں جلد لوٹ آئیں گے۔

اوراب میں تمہاری ایک بھی نہیں سننے والی۔میں
لے کر جارہی ہوں اپنی بہواور پوتے کو۔تمہیں
نہیں آنا تو پوری زندگی کسی کی شکل نہیں دیکھنے
دوں گی۔!ء

حرمین کی دھمکی پراس نے بے ساختہ ہی عنایت کو
دیکھا۔جو اسکے دیکھنے پر نگاہیں چرا گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

عالیجان شاہ کا ہاتھ تھامے وہ اپنے گھر میں داخل ہوئی
تھیں۔سیاہ حسین آنکھیں نم ضرور تھی مگران میں
خوشی کی چمک تھی۔عالیجان ماں کے چہرے کی
خوشی پر بے ساختہ ہی مسکرایا۔

توعنایت کی نگاہ اسکے گالوں میں ہلکے سے ابھرتے ان
گڑھوں پر پڑی۔آنکھیں حددرجہ حیرت سے پھیلی۔
شاید ہی کوئی جانتا تھا کہ اسکے گالوں میں بھی گڑھے
ابھرتے تھے۔

دل نے تصدیق کی تھی کہ ہاں وہ واقعی وجاہت کا شاہکار
مرد تھا۔سر جھٹک کر وہ عنایہ کو دیکھنے لگی۔
جولان میں ایک جانب کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔
بقول اس کے یہ ان کی فیملی کا ایموشنل سین تھا جسے
وہ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے کچلتے اسنے وٹس ایپ اوپن
کی۔اور" مشن سکسیس فل "کا میسج بھیجا۔
جس پر کچھ ہی دیر میں سبھی نے اسے ویل ڈن کہا
تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ویل ڈن کی جگہ کوئی اس نیلے سے کہے مجھے پولیس میں جوائننگ دلوادے۔اسپیشل فورس نے تولیا نہیں۔!

انزک کا چہرہ قہقہے کے سبب سرخ ہوا تھا۔"ویسے تو معلوم نہیں ہاں اگر بھابی بن کر دیورانہ محبت جگا کر کہو گی تو شاید وہ کروادے۔مجھے تو اب کہیں نہیں جانا۔بھئی۔

اتنے چاؤ سے بیگم بیاہی ہے اسے چھوڑ کر کوئی اسپیشل فورس میں چلا جائے۔کتنی غلط بات ہے۔اسی لئے میں نے ارادہ بدل دیا۔"

انیل جو ضروری کام کے سلسلے میں ہوٹل سے باہر تھا اسکے جھوٹ پر آنکھیں گھمائی۔

"عنایہ نے برے منہ والی ایموجی بھیجی۔وہ فل حال انہی ایموجیز سے اکتفاء کر رہی تھی۔

اسکا کہنا تھا کہ جب تک اسکا شوہر واپس ناں آجائے تب تک وہ کسی سے لڑے گی نہیں۔!

"عنایہ اب کسی طرح سے ویام چاچو کو منالو۔عالیحان کا فیملی کے پاس رہنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔باقی آگے جو بھی ہو گا وہ مل کر ہینڈل کر لیں۔!

"انیل نے سنجیدگی سے وائس نوٹ بھیجا تھا۔جسے سنتے عائش نے میسج لکھا۔

"بھابی بول۔اگر تیرے لالے کو علم ہوا۔تو تجھے جان سے مار دے گا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عائش کے میسج پر ان دونوں نے آنکھیں گھمائی۔
ویسے کسی کو علم ہے یہ تبریز بھائی کہاں غائب ہیں۔؟ وہ کل سے آف لائن ہیں۔؟
عنایہ کے بتانے پر انیل اور عائش بھی سنجیدہ ہوئے تھے۔
عنایہ گھر جا کر ان سے بات کرو اور پتہ کرو کیا وہ ٹھیک ہیں۔
اور اس لڑکے ماہ ویر کو بھی سب سمجھا بجھا دو۔ یا ایسا کرو اسے گروپ میں ایڈ کرو۔ باقی کا معاملہ مل کر ہینڈل کرتے ہیں۔!
اسکی سیاہ آنکھیں خود سے آگے جاتے ایک شخص پر ٹکی تھی۔ وہ جینز کی پاکٹ میں ایک ہاتھ ڈالے شاہانہ انداز میں چلتا جا رہا تھا۔
جبکہ ساتھ ساتھ وہ گروپ میں ان سے بات بھی کر رہا تھا۔
"او کے میں یہاں سے فارغ ہو کر جاتی ہوں۔!
عنایہ نے جلدی سے کہا۔" بہرام شام تک غائب ہو جائے گا۔ تو اسکی طرف سے بے فکر ہو جاؤ۔!
انیل نے اسے پر سکون کرنا چاہا تھا۔ وہ لوگ پہلے تو شک میں تھے کہ لوکی عرف بہرام عنایہ کے پیچھے یہاں آیا ہے۔
مگر اب انہیں یقین ہو چکا تھا کہ وہ یقیناً وہاں عنایہ کے لئے آیا تھا اس لیے وہ ابیر کے علم میں آنے سے پہلے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہی اسکا معاملہ رفع دفع کرنا چاہتے تھے۔
ایک چھوٹے سے مشن کے پیچھے وہ بہرام کو اپنی جانب راغب تو کر چکے تھے مگر جسے وہ چھوٹی سی تباہی سمجھ رہے تھے در حقیقت وہ کتنا بڑا طوفان تھا اس کا اندازہ کسی کو بھی نہیں تھا۔
انیل کی بتائی باتوں کو اچھے سے ازبر کرتے وہ سبھی رابطہ منقطع کر گئے تھے۔
عنایہ اٹھی اور ان سب کے پیچھے اندر کی جانب بڑھی۔
عالیجان شاہ کی گہری نظریں خود پر گڑھی ہوئی سی محسوس ہوئی تو عنایت نے پہلوئں بدلا۔وہ اس وقت حرمین شاہ کے روم میں تھے۔
جہاں حرمین نے اسے زبردستی اپنے پاس لٹایا ہوا تھا۔
"اب سے تم میرے پاس سوگی میں خود اچھے سے خیال رکھوں گی۔اتنی بیمار ہو گئی تھی بچی تو تم مجھے بلوا لیتے۔!
عالیجان شاہ جو دیکھتے وہ ناراضگی سے بولی۔
جس نے اُنہیں بتا تو دیا تھا اب ان کی بات پر ہونٹ بھینچے اسے ایسی نظروں سے دیکھا کہ عنایت کا دل چاہا کہ اس کا گلا دبا دیتی۔
"ماما اس کا علاج میں ہی کر سکتا ہوں۔دیکھیں کیسے بلکل ٹھیک ہے۔!آپ بے فکر رہیں میں خیال رکھوں گا ویسے بھی اب تو آپ کے ساتھ ہی رہیں گے۔!
ماں کے ہاتھ کو سہلاتے اسنے واضح طور پر منع ہی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کیا تھا۔حرمین کو کسی حد تک اسکی بات درست

لگی۔

ویسے بھی وہ دونوں جتنا وقت ایک ساتھ گزارتے اتنا

ہی اچھا تھا۔

پھپھو میں ٹھیک ہوں۔آپ بیٹھیں میں عنایہ کو

دیکھ آؤں۔"!

عنایت اٹھی تھی انہیں تسلی دیتے وہ روم سے باہر نکل

آئی۔

درحقیقت وہ عنایہ سے عیناں اور ویام کی بابت بات کرنا

چاہتی تھی۔اپنے ماں باپ کو اپنی طرف سے بے فکر

کرنا چاہتی تھی۔

"عنایہ۔!

عنایتتت کے پکارنے پر وہ روم میں جاتی رکی۔آپی

میں یہاں ہوں فریش ہو کر آتی ہوں۔!

عنایہ نے دور سے اسے آگاہ کیا۔

توعنایت نے آنکھیں چھوٹی کیے باہر سے آتے ابیر کو

دیکھا۔

آنکھیں ایک پل کو حیرت سے پھیلی۔وہ سرخ وسفید

چہرے سمیت غضب ناک تاثرات سمیت اندر بڑھ رہا

تھا۔

"اااابیر۔!وہ زیرلب بڑبڑائی۔اگر عالیحان کو علم

ہوتا تو یقینا یہاں تباہی مچ جاتی۔اسی وجہ سے وہ

اسے ہاتھ سے تھامے ایک طرف روم میں لے گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آپی پلیز مجھے جانے دیں میں عین کے لئے آیا ہوں۔!

ابیر نے سرد لہجے میں اسے بتایا جو دروازے کو اندر سے

لاک کررہی تھی۔

عنایت ٹھٹکی۔

اسے دیکھا جو کافی زیادہ سنجیدہ تھا۔

"کیا ہوا کچھ کام تھا تمہیں اس سے۔؟ عنایت اسکے

چہرے کے تاثرات دیکھ کر گھبرا سی گئی تھی۔

"لینے آیا ہوں میں اسے۔!" وہ بلکل سپاٹ لہجے میں

بولا۔ تو عنایت کو اپنا وقت یاد آیا۔ وہ جانتی

تھی ابیر جتنا بھی دکھالے مگر وہ عنایہ کا ظمی سے

جنون سے زیادہ محبت کرتا تھا۔

تم باہر مت آنا میں اسے بھیجتی ہوں۔!

عنایت نے کچھ سوچ کر اسے حکم دیا۔ جس کی

شہد رنگ میں حیرانگی سمٹی۔ مگر اسے عنایت پر

یقین تھا۔

"کیا ہوا آپی۔ آپ بلا رہی تھی۔! وہ آنکھیں پھیلائے

بہن سے پوچھ رہی تھی۔ عنایت نے خشک لبوں کو تر

کرتے اسے دیکھا۔ لائٹ پنک کلر کے سوٹ میں ہم رنگ

سٹالر سے حجاب کیے وہ بے تحاشہ حسین لگ رہی

تھی۔

"ہہ ہاں تم روم میں چلو میں آتی ہوں۔! وہ اسے

زبردستی پکڑ کر روم میں بھیجتی خود باہر سے

دروازہ لاکڈ کر گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کچھ ایسا ہی عنایہ نے اس کے ساتھ کیا تھا اور اب
اس کی باری تھی۔جو کام خاموشی سے ہو سکتا تھا۔
اسکے لئے شور ڈالنے کی کیا ضرورت۔ہاتھ جھاڑ کر وہ
عنایہ کی آواز کو نظر انداز کرتے آگے بڑھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آپی۔آپی کیا ہوا دروازہ کھولیں۔!وہ اچانک سے
مڑی تو دروازہ باہر سے لاکڈ ہونے پر اس کی بھوری
آنکھیں حد درجہ پھیلی۔دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے وہ
بے چینی سے بوکھلا کر چلائی۔

"ہائے ڈیئر وائفی۔یقیناً مجھے ہی یاد کر رہی ہو گی
تم۔!"اپنی پشت پر کسی کی گہری نظروں کی
تپش کے ساتھ ہی اس کی وہی گھمبیر پر اسراریت
بھری آواز پر عنایہ ایک ہی لمحے میں چونکی۔

دھڑکتے دل سے مڑتے اس نے پیچھے کی سمت دیکھا۔جہاں وہ پوری شان سے صوفے پر بیٹھا ٹانگ پر ٹانگ
چڑھائے فرصت سے اسی کو گھور رہا تھا۔

تتتتم۔!وہ لڑکھڑائی۔آنکھیں بے ساختہ ہی
باہر کو ابلنے لگیں۔

"ہاں جانِ من تمہارا زانی پلس نامرد شوہر۔
بھولی تو نہیں ہو گی تم یقیناً۔!شہد رنگ
آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں سمیٹے وہ دبی
دبی آواز میں غرایا تھا۔

ایک پل کو عنایہ کا وجود کپکپا اٹھا۔

"اابب۔ابییر۔دددیکھو تتم مم میرے سس ساتھ
چلو۔مممم مجھے کچھ بتانا ہے تتت تمہیں۔! "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایہ فل وقت اپنی انا کو پس پشت ڈالتے اس کا

غصہ اس کی نفرت سہن کرتی اس کے قریب گئی۔

"ہممممم بیٹھ جاؤ یہاں میرے پاس۔! وہ گہری

نظریں اسکے چہرے کے نقوش پر جمائے بولا تو عنایہ

صلح جوئی سے اسکے قریب بیٹھی۔۔

"دددد دیکھو۔! وہ تھوک نگلتے اسے سمجھانے کی

کوشش میں بولی۔

"اششششش۔بہت فضول بولتی ہو تم۔! میں نے

منع کیا تھا ناں اس عالیجان شاہ سے دور رہنے کے

لیے۔تم اسی کے گھر پر کیا کر رہی ہو۔؟

وہ ایک ہی جست میں اسکی تھوڑی سے دبوچتے اسکے

چہرے پر دہاڑا تھا۔

عنایہ اس اچانک ہوئے حملے پر حیرت سے اسے

دیکھتے اپنے آپ کو اس کی گرفت سے چھڑانے کی

کوشش کرنے لگی جو کہ ناممکن ہی تھی۔

"وووہ میرا بھائی ہے صرف۔! عنایہ دکھ سے اسے

دیکھتی نم نگاہوں سمیت بولی۔تو ابیر کے

مغرور نقوش میں تناؤ گھلا۔

"مجھے نفرت ہے ہر اس شخص سے۔جو تمہیں

مجھ سے زیادہ چاہنے یا پھر تم پر حق جتانے کی

کوشش کرتا ہے۔تم پر صرف اور صرف ابیر علوی

کا حق ہے۔! یور آر اونلی مائن گرل۔

انڈرسٹڈ۔!"

ابیر علوی کے لفظوں میں شدت پسندی جھلک رہی تھی۔اس کی آنکھوں سے لپکتے جنون خیز شعلے دیکھ عنایہ نے بے ساختہ ہی اپنے بازو پر مضبوط ہوتی اس کی گرفت ڈھیلی کرناچاہی۔

"پیچھے چھوڑو۔!"وہ گھبرا کر بمشکل سے بولی تھی۔

جو اسکے چہرے کے نقوش میں کھویا ہوا بری طرح سے غافل ہو چکا تھا۔

معا دروازے پر دستک ہوئی۔عالیحان شاہ،عنایہ کو پکار رہا تھا۔

"اس سے پہلے کہ وہ بولتی ابیر نے اپنا بھاری ہاتھ اسکے منہ پر جمایا۔

"بڑا شوق ہے ناں اسے دوسروں کی بہنوں کو اٹھانے کا۔آج دیکھتے ہیں جب اسی کے گھر سے اس کی عزیز بہن اپس سوری اس کی پیاری سی چھوٹی سی ٹیڈی کو یوں دن دھاڑے کوئی لے جائے گا کیا کرلے گا وہ۔!"

ابیر علوی کے دہشت زدہ الفاظ سنتی عنایہ کا جسم بلکل سرد ساپڑنے لگا تھا۔

وہ مزاحمت ترک کرتی گردن موڑے پانی بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔جس کی آنکھوں میں جنونیت تھی۔

"تم سے زیادہ تم پر میرا حق ہے مائے لٹل گرل۔

لٹس گو ٹو دی ٹو مائے ورلڈ۔!ابیر نے اس کے

چہرے کی اڑی رنگت دیکھتے اسکے چہرے پر گرم
سانسیں پھونکی۔
اور اگلے ہی لمحے گردن کی محسوس رگ دبائی۔
لمحوں کا کھیل تھا جب وہ لہرا کر اسکی گردن میں
سر گرائے ساکن سی ہوئی۔
ابیر نے استحقاق سے اپنا پورا ہاتھ اس کی کمر کے
گرد پھیلائے بند دروازے کو نفرت سے گھورا۔ جیسے
دروازے کو نہیں عالیجان شاہ کو گھورا ہو۔
اور اگلے ہی لمحے وہ اٹھا اور واشروم کے رستے کمرے
سے باہر نکلتا آندھی طوفان کی طرح وہاں سے غائب ہوا۔!

Episode 95

"دماغ خراب ہو چکا ہے تمہارا۔؟ ہمت بھی کیسے کی تم نے ایسے گھٹیا الفاظ ادا کرنے کی۔؟ وہ بپھرا ہوا اسکے چہرے پر دہاڑتے اپنی سخت انگلیاں اسکے شانوں میں بری طرح سے گھاڑھ گیا۔
اس طرح سے کہ اسکی آنکھوں کے غضب ناک تاثرات اور اسکی حد درجہ گرفت پر ماہا تڑپ کر رہ گئی، سیاہ آنکھیں پانی سے بھری سرخ ہوئی اور بھی بوجھل لگ رہی تھی۔
"پیچ چھوڑیں مجھے۔! وہ لڑکھڑا کر مگر کمال ضبط سے اسے خود سے دور جھٹک گئی، تبریز کا چہرہ حد درجہ سرخ تھا۔
وہ کیا سمجھتی تھی۔؟ کیوں اپنے ساتھ ساتھ اسے ٹارچر کر رہی تھی۔!
"ماہا لسن ٹومی۔! اپنے غصے کو ضبط کرتے وہ پھر سے اسے مخاطب کرنے لگا۔ جو تکیہ اٹھائے ڈریسنگ روم کی سمت بڑھی۔
"کہاں جارہی ہو تم۔؟ ایک لمحہ لگا تھا تبریز کو۔ غصے سے اسکا ہاتھ دبوچتے وہ دانت پیستے ہوئے غرایا۔ چہرہ حد درجہ سپاٹ تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"جب تک آپ مجھے چھوڑ نہیں دیں گے میں آپ کے پاس نہیں رہوں گی۔اس لئے بہتر ہے کہ میرا ہاتھ چھوڑیں۔!

ماہا نے سنجیدگی سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔بکھرہ حلیہ،رونے کے سبب کاجل بری طرح سے پھیل چکا تھا، دوپٹہ آدھا زمین پر ڈھلک رہا تھا، تبریز نے گہری سانس بھرتے ایک نگاہ اس پر ڈالی۔

"چھوڑنے کے لیے تو ہر گز نہیں تھاما تھا یہ ہاتھ۔پوری رضامندی سے اس رشتے میں بندھی تھی تم اور خود کو میرے نام کرنے کے بعد تم یہ اختیار اسی وقت کھو چکی تھی۔اب تمہیں کوئی اختیار نہیں کہ تم میری زندگی سے جا سکو۔اگر آئندہ یہ بات اپنی زبان سے نکالی بھی تو زبان کھینچ کر ہاتھ میں دے دوں گا۔"!

اسکا غیر معمولی سرد پن اور آنکھوں میں جھلکتی سرخی پر ماہا کا وجود خوف سے لرزا تھا۔

ناچاہتے ہوئے بھی گھبراہٹ اور خوف سا تھا جو دل پر طاری ہوا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے یوں ماتم منا کر تم کیا ثابت کر رہی ہو۔ تمہیں ہی درد ہے۔؟ یہ تکلیف صرف تم جھیل رہی ہو !۔

آئی وارن یو ماہا۔اگر اب کوئی فضول حرکت کی۔تو انجام کے لئے تیار رہنا۔ناؤ گو ان یور بیڈ۔!

اسکی کلائی چھوڑنے سے پہلے وہ اس قدر سرد لہجے میں بولا۔

کہ وہ بھاگ کر بیڈ کی سمت بڑھی تھی۔تیزی سے بستر پر لیٹتے خود کو کمفرٹر سے چھپایا۔

جبکہ تبریز نے ایک سرد سانس فضا کے سپرد کرتے اپنا موبائل فون اٹھایا۔جہاں پر ماہا کی ڈاکٹر کی کال اٹینٹ ہو چکی تھی۔لمحوں میں وہ مدعا سمجھ کر چہرے پر ہاتھ پھیرتے گہری سانس بھرتا اٹیچڈ لائبریری روم میں گھسا۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر اسنے کمفرٹر سے اپنا سرخ چہرہ نکالتے دروازے کو گھورا۔

"وہ جانتی تھی تبریز اس سے دستبردار نہیں ہونے والا۔اور اب اسے اس کی خوشیاں دینے کے لئے وہ ایک بہت بڑا فیصلہ کر چکی تھی۔

جو شاید اسکی زندگی بدلنے والا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"اچانک کانوں میں تیز ہارن کی آواز پر وہ جھٹکے سے اٹھی۔خود کو گاڑی میں پاتے عنایہ کی آنکھیں حد درجہ پھیلی تھیں۔

اس نے ایک نگاہ آگے پیچھے دوڑائی۔مگر گاڑی میں کوئی بھی نہیں تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اتنا سمجھ چکی تھی کہ وہ پاکستان میں نہیں کسی اور ہی ملک میں ہے مگر کہاں؟ یہ سمجھنے سے قاصر تھی،

جینز کے پاکٹس ٹٹولتے اسنے موبائل فون ڈھونڈنا چاہا جو سرے سے موجود نہیں تھا۔

"شٹ۔! غصے سے جھنجھلا کر اسنے سیٹ کو پاؤں سے ٹھوکر ماری۔ گاڑی لاکڈ نہیں تھی۔

شاید ابیر سامنے موجود اس بڑی سے عمارت میں گیا تھا۔ یہی صحیح موقع تھا۔

دماغ نے اسے فوراً سے پیشتر تدبیز دی۔ وہ اپنے گھر کی پریشانیاں کم کرنا چاہتی تھی ناں کہ اس ابیر نامی پریشانی میں خود پھنسنا۔

یہی سوچتے وہ فوراً سے دروازہ کھول باہر نکلی، ابیر اسی گمان میں تھا کہ وہ بے ہوش ہے اسی لئے گاڑی لاکڈ کرنا ضروری نہیں سمجھا اور یہ اس کی سب سے بڑی بھول تھی۔

بڑے سے گیٹ سے نکلتے ہی سنسان سڑک پر پہلا قدم رکھتے ہی اسنے سن ہوتے ذہن سے چاروں اطراف دیکھا۔

صبح کی روشنی ابھی پوری طرح سے نہیں پھیلی تھی۔ خوفزدہ سی نگاہوں سے وہ مڑ کر ایک نگاہ پیچھے کی جانب دوڑائے آگے بڑھی۔

جب اچانک اسے پیچھے سے گاڑی کی آواز سُنائی دی۔

اسکے بھاگنے کی رفتار میں اضافہ ہوا تھا۔ پاؤں وائٹ وائٹ جو گرز تھے۔؟

جس کی وجہ سے وہ بآسانی بھاگ پارہی تھی۔ چہرہ پسینے سے تر ہو رہا تھا مگر وہ کسی بھی طور پر رکنا نہیں چاہتی تھی ابھی وہ اچانک سے پیچھے مڑی تھی۔ جب آگے سے آتی ایک تیز گاڑی کی روشنی کے سبب اس کی سانس سینے میں اٹکی پاؤں بری طرح سے زمین پر جم سے گئے تھے۔ سفید چہرہ خوف کے سبب سیاہ پڑ گیا۔

""اہہہ۔!" چہرے کو بازو سے ڈھانپے ایک دلخراش چیخ تھی جو اسکے لبوں سے نکلتی خاموش فضا کے سکوت کو توڑ کر رکھ گئی۔

اور اگلے ہی لمحے وہ گاڑی سے نکلتا بے جان ہو کر گرتی عنایہ کو دیکھ اندھا دھند پاگلوں کی طرح اسکی طرف بھاگا تھا

۔

گاڑی والا گھبرا کر بھاگ نکلا تھا۔ جبکہ ابیر پاگلوں کی طرح خوف سے سانس روکے بمشکل سے اس تک پہنچا تھا۔

اسکا چہرہ اٹھا کر بچوں کی طرح اسے ٹٹولا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس کے ماتھے سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔دائیں بازو اور ٹانگ سے بھی خون اسی رفتار سے بہتا ابیر علوی کے دل کو بند سا کر گیا۔

"عیییی ننننن۔ننن نہیں۔عع عععیین اا ٹھوو۔!"وہ پاگلوں کی طرح اسکا خون اپنے بازو سے صاف کرتا بے تحاشہ رو رہا تھا۔

آنسو لڑیوں کی صورت اس کی حسین آنکھوں سے بہتے اسکی بیئر ڈ میں جذب ہو رہے تھے۔

اسے دیکھ کر کوئی بھی شاکڈ ہو سکتا تھا کہ ایک ہٹا کٹا توانا مرد ایک چھوٹی سی لڑکی کی چوٹ پر یوں رو رہا تھا جیسے وہ زخم اس کی روح چھین رہا ہو۔!

معاً اپنے ہوش سنبھالتے اسے گود میں بھرتے اپنی گاڑی کی سمت بھاگا۔

اور پانی بھری نگاہوں سے پیچھے سے آتی گارڈز کی گاڑی کو دیکھا۔

"ڈرائیو دی کار ڈیم اٹ۔!وہ بپھر کر پاگلوں کی طرح چلایا تو ایک گارڈ نے بھاگ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

ابیر اسے بانہوں میں سمیٹے پچھلی سیٹ پر بیٹھا۔گاڑی لمحوں میں آگے کا سفر طے کرنے لگی۔ٹائروں کی چرچراہٹ کی تیز آواز فضا میں کافی دیر تک چھائی رہی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آدھے گھنٹے کا رستہ دس منٹ میں طے ہوا تھا۔وہ گاڑی سے نکلتا بھاگتا ہوا آگے کو بڑھتا سیڑھیاں عبور کرتے بیرونی گیٹ سے اندر داخل ہوا۔

شہد رنگ آنکھیں عنایہ کے خون سے لت پت سرخ ہو رہے چہرے پر تھیں۔پورے پیلس میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔گارڈز کی بھاری نفری پیلس کے چاروں اطراف کھڑی کڑا پہرہ دے رہی تھی۔

وہ بھاگنے کے انداز میں اپنا روم کی جانب گیا۔

پاؤں کو ٹھوکر رسید کرتے اسنے کھولا۔اور عجلت میں آگے بڑھتے عنایہ کو بستر پر منتقل کیا۔دل و دماغ جیسے کچھ بھی سمجھنے سے قاصر ہو چکے تھے۔

وہ یہ تک بھول گیا تھا کہ وہ ایک ڈاکٹر ہے۔"اسکے بہتے خون کو دیکھ جیسے یاد آیا تو وہ بھاگ کر الماری کی سمت گیا۔

فرسٹ ایڈ باکس کپکپاتے ہاتھوں سے نکالتے اسکے زخم کو بمشکل سے صاف کیا۔

سانس حد درجہ پھولی ہوئی تھی۔اور چہرہ ضبط کی انتہاؤں سے سرخ ہو رہا تھا۔

گلے میں لپٹا سٹالر احتیاط سے نکالتے اسنے شرٹ اسکے بازو سے اوپر کی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جہاں کافی گہری چوٹ آئی تھی۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس گاڑی والے کو جان سے مار دیتا۔ضبط سے جبڑے بھینچے وہ ڈریسنگ کرتے اب ٹانگ کی سمت بڑھا۔شوز اتارتے اسکے پاؤں کو دیکھا۔جو بالکل ٹھیک تھے۔ ڈھیلا ڈھالا سا ڈریس نکالتے اسکا ڈریس چینج کیا اور اب احتیاط سے اسکے زخم دیکھتے وہ پاگلوں کی طرح ٹٹولنے لگا کہ کہیں کوئی اور چوٹ تو نہیں آئی۔

اس قدر خوفزدہ تو وہ زندگی میں کبھی بھی نہیں ہوا تھا جتنا کہ وہ ان چند لمحوں میں ہو گیا تھا۔

تسلی ہونے پر اسنے شکر کی گہری سانس بھرتے اسے سرد نظروں سے دیکھا۔جو انجیکشن کے سبب نیند میں تھی۔

"کیوں کرتی ہو تم ایسا۔؟ ہر بار میرا صبر آزماتی ہو تم عین۔؟ کیا ترس نہیں آتا تمہیں مجھ پر۔؟

اسکا نازک ہاتھ کو اپنے بھاری ہاتھوں میں دبوچتے وہ شدت بھرے انداز میں بولا تھا۔

یہ چند لمحات کو قدر بھاری گزرے تھے اس پر یہ صرف اور صرف ابیر علوی ہی جانتا تھا۔

گہری سانس فضا کے سپرد وہ اٹھا یونہی اس حالت میں اسکے قریب لیٹا۔ گردن کے گرد ہاتھ لپیٹتے اسے احتیاط سے اپنے کندھے پر منتقل کرتے بازو اپنے پیٹ پر رکھا اور جھک کر پیشانی پر بوسہ دیے وہ کئی لمحے وہی ٹھہر گیا۔ شاید یہ بھی خود کو یقین دلانے کا ایک طریقہ تھا کہ وہ ٹھیک تھی۔

"بہت غلط کیا ہے تم نے۔! یو ول بی پے فار دِز۔! سرسراتے ہوئے لہجے میں اسکے چہرے کو جنون خیز نگاہوں سے دیکھتے اسکے سفید گال کو اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلایا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

سر میں شدید درد کے سبب سفید پیشانی پر چھوٹے چھوٹے سے بل نمایاں ہوئے تھے۔سفید رنگت میں درد کے سبب سرخی چھائی ہوئی تھی،اور بھوری بڑی بڑی آنکھیں مضبوطی سے میچی گئی تھی۔

"اہہہ۔!" وہ ہلی تو بازو میں شدید درد کی لہریں دوڑی۔جس کے سبب نیند سے بھری اپنی سرخ ڈوروں سے لبریز آنکھیں کھولے عنایہ نے خود کو دیکھا۔

کمفرٹر اسکی گردن تک موجود تھا ایسے جیسے کسی نے کافی احتیاط سے دیا ہوا۔وہ کہاں تھی۔؟ عجیب سی الجھن محسوس ہوئی تھی جسم میں تھکاوٹ سی تھی وہ غائب دماغی سے اسے لکثری روم میں دیکھنے لگی۔جس کی نفاست دیکھ پہلا خیال ہی ابیر علوی کا آیا۔۔

وہ چونکی حیرت سے گردن موڑتے دائی جانب دیکھا۔جہاں واشروم سے پانی گرنے کی آواز باہر تک آرہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ٹانگ گھسیٹتے وہ بمشکل سے پیچھے ہوتی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی۔اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ کچھ سوچتی معا واشروم کا دروازہ کھول وہ بھیگے شہد رنگ بالوں میں انگلیاں چلاتا باہر نکلا۔

سفید کسرتی وجود پر سے شرٹ سرے سے غائب تھی۔وہ تھری پیس کی بلیو جینز میں تھا۔سفید پاؤں دبیز قالین پر ٹکے ہوئے تھے۔

اسکے کشادہ سینے کو دیکھ عنایہ نے تھوک نگلتے اسے دیکھا۔جو اسے سرے سے نظر انداز کرتا ڈریسر کے سامنے گیا۔ پرفیوم اٹھائے وہ مصروف سے انداز میں خود پر چھڑکنے لگا۔

عنایہ اسکا اتنا اٹیٹیوڈ دیکھ سنجیدگی سے اسے دیکھتے رہ گئی۔

"مجھے کیوں لائیں ہیں یہاں۔؟وہ خود سے ہی بات کا آغاز کرتی سخت جھنجھلائے ہوئے سے لہجے میں پوچھنے لگی۔

"ایک نگاہ اپنے ہاتھ اور ڈریس پر ڈالی۔تو غصے کا گراف مزید بڑھا تھا۔

"میں تم سے پوچھ رہی ہوں۔کیوں لائے ہو مجھے یہاں۔؟مجھے واپس جانا ہے ابھی کہ ابھی۔!

اپنا یوں اگنور ہونا وہ کیسے برداشت کرسکتی تھی جبھی بھیگی نگاہوں سمیت غرا کر انتہائی بدتمیزی سے کہا۔

"وہ مڑا اپنی سفید شرٹ صوفے سے اٹھائے پہنتے ایک گہری سپاٹ نگاہ اس پر ڈالی۔

"کیا چھوٹی بچی ہو تم۔؟یا اتنی ناسمجھ کہ یہ بھی نہیں سمجھتی کہ ایک شوہر بیوی کو کیوں اپنے پاس لاتا ہے۔؟"وہ سپاٹ مگر دوٹوک انداز میں بولا۔

تو عنایہ کا دل چاہا کہ وہ اٹھ کر اسے گریبان سے جھنجھوڑ ڈالے۔

"سمجھتے کیا ہو تم خود کو۔؟میرے کردار پر سوال اٹھایا ناں تم نے۔؟اب کیسے اچھی لگنے لگی میں۔؟یا کوئی اور بات ہے۔!

عنایہ کا لہجہ اس سے بھی زیادہ کھردرا تھا اسے تو لگا تھا کہ وہ ناراض ہو گی اس سے سوال پوچھے گی۔مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹ تھا۔

ابیر علوی نے ایک نگاہ اس کے حسین چہرے پر ڈالی۔کئی لمحے لگے تھے اس پر سے ایک نگاہ ہٹانے میں۔وہ واقع میں حسین تر تھی۔مگر ابیر علوی کو اسکے حسن سے زیادہ اسکے وجود سے عشق تھی۔اگر وہ اتنی خوبصورت ناں بھی ہوتی تو بھی وہ اسے ایسے ہی چاہتا بلکہ چاہنے کی انتہا کردیتا۔کیونکہ اس کی نظر میں وہ اس دنیا میں آئی ہی محض اسکے لئے تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تم نے اس شخص (عالیحان) کو اتنی فوقیت دے دی مسز ابیر علوی کہ وہ میرے مقابلے میں آن کھڑا ہوا۔! اور دیدہ دلیری سے مجھے ابیر علوی کو کہا کہ تم اس سے محبت کرتی ہو۔!

جانتی نہیں تم کتنا پاگل ہوں میں۔ اگر جان جاتی تو اسے زندگی میں اتنی فوقیت کبھی ناں دیتی۔

"وہ میرا بھائی ہے اسکا تم سے اور تمہارا اس سے کوئی مقابلہ نہیں۔!

عنایہ نے سپاٹ مگر دوٹوک لہجے میں کہا تھا۔ غصے کی شدّت سے اسکی سانسیں پھول رہی تھی۔ باریک پنکھڑیاں نیم وا تھی۔

ابیر نے گہری نگاہ اسکے نقوش پر ڈالی اور شرٹ کے بٹن لگاتے ہاتھ ایک پل کو روکے وہ بیڈ کی سمت بڑھا۔

تو عنایہ نے تھوک نگلا۔ وہ اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتی تھی جبھی یونہی بیٹھی اسے دیکھتی رہی۔

جس کے مغرور نقوش میں عجیب سی سرخی چھا رہی تھی۔

"میرا ہر اس شخص سے کمپیریزن ہے جو تمہیں مجھ سے زیادہ چاہنے کا دعویٰ کرے پھر چاہے وہ عالیحان شاہ ہو یا تمہارے ڈیڈ و یام کاظمی۔! دونوں ہاتھ اسکے قریب جمائے وہ اسکے چہرے پر گرم سانسیں چھوڑتے اس قدر جنون خیز انداز میں بولا۔

کہ عنایہ کا وجود سن سا ہو گیا۔

جتنی جلدی ہو سکے خود کو ٹھیک کرو۔ کیونکہ مجھے تمہارے سسر کو پروف کرنا ہے کہ میں زانی اور نامرد نہیں ہوں۔!

اسکی بھوری آنکھوں میں اپنی آنکھیں گھاڑے وہ اس قدر سختی سے بولا کہ عنایہ کے وجود میں سرسراہٹ سی ہوئی۔

تو کیا وہ اس لیے اسے لایا تھا۔ جسم کا سارا خون اسکے چہرے پر سمٹ آیا تھا۔

"ممگ۔!"

"آئی ڈونٹ لائک آرگیومنٹس۔ آئی وانا آ بے بی فرام یُو۔ سو بی پریپیئرڈ۔! سرسراتے ہوا سا لہجہ تھا عنایہ سانس روکے بے یقینی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

جس کے انداز میں کوئی لچک نہیں تھی۔ اگر وہ ایسا کہہ رہا تھا تو وہ کر بھی سکتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ابیر نے انگلیاں اسکے گال پر ٹریس کی تھی وگھبرا کر آنکھیں مضبوطی سے میچ گئی۔ جبکہ وہ گہری نظریں اسکے نقوش پر گاڑھے انگلی اسکی تھوڑی تک لایا اور بے حد شدت سے جھکتے اسکی تھوڑی پر اپنا لمس چھوڑا۔

عنایہ سانس روک گئی۔ نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبائے وہ اسکے دور ہونے کی منتظر تھی۔ جس نے ہونٹ اسکے گال پر رکھتے گہرہ لمس چھوڑا اور اسکی حالت دیکھ وہ پیچھے ہٹا۔

عنایہ گہرے سانس بھرتی خود کو پرسکون کرنے لگی تھی۔ چہرے سے الگ دھواں سا نکل رہا تھا۔

تو مطلب امن کی باتیں اسے اتنی بری طرح سے ہرٹ کر گئی تھی۔ جو وہ یہ سب کرنا چاہتا تھا۔ عنایہ نے دماغ میں چلتے سوالوں کو جھٹکتے اسے دیکھا۔

جواب پھر سے اپنی تیاری میں مصروف ہو چکا تھا۔

" تھوڑی دیر تک آ جاؤں گا میں۔ تم نیند پوری کرلو۔ اور خود کو میرے آنے تک اچھے سے تیار رکھو۔ کیونکہ اب فضول بات میرا ارادہ نہیں بدلنے والی۔!

کف لنکس لگاتے اسے دیکھا۔ جو شاید کچھ بولنا چاہ رہی تھی۔

"ابیر تم ایسا کچھ نہیں کروگے۔ ہماری رخصتی نہیں ہوئی اور تم میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔"!

وہ سرخ نظروں سے اسے دیکھتی سنجیدگی سے بولی تو استہزائیہ ہنسا۔

اوہ مائے پور لیڈی۔ تمہیں کس نے کہا کہ ہماری رخصتی نہیں ہوئی۔ رخصت ہی تو کروا کر لایا ہوں میں تمہیں۔ اور زبردستی کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا۔ بیکوز یو آلسو وانٹ می۔ ائی نیواٹ ویری ویل۔!" اسے کمر سے تھامے وہ گھمبیر تا سے اسکے کان میں سرگوشی کرتا اسے نرمی سے بیڈ پر ٹھیک سے لٹاتے پیچھے ہوا۔

عنایہ سرخ چہرے سمیت رخ موڑ گئی۔ اسکی بے باکیوں کا کوئی جواب نہیں تھا اس کے پاس۔ جبھی فل حال خاموش رہنا ہی بہتر لگا۔

"ٹیک کئیر آف یور سیلف۔! کمفرٹر درست کرتے وہ جھکا پیشانی پر شدت بھرا بوسہ دیے وہ پیچھے ہٹا اور ایک نگاہ اس پر ڈالتے اپنا کوٹ اٹھائے روم سے نکلا۔

عنایہ نے بے بسی سے بند دروازے کو دیکھ سر پیٹا۔ وہ کیسے بچتی اس ابیر نامی آفت سے۔ کوئی بھی بہانہ نہیں بن پا رہا تھا۔ زیر لب خدا سے مدد مانگتی وہ آنکھیں موند گئی۔۔

Episode 96

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

دروازے پر مسلسل دستک ہو رہی تھی۔عالیحان اندر عنایہ کو ڈھونڈ رہا تھا جو اسے کسی بھی روم میں مل ہی نہیں رہی تھی۔عنایت کچن سے پانی کا گلاس پکڑتے باہر نکلی تھی اور کب سے اسکی کارؤائی دیکھ رہی تھی۔

وریام بھی اوپر روم میں ہی تھے جبکہ نیناں کسی دوست کے گھر عیادت کے لیے گئی تھیں۔

گہری سانس فضا کے سپرد کرتے وہ طنزیہ مسکراہٹ اچھالتے دروازے کی طرف بڑھنے لگی جبکہ حرمین جو ابھی نماز ادا کر کے باہر آئی تھی اسے سختی سے بیٹھنے کی تلقین کرتے خود باہر نکلی۔

عنایت وہی ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی کہنیاں میز پر ٹکائے وہ اسے گھور رہی تھی۔جو مچھر کی طرح بنبنا تا پھر رہا تھا۔

"مجھے اچھے سے علم ہے لٹل اینجل کہ تم جانتی ہو کہ ٹیڈی کہاں ہے۔؟اگر مجھے ان سب میں تمہارا ہاتھ نظر آیا تو خیر منانا اپنی۔"!

وہ غصے سے دانت پیستے لمحوں میں فاصلہ طے کرتے اس تک آیا۔تو عنایت نے مصنوعی ڈرنے کی اداکاری کی۔

"پلیز مجھے کچھ مت کرنا عالیحان سرکار۔!"وہ معصوم سی شکل بنائے بولی تو وہ ضبط سے دانت پیستے اسے بازو سے جکڑ گیا۔

"اہہہ چھوڑو تم۔!وہ درد سے ایک پل کو کراہی مگر پھر ازلی انداز میں اسے خود سے دور کرنے کی کوشش میں بڑبڑائی۔

"یہ تم کسے کہتی پھرتی ہو۔؟کیا رشتہ بھول گئی ہو اپنا اور میرا۔!

عالیحان شاہ جو اسے زیر کرنے میں ماہر تھا اب اسے یوں خود سے بے خوف دیکھ اپنا روب جھاڑا۔

"ہاں بلکل ویسے ہی بھول گئی ہوں۔جیسے تم اپنی اور میری عمر کا لحاظ بھول گئے تھے۔وہ اسکی نیلی سحر طاری کرتی سرخ ڈوروں سے لبریز آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بے خوف بولی۔

تو وہ بے ساختہ غصے کے باوجود دلکشی سے مسکرایا۔عنایت نے گھنی مونچھوں تلے اسکے مسکراہٹ میں ڈھلے ہونٹوں کو دیکھا۔اور سٹپٹا کر نظروں کا رخ بدلا۔

"مجھے تو لگا تھا کہ کافی ذہین ہو تم۔خیر بے وقوف لڑکی۔کیا تمہیں لگتا ہے کہ عالیحان شاہ باقی سب کی طرح تمہیں آپی اور باجی بلائے گا۔نو نیور۔سویٹ ہارٹ۔تم تو ازل سے میری تھی پھر یہ چونچلے کرنے کا مقصد۔؟ایک بات کان کھول کر سن لو۔اگر اب مجھے تم کہہ کر مخاطب کیا۔تو جو سزا تمہیں میں دوں گا میں سو فیصد یقین سے کہہ سکتا ہوں وہ تمہاری معصوم سی جان کو بہت گراں گزرے گی۔"!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اسکی ناک کو چھوتا سر سراتے ہوئے انداز میں بولا۔یہ الگ بات تھی آج پہلی بار اسکا یوں بے خوف ہو کر آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر بات کرنا اسکے دل و دماغ میں تباہی مچا رہا تھا۔

"تمھارا ڈر میرے دل سے اسی وقت اتر گیا تھا جس دن تم نے اپنا اصل روپ دکھایا تھا مجھے۔اب دور رہ کر بات کیا کرو مجھ سے۔!ء وہ کرسی گھیسٹ سے جگہ سے اٹھی اور سخت انداز میں اسے وارن کرتے باہر کی طرف جانے لگی۔

مگر پیچھے سے اسکا ہاتھ پکڑ کر عالیحان نے اسے روکا۔وہ کچھ کہتی اس سے پہلے ہی باہر سے اپنی ماما اور پاپا کی آواز سن وہ لمحوں میں کھلی،چہرہ خوشی سے شاداب ہوا تھا۔

وہ فوراً سے اسکا ہاتھ جھٹک کر باہر بھاگی تھی۔یہ الگ بات تھی کہ اس حالت میں اس کا یوں بھاگ کر جانا عالیحان کو انتہائی ناگوار گزرا تھا اب یقیناً وہ اسے کافی اچھے سے پریکٹس کروانے والا تھا کہ اسے کیسے چلنا ہے۔

وہ ماں کے منع کرنے کے باوجود بھی باہر نکل آیا تھا۔حالانکہ حرمین اسے پہلے ہی بول چکی تھی کہ وہ ماموں اور باقی سب کے سامنے ناں آئے۔!

وہ باہر نکلا تو عنایت ویام کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔مگر آج آنسوؤں والا سین بند ہوا پڑا تھا۔

"کمال ہے اس رونے والی اینجل کے آنسوں آج کہاں غائب ہوئے۔!ء کندھے اچکاتے وہ زیر لب بڑبڑایا اب اسے خود سے شدید غصہ آیا تھا یقیناً یہ اس کی زن مریدی کا اثر تھا۔

"ویام کاظمی کی نگاہ جیسے ہی بیٹی سے ہوتے دروازے کے بیچ کھڑے اس شاندار مرد پر گئی۔

تو بھوری آنکھوں میں غضب ناک چنگاریاں اڈی۔اسکی نظروں کے تعاقب میں جیسے ہی حرمین اور عیناں نے دیکھا تو وہ دونوں ہی گھبراہٹ سے سانس روک گئی تھی۔

"ہممم۔!"وہ دندناتا ہوا اس تک گیا۔اسے لمحوں میں گریباں سے تھامے وہ پھر کر مارنے لگا۔جس پر عنایت نے معنی خیز نظروں سے اسے دیکھا۔جو اسے ہی گھورتا گہرہ ہنسا۔

جس پر ویام کو مزید تپ چڑھی تھی۔

ماموں جان یہ دوسری بار ہے جب آپ اپنے بڑے داماد سے اتنی بری طرح سے پیش آرہے ہیں۔کچھ خیال کریں اب تو نانا بننے والے ہیں۔"!

وہ آنکھ دبا کر گھرے لہجے میں بولا۔ تو ویام نے اسکے منہ پر گھونسہ جھڑا تھا۔ وہ اپنے باپ سے بلکل بر عکس تھا۔
عالیان شاہ تو اپنی غلطی پر شرمسار تھا کہ نگاہیں تک ناں ملا پایا تھا اور یہ اسکی اولاد تھی۔ جو دھڑلے سے مار کھانے کے باوجود بھی زبان کے جوہر دکھا رہا تھا۔

"شرم حیا ہے یا بیچ کھائی ہے۔ بدبخت انسان۔ تمہارا باپ اور ماں تو انتہائی شریف ہیں جانے کس کمینے پر چلے گئے تم۔!ء

حرمین اور عیناں تو کب سے ان دونوں کو دور کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔ جہاں صرف عالیحان کو ویام ہی گھسیٹ رہا تھا وہ تو مسلسل مسکرا کر پیار بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ماموں جان یقین کریں سر تا پیر آپ پر ہی گیا ہوں۔ یہ بات الگ ہے آپ نے کمینہ کہہ دیا۔"
وہ معصومیت سے بولتا جبڑے دائیں بائیں کرنے لگا۔
جہاں ویام کے بھاری ہاتھ کی وجہ سے اب درد ہونے لگا تھا۔
"یُو۔! ویام لمحوں میں سیخ پا ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ پھر سے اسپر ہاتھ اٹھاتا۔ وریام کاظمی کی دھاڑ پر اسکا ہاتھ رکا۔
"عالیحان نے نانا کی آواز پر قربان جاتی نگاہوں سے گردن گھمائے انہیں دیکھا۔
اور پھر اپنے ماموں کو۔ جن کا ہاتھ فضا میں ہی تھم گیا تھا۔
مگر چہرے سے صاف ظاہر تھا ایک گھونسہ اور پڑنے والا ہے۔ جبھی وہ اپنی تیکھی ناک چڑھائے آنکھیں بند کر گیا۔
کچھ بھی ہوا سے اپنی آنکھیں عزیز تھی۔
ویام نے باپ پر ایک سرد نگاہ ڈالی اور کھینچ کر ایک زبردست پنچ اسکی ناک اور آنکھ کے درمیان جھڑا۔
جس پر ناچاہتے ہوئے بھی عالیحان بلبلا پڑا۔ درد سے کراہتا ہوا وہ سیدھا اپنے بڑے پاپا کے سینے سے لگا۔ کراہنے کی آواز میں درد کی رمق سے زیادہ مسکینیت اور کمینگی شامل تھی جسے ویام اچھے سے سمجھ رہا تھا۔
ویام بس کریں خدارا کیا جان سے ماریں گے اسے۔! عیناں نے دونوں ہاتھ اسکے سینے پر جمائے بھتیجے کو نم نگاہوں سے دیکھا۔
جو بھی تھا وہ اس کا اکلوتا بھتیجا تھا اسکے جان عزیز بھائی کا خون۔ وہ کیسے اسکی تکلیف برداشت کر لیتی۔ جبکہ حرمین تو سر جھکائے کھڑی تھی۔
اس نے پہلے ہی تہیہ کر لیا تھا وہ بھائی سے کچھ نہیں کہے گی کیونکہ غلطی اس کے بیٹے کی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اہم پھپھو۔! عالیحان نے زن سے گاڑی موڑی اور بھاگتا ہوا پھپھو کے سینے سے لگنے لگا۔ جو روتی ہوئی اسے سینے سے لگانے کو بیتاب تھی۔

ویام نے سپاٹ نگاہوں سے اس کمینے کو دیکھ بیوی کو ایک ہی جست میں کھینچ کر اپنے پیچھے کیا۔

تو عالیحان شاہ پھر سے اسے سامنے دیکھتا گاڑی وہی روکتے، تھوک نگل کر مڑا اور پھر ماں کے سینے سے لگا۔! ء

جو بھائی کو سہمی نگاہوں سے دیکھ اسکی پشت تھپکنے لگی۔

عیناں نے منہ کھولے ویام کو گھورا اور پھر عنایت کو۔ جس نے کندھے اچکاتے مسکراہٹ اچھالی۔

جبکہ بیٹی کے چہرے کی شادابی سے وہ صاف اخذ کر چکی تھی کہ وہ کتنی مطمئن تھی اس کے ساتھ۔ جبھی گہری سانس بھرتے خدا کا شکر ادا کیا۔

"ڈیڈ آپ کچھ نہیں جانتے آپ بیچ میں مت آئیں۔"!

ویام نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا جبکہ وریام کاظمی تو بیٹے کے طرزِ تخاطب پر ابرو اچکاتے اسے گھور کر آگے بڑھے۔

"بیٹا جی اگر میں کچھ ناں جانتا ہوتا تو آج آپ یہاں ناں ہوتے۔!

وہ جس کی قدر سنجیدگی سے بولا تھا ویام تلملا کر رہ گیا۔ جبکہ عالیحان نے مسکراہٹ چھپائے پیچھے مڑ کر دیکھا عنایت کی نظر اسکے ہنستے ہوئے چہرے پر گئی تو وہ ہونقوں کی طرح اس ناٹک باز کو گھورنے لگی۔

جس نے آنکھ ونک کرتے پھر سے ماں کو ہگ کیا تھا۔

"بڑا ہی کوئی ڈیش قسم کا انسان ہے یہ۔! وہ سر جھٹک کر بڑبڑائی۔ واقعی میں وہ اس کی سوچ سمجھ سے بالاتر ہی تھا۔

ڈیڈ آپ نہیں جانتے اس گھٹیا انسان نے۔! ء

میں سب جانتا ہوں بیٹا جی۔ اس نے تمہاری بیٹی سے نکاح کیا ہے۔ اور ویسے ہی اسے حق سے اٹھا کر لے گیا تھا جیسے تم اپنی بیوی کو اٹھا کر لائے تھے۔

شاید تم بھول رہے ہو۔؟ وریام نے سینے پر ہاتھ باندھے اسے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔ تو ویام لب بھینچ گیا۔

عیناں نے سٹپٹا کر نظریں جھکائی تھی۔ "ڈیڈ میرا معاملہ اور تھا۔! مگر یہ۔!

"معاملہ چاہے جو بھی ہو ویام۔ اب عالیحان عنایت کا شوہر ہے۔ اور اسکی اولاد کا باپ بھی۔ شاید تم یہ بات بھول رہے ہو۔ اور تمہاری آگاہی کے لیے عرض ہے ابھی میں حیات ہوں۔ اور اس خاندان کا ہر فیصلہ وریام کاظمی ہی لیتا آیا ہے اور وہی لے گا۔؛"

وریام کے لہجے میں ٹھہراؤ سا تھا۔

جبکہ ویام نے بے یقینی سے باپ کو دیکھا تھا۔وہ کچھ زیادہ ہی عالیجان کی سائیڈ لے رہے تھے مگر کیوں۔؟ویام نے آنکھیں چھوٹی کیے باپ کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے مگر ایک بات میری بھی سن لیں اگر اس شخص کی وجہ سے میری بیٹی کو ذرا سی بھی تکلیف ہوئی تو میں اسکا وہ خشر کروں گا کہ آپ تاعمر یاد رکھیں گے۔!

وہ چبا چبا کر انگلی عالیجان کی طرف کرتے باپ سے بولا تھا۔۔

جن کے ہونٹوں پر خاموشی اور چہرے پر سکون تھا۔۔

"عین۔عنایہ کو بلاؤ ہم ابھی گھر چل رہے ہیں۔؛"

وہ سرد لہجے میں دھاڑا تھا۔عیناں فوراً سے سر ہلاتی آگے بڑھی۔تو عنایت گڑبڑائی۔!

حرمین نے شکر کی سانس بھری تھی چلو کسی حد تک تو بھائی کی ناراضگی کم ہوئی تھی۔

"مم ماما۔!عنایت نے بمشکل سے عیناں کو پکارا۔تو وہ اندر جاتی رکی۔

"جی بیٹا۔!"آنکھیں چھوٹی کیے وہ متفکر سے لہجے میں بولی۔

"ووہ عنایہ اندر نہیں ہے۔؛وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے سب کی نظریں خود پر پاتے سخت خوفزدہ ہوئی تھی۔

اسے کیا علم تھا یہ سب ہو جائے گا۔

عالیجان نے اسے سرد نظروں سے گھورا البتہ زبان بند تھی۔

"بیٹا کیا ہوا کہاں ہے وہ۔؟کیا گھر چلی گئی ہے کیا۔؟ءعیناں نے الجھ کر پوچھا۔ویسے بھی جب وہ آئے تھے وہ کون سا دکھی تھی۔؟

"نن نہیں ووہ وہ ابیر اسے لے گیا۔! "

وہ شرمندگی سے سر جھکائے بولی۔تو اب کی بار ویام نے شاکڈ کی سی کیفیت میں مڑتے اسے دیکھا جو سر مکمل طور پر جھکائے ہوئے تھی۔

عالیجان نے دانت پیستے اسے گھورا۔سب کے سامنے وہ شرافت کا اعلیٰ مظاہرہ ضرور کرنا چاہتا تھا۔جبکہ جبڑے بھینچے اپنے اشتعال کو دبایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کیا۔؟کب۔کب لے گیا وہ۔اور اگر وہ آیا تھا تو آپ نے بتایا کیوں نہیں کسی کو۔؟

ویام سخت جھنجھلاہٹ سے بال نوچتے ضبط سے بولا تھا۔!

عنایت کو ڈھیروں شرمندگی اور خفت سی ہوئی تھی۔وہ کیا کہتی اس نے ہی تو بھیجا تھا۔

"دیکھ رہے ہیں آپ ڈیڈ۔!میری بیٹیوں کو کھلونا بنا کر رکھ دیا ہے ان دونوں نے۔!

احساس،شرم،جذبات نام کی کوئی چیز ہی نہیں رہی ان دونوں میں۔!

وہ اب کی بار باپ کو دیکھ کر نفرت بھری نگاہوں سے عالیجان کو گھورتے ہوئے بولا تھا۔

جبکہ عیناں کا تو دماغ سائیں سائیں کرنے لگ چکا تھا۔اللہ اللہ کر کے عنایت کا معاملہ تھوڑا ٹھنڈا ہوا تھا اب عنایہ۔؟

اسی وجہ سے وہ ابیر اور عالیجان سے اپنی بیٹیوں کی شادی کرنے کے حق میں ہی نہیں تھی۔

"تم فکر مت کرو۔وہ اسکی بیوی ہے۔کہاں لے کر گیا ہو گا۔اسے۔اسکے ساتھ ہی ہو گی وہ۔ویسے بھی ایک شوہر سے زیادہ تحفظ کوئی بھی مرد نہیں دے سکتا ایک لڑکی کو۔!

وریام کا لہجہ تو بلکل برف کی مانند ٹھنڈہ تھا۔

جبکہ ویام نے مٹھیاں بھینچتے اپنے باپ کو دیکھا۔

"شوہر۔!زبردستی کے سوا بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں ڈیڈ آپ شاید بھول رہے ہیں۔بنا رخصتی کے اٹھا کر لے گیا ہے وہ۔اور ابھی تک اس پر جو الزامات لگے ہیں وہ بھی جھوٹ نہیں ثابت ہوئے۔"

ویام نے انہیں یاددہانی کروائی تھی۔

بیشک اسے یقین تھا اس پر۔مگر بہت کوششوں کے باوجود بھی ابیر علوی بے گناہ ثابت نہیں ہو پایا تھا۔

"جو بھی ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے ویام۔!تم گھر جاؤ بہو کے ساتھ۔میں آج ہی واپس آتا ہوں۔نیناں آ جائے تو ہم واپس آتے ہیں پھر سکون سے بات ہو گی۔!ء

وریام نے اسے پر سکون کرنا چاہا تھا۔

نو ڈیڈ کوئی سکون سے بات نہیں ہو گی۔اب جو ہو گا سب کے سامنے ہو گا۔ابیر اور عنایہ کا ڈرائیورس اور وہ ہو کر رہے گا۔!

وہ حتمی انداز میں کہتا اپنی اوڈی کی طرف بڑھا۔

عیناں بھی اسکے پیچھے ہی آئی۔واپس جاؤ عین۔مام کے ساتھ آجانا مجھے کچھ کام ہے میں امن سے ملنے جارہا ہوں۔!

وہ سنجیدگی سے کہتا خود گاڑی میں سوار ہو چکا تھا۔

عیناں نے گہری سرد سانس فضا کے سپرد کی۔جانتی تھی اپنے شوہر کی فکر اور محبت مگر وہ یہ بھی جانتی تھی اب فیصلہ کرنے کا وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

پچھلے ایک گھنٹے سے وہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی تھی مگر کوئی بھی سوچ کوئی بھی آئیڈیا ذہن میں نہیں آرہا تھا۔

اسے اب لگ رہا تھا کہ چوٹ لگنے کے سبب اسکے سکروڈھیلے پڑ گئے ہیں ورنہ تو اسکا دماغ منٹوں میں چلتا تھا۔

مگر وہ انجان تھی کہ ابیر نے اسکے ذہن کے ساتھ اسکے دل کو بھی مفلوج کیا تھا۔

وہ تو سوچ چکی تھی۔اسکی برتی بے رخی کا حساب لے گی۔مگر یہاں تو بات اسی پر الٹی پڑ گئی تھی۔

وہ گہری سانس بھرتے اٹھنے لگی۔مگر ٹانگ میں شدید درد محسوس ہو رہا تھا۔!

مگر پھر بھی وہ ہمت کر کے اٹھی۔چہرہ درد کی شدّت سے سرخ ہو چکا تھا۔

بمشکل سے فریش ان اپ ہو کر وہ باہر نکلی۔جب دروازہ اچانک سے کھلا۔تو وہ گھبراہٹ سے سانس روک گئی اسے لگا کہ ابیر ہو گا۔مگر نظریں اٹھائے جونہی سامنے دیکھا۔تو سامنے خود کو گھورتی ایک حسین لڑکی کو دیکھ عنایہ کا چہرہ سپاٹ پڑا۔

لیزا نے سینے پر ہاتھ باندھے سرتاپیر اس مخلوق کو گھورا تھا۔جو ابیر کی وائٹ شرٹ اور جینز میں تھی۔شرٹ سے جھلکتا اسکا نازک سراپا۔سرخ وسفید رنگت اور غیر معمولی حسن ایک پل کو لیزا کا اپنا آپ اسکے سامنے کم تر سا لگنے لگا تھا۔

دوسرا اسکے جسم پر موجود ابیر کے کپڑوں نے اسے الگ سے آگ لگائی تھی۔

"جی کچھ کام ہے آپ کو۔؟ "

عنایہ پہلی بار اسے دیکھ رہی تھی جبھی تمیز کے دائرے میں رہ کر بولی۔

جس پر اسکی گرین آنکھوں میں تمسخر سمٹا۔

"کام تو کچھ نہیں تھا ویسے ماننا پڑے گا ہینڈسم مین کے ٹیسٹ کو۔میرے سامنے تو بڑے نخرے دکھا رہا تھا ایک کس تک تو کرنے نہیں دی۔اور یہاں تو۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مجھے علم ہوتا کہ اسے ایسی لڑکیاں پسند ہیں تو میں کب کا اسے تسخیر کر لیتی۔

وہ سر جھٹک کر کہتی ایک قہر برساتی نگاہ عنایہ پر ڈالے بیڈ پر جا بیٹھی۔ہاتھ پیچھے کو پھیلائے وہ ٹانگیں ہلانے لگی۔

عنایہ جسمانی درد بھولے اس لڑکی کو شرربار نگاہوں سے گھورنے لگی۔

"ہاں بلکل ٹھیک کہا تم نے۔اسے ایسی لڑکیاں پسند ہیں۔جو صرف اپنے محرم کے ساتھ پائی جائیں۔ورنہ تم جیسی گھٹیا لڑکیوں کو تو وہ قریب ناں آنے دے منہ لگانا تو دور کی بات ہے۔!

عنایہ نے سرسراتے ہوئے لہجے میں اسکے کانوں سے دھواں نکالتے اپنے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکا۔

تو لیزا کا چہرہ ایک پل کو تاریک پڑا۔

"یُو بلڈی۔!

شٹ اپ یو چیپ گرل۔گالی دینے کی جرات بھی مت کرنا ورنہ ابیر نے تو تمہیں صرف جھٹکا تھا مگر مسز ابیر علوی تمہیں کہاں کہاں اور کیسے کیسے پٹخے گی تم سوچ بھی نہیں سکتی۔!

وہ چلا کر کہتی چٹکی بجائے اسے گیٹ آؤٹ کہہ گئی۔لیزا نے خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھا تھا اسے اب تک یقین نہیں آرہا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی ابیر کی بیوی تھی۔

"تمہیں تو میں دیکھ لوں گی۔!

وہ تنفر سے چلائی۔

"سبھی دیکھتے ہیں تم بھی دیکھ لینا۔ہنہہ۔! وہ غصے سے دروازہ اس کے منہ پر بند کرتی پھولے سانسوں سمیت مڑی تو اچانک سے ٹانگ میں شدید درد کی لہر دوڑی تھی۔

غصے میں تو وہ درد بھی بھول چکی تھی۔

"آج واپس تو آؤ تم ابیر علوی۔تمہاری آنکھیں تو میں خود نکالوں گی تاکہ تم کسی لڑکی کو دیکھ ہی نا سکو۔!

وہ دانت پیستے عجیب سی جلن کے احساس سے بڑبڑائی تھی۔جانے والی لڑکی کا حسن اور اسکا لباس ہی اسے جلانے کو کافی تھا۔

اوپر سے اسکی بات نے جلتی پر تیل کا کام کر دیا تھا۔اب وہ سب بھلائے ایک نئے محاذ پر نکل کھڑی ہوئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

میں کہہ رہا ہوں آپ سے۔وہ نہیں آئے گا۔ویسے بھی اسے کون سا کوئی کام ڈھنگ سے کرنے کی عادت ہے۔

اب تو وہ ویسے بھی ملک سے باہر سے ہے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گھنے بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ دلکشی سے مسکرا کر بولا تو سامنے والے کی بھوری آنکھوں میں سختی آئی۔ جس پر عالیجان تلملا کر رہ گیا۔

"السلام علیکم۔! معا دروازہ کھول وہ عجلت میں اندر آیا۔!

وعلیکم السلام۔ تم لیٹ ہو۔! ابیر واچ کاتے نیلی آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ گھور کر سلام کا جواب دیتے بولا۔

جس پر اسکی شہد رنگ آنکھوں میں پر اسراریت اور حسین ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔

"پورے دو منٹ پہلے پہنچا ہوں میں مسٹر عالیجان شاہ۔ ابیر علوی اپنی کہی بات پر پورا اترنا اچھے سے جانتا ہے۔

وہ سرسراتے ہوئے گہرے لہجے میں بولا۔ تو سامنے والے کا چہرہ تاریک پڑا۔

جس پر سامنے کرسی پر براجمان شخص کی بھوری آنکھوں میں مسکراہٹ سمٹی۔

تم دونوں کی اطلاع کے لئے عرض ہے یہ میٹنگ تمہارے لڑنے کے لیے۔ کچھ ضروری باتیں ڈسکس کرنے کے لئے کی گئی ہے۔

وریام کاظمی کے سخت لہجے پر وہ دونوں ہی اب ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

ابیر مسکرا کر ان کی طرف گیا۔ اور انہیں ہگ کرتے واپس آیا۔ عالیجان نے اسے بیٹھنے کی جگہ دی۔ جسے وہ اگنور کرتے الگ صوفے پر ٹھاٹھ سے بیٹھا۔ اب سنجیدگی سے وریام کو دیکھنے لگا۔

اس کی حرکت پر عالیجان شاہ نے واز اٹھا کر ہاتھ میں پکڑا تھا۔ ابیر دلکشی سے مسکراتا آنکھ ونک کر گیا۔ جانتا تھا سوچنے اور کرنے میں بہت فرق ہے۔

اسکی نگاہوں کا تمسخر پڑھتے عالیجان بلبلا کر رہ گیا۔ تم دونوں نے اب کوئی اور حرکت ایسی دہرائی تو ابھی تم دونوں کو ننگا کر کے پیٹوں گا۔ اور تمہاری اطلاع کے بتا دوں وریام کاظمی وارننگ نہیں دیتا۔"!

وہ اپنے سخت لب و لہجے میں بولا تو دونوں کو ہی سانپ سونگھ گیا۔

ان کے شرافت سے بیٹھ جانے پر وریام نے گہری سانس بھرتے ابیر کو دیکھا۔

"تم اپنے مشن کے بیچ و بیچ عنایہ کو کیوں اٹھا کر لے گئے۔ جانتے بھی ہو اس میں کتنا خطرہ ہے۔؟ وہ دبے دبے غصے سے بولے تو عالیجان مسکرایا۔

"تو کیا کرتا بیوی ہے وہ میری اور ویسے بھی آپ کے بیٹے کے لگائے الزامات اتارنے ہیں مجھے۔ اس کے لئے بیوی کا پاس ہونا ضروری ہے۔! وہ عالیجان کو دیکھ کر آخری جملہ بے باکی سے ادا کرتا مسکرایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس کا چہرہ دھواں چھوڑنے لگا تھا۔

"سٹاپ اٹ ابیر۔تم وہاں ڈینی کو یقین دلانے گئے تھے کہ تم اسکے ساتھ ہو۔اسکے باقی ساتھیوں کا پتہ کرنے ناں کہ یہ سب کرنے۔!

وریام نے اسے پھر سے یاد دلایا۔اسکی یہ حرکت وریام کو بھی پسند نہیں آئی تھی۔تو کیا کروں روبوٹ بن جاؤں۔؟آپ اچھے سے جانتے ہیں پچھلے کئی سالوں سے آپ کے کہنے کی وجہ سے میں خاموش رہااور اسے خود سے بدگمان کر لیا۔اب میری برداشت جواب دے چکی ہے۔بڑے پاپا۔ناؤ آئی وانٹ ہر۔وہ میرے پاس ہی رہے گی ڈیٹس آل۔اس پر میں کوئی بحث نہیں چاہتا۔!

وہ بھرا بیٹھا تھا۔چند ہی لمحوں میں وہ وریام کو لاجواب کر گیا۔جواب خاموش گہری سوچ میں تھے۔

"یہ کون سا طریقہ ہے اسکا بڑے پاپا۔؟اسے بولیں ٹیڈی کو واپس گھر چھوڑے۔وہ اس کی جاگیر نہیں جو یہ یوں اس پر حق جتاتا پھر رہا ہے۔"!

عالیجان کو کہاں برداشت تھا کہ اس کی ٹیڈی کو وہ یوں اپنے ساتھ رکھے۔

"ابیر نے اسے یوں گھورا جیسے کہہ رہا ہو اپنے آپ کو تو دیکھو۔

"کہہ بھی کون رہا ہے۔؟ تمہیں بھی بڑے پاپا نے عنایت آپی کا دھیان رکھنے کا کہا تھا ناں کہ یوں ان سے نکاح کر کے اپنی پرسنل لائف سیٹل کرنے کا۔اپنے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا۔؟

ابیر نے اسے گھورتے سپاٹ لہجے میں لاجواب کرنا چاہا تھا۔جبکہ وریام ان دونوں کو گھور رہا تھا۔

"ہاں تو۔میں نے اسے سیو کیا ہے اتنے سال۔!اور اسی چکر میں وہ مجھ سے بدگمان ہوئی۔اور تو اور میں نے اسے حراساں کیا تاکہ وہ فیملی والوں کے سامنے بھانڈا ناں پھوڑے۔جہاں تک بات نکاح کی ہے تو وہ ضروری تھا۔تاکہ کوئی بغیرت اس سے نکاح نا کرے۔اور اگر میں نکاح ناں کرتا تو ماموں کسی اور سے اسکی شادی بنا سوچے سمجھے کروا دیتے۔!

عالیجان ہمارا مقصد صرف ایک ہی تھا کہ عنایت محفوظ رہے اور یہ بات باہر ناں نکلے کہ وہ تمہارے نکاح میں ہے ۔مگر اب تک تو آدھی دنیا یہ بات جان چکی ہے۔

تمہاری کی گئی تدبیر اسی وقت الٹ گئی تھی جب تم نے اس نکاح کر اس رشتے کو مزید آگے بڑھایا۔!

وریام نے اسے سرد نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا۔تو وہ سر جھکا گیا۔

جانتا ہوں بڑے پاپا میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا مگر یہ سب کرنا ضروری تھا۔اگر میں ایسا ناں کرتا تو وہ ماموں کو نکاح کر بتا کر طلاق کا مطالبہ کرتی مگر اس کے بعد بھی بات سنبھلنے کی جگہ بڑھتی گئی۔

مگر ٹیڈی کا خیال ہم سب رکھ سکتے ہیں۔تو اسے کہیں اسے واپس چھوڑ جائے۔عنایت سیو ہے میرے پاس۔!

اسکی سوئی پھر سے وہی اٹکی۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں سالے صاحب۔میں اپنی بیوی کا خیال اچھے سے رکھ لوں گا بلکل تمہاری طرح۔ "!

ابیر نے اسے آنکھ دبا کر مزید جلایا۔جسے وہ ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔

"تم دونوں بکواس بند کرو اور ابیر تم بتاؤ کیا کچھ معلومات ملی ہیں تمہیں۔؟

وریام نے دونوں کو سرد آواز میں جھڑک کر سنجیدگی سے اصل بات کی طرف راغب کیا۔

جس پر وہ دونوں بھی اب سنجیدہ ہوئے تھے۔

"عنایت کا چاچو ہے وہ مارک اور اسکی ایک بیٹی لیزا اور ایک بیٹا ہے اسکالو کی۔جو بہرام بن کر ایک یونیورسٹی میں پڑھاتا رہا ہے۔مزید معلوم ہوا ہے کہ وہ پاکستان میں ہے اس وقت۔مگر کہاں یہ نہیں معلوم۔!

اسنے کندھے اچکا کر کہا۔

"تو مطلب ان کا ٹارگٹ اب عنایت ہے۔!وریام نے سرد لہجے میں پوچھا۔جبکہ عالیجان کی آنکھوں میں خون اترا تھا۔

"ہمم۔شاید انہیں بھنک لگ چکی ہے کہ عنایت کی شادی ہو چکی ہے اور اسی وجہ سے وہ اب جلد از جلد انہیں راستے سے ہٹانے کا سوچے گے۔عالیجان تم زیادہ خیال رکھنا اب آپی کا۔ضرورت کے بغیر وہ گھر سے باہر ناں نکلیں اور سیکیورٹی ٹائٹ کروادو۔!ء

ابیر نے اسے سنجیدگی سے آگاہ کیا۔تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔اسے محفوظ رکھنے کے لئے تو برسوں سے اتنا سب کرتا آیا تھا اب بھلا وہ اسے کچھ ہونے دے سکتا تھا سوال ہی نہیں اٹھتا تھا۔

"باقی کے دوساتھی کون ہے کچھ علم ہوا۔؟وریام نے سنجیدگی سے پوچھا۔کتنے سالوں سے وہ انہیں ڈھونڈ رہے تھے مگر اب تک وہ مکمل طور پر اپنے دشمنوں کو جانتے ہی نہیں تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ڈینی کا اعتبار تو مکمل طور پر جیت چکا ہوں میں۔اب مجھے وہ باقی سب سے نہیں ملوائے گا۔باقی کی معلومات مجھے اس کے لیپ ٹاپ پر سے ملیں گی۔جو کہ صرف عنایہ ہیک کر سکتی ہے۔اسی لئے میں اسے لے کر گیا ہوں۔ایک دو دنوں تک میں اسے سب کچھ بتا کر کنوینس کر لوں گا۔

اسکے بعد ہی کچھ مزید معلوم ہو سکے گا۔

"وریام کو اسکی بات درست لگی تھی۔

"حوری کا کچھ علم ہوا۔؟اور وہ لڑکا۔؟کیا وہ ہمارے خاندان سے جڑا ہوا ہے؟ """

وریام نے حورین کے متعلق سوال کیا تو ابیر نے ایک تصویر نکال کر اس کی طرف بڑھائی۔یہ سٹور روم سے ملی ہے مجھے۔اور یہ عنایہ کی تصویر۔!اسنے اپنا موبائل فون کھول کر ایپ لاک سے کلیکشن میں جاتے عنایہ کی ڈھیروں تصاویر میں سے ایک نکالی۔جو اسکے پیدا ہونے کے کچھ منٹ بعد لی گئی تھی۔وریام نے دونوں تصاویر سامنے کی تو عالیحان شاہ بھی اٹھ کر ان تک گیا۔

اس کی آنکھیں حیرت و بے یقینی سے کھلی کی کھلی رہ گئی تھی۔کیونکہ وہ دونوں بلکل ایک جیسی تھی۔

مگر جو فرق ان دونوں میں تھا وہ جسامت کا تھا۔عنایہ کے برعکس اس تصویر میں موجود بچہ دیکھنے میں ہی کافی کمزور سا تھا۔اور اسکی رنگت سیاہ ہو رہی تھی۔جیسے وہ تکلیف میں ہو۔اس سے بڑھ کر وہ تصویر کسی جنگل میں لی گئی تھی جس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ عنایہ نہیں تھی۔

یہ عنایہ نہیں آپ کا پوتا ہے۔میں ایک ڈاکٹر ہوں۔اور میں سو فیصد یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ عنایہ کا وہی بھائی ہے جس کا ڈاکٹرز نے چاچو کو کہا تھا کہ ان کی مردہ بیٹی ہوئی ہے۔

یہ بات میں نے کچھ عرصہ پہلے ہی ان سے اگلوائی تھی۔جس بارے میں گھر میں کوئی نہیں جانتا۔

اور اس تصویر کا ڈینی کے سٹور روم سے ملنا اس بات کی تصدیق ہے کہ یہ کام اسی کا ہے۔!

اب کی بار وریام کاظمی نے اٹھ کر ضبط کھوتے صوفے کو لات ماری تھی۔کیوں آخر کیوں۔اسکے بچوں کے ساتھ ہی کیوں۔اسکا چہرہ ضبط کے باوجود بھی سرخ تھا اور حسین آنکھیں نم۔عالیحان اور ابیر نے دوڑ کے انہیں سنبھالا۔

میں نے اسے دیکھا ہے بڑے پاپا۔وہ بولتا ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے آپ بول رہے ہوں اسکی چال میں چاچو کا عکس ہے اور اسکی مار کا اندازہ نہیں لگا پایا۔وہ شاید شدید قسم کا وحشی بن چکا ہے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر نے ایک طرف سے انہیں ساتھ لگایا ہوا تھا تو دوسری طرف سے عالیجان نے۔ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا تکلیف تو دونوں کی تھی۔درد تو برابر ہوا تھا۔

"میں نہیں چھوڑوں گا اس کمینے کو بڑے پاپا۔میں جان سے ماردوں گا اس ڈینی کو۔! عالیجان شاہ آپے سے باہر ہو رہا تھا۔پہلے تو پھر بھی تسلی تھی کہ اس کی بہن محفوظ ہو گی مگر ابیر کے انکشاف کے بعد تو جیسے وہ آپا کھو چکا تھا۔

عالیجان صبر کرو بیٹا۔جہاں اتنے سال صبر کیا ہے تھوڑا اور کرلو۔"

وریام نے اسے تھپکتے دلاسہ دیا۔

مجھے اسی وقت اسے ماردینا چاہیے تھا جب اپنے کانوں سے اسکی غلیظ الفاظ سنے تھے۔وہ میرے ہاتھوں سے میری ہی ماموں کی بیٹی کو داغدار کروانا چاہتا تھا اگر میں سب ناں سنتا تو جانے میں کیا کر جاتا۔ !

عالیجان کی بھیگی آنکھوں کے سامنے وہ لمحہ لہرایا تھا جب وہ عنایت کو کڈنیپ کر کے لایا تھا اور پھر ڈینی کے روم سے گزرتے اسنے اس کی ساری گفتگو سنی تو اسے احساس ہوا تھا کہ وہ تو اپنے ہاتھوں سے اپنی موت لکھ رہا تھا وہ انہی قدموں سے پلٹ چکا تھا اور اسی وقت ڈینی کی تباہی کی تحریر رقم کر دی تھی۔جسے چاہ کر بھی وہ اتنے سالوں سے نہیں پوری کر سکا۔

کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ کون کون اس کے ساتھ اس کھیل میں شامل ہے۔؟

عالیجان ری لیکس رہو۔لوگ اسے ڈیول کے نام سے جانتے ہیں۔مگر میں اتنا ضرور جانتا ہوں۔کہ ہماری حوری اس کے پاس سیو ہو گی۔کیونکہ اس نے اس سے نکاح کیا ہے اور دوسرا وہ ہمارے خاندان کا حصّہ ہے۔وہ کاظمیز کا خون ہے جنونی ہو سکتا ہے مگر بغیرت نہیں۔"!

ابیر نے اسے پر سکون کیا۔تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

اسے ڈھونڈے گے کیسے۔؟

اب انہیں نئی فکر لاحق ہوئی تھی۔خون کی کشش کافی ہوتی ہے بڑے پاپا۔عنایہ اس کی جڑواں بہن ہے۔اور میں اچھے سے جانتا ہوں مجھے آگے کیا کرنا۔میں اب سب کے ساتھ ہی لوٹوں گا۔

بس آپ اپنے بیٹے کو سمجھادیں۔پہلے تو برداشت کر لیا اب اگر کسی نے عین کو مجھ سے دور کرنے کی بات کی تو اس دنیا کو آگ لگا دوں گا۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ سپاٹ مگر جنون خیز لہجے میں بولا تو عالیحان نے ابیر واپچاکاتے اسے دیکھا مگر اسکے چہرے پر سوائے سنجیدگی اور جنون کے کچھ نہیں ڈھونڈ پایا۔ تو نگاہ ہٹالی۔

ویل ڈن ابیر صرف تم ہی ہو جو یہ سب کر سکتے تھے۔ گریٹ جاب۔! وریام نے بات بدلتے اسکا شانہ تھپکا تو وہ مسکرا دیا۔

"مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے۔!

عالیحان شاہ اجازت لیتا عجلت میں باہر نکلا تھا کیونکہ عنایت اور حرمین اکیلی تھیں گھر میں۔!

اسکے جانے کے بعد وریام نے اسے نرمی سے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ بیٹھ گیا۔

"تم نے بہت ساتھ دیا ہے میرا ابیر۔ اگر تم عالیحان کو ناں ڈھونڈتے تو شاید ہم کبھی مل کر اس مقام تک ناں پہنچتے۔ تم نے میرے کہنے پر عنایہ کو خود سے بدگمان کیا۔ میں جانتا ہوں اچھے سے۔!

وریام نے بات کا آغاز کیا تو ابیر کے سامنے اپنے نکاح کا وہ دن لہرایا۔ جب عالیحان کی باتوں سے غصہ ہو کر وہ سیدھا ان کے پاس گیا تھا کیونکہ اس کی نظر میں وہ گھر کے بڑے تھے۔ مگر اس کی بات سن کر جو کچھ وریام نے اسے کہا تھا وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔

کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ عنایہ عالیحان کو اپنا بھائی ہی مانتی ہے۔

وریام جوان دنوں خاندان میں ہوتے حادثوں سے گھبرائے ہوئے تھے وہ اتنا ضرور جانتے تھے کہ وہ جو کوئی بھی ہے وہ ان کے بچوں کو خوش نہیں دیکھنا چاہتا۔ اب پوری فیملی میں صرف ابیر اور عنایہ ہی خوش تھے۔ جو کہ لازماً ان کے دشمنوں کا شکار بنتے۔

جبھی انہیں یہی بہتر لگا کہ ابیر عنایہ سے ناراضگی جتائے۔

ابیر نے ناچاہتے ہوئے بھی ان کا ساتھ دیا تھا۔ اور اسکے بعد وریام نے یونہی بات اڑائی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ خوش نہیں۔ فیملی کے ساتھ ساتھ یہ بات ان کے دشمنوں تک بھی پہنچی جنکا نشانہ عنایہ کا ظمی تھی۔

مگر اس خبر کے بعد خاموشی چھاگئی۔ کیونکہ وریام سب سے ضد کر کے باہر شفٹ ہو گئے تھے۔

اور اتنے سالوں سے ان دونوں کے درمیان یہ نفرت کی بنائی گئی وہ دیوار تھی جسے ان کی سلامتی کیلئے ان کے دادا نے خود کھڑا کیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وریام خود ہر لمحے اس کے قریب رہا تھا تاکہ وہ جان سکے کہ اس پر کوئی خطرہ تو نہیں۔ مگر باہر شفٹ ہونے کے بعد ہر قسم کا خدشہ ٹل گیا تھا مگر عنایہ کے دل میں ابیر کے لیے نفرت کی چھوٹی سی جڑ اب تناور درخت بن چکی تھی۔ جو کبھی کبھی تو اسکی محبت اسکے جنون کے آگے خود ہی گر جاتی مگر پھر اسکے رویے کو یاد کرتے ویسے ہی کھڑی ہوتی جیسے پہلے سے تھی۔

"مگر ابھی وہ تمہیں نہیں سمجھ سکے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ سب سچ یہ حقیقت میں اسے اپنے طریقے سے بتاؤں۔ تو شاید وہ بات سمجھ جائے۔!

گہری سانس بھرتے انہوں نے اسے مدعا بتایا تو ہنسا۔

"کیا یار بڑے پاپا۔ آپ کو کیا لگتا ہے ابیر علوی اتنا کمزور ہے جو اسکی ذرا سی نفرت نہیں سہہ سکتا۔ میں جانتا ہوں وہ خفا ضرور ہے مگر اسکی ناراضگی سے زیادہ وہ مجھے چاہتی ہے۔

آپ بے فکر رہیں اب کی بار میں ساری کثافتیں مٹا کر اسے ہمیشہ کے لیے واپس لاؤں گا۔!

ابیر نے انہیں اپنے ارادے سے آگاہ کیا تھا۔

مگر اسکے ڈھکے چھپے الفاظ سے وریام بخوبی سمجھ چکے تھے کہ اب وہ ارادہ کر چکا تھا اور عنایہ کو سب بتا کر ہی دم لے گا۔

آپ خیال رکھیے گا سب کا۔ فل حال خطرہ عنایت آپی کو ہے ان کی ہی سگے چچا سے۔ عالیحان چاہے جتنا بھی ہوشیار بنے وہ ان کے ہاتھوں ٹریپ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ بچپن سے اسے جانتے ہیں اسکی ایک ایک کمی اور خوبی سے واقف ہیں وہ لوگ۔

اور دشمن سے بہتر موقع کا فائدہ اٹھانا کوئی نہیں جانتا۔"!

ہمم ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔ میں خیال رکھوں گا۔! جی بہتر اور آپ ہو سکے تو جلد ہی آپی کے دل سے اسکے لیے بدگمانی نکال دیں۔ !

تاکہ وہ بھی اب خوشیوں کی طرف بڑھیں۔!

یس مائے سن۔ پراوڈ آف یو۔! وریام نے مسکرا کر اسے سینے سے لگاتے کہا۔ وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے خار کھاتے تھے۔

مگر فکر دونوں کو ہی تھی ایک دوسرے کی۔ مگر یہ بات الگ تھی کہ مانتا کوئی بھی نہیں تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

Episode 97

ہینڈل گھمائے وہ تھکاہارا سا بے چین سی کیفیت میں روم میں داخل ہوا۔پہلی نگاہ ہی اس ظالم لڑکی پر گئی تھی۔جو آڑھی ترچھی بے حال سی لیٹی ہوئی تھی۔

ناچاہتے ہوئے بھی تبریز کی آنکھوں کی سرخی بڑھی تھی۔

قدم خود بخود اسکی طرف بڑھے۔وہ اس کے قریب گیا۔اور بغور اسکے شفاف چہرے کو دیکھا۔جہاں مٹے مٹے آنسوں کے نشانات تھے۔

گلابی ہونٹ آدھ کھلے سے تھے۔ایک ہاتھ سر کے نیچے تھا جبکہ دوسرا ہاتھ نیچے ڈھلک رہا تھا۔جبکہ کمفرٹر محض ٹانگوں تک ہی تھا۔

نگاہیں اسکے نازک وجود پر بری طرح سے جم سی گئی تھی۔سرخ رنگ میں دمکتی اسکی سرخ وسفید رنگت تبریز کے لیے کڑاامتحان ثابت ہورہی تھی آج۔!

تھوک نگلتے اسنے حلق کو تر کیااور دو قدم مزید قریب ہوااحتیاط سے اسکا ہاتھ اُٹھائے بیڈ پر رکھا۔

شاید وہ لیٹ سوئی تھی اسی لیے اسکے ٹچ پر بھی سکون سے سوئی ہوئی تھی۔وہ ایک گھٹنہ اسکے قریب ٹکائے جھکا۔بے حدّ نرمی کے اسکے بائیں گال پر ہونٹ رکھے۔

دل میں عجیب سی بے چینی ہوئی تھی۔

رات کو اس کا پاگل پن یاد آتے ہی اسنے تاسف سے سر جھٹکا۔

اور انگلی کی مدد سے اسکی سوجھی آنکھوں کو چھوتے وہ نرمی سے اٹھا۔اب اپنا ڈریس نکالتے وہ شاور لینے چلا گیا۔

وہ سوچ چکا تھا کہ اب وہ پاکستان شفٹ ہو کر رہے گا۔ویسے بھی تیمور کئی بار اس سے کہہ چکے تھے۔

اور اب جو صورتحال بن چکی تھی ایسے میں ناں تو وہ اپنی فیملی کو چھوڑ کر واپس جا سکتا تھا ناں ہی ماہا کے ایسے رویے کے ساتھ یہاں رہ سکتا تھا۔

یہی سوچتے وہ شاور کیتا فریش فریش سا اپنے گیلے بالوں میں انگلیاں چلاتا باہر نکلا۔ڈارک بلیو جینز کے اوپر وائٹ شرٹ اور مارون جیکٹ زیب تن کیے اسنے پرفیوم اٹھائے خود پر اچھے سے چھڑکی۔

اتنی سی تیاری میں بھی اسکی شخصیت کافی نکھری نکھری سے لگ رہی تھی۔

آئینے میں اپنے پیچھے ابھرتے اپنی حیات کا عکس دیکھتے وہ مڑا۔ تنیل سے اپنا والٹ، کیز اور موبائل فون اٹھائے وہ واچ پہنتا روم سے باہر نکل آیا۔

"السلام علیکم۔ "!

وہ مسکرا کر سلام دعا کرتا ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا۔ کیونکہ نیناں اور عیناں دونوں ہی کچن میں ناشتہ تیار کر رہی تھی جبکہ وریام اور ویام دونوں ہی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

جیسے وہ ناراض ہوں ایک دوسرے سے۔! تبریز نے شدت سے ان کا رویہ نوٹ کیا مگر پوچھا کسی سے نہیں۔ ویام خود ہی اس سے ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ پاکستان شفٹ ہو جائیں ہم سب۔ ڈیڈ اور مام تو کب سے یہی چاہتے ہیں۔ اب میرا بھی ارادہ ہے کہ یہی رہا جائے جب اللہ نے سہولت اور پیسہ دیا ہے تو غیر ملکوں میں اپنوں سے دور کیوں رہیں۔!

اسکی بات پر وریام نے مسکرا کر اسکا شانہ تھپکا انہیں کافی اچھی لگی تھی اس کی بات۔!

اچھی بات ہے بیٹا۔ اپنا ملک اپنا ہی ہوتا ہے۔ جو سکون اپنے وطن کی مٹی میں ہے وہ اور کسی بھی جگہ سے نہیں مل سکتا۔؟ء

وریام کی شائستگی سے سمجھانے پر اسنے تائید میں سر ہلایا۔ تب تک عیناں ناشتہ لگا چکی تھی جبکہ نیناں اب وریام کے ساتھ بیٹھ چکی تھی۔

"بیٹا ماما نہیں اٹھی۔ ویسے تو وہ صبح اٹھ جاتی ہیں پھر آج کیا ہوا۔؟ طبیعت تو ٹھیک ہے ان کی۔؟

عیناں نے خاصی فکرمندی سے پوچھا تھا۔ کیونکہ جب سے مایا یہاں آئی تھی وہ غالباً روز ہی صبح اٹھ جاتی تھی۔

تبریز نے سرد سانس بھرتے مسکرانے کی ناکام سی کوشش کی۔

"حالہ اسکی طبیعت ذرا خراب ہے تو میں نے اسی لئے نہیں اٹھایا۔ تھوڑی دیر مزید ریسٹ کریں گی تو ٹھیک ہو جائیں گی۔!

وہ نرمی سے عیناں کو دیکھ کر بولا۔

اللہ خیر آپ نے پہلے ہی کیوں نہیں بتایا۔؟ ہاسپٹل لے چلیں انہیں۔؟ عیناں کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی فکرمند ہوئے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"نہیں ضرورت نہیں حالہ ویسے بھی فیور ہی ہے ہلکا سا۔میں کوشش کروں گا کہ رات تک کوئی اچھا سا مناسب گھر مل جائے۔تاکہ ہم آج ہی شفٹ ہو سکیں۔!ء

اس نے رسان سے کہا اور چائے کا گھونٹ بھرا۔

اسکی کوئی ضرورت نہیں۔تم لوگ یہی رہو گے۔ویسے بھی یہ کونسا تمہارا گھر نہیں۔!

ویام نے اسے ٹوکا تو وہ مسکرایا۔میں آپ کی ساری باتیں مانتا ہوں چاچو پلیز اس بار مجھے کر لینے دیں اپنی مرضی۔

ویسے بھی آج نہیں تو کل گھر تو لینا ہی ہے۔!

تبریز کی بات سے سبھی متفق تھے جبھی سر اثبات میں ہلا گئے۔

اچھا چلو ہمارے ساتھ والے قریشی صاحب اپنا ولا بیچنا چاہ رہے ہیں مگر کوئی بھروسے مند آدمی کے ہاتھوں دینا چاہتے ہیں تاکہ ان کا گھر ایسے ہی تعمیر رہے۔

ویام نے یاد آنے پر بتایا تو تبریز کو یہ بہتر لگا۔یہ تو زیادہ اچھا ہو جائے گا قریب ہونے پر تو ساری پریشانی ہی ختم ہو جائے گی۔!

تبریز نے گہری سانس بھرتے کہا تھا ویسے بھی باقی سب بھی آس پاس ہی تھے۔امن اور اذلان کا گھر بیس منٹوں کی دوری پر تھا۔جبکہ عالیان شاہ نے جو نیا گھر خریدا تھا وہ حویلی کی بیک سائیڈ پر موجود گلی کی آخری کونے پر تھا۔

اس سے اب اگر تبریز لوگ یہاں شفٹ ہو جاتے تو وہ سبھی ایک ساتھ رہ سکتے تھے۔

"یہ س تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔قریشی صاحب سے مل کر بات فائنل کر لیتے ہیں َ!

ویام نے چائے کا آخری گھونٹ بھر کے کہا۔تو تبریز بھی سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اٹھ گیا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اب چلتے ہیں ہم لوگ۔گھر میں سب لوگ امبر کا ویٹ کر رہے ہیں۔تم دونوں بھی ساتھ چلتے تو اچھا ہوتا۔!

انیل نے جینز کی پاکٹ میں کتاب پھنسائے سنجیدگی سے کہا۔جس پر عائش نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہمم ارادہ تو ہے جلد چکر لگائیں گے ان شاءاللہ۔!تم گھر چلتے ڈیڈ کافی خوش ہوتے اپنی بھانجی سے مل کر۔!محبت بھری ایک نگاہ امبر پر ڈالے عائش نے انیل کو دیکھتے کہا۔یار ابھی تو پاسیبل نہیں۔میرا ارادہ ہے پہلے سارہ معاملہ حل ہو اسکے بعد ہی امبر سب سے ملے۔"!

امبر ہونٹ چباتے خاموش کھڑی تھی اور عمایہ تو الگ ہی بے چین تھی۔کیونکہ صبح سے ہی ناں تو عائش اسے مخاطب کر رہا تھا ناں ہی ایک نگاہ اسے دیکھا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس وجہ سے وہ رونے والی ہوئی پڑی تھی۔

ہمم۔ جیسے تمہیں بہتر لگے۔! عائش نے نرم مسکراہٹ سے کہتے اسے گلے لگایا تو انیل نے اسکی پشت تھپکی۔

"خیال رکھنا اپنا اور باقی سب کا بھی۔!

بلکلل۔! عائش مسکرا کر بولا، وہی عمایہ اور امبر بھی ایک دوسرے کے گلے ملی تھیں۔ دونوں ہی کی آنکھیں نم تھیں، اتنے سالوں کے بعد وہ ملی تھی اب جدا ہونے کا دل تو کسی کا بھی نہیں تھا مگر یہ سب دستور دنیا تھا۔

"رومت۔ میں جلدی آجاؤں گی۔! عمایہ نرمی سے بہن کے آنسوں صاف کرتے بولی تو امبر کے چہرے پر مسکان پھیلی۔ بھیگی شہد رنگ آنکھیں، کھلا ڈھلا عام سا لباس پہنے وہ سیدھا انیل علوی کے دل پر وار کر رہی تھی۔

مگر بظاہر وہ اپنے موبائل فون میں مصروف تھا۔

"تم بھی اپنا خیال رکھنا۔! ایمی نے بھی اسکے آنسوں صاف کرتے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا تو وہ بھی آسودگی سے مسکرائی۔

" جھلمل کرتے آنسوں اسکی روشن آنکھوں میں کافی حسین سماں باندھ رہے تھے۔

"""" چلیں فلائٹ کا ٹائم ہو گیا۔!"" انیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

تو ایمی نے ایک نگاہ اس پر ڈالی جو کافی زیادہ سنجیدہ تھا۔ اور پھر سر ہاں میں ہلا دیا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ آنکھوں سے اوجھل ہوئے تو عائش نے گہری سانس بھری۔

"چلو۔! دوٹوک لہجے میں کہتے وہ آگے بڑھا۔

تو عمایہ اس کے پیچھے ہی گاڑی کی طرف بڑھی۔ واپسی کا سارا رستہ خاموشی سے کٹا تھا۔ عائش بلکل سنجیدہ تھا اور اسکی یہ خاموشی عمایہ کو گھبراہٹ میں ڈال دی تھی۔۔ وہ انگلیاں مروڑتے لب چبانے لگی۔

دل میں الگ بے چینی ہو رہی تھی اس کی ناراضگی کہاں برداشت کر سکتی تھی وہ۔!

"گاڑی جیسے ہی پورچ میں رکی عائش بنا اس پر ایک نگاہ ڈالے اندر داخل ہوا۔ روز جیسے ہی سامنے آئیں عائش نے مسکرا کر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ جس پر وہ مسکرائی۔

کھانا لگاؤں۔؟ وہ ممتا سے بھرپور لہجے میں بولی۔

"نہیں مام۔ ضروری میٹنگ ہے وہی جاؤں گا اب۔ آپ خیال رکھیے گا اپنا۔! وہ رسان سے کہتے ہوئے بنا پاس کھڑی عمایہ کو دیکھ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا باہر نکلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

روز نوٹ تو کر چکی تھی اسکی خفگی مگر کہا کچھ بھی نہیں۔ایک نگاہ عمایہ پر ڈالی جس کا چہرہ آنسوں ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہو رہا تھا۔

"جاؤ ریسٹ کر لو تھک گئی ہو گی تم۔! روز نے فکر مندی سے اسکا سر تھپکتے کہا۔تو وہ جی ممانی کہہ کر اوپر روم کی طرف چلی گئی۔

دروازہ بند کرتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔!

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

رات وہ کافی دیر سے لوٹا تھا۔کندھے پر ڈالا کوٹ اسنے لاونج میں موجود صوفے پر اچھالا اور تھکن سے دونوں بازوؤں اوپر کیے گہری سانس بھرتے وہ صوفے پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھا۔

عائش۔! بچے کیا ہوا میری جان اتنی دیر سے کیوں لوٹے۔؟ روز اسی کی منتظر تھی۔گاڑی کی آواز پر وہ روم سے نکلی تو وہ سامنے ہی لیٹا ہوا نظر آیا۔

"بس مام آفس گیا تھا آج تو کافی کام پینڈنگ تھا وہی سب نپٹاتے ٹائم کا پتہ ہی نہیں چلا۔! وہ رسان سے بولا تو روز نے سر اثبات میں ہلایا۔

کھانا لگاؤں۔؟ اسکے بالوں کو سنوارتے وہ میٹھے لہجے میں استفسار کرنے لگی۔

"نہیں کھا لیا تھا آفس میں ہی۔اب بس ریسٹ کروں گا۔؛"!

وہ جبراً مسکرایا تو روز نے سر اثبات میں ہلایا۔

"جاؤ بیٹا ریسٹ کرو اور عمایہ کو بھی دیکھنا طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسکی۔کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا اس نے۔! روز نے متفکرانہ لہجے میں کہا تھا جس پر وہ چونکا مگر پھر سر اثبات میں ہلا دیا۔

"اوکے مام آپ بھی ریسٹ کریں۔اب میں چلتا ہوں۔!

وہ اٹھا کوٹ اٹھائے روز کو خدا حافظ کہتے وہ روم کی سمت بڑھا۔

دروازہ کھولتے ہی تاریکی نے اسکا استقبال کیا۔ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے وہ اندر آیا۔

ڈور کو لاکڈ کرتے اس نے لائٹس آن کی اور ایک نگاہ سر تک کمبل میں لپٹی عمایہ پر ڈالی اور پھر صوفے تک جاتے کوٹ اچھال وہ دھڑام سے بیٹھا۔جوتوں کی قید سے اپنے پیر آزاد کرتے اسنے ایک سرد نگاہ اس پر ڈالی۔

جو شاید نہیں یقیناً سونے کا ناٹک کر رہی تھی۔سر کو نفی میں جھٹکتے وہ کبرڈ کی طرف بڑھا۔اپنا ڈریس نکالتے وہ شاور لینے چلا گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

دس منٹ کے بعد وہ روم میں آیا تو عمایہ کے وجود میں لرزش ہوتی محسوس کی۔ یقیناً وہ رو رہی تھی۔ سیاہ ٹراؤزر کے اوپر سیاہ ہی شرٹ پہنے اسنے برش اٹھاتے بال اچھے سے سیٹ کیے اور اب تیزی سے مڑتے اسکی سمت گیا۔

جواب زیادہ زور سے رونے لگی تھی۔ ایک ہی جست میں بیڈ تک جاتے اسنے کھینچ کر کمفرٹر اس سے الگ کرتے نیچے پھینکا۔

عمایہ اسکی اچانک سی کی حرکت پر سانس روک گئی تھی۔

چہرہ جھٹ سے دونوں ہاتھوں میں چھپائے وہ مزید زور زور سے رونے لگی۔ عائش شدید جھنجھلایا۔ فوراً سے اسے دونوں بازو سے تھامے اسے کھینچ کر اٹھایا۔

تو وہ لڑکھڑائی۔ سہارے کے لیے اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے جکڑے۔

"کس بات کا ماتم منا رہی ہو۔؟ سرخ بھیگے چہرے کو دیکھتے وہ سرد لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

تو اسکے لہجے کی سختی پر ناچاہتے ہوئے بھی عمایہ کے آنسوں میں روانی آئی۔ سر جھکائے وہ مسلسل رو رہی تھی۔

عائش نے آنکھیں مضبوطی سے میچے خود پر ضبط کیا اور نرمی سے اسے کھینچتے خود سے لگایا۔

عمایہ مزید مزاحمت کرتی اسکے سینے پر دونوں ہاتھوں سے مکے جھڑنے لگی۔

جس کا فل حال عائش انزک علی پر کوئی بھی اثر نہیں ہونے والا تھا وہ یونہی پر سکون سا کھڑا رہا۔

"بب بہت برے ہو تم۔ آئی ہیٹ یو۔! وہ روتی ہوئی چلائی تھی۔ اسکی بے رُخی کیسے برداشت کر سکتی تھی وہ۔

اتنا پیار اتنا مان دینے کے بعد وہ ظالم اچانک اس طرح سے بدلے گا کہاں سوچا تھا عمایہ اذلان علوی نے۔ وہ تو ہمیشہ سے اسکے نرم رویے کا عادی تھی۔

اسکا لاڈ پیار ہی دیکھا تھا اب اسکا خفا ہونا جان پر بن آیا تھا۔

"کیا کہا۔؟ یہاں دیکھو۔! اسکی گردن کو پیچھے سے جکڑتے وہ چہرہ اپنے قریب کرتے پراسرار لہجے میں پوچھنے لگا۔

عمایہ نے ایک پل کو اسکی گہری بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھا۔

مگر پھر اگلے ہی لمحے تھوک نگلتے وہ رخ موڑ گئی۔ جس پر عائش کو مزید غصہ آیا تھا۔

"کمر پر گرفت مضبوط کرتے اسنے اچانک ہی اسے پیچھے کی طرف دھکہ دیا۔ تو عمایہ چیخ کر بیڈ پر گری۔ بخار سے آگے ہی طبیعت خراب ہو رہی تھی اوپر سے عائش کا بدلا رویہ۔ اسے مزید توڑ رہا تھا۔

وہ قریب ہوا۔ تو عمایہ ناچاہتے ہوئے بھی خود میں سمٹی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر عائش نے بھاری قدموں سمیت آگے بڑھتے اسکی دونوں کلائیاں سامنے کیں اور نگاہیں اسکے چہرے پر گاڑھ دیں۔

عمایہ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔خوف سے سانس روکے سر نفی میں ہلایا۔مگر عائش بنا کوئی ردعمل دکھائے ایک دم سے اسکی کلائیوں کو ایک ہاتھ میں دبوچتے دوسرے سے اسکی شرٹ کے بازو اوپر کرنے لگا۔

جس وجہ سے عمایہ خوف سے سانس روکے آنکھیں اور بھی مضبوطی سے میچ گئی۔

"کیا کہا تھا میں نے تم سے۔مسز عائش انزک علی۔؟اب کی بار اسکی سفید کلائیوں پر جگمگاتے ان نازک کنگھنوں کو دیکھ وہ سپاٹ لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

مگر عمایہ خوف سے لرزتی سر پورا جھکا چکی تھی۔اسے تو لگا تھا کہ عائش کچھ نہیں جانتا اس بارے میں۔وہ کنگھن پہن تو چکی تھی مگر جانے کیوں ایک جھجک ایک خوف سا تھا۔

جس وجہ سے اس نے اسے بتایا بھی نہیں اور اسکے دیکھنے سے پہلے ہی شرٹ کے بازو کے نیچے کر دیا۔

"اگر اتنی ہی بے اعتباری تھی تو پہنا ہی کیوں اسے۔؟کیوں کھیل رہی ہو میرے جذبات میری فیلنگز کے ساتھ ۔!اسکے شانوں کو جکڑتے وہ لمحوں میں اسے قریب کرتا سلگا دینے والے برفیلے لہجے میں غرایا تھا۔

جس پر عمایہ نا چاہتے ہوئے بھی مزید شرمسار ہوئی۔

"عائش نے سرخ چہرے سمیت اسے گھورا جواب خاموشی سے سر جھکائے رونے کا شغل فرما رہی تھی۔

سسس سوری۔!وہ شرمندگی سے بس اتنا ہی بول پائی تھی۔

"اپنا سوری اپنے پاس رکھو۔آئی ڈونٹ نیڈ اٹ اینی مور۔!ڈیڈ سے بات کر لوں تو جلد تمہیں واپس بھیج دوں گا جہاں تم خوش رہو گی۔اور آزاد بھی۔!

عائش کو واقعی اسکی حرکت بری لگی تھی۔کتنا خوش تھا وہ کہ عمایہ خود سے اس رشتے کے لئے پہل کر رہی ہے۔مگر اسکی بے اعتنائی نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔اسکی انا کو ٹھیس پہنچائی تھی آخر تھا تو وہ مرد ہی۔جتنا وہ جھک سکتا تھا اس سے زیادہ وہ جھکا تھا اس ظالم لڑکی کے لیے مگر اب وہ مزید گنجائش نہیں رکھتا تھا۔

"پپ پلیز ایسا مت بولو۔ایم سوری۔مجھے نہیں جانا کہیں۔!عائش کو جاتا دیکھ اسکے الفاظ کی سختی پر عمایہ تڑپ کر اسکے سینے سے لگی تھی۔

وہ بمشکل سے روتے ہوئے ہچکیوں کے بیچ بولی تھی۔ مگر عائش یونہی خاموش رہا۔اسکے آنسوں اسے گراں گزرتے تھے مگر آج وہ خاموش کھڑا رہا۔

"جاو ریسٹ کرو تمہیں بخار ہے۔! اسے دونوں شانوں سے تھامے وہ سنجیدگی سے خود سے دور کرتے بولا۔ آواز میں کوئی لچک نہیں تھی۔ عمایہ نے بھرائی سرخ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا جس کا چہرہ سپاٹ اور اعصاب تنے ہوئے تھے۔

"عمایہ میں کہہ رہا ہوں جاؤ۔! دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ سختی سے بولا تو وہ کبوتر کی طرح آنکھیں موندے سر کو زور زور سے نفی میں ہلا گئی۔

"اچھا سونا نہیں تو جاؤ پیکنگ کر لو۔! عائش نے اسے پھر سے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتے کہا تو وہ اور بھی زور سے اسکے گرد حصار باندھے رونے لگی۔

جیسے وہ ابھی اسے واپس چھوڑ آئے گا۔

"مم مجھے کہیں نہیں جانا۔مجھے تمہارے پاس رہنا ہے۔! وہ بمشکل سے دھیمی آواز میں بول پائی تھی۔

عائش کے تنے اعصاب کچھ ڈھیلے پڑے دوسرا اسکا رونا اسے بے چین کر رہا تھا۔

"سوچ لیں زوجہ۔ مجھ سے اب کسی قسم کی رعایت کی امید مت رکھئے گا۔! عائش نے بے لچک لہجے میں کہتے اسکے سر کو دیکھا۔دوپٹہ بیڈ کے پاس پڑا ہوا تھا۔عمایہ بمشکل سے خود میں ہمت کرتے اس سے محض ایک قدم دور ہوئی اپنے نازک پاؤں عائش کے پاؤں کے اوپر رکھتے وہ دونوں ہاتھ اسکے گلے میں باندھے اسکی گردن پر بوسہ دیے چہرہ اسکی گردن میں چھپا گئی۔

اسکی یہ حرکت اس قدر جان لیوا تھی کہ عائش کا دل پسلیوں سے سر پٹختا باہر آنے کو بے چین ہو گیا۔دھڑکنوں کا شور اسے اپنے کانوں میں سنائی دے رہا تھا۔ سختی سے ایک دوسرے میں پیوست ہونٹ ڈھیلے پڑے۔

جب بے ساختہ ہی اپنے وجود سے جڑی اس نازک سی جان پر ایک نگاہ ڈالے عائش نے اپنے بھاری ہاتھ نرمی سے اسکی کمر کے گرد پھیلائے۔

"پلیز عع عائش مجھے معاف کر دیں۔ مم میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔میں آپ کی ناراضگی نہیں سہہ سکتی پلیز۔! اسکے معصومیت سے کہنے پر عائش نے انگلیاں اسکی کمر کے گرد مضبوطی سے پھیلائے اور گھیرا مزید ارتنگ کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عمایہ کا سانس اسکی قربت میں بری طرح سے اٹکا تھا۔جب گردن پر اسکی جھلساتی سانسیں محسوس ہوئی تو جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔

اسے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا محال لگا۔عائش بخوبی اسکی حالت سمجھ رہا تھا جبھی اسکا بوجھ اپنے اوپر ڈالے اسنے سینے میں بھینچ لیا۔

اسے نرمی سے بانہوں میں اٹھائے وہ بیڈ کی طرف بڑھا تو عمایہ کا سانس بھاری پڑ گیا۔چہرہ دھونکنی کی مانند سرخ پڑا تھا۔"دل میں الگ سا خوف ڈر تھا جو وہ بیان نہیں کر پا رہی تھی۔

عائش نے نرمی سے اسے بیڈ پر لٹایا اور جھک کر اپنے سلگتے لب اسکی پیشانی پر رکھے۔دونوں کی بے حال ہوئی دھڑکنیں خاموش فضا میں عجب سا ساز بکھیر رہی تھی۔

"میں بہت شدت پسند ہو چکا ہوں تمہارے معاملے میں زوجہ۔!تمہاری اگنورینس مجھ سے دور جانا مجھے قطعی قبول نہیں۔اب یہ دل ہر وقت ہر لمحہ تمہاری قربت چاہتا ہے۔! "

عائش کے ہونٹ عمایہ کے چہرے پر جابجا لمس چھوڑ رہے تھے وہ اسکے کان میں جھکا گھمبیر سرگوشی نما آواز میں بولا۔

تو عمایہ نے تھوک نگلتے آنکھیں سختی سے میچی۔

"مم مجھے بخار ہے مم میں آرام کر لوں۔؟آنے والے لمحات کی سوچ ہی اس معصوم کی جان لبوں پر لے آئی تھی ۔وہ دھیمی آواز میں منمنائی تو عائش نے خمار آلود نگاہیں اٹھائے اسے دیکھا۔

ایک پل کو نگاہیں ملی تھی عمایہ کا دل کیا کہ کہیں بھاگ جائے وہ جلدی سے آنکھیں میچے گہرے سانس بھرنے لگی ۔

" ہممم صبح آرام کر لینا۔میرے جانے کے بعد۔!"وہ بھاری لہجے میں کہتا اسکے سارے الفاظ ساری مزاحمت کو توڑ گیا تھا۔

عمایہ نے خودسپردگی کے عالم میں اسکی کمر کے گرد بازوں پھیلائے تو عائش گہرہ مسکرایا جھک کر اسکی پیشانی چومتے اسے اپنے قریب تر کیا۔

Episode 98

فنش کرو میرے آنے تک اگر ذرا سا بھی کھانا بچا ملا تو آج میں سچ مچ میں پنش کروں گا۔! اپنی تھائے پر بیٹھی حورین کو بے حد نرمی سے صوفے پر بٹھاتے وہ بھوری خوبصورت آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے ذرا سخت لہجے میں بولا۔

حورین نے ایک نگاہ ان بوائل سبزیوں پر ڈالی۔اور پھولے گالوں سمیت وہ نیلی حسن آنکھوں میں ڈھیروں نمی سمیٹے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ سچ میں پنش کرو گے مجھے۔؟ باریک ہونٹوں کو ڈھیلا چھوڑے وہ معصومیت سے استفسار کرتی ڈیول کے دل میں ہلچل سی برپا کر گئی۔

بھوری شیو کے نیچے چھپے ان گھڑوں نے ایک پل کو اپنی چھپ دکھائی تو حورین شاہ کا دل زوروں سے دھڑ کا تھا۔وہ بمشکل سے اس سے نظریں چُرا گئی۔

جس کی نظریں اسکے چہرے پر آتے ان قوس وقزح کے رنگوں میں الجھی سی رہ گئی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔! بے حد نرمی سے اسے کمر سے تھامے اپنے قریب کرتے ڈیول نے ماتھے پر بکھرے بالوں کو سنوارتے جھک کر پیشانی پر بوسہ دیے پوچھا۔

"تو حورین نے سر اسکے سینے سے نکالتے سوچنے کی اداکاری کی۔

"ممممم مجھے تو یقین ہے آپ مجھے کچھ نہیں کہہ سکتے۔!

وہ اِترا کر شان بے نیازی سے بولی تو ڈیول نے جنون خیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔

گزرے چند دنوں میں حورین شاہ اسکے اس قدر قریب ہو چکی تھی کہ وہ نیند میں بھی اس کی دوری محسوس کر کے فوراً سے گھبرا کر اٹھ جاتی۔

ڈیول کسی کام سے جاتا تو وہ گھنٹوں اسکے آنے کا ویٹ کرتی۔یہ پاگل پن کب اس قدر بڑھ گیا تھا وہ خود بھی اپنی حالت سے ناواقف تھی۔

مگر وہ معصوم سی جان اس بات سے قطعی انجان تھی کہ ڈیول کے لئے اس قدر شدت پسند ہونا اس شخص کے جنون کو کس انتہا تک لے جا سکتا ہے۔جو پہلے ہی اسکے لئے جنونیت کی حد تک پاگل تھا۔

"اچھا جی اتنا جاننے لگی ہیں آپ مجھے۔! اسکے چہرے کو نگاہوں کے رستے اپنے دل پر نقش کرتے وہ گہرے لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہاں حور کو سب معلوم ہے۔بس مجھے یہ نہیں کھانی۔!وہ آنکھیں پھیلائے پہلے چہک کر بولی مگر پھر آخر میں چہرے پر ڈھیروں معصومیت سمٹ آئی۔

"یہ تو ضروری ہے میری زندگی کے لیے۔اگر ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا تو پراپر لی میرے مطابق رہنا پڑے گا۔تاکہ میری زندگی جلد از جلد صحتیاب ہو جائے اور اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکیں۔!

اسکے چہرے پر جھولتی چند آوارہ لٹوں کو بے حد نرمی سے کان کے پیچھے اڑستے وہ مخمور لہجے میں بولا۔

تو حورین نے نگاہیں جھکالی۔چہرہ الگ سرخ اناری ہو چکا تھا۔

"اوکے۔!اب کی بار بنا کسی بحث کے اسنے فوراً سے سر اثبات میں ہلایا۔کیونکہ اب حورین عالیان شاہ خود اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہتی تھی۔

وہ دنیا کے ہر حصے ہر کونے میں جانا چاہتی تھی وہ بھی کیف کے ساتھ۔اپنے دل کی بدلتی حالت سے وہ معصوم یکسر انجان تھی اگر جان لیتی کہ اسکا دل ایک ایسے شخص کا طلبگار بنتا جا رہا ہے۔

جس کے لئے انسان کیڑے مکوڑوں سے زیادہ کچھ نہیں تو وہ خوف کھاتی اس کے سائے سے بھی۔!

میں بہت جلد ٹھیک ہو جاؤں گی۔!پیشانی پر بوسہ دیے وہ جیسے ہی روم سے نکلا حورین نے چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے شرما کر کہا تھا۔

اور اب وہ دل جمعی سے کھانے کی طرف راغب ہوئی جو اسے کسی بھی حال میں کیف کے واپس آنے سے پہلے فنش کرنا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ناچاہتے ہوئے بھی واپسی پر اسے کافی دیر ہو گئی تھی۔سیڑھیوں سے اوپر اپنے روم پر ایک نگاہ ڈالے اسنے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔اعصاب پر تھکن سوار تھی اور وقت وہ ریسٹ کرنا چاہتا تھا مگر عنایہ کی موجودگی میں ریسٹ کر پانا ممکن نہیں تھا اس کے لیے۔

اسکے خیال سے ہی لبوں کے کونوں پر مسکراہٹ امڈی۔۔

مضبوط قدم اٹھاتے وہ اوپر گیا۔تو روم کو اندر سے لاکڈ دیکھ وہ حیران ضرور ہوا تھا۔وہ تو باہر سے لاکڈ کر کے گیا تھا۔ ایک نگاہ آگے پیچھے دوڑائی مگر رات کے بارہ بجے کس ملازمہ سے استفسار کرتا،یہی سوچ کر اسنے سر جھٹکا اور ڈوبلیکٹ کی سے ڈور اوپن کیا۔

"پہلا قدم رکھتے ہی اس نرم و ملائم وجود کی بھینی بھینی سی مہک اسکے نتھنوں سے ٹکرائی۔آنکھیں موندے گہری سانس اس خوشبو میں بھرے وہ دروازہ بند کرتا آگے بڑھا۔

کوٹ اتارتے ایک نگاہ کمفرٹر میں لپٹی عنایہ پر ڈالے اسنے کوٹ صوفے کی جانب اچھالا۔کف لنکس کھولتے وارڈوب سے اپنا ٹراؤزر نکالتے وہ شاور لینے چلا گیا۔

"تقریباً دس منٹ کے بعد وہ واپس روم میں لوٹا۔گیلے بال بے ترتیبی سے اسکی چوڑی پیشانی سے چپکے ہوئے تھے ۔حسین چہرہ شاور لینے کی وجہ سے اب خاصا فریش فریش سا لگ رہا تھا۔

وہ شرٹ لیس سا سیدھا ڈریسنگ مرر کے سامنے رکا۔ایک گہری نگاہ نیم تاریکی میں بیڈ پر لیٹی عنایہ پر ڈالے اسنے پرفیوم اٹھائے خود پر اچھے سے اسپرے کی۔پھر مڑتے بھاری قدموں سمیت آگے بڑھا۔

اپنی سائیڈ سے بیڈ پر چڑھتے اسنے کمفرٹر آرام سے اس سے الگ کرتے خود پر اوڑھا۔اور ایک نگاہ عنایہ پر ڈالی ۔جس کے چہرے کے تاثرات بے سکون سے تھے۔

شاید نہیں یقیناً وہ اسی کا انتظار کرتے کرتے سوئی تھی۔سرخ و سفید رخسار کو اپنی کھردری انگلیوں سے سہلاتے ابیر علوی نے گہرے سانس بھرتے ہاتھ کھینچا اور سر بیڈ کراؤن سے ٹکایا۔

"کتنا مشکل تھا ان خاموشی کے لمحات میں اس سے دور رہنا یہ کوئی ابیر علوی سے پوچھتا۔شہد رنگ آنکھوں میں خمار کی سرخی تیزی سے بڑھ رہی تھی۔

جبھی وہ خود پر سے ضبط کھوتے ایک دم سے جھکا دونوں ہاتھ تکیے پر اس کے دائیں بائیں جمائے کمفرٹر آہستگی سے کھینچتے اس سے دور کیا۔

ایک نگاہ اسکے چاند سے دمکتے چہرے پر ڈالی جو نیند میں معصومیت کی اعلیٰ مثال لگ رہی تھی۔نگاہیں چہرے سے ہٹتی اسکے وجود پر گئی تو اسے اپنے ہی وائٹ ڈریس میں دیکھ دل میں عجیب سی ہلچل ہوئی تھی شاید وہ شاور لے کر ڈریس چینج کر چکی تھی۔

کئی لمحے وہ یونہی ہونٹ چباتے اسکے چہرے کو دیکھتا رہا اور پھر جب صبر جواب دے گیا۔آنکھیں موندے وہ بے حدّ نرمی سے جھکا اسکی صبیح پیشانی پر گہرہ لمس چھوڑتے وہ اب اپنا دہکتا لمس اسکے چہرے کے نقوش پر چھوڑنے لگا اور آخر میں اسکے رخسار پر ہلکے سے دانتوں کا دباؤ دیے وہ پیچھے ہٹا۔

"لمبے لمبے سانس بھرتے وہ سر جھٹک کر پیچھے ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میری نیندیں حرام کر کے خود کتنے سکون سے سو رہی ہو تم عین۔! وہ تاسف سے بڑبڑایا اور خود اسکے برابر گرا۔ ایک ہاتھ اسکی کمر کے گرد لے جاتے اسے کھینچتے اپنے سینے سے لگایا۔ وہ بلکل کسی بچے کی طرح اسکے اندر سمٹ چکی تھی۔

چھوٹی چھوٹی سانسیں اپنی تھوڑی پر محسوس کرتے ابیر سخت تلملا کر رہ گیا۔

" جبھی اسے اٹھانے کی غرض سے اسنے جھکتے اسکے نازک سے گال سے اپنی بئیرڈ بھرا گال رگڑا۔ عنایہ چھوٹی سی ناک چڑھائے، ناگواری سے ماتھے پر بل ڈال گئی۔

جسے دیکھ ابیر نے لب دانتوں تلے دبائے۔ اور پھر جھک کر تھوڑی پر بوسہ دیے کان کی لو کو دانتوں تلے دبایا۔

"ویک اپ مائے سلیپنگ بیوٹی۔ وگرنہ تمہاری یہ خوبصورت نیند بہت کچھ غلط کروا دے گی مجھ سے۔!

بھاری سرگوشیوں میں اسکے کان کے قریب جھکتے وہ گھرے آنچ دیتے لہجے میں بولتا اسکے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا۔

اسکا لمس اور قربت لمحوں میں ہی ابیر علوی کی ساری تھکن اتار چکا تھا۔

"آنکھیں کھولو عین ورنہ مجھے ساری رات جاگنا پڑے گا۔!

اسکی بڑی بڑی آنکھوں پر پیار کرتے وہ بوجھل لہجے میں کہتے کندھے پر ہونٹ رکھ گیا۔ جبھی وہ کرنٹ کھاتے ہلی۔

بھوری آنکھوں میں نیند ٹوٹنے کے سبب سرخی چھائی ہوئی تھی۔

نکھرہ نکھرہ حسین سراپا غضب ڈھا رہا تھا مگر وہ اپنے حسن سے لاپرواہ سی جب ایک دم سے ہوش سنبھالے اٹھی۔ تو نظریں ابیر کی خمار آلود نگاہوں سے ٹکرائی۔ اسکا چہرہ اس قدر قریب تھا کہ اسکی کھڑی مغرور ناک عنایہ کی ناک سے ٹچ ہو رہی تھی وہ گھبرا کر اسکے چوڑے شانوں کو تھامے اس سے دور ہونے لگی۔

جس پر ابیر کے چہرے پر ناگواری سمٹی۔ کمر پر سرکتی انگلیاں مضبوطی سے گاڑھے اسنے جھٹکے سے اسے قریب کیا۔ تو عنایہ اس افتاد پر سانس روک گئی۔ جو بھی کرنا ہے قریب سے کرو۔ دور جانے کا سوچنا بھی مت۔!" ابیر نے بہکی نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتے کہا تو عنایہ نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔

جسے وہ خواب سمجھ رہی تھی وہ سچ میں آ چکا تھا۔ ازلی غصہ عود آیا۔ وہ اب کڑے چتونوں سے اسے گھورنے لگی۔

"قسم سے اگر تم میرے شوہر ناں ہوتے تو اتنی قریب سے ایک رکھ کر دیتی۔ کہ پھر کسی لڑکی سے ایسا گندہ رومینس کرنے کا سوچتے بھی ناں تم۔! "

وہ بلکل سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے دیدہ دلیری سے بولی کہ ابیر نے آئبرو اچکاتے اسکے سرخی چھلکاتے چہرے کو دیکھا اور پھر اسکا ہاتھ اپنی گردن پر رکھتے وہ پھر سے اسکے قریب ہوا۔

"آہا۔ کسی اور لڑکی سے مراد۔؟ تمہیں کیا لگتا ہے اور کس کس سے رومینس کیا ہے میں نے۔؟

تھوڑی کو انگوٹھے سے سہلاتے وہ گہرے معنی خیز لہجے میں پوچھنے لگا۔ تو عنایہ نے آنکھیں نکال کر اسے دیکھا۔

"کسی اور سے کرنے کا سوچا بھی تو آنکھیں نکال دوں گی تمہاری اور یہ ہاتھ کاٹ کر پھینک دوں گی۔!

وہ بلکل سپاٹ لہجے میں اسکے چہرے کو دیکھتے جنون خیزی سے بولی تو ابیر کے روم روم میں ٹھنڈی پھوار سی پڑی۔

"تمہیں کیا معلوم۔؟ کتنی حسینن لڑکیوں سے رومینس جھاڑ چکا ہے یہ ابیر علوی۔! پہلے ان خوبصورت آنکھوں پر۔!

اسکے قریب ترلیٹا وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے گہرے لہجے میں بولتا اسے سلگا کر رکھ گیا۔

"جو خونخوار نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔

ابیر نے جھک کر اسکی آنکھوں پر ہونٹ رکھتے کہا۔ تو عنایہ نے بمشکل سے اپنی بے ہنگم ہو رہی سانسوں کو سنبھالا۔

ابیر علوی اب خود اسکے چہرے پر جھکا تھا۔

عنایہ چاہنے کے باوجود بھی ان حسین لمحات میں کچھ بول ہی نہیں پا رہی تھی۔ آنکھیں مضبوطی سے میچی تھی البتہ ان کی لرزش دیکھ ابیر نے لب دانتوں تلے دبایا۔

"پھر ان خوبصورت گالوں پر۔! وہ گھمبیرتا سے کہتے اسکے گالوں کو اپنے لمس سے بھگونے لگا۔ تو عنایہ نے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبایا۔

پھر خوبصورت سی چھوٹی سی ناک پر۔! اب کی بار ہونٹ اسکی ناک پر رکھے تو اسکے دہکتے لمس پر وہ بری طرح سے مچلی مگر آج رہائی ناممکن ہی تھی۔

"ابیر نے سر اونچا کیے اسکے ہونٹوں کو آزاد کرایا۔ اور پھر ان خوبصورت ہونٹوں۔!

کیا۔؟" اسکے ہونٹوں پر ہتھیلی جمائے وہ شاکڈ سی کیفیت میں آنکھیں پھیلائے اسے گھورتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"ابیر نے پرشوق نگاہوں سے اسے دیکھا جس کا چہرہ حیا کے رنگوں سے مزید حسین ہو چکا تھا۔

"تم لڑکیوں کو یہ کس کرتے ہو۔؟ بھرائی نگاہوں سے اسے دیکھا جو سانسوں سے بھی زیادہ قریب تر ہو رہا تھا۔

ابیر نے جھک کر اسکی آنکھوں پر بوسہ دیے ان کی نمی خود میں سمیٹی۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میرا شیر ایک دم سے بھیگی بلی کیوں بن جاتا ہے۔؟آئی نیڈ مائے بریو گرل۔ہری اپ عین۔یو کین ڈو اٹ۔!
وہ جان بوجھ کر اسے طیش دینے والے انداز میں بولتا اسے سینے سے لگا چکا تھا۔مگر عنایہ کا ذہن ابھی بھی وہی اٹکا تھا
۔کیونکہ ابیر نے اسکے سوال کا جواب تو دیا ہی نہیں تھا۔
"اچھا تو اس لیے اب اچھی نہیں لگتی میں تمہیں۔سب سمجھتی ہوں میں یہ ان گوریوں کی وجہ سے ہو رہا ہے۔
تمہاری مجال بھی کیسے ہوئی تم نے کیسے میرا حق کسی ایری غیری کو دیا۔؟ان ہونٹوں سے کس کیا تھا ناں۔!
وہ غصے سے کہتے اپنی شرٹ کے بازو سے اسکے ہونٹ رگڑنے لگی۔چہرے پر چھایا غصہ دیکھ ابیر نے بمشکل سے
قہقہ ضبط کیا تھا۔
"وہ بد تمیز لڑکی۔تم نے اسے بھی چھوا ہوگا اسی لیے وہ آج آئی تھی مجھے باتیں سنانے۔!میں تمہاری آنکھیں ہی
نوچ لیتی ہوں۔تم کسی کو دیکھو گے نہیں تو مسلہ کیسے ہوگا۔!
عنایہ نے سرد لہجے میں کہا جنون خیزی سے کہا تھا۔وہ عنایہ کاظمی تھی۔ویام کاظمی کی بیٹی اپنے باپ کی طرح اپنی
محبت میں جنون کی حد تک پاگل۔!بے شک وہ ناراض تھی اس سے۔اس سے بدگمان بھی تھی۔
مگر یہ کیسے برداشت کر لیتی کہ ابیر اسکے سوا کسی اور لڑکی کو چھوے۔!
"عین۔جاناں آنکھیں نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں۔تم نے بھی تو اتنے بوائے فرینڈز بنائے میں نے کچھ کہا
۔؟"
ہونٹوں پر رکھا اسکا ہاتھ پیچھے کرتے اسنے نرمی سے اسے سینے سے لگایا۔تو عنایہ نے نگاہیں اسکے برہنہ سینے سے
چرائی اور اسکی بات پر آنکھیں پھیلائے اسے گھورا۔
"میں نے صرف تمہیں جلانے کے لیے یہ سب کیا تھا۔میرا کوئی ایسا ویسا بوائے فرینڈ نہیں۔!
وہ اب اپنی طرف سے اسے صفائی دینے لگی جس سے وہ پہلے ہی بخوبی واقف تھا۔پورے چار سالوں تک تم دور
رہی مجھ سے۔!جانتی بھی ہو کتنا مشکل گزرا یہ وقت۔؟ایک ایک لمحہ۔ایک ایک پل۔!یہ سوچ ہی مجھے طیش دلا
دیتی تھی کہ میری عین کو جانے کتنے لڑکوں نے دیکھا ہوگا کتنی غلیظ نظریں تمہارے چہرے پر گئی ہونگی۔!
بات ایک دم سے سنجیدگی کا روپ دھار چکی تھی۔ابیر علوی کا چہرہ یہ سب دوہراتے اور یاد کرتے ضبط کی انتہاؤں پر
تھا۔عنایہ اسے سہمی نگاہوں سے دیکھتے ہونٹ کچلنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تم کیوں پریشان تھے۔؟ تم تو مجھے لائک نہیں کرتے۔؟ تم نے مجھے غلط باتیں بولی۔اتنا جھگڑا بھی کیا۔اور نکاح والے دن ہی مجھے ہرٹ کیا۔!

عنایہ کی آنکھیں وہ سب لمحات یاد آتے ہی بھرائی تھی۔وہ جتنی مرضی مضبوط بنتی مگر یہ سچ تھا ابیر کا یوں خفا خفا ہونا اس سے دور جانا اسے بہت تکلیف دیتا ہے اور سب سے زیادہ تکلیف دہ اسکی باتیں اور اسکا لہجہ تھا۔

اشششششش۔ایک بھی آنسو نہیں بہنا چاہیے میری ان حسین آنکھوں سے۔!اسے کھینچتے سینے پر گرائے وہ شدت بھرے انداز میں بولا۔

"محسوس کرو اس دل کی دھڑکنوں کو۔اور بتاؤ کیا تمہیں لگتا ہے کہ ابیر اپنی عین پر شک کر سکتا ہے۔؟

ابیر کا لہجہ شدت و جنون بھرا تھا۔اسکی شہد رنگ آنکھوں میں جو عشق و جنون کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن تھا عنایہ کئی لمحے اسے دیکھتی رہ گئی۔اسکا ایک ہاتھ ابیر کے کندھے پر تھا اور دوسرا اسکے سینے پر دل کے مقام پر۔

وہ پوری طرح سے اس پر جھکی ہوئی تھی۔دماغ اکسا رہا تھا کہ کہو ہاں۔تم نے ایسا کیا ہے۔مگر دل۔دل تو اسکے الفاظ اسکی آنکھوں سے جھلکتی الگ ہی داستان پر اٹک گیا تھا۔۔

عنایہ نے سر نفی میں ہلایا تو ابیر کے حسین چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھری۔اسنے شدت سے اسے خود میں بھینچتے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا۔

عنایہ نے کئی لمحے اس سکون کو اپنے اندر اتارا۔۔

"شکریہ جاناں۔مجھے میرے عشق کو اس اعزاز سے نوازنے کے لیے۔" وہ دہکتے ہونٹ اسکی کنپٹی پر رکھتے ہوئے بولا تو عنایہ بری طرح سے لرزی تھی۔

نازک وجود کی کپکپاہٹ پر ابیر کے ہونٹ مسکرائے۔

"اابیر۔!وہ تجسس سے گویا ہوئی وہ اس کے رویے کی وجہ جاننا چاہتی تھی۔جبھی الجھ کر اسے دیکھا۔جس نے جھک کر اسکی اٹھی تھوڑی پر لب رکھے۔

"یس مائے لارڈ۔!وہ شرارت سے بولا تو عنایہ کا چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا۔؟ مجھے اتنا ہرٹ کیوں کیا۔؟اسکی آنکھوں سے جھلکتے جذبات اس قدر جان لیوا تھا کہ وہ تم سے آپ تک کا سفر لمحوں میں طے کرتے سوال پوچھتی نگاہیں جھکا گئی۔

"کل بتاؤں گا سب کچھ۔!ایک ایک چیز ایک ایک راز۔مگر ابھی آپ کو سونا چاہیے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر۔! وہ منمنائی کل تک کا انتظار کیسے کرتی۔

"اگر مگر میں ٹائم ویسٹ مت کرو جاناں۔ ورنہ میں خود پر سے تمام اختیار کھودوں گا اور اگر ایسا ہوا تو میں خود کو روک نہیں پاؤں گا۔ اس لئے میری سچویشن سمجھو اور شرافت سے سو جاؤ۔!

وہ بے باکی سے اسکے چہرے کو دیکھتے صاف گوئی سے بولا۔ تو عنایہ شرمندہ سی ہوئی فوراً سے سر اسکے سینے میں دیے وہ آنکھیں کبوتر کی طرح میچ گئی۔ ابیر نے پرسکون سانس فضا کے سپرد کرتے اسے مضبوطی سے اپنے قریب کیا۔

جیسے اب وہ اسے کبھی خود سے دور نہیں جانے دے گا۔ کافی عرصے کے بعد دونوں ہی پرسکون ہوئے ایک دوسرے کی پناہوں میں تھوڑی ہی دیر میں گہری نیند میں چلے گئے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

جی بولیے۔ کیا کام ہے آپ کو۔؟" ماتھے پر بل ڈالے وہ سنجیدگی سے گیٹ پر کھڑی پولیس کو دیکھ کر بولا۔

مسٹر بہرام ہمیں خبر ملی ہے کہ آپ غلط کاموں میں ملوث ہیں اور آپ کے پاس کئی مقدار میں ڈرگز اور منشیات ہیں۔ اسی لیے ہمیں آپ کے گھر کی تلاشی لینا ہوگی۔!

ڈرگز اور میرے پاس۔! دیکھئے انسپیکٹر آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔

میں تو بس کچھ دیر کے لیے اس اپارٹمنٹ میں آتا ہوں ویسے میں یہاں نہیں ٹھہرتا رات کو۔!

بہرام نے ہنس کر انہیں بتایا اور سچ بھی یہی تھا وہ پاگل نہیں تھا جو اپنے بنے بنائے پلین کے بیچ یہ سب کام شروع کر دیتا۔

"سوری سر سرچ وارنٹ ہے ہمارے پاس۔ پلیز کاپریٹ کریں۔! انسپکٹر نے سرچ وارنٹ اس کے سامنے کیا تو اب کی بار بہرام کچھ زیادہ سنجیدہ ہوا۔ اور ایک طرف ہوتے ناچاہتے ہوئے بھی پولیس کو اندر آنے کی پرمیشن دی۔

وہ ہال کے بیچ و بیچ کھڑا پولیس کی ساری کاروائی خاموش نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ پولیس کو کچھ نہیں ملے گا مگر چونکا تو تب۔ جب سیڑھیوں سے اترتے انسپیکٹر کے ہاتھ میں ڈرگز سے بھرا بیگ دیکھ بہرام کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔

وہ بے یقینی سے انہیں دیکھتا رہ گیا۔

"آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ ایسا کوئی کام نہیں کرتے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پولیس انسپیکٹر نے ابرو اچکا کر کہا۔

"یہ سب میرا نہیں۔رکیں میں ابھی آپ کی بات کمشنر سے کرواتا ہوں۔

بہرام عجلت میں کہتے موبائل فون نکال گیا۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے مسٹر بہرام۔!آپ کو پورا پورا موقع دیا جائے گا کمشنر سے بات کرنے کا۔!مگر فل حال کے لئے آپ کو پولیس اسٹیشن جانا ہو گا۔!

انیل علوی جو سب سے پیچھے اپنی جیپ میں آیا تھا۔اس نے جھپٹ کر اسکے ہاتھ سے موبائل فون چھینا۔

بہرام سرخ چہرے سمیت اسے دیکھ رہا تھا جس کی سیاہ گہری آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

"پولیس کے یونیفارم میں ملبوس وہ لمبا چوڑا مرد کافی حسین دکھ رہا تھا۔

"شوکت۔!بہرام کے چہرے پر نظریں گاڑھے انیل نے شوکت کو پکارا۔

"یس سر۔؟شوکت نے فوراً سے جواب دیا۔"لے جاؤ سر کو۔عزت سے لاکپ میں بند کرو۔!میں آتا ہوں۔! مسکرا کر کہتا وہ ایک طرف ہوا۔تو بہرام نے غصے کی شدت سے مٹھیاں بھینچ لیں۔انیل نے گردن موڑے ایک گہری نظر اس پر ڈالی اور شکر بھری سانس بھرتے وہ بھاری قدموں سمیت آگے بڑھا۔

Episode 99

کمرے میں قدم رکھتے ہی حالی کمرہ اسکا منہ چڑاہ رہا تھا۔نیلی آنکھوں میں غضب ناک سرخی اُمڈی،جبڑے مضبوطی سے بھینچے وہ ہاتھوں کی مٹھیاں شدت سے بنائے اُنہی قدموں سے واپس نکلا۔

دروازہ اس قدر زور سے پٹخا تھا کہ اسکی آواز کئی لمحوں تک خاموش فضا میں گھلتی رہی تھی۔

بے تاثر چہرے سمیت وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے سیڑھیوں سے نیچے اترا اور دائی جانب بنے روم کا دروازہ ناک کیا۔

دو منٹ کے بعد ہی دروازہ کھلا تھا۔سامنے ہی حرمین شاہ ممتا بھری نگاہوں سے بیٹے کو دیکھ رہی تھی۔

عالیجان ماں کو دیکھ ایک ہی پل میں نرم پڑا۔اتنی رات گئے اسکا کوئی موڈ نہیں تھا اُنہیں ڈسٹرب کرنے کا مگر یہ سب اسے عنایت کی وجہ سے کرنا پڑا تھا۔

کیسی ہیں آپ۔!نرمی سے انکی پیشانی چومتے ایک گہری نگاہ بیڈ پر کمفرٹر میں دبکی عنایت پر ڈالی۔

"میں ٹھیک ہوں میری جان تم کیسے ہو۔؟ کھانا لگاؤں بھوک لگی ہوگی میرے بچے کو۔!" حرمین اسکی نگاہوں کی طلب دیکھ چکی تھی مگر پھر بھی وہ خود اسے نرمی سے سمجھانا چاہتی تھی۔

"نہیں ماما کھانا کھا کر آیا ہوں۔ عنایت کو لینے آیا ہوں۔ وہ روم میں نہیں تھی۔ تو اس لیے آپ کو ڈسٹرب کیا۔!

وہ رسان سے کہتا آگے بڑھا اور کف فولڈ کرتے جیسے ہی اسے اٹھانے کے لیے جھکا حرمین نے اسے ٹوکا۔

"بیٹا طبعیت ٹھیک نہیں اس کی۔ آج یہ میرے پاس سو جائے گی ویسے بھی میں اچھے سے خیال رکھوں گی اسکا۔!

وہ جو کمفرٹر میں آنکھیں کھولے لیٹی ہونٹ چباتی ساری باتیں سن رہی تھی۔ حرمین کی بات پر تشکر کا سانس بھرا۔

"حرمین ناچاہتے ہوئے بھی اسے روک رہی تھی کیونکہ عنایت نے کوئی دو گھنٹے ان کی منت جی تھی کہ وہ ان کے ساتھ سوئے گی۔ پھر حرمین کو بھی اس حالت میں اس سے ضد کرنا یا کچھ کہنا مناسب نہیں لگا جس وجہ سے وہ خاموش ہی رہی تھیں۔

"ہمم۔ میڈی نہیں لی ہوگی اس نے۔ ڈونٹ وری میں دے دوں گا تو یہ ٹھیک ہو جائے گی۔!

وہ رسان سے کہتے اسکے رکنے کی بات کو سرے سے نظر انداز کر گیا تھا۔ عنایت نے خوف سے کمفرٹر دونوں ہاتھوں میں جکڑا۔

حرمین بیٹے کے تاثرات سے اسکے غصے کا اندازہ لگا چکی تھی۔

"عالی بیٹا۔ عنایت یہاں رہنا چاہتی ہے میرے پاس۔ آپ آج اسے رہنے دو صبح وہ خود چلی جائے گی آپ کے روم میں۔!ء

حرمین کو یقین تھا کہ عنایت کی بابت بتانے پر ان کا بیٹا فوراً اسے رضامندی دے دے گا۔ ویسے بھی عالیان شاہ کا خون تھا بیوی کی بات کیسے ٹالتا۔؟

عالیحان نے ایک نگاہ ماں جو دیکھا اور پھر بستر پر کمفرٹر میں دبکی اس معصوم اینجل کو دیکھا۔ جو یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اس سے بچ سکتی ہے۔!

ماما اگر یہ چاہتی ہے تو پھر تو یہ بلکل بھی یہاں نہیں رک سکتی۔ ڈاکٹر نے سختی سے حکم دیا ہے کہ اس کی بے دھیانی کی وجہ سے کچھ بھی ہو سکتا ہے اس لیے مجھے ایک ایک سیکنڈ اسکا اچھے سے خود سے خیال رکھنا ہوگا۔!

سینے پر اپنے مضبوط ہاتھ باندھے وہ گہرے لہجے میں خود سے جھوٹ گھڑتا کندھے اچکا گیا۔

"جھوٹ۔ جھوٹ بول رہا ہے یہ پھپھو۔ ڈاکٹر نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ جو سوئی ہوئی تھی۔اب اسے بھاری پڑتا دیکھ وہ فوراً سے کمفرٹر سے نکلی چیخ کر کہتی وہ بیڈ پر کھڑی ہوئی۔

حرمین نے تاسف سے بیٹے کو دیکھا۔

گڈ نائٹ مام۔اسے میں دیکھ لوں گا۔! وہ ماں کو دیکھتا اگلے ہی لمحے اسے کندھوں پر لادھ چکا تھا۔

حرمین نے گہری سانس بھرتے اپنے بیٹے کی پشت کو گھورا۔جانے کس پر چلا گیا ہے یہ۔!ءافسوس سے گردن نفی میں ہلاتے وہ عنایت کی چیخوں اور مزاحمت کو سن دروازہ بند کرتے اپنے روم میں آئیں۔

چپ ایک دم چپ۔! پاؤں سے دروازہ لاکڈ کرتے اسنے ناچاہتے ہوئے بھی اسے نرمی سے بیڈ پر منتقل کیا۔

جو چیخ چلا رہی تھی۔اسکے غرانے پر عنایت سرخ چہرے سمیت ہونٹ بھینچے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

جو ایک دم سے بیڈ پر دائیں بائیں ہاتھ جمائے اسے غصے سے دیکھ رہا تھا۔ایسے جیسے ایک ہی نوالہ بنا کر گٹک جائے۔

"ڈرتی نہیں ہوں میں تم سے۔! شہادت کی انگلی اٹھائے وہ سہمی ہوئی سی جیسے اس سے زیادہ خود کو یقین دلا رہی تھی۔!

عالیحان شاہ کی تنی رگیں ایک ہی لمحے میں ڈھیلی پڑی۔

چہرے پر سرخی کی جگہ اب شوخی سمٹ آئی۔وہ جان بوجھ کر اسے قریب ہونے لگا تو عنایت تھوک نگلتے پیچھے ہوتے بیڈ پر جا گری۔

کمر جیسے ہی بیڈ پر محسوس ہوئی اسنے گردن موڑے بیڈ کو دیکھا اور پھر عالیحان کو جو اسکے اوپر جھکا اسے مزید ڈرا رہا تھا۔

"میں چاہتا ہوں تم ڈرو مجھ سے بے بی گرل۔تمہارے چہرے پر میرا خوف میرے جنون کو بڑھاتا ہے۔یہ رونا دھونا عالیحان شاہ کو سرور دیتا ہے۔لٹل اینجل۔ڈرتی رہا کرو مجھ سے۔!

وہ اسے خوفزدہ دیکھ جان بوجھ کر گردن پر لپٹے اسکے دوپٹے کو کھینچتے ایک طرف پھینک گیا۔

عنایت کا چہرہ لمحوں میں تاریک پڑا تھا۔ہونٹ بری طرح سے لرزے۔

"ڈاکٹر کی کہی باتیں یاد ہیں تمہیں۔؟ تو پھر یہ بھی یاد ہو گا کہ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ ہمارا پیار محبت سے رہنا بے بی کے لیے کافی زیادہ اچھا ہے۔چلو آج تمہیں موقع دیتا ہوں۔جی بھر کر پیار کرو عالیحان شاہ سے۔آج تمہیں نہیں روکوں گا میں۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ شہنشاہوں کے سے انداز میں بانہیں پھیلائے ایسے بول رہا تھا جیسے وہ شدید ترسی ہو اس سے پیار کرنے کو۔!

"مم مجھے کچھ نہیں کرنا۔گندے انسان ہٹو پیچھے۔! وہ شرم سے رخ موڑے جھنجھلا کر بولی۔

تو عالیحان شاہ نے ہونٹوں کے کونوں پر امڈتی مسکراہٹ ضبط کی۔اور جھک کر اسکے گال پر بوسہ دیا۔جس پر وہ شدید طرح سے مزاحمت کرتی اگلے ہی لمحے بیڈ سے اتری تھی۔اسکی آنکھوں میں پنپتا خوف دیکھ عالیحان کا پارہ ہائی ہوا تھا۔

واپس آؤ۔!ءوہ دو انگلیوں سے اسے اشارہ کرتا پاس بلانے لگا۔

جو تھر تھر کانپتی وہی کھڑی اب رونے لگی تھی۔"مجھے نہیں رہنا تمہارے پاس۔تم بب بہت برے ہو۔جانے دو مجھے۔! وہ آنسوں ہتھیلی سے رگڑتے پھر سے پینک ہوئی تھی۔۔

اسکی بگڑتی حالت دیکھ عالیحان نے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرتے اپنے آپ کو پر سکون کیا۔

"اوکے ری لیکس کچھ نہیں کر رہا میں۔! وہ جانتا تھا اسے پیار سے سنبھالنا چاہیے تھا مگر پیار نرمی یہ سب اسے آتا ہی کہاں تھا۔اب بھی بمشکل سے اپنے آپ کو قابو کرتے وہ نیچے اترتے اس تک گیا۔۔تو خوف سے چہرہ ہاتھوں میں چھپا چکی تھی۔

عالیحان نے اسے بازو سے تھاما تو عنایت کی آنکھیں خوف سے پھیلی۔ان میں رقم خوف عالیحان کو مجبور کر رہا تھا کہ وہ کچھ غلط کرے مگر اس کی حالت کے پیش نظر وہ خاموش رہا۔

عنایت ڈر کے سبب خاموشی سے اسکے ساتھ چلی تھی مگر اس کی کسی بھی حرکت کے باعث وہ اپنا ردعمل ظاہر کرنے کو ایکٹو بھی تھی۔

"میڈیسن کھائی۔؟عالیحان نے دھیان بھٹکاتے ہوئے پوچھا۔

"عنایت نے آنسوں ہاتھ سے رگڑتے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہممم لیٹو۔! گھمبیر لہجے میں اسے حکم دیے وہ خود کبرڈ کی طرف بڑھا اپنا آرام دہ ڈریس لیتے وہ پانچ منٹوں میں ہی شاور لیتا باہر نکلا۔

تو اسے ابھی بھی اسی طرح سے بیٹھا دیکھ اب اسے سچ میں غصہ آیا تھا۔

لمبے لمبے ڈھگ بھرتا وہ اس تک گیا۔اور دونوں شانوں سے دبوچتے اسے بیڈ پر موجود تکیے پر گرایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کیا سمجھتی ہو تم۔؟ میں بغیرت نہیں ہوں عنایت عالیجان شاہ۔ بیوی ہو تم میری۔! حق رکھتا ہوں میں تم۔ جیسے چاہوں۔ ویسے چھو سکتا ہوں میں تمہیں۔ آئندہ یہ خوف دکھا تمہاری آنکھوں میں تو اتنی بری سزا دوں گا کہ زندگی بھر میرے نام سے خوف کھاؤ گی۔!

وہ اپنے مطابق بہت نرمی سے اسے بتا رہا تھا مگر اس کی نرمی اسکا لہجہ کس قدر سخت تھا یہ کوئی عنایت سے پوچھتا۔

"محبت نہیں ہو تم میری۔ ناں ہی کوئی جنون یا عشق جیسا جذبہ رکھتا ہوں میں تمہارے لیے۔ مگر ایک بات یاد رکھو۔ تمہارا نام میرے نام سے جڑ چکا ہے اور تمہاری آخری سانس تک میرے ساتھ ہی رہے گا۔ تو آئندہ اس کمرے سے باہر سونے کا سوچا بھی تو ٹانگیں توڑ دوں گا میں تمہاری۔ یہ کمرہ تمہاری اصل جگہ ہے۔ آئندہ میرے آنے سے پہلے تم مجھے روم میں ملو۔ گاٹ اٹ۔!

وہ دانت پیستے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تھا۔ وہ جب روم میں آیا تھا اسے روم میں نا پاتے ہی اسکا موڈ سخت خراب ہوا تھا۔

اسکے مطابق وہ بیوی تھی اسکی۔ اور اسے کوئی حق نہیں بنتا تھا یوں کسی دوسرے روم میں سونے کا۔

وہ کئی لمحے اسے دیکھتا رہا۔ جو سانس روکے آنکھیں میچے لیٹی تھی اور پھر نرمی سے ایک سائیڈ ہوتے وہ خود بیڈ پر لیٹا اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتے ایک نگاہ اس لرزتے وجود پر ڈالی۔

اور کھینچ کر اسے قریب کیا۔ جو سانس روک چکی تھی۔

"سانس لو اینجل۔! پیشانی پر سلگتے لب رکھتے اسنے نرمی سے کہا مگر وہ ہنوز خاموش تھی۔

مجھے چند چیزیں قطعی ناپسند ہیں تمہارا مجھ سے دور جانا۔ میرے قریب آنے پر یوں سانس روکنا۔ اور تمہاری آنکھوں میں میرے لیے وہ خوف دیکھنا۔!

میں شوہر ہوں تمہارا لٹیرا نہیں۔ جتنی جلدی ہو اپنے آپ کو سمجھاؤ۔ کوئی گناہ نہیں کیا میں نے۔ مانا تمہاری رضامندی نہیں لی تھی مگر اسکا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آئندہ بھی ایسا کچھ کروں گا۔ تو یوں بناوجہ ڈرنے کی ضرورت نہیں مجھ سے۔! تمہاری اجازت کے بغیر تمہیں کبھی نہیں چھوؤں گا یہ وعدہ ہے عالیجان شاہ کا۔ تو اب یہ بناوجہ کا ڈر نکالو اپنے چھوٹے سے دماغ سے اور آرام سے سو جاؤ۔!

عنایت جو سانسیں روکے اسے سن رہی تھی۔ اسکی باتوں سے قدرے پرسکون ضرور ہوئی تھی۔ جبھی پیچھے کو کھسکی آنکھیں ہنوز بند تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تمہاری لمٹ اس بیڈ پر صرف میری بانہیں ہیں تو اگر مجھ سے دور گئی تو انجام سے تم واقف ہو۔!
وہ سرسراتے ہوئے لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ جھٹ سے بھاگتی جس تیزی سے دور گئی تھی اسی تیزی سے واپس اسکے سینے سے لگی۔
عالیجان کے ہونٹ مسکرائے۔اسکے وجود کی لرزش محسوس کرتے اسنے نرمی سے اپنا حصار اسکے گرد باندھے ہونٹ اسکے بالوں پر رکھے۔
چند ہی لمحوں بعد اسکی بھاری سانسیں محسوس کرتے وہ گہری سانس بھرتے پر سکون ہوا۔اگر آج اتنی سختی ناں کرتا تو یقیناوہ کبھی بھی اس کے قریب آنے کو ناں مانتی۔
وہ جانتا تھا وہ غلط کر رہا تھا مگر اسے پیار آتا ہی کہاں تھا جو اسے پیار سے مناتا۔جبھی اپنے روعب اور غصے سے اس نازک ہی جان کو اپنے قریب کرنے کی ایک ادنی سے کوشش کی تھی جس میں وہ کامیاب بھی رہا تھا۔
وہ جو تھوڑی دیر پہلے سگریٹ کی طلب محسوس کر رہا تھا اب نیند کا غلبہ اس قدر بھاری ہوا تھا کہ وہ سر اسکے بالوں میں دیے اس بھینی بھینی سی مہک کو خود میں اتارتے تھوڑی ہی دیر میں خود بھی نیند کی وادیوں میں گم ہو گیا۔
✧✧✧✧✧✧✧✧✧
"بارس۔میری جان میرے بیٹے۔!کمرے کے بیچ و بیچ وہ ساکت سا بے حس و حرکت کھڑا تھا۔مرتضیٰ حسین اسے سینے میں لگائے جیسے اتنے ہفتوں کی تڑپ مٹا رہے تھے۔ڈیول جانتا تھا اس دنیا میں اگر کوئی شخص ایسا تھا جسے اس سے بے لوث محبت تھی تو وہ شخص اسکے سامنے کھڑا تھا۔
اسکی بھوری آنکھوں میں جانے کیوں ایک پل کو نمی سی آئی تھی۔یہ نمی ان سے دور ہونے کی تھی۔
آج وہ انہیں ہمیشہ کے لئے خود سے دور کر رہا تھا۔پھر کیسے یہ آنسوں اسکے ظالم دل کو ناں ہلاتے۔
"بابا۔!بارس نے نرمی سے اپنا حصار ان کے گرد باندھا تو وہ اسکے سینے میں سمٹ سے گئے۔
میرے بچے۔مجھے معاف کر دو۔میں آئندہ کوئی ایسی بات نہیں کروں گا۔مجھے یقین ہو گیا ہے کہ خدا نے اس معصوم بچی کو تمہارے لئے ہی بھیجا ہے۔
میں آئندہ اسے کبھی تم سے دور نہیں کروں گا۔!وہ آنسوں پونچھتے ہوئے بولے تو بارس ہلکا سا مسکرایا۔
اتنے سالوں میں یہ پہلی بار تھا جب مرتضیٰ حسین اسے یوں مسکراتا دیکھ رہے تھے۔
سچ میں وہ بدل رہا تھا۔ایک چھوٹی سی لڑکی نے اس وحشی کو کیسے بدل دیا تھا۔کیسے اس کے پتھر دل میں احساسات کے رنگ بھر رہی تھی وہ۔؟یہ بات مرتضیٰ حسین سمجھنے سے قاصر تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میں ناراض نہیں ہوں آپ سے بابا۔ بلکہ اپنے رویے کے لئے شرمندہ ضرور ہوں۔! ہو سکے تو مجھے معاف کر دیجیے گا۔! ان کا ہاتھ تھامے وہ عقیدت سے چھوتے ہوئے بولا تو مسکرائے۔

میرا بیٹا تو کچھ زیادہ ہی شریف ہو گیا ہے۔! ءوہ کھلکھلا کر بولے تو ڈیول کے گالوں میں ابھرتے گڑھے گہرے ہوئے تھے۔

آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے۔؛" وہ اگلے ہی لمحے سنجیدگی سے گویا ہوا تو وہ چونکے اور حیرت سے اسے دیکھا۔

"آجاؤ۔! گردن گھمائے اسنے دائی طرف دیکھتے کہا تھا۔ جب مرتضیٰ حسین نے بھی اسی سمت دیکھا۔

جہاں نیم اندھیرے سے آتا ایک وجود اچانک ان کے سامنے آیا۔

ان کی بھوری آنکھوں میں سنجیدگی تھی۔ وہ بغور اس معصوم سی لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔

جو انہیں بہت محبت سے دیکھ رہی تھی۔ اور اچانک وہ رونے لگی تو مرتضیٰ حسین گھبرائے۔

"بیٹی کیوں رو رہی ہیں آپ۔؟ کیا ہوا؟"" آنکھیں چھوٹی کیے وہ فکرمندی سے سوہا کو دیکھتے ہوئے بولے جو اچانک ان کی آواز اور ان کے لفظ بیٹی پر بھاگ کر ان کے سینے سے لگی۔

تو مرتضیٰ حسین سانس روک گئے۔ فق پڑتے چہرے سمیت انہوں نے ڈیول کو دیکھا۔ جو اب انہیں دیکھتے آگے بڑھا۔

"آپ کی بیٹی سوہا۔ جو اتنے سالوں سے آپ سے دور رہی آپ کو لگا وہ مر چکی ہے مگر وہ زندہ ہے اور سوہا کو بھی یہی بتایا گیا تھا کہ آپ اس دنیا میں نہیں رہے۔!"

ڈیول نے انہیں مختصر لفظوں میں آگاہ کیا تو مرتضی حسین کی کا دل تھم سا گیا۔ پورے جسم پر کپکپاہٹ سی طاری ہو گئی تھی۔

وہ بیٹی جس کی موت کی خبر نے انہیں ایک ایک لمحے تڑپایا تھا۔

وہ معصوم پری جسے وہ روتا ہوا چھوڑ کر آئے تھے۔ جسے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ واپس لوٹے گے آج اتنے سالوں کے بعد وہ ان کے پاس تھی زندہ صحیح سلامت۔!"

سسس سووہا۔! وہ بکھرے شکستہ سے لہجے میں اسے پکارتے اچانک اسکے ماتھے، اسکے سر کو چومنے لگے۔ سوہا بھرائی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جواب ہچکیوں سے روتے اسکے ہاتھوں کو چومتے تو کبھی اسے سینے میں بھینچ کر جیسے خود کو یقین دلا رہے تھے کہ وہ زندہ ہے۔!

مم میری گڑیا۔ سسوہا۔ بابا کی پری۔!" وہ بمشکل سے لفظ ادا کرتے رونے لگی۔ آنسوں ان کی سفید داڑھی کو بھگو رہی تھی اور ڈیول ضبط کھوتے آگے بڑھا۔ نرمی سے انہیں خود سے لگائے ان کے آنسوں صاف کیے۔

ببببارس۔ دیکھو یہ تمہاری بہن ہے۔! وہ خوشی اور غم کے ملے جلے تاثرات سے بول رہے تھے۔ بارس نے سر اثبات میں ہلایا وہ ان کی کیفیت سے بخوبی واقف تھا۔

"میں جانتا ہوں بابا یہ آپ کی بیٹی ہے میری بہن۔! بارس نے نرم نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔

جو روتی ہوئی اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔ جو اسکے بابا کو بابا بول رہا تھا۔

چلیں آپ لوگ روم میں چلتے ہیں۔ سوہا بھی تھک گئی ہے۔ اور آپ بھی۔!

ڈیول نے نرمی سے اُنہیں دیکھتے ہوئے کہا جواب پھر سے سوہا کو خود سے لگائے ہوئے تھے۔

اس کی بات پر ان دونوں نے ہی سر اثبات میں ہلایا۔

اور اسکے ساتھ ہی اندر کی جانب بڑھے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ گھر لوٹا تو اندر سے آتے قہقہوں کی گونج پورچ تک سنائی دے رہی تھی۔ یقیناً سب یہی اکھٹے ہوئے تھے۔ ایک سرد سانس فضا کے سپرد کرتے اسنے سن گلاسز اتارتے شرٹ پر لگائی اور اپنے مضبوط قدم اٹھائے اندر داخل ہوا۔ سامنے ہی پر رونق سا ماحول بنا ہوا تھا۔ امن اذلان حیا اور الایہ ایک ساتھ جاتی عرصے کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے درمیان میں وہ باپ کے سینے سے لگی کسی بات پر کھلکھلائی تھی۔

پنک کلر کے نفیس سے سوٹ میں دوپٹہ جو سرے سے ہوتا ہے نہیں تھا آج سلیقے سے سر پر اوڑھ رکھا تھا۔

وہ نا چاہتے ہوئے بھی ایک پل کو بھٹکا مگر پھر اپنے دل پر دو حرف بھیجتے گلا کھنکھارتے ہوئے آگے بڑھا۔

"السلام علیکم۔! اسکی بھاری آواز جیسے ہی کانوں میں گونجی۔ امبر نے جھٹ سے باپ کے سینے سے سر اُٹھائے اسے دیکھا۔

جو پولیس یونیفارم میں حد سے زیادہ حسین دکھ رہا تھا۔

چوڑے سینے پر موجود وہ شرٹ اوپر سے تیکھے نقوش میں گھلی سرخیاں اسکا دل دھڑکا گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ لمحوں میں سر جھکا گئی تھی یہ فطری جھجھک تھی۔اور کچھ انیل کا سرد رویہ جو اسنے واپسی پر بھی سارے رستے اسے بلانا تک گنوارہ نہیں کیا تھا اور گھر آکر اسے امن کے حوالے کرتے وہ عجلت میں واپس نکلا تھا۔

"وعلیکم السلام آگیا میرا بچہ۔!حیا مسکرا کر اٹھی پیشانی چومتے اسکی بلائیں لی۔جو ہر بار کی طرح ماں کی حرکت پر ہلکا سا ہنسا۔

اسکی ہنسی کافی خوبصورت تھی امبر نے دل ہی دل میں تصدیق کی۔یا یوں کہا جائے وہ سمائل کلر ہی تھا۔جبھی کم مسکراتا تھا۔

"یس ماما۔آپ سے دور رہ سکتا ہوں بھلا۔؟باپ کو اگنور کرتے اسنے جھک کر ماں کی پیشانی پر بوسہ دیا۔جو اسے ہی گھور رہے تھے۔

"آجاؤ بیٹا بیٹھو۔سب کے پاس۔!

الایہ نے دل ہی دل میں ماشاءاللہ پڑھا تھا اور مسکرا کر اسے دیکھا۔جو ان کی بیٹی کا آنے والا کل اس کا محافظ تھا۔

"نہیں چھوٹی ماما۔دراصل لیٹ ہوگیا تھا تو آج کی نماز نہیں پڑھ سکا ابھی وہ ادا کروں گا پھر آتا ہوں۔آپ لوگ باتیں کریں۔!

بنا ایک غلط نگاہ امبر پر ڈالے وہ سنجیدگی سے کہتا اپنے روم کی طرف بڑھا۔اس کی عادت سے سبھی بخوبی واقف تھے وہ نماز پابندی سے ادا کرتا تھا پھر چاہے کچھ بھی ہو جائے۔

نماز میں کوتاہی اسے سخت ناپسند تھی۔امبر جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اب ہاتھ مسلنے لگی۔دل تو اسکا بھی تھا نماز ادا کرنے کا مگر انیل کے ساتھ۔اور وہ بھلا اسے کیوں ساتھ لے جاتا۔؟

گہری سانس بھرتے امبر نے جیسے خود کو قابو کیا تھا۔

"اور پھر وہی سے انیل کا ذکر چھڑا۔

"بہت ضدی ہے بھئی باپ کی طرح۔دس لڑکیاں دکھائی کتنی بار کہا کہ شادی کرلو مگر اس نے ایک ہی بات کہی کہ میری امبر زندہ ہے اور اسکے ہوتے ہوئے میں کسی اور سے شادی کیوں کرونگا۔"؟بہت چاہتا ہے وہ میری بچی کو۔!

حیا نے کھلکھلا کر جیسے بیٹے کا دل کھول کر امبر کے سامنے رکھا تھا باقی سب تو اسکے جنون سے بخوبی واقف تھے ہی۔

امبر ایک پل کو حیران ضرور ہوئی تھی مگر پھر اسکے ساتھ گزارے لمحات یاد آتے ہی وہ محسوس کر چکی تھی کہ ہاں یہ کوئی پاگل کوئی جنونی شخص ہی کر سکتا تھا۔

چائے پیتے پیتے اب ہلکی پھلکی باتیں شروع ہو چکی تھی۔اور ذکر پھر سے انیل کا ہی جاری تھا۔

امبر ہونٹ چباتی سب کو سن رہی تھی۔جب وہ سیاہ شلوار قمیض میں نکھرہ نکھرہ ساخوشبو میں نہایا نیچے آیا اور بلکل عین اسکے سامنے بیٹھا۔

امبر نے ہمت کرتے ایک نگاہ اسپر ڈالی۔تو نگاہیں جیسے جم سی گئی ہوں۔وہ خود اپنے آپ کو سمجھ نہیں پارہی تھی۔ آخر ایسا کیوں کر رہی تھی وہ۔؟

سٹاپ اٹ ایمی۔کیا پہلے کوئی خوبصورت لڑکا نہیں دیکھا۔!۔آنکھیں میچے وہ خود کو جھڑکنے لگی مگر پھر چہرے پر اسکی گہری نگاہیں محسوس کرتے اسنے جھٹ سے آنکھیں کھولی تو وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔

عجیب سی حالت تھی وہ پاؤں ہلانے لگی۔

"ایسا کرتے ہیں کہ ایک دو ہفتے تک نکاح کی تقریب رکھ لیتے ہیں سادگی سے نکاح کر دیتے ہیں پھر جب سب بچے سیٹل ہو جائیں تو رخصتی کی رسم اور ولیمہ کر دیں گے کیوں اذلان۔؟

امن نے بھائی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جیسا آپ کو مناسب لگے۔!اذلان نے بھی مسکرا کر کہا تھا۔جلد یا بدیر انہیں اس فرض سے بھی سبکدوش ہونا تھا ویسے بھی شادی کے بعد تو امبر ان کے سامنے ہی ان کے پاس ہی رہتی۔

"نکاح میں کر چکا ہوں ڈیڈ،چاچو۔!آپ اس جمعے رخصتی کر دیں۔!انیل نے ٹھہرے اور دو ٹوک انداز میں سب کی سروں پر بم پھوڑا تھا۔

وہ سب حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھتے اب انیل کو دیکھنے لگے۔

"بتایا کیوں نہیں پہلے تم نے۔؟امن نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔

"اب تو بتا رہا ہوں ناں۔!وہ باپ کو دیکھتے ڈھٹائی سے دانت نکالتے آنکھ ونک کرتے بولا۔

امن نے ہاتھ فضا میں لہرائے۔

بیٹا پھر بھی رخصتی کے لئے ایک دو ہفتہ لگ ہی جائے گا امبر کی شاپنگ باقی سب تیاریاں۔!

اس کی کوئی ضرورت نہیں ماما۔سامان میں کل خود لے آؤں گا اسکی ضرورت کا۔آپ پرسوں جمعہ کو سادگی سے رخصتی دے دیں باقی جب سب آئیں گے تو ولیمہ کر لیں گے۔!

امبر کی پلکیں ناچاہتے ہوئے بھی جھکی ہوئی تھی یہ سب باتیں اس کے لیے کوئی عجیب سی تھی وہ کافی بولڈ تھی۔

اسے کچھ عجیب تو محسوس ہوا مگر وہ آرام سے ان کے پاس ہی بیٹھی رہی۔

اگر کوئی اور لڑکی ہوتی تو ضرور بھاگ جاتی رخصتی کے ذکر سے مگر وہ امبر علوی تھی۔جس کے لئے یہ احساسات بلکل نئے تھے۔

"بیٹا صبر کرو۔یا ایسا کرو نکاح تو اپنی مرضی سے کر ہی لیا ہے رخصتی بھی کر لو۔؛"

امن نے اس شرم دلانا چاہی تھی۔اس کے حساب سے اسکے بیٹوں میں شرم ناپید تھی جبکہ وہ خود خاصا شریف تھا

۔

"اوکے ڈیڈ۔اگر ایسی بات ہے تو ابھی دے دیں رخصتی۔مجھے ہوئی اعتراض نہیں۔!

وہ کندھے اچکاتے بے باکی سے بولا۔تو امن تلملا کر رہ گئے۔

"اچھا اچھا بس ٹھیک ہے ویسے بھی نکاح تو ہو ہی چکا ہے تو پرسوں ایک بار پھر سے ہم سب کی موجودگی میں ہم امبر اور انیل کے نکاح کی رسم ہو گی اور ساتھ ہی رخصتی۔!

اذلان نے خوش دلی سے کہا تو انیل نے ہلکا سا مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

آپ لوگ باتیں کریں مجھے ایک کیس پر کام کرنا ہے میں روم میں جاتا ہوں۔!

وہ نرمی سے کہتے اٹھ کر روم میں چلا گیا۔

امن اور اذلان اب نکاح کی تقریب کے متعلق ڈسکشن کر رہے تھے۔اور حیا اور الایہ دونوں کچن میں تھیں۔

امبر بیٹا یہاں آؤ۔! وہ چھت کو اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے گھور رہی تھی جب حیا نے اسے پکارا تو وہ اٹھ کر ان کے پاس گئی۔

"یس ماما۔! وہ انیل کی طرح بولی تو حیا اور الایہ مسکرائی۔

حیا نے مسکرا کے اسکی پیشانی چومی تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی جھینپ سی گئی۔

"بیٹا یہ کولڈ کافی انیل کو دے آؤ۔کام کے دوران اسے یہ لازمی چاہیے ہوتی ہے۔تم دے او۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حیا نے مسکرا کر اسے کپ تھمایا۔ تو امبر ایک پل کو چونکی۔ پھر الایہ کو دیکھا جو اسے آنکھوں سے ہی جانے کا اشارہ کر گئی۔

جس پر وہ نرمی سے سر ہلاتی اوپر کی طرف بڑھی۔

سب سے لاسٹ پر انیل کا روم تھا۔ دروازہ ناک کرتے اس نے تھوک نگلا۔

جب تھوڑی دیر تک دروازہ ناں کھلا تو امبر نے پھر سے ناک کیا جبھی دروازہ جھٹ سے کھل گیا۔ وہ ہاتھ کھینچ گئی۔

سامنے ہی وہ شرٹ لیس سا سنجیدہ سا کھڑا تھا۔ امبر کو نا چاہتے ہوئے بھی شرم آئی نگاہیں خود بخود جھکی۔

یہ کافی ماما نے بھیجی ہے۔! وہ نگاہیں جھکائے بچوں کی طرح بولی تو انیل نے کپ تھاما۔ امبر جیسے ہی واپس پلٹی۔

کسی نے برق رفتاری سے اسکا ہاتھ پکڑتے اسے کھینچا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ چیختی اپنی چوڑی ہتھیلی اس کے نازک ہونٹوں پر جمائے وہ دروازہ اندر سے لاک کرتے اسے دروازے سے پن کر گیا۔

Episode 100

"کیف۔ میں نے سارا فنش۔! باؤل کو الٹا کرتی وہ چہک کر نیلی حسین آنکھوں میں چمک سمیٹے ہونٹ کھولے بولی

۔

مگر سامنے ہی ڈیول کے ساتھ ایک لڑکی کو دیکھ اسکی بات اُدھوری رہ گئی۔

وہ شرم سے سرخ پڑتی باؤل جلدی سے پاس رکھتی اب انگلیاں چٹخانے لگی۔

اسکی معصومیت پر سوہا ہلکا سا مسکرائی وہ معصوم سی لڑکی اسے کافی خوبصورت لگی تھی بلکل کسی پری کی طرح۔

"السلام علیکم بیٹا۔!" مجتبیٰ حسین روم میں آئے تو انہوں نے پہلی بار محبت پاش نظروں سے اس چھوٹی سی گڑیا کو دیکھا جو ان کے بیٹے کی سنگت میں پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی۔

انہیں فخر محسوس ہوا تھا ڈیول پر کہ اس نے اس گڑیا کو بلکل کسی کانچ کی گڑیا کی طرح سنبھالا ہوا تھا۔

"وعلیکم السلام بب بابا۔! وہ آنکھیں پھیلائے ایک نگاہ دروازے کے قریب کھڑے خود کو دیکھتے ڈیول کو دیکھتی ہلکا سا مسکرائی اور پھر سہم کر سلام کا جواب دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈیول جانتا تھا یہ بابا اسی کی وجہ سے کہا گیا تھا اور یہ اضافہ اسے بہت بھایا تھا اس کا انعام بھی وہ الگ سے دینے کا سوچ چکا تھا۔

"ماشاءاللہ سے بابا یہ تو بلکل گڑیا جیسی ہیں۔! سفید اونی سوٹ میں ملبوس وہ سر پر سفید ٹوپی جو اسے ڈیول نے زبردستی پہنائی تھی۔ بائی آنکھ کے قریب کا جل سے بنائے تین چھوٹے چھوٹے مصنوعی ٹیکے جو ڈیول نے ایک گھنٹے کی مشقت سے بنائے تھے، ہونٹوں پر اسکا لگایا ہلکا سا لپ گلوز، اور نیلی آنکھیں بنا کسی کا جل کے بھی بری طرح سے اپنی جانب کھینچنے کی کشش رکھتی تھی اس پر متضاد وہ سفید دودھ جیسی کومل رنگت۔ سوہا کو اس پر کسی مورت کا گمان ہوا تھا۔

ڈیول نے گہری سانس بھرتے اپنے آپ کو سمجھایا۔

وہ اسکے اپنے تھے وہ حور کی تعریف کر سکتے تھے۔ جلن سے سرخ ہورہی آنکھیں جھکتے وہ بھاری قدموں سے آگے بڑھا۔

"کیا میں انہیں ٹچ کر سکتی ہوں۔! سوہا نے محبت سے پوچھا۔

"نو۔! وہ ایک ہی جست میں سپاٹ لہجے میں بولا۔ تو سوہا، اور حور نے چونک کر اسے دیکھا۔ البتہ مجتبیٰ صاحب اب بیڈ پر بیٹھ چکے تھے۔ وہیں ڈیول کی جیلسی دیکھ سوہا نے مسکراہٹ دبائی۔

"ہاں ہلکا سا ٹچ کر سکتی ہو تم۔! وہ احسان کرنے والے انداز میں بولتا خود بھی آگے بڑھا تھا مبادا وہ زیادہ فری ہی ناں ہو جائے اسکی حور سے۔"

ہائے میرا نام سوہا ہے۔ آپ بہت پریٹی ہو۔ ماشاءاللہ سے۔ !"

سوہا نے ہاتھ آگے بڑھاتے مسکرا کر اپنا تعارف دیا تھا۔ حور اتنے دنوں بعد کسی لڑکی کو دیکھ کر خوش بھی ہوئی تھی مگر جلن بھی تھی۔۔

میں مسز کیف۔! کیف کی وائف ہوں میں۔! وہ ہاتھ ملاتی اِترا کر اپنا تعارف کروانے لگی۔

تو اسکے تعارف پر ڈیول کی بھوری آنکھوں میں جنون خیزی عروج پر تھی اس کا دل چاہا کہ وہ ایک ہی لمحے میں ان سب کو یہاں سے دور کرتے اپنی حور کو بانہوں میں بھینچ لے۔

مگر مجبور تھا لحاظ کرنا بھی ضروری تھا۔ سارا کھایا۔؟ گڈ گرل۔! اب کی بار وہ آگے بڑھا اور باؤل صوفے سے اٹھاتے مسکرا کر اسکا گال تھپکتے گھمبیر لہجے میں کہا۔ جو اسکے یوں چھونے پر شرمندہ سی سرخ ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سوہا بڑے شوق سے اسکے چہرے پر بکھرتے ان حسین رنگوں کو دیکھ رہی تھی۔

وہ پیچھے مجتبیٰ حسین کے پاس بیٹھی۔

"تنگ تو نہیں کیا اس نے آپ کو۔؟ڈیول جیسے ہی صوفے پر پوری شان سے پھیل کر بیٹھا۔دونوں ہاتھ پشت پر پھیلائے اس نے تقریباً اس نازک سی جان کو اپنے حصار میں لے لیا تھا۔

"حور نے گردن ترچھی کیے اسے دیکھا۔جو اسی کو دیکھ رہا تھا اور پھر ہونٹ سختی سے میچ گردن زور شور سے نفی میں ہلا دی۔

"بابا آپ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔حور کو میں تو کیا ایک مچھر بھی تنگ نہیں کر سکتا۔!

اسکا انداز سرسری سا تھا مگر اسکی آنکھوں میں امڈتا جنون مجتبیٰ حسین سے مخفی نہیں تھا۔

وہ ہلکا سا مسکرا کر سر اثبات میں ہلا گئے۔

"کیف آپ نے بابا کو کھانا کھلایا۔؟حور اب روایتی بہوؤں کی طرح اسکے کان کے قریب جاتی سرگوشیانہ انداز میں پوچھنے لگی۔

سوہا کو اس نے سرے سے نظر انداز کیا تھا جس پر ڈیول کے دل میں میٹھی سی ہلچل ہوئی۔

"یس مائے ہارٹ وہ کھانا کھا کر آپ سے ملنے آئے ہیں۔!گالوں کو چھوتی ایک آوارہ لٹ کو گھور کر کان کے پیچھے اڑستے اسنے نرمی سے اسے بتایا تو سر ہاں میں ہلا گئی۔

"اب بس میری ایک ہی خواہش ہے کہ جلد از جلد اپنے بیٹے کا گھر آباد دیکھوں۔اگلی بار میں تم دونوں سے ملوں تو ایک ننھا منا سا بچہ تم دونوں کی گودوں میں کھیل رہا ہو۔!

گہری سانس بھرتے انہوں نے نم آنکھیں صاف کرتے کہا تو حور ان کی بات پر سر بری طرح سے جھکا گئی تھی البتہ ڈیول نے گہری مسکراہٹ سے آمین کہا۔

اسکے بعد وہ سونے کی غرض سے اپنے اپنے رومز میں چلے گئے۔

ڈیول نے اٹھ کر دروازہ لاک کیا۔شرٹ کے بٹن کھولتے وہ صوفے کی سمت بڑھا۔

"کیف وہ لڑکی کون تھی۔؟"وہ جیسے پہلے سے تیار بیٹھی تھی اسے دیکھتے ہی ہاتھ بڑھائے تو ڈیول نے جھک کر اسے بانہوں میں بھرا۔

کون لڑکی۔؟ءوہ جان بوجھ کر انجان بنا اور بیڈ کی طرف جانے کی بجائے اٹیچ ڈور سے وہ چھت پر چلا آیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یہاں کیوں آئے ہیں ہم۔؟ سوناہے ناں مجھے۔! وہ بچوں کی طرح منمنائی تھی آج اس کی پریکٹس سے چھٹی تھی ہفتے میں ایک دن وہ چلنے پھرنے کی بجائے ضد کرواکر چھٹی رکھواچکی تھی۔

اور ہر بار اسکی چھٹی کے دن ڈیول اسے پریکٹس تو نہیں البتہ اپنے آپ میں ضرور الجھائے رکھتا تھا۔

"یس مائے ہارٹ آئی نو کہ آج آپ کی چھٹی ہے مگر تین گھنٹوں کی محنت کرکے آپ کو یہ روپ دیا ہے اب خراج تو بخشنے دیں۔!

وہ معصومیت سے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھتا گہرے لہجے میں بولا۔

تو حور کے گال مزید پھولے۔ نہیں زیادہ تیز بن بنے آپ۔ مجھے نہیں چاہیے کوئی خراج وراج۔!

مگر میں تو دینا چاہتا ہوں ناں۔! وہ ضد سے بولا تو حور نے آنکھ پھیلائی۔ جس پر ڈیول نے مسکرا کر اسکی چھوٹی سی ناک پر لب رکھے۔

اگر آپ کے رونے اور آنسوں کی پرواہ ناں ہوتی تو اس خوبصورت سی ناک میں بھی ایک چھوٹا سا موتی ڈلوا لوں۔

جو بار بار مجھے دیکھ کر کہے کہ مسٹر آف حورین شاہ مجھے پیار کرو۔! اور میں جی بھر کر پیار کرتا اسے۔!

وہ تخیل میں کھویا مدہوشی سے بولا تو حورین نے اس کی چالاکی پر آنکھیں نکالی۔

میں اب بچی نہیں رہی میں سب جانتی ہوں۔ آپ مجھے بے وقوف بنا رہے ہیں ناں۔! وہ بٹن دباتا چھت پر ایک مصنوعی لئیر چڑھا چکا تھا اور اب اسے نرمی سے اٹھائے وہاں موجود چھوٹے سے بیڈ کی طرف بڑھا۔

جو اسنے اپنے اور حورین کے لیے سیٹ کروایا تھا۔

"آہا میری مجال کہ میں اپنی زندگی کو بے وقوف بناوں۔؟ وہ بیڈ پر اسے بٹھائے خود بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اسے اٹھا کر پھر سے گود میں بٹھا چکا تھا۔

جب وہ بدک کر نیچے اتری اسکے چوڑے سینے پر سر رکھتے اسے دیکھنے لگی۔ اس کی تیزی پر ڈیول کو ہنسی آئی مگر وہ ضبط کر گیا۔

"نہیں آپ مجھے بے وقوف بنا رہے ہیں۔ آپ نے اس لڑکی کی بات گول مول کردی۔ اور مجھے اب بھی نہیں بتایا کہ وہ کون تھی۔!

وہ بڑوں والے انداز میں انگلی سے اشارے کرتے پوچھتی کافی کیوٹ لگ رہی تھی۔ ڈیول نے جھکتے اسکی پیشانی پر لب رکھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہ لڑکی بابا کی اصلی بیٹی ہے۔! وہ اب اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے نرمی سے بتا رہا تھا۔ہاں وہ اس سے محبت کرتا تھا اور محبت کی پہلی شرط تو اعتبار ہوتی ہے وہ کیسے اس سے جھوٹ بولتا اس سے سچ چھپاتا۔جو اسکے لیے سب سے بڑھ کر عزیز تھی حتیٰ کہ وہ اپنی سانسیں بیچ کر بھی اس کی خوشیاں خرید سکتا تھا۔

وہ محبت کی حدود سے تجاوز کرتے اب عشق کی حدود کا راہی بن گیا تھا جہاں عاشق کو اسکے معشوق کی خوشی کے سوا کچھ عزیز نہیں رہتا۔

"مطلب وہ آپ کے اصلی والے بابا نہیں۔! نیلی آنکھیں حیرت سے پھیلائے وہ اسکے چوڑے سینے پر اپنا نازک ہاتھ رکھتے اب ذرا سی اونچی ہوتے پوچھنے لگی۔

مسلسل پریکٹس کا نتیجہ تھا اب وہ کچھ حد تک موؤمنٹ کرنے لگی تھی۔

"یس مائے ہارٹ وہ میرے سگے بابا نہیں۔انہوں نے مجھے بچپن سے پالا ہے اور میں اپنے سگے ماں باپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔!

اسکی حسین آنکھوں پر باری باری بوسہ دیتے وہ نارمل سے انداز میں بولا۔اسے کون سا کوئی طلب تھی ان کے بارے میں جاننے کی وہ تو بس اپنی پرنسز کو سچ بتانا چاہتا تھا۔

تو آپ نے ان کو ڈھونڈا کیوں نہیں۔؟آپ کو معلوم ہے آپ میرے ماموں اور بڑے پاپا جیسے دکھتے ہو۔میرے ماموں بھی ایک کاپ ہیں ہم ان سے بات کرتے ہیں وہ آپ کے ماں بابا کو ڈھونڈ نکالے گے۔":

حور جانتی تھی ماں باپ سے دور رہنا کتنا مشکل ہے اس لئے وہ اسے بھی اسکے ماں بابا سے ملانے کی مہم چلا رہی تھی

۔

"ششششش آپ کی خوشی کے لیے آپ کو سب سچ بتایا۔مجھے کوئی دلچسپی نہیں کچھ بھی جاننے میں۔اور آپ ہی میرے لئے میری زندگی ہیں اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں چاہئے۔! اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ نرم لہجے میں بولتا اسکے سر پر موجود ٹوپی اتارتے ایک سائیڈ رکھ گیا۔

جس وجہ سے حورین شاہ کے لمبے گھنے بال کسی آبشار کی طرح اسکے چہرے پر بکھرے اس سرور بخش گئے۔

"ویسے بابا کی بات پر کب عمل کرنے کا ارادہ ہے میری چھوٹی سی جان کا۔؟ وہ نرمی سے اسکے بال کان کے پیچھے اڑستے گہرے آنچ دیتے لہجے میں پوچھنے لگا۔

تو حور کو لگا کہ وہ سانس بھی نہیں لے پائے گی۔آج پہلی بار ڈیول نے ایسی کوئی بات کی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حور خوف سے دم سادھ گئی۔ مجھے نیند آئی ہے۔! وہ جھٹ سے بڑبڑا کر کہتی اسی سے بچنے کے لئے اس کے سینے سے آن لگی۔ڈیول نے نرمی مسکرا کر اسکا سہمنا اگنور کیا تھا۔

وجہ سے وہ بخوبی واقف تھا مگر اب وقت آچکا تھا کہ وہ آہستہ آہستہ حورین کو اپنے اور اس کے رشتے کے تقاضے سمجھائے۔اسکے رخسار کو چھوتے اسنے آنکھوں پر بوسہ دیے اسے نرمی سے حصار میں جکڑتے کمفرٹر دونوں پر برابر کیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"اممم۔! آنکھیں پھیلائے وہ اسے دیکھتی بمشکل سے بولنے کی سعی کر رہی تھی۔انیل نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا۔جو سہمی ہوئی سی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہاتھ ہٹا رہا ہوں چیخنا مت اوکے۔!

سنجیدگی سے اسکی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھتے وہ وارن کرنے والے انداز میں بولا۔

"ایمی نے فوراً سر اثبات میں ہلا دیا۔تو وہ ایکدم سے ہاتھ اسکے ہونٹوں سے ہٹا گیا۔

مگر وہ ہنوز اسکے سر پر یونہی کھڑا رہا۔

ایمی نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے اس کے برہنہ سینے سے نگاہیں چرائی۔

جانے کیوں اسکے گال دہک اٹھے تھے۔وہ آنکھیں پھیرتے آگے پیچھے دیکھنے لگی۔

"ماما نے پوچھا تم سے رخصتی کی بابت۔! ایک ہاتھ اسکے دائیں کندھے کے ذرا سا اوپر ٹکائے وہ گھمبیرتا سے بولا۔

تو ایمی نے جھکے سر کو نفی میں ہلا دیا۔

"ہممم۔!

"اگر پوچھیں تو بنا کسی ناٹک کے ہاں کر دینا۔!

انیل نے پرشوق نگاہوں سے اسکے دہکتے گالوں کو دیکھا۔دل چاہا کہ چھو کر ان کی سرخی کو اپنے ہاتھوں سے محسوس کرے مگر وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"وہ ایک بات پوچھوں۔! ایک لمحے کو آنکھیں اٹھائے اسے دیکھتی وہ معصومیت سے بولی۔

تو انیل نے جھکتے اسکے چہرے کے نزدیک چہرہ کیا۔امبریک ٹک اسے دیکھے گئی،

"پوچھو۔؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

دوپٹہ ایک ہاتھ کی مدد سے اسکے سر سے سرکاتے وہ بوجھل لہجے میں گویا ہوا۔ تو امبر اس کی آنکھوں کی سرخی دیکھ گھبرائی۔

"وووہ رخصتی کیا ہوتا ہے۔؟ وہ معصومیت سے الجھ کر انیل سے پوچھنے لگی۔ انیل حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ مگر پھر سمجھ آنے پر بمشکل سے اپنی مسکراہٹ کو ضبط کیے وہ انگلی اس شفاف گردن پر ٹریس کرنے لگا۔ جس پر وہ جھٹ سے کانپتی آنکھیں زور سے میچ گئی۔

"رخصتی کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں دولہن بنا کر اپنے پاپا کے گھر سے میرے ساتھ رخصت کیا جائے گا۔ اور پھر تم ساری عمر کے لئے میرے ساتھ میرے گھر میں اور میرے کمرے میں رہو گی۔!

انیل نے اسے رسان سے سمجھایا۔ جو آنکھیں پھیلائے سمجھنے کے انداز میں اب سر ہاں میں ہلانے لگی۔

"مگر میں تو ابھی آئی ہوں ابھی کیسے ان کو چھوڑ دوں۔؟ امبر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا تھا۔ وہ تو سوچ رہی تھی کہ اب وہ زیادہ تر وقت اپنے پاپا اور ماما کے ساتھ رہے گی مگر اسے پھر سے ان سے دور ہونا تھا یہ سوچ ہی اسے افسردہ کر رہی تھی۔

"میں اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ آگے ہی بہت سالوں سے تم سے دور ہوں۔ اب مجھے تم پوری کی پوری چاہیے ہو۔ صرف اور صرف اپنے لئے۔! وہ جھک کر اسکی گردن سے ناک رب کرتے گہرے آنچ دیتے لہجے میں بولا۔

تو اسکے لمس پر امبر کا وجود سنسنا سا گیا۔ وہ مٹھیاں بھینچتی لب شدت سے دانتوں تلے دبا گئی۔

"مگر۔!

ششششش کوئی اگر مگر نہیں۔ میں بھی تو رہا ہوں تمہارے بغیر۔ تم سے دور۔ اب کوئی چھوٹ نہیں ملے گی تمہیں۔ دو دن رہ لو ان کے ساتھ ویسے بھی وہ کون سا دور ہیں ایک ہی تو گھر ہے۔ تم ملتی رہو۔ گی ان سے۔ ہممممم۔! "

وہ اسکے بالوں کی نرماہٹ کو انگلیوں سے محسوس کرتے بوجھل لہجے میں بولا تو امبر نے گھبرا کر اسکے شانوں کو مضبوطی سے جکڑا۔

جانے کیوں اسے شرم سی آ رہی تھی انیل سے۔ وہ بس بھاگ جانا چاہتی تھی اسکی نگاہوں سے دور۔ اسکے لمس کی بے تابیوں سے دور۔"!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یہ ڈریس بہت اچھا لگ رہا ہے تمہیں۔میں کل سامان لے آؤں گا تمہارا اگر کچھ اور چاہیے ہوا تو بتا دینا اوکے۔!

وہ نرمی سے اسکا دوپٹہ اسکے کندھوں سے اٹھاتے سر پر دیتے نرمی سے بولا۔

"وووہ ممیں ساتھ چلوں۔؟"

وہ کنفیوز سی بولی تو انیل نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے حیرت سے دیکھا۔

"آہاوہ کیوں۔؟وہ پیچھے ہٹا کافی کا مگ اٹھاتے وہ دوبارہ سے اسکے قریب ہوتے پوچھنے لگا۔

"مم مجھے کچھ سامان لانا ہے۔میں چل سکتی ہوں آپ کے ساتھ۔!"وہ نگاہیں جھکائے انگلیاں چٹخاتی ہوئی کہیں سے بھی کوئی بولڈ لڑکی نہیں لگ رہی تھی۔

اسکی گھبراہٹ اور جھجک انیل کو کافی اٹریکٹ کر رہی تھی۔

"ہمممم اوکے دس بجے تک میں تیار رہنا میں لے چلوں گا۔!

وہ کافی کا گھونٹ بھرتے شائستگی سے بولا۔

تو وہ پر سکون سی ہوئی۔اوکے اب میں جاؤں۔؟

وہ اسے دیکھتی بچوں کی طرح اجازت مانگنے لگی۔انیل اسکے بدلے بدلے طور اطوار پر لب دبائے سرہاں میں ہلا گیا۔

جس پر وہ تیر کی تیزی سے بھاگتی روم سے نکلی تھی۔

بند دروازے کو گھورتے اسنے گہری سانس بھری اور پھر غیر ارادی طور پر اپنی گردن کو چھوا۔

جہاں انیل علوی کا لمس تھا۔اسکا چھونا یہ حرکتیں اسے کیوں بری نہیں لگی تھی۔لب دانتوں تلے کچلتی وہ سرخ چہرے سمیت سیڑھیوں سے نیچے اتری۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اس کی آنکھ کھلی تو روم میں وہ اکیلی ہی تھی۔گزری شب کے کئی حسین لمحات اسکی آنکھوں کے سامنے لہرائے۔تو ہونٹوں پر بے ساختہ ہی گہری مسکراہٹ امڈی۔

کمفرٹر خود سے اتارتے وہ جیسے ہی اٹھ کر بیٹھی۔نگاہیں صوفے پر موجود ایک خوبصورت ڈریس پر گئی۔

فریش ریڈ کلر کی خوبصورت سی میکسی جو اپنی قیمت کا منہ بولتا تھی۔بھورے بالوں کو ہاتھوں کی مدد سے پیچھے کرتے وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے صوفے کی طرف بڑھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر۔! بھوری نیند سے سرخ ہو رہی نگاہیں گھمائے وہ پورے روم میں اسے ڈھونڈنے لگی۔ جو کہیں بھی نہیں تھا۔

ہونٹ پھیلائے اسنے ڈریس اٹھایا۔

جس کے بازو مکمل تھے اور پاؤں تک جاتی، خوبصورت نفیس سی میکسی دیکھ عنایہ نے دل سے اسکی پسند کو سراہا۔

اور پھر شاور لینے چلی گئی۔ گیلے بالوں کو ٹاول سے خشک کرتی وہ باہر نکلی۔

بال ڈرائے کرتے اسنے یونہی کھلے چھوڑے، مسکارے سے اپنی پلکوں کے بال اچھے سے بنائے وہ ہونٹوں پر ہلکا سا لپ گلوز لگائے روم سے باہر نکلی۔

"دبے قدموں باہر نکلتی وہ پورے گھر کا جائزہ لینے لگی۔ سنیں ابیر کہاں ہیں۔؟ سامنے سے آتی ایک میڈ سے اس نے ابیر کی بابت پوچھا۔

سر کچن میں ہیں۔! میڈ نے مسکرا کر اسے ہاتھ سے اشارہ کرتے بتایا تو وہ سمجھنے والے انداز میں گردن ہلاتی نیچے آئی

،

فل فرنشڈ درمیانے سائز کا کچن جو دکھنے میں ہی بہت نایاب سا تھا۔ عنایہ متاثر ہوئے بنا نا رہ سکی۔

سامنے ہی وہ نیوی بلیو کلر کی شرٹ کے اوپر اپرن پہنے چہرے پر بلا کی سنجیدگی سمیٹے ہوئے کھڑا تھا، شہد رنگ بال اسکے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

وہ اس حلیے میں بھی عنایہ کا دل بری طرح سے دھڑکا گیا۔

وہ انگلیاں چٹخاتے آگے بڑھی۔

گڈ مارننگ۔! وہ جو سنجیدگی سے بریک فاسٹ بنا رہا تھا۔ آواز پر ماتھے پر بل سمیٹے وہ سامنے دیکھنے لگا۔ تو تیزی سے چلتے اس کے ہاتھ ایک دم سے تھمے۔

ریڈ کلر عنایہ کو بلکل پسند نہیں تھا اور شاید ہی اس کے زندگی میں کبھی یہ کلر پہنا تھا مگر ابیر کو کب سے چاہت تھی کہ وہ اسے اس رنگ میں دیکھے۔ اور اب جب وہ اسکے سامنے اسی رنگ میں کھڑی تھی۔ تو ابیر کے لئے اسکے وجود سے نگاہیں ہٹانا مشکل سا ہو گیا۔۔

وہ بری طرح سے فریز ہوا ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔ جو اپنے غیر معمولی حسن کے ساتھ اسے چاروں خانے چت کر رہی تھی۔ ہتھیلیاں پسینے سے عرق آلود ہوئی تھیں۔ ایسا نہیں تھا کہ اس نے حسن نہیں دیکھا تھا اسکی زندگی میں بہت سی حسین لڑکیاں آئیں تھیں مگر جو دلکشی جو اٹریکشن عنایہ کاظمی میں تھی وہ اور کسی میں نہیں تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر کی نظریں اسکے وجود سے ہوتی اسکے سفید پاؤں پر ٹھہری۔ وہ بغیر جوتے کے ہی باہر آئی تھی۔ وہ گہری سانس بھرتے آنچ دھیمی کرتے اسکی سمت بڑھا۔

"مارننگ جاناں۔ ! کمر سے تھامے اسے نزدیک کرتے اسنے پیشانی پر بوسہ دیے اسے بانہوں میں بھرا تو عنایہ سٹپٹا سی گئی مگر پھر جیسے ہی اسنے کاؤنٹر پر بٹھایا وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔

جس کی بے باک نگاہیں اسے بری طرح سے پزل کر رہی تھی۔

"تم کب اٹھے۔ ؟ وہ اسکا دھیان خود سے ہٹانے کے سبب مسکرا کر پوچھنے لگی۔ جس پر اسکے گالوں پر ابھرتے گہرے گڑھے نمایاں ہوئے تھے ابیر نے شدت سے جھکتے اسکے گالوں پر لب رکھے۔

تو عنایہ نے گھبرا کر اسکے کندھوں کو شدت سے جکڑا۔

"میری سوچ سے بھی زیادہ پیارا لگ رہا ہے یہ رنگ تم پر۔ لکنگ سٹنگ۔ ! وہ مخمور لہجے میں گویا ہوا اور ہلکے سے اسکی تھوڑی کو چھوتے پیچھے ہٹا۔۔ عنایہ کا چہرہ بھاب چھوڑنے لگا۔

وہ شرم سے سرخ پڑتی چہرہ جھکا گئی۔ کہاں سوچا تھا اسنے کہ اسے ابیر علوی سے یوں شرمانا بھی پڑے گا۔

"ابیر ایسی باتیں مت کرو۔ مجھے شرمانا نہیں ہے تم سے۔ !

وہ آنکھیں چھوٹی کیے معصومیت سے بولی تو ابیر کا چہرہ قہقہ ضبط کرنے کے چکر میں سرخ پڑا۔

"اچھا وہ کیوں۔ ؟ وہ ہاتھ اسکے دونوں اطراف رکھتے اسے گھیرے میں لے گیا تھا۔ جس کے بھورے کمر تک جاتے بال کندھوں پر بکھرے اسے بری طرح سے اٹریکٹ کر رہے تھے۔

"بس میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں تم سے شرماؤں گی۔ اس لیے مجھے شرمانا نہیں ہے۔ !

وہ رسان سے اسے سمجھاتی چھوٹی سے پیشانی سکیڑ کر اسے دیکھنے لگی۔ جس کا سارا دھیان اسکے بالوں میں تھا وہ ہاتھ سے انہیں چھوتا اب کھیلنے میں مصروف تھا۔۔

عنایہ بری طرح سے سلگی۔ جب اچانک وہ پھر سے قریب ہوا تو وہ گھبرا کر پیچھے ہوئی۔ مگر ابیر نے اسکی کمر کے گرد اپنا بھاری ہاتھ پھیلائے اسے جھٹکے سے قریب کیا۔ اسکی کلون کی مہک عنایہ کا سانس روک رہی تھی۔

حواس بری طرح سے جھنجھلائے۔ جب اچانک اسنے چہرہ اسکے بالوں میں دیا۔ عنایہ گھبرا کے اسکے شانوں کو مضبوطی سے جکڑ چکی تھی۔

تمہارے بال مجھے بے حد پسند ہیں جاناں۔آئندہ انہیں کٹوانا مت۔! وہ بوجھل لہجے میں بولتا گویا اسکے حکم دے رہا تھا۔

عنایہ نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔اسکے بال بچپن سے ہی اپنی ماما کی طرح گھنے اور لمبے تھے مگر ابیر سے ناراضگی کے بعد اسنے کبھی بال نہیں بڑھائے تھے۔

وہ جانتی تھی اسکے بال ابیر کو بے حد پسند تھے اور اب بھی اسکی شدت بھری گرفت مضبوط ہوتی محسوس کرتے وہ تھرتھراتی ہوئی بشمکل سے سانس روکے بیٹھی تھی۔معا باہر سے آتے شور کی آواز پر ابیر ایک دم سے اس سے دور ہوا۔عنایہ جھٹ سے بال درست کرتے نیچے اتری تو سامنے موجود شخص کو دیکھ اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلی کی پھیلی رہ گئی۔

Episode 101

دھوپ کی تیز کرنیں چھن سے آتی اسکے حسین چہرے پر پڑ رہی تھی۔ حسین نقوش بے ساختہ ہی تنے۔وہ اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا گولڈن بال اسکے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے اور ایک ہاتھ پورے بیڈ پر پھیلائے ہوئے لیٹا تھا جبکہ دونوں ٹانگیں بیڈ سے نیچے جھول رہی تھی۔

اچانک ذہن میں کچھ کھٹکا سا ہوا۔نیلی سمندر سی گہری آنکھیں ہلکی سی نیم وا کیے اسنے سامنے دیکھا۔تو اسکے برابر کی جگہ خالی تھی وہ جھٹ سے اٹھا۔پہلا خیال یہی آیا تھا کہ وہ روم سے باہر چلی گئی ہوگی۔

جبھی وہ چپل پہنتے جبڑے بھینچتے اٹھا۔اور جلدی سے دروازہ کھولے روم سے باہر نکلا۔

ان سب کے دوران وہ بالوں کو پونی میں قید کر چکا تھا۔اینجل۔! نیند سے بوجھل ہوئی آواز میں اسے پکارتے ہوئے وہ کچن میں داخل ہوا۔مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

حرمین کے روم کا دروازہ بند تھا۔

یقیناوہ دوا لے کر آرام کر رہی تھی اور عنایت اس وقت وہاں بھی نہیں جا سکتی تھی۔پاگلوں کی طرح وہ بھاگتے ہوئے باہر نکلا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پھولی سانسوں سمیت وہ بند ہوتے دل کے ساتھ بمشکل سے پورا لان۔ سوئمنگ ایریا، اور ایکسر سائز روم بھی دیکھ آیا تھا مگر وہ کہیں بھی نہیں تھی۔

کہاں جا سکتی ہے یہ لڑکی۔؟" چند ہی منٹوں میں عالیحان شاہ کی حالت کسی ہارے ہوئے عاشق جیسی ہو چکی تھی۔ اور وہ بآسانی کہتا تھا کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتا۔!

چہرے کے تاثرات اس قدر دہلا دینے والے تھے کہ عنایت کاظمی اگر اپنے لیے اسکے چہرے پر رقم فکر دیکھ لیتی تو اسے رشک آتا خود پر۔

مجھے بڑے پاپا سے پوچھنا چاہیے۔ عنابی لبوں پر زبان پھیرتے جیسے اپنے سن پڑتے دماغ کو ہوش دلایا تھا اور پھر بھاگ کر عجلت بھرے انداز میں اپنے روم میں داخل ہوا۔

سارا بیڈ چھان مارا مگر موبائل کہیں نہیں تھا۔ تکیہ دور اچھالتے وہ دانت پیستے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا جبھی نگاہ میز پر پڑے موبائل پر گئی وہ بیڈ سے اترا بھاگنے کے انداز میں بیڈ کی دوسری سمت گیا۔ تو اچانک اس کے قدم تھمے تھے۔ سانسیں جو پہلے اسے سامنے ناں پا کر الجھی تھی اب اسے زمین پر سوتا دیکھ جیسے اسکی جان میں جان آئی تھی۔ نیلی آنکھوں میں کئی رنگ تھے محبت، فکر، پریشانی، اور جنون۔ وہ ایک ہی جست میں بھاگتا ہوا اس تک گیا۔

اور کھینچ کر اسے اٹھاتے سینے میں اتنی شدت سے بھینچا تھا کہ وہ جو ساری رات کی جاگی تھوڑی دیر پہلے ہی سوئی تھی۔ اس ظالمانہ حرکت پر ایک دم سے اٹھی۔

سانس سینے میں بری طرح سے اٹکا تھا۔

اسکے کندھوں کو جکڑتے وہ سمجھنے کی کوشش میں تھی کہ صبح ہی صبح اس جلاد کو کیا ہوا ہے۔؟

عع عالیان۔؟ اسکی خاموشی عنایت کو گھبراہٹ زدہ سا کر رہی تھی۔ وہ اتنا تو جان چکی تھی کہ عالیحان شاہ کھائے بغیر رہ سکتا ہے مگر بنا لڑے اور بولے نہیں۔ اور اب اگر وہ خاموش تھا تو ضرور کچھ ہوا ہی ہوگا۔

"وہ جھٹ سے اسے سامنے کرتا اچانک عنایت کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اسکے نقش نقش کو اپنے ہونٹوں سے چھونے لگا۔

عنایت اسکی حرکت پر تلملائی مگر پھر اسکے چہرے پر خوف کے تاثرات دیکھ اسکے مزاحمت کرتے ہاتھ خود بخود ہی رکے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہ نرمی سے پیچھے ہٹے بغیر اسے بانہوں میں بھرتا بیڈ پر لے گیا۔ بھاگ کر پردے برابر کرتے وہ واپس آیا تو وہ سٹل ویسے ہی بیٹھی تھی۔

"مجھے لگتا ہے اسے صبح صبح دورہ پڑا ہے۔! عنایت آنکھیں گھمائے بڑی سوچ بچار کے بعد اس فیصلے پر پہنچی تھی۔

پھر اسنے افسوس سے عالیجان کو دیکھا۔

چاہے وہ اسے پسند نہیں کرتی تھی مگر وہ اتنی نرم دل تو ضرور تھی کہ اس کی ذہنی حالت خراب ہونے پر افسوس کا اظہار ہی کرتی۔

عالیجان شاہ جیسے ہی واپس مڑا۔ اسکے چہرے پر افسوس دیکھ وہ سر جھٹک گیا۔

"اٹس اوکے عالی۔ ایسا ہو جاتا ہے۔ تم پریشان مت ہو سب ٹھیک ہو جائے گا۔!ء وہ گھٹنوں کے بل رینگتی اسکے قریب گئی اور پشت کو اچھے سے سہلاتی وہ اسے حوصلہ دینے لگی۔

عالیجان جو اپنے آپ پر ضبط کر رہا تھا۔ اس نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں گی میں تمہیں۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔!ء

وہ جو ابھی اسکے عالی کہنے پر ٹھیک سے سنبھلا نہیں تھا اسکے نرم رویے اور اچانک سر پر عنایت کے بوسہ دینے کا عالیجان شاہ کے وجود کا سارا خون اسکے چہرے پر سمٹ آیا۔

ہاتھ بری طرح سے کپکپائے تھے۔

ااانیجل۔!" وہ اپنے بہکتے جذبات پر بندھ باندھے اس سے بات کرنے والا تھا۔ اسکی اگلی حرکت پر اسکی زبان کو جیسا لقوہ مار گیا ہو۔

"ناں۔ ایسے اداس نہیں ہوتے۔ میں پھپھو کو بھی نہیں بتاؤں گی۔ وہ بہت پریشان ہو جائیں گی۔ میں جانتی تھی۔ جتنا تم غصہ کرتے ہو ایک ناں ایک دن یہ ہونا ہی تھا۔ مگر پھر بھی میں نے خدا کو منہ دکھانا ہے۔ اس لئے تمہیں اس حالت میں نہیں چھوڑ سکتی۔ میں تمہارا ٹیسٹ کرواؤں گی۔

تم پاگل نہیں ہو گے۔! وہ اب اسکے بالوں کو ہاتھوں سے سنوارتی اچانک اسکے گال کو تھپکتے کسی بڑی بی کی طرح بولی تھی۔

وہ جو جذبات کی رو میں بہتا مدہوش ہوا ہی تھا اسکے پاگل کہنے پر جیسے ایک ہی لمحے میں واپس ہوش کی دنیا میں لوٹا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"پاگل۔؟

کون پاگل۔؟کمال ضبط سے جبڑے بھینچے وہ اپنے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھ سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

"پاگل۔ارے بھول گئے تم پاگل۔!عنایت نے معصومیت سے اسے دیکھا۔جو بلکل اپنے ہوش گنوا چکا تھا۔

عالیجان شاہ لمحوں میں جھپٹتے اسے کھینچتے اپنے حصار میں بھر گیا۔

عنایت گھبرا کر اپنی بڑی بڑی آنکھیں مکمل طور پر پھیلائے اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

جس کے چہرے پر پھیلتے خطرناک تاثرات دیکھ اسے اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہونے لگی۔

"عععع ععع عالیجان۔!وہ ہکلا کر اسے پکارتی ایک دم سے پیچھے کو کھسکنے لگی۔

مگر تبھی اسکی کمر پر دباؤ دیے عالیجان نے پھر سے پہلی پوزیشن میں کیا۔

"تو مسز عالیجان شاہ کو لگتا ہے کہ ان کا شوہر پاگل ہو گیا ہے۔؟وہ جس انداز میں پوچھ رہا تھا عنایت کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ خود پاگل ہو یا نہیں اسے ضرور کر دے گا۔

وہ معصومیت سے خشک لبوں کو تر کرتے پہلے سرہاں میں ہلا گئی مگر اس کے سڑے تاثرات سے خوف کھاتی فورا سے سر کو پر زور طریقے سے نفی میں ہلایا۔

"استغفرُاللہ میں نے ایسا کب کہا۔؟وہ معصومیت کا لبادہ اوڑھے آنکھوں میں آنسوں بھرتے بولی تو عالیجان نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلا ڈالا۔

"کہنے کی ضرورت نہیں ڈارلنگ یہ بندہ تمہارا چہرہ اور آنکھیں پڑھنے کا ہنر رکھتا ہے۔!وہ اسکے چہرے کے قریب ہوتے آنچ دیتے گھمبیر لہجے میں بولا۔تو عنایت نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

وہ تو اسے پاگل ہی سمجھیں تھی اب اگر وہ اچانک ٹھیک ہو گیا تھا اس میں اس معصوم کا کیا قصور۔؟

نیچے کیا کر رہی تھی تم۔؟وہ اب مدعے پر آیا۔اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر اور اسے ناں پاتے جو حالت ان چند منٹوں میں اس کی ہوئی تھی یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اس سے اسکا حساب ناں لیتا۔

"جوئیں ڈھونڈ رہی تھی۔!غصے سے سرخ ہو رہی چھوٹی سی ناک چھڑائے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

کیا کہا۔؟عالیجان نے سرد لہجے میں سوال دہرایا۔حالانکہ اسکی گوہر افشانی وہ سن چکا تھا۔

"تم میرا مطلب آپ۔ایسے پھیل کر سوئے ہوئے تھے۔اور اپنی ٹانگ بھی مجھ پر گرادی۔ساری رات سو نہیں سکی میں۔اس لیے صبح نیچے سو گئی تھی۔صوفے پر بھی نہیں سو سکتی تھی۔اگر گر جاتی تو بے بی کو ہارم ہو سکتا تھا اس لئے یہاں سوئی۔!

وہ اب کی بار معصومیت سے جواب دیتی انگلیاں چٹخانے لگی،عالیحان نگ گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

ہاں جب وہ اٹھا تھا تب بھی پورے بستر پر اسی کا راج تھا اور آج یہ تیسری رات تھی جو اسے اتنا سکون میسر تھا اور یہ سکون اسے اس لڑکی سے ملا تھا۔جسے اس نے ہر لمحے بے سکون ہی کیا تھا۔

"میں نے وارن کیا تھا مجھ سے دور نہیں سوگی تم۔! سر جھٹکتے اپنی سوچ کو ذہن سے نکالتے وہ اب اسے نرمی سے کمر سے تھامے بستر پر لٹانے لگا۔

جو ہاتھ منہ پر رکھے اونگ رہی تھی۔

"آپ نے بیڈ پر میری لمٹ بتائی تھی اور میں تو نیچے سوئی تھی۔!

وہ منہ ٹیڑھا کرتی بچوں کی طرح بولی تو عالیحان نے ابرو اچکائی اور پھر سر جھٹک کر کمفرٹر اس پر برابر کیا۔

" ہمممم سو جاؤ آرام سے۔! وہ نرمی سے اسکے بال پیشانی سے سمیٹتے گال تھپک کر بولا۔

" سنیں۔! وہ روم سے جا رہا تھا جب پشت پر اس کی میٹھی تمیز سے لبریز آواز سنائی دی۔وہ مسکرا کر مڑا۔

"آ جی سنائیں۔! سینے پر ہاتھ باندھے وہ شوخ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"میں ساری رات نہیں سوئی اب بارہ بجے تک سوؤں گی پھر مجھے آئس کریم کھانی ہے۔چاکلیٹس اور گول گپے بھی،چٹ پٹی بریانی بنا دیجئے گا اور اس دن جیسی کڑک دودھ پتی ہو جائے تو اور بھی اچھا ہے۔! اب آپ جائیں روم میں نہیں آنا بار بار۔میری نیند ڈسٹرب ہو گی اور بے بی بھی ڈسٹرب ہو گا۔!

وہ معصومیت بھری نگاہوں سے اسکے دیکھتے آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔

"عالیحان شاہ نے سمجھنے کے سے انداز میں سر ہاں میں ہلایا۔جانتا جو تھا کل رات کو بخشے اعزاز کا نتیجہ سامنے ضرور آئے گا پہلے پھر بھی وہ ڈرتی تو تھی اب کہاں کا ڈر اور کہاں کا عالیحان شاہ۔!

جو حکم میرے جاہ پناہ۔! وہ سینے پر ہاتھ رکھتے سر پورا جھکائے تابعداری سے بولتا لائٹس آف کرتے دروازہ باہر سے لاکڈ کرتے روم سے نکلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس وقت عنایت کیلئے ریسٹ ضروری تھی اور ساری رات وہ جاگی تھی یہ بات ہی عالیحان شاہ کو ڈسٹرب کر رہی تھی۔

"اگر مجھے اس کی قربت میں سکون ملتا ہے تو کیا عنایت کو میری قربت میں سکون نہیں ملتا۔؟ وہ کمر پر ہاتھ ٹکائے خود سے الجھا ہوا تھا۔

شاید اسکا جواب اسے بہت جلد ملنے والا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

یہ یہاں کیا کر رہا ہے ابیر ؟" سرد نگاہوں سے ابیر کو دیکھتے وہ پھنکار کر بولی۔ ابیر نے خشک حلق کو تر کرتے ہوئے عنایہ کو دیکھا۔ جس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

اور ایک نگاہ سامنے کھڑے ڈینی پر ڈالی۔ وہ اسے ابھی کچھ بتا بھی نہیں پایا تھا۔ جبھی گیس آف کرتے ہاتھ ٹشو سے صاف کرتے اسے دیکھا۔

عین۔ لسن ٹومی تم نہیں جانتی کہ انہوں نے۔!

میں اسے اچھے سے جانتی ہوں ابیر یہ بہت بڑا کمینہ انسان ہے۔! وہ بپھر کر سرد نگاہوں سے ڈینی کو دیکھ کر اس پر حملہ آور ہونے لگی جب ابیر نے اچانک اسے پیٹ سے پکڑتے ڈینی کو دیکھا۔

"چاچو آپ اپنے روم میں جائیں میں اسے سنبھالتا ہوں۔! اسنے معصومیت سے ڈینی کو دیکھتے ہوئے کہا جس کا چہرہ اتنی گے عزتی پر تپ کر رہ گیا تھا۔

وہ ویسے ہی شکستہ حال سا لوٹا تھا اسکا سارا دھندہ چوپٹ ہو چکا تھا۔ اوپر سے کروڑوں کا ادھار اسکے گلے کا طوق بنتے چار ہفتوں میں اسکی نیندیں حرام کر چکا تھا۔

اوکے میں چلتا ہوں۔! وہ بے دھیانی سے ماتھا مسلتے اپنے روم میں گیا وہی ابیر نے اسے بپھری ہوئی شیرنی کو بمشکل سے کندھوں پر لادھا اور اب اپنے کمرے کی سمت بڑھا۔ جس پر وہ چلاتی اسکے کندھے پر اپنے دانت گاڑھ چکی تھی

۔

درد کی شدت سے ابیر نے سسکتے ہوئے آنکھیں میچ لیں۔

اور جلدی سے روم میں جاتے اسے بیڈ پر گرایا۔

جو ایک دم سے اچھل کر اٹھی اور پھولتی سانسوں سمیت اسے دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تم اس بغیرت کے ساتھ رہ رہے تھے۔ ہمارا شک صحیح نکلا ابیر اس مسٹنڈے نے تمہیں اپنے جال میں ٹریپ کر لیا ۔آج تو اسے میں جان سے ماردوں گی سانڈ، بھدے بکرے کے منہ والا۔!

وہ جانے کون کون سی لنگوئج یوز کرتی ابیر کو سخت پریشان کرچکی تھی جس کے سر کے اوپر سے آدھی باریں م گرز رہی تھی۔

عین۔! وہ بال پیچھے کرتے ضبط سے اسے دیکھنے لگا۔

جو ہمک ہمک کر بند دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"اس کلموہیے کو تو میں ایسی موت ماروں گی کہ جانور بھی اسے کھانے سے ڈریں گے۔ لقوے سے بیمار ہوئی بھینس کے منہ والا۔ بببب بیٹا کہہ رہا تھا مجھے۔ جیسے میں اس فراڈیے کو جانتی نہیں۔ میرا بس چلے تو اسکی زبان کھینچ کر اسی سے اسے پھانسی دے کر ماردوں۔!

"چپ ایک دم چپ۔! آواز مت آئے تمہاری۔! اسے بازو سے گھسیٹ کر ابیر نے ایک دم سے بیڈ پر پھینکا۔اور ہاتھ اسکے ہونٹوں پر جمائے وہ سنجیدگی سے بولا۔

"ا مممم۔" وہ اب ٹانگوں سے اسکی کمر پر وار کر رہی تھی جبھی ابیر نے آنکھیں میچتے اپنے آپ کو قابو کیا اور اسکی ٹانگیں دبوچتے اسکے منہ کو کپڑے سے بند کر دیا۔

چپ کرو ایک دم چپ۔ کیا اول فول بولے جا رہی ہو۔ اب بنا کسی حرکت کے لیٹی رہو اور میری بات سنو۔! ابیر کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنا سخت ری ایکٹ دے گی۔

اگر سچ جاننے سے پہلے اسکا یہ حال تھا تو حقیقت جاننے کے بعد کیا ہو گا۔! وہ سوچتے ہوئے لبوں کو تر کرتا اس تک آیا اور ایک گھٹنہ فولڈ کیے اسکے قریب بیٹھا۔

عین لسن ٹو می کیئر فلی۔! ابیر نے سنجیدگی سے کہا تو وہ آنکھیں پھاڑے اسے گھورنے لگی۔

"عالیحان کو بہت پہلے سے ہی ساری سچائی معلوم ہو گئی تھی۔ وہ جان چکا تھا کہ ڈینی نے اسے ٹریپ کیا ہے۔ حوری کے ساتھ جو ہوا ان سب کے پیچھے اسی کا ہاتھ تھا اور۔! ابیر ایک ایک کرتے اسے ساری حقیقت بتانے لگا۔ اور ڈیول تمھارا اجڑوا بھائی ہے۔!

تھوک نگلتے اسنے عنایہ کو دیکھتے بتایا۔ اور ایک نگاہ پورے روم پر ڈالی۔ روم ساؤنڈ پروف تھا اس لیے کسی کے سننے کا اسے کوئی بھی خطرہ نہیں تھا۔

اممم۔!وہ سر تکیے پر مارتی اسے اپنا آپ آزاد کرنے کا کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے ابھی تم پینک نہیں ہو گی۔سب ہماری پلیننگ کے حساب سے جا رہا ہے۔اور جلد ہی ڈینی کو مار دیں گے ہم۔اوکے۔!

ایک بار منہ تو کھولو۔؛!"عنایہ نے زیر لب خود سے کہا اور اچھے بچوں کی طرح سرہاں میں ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔!ءابیر نے کہتے ہوئے اسکے ہاتھ آزاد کیے اور پھر منہ پر باندھا کپڑا کھولتے اسکی ٹانگیں آزاد کیں۔

"تو اس کا مطلب اتنے سال تم نے یہ ناٹک کیا مجھ سے۔؟وہ اٹھ کر بیٹھتی سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگی۔ابیر نے بمشکل سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

وہ اپنی ہتھیلی کو گھور رہا تھا۔اس بارے میں مجھے کوئی بھی بات نہیں کرنی اگر چاہتے ہو کہ تمہارا اچا سیور ہے تو جاؤ کھانا لاؤ مجھے بھوک لگی ہے۔"!

وہ نارمل انداز میں بولی۔ابیر کو اسکا انداز کھٹکا۔اتنی پر سکون کیسے ہو سکتی تھی وہ۔؟وہ تو پوری فیملی کیلئے حد سے زیادہ پوزیسو تھی اور یہاں تو بات اسکی لاڈلی بہن،اسکے عالی،اسکے شوہر ابیر،اسکی کزن امبر اور سب سے بڑھ کا جو دکھ رنج و کرب تھا وہ اسکا جڑواں بھائی جو اسکے وجود کے ساتھ پرورش پا کر اس دنیا میں آیا تھا۔جس کی غیر موجودگی اس مکمل لڑکی کی روح کو حالی کئے رکھتی تھی۔پھر بھی اتنا پر سکون ہونا۔!

جانتی ہوں تم ڈاکٹر ہو۔اپنی ڈاکٹری میرے چہرے پر مت جھاڑو۔کھانا لاؤ۔!وہ اسے یوں خود کا جائزہ لیتے دیکھ بولی اور اٹھ کر بالوں کو پونی میں قید کیا۔

ہمممم۔!ابیر ایک گہری نگاہ اسکی پشت پر ڈالے وہ روم سے نکلا۔

اسکے نکلتے ہی وہ الرٹ ہوئی تھی۔تو منٹوں میں سارے دراز کھولتے وہ جتنی بھی گنز تھی ان میں سے دو گنز اُٹھائے انہیں اچھے سے لوڈ کرتی روم سے نکلی۔تیز تیز قدم اُٹھاتے وہ بلکل سرد و سپاٹ چہرے سے آگے بڑھ رہی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ چہرے پر خوشگواریت سمیٹے روم میں اینٹر ہوا۔تو نگاہیں بستر پر کمفرٹر میں دبکی عمایہ پر گئی۔

لبوں پر بے ساختہ ہی زندگی سی بھرپور مسکراہٹ امڈی۔

وہ بھاری قدموں سے مڑا۔صوفے سے اپنی شرٹ اٹھائے اسنے جلدی سے پہنی،بال بناتے پرفیوم خود پر چھڑکتے وہ بیڈ کی سمت بڑھا۔

بیڈ کے نزدیک جاتے ایک بھرپور نگاہ اپنی زوجہ کے چہرے پر ڈالی۔جو ہلکا سا منہ کھولے گہری نیند میں غرق تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہاتھ بڑھاتے اسکے ماتھے پر رکھتے اسنے ٹمپریچر چیک کیا جو قدرے کم تھا مگر بخار ابھی بھی تھا۔

مائے لٹل کوئین۔! گھمبیرتا سے کہتے اسنے جھک کر اسکی پیشانی کو چھوا اور پھر صوفے پر بیٹھتے جلدی سے شوز پہنے ۔ہاتھ واش کرنے کے بعد وہ روم میں آیا اور ایک الوداعی نگاہ اس پر ڈالی اور بنا آہٹ کے کوٹ اٹھائے روم سے نکلا ۔

"السلام علیکم مام۔! ٹائم دیکھا تو صبح کے سات بج رہے تھے۔روز جو ناشتہ سیٹ کر رہی تھی۔بیٹے کی پکار پر مڑ کر اسے دیکھا۔آج عائش اور انزک کی ضروری میٹنگ تھی۔

جس وجہ سے وہ جلدی جانے والے تھے۔روز نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھا۔جو کل تو کافی اپ سیٹ سا تھا مگر اب اسکے چہرے پر سکون اور خوشی کے تاثرات دیکھ وہ قدرے پر سکون ہوئی۔

اٹھ گیا میرا شہزادہ۔! اسنے جھکتے ماں کی پیشانی چومی تو اسکے چوڑے شانے تھپک کر بولی۔

"جی ماما۔!

ناشتہ لگا دیں بس جلدی سے نکلنا ہے ہمیں۔! وہ سامنے براجمان اپنے ڈیڈ کو ایک نگاہ دیکھتے عجلت میں بولا۔

"کافی جلدی نہیں اٹھے تم۔! چشمہ درست کرتے انزک نے اس پر طنز کیا۔جس پر وہ کمینگی سے ہنسا۔

"ڈیڈ شادی کے فرسٹ ڈیز میں نیند دیر سے کھلتی ہے آپ کو تو اندازہ ہو گا ہی۔! ءوہ آنکھ ونک کرتے باپ کی طرف جھکتے گہرے بے باک انداز میں بولا۔

تو انزک کا چہرہ اسکی بے شرمی پر تپ کر سرخ پڑ گیا۔

بہت ہی کوئی واہیات قسم کے انسان ہو تم۔! انزک نے چمچ شدت سے ہاتھ میں دبوچتے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتے لقب سے نوازا۔

"الحمدللہ اللہ کا بڑا کرم ہے مجھ پر۔! وہ سینے پر ہاتھ رکھتے داد وصولتا کھلکھلایا تو انزک نے پہلوؤں بدلتے سر جھٹکا۔

"بیٹا طبعیت کیسی ہے عمایہ کی۔؟ بخار اترا یا نہیں۔؟ روز نے متفکرانہ انداز میں پوچھا۔

وہ حقیقتاً متفکر تھی اس کے لئے۔جو بھی تھا وہ ان کے اکلوتے بیٹے کی بیوی تھی اور اب شادی کے بعد تو اُنہیں کوئی ایسی خامی نظر نہیں آئی تھی جس بنا پر وہ اس سے مزید بدگمان رہتی۔

شادی سے پہلے تو وہ خود بھی بہت نادان تھی۔

"مام بخار تو ہے اسے ابھی بھی۔آپ اسے ریسٹ کرنے دیں۔تھوڑی دیر تک وہ اٹھے گی تو آپ کال کر دیجیے گا میں میٹنگ سے فری ہو کر اسے ہاسپٹل لے جاؤں گا۔!

عائش نے مسکرا کر ماں کو محبت سے دیکھتے انہیں آگاہ کیا۔

تو وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔

سوہا کا کوئی علم ہوا۔کہاں چلی گئی وہ۔!کافی کا مگ اسکے سامنے رکھتے انہوں نے فکر مندی سے پوچھا۔اچانک ہی تو وہ غائب ہوئی تھی۔

وہ بھی بنا بتائے۔مام ہاسپٹل چیک کر آیا ہوں۔اسکا بھائی تو ہاسپٹل میں ہی ہے مگر ہاسپٹل میں بھی وہ دو تین دنوں سے نہیں گئی ناں ہی ہوٹل گئی تھی اور ناں ہی اپنے گھر۔ !

ایک دو دن تک ویٹ کرتے ہیں شاید وہ خود آجائے۔!

یہ بھی ٹھیک ہے۔!وہ بیٹے کی بات سے متفق ہوئی۔پلیز مام ایک بار اسے دیکھ آیئے گا۔ہو سکے تو پین کلر دے دیجیے گا۔اس سے بخار میں افاقہ ہو گا۔!

وہ فکر مندی سے بولا تو روز مسکرا دی۔ڈونٹ وری بیٹا میں خیال رکھوں گی آخر میری اکلوتی بہو ہے۔!وہ شوہر کو سنانے والے انداز میں بولی۔

تو انزک ان کے لہجے میں چاہ کر بھی جھوٹ یا ملاوٹ ناں پاتے تشکر بھری سانس بھرتے کافی ختم ہوتے ہی اٹھے۔!

اوکے مام۔چلتا ہوں۔خیال رکھیے گا اپنا۔!باپ کے جاتے ہی وہ مگ اٹھائے یونہی باہر کو بھاگا تھا۔جانتا تھا اگر وہ لیٹ ہوا تو آفس میں اینٹری نہیں ملے گی جبھی کافی گاڑی میں پینے کا سوچ وہ بھاگتا ہوا باہر نکلا۔

Episode 102

عنایہ۔!وہ جو کھانا ٹرے میں رکھتے واپس مڑا ہی تھا نیچے سے ہی عنایہ کو ریکنگ کے پاس سے گزرتا دیکھ ابیر کا چہرہ فق پڑا۔وہ زیر لب بڑبڑایا۔کھانے کی ٹرے ایک دم سے کاؤنٹر پر رکھتے وہ بھاگنے کے انداز میں اوپر کی طرف گیا۔

اگروہ پاگل لڑکی کچھ کر جاتی تو کوئی بعید نہیں تھا۔ کہ پورے پیلس میں موجود گارڈز ان دونوں کو گولیوں سے بھون ڈالتے۔

اسی وجہ سے وہ چلا بھی نہیں پا رہا تھا کہ کوئی اسکی آواز سن کر ایکٹو ناں ہو جائے۔ جبڑے شدت سے بھینچتے ہوئے وہ بھاگنے کے انداز میں سیڑھیاں عبور کرنے لگا۔ مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔

"ڈینی۔! دروازے کی ناب گھمائے وہ سرخ چہرے سمیت اندر داخل ہوئی ڈینی جو دکھتے ہوئے سر کو دبا رہا تھا اسنے سر کرسی کی پشت سے اٹھائے مڑ کر اسے دیکھا۔

عنایہ کے ہاتھ میں موجود گن دیکھ وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ تو چھوٹی سی بچی مجھے مارے گی۔! وہ تمسخرانہ مسکراہٹ اچھالتے سرد پن سے بولا۔

تو عنایہ نے گن اسکی طرف کرتے نشانہ باندھا۔

"تمہارے اس پیارے شوہر کو لگتا ہے کہ وہ مجھے ٹریپ کر رہا ہے۔ بیچارہ۔ جانتا نہیں۔ کہ بہت جلد وہ مرنے والا ہے۔! اور اسے مارنے والا کوئی اور نہیں اسکا کوئی خاص آدمی ہی ہو گا۔!

تم مجھے نہیں مار سکتی عنایہ کاظمی۔ ابھی تمہارا شوہر آتا ہی ہو گا۔ دم دباتا۔ مجھے بچانے کی خاطر۔!

دونوں پاکٹس میں ہاتھ ڈالتے وہ سرد نگاہوں سے دروازے کی سمت دیکھتے پھنکارا۔

"بس ڈینی۔ اب اور نہیں۔! سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ گردن نفی میں جھٹکنے لگی۔

"مجھے اچھا لگتا اگر تمہیں مارنے کے لئے مجھے کچھ زیادہ اچھا ہتھیار ملتا۔ مگر فل حال تم جیسے گھٹیا شخص کا ٹائم پورا ہوا چاہتا۔ گو ٹو ہیل۔!" جبڑے بھینچتے وہ طیش سے غرائی۔

اگلے ہی لمحے ڈینی کا سانس ایک پل کو تھما۔ اابیر۔! وہ تھوک نگلتے خوف سے سرد پڑتے چہرے سمیت دھاڑا تھا۔ موت کو اتنی قریب سے دیکھ اسے وہی لوگ یاد آئے تھے جنہیں اس نے برباد کیا تھا۔

"ٹھاہ۔!

اہہہ۔! وہ دروازہ کھولے پھولی سانسوں سمیت اندر داخل ہوا۔ مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ ڈینی کے سینے سے ابلتا خون بے داغ فرش پر نشان چھوڑ رہا تھا۔

اسکی آنکھیں درد کی شدت سے سرخ ہو رہی تھی۔ اور ایک ہاتھ خون آلود ہو چکا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عیننن۔ چھوڑو۔ مت کرو اب کچھ۔! ابیر پاگلوں کی طرح آگے بڑھتے اسے بچانے لگا۔ تو عنایہ نے دہشت زدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"دور رہو۔ خبردار جو اسکے نزدیک گئے۔! وہ اب گن اسکی سمت کرتے دھاڑی تھی۔

عین باہر جاؤ۔! گارڈز کی بھگدڑ محسوس کرتے وہ مٹھیاں بھینچ کر غرایا۔

"جبھی ڈینی نے کپکپاتے ہاتھوں سے اپنے بیلٹ پر لگی گن نکالی۔

"نہیں جاؤں گی میں۔ اتنے وقت سے اسے چھوڑ رہے ہو تم سب۔ اسے میں مزید سب کی زندگیوں میں زہر نہیں گھولنے دوں گی۔!

وہ سرے سے اکھڑتے چلائی تھی۔ اسی وقت ابیر کی نظر زمین پر پڑے ڈینی پر گئی۔

پیچھے ہٹو۔! وہ چلایا اور اس سے پہلے کہ ڈینی گولی چلاتا۔

ابیر نے ایک ساتھ چھ کی چھ گولیاں اسکے سینے پر ماری۔!

اہہہہ۔! ڈینی کی آنکھوں کی پتلیاں باہر کو ابل آئی تھی۔ خون کی لکیر اسکے منہ سے اچھلی جبھی اسکے وجود کو ایک جھٹکا لگا تھا اور اس سے اگلے ہی پل وہ دم توڑ گیا۔

ابیر نے سرد سانس کھینچتے ڈینی کو دیکھا۔

یہ سب کیا ہو گیا تھا۔ ان کا سارا پلین یوں خراب ہو گا۔ وہ سن پڑتے دماغ سے وہی کھڑا تھا۔ جب عنایہ بھاگتی ہوئی ڈینی تک گئی۔

اسے گریباں سے جکڑتے وہ اسکے منہ پر تھپڑ جھڑنے لگی۔

"میرے بھائی کو دور کیا تم نے۔! سب کو ہرٹ کیا۔ ڈینی۔ تمہارے لیے یہ موت بہت آسان موت ہے۔! وہ پاگلوں کی طرح چلاتی گالوں پر پھسلتے آنسوں کو ہاتھ کی پشت سے رگڑتے اسکے ماتھے پر گن سیٹ کر چکی تھی۔

ابیر ساکت سا کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ جب فضا میں ایک بار پھر سے گولیوں کی آواز گونجی۔ بس اس بار ڈینی کے وجود میں کوئی ہلچل نہیں ہوئی تھی۔

"عنایہ۔ چلو یہاں سے۔؟ ابیر جیسے ہوش میں لوٹا تھا۔ گن بیلٹ پر لگاتے وہ اسے کھینچتے ہوئے روم سے باہر نکلا۔

اب تک گارڈز الرٹ ہو چکے تھے۔ کیونکہ روم کا دروازہ کھلا تھا جس سے باہر جاتی گولیوں کی آوازیں یقیناً سب گارڈز نے سنی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر اسے کھینچتے ہوئے باہر نکلا۔

اور اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے سیڑھیوں کی سمت لے جانے لگا۔

جو بے حس و حرکت سی اس کے ساتھ کھینچی چلی جا رہی تھی۔ابیر اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھامے اسے کھینچتا اوپر کی جانب لے جانے لگا۔

پورے پیلس میں بھگدڑ مچ چکی تھی۔گارڈز نے ایمر جنسی الارم بجاتے جیسے سبھی کو الرٹ کیا تھا۔

اوپر کیا لینے جا رہے ہو۔؟عنایہ ہوش میں آتی اس پر چیخی تھی جو بنا اسکی بات سنے ایک نگاہ پیچھے سے آتے گارڈز پر ڈالتا آگے بڑھتا چلا گیا۔

چھت پر آتے ہی اس نے دروازے کو زور سے لاکڈ کیا جانتا تھا ان گارڈز کے لئے اسے توڑنا کوئی مشکل کام نہیں مگر پھر بھی سفیٹی ضروری تھی۔

"ہم بھاگ کیوں رہے ہیں۔؟!"عنایہ نے غصے سے چیختے ہوئے اس سے پوچھا جواب ایک طرف لگی کیبل کی مضبوط وائر کو نکال رہا تھا۔

"میری بارات لے کر آرہے ہیں وہ گارڈز۔اس لیے ہم بھاگ رہے ہیں۔!اسکا دماغ پہلے ہی گرم ہوا پڑا تھا اب بھی اسکے پوچھنے پر وہ غرا کر بولا۔اور اسکے قریب جاتے ایک دم سے عنایہ کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے اسے دھکہ دیا۔

جو بیلنس کھوتے دہشت زدہ چیخ کے ساتھ اوندھے منہ چھت سے گری۔اسکا چہرہ تاریک پڑ گیا تھا۔

جبھی اگلے لمحے ابیر علوی اس سے بھی زیادہ تیزی سے وائر اپنے سینے پر بندھے مضبوط بیگ کی لئیر سے باندھتا نیچے کودا تھا۔

یخ بستہ ہواؤں میں ہوتی ہلکی ہلکی برف باری نے چند ہی لمحوں میں ان دونوں کے حواس جھنجھوڑ کر رکھ دیے تھے۔

ہواؤں میں اڑتے وہ بمشکل سے عنایہ کے ہاتھ کو تھام سکا تھا۔

جس نے موت کے احساس سے اپنی آنکھیں پہلے ہی بند کر دی تھیں۔ریلیکس عین۔!شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے اسنے بشمکل سے اسے پر سکون کرنا چاہا تھا۔

جو اسکی آواز اور لمس کو محسوس کرتے آنکھیں کھول گئی۔تبھی ہواؤں کو چیرتی ایک تیز گولی عنایہ کے کندھے کو چھوتی ابیر کے بازو میں پیوست ہوئی تھی۔

اہھمہ۔!عنایہ کی دلدوز چیخیں ابیر کا سانس روک گئی۔درد کی شدت سے جبڑے بھینچے اسنے اوپر دیکھا۔
جہاں گارڈز نے اب تک ان دونوں کو نشانے میں لے رکھا تھا۔ابیر نے نیچے موجود نہر کو دیکھتے بیلٹ کھولتے عنایہ کو دونوں ہاتھوں سے بشمکل سے کھینچتے اپنے سینے سے لگایا۔
فلموں میں تو کئی لمحے لگ جاتے تھے اترتے مگر وہ تو جیسے آنکھیں جھپکتے ہی پیلس کی بلندی سے نیچے موجود گہرے پانی میں گرے۔
ابیر نے بند ہوتی آنکھوں سے عنایہ کو دیکھا جس کے بازو سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔جس قدر زہریلی گولی تھی ۔ابیر کے حواس زہر کے سبب سن ہونے لگے۔اسنے بشمکل سے عنایہ کی گردن سے دوپٹہ نکالتے اپنی اور اسکی کمر سے نکالتے کس کر گرہ لگائی۔
عععینن۔!"وہ جو اسے ہوش دلانے لگا تھا۔اگلے ہی لمحے وہ خود حواس کھوتا پیچھے کو گرا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

پچھلے دو گھٹنوں سے وہ چہرہ گھٹنوں میں دیے خاموشی سے بیٹھی ہوئی تھی۔ہمہ وقت رونق رہنے والی وہ چمکتی حسین آنکھیں اس وقت ہر قسم کے رنگوں سے بے نیاز سی تھی۔
بکھری سی حالت،دوپٹہ بیڈ سے نیچے لٹک رہا تھا۔ماہا کو اتنے بڑے گھر میں بھی اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔
تھوڑی دیر پہلے ہی تبریز اسے یہاں چھوڑ کر گیا تھا اور کچھ ہی دنوں تک میرب اور تیمور بھی آنے والے تھے۔
تبریز کا منگوایا گیا کھانا ہنوز ٹیبل پر پڑا ٹھنڈا ہو چکا تھا۔آج رات وہ تبریز سے حتمی بات کرنے والی تھی۔وہ اپنی سی سوچوں میں غلطاں خاموش سی بیٹھی تھی جب دروازے پر ہوتی بیل نے ماہا کا دھیان بھٹکایا۔
تبریز کہہ کر گیا تھا کہ آج وہ جلدی لوٹ آئے گا۔اسکے آنے کا سوچ ماہا نے جلدی سے حلیہ درست کرتے چادر سر پر اوڑھی اور چپل پاؤں میں اڑستے وہ باہر نکلی۔
ایک نگاہ سیڑھیوں سے اترتے ان خاموش درودیوار پر دوڑائی تو عجیب سی حبس محسوس ہوئی تھی وہ جھنجھلا کر گردن نفی میں ہلاتی آگے بڑھی۔
اور مین گیٹ کھولا۔اسے لگا تھا کہ سامنے تبریز ہو گا مگر سامنے کھڑے شخص کو دیکھ ماہا کا وجود دہشت سے سن سا پڑ گیا۔
وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں خود کو ہوش دلاتی جھٹ سے دروازہ بند کرنے لگی۔
جب اچانک روف تھارلوس نے ہاتھ بیچ میں اٹکا کر اسکی کوشش ناکام بنا ڈالی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"پلیز مس ماہا۔ مجھے چند منٹ بات کرنی ہے بہت دنوں سے آپ سے ملنا چاہ رہا ہوں مگر تبریز کی وجہ سے ممکن نہیں ہو پایا۔ پلیز صرف کچھ منٹ۔ اگر آپ کو بھروسہ نہیں تو آپ گارڈن میں آجائیں۔ واچ مین بھی باہر ہے آپ کا۔!

رؤف نے منت کرنے والے انداز میں شائستگی سے کہا۔ تو ماہا نے لب بھینچے ایک نگاہ اسے دیکھا اور دروازہ کھول دیا۔

آپ چلیں باہر۔! وہ سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھتی خود بھی باہر آئی۔ روف نے ایک نگاہ اسکے سوگوار حسن پر ڈالی۔

پارٹی میں بھی وہ اسے ملی تھی تو ایسی ہی اداس سی تھی اور آج بھی۔!

میرا شوہر گھر نہیں آپ کو جو کہنا ہے جلدی کہیں۔!ء

سینے پر ہاتھ لپیٹے وہ بے لچک انداز میں بولی۔ البتہ بیٹھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔ "میں سب جانتا ہوں ماہا۔!

رؤف کو لگا تھا کہ اس وقت اسے سہارے کی ضرورت ہے۔

کیا مطلب کیا جانتے ہیں آپ۔؟ ماہا کے لہجے میں اب بھی سختی تھی۔ اوپر سے تبریز کا خوف الگ تھا اگر وہ آجاتا تو جانے کیا قیامت ڈھاتا۔

"یہی کہ آپ کبھی ماں نہیں بن سکتی آپ کے آپریشن کے متعلق معلوم کیا ہے میں۔ تبریز ایک مشرقی مرد ہے وہ چاہے جتنی بھی محبت دے آپ کو۔ اولاد کے بغیر نہیں رہ سکتا۔

آج نہیں تو کل وہ آپ کو چھوڑ ہی دے گا۔ مگر مجھے اولاد کا کوئی شوق نہیں۔ آپ تبریز کو چھوڑ کر مجھ سے شادی کر لیں۔

آئی سویر جس دن سے آپ کو دیکھا ہے۔ سو نہیں پایا میں سکون سے۔!

ماہا حیرت سے کنگ اس شخص کو دیکھتی رہ گئی۔

"میں اپنے شوہر کے ساتھ خوش ہوں مسٹر۔ آپ کو شرم آنی چاہیے ایسی باتیں کرتے ہوئے۔ آپ پلیز چلیں جائیں اس سے پہلے کہ میرے شوہر واپس آجائیں۔!

وہ گھبرا کر ماتھے پر چمکتی بوندیں صاف کرتی بولی۔

معا رؤف گھٹنوں کے بل جھکا تو ماہا خوف سے اچھل کر اپنی سیاہ آنکھیں پھیلائے پیچھے ہٹی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"پلیز ماہا میری مِی۔!

ٹھاہ۔ چٹاخ۔! اس سے پہلے کہ ماہا کچھ کہتی۔ وہ آندھی طوفان بنا وہاں آیا تھا۔ بھاری بوٹ کی ضرب اسکے سینے پر لگاتے وہ دہشت ناک تیوروں سمیت اوندھے منہ گرے رؤف کو گریبان سے جکڑتے سیدھا کرتے اب پے در پے تھپڑ اسکے منہ پر جھڑنے لگا تھا۔

ماہا خوف زدہ سی منہ پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔

تبریز کا یہ روپ دیکھ اسکا سانس صحیح معنوں میں اٹکا تھا۔ وہ اتنا پاگل کیسے ہو سکتا تھا۔ اسنے ایک نگاہ روف پر ڈالی جس کے ناک اور ہونٹ سے خون بہہ رہا تھا۔

"تتتت تتتبریز۔! وہ چیخ کر آگے بڑھی۔

"دور رہو ماہا تبریز شیرازی۔ ورنہ حشر بگاڑ دوں گا میں تمہارا۔؛"

اسکی پکار پر وہ وحشت ناک تیوروں سے مڑا۔ شہادت کی انگلی اٹھائے اسے وارن کرتے وہ پھر سے روف کی طرف مڑا اور کھینچ کر اسکے پیٹ پر لات رسید کی۔

"تبریز شیرازی کی عزت پر نظر ڈالے گا تو۔ تجھے عزت سے سمجھایا تھا ناں کہ دور رہ اس سے۔ وہ میری ہے۔ حرام خور۔! وہ اسے لاتوں سے مارتا اب گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

رؤف کی آہیں، درد سے نکلتی چیخیں سن ماہا کانپتی ٹانگوں سمیت سر نفی میں ہلاتی ڈر کر اندر بھاگی تھی۔

"سر۔! گارڈ نے آگے بڑھنا چاہا مگر اسکے چہرے کے خطرناک حد تک سرد ہوئے تاثرات دیکھ وہ واپس وہی کھڑا ہوا۔!

"تبریز شیرازی کی بیوی ہے وہ۔ سمجھا تو۔ میرے مرنے کے بعد بھی وہ میرے نام سے جیے گی۔ اور میرے ہوتے ہوئے تو سوال ہی نہیں اٹھتا کہ کوئی تجھ جیسا انسان اسے مجھ سے دور کر دے۔ آئندہ اسکا نام اپنی گندی زبان سے لیا تو تیری زبان گُدی سے کھینچ دوں گا۔!

وہ اسے گریبان سے جکڑتے گیٹ سے باہر دھکہ دیے سر دپن سے پھنکارا تھا۔ گارڈ نے تھوک نگلتے اسے دیکھا۔ جو صبح اسے کافی شریف لگا تھا مگر اب اسکا روپ دیکھ اسکے رونگٹھے کھڑے ہو گئے۔

اگر دومنٹ میں یہ شخص میرے گھر کے سامنے دکھا تو تم اس دنیا میں کسی کو نہیں دکھو گے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

شہادت کی انگلی اٹھائے گارڈ کو وارن کرتے وہ ایک قہر برساتی نگاہ رؤف پر ڈالے بھاری قدموں سمیت اندر کی جانب بڑھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کیا کر رہی ہو وہاں۔؟ یہ تمہارا لندن نہیں میڈم۔ یہاں اپنا آپ سنبھال کر رکھنا پڑتا ہے۔ چلو اب۔! سرد نگاہوں سے آگے پیچھے دیکھتے اسنے آنکھوں پر لگائے سن گلاسز اتارتے شرٹ پر لگائے اور ایک کونے میں دیکھتی امبر کو دبی دبی آواز میں مخاطب کیا۔

"کیوں یہاں کیا ہوتا ہے۔؟ وہ کھلے ماحول کی عادی تھی۔ انیل ایک تو اسے عبائے میں باہر لایا تھا اوپر سے سر پر پنوں سے سیٹ کیا حجاب جو الایہ نے سلیقے سے باندھا ہوا تھا۔ وہ سخت جھنجھلاہٹ کا شکار تھا۔

"کچھ نہیں اب چلو۔! وہ لب بھنیچ کر رہ گیا۔

کیا بتاتا۔؟ کہ عورت کی عزت کتنی نازک ہوتی ہے۔ اور وہ تو شروع سے ہی اسے اپنی عزت مانتا آیا تھا بھلا کسی غیر کی نظر کیسے برداشت کر لیتا اس پر۔!

ابیر کے سائے میں چلتی وہ اسے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے تھامے ہُوئے تیز تیز چل رہی تھی۔

عبائے کی وجہ سے اسکے پاؤں آگے پیچھے جا رہے تھے وہ ٹانگیں پھیلا کر بمشکل سے چل رہی تھی مگر پھر بھی اسے چلنے کا سلیقہ نہیں آرہا تھا۔

اب اسے سچ میں پچھتاوا ہوا تھا کہ وہ کیوں آئی اس کے ساتھ۔!

ہیلو سر ہاؤ آر یو۔! وہ ایک شاپ میں داخل ہوئے۔ جہاں چاروں اطراف برائڈل ڈریسز لگے ہوئے تھے۔ امبر ہونٹ چباتی سب دیکھ رہی تھی۔

اسکی بلاؤں کو بھی علم نہیں تھا کہ اسے یہ بھاری بھر کم کپڑے پہننا ہونگے۔

"ہائے۔! لیڈی ورکرز کہاں ہیں۔؛" وہ سنجیدگی سے بے لچک لہجے میں بولا تو وہ لڑکا امبر سے نگاہیں ہٹا کر شرمندگی سے سر جھکا گیا۔ میں بھیجتا ہوں سر۔! وہ جانتا تھا انیل علوی کو۔ بلکہ سارا شاپنگ مال اس سنکی سر پھرے انسپکٹر کو اچھے سے جانتا تھا مگر آج اسکے ساتھ ایک خوبصورت سی لڑکی دیکھ وہ اشتیاق سے دھک ہی رہ گیا تھا۔ اوپر سے اسکا غصہ دیکھ وفوراً اسے پیشتر وہاں سے بھاگا۔

"ہیلو سر ہیلو میم۔! لیڈی ورکر مسکرا کر سلام کرتی وہاں آئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"یہ میری وائف ہیں۔ایک اچھا سا ڈریس چاہیے ہمیں۔دھیان رہے کی ڈریس آف وائٹ کلر میں ہو اور زیادہ بھاری ناں ہو۔آپ کے پاس دس منٹ ہے۔!گو۔!وہ ہاتھ میں پہنی برینڈڈ واچ میں وقت دیکھتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔

تو ور کرا ثبات میں سر ہلاتی امبر کو تھامے اندر گئی۔انیل بظاہر موبائل فون پر مصروف تھا مگر اسکی نگاہیں امبر پر تھی۔جو خاصی الجھی ہوئی تھی۔کہاں کی کاپ۔کہاں کی جیمپئن۔؟وہ تو اپنی زندگی میں آئی ان تبدیلیوں سے ابھی ابھر بھی نہیں پائی تھی بھلا انیل علوی کو فیس کیسے کرتی اتنی اچانک۔!

سر یہ ڈریس کیسا ہے۔؟وہ ایک ڈریس کے ساتھ واپس لوٹی جسے امبر نے سلیکٹ کیا تھا۔

انیل نے ایک نگاہ اسکے شفاف چہرے پر ڈالی اور پھر موبائل فون جیب میں ڈالتے آگے بڑھ کر ڈریس تھاما۔

امبر نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی تھی۔جو ڈارک بلیو شرٹ کے اوپر بلیک جیکٹ پہنے ہوئے تھا جس کی زپ کھلی ہونے کے سبب اسکا کشادہ سینہ مزید واضح ہو رہا تھا۔

سیاہ سلکی بال سلیقے سے سیٹ کیے گئے تھے ایک ہاتھ میں واچ تھی اور سیاہ جوتوں میں وہ کافی اٹریکٹو دکھ رہا تھا۔

گہری سانس بھرتے اسنے نگاہیں بدلی۔

تو سامنے ہی کچھ فاصلے پر کھڑی ایک لڑکی کو گھور کر اسنے دیکھا جو انیل کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

امبر نے رخ موڑ کر انیل کو دیکھا جو ڈریس کو چیک کر رہا تھا۔جانے کیوں اسے اس لڑکی پر غصہ آیا تھا۔جبھی وہ غیر محسوس انداز میں کھسک کر انیل کے سامنے آن رکی۔جس وجہ سے وہ لڑکی انیل کو ٹھیک سے دیکھ نہیں پا رہی تھی۔

جبھی امبر کو گالیاں دیتی وہ سر جھٹک کر وہاں سے چلی گئی۔

"مجھے اپنی بیوی کا جسم ڈھانپنا ہے نمائش نہیں کرنی محترمہ۔!اسنے سلیولیس بازو اور بیک پر کمر پر لگی ان چند ڈوریوں کو دیکھا۔جس کے نیچے کوئی کپڑا وغیرہ نہیں لگا تھا۔

شدید طیش کے عالم میں کہتے وہ ڈریس صوفے پر اچھال گیا۔امبر کے ساتھ ساتھ وہ ورکر بھی سخت شرمندہ ہوئی۔

"سوری سر۔!آپ جائیں میں خود دیکھتا ہوں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

امبر تو اسکے انداز پر شاکڈ ہی تھی۔ وہ اتنا کنزرویٹو ہوگا اسے اندازہ نہیں تھا۔ وہ بس اسے دیکھتی رہ گئی۔ دل ہی دل میں اسکے متعلق مزید جاننے کا تہیہ باندھے وہ صوفے پر جا بیٹھی۔

"چلو۔! اسے بیٹھے مشکل سے دو منٹ ہی گزرے تھے جب وہ واپس لوٹا۔ اسکے ہاتھ میں ایک شاپنگ بیگ تھا۔

"ڈریس لے لیا۔؟ امبر نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہمممم سب کچھ لے لیا ہے۔ چلو اب۔!۔ وہ سنجیدگی سے کہتے اسکا بازو تھامے باہر نکلا۔

امبر اسکی پشت دیکھتی رہ گئی۔ اگر خود ہی لینا تھا ڈریس تو اسے کیوں لایا۔!

اسے گھور کر وہ زیر لب بڑبڑائی۔

"تمہاری خواہش تھی اس لئے ساتھ لایا اگر علم ہوتا کہ ایسا ڈریس پسند کرو گی تو اس عبائے میں ہی رخصتی کروا کے روم میں لے جاتا۔!

وہ اسکے ساتھ چلتا، دوٹوک لہجے میں بولا۔ تو امبر نے گھبرا کر اسے دیکھا۔

اسے کیسے معلوم ہوا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔!

گھر جا کر مجھ پر پوری ریسرچ کر لینا مسز انیل علوی۔ بیٹھو گاڑی میں۔!

مال سے باہر نکلتے اسنے تقریباً اسے گاڑی میں دھکیلا تھا۔ ایمی اسکے اچانک سے بدلے رویے پر بمشکل سے جبڑے بھینچے خاموش بیٹھی تھی۔

جبکہ انیل نے ایک سرد نگاہ اپنی گاڑی کے پیچھے کھڑی گاڑی پر ڈالی۔

"ارحم۔ پیچھا کرو اس گاڑی کا۔ ٹریپ ڈیٹ باسٹرڈ۔! وہ کان میں لگے ائیر پورٹ میں پھنکار کر کہتا خونخوار تیوروں سے گاڑی میں بیٹھا۔

"وہ کب سے نوٹ کر رہا تھا۔ کوئی تھا جو اسکا پیچھا کر رہا تھا۔ مگر اسکا شک دکان میں ہی یقین میں بدلا تھا جب اسنے ایک سٹیچو کی اوٹ میں کھڑے ایک شخص کو ایمی کی تصویریں بناتے دیکھا تھا۔

وہ امبر کے سامنے تو ضبط کر چکا تھا مگر اس شخص کو سلامت بچ کر جانے دیتا تو اسکی عزت پر وار ہوتا جو انیل علوی مر کر بھی برداشت نہیں کرتا۔

"وہ جو پلین کر کے آیا تھا کہ اسے اچھا سا لنچ کروائے گا اب سنجیدگی سے گاڑی واپس گھر کی طرف موڑی۔

ایمی سچ میں اسکے رویے سے ہرٹ ہوئی تھی مگر اس ظالم شخص کے سامنے رو کر وہ یہ ثابت نہیں کرنا چاہتی تھی کہ اسکا ایسا رویہ اسے ہرٹ کرتا ہے۔
جبھی آنسوں پیتی وہ کھڑکی سے باہر کے مناظر میں گم ہوئی۔

Episode 103

نہر کے بہتے برف کی طرح منجمد کرتے پانی میں وہ دونوں وجود بہتے جارہے تھے۔ گولی اس قدر اندر تک دھنسی تھی کہ ابیر چاہ کر بھی اپنے ٹھنڈے پڑے وجود کو حرکت نہیں دے پا رہا تھا۔
کندھے سے بہتا خون نہر کے صاف و شفاف پانی میں گھل رہا تھا۔
"ہاں ہاں جانتا ہوں۔ کافی وقت سے بھوکے ہو تم جونئیر۔! مگر اب تمہاری ایک عدد بھابھی بھی آچکی ہے تو تھوڑا کمپرومائز کرنا سیکھو۔!
پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنسائے وہ پانی میں آگے پیچھے تیرتے مگرمچھ کو دیکھ کر بولا۔
جو اتنے وقت کے بعد آنے کی وجہ سے اس سے ناراض تھا۔ اب بس کرو جونئیر ناز و نخرے صرف میری حور پر جچتے ہیں اور اس کے علاوہ میں کسی دوسرے کے نخرے نہیں اٹھا سکتا۔!ء
وہ کندھے اچکاتے ہوئے کمال کے لاپرواہ سے انداز میں بولا۔ جونئیر کو مانو اسکی بات ذرا پسند نہیں آئی تھی جبھی وہ پانی کی تہہ میں کہیں گم ہو گیا تھا۔
"اہہہہ کمال ہے انسان تو انسان جانور بھی کسی سے کم نہیں۔! تاسف سے سر جھٹکتے وہ جھکا۔ بھوری سرد نگاہوں سے مختلف کٹے پھٹے حصوں کو اٹھائے اس نے ایک ایک کرتے نہر میں پھینکا اور اسکی توقع کے مطابق اگلے دو ہی منٹ میں وہ باہر نکل آیا تھا اب اس مردہ انسان کے گوشت کو بڑی دلچسپی سے کھا رہا تھا۔ ڈیول نے شاپر ایک ہی دفعہ نہر میں پھینکا اور جھک کر پانی سے ہاتھ پر لگے خون کو صاف کیا۔
وہ مڑا۔ ابھی دو ہی قدم وہ آگے بڑھا تھا جب کچھ غیر محسوس سا لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اگلے ہی پل وہ چونک کر مڑا۔شفاف ماتھے پر گہرے بل سمیٹے اسنے جونیئر کو دیکھا۔جو تیزی سے نہر کے دوسرے کنارے کی طرف جا رہا تھا۔

جونیئر نو۔!ڈیول نے سرد آواز میں اسے حکم دیا۔مگر وہ جانور تھا۔اور سامنے ہی دو مزید خون سے لت پت وجود دیکھ وہ خود پر قابو پائے بنا اسی طرف تیرنے لگا۔

"ڈیول بنا ایک لمحے کی تاخیر کے پانی میں کودا۔بھوری سرد نگاہوں سے جونیئر کو دیکھتے وہ تیز تیز ہاتھ چلاتے نہر کے پانی کو عبور کرنے لگا۔

وہ ماہر تھا ان سب چیزوں کا۔جونئیر اسکی رفتار کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا مگر پھر بھی وہ پوری طرح سے اسے ٹکر دے رہا تھا۔

مگر چند ہی لمحوں میں وہ جونئیر کو کراس کرتا اب جلدی سے ان کے قریب گیا۔سہارے سے ان دونوں کو تھامے اسنے خود درمیان میں ہوتے ان دونوں وجود پر ایک نگاہ ڈالی۔لڑکی کا سر جھکا ہوا تھا اور اسکے بازو سے خون بہہ رہا تھا جبکہ اس لڑکے کے کندھے سے بہتے خون کی مقدار سے وہ اندازہ لگا چکا تھا کہ گولی اسکے کندھے میں پیوست ہوئی تھی۔سر جھٹک کر اسنے تھوڑے فاصلے پر تیرتے جونئیر کو گھورا۔

"جو اسکی نگاہوں کے سرد پن پر بری طرح سے جھٹپٹا کر پھر سے پیچھے کو گیا۔

"ری لیکس۔تم ٹھیک ہو۔!ابیر کے وجود میں ہلچل اور ہونٹوں کی جنبش سنتے ڈیول نے چڑ کر کہا۔اور سر جھٹکتے کہتے وہ اب ان دونوں کو اپنے ساتھ لئے پھر سے نہر کے اسی حصے کی طرف تیرنے لگا۔

جہاں اسکا گھر تھا۔

چند ہی منٹوں کے بعد وہ نہر کے کنارے پر تھا۔گہری سانس بھرتے اسنے کنارے پر موجود ٹھنڈی ریت پر ان دونوں کو ڈالا۔اور عنابی لبوں کو پیوست کیے اپنے بھورے پیشانی سے چپکتے بالوں کو پیچھے کیا۔

پانی اسکے لمبے چوڑے وجود سے بہتا ایک الگ ہی منظر پیش کر رہا تھا۔

ہونٹوں کو بھیچے ڈیول نے گردن ترچھی کیے ان دونوں کو دکھنا چاہا۔مگر نظریں جیسے ہی نیلے پڑتے وجود سمیت تقریباً ادھ مری پڑی عنایہ پر گئی۔ڈیول کا دل ایک پل کو لرزا۔

دھڑکنیں منتشر ہوئی تھی۔وہ جو لاپرواہ سا کھڑا تھا سیکنڈ کے بیسویں حصے میں وہ جھکا عنایہ کے چہرے کو تھپکنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہیے۔آنکھیں کھولی۔ڈول۔؟اسکی زندگی سے بھرپور وہ روشن آنکھیں جنہیں دیکھ کر ڈیول کو یقین ہوا تھا کہ واقعی بھوری آنکھیں ان دونوں پر جچتی ہیں۔آج وہ آنکھیں بند تھیں۔تو ڈیول کا دل جیسے کوئی پیروں تلے مسل گیا ہو۔!

ایک گھٹنہ جھکائے وہ اسکا سر اپنے گھٹنے پر رکھتے بے تابی سے اسے پکارنے لگا۔جس کے جسم پر تیزی سے بڑھتی نیلاہٹ دیکھ ڈیول کو اپنا سانس رکتا ہوا سا محسوس ہوا تھا۔

بنا ابیر علوی پر ایک غلط نگاہ ڈالے اسنے جھک کر ان دونوں کے درمیان بندھے اس دوپٹے کی گرہ کو کھولا۔

اور عنایہ کو نرمی سے کسی معصوم بچے کی طرح بانہوں میں بھرتے وہ جیسے ہی مڑا۔ابیر علوی کا خون سے بھرا ہاتھ اسکے پاؤں پر گیا۔

ڈیول جو دہشت زدہ سا آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا اچانک پیر پر کسی کی گرفت پر اس نے جھک کر اسے دیکھا۔جس کی آنکھوں میں جنونیت تھی۔

"پاؤں چھوڑو بے وقوف یہ مر جائے گی۔!بنا اسکی حالت کی پرواہ کیا ڈیول نے جھٹکے سے اپنا پاؤں اسکی گرفت سے چھڑایا۔

اور خود وہ تیزی سے بھاگتا ہوا اپنے پیلس کی طرف گیا۔

"تمہیں کچھ نہیں ہوگا لٹل گرل۔ڈونٹ وری۔میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔!

وہ بے چینی سے اسکے نیم وا ہونٹوں پر پھیلتی نیلاہٹ کو دیکھ کر بولا۔جانے کیوں یہ درد اسے اپنے اندر محسوس ہو رہا تھا۔

اس لڑکی سے ہوئی پہلی ملاقات ابھی تک اسکی ذہن پر نقش تھی مگر آج اسے اس حالت میں دیکھنا ڈیول کو بری طرح سے لرزا گیا تھا۔ہاں وہ اپنی بیوی کے سوا آج کسی دوسری لڑکی کے درد پر خوفزدہ ہوا تھا۔وہ نہیں جانتا تھا وہ لڑکی اسکی جڑواں بہن ہے۔

جو نو ماہ اسکے ساتھ ماں کے پیٹ میں پرورش پر کر اس دنیا میں آئی تھی۔

مگر پھر بھی ان احساسات سے عاری وہ شخص جسے لوگ درندی کہتے تھے آج وہ بری طرح سے گھبرایا تھا۔

ابیر کا چہرہ غصے کے سبب سرخ ہو چکا تھا۔اسنے بمشکل سے دانتوں تلے ہونٹوں کو کچلتے اپنے کندھے پر عنایہ کا دوپٹہ کس کا باندھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ لڑکا اسکے سامنے اسکی بیوی اسکی عزت کو اٹھا کر لے گیا تھا بھلا ابیر علوی کیسے برداشت کرتا کہ اسکی بیوی کو کوئی غیر اپنی بانہوں میں اٹھا کر لے گیا تھا۔غصے اور طیش کے سبب اسکے ماتھے اور گردن کی رگیں پھول کر ابل رہی تھیں۔

جبڑے اس قدر سختی سے بھینچے ہوئے تھے جیسے وہ ڈیول کو ایک ہی سانس میں مار دے۔

لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے وہ دھندلاتی نگاہوں سے اس شخص کی چوڑی پشت کو دیکھتے اس کے پیچھے جا رہا تھا۔

جو اس سے کافی فاصلے پر تھا۔

کئی موڑ مڑتے وہ اس سنسان سے جنگل کی بیچ و بیچ سے ایک رستے کی طرف مڑا۔

ابیر نے کندھے پر مضبوطی سے ہاتھ سے دباؤ دیے، سرد اور غصے سے سرخ چہرے سمیت سامنے دیکھا۔

گولی کا زہر پھیلنے کی وجہ سے اسکی باڈی فریز ہو رہی تھی۔ مگر دماغ اور حواسوں پر چھایا شدید غصہ اس قدر تھا کہ وہ بنا کسی بھی چیز کی پرواہ کیے اس کے پیچھے جا رہا تھا۔

جو ایک پگڈنڈی سے ہوتے ایک بڑے سے محل نما گھر میں گم ہوا۔ابیر نے رک کر ایک پل کو سانس بحال کیا اور پھر ماتھے سے بہتے پانی کو بازو سے پونچھتے وہ سپاٹ چہرے سے آگے بڑھنے لگا۔

چاروں اطراف مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔شام کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے۔جانے وہ کس کس جگہ سے کتنے گھنٹے پانی میں تیر کر یہاں تک پہنچے تھے۔

ابیر بنا کسی بات کی پرواہ کیے دروازے کو پاؤں کی ٹھوکر سے کھولتا اندر داخل ہوا۔

جہاں خاموش فضا میں دروازے کی چرچراہٹ کی آواز تیزی سے پھیلی تھی۔آنکھوں میں چبھتی تیز روشنی کے سبب اسنے آنکھیں ایک پل کو میچی۔

"عین۔عین۔! وہ درد سے لرزتی آواز میں لڑکھڑاتے ہوئے پورے ہال میں گھومتے غرایا تھا۔

اس کی آواز پر روم میں عنایہ پر کمفرٹر درست کرتے ڈیول نے ناگواری سے ناک سکیڑی۔روم کا ٹمپریچر دیکھ اسنے ہیٹر آن کیا۔اور خود ایک نگاہ اسکی بند آنکھوں پر ڈالی۔اور اٹھ کر دروازے کی سمت بڑھا۔

"عین یہاں ہے۔لڑکے۔! وہ ابیر کی پشت کو دیکھتے سرد لہجے میں گویا ہوا جو ایک جھٹکے سے مڑا تھا۔

آنکھیں چھوٹی کیے ڈیول کو سرتاپیر دیکھتے وہ سپاٹ چہرے سے آگے بڑھا۔اور جان بوجھ کر اسے پیچھے کو دھکیلتے وہ روم میں گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عین۔اوپن یور آئز۔ عین۔! وہ تکلیف کی شدت سے جبڑے بھینچے عنایہ کے نیلے پڑتے ہونٹوں کو دیکھ تڑپ کر بولا۔ وہ جانتا تھا عنایہ سردی برداشت نہیں کر سکتی۔اور وہ لگاتار کئی گھنٹے ٹھنڈے پانی میں رہے تھے۔

ابیر نے تیزی سے اسکی کلائی تھامے اسکی نبض چیک کی جو کہ سست پڑ چکی تھی۔

"تمہیں گولی لگی ہے لڑکے۔جا کر علاج کرواپنا۔ عین کو میں دیکھ لوں گا۔!

ڈیول بیڈ کی دوسری طرف کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے بنا ایک غلط نگاہ ابیر پر ڈالے اب عنایہ کی طرف متوجہ ہوا۔

ابیر نے طیش سے جبڑے بھینچتے اسے گھورا۔

"یہ صرف میری عین ہے میرے سوا اسے کوئی اس نام سے نہیں بلاتا۔ خبردار جو اب یہ نام دہرایا۔!

ہر تاثر سے عاری لہجے میں کہتے وہ ڈیول کو صاف صاف وارن کر رہا تھا۔ جس کی آنکھوں میں ایک پل کو سرد مہری سمٹی۔ مگر پھر سامنے بیٹھے ابیر علوی کے چہرے پر چھائی دیوانگی پڑھ وہ نارمل ہوا۔

"اب سے مجھے بھی اپنے ساتھ کاؤنٹ کرلو کیونکہ میں بھی اسے عین ہی کہوں گا۔!

ڈیول اسے آگاہ کرتے اب عنایہ کے سرد ہاتھ کو تھام گیا۔

"ڈونٹ ٹچ ہر۔ہاتھ کاٹ دوں گا میں تمہارے۔جو اب میری بیوی کو چھوا بھی تو۔! ابیر ایکدم سے پاگلوں کی طرح چلا کر کہتا جگہ سے اٹھا اور ایک ہی جست میں اس تک پہنچا۔

ڈیول نے آنکھیں چھوٹی کیے اس سر پھرے کو گھورا۔

"اوقات میں رہو لڑکے۔ عین نے مجھے خود بھائی بنایا ہے۔اب اگر کوئی غلط لفظ اپنی گندی زبان سے نکالا تو اسی زبان کو کھینچ کر تمہیں پھانسی دے دوں گا۔! ڈیول بنا اٹھے آنکھیں اٹھائے اسے گھورتے سرد لہجے میں بولا۔

اسکے مطابق ابیر علوی اس قابل نہیں تھا جو وہ اٹھ کر اسکی باتوں کا جواب دیتا۔

"شٹ اپ یو میڈ بوائے۔یہ جانتی بھی نہیں ہے تمہیں۔! ابیر غرایا۔ تو ڈیول نے سرد سانس فضا کے سپرد کرتے سر نفی میں ہلایا۔

"اور اٹھ کر الماری کی طرف بڑھا۔ حورین کے وہاں موجود ڈریسز میں سے ایک نکالتے بیڈ پر رکھا۔

"سنو لڑکے۔ تم اس کے شوہر ہو اسی لئے تمہیں یہ حق دے رہا ہوں۔ چینج کروادو عین کو۔ ورنہ سے زیادہ دیر ان کپڑوں میں رہی تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر نے خون آشام نگاہوں سے اسے دیکھا۔جواب ایک متفکرانہ نگاہ عنایہ پر ڈالے روم سے نکلا۔

ابیر نے سرد سانس فضا کے سپرد کی۔اور بمشکل سے جبڑے بھینچتے وہ آگے بڑھا روم کو اندر سے لاکڈ کیا۔

مجبوری تھی جو اسے اسی جگہ پناہ لینی تھی ورنہ وہ اس شخص کی مدد تو کیا اسکی شکل تک ناں دیکھتا۔سر جھٹک کر وہ کبرڈ کی طرف گیا۔

اور تیزی سے سیزر اور فرسٹ ایڈ باکس نکالتے وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے گیا۔اسے پہلے گولی نکالنی تھی تاکہ وہ بے ہوش ناں ہو سکے۔اگر وہ بے ہوش ہو جاتا تو اسکی عین کا دھیان کون رکھتا۔کانپتے ہاتھوں سے اسنے گہرے ہوئے زخم کو ایک نگاہ دیکھا اور جبڑے مضبوطی سے بھینچ لیے۔

چہرے کی رگیں درد ضبط کرنے کے چکر میں پھول رہیں تھیں وہ گہری سانس بھرتے زخم کو ٹٹولتا اب گولی ملنے پر ایک لمبی سانس انہیل کرتے اس جگہ کو دیکھنے لگا۔گولی ٹیڑھی ہو کر لگی تھی۔جس وجہ سے خون پھر سے رفتار پکڑ چکا تھا۔ابیر نے ایک آخری نگاہ عنایہ پر ڈالی اور ایک جھٹکے سے گولی کو پش کیا۔

درد کے سبب ایک ہلکی سی چیخ اسکے ہونٹوں سے نکلی۔آنکھوں میں آتے آنسوں کو بازو سے پونچھتے اسنے روئی اٹھائے زخم پر رکھی اور گہرے سانس بھرتے اپنے آپ کو پر سکون کیا۔پھر تیزی سے الماری کھولی جہاں لیڈیز ڈریسز کے ساتھ ساتھ جینٹس کے ڈریسز بھی ہینگ تھے۔

وہ سمجھ گیا کہ ضرور یہ شخص اپنی بیوی کے ساتھ یہاں رہ رہا تھا یہ جان کر دل کو تھوڑی سی تسلی ہوئی اسنے جان بوجھ کر ڈیول کی شرٹ نکالی اور ایک جھٹکے سے اسے درمیان سے چاک کرتے کندھے پر باندھا۔

اور مڑ کر عنایہ کے پاس گیا۔کمفرٹر ہٹاتے اسکا جسم چیک کیا۔پاؤں کے ناخن تک نیلے پڑ چکے تھے۔حالانکہ کے روم کا ٹمپریچر مزید گرم ہوتا جا رہا تھا۔

ابیر نے بمشکل سے اسے دائیں بازو سے سنبھالتے ہوئے اٹھایا اور واشروم کی سمت گیا۔نہر کا پانی گندا ہونے کے ساتھ ساتھ ایفیکٹڈ بھی ہو سکتا تھا اس لئے شاور لینا از حد ضروری تھا۔

گرم پانی سے اسے شاور دلائے وہ باتھ روب پہناتے اسے واپس لایا۔اور نرمی سے بیڈ پر ڈالے لائٹس آف کی۔

چند ہی منٹوں کے بعد وہ اسکا ڈریس چینج کر چکا تھا۔

اسے اچھے سے کمفرٹر سے ڈھانپتے وہ خود شاور لینے کی غرض سے آگے بڑھا۔ڈیول کی ایک جینز نکالی تھی اس نے۔جو تقریباً اسی کے سائز کی تھی۔

ناگواری سے اس کے کپڑوں کو گھورتے وہ واشروم میں گھسا۔اچھے سے شاور لیتے وہ واپس روم میں آیا۔ زخم پھر سے رسنے لگا تھا۔اسنے شرٹ کھولی اور روئی سے پھر سے پٹی چینج کی۔اور پھر سے ڈیول کی ایک شرٹ پھاڑتے اپنے زخم پر باندھی یہ سب کرتے اسکا دل بہت پر سکون ہوا تھا۔ جبھی دروازہ ناک ہوا۔ابیر نے مڑ کر دروازے کو دیکھا اور شرٹ کے کٹے ہوئے پیسز فرش کے وسط میں پھینکے ایک شاطرانہ مسکراہٹ اچھالتے وہ دروازے کی سمت گیا۔

"عین کو ابھی ہوش نہیں آئے گا اس لیے یہ سوپ تم پیو اور پین کلر کھاؤ پھر میرے کچھ سوالوں کے جواب دو۔!

وہ ٹرے میز پر رکھتے خود شان بے نیازی سے صوفے پر پھیل کر بیٹھا۔

"ابیر کا دل چاہا کہ دو گھونسے اسکے منہ پر جھڑے۔تاکہ اس کی بک بک تو بند ہو۔"

اور تمھیں کیوں لگتا ہے کہ ابیر علوی تمہیں جواب دے گا۔! وہ دوبدو بولا۔

توڈیول نے ابیر وا چکائی۔ جتنا کہا ہے اتنا ہی کرو لڑکے زیادہ سوال مت کیا کرو مجھے سخت ناپسند ہے یہ سب۔! وہ گویا اسے اپنی ناگواری بتا کر اس پر احسان کر رہا تھا۔

"ہمم۔فل حال تم جا سکتے ہو یہاں سے۔کیونکہ میری وائف کی طبیعت ٹھیک نہیں اور مجھے اسے ٹھیک کرنا ہے۔ اور صبح تک ریڈی رہنا مجھے تم سے کچھ ضروری سوال پوچھنے ہیں۔وہ بھی اسی کے انداز میں بولا۔

توڈیول نے ائبرو اچکاتے اسے دیکھا۔حور کو وہ بابا اور سوہا کے پاس چھوڑ کر آیا تھا۔اور آج رات وہ واپس جانے والا تھا مگر یہاں جو حالات بن چکے تھے۔

وہ عنایہ کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا اسے ایک بار اسکے ٹھیک ہونے کا انتظار تھا تاکہ وہ یہ جان سکے کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔!

ویسے ماننا پڑے گا تم خود کو اس کا شوہر کہتے ہو لڑکے۔ایک معصوم سی لڑکی اتنی تکلیف میں ہے اور تم قائروں کی طرح کھڑے اس کا تماشہ دیکھ رہے ہو۔آخر کو کیوں پھانسا اسے اپنے ساتھ کسی بھی مصیبت میں۔؟

ڈیول نہیں جانتا تھا کہ وہ کیوں اس قدر پاگل ہو رہا تھا مگر بستر پر نیم دراز وہ معصوم سی لڑکی اسے شدید طرح سے پریشان کر رہی تھی۔

"ابیر نے آنکھ اٹھا کر اسے دیکھا مگر کہا کچھ نہیں۔کیا کہتا کہ یہ مصیبت اس کی بیوی کی لائی گئی تھی جس میں وہ بیچارہ خواہ مخواہ میں ہی پھنس کر رہ گیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میں خیال رکھنا جانتا ہوں اپنی بیوی۔ تم جاؤ یہاں سے۔! ابیر کی نظر ڈیول کے ہاتھ کی کٹی انگلی پر گئی تو وہ اضطراب کی کیفیت میں بڑبڑایا۔

"ہنہہ رکھ ہی ناں لو تم خیال۔! ڈیول بڑبڑا کر سر جھٹکتے روم سے نکل گیا تھا۔

Episode 104

ابیر نے دروازہ اچھے سے لاکڈ کرتے ایک تنبیہی نگاہ بند دروازے پر ڈالی۔ پھر گہری سانس فضا کے سپرد کرتے وہ آگے بڑھا۔ فرسٹ ایڈ باکس اٹھائے وہ بیڈ تک گیا۔ گھٹنہ فولڈ کرتے اسکے قریب بیٹھا اور بازو کو کمفرٹر سے باہر نکالتے اسکے بازو کا اچھے سے جائزہ لیا۔

سلیولیس شرٹ ہونے کے سبب ابیر کی نگاہیں اسکی دودھیا رنگت سے چپک سی گئی۔ نرم و ملائم وجود سے بمشکل سے نگاہیں چراتے اسنے بازو کو تھاما۔

دل عجیب سے انداز میں دھڑکا تھا۔

چہرہ جذبات ضبط کرنے کے سبب لہو چھلکانے لگا تھا۔

پھر بھی ابیر نے بمشکل سے اپنے خشک حلق کو تر کرتے اسکے زخم کو اچھے سے صاف کیا۔ دُکھتے سر کو انگلیوں کی مدد سے دبائے وہ یونہی بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔

خنکی بھرے ماحول میں ان دونوں کی سانسوں کی مدہم سی آواز عجیب سا سرور بجھیر رہی تھی۔ "آئے ایم سوری عین۔ مجھے خیال رکھنا چاہیے تھا تمہارا۔ شاید مجھے نہیں لانا چاہیے تھا تمہیں اپنے ساتھ۔! پیشانی سے چپٹی چند آوارہ لٹوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتے ابیر نے جھکتے اسکی پیشانی پر بوسہ دیے بے بسی سے کہا تھا۔

شہدرنگ آنکھوں میں تکلیف کے تاثرات تھے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ عالیحان اور وریام سے کیا کہنے والا تھا باقی سب مجرموں کو وہ کیسے پکڑنے والے تھے مگر اس وقت اس کا ذہن صرف اور صرف عنایہ پر اٹک سا گیا تھا۔

کمفرٹر ہٹاتے اسنے نرمی سے اس کے نازک وجود کو اپنے قریب کیا۔ بازو میں شدید درد تھا مگر فل وقت عنایہ کو ہیٹ اپ کرنا زیادہ ضروری تھا۔ سینے میں بھینچتے اسنے کمفرٹر اچھے سے اسکی گردن تک دیا۔

ٹھنڈ سے اکڑتے اسکے پاؤں کو اپنے مضبوط پاؤں سے رگڑتے وہ تھوڑی دیر تک ان کا ٹمپریچر نارمل کر چکا تھا۔

ایک گھنٹے کی کوشش کے بعد کہیں جا کر اسکی باڈی کا ٹمپریچر نارمل ہونے لگا تو ابیر نے سر تکیے پر گرائے گہری سانس بھرتے خدا کا شکر ادا کیا۔

نیند تو جیسے اس نرم و گداز وجود کو بانہوں میں بھرتے ہی روٹھ چکی تھی۔ کئی بار اسنے خود کو ڈپٹتے سونے کی کوشش کی مگر نیند بھی جیسے خفا سی ہو کر رہ گئی تھی۔

"زبردستی آنکھیں موندے وہ گہرے سانس بھرنے لگا۔ معاً عنایہ کی مدھم آواز پر ابیر نے جھٹکے سے سر اونچا کیے اپنے سینے سے لگی اس معصوم سی جان کو دیکھا۔

"ابییر۔!"

'ششش۔ کچھ مت کہو ہم سیو ہیں ڈونٹ وری۔ ہمممم!" نرمی سے اسکی بالوں میں بوسہ دیے ابیر نے شدت بھرے انداز میں اسے خود میں بھینچا تھا۔

ایک دو پل یونہی خاموشی سے گزرا تھا۔ ابیر اسکے بالوں کی جڑوں کو سہلاتے اسے پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

جب اچانک اسے اپنے سینے میں کچھ بھیگا پن سا محسوس ہوا۔

ابیر چونکا۔ عین۔ کیا ہوا۔ یہاں دیکھو میری طرف۔!

تھوڑی سے تھامے اسکا چہرہ اونچا کیے ابیر نے فکر مندی سے پوچھتے اسکی بند آنکھوں کو دیکھا۔ جن سے بہتے چھل چھل کرتے آنسوں ابیر کے صبر کو آزما رہے تھے۔

"عین۔ یار کیا ہوا۔؟ پین ہو رہا ہے کہیں پر۔؟ مجھے بتاؤ، کیا بازو میں درد ہے۔؟ وہ تڑپ ہی تو اٹھا تھا اپنا درد بھلائے وہ ایک ہی لمحے میں سیدھا ہوا۔ اسکے حسین بھیگے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ شدت بھرے انداز میں پوچھنے لگا۔

عنایہ سر جھکائے خاموشی سے لب کاٹتے آنسوں بہا رہی تھی۔ آج پہلی بار تھا جو ابیر اسے روتا دیکھ رہا تھا۔

اور یہ آنسوں کتنے تکلیف دہ تھے ابیر علوی کے لئے یہ شاید کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ چپ ہو جاؤ عین۔ ورنہ آئی سویر میں کچھ کر بیٹھوں گا۔!

موتی کی لڑیوں کی طرح بہتے اسکی آنسوں کو اپنے ہونٹوں سے چنتے وہ عنایہ کو لرزا سا گیا۔ اسکے نازک سے وجود میں کپکپی سی ہونے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آئے ایم سسوری۔! وہ اب ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر روتی ابیر کا سکون غارت کر گئی تھی۔اسنے جھٹکے سے اٹھتے اسے کھینچتے گود میں بھرا۔اور نرمی سے سر اپنے کندھے سے لگائے اسکی پشت رب کی۔

"تم کیوں سوری کر رہی ہو۔جاناں۔عنایہ ابیر علوی پر یہ لفظ سوٹ نہیں کرتے۔! وہ جو چہرہ اسکی گردن میں چھپائے اب تک آنسوں بہارہی تھی اسکی بات پر مزید شرمندگی نے آن گھیرا۔ابیر نے کمفرٹر کھینچتے اسکی پشت ڈھاپنی کیونکہ اب بھی اسکا باڈی ٹمپریچر زیادہ نارمل نہیں ہوا تھا۔

"مم میں نے اس حرام حور ڈینی کو مار دیا۔آپ سب کے پپ پلین کو خراب کر دیا۔! وہ آنکھیں میچے ایک ہاتھ اسکی گردن کے گرد باندھے بولی تو اسکے حرام حور کہنے پر ابیر کے چہرے پر مسکراہٹ امڈی۔

حسین نقوش میں سرخی نمایاں ہوئی تھی۔اسنے گہری سانس اس نرم و ملائم وجود کی خوشبو میں بھرتے سر نفی میں جھٹکا۔

"مگر میں کیا کرتی۔؟ابیر۔میرا اب بھائی۔! وہ بات کرتے کرتے اپنے بھائی کے ذکر پر پھر سے افسردہ ہوئی تھی۔ ہچکی بندھنے کے سبب اسکا وجود پھر سے لرزا۔تو ابیر نے بازو اسکی کمر کے گرد لپیٹے اسے اپنے ہونے کا احساس دلایا۔

"مم میں کک کیسے۔؟میرا دل پھٹ جائے گا۔ناجانے وہ کہاں ہوگا۔؟کس حال میں رہا ہوگا۔مم میرے پاس تو تم سب تھے۔مماما بھی تھیں۔وہ وہ تو اکیلا تھا۔میں کیسے ڈھونڈوں گی اسے۔؟اگر اس کی جگہ میں ہوتی تو وہ لوگ میرے ساتھ کیا کرتے۔؟

وہ اپنے دل میں ہو رہے درد کو اب لفظوں کی زبان سے عیاں کر رہی تھی۔ابیر جانتا تھا یہ حقیقت تسلیم کرنا عنایہ کے لئے کتنا مشکل ہے۔وہ اس کا سگا بھائی تھا اسکا خون۔کوئی بھی بہن اپنے بھائی کے بارے میں اتنی بڑی سچائی جان کر عنایہ جیسا ہی ری ایکٹ کرتی یا اس سے بھی زیادہ برا۔اور بھائی بھی وہ جسے پیدا ہوتے ہی ظالموں نے ان سے چھین لیا تھا۔

"عین۔ری لیکس ہو جاؤ۔میرے ہوتے ہوئے تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔!

ابیر نے اسکی پشت سہلاتے اسے پرسکون کرنا چاہا تھا۔

جس کا سر اب رونے سے درد کرنے لگا تھا۔میں اپنوں میں رہی اتنے سال۔سب کی محبتیں سب کا ساتھ۔میں تو پھولوں کی طرح رہی ہوں اور مم میرا بھائی وہ تو کانٹوں کی طرح زندگی گذار نا رہا ہوگا۔مم میں کیسی بدنصیب بہن ہوں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"یہ سب تقدیر کا کھیل ہے عین۔اس میں کسی کا کوئی قصور نہیں۔ایسا سب ہونا ہی تھا۔اور جوان کا اصل قصوروار تھا اسے تو تم خود مار آئی ہو۔اب یوں رو کر اپنے آپ کو کمزور مت کرو۔ہمم۔!ابیر نے اسے نرمی سے سمجھاتے ہونٹ اسکی کنپٹی پر رکھے۔

جس کا حسین چہرہ تمتا رہا تھا۔تھکن اور درد کے سبب وہ زیادہ سوچ اور بول بھی نہیں پا رہی تھی۔

"نہیں ابھی سب سے بڑا قصوروار باقی ہے۔! نیم غنودگی بھری آواز میں کہتے اسنے نفرت سے جبڑے بھینچے۔

تو ابیر نے گہری سانس بھری۔

"ہم کہاں پر ہیں یہ کون سی جگہ ہے۔؟ بھوری آنکھیں چھوٹی کیے اسنے بمشکل سے اسے دیکھنے کی کوشش میں پوچھا۔

ابیر نے سر جھکائے ایک نگاہ اسکی سرخ ہوئی چھوٹی سی ناک پر ڈالی اور جھک کر بوسہ دیے گہری سانس بھرتے اپنی آنکھوں کے سامنے گھومتے ڈیول کو دفع کیا۔جس کو یاد کرتے ہی اسکا موڈ آف ہو چکا تھا۔

"ہم اس وقت ایک گھر پر ہیں مطلب ایک لڑکا تھا اسی کے گھر پر ہیں۔بہت ہی کوئی بد تمیز تھا۔منت کر کے رہنے کی اجازت مانگی تب جا کر مانا۔اوپر سے روعب ایسیء جھاڑ رہا تھا جیسے کہی کا ڈان ہو۔!

"ابیر علوی کو کہاں گنوارہ تھا کہ عنایہ کاظمی کے دل میں کسی دوسرے کے لئے نرمی پیدا ہو۔جبھی لفظوں کو توڑ موڑ کر بتاتا وہ عنایہ کو شدید غصہ دلا گیا۔

"تو ہمیں نہیں ہونا چاہیے یہاں۔! وہ اونگ لیتی اب پورے طرح سے اپنا وزن اس پر ڈال چکی تھی۔

جس کی آنکھوں میں خمار سا امڈا تھا اسکی چالاکی پر۔"

"ہمم صبح ہم جلدی چلیں جائیں گے یہاں سے۔اس وقت اس جنگل میں اس جگہ سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔!

ابیر نے پر سوچ انداز میں کہا۔اور جھٹکے سے اسے بانہوں میں بھرتے بستر پر منتقل کیا۔

جس پر وہ اچانک آنکھیں پھیلائے اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

ابیر کی نگاہوں کی تپش سے گھبراتے وہ رخ موڑنے لگی مگر بازو میں درد کی ٹیسیوں سے اسے یاد آیا کہ بازو تو ابھی تک زخمی تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ویسے یہ کپڑے کافی سوٹ کر رہے ہیں۔ تم پر۔ سوچ رہا ہوں واپسی پر تمہارے ایسے ڈریسز لے لیں گے۔ تم روزرات کو ایک پہن کر دکھانا مجھے اور میں بس تمہیں دیکھتا ہی رہ جاؤں گا۔!

دونوں ہاتھوں مضبوطی سے اسکے ارد گرد جمائے وہ پرشوق نگاہیں اسکی آنکھوں میں گاڑھے شدت بھرے انداز میں بولا۔

توعنایہ نے ایک ہاتھ اسکے کندھے پر رکھتے اسے پیچھے کرنا چاہا۔ جس پر ابیر کے مغرور نقوش میں غصہ امڈا۔ ابرو اچکاتے وہ گھور کر اسے دیکھتے جھٹکے سے جھکتے چہرہ اسکے بالوں میں چھپا گیا۔

اسکی سلگتی سانسیں اور بے طرح نزدیکی پر عنایہ کے رونگٹے سچ میں کھڑے ہوئے تھے۔ وہ بری طرح سے تڑپی مچلی مگر آج اسکی کوئی بھی مزاحمت اسکے کام نہیں آنے والی تھی۔

"ابییر یہ کیا پاگل پن ہے۔! وہ سخت جھٹپٹائی تھی۔ اسکی باتیں اوپر سے اسکی دہکتی قربت عنایہ کے وجود کو سنسا کر رکھ چکی تھیں۔ وہ تھوک نگلتے بمشکل سے بولی۔

جب ابیر نے ہونٹ اسکے کان کے نزدیک کیے۔ "ڈارلنگ پاگل پن تو ابھی دکھایا ہی نہیں یہ تو جنونیت ہے ابیر علوی کی۔ جس کی اکلوتی حقدار صرف عنایہ کاظمی ہے۔ تمہیں مان ہونا چاہیے خود پر۔!

گھمبیر سرگوشیوں میں کہتے وہ جیسے اسکی جان پر بن آیا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے جو سردی سے کپکپا رہی تھی اب اسکی بے باک حرکتوں اور اسکی بڑھتی گستاخیوں سے وجود پسینے سے تر ہونے لگا تھا۔

ساری غنودگی جیسے کہی دور جاسوئی تھی۔

"ابییر پلیز۔! عنایہ جان چکی تھی اسے تو پانا اسکے بس میں نہیں تھا اور شاید وہ اس سے دور ہونے کے موڈ میں تھا بھی نہیں۔!

"پلیز کو گولی مارو کوئی اور بات ہے تو جلدی سے کہو پھر میرا موڈ نہیں ہے کہ مزید باتوں میں ٹائم ویسٹ کروں!۔

شہادت کی انگلی سے اسکے گالوں میں مصنوعی گھڑے بناتے وہ جیسے احسان کرنے والے انداز میں بولا تھا۔

عنایہ نے نیم روشنی میں اسے دیکھنا چاہا تھا مگر ایک سیکنڈ سے زیادہ اسکی آنکھوں میں وہ نہیں دیکھ پائی تھی۔ وہ جتنی بھی شارپ اور بولڈ ہوتی ابیر علوی کی نظروں کا مقابلہ وہ کبھی بھی نہیں کر سکتی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"پپ پلیز مت کرو۔ڈیڈ ناراض ہوں گے۔پپ پلیز ہم جلد رخصتی لے لیں گے۔!اب کی بار اسکی بھوری شیو پر اپنا مخملی ہاتھ رکھتے حیا کے بوجھ سے بوجھل ہو رہی حسین آنکھیں ایک پل کو اٹھائی اور پھر اسی تیزی سے جھکا ڈالی تھی۔

ابیر علوی نے لب دانتوں تلے دبائے اپنی بیوی کی حالت ملاحظہ کی تھی۔جو بچنے کیلئے نئ نئ ترکیبیں لگا رہی تھی۔

"جانتی ہو داماد وں کے معاملے میں تمہارے ڈیڈ ڈ کی قسمت بہت اچھی ہے۔!اسکے نازک ہاتھ کو لبوں سے چھوتے وہ گہرے لہجے میں بولا جسے وہ سرے سے سمجھ نہیں پائی تھی۔

"بنا کسی خرچے کے ان کی دونوں بیٹیاں اچھے سے رخصت ہو گئی اور کیا چاہیے بھلا انہیں۔آپی کو پیغام دے آیا تھا میں۔اب تک تو وہ ہمارے بے بی کی آمد کا ویٹ کر رہے ہونگے۔!

اسکے ہاتھ سے اٹھکیلیاں کرتے وہ بلکل نارمل انداز میں بولتا اسے سکتے میں ڈال گیا تھا۔

جس کا گلاب کے پھول کی طرح دمکتا رنگ ایک دم سے سفید پڑا تھا۔

گلے میں ابھرتی ہڈی ایک دم سے تھوک نگلنے کے سبب ابھر کر معدوم ہوئی۔جسے گہری پر شوق نگاہوں سے دیکھتے ابیر نے اپنی کھردری انگلیوں سے چھوا۔تو عنایہ لب میچے رخ پھیر گئی۔

"بہت ہی کوئی واہیات قسم کے انسان ہو تم۔!اسکا بس نہیں تھا کہ وہ اسکے بال نوچ ڈالتی۔مگر جو حالات تھے ان میں وہ اسے دیکھ تک نہیں پا رہی تھی کجا کے بال نوچتی۔

"ابیر۔! چند لمحات خاموشی کی نظر ہوئے تھے وہ اپنے چہرے پر اسکی گہری نظریں بند آنکھوں سے بھی محسوس کرتی سلگ کر لال ہوئی تھی۔

"آرگیومنٹ کرنے کے لیے پوری عمر باقی ہے جاناں۔لیٹ می ٹرائے سم تھنگ نیو۔!بے باک لہجے میں کہتے وہ عنایہ کو بنا سمجھنے کا موقع دیے اسکی پیشانی پر لب رکھتے اسے خاموش کروا گیا تھا۔

آسمان پر چھائے گہرے سیاہ بادل اب مزید گہرے ہوتے جا رہے تھے۔اور کچھ ہی دیر میں موسلا دھار بارش برسنے لگی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ماہ۔اوپن دی ڈور۔!غصے سے پھولی رگیں،بکھرے تنفس سمیت وہ گہرے سانس بھرتے شدت سے مکہ دروازے پر جھڑتے دھاڑا تھا۔

جو وہ ایک کونے میں سمٹی ہوئی سی بے حال سے بیٹھی تھی۔اسکی غراہٹ پر مزید سہمی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کہاں دیکھا تھا آج تک تبریز شیرازی کا یہ پاگل پن اسکا یہ جنون۔ وہ تو اسکے نرم رویے کی عادی تھی۔ اب بھی اسکے خوف سے وہ کمرے میں چھپ کر خود کو ایسے محسوس کر رہی تھی جیسے کسی سرنگ میں بھاگ آئی ہو۔

جسے ڈھونڈ کر تبریز شیرازی اس تک ناں پہنچ سکے۔

"یہ لاسٹ ٹائم ہے ماہ۔ اگر دروازہ ناں کھولا تو وہ ہو گا جو تم نے آج تک سوچا بھی نہیں ہو گا۔! اسکے غصے کی شدت کا اندازہ اسکے لفظ بخوبی عیاں کر رہے تھے۔

بکھرے سیاہ بال اسکی پیشانی سے چپک رہے تھے۔ وائٹ شرٹ جس کے دو اوپری بٹن کھلے ہوئے ہونے کے سبب اسکا شفاف سینہ عیاں ہو رہا تھا۔ بازو اور گردن کی پھولی رگیں، کشادہ قد، مضبوط جسامت کے سبب شرٹ میں بھی اسکا وجود کافی بڑا بڑا ساد کھ رہا تھا۔

اپنی بات کا اس پر کوئی بھی اثر ناں ہوتا دیکھ۔ وہ گردن کی پچھلی سائیڈ ہاتھ مارتے سر کو ہاں میں جنبش دیے جھکا اور دو منٹس میں پاؤں کو جوتوں کی قید سے آزاد کیا۔

دروازے کی ایک سمت بنے فنگر پرنٹ لاکڈ پر اپنا انگوٹھا لگایا جس سے دس سیکنڈ میں ہی سلائیڈ ڈور کھلا تھا۔

اب اندر ایک باریک سی لئیر رہ چکی تھی۔ جو سفید شیشے کی بنی ہوئی تھی۔ پینٹ کی پاکٹس میں دونوں ہاتھ ڈالتے اسنے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جو یوں رو رہی تھی جیسے ظلم کے پہاڑ توڑ دیے یوں کسی نے اس پر۔

ویسے تبریز شیرازی کا سخت رویہ اس کے لئے کسی ظلم سے کم تو نہیں تھا۔

"ششششش۔! معاوہ ذرا سا آگے کو جھکا سیٹی بجاتے ساتھ ہی آنکھوں سے اشارہ کرتے اسے اپنی جانب راغب کیا۔

ماہ کا لرزتا وجود ایک پل کو تھما تھا۔ اوف پھر گھٹنوں کے بیچ چھپا چاند سا چہرہ ذرا سا باہر نکالتے اسنے سامنے دیکھا کیونکہ اب کی بار تبریز کی آواز بلکل واضح آرہی تھی۔

ماہا کو لگا جیسے اسکا سانس رک سا گیا ہو۔ وہ بنا دوپٹے کی پرواہ کیے ایک دم سے اٹھی اور لائبریری روم کی طرف بھاگی۔

مگر مقابل بھی تبریز شیرازی تھا اپنی بیوی کو خود اس سے بھی زیادہ جانتا تھا وہ۔

جبھی اس مصنوعی سلائیڈ کو ہٹاتے وہ ایک دم سے اسکے قریب گیا۔ اور جھپٹتے اسے پیچھے سے تھامے زمین سے اونچا کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ماہا کی چیخیں کمرے کے خاموش ماحول کو دہلا سی گئی تھی۔

جن کی پرواہ کیے بغیر ہی وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے آگے بڑھا اور ونڈو سلائیڈ کھولتے باہر نکلا۔

سامنے ہی سوئمنگ پول بنا تھا۔ایک سرد نگاہ اس برف کی طرح ٹھنڈے پانی پر ڈالے اسنے بوری کی طرح ماہا کو پول میں پھینکا۔جو پہلے تو پانی کی تہہ سے اوپر ہی تیرتی روتی چیختی رہی۔

تبریز سرد نگاہوں سے اسے گھورتے خود شرٹ کے بچے کچھے بٹن کھولتے شرٹ ایک طرف پھینکتے پول میں کودا۔

اس سے پہلے کہ وہ پانی میں ڈوبتی۔ تبریز نے تیزی سے اسے کمر سے تھامے جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا۔

جو کھانستی اسکے سینے پر سر رکھتے گہرے سانس بھرنے لگی۔ تبریز سٹل کھڑا رہا۔جیسے اسے مکمل آزادی دی ہو۔

لے لو کھل کر سانس پھر حساب ہوگا۔!

"یہ میلوڈرامہ کرنے کا مطلب۔؟ وہ بولا نہیں تھا پھنکارا تھا اور ماہا کو لگا تھا جیسے وہ تبریز نہیں کوئی اور ہی شخص ہو۔

لمحوں میں اس سے دور ہوتی وہ باہر جانے لگی۔

جب اتنی ہی شدت سے تبریز نے اسے واپس کھینچا اور اب کی بار اسکی گرفت میں واضع سختی تھی۔

"کیوں بلایا تھا اس کتے کو۔؟ اسکی کلائی کو جکڑے وہ نفرت کی انتہاؤں پر تھا۔

ماہا ایک پل کو اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہ گئی۔۔کیا یہ تھی اسکا محبت۔؟

آنسوں کسی بے مول موتی کی طرح اسکی آنکھوں سے بہے تھے۔

"چھ چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے۔!وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر رو تو وہ پہلے سے رہی تھی اسی لئے آنسوں اب زیادہ تیزی سے بہنے لگے۔

"اگر تو تمہیں لگتا ہے کہ یہ چیپ حرکتیں کرکے تم مجھے خود سے بدگمان کر لو گی اور تبریز شیرازی تمہیں چھوڑ دے گا تو بھول ہے تمہاری مسز تبریز شیرازی۔اگر آئندہ اس شخص کو میں نے تمہارے آس پاس دیکھا۔

تو تمہاری سزا اس قدر دردناک ہوگی کہ تمہاری روح تک کانپ جائے گی۔!

اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے وہ سرد لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔۔

تو ماہا نے آنکھیں جھپکی۔آنسوں ہتھیلی سے صاف کرنے چاہے تھے جنہیں وہ بری طرح سے موڑتے کمر کے پیچھے لگا گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مم میں نے نہیں بلایا تھا اسے۔!اسکے دانتوں کی چبھن گال پر محسوس کرتی وہ ناچاہتے ہوئے بھی صفائی دینے لگی تھی۔نازک وجود اس کے خوف سے پہلے سے کانپ رہا تھا۔

"مم مگر میں اسے بلاؤں گی۔اگر آپ نے مم میری بات ناں مانی تو۔!وہ کانپتی ہوئی سی خوف کے باوجود بھی بولی تھی اسکا جواب دینا تبریز کو ہضم نہیں ہوا تھا۔

وہ جانتا تھا بے وقوف لڑکی ضرور کچھ اور سوچ بیٹھی تھی۔

"اچھا کون سا بات۔!ءاب کی بار نارمل لہجے میں شوخی سمیٹے گرفت میں نرمی لائے کہا تھا۔

ماہا اسکے ٹھنڈا ہو جانے پر گہری سانس بھرتے پر سکون ہوئی تھی۔جانتی جو نہیں تھی نرمی صرف اور صرف اسکے دماغ میں بھرے خناس کو جاننے تک ہی تھی۔

"آپ آپ دوسری شش شادی کرلیں۔!آپ کے بب بچے ہہ ہونگے۔!

شٹ اپ۔آئی سیڈ جسٹ شٹ اپ۔!ءوہ اس قدر دہشت ناک انداز میں دھاڑا تھا کہ ماہا بے ساختہ ہی چیخ کر اس سے دور بھاگی تھی۔

سیاہ آنکھوں میں ایک دم سے خوف سمٹا تھا۔وہ تیرنا بھی نہیں جانتی تھی۔جبھی اس سے زیادہ دور بھی نہیں جارہی تھی۔اور قریب ہونے کی ہمت کہاں تھی اس میں۔!

تتت۔!

اہہہ۔!اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی تبریز اسے بنا کچھ کہنے کا موقع دیے بوری کی طرح کندھے پر لودھے پانی سے باہر نکلا۔

روم میں آتے اسنے بے دردی سے ماہا کو بیڈ پر پھینکا تھا۔جو بمشکل سے خود کو سنبھالتے سیدھی ہوئی تھی مگر تبریز کے چہرے پر پھیلی وخشت دیکھ اسکا وجود سن سا پڑ گیا تھا۔

"تتت تبریز۔!دہشت زدہ سی نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ خوف سے بڑبڑائی۔جس نے دھڑام سے دروازہ اندر سے ناک کیا تھا۔روم میں ایک دم سے چھاتی تاریکی پر ماہا کا دل سہم سا گیا تھا۔وہ پیچھے کو ہوتی بیڈ کراؤن سے جا چپکی۔

جب اگلے ہی لمحے اسے ٹانگ سے گھسیٹتے تبریز نے بری طرح سے کھینچا۔ جس پر وہ خوف سے بری طرح سے چیخی تھی۔ مگر پھر اسکی خوشبو اسکی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتے وہ دم سادھ گئی جیسے سانس لینے پر بھی وہ اسے محسوس کر لے گا۔

"بہت اچھے سے جانتا ہوں یہ خناس کیوں بھر چکی ہے تمہارے اس چھوٹے سے ڈبے میں۔ کچھ زیادہ ڈھیل دے رکھی ہے تمہیں میں نے مس ماہا تبریز شیرازی۔ اسی لیے تمہاری زبان سے آج ایسے الفاظ ادا ہوئے۔ تبریز شیرازی کے لیے ایک ہی بیوی کافی ہے اور وہ کیوں یہ تمہیں میں آج اچھے سے بتاؤں گا۔!

سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتے وہ اسکے دونوں ہاتھوں کو قید کرتے اسے سہمنے پر مجبور کر گیا تھا جس کی کوئی منت، سماجت کوئی بھی معافی آج اسکے کام نہیں آئی تھی۔

Episode 105

دوپٹہ درست کرتے وہ دھیان سے قدم اٹھاتے سیڑھیوں سے نیچے اتری۔ بھرپور نیند لینے کے بعد اب شاور لے کر وہ کافی فریش سا محسوس کر رہی تھی۔ نیوی بلیو کلر کا خوبصورت سا سوٹ جو تھوڑی دیر پہلے ہی حرمین اسے حورین کے کپڑوں میں سے نکال کر دے آئی تھی۔

اسکی شفاف رنگت پر کافی جچ رہا تھا۔ وہ مدہم رنگ پہننے کی عادی تھی ذرا سا کھلا رنگ اسکی شخصیت کو الگ ہی پر نور بنا دیا کرتا تھا۔

سیاہ ریشم سے گھنے بال ڈھیلے سے جوڑے میں باندھے گئے تھے۔ سر پر ہمیشہ کی طرح سلیقے سے دوپٹہ جمایا ہوا تھا اور پاؤں میں فلیٹ چپل پہنے وہ جیسے ہی ہال میں آئی۔ نگاہیں بے ساختہ ہی حرمین اور عالیحان شاہ کی تلاش میں گھمائی۔

مگر دونوں ہی وہاں موجود نہیں تھے۔ جوسر مشین کی آواز پر وہ چونکی۔ سیاہ آنکھیں پھیلائے وہ پیشانی پر تھوڑے سے بل سمیٹے آگے بڑھی۔

مگر نظریں ڈائننگ ٹیبل پر ایک کرسی پر بیٹھی حرمین پر گئی تو عنایت کے ماتھے پر موجود بلوں میں اضافہ ہوا تھا۔

پپ پھپھو۔؟ اسنے چونک کر ذرا سا آگے کو ہوتے پلر کی اوٹ سے اندر جھانکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جہاں مارون کلر کی شرٹ اور بلیو جینز میں ملبوس، گولڈن بالوں کو پیچھے سے فولڈ کرتے پونی میں باندھے، وہ دونوں اطراف سے کہنیوں تک کف فولڈ کیے، کپڑوں کے اوپر ایپرن باندھے، اپنی بھرپور مردانہ وجاہت و حسن کے ساتھ تیز تیز ہاتھ چلاتا عنایت کا دل بری طرح سے دھڑکا گیا تھا۔
گھنی مونچھوں تلے موجود عنابی لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کیے، نیلی گہری بے نگاہیں اپنے کام پر جمائے وہ سنجیدگی سے کھڑا اپنے کام میں مصروف غضب ہی تو ڈھا رہا تھا۔
عنایت نے بے ساختہ ہی نگاہیں چرائے اپنے دل کو ڈپٹا۔ اور پھر گہری سانس بھرتے شیلف کی ایک سائیڈ پڑی ڈھیر ساری پلیٹس کو دیکھا۔
حیرت و صدمے کی زیادتی سے اسکا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔ تو کیا اس نے یہ سب بنایا تھا سچ میں۔؟ وہ بھی عنایت کاظمی کے لئے۔؟
وہ سوچ کر ہی بے ہوش ہونے والی ہوئی تھی۔ دل میں ایک کمینی سی خوشی نے انگڑائی لی۔ مطلب اس کی پانچوں انگلیاں اور سر گھی میں تھا۔
اچانک اسے یاد آیا تھا کہ وہ اسکے حکم کی تعمیل پر کام کر رہا تھا جبھی وہ گردن بھرپور طریقے سے اکڑائے، سینے پر ہاتھ باندھے، دلکش مسکراہٹ اپنے معصوم مکھڑے پر سجائے گلا کھنکھار کر اسکے قریب سے گزری۔
ایک پل کو عالیجان نے داہنی آنکھ اٹھائے اسے دیکھا تھا۔ اسکا ایٹیٹیوڈ دیکھ ہونٹ واؤ شیپ میں ڈھلے جنہیں پھر سے بھینچے وہ اپنے کام میں مصروف ہوا۔
"السلام علیکم پھپھو۔! وہ پھپھو کے پاس جاتے محبت سے سلام کرنے لگی۔
وعلیکم السلام میری بچی اٹھ گئی۔؟ صبح حرمین اسے سوتا پا کر کپڑے رکھ کر آگئی تھی۔ درحقیقت انہیں پریشانی تھی کہ کل رات جتنے غصے میں عالی اسے لے کر گیا تھا کوئی بعید نہیں تھا۔
کہ وہ صبح کو رو رہی ہوتی۔ مگر اب اسکے شاداب چہرے کو دیکھ ان کا روم روم پر سکون ہوا تھا۔ نرمی سے پیشانی چھوتے وہ اسے کرسی کھینچ کر پاس بٹھا گئی۔
"جی پھپھو۔! وہ محض اتنا ہی کہہ سکی تھی۔ نظریں پھر سے جھکی تھی۔ اسکی شرم و حیا دیکھ حرمین نے مسکرا کر اسکی بلائیں لیں۔

"آپ کا بیٹا کیا کر رہا ہے پھپھو۔؟ وہ جانتے ہوئے بھی معصوم بنی تھی۔ بلاشبہ عالیحان شاہ جیسے انسان کی سنگت نے اسے زیادہ کچھ تو نہیں مگر چالاکیاں ضرور سکھا دی تھیں۔

"پتہ نہیں کس بارات کا کھانا تیار کر رہا ہے۔؟ ایک گھنٹے سے گھسا پڑا ہے مجال ہے جو مجھے اندر جانے دیا ہو۔!

حرمین نے گہری سانس بھرتے اسے آگاہ کیا تھا۔ جس نے اوہ کہتے سر کو سمجھنے والے انداز میں جنبش دی۔

"پھپھو آپ تھک گئی ہونگی کب سے بیٹھی ہیں آرام ہی کر لیں۔! عنایت نے نرمی سے کہا۔ تو حرمین ہنسی۔

"اتنے سالوں کی تڑپ ہے اتنی جلدی کیسے مٹے گی بیٹا۔ جتنا بھی اسے دیکھتی ہوں ایسا لگتا ہے کم ہے۔ ابھی دل نہیں بھرا میرا۔!

نم لہجے میں کہتے وہ مسکرائی اور آنکھوں کی نمی صاف کی۔

عنایت ان کے ادھورے پن سے بخوبی واقف تھی اور شاید وہ خود ماں بننے کے احساس سے روشناس ہو رہی تھی جبھی عالیحان شاہ کو اسکی ماں سے دور نہیں کیا تھا۔

"بی ریڈی لیڈیز۔ بریک فاسٹ از ریڈی۔! اسکی گھمبیر آواز پر وہ دونوں ہی چونک کر سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

جس نے اپیرن اتارتے ایک طرف رکھا۔ اور اب ٹرے میں ڈشز دکھتے باہر نکلا۔

عنایت نے آنکھیں چھوٹی کیے ٹیبل پر پڑی پہلی ٹرے کو دیکھا۔ وقت تو گیارہ بج چکے تھے اور اسے بھوک بھی زوروں کی لگی تھی۔

واؤ۔! ٹرے میں موجود بریانی، املی کی چٹنی، اور، گول گپوں کو دیکھ عنایت کی رالیں بس ٹپکنے ہی والی تھی جب دوسری ٹرے نے اسے اپنی طرف دیکھنے پر مجبور کیا۔

عالیحان شاہ نے ایک سرسری سی نگاہ اس شدید ترسی ہوئی مخلوق پر ڈالی اور پراسراریت سے مسکراتے وہ واپس مڑا

۔

"ہائے اللہ جی۔! دوسری ٹرے میں فریش گلاب جامن، آئس کریم، سموسہ چاٹ کو دیکھتے اسکا ہاتھ بے اختیار آگے بڑھا۔

"ہاتھ پیچھے کرو۔"!

جب وہ اچانک سے نازل ہوا۔ اسکے بڑھے ہاتھ پر چپت لگاتے وہ غصے بھرے انداز میں بولا۔

تو عنایت نے معصومیت سے اسے دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہو کیا جان لو گے یہ تڑپا کے۔؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"یہ تمھارا بریک فاسٹ ہے۔! سپاٹ مگر سرد لہجے میں کہتے اسنے ہاتھ میں پکڑی تیسری ٹرے اسکے سامنے رکھی۔ جس میں فریش سینڈوچ، آملیٹ، فروٹس اور جوس تھا۔ عنایت نے آنکھیں رگڑ کر سر اُٹھائے اسے دیکھا جو اسکے سر پر ہی کھڑا تھا۔

مگر بظاہر وہ ڈشز نکال کر حرمین کے آگے سجا رہا تھا۔

"عع عالیجان مم میں نے تو۔! وہ اپنے ساتھ اتنا سوتیلوں والا سلوک دیکھ معصومیت سے بولی۔

جانتی تھی غصہ کیا تو کچھ بھی نہیں ملے گا۔

مام آپ بریانی چیک کریں۔ میں آئس کریم ریفریجٹر میں رکھ آتا ہوں۔ بعد میں کھائیں گے میلٹ ناں ہو جائے !۔

عنایت کی عرضی کو سرے سے اگنور کرتے وہ آئس کریم کی ڈشز اُٹھائے دوبارہ کچن میں موجود ریفریجٹر کی طرف گیا۔

"یہ سب تو میں نے بنوایا تھا میں یہی سب کھاؤں گی۔!

اسکی ضد بھری آواز پر عالیجان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جس کی انکھوں میں موجود آنسوں بس بہنے ہی والے تھے۔

"آپ سے کس نے کہا یہ سب کچھ آپ کے لیے بنایا گیا ہے۔؟ پاپا کی اینجل۔؟ وہ ٹونٹ کرنے والے انداز میں کہتا آنکھوں میں جیت کی چمک سمیٹے مڑا اور حرمین کے قریب کرسی کھینچتے ان کے پاس بیٹھا۔

"پھپھو۔!

عنایت نے پینترا بدل۔

"عالی بیٹا کھا لینے دو۔ بچی کا کتنا دل چاہ رہا ہے۔!

حرمین نے اسکی پشت سہلائی۔ جس نے سر کو زور زور سے اثبات میں ہلایا۔

"عالیجان نے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور پھر پیار سے اپنی ماں کو دیکھا۔۔

"یہ سب میں نے پہلے بھی بہت بار بنایا ہے مام۔ مگر آج ان کا ٹیسٹ سب سے الگ ہے کیونکہ آج میں نے اسپیشل اپنی مام کے لئے بنایا ہے۔ "!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور جہاں تک اس کی بات ہے۔یہ اپنی ڈائٹ کے مطابق کھائے گی۔ویسے بھی ڈاکٹر نے سختی سے منع کر دیا ہے۔ کہ کوئی اوٹ پٹانگ چیز نہیں کھانی۔!

عالیجان شاہ نے نیلی چمکتی آنکھوں سے اس دیکھتے اب کی بار ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے کہا۔

توعنایت سلگ کر رہ گئی۔بس نہیں تھا کہ کوئی ڈنڈا اٹھا کر اسکا سر پھوڑ دیتی۔

"وہ جو یہ سمجھ رہی تھی اتنی ڈشز اس کے لئے بنی تھی اب ایک دم سے کھانے سے دل اچاٹ پڑ گیا۔

"عالی تھوڑا تھوڑا کھا لینے دو بچی ہے۔ویسے بھی آئندہ سے خیال رکھے گی۔! حرمین بھتیجی کی کیفیت سے بخوبی واقف تھی۔

جبھی بیٹے کو پھر سے سمجھانا چاہا۔

"مام اسے چھوڑیں آپ کھائیں۔وہ عنایت کو سرے سے اگنور کرتے ماں کی طرف متوجہ ہوا تھا۔عنایت لب بھینچے بیٹھی رہی تھی۔یہاں تک کہ تھوڑی ہی دیر میں حرمین بھی بیٹے کو سمجھانے میں ناکام ہوتی ہلکا پھلکا سا کھا کر روم میں چلی گئی۔

عنایت پاؤں پٹختے اٹھی اور غصے سے لان کی طرف گئی۔

عالیجان شاہ نے لب دانتوں تلے دبائے اسکی پشت کو دیکھا اور پھر سر جھٹک کر ساری ڈشز جو کہ زیادہ تر ویسی ہی پڑی تھیں۔سمیٹ کر کاؤنٹر پر سجائی۔اور ایک نگاہ مڑ کر لان کی طرف دوڑائی۔

موبائل فون نکالتے اسنے بنا کوئی نمبر ڈائل کیے کان سے لگایا۔

" ہممممم۔آج بہت بزی ہوں میں ایسا کرو واڑا دو سالے کو۔!

جینز کی پاکٹ میں ایک ہاتھ پھنسائے وہ عین اسکے سامنے رکتے بلند آواز میں بولا۔

"جلاد کہیں کا۔! ناک کے چھوٹے سے نتھنے پھلائے اسے دیکھ کر ہنہہ کرتی رخ موڑ گئی۔

ہاں چلو میں نکلتا ہوں۔تم سے نہیں ہوگا کچھ بھی۔کیا باہر ہی ہو۔؟ رکو میں آرہا ہوں۔؟ بنا ایک غلط نگاہ اپنی شعلہ جوالہ بنی بیوی پر ڈالے وہ تیزی سے باہر کی طرف گیا۔عنایت نے گھور کے اسکی پشت کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا۔

مزید دو منٹ آگے پیچھے ٹہلتے جب بھوک برداشت سے باہر ہوئی تو وہ دبے پاؤں اندر گئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک بار ٹیبل پر پڑی ٹرے اٹھائی تو للچاتی نگاہیں سامنے کاؤنٹر پر موجود ان ڈشز پر گئی۔ جو ہمک ہمک کر جیسے اسی ہی بلا رہی تھی۔

"جلاد تو چلا گیا اب اسے کون بتائے گا میں نے کیا کھایا۔؟ وہ زیر لب بڑبڑائی اور اپنی ہی سوچ پر خود کو شاباشی دیتے دوپٹہ اچھے سے کس کر گردن سے نکالتے کمر پر باندھا اور دونوں بازو کہنیوں تک یوں چڑھائے جیسے کوئی بڑی جنگ فتح کرنے جا رہی ہو۔ء

ہائے بریانی۔گلاب جامن۔املی کی چٹنی۔کیا کیا کھاؤں۔!" للچاتی نگاہوں سے ان ڈشز کو آنکھوں سے ہی نگلنے کی کوشش کرتی وہ ہاتھ بری طرح سے مسلنے لگی تھی۔

اور پھر جب صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔ہاتھ بڑھاتے بریانی کو ایک پلیٹ میں نکالا۔دو سے تین بائٹ کے بعد اسکا دل نہیں چاہا تھا۔"نکمہ کہیں کا اس سے اچھی بریانی تو ہمارا رشید بنا لیتا تھا۔!" وہ اپنے کک کو یاد کرتی بریانی جو بے حدّ لذیذ بنی تھی اسے بری طرح سے فیل کرتی اب گلاب جامن کی طرف بڑھی۔

"ٹھیک ہی ہیں گزارے لائک۔! ناک چڑھاتے تین سے چار گلاب جامن گٹک کر اس کا دل بھرا تو وہ انہیں بھی فیل کر گئی۔!

اور اب کی بار بنا کسی ڈش کی چمکتی نہار جاتی نگاہوں سے املی کے باؤل کو گھورے وہ شہادت کی انگلی باؤل میں ڈِپ کرتی ہونٹ پر لگا گئی۔

جو بہت زیادہ کھٹی اور چٹ پٹی بنی تھی۔"افففففف۔ہائے یہ کتنی مزے کی ہے۔! سرور سے سانس کھینچتی وہ زبان سے ہونٹوں پر لگی املی صاف کرتی دلکشی سے مسکرائی اور پھر وہی انگلی باؤل میں ڈالی اور پھر منہ میں ڈال دی۔

اب جب صبر ناں ہوا تو اسنے چاروں انگلیاں باؤل میں ڈالتے باؤل کو کسی بچے کی طرح دوسرے ہاتھ میں اٹھایا۔ مزے سے گردن دائیں بائیں ہلاتی وہ مزید دو سے تین بار یہی عمل دہرا کر اب پھر سے ہاتھ منہ میں ڈالتی واپسی کو مڑی۔ارادہ روم میں بیٹھ کر مزے سے کھانے کا تھا۔

مگر جیسے ہی وہ مڑی۔نگاہیں سامنے ہی دیوار سے ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے خود کو دیکھتے اس دیو پر گئی۔تو عنایت کا سانس جیسے رک سا گیا ہو۔

وہ ہاتھ منہ میں ڈالے ہی جیسے پوری کی پوری روبوٹ کی طرح فریز ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وووووووووہ عع عالیحان۔ی املی۔! وہ ہکلائی۔ چہرے پر بلا کی معصومیت سجائے کہا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے جو اسے دیکھنے کی روادار نہیں تھی اب اسکی چاپلوسی پر ایبرو اچکاتے عالیحان شاہ نے سر کو پورا ہلایا جیسے۔کہا ہو ہاں یہ املی ہی ہے۔!

"وووہ میں جا رہی تھی۔تت تو املی نے مممجھے بلایا۔نن نہیں مم مطلب مم میں نے اسے کھالیا۔!۔

اسکے چہرے پر سنجیدگی دیکھ وہ تقریباً حالی ہوا باؤل اسکے سامنے کرتے بولی اب کی بار خوف سے وہ مسکرا بھی نہیں سکی تھی۔

عالیحان شاہ جیسے ہی سیدھا ہوا۔تو عنایت نے آس سے پھپھو کے دروازے کو دیکھا جو بند تھا اور پھر بس آنکھوں میں تیزی سے نمی آئی تھی۔

"اسکے قریب آتے قدموں کو دیکھ کر ہی عنایت کا سانس رک سا گیا تھا۔

"عع عالی پپ پلیز میں نے نہیں کھایا بلی کھا گئی تھی۔میں اسے بھگانے آئی تھی۔!

اس کے قہر کا سوچتے ہی اب کی بار نیا جھوٹ بولا تھا۔

جس کا بنا کوئی اثر لیے۔عالیحان شاہ ایک دم سے اسکے قریب ہوا تو عنایت نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔

کاؤنٹر سے لگی اپنی پشت کو دیکھ وہ اب سہی معنوں میں خوف زدہ سی سانس روک چکی تھی۔

جب عالیحان نے بنا کچھ کہے اسے نرمی سے کمر سے تھامے کاؤنٹر پر بٹھایا۔دونوں ہاتھ مضبوطی سے اسکے دائیں بائیں جمائے وہ اسکی گھنی لرزتی پلکوں کو دیکھ اپنی گہری مسکراہٹ سمیٹے ایکدم سے سنجیدہ ہوا۔دل بے ساختہ ہی ان پلکوں کو چھونے کو بے چین ہوا تھا۔مگر وہ عالیحان شاہ ہی کیا جو دل کی مان جاتا۔

"اچھا تو مجھ سے اچھی بریانی رشید بناتا ہے۔! سرسراتے ہوئے سے لہجے میں اسکے معصوم مکھڑے کو نظروں کے حصار میں رکھتے اسنے گھمبیر تا سے پوچھا۔

"عنایت نے بمشکل سے حلق سے تھوک نگلا تھا۔مطلب وہ سن چکا تھا۔

"نن نہیں تو رشید کون رشید۔؟ تم تو ماسٹر شیف سے بھی اچھی بناتے ہو بریانی۔!

ہممممم۔ایسے مسکرائی جیسے کسی نے کہا ہو ہنسو ورنہ مار دی جاؤ گی۔

اور گلاب جامن۔بس ٹھیک ہی تھے۔؟

نیلی آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ چہرہ اسکے چہرے کے مزید قریب ترلے جاتے استفسار کرتا عنایت کی جان پر بن آیا تھا۔

"نہیں۔مم میں نے تو کہا تھا بس ٹھیک نہیں۔بہتتت ٹھیک بنے ہیں۔!

اسکے نئے جھوٹ پر عالیجان شاہ نے سمجھنے والے انداز میں سر کو جنبش دی۔

"اور یہ املی کس بلی نے کھائی۔!

دو انگلیوں سے اسکی جھکی تھوڑی کو اٹھائے وہ چہرے کو قریب سے دیکھتے بوجھل آنچ دیتے لہجے میں پوچھنے لگا۔

عنایت کے لئے اب مزید یہاں بیٹھنا محال ہو رہا تھا۔اس سے تو اچھا تھا وہ جوس اور سینڈوچ ہی کھا لیتی۔

"بلی تو بھاگ گئی میں نے نام نہیں پوچھا۔!

اب کی بار پٹ سے اپنی سیاہ جھیل سی گہری آنکھیں کھولے اسنے معصومیت سے کہا تھا۔

" ہمممم۔جس دن ملی اس دن چھوڑوں گا نہیں اس بلی کو میں۔!بھاری ہاتھ سے اسکے چہرے کو تھامے وہ پراسراریت بھرے انداز میں بولتا عنایت کا سانس خشک کر گیا۔

عنایت ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگی۔جو اب جینز سے رومال نکالتا اسکے گالوں کو صاف کرنے لگا تھا۔

چہرہ دھونکنی کی مانند سرخ پڑ گیا تھا۔سینے میں موجود وہ خون کا لوتھڑا ایسے دھڑک رہا تھا جیسے باہر آنے کو بیتاب ہو۔!

عنایت اسکے بدلتے روپ دیکھ رہی تھی۔جو کبھی تو موم کی طرح نازک ہو جاتا تھا کبھی پتھر جیسا سخت۔

اب کی بار وہ جھکا اسکی انگلیاں صاف کرنے لگا۔

"کیا ارادہ ہے دل آ گیا ہے کیا اپنے شوہر پر۔روم میں چلیں۔!وہ جھکے سر سمیت اسکے ہاتھ صاف کرتے بے باک سے لہجے میں بولا تو عنایت کا چہرہ غصے اور شرم سے دہکا۔

"استغفرُللہ۔!وہ جان بوجھ کر کڑوا منہ بناتی رخ موڑ کر بولی۔

"استغفرُللہ نہیں ایسی صورت میں لڑکیاں الحمداللہ کہتی ہیں پاگل لڑکی۔کیا کیا سمجھانا پڑے گا تمھیں۔!

اپنا بھاری ہاتھ اسکی پشت پر پھیلائے اسے نرمی سے نیچے اتارتے وہ کان میں جھکتے گہرے لہجے میں بولا۔تو عنایت کو جیسے چپ سی لگی تھی۔

اس بدتمیز انسان سے کچھ کہنا مطلب اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارنا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مجھے پاپا سے ملنے ہے میں گھر جاؤں۔! اب کی بار وہ مدعے پر آئی۔اسکا ارادہ تھا ایک دو دن وہاں جا کر رہ آئے۔

"پاپا کو بھول جاؤ۔اب شادی ہو چکی ہے تمہاری لٹل اینجل۔جاؤ فریش ہو کر بڑی چادر لے کر آؤ۔ہم شاپنگ پر جا رہے ہیں اور تمہارا چیک اپ بھی کروانا ہے آج۔!

وہ بے لچک لہجے میں بولتا بنا اسے کچھ مزید کہنے کا موقع دیے باہر کی طرف نکلا۔

پیچھے وہ پاؤں پٹختے بری طرح سے منہ پھلائے دوبارہ سے روم کی طرف گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وٹ دی ہیل آر یو سیئنگ۔؟ کیسے بھاگ سکتا ہے وہ کمینہ۔؟ اتنی ٹائٹ سیکیورٹی کے باوجود بھی وہ بھاگ گیا۔!

بالوں کو ہاتھ میں جکڑتے انیل غصے کی انتہاؤں پر تھا۔

گردن کی ابھری رگیں اسکے غصے کی عکاسی کر رہی تھیں۔جس انسان کو پکڑنے کے لیے وہ آتی دور سے بھاگا آیا تھا آج اچانک اسکے اپنے گارڈز یہ کہہ رہے تھے کہ بہرام بھاگ گیا تھا۔

یہ بات وہ کیسے برداشت کر لیتا۔؟ڈھونڈو اسے زیادہ دور نہیں گیا ہو گا وہ۔اور اسے گولی مت مارنا ہمیں وہ زندہ چاہیے گاٹ اٹ۔!

ایک ایک لفظ پر زور دیتے وہ ایکدم سے کال کاٹتے جگہ سے اٹھا۔لیپ ٹاپ آف کرتے اسنے گروپ میں سبھی کو یہ میسج بھیجا تھا۔

ماہ ویر آنلائن ہی تھا جس نے اسے جلدی سے آنے کا کہا۔جس پر انیل اوکے کہتے اپنی ریلوالور اٹھائے روم سے نکلا۔

"انیل بیٹا کہاں جا رہے ہو۔؟ یہاں آؤ کچھ پوچھنا ہے مجھے تم سے۔! آج شام کو کو اسکی رخصتی کا چھوٹا سا فنکشن ہونے والا تھا۔

حیا کے پاس ہی امبر بیٹھی ہوئی تھی۔جسے حیا پارلر بھیجنا چاہتی تھیں تاکہ وہ زیادہ نہیں تو کچھ حد تک تیار ہو جائے۔

"مام پلیز اس وقت نہیں مجھے ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں آکر بات کرتا ہوں۔!

انیل نے عاجزی سے کہا تو حیا چونکی۔

"کیا مطلب۔؟آج تمہاری رخصتی ہے اور تم نے آج کے دن بھی اپنی ڈیوٹی سے آف نہیں لیا۔!

حیا نے سختی سے اس سے باز پرست کیا۔کیونکہ وہ بارہا اسے کل سے حکم دے چکی تھی کہ وہ رخصتی کے دن سارا دن اور رات گھر رہے گا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مام پلیز یار بات سمجھیں آپ۔جانا ضروری ہے۔! انیل نے بے بسی سے کہا۔

"امبر کو پارلر لے کر جانا تھا اور تم تمہیں تو کام سے ہی فرصت نہیں۔ !

حیا نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے گھورا۔

جس کے ایک نگاہ پیچھے بیٹھی امبر پر ڈالی۔

جو خاموش بیٹھی تھی۔

"رخصتی ہی تو ہو رہی ہے۔مام زیادہ تام جھام مجھے ویسے بھی پسند نہیں۔آپ گھر پر ہی ہلکا سا تیار کر دیجیے گا۔!

وہ سرسری سے انداز میں بولتا بنا رکے باہر نکلا تھا۔

پیچھے بیٹھی وہ معصوم لڑکی۔جس کے دل میں انیل علوی کے لئے جذبات ابھرے بھی نہیں تھے صحیح سے۔اپنی بے عزتی پر وہ بھیگی آنکھوں سمیت اٹھتی بھاگ کر اپنے روم کی طرف گئی تھی۔

حیا نے حیرت سے بیٹے کی پشت کو دیکھتے پھر بند دروازے کی آواز پر امبر کو دیکھا

۔جو صوفے پر نہیں تھی بلکہ روم میں لاکڈ ہو چکی تھی۔

"امبر کی اداسی اور بیٹے کے برے رویے نے حیا کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

گہری سانس بھرتے وہ انیل سے تفصیلی بات کرنے کا سوچ خود اپنے روم کی طرف گئی انہیں بھی ڈھیروں کام نپٹانے تھے۔جو ابھی باقی پڑے تھے۔

Episode 106

"اچانک کروٹ بدلنے پر بازو میں درد کے احساس سے وہ سسکتے ہوئے نیند سے بوجھل سرخ ہوئی آنکھیں کھولے پھر سے الٹی طرف کروٹ کے بل ہوتے لیٹی۔

نیم وا ہونٹوں سے ایک نگاہ گردن موڑ کر اپنے بازو کو دیکھا۔آہستہ آہستہ دماغ بیدار ہوا تو اسے یاد آیا کہ بازو میں کل چوٹ آئی تھی جس وجہ سے اب تک درد تھا۔

کلسمندی سے اونگھتے وہ ہمت کرتے اٹھ بیٹھی۔ایک تنبیہی نگاہ اس بڑے سے روم پر دوڑائی۔جو واقعی بے حد نفیس اور عمدہ تھا۔کمفرٹر سے نکلتے اسنے کبرڈ سے ایک لیڈیز ڈریس نکالا۔

کل رات ہی وہ جان چکی تھی کہ یہاں کوئی لیڈی بھی رہ رہی تھیں۔جبھی وہ لیڈیز ڈریس میں تھی اب تک۔! ابیر کہیں بھی نہیں تھا۔جلدی سے شاور لینے کا سوچتے وہ بھاگ کر واشروم میں گھسی۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کافی کا مگ تھامے وہ بیرونی جانب بنی لکڑی کی سٹیر ئیز کے دونوں اطراف میں موجود ریلنگ کی ایک سائیڈ پر کھڑا پلر سے ٹیک لگائے سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

دھوپ کا کوئی نام ونشان تک نہیں تھا البتہ اندر کے مقابلے میں باہر سردی انتہا کی تھی۔

شہدرنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے ابیر نے اسکے سر کے بالوں سے لے کر اسکے پیروں تک مشاہدہ کیا۔

جس میں اسے حیرت سی ہوئی۔ بھوری آنکھیں سکیڑ کر وہ ایک پل کو فریز سا ڈیول کے پاؤں کی کٹی انگلی کو دیکھتا رہ گیا۔اور پھر جب اسکے پورے وجود پر نگاہیں دوڑائی۔

تو اسکے ہاتھ کی ایک انگلی بھی سرے سے غائب تھی۔اب کی بار ابیر علوی کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

دل کی بجائے دماغ سے سوچتے وہ بھاگ کر باہر نکلا۔ سیڑھیاں عبور کرتے وہ داہنی جانب بنے خوبصورت سے لان میں پش اپس مارتے ڈیول تک گیا۔

جو اسکی موجودگی کو کب سے محسوس کر کے بھی اسے نظرانداز کر رہا تھا۔

"نام کیا ہے تمہارا۔؟ابیر علوی نے سیدھا مدعے کی بات کی۔وہ پہلے کیوں نہیں سوچ پایا تھا۔؟

اس لڑکے کی شکل وصورت،آنکھیں سب کچھ تو عنایہ جیسا تھا۔پھر وہ کیسے نہیں سمجھ پایا کہ شاید خدا نے ہی کوئی کرشمہ کیا ہو۔!

"ڈیول بنا کوئی جواب دیے اپنے کام میں مشغول رہا۔جب ابیر نے اسے پھر سے پکارا۔

"میں ہر ایرے غیرے کو اپنا نام نہیں بتایا کرتا۔!" سرسراتا ہوا سا سرد لہجہ تھا۔ابیر نے جبڑے بھینچے اسے گھورا۔

دل چاہا کہ کوئی چیز اٹھا کر دے مارے اس سرپھرے انسان کو۔

"نام تو تمہیں بتانا ہی پڑے گا۔ مسٹر ایکس وائے زی۔ بہتر ہو گا کہ شرافت سے بتا دو۔ کیونکہ بحث کرنا یا اپنی بات دہرانا مجھے قطعی ناپسند ہے۔!

اب کی بار ابیر علوی کے سرسراتے ہوئے لہجے پر ڈیول نے خون آشام نگاہوں سے گردن موڑ کر اس شخص کو دیکھا۔

جو ڈائریکٹ اس سے الجھ رہا تھا۔" جانتے بھی ہو کس سے بات کر رہے ہو تم لڑکے۔؟اب کی بار وہ قلہ بازی مارتے ایک دم سے کھڑا ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پسینہ پانی کی طرح اس قدر سردی کے باوجود بھی اسکی گردن اور سینے پر تیر رہا تھا۔

غصے کے سبب اسکے حسین چہرے پر سرخی چھا چکی تھی۔

بھوری آنکھوں میں غضب ناک تیور سمیٹے وہ ابیر علوی سے جواب دہ تھا۔

جس نے ہنس کے اسے مزید سلگایا۔

"فل حال کے لیے ہمارا تازہ تازہ بناری لیشن سالا بہنوئی کا ہے۔! بھول گئے میری بیوی تمہاری سگے سے بھی زیادہ سگے والی بہن ہے۔!

ابیر نے پینترا بدلتے اسکی بات اسی پر الٹ دی۔ڈیول نے بغور اسکے حسین چہرے کو دیکھا تھا۔

جو کچھ زیادہ ہی فریش نظر آرہا تھا۔قد کاٹھ ڈیول سے میل کھا رہا تھا۔پرکشش نقوش، حسن سے زیادہ مغروریت جھلکا رہے تھے۔جو کہ ابیر علوی کی شخصیت کا خاصا تھی۔

ہلکی براؤن شیو قدرے بڑھی ہوئی تھی، شہد رنگ بال اب تک بھیگے ہونے کے سبب ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے اسکی شخصیت کو چار چاند لگا رہے تھے۔

ڈیول نے منٹوں میں اسکا تنقیدی جائزہ لیا۔

"اگر میں عین کا سگا بھائی بن گیا تو سب سے پہلے اسے تجھ سے الگ۔!

شٹ اپ یو میڈ بوائے۔! ابیر علوی غصے کی انتہاؤں پر بنا آؤ دیکھے ناں تاؤ۔ڈیول پر چڑھ دوڑا تھا۔

ایک جھٹکے سے اسکا گریبان تھامے وہ غرا کر بولتا ڈیول کو ابرو اچکانے پر مجبور کر گیا۔

"پورمین۔ تمہیں میرے گریبان کو نہیں پکڑنا چاہیے تھا۔! بھاری سرد لہجے میں کہتے وہ ایک پل میں اپنی سیاہ ہوئی آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑھے ایک جھٹکے سے ابیر علوی کی گردن کو دبوچتے اسے گھمائے اسکی گردن کو اپنے مضبوط بازو سے دبوچ گیا۔

"اہہہ۔ہمت ہے تو چھوڑ کمینے۔! کندھا ڈیول کے وجود سے لگتے ہی اسے شدید درد کا احساس ہوا۔مگر اگلے ہی لمحے وہ نفرت سے چلاتا اسکی گرفت سے نکلنے کی کوشش میں دھاڑا۔

ڈیول کو چاہ کر بھی اس شخص پر غصہ نہیں آرہا تھا بلکہ وہ اسے مات دے کر مسرور سا محسوس کر رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر علوی اسکی اکیس سالہ زندگی میں آنے والا وہ پہلا شخص تھا جسنے سید ھاڈیول کے گریبان کو جکڑا تھا۔اگر اسکی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس وقت تک ڈیول اسکے ٹکرے ٹکرے کر۔دیتا مگر جانے کیوں اسے اس شخص پر غصہ نہیں آیا تھا۔

شاید اسکی وجہ ابیر کا بیوی کے لئے پاگل پن اور جنون تھا، جو وہ پہلی ہی نظر میں بھانپ گیا تھا۔

"سوچو اگر وہ سچ میں تم سے دور ہو گئی تو کیا کرو گے۔!ڈیول نے مسکرا کر اسکے کان میں جھکتے پر اسراریت سے پوچھا۔

"ابیر علوی جو اس وقت ڈیول کو مارنے کے درپر تھا۔اسکی بات پر اسکی شریانیں غصے کی زیادتی سے مزید پھول گئی تھی۔

آگ لگا کے رکھ دوں گا میں اس شخص کو۔جو میری عین کو مجھ سے دور کرنے کا سوچے گا بھی۔" !

سرسراتے ہوئے سے لہجے میں وہ ڈیول کو اپنے جنون سے عیاں کرتے ایک جھٹکے سے اسکی گرفت کے ڈھیلا پڑنے پر اس سے دور ہوا۔

ڈیول نے بغور اسکے چہرے کو دیکھا۔جواب غصے سے تن چکا تھا۔

شاید اسے ڈیول کی بات کچھ زیادہ ہی بری لگی تھی۔

"ابیر تم یہاں ہو۔میں تمہیں۔!عنایہ جو پورے پیلس میں۔اسے ڈھونڈ رہی تھی اسکے ناں ملنے پر وہ باہر آئی تو نگاہ ابیر کی پشت پر گئی۔

مگر جیسے ہی اسکے سامنے کھڑے ڈیول کو دیکھا۔وہ ایکدم سے رکی۔

آنکھیں چھوٹی کیے اسنے غور سے ڈیول کو دیکھا۔جواب اسی کی جانب متوجہ تھا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آیا وہ اسے بھول چکی ہے یا ڈیول اسے یاد تھا۔

"ارے تم۔؟پارٹنر۔بھیا۔!ابیر نے جیسے ہی گردن ترچھی کیے عنایہ کو دیکھا۔اسکی نگاہیں اپنے بجائے ڈیول پر پاتے ناچاہتے ہوئے بھی اس کا دل عجیب سا ہوا۔

مٹھیاں بھینچ کر وہ اسکے کھلے کھلے شاداب چہرے کو بغور دیکھنے لگا۔جو آج ضرورت سے زیادہ ہی حسین لگ رہی تھی۔وائٹ کلر کی خوبصورت سی پوشاک میں وہ کسی مومی گڑیا جیسی ہی لگی تھی ابیر کو۔گہری سانس بھرتے وہ اسے سپاٹ چہرے سے دیکھے گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو بھاگ کر ڈیول کے قریب گئی۔اپنے اگنور ہونے پر جبڑے بھینچے،ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے وہ عنایہ کی پشت کو گھورے گیا۔ جس کے بھورے بال چھوٹے سے سٹالر کی حدود سے باہر کمر پر استحقاق سے پھیلے ہوئے تھے۔

"ارے پارٹنر تم یہاں کیسے۔؟ حیرت و اشتیاق سے پھیلی بھوری حسین نگاہوں سے عنایہ نے گردن اٹھائے ڈیول کو دیکھ کر پوچھا۔

جس کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ امڈی تھی۔اسنے ایک نگاہ پیچھے کھڑے ابیر پر ڈالی۔

جیسے کہا ہو دیکھ لو عین جانتی ہے مجھے۔!

"میری بہن خطرے میں تھی مجھے تو آنا ہی تھا۔! کندھے اچکاتے وہ عنایہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ابیر کو سنانے والے انداز میں لفظوں پر زور ڈالے بولا۔

"ابیر۔ابیر تمہیں پتہ ہے یہ میرے نئے والے بھیا ہیں۔پہلے بھی اس نے مجھے سیو کیا تھا۔اور آج پھر سے۔اور۔!

عین روم میں جاؤ۔! ابیر نے سرد نگاہوں سے اسے وارن کیا۔

جو ایک پل کو اسکے چہرے کے خطرناک تاثرات دیکھ کر ٹھٹکی مگر پھر سر جھٹکا۔

"عین تمہارا شوہر تو بڑا ہی کوئی بدلحاظ اور بے مروت انسان ہے۔ذرا سی تمیز نہیں اسے۔!

ڈیول نے سر جھٹک کر جیسے ابیر کو سنایا تھا۔جو کاٹ دار نگاہوں سے اسے گھورنے لگا۔

"ایسا تو نہیں ہے۔ابیر تو بہت اچھے ہیں۔! عنایہ چہک کر بولی۔

تو ابیر کے ائبرو اچکاتے اسے دیکھا۔

"اپنے اس نقلی بھائی کو اچھے سے بتا دو عین۔کہ میرے سوا تمہیں کوئی بھی عین نہیں کہہ سکتا تو آئندہ یہ غلطی مت دہرائے۔!

سرد نگاہوں سے ڈیول کو دیکھتے ابیر نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا۔

عنایہ نے گھوم کر ابیر کو دیکھا مگر اسکے چہرے پر چھائی سرد مہری دیکھ عنایہ نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے ڈیول کو دیکھا۔

جس کا چہرہ ابیر کی طرح ہی سرد ہوا تھا۔اور اعصاب تنے ہوئے تھے۔

"ویسے میرا نام کیسے پتہ تمہیں۔؟ عنایہ نے گلا کھنکھارتے ہوئے ان دونوں کے بیچ دیوار بنتے ڈیول سے پوچھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس نے نگاہیں جھکا کر عنایہ کو دیکھا اور گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

"بہن کا نام کیا بھائی کو نہیں معلوم ہو سکتا۔! چلو باہر ٹھنڈ ہے تم بیمار پڑ جاؤ گی۔! عنایہ کے بازو کو تھامے ڈیول بنا ابیر کے تاثرات کا اثر لیے وہ عنایہ کا بازو تھامے اندر کی سمت بڑھا۔

"ہاتھ چھوڑ عین کا۔! سرد برفیلے لہجے میں کہتے اسنے تیزی سے عنایہ کو کلائی سے جکڑتے اپنی طرف کھینچا۔ مگر اسکا ہاتھ ڈیول کے ہاتھ میں تھا جس وجہ سے وہ جگہ سے ہل بھی نہیں سکی۔

"کیا کر رہے ہو تم دونوں۔؟ ابیر۔؟ عنایہ نے آنکھیں پھاڑے پہلے شوہر کو دیکھا پھر اپنے نئے نویلے بھائی کو۔ دونوں میں سے ایک بھی صلح کے موڈ میں نہیں تھا۔

"ہمت ہے تو چھڑا لو۔! سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتے ڈیول نے عنایہ کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی۔

"اہہہ۔! اس سے پہلے کہ ان دونوں میں سے کسی کا کوئی بھی سخت رد عمل ظاہر ہوتا۔ اچانک عنایہ درد سے سسکی۔! ء

جس پر وہ دونوں ہی بے چینی سے آگے بڑھے تھے۔

"عین کیا ہوا۔ دکھاؤ مجھے۔! نہیں عین مجھے دکھاؤ کہاں پین ہے۔؟ ابیر کی کہی بات کو دہراتے ڈیول جھٹ سے عنایہ کا بازو تھام گیا۔

شٹ اپ گائیز۔ پاگل کر کے رکھ دیا ہے تم دونوں نے مجھے۔ ایسا کرو پہلے جھگڑ لو اچھے سے پھر مجھے دیکھ لینا۔! غصے سے سرخ چہرے سمیت وہ دونوں کو گھورتی پیر پٹخ کر اندر کی طرف بڑھی۔

اسکی پشت کو دیکھتے ڈیول اور ابیر دونوں نے ہی ایک دوسرے کو کھا جانے والی نگاہوں سے گھورا اور اگلے ہی لمحے وہ دونوں پھر سے گھتم گھتا ہوئے تھے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اسے آنے میں کافی دیر ہو چکی تھی۔ بہرام کہی بھی نہیں ملا تھا اور اوپر سے امن نے فون کر کے اسے سخت کھری کھری سنا ڈالی تھیں۔

جس کی وجہ سے وہ اپنی ٹیم اور ماہ ویر کو آپریشن جاری رکھنے کا کہہ کر خود واپس لوٹ آیا تھا۔

السلام علیکم۔! لاؤنج میں قدم رکھتے ہی اسنے سامنے موجود ساری فیملی پر ایک گہری نگاہ ڈالتے سب کو یکساں سلام کیا۔

وعلیکم السلام۔ آ گئی یاد کہ آج تمہارے گھر پر کوئی تقریب ہونا تھی۔؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

امن کی کھنکتی طنز بھری آواز پر انیل نے نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبایا۔

سیاہ آنکھیں اٹھائے اسنے سامنے دیکھا۔ جہاں ویام کاظمی، عیناں، الایہ، اذلان، امن، حیا موجود تھے۔

انیل نے مدد طلب نگاہوں سے ماں کو دیکھا۔ جو خاصی خفا تھی جبھی انیل کے دیکھنے پر ہی نگاہیں پھیر گئی۔

"جانتے تو ہیں آپ کام ہی ایسا ہے۔ پھر بھی معذرت خواہ ہوں میں۔ چلیں میں فریش ہو جاتا ہوں آپ قاضی کو بلا لیں۔!

مسکرا کر کہتے وہ اپنی طرف سے رضامندی دیتے اپنے روم کی طرف گیا۔

"کول ڈاؤن امن۔ جانتے تو ہو۔ کتنی سخت ڈیوٹی ہے اسکی۔ اوپر سے ابیر کے جانے پر اوپر سے زیادہ پریشر آن پڑا ہے اس پر۔ کیونکہ کہی ناں کہی سب کو شک ہے انیل بھائی کا سپورٹ ناں کریں۔!

ویام نے امن کا کندھا تھپکتے اسے سمجھایا۔ جس نے کلس کر پہلوئں بدلا۔ اس اولاد نے مجھے کچھ کم ذلیل نہیں کیا ویام۔ شکر ادا کرو خدا نے تمہیں بیٹا نہیں دیا۔ ویسے بھی عالیجان اور ابیر جیسے داماد پا کر کسر کو نکل ہی گئی ہو گی ساری تمہاری۔!

پہلوئں بدلتے وہ جل کر بولا تو ویام نے سرد سانس فضا کے سپرد کی۔ لب سختی سے بھینچے تھے۔

وہ پہلے بھی بات کرنا چاہتا تھا ابیر اور عنایہ کے متعلق مگر امن کو پہلے سے پریشان دیکھ کر اسنے ابیر کی حرکت کی بابت اسے بتانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

"اچھا چھوڑو چلو ہم قاضی صاحب کو لے آتے ہیں عیناں، تم لوگ جاؤ سبھی اندر امبر کے پاس۔!

ویام کے کہنے پر وہ تینوں ہی اٹھ کر اندر گئی۔ جہاں دوپٹے سے الجھی امبر بری طرح سے رو رہی تھی۔

الایہ گھبرا کر بیٹی کے پاس گئی۔ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے پیشانی چومتے خود سے لگایا۔

"امبر میری جان کیا ہوا۔؟ رو کیوں رہی ہو گڑیا۔؟ وہ ماں تھی اسکی۔ برسوں بعد بیٹی ملی بھی تھی تو پھر سے دور ہو رہی تھی کہنے کو کمرہ بدل رہا تھا۔ مگر شادی کے بعد تو بیٹیاں بیگانی ہو جایا کرتی ہیں۔ ماں باپ کا حق بعد میں اور شوہر کا حق پہلے آ جاتا ہے۔

امبر نے کس کے ماں کو ساتھ لگایا تھا۔ اس ڈریس میں اسکا دم گھٹ رہا تھا۔ اوپر سے اتنا بڑا دوپٹہ سنبھالے نہیں سنبھل رہا تھا۔ چھوٹے چھوٹے بال پیشانی پر ناں آئے اس کے لیے بیوٹیشن نے کلپ لگا کر بڑی مشکل سے جھومر سیٹ کر دیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

شہد رنگ آنکھوں میں نمی اس قدر غضب ڈھا رہی تھی کہ عیناں نے حیا کو سینے سے لگا یا۔ایسا وقت ہر عورت کے لئے دکھی ہوتا ہے کتنا کچھ جڑا ہوتا ہے اس منظر سے۔!

"میں تو پہلے ہی اذلان سے کہہ رہی تھی ابھی ایک دو سال رہنے دیں۔میری مانتا ہی کون ہے۔!الایہ نے سوجھی آنکھیں صاف کرتے کہا تھا۔کل رات سے وہ رو رو کر اذلان کو تنگ کر چکی تھی۔

اور اسکی ایک ہی رٹ کی وجہ سے اذلان صبح کا گیا اب رات کو واپس لوٹا تھا۔جس وجہ وہ الایہ اب تک شوہر سے خفا تھی۔

"بیٹا کیا ہوا ہے آپ رو کیوں رہی ہو۔؟ حیا نے عیناں کو تھپکتے اب اپنی بہو کو دیکھا۔جو پہلی بار مشرقی دولہن کے جوڑے میں پور پور سجی غضب ہی توڈھا رہی تھی۔

آف وائٹ کلر کا گرارا،جس پر گولڈن کڑھائی کا نفیس کام قہر ڈھا رہا تھا۔

فل بازو چوڑی دار تھے اور ایسے ہی پیچھے سے بلکل برابر گلا بنا تھا۔بھاری کا مدار دوپٹہ جس کے فرنٹ پر لگے موتیوں اور زری کا کام جوڑے کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہا تھا۔

"مام واٹ از دز۔مجھے پین کر رہی ہے یہ۔اوپر سے یہ تھان۔میں گرنے والی تھی۔پلیز میں کوئی اور ڈریس پہن لوں۔!

چھوٹی سی ناک میں سجی نتھ جو اسے تنگ کر رہی تھی اسے کھینچتے وہ چڑ کر دوپٹے کو پیچھے کی جانب پھینکتے بولی۔

تو اب کی بار وہ تینوں ہی مسکرائی تھی۔

"بیٹا کون سا روز روز ایسے بھاری سوٹ پہننا ہے آپ کو۔یہ تو دولہن کا زیور ہوتا ہے۔یہ نتھ بھی تو کتنی پیاری لگ رہی ہے۔انیل کو اچھی لگو گی تم ایسے۔!

حیا نے محبت سے اسکی پیشانی چومتے کہا تو اس کے نام پر ہی امبر کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔

تو کیا وہ آ گیا تھا۔!

اوکے۔!وہ نرمی سے سر ہلاتے بولی تو حیا نے اسے تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔عیناں بڑی چادر لے آئیں اور اچھے سے اس پر اوڑھائی۔حرمین اور عنایت کا بہت دل تھا آنے کو۔مگر عالی نہیں مانا۔وہ تو کہہ رہی تھی کہ پاپا کو کال کروں گی۔مگر میں نے روک دیا۔

ایسی حالت میں بار بار آنا جانا بھی ٹھیک نہیں۔!

عیناں نے رسان سے بتایا تو حیا اور الایہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

ہاں ٹھیک کیا تم نے۔ میں بولوں گی انیل کو ایک دو دن تک امبر کو لے جائے عنایت سے اور باقی سب سے مل لے گی۔ آخر کو اپنی فیملی سے نہیں ملے گی تو کس سے ملے گی۔!

حیا نے امبر کا پلوں سیٹ کرتے مسکرا کر کہا تھا۔ الایہ اور عیناں بھی متفق ہوئی تھی۔ جبھی دروازہ ناک کرتے امن ،اذلان اور ویام قاضی اور گواہان کے ساتھ اندر آئے تھے۔

امبر علوی جو اپنا آپ پہلے ہی انیل کے نام کر چکی تھی۔

جانے کیوں اس لمحے اسے شدید گھبراہٹ سی ہونے لگی تھی۔ گھونگھٹ کی وجہ سے اسے کچھ بھی نہیں دکھ پا رہا تھا۔ ہتھیلیاں پسینے سے عرق آلود تھیں۔

اذلان آگے بڑھ کر بیٹی کے پاس بیٹھے تو ویام نے قاضی صاحب کو صوفے پر بیٹھنے کا کہا۔

کچھ ہی منٹوں میں امبر اذلان علوی سے وہ امبر انیل علوی بن چکی تھی۔ پلکیں ایک بار پھر سے بھیگی تھی جب باپ کا شفقت بھرا ہاتھ سر پر محسوس ہوا۔ اذلان نے جھک کر بیٹی کے سر پر بوسہ دیا۔

اور نم نگاہوں سمیت وہ اٹھتے سب کے ساتھ باہر نکلے۔!

اجاب و قبول کے بعد انیل علوی مسرور سا بیٹھا تھا۔ چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ سبھی کو بے تحاشہ پیارا لگ رہا تھا۔ آف وائٹ کلر کے خوبصورت شلوار قمیض میں ملبوس وہ بلیک ویسٹ کوٹ پہنے اپنے دراز قد و قامت میں بے حد وجیہہ دکھ رہا تھا۔

حیا تو بیٹے کی بلائیں لیتے نہیں تھک رہی تھی۔

ساری ناراضگی جیسے ہوا ہو گئی تھی۔ اچھا اب ہمیں نکلنا چاہیے کافی ٹائم ہو گیا ہے۔!

گھڑی پر وقت دیکھتے ویام نے اجازت چاہی تھی۔ جس پر امن نے سر اثبات میں ہلایا اور پھر سبھی انہیں باہر تک چھوڑنے گئے تھے۔

چلو الایہ ہم بھی چلتے ہیں ریسٹ کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے بھائی چلتے ہیں اب۔! امن کو دیکھتے اذلان نے اجازت چاہی تو اسنے سر اثبات میں ہلایا۔

کہیں جانے کی ضرورت نہیں چپ چاپ اندر چلو۔ بچوں کی وجہ سے الگ شفٹ ہوئے تھے جب بچے ایک ساتھ ہیں تو ہم بھائی کیوں الگ رہیں۔؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

امن نے روعب سے کہتے اسکا ہاتھ تھاما۔ جس پر حیا انیل اور الایہ مسکرائی تھی۔

یار کون سا دور ہوں یہ تو گھر ہے میرا۔ چند قدموں کے فاصلے پر۔!

اذلان نے جیسے ٹالا تھا۔

ضرورت نہیں کسی بھی قسم کی بحث سے بھاوں سے بحث میں تم نہیں جیت سکتے۔ اب سے تم یہیں رہو گے روم صبح سے ریڈی کروادیا ہے چلو اندر۔!

امن نے گھور کر کہا تو اذلان مسکرایا۔ جانتا تھا اب بحث کرنا فضول تھی۔

اچھا ٹھیک ہے خدا حافظ۔ چلیں اب آپ بھی ریسٹ کریں۔! اذلان نے بھائی کے سینے سے لگتے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ جس پر امن نے سر کو اثبات میں جنبش دی۔

ٹھیک ہے ڈیڈ اللہ حافظ۔ صبح لیکچر لے لوں آپ کی لاڈلی کو کھانے نہیں والا میں۔! انیل باپ کا موڈ آن ہوتا دیکھ دور سے ہی ہاتھ کھڑا کرتے بولا اور بھاگ کر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

دیکھا اپنی نالائق اولاد کو۔! اسکی پشت کو گھورتے امن نے بیوی کو سنایا۔ جس پر حیا نے سرد سانس فضا کے سپرد کرتے کندھے اچکا ڈالے۔

"وقت پر کوشش کرتے تو آج ایک ناں ایک تو کام کا ہوتا۔ چلو اب بھی دیر نہیں ہوئی کیا ارادہ ہے لخت جگر ایک کوشش اور کریں۔؟

حیا کے گلے میں باہنیں وہ معنی خیزی سے بولا۔

تو حیا نے شرم سے سرخ چہرے سے اسے گھورا۔

بال سفید ہو رہے ہیں آپ کے۔ دادا بننے کی عمر میں ایسی باتیں اچھی نہیں لگتی آپ پر۔! حیا نے اسے گھرکتے ہوئے کہا تو وہ قہقہ لگاتے ہنسا۔

بال سفید ہو رہے ہیں۔ مگر میں تو جوان ہوں ڈارلنگ۔! اسنے جان بوجھ کر اسے چھیڑا جو اسکے اندازے کے مطابق اچھی خاصی چڑتی منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔

Episode 107

گھر آتے آتے اسے کافی دیر ہو گئی تھی۔ سارا کام سمیٹ کر وہ بمشکل سے دن کے دو بجے تک فری ہو پایا تھا اور بھاگ کر گھر کے لئے نکلا ایک تو عمایہ کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی اوپر سے دل و دماغ بس اسی پر اٹکا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اب بھی ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ سجائے وہ سیٹی بجاتا گاڑی سے نکلا اور عجلت بھرے انداز میں اندر داخل ہوا۔

السلام علیکم ماما۔! سیڑھیوں سے اترتے روز بیٹے کی آواز پر چونکی اور مسکرا کر اسے دیکھا۔

"وعلیکم السلام۔آ گئے تم۔تمہارا ہی ویٹ کر رہی تھی میں۔عمایہ کو لے جاؤ بیٹا ہاسپٹل۔بخار تو کچھ زیادہ ہی بڑھ گیا ہے اسکا۔ابھی چیک کر کے آئی ہوں۔ویسی ہی بخار سے تپ رہی ہے۔ناں کچھ کھا رہی ہے ناں باہر نکلی ہے روم سے۔!

روز صوفے پر بیٹھتے بیٹے کو سرسری سا آگاہ کرنے لگی۔

جس پر عائش کے ماتھے پر پہلے پہل تو کئی بل سمٹے مگر پھر سر جھٹک کر وہ اوکے کہتا روم کی طرف بڑھا۔

ناب گھمائے وہ اندر داخل ہوا۔تو کمرے میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔سامنے ہی بیڈ پر وہ سر تک کمبل تانے لیٹی ہوئی تھی۔

زوجہ۔کیا ہوا۔کیا میری یاد میں رو رہی ہو۔! اسکے لرزتے وجود کو محسوس کرتے عائش نے جان بوجھ کر اسے چھیڑا۔

اسے دیکھتے ہی وہ اندازہ لگا چکا تھا کہ میڈم رو رہی ہیں۔

"کیا ہوا دل اداس ہو گیا تھا اپنے شوہر کے بنا۔کال کر لیتی الٹے پاؤں پر دوڑا چلا آتا۔؛"

کوٹ اتارتے وہ کف کرتے اسکے قریب بیٹھا۔جو اسے مسلسل اگنور کر رہی تھی۔عمایہ۔! اب کی بار عائش نے کھینچ کر کمبل اسکے سر سے اتارتے اسے فکرمندی سے پکارا جو جھٹ سے بازو آنکھوں پر رکھ گئی۔

نازک وجود رونے سے لرزتا عائش کو بری طرح سے اٹریکٹ کر رہا تھا جبھی بنا کسی تردد کے اسنے ہاتھ بڑھاتے اسکی نازک کمر کو تھاما اور ایک جھٹکے سے کھینچتے اپنے سینے سے لگایا۔

جو بری طرح سے جھٹپٹائی مگر عائش نے آسانی سے اسے قابو کرتے گود میں بٹھائے سر اپنے کندھے سے لگایا۔

"جاؤ چلے جاؤ تم۔صبح سے ایک بار بھی یاد نہیں آئی میری اب کیا لینے آئے ہو زوجہ زوجہ کرتے کچھ نہیں لگتی میں تمہاری۔!

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی شدید غصے سے اب تک دھکم مکی جاری تھی۔

جس پر عائش نے لب دبائے گھیرا تنگ کرتے ہونٹ اسکے سر پر رکھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ایسا تو ہر گز نہیں زوجہ۔اتنی بار تو اظہار محبت کیا ہے کل رات بھول گئی کیا آپ۔" مسکراہٹ ضبط کیے وہ کمینگی سے بولا۔جانتا تھا اب عمایہ کی چلتی زبان کو بریک لگے گی۔

"کھانا کیوں نہیں کھایا تم نے۔!کندھوں سے تھامے اسے سامنے کرتے وہ آنسوں صاف کرتے محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

جس کی ناک اور گال مسلسل رونے سے سرخ ہو رہی تھی۔حسین چہرے پر پھیلی حیا کی لالی,اور عائش کے دیکھنے پر اسکا یوں خود میں سمٹ کر نگاہیں جھکانا اسے مسرور سا کر گیا تھا۔

"بھوک نہیں ہے مجھے۔!کڑوے منہ بناتی وہ ناک چڑھائے بولی۔تو عائش نے ہمممم کہتے اسکے بکھرے بال درست کیے۔

"ڈاکٹر کے پاس چلیں۔؟عائش اچھے سے جانتا تھا اسکا بخار ڈاکٹر سے ٹھیک نہیں ہونے والا۔جبھی جان بوجھ کر اسے ٹٹولا۔

"نہیں جانا مجھے ڈاکٹر کے پاس۔تم جانتے ہو۔امبر کی شادی ہو گئی وہ بھی میرے بغیر۔تم نے کل رات کو وعدہ کیا تھا تم مجھے لے کر جاؤ گے پاکستان۔مگر صبح ہوتے ہی تم بھاگ گئے آفس۔!ایسا بھی کوئی کرتا ہے۔!

آنسوں ہتھیلیوں سے رگڑتی وہ بچوں کی طرح روئی تھی۔عائش نے تاسف سے اپنی بیوی کو دیکھا اور نرمی سے اسے پھر سے ساتھ لگاتے پشت رب کی۔

وہ جانتا تھا زندگی میں پہلی بار وہ اپنوں سے دور آئی تھی اوپر اتنے عرصے سے ناں تو کسی سے بات ہوئی تھی ناں ہی کوئی اسے لے کر جا رہا تھا۔

اسی وجہ سے وہ رو رو کر خود کو ہلکان کر رہی تھی۔

جانا ضروری تھا زوجہ ورنہ کس کمبخت کا دل تھا جو اپنی بیوی سے دور جاتا۔!وہ مخمور لہجے میں پیشانی پر لب رکھتے بولا۔تو عمایہ نے دانتوں تلے ہونٹ کچلے۔

ٹکٹس ارینج کروانے گیا تھا۔اب یہ بتاؤ باقی تو سب کچھ فائنل ہو گیا ہے جانا کب ہے پانچ دنوں تک یا دس دنوں تک۔۔!

وہ شریر نگاہوں سے سنجیدہ چہرے سمیت اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا جس پر عمایہ اس کی پہلی بات پر خوش ہوئی تھی جبکہ دوسری بات پر پھر سے اداس۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اتنے دن کیوں۔؟ہم کل چلتے ہیں ناں پلیز۔! اب کی بار منہ بنائے معصومیت سے کہتی وہ لاڈ سے اسکے سینے سے خود لگی تھی عائش کا دل چاہا کہ زوردار قہقہہ لگایا مگر اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے اپنے امڈتے قہقے کو ضبط کیا۔

"ہمم۔ ہو تو سکتا ہے مگر ٹیکس بہت لگے گا اس میں۔! وہ پر سوچ انداز میں بولا۔ تو عمایہ چونکی سر اسکے سینے سے نکالے اسے دیکھا۔

"آپ پے کردو پلیز۔! اب کی بار ذرا اور لاڈ سے کہا تھا۔عائش کا دل اپنی بیوی کی معصومیت پر باغ باغ ہوا تھا۔

"یہ ٹیکس زوجہ پے کر سکتی ہے ڈارلنگ۔ میں نہیں۔! کاندھے اچکاتے وہ گھمبیر لہجے میں آنکھ ونک کرتے بولا تو عمایہ کا چہرہ شرمندگی سے سرخ پڑا۔

"وہ کیسے بھول گئی تھی کہ عائش انزک علی اپنے مطلب نکالے بغیر اسکا کوئی کام کر ہی نہیں سکتا تھا۔

"کیسا ٹیکس۔! تنے چہرے سے اسے دیکھتی وہ جھٹ سے اسکی گود سے اتری۔ سارا لاڈ ہوا تھا۔

جس تیزی سے وہ دور ہوئی تھی اس سے بھی زیادہ تیزی سے اسے تھامے عائش نے پاس بٹھایا۔ کمر سے تھامے رخ اپنی سمت کیا۔

" ہممممم۔اتنی دور سے کون سی کمپنی ٹیکس لیتی ہے بھلا۔؟ وہ آنکھیں چھوٹی کیے مصنوعی غصے سے بولا تو عمایہ نے کھا جانے والی نگاہوں سے اسے گھورا۔

"ایک کس کے بدلے ایک دن ڈی کریز ہو گا باقی تم سمجھدار ہو۔!

گہری نگاہیں اسکی آنکھوں میں گاڑھے وہ بے باکی سے بولا تو عمایہ نے غصے سے دانت پیستے مٹھیاں بھینچ لی۔

اسکی سوچ جہاں سے ختم ہوتی ہے وہاں سے آگے عائش کی حرکتیں شروع ہوتی تھی کہاں سوچا تھا اس نے کہ باہر سے شریف اور معصوم سا دکھنے والا اسکے ماموں کا بیٹا اندر سے اتنا تیز نکلے گا۔

عمایہ نے خشک لبوں کو تر کرتے اسے دیکھا۔ جس کی بولتی نگاہیں عمایہ کو اپنے وجود پر گڑھتی ہوئی سی لگی تھی۔

جبھی جھٹ سے ہاتھ اسکی آنکھوں پر رکھا۔

"تم تم آنکھیں بند کرو گے تو پھر۔" وہ لرزتی ہوئی سی آواز میں منمنائی۔ تو عائش اسکے مان جانے پر مسرور سا ہوا۔

"اگر زوجہ آپ ساری عمر یونہی پیار کرتی رہیں تو بخدا یہ معصوم پلس شریف بندا آنکھیں کھولنے کا کشٹ تا عمر ناں کرے گا۔!

وہ ٹھنڈی آہ بھرتے بازو پھیلائے دلبرانہ انداز میں بولا تو عمایہ کا دل چاہا کہ اسکا سر پھوڑ دے مگر پھر خود پر ضبط کیے وہ گھبراتی ہوئی اسکے نزدیک ہوئی تھی۔

اور بے حد نرمی سے اپنے کپکپاتے ہونٹ عائش کی پیشانی پر رکھے۔

عائش انزک علی جو تھوڑی دیر پہلے ڈینگیں ہانک رہا تھا۔اب عمایہ علوی کے ہونٹوں کا نرم لمس پہلی بار اپنی پیشانی پر محسوس کرتے اسکا سانس جیسے سینے میں الجھ کر رہ گیا تھا۔

"چار دن رہ گئے۔وہ گھبرائی ہوئی سے جھٹ سے پیچھے ہوتے گہرے سانس بھرتی سرخ چہرے سے بولی تو عائش نے تیزی سے اپنی آنکھوں سے اسکا ہاتھ ہٹایا۔

دس دن کی بات ہوئی تھی۔چونا مت لگائیں زوجہ۔!وہ لب دبائے شرارت سے آنکھیں چھوٹی کیے بولا تو عمایہ نے ناک کے نتھنے پھولائے اسے دیکھا۔

"کوئی نہیں صرف پانچ دن۔اگر نہیں منظور تو ٹھیک ہے میں ناں تو جاؤں گی ناں تم سے بات کروں گی۔!

عمایہ ضد سے کہتے جیسے ہی اٹھنے لگی۔عائش نے جھٹ سے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے روکا۔

مذاق تھا زوجہ سیریس کیوں ہو گئی پانچ سے بھی کام چلے گا۔!وہ ہوشیاری سے کہتا عمایہ کے دیکھتے ہی بتیسی دکھانے لگا۔

"اوکے آنکھیں بند کرو پھر۔!شہادت کی انگلی اٹھائے وہ سختی سے بولی تو عائش نے فوراً سے آنکھیں میچی۔

آنکھیں مت کھولنا۔اوکے۔!وہ سنجیدگی سے بولی۔تو عائش اب کی بار کھلکھلا کر ہنسا اور فوراً سے حامی بھری۔

عمایہ بنا آہٹ کیے اسکی گود سے اتری۔میں یہی ہوں ہلو مت۔!

عمایہ نے سختی سے کہا تو عائش نے فوراً سے سر ہاں میں ہلا ڈالا۔

اسکی بند آنکھوں کا یقین ہوتے ہی وہ دوپٹہ اٹھائے دبے پاؤں دروازے کی سمت بڑھی تھی۔ڈارلنگ۔؟آئی ایم ویٹنگ زوجہ۔؛"عائش نے بے قراری سے اسے پکارا۔

"مجھے بچہ سمجھتے ہیں آپ۔میں اتنی بھی بچی نہیں ہوں سمجھے تم۔کوئی ٹیکس ویکس نہیں لگے گا اگر اب ایسا کچھ کہا تو میں ماموں ممانی کو سب بتاؤں گی۔!

اتنی دور سے اسکی آواز سنتے وہ ماتھے پر بل ڈالے آنکھیں کھول گیا تو محترمہ دروازے کے باہر سے منہ نکالتے اسے ستا رہی تھی۔

عائش نے سپاٹ چہرے سے اسے دیکھا۔

"واپس آؤ! عائش نے اسے پچکارا تواب کی بار عمایہ کھلکھلائی تھی۔عائش انزک علی وہ واحد مرد تھا جو اسے ہنسانے کا فن جانتا تھا جو اس پر ہر حال میں اعتماد کر سکتا تھا اسی لئے عمایہ اذلان علوی کو اس سے محبت نہیں جنون بھرا عشق ہونے لگا تھا جس کا اعتراف وہ اپنی دھڑکنوں تک سے نہیں کرتی تھی۔

اسکی آمد نے اسے خوش کر دیا تھا اب بھی وہ اسے ستا کر زبان دکھا کر چڑھاتی نیچے کی طرف بھاگی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

دروازہ کھولتے وہ جیسے ہی روم میں اینٹر ہوا۔گلاب کے فریش پھولوں کی تیز مہک اسکے نتھنوں سے ٹکرائی۔سیاہ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے اسنے ایک تنقیدی نگاہ پورے روم پر دوڑائی۔

جہاں سجاوٹ کے نام پر فرش کی تہہ پر سرخ گلاب بچھے ہوئے تھے اور اسی طرح سے بیڈ کے وسط میں پھولوں کی مدد سے ہرٹ شیپ سے سجاوٹ کی گئی تھی۔

"نگاہیں جیسے ہی ڈریسنگ مرر کے سامنے دوپٹے سے بیگانہ امبر اذلان علوی پر پڑی۔انیل کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔

کمال ضبط سے آنکھیں گھمائے وہ گہری سانس بھرتے دروازہ اندر سے بند کرتے وہ آگے بڑھا۔

بنا ایک غلط نگاہ امبر پر ڈالے وہ ویسٹ کوٹ اتارتے صوفے پر سلیقے سے رکھتے کبرڈ کی طرف بڑھا۔

"امبر جو دروازہ بند ہونے کی آواز پر ہی اسے دیکھ چکی تھی۔اس کی موجودگی پر بری طرح گھبرائی مگر کہا کچھ بھی نہیں۔نائٹ ڈریس نکالتے وہ جیسے ہی مڑا امبر ایک دم سے سسکی۔

جس پر انیل کے واشروم کی سمت بڑھتے قدم رکے تھے۔وہ واشروم میں گیا کپڑے ہینگ کرتے وہ واپس لوٹا۔

دونوں شانوں سے تھامے اسے ایک دم سے اپنے روبرو کیا تھا۔جو اس اچانک افتاد پر بری طرح سے بوکھلائی، مگر نگاہیں جیسی ہی اسکے حسین چہرے پر گئی وہ سانس روکے خاموش ہوئی۔

انیل علوی کی پرفیوم کی تیز خوشبو میں امبر کو اپنے حواس سلب ہوتے ہوئے لگے تھے۔چہرے پر چھائی سنجیدگی اسے الگ ہی جاذب نظر بنا رہی تھی۔

انیل اسے اگنور کرتے ہاتھ آگے بڑھا گیا۔جس پر وہ گھبرا کر غیر ارادی طور پر دور ہوئی تھی اور اسکی یہی حرکت انیل علوی کو غصہ دلانے کے لیے کافی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہاؤ ڈیئر یو مسز انیل علوی۔؟ کیا سمجھ رکھا ہے تم نے مجھے۔؟ ہاں۔ ننھی کا کی ہو تم۔؟ جو میرے قریب آنے پر یوں بھاگنے لگتی ہو مجھ سے۔؟ حوس پرست لگتا ہوں ناں میں تمہیں۔ تو یاد رکھنا بیوی۔ انیل علوی اگر ایک لڑکی کے پیچھے ساری دنیا کو بھلا سکتا ہے تو اپنی انا اور غیرت کے لئے اپنی محبت کو چٹکیوں میں مار بھی سکتا ہے۔ "!

امبر کو دونوں شانوں سے دبوچتے وہ غصے سے سرخ ہوئے چہرے سمیت اسکے منہ پر بری طرح سے دھاڑا تھا۔ امبر خوفزدہ سی آنکھیں میچ گئی تھی۔ دماغ بری طرح سے شل ہوا تھا۔ شہد رنگ آنکھیں ایکدم سے بھیگی تھی۔ جب اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتے انیل نے اسکی ناک میں اٹکی اس نتھ کو ایک جھٹکے سے اتارا تھا جسے اتارنے کے لیے وہ اسکی مدد کرنے آیا تھا مگر امبر کے یوں دور ہونے پر وہ آپے سے باہر ہوا تھا۔

بنا اسکے رونے کی پرواہ کیے وہ سیدھا واشروم گیا تھا۔ چند منٹوں تک وہ گرے شرٹ اور ٹراؤزر میں اپنے بھیگے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتے باہر نکلا تو امبر ابھی تک بیڈ پر اسی ڈریس میں بیٹھی تھی۔

سر جھٹک کر وہ اپنا موبائل فون اٹھائے بالکونی کی سمت بڑھا۔ کتنا سوچ کر آیا تھا وہ کہ اسے پیار سے سمجھائے گا اپنے پیار کی شدت اور تڑپ سے آگاہ کرے گا۔ اسکے دل میں اپنے لیے وہی جذبات جگائے گا وہ اسکے دل میں بچپن سے تھے۔

مگر تھا تو وہ ایک مرد ہی۔ عورت کا جھٹکنا اسے دور کرنا اپنا تذلیل ہی سمجھتا ہے ایک مرد اور آج امبر نے جانے انجانے میں اسے دوسری بار ہرٹ کیا تھا ایک بار پہلے اپنے لفظوں سے اسکی محبت کو گالی دے کر اور آج اپنے در عمل سے۔!

امبر کافی دیر تک ساکت سی بت بنی بیٹھی رہی تھی۔ وہ مانتی تھی کہ اس نے پہلے بہت غلط کہا تھا انیل کو۔ مگر آج اسکا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا جو کچھ بھی ہوا تھا وہ غیر فطری طور پر ہوا تھا۔

مگر کم از کم وہ اسے سمجھا تو سکتا ہے۔ اسکی ماما تو کتنی تعریفیں کرتی تھی انیل ایسا ہے ویسا ہے اس سے اتنی محبت کرتا ہے مگر اسنے جب بھی دیکھا تھا اسے اس کے الٹ ہی پایا تھا۔ اگر اسے کوئی قدر نہیں تو میں کیوں اس سفاک انسان کے لیے خود کو بدلوں۔ میں ایسی ہوں۔ جس سے دنیا خوف کھاتی ہے آج میں ایک مرد سے ڈر گئی ہر گز نہیں۔!

زیر لب بڑبڑاتی وہ اپنے گالوں پر پھسلتے آنسوں بے دردی سے رگڑتے اٹھی تھی۔

نوچ نوچ کر ساری جیولری اتارتے اسنے کبرڈ سے اپنا نائٹ ڈریس نکالا اور واشروم میں چلی گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

شاور لینے کے بعد وہ بستر پر پڑے پھولوں کو غصے سے نیچے پھینکتے خود بیڈ پر چڑھی لائٹس آف کرتے اسنے کمفرٹر خود پر تانا۔ایک بار پھر سے آنکھیں بھیگی تھی۔مگر خود کو تھپکتے وہ دلاسہ دینے لگی۔

جیسا وہ پچھلے کئی سالوں سے کرتی آرہی تھی۔

دماغ بھاری ہونے کی وجہ سے جلد ہی اس کی آنکھ لگی تھی۔انیل روم میں آیا تھا لائٹس آف دیکھ گہری سانس بھرتے وہ بیڈ کی طرف بڑھا۔موبائل فون سائلنٹ پر لگاتے میز پر رکھا اور خود بستر پر چڑھا۔

اسکی موجودگی کا احساس ہوتے ہی امبر غصے سے اٹھی اس سے پہلے کہ وہ بستر سے اٹھتی انیل علوی نے ایک جھٹکے سے اسکی نازک کلائی جکڑتے اسے اپنی سمت کھینچا۔

امبر آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔کھڑکی سے ٹکراتی مدھم سی روشنی میں بھی اسکی بولتی آنکھوں کو دیکھ وہ جھٹ سے رخ پھیر گئی۔

"ہمارے مذہب میں میاں بیوی ناراض ہوں تو بھی بستر نہیں بدلتے۔اس لیے خاموشی سے لیٹی رہو۔اتنا کم ظرف نہیں ہوا کہ اپنی ہی بیوی سے اپنی۔!

اسنے جان بوجھ کر سنجیدگی سے کہتے بات ادھورے میں چھوڑدی۔امبر لب میچے آنکھیں چرا گئی۔

انیل کی گرفت ڈھیلی پڑتے وہ ایک دم سے اس سے دور ہوئی تھی۔اور دبک کر بستر میں لیٹتے جیسے خود کو اس سے چھپایا تھا۔

اس سرد نگاہ اسکی پشت پر ڈالے وہ کروٹ بدلتے آنکھیں موند گیا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"عین یہاں کیوں کھڑی ہو۔؟کافی کا مگ تھامے وہ جیسے ہی روم میں آیا تھا عیناں وہاں نہیں تھی ویام اچھے سے جانتا تھا اسکی بیوی ٹیرس پر ہی ہوگی اور اسکی توقع کے مطابق وہ ٹیرس پر اکیلی کھڑی جانے کیا سوچ رہی تھی۔

"ہمم کچھ نہیں بس ایسے ہی اندر دل نہیں لگ رہا تھا تو اس لیے ٹیرس پر آگئی۔گرے آنکھیں پھیلائے وہ وہ سر اپنے پیچھے حصار بنائے کھڑے ویام کے سینے سے ٹکائے بولی۔ویام نے کافی کا مگ اسکے ہاتھ میں تھمایا۔اور خود اسکے کندھے پر تھوڑی جمائے آنکھیں موندی۔

"بتاؤ کس کے لیے پریشان ہو۔؟عینی کے لئے یا اینجل کے لئے۔!ویام نے سیدھا اس سے مدعے کی بات پوچھی تو عیناں مسکرائی۔

"میں دونوں کے لیے پریشان نہیں ہوں۔جانتے ہیں کیوں۔؟ویام چونکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کیوں۔؟"

"وہ اس لیے کہ میں اچھے سے جانتی ہوں عالیحان اور ابیر دونوں ہی ان کا خیال اچھے سے رکھے گے۔ بس ایک خالی پن سے رہتا ہے ویام۔ جیسے کوئی کمی ہو میری ذات میں۔ آج بھی حیا آپی کو دیکھا وہ انیل سے کتنی محبت کر رہی تھی ناں۔ مجھے کیوں ایسا احساس ہوا جیسے میں کچھ چھوڑ رہی ہوں کچھ ہے جو چھوٹ رہا ہے مجھ سے۔؟

اپنے دل و دماغ میں گردش کرتے بے چینیوں بھری سوچیں وہ شاید پہلی بار ویام سے ڈسکس کر رہی تھی۔ ویام کی بھوری آنکھوں میں حیرت سمٹی تھی۔

"آپ جانتے ہیں ویام ایک ماں کو خدا نے ایسا دل دیا ہے کہ اسکی اولاد میں سے کوئی بھی تکلیف میں ہو تو سب سے پہلے وہ بے چین ہو جاتی ہے۔ میری یہ بے چینی کبھی ختم ہی نہیں ہوتی۔ ہر وقت ایسا خوف رہتا ہے کہ کہیں ہماری بیٹیوں کو کچھ ناں ہو جائے۔ وہ محفوظ رہیں بس۔!

آنکھیں موندتے وہ سرد سانس فضا کے سپرد کرتے بولی تو ویام نے ہونٹ اسکے سر پر رکھے۔

"کچھ زیادہ ہی سوچنے لگی ہیں آپ جاناں۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ وہ دونوں محفوظ ہیں اپنے شوہروں کے ساتھ۔ مانا کہ دونوں کی۔ عقل ذرا کم ہے مگر خون تو ہمارا ہی ہیں۔ خود کچھ بھی کر لیں کوئی دوسرا تکلیف دینے کا سوچے گا بھی تو اسکی قبر بنا دیں گے۔؛"

ویام نے بیوی کو پر سکون کرنے کو کہا تھا ورنہ وہ ان دونوں کی تعریف قطعی ناں کرتا۔

"شاید ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ۔ میں کچھ زیادہ سوچ رہی ہوں۔ عالیان بھائی لوگ کب لوٹ رہے ہیں۔ واپس ؟۔

کافی کا مگ ہونٹوں سے لگاتے وہ پر سوچ سے انداز میں گویا ہوئی۔

" تیمور سے بات ہوئی تھی عالیان مان نہیں رہا تھا واپسی کے لئے اور وہ لڑکا بھی نہیں ملا جانے کہاں لے گیا ہے وہ حوری کو۔ اسی لئے میں نے عالیان کو عالیحان کی واپسی کی بابت بتا دیا ہے اب سمجھو ایک دو دن تک آ جائے گا۔!

ویام نے سرسری سے انداز میں بیوی کو آگاہ کرتے جھک کر کافی کی سپ لی۔

"زیادہ تیز مت بنیں آپ۔ اچھے سے جانتی ہوں آپ پٹوانا چاہتے ہیں میرے بھتیجے کو۔ خود اتنا مارا دل نہیں بھرا آپ کا۔! مگر اس بار ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔ میرے ہوتے ہوئے بھائی کچھ کہہ کر تو دیکھیں۔!

عیناں نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھور کر جتلایا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر ویام کا قہقہ بلند ہوا۔ڈارلنگ بہت اچھے سے جاننے لگی ہیں آپ مجھے۔اتنا زیادہ جاننا بھی خطرناک ہو سکتا ہے کبھی کبھی۔ "!

اسکے پر سوز انداز پر عیناں چونکی۔

مطلب۔!عیناں نے سنجیدگی سے اسکے حسین نقوش کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ میری ایک میٹنگ ہے جرمن میں ہم دونوں وہاں جارہے ہیں کل۔تو آپ اپنے بھتیجے کو نہیں بچا پائیں گی ڈارلنگ۔!

ویام نے مسکرا کر کہتے جھک کر اسکے گال پر بوسہ دیا یار اسے مت پھولایا کرو نہیں اور کیوٹ لگتی ہو قسم سے۔!

کھلکھلا کر کہتے ویام نے جان بوجھ کر اسکے گال پر دانت گاڑھے تھے۔جو خفگی سے اسے پیچھے دھکیلتے بڑبڑاتے ہوئے روم کی طرف بڑھی۔

Episode 108

چلو۔!ہاسپٹل کے پارکنگ ایریا میں گاڑی روکتے عالیجان نے ایک سرد نگاہ چاروں اطراف دوڑائی۔ڈرائیونگ سیٹ سے باہر نکلتے وہ عنایت کی جانب بڑھا۔دروازہ کھولتے اسے باہر آنے کا حکم دیا۔

جو شال سنبھالتے ہوئے باہر نکلی تھی۔

ایک نگاہ تاحد پھیلے اس خوبصورت سے ہاسپٹل پر ڈالے عنایت نے عالیجان کو دیکھا۔

جو بلکل سنجیدگی سے اسکا ہاتھ تھامے اس کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔

"ڈاکٹر شائستہ جلیل سے اپائنٹمنٹ ہے ہماری۔!بھاری گھمبیر آواز پر ریسیپشنٹ نہیں سر اٹھائے سامنے دیکھا۔

اپنے سامنے اتنے حسین شخص کو دیکھ کر ریسیپشنٹ بنا پلکیں جھپکے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھے گئی۔عنایت نے دانت پیستے اس لڑکی کو گھورا۔

جو ایسے عالیجان شاہ کو دیکھ رہی تھی جیسے کبھی پہلے اتنا حسین لڑکا ناں دیکھا ہو۔!

"کچھ پوچھا ہے میرے شوہر نے آپ سے۔!عالیجان کو بازو سے تھامے وہ پیچھے کرتے خود اسکی جگہ کھڑی ہوتی اپنا بازو زبردستی عالیجان کے بازو میں ڈالے گھور کر اس لڑکی کو دیکھنے لگی۔

جو آنکھیں چھوٹی کیے پہلے عنایت اور پھر عالیجان شاہ کو دیکھنے لگی۔عالیجان تو بس اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔

جس کے تیور ہی بدل گئے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سوسوری میم۔ڈاکٹرابھی بزی ہیں آپ تھوڑاویٹ کریں میں انہیں انفارم کردیتی ہوں۔؛ "

ریسیپشنسٹ گڑبڑاکر بمشکل سے مسکرائی۔ چلیں۔! عنایت آنکھیں دکھاتی مڑی اور عالیجان کو حکم دیتی اپنے ساتھ اسے بھی کھینچنے لگی، جو ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسکے ساتھ کھینچا چلا جارہا تھا۔

"تم بیٹھو میں ایک کال کرکے آتا ہوں۔! عالیجان نے اسے بینچ پر بٹھاتے اپنا بازو اس سے چھڑایا۔

"کیوں کس سے بات کرنی ہے تم کو۔؟ چپ چاپ بیٹھ جاؤ یہاں میرے پاس۔اچھے سے جانتی ہوں موقع چاہیے تمہیں۔آنکھ مٹکا کرنے جارہے ہوناں۔!

دانت پر دانت جمائے وہ جل بھن کر بولتی عالیجان کو شاکڈ کرگئی۔وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتے بمشکل سے اپنے آپ کوری لیکس کرتے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا۔

"کیا تمہیں لگتا ہے کہ میں عالیجان شاہ آنکھ مٹکا کرے گا کسی سے۔؟"

سینے پر انگلی جمائے وہ ہاسپٹل کا لحاظ کرتے قدرے دھیمی آواز میں بولا۔

"کیوں تم کوئی عالم فاضل ہو جو تم ایسا نہیں کرسکتے۔یہ کنچی آنکھیں دیکھو اپنی، یہ بال اوپر سے یہ عجیب وغریب بریسلٹ ہر اینگل سے لوفر ہی ہو تم۔مگر ایک بات کان کھول کر سن لو۔مجھے زبردستی لائے تھے تم اپنے ساتھ۔ اب میرے ساتھ میری مرضی سے رہنا پڑے گا۔یہ لوفروں والے کام میں ہرگز برداشت نہیں کروں گی اس لئے خاموشی سے بیٹھ جاو۔!

سیاہ شال میں لپٹا اسکے معصوم چہرے پر بے حد سنجیدگی تھی۔

اسکی کسی بھی انداز سے عالیجان شاہ کو یہ نہیں لگا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہوی مذاق کررہی ہو۔"

ارے واہ لٹل اینجل۔تم تو مجھ سے بھی زیادہ اچھے سے جاننے لگی ہو مجھے۔ویری گُڈ گھر چل کر تمہیں انعام دوں گا اتنی ہوشیاری کا ہمم۔! سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ سپاٹ لہجے میں بولتے اسکا گال تھپکتا عنایت کو ایک دم سے خوفزدہ سا کرگیا۔

"سر ڈاکٹر آپ دونوں کو بلارہی ہیں آپ جاسکتے ہیں اب۔؟

ریسیپشنسٹ گرل ان کے پاس آتے بولی تو عالیجان ایک دم سے سیدھا ہوا سر اثبات میں ہلاتے اس نے عنایت کا ہاتھ تھاما اور بھاری قدم اٹھاتے ڈاکٹر کے کیبن کی طرف بڑھا۔

"السلام علیکم۔! عالیجان شاہ کی بھاری آواز پر فائل پر جھکی ڈاکٹر شائستہ ایکدم سے چونکی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس پاگل شخص کو اپنے سامنے دیکھ انہوں نے پہلوئں بدلتے سلام کا جواب دیے اب کی بار نرم مسکراہٹ سے عنایت کو دیکھا۔

کیسی ہیں آپ مسز شاہ۔؟ چہرے پر نرمی سجائے وہ دوستانہ انداز میں بولی۔

الحمداللہ بہت بہتر ہوں۔! عنایت نے دھیمی آواز میں مسکراتے ہوئے انہیں جواب دیا تو وہ ایک گہری نگاہ اسکے کھلے کھلے شاداب چہرے پر ڈالتے مسکرائی۔

"گڈ پلیز ہیو آ سیٹ۔! ڈاکٹر نے ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں کو بیٹھنے کا کہا۔ جس پر عالیجان نے کرسی پیچھے کھینچی اور بے زاری سے پیپر ویٹ گھمانے لگا۔

"مسز شاہ آپ بتائیں مجھے ان دنوں طبعیت کیسی رہی آپ کی۔ کون کون سی تبدیلیاں ہوئی اور نیند اچھے سے لے رہی ہیں۔ کیا آپ۔؟

ڈاکٹر کے سوال پر عنایت نے شال کی اوٹ سے جھانکتے ہوئے عالیجان کو دیکھا تو ڈاکٹر مسکرائی۔

"جج جی میں ٹھیک ہوں، بس دل متلاتا رہتا ہے، بے چینی سی ہوتی ہے ہر وقت۔!

وہ انگلیاں رگڑتی دھیمی آواز میں بولی تو ڈاکٹر سے پہلے عالیجان پوری طرح سے کرسی گھما کر اسکی طرف مڑا۔

"کیا۔ تو مجھے کیوں نہیں بتایا تم نے پہلے۔؟ ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے وہ آنکھیں چھوٹی اسے دیکھتا سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔

"مسٹر شاہ ری لیکس رہیں پلیز آپ۔ یہ سب کچھ تو نارمل سی بات ہے۔ ایسی کنڈیشن میں اکثر دل متلانا، بے چینی رہنا عام ہے۔" آپ چلیں مسز شاہ میں ایک بار آپ کا کمپلیٹ چیک اپ کر لوں۔!

ڈاکٹر شائستہ نرمی سے اسے سے عالیجان کو بتاتے اٹھی تھی۔ عنایت سر اثبات میں ہلاتے جیسے ہی اٹھی عالیجان بھی جگہ سے کھڑا ہوا۔

کیبن کے ساتھ اٹیچڈ روم کی جانب بڑھتے ڈاکٹر چونک کر رکی۔

"ارے آپ نہیں صرف آپ کی مسز۔! ڈاکٹر نے اسے روکا۔ جس پر عالیجان نے ماتھے پر بل ڈالے ڈاکٹر کو دیکھا۔

"میں کیوں نہیں چل سکتا۔ مجھے دیکھنا کہ آپ پراپر ٹریٹمنٹ کرتی ہیں یا نہیں۔! کندھے اچکا کر کہتا وہ جیسے ہی آگے بڑھا ڈاکٹر شائستہ نے دانت پیستے عنایت کو دیکھا۔

جو خود کنفیوژ سی عالیحان کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ بھول رہے ہیں شاید مسٹر شاہ آپ اس وقت پاکستان کی ایک بہت بڑی گائناکالوجسٹ کے سامنے کھڑے ہیں۔اپنے کیریئر میں ہزاروں کیسز ہینڈل کر چکی ہوں میں۔تو آپ میرے ٹریٹمنٹ پر شک نہیں کر سکتے۔!

ڈاکٹر نے غصے سے اسے کھری کھری سنائی۔جس کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ امڈی۔

ہزاروں کیے ہوں یا لاکھوں کیس۔مگر اب آپ عالیحان شاہ کی بیوی کو ٹریٹمنٹ دینے والی ہیں۔

جس میں آپ کی اتنی سی لاپرواہی آپ کو خطرے میں ڈال سکتی ہے۔"

بھاری سرد آواز میں وہ ڈاکٹر کو دھمکی دیتا کوئی غنڈہ ہی لگ رہا تھا۔ڈاکٹر نے حراساں نگاہوں سے اسے دیکھا۔

اور پھر عنایت کو۔جو افسوس اور ہمدردی سے ڈاکٹر کو دیکھ رہی تھی۔وہ اچھے سے جانتی تھی کہ عالیحان شاہ سے جیت پانا یا اسکی بات ٹال پانا کسی کے بس میں نہیں تھا۔

کیا ہم چلیں۔؟اسنے ڈاکٹر کو گھورتے ہوئے جیسے ہوش میں لانا چاہا تھا۔

"ہمم چلیں۔!ڈاکٹر نے دل ہی دل میں اسے کوسا اور عنایت کو ساتھ لیتے وہ روم کی جانب بڑھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

یہ سب کیا ہو رہا ہے باس۔؟وہ کل کا لڑکا وہ کیسے مار گیا ڈینی کو۔؟

ایچ اے آر ایک جگہ سے دوسری جگہ تک اچھلتا بھڑکتا ہوا چیخ چلا رہا تھا۔اسکی چیخوں کی آوازیں خاموش فضا میں پھیلے سکوت کو توڑ رہی تھیں۔

وہیں سامنے بڑی سی کرسی پر بیٹھے باس کی آنکھوں میں غصے بھری چنگاریاں امڈ رہی تھیں۔

مارک کو بلاؤ ایچ اے آر۔اس سے پہلے کہ سب کچھ تباہ ہو جائے ہمیں مل کر کچھ سوچنا ہو گا۔ "

باس نے پر سوچ سے انداز میں سوچتے ہوئے ایچ اے آر کو حکم دیا۔

اگر معلوم ہوتا تو اب تک میں اسے یہاں لا چکا ہوتا۔نا جانے کہاں چلا گیا ہے وہ کمینہ بھی اوپر سے وہ انیل وہ ایمی کو واپس لے گیا۔

سارے کیے کرائے پر پانی پھیر دیا ان لڑکوں نے۔"

غصے سے بال مٹھیوں میں جکڑتے وہ پاگلوں کی طرح چلایا تھا۔اتنے سالوں کی محنت،اتنی کوششوں سے وہ یہ نام یہ مقام حاصل کر پائے تھے۔

کتنے جتن کئے تھے اس خاندان کو تباہ کرنے کے اب یہاں تک پہنچ کر وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹ سکتے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا ایچ اے آر کہ رکھیل بنالو اسے اپنی۔ پھر چاہ کر بھی اسکا خاندان کچھ نہیں کر سکتا تھا مگر تم پر ہی بھوت سوار تھا شادی کا اب بھگتو۔!

باس کسی زخمی ناگ کی طرح پھنکارا تھا۔ غصہ اسکے انگ انگ سے عیاں ہو رہا تھا۔ جتنا آسان وہ سمجھ رہے تھے یہ کام اتنا بھی آسان نہیں تھا۔

"باس کچھ کرو اب ایک ہی حل بچا ہے۔!

ایچ اے آر تیزی سے مڑا تھا اسکے ذہن میں تیزی سے نئی سوچ آئی تھی۔

باس نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیسا حل۔؟ باس نے سنجیدگی سے ایچ اے آر کو دیکھا جس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔

اس حورین کو ڈھونڈو۔ پچھلی بار تو وہ بچ گئی تھی۔ اس بار اسکی بوٹی بوٹی نوچیں گے۔ پھر دیکھیں گے کیسے سامنے کرتے ہیں اسکے باپ اور بھائی اس دنیا کا۔!

سرد لہجے میں پھنکارتے وہ نفرت سے دانت پیستے گویا ہوا تھا۔

باس کی آنکھوں کے سامنے وہ نو سالہ نیلی آنکھوں والی حورین شاہ گھومی تھی۔ وہ نازک سی کلی اب تک تو کھل کر گلاب بن چکا ہو گا ایچ اے آر۔ صحیح کہا تم نے۔ اب کی بار اس حورین کو نوچیں گے ہم۔ پھر دیکھیں گے کیسے کرتا کہ عالیان شاہ اس دنیا کا سامنا۔!

ہاہاہاہاہاہا۔! دہشت زدہ سے لہجے میں کہتے وہ خباثت سے قہقہہ لگاتے ہنسا تھا۔ ایچ اے آر نے مسکراتے ہوئے باس کو دیکھا۔

ان چند دنوں میں وہ جتنا تڑپے تھے اب گن گن کر اسکا بدلا لینے کا وقت آن پہنچا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ایک دوسرے کو کھینچ کر پیچھے دھکیلتے وہ بھاگ کر اندر کی طرف گئے تھے مگر دروازہ اندر سے بند تھا مطلب عنایہ غصے سے انہیں باہر ہی چھوڑ گئی تھی۔

ابیر اور ڈیول نے ایک دوسرے کو غصے سے گھورا اور پھر دونوں ہی مخالف سمت میں بھاگتے ہوئے کھڑکیوں کی طرف گئے۔ کھڑکیاں کھلی ہونے کی وجہ سے وہ دونوں ہی اندر کودے اور تیزی سے قدم اُٹھاتے وہ روم کی طرف بڑھے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

دروازے کی ناب پر رکھے ابیر کے ہاتھ پر ڈیول کا ہاتھ ایک دم سے پڑا جس پر وہ دونوں ہی چونکے اور نتھنے پھلائے ایک دوسرے کو گھورتے دروازہ کھولا۔

سامنے ہی وہ بازوں کو تھامے رو رہی تھی۔ عین عین کیا ہوا۔؟ ابیر نے گھبرا کر اسے دیکھا تھا بازو سے خون بہنے کی وجہ سے شرٹ سرخ ہو رہی تھی۔

"پیچھے ہٹو تم لڑکے۔! ڈیول جھنجھلا کر اسے پیچھے کرتا خود فرسٹ ایڈ باکس نکال لایا تھا۔

"مجھے دو میں دیکھتا ہوں۔! ابیر نے جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے وہ باکس لیا جس پر ڈیول کی بھوری آنکھوں میں سنجیدگی سمٹی۔

"ایسے کیا گھور رہے ہو۔ ڈاکٹر ہوں میں۔ جاؤ پانی لاؤ بہنوئی کے لئے۔! سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھتے ابیر اب بیڈ پر بیٹھتے سنجیدگی سے حکم دیتے انداز میں بولا۔ جس پر ڈیول نے گہری سانس فضا کے سپرد کی اور انہی قدموں سے مڑتے پانی لینے چلا گیا۔

"عین بات سنو۔" بند دروازے کو دیکھتے ابیر نے عنایہ کو مخاطب کیا۔ جیسے جیسے وہ اسے گائیڈ کر رہا تھا عنایہ کی آنکھیں حد درجہ پھیلتی جا رہی تھی۔

"اوکے ڈن۔! عنایہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے کہا تھا تب تک ابیر اسکا زخم صاف کرتے دوبارہ پٹی باندھ چکا تھا۔

"لو تمہارا پانی۔! پانی کا گلاس ابیر کے سامنے کرتے ڈیول نے نارمل لہجے میں کہا۔

جس پر وہ مسکراتے ہوئے گلاس تھامنے لگا مگر ایک جھٹکے سے ڈیول نے وہ پانی ابیر کے منہ پر دے مارا تھا۔

عنایہ منہ پر ہاتھ رکھتی بے یقینی سے ڈیول کو دیکھنے لگی۔

جس کے حسین ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ تھی۔

"یُو۔! ابیر نے مٹھیاں بھینچتے کہا تھا اور پھر جان بوجھ کر اسکے پاؤں میں پاؤں اٹکایا۔

ڈیول جو سر جھٹک کر گلاس میز پر رکھنے کو مڑا تھا اسکی حرکت پر اچانک سے بیلنس کھوتے وہ کانچ کے میز سے ٹکرایا

۔

منہ کے بل گرنے کی وجہ سے اسکی پیشانی پر گہرہ زخم آیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایہ خوف سے چیختی ہوئی دل پر ہاتھ رکھتی اس تک گئی تھی۔ جو بنا اپنی چوٹ کا نوٹس لیے ایسے اٹھا جیسے کچھ ہوا ہی ناں ہو۔؛"

ابیر نے شریر نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔ جس کے ماتھے پر ہوئے زخم سے خون رسنے لگا تھا۔

"بھائی چوٹ لگ گئی یی یہاں بیٹھو آپ۔! عنایہ اسکے زخم کو دیکھتے ہی بے چین ہوئی تھی۔ آنکھوں میں ایک بار پھر سے نمی تیرنے لگی تھی۔

"عین ٹھیک ہوں میں پریشان مت ہو تم۔! عنایہ کو یوں اپنے لیے پریشان دیکھ جانے کیوں اسے اچھا لگا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ چھوٹی موٹی چوٹیں اسے کچھ نہیں کر سکتی مگر اس چھوٹی سی لڑکی کے چہرے پر اپنے لیے پریشانی دیکھ اسکے دل کو اچھا لگا تھا۔

نہیں۔ آپ پلیز بیٹھو یہاں۔؛" وہ زبردستی اسکا ہاتھ تھامے اسے بیڈ پر بٹھا گئی تھی۔ اور اسکے بیٹھتے ہی ابیر مسکراہٹ دبائے اٹھا۔ انجیکشن نکالتے اسنے جیسے ہی سامنے کیا ڈیول نے سپاٹ چہرے سے اسے گھورا۔

"ان چھوٹے موٹے انجیکشنز کی مجھے کوئی ضرورت نہیں لڑکے ایسا کرو خود کو لگالو۔!

وہ گھمبیر لہجے میں بولا تو ابیر نے یک طرفہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔

"ضرورت ہے بھائی پلیز میری خاطر لگوالیں۔! عنایہ نے معصوم سی شکل بنائے کہا تو ڈیول نے لب بھینچ لیے وہ اسے انکار نہیں کر سکتا تھا۔

"ابیر انجیکشن لے کر آگے بڑھا اور آنکھوں سے ہی عنایہ کو اشارہ کیا۔ جسے سمجھتی وہ دوسری سائیڈ بیٹھی۔

بھائی آپ کا نام کیا ہے۔؟ آنکھیں پونچھتے اسنے ڈیول کو باتوں میں لگایا۔ جو مسکرایا شفقت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا جو بلکل کسی گڑیا جیسی تھی۔

میرا نام بارس ہے۔! ڈیول نے مسکرا کر اسے بتایا تو عنایہ نے مسکرا کر سر ہاں میں ہلایا۔ اچھا نام ہے ماشاءاللہ میں آپ کو کیا کہوں۔؟ چھوٹی سی ناک سکیڑے وہ کافی پریشانی سے پوچھنے لگی۔

"تم مجھے بھائی ہی بولا کرو مجھے اچھا لگتا ہے۔! ڈیول نے نرم نگاہوں سے اسے دیکھتے ہاتھ اسکے سر پر رکھا۔ جو مسکرا کر آسودگی سے آنکھیں موند گئی۔

"ہوگیا۔! انجیکشن چھپاتے وہ تیزی سے مسکرا کر بولتا پیچھے ہوا تو ڈیول نے بنا اپنے بازو کو دیکھے شرٹ نیچے کی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ مزید کہتا اسکا فون رنگ ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈیول نے چونک کر موبائل فون کو دیکھا۔

کال اٹھائے وہ ایک طرف ہوا تھا۔ چہرے کے تاثرات ایک دم سے بدلے تھے۔

میں آرہا ہوں واپس۔! بھاری سرد لہجے میں کہتے اس نے کال کاٹی۔ عنایہ نے چونک کر اسکی چوڑی پشت کو دیکھا۔

"آپ کہی جارہے ہو۔؟ڈیول نے گہری سانس بھرتے سر اثبات میں ہلایا۔

ہمم۔ ضروری کام ہے اس لیے جارہا ہوں۔ تم جب تک چاہو یہاں رہ سکتی ہو۔ اپنا گھر ہے یہ تمہارا۔!

ڈیول نے نرم نگاہوں سے اسے دیکھتے گویا مان دیا تھا۔

جو مسکرائی مگر آنکھیں اداس تھی۔ مگر میں دوبارہ کیسے ملوں گی۔؟ وہ منہ بسور کر بولی۔ تو ابیر نے کڑوے منہ بنائے۔

"ڈونٹ وری میں خود آجاؤں گا اپنی گڑیا سے ملنے۔! ڈیول نے سر پر ہونٹ رکھتے شفقت سے کہا تھا۔

"ہاں ہاں جاؤ جاؤ۔! ابیر نے دانت پیستے عنایہ کو اپنی سمت کھینچا اور مسکرا کر ڈیول کو وہاں سے جانے کا کہا۔

جس پر ڈیول نے کاٹ دار نگاہ اس پر ڈالی اور سر جھٹک کر باہر نکلا۔

Episode 109

ہاں بولو کیا کام تھا جو اتنی صبح صبح بلایا۔؟ حسین چہرے پر سنجیدگی سمیٹے وہ دوٹوک انداز میں پوچھتا دونوں ہاتھ میز پر جمائے سرد نگاہوں سے انیل کو دیکھنے لگا۔

انیل نے آنکھیں گھمائے پہلے اپنے کیبن کو دیکھا اور پھر تبریز کو۔

"کیا ہو گیا سب ٹھیک تو ہے ناں۔ کہیں بھابھی سے جھگڑ کر تو نہیں آرہے آپ۔؟ کھوجتی آنکھوں سے اسکی رت جگے سے سرخ آنکھوں میں جھانکتے وہ خالصتاً پولیس آفیسر والے تفتیشی انداز میں پوچھنے لگا۔

تبریز نے سر جھٹکا اور منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے کرسی پر بیٹھا۔

اب بک بھی دو کیا ہوا ہے۔؟ اسکے دوبارہ پوچھنے پر انیل نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

اور ٹانگ پر ٹانگ جمائے اب سنجیدگی سے تبریز کو دیکھا۔

"بہرام بھاگ گیا ہے اور وہ کہیں بھی نہیں ملا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یار یہ سب جانتا ہوں میں کچھ نیا ہے تو بتاؤ۔! تبریز نے ٹینشن کے سبب ماتھا مسلتے ہوئے پوچھا تھا۔

نیا تو بہت کچھ ہے بتائیں مصالحے دار چاہیے یا کڑک۔؟

پشت سے ابھرتی آواز پر تبریز نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا تھا وہیں اب کی بار انیل نے بھی سامنے کی طرف دیکھا

۔

جہاں ماہ ویر حان موبائل فون کو ہاتھ میں گھماتے اندر داخل ہوا۔

تبریز نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا جانے کون کون سے نمونے دوست بنا رکھے ہیں اس عالیحان نے۔!

سر جھٹک کر وہ زیر لب بڑبڑایا۔ماہ ویر اس سے ہاتھ ملاتے کرسی پر بیٹھا۔

کیا۔؟ انیل نے گھور کر اس لوفر کو دیکھا تھا جس کی بولتی آنکھیں وہ بخوبی پڑھ پا رہا تھا۔

میرے پاس کچھ ہے تم لوگوں کے لیے۔! گردن پر ہاتھ پھیرتے وہ کمینگی سے ہنسا۔تو انیل نے جبڑے مضبوطی سے بھینچے۔

بک بھی دو کیا ہے تمہارے پاس۔؟ انیل نے مٹھیاں بھینچتے بمشکل سے ضبط کیا تھا۔

اس ڈھیٹ انسان سے نپٹنا کتنا مشکل تھا جانے عنایہ کیسے اسے ہینڈل کرتی آئی تھی۔

انیل بس سوچ ہی سکا تھا۔

"بھائیو بات دراصل یہ ہے۔کہ میں ایک معصوم شریف پلس شادی شدہ آدمی ہوں میرا مطلب لڑکا ہوں۔بات جو بھی ہے میرے فون میں ہے۔مگر جیسے آج کل ملک کے حالات ٹائیٹ ہیں ویسے ہی میری جیب بھی ذرا۔

اہمم۔ سمجھ تو گئے ہی ہو گے تم۔! ناک چڑھائے وہ آنکھ دبائے بولا تو تبریز نے آنکھیں پھیلا کر اس بھکاری کو دیکھا۔

مانگنے کا یہ کون سا نیا طریقہ ہے بھائی۔جاؤ سڑک پر جا کر بیٹھو۔کٹوری پکڑ کر۔رات تک خوب کمائی ہو جائے گی اس بھدی شکل کی وجہ سے۔!

تبریز نے دانت پیستے اسے اچھے سے زچ کیا جو اپنے حسین مکھڑے کی بابت اسکی اول فول سنتا دبک کر اٹھنے لگا۔

عزت نام کی بھی کوئی چیز ہے اس بندے میں۔ نہیں چاہیے کوئی ثبوت تو پہلے بول دیتے۔چلتا ہوں میں اب۔!

ماہ ویر فون کو جیب میں رکھتے بڑبڑایا۔اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے جاتا۔انیل نے اٹھتے تیزی سے اسکا ہاتھ پکڑا اور نوٹوں کی گھڈی اسکے ہاتھ میں رکھی جسے دیکھتے ہی ماہ ویر کی آنکھیں چمکی تھی۔

اب نکل یہاں سے۔! ہاتھ بڑھاتے اس کے جیب سے فون نکال انیل نے غصے سے اسے حکم دیا۔

دیکھ لیا تبو۔ وہ تبریز کو نک نام دیے ذرا جھک کر رازدارانہ گویا ہوا۔

"پہلی بار کسی نے پولیس والے کو لوٹا ہے ورنہ تو دستور دنیا ہے ہمیشہ پولیس ہی ہم غریبوں کو لوٹتی آ رہی ہے۔ ہم خان ہیں اچھے اچھوں کو سبق چکھادیں یہ پولیس اور تبو کیا چیز ہے۔ چلتا ہوں خیال رکھئے گا اپنا۔ ہاہاہاہاہاہا۔!

جان بوجھ کر تبریز کے گالوں کو زوروں سے کھینچتے وہ قہقہ لگاتے وہاں سے نکلا۔

یااللہ معاف کرنا کیا کروں بچپن کی عادت ہے جاتے جاتے وقت تو لگے گا۔! پولیس اسٹیشن سے باہر نکلتے وہ آسمان کی طرف رخ کرتے معصومیت سے بولا۔

اور ایک نگاہ آگے پیچھے دوڑائی۔ یقیناً حان آنے والا تھا اور اسے اس کے آنے سے پہلے وہاں سے بھاگنا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بہت کوشش کے باوجود بھی اسے آنے میں تین گھنٹے لگ گئے تھے۔ گاڑی رکنے کی آواز پر مجتبیٰ حسین صاحب عجلت بھرے انداز میں باہر کی جانب گئے۔

جہاں گاڑی سے نکلتا وہ سپاٹ چہرے سمیت لمبے لمبے ڈھگ بھرتے اندر داخل ہوا تھا۔

"کیسی ہے وہ۔؟ بے چینی اسکے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ مجتبیٰ حسین نے تھوک نگلتے بیٹے کو دیکھا۔

ٹھیک نہیں ہے۔! گہری سانس بھرتے انہوں نے بس اتنا ہی کہا تھا۔ جسے سن کر ہی ڈیول کی آنکھوں میں خون اترا تھا مٹھیاں بھینچتے وہ سرد نگاہوں سمیت آگے بڑھا۔

جب مجتبیٰ حسین کی آواز پر اسے رکنا پڑا۔

"بیٹا میں اور سوہا جا رہے ہیں۔ تم اب آ گئے ہو۔ تو میرا خیال ہے ہمیں چلنا چاہیے۔ ہاسپٹل میں ہے ساحل۔ اسے ضرورت ہو گی سوہا کی۔!

مجتبیٰ حسین نے نرمی سے اسے بتایا تھا کیونکہ وہ ان دونوں کو اکیلے وقت دینا چاہتے تھے۔

"کل چلے جائیے گا۔! ڈیول نے بس اتنا ہی کہا تھا۔

نہیں بیٹا سامان تو پیک ہے سارا تم فکر مت کرو ہم خیال رکھیں گے اپنا۔! وہ مسکرا کر بولے جانتے تھے وہ ظاہر نا کرے تو بھی وہ ان کے لیے فکر رکھتا تھا۔

جین جائے گا آپ دونوں کے ساتھ ساحل کو ہاسپٹل سے پک کر کے وہ جس جگہ آپ کو لے جائے آپ چلے جائیے گا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ان کے گلے ملتے ڈیول نے سختی سے کہا تو وہ کچھ بھی ناں کہہ سکے۔ تبھی سوہا بیگ گھسیٹتے وہاں آئی۔ڈیول نے ایک نگاہ اسپر ڈالی اور جین کو آواز دی۔

جو بوتل کے جن کی طرح بھاگا آیا تھا۔جاؤ ان کے ساتھ خیال رہے اگر انہیں تکلیف ملی تو اچھا نہیں ہو گا۔!

ناچاہتے ہوئے بھی اسکا لہجہ انتہائی سخت ہوا تھا۔جین نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے سرہاں میں ہلایا اور ایک نظر سوہا پر ڈالے اسکے ہاتھ سے بیگ تھامے باہر نکلا۔

"خیال رکھنا اپنا۔کسی بھی چیز کی ضرورت ہو جین سے کہہ دینا وہ دیکھ لے گا۔! سوہا کے سر پر ہاتھ رکھتے وہ شفقت سے بولا تھا آنکھوں کے سامنے ایک پل کو عنایہ کا عکس لہرایا تھا۔

سر جھٹک کر انکے جانے کے بعد وہ بیرونی دروازہ اچھے سے لاکڈ کرتے کوٹ اتارتے وہیں صوفے پر پھینکتے شرٹ کے اوپری بٹن کھولتا اپنے روم کی طرف بڑھا تھا۔

چہرہ ہر قسم کے تاثر سے عاری بے حدّ سپاٹ تھا۔

فنگر پرنٹس لاک سے دروازہ کھولے وہ بنا آہٹ کے اندر داخل ہوا تو نگاہ جیسے سامنے کے منظر پر جم سی گئی تھی۔

سامنے ہی وہ گھٹنوں میں سر چھپائے بری طرح سے رو رہی تھی۔پورے بیڈ کی حالت بکھری پڑی تھی جو کہ آج تک نہیں ہوا تھا۔اور سب سے بڑھ کر شوکڈ ڈیول کو اس کی حالت اور لباس پر لگا تھا وہ آج تیسرے دن بھی اسی لباس میں تھی جو وہ اسے پہنا کر گیا تھا۔

ڈیول نے گہری سانس بھرتے اپنے اشتعال کو دبایا اور آرام سے دروازہ اندر سے لاکڈ کیے وہ بھاری قدم اٹھائے بیڈ کی سمت بڑھا۔وائٹ کلر کا ٹراؤزر جو کافی اوپر چڑھا ہوا تھا۔

ان سے جھلکتی حور کی شفاف رنگت دودھیا پاؤں پر ایک سرد نگاہ ڈالے وہ بنا آہٹ کے اسکے قریب بیٹھا۔

حور جو مسلسل رو رہی تھی بیڈ پر کسی کی موجودگی محسوس کرتے وہ ایک دم سے سانس روک گئی خوف سے گہری ہوئی نیلی آنکھیں اٹھائے اسنے جیسے ہی سامنے دیکھا تو آنکھیں اب کی بار پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے بھیگی تھی۔

ڈیول سپاٹ نگاہوں سے اسکے سوجھے سرخ نین کٹوروں اور لرزتے ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا۔

"چلے جاؤ یہاں سے آئی ہیٹ یو۔بہت برے ہو تم۔مجھے بات نہیں کرنی تم سے۔جاؤ جاؤ چلے جاؤ یہاں سے۔!

ڈیول نے جیسے ہی ہاتھ اسکی کمر کی گرد حمائل کرتے اسے اپنی طرف کھینچا وہ ایک دم سے غصے سے پاگل ہوتی اسکے سینے پر بری طرح سے اپنے نازک ہاتھوں کے مکے جھڑنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اششش ری لیکس مائے ہرٹ کیا ہوا۔اتنا غصہ کس بات پر ہو۔؟ڈیول نرمی سے اسکی پشت سہلاتے ہونٹ پیشانی پر رکھتے محبت سے پوچھنے لگا مگر وہ کسی بھی بات کا جواب دینے کی بجائے اس سے دور ہونے کی کوشش کرتی منہ پھلائے بیٹھی رہی۔

کیا حالت بنالی ہے حور تم نے اپنی۔ تمہیں میری ذرا بھی پرواہ نہیں۔!

اسکے بکھرے بالوں کو ہاتھ سے سنوارتے وہ شدت بھرے انداز میں بولا تو حورین نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"میں کیوں خیال رکھوں اپنا۔؟آپ کا کام تھا ناں آپ کیوں گئے۔؟آپ نے کہا تھا تھوڑی دیر تک آجائے گے مگر دیکھیں پورے تین دن بعد آئے آپ۔!

میں کیسے رہی ہوں آپ کو کوئی فکر نہیں میری۔اب نہیں اچھی لگتی ناں میں جان چھڑا کر بھاگے تھے آپ۔!

وہ روتی ہوئی اپنے دل میں آئے وسوسوں کو زبان سے عیاں کرتی ڈیول کو گہرے سانس بھرنے پر مجبور کر گئی۔

وہ ایک دم سے بیڈ پر گرا۔ہاتھ بڑھاتے اس اپنے اوپر گرایا۔جس کی سمندر سی گہری آنکھیں اداس تھی۔

"ان آنکھوں میں نمی مجھے اچھی نہیں لگتی آئندہ یہ نم ناں ہوں۔! تھوڑی سے تھامے اسنے باری باری اپنے دہکتے لب اسکی آنکھوں پر رکھتے سر سراتے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

کہ حورین جھر جھری سی لے اٹھی۔

"مجھے مس بھی نہیں کیا آپ نے۔ میں بھوکی ہوں کھانا بھی نہیں پوچھا۔! وہ ناراضگی سے کہتی اسکے سینے میں منہ دیے پھر سے سسکنے لگی تھی جب ایکدم سے اسے نیچے گرائے ڈیول نے اسکے دونوں ہاتھوں کو گرفت میں لیا۔

"پاگل کر رہی ہو تم مجھے حور۔ تمہارے بنا تو میں سانس بھی نہیں لے سکتا بھولنا تو بہت دور کی بات ہے مائے ہارٹ۔" اسنے جنون بھرے انداز میں کہتے اسکے ہاتھوں کو چوما۔

حور کا دل اسکے شدت بھرے لمس پر بری طرح سے لرزا تھا مگر اسے پھر بھی یقین نہیں آیا تھا۔

"جھوٹ۔دور گئے تھے آپ اتنے دن۔پہلے عادت لگائی اپنی اور پھر خود بھاگ گئے۔!

وہ منہ موڑتے ناراضگی سے بولی تو ڈیول نے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اسے دیکھا۔

"قریب آنے ہی کب دیتی ہو تم۔اسی لئے تو بھاگ رہا ہوں کہ کہی اپنے جنون میں پاگل ہو کر کہی ہرٹ ناں کر دوں میں تمہیں۔مگر تم سمجھو تو ناں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے کان میں جھکتے وہ شدت بھرے انداز میں گھمبیر تا سے کہتے ہونٹ حورین کے کان کی لو پر رکھ گیا۔

جو اسکے لمس پر کرنٹ کھاتے ہلی تھی مگر اسے خود سے دور نہیں کر پائی تھی۔

"کک کیف۔!

حور نے خوف سے دھڑکتے دل سے اسے پکارا تھا جو چہرہ اسکے بالوں میں چھپائے آنکھیں موند گیا تھا۔

"بولو حور کیا میں اچھا نہیں لگتا تمہیں۔؟ڈیول نے جھکتے اپنی ناک اسکی چھوٹی سی ناک سے جوڑتے بے حد قریب سے اسکی گہری آنکھوں میں جھانکا تھا جہاں خوف ہی خوف تھا۔

"حورین شاہ مقابل کی آنکھوں میں جھلکتے جذبات دیکھ روح تک لرزی تھی۔آنکھیں ایک دم سے لرزی تھی۔

"مم مجھے ڈر لگتا ہے۔! وہ سر اٹھائے اسکے سینے سے لگتے اسی سے چھپنے کی کوشش میں بولی تو ڈیول نے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے ہاتھ بڑھا کر کمرے میں جلتی لائٹس آف کیں۔اور پھر نرمی سے اسے اٹھائے اپنے اوپر کیے وہ سر اپنے سینے پر رکھتے تھپکنے لگا۔

حورین ان تین دنوں میں جس طرح سے خوفزدہ ہوئی تھی یہ اس سے بہتر کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔وہ معصوم جسے عادت سمجھ رہی تھی وہ عادت کب محبت میں بدلی وہ خود بھی نہیں جان پائی تھی۔

اور اب اسے یہی خوف کھائے جا رہا تھا کہ کہی ڈیول اسے چھوڑ ناں دے۔

اگر وہ اسے چھوڑ دیتا تو وہ کیسے رہتی اس کے بغیر۔یہی سوچ ذہن میں آئی تو حورین نے شدت سے دونوں ہاتھوں میں اسکی شرٹ جکڑی۔

ڈیول اس کی ایک ایک حرکت کو آبزرو کر رہا تھا۔جبھی خاموشی سے اسکی پشت رب کرتے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

"کیا لگتا ہے تمہیں حور کہ تمہارے کیف کی محبت صرف چند دنوں کی ہے۔جو میں تمہیں بھول کر چلا گیا۔ایسا مر کر بھی نہیں ہو سکتا زندگی۔

تم میری زندگی میں آنے والی وہ پہلی روشنی ہو جس نے مجھے زندگی جینے کا مطلب سکھایا ہے۔اس سے پہلے تو میں بس گزار رہا تھا جی نہیں رہا تھا۔

جب پہلی بار تمہاری یہ حسین آنکھیں دیکھی تھی۔بس اسی لمحے یہ دل رک گیا تھا۔ہاں تم خاص ہو میرے لیے۔

آ میجیکل گفٹ فرام گاڈ۔!

حورین اسکے سینے سے لگی بس اسکے لفظوں کی خوبصورتی سن اور محسوس کر رہی تھی یہی تو ہوتا آیا تھا جب سے وہ اس سے ملی تھی ڈیول کی ہر بات اسی سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہو جایا کرتی تھی۔

اور یہ ناز اٹھانا حور کو بھانے لگا تھا اب بھی اسکے نازک ہونٹ بے ساختہ ہی مسکرائے۔

اتنے دنوں کے بعد یہ سکون میسر ہوا تھا۔یہ الفاظ یہ لمس یہ خوشبو جیسے حورین شاہ کے وجود کا ایک حصّہ بنتی جا رہی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں اسکی بھاری ہو رہی سانسوں کی آواز پر ڈیول کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ امڈی۔نرمی سے اسے تکیے پر ڈالے ڈیول نے بے حد نرمی سے اسکے نقوش کو چھو کر محسوس کیا تھا۔

وہ جانتا تھا نیند لینا کتنا ضروری تھا اسکے لئے جبھی اسے پر سکون کرتے سلایا۔

مگر اب حقیقتاً وہ اسکی حالت کے پیش نظر فکر مند ہوا تھا۔اگر وہ ایسے ہی اس سے اٹیچ رہی تو آگے چل کر ڈیول کے لئے بہت مشکلات ہونے والی تھیں۔

اسکے معصوم چہرے کو دیوانہ وار دیکھتے ڈیول نے بے ساختہ ہی اسے اپنے سینے میں چھپایا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

واٹ دی ہیل از دِز۔؟یہ بہرام تو ہماری سوچ سے بھی زیادہ آگے کا نکلا۔ہمیں جلد از جلد اسے پکڑنا ہو گا انیل۔!

موبائل فون کی اسکرین پر چلتی بہرام کے گھر کی ویڈیو جس میں ہر جگہ عنایہ کی تصویریں لگی ہوئی تھی۔اس منظر کو سرد نگاہوں سے دیکھتے تبریز نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

انیل مٹھیاں بھینچے بمشکل سے ضبط کیے بیٹھا تھا اگر یہ سب اسے پہلے معلوم پڑ جاتا تو وہ اسے اسی وقت زندہ مار دیتا۔عنایہ کاظمی ناں صرف اسکی بہن تھی بلکہ اسکی بھابھی بھی تھی اور اسکا بھائی کس قدر جنونی تھا اسکے معاملے میں وہ اچھے سے واقف تھا۔

اس ڈیش انسان کی موت تو پکی ہے۔!انیل نے دانت پر دانت جمائے غرا کر کہا تھا۔وہ دونوں کافی متفکر سے نظر آ رہے تھے تبریز نے گہری سانس بھرتے آنکھیں موندی جب اچانک کسی نے پیچھے سے آتے اسکے ہاتھ سے موبائل فون جھپٹا۔

تبریز ہڑبڑا کر اٹھا تو وہیں انیل بھی جیسے ہوش میں لوٹا۔

کیا بدتمیزی۔!تبریز جو غصے سے سیخ پا ہوئے چلاتے ہوئے اٹھا تھا اب سامنے کھڑے عالیحان شاہ کو دیکھ اسکے منہ کے سارے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

انیل کا چہرہ ایک دم سے سفید پڑا تھا اس پاگل کا یہاں ہونا کسی بہت بڑے خطرے کی نشانی تھی۔

""""عع عالیحان مومو موبائل فون ادھر دو مجھے۔؛ء تبریز نے ہکلا کر اپنی سینے میں اٹکی ہوئی سانس بحال کرتے کہا۔

جب وہ تنے چہرے سمیت بنا ان دونوں کی کسی بات کا نوٹس لیے اس ویڈیو کو دیکھ رہا تھا۔

عالیحان شاہ کے چہرے کے بدلتے تاثرات ہی تبریز اور انیل کو گھبراہٹ زدہ کر گئے۔انیل نے تبریز کو آنکھوں ہی آنکھوں سے اشارہ کیا تھا۔۔

جسے سمجھتے وہ لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے باہر کی طرف بھاگنے لگا مگر عالیحان نے پیچھے سے اسکے گریبان کو جکڑتے اسکے پاؤں جیسے فریز کر دیے تھے۔

تبریز نے پوری قوت سے آگے بڑھنا چاہا تھا مگر عالیحان شاہ کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ وہ دانت پیستے گہرہ سانس فضا کے سپرد کرتے اچانک سے مڑا۔

"عع عالیحان۔!

کس کا پلین تھا یہ۔؟ تبریز کی بات کو کاٹتے وہ مدہم مگر سرد لہجے میں دھاڑا۔

"وووہ عع عائش کا پلین تھا۔ "

انیل نے فوراً سے سوچتے حلق تر کرتے کہا تھا۔ وہیں تبریز نے چونک کر اسے دیکھا یہ پلین ان سب کا تھا اب وہ عائش پر الزام کیوں لگا رہا تھا۔

چلو میرے ساتھ تم دونوں۔! موبائل فون جیب میں ڈالتے وہ سرد لہجے میں بولا۔ جبکہ وہ دونوں ابھی تک اسی سوچ میں تھے کہ آخر عالیحان کو یہ سب کس نے بتایا۔

Episode 110

بیٹا آج آئی ہو تو یہی رہنا ہمارے پاس تمہارے پاپا کو بھی اچھا لگے گا۔! اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتی عیناں اسکے پر سکون دیکھ کر کافی مطمئن ہوئی تھی۔

"عالیحان تھوڑی دیر پہلے ہی اسے ان کے گھر چھوڑ کر گیا تھا اور عنایت واپس گھر آ کر ہی اتنی خوش تھی کہ اسکا اپنا بھی واپسی کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

فکر مت کریں آپ ماما۔ میں آج یہیں رکوں گی۔ ویسے بھی میرا ابھی اتنا دل کر رہا تھا آپ کے پاس رہنے کو۔!

ویام اور وریام دونوں ہی گھر پر نہیں تھے۔ عنایت ماں کی گود میں سر رکھے سکون سے آنکھیں موندے بولی۔

"عنایت۔ ایک بات بتاؤ۔!

عیناں دیکھ تو چکی تھی مگر پھر بھی وہ بیٹی کے منہ سے سننا چاہتی تھی۔

"جی ماما پوچھیں۔! عنایت نے سر اٹھائے انہیں دیکھا۔ جو کافی متفکر لگ رہی تھی۔

"بیٹا کیا عالی کا رویہ اب بھی ویسا ہی ہے تمہارے ساتھ۔؟ عیناں نے ٹھہرے ہوئے سے لہجے میں پوچھا تو عیناں نے منہ پھولایا اور پھر مسکرا دی۔

نہیں ماما اب تو وہ ڈرتا ہے مجھ سے۔ میری ہر خواہش پوری بھی کرتا ہے اب وہ بہت اچھا ہو گیا ہے۔ بس مجھے ڈر لگتا ہے اگر وہ پھر سے پہلے جیسا بن گیا تو۔؟

سیاہ آنکھوں میں ایک دم سے اسکے جلادی روپ کو یاد کرتے ہی آنسوں اور نمی تیری تھی۔

عیناں نے نرمی سے اسکے بال سہلاتے پیشانی چومی۔ بیٹا ایسا نہیں ہو گا۔ میں نے دیکھی ہے اسکی آنکھوں میں تمہارے لیے فکر۔ وہ اب کبھی بھی ہرٹ نہیں کرے گا تمہیں۔! ۔عیناں نے رسان سے کہا تو عنایت نا چاہتے ہوئے بھی مسکرائی۔

السلام علیکم۔ مجھے خبر ملی ہے کہ میری پرنسز آئی ہے آج گھر۔؟

وریام جو عنایت کی بات سن چکے تھے گلا کھنکھارتے ہوئے سلام کرتے وہ روم میں آئے تو عنایت ایک دم سے اٹھ کر بیٹھی اور مسکرا کر اپنے دادا کو دیکھا۔

"بڑے پاپا۔ کیسے ہیں آپ۔؟ وہ چہکی جھیل سی گہری آنکھوں میں خوشی کے جگنو چمکے تھے۔

"میں بلکل ٹھیک۔ بیٹا ایک ایک کپ زبردست سی چائے ہو جائے ہم دادا پوتی کیلیے۔!

وریام نے جان بوجھ کر عیناں سے کہا جو سر ہلاتی اٹھ کر باہر گئی تھی۔

وریام کو لگا تھا کہ عالیجان خود سب بتادے گا مگر اس نے اب تک کچھ بھی نہیں بتایا تھا اسی لئے وریام عنایت کو خود سب بتانے کی ٹھان اسکے پاس بیٹھے۔

"کچھ بتانا ہے آپ کو گڑیا۔ مگر آپ اس کا ذکر فل حال کسی سے نہیں کریں گی۔! پرامس کرو گی تو ہی بتاؤں گا۔!

وریام نے سنجیدگی سے کہا تو عنایت چونکی۔ اور حیرت سے اپنے دادا کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جن کی آنکھوں میں سنجیدگی ہی سنجیدگی تھی۔

"وریام نے اسے ساری حقیقت سے آگاہ کر دیا تھا سوائے اسکے چاچو کی بابت۔وہ نہیں چاہتے تھے کہ ایسی کنڈیشن میں وہ خوفزدہ ہو یا پھر کوئی سٹریس لے۔!

عالیجان کا کوئی قصور نہیں تھا بیٹا وہ تو اسے بس تمہیں محفوظ رکھنے کے لیے خود برا بنتا رہا۔ "

وریام کے الفاظ کسی نشتر کی طرح اسکے ذہن میں چبھ رہے تھے وہ حیرت و بے یقینی سے چپ چاپ یوں بیٹھی تھی جیسے اس حقیقت پر ابھی تک یقین ناں آیا ہو۔یقین آتا بھی کیسے جو شخص اس سے نفرت کی انتہاؤں میں اسے موت تک دینے سے نہیں کتراتا تھا بھلا وہ کیسے اتنا اچھا ہو سکتا تھا۔

سیاہ جھیل سی آنکھوں میں اس ظالم شخص کی وہ گہری حسین آنکھیں لہرائی تھی۔جن کو کبھی بھی پڑھ نہیں سکی تھی۔ہاں وہ عالیجان شاہ کو کبھی بھی جان نہیں پائی تھی اور آج ایک بار پھر سے وہ یہ اعتراف کر چکی تھی کہ وہ اس شخص کو کبھی جان نہیں سکے گی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ماما یار جلدی کریں آپ لوگ۔فلائیٹ کا ٹائم ہو رہا ہے۔! عائش نے سن گلاسز اتارتے روز کو آواز دی۔وہیں عمایہ جو پہلے سے ہی تیار ہوئی صوفے پر بیٹھی تھی اسنے منہ بسورا۔

خوشی کی چمک اس کے چہرے پر واضع دکھائی دے رہی تھی۔اور یہی خوشی تو عائش کے لیے سب سے قیمتی تھی۔

معا دروازے پر بیل ہوئی۔۔

بیٹھو تم میں دیکھتا ہوں۔! عمایہ کو اٹھتا دیکھ وہ ہاتھ سے اسے روکتے خود دروازے تک گیا۔

دروازہ کھولا تو سامنے کھڑی سوہا کو دیکھ ایک پل کے لئے عائش شاکڈ سا رہ گیا۔

اندر آنے کا نہیں کہو گے۔! سوہا مسکرائی تو عائش نے جلدی سے خود کو سنبھالتے اسے اندر آنے کا رستہ دیا۔

اسکے ساتھ ایک ادھیڑ عمر شخص بھی تھے۔جو باریک بینی سے اس گھر اور عائش کا جائزہ لے رہے تھے۔

کون ہے بیٹا۔؟ انزک جو فون پر مصروف سے اپنے روم سے باہر نکلے ہی تھے اچانک اپنے سامنے کسی کو کھڑا دیکھ وہ چونکے ہاتھ بے ساختہ ہی تھم سے گئے تھے۔

"یہ میرے پاپا ہے عائش۔اور پاپا یہ عائش اور یہ انزک انکل ان لوگوں نے میری بہت مدد کی ہے۔!

سوہا نے مسکرا کر سب کا تعارف کروایا تو عائش نے حیرت سے اسے دیکھا تھا وہیں عمایہ بھی اب صوفے سے کھڑی ہوتے ان کے پاس آئی اور حیرانگی سے انہیں دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مگر تمہارے تو۔!

ہاں مجھے بھی یہی لگا تھا مگر خدا کی قدرت دیکھو میرے پاپا بلکل صحیح سلامت ہیں اور میں اب ان کے ساتھ رہوں گی۔"

سوہا کے چہرے کی مسکان ہی یہ بتا رہی تھی کہ وہ کتنی خوش تھی ان سب سے۔!

وہی عمایہ گہری سانس بھرتے مسکرائی۔

"آپ سب کا بہت بہت شکریہ آپ نے میری بیٹی کا بہت خیال رکھا۔!

مجتبیٰ حسین صاحب تہے دل سے ان سب کے مشکور تھے جبھی وہ سوہا کے بتانے پر خود اسکے ساتھ ان سب کا شکریہ کہنے آئے تھے۔

"ارے شکریہ کی کوئی بات نہیں پلیز آپ آیئے بیٹھئے پلیز۔!

انزک نے آگے بڑھتے محبت سے کہا تھا جس پر مجتبیٰ حسین صاحب مسکرائے مگر تبھی ان کی نگاہ دیوار پر لگی اس بڑی سی فیملی فوٹو پر گئی۔

جہاں انزک اور روز کے ساتھ ساتھ ایک طرف الایہ اور انیل کھڑے تھے تو دوسری طرف عیناں اور ویام۔

مجتبیٰ حسین آنکھیں پھاڑے حیرت سے ویام کو دیکھ رہے تھے۔یقین کر پانا ناممکن تھا وہ شخص تو خوبخوان کے بیٹے۔!

دل و دماغ میں الگ ہی ہلچل مچ چکی تھی۔آپ ٹھیک تو ہیں سر۔؟عائش نے گھبرا کر انکے کندھے کو ہلایا جو یک ٹک بس اس تصویر کو دیکھے جا رہے تھے۔

"یہ یہ کک کون ہیں۔!کپکپاتی انگلی ویام کاظمی کی طرف بڑھائے وہ پسینے سے شرابور چہرے سمیت استفسار کرتے ان سب کو عجیب حیرت میں ڈال گئے۔

"سب خیریت تو ہے۔یہ میری بہنیں ہین اور یہ ان کے شوہر۔!

انزک کی وضاحت پر مجتبیٰ حسین صاحب کا چہرہ ایک پل کو تاریک پڑا تھا۔انہوں نے بغور عیناں کو دیکھا۔وہی مسکراہٹ تو تھی ان کے بیٹے کی،وہ چاہے کم ہی مسکراتا تھا۔مگر وہ اس کی مسکراہٹ کیسے بھول سکتے تھے۔

چاہے وہ آگے باپ نہیں تھے مگر باپ تو تھے۔!

یہ یہ کہاں رہتے ہیں مجھے ملنا ہے ان سے۔! نم نگاہوں سمیت وہ اپنی حالت پر قابو پاتے بے چینی سے بولتے سب کو حیران کر گئے۔

"یہ سب پاکستان میں ہیں اور ہم بھی وہی جا رہے ہیں اگر آپ کو کچھ کام ہے تو مجھے بتا دیں۔!ء

انزک نے سنجیدگی سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا میں آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں۔؟ان۔کے عجیب سے سوال پر وہاں موجود ہر شخص ہی چونکا تھا مگر سب انجان تھے کہ کون سی حقیقت کون سا بڑا راز آشکار ہونے والا تھا۔

"مگر پاپا۔"بیٹا سمجھنے کی کوشش کرو میرا جانا بہت ضروری ہے۔ ورنہ میرے دل کو سکون نہیں ملے گا میں وعدہ کرتا ہوں ایک دو دن تک واپس آ جاؤں گا۔!

سوہا کے سر پر ہاتھ رکھتے وہ بے بسی سے بولے جو خاموش ہوتے وہ گئی تھی۔

جین خیال رکھے گا تمہارا۔ فکر مت کرو۔! بیٹی کی ناراضگی بھانپتے وہ اسے سینے سے لگائے مدہم سی آواز میں بولے ۔

عائش عمایہ، روزا اور انزک سبھی پریشان تھے کہ آخر سوہا کے پاپا کو ویام سے کیا۔کام ہو سکتا تھا۔

آپ آیئے بیٹھئے۔عائش انکل کی ٹکٹ کا بندوست کرو جلدی سے۔!

انزک نے اسے حکم دیا جو سر ہلاتے تیزی سے باہر کی سمت بڑھا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

السلام علیکم ماما۔! وہ جلدی گھر لوٹ آیا تھا۔وجہ ایمی کا اداس چہرہ تھا جس کے سبب وہ چاہ کر بھی اپنے کسی بھی کام پر توجہ نہیں دے پایا تھا۔

حیا جو کچن میں مصروف تھی چونک کر سلام کر جواب دیے وہ باہر آئیں۔

بیٹا آج اتنی جلدی کیسے لوٹ آئے۔؟ مسکرا کر پوچھتی وہ اسکے پاس آئی جو وہیں کھڑا تھا۔ نگاہیں آگے پیچھے کا جائزہ لے رہی تھی شاید وہ ایمی کو ڈھونڈ رہا تھا۔

بس سر میں درد تھا تھوڑا اس لیے لوٹ آیا۔! وہ سرسری سے انداز میں بولتے اپنے کمرے میں جانے لگا جب حیا نے پریشانی سے اسے روکا۔

کیا ہوا ہے درد کیوں ہے۔؟ میڈیسن دوں۔؟ اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھتے وہ ٹمپریچر چیک کرتے متفکرانہ انداز میں پوچھنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر انیل نے انہیں خود سے لگائے سر پر بوسہ دیا۔

کچھ خاص نہیں مام۔۔ معمولی سا درد ہے تھوڑی دیر آرام کروں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔ "!

بمشکل سے مسکرا کر انہیں بے فکر کرتے وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔دروازہ کھولے وہ جیسے ہی روم میں داخل ہوا

۔

ایک نگاہ پورے روم پر دوڑائی۔ مگر امبر کہی بھی نہیں تھی۔سیاہ آنکھوں میں بے چینی مزید بڑھی تھی۔

واشروم سے پانی گرنے کی آواز سن وہ سر جھٹک کر وہ بیڈ پر بیٹھا۔موبائل فون آف کرتے ایک جانب رکھا۔اور

شوز اتارتے وہ سیدھا ہوتے بیڈ پر لیٹا۔

عجیب سی بے چینی تھی وہ چاہ کر سکون نہیں حاصل کر پا رہا تھا۔آنکھوں پر ہاتھ رکھے وہ چت لیٹا رہا۔

جب واشروم کا دروازہ کھولے وہ ٹاول سے اپنے بالوں کو خشک کرتی باہر نکلی۔نگاہیں جیسے ہی بیڈ پر گئی ایک پل کو

وہ تھمی۔اسے بلکل بھی امید نہیں تھی کہ اس وقت انیل واپس آ جائے گا۔

اس کی گہری نگاہیں وہ بند آنکھوں کے باوجود بھی خود پر محسوس کر پا رہا تھا۔

"یہاں آؤ۔؟انتہائی بوجھل سے لہجے میں اسے حکم دیا تھا جو ایک پل کو گڑ گڑ بڑائی اور پھر ٹاول ایک طرف رکھتے وہ

لبوں کو تر کرتے اسکی طرف بڑھنے لگی۔

سر دباؤ میرا۔!اسکی عجیب سی فرمائش پر امبر نے منہ کھولے اسے دیکھا۔کل تک تو وہ لڑ جھگڑ رہا تھا ناراضگی جتا رہا

تھا آج کیا ہوا۔

"سر جھٹکتے وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے بیڈ کے کونے پر بیٹھی اور عجیب سی گھبراہٹ پر قابو پاتے وہ نرمی سے

اسکے سر کو دبانے لگی۔

امبر کے نازک ہاتھوں کا لمس اپنی پیشانی پر محسوس کرتے ہی وجود میں سکون کی لہریں دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی

تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد انیل نے جھٹکے سے اسے بازو سے تھامے اپنی طرف کھینچتے دوسرا ہاتھ اسکی کمر کے گرد لپیٹے اسے

اپنے پاس گرایا۔

جو اچانک ہوئی اس افتاد پر گھبرا کر آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"انیل۔!" حلق میں پھنسی آواز کے ساتھ وہ بمشکل سے بولی۔ جس پر مقابل نے سرخ ڈوروں سے سجی اپنی سیاہ آنکھیں ایک پل کو کھولے اسے قریب سے دیکھا۔

دھلا دھلا شفاف چہرہ ہر قسم کی رعنائی سے صاف وشفاف تھا۔ دل میں سکون سا اترا تھا جبھی بے ساختہ ہی اسنے جھکتے اپنے سلگتے لب امبر کی آنکھوں پر رکھے تو وہ اس کے لمس پر جی جان سے لرزی تھی۔

سانس جیسے سینے میں بری طرح سے الجھ رہ گیا تھا۔

اانننیل۔! کمر پر مضبوط ہوتی اسکی گرفت کے سبب امبر منمنائی تھی۔ اس شخص کی شدت بھری گرفت اسکا سانس روک رہی تھی۔

"اششش سکون چاہیے مجھے۔ خاموشی سے لیٹی رہو۔! اسکی گردن میں چہرہ چھپائے وہ گھمبیر لہجے میں بولا تو امبر کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔ مقابل کی دہکتی سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتے ہی وہ جی جان سے لرزی۔

مگر کچھ بھی کہہ پانے ناممکن ہی تھا۔ کمفرٹر پاؤں کی طرف سے قریب کرتے انیل نے دونوں پر برابر کیا اور ہاتھ بڑھاتے لائٹس آف کیں۔ تو پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوب گیا۔

امبر نے تھوک نگلتے اسے دیکھنا چاہا تھا۔ مگر وہ اسکے کندھے سے لگا آنکھیں موندے ہوئے اسے اتنی سختی سے خود سے لگائے ہوئے لیٹا تھا جیسے وہ کہیں بھاگ ناں جائے۔ امبر نے نرمی سے اپنا ہاتھ اسکے بالوں میں الجھایا اور نرمی سے اسکے بالوں کو سہلانے لگی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی قربت میں گہری نیند میں ڈوب گئے تھے۔

Episode 111

مجھے اور سونا تھا ابھی۔!" اپنے پاؤں کے قریب بیٹھے ڈیول کو دیکھتے وہ پھولے چہرے سمیت بولی تھی۔ بھوری مونچھوں تلے موجود عنابی لب بری طرح سے مسکراہٹ میں ڈھلے۔

اسے خاموش بیٹھا دیکھ حورین کی نیلی نیند سے بوجھل آنکھیں مزید گہری ہوئی تھیں۔" مجھے چلنا نہیں ہے پین ہوتا ہے مجھے۔!

وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی جسے ڈیول نے سرے سے اگنور کر دیا تھا۔ اور احتیاط سے شوز پہناتے تسمے باندھنے لگا۔

"کیف۔! حور نے مٹھیاں بھینچ کر اسے پکارا۔

جو گہری سانس بھرتے اٹھا اور بنا کچھ بھی کہے واش روم جاتے اپنے ہاتھ دھوتے وہ باہر آیا۔اور نرمی سے جھکتے اسے بانہوں میں بھرا۔ جس کے گالوں پر سرخی تھی تو آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں۔

"چلیں گی نہیں تو میرے ساتھ اس دنیا کو کیسے دیکھیں گی آپ۔؟ بھاری قدموں سمیت باہر نکلتا وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔

اسنے ہمیشہ کی طرح حور کے غصے کا مان رکھا انتہائی نرمی سے کہتے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

جو لب بھینچے ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہی تھی۔"مگر میری بھی ایک شرط ہے۔! گردن کے گرد ہاتھ باندھے وہ کچھ سوچ کر بولی تو ڈیول کی بھوری آنکھوں میں حیرت سمٹی۔

آہا میری چھوٹی سی جان بھی شرطیں رکھنے لگی۔؟ اگر ایسا ہی چلتا رہا تو سچ میں جان سے جائیں گے ہم۔! محبت سے چور لہجے میں بولتے وہ شدت بھرے انداز میں اسے خود میں بھینچ گیا۔

تو نا چاہتے ہوئے بھی حور کے گال گلال ہوئے تھے۔ چہرہ شرم سے سرخ ہوتا مزید حسین ہوا تھا۔

"امم میری شرط یہ ہے کہ آپ مجھے اپنی دوکان پر لے جائیں گے۔ جہاں آپ کام کرتے ہیں۔!

آنکھوں میں ڈھیروں چمک سمیٹے وہ چہک کر بولی تو ڈیول ایک پل کو حیران ہوا اور پھر اچانک اسے یاد آیا تھا کہ وہ تو گھر سے نکلنے سے پہلے اسے جھوٹ بول کر نکلا تھا کہ وہ ایک دوکان ڈال رہا ہے اور اسی لئے اسے دیری کوئی تھی۔

وہ اب باہر آ چکے تھے۔ جہاں چاروں اطراف سردی کے سبب موسم خوش گوار سا ہو رہا تھا۔ پورے لان میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ گہری سانس فضا کے سپرد کرتے ڈیول نے اسے جھولے پر بٹھایا۔

"ہم کل چلے گے مائے ہارٹ۔! آسمانی رنگ کے اونی کوٹ میں وہ گلاب کے پھول کی طرح مہکتی اپنی معصوم زندگی کو دیکھتے نرمی سے بولا۔

"جس کا چاند سا چہرہ اداس پڑا تھا۔اور یہی اداسی تو وہ دیکھ نہیں سکتا تھا۔

"اوکے ہم چلتے ہیں مگر پہلے تمہیں واک کرنا ہو گی۔ بولو ٹھیک ہے۔؟ چہرے پر آتی کچھ شریر لٹوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتے وہ محبت پاش لہجے میں بولا۔

تو حورین نے چہک کر سر زور شور سے ہاں میں ہلایا۔

"کم۔! ہاتھ پھیلائے اسے اپنی جانب آنے کا اشارہ کیا۔ تو حور نے بمشکل سے رسی تھامے ایک ہاتھ اسکی مضبوط ہاتھ میں دیے وہ بمشکل سے کھڑی ہو پائی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تکلیف اس کے چہرے سے واضح جھلک رہی تھی۔"ری لیکس مائے باربی سب ٹھیک ہو جائے گا۔! حور کے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں پر جمائے وہ دہکتے ہونٹ اسکے گال پر رکھتے شدّت بھرے انداز میں بولا۔

"حورین نے سر اٹھائے اسکی آنکھوں میں دیکھا جس کی بھوری آنکھوں میں اسکے لئے فکر اور جنون آباد تھا۔وہ چھوٹی سی لڑکی مکمل طور پر چھپ سی گئی تھی اس میں۔حور اسکے حسین چہرے کو دیکھتے بمشکل سے نگاہیں چرا گئی۔ وہ جانتی نہیں تھی کہ جس شخص کو وہ اتنے قریب سے دیکھ رہی ہے اسے دیکھنے اسکی ایک جھلک کو دنیا ترستی تھی اسکے نام کے خوف نے صرف ایک ہی ماہ میں پوری دنیا میں تہلکہ مچا دیا تھا۔

"آپ تھکتے نہیں۔آپ کا دل نہیں بھرتا مجھ سے۔! جانے کیوں وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتی پوچھ بیٹھی تھی وہ جو دل جمعی سے اسکے پاؤں کو اپنے پاؤں کے ساتھ پر اپر حرکت دے رہا تھا اسکی عجیب بات پر چونکا۔

"محبت سے بھی بھلا کسی کا دل بھرا ہے۔؟ سر جھٹکتے وہ محض چند ہی لفظوں میں اپنے دل کے احساسات کو لفظوں میں پرو کر بیاں کرتا حور کو حیران سا کر گیا۔

"ہہ ہم چلیں۔! بات بدلتے وہ اپنی بے ہنگم ہوئی دھڑکنوں کو سنبھالنے کی کوشش میں نظریں جھکائے منمنائی تو اسکی ادائے دلفریبی پر ڈیول نے جھک کر پیشانی پر بوسہ دیے اسے بانہوں میں بھرا۔

"ہاں لوکیشن بھیج رہا ہوں اگلے دس منٹ تک اس جگہ ایک مکینک شاپ ہونی چاہیے جس پر کیف دی انجنیر کا بڑا سا نیم ہو۔! اگر وقت تک کام نہیں کر پائے تم تو۔باقی تم سمجھدار ہو۔!

سرسراتے ہوئے سرد لہجے میں اپنے گارڈ کو وارن کرتے ڈیول نے فون کاٹتے مڑ کر گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھا۔جو ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلا رہی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ہم کب ٹیسٹ کروائیں گے ابیر۔؟ پلیز واپس چلتے ہیں۔میرا دل کہہ رہا ہے کہ بارس ہی میرا بھائی ہے پلیز چلو ہم چلتے ہیں۔!

پچھلے ایک گھنٹے سے وہ اسکی منت کر رہی تھی۔جو مسلسل اسکی زلفوں سے کھیلنے میں مگن تھا۔عنایہ کی کوئی بات اسکی دماغ میں ناں تو گھس رہی تھی ناں ہی وہ کوئی ری ایکشن دے رہا تھا۔بس اسے زبردستی بیڈ پر گرائے وہ اپنے سر اسکے سر کے قریب ٹکائے بڑی فرصت سے اسکی زلفوں سے کھیل رہا تھا۔

"ابیر ر۔! عنایہ نے غصے سے اسکا کندھا ہلایا جس نے ایک آنکھ اٹھائے اسے گھورا اور پھر سر جھٹک کر اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میرا موڈ چینیج ہو گیا ہے جاناں۔اب ہم کوئی ڈی این اے ٹیسٹ نہیں کر رہے۔!"گہری سانس فضا کے سپرد کرتے وہ بلکل عام سے لہجے میں اتنی بڑی بات بول گیا کہ عنایہ کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا وہ ایکدم سے اٹھنے لگی جب اسی تیزی سے ابیر نے ماتھے پر بل ڈالے اسے جھپٹ کر دوبارہ گرایا۔

"کک کیا مطلب ہے تمہارا اس بات سے۔؟ہم کیوں نہیں کریں گے یہ ٹیسٹ۔؟عنایہ نے بے یقینی سے اس مغرور شخص کو گھورا۔

جس کے چہرے پر بلا کا سکون تھا۔جیسے کچھ ہوا ہی ناں ہو۔

"کیونکہ وہ لڑکا مجھے ایک آنکھ نہیں بھایا ابھی تو رشتہ بنا نہیں پھر بھی میری ابیر علوی کی بیوی پر حق جما رہا تھا اگر وہ سچ میں تمہارا بھائی نکلا تو سوچو وہ جان سے جائے گا اور تمہیں یہ سب بلکل بھی اچھا نہیں لگے گا سویٹ ہارٹ۔!" بالوں سے انگلیاں گزارتے وہ جنون بھرے انداز میں بولتا عنایہ کو ششدر سا کر گیا تھا جو عجیب سی کیفیت میں گھری گردن اٹھائے اسکے حسین چہرے کو دیکھنے لگی۔

جو بلکل سنجیدہ تھا۔

"وہ بھائی ہو گا میرا ابیر۔اور تم میرے شوہر۔! عنایہ نے بے بسی سے اسے دیکھتے ہوئے جیسے یاد دلایا تھا۔

جس پر مقابل کی شہد رنگ آنکھوں میں جنون سمٹا۔

"بھائی ہو گا مگر تم صرف میری ہو عین۔سوچنا بھی مت کبھی کسی کو مجھ سے زیادہ فوقیت دینے کی اگر کسی دن ان حسین آنکھوں میں میں نے اپنے سوا کسی دوسرے کے لئے پیار دیکھا تو بخدا وہ آدمی اسی دن جان سے جائے گا۔! بے حد شدت بھرا سرسراتا ہوا سا لہجہ تھا ناچاہتے ہوئے بھی اسکے پاگل پن پر عنایہ کے وجود میں عجیب سی سرسراہٹ دوڑی تھی۔

"تم ایسے تو نہیں تھے۔؟ باریک ہونٹوں کی لرزش پر چہرہ موڑ کر ابیر نے ذرا سا اٹھتے اسکی تھوڑی پر بوسہ دیے ان گہری آنکھوں میں اپنی آنکھیں گھاڑی۔میں شروع سے ہی ایسا ہوں جاناں۔بس فرق صرف یہ ہے کہ تم نے نوٹ نہیں کیا کبھی۔!

اسکے سفید گال کو اپنی کھردری انگلیوں سے چھوتے وہ جنون خیزی سے بولا تو عنایہ کو اپنا سانس رکتا ہوا سا محسوس ہوا تھا۔گلے میں ایک لمحے کو گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"ابیر آئی سویر میں تمہارے سوا کسی دوسرے کو زیادہ پیار اور وقت نہیں دوں گی۔تم جو چاہو گے وہی ہو گا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اٹھی اور دوسری سمت مڑتے اسکے کندھے پر سر رکھتے اپنا ہاتھ اسکے شیو پر رکھتے پیار سے کہا۔

جس پر ابیر نے سر جھکائے اسے غور سے دیکھا۔اور پھر ایکدم سے اٹھتے ہاتھ اسکے ایک طرف رکھا۔جبکہ دوسرا کندھا زخمی تھا۔جبھی وہ گھٹنہ فولڈ کیے اسکے قریب بیٹھا،ذرا سا جھکتے اسکے حسین چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔

"یہاں سے جانے کے بعد تم بنا کسی ناٹک کے سیدھا میرے ساتھ میرے گھر اور روم میں جاؤ گی۔چاچو ڈیڈ چاہے کوئی کچھ بھی کہے تم کسی کا سپورٹ نہیں کرو گی۔!

عنایہ نے ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھا تھا جس کی نظریں اپنے آپ پر محسوس کرتے ہی وہ خود میں سمٹی گال الگ سے دہکتے لال ہوئے تھے۔

"پر کیوں۔؟مم میرا مطلب یہ ہے کہ وہ سب تو بس یہی کہیں گے ناں کہ رخصتی کی رسم ہو گی۔اس میں کیا پرولبم ہے۔؟

عنایہ نے اسے قائل کرنے کی کوشش کی تھی۔

جس کے چہرے پر اچانک سے سرد مہری چھائی۔انگلی اور انگوٹھے سے اسکی تھوڑی سہلاتے وہ اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"پرولبم ہے مائے لو۔کیونکہ تمہارا شوہر رخصتی لے چکا ہے اور مجھے یہ چونچلے مزید نہیں سہنے۔اب تم میرے پاس ہی رہو گی میرے روم میں۔از ڈیٹ کلئیر۔!اسنے لفظوں پر زور ڈالا تھا جانتا تھا اس وقت عنایہ کچھ بھی ماننے کو تیار ہو گی۔

اور ابیر یہی تو چاہتا تھا کہ وہ بس سب سے دور صرف اس کے پاس رہے۔

"ممگر۔!

اگر مگر کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا جاناں۔میں نے سالوں پہلے یہ سب کر لیتا مگر کیا کریں یہ مجبوریاں اور ناٹک آڑے آ گئے۔اب اگر کسی نے تمہیں مجھ سے دور کرنے کی کوشش کی تو یا تو وہ شخص نہیں یا پھر وہ نہیں۔!

پرسوز سے انداز میں کہتا وہ اسکے گال کو سہلاتے آخری بات شدت بھرے انداز میں بولتا عنایہ کو گہری سانس بھرنے پر مجبور کر گیا۔

تھوک نگلتے اسنے بمشکل سے سر ہاں میں ہلایا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ جانتی تھی کہ ابیر علوی اسکے معاملے میں پاگل ہے کیونکہ وہ اس کی ملکیت تھی۔ مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اتنا پاگل ہوگا کہ اسے اس کے اپنوں سے ہی دور کردے۔!

عنایہ نے سوچتے ہوئے سر جھٹکا تھا جانے اور کون کون سا روپ اس آدمی کا سامنے آنا باقی تھا۔ سر جھٹک کر کہتے وہ ہونٹ چبانے لگی۔

کیونکہ ابیر اب مزید کوئی بھی بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا جبھی وہ بستر پر گرا اب پھر سے اسکے بالوں سے کھیلنے میں مصروف تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مسلسل بجتے ہارن کی آواز پر وریام، عیناں اور عنایت متفکر سے باہر نکلے تھے وریام ابھی واپس لوٹے تھے اور اپنے روم میں فریش ہونے کی غرض سے گئے تھے۔

باقی سب گھر والے چائے پی رہے تھے جب تیز ہارن کی آواز نے ان سبھی کو ڈسٹرب کیا۔ تو وہ سبھی چائے کے کپ واپس میز پر رکھتے باہر نکلے۔

جہاں سامنے ہی وہ اپنی جیپ میں بیٹھا ایک ٹانگ اٹھائے سامنے اوپر کی طرف لگے ایک سٹینڈ پر رکھے، ہاتھ کو ہارن پر رکھے ڈھیٹوں کی طرح بیٹھا تھا۔

وریام نے سینے پر ہاتھ باندھے اپنے نواسے کو گھورا۔ جس سے انہیں انسانوں والی کسی بھی حرکت کی امید قطعی ہی نہیں تھی۔

عالیجان۔! کیا بکواس ہے یہ ہاتھ ہٹاؤ۔! لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ اس تک گئے سنجیدگی سے اسے گھورتے ہوئے دوٹوک لہجے میں بولے تو عالیجان نے سر اٹھائے انہیں دیکھا۔

"السلام علیکم بڑے پاپا۔ میری بیوی ہوگی اندر اسے بھیج دیں پلیز۔! وہ سلام کے ساتھ انہیں حکم دیتے سنجیدگی سے اپنے فون پر مصروف ہوا۔

تو وہیں وریام نے اسے سخت تیوروں سے گھورا۔

"بھول گئے ہو چلو میں یاد دلاتا ہوں یہ تمہارا ابھی ننھیال ہے اور ماموں کا گھر بھی۔ اندر آؤ۔! وہ خاصے رعب سے بولے تو عالیجان نے سن گلاسز اتار اپنی نیلی گہری آنکھوں سے انہیں دیکھا۔

"بھولا کچھ بھی نہیں میں۔ بس اب ایک اور رشتہ بھی جڑا ہے اس گھر سے۔ بڑے داماد کا۔ جس کا کوئی خاص رتبہ اور عزت تو ہوئی نہیں یہاں۔ اسی لئے بہتر ہے کہ آپ میری بیوی کو بلا دیں میں شرافت سے واپس چلا جاؤں گا۔!

عنایت اور عیناں دور کھڑی ان دونوں نانا اور نواسے کو دیکھ رہی تھی ان کی کوئی بھی بات ان ہی سمجھ میں تو نہیں آئی تھی البتہ عنایت یہ سمجھ چکی تھی کہ وہ اسے لینے ہی آیا تھا مگر وہ جانے کے موڈ میں ہرگز نہیں تھی۔

"غصہ مت دلاؤ مجھے عالی۔ چلو اندر آؤ۔" وریام نے اسے کندھے سے جکڑتے خاصے غصے سے کہا۔

"دیکھ لیں آپ۔ اگر آپ کے بیٹے نے اب ہاتھ اٹھایا تو میں اب خاموش نہیں رہوں گا۔ پھر مت کہیے گا کہ بتایا نہیں پہلے۔؛ "

وہ کسی ضدی بچے کی طرح بولا تو وریام نے سر اثبات میں ہلایا اور اسے کھینچ کر باہر نکالا۔

"چلو تو سہی میں بھی دیکھوں میرے بیٹے میں اتنی ہمت ہے کہ وہ مجھ سے بغاوت کر کے تمہیں مارتا ہے تو کیسے مارتا ہے۔؟

عالیجان نے چونک کر انہیں گھورا۔

سب سمجھ رہا ہوں بڑے پاپا۔ مزے لیتے ہیں مجھے پٹوا کے آپ۔ مگر اب ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔" عالیجان نے انہیں جتاتے ہوئے انداز میں کہا اور ایک نگاہ دور کھڑی عنایت پر ڈالی۔

"چل تو سہی اندر پہلے۔! وریام نے اسے گھسیٹتے ہوئے اندر لے جانے لگے۔ وہ چاہتے تھے کہ اب کی بار ویام اور عالیجان کے بیچ صلح کروا ہی دیں۔ ویسے بھی ویام اور عیناں رات کی فلائٹ سے جرمنی جانے والے تھے۔

ان کی یہ خواہش پوری ہونی تھی یا نہیں یہ تو وقت بتانے والا تھا۔

Episode 112

یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔! سیڑھیاں عبور کرتے ویام جیسے ہی نیچے اترے سامنے ہی وہ بڑے صوفے پر براجمان عالیجان شاہ کو دیکھ کر سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ویام یہاں آؤ۔بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔!وریام نے بیٹے کے چہرے کے سخت تاثرات دیکھتے اب کی بار نرم لہجے میں کہا۔جس پر ویام کی بھوری آنکھوں میں سنجیدگی کے تاثرات مزید گہرے ہوئے تھے۔

"فکر مت کریں ماموں جان بس چائے پی لیں پھر ہم جا رہے ہیں واپس۔" ویام کی چبھتی نگاہیں اپنے بالوں پر محسوس کرتے عالیحان نے سلیقے سے انہیں ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتے ذرا سا مسکرا کر کہا۔

"نہیں میں ماما پاپا کے پاس رکوں گی۔!عنایت نے ضدی انداز میں کہا جس پر عالیحان کے چہرے کے تاثرات یکدم سے سنجیدگی میں بدلے۔ویام کاظمی بغور اسکے رنگ بدلتے چہرے کو دیکھ رہے تھے۔

"ماموں اور ممانی تو جا رہے ہیں ہنی مون پر تم یہاں کیا کرو گی۔؟اسکا انداز نہایت بے باک تھا۔اس کی اچانک کی گئی بات پر عیناں کا چہرہ ایک لمحے میں شرمندگی اور خفت سے سرخ پڑا وہ ناچاہتے ہوئے بھی بھتیجے کی بات پر شرم سے سر جھکا گئی تھی وہیں وریام نے مزے سے بیٹے کو دیکھا جس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے عالیحان شاہ کی بات کس قدر ناگوار گزری تھی۔

"ہنی مون پر ہم جا رہے ہیں تکلیف تمہیں کیوں ہو رہی ہے۔؟ابھی تو ہم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ اینجل ہمارے ساتھ جا رہی ہے۔!وہ ویام کاظمی تھا اسے بیوی کے نام سے تنگ کرنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا جبھی سر سراتے ہوئے لہجے میں مزید روانی لائے وہ دو ٹوک لہجے میں بولتا اب کی بار عالیحان کو حیرت زدہ کر گیا۔

جس نے گردن جو ذرا سا خم دیے ساتھ موجود اینجل کو دیکھا۔

"مگر یہ تو نہیں جا سکتی ماموں۔ایک تو کباب میں ہڈی اچھی نہیں لگتی دوسرا ہم خود ہنی مون پر جانے والے ہیں وہ کیا ہے میری لٹل اینجل کو بہت شکایات ہیں اپنے چھوٹے سے پیارے سے شوہر سے کہ میں اسکا خیال نہیں رکھتا اور اسے گھمانے پھرانے بھی نہیں لے کر گیا تو بس ہم بھی جا رہے ہیں۔!"کاندھے اچکاتے وہ کمال بے نیازی سے جھوٹ بولتا خود صوفے کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔

جبکہ ایک نگاہ عنایت کے حیرت سے کھلے منہ پر ڈالنا نہیں بھولا تھا۔

ویام نے لب بھینچ کر اسے گھورا۔دل تو چاہ رہا تھا کہ کچھ کر دے اسے۔مگر ضبط تھا کہ خاموش رکھے ہوئے تھا۔

"ویام انزک کی کال آئی تھی شاید تم آؤٹ آف رینج تھے تو اس نے مجھے کال کی۔کہہ رہا تھا کہ کچھ ضروری کام ہے اسے۔اور یہ بھی کہہ رہا تھا۔کہیں جانا مت۔!

وریام نے سنجیدگی سے ویام کو مخاطب کرتے ہوئے اسے آگاہ کیا تو وہیں عالیجان بھی چونکا۔کافی سنجیدگی سے اپنے نانا کو دیکھا۔

"ہمممم۔"مگر میرا جانا بہت ضروری ہے ڈیڈ وہ لوگ آئیں تو کہیے گا اب کی بار کچھ دن رکیں میں اور عین ان شاءاللہ جلد لوٹ آئیں گے۔!

ویام نے رسان سے انہیں سمجھایا۔اصل مدعا وہ کسی سے بھی شئیر نہیں کرنا چاہتا تھا۔عیناں نے گہری سانس فضا کے سپرد کی تھی جانتی جو تھی کہ اگر ویام نے سوچ لیا تھا تو اسے کوئی بھی روک نہیں سکتا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اسے واپس آتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔عالیجان نے ان دونوں سے اچھی خاصی چھان بین کی تھی اسکے بعد تبریز خود اس کیس کے سارے سٹرانگ اور ویک پوائنٹس نکال کر قدرے مطمئن سا ہوتے واپس لوٹا تھا اور ایسا سب کرنے میں اسے کافی وقت لگ گیا تھا۔

بھاری قدم اٹھائے وہ ایک گہری نگاہ پورچ میں کھڑی گاڑی پر ڈالے اندر داخل ہوا۔اس وقت کون آسکتا تھا بھلا۔ بائیں بازو پر کوٹ ڈالے وہ شاہانہ چال چلتا اندر داخل ہوا جہاں کسی عورت کی باتوں کی آواز پر تبریز کے ماتھے پر کئی بل پڑے۔

وہ سیٹنگ ایریا کی طرف بڑھا۔

ماہا۔؟کون ہیں یہ لوگ۔؟دہلیز پر رکتے اس نے ایک کاٹ دار نگاہ روم میں موجود تین پکی عمر کی عورتوں پر ڈالے اب سنجیدگی سے ایک نگاہ اپنی بیوی پر ڈالی۔جو اسکے یوں اچانک آجانے پر گھبرا سی گئی تھی۔

تبریز نے بغور اسکی اڑی رنگت کو دیکھا۔

"تت تبریز اندر آئیں۔!"ماہا مروت کے مارے بس اتنا ہی بول پائی تھی جس کے چہرے کے تنے تاثرات ہی اسے خوفزدہ کر رہے تھے۔

ارے یہ ہے تمہارا میاں۔ماشاءاللہ ہے تو بڑا سوہنا دیکھنے میں تو کسی فلم کا ہیرو لگتا ہے۔!

ایک عورت سموسوں کی پلیٹ سے انصاف کرتی دیدے پھاڑے تبریز کو دیکھ کر بولی۔جس نے ابرو اچکاتے اس عورت کو ناگواری سے گھورا اور پھر سر جھٹکا۔

"ماہ کون ہیں یہ لوگ۔؟وہ بنا کسی سے مخاطب ہوئے ڈائریکٹ اپنی بیوی سے مخاطب ہوا تھا۔

ماہا نے تھوک نگلتے تبریز کو دیکھا اور بھاگنے کے سے انداز میں چلتی اسکے قریب گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آپ تھک گئے ہونگے چلیں روم میں فریش ہولیں میں آتی ہوں۔!

گھبراہٹ پر قابو پاتے وہ بمشکل سے مسکرائی تو وہیں اپنے چہرے پر کسی کی گہری نگاہیں محسوس کرتے تبریز نے گردن ترچھی کیے سنگل صوفے پر بیٹھی ایک اٹھارہ انیس سالہ لڑکی کو دیکھا۔

جو تبریز کے دیکھنے پر شرما کر سر جھکا گئی۔ تبریز کو ان سب کا رویہ عجیب سا لگا۔

ہمم۔یہ جو بھی ہیں اگلے پانچ منٹ میں فارغ کرو سب کو اور روم میں آؤ۔!"سرد لہجے میں اسے حکم دیے وہ واپس جانے کو مڑا۔

"ہمیں تو رشتہ قبول ہے بھئی۔لڑکا بھی بہت پسند ہے ہمیں تو۔!

"اس عورت کی آواز نے گویا تبریز کے قدم روک دیے تھے وہ سپاٹ چہرے سمیت مڑا تو ماہا کا سانس جیسے خشک پڑ گیا تھا بے اختیار اسنے گردن نفی میں ہلا ڈالی۔

"ایکسکیوز می کون لڑکا۔؟اب کی بار اسنے ڈائریکٹ اس عورت کو مخاطب کیا۔

جس نے ہنس کر اسے دیکھا اور پلیٹ واپس رکھتے ایک سموسہ اٹھایا۔

"بیٹا تم۔تمہاری بیوی ہی تو تمہاری دوسری شادی کرنا چاہتی ہے اور کہہ رہی تھی کہ شادی ہوتے ہی وہ باہر چلی جائے گی تم لوگ یہاں رہو گے۔اور کیا چاہیے ہمیں بھئی۔لڑکوں کی تو چار چار شادیاں بھی۔؛"

بس کریں آپ لوگ۔ابھی اور اسی وقت عزت سے میرے گھر سے نکل جائیں۔"

اس عورت کی بات کاٹتے وہ سرد لہجے میں پھنکارا تو ماہا نے آگے بڑھتے اسے روکنا چاہا۔

جسے وہ ہاتھ کے اشارے سے خاموش کروا گیا۔

"کیا مطلب ہے لڑکے۔؟تمہاری بیوی نے ہی تو اس رشتے والی کے ہاتھوں پیغام بھجوایا تھا۔

"اس عورت نے اب کی بار ساتھ بیٹھی عورت کی طرف اشارہ کرتے کہا۔جس نے سر زور شور سے ہاں میں ہلایا۔

"شادی مجھے کرنی تھی جو میں نے کرلی ہے میری ایک ہی بیوی ہے جو یہاں موجود ہے۔اب آپ لوگوں کیلئے بہتر ہوگا کہ آپ سب شرافت سے میرے گھر سے نکل جائیں۔اور آپ رشتے والی آنٹی۔اگر دوبارہ اس علاقے میں دکھی تو تا عمر کسی دوسرے کا رشتہ کرانے کے قابل نہیں چھوڑوں گا میں۔!

سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتے وہ سب کے اترے چہروں کو دیکھتا مڑا۔

"ارے یہ کیا بات ہوئی۔؟پہلے خود بلایا اب خود بے عزت کررہے ہو۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عتیق۔! تبریز کی دھاڑ پر باہر کھڑا گارڈ بھاگ کر اندر آیا۔

دو منٹ میں ان سب کو یہاں سے باہر پھینکو آئندہ میری غیر موجودگی میں کوئی اندر داخل ہوا تو تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا میں۔!

ماہا کا ہاتھ زبردستی اپنی مضبوط گرفت میں جکڑتے وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے سرد لہجے میں بولا تو گارڈ نے سر اثبات میں ہلایا۔

وہیں تبریز بنا ایک غلط نگاہ ان میں سے کسی پر بھی ڈالے ماہا کو کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ اوپر لے جانے لگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"کیف۔ کہاں پر ہے تمہاری شاپ۔؟۔ ہم کتنی دیر سے نکلے ہیں۔ اب تک تو پہنچ آنا چاہیے تھا ناں۔!

نیلی حسین آنکھوں میں ڈھیروں چمک سمیٹے وہ انگلیاں چٹخاتے پرجوش سی بولی جس پر ڈیول نے پورا سر گھما کر اسے دیکھا اور پھر نرمی سے اسکا ہاتھ تھامے لبوں سے لگایا۔

"بس مائے ہارٹ پہنچ آئے ہیں ہم۔! بے حد نرمی سے جواب دیتے اسنے وہی ہاتھ اپنے سینے پر رکھا تو اپنے ہاتھ کے نیچے موجود اسکے سینے میں دھڑکتے اس دل کی دھڑکنیں محسوس کرتے بے ساختہ ہی حور کے گال دہکے تھے۔ جانے کیوں اسے شرم سی محسوس ہوئی تھی۔ اور اسکی یہ شرم بنا دیکھے ہوئے بھی ڈیول محسوس کر رہا تھا جبھی حسین ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"گاڑی ایک سنسان سڑک پر رکی۔ تو حور نے آنکھیں پھیلائے آگے پیچھے دیکھا۔

تھوڑے ہی فاصلے پر ایک شاپ پر روشنی جل رہی تھی۔

"وہ وہ رہی۔!" حور نے چہک کر انگلی سے کچھ فاصلے پر موجود شاپ کی جانب اشارہ کیا۔ تو ڈیول نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور رخ موڑتے اسکا سٹالر اچھے سے سیٹ کرتے دونوں ہاتھوں میں گلوز پہنائے اور سر پر ٹوپی اچھے سے درست کرتے وہ پیشانی پر بوسہ دیے باہر نکلا۔

وہ اس وقت سیاہ ہڈ اور جینز میں تھا۔ جس کی وجہ سے اسکا دراز قد مزید واضح ہو رہا تھا۔ حسین نقوش میں ٹھہراؤ اسے مزید پرکشش بنا رہا تھا۔ ہڈ سر پر ڈالے اسنے ایک تنبیہی نگاہ آگے پیچھے دوڑائی۔

مگر سب کچھ ٹھیک تھا اس بات کی تصدیق ہوتے ہی وہ بھاری قدموں سمیت گاڑی کی دوسری جانب بڑھا۔

دروازہ کھولتے اسنے جھک کر حورین کو اٹھایا۔

جس نے فوراً سے ہاتھ اسکی گردن کے گرد باندھے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"واؤ۔کیف تمہارا نیم لکھا ہوا ہے اس پر۔وہ دیکھو۔؛وہ شاپ کے اوپر بڑے حروف میں لکھے اسکے نام کو دیکھ کر کسی بچے کی طرح پر جوش سی بولی تھی۔اسکی ایک مسکراہٹ کے لیے ڈیول کچھ بھی کر سکتا تھا یہ شاپ تو پھر بھی کچھ بھی نہیں تھا۔

"اچھا لگا آپ کو میرا نیم۔!قدرے جھک کے اسکے گال سے اپنی ناک مس کرتے محبت سے پوچھا تو حورین نے فوراً سے سرہاں میں ہلایا۔

اسکے گارڈز جو معمولی ملازموں والے کپڑوں میں ملبوس اپنے پرانی گنز کے پیچ پرزے دیکھ رہے تھے۔

اچانک ڈیول کی آمد پر سانس روکے سر جھکا گئے۔جانتے تھے سر اُٹھانے کا مطلب اپنی موت تھا اوران میں سے کوئی بھی اس وحشی کے ہاتھوں دردناک موت قطعی نہیں مرنا چاہتا تھا۔

"امجد۔کیسا چل رہا ہے کام۔!اسنے ایک نظر سب پر ڈالی تو سب کے جھکے سر دیکھ کچھ اطمینان ہوا۔

یہ دوکان اس کی حورین کے شایان شان تو نہیں تھی مگر پھر بھی اسنے آگے بڑھ کر اسے کرسی پر بٹھایا۔اور خود کف فولڈ کرتے اپنے گارڈ کو مخاطب کیا۔

جی سر تین لوگ آئے تھے ان کی یہ بندوقیں ٹھیک سے کام نہیں کر رہی تو ہم نے ٹِکا میرا مطلب ہے ہم نے انہیں سنبھال لیا۔!

ڈیول کی ایک سرد نگاہ پر ہی گارڈز نے حلق تر کرتے بمشکل سے بات سنبھالی۔

ہممممم۔کام کرو۔!

اسے گھور کر کہتے وہ اب حور کی طرف گیا جو ٹیبل پر پڑی بندوقوں کو دیکھ رہی تھی۔

آپ ان کے پاس رہا کریں۔کیا پتہ یہ لوگ آپ کے کام میں بے ایمانی کر دیں۔کچھ بھی ہو سکتا ہے۔بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔!

وہ کسی بڑے کی طرح اسے صلاح دینے لگی جس پر ڈیول نے ہونٹوں کو سختی سے میچتے ہوئے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"آپ ان سے پوچھو آج کی آمدن۔ہاں ہاں پیسوں کا پوچھو۔!ءوہ اسے اکسانے لگی۔جس پر ڈیول گڑبڑایا۔

ڈارلنگ یہ جرمن ہے یہاں پر پیسے ایسے نہیں سیدھا اکاؤنٹس میں جاتے ہیں تو ڈونٹ وری کوئی مجھے دھوکا نہیں دے سکتا۔!ء

اسکے سفید گال کو سہلاتے ڈیول نے جیسے اسکی فکر ختم کرنا چاہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اوہہہ۔! پھر ٹھیک ہے۔آپ بھی تو کام کریں۔ "!

وہ ایک بندوق اسکے سامنے کرتے بولی۔ جس پر گارڈز کے کان کھڑے ہوئے۔ چھ ماہ سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا تھا انہیں ڈیول کے ساتھ کام کرتے ہوئے وہ تو ان سب کی روح لرزا چکا تھا۔

اور اب اپنی بیوی کے لیے ایک معمولی سا مکینک بن کر وہ ان سب کو مارنے کی در پر تھا۔

"ان میں سے ایک نے دوسرے کو اشارے میں پوچھا کہ سب کیا ہو رہا ہے۔! جس پر دوسرے نے اسے اشارے سے ہی چپ کروا دیا۔

"اوکے۔! وہ مسکرا کر اسے دیکھتے بندوق تھامے نیچے بیٹھا۔

حور اب اشتیاق سے اسے دیکھنے لگی۔ جو کسی ماہر گن مین کی طرح پھرتی سے ایک ایک پرزہ کھولتا جا رہا تھا۔

حور تو اپنے شوہر کو اپنی آنکھوں کے سامنے محنت کرتا دیکھ ہی خوشی سے پھولے ناں سما رہی تھی۔

"ٹھیک ہی کہتا تھا کیف۔ وہ بہت اچھا کام کر رہا تھا۔ بس اسے ہی اپنے شوہر پر یقین نہیں تھا۔!" وہ دل ہی دل میں خود کو کوستے اب اپنے شوہر کو دیکھنے لگی جو اتنی محنت کر رہا تھا۔

"بس کریں اب ہم چلتے ہیں۔!'اچانک اسے شرمندگی ہونے لگی۔ وہ اسکا شوہر ہو کے بھی اسکے ایک بار کہنے پر ملازمین کے بیچ بیٹھ گیا تھا۔

"آر یو شیور مائے لیڈی۔! ابرو اچکاتے اسنے بھوری آنکھوں میں جنون سمیٹے محبت پاش لہجے میں پوچھا۔ جس پر حور نے سر کو ہاں میں ہلایا۔

تو ڈیول نے بندوق ایک طرف کی اور خود اٹھ کر ہاتھ اچھے سے صاف کرتے وہ اب حور کی طرف متوجہ ہوا۔

اسے نرمی سے بانہوں میں بھرتے وہ واپسی کے لیے مڑا۔

"آپ بہت اچھا کام کرتے ہیں۔ آپ کی وجہ سے کتنے لوگوں کا بھلا ہوتا ہو گا۔ یہ سب لوگ بھی تو آپ کے پاس کام کرتے ہیں ناں۔!

حور کی معصومانہ تعریف پر ڈیول نے مسکرا کر اس تعریف کو کھلے دل سے وصولا۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی وہ۔ کتنے لوگوں کا بھلا کر رہا تھا وہ۔!

اب گھر چلیں واپس۔! اسے آرام سے سیٹ پر بٹھاتے وہ خود اپنی سیٹ پر آیا اور نہایت نرمی سے اجازت چاہی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ایک راؤنڈ لگالیں۔موسم کتنا پیارا ہے۔! نیلی آنکھیں چھوٹی کیے وہ معصومیت سے پوچھنے لگی جس پر ڈیول نے گہری سانس بھرتے سرہاں میں ہلا ڈالا۔

کیا وہ اسے انکار کر سکتا تھا۔ہرگز نہیں۔"

"معا اسے پیچھے کسی کا سایہ محسوس ہوا۔بھوری آنکھوں میں ایک دم سے سنجیدگی سمٹی۔مگر پھر اپنا وہم سمجھتے وہ پوری طرح سے حور کی طرف متوجہ ہوا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کیا بکواس کررہے تھے تم پاپا کے سامنے۔؟ذرا شرم نہیں ہے تم میں عالیحان شاہ۔!وہ سیدھا اسکے روم میں آیا تھا۔انگڑائی لیتے وہ پیچھے سے دروازہ بند ہونے کی آواز پر شاطرانہ انداز میں مسکراتے اب سنجیدگی سے پلٹا۔

"کیا بکواس کی ہے میں نے۔؟ذرا مجھے بھی تو پتہ لگے۔!دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ کڑے تیوروں سے اسے گھورنے لگا جو سخت غصے میں تھی۔

"پہلے ان سے ہنی مون کا کہا پھر ہمارا۔کہاں جارہے ہیں ہم۔؟

وہ دوبدو بولتی انتہائی غصے سے دانت کچکچانے لگی۔

"جہاں تم کہو۔!بے حد اچانک سے گھمبیر بے باک لہجے میں کہتے وہ ذرا سا آگے جھکا تو عنایت سرخ چہرے سمیت لب بھینچ کر۔احتیاطاً پیچھے ہوئی۔

"اس عمر میں بھوڑے لوگ عمرے پر جاتے ہیں تمہارے ماما پاپا اب جرمن جارہے ہیں تو ظاہر سی بات ہے ہنی مون پر ہی جارہے ہونگے۔ویسے میرے پاس اتنا پیچ نہیں۔ایسا کرتے ہیں مری چلتے ہیں۔

افففف کیا موسم ہوگا وہاں۔صرف تم اور میں۔اور کوئی بھی ڈسٹرب کرنے والا نہیں۔!وہ اچانک سے رومینٹک ہوا اسے گڑبڑا کر رکھ گیا تھا۔

جس کا چہرہ ممتا کے رنگوں سے مزید کھلا ہوا شاداب سا ہو رہا تھا۔اب اسکی بے باک گفتگو سے اسے اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا تھا۔

"تم انتہائی۔!

جانتا ہوں انتہائی بدتمیز قسم کا شخص ہوں میں۔خود سوچو اگر شرم ہوتی تو اپنے سے پانچ سال بڑی لڑکی پر آنکھ کیوں رکھتا۔تم آج بھی بہت معصوم ہو لٹل اینجل۔!وہ ہنستا ہوا اسکا گال تھپکتے اسکا مذاق بنانے لگا جس پر عنایت نے غصے سے اسکا ہاتھ جھٹکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میرے منہ مت لگا کرو تم۔!

وہ تڑخ کر بولی۔

" لگنے ہی کب دیتی ہو تم یار۔! وہ خاصا جل کر بولا جس پر عنایت پیر پٹختے روم سے باہر جانے لگی۔ مگر عالیجان نے تیزی سے اسکا ہاتھ تھامے اسے نرمی سے اپنے قریب کیا۔

اسکی احتیاط پر عنایت کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔کچھ بڑے پاپا کی بتائی باتوں کا اثر تھا کہ اب وہ چاہ کر بھی اس سے نفرت نہیں کر پا رہی تھی۔

اسکا چھونا قریب ہونا اسے ایک الگ سا احساس ہو رہا تھا۔اگر وہ محض اسے محفوظ رکھنے کو شادی کر چکا تھا تو یہ سب کیا تھا۔اسکی آنکھوں میں وہ جنون کیوں تھا۔کیا وہ کبھی اسے چاہے گا۔؟ مگر اس نے تو کہا تھا کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتا۔

دل نے جیسے ساری امیدیں توڑ دی تھیں۔"عالیجان نے نرمی سے اسکے ہاتھ اپنی گردن کے گرد باندھے اپنے دونوں ہاتھ اسکی کمر پر رکھتے اسے قریب کیا۔

عنایت یک ٹک اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔یہ وہی آنکھیں تھیں جس سے اسے نفرت تھی مگر آج وہ نفرت تو کہی بھی نہیں تھی عالیجان شاہ کا خوف جو اسکی آنکھوں میں ہمہ وقت رہتا تھا وہ کیوں نہیں تھا آج۔!

مجھے لگتا ہے میری بڑی سی بیوی کو اپنے چھوٹے سے شوہر سے محبت ہو گئی ہے۔کیا ایسا ہی ہے لٹل اینجل۔! وہ جان بوجھ کر اسے چھیڑنے والے انداز میں جھک کر اسکے کان میں بولا۔

تو عنایت کا پورا وجود لرزا تھا۔"یو نو واٹ۔! آئی وانا آ لٹل اینجل لائک یو۔جس کی آنکھیں میری جیسی ہوں۔!

انتہائی گھمبیر لہجے میں کہتے وہ اسے اپنے لفظوں کے سحر میں جکڑ رہا تھا۔وہ یہ نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ وہ خود کو اس سحر کا اسیر برسوں سے ہوا پڑا تھا۔

اور جسے وہ پھنسا رہا تھا در حقیقت وہ اسی کے عشق میں بری طرح سے غرق ہو چکا تھا۔

"اسکے سلگتے ہونٹوں کا لمس آج اتنے دنوں کے بعد اپنی آنکھوں پر محسوس ہوا تھا مگر آج اسکے لمس میں صرف اور صرف محبت تھی۔آج وہ دم سادھے اسکے حصار میں اسکے بے انتہا قریب کھڑی تھی۔

دور کرنے کی سکت جو نہیں رہی تھی۔اگر سب جان کر بھی اسے دھتکار دیتی تو وہ خود سے نظریں بھی ناں ملا پاتی۔

"عالیجان اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے نشیلی نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتے اسکے ماتھے پر جھکتے گہرہ لمس چھوڑتے ذرا سا دور ہوا۔"

ہاں اسکے ہونٹ بھی میری طرح کے ہونے چاہیے۔بیوٹیفل۔! ناک چڑھا کر کہتے وہ تھوڑی عنایت کے کندھے پر ٹکا گیا تھا۔جو نا چاہتے ہوئے بھی خود میں سمٹی۔وہ جانتی تھی کہ وہ کیوں کہہ رہا تھا یہ سب۔!

"کیا تھا وہ شخص جو دینے پر آئے تو لمحوں میں آسمان پر بٹھا دے۔جو اپنی پر آئے تو ایک جھٹکے میں زمین پر لا پٹکھے۔

"اسکے بال بلیک ہونے چاہیے اپنی پھپھو کی طرح۔! اسکے سر سے دوپٹہ سرکاتے اس نے جھٹکے سے کیچر اتارا تھا۔ سیاہ آبشار ایک دم سے عالیجان شاہ کے چہرے اور عنایت کی پشت پر پھیلی۔جن کی خوشبو میں گہرہ سانس بھرتے اسنے آنکھیں موندی۔چھوٹی سی ناک ہو اسکی۔مگر وہ نوز پن نہیں پہنے گی۔کیونکہ اس سے کوئی بھی میری پرنسز کی طرف اٹریکٹ ہو سکتا ہے۔!

وہ ابھی سے یہ سب سوچتے ہوئے ہی انسکیور ہو رہا تھا۔اسکی جلن عنایت بخوبی محسوس کرتے چونک گئی تھی۔کیا وہ سوچ سکتی تھی کہ ایک دن وہ عالیجان شاہ سے یہ سب سنے گی۔

کیا وہ اس کی شریک حیات بن سکتی تھی۔اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ شخص۔جو اسکے حواسوں پر بری طرح سے چھا چکا تھا۔

"اپنے باپ کی طرح بہادر ہو۔بات بات پر روئے ناں۔ایک بہادر شیرنی بنے عالیجان شاہ کی شیرنی۔! وہ اسے سینے میں بھینچے آنکھیں موند کر اپنی بیٹی کے عکس سے مخاطب تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کبھی کبھار کی گئی باتیں تکبر بن جایا کرتی ہیں۔اور یہ تکبر و غرور انسان کو بہت بھاری پڑ سکتا ہے۔

"پیچھے ہٹ جاؤ اب لٹل اینجل۔چپک ہی گئی ہو تم تو۔کیا حسین لڑکا پہلی بار دیکھا ہے۔؛"

وہ ناگواری سے منہ بنا کر بولتا اسکا موڈ ایک لمحے میں خراب کر گیا تھا۔جو فورا سے منہ بگاڑتی پیچھے ہوئی۔

"پھپھو اور ماموں لوگوں کے جاتے ہی ہم گھر جائیں گے۔اب ضد کی تو انجام سے واقف ہو تم۔!

وہ جیب سے اسکی ٹیبلیٹ نکالتے گلاس میں پانی انڈیل کر اس تک آیا۔"

تو وہ میڈیسن کے لیے یہاں تک آیا تھا اور اب اسکے روم میں بھی۔!"عنایت حیرت سے اسکے چہرے کو دیکھتی رہ گئی۔وہ جتلائے بنا بھی اتنا خیال اتنی پرواہ کرتا تھا تو وہ کیوں محسوس نہیں کر پائی۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پانی پیو۔ !اسنے چٹکی بجائی تو وہ چونک کر ہوش کی دنیا میں لوٹی جس پر عالیجان شاہ نے پانی کا گلاس اسکے ہونٹوں سے لگایا۔

"چلو بیٹھو۔ فروٹس لاتا ہوں۔ اب ہلی یہاں سے تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔!

اسے زبردستی بستر پر بٹھاتے اسنے سختی سے وارن کیا اور خود روم سے باہر نکلا۔

Episode 113

ساحل خیال رکھنا اس کا۔ میری بیوی ہے یہ۔ اگر اسے ایک کھروچ بھی آئی تو تمہارے اس ہاسپٹل کا نقشہ بگاڑ کے رکھ دوں گا میں۔ !عنایہ کو ساحل کے آفس میں بٹھائے وہ سیدھا اس تک آیا۔ جو ایک روم میں ڈی این اے ٹیسٹ کی تیاری میں مصروف تھا۔

ساحل نے گھور کے اس شخص کو دیکھا جو اسکا دوست تھا۔

"تُو ڈاکٹر سے غنڈہ کب بنا۔؟ ماسک اتارتے ساحل نے دو قدموں کے فاصلے پر کھڑے ابیر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے جان بوجھ کر جح

اسے چھیڑا۔

بکواس مت کر۔ اچھے سے جانتا ہے تُو مجھے۔ اگر اچھا ہوں تو مجھ سے اچھا کوئی نہیں اور اگر برا بنا تو مجھ سے برا بھی کوئی نہیں۔ !سرسراتے ہوا سا لہجہ تھا۔ ساحل نے جھرجھری لیتے اسکی وخشت ناک نگاہوں سے نگاہیں ہٹائی۔

فکر مت کر۔ مونہ کو کال کی ہے وہ آ رہی ہے۔ بھابھی کو اپنے ساتھ لے جائے گی گھر پر۔ تم فارغ ہو کر سیدھا وہی ملنا۔ !

ساحل نے اپنی بیوی کا ذکر کرتے اسے مطمئن کیا۔

"ٹھیک ہے مگر میرے آنے تک ریزلٹ چاہئے مجھے۔ لٹکانے کی ضرورت نہیں۔ صرف دو گھنٹے ہیں تمہارے پاس۔ کچھ بھی کرو اس ڈی این اے ٹیسٹ کا نتیجہ میرے سامنے رکھو۔ !

دوٹوک انداز میں کہتے وہ چلتا ہوا ایک جانب پڑے ٹیبل تک گیا۔ وہاں سے آپریشن کے لیے رکھے گئے ہتھیاروں کو ٹٹولتے وہ مطلوبہ چیزیں نکالتے اپنی جینز میں رکھتے مڑا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کہاں جارہے ہو تم۔؟ بھوری آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ اس کے راستے میں حائل ہوئی تھی۔

ابیر علوی کی نگاہوں میں خمار کی سرخی پھیلی۔ بھاری قدموں سمیت آگے بڑھتے وہ اس تک گیا تو عنایہ کا سانس جیسے بری طرح سے سینے میں الجھ کر رہ گیا تھا وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی جس کا حسین چہرہ سپاٹ تھا مگر آنکھوں میں جھلکتی خمار کی سرخی اسے جھرجھری لینے پر مجبور کر گئی۔

ابیر نے ایک گہری استحقاق بھری نگاہ اپنی بیوی پر ڈالی۔ جو اس وقت لائٹ پنک کلر کے ڈھیلے ڈھالے سوٹ میں اپنی ذات سے بے خبر اسکے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی۔

"کیا ہو تم یار۔ جتنی بار دیکھتا ہوں اتنی بار نئے سرے سے عشق ہوتا ہے ابیر علوی کو تم سے۔ اور کتنا پاگل کرنے کا ارادہ ہے جاناں۔؟

بے حدّ اچانک اسے کمر سے تھامے سینے میں بھینچتے ابیر نے جھکتے اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں کہا۔ اسکی سلگتی سانسوں کی تپش اپنے کان سے ہوتی اب اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ جی جان سے کانپی تھی۔

"پاگل بنا رہے ہو۔ مجھے۔ میری بات کا جواب دو پہلے۔ کہاں جارہے ہو تم۔! بمشکل سے اسکے دہکتے حصار کو توڑتی وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تو ابیر کے مغرور نقوش میں سرخی گھلی۔

کیسے جان لیتی تھی وہ اسے۔!

افففف جاناں۔ جب بیوی اتنی پیاری ہو تو کون کمبخت اسے پاگل بنائے گا۔! بس ایک چھوٹا سا کام ہے۔ اجازت دو گی تو جلدی لوٹ آؤں گا۔! اب کی بار اسکے گال بھینچنے پر گلابی گال پر ابھرتے گڑھے پر لب رکھتے کہا تھا۔ اسکی بیئرڈ کی چبھن پر عنایہ نے سر پیچھے کیا۔

"مجھے بھی ساتھ لے چلو۔! وہ بضد ہوئی۔ تو ابیر ہنسا۔ جانتا جو تھا اگر وہ اسے ساتھ لے جاتا تو یقیناً عنایہ سامنے والے کو دیکھتے ہی اسے جان سے مارنے پر آ جاتی۔

"تم یہی رہ کر میرا ویٹ کرو۔ اچھے سے ریڈی ہونا میرے لیے۔ آخر مجھے بھی تو علم ہونا چاہیے میری بیوی کس قدر پاگل ہے اپنے شوہر کے لیے۔!

اس کی بے باک سی فرمائش پر عنایہ کے گال نا چاہتے ہوئے بھی دہکے تھے۔ وہ بے ساختہ اسکے چوڑے سینے سے جا لگی۔ تو ابیر نے شدت سے اسے خود میں بھینچا۔ عنایہ اسکی شدت بھری گرفت پر سانس روک سی گئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ریڈی کیوں ہوں گی میں۔؟ منہ پھولا کر کہا تھا۔وہ تو پہلے ہی اس کے پاگل پن سے بری طرح سے سہم چکی تھی اب تیار ہو کر خود کو کیسے پھنسا دیتی۔

"ریڈی تو تمہیں ہونا پڑے گا مائے وائٹ چیری۔اگر خود سے نہیں ہو گی تو کوئی بات نہیں میں خود کر دوں آ کر۔! اسکے کان میں گھمبیر تا سے سرگوشی کرتے ابیر نے انگلیاں اسکی کمر پر ٹریس کی تھیں۔

اسکی انگلیوں کے استحقاق بھرے بے باک لمس پر عنایہ کا روم روم کانپا تھا وہ جھٹکے سے پیچھے ہونے لگی مگر ابیر نے گردن کے گرد ہاتھ لپیٹتے اسے دوبارہ پہلی پوزیشن میں کیا۔

"تم اچھے سے جانتی ہو عین کہ تم پر صرف میرا حق ہے۔اس لیے میں جو بھی کہوں اس سے انکار مت کیا کرو ڈارلنگ ورنہ یہ انکار کب تمہارے لیے وبال جاں بن جائے کچھ پتہ نہیں۔!

اسکے سرد لہجے میں وارننگ تھی عنایہ بری طرح سے گھبراتی بے یقینی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتی رہ گئی۔جن سے ابلتے جنون خیز شعلے اسے اور بھی سہا گئے تھے۔

"چلتا ہوں خیال رکھنا اپنا۔بھابی آ رہی ہیں تمہیں لینے۔میں ساحل کو بتا دوں گا تمہارے ڈریس کا ارینج ہو جائے گا۔ریڈی رہنا ہمممم۔! دہکتے ہونٹ اسکی پیشانی پر رکھتے وہ عنایہ کے سرد گالوں کو انگلیوں سے سہلاتے دوٹوک لہجے میں اسے وارن کرنا نہیں بھولا۔

عنایہ چاہ کر بھی کچھ نہیں بول پائی تھی۔جب سے وہ اس کے پاس آئی تھی۔وہ اپنی منمانیاں ہی تو کر رہا تھا۔اور عنایہ کا ظمی نا چاہتے ہوئے بھی خاموش تھی کیونکہ اس وقت اس سے لڑنا مطلب سوئے ہوئے شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف تھا۔

"میرے آنے تک اپنا خیال رکھنا۔"ایک بار پھر سے اسے اپنی بانہوں کے گھیرے میں بھرتے اسنے سینے میں بھینچتے سخت لہجے میں کہا تھا۔عنایہ نے اسکی خوشبو میں گہری سانس بھرتے اسے دیکھا تھا جو اسکے نقوش پر اپنی محبت بھرا لمس چھوڑتے اب روم سے باہر نکلتے اس کی نظروں سے اوجھل ہوتا جا رہا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ہمممم۔کہاں جا رہا ہے وہ۔؟سارا ڈیٹا بھیجو مجھے۔! اندھیرے کمرے میں وہ کرسی کی پشت سے سر ٹکائے ہوئے بیٹھا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا جیسے۔ پچھلے تیس سالوں سے وہ نفرت اور بدلے کی بھٹی میں جلا تھا اور اب تک وہ سب لوگ جنہوں نے اسے برباد کیا تھا سب کے سب آزاد اور خود مختار گھوم رہے تھے بھلا ایچ اے آر کیسے سکون سے رہ پاتا۔؟

مارک کا کچھ اتا پتہ نہیں تھا۔ ڈینی مارا گیا تھا۔ سوہا جسے اس نے عائش کے پیچھے لگایا تھا وہ جانے کہاں غائب ہو گئی تھی۔ ایمی اسکے ہاتھوں سے ریت کی طرح پھسلی تھی اور اب بچا وہ باس۔ وہ تو شروع سے ہی اس کھیل کا لطف لے رہا تھا۔

اسے تو ان میں سے کسی سے بھی کوئی بھی ذاتی دشمنی تھی ہی نہیں۔ پھر وہ کیوں اس باس کی باتوں میں آکر بیٹھا رہتا۔

"وہ اپنی ہی سوچوں میں غلطاں تھا جب اس کا فون پھر سے بجا۔

ایچ اے آر نے دھندلائی ہوئی آنکھوں کو ہاتھ سے رگڑا اور غور سے فون کی اسکرین کو دیکھا۔

اوہہ تو یہ ویام کاظمی اپنی بیوی کے ساتھ جرمنی جا رہا ہے۔! انتہائی سرسراتا ہوا سا لہجہ تھا سارا نشہ جیسے ایکدم سے ہوا میں اڑ گیا تھا۔

لڑکھڑا کر کرسی سے اٹھتے اسنے موبائل فون پر موجود ٹکٹس کو دیکھا۔

"تو کیوں ناں یہ جرمنی کا دورہ تمہارا آخری دورہ بنا دیا جائے ویام کاظمی۔ کتنا مزہ آئے گا ناں جب تم تڑپ تڑپ کر مرو گے میرے سامنے۔! ایک ایک لفظ پر زور دیتے وہ سپاٹ لہجے میں پھنکارا اور اگلے ہی لمحے فون کو پوری قوت سے دیوار پر دے مارا۔

"برینڈو۔ تیاری پکڑو ہم جرمنی جا رہے ہیں۔ سارے کی ساری نفری تیار کرو۔ کوئی بھی شخص پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔!

دوٹوک مگر سرد آواز میں کہتے اس نے مڑ کر اپنے گارڈ کو دیکھا جسنے سر کو ہاں میں جنبش دی۔

"سر وہ ڈیول بھی وہیں پر ہے۔! برینڈو نے جھجھک کر کہا تو ایچ اے آر چونکا۔

"اوہہہہ۔ یہ تو اور بھی اچھا ہو جائے گا برینڈو۔ دونوں باپ بیٹے کو ایک ساتھ ماروں گا میں۔ سالے ڈیش۔!

نفرت بھری آواز میں گالی بکتے وہ غضب ناک انداز میں پھنکارا تو برینڈو عجلت میں باہر کو بھاگا۔

بس اب کھیل ختم ویام کاظمی۔ تیرا بیٹا اس سالے کو اتنے سال پالا میں نے۔ کیا کیا ظلم نہیں کیا اس ہڈ حرام پر۔ مگر باپ کی طرح ڈھیٹ ہے ایک نمبر کا۔ مرا نہیں وہ کمینہ اب تم دونوں باپ بیٹے کو میں ایچ اے آر مارے گا۔ پھر دیکھتا ہوں تُو کیسے بچائے گا خود کو اور اپنی بیوی اور بیٹے کو۔! ہاہاہاہاہاہا۔!

تصور میں ہی ویام کاظمی کو دیکھتا وہ خباثت سے سوچتے اپنے ہی پلین پر قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"اینجل اٹھو گھر پہنچ آئے ہیں ہم۔! وہ لوگ ویام اور عیناں کو ائیر پورٹ تک چھوڑنے گئے تھے اب واپسی پر ایک تو رات کافی ہو گئی تھی اوپر سے عنایت سو چکی تھی۔ جسے دیکھتے عالیحان نے سر مسلتے اسے اٹھانا چاہا مگر وہ یونہی سوئی رہی۔ عالیحان شاہ کو اس کی نیند پر رشک آیا تھا۔

سر نفی میں جھٹکتے وہ گاڑی سے نکلا۔ اور دوسری سائیڈ کا دروازہ کھولتے اسے نرمی سے بانہوں میں بھرتے وہ اندرونی جانب بڑھا۔

حرمین ابھی تک ان کے انتظار میں جاگ رہی تھی۔ بیٹے کو اندر آتا دیکھ بے ساختہ ہی وہ صوفے سے اٹھی۔ گہری سانس بھر کر وہ اس تک پہنچی۔

کیا ہوا ہے اسے۔؟ طبعیت تو ٹھیک ہے ناں عنایت کی۔! وہ خاصی فکر مند ہوئی تھی۔ ایسی سچویشن میں اسکی صحت کی فکر تو اب ہر کسی کو ہی رہتی تھی مگر حرمین کچھ زیادہ ہی فکر مند تھیں۔

ماما پریشان نہیں ہوں۔ سو گئی ہے بس۔ شاید تھکاوٹ کی وجہ سے ویسے بھی کھانا کھلا کر میڈیسن دے دی تھی میں نے۔ ہو سکتا ہے غنودگی کی وجہ سے سو گئی ہے۔" ایک نگاہ اسکے معصوم چہرے پر ڈالے اسنے پھر سے ماں کو دیکھا

۔

"تم نے کھایا کھانا۔! حرمین نے فکر سے بیٹے کے چہرے کو دیکھتے ہوئے جیسے جانچنا چاہا تھا۔

"یس ماما ماموں کے گھر ہی کھا لیا تھا پریشان نہیں ہوں۔ ہینڈل کر لیا تھا میں نے آپ نے بھائی کو۔! وہ جان بوجھ کر ان کا موڈ بہتر کرنے کو آنکھ دبا کر بولا تو حرمین مسکرا دی۔

شکر ہے اللہ کا۔ جاؤ رات کافی ہو چکی ہے آرام کرو تم دونوں۔!" اسکی چوڑی پشت کو تھپکتے وہ ممتا سے لبریز لہجے میں بولی جس پر عالیحان نے سر اثبات میں ہلاتے انہیں بھی سونے کی تاکید کی اور خود عنایت کو یونہی اٹھائے روم میں گیا۔

اسے نرمی سے بستر پر ڈالتے اسنے احتیاط سے اسکے سر سے دوپٹہ اتارتے ایک طرف رکھا۔ ہمہ وقت سہمی ہوئی ہرنی جیسی پھیلی اسکی حسین آنکھیں اس وقت بند تھی۔

بے ساختہ ہی اسے دن کا منظر یاد آیا۔ تو ہونٹ خود بخود مسکرائے تھے سر جھٹک کر اسنے جھکتے پیشانی پر گہرہ لمس چھوڑا۔

مائے انوسنٹ گرل۔! گھمبیر لہجے میں زیر لب بڑبڑاتے وہ اسکی ناک میں چمکتے موتی کو اپنے پرشدت لمس چھوڑا۔ آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھی۔ "عادتیں بگاڑ رہی ہو تم میری لڑکی۔ اور یہ بلکل بھی اچھا نہیں۔!

وہ اپنی غالب آتی نیند سے سخت جھنجھلا کر اسکے معصوم چہرے کو گھورتے سارا الزام اسی کے سر پر لگائے خود جھک کر اپنے پاؤں جوتوں کی قید سے آزاد کرتے شرٹ اتارتے دور اچھالتا بیڈ سے اٹھا۔

لائٹس آف کرتے وہ اپنی سائیڈ پر لیٹا ہاتھ بڑھاتے اسے کھینچ کر اپنے کندھے پر منتقل کیا۔ جو کسمسا کر اسکے سینے پر پھیل کر لیٹتے پر سکون سی ہو گئی تھی۔ عالیجان نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا اور پھر سر جھٹک کر اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتے اسکے گرد حصار باندھے چہرہ اسکے بالوں میں چھپائے وہ خود بھی چند ہی لمحوں میں گہری نیند میں ڈوبا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مام۔ پلیز کم آئی وانا پلے وِڈیو۔! وہ سات سالہ بچہ مسلسل اپنی ماں کی ٹانگ سے لگا معصومیت سے بول رہا تھا۔

علیزے کی سبز آنکھوں میں بے زاری سمٹی۔ حسین چہرے کے تاثرات پل بھر میں ہی تھے تھے۔ سا منتھا۔!

موبائل فون ایک جانب رکھتی وہ غصے سے دانت پیستے چلائی۔

وہیں سمانتھا بھاگ کر روم میں آئی۔

"کتنی بار کہا ہے خیال رکھا کرو اسکا۔ جاؤ کارل بے بی۔ ماما بعد میں آپ کے ساتھ کھیلیں گی۔! اس معصوم بچے کی سبز آنکھوں میں دیکھتی علیزے نے پیار سے اپنے بیٹے کا گال چوم کر کہا تھا وہ تو ماں کے اتنے سے پیار پر ہی خوش ہوا تھا۔ سر ہاں میں ہلاتے وہ باہر کو بھاگا تھا۔

ڈیڈ۔ کہاں ہیں آپ۔؟ ناں تو آپ کی کچھ خبر ہے مجھے ناں ہی لوکی (بہرام) کی۔ یو نو واٹ ڈینی کو مار دیا ہے اس ابیر نے۔! سب کچھ سپائل ہو گیا۔!

مارک کے کال اٹینڈ کرتے ہی وہ متفکرانہ لہجے میں بولتی تنے چہرے سمیت آگے پیچھے چکر کاٹنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مارک پہلوؤں بدلتے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔"جانتا ہوں میں سب کچھ علیزے۔ باس اور ایچ اے آر نے مجھے الگ کر دیا ہے۔ وہ دونوں سارا بزنس خود سمیٹ رہے ہیں۔ میں اتنی دور سے بغاوت بھی نہیں کر پا رہا۔ کارل کہاں ہے۔؟

انہوں نے فکر مندی سے پوچھا۔ کارل چاہے ان کا نواسا تھا مگر علیزے سے زیادہ وہ مارک سے اٹیچ تھا۔

کہاں ہو سکتا ہے ڈیڈ۔ باپ کی طرح یہی سر کھا رہا تھا میرا۔ خود کو وہ نامراد چلا گیا مجھے چھوڑ کر۔ اس مصیبت کو چھوڑ گیا میرے سر۔! علیزے کے لہجے میں نفرت ہی نفرت تھی۔

کم عمری میں محبت کے نشے میں کی گئی شادی ایک ہی سال میں ناکام ٹھہری تھی اور اس شخص کے دھوکے کے بعد علیزے اسکی اولاد سے بھی اتنی ہی نفرت کرتی تھی۔ جتنی کہ اس شخص سے۔

"ہمم۔ اس عنایت کا کھیل تمام کرنے والا ہوں میں۔ تم اور کارل تیار رہنا میری فون کال کا ویٹ کرنا۔ جلد میں تمہیں اطلاع دوں گا پھر ہم یہاں سے بہت دور چلیں جائیں گے۔!

مارک نے گہرے پر سوچ انداز میں سوچتے ہوئے کہا تو علیزے سر اثبات میں ہلا گئی۔

اوکے ڈیڈ۔! گہری سانس بھرتے اس نے کال کاٹی۔

جب اچانک دروازہ ٹھاہ کی زوردار آواز سے کھلا تھا۔

"تم۔؟ کون ہو تم۔؟ سیاہ ماسک میں لپٹے اس شخص کو دیکھ علیزے اچانک گھبرائی تھی۔

اس قدر سخت سکیورٹی کے باوجود بھی اگر وہ اندر آ چکا تھا تو اس کا مطلب صاف تھا کہ وہ کوئی خطرناک آدمی ہی تھا۔

"تیری موت۔! وحشت بھری نگاہوں سے علیزے کی حسین نگاہوں میں دیکھتے وہ شخص ہاتھ میں تھامے چاقو کو مضبوطی سے دبوچتے آگے بڑھا تھا۔

"دددیکھوددددوررررہو۔!" خوف سے زرد پڑتے چہرے سمیت وہ پیچھے کو ہوتی اچانک سے گھٹی گھٹی آواز میں بڑبڑائی۔

ایک نگاہ لان کی سمت بند دروازے پر ڈالی۔ جہاں کارل اور سامنتھا موجود تھے۔

"اس سے پہلے کہ علیزے بھاگ پاتی اس شخص نے اسے پیچھے سے بالوں سے جکڑا۔ اسکی مزاحمت اس ہٹے کٹے مرد کے سامنے بلکل ناکام ہی تھی۔

لمحوں کا کھیل تھا جب مقابل نے تیز دھار دار چاقو اسکی شہہ رگ پر پھیرا تھا پورا وجود خون سے لت پت ہوا۔ اسکی حسین آنکھیں باہر کو ابلی وخشت ناک منظر پیش کر رہی تھی۔

اسکے بے جان ہوتے وجود کو دیکھتے اس شخص نے اسے پیچھے کو دھکہ دیا اور وخشیانہ انداز میں وہی چاقو اسکے پیٹ میں گاڑھا۔ خون سے بھرے اپنے ہاتھ اسکے لباس سے صاف کرتے وہ ایکدم سے سیدھا۔ موبائل فون نکالتے ایک نمبر ڈائل کیا۔

"باس۔ مار دیا ہے میں نے مارک کی بیٹی کو۔! اسکے انداز میں خباثت ہی خباثت تھی۔

"ہاہاہاہاہاہا۔ بہت اچھے۔ تم آجاو واپس۔ اب وہ ابیر وہاں پہنچے گا تو اسے مری ہوئی علیزے ملے گی۔ ہاہاہاہاہاہا۔ اب شروع ہو گا میرا اصل کھیل۔!

مکروقہقہ لگاتے وہ تصور میں ہی اس منظر کو سوچتے کال کاٹ گیا۔

وہی وہ شخص اب بھاری قدموں سمیت وہاں سے نکلا۔ باہر موجود اپنے ساتھیوں کو چلنے کا حکم دیے وہ دیواریں پھلانگ کر باہر نکلے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ کافی دیر سے باہر کھڑا یہی سوچ رہا تھا کہ بیل بجائے یا ناں۔ پر سوچ سے انداز میں سوچتے وہ گیٹ کی بجائے اب دیوار کے رستے اندر گیا۔

مگر اندر چھائی مکمل خاموشی اسے بری طرح سے کھٹکی۔ شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ بھاری قدم اُٹھاتے احتیاط سے اندر داخل ہوا۔ ڈینی کے ساتھ وہ یہاں آچکا تھا اسی لئے وہ جانتا تھا علیزے یہی ملے گی اسے۔

"پورا گھر بنا کسی سیکورٹی کے تھا اور یہی بات اسے بری طرح کھٹکی تھی۔

"ابیر ماتھے پر بل ڈالے اندر گیا۔ ہال میں چاروں سمت سناٹا چھایا ہوا تھا۔

وہ وہیں سے مڑا اٹیچ رومز میں جاتے اس نے ہر روم میں چیک کیا مگر وہ کہی بھی نہیں تھی۔ ایک نگاہ ہال کی دوسری طرف موجود رومز پر ڈالے وہ بھاری قدم اٹھاتے اس جانب بڑھا۔ جب اچانک صوفے کے پیچھے موجود خون کے ڈھیر نے اسکے قدم جیسے بری طرح سے فریز کر دیے تھے۔

"ععع۔؟ حلق میں اٹکتے سانس سمیت وہ لڑکھڑا سا گیا تھا مگر اسکے جسم میں ہلکی سی جنبش پر ابیر بھاگ کر ایک لمحے میں اس تک گیا تھا۔

جس کی گردن اور حسین چہرے پر لگا سرخ خون اسے نظریں پھیرنے پر مجبور کر گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

زندگی سے بھرپور سبز آنکھیں اس وقت ہلکی سی نم تھی۔اور سانس ایسے اٹکا ہوا تھا جیسے وہ موت کی بھیک مانگ رہی ہو جو اسے مل نہیں رہی تھی۔ابیر نے لب بھینچے اسکا سر اپنے گھٹنے پر رکھا تھا۔

جس کے ہونٹ ذرا سا مسکرائے تھے۔ہاں وہ شخص اسے اچھا لگنے لگا تھا۔آخری بار اسے موت سے پہلے اپنے سامنے دیکھ کر جانے کیوں مگر وہ مسکرائی تھی۔

ہاسپٹل چلتے ہیں علیزے ڈونٹ وری تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔!ابیر نے وحشت زدہ سی نگاہوں سے اسکی گردن سے نکلتے خون کے لوتھڑوں کو دیکھتے ضبط سے کہا تھا۔جو بولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر بول نہیں پائی تھی۔

"ابیر کی نگاہیں اسکے پیٹ پر لگے چاقو پر گئی۔تو اسنے ذرا سا آگے کو ہوتے اس کے پیٹ پر لگے چاقو کو نکالنے کے لیے اس پر ہاتھ رکھا۔

"اہہ۔!لان کے بیرونی دروازے میں کھڑا وہ معصوم بچہ وحشت ناک نگاہوں سے اس منظر کو دیکھتے ایک پل کو زیر لب بڑبڑایا۔فٹ بال اسکے ہاتھ سے اچانک سے گرا تھا۔

سبز آنکھیں لبالب پانی سے بھری تھیں۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنی ماں کی موت پر پاگلوں کی طرح چیختا۔سمانتھا نے اسکے ہونٹوں پر زور سے ہاتھ رکھا۔

وہ بری طرح سے کپکپانے لگا۔خود کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگا مگر سمانتھا کی گرفت اسکے ہونٹوں سے ہٹی نہیں تھی۔

بھیگی نگاہوں سمیت اس نے ایک آخری نگاہ علیزے پر ڈالی اور ایک نفرت بھری نگاہ ابیر علوی کے چہرے پر ڈالے وہ کارل کو بانہوں میں اٹھاتے وہی سے اندھا دھند باہر کو بھاگی تھی۔

Episode 114

"ابیر آ گئے کیا۔؟رات کے بارہ بج چکے تھے۔وہ اسکے انتظار میں بیٹھی اب تک اسکے واپس نا آنے پر متفکر سی ہوتے نیچے آئی تھی۔

جہاں مونہ اور اسکا شوہر بیٹھے چائے پی رہے تھے۔عنایہ کو ایک پل کو شرمندگی سی ہوئی تھی مگر پھر بھی ابیر کے لئے فکر اس قدر زیادہ تھی کہ وہ ڈھیٹوں کی طرح وہیں کھڑی رہی۔

ساحل نے ایک نگاہ پڑتے ہی اس سے نظریں پھیر لی تھیں جانتا تھا اگر ابیر علوی کو علم ہوتا تو وہ اسے زمین میں گاڑھ دیتا۔جبھی ماتھے پر بل ڈالے وہ انگلی سے ماتھا کھرچنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ارے آؤ عنایہ۔چائے پیو۔ابیر جب آئے گا تو سیدھا روم میں ہی چلا آئے گا فکر مت کرو تم۔!ڈارک بلیو کلر کی لانگ کورر میکسی میں ملبوس وہ سرپرڈھیلے سے حجاب سٹائل میں دوپٹہ اوڑھے بنا کسی میک اپ کے بھی کافی حسین لگ رہی تھی۔

"نہیں میں چلتی ہوں آپ لوگ پیئے۔!وہ بمشکل سے مسکرا کر کہتی عجلت میں سیڑھیاں عبور کرتی روم کی طرف بڑھی تھی۔

"نہایت ہی کوئی بکواس آدمی ہے یہ۔ کہہ کر گیا تھا دو گھنٹوں میں لوٹ آؤں گا مفت دیکھ لو اب تک نہیں آیا۔!

ساحل نے مونہ کو دیکھتے سر جھٹک کر کہا جس نے اسکے کندھے پر سر رکھا تھا۔

"ویسے ساحل۔یہ ابیر کتنا میسنا نکلا ناں۔ہم یہ سمجھتے رہے کہ موڈی ہے اس لیے اٹیٹیوڈ دکھاتا ہے کیا پتہ تھا اس قدر حسین لڑکی اسکی بیوی ہے۔ بھئی میں تو شاک ہی ہو گئی تھی عنایہ کو دیکھ کر۔!

مونہ کی بات پر ساحل مسکرایا اور سر جھٹکتے اسے دیکھا۔

"بہت جل ککڑا بھی ہے دیکھ لو تم اسکی کلاس میٹ رہ چکی ہو پھر بھی تمہیں بھابھی کہتا ہے اور اپنی بیوی پر کسی کی نگاہ تک برداشت نہیں کرتا۔!

ساحل نے اسکی معلومات میں اضافہ کیا تو مونہ ہنسی۔

ہاں۔شروع سے ہی ایسا تھا مگر جو بھی کہو دل کا اچھا ہے۔!

اب کی بار ساحل نے بھی اسکی تائید میں سر ہلایا تھا۔

عنایہ بوجھل قدموں سے اندر داخل ہوئی۔دروازہ لاکڈ کرتے اسنے کھینچ کر دوپٹہ سر سے اُتارا۔بھورے بال کسی گھٹا کی طرح اسکے چاند سے چہرے پر بکھرے تو کئی پشت پر لہرائے تھے۔خوبصورت نقوش میں تناؤ لیے وہ غائب دماغی سے بے سدھ سی قدم اٹھاتی آگے بڑھی،گاؤن کی سٹرپ کھولتے ہی اسنے پاؤں تک جاتے اس خوبصورت گاؤن میں ایک جھٹکے سے نیچے پھینکا تھا۔

معاواشروم کا دروازہ کھلا تو عنایہ جیسے ہوش میں لوٹی۔ضبط کے تحت سرخ پڑے چہرے سمیت وہ سرد نگاہوں سے گردن ترچھی کیے سامنے دیکھے گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

جہاں سامنے ہی وہ شرٹ لیس سا دروازے کے بیچ کھڑا تھا۔ چھوٹی سی کھڑی ناک پر غصے سے چھائی سرخی گلابی نیم واہونٹ اس پر متضاد وہ گڑھے ،ابیر علوی کی نگاہیں اس کے چہرے کے نقوش سے ہٹی تو دل بری طرح سے سست پڑا تھا۔

نگاہیں اسکے دودھیا وجود پر جم سی گئی تھی۔ میکسی کا گاؤن نیچے گرا پڑا تھا۔اور اسکے نیچے موجود وہ سلیو لیس شارٹ سکرٹ جس سے جھلکتا عنایہ کاظمی کا کومل وجود ابیر علوی کے جذبات کو بری طرح سے بڑھا کا چکا تھا۔

عنایہ نے دانت بھینچ کر اسکی آنکھوں کے بدلتے رنگ دیکھے اور پھر مٹھیاں بھینچ کر وہ ایک جھٹکے سے جھکی گاؤن اٹھائے غصے میں پہننے کی کوشش کرتی وہ تیزی سے باہر کی طرف بڑھنے لگی۔۔

جب ابیر ایکدم سے جیسے ہوش میں لوٹا تھا۔

ایک ہی جست میں لپکتے اس نے عنایہ کو پیچھے سے تھامے زمین سے اونچا کر دیا تھا جس کے پاؤں اور ہاتھ بری طرح سے مزاحمت کر رہے تھے۔

لب بھینچے وہ مضبوط قدموں سمیت آگے بڑھا اور نرمی سے اسے بیڈ پر منتقل کیا۔جو پھر سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی مگر ابیر نے اسکے ہاتھ لاکڈ کرتے اسکی کوشش ناکام بنا ڈالی۔

"تیار ہونے کا کہا تھا جاناں۔تم تو۔!

شٹ اپ بات مت کرو مجھ سے۔ چھوڑو مجھے۔!"وہ غصے سے غرائی۔اسکی بات درمیان سے ہی اچکی تھی جس پر ابیر کی شہد رنگ آنکھوں میں جنون خیز سی چمک ابھری۔اسے کاندھوں سے تھامے ابیر نے کسی گڑیا کی طرح اسے اپنی طرف کھینچا۔

اسکے سنبھلنے سے پہلے ہی اسکے بازو کو جکڑتے وہ گاؤن دوبارہ سے پہنانے لگا۔عنایہ لب میچے غصے بھری نگاہوں سے اسکے حسین چہرے کو قریب سے گھور رہی تھی۔ جس کا سارا دھیان اپنے کام میں تھا۔گاؤن اچھے سے پہناتے اسنے نرمی سے اسکے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے سہلایا اور کھینچ کر اسکی پشت کو تھامے عنایہ کو گود میں بھرا۔

جو اسکی حرکت اور لمس پر بری طرح سے کنفیوز سی ہوتے دور ہونے لگی مگر پیٹ کے گرد لپٹے ابیر کے ہاتھ نے اسکے کوشش ناکام بنا ڈالی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کہاں تھے تم۔؟ میں کب سے ویٹ کر رہی ہوں۔ایسا بھی کوئی کرتا ہے۔؟ وہ اچانک سے چڑ کر کہتی رونے لگی تو ابیر گھبرا سا گیا۔

ایکدم سے اسکا رخ اپنی سمت کرتے اسے سینے میں بھینچا تھا۔جو ایسے رو رہی تھی جیسے جانے کتنا ظلم ہوا ہو اس پر۔ ابیر واقف تھا وہ کبھی بھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر نہیں روتی تھی۔پھر اب کیا ہوا تھا اسے۔؟ جو اچانک وہ یوں رو رہی تھی۔

"عین۔! اسکی پشت سہلاتے ابیر نے نرمی سے پکارا۔

جو سنبھلی۔پلیز واپس چلتے ہیں میرا دل بہت گھبرا رہا ہے مجھے نہیں رہنا یہاں۔! وہ روتی ہوئی بھیگی آنکھیں رگڑ کر بولی تو ابیر نے اسے خود سے لگاتے سر پر ہونٹ رکھے۔

کیا کسی نے کچھ کہا ہے میری زندگی سے۔! وہ بے حد نرمی سے اسکی بھیگی آنکھوں پر ہونٹ رکھتے اب اسے بیڈ پر ڈالے خود اسکے قریب لیٹا نرمی سے اسے اپنے قریب کرتے تھوڑی سہلاتے پوچھا۔

جس پر عنایہ نے سرخ آنکھوں سمیت اسے دیکھتے سر نفی میں ہلایا۔

"پتہ نہیں کسی نے کچھ نہیں کہا۔بس میرا دل گھبرا رہا ہے۔ہم واپس چلیں پلیز یہاں پر کچھ برا ہے۔مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔عجیب سی۔! وہ اچانک اسکی گردن میں چہرہ چھپائے بچوں کی طرح بولی تھی۔

ابیر کے ماتھے پر کئی بل سمٹے تھے۔

عالیجان سے اس کی تھوڑی دیر پہلے ہی بات ہوئی تھی۔اور اسکے مطابق وہاں سب کچھ ٹھیک تھا۔اور اسنے بھی یہی کہا تھا کہ عنایہ کو واپس بھیج دیا جائے۔

"جاناں وہاں سب ٹھیک ہیں تم خواہ مخواہ ہی پریشان ہو رہی ہو۔! ابیر نے اسکی آنکھوں پر پھونک مارتے جھک کر بوسہ دیتے نرمی سے کہتے اسکی پریشانی دور کرنا چاہی تھی۔

"نہیں پھر بھی میں واپس جاؤں گی۔تم اپنے کاموں پر چلے جاتے ہو۔مجھے یہاں کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔مجھے آپی کے پاس جانا ہے مام ڈیڈ کے پاس۔تم بھائی کو ساتھ لے آنا پلیز۔!

وہ لاڈ سے اسکے چوڑے وجود کے گرد اپنا ننھا سا حصار باندھتے ہوئے بولی۔ابیر نے گہری سانس فضا کے سپرد کری تھی۔اس کے معاملے میں وہ اپنے سوا کسی دوسرے کا اعتبار نہیں کر سکتا تھا مگر یہ بھی سچ تھا کہ آگے حالات یقیناً بہت زیادہ خطرناک ہونے والے تھے۔اور عنایہ کا ساتھ جانا بھی خطرے سے خالی نہیں تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کھانا کھایا میرے وائٹ روز نے۔! مخمور لہجے میں پوچھتے وہ انگلیوں کے پوروں سے اسکی جھکی تھوڑی کو اٹھائے گھمبیر لہجے میں استفسار کرتا اسکا دھیان بھٹکانے لگا۔ عنایہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی ہوئی تھی۔

اسکی بے باک نگاہوں سے بچ پانا کہاں ممکن تھا اسکے لیے۔!

"بمشکل سے سر اثبات میں ہلایا تو ابیر نے جھک کر اسکے گال پر بوسہ دیے اسے مضبوطی سے خود میں بھینچا۔

"یہ داڑھی کٹوا کے آنا۔ ورنہ۔! وہ گالوں پر اسکی بئیرڈ کی چھبن محسوس کرتی خاصی چڑ کر بولی تھی۔ وہی ابیر نے لب دانتوں تلے دبائے اسکے حسین چہرے کو دیکھا۔

"ورنہ کیا مائے لو۔؟ ابرو اچکاتے وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔ جس پر عنایہ نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کرتے خود سر پیچھے کیا تھا۔

"ورنہ بھول جاؤ مجھے۔ "

"اششششش۔ آج تو کہہ دیا مگر آئندہ مذاق میں بھی یہ الفاظ تمہارے منہ سے ناں سنوں میں۔! اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھتے وہ سرد لہجے میں بولتا عنایہ کو چونکا سا گیا تھا وہ تو بس مذاق کر رہی تھی۔

"مگر میں تو بس۔!

مذاق میں بھی تم سے دور جانے کی بات ناگوار گزرتی ہے مجھے۔ تو احتیاط کیا کرو جانم۔! نرمی سے اسکا گال تھپکتے ابیر نے دہکتے ہونٹ اسکے گال پر رکھے تھے۔

جس نے تھوک نگلتے آنکھیں میچی۔ "اب ابیر میں ریڈی ہوئی ہوں۔ ہم کہاں جائیں گے۔!

کمرے میں پھیلی طویل معنی خیز سی خاموشی ہو توڑنے کی کوشش میں وہ منمنائی تھی۔ جس پر ابیر نے بہکی مدہوش کن آنکھوں سے اسے دیکھتے ماتھا اسکے ماتھے سے ٹچ کیا۔

"موڈ کینسل ہو چکا ہے میرا۔ ویسے بھی صبح تم واپس جاؤ گی تو مجھے اتنے دن تم سے دور رہنا ہے اور میں چاہتا ہوں میری واپسی تک تمہارا روم روم صرف اور صرف ابیر علوی کو سوچے۔ میرے علاوہ کوئی سوچ تمہارے دل و دماغ میں جگہ ناں بنا سکے۔ آئی وانا میک دِز مومنٹس مورا سپیشل فار اس۔! بہکے ہوئے سے لہجے میں اسکے کان میں جھکتے سرگوشی نما آواز میں کہتے اسنے ہونٹ اسکی آنکھوں پر رکھے تو عنایہ بری طرح سے سہمی لب کاٹتے سر اسکے سینے میں چھپا گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

امبر۔ ریڈی ہو جاؤ میں ڈیوٹی پر جا رہا ہوں تمہیں پھپھو کے گھر چھوڑ دوں گا۔ آپی سے مل لینا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ کچن میں حیا کے پاس کھڑی تھی۔ جب انیل کی آواز پر چونک کر مڑی۔ انیل علوی نے ایک گہری نگاہ اسکے سراپے پر ڈالی۔ جو اپنے پہلے لباس میں واپس آچکی تھی۔ سیاہ رنگ کی جینز کے اوپر میچنگ ٹی شرٹ پہنے وہ اسے پہلے والی ایمی ہی لگی۔

"میں ریڈی ہی ہوں۔! اسکے چہرے کو گھورتے وہ سنجیدگی سے کہتی ایک نگاہ حیا پر ڈالے باہر نکلی۔

انیل نے گہری سانس بھرتے چہرے پر آئے تاثرات کو تاحال بہتر کرنا چاہا۔ کل کے بعد ان دونوں کی کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی اور اب امبر کا یہ روپ اسے سچ میں جھنجھلاہٹ سی ہونے لگی تھی۔ وہ باہر آیا تو وہ گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔

"طویل سانس بھرتے انیل علوی نے سیٹ سنبھالی۔ دونوں مکمل طور پر خاموش تھے۔ مگر اس خاموشی میں بھی دونوں کے سوال تھے جو کہ زباں سے بیاں ناں ہو کر بھی محسوس ہوئے تھے۔

"گاڑی سڑک کی پتھریلی روش پر رواں دواں ہوئی تو امبر نے گہری سانس بھرتے ان حالی رستوں کی سمت دیکھا
۔

"میں جانتا ہوں امبر۔ تم ٹرسٹ نہیں کر پا رہی ہو مجھ پر۔ مگر۔!

"ٹرسٹ ناں کرتی تو آج امبر نہیں ایمی ہوتی تمہارے سامنے" اسکی بات بیچ سے ہی کاٹتے وہ سنجیدگی سے بولی۔ تو انیل نے بے ساختہ ہی گردن موڑ کر اسے دیکھنا چاہا جو ہنوز باہر دیکھ رہی تھی۔

وہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اسے یہ لباس نہیں پسند۔ مگر لبوں سے چاہ کر بھی کچھ ادا نہیں ہو پایا تھا۔ گاڑی شاہ ولا کے سامنے رکی جو تھوڑی ہی مسافت پر تھا۔ ایمی گاڑی سے نکلنے لگی جب اچانک اسکی کلائی جکڑتے انیل نے اسے اپنی سمت کھینچا وہ بے ساختہ ہی اسکی طرف مڑی تھی۔

شہد رنگ آنکھیں پھیلائے اسکی سیاہ جذبات سے چور نگاہوں میں دیکھا۔ اور اگلے ہی لمحے آنکھیں جھکائی۔

"خیال رکھنا اپنا۔! انیل علوی کے ہونٹوں کا عقیدت بھرا لمس اپنی پیشانی پر محسوس ہوا تھا اسکے میٹھے الفاظ پر جانے کیوں دل میں گدگدی سی ہوئی تھی۔ حسین نقوش میں حیا کی سرخی تیزی سے گھلی تھی وہ اپنے چھوٹے چھوٹے بال کان کے پیچھے اڑستے بے ہنگم ہوئی دھڑکنوں سے عجلت میں گاڑی سے نکلی۔

انیل علوی نے دیر تک اسے دیکھا تھا جو اب گھر میں داخل ہو چکی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سن گلاسز لگاتے وہ عالیجان شاہ کی طرف سے ملے حیران کر دینے والے میسج پر چونکا۔اور اگلے ہی لمحے گاڑی تیزی سے آگے بڑھادی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ویام آپ اکیلے آجاتے تو کتنا اچھا تھاناں۔عنایت کی طبعیت بھی ٹھیک نہیں ہے ایسے حالات میں میرا اسکے پاس رہنا زیادہ ضروری تھا۔!عیناں نے منہ بسور کر شوہر کو دیکھ کر کہا تھا۔

وہ موبائل فون پر مصروف تھا۔چونک کر بیوی کو دیکھا۔"تم اچھے سے جانتی ہو عین۔میں اکیلے سفر کرنے کا عادی نہیں ہوں۔عینی اور اینجل اگر پاس ہوتی تو وہ بھی ہمارے ساتھ ہی آتی۔؛ "

ویام نے رسان سے اسے سمجھایا جانتا تھا کل سے بولے گئے عالیجان شاہ کے بیہودہ الفاظ کی وجہ سے وہ اب تک خفت کی شکار تھی۔

"پھر بھی اچھا نہیں لگتا بچے کیا سوچیں گے۔!منہ بسور کر بمشکل سے کہا تھا۔

سیدھے سے کہو کہ تمہارے بھتیجے کی بکواس سے پریشان ہو۔اتنا کیوں سر پر سوار کر رہی ہو۔؟جانتی تو ہو اچھے سے تمہارے معاملے میں مجھے کسی کی مداخلت پسند نہیں۔!ایکدم سے اپنا حصار اسکے گرد باندھے ویام کاظمی نے اپنے دہکتے لب اسکی کنپٹی پر رکھے تو عیناں نے گھور کر اسے دیکھا۔

"فون کریں کہاں رہ گئی گاڑی۔ہم کب سے یہاں کھڑے ہیں۔!اسنے ایک نگاہ چاروں اطراف پھیلی تاریکی پر ڈالی۔تو ویام نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہمم۔ویٹ۔!موبائل فون نکالتے اسنے اپنے دوست کا نمبر ڈائل کیا جس کے پاس وہ رہنے والے تھے۔

دوسری جانب بیل تو جا رہی تھی مگر کوئی بھی کال پِک نہیں کر رہا تھا۔ویام کی بھوری آنکھوں میں اب سنجیدگی کے تاثرات سمٹ آئے تھے۔

یہ حیدر کو کیا ہوا۔؟کال کیوں نہیں اٹھا رہا۔؟"زیر لب بڑبڑاتے ہوئے وہ غیر مری نقطے کو گھورنے لگا۔

معاً گاڑی کے ہارن کی آواز پر ویام نے چونک کر سر اُٹھایا۔تو سامنے ہی گاڑی موجود تھے جو یقیناً انہیں ہی لینے آئی تھی۔

"ہیلو سر۔حیدر صاحب نے بھیجا ہے مجھے۔!ڈرائیور باہر نکلا جب تک عیناں اور ویام بھی باہر نکل آئے تھے۔

ویام نے سنجیدگی سے سر تا پیر اس ڈرائیور کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہمممم۔سامان لے آؤ۔! اسے کٹھا ساضرور لگا تھا کیونکہ وہ شخص شکل سے ڈرائیور نہیں لگا تھا مگر اسکا حلیہ اوپر سے جس طرح سے وہ حیدر کا نام لے رہا تھا نا چاہتے ہوئے بھی اسے یقین کرنا پڑا۔

عیناں اور ویام پچھلی سیٹ پر بیٹھے تو ڈرائیور نے بیک ویو مرر سے ایک کٹیلی نگاہ ان دونوں پر ڈالتے گاڑی سٹارٹ کی۔

کچھ ہی دیر میں گاڑی حیدر آفندی کے گھر کے پورچ میں رکی تھی جس پر ویام کو سکون ضرور ہوا تھا۔

گاڑی سے نکلتے اس نے عیناں کا ہاتھ تھامے اور اسے اپنے ساتھ لگائے وہ اندر داخل ہوا۔حیدر۔! ویام کی آواز پورے ہال میں گونج رہی تھی۔

وہاں بکھرے سامان پر نظر پڑتے ہی ویام کو کسی گڑ بڑ کا احساس ضرور ہوا تھا۔

عین۔چلو یہاں سے۔! اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھامے وہ ایک ہی جست میں باہر کی طرف بڑھا جب باہر سے آتے ڈرائیور نے دروازہ اندر سے لاکڈ کیا۔

کہاں جانے کا ارادہ ہے ڈیئر ویام کاظمی۔! وہی آواز۔وہی نفرت بھری غراہٹ ویام کاظمی کے ماتھے پر ایک ساتھ کئی بل سمٹے تھے۔لبوں کو سختی سے بھینچ کر اسنے ہاتھ عیناں کی کمر کے گرد لپیٹا۔جو خوف و گھبراہٹ سے کانپ رہی تھی۔

ویام ایکدم سے مڑا تھا۔کیونکہ آواز اسکی پشت پر سے آ رہی تھی۔اوہ ہیلو بھا بھی جی۔کیسی ہیں آپ۔پہنچانا مجھے۔! ایچ اے آر سیڑھیاں عبور کرتا شاہانہ انداز میں چلتا اب عیناں ہی حیرت و بے یقینی سے پھیلی خوبصورت آنکھیں خود پر پاتے مسکرا کر سینے پر ہاتھ رکھتے بولا تھا۔

"وووویام۔! عیناں نے ناچاہتے ہوئے بھی خوف سے ویام کے ہاتھ پر گرفت سخت کی تھی۔جبکہ ویام کی نظریں تو ایچ اے آر کے گارڈز کی قید میں بندھے حیدر آفندی پر تھیں۔جس کے ہاتھ اور منہ وہ باندھے ہوئے تھے۔

"افففف یہ کیا ہوا ویام۔؟ تم اتنی دور اس بیچارے سے ملنے آئے۔؟ وہ بھی اپنے بیٹے کا پتہ کروانے۔چہ چہ چہ۔ سیدھا مجھ سے پوچھ لیتے۔میں بتا دیتا تمہیں۔!

ایچ اے آر سر تاسف سے نفی میں جھٹکتا اب سامنے موجود بڑے سے صوفے پر پھیل کر بیٹھا تھا۔

جبکہ عیناں نے چونک کر خوف سے پھیلی آنکھوں سمیت ویام کو نا سمجھی سے سیدھا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ارے پیاری بھابھی جی۔آپ کو نہیں معلوم۔؟ارے ویام تم نے بتایا نہیں اپنی پیاری بیوی کو۔آپ کا بیٹا۔عنایہ کا جڑواں بھائی۔! ایچ اے آر نے کھنک کر کہا تھا۔

جبکہ عیناں کی آنکھیں بے ساختہ ہی پھیلی تھی۔وہ تو ایسے تھی جیسے اسکے قدموں تلے کسی نے زمین کھینچ لی ہو۔وہ سائیں سائیں کرتے دماغ سمیت بری طرح سے لرزی اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی ویام نے سختی سی اسکی کمر کے گرد ہاتھ باندھ کر اسے خود سے لگایا تھا۔

جواب تک بے یقین سی کیفیت میں گھری لرز رہی تھی۔

"ووویام یہ گھٹیا انسان کیا کہہ رہا ہے۔؟ بمشکل سے اپنی رکتی ہوئی سانسوں پر تسلسل پاتے وہ دہشت و گھبراہٹ کے عالم میں بھرائی ہوئی آنکھوں سے کانپ کر بمشکل سے پوچھنے لگی۔

"سنبھالو خود کو عین۔ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا۔اگر ابھی ہمت ہار دی تو سب کچھ ختم ہو جائے گا۔! وہ مرد تھا مضبوط اعصاب مالک۔ہر چیز ہر قسم کے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا وہ بخوبی جانتا تھا۔

"ارے ویام یار بتایا نہیں اپنی حسین بیوی کو۔انتہائی کوئی دوغلے قسم کے مرد ہو تم۔ویسے تمہیں دیکھ کر لیلہ کی یاد آگئی مجھے عین۔ہاہاہاہا۔بلکل اپنی ماں کی جیسی ہو تم۔ حسین جوان۔افففف ابھی تک ویسا ہی حسن۔!

زبان بند کرو اپنی گھٹیا انسان۔ورنہ گدی سے کھینچ دوں گا اسے۔! ویام بپھر کر آگے بڑھا تھا۔اسکے پھکھاڑنے پر جہاں ایچ اے آر نے ڈرنے کی اداکاری کی وہیں اسکے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر اسے دبوچ ڈالا۔

نن نہیں چچ چھوڑو چھوڑو ویام۔! عیناں خوفزدہ سی نگاہیں پھیلائے آگے بڑھی تھی۔وہ ان گارڈز کو کھینچتی ویام کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔

مگر تبھی ایچ اے آر نے آگے بڑھ کر اسے دبوچتے دور کیا تھا۔

"چچ چھوڑو چھوڑو مجھے بغیرت انسان۔!

ایسے کیسے چھوڑ دوں۔؟اچھا کو دیکھو گی نہیں اپنے بیٹے کو۔؟ سرسراتے ہوئے سے لہجے میں کہتے اس نے قہقہہ لگا کر عیناں کے چہرے کے اڑے رنگ دیکھے۔

چھوڑو میری بیوی کو کمینے انسان۔ہمت ہے تو میرا سامنا کرو ذلیل انسان۔! ویام خود کو چھڑانے کی کوشش میں دانت پیس کر کہتا وہ دھاڑتے ہوئے گارڈز کو خود سے دور کرنے کو پوری قوت سے ٹوٹ پڑا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

السلام علیکم۔! امبر جھجھک کر اندر داخل ہوئی۔جہاں نگاہیں سامنے کے منظر پر پڑی تو اسنے جھجھک کر سلام کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حرمین اور عنایت جو کافی دلچسپی سے ایل سی ڈی دیکھ رہی تھیں۔ کسی کی آواز پر دونوں ساس بہو نے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔

جہاں دروازے کے بیچوں بیچ وہ گھبرائی ہوئی سی امبر کو دیکھتے ہی پہچان گئی تھی۔

"امبرررر۔! عنایت پرجوش سی چیختے ہوئے اٹھی تھی۔ امبر ہلکا سا مسکرائی جب اپنی جانب بڑھتی عنایت کو دیکھ کر بانہیں پھیلائے اسکا استقبال کیا تو عنایت نے کس کے اسے گلے لگایا۔

حرمین بھی ایل سی ڈی آف کرتی ان تک آئی تھیں۔ اور مسکرا کر شائستگی سے امبر کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"ہائے کس کے ساتھ آئی ہو تم۔؟" عنایت کے چہرے پر الگ ہی چمک تھی۔ امبر تو ان سب کے خوشی دیکھ کر ہی دھنگ رہ گئی تھی۔ وہ جس جس سے بھی ملی تھی سبھی نے اسے ایسے ٹریٹ کیا تھا جیسے وہ بہت اہم ہو ان کے لیے۔

"وووہ انیل چھوڑ کر گیا ہے مجھے۔! وہ ذرا سی کنفیوژ ہوئی تھی۔

اندر نہیں آیا وہ۔ چلو کوئی نہیں۔ تمہارے بھائی بھی گھر نہیں آؤ ہم بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔! عنایت نے چہک کر کہا تو امبر نے گہری آسودگی بھری سانس فضا کے سپرد کی۔

امبر نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ عنایت اسے کافی کیوٹ سی معصوم سی لگی تھی۔ بیٹھو تم دونوں آج ملازمین بھی چھٹی پر ہیں۔ میں کچھ بناتی ہوں۔"

حرمین ان دونوں کو بیٹھنے کا کہہ خود کچن کی جانب بڑھی۔

نہیں پھپھو آپ بیٹھیں یہاں۔ میں خود کچھ بنا لیتی ہوں۔! وہ بضد ہوئی۔" تو حرمین نے گھور کر اسے دیکھا۔

بیٹھ جاؤ آرام سے لڑکی۔ اللہ اللہ کر کے طبیعت سنبھلی ہے اگر عالی کو علم ہوا تو خیر نہیں تمہاری۔!

حرمین نے اسے گھورتے ہوئے یاد دلایا۔ تو وہ ناچاہتے ہوئے خجل سی ہوتی سرخ پڑی۔

"سوری امبر میں آ نہیں سکی تمہاری شادی پر۔ پر کوئی نہیں ماما بتا رہے تھے کہ سب کے آتے ہی ریسیپشن ہو گا پھر ہم سب مل کر انجوائے کریں گے۔! وہ چہک کر پروگرام بنانے لگی جس پر امبر نے بھی مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا معا دروازے پر بری طرح سے بیل ہوئی تو حرمین اور وہ دونوں چونکی۔

"اس وقت کون ہو سکتا ہے۔؟ حرمین چونک کر زیر لب بڑبڑائی۔ نہیں بیٹھو تم۔ میں دیکھتی ہو کون ہے۔؟

وہ پرسوچ سے انداز میں کہتی آگے بڑھی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ باہر نکلتی گیٹ بری طرح سے بجا ایسے جیسے کوئی توڑ رہا ہو۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حرمین نے خوف سے گھبراتے ہوئے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔

عنایت اور امبر گھبرا کر اٹھی تھیں۔

"پپپ پھپھو کک کون ہے۔؟عنایت کے چہرے پر خوفزدہ سے تاثرات دیکھ حرمین بے ساختہ ہی آگے بڑھی۔

"مم مجھے لگتا ہے کہ باہر کوئی گیٹ توڑ رہا ہے۔تت تم دونوں چلو میرے ساتھ۔! حرمین گھبراہٹ پر قابو پاتے ان دونوں کو ساتھ گھسیٹنے لگی۔

آپ اندر لے چلیں آپی کو۔ پھپھو میں دیکھتی ہوں کون ہے باہر۔؟امبر نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا اپنا ہاتھ حرمین کے ہاتھ سے چھڑاتے وہ پیچھے ہوئی۔

"نن نہیں امبر اندر چلو بیٹا۔ مم میں عالی کو کک کال کرتی ہوں۔! حرمین نے دہشت زدہ سی نگاہوں سے باہر کی سمت دیکھتے جیسے خود کو ہوش دلانا چاہا تھا۔ تبھی دھڑام کی زوردار آواز گونجی۔

جس کے ساتھ ہی گیٹ کھلا تھا۔

"ڈھونڈو اس لڑکی کو۔ جیسے ہی دکھے جان سے مار دو اسے۔! گیٹ سے اندر داخل ہوتے مارک نے بپھر کر کہا تھا۔اسکی آواز پر عنایت،امبر اور حرمین تینوں ہی گھبرائی تھی۔امبر نے تیزی سے بھاگتے ہوئے حرمین اور عنایت کے سمجھنے سے پہلے ہی انہیں روم سے اندر کی طرف دھکہ دیا۔

اور خود دروازہ باہر سے لاکڈ کرتی وہ مین ڈور کو اندر سے لاکڈ کرتی اب کچن کی طرف بڑھی۔

جب تک عالیجان یا کوئی اور مرد آتا اسے ہی سب کچھ سنبھالنا تھا۔

اسکا دماغ کافی تیزی سے چل رہا تھا۔ شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ چاقو اٹھائے کہنیوں تک شرٹ فولڈ کرتے اب اپنی جینز سے موبائل فون نکالنے لگی۔

جب ٹھاہ کی زوردار آواز کے ساتھ ہی کھڑکی کا شیشہ چکنا چور ہوا۔

امبر بھاگ کر شیلف کے نیچے چھپی۔ پھرتی سے انیل کو میسج کرتے وہ سر ذرا سا باہر نکالتے تیز تیز سانس بھرتے ٹوٹی ہوئی کھڑکی کی سمت جھانکنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

Episode 115

ویام کاظمی جو بری طرح سے سب سے گھتم گھتا ہوا لڑ رہا تھا اچانک ہی اسکا وجود بلکل سن سا ہوا جیسے وہ فریز سا ہو کر رہ گیا ہو۔اچانک ہر سوں عالم وخشت چھا چکا تھا۔

ویام کاظمی کی رنگت جو ایک ہی لمحے میں سرخ پڑی تھی۔اسنے گردن گھما کر سامنے دیکھا جہاں ایچ اے آر بڑی سی ایل سی ڈی کی طرف نگاہیں جمائے بیٹھا تھا۔

کسی معصوم بچے کے غرانے کی آوازیں اس باپ کا ضبط توڑ رہی تھی۔ہر ایک سیکنڈ میں ویام کے چہرے پر ایک الگ سایہ لہرا رہا تھا۔

بے بسی،خوف،گھبراہٹ،کرب،دکھ،تکلیف،اور تڑپ کیا کچھ رقم نہیں تھا اس باپ کے چہرے پر۔

جبکہ وہی ایچ اے آر نے نگاہیں اس پر ہٹا کر عیناں پر جمادیں۔جس کے ہاتھ پیچھے کی طرف رسیوں میں باندھے گئے تھے۔وہ ممتا کی ماری بھیگی نگاہوں سے اسکرین پر موجود جنگلی جانوروں میں گھرے بیٹھے اس کمسن بچے کو لمحے میں پہچان چکی تھی۔

کیونکہ وہ خوبخو اسکی عنایہ جیسا ہی تو تھا۔مردہ قدموں سمیت وہ جیسے ہی آگے بڑھی اچانک کسی نے جان بوجھ کر پاؤں اسکے آگے کیا تھا جس پر وہ لڑکھڑا کر دھڑام سے اوندھے منہ فرش پر گری تھی۔

گرے کانچ سی آنکھیں بے تحاشہ بہہ رہی تھی۔پورا وجود بری طرح سے لرزا تھا ہاتھ بندھے ہوئے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ تو ناں سکی البتہ گھٹنوں کے بل رینگتے ہوئے وہ اس اسکرین کی طرف بڑھی تھی۔

"مم میرا بب بچہ۔مم مم میرا۔" وہ پاگلوں کی محض یہی چند الفاظ دہرا رہی تھی۔ان دونوں کی ادھ مری حالت ایچ اے آر کو کافی سکون دے رہی تھی۔

جیسے برسوں کے بعد کسی نے اسکے جلتے ہوئے سینے پر ٹھنڈی پھوار برسا دی ہو۔وہ چوڑا ہوا پھیل کر بیٹھا اب عیناں کاظمی کی حالت پر قہقہ پر قہقہ لگا رہا تھا۔

جو رینگ کر اپنے مردہ ہوئے بے جان وجود کو گھسیٹ کر اس اسکرین تک پہنچی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وووویام دددد دیکھو مم میرا ببیٹا ککک کپڑے کپڑے نن نہیں پہنے اس ننن۔رررو رو کیوں رہا ہے۔؟اششش چچچ چپ ہو جاؤ مم میری جان۔ببیٹا۔"وہ پاگلوں کی طرح اس اسکرین کو دیکھتی جیسے اس بچے کو چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔

ویام کاظمی بیوی کی حالت پر آج سہی لفظوں میں مرا تھا۔

اس قدر شکست خوردگی،اس قدر اذیت وہ بھی اپنی سگی اولاد کے لیے۔عین۔چپ ہو جاؤ۔!وہ بپھرا ایک ہی لمحے میں جیسے ایچ اے آر کو مارنے کا جنون اسے سب کچھ بھلا چکا تھا۔

وہ کمزور باپ سے ایکدم سے ایک مضبوط باپ بنا تھا۔اسکی گرج پر ایچ اے آر نے عیناں نے نظریں ہٹائے اسے دیکھا۔

"ویسے کچھ خاص بات تو ہے تم میں عین۔اس عمر میں بھی حسن غضب کا رکھتی ہو۔ویسے تمہاری بیٹی بھی کچھ کم نہیں۔اب سوچ رہا ہوں کاش تمہارے بیٹے کی جگہ اسے اٹھالیا ہوتا۔روز میرے بستر کی زینت۔!کمینے حرام خور۔ٹھاہ۔!ویام کاظمی آپے سے باہر ہوا لمحوں میں ان گارڈز کو خود سے دور پھینکتا ایچ اے آر کی طرف غضب ناک تاثرات سے بڑھا تھا۔

جب اچانک سے چلنے والی گولی نے اسکے قدم روک دیے۔

"نن نن نہیں۔وو یام۔!عیناں وحشت زدہ سی نگاہوں سے ویام کے کندھے سے بہتے خون کو دیکھ پاگلوں کی طرح اپنے شوہر کی طرف بھاگی جسے رستے میں ہی ایک آدمی نے اسکے بالوں سے جکڑتے پیچھے کو کھینچ لیا تھا۔

"ہاہاہاہاہاہا۔اتنی بھی کیا جلدی ہے ویام۔دیکھنا نہیں چاہے گا اب کیسے دکھتا ہے تیرا بیٹا۔؟سرسراتے ہوئے سے لہجے میں وہ مزے سے کہتے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا گیا۔

جبکہ ویام بنا اسکی باتوں پر کان دھرے سپاٹ چہرے سے درد برداشت کرتے اس آدمی کو گھور رہا تھا جس کے ہاتھ میں اسکی بیوی کی بال تھے۔سر پر اوڑھی چادر اسکے شانوں سے ڈھلک رہی تھی مگر عیناں بس خاموش کسی بت کی مانند بیٹھی اس اسکرین پر چلتے منظر کو دیکھ رہی تھی۔

جہاں ایک درندہ اسکے بچے کو نوچ گھیسٹ رہا تھا۔مگر اس ستم کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود بھی اس ماں کا کلیجہ چاک نہیں ہوا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ویام نے آگے بڑھتے ایک ہی جست میں اس آدمی کو گریبان سے جکڑتے اسکے منہ پر مکہ جھڑا تھا جو اوندھے منہ زمین پر گرا۔

ایچ اے آر اونگھتے ہوئے گن صوفے پر رکھ گیا یہ منظر اسے سکون اور لطف دے رہے تھے پھر بھلا ایک دم سے ان دونوں کو مار کر کیسے وہ یہ سکون غارت کر دیتا۔

"عین۔ عین میری زندگی کیا ہوا۔ دیکھو مجھے۔ میں ویام۔! گھٹنوں کے بل اسکے قریب بیٹھا وہ اسکے سفید پڑتے چہرے کو تھپکتے دوپٹے مضبوطی سے سر پر دیتے اسے سینے میں بھینچ گیا تھا۔

جو یک ٹک آنکھیں کھول کر کسی غیر مری نقطے کو پاگلوں کی طرح گھور رہی تھی۔

ایچ اے آر نے اشارہ کیا تو اچانک سے اسکا ایک آدمی اسٹک کے ساتھ آگے بڑھا۔

ٹھاہ کی زوردار آواز کے ساتھ وہ سٹک ویام کاظمی کے سر پر لگی تو اگلے ہی لمحے اسکا پورا وجود خون سے نہا گیا۔ درد کی شدّت ناقابل برداشت ہوئی تھی۔

مگر ہونٹوں کو دانتوں تلے دبایے وہ ہنوز سرخ آنکھوں سمیت اپنی بیوی کو خود میں بھینچے بیٹھا رہا۔

"ہاہاہاہاہاہا۔ بس اتنے میں ہی بس ہو گئی عین کی۔ ہاہاہاہاہاہا۔ ابھی آگے تو پوری پکچر باقی ہے۔ دیکھو گے نہیں۔ کس کس نے اور کیسے کیسے اس بے زبان بچے۔!

زبان بند کر اپنی بغیرت انسان۔! ویام کاظمی جو بیوی کی حالت پر پہلے ہی خوف سے سن پڑ رہا تھا۔ غصے سے بپھر کر وہ ایچ اے آر پر پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے دھاڑا تھا۔

"وہیں اب ایچ اے آر کے ایک پریس پر اسکرین کا منظر بدل گیا۔

"اب وہاں تالیوں کی گونج تھی۔ کسی کے پاؤں کی ٹک ٹک کی آواز۔ ویام کاظمی کی دھڑکنیں جیسے دھڑکنا بھول گئی تھیں۔

بھوری آنکھوں میں پہلی بار اپنی اولاد کے لیے آنسوں آئے تھے۔

ہاں مرد مضبوط ہوتے ہیں وہ روتے نہیں۔ مگر وہ باپ تھا۔۔ وہ باپ جس نے زندگی کے اکیس سالوں میں اپنے بیٹے کی ایک جھلک بھی نہیں دیکھی تھی اور اب جب اسے دیکھا تو ایسی دہشتوں اور ظلمتوں میں گھرا کہ اسکا دل شک ہو کر رہ گیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

خون سے لت پت وہ شخص اپنی بیوی کو سب سے بچائے اب خود اس اسکرین کو دیکھتا زارق قطار رو رہا تھا۔اگر تو یہ مذاق تھا تو قسمت اتنا برا اتنا وخشت ناک مذاق کسی ماں باپ سے ناں کرے۔

اسکے چوڑے شانے اب واضع ہونے لگے تھے۔اور یہی پر ویام کاظمی کی آنکھیں دھندلائی۔منہ سے ابل کر نکلتے خون کی پھوار اسکی تھوڑی سے ہوتے اس کی گردن تک بہی۔

دل میں جیسے مزید کوئی امنگ نہیں رہی تھی سانسیں تسلسل توڑ رہی تھی اور تبھی وہ گھمبیر آواز گونجی تھی۔جس کے سماعتوں سے ٹکراتے ہی جیسے کسی نے ویام کاظمی کے کانوں میں زندگی کا نیا سور پھونک دیا ہو۔

سرخ کچے ڈوروں سے بھری آنکھیں ایکدم سے کھلی تھی۔

"تم میں سے جس کسی کو ڈیول کے فیصلے سے انکار ہے وہ ایک طرف ہو جائے۔!اب کی بار کیمرے کا فوکس وہ روشن چہرہ تھا۔

جس کے ایک ایک نقش میں ویام کاظمی کو اپنی جھلک اپنا آپ دکھ رہا تھا۔وہی آنکھیں وہی ہونٹ،بس ناک تھوڑی سی تیکھی اسکی ماں جیسی تھی،چوڑی پیشانی وہی لہجہ۔ضبط کے بندھن کو توڑ کر ایک باغی آنسوں اسکی آنکھ سے بہہ کر خون سے بھیگی رخسار میں جذب ہوا تھا۔

اور تبھی اسکرین سیاہ پڑ گئی تھی۔

"ختم ہوا کھیل ویام کاظمی۔بس اتنا ہی ہوتا ہے کیا کوئی فلم چل رہی ہے جو تمہیں سب دکھاؤں۔؟یہ بھی احسان مانو میرا جو مرنے سے پہلے تجھے بیٹے کا دیدار کروا دیا۔!

ایچ اے آراب اکتا کر جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔اسکے چہرے پر مکروہ ہنسی تھی۔جبکہ ویام کاظمی کی نظریں تو تھوڑے فاصلے پر پڑی اسٹک پر تھی۔لمحوں کا کھیل تھا جب ایچ اے آر اسے آدھ مرا سمجھ کر قہقہ لگانے میں مصروف ہوا تھا تبھی ویام نے اس اسٹک کو تھامے اسکی آنکھ پر وار کیا تھا۔

جو درد سے بلبلا کر بری طرح سے پیچھے گرا تھا۔

خون اب تیزی سے اسکی آنکھ کے پپوٹے سے باہر پھیلنے لگا،اسکے آدمی گھبرا کر اس کے آگے پیچھے ہوئے تھے۔

۔ویام کاظمی اس حالت میں بھی اسپر ایک تمسخر بھری مسکراہٹ اچھالنا ناں بھولا تھا۔

اسٹک کو یونہی تھامے اسنے جھک کر عیناں کو بانہوں میں بھرا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکا سر اور کندھا بری طرح سے درد سے چور ہوا تھا۔ مگر اس وقت وہ ایک زخمی باپ ایک تکلیف میں گھرا شوہر تھا اور جہاں بات عیناں کی ہو وہاں وہ موت کو بھی مات دے سکتا تھا۔

پاؤں گھسیٹ کر باہر نکلنے تک اسے دو منٹ لگے تھے۔ اور ان دو منٹوں میں وہ بلکل تندرست ہوا تھا جیسے۔ ایک نگاہ اس بند گیٹ پر ڈالے اسنے گیٹ کھول کر اسے باہر سے لاکڈ کیا۔

چاروں اطراف گھنا جنگل تھا اور اس جنگل میں اسے موت اور زندگی دونوں ہی مل سکتی تھی۔

بڑی سمجھداری سے آگے بڑھتے اسنے کھینچ کر اپنی شرٹ کے ایک حصّے کو دوسری طرف پھینکا اور خود مخالف سمت چلنے لگا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ماما ڈیڈ ڈ۔! گہری نیند میں اچانک ایک برا خواب تھا جس کے سبب وہ دہشت زدہ سی چیخ پر بستر پر اٹھ بیٹھی تھی۔ ابیر اسکے چیخنے پر ایک دم سے اٹھا تو عنایہ کے پسینے سے شرابور چہرے کو دیکھ وہ گھبرایا اسے کھینچ کر خود سے لگایا۔

جو جانے کیوں اس قدر خوفزدہ سی لگ رہی تھی۔

"عین کیا ہوا جاناں۔؟ رو کیوں رہی ہو۔؟ کچھ ہوا ہے کیا۔؟

ابیر اسکے لرزتے وجود کو بھینچتے شدید متفکر ہوا تھا۔ آنکھوں میں نیند ٹوٹنے کے سبب سرخی پھیل رہی تھی۔

"اابیر مم میں نے دیکھا مما ٹھیک نہیں ڈڈ ڈیڈ خون۔ پپ پلیز مجھے واپس لے چلو۔ مم مجھے واپس جانا ہے۔! وہ خواب کے زیر اثر ہی تھی اب تک۔ ابیر بے حد متفکر ہوا تھا اسکی حالت دیکھ کر۔ وہ سوچ رہا تھا کہ صبح تک وہ ٹھیک ہو جائے گی مگر اب یوں اسکا صبح کے اس پہر برے خواب سے جاگنا ابیر کو بھی شدید پریشانی ہوئی تھی۔

"عین۔ ری لیکس رہو۔ کچھ نہیں ہوا جاناں۔ ٹھیک ہیں سب۔ بس ایک برا خواب ہی تو ہے۔ ویسے بھی صبح تم جا تو رہی ہو سب کے پاس۔! اسکے بال سہلاتے وہ اسے گود میں بٹھا چکا تھا۔

جس کا دل اب تک ڈر سے کانپ رہا تھا۔ پپ پتہ نن نہیں۔ پپپ پلیز تت تم میری بات کروا دو۔ ووو وہ ٹٹ ٹھیک نن نہیں۔! وہ روتی ہوئی آنکھیں صاف کرتے بولی تو ابیر نے گہری سانس بھری۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس وقت تو سب لوگ سوئے ہونگے۔ کال کی تو پریشان ہو جائیں گے۔ صبح بات کروادونگا ہمممم۔! اسے پچکارتے ہوئے ابیر نے سر پر بوسہ دیا۔

جو مزید کچھ نہیں بولی تھی۔ ابیر نے نرمی سے اسکے سر کو دبایا۔ اور ٹھنڈا ہاتھ اسکی آنکھوں پر رکھا جو بری طرح سے آگ کی مانند دہک رہی تھی۔

"میں نماز پڑھ لوں۔ فجر ہو گئی ہے ناں۔! آنسوں صاف کرتے جیسے وہ خود سے بڑبڑائی تھی۔ ابیر کو وہ اپنے آپ میں نہیں لگی تھی۔

"نہیں جاناں ابھی تو ایک ہوا ہے۔! ابیر نے گہری سانس بھرتے کہا تو جھٹ سے اٹھی۔ تہجد تو پڑھ سکتے ہیں ناں میں آتی ہوں۔" وہ جیسے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا بہانہ ڈھونڈ رہی تھی۔

ابیر نے لب بھینچ کر اسے دیکھا تھا جو اس قدر سردی میں ڈریس نکالتے شاور لینے چلی گئی تھی۔

نیند تو اسے بھی نہیں آنی تھی اب۔ جبھی وہ اٹھا۔ ٹاول نکالتے اسکے آنے کا ویٹ کرنے لگا۔ دس منٹ کے بعد وہ باہر نکلی تھی۔ بالوں کو ٹاول سے لپیٹ رکھا تھا۔۔ ابیر نے کھینچ کر اسے نزدیک کیا اور بیڈ پر بٹھایا۔

خود جلدی سے اسکے سارے بال خشک کرنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر میں اسکے بال ہلکے پھلکے خشک تو ہوئے تھے۔ جبھی وہ اب اپنا کوٹ نکال کر اس تک آیا۔ اسے کوٹ پہنایا۔ جس کے بازو کافی لمبے تھے۔ دونوں ہاتھوں سے بازو فولڈ کرتے دوپٹہ اس کے سر پر اچھے سے لپیٹا۔

"جو ایک خاموش نگاہ اس پر ڈالے پھر سے واشروم میں گئی تھی اور اب باوضو ہو کر لوٹی۔

میں آتا ہوں اوکے۔! وہ جلدی سے اپنا ڈریس تھام کر واشروم میں گھس گیا۔

عنایہ چاہنے کے باوجود بھی اسکا انتظار نہیں کر سکی تھی۔

وہ باہر آیا تو اسے جائے نماز پر سجدے کی حالت میں پایا۔ جلدی سے اپنا حلیہ درست کرتے وہ رومال سر پر باندھے اسکے ساتھ ہی جائے نماز بچھا چکا تھا۔

"ہوا کیا ہے عین۔ کیوں پریشان ہو رہی ہو۔؟ نوافل ادا کرنے کے بعد وہ کئی لمحے خاموشی سے دعا مانگتی رہی۔ پھر تھک کر اسکی گود میں سر رکھا تھا۔

ابیر نے نرمی سے اسکا سر دباتے محبت سے اس سے وجہ پوچھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"معلوم نہیں مگر جسم بے جان ہو رہا ہے ابیر۔اور دل بھی۔ایسے ایک بار پہلے ڈیڈ کو چوٹ لگی تھی میرا دل ویسے ہی گھبرا رہا ہے۔!

وہ بھیگی ہوئی آواز میں بولی کئی آنسوں ابیر کی گود میں گرے تھے۔اسنے نرمی سے جھکتے اس کے سر پر بوسہ دیا۔چند لمحے یونہی اسکے سر کو تھپکتے رہنے کے بعد وہ کافی دیر کے بعد سوئی تھی۔

ابیر نے نرمی سے اسکے اوپر چادر درست کی۔اس کی نیند ناں ٹوٹے اسی خوف سے وہ یونہی بیٹھا اسکے بالوں کو سہلاتا رہا۔جانے کون سا پہر تھا جب اسکی آنکھ لگی تھی مگر جھٹکا کھانے کے سبب آنکھ پھر سے کھلی تو وہ سر جھٹک کے اسے دیکھنے لگا۔

عنایہ کو نیند میں محسوس کرتے وہ پر سکون ہوا گہری سانس بھرتے گھڑی کو دیکھا جو تین کا ہندسہ عبور کر رہی تھی ۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"تمہیں کیا لگتا ہے یہ بہرام ہے۔؟انیل نے اس خستہ سی لاش کو دیکھتے ہوئے عالیجان شاہ سے پوچھا۔

"حان کے مطابق تو یہ کوئی اس کی فضول سی حرکت سمجھو۔کمینہ ہم کمینوں کو چکما دینے کا سوچ رہا ہے۔!نیلی آنکھوں میں نہایت بے زاری تھی۔

تو تم اس لاش کو اپنے گھر کی پچھلی سائیڈ کیوں رکھ کر بیٹھے ہو عالی۔؟کچھ تک بنتی ہے اس بات کی۔؟انیل نے اب اس سر پھرے کو گھورا تھا۔

"یقین مانو دل چاہ رہا ہے ایک کس کر تیرے منہ پر ماروں۔!اندر میری بیوی اور بچہ خطرے میں ہیں اور تجھے اس لاش سے ملوانے کیلئے میں لوکیشن سیٹ کرتا۔!

نامر دود انسان۔!

عالیجان نے اسے شرم دلانے والے انداز میں کہا تھا جس نے گھور کر اسے بھی اسی کی طرح دیکھا۔

"بھولو مت اندر پھنسی ہوئی ایک لڑکی میری بھی بیوی ہے۔!"وہ دانت پیس کر بولا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"یہ تو تیری بغیرتی ہوئی ناں۔جو تجھے بھول گیا۔اس میں میرا کیا قصور بھلا۔!

کندھے اچکا کر کہتے وہ انیل کو دانت پیسنے پر مجبور کر گیا۔

"کمال ہے آپی کے جو تیری جیسی۔!شٹ اپ گدھے۔تیرے بھائی سے بھی بڑا ہوں عمر میں۔اب اگر تو تو کیا تو یہ لحاظ بھول جاؤں گا کہ تو ایک پولیس آفیسر ہے۔!

اسکی پولیس یونیفارم پر ٹونٹ کیا تھا جو مقابل کو بری طرح سے سلگا کر رکھ گیا۔

"عالی۔کہاں جا رہے ہو رکو تو۔!اسے اندر جاتا دیکھ انیل نے گھبرا کر اسکا ہاتھ تھاما۔

"کیا وہ لوگ مجھے خود پکاریں گے عالیجان شاہ ہم تمہاری بیوی اور ماں کو مارنے لگے ہیں جلدی آ جاؤ۔!

غصے سے سرخ ہوئے چہرے سے اسے دیکھتے وہ کاٹ کھانے کو دوڑا۔

"عالی صبر کرو۔اگر اندر جانے سے پہلے ان لوگوں نے تمہیں دیکھ لیا تو پھر اتنے دنوں کی ساری تیاری بیکار جائے گی۔تھوڑا صبر کرو۔!عالیجان نے دانت پیستے ہوئے اسے دیکھا تھا جس کے فون پر رنگ بجتے ہی عالیجان نے زور سے اسکے پاؤں پر پاؤں مارا۔

تیری بیوی کا ہو گا۔!اب چلیں کے یہی رہنا ہے۔!کف فولڈ کرتے وہ اونچی آواز میں بولا تو انیل نے میسج چیک کرتے ہی اس پاگل شخص کے پیچھے دوڑ لگائی۔

"اے لڑکی کہاں چھپی ہے تُو۔؟جہاں بھی ہے سامنے آجا۔ورنہ اچھا نہیں ہو گا تیرے ساتھ۔!مارک صوفے کو ٹھوکر مارتا بری طرح سے غرایا تھا۔

وہیں امبر جو کاؤنٹر کے نیچے بیٹھی تھی کسی جانی پہچانی آواز کو سن کر اسکے ماتھے پر ڈھیروں بل سمٹے۔

یہ تو مم مارک۔؟آنکھیں چھوٹی کیے وہ زیر لب بڑبڑائی۔

Episode 116

"مارک۔!وہ یکدم سے اٹھی سپاٹ نگاہوں سے مارک کی پشت کو دیکھتے ہوئے اسے پکارا۔

جو آواز پہچانتے ہی حیرت سے پلٹا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ایمی تم۔! مارک کے چہرے پر بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

"ایمی نہیں امبر۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔! وہ باوقار انداز میں چلتی اسکے ساتھ آئے غنڈوں پر ایک کٹیلی نگاہ ڈالے اب مارک سے مخاطب ہوئی تھی۔ "اوہ تو لگتا ہے سب معلوم ہو گیا تمہیں۔ ویسے ایچ اے آر نے تمہیں اتنی آسانی سے چھوڑ کیسے دیا۔؟ وہ تو تمہاری ماں سے بدلہ لینے کے تمہیں مسلنا چاہتا تھا پھر یہ سب۔؟

مارک نے حباثت سے کہتے ناسمجھی کی اداکاری کرتے اپنی داڑھی کھجائی تھی۔ اور یہاں امبر جسکے دل میں اب تک ذرا سی الجھن باقی تھی۔

وہ سمجھ گئی کہ مارک ایچ اے آر صرف اور صرف اسے استعمال کر رہے ہیں۔

"جس کے پاس اتنے چاہنے والے ہوں۔ بھلا تم جیسے کمینے اسکا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔! سرتاپیر ایک نفرت بھری نگاہ اس پر ڈالے وہ غرائی تھی۔

"پیچھے ہٹ جا۔ میرے سر پر خون سوار ہے اس وقت مجھے کسی سے کوئی غرض نہیں۔ مجھے بس وہ لڑکی چاہئے۔! بتا کہاں ہے وہ عنایت۔؟

مارک گن کو ہاتھ میں مضبوطی سے دبوچتے پاگلوں کی طرح الجھ کر پوچھنے لگا۔ جس پر امبر نے سینے پر ہاتھ باندھے ائبرو اچکاتے ہوئے اسے دیکھا۔

"اچھا تو تم عنایت کے لیے آئے ہو۔! امبر نے اسکا جملہ دوہرایا اور چلتے ہوئے عین اس روم کے سامنے رکی۔ مارک نے سنجیدگی سے اسے گھورا جانتا تھا اسکا مقابلہ کرنا آسان بات نہیں تھی۔ اس لڑکی کو لڑائی میں ہرا پانا ممکن تھا۔

ہاں اگر بات احساسات کی ہوتی تو وہ آسانی سے مار کھا جاتی تھی۔

"ہاں اسی کیلیے آیا ہوں۔ بتاؤ کہاں ہے وہ۔؟ مارک سمجھ رہا تھا اسکا انداز۔ مگر پھر بھی اپنا مدعا دوبارہ دوہرایا۔

اس کمرے میں ہیں وہ۔! ہمت ہے تو کھول لو دروازہ۔!

انگوٹھے کی مدد سے پیچھے کی جانب اشارہ کرتی وہ آنکھ اٹھائے تمسخرانہ انداز میں بولی۔

تو مارک نے سر کو ہاں میں ہلاتے اپنے گارڈز کو اس پر حملہ کرنے کا اشارہ دیا۔

جسے سمجھتے وہ سبھی ایک جٹ ہوئے اس پر ٹوٹے۔ امبر کی شہد رنگ آنکھیں مزید گہری ہوئی تھی اتنے وقت کے بعد اسے لڑنے کا موقع ملا تھا۔ بھلا وہ کیسے اسے آسانی سے جانے دیتی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک ٹانگ فضا میں لہراتے اس نے سب سے پہلے اپنی طرف بڑھتے آدمی کے منہ کے نچلے حصے پر وار کیا تھا جو اوندھے منہ فرش پر بلکتے ہوئے گرا۔

مگر تب تک باقی کے سبھی نے اسے گھیرے میں لیا۔ جس پر امبر نے ایک ہی جست میں اپنے شوز کے اندر چھپائے چاقو کو باہر نکالا۔

الٹ کر سیدھی ہوتی وہ ان سب کے سمجھنے سے پہلے ہی ان کی ٹانگوں پر چاقو سے وار کرنے لگی۔

جس کے سبب پورے گھر میں ان گارڈز کی دلخراش چیخیں گونج اٹھی۔ مارک کی آنکھیں حد درجہ پھیلی تھیں۔ وہ بے یقینی سے سر کو نفی میں ہلاتے پیچھے ہوا تھا تبھی وہ ایک نگاہ مارک پر ڈالے خون آلود چاقو کو دیکھتی اب اٹھی۔

"ہاتھ بڑھاتے ٹانگ کو پکڑ کر کراہتے ایک آدمی کو گریبان سے جکڑتے امبر نے پے در پے اس کی گردن پر وار کیے تھے۔

ایسے کہ اسکی گردن سے بہتا خون امبر کے چہرے پر چھینٹوں کی مانند گرا۔ اسکی خون ابلتی آنکھیں مارک پر ٹکی تھی جبکہ ذہن میں اسکے کہے الفاظ گونج کر امبر ازلان علوی کے وجود کو مزید وحشت زدہ بنا رہے تھے۔

معاً پیچھے سے ٹانگ کو پکڑ کر ایک آدمی لنگڑا کر اٹھا تھا۔ تھوڑے فاصلے پر موجود ٹیبل تک جاتے اس نے بے دھیانی کی کیفیت میں گھری امبر کو دیکھا جو اب تک اس آدمی کی گردن کو چاک کر رہی تھی۔

واز کو مضبوطی سے تھامے وہ آگے بڑھا اور چھناکے کی زوردار آواز کے ساتھ وہ واز امی کے سر پر لگا چکنا چور ہوا تھا

۔

امبر کا سر جھٹکے سے درد کی لہروں کے سبب پھٹنے کو ہوا تھا۔ ہاتھ خود بخود تھمے تھے۔ جبکہ خون اسکے کان کے پچھلے حصے سے اب برق رفتاری سے بہا۔

وہ دانت پیستے اپنے کان کو چھوتی مڑی۔

جبھی اسکا دھیان بھٹکا دیکھ مارک بھاگ کر اس روم کی طرف بڑھا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھول پاتا۔ امبر نے چاقو اسکی پشت پر لہرا کر زور سے پھینکا۔

جو اسکی کمر کے درمیان میں پیوست ہوا تو مارک کی چیخیں بلند ہوئیں۔ جبکہ امبر اب آدمی کو دیکھ رہی تھی۔ جسکے بال اسکی مٹھی میں تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کچھ ناں ملنے پر وہ جبڑے بھینچتے اسے گھسیٹتے ہوئے اس شیشے کے ٹیبل تک لے گئی اور چھناکے کی زوردار آواز میں گونجتی اس آدمی کی تکلیف دہ آہیں پورے گھر میں گونجی تھی۔

منہ پر پڑی چھینٹوں کو بازو سے صاف کرتی وہ درد کی شدت سے جبڑے بھینچے اب مارک کی طرف بڑھی تھی۔

امبر نے کھینچ کر دوہرے ہوئے بیٹھے مارک کی پشت سے وہ چاقو نکالا تو اب کی بار وہ مارک بری طرح سے مچلا تڑپا۔

"ہاں کھول دروازہ۔! سرسراتے ہوئے سے لہجے میں کہتی وہ ذرا سی جھکی اسکے چہرے کو کاٹ دار نگاہوں سے گھورا تھا۔

مارک کا سانس صحیح معنوں میں رکا تھا۔اس سے بہتر کون جانتا تھا کہ ایمی ایک ایسی آگ تھی جس سے بچ پانا کسی کے بس میں نہیں تھا۔اسکا بچپن اور جوانی ان خون خرابوں میں گزرا تھا۔

وہ ان کے سارے کالے دھندوں کی ماسٹر مائنڈ تھی۔ جس کے آگے آج تک کوئی لڑکا ٹِک نہیں پایا تھا۔ بھلا یہ چند بے دام سے غنڈے اسے مار سکتے تھے۔

"میں اچھی صرف اپنوں کے لیے ہوں مارک۔ مگر افسوس اب تم میرے اپنے نہیں رہے۔! انگلی کی نوک سے اس نے چاقو پر لگا ٹپ ٹپ بہتا خون صاف کرتے اب مارک کو دیکھا جو درد کی شدّت سے کراہیں روک اب بھیگی خوفزدہ سی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ننن نہیں۔!" مارک نے کپکپاتے ہونٹوں سے منت کی تھی۔ مگر امبر آج اسے بخشنے کے موڈ میں ہرگز نہیں تھی۔

"اس سے پہلے کہ وہ چاقو اسکی گردن پر چلاتی۔ پیچھے سے آتے کسی نے کھینچ کر وہ چاقو اس کے ہاتھ سے چھینا۔

وہ مڑی۔ سپاٹ نگاہوں سے انیل کو دیکھا تھا جیسے کہ وہ آنے والے کو اچھے سے جانتی ہو۔! جبکہ انیل اسکی نظروں کو اگنور کرتے اب مڑ کر اپنے اہلکاروں کو دیکھ رہا تھا جو ان سب غنڈوں کو وہاں سے لے جا رہے تھے۔

"ایک اہلکار آگے بڑھا۔اسنے جیسے ہی مارک کو ہتھکڑی لگانا چاہی۔

عالیجان شاہ نے اسکے ہاتھ کو بیچ سے پکڑ کر جھٹکا۔

"عالیجان ہمیں ہمارا کام کرنے دو۔! وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا ایک پولیس آفیسر کی طرح حکم دیتے بولا۔

عالیجان کو پہلے سے ہی اس سے ایسی ہی امید تھی اسی لیے اسے افسوس تو ہرگز نہیں ہوا تھا۔

اہلکار اب اپنے سر اور اس انگریزی حسن کے مالک لمبے چوڑے آدمی کو دیکھ رہا تھا۔ جس کی نیلی آنکھیں سحر طاری کر رہی تھیں۔

"وہ سب تو زندہ ہیں ان کا جانا بنتا ہے مگر یہ۔! اس نے داہنی آنکھ اٹھا کر مارک کے سر کے بالوں کو جکڑا سر اپنے گھٹنوں میں دبائے وہ دیکھتے ہی دیکھتے اسکی گردن کی وین کو ایک لمحے میں کاٹ گیا۔

امبر نے مسکرا کر اسے نظروں سے داد دی۔ اسے اسی چیز کی امید تھی اس خوبرو شخص سے۔

جبکہ انیل ان دونوں کو گھورتا مٹھیاں بھینچتے زمین پر تڑپتے مارک کو دیکھنے لگا۔

"عععالیحانن۔! ایسے نام مت لو یار۔ پیار ہو جائے گا۔! اسکی انگلی مضبوطی سے پکڑتے عالیحان نے گردن اٹھائے آنکھ ونک کرتے خالصتاً مسکرے پن سے کہا تھا۔

جس پر انیل علوی کا چہرہ لڑکیوں سے بھی زیادہ بلش ہوا۔ امبر نے ایک تیز نظر اسکے رنگ بدلتے چہرے پر ڈالی۔ اور پھر اسکے قریب سے گزرنے لگی جس کا ہاتھ انیل تھام چکا تھا۔

"تم سب جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں۔! وہ مڑا۔ اپنے ساتھ آئی ٹیم کو حکم دیا۔ جو باقی کے سب آدمیوں کو حراست میں لیے وہاں سے جا چکے تھے۔

عالیحان شاہ اب مارک کو ٹانگ سے گھسیٹ کر جانے کہاں لے جا رہا تھا۔ انیل کو شک نہیں پورا یقین تھا کہ وہ اسکی لاش بھی نہیں دینے والا۔

جبھی اسے اگنور کیا جو اسے پہلے سے اگنور کر رہا تھا۔ جیب سے رومال نکالتے اسنے امبر کے کان کے پیچھے سے بہتے خون پر رکھا۔

"جو ذرا سی بھی سکی نہیں تھی۔ انیل پہلوں بدل کر رہ گیا۔

"چلو ڈریسنگ کرنا ہوگی۔! وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔ اسکے بدلے طور اطوار اسے اچھے سے سمجھا چکے تھے۔ کہ وہ اسی لائن پر جا کھڑی ہوئی تھی۔ جس سے وہ اسے کھینچ کر بمشکل اتار چکا تھا۔

اور اب وہ صرف اس کے لیے اس لائن پر کھڑی تھی۔ باقی سب کے ساتھ اسکا رویہ شروع سے ہی اچھا تھا۔

"جانے کیا ہونے والا تھا آگے۔ ذہن نے بڑی لمبی سوچی جسکا اسکے پاس فل حال کوئی جواب نہیں تھا۔

عالیحان شاہ اسے کھینچ کر ایک کمرے تک لایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے کندھوں سے جکڑتے اس نے پہلے سے موجود ایک کرسی پر اچھے سے بٹھایا۔اور پھر اسکے ہاتھ سہارے کے طور پر پیچھے کو باندھے۔

"اصلی والے چھوٹے سسر جی۔آنکھیں کھول لیں۔آپ کا داماد اتنا بھی برا نہیں۔ہالف وینز کاٹی ہیں۔آدھے گھنٹے تک تو زندہ رہیں گے ہی آپ۔تو یہ ڈرامے کر کے مسکری مت کرو۔ویسے بھی کتے کی موت مرنے والے ہو تم۔!

مارک کو جبڑے کو اپنے بھاری ہاتھ میں تھامے اسنے پیار اسے اسکے بالوں کو سنوارا۔مسکرا کر کہتے آخر میں اسکا لہجہ انتہائی سرد پڑا تھا۔

مارک ہلتے لبوں سے اسے گھور رہا تھا کیونکہ بولنے کی سکت اس میں باقی نہیں رہی تھی۔

یہ دیکھ رہیں ہیں۔یہ مرر۔یہ میجیکل مرر ہے۔اس کی دوسری سائیڈ سے آپ کو آپ کی جائیداد کا اصل وارث میرا مطلب ہے میرا ہونے والا بے بی بھی دکھے گا اور آپ کی لاڈدلاری آپ کی پیاری بھتیجی۔

چٹاخ۔!منہ سیدھا رکھو۔بات کرتے اچانک مارک کے گردن لڑکھی۔جس پر وہ غصے سے سیخ پا ہوتے اسکے چہرے پر تھپڑ جھڑ چکا تھا۔

جانتے ہو۔کتنے گناہ کیے ہیں تم نے۔؟ایک معصوم بچی سے اس کا ہنستا بستا خاندان چھینا۔ساری عمر اسے مارنے کی کوششیں کرتے رہے تم گھٹیا انسان۔جانتے ہو۔اگر اسے علم ہوا ناں تمہارا۔تو ایک لمحے میں معاف کر دے گی وہ تمہیں۔مگر میں۔میں تمہیں معاف نہیں کر سکتا۔

کیونکہ شکریہ اور معافی کا لفظ عالیجان شاہ کی ڈکشنری میں سرے سے نہیں۔!اسکی بند ہوتی آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑھتے وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔

اور اب مارک کو سمجھ آیا تھا کہ آخر اسکا بیٹا لو کی کیوں کہتا تھا کہ عنایت کو مارنا اتنا آسان نہیں۔کیونکہ وہ عالیجان شاہ کے پاس تھی۔

شاید وہ اسکی بات مان لیتا۔

عالیجان نے ایک حقارت بھری نظر اس پر ڈالی۔اور اس روم سے باہر نکل گیا۔

دروازہ کھولے وہ روم میں آیا تو کمرے میں مکمل خاموشی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایت مام۔! وہ گھبرا کر ان دونوں کو پکارتا پورے کمرے میں ڈھونڈنے لگا۔ مگر وہ دونوں وہاں نہیں تھیں۔

عالیجان تنگ گہری سانس بھری اور واشروم کی سمت بڑھا مگر وہاں بھی وہ دونوں نہیں تھی۔

وہ ڈریسنگ روم کی طرف گیا۔ جو اندر سے لاکڈ تھا۔ جبھی وہ سمجھ گیا کہ وہ دونوں اندر ہیں۔ دروازہ کھولتے وہ بنا آہٹ کے اندر آیا۔ تو صوفے کے پیچھے ایک دوسرے میں چھپی ہوئی حرمین اور عنایت پر نظر گئیں۔ تو بے اختیار اسنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

"مام۔ لٹل اینجل۔! اسکی آواز جیسے زندگی کی نوید تھی۔۔ وہ دونوں جو موت کے خوف سے کانپ رہی تھیں ڈر رہی تھیں۔ اب اسکی بھاری پر کشش آواز پر وہ دونوں ہی اپنا آپ بھلائے اسکی طرف بھاگی۔

عالیجان نے بانہیں پھیلائے ان دونوں کو اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

عنایت خوف سے کانپتی اب رونے لگی تھی۔ اسکے وجود کی لرزش محسوس کرتے عالیجان نے اپنا ہاتھ مضبوطی سے اسکی کمر پر رکھا۔ جیسے اپنے ہونے کا احساس کروایا ہو۔

"تتم آ گئے عالی۔ باہر کوئی تھا۔ پتہ ہے وہ۔ امبر باہر ہے ہمیں اندر بھیج دیا۔ باہر سے آوازیں آ رہی تھیں۔

حرمین بھیگی آنکھیں صاف کرتے بولی تو عالیجان نے جھک کر ماں کی آنکھوں پر بوسہ دیے ان پھر سے خود میں بھینچا۔

"ماما۔ کچھ آوارہ لوگ تھے امبر نے بھگا دیا سب کو۔ انیل بھی آیا تھا وہ لے گیا سب کو۔ اور امبر کو بھی۔ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں آپ کو۔! اسنے نرم لہجے میں کہا تو حرمین کو تسلی ہوئی تھی۔ وہ آنکھیں صاف کرتے پیچھے ہوئی۔ مم میں نوافل ادا کر لوں۔

خدا کا شکر ہے جو تم وقت پر آ گئے۔"

حرمین نے بیٹے کا دھیان عنایت کی طرف کرایا۔ جو اب تک اس سے چپکی ہوئی تھی۔ عالیجان نے ماں کو آنکھوں سے ہی اشارہ کیا جسے سمجھتی وہ باہر گئی۔ تو عالیجان نے دونوں ہاتھوں سے تھام کر اسکا چہرہ سامنے کیا۔

جو ہونٹ ڈھیلے چھوڑے بچوں کی طرح رو رہی تھی۔

"اففف ظالم لڑکی۔ شکل بیگاڑ دی اپنی۔! وہ ناک چڑھائے افسوس سے بولا تو عنایت نے بھیگی آنکھوں سے اسے گھورا۔ جس کا فل حال اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

وہ جھکا نرمی سے اسے بانہوں میں اٹھائے وہ روم سے باہر نکلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایت کی نظر جیسے ہی فرش پر پڑے خون پر گئیں اسکے چہرے کے رنگ بدلے۔عالیجان اسے اٹھائے سیدھا اپنے روم میں لایا۔نیچے اتارتے اسے سہارے سے ساتھ لگائے واشروم میں لایا۔

مارک کے مرنے سے پہلے وہ اسے اپنی بیوی کی شکل دکھانا چاہتا تھا۔

"اسے زبردستی واش بیسن کے سامنے کھڑا کیے وہ اس کا چہرہ دھلانے لگا۔جبکہ آئینے کی دوسری طرف موجود مارک کی نظریں عنایت پر تھیں۔

جو چپ چاپ سی کھڑی تھی۔اس ایک لڑکی کو مارنے کے لیے اسے سالوں انتظار کرنا پڑا۔کیا کچھ نہیں کیا تھا اس نے۔زہر،زہریلی گیس،غنڈے،ایکسیڈنٹ،کڈنیپینگ۔مگر آج وہ اسکے سامنے زندہ صحیح سلامت کھڑی تھی۔ اور وہ۔وہ اپنی زندگی کی چند آخری سانسیں اتنی عبرت ناک حالت میں لے رہا تھا۔کہ اسکی رگیں خون سے لت پت ہوئی اب گوشت سے باہر نکل آئی تھی۔۔

جسم نے ایک آخری جھٹکا کھایا تھا جس کے ساتھ ہی اسکی سانسیں تھمی اور باہر کو ابلی آنکھوں میں آخری عکس عنایت کا ظمی کا قید ہو کر رہ گیا۔

عالیجان شاہ اسے اٹھائے روم میں لایا۔اسکی خاموشی اسے بری طرح سے چبھ رہی تھی۔

"کیا ہوا۔عنایت۔؟پریشان کیوں ہو۔؟سب کچھ ٹھیک تو ہے۔!

وہ سیدھا ہوتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا اور نرمی سے بانہوں میں بھرتے گود میں بٹھایا۔جو اسکے سینے میں سر چھپائے آنکھیں موند گئی تھی۔

"اگر امبر ناں ہوتی تو۔ع عالیجان و وہ لوگ ہمارے بے بی کو کچھ کر دیتے۔پپ پھر کیا ہوتا۔؟

اسکا چھوٹا سا ذہن ابھی تک وہی اٹکا ہوا تھا اور عالیجان شاہ کو حیرانی نہیں ہوئی تھی۔جو لڑکی اسکی گرج پر بے ہوش ہو سکتی تھی اسے اس سے زیادہ امید تھی بھی نہیں عنایت سے۔!

ہممم۔آج یہ بے بی ہمارا کیسے ہو گیا۔اتنی عنایت وہ بھی ہم جیسے گھٹیا انسان پر۔کہیں ہماری بڑی سی بیوی کا اپنے چھوٹے سے شوہر پر دل تو نہیں آگیا۔!

وہ جان بوجھ کر اسکے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کی نما انداز میں بولا تو عنایت کو اپنے لفظوں کا احساس ہوا۔چہرہ ایکدم سے سرخ پڑا تھا۔

وہ مزید اسی کے اندر سمٹی۔جس پر عالیجان نے کھینچ کر بلینکٹ اس پر ڈالا اور جھک کر سر پر اپنے ہونٹ رکھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میرے ہوتے ہوئے کوئی گرم ہوا بھی تمہیں چھو نہیں سکتی عنایت عالیجان شاہ۔ تو پھر ہمارے بچے کو کوئی نقصان پہنچائے ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔؟

اسکے دونوں ہاتھ عنایت کو اپنے حصار میں لیے ہوئے تھے۔ وہ مکمل طور پر اسکے وجود میں چھپی ہوئی اسکی سانسوں سے بھی زیادہ قریب تھی۔ اس پر متضاد عالیجان شاہ کا یہ مان دینا۔ عنایت کے روم روم میں جیسے سکون ایک سرشاری سے دوڑی تھی۔

وہ تو پہلے ہی اسکے لئے اپنے کہے لفظوں پر نادم تھی اوپر سے اسکا یوں عزت دینا اسے خود سے شرمندہ کر رہا تھا۔ یہ سچ تھا وہ اسے خوفزدہ کرتا تھا مگر یہ بھی سچ تھا کہ آج تک عنایت کے نزدیک عالیجان شاہ کے سوا کوئی ڈر نہیں پہنچ پایا تھا۔

اگر وہ کہتا تھا کہ اسنے عنایت کا ظمی کو اپنے ڈرانے کے لیے رکھا ہے تو ہاں وہ سچ کہتا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اس گھٹیا ترین حرکت کی وجہ جان سکتا ہوں میں۔! دھاڑ کر اسے طیش کے عالم پر بیڈ پر دھکہ دیا تھا۔ جو خوف سے سانس روک چکی تھی۔ نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھی۔ تبریز نے بمشکل سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اپنے آپ پر ضبط کیا۔

"چاہتی کیا ہو تم آخر۔؟ وہ ایک ہی جست میں اسکے قریب گیا۔ اس پر جھکتے دوٹوک لہجے میں پوچھا۔

"ماہا نے بھیگی آنکھیں رگڑ کر اسے دیکھا۔

"آپ کی خوشی۔! جواب تبریز شیرازی کو مزید آگ لگا گیا تھا۔ جبھی اسنے تیزی سے اسکا بازو جکڑا۔

"میری خوشی تم ہو ڈیم اٹ۔ کوئی دوسری عورت نہیں۔ میرے وجود کو تم نے مکمل کر دیا ہے ماہا تبریز شیرازی۔ کوئی دوسری عورت مجھے بچہ دے سکتی ہے مگر وہ خوشی نہیں جو تم دے سکتی ہو۔!

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر صاف گوئی سے بولا تھا۔

اسے کیا معلوم تھا کہ اسکی محبت اسکا پاگل پن اتنے امتحان لے گا اسکے۔! سچ کہتے ہیں لوگ۔ محبت امتحان ہی تو لیتی ہے۔

"مگر میں آپ کو کچھ نہیں دے سکتی۔!

ماہا شیرازی دنیا کی وہ واحد لڑکی تھی۔ جو اپنے ہاتھوں اپنے شوہر کی دوسری شادی کروانے پر تلی تھی محض اسے اولاد دینے کی خوشی میں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اگر خدا نے میرے نصیب میں اولاد لکھی ہے ناں ماہا۔ تو وہ اولاد تم سے ہی ہو گی۔ میری زندگی میں آنے والی پہلی اور آخری عورت صرف تم ہو اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ آئندہ میں یہ لفظ تمہارے منہ سے ناں سنوں۔!

اسکا انداز دو ٹوک تھا۔

گہری نگاہوں سے اسکے حسین چہرے کو گھور کر کہتے اپنے تیئں تبریز نے اسے وارن کر دیا تھا۔

جس نے ڈھیٹوں کی طرح لب بھینچ کر سر جھکایا۔

"تبریز واقعی اس کے پاگل پن کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ جبھی گہری سانس بھرتے اسے چھوڑا۔

"کھانا لگاؤں۔! انگلیاں مروڑ کر وہ اسکی پشت کو گھور کر پوچھنے لگی۔ کچھ دنوں کے لیے اس ٹاپک کو بند کر کے وہ اسکا موڈ فریش ہونے تک ویٹ کرنے والی تھی۔

"ایسا کرو زہر لا دو گھول کر تمہاری جان چھوٹے گی۔! کبرڈ سے ڈریس نکالتے وہ کاٹ دار لہجے میں بولتا ٹھاہ کی زوردار آواز کے ساتھ واشروم میں بند ہوا تھا۔

ماہا ہونٹ کچلتے رہ گئی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ جو کچھ بھی ہوا تھا اس میں قصوروار وہ خود تھی اسلئے وہ تبریز کو اولاد کی خوشی دینا چاہتی تھی۔

مگر وہ یہ نہیں سوچ رہی تھی کہ منہ سے کہنا اور اصل زندگی میں شوہر کو کسی غیر عورت سے باٹنا دوزخ کے مترادف تھا۔ مگر کچھ چیزیں زندگی کی ٹھوکریں ہی سمجھا پاتی ہیں انسان نہیں۔ اور ماہا کو یہ بات بہت جلد سمجھ آنے والی تھی۔

کہ ایک بیوی کبھی بھی اپنے شوہر کو بانٹ نہیں سکتی اور وہ بھی تب جب شوہر تبریز شیرازی جیسا ہو۔

Episode 117

کیسے ہیں بڑے پاپا۔؟ عائش لپک کر وریام سے گلے ملتے خوشگواری سے بولا۔ تو وریام نے اسے کس کر سینے میں بھینچا۔

"الحمداللہ ایک دم سے فٹ دیکھ لو آج بھی جوان ہوں۔! وریام کے لہجے میں شرارت کی رمق تھی جسے محسوس کرتے سبھی مسکرائے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ سب اس وقت شاہ ولا میں تھے۔وریام نے امن اور اذلان کو ان کی آمد کا بتادیا تھا سبھی ان سے ملنے کو بھاگے چلے آئے تھے۔

پاپا۔کیسے ہیں آپ۔؟عمایہ جو صوفے پر بیٹھی تھی۔سامنے سے آتے اذلان،الایہ،امن اور حیا کو دیکھ کر بھاگتی ہوئی باپ کے سینے سے لگی تھی۔

اذلان نے جھک کر بیٹی کی پیشانی چومتے اسے خود لگایا۔کتنا مس کیا تھا انہوں نے اپنی بیٹی کو۔اور آج اتنے وقت کے بعد جس محبت سے وہ خود ان کے سینے سے لگی تھی۔اذلان کے دل میں پنپتا خوف اور گھبراہٹ ساری جیسے ختم ہوئی تھی۔

الایہ آس بھری نگاہوں سے عمایہ کو دیکھ رہی تھی۔

جس کے چہرے پر چھائے خوبصورت رنگ الگ ہی کہانی عیاں کر رہے تھے۔وہ خوش بھی تھی۔کہ بالآخر اسکی معصوم بیٹی اپنی زندگی میں پر سکون اور خوش تھی۔

مگر ایک ڈر بھی تھا کہ کہیں وہ ماں کو غلط ناں سمجھے۔

عمایہ اذلان سے الگ ہوتے سب سے ملی ماسوائے الایہ کے۔الایہ کا چہرہ ایکدم سے تاریک پڑا تھا۔وہیں عائش نے بھی اسکی حرکت کا نوٹس لیا۔

"انزک کیسے ہو یار۔؟انزک خود اٹھ کر بہن سے ملا تھا۔جس کی آنکھیں بھیگی تھی مگر وہ خوشی کا لبادہ اوڑھے اپنی تکلیف کو چھپا رہی تھی۔

میں ایکدم فٹ ہوں میری بہو کے پاپا۔جی آپ سنائیں کیا حال چال ہیں۔؟سینہ فخر سے چوڑا کیا وہ اذلان کو بدلے میں چھیڑتے ہوئے بولا تو امن اور وریام دونوں ہی مسکرائے تھے۔عورتیں سبھی اب نیناں کے ساتھ اندر روم میں گئی تھی۔

جہاں روز طبعیت خرابی کے سبب آرام کر رہی تھی۔

"انیل کہاں ہے۔؟عائش نے آنکھیں گھما کر دروازے کی سمت دیکھتے ہوئے پوچھا۔جبھی دروازے سے عالیجان شاہ اپنی بیوی اور ماں کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔عنایت اور حرمین سب سے ملتے آخر میں روم کی طرف بڑھی تھیں وہی عالیجان شاہ سب کی نظروں کا مرکز خود کو پاتے مزید پھیل کر صوفے پر بیٹھا۔

نیلی آنکھوں میں سنجیدگی ہی سنجیدگی تھی۔جس پر وریام نے سر جھٹک کر گہری سانس بھری۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آجائیں سب۔ مجھے کیا گھور رہے ہیں کیا پہلے اتنا پیارا داماد نہیں دیکھا آپ نے۔! وہ سب کو ایک ہی قطار میں رکھتا ایک ہی جملے سے سلگاتا خود ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے مجتبیٰ حسین کو دیکھنے لگا۔

جن کی نظریں بھی اس نیلی آنکھوں والے شاہانہ مرد پر تھی۔

اسکے نین نقوش میں انہیں حورین کی جھلک دکھی مگر وہ اپنی سوچ پر سر جھٹک گئے۔

"بھائی پہچانا مجھے۔! عائش بتیسی کی نمائش کرتے اسکے قریب بیٹھا۔

"عالیحان شاہ نے اب گردن موڑ کے اسے دیکھا تھا۔" ہاں ڈیڑھ فٹیے۔ تجھے تو کوئی بھی دیکھ کر پہچان لے۔ سناو کون سی دوا کھا رہے ہو قد بڑھانے کے لیے۔!

اسکے نازک کندھے پر اپنا بھاری ہاتھ رکھتے وہ بظاہر سنجیدہ سا تھا۔ عائش کا خوبصورت چہرہ ایکدم سے سرخ، نیلا پیلا ہوا۔

"پتہ ہے آپ کو بھی یہں نے پہچان لیا۔ آنکھیں تو کسی کی بھی نیلی ہو سکتی ہیں مگر یہ ریچھ جیسے بال تو صرف عالیحان شاہ کے ہی ہیں۔!

ہاہاہاہاہاہا۔! وہ ہائے فائے کرتا قہقہ لگاتے ہاتھ اسکی طرف بڑھا گیا۔ جسے دیکھ عالیحان نے اب سپاٹ چہرے سے اسے گھورا تو وہ سٹپٹا کر اسکے قریب سے اٹھا۔

وریام نے سر نفی میں جھٹکتے سامنے موجود صوفے پر اپنی جگہ سنبھالی۔

"آپ کو ویام سے کیا کام ہے۔؟

وریام، امن، اذلان، انزک، عائش اور عالیحان۔ ہر کسی کا دھیان اب مجتبیٰ حسین کی طرف تھا۔

جنھوں نے اپنی جیب ٹٹول کر ایک تصویر میز پر رکھی جسے دیکھ کر وہ سبھی شاکڈ رہ گئے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

عین۔! ویام کی بھوری آنکھیں لہو رنگ ہوئی تھیں کیونکہ اسکی عین بلکل خاموش ہو چکی تھی۔ گہرے خوبصورت آنکھیں پھیلائے وہ بے حس و حرکت سی اسکے دل کو مٹھی میں دبوچے خود خاموش سی ہو بیٹھی تھی۔

بڑھتی عمر نے ویام کاظمی کو تھکا ضرور دیا تھا کندھے پر لگی گولی کا زہر جیسے جیسے پھیل رہا تھا وہ بے بس ضرور ہوا تھا مگر اب بھی اس میں اتنی جان ضرور بچی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو بچا سکتا۔

ایک دھندلائی نگاہ اپنے کندھے پر ڈالے وہ جنگل کے اس جھاڑی نما حصے سے اٹھا۔ مسلسل دس منٹ سے وہ بھاگ رہا تھا اور اب اسکی ٹانگیں شل ہونے لگیں تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر دور کہیں سے آتی ان غنڈوں اور ایچ اے آر کی آوازیں ویام کاظمی کو جگائے ہوئے تھیں۔

"وقت کم ہے میرے پاس لونارڈو ورنہ ڈیول تمہاری اچھی سے خاطر مدارت کرتا۔! سینے کے وسط میں اپنا تیز دھار آلہ رکھے اسنے بھوری وحشت ناک نگاہوں سے گھٹنوں کے بل جھکے لونارڈو کو دیکھا۔

جو موت کے خوف سے کانپتا تھر تھرا رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ آلہ اسکے سینے کے آر پار ہوا تھا۔ جسے کھینچ کر ڈیول نے پیٹ کے نیچے تک ضرب لگائی۔

جس کے سبب لونارڈو کا پورا وجود خون سے لت پت ہوا۔ گارڈز سر جھکائے اس کے اطراف میں ایک فٹ کے فاصلے پر گھیرا بنائے ہوئے تھے۔

"باس کوئی آرہا ہے۔! بیلی کی آواز پر ڈیول نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ جس نے ڈیول کے اشارے کو سمجھتے اپنی طرف بڑھتے ویام کاظمی اور اسکی گود میں موجود اسکی بیوی کو اسکرین پر دکھایا۔

"وہ ہر تاثر سے عاری مرد ایک پل کو چونکا۔ زندگی میں پہلی بار تھا جب ڈیول کو کسی کی تکلیف پر تکلیف محسوس ہوئی تھی۔

کاٹو اسے۔! سرد برفیلے لہجے میں اپنے گارڈز کو حکم دیے وہ خود بیلی کی ڈائریکشن میں چلنے لگا۔

اسکے بھاری قدم مضبوطی سے اپنے رستے پر رواں دواں تھے۔ ویام کاظمی اپنے پیچھے ان کتوں کی آہٹ پر بمشکل سے دوڑ رہا تھا۔ جب اچانک کسی کے سامنے سے آنے پر وہ ایکدم سے اسکے سینے سے ٹکرایا۔

اس سے پہلے کہ وہ خون سا سنا نیچے گرتا۔

وہ اکیس سالہ لڑکا اپنے مضبوط بازو سے اسے سہارہ دے چکا تھا۔

ویام نے بند ہوتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جس کا دھندلا سا عکس اسکے بند پڑتے دل کو دھڑکا گیا تھا۔

ڈیول ماتھے پر بل سمیٹے اس خوبرو شخص کو دیکھتے اس کی گود میں موجود اس عورت کو دیکھنے لگا۔ جو واقعی اسکی متاع جان ہی تھی۔

اس قدر محبت پر اسکے ہونٹ مسکرائے۔ بنا تردد کے اسنے ویام کی گود میں موجود عیناں کو اپنی بانہوں میں بھرا تھا۔ اور یہی وہ لمحہ تھا جب خود کو وحشی کہلوانے والے اس ڈیول کے ہاتھ کپکپائے تھے۔

دل اتنی زور سے دھڑکا تھا کہ اسکا پورا وجود سنسنا کر رہ گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنابی ادھ کھلے ہونٹ بے ساختہ ہی کانپے تھے۔ڈیول نے بے ہنگم ہوئی سانسوں سمیت اس روشن و شاداب چہرے کو دیکھا تو اب کی بار اسکے قدم لڑکھڑائے۔

ویام کاظمی حواس کھوتے نیچے گر چکا تھا۔جبکہ ڈیول اسکی ہوش بھولے یک ٹک اس چہرے کو دیکھ رہا تھا۔بھوری آنکھیں جانے کس احساس کے تحت بھیگی تھی۔

اس نے کبھی دیکھا نہیں تھا ہاں مگر شاید اس کی ماں بھی ایسی ہی ہوتی۔؟

یہ لمس۔یہ احساس۔اگر وہ اپنی ماں کو محسوس کرتا تو شاید یہی احساس اسے تب بھی محسوس ہوتا۔

زندگی میں بہت بار اسنے اپنے ماں باپ کو سوچا تھا مگر آج اس لمس نے اسکے رونگھٹے کھڑے کر دیے تھے۔وہ جو خود کو کامل مرد سمجھتا تھا در حقیقت وہ ایک کھوکھلا شخص تھا۔

جس کے پاس محبت کے نام پر کوئی اپنا نہیں تھا۔

"سر مجھے دیں۔"ایک گارڈ بھاگ کر آگے بڑھا اسکے ہاتھ سے عیناں کو لینا چاہا۔جس پر اس نے کاٹ دار نگاہوں سے اسے گھورا۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے۔!

وہ چلایا نہیں دھاڑا تھا۔اور اسکی دھاڑ پر وہ آدمی حیرت زدہ سی کیفیت میں پیچھے ہٹا۔

ڈیول۔!وہ جیسے ہی اپنی گاڑی کی سمت مڑا۔پیچھے سے آتے ایچ اے آر نے اسے پکارا تو وہ بے ساختہ ہی چونک کر رکا۔

"یہ عورت اور یہ آدمی دونوں میرے قیدی ہیں اس عورت کو میرے حوالے کرو۔!

ایچ اے آر کا لہجہ حتمی تھا۔

ڈیول نے سرد نگاہوں سے اسکی آنکھ کو دیکھا جو کہ شاید اب ختم ہو چکی تھی۔

"تمہارے تھے یہ ایچ اے آر۔مگر ڈیول ایک بار جس چیز کو دیکھ لے وہ اس کی ہو جاتی ہے اور میں نے تو ان دونوں کو چھوا ہے اس لیے ان دونوں کو بھول جاؤ۔!

برفیلے سرد لہجے میں کہتا وہ ایچ اے آر کا سانس خشک کر کے رکھ گیا۔جس نے تلملا کر مٹھیاں بھینچی۔

"میں کہہ رہا ہوں مجھے دے دو یہ عورت۔!ایچ اے آر بالوں کو نوچتے دھاڑا تھا۔وہ کسی بھی حالت میں ان کو زندہ نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"یہ چاہیے۔؟ ابرو اچکاتے اسنے سرسراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ تو اسکی گہری پراسرا آنکھوں میں دیکھتے ایچ اے آر نے گردن ہاں میں ہلادی۔

"ڈیول مڑا۔ چند قدموں کے فاصلے پر کھڑی اپنی گاڑی کی بیک سائیڈ پر نرمی سے عیناں کو لٹائے وہ ٹھنڈ کی شدت سے پریشان ہوا اپنا کوٹ اتارتے اسکے اوپر ڈالے خود باہر نکلا۔

جو جیتا یہ دونوں اس کے۔ آجاؤ۔! اسکے سامنے کھڑا ہوتا وہ اپنی وخشت طاری کرتی شخصیت کے ساتھ دونوں ہاتھ اپنی پاکٹس میں ڈالے سپاٹ لہجے میں بولا۔

ایچ اے آر نے اس دراز قامت وخ*شی کو دیکھا وہ اچھے سے جانتا تھا اس سے مقابلے میں جیت پانا ناممکن تھا۔ مگر پھر بھی اسے یہ جنگ لڑنا تھی اور اب اسے اس ڈیول کو بھی اسکے ماں باپ کے ساتھ مو*ت کی گھاٹ اتارنا تھا ۔

"موَو۔! ڈیول نے سفاک نگاہوں سے ایچ اے آر کو دیکھا اپنے گارڈز کو سرد لہجے میں حکم دیا۔ جو مٹھیاں بھینچ کر سارے کے سارے پیچھے ہوئے۔

دونوں ہاتھ پھیلائے اسنے گردن کو دائی جانب خم دیا اور بھاری قدم اٹھاتے آگے بڑھ کر وہ گھٹنوں کے بل جھکا۔ اوندھے منہ زمین پر خستہ سی کیفیت میں بے ہوش پڑے ویام کاظمی کو دیکھتے، اسنے ایکدم سے اسے اٹھایا اپنے مضبوط بازوں میں اسے بھرتے وہ جیسے ہی واپس مڑا۔

ایچ اے آر کے غنڈے ایکدم سے اسپر حملہ آور ہوئے۔ وہ مڑا، اپنی طرف بڑھتے ہر اس شخص کو خود تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ زمین بوس کر چکا تھا۔

ویام کاظمی کی سست پڑتی سانسیں اسے اپنے سینے پر محسوس ہوئی تو جانے کیوں اسکا دھیان اس کی طرف مرکوز ہوا ۔

نگاہیں جھکا کر اسنے متفکرانہ سی کیفیت میں انہیں دیکھا۔

جن کے نیم وا ہونٹ خشک ہوئے پڑے تھے۔

"ہاہاہا مر گیا۔ ویام مر گیا۔۔ ہاہاہاہا۔ میں نے مار دیا اسے۔ ایچ اے آر اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ ہاہاہاہاہاہا۔!

ایچ اے آر ڈیول کے چہرے پر فکر اور تکلیف دیکھ کر قہقہے پر قہقہ لگاتا خباثت سے بولا۔

تو وہیں ڈیول نے چونک کر اسے دیکھتے نخوت سے سر جھٹکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"لے جاؤ انہیں۔! ویام مڑا پیچھے کھڑے اپنے گارڈز کو حکم دیے وہ ویام کو گاڑی میں ڈال چکا تھا۔

ایک سرد نگاہ ان دونوں پر ڈالے اسنے دروازہ بند کرتے گارڈز کو حکم دیا جو اسکے حکم کو سنتے ہی پُھرتی سے گاڑیوں میں بیٹھے،اسکا خاص آدمی اب اسی کی گاڑی میں بیٹھا گاڑی زن سے بھگا لے گیا۔

"یہ کک کیا کیا تم نے۔؟ وہ عینااں وہ زندہ بچ گئی تمہاری وجہ سے۔ حرام۔!

اہہہ۔! ایچ اے آر جو پاگلوں کی طرح چیختا چلاتا آپے سے باہر ہوا تھا اب ڈیول کو مارنے کے لئے آگے بڑھتا وہ بپھرا ہوا کوئی پاگل ہی لگ رہا تھا۔

ڈیول کی بھوری آنکھوں میں بے زاری سمٹی۔اگلے ہی لمحے اسنے مضبوط ہاتھ کا مکہ بنائے ایچ اے آر کے منہ پر جھڑا تھا۔

"تمیز نہیں آپ کو پاپا۔بیٹے سے بات کرنا نہیں سیکھا آپ نے۔! ایچ اے آر جو ابھی سنبھلا بھی نہیں تھا۔ڈیول نے اسکے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔

اسکے غنڈے جو جو بھی اسے بچانے کو آگے بڑھ رہا تھا۔ایک ایک کرتے ڈیول انہیں مارتا جا رہا تھا۔

"ایچ اے آر نے گھومتے سر سمیت آنکھ کھولنے کی کوشش کی تھی مگر اچانک اسے گردن سے دبوچتے ڈیول نے اسکی سانسیں تنگ کر دیں۔

"بدتمیزی کرنے والے انسان مجھے سخت زہر لگتے ہیں ڈیئر سٹ نقلی پاپا۔! اسکی گردن کو دبوچتے وہ ایک جھٹکے میں اس پھڑ پھڑاتے ہوئے پنچھی کو زمین سے اونچا کیے اسکے کان میں پھنکارا جو سانس لینے میں دقت کے سبب کسی پر کٹے پرندے کی مانند پھڑ پھڑایا آنکھوں کی پتلیوں باہر کو ابلی تھیں۔

"جانتے ہو پہلے دن سے میں واقف تھا کہ تم ہی میری بربادی لکھنے والے وہ آستین کے سانپ ہو جو مجھے ہی ڈسنا چاہتے ہو۔ مگر پھر بھی میں خاموش رہا۔ تمہیں تمہارا کام کرنے دیا۔!

غضب ناک لہو ہوتی نگاہوں سے اسکی رکتی سانسوں کو محسوس کیے وہ وحشیں*وں کی طرح اسے یونہی گھسیٹتے پیچھے موجود بڑے سے تناور درخت سے پٹخ گیا۔

جس کے سبب ایچ اے آر کا پورا وجود سنسنا کر رہ گیا۔

"مگر گردن ڈیول کی گرفت میں ہونے کے سبب اسکے منہ سے نکلتی کراہیں حلق میں ہی دم توڑ رہی تھی۔زمین پر بلبلاتا ایک گارڈ دور پڑی لکڑی اٹھائے آگے بڑھا اور کھینچ کر وہ لکڑی اسکی پشت پر دے ماری۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس کے سبب ڈیول بری طرح سے ڈسٹریکٹ ہوا۔

گردن موڑ کر اسنے وحشیانہ نگاہوں سے اس شخص کو دیکھا جو خوف سے اسے دیکھتا پیچھے ہٹنے لگا۔

ڈیول نے دانت پیستے اسکی پشت کو سرد پن سے گھورا جواب جان بچا کر بھاگ رہا تھا۔

اور اگلے ہی لمحے ایچ اے آر کو کسی گیند کی طرح ہوا میں دونوں ہاتھوں میں اٹھائے ڈیول نے دور جاتے اس شخص پر پھینکا تھا۔

جو دردناک انداز میں چیختا بلبلا کر زمین بوس ہوا۔ایچ اے آر کا وجود اس شخص پر پڑا تھا جو زمین میں دھنس چکا تھا۔

مضبوط قدم اٹھاتے وہ آگے بڑھتے ہوئے اپنی ہڈ اتار کر دور پھینک چکا تھا۔

ایچ اے آر کے قریب جاتے اسنے جھٹکے سے اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑا تو وہ درد کی انتہا پر چیخا تھا فضا اسکی دردناک سے گونج اٹھی۔

وہیں زمین پر سسکتے وہ سبھی غنڈے دم سادھے اس خوفناک منظر کو دیکھ رہا تھا۔

وہ جیسے جیسے اسے بالوں سے گھسیٹ کر آگے بڑھ رہا تھا۔اپنے دوسرے ہاتھ میں موجود ایک چھوٹے سے تیز دھار چاقو سے وہ ایچ اے آر کے چہرے پر خراشیں ڈالتا جا رہا تھا۔

جس کی عبرتنا*ک چیخیں کسی کو بھی وحش*ت میں ڈال سکتی تھی۔جنگل میں چھائی خاموشی اب اس کی دردناک چیخوں میں بدل گئی تھی۔درختوں پر بیٹھے پرندے اب ڈر کے مارے اپنے گھونسلوں میں جا گھسے تھے۔

ریت سے ڈھکی وہ زمین اسکے خو*ن سے رستی جا رہی تھی۔ایچ اے آر کا پورا چہرہ خون سے لت پت ہو چکا تھا۔

شاید ہی کوئی ایسا حصہ بچا ہو جس پر ک*ٹ ناں لگا یا ہو۔

ایک جھٹکے سے بوری کی طرح سامنے پھینکتے ڈیول نے اپنے ساتھ آئے دو خاص آدمیوں کو اشارہ کیا۔

جو آئے تو کسی دوسرے مقصد سے تھے مگر اب اسکا اشارہ سمجھتے وہ آگے بڑھتے سر ہاں میں ہلا گئے۔

ان میں سے ایک نے بھاگ کر جیپ کی پچھلی سائیڈ پر پڑی کرسی نکالتے درخت کے سائے میں سیٹ کی۔

جس پر وہ ٹھاٹ سے بیٹھا اب ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے و*خشت انگیز نگاہوں سے اس تڑپتے بلکتے ایچ اے آر کو دیکھ رہا تھا۔

اس کے جسم کے حصے میں سکون کسی نشے کی طرح چھا رہا تھا۔آنکھوں اور ذہن کے پردے پر وہ معصوم ڈرا سہا کمزور سا بچہ گردش کر رہا تھا۔۔جس کا خو*ن بے دردی سے کیا گیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جسے نو*چ نو*چ کر ایک حیوان بنادیا گیا تھا۔

اسے اتنی تکلیف تو اتنی تکلیف دو کہ موت مانگے مگر موت اسے چھوئے نہیں بس دور کھڑی اسے دیکھتی رہے۔

اگر یہ مرا تو تم دونوں کی گرد*نیں دھ*ڑ سے الگ کر دوں گا۔!

سرسراتے ہوئے سے لہجے میں یک ٹک ایچ اے آر کے خو*ن سے لت پت وجود کو دیکھتے پھنکارا تھا۔

وہ دونوں آدمی سہی معنوں میں خوفزدہ ہوئے تھے۔اتنے دنوں کے بعد وہ ڈیول کو اتنے غصے میں دیکھ رہے تھے

وہ سمجھ گئے کہ اب ڈیول ان سے ان کی موت چاہتا تھا۔

وہ سیاہ فام حبشی کسی چیل کی طرح ایچ اے آر پر جھپٹے تھے۔

وہ سنسان جنگل بیاباں جو جانے کتنی بڑی حدود تک پھیلا ہوا تھا۔اب ایچ اے آر کی دلخراش چیخوں سے گونج پڑا۔

اسکی چیخ*یں، کرا*ہیں اس قدر خوف*ناک تھیں کہ انسان تو انسان جانور بھی اپنے گھروں سے بھاگتے کہیں دور چلے گئے۔ مگر ان سب کے باوجود بھی ڈیول لہ*و رنگ آنکھوں سے یک ٹک اس تڑپتے بلکتے ایچ اے آر کو دیکھ رہا تھا بلکل ویسے ہی جیسے اتنے سال وہ خود اس تکلیف میں دیا تھا۔

اسے آدھ موا چھوڑ کر اسکے نو*چے وجود کو گھسیٹ کر وہ دونوں ڈیول کے پیروں میں پھینک چکے تھے۔ جس نے جوتے کی نوک اسکی تھوڑی پر رکھتے اسکا چہرہ اونچا کیا۔

"ایک عورت کو مارنا چاہ رہا تھا تُو۔نامرد انسان۔ بھول گیا تُو کہ تُو خدا نہیں ہے۔ سمجھا۔!" ذرا سا جھک کر دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے وہ پاؤں اسکے منہ پر مارتے دھاڑا تھا۔

ایچ اے آر اب بے ہوش ہو چکا تھا۔درد و تکلیف کا یہ عالم تھا کہ اسکے وجود کا شاید کی کوئی حصہ ایسا بچہ تھا جہاں اسے تکلیف ناں ہو۔

"وہ ناواقف تھا جس عورت کی بات وہ کر رہا تھا وہ عورت اسکی ماں تھی۔ اگر وہ جان لیتا تو جانے ایچ اے آر کو کیسی موت دیتا کہ موت بھی اس وحشی سے کانپ جاتی۔

"وہ اٹھا ایک سرد نگاہ اسکے نیم بے ہوش وجود پر ڈالے اس نے اپنا بیلٹ نکالا۔

دونوں ہاتھوں میں اس بیلٹ کو جکڑتے اب پے در پے ایچ اے آر کی کمر پر ضربیں لگائیں کہ وہ دردوں کی تاب ناں لاتے چیختا بلکتا ہوش میں آیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس قدر دردناک موت کا اس نے گماں تک نہیں کیا تھا۔وہ روتا رہا، معافیاں مانگنے لگا مگر آج اسکی ایک بھی فریاد سننے والا کوئی نہیں تھا وہ ڈیول تھا جو ان چیخوں سے اپنا نشہ پورا کرتا تھا۔ بھلا وہ کیسے اسے بخش دیتا۔

ایک بار پھر سے اسکے جسم کے ہر حصے سے خو*ن سرخ لائنوں میں لگا تھا۔بیلٹ اتنی زور سے اسکے گو*شت میں پیوست ہوا تھا کہ بو*ٹیاں خون سے الگ واضح ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔

اسکے بے ہوش وجود پر ایک نگاہ ڈالے ڈیول نے بیلٹ دور پھینکا۔ماتھے سے چپکتے بھورے بالوں کو ایک ہاتھ کی مدد سے پیچھے کیے وہ جھکا اسکے دائیں بائیں پاؤں جمائے وہ اسکی پشت کے قریب گھٹنوں کے بل جھکا تھا۔

اپنے بائیں ہاتھ کی چار انگلیوں کو سرد نگاہوں سے دیکھتے اب کی بار اسنے ایچ اے آر کی انگلیوں کو دیکھا تھا۔

"گردن کی ہری رگیں واضح ہوتی مزید قہر ڈھا رہی تھی۔ایچ اے آر کے بایاں ہاتھ جو کہ خون سے لت پت ہو چکا تھا اسے نفرت سے تھامے ڈیول نے ایک سرسراتی ہوئی نگاہ اس کے وجود پر ڈالی اور ایک لمحہ لگا تھا جب وہ تیز دھار چاقو اسکی سب سے چھوٹی انگلی کو اس کے ہاتھ سے الگ کر گیا۔

"اہہہہ اہہہہہ۔! خو*ن پانی کی طرح اسکے ہاتھ سے بہا تھا اور ایک بار پھر سے جسم کے کسی حصے کے کٹن*ے پر وہ تکلیف کی انتہا پر کراہتا ہوا اٹھا تھا۔ مگر اپنا گھٹنا اسکی پشت پر ٹکائے ڈیول نے اسے جگہ سے ہلنے نہیں دیا تھا۔

۔اسے یاد تھا آج بھی وہ منظر جب وہ دو ماہ تک اپنی کٹی ہوئی انگلی سے رہا تھا جس سے ری*شہ سمتا رہا تھا۔ہر درد ہر ز*خم جیسے پھر سے تازہ ہوا تھا۔

ڈیول کا چہرہ لہ*و ہوا تھا اور اب کی بار اسنے ایک ایک کرتے کسی سبزی کاٹنے والے کی طرح اسکی پانچوں انگلیاں کاٹی تھی۔اور یہیں پر ایچ اے آر دم توڑ گیا تھا۔

اسکے پیر گرم تپتی ریت میں بری طرح سے ج*ان نکلنے کے وقت پھڑ پھڑائے اور بالآخر اسکے وجود میں ہلچل بند ہوئی تھی۔

"ڈیول نے سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھا۔اور اپنے چہرے پر خو*ن سے بھرے دونوں ہاتھ پھیرتے اسنے چہرہ آسمان کی طرف کیا۔

اسکے ساتھ آئے وہ سیاہ فام حبشی اس منظر کی تاب ناں لاتے ہوئے بے ہوش ہوئے پڑے تھے۔ جنہیں بنا ایک نگاہ دیکھے وہ اٹھا تھا۔اور اب کی بار اسے پاؤں کی ٹھوکر مارتے اسکے خون سے سنے وجود کو سیدھا کیا۔ چہرے کا کوئی بھی حصہ پہچان پانا ناممکن تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بہت جلدی مر گئے تم ایچ اے آر۔ سوچا نہیں تھا اتنی آسانی سے مر جاؤ گے تم۔ ! نفرت و کراہت سے اس مردہ وجود کو دیکھتے وہ تاسف سے بولا۔

تھوڑی دیر پہلے جس آسمان تک اسکی چیخیں گونج رہی تھی اب گِدھ تیزی سے خو*ن کی بو سونگھتے وہاں اوپر منڈلانے لگے۔

بھوری سرد نگاہوں سے آسمان کو دیکھتے وہ اٹھا۔ایک کاٹ دار نگاہ ان دونوں بے ہوش پڑے گارڈز پر ڈالے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے واپس مڑا۔

اسے اب گھر جلدی جانا تھا۔کیونکہ اسکی عورت کی حالت اسے تشویش ناک لگی تھی بطور اس مرد کے۔جس کی کم ہوتی سانسیں وہ خود محسوس کر۔چکا تھا۔

وہ بے دھیانی میں لاشعوری طور پر عیناں کو سوچ رہا تھا۔

اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ آج وہ گھر جلدی اپنی بیوی کے لئے کسی اور عورت کے لیے جانا چاہتا تھا اور ایسا پہلی بار ہوا تھا مگر کیوں۔یہ وجہ وہ خود نہیں جانتا تھا۔

Episode 118

"ئی یہ۔؟یہ تو ایچ اے آر ہے۔؟آنکھیں چھوٹی کیے اس تصویر کو اٹھائے امن نے حیرت سے سامنے بیٹھے مجتبیٰ حسین کا دیکھ کر پوچھا۔

جوان کے پہچان جانے پر گہری سانس بھرتے سر اثبات میں ہلا گئے۔اسکے بعد انہوں نے ایک نگاہ سب پر ڈالی جو انہیں ایسے گھور رہے تھے جیسے وہ کوئی مجرم ہوں۔

"میں نہیں جانتا کہ آپ سب اسے کیسے اور کیوں جانتے ہیں مگر آج سے کچھ سال پہلے اس شخص نے مجھے ایک کام کے لیے خریدا تھا یا یوں کہوں کہ مجبور کیا تھا میری بیٹی اس کے پاس قید تھی اور اسنے شرط رکھی تھی کہ وہ میری بیٹی کو تبھی بحفاظت چھوڑے گا۔جب میں اسکا کام کروں گا۔ !

ہاتھ مسلتے وہ اب کی بار مدعے کی طرف بڑھے تو سبھی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کیسا کام۔؟ کیا کہنا چاہتے ہیں آپ۔؟ وریام کاظمی کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔بے تابی سے انہیں دیکھتے وہ جھٹ سے پوچھ بیٹھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تبھی مجتبیٰ حسین نے اپنی جیب سے ایک اور تصویر نکالتے ان کے سامنے رکھی۔ جسے وریام جھٹ سے اٹھا گئے ۔وہ تصویر ایک سات آٹھ سالہ معصوم بچے کی تھی۔ جو ایک مگرمچھ کے قریب بیٹھا اس سے باتیں کرنے میں مگن تھا اور شاید تبھی کسی نے پیچھے سے اسے پکارا تو وہ گردن موڑ کر آنکھیں سنجیدگی سے پھیلائے پیچھے دیکھ رہا تھا اور اسی وقت مجتبیٰ حسین نے اس خوبصورت منظر کو قید کیا تھا۔

"یہ۔؟ وریام ان آنکھوں کی مشابہت ان نقوش میں اپنے بیٹے کی جھلک دیکھ بے ساختہ ہی لب بھیچ گیا۔

ہاتھ بری طرح سے کپکپائے تھے۔ امن ان کے چہرے پر اس قدر پریشانی دیکھ کر چونکا جھٹ سے تصویر اپنے ہاتھ میں کی تو اب کی بار اسکی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھی۔

یہ میرا بیٹا ہے بارس۔! خشک لبوں پر زبان پھیرتے مجتبیٰ حسین نے جیسے اپنے بیٹے کا تعارف دیتے ان سب کی الجھن سلجھائی۔

"مجھے ایچ اے آر نے بارس کے لئے ہائر کیا تھا۔ اس نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں اس بچے کو وحشی جانور بنا دوں۔ محظ چار سال کی عمر میں میں جب اس بچے سے پہلی بار ملا تو وہ عام بچوں سے بہت الگ تھا۔

"ایک منٹ۔! تو کیا یہ آپ کا سگا بیٹا نہیں ہے۔! اب وہ تصویر گھوم کر عالیجان شاہ کے ہاتھ میں تھی جس نے درمیان میں ہی ان کی بات کاٹی تھی۔

عنایہ کا بچپن اسکے ہاتھوں میں گزرا تھا وہ کیونکر ناں پہچان پاتا اس تصویر کی مشابہت کو۔

"جی ہاں یہ وہی بچہ ہے میرا بارس۔! مجتبیٰ حسین نے میرا لفظ پر زور دیا تھا کیونکہ اب کی بار ان سب کے بدلے تاثرات انہیں بہت کچھ سمجھنے پر مجبور کر رہے تھے۔

"بب بارس کہاں ہے وہ۔؟ وووہ مم میرا پوتا میرا خون ہے وہ امن۔ سنا تم نے۔ وہ وریام کا بیٹا ہے۔" !

وریام کاظمی پاگلوں کی طرح خوشگوار حیرت سے کہتے جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ عالیجان کے سوا ہر کوئی انہیں مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

بھلا وہ نہیں جانتے تھے کہ وریام کی صرف دو بیٹیاں ہیں۔

انکل آپ بیٹھیں۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو۔؟ ہمارے وریام کا تو کوئی بیٹا نہیں ہے۔! انزک نے سر جھٹک کر انہیں بیٹھنے کا کہا۔ جس پر وریام نے سرخ چہرے سمیت آگے بڑھتے عالیجان شاہ کے کان کے نیچے ایک کھینچ کر تھپڑ جھڑا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو بلبلا کر سرخ پڑاان نانا کو بے یقینی سے دیکھ رہا تھا۔

"کھوتے بتاسب کو سچ۔!" چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہ پھولتی سانسوں سمیت بولے۔

تو عالیحان نے اپنے سرخ کان کو کھجایا۔

اس سے پہلے کہ وہ ساری کہانی دہراتا۔

اب کی بار تیمور اور عالیان شاہ کی آواز پر اسنے لب دانتوں تلے کچلے۔

جبکہ ایک ہاتھ سے مسلسل اپنے ہاتھ کو سہلا رہا تھا۔ہاتھ کی مٹھی بنائے اسنے ہونٹوں پر رکھی اور اب اپنی طرف بڑھتے اپنے باپ کو دیکھا۔

جن کے تاثرات سے اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ بم پھوٹنے والا تھا۔

"یہ کیا کر رہا ہے یہاں پر۔! عالیان شاہ بپھر کر اس پر ٹوٹ پڑا تھا۔عائش تو دبک کر صوفے کی پشت سے جا لگا۔

وہ تو نازک اندام سا لڑکا تھا۔اور یہاں تو آتے ساتھ ہی ہر کوئی ہاتھ پیر چلا رہا تھا۔اسنے تو اپنی زوجہ کو بھی کبھی ہاتھ نہیں دکھایا تھا اور یہاں لوگ بات کم اور لات زیادہ چلاتے تھے۔

"بے اختیار اسکا دل چاہا کہ وہ اپنی زوجہ کے پلوں میں چھپ جائے۔پھر تھوک نگل کر اپنے باپ کو دیکھا۔جو ایسے بیٹھے تھے جیسے اسے عادت کو ان سب کی۔!

تم کہاں جا رہے ہو۔؟ اسے اٹھتا دیکھ انزک نے ہاتھ کھینچ کر دوبارہ بڑھایا۔

"وہ پانی۔" وہ سہم کر بمشکل سے بولا۔"پانی بند ہے تمہارا۔چپ چاپ بیٹھے رہو جب تک سب موجود ہیں یہاں ۔!ء

ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ خالصتاً کوئی ظالم ساس لگا تھا عائش کو۔"۔

ہاتھ چھڑاتے وہ پہلو بدل کر رہ گیا۔

"ارے مسٹر شاہ آرام سے۔! عالیحان نے باپ کو پچکارا۔جس کا کوئی ارادہ نہیں تھا اسے چھوڑنے کا۔

"اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا عالیحان نے کھینچ کر ایک کرایک مکہ جھڑا تھا۔جس کے سبب وہ درد سے کراہتا پیچھے ہوا۔

مگر اب تک اسکا گریبان اسکے باپ کے ہاتھ میں تھا۔

"ماما کے ہزبینڈ۔ہاتھ سنبھال لیں۔اگر آپ ماما کے ہزبینڈ ناں ہوتے تو یہ جان آپ کو بتا دیتا کہ وہ کیا چیز ہے۔!

ناک سہلاتے وہ نیلی آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے دوبدو بولا تھا۔ مجتبیٰ حسین تو اس فیملی کے نئے سے نئے آدمی کو دیکھ کر حیران ہی تھے۔

وہیں اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ ہاتھ اٹھاتے عالیحان نے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔

جس کے سبب سب سے پہلے گھبرا کر بھاگتی عنایت باہر آئی۔

تو عالیحان نے اسے ہانک لگائی۔

"بیوی۔ دیکھو یہ ظالم انسان تمہارے شوہر کو مار رہا ہے۔!

اسنے جان بوجھ کر باپ کو سلگانے کے لیے لفظ بیوی کہا تھا۔ جس پر عالیان اسکی ڈھٹائی پر ایک اور مکہ جھڑ گیا۔

تیمور تو اب انزک کے پاس بیٹھ کر اس منظر کا لطف لے رہا تھا۔

"مم ماموں۔ ماموں پلیز چھوڑیں انہیں۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔؟ عنایت ہانپتی ہوئی کسی ڈھال کی طرح آگے بڑھی تھی۔ عالیان شاہ تو حیرت سے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔

جو آج اسی انسان کو چھڑا رہی تھی جس کے وہ خوف سے وہ کانپ جایا کرتی تھی۔

"ہائے عنایت۔! وہ باپ کا ہاتھ جھٹک کر عنایت کے گلے جا لگا تھا۔ جوان سب کے بیچ اسکی حرکت پر سٹپٹائی۔ چہرہ شرم سے دہکا تھا۔ وہ لاکھ جتن کرتی اسے خود سے دور نہیں کر پائی تھی جو بے شرموں کی طرح اس سے چیونگم کی طرح چپک گیا تھا۔

وہیں اس منظر کو دیکھتے عائش اپنی آنکھیں پھیلائے اپنا ہاتھ باپ کی آنکھوں پر رکھ گیا۔ جسے انزک نے غصے سے کندھے پر چپت لگا کر ہاتھ نیچے کیا۔

"دیکھو اس ظالم انسان کو۔ کتنی زور سے مارا ہے۔! وہ زور زور سے بڑبڑا رہا تھا۔

جس پر عنایت نے آنکھیں گھمائی۔ "زیادہ بنو مت بے شرم انسان سب دیکھ رہے ہیں۔ شرم کھاؤ اور پیچھے ہٹو۔! وہ دانت پر دانت جمائے چہرہ شرم سے جھکائے غصے سے پھنکاری تھی۔

"شرم اور وہ بھی عالیحان شاہ۔ غلط بات ہے ڈارلنگ۔! وہ اسے ٹیز کرتے لب دبا کر سرگوشی نما آواز میں بولا۔

جس کی سانسیں پہلے کی سست پڑ چکی تھی۔

"عععالیحانن پلیز۔! وہ منت کرنے لگی تب جا کر وہ اسکی حالت پر رحم کھا کر پیچھے ہٹا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"خیال کریں آپ۔ باقی کے معاملات گھر جا کر حل کریں گے ہم۔ کم از کم چار لوگوں میں میری عزت ہے۔ وہ تو خراب مت کریں۔"

عالیجان نے گریبان درست کرتے ان سب کو ایک نگاہ دیکھ کر باپ کو جتلایا۔

جبکہ عالیان تو عنایت کے چہرے پر کوئی خوف یا گھبراہٹ ناں دیکھ کر ہی حیران تھے آخر ایسا کیا ہو گیا تھا ان کے پیچھے سے۔ کہ عالیجان سیدھا ان کے گھر پر پہنچا تھا۔

"باپ کو پریشان دیکھ وہ مسکراہٹ دبا کر آگے بڑھا اور ان کے سمجھنے سے پہلے ہی خود ان کے سینے سے لگا۔

عالیان شاہ کا دل اتنی مدتوں بعد اپنے بیٹے کو سینے سے لگا کر پر سکون ہوا تھا۔ وہ چھوٹا سا بچہ جوان کے کندھوں تک آتا تھا آج ان کا بیٹا اتنا بڑا ہو گیا تھا کہ وہ اسکے سینے میں سمٹ گئے۔

ایک آنسوں ٹوٹ کر ان کی آنکھ سے بہا تھا جسے وہ جلدی سے صاف کرتے اس سے دور ہوئے سرخ چہرے سمیت اسے اگنور کرتے اپنی ناراضگی جتلانا نہیں بھولے تھے۔

"انکل ہمیں حورین نہیں ملی کہیں بھی۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ لڑکا اسے کسی دوسرے ملک لے گیا ہے۔!

تیمور نے پیشانی مسل کر کہا۔ تو وہیں عالیان شاہ جو اس سارے عرصے میں اب باقی سب کی طرف متوجہ ہوئے تھے ان کی نگاہ جیسے ہی مجتبیٰ حسین پر پڑی وہ ششدر سے رہ گئے۔

"تم۔؟ وہ شاکڈ سی کیفیت میں بڑبڑائے تو وہی مجتبیٰ حسین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

عالیان۔؟ مجتبیٰ حسین کا شک اب یقین میں بدلا تھا یقیناً یہ حورین کی فیملی ہی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کیسے ہیں وہ۔؟ دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ جہاں سامنے ہی کئی ڈاکٹر زویام کاظمی کو گھیرے ہوئے تھے۔

ایک لگثری بڑے سے روم میں اس جہازی سائز بڑے سے بیڈ پر وہ اکیلا مشینوں میں جکڑا پڑا تھا۔

اس آواز کے سماعت سے ٹکراتے ہی ویام کاظمی کے ہاتھ میں جنبشِ ہوئی تھی۔

"گولی نکال دی ہے ہم نے۔ زہر پھیل گیا ہے کافی حد تک باڈی میں۔ جس وجہ سے کئی دنوں تک اثر رہے گا اس کا۔ باقی گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔!

ڈاکٹر نے مسکرا کر سر جھکا کر اسے آگاہ کیا تھا جس کی بھوری آنکھیں ویام پر ٹکی ہوئی تھی۔

ہمم جا سکتے ہیں آپ لوگ۔! دوٹوک لہجے میں کہتے گویا اسنے ان سب کو وہاں سے جانے کا حکم دیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر ایک ایک کرتے سبھی ڈاکٹرز روم سے نکل گئے۔وہ اس وقت اپنے اپارٹمنٹ میں آیا تھا۔حور پیلس میں تھی۔جسے وہ گارڈز کو بھیج کر یہی بلوانے کی بجائے خود لینے جانے والا تھا۔

مگر جانے کیوں دل عجیب سا ہو رہا تھا اسی لئے وہ پہلے ویام اور عیناں سے ملنے آیا۔

"بھاری قدم اُٹھاتے وہ آگے بڑھا۔بستر پر نیم دراز ویام کاظمی کے وجود پر ایک نگاہ ڈالی۔جن کی آنکھوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔

شاید وہ اس آواز سے مانوس ہو رہے تھے یا پھر کوئی اور بات تھی۔جسے ڈیول سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"ڈونٹ وری بریومین۔آپ کی پریٹی لیڈی سیو ہیں۔!بے ساختہ ویام کے ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ میں تھامے وہ پشت کو اپنے سرد ہاتھ سے تھپکتے جیسے انہیں پر سکون کرنا چاہ رہا تھا۔

آنکھوں کے سامنے عیناں کا معصوم چہرہ لہرایا تھا۔جن سے کوئی رشتہ ناں ہوتے ہوئے بھی وہ کھینچا چلا آیا تھا۔

"ویام کے ماتھے پر ابھرتی شکنیں اب سکون میں تبدیل ہو رہی تھی۔ڈیول مسکرایا۔اسے واقعی میں اس آدمی کا پاگل پن کافی بھایا تھا۔شاید اپنے سوا وہ پہلی بار کسی ایسے مرد سے ملا تھا جس کی آنکھوں میں اپنی بیوی کے لئے الگ ہی جنون الگ ہی محبت تھی۔

"ہاں وہ یہیں ہیں۔مگر فل حال انہیں آرام کی ضرورت ہے۔ڈونٹ وری میں آپ سے بھی زیادہ اچھے سے کیئر کروں گا ان کی۔!ویام کا ہاتھ اسکے پیٹ پر رکھتے وہ اب اپنے دونوں ہاتھ جینز میں ڈالے جیسے اسکے چہرے کو پڑھ رہا تھا۔

"اب کی بار ویام کاظمی کے چہرے پر سرخی گھلی تھی جو یقیناً غصے کی نشانی تھی۔شاید اسے ڈیول کی بات بری لگی تھی۔ڈیول بے ساختہ ہی ہنسا۔ایک شفاف ہنسی۔جس کی چھنکار کمرے کی در و دیوار پر رقم ہوئی تھی۔

ویام کاظمی چاہتے ہوئے اپنی آنکھیں نہیں کھول پا رہا تھا۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ مکمل طور پر بے ہوش تھا مگر ڈاکٹرز نے اسے ایسی دوا تھی جس کے سبب وہ نیم غنودگی میں تھا ذہن عیناں پر اٹکا ہوا تھا اسی وجہ سے دوائیاں بھی اس پر ٹھیک سے اثر نہیں کر پا رہی تھی۔

"ہاں آپ جلدی ٹھیک ہو جائیں گے۔شاید صبح تک ہٹے کٹے ہو جائیں۔!

اب کی بار وہ زیر لب بڑبڑایا۔آگے بڑھتے پیشانی سے چپکے بھورے بال کو اپنے ہاتھ سے پیچھے کیا۔تو ایک عجیب سا احساس ہوا تھا۔اسنے چونک کر ویام کاظمی کے چہرے کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مجتبیٰ حسین سے اسے دلی وابستگی تھی۔ بچپن سے لے کر آج تک وہ انہیں باپ کی طرح چاہتا آیا تھا مگر جو تاثیر اس لمس میں تھی وہ اسے گھبراہٹ میں ڈال گئی تھی۔

یک ٹک انہیں دیکھتا وہ قدم یکدم سے پیچھے کی جانب لے گیا۔

چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا تھا۔ وہ گھبرا کر پیچھے ہٹا چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہ اس کمرے سے عجلت میں باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"کیا کر رہی ہو تم۔؟ دروازہ کھولے وہ جیسے ہی روم میں آیا سامنے ہی نرس عیناں کے بے ہوش وجود کو الٹا کیے بستر کی چادر ٹھیک کرنے میں مگن تھی۔

جس پر وہ سرد پن سے دہاڑتے ایک ہی جست میں آگے بڑھا۔

کھینچ کر اس نرس کو دور جھٹکتے وہ آگے بڑھا۔ عیناں کے بے جان ہو رہے وجود کو سینے سے لگائے وہ سر تھپکتے اب کاٹ دار نگاہوں سے اس نرس کو دیکھ رہا تھا۔

جو سر جھکائے کھڑی تھی۔

"بے وقوف لڑکی یہ گر جاتی اگر میں ناں آتا تو۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔! ءاسکا لہجہ انتہائی سخت ہوا تھا۔

سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتے خود عیناں کی طرف متوجہ ہوا۔

جس کی خوبصورت آنکھیں ابھی تک کھلی ہوئی تھیں۔ نرمی سے اُنہیں بستر پر لٹائے ویام ان کے پاس ہی ٹک گیا۔

"سوری پریٹی لیڈی۔ آپ کے سامنے اسے ڈانٹ دیا۔ مگر آپ گر جاتی۔ اور مجھے بلکل اچھا نہیں لگتا۔ اگر آپ کو چوٹ آجاتی۔!

وہ معصومیت سے کہتا سر جھکا کر کمفرٹر عیناں پر درست کرنے لگا۔ جو کسی گہرے صدمے کی وجہ سے شاید ٹراما میں جا چکی تھی۔

ڈیول کو اسکی حالت جانے کیوں تکلیف دے رہی تھی۔

"آپ کے ہزبینڈ ٹھیک ہیں آپ پریشان نہیں ہوں۔! اسے یقین تھا کہ وہ اسے سن پا رہی تھی جبھی ان کی فکر دور کی۔

"کیا میں آپ کی آئیز کو ٹچ کر لوں۔ اٹریکٹو ہیں کافی۔! وہ بچوں جیسی فرمائش کر رہا تھا۔ مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ سامنے لیٹی عورت کا بچہ ہی تو تھا اور بچے چاہے جتنے بڑے مرضی ہو جائیں ماں کے لیے وہ چھوٹے ہی رہتے ہیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ڈیول نے اپنا کپکپاتا ہاتھ آگے بڑھاتے ان حسین آنکھوں کو چھوا تھا۔دل میں عجیب سی بے چینی سر اٹھا رہی تھی

۔

چند لمحات پہلے وہ ایک وحشی درندہ بنا ہوا تھا اور اب وہ ایسے تھا جیسے قتل وغارت سے اسکا دور دور تک کوئی واسطہ

ناں ہو۔

آپ کا لمس بہت سکون بھرا ہے۔مجھے۔!وہ بے ساختہ ہی بڑبڑایا تھا مگر پھر اپنی بے اختیاری پر لب دانتوں تلے

کچلتے خوئد کو مزید کچھ بھی کہنے سے باز رکھا۔

"ارے آپ روئیں تو نہیں۔پریٹی لیڈی۔!عیناں کی آنکھوں سے چند آنسوں بہتے اسکے گالوں کو بھگو کر رکھ گئے

تھے۔وہ گھبرایا ہوا سا اٹھا۔

دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے بے حد نرمی سے ان آنسوں کو صاف کیا۔

یہ آنسوں جانے کیوں اسے تکلیف دینے کا باعث بن رہے تھے۔وہ ویام کے کمرے سے تو نکل آیا تھا مگر اس

کمرے اس لمس اس خوشبو سے دور جانا اسکے لیے ناممکن ہوتا جارہا تھا۔

"اگر میری ماما ہوتی تو وہ آپ جیسی ہوتی بیوٹیفل۔کیوٹ۔پریٹی۔!یہ سب الفاظ اسنے دل سے کہے تھے جبھی

بھوری آنکھیں نم ہوئی تھی۔

لبوں کو سختی سے میچتے اسنے اپنے کمزور پڑتے دل پر جبر کیا تھا۔آپ اب میرے پاس ہی رہیں گی۔آپ کے ہزبینڈ کو

جانا ہوا تو وہ اکیلے واپس جائیں گے۔!وہ جیسے اسے آگاہ کر رہا تھا اپنے حکم سے۔

ناجانے یہ کیسی چاہ تھی جو ہر گزرتے لمحے بڑھتی ہی جارہی تھی۔وہ اٹھا،بہت ضبط کے باوجود بھی وہ خود کو روک

نہیں سکا تھا۔جبھی جھک کر عیناں کی پیشانی پر بوسہ دیے وہ پیچھے ہٹا۔

"اس لمس کو اپنے بیٹے کا لمس سمجھئے گا۔کاش آپ میری ماں ہوتی۔!دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس

کے چہرے کو دیکھتے وہ اس قدر شدت سے بولا تھا کہ ایک باغی آنسوں اسکی آنکھ سے بہتا شیو میں جذب ہوا تھا۔وہ

کمزور پڑ رہا تھا۔

یہ دو فرد اسے کمزور کر گئے تھے وہ بھی محض چند گھنٹوں میں ہی۔وہ گہرے سانس بھرتے کمفرٹر اچھے سے اس پر

اوڑھائے روم سے باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

گہرے تاریک اندھیرے میں وہ راکنگ چیئر پر جھولتا گھڑی کی سوئیوں کی ٹک ٹک کی آواز سنتے آنکھیں بند ہوئے ٹیک لگائے لیٹا تھا۔

بند آنکھوں کے سامنے عنایہ کاظمی کا عکس گھوم رہا تھا۔

اسکی مسکراہٹ اسکی آنکھیں، اسکے ہونٹ، کتنا وقت بِیت چکا تھا اسے دیکھے ہوئے۔ دل میں شدید طلب ہوئی تھی کہ وہ اسے ایک بار چھو کر محسوس کر پاتا۔

"ماتھے پر ہزاروں بل سمیٹے اسنے موبائل فون نکالتے نمبر ڈائل کیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا باپ اسکا بہن کس حال میں تھے مگر اب وقت آن پہنچا تھا جب وہ سب کی بابت معلومات لیتا۔

"علیزے اور ڈیڈ کہاں پر ہیں جلد از جلد مجھے ان دونوں کی بابت سب جاننا ہے۔! سرد لہجے میں موبائل فون کی دوسری جانب اسنے حکم دیا تھا۔

"سر مارک سر تو پاکستان گئے ہوئے تھے اور علیزے میم۔! وہ تو۔!ء"

اسکا خاص آدمی بات کرتے کرتے رکا۔ تولوکی کے ماتھے پر کئی بل ابھرے۔

"علیزے کیا ہوا ہے اسے۔؟ سر وہ ابیر علوی نے انہیں جان سے مار دیا۔ !

مقابل نے بہت سمجھداری سے اسے آگاہ کیا تھا اسکے باوجود بھی وہ پینک ہوتا بے یقینی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

کیا۔؟ موبائل فون اسکے ہاتھ سے نیچے گرا تھا۔ اسکا اپنی بہن سے کوئی خاص محبت بھرا رشتہ نہیں رہا تھا مگر وہ اسکی بہن تھی وہ کب کس وقت کہاں پر ہے وہ ہر قسم کی معلومات رکھتا تھا اسکے متعلق۔

"ابیر علوی۔ تُو نے اس جنگ کے بیچ میری بہن کو لا کر اچھا نہیں کیا۔ غلط۔ بہت غلط۔ اب تُو دیکھ کیسے تجھ سے تیری بیوی کو چھینتا ہوں میں۔ عنایہ صرف میری ہے۔ صرف اور صرف لوکی کی۔!

طیش کے عالم میں مٹھیاں بھینچتے اسنے چلا کر کہا تھا۔ کمرہ اسکی دلدوز چیخوں سے گونج اٹھا۔

Episode 119

"آپ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔؟ عالیان مٹھیاں بھینچ کر سرد نگاہوں سے انہیں دیکھ کر ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

باقی سبھی حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔"جی ہاں۔آپ نے تو دیکھ رکھا ہے بارس کو۔! حورین کا شوہر !۔

اب کی بار مجتبیٰ حسین نے تصحیح کی تو وریام کاظمی اور عالیجان شاہ نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"مطلب ڈیول۔؟عالیجان شاہ زیر لب بڑبڑایا تھا دھڑکنیں بے ہنگم ہوئی تھیں۔

جس پر فخر سے گردن اکڑائے مجتبیٰ حسین نے سر کو ہاں میں ہلایا۔

"کہاں ہے آپ کا بیٹا۔! اسے کہیں کہ میری پرنسز کو شرافت سے واپس کر دے۔!

عالیان جھنجھلا کر بولا نہیں بلکہ حکم دیا تھا۔

"جس پر مجتبیٰ حسین نے سر کو تاسف سے نفی میں ہلایا۔

معذرت کے ساتھ عالیان شاہ۔میرا بیٹا شوہر ہے کوئی بغیرت مرد نہیں۔بخدا اگر وہ یہاں ہوتا تو اپنی بیوی کو دور کرنے کے لئے کہے آپ کے الفاظ پر بھی ایک کو قطعی ناں بخشتا۔آپ جانتے ہی کتنا ہیں اسے۔!

مجتبیٰ حسین کو ان کی بات ناگوار گزری تھی۔وہ کیسے اپنے شیر جوان کے لیے ایسی سخت باتیں سہن کر لیتے۔

"ڈیڈ۔"

چپ کرو تم۔"عالیان نے درمیان میں ہی عالیجان کو ٹوک کر خاموش کروایا اور لپک کر سرخ چہرے سمیت مڑے۔

"بھول رہے ہیں آپ میں پہلے بھی اپنی پرنسز کو لا چکا ہوں۔اس سے آزاد کروا کے۔!

عالیان شاہ نے جیسے انہیں یاد دہانی کرائی تھی۔

"مجھے اچھے سے یاد ہے شاہ صاحب۔مگر شاید آپ بھول رہے ہیں کہ مجھ سے رخصتی کا جھوٹا وعدہ کر کے آپ میرے ذریعے میرے بیٹے تک پہنچے تھے۔اگر اتنا ہی دم تھا تو ابھی کیوں نہیں ڈھونڈا آپ نے۔ایک اور بات۔ میری بہو بہت خوش ہے اپنے شوہر کے ساتھ۔اور شاید ہی دنیا میں ایسی کوئی خوش نصیب لڑکی ہو گی جسے بارس جیسا چاہنے والا شوہر ملا ہو۔"

آپ کا بیٹا ہے آپ تو تعریف کریں گے ہی اس خونی کی۔!۔

وہ دوبدو بولے باقی سب کو ان دونوں کی تو تو میں میں کو سن اور انجوائے کر رہے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مجھے کیا ضرورت ہے کچھ بھی کہنے کی۔ تھوڑا صبر کر لیں گے تو شاید میری بہو خود اپنے پیروں پر چل کر آئے آپ کو اپنی خوشی اپنی خوش بختی کا بتانے۔!

فخر سے سینہ پھیلائے وہ جیسے ایک ایک لفظ کو جوش سے بولے تھے سبھی نے حیرت سے گردنیں گھما کر انہیں دیکھا۔

جس پر مجتبیٰ حسین نے اپنے جیب سے موبائل فون نکالتے عائش کے حوالے کیا۔

اس ویڈیو کو چلاؤ بیٹا اور اپنے گھر کی خواتین کو بھی بلاؤ میں چاہتا ہوں کہ یہاں موجود کوئی ایک بھی فرد ایسا ناں ہو جس کے دل میں میرے بیٹے کے لیے نفرت یا کینہ رہے۔"!

انہوں نے کافی جتاتی نگاہ عالیان شاہ پر ڈالی تھی۔وریام کاظمی کا دل تو جیسے سینے سے باہر آنے کو بیتاب تھا۔

عالی جاؤ سب کو بلا لاؤ۔ عائش بیٹا لگاؤ اس ویڈیو کو۔ جو بھی کرنا ہے جلدی کرو مجھے دیکھنا ہے سب کچھ۔!

وریام نے پھولتی سانسوں سمیت اسے حکم دیا تھا۔

جو موبائل فون میں گھسا اب سسٹم کا سیٹ اپ کر رہا تھا۔

"تھوڑی ہی دیر میں خواتین بھی باہر کھڑی شش و پنج میں مبتلا تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ آخر کیا ہونے والا ہے۔

تبریز ماں اور بیوی کے ساتھ اندر داخل ہوا تو وہاں موجود پوری فیملی کو دیکھ اسنے ابرو اچکائی۔

اور پھر اشارے سے ماہا کو خواتین کی طرف جانے کا اشارہ کرتے خود عالیحان کے قریب گیا وہ مجتبیٰ حسین کی بابت پوچھنے لگا کیونکہ سب میں سے ایک وہی تھے جنہیں وہ پہچان نہیں پایا تھا۔

"مجتبیٰ حسین جگمگاتی آنکھوں سے بس اس ویڈیو کے چلنے کے منتظر تھے یہ ویڈیو انہوں نے سوہا سے کہلوا کر بنوائی تھی۔ جس نے چھپ چھپا کر بہت محنت سے دو دن لگا کر بہت سے مناظر کو اس پانچ منٹ کی ویڈیو میں قید کر کے انہیں دیا تھا۔

جسے وہ جاتے وقت کسی قیمتی اثاثے کی طرح ساتھ لے کر گئے تھے مگر شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

جبھی آج یہ ویڈیو انہیں ایسی جگہ کام آئی تھی۔ جہاں شاید اسکی اشد ضرورت تھی۔

"عالیحان نے باپ کو پکڑ کر صوفے پر بٹھایا۔ جس کا کوئی موڈ تو نہیں تھا مگر پھر بھی وہ ناچاہتے ہوئے بیٹھا۔

تبریز، عائش اور عالیحان اپنی بیویوں کے عین سامنے کھڑے کسی کھوجی کی طرح اسکرین کو گھور رہے تھے۔

اسکرین ایکدم سے آن ہوئی تو سب سے پہلے حورین شاہ کی کھلکھلاہٹوں نے ہر کسی کا دھیان کھینچا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہر کوئی آنکھیں پھاڑے ایک دوسرے سے پہلے اس منظر کو دیکھنا چاہتا تھا۔ جہاں وہ سفید پوشاک پہنے ڈیول کی گود میں بیٹھی اسکی دو پونیاں بنا رہی تھی۔ کبھی اسکے بالوں کو کھینچتی تو کبھی کنگھے سے انہیں سیدھا کرتی ان سب کے بیچ ڈیول کسی ساکت بت کی مانند بے حس و حرکت بیٹھا تھا جیسے اسکی حرکت کرنے پر وہ ڈسٹرب ہو جائے گی۔

وریام کاظمی اور عالیجان شاہ تو یک ٹک اس خوبرو مرد کو دیکھ رہے تھے۔ جو ڈیول تو نہیں بیوی کی محبت میں جنون کی حد تک پاگل کوئی مجنوں لگ رہا تھا۔ تو کیا یہ ڈیول تھا۔ ان کا پوتا۔ وہی نین نقوش، وہی اپنی بیوی سے محبت۔؟

وریام نے سینے کو ہاتھ سے مسلتے اپنی بھیگی آنکھیں صاف کی۔

وہیں عالیان لب بھینچ کر رہ گیا۔

اسکرین کا منظر بدلا تو حرمین شاہ نے بے ساختہ ہی صوفے کی پشت پر ہاتھ رکھتے جیسے خود کو گرنے سے بچایا تھا۔

سیاہ نین کٹورے یک لخت بھیگے تھے۔

جہاں سامنے ہی حورین شاہ سیاہ سوٹ میں ملبوس بمشکل سے قدم اٹھا رہی تھی۔ وہ بار بار تکلیف سی رک جاتی تھی اور اسکے ساتھ موجود وہ شاہانہ مرد اسے حوصلہ دے کر مزید چلاتا۔

بالآخر اسے اٹھائے وہ بینچ پر بٹھاتا خود اسکے پاؤں گود میں رکھتے اب اس کے پاؤں کو جوتوں کی قید سے بنا کسی کراہت و اکتاہٹ سے آزاد کر رہا تھا۔

ہر کسی کی آنکھوں میں اس چھوٹی سی لڑکی کے لیے رشک ہی رشک تھا۔ عمایہ نے گردن موڑ کر اپنے شوہر کو دیکھا۔ جو منہ کھولے اس مجنوں کو دیکھ رہا تھا مگر کسی کی زہریلی نظریں اپنے آپ پر محسوس کرتے جیسے ہی اسنے سامنے دیکھا۔

تو اپنی زوجہ کو خود کو یوں گھورتا پاتے جانے کیوں اسنے حلق تر کرتے کالر درست کیا۔

عالیجان شاہ اپنی بہن کے ساتھ اس شخص کا اتنا فری ہونا دیکھ بری طرح سے سلگتا پہلوئں بدل کر رہ گیا مگر جب نیلی نگاہیں خود کو گھورتی عنایت پر گئی تو پہلے پہل تو وہ غائب دماغی سے یہ سوچتا رہا کہ اسے ہوا کیا تھا۔

مگر پھر احساس ہوا کہ اسے بیویوں والا خالص دورہ پڑا تھا۔

جبھی ہاتھ اپنے چہرے پر رکھتے وہ رخ پلٹ کر رخ گیا۔

تبریز نے گہری نگاہیں اپنی بیوی پر ڈالی۔ جو اسے بانٹنے کو تیار ہوئی کھڑی تھی۔ مگر اس منظر کو دیکھ کر جیسے اسکی بدلتی کیفیت نے تبریز شیرازی کو سرشار کیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اب اسکرین کے منظر پر ڈیول اسے ہاتھوں سے کھلا رہا تھا اور وہ بچوں کی طرح ضد اور لاڈ کر رہی تھی۔

"بہت ہوا۔ کیا ہم سب بغیرت ہے جو آپ اپنے بیٹے کی نیک نامی یوں ہمیں فلم بنا کر دکھا رہے ہیں۔! کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں آپ۔؟ عالیان شاہ غرایا تھا۔

چہرہ الگ سرخ ہوا تھا۔ جس پر مجتبیٰ حسین مسکرائے۔ "مجھے ثابت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ سب کے چہرے ہی ثابت کر رہے ہیں کہ یہ فلم سب کو کتنی پسند آئی۔!

مجتبیٰ حسین نے مسکرا کر انہیں مزید سلگایا جو جبڑے بھینچ کر رہ گئے۔

ڈیڈ۔ پلیز بات سنیں۔! عالیحان نے اُنہیں خاموش کرونا چاہا۔ مگر وہ بھول رہا تھا کہ وہ اسکا بھی باپ تھا۔ جبھی ایک کاٹ دار نگاہ پڑتے ہی وہ خاموش ہو کر رہ گیا۔

"عالیان تماشہ مت بناؤ تم جانتے نہیں ہو کہ یہ لڑکا۔!

وریام نے اسے سچ بتانا چاہا۔

"سب جانتا ہوں میں انکل۔ یہ لڑکا خونی درندہ ہے۔ لوگوں کو ایسے مارتا ہے جیسے ہاتھ جھاڑ رہا ہو۔ کسی کی کوئی وقعت نہیں اسکی نظر میں۔ اور تو اور۔!

"یہ لڑکا ویام اور عیناں کا بیٹا ہے۔! وریام کاظمی ضبط کھوتے چلائے تھے۔

جس پر عالیان شاہ کے لفظ میں میں ہی دم توڑ گئے تھے۔

"حرمین، حیا حتیٰ کہ ہر فرد حیرت زدہ سا وریام کو دیکھ رہا تھا سوائے عالیحان اور مجتبیٰ حسین کے۔ مجتبیٰ حسین تو وریام کاظمی کی باتوں سے ہی سمجھ گئے تھے کہ یہ ان کے بارس کا خاندان تھا۔

اسکے اپنے۔؛"

"یی۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ انکل۔!

امن بے یقینی سے بولے۔

"یہی سچ ہے انکل۔ بارس کوئی اور نہیں عنایہ کا جڑواں بھائی ہے عنایہ کی پیدائش کے وقت ڈاکٹر نے مردہ بچی کا جھوٹ بولا تھا۔

جبکہ بارس اور عنایہ دونوں ایک ساتھ اس دنیا میں آئے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسی طرح وہ ایک ایک کرتے ہر حقیقت سے پردہ اٹھا رہا تھا۔چند باتیں جو مجتبیٰ حسین نہیں جانتے تھے مگر اب وہ جان چکے تھے کہ آخر کیونکر ایچ اے آر نے بارس کو اسکے خاندان سے دور کیا۔

ہر کوئی قسمت کی ستم ظریفی پر دھنگ سا کھڑا تھا۔کسی کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا حرمین شاہ کی آنکھوں میں ڈیول کا عکس لہرایا تھا۔

جوان سے ان کی بیٹی کو شیروں کی طرح لے کر گیا تھا۔عالیان شاہ لب بھینچے خاموش بیٹھے تھے۔

مجتبیٰ صاحب میرا بیٹا اور بہو اس وقت یہاں نہیں ہیں۔کیا آپ ہمیں ہمارے پوتے کے پاس لے جاسکتے ہیں۔؟

وریام کاظمی نے التجائی نگاہوں سے انہیں دیکھا تھا۔

"جی ضرور۔! وہ مسکرا کر بولے تھے۔وہ بھی تو یہی چاہتے تھے بالآخر آج وہ دن آہی گیا تھا۔

گہری سانس فضا کے سپرد کرتے انہوں نے سر اٹھائے آسمان کی طرف دیکھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ابیر پلیز تم چلے جاو۔میں بچی نہیں ہوں۔میں خود چلی جاؤں گی۔! وہ کب سے اسے سمجھا رہی تھی۔جو اسکی ایک بھی نہیں سن رہا تھا۔

عنایہ کی طبعیت مزید بگڑ چکی تھی۔مگر وہ بخار کے باوجود بھی واپس جانے کی ضد پر اڑی ہوئی تھی۔

یہی وجہ تھی کہ ابیر خود بھی اسکے ساتھ ہی واپس جا رہا تھا۔

"عین پلیز خاموش ہو جاؤ۔سر آگے ہی درد کر رہا ہے تمہارا۔! وہ ہاتھ کی پشت سے اسکی پیشانی چھوتے فکرمندی سے بولتے بات بدل گیا۔

جس پر عنایہ نے گھور کر اسے دیکھا۔تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں فلائٹ میں تھے۔عنایہ کا سر اسکے سینے پر تھا ابیر مسلسل اسکی پیشانی دبا رہا تھا۔

"آئے ایم سوری ابیر۔میری وجہ۔"!!

خاموش ہو جاؤ عین ورنہ تمہاری اس زبان کو یہاں سب کے سامنے اگر میں نے بریک لگایا تو اچھا نہیں ہوگا۔!

گھمبیر لہجے میں اسے سنجیدگی سے وارن کیا تو عنایہ نے سر اٹھائے اسے گھورا۔

"اب تم مجھے مارو گے۔! بھوری آنکھوں میں غصے کی سرخی سمیٹے وہ آنکھیں سکیڑ کر پوچھتی کافی کیوٹ لگی تھی۔ابیر کی شہد رنگ آنکھوں میں یکدم سے خمار ابھرا۔

بے ساختہ جھکتے اسنے شدت سے اسکی آنکھوں کو چوما تو وہ بری طرح سے سٹپٹائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"نہیں ڈارلنگ میری مجال اپنی چھوٹی سی بیوی کو ماروں۔میں تو صرف پیار کروں گا۔!" جان بوجھ کر لہجے کو مزید بے باک بنائے وہ ہونٹ اسکے سر پر رکھتے بولا تو عنایہ ایکدم سے گھبرا کر اس سے دور ہونے کو مچلی۔

جسکی کوشش وہ فوراً سے ناکام بنا گیا۔"بہت ہی کوئی۔!

"لحاظ کر لو یار۔اب کل کو میرے بچے ہونگے۔اچھا تھوڑی لگے گا تم بچوں کے سامنے بھی ایسی ٹھرکی باتیں کرو۔!

وہ جان بوجھ کر شوخ ہوا۔جس پر عنایہ نے ابیر واچکائے اسکی خوش فہمی ملاحظہ کی۔

"ٹھرک پن اور میں۔؟

"یس مائے ٹھرکی بیوی۔اب بس بھی کرو۔لوگ کیا سوچیں گے گھر جا کر رومینس کر لینا۔!

اسکے ستے ستے تیور دیکھ وہ جان بوجھ کر جلتی پر تیل چھڑکتے ماتھے پر بکھرے بھولے بال سنوارتے جھک کر بوسہ دیے محبت پاش لہجے میں بولا۔

"لگتا ہے بھول گئے ہو تم مجھے۔ابیر علوی۔عنایہ کاظمی ہوں میں۔مجھ پر غلط الزام لگا کر خود کو معصوم ثابت کر رہے ہو تم۔!

دانت کچکچا کر کہتی وہ اسکے پیٹ کر چٹکی کاٹتے بازو پر دانت گاڑھ گئی۔

"اہہ جنگلی بلی۔خیال کرو۔لوگ دیکھ رہے ہیں یار۔! سر گھمائے آگے پیچھے دیکھتے وہ سامنے والی سیٹ پر براجمان ایک بھوڑے جوڑے کو اپنی طرف متوجہ دیکھ شرمندہ سا ہنستے ہوئے انہیں ہائے کہتے عنایہ کو خود سے دور کرتے بولا۔

جس نے پھولتی سانسوں سمیت سر اٹھا کر اسے گھورا اور پھر رخ پلٹ کر باہر دیکھنے لگی۔

"تم میں لڑکیوں والی کوئی ادا کیوں نہیں جاناں۔کوئی نزاک، کوئی ادا۔! وہ جھک کر تھوڑی اسکے کندھے پر رکھتے اپنا ہاتھ اسکی گردن کے گرد لپیٹے ہاتھ پر بنے دانتوں کے نشانات کو گھورتا ٹھنڈی آہ بھرتے بولا۔

"نزاکت دیکھ کر تم حد سے باہر ہو جاتے ہو۔اس لیے تمہیں کنٹرول کرنے کے لئے یہ سب کرنا مجبوری ہے میری۔!

تڑخ کر اسکے چہرے کو قریب سے دیکھتی وہ اسکے گزرے دنوں کی بے باکیوں کو یاد کرتی جھنجھلا کر بولی۔تو اب کی بار ابیر کا قہقہ بے ساختہ بلند ہوا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ابھی تو کچھ کیا ہی نہیں ڈارلنگ پہلے سے الزام دے رہی ہو۔ "!

وہ کان کے قریب جھک کر شاید اسے جان بوجھ کر اپنے ارادوں سے آگاہ کر رہا تھا۔

عنایہ نے لب بھینچ لیے۔

"اچھا ایک بات بتاؤں۔! وہ مڑی سر اسکے سینے سے لگائے کہا تو ابیر کو اندازہ ہوا کہ وہ کچھ منوانے والی ہے۔

"دو کہہ لو ہم نے کون سا روک رکھا ہے آپ کو خضور۔! وہ تھوڑی اسکے سر پر ٹکائے محبت پاش لہجے میں بولا۔

"میں نے آپی اور عالی کی بیٹی کا نام سوچ لیا ہے۔اور اگر بیٹا ہوا تو نام تم رکھو گے۔! وہ چہک کر بولی تھی۔۔اسکی اتنی لمبی پلاننگ سن ابیر نے گہری سانس بھری۔

"کوئی ضرورت نہیں جاناں۔بچہ ان کا ہے تو نام بھی انہیں رکھنے دو۔پتہ چلا کہ کل کو میرے بچے کی باری عالیحان شاہ نام رکھنے پہنچا ہو۔

"مجھے اس کمینے شخص سے کوئی تعلق نہیں بڑھانا۔! وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

"بس کرو ابیر۔کتنے برے ہو تم۔!

عنایہ کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ یہاں بھی سڑا کریلا بنے گا۔

"اتنا برا ہوں کہ تمہارے منہ سے کسی دوسرے کا ذکر برداشت نہیں ہے مجھے۔تم بس اپنی اور میری باتیں کرو۔! ابیر نے گویا حکم دیا تھا۔

"تمہیں تو سوائے رومینس کے آتا ہی کچھ نہیں۔؛"وہ جل کر منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔تو ابیر نے لب دبائے۔

"ہمممم یہ شرف بھی ہر کسی کو حاصل نہیں سویٹ ہارٹ۔اب تم سو رہی ہو۔کیونکہ طبعیت پہلے ہی ٹھیک نہیں۔ اور گھر جا کر تم یقینا تھکنے والی ہو۔!

سر تھپکتے ابیر نے اسے حکم دیا تھا۔جو تھوڑی ہی دیر میں گہرے سانس بھرنے لگی تھی۔

"اسکی عالیحان سے بات ہو چکی تھی۔ساری فیملی ڈیول کے بارے میں جان چکی تھی اور اب سب ہی ان کے پاس جا رہے تھے۔

ابیر اسی وجہ سے واپس لوٹ آیا تھا کہ وہ کسی بھی کنڈیشن میں عنایہ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا اور عالیحان شاہ بھی عنایت کی کنڈیشن کے باعث اسکے پاس ہی رکا تھا۔

ابیر اور عالیحان کو چھوڑ کر ہر مرد باہر جا رہا تھا ڈیول سے ملنے۔اسے واپس لانے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کیف۔!

ہمم۔!

ہم کہاں جارہے ہیں۔؟ نیلی آنکھیں پھیلائے اسنے حیرت سے کیف سے پوچھا جو اسکے بالوں کی پونی بنارہا تھا۔

"ہمم۔ ہم کسی سے ملنے جارہے ہیں مائے ہارٹ۔! سنہری بالوں کی چٹیاں بنائے وہ جھک کر سر پر ہونٹ رکھتے محبت سے بولا۔

"آپ یہ مجھے مائے ہارٹ کیوں بولتے ہیں۔! وہ شرم سے سرخ چہرہ سمیت سر جھکا کر پوچھ بیٹھی۔

یہ لفظ اسے کافی اچھا لگتا تھا جب جب ڈیول اسے اس نام سے پکارتا تھا اسکا چہرہ گلابی پڑ جاتا تھا۔

"کیونکہ آپ کیف کا ہارٹ ہیں اسکا دل۔ آپ کے بغیر کیف کچھ بھی نہیں۔ پہلے میں صرف جی رہا تھا مگر میرے دل میں محبت اور عشق کے رنگ آپ نے بھرے ہیں۔ اسی لئے آپ میرا دل ہوئی۔" جھک کر اسکی تھوڑی چومتے محبت پاش لہجے میں جیسے اسکا مان بڑھایا۔

"کم۔! بانہیں پھیلائے اسنے ہر بار کا جملہ دوہرایا۔ جس پر وہ ہاتھ بڑھا گئی۔ ڈیول نے جھک کر اسے بانہوں میں بھرا اور بھاری قدموں سمیت روم سے باہر نکلا۔

بیلی کم۔! باھر نکلتے اسنے بلند آواز میں بیلی کو حکم دیا تو حورین نے آنکھیں گھمائے آگے پیچھے دیکھا۔۔

جبھی وہ نیلی آنکھوں والا روبوٹ جو زمین سے ذرا سا اونچائی پر آنکھیں جھپکے بنا ڈیول کو دیکھ رہا تھا اسے دیکھتے ہی حور نے حیرت و بے یقینی سے ڈیول کو دیکھا۔

"کیف یہ۔! وہ حیرت سے کنگ رہ گئی تھی۔ ڈیول نے ابرو اچکائے۔ اور مسکرا کر اسکے گال پر بوسہ دیا۔

"میری چھوٹی سی تخلیق۔! اسنے مسکرا کر جیسے حورین کی مشکل آسان کی تھی جو زندگی میں پہلی بار کسی چلتے پھرتے روبوٹ کو دیکھ کر ابھی تک شاکڈ تھی۔

"یہ سچ میں روبوٹ ہے۔! نیلی آنکھوں میں حیرت اور تجسس سمیٹے وہ پھر سے بولی۔

"یس مائے لو۔ میں آپ سے جھوٹ بول سکتا ہوں۔!

نرمی سے جھکتے اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھائے جیسے ڈیول نے اسے اعزاز بخشا تھا۔

حور گردن موڑ کر اس روبوٹ کو دیکھنے لگی جو اب دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ چکی تھی۔

"ہائے میم۔! وہ نیلی آنکھوں میں حورین کے وجود کو سکین کرتے اپنے اندرانسٹال ہوئے فیچر کے حساب سے بولی تو حور نے بے ساختہ ہی ڈیول کے کندھے کو جکڑا۔

"ڈرو نہیں۔! اسکی آنکھوں میں ڈر دیکھ ڈیول نے نرمی سے اسکے گال کو انگوٹھے سے سہلایا اور پھر گردن موڑ کر بیلی کو دیکھتے اسکے سینے کے مقام میں لگے بٹن کو آف کیا۔

جواب آف ہو چکی تھی۔اسے نرمی سے سیٹ پر لٹائے اسنے حور کا سیٹ بیلٹ باندھا اور پھر گاڑی درمیانی سپیڈ سے آگے بڑھائی۔

Episode 120

تو میرا شک درست نکلا۔حورین شاہ اس وقت ڈیول کے پاس ہے۔ہاہاہاہا۔کیا کمال ہو گیا۔جسے میں ساری دُنیا میں ڈھونڈ رہا تھا۔وہ ڈیول کے پاس تھی۔

چہ چہ چہ۔افففففف۔لٹل گرل۔بہت وقت ہو گیا ہے تم سے ملے۔لگتا ہے اب ملاقات کرنی پڑے گی۔کچھ ادھوری یادیں مکمل کرنے کے لئے۔!

ہاہاہاہاہاہا۔! موبائل فون پر ابھرتے ڈیول اور حورین شاہ کے عکس کو دیکھتے وہ حباثت زدہ سا قہقہ لگا اٹھا۔

ڈینی،ایچ اے آر،مارک سب کے سب موت کی گھاٹ اتر چکے تھے اور یہ بات باس کافی اچھے سے جانتا تھا کہ کاظمی خاندان سے دشمنی مول لینا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔مگر یہاں وہ غلطی کر رہا تھا اسے لگا تھا کہ وہ سب جانتا تھا۔

اسی لئے وہ ڈیول کو مات دینے کو تیار بیٹھا تھا۔اب اسے انتظار تھا تو ایک موکے کا۔جسکے بعد حورین شاہ اسکی دسترس میں ہوتی اور ڈیول موت کی گھاٹ۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"کھانا کھالو اندر آ کر۔! وہ موبائل فون پر مصروف سے انداز میں سر گھسائے جھانک کر بولا۔

"عنایت نے گردن گھمائے اسے گھورا۔لب بھینچ کر دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ ایک تیز نگاہ اس پر ڈالتی مزید سرخ ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جواس وقت مارون لیڈر جیکٹ کے نیچے بلیک شرٹ اور جینز میں، پاؤں میں مارون جوگرز زیب تن کئے ہوئے تھا
۔
گولڈن بال پونی میں مقید تھے جبکہ حسب دستور بائیں ہاتھ پر ڈھیروں دھاگے اور بریسلیٹ بندھے ہوئے تھے۔

"عنایت۔! وہ اسکے ناں آنے پر چونکا سر موبائل فون سے اٹھائے ٹیرس پر موجود جھولے پر بیٹھی عنایت کو دیکھا جو یونہی بیٹھی ہوئی تھی۔

"میرے پاؤں سویل ہو رہے ہیں مجھ سے چلا نہیں جا رہا۔! منہ بنائے اسنے معصومیت سے کہا تو اب کی بار مقابل نے ابرو اچکاتے اسے گھورا جو آسمانی رنگ کے خوبصورت سے سوٹ میں ملبوس کافی حسین لگ رہی تھی۔

سیاہ بالوں کی کئی لٹیں اسکے شفاف چہرے اور گردن پر اٹکھیلیاں کھا رہے تھے۔ چہرہ ہر قسم کے مصنوعی رنگ سے صاف اور شفاف تھا۔ جبکہ آنکھوں میں لگا گہرہ کاجل اسے روٹین سے کچھ ہٹ کر پیارا بنا رہا تھا۔

عالیجان شاہ نے سراہتی نظر اس پر ڈالی۔ اور پھر فوراً سے نگاہیں موبائل پر کرتے کچھ ٹائپ کرنے کے بعد موبائل فون جیب میں رکھا۔

اور اب بھاری قدموں سمیت آگے بڑھتے وہ اس تک گیا۔ جس کی دن بدن بڑھتی فرمائشیں اب اسی پر بھاری پڑنے والی تھی۔

ڈارلنگ جہاں تک مجھے علم ہے یہ آپ کا فرسٹ منتھ ہے۔! گھٹنوں کے بل وہ اسکے قریب جھکا اب داہنے ہاتھ کی سرسراتی انگلیوں کو اسکی ٹانگ پر اوپر سے نیچے کی جانب گھماتا عنایت کے پورے وجود میں سرسراہٹ سی دوڑا گیا
۔
عع عع عالیجان۔! وہ بدکی پاؤں کھینچ کر جھولے کے اوپر کرتی وہ حراساں نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

جس کی نیلی حسین آنکھوں میں جنون خیز چمک ابھری تھی۔ دونوں ہاتھ اسکے دائیں بائیں جمائے وہ ایکدم سے اٹھا اسکے اوپر سایہ سا کر گیا۔ جس کا نازک وجود اسکے جھکنے کی وجہ سے اسکے اندر ہی سمٹ کر رہ گیا تھا۔

"میں بارس نہیں ہوں ڈارلنگ۔ یہ عنائیتیں مجھے ہضم نہیں ہوتی، مجھے صرف ایک چیز ہضم ہوتی ہے۔!

بائیں ہاتھ کا انگوٹھا اسکے ہونٹ کے قریب بنے اسکے قاتل تل کر گھمائے وہ بے باک گہرے لہجے میں بولتا اپنی دہکتی سانسیں عنایت کے چہرے پر چھوڑتے اسے لمحوں میں سہما گیا تھا۔

"اور وہ ہے تمہارا ڈر۔ وہ ڈر جو عالیجان شاہ کا نشہ ہے۔ جب تک یہ نشہ پورا نہیں ہوگا۔ سکون کیسے ملے گا مجھے۔؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گہری آنچ دیتی نگاہیں اسکی بند لرزتی پلکوں سے ہوتی پورے چہرے کا طواف کرتی اس تل پر ٹھہری تھی۔

بے ساختہ ہی جھکتے اسنے سلگتے ہونٹ اسکے تل پر رکھے۔تو عنایت کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔بے ساختگی میں اسکے چوڑے شانوں کو مضبوطی سے تھامے وہ سانس روک گئی۔

اسکی بگڑتی حالت پر ترس کھاتے وہ پیچھے ہٹا۔نرمی سے جھکتے اسے بانہوں میں بھرتے وہ واپسی کے لئے مڑا تو عنایت نے کب سے روکا سانس بحال کیا تھا۔

چہرہ شرم سے دہکتا سرخ انگارہ ہو چکا تھا۔اسے کیا پتہ تھا اسکی فرمائش اسی پر بھاری پڑ جائے گی۔!

مجھے نہیں کھانا کھانا۔مجھے آنٹی اور پھپھو لوگوں کے پاس بیٹھنا ہے۔!وہ دوٹوک انداز میں بولی۔عالیحان نے گردن موڑے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔

مطلب صاف تھا دو منٹ پہلے کا ٹریلر یاد دلاؤں۔

وہ ہونٹ پھیلائے رخ موڑ گئی مگر عالیحان شاہ بنا اسکی ناراضگی کی پراہ کیے سر جھٹک کر اسے روم میں لے گیا۔بیڈ پر بٹھاتے کھانے کی ٹرے اسکی گود میں رکھی۔

جسے دیکھ کر وہ منہ چڑہانے لگی۔

"مجھے گول گپے کھانے ہیں۔!ایک نظران سبزیوں پر ڈالے وہ اداسی سے بولی۔تو پانی گلاس میں انڈیلتے عالیحان چونکا گردن موڑ کر اسے دیکھتے وہ گہری سانس بھرتے جگ واپس رکھتا خود گلاس تھام کر اس تک آیا۔

"یہ فرسٹ ٹائم ہے ڈارلنگ اس دفعہ یہی سب کھانا ہوگا نیکسٹ ٹائم جب تم پریگننٹ ہوئی جو چاہو وہ کھاسکتی ہو تم۔!

وہ کھلے عام اسے آفر دے رہا تھا جبکہ عنایت اسکی بے شرمی پر لب بھینچے اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھے گئی۔

مجھے کسی پاگل کتے نے نہیں کاٹا۔!وہ تڑخ کر بولی تو عالیحان شاہ کا قہقہہ کمرے کی در و دیوار میں گونجتا اسے مزید شرمندہ کر گیا۔

"پہلے کون سا کسی کتے نے کاٹا تھا ڈارلنگ۔افکورس نیکسٹ ٹائم بھی میں ہی کاٹوں گا۔!

بے باکی سے اسکے چہرے کو دیکھتے وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اسے لال پیلا کر گیا تھا جو سر جھکائے اب خود کو یوں ظاہر کر رہی تھی جیسے اس نے کچھ سنا ہی ناں ہو۔!

کھانا کھاؤ میں آتا ہوں۔ ! اسکی حالت کے پیشِ نظر فل حال وہ اسے رعایت دیتے خود روم سے باہر نکلا تھا۔ جانتا جو تھا کہ جب تک وہ وہاں رہا محترمہ ٹھیک سے کھا نہیں پائے گی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کم۔ ! گاڑی چھوٹے سے صحن نما ایریا میں رکی۔ ڈیول حور کی جانب آئے دروازہ کھول کر نرمی سے بولا تو اسنے بانہیں وا کی۔

جھک کر اسے نرمی سے اٹھاتے وہ اب ایک تنبیہی نظر چاروں اطراف میں ڈالے اندر کی طرف بڑھا تھا۔

اسکے گارڈز چاروں اطراف سے اپارٹمنٹ کو احاطے میں لیے ہوئے تھے اس لیے اسے فکر نہیں تھی۔ بھاری قدم اٹھاتے وہ اندر گیا تو حورین نے نیلی آنکھیں گھما کر اس خوبصورت سے فرنشڈ درمیانے سائز کے گھر کو دیکھا۔

جو تین کمروں اور ایک چھوٹے سے کچن پر محیط تھا۔ سامنے ہی وڈن سٹئرز کی مدد سے اوپر کی جانب جاتا ایک خوبصورت سا رستہ بنا ہوا تھا۔ جس کے اوپر شاید کوئی اور روم موجود تھا۔

"آپ مجھے کس سے ملوانے والے تھے۔؟ نیلی آنکھوں میں تجسّس سمیٹے وہ چہک کر بولی تو ڈیول نے مسکرا کر جھکتے ہونٹ اسکی پیشانی پر رکھے۔

"ابھی وہ سب ریسٹ کر رہے ہیں مائے ہارٹ اور آپ نے بھی کچھ نہیں کھایا۔ پہلے کھانا پھر باقی کام۔ !

وہ پیار سے اسے دیکھتے محبت پاش لہجے میں بولا تو حور نے سانس پیچھے کو کھینچ کر ناک سکیڑی۔ وہ اس وقت اتنی کیوٹ لگ رہی تھی کہ ڈیول نے بنا لمحے کے توقف کے جھک کر اپنے ہونٹ اسکی ناک پر رکھے۔

تو وہ سٹپٹائی۔ چہرہ حیا کے رنگوں سے گلنار ہوا مزید حسین لگ رہا تھا۔

"ڈیول اسے اٹھائے اب بھاری قدموں سے سٹئیرز عبور کرنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک روم کے سامنے تھے۔ دروازہ کھولے وہ اندر داخل ہوا۔ تو اس خوبصورت سے روم کو دیکھ کر حور کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔

کیونکہ پورے کا پورا روم سفید شیشوں سے بنا ہوا تھا۔

سورج کی روشنی چھن سے داہنے شیشے سے ٹکرا کر دور پھیل رہی تھی۔ مگر اندر روم کا ماحول کسی خوبصورت خواب کا سا گمان لگ رہا تھا۔ گرے اور وائٹ کا ہمینیشن کے خوبصورت سے پردے اطراف میں سجائے گئے تھے۔ جو اس روم کو مزید پرکشش بنا رہے تھے۔

"ڈونٹ وری جان۔ ہم اندر سے باہر دیکھ سکتے ہیں مگر ان والز کے باہر سے کوئی اندر نہیں دیکھ سکتا۔ !

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حورین نے کچھ کہنے کو ہونٹ کھولے ہی تھے کہ وہ پہلے ہی نرم لہجے میں کہتے اسے بیڈ پر بٹھا گیا۔جو بنا آنکھیں جھپکے اس منظر کو آنکھوں کے رستے ہی دل میں اتار رہی تھی۔

"کیف۔!تو پہلے کھانا۔!اسے پھر سے بولتا دیکھ وہ سختی سے گھور کر بولتا خود کف فولڈ کرتے روم سے باہر نکلا۔

حورین مسمرائز سی اس منظر کو دیکھ رہی تھی۔

جب تھوڑی ہی دیر میں وہ کھانے کے ساتھ واپس لوٹا۔

"کیف کیا ہم یہاں رہ سکتے ہیں۔؟یہ کتنا پیارا روم ہے۔!اسکے پاؤں اوپر کرتے وہ ٹرے ٹھیک سے سیٹ کرتے اسکی بات پر چونکا۔

بھوری آنکھوں میں جنون چیز جذبات امڈے۔

ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔

"ہمم ان شاءاللہ اپنے بچّوں کے ساتھ آیا کریں گے۔!

اسکا لہجہ عام سا تھا مگر جانے کیوں حور کے ہاتھ لڑکھڑائے۔نیلی آنکھیں ایک دم سے پھیلی مگر ڈیول کے دیکھتے ہی وہ نظریں جھکا گئی۔

"منہ کھولو۔!وہ نوالہ بنا کر اسکے سامنے کرتے سٹل اسے یونہی دیکھ بولا۔تو حورین نے منہ کھولا۔

"بچوں کے ساتھ ایسی جگہ پر کون آتا ہے۔؟وہ تو مجھے انجوائے بھی نہیں کرنے دیا کریں گے" وہ منہ بسور کر بولی۔اسے اپنا الگ ہی دکھ یاد آیا تھا۔

جبکہ ڈیول کی آنکھوں میں خمار کی سرخی تیزی سے بڑھی تھی۔بھوری آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

"ہمم۔تو کیا ارادہ ہے۔؟بے بی پلین کر لیں یہی۔؟پھر واپس چلیں گے۔!اسکے ہونٹ کو صاف کرتے وہ گھرے آنچ دیتے لہجے میں پوچھتا گویا اسکی جان پر بن آیا تھا۔

حورین نے خوف سے بند ہوتے دل سمیت سر جھکا لیا۔

ڈیول اسکا ڈر سمجھتا تھا۔مگر اسے یقین تھا کہ ایک ناں ایک دن وہ حور کے دل میں موجود ہر ڈر اور خوف کو عشق میں بدل لے گا۔!

"کھانا کس نے بنایا۔؟وہ بات پلٹنے میں ماہر تھی۔ڈیول نے سر اثبات میں ہلاتے جھکا لیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میڈنے۔! یک لفظی جواب دیتے اسنے پانی کا گلاس اسکے ہونٹوں سے لگایا۔

معا اسکا سیل فون رِنگ ہوا تو اسکے ماتھے پر ایک ساتھ ڈھیروں بل سمٹے۔

"ابھی ریسٹ کریں آپ۔ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔ جب تک میں واپس ناں آؤں کچھ بھی ہو جائے آپ ڈور نہیں کھولیں گی۔ اوکے۔! دونوں ہاتھوں میں اسکا چہرہ تھامے وہ سخت لہجے میں اسے تنبیہہ کرنے لگا تو حورین نے سر دہاں میں ہلایا۔

"میں جلد لوٹوں گا بس میرے آنے تک میرے دل کو اپنا خیال رکھنا ہوگا۔! گہرے لہجے میں کہتے ڈیول نے جھک کر پیشانی پر پرحدت لمس چھوڑا۔ حورین اسکی چوڑی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔ وہ دور جا رہا تھا تو دل جانے کیوں عجیب ہو رہا تھا مگر وہ جانتی تھی۔

وہ جلد لوٹ آئے گا۔ یہی سوچ آتے وہ ایک الوداعی نگاہ اس پر ڈالے۔ بستر پر لیٹ کر آنکھیں موند گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

چاروں اطراف سے ایک دم سے شدید قسم کی گولہ باری نے گارڈز کو بری طرح سے چوکس کیا۔ سبھی رخ موڑ کر اپنے پیچھے دیکھنے لگے۔ جہاں ان کے پیچھے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں سیاہ کپڑوں میں ملبوس لوگ اپارٹمنٹ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

ہر کوئی دہشت زدہ سا اس آنے والی تباہی سے بری طرح سے گھبرا گیا تھا۔ کئی ان پر حملہ کر رہے تھے۔ تو کئی بھاگ کر اپنی اپنی جانیں بچانے کو پیچھے کو دوڑنے لگے تھے۔

پورا اپارٹمنٹ بری طرح سے لرز اٹھا۔ حورین شاہ جس کی آنکھ لگے ابھی دس منٹ بھی نہیں گزرے تھے۔ اچانک ہوتی اس ہلچل پر وہ سہم کر اٹھی۔ نیلی آنکھوں میں نیند ٹوٹنے کے سبب سرخی چھا رہی تھی۔ ناجانے وہ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا یا کچھ اور تھا کہ باہر ہو رہی تباہی کی بابت اسے کچھ سنائی نہیں دیا تھا۔

اونگ روکتے اپنے گھنے بالوں کو سمیٹتی وہ جیسے ہی بستر سے اٹھنے لگی۔ نظریں شیشے سے باہر کے منظر کو دیکھ کر خوف سے سیاہ ہونے لگی۔

ہتھیاروں سے لیس وہ لاکھوں کی تعداد میں کئی لوگ تھے جو اپارٹمنٹ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ حورین شاہ کا دل بری طرح سے خوف و دہشت سے کپکپایا تھا۔

ٹانگیں ایکدم سے بے جان ہوئی۔

"کلک کیف۔! اکھڑتی سانسوں سمیت اسنے بمشکل سے مدہم سی آواز میں اسے پکارا۔ جو جانے کہاں چلا گیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اہہمہ۔! معادروازے پر ہوتی دستک پر وہ دہشت زدہ سی چیختی ہوئی بیڈ پر اچھلی تھی۔

ہونٹ بری سے کپکپاہٹ کا شکار ہوئے تھے۔

"نن ننن نہیں۔کک کیف کیف تت تو ایلک۔ مملینک ہے۔! سرخ بھیگے چہرے کو ہاتھوں سے رگڑتی وہ اپنے آپ کو تسلی دے رہی تھی گویا۔

جبھی ٹھاہ کی زوردار دل دہلا دینے والی آواز کے ساتھ جیسے کسی نے باہر کا دروازہ توڑا تھا۔

"کلک کیف۔! وہ یکدم سے اٹھ کر بھاگنے لگی مگر دھڑام سے وہ منہ کے بل نیچے گری تھی۔ کہنیاں فرش پر گرنے سے بری طرح سے زخمی ہوئی تھی۔وہ درد سے لب بھیچے تکلیف سے آنکھیں میچ گئی تھی۔جب اچانک ٹھک ٹھک کی زوردار آواز اسے اپنے قریب تر ہوتی محسوس ہوئی تو بے جان ہوتے وجود سے وہ بمشکل سے بھیگی آنکھیں پھیلائے گردن موڑ کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔جہاں سیاہ ماسک میں لپٹے ایک آدمی آخری سیڑھی عبور کرتے اب دروازے تک آیا تھا۔

ہائے بیوٹیفل۔! حورین شاہ کی نیلی خوفزدہ آنکھیں خود پر پہلے سے ہی محسوس کرتے باس نے ہاتھ ہلاتے خباثت سے بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

جبکہ آدمی کو شیشے کے دروازے سے باہر سے دیکھتی حورین شاہ جیسے ایکدم سے کئی سال پیچھے چلی گئی تھی۔

وہی حوس بھری آنکھیں۔نوا سے اپنے وجود سے آر پار ہوتی محسوس ہوئی تھی۔وہ بری طرح سے پینک ہوئی۔

چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پاگلوں کی طرح چلائی تھی۔اسکی چیخ وپکار کمرے کے دیواروں سے ٹکرا کر دوبارہ اس تک آرہی تھی۔

باس نیچے ویام کاظمی اور اسکی بیوی کی حالت پر ترس کھا کر سیدھا حورین کے پاس آیا تھا۔اتنے سال اسکا انتظار کیا تھا اب ڈیول کی واپسی سے پہلے وہ اسے حاصل کرنا چاہتا تھا۔

دروازہ زور سے بجاتے گویا اسنے اپنا قہر اس معصوم لڑکی کے دل پر اتارا تھا۔ویام کاظمی بری طرح سے پینک ہوتا جیسے ہی ہوش میں لوٹا۔خود کو بندھا ہوا محسوس کرتے بھوری آنکھوں میں خون اترا تھا۔باہر سے آتی خون خرابے کی آوازیں اسے یہ سمجھانے کے لیے کافی تھی کہ یہاں کچھ تو بہت برا ہونے والا تھا یا شاید ہو چکا تھا۔

رسیوں سے جکڑے اپنے وجود کو پوری قوت سے ہلاتے وہ خود کو اس قید سے آزاد کرنے کی تگ ودو کرنے لگا۔

"ننن نن نہیں۔ ککلیف۔پیپپ پلیز۔ سسیوم م۔بب بھئی بھی نن نہیں ااتتھے۔ تتتم ببب چچلے گگ۔!

وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے جیسے اپنے آپ میں نہیں لگ رہی تھی۔

دل ودماغ بری طرح سے وحشت کے زیراثر آیا تھا وہاں دروازے کے باہر کھڑا باس جوہر کوشش کر چکا تھا مگر دروازہ ناں کھلنے پر وہ اب بھاگ کر نیچے گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں اسکے ساتھ ایک گارڈ تھا جس نے ایک آدمی کو باندھ رکھا تھا جس کے منہ کے اوپر کپڑا بندھا ہوا تھا اور اسکا لباس۔خون سے لت پت وہ لباس تو کیف کا تھا۔وہ گارڈ باس کے حکم پر باہر کی طرف بھاگا تھا۔

کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ اگر ڈیول غلطی سے بھی واپس آجائے تو اسے اسکی بھاری نفری قابو کر لے۔

یہی وجہ تھی کہ وہ اکیلا حورین شاہ کو ہینڈل کر رہا تھا جو اسکے لئے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

"اگر تم باہر ناں آئی تو۔! باس نے اب دروازہ پھر سے بجایا جس پر وہ نیلی بھیگی ہوئی دہشت زدہ سی نگاہوں سے دروازے کی سمت دیکھنے لگی۔اسکے دیکھنے پر باس۔نے اسے آنکھوں سے اشارہ کرتے بندوق کیف کے سر پر رکھی تھی۔

جسے دیکھتے ہی حورین شاہ کا رنگ نیلا پڑ گیا۔وہ خوف سے مرنے والی ہوگئی۔نازک وجود جھٹکوں کی ضد میں تھا۔ نیلی آنکھیں خوف سے سیاہ ہو رہی تھی اور یہ خوف دیکھ باس کی روح تک پر سکون ہوئی تھی۔

"حورین شاہ کا ذہن جیسے ہر سوچ سے مفلوج ہو چکا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ گولی چلاتا۔

حورین شاہ بمشکل سے اپنی ٹانگوں پر زور ڈال کر لڑکھڑا کر اٹھی۔دوپٹے کو مضبوطی سے اپنے کے گرد لپیٹا ہوا تھا۔اج وہ سوچ اور سمجھ رکھتی تھی اس غلیظ آدمی کی حوس بھری نظریں اس معصوم کو اپنے وجود سے آرپار ہوتی محسوس ہو رہا تھی مگر وہ کیف کو کچھ نہیں ہونے دے سکتی تھی۔

اسے دروازے کی سمت بڑھتا دیکھ وہ للچائی نگاہوں سے اس نازک حسین وجود کو دیکھ رہا تھا۔

جس کے لمس نے ہی اسے سالوں پہلے پاگل کر دیا تھا اب جب وہ اس کی دسترس میں تھی تو پاگل ہونا تو بنتا تھا۔

حورین شاہ اس وقت بھول چکی تھی کہ اسے ڈیول کیا کہہ کر گیا تھا۔اس وقت اسکے ذہن میں صرف ایک بات تھی سامنے بیٹھا ہوا لڑکا اسکا کیف تھا جسے اسے ہر حال میں بچانا تھا۔

"ٹھک کی آواز سے دروازہ اندر سے کھلا تو باس کی آنکھیں خوشی اور خباثت کی چمک سے پھیلی۔

وہ کپکپاتی ہوئی معصوم سی لڑکی درد کے باوجود بھاگ کر کیف تک گئی تھی کھینچ کر وہ کپڑا اسکے منہ سے اتارا تو جیسے حورین کی روح فنا ہو کر رہ گئی تھی۔کیونکہ وہ شخص اسکا کیف نہیں تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہاہاہاہاہاہا۔"انوسینٹ بیوٹی۔ہاہاہاہا۔افففففف تم تو میری سوچ سے بھی زیادہ حسین ہو جانِ من۔! اسکے دوآتشہ وجود کو اپنے ہاتھوں سے جکڑتے جیسے روم روم میں سرور اترا تھا۔وہ خباثت بھرا قہقہہ لگاتے بولا تھا۔

جبکہ اسکی پھنکار اسکا گندہ لمس حورین شاہ کو دہشت زدہ سا کر گیا۔وجود جیسے بے جان ہو چکا تھا۔

باس کا ہاتھ اسکے چہرے سے ہوتا اسکی گردن پر رکا تھا۔وہ معصوم سی لڑکی بری طرح سے روتی مزاحمت کر رہی تھی۔جب ایکدم سے اس درندے نے اسکا دوپٹہ اسکے تن سے کھینچ کر جدا کیا تھا اور یہی وہ وقت تھا۔

جب حورین نے نفرت سے اس غلیظ انسان کو خود سے دور دھکا دیا۔مگر وہ لڑکھڑا کر اسے کمر سے جکڑتا اپنے ساتھ گھسیٹنے لگا۔

حورین شاہ کا دل جیسے بند ہونے کو تھا۔نیلی آنکھیں خوف کے سبب سیاہ چکی تھی۔وہ بری طرح سے جھٹپٹاتی پاگلوں کی طرح کیف کو پکارنے لگی۔

مگر اچانک اسکی مزاحمت سے تنگ آتے باس نے کھینچ کر تھپڑ اس کے نازک گال پر جھڑا تھا۔

حورین شاہ کا وجود سنسا کر رہ گیا۔چکراتے سر سمیت وہ لرز کر بستر پر گری تھی۔

ککیفف۔! بند ہوتی آنکھوں سے اسنے بمشکل سے زخمی لبوں سے اسے پکارا تھا۔جو سائے کی طرح اس کی حفاظت کرتا تھا مگر آج جانے وہ کہاں چلا گیا تھا۔

دیکھو چوٹ آگئی ناں۔اتنے حسین ہونٹ زخمی ہو گئے۔چچ چچ چچ۔"

باس اسکے سن پڑے وجود کو کندھے سے جکڑ کر سیدھا کرتے ہونٹ سے بہتے خون کو دیکھتے افسوس سے بولا۔

"بہت فرصت سے بنایا گیا ہے تمہیں۔یہ خوشبو افففف۔! وہ غلیظ نظریں اسکے جسم پر گاڑھے ایک دم سے جھکا تھا۔ ہاتھ کی پشت سے حورین شاہ کے کندھے کو چھوا تھا۔۔جس کے وجود میں اس لمس پر چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔نیلی سرخ ہو رہی بھیگی آنکھیں وا کیے اسنے نفرت سے اس شخص کو گھورا تھا۔اس سے پہلے کہ باس اسے دوبارہ چھوتا۔

حورین شاہ نے نفرت سے اسکے پیٹ پر ٹانگ ماری تھی۔باس جو اس حملے کو تیار ناں تھا وہ چلا کر تھوڑا پیچھے ہوا تھا۔ دانت میچ کر وہ مٹھیاں بھینچ کر آگے بڑھا۔

"مجھے مارے گی تُو۔کمی*نی۔"اب کی بار حورین کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے وہ دانت پیستے غرایا۔کہ حورین کے سفید گالوں پر بہتے آنسوں کی روانی میں تیزی ہوئی۔وہ کپکپاتی ہوئی ہاتھ پیر مارنے لگی۔جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔جب ایک بار پھر سے اس غلیظ انسان کو خود کے قریب ہوتا محسوس کیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تمہارا ڈیول چلا گیا ہے تمہیں میرے لئے چھوڑ کر۔اب یہ مزاحمت بند کر دو۔تکلیف کم ہو گی تمہیں۔! اپنا چہرہ حورین کے بالوں میں چھپائے، باس نے ہاتھ اسکے کندھے پر پھیرتے ایک جھٹکے سے اسکا بازو چاک کیا تھا۔

"اہہہ۔! حورین شاہ دہشت زدہ سی چلائی۔بری طرح سے اسکے منہ پر ہاتھوں اور ناخنوں سے وار کرتی وہ اپنی حفاظت کرنے لگی تھی۔

جسم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا تھا۔اسکی عزت اسکا وقار جسے اتنے سالوں سے وہ اس دنیا سے بچاتی آئی تھی آج پھر سے وہ اس درندے کے ہاتھوں تباہ ہونے کے درپر تھی۔

ہاتھ مت لگانا مجھے۔! وہ غرا کر مڑی، سرخ چہرے سمیت بکھری حالت میں مڑتے حورین نے ٹیبل پر پڑا جگ باس کے سمجھنے سے پہلے ہی اسکے سر پر دے مارا تھا۔۔

باس جو اپنے چہرے پر آئی خراشوں کے سبب ماسک اتارتے اپنے چہرے کو ہاتھوں میں بھر چکا تھا۔اچانک حورین شاہ کی طرف سے ہوئے حملے پر وہ چلا کر درد کی شدّت سے کراہتا ہوا پیچھے گرا تھا ے۔

حورین شاہ اپنے وجود کا ہر درد بھلائے اپنی عزت اپنی جان بچانے کو اندھادھند نیچے بھاگی۔

پورا وجود روح تک لرزا تھا۔

"حورین۔سا*لی کت*ا۔" وہ غرا کر دھاڑتا ہوا اٹھا تھا سر سے ابلتا خون اسے ماتھے سے لکیر کی مانند میچے بہنے لگا تھا۔وہ سر پر ہاتھ رکھتے اٹھا۔اس سے پہلے کہ وہ اسے پکڑ پاتا حورین شاہ نیچے موجود ایک کمرے میں بند ہوئی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧

ریچ اور انگیجمنٹ الحمداللہ سے دن بدن بہتر ہوتی جارہی اور ریسپانس اتنا ہی خراب۔اگر نہیں ریڈ کرنا تو بتا دیں میں فیس بک پر ناں دوں۔؟🙃

اگلی قسط تبھی آئے گی جب سب ریڈرز جو انگینجڈ ہوئے ہیں وہ لائک کریں گے۔

سوہا۔! سڑک کے بیچوں وبیچ وہ خون سے لت پت پڑی سوہا کو دیکھ پاگلوں کی طرح بھاگ کر گاڑی سے نکلا۔

وہ نہیں جانتا تھا سوہا یہاں کیسے آئی۔مگر جو ویڈیو اسے بھیجی گئی تھی۔اس میں سوہا کی حالت دیکھ وہ پاگلوں کی طرح بھاگا چلا آیا تھا۔بیلی نے اسے سوہا کو ڈھونڈنے میں مدد کی تھی۔یہی وجہ تھی کہ وہ جلد ہی اسے ڈھونڈ چکا تھا۔

سوہا۔آنکھیں کھولو۔سوہا۔! وہ پاگلوں کی طرح آنکھیں پھیلائے اسکا خون سے بھرا چہرہ تھپتھپانے لگا۔

اچانک جیسے دماغ چلا تھا اسنے عجلت میں اسکی کلائی ٹٹولی۔جو بلکل سست پڑ چکی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کچھ نہیں ہو گا تمہیں۔ میں آگیا ہوں ناں۔! بھوری آنکھوں سے نکلتے شرارے کسی کو بھی بھسم کرنے کی سکت رکھتے تھے۔

"جولی۔! وہ غرایا تو اسکے ساتھ آئی اسکی گارڈ بھاگ کر آگے بڑھی۔

"لے جاؤ اسے۔ اگر اسے کچھ ہوا تو تم بھی زندہ نہیں بچ پاؤ گی۔! ء سرسراتے ہوئے سے لہجے میں ڈیول نے اسے حکم نہیں وارننگ دی تھی۔

جولی سوہا کے نیم مردہ وجود کو اٹھائے گاڑی کی طرف بڑھی۔

چہرے پر ہاتھ پھیرتے ڈیول نے اپنے سینے کو مسلا۔ جانے کیوں اسے کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔

"بیلی۔ مجھے حور کو دیکھنا ہے ابھی۔! گاڑی میں بیٹھتے گاڑی واپسی کی طرف موڑتے اسنے سرسراتے ہوئے لہجے میں بیلی کو حکم دیا۔

جس نے سر اثبات میں ہلایا۔

نیلی آنکھوں سے نکلتی تیز روشنی سے اچانک ڈیول کے سامنے ایک لئیر سی بنی تھی۔ جس میں نظر آتا تباہ کن منظر ڈیول کے حواس جھنجھوڑ کر رکھ گیا۔

بریک اتنی زور سے لگائی تھی کہ گاڑی بمشکل سے الٹنے سے رکی تھی۔

"ڈیم اٹ۔" ہاتھ کا مکہ بنائے سٹرینگ پر مارتے وہ طیش کے عالم میں دھاڑا تھا۔

گردن اور ماتھے کی ہری رگیں حد درجہ ابھری اسکے اندر کے طوفان کا پتہ دے رہی تھیں۔

وہ جلد از جلد واپس پہنچنا چاہتا تھا اس سے پہلے کہ کچھ غلط ہو جائے۔!

دھول اڑاتی ہواؤں سے باتیں کرتی گاڑی اپنی منزل پر رواں دواں تھی۔

Episode 121

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔؟ شہد رنگ آنکھوں میں حیرت سمیٹے وہ عجیب سی بے چینی سے شاہ ولا کو دیکھ کر استفسار کرنے لگی۔

انیل نے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور خود سیٹ بیلٹ کھولتے وہ باہر نکلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

امبرا الجھن سے اسے دیکھتی باہر نکل آئی۔" کھڑوس نک چڑھا ایڈیٹ۔! انیل جو بنا اسکے آنے کا ویٹ کیے اندر کی جانب بڑھا تھا امبر نے دانت پیستے اسے خطاب سے نوازا۔

پھر لب بھینچے وہ قدم اٹھائے اندر داخل ہوئی۔

"سرپرائز۔! اس سے پہلے کہ وہ پوری طرح سے اندر جاتی اچانک عمایہ دروازے کی اوٹ سے نکل کر کھلکھلا کر بولی تھی۔ وہ جو بے دھیانی میں آرہی تھی۔

ایک پل کو اسکا سانس رکا۔ حسین چہرہ تاریک پڑا تھا۔ دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے اسنے جیسے ہی سامنے دیکھا تو عمایہ کو اپنے سامنے دیکھ ایک لمحہ لگا تھا اسکے موڈ اور چہرے کو گلاب ہوتے۔

"عمایہ۔! وہ چیخ کر پر جوش سی اسے سینے میں بھینچ چکی تھی۔ جبکہ انیل علوی سینے پر ہاتھ باندھے گہری دلچسپ نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

جو ایکدم سے خوش ہوئی تو بے ساختہ ہی اسکے عنابی لب مسکرائے۔

"تم کب آئی۔! عمایہ کے دونوں ہاتھ تھامے وہ چہک کر گویا ہوئی تھی جبھی باقی خواتین بھی کمرے سے نکلی تو امبر اور انیل کو دیکھ کر سبھی مسکرا کر ان کی سمت آئیں۔

"کیسی ہو بیٹا۔ ماشاءاللہ۔ کتنی بڑی ہوگئی ہے ہماری امبر "روز محبت سے اسے دیکھتے آگے بڑھ کر خود میں بھینچتے بولی۔ جبکہ امبرا ابھی تک کنفیوز سی کھڑی تھی۔

"آپی یہ ہماری ممانی ہیں۔ میرا ساسوں ماں۔! عمایہ نے بہن کی مشکل آسان کرتے روز کا تعارف کرایا اور آخر میں شرمیلی سی مسکراہٹ سمیت لب دانتوں تلے دبائے۔

تو سبھی مسکرا اٹھے۔

"امبر۔ ارے واہ اچھا ہوا تم بھی آگئی۔ اب ہم سب مل کر باہر جائیں گے۔! عنایت ہاتھ میں پلیٹ پکڑے باہر آئی تھی۔ مگر سامنے کا منظر کا دیکھ کر وہ خوشی سے نہال ہوتے وہی آ ٹپکی۔

حرمین نے گردن موڑ کے اسکے ہاتھ میں موجود پلیٹ کو دیکھا۔ جس میں کیچپ کھا کر اسے اچھے سے صاف کر چکی تھی وہ۔!

عنایت۔ کیا کھایا تم نے۔؟ حرمین نے ذرا رعب سے آنکھیں سکیڑ کر پوچھا تو جیسے عنایت کو اپنے ہاتھ میں موجود پلیٹ یاد آئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ سبھی کی مشکوک نظریں خود پر پاتے بری طرح سے گھبرائی۔اور پھر خشک لبوں پر زبان پھیرتے معصومیت سے مسکرائی۔

"اس میں ڈرائے فروٹس تھے پھپھو۔!وہ صاف گوئی سے جھوٹ بولتی،اپنے تئیں سبھی کو مطمئن کر رہی تھی۔ میں یہ کچن میں رکھ آؤں۔!وہ ماہا، حرمین، میرب، روز، عمایہ، امبر، حیا اور الایہ کو باری باری دیکھ کر بولتی واپسی کو مڑی جب سامنے ہی وہ جن کی طرح نازل ہوا اسکے عین سامنے کھڑا تھا۔

عنایت نے پاؤں سے نظریں اٹھاتے اسکے سر تک اسے گھورا۔

اور ناچاہتے ہوئے بھی زبردستی مسکرائی۔"عالی۔اچھا ہوا تم آگئے۔تم سب بیٹھو میں آتی ہوں۔"وہ عالیحان سے سیدھا عالی پر ایک تو عالیحان نے متاثر ہوتے نیلی آنکھیں پھیلا کر ائبرو اچکائی۔

اب سبھی کی نظریں ان دونوں پر تھیں۔سبھی آگے والے سین کے منتظر تھے۔جیسے دیکھنا چاہتے ہوں کہ آخر جیتتا کون ہے۔

"ہمممم تو اس میں ڈرائے فروٹس تھے۔!بھاری گھمبیر لہجے میں پوچھتے وہ ایک قدم اٹھاتا مزید قریب ہوا۔ انداز نہایت سرد تھا۔وہ ہر طرح سے دیکھ چکا تھا گھر میں کوئی بھی ایسی تیکھی چیز موجود نہیں تھی جسے وہ کھا سکتی مگر اب پانی پینے کی غرض سے وہ کچن میں گیا تو نظر کاؤنٹر پر گرے کیچپ پر گئی۔جسے دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ کس کی کاروائی ہو گی۔

"نن نہیں تو۔کک کس نے کہا۔!

وہ صاف پھیلا کر صاف مکر گئی اسکے جھوٹ پر جہاں سبھی نے منہ پھاڑ کر بے یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا وہیں عالیحان شاہ نے سمجھنے والے انداز میں سر کو اثبات میں ہلایا۔

"ہمم۔!

تو کیا تھا اس میں۔؟اب مزید ایک قدم اٹھایا تو عنایت کو اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

"ووہ اس میں کیچپ تھا۔!اسنے سر جھکا کر پلیٹ سے نظریں چرائی۔

ہممم۔"کہاں گیا وہ کیچپ۔؟بھوری شیو کو انگلی سے کھجاتے وہ اب ذرا سا نرم پڑا تھا۔

امبر، ماہا اور عمایہ رشک سے اسے دیکھ رہی تھی۔ان کے مطابق عالیحان شاہ اپنی بیوی کے لئے پوزیسو تھا اور ایسی حالت میں اس قدر کیئر کوئی کوئی مرد ہی کر سکتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہ کیچپ کیچپ تو بلی کھا گئی۔! وہ جھٹ سے سر اُٹھائے اپنی سیاہ آنکھیں پھیلائے بولی۔ تو عالیحان شاہ نے بمشکل سے اپنے امڈتے جذبات پر بندھ باندھا۔

"نیلی حسین نگاہوں میں جنون خیزی عروج پر تھیں۔

جس دن ہاتھ لگی چھوڑوں گا نہیں میں اس بلی کو۔! پلیٹ اسکے ہاتھ سے پکڑتے وہ سرسراتے ہوئے گھمبیر لہجے میں بولا۔ اور پھر واپس کچن کی طرف مڑا۔

تو عنایت نے کب سے رکا اپنا سانس بحال کیا تھا۔ وہ تو ایسے ہی ڈر رہی تھی کتنا آسان تھا اسے بے وقوف بنانا۔

"بے وقوف۔"

اسکی چوڑی پشت کو گھورتے وہ مسکرا کر زیر لب بڑبڑائی۔

وہ جیسے ہی گہری سانس بھرتے مڑی۔ تو اب کی بار خواتین کی نظروں کو خود پر ٹکا پاتے وہ ہونٹ بری طرح سے کچلنے لگی۔

وہ میں نے میڈیسن نہیں کھائی میں ابھی آتی ہوں۔! وہ شرم سے سرخ پڑی بمشکل سے بہانہ بناتی بھاگنے کے انداز میں اپنے روم کی طرف بڑھی تھی۔

پیچھے اسے کافی دور تک سب کے قہقہوں کی آوازیں سنائی دیتی رہی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ابییر خدا کے لئے نیچے اتار دو۔ میں ٹھیک ہوں اب۔! منہ کے زاویے بناتے وہ جھنجھلا کر اسے دیکھتی منت کرنے والے انداز میں بولی۔

جبکہ مقابل پر اسکی کسی بھی بات کا کوئی بھی اثر نہیں پڑا تھا۔ ابیر علوی بے تاثر چہرے سمیت اسے یونہی بانہوں میں بھرتے آگے بڑھا تھا۔

ابیر آنٹی پھپھو لوگ سب ہونگے۔! عنایہ نے پھولتی سانسوں سمیت کہا تھا۔ وہ سب کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتی تھی۔

ویسے بھی گھر والوں کے حساب سے ابھی تک ان کی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔

"ڈارلنگ تمہارا لاڈلا سگا بھائی بھی موجود ہے۔ آئی ڈونٹ کیئر اباوٹ اینی ون۔ بس اپنے ان خوبصورت ہونٹوں کو مزید تکلیف مت دو۔!

شفاف ماتھے پر بل سمیٹے وہ مغرور حسن کا مالک ہلکا سا مسکرا کر بولا تو عنایہ اسکی آنکھوں میں عجیب سے رنگ دیکھ کر ٹھٹکی۔

وہ اب سر جھکائے ہونٹ کچلنے لگی۔

السلام علیکم۔! دہلیز سے اندر قدم رکھتے ہی ابیر علوی نے بھاری آواز میں سلام کرتے گویا سب کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

حیا اتنے عرصے کے بعد اسکی آواز پر ایکدم سے مڑی۔

سانسیں سینے میں اٹکی۔سیاہ آنکھیں پھیلائے وہ گردن موڑ کر جیسے ہی پیچھے مڑی۔تو ابیر کو دیکھ جیسے چہرہ لمحوں میں کھلا تھا۔

ابیر کی نظریں ماں سے ہوتی ٹو سیٹر صوفے پر براجمان عالیحان اور انیل پر گئی۔جہاں انیل بھائی کی واپسی پر مسکرا رہا تھا۔

وہیں عالیحان شاہ کی آنکھوں میں جلتے شرارے ہی ابیر علوی کو سکون پہنچانے کو کافی تھے۔

وہ فتح مندی سے مسکراتا آنکھ ونک کیے اسے مزید سلگاتا ماں کی مڑا۔

امبر یک ٹک اس ہینڈسم نوجوان کو دیکھ رہی تھی۔حسین نقوش میں چھائی مغروری اور رعب اسے مزید سحر انگیز بنا رہا تھا۔

اسکے بعد اسنے ایک نگاہ اسکی بانہوں میں موجود لڑکی پر ڈالی۔

تو آنکھیں پوری پھیلی تھیں۔بے ساختہ ہی ہونٹ واؤ شیپ میں ڈھلے۔اگر ایک حسین تھا تو دوسرا حسین تر تھا۔

اسے سمجھ ناں آیا کہ وہ اس لڑکی پر رشک کرتی یا شخص پر۔"

یہ ابیر بھائی ہیں۔آپ کے جیٹھ۔اور یہ ان کی وائف پلس عنایت آپی کی چھوٹی بہن۔مطلب آپ کی جیٹھانی۔!

عمایہ نے سر امبر کے کندھے پر رکھتے اسے ان دونوں کی بابت بتایا۔

تو امبر متاثر ہوئے بناناں رہ سکی۔خود پر کسی کی گہری نگاہیں محسوس ہوئی تو اسنے پلٹ کر انیل کو دیکھا مگر وہ موبائل فون پر مصروف تھا۔

ابیر نے آگے بڑھ کر عنایہ کو ایک صوفے پر بٹھایا۔اور خود اپنی طرف بڑھتی ماں کو سینے میں بھینچتے ہونٹ ان کے سر پر رکھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ابیر ابیر تم ہی ہو ناں۔ میرا بچہ۔ کہاں چلے گئے تھے تم۔؟ آنسوں اور ممتا کی آمیزش سے بھرے پر شکوہ لہجے پر ابیر ہلکا سا مسکرایا۔

"آ گیا ہوں ناں واپس ماما۔ فکر مت کریں۔ آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کچھ ہو سکتا ہے بھلا۔؛" اسنے ماں کی فکر دور کرنا چاہی تھی جیسے۔ وہ جانتا تھا اسکی ماں اسکے لئے سب سے زیادہ فکر مند ہو نگی۔

"ہاں آ گئے ہو اب میں کہیں بھی نہیں جانے دوں گی۔! آنکھیں پونچھتے وہ ضد سے بولی تو سبھی مسکرائے۔

اسکے بعد سبھی ایک ایک کرتے اس سے ملے تھے اور آخر میں اسکی نگاہ صوفے کے نیچے بچھے کارپٹ پر بیٹھی ان سبھی لڑکیوں پر گئی۔ ماہا کو وہ پہلے سے جانتا تھا۔ امبر۔! اسکے لہجے میں اپنایت تھی امبر کو محسوس ناں ہو سکا کہ وہ پہلی بار اسے پکار رہا تھا۔

"جی۔! وہ خجل سی ہوئی کیا کہتی کچھ سمجھ ناں آیا بس یونہی جی کہہ کر اٹھ گئی۔

"میری گڑیا۔ بھائی کے آنے سے پہلے ہی شادی کر لی۔!" وہ شکوہ کناں لہجے میں بولتا اسے خود سے لگائے سر پر بوسہ دیتے بولا۔ بچپن کے کئی حسین لمحات آنکھوں کے سامنے لہرائے تھے۔

کتنی شوخ اور چنچل ہوا کرتی تھی ان کی امبر۔ مگر سب ابیر کے سامنے چپ ہو جایا کرتے تھے ماسوائے اسکی بیوی کے۔!

سر جھٹک کر وہ مسکراتے ہوئے پیچھے ہوا۔

"ہم سے بھی مل کیا جائے دیورانی جی۔!

عنایہ کی بھوری نگاہیں کب سے انیل پر ٹکی ہوئی تھی۔ جو کن اکھیوں سے اپنی بیوی کو گھور رہا تھا اسے ہنسی تو بڑی آئی مگر وہ ضبط کر گئی۔

امبر مسکرا کر صوفے پر بیٹھی عنایہ تک گئی تھی۔ جسنے خوشدلی سے اسے خود سے لگایا۔

"عالیحان شاہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ اسے عنایہ کی طرف آتا دیکھ ابیر نے لب بھینچ لیے۔

"مام عین کی طبعیت ٹھیک نہیں۔ بخار ہے اسے میں اسے روم میں لے جاتا ہوں۔! وہ سرخ چہرے سمیت سپاٹ لہجے میں بولا۔

تو سب نے متفکرانہ نگاہوں سے عنایہ کو دیکھا۔

جو سب کی نظریں خود پر پاتے سٹپٹا سی گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ارے میں ٹھیک ہوں۔عالی۔عالی۔کیسے ہیں آپ۔!اس سے پہلے ابیر اسے قابو کرتا وہ اسکا ہاتھ ہوشیاری سے جھٹکتے اپنی طرف آتے عالیجان کی طرف بھاگی تھی۔

وہ جانتی تھی عالیجان اس سے ملے بغیر رہے گا نہیں اور ابیر کے تاثرات سے اسے اندازہ ہو چکا تھا وہ اسے ملنے نہیں دے گا۔

جبھی وہ خود اٹھ کر بھاگ کر اس تک گئی تھی۔

"ٹیڈی۔کیسی ہو۔؟ بخار کیوں ہو گیا۔میری پرنسز کو۔ڈاکٹر کے پاس جائیں۔!عالیجان شاہ اسے سینے سے لگا کر ماتھے کو ہاتھ کی پشت سے چھوتے متفکرانہ انداز میں پوچھنے لگا۔

عنایت نے گھور کر اس سڑیل کو دیکھا۔

اس کا بس نہیں چلتا ورنہ سارے گھر کو ہسپتال لٹا آئے سب سے پہلے تو مجھے۔!

عنایت نے ماہا کا کندھا ہلا کر اسے اپنی طرف راغب کرتے جیسے عالیجان شاہ کی طرف اشارہ کرتے اسے بہت اہم بات سے آگاہ کیا تھا۔۔

ماہا تو کھلکھلا کر ہنستی منہ پر ہاتھ رکھ چکی تھی۔جبکہ عنایت ہنہہ کرتی اس ریچھ کو گھور کر اب نگاہیں پھیر چکی تھی۔

"تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے میں خود ڈاکٹر ہوں۔خیال رکھ سکتا ہوں اپنی بیوی کا۔!

ابیر نے جبڑے بھینچ کر عنایہ کا بازو جکڑتے اسے عالیجان شاہ سے دور کرتے اب سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے جتلایا۔

اسکی سمجھ سے باہر تھا اسکی اپنی بیوی تھی۔بلکل ڈیول کی طرح۔پھر وہ دونوں اسکی بیوی کے پیچھے کیوں ہاتھ دھو کر پڑ گئے تھے۔

وہ بھی تو بھائی تھا کبھی اتنا پوزیسو نہیں ہوا۔پھر ان دونوں کو کیا موت تھی جو ہاتھ دھو کر اسکی بیوی کے پیچھے پڑ چکے تھے۔

"اسی بات کی تو فکر ہے کہ تُو ڈاکٹر ہے۔!عالیجان شاہ نے لب بھینچ کر برفیلے لہجے میں کہا تھا۔جبکہ عنایہ اب سر کھجاتے مڑی۔

مگر اسکا سانس تو تب رکا تھا جب اپنے دونوں ہاتھ کسی کی گرفت میں محسوس ہوئے تھے۔بھوری آنکھیں پھیلائے وہ پریشانی سے سامنے دیکھنے لگی۔جہاں عنایت نے اسے ہاتھ کے اشارے سے ہی پرسکون رہنے کا کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہاتھ چھوڑو میں اسے ڈاکٹر کے پاس لے جا رہا ہوں۔! عالیحان شاہ نے قہر برساتی نگاہوں سے ابیر علوی کو گھورا تھا۔

جس نے عنایہ کے ایک ہاتھ کو جکڑا ہوا تھا۔

ہاتھ میں نہیں تم چھوڑو گے میری بیوی کا۔ہاتھ چھوڑو اسے روم میں لے جانا ہے مجھے۔! اسکی نیلی آنکھوں میں اپنی شہد رنگ آنکھیں گھاڑے وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

تو عنایہ نے لب بھینچ کر گہری سانس بھری۔ انیل مزے سے ٹانگیں ہلاتا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

یہ لڑائی تو بچپن کی تھی۔اب اتنے برسوں بعد جیسے ساری یادیں تازہ ہو رہی تھی۔

"چپ ایک دم چپ۔ پیچھے ہٹو تم دونوں۔! عنایت غصے سے بازو فولڈ کرتی اٹھی تھی۔اسکی آواز پر سب سے پہلے انیل نے داد دیتی نظروں سے عنایت کو دیکھا۔یہ تبدیلی اسے تو کیا سب کو بہت بھا رہی تھی۔

"حیا اور حرمین تو کندھے اچکا کر رہ گئی۔عیناں ہوتی تو یہ جھگڑا سلجھ جاتا کیونکہ یہ ان کے بس سے باہر کی بات تھی۔

"ہاتھ چھوڑو۔؛"کمر پر ہاتھ ٹکائے وہ ایک نگاہ ابیر اور عالیحان شاہ پر ڈالتے سخت لہجے میں بولی۔تو اسکے انداز اور تحکم بھرے لہجے پر عالیحان شاہ نے ابیر و اچکاتے آنکھیں چھوٹی کیں۔

"آپی۔! ابیر کیا کہا میں نے۔؟ وہ ابیر کی بات کاٹتے بولی۔تو وہ ہاتھ چھوڑنے کی بجائے لب بھینچ گیا۔

"ہاتھ چھوڑ دو عالیحان ورنہ بڑے پاپا سے شکایت لگاؤں گی۔اور پھر خوب ڈانٹ پڑے گی۔!

وہ انگلی سے اسے وارن کرتی سختی سے بولی۔تو عالیحان شاہ اسکی دھمکی پر لب بھینچ کر رہ گیا۔

"اور پھر ایک نگاہ ابیر پر ڈالتے اسنے عنایہ کو دیکھا۔جس نے اسے منت کرتی نظروں سے دیکھا تو گہری سانس بھرتے وہ ہاتھ چھوڑتے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا۔

"ابیر نے اسکے چھوڑتے ہی ہاتھ خود ہی چھوڑا تھا۔

"بہت ہو گئی ان کی من مانی چلو لڑکیوں میرے کمرے میں آؤ سب۔! وہ گردن اکڑا کر عمایہ، امبر اور ماہا کو دیکھتی جیسے بائیکاٹ کر رہی تھی۔

انیل، عالیحان اور ابیر تینوں ہی اسکی بات پر چونکے تھے مگر پھر لڑکیوں کو دیکھا جو سر ہلاتی اسکے پیچھے ٹولا بنائے اب کمرے میں گھستی دروازہ اندر سے بند کر چکی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"یہ کیا حالت بنا رکھی ہے ان لڑکیوں نے۔؟ کسی ایک کو دیکھ کر بھی نہیں لگتا کہ یہ شادی شدہ ہیں۔! حیا نے گہری سانس بھرتے تاسف سے کہا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو حیا۔ ہمیں ہی کچھ کرنا پڑے گا۔! میرب کو اپنی بہو کی شکل یاد آئی تھی۔ اچھی خاصی تو بھیجی تھی مگر یہاں آتے ہی وہ کیا بن چکی تھی۔

"ابیر اور عالی۔ گاڑیاں نکالو۔ ہمیں کہیں جانا ہے۔! ابیر جو اوپر جا رہا تھا اور عالیجان جو لاؤنج کی طرف بڑھ رہا تھا حیا اور حرمین کی آواز پر وہ چونک کر رکے۔

"اس وقت۔؟ کہاں جانا ہے آپ کو۔؟ ویسے بھی۔!

اپنا ویسے بھی اپنے پاس رکھو۔ اور جلدی کرو۔ سنا نہیں کیا کہا ہے میں نے۔!

حرمین نے بیٹے کو گھورا۔ جو بیوی کے بعد ماں کے بدلے تیور دیکھ منہ کھولے کھڑا تھا۔

"ماما۔ آپ سب جا رہی ہیں۔؟ تو ان سب کے پاس کون رہے گا۔۔!

ابیر نے ماں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ایسے حالات میں وہ کسی ایک کو بھی ایسے چھوڑ کر نہیں جا سکتے تھے۔

"انیل ہے ان کے پاس۔! تم دونوں چلو فوراً۔! حیا نے بھی اب ذرا آنکھیں دکھائی۔ جانتی تھی اگر ان میں سے ایک بھی گھر رکا تو لڑکیوں کا پلین خراب ہو گا ہی۔ اسی لئے وہ دونوں کو ساتھ لے کر جا رہی تھی۔!

اوکے آجائیں آپ لوگ باہر۔! ابیر نے گہری سانس بھرتے عالیجان کو دیکھتے کہا اور خود بھی عالیجان کے پیچھے ہی باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

دونوں پاؤں میز پر رکھے وہ مزے سے میچ دیکھتا ساتھ ساتھ پاپ کارن سے لطف اٹھا رہا تھا۔ اچانک وہ چونکا۔ جب اپنے سامنے رکی امبر پر نگاہ پڑی۔ جو اسکے دیکھنے پر مسکرا کر بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔

انیل نے تھوک نگل کر سر جھٹکا۔ جب وہ ایک ادا سے چلی تو انیل نے گلا کھنکھارا۔ اور خود صوفے کے پیچھے گھسنے لگا

۔

جبکہ سانس تو اپنی طرف بڑھتی اپنی بیوی کو دیکھ کر اٹکی تھی۔ وہ جانتا تھا اس معصوم چہرے کے پیچھے کتنی بولڈ لڑکی رہتی تھی اور اب امبر کے چال ڈھال سے اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہی لڑکی اسکے سامنے ہی آن رکی ہو۔!

امبر نے نظریں اٹھا کر دروازے کو دیکھا جہاں عنایت اسے اشارے سے آگے جانے کا کہہ رہی تھی۔ کیونکہ یہ سارا پلین اسی کا تو تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"نیل۔! وہ انیل کا الف کھا گئی یا جان بوجھ کر شوخ ہوئی تھی انیل کو اندازہ ناں ہو سکا البتہ کانوں سے دھواں ضرور نکلتا محسوس ہوا۔

"امبر تم جاؤ اندر آپی لوگوں کے پاس۔! نظریں ہنوز جھکائے اسنے ریموٹ اٹھانا چاہا مگر ہاتھ کپکپا رہے تھے۔

مگر اچانک امبر آگے بڑھتے اسکی گود میں بیٹھی تو انیل کی چیخ بے ساختہ تھی۔

"یی یہ یہ کیا کر رہی ہو۔؟ وہ بدکا۔ شہد رنگ آنکھوں میں خمار کی سرخی دیکھ اسنے تھوک نگل کر حلق تر کیا تھا۔

"وہ مجھے کچھ کام تھا آپ سے۔! وہ معصومیت سے بولتی پیچھے دیکھنے لگی۔ ص جب عنایہ نے اسکے دیکھنے پر دونوں ہاتھ عنایت کی گردن کے گرد باندھ کر اسے بھی یہی کرنے کا کہا۔

"تو پہلے تو وہ گھبرائی مگر پھر ہونٹ کچلے۔انیل پلیز۔! وہ اٹھنے لگا تو امبر نے ہاتھ اسکی گردن کے گرد باندھ لیے۔ ماہا اور عمایہ تو منہ میں کپڑا ٹھونسے اپنی ہنسی کنٹرول کر رہی تھی۔

"کام بتاؤ امبر۔! لبوں پر زبان پھیرتے اسنے جذبات پر قابو پاتے بمشکل سے خمار آلود لہجے میں پوچھا۔

وہ نا دیکھتے ہوئے بھی پیچھے سب کی موجودگی محسوس کر چکا تھا وہ پولیس آفیسر تھا آہٹ سے انسان کو پہچان جاتا تھا۔

اوف اس وقت وہ اپنی بیوی کو سب کے سامنے یہ شرف بخش رہا تھا۔

باقی کا حساب تو وہ آج کمرے میں سود سمیت پورا کرنے والا تھا۔

"وہ ہم سب بائیک ریسنگ پر جانا چاہتی ہیں۔!؟"

آنکھیں مٹکا کر وہ معصومیت سی بولی۔" ہمممم ہم سب کون۔؟ وہ جان تو چکا تھا مگر پھر بھی پوچھنے لگا۔

"وہ آپی لوگ سب لوگ۔! ءوہ گھبرا کر جانے کیا بول چکی تھی۔

"اگر عالی اور ابیر بھائی کو علم ہوا تو وہ چھوڑیں گے نہیں کسی کو بھی۔! انیل نے وارن کیا البتہ ذہن میں شیطانی آئیڈیا ضرور آیا تھا۔

اوکے۔ بلاؤ سب کو۔! اسنے گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے مسکراہٹ دبا کر کہا تو اچانک پیچھے سے وہ سبھی خوشی سی چیخی تھی۔

انیل سر جھٹک کر مسکرایا۔اتنے برسوں کے بعد سب ایک ساتھ خوش تھے تو وہ کیوں ان کی خوشی پھیکی پڑنے دیتا ۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہممم گاڑیاں نکالو۔خیال رہے بائیکس سے دور رہیں گی سب گاڑیاں مگر الرٹ رہنا۔! اسنے اپنے آفیسر کو اطلاع دیتے ایک نگاہ امبر پر ڈالی اور خود بھاری قدم اٹھاتے باہر نکلا۔

Episode 122

"عنایہ خدا کا واسطہ ہے مجھے گرانا مت۔ورنہ اس ریچھ نے مجھے ایک نوالا بنا کر کھا جانا ہے۔! عنایہ نے لب دبا کر بہن کو دیکھا جو دسویں بار ایک ہی بات دہرا رہی تھی۔وہ سبھی اس وقت عنایہ کے جینز اور شارٹس میں تھی۔

جبکہ عنایت تو ایسے کپڑے پہننے سے انکار کر چکی تھی مگر عنایہ نے زور دے کر اسے پہنائے تھے۔

"آپی اگر آپ کو عالی کا اتنا ہی ڈر ہے تو رہنے دیتے ہیں ناں۔ویسے بھی پلین تو آپ کا ہی ہے۔! ہیلمنٹ اسکے سر پر اچھے سے پہناتے عنایہ نے کھوجتی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

ارے نہیں نہیں میں کیوں ڈرنے لگی اس سے۔مجھے جانا ہے پلیز۔! وہ اب سیاہ آنکھوں میں معصومیت سمیٹ کر بولی۔

"انیل انیل تم میرے اچھے والے بھائی ہو۔پلیز تم عالیجان کو مت بتانا۔"

انیل جو عمایہ کے سر پر ہیلمنٹ باندھ رہا تھا اسنے افسوس سے عنایت کو دیکھا۔

آئی سویر آپی عالی کو میں کچھ نہیں بتانے والا۔اسکی بات پر جیسے عنایت کی جان میں جان آئی تھی۔

"میں کیا کروں گی جا کر۔امبر تم لوگ چلے جاؤ پلیز۔! ماہا نے منہ بنا کر کہا تو امبر نے اسے گھورا۔

"چپ کر جائیں آپی آپ۔کچھ نہیں ہونے والا۔!

امبر نے اسے نرمی سے سمجھایا تو وہ خاموش ہوتے رہ گئی۔

"ارے عنایہ تمہارے تو پاؤں بھی نیچے نہیں لگ رہے۔میں گر گئی تو بے بی کو کچھ ہو گیا تو۔! وہ جانا بھی چاہتی تھی اب ڈر بھی رہی تھی۔عنایہ کو سمجھ ناں آیا کیا کرے۔"

ایسا کریں نیلے کے پیچھے بیٹھ جائیں آپ سب سے اچھا تو میرا عیش ہے۔کم از کم میرے پیچھے بیٹھ تو جاتا تھا بائیک پر۔ اسے رہ رہ کر عائش یاد آیا۔اگر آج وہ یہاں ہوتا تو کتنا مزہ آتا۔

"عالی کچھ کہے گا تو نہیں۔! اسنے ہونٹ چباتے جیسے خود سے پوچھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"نہیں میں تمہارے پیچھے ہی بیٹھوں گی بس سپیڈ سلو رکھنا۔! اس نے اب عنایہ کو دیکھتے ہوئے کہا اسے انیل سے بھی ڈر لگ رہا تھا اگر وہ گرا دیتا تو۔ اگر عالیجان غصہ کرتا تو بھی اسے اسکا بھی ڈر تھا۔ مگر عنایہ اسکی بہن تھی۔ وہ جانتی تھی وہ اسے گرنے نہیں دے گی۔ "

آپی میں ہیوی بائیک چیمپئن رہ چکی ہوں اپنی یونی کی۔ لعنت ہے میرے چیمپین ہونے پر اگر میری اپنی بہن مجھ سے ڈر رہی ہے۔!

بھوری آنکھوں میں افسوس سمیٹے اسنے بہن کو دیکھتے تاسف سے کہا۔

"عنایہ جانتی تھی۔ اسکا یقین کر پانا بہت مشکل تھا وہ تو لندن میں کبھی اسکے پیچھے نہیں بیٹھی تھی یہاں بیٹھنا بھی بہت مشکل تھا۔

"بھائی امبر کو ہرانا ہے ہم نے۔! عمایہ نے ایک نگاہ اپنی بائیک کے سامنے موجود امبر کی بائیک پر ڈالے انیل کا کندھا تھپکتے ہوئے بولی۔ تو انیل مسکرایا۔ ایک گہری نگاہ گردن موڑے اپنی بیوی پر ڈالی۔ جس کی آنکھیں اسی پر تھیں۔

بائیکس سٹارٹ ہوئیں تھیں۔ دونوں کی آنکھوں میں جیت کا نشہ تھا۔ اب دیکھنا یہ تھا کون کس کو مات دیتا تھا۔

امبر پلیز سپیڈ سلو رکھنا۔! ماہا نے اسکے کان میں گھستے خوفزدہ سے انداز میں کہا۔ جسے وہ ایک کان سے سنتی دوسرے سے نکال چکی تھی۔

کلچ چھوڑا گیا تھا اور ہواؤں سے باتیں

کرتی سب سے آگے انیل علوی کی بائیک باہر نکلی تھی۔ اہہہہ اہہہ۔ "

رات کے بارہ بجے جہاں رات کی تاریکی میں خاموشی کا راج تھا سب سے پہلے اس خاموشی میں گونجنے والی آواز انیل علوی کی ہیوی بائیک کی تھی اور اسکے پیچھے عنایت کے چلانے کی۔

"آپی سٹارٹ تو کرنے دیتی۔! عنایہ نے گھور کر گردن موڑ کر بہن کو دیکھا۔ جس نے منہ بند کرتے اب گردن جھکا کر دیکھا۔

"پریکٹس تھی گڑیا۔! وہ مسکرا کر خفت مٹانے والے انداز میں بولی تو عنایہ نے مسکراہٹ دبائی۔

امبر کی بائیک بھی اسی برق رفتاری سے نکلی تھی۔ جبکہ عنایہ بہت آرام سے بائیک چلا رہی تھی مگر اس کے باوجود بھی اسے بہن کی آیت الکرسی پڑھنے کی آواز کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آپی مزہ آیا۔!وہ مسکرا کر پوچھنے لگی تو خوف کے باوجود بھی عنایت نے ہاں کہا تھا۔

وہیں عمایہ جو مضبوطی سے انیل کی جیکٹ کو پکڑے بیٹھی تھی۔اب پیچھے دیکھنے لگی مگر ایک سیکنڈ کا کھیل تھا۔

جب ہواؤں سے باتیں کرتی امبر علوی سڑک پر کراس وے میں بائیک چلاتی انیل علوی سے آگے ہوئی تھی۔

اوہہہ۔!عمایہ کا منہ حیرت کے مارے کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔جبکہ انیل نے جنون خیز نظروں سے اس بائیک کو دیکھا

۔

"امبرررر۔!"ماہا کی چیخ گونجی تھی۔وہ ڈر کے مارے بمشکل سے بول پائی تھی اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا

تھا۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی گھومتے ہوئے تیز رفتار جھولے میں ہو۔

آپی میں نے بیلٹ باندھا ہے آپ نہیں گرے گی۔بس کس کر مجھے ہگ کریں۔!امبر نے مڑ کے اسے حوصلہ

دیتے ایک دلکش نگاہ انیل علوی کی طرف ڈالی۔جو اس سے آگے بڑھنے کو بیتاب تھا مگر امبر اسے موقع نہیں دے

رہی تھی آگے بڑھنے کا۔

عینی۔باقی سب کہاں گئے۔!عنایت نے آنکھیں پھاڑ کر صاف سڑک کو دیکھا اسے کوئی بھی اپنے آگے دکھائی

نہیں دے رہا تھا۔

"آپی بائیک کے مزے لوٹ رہے ہیں۔!وہ دانت بھینچ کر بولی۔

تو ہم کیا کر رہے ہیں۔!

عنایت نے حیرت سے منہ کھولا تھا واقعی اسے ڈر نہیں لگ رہا تھا لگتا بھی کیسے عنایہ چیونٹی کی سپیڈ سے بائیک چلا

رہی تھی۔

"ہم مخول (مذاق) کر رہے ہیں۔!وہ مسکراہٹ دبا کر اپنی اذلی زبان میں بولی۔

اسکا جملہ ہمیشہ کی طرح عنایت کے ذہن کے اوپر سے نکل گیا تھا۔

"عینی۔"!

جی آپی۔وہ ہمہ تن گوش ہوئی تھی۔

"تھوڑی تیز چلاؤ مجھے چیخیں بھی تو مارنی ہے۔!

وہ معصومیت سے اپنا مدعا بتانے لگی۔ تو عنایہ کا دل چاہا کہ وہ زوردار قہقہ لگائے۔ آپ اٹھ کر کھڑی ہو سکتی ہیں۔ فل سکیورٹی ہے آپ کی۔ اور جتنی چیخیں مارنی ہیں مار لیں۔؛"

عنایہ تو بہن کے اس روپ پر نہار جاتی تھک ہی نہیں رہی تھی۔ اکیس سالہ زندگی میں اسنے کبھی بھی اپنی بہن کو اتنا خوش، اپنی خواہشات کا اظہار کرتے نہیں دیکھا تھا۔

اور اب اتنے سالوں میں اگر آج وہ فرمائش کر رہی تھی۔ تو وہ کیونکر ناں پوری کرتی۔

"عنایہ نے ہلکی سی سپیڈ کم کرتے اسے سہارے سے کھڑا کیا۔ بیلٹ اسکے کندھے کے گرد بندھا ہوا تھا۔

عنایہ جتنی مرضی سپیڈ سے چلاتی وہ جانتی تھی عنایت محفوظ رہے گی۔ مگر وہ بھول کر بھی ایسی کوئی حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ اسکے لیے یہ جیت نہیں یہ ہار ہی زندگی کی سب سے بڑی جیت تھی۔

اوہہہہہ۔! "عنایت کاظمی بہن کی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹ کر جگہ سے تھوڑا سا اٹھی۔

ہنسی کھلکھلاہٹ میں گھلی اسکی چیخیں فضا میں گونجتی عنایہ کو سکون بخش رہی تھی۔

بھوری آنکھوں میں محبت ہی محبت تھی۔

انیل نے سرخ نظروں سے اس بائیک کو دیکھا۔ اور ایک طرف سے کٹ کرواتے وہ آگے بڑھنے لگا۔

مگر تبھی اسکے جیب میں پڑا سیل فون بجا۔ اسنے موبائل فون نکالا۔ تو ابیر کی کال تھی۔

"انیل ذرا دیکھو آپی ٹھیک ہیں ٹائم کافی ہو چکا ہے کیا سب سو چکے ہیں۔؟ شاپنگ بیگز ڈگی میں رکھتے اسنے فکر مندی سے پوچھا۔

"وہ سب اس وقت شاہ خاندان کے ڈیزائنر کے گھر پر موجود تھے۔ جہاں سے خواتین جانے کون کون سے شاپنگ کر چکی تھی۔

"وہ بھائی ہم تو شاہ ولا کے قریب سنسان سڑک پر ہیں اس وقت۔!

انیل نے گلا کھنکھارتے ہوئے کہا تو ابیر چونکا۔

کیوں کیا کر رہے ہو وہاں تم۔! وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

"بھائی سب ضد کر رہے تھے تو ہم سب بائیک ریسنگ کر رہے ہیں۔!

اسنے معصومیت سے کہا تھا۔ جبکہ ابیر نے دانت پیستے ہوئے زوردار آواز سے دروازہ بند کیا۔

عالیجان شاہ جو بیگز تھامے باہر نکلا تھا اسکے چہرے کے تاثرات سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ضرور کچھ ہوا ہے۔ "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

لیڈیز۔ جلدی چلیں ہمیں واپس جانا ہے۔! اسنے تقریباً سبھی کو گاڑیوں میں زبردستی بٹھایا۔

گاڑیاں ہوا سے باتیں کرتی اب واپسی کے سفر کی طرف رواں دواں ہوئی تھیں۔!

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

عینی جب بارس آئے گاناں۔ تو ہم تینوں بہن بھائی ایسے ہی روز آیا کریں گے۔! عنایت کے لہجے میں خوشی تھی۔

وہ تو بس اپنے بھائی کی آمد کی منتظر تھی اور ایسا ہی کچھ حال عنایہ کا بھی تھا۔ وہ تو اسے دیکھ چکی تھی مل چکی تھی مگر اب جس رشتے سے وہ آنے والا تھا وہ رشتہ تو ان دونوں بہنوں کے لیے ایک مضبوط چٹان سے کم ہرگز نہیں تھا۔

"ان کی بائیک کافی پیچھے تھی۔ سڑک کے ساتھ بنے جنگل نما سنسان سی جگہ پر کھڑی گاڑی میں بیٹھے شخص نے گھور کر اس بائیک کو دیکھا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ ان پر حملہ آور ہوتے ان دونوں کو دبوچتا معاً سامنے سے واپس مڑتی بائیکس اور ایک گاڑی کی روشنی پڑتے ہی وہ بھاگ کر گاڑی میں بیٹھا۔

"یہ سب واپس کیوں آرہے ہیں۔! بھوری آنکھیں پھیلائے عنایہ زیرلب بڑبڑائی۔ عنایت نے خوف سے سہم کر گردن نفی میں ہلائی تھی۔

جب اچانک چند قدموں کے فاصلے پر امبر اور انیل کی بائیک ان کے سامنے رکی۔ تو عنایہ نے آرام سے بریک لگائی

۔

وہیں ایک سیاہ کرولا ان بائیکس کے سامنے رکی تو عنایہ اور عنایت نے ہیلمنٹ اتار کر اس گاڑی سے نکلتی شخصیات کو دیکھا۔

"مگر سامنے ہی گاڑی سے نکلتے ابیر علوی اور عالیحان شاہ پر نظر پڑتے ہی ان دونوں کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔

عنایت نے خوفزدہ سی کیفیت میں ان نیلی آنکھوں سے بچنے کو چہرہ عنایہ کے پیچھے چھپایا۔

وہیں ابیر علوی کی سرد نظریں اپنے وجود سے آر پار ہوتی محسوس کرتے وہ ہونٹ چبانے لگی۔

"اس لئے تمہیں ان سب کے پاس چھوڑا تھا۔! ءعالیحان شاہ نے غرا کر انیل کو دیکھتے سرد پن سے پوچھا۔

تو وہیں بائیک سے اُترتی عنایت نے بہن کا بازو زور سے جکڑا۔

سوری بھائی۔! ءوہ سر جھکا کر معصومیت سے بولا۔!

گھر جاؤ سب۔! ابیر نے سرد لہجے میں گویا حکم دیا تھا۔ انیل عمایہ ماہا اور امبر بھاگ کر گاڑی میں بیٹھے تھے۔ جبکہ وہ دونوں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ان کے قریب سے گزرنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر جان تو تب نکلی جب اپنے بازوؤں آہنی گرفت میں محسوس ہوئے۔

ابیر علوی نے دو انگلیوں کے اشارے سے انیل کو وہاں سے جانے کا حکم دیا۔ جس نے سر باہر نکالتے پیچھے کھڑی گاڑی میں سے ایک گارڈ باہر آنے کا اشارہ کیا۔

جو بھاگ کر اس بائیک کو سٹارٹ کرتے وہاں سے نکلا تھا۔

اسکے بعد ماہا امبر اور عمایہ ان دونوں پر افسوس بھری نظر ڈالے اب سیٹوں پر جھک گئی تھی۔ جبکہ عنایہ اور عنایت نے ایک دوسرے کو دیکھتے ہونٹ پھیلائے۔

"ریسنگ کرنی ہے تم دونوں کو۔! عالیجان نے دونوں پر ایک سرد نظر ڈالے اب بیوی کو گھورا تھا۔

جو ڈر سے سانس روک چکی تھی۔ "چلو ایک ریس ہو جائے۔!

ابیر نے عالیجان شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

جبکہ وہ دونوں ہی خوف سے سر نفی میں ہلانے لگی۔ ابیر عنایہ کو کھینچ کر بائیک تک لے گیا اور ایسا ہی عالیجان نے بھی کیا تھا۔

عنایت کی آنکھوں میں پانی بھر آیا مگر آج ظالم یہ بھی کام نہیں آنے والا تھا۔

ان دونوں کے ہاتھوں سے ہیلمنٹ پکڑ کر دور اچھالتے ابیر اور عالیجان نے ایک ہی جست میں دونوں کو کمر سے تھامے اپنے آگے بٹھایا۔

عنایت خوف سے چیختی بائیک کو دیکھنے لگی۔ عالیجان شاہ کی تیز دھڑکنیں اپنے سینے میں محسوس کرتے وہ مزید خوفزدہ ہوئی تھی۔

عالیجان نے اسکے بازو کھول کر اپنی کمر کو آزاد کرایا۔ اور ایک دم سے بائیک اس قدر سپیٹ سے ہوا میں اڑائی۔ کہ عنایتنت کی چیخیں عنایہ کا سانس خشک کر گئی۔

"ابیر۔! وہ ہونٹ پھیلائے معصومیت سے بولی۔ مگر وہ سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔

دونوں ٹانگیں اپنی کمر کے گرد باندھے اس نے عالیجان سے بھی زیادہ سپیڈ سے بائیک سٹارٹ کی۔ کہ بائیک کے ٹائر سڑک پر بری طرح سے رگڑ کھاتے اب ہواؤں سے باتیں کرنے لگے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایہ خوف سے کانپتی اسکی شرٹ کو جکڑتے منہ اسکے سینے میں چھپا چکی تھی۔اسے خوف بائیک کا نہیں بلکہ ابیر کا تھا ۔ویسے بھی وہ خود چلاتی تھی زندگی میں کبھی ایسے بیٹھی تک نہیں تھا وہ بھی اس قدر سپیڈ پر۔اسکا سانس رکنے لگا تھا ۔

ابیر نے ہاتھ بڑھاتے اسکے بالوں سے کیچر اتارتے دور پھینکا تھا۔

اسکی حرکت پر عنایہ کو اپنے حلق میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے تھے۔

عنع عالیجان۔!عنایت خوف سے دانت اسکے سینے پر گاڑھتی اب رونے لگی تھی۔آنکھیں مضبوطی سے میچ رکھی تھی مگر یہ تیز آواز اسے بری طرح سے خوفزدہ کر رہی تھی۔

کیا ہوا لٹل اینجل انجوائے نہیں کرنا۔؟سرسراتے ہوئے سے لہجے میں اسکے کان کے قریب جھکتے عالیجان نے جیسے اس کی بچی کچی جان نکالی ہو۔

"پلیز بس کرو۔روکو پلیز۔!وہ جھٹپٹانے لگی۔

اسکی حالت کے پیش نظر عالیجان نے سپیڈ کم کر دی۔

"یہ مت سمجھنا تمہاری معافی ہو چکی ہے۔گھر پہنچ کر تمہیں سیدھا کرتا ہوں میں۔!

سرسراتے ہوئے سرد لہجے میں گویا اسے بے جان کیا تھا۔جس کے ہاتھ پیر پھول چکے تھے۔

عالیجان نے اب بائیک واپس موڑتے گھر کی طرف بڑھائی۔

ابیر پلیز سپیڈ کم کرو۔!عنایہ چیخ کر بمشکل سے بولی تھی۔اتنی تیز سپیڈ پر اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔اچانک سپیڈ کم ہوئی تو اسنے شکر کا سانس بھرا۔پورا وجود ٹھنڈ سے اکڑ رہا تھا۔

"ابھی وہ ٹھیک سے خوش بھی نہیں ہو پائی تھی جب اچانک اسکے بالوں کو پیچھے سے مٹھی میں جکڑتے ابیر نے سر پیچھے گرایا۔

عنایہ سسکی تھی۔لب میچے وہ آنکھیں بند کر گئی۔

"جانتی ہوناں تمہاری طبعیت کی وجہ سے تمہیں کتنی رعایت دیتا رہا ہوں میں۔میرے کہنے کے باوجود بھی تم نے آرام نہیں کیا۔!

سرسراتے ہوئے سرد لہجے میں اسکے کان میں پھنکارتے ابیر علوی نے دانت اسکی شفاف گردن پر گاڑھے تھے وہ بری طرح سے جھٹپٹانے لگی مگر ابیر پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

گھر پہنچ کر باقی سزا متعین ہو گی تمہاری۔تا کہ تم آئندہ بھول کر بھی غلطی سے بھی ایسی غلطی ناں کرو۔!

اسے اچھے سے سمجھاتے وہ ایکدم سے پیچھے ہٹا کمر پر ہاتھ رکھتے اسکا سر کندھے سے لگاتے وہ بے لچک انداز میں بولا۔

تو عنایہ گھومتے سر سے لب بھینچ کر رہ گئی۔

Episode 123

حوری۔! بند دروازے کے پاس ہی وہ نڈھال سی کیفیت میں گری تھی۔سانس جیسے سینے میں الجھ کر رہ گیا تھا۔

بھیگی آنکھیں کھولے اسنے ماموں کی آواز پر سر اٹھایا۔تو نیلی آنکھیں حد درجہ پھیلی تھی۔

باہر دروازے پر زوردار طریقے سے دستک ہوئی تو حورین شاہ کو لگا اسکا دل نکل کر باہر آ جائے گا۔

سفید چہرہ ایک لمحے میں نیلا پڑا تھا۔"مماموں۔! وہ بمشکل سے اٹکتے ہوئے آنسوں سے تر چہرے سمیت بولی تھی ۔ویام کاظمی کی آنکھوں سے آگ کے شرارے ابل رہے تھے۔اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی بھانجی کی ایسی حالت اسکا خون کھولانے کو کافی تھی۔

حورین رینگ کر دکھتی ٹانگوں سمیت بیڈ تک گئی تھی۔"مماموں۔!ء نیلی کانچ سی گہری آنکھیں پھیلائے وہ روتی ہوئی بمشکل سے بولی تھی۔یقین کر پانا ناممکن تھا کہ اسکے ماموں اسکے سامنے موجود تھے۔ذہن ابھی تک باس کی وخشت کے سبب سن ہو پڑا تھا۔

کپکپاتے ہوئے ہاتھوں سے اسنے ویام کی رسیاں کھولی۔جو جبڑے بھینچ کر آنکھیں میچ گیا تھا۔چہرے کی رگیں اس قدر شدت سے ابھری تھیں جیسے وہ مزید اس قدر غصے میں رہتا تو وہ پھوٹ کر باہر آ جاتی۔

"مماموں۔بباہر وووہ۔! وہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں دہشت زدہ سی کیفیت میں باہر کی طرف اشارہ کرتی پینک ہوئی تھی۔ویام نے اٹھتے فورا سے اپنے وجود سے ان رسیوں کو دور پھینکا اور اپنے قریب پڑی شال اٹھائے اسکے گرد لپیٹے اسے سینے میں بھینچا۔

حورین شاہ کسی اپنے کو قریب پاتے پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

یہ جانے بنا کہ اسکے یہ آنسوں کس قدر تکلیف دے رہے تھے اسکے ماموں کو۔

"ماموں کی گڑیا۔رونا نہیں۔ماموں کچھ نہیں ہونے دیں گے آپ کو۔! اسکا سر تھپکتے ویام کاظمی نے نرم لہجے میں کہتے جبڑے مضبوطی سے بھینچ لیے۔مگر وہ سر نفی میں ہلانے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ننن بباہر اتنے زیادہ للوگ۔ ککیف بھی چچلا گیا۔اپپ مت جانا۔! وہ سہمی ہوئی اسکی بازو کو دبوچتے پاگلوں کی طرح حراساں سی بولی تھی۔

اسکی حالت اس قدر ابتر ہو رہی تھی کہ ویام کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ باہر موجود شخص کو ایک لمحے میں جان سے مار دیتا۔

"کچھ نہیں ہو گا میری جان۔آپ یہاں بیٹھو۔میں بس ابھی آتا ہوں۔اوکے ڈرنا نہیں۔!

اسے خود سے الگ کرتے ویام نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔مگر وہ کسی بھی طور نہیں مانی۔"نن نہیں,پلیز مت جانا۔! وہ سر نفی میں ہلاتی سہمی ہوئی سی پھر سے اسکے بازو پر سر رکھ گئی۔جبکہ اسکی حالت دیکھ ویام کاظمی کی برداشت جواب دے گئی۔

جبڑے بھینچ کر اسنے کاٹ دار نگاہوں سے دروازے کو دیکھا اور پھر سختی سے حورین کے ہاتھ اپنے بازو سے الگ کیا۔!

بیٹا آپ چاہتے ہو کہ میں اسے پنش کروں۔!اسکے آنسوں صاف کرتے وہ ماں جیسی شفقت سے اسے سنبھالنے لگا ۔نیلی کانچ سی گہری آنکھوں میں ٹھہرا پانی ویام کاظمی کے دل پر گر رہا تھا۔

حورین شاہ شروع دن سے ہی اپنے ڈیڈا اور ماموں کی لاڈلی تھی۔اب بھی اس کی آنکھوں میں غصہ اور سرد پن دیکھ وہ سہمی ہوئی سی گردن بمشکل سے ہاں میں ہلا گئی۔تو ویام نے جھک کر اسکی پیشانی چھوئی۔

"تم میں جان بستی ہے ہم سب کی گڑیا اور اگر کوئی تمہیں ہرٹ کرے گا تو اسکا انجام یقیناً برا ہو گا۔! دل ہی دل میں خود سے کہتے وہ حورین کو بیڈ پر لٹاتے کمفرٹر اس پر ڈالے اٹھا۔

نظریں آگے پیچھے دوڑا کر کوئی ہتھیار ڈھونڈنا چاہا تھا۔جس کے ناں ملنے پر اسنے دروازہ کو ایک نظر دیکھا اور ذرا سے پاؤں اٹھائے دروازے کے اوپر لگے پردوں کو کھینچا۔

لوہے کا راڈ نیچے گرتا اس سے پہلے ہی وہ تھام چکا تھا۔بھوری سرد نظروں سمیت وہ آگے بڑھا۔

دروازہ ٹھک کی آواز سے کھلا تو باس نے للچاتی نظروں سے دروازے کو دیکھتے ہوئے قہقہ لگایا وہ سمجھ رہا تھا کہ حورین خود باہر آئی تھی۔

مگر اسکے پھیلے ہونٹ ویام کاظمی کو باہر نکلتا دیکھ سمٹے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مٹھو۔! بھوری آنکھیں بے یقینی وصدمے کی کیفیت میں پھیلی۔کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ویام کاظمی اپنے پورے قد سمیت ہلا تھا۔جس انسان پر انہوں نے سب سے زیادہ بھروسہ کیا تھا وہی انسان ان کا دشمن۔؟

ویام نے سر بے ساختہ ہی نفی میں جھٹکا تو وہی اسے گھورتے ہوئے مٹھو نے قہر بھری نظر اس پر ڈالی۔

" ممممم۔تم تھے اس سب کے پیچھے۔؟میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم یہ سب کرو گے۔!کیوں کیا تم نے اتنا سب۔بولو۔گھٹیا انسان۔؟ویام کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسے زندہ درگور کر دیتا۔

گارڈز۔!مٹھو نے حقارت سے اسے گھورتے بلند آواز لگائی تھی۔اپنے سر سے بہتے خون کو رومال سے روکنے کی کوشش کرتے اسنے فرش پر تھوکا۔

"ہاں میں۔ویام کاظمی میں۔!سینے پر انگلی گاڑھ کر وہ اس قدر شدت سے چیخا کہ ویام کا سرخ چہرہ سنسا سا گیا۔

گارڈز اب اسے قابو کر چکے تھے یا یوں کہا جائے کہ ویام خود سرینڈر کر چکا تھا وہ سننا چاہتا تھا جاننا چاہتا تھا وہ وجہ۔

جس کی وجہ سے اسکا نمک حرام سا تھی۔جسے امن نے نہیں بلکہ پوری فیملی نے اپنا فرد سمجھا تھا۔

جس کے سبب آج ان کا پورا خاندان ٹکروں میں بٹ گیا تھا۔کیا تھی اسکے پیچھے کی وجہ۔؟

"جانتے ہو سب کچھ بہت اچھا چل رہا تھا۔میں،بھاؤں۔آپا(حیا) باجی۔سب پر سکون تھا مگر پھر تم میرے سامنے آئے۔تم ہو ان سب کی وجہ ویام۔تمہاری وجہ سے ہوا یہ سب۔!وہ غرایا تھا۔

مٹھیاں بھینچ کر دھاڑتا وہ اپنے چھوٹے سے قد میں بھی کافی دہلا دینے والا لگ رہا تھا۔

ویام نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

بھلا وہ کیسے ہو سکتا تھا۔!

"جانتے ہو کیا کیا میں نے۔!سب سے پہلے تم سب کے وفاداروں کو خریدا۔!ایچ اے آر کو اس جگہ سے میں نے نکالا تھا ویام۔ہاہاہاہاہاہا۔اور تم لوگ اسے مردہ سمجھتے رہے۔تمہارے اس بیٹے کو میں نے روز تھوڑا تھوڑا کر کے مارا۔

اسکی پہچان اسکا وجود سب کچھ چھین لیا اس سے۔کیا کچھ نہیں کیا میں نے تم سب کو برباد کرنے کو۔

ویام کے بازو کو پیچھے کی طرف کھینچتے اسے گھٹنوں کے بل اسکے سامنے جھکا دیا گیا تھا۔

مٹھو طیش میں پاگلوں کی طرح اسکے آگے پیچھے چکر لگا رہا تھا۔برسوں کی دبی نفرت ابھر کر سامنے آئی تھی جیسے ہر ایک زخم تازہ ہوا تھا اسکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"جانتے ہو تم سب کی پیاری حوری اسکارپ کرنے کی کوشش کس نے کی تھی۔

اسکی پشت پر رکتے وہ کان میں دہشت ناک انداز میں پھنکارتے کندھے سے بہتے خون پر اپنا ہاتھ رکھتے انگلیاں اسکے زخم پر رکھ کر دبانے لگا۔

"اہہہ۔ ویام نے درد کی شدت سے آنکھیں میچتے بمشکل سے ضبط کیا تھا۔ حسین چہرہ لہو رنگ ہوا تھا۔ جبڑے اس طرح مضبوطی سے بھینچ رکھے تھے کہ جیسے وہ ضبط کی آخری انتہا پر ہو۔

"جانتے ہو عالی کو بدگمان میں نے کیا۔ ابیر کو مارنے کی کوششیں کروائی مگر وہ حرا*می ہر بار بچ جاتا تھا۔ امبر کو اٹھوایا۔ عنایت کو مارنا چاہا۔۔ مگر سب کچھ تہس نہس کر دیا۔ تمہاری اولادوں نے۔"

اہہہ۔! مٹھو نے پوری قوت سے اسکی کمر پر ٹانگ ماری کہ وہ منہ کے بل کراہ کر نیچے گرا تھا۔

عیناں کے وجود میں ہلچل سی ہوئی تھی۔ مگر آنکھیں یونہی کھلی ہوئی تھیں۔

جبکہ دوسری طرف حورین شاہ دروازے سے لگی یہ سب سنتی دونوں ہتھیلیاں ہونٹوں پر رکھ گئی۔

آنسوں بری طرح سے اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔

"لگتا ہے اسکی بیوی کو بھی چین نہیں۔ جاو دیکھو اسے۔ اگر ہوش میں ہے تو لے آؤ اسے۔ پہلے ان دونوں کو ماروں گا۔ پھر حورین شاہ کو دسترس میں لے کر بے بس کروں گا۔ ہاہاہاہاہاہا۔!

وہ پاگلوں کی طرح قہقہ لگاتے پیر ویام کی چوڑی پشت پر رکھ گیا۔

"باس نیچے گرنے والی تھی۔ وہ ہوش میں نہیں لوٹی۔؛ "

آدمی بھاگ کر باہر نکلا باس کو آگاہ کرتے وہ ایک طرف رکا۔

ماروا سے۔ اتنا مارو کے اسکے جسم میں موجود خون کا ایک ایک قطرہ بہہ نکلے۔"

نفرت آمیز نگاہوں سے ویام کو دیکھتے وہ پھنکارا تھا۔

اہہہہ۔! ویام کاظمی کی چیخ بے ساختہ ہی بلند ہوئی تھی۔ جب اسے بالوں سے پکڑ کر وہ گارڈز گھسیٹ کر باہر لے جانے لگے۔

"کیوں کر رہے ہو تم یہ سب۔ کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا۔!

ویام کاظمی اسے دروازہ توڑتا دیکھ بپھرا ہوا سا سب کو خود سے دور پھینکتا پھولتی سانسوں سمیت اٹھا تھا۔

دروازہ کھولنے کی کوشش میں مصروف مٹھو نے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ آنکھوں میں جلن سی بڑھی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مائیکل جانتے ہو۔!

مائیکل۔!خون سے لت پت ویام کاظمی نے جیسے اس نام کو پکارتے ہوئے زہن پر زور ڈالا۔

گارڈز آگے بڑھے اسے پکڑنے کو مگر مٹھو کے اشارے پر رک گئے۔

"کیسے یاد ہوگا تمہیں۔ویام۔تمہاری زندگی میں تو جانے کتنے مائیکل آئے ہوں گے۔میں اس مائیکل کی بات کر رہا ہوں جو لیلی کا دوست تھا۔

جس نے تیری بیوی کا سودہ کیا تھا۔اب یاد آیا کچھ۔!

مٹھو نے جیسے اسے یاد دلایا تھا۔

ویام کو ایک لمحہ لگا تھا مائیکل کو یاد کرتے۔وہ کیسے بھول سکتا تھا اس انسان کو۔جو اسکی بیوی کے ساتھ ساتھ جانے کتنی لڑکیوں کو بیچنے کی تیاری پکڑے ہوئے تھا۔۔

اسے ویام کاظمی نے ہی دردناک موت مارا تھا۔

"اوہہ تو وہ کمینہ تیرا بھائی تھا۔!"ویام کاظمی نے نفرت آمیز لہجے میں پھنکار کر کہا تھا۔

"ہاں وہ میرا بڑا بھائی تھا۔جسے مار کر تُو نے اپنی موت خریدی۔دیکھ آج تیرا اپنا بیٹا ہی تجھے پہچان نہیں رہا۔چچ چچ۔!

مٹھو غصہ ہونے کی بجائے افسوس سے بولا۔تو ویام نے شرارے اگلتی نظروں سے اسے گھورا۔

سانسیں ایک دم سے پھولی۔دیکھ تیرے بیٹے کا دل آیا بھی تو کس پر میری منظور نظر ہاہاہا۔تیری بھانجی پر۔!

ہاہاہاہاہاہا۔"

مٹھو اسے تکلیف دینے کو زہر خند لہجے میں پھنکارا تھا اور اسکی سوچ کے مطابق ہی مقابل اپنا آپا کھوتے بری طرح سے اس پر جھپٹا۔مگر پیچھے سے پڑتی زوردار سٹک کے سبب وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا۔

ماتھے سے خون تیزی سے بہا تھا۔

آنکھیں اچانک ہی دھندلائی۔

مٹھو مڑا۔اسے مار دو۔!سرد برفیلے لہجے میں کہتے اسنے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"حور دروازہ کھول دو پیاری۔اگر میں نے کھولا تو عزت تو لوٹوں گا ہی مگر جان سے بھی جاؤ گی تم۔!وہ دو انگلیوں سے دروازہ بجاتا جیسے اسکے ذہن سے کھیل رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس نے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھتے آنکھیں زور سے میچ لیں۔

"باہر آؤ ورنہ تمہارا اماموں جان سے جائے گا اور اس بار تم اچھے سے جانتی ہو یہ جھوٹ نہیں ہے۔"

وہ خباثت سے ہنستا سر سراتے ہوئے لہجے میں بولا۔

"ٹونکل ٹونکل لٹل اسٹار۔ہاؤ آئے وانڈر واٹ یُو آر۔"

گردن ہلاتے اسنے گارڈز کو ویام کو پیٹنے کا حکم دیا۔اور خود دروازہ کے سامنے رکتا وہ برفیلے سرد لہجے میں بول رہا تھا

۔

"حورین بری طرح سے کانپی تھی۔اسکے ماموں کو کچھ ہو جاتا تو پھر۔نیلے پانی سی بہتی وہ حسین آنکھیں خوف سے سیاہ پڑی تھی۔

"اللہ جی پلیز کیف کو بھیج دیں۔!وہ روتی بلکتی آسمان کی طرف سر اٹھائے جیسے اپنے خدا سے فریاد کرنے لگی۔

اچانک ٹھاہ کی زوردار آواز گونجی تھی۔دروازے کا لاک کھلنے کی آواز اندر تک سنائی دی۔

حورین شاہ خوف و دہشت سے نیلی پڑتی گردن موڑ کر دروازے کو دیکھتے پیچھے کو ہونے لگی۔

گردن مسلسل نفی میں ہل رہی تھی مگر اب جسم میں اتنی سکت تک نہیں بچی تھی کہ وہ اٹھ کر بھاگ پاتی۔

مٹھو قہقہہ لگاتے اندر داخل ہوا۔اور ایک بھرپور نگاہ اس نازک وجود پر ڈالتے اسنے مڑ کر دروازے کو یونہی پھیرا

۔کیونکہ لاک تو ٹوٹ چکا تھا۔

"ننن نہیں۔!حورین شاہ پیچھے کو کھسکتی سر مسلسل نفی میں ہلاتے بڑبڑا رہی تھی۔ماحول ایک دم سے خوفزدہ سا ہو گیا۔حورین شاہ کی سسکیاں اسکاڈر جیسے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔

"وہ آگے بڑھا اور دونوں ٹانگیں اسکے قریب رکھتے اسکی بے بسی پر خباثت سے بھرپور قہقہ لگایا۔

"کہاں تھا ناں مت تھکاؤ خود کو۔!نفرت آمیز لہجے میں پھنکارتے ہوئے اسنے گھور کر اسے دیکھا۔جو شال کو مضبوطی سے مٹھی میں جکڑے ہوئے کوئی سہمی سی ہرنی لگ رہی تھی۔

"افففففف تمہاری سسکیاں اور یہ چیخیں تمہارے ماموں کو پل پل ماریں گی ڈارلنگ۔!

وہ جھکا گہرے پر اسرار لہجے میں کہتے اپنی وخشت اسکے معصوم دل پر اتاری تھی۔

جو درد سے پھٹتے سر سے سامنے دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔مگر آنکھوں کے سامنے دھندسی چھائی تھی۔وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہوئی۔تو مٹھو کی حوس بڑھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس سے پہلے وہ ہاتھ حورین کی شال پر رکھتا۔

دھڑ کی زوردار آواز کے ساتھ دروازہ پورے کا پورے ٹوٹا تھا۔

یہ آواز اس قدر وحشت ناک تھی کہ ایک پل کو مٹھو نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔

جہاں دروازے کے عین وسط میں کھڑا وہ بھوری آنکھوں والا شخص انسان کم جانور زیادہ لگ رہا تھا۔

اسکی شکنجے میں موجود وہ آدمی بری طرح سے پیر پٹکھ رہا تھا۔ مگر اس وحشی نے اسے اس قدر شدت سے دبوچا ہوا تھا کہ اسکی سانسیں چاہ کر بھی اس تک نہیں پہنچ پائی تھی۔

سرد نظریں فرش پر بکھری نیم مردہ حالت میں پڑی حورین شاہ سے ہوتے اس چھوٹے سے قد والے شخص پر گئی۔ جس کی آنکھوں میں واضح ہوس جھلک رہی تھی وہ بھی اسکی حور کے لئے۔

اسکی آنکھوں میں اب بھی کوئی تاثر ناں ایا۔ البتہ اسنے ہاتھ موڑ کر اس آدمی کی گردن کو ایک خم دیا۔ جو اگلے ہی لمحے دم توڑ چکا تھا۔ چاقو نکالتے اسنے کسی قصائی کی طرح اس آدمی کی گردن پر پھیرا۔

جس کی رگیں اب گردن سے باہر لٹکنے لگی تھی۔ ٹپ ٹپ کرتا خون پانی کی بوندوں کی طرح اسکی گردن سے ہوتا اب فرش پر گر رہا تھا۔

اسکا ایک ایک قدم مٹھو کا سانس خشک کرنے لگا۔ وہ بے ساختہ ہی کانپ کر پیچھے ہوا۔ چہرہ پسینے سے تر ہوا تھا۔

"گارڈز۔! اسنے چلاتے ہوئے گارڈز کو پکارا۔ مگر جان تو تب نکلی جب اندر کوئی بھی نہیں آیا۔

"رررچرڈ۔! وہ تھوک نگل کر اپنے خاص آدمی کو آواز دینے لگا مگر وہ بھی ناں آیا تو اب اسنے سامان اٹھا اٹھا کر اسے مارنا شروع کر دیا۔

مگر آج کوئی بھی چیز جیسے سامنے موجود انسان پر اثر نہیں کر رہی تھی۔

مٹھو نے خوف زدہ سی نظریں اس پر سے ہٹائیں اور پاس پڑے ٹیبل کو اٹھائے اپنی طرف بڑھتے ڈیول کو دے مارا

۔

مگر اسکا وجود خوف سے سن پڑنے لگا تھا جب اسے یونہی صیحیح سالم کھڑا دیکھا تھا۔

""دددددیللکک۔!"" مٹھو سے جب کچھ ناں بن پڑا تو وہ منتوں پر آیا۔ مقابل کھڑے شخص کا خوف ہی اسے دہشت زدہ کر گیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈیول آگے بڑھا۔اسکے منہ پر مضبوطی سے اپنا ہاتھ جمائے ایک سرد نگاہ بے ہوش پڑی حورین پر ڈالے وہ اسے کسی بے جان شے کی طرح اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے باہر لے جانے لگا۔

مٹھو کے پاؤں فرش پر رگڑ کھا رہے تھے مگر باہر نکلتے ہی جگہ جگہ پھیلے خون اور مردہ لاشوں کو دیکھ اسکا دم گھٹنے لگا تھا۔

اتنی بے دردی سے ان سب کو کاٹا گیا تھا جیسے یہ کسی انسان کا کام ناں ہو۔!

اسے گھسیٹے ہوئے باہر لے جاتے ڈیول نے اسے زمین پر پٹخا۔

"اہہہ۔" درد سے بلبلاتا وہ اٹھ کر بھاگنے لگا مگر اسے پیچھے سے گریبان سے جکڑ کر ڈیول نے اسے ہوا میں اونچا کرتے یکدم سے دور پٹخا۔اور پھر ٹانگ سے پکڑتے اسے گھسیٹ کر ایک طرف لے گیا۔

"اسکے ہاتھوں کو درخت سے باندھتے ڈیول نے جیب سے ایک تیز دھار آلہ نکالا۔

جسے دیکھتے ہی مٹھو کی آنکھوں سے خوف و دہشت ٹپکنے لگی۔

"اہہہ ہیں۔ننن۔! وہ روتا بلکتا اپنی موت پر حد سے زیادہ تڑپا تھا اسکی آواز سے چڑ کر ڈیول نے کپڑا اسکے منہ میں ٹھونسا۔

جس سے اسکی آواز حلق میں ہی دب کر رہ گئی۔

تُو جانتا ہے اسے ایک نگاہ دیکھنے والے کو میں فنا کر دینے کا جنون رکھتا ہوں۔اور تُو نے اسے گندی نظروں سے دیکھا اسے چھونے کی غلطی کی۔! سوچ تیرا اختشر کتنا

وخشت ناک ہو گا۔!

بھوری آنکھوں سے ٹپکتی وخشت اس قدر خولناک تھی کہ مٹھو کو اس پر کسی جن کا گماں ہونے لگا تھا۔وہ صحیح سالم تھا مگر وہ جانتا تھا اسکی موت بہت بدتر ہونے والی تھی۔

اسی لئے وہ پوری قوت سے تڑپ رہا تھا مچھلی کی مانند پانی میں جانے کو مچل رہا تھا۔

"اممم۔" وہ کچھ بولنے کی تگ و دو کرنے لگا۔روتے ہوئے ایک نظر پورے جنگل میں بکھری لاشوں پر گئی تو اسے اس آدمی سے موت کی بُو آئی تھی۔

اتنی بھاری نفری وہ اسی کو روکنے کے لیے باہر کھڑی کر کے اندر گیا تھا مگر پھر بھی وہ ان سب پر بھاری پڑ گیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اہہہہہ۔"ڈیول نے وہ تیز دھار آلہ اسکے داہنی آنکھ پر کبھویا تھا۔ جس سے وہ پاگلوں کی طرح چلایا مگر منہ کپڑا ہونے کی وجہ سے اسکی آواز دب گئی تھی۔

اسکے چہرے کو سپاٹ نظروں سے دیکھتے اب کی بار ڈیول نے وہی نوک دار آلہ باہر نکالتے اسکی دوسری آنکھ پر گاڑھا تھا۔ کہ وہ بلک بلک کر زمین پر کسی سر کٹے سانپ کی طرح ایڑھیاں رگڑنے لگا۔

خون اسکی آنکھوں سے بہتا اسکے جسم کو لہولہان کر چکا تھا۔ اسکا وجود جیسے ہی ساکت پڑا۔ ڈیول نے کھینچ کر بے دردی سے اسکے منہ سے کپڑا کھینچتے باہر پھینکا اور پھر اسکی زبان کھینچی۔

جس پر مٹھو مزید مچلا۔ اپنے منہ کو آگے پیچھے حرکت دینے لگا۔ اسکی حرکت ڈیول کو سخت ناپسند آئی تھی جبھی اسنے ایک سیکنڈ میں وہ نوک دار چاقو اسکی زبان پر چلایا۔ خون کی چھینٹیں اسکے چہرے پر گری تھی وہ چھوری لہو رنگ ہوئی آنکھیں میچ کر کھولتا اس زبان کو دور پھینک گیا۔

"ان ہاتھوں سے چھوا تُو نے میری حور کو۔! اب کی بار اسکی نظریں اسکے بندھے ہاتھوں پر گئی تھی۔

بیلی اسکے اشارے پر بھاگ کر اسکے ہتھیار اسکے سامنے کر چکی تھی۔

جس میں سے ایک درمیانے سائز کی تلوار کو تھامے ڈیول نے مٹھو کے دونوں ہاتھ جڑ سے الگ کر دیے۔ اسکا وجود بلکل سن ہو گیا۔ سینے میں اٹکی محض چند سانسیں جنہیں محسوس کرتے ہی ڈیول نے وہ خون سے سنی تلوار اسکے سینے میں موجود اس خون کے لوتھڑے میں پیوست کی۔

مٹھو کے وجود نے ایک آخری جھٹکا کھایا تھا۔ اور اسکے ساتھ ہی وہ دم توڑ گیا۔

" جبکہ ڈیول کو اس پر بھی سکون نہیں آیا۔ اسنے تلوار اسکے سینے سے نکالتے اسکی گردن پر رکھی۔ اور ایک سرد نگاہ اسکے خون سے سنے وجود پر ڈالتے ایک ہی وار میں اسکی گردن دھڑ سے الگ کی۔

میری حور کو چھویا تُو نے۔ میری بیوی کو۔! وہ اب اسکے سر کٹے وجود پر لاتیں برساتا بار بار ایک ہی جملہ دہرا رہا تھا۔ بار بار آنکھوں کے سامنے وہی منظر آ رہا تھا جب اس شخص نے اسکی بیوی کو بے عزت کرنا چاہا تھا۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسے دوبارہ زندہ کر کے پھر سے مارتا۔

تلوار اسکے جسم کے ہر حصے میں گاڑھتے وہ بار بار پاگلوں کی مانند اپنی بات دہرا رہا تھا۔

"ماحول میں چھائی خاموشی اب ہولناک منظر برپا کر رہی تھی۔ مٹھو کا کٹا سر ایک طرف پڑا تھا۔ ایک نگاہ اس سر پر ڈالتے وہ اب اسکے باقی کے وجود کو ٹکروں میں بانٹنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بھوری وحشت ناک نظروں سے اس لاش کو ٹکروں میں تقسیم کرتے اسنے خون سے سنے ہاتھ اپنے سینے پر پھیرے اور اٹھ کر ان ٹکروں کو ایک بوری میں باندھا۔

اب وہ بھاری قدموں سمیت دوبارہ سے اندر داخل ہوا۔

جہاں سامنے ہی ویام کا ظمی زخموں سے چور بے ہوش ہوا پڑا تھا۔

ڈیول نے آگے بڑھ کر انہیں اٹھایا اور دوبارہ سے روم میں لے گیا۔

اگلے دس منٹ تک یہ جگہ بلکل صاف ملنی چاہیے مجھے۔؛"

وہ روم سے باہر نکلا۔ گردن موڑ کر اپنے خاص آدمی کو حکم دیا۔ جس نے اسکی واپسی تک خوب ڈٹ کر حالات کا مقابلہ کیا تھا۔

بھاری قدم اٹھاتے وہ اب دوبارہ کمرے میں گیا۔ فرش پر بے ہوش پڑی حورین شاہ کو بانہوں میں بھرتے وہ اب سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔

Episode 124

گہری خاموشی نے ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لئے مزید پر سوز بنا دیا تھا۔ سیڑھیوں پر بھاری قدم رکھتے ہی اسکی آنکھوں میں خون اترا تھا۔ جب حور کے کندھے سے شال سر کی۔

سفید دودھیا بازو پر پڑی کھروچیں ڈیول کو جبڑے بھینچنے پر مجبور کر گئی۔ چہرے کی رگیں ایک دم سے پھولی، آنکھوں میں چھایا سرد پن اگر حورین شاہ دیکھ لیتی تو یقیناً وہ اسکے روپ سے خوف کھاتی۔

اسکے آنے تک روم بلکل پہلی حالت میں موجود تھا۔

گارڈ دروازے کے باہر سر جھکائے کھڑے تھے۔

"گو۔! روم سے اندر قدم رکھتے اسکی سپاٹ بھاری تحکم بھری آواز پر اگلے ہی لمحے وہ سب وہاں سے غائب ہوئے ۔

پاؤں کی ٹھوکر سے دروازے کو اندر سے لاکڈ کرتے بارس نے ایک سرد نگاہ اپنے سینے سے لگی اس نازک سی جان پر ڈالی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور پھر اسکے وجود سے لپٹی شال کو کھینچ کر صوفے کی طرف اچھالا۔اب اسکے قدم واشروم کی طرف بڑھے تھے۔
واشروم میں داخل ہوتے ہی اسنے لائٹس آف کیے،شاور آن کیا۔
برف کی مانند یخ بستہ ٹھنڈا پانی اسکے چہرے پر جا بجا گرتا اسے مکمل طور پر بھگو رہا تھا۔گہری جھیل سی آنکھیں ایک پل کو سمٹی اور اگلے ہی لمحے مزید پھیلی۔شفاف ماتھے پر بل اُمڈے۔
جب اچانک اپنے چہرے پر کسی کا دہکتا لمس محسوس کرتے ہی حورین شاہ وخشت زدہ سی چیختی ہوئی ہوش میں لوٹی۔
گہری جھیل سی نیلی آنکھیں خوف ودہشت سے پھیلی۔"چچ چھوڑو مم مجھے۔!وہ گردن میں چہرہ چھپائے گہرے سانس بھرتے اس وجود کو خود سے دور کرنے کو مچلتی بھرپور انداز میں مزاحمت کرنے لگی۔
مگر کمر پر سرکتی انگلیوں کے لمس،اسکی خوشبو کو محسوس کرتے اسکے ہاتھ تھمے۔
"حورین کی گہری نیلی آنکھیں مزید پھیلی۔سرخ لبوں کو زبان سے تر کرتے وہ شاور کے ٹھنڈے پانی سے لرزتے لبوں کو میچتے اسے تاریکی میں دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔
جب اچانک اسے بانہوں سے نیچے اتارتے بارس نے ہاتھ اسکے پیٹ پر رکھتے اسے پیچھے موجود دیوار سے پن کیا۔
حورین شاہ لرزتے وجود سمیت لڑکھڑائی خوف سے گہرے سانس بھرنے لگی۔سانس تو تب رکا تھا جب اسکا بھاری ہاتھ اپنے کپڑوں سے الجھا محسوس ہوا۔
حور نے جھٹپٹا کر اسکے ہاتھ پیچھے کیے اور خود اسکے سینے سے لگتی وہ دونوں ہاتھ اسکی گردن کے گرد لپیٹے،ایڑھیوں کے بل اٹھی۔
"مم میں جانتی ہوں تتم ہو کیف۔میں تمہاری خوشبو پہچانتی ہوں۔!اسکی گردن میں چہرہ چھپائے وہ ٹھنڈ سے کانپتی آنسوں بہاتی بمشکل سے بول پائی تھی۔
جبکہ اسکے ہاتھوں کی سرسراہٹ اپنی پشت پر محسوس کرتے ہی وہ جی جان سے لرزی تھی۔
بارس کے ہاتھ اسکی بات پر تھمے۔سرد آنکھوں میں اب سرخی کے ڈورے مزید گہرے ہوئے تھے۔اسکی خاموشی حورین شاہ کو گھبراہٹ زدہ سی کر رہی تھی۔
وہ کبھی بھی اسکی بات کا جواب دیے بنا نہیں رہتا تھا اور اگر وہ جواب نہیں دے رہا تھا تو اسکا مطلب صاف تھا وہ خفا تھا اس سے شدید۔
کک کیف۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حورین نے سر اسکی گردن سے نکالتے اسے دیکھنا چاہا تھا۔ جسکے وجود نے اسے مکمل طور پر چھپا دیا تھا۔

"میرے منع کرنے کے باوجود بھی تم نے دروازہ کھولا حور۔!

ناک سے سرکتی اسکی انگلی اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے وہ کان کے قریب اسکی پھنکار پر سہمی ہوئی سی خود میں سمٹی۔ جب بارس نے شرٹ اسکے کندھوں سے سرکاتے داہنے کندھے پر آئی خراشوں پر اپنا کھردرا ہاتھ پھیرا۔ تو حورین شاہ جی جان سے لرزی۔ اسکی حرکت سے حور کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی دوڑی تھی۔

"سس سوری۔! بھیگی نگاہیں جھکائے وہ معصومیت سے بولی جبکہ کندھے پر اسکے ہاتھ کے لمس سے جان نکلنے والی ہوئی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ اسکے وجود پر آئے اس لمس کو مٹا رہا تھا۔

جس نے اسکی حور کو ہرٹ کیا تھا۔" وہ مزید اس میں سمٹی تو ڈیول کے جلتے دل کو ذرا سکون پہنچا۔

مجھے یقین تھا کیف تم آؤ گے۔ وہ گندہ آدمی۔!

"ششششش۔" اس وقت مجھے کچھ نہیں سننا۔ کچھ بھی نہیں۔! وہ جھکا ہونٹوں کا پر شدت لمس اسکی تھوڑی پر چھوڑتے اسے سختی سے باز رکھا۔ جو سہم سی گئی تھی۔

"تم ناراض مت ہو پلیز کیف۔ مجھے اچھا نہیں لگ رہا تمہارا ناراض ہونا۔! وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

اسکا ذرا سا سخت رویہ اس معصوم لڑکی کی جان پر بن آیا تھا۔

اور یہی پر ڈیول ہتھیار ڈال دیتا تھا۔ اسکے بالوں میں ہاتھ ڈالتے اسنے پشت پر ہاتھ رکھتے اسے شدت سے خود میں بھینچ لیا۔ اسکے لمس میں اس قدر سختی تھی کہ حورین کو اپنی سانس لینا محال ہوا۔

باتھ روب اتارتے اسنے وہ کپڑے اسکے تن سے جدا کیے اسے باتھ روب پہنایا۔

جو بنا کسی مزاحمت کے سر جھکائے رو رہی تھی۔ شاور بند کرتے اسنے نرمی سے اسے بانہوں میں بھرا تو حور چہرہ اسکی گردن میں چھپا گئی۔

ڈیول نے جھک کر اسے بستر پر منتقل کیا۔ اور خود واپس مڑا مگر برق رفتاری سے اسکے ہاتھ کو تھامتے حورین نے اسے روکا۔

"پپپ پلیز مت جاؤ۔؛ وہ چینج کرنے جا رہا تھا۔ مگر اب اسکے روکنے پر اسکی آواز اور لہجے میں چھپا خوف محسوس کرتے اسکے دماغ میں عجیب سی سرسراہٹ سی ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جبڑے بھینچے وہ ایک نگاہ اس پر ڈالتے جھکا باری باری اسکی بہتی آنکھوں کا بوسہ لیے اپنے آپ کو سکون پہنچایا تھا وہیں اس کے لمس کی نرمی پر حورین شاہ کپکپاتی ہوئی سردی سے سرخ پڑتے چہرے سمیت بمشکل سے بیڈ پر کھڑی ہوئی۔

اسے یوں بنا سہارے کے کھڑا ہوتے دیکھ، بارس کی آنکھیں جنون خیز انداز میں پھیلی مگر اب تک کوئی بھی تاثر اسکے چہرے اور آنکھوں میں نہیں آیا تھا۔

"پلیز مت جاؤ۔! وہ بیڈ پر کھڑی ہوتے اسکے روبرو ہوئی منت بھرے انداز میں بولی۔ یہ سمجھے بنا کہ اسکا نازک مومی وجود کتنی بری طرح سے اس حیوان کو گھائل کر رہا تھا۔

خوبصورت چہرے سے سرکتی وہ بھوری آنکھیں اسکے دودھیا سراپے پر ٹہری تو اسے گود میں بھرتے ڈیول بیڈ پر بیٹھا۔ سر بیڈ کراون سے لگاتے اسکے بالوں کو سہلانے لگا۔

جواب تک خوف کے زیر اثر تھی۔

"کک کیف۔!

"ڈیول نے جھک کر اسے بیڈ پر ڈالا تو اسکی آنکھوں کے بدلتے رنگ دیکھ وہ خوف و گھبراہٹ سے سر تکیے سے اٹھائے اسے بے یقینی سے دیکھنے لگی۔

جس کی آنکھوں میں چھایا خمار، اور جنون خیزی دیکھی حورین شاہ کے پورے وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔ وہ جھٹپٹا کر اٹھی مگر سینے پر ہاتھ جمائے ڈیول نے اسے واپس گرایا۔

ہاتھ بڑھاتے روم کی لائٹس آف کیں اب کمرے میں محض شیشے کی والز سے ٹکرا کر پڑتی چاند کی مدھم سی روشنی کا راج تھا۔

گہرے سائوں میں پھیلی گہری خاموشی میں ان دونوں کی دھڑکنوں کی آواز تھی۔

جو ایک دوسرے میں الجھ کر ایک نیا سر بکھیر رہی تھی۔ ڈیول نے اپنا بھاری ہاتھ اس مومی گڑیا کے نازک ہاتھ میں لپیٹے اسکے ٹھنڈے ہاتھ کو اپنے لمس سے سلگایا۔

اسکی حرکت اور لمس پر حورین شاہ نے تھوک نگلا تھا۔

نیلی آنکھیں خوف سے گہری ہوئی تھی۔ اسے کیف سے خوف آرہا تھا۔ جو جنون وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ چکی تھی ۔وہ اسکی شدت سے گھبرا رہی تھی۔ مگر لبوں سے ایک لفظ بھی ادا کر پانا ناممکن تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"جانتی ہو۔ تم وہ پہلی لڑکی، پہلا ذی روح ہو۔ جس کی بڑھتی دھڑکنیں مجھے اپنے دل میں محسوس ہوتی ہیں۔

وہ جھکا اسکے چہرے کے قریب جھکتے اسنے سرگوشی نما آواز میں کہتے اسے بے جان کیا تھا۔ حورین شاہ اسکی بات پر لب بھینچ گئی مگر جان تو تب نکلی تھی جب اسکے دہکتے ہونٹ اپنی شہ رگ پر محسوس ہوئے، تمہاری آنکھوں کے آنسوں مجھے بے سکون کرتے ہیں۔" اب کی بار جھکتے ان حسین آنکھوں کا بوسہ لیا جو ڈیول کے جینے کی وجہ بنتی جا رہی تھی۔

حورین شاہ اپنے وجود میں اترتی اسکی خوشبو سے موم ہونے لگی تھی۔ اسکی باتیں فلسفیانہ نہیں تھی۔ مگر اسکا کہا ایک ایک حرف سچ تھا جو حورین شاہ بخوبی جانتی تھی۔

"میں چاہتا ہوں میں محسوس کروں تمہیں۔ اتنی قریب سے کہ تم ہمیشہ کے لئے ان لمحوں میں جکڑ کر رہ جاؤ، ہمیشہ میری ہو کر۔! اسکے بالوں میں چہرہ چھپاتے اب اسکا لہجہ خمار آلود ہو گیا تھا۔

ہاتھوں کی بڑھتی گستاخیاں حورین شاہ کو بے بس کر رہی تھی۔" آئی وانٹ یُو ناؤ۔ کمپلیٹلی۔:" اسکی کان کی لو کو چومتے اسنے بے باک سی فرمائش کی۔ تو حورین شاہ شرم سے سرخ پڑتی اسی میں سمٹی۔

"مجھے ڈر لگتا ہے۔! بھیگی آنکھیں میچتے وہ گہرے سانس بھرتے بمشکل سے بولی تھی۔

"لمبے لمبے سانس بھرتے اپنی رکتی سانسوں کو بحال کرنا چاہا تھا۔

"ڈونٹ وری میں کچھ نہیں ہونے دوں گا تمہیں۔:" اسکے گال پر پر حدت لمس چھوڑتے ڈیول نے اسے بے بس سا کر دیا تھا۔

ان چند گھنٹوں کی دوری اور اس خوف نے اس وحشی کے دل پر بری طرح سے ڈیرہ جما دیا تھا۔

اور اب یہ ڈر صرف اور صرف حورین شاہ کی قربت سے نکل سکتا تھا۔ جبھی اسکی کسی بھی مزاحمت، کسی بھی ٹال مٹول کو خاطر میں ناں لاتے وہ اسے مکمل طور پر اپنے نام کر چکا تھا۔

جس کے دل و دماغ صرف اور صرف کیف بس چکا تھا۔

وہ دونوں نامکمل تھے ادھورے، بے مقصد جیتے انسان، جو آج ایک دوسرے کی موجودگی ایک دوسرے کی قربت اور ساتھ سے پورے ہوئے تھے۔

تاریک اندھیروں کے بعد اب خوبصورت روشن صبح بانہیں پھیلائے ان دونوں کی منتظر کھڑی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بھوری آنکھوں میں جنون خیز رنگ سمیٹے وہ اپنے سینے پر سر رکھے بے ترتیبی سے سوئی ہوئی حورین شاہ کو دیکھتا اپنا ہاتھ اسکے بالوں میں چلاتے اسے سوتے ہوئے بھی پر سکون کر رہا تھا۔

اسکی چھوٹی چھوٹی سانسیں اپنے آپ میں اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں اسے۔ مگر وہ اسکی نیند خراب نہیں کر سکتا تھا۔ وہ جلدی سو گئی تھی۔ یا تھکاوٹ اور خوف کا اثر تھا۔ مگر بارس ساری رات ایک لمحے بھی سو ناں سکا تھا۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ پہلے کبھی بھی ساری رات ناں جاگا ہو۔ مگر آج اسکے جاگنے کی وجہ بہت دلفریب سی تھی۔ وہ چھوٹی سی لڑکی جسے مکمل طور پر حاصل کرنے کے باوجود بھی اسکا جنون کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ سرد انگلیوں کی پشت سے اسکے سرخ گال کو چھوتے وہ ڈیول نے جھکتے اپنے ہونٹوں کا شدت بھرا لمس اسکے گال پر چھوڑا۔

چہرے پر بکھرتی زلفوں کو سنوارتے ہوئے اسکی پشت پر بکھیرتے وہ ایکدم سے کروٹ کے بل اٹھا۔ حورین شاہ کے نازک وجود کو بیڈ پر منتقل کرتے اسنے باری باری اسکے نقوش کو ہونٹوں سے چھوا۔

جب وہ نیند میں بھی کسمسائی۔ تو بارس نے سرخ خمار آلود نگاہوں سے اسے اپسرا کو دیکھا۔ گردن موڑ کر ایک نگاہ گھڑی پر ڈالی جو صبح کے تین بجا رہی تھی۔

بھاری سفید پاؤں دبیز قالین پر رکھتے اسنے مڑ کر کمفرٹر اسکے وجود پر برابر کیا۔ ایک تنقیدی گہری نگاہ اس پر ڈالتے وہ بنا آہٹ کے اٹھا، وارڈروب کا ڈور کھولتے اپنا ڈریس نکالتے وہ واشروم کی سمت بڑھا۔

تقریباً دس منٹ میں وہ فریش سا بھیگے بالوں میں انگلیاں چلاتے روم میں داخل ہوا۔ دراز سے اپنا ضروری سامان نکالتے وہ روم سے باہر نکلا دروازہ باہر سے لاک کرنا نہیں بھولا تھا۔

سیڑھیاں اترتے اب اسکے قدم عیناں کے روم کی سمت اٹھے تھے۔ دروازہ کھولا تو اسے یونہی پایا۔ کمفرٹر ٹانگوں سے نیچے ایک طرف گرا پڑا تھا۔

گہری سانس بھرتے وہ اندر گیا۔ کمفرٹر اٹھائے ان پر ڈالے اسکے ہاتھ کو تھامے بوسہ دیے وہ نرم نگاہوں سے اسے دیکھتے باہر نکلا۔ ویام کے روم میں قدم رکھتے ہی اسنے پورے کمرے پر ایک نگاہ دوڑائی۔

"امید ہے اب بہتر ہوں گے آپ۔" اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے اسنے جینز کی پاکٹ میں ہاتھ پھنساتے گھمبیر ٹھہرے ہوئے سے لہجے میں کہا۔

اور ایک نگاہ اسکے چہرے پر ڈالتا وہ روم سے باہر نکلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ویام کاظمی کمرے میں کسی کی آہٹ پر ہی اٹھ چکا تھا۔اب نیند سے بھری بھوری آنکھیں ہلکی سی وا کیے اسکی چوڑی پشت کو دیکھا۔

بھوری آنکھوں میں بے ساختہ ہی نمی تیرنے لگی۔اسکی آہٹ ہی کس قدر اپنے پن کا احساس دلا رہی تھی جب وہ اسے سینے سے لگائے گا تب کیا عالم ہو گا۔"

جسم درد سے چور تھا مگر پھر بھی وہ ہمت کرتے اٹھنے لگا۔

کندھے پر لادھی وہ بوری اسنے سامنے موجود اس نہر کے شفاف پانی کو دیکھ کر نیچے اتاری۔جنگل کی ایک حصّے میں اپارٹمنٹ کے عین سامنے ہی وہ چھوٹی سی نہر تھی۔

جو صبح کے اس پہر جیسے اسی کی منتظر بیٹھی تھی۔

لہروں کے پانی کو بھوری آنکھوں سے دیکھتے اسنے سرد نظروں سے اس بوری کو دیکھا۔

ایک ہاتھ کی مدد سے جینز کو ذرا سا اوپر کرتے ایک بے تاثر نگاہ آسمان پر پھیلتی روشنی پر ڈالے وہ جھک کر نیچے موجود گھاس پر بیٹھا۔

داہنے ہاتھ کی مدد سے اسنے بوری کو کھولا اور اب ایک ایک کرتے اسکے اندر موجود مٹھو کی لاش کے ٹکروں کو نہر میں پھینکنے لگا۔

خون کی بو اور گوشت کی مہک کے سبب کچھ ہی دیر میں وہ ہلتے پانی میں مگرمچھ کی آمد محسوس کر چکا تھا۔

اسنے ایک ایک کرتے وہ سبھی ٹکڑے پانی میں پھینکے۔

جب اچانک اپنی پشت پر کسی کی آمد اور آہٹوں کو محسوس کرتے اسکی بھوری آنکھوں میں سپاٹ تاثرات سمٹے،خون بھری نگاہوں سے گردن موڑ کر اسنے پیچھے دیکھا۔۔

مگر اب کی بار اسکے ماتھے پر بل امڈے البتہ چہرہ ویسے ہی سرد تھا۔

"لل لالے۔!مجتبیٰ حسین کے پیچھے کھڑے تبریز شیرازی کے اوپر چڑھتے عائش نے خوفزدہ سی آواز میں اسے پکارا تھا جس کا پورا وجود سنسا کر رہ گیا۔

امن،اذلان،عالیان شاہ،تبریز،تیمور،عائش اور وریام۔ہر ایک کے چہرے پر وہ اپنے نام کی دہشت دیکھتے اب نظریں جھکائے مٹھو کے کٹے سر کو دیکھنے لگا۔جس کی آنکھیں اور زبان بے دردی سے نکالنے کے سبب اسکا چہرہ خوفناک ہو چکا تھا۔

مجتبیٰ حسین بیٹے کے چہرے کو دیکھتے ان سبھی کو دیکھنے لگے۔جو پہلی ہی ملاقات میں ہل کر رہ گئے تھے۔

ڈیول نے ایک سپاٹ نگاہ ان سب پر ڈالے اور اب سر جھکائے وہ سر اٹھا کر پانی میں پھینکا۔جسے پانی سے چھلانگ لگا کر نکلتے مگرمچھ نے اپنے منہ میں لیا اور اگلے ہی لمحے وہ پانی کی گہرائیوں میں تیرنے لگا۔

"بارس۔"مجتبیٰ حسین نے آگے بڑھ کر اسے پکارا۔

جس نے پلٹ کر سنجیدہ نظروں سے انہیں دیکھا۔تبھی پیچھے سے آتے ویام کو دیکھا۔

جو زخموں سے چور اپنے کندھے کو ایک ہاتھ سے تھامے لڑکھڑا کر باہر نکلے تھے۔

اسکی نظروں کے تعاقب میں مڑتے باقی سب نے بھی اسی سمت دیکھا۔

تو ویام کو اس قدر بری حالت میں دیکھ وہ سبھی دہل سے گئے وریام بیٹے کی طرف بڑھنے لگے مگر امن نے انکا ہاتھ تھامے انہیں روک دیا۔اور انہیں بارس کی طرف اشارہ کیا۔

جو ان سب کو اگنور کرتے اب اپنے پورے قد سمیت چلتا ہوا ویام کے سامنے رکا۔"آپ باہر کیوں آئے۔طبیعت ٹھیک نہیں آپ کی۔"

اسکے لہجے میں فکر کا عنصر تھا ہوتا بھی کیوں نہیں وہ اسکی بیوی اسکی زندگی کو بچاتے ہوئے زخمی ہوئے تھے۔

بھیگی بھوری آنکھوں میں اپنے لیے جذبات دیکھ بارس ٹھٹکا۔گردن ذرا سی ترچھی کیے اسنے ویام کو دیکھا۔جو ایکدم سے لپک کر اسکے سینے لگا۔

بارس حیرت سے انہیں دیکھے گیا۔پریشان ناں ہوں آپ کی بیوٹیفل وائف بلکل ٹھیک ہیں۔!

ان کی پشت کو تھپکتے بارس نے عجیب سی کیفیت میں انہیں خاموش کروانا چاہا۔جواب اونچی بلند آواز میں رو رہا تھا۔انکے آنسوں اسے تکلیف دے رہے تھے۔

یہ جانے بنا کہ اسکے سینے سے لگا وہ شخص اپنے بیٹے کو پہلی بار سینے سے لگائے جانے کتنی بار مرا تھا۔

"بارس۔!مجتبیٰ حسین کی آواز پر اسنے گردن موڑے انہیں دیکھا۔اور ان کے پیچھے کھڑے ان سبھی کو جو سب ہی اشکبار تھے۔

"پی یہ تمہارے سگے پاپا ہیں۔!مجتبیٰ حسین نے دل پر پتھر رکھتے ویام کی طرف اشارہ کرتے بھیگی آنکھوں سے اپنے بیٹے کو دیکھتے اسے آگاہ کیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس کا دل بری طرح سے دھڑکا تھا۔ بھوری آنکھیں یکلخت، حیرت، صدمے، بے یقینی، دکھ، جانے کس کس تاثر سے پھیلی سرخ ہوئی تھی۔

گلے میں ابھرتی وہ ہڈی معدوم ہوئی جب اسنے کانپتے ہاتھ اپنے سینے سے لگے اس بے بس باپ کے گرد رکھے تھے

۔

"میرا بیٹا۔ میرا خون۔ ڈڈ ڈیڈ۔ میرا بیٹا ہے یہ۔

دددد دیکھیں کتنا بڑا ہے۔ اا آنکھیں۔ بببلکل میری جیسی ہیں۔ ااور بال ببھی۔ اس سے الگ ہوتے ویام کاظمی پاگلوں کی طرح اسکا سر ماتھا چومتے روتا ہوا کبھی ہنستا تو کبھی پاگلوں کی طرح رو پڑتا۔ اسکے بالوں کو ہاتھ سے چھوتے وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا۔

بارس ضبط سے اپنی نم آنکھوں سے اس شخص کو دیکھ رہا تھا۔ جس کو چھوتے ہی اسکے دل نے کروٹ بدلی تھی۔ تو جو احساس جو خوشبو اسے محسوس ہوئی تھی۔ وہ محض وقتی جذبہ نہیں۔

بلکہ وہ ان کا خون تھا۔ ان کے وجود کا ایک حصّہ۔ تو پھر کیسے انکے چھونے پر اسکا دل تڑپتا ناں۔!

"وووہ مم میری مماں۔! کانپتی انگلی سامنے اپارٹمنٹ کی طرف اٹھائے اسنے اپنے بند ہوتے دل سے بمشکل سے لرزتے ہوئے سے لہجے میں پوچھا تھا۔

ویام کاظمی آنسوں پونچھ کر مسکرائے تھے۔ اپنے خوبصورت جوان بیٹے کو نہار جاتی نظروں سے دیکھتے انہوں نے گردن ہاں میں ہلائی تھی۔

جسے دیکھتے ہی بارس کی آنکھیں حد درجہ پھیلی۔ وہ لڑکھڑا کر بے ساختہ ہی پیچھے ہوا تھا۔ حسین چہرے پر پھیلتی سرخی اس قدر شدت اختیار کر گئی تھی۔

لرزتے ہونٹوں سے بے ساختہ ہی نہیں لفظ نکلا تھا اور اسکے بعد ہی وہ اندھا دھند پاگلوں کی طرح بھاگتا ہوا اندر گیا۔ جسکی پشت کو دیکھتے سبھی اشکبار ہوئے اسکے پیچھے ہی بھاگے۔

Episode 125

دروازہ دھڑ کی زوردار آواز سے کھلا، تو گہرے سانس بھرتا وہ ایکدم سے دروازے کے بیچ و بیچ تھما۔ بھوری سرخ ڈوروں سے سجی بھیگی نگاہوں سے اسنے سامنے لیٹی اس عورت کو دیکھا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس کے لمس میں اسے ممتا کا احساس ہوا تھا۔ جن کی خوشبو اسے دنیا کی سب سے بہترین خوشبو لگی تھی، جسے اسنے دل ہی دل خدا سے دعا میں مانگا تھا اپنی ماں کے روپ میں۔ مگر وہ کہاں جانتا تھا۔

بعض اوقات دعائیں قبول ہو جاتی ہیں اور اس طرح سے رب اپنے بندوں کو نوازتا ہے کہ عقل دھنگ رہ جاتی ہے اور سوچ مفلوج ہو جاتی ہے۔

خود کو وحشی، ظالم، حیوان کہنے والا وہ شخص آج بری طرح سے ٹوٹا تھا۔ اسکے وجود میں اس وقت صرف اور صرف تکلیف کا عنصر موجود تھا۔

وہ پتھر دل ڈیول تو جانے کہاں جا سویا تھا۔ اور اب جو اس وقت موجود تھا وہ صرف اور صرف بارس تھا۔ اپنے نام کی طرح خاموش مگر یہ خاموشی بھی کئی طوفانوں سے بڑی تھی۔

بھاری قدم بے ساختگی میں اٹھاتے وہ آگے بڑھا تھا۔ آنسوں اسکی آنکھوں سے بہتے اب سفید گالوں پر بہتے اسکی بھوری بئیرڈ میں جذب ہونے لگے۔

دل میں فقط اپنی ماں سے ملنے کی تڑپ تھی اور دماغ، دماغ میں ویام کاظمی کے کہے الفاظ۔

"آپپپ۔! بیڈ کے قریب پہنچتے وہ بھگی آنکھوں کو بے دردی سے رگڑتے بمشکل سے بھیگے لہجے میں بولا تھا۔

آنکھیں بار بار دھندلا کر اسکے عکس کو دھندلا کر رہی تھیں۔ جو کی اسے سخت ناگوار گزر رہا تھا۔

بہت شدت سے لبوں کو میچتے اسنے آنسوں کو ضبط کیا۔ "اپپپ۔! بہت ہمت کے باوجود بھی وہ عینان کو ماں نہیں کہہ پا رہا تھا۔ کہتا بھی کیسے برسوں جس رشتے سے لاتعلقی کا بوجھ اپنے کندھوں پر لادھا تھا۔

راتوں کو جاگ جاگ کر یہ سوچا تھا کہ آخر وہ ہی کیوں۔؟ کیوں چھوڑ دیا اسکے ماں باپ نے اسے اس ظالم دنیا میں اکیلا۔ جن رشتوں کے ناموں سے وہ بے حس بنا بیٹھا تھا آج ان کے سامنے آتے ہی ساری بے حسی بہہ گئی تھی۔

اسے کچھ یاد نہیں تھا سوائے اس کے کہ سامنے لیٹی ہوئی عورت اسکی ماں تھی۔

"ویام نڈھال سا چلتا اندر داخل ہوا تھا۔ وہ جانتا تھا اسکی عین کمزور نہیں تھی۔

مگر اس ظالم دنیا نے ایک ماں کو کمزور کر دیا تھا۔ اکیس سال جس اولاد جس خون سے وہ بیگانہ رہی تھی۔

اسکی حقیقت پتہ چلی بھی تو ایسے کربناک طریقے سے کہ وہ تو کیا کوئی بھی ماں آج اسی ادھ مری حالت میں ہوتی۔

"ععین۔!" بارس سر جھکائے کھڑا تھا جب وہ اسکے پاس آیا۔ بیوی کا ہاتھ تھامے اپنے لبوں سے لگاتے وہ خود پر ضبط نہیں کر پا رہا تھا۔

وہ انٹر نیشنل ایجنسی کا نمبر ون آفیسر، جو دشمن کو بے حسی سے مارنے سے گریز نہیں کرتا تھا۔آج وہ رو رہا تھا بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ آج ایک باپ رو رہا تھا۔

"دیکھو ہمارا بیٹا۔ بارس۔!لبوں کو بے دردی سے دانتوں تلے کچلتے اسنے ایک بھیگی نگاہ اپنے جوان بیٹے پر ڈالی۔

"جو یک ٹک اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔

"پی یہ اٹھ کیوں نہیں رہی۔! بارس نے گھبراہٹ اور بے چینی سے ویام کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

مائیں تو بچوں کی آہٹ سے جاگ جایا کرتی تھی۔ پھر وہ تو پہلی بار اپنی ماں سے ملا تھا وہ پھر بھی یونہی بے حس بن کر لیٹی تھی۔

"بارس وہ ہوش میں نہیں۔! ویام نے ہاتھ اسکے چہرے پر رکھتے بمشکل سے یہ لفظ اپنی جان عزیز بیوی کے لئے ادا کیے تھے۔

کیا معلوم تھا کہ زندگی میں ایسا بھی وقت آئے گا۔۔جب اسکی عین ایسی حالت میں ہوگی اور وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا ۔

"نہیں۔جھ جھوٹ۔ جھوٹ مت بولیں آپ۔پی یہ دیکھیں۔یہ ہوش میں ہیں۔میں نے کل بات کی تھی ان سے۔ان کی آئیز کو بیوٹیفل کہا تھا انہیں ٹچ بھی کیا تھا۔یہ روئی بھی تھی۔"

دروازے کے باہر کھڑے عالیان شاہ نے ضبط سے لب بھینچ کر اپنی بہن کو دیکھا تھا۔وہ نڈھال ہو رہا تھا۔ سمجھ پانا ناممکن تھا کہ اسکی بہن کا ضبط کس قدر مضبوط تھا۔

جو اتنی بڑی چوٹ اپنے سینے پر کھا چکی تھی۔

امن نے اسکی پشت پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا۔تو وہ بھیگی نیلی آنکھیں جھپک کر سر جھکا گیا۔

"دیکھیں یہ اٹھ جائیں گی۔میں آواز دیتا ہوں۔!لبوں پر زبان پھیرتے اسنے ویام کے ہاتھ سے اپنی ماں کا ہاتھ نکالا۔

اور خود بیڈ پر اسکے قریب بیٹھا۔ویام نے لب بھینچ کر اپنے بیٹے کو دیکھا تھا۔

جس نے آتے ہی اسے بیوی سے دور جھٹکا تھا۔

وریام کاظمی دروازے کے بیچ کھڑے اس منظر کو دیکھتے بھیگی آنکھوں سے مسکرائے تھے۔

"مم ماما۔ ممیں بب ببارس ایپپ کا بببیٹا۔ اپپ کے ہز بینڈ ککھہ ررہے اپپ سسن نہیں رہی مم مجھے۔ مگر میں جاجانتا ہوں اپپ سن رہی ہیں مجھے۔ اپپ دیکھیں مم مجھے۔ ممجھے ڈھیر ساری باتیں کرنی ہیں آپ سے۔ اپپ سے روٹھنا ہے آپ کی گگود میں سر رکھ کر سونا ہے۔ جیسے سب بچے سوتے ہیں۔

االپپ صصرف مم میری مماماہیں۔! وہ عیناں کے ہاتھ کو تھامے اسکی سفید ہتھیلی پر جا بجا ہونٹ رکھتے بار بار یہی الفاظ دہرا رہا تھا۔

ہر کوئی بے بسی سے یہ سب دیکھ رہا تھا اگر کسی کے بس میں ہوتا تو آج اس ماں کو جھنجھوڑ کر اٹھاتا کہ دیکھو کتنا تڑپ رہا ہے تمہارا بیٹا۔" مماما۔! وہ بلکتا ہوا اسکی گود میں سر رکھتے بری طرح سے رویا تھا۔

اسکے آنسوں عیناں کی گود میں جذب ہو رہے تھے۔

ویام شدت ضبط سے مٹھیاں بھینچتے کمرے سے ہی نکل گیا تھا۔ کتنی ادھوری خوشی تھی ناں۔ جس کو سرپرائز دینا چاہا تھا اسکے بیٹے کی صورت آج وہی ہوش میں نہیں تھی۔

"بارس میرے بیٹے۔! مجتبیٰ حسین اسے پہلی بار اس قدر ٹوٹا ہوا دیکھ رہے تھے۔ وہ متفکر سے تڑپ کر آگے بڑھے۔

"ننن نہیں بابا۔ آپ سب چپ ہو جائیں۔ دیکھئے گا۔ ابھی اٹھیں گی۔ ماما۔ میں جانتا ہوں۔ ممجھے دیکھتے ہی وہ اٹھ جائیں گی۔!

وہ بچوں کی طرح اپنی ضد کرڈٹا مجتبیٰ حسین کو بے بس کر گیا۔ جو خاموش ہوتے اپنے بیٹے کو دیکھتے رہ گئے۔ جسنے اچانک عیناں کو سہارہ دے کر بٹھایا۔

عالیان شاہ آگے بڑھنے لگے مگر ویام نے انہیں روک دیا تھا۔

یہ ایک ماں اور بیٹے کی ضد ہے دیکھتے ہیں کون جیتتا ہے۔" ان کے لفظوں میں کہی ناں کہی یہ عزم تھا جیسے وہ جانتے ہوں ممتا تو موت کو بھی مات دے سکتی ہے یہ ٹرا ما کیا چیز تھی۔

"ددیکھیں مجھے محسوس کریں مجھے۔ آپ کا بیٹا ہوں میں۔ اگر اب بھی آپ ناں اٹھی تو میں۔ میں پھر سے چلا جاؤنگا آپ سے دور۔!

وہ اسکے کندھے پر سر رکھتے بچوں جیسے ضدی لہجے میں بول رہا تھا۔ عیناں کی آنکھوں سے کئی آنسوں موتیوں کی صورت بہتے اسکی شرٹ میں جذب ہوئے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تو میں چلا جاؤں۔! بھیگے لہجے میں جیسے وہ اسے اکسا رہا تھا کہ وہ اسے روکے۔ مگر آگے سے کوئی جواب ناں ملنے پر بارس نے سرخ چہرے سمیت اپنی ماں کو دیکھا اور انہیں پھر سے بستر پر ڈالتے پورے حق سے ان کی پیشانی چومی تھی۔

آج یہ دوسری بار تھا جو وہ اسی عورت کی پیشانی چوم رہا تھا پہلے اسے ماں جیسا تصور کیا تھا مگر آج وہ ماں تھی۔ تو اس لمس نے جیسے بارس کے وجود کے ذرے ذرے میں سکون بھر دیا تھا ایسا سکون جس کی تلاش میں وہ سالوں سال دربدر بھٹکا آیا تھا۔

وہ اٹھا۔ ایک نگاہ ان کی بھیگی آنکھوں پر ڈالے وہ جیسے ہی مڑا۔ سب کی سانسیں الجھ سی گئی۔ تو کیا وہ ہار مان چکا تھا۔

"میں نے آج تک کچھ نہیں مانگا آپ سے یارب۔ میری ماں چاہیے مجھے۔ انہیں ٹھیک کر دے۔!

اسکا دل اس رب سے دعا گو تھا۔ جس سے اسنے کبھی اپنی ذات کے لیے کچھ نہیں مانگا تھا اور آج مانگا بھی تھا تو اپنی ماں کا آنچل۔ ان کا ممتا بھرا سایہ۔

"اپنے ہاتھ پر کسی کی پکڑ پاتے وہ جھٹکے سے رکتی سانسوں سمیت پلٹا۔ عیناں کا ہاتھ اسکے ہاتھ پر تھا۔

ملتے لبوں کی جنبش پر وہ پاگلوں کی طرح مڑا۔ جسم میں جیسے جان آئی تھی۔

"مم ماما۔! اسنے جھک کر انہیں دیکھا۔ جس کی گرے آنکھیں خود سے بند ہوئی۔ تو بارس کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

"مماما۔!" وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح اسے بار بار ضد سے پکار رہا تھا ایسے جیسے اسے کچھ چاہئے ہو۔ اور اسے یقین ہو کہ وہ چیز اسے اسکی ماں ہی دے سکتی ہے۔

"آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ پلیز میں بارس۔! اسکی بند آنکھوں کی لرزش پر وہ جبڑے بھینچتے اپنے آپ پر ضبط کرتے ان کے ہاتھ کو اپنے چہرے پر رکھتے اپنے نقوش پر حرکت دینے لگا۔

اسکے ایک ایک نقش کو اپنے ہاتھوں سے چھوتے عیناں کا وجود جیسے جلتی ہوئی آگ کی بھٹی میں تپا تھا۔ وہ منظر جو اسے اس درندے نے دکھایا تھا۔ جہاں اسکا معصوم بچہ نوچا جا رہا تھا۔ آنکھوں کے پردے پر وہ منظر لہرایا۔

تو اسکے چہرے کا رنگ فق پڑا۔ جسم سے رونگٹھے کھڑے ہوئے۔ اور پھر وہ ایسا روئی تھی کہ وہ اپارٹمنٹ دہل کر رہ گیا تھا اسکی دھاڑیں کرب ناک تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ بجائے اسے سینے سے لگانے کے اپنے چہرے پر تھپڑ مارنے لگی۔اپنے بالوں کو نوچتی وہ ایسی ماتم کناں ہوئی تھی کہ ہر کسی کے رونگٹھے کھڑے کر دیے۔

اسکی چیخیوں کی آواز پر وہ پاگلوں کی طرح اندر آیا تھا۔دیوانوں کی طرح اسے خود کو مارتا دیکھ وہ آگے بڑھا۔تو بارس نے جھٹ سے آگے ہوتے ماں کو سینے سے لگایا۔

"مت کریں ایسا۔میں مر جاؤں گا۔خدا کے لئے مت دیں تکلیف خود کو۔!

وہ عاجزی سے اسکے پاس جھک کر تکلیف و درد سے بولا تو وہ ہچکیاں بھرتی ہاتھ ڈھیلے چھوڑ گئی۔ویام وہی سٹل کھڑا اپنی بکھری ہوئی عین کو دیکھ رہا تھا۔

جس کی حالت کا ذمہ دار کہیں ناں کہیں وہ خود کو تصور کر رہا تھا۔

"عیناں کے آنسوں تھمے نہیں تھے۔جسم مسلسل کانپ رہا تھا مگر وہ چہرہ بارس کے سینے سے نہیں نکال پائی تھی۔

مجتبیٰ حسین کب کے باہر جا چکے تھے۔اور اب باقی سب بھی ان تینوں کو چھوڑ کر باہر ہال کی سمت بڑھے۔

ویام لب بھینچے بے بسی سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا جس کا حصہ شاید وہ تھا ہی نہیں۔"

"مم مجھے دد یکھیں گی ننہیں۔!نم نگاہوں سے اپنی ماں کے بالوں کو چومتے وہ بچوں کی طرح لاڈ سے پوچھنے لگا۔تو عیناں کے لبوں سے سسکی سی نکلی۔

وہ ہچکی لیتی سوجھی آنکھیں سختی سے میچ کر سر نفی میں ہلا گئی۔

"مم میں اسس قققابل ننن ننہیں ہہوں۔!ٹوٹے پھوٹے سے لہجے میں اسکا کہا یہ جملہ عیناں ویام کا ظمی کا نہیں ایک ہاری ہوئی شکست خوردہ ماں کا تھا۔

جو اپنے بیٹے اپنے خون کی حفاظت تک نہیں کر سکی تھی۔

"ایسا کہہ کر مجھے میری ہی نظروں میں مت گرائیں۔سالوں تڑپا ہوں اپنے لیے کسی کی آنکھوں میں ممتا کی تڑپ دیکھنے کے لئے۔اب آپ بھی منہ موڑ لے لیں۔ "

وہ اپنا زخمی دل کھول کر کسی کتاب کی طرح اپنی ماں کے سامنے رکھ رہا تھا۔

ویام نے گہری سانس بھرتے ان دونوں کو اکیلا چھوڑنا ہی مناسب سمجھا۔جبھی وہ مڑتے ہوئے بھاری قدموں سمیت کمرے سے نکل گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہی عیناں لرزتے ہونٹوں کو میچتی بیٹے کی پہلی فرمائش پر سیدھی ہوئی تھی۔ دھک دھک کرتے دل سے اسنے کانپتی ہوئی پلکیں اٹھائے اپنے سامنے بیٹھے اپنے بیٹے کو دیکھا۔

جس کی بھوری آنکھوں میں اپنی ماں کا عکس تھا۔ آنکھوں سے پھل پھل کرتے آنسوں بہہ رہے تھے مگر وہ بنا پلکیں جھپکائے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی جیسے آنکھ جھپکی تو وہ نظروں سے اوجھل ہو جائے گا۔

"اسکے بھورے بال چوڑی پیشانی سے چپکے ہوئے تھے۔ کھڑی ستواں ناک، ہلکی بھڑی بھوری شیو، سرخ و سفید رنگت اور ہونٹ۔ ہاں اسکے ہونٹ عیناں جیسے تھے۔

وہ کانپتی ہوئی ہچکی بھرتے اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتی اپنے ہونٹ اسکی پیشانی، اور گالوں پر رکھتی اسے خود میں کس کر بھینچ گئی۔ بلکل کسی چھوٹے بچے کی طرح۔

"مم میں اب نہیں جانے دوں گی۔ تم میرے بیٹے ہو بس۔ اب دور مت جانا۔! اسکے سینے پر سر رکھتے وہ تڑپ کر بولی۔ تو بارس نے ان کی ہتھیلی پر لب رکھتے سکون سے آنکھیں موندی۔

کئی لمحے وہ یونہی اپنی ماں کے آنچل سے لگا ان کی خوشبو سے خود کو معطر کرتا رہا تھا۔ اور جب وہ سنبھلی تو ان کے آنسوں صاف کرتے دوپٹہ درست کیا۔

"وہ نیلی آنکھوں والا شخص کون ہے۔؟ اسکی نظر عالیان شاہ پر پڑ چکی تھی۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ اسکا ضرور کوئی رشتہ تھا اسکی ماں سے مگر کیا۔ یہی جاننے کو اسنے ماں سے سیدھا پوچھا۔

عیناں نے مسکرا محبت پاش نظروں سے اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھتے اس کے بال سنوارے۔ وہ میرے بھائی ہیں تمہارے ماموں۔! ء

اس قدر قریبی تعلق پر وہ دھنگ ہوا۔ مگر پھر محض سر ہاں میں ہلایا۔

ہم باہر چلیں۔ گھر بھی جانا ہے۔ اب تم ایک منٹ بھی دور نہیں رہو گے مجھ سے۔ اگر اب ایسا ہوا ناں تو میں زندہ نہیں بچوں گی میری جان۔!

وہ پھر سے اشکبار ہوئی۔ تو بارس نے جھک کر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ بھول ہے آپ کی۔ اب آپ جان چھڑائیں گی تو بھی نہیں چھوڑنی میں نے۔! ء

اسنے ہنس کر انہیں خوش کرنا چاہا تھا۔ جو ہلکا سا ہنسی۔

اور پھر ان کی ضد پر بارس انہیں اٹھائے باہر لایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

صوفے پر براجمان ویام کاظمی کی نگاہ اس منظر پر پڑتے ہی جسم میں شرارے سے پھوٹ پڑے۔زخمی شیر کی طرح اس منظر کو دیکھتے وہ لب بری طرح سے بھینچ کر رہ گیا۔

جبکہ ان کی آمد پر سبھی نے شکر کا سانس بھرتے ان دونوں کو محبت سے دیکھا تھا۔بارس سامنے موجود سنگل صوفے کی طرف بڑھا۔

اور انہیں نرمی سے بٹھائے وہ خود فرش پر بیٹھتا سر ان کی گود میں رکھ گیا۔

بارس جانتا تھا وہ سبھی اسے اپنا تعارف کروانا چاہ رہے تھے مگر فل حال وہ کچھ سننے کے موڈ میں نہیں تھا اور یہ بات سب نے محسوس کی۔

"یہ تو بڑا کوئی ظالم درندہ ہے لالے۔اب عالی اور ابیر کی خیر نہیں۔ہی ہی ہی۔! عائش نے گہری نظروں سے اسکی معائنہ کرتے تبریز کے کان میں جھک کر مسکرے پن سے کہا تھا۔

تبریز پہلی بار اسکی کسی بات سے متفق ہوا تھا۔جبھی ہنس کر آنکھ ونک کیے تھمب اپ کا نشان دکھایا۔

"ڈیول۔لاشیں جلادی ہیں۔"اسکا خاص آدمی عجلت میں اندر آیا۔وہ جانتا تھا ڈیول اکثر ایسے ہی لوگوں سے ڈیل کرتا تھا اور اب بھی وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ کسی سے ڈیل کر رہا ہے۔

جبھی فوراسے پیشتر اسنے ڈیول کو آگاہ کیا۔"

جہاں سبھی اسکی بات پر دھنگ سے بارس کو دیکھ رہے تھے وہی عائش نے لفظ ڈیول دہرا کر جھرجھری سی لی۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔! سپاٹ چہرے سمیت گردن موڑ کے اس نے گارڈ کو شعلے برساتی نظروں سے دیکھتے آگاہ کیا۔

جو اسکے چہرے کے سنجیدہ تاثرات دیکھتے ہی گڑبڑا کر باہر نکلا۔

"لاشیں۔"عیناں نے خوف سے گرے آنکھیں پھیلائے بیٹے کو مخاطب کیا۔

"جس نے ایک سیکنڈ میں چہرے کے تاثرات درست کیے۔

عالیان شاہ اسکے اصل روپ سے واقف تھے جبھی سر جھٹک کر رہ گئے۔

"جنگل میں آگ لگ گئی تھی ماما۔تو کافی جانور مر گئے اب ایسے نہیں پھینک سکتے تھے انہیں جلانے گئے تھے یہ لوگ۔!ء

وہ ہاتھ صاف کرنے کے ساتھ ساتھ باتیں بنانے میں بھی ماہر تھا۔ ویام کاظمی اسے گھور کر رہ گئے۔ دو گھنٹے پہلے جس بیٹے سے انہیں محبت ہوئی تھی وہ اب جلن میں بدلنے لگی۔

"اوہمہ بہت اچھا کیا میری جان۔! اسکے بال سنوارتی وہ محبت سے چور لہجے میں بولی۔ تو اپنے سوا کسی دوسرے کے لئے یہ لفظ سنتے ویام پہلوئں بدلتے رہ گیا۔

"کیف۔ کیف کہاں ہو تم۔ میرے بال بنادو پلیز۔!

حورین شاہ جو تھوڑی دیر پہلے ہی نیند سے بیدار ہوئی تھی۔ اب اسے کمرے میں ناں پاتے اسنے اسے پکارا مگر اسکی آواز پلٹ کر اسی تک ائی۔

ڈیول نے کل رات ہی ڈور پر ڈبل لئیر چڑھائی تھی جس کے سبب اب وہ واحد ڈور جس سے اندر باہر سنائی دیتا تھا وہ سسٹم بلکل ختم ہو گیا۔

اور حورین شاہ جو پہلے پہل تو شرمائی لجھائی سی بیڈ پر ہی بیٹھ گئی تھی، کنگھی کرنے کی کوشش کی تو بال مزید الجھ گئے تھے۔ جبھی وہ برش اٹھائے روم سے باہر نکلتی اسے بلند آواز میں پکارنے لگی۔

اسکی آواز پر عیناں نے حیرت اور خوشی سے سیڑھیوں کی سمت دیکھا۔ عالیان شاہ فوراً سے اٹھے۔ اور باقی سب نے بھی گردنیں موڑ کر سیڑھیوں کی طرف دیکھا۔

جبکہ سب کی توجہ اپنی حورین کی طرف پاتے وہ بپھر سا گیا۔

مگر ماں کی موجودگی کا احساس اسے خانوش کیے ہوئے تھے۔ معاوہ سیڑھیاں اترتی سامنے ہوئی۔

تو سب کی سانسیں اسے دیکھتے ہی تھم سی گئی۔ پاؤں کو چھوتے سرخ خوبصورت گاؤن میں ملبوس وہ دوپٹہ لاپرواہی سے کندھوں پر ڈالے سنہری بالوں کو ہاتھ سے کھینچے وہ کنگھی کرتی سامنے ہی اپنے سب گھر والوں کو دیکھ ساکت سی رہ گئی۔

عالیان شاہ نے بھاگ کر آگے بڑھتے اپنے بیٹی کو سینے سے لگایا۔ جو اتنے سالوں کے بعد اپنے پاؤں پر کھڑی اپنے باپ کو ایموشنل کر چکی تھی۔

"ڈیڈا۔! حورین نے نرمی سے انہیں پکارتے اپنا ہاتھ انکے سر پر رکھا۔ نیلی آنکھیں ایک پل کو بھیگی تھی۔ جبھی وہ ضبط کھوتے اٹھا۔

ایک ہی جست میں اسے عالیان شاہ سے الگ کرتے اپنے پیچھے چھپایا اور خود مڑ کر اسے گھورا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کیا کر رہی ہیں آپ یہاں۔! اسکے لہجے میں سختی تھی مگر غصہ نہیں۔ حورین نے بھیگی آنکھیں جھپک کر اسے دیکھا تو اسکے بہتے آنسوں سے چڑتے اسنے اگلے ہی لمحے جیب سے رومال نکال کر اسکے آنسوں صاف کیے۔ جو سب کے سامنے اسکی حرکت پر شرمندہ سی ہوتی سرخ پڑی۔

وہیں عیناں نثار جاتی نظروں سے اس منظر کو دیکھ رہی تھی۔ اسے حرمین یاد آئی۔ جس نے باتوں ہی باتوں میں اسے حورین کے شوہر کا بتایا تھا۔ تو مطلب وہ اسکا اپنا بیٹا تھا۔

حسین ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔ "مم مجھے بال۔! وہ منہ بنا کر بولتی سب کی موجودگی میں خاموش ہو گئی۔

عالیان شاہ نے مٹھیاں سختی سے بھینچ لی۔ تو کیا اب وہ اپنی بیٹی سے مل بھی نہیں سکتا تھا۔

" ہمممم۔ کم۔! اسنے بنا توقف کے اسے بانہوں میں بھرا تو سبھی سٹپٹائے۔

عائش کا منہ حیرت سے پورا پھیلا۔ جسے ڈیول نے گہری نظروں سے دیکھا وہ کھسیانی سی ہنسی ہنسا۔

"ابھی آپ اتنی بیٹر نہیں ہوئی جو اکیلے سٹئرز عبور کر لی۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا جب تک آپ بلکل ٹھیک ہوتی۔ اسکے لہجے میں واضح وارنگ تھی۔

سب مرد منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے۔ جسنے عیناں کے ساتھ موجود دوسرے صوفے پر اسے بٹھایا۔ اور صوفے کا منہ دوسری طرف موڑ دیا۔

یہ کیا کر رہا ہے۔؟ وریام نے داڑھی کھجاتے اپنے بیٹے اور جمائی سے پوچھا جو دونوں ہی جلے بیٹھے تھے۔

سامنے ہی ہے دیکھ لیں۔ وہ سڑ کر بولتے پہلوؤں بدل گئے تو وریام نے بھی کندھے اچکائے۔

اب سبھی اسے دیکھنے کی کوشش کرنے لگے جس نے کنگھی اسکے ہاتھ سے تھامی اور خود پوری طرح سے پھیل کر سامنے کھڑا ہوا اس طرح سے کہ اسکے بال بھی کسی کو نہیں دکھ رہے تھے۔

"باپ پر گیا ہے۔! وریام نے آنکھیں چھوٹی کرتے اندازہ لگایا۔ تو عالیان شاہ نے انہیں سنجیدگی سے دیکھا۔" روتا کیوں ہے چل سسر پر گیا ہے۔! اسکی تھوڑی لاڈ سے چھوتے وریام نے اسے بھی آگ لگائی تھی۔

جو جل بھن کر رہ گیا۔

تو ہم سب یہاں مکھیاں مارنے آئیں ہیں۔؟ اس نے تو منہ بھی نہیں لگایا ہم سب کو۔! عائش کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی۔ سبھی اسکی بات سے ایگری تھے مگر کہتا کون ینگ جنریشن مانتی ناں اور بگ جنریشن اپنی انا پر آئی چوٹ ہر گز برداشت ناں کرتی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ماما آپ کو بھی ریسٹ کرنی ہے۔ تاکہ آپ بلکل ٹھیک ہو سکیں اور پھر مجھے اپنے ہاتھوں سے اچھا اچھا کھانا بنا کر کھلانا ہو گا۔!

اسنے لاڈ سے فرمائش کی تو عیناں اسکے صدقے واری گئی۔

"بارس ہم آج ہی واپس جائیں گے۔ پتہ ہے سب لوگ حوری اور تم سے مل کر بہت خوش ہوں گے حاص طور پر تمہاری بہنیں۔!

عیناں نے چہک کر بیٹے کو بتایا۔ جو لفظ بہن پر ٹھٹکا۔

"بب بہنیں۔! دھڑکتے دل سے اسنے ماں کو دیکھ کر یہ لفظ ادا کیے تھے۔ جس نے سرہاں میں ہلایا۔

"اے لو۔ اب تو پکا گئے ابیر اور عالی۔! عائش نے ناک چڑھا کر پیشین گوئی کی تو تبریز نے ہنس کر اسے دیکھا۔

"یہ تو واپس چل کر دیکھنا پڑے گا۔ کون کس پر بھاری پڑتا ہے۔؛ "

اسکی پشت کو دیکھتے تبریز نے مسکرا کر کہا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آ گئی تم سب جنگ لڑ کر۔! حیا نے ان قطار میں مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑی ان پانچوں اور انکے پیچھے کھڑے انیل کو گھور کر پوچھا۔

"وہ سبھی سر جھکائے فرش پر کچھ ڈھونڈنے کی کوشش میں مگن تھی۔ عنایہ ہمک ہمک کر پیچھے چھپ رہی تھی۔ مگر سب کی نظریں اسی پر ٹکی تھی۔

"چھپ کیوں رہی ہو عینی۔ ضرور یہ تمہاری شرارت ہے۔! الایہ نے گھور کر بھانجی کو دیکھا۔ تو عنایت کو اپنے آگے پیچھے خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی۔ اگر سب کو علم ہو جاتا کہ یہ اس کی حرکت تھی تو پھر۔"

وہ تھوک نگل کر رہ گئی۔

"قسم لے لو آپ سب۔ میں نے نہیں کہا کسی سے بھی کچھ۔! وہ بھوری آنکھیں پھیلائے معصومیت سے بولی۔ تو سامنے ہی سینے پر ہاتھ باندھے کھڑے ابیر نے اسے غصے سے گھورا۔

عالیجان شاہ کا بھی ایسا ہی انداز تھا۔ "عنایت تم جانتی ہو ناں ماں بننے والی ہو تم۔ بیٹا تم تو اتنی سمجھدار ہوا کرتی تھی۔ تم سے ایسی حرکت کی امید نہیں تھی مجھے۔ الایہ ماسی تھی۔ دونوں کو اچھے سے سنائی۔ تو سب لڑکیوں نے عنایت کو دیکھا۔

جو ٹکر ٹکر خود کو گھورتی ان سب کو دیکھ منہ پھلا گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"سوری مگر عنایہ نے بائیک سست چلائی۔اور کہا بھی تھا ہم بائیک نہیں چلا رہے ہم محول (مذاق) کر رہے ہیں۔ اسنے معصومیت سے آنکھیں پھیلا کر کہا تو عنایہ نے حلق تر کیا۔

کیونکہ انیل سب سے آگے تھا شر رکر کے بائیک بھگائی۔اسنے انیل کو دیکھتے ہوئے کہا۔تو سب کی شعلہ بار نظریں خود پر پاتے وہ سٹپٹا سا گیا۔اور امبر نے اس سے بھی زیادہ سپیڈ سے چلائی تھی۔

پتہ ایسے ایسے کر کے۔! وہ ہاتھ سے نقشہ کھینچ کر بتانے لگی۔تو اب سب نے غصے اور سنجیدگی سے امبر کو دیکھا۔ عنایہ بہن کی چالاکی پر عش عش کرتے رہ گئی۔

جو بھی ہے سزا ان سب کو ملنی چاہیے۔! عالیحان کی سرد آواز پر عنایت کا حلق کڑوا ہوا۔

"خاص طور پر اسے۔" اسنے گھور کر دیکھتے اسے یعنی عنایت پر زور دیا۔

"اوکے مگر پہلے چینج کر آؤں۔! وہ ہونٹ پھیلا کر اپنی ٹی شرٹ نیچے کرتی کافی ان کمفرٹیبل لگ رہی تھی۔اور ایسا ہی کچھ حال ماہا کا بھی تھا باقی تینوں تو سکون سے کھڑی تھی۔

ایسے نہیں۔ان کی سزا ہم خود دیں گی۔ماہا اور عمایہ کی سزا کل طے ہو گی۔اور عنایت اور امبر تم چلو میرے ساتھ۔! الایہ نے دونوں بیٹوں کو گھورا تو وہ سر جھکا گئی۔

ماہا اور عمایہ جان بخشی پر بھاگ کر کمرے میں بند ہوئی تھی۔

جبکہ عنایت اور امبر بھی اب الایہ کے پیچھے کمرے میں گئی۔

"چلو عنایہ رات کافی ہو چکی ہے۔" حیا نے اسے آنکھوں سے اشارے کرتے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔

انیل نظریں بچا کر دبے پاؤں بھاگتا ہوا اپنے کمرے کی گیا تھا۔ جس کے پیچھے ہی عالیحان شاہ اور حرمین گئے۔

ایک سیکنڈ ماما۔ عین کہاں جا رہی ہے۔! ماتھے پر بل ڈالے اسنے حیرت سے ماں کو دیکھا۔اور آگے بڑھ کر ان کا رستہ روکا جو اپنے روم میں جا رہی تھیں۔

"کہاں کا کیا مطلب ہے ابیر۔ ظاہر سی بات ہے میرے پاس سوئے گی اور تم اسکے کمرے میں۔؛

سینے پر ہاتھ باندھے حیا نے سنجیدگی سے کہا ابیر کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔ شہد رنگ آنکھیں ایک پل کو اٹھائے اسنے گھور کر عنایہ کو دیکھا۔ جو جان بخشی پر دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی۔

مگر بظاہر وہ چہرے پر معصومیت سجائے ہوئے تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مام رخصتی ہو چکی ہے۔اور پلیز تو ایسا ظالمانہ سلوک مت کریں۔عین میرے ساتھ جارہی ہے روم میں۔!

اسنے تھک کر ماں کو بے بسی سے دیکھا۔

اور پھر عنایہ کی طرف بڑھا مگر حیا نے فوراً سے آگے ہو کر اسکا رستہ روکا۔"بیٹا ہو سکے تو اپنی ماں کو معاف کر دینا۔ مگر میں نے وعدہ کیا تھا کہ عنایہ کی رخصتی ساری رسم و رواج سے ہو گی۔پہلے ہی عنایت یونہی ہنگامے میں رخصت ہوئی۔

ماں باپ کا بھی بیٹیوں پر کچھ حق ہوتا ہے۔کچھ ایسی مذہبی رسومات جو ایک پاک بندھن کے لئے پوری کرنا ضروری ہوتی ہیں۔

اور اسی لئے سب کی واپسی کے بعد ولیمہ کا فنکشن ہو گا جس میں عنایہ کی رخصتی ہو گی۔تو اب تم جا سکتے ہو۔!

حیا نے کافی رسان سے اسے آگاہ کیا تھا۔جس نے ضبط سے جبڑے بھینچ کر عنایہ کو دیکھا۔جو بجائے اسکا ساتھ دینے کے خاموش کھڑی تھی۔

فائن جو جی میں آئے وہ کریں میری خوشی کی تو کسی کو پرواہ ہی نہیں۔! وہ سرد لہجے میں بولتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

تو حیا نے افسوس سے سر جھٹکا۔"تم چلو میرے ساتھ ذرا۔!

حیا اسکے حسین چہرے سے نظریں چرا کر اسکا بازو تھامے اسے ساتھ لے جانے لگی۔جبکہ عنایہ کا ذہن اب ابیر کی ناراضگی کا سوچ کر اسی پر اٹکا رہ گیا۔

Episode 126

ہینڈل کر لوگے سب تم۔؟عالیجان نے سنجیدگی سے گردن موڑ کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جس پر مقابل نے ابرو اچکاتے اسے گھورا۔"کوئی شک ہے کیا۔؟ شہد رنگ آنکھوں میں جنون خیز رنگ تھے۔

عالیجان نے ہنستے ہوئے سر نفی میں جھٹکا۔

"مجھے کچھ بتانا تھا تمہیں۔! بھوری شیو کو انگلیوں سے کھجاتے اسنے بات کا آغاز کرنا چاہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ابیر سے بہرام کی بابت چھپانا ایک بہت بڑی بے وقوفی تھی۔اور وہ چھپانا بھی نہیں چاہتا تھا۔بظاہر تو سب کچھ ٹھیک تھا مگر کب تک ٹھیک رہتا اس علم خود عالیجان کو بھی نہیں تھا۔

"ہمم۔بہرام کی بات کر رہے ہو تم۔!ابیر کے چہرے پہ ٹھہرا کتاہٹ واضح تھی۔عالیجان نے چونک کر حیرت بھرے تاثرات سے اسے دیکھا۔

"تم تمہیں کیسے معلوم۔؟عالیجان ٹھٹکا ضرور تھا۔کیونکہ اگر وہ جانتا تھا تو اس قدر خاموش کیوں تھا۔

"ابیر نے موبائل نکالتے ایک ویڈیو پلے کرتے اسکے سامنے کی۔

جسے کچھ چونک کر عالیجان نے دیکھا۔جہاں سامنے ہی وہی ویڈیو چل رہی تھی۔جو کچھ دن پہلے ان سب نے دیکھی تھی۔تو مطلب ماہ ویر نے یہ ویڈیو ابیر کو بھی بھیجی تھی۔

"مجھے شک اسی دن ہو گیا تھا جب میں عین کو لینے اسکی یونی گیا تھا۔پھر تبریز نے کچھ کچھ بتایا۔مگر وہ عین میں انوالو ہو گا اسکا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا میرے پاس۔۔اور یہاں سے میرے جاتے ہی وہ واپس لوٹا۔

جب مجھے علم ہوا تو میں اسی وقت جان گیا تھا کہ وہ کسی خاص مقصد کے تحت لوٹا ہے۔اور جانتے ہو۔وہ یہاں عین اور عنایت آپی کے لیے آیا ہے۔!

ابیر نے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اپنا موبائل فون آف کرتے واپس رکھا۔

تو عالیجان نے بے یقینی سے گھورا جیسا اسکی دماغی کیفیت پر شبہ ہوا ہو۔

"تُو پاگل ہو گیا ہے۔!بھلا عنایت سے اسکا کیا تعلق۔!عالیجان نے سر جھٹکا۔اسے ابیر اپنے ہوش و حواس میں نہیں لگ رہا تھا۔

"تعلق ہے عالیجان۔وہ لوکی ہے۔لوکی مطلب مارک کا بیٹا۔!عنایت آپی کا کزن۔!

اب کی بار ابیر نے اسے حقیقت سے آگاہ کیا تو عالیجان نے حیرت سے منہ کھولے بے یقین سی کیفیت میں سر نفی میں جھٹکا۔

" ہممممم۔!وہ بلڈی***"ہوش سے کام لو عالی۔

ہمیں اب پہلے سے بھی زیادہ احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ایٹ لیٹس جب تک وہ ہاتھ نہیں آتا۔۔!

ابیر نے سپاٹ نگاہوں سے کسی غیر مری نقطے کو دیکھا۔تو عالیجان نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حوری واپس لوٹ رہی ہے۔ہم فل حال یہ بات کسی سے شئیر نہیں کریں گے پہلے ہی سب بہت ٹینس رہ چکے ہیں ۔اب جو بھی کرنا ہوگا ہمیں مل کر کرنا ہوگا۔!

عالیحان نے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا جس پر ابیر نے بھی سر اثبات میں ہلایا۔

میں جانتا ہوں۔کمشنر سرویٹ کر رہے ہونگے۔"

وہ یہاں کمشنر سے میٹنگ کے لیے آیا تھا۔اسکے بعد اسے اپنے ہاسپٹل جانا تھا آج کا سارا دن اسکا بہت مصروفیت بھرا تھا۔

"مجھے واپسی پر دیر ہو جائے گی۔تم خیال رکھنا عین اور آپی بنا پرمیشن باہر ناں جانے پائیں۔خاص طور پر اپنی بہن کا۔وہ بعض آنے والوں میں سے نہیں۔!

عنایہ کا عکس آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا وہ جانتا تھا۔وہ ضد اور انا کی بہت تیز تھی۔اسکے بر عکس عنایت بہت معصوم اور شریف تھی۔

فکر مت کرو۔میں سنبھال لوں گا۔! سگریٹ کا کش لگاتے اسنے اسے تسلی دی۔اور خود ایک نگاہ اسکی چوڑی پشت پر ڈالتے گاڑی واپسی کی طرف موڑی۔

اسے بائی سے ملنے جانا تھا مگر اب اسکا ارادہ کینسل ہو چکا تھا۔

"ہاں انیل میرے آنے تک گھر ہی رہنا سکیوریٹی مزید سخت کر دو۔میں آتا ہوں۔! ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے اسنے لب بھینچ کر کہا اور فون کاٹتے اب سامنے سڑک کی طرف متوجہ ہوا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"آپی بس کر دیں یار۔عالی کو پتہ چلا تو خیر نہیں آپ کی۔" عنایہ نے دوپٹہ فرش پر سے اٹھاتے بہن کو دیکھا تھا۔

وہ سبھی اس وقت خوبصورت مشرقی لباس میں تھیں۔جو کہ رات کو ہی حیا اور باقی سب لائیں تھی۔

امبر اور عنایہ سخت الجھی ہوئی تھی۔باقی سب تو آرام سے سوٹ کیری کیے ہوئے تھیں۔

ویسے کیا لگتا ہے آج کس کس کی شامت آئے گی۔کل تو سب بچ گئی تھیں وقت جو کافی ہو گیا تھا۔

ماہا نے ہاتھ بڑھا کر کیری کا پیس اٹھایا تھا۔وہ سبھی اس وقت حیا کے روم میں بیٹھی تھی۔جہاں کسی کو ان پر شک نہیں ہو سکتا تھا۔

"کیوں کہے گا کوئی کچھ۔کم ڈرتی تھوڑا ہیں کسی سے۔! عنایت نے آنکھیں پھیلائے بڑی ادا سے کہا تھا کہ باقی سبھی ہنس دی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آپی یار۔اتنا بڑا دوپٹہ کون لیتا ہے۔؟عنایہ صوفے سے اٹھی سخت جھنجھلا کر کہتی وہ بہن کو دیکھنے لگی۔جو اس وقت سرخ رنگ کی خوبصورت پوشاک میں تھی۔

عنایت نے مسکراہٹ دبا کر بہن کو دیکھا۔جو نیلے رنگ کی پاؤں کو چھوتی فراک میں ملبوس کافی پریشان لگ رہی تھی۔

یہاں آؤ۔!عنایت نے اسے اشارے سے پاس بلایا تو وہ دوپٹہ ہاتھ میں پکڑ کر بیڈ تک گئی۔اور گھٹنوں کے بل جھک کر اسکے پاس بیٹھی۔

عنایت نے دوپٹہ پکڑتے اسکے سر پر اوڑھاتے فولڈ کرتے حجاب سٹائل میں اسکے سر پر دیا۔جس پر وہ مطمئن سی ہوتی بہن کی گود میں سر رکھتے لیٹی۔

"آپی ابیر ناراض ہو گیا ہے مجھ سے۔اب کیا کروں۔؟وہ خاصی متفکر لگ رہی تھی۔عمایہ کا قہقہ بے ساختہ تھا۔عنایہ نے گھور کے اسے دیکھتے کشن اٹھا کر مارا۔

"یہ کب ہوا۔؟مطلب عینی کو ابیر بھائی کی ناراضگی کب سے ستانے لگی۔!اسکا لہجہ شوخ سا تھا جس پر وہ ناچاہتے بھی خجل ہوئی۔

"ہاں ستائے گی ناں۔جب اتنا بڑا منہ سجا کر گیا ہے اوپر سے سختی سے حکم بھی دیا ہے باہر اکیلی نہیں جاسکتی میں۔! اسنے منہ بنا کر کہا۔

ویسے یہ امبر کہاں رہ گئی۔؟اسنے کچھ سوچ کر آگے پیچھے نظریں دوڑائے پوچھا۔

"کہاں ہونا ہے۔انیل بھائی ابھی ڈیوٹی پر نہیں گئے تو ماما نے اسے روم میں بھیجا ہے۔ان کے پاس۔ہاہاہاہا۔!عمایہ بہن کی شکل یاد کرتے قہقہ لگا کر ہنسی۔

جس پر وہ سبھی ہنسی تھی۔"عنایت۔!عنایت کیری کی بائٹ منہ میں ڈال رہی تھی۔

جب دروازہ ناک کرتے عالیحان اندر داخل ہوا۔عنایت اسکی آواز پر سٹپٹا سی گئی۔فوراً سے سیدھا ہوتے اسنے دوپٹے سے پلیٹ ڈھکی۔

"کیا ہو رہا ہے۔؟نیلی آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے اسنے مشکوک نظروں سے اسے گھورا۔

"کک کچھ بھی تو نہیں۔!وہ زبان ہونٹوں پر پھیرتے کھسیانی سی ہوئی۔

"وقت دیکھا ہے۔صبح کے آٹھ بجے تم یہاں بیٹھی ہوئی ہو بجائے آرام کرنے کے۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک گہری نگاہ اسکے حسین سراپے پر دوڑائے وہ مصنوعی غصے سے بولا۔ تو عنایت نے ناک چڑھائی۔

ممتا کے روپ نے اسکے وجود کو دلکش بنا دیا تھا۔ بھرا بھرا سا چہرہ گلابی پڑتا پہلے سے بھی زیادہ معصوم اور پیارا الگ رہا تھا۔

"ہاں عالی۔ ان کو لے جائیں۔ انہیں آرام کی سخت ضرورت ہے۔!" عنایہ نے آرام پر زور ڈالتے بہن کو دیکھا۔

جس نے منہ بسور کر اسے گھورا۔ ماہا نے جھٹ سے عنایت کے اشارے پر پلیٹ اپنی طرف کھسکائی۔

تم میرا مطلب ہے آپ چلیں میں آتی ہوں۔" وہ سلیقے سے دوپٹہ اوڑھ کر بولی۔

"ٹیڈی میر ب آنٹی بلا رہے ہیں تمہیں۔ اور تم اٹھو ابھی چل رہی ہو تم میرے ساتھ۔" اسنے عنایہ کو اطلاع دیتے خود عنایت کا ہاتھ پکڑا۔

تو اسے چار و ناچار اٹھنا پڑا۔ پیر پٹخ کر وہ روم سے نکلی۔ اور اسکے پیچھے ہی عنایہ بھی نکلی تھی۔ ان کی شکلیں دیکھ ماہا اور عمایہ ہنس پر بستر پر گری۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کون سی فائل چاہئے آپ کو۔! وہ پچھلے دس منٹ سے الماری میں سر گھسائے ہوئے اسکی بتائی فائل ڈھونڈنے کی کوشش میں مگن تھی۔

جو اسے مل ہی نہیں رہی تھی۔ اور اب انیل جو سٹڈی روم سے نکلا تھا اسے دیکھتے ہوئے ایمی نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔

جو لیپ ٹاپ میز پر رکھتے خود صوفے پر بیٹھا۔

"پنک کلر کی فائل ہے۔! اسکے ڈریس کو نظروں کے حصار میں رکھتے اسنے گہرے آنچ دیتے لہجے میں کہا تو وہ چونک کر پلٹی۔

ایک نظر اپنے ڈریس پر ڈالی۔

تو غصے سے اسکا چہرہ تپ کر سرخ پڑا۔ تو اسکا مطلب وہ اتنی دیر سے صرف اسے تنگ کر رہا تھا۔

"یہ سب کیا ہے انیل۔؟" وہ جھنجھلا کر اس تک گئی۔ سرخ چہرے سمیت اسکے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جس کی سیاہ آنکھیں خمار سے سرخ ہوئی تھی۔ اسکے ہاتھ کو پکڑتے اسنے جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا۔

"جو لہرا کر اسکی گود میں گری۔ خوف سے دونوں ہاتھ اسکے چوڑے شانوں پر رکھتے وہ شہد رنگ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میرے خیال سے تو یہ گلاب کا پھول ہے۔خوبصورت ترین۔! گلے میں لپٹے اسکے دوپٹے کے گرد ہاتھ لپیٹتے اسنے بے باک سے لہجے میں کہا تو امبر کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی ہوئی۔لبوں کو میچے وہ آنکھیں مضبوطی سے بند کرتے گہرے سانس بھرنے لگی۔

"رات کو تو بڑا پیار آرہا تھا آپ کو مسز۔میں اسی موڈ میں دیکھنا چاہتا ہوں آپ کو۔ایک مرتبہ اور۔رات کا انعام تو رہ ہی گیا تھا۔کیوں ناں آج ڈبل انعام سے نوازا جائے آپ کو۔!

اسکے ہاتھ اپنی کمر پر گھومتے ہوئے محسوس کرتے وہ بری طرح سے لرزی تھی۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ ایک شخص کی قربت اس مضبوط سی لڑکی پر اس قدر بھاری پڑے گی۔

"د د دیکھو۔ایک پل کو آنکھیں وا کیے اسنے پولیس یونیفارم میں ملبوس انیل علوی کو دیکھا تو دل بری طرح سے دھڑکا تھا۔جانے کیوں دل بغاوت پر اکسا رہا تھا۔

وہ بمشکل سے نظریں پھیرتے اٹھنے لگی۔مگر کمر کے گرد بندھے اسکے ہاتھ نے اسکی کوشش ناکام بنائی تھی۔

"ہمممم دیکھ ہی تو رہا ہوں ڈارلنگ۔!" اسکے ماتھے پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتے انیل نے ایک ہی لمحے میں اسے بانہوں میں بھرا اور خود اٹھتے بیڈ کی طرف بڑھا۔

تو امبر کا سانس رک سا گیا۔

بے ساختہ ہی اسنے تھوک نگلتے سر نفی میں ہلایا۔تو اسکے خوف کو محسوس کرتے انیل نے بے تاثر نگاہیں اسکے چہرے پر گھاڑے اسے نرمی سے بیڈ پر منتقل کیا۔

"یہ مشرقی لباس، یہ خوبصورت سی مسکراہٹ، یہ شرم و حیا سے بھری آنکھیں۔مجھے اکسا رہی ہیں کہ میں جذبات میں بہک کر کچھ ایسا ویسا کر جاؤں۔اور اگر ایسا کچھ ہوا تو بعد میں شکایت مت کرنا۔! گردن میں چہرہ چھپائے وہ بھاری سرگوشی نما آواز میں گویا اسے وارن کر رہا تھا۔

ہاتھ بڑھاتے کمرے میں لائٹس آف کیں تو امبر کا رہا سہا سانس بھی خشک پڑا۔

"مممم میں نے نن نہیں ماما نے پہنایا۔! وہ اکھڑتی سانسوں سمیت بمشکل سے اپنے دفاع میں بولی۔انیل نے سر اٹھائے اسے گھورا۔جواب تک آنکھیں بند کیے گہرے سانس بھر رہی تھی۔

"تو اس کا مطلب۔میری نزدیکی گراں گزر رہی ہے تمہیں۔! اسنے جان بوجھ کر پوچھا۔

"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔! وہ پٹ سے آنکھیں کھولتی منمنائی۔تو انیل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہمممم پھر اس کا مطلب کیا لوں میں۔؟انگلیوں کی پشت سے اسکی تھوڑی سہلاتے وہ گہرے لہجے میں پوچھنے لگا مگر امبر کیا جواب دیتی وہ تو پہلے ہی اپنی بے اختیاری پر گھبرائی ہوئی سی تھی۔

"اپپ آپ کو ڈیوٹی پر نہیں جانا۔!اپنے ہاتھ کی نازک انگلیوں میں اسکی بھاری انگلیاں الجھتی محسوس ہوئی تو وہ جی جان سے لرزی۔

"ارادہ کینسل ہو گیا ہے میرا۔!اسکی خوشبو میں گہرے سانس بھرتے جیسے اسے بے جان کیا تھا۔وہ بہک رہا تھا اسکی قربت سے۔اسکا نازک وجود اسے بری طرح سے اپنی طرف مائل کر رہا تھا۔

"اننیل پپ۔پلیز سب کیا سوچیں گے۔!اسے الگ ہی فکر ستا رہی تھی۔آگے ہی عمایہ جس طرح سے ہنسی تھی وہ مزید شرمندہ نہیں ہونا چاہتی تھی۔

"سب کی پرواہ ہے شوہر کی نہیں۔!اسکے کان میں جھکتے مصنوعی غصے سے کہا تھا۔امبر نے ہونٹ چباتے اسے دیکھا۔اگر وہ پھر سے روٹھ جاتا تو۔؟

اسکی ماما نے اسے بہت باریک بینی سے اس رشتے کے حقوق فرائض سمجھائے تھے۔

انیل اس پر حق رکھتا تھا۔اور وہ خود بھی سن چکی تھی۔اسکی محبت اور جنون تو ویسے بھی اسکی آنکھوں سے جھلکتا تھا ۔

"میں نے کچھ غلط نہیں کہا آپ سے۔"وہ ہونٹ چباتی متفکر سی بولی تو انیل نے سر اٹھائے اسکی بھیگی آنکھوں کو دیکھا۔

اور جھکتے دونوں آنکھوں پر ہونٹ رکھے۔

"حق رکھتی ہو تم جانم۔جو مرضی کہو۔سب سن لوں گا میں۔مگر میری محبت۔میرے عشق پر کبھی کوئی سوال مت اٹھانا۔ "

اسکی تھوڑی کو چومتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔

"تو امبر نے تھوک نگلتے اسے آنکھیں بند کیں۔!

ابھی تو میں جا رہا ہوں۔مگر آج تمہاری جان بخشی نہیں ہونے والی۔بی ریڈی سویٹ ہارٹ۔!اسکے نقوش پر اپنا لمس چھوڑتے وہ گہرے آنچ دیتے لہجے میں بولتا اس سے الگ ہوتے اٹھا۔

تو امبر نے گہری سانس بھرتے خود کو پر سکون کرنا چاہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

لائٹس آن کرتے انیل نے ایک گہری نگاہ اسکے الجھے سراپے پر ڈالی اور خود مسکرا کر اپنے کپڑے درست کرتا روم سے باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"بارس میری جان۔ یہ سب ہمارے اپنے ہیں۔ حورین سے سب بہت محبت کرتے ہیں۔ دیکھو وہ کب سے دیکھ رہی ہے۔ اسکا دل چاہ رہا ہے سب سے ملنے کو۔! عیناں نے گود میں سر رکھے اپنے بیٹے کو پیار سے سمجھانا چاہا تھا۔ جو پرسکون سا آنکھیں موندے لیٹا تھا۔

وہ سب سے مل چکا تھا اپنے دادا اور باقی سب سے بھی۔ اور اس وقت وہ اپنی ماں اور بیوی کے ساتھ روم میں تھا۔

جب عیناں نے اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتے اسے سمجھانا چاہا۔"

بھوری آنکھیں کھولتے اسنے کروٹ بدل کر صوفے پر سر رکھے لیٹی ہوئی حور کو دیکھا۔ جو ہونٹ چبا رہی تھی۔

"وہ جانتا تھا وہ کچھ زیادہ پوزیسو ہو رہا تھا مگر وہ مجبور تھا۔ اتنے ماہ اسکے ساتھ اکیلے گزرائے تھے۔ اپنے سوا وہ اب کسی دوسرے کا سایہ تک اس پر برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

اب اس کی توجہ سب پر جاتی وہ کیسے برداشت کر لیتا۔

"اوکے مام۔! وہ ماں تھی اسکی۔ ان کی بات وہ قطعی نہیں ٹال سکتا تھا جبھی اٹھ کر وہ حورین شاہ تک گیا۔ جو نا سمجھی سے اسے دیکھے گئی۔ ڈیول نے جھک کر نرمی سے اسے اٹھایا۔

تو سٹپٹائی۔

"میرے خیال سے ساری رسومات ہونی چاہیے۔ آخر کو شادی ہوئی چھوٹی سی رسم تو نہیں۔ اچھے سے ہر رسم ادا کریں گے۔!

ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وریام نے سنجیدگی سے کہا۔ باقی سب بھی ان کی بات سے متفق تھے۔

"بڑے پاپا۔! حورین شاہ کی آواز پر وہ سبھی چونک کر سر اٹھاتے متوجہ ہوئے۔

تو سامنے ہی وہ چہرے پر مسکراہٹ سمیٹ کر اپنے نانا کی طرف بڑھی۔

جنہوں نے پہلے حیرت سے ڈیول کو دیکھا اور پھر مسکرا کر کھڑے ہوئے۔

حورین بھاگ کر ان کے سینے سے لگی۔ اسکے بعد اپنے ماموں بابا۔ اور باقی سب سے بھی ملی۔

وریام آگے بڑھے اور مضبوطی سے بارس کو سینے سے لگایا۔ "واپس چلیں اپنے گھر۔؟

بھیگے لہجے میں پوچھتے انہوں نے گویا رضامندی چاہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اپنے بابا کے سینے سے لگی مسکراتی ہوئی اپنی زندگی پر ایک نگاہ ڈالتے بارس نے اپنی طرف آتی اپنی ماما کو دیکھا اور دونوں ہاتھ مضبوطی سے اپنے دادا کے گرد باندھے۔

"جی ہاں۔! اسکے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی۔ اسکی رضامندی پر ویام مسکرا پڑا۔

بے ساختہ ہی اپنی بیوی کو دیکھا۔ جو بیٹے کو ہی دیکھ رہی تھی۔

آسودگی سے آنکھیں موندے اسنے گہری سانس بھری۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"تم باز کیوں نہیں آتی عنایت۔! دروازہ لاکڈ کرتے عالیحان نے اسے غصے سے بیڈ پر بٹھاتے سرد نگاہوں سے اسے گھورا۔

"جو آنکھیں پھیلائے منہ بسور گئی۔

"اب کیا کر دیا میں نے۔؟ وہ انجان بنی معصومیت سے پوچھنے لگی۔ تو عالیحان نے نظریں اسکے وجود سے ہٹائی۔

"اچھے سے جانتی ہو تم۔ میں نے جب منع کیا تھا روم سے نکلنے کو۔ تو کیوں نکلی تم۔؟ کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے وہ دانت پیستے سختی سے پوچھ رہا تھا۔

جس پر وہ پہلوں بدل کر رہ گئی۔ "تم میرا مطلب ہے آپ ڈانٹ رہے ہیں۔ مجھے۔! آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھتی جیسے تصدیق چاہ رہی تھی۔

عالیحان نے ابرو اچکائی۔ "ہاں ڈانٹ رہا ہوں تو۔:" گھور کر اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے اسنے دو قدم مزید آگے اٹھائے۔

"تو کیا۔؟ بھول گئے ڈاکٹر نے کیا کہا تھا۔؟ وہ آنکھیں گھما کر بولتی اسے یاد دلانے لگی۔

تو مقابل گہرہ مسکرایا۔ جھک کر اسکا ہاتھ تھامے اسے نزدیک کیا۔ عنایت اسکے چہرے کی مسکراہٹ سمجھ ناں سکی۔ آنکھیں پھیلا کر وہ پیچھے ہونے لگی جب عالیحان شاہ نے ہاتھ اسکی کمر کے گرد پھیلائے اسے سینے سے لگایا۔

"اپنے مطلب کی باتیں بہت یاد ہوتی ہیں تمہیں۔! یہ یاد نہیں کہ ڈاکٹر نے ہمارے ریلیشن تو بہتر کرنے کا بھی کہا تھا۔!

اور جب تک تم دور بھاگتی رہو گی ری لیشن کیسے بہتر ہو گا ہمارا۔!

بھاری پر اسرار سی سرگوشیوں میں اسکے حواس معطل کرتے عالیحان نے دہکتے ہونٹ اسکے تل پر رکھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔
www.kohnovelsurdu.com

جو بری طرح سے جھٹپٹاتی گہرے سانس بھرنے لگی۔"میری پرفیوم لگاتی ہو، چھپ چھپ کر مجھ پر نظر رکھتی ہو، کسی دوسرے کی نگاہ برداشت نہیں کر سکتی،اور خود قریب بھی نہیں آنے دیتی۔کیا سمجھوں میں ان سب کو۔! ہاتھ اسکے جوڑے میں الجھائے اسنے ایک جھٹکے سے اسکے بالوں کو آزاد کیا تھا۔جو عنایت کے شانوں پر بکھرے اسکے چہرے کو ڈھانپنے لگے۔

عالیجان شاہ کے بہکتے ہاتھوں کا استحقاق بھرا لمس اسے بری طرح سے لرزا رہا تھا۔گھیرا تنگ ہوتا محسوس ہوا تو اسکی سانس بری طرح سے سینے میں الجھی تھی۔

"آپ کون سا مجھے پسند کرتے ہیں پھر میں جو مرضی کروں آپ کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہئے۔!

دونوں ہاتھ اسکے کندھوں پر جمائے وہ بری طرح سے لرزتی کپکپاتی ہوئی بولی تھی۔عالیجان شاہ نے نیلی خمار آلود نگاہیں اٹھا کر اسکی سیاہ جھیل سی آنکھوں میں دیکھا۔

"یہاں تو میرے ناپسند کرنے سے اتنے مسائل اٹھ رہے ہیں۔اگر علم ہوتا تو میں کب کا پسندیدگی کی مہر لگا دیتا !۔

شریر سے لہجے میں کہتے اسنے چہرے پر اپنی دہکتی سانسیں پھونکی۔

تو عنایت کا سانس بے حال ہوا۔وہ حیا کے رنگوں سے گلنار ہوئی چہرہ جھکائے آنکھیں موند گئی تھی۔

اسکی خاموشی عالیجان شاہ کو سرشار سا کر گئی۔اسے نرمی سے بانہوں میں بھرتے وہ بیڈ کی طرف بڑھا۔

تو عنایت کی ہوائیاں اڑی۔

"یہ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔؟اسکی شرٹ کے گریبان کو مٹھیوں میں جکڑتی وہ دھک دھک کرتی بے ہنگم سانسوں میں پوچھنے لگی۔

عالیجان شاہ نے بہکی خمار آلود نگاہوں سے اسے دیکھا۔اور جھک کر گھٹنہ بستر پر ٹکائے اسے احتیاط سے بیڈ پر منتقل کیا۔

"اپنی پسندیدگی کی مہر لگانا چاہتا ہوں اگر اجازت ہو تو۔!انگوٹھے سے اسکی تھوڑی کو چھوتے وہ بے باکی سے بولا تو عنایت کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہوئے تھے۔

اسے اب اپنے کیے شکوے پر خود پر غصہ آنے لگا۔

عع عالیجان پلیز۔!دوپٹے سے الجھا اسکا بھاری ہاتھ عنایت کے وجود میں سنسنی سی دوڑا گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بڑے پاپا تو کہہ رہے تھے۔ان کی پوتی سب جان کر شرمندہ ہے۔اپنے عمل سے۔کیا لٹل اینجل اپنی دی بددعاوں کا ازالہ نہیں کرنا چاہتی۔؟دونوں ہاتھ تکیے پر اسکے دائیں بائیں جمائے وہ گھمبیر لہجے میں اس سے پوچھتا اسے بری طرح سے شرمندہ کر گیا۔

"بابا باہر سب موجود ہیں۔!آنکھیں سختی میچتی وہ بمشکل سے بولی تھی۔

اسکی بات پر عالیجان شاہ نا چاہتے ہوئے بھی ہنسا۔

ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ امڈی۔

اسنے جھکتے اسکی ناک میں چمکتے لونگ پر سلگتے ہونٹ رکھے۔

"ہمم تو مطلب اسے میں تمہاری ہاں سمجھوں۔!بھاری سرگوشیوں میں اپنی گھمبیر آواز میں پوچھتا وہ اسے بری طرح سے کنفیوژ کر رہا تھا۔

عنایت نے گھبراہٹ، شرم وحیا سے جھکی آنکھیں اٹھائے ایک نگاہ اسکی نیلی حسین آنکھوں میں دیکھا۔

جہاں محبت، جنون و عشق کے رنگ نمایاں تھے۔"کیا فایدہ آپ تو مجھے پسند نہیں کرتے۔؛ "

لب دبائے اسنے جان بوجھ کر چھیڑا۔تو عالیجان شاہ نے سمجھنے والے انداز میں سر کو اثبات میں ہلایا۔

" ہمممم منہ سے اقرار بھی کوئی اقرار ہوا جانِ بہار۔!اسکی گہری استحقاق بھری نظریں عنایت کو اپنے وجود سے آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

لبوں کو دانتوں تلے کچلتی وہ گہرے سانس بھرتی خود کو پر سکون کرنے لگی۔جو شاید ناممکن تھا۔

عالیجان نے مسکرا کر اسکی بند آنکھوں کو دیکھا۔ہاتھ بڑھاتے کمرے میں جلتی واحد روشنی کو بجھایا۔اور ذرا سا جھکتے اسکے کان کے قریب ہونٹ لے جاتے سرگوشی کی۔

"اجازت ہے۔!بہکی ہوئی سی مدہوش کن آواز عنایت کو اپنے وجود میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔

"اسکا دیا مان۔آنکھوں کے سامنے ایک ایک منظر گردشِ کر رہا تھا۔وہ جان چکی تھی۔وہ اچھا تھا بہت اچھا مگر وہ جتاتا نہیں تھا۔وہ اسکا شوہر تھا۔

اس پر حق رکھتا تھا پوری طرح سے۔وہ کیسے اسے خود سے دور جھٹکتی۔اپنے حواسوں پر طاری ہوتی اسکی جان لیوا خوشبو میں گہری سانس بھرتے عنایت نے دونوں ہاتھ بمشکل سے اسکی گردن کے گرد باندھے تھے۔

اسکی حرکت پر عالیجان شاہ کے ہونٹوں پر جان لیوا مسکراہٹ پھیلی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آج تمہیں تفصیل سے بتاتے ہیں عالیجان شاہ تم سے کتنا عشق رکھتا ہے اور کتنے سالوں سے تمہارے اس تل کا اسیر بن کر تمہاری زلفوں پر دل ہارے بیٹھا ہے۔!

دایاں ہاتھ اسکی کمر کے گرد باندھے اسے سینے میں بھینچتے اپنے لفظوں سے اسے بے جان کیا تھا۔

عنایت نے آنکھیں موندتے اپنا سر اسکے سینے پر ٹکایا تھا۔ جس کی ہر سر گوشی اسے اس دنیا سے دور دوسرے جہاں میں لے جا رہی تھی۔ جہاں صرف اور صرف محبت ہی محبت تھی۔

Episode 127

ماسی ابیر کو پتہ چلا تو وہ ڈانٹے گا۔ پلیز ہم کل چلیں گے۔! میرب کو ایک نظر دیکھتی وہ التجائی لہجے میں بولی۔ جسنے گھور کر اسے دیکھا۔

"ابیر۔ پھر سے نام لے رہی ہو لڑکی۔ کل رات کو ہی تو تم سب کو سمجھایا ہے شوہر کو نام سے نہیں پکارتے۔!

میرب نے آنکھیں چھوٹی کرتے اسے گھورا۔ جسنے منہ بسورا۔

"دیکھیں پلین تو میرا ہی ہے ناں۔ ہم بعد میں چلیں گے وہ پہلے ہی ناراض ہی مجھ سے۔!

عنایہ نے پھر سے میرب کی منت کی۔ اسے اچھے سے اسکا جلادی روپ یاد تھا وہ صبح جاتے ہوئے اسے کوئی دس مرتبہ وارن کر کے گیا تھا اور وہ جاتی بھی ناں مگر میرب اب ضد پر اڑ چکی تھی۔

"تمہاری ماں کی سب سے جگری دوست ہوں میں۔ میرے ہاتھوں میں کھیل کھیل کر بڑی ہوئی ہو تم اب ماسی کی بات نہیں مانو گی۔! فرنٹ سیٹ پر بیٹھی میرب نے جیسے اپنے احسان اور رتبہ یاد دلایا جس پر گہری سانس بھرتے عنایہ نے گاڑی سٹارٹ کی۔

"کون سے مال جانا ہے۔؟ گاڑی گیٹ سے نکالتے اسنے روڈ پر ڈالتے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

اسکا موبائل فون بھی گھر پر رہ گیا تھا۔ کسی بھی اچھے سے مال لے چلو۔ ہم برائیڈل لہنگے کے ساتھ کچھ اور سامان بھی لیں گی۔!ء

میرب نے ہونٹوں پر انگلی رکھتے پر سوچ سے انداز میں کہا۔ جس پر عنایہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"دیکھیں ڈاکٹر علوی۔ آپ کا کیس بہت پیچیدہ ہے۔ پورا ایک ماہ میڈیا نے اس کیس کی کوریج کسی بریکنگ نیوز کی طرح کی ہے۔ اب ہم ایک دم سے یہ کیس کیسے کلوز کر دیں۔ ویسے بھی میڈیا کی نظر ایک ایک کاروائی پر ٹکی ہوتی ہے۔!ء

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کمشنر صاحب نے اسکے تنے چہرے کو دیکھا۔جو کافی اپ سیٹ لگ رہا تھا۔

"سارے ثبوت آپ کے سامنے ہیں کمشنر سر۔آپ اچھے سے جانتے ہیں اگر بات میڈیا تک جائے گی تو آپ کا سارا عملہ اس لپیٹ میں آئے گا۔اور جو جو آفیسر ان سب میں انوالو تھا وہ تو بے نقاب ہو گی ہے۔آپ اپنی پوسٹ کا کچھ خیال کریں۔آپ کی موجودگی میں آپ کی زیرِ نگرانی اس ملک کے اتنے بڑے ڈاکٹر کے خلاف اتنا سب کچھ ہوتا رہا۔کیا آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو گی۔!!"ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اسنے سپاٹ نگاہوں سے کمشنر کو دیکھتے ہوئے اسے مدعے سے آگاہ کیا۔

جنہوں نے گلا کھنکھارتے ہوئے اس مغرور شخص کو گھورا۔"آپ ڈرا رہے ہیں آپ پولیس کمشنر کو۔!

دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھتے وہ حد درجہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگے۔تو ابیر نے یک طرفہ مسکراتے ہوئے سر جھٹک کر انہیں دیکھا۔

"ارے کمشنر سر۔میری اتنی مجال جو میں آپ کو ڈراوں۔میں ڈرا نہیں رہا آپ کو۔دھمکی دے رہا ہوں۔!کل شام پانچ بجے تک یہ کیس ڈس کلوز ہو جانا چاہیے نہیں تو پانچ بج کر ایک منٹ پر سوشل میڈیا پر جو کلپ چلے گی۔یقیناً وہ آپ کو اچھی نہیں لگے گی۔!

حسین چہرے پر سنجیدگی سمیٹے اسنے سپاٹ نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تھا۔جواب تک اسے گھور رہے تھے۔

"خیال رکھیے گا اپنا چلتا ہوں اب۔!کوٹ کے بٹن لگاتے وہ ایکدم سے اٹھا۔ذرا سا آگے کو ہوتے ان کے گال کو تھپکتے وہ زہریلی مسکراہٹ اچھالتا خود ان کے کیبن سے نکلا۔

اسکے نکلتے ہی کمشنر نے رومال نکالتے اپنا پسینہ پونچھا تھا۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی دھیان بے خیالی سی عنایہ پر گیا۔وہ صبح بھی اس سے بات کرنا چاہ رہی تھی مگر ابیر نے ناراضگی جتاتے اسکی ایک بھی ناں سنی البتہ اپنی سنا کر وہ وہاں سے فوراً نکل آیا۔

گاڑی سٹارٹ کرتے اسکا نمبر ڈائل کیا۔بیل جا رہی تھی مگر آگے سے فون رسیو نہیں ہوا تھا۔کئی بار کالز کرنے کے بعد اب اسکی پریشانی بڑھی۔

کال کاٹتے اسنے موبائل فون سے اسکی لوکیشن چیک کی۔جو گھر سے باہر دکھا رہا تھا۔

گاڑی ایک دم جھٹکے سے روکے اسنے بے یقینی و حیرت سے لوکیشن دیکھے لب سختی سے بھینچے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہاسپٹل جانے کا ارادہ ترک کرتے اسنے گاڑی واپس ٹرن کرتے اسی رستے پر ڈالی۔ جس پر عنایہ کی لوکیشن شو ہو رہی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

منہ پر ماسک لگائے اسنے سر پر پہنی کیپ کو ذرا سا نیچے کرتے دونوں ہاتھ ہڈ کی پاکٹس میں ڈالے چہرہ پوری طرح سے موڑا۔

اور پھر اپنے پاس سے گزر کر آگے بڑھتی عنایہ اور میرب کو دیکھا۔

حیسن چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ امڈی تھی۔ اتنے دنوں کے بعد اسے روبرو دیکھ کر اسکا انگ انگ سرشار ہوا تھا۔

"وہ چند قدموں کا فاصلہ رکھ کر چل رہا تھا اور اسکے ساتھ آئے اسکے آدمی آگے پیچھے ہی چند قدموں کے فاصلوں پر اس وقت تک تقریباً پورے مال میں پھیل چکے تھے۔

عنایہ کی یہاں موجودگی اسے ظاہر کر چکی تھی کہ ابیر اور عالیجان ابھی تک اس سے ناواقف تھے۔ جو بری طرح سے گھات لگائے بیٹھا تھا۔

عنایہ کے ایک ایک قدم پر اسکی نگاہ تھی۔ اور اب جب تتلی خود چل کر اس تک آئی تھی وہ کیوں فائدہ ناں اٹھاتا۔

بس وہ یہ کام خاموشی سے کرنا چاہتا تھا تاکہ بنا کسی کی نظروں میں آئے وہ عنایہ کو اپنے ساتھ اس ملک سے دور لے جاسکے۔ جہاں اسکے سوا کوئی دوسرا موجود ناں ہو۔

"آنٹی اس شاپ پر کافی اچھے ڈریسز ہیں۔ تھوڑا بڑا سائز بھی مل جائے گا۔ لہنگے گا۔! انگلی سے ایک شاپ کی طرف اشارہ کرتے عنایہ نے جھنجھلا کر دوپٹہ درست کیا۔ جو بار بار ڈھلک رہا تھا۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اسکے ساتھ سے گزرتا ایک شاپ پر بے وجہ ہی چیزیں ٹٹولنے لگا۔

نظریں گہرے نیلے رنگ کی خوبصورت فراک میں ملبوس عنایہ پر جم سی گئی تھی۔

"اس ابیر نے کیا بنا دیا میری جان کو۔ ایک بار میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں بس۔ پھر تم جیسے چاہو ویسے رہو گی صرف میری ہو کر۔!

خباثت بھری مسکراہٹ چہرے پر سجائے اسنے بغور عنایہ کے ایک ایک نقش کو دیکھا تھا۔ ہر گزرتا دن اسکے پاگل پن کو بڑھاوا دے رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ نہیں جانتا تھا اسکا باپ کہاں ہے کیا کر رہا ہے۔اسے غرض تھی تو صرف اور صرف عنایہ سے۔ جسے لینے کیلئے وہ اتنی دور سے آیا تھا۔

"اسے چھونے کی غلطی ہر گز مت کرنا۔قریب آؤ سب۔ مگر دھیان سے۔! کان میں لگے ائیر پوڈ سے اسنے گویا سبھی کو سختی سے وارن کیا تھا۔اور خود بھی اب بھاری قدم اٹھاتے وہ آگے بڑھا۔

"میم آپ کو کوئی بلا رہا ہے وہاں۔؟ وہ میرب کے ساتھ مصروف سے انداز میں ڈریسز سیلیکٹ کر رہی تھی جب اچانک پیچھے سے آتی ایک لیڈی ورکر نے اسے مخاطب کرتے آگاہ کیا۔

"بھوری آنکھوں میں حیرت سمیٹے عنایہ نے ایک نگاہ آس پاس دوڑائی۔"کون۔؟ مجھے کوئی کیوں بلائے گا۔! وہ چونک کر حیرت سے بولی۔

"بیٹا کیا پتہ کوئی فرینڈ ہو تمہاری جاؤ دیکھ آؤ۔! میرب نے اسے مسکرا کر کہا۔تو وہ بھی الجھی سی سر ہلا کر باہر نکلی۔

"سامنے ہی کچھ فاصلے پر ایک لیڈی دوسری سمت منہ کیے کھڑی تھی۔ عنایہ آنکھیں چھوٹی کیے انہیں دیکھنے لگی۔ مگر پہچان پانا نا ممکن تھا۔ جبھی وہ اب انہیں آوزیں دے کر آگے بڑھنے لگی۔

"سنیں ایکسکیوز می۔! اسنے پاس جاتے پیچھے سے اسے پکارا۔جب اچانک اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ مڑتی کسی کا بھاری ہاتھ اسکے ہونٹوں پر رکھتے اسکی مزاحمت توڑتے مقابل نے اسے ساتھ گھسیٹا۔

"ناک کے قریب رکھے رومال میں لگی اسپرے کے سبب وہ چند ہی لمحوں میں مزاحمت کرتی ہوش وحواس سے بیگانہ ہوئی تھی۔

بہرام اسکے حواس کھوتے دیکھ گہرہ ہنسا۔

اسے کمر سے تھامے رخ اپنی سمت کیا۔

اور ایک گہری نگاہ اسکے چہرے پر ڈالی۔

جو ہر قسم کی زیبائش سے پاک صاف ہونے کے باوجود بھی اسکے ہوش اڑانے کو کافی تھی۔

"بے ساختگی میں جھکتے اسنے ہونٹ اسکے گال پر رکھنا چاہے تھے۔جب اچانک مال میں بجتے تیز سائرن کی آوازیں نے پورے مال میں ہنگامہ برپا کر دیا۔

بہرام نے سر جھٹک کر آگے پیچھے دیکھا۔جب اچانک اسکے گارڈز میں سے ایک بھاگ کر اسے تک آیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"سر ابیر علوی اور اسکا بھائی پولیس کے ساتھ موجود ہیں باہر ہمیں جانا ہوگا ابھی۔!ء

بنا اس لڑکی پر نظریں ڈالے گارڈ نے اسے بتایا۔ جس کا چہرہ ایک دم سے سخت پڑا تھا۔

گاڑی نکالو عنایہ کے ساتھ جاؤں گا میں۔! اسنے سختی سے عنایہ کو بھینچا تھا۔ گارڈ اسکے آنکھوں کے رنگ دیکھتے حیران ہوا۔

سر سمجھنے کی کوشش کریں۔ ہم میم کو لے جائیں گے مگر پہلے ہمیں کسی سیو جگہ کا انتظام کرنا ہوگا۔"

گارڈ نے اسے سمجھایا۔ حقیقت بھی یہی تھی اگر عنایہ کاظمی کو لے کر جانا تھا تو اسے واقعی پہلے اپنے لیے کوئی محفوظ ٹھکانا ڈھونڈنا تھا۔

"معاوہ کچھ سمجھتا سامنے ہی وہ پاگلوں کی طرح بکھرے سے حلیے میں اپنی طرف بڑھتے ابیر علوی کو دیکھ یکدم سے سرخ پڑا۔

ابیر نے خود سے کافی دور کھڑے اس بغیرت شخص کو آنکھوں کے رستے ہی بھسم کرنا چاہا تھا جو اسکی بیوی اسکی عزت کو یوں چھو رہا تھا خود سے لگائے کھڑا تھا۔

گردن کی رگیں حد درجہ تنی تھیں۔ شہد رنگ آنکھوں میں آگ کی جلتی چنگاریاں سمیٹے وہ اندھا دھند پاگلوں کی طرح بھاگا تھا۔

اور اسکے چہرے پر شکست دیکھ بہرام نے گہرہ مسکراتے عنایہ کے سر سے دوپٹہ سرکایا۔

ابیر علوی وحشت ناک نگاہوں سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔ جب بہرام نے اسکے بالوں میں گہری سانس بھرتے اسکے سر کو چوما تھا۔

اور یہی اسکا ضبط ٹوٹا تھا۔ ہاتھ میں پکڑی بندوق سے اسنے لہو رنگ آنکھوں سے اس گھٹیا شخص کو دیکھتے اس کے بازو پر گولی چلائی۔

جو ٹھیک نشانے پر جا لگی تھی۔ بہرام درد سے چیختا ہوا اس سے دور ہوا تھا۔

عنایہ کا بے ہوش وجود لڑکھڑا کر فرش پر گرا۔ جب بہرام نے خونخوار نگاہوں سے ابیر علوی کو گھورا۔

اسکے گارڈز اسے زبردستی وہاں سے لے کر بھیڑ میں گم ہوئے تھے۔۔ ابیر جبڑے بھینچتے ہوئے آگے بڑھا تھا۔

جہاں زمین پر بے سودھ پڑی عنایہ کاظمی کو کچلتے لوگ اندھا دھند بھاگ رہے تھے۔

یہ الارم انہوں نے جان بوجھ کر آن کرایا تھا۔ تاکہ اگر بہرام وہاں موجود ہو تو وہ گھبرا کر کوئی غلطی کرے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر علوی جیسے تیسے اس تک پہنچا۔ زمین پر بے ہوش پڑی اس پاگل لڑکی پر ایک نگاہ ڈالتے اسنے جلتی نگاہوں سمیت اسے کھینچ کر سینے سے لگا یا تھا۔

خوف سے بند ہوتی دھڑکنیں عنایہ کاظمی کے وجود میں اتر رہی تھی۔ لوگوں کی بھیڑ اب بھی ویسے ہی بھاگ رہی تھی وہ وہی پر بیٹھا اسکے وجود کو اپنے حصار لیے سر جھکا چکا تھا۔

لوگ انہیں دھکہ دیتے باہر کو بھاگ رہے تھے۔ وہی انیل جو گھبرایا ہوا سا سیڑھیاں عبور کرتے اوپر پہنچا تھا۔ نظریں دوڑائی تو سامنے کے منظر کو دیکھ کر اسکا سانس ایک پل کو تھما۔

آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھی۔ اسے مجبوراً وہی رکنا پڑا۔ کیونکہ بھیڑ جس قدر بڑھ رہی تھی۔ ایسے میں آگے جانا یقیناً خطرے سے خالی نہیں تھا۔

لب بھینچ کر اسنے گہری سیاہ نگاہوں سے اپنے بھائی کو دیکھا۔ جسے لوگ کافی حد تک زخمی کر چکے تھے۔ مگر وہ اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں تھا۔ اور وجہ اسکی بانہوں میں موجود وہ لڑکی تھی۔

انیل نے گہری سانس بھرتے آنکھیں میچ لیں۔ اسکا بھائی جو دنیا کو اپنے اشاروں پر نچانا جانتا تھا آج خود جھک چکا تھا وہ بھی صرف ایک لڑکی کے لیے۔ ہاں مگر وہ جانتا تھا وہ یعنی صرف لڑکی نہیں۔ اسکے بھائی کا جنون تھی۔ اسکے جینے کی اہم وجہ۔! کنڑول کرو اس بھیڑ کو۔

اسکا ضبط جواب دے گیا تھا۔ اسنے دھاڑ کر اپنے سپاہیوں کو حکم دیا۔ جو بھاگ کر آگے بڑھے اور بیرونی گیٹ کی طرف جاتی بھیڑ کو روکنے کی کوشش کرنے لگے۔

بھیڑ کم ہوئی تو وہ بھاگ کر ان تک گیا۔

بھائی۔! کندھے پر ہاتھ رکھتے وہ جھکا فکر بھری نظروں سے اسے دیکھا۔ جس کی شہد رنگ آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا۔

البتہ کپڑوں اور ماتھے پر کچھ زخم سے بنے تھے اور ایسے ہی چند نشان اسکے سفید ہاتھوں کی پشت پر بھی تھے۔

جاؤ یہاں سے۔! ءاسنے سرد آواز میں گویا اسے حکم دیا تھا۔ انیل کے کچھ کہنے کیلئے کھلے ہونٹ ایکدم سے بند ہوئے

۔

وہ بے ساختہ ہی پیچھے ہٹا تھا۔ جب ابیر نے دوپٹہ اسکے کندھوں سے اٹھائے اسکے سر پر ڈالا۔ اور بنا رکے ہی وہ بھاری قدموں سمیت وہاں سے نکلتا ان کی آنکھوں سے اوجھل ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

انیل۔کیاہواعنایہ کو۔وہ وہ ابیر تھاناں۔!میرب جو کب سے عنایہ کوڈھونڈ رہی تھیں۔اب انیل کو پہچانتے ہی وہ بھاگ کر اس تک آئی۔

انیل نے چونک کر انہیں دیکھا۔آنٹی آپ۔!بیٹا میں آئی تھی عینی کے ساتھ۔بتاؤ وہ کہاں ہے۔؟

ہاتھ مسلتے وہ گھبراہٹ سے زرد پڑتی پوچھنے لگی۔

"انہیں تو بھائی لے گیا۔خیر آپ چلیں میں آپ کو گھر ڈراپ کر دیتا ہوں پھر ایک ضروری کام کے لیے نکلنا ہے۔!

اسے سنجیدگی سے کہا تو میرب ن نے پریشانی سے سر اثبات میں ہلایا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ابیر۔کیاہواہے اسے۔بیٹا۔ابیر۔عنایہ کیاہوا۔؟حرمین جو کچن سے نکلی تھی۔سامنے ہی ابیر کو سرد چہرے سے گھر میں داخل ہوتا دیکھ وہ ٹھٹکی۔مگر جب نظریں اسکی گود میں موجود عنایہ پر گئی تو بے ساختہ ہی فکر مند ہوئی۔

حیا روم سے نکلی تو انہوں نے بھی کچھ حیرانگی سے بیٹے کو دیکھا۔

جس کے چہرے کی سختی کسی غلطی کا پتہ دے رہی تھی۔

"ابیر کیاہواہے بیٹا۔عینی ٹھیک تو ہے۔؟حیانے چونک کے اسے دیکھااور آگے بڑھتے عنایہ کے چہرے کو چھونا چاہا۔جس پر وہ پیچھے ہوا۔

"ٹھیک ہے میں بعد میں بات کرتا ہوں۔!اسنے سپاٹ چہرے سے کہااور بھاری قدم اٹھاتے اس کے روم میں داخل ہوا جہاں۔وہ خود رہا تھا آج کل۔

دروازہ زوردار آواز سے بند ہوا۔تو وہ دونوں ہی گھبرائی ہوئی سی دروازے کو گھورنے لگی۔

عینی باہر کیسے گئی۔؟وہ تو سور ہی تھی ناں۔!حیانے سر پکڑتے آنکھیں پھیلا کر اسی سمت آتی عمایہ سے پوچھا۔جو گھبرا سی گئی۔

"ووہ بڑی ماما میرب ماسی انہیں شاپنگ پر لے گئی تھی۔اسی لیے جھوٹ بولنا پڑا۔!

عمایہ نے سر جھکا کر انہیں حقیقت سے آگاہ کیا۔تو حیا کا چہرہ ایکدم سے فق پڑا تھا۔

ماما۔!معاانیل کی فکر میں ڈوبی آواز پر وہ جیسے ہوش میں لوٹی ایکدم سے مڑی۔میرب کافی گھبرائی ہوئی سی اندر داخل ہوئی تھی۔

حیا بھاگ کر بیٹے تک گئی۔جس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کک کیا ہوا ہے مجھے کچھ بتاؤ انیل۔! اسکا بازو جھنجھوڑ کر انہوں نے فکر سے پوچھا۔

"بھائی بہت غصہ ہیں آپ کسی بھی طرح انہیں کنٹرول کر لیجیے گا اور ہو سکے تو عینی سے دور رکھنے گا۔! اسنے نظریں چُرا کر کہا۔ حقیقت سے وہ خود بھی ماں کو آگاہ نہیں کر سکتا تھا۔

"تم بھی کچھ مت بتاؤ۔ اسے کیسے دور کروں گی میں۔ دروازہ لاک کر دیا اسنے۔! وہ سر پکڑ کر جھنجھلائی تھی۔ جس پر انیل نے لب بھینچ لیے۔

"کوشش تو کریں پلیز میں آتا ہوں۔! ء اسنے نرمی سے انہیں حوصلہ دیا اور خود باہر کی طرف بھاگا اسے کسی بھی طرح سے بہرام کو پکڑنا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

دروازہ لاکڈ کرتے اسنے کھینچ کر دوپٹہ صوفے پر پھینکا۔ اور بنا ایک غلط نگاہ اسکے چہرے پر ڈالے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے واشروم میں داخل ہوا۔

بہرام کی خباثت بھری نظریں اب تک اسکی آنکھوں کے سامنے گھوم رہی تھی۔ پورے وجود میں جیسے چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔

گہری سانس بھرتے اسنے جلتی ہوئی آنکھیں موندے شاور آن کیا۔ اور پھر دیوار سے ٹیک لگائے ایک سرد نگاہ عنایہ پر ڈالی۔ جو ہوش و خرد سے بیگانہ تھی۔

"لب سختی سے میچتے اسنے جبڑے بھینچتے اسکے بالوں کو صاف کرنا چاہا تھا۔ جہاں اس غلیظ آدمی کا لمس تھا۔ جو ابیر علوی کے روم روم کو سلگا رہا تھا۔

"سرد چہرے سے وحشت ٹپک رہی تھی۔ اسکے حسین چہرے کو دیکھتے اسنے پورے چہرے کو ہاتھ سے صاف کرتے اسے ایکدم سے سینے میں بھینچا تھا۔

اگر وہ آنے میں دیر کر دیتا۔ تو پھر۔؟ اس سے آگے کی سوچ ہی اسکی جان نکالنے کو کافی تھی۔ کافی دیر تک یونہی شاور لینے کے بعد وہ روم میں آیا۔

وارڈوب سے اسکا ڈریس نکالتے سب سے پہلے اس کے وجود سے ان کپڑوں کو الگ کیا۔ جن میں اب تک اسے بہرام کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔

سپاٹ نظریں اسکے چہرے پر گاڑھے وہ اسکے قریب سے اٹھا۔ اور خود اپنا بھیگا لباس تبدیل کرتے وہ اس تک آیا ۔ نبض ٹٹولتے اسکی بند آنکھوں کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کافی سٹرانگ دوائی کا استعمال کیا گیا تھا۔اسکے سوا اسکا سارا وجود بلکل ٹھیک تھا تسلی ہوتے ہی اسنے گہری سانس بھری اور خود اٹھ کر دراز کی سمت بڑھا۔

انجیکشن نکالتے اسکے بازو میں انجیکٹ کرتے اسنے تکلیف سے آنکھیں میچی تھی۔

صوفے پر سر گرائے وہ اب اسکے ہوش میں آنے کا منتظر تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ماتھے پر ڈھیروں بل ڈالے اسنے دونوں ہاتھ ہتھیلیاں بستر پر ٹکائی، سر میں شدید درد کی لہریں دوڑی تھیں۔

بھوری سرخ آنکھیں سختی سے میچتے وہ سسکتی ہوئی سی اٹھی۔

"آنکھوں کے سامنے بے اختیار ہی اندھیرا ہی چھایا۔سر پر ہاتھ رکھتے وہ ایکدم سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے آنکھیں موندے بیٹھی۔

جب اپنے وجود پر کسی کی گہری نظروں کا ارتکاز محسوس ہوا۔وہ پٹ سے آنکھیں کھول گئی۔

بھوری آنکھوں میں سرخی کی ڈوریاں تیر رہی تھی۔پرپل کلر کے خوبصورت سوٹ میں سفید چہرہ دمک رہا تھا۔

"ابیبیر۔!اپنے سامنے ہی صوفے پر موجود ابیر علوی کو دیکھ اسکے ہونٹ پھڑ پھڑائے تھے۔دماغ میں جھناکا سا ہوا۔ گردن گھمائے اسنے آگے پیچھے دیکھا۔

وہ تو مال میں تھی۔اب گھر ،رکتی سانسوں سمیت اسنے تھوک نگلتے گردن سیدھی کرتے سامنے دیکھا۔جہاں ابیر علوی سپاٹ چہرے سمیت بیٹھا اسے سرد نظروں سے گھور رہا تھا۔

اسکی آنکھوں میں سرد مہری دیکھ عنایہ بے ساختہ ہی جھرجھری سی لے اٹھی۔بے اختیار اسنے پاس پڑا دوپٹہ اٹھائے اپنے کندھوں پر لیا۔

"ابیبیر۔!اسے اٹھتا دیکھ وہ سہم کر بے اختیار پیچھے ہونے لگی۔بکھرے بھیگے بال پیشانی سے چپکے ہوئے تھے۔

"میں نے منع کیا تھا تمہیں باہر نکلنے سے پھر بھی تم گھر سے باہر گئی۔!

سرد برفیلا سا لہجہ تھا۔عنایہ اسکے بڑھتے قدموں سے حائف ہوتی بیڈ کی دوسری سمت سے نیچے اتر کر دروازے کی سمت بھاگی تھی۔

جب پیچھے سے اسے جھپٹتے ابیر نے بے دردی سے اپنی سمت کھینچا تھا۔جو لہرا کر اسکے چوڑے سینے سے جالگی۔

"سانسیں بے ترتیبی سے دھڑک رہی تھی۔وہ پیچھے ہٹنے لگی۔جب کمر کے گرد گرفت سخت کرتے ابیر نے ایک ہاتھ اسکے بالوں میں لپیٹتے چہرہ اونچا کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آنسر می ڈیم اِٹ۔!اسکی بند لرزتی پلکوں کو دیکھ وہ دھاڑا تو عنایہ بے ساختہ ہی چیخی تھی۔اسکا غصہ سمجھ سے باہر تھا۔آنکھیں بے ساختہ ہی بھیگنے لگی تھیں۔جبکہ ابیر علوی کی آنکھوں کے سامنے اب تک وہی منظر گھوم رہا تھا۔جس نے اسے شعلوں میں گھسیٹ دیا تھا۔

اس لڑکی کو ہر گندی نظر سے بچانے کی کوشش میں وہ ہلکان ہو رہا تھا۔اور تو اور اپنی سانسوں پر بھی پہرہ بٹھا دیا تھا۔مگر پھر بھی وہ اسکے حکم کو یوں نظرانداز کرتے باہر گئی۔

جس طرح سے بہرام نے اسے سینے سے لگا رکھا تھا اوپر سے اسکا عنایہ کو چھونا وہ بھی اسکی نظروں کے سامنے۔ابیر علوی کے جنون کو ہوا دینے کو کافی تھا۔

"جانتی ہوا گر میں وقت پر ناں پہنچتا تو کیا ہو جاتا۔!وہ غصے سے جھکتا اسکے چہرے کے بے انتہا قریب سے پھنکارا تھا۔

عنایہ نے بے ساختہ ہی اپنی پانی سے بھری بھیگی آنکھیں اٹھائے اسے دیکھا تھا۔

جس کی سرخ آنکھیں الگ ہی داستان عیاں کر رہی تھی۔

"میں آگ لگادوں اسکا دنیا کو عین اور تمہیں بھی۔اگر تم مجھ سے دور گئی۔میری نرمی دیکھی ہے تم نے پاگل پن نہیں۔!

اسکی بھاری سرگوشیوں عنایہ کو بے جان کر رہی تھی۔دانتوں کی چبھن اپنی گردن پر محسوس کرتی وہ سسکیاں روکتی لبوں کو زخمی کرنے لگی۔

اسکا دل ٹوٹا تھا۔وہ ہر بار اسے ہرٹ کرتا تھا اپنے عمل سے۔بے ساختہ ہی دل میں بدگمانیاں جنم لینے لگی۔

"آج کے بعد تم گیٹ تک بھی نہیں جاؤ گی۔اس کمرے اور ہال سے باہر قدم رکھا تو تمہاری سانسیں میں اپنے طریقے سے چھینوں گا۔اور ایسا کرتے ہوئے مجھے رتی برابر افسوس نہیں ہو گا۔!

بالوں کو نرمی سے چھوڑتے اسنے سرد نگاہوں سے اسکے بھیگے چہرے کو دیکھتے اسے آخری بار وارن کیا۔اور ایک دم سے پیچھے بستر پر دھکہ دیا اور بنا رکے کمرے سے باہر نکلا۔

دروازہ ٹھاہ کی زوردار آواز سے بند ہوا تھا۔

عنایہ کاظمی اسکے رویے سے بری طرح ٹوٹی تھی۔دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے وہ بری طرح سے رونے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے ذہن میں صرف ایک ہی سوچ گردش کر رہی تھی کہ ابیر اسے اپنی پراپرٹی سمجھ کر اپنے مطابق چلا رہا تھا۔اور وہ ہرگز کسی کی پراپرٹی نہیں تھی۔

Episode 128

وہ دن کا گیارات کو واپس لوٹا تھا۔دائیں ہاتھ پر وائٹ کوٹ گلے میں استھیتوسکوپ لٹکی ہوئی تھی۔ حسین چہرے پر تھکن کے تاثرات کافی واضح تھے۔

"السلام علیکم۔! وہ ہال میں اینٹر ہوا۔سامنے ہی سارا گھر بیٹھا ہوا تھا۔ایک اچٹتی نگاہ سب پر ڈالے اسنے مروتا سلام کیا۔ جس پر سب سے پہلے اسے کاٹ دار نظروں سے گھورنے والا عالیحان شاہ ہی تھا۔

مگر ابیر بنا کسی اثر کے آگے بڑھا۔ارادہ اپنے روم میں جانے کا تھا۔

"کہاں جا رہے ہو تم۔؟پشت سے ابھرتی حیا کی کرخت آواز پر وہ لب بھینچ کر رکا۔شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمٹ آئی تھی۔

اسنے مڑ کر اپنی ماں کو دیکھا۔

"مام ظاہر سی بات ہے دن بھر کا تھکا ہارا آیا ہوں۔ریسٹ کرنے جا رہا ہوں۔! شانے اچکا کر اسنے سر جھٹکتے ہوئے کہا تھا۔

جس پر آگے سے مزید گھورا گیا۔

"وہاں نہیں جا سکتے تم۔ گیسٹ روم کھول دیا ہے میں نے۔اب سے تم وہی رہو گے۔جب تک تمہارے پاپا واپس نہیں آجاتے۔!

حیا نے بے لچک انداز میں اسے صاف صاف بتایا تھا کہ امن کی واپسی پر وہ اسے سیدھا گھر لے جانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

"مام پلیز اس وقت میرا موڈ نہیں ہے سخت تھکا ہوا ہوں میں۔! لب بھینچ کر اسنے مزید گفتگو سے انکار کر دیا تھا۔

سنا نہیں تم نے پھپھو نے کیا کہا ہے۔؟عالیحان شاہ جھٹکے سے اٹھا اسکے روبرو آیا تھا۔ابیر نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اپنے آپ کو پرسکون کرنا چاہا۔وہ جانتا تھا اتنا برا برتاؤ صرف اور صرف عنایہ کو رلانے کی وجہ سے ہو رہا تھا۔

مگر اس وقت وہ سچ میں تھکا ہوا تھا اور کسی بھی قسم کی بحث نہیں چاہتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عالیحان پلیز بند کرو یہ چیڑ چیڑ۔ ہم بعد میں اس ٹاپک پر بات کریں گے۔! وہ ہاتھ اٹھائے اسے روکنے کے انداز میں بولا تو عالیحان کی نیلی آنکھیں مزید گہری ہوئی۔

"یہ کوئی ٹاپک نہیں ہے ڈاکٹر ابیر علوی۔ ناں ہی تمہارے ہاسپٹل کا کوئی کیس۔ جسے تم بعد میں سالو کر لو گے۔ سمجھتے کیا ہو تم خود کو۔ اتنا بھی کیا غصہ۔ جانتے بھی ہو کتنا ہرٹ کیا ہے تم نے ٹیڈی کو۔!

عالیحان نے اسے شرمسار کرتے لہجے میں تاسف سے کہا۔

جس پر وہ گہری سانس بھرتے نظریں کسی غیر مری نقطے پر گاڑھ گیا۔

"اچھا ٹھیک ہے میں سوری کر لوں بس خوش۔! وہ آج واقعی میں لڑنے کے موڈ میں نہیں تھا اور عالیحان شاہ کو خود کا یوں اگنور ہونا بری طرح سے کھلا تھا۔

ابیر نے ہاتھ اسکے بازو پر رکھتے اسے پیچھے کیا۔ اور خود کمرے کی سمت بڑھا۔

سبھی گھر والے لب سیے خاموش بیٹھے تھے۔ عنایت ناخن کچلتی کبھی عالیحان کو دیکھ رہی تھی تو کبھی ابیر کو۔

ابیر لمبے لمبے ڈھگ بھرتے دروازے کی ناب گھمائے روم میں داخل ہوا۔ مگر نظریں جیسے ہی بیڈ پر بے سودھ لیٹی عنایہ پر گئی۔ سیکنڈ کے بیسویں حصے میں وہ ہوش میں لوٹا بھاگ کر اس تک گیا۔

کوٹ فرش پر گرا تھا۔ عین۔ عین۔! اسکا چہرہ تھپتھپاتے اسنے ہاتھ کی پشت اسکی پیشانی پر رکھی۔

"بخار کی شدت اس قدر تیز تھی کہ ابیر کو اپنا ہاتھ جھلستا ہوا محسوس ہوا۔ اپنے آپ پر اسے جی بھر کر غصہ آیا تھا۔

"عین پلیز جاناں اوپن یور آئز۔! وہ پاگلوں کی طرح اسکا چہرہ تھپتھپاتے سرخ چہرے سمیت بولا تھا۔

جب پیچھے سے آتے کسی نے کھینچ کر اسے دور جھٹکا۔

ابیر علوی لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔ شعلہ بار نگاہوں سے عالیحان کو دیکھا مگر وہاں کھڑے ڈیول پر نظریں پڑتے ہی اسکے چہرے کی سختی مزید بڑھی تھی۔

"نظر نہیں آ رہا تمہیں۔ وہ سو رہی ہے۔؛" سفید دانتوں کو پیس کر اسنے ٹھہرے مگر سرد لہجے میں اسکی آنکھوں میں اپنی بھوری آنکھیں گاڑھتے ہوئے کہا تھا۔

جس پر ابیر نے ماتھے پر بکھرتے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتے گہری سانس بھری تھی۔

اور پھر کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے دروازے کی سمت دیکھا۔ جہاں سبھی اسے ایسے گھور رہے تھے جیسے جانے وہ کتنا بڑا ظلم کر چکا ہو۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بب بارس رائٹ۔!انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے ہاتھ سامنے کرتے اسنے ذرا سوچتے ہوئے اسے پکارا تھا۔بارس نے نظریں عنایہ سے ہٹا کر اسے سپاٹ چہرے سے دیکھا۔

"دیکھو یہ بھاشن واشن بند کرو تم۔اور جاؤ یہاں سے۔میری بیوی ہے عین میں خیال رکھ لوں گا۔ """

اسکی آنکھوں میں سرد مہری سمٹ آئی تھی بارس کو اسکا یوں پوزیسو ہونا ذرا بھی اچھا نہیں لگا۔

"بیوی ہے تو حد میں رہو تم لڑکے۔ورنہ بار بار یہ جو بیوی بیوی کہتے رہتے ہو اس قابل بھی نہیں چھوڑوں گا۔!

شہادت کی انگلی اٹھائے اسنے مٹھیاں بھینچ کر اسے وارن کیا تھا جس کا چہرہ بری طرح سے شدت ضبط سے سرخ پڑا ۔

"کون۔؟تم روکو گے مجھے۔بھائی ہو تو بھائی بن کر رہو۔چچے مت بنو تم۔گاٹ اٹ۔!ابیر نے قہر برساتی نگاہوں سے اسے گھورا اور خود عنایہ کی طرف بڑھا تھا۔

جب بارس نے پھر سے اسے ٹوکا۔

"سنا نہیں تم نے۔!اسکا ہاتھ تھامے وہ بلند آواز میں پھنکارا۔

جب امن اور ویام معاملہ خراب پڑتا دیکھ آگے بڑھے۔

"ابیر تم چلو میرے ساتھ۔!"امن نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

جس نے اگلے ہی سیکنڈ ہاتھ چھڑایا تھا۔

"کیوں۔کیوں لے جانا چاہتے ہیں آپ ایک زانی پلس نامرد انسان کو اپنے ساتھ۔!

اسنے دانت پیس کر باپ سے پوچھا تھا۔

امن نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔

انہیں اندازہ نہیں تھا کہ وہ اب تک بدگماں ہو گا ان سے۔

"پلیز مجھے اریٹیٹ کرنا بند کر دیں آپ لوگ۔کیوں بار بار اذیت دے رہے ہیں۔پلیز جائیں آپ سب۔۔میں سنبھال سکتا ہوں اپنی بیوی کو۔پہلے بھی سنبھالتا آرہا ہوں۔!

اسنے گردن موڑ کر بارس کی پشت کو دیکھا تھا۔جسکی آنکھیں سرد پڑی۔

"حیا تو گھبراہٹ اور فکر سے اسے دیکھ رہی تھی۔اسکا بیٹا اتنا پاگل یا بدلحاظ تو کبھی بھی نہیں تھا اب ایسا کیا ہوا تھا جو وہ کسی کی بات تک نہیں سن رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ابیر چلو میرے ساتھ۔! عالیحان نے آگے بڑھتے اسے بازو سے جکڑا۔ جس نے لب بھینچ کر اسے سرخ نظروں سے گھورا تھا۔

مگر وہ بھول رہا تھا اسکے سامنے عالیحان شاہ موجود تھا کوئی اور نہیں۔

جو اسکی آنکھوں سے ڈر کر پیچھے ہٹ جاتا۔

عائش ہمک ہمک کر سین دیکھنا چاہ رہا تھا مگر اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا اوپر سے ابیر کو ساتھ لئے وہاں سے نکلتے عالیحان کی سرد نظریں اپنے وجود پر محسوس کرتے ہی اسکی جان نکلنے والی ہوئی تھی۔

کتنا خوش ہوا تھا وہ۔ کہ واپس جا کر اپنی زوجہ کے ساتھ وقت گزارے گا۔ مگر یہاں تو ہر دوسرا بندہ اسے گھور ہی رہا تھا۔

عنایت بیٹا بھائی سے نہیں ملو گے آپ۔! عنایت جو چپ چاپ سی کھڑی کب سے اس خوبرو شخص کو دیکھ رہی تھی ۔ویام کی بات پر وہ گھبرائی جب بارس کی محبت بھری نظریں خود پر پائی۔

"وہ آگے بڑھی مگر سمجھ ناں آیا کہ کیا کرے کس طرح سے اس سے ملے۔ بارس اسکی معصومیت پر گہرہ مسکرایا تھا ۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ اسکی بہن اتنی معصوم ہو گی۔اسے سینے سے لگائے اسنے ہونٹ عنایت کے سر پر رکھے تھے جس کی آنکھیں بھیگی تھیں۔

عالیحان شاہ جو تبریز کو بلانے آیا تھا اب اس لڑکے کو اپنی بیوی سے یوں چپکا دیکھ اسکی نیلی آنکھوں میں ناگواری سمٹی۔ حورین شاہ سے وہ اب تک نہیں ملا تھا اور اسکی اہم وجہ اسکی بہن کا اس سے نفرت کرنا تھی۔

"عنایت۔! عالیحان نے بے ساختہ ہی اسے پکارا تھا۔ جو چونک کر مڑی۔

"جی۔! سیاہ آنکھیں پھیلائے اسنے نرمی سے پوچھا تو عالیحان گردن کھجانے لگا۔

"ووووو میرا اڈریس نکال دو۔! سب کی نظریں خود پر پاتے وہ ہکلا سا گیا تھا مگر وہ اپنی بیوی پر یہ ظاہر نہیں کر سکتا تھا کہ وہ جیلس ہو رہا تھا اسکے لئے۔ بھلا عالیحان شاہ جیلس ہو سکتا تھا۔

یہ بات تو اسکی شایان شان نہیں تھی۔

"نکال دیا ہے میں نے۔!" وہ کہہ کر پھر سے مڑی تھی۔اب اپنے بھائی کے گرد اپنے ہاتھوں کا حصار باندھا تو عالیحان کی آنکھیں جل سی گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"جل مت۔بتا مجھے لینے آیا تھا چل میرے ساتھ۔! تبریز اسکی آنکھوں کی سرخی پر ٹونٹ کرتے خود اسے کمر سے تھامے اپنے ساتھ لگائے ہنسا۔

جسپر اسنے گھور کر اسے دیکھا۔اور پھر گہری سانس بھرتے وہاں سے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"کچھ پتہ چلا۔؟انیل کو روم میں آتا دیکھ عالیحان ٹیک چھوڑتے فوراً سے سیدھا ہوا۔

"انیل نے کندھے جھکا کر ایک نگاہ کھڑکی کے قریب کھڑے سگریٹ پھونکتے ابیر کی پشت پر ڈالی اور سر نفی میں ہلایا۔

"ہائے بوائز۔مائی سیلف۔!اھھھہ۔! عائش انزک علی۔جو انیل کے ساتھ ہی اندر آیا مسکرا کر اپنا تعارف دینے والا تھا کیونکہ پہلے تو اس بیچارے کو موقع نہیں ملا تھا اوپر سے وہ باہر سے آیا تھا انگلش جھاڑنا تو ضروری تھا۔

اھھھہ۔نہ ننیلے۔! گردن پر دباؤ بڑھا تو اسنے ابلی ہوئی آنکھوں سے اس نیلی آنکھوں والے جن کو دیکھ پھڑ پھڑا کر انیل کو مدد کے لیے پکارا۔جبکہ انیل اور تبریز دونوں کا سانس خشک پڑا تھا۔

"بب بھائی عع عالی۔انیل نے خشک لبوں کو تر کرتے عائش کو بچانا چاہا تھا۔

"پیچھے ہٹ جاؤ تم انیل۔اس ایڈیٹ کی ہمت بھی کیسے ہوئی اس کی وجہ سے سب ہو رہا ہے۔اگر یہ ٹیڈی (عنایہ) کو کیس میں انوالو ناں کرتا تو اتنا سب کچھ ناں ہوتا۔!

وہ دھاڑا تھا اسکا سرخ چہرہ دیکھ عائش کو اپنی موت نزدیک لگی۔

"مم میرے ہونے والے بچوں کا وو واسطہ عع عالللی۔ چچچچ چھوڑڑ۔! عائش نے بلبلاتے ہوئے منت کی۔جبکہ اسکی بات عالیحان کے سر کے اوپر سے گزری تھی۔

"مم میں نے نن تتر بیز ببا بھئی۔!اسکی بات عالیحان کو گردن موڑنے پر مجبور کر گئی۔جس پر تبریز نے کھسیا کر اسے دیکھا۔

"اب بول۔!اسکی گردن آزاد کرتے اسنے سنجیدگی سے پوچھا۔تو وہ گہرے سانس لیتا سیدھا ہوا۔

"ان لوگوں نے۔تبریز بھائی نے کہا تھا کہ ایک لڑکی چاہیے۔بہرام کو پھانسنے کے لیے۔پھر پھر انیل نے کہا کہ عینی کو راضی کرو۔تو میں نے اسے ساری بات بتائی پھر وہ مان گئی۔بس۔میرا اس میں کیا قصور۔؟کوئی مجھے بتائے گا ہوا کیا ہے۔!وہ بال کھجاتے اب انیل کو دیکھتے پوچھنے لگا۔

جس نے لبوں پر زبان پھیرتے تبریز کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آئی تھنک ماہا مجھے بلا رہی ہے۔میں اس سے مل کر آتا ہوں۔! کسی ماہر بزنس مین کی طرح مسکرا کر اسکی نیلی آنکھوں سے بچتے وہ دوڑ کر کمرے سے نکلا۔

انیل نے حیرت سے اسکی پشت کو دیکھتے اب سامنے کھڑے عالیحان شاہ کو دیکھا تھا۔۔جس کی قہر برساتی نگاہیں اسی پر ٹکی تھی۔

"ہیلو ڈاکٹر ابیر علوی۔کیسا لگا پہلا جھٹکا۔؟ اممم لیٹ می گیس۔بہت زیادہ مزے دار ہے ناں۔ہاہاہاہاہاہا۔تُو جانتا ہے تیری شکل پر جو شکست کا خوف تھا ناں وہ بھا گیا ہے مجھے۔اور تیری بیوی تو تبھی بھا گئی تھی۔جب میں جانتا بھی نہیں تھا کہ وہ تیری بیوی ہے۔"!

ایک ہاتھ میں موبائل فون مٹھی میں جکڑے دوسرے ہاتھ کھڑکی کی ایک سائیڈ پر رکھا ہوا تھا۔ہونٹوں کے بیچ دبا سگریٹ اب سلگ کر اسکے ہونٹوں تک آ چکا تھا مگر ابیر علوی کو اسکی پرواہ تک نہیں تھی۔

جو آگ بہرام اپنے لفظوں سے اسکے دل میں جلا رہا تھا اسکے سامنے یہ آگ کچھ بھی نہیں تھی۔

" جانتا ہے۔کتنا نشیلا بدن ہے اس کا۔اففففف۔توبہ۔اور خوشبو۔کیا بتاؤں تجھے۔؟

بہرام نے شر*اب کا گلاس منہ کو لگائے اب سامنے اسکرین پر چلتی عنایہ کاظمی کی تصویروں کو دیکھا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے کا اسکا لمس اب تک اسکے ہاتھوں اور ہونٹوں پر تازہ تھا۔

ابیر علوی بے تاثر چہرے سے کھڑا اسکی بکواس کو سن رہا تھا۔

جو شراب کے نشے میں دھت اپنی جیت کا جشن منا رہا تھا۔

"تُو نے بہت بڑی غلطی کر دی بہرام۔اگر تو چھپ کر وار کرتا تو میں شاید تجھے معاف کر دیتا۔تُو نے میری بیوی کو چھوا ہے۔کبھی خواب میں بھی یہ سوچ آئے کہ تُو جیت گیا ہے۔تو اس خواب پر لعنت بھیج دینا۔کیونکہ اب اگر تو دنیا کے کسی بھی کونے میں ہوا یہ ابیر علوی تجھے چھوڑے گا نہیں۔

جن ہونٹوں سے میری بیوی کو چھوا تھا ناں تُو نے۔سب سے پہلے انہیں تیرے تن سے جدا کروں گا یہ وعدہ رہا ابیر علوی کا۔!

سرسراتے ہوئے لہجے میں وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تو اسکے پیچھے موجود وہ تینوں اب اسکی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

"عالیحان شاہ نے حیرت سے چونک کر اسے دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس نے کال کاٹتے موبائل فون پوری قوت سے دیوار پر مارا تھا۔ کہ عائش اور انیل نے ایکدم سے کانوں پر ہاتھ رکھا۔

ابیر کہاں جا رہے ہو۔ بات سنو۔!

اسے باہر جاتا دیکھ عالیحان نے اسے روکنا چاہا۔ جو سنی ان سنی کرتے گاڑی کی کیز اُٹھائے روم سے نکلا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بھیو۔! وہ موبائل فون پر کسی سے ضروری ڈسکشن کر رہا تھا جب پشت پر اچانک سے ابھرتی وہ باریک آواز اسکے ہاتھ اور وجود کو سن سا کر گئی۔

نیلی آنکھیں بے ساختگی میں پھیلی۔ اور دھڑکنیں اس نام اس پکار پر بڑھی تھی۔

"مگر وہ یونہی رخ دوسری سمت کیے کھڑا رہا۔

جب حورین شاہ اپنی بھیگی آنکھیں پونچھ کر ماں کو دیکھنے لگی۔

حرمین نے مسکرا کر سر ہلاتے بیٹی کو حوصلہ دیا۔ جو چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے سامنے گئی۔

"نیلی آنکھیں پھیلا کر اسنے اپنے بھیو کو دیکھا تھا۔ جو بلاشبہ بچپن سے بھی زیادہ حسین ہو چکا تھا۔

"اسکے وجود کی کپکپاہٹ دیکھ حورین نے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے۔

"حوری از سوری۔ پلیز فارگیو می۔! حرمین نے آنکھیں صاف کرتے اپنی بیٹی اور بیٹے کو دیکھا تھا حورین کے معافی مانگنے پر بے ساختہ ہی ہونٹ مسکرائے وہ بلکل بچپن کی طرح معصومیت سے معافی مانگ رہی تھی جیسے وہ شروع سے کرتی آئی تھی۔

عالیحان شاہ نے آنکھیں جھپک کر سر جھکایا۔ اور اسکے سوری کہنے پر اسے شدت سے خود میں بھینچ لیا تھا۔

جو پہچان میں ہی نہیں آرہی تھی۔ حورین آنکھیں موندے اپنی بھائی سے لگی ہوئی تھی۔ جن سے وہ بلاوجہ اتنے سالوں سے ناراض رہی تھی۔

"حوری میری گڑیا مجھ سے معافی کیوں مانگے گی۔ تمہیں حق ہے تم جو مرضی کرو عالیحان شاہ کے ساتھ۔! مسکرا کر اپنی جان سے عزیز بہن کی پیشانی چومتے اسنے پھر سے اسے سینے سے لگایا تھا۔ وہی حورین اپنے باپ کی طرح بڑے بھائی کے لمس اسکی خوشبو میں گہرے سانس لیتی آنکھیں سکون سے موند گئی۔

عالیحان نے مڑ کر دور کھڑی اپنی ماما کو دیکھا اور مسکرا کر انہیں پاس بلایا۔ تو حرمین بھیگی آنکھیں صاف کرتے بیٹے تک گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عالیجان نے ماں اور بہن کو سینے سے لگائے ایک تشکر بھری گہری سانس بھرتے آسمان کو دیکھ خدا کا شکر ادا کیا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"بارس یہ کھاؤ میں نے خود بنائی ہے (چھپ کر)!" عنایت بریانی کی ڈش اٹھا کر اسکے سامنے کرتے بولی جس پر

بارس نے مسکرا کر نرم نگاہوں سے اپنی بہن کو دیکھا۔

جو پچھلے ایک گھنٹے کی اسکی آؤ بھگت میں لگی ہوئی تھی۔

"آپی۔ میں سب کچھ کھاؤں گا مگر آپ بھی کھائیں گی تب۔ مجھے مام نے بتایا ہے کہ آپ پریگننٹ ہیں اور ایسی کنڈیشن میں آپ کو اپنا زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔!

اسکے لہجے انداز اور آنکھوں میں صرف اور صرف محبت اور نرمی جھلک رہی تھی۔

عنایت کاظمی اپنے بابا کے بعد پہلی بار کسی ایسے شخص سے ملی تھی۔

جس نے اسے چند ہی لمحوں میں شہزادی بنا ڈالا تھا۔ خوبصورت چہرے پر کئی رنگ امڈے تھے۔ وہ میز پر ڈش رکھتے بھاگ کر صوفے تک گئی اور دوڑ کر اسکے سینے پر سر ٹکایا۔

"پتہ ہے بارس تم بلکل ڈیڈ جیسے ہو۔ وہ بھی بہت ہینڈسم ہیں اور تم بھی۔! اسکی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملائے وہ پھر سے سر اسکے سینے پر رکھ چکی تھی۔

جس نے مسکرا کر بریانی کی چمچ بھر کر اسکے منہ میں ڈالی۔

دروازے سے اندر داخل ہوتا عالیجان شاہ بے ساختہ ہی ٹھٹک کر رکا تھا۔ عنایت کو یوں اپنے بھائی سے جڑا بیٹھا دیکھ اسنے گہری سانس بھرتے مٹھیاں بھینچی۔

نیلی آنکھوں میں جلن سمٹی۔ مگر وہ انا کا مارا خاموش لب بھینچ کر اسے گھورتا رہا۔ جس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اگنور کر کے بھائی کے ساتھ مگن ہوئی تھی۔

عالیجان شاہ کو اسکا یوں اگنور کرنا قطعی ہضم نہیں ہوا۔

اسے سمجھ آرہی تھی یہ اسکی دی ڈھیل کا نتیجہ تھا۔ لبوں کو تر کرتے وہ آگے بڑھا۔ اور سامنے موجود صوفے پر بیٹھا

۔

حورین شاہ نماز پڑھنے گئی تھی تو وہ سیدھا کمرے میں آیا تھا۔

عنایہ دوائیوں کے زیر اثر سوئی ہوئی تھی۔ جبکہ وہ دونوں بہن بھائی پاس ہی صوفے پر بیٹھے تسلی سے کھا رہے تھے

۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کھانا کھایا جا رہا ہے۔! شیو کھجاتے اسنے جرا مسکرا کر پوچھا۔ سامنے موجود دونوں نفوس اسے نظر انداز کر رہے تھے۔

"بارس نے ایک گہری نگاہ اسکے چہرے پر ڈالی اور سر جھٹک کر مسکرایا۔

اسکا بے معنی مسکرانا عالیجان شاہ کی آنکھوں میں مرچیاں سی بھر گیا۔

"آپ کو برا لگ رہا ہے تو چھپانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ میں اس لڑکے (ابیر) کی طرح آپ کی آنکھوں میں بھی میں واضع جلن دیکھ سکتا ہوں۔!

عنایت اس سے بڑی تھی اسی لیے وہ ذرا لحاظ سے عالیجان کو بلا رہا تھا۔

گوشت کا ٹکڑا منہ میں ڈالتی عنایت نے ہونٹ سکیڑ کر عالیجان کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"نہیں برا کیوں لگے۔! وہ ہنس کر بولا۔ نہیں تمہیں کیا لگتا ہے تم یوں میرے سامنے بیٹھ کر میری بیوی کو کھلاؤ گے تو مجھے برا نہیں لگے گا۔ لگ رہا ہے مجھے برا۔ تو کیا کرو گے تم۔!" دونوں اطراف سے صوفے پر ہاتھ پھیلائے وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

تو عنایت نے ٹکر ٹکر اسے گھورا وہی بارس نے ہنس کر سر جھٹکا۔

"یقیناً یہ آپ کی اور اس لڑکے کی خوش قسمتی ہے جو میں یہاں موجود نہیں تھا اور آنے میں مجھے دیر ہو گئی ورنہ میں عمل کر کے آپ کو بتاتا کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔!

پانی کا گلاس اٹھا کر اسنے عنایت کے منہ سے لگایا تھا۔ جس پر عالیجان شاہ نے حسین ہونٹ بھیچے۔

"اور یہ تمہاری خوش قسمتی ہے مسٹر کاظمی۔ کہ تم میری پرنسز کی زندگی میں شامل ہوئے۔ ورنہ میرے ہوتے ہوئے تم تو کیا کسی کی مجال نہیں جو میری گڑیا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے۔!

سرد نگاہوں سے اسے گھورتے اسنے دوٹوک انداز میں کہا۔ تو بارس پھر سے مسکرایا۔

"سہی کہا آپ نے۔ ہمت تو میری بھی نہیں اسے آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جبھی تو سر آنکھوں پر بٹھا کر رکھا ہے۔!

عالیجان شاہ کا اپنی بہن کو یوں گھورنا اسے سخت ناگوار گزرا تھا۔

جبھی اسنے بنا لحاظ کے اسے اچھی خاصی سنائی۔ جس پر عالیجان شاہ نے گھور کر اسے دیکھا۔

دونوں کے بیچ لحاظ اور مروت کی دیوار کھڑی تھی جو صرف برائے نام ہی تھی۔ جو جانے کب اور کیسے گرتی مگر فل وقت وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو کھری کھری سنا رہے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

باقی سب کا لحاظ تھا وگرنہ ناں تو بارس کو عالیحان شاہ پسند آیا تھا اور ناں ہی عالیحان شاہ کو بارس۔جو اسکی بیوی سے چپک رہا تھا۔

Episode 129

عنایت بیٹا یہ لو کھانا۔! وہ کچن میں آئی تو حرمین نے کھانے کی ٹرے اسکی طرف بڑھائی۔عنایت نے چونک کر پہلے اس ٹرے کو دیکھا اور پھر اپنی پھپھو کو۔!"مگر میں نے تو کھانا کھالیا بارس کے ساتھ۔!لبوں پر زبان پھیرتے وہ معصومیت سے بولی۔

تو حرمین نے اوہہ کہتے ٹرے واپس رکھی۔عالیحان نے تو ابھی تک نہیں کھایا تمہارا ویٹ کر رہا تھا۔میں نے کہا بھی تھا مگر کہہ رہا تھا تمہارے ساتھ کھائے گا۔!

حرمین نے سر جھٹک کر کہا۔ان کا انداز بلکل نارمل تھا مگر عنایت کو جی بھر پر شرمندگی ہوئی۔

مطلب وہ اسی لئے روم میں آیا تھا مگر اسنے نوٹ کیوں نہیں کیا۔وہ اسکے ساتھ کھانا چاہتا تھا اسی لیے بھوکا تھا۔

زندگی میں پہلی بار عنایت کا ظمی کو شرمندگی سی ہوئی تھی اس شخص سے۔

"پپ پھپھو مجھے دیں میں لے جاتی ہوں۔!اسنے ہاتھ آگے بڑھائے تو حرمین مسکرائی۔اسکے چہرے پر خفت اور شرمندگی وہ پڑھ چکی تھی۔

جبھی بنا کچھ کہے ٹرے اسکے ہاتھ میں تھمائی۔

وہ دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئی۔مگر پورا روم خالی تھا۔پہلے پہل تو سیاہ آنکھوں میں حیرت سمٹی پھر وہ ٹرے تھامے اندر داخل ہوئی دروازہ اندر سے لاکڈ کیا۔

"معاوہ جیسے ہی مڑی تو سامنے ہی وہ واشروم سے شاور لے کر نکلتا شرٹ لیس اپنے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔نیلی آنکھیں جو حد درجہ سنجیدہ تھیں۔اچانک دروازے کی طرف چونک کر اٹھی۔تو وہاں کھانے کی ٹرے کے ساتھ کھڑی عنایت کو دیکھتے چہرے کے تاثرات مزید سخت ہوئے تھے۔

"وہ تم نے میرا مطلب آپ نے کھانا نہیں کھایا تھا ناں تو میں آپپپ کک کے لیے۔کھانا لائی تھی۔

اسکے مضبوط قدم اپنی طرف اٹھتے دیکھ اسکی آواز حلق میں دبی تھی۔آخری الفاظ وہ بمشکل سے منمناہٹ سے منہ میں ہی گول کر گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ بے ساختہ ہی پیچھے ہونے لگی تھی۔ کیونکہ عالیحان شاہ کے مضبوط قدم اپنی طرف اٹھتے اسے خوفزدہ کر رہے تھے۔

"وہ ایکدم سے دروازے سے جالگی۔ گردن موڑے اسنے دروازے کو دیکھا۔

پھر تھوک نگل کر سامنے جہاں وہ نیلی آنکھوں والا جن اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا۔

"عع عالیحان۔! میرے کھانے کی اتنی پرواہ تھی تمہیں۔؟

وہ ٹرے اسکے ہاتھ سے پکڑتے پیچھے طرف گیا۔ جھک کر میز پر ٹرے رکھتے وہ دوبارہ عنایت تک آیا جو بھاگنے کی کوشش میں تھی مگر عالیحان نے دونوں ہاتھ اسکے دائیں بائیں رکھتے رستہ روک دیا۔

"وووہ پھپھو نے بتایا کہ آپ نے کھانا نہیں کھایا تو بس۔! خشک پڑتے لبوں کو تر کرتے اسنے محتاط ہونے کی ادنی سی کوشش کی۔

"ہمم۔! پھپھو نے یہ نہیں بتایا کہ کھانا کیوں نہیں کھایا میں نے۔! وہ ایکدم سے جھکا اسکے چہرے پر گرم سانسیں پھونکتے اسکے ہونٹوں کے قریب بنے سیاہ چمکدار تل کو انگوٹھے سے مسلنے لگا۔

"عنایت اسکی جان لیوا قربت پر آنکھیں میچے گہرے سانس بھر رہی تھی۔ خوبصورت چہرے پر شرم وحیا کے ڈھیروں رنگ آسمٹے تھے۔ سانسوں میں گھلتی سگریٹ کی مہک پر اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ آج پھر سموکنگ کرتا رہا تھا۔

"بتاؤ۔!

اسے یونہی خاموش دیکھ کر عالیحان نے ذرا تحکم آمیز لہجے میں کہتے نگاہیں اسکے دلکش سراپے پر دوڑائی۔

نیلی آنکھوں میں یکلخت خمار کی سرخی پھیلی تھی۔ اسنے بنا تردد اپنا ہاتھ اسکی کمر کے گرد لپیٹتے اسے نرمی سے اپنی طرف کھینچا۔

تو وہ ایکدم سے اسکے سینے سے لگنے پر کپکپاتے ہاتھ اسکے شانوں پر رکھ گئی۔ چھوٹی چھوٹی بے ترتیب سانسیں اپنے سینے میں محسوس کرتے عالیحان شاہ نے جھک کر اسکی گردن میں گہری سانس بھرتے اسے مزید تڑپایا تھا۔

جو بری طرح سے مچلی۔ اسکی بے باکیاں عنایت کا سانس روک دیا کرتی تھیں۔ اب بھی وہ بری طرح سے مچلی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر اچانک عالیحان کا ہاتھ کمر سے سرکتے اس گھیرے میں بھرتے اسکے پیٹ پر پہنچا تھا۔اسکی حرکت،انگلیوں کے سرسراتے ہوئے سے لمس نے عنایت کی سانسیں مزید خشک کیں۔!

"یی یہ کک کیا کررہے ہہیں۔؟وہ گھبرائی آنکھیں اس قدر سختی سے میچی ہوئی تھی جیسے اگر کھولی تو جانے کیا ہو جائے گا۔

"اپنے بے بی کو پیار کرنا چاہ رہا ہوں۔کیونکہ اسکی ماں کے پاس تو میرے لئے ٹائم ہی نہیں۔کیوں نہیں کر سکتا کیا !۔

اب کی بار اسکے کان میں جھکتے جتلاتے ہوئے لہجے میں کہا تو عنایت بے ساختہ ہی سر اُٹھانے پر مجبور ہوئی۔

سیاہ آنکھوں کا ان خمار آلود سرخ ڈوروں سے سجی نیلی آنکھوں سے بری طرح سے ٹکراؤ ہوا تھا کہ عنایت اسکی آنکھوں کے رنگ و بے باکی دیکھ مزید سرخ پڑتی رخ پھیر گئی۔

"مم مجھے سسونا ہے پلیز۔!وہ جانتی تھی عالیحان شاہ اسے سزا دے رہا تھا۔

اتنی دیر دور رہنے کی یا پھر اپنے بھائی کے ساتھ رہنے کی۔مگر یہ سزا سہنا اسکے اتنا ہی مشکل تھا جتنا اسکے غصے کو سہنا ۔

"شوہر خفا ہو تو بیوی کو نیند کیسے آسکتی ہے لٹل اینجل۔!اسکے جوڑے کو کھولتے اسنے چہرے عنایت کے سیاہ آبشار میں چھپاتے گویا اسے جتلایا کہ وہ ناراض ہے اس سے۔

"مم مجھے نہیں لگتا آپ کو ناراض ہونا چاہیے۔!وہ دبک کر پیچھے ہونے لگی۔مگر اب کی بار عالیحان کی گرفت میں سختی در آئی تھی۔

کہ وہ سسک کر مزید اسکے سینے میں سمٹی۔

" ہممممم۔تو کیا اب تم سے پوچھ کر ناراض ہونا پڑے گا مجھے۔؟سنجیدگی سمیٹے ذرا رعب دار لہجے میں کہتے اسکی گردن کے گرد لپٹے دوپٹے کو اسنے کھینچ کر الگ کیا۔تو عنایت گھبراہٹ و شرم سے سر مزید جھکا کر اسکی سینے میں چھپنے لگی۔

"یہ عنایتیں،یہ نرمیاں صرف اور صرف تمہاری حالت کے پیشِ نظر برتی جا رہی ہیں لٹل اینجل۔وگرنہ جس دن تم عالیحان شاہ کے جنون کی ایک جھلک دیکھ لو گی اس دن تمہیں خوف آئے گا میرے نام سے بھی۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ بیان نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنے لمس، اپنی قربت سے جتلا رہا تھا کہ اسکی دوری اسکا اگنور کرنا کتنا بھاری پڑ سکتا تھا اس پر۔!

اسکے نقوش پر قہر ڈھاتے وہ اسکی سانسیں خشک کرتے ایکدم سے پیچھے ہٹا۔

تو عنایت بری طرح سے لرزی۔ عالیجان شاہ نے ایک گہری نظر اسکے چہرے پر بکھرے رنگوں پر ڈالی اور یونہی پیچھے ہٹا۔

کشادہ پیشانی پر بکھرتے بالوں کو سمیٹ کر پیچھے کیا۔

"اور میز سے اپنا موبائل اور سگریٹ اٹھائے وہ دوبارہ اس تک آیا۔

جو پھر سے اسکے قریب آنے پر گھبرائی ہوئی سی آنکھیں بند کر گئی۔

"جب تک مجھے مناؤ گی نہیں۔ یہ سزائیں بڑھتی جائیں گی لٹل اینجل۔ امید ہے تم جلد مجھے راضی کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گی۔!

بھاری مگر سرد لہجے میں اسکے کانوں میں پھنکارتے ہوئے وہ گال تھپک کر اٹیچڈ لائبریری میں گھسا۔

اسکے جاتے ہی وہ بھاگ کر بیڈ پر بیٹھی۔ سینے پر ہاتھ رکھتے وہ اپنا کب سے رکی سانسیں بحال کرنے لگی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"آجاؤ میرے بچے۔" دروازہ کھول وہ جیسے ہی اندر جھانکا۔ میرب کی نظر اپنے خوبرو بیٹے پر پڑی تو مسکرا کر اسے اندر بلایا۔

تبریز نے نرم نگاہوں سے ماں کو دیکھا۔ اور اندر داخل ہوتے ہی ایک نگاہ سامنے سر جھکائے بیڈ کی پائنتی میں بیٹھی ماہا پر ڈالی۔

لیمن کلر کے ڈھیلے ڈھالے سوٹ میں ملبوس، شفاف دھلا دھلا سرخ ہو رہا چہرہ جو ہر قسم کے مصنوعی رنگوں سے عاری، سیاہ بال ڈھیلے سے جوڑے میں قید کیے وہ سوگوار حسن کی ملکہ ہی تو لگ رہی تھی۔

"ماہا نے ایک پل کو پلکوں کی جھالر اٹھائے اسے دیکھا۔ مگر پھر یونہی نظریں جھکی۔ گہری سانس بھرتے تبریز ماں کے قریب بیٹھا۔

"ایک تنقیدی نگاہ ان کی گود میں پڑے سرخ عروسی لباس پر ڈالی۔

"کسی کی شادی ہو رہی ہے کیا مام۔؟ اسنے ہاتھ سے اس خوبصورت لہنگے کو چھوتے مسکرا کر پوچھا۔ تو جواب میں میرب بھی مسکرائی ایک نگاہ بہو پر ڈالے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہاں ہو تو رہی ہے۔! اسکے چہرے پر گہری مسکان دیکھ تبریز چونکا۔

"اچھا۔کون ہے وہ خوش نصیب۔! وہ اب تک اس جوڑے سے کھیل رہا تھا۔آنکھوں کے سامنے سال پہلے کا وہ منظر پوری آب و تاب سے لہرایا۔جب ماہا اسی رنگ کے خوبصورت لباس میں اسکی دولہن بن کر اسکی زندگی میں شامل ہوئی تھی۔

تبریز شیرازی بھلا اس دن کو بھلا سکتا تھا۔

"تم۔بھئی ظاہر ہے ایک ہی تو بیٹا ہے میرا۔اسی کے چاؤ پورے کروں گی ناں۔! میرب نے سر جھٹک کر بلکل عام سے لہجے میں اسے آگاہ کیا جیسے یہ بلکل عام سی بات ہو۔

تبریز فوراً سے چونکا۔ایکدم سے سیدھا ہوتے اسنے کاٹ دار نگاہوں سے ماہا کو دیکھا۔اسے لگ رہا تھا کہ یہ ضرور ماہا کی نئی کوشش تھی۔

"ماما آپ جانتی ہیں۔!

ہاں ہاں جانتی ہوں۔تم شادی نہیں کرنا چاہتے مگر تمہاری بیوی بھی رضامند ہے لڑکی بھی بہت اچھی ہے میں اور عنایہ دیکھ بھی آئے ہیں۔خوب سگھڑ،سلیقہ شعار،اور ہنرمند بچی ہے۔پہلی شادی اور ماہا کے تمہارے ساتھ رہنے پر کوئی اعتراض بھی نہیں ان لوگوں کو۔!

"ماہا نے گویا پورے کا پورا قصیدہ لکھ ڈالا تھا۔تبریز نے ابرو اچکاتے گہری سانس بھری۔

"ماما آپ انکار کر دیں۔مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔مجھے کوئی شادی نہیں کرنی۔!

اسنے سپاٹ لہجے میں کہا۔تو ماہا کے دل کو کچھ ہوا۔مگر وہ جبر سے بیٹھی رہی۔وہ خود بھی تو یہی چاہتی تھی۔اب اگر میرب نے کوئی لڑکی پسند کر لی تھی تو اس میں بھلا کیا قباحت تھی۔ویسے بھی وہ ماں تھی بیٹے کو منانے کا ہر گن آتا تھا نہیں۔

"انکار و نکار گیا تیل لینے۔میں تو بچی پسند کر کے اسے ہاتھ میں رسن کے پیسے بھی رکھ آئی ہوں۔پرسوں نکاح ہے تمہارا۔تمہیں بس اس لیے بتا رہی ہوں کہ دنیا کے سامنے تماشہ مت لگانا۔اور ایک بات۔ہمارا ایک ہی بیٹا ہے زیادہ نہیں۔مجھے تمہاری اولاد دیکھنی ہے تبریز۔اور اب اس پر کوئی بحث مت کرنا۔ورنہ بھول جانا تمہاری کوئی ماں ہے۔!

سخت لہجے میں ایک ایک لفظ دانت پیس کر کہتی وہ جھٹ سے اٹھی۔لہنگا اٹھائے وہ عجلت میں کمرے سے نکلی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"خوش ہو تم۔فائن۔"!

قہر بار نظروں سے ماہا کو دیکھتے وہ دھاڑا۔ماہا سہم کر بیڈ شیٹ مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

"جب تمہیں کوئی پرواہ نہیں تو یہی سہی ماہا۔تم بانٹ سکتی ہو مجھے۔تو پھر ٹھیک ہے۔اب تمہاری نظروں کے سامنے سب ہو گا۔!"

ایک اُچٹتی نگاہ اس پر ڈالے وہ تن فن کرتا روم سے باہر نکلا تھا۔دروازہ دھاڑ کی آواز سے بند ہوا تھا۔

بھیگی نم نگاہوں سے دروازے کو دیکھتی وہ بیڈ پر گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

پچھلے پانچ گھنٹوں سے وہ باہر بیٹھا ایک ٹک بند کھڑکی کو گھور رہا تھا۔شہد رنگ آنکھوں میں عجب سرخی چھائی ہوئی تھی۔بکھرے بال پیشانی سے چپکے ہوئے تھے۔سرد ہوائیں اسکے وجود سے ٹکرا رہی تھی۔مگر وہ بے حس بنا دیوار سے سر ٹکائے بیٹھا ہوا تھا۔

معا روم کی لائٹس آف ہوئی۔اسکے ساتھ ہی اسنے سگریٹ کا آخری کش لیتے سگریٹ ہونٹوں سے جدا کرتے دور پھینکا۔

سفید شرٹ پر ڈھیروں سلوٹیں پڑی تھیں۔جنہیں ہاتھوں سے جھاڑتے وہ پورے قد سمیت اٹھا۔

ایک سپاٹ نگاہ اطراف میں دوڑائے وہ پائپ کی طرف بڑھا۔ایسا نہیں تھا کہ سیدھے رستے سے نہیں جا سکتا تھا مگر وہ مزید تماشہ نہیں چاہتا تھا اسی لئے بنا کسی کی نظروں میں آئے وہ ڈائریکٹ روم میں جانا چاہتا تھا۔

"قریباً تین سے چار منٹ لگے تھے۔بالآخر وہ کامیاب ہوا تھا۔دیوار پر ہاتھ رکھتے وہ بالکونی میں کودا۔ہاتھ جھاڑ کر کھڑکی کھولنے کی کوشش کی۔مگر کھڑکی اندر سے لاکڈ تھا۔

بے ساختہ ہی صبیح پیشانی پر کئی بل سمٹے۔وہ جانتا تھا عنایہ کے روم کا ڈور اور ونڈوز فنگر پرنٹ لاکڈ سے کھلتی تھیں۔

سر جھٹک کر ایک تمسخرانہ مسکراہٹ اس کھڑکی پر اچھالتے وہ بالکونی سے اٹیچڈ روم کی طرف کودا۔

وہ جانتا تھا ان سب میں خطرہ تھا مگر وہ کسی بھی طور اس تک پہنچنا چاہتا تھا۔

کھڑکی ذرا سی پش کی۔تو اندر سے کھلی ہوئی تھی۔

گہری تشکر بھری سانس بھرتے وہ اندر کودا۔روم پر ایک نگاہ دوڑائی۔جو خالی تھا۔وہ بھاری قدموں سمیت روم سے باہر نکلا۔ایک تنقیدی نظر اطراف میں ڈالی۔اور تیز تیز قدم اٹھاتے وہ آگے بڑھا۔

"اپنے روم کے دروازے کے باہر کھڑے امن نے ہاتھ سینے پر لپیٹے سنجیدگی سے اسے گھورا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ جانتا تھا اپنے بیٹے کو۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ شرافت سے باز آجاتا۔وہ کب سے منتظر تھا اور اب بالا خر وہ آ ہی گیا تھا۔

"گہری سانس بھرتے اسنے ایک نگاہ اسکی چوڑی پشت پر ڈالی اور سر جھٹک کر اپنے روم میں داخل ہوا۔رات کا ایک بج رہا تھا۔اب اسے بھی سونا تھا۔

دروازے کے لاک کو اپنی فنگر سے کھولتا وہ اندر داخل ہوا۔مکمل تاریک کمرے میں ڈوبا پورا کمرہ خنکی بھرا سا تھا۔ شرٹ کے بٹن کھولتے وہ واشروم کی سمت بڑھا۔گرم پانی سے شاور لیتے ہی اعصاب پر سکون ہوئے تھے۔

وہ بالوں میں انگلیاں چلاتے باہر نکلا۔شرٹ صوفے پر پھینکتے وہ بھاری قدم اٹھاتے بیڈ کی طرف بڑھا۔

"وہ بنا دیکھے بھی بیڈ کی جگہ اچھے سے جانتا تھا۔تھکن کے آثار حسین چہرے پر واضع تھے۔ذہن اس وقت صرف اور صرف عنایہ پر اٹکا ہوا تھا۔

بیڈ پر لیٹتے اسنے کمفرٹر نرمی سے اس کے وجود سے ہٹایا۔ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ آن کیا۔تو کمرے میں ہلکی سی نیلی روشنی پھیلی۔

کہنی کے بل جھکے وہ بے تاثر نگاہوں سے اسکے چہرے کو کئی لمحوں تک دیکھتا رہا۔

بخار کے سبب حسین چہرے پر سرخی چھائی ہوئی تھی۔سرخ ہونٹ نیم وا تھے۔ابیر نے ہاتھ بڑھا کر ٹمپریچر چیک کیا۔

جو آگے سے کم تھا۔پورے وجود میں سکون سا اترتا محسوس ہوا تھا۔آنکھیں ایک پل کو میچتے وہ جھکا،پیشانی پر دہکتے ہونٹ رکھتے وہ کئی لمحوں کے لئے ٹھہرا رہا تھا۔سینے میں جلتی آگ پر جیسے ٹھنڈی پھوار سی پڑی تھی۔

"ان سب کو لگتا ہے کہ یہ دور کر سکتے ہیں مجھے تم سے۔!پاگل ہیں سب۔جانتے نہیں کہ اگر ابیر علوی کو کسی نے اسکی عین سے دور کیا تو میں ان سب کو دور کر دوں گا تم سے۔!

سر جھکائے اسکے بالوں میں چہرہ چھپائے وہ مدہوشی اور جنون کی ملی جلی کیفیت میں بول رہا تھا۔مگر عنایہ اس وقت ہوش میں نہیں تھی جو اسکے جنون کو سمجھ پاتی۔

"آئے ایم سوری میری زندگی۔مگر تم سمجھتی نہیں کہ تمہارے دور جانے کا خوف کیسے میرے جسم سے جان کھینچ دیتا ہے۔کوئی بھی تمہیں مجھ سے دور نہیں کر سکتا۔ناں تمہارے بھائی اور ناں ہی وہ غلیظ انسان۔!

بہرام کا سوچتے ہی اسکی آنکھوں سے آگ کے شعلے لپکے تھے۔پورا وجود جیسے سلگنے لگا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سرد ہاتھ عنایہ کی کمر کے گرد لپیٹتے وہ بیڈ پر گرا۔اسے نرمی سے اٹھائے اپنے سینے پر منتقل کرتے کمفرٹر دونوں پر برابر کیا تھا۔

اسکی چھوٹی چھوٹی سانسیں اپنی گردن پر محسوس ہوئی تو سکون جیسے سانسیں میں دھڑکنے لگا تھا۔

"وہ گھٹیا شخص کبھی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوگا عین۔میں ہونے ہی نہیں دوں گا۔ تمہیں اتنا دور رکھوں گا میں اس سے۔کہ تمہارے ذہن تک میں میرے سوا کسی دوسرے کا خیال ناں آسکے۔!

پیشانی پر دہکتے ہونٹ رکھتے وہ جنون خیز لہجے میں جیسے اپنے آپ کو باور کروا رہا تھا۔

وہ نہیں چاہتا تھا عنایہ کے ذہن تک میں اسکے سوا کسی دوسرے کا خیال تک گردش کرے یہی وجہ تھی۔وہ اسے بہرام کی بابت نہیں بتا رہا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ ایسے وہ عنایہ کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔مگر وہ غلط سوچ رہا تھا۔کئی بار برے حالات کے آنے سے پہلے ہی ان کی دستک آپ کو کسی بھی ناگہانی حادثے سے بچا لیتی ہے اور ابیر ایسی کوئی بھی دستک اس تک پہنچنے نہیں دے رہا تھا۔جس کا انجام جانے کیا نکلنے والا تھا۔

ایک نگاہ اسکی بند آنکھوں پر ڈالتے اسنے جھک کر باری باری بوسہ دیا۔اور اسے نرمی سے سینے سے لگائے۔اپنے بازوؤں کا حصار اسکے گرد بنائے وہ دن بھر کا تھکا، مضطرب، بے چین اور نڈھال سا تھوڑی ہی دیر میں نیند کی وادیوں میں اترا تھا۔

Episode 130

زوجہ۔!وہ روم میں داخل ہوتے ہی اسے بلند آواز میں پکارنے لگا جو کہ کہی نظر نہیں آرہی تھی۔بے ساختہ ہی عائش کے ماتھے پر کئی بل سمٹے۔

وہ انہی قدموں سے مڑتے روم سے نکلا۔الایہ کے روم کے باہر سے گزرتے اسے کئی ملی جلی آوازیں سنائی دی وہ بے ساختہ ہی رکا۔

براوئنش بڑی بڑی آنکھیں تجسس سے پھیلائے وہ دبے قدموں سمیت اسی سمت بڑھا۔

دروازہ کھلا ہوا تھا۔

ہاتھ کی مدد سے پش کرتے وہ اندر داخل ہوا۔تو اندر موجود خواتین اسے دیکھتے ہی ایک دم سے خاموش ہوئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

www.kohnovelsurdu.com

'ہائے لیڈیز۔! وہ سب کی نظریں خود پر پاتے مسکرا کر گویا ہوا۔اور ایک نظر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی اپنی زوجہ پر ڈالی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔؟امبر ایک دم سے جگہ سے اٹھی۔کمر پر ہاتھ ٹکائے تفتیشی انداز میں پوچھا۔

کیوں۔میں یہاں کیوں نہیں آسکتا۔کیا کوئی بم فٹ کیا ہوا ہے تم نے یہاں۔! وہ نظریں جھکا کر فرش کو دیکھتے متجسس سے انداز میں بولا۔

تو امبر نے دانت پیسے۔

"خیر مجھے اپنی بیوی سے کچھ کام ہے۔تو اسی کے لیے یہاں آیا ہوں۔زوجہ آو ذرا۔! اسنے مسکراتی نظریں اپنی معصوم بیوی پر ڈالتے اسے حکم دیا۔

اس ظالم دنیا میں ایک وہی تو تھی جس پر عائش انزک علی کا روب اور دبدبہ چلتا تھا۔

"کوئی کام وام نہیں۔کل تبریز بھائی کی شادی ہے۔تو ہم سب تیاریاں کر رہے ہیں۔اس لیے عمایہ یہی رہے گی۔

"امبر نے آنکھیں چھوٹی کرتے کہا۔تو عائش نے ہونقوں کی طرح منہ کھولا۔

تبریز کی شادی کا علم گھر میں سبھی کو ہو چکا تھا۔مگر سب اس بات کو اتنا نارمل لیں گے اس کا اندازہ عائش کو نہیں تھا۔

"ہاں تو شادی کل ہے۔اس وقت تو میری بیوی کو چھوڑیں۔!

سر جھٹک کر کہتا وہ آگے بڑھا تو اب کی بار روز نے اسکا رستہ روکا۔

ماما۔آپ بھی اس ظالم دنیا کا ساتھ دیں گی۔!" چہرے پر ڈھیروں معصومیت سمیٹے وہ بیچارگی سے بولا۔تو عمایہ نے سرخ چہرہ جھکایا۔کل رات سے عمایہ اور امبر یہی اپنی ماما کے پاس سوئی تھی۔

شکوے گلے ساری کثافتیں دھل چکی تھی۔مگر عمایہ جانتی تھی۔

عائش کسی بھی وقت اسے ڈھونڈتے ہوئے وہیں آن ٹپکے گا اور ایسا ہی ہوا تھا۔

"بیٹا جی بات دراصل یہ ہے کہ کل تبریز کا نکاح ہے۔اور اس جمعے کو انکل (وریام) نے تم سب کا ریسپیشن رکھا ہے۔

اب ہمارے پاس صرف یہ تین دن بچے ہیں۔تم لوگ کل ہی تبریز کے گھر شفٹ ہو رہے ہو اور ہم دولہنوں کے ساتھ اس گھر میں رہیں گی۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

کیا مطلب۔؟ کیا ڈسکشن چل رہی ہے یہاں۔! سیاہ آنکھوں میں حیرت سمیٹے وہ پولیس یونیفارم میں ملبوس نکھرہ نکھرہ سا کافی حسین لگ رہا تھا۔

اسکی گھمبیر متفکر آواز پر امبر کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔ نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ جو ہر بار کی طرح آج بھی اسے گھائل کر رہا تھا۔

"یہ تو پاپا بتادیں گے تم سب کو۔ فل حال تم دونوں نیچے چلو۔ اور عالیجان ڈھونڈ رہا تھا تم دونوں کو۔!

عیناں نے ان سب کو اپنی طرف متوجہ کرتے بات ختم کرنا چاہی تھی۔ عائش اور انیل نے کندھے اچکائے اور خود روم سے باہر نکلے۔

"بڑے پاپا۔ یہ ماما لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔؟ کیا کوئی فنکشن ہو رہا ہے۔؟ عائش بھاگ کر وریام کے پاس صوفے پر بیٹھا تھا۔

ویام، امن، اذلان، انزک، عالیان، عالیجان، تبریز، اور اب انیل اور عائش بھی وہی موجود تھے۔

وریام نے گردن موڑ کر عائش کو دیکھا اور مسکرا کر اسکا کندھا تھپکا۔

"بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں بیٹا جی۔ شادی بیاہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں۔ یہ بہت ہی خوبصورت بندھن ہوتا ہے۔ اس موقع پر ہر ایک رسم، تا عمر کے لئے انسان کے ذہن میں یاد بن کر قید ہو جاتی ہے۔ پہلے تو چلیں حالات جو بھی تھے مگر الحمداللہ ہم سب صاحب استطاعت ہیں۔

زیادہ بڑا نہیں مگر صرف قریبی رشتے داروں کو مدعو کر کے ریسیپشن کیا جائے گا۔ اور باقی آج رات ہی تم سب مطلب ہم سب مرد حضرات تیمور لوگوں کے گھر شفٹ ہو رہے ہیں۔

آگے کی تمام رسومات وہیں ادا ہو نگی۔ اور جمعے کو ہی رخصتی ہو گی۔ تب تک تم سب اپنی اپنی بیویوں سے دور رہو گے۔!

ناممکن۔!

عالیجان شاہ نے فوراً سے انہیں ٹوکا۔ جس پر وریام نے گھور کر نواسے کو دیکھا۔

"بیٹا بات ایسی ہے۔ وریام کاظمی ایک بار جو بات کہہ دیتا ہے۔ وہ بات پتھر پر لکیر ہو جاتی ہے۔ اب شرافت سے چلو گے تو فائدے میں رہو گے ورنہ بھول جاؤ رخصتی اور بیویوں کو۔!

عالیجان شاہ کی نیلی آنکھوں میں جھانکتے وریام نے کافی سختی سے کہا جس پر وہ بے ساختہ ہی ہنسا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مذاق تھا یار۔آپ کو دل پر لے لیتے ہیں۔! نانا کو کس کر گلے لگاتے وہ کھسیا کر مکاری سے بدلا۔

ویام نے گھور کر اسے دیکھا۔دل ہی دل میں اسے کمینہ ضرور کہا تھا۔

"ویام اور امن یہیں رہیں گے۔بچیوں کے پاس۔ان کی جگہ عیناں اور حیا ہمارے ساتھ چلیں گی۔"!

وریام نے مزید آگاہ کیا تو سب کے منہ لٹک سے گئے تھے۔

"یہ بارس اور ابیر کہاں ہیں۔؟وریام نے چونک کر ان دونوں کی غیر موجودگی پر سبھی سے ان کی بابت پوچھا۔

ابیر تو کل رات کا گیا ہے واپس نہیں لوٹا۔اور بارس شاید آرام کر رہا ہے۔!امن نے بیٹے کی پشت پناہی کی۔

جس پر وریام نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

عالیحان اور عائش تم دونوں جاو۔ابیر ہاسپٹل ہی ہو گا۔جا کر اسے اطلاع دو کہ آ کر ملے مجھ سے۔باقی سب اپنا اپنا سامان پیک کریں۔نکاح کے فوراً بعد ہمیں نکلنا ہے۔'

تبریز کو دیکھتے وریام نے جملہ ادا کیا۔جو کافی اپ سیٹ سا تھا۔

وہ سبھی اب اٹھ کر اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوئے تھے۔کل نکاح کی رسم تھی۔جو کہ باہر لان میں ہی منعقد ہونے والی تھی۔

اور اب تک تبریز کا ڈریس تک سیلکیٹ نہیں ہو پایا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

گلا خشک پڑنے پر وہ عجیب بے چین سے کیفیت میں کروٹیں بدلتی ایکدم سے آنکھیں کھول گئی۔

مندی مندی آنکھیں کھولے۔اسنے ہاتھ بڑھا کر جگ اٹھانا چاہا۔

مگر ٹیبل ناں پاتے۔چھوٹی سی پیشانی سکیڑے ایکدم سے گردن موڑنے پر مجبور ہو گئی۔ذہن بیدار ہوا۔تو نظریں بلیک اور گرے کلر کے کومبینیشن سے یکوریٹ ہوئے پورے روم پر پڑی۔

آنکھیں بند کرتے وہ بمشکل سے ہمت کرتے اٹھی۔بھورے بال بے ترتیبی سے کندھوں اور گردن پر ڈھلک رہے تھے۔ہاتھ کی مدد سے بالوں کو پیچھے کرتے وہ سیدھی ہوتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی۔

"اب نظریں اپنے ڈریس پر گئی۔تو عجیب حیرت ہوئی۔کل تو وہ گرے ڈریس میں تھی اور اس وقت خود کو سیاہ رنگ کے گاؤن اور جنیز میں ملبوس دیکھ وہ ایکدم سے جھٹکے سے بستر سے اٹھی۔

بھوری آنکھیں پھیلائے اب کی بار پورے روم کا جائزہ لیا۔درمیانے سائز کا وہ خوبصورت سا روم اسکا تو نہیں تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ تیزی سے مڑی۔بیڈ پر ایک طرف پڑے دوپٹے کو اٹھائے وہ جیسے ہی مڑنے لگی نظریں ٹیبل پر سجی ابیر کی تصویر پر پڑی۔ایک سیکنڈ لگا تھا اسے سمجھنے میں کہ وہ کہاں ہے۔

عنایہ جانتی تھی یہ اسکا روم نہیں تھا مگر وہ جہاں بھی تھی اسکے ساتھ تھی۔یہ سوچ ہی اسکے غصے کو ہوا دینے کو کافی تھی۔

جوتے پہنتے وہ کندھوں پر دوپٹہ پھینکتے تیزی سے روم سے باہر نکلی۔ایک نظر آگے پیچھے دوڑائی۔تو سفید کلر سے لپٹی دیواریں چاروں اطراف بنی ہوئی تھی۔

جنہیں دیکھتے ہی عنایہ نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

تقریباً پانچ منٹ لگے تھے اسے ان راہداریوں سے نکلتے۔حسین چہرہ بے تحاشہ تپا ہوا تھا۔

ہائے میم۔!پاس سے گزرتی ایک نرس نے اسے وِش کیا تو وہ چونک کر رکی۔گردن موڑ کر اس نرس کو دیکھا اور پھر آگے پیچھے دیکھتے جیسے ہی غور کی۔

تو اندازہ ہوا وہ اس وقت ہاسپٹل میں ہے۔!

تیز تیز قدم اٹھاتے وہ آگے بڑھتی رومز کے اوپر لگی پلیٹس ریڈ کرتی گئی۔

ایکسکیوز می۔!تھوڑی آگے جاتے اسنے پاس سے گزرتی ایک نرس کو مخاطب کیا۔جو چونک کر رکی۔مڑ کر اس خوبصورت لڑکی کو دیکھا۔

"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ڈاکٹر ابیر علوی کہاں ملے گے۔؟اسے حیرت نہیں ہوئی تھی۔وہ سمجھ چکی تھی۔کہ اسے قید کرنے کے لئے وہ اپنے ساتھ ہی اسے اپنے ہاسپٹل لے آیا تھا مگر وہ بھول رہا تھا عنایہ کاظمی کوئی پرندہ نہیں تھی جسے وہ قید کر کے رکھ سکتا تھا۔

"میم وہ ایمرجنسی وارڈ میں ہیں۔!پہلے تو اس نرس نے چونک کر اس لڑکی کو دیکھا۔اور پھر مسکرا کر اسے آگاہ کیے وہ خود اپنے کام کی طرف بڑھی۔

عنایہ سر اثبات میں ہلاتی اب آگے بڑھی تھی۔

"ابیر رر سمجھتے کیا ہو تم خود کو۔؟کیوں لائے ہو مجھے یہاں۔؟ہاں۔کیا ثابت کرنا چاہتے ہو تم۔؟بولو۔!

سرخ چہرے سمیت سے گھورتی وہ ایکدم سے پھٹ پڑی تھی۔ابیر اسے یوں اچانک سے یہاں دیکھ حیران ہوا۔ماتھے پر بل ڈالے وہ آگے بڑھا مگر وہ ایکدم سے پیچھے کھسکی۔

"عین روم میں جاؤ میں آتا ہوں۔! چہرے پر گرتی بھوری زلفوں کو انگلی کی مدد سے پیچھے کرتے وہ گمبھیر تا سے بولا۔

اسکے ساتھ ایمر جنسی وارڈ کا دورہ کرنے آئے ڈاکٹرز ہونقوں کی طرح منہ کھولے اس روڈ سے خشک مزاج انسان کو دیکھتے رہ گئے۔

جو اس خوبصورت لڑکی کے ساتھ اتنے تحمل مزاجی سے پیش آ رہا تھا۔

"کیوں۔ نہیں جانا مجھے روم میں۔ میں یہی بات کروں گی۔!

سینے پر ہاتھ باندھے وہ قہر بار نظروں سے ابیر کے پاس کھڑی لیڈی ڈاکٹر کو گھورتے ہوئے بولی۔

"ابیر نے سرد سانس فضا کے سپرد کرتے ایک نگاہ اطراف میں دوڑائی۔

جہاں ڈاکٹرز تو ڈاکٹرز اسکے ریگولر پیشنٹس بھی کافی سکتے کے عالم میں اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔

"اب بولو۔ کیا چاہتے ہو تم میں غلام بن جاؤں تمہاری۔؟"

ابیر نے لب بھینچ کر بے ساختہ ہی سر نفی میں ہلایا۔ایسا کرنا اسکی مجبوری تھی جہاں محبت ہو وہاں مان رکھنے پڑتے ہیں اور اس وقت وہ جانتا تھا عنایہ کے دل میں بھرا دکھ اور تکلیف اسی طرح سے سمیٹا جا سکتا تھا۔

"جانتی ہوں مجھے نہیں جانا چاہیے تھا میں جاتی بھی ناں۔ مگر ماسی (میرب) نے مجھے بلیک میل کیا اور زبردستی لے گئی۔اس میں میری کوئی غلطی نہیں تھی۔ پھر بھی تم نے مجھے ہرٹ کیا۔اتنا غصہ کیا۔؟ نہیں کرنا چاہیے تھا ناں۔!

مٹھیاں بھینچ کر گزرے لمحات کو سوچتی بھوری آنکھیں پھر سے بھیگی تھیں۔

"میری غلطی ہے مسز ابیر علوی۔اور میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔ وِددی بوٹم آف مائے ہارٹ۔ پلیز فارگیو می۔!

کانوں کو ہاتھ لگائے وہ چہرے پر ڈھیروں جنون خیز رنگ سمیٹے ایکدم سے گھٹنوں کے بل جھکا تھا۔

جہاں کئی لوگوں کے منہ حیرت، سکتے سے کھلے کے کھلے رہ گئے تھے وہیں ایک ڈاکٹر کی چیخ بے ساختہ امڈی۔

عنایہ تو گھبرا کر آنکھیں پھیلائے بے ساختہ ہی ڈگمگاتے قدموں سمیت پیچھے ہوئی تھی۔

کئی پیشنٹس رشک سے اس دوشیزہ کو دیکھ رہے تھے۔ جس کے قدموں میں وہ مغرور حسن کا مالک جو کسی سے ٹھیک سے بات تک نہیں کرتا وہ دل جھکائے بیٹھا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"پلیز سے یس۔"

عنابی لبوں کی جنبش پر عنایہ نے کانوں میں دھڑکتی اپنی دھڑکنوں کے شور کو سمیٹا اور لبوں کو تر کرتے اسے دیکھا۔

"معاف کر دو ڈیڈی۔ بیچارہ غریب ڈاکٹر ہے۔ دیکھو تو یونیفارم ڈریس خراب ہو گئی تو نئی لینا پڑے گی۔!

معا پیچھے سے آتے عالیجان شاہ نے سرشاری کیفیت میں یہ جملہ ادا کیا اور ساتھ ہی اپنا ہاتھ عنایہ کے شانوں پر رکھا۔

چہرے پر پھیلی فاتحانہ مسکراہٹ یہ بتانے کو کافی تھی کہ سامنے چلتا منظر دیکھ اسکے دل کو کس قدر تسکین ملی تھی۔

ابیر کی آنکھیں جن میں جنون خیز چمک ابھری تھی ایکدم سے سنجیدگی میں بدلی۔

کاٹ دار نگاہیں عالیجان شاہ کے ہاتھ پر جا ٹھہری۔

"عالیجان شاہ اسکی آنکھوں کی بدلتی رنگت دیکھ مسرور سا آنکھ ونک کرتے اسے مزید سلگا گیا۔

"عنایہ ابیر کے بدلتے تاثرات کو دیکھ ایکدم سے آگے ہوئی۔ اسکے ہاتھ کانوں سے ہٹاتے اسے کھڑا کیا۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ میرا دل بہت بڑا ہے معاف کیا میں نے۔! آخری الفاظ ذرا دھونس سے کہتے آنکھیں گھمائی تھی۔

"تھینکیو مائے لو۔!

جس پر ابیر علوی مغرورانہ انداز میں مسکراتا اسے کمر سے تھامے خود سے لگاتے ہونٹ پیشانی پر رکھ گیا۔

ایک نگاہ عالیجان شاہ کے سلگتے چہرے پر ڈالے اسنے بدلے میں آنکھ ونک کی۔

عائش ایک کونے میں کھڑا مزے سے یہ ساری کارؤائی دیکھ رہا تھا۔

معا وہاں تالیوں کا شور گونجا تو سبھی چونکے کر مڑے۔ عنایہ اتنے لوگوں کی موجودگی میں اب ہوش سنبھالتے مزید شرمندہ ہوئی تھی۔

"یُو گائیز کیری آن آئی وِل کم بیک سُون۔! ابیر نے پیشہ ورانہ انداز میں اپنی ٹیم کو مخاطب کرتے کہا۔

اور خود عالیجان، عنایہ اور عائش کے ساتھ باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کک کیف۔!

"جی جانم۔! انگلیوں سے اسکے چہرے کے نقوش کو چھوتے وہ گھمبیر تا سے بولا۔

نیلی دلکش آنکھیں پھیلائے وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"صبح ہو چکی ہے۔! تھوک نگلتے وہ مدہم سی آواز میں منمنائی۔

"جی میری جان میں جانتا ہوں۔! گھنیری پلکوں پر پھونک مارتے اسنے نرم مخمور لہجے میں کہا۔

"تو سب کیا سوچیں گے۔ ہم روم میں کیا کر رہے ہیں۔؟" نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے کچلتے وہ خاصی گھبراہٹ اور شرم سے بولی تھی۔

بارس کی نظروں کی بے باکیاں ہاتھوں کا بہکا سا لمس اسکے رونگٹھے کھڑے کر رہا تھا۔

"یہی سوچیں گے کہ آپ اور میں محبت کرنے میں مصروف ہیں۔!

مخروطی انگلیوں میں اپنی بھاری انگلیاں الجھا کر باری باری لبوں سے چومتے اسنے جھک کر ہونٹ اسکی سرخ جبین پر رکھے۔

"حورین شاہ اسکے ہونٹوں کے شدت بھرے لمس پر آنکھیں موند گئی تھی۔

اتنے وقت میں وہ یہ تو اچھے سے سمجھ چکی تھی کہ کیف اسے بانٹ نہیں سکتا تھا۔ ناں ہی اسکی دوری اسے قبول تھی ۔

مگر اب اپنی فیملی کی وجہ سے وہ کل رات بھی اس سے دور گزار چکا تھا اور اسی کا ہمیازہ صبح کی پہلی کرن لگ نکلنے سے پہلے ہی اس نازک سی جان کو جھیلنا پڑ رہا تھا۔

"کک کیف۔!

وہ پھر سے منمنائی۔ اب کی بار اسکے سنہری بالوں میں چہرہ چھپائے اسنے ہنکارہ بھرتے اسے بولنے کی اجازت دی تھی۔

"جس پر حور نے نیلی آنکھیں جھکا کر اسکے چوڑے شانوں کو دیکھا اور گہری سانس بھرتے دونوں کپکپاتے ہاتھ اسکے شانوں پر رکھے۔

"آپ میرے ماموں کے بیٹے ہیں ناں۔ تو اس حساب سے آپ میرے کزن بھی ہوئے۔! شاید وہ حیرانگی سے زیادہ شاکڈ تھی۔

" ہمممم۔ مگر آپ میرے لیے ہمیشہ میری وہی حور رہیں گی۔ جس پر صرف اور صرف کیف کا حق ہے۔! اور کسی کا نہیں۔"

اب کی بار اسکے انداز اسکے لفظوں میں جنون تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جسے سمجھتے وہ تھوک نگل کر رہ گئی۔

آنکھیں گھما پر سارے روم کو دیکھا۔جہاں چاروں اطراف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

"حور۔!

کیف کی گھمبیر آواز میں پر وہ چونکی فورا سے محتاط ہوئی۔

"جج جی۔!

ہلکی سی منمناہٹ پر کیف کے ہونٹوں پر دلفریب مسکان ابھری۔

"اس جمعے تک یعنی چھیانوے 96 گھنٹے آپ دور رہنے والی ہیں مجھ سے۔ماما نے کہا ہے کہ سب کا کہنا ماننا ہے۔اور میں ان کی کوئی بات نہیں ٹالوں گا۔اس لیے میں آپ کو پہلے سے وارن کر رہا ہوں۔

میری غیر موجودگی میں اپنا بہت سارا خیال رکھنا ہے آپ کو۔کھانا پینا۔ایکسر سائز۔اور ہر ایک چیز کا۔اپنے پاس بھی امانت ہیں آپ میری۔تو اس امانت میں ذرا سی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا میں۔!

گھمبیر لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دیتے گویا اپنے لفظوں سے اسے وارن کیا تھا کہ اسکی غیر موجودگی میں اسکا اپنا خیال رکھنا کس حد تک ضروری تھا۔

"اوکے۔!

سرخ آنکھیں اٹھائے اسنے بمشکل سے اسکی گلابی آنکھوں میں جھانکتے کہا۔

"اسکے نظریں جھکانے پر کیف نے لب دبائے اور بے اختیار جھکتے ان آنکھوں پر بوسہ دیا۔

"وہ پیچھے ہٹا۔سر تکیے پر گرائے اسنے ہاتھ حورین شاہ کی پتلی سی کمر کے گرد لپیٹتے اسے سینے میں بھینچا اور خود اپنی ٹانگوں کا سارا وزن حورین شاہ پر ڈالتے اسنے چہرہ اسکی گردن میں چھپایا۔

حورین نے لرزتی انگلیاں اسکے بالوں میں پھنساتے بالوں کیلیئے جڑوں کو نرمی سے سہلانا شروع کر دیا۔وہ کل سے جاگا ہوا تھا۔

اور اب تھوڑی ہی دیر میں گہری نیند میں ڈوبا تھا۔

اسکی گہری سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتے بے اختیار حورین شاہ کے ہونٹوں کے کناروں پر دلفریب سے مسکان ابھری۔بے ساختہ ہی اسنے جھک کر ہونٹ اسکے سر کے بالوں پر رکھے۔

نیند کے سبب آنکھیں بھاری پڑنے لگیں۔تھوڑی ہی دیر میں وہ خود بھی نیند کی وادیوں میں اتری۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

Episode 131

ٹیڈی کو ہمارے ساتھ جانا ہوگا۔ کیونکہ کل تبریز کی شادی ہے۔اور سب تیاریوں میں ٹیڈی کا ہونا ضروری ہے۔"

عالیجان شاہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے مدعے پر آیا۔ تو ابیر کی ماتھے پر کئی بل سمٹے۔

"تبریز کی شادی۔؟ وہ تو پہلے سے شادی شدہ ہیں۔! ابیر نے چونک کر سوال کیا۔

"یہ سب تو کل ہی پتہ چلے گا۔ فل حال کے لئے تمہیں بڑے پاپا یاد کر رہے تھے اور ٹیڈی کو میر ب ماسی۔!

عالیجان نگ پھر سے اپنا جملہ دہرایا۔ وہ چاروں اس وقت ابیر کے کیبن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عنایہ کی شارپ نظریں عائش پر جمی ہوئی تھی۔

جبکہ ذہن کہیں اور ہی اٹکا ہوا تھا۔" عالیجان تم مصروف ہو سکتے ہو کاموں میں۔ مگر میں پھر اپنی بات دہراؤں گا۔ عین اکیلی نہیں نکلے گی گھر سے۔ اور اگر جانا بھی ہوا تو تم یا پارس ساتھ جانا ورنہ مجھے کال کر دینا۔!

بالآخر اسنے منظوری دے دی تھی۔ جس کے سبب عنایہ کے چہرے پر گہری مسکراہٹ چھا گئی۔

ایک سیکنڈ۔! وہ اٹھے۔ جب ابیر کی آواز پر سب کو رکنا پڑا۔ دراز کھولتے ایک لفافہ نکالتے اسنے کچھ نکالا تھا اور خود چلتے ہوئے عنایہ تک گیا۔

جو نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔" اسے اتارنے کی کوشش مت کرنا۔ اب جاؤ۔! وائٹ کلر کا ایک خوبصورت باریک سا نیکلس تھا۔ جسکی ہکس بند کرتے ہی وہ ایک سیکنڈ میں غائب ہوئی تھی۔

وائٹ کلر کے نفیس سے نیکلس پر وائٹ کلر کا دل بنا ہوا تھا جس پر "A" لکھا ہوا تھا۔

وہ ہاتھ سے نیکلس کو چھوتی چہرے پر ڈھیروں تجسس سجائے ابیر کو دیکھنے لگی۔

وہ نیکلس نہیں ایک مائیکرو چِپ تھی مگر اسکی سجاوٹ بلکل ایک نیکلس جیسی تھی۔

عنایہ کئی پل حیرت و استعجاب سے اسے دیکھتی رہی۔

عالیجان شاہ نے ابرو اچکائے ابیر کو اور پھر اس نیکلس کو گھورا۔ جس کی قیمت لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں تھی

۔

"کچھ نہیں ہو سکتا تم رن مریدوں کا۔! ناک چڑھائے اسنے تفاخر سے کہا اور جیکٹ کے گریبان جھٹکتے وہ نیلی آنکھوں میں بیزاریت سمیٹ کر بڑبڑاتے ہوئے روم سے نکلا۔

ابیر نے گھور کر اسکی چوڑی پشت کو دیکھا اور سر جھٹک کر عنایہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"ٹیک کیئر آف یور سیلف۔! پیشانی پر بوسہ دیتے اسنے فکر مندی سے کہا۔

جس پر وہ مسکرا کر سر اثبات میں ہلاتے بھاگ کر روم سے نکلی۔

نظروں سے اوجھل ہونے تک اسے دیکھتے وہ خود اب واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

طبعیت کیسی ہے اب میری گڑیا کی۔؟ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر اپنے ساتھ بیٹھی عنایہ کو دیکھ عالیحان شاہ نے مسکرا کر پوچھا۔ جس پر اسکے چہرے پر دلفریب مسکان بکھری تھی۔

اب ابیر نے راضی کر لیا اب بلکل ٹھیک ہوں۔ تفاخر سے گردن اکڑا کر کہتی وہ خود ہی کھلکھلائی۔ جس کے ساتھ ہی عالیحان شاہ بھی مسکرایا۔

"ویسے یہ چھوٹا پیکٹ اتنا چپ چپ کیوں ہے۔؟ مڑ کر پچھلی سیٹ پر بیٹھے عائش کو دیکھتے وہ جان بوجھ کر چھیڑنے والے انداز میں بولی۔

"عائش نے پہلوئں بدلا تھا۔" میرا بولنا کون سا معنٰی رکھتا ہے۔ کسی کے لیے۔؟ ہنہہ۔!

وہ روٹھی محبوبہ کی طرح اترا کر کہتا کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

عالیحان اور عنایہ نے لب دبائے اسکی ناراض اداؤں کو انجوائے کیا۔

"ایسا تو ہرگز نہیں عائش۔ تم ہمیشہ فرسٹ پر ہو۔ یقین کرو۔ بہت اعلیٰ سوچ رکھا ہے تمہاری پارٹنر نے تمہارے لئے۔!

لبوں کے کونے دبائے وہ جگمگاتی نگاہوں کے حصار میں اسے رکھتے کھلکھلا کر پرجوش سے انداز میں بولی۔

عائش نے آنکھیں چھوٹی کیے اسکی چالاک آنکھوں میں دیکھا۔ جہاں مکاری ہی مکاری تھی۔

"مجھے تم سے کسی فساد کی بُو آرہی ہے عینی۔ سچ سچ بتاؤ کیا سوچ رہی ہو۔؟ بلیو جینز کے اوپر گرے شرٹ اور کوٹ زیب تن کیے وہ نک سک سا تیار کافی پرکشش لگ رہا تھا۔

اسکے سوال پر عنایہ نے آنکھیں گھمائے عالیحان کو دیکھا۔ جو خود بھی معاملے سے انجان تھا فل حال۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ایسے تھوڑی ہی بتایا جا سکتا ہے۔ سرپرائز ہے۔ سب مل کر دیں گے۔! آنکھ ونک کرتے وہ شاطرانہ انداز میں دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے سے مسلنے لگی۔

اب کی بار عالیحان شاہ کا تجسس بھی بڑھا تھا۔

"چلو جی گھر پہنچ آئے ہم۔ عائش اور ٹیڈی سیدھا اندر جاؤ گے تم دونوں۔ مجھے ایک ضروری ملاقات کرنی ہے شام تک آ جاؤں گا۔!

گھڑی پر وقت دیکھتے اسنے عجلت میں کہا۔ صبح سے ہی اسکی بیوی بھی غائب تھی۔ اور اب وہ ایک ہی بار واپس لوٹ کر اسکے ہوش ٹھکانے لگانے والا تھا۔ جس نے اسکی ناراضگی کی طرح اسے بھی ہلکے میں لے لیا تھا۔

"اوکے عالی۔ جلدی آیئے گا۔ میں ویٹ کروں گی۔! گاڑی سے باہر نکلتے عنایہ کھڑکی سے اندر جھانکتے ہوئے بولی۔ جس پر عالیحان شاہ نے سر اثبات میں ہلا ڈالا۔ ان دونوں کے گیٹ سے اندر جاتے ہی وہ گہری سانس فضا کے سپرد کرتے واپسی کی طرف نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"وہ دونوں باتیں کرتے کرتے اندر داخل ہوئے تھے۔

"السلام علیکم۔" عنایہ کی پرجوش آواز پر سبھی گردنیں موڑ کر اسکی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ اسے یوں صحیح سلامت ہنستا کھلکھلاتا دیکھ سب کی ہی جان میں گویا جان آئی تھی۔

ماں کی گود میں سر رکھے صوفے پر لیٹے پارس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا۔ اسکے ایک ہاتھ میں حورین شاہ کا ہاتھ تھا۔ جبکہ دوسری طرف اسکی ماں اور بہن عنایت بیٹھی ہوئی تھیں۔

ماما کو چھوڑ کر سب ہی خواتین اسکے قریب بیٹھی تھیں۔ پارس ایکدم سے سیدھا ہوا۔ تو عنایہ کی نظریں سب سے ہوتے بھائی پر گئیں تھیں۔

سانس ایکدم سے تھم سی گئی۔ بھوری حسین آنکھوں میں ڈھیروں دیپ جلے تھے۔ ایک مضبوط رشتہ۔ جو باپ کے بعد بیٹیوں کا سب سے بڑا سہارہ ہوتے ہیں۔ اسکی موجودگی کا احساس ہی عنایہ کے روم روم کو پرسکون کر گیا تھا۔

"ببھائی۔!" بھیگے لہجے میں بمشکل سے الفاظ ادا ہوئے تھے۔ پارس بھاگ کر اس تک آیا تھا۔ اسے نرمی سے سینے سے لگائے ہونٹ اسکی بالوں پر رکھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"یہ احساس یہ جذبات صرف وقتی نہیں تھے۔وہ اسکا خون تھی۔اسکی جڑاوں بہن۔ایک ماں کے پیٹ سے نو ماہ تک پرورش پاکر اس دنیا میں آئے تھے۔پھر بھلا کیسے دل کو دل سے راہ ناں ہوتی۔

کیوں اسکا دل اس لڑکی کو دیکھ کر بے قابو ناں ہوتا۔جو اسکی پیدائش کے وقت بھی اسکے ساتھ ہی اس دنیا میں آئی تھی۔

"مائے پرنسز۔!اسکی لہجے میں جوش، محبت، اور جنون تھا۔ویسا ہی جوش جیسا ایک بھائی کے لہجے میں ہو سکتا تھا۔

"میرا دل جانتا تھا کہ میرا ضرور کوئی رشتہ ہے تم سے۔اسی لیے تو میں نے بھائی بنایا تھا تمہیں۔!ناک بازو سے رگڑتی وہ ہاتھ اسکے سینے پر مارتے بولی تو سبھی بے ساختہ ہی ہنسے تھے۔

"ڈیول نے جھک کر اسکی پیشانی پر بوسہ دیا۔جو بمشکل سے اسکے سینے تک آتی تھی۔بھیگی نگاہوں گردن موڑے اسنے عنایت کو اشارہ کیا۔

جو ایکدم آنسوں پونچھتے خوشی سے کھلکھلا کر ان کی طرف بڑھی تھی۔

اب وہ دونوں بہنیں بڑے مان سے اپنے بھائی کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔تینوں کی آنکھیں نم تھی۔

وہیں اس مکمل منظر کو دیکھتے عیناں نے اپنی گرے کانچ سی گہری آنکھیں صاف کرتے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔جس نے اسکی اولاد کو اپنے سائے اپنے حفظ وامان میں رکھا تھا۔

باقی سب کہاں ہیں۔!عنایہ بھاگ کر حورین سے جالگی تھی۔جو ایکدم سے سٹپٹا سی گئی۔نیلی نظریں ڈیول پر تھیں۔

جس کے چہرے پر نرمی ہی نرمی تھی۔

"باقی سب کو تبریز کے گھر پر تیاریوں میں مصروف ہیں۔بارس اور ہم سب عورتیں ہی ہیں گھر۔!

حرمین نے بھتیجی کو دیکھ کر نرمی سے کہا۔تو عنایہ نے سمجھنے والے انداز میں سر اثبات میں ہلایا۔

"عائش۔ایسا کرو تم بھی ان کی مدد کردو۔سب مصروف ہیں صبح نکاح ہے۔!میرب نے مصروف سے انداز میں کہا تھا۔

عنایہ نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔

ان کے چہرے کی سنجیدگی دیکھ وہ واقعی متاثر ہوئی تھی۔

"عائش نے منہ پھولائے اپنی زوجہ کو دیکھا۔جو اسے فل اگنور کررہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اوکے۔" منہ بنائے وہ بڑبڑاتا ہوا وہاں سے نکلا۔

اسکے بعد وہ سبھی باتوں میں مگن ہوئے تھے۔ عمایہ امبر، اور عنایہ عیناں کے ساتھ کھانے کے لوازمات کے ساتھ واپس لوٹی۔

صوفے کھینچ کر اب فرش پر دبیز قالین بچھایا گیا تھا۔

جہاں پر خوبصورتی سے تکیے رکھتے چادریں بچھا کر خوب ماحول سیٹ کیا گیا تھا۔

بارس تو اپنی ماں، پھپھو، بہنوں، ماسیوں، کزن اور بیوی کے ساتھ ایسے گھل مل گیا تھا جیسے جانے کتنے عرصے سے اسی وقت کا انتظار رہا ہوا سے۔

سب کی خوشیوں بھری کھلکھلاہٹیں شاہ ولا کی در و دیوار میں گونج رہی تھی۔ ایک مدت کے بعد وہ گھر گھر لگ رہا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"عین۔ اوپن دی ڈور یار۔! یہ تیسری بار تھا جب ویام نے اسے آواز لگائی ساتھ ہی دروازہ روز سے بجایا۔

مگر جواب میں کوئی جواب ناں پاتے اسنے مڑ کر پیچھے لگی لائن کو دیکھا۔

امن، اذلان، تیمور، انزک اور عالیان شاہ۔ اسکے یوں دیکھنے پر شانے اچکا کر ہونٹوں پر ہاتھ رکھ چکے تھے۔

وہ سب تھوڑی دیر پہلے ہی ایک ایک کر کے لوٹے تھے اور ہر ایک نے تسلی سے آوازیں اور دستک دی تھی اور پھر جواب ناں ملنے پر وہ سبھی لائن میں لگے خاموشی سے کھڑے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا۔ آپ کو بھی جواب نہیں دیا آپ کی عین نے۔؟ ویری بیڈ۔! یہ عائش اور انیل تھے جو دن بھر خوار ہو کر سارا کام سمیٹ کر لوٹے تھے تاکہ بیویوں کے ساتھ چند لمحات گزار سکیں۔ مگر اب وہ بھی اسی لائن میں فہرست اول میں شامل تھے۔

"ویام نے انہیں گھورا۔ جس پر وہ سٹپٹا کر گردنیں موڑ گئے۔

ماہا۔ اوپن دی ڈور۔ ماہ۔! تبریز شیرازی ایک سپاٹ نگاہ سبھی پر ڈالتے پاؤں جھاڑتے ہوئے آیا۔ ایک تنبیہی نگاہ باہر لان میں لگے جھولے پر بیٹھے وریام پر ڈالنا نہیں بھولا تھا۔

"جتنا دل ہے چاؤ پورے کر لیں بھئیا۔ آپ کی بیوی بھی نہیں سننے والی۔!

انیل نے پہلوئں بدلتے ہوئے کہا تھا۔ جس پر تبریزا سے گھور کر رہ گیا۔ ویسے ہی اسکا موڈ اس نکاح سے سخت آف تھا سارا دن اسکے کزنزا سے شیروانیاں ٹرائے کرواتے رہے تھے۔ کبھی کوئی اور کبھی کوئی اور تو اور اسکا روم بھی ڈیکوریٹ ہو چکا تھا۔

جو اسکے زخموں پر نمک کا کام کر رہا تھا۔

"ماہا۔ ! تبریز نے سر جھٹک کر آواز دی اور پانچ منٹ کے انتظار کے بعد بھی جب کوئی جواب ناں ملا تو وہ بھی ویام کے قریب کھڑا ہوا۔

اب وہ سبھی ایک دوسرے سے نظریں چُرا رہے تھے۔ کہاں کا روعب، کہاں کی عزت۔ "!

ارے عالی آیا۔ ! گاڑی کی آواز پر عائش جو منہ میں ناخن ڈالے کتر رہا تھا وہ بڑبڑایا۔

"پورا ایک گھنٹہ ہو چکا ہے۔ جو کام ہم نہیں کر سکے وہ عالی کرے گا۔ دیکھنا تم نیلے۔ !

وہ خوش تھا آج پہلی بار اسے عالیجان شاہ کا بروقت آنا پسند آیا تھا۔ کم از کم اسے اپنی زوجہ کی زلفیں کا حصار تو مل جاتا ۔ وگرنہ اگلے چار دن تو شدید جدائی میں گزرنے والے تھے۔

"کیا ہوا۔ ؟ یہاں کیوں کھڑے ہیں سسر جی۔ کیا میری بیوٹیفل ساسوں ماں نے گھر سے نکال دیا۔ ہاہاہاہاہاہا۔ ! شہادت کی انگلی پر کیز گھماتا وہ نیلی چمکتی آنکھوں سمیت ویام کو دیکھتے بلند و باک قہقہہ لگا اٹھا۔

اسکے قہقہے کا اثر تھا کہ عائش نے منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی ہنسی ضبط کرتے رخ موڑا۔ وہیں ویام اسے سرد نگاہوں سے گھورا۔

جبپر وہ کھلکھلا کر آگے بڑھا۔

"ارے ڈیڈ۔ آپ بھی۔ چہ چہ چہ۔ کوئی بات نہیں ہوتا ہے۔ ! اب کی بار نظریں باپ پر گئی۔ تو اسنے عالیان شاہ کے گال کو تھپکتے ہوئے ایک آنکھ ونک کرتے سرشاری سے کہا۔

"گولڈن بال اس وقت پونی میں قید تھے۔ تراشیدہ شیو میں لبوں پر ابھرتی وہ دلکش مسکراہٹ اور گال پر ابھرتا گڑھا جو آج کل بار بار عیاں ہو رہا تھا۔

وہ عالیجان شاہ تو نہیں وہ کوئی الگ ہی شخصیت لگ رہا تھا۔ ایک ایسا شخص جس کو دیکھنے سے ہی مقابل اپنے لفظ بھول جائے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اینجل۔مائے ڈارلنگ۔اوپن دی ڈور۔دیکھو تمہارا چھوٹا سا شوہر آیا ہے۔!اِترا کر سینہ پھیلائے وہ جیکٹ کو ایک سٹائل سے جھاڑتے ہوئے بلند آواز میں بولا۔

اسکے لفظ چھوٹا پر پیچھے کھڑے سبھی نے ایک نظر اسے سر تا پیر دیکھا۔

اگر یہ چھوٹا تھا تو پھر بڑا کسے کہتے ہیں۔؟ عائش کی زبان میں پھر سے کھجلی ہوئی تھی۔انیل نے سر کو زور شور سے ہاں میں ہلایا۔اگر چھ فٹ کا اچھا خاصا مرد اپنے آپ کو چھوٹا کہہ رہا تھا تو مطلب یہ واقعی بے ہوش ہونے کا مقام تھا۔

"کبھی اپنے عمل سے بھی ظاہر کر دیا کرو۔تو انسان واقعی مان جائے کہ تم چھوٹے ہو۔!

ویام نے تنفر سے کہتے ہوئے سر جھٹک دیا۔جس پر عالیجان شاہ نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔مگر اصل پریشانی تو اسے دروازے کی تھی۔کیونکہ اسکے اتنے پیار اور دلار کے باوجود بھی اسکی بیوی دروازہ کھولنے نہیں آئی تھی۔

وہ ابھی اسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا جب ابیر علوی کی گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔

"لو ایک اور آ گیا۔ڈاکٹر صاحب سے اپنی بیوی کا علاج تو ہوتا نہیں یہ لوگوں کا علاج کیا خاک کریں گے۔!

عائش نے ایک نگاہ گاڑی سے نکلتے ابیر پر ڈالتے پھر سے انیل کے کان میں سرگوشی کی۔

جس نے گردن گھما کر شام کے پھیلتے سائے کو دیکھ اپنے بھائی کو دیکھا۔

"کیا ہوا۔؟ باہر کیوں کھڑے ہیں سب۔؟ماتھے پر بل ڈالے اسنے ایک نگاہ سب پر ڈالتے عالیجان شاہ سے سوال کیا۔

"جس نے ہونٹ چباتے اسے دیکھا۔"کوئی بھی دروازہ نہیں کھول رہا۔"

وہ بمشکل سے گلا کھنکھارتے ہوئے بولا تھا۔عائش اور انیل تھکن سے چور اب نیچے فرش پر بیٹھ چکے تھے۔

"عین۔عین۔دروازہ کھولو۔! دائیں ہاتھ پر وائٹ کوٹ گلے میں استھیتو سکوپ ڈالے وہ تھکن سے چور دروازہ ناک کرتے سنجیدگی سے بولا۔

شہد رنگ آنکھوں میں حیرت سے سمٹی تھی۔قریباً پانچ منٹ کے بعد اسنے گردن موڑ کر عالیجان کو دیکھا۔جس نے کندھے اچکا دیے۔

"یہ بارس کہاں ہیں۔؟شہد رنگ آنکھیں پھیلائے اسنے ایک نگاہ سب پر ڈالی۔تو ڈیول کی غیر موجودگی فٹ سے نوٹس کی۔جس پر عالیجان بھی چوکس ہوا۔

"ہاں یہ بلا کہاں ہیں۔؟اب کی بار اسکی نیلی آنکھیں حد درجہ سمٹی جبڑے بھینچ کر انیل کو دیکھتے گویا اس سے پوچھا ہو۔

"زبان کو لگام دو۔ میرا بیٹا ہے وہ۔ تمیز سے نام لو۔ تمہارا سالا اور بہنوئی دونوں لگتا ہے۔!

ویام نے دانت پیستے ہوئے اسے گھور کر یاد دلایا۔ جس نے ہنہہ کرتے سر جھٹکا۔

"وہ تو نہیں آیا تھا ہمارے ساتھ۔"!

انیل نے پر سوچ سے انداز میں سوچتے ہوئے بتایا۔

"ابیر چلو۔! عالیجان شاہ نے اسے مخاطب کیا۔ جس نے فوراً سے سر ہاں میں ہلا ڈالا۔

اب وہ دونوں لان کی طرف بڑھے تھے۔

اور ان دونوں کو دیکھتے باقی سب بھی ایک ایک کرتے ان کے پیچھے گئے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ابیر کھڑکی توڑ ڈال۔! نیلی آنکھوں میں غضب ناک سرخی سمیٹے اسنے غرا کر اندر کا منظر دیکھ کر کہا۔ابیر نے گردن موڑے اسے دیکھا۔

"یہ فسادی پھپھو والی جگہ کب سے سنبھال لی ہے تُو نے۔؟

"شٹ اپ۔" عالیجان نے گھور کر اسے خاموش کروایا۔ سفید شیشوں میں سے نظر آتا منظر ان دونوں کی جان خشک کرنے کو کافی تھا۔

ہال کا سارا منظر اس کھڑکی سے واضع دکھائی دے رہا تھا۔

جہاں بارس ہال کے وسط میں بچھے قالین پر شہنشاہوں کی طرح لیٹا آرام کر رہا تھا۔

اسکے ایک ہاتھ میں حورین شاہ کا ہاتھ تھا۔ تو دوسرے میں اسکی ماں کا۔ جبکہ سر عنایہ کی گود میں پڑا ہوا تھا اور عنایت اسکے چوڑے شانوں کی مالش کر رہی تھی۔

باقی سب خواتین بھی اسکے قریب ہی براجمان تھی۔

حیا اور حرمین سیب کاٹ کاٹ کر اسے کھلا رہی تھیں، جبکہ الایہ اور میرب ماسیوں کی طرح اس سے شوہروں اور آس پڑوس کی چگلیاں کرنے میں مگن تھیں۔

عمایہ، روزا اور امبر ایک دوسرے کو نیل پینٹ لگا رہی تھیں۔ فل آن فیملی سین چل رہا تھا۔ بس نیناں کی کمی تھی۔ جن کی طبعیت کچھ دنوں سے بوجھل سی تھی اس لیے وہ روم میں آرام کر رہی تھیں۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"مجھے دیکھنے دو۔!" عائش لپک کر آگے بڑھا۔سب کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ اپنی زوجہ کو دیکھنا چاہتا تھا۔

"ہائے اللہ۔!" اندر کا منظر دیکھ اسکے ہونٹوں سے زخمی سی چیخ برآمد ہوئی تھی۔

اب انیل کی باری تھی۔اسکے سرخ چہرے کو گھورتے وہ پاؤں اٹھا کر عالیحان اور ابیر سے اونچا ہوا۔تو اندر ہنستی کھلکھلاتی اپنی بیوی کو دیکھ اسکے چہرے کے فیوز اڑے تھے۔

اب بڑوں کی باری تھی۔ایک ایک کرتے وہ سبھی منہ لٹکائے ششدر سے اس منظر کو دیکھ کر دل سے دکھی ہوئی تھے۔

"دیکھ لیا سسر جی۔بیٹا نہیں بلا ہی ہے یہ لڑکا۔پہلے میری پرنسز کو وش میں کیا اب میری فیملی کو کر رہا ہے۔میری معصوم سی بیوی،اس سے مالش کروا رہا ہے۔

یہ تک خیال نہیں کہ وہ کس کنڈیشن میں ہیں۔! وہ نروٹھے پن سے بولا۔تو ویام نے اسے گھورا۔

"تم سے غصے کی کم اور جلنے کی بُو زیادہ آ رہی ہے مجھے۔لڑنا چھوڑو اور سوچو اپنی اپنی بیویاں کیسے بچائیں اس سے۔؟

ویام نے گہری سانس بھرتے بالآخر مدعے کی بات کی تھی۔

بیٹے کی آمد سب سے زیادہ اسی پر تو بھاری پڑی تھی۔وہ جب سے لوٹا تھا۔ایک بھی پل ایسا نہیں گزرا تھا۔جب اسے اپنی عین کے ساتھ سکون سے رہنے دیا ہو۔کل رات بھی اسکی آنکھوں میں کٹی تھی۔

" ہممممم۔ڈو بلیکٹ کیز۔! عالیحان نگ سوچ بچار کر کہا۔جبکہ عائش تو اپنی زوجہ کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔

جو کہ آف جا رہا تھا۔

"کیز تو کچن میں ہیں۔میں کونسا لے کر گھوم رہا ہوں۔ "! ویام نے پہلوں بدلا تھا۔

"عالیان شاہ تو اپنی سن شائن کو دیکھتے لب بھینچ رہا تھا۔

جو اپنے ہاتھوں سے بھتیجے پلس جمائی کو کھلا رہی تھی۔

"ابیر نے مڑ کر آگے پیچھے دیکھا۔وہ جانتا تھا ونڈو توڑنا مشکل ہے اسی لئے ونڈو کی سائیڈ پر لگی لوہے کی راڈ پر وار کیا

۔

"جس سے آواز اندر گئی۔

توسب نے گردنیں موڑ کر کھڑکی کو دیکھا۔

ان کی توجہ پاتے ہی سب پاگلوں کی طرح ہاتھ ہلانے لگے۔عنایہ نے گھور کر بہن کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو عالیحان کو دیکھ کر سر جھٹک چکی تھی۔ مطلب وہ فل اگنور کرنے کے موڈ میں تھی۔

باری باری سب کو دیکھا۔وہ سبھی اب پھر سے اپنے کاموں میں مگن ہوئی تھیں۔ان کی حرکت پر سب کے دل بوجھل ہوئے۔ بارس نے سر اٹھائے کھڑکی کی طرف دیکھا۔

سامنے ہی ابیر علوی اور عالیحان شاہ اسے گھور رہے تھے۔

ان دونوں کی جلتی آنکھوں کو دیکھتے اسنے مسکرا کر آنکھ دبائی۔اور پھر سے لیٹا۔

ابیر اور عالیحان جل کر رہ گئے۔

باقی سب تو ہمت ہار گئے تھے۔ مگر ابیر اور عالیحان شاہ کسی بھی طور ہمت نہیں ہار رہے تھے۔

پورے ولا کی ایک ایک کھڑکی دروازہ وہ چیک کر چکے تھے۔ مگر وہ بھول رہے تھے کہ ان کے مقابلے میں کوئی اور نہیں بارس ویام کاظمی تھا۔

جس کو مات دینا بے حد" مشکل تھا۔

"ایسے کام نہیں چلے گا ابیر۔ یہ دونوں بہنیں تو بھائی کے آتے ہی ناگنوں کی طرح رنگ بدل گئی۔ کچھ اور سوچنا پڑے گا۔!

کمر پر ہاتھ ٹکائے عالیحان شاہ نے سردی سے اکڑتے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر رات میں ڈھلتی سیاہی کو دیکھا۔

"بہن۔" وہ ڈیول ہوگا تو اس دنیا کیلئے۔ ہماری بیویوں کو قید کر کے کیا سمجھتا ہے ہم ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ آج ہم یہ ثابت کر کے رہیں گے۔ انہیں ہم سے کوئی دور نہیں کر سکتا۔!

ابیر نے جوش بھرے انداز میں کہا تھا اور پہلی بار عالیحان شاہ اسکی بات سے متفق تھا کیونکہ آج دونوں کا غم سانجھا تھا۔

"ویسے ایک بات کہوں۔! ابیر اسکی بے چینی دیکھ کر بڑبڑایا۔

"ہاں بول۔! عالیحان شاہ کھڑکی سے الجھا مصروف سے انداز میں بولا۔

"اتنی خشک مزاجی بھی اچھی نہیں ہوتی جان۔ اظہار کر دو۔ فائدے میں رہو گے۔! ابیر نے قریباً سرگوشی کرتے اسے مشورہ دیا۔ جس پر عالیحان نے چونک کر آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔

"تجھے کس نے کہا۔؟

وہ حیرت سے بولا۔

"بچپن کا اس مرض میں مبتلا ہوں۔ شکل دیکھتے ہی پہچان جاتا ہوں۔! کل کیلئے کچھ پلین کر لے۔!" اسنے باتوں ہی باتوں میں اسے مشورہ دیا تھا۔ عالیجان شاہ کی آنکھوں کے سامنے وہ شرم و حیا کے رنگوں سے سجا گلنار ہوا چہرہ لہرایا۔

تو جذبات چہرے سے جھلکنے لگے۔ ابیر کے قہقہے نے اسے ہوش دلایا تو وہ سٹپٹا کر اسکے پیچھے ہی بھاگا تھا۔ جواب دوبارہ سے اگلی سائیڈ کھڑکی کی طرف بھاگا تھا۔

"قریباً پندرہ منٹ کے بعد حورین شاہ کی نظر ان دونوں پر پڑی تھی۔

عالیجان نے بہن کو اشارہ کیا۔ جو لبوں کو تر کرتے آگے پیچھے دیکھنے لگی۔ سب سے نظریں بچا کر اس نے ان دونوں کو اشارہ کیا۔

اور پھر پانی کے بہانے اٹھ کر کچن میں چلی آئی۔

"چل چل۔" عالیجان بھاگتے ہوئے اس سائیڈ گیا تھا اور ساتھ ہی ابیر کو اشارہ کیا۔

وہ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ کر کچن کی طرف آئے تھے۔ کچن کا دروازہ اندر سے کھلا ہوا تھا۔

"ہائے مائے ڈول۔ بھئیو لو زیو آلاٹ۔! عالیجان شاہ خوشی سے نہار جاتے بہن کا سر ماتھا چومتے اسے سینے سے لگا گیا۔

اسکے بعد ابیر نے بھی اسے سینے سے لگا کر شکریہ کہا تھا۔

ایم سوری بھائی۔ کیف نے منع کیا تھا اس لیے کوئی بھی دروازہ نہیں کھول رہا تھا۔"

وہ شرمندگی سے سر جھکا کر بولی۔ ایک طرف اسکا ڈر بھی تھا مگر وہ اپنے بھائیوں اور فیملی کو باہر بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"کوئی بات نہیں بچے۔ ہمیں یقین تھا اور کسی کو ترس آئے یا ناں آئے ہماری پرنسز کو ہم پر ترس ضرور آئے گا۔؟

ابیر نے مسکرا کر کہا تھا۔ جس پر عالیجان نے بھی تائید میں سر ہاں میں ہلایا۔

"اب وہ دونوں حورین شاہ کے ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔

وہیں عائش جوان کے پیچھے لپکا تھا دروازہ کھلا دیکھ کر وہ بھاگ کر واپس گیا۔ سب کو خوشخبری سناتے وہ اپنے ساتھ ہی اندر لایا۔

"اہمممم۔" منہ کے سامنے ہاتھ رکھتے عالیجان شاہ نے گلا کھنکھارا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

توسب ہی اس طرف متوجہ ہوئے۔ بارس ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا مگر اسکے چہرے پر حیرانگی نہیں تھی۔

وہ حورین کے اٹھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ کہاں جارہی ہے۔

عنایت نے سیاہ آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔

جس کا چہرہ حد درجہ سرخ تھا اور نظریں اسی پر۔"

وووہ مجھے میڈیسن کھانی ہے۔ میں آتی ہوں۔! وہ کھسیا کر اٹھی اور نرمی سے قدم اٹھاتی اب اپنے روم میں جاتے فوراً سے روم اندر سے لاکڈ کیا۔

"عالیجان شاہ اب بھاری قدموں سمیت اپنے روم کی طرف گیا تھا۔

وہ میری بھی میڈیسن کا ٹائم ہو گیا ہے۔! عنایہ ہاتھ جھاڑ کر بمشکل سے ابیر سے نظریں چُرا کر سیڑھیوں کی طرف بھاگی تھی۔

"ابیر نے ایک سپاٹ نگاہ بارس پر ڈالی اس وقت وہ اس سے بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جبھی عنایہ کے پیچھے ہی روم میں بھاگا۔

"اب باری باری وہ سبھی اندر آئے تھے۔

اور ایک ایک کرتے سبھی لڑکیاں اپنے کمروں میں بھاگی تھیں۔

اب ہال میں صرف اور صرف حورین شاہ اور بارس کاظمی موجود تھے۔

"مائے ہارٹ۔ روم میں چلیں۔!" وہ خود ہی اس تک گیا۔ نرمی سے چہرے پر آتی لٹوں کو پیچھے کرتے محبت سے پوچھا۔

تو حورین شاہ نے تھوک نگلتے سر اثبات میں ہلایا۔

اسکے خوف سے دھڑکتی ہوئی دھڑکنیں اسے اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھیں۔

حورین شاہ کو ساتھ لگائے ایک مسکراتی نگاہ پورے گھر پر ڈالے وہ اپنے روم کی طرف بڑھا۔

Episode 132 Part 1

اینجل۔اب تو دروازہ کھول دو ورنہ میرا بنا اجازت اندر آنا تمہیں گراں گزرے گا۔! دروازے کے باہر سے ابھرتی وہ سرسراتی ہوئی سی وارن کرتی آواز عنایت کا سانس خشک کرنے کو کافی تھی۔کچھ سوچ کر وہ کبرڈ کی طرف بڑھی۔

جبکہ عالیجان شاہ مکمل خاموشی محسوس کرتے اب اپنی شیو کو کھجاتے دروازے کو گھورنے لگا۔

شوہر کے ہوتے ہوئے بھی کسی غیر مرد کو لبھاتے کی اتنی تیاری۔!بھاری سیاہ بوٹ کی نوک سے دروازہ کھول وہ کافی حیرانگی سے ہاتھ سینے پر باندھے سنگھار میز پر لال ساڑھی میں سجی سنوری اپنی حسین بیوی کو دیکھ متاثر ہوئے لہجے میں بولا۔

عنابی لبوں پر لال رنگ کی لپ اسٹک لگاتا اسکا حنائی چوڑیوں سے لبریز ہاتھ تھما،

سیاہ جھیل سی آنکھوں میں حیرت وخوف کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر بغاوت کرتا عود آیا، جسے وہ بمشکل سے چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

جبکہ پیچھے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑے عالیجان شاہ نے اسکی آنکھوں میں خوف، چہرے پر گھلی سرخی دیکھ متاثر ہوتے سر کو ہاں میں ہلایا۔

ایک بھرپور نگاہ سرخ رنگ میں قیامت ڈھاتی اس پری وش پر ڈالی۔جو آج تمام تر خشر ثامانیہ کے ساتھ اسکے اعصاب کو بری طرح سے سن کرتے اسے مدہوش کرنے کے درپر تھی۔

"مم میں کسی غیر کے لیے نہیں سجی۔!وہ بھرائی آنکھوں میں غصہ، سمیٹے ایک پل میں مڑی، کلون کی مہک اب عالیجان شاہ کی سانسوں سے ٹکرا رہی تھی۔

نیلی آنکھوں میں چھاتا خمار کا نشہ عنایت کاظمی کے وجود میں سنسنی سی دوڑا گیا تھا۔

"اسکی ناراضگی اور غصہ ختم کرنے کے لیے وہ جلدی جلدی سے تیار ہوئی تھی۔اور پھر بھی وہ اسے غلط الزام دے رہا تھا۔اور تو اور زندگی میں پہلی بار ساڑھی بھی پہن لی تھی۔

جو اسکے پہلے سے تھوڑے صحت مند وجود پر بے تحاشہ جچ رہی تھی۔

سیاہ بال اب تک جوڑے میں قید تھے۔شاید وہ پوری طرح سے تیار بھی نہیں ہوئی تھی۔جسکا اندازہ عالیجان شاہ نے سنگھار میز پر بکھرے سامان سے لگایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ بھاری قدم اٹھاتے اسکے قریب گیا۔ جس کی پشت عالیجان شاہ کی طرف تھی۔ وہ اسے قریب آتا محسوس کرتے ہوئے بھی غم وغصے سے ناک پھلائے گھورتی رہی۔

وہ قریب پہنچا۔ دونوں شانوں پر ہاتھ رکھتے اسے اپنے عین سامنے کیا۔ اور پھر سامنے بڑے وہ گول گول وائٹ شیڈ کے چھوٹے چھوٹے ٹاپس اٹھاتے نرمی سے اسکے کانوں میں پہنائے۔

عنایت کی پلکیں لرزی تھیں۔ چھوٹی سی ناک خفگی اور غصے سے سرخ ہوئی پڑی تھی۔ اسکی ناراضگی عالیجان شاہ کو مزید بھکارہی تھی۔

ایکدم سے اسے پیچھے سے حصار میں لیتے اسنے بالوں کو جوڑے کی قید سے آزاد کیا۔ جو کسی گالی گھٹا کی طرح اس پر گھرہ سایہ کرتے اسے مدہوش کر گئے تھے۔

"ساڑھی مت پہنا کرو لٹل اینجل۔ اب تم موٹی ہو رہی ہو۔ فٹ نہیں ہوئی یہ تمہیں۔!

وہ ہاتھ اسکے وجود پر گھماتے بھاری مدہوش کن سرگوشی میں بولا۔ مگر حقیقتاً اسے عنایت کا یوں تیار ہونا دل وجان سے بھایا تھا۔

"افففف کیا لگاتی ہو تم۔ ظالم لڑکی!" اسکی گردن میں گہری سانس بھرتے اسنے وہ مدہوش کرتی خوشبو اپنی سانسوں میں انہیل کرتے اسکی ناک کو چوما۔

عنایت بری طرح سے لرزی تھی۔ اسکی آنکھوں کی بے باکیوں اور سرگوشیاں اسے پاگل کر رہی تھیں۔

"میں آپ کے لئے نہیں کسی غیر مرد کے لئے تیار ہوئی ہوں۔! معا اسے یاد آیا تو سیاہ آنکھوں میں خفگی سموئے اسنے ناک سکیڑتے اسکے سینے پر دونوں ہاتھ ٹکائے اسے پیچھے کیا۔

جس پر عالیجان شاہ کی نیلی آنکھوں میں چھایا خمار شوخی میں بدلا۔

"ڈارلنگ تمہارا شوہر تو یہ عالیجان شاہ ہے۔ جبکہ تم تو حان کے لیے سجی دھجی ہو۔ تو ہوا ناں وہ غیر مرد۔!

وہ چالاکی سے اسے باتوں میں الجھانے لگا۔ جس پر عنایت نے آنکھیں چھوٹی کیے سر نفی میں ہلایا۔

"جی نہیں میں کسی حان وان کے لیے نہیں اپنے شوہر کے لیے تیار ہوئی ہوں۔" وہ دوبدو بولی۔ مگر کمر پر بڑھتی گرفت نے اسے احساس دلا دیا تھا کہ وہ کتنا زیادہ بول چکی تھی۔

یاں پھر عالیجان شاہ اسکی معصومیت کا فائدہ اٹھا کر اسے آج پھر سے دھوکہ دے گیا تھا۔

"یقین جانو لٹل اینجل اس خوبصورت اقرار کے لئے میں تمہارا منہ چوم لیتا مگر ماحول بھی تو ہونا چاہیے ناں۔ کم لٹس گو۔! عنایت کے کان میں جھک کر گہرے آنچ دیتے لہجے میں کہتے اسنے ایک جھٹکے سے اسے جھکتے بانہوں میں بھرا۔

جس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔

"ہم کہاں جارہے ہیں۔؟ وہ بمشکل سے منمنائی تھی جبکہ عالیحان شاہ کی آنکھوں کا جنون دیکھ اسے اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی تھی۔

"سرپرائز ہے جانم۔! وہ آنکھ ونک کرتے مسکرا کر بولا۔

اسے ابیر کا آئیڈیا پسند آیا تھا اور اب عنایت کی تیاری دیکھ اسنے کل کی جگہ آج ہی اسے سرپرائز کرنے کا پلین کیا تھا ۔ایک مسکراتی نظر اپنی بانہوں میں موجود اس نازک سی جان پر ڈالتے وہ بھاری قدموں سمیت شاہ ولا کے پورچ کی سمت بڑھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ روم میں آیا۔ بے چین نگاہیں بھٹک کر سیدھی بستر پر لیٹی ماہا پر گئی تھی۔ جو کمفرٹر سر تک لپیٹے جانے سو رہی تھی یا پھر ناٹک کر رہی تھی۔

تبریز سمجھ ناں سکا۔ ایک سرد سانس فضا کے سپرد کرتے دروازہ اندر سے لاکڈ کرتے وہ کبرڈ کی سمت بڑھا۔

اپنا آرام دہ ڈریس لیتے وہ تقریباً دس منٹ تک فریش ہوتے باہر آیا تھا۔ بالوں کو ٹاول سے خشک کرتے وہ جیسے ہی باہر نکلا نظر صوفے پر پڑے کامدار سفید غرارے پر گئی تھی۔

یقیناً یہ ماہا کے لیے تھا تاکہ وہ صبح تیار ہو سکے۔

"سر جھٹک کر وہ آگے بڑھا۔ ٹاول کاؤچ پر پھینکتے وہ بستر کی سمت بڑھا تھا۔ اسکے لیٹتے ہی ماہا نے سانس روکی تھی۔ لرزتے ہونٹوں کو بھینچتے وہ جیسے اپنی سانسوں کی آواز تک روک رہی تھی۔

بھیگی سیاہ آنکھیں سرخ ہوئی پڑی تھی۔ جبکہ دل و دماغ تو الگ ہی تباہ ہوا پڑا تھا۔ آنکھوں کے سامنے بار بار اس لڑکی کی تصویر گھوم رہی تھی۔

جو میرب نے پسند کی تھی۔ وہ بلاشبہ بلا کا حسین تھی۔ تبریز تو کیا کوئی بھی مرد اسکے ساتھ کا طلب گار ہوتا۔

"ماہ۔ آج آخری رات ہے۔ آج تو اپنا قرب دے دو۔! کمفرٹر اتارتے اسنے نرمی سے اپنا مضبوط حصار بناتے اسے سینے میں بھینچتے ایکدم سے کان میں سرگوشی کی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہ جو پہلے ہی بے حال سی تھی، اپنا شوہر اپنے ہاتھوں سے بانٹ رہی تھی اور شوہر بھی وہ شخص۔ جس نے اسے ملکہ بنا کر رکھا تھا۔ جو اسکا کل سرمایہ تھا۔ رشتوں کے نام پر ایک وہی تو رشتہ تھا اسکے پاس۔ جو صرف اسی کا تھا مگر اب وہ بھی تقسیم ہو رہا تھا۔

دل میں بڑھتا درد اس قدر جان لیوا تھا کہ ماہا کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔

"ایک بار کہہ دو ماہ۔ بس ایک بار روک لو۔ پھر دیکھنا میں سب سنبھال لوں گا۔!

اسکی دہکتی پیشانی پر شدت بھرا لمس چھوڑتے اسنے دوسرا ہاتھ اسکی پشت پر رکھتے اپنے وجود میں بھینچا۔

"ماہا خاموش لب سیے لیٹی رہی۔ آنکھیں بے ساختہ ہی بھیگی۔ اپنے سینے میں نمی محسوس کرتے تبریز نے نرمی سے اسکا سر اونچا کرتے اس نے باری باری اسکے نقوش کو ہونٹوں سے چھوا تھا۔

جو بخار کی حدت سے دہک رہے تھے۔ "کیا چاہتی ہو چلا جاؤں۔؟

اسے یونہی خاموش دیکھ تبریز نے بے بسی سے کہا تھا۔ چہرہ ضبط کے تحت سرخ ہو چکا تھا۔

"اسکی خاموشی محسوس کرتے ماہا نے پٹ سے آنکھیں کھولی۔ پورے روم میں عجیب سی خاموش چھائی ہوئی تھی۔ ماہا نے سرخ نگاہوں سے اسے دیکھا وہ پیچھے ہٹ رہا تھا ایکدم سے اسکی گردن میں ہاتھ لپیٹتے ماہا نے چہرہ اسکی گردن میں چھپایا۔

وہ ایکدم سے ساکت سا رہ گیا۔ ذرا سا جھکتے دونوں ہاتھ تکیے پر جمائے، سائیڈ لیمپ کی ہلکی سی روشنی میں وہ اسکے حسین چہرے کو دیکھ پا رہا تھا۔

ماہا نے بھیگی آنکھوں سمیت اسے دیکھا۔ جسکی آنکھوں میں ڈھیروں شکوے تھے۔ اسکی نظروں سے بچنے کو وہ نظریں چُرا گئی۔

جب تبریز نے جھکتے پیشانی پر بوسہ دیے اسے نرمی سے خود میں سمیٹا۔ اسکے لمس کی شدت پر ماہا خاموشی سے آنکھیں موندے اسکے حصار میں پڑی رہی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ماہ ویر ہم واپس کب جائیں گے۔ اماں پریشان ہونگی۔ کتنے دن ہو گئے ہیں ہمیں یہاں آئے ہوئے۔! یہ کوئی دسویں بار تھا۔

جب صاحبہ نے منہ پھلائے اس سے پوچھا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک ماہ سے وہ دونوں مری میں تھے۔اور جب بھی صاحبہ واپسی کا ذکر کرتی وہ کان سے مکھی کی طرح اسکی بات کو اڑا دیتا۔

"آپ ایسے کیوں کر رہے ہیں۔؟اسکے بازو پر سر رکھے وہ غصے سے جھنجھلا کر بولی۔

جس پر چھت کو گھورتے ماہ ویر نے گردن موڑے اسے دیکھا۔

"کیسے۔؟اسنے چونکنے کی اداکاری کرتے گردن جھکا کر صاحبہ کو دیکھا جو اس وقت اس سے میچنگ ڈریس میں لیٹی ہوئی تھی۔

"مجھے اگنور کر رہے ہیں۔؟وہ آنکھیں گھما کر بولی۔توماہ ویر حان کی آنکھوں میں جنون خیز رنگ ابھرے۔

اسنے جھکتے اسکے گال کو ہونٹوں سے چھوا تو وہ سٹپٹائی۔چہرہ ایکدم سے گلنار ہوا تھا۔

"جان بہار اتنے دنوں سے صبح شام آپ پر ہی تو توجہ دے رہا ہوں۔ بھلا آپ کو اگنور کیسے کر سکتا ہے یہ ناچیز۔!

گھیرا تنگ کرتے اسے نزدیک کھینچتے ماہ ویر نے ہونٹ اسکی تھوڑی پر رکھتے بے باک سی سرگوشی کی تھی۔

جس پر صاحبہ کو چپ سی لگ گئی۔وہ سرخ آنکھیں جھکا کر چہرہ اسکی گردن میں چھپا گئی تھی۔

"آپ اپنے مطلب کی بات کر لیتے ہیں میری بات کا جواب ہی نہیں دیتے۔!"وہ خفا سی منمنائی۔توماہ ویر نے لب دبائے۔

"چہرہ اسکے بالوں میں چھپاتے آنکھیں موند لیں۔

"ایسا تو واپس جانے سے رہا میں۔پتہ چلا کہ ساسوں ماں اپنی بیٹی کے اغوا کے جرم میں مجھے کچھ کروا ہی ناں دے۔

اسی لیے میں نے سوچ رکھا ہے اب ایک ہی بار واپس جائیں گے۔ان کی نانی بننے کی خوشخبری کے ساتھ۔!

اسنے کافی سوچ بچار کے بعد کہا تھا صاحبہ آنکھیں پھیلائے بے ساختہ ہی پیچھے ہوئی بے یقینی سے اسے دیکھا۔

جس نے آنکھیں کھولتے اسکے چہرے پر پھیلے خوف اور شرم کے ملے جلے تاثرات کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے کمرے میں ماہ ویر حان کا بلند بانگ قہقہ گونجا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

دونوں پاکٹس میں ہاتھ ڈالے وہ اِتراکر چلتا روم میں داخل ہوا۔ایک طائرانہ نگاہ پورے روم پر دوڑائی۔جب کبرڈ سے کھٹ پٹ کی آواز پر اسنے چونک کر آنکھیں چھوٹی کیے گردن موڑے اس جانب دیکھا۔

جہاں اسکی زوجہ سر گھسائے جانے کون سا خزانہ ڈھونڈ رہی تھی۔

"زوجہ۔ خزانہ ملا۔؟وہ دھیمے سے چلتا اسکے پیچھے رکا۔اور سر آگے کو کرتے کافی حیرت و تفتیش سے پوچھنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عمایہ سٹپٹائی۔کونسا خزانہ۔؟

تھوک نگلتے وہ لبوں پر زبان پھیرتے معصومیت سے بولی۔

تو عائش نے ابرو اچکاتے اسے دیکھتے سر کو زور شور سے ہاں میں ہلایا۔

"وہی جو آپ پہلے اپنی برادری میں بیٹھ کر ڈھونڈ رہی تھیں پھر وہاں سے نہیں ملا تو اب اپنے کبرڈ میں ڈھونڈ رہی ہیں۔!

شیو کھجاتے اسنے جان بوجھ کر طنز کرنے والے انداز میں کہا۔

تو عمایہ نے آنکھیں جھکائی۔"آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے عائش میں تو روم میں ہی تھی۔"وہ آنکھیں پھیلائے اب کی بار اسے دیکھتے ایکدم سے جھوٹ بولنے لگی۔

مقصد اپنی امیج صاف رکھنا تھا۔

"ہمم سب سمجھتا ہوں میں زوجہ۔پورے دو گھنٹے سخت سردی میں میں معصوم پلس شریف انسان اکڑتا رہا اور آپ یہاں آرام فرماتی رہی۔! سزا تو بنتی ہے ناں۔!

تیکھی ناک چڑھائے اسنے گہری سانس کھینچتے اب کی بار شرٹ کے کف فولڈ کیے تھے۔

عمایہ حیرت و خوف سے اسے دیکھتے بے ساختہ ہی پیچھے ہوئی تھی۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ اسکا ایٹیٹیوڈ کھانا اتنا مہنگا پڑ سکتا ہے۔

"آپ جائیں یہاں ہیں۔ریسیپشن سے پہلے آپ مجھے نہیں مل سکتے۔!وہ انگلی اٹھائے سخت نظروں اور غصے بھرے لہجے میں باوقار انداز میں بولی۔

تو عائش کے دل میں کمینی سی گدگدی ہوئی۔

وہ آگے بڑھا اور ایکدم سے جھکتے اسے کمر سے تھامے اپنے کندھوں پر لادھا۔جو بے ساختہ ہی چیخی تھی۔

"کک کیا کر رہے ہیں۔آپ۔؟ نیچے اتاریں مجھے۔! گھبراہٹ بھرے انداز میں کہتی وہ خوف سے دھک دھک دھڑکنوں سمیت بمشکل سے بولی تھی۔

عائش نے جھٹکے سے اسے بستر پر پھینکا۔ایک ٹانگ اٹھائے اسکے تھائے کے قریب رکھی۔

"مجھے اچھے سے یاد ہے ڈارلنگ اور یہ مدت کل سے شروع ہونے والی ہے اس سے پہلے میں نا صرف تم سے مل سکتا ہوں۔بلکہ جو جی میں آئے وہ سب کر بھی سکتا ہوں۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس نے آخری جملہ آنکھ دباتے بے باکی سے کہا تھا جس پر عمایہ کو چیرہ حیا کے رنگوں سے سرخ پڑا۔

وہ لب دبائے رخ موڑنے لگی۔ جب اگلے ہی لمحے عائش نے بازو سے پکڑتے اسے بٹھایا۔ جو آنکھیں پھیلائے اسے حیرانگی سے دیکھنے لگی۔

"ایسے مت دیکھو ڈارلنگ۔ پیار ہو جائے گا۔! وہ انگلی اسکے گال پر ٹریس کرتے گھمبیر تا سے بولا۔ تو عمایہ جھر جھری سی لیتے پیچھے کو کھسکی۔

"مم مجھے بھوک لگی ہے۔! عائش جیسے ہی گھوم کر بیڈ کی سمت بڑھا۔ عمایہ جھٹ سے بیڈ سے اترتے منمنائی تھی۔ مگر اسی پھرتی سے بھاگتے عائش نے اسے دوبارہ سے اپنے سینے میں بھینچا۔ کہ اسکے خوف سے دھڑکتی دھڑکنیں اسے اپنے کانوں میں بجتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"تمہاری بھوک کا علاج بھی کر لیتے ہیں زوجہ۔ پہلے شوہر کی طلب کا خیال تو کرو۔! نہایت بے باک سی فرمائش اسنے سرگوشی نما آواز میں اسکے کان میں انڈیلتے اسکے کندھے پر پھونک ماری۔ جو بے ساختہ ہی خود میں سمٹی آنکھیں اور بھی مضبوطی سے میچ گئی۔

"عائش نے نرمی سے اسے کندھوں سے تھامے رخ اپنی سمت کیا۔ ایک بھرپور نگاہ اسکے سرخ چہرے پر ڈالتے اسے نرمی سے بانہوں میں بھرتے وہ بیڈ کی سمت بڑھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اپنا نائٹ ڈریس نکالتے وہ بھاگنے کے انداز میں دروازہ ٹھک سے کھولتی باہر نکلنے لگی۔ جب نظریں سینے پر ہاتھ باندھے سامنے کھڑے انیل پر گئی۔

جو چہرے پر بلا کی سنجیدگی سجائے سپاٹ نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔

"ہائے۔!" وہ جلدی سے اپنے آپ کو کمپوز کرتی مسکرا کر بولی۔

انیل نے ایک نگاہ سر تا پیر اس پر ڈالی۔ جو سینے میں اپنا ڈریس بھینچے قریباً بھاگ ہی رہی تھی۔

"ہممممم۔! کہاں جا رہی ہو۔؟ سیاہ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے اسنے گھور کر اسے دیکھا۔ جو ہلکے گلابی رنگ کے شلوار قمیض میں ملبوس میچنگ دوپٹہ شانوں پر پھیلائے ہوئے تھی۔

شہد رنگ بال اب کندھوں تک آتے تھے۔ جبکہ خوبصورت چہرہ ہر قسم کی آرائش سے پاک قہر ڈھا رہا تھا۔

"وووہ سونے۔ مم میرا مطلب ہے شاور لینے نل خراب ہو گیا ہے تو شاور لینے جا رہی ہوں۔! وہ گھبراہٹ سے سچ بولتی اسکے بڑھتے قدموں سے حائف ہوتی اب قدم پیچھے کو لینے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"انیل علوی کی کلون کی مہک اسکے حواسوں کو جھنجھوڑ رہی تھیں۔گال ایکدم گلابی پڑنے لگے۔جب اچانک اندر آتے انیل نے دروازہ لاکڈ کیا۔

توامبر نے حیرت سے سر اٹھایا۔مگر پھر اسکی استحقاق بھری نظریں پورے وجود پر گھومتی ہوئی محسوس کرتے وہ ناچاہتے ہوئے بھی خود میں سمٹی۔

"انیل نے آگے بڑھتے اسکے ہاتھ سے وہ ڈریس لیتے پیچھے صوفے کی طرف اچھالا تھا۔

"جس پر امبر نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

اسنے اسکے سمجھنے سے پہلے ہی اسے بازو سے تھامے اپنی طرف کھینچا۔اور ایک جھٹکے سے اسے دروازے سے پن کرتے ہاتھ اسکے۔قریب جمائے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

امبر خوف سے بے ہنگم ہوئی دھڑکنوں سے اسکی اچانک ہوئی افتاد پر آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔مگر اسکی آنکھوں میں جھلکتے جذبات اسے نظریں چرانے پر مجبور کر گئے۔

وہ سر دائی سمت موڑ گئی۔

جب اچانک انیل نے جھکتے گردن سے دوپٹہ سرکاتے اپنی ناک اسکی گردن سے مس کی۔امبر بری طرح سے مچلی تھی سانسیں جیسے بند ہونے لگی تھیں۔

اسکی قربت اسکا لمس اسے یونہی بے چین کر دیتا تھا۔

"کتنی آوازیں لگائی میں نے۔دروازہ کیوں نہیں کھولا تم نے۔!وہ اب ہونٹ اسکی گردن پر ٹریس کرتے بھاری لہجے میں پوچھ رہا تھا۔امبر اسکے سلگتے لمس پر بے ساختہ ہی اسکے کندھوں کو جکڑ گئی۔

دھڑکنوں کی روانی اسے اپنے کانوں میں رس گھولتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

"ووووہ اندر شور تھا اس لیے مجھے سنائی نہیں دیا۔!

اسکے چوڑے شانوں کو مضبوطی سے جکڑتے وہ بمشکل سے گھٹی گھٹی آواز میں بولی۔

" ہممممم۔تو کیا تمہارے دل میں میری پکار نہیں گونجی۔؟یا تمہارا دل مجھے سننا نہیں چاہتا۔!

بایاں ہاتھ اسکے بالوں کی نرماہٹ میں کھویا ہوا تھا جبکہ اسکی قربت کے نشے میں مدہوش وہ اسے بے جان کر رہا تھا۔جو بمشکل سے اپنے پاؤں پر کھڑی تھی۔

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔!وہ جھٹ سے بولی۔مبادا وہ پھر سے بدگمان ناں ہو جائے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابھی تو وہ دل کو اچھا لگنے لگا تھا۔اسکی کئیر ،اسکا مان محبت دینا اسے اچھا لگنے لگا تھا۔دل کی دُنیا میں عجیب میٹھی سی ہلچل ہونے لگی تھی۔پھر کیسے وہ اسے خود سے دور کر دیتی۔؟

"آہا۔پھر کیسی بات ہے مائے لو۔؟اب کی بار اسکی بہکتی ہوئی سرگوشیاں،مضبوط ہوتے حصار نے اسکی جان خشک کی تھی۔حسین چہرہ ایک دم سے دہکنے لگا تھا۔

"کک کوئی بات نہیں۔!وہ لب دبائے بمشکل سے بولی انیل نے ہونٹ اسکے سر پر رکھتے اسے سینے میں بھینچتے آنکھیں موند لیں۔

"بس کچھ دن مزید۔امبر اس کے بعد میر اصبر میرے عشق کو منزل ملنے والی ہے۔میں چاہتا ہوں اس بار تم پورے دل سے میری دولہن بنو۔اپنے پور پور کو صرف میرے لیے سجاؤ۔بلکل ویسے ہی جیسے میں نے سوچا ہے۔!وہ اسکے کانوں میں رس گھولتے اسے اپنے لفظوں سے یہ جتلا رہا تھا کہ وہ کس قدر اہم تھی اسکے لئے۔ !

امبر آنکھیں موندے ہلکا سا مسکرائی،سر آسودگی سے اسکے چوڑے شانے پر رکھا تھا۔جو اسکا مخافظ اسکا شوہر تھا۔اور اب رفتہ رفتہ اسکا عشق بنتا جا رہا تھا۔

Episode 132 Part 2

اہنہہ۔کہاں۔؟دروازہ لاکڈ کرتے وہ جیسے ہی مڑا۔نظریں بھاگ کر واشروم کی سمت بھاگتی حورین شاہ پر پڑی۔جو اسکی بھاری آواز پر بے ساختہ ہی رکی تھی۔پاؤں کی کنڈیشن پہلے سے کافی بہتر ہو چکی تھی۔یا پھر یوں کہا جائے کہ بے حد بہتر ہو چکی تھی۔

سفید کامدار شفیون کا سوٹ جو پورا دن بھاری ہونے کے ب اسکی جان کا عذاب بنا رہا تھا۔اس وقت بھی وہ جلدی سے اس سوٹ سے نکلنے اور بارس سے بچنے کو بھاگی تھی۔

مگر عین وقت پر بارس نے اسے ٹوکا۔جس پر اسکے سفید چہرے پر گلال چھایا تھا۔گلابی پنکھڑیوں کو دانتوں تلے کچلتے وہ سرخ کر چکی تھی۔

"نیلی آنکھیں گھماتی وہ جلدی سے کوئی بہانہ ڈھونڈنے کی کوشش کرنے لگی۔مگر اچانک ڈیول نے اسے نرمی سے بانہوں میں بھرتے زمین سے اونچا کیا۔

"بے ساختہ ہی حور کے منہ سے ہلکی سی چیخ نمودار ہوئی۔ دونوں ہاتھ اسکی گردن کے گرد لپیٹے، جسکا رخ اب روم سے اٹیچڈ ٹیرس کی طرف تھا۔

"مجھے نیند بھی آئی ہے۔! نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے کچلتے وہ ہلکی سی آواز میں منمنائی۔

"جانتی ہیں ایک فیملی میں ایڈجسٹ کرنا بہت مشکل ہے میرے لیے۔ کیونکہ میں اپنا وقت بانٹ نہیں سکتا۔ مگر میں کوشش کر رہا ہوں۔ ماما کو مجھ سے کوئی شکایت ناں ہو۔ میری شہزادیاں اس رشتے کو مان کو محسوس کر سکیں۔ مگر جہاں بات تمہاری آجاتی ہے ناں حور۔!

راکنگ چیئر پر بیٹھتے اسنے حورین شاہ کا سر اپنے سینے میں دھڑکتے اس خون کے لوتھڑے کے عین اوپر رکھتے جنون خیز لہجے میں کہا تھا۔

"حورین شاہ کا دل ایک بار ڈوب کر ابھرا۔ پورا وجود سماعتیں بنا اسکے لفظ لفظ کو سن رہا تھا محسوس کر رہا تھا۔

"اپنے بھائی (عالیجان) سے دور رہا کرو۔ اور اس لڑکے (ابیر) سے بھی۔! اب کی بار اسکے لہجے میں اسکے لفظوں میں جنون کے ساتھ ساتھ جلن کا عنصر نمایاں ہوا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ دروازہ کس نے کھولا ہے۔ اور اب حورین شاہ بھی سمجھ چکی تھی کہ وہ بنا جتائے بھی اسے یہ بتا چکا تھا کہ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ دروازہ اسی نے کھولا ہے۔

"دونوں ہاتھ نرمی سے اسکی پشت پر پھیلاتے حورین شاہ نے اپنے پھڑ پھڑاتے ہوئے نازک ہونٹ اسکے سینے کے مقام پر رکھتے آنکھیں موند لیں تھی۔

ڈیول بے ساختہ ہی آنکھیں موند گیا تھا۔ وہ جانتا تھا یہ عمل اسے یہ بتانے کو کیا جا رہا تھا کہ وہ ہمیشہ اسکے لیے سب سے آگے سب سے پہلے ہے۔

"عنابی ہونٹ کافی وقت کے بعد مسکرائے تھے ایک گہری جنون خیز مسکراہٹ جسکے سبب اسکی بھوری شیو میں ابھرتا گڑھا گہرہ ہوتا مزید جان لیوا ہوا تھا۔ بھوری آنکھوں میں امڈتا جان لیوا جنون و عشق اوپر سے غضب ڈھاتی محبوب کے قرب کی سرخی اسکے حسن کو دو آتشہ بنا رہی تھی۔

"مجھے دوسرے تیسرے کسی بھی نمبر پر کوئی بھی نہیں چاہیے مائے لیڈی۔ آئی ایم اونلی ون اینڈ ڈونٹ ٹولریٹ اینی ون ایلز۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے کان کی لو کو چومتے اسنے گہری سر گوشی نما آواز میں اسے اپنا مدعا بیان کیا۔جو بری طرح سے کنفیوژ ہوئی اسکے لمس پر سمٹی۔

وہ جب سے لوٹی تھی اپنے بھئیو کو ٹھیک س وقت نہیں دیا تھا۔وہ جانتی تھی عالیجان اسکے گریز کی وجہ سے دور تھا مگر وہ۔وہ خود تو اپنے بھائی کے ساتھ وقت گزارنا چاہتی تھی۔اور کل کے لیے اس نے کافی کچھ سوچ رکھا تھا۔ مگر اسکی سوچ کو اس سے پہلے ڈیول پڑھ چکا تھا۔اسے لفظوں سے نہیں اپنے عمل سے وہ احساس دلا رہا تھا کہ اسکی توجہ اور پیار کسی دوسرے کے لئے وہ ہر گز برداشت نہیں کر سکتا۔

"حورین شاہ کی نیلی آنکھیں اب پوری طرح سے پھیلی جنہیں وہ بار بار جھپک رہی تھی۔

"میرے بھئیو بہت پیار کرتے ہیں مجھ سے۔کیف۔!اسنے گویا عالیجان شاہ کے نمبر بڑھائے تھے۔

"ہمم۔مجھ سے زیادہ نہیں کر سکتا۔!

مقابل نے ایک لمحے میں اسکی اپیل کو رد کیا۔"ہم کافی وقت سے دور ہیں۔میں نے انہیں بہت ہرٹ کیا۔اب میں ان کے ساتھ ٹائم گزارنا چاہتی ہوں پلیز۔ "!

حورین شاہ لاڈ سے کہتی اب اسکی گردن کا ہار بنی تھی۔چھوٹے سے ہونٹ اسے شیو نما گال پر رکھے۔شاید یہ اسے رشوت دینے کی ایک کوشش کی۔

"ڈیول نے اپنا بھاری ہاتھ اسکی کمر پر ٹریس کیا۔اگر یہ کس مجھے کسی اور فرمائش پر ملتی تو اب تک وہ وش پوری ہو چکی ہوتی مائے ہارٹ۔مگر یہ وش میں پوری نہیں کر سکتا۔!

اسکے سنہری بالوں کو اپنے ہاتھوں سے سنوارتے گویا اسنے مجبوری عیاں کی تھی۔حورین شاہ منہ پھلائے اب ناراض سی اسکے سینے سے لگی رہی۔اسے دور کرنے یا خود دور جانے کی غلطی وہ بھول کر بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"یو نو واٹ حور۔آپ نے پورے تیس منٹ ویسٹ کر دیے اس بحث پر۔جبکہ ہم ان مومنٹس کو اور بھی اسپیشل بنا سکتے تھے۔!

اب کی بار اسکا لہجہ اس قدر شوخ اور استحقاق بھرا تھا کہ حورین شاہ کو اپنا سانس رکتا ہوا سا محسوس ہوا۔بوجھل ہو رہی سانسوں سمیت وہ بمشکل سے اسکی شرٹ کے گریباں کو جکڑے لیٹی رہی۔

"آپ کل چلے جاؤ گے۔پھر میں کیسے سوؤں گی۔!"حورین شاہ کو اپنی الگ ہی فکر ستا رہی تھی۔اتنے ماہ سے اس شخص کی عادت نے اسے بری طرح سے بگاڑ دیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ جو فیملی کے سامنے کچھ بولتی تک نہیں تھی۔ وہ اپنے شوہر کے سامنے اپنا حق، اپنا غصہ، اپنے نخرے، ہر چیز عیاں کر دیتی تھی۔ جیسے وہ اسکا شوہر نہیں اسکا دوست ہو۔ اور مقابل بھی کوئی اور نہیں اپنی پری کے پیچھے پاگل ہوا وہ ڈیول تھا۔ جو اسکے لئے سارا دن ایک ٹانگ پر کھڑا ہو سکتا تھا۔

"ڈونٹ وری مائے ہارٹ۔ میں روز آؤں گا آپ کو سلانے۔! اب کی بار ہونٹوں کے کونوں پر پراسراری مسکراہٹ تھی۔

جسے حورین شاہ کے دیکھنے سے پہلے ہی وہ سنجیدگی میں بدل گیا۔

"مجھے بھوک۔"!

" ہممم۔ اچھے سے جانتا ہوں کہ یہ وقت بے وقت کی بھوک کیوں لگتی ہے آپ کو۔؟ اس کا بھی حل جلد تلاش کرنا ہوگا؛"

کرسی سے اٹھتے اسنے گہری سانس بھرتے جیسے خود کو یاددہانی کروائی تھی۔

"روم میں آتے اسنے دروازہ اندر سے لاکڈ کیا۔

"کہاں۔؟ ہم کھانا کھانے نہیں جا رہے کیا۔؟ اسے بیڈ کی سمت بڑھتا دیکھ وہ حیرت و گھبراہٹ سے بولی۔

"بارس نے نرمی سے جھکتے اسے بیڈ پر منتقل کیا۔ اور مسکراکر ان نیلی آنکھوں کو چوما۔

"میرے پاس بیٹھ کر دو پلیٹ بریانی کھائی تھی آپ نے۔ میرے خیال سے بھول گئی ہیں آپ۔! ڈیول نے سوچنے کی اداکاری کرتے اسے یاد دلایا۔

تو حورین خجل سی ہوتی سرخ پڑی تھی۔ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔ جو اسکے قریب جھکا ہوا تھا۔

"ککلیف۔ اسکے ہونٹوں کا لمس اپنی پیشانی پر محسوس ہوا تو بمشکل سے گھٹی گھٹی آواز میں بولی۔ جبکہ اسکی دلیلوں کو رد کرتے ڈیول نے نرمی سے اسے سینے میں بھینچا تو وہ چانوش ہوتی آنکھیں موند گئی تھی۔

بھوری آنکھوں میں ڈھیروں رنگ سمیٹے ڈیول نے جھکتے اسکے گال کو چومتے اسے خود میں سمیٹا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ہممم۔ تم یہاں نہیں آسکتے۔ میرا مطلب ہے رات ہو رہی ہے میں سونے لگی ہوں تو تمہیں بھی سو جانا چاہیے۔ اوکے گڈ نائٹ۔!

وہ جیسے ہی شاور لے کر نکلی تھی۔ دروازہ لاکڈ ہونے کے باوجود بھی ابیر کو اپنے بیڈ پر پھیل کر بیٹھا دیکھ ایک پل کو اسے حیرت ہوئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

مگر پھر خود کو کمپوز کرتے وہ بات سنبھالنے والے انداز میں بولی۔

"کیا کر رہی تھی تم باہر۔؟ وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے رکی۔اب ڈرائیر اٹھائے اپنے بالوں کو خشک کرنے لگی۔

جب اچانک اسکی بھاری مگر سرد آواز اسکے کانوں میں گونجی۔" باہر کہاں باہر۔!

وہ چہرے پر بلا کی حیرت سجائے بولی۔ابیر نے گہری نظر اسکے حسین چہرے پر ڈالی اور سر کو ہاں میں ہلایا اور ایکدم سے اٹھا۔عنایہ تھوک نگلتے مرر سے اسے دیکھ رہی تھی۔جو اب اسکے پیچھے آن رکا تھا۔ڈرائیر اسکے ہاتھ سے لیتے اسنے بند کرتے واپس رکھا۔

" بھیگے رہنے دو مجھے ایسے ہی پسند ہیں یہ۔! چہرہ اسکے بھیگے بالوں میں چھپاتے ابیر نے ہاتھ اسکے پیٹ پر رکھا۔تو وہ ایک دم سے بُدکی۔

"ک ک کیا کر رہے ہو۔؟ اسکے لمس پر مچلتی وہ گھبرا کر بولی۔

"پیار۔" بے حد بوجھل گھمبیر لہجے میں کہتے اسنے رخ اگلے ہی لمحے اپنے سمت کیا۔

"سب غصہ کریں گے ابیر۔ابھی رخصتی بھی نہیں ہوئی۔!

بھوری سرخ ہو رہی آنکھوں میں التجا سمیٹے وہ اسکے حسین چہرے کو دیکھتے بولی۔ابیر نے سر اٹھائے اسے دیکھا۔

دھلا دھلا شفاف چہرہ، جو اسکے قرب وحیا کے رنگوں سے سرخ پڑا قیامت ڈھا رہا تھا۔

ابیر نے گہری سانس بھرتے اپنے آپ کو کمپوز کرنا چاہا۔

"سب کی نہیں ہوئی میری طرف سے تو رخصتی ہو چکی ہے اور اسپیشل نائٹ بھی۔! ہونٹ اسکے دہکتے گال پر رکھتے ابیر نے کمر سے تھامے اسے جھٹکے سے سینے سے لگایا۔

دونوں کی منتشر ہوتی دھڑکنیں ایک الگ ہی ساز بکھیر رہی تھیں۔شہد رنگ آنکھوں میں خمار سمیٹے ابیر نے گہری نگاہوں سے اسکے نقوش کو دیکھا۔

اور پھر نظریں ان گھنی سیاہ پلکوں پر اٹکی تھی۔

جو گالوں کو چھو رہی تھی۔بے ساختگی میں جھکتے ابیر نے باری باری اسکی پلکوں کو چوما۔

"اس کا سر کس خوشی میں اپنی گود میں رکھا تم نے۔" پشت پر گرفت مضبوط کرتے ابیر نے کان کے قریب جھکتے سرگوشی نما آواز میں سپاٹ سے انداز میں پوچھا۔

"عنایہ نے گہری سانس اسکے شانوں کو مٹھیوں میں جکڑا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہ میرا بھائی ہے۔اس لئے بس تھوڑی دیر کے لئے رکھا تھا۔!وہ جانتی تھی جھگڑنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ویسے بھی مقابل اسکی دلیلوں کو رد کرنے میں ماہر تھا۔

"ہممممم۔بھائی ہے تو بھائی ہی بن کر رہے۔یوں میری بیوی کو مجھ دور کرنے کی کوشش کرے گا تو جان سے جائے گا۔!اب کی بار اسکا لہجہ حد درجہ سپاٹ ہوا تھا۔

عنایہ نے چونک کر بے یقینی سے اسے دیکھا۔جسکے چہرے پر مذاق کا کوئی تاثر نہیں تھا۔

"ابیر کیسی بات کر رہے ہو تم۔؟عنایہ خفا ہوئی تھی۔کوئی بھی بہن خفا جاتی اپنے بھائی کے لئے ایسا کچھ سن کر۔

"بلکل درست بات کر رہا ہوں ڈارلنگ۔اگر تمہیں لگتا ہے کہ وہ تمہارا برین واش کرے گا۔۔تم سے میری برائیاں کرے گا۔اوپر سے یہ بھی سوچے گا کہ میں ان سب چیزوں سے بے خبر ہوں تو ڈارلنگ۔سن لو ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔!

بھاری ہاتھ اسکے بالوں میں پھنساتے اسنے شدت سے اسکے چہرے کو ہونٹوں سے چھوا تھا۔

"گہری بھوری آنکھیں پھیلائے وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔بارس نے اسے آفر کیا تھا۔اسے سمجھایا بھی تھا کہ ابیر اسکے لئے پرفیکٹ لائف پارٹنر نہیں ہے۔مگر یہ سب باتیں ابیر کو کیسے معلوم۔؟

عنایہ لبوں کو میچے اسے گھور رہی تھی۔جس کی آنکھوں میں سختی،اور جنون تھا۔

"کوئی آجائے گا۔"ابیر نے جھکتے اسے بانہوں میں بھرا۔تو وہ سٹپٹا کر منمنا اٹھی۔جس پر ناک چڑھائے ابیر نے ایک طرفہ مسکراہٹ اچھالی۔

"اس وقت سب ہی اپنی اپنی بیویوں کے پاس مصروف ہوں گے ڈارلنگ۔اور میرے خیال سے ہمیں بھی اپنے کوالٹی ٹائم کو ویسٹ نہیں کرنا چاہا۔!

نہایت بے باک سے لہجے میں کہتے اسنے جھٹکے سے اسے سیدھا کرتے سر اپنے کندھے سے لگایا۔عنایہ کپکپاتے ہاتھ اسکی گردن پر مضبوطی سے لپیٹے سر اسکی گردن میں چھپا گئی۔

"ابیر پلیز۔"اسے سمجھ نہیں آیا وہ کیسے اسے روکے۔دل عجیب سا ہو رہا تھا۔سب کے سوالوں،اور نظروں کا سوچتے ہی اسے خود میں عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی۔

"عین پلیز۔نکاح سے بڑھ کر تو کچھ بھی نہیں ہے۔اور ویسے بھی بڑے پاپا کو میں بہت پہلے ہی بتا چکا ہوں۔اب تمہارا یہ گریز میرے جنون کو بڑھا رہا ہے۔اس لیے بحث مت کرو۔کوپریٹ کرو مائے گرل۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسے نرمی سے بیڈ پر منتقل کرتے اسنے ہاتھ اپنے بھاری ہاتھوں میں لپیٹتے ہونٹ عنایہ کی پیشانی پر رکھے تھے۔جو گہرے سانس بھرنے لگی۔

"اگر کسی نے کچھ کہا تو پھر دیکھ لینا میں بات نہیں کروں گی تم سے۔! سرخ آنکھیں پھیلائے وہ پھولے گالوں سمیت بولی۔

"کسی کی مجال نہیں جو میری جان کو کچھ کہے۔! وہ لب دبائے مخمور لہجے میں بولا۔اور ایکدم سے جھکتے اپنے دہکتے ہونٹ اسکی تھوڑی پر رکھے۔جو پر سکون سا سانس فضا کے سپرد کرتے آنکھیں موندے دونوں ہاتھ اسکے ہاتھوں سے نکالتے اسکی گردن میں ڈال گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"گاڑی ایک سنسان جزیرے پر رکی تھی۔سارے رستے عنایت گھبراتی ہوئی سی بیٹھی رہی تھی۔عالیجان شاہ کی بہکی نگاہیں اپنے وجود پر محسوس کرتی وہ مزید شرمسار ہو رہی تھی۔

کہ کیا ضرورت تھی اتنا بننے سنورنے کی۔'سرخ لبوں کو چباتی وہ ساری لپ اسٹک اتار چکی تھی۔کاجل سے بھری سیاہ آنکھیں باہر پھیلی تاریکی کی طرح گہری ہوتی جا رہی تھیں۔

"گاڑی رکی تو عنایت نے گہری سانس بھرتے اسے دیکھا۔جو اب گاڑی سے نکلتا اس کی طرف آتا دروازہ کھول گیا۔

عنایت نے دھڑکتے دل سمیت اسے دیکھا۔جو چہرے پر سنجیدگی سمیٹے اب دروازہ کھولے اسکے عین سامنے کھڑا تھا ۔

عنایت نکلنے لگی جب عالیجان شاہ نے اپنا ہاتھ اسکے سامنے پھیلایا۔عنایت نے چونک کر اسے دیکھا تھا جس کی نیلی نگاہیں اسی پر ٹکی ہوئی تھی۔دھڑکتے دل سے نظریں جھکائے اسنے کپکپاتا ہوا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھا تھا۔

جسے اپنے مضبوط ہاتھ میں بھینچتے عالیجان شاہ نے اسے نرمی سے باہر نکالا۔گاڑی کا ڈور بند کرتے ہی اسنے احتیاط سے جھکتے اسے بانہوں میں بھرا تھا۔

عنایت ایکدم سے گھبرائی دونوں ہاتھ اسکے گردن میں باندھے نظریں جھکا دیں تھی۔

"عالیجان شاہ اسے یونہی بانہوں میں بھرتے اب ایک طرف بنی برقی قمقموں سے سجی ایک راہداری کے سامنے رکا۔

عنایت نے چونک کر سامنے دیکھا۔تو دل بری طرح سے دھڑکا تھا۔ حسین آنکھیں حیرت و بے یقینی سے پھیلائے وہ یک ٹک پھولوں سے سجی اس رہ گزر کو دیکھ رہی تھی۔

جسکے اطراف میں لگی برقی قمقموں کی وجہ سے وہ سارا رستہ روشن ہو رہا تھا۔سامنے ہی کچھ فاصلے پر ایک خوبصورت سا ٹینٹ لگا ہوا تھا اور اسکے عین دائیں جانب ایک چھوٹی سی جھیل جسکا نیلا پانی لہروں کے بل جھومتا میٹھا سا شور پیدا کر رہا تھا۔

"عالیجان شاہ نے اپنا بھاری قدم آگے رکھا۔تو اسکے ہر اٹھتے قدم کے ساتھ عنایت کو اپنا دل دھڑکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

بچپن سے لے کر اب تک ایک ایک پل ایک ایک لمحہ کسی فلم کی طرح اسکی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔

"سیاہ آنکھیں خدا کی عنایت اسکے رحم پر بے ساختہ ہی بھیگی تھیں۔کیا تھی اسکی زندگی اور آج اسکے رب نے اسے کتنا بلکہ بے شمار نوازا تھا۔

بھیگی سیاہ آنکھیں اُٹھائے اسنے اس شخص کو دیکھا۔جو زندگی کے ہر قدم ہر موڑ میں اسکا محافظ بن کر اسکے سامنے ڈٹ کر کھڑا رہا۔جسنے بنا جتلائے بھی اپنا ہر فرض نبھایا تھا۔

پھر چاہے وہ کزن کا ہو یا شوہر کا۔ "

عالیجان شاہ نے گردن جھکا کر اسے دیکھا۔جسکی نم آنکھوں کو دیکھ وہ گہری سانس بھرتے رہ گیا۔

"اوہ مائے لٹل اینجل۔پلیز یہاں مت رونا۔ورنہ یہاں جھیل تو پہلے سے موجود ہے سیلاب آنے میں دیر نہیں لگی گی۔؛"

وہ جھکا نرمی سے اسکے کان میں سرگوشی کرتے وہ اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

جس کی بھیگی آنکھیں میں ایکدم سے مسکان سمٹی۔

ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔جنہیں دیکھتے عالیجان شاہ نے گہری سانس بھری اور خود اسے اٹھائے اب ٹینٹ میں داخل ہوا۔

"عنایت حیرت سے منہ کھولے اس پورے ٹینٹ کو گھورتی رہ گئی۔

جو بے تحاشہ خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اسے دیکھ کر کسی ہوٹل کے مہنگے روم کا سا گمان ہوا تھا اسے۔

عالیجان شاہ نے اسے نرمی سے بیڈ پر بٹھایا۔جو بیڈ پر بیٹھتے اب اپنی ساڑھی کے پلوں کو درست کرنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کم۔! اسکے سامنے ہاتھ پھیلائے عالیحان شاہ نے ابرو اچکاتے اسے دیکھا۔ جو حیران سی لگ رہی تھی۔

عنایت نے ہاتھ اسکے ہاتھ میں رکھا جسے تھامے وہ ٹینٹ کی دوسری طرف سے باہر نکلا۔

جہاں ایک خوبصورت ساوڈوے بنا ہوا تھا۔ جو سیدھا اس چھوٹی سی جھیل تک جاتا تھا۔

اسکے قریب ہی دو کرسیاں لگی ہوئی تھی۔ عنایت تو بس اتنے دلفریب منظر کو دیکھتے ہی کھو گئی تھی۔ ہوش تو تب آیا جب اسے تھامے عالیحان شاہ نے ایک کرسی پر بٹھایا۔

ایک گہری نگاہ ان گلابی گالوں پر ڈالتے وہ خود کو کموپز کرتے خود اپنی سائیڈ پر آیا۔

عنایت اب حیرت و اشتیاق سے ان انواع واقسام کے کھانوں کو دیکھ رہی تھی۔

جو ایک سے بڑھ کر ایک تھا۔ نگاہیں بھٹک کر اس خوبرو مرد پر گئی۔

جو کسی بھی لڑکی کے خوابوں کا شہزادہ ہو سکتا تھا۔ کہاں وہ خوبصورت ترین مرد اور کہاں وہ ایک بڑی عمر کی سادہ سی لڑکی۔

"زیادہ سوچنے سے دماغ کمزور پڑ جاتا ہے کوئین۔ ویسے بھی میری بیٹی تو یہ سوچ سوچ کر ہی پریشان ہو رہی ہو گی یہ پاپا کی لٹل اینجل کتنا سوچتی ہے۔؟

نیلی آنکھیں گھما کر کہتا وہ اسے کھانا سرو کرتے بولا۔ تو عنایت نے خفگی سے سر جھٹکا جبکہ چہرہ حیا کے رنگوں سے سرخ ہوا تھا۔

"اسے دیکھنا نہیں کھانا بھی ہے۔! وہ واپس کرسی پر بیٹھا۔ نظر بھر کر اسے دیکھا۔

جو کنفیوز سی چاؤمین کی پلیٹ میں چمچ چلا رہی تھی۔

"مجھے یہ نہیں کھانا۔ وہ تھوک نگل کر منمنائی۔ تو عالیحان شاہ نے منچورین ڈش اسکے سامنے کی۔ وہ چائنیز کھانا دیکھ کر منہ بنانے لگی۔

ڈارلنگ یہاں تو عالیحان شاہ کے ہاتھ کی بریانی ملنے سے رہی۔! وہ کندھے اچکا کر کمال بے نیازی سے بولا کہ عنایت نے لب دبائے اسے دیکھا۔

اچھا یہ سوپ ٹیسٹ کرو۔!" اسکے منہ کے زاویے دیکھ عالیحان نے سوپ اسکے سامنے کی۔

جسے وہ چپ چاپ چمچ سے گھونٹ بھرتے پینے لگی۔ گہری سانس بھرتے وہ اب کھانے کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں کھانے سے فارغ ہوتے عالیحان شاہ نے اسکا ہاتھ تھاما۔ اور اسے اپنے ساتھ کھینچا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو اسکے قدموں کے پیچھے اپنے قدم رکھتی اب اسکے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

چہرے پر ایک الوہی سی چمک تھی دل چاہ رہا تھا کہ ہواؤں میں اڑ جائے۔ ذرا سا آگے جاتے۔ ایک طرف پڑے میوزک پلیئر کو آن کرتے وہ واپس مڑا تو عنایت نے چونک کر اسے دیکھا۔ جس پر عالیحان شاہ نے نیلی آنکھوں میں شرارت سمیٹے آنکھ ونک کی۔ تو وہ شرم سے پہلوں بدلتے رہ گئی۔

"تُو میرا کوئی ناں ہو کے بھی کچھ لاگے

تُو میرا کوئی ناں ہو کے بھی کچھ لاگے

کیا رے جو بھی تُو نے کیسے کیا رے

جیا کو میرے باندھ ایسے لیا رے

گانے کے بول جیسے عالیحان شاہ کے دل کی ترجمانی کر رہے تھے۔ عنایت سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی جسنے قریب آتے اسکا ہاتھ تھامے اسے اپنے روبرو کھڑا کیا۔

عنایت یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ جسے آج تک اسنے صرف اور صرف سنجیدہ ہی پایا تھا۔

مگر آج اسکی آنکھوں کے بولتے لفظ، اسکے ہونٹوں پر موجود مدہم سی مسکراہٹ اسکے ہاتھوں کا استحقاق، اوپر سے یہ دلکش ماحول اس معصوم سی لڑکی کو خود پر رشک سا آنے لگا تھا۔

اسکے نازک ہاتھوں کو اپنے کندھوں پر رکھتے عالیحان شاہ نے جھٹکے سے اسے کمر سے تھامے قریب کیا۔

اپنے سینے میں بھینچتے اپنی ناک اسکی چھوٹی سی ناک سے جوڑے وہ اب مدہم سا روانی میں موو کر رہا تھا۔

جیسے اس گانے اس ماحول کے فسوں نے اسے جکھڑ ڈالا ہو۔

"سمجھ کے بھی سمجھ نہ سکوں میں

سویروں کا میرے تُو سورج لاگے

تُو میرا کوئی ناں ہو کے بھی کچھ لاگے

تُو میرا کوئی ناں ہو کے بھی کچھ لاگے"

عالیحان شاہ مدہم مگر پر سوز سی آواز میں گنگنا رہا تھا۔ اسکی میٹھی آواز عنایت کاظمی کے دل کی دنیا کو ہلا کر رکھ گئی تھی۔ ہاتھ مدہوشی کے عالم میں اسکی گردن کا ہار بنے تھے۔

"اپنا بنا لے پیا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اپنا بنا لے پیا

دل کے نگر میں

شہر تُو بسا لے پیا"

اب کی بار اسے بانہوں میں بھرتے عالیحان شاہ نے جنون خیز سے انداز میں کہتے اسے سینے میں بھینچا تھا۔

"عنایت دھڑکتے دل سے اسکی سانسوں کو سن اور محسوس کر رہی تھی۔ جن میں دھڑکتا اپنا نام اسے مغرور کر رہا تھا۔

اسے ایکدم سے کھڑا کرتے عالیحان شاہ نے اسکے پاؤں اپنے پاؤں پر رکھتے ماتھا اسکے ماتھے سے ٹکایا۔اب ماحول میں مکمل خاموشی چھا چکی تھی۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی دھڑکنیں سن پا رہے تھے۔ایک دوسرے کی سانسوں میں سانسیں بھر رہے تھے۔

"پتہ نہیں کب سے۔ مگر جب سے اس احساس کو محسوس کیا ہے میں نے صرف اور صرف تمہارا تصور کیا ہے عنایت۔ تم میری بن مانگی وہ دعا ہو۔جو میری ہونٹوں سے نہیں میرے دل سے نکل کر خدا تک جاتی رہی۔ جس نے مجھے تم سے مکمل کیا تو گویا میرے ہر زخم ہر غم کو مرہم سا مل گیا۔ تمہاری آنکھیں، یہ بال، یہ ہونٹ، یہ تِل، یہ خوف، اور یہ مجسمہ حسن یہ نازک وجود صرف اور صرف عالیحان شاہ کا ہے۔

جب کوئی رشتہ نہیں تھا تب بھی تم پر اپنا حق سمجھتا رہا ہے یہ عالیحان شاہ اور اب تو تم سر تا پیر صرف میری ہو۔ صرف اور صرف عالیحان شاہ کی۔"

عنایت کاظمی کو اپنا وجود اسکے لفظوں سے بے جان ہوتا محسوس ہوا تھا۔ مقابل اپنے لفظوں کے سحر سے اسکی روح کو اپنے دل سے جوڑ رہا تھا۔ اسکے پور پور میں ایک رشک ایک سکون سا تھا جو خون کی طرح سرائیت کرتا جا رہا تھا۔

"میں نہیں جانتا محبت کیا ہے۔ جنون کیا ہے، عشق کیا ہے۔ میرے لئے ہر لفظ کا مطلب صرف عنایت کاظمی ہے۔ وہ لڑکی جس کی آنکھوں میں ابھرتی اپنے نام کی نفرت سے مجھے عشق ہوا تھا۔ جسکے چہرے پر اپنا خوف دیکھ میرے وجود میں سرور ایک نشے کی طرح دوڑتا ہے۔ وہ لڑکی جسے چھونے جسے محسوس کرنے کے بعد یہ عالیحان شاہ اپنا بھی نہیں رہا۔""""

اسکے ہونٹ اب عنایت کاظمی کے چہرے پر گردش کر رہے تھے۔ اسکے لفظ عنایت کے دل پر نقش ہو رہے تھے

۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آسمان پر موجود وہ چاند کر ٹکرا بھی اب بادلوں کی اوٹ میں جا چھپا تھا۔جب اسکی تھوڑی کو چومتے عالیحان شاہ نے اسے بانہوں میں بھرا اب اسکے قدم ٹینٹ کی سمت اٹھے تھے۔

عنایت آسودگی سے اسکی گردن پر سر رکھتے آنکھیں موند گئی۔

اسکی خودسپردگی کی یہ ادا عالیحان شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔زندگی سے بھرپور مسکان۔

Episode 133

جائے نماز تہہ کرتے وہ اٹھی تھی۔جائے نماز ایک طرف سائیڈ پر رکھتے اسنے ایک مسکراہٹ بھری نگاہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے کیف پر ڈالی۔

جب سے وہ اسکی زندگی میں شامل ہوئی تھی۔کیف کی نیند گہری ہوتی جارہی تھی وہ راتوں کو جاگنے والا اب جو سوتا تھا تو اتنی گہری اور پرسکون نیند سوتا تھا کہ اسکے چہرے پر پھیلے سکون کو دیکھ وہ کئی بار ماشاءاللہ کہتی تھی۔

حورین نے کھڑکی سے باہر نظر دوڑائی۔صبح کے پانچ بج رہے تھے اور اس وقت تک تقریباً سب ہی اپنے اپنے کمروں میں ہوتے۔چائے کی طلب محسوس کرتے وہ دبے قدموں بنا آواز کیے آہستگی سے دوپٹہ سر پر جمائے روم سے باہر نکل آئی۔

کچن میں کھڑا وہ ماتھے پر بل ڈالے تیز تیز ہاتھ چلا رہا تھا۔شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ خوبرو شخص بے حد جاذب نظر لگ رہا تھا۔

سلیولیس بلیو شرٹ سے جھلکتے اس کے مسلز کافی پرکشش لگ رہے تھے۔

حورین شاہ کی نیلی آنکھیں مسکرائی۔

السلام علیکم بھائی۔"ایک چور نظر اپنے پیچھے ڈالی۔کیف وہاں نہیں تھا دل کو تسلی ہوئی وہ دھیمی آواز میں ابیر کو سلام کرتے اسکے قریب گئی۔

جو چونک کر مڑا۔ایکدم سے چہرے کے سخت تاثرات میں نرمی سمٹ آئی۔"وعلیکم السلام گڑیا۔سب خیریت۔؟ طبعیت ٹھیک ہے ناں۔اس وقت یہاں۔کچھ چاہتے تھا آپ کو۔؟

ابیر پاستے میں چمچ چلاتا اب متفکر سا محبت بھرے لہجے میں پوچھنے لگا۔

جس پر حورین مسکرائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"نہیں بھائی آپ پاستا بنائیں مجھے بس چائے کی طلب ہو رہی تھی اسی لئے کچن میں آ گئی۔" وہ کہہ کر ریفریجریٹر کی طرف بڑھی۔

"جب ابیر آنچ کم کرتے اس تک آیا۔

"آپ جاؤ لان میں بیٹھو یا یہی لاونج میں۔ میں بس ابھی چائے تیار کر دیتا ہوں۔"

اسنے نرمی سے کہتے دودھ کا برتن اسکے ہاتھ سے لے لیا۔

وہ عنایہ کی ضد پر اسکے لیے پاستا بنانے آیا تھا۔ اب اپنی موجودگی میں حوری کو کام کیسے کرنے دیتا۔

"مگر بھائی۔!

حورین منمنائی۔"کوئی اگر مگر نہیں۔ بھائی کہہ کر بھائی بننے بھی نہیں دے رہی تم چڑیل۔! وہ اسکے سر پر چپت لگاتے بولا تو حورین کھلکھلائی۔ اور پھر ہار مانتے وہ سامنے ہی گلاس ڈور دکھیلتے لاونج میں موجود صوفوں میں سے ایک پر بیٹھی۔

"تم جاؤ جلدی سے کوئی ہیوی شال لے لو۔! گاڑی پارک کرتے وہ عنایت کا ہاتھ تھامے اندر داخل ہوا تھا دسمبر کا آغاز ہو چکا تھا جس کی وجہ سے سردی میں اب خاصا اضافہ ہو چکا تھا۔

عنایت کی ضد پر وہ صبح ہی صبح واپس آئے تھے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کوئی انہیں دیکھے اور سوال کرے کہ رات بھر کہاں تھے وہ۔؟ اسی وجہ سے وہ عالیجان سے ضد کر کے جلدی واپس لوٹ آئی تھی۔

"اوکے۔! عنایت نے چور نظر سے لاونج میں بیٹھی حور کو دیکھا۔ جو انہی کو دیکھ رہی تھی۔

"عالیجان۔! اسکی فکر دیکھ عالیجان نے گردن موڑے حور کو دیکھا اور گہری سانس بھرتے اپنی بیوی کو دیکھا۔

"تم جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں حوری کو۔! اسنے عنایت کا ڈر زائل کرنا چاہا تھا جو سر ہلاتی اپنے روم کی طرف جانے لگی۔ مگر کچن میں مصروف ابیر کو دیکھ اسے مزید شرمندگی ہوئی تھی۔

جسنے دور سے ہی ہاتھ ہلا کر اسے سلام کیا تھا۔ جس کا جواب عجلت میں دیتی وہ اپنے کمرے میں بھاگی تھی۔

"السلام علیکم مائے پرنسز۔ اتنی صبح صبح آپ یہاں۔؟ عالیجان شاہ بہن کے قریب بیٹھا۔ نرمی سے پیشانی کا بوسہ لیتے اسنے نرم لہجے میں پوچھا۔

حورین نے نیلی آنکھیں گھما کر بھائی کو دیکھا۔

"وعلیکم السلام بھئیو۔ میں تو ٹھیک ہوں آپی کو کیا ہوا۔؟ وہ ٹھیک تو ہیں۔؟ آپ صبح صبح کہاں گئے تھے۔؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حورین شاہ فکر مندی سے بولی۔شاید اسکی حالت کے پیش نظر یہ سوال کیا تھا۔

"ہمم بچے وہ ٹھیک ہے بس اوو ٹنگ پر جانا چاہ رہی تھی۔تو بس گھمانے لے گیا تھا۔! گولڈن بالوں میں انگلیاں چلاتے اسنے مسکرا کر بہن کو دیکھا۔

جو اسکے جواب سے پر سکون سی نظر آ رہی تھی۔

عالیجان شاہ نے قریب میز پر پڑی تیل کی شیشی اٹھائی اور ایکدم سے جھک کر صوفے کے نیچے وہ حورین کے سامنے بیٹھا۔

اسے یاد تھے وہ دن جب اسکی گڑیا اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اسکے بالوں کی مالش کرتی تھی۔

اسکے بال حورین شاہ کو بھی بہت پسند تھے۔

"گڑیا مالش کرو گی اپنی بھئیو کی۔! عالیجان شاہ کے لہجے میں ایک خوشی ایک مان تھا۔حورین کی آنکھیں ایک پل کو نم ہوئی تھی۔کتنی مکمل زندگی تھی ان دونوں بہن بھائی کی۔

بلا تردد اسنے تیل کی شیشی تھام لی۔اور ذرا سا آگے ہوتے اب عالیجان کے سر کو سیدھے سے درمیان میں کیا۔

"بھیو سر ایگزیکٹ رکھیے گا۔آپ بہت ہلتے ہیں۔! ناک چڑھائے وہ اسکی عادت کو یاد کرتی کسی بڑی بی کی طرح بولی تو عالیجان نے بے ساختہ لب دانتوں تلے دبائے۔

"جو حکم میرے آقا۔! وہ سینے پر ہاتھ رکھتے پورا جھکا کر بولا تو حورین کھلکھلائی۔اب وہ بڑے پیار اور توجہ سے اسکے بالوں کی مالش کرنے لگی۔

عالیجان شاہ بہن کے نرم ممتا بھرے لمس پر آنکھیں موند گیا تھا۔

"ہمم تو یہاں ہیں آپ مائے ہارٹ۔!" بھاری قدموں سمیت وہ گلاس ڈور دھکیل کر اندر آیا تو اسکی بھاری سرد آواز پر حورین کے چلتے ہاتھ تھمے تھے۔

"نیلی آنکھیں پھیلائے وہ لبوں پر زبان پھیرتے اب آنکھیں اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔جس کی بھوری آنکھیں نیند ٹوٹنے کے سبب سرخ ہو چکی تھی۔

وہ نیند میں بھی اسکی غیر موجودگی محسوس کرتے ایکدم سے اٹھا تھا اسے روم میں ناں پاتے وہ نیچے آیا۔

جو نظر لاونج میں بیٹھی حور اور اسکی گود میں سر رکھے اسکے سامنے بیٹھے عالیجان شاہ پر گئی۔

جبڑے بھینچے وہ جس قدر ضبط سے آیا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بارس۔ تم بھی ہو یہاں۔" وہ جو یک ٹک سرد نگاہوں سے عالیجان شاہ اور حورین کو گھور رہا تھا۔

عنایت کی آواز پر وہ ہلکا سا ٹرن ہوا۔ نرم نگاہوں سے اپنی بہن کو دیکھا۔ جو بڑی سی شال اوڑھے وہی آئی تھی۔

عالیجان شاہ جو ڈیول کو سرے سے اگنور کر رہا تھا۔ اب بیوی کی آواز پر فوراً سے چوکس ہوا نیلی آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگا۔

"جی آپی۔ آپ کے پاس ہی آیا تھا میں۔ میرے سر کی بھی مالش کر دیں۔ اسکا ہاتھ تھامے اسنے نرمی اور پیار سے اسے عالیجان شاہ کے سامنے موجود صوفے پر بٹھایا۔

اور خود اسکے قدموں میں جھک کر بیٹھتے اسنے عالیجان کے پاس پڑی بوتل غصے سے کھینچی۔

عنایت تو خوشی سے نہال جا رہی تھی۔

ہائے دیکھنا بارس میں اتنی اچھی مساج کروں گی ناں تم خوش ہو جاؤ گے۔!

شال اوپر کرتے وہ اب اپنی قمیض کے بازو فولڈ کرنے لگی۔

خوشی اسکے لہجے میں پھوٹ رہی تھی۔

"جبکہ عالیجان شاہ ابرو اچکا کر اسے دیکھ رہا تھا۔ جو چھوٹی سی پہلوان ہی لگ رہی تھی۔

مگر جس بات نے اسے متاثر کیا تھا وہ اسکا اگنور کرنا تھا۔ وہ اتنی بھی معصوم نہیں تھی جتنی لگتی تھی۔ اسے خوب معلوم تھا کس کس وقت اور کن جگھوں میں اپنے شوہر کو سرے سے اگنور کرنا ہے جیسے وہ وہاں موجود ہی ناں ہو۔

"حورین بارس کے نرم رویے پر خوش ہوئی تھی۔ کہ چلو اسنے غصہ تو نہیں کیا تھا۔

عنایت محبت سے بارس کی مالش کر رہی تھی۔

جبکہ ان دونوں کے سامنے بیٹھے وہ دونوں ایک دوسرے کو ایسے گھور رہے تھے۔ جیسے ایک ہی نوالہ بنا کر کھا جائیں۔

"ارے واہ بیوٹیفل سین۔! عنایہ جو کب سے ابیر کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ اب بھوک سے بے حال ہوتی وہ جیسے ہی آخری سیڑھی پر پہنچی۔

لاونج میں آمنے سامنے بیٹھے ان دونوں کو دیکھا۔ جن کے سرخ چہرے دیکھ وہ ان دونوں کے غصے کا اندازہ لگا سکتی تھی۔

"ابیر۔! انہیں اگنور کرتے وہ سامنے کچن میں ابیر سے مخاطب ہوئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

فل حال اسکا کوئی موڈ نہیں تھا ان چاروں کو ڈسٹرب کرنے کا۔اسی لئے وہ وہیں بیٹھ کر سامنے موجود میز کو کھینچ کر قریب کرتی اپنی ٹانگیں پھیلا کر صوفے کی پشت سے ٹک گئی تھی۔

باؤل ٹرے میں رکھے وہ مسکراتا ہوا شاہانہ انداز میں چلتا ہال میں آیا تھا۔ایک بھرپور نگاہ گلابی کامدار ڈریس میں بیٹھی عنایہ پر ڈالی۔جو اسکی پسند کیے ڈریس میں غضب ڈھا رہی تھی۔

"ہائے پاستا۔!بھوری آنکھیں تو اسکے ہاتھ میں موجود پاستے ہو دیکھ کر پھیلی تھی۔جبکہ بھوک دوگنا بڑھی تھی۔

ایک گھٹنہ فولڈ کیے ابیر صوفے پر بیٹھا۔نرمی سے ایک ہاتھ اسکے سرخ گال پر رکھتے اسنے جھکتے پیشانی چومی۔

اور مسکرا کر اسکے قریب بیٹھا۔"پاستا۔!

عنایہ پاگلوں کی طرح باؤل کو دیکھ کر بڑبڑائی۔

ابیر اچھے سے جانتا تھا وہ کتنی پاگل تھی اسکے ہاتھ کے پاستے کیلئے۔ایک نگاہ لاونج میں جاری دنگل پر دوڑائے وہ تمسخر اڑاتی نظریں ان دونوں پر ڈالتے سر جھٹک کر اپنی عین کی طرف متوجہ ہوا۔

"ایسے تو نہیں جاناں۔اتنے پیار سے بنایا ہے اب میں ہی کھلاؤں گا۔!اسنے باؤل اسکے چہرے کے نزدیک کرتے محبت پاش لہجے میں کہا۔

"عنایہ نے للچاتی نظروں سے پاستے کو دیکھا۔اور سر کو زور شور سے ہاں میں ہلایا۔

"ابیر نے فورک بھرتے اسکے سامنے کیا۔جسے منہ میں لیتی وہ مزے سے آنکھیں موندے اسکی لذت سے مسرور ہوئی تھی۔

"اممم واؤ ابیر سویمی۔!وہ چٹخارے بھرتی دل سے داد دینے والے انداز میں گویا ہوئی تھی۔جس پر ابیر نے جنون خیز نظروں سے اسے دیکھا۔

"اہمہ شکر ہے میری ڈارلنگ کو پسند تو آیا۔!اسکے گال میں ابھرتے گڑھے کو انگلی سے چھوتے وہ مدہوش کن لہجے میں بولا اور اگلے ہی لمحے جھک کر اسکے گال کو ہونٹوں سے چھوا۔

اب پھر سے اسے کھلانے لگا۔غیر ارادی طور پر بارس کی نظر سامنے اٹھی تھی۔جہاں ابیر عنایہ کو ناں صرف کھلا رہا تھا بلکہ اسکی آنکھوں میں جو جنون تھا اسے دیکھتے بارس مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

اسکی نظروں کے تعاقب میں عالیحان شاہ نے مڑ کر دیکھا تو ابیر کو اتنا فری ہوتا دیکھ وہ بھی ٹیڈی کے ساتھ اسکا دل جل کر رہ گیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ یقیناً نمبر بڑھا رہا تھا اپنے۔ یہی سوچتے وہ دونوں ایکدم سے اٹھے۔ اب تیز تیز قدموں سے ہال کی سمت بڑھے تھے۔

حورین اور عنایت نا سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگی۔

"کیا کر رہے ہو تم لڑکے۔؟ اچانک سے اسکے ہاتھ سے باؤل چھپٹا گیا تھا جس پر ابیر نے دانت پیستے جبڑے بھینچے اور سرخ چہرے سمیت سر اٹھائے بارس کو دیکھا۔

"اندھے ہو گیا۔؟ دکھ نہیں رہا اپنی بیوی کو کھلا رہا ہوں۔! ابیر نے باؤل پھر سے چھینا تھا۔

اسے خاصی چڑ تھی ایسی حرکتوں سے۔ وہ کسی کو ڈسٹرب نہیں کرتا تھا۔ اور خود بھی عین کے معاملے میں اسے ڈسٹر بینس قطعی پسند نہیں تھی۔

"دکھ رہا ہے مگر تم بھول رہے ہو دماغ سے پیدل انسان۔ کہ ابھی تمہاری رخصتی نہیں ہوئی تو دور رہو میری عین سے۔!

وہ جبڑے بھینچتے کر دانت پیستے ہوئے غرایا تھا۔

جس پر ابیر نے سپاٹ چہرے سمیت بارس کو دیکھا۔

"ابیر تم اچھے سے جانتے ہو ناں کہ انکل نے منع کیا ہے تمہیں ٹیڈی سے دور رہنے کو۔ تو پھر کیا کر رہے ہو تم یہاں۔ ہاں۔! عالیجان نے باؤل اسکے ہاتھ سے چھینتے سخت لہجے میں کہا تھا۔

عنایہ منہ کھولے پاگلوں کی طرح ان دونوں کو اور پھر ابیر کو دیکھ رہی تھی۔

اچھے سے جانتی تھی وہ کہ تینوں میں سے کوئی بھی پیچھے ہٹنے یا ہار ماننے والا نہیں تھا۔

ایک دوسرے کی بیویوں پر اپنا حق جتا کر وہ اب اس پر حق نہیں بلکہ ساتھ ساتھ ابیر پر رعب جھاڑنے آئے تھے۔

"چلو جاو یہاں سے۔! عالیجان نے گردن اکڑا کر کہتے ان دونوں کو ہی اگنور کیا۔ جبکہ ابیر تو سپاٹ چہرے سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

جو بس ناں چلنے پر اسی کی بیوی کو اس سے دور کرنے آ گئے تھے۔

"لب بھینچے اسنے خاموش نگاہ عنایہ پر ڈالی۔ جس کے آس پاس وہ دونوں بیٹھ چکے تھے۔

وہ تیز تیز ڈھگ بھرتا لاونج میں گیا۔ عنایہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ جو دروازہ اندر سے لاکڈ کرتے اب حورین کو اٹھائے عنایت کے قریب بٹھا چکا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"وہ دونوں گھور کر اسکے سرخ چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ جسنے تیل کی شیشی ان کی طرف بڑھائی اور خود نیچے بیٹھا۔

"آپ دونوں کے شوہر ہر بار میرے اور میری بیوی کے رومانٹک مومنٹس سپائل کرتے ہیں۔

اب آپ کی باری ہے۔

اتنا جلائیں ان دونوں کو کہ آج کے بعد آپ کو یوں چھوڑ کر جانے کی غلطی یہ خواب میں بھی ناں کرے۔"

اسکی آنکھوں میں عجیب سے رنگ تھے۔ اگر وہ ٹیڑھے تھے تو وہ بھی ان کا ہم زاد تھا۔

عنایت نے حورین کو دیکھتے سر اثبات میں ہلایا۔ اور اب ایک ایک ہاتھ سے ابیر کے سر کی مالش کرنے لگی۔

ساتھ ساتھ کسی بات پر بلند بانگ قہقہے بھی جاری تھے۔

"عین چلو منہ کھولو میں کھلاتا ہوں۔! ڈیول نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔

اسکی نظر میں ابیر جیسا پاگل شخص اسکی بہن کے قابل نہیں تھا اسے ڈیول جیسے سمجھدار اور محبت کرنے والے ساتھی کی ضرورت تھی۔

'عنایہ نے اونگ روکتے گردن موڑ کر ایک نظر عالیحان پر ڈالی اور پھر بارس پر۔ جو دونوں ہی اسکی طرف متوجہ تھے۔

"سامنے دیکھیں۔!

اسنے انگلی اٹھا کر سامنے کی طرف اشارہ کیا۔ تو وہ دونوں پہلے حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور پھر گردن موڑ کے سامنے دیکھا۔

جہاں ابیر علوی مزے سے ان کی بیویوں سے مالش کرواتا ساتھ ساتھ ہنس رہا تھا۔

عنایہ نے گردن موڑ کے ان دونوں کے سرخ چہروں کو دیکھا۔

"آپ ہینڈل کریں اسے۔ میں روم میں جا کر کھا لیتی ہوں۔۔! وہ پاستے کا باؤل لیتی مسکرا کر دونوں کو مشورہ دے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔

بارس اور عالیحان نے جبڑے بھینچے غصے سے ابیر کو دیکھا اور تن فن کرتے وہ بھاگنے کے انداز میں دروازے تک گئے۔

تو اندر سے بند تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ان دونوں کے سرخ چہروں کو دیکھتے ابیر نے دور سے ہی ہاتھ ہلایا۔ جس پر وہ مزید سیخ پا ہوئے۔ اب دروازے کو ٹھوکریں مارنے لگے۔

مگر ناں تو ابیر نے دروازہ کھولا تھا ناں ہی حورین اور عنایت نے۔ اور وہ دونوں غصہ کرتے جل بھن کر ایک دوسرے کو بلیم کرتے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

ان کے جاتے ہی وہ تینوں قہقہ لگاتے ہنسنے تھے۔

ابیر ان دونوں کو روم میں جا کر ریسٹ کرنے کا کہہ کر حورین کو چائے بن چکی ہے۔ بتاتے خود بھی اپنے آئل سے بھرے بالوں میں ہاتھ چلاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

عینی۔! وہ روم میں بیٹھی تھی جب میرب متفکر سی اسکے روم میں آئی۔ بھاری کامدار لہنگے کو پن اپ کرتی وہ ایکدم سے مڑی۔

"جی ماسی۔! بھوری آنکھوں میں سنجیدگی اور حیرت سمیٹے اسنے چونک کر میرب کو دیکھا۔ جسکی رنگت اڑی اڑی سی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں تبریز کے نکاح کا فنکشن شروع ہونے والا تھا۔ باقی کی سب لڑکیاں ماہا کے پاس جمع تھیں۔ سب ہی کزنز کے ڈریس سیم تھے ماسوائے کلرز کے۔

"بیٹا وہ عائش۔! وہ گھبرا کر تھوک نگلتے بات اُدھوری چھوڑ گئی۔ تو عنایہ کے ہاتھ تھمے۔ وہ لیٹ تھی پہلے ہی ابھی صرف ڈریس ہی پہنا تھا۔

"عنایہ نے چونک کر میرب کو دیکھا جو فل تیار کھڑی تھیں۔

"چلیں میں دیکھتی ہوں اسے۔! وہ دانت پیستے بولی اور دوپٹہ بیڈ سے اٹھائے سر پر اوڑھتے وہ لہنگا سنبھالتی باہر نکلی تھی۔

"آپی تبریز بھائی کی نئی دولہن تو اتنی پیاری ہے۔ افففففف۔ پتہ ہے تصویر دیکھی ہے میں نے۔ عینی کی دوست ہے۔!

عمایہ بالوں کو کرل کرتے ایک نگاہ بالوں کو رف سے جوڑے میں قید کرتی ماہا پر ڈالے بولی۔

جسکی آنکھیں اور چہرہ سوا گوار سا تھا۔ سوجھی ہوئی سرخ آنکھیں اسکے دیر تک رونے کے چغلی کھا رہی تھی۔

اسپر متضاد وہ سرخ لہنگا اسکے گورے وجود پر قہر ڈھا رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

حورین اور عنایت نے کن آنکھوں سے ماہا کو دیکھا۔جو اپنے غم کو چاہ کر بھی نہیں چھپا پا رہی تھی۔

مگر وہ دونوں بھی چاہتی تھی کہ ماہا کو احساس ہو سکے کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں اپنی زندگی برباد کر رہی تھی۔

"وہ سبھی تقریباً تیار تھیں۔امبر اور عمایہ پیچ کلر کے نفیس سے لہنگے میں تھیں۔امبر کی طرح سیم لک دینے کو عمایہ نے بالوں کو کرل کر دیا تھا۔اور میک اوور بھی دونوں نے سیم ہی کیا تھا۔بس ایک آنکھوں کا رنگ تھا جس سے امبر اور عمایہ کی پہچان کر پانا

ممکن تھا۔

اسکے برعکس حورین شاہ ڈارک چاکلیٹ کلر کا لہنگا زیب تن کیے ہوئے تھی۔آنکھوں کا نیلا رنگ غضب ڈھا رہا تھا۔ہلکے پھلکے میک اپ سے وہ اپنی عمر سے کافی بڑی اور حسین دکھ رہی تھی۔

عنایت گولڈن کلر کا لہنگا زیب تن کیا ہوا تھا۔جو اسکی گلابی رنگت پر قیامت ڈھا رہا تھا۔۔معصوم سے مکھڑے پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔

جو اسے مزید اٹریکٹو بنا رہی تھی۔

"ماہا تم ایک بار پھر سوچ لو۔تبریز بھائی کو ایک بار روک لو وہ خود ہی انکار کر دیں گے۔؛ "

عنایت نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔جس نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا۔اسکی خاموشی محسوس کرتے عنایت تاسف بھری گہری سانس بھرتے رہ گئی۔

عائش۔"دروازہ دھڑ سے کھلا تو عنایہ کی آواز پر بیڈ پر گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے عائش نے چونک کر اسے دیکھا

۔

اور پھر خفگی سے نظریں چرا گیا۔"تم تیار کیوں نہیں ہوئے۔ !"

عنایہ نے دروازہ زور سے بند کیا اور کمر پر ہاتھ ٹکائے اسکے سر پر جا پہنچی۔

"دیکھو عینی یہ زیادتی ہے۔!وہ شہادت کی انگلی اٹھائے منمنایا۔میرب نے گہری سانس بھرتے عنایہ کو دیکھا اور سر تاسف سے جھٹک ڈالا۔

"اب تم عین موقع پر مکر نہیں سکتے عائش۔دیکھو یہ میری عزت کا سوال ہے۔!عنایہ نے ذرا رعب سے کہا تھا۔

"تم نے بتایا ہی کب تھا ظالم لڑکی،چال باز،مکار ان ایکدم سے میرے سر پر بم پھوڑا تم نے۔اگر کسی کو پتہ چلا تو سب ہنسیں گے مجھ پر۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ انیل، بارس، ابیر، عالیحان، تبریز اور سب سے بڑھ کر اپنی زوجہ کا سوچتے ہی پہلوؤں بدل کر رہ گیا تھا۔

"تم میری پہلی اور آخری امید ہو عائش۔لاج رکھ لو یار۔کسی کا گھر بچ جائے گا۔! عنایہ دوزانو اسکے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے بیٹھ گئی تھی۔

جانتی تھی دروازہ لاکڈ ہے ابیر دیکھ نہیں سکتا۔

"عائش نے اسے گھورا اور پھر کمینگی سے مسکرایا۔

"تو ٹھیک ہے ایک شرط پر۔! عنایہ نے چونک کر اسے گھورا۔

"بک بھی چکو۔" وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

"شرط یہ ہے کہ آج میرا اور میری زوجہ کا نکاح بھی ہو گا دوبارہ سے۔کالر درست کرتے وہ شرما کر بولا۔تو عنایہ نے تاسف سے سر جھٹک کر میرب کو دیکھا۔

"اوکے منظور ہے۔! عنایہ نے گہری سانس بھرتے کہا تھا اور اب ایک طرف پڑی ڈریس اٹھا کر اسے تھمائی۔اب اسے خود ہی عائش کو ریڈی کرنا تھا وہ بھی وقت پر۔!

"موڈ تو ٹھیک کریں یار۔انیل نے اسکی شال درست کرتے اسکے اداس چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تبریز نے گہری سانس سانس بھرتے انیل کو گھورا۔وہ خود اس وقت وائٹ کلر کے شلوار قمیض زیب تن کیے ہوئے تھا۔سیاہ شال کندھے پر ڈالے وہ نک سا تیار کافی پر کشش لگ رہا تھا۔

باقی کے سب کزنز سیاہ شلوار قمیض میں تھے سب کی ڈریسنگ سیم تھی۔انیل،ابیر اور عالیحان شاہ یہیں تھے۔۔جبکہ عائش اور بارس اپنے اپنے کمروں میں تیار ہو رہے تھے۔

"تبریز اگر تم چاہتے ہو کہ ماہا بھی کو احساس دلاؤ کہ وہ غلط کر رہی ہیں۔تو اس کے لیے اپنا موڈ بہتر کرو۔کف لنکس لگاتے وہ شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے شاہانہ انداز میں چلتا اس تک آیا۔عالیحان شاہ پر فیوم خود پر چھڑکتے ہوئے مڑا۔

"اس سے کیا ہو گا۔! تبریز نے سر جھٹک ڈالا۔کل کی رات بہت بوجھل گزری تھی۔دل ابھی تک بے چین تھا کیونکہ آج اگر اسکا نکاح ہو جاتا تو یقیناً اسکے کمرے میں کوئی اور آتی۔وہ اسکی ماہا کی ہر جگہ پر حق جتاتی جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بھابھی کو جلاؤ۔تاکہ انہیں احساس ہو کہ اگر یہ شادی ہوئی تو تمہیں ہمیشہ کے لیے کھو دیں گی رائٹ ابیر۔؟

عالیحان شاہ نے اس کا جملہ مکمل کیا۔

"یس افکورس۔!ابیر نے سر اثبات میں ہلاتے تبریز کو دیکھا۔

تبریز نے پر سوچ سے انداز میں لب بھینچے۔جبکہ انیل ابیر اور عالیحان اب اپنی تیاری مکمل کرنے میں مگن تھے۔

"ماہا بیٹا جاؤ ثمرہ کے ماں باپ آگئے ہیں انہیں ویلکم کرو۔عینی اور میرب ثمرہ کے ساتھ بس پہنچنے والی ہیں۔"

عیناں نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالتے مسکرا کر اسے بتایا۔جو بھولائی ہوئی سی پھر رہی تھی۔

"ماہا سر اثبات میں ہلاتی ڈائننگ روم کی طرف بڑھی تھی۔جب تک باقی کی چاروں مسکراتی ہوئی ایک قطار میں آئی۔

"عیناں نے بے ساختہ ہی ماشاءاللہ کہا تھا۔اور پھر چاروں (امبر،عمایہ،حورین اور عنایت) کو ایک لائن میں کھڑا کرتے ان کی نظروں اتاری۔

"آپی کہاں ہیں۔!امبر نے ہونٹ کچل کر ماہا کا پوچھا۔وہ سبھی بس اتنا جانتے تھے کہ انہیں ماہا کو یوں فیل کروانا ہے جیسے کہ نکاح سچ کا ہو رہا ہے باقی سب کیا چل رہا تھا اس سے وہ سبھی انجان ہی تھے۔

"عینی نے کوئی ثمرہ کے ماں باپ بلائے ہیں۔میں نے ان کے پاس بھیجا ہے۔!

عیناں نے تاسف بھری سانس بھرتے کہا تھا۔وہ اتنا برا محسوس کر رہی تھی۔کہ وہ یوں اس بچی کو تنگ کر رہی تھی۔

ماما پریشان نہیں ہوں آپ۔دیکھئے گا سب ٹھیک ہو گا۔!

عنایت ماں کے اترے چہرے کو دیکھتی ایکدم سے ان سے لگی تھی۔جس پر وہ مسکرا کر اسکی پیشانی چومتے اسے سینے سے لگا گئی۔

"یہ لہنگا ہیوی ہے اور سنبھال کر چلنا اوکے ناں۔!"عیناں نے اسے پھر سے تائید کی۔جس پر وہ لب دبا کر مسکرائی اور سر کو زور شور سے ہاں میں ہلایا۔

عیناں تو چاہتی ہی نہیں تھی کہ وہ لہنگا پہنے۔مگر پھر عنایت کی ضد کہ وہ سیم ڈریس پہنے گی اوپر سے عنایہ کی ضد کی وجہ سے وہ چپ ہو گئیں تھی مگر وہ وقفے وقفے سے اسے تائید کر رہی تھی۔

"عالی ٹھیک ہے ناں۔ !وہ تقریباً اسکے کان میں گھسی تھی۔ایک تو ساری فیملی کی موجودگی میں وہ بیٹی سے کھل کر پوچھ بھی نہیں سکتی تھی۔ کہ کہیں کسی کو یہ ناں لگے کہ وہ شک کر رہی ہے عالی پر۔"

ڈونٹ وری ماما۔پورا قابو کر لیا ہے میں نے۔ !عنایت شرارت سے اسی کی طرح اسکے کان میں گھس کر سرگوشی میں کہتی مسکرائی۔تو عنایہ نے شکر کا گہرہ سانس بھرتے پھر سے پیشانی چومی تھی۔

جس پر عنایت کھلکھلائی۔

"بھائی لوگ آ گئے۔ چلیں سب لان میں۔؟ فنکشن لان میں تھا جہاں سادگی سے چھوٹا سا سٹیج بنایا گیا تھا۔اور صرف فیملی کے لوگ ہی مدعو تھے۔

"عمایہ لان میں موجود سب لڑکوں کو دیکھ کر فوراً سے آئی اب سب کو آگاہ کیا تھا۔

ماشاءاللہ ماما۔اپ سب کو ہم سے بھی زیادہ پیاری لگ رہی ہیں۔ !

الایہ اور حیا جو وائٹ ڈریسز میں وہی آئی تھی۔امبر ماں اور باقی سب پر ایک ستائشی نگاہ ڈالے مسکرا کر بولی۔

"ظاہر سی بات ہے ہماری ہی بیٹیاں ہیں اور ہم خوبصورت ہیں تو ہی تم سب پیاری ہو۔ !

الایہ نے دوپٹہ لہرا کر ایک ادا سے کہا تھا جس پر وہ سبھی قہقہ لگا کر ہنسی۔

"تو تم تو تبریز کی پہلی بیوی۔ !رس گلا منہ میں ڈالتے تبریز کی نئی ہونے والی ساس نے ایک گہری نظر سامنے بیٹھی ماہا پر ڈالتے کہا۔

"جی۔" ماہا نے حلق میں اٹکتے آنسوں نگلتے بمشکل سے کہا۔

"ہمم۔ہماری ثمرہ تو تم سے لاکھ درجے حسین ہے۔ہنہہ ویسے اسکی ہونے والی ساس کیا نام ہے اس کا۔ہاں وہ میرب۔وہ تو کہہ رہی تھی کہ ایک مہینے میں تم سے جان چھوٹ ہی جائے گی۔پھر ہماری بیٹی راج کرے گی۔"

وہ تمسخرانہ مسکراہٹ اچھالتے بولی۔تو ماہا کی آنکھیں یکلخت بھیگی۔

دل چاہا کہ دھاڑیں مار مار کر روئے۔شوہر کے ساتھ ساتھ وہ اپنے باقی سب رشتے بھی گنوا رہی تھی۔

"سرخ لپ اسٹک سے رنگے ہونٹوں کو دانتوں تلے بے دردی سے کچلا تھا۔

"ارے آ گئی دولہن۔ !باہر شور گونجا تو وہ دونوں مرد وعورت ایکدم سے اٹھے تھے۔

ماہا دل ودماغ میں اٹھتے طوفانوں کو دبائے سر جھکائے مٹھیاں بھینچے بیٹھی رہی۔

یہاں تک کہ عمایہ اندر آئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آپی۔ آپی تبریز بھائی اتنے خوش ہیں۔ کیا آپ انہیں نہیں روکیں گی۔؟ عمایہ نے آنسوں بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے ٹٹولا۔

جو لرزتے لبوں کو کچلنے لگی۔ آنکھیں آنسوں ضبط کرنے کے چکر میں سرخ انگارہ ہو رہی تھی۔

ابیر نے شال درست کرتے اسٹیج پر چڑھتی عنایہ پر ایک گہری استحقاق بھری نگاہ ڈالی۔ جو ڈارک فریش بلیو کلر کے لہنگے میں غضب ڈھا رہی تھی۔

تبریز اٹھا تھا ہاتھ آگے بڑھاتے اسنے اپنی دولہن کا ہاتھ تھاما۔

وہ چونکا تھا حیرت سے اس ہاتھ کو دیکھنا چاہا مگر عنایہ نے شور مچاتے دولہن کو صوفے پر بٹھایا۔

تبریز نے بے قرار نگاہوں سے ماہا کو ڈھونڈنا چاہا جو سامنے موجود نہیں تھی۔ عنایہ اس تک گئی تبریز کو بازو سے پکڑتے اب سٹیج پر اسکی دولہن کے ساتھ بٹھایا۔

جو سرخ گھونگھٹ اوڑھے خاصی شرما رہی تھی۔

"یہ دولہن کچھ عجیب نہیں ہے۔؟' عالیجان شاہ نے جھک کر بارس سے سرگوشی کی۔ جس کی گہری نگاہیں اس دولہن پر ہی تھیں۔

" جتنی نازک کلی عین بتا رہی تھی یہ تو اتنی ہی۔ ہاہاہاہاہاہا۔! ابیر نے دھیمی آواز میں کہتے آخر میں قہقہ لگایا تھا اس کی بات سے تقریباً سبھی متفق تھے جبھی سب ہی مسکرا پڑے۔

" یہ عائش کہاں رہ گیا۔؟ انیل نے شیو کھجاتے اسے ڈھونڈنا چاہا۔ جو صبح سے کہی نظر نہیں آیا تھا۔

" ہمممم۔ کیا پتہ اپنی زوجہ کے پلوں سے لگا ہو گا۔" ابیر نے پھر سے شوشا چھوڑا تو وہ سبھی پھر سے مسکرائے۔ سب کی نظریں اب اپنی اپنی بیویوں کی طرف تھیں۔

بارس نے گردن موڑے ایک کرسی پر بیٹھی حور کو دیکھا۔ جو عنایت کے ساتھ بیٹھی کسی بات پر مسکرا رہی تھی۔

خود پر کسی کی گہری نگاہیں محسوس کرتے اسنے نیلی آنکھیں پھیلائے گردن موڑی۔ تو نظریں خود کو دیکھتے بارس پر پڑی۔

چہرہ ایکدم سے سرخ پڑا تھا۔ وہ سر جھکا گئی۔ اسکی شرم پر بارس نے سر جھٹک کر دھیمی سی مسکان سمیت گہری سانس بھری۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایہ کب سے ماما کو ڈھونڈ رہی تھی۔ جو سامنے نہیں تھی۔ وہ سٹیج سے اتری۔ تو ابیر نے آگے بڑھتے اسکا ہاتھ تھامے اسے آرام سے نیچے اترنے میں مدد کی۔

"لگ رہی ہوں سیم ٹو سیم۔! وہ کھلے بالوں میں انگلیاں چلاتی مسکرا کر بولی۔

"ابیر نے ایک نظر اپنے کندھوں تک آتی اپنی بیوی پر ڈالی جو ہائی ہیلز پہنے کافی اِترا رہی تھی۔

"اہنہہ اب بھی کچھ کمی ہے ڈارلنگ۔ تھوڑی اور اونچی ہیلز پہننی تھی۔! پشت پر ہاتھ باندھے وہ ذرا سا آگے کو جھکتے ایک آنکھ ونک کرتے جنون خیزی سے بولتا عنایہ کا دل دھڑکا گیا۔

کلون کی تیز خوشبو اسکے حواسوں پر چھائی تھی۔ جبکہ نظریں اسکے حسین چہرے پر جم سی گئی تھیں۔ جو سیاہ شلوار قمیض پہنے حد سے زیادہ حسین لگ رہا تھا۔

"پیچھے ہٹیں مجھے جانا ہے۔" وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرتی ایک ادا سے بولی۔

جس پر ابیر نے مسکرا کر سر جھٹکتے اسے رستہ دیا۔

Episode 134

"ڈیڈ۔" وہ اندر جا رہی تھی۔ جب نظر موبائل فون پر کسی سے بات کرتے ویام پر گئی۔ گرے کلر کے ڈنر سوٹ میں ملبوس وہ حد درجہ حسین لگ رہا تھا۔

کہ عنایہ نے چونک کر آنکھیں پھیلائے کافی خوشی اور حیرت سے انہیں دیکھا۔

اسکی آواز پر ماتھے پر تھوڑے بل ڈالے ویام ایکدم سے مڑا تو سامنے ہی عنایہ کا کھڑا پایا۔

ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ وہ آگے بڑھی۔ تو ویام نے فوراً سے معذرت کرتے بعد میں کال کرنے کا کہہ کال کاٹی۔ وہ ہمیشہ سے اپنی بیٹیوں کے معاملے میں ایسا ہی تھا۔

وہ جب بھی اسکے پاس آتی۔ وہ پوری توجہ اور پیار سے ان کی بات کو سنتا تھا۔

"یُو آر لکنگ سو ہاٹ ڈیڈ۔! عنایہ نے آنکھ دباتے ویام کی تعریف کی تھی۔ جسنے مسکرا کر اپنی تعریف کو قبولا۔

"یُو ٹو مائے ڈارلنگ۔! وہ جیسے ہی پاس گئی ویام نے مسکرا کر کہتے پیشانی چومتے کئی نوٹ وارے تھے اسپر سے۔ جو بے ساختہ ہی کھلکھلائی تھی۔

"آپ کی بیگم کو پتہ ناں چلے تو کیا آپ کی بھی دوسری شادی کروادوں۔؟ ویسے بھی مجھے کچھ خاص پسند نہیں کرتی وہ۔!

سینے پر ہاتھ باندھے وہ ناک چڑھائے بولی تو ویام کا چہرہ بلش ہوا تھا۔

"افکورس مائے لیڈی۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔" ویام نے فوراً سے حامی بھری جس پر عنایہ کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

چلیں تبریز بھائی کا تو ہو جائے پہلے پھر آپ کے لئے کچھ سوچتی ہوں۔! عنایہ نے رازداری سے ان کے کان میں گھستے ہوئے کہا تھا۔

جس پر ویام نے فوراً سے سر اثبات میں ہلاتے حامی بھری۔"اچھا میں ماما آپی کو دیکھ لوں پھر بات کرتے ہیں آپ کے بارے میں۔!

وہ دور سے ہی اپنی ماما کو آتا دیکھ فورا سے بھاگی تھی۔

ویام نے مسکرا کر سر جھٹکتے بیٹی کی نظروں سے اوجھل ہوتی پشت کو دیکھا۔

"کیا بات ہے کس بات پر ہنسا جا رہا ہے۔؟عیناں نے سینے پر ہاتھ باندھے گھور کر ویام کی مسکراہٹ کو آبزرو کیا ۔جو کہ چہرے سے الگ ہونے کا نام تک نہیں لے رہی تھی۔

"بس کچھ خاص نہیں۔ عینی بتا رہی تھی میں بہت ہینڈسم لگ رہا ہوں۔! بھورے بالوں میں ہاتھ چلاتے ویام نے ایک ادا سے کہا تھا۔عیناں نے گہری نظروں سے اسے گھورا۔

"ہمم۔ تو کیا شادی کروادوں آپ کی بھی۔؟عیناں نے سرد لہجے میں گویا اسے طنز مارا تھا۔وہ اچھے سے جانتی تھی اپنی بیٹی کو۔دن میں دس بار وہ باپ کو دوسری شادی کا مشورہ دیتی تھی اور اب بھی ویام کی مسکراہٹ سے اسے یہی لگ رہا تھا کہ ہوناں ہو بات شادی کی ہی چل رہی تھی۔

"ناں کرو عین۔اس عمر میں تم روتی ہوئی اچھی نہیں لگو گی۔! ویام نے ذرا ترس بھری نظروں سے اپنی خوبصورت بیوی کو دیکھا۔جو سفید سوٹ میں قہر ہی توڑ رہی تھی۔

اوپر سے اسکے جملے میں جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔

"روئیں میرے دشمن۔ میں جان سے ناں مار دوں آپ کو اور اس چڑیل کو۔ جو اس عمر میں آپ پر ڈورے ڈالے ۔دیکھا کہا تھا ناں میں نے آپ سے۔یہ لڑکی ہماری بیٹی ہو ہی نہیں سکتی۔یہ ضرور ہاسپٹل والوں نے بدل دی ہے میری بچی کو بھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ضرور یہ سارے خواب وہی دکھا رہی ہے آپ کو۔؟عیناں جل بھن کر بولی بس نہیں تھا کہ ابھی عنایہ ہاتھ لگتی وہ اسے بھون کر رکھ دیتی۔

"ڈارلنگ ایسا نہیں ہے۔وہ ہماری ہی بیٹی ہے۔آئیز دیکھو۔پیار بھی تو کرتی ہے۔!ویام نے اسے پیچھے سے ہگ کرتے لاڈ سے سمجھایا۔

اگر وہ اپنی عین کے لیے پاگل تھا تو وہ بھی اچھے سے جانتا تھا کہ اسکی بیوی کسی دوسری عورت کا ذکر تک برداشت نہیں کر سکتی۔

اور وہ بھی تب جب ذکر خود اسکی بیٹی نے چھیڑا ہو۔

"ڈیڈ پھر کافی پر ملتے ہیں۔اسپیشل میٹنگ یاد رکھیے گا۔!

ابھی وہ راضی بھی نہیں ہوئی تھی جب عنایہ پھر سے پیچھے سے گزری۔اب کی بار پاؤں اٹھا کر ماں کو سنانے والے انداز میں کہتی وہ لب دبائے ماہا کا ہاتھ تھامے آگے کو بھاگی تھی۔

عیناں غصے سے لال پیلی ہوتی اسکے ہاتھ اپنے گرد سے کھولتے مڑی۔

"نن نہیں عین ڈارلنگ کوئی میٹنگ نہیں قسم سے۔!ویام نے لبوں کو تر کرتے اسے یقین دلانا چاہا۔

جو فل ناراضگی جتاتی اب روٹھ کر واپس جا چکی تھی۔"ویام نے سر اُٹھائے لب بھینچ کر آنکھیں موندی۔

"مجھے لگتا ہے عین ٹھیک کہہ رہی تھی۔مجھے پتہ کرنا ہوگا کیا یہ میری ہی بیٹی ہے۔!

ارد گرد نظریں دوڑاتے ویام نے جیسے خود کو ایک اہم بات یاد دلائی تھی۔ابھی وہ کچھ مزید سوچتا پیچھے سے آتے امن نے اسے مخاطب کیا۔

"آپی۔کچھ کھالیں آپ۔بھائی تو اتنے خوش ہیں۔آپ کو بلانا ہی بھول گئے۔!سٹیج کے عین سامنے لگی کرسی پر ماہا کو زبردستی بٹھائے عنایہ نے جوس کا گلاس تھمایا۔

جو سوجھی آنکھوں سے تبریز کے پہلوں میں بیٹھی اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔

"وہ پیارا مطلب ہے کافی پیاری ہے نئی بھابھی۔"عنایہ نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے ہوئے کہا۔جسنے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

اور پھر میرب کو اشارہ کیا۔جس نے نظر بچا کر اس دولہن کو کچھ کہا۔

جس پر سٹیج پر بیٹھی دولہن شرما کر سیدھا تبریز کے گلے سے چپکی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"جوس پیتے انیل کو اچانک اچھو لگا تھا وہ بری طرح سے کھانسا۔جب ابیر نے تیوریاں چڑھا کر اس اوور شرمیلی دولہن کو دیکھتے بھائی کی پشت تھپکی۔

"تُو ٹھیک ہے ناں۔!گلاس اسکے ہاتھ سے پکڑتے وہ فکرمندی سے بولا۔تو انیل نے آنکھیں صاف کرتے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

"بھائی قسم سے میرا بھی دل چاہ رہا ہے ایک ایسی دولہن لانے کو۔!اس کی بات پر بارس اور عالیجان نے لب دبائے تھے وہی ابیر بس آنکھیں گھما کر رہ گیا۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا اسکا موبائل فون رِنگ ہوا تھا۔وہ ایکسکیوز کرتے ایک سائیڈ پر گیا۔کچھ ایمرجنسی بن گئی تھی جس وجہ سے اسے جلدی میں نکلنا پڑا تھا۔

پولیس جیپ اسکے گیٹ کے باہر کھڑی تھی۔وہ عجلت میں نکلا۔ابیر کو ٹیکسٹ بھیجتے اپنی ڈیوٹی کے لئے نکل گیا۔

"کیا خیال ہے عالی۔؟تجھے بھی چاہیے کیا ایک ایسی۔!بالوں میں ہاتھ چلاتے ابیر نے خالص مسکرے پن سے کہا تھا۔

بارس کو تو وہ دونوں یوں اگنور کر رہے تھے جیسے وہ دونوں کی سوتن ہو۔اور بارس بھی ان دونوں کو ایسے ہی دیکھ رہا تھا جیسے کوئی ناپسندیدہ شے اسکے گھر میں زبردستی گھس آئی ہو۔

"یار امیرے پاس اللہ کا شکر ہے اس سے بھی پیور پیس ہے۔وقت کے ساتھ ساتھ ایک ایک کر کے ساری خوبیاں سامنے آ رہی ہیں۔اب بس دیکھنا یہ ہے کہ مکہ کب مارے گی۔؟وہ پہلا جملہ جوش سے جبکہ آخری لفظ منہ میں ہی بڑبڑا گیا تھا۔

ابیر نے قہقہ لگاتے اسکی حالت پر ترس کھایا تھا۔

"شاید نہیں یقیناً تیری حالت پر اب ترس کھایا جا سکتا ہے۔!اسنے لقمہ لگایا تو عالیجان نے منہ ٹیڑھا کرتے اسے یوں سینے سے لگایا جیسے جانے کتنے برسوں کا پیار ہو دونوں میں۔"

بارس ان کی اوور ایکٹنگ پر سر جھٹک کر وہاں سے واک آؤٹ کر گیا تھا۔اچھے سے جانتا تھا صاف اسے جلانے کی کوشش تھی۔مگر وہ دونوں جانتے نہیں تھے کہ وہ ڈیول تھا۔

جو صرف جلانا جانتا تھا۔جلنا نہیں۔!

وہ خیالوں میں ہی ان دونوں سے مخاطب ہوتا سر جھٹک کر اپنی بیوی کو ڈھونڈنے لگا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ہمممم پلیز آپ سیدھی ہو کر بیٹھیں۔!

ایکدم سے اس نئی نویلی دلہن کا اپنے ساتھ یوں چپکنا تبریز کا دل ہولا گیا تھا۔ مگر چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ طاری کیے اسنے اس قدر نرمی اور محبت سے اسے سیدھا کیا کہ ماہا کا دل لرز سا گیا۔

"رولیں آپی۔جی بھر کر۔! عنایہ اسکے آنسوں دیکھ کر اسے سہارہ دینے لگی۔ جبکہ عنایت نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ٹشو ماہا کو دیے۔

اسے یقین تھا کہ نکاح کے وقت اسے رونا آئے گا اسی لئے وہ ٹشو پکڑے گھوم رہی تھی۔ مگر کیا پتہ تھا یہ ٹشو بھی ماہا کو دینا پڑیں گے۔

"آپی آپ بھائی کو روک لیں۔یہ عورت اچھی نہیں ہے۔!

حورین نے نیلی بہتی آنکھوں کو ہاتھ سے رگڑ کر کہا تھا۔ جس پر عنایت نے بھی سر کو اثبات میں ہلایا۔

"اور آگے ہوتے ماہا کے ہاتھ سے ٹشو پکڑتے اپنے آنسوں صاف کیے۔

"عنایہ نے سر گھما کر ان دونوں کو دیکھا۔جو ایسے رو رہی تھی جیسے شادی تبریز کی نہیں بارس اور عالیحان کی ہو۔

"مجھے تو لگتا ہے یہ لڑکی کوئی جادو گرنی ہے۔میں نے ڈراموں میں بھی دیکھا ہے۔خوبصورت لڑکوں کو قابو کرنے کے لئے لڑکیاں جادو کر دیتی ہیں۔دیکھیں تو بھائی کتنے خوش ہیں۔"

اس نئی آواز پر عنایہ نے سر کھجاتے گردن پوری موڑ کر ماہا کے پیچھے لگی کرسی پر بیٹھی عمایہ کو دیکھا جو ٹشو باکس گود میں رکھے رو رہی تھی۔

"اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسکے سمجھانے کے باوجود بھی یہ سب لڑکیاں بجائے ماہا کو اکسانے کے خود کیوں رو رہی تھی۔

"امبر۔"

"ہمممم "عنایہ نے اپنے پاس کھڑی امبر کے کان میں سرگوشی کی۔ جو دیدے پھاڑے ان چاروں کو روتا دیکھ رہی تھی۔

"ایک کام کرو۔! عنایہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا اس دولہن کو غائب کرنا ہے۔! وہ لہنگے کے بازوں چڑھاتے ہوئے دانت پیستے آنکھیں چھوٹے کیے اس گھونگھٹ میں لپٹی دولہن کو گھورتے بولی۔ جیسے وہ دولہن نہیں اسکا شکار ہو۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عنایہ کو سکتہ سا لگا تھا۔ سر کو جھٹک کر اسنے امبر کا بازو پکڑا۔

"اوہ میری ماں۔ تم بس اتنا کرو۔ ان سب کے شوہروں کو ان تک لاؤ تا کہ وہ اپنے اپنے پیس سنبھال سکیں۔!

عنایہ نے درد سے پھٹتے ہوئے سر کہا تھا۔ امبر اوہ یہ کہتی جانے لگی مگر پھر ایکدم سے رکی۔

"اب کیا ہے۔!۔ بھوری آنکھیں پھیلا کر وہ چڑ کر بولی۔

"عائش تو ہے ہی نہیں۔! امبر نے منہ ڈھیلا کرتے جیسے سوچ کر بتایا تھا۔

"ہاں وہ تھوڑی دیر تک آجائے گا۔ اسکا باجا یہیں رہنے دو۔ باقی دو کو سنبھالو۔"

عنایہ نے بالوں کو رف سے جوڑے میں باندھتے ہوئے کہا تھا۔

یہ لہنگا اور ہائی ہیلز اب اسکے جان کا وبال بن چکے تھے۔ بس ایک بار یہ فنکشن ختم ہو جائے۔ وہ سوچ ہی سکی۔

جب نظریں اسی طرف آتے بارس پر گئی۔

"ہائے میرے پیارے سے بھائی۔ کتنے ٹھیک وقت پر آئے ہو تم۔" وہ فوراً سے اس تک گئی تھی۔ بارس مسکرا کر اسے سینے سے لگا گیا۔ جو پہچان میں ہی نہیں آرہی تھی۔

"کیا ہوا عین۔ سب ٹھیک تو ہے۔! ایک کڑی نظر پورے ماحول پر ڈالے اسنے فکرمندی سے پوچھا۔

ہاں اب تک تو ٹھیک ہے اگر حوری یونہی روتی رہی تو یقیناً کچھ بھی ٹھیک نہیں رہے گا۔!

عنایہ نے فکرمندی سے کہتے اسے حورین کی طرف اشارہ کیا اور خود عنایت کے عین سامنے جارکی۔

وہ چاہتی تھی کہ وہ عنایت کو ناں دیکھے بس اپنی بیوی کو اٹھا کر نکل جائے۔ تا کہ عالی عنایت کو لے جاسکے۔

"حور۔! بارس ایکدم سے گھبرایا ہوا سا اس تک گیا۔ جو آنسوں صاف کرتے اس کی آواز پر چونکی۔

مگر ہوش تو تب آیا۔ جب وہ اسے ایک دم سے بانہوں میں بھرتے وہاں سے واپس لے جانے لگا۔

حورین نے گردن موڑے پیچھے دیکھا۔ تو عنایہ نے ہاتھ سے اسے بائے کہا۔ جس پر وہ منہ پھولا گئی۔

"یہ مرد بڑے ظالم ہوتے ہیں ماہا۔ تم تبریز بھائی کو کبھی معاف ناں کرنا۔ ایسا کرنا واپس چلی جانا۔ پھر ان کو تمہاری قدر ہو گی۔! عمایہ کی گود میں پڑے ٹشو باکس میں سے ایک ٹشو کھینچ کر وہ کرسی گھیسٹ کر ماہا کے پاس ہوتے بڑے دکھ سے بولی تھی۔

کیسے کیسے پوز دے رہا تھا تبریز۔ اس دولہن کے ساتھ۔ عنایت کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کچھ کر دے۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہو آپی۔! عمایہ نے بھی دکھ بھری آہہ بھرتے کہا تھا۔ جبکہ عنایہ تو اپنے بہن کے نئے روپ کو دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔

کیسی کیسی باتیں سکھا رہی تھی وہ ماہا کو۔

مٹھیاں بھینچ کر اسنے عنایت کو آواز دی۔ جسنے ایک نظر اسے دیکھا۔

"تم کیوں نہیں رو رہی عینی۔؟ رو لو غم ہلکا ہو گا۔" عنایت نے بدلے میں اسکی خشک آنکھیں دیکھ کر بہن کو مشورہ دیتے ساتھ ہی اپنا بھیگا ٹشو پیش کیا۔

عنایہ بمشکل سے چہرے پر مسکینیت طاری کرتے سر جھکا گئی۔

اینجل۔! معا عالیحان شاہ کی بھاری آواز پر جیسے اسکی جان میں جان آئی تھی۔

" اسنے فوراً سے سر اُٹھائے بہن کو دیکھا۔

جسکے چہرے سے صاف ظاہر تھا اسے عالیحان کا یوں ڈسٹرب کرنا پسند نہیں آیا تھا۔

عنایہ نے امبر کو دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں سے شکریہ کہا تھا۔ جس نے سر اثبات میں ہلاتے اسکے شکریے کو قبولا

۔

"عالیحان آپ جائیں۔ ہم لڑکیاں بات کر رہی ہیں۔! وہ چہرہ موڑ کر بولی۔

عالیحان شاہ نے جبڑے بھینچ کر ان بھیگی سیاہ آنکھوں کو دیکھا اور ایک دم سے آگے بڑھا۔

"اٹھو۔! اسنے حکم دیا تھا۔

"کیوں۔؟ عنایت نے ڈٹ کر کہتے آنکھیں پھیلائی۔

مگر اچانک اسکے چہرے پر سرد مہری دیکھ وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدل گئی۔

"پاؤں میں سویلنگ ہو گئی ہے آپ اٹھا لو۔! وہ مکاری سے مسکرا کر معصومیت سے کہتی ہاتھ اسکے سمت بڑھا گئی۔

جس پر عالیحان شاہ نے گہری سانس بھرتے عنایہ کو دیکھا۔

جس نے اسکے دیکھنے پر کاندھے اچکائے۔ جیسا کہا ہو تمہاری ہی سنگت کا اثر ہے۔

عالیحان شاہ نے لب دبائے ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے اسے نرمی سے اٹھایا اور خود واپسی کے لئے مڑا تھا۔

اب امبر اور عنایہ کرسیاں کھینچ کر ماہا کے دائیں بائیں بیٹھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آپی اب بھی وقت ہے روک لیں یہ سب کچھ۔ابھی نہیں تو کیا ہوا ایک سال دو سال بعد اللہ آپ کو اپنی اولاد دے گا۔پھر آپ اپنے فیصلے پر صرف پچھتا ہی سکیں گی۔!

عنایہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا جس پر وہ بھیگی آنکھوں سمیت لب کچلتے سامنے کے منظر کو دیکھنے لگی۔

"چلو جی چلو نکاح کا وقت ہو گیا ہے۔!میرب نے شوشا چھوڑا تھا۔

ماہا کا دل کسی انہونی کے تحت دھڑکا۔"اب دولہا اور دولہن کو سٹیج کے عین دائی جانب بنائے گئے خوبصورت سے برآمدے نما ایریا کو مصنوعی پلرز،پردوں اور پھولوں سے سجایا گیا تھا۔

قاضی صاحب کے ساتھ گھر کے بڑے مرد موجود تھے۔جب کہ درمیان میں سفید پردہ لگا کر دونوں حصوں کو پردہ کیا گیا تھا۔

"آپی۔"عنایہ نے گھبراہٹ سے تھوک نگلتے دولہن کو دیکھا اور پھر ماہا کو۔

"تبریز کی ایک آخری نگاہ ماہا پر ڈالی اور سر جھٹک کر لب مضبوطی سے بھینچتے وہ نیچے بیٹھ گیا۔

"جی مولوی صاحب نکاح شروع کریں۔دولہن کی ماں نے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ سے رس گلا اُٹھائے مسکرا کر کہا تھا

۔

"جس پر مولوی صاحب نے سر ہاں میں ہلایا۔

"ثمرہ ولد۔

"رک جائیں۔ " ماہا کی گرج پر مولوی صاحب کو بریک لگا رہی گھونگھٹ میں لپٹی اس دولہن نے شکر کا سانس بھرا تھا۔عنایہ میرب کو پر سکون ہونے کا اشارہ کرتی خود بھی اسی سمت آئی تھی۔

عنایت حورین عمایہ تینوں ہی آنسوں پونچھنے لگی۔آخر کو ماہا نے کچھ تو بولا تھا۔

"نہیں ہو گی یہ شادی۔رک جائیں آپ سب۔!مٹھیاں بھینچ کر وہ تیز آواز میں بولی۔تو کئی دنوں کے بعد تبریز شیرازی کے ہونٹوں پر بھولی بھٹکی مسکراہٹ اٹدی۔

"باقی سب بھی مسکراہٹ دبائے بظاھر سنجیدگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

جو تن فن کرتی گھونگھٹ کو خونخوار نگاہوں سے گھورتی۔اس دولہن تک گئی۔

"یہ نکاح نہیں ہو گا سنا تم نے۔میرا شوہر صرف میرا ہے۔میں نہیں بانٹوں گی اسے۔"

دانت پر دانت جمائے وہ مان سے بولی۔

"اٹھو اور نکل جاؤ میرے گھر سے۔!اس دولہن کو یونہی ڈھیٹوں کی طرح بیٹھا دیکھ ماہا نے پھر سے کہا۔

سب ہی مسکراتی نظروں سے ماہا کو دیکھ رہے تھے۔میرب نے بیٹے کو دیکھتے آنکھ دبائی۔تو تبریز ماں کی کاروائی سمجھتے ہنس کر سر جھٹک گیا۔

"اس دولہن نے سر زور شور سے نفی میں ہلایا۔تو ماہا کے ساتھ ساتھ باقی سب کا منہ بھی پورے کا پورا کھلا تھا۔

ماہا نے گردن موڑ کر تبریز کو دیکھا۔جس نے کندھے اچکا کر مسکراہٹ اچھالی تھی۔

جو ماہا کو مزید آگ بھبھوکا کر گئی۔

"سنا نہیں تم نے اٹھو۔!ماہا جھپٹ کر آگے بڑھی۔ایک دم سے اس دولہن کا گھونگھٹ پلٹا۔

"اہہہہ۔ "! سر پر لگی وِگ ماہا کے ہاتھ میں تھی۔۔جس وجہ سے وہ خوفزدہ سی ہو کر بلند آواز میں چیخی۔

تبریز ابیر،عالیحان،عمایہ،ہر کوئی حیرت و بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے سرخ لہنگے میں موجود اس دولہن کو دیکھ رہے تھے۔

جو کوئی اور نہیں عائش انزک علی تھا۔

"ععائش۔!روز نے دل پر ہاتھ رکھتے بیٹے کو دیکھتے دبی دبی سی چیخ میں اسے پکارا۔

عمایہ کا تو سر بری طرح سے گھوما تھا۔آنکھیں پھاڑے وہ سر بے یقینی سے نفی میں ہلا رہی تھی۔جبکہ عائش سب کی نظروں میں بے یقینی پاتے اب عنایہ کو دیکھنے لگا جو ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

"السلام علیکم بھابھی جی۔!"تھوک نگلتے عائش نے تبریز کی گھوریوں کو اگنور کرتے ماہا کو سلام جھاڑا تھا۔

جس کا سب سے برا حال تھا۔شاید وہ اب تک صدمے میں تھی۔

ماحول میں ایکدم سے خاموشی چھائی۔تو عائش کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

"بھابھی جی میں نے کچھ نہیں کیا۔ز ز ز وجہ یہ سب اس عینی کا پلین تھا اور میرب ماسی بھی ساتھ ہی تھیں۔"

وہ معصوم سی شکل بنائے اپنی صفائی پیش کرنے لگا۔کیونکہ سب کے چہروں پر جس قدر سنجیدگی تھی اسکا ڈر نا بنتا تھا۔

سرخ دوپٹے کو ہاتھ میں لپیٹے وہ پریشانی سے سب کو دیکھنے لگا۔

"ایکدم سے خاموش ماحول میں سبکے جاندار قہقہوں نے سکوت توڑا تھا۔ابیر علوی اور عالیحان شاہ اب اسکے آگے پیچھے کھڑے ہوئے سیلفیاں لینے لگے۔جس پر عائش کا چہرہ غصے سے پھولا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جبکہ سب سے اونچی قہقہوں کی آواز عنایہ کی تھی۔ جسے غصے سے گھورتے وہ پہلوں بدل کر رخ گیا۔"

"ارے رکو تو ہماری شرمیلی نازک حسینہ۔! وہ بھاگنے لگا۔ تو ابیر نے ایک دم پیچھے سے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے واپس کھینچا۔۔

ماہا نے تشکر بھری سانس فضا کے سپرد کی تھی کہ بروقت اسکی عقل ٹھکانے آگئی تھی۔ اگر سچ مچ تبریز کا نکاح ہو جاتا تو وہ تو مر ہی جاتی۔

"تبریز نے اسے آنکھوں سے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ تو بھاگ کر اس تک گئی تھی۔ آنسوں رگڑتے سر اسکے سینے میں چھپایا۔ جسنے جھک کر نرمی سے اسکے سر پر بوسہ دیے ایک تشکر بھری نگاہ آسمان پر ڈالی گویا اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔ کہ کم از کم اسکی بیوی کی عقل ٹھکانے پر تو آئی تھی۔

"عینی۔ " عائش ان دونوں کے بیچ بری طرح سے پھنسا منمنا کر بولا۔ تو عنایہ نے گہری سانس بھرتے اسے دیکھا۔

"بس بس کوئی میری دولہن میرا مطلب ہے عائش کو تنگ نہیں کرے گا۔" وہ گلا کھنکھارتے ہوئے بولی۔

مگر ابیر اور عالیجان نے گویا اسکی بات ایسی ہوا میں اڑائی جیسے ناک پر بیٹھی مکھی۔

"ویسے کیا حسین پری لگ رہے تُو۔! عالیجان شاہ نے اسکے سراپے پر چوٹ کرتے نیلی آنکھیں گھما کر کہا تھا۔ اور اب عائش کا چہرہ خاصا تپ کر لال ہوا تھا۔

انزک تو بیٹے کی انوکھی حرکتوں پر حیران ہی ہو سکتے تھے۔ ویسے بھی انہیں شروع سے ہی یقین تھا وہ ایسی الٹی حرکتوں کے لیے اس دنیا میں آیا ہے۔

"برخوردار اگر دولہن نقلی لائی تھی تو قاضی بھی نقلی لے آتے۔ کیوں مجھ غریب کو زحمت دی۔"

قاضی صاحب نے چڑھ کر ایک غصے بھری گھوری اس دولہن پر ڈالتے کہا۔ تو سبھی نے لب دبائے۔

ارے ایسے کیسے۔ آپ ایسے نہیں جا سکتے۔ میرا مطلب میرا اور میری زوجہ کا سیکنڈ نکاح ہوگا آج۔ میں آتا ہوں۔ "

وہ لہنگا تھامے اندر کی طرف بھاگا تھا۔

جبکہ ویام اور باقی سب اس کی بات پر متفق ہوئے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تھوڑی ہی دیر میں عنایہ اور امبر عمایہ کو پردے کی دوسری سمت بٹھا چکی تھی۔ جب آندھی طوفان کی طرح دوڑتا وہ سیاہ کرتا شلوار پہنے اپنے بالوں کو سنوارتے دوسری طرف آیا تھا۔

تبریز اور ماہا نے مسکرا کر اس پاگل دولہے کو دیکھا۔ سبھی کے چہروں پر مسکان تھی۔

قاضی صاحب اسکے بیٹھتے ہی نکاح شروع کروا چکے تھے۔ سب کی موجودگی میں عائش نے ایک بار پھر سے عمایہ ازلان علوی کو اپنی زوجیت میں پورے دل وجان سے قبولا تھا۔

ہر طرف مبارک باد کا شور اٹھا تھا۔ روز تو بیٹے کی خوشی پر صدقے واری جا رہی تھی۔ جو سب کو بلند آواز میں مبارک ہو کہہ رہا تھا۔

اب اس کا نکاح ہوا ہے تو کیوں ناں ہم دونوں کا بھی کچھ سوچا جائے۔" عالیحان شاہ نے سر کھجاتے باپ سے فرمائش کی تھی۔ وہیں ابیر نے بھی امن کو دیکھا۔

امن اور عالیان نے ایک دوسرے کو کیا کیا جائے کا اشارہ کیا۔

اور پھر سر اثبات میں ہلا کر گویا رضامندی بھری تھی۔ جسپر وہ دونوں ہی خوش ہوئے تھے۔

تینوں بیٹھو۔ آخر مجھے بھی اپنے بیٹے کا نکاح ہوتا دیکھنا ہے۔" ویام نے سینے پر ہاتھ باندھے گھمبیر مگر بلند آواز میں کہا

۔

تو بارس نے چونک کر اپنے ڈیڈ کو دیکھا اور ایک نگاہ اپنے ساتھ کھڑی حورین شاہ کو۔"

لبوں پر دھیمی مسکراہٹ سجائے وہ بنا تردد آگے بڑھا۔

اب ابیر، عالیحان، اور بارس تینوں ہی ایک ساتھ بیٹھے تھے۔ جبکہ دوسری سمت عنایہ، عنایت اور حورین شاہ۔

سب سے پہلے عالیحان شاہ اور عنایت کا نکاح ہوا تھا اسکے بعد عنایہ اور ابیر اور پھر حورین شاہ اور بارس کا۔ مبارک ہو۔!

ان کے مسکراتے چہروں کو دیکھتے ساری فیملی نے یک زبان ہوتے ان کو مبارکباد دی تھی۔ جس پر وہ سبھی کھلکھلا کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

Episode 135 Part 1

میں بتا رہا ہوں عین۔اپنے اس بیٹے سے دور رہنا۔زیادہ دور نہیں ہونگا میں۔ویسے بھی چکر لگاتا رہوں گا۔"

عیناں ناخن دانتوں تلے کچلتی کبرڈ میں سے اپنے کپڑے نکال کر پیک کرتے ویام کو خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔جو شام سے جانے کتنی بار اسے وارن کر چکا تھا۔

ویام سب سن لیا ہے میں نے اور نوٹ بھی کر لیا ہے۔آپ بھی اپنی بیٹی سے دور رہیں گے۔جو الٹی سیدھی پٹیاں وہ پڑھا رہی ہے۔خبر دار جو ایسا کچھ کیا آپ نے۔!

عیناں نے آنکھیں چھوٹی شہادت کی انگلی اٹھائے اسے سختی سے وارن کیا۔جس پر ویام نے آنکھیں گھمائی۔

"جو حکم میری جان۔میں ایسا کچھ بھی نہیں کروں گا۔"

ویام نے مسکرا کر اسے بے فکر کرنا چاہا جو کہ وہ ہونے سے رہی۔باقی سبھی مرد حضرات نکاح کے تھوڑی دیر بعد ہی شفٹ ہو چکے تھے اور اب کھانے کے بعد عیناں اور حیا جانے والی تھی جنہیں چھوڑنے کے لیے ویام اور امن خود جا رہے تھے۔

"عنایت کو بھی بول کر جا رہی ہوں میں۔نظر رکھے گی وہ آپ پر اور آپ کی چہیتی پر۔اور اگر اس نے کچھ الٹا سیدھا بتایا تو پھر آپ کی خیر نہیں۔"

سینے پر ہاتھ باندھے وہ سنجیدگی سے بولی تو ویام نے بمشکل سے مسکراہٹ دبائی۔جبھی دروازہ ناک ہوا۔

"آ بھی چکو ویام۔"امن کی آواز پر وہ دونوں ہی باہر نکلے تھے۔جہاں حیا اور امن باہر ہی کھڑے تھے۔وہ چاروں ایک ساتھ تیمور کے گھر کیلئے نکلے تھے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اتنی خاموشی کیوں ہے۔؟بھئی ذرا چل شل کرو یہ کیا منہ لٹکائے ہوئے بیٹھی ہیں آپ سب۔؟آج دو دن ہو چکے تھے۔سب لڑکوں کو دوسرے گھر شفٹ ہوئے اور سبھی لڑکیاں اداس سی گھوم رہی تھیں۔

ماسوائے عنایہ اور امبر کے۔وہ کل سے سب کا موڈ فریش کرنے کی کوشش میں تھی مگر جانے کون سا محبت روگ لگا تھا کہ کسی کا بھی موڈ کچھ بھی کرنے کو نہیں چاہ رہا تھا۔

"کل صبح ناں ہم سب اپنی اپنی مایوں کے ڈریسز لینے جائیں گے۔اور کل رات کو برائیڈل شاور ہوگا ہم سب کا۔کیسا ہے آئیڈیا۔!

عنایہ لپک کر عنایت ہی گود میں سر رکھتے بیڈ پر لیٹتے ہوئے پوچھنے لگی۔مگر کسی نے بھی اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آپی یار آپ تو موڈ ٹھیک کریں۔ مجھے تو یقین نہیں آرہا کہ آپ بھی عالی کو اتنا زیادہ مس کر رہی ہیں۔!

عنایہ نے کڑوے منہ بناتے اسے چھیڑا۔ جس پر عنایت نے اداس نظروں سے اسے دیکھا۔

"ابھی تو خدمتیں ہونا شروع ہوئی تھی عینی۔ اتنا مزہ آتا تھا۔ پتہ ہے روز ناز نخرے اٹھوا اٹھوا کر اب تو عادت سی لگ گئی ہے۔"

وہ منہ پھولا کر بچوں کی طرح بولی۔ کچھ ایسا ہی حال ماہا اور حورین کا تھا۔

"میرے بیچارے معصوم سے شوہر کو تم نے دولہن تک بنادیا۔ پھر بھی ترس نہیں کھایا کسی نے ہم پر۔ پتہ ہے پہلے ہی اتنے دنوں سے ہم ایک ساتھ وقت بھی نہیں گزار سکے۔ اوپر سے یہ سب۔"

عمایہ کا دکھ سب سے الگ تھا۔ امبر نے آنکھیں گھما کر اپنی دیوانی بہن کو دیکھا۔ جو اس چھوٹے سے پیکٹ کی دیوانی ہوئی پھر رہی تھی۔

صیحیح کہہ رہی ہو تم عمایہ۔ ہماری تو شادی کو ایک سال ہو گیا پھر بھی تم سب کے ساتھ میرے شوہر کو بھی سزا مل رہی ہے۔ پتہ ہے وہ ویسے ہی میری بے وقوفیوں کی وجہ سے ناراض ہونگے۔ اور اب میں بجائے انہیں منانے کے یہاں تم سب کے بیچ بیٹھی ہوں۔؛"

ماہا نے ہونٹ پھیلائے بال کانوں کے پیچھے اڑستے دکھ بھری آہ بھرتے کہا تو عنایہ اور امبر نے بمشکل سے ہنسی دبائی تھی۔ یہ سچ تھا کہ وہ دونوں بھی ابیر اور انیل کو مس کر رہی تھی مگر وہ ان دنوں کو بھی انجوائے کرنا چاہتی تھی۔ وہ ایک ایک لمحہ ایک ایک پل اپنے کزنز کے ساتھ یادگار بنانا چاہتی تھی مگر باقی سبکے تو دکھ ہی ختم نہیں ہو رہے تھے۔

"ہاں اور میرے کیف۔ مجھے تو کل رات بھی نیند نہیں آئی تھی۔ پتہ ہے اتنے مہینوں سے مجھے تو بالوں کو کنگھی کرنا بھی بھول گیا ہے۔ مجھے اتنا رونا آرہا ہے۔!

نیلی بھیگی آنکھوں سمیت وہ کھڑکی کے پار آسمان پر جگمگاتے چاند کو دیکھتی بے چینی سے بولی۔ تو سب لڑکیاں بھی اسکے لیے اداس ہوئی تھی۔

وہ سبھی نوٹ کر چکی تھی کہ حورین خود سے زیادہ بارس پر ڈیپینڈ کرتی تھی۔ اور یہ عادت تو محبت سے زیادہ جان لیوا ہوا کرتی ہے۔

"اہھہ یار تم سب کو ایسے کہہ رہی ہو جیسے تم سب کے شوہر بڑے ہی کوئی سپر اسٹار ہیں اور ہم دونوں کے ولن۔ جو ہم اپنے اپنے شوہروں کو مس نہیں کر رہی۔

ایسا نہیں ہے میں بھی تو ابیر کو اسکے پاگل پن کو مس کر رہی ہوں۔"

اور میں بھی اپنے پولیس والے کو مس کر رہی ہوں مگر ہم دونوں یہ چاہتی ہیں کہ ہم سب کزنز اس وقت کو اداسی سے نہیں بلکہ خوشی سے جیے۔ تاکہ آئندہ زندگی میں جب بھی ہم ان لمحات کو یاد کریں تو ہم سب کے چہروں پر خوشی کی چمک ہو۔؛ "

امبر نے مسکرا کر ان سب سے کہا۔ جو واقعی میں اب سوچ میں ڈوبی تھی۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے مگر ہم سب کیا کریں۔! عنایت نے منہ بناتے کہا۔۔

"میرے پاس ایک آئیڈیا ہے۔! عنایہ نے آنکھ ونک کرتے کہا۔ تو سبھی لڑکیوں نے منہ موڑ کر اسے دیکھا۔ جو جانے کیا سوچ رہی تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"یہ سب کیا ہونے والا ہے۔؟ کوئی ہمیں بھی کچھ بتا دے۔؟ میرب نے کان کھجاتے الایہ اور حرمین سے پوچھا۔ جو خود بھی انجان تھی کہ رات کے گیارہ بجے ان سب کو یہاں کیوں بلایا گیا تھا۔

"مجھے لگتا ہے کچھ کرنے والی ہیں یہ سب لڑکیاں۔! روز نے پر سوچ سے انداز میں سوچتے ہوئے کہا تو باقی سب نے حیرانگی اور نا سمجھی سے کندھے اچکائے تھے۔

لیڈیز۔ اینڈ لیڈیز۔! عنایہ کی آواز پر وہ سبھی اب چوکس سی ہوئی صوفوں کی پشت سے ٹیک لگائے ان سبھی نے سردی سے بچنے کے سبب کمفرٹر ٹانگوں پر اوڑھتے ٹانگیں صوفوں پر جما کر رکھی تھی۔

ان دو صوفوں کو چھوڑ کر سارا ہال بلکل صاف تھا۔ درمیان میں ایک سرخ رنگ کا پردہ لگا ہوا تھا۔ جس کی وجہ وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ جبھی پردہ ہٹا اور عنایہ کی کھنکتی آواز پر وہ سبھی منہ کھولے حیرانگی سے سامنے دیکھنے لگی۔ جہاں قالین کے اوپر چادریں بچھا کر اس حصے کو الگ کر دیا گیا تھا۔ پیچھے موجود دیوار پر لائٹس جگمگا رہی تھی۔

سارا منظر ہی بلکل مختلف ہوا پڑا تھا۔

"آپ سب کو انٹرٹین کرنے کے لیے ہم سب کر رہی ہیں کچھ نیا اور بہت خاص۔ تو سب سے پہلے تالیوں کے بیچ کریں ہمارے پہلے اور سب سے خاص پیس کا ویلکم۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اب امبر دوسری طرف سے نکلتی سامنے آئی تھی۔اس کی گئی بات پر سامنے بیٹھی ان سب کی مائیں اور ساس حیران پریشان تھیں۔مگر پھر بھی سب نے تالیاں بجائی۔

اور اب باقی کی سب لڑکیاں بھی صوفوں کے پیچھے آکر کھڑی ہوئی تھی۔عنایہ اور امبر بھاگ کر ان کے قدموں میں بیٹھی۔

جب ایکدم سے سارے ہال کی لائٹس آف ہوئی۔توسب کی آنکھوں میں تجسس بڑھا۔ماتھے پر شکنیں ڈالے وہ سبھی سامنے دیکھنے لگی۔

"یار ہم سب یہاں پر بور ہو رہے ہیں۔وہاں جانے ہماری بیویاں کیا کر رہی ہوں گی۔مجھے میری زوجہ کے پاس جانا ہے۔؛"عائش کسی ضدی بچے کی طرح انیل کے سینے سے لگتے بولا تھا۔

جس نے پیار سے اسے پچکارا۔باقی سب کا بھی ایسا ہی حال تھا۔وہ سب اس وقت لان میں بیٹھے اپنی اپنی بیویوں کو یاد کر رہے تھے۔

کیونکہ گھر سے نکل پانا کسی کے بس میں نہیں تھا۔وریام نے گیٹ اور دیواروں پر ایسی وائرز لگوائی تھی کہ کسی کے ٹچ کرتے ہی الارم بج جائے۔اور یہی وجہ تھی کہ کل سے ان میں سے ایک بھی اپنی بیویوں کے پاس نہیں جا سکا تھا۔

"ہائے میری زوجہ کیا کر رہی ہو گی۔ضرور مجھے یاد کر کے رو رہی ہو گی۔ "

عائش نے دکھی لہجہ بھرتے کہا تھا جس پر انیل نے پیار سے اسکے بال سہلائے۔

غم ناں کر یار۔ان شاءاللہ ایک ناں ایک دن تُو بھی اپنی زوجہ کے پاس ہو گا۔!

انیل نے اسے مشورہ دیا جو اسے خاص پسند نہیں آیا۔

"یہ سب بس باتیں ہی ہیں۔کر تو کچھ سکتے نہیں ہم لوگ۔اسکا صاف مطلب یہی ہے۔کہ منہ بنا کر بیٹھے رہو۔اور بس سوچتے رہو کہ کاش ہم سب نے اس ریسیپشن کی حامی ناں بھری ہوتی۔"

تبریز نے سر جھٹک کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے کہا۔اسکا الگ ہی غم تھا ایک تو اتنے عرصے کے بعد بیوی سے ناراض ہونے کا موقع ملا تھا اوپر سے اسے زبردستی اٹھا کر یہاں لایا گیا تھا۔

کیا ہو تا اگر وہ اپنی بیوی سے تھوڑے ناز اٹھوا لیتا۔

ویسے ابیر تم تو ڈاکٹر ہو ناں۔ایسا کرو ان بڈھے لوگوں کو ایک ایک انجیکشن لگا کر بے ہوش ہی کر دو یار۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عالیجان شاہ نے سینہ مسلتے اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتے کہا۔ ابھی تو قرب کے لمحات جی بھر کر جیے بھی ناں تھے کہ اوپر سے یہ دوری اسکی جان کا وبال بنتی جا رہی تھی۔

ابیر نے گردن موڑ کے عالیجان کو گھورا۔

جو اسے شیروں کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کا مشورہ دے رہا تھا۔

ہاں کہا تو تم نے ٹھیک ہے مگر جان۔ سنا ہے تمہارا ابھی بڑا رعب اور دبدبا ہے ایسا کرو۔ ان سب کو اپنے بائیں ہاتھ سے کھینچ کر ایک کمرے میں بند کر دو۔ ناں رہے گا بانس ناں بجے کی بانسری۔!

ابیر نے ہاتھ اسکے کندھے پر رکھتے حساب پورا کیا تھا۔ جس پر عالیجان شاہ آنکھیں گھما کر رہ گیا۔

"نہیں تو ایک بار سوچ۔ تجھے تیری عین سے دور رکھ رہے ہیں یہ لوگ۔! عالیجان شاہ نے اسکے سینے پر ہاتھ مارتے جیسے اسکے اندر کے جانور کو جگانا چاہا تھا۔

جس پر وہ لبوں پر امڈتی مسکراہٹ دبائے اسے دیکھے گیا۔

"ہاں میں نے بہت سوچا اور سوچ سوچ کر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تُو کچھ عرصہ بڑا ہے مجھ سے۔ اس لیے میں تیری بات کا مان رکھوں گا۔ تُو نہیں چاہتا تھا ناں کہ میں عین سے ملوں دیکھ میں نہیں ملوں گا۔!

ابیر نے اسکا گال اتنے زور سے کھینچا تھا کہ عالیجان شاہ دونوں ہاتھوں سے اپنے گالوں کو سہلاتا اسے خونخوار نظروں سے گھورتا رہ گیا۔

جو اتنی آسانی سے آج بازی پلٹ رہا تھا۔

"ہنہہ۔" عالیجان نک روٹھی ہوئی محبوبہ کی طرح ہنکارہ بھرتے رخ پورا موڑا تھا۔

جیسے کہہ رہا ہو آگے بڑا میری باتیں مان مان کر ریکارڈ قائم کیا ہے تم نے۔

"باقی سب تو ٹھیک ہے۔ مگر حوری۔ پتہ نہیں اس نے اپنا خیال رکھا ہو گا یا نہیں۔!

ابیر نے اداس سا چہرہ بنائے بظاہر ان سب سے لاتعلق بنے بیٹھے اس خوبرو شخص پر ایک بھرپور نگاہ ڈالے کہا۔

جو سنگل صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے سنجیدہ سا بیٹھا تھا۔

عالیجان نے نیلی آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔ جس پر ابیر نے آنکھ دبائی۔ تو عالیجان پہلے پہل سمجھ ناں سکا۔ مگر پھر اسکی بات کا مفہوم سمجھتے اسنے گردن موڑ کر بارس کو دیکھا۔

جو اپنے موبائل فون پر مصروف تھا۔

"ہممممم۔وہ تو اٹیچ بھی بہت جلدی ہو جاتی ہے۔ہر کسی سے۔!

عالیحان نے لقمہ لگایا تھا۔جبکہ انیل،عائش اور تبریز تو منہ کھولے حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

جو پورے دو دن بعد بارس یا حورین کے متعلق بات کر رہے تھے وہ بھی اتنی ایموشنل۔کہ ان کا بھی رونا نکل آئے۔

"پتہ نہیں بولا تو تھا میں نے بھی کہ گڑیا ایکسر سائز کرتے رہنا۔پھر بھی تم تو جانتے ہو عالی۔شروع سے کتنی ضدی ہے۔ایک ڈول ٹوٹ گئی تھی تو کتنا روئی تھی کہ اس کے بنا نیند نہیں آتی مجھے۔مجھے وہی چاہیے۔!

ابیر نے عالیحان شاہ کے گلے لگتے عورتوں کی طرح خالص مسکرے پن سے کہا تھا۔عالیحان نے دانت پیستے ہوئے اسکی پشت تھپک کر اسے مصنوعی سہارہ دیا۔

اور یہی تک بارس کا صبر تھا۔وہ ایک جھٹکے سے اٹھا۔

تو وہ تینوں جو ابیر اور عالیحان کو دیکھ رہے تھے۔انہوں نے گھبرا کر سینوں پر ہاتھ رکھے۔"

"اسے کیا ہوا ہے۔؟تبریز نے پیسنہ پونچھتے ہوئے اسکی چوڑی پشت کو دیکھتے پوچھا۔

ویسے بھی اسے ایک نظر دیکھ کر ہی کسی کے بھی رونگٹھے کھڑے ہو سکتے تھے اور وہ بیچارہ تو اسکے ساتھ رہ رہا تھا۔

"جو کام کوئی نہیں کر سکتا وہ بارس کرے گا۔چل جانے۔!"ابیر نے کالر جھاڑتے جوش بھرے انداز میں کہا اور ساتھ ہی عالیحان کو اٹھایا۔

جس کا چہرہ کسی چودہویں کے چاند کی طرح تمتما اٹھا تھا۔

ان دونوں کو پاگلوں کی طرح بھاگتا دیکھ وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"ایک چکر لگا آئیں کیا پتہ ہمارا بھی کام بن جائے۔!

عائش نے معصوم سی شکل بنا کر تبریز سے کہا۔جسنے فورا سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"دور رہ کر بات کیا کر مجھ سے۔اب تو ڈر ہی لگنے لگا ہے مجھے تجھ سے۔!وہ گھبرا کر اٹھتے سر نفی میں جھٹکتے ہوئے اب باہر نکل گیا تھا۔

جبکہ عائش منہ پھولائے انیل کو دیکھتا رہ گیا تو پیٹ پر ہاتھ رکھتے قہقہے پر قہقہ لگا رہا تھا۔

"بیٹا تیرا بیٹا میرا گھر جمائی بنے گا نیلے اور تُو دیکھنا میں روز صبح شام اسکی بیستی کر کے اس کی ویڈیو بنا کے تجھے بھیجا کروں گا۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عائش نے شہادت کی انگلی گھماتے اپنے لفظوں پر زور دیتے سرخ چہرے سے کہا تھا۔

جبکہ انیل تو اسکی اتنی لمبی پلاننگ پر منہ پھاڑے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"اللہ بچائے تیرے سائے سے بھی۔آمین۔!

انیل نے بڑبڑا کر اسے دور جھٹکا تھا اور ناک منہ چڑھا کر وہ اٹھا اور تبریز کے پیچھے ہی باہر نکلا۔

وہ سب کے سب کے بارس کے روم کے باہر کھڑے تھے۔

"یہ بڑے پاپا کے پاس جانے کی بجائے یہاں کیوں بند ہو گیا۔!

عالیجان نے دروازے سے کان لگا کر کھڑے ہوئے ابیر سے پوچھا۔جس نے خود بھی ناسمجھی میں کندھے اچکا دیے۔ان دونوں کے پیچھے ہی باقی کے تینوں بھی کان لگائے کھڑے تھے مگر کچھ بھی سمجھ ناں آنے پر وہ سبھی اب کھڑکی کی سمت گئے تھے۔

جو قسمت سے کھلی ہوئی تھی۔

ابیر نے ہاتھ بڑھا کر ایک سائیڈ پوری کھول دی۔اور اندر جھانک کر دیکھا۔سامنے ہی صوفے پر اسکی چوڑی پشت دیکھ دونوں نے ہی ناک چڑھائی تھی۔

مگر اندر سے آتی کچھ جانی پہچانی آوازوں پر وہ دونوں ہی حیران ہوئے تھے۔

اینجل۔!عالیجان شاہ اس آواز کو ہزاروں میں سے بھی پہچان سکتا تھا۔

ابیر کو پیچھے کرتے وہ ایکدم سے پھلانگ کر اندر گیا۔اور اسکے بعد ہی وہ سبھی ایک ایک کرتے اندر کودے تھے۔

"نیلے ہاتھ دے یارا۔!"عائش کھڑکی سے لٹکا معصوم سی شکل بنائے بولا۔تو انیل نے جھک کر اسے دیکھا اور پھر ہنس کر سر جھٹکا۔

"اب بول میرے بیٹے کو کیا بنائے گا تُو۔!انیل نے تیوریاں چڑھا کر پوچھا۔

"اللہ معاف کرے تیرا بیٹا میرا بیٹا۔میں کیوں کچھ کہوں تو اپنے شہزادے کو۔"وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا معصومیت سے بولا۔

تو انیل نے حیرت سے اس مکار انسان کو دیکھا۔

"ٹھیک ہی کہتی ہے عینی۔تُو جتنا زمین سے اوپر ہے ناں اتنا ہی نیچے ہے۔!اسکی طرف بڑھاتے انیل نے طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر وہ کھسیا کر ہنسا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"کیا چاھتی ہو تم۔ ہمممم۔؟ غلام بن کر رہوں تمہارا۔ عالیجان شاہ ہوں میں۔ ڈرو مجھ سے۔!

حرمین نے سینے میں رکتی سانس کو بحال کرنے کے چکر میں اپنا ہاتھ سینے پر رکھا تھا مبادا دل بند ہی ناں ہو جائے۔

الایہ، روز اور میرب تو منہ اور آنکھیں پھاڑے بے یقینی سے عنایت کو دیکھ رہی تھیں۔

جو سفید شرٹ کے اوپر لانگ اوور کوٹ ڈالے، بازوؤں میں ڈھیر سارے بریسلیٹ اور دھاگے پہنے، بالوں کو شانوں پر کھلا چھوڑ کر دونوں ہاتھوں کی کہنیوں تک کف چڑھائے پاؤں میں عالیجان شاہ کی طرح کے سیاہ شوز پہنے، خوبخواسکی کاپی لگ رہی تھی۔

"سنا نہیں تم نے لٹل اینجل۔ تمہارا یہ خوف مجھے سکون دیتا ہے ڈرتی رہا کرو مجھ سے۔! عنایت اب ایک دیوار کی طرف انگلی اٹھائے موٹی آواز میں غرا کر بولی۔

عالیجان شاہ جو بھاگ کر سب سے پہلے کھڑکی سے اندر کودا تھا۔ اب بارس کے ساتھ صوفے پر بیٹھی بیلی کی نیلی آنکھوں سے نکلتی روشنی سے سامنے دیوار پر روشن ہوئی اسکرین پر نظر آتے اس منظر کو دیکھ اسکے پاؤں جیسے زمین میں دھنس سے گئے تھے۔

ڈیول نے بھوری آنکھیں پھیلائے کر طنزیہ نظروں سے ان سبھی کو دیکھا۔ اسنے جان بوجھ کر ان سب کے لئے کھڑکی کھولی تھی۔

اتنا پیارا منظر دیکھنا ان سب کا حق تھا۔ تو وہ کیو نکر ان سب کو محروم رکھتا۔

"ہائے یہ عنایت اپی۔"

عائش عادت سے مجبور عنایت کو دیکھتے تڑپ کر بولا تھا۔

جس پر انیل نے اسے گھورا مبادا عالیجان شاہ اسے ہی ناں مار دے۔

"لٹل اینجل۔ یہاں آؤ۔ سنا نہیں تم نے۔! وہ ایکدم سے مڑی۔ اب عالیجان شاہ کی طرح بازو پیچھے کو جھٹکتے اپنے بالوں کو پونی میں قید کرتے وہ عالیجان کو بری طرح سے لرزنے پر مجبور کر گئی تھی۔

عنایہ نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھتے اپنے ہاتھ سے پکڑا فون امبر کو دیا جس سے وہ سارے منظر کو ویڈیو میں قید کر رہی تھی۔

"یہ عالیجان اتنا معصوم کب سے ہو گیا۔! میرب نے اپنا صدمہ سنبھال کر جھک کر حرمین سے پوچھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"پتہ نہیں۔" حرمین نے معصومیت سے سیاہ آنکھیں جھپک کر کہا تھا۔ سامنے کھڑی لڑکی صرف اسکی بھتیجی نہیں اسکے بیٹے کی بیوی ہونے کے ساتھ ساتھ اب اسکی زندگی بن چکی تھی۔

اور عنایت کے اندر آیا اتنا خوشگوار بدلاؤ حرمین کو مجبور کر دیتا تھا کہ وہ اپنے بیٹے پر رشک کرے۔ اب بھی اسنے بھیگی آنکھیں جھپک کر مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"ہمم۔ ابھی نہیں آسکتا میں۔ اڑا دو سالے کو۔"

ہاتھ میں پکڑے مصنوعی موبائل فون کو کان سے لگائے وہ گھمبیر آواز میں بولی تو سبھی کے قہقہے بے ساختہ امڈے تھے۔

"یہ کیچپ کس نے کھایا۔؟ وہ ہاتھ میں پکڑے مصنوعی کیچپ کو سامنے کرتی اب سامنے کھڑی عنایت سے پوچھ رہی تھی۔

"ابیر نے قہقہ ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہوئے چہرے سمیت عالیحان شاہ کے شانوں کو تھامے اسے گرنے سے بچایا تھا۔

"ہمم۔ جس دن ملی اس دن چھوڑوں گا نہیں۔! وہ سنجیدگی سے بولتی ایکدم سے شرما کر چہرے پر ہاتھ رکھتی وہاں سے نیچے بھاگی تھی۔

عالیحان شاہ کا دل بری طرح سے دھڑکا تھا۔ مٹھیاں بھینچے اسنے اپنے اندر امڈتے جذبات کو دبایا۔ لبوں پر پر اسرار سی جنون خیز مسکراہٹ اُمڈی تھی۔

جب اچانک اسکرین کے ساتھ ساتھ وہاں سے بھی آتی تالیوں کی آواز پر اسنے گھور کر سب لڑکوں کو دیکھا۔

اور پھر سر جھٹک کر بارس کے پاس بیٹھتا ٹانگ پر ٹانگ چڑھا گیا۔

بارس نے آنکھیں گھما کر اسے دیکھا۔ جسے اگنور کرتے عالیحان شاہ اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔

وہ سب بھی اب نیچے ہی بیٹھ گئے تھے۔ جبکہ ابیر آگے پیچھے دیکھتے بیڈ کو کھینچ کر کمرے کے وسط میں لایا اور سارے کشنز ایک طرف سیٹ کرتے وہ اچھے سے لیٹ کر اطمینان سے سامنے دیکھنے لگا۔

اسکی حرکت پر بارس کی آنکھیں سرخ پڑی۔ مگر وہ سر جھٹک کر فل حال کے لیے خاموش رہا۔

Episode 135 Part 2

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یقیناً آپ سب کو ہمارا ہیرو بہت پسند آیا ہوگا۔اب باری ہے ہمارے کیوٹ سے، پیارے سے بھائی کی۔جو ہر جگہ ہو کر بھی کہی بھی نہیں ہوتے۔کیونکہ وہ تو صرف اور صرف اپنی بیوی کے سنگ ہوتے ہیں۔

عنایہ نے آنکھیں گھما کر کہا تھا جس پر امبر کی سیٹی پر سبھی خواتین نے تالیاں بجا کر آنے والی کو ویلکم کیا۔

"ماہا۔!ایکدم سے لائٹس آف ہوئی تھی۔ہر کوئی اشتیاق اور تجسس سے سامنے کے منظر کی طرف دیکھ رہا تھا۔کہ آخر ماہا کیا کرنے والی ہے۔

معاً ماہا کی آواز پر تبریز کا دل بری طرح سے دھڑکا تھا۔جب لائٹس ایکدم سے آن ہوئی۔اور سامنے ہی وہ بلیو تھری پیس سوٹ میں بالوں کو جوڑے کی شکل میں قید کیے، سیاہ شوز، ہاتھ میں برینڈڈ واچ جو کہ تبریز کی ہی تھی کپڑے کھلے ہونے کی وجہ سے اسنے بیلٹ سے ٹائٹ کر رکھے تھے۔

میرب نے دونوں ہاتھوں سے آنکھیں مسلتے بے یقینی سے اپنی بہو کو دیکھا۔جو خو بخو تبریز کی نقل کر رہی تھی۔

"ماہ جلدی آو یار میں آفس کے لیٹ ہو رہا ہوں۔"شفاف رنگت میں الجھن سمیٹے وہ ایک ٹانگ مسلسل ہلاتے بولی تھی۔انیل اور عائش نے گردنیں۔موڑ کر تبریز کو دیکھا۔

جو بتیس دانتوں کی نمائش کرتا جی کھول کر مسکرا رہا تھا۔

"ہمم۔طبعیت ٹھیک نہیں تمہاری خبردار جو کچھ بھی الٹا سیدھا کھایا تو۔اپنا خیال رکھنا اوکے۔لویو۔؛"دونوں ہاتھ تبریز کے سٹائل میں اپنی جینز کی پاکٹس میں پھنسائے وہ گھمبیر لہجے میں بولتی ایکدم۔سے آگے جھکی۔سامنے کھڑی ماہا کی پیشانی پر بوسہ دیا۔جو کہ وہاں موجود تھی ہی نہیں۔"

ہاہاہاہاہاہا۔"میرب کے بلند و باک قہقہے پر ماہا ایکدم سے شرمندہ ہو کر بھاگی تھی۔جس پر سبھی نے تالیاں بجا کر اسے داد دی۔

"تبریز تو خود ہی تالیاں بجا کر اپنی بیوی کو داد دے رہا تھا۔

جس نے جانے کیسے اتنی ہمت لائی تھی کہ وہ سیدھا تبریز ہی بن گئی۔

ہمارے پیارے سے بھیاجی کے بعد باری ہے ہم سے کے لاڈلے، معصوم پلس زوجہ کے ہینڈسم شوہر کی۔تو زور دار تالیاں ہو جائیں ہمارے عائش کے لئے۔"

عنایہ نے دمدار انداز میں کہتے اپنے چشمے درست کیے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

لائٹس ایک بار پھر سے آف ہوئی تھی اور سب کی دھڑکنیں پھر سے سست پڑی۔ بارس مسکراہٹ دبائے ان حسین لمحات کو دیکھ رہا تھا بلکہ جی رہا تھا۔

ایک خاندان ایک فیملی کیا ہوتی ہے اسکا احساس ان سب لوگوں نے اسے دلایا تھا اور یہ رشتے یہ احساس اتنا محبت اور خلوص بھرا تھا کہ وہ چاہ کر بھی ان سب چیزوں سے اپنا دل موڑ نہیں پا رہا تھا۔

"ہائے زوجہ آنے والی ہے نیلے۔!" عائش تو لڑکیوں کی طرح شرما کر قریباً نیل کی گود میں چڑھ بیٹھا تھا۔ جس نے دانت پیستے اپنی گردن سے اسکے ہاتھ دور کیے۔

ابیر تواب الٹا لیٹا دونوں گالوں پر ہاتھ ٹکائے اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔۔

اس ڈیڑھ فٹیے کی ایکٹنگ تو اسے دل آنکھیں کان سب کچھ کھول کر دیکھنی تھی۔

معا اسکرین کے دوسری طرف پھر سے روشنی پھیلی۔

روز تو تھوڑی پر ہاتھ جمائے تجسس سے سامنے دیکھ رہی تھی۔ جب ایکدم اچانک سے اسکے گھٹنوں میں بیٹھتی عمایہ کو دیکھ وہ گھبرا سی گئی۔

"ماما۔ اپنے شوہر کو سمجھا دیں۔ مجھ سے تمیز سے بات کیا کریں۔ اتنا چھوٹا بھی نہیں ہوں میں۔ ہر وقت ڈانٹتے رہتے ہیں۔"

عائش کی فیورٹ گرے شرٹ اور بلیو جینز کے سارے وائٹ جوگرز ڈالے۔ وہ بالوں کو جوڑے میں باندھے اسی کے سٹائل میں نروٹھے پن سے بولی۔

تو عائش کے گال ایکدم سے لال ہوئے تھے۔

روز تو اسکے صدقے واری جا رہی تھی۔ جبکہ الایہ نے گھور کر بیٹی کو دیکھا جو شوہر کی ایسی نقلیں اتار رہی تھی۔

زوجہ۔ ارے زوجہ۔ کہاں گئی ہو۔؟ وہ ایکدم سے اٹھی۔ اور سید ھازن سے قریباً بھاگ کر دروازہ کھولتے کمرے میں گئی۔ کمرہ تو وہاں تھا نہیں مگر وہ اشاروں سے دروازہ کھول کر دیوار کے قریب کھڑی ہوئی تھی۔

عالیجان شاہ نے بالوں میں ہاتھ چلاتے مسکراہٹ دبائی تھی۔ کیونکہ عمایہ ذرا جھک کر چھوٹا ہونے کی ایکٹنگ کرتی کافی کیوٹ لگ رہی تھی۔

"کوئی اور تو ڈرتا نہیں مجھ سے۔ کم سے کم تم تو ڈر لیا کرو زوجہ۔" وہ ناک چڑھائے دیوار کو گھور کر بولی۔ تواب کی بار انیل کا جاندار قہقہ عائش کو شرمندہ سا کر گیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہی عمایہ سب کی دبی دبی ہنسی سنتے ایکدم سے پردے کے پیچھے بھاگی تھی۔

اب کی بار سب لڑکوں نے ہی کھڑے ہو کر عائش پر تالیاں بجائی تھی۔

جو روٹھی محبوبہ کی طرح منہ پھولا کر سب سے روٹھ کر بارس کے گھٹنے سے ٹک گیا مگر پھر جب نظر اسکے جوتے میں مقید پاؤں کی کٹی انگلی پر پڑی۔

جو اسکے ہونٹ ایکدم سے ڈھیلے پڑے۔وہ گھبرا کر دور ہونے لگا۔جب ایکدم سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے بارس نے اسے روکا۔

عائش نے چونک کر ایک آنکھ کھولتے پہلے اس ہاتھ کو دیکھا۔

اور پھر باقی سب لڑکوں کو۔تو مطلب وہ ڈیول اسے سپورٹ کر رہا تھا۔وہ ایکدم سے شیر ہوا مسکرایا۔دونوں ہاتھوں کے بازو چڑھاتے اسنے ناک کو انگوٹھے سے چھوا۔

تو عالیحان اور ابیر نے ایک دوسرے کو دیکھ کر کندھے اچکائے۔

جبکہ تبریز اور انیل تو اسکی دوری پر جی جان سے خوش ہوئے تھے کہ چلو بلا ٹلی۔

ہمارا چھوٹا سا عائش آپ کو پسند آیا ہو گا۔تو کیوں ناں اپنا گھبرو جوان لایا جائے۔وقت کا پابند، ہر وقت موڈ میں رہنے والا

میرا کالی آنکھوں والا اکڑو پلس سڑو دیور جی۔تو ویلکم کریں امبر انیل علوی کو۔ "

وہ تالیاں بجا کر بولی۔

تو ابیر نے گردن گھما کر انیل کو دیکھا۔جس کے چہرے پر خفا خفا سے تاثرات آئے تھے۔گویا اسے عنایہ کا یہ سب کہنا پسند ناں آیا ہو۔

"چل بس کر۔اب تُو ہے سڑو تو ہے۔مان جا۔! عائش نے لقمہ لگایا۔جس پر انیل اسے صرف گھور ہی سکا تھا۔

"گائیز چپ کرو۔یہ سب سے انٹرسٹنگ ہونے والا ہے۔پولیس والا آنے والا ہے ہاہاہاہاہاہا۔!

تبریز نے سب کو چپ کرواتے آخر میں قہقہ لگاتے انیل کی گردن کو دبوچا تھا۔جس پر سبھی مسکرا کر سامنے کی طرف متوجہ ہوئے۔

لائٹس ایکدم سے آن ہوئی تھی۔الایہ لبوں پر ہاتھ جمائے سامنے دیکھ رہی تھی۔جب ان سب کی آنکھیں حیرت و بے یقینی سے پھیلی کی پھیلی رہ گئی۔

"ہاں پہنچو وہاں۔میرے آنے تک کوئی بھی بچ کر نہیں جانا چاہیے ورنہ تمہاری خیر نہیں۔! مصنوعی فون کو کان سے لگائے وہ انیل کے پولیس یونیفارم میں سیڑھیوں سے اتری توسب کی نظروں میں ایک ستائش سی تھی۔

یونیفارم تقریباً اسکے وجود پر فٹ تھا مگر انیل جیسے ہٹے کٹے مرد کے سامنے وہ صحت مند ہونے کے باوجود بھی کمزور سی ہی تھی۔

"انیل کی سیاہ آنکھوں میں جنون خیز رنگ اُمڈے تھے۔دل چاہ رہا تھا کہ بس یہ لمحہ یہی تھم جائے اور وہ بس یونہی اسے دیکھتا رہے۔

"بحث مت کیا کرو مجھ سے امبر۔جتنا کہوں اتنا کیا کرو آئی بات سمجھ۔؛"وہ ایکدم سے غصیلے موڈ میں آیا۔ہاتھ کی مٹھی بھینچ کر وہ دانت پر دانت جمائے غرا کر انیل کی طرح طیش سے بولی۔

توسبھی نے شاکڈ سے اسے دیکھا۔وہ بلکل انیل کی طرح دکھ رہی تھی خوبخو وہی غصہ،وہی ادائیں۔

"تم میرے بچپن کی محبت ہو امبر میرا وہ عشق جس کے ملنے کی دعائیں نے خدا سے کی ہے۔"

وہ ایکدم سے رومینٹک موڈ میں لوٹی۔سامنے کھڑی امبر (جو کہ تھی ہی نہیں)اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے وہ پیار بھرے انداز میں بولی توسب لڑکیوں کے چہرے بلش ہوئے تھے۔

اوئے ہوئے۔! تبریز نے انیل کو ٹھوکا مارا تو وہ اچھا خاصا خجل ہوا تھا۔

اور اسکے ساتھ ہی امبر بھاگ کر پردے کے پیچھے بھاگی تھی۔جس کے ساتھ ہی ابیر نے پرجوش سے انداز میں اپنی بھابھی کو تالیوں میں سراہا۔

"ویسے تو یہ وقت ڈاکٹر صاحب کا تھا مگر فل حال وہ کمینٹری میں مصروف ہیں تو اس وقت ہم بلانا چاہیں گے ہم سب کی آن،مان،شان اور جان۔ون اینڈ اونلی،حورین بارس ویام کاظمی۔"

اس نام کو سنتے ہی بارس کی بھوری آنکھوں میں سرخی بھڑی تھی۔تالیوں کا شور کسی کی آواز سے کچھ بھی نہیں سنائی دے رہا تھا وہ تو یک ٹک سامنے دیکھ رہا تھا۔

"ایکدم سے لائٹس آن ہوئی۔سامنے کا منظر اب تھوڑا بدل سا گیا تھا۔

"بلیک شرٹ اور بلیک ہی جینز کے اوپر ہڈ ڈالے،اپنے لمبے بالوں کو جوڑے میں قید کیے،پاؤں میں سیاہ شوز پہنے وہ چہرے پر دنیا جہاں کی نرمی اور محبت سمیٹے ایکدم سے مڑی توسب کی آنکھیں حد درجہ پھیلی۔

عنایہ اور عنایت تو ایک دوسرے کو دیکھ کر اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جبکہ حورین شاہ کے گال گُلابی ہوئے تھے وہ تھوڑا کنفیوز ہو رہی تھی۔ مگر پھر عنایہ کے چیئر اپ کرنے پر وہ مسکرائی۔

"اور دونوں ہاتھ ایکدم سے فضا میں لہرائے۔

"ڈونٹ کرائے لٹل گرل۔ان خوبصورت آنکھوں میں آنسوں اچھے نہیں لگتے۔!

وہ کھوئے ہوئے سے لہجے میں بولی تھی آنکھوں کے سامنے وہ منظر پوری شدت سے لہرایا تھا جب وہ ہاسپٹل میں اس سے ملا تھا۔

بارس کے دل کی دھڑکنیں بھی سست پڑی تھیں۔ وہاں بیٹھا ہر ایک شخص ایکدم سے جیسے اس منظر میں کھو سا گیا تھا۔

"میرے ہوتے ہوئے تمہیں کسی مصنوعی سہارے کی ضرورت نہیں آج کے بعد میری بانہیں ہی تمہارا سہارہ ہیں۔!

پیچھے موجود وہیل چیئر کو دھکہ دیتے اسنے بانہوں میں موجود حورین شاہ سے کہا تھا۔جو کہ حقیقت میں تو وہاں نہیں تھی۔

مگر اس بات پر سبھی نے آنکھیں پھیلائے مسکرا کر حورین شاہ کو دیکھا۔جو اپنے شوہر کی پرچھائی ہی لگ رہی تھی۔

"عالیحان شاہ نے ناک چڑھا کر پہلوئں بدلا جیسے اسے یہ سین اچھا ناں لگا ہو۔

"میں آگ لگا کر رکھ دوں اس دنیا کو مائے ہارٹ۔جو اگر کسی نے تمہیں مجھ سے دور کیا۔!

ایکدم سے وہ جنون خیز لہجے میں بانہوں میں بھری حورین شاہ کو دیکھتے ایک ایک لفظ کو گھمبیر لہجے میں بولی۔

تو عنایہ اور عنایت کے سوائے سبھی لڑکیاں رشک سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

جتنا وہ سوچ رہی تھیں شاید یہ جنون، یہ عشق یہ رشتہ اس سے بھی زیادہ حسین اور مضبوط تھا۔جہاں ایک معصوم سی لڑکی کو ایک ادھورے سے شخص نے اپنے اندر سمیٹ لیا تھا۔

معاتالیوں کی آوازیں گونجی تھی۔حورین شاہ نے نیلی آنکھیں پھیلا کر سامنے دیکھا اور پھر ایکدم سے بھاگ کر وہ پردے کے پیچھے گئی تھی۔

اس سارے سین کے نا صرف ابیر بلکہ ہر شخص کو متاثر کیا تھا۔یہ بات الگ تھی کہ عالیحان شاہ منہ پھلائے بیٹھا تھا ۔کہ اگر وہ اسے اپنی بہن سے پیار نہیں کرنے دیتا تھا تو خود کیسے اسی کی بہن سے ایسے عاشقی جھاڑ رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

یقیناً آپ سب کو ہمارے ہیر رانجھا کی یہ خوبصورت سی جوڑی بہت پسند آئی ہو گی تو اب باری ہے۔ ہمارے جیٹھ جی کی مطلب ڈاکٹر صاحب کی۔ تو زوردار تالیوں کے بیچ ویلکم کریں ہماری عنایہ ابیر علوی کا۔!

امبر نے مسکرا کر پر جوش سے انداز میں کہا تھا۔

جس پر سب کی زوردار تالیاں گونجی۔ تو دوسری طرف ابیر علوی کی شہد رنگ آنکھوں میں تجسس سمٹا سر کے نیچے ہاتھ رکھتے وہ بغور اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔ جہاں ایک بار پھر سے لائٹس آن ہوئی تھیں۔

"نظر رکھو اس پر کچھ بھی غلط نظر آئے تو فوراً مجھے کال کرنا مگر ایک بات کان کھول کر سن لو تم سب۔ اسے علم ہوا تو تم سب جان سے جاؤ گے۔!

ابیر کے وائٹ کوٹ کے اوپر گلے میں استھیٹو سکوپ لٹکائے بھورے بالوں کو جوڑے میں قید کیے، وہ ایک ہاتھ میں واچ اور پاؤں میں بلیک شوز ڈالے ہاتھ میں پکڑے مصنوعی موبائل فون پر گھمبیر آواز میں بولی۔

اسکے ساتھ ہی وہ ایکدم سے غصے سے پلٹی۔ اور دو انگلیوں کو ہونٹوں تک لے جاتے بلکل اسکی طرح سگریٹ پینے کی ایکٹنگ کی۔ جس پر سب کے منہ حیرت سے کھلے رہ گئے۔

"مجھے اپنے روم میں گند بلکل پسند نہیں۔ اور تم نے یہ سب کچھ کیا ہے اس لئے اب یہ تم ہی سمیٹو گی۔ "

وہ دانت پر دانت جمائے غصے سے بولی۔ تو ابیر نے ہنس کر سر جھٹکا تھا۔

"اسے عین صرف میں کہتا ہوں اور اپنے سوا میں نے کسی کو یہ حق نہیں دیا کہ اسے عین کہے۔ تو تم اسے اس نام سے نہیں پکار سکتے۔ "

حسین چہرے پر بلا کی سنجیدگی سمیٹے وہ خوبخواسی کے انداز میں بولتی دونوں ہاتھ سینے پر باندھ گئی۔ عالیجان نے آنکھیں چھوٹی کیے بارس اور پھر ابیر کو دیکھا۔

یقیناً یہ ان دونوں کی بات ہو رہی تھی۔

"تم دور رہا کرو اس عالیجان شاہ سے۔ کتنی بار کہوں کہ مجھے وہ شخص اچھا نہیں لگتا۔ "

وہ پھٹنے کے سے انداز میں بولی۔ تو سبھی نے ہونٹ بھینچ لیے۔ جبکہ اپنے لئے اسکی جلن دیکھ عالیجان شاہ کا دل باغ باغ ہوا تھا۔

اور اسکے ساتھ ہی لائٹس آف ہوئی تھی اور اب کی بار سب نے اٹھ کر سب لڑکیوں کو تالیوں میں داد دی تھی۔

یار اب تو ملاقات بنتی ہے۔! تبریز نے منہ بسور کر کہا تھا۔ کیونکہ بارس کی کمانڈ پر وہ اسکرین اب بند ہو چکی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"سبکے چہرے پھر سے لٹک گئے تھے۔ بارس ایکدم سے اٹھا،اسکرین کو آف کرتے وہ اب اسکے پیسز الگ الگ کر رہا تھا۔ جبکہ باقی سب کی نظریں اب اس انوکھی شے پر گئی تھی۔ آنکھوں میں اشتیاق اور تجسس سا تھا۔

"یہ روبوٹ ہے کیا۔؟ عائش نے ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں بیلی کی نیلی آنکھوں کو چھوا تھا۔ جس نے گردن موڑ کر عائش کو دیکھا۔

"اہہہ۔" عائش چیخ کر پیچھے ہوا تھا۔ جبکہ بارس نے گہری سانس بھرتے بیلی کو دیکھا۔

"یہ بیلی ہے۔ اسے روبوٹ مت کہو۔ شی ڈونٹ لائک دِز ورڈ۔ ! بارس نے نرم لہجے میں کہا تھا۔ جسپر وہ سبھی متاثر ہوئے بنا ناں رہ سکے۔

"ہائے آئے ایم بیلی۔ گڈ ٹو سی یو آل۔" بیلی نے اب آنکھیں جھپک کر ان سب سے کہا تھا۔ جو ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے۔

معا دروازہ ناک ہوا۔ تو بارس نے ایکدم سے بیلی کو آف کیا۔

عالیجان ایکدم سے اٹھ کر دروازے کی سمت بڑھا۔

حیا حیرت سے ان سب کو دیکھ رہی تھی۔ جو بارس کے کمرے میں ایک ساتھ موجود تھے یقین کر پانا ناممکن تھا مگر وہ تھوک نگل کر رہ گئی۔

"تم سب یہاں ہو۔؟ نیچے آجاؤ بڑے پاپا بلا رہے ہیں تم سب کو۔ "

"آپ چلیں مام ہم آتے ہیں۔ ! انیل پیچھے سے آیا مسکرا کر حیا کو اپنے آنے کا کہا جس نے سر اثبات میں ہلایا اور وہی سے واپس نکلی۔

جبکہ انکے جاتے ہی ان سب نے ایک دوسرے کو دیکھ کندھے اچکائے تھے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"جی بڑے پاپا آپ نے یاد کیا ہم سب کو۔ ! وہ ایک قطار میں نیچے آئے۔ جہاں سامنے ہی ہال میں سبھی موجود تھے عیناں اور حیا کچن میں چائے تیار کر رہی تھی۔

وریام نے ہنکارہ بھرا۔

"ہمم۔ آؤ بیٹھو یہاں سب۔ ! سر ہلاتے اسنے گویا سب کو حکم دیا۔

وہ سبھی ایک ایک کرتے صوفے پر بیٹھے ابیر اور انیل صوفے کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

'شادی سے پہلے دولہا اور دولہن کو انکے دوست ایک سرخ دھاگا باندھتے ہیں اس رسم کے بعد تم سب میں سے کوئی بھی اکیلا گھر سے باہر نہیں جائے گا۔

بلکہ سبھی کوشش کریں گے کہ گھر میں ہی رہیں۔

تبریز ان سب کو دھاگا باندھو۔! وریام نے پاس بیٹھے تبریز کو حکم دیا۔

"مگر یہ ہمارا دوست تو نہیں ہے۔" عالیحان نے ناک چڑھائے کہا تھا جس پر سبھی نے ہنسی چھپائی۔

"ہاں مگر فل حال کے لیے یہی تمہارا دوست ہے اور تمہارا سب کچھ۔" وریام نے گویا حکم دیا تھا جس پر تبریز دانت نکالتے اٹھا۔ میز پر رکھے سرخ دھاگے کو اٹھائے اسنے ایک ایک کرتے ان سب دولہوں کے دائیں ہاتھوں پر ان دھاگوں کو باندھا۔

"بڑے پاپا اب تو نکاح ہو چکا ہے اب اسکا کیا فائدہ۔! ابیر نے ناک چڑھا کر کہا تھا۔ یہ سب چونچلے اسے عجیب ہی لگ رہے تھے۔

"نکاح ہوا باقی رسومات تو ہونگی ناں۔" کونسا دولہے بن بیٹھے ہو تم سب۔ اس لیے اب خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ سب۔" وریام نے گھر کھ کر کہا تو وہ ابیر پہلوں بدل کر رہ گیا۔

تبریز نے ایک ایک کرتے ان سبھی کو وہ دھاگے پہنائے تھے۔

اسکے بعد کافی دیر تک بات چیت کرتے رہنے کے بعد وریام نے ان سبھی کو کمروں میں جانے کا حکم دیا۔

"چپ چاپ اپنے کمروں میں جاؤ سب کے سب۔ بھاگنے کی کوشش کی تو ٹانگیں توڑ دوں گا میں تم سب کی۔" وریام نے سنجیدگی سے ان سبھی پر ایک نگاہ ڈالے کہا جس پر وہ سبھی سر ہلاتے۔ ایک ایک کرتے اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"عینی یار اٹھو چلیں سب انتظار کر رہے ہیں۔ باہر۔" آج ان سب کی پارلر میں اپاوئٹمنٹ تھی اسکے علاوہ سب ہی اپنے ڈریسز لینے جانے والے تھے۔

لڑکے صبح سے ہی نکل چکے تھے البتہ لڑکیاں اب تک گھر پر ہی تھیں۔

"آپی یار سر درد کر رہا ہے۔ پلیز میں گھر پر رک جاتی ہوں۔ آپ سب چلے جائیں۔" عنایہ نے سرخ چہرہ کمفرٹر سے باہر نکالتے منمنا کر کہا۔

"سر کو کیا ہوا۔؟ عنایت متفکر سی آگے بڑھی اسکے ماتھے کو چھو کر دیکھا۔ جو بخار کے سبب تپ رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تمہیں تو بخار ہو رہا ہے گڑیا۔ بتایا کیوں نہیں۔؟ عنایت نے فکر مندی سے کہا۔ اور جھک کر اسکے پاس بیٹھی۔

"آپی پتہ نہیں اچانک شاید سر درد کی وجہ سے فیل ہو رہا ہے آپ کو۔ میڈیسن کھاؤں گی تو ٹھیک ہو جائے گا۔"

عنایہ نے نقاہت بھرے انداز میں کہا۔

"نہیں ایسے ٹھیک نہیں ہو گا میں ابیر کو کال کرتی ہوں چیک اپ کرے گا وہ۔ اسکے بعد ہی میڈیسن کھانا تم۔"

عنایت نے سختی سے کہا تھا۔ وہ حقیقتاً فکر مند تھی۔

یہ دوسری بار تھا جب وہ اچانک ہی بیمار ہوئی تھی۔ اور وجہ جاننے سے وہ سبھی قاصر تھے۔

"نہیں آپی یار چھوڑیں اسے۔ کہہ تو رہی ہوں۔ ایسے ہی فیور ہے۔ آپ کسی سے کچھ نہیں کہیں سب پریشان ہو جائیں گے۔ اتنے خوش ہیں سب۔ وہ ایکدم سے اٹھ کر بیٹھی فکر مندی سے کہا۔

تو عنایت لب بھینچ کر اسے گھورتے سر جھٹک گئی۔

کیا ہوا عینی۔ جانا نہیں بچے آپ نے۔! اس سے پہلے کی وہ کچھ کہتی ایکدم سے ویام اندر آیا۔

عنایہ کو بیڈ پر دیکھ کر اسنے حیرت اور فکر سے پوچھا۔

"پاپا اسے بخار ہو رہا ہے پھر سے۔ اور ضد کر رہی ہے۔ کہ کسی کو مت بتاؤں میں۔ "

عنایت نے بہن کو گھورتے باپ سے اسکی شکایت کی۔

جس نے بھوری سرخ آنکھیں جھپک کر ان دونوں کو دیکھا۔

"یار کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ آپ دونوں۔ موسم کی تبدیلی کے سبب ہو رہا ہے سب کچھ کل رات تک تو سب کچھ ٹھیک تھا پھر سوتے ہوئے شاور لیا تھا شاید اس لئے طبیعت تھوڑی بوجھل ہو رہی ہے۔ "

عنایہ نے منہ پھولا کر کہا جس پر ویام نے سر جھٹکا اور مسکرا کر آگے بڑھتے اسکی پیشانی چومی جو بخار سے تپ رہی تھی۔

"ڈیڈ سے جھوٹ۔ کتنی بری بات ہے عینی۔ اتنا تیز فیور ہو رہا ہے آپ کو۔" ویام نے تاسف سے سر جھٹکتے کہا تھا۔

جس پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی شرمندہ ہوئی تھی۔

ڈیڈ سچ میں ٹھیک ہوں میں میری وجہ سے سب کا پلین خراب ہوا تو مجھے ہرگز اچھا نہیں لگے گا۔ آپ سب جائیں میں میڈیسن کھا کر ریسٹ کروں گی تو شام تک ٹھیک ہو جاؤں گی۔"

عنایہ نے مسکرانے کی کوشش کرتے نرم لہجے میں کہا۔ جس پر ویام نے سرد سانس بھری۔

"ہمم۔اگر تم ایسا چاہتی ہو تو ایسا ہی ہو گا۔میں ابیر کو کال کر دیتا ہوں وہ آجائے گا تمہارے پاس۔اسنے سختی سے منع کیا ہے تم دونوں کو اکیلا چھوڑنے سے۔"

ویام نے پر سوچ سے انداز میں کہا تھا۔

"جی پاپا۔میں بھی گھر پر ہی رکوں گی۔عالیحان نے منع کیا ہے لمبا سفر کرنے سے۔میں یہی بتانے آئی تھی عینی کو ۔مگر یہ بھی بیمار ہے۔"

عنایت ویام کے بلانے پر انکے پاس بیڈ پر بیٹھتے پریشانی سے بولی تھی۔ویام بیٹی کو خوش دیکھ دل سے خوش تھے جتنے شکوے گلے تھے وہ سب تو عنایت کو خوش دیکھ کر خود ہی ختم ہو چکے تھے۔

"ہمم۔یقیناً وہ آرہا ہو گا۔واپس۔"

ویام نے یقین بھرے انداز میں کہا تھا۔

وہ سبھی لاہور شاپنگ کیلئے نکلے ہوئے تھے جبکہ ویام جانتا تھا وہ سب کو چکما دے کر واپس لوٹ آئے گا۔

"عنایت نے شرمندہ سا ہوتے سر کو ہاں میں ہلایا۔

جبکہ اسکے یوں شرمانے پر ویام اور عنایہ دونوں ہی کھلکھلائے۔

"تو ٹھیک ہے میں تو باقی سب کے ساتھ جا رہا ہوں۔ایسا کرتا ہوں۔عالی کو فون کر کے کہتا ہوں وہ اور ابیر تم دونوں کے پاس آجاتے ہیں۔!

ویام نے سنجیدگی سے کہا اور دونوں کے سر پر بوسہ دیے وہ ایکدم سے اٹھے تھے۔

روم سے باہر نکلتے انہوں نے ابیر کو کال کی۔عالیحان سے بات کرتے تو یقیناً بات کم اور بحث زیادہ ہوتی۔

"السلام علیکم چاچو۔"

"وعلیکم السلام۔ابیر عالی کہاں ہے۔؟ویام نے چھوٹتے ہی پوچھا۔ابیر نے شاپ پر نظریں دوڑائی تو وہ شاپ سے باہر نکلتا نظر آیا۔

"وہ تو شاپ سے باہر نکل رہا ہے کیا ہوا سب کچھ ٹھیک تو ہے۔ "

ماتھے پر بل ڈالے اسنے فکرمندی سے پوچھا۔

"ہمم۔ایسا کرو اس کے ساتھ تم بھی واپس شاہ ولا آجاو۔عینی کی طبعیت ٹھیک نہیں چیک اپ کر کے اسے میڈیسن دے دینا۔مجھے باقی سب کے ساتھ جانا ہے۔تو میں رک نہیں سکوں گا۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"طبیعت۔؟ کیا ہوا ہے اسے۔؟ آپ نے بتایا کیوں نہیں مجھے پہلے۔؟ وہ ایکدم سے گھبرا سا گیا تھا۔ ویام نے لب بھینچ کر چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

ابھی دیکھا ہے میں نے۔ بیس منٹ تک ہم نکلیں گے۔ گارڈز وغیرہ تو ہیں ہی تم دونوں بھی جلدی پہنچو۔"

ویام نے کہتے کھٹاک سے کال کاٹی تھی۔ موبائل فون مٹھی میں دبوچے وہ جبڑے بھینچے عجلت میں باہر نکلا۔

"جلدی چلو۔" جیپ میں بیٹھتے عالیجان شاہ نے سن گلاسز اپنی نیلی آنکھوں سے اتار کر اسے دیکھا۔

"جو اسکی جیپ میں سوار ہو چکا تھا۔

"ایک منٹ تم کہاں۔" عالیجان نے گویا اسے گھورا تھا

"جہاں تم جا رہے ہو وہی جا رہا ہوں۔ عین کو فیور ہو گیا ہے اور گھر والے ان دونوں بہنوں کو اکیلا چھوڑ کر شاپنگ پر نکل چکے ہیں اب جلدی چلو عالیجان۔"

ابیر نے غصہ ضبط کرنے کے چکر میں اپنے بے تحاشہ سرخ ہوئے چہرے سمیت ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تھا۔ عالیجان شاہ کے چہرے پر اس سے بھی زیادہ فکر سمٹی۔

جیپ میں بیٹھتے اسنے جلدی سے اسے سٹارٹ کیا۔ اور فل سپیڈ میں گاڑی باہر نکالتے پکی روش پر ڈالی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بیٹا خیال رکھنا تم دونوں اپنا۔ دروازہ اندر سے لاکڈ ہے اسے کھولنا مت۔ ابیر اور عالیجان آئیں گے تو وہ خود ہی دروازہ کھول لیں گے۔

باقی سب لڑکیاں اس وقت گاڑیوں میں بیٹھ چکی تھیں۔ جبکہ ویام اپنی بیٹیوں کو آخری بار اطلاع دیتے ان دونوں کو اندر رہنے کا کہہ اب اللہ حافظ کہہ کر پورچ کی سمت نکلے۔

عنایت اور عنایہ دونوں بیڈ پر ہی تھیں۔ ان سب کے نکلتے ہی وہ لائٹس آف کر کے سونے کو لیٹی۔ رات کو بھی دیر تک ہلا گلا کرنے کے سبب ان کی نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔

"ابھی دس ہی منٹ گزرے تھے ان دونوں کو لیٹے ہوئے جب باہر سے گولیوں کی آوازیں ان کی نیند ٹوٹنے کا سبب بنی۔

"عنایت گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔ عنایہ نے مندی مندی آنکھیں کھول کر بہن کو دیکھا جس کا چہرہ خوف سے زرد پڑا تھا

۔

وہ گھبرا کر اٹھی۔ "آپی کیا ہوا۔! عنایہ نے گھبرا کے پوچھا۔ جبکہ عنایت کا سانس بری طرح سے اکھڑا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عینی باہر کوئی ہے۔" خوف سے بھری سیاہ آنکھیں پھیلا کر کہتی وہ تقریباً عنایہ میں چھپی تھی۔ جس نے تیزی سے بہن کو خود سے لگایا۔

"کوئی نہیں ہو گا آپی آپ بیٹھیں میں دیکھتی ہوں۔" عنایہ نے اسے بے فکر کرنا چاہا تھا۔ جبھی باہر ایک بار پھر سے فائرنگ کی آواز گونجی۔

"عنایہ نے ایک دم سے مڑتے دروازے کی سمت دیکھا۔۔

"نن نہیں عینی۔ پاپا نے کہا تھا باہر مت نکلنا۔؛" وہ اٹھنے لگی جب عنایت نے اسکا ہاتھ تھامے پانی بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے کہا۔

عنایہ فوراً سے اسکے پاس بیٹھی۔

"اوکے اوکے آپی روئیں نہیں آپ۔ کوئی نہیں ہو گا۔ ہم کال کرتے ہیں عالی کو۔ اوکے۔؛ "

عنایہ جانتی تھی وہ خوف و وحشت کے ماحول میں پینک ہو جایا کرتی تھی۔

اسی وجہ سے اسنے بہت نرمی سے اسے سنبھالنا چاہا۔

ہاتھ بڑھا کر اپنا موبائل فون اٹھایا اور تیزی سے عالیجان کا نمبر ڈائل کیا۔ مگر سروس ناں ہونے کی وجہ سے اسکی گھبراہٹ میں اضافہ ہوا۔

اسنے نیٹ آن کیا مگر وائے فائے کا کنیکشن آف تھا۔ ماتھے پر ایکدم سے ڈھیروں بل اُمڈے۔

"نیٹ کا کنیکشن تو کبھی بند نہیں ہوا۔" ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی۔ جب دروازے پر زوردار دستک ہوئی۔

وہ دونوں گھبرا کر دروازے کی سمت دیکھنے لگی۔

"تمہاری بات ہوئی تھی ابیر تمہیں روکنا چاہیے تھا ماموں کو۔ یا انہیں یہی کہہ دیتے کہ ایٹ لیٹس ہمارے آنے تک گھر پر رکیں۔!

عالیجان نے بال مٹھی میں دبوچ کر کہا تھا۔ کسی انہونی کا احساس ہی اسے خوفزدہ کر رہا تھا۔

"کیا کہتا ان سے۔ تم اچھے سے جانتے ہو وہ بہرام کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔! ابیر نے دوبدو جواب دیتے ہاتھ کا مکہ بنا کر لبوں ہونٹوں پر رکھا۔

وہ اپنی اپنی سوچوں میں غلطاں تھے جب ان دونوں کے فون رِنگ ہوئے۔

دونوں نے ہی گردن موڑ کر ایک دوسرے کو دیکھا اور جلدی سے اپنے فون نکالے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"جہاں سامنے حورین شاہ کی ویڈیو اسکرین پر چل رہی تھی۔جو کسی شاپنگ مال میں اکیلی کھڑی تھی۔

عالیجان نے بریک اتنی زور سے لگائی کہ گاڑی ایک زبردست جھٹکے سے رکی تھی۔

"ابیر نے حیرت سے اسے دیکھا۔جس کی نیلی آنکھوں میں خون تیر رہا تھا۔

"ویٹ۔۔وہ اکیلی نہیں ہو سکتی عالی۔یقیناً ہمیں ٹریپ کیا جارہا ہے گاڑی سٹارٹ کرو۔ہمیں جلدی سے شاہ ولا پہنچنا ہو گا۔"

وہ دونوں ہی بارس کے جنون سے واقف تھے وہ کسی بھی طور حورین شاہ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

جس سے یہ بات تو واضح تھی کہ کوئی تھا جو ان دونوں کو ٹریپ کر رہا تھا۔

گاڑی کی سپیڈ اب پہلے سے بھی زیادہ تیز تھی۔ان دونوں کے دل بری طرح سے دھڑک رہے تھے وہ بس کسی بھی طرح سے جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتے تھے۔

"عینی۔اوپن دی ڈور ڈارلنگ۔دیکھو کون آیا ہے تم سے ملنے۔! بہرام کی کھنکتی آواز پر عنایہ کے چہرہ پر کئی رنگ آئے تھے۔اسنے بے یقینی سے دروازے کو گھورا۔

وہ تو جیل میں تھا بے ساختہ ہی اسنے سر نفی میں جھٹکا اور سیکنڈ کے بیسویں حصے میں وہ ہوش سنبھالتے اٹھی۔

بیڈ سے اترتے اسنے عنایت کو اپنے ساتھ گھسیٹا تھا۔کبرڈ تک جاتے اسنے جلدی سے دروازہ کھولتے عنایت کو اندر بٹھانا چاہا۔

"نن نہیں نہیں کیا کر رہی ہو تم عینی۔"عنایت پریشان سی گھبرا کر بولی تھی آنسوں اسکے گالوں پر بہہ رہے تھے۔

آپی آپ اس میں خاموشی سے بیٹھ جائیں۔باہر جو آدمی ہے وہ بہت گھٹیا ہے۔وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ہمیں بے بی کی حفاظت کرنا ہو گی۔"۔

عنایہ نے دھیمی آواز میں کہتے گویا اسکا دھیان اسکے بچے کی طرف کرایا۔

تو عنایت نے خوف زدہ سی کیفیت میں اپنے کپکپاتے ہاتھ اپنے پیٹ کے گرد لپیٹے تھے۔

دروازے پر دستک اب تیز ہو چکی تھی جیسے کوئی اسے توڑ رہا ہو۔"عنایہ نے کھینچ کر ایک سیاہ شال نکالتے اس پر اچھے سے دی۔اور جلدی سے اسکے سمجھنے سے پہلے اسے کھینچ کر نچلے حصے میں بٹھائے دروازہ ٹھاہ سے بند کیا۔

"اسکے پیچھے ہی زوردار آواز سے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔

اپنے پیچھے دروازہ کھلتا محسوس کرتے عنایہ کے بخار سے سرخ چہرے پر پسینے کی بوندیں تیرنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اہمہ میری جان۔یقیناًمیراہی انتظار کر رہی تھی تم۔" بہرام ایک بھرپور نگاہ اسکی پشت پر ڈالے آج آخر کار اس کمرے میں پہنچ ہی چکا تھا۔جو اسکی عنایہ کا تھا۔

"شل ہوتی ٹانگوں سمیت وہ ایکدم سے مڑی۔" تم یہاں کیا لینے آئے ہو۔"

لہجے کو مضبوط بنانے کی کوشش میں وہ جبڑے بھینچ کر بے تاثر لہجے میں بولی۔

"ہاہاہاہاہاہا۔جان جگر۔مریض سے پوچھتی ہو کہ وہ اپنے عشق کے در پر کیا کر رہا ہے۔؟ویسے ایک بات تو ماننی پڑے گی یار۔تم پر ہر رنگ ہی جچتا ہے۔اففف۔قیامت خیز۔ہاہاہاہاہاہاہا۔"

اسکی گندی نظریں عنایہ کو اپنے وجود سے آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔وہ جھٹ سے بیڈ کی سمت بھاگی۔کھینچ کر دوپٹہ اٹھاتے اپنے وجود پر لپیٹا۔

جس پر بہرام نے سر کو نفی میں جھٹکا۔

"چلے جاؤ بہرام۔ورنہ بہت پچھتاؤ گے۔" سرد نگاہوں سے اسے دیکھتی وہ غرا کر بولی تھی۔

"جس پر وہ سیٹی بجاتا اب بھاری قدم اٹھاتا اسکی طرف بڑھنے لگا۔

"پچھتانا ہی تو چاہتا ہوں میں جان۔اگر اتنا حسین پچھتاوا ہو تو کون کمبخت نہیں چاہے گا کہ وہ پچھتائے۔ "

وہ ایکدم سے اسکے رستے میں رکا۔قدم قدم پیچھے اٹھاتی وہ دیوار سے جا ٹکرائی تھی جب اسکے رستے مسدود ہونے پر وہ خباثت سے قہقہ لگاتے اسکے چہرے کو ہاتھ سے چھونے لگا۔

جس پر عنایہ نے ایکدم سے اسکے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکیلا۔

"جانتی ہو۔تم حسین ہونے کے ساتھ ساتھ ذہین بھی ہو اسی لئے تم لوکی کی پسند ہو۔"

اسکے لہجے میں جنون تھا۔جسپر عنایہ کی بھوری آنکھوں میں نفرت سمٹی۔

عنایت لبوں پر ہاتھ مضبوطی سے جمائے کبرڈ میں بیٹھی اپنی سسکیاں دبا رہی تھی۔

بہرام کی باتوں سے اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ گندہ انسان اسکی بہن کو نقصان پہنچانے آیا ہے۔

مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اسکی بہن اپنا بچاؤ کر سکتی ہے۔

"جانتا ہوں تم ٹائم ویسٹ کر رہی ہو تا کہ تمہارا وہ عاشق جلد سے جلد واپس آسکے۔فکر مت کرو ڈارلنگ۔اڑ کر بھی آئے گا ناں تو بھی پندرہ منٹ لگے گے اسے۔

اور تب تک ہم دونوں اپنی دنیا میں چلے جائیں گے۔ "

اسنے خباثت سے بھرپور قہقہ لگاتے عنایہ کے بازو کو جھٹکے سے کھینچا۔

گارڈز بھاگ کر اندر آئے۔

عنایہ کے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے دبوچے وہ اسے بے بس کر چکے تھے۔

"ہمت ہے تو چھوڑو مجھے گھٹیا انسان۔"وہ بری طرح سے جھپٹتی چلاپڑی تھی۔

"ہاہاہاہاہاہا۔چھوڑ ہی تو نہیں سکتاناں۔کیا کروں مجبور ہوں۔"

اسکے سینہ مسلتے گویا اپنی مجبوری بتائی تھی۔اسکے ساتھ ہی اپنی جیب سے انجیکشن نکالا۔

جسے دیکھتے ہی عنایہ کے رونگٹھے کھڑے ہوئے تھے۔وہ خوف زدہ سی سر نفی میں ہلانے لگی۔

"مگر وہ سنی ان سنی کرتے ایک سیکنڈ میں آگے بڑھا اور گردن کے قریب جھٹکے سے اس انجیکشن کو پیوست کیا۔

عنایہ کی دلدوز چیخ سنتے عنایت گھبرا کر کبرڈ سے نکلی۔سامنے ہی عنایہ کے بے ہوش وجود کو دیکھ کر گویا اسکی جان نکلی تھی۔

وہ اندھا دھند بھاگتی بہن تک گئی۔

"ععع عینی۔عینی آنکھیں کھولو۔"عنایت دہشت زدہ سی کیفیت میں اسکے گال تھپکتے بڑبڑائی تھی۔

"ارے واہ۔آپ بھی یہی ہیں ڈیئر کزن۔آپ کی طرف بھی بہت سے حساب نکلتے ہیں۔کیوں ناں آج سارے حساب کتاب بے باک کیے جائیں۔؟

سرسراتے ہوئے سے انداز میں کہتا وہ اسکے رونگٹھے کھڑے کر گیا تھا۔

"دور رہو گھٹیا انسان چھونا مت میری بہن کو۔"

وہ غصے سے پھٹ پڑی۔جس پر بہرام نے کان میں انگلی ڈالے آنکھیں بند کیں۔

"کوئی دوا ہے تو اسے بے ہوش کرو۔"اسنے گویا حکم دیا تھا۔جبکہ گارڈز نے سر نفی میں ہلایا۔

"چلو ایسے ہی لے چلو اسے۔منہ باندھو اس کا۔خیال رہے شور ناں مچائے یہ۔"

اسنے سرد نظروں سے عنایت کو دیکھتے اسے جھٹک کر عنایہ سے الگ کیا۔

اور جھک کر اسکے نازک بے ہوش وجود کو بانہوں میں بھرا تھا۔جس پر عنایت بری طرح سے جھپٹائی۔

مگر اسکے ہاتھوں میں پکڑتے اسکا منہ باندھ کر گارڈز نے اسے بے بس کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ بھاگنے کے سے انداز میں اپنی گاڑیوں میں بیٹھے اب زن سے گاڑیاں بھگائے وہاں سے نکلے۔

Last Episode 136 Part 1/8

دھول اڑاتی جیپ قریباً ایک جھٹکے سے گیٹ کے باہر رکی تھی۔ابیر اور عالیجان شاہ اندھا دھند بھاگتے ہوئے اندر کی طرف بڑھے مگر دروازے کے عین وسط میں پہنچتے ان کے قدم جیسے زمین نے جکڑ ڈالے تھے۔

سرد نظروں سے وہ سامنے ڈھیر ہوئے گارڈز کو دیکھتے اب بے تاثر چہروں سے اندر گئے۔

جہاں تا حد جاتی انکی نظروں کے سامنے آئی ہر شے ہی بری طرح سے تباہ و برباد ہوئی پڑی تھی۔

بند ہوتے دل کے ساتھ وہ پاگلوں کی طرح عنایہ کے کمرے میں داخل ہوئے۔جہاں وہ دونوں ہی موجود نہیں تھی۔ابیر پاگلوں کی طرح بالوں کو مٹھیوں میں نوچتے ہوئے نیچے بیٹھتا چلا گیا۔

جبکہ عالیجان شاہ کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔

نیلی آنکھوں میں اس قدر سرد مہری تھی جیسے وہ ہر شے کو تباہ و برباد کر ڈالے گا۔

معا سرخ آنکھوں کو انگلیوں سے دبائے وہ ایکدم سے اٹھا تھا۔

شہد رنگ سرخ نگاہوں سمیت اسنے عالیجان شاہ کو دیکھا جس کی آنکھیں بھی لہو رنگ تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"پھولتی سانسوں سمیت وہ دونوں ہی طوفان بنے باہر نکلے۔امن کی بار بار کال آرہی تھی جسے وہ اگنور کر رہے تھے۔

جیپ سٹارٹ کرتے ان دونوں نے ہی اپنے اپنے موبائل فون نکالے۔

عنایہ کے گلے میں موجود نیکلس کے سبب ابیر اسے سن سکتا تھا مگر دوسری طرف صرف اور صرف خاموشی تھی۔کوئی ہلچل کوئی آہٹ تک نہیں ہو پا رہی تھی صرف گاڑیوں کے شور کی آواز تھی جس سے یہ اندازہ لگا پانا آسان تھا کہ وہ گاڑیوں میں کہی لے جا رہے تھا ان دونوں کو۔

"حان۔لوکیشن ٹریس کرو۔!ابیر نے خوفزدہ سی کیفیت میں اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔

جو خود ششدر سا بیٹھا ہوا تھا۔

"ابییر۔لوکیشن ٹریس نہیں ہو پا رہی۔!بے بسی سے سر ہاتھوں میں گرائے اسنے دانت پیستے ہوئے غصے سے کہا۔

جبکہ ابیر کو اپنے کانوں پر یقین نہیں ہوا تھا۔ایسے کیسے ہو سکتا تھا۔

حان کوشش کرو۔پلیز۔"وہ پاگلوں کی طرح دھاڑا تھا عالیحان نے سرخ چہرے سے اسے دیکھا۔

کیا کہتا کچھ بھی سمجھ نہیں آرہی تھی۔معاً ان دونوں کے موبائل فون رِنگ ہوئے دونوں نے ایک ساتھ لاک کھولے۔۔

تو سامنے ہی عنایہ اور عنایت کی بے ہوش ہونے کے بعد کی صرف چار سیکنڈ کی ویڈیو تھی اور اسکے بعد ہی بہرام کی آواز۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"افسوس ہو رہا ہے مجھے ویام کاظمی اور ڈیول۔ تم دونوں نے ہی اپنی اپنی جانیں ان لاپرواہ آدمیوں کے حوالے کر دیں۔ ایک کی جان میں تو میری جان بسی ہے مائے لومائے عینی۔ اور دوسری۔ چہ چہ چہ۔ بیچاری جان سے جائے گی عالیجان شاہ کی وجہ سے۔ خیال جو نہیں رکھ پایا وہ اسکا۔ اور سنا ہے وہ تو ماں بھی بننے والی ہے۔ ہاہاہا۔ تم سب لوگوں میں سے اگر کوئی بھی مرد کا بچہ ہے تو ڈھونڈ نکالو مجھے۔ مان جاؤں گا میں تم سب کو۔ صرف بارہ گھنٹے۔ بارہ گھنٹوں کے بعد ناں تو عنایت عالیجان شاہ بچے گی اور ناں ہی عنایہ کاظمی اس حالت میں ہو گی کہ وہ واپس جا سکے۔ میں اسے مجبور کر دوں گا۔ کہ وہ صرف میری ہو کر میری بانہوں میں قید ہو کر رہ جائے۔ یور ٹائم سٹارٹس ناؤ۔ ٹِک ٹِک ون۔ ہاہاہاہاہاہا۔!

اہہہہہ۔! ابیر نے موبائل فون طیش سے سامنے پٹخا تھا۔ اس قدر تکلیف، اس قدر دہشت اور خوف اسکی نسیں بری طرح سے خوف کے سبب پھول رہی تھیں۔

پورا جسم اس انجانے احساس سے کپکپا رہا تھا کہ اسکی عین اس غلیظ شخص کی نظروں کے سامنے تھی۔

"عع عالی۔" ابیر نے بکھرے ہوئے تنفس سے اسے دیکھا تھا جو ساکت بت کی مانند بیٹھا ہوا تھا۔ نیلی حسین آنکھیں جیسے ایک چہرے پر ساکن ہوئی تھی۔

عنایت کاظمی کا وہ معصوم چہرہ اسکی معصوم ادائیں، اسکا رونا، ڈرنا، شرمانا۔ ایک ایک جھلک اسکے دل کو چیر رہی تھی۔ سانسیں بری طرح سے سینے میں الجھی تھی۔ تو گویا ثابت ہوا تھا جسے وہ محبت ماننے سے انکاری تھا وہ تو سکون اور جنون بن کر اسکے رگوں میں دوڑ رہی تھی۔

بھلا کیسے اسکی سانسیں اسکی دوری پر بے قابو ناں ہوتی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عالیجان شاہ نے دھندلائی سی نگاہوں سے اپنے قریب بیٹھے ابیر کو دیکھا جس کی حالت اس سے کم تر ہرگز نہیں تھی۔

"وہ دونوں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئے تھے دنیا کے سامنے مضبوط بننے والے وہ بہادر مرد ایک لڑکی کی دوری اسکے کھو جانے کے خوف سے ٹوٹ کر بکھر رہے تھے۔

"عالیجان شاہ نے کانپتی انگلی سے عالیان شاہ کی کال کو یس کیا۔

"جو نا صرف اسے بلکہ ابیر کو بھی کوس رہے تھے۔ان دونوں بہنوں کی گمشدگی کی خبر نے آگ کی طرح اس خاندان کو اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔

وہ سن پڑتی سانسوں سمیت موبائل فون کھٹک سے بند کرتے آنکھیں موند گیا۔جب ٹھاہ کی زوردار آواز کے ساتھ کوئی گاڑی پیچھے سے ان کی گاڑی سے ہٹ ہوئی تھی۔

ان دونوں نے غائب دماغی سے پیچھے سے آنے والے شخص کو دیکھا۔

مگر گاڑی سے نکلتے بارس اور ویام کو دیکھ ان دونوں کے چہروں پر سرد مہری اور سختی میں اضافہ ہوا۔

وہ جبڑے بھینچ کر باہر نکلے۔جب ڈیول ان تک آتے ایک ہی جست میں ان دونوں کی گردنوں کو دبوچ چکا تھا۔

تاثرات اس قدر خطرناک تھے کہ کوئی بھی اسکے چہرے پر پھیلی وحشت کو دیکھ کر ڈر جاتا مگر وہ ابیر علوی اور عالیجان شاہ تھے۔جو ڈرنے والوں میں سے ہرگز نہیں تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اگلے ہی وہ اسکے ہاتھوں کو اپنی گردنوں سے جدا کر چکے تھے۔ جبکہ سامنے سے آتے ویام کاظمی نے ان کے سمجھنے سے پہلے ہی ایک ایک تھپڑ ان کے پہلے سے سرخ گالوں پر جھڑا۔

وہ شکستہ سے نظریں جھکا کر ہاتھ پشت پر باندھے ان کے سامنے خاموش کھڑے رہے۔

"کیا سمجھتے ہو تم دونوں خود کو۔؟ ہاں۔؟ میری بچیاں ایک ایک لمحہ خطرے میں تھیں۔ اور تم دونوں نے مجھے بتانا تک گوارہ نہیں کیا۔ کیا ایک باپ سے بڑھ کر بھی کوئی اپنی بیٹی کی خفاظت کر سکتا ہے۔؟ بولو تم دونوں چپ کیوں ہو اب۔؟۔

وہ چلایا نہیں دھاڑا تھا اس کی بیٹیاں اسکا کل سرمایہ تھی اگر عیناں اسکا دل تھی تو اسکی بچیاں اس دل کی دھڑکن تھی۔

وہ کیسے کس حال میں یہاں تک آیا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔

" تیس سال تیس سالوں تک اسکی خفاظت کی ہے میں نے عالیجان شاہ۔ کیا اب یہ باپ کمزور پڑ گیا تھا جو تم نے اسے یہ بتانا گوارہ نہیں کیا کہ موت اسکی بچی کے سر پر سایہ بن کر منڈلا رہی ہے۔

اور تم۔" بھوری قہر بھری نظریں اب کی بار ابیر علوی پر تھیں۔ جو وہاں ہو کر بھی وہاں نہیں تھا۔ وہ شرارت سے بھری بھوری نظریں اسکی آنکھوں کے سامنے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی وہ کیا سنتا اور سمجھتا کسی کو۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تم اس قابل تھے ہی نہیں ابیر علوی۔ جو میں نے اپنی بیٹی تمہارے سپرد کر دی۔ کوئی جانور میری بچی پر گھات لگائے بیٹھا رہا اور تم۔ تم بجائے اسے پکڑنے کے بیٹھ کر دیکھتے رہے کہ کب وہ آئے گا اور میری بچی کو اٹھا کر لے جائے گا۔

تم دونوں خود کو مرد کہتے ہو۔؟ جانتے بھی ہو اصل مرد کون ہوتا ہے۔؟ ویام کی کیفیت ایک زخمی شیر کی سی تھی۔ اس قدر تکلیف تو اسے بیوی کی حالت پر نہیں ہوئی تھی۔

جس قدر کرب وہ اپنی بیٹیوں کی کڈنیپنگ پر محسوس کر رہا تھا۔

"ایک بات کان کھول کر سن لو تم۔ اگر میری عنایت کو کچھ ہوا تو یاد رکھنا عالیحان شاہ۔ اگلی سانس بھی نصیب نہیں ہونے دوں گا میں تمہیں۔"

اسنے سپاٹ لہجے میں کہتے اسے پیچھے کو دھکیلا تھا۔

جو لڑکھڑا سا گیا تھا۔ وہ جانتے تھے ان کا غصہ جائز تھا۔ ایکدم سے یہ خبر کسی بھی باپ کو جھنجھوڑ سکتی تھی۔

"ڈیول۔" ویام نے سرد نگاہوں سے ابیر کے جھکے سر کو دیکھے پہلی بار بیٹے کو اس نام سے بلایا۔ جس نے نظریں باپ کی طرف کی۔

"ڈھونڈو عینی کو۔ اسکی عزت کی حفاظت کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ ابیر علوی۔ میں آزاد کرتا ہوں تمہیں اپنی بیٹی سے جڑے ہر رشتے سے۔ چلے جاؤ میری نظروں سے دور۔ "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ویام نے مٹھیاں بھینچ کر سرد پن سے کہتے رخ پھیر دیا تھا۔

"وہ جانتا تھا عالیجان شاہ ہمیشہ سے اسکی بیٹی کو بچاتا آیا تھا۔اور اگر اس بار وہ ہارا تھا تو صرف اور صرف ابیر کی وجہ سے۔جس نے گھر میں سے کسی سے بھی اتنی بڑی بات شئیر نہیں کی۔ویام کاظمی کو اسکی لاپرواہی کھولا رہی تھی۔

اگر وہ چاہتا تو وہ صبح ہی اسے بتا سکتا تھا کہ وہ کیوں ان دونوں کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا۔اسکے بارہا پوچھنے کے باوجود بھی ابیر نے جھوٹ بولا تھا۔

اور اب ویام اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہ رہا تھا۔

عالیجان شاہ نے اسے گھسیٹ کر اپنی جیپ میں بٹھایا تھا جو شاید اپنے آپ میں نہیں رہا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

پانچ گھنٹے ہو چکے تھے اور سب خالی ہاتھ سر جھکائے بیٹھے تھے۔ہر سورسز ہر طریقہ، حتیٰ کہ عائش انزک علی بھی ان کی لوکیشن کو ٹریس نہیں کر پا رہا تھا۔

اور اب ہر گزرتے لمحے کے ساتھ سب کی پریشانی اور خوف میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

عیناں کا رو رو کر برا حال تھا۔ویام نیناں کو فارم ہاؤس میں لے جا چکے تھے۔طبعیت خرابی کے سبب انہیں اس بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا گیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ہر کسی کی نظروں میں ابیر علوی کے لئے غصہ اور خفگی سموئی ہوئی تھی۔ وہ دونوں صبح کے نکلے ہوئے تھے اور کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں پر ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔

حیا کا دل بری طرح سے خوف سے دھڑک رہا تھا۔ یہ بات ہی اسکے لیے کسی صدمے سے کم نہیں تھی کہ اس کی عینی کو کوئی لڑکا اٹھا کر لے گیا تھا وہ بھی یوں ان کے گھر میں گھس کر۔"

"ویام ری لیکس رہو یار۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم ڈھونڈ لیں گے اپنی بچیوں کو۔" امن نے اسکے شانے کو تھپکا تھا۔

جس کی آنکھوں میں آنسوں جھلک پڑے تھے۔

وہ گھر سے باہر بیٹھا ہوا تھا۔ اندر جانے کی اسکی میں ناں تو ہمت تھی ناں ہی طاقت۔ وہ لمحہ جب وہ اپنی بیٹیوں کو آخری بار چھوڑ کر گیا تھا بار بار اسکی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔

اندر ہی اندر وہ گھٹ رہا تھا۔ جانے یہ گھٹن کب ختم ہوتی یا صدا یونہی رہتی۔

"کرسی پر ہو جاؤ۔! عالیان شاہ نے اسے تھاما تھا۔ وہ نیچے گھاس پر بیٹھا ہوا کوئی کملایا ہوا سا پاگل شخص لگ رہا تھا۔

"نہیں مم مجھے بھی جانا چاہیے ناں۔ میری بیٹیاں جانے کس حال میں ہونگی۔ پتہ اتنی سی تھی۔ اینجل۔ جج جب میں نے اسے پہلی بار دیکھا تھا۔ وہ بہت سہمی ہوئی سی تھی۔ وہ وہ تو ڈر رہی ہو گی۔ کون بچائے گا اسے۔ میں ناکام ہو گیا۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ پاگلوں کی طرح آنکھیں ہاتھ سے رگڑتے بولا تھا یہ لمحات اس قدر سخت تھے کہ وہاں موجود ہر کوئی ہی افسردہ ہوا تھا۔

وہ سب اپنی آنکھوں کے سامنے پہلی بار ویام کاظمی کو اتنا ٹوٹا پھوٹا دیکھ رہے تھے۔

مگر وہ یہ نہیں سمجھ پا رہے تھے کہ اس وقت ان کے سامنے بیٹھا شخص ویام کاظمی نہیں ایک باپ تھا۔ایک ایسا باپ جس کی زندگی کا محور ہی اسکی اولاد رہی تھی۔

اب ایکدم سے ایسے کوئی اس کی زندگی کو چھین کر لے جا چکا تھا وہ کیسے پاگل ناں ہوتا۔

"ویام اوپر بیٹھو۔ہم سب چلیں گے۔اوکے۔انیل کو آنے دو۔ہم سب مل کر اپنی بیٹیوں کو ڈھونڈیں گے۔"

امن نے اسکی پشت رب کی تھی۔جس نے گھور کر امن کو دیکھا۔ایکدم سے اسے ابیر یاد آیا تھا۔

"آپ کو پتہ ہے۔میری عینی بہت بہادر ہے۔وہ ڈرتی ہے تو بھی بتاتی نہیں۔ہر چیز کو اکیلے ہینڈل کرنا جانتی ہے۔اسنے اپنی بڑی بہن کو چھوٹی ہو کر بھی سنبھالا ہے اور آج اگر کوئی گھٹیا انسان اس کو یوں حراساں کرے گا تو وہ کیسے سنبھالے گی خود کو۔نہیں نہیں میرا دل پھٹ جائے گا بھائی۔"

ابیر نے اچھا نہیں کیا۔اسنے مجھے کچھ نہیں بتایا۔وہ وہ گھٹیا بغیرت شخص میری بیٹیوں کے بارے میں جانے کیا کچھ بول رہا تھا۔یہ سب کچھ ابیر کی وجہ سے ہوا ہے؛ "

وہ آنکھیں رگڑتے ہوئے ایکدم سے اٹھا تھا۔ گھوم پھر کر ساری بات ابیر علوی پر آچکی تھی۔ جس نے کسی سے بھی اس بات کا ذکر نہیں کیا اور ناں ہی عالیحان شاہ کو یہ سب کچھ بتانے دیا تھا۔

"گاڑی نکالو انزک۔ میں خود جاؤں گا۔ بھوڑا ہوا ہوں کمزور نہیں۔" مضبوط لہجے میں جیسے اسنے اپنے آپ کو حوصلہ دیا تھا۔ ایک نگاہ اپنی طرف آتی عیناں پر ڈالی۔

جو روتی تڑپتی اسی کے پاس جانے کس آس سے آرہی تھی۔

مگر ویام کاظمی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اس کا مقابلہ کر پاتا۔ جبھی اسکے آنے سے پہلے ہی وہ بھاگ کر گاڑی میں بیٹھا۔ گاڑی بھگا کر وہاں سے نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آپ کچھ چھپا رہے ہیں مجھ سے۔؟" دوا اسکے ہاتھ سے لیتے اس نے ہلکا سا مسکرا کر جھکی نظروں سے کہا۔

اسکے سامنے بیٹھا وہ خوبصورت شخص بھرپور انداز میں مسکرایا۔

وہ ماہر تھا اپنے آپ کو سنبھالنے اور چھپانے میں۔ اسکی وجہ سے اسکی نین کی آنکھوں میں آنسوؤں آتا کہاں گنوارہ تھا اسے۔

"ہاں بہت کچھ چھپا رہا ہوں۔ ایک لڑکی کے میسجز آرہے ہیں کافی دنوں سے۔ سوچ رہا ہوں ڈیٹ پر لے جاؤں اسے۔! چہرے پر بکھرتے بالوں کو پیچھے کرتے اسنے جھک کر نیناں کی پیشانی پر بوسہ دیتے کہا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس نے ایک ابرو اچکا کر ذرا غصے سے اسے دیکھا۔

ہمممم۔اگر مجھ سے زیادہ حسین ہے تو لے جائیں۔!اسنے ہاتھ جھاڑ کر گویا اسے ایک پل میں خاموش کروا دیا تھا۔

۔

"آہا جی۔کیا بات کر دی جانم۔تم سے حسین تو اس دنیا میں کوئی دوسرا ہے ہی نہیں۔!اسنے چشمہ اسکی آنکھوں سے اتارتے کہا تھا۔

جس پر نیناں اسکے سینے پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی تھی۔

"ابھی اتنی بھوڑی بھی نہیں ہوئی ہوں کہ آپ میرے بچوں کی پریشانیاں چھپانے لگے۔!

اسکی شرٹ کے بٹن سے چھیڑ خانی کرتے اسنے جتلایا تھا۔جس پر وریام نے مسکراہٹ دبائی۔

"ہممممم۔بلکل ٹھیک کہہ رہی ہو تم نین۔مگر میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تمہارا وہ سگا والا بھائی اور بھابھی آ رہے ہیں پاکستان واپس۔تو کیا اس بار بھی وہ میرے گھر پر ہی رہیں گے۔۔؟

وریام نے بھوری آنکھیں گھما کر کہا تھا۔جس نے نیناں نے سر تاسف سے جھٹکا۔

"آپ کا دوست اور بہن بھی تو آ رہے ہیں۔میں نے کوئی شکوہ کیا۔"

نیناں نے اسے رافع اور فدک کی یاد دلائی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تم شکوہ کرنا جانتی بھی نہیں ہو یار۔ یہ کام مجھے ہی آتا ہے۔ ایویں ایک ساتھ جھرمٹ بنا کر میرے گھر پر قبضہ جمانے آرہے ہیں۔ میں تو کسی ایک کو بھی برداشت ناں کروں۔!

وریام نے خالص مسکرے پن سے کہا تھا۔ البتہ روز موبائل فون پر ان چاروں سے واپس آنے کی ڈھیروں منتیں بھی وہی کرتا تھا۔

"ہاں سب جانتی ہوں میں۔" نیناں سر جھٹک کر ہلکا سا مسکرائی۔

دوائیوں کا اثر تھا جو وہ بولتے بولتے سو گئی تھی۔ اور اسکے سوتے ہی وریام پر سکون ہوا تھا۔

اتنے خوبصورت دن ایک خوبصورت ساتھی کے ساتھ کیسے گزرے تھے۔ اب یہ یادیں یہ لمحات ایک خواب سا لگتا تھا ایک خوبصورت خواب۔ جو ہر بار آنکھیں بند کرنے پر ایک الگ ہی احساس دلاتے ہوں۔

اسنے نرمی سے نیناں کو بستر پر لٹایا۔ اسے باتوں میں الجھا کر وہ اسے سلانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

اس وقت اسکی طبعیت ٹھیک نہیں تھی۔ اگر وہ کوئی بھی ایسی ویسی بات جان لیتی تو یقیناً پریشان ہوتی۔

دروازے پر اچانک سے دستک سن وہ ہوش میں لوٹے۔ کمفرٹر درست کرتے وہ دروازے کی طرف بڑھے تھے۔

"اوہھہ۔ آیئے سر۔! شعلہ جوالہ بنے اپنے پوتے کو یہاں دیکھ وریام نے ٹینشن کے باوجود بھی مسکرا کر اسکا ویلکم کیا تھا۔۔ جس کا چہرہ ہنوز سرد تھا۔

"ایک نگاہ ان پر ڈالتے وہ بھاری قدموں سمیت اندر آیا۔بیڈ پر سوئی ہوئی اپنی دادی کو دیکھ اسنے گہری سانس بھری اور ہاتھ میں موجود میڈیسنز کا بیگ ایک طرف رکھا۔

اسکا زیادہ وقت نہیں گزرا تھا اپنی دادی کے ساتھ۔جس کی ایک بڑی وجہ ان کی طبعیت خرابی بھی تھی مگر وہ انہیں ہر لمحہ یاد رکھتا تھا۔

"اوئے۔یہ میری پراپرٹی ہے۔۔"وہ جھکا جیسے ہی ان کی پیشانی پر بوسہ دینا چاہا وریام جھٹ سے آگے آیا۔اسکے پیٹ کے گرد ہاتھ لپیٹ کر اسے بیوی سے دور کرتے سخت لہجے میں کہا۔۔

جس کے چہرے کے تاثرات مزید تنے تھے۔"پلیز مسٹر کاظمی۔میں پہلے ہی ڈسٹربڈ ہوں۔!

بارس نے دوٹوک سے لہجے میں کہتے انہیں سائیڈ پر کیا اور جھک کر نیناں کی پیشانی چومی۔

خیال رکھیے گا ان کا۔"باہر نکلتے انہیں تنبیہہ کرتے وہ پھر سے رکا۔

"اب کیا ہے۔؟وریام نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔جو انہیں ہی سرد مہری سے دیکھ رہا تھا۔

"اگر آپ نے اس لڑکے کو سپورٹ کیا یا یہاں پر پناہ دی تو اچھا نہیں ہوگا۔!

اسکا اشارہ ابیر کی طرف تھا۔وریام نے ہنہہ کرتے اسکی بات کان سے مکھی کی طرح اڑائی۔

اور گھور کر اسکی چوڑی پشت کو دیکھ دروازہ زور سے بند کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

تم کیسے خود کو ہیکر کہتے ہو گدھے۔آتا جاتا تو کچھ ہے نہیں تمہیں۔ابھی تک لوکیشن تو تم ٹریس نہیں کر پائے۔"

فرش پر گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے ابیر علوی اور عالیجان شاہ پر ایک نگاہ ڈالے وریام نے پیچھے سے عائش کے سر پر چپت ماری تھی۔

جو بلبلا کر رہ گیا۔مگر سر پر بندوق تانے کھڑے انیل علوی کی وجہ سے وہ ہل بھی نہیں سکا تھا۔

"ہاتھ کھولو میرے۔!ابیر کے سپاٹ آواز پر سب نے ہی مڑ کر اسے دیکھا۔جو پانچ گھنٹوں بعد پہلی بار بولا تھا۔

"خبردار جو ان میں سے کسی کے ہاتھ کھولے تم نے۔"

وریام نے سخت نظروں سے تبریز کو گھورتے اسے گویا حکم دیا۔

جو ان دونوں کے سروں پر کھڑا تھا۔وہاں سے نکلتے ہی وریام،انیل اور تبریز نے مل کر ان دونوں کو اٹھایا تھا کوئی نہیں جانتا تھا وہ کہاں پر ہیں۔

مگر وہ پچھلے پانچ گھنٹوں سے وریام کے پاس بندھے ہوئے پڑے تھے۔

عائش گھر میں اپنی کوششیں کر کے ہار چکا تھا مگر پھر بھی وریام کے کہنے پر اسے انیل گن پوائنٹ پر اٹھا کر یہاں لایا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عین کی زندگی خطرے میں ہے اور آپ لوگ مجھے یہاں باندھ کر رکھ رہے ہیں۔ "

وہ بد تمیزی سے چلایا تھا۔ سبھی نے لب بھینچ کر اس زخمی شیر کو دیکھا۔

"جبکہ وریام نے سرد نظروں سے اسے گھورا اور قدم قدم چلتے اسکے عین سامنے رکے کھینچ کر ایک زوردار تھپڑ اسکے گال پر جھڑا تھا۔

"شکر مناؤ کہ جان سے نہیں مارا میرے بیٹے نے تم دونوں کو۔! ہم جب ایک فیملی میں رہتے ہیں تو مطلب ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنا چاہیے۔ایک دوسرے سے ہر پریشانی شئیر کرنا چاہیے۔"

مگر تم۔ تم دونوں نے کیا کیا۔ذہین بننے کے چکر میں بے وقوف بن کر رہ گئے تم دونوں۔:"

وریام نے تاسف سے گردن جھٹک کر کہا۔عالیحان شاہ تو لب سیے خاموش بیٹھا تھا۔

"وہ خاموش ہوا۔اسے امید تھی کہ وہ دونوں کچھ بولیں گے مگر وہ دونوں ہی خاموش رہے۔

"عائش جلدی کرو کچھ۔اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے۔۔!

انیل نے گھبراہٹ سے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے عجلت بھرے انداز میں کہا۔

"جبکہ ہر گزرتا لمحہ ان سب پر بھاری ہوتا جارہا تھا۔

"مجھے پانی پینا ہے۔"عالیحان شاہ کی آواز پر وریام نے چونک کر اسے دیکھا۔اور گہری سانس بھرتے انیل اور تبریز کو ان پر نظر رکھنے کا کہہ وہ کمرے سے باہر نکلے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"پانچ منٹ کے بعد وہ واپس لوٹے تھے۔انیل تبریز۔کہاں گئے وہ دونوں۔!زمین پر رسیوں سے الجھے گرے پڑے ان دونوں کو دیکھتے وریام نے گھبرا کر پوچھا۔

کمرے میں کوئی بھی نہیں تھا۔ناں ہی ابیر،ناں ہی عالیحان شاہ اور ناں ہی عائش اور اسکا لیپ ٹاپ۔"

کمینے بھاگ گئے۔"انیل نے کراہ کر کہا تھا۔اتنی اچانک اور زور سے اسکے جبڑے پر گھونسا پڑا تھا کہ وہ لڑکھڑا کر گرا تھا۔

اوران سیکنڈوں کے کھیل میں وہ تینوں وہاں سے بھاگے تھے۔"

وریام بھاگ کر کھڑکی تک گئے۔پچھلے گیٹ سے نکلتی جیپ پر ایک نگاہ دوڑائے انہوں نے لب غصے سے بھینچے۔

Last Episode 136 Part 2/8

"جسم میں ہوتی سرسراہٹ پر وہ شفاف ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے ایک دم سے کروٹ بدلتی ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ گئی۔ایکدم سے جسم میں ہلچل کے سبب گردن کے پچھلے حصے میں درد کی ٹھیس سی اٹھی تھی۔

جس سے اسکی حواس مزید بیدار ہوئے۔مندی مندی نیند سے بوجھل بھوری ہلکی گلابی ہورہی آنکھیں کھولے اسنے غائب دماغی سے سامنے دیکھا۔

باڈی بلکل ریلیکس انداز میں تھی۔قریب بیٹھے ایک تکیے پر کہنی ٹکائے بیٹھے بہرام نے بے خود ہوتے ان ہلکی گلابی آنکھوں کو دیکھا۔

اس قدر پاگل کر دینے والا لمحہ تھا اسکا بس نہیں تھا کہ وہ جھپٹ کر اسے سینے میں بھینچ لیتا۔معاوہ عمل کرتا کہ عنایہ ایکدم سے اسے دیکھ جھٹکے سے اٹھی۔

اسکا رخ بہرام کی سمت تھا وہ اٹھنے لگی۔ مگر اس برق رفتاری سے بہرام نے اسکا ہاتھ تھاما گرفت مضبوط ضرور تھی مگر نرم بھی تھی۔

"چچ چھوڑو مجھے۔! وہ تنک کر پھولتی سانسوں سمیت بولی۔ مگر اگلی نگاہ اپنے وجود پر گئی تو جسم میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی تھی۔

وہ اس وقت سیاہ سلیو لیس ساڑھی میں تھی۔ جس کا اگلا گلا کافی ڈیپ تھا جبکہ پچھلے حصّے پر محض ڈوریاں بنی تھی۔ سرخ بارڈر سے مزین وہ ساڑھی اسکے دودھیا وجود پر دمک رہی تھی بلکل جیسے آسمان پر چاند۔

"عنایہ نے گھبرا کر اپنی آپ کو چھوتے اس پلوں کو تھاما۔خوف، گھبراہٹ،اور شرم کے تاثرات اسکے حسین چہرے پر غضب ڈھا رہے تھے۔

اہہہ۔" بہرام نے ٹھنڈی آہ بھرتے اسکی نازک کلائی آزاد کی اور ایک دم سے پیچھے گرا تھا۔

عنایہ تیزی سے اس سے دور ہوتے بیڈ سے اتری۔اب اپنے وجود کو اس پلوں سے لپیٹا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ڈونٹ وری جان۔ کس سے کر رہی ہو یہ شرم یہ پردہ۔ مجھ سے کوئی پردہ کرنے کی ضرورت نہیں مائے لو۔ بس تھوڑی دیر اور۔ اس کے بعد تمہارے باپ کو دیا گیا وقت پورا ہوتے ہی ہم نکاح کریں گے وہ بھی صرف اور صرف تمہاری خوشی کے لیے۔!

دونوں ہاتھ سر کے نیچے باندھے وہ مسرور سی کیفیت میں پاؤں ہلاتے بولا تھا۔

دروازے کو کھولنے کی کوشش میں مگن عنایہ کا وجود اس کی بات پر ٹھنڈا سا پڑا وہ ایکدم سے غصے اور نفرت کی ملی جلی کیفیت میں مڑی۔

مٹھیاں بھینچ کر اسے گھورا۔

"تمہاری سوچ ہی ہے یہ اور کچھ نہیں۔ گھٹیا انسان۔ میری شادی ہو چکی ہے اور اب تم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ "

وہ دانت پر دانت جمائے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی تھی۔

"ہاہاہاہاہاہا۔" یار تمہیں کیا لگتا ہے میں بے وقوف ہوں۔ وہ اٹھا اسکی باتوں کو مذاق میں اڑاتے وہ قدم قدم چلتا اس تک آیا۔

اسکے تاثرات اسکا کانفیڈینس عنایہ کو بری طرح سے کھٹکا تھا۔

"تمہارا عاشق کتوں کی طرح تمہیں ڈھونڈ رہا ہے۔ آتا ہی ہوگا یہاں اور اسکے آتے ہی اسے تمہاری آنکھوں کے سامنے ماروں گا میں۔!

دونوں ہاتھ دروازے پر دائیں بائیں جمائے اسنے عنایہ کو اپنے حصار میں جکڑا۔ جس نے خونخوار تیوروں سے اسے گھورا۔ چہرہ غصے کی زیادتی سے دہک پڑا تھا۔

"جانتی ہو وہ شام۔ کتنی حسین لگ رہی تھی تم۔ بلکل ایسی ہی ساڑھی تھی ناں وہ۔ میری نظروں کے سامنے وہ کمینہ تمہیں اٹھا کر لے گیا۔ بٹ نیور مائنڈ۔ قسمت قسمت کی بات ہے کل اسکا دن تھا آج میرا۔ اور اب ہمیشہ میرا ہی رہے گا۔!

سرد لہجے میں کہتے اسنے جھٹکے سے عنایہ کے کندھے سے پلوں سرکایا تھا۔ جب اگلے ہی لمحے چٹاخ کی زوردار آواز کے ساتھ اسکے دائیں گال پر عنایہ کے ہاتھ کا نشان پڑا۔

تھپڑ کی آواز اس وسیع و عریض کمرے کی دیواروں میں گویا نصب ہو کر رہ گئی تھی۔

"دور۔ آئندہ ہاتھ لگانے کا سوچا تو ہاتھ کاٹ دوں گی تمہارا۔!

شہادت کی انگلی اٹھائے وہ قہر بار نظروں سے اسکے چہرے کو گھورتی نفرت سے غرائی تھی۔

"اہہہ۔" تم نے لوکی کو تھپڑ مارا مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔!

اسکے شانوں کو جکڑتے وہ اسکے چہرے پر دھاڑا تھا۔

عنایہ نے بھیگی آنکھیں موندے بمشکل سے اپنے خوف سے پھڑپھڑاتے دل کو سنبھالا۔

کمرے کے ساتھ موجود دوسرے کمرے میں گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے بیٹھی عنایت اسکی گرج پر گھبرا کر اٹھی

۔

آس پاس دیکھتے اسنے خوفزدہ سی کیفیت میں عنایہ کو پکارا۔

"یو نو واٹ بہت ڈھیل دے دی میں نے تمہیں۔" اسکے کان میں غصے سے پھنکارتے اسنے کھینچ کر بے دردی سے اسے بیڈ پر دھکہ دیا۔

عنایہ چکراتے سر کو ہاتھوں میں جکڑتی ایکدم سے خوف سے سیدھی ہوئی تھی۔

دہشت زدہ سی کیفیت میں اپنی طرف بڑھتے شرٹ کے بٹن کھولتے بہرام کو دیکھ اسنے بے بسی اور خوف سے سر کو بے اختیار نفی میں ہلایا۔

"ننن نہیں پپ پلیز۔" وہ گھبراہٹ سے بولتی بیڈ سے نیچے بھاگنے لگی۔ جب ٹانگ سے جکڑتے ایک جھٹکے میں بہرام نے اسے اپنی طرف کھینچا۔

"اسکے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں جکڑتے وہ گہرہ ہنسا اسکے آنسوں سے بھیگے چہرے کو دیکھنے لگا۔

"مجھے یہ آنسوں بلکل نہیں پسند تمہاری ان حسین آنکھوں میں عینی ڈارلنگ۔ مگر کیا کروں۔ تمہاری اکڑ توڑنے کے لئے مجھے زبردستی کرنی ہی پڑے گی۔ ایک بار تمہیں حاصل کر لوں اسکے بعد تم خود ہی مجھ سے دور جانے کی ضد چھوڑ دو گی۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بہرام نے خباثت بھری نظروں سے اسکے دلکش وجود کو دیکھتے شرٹ کو کھینچ کر اپنے وجود سے الگ کیا۔

عنایہ بری طرح سے جھٹپٹائی ایکدم سے اسکے ہاتھ پر کاٹتے وہ بھاگ کر پیچھے ہوئی۔لپک کر میز پر پڑے واز کو اٹھائے وہ جیسے ہی مڑی۔ بہرام نے اسکا ہاتھ درمیان سے ہی جکڑا۔

"کوشش بیکار ہے جانم۔ مجھے غصہ مت دلاؤ۔اتنے مہینوں سے اس دن کا ویٹ کیا ہے میں نے۔اب سکون سے اپنا آپ مجھے سونپ دو۔آئی سویر بہت پیار سے پیش آؤں گا۔"

واز کھینچ کر اسنے فرش پر پھینکا۔اسکے چہرے پر ہاتھ سے چھوتے وہ بہت محبت سے بولا تھا۔

"عنایہ نے سرخ بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔اسے امید تھی اسکے اپنے اسے بچالیں گے۔ مگر کوئی بھی اب تک نہیں آیا تھا۔

وہ جتنی بھی بہادر بنتی تھی تو ایک لڑکی ہی۔کب تک ایک مضبوط مرد کو روک پاتی۔

"رومت جان۔وہ ابیر نہیں ہے تمہارے قابل وہ تمہاری اہمیت نہیں جانتا ڈارلنگ۔!" اسکا بھاری ہاتھ عنایہ کی کمر پر رینگ رہا تھا۔

"چھوڑو چھوڑو مجھے۔!

وہ چیخ کر اسکے لمس پر بری طرح سے تڑپی۔جب اگلے ہی لمحے اسکے بالوں کو جکڑتے بہرام نے اسکا چہرہ اونچا کیا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایہ درد کی شدت سے سسکی تھی۔

"کہو تم مجھ سے پیار کرتی ہو۔! کرتی ہوناں جان۔" وہ پاگلوں کی طرح اسکے چہرے پر اپنی وحشی نظریں گاڑھے خباثت سے بولا تھا۔

عنایہ نے درد سے بند ہوتی آنکھیں سختی سے میچی۔ کئی بے مول آنسوں اسکے چہرے پر گرے تھے۔ نازک وجود کی لرزش بہرام کو مزید پاگل بنا رہی تھی۔

"مجھے مجبور مت کرو عینی کہ میں تمہارے جسم کے ساتھ ساتھ تمہارے دماغ سے بھی کھیلوں۔ بولو کرتی ہوناں مجھ سے محبت۔!

بہرام نے طیش کے عالم میں اسکے جبڑے کو ہاتھ میں جکڑتے دھاڑ کر کہا تھا۔ جس پر وہ درد سے پھٹتے سر کو نفی میں ہلانے لگی۔

بہرام نے جبڑے بھینچے ایکدم سے اسکے چہرے کو چھوڑا۔

"چٹاخ۔" الٹے ہاتھ کا ایک زوردار تھپڑ اسکے گال پر جھڑا تھا۔

کہ وہ کراہ کر اوندھے منہ گری۔

" گھٹیا انسان نفرت کرتی ہوں میں تم سے۔" وہ نفرت و حقارت سے اپنے بازو کو اسکی گرفت سے چھڑاتے غرائی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اگلے ہی لمحے اسکے منہ پر تھوکا تھا اسنے۔

اسکی حرکت اس قدر اچانک ہوئی تھی کہ بہرام کا وجود فریز پڑ گیا۔

عنایہ دہشت زدہ سی اسے دیکھتے اسکے یوں گم سم ہونے پر پاگلوں کی طرح گرتی پڑتی دروازے کی طرف بھاگی۔

"کلک کوئی ہے۔آپی۔آپی پلیز ہیلپ می۔ابیر۔

کوئی ہے۔"وہ بری طرح سے پینک ہوتی روتی بلکتی اونچی آواز میں دروازے پر مکے مارتی مدد مانگنے لگی۔

اسکے وجود میں لرزش اس قدر تھی کہ اس سے کھڑا ہونا مشکل ہوتا گیا۔

"وہ خوف سے بھری بھوری آنسوؤں سے تر نظریں موڑ کر پیچھے دیکھنے لگی۔

جہاں بہرام اب بستر سے اٹھ رہا تھا۔

"ڈڈ ڈیڈ۔ببارس۔عالی۔کوئی بچالو پلیز۔مم میں نہنہیں ہوں بربریو۔اہہہہ۔پلیز ابییر۔"وہ پاگلوں کی طرح چلا رہی تھی اپنی عزت اپنی نسوانیت بچانے کے خاطر وہ منتیں کرنے لگی تھی۔اس امید سے کہ کوئی چاہنے والا آئے گا اسے بچانے۔

بھورے بال بری طرح سے بکھرے پڑے تھے۔ساڑھی کا پلوں نیچے ڈھلک رہا تھا۔وہ اس قدر ذہنی اذیت میں تھی کہ اسے اپنی طرف بڑھتے بہرام کے قدم موت سے بدتر لگے تھے۔

"ابیر پلیز۔" وہ روتی چلاتی بری طرح سے دہشت زدہ ہوئی تھی۔

اسے آج پہلی بار محسوس ہوا تھا کہ ایک عورت کی عزت اسکے لئے کتنا اہم سرمایہ ہوتی ہے۔وہ کمزور نہیں تھی مگر بہادر بھی تو نہیں تھی۔

"آپی۔اہہہہ۔چٹاخ۔" معااسے پیچھے سے بالوں سے کھینچتے بہرام نے کھینچ کر اسکے منہ پر ایک اور تھپڑ جھڑا تھا۔

جس کی شدت اس قدر تھی کہ وہ اوندھے منہ فرش پر گری تھی۔بخار سے جسم ٹوٹ رہا تھا۔یہ اذیتیں ایک بہادر لڑکی کے وقار کو توڑ رہی تھیں۔آنکھوں سے بہتا وہ گرم سیال اسکی اذیتوں پر ماتم کناں تھا۔

"پیٹ میں درد کی ایک تیز لہر دوڑی تھی۔وہ گھٹنوں کو پیٹ پر باندھے ایکدم سے بلکی تھی۔

"اتنا پیار اتنی شدّت۔جانتی ہو۔میں کیسے ٹریٹ کرتا ہوں لڑکیوں کو۔" وہ گھٹنوں کے بل جھکا چہرے پر لگے تھوک کو ٹشو سے صاف کرتے اسنے پہلی بار نفرت سے عنایہ کو دیکھا۔

وہ اسکے وجود کا طلبگار تھا اسکے حسن کا عاشق۔وہ اسے اپنے آپ سے اتنا خوفزدہ کر دینا چاہتا تھا کہ آج اسکی روح تک اسکے نام سے کانپ جاتی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"بہرام نے جھک کر اسکے وجود کو بانہوں میں بھرتے بے حد نرمی سے بیڈ پر ڈالا۔عنایہ نے سوجھی آنکھیں وا کیے دھندلاتی نظروں سے اسے دیکھا۔

جس کے ہاتھ اسکے کندھوں پر موجود بلاؤز کو چاک کر رہے تھے۔

"یا اللہ۔"اذیت کی انتہا تھی۔اسکا دل ودماغ معاوف ہو چکا تھا جسم میں مزاحمت کرنے کی کوئی ہمت نہیں بچی تھی ۔اسنے سب کو پکارا تھا کوئی نہیں آیا تھا۔وہ اتنی کمزور تو نہیں تھی مگر آج وہ کمزور پڑ چکی تھی۔اسنے آخری بار اپنے رب کو پکارا تھا۔ہونٹ خود ہی اسکے ذکر کر رہے تھے۔

جس کے سوا کوئی مددگار کوئی کارساز نہیں ہے۔

معا دروازہ ایکدم سے کھلا تھا۔بہرام نے قہر بھری نظروں سے دروازے کے بیچ کھڑی عنایت کو گھورا۔

عنایہ کو یونہی چھوڑ وہ جھٹکے سے اٹھا اور اب اسکی طرف بڑھا تھا جو بند ہوتے دل سے اپنی بہن کی ادھڑی حالت دیکھ لڑکھڑا کر منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

پچھلے کئی گھنٹوں سے وہ مارے مارے پھر رہے تھے۔ہر جگہ وہ دیکھ چکے تھے جہاں بہرام کے ہونے کے چانسز تھے مگر انہیں وہ کسی بھی طور نہیں مل پایا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"رات کے اس پچھلے پہر وہ جیپ میں بیٹھے اپنے سر سیٹ کی پشت سے ٹکائے ہوئے تھے۔

عائش بھی کافی پریشان تھا۔ہر گزرتا لمحہ ان سب کی سانسوں کو مشکل بنا رہا تھا۔

"وہ دونوں تو اپنے آپ میں ہی نہیں تھے۔دنیا بھر کو بے وقوف بنانے والے خود بے وقوف بن گئے تھے یہ چیز ہی ان دونوں کو ہٹ کر رہی تھی۔

معاوہ ایکدم سے سیدھا ہوا۔"عائش۔"ابیر نے سرخ آنکھیں رگڑتے اسے پکارا۔جس نے سر اٹھائے اسے حالی حالی نظروں سے دیکھا تھا۔

"چیک کرو سنگلز۔عین کے گلے میں جو نیکلس ہے وہ کسی سے ڈسکنیکٹ نہیں ہو سکتا اور اگر ہو بھی تو زیادہ سے زیادہ پانچ سے چھ گھنٹوں تک ہی ہو سکتا ہے۔اور اب سات گھنٹے ہونے والے ہیں۔

چیک کرو لوکیشن مل رہی ہے یا نہیں۔! پھولتی سانسوں سمیت اسنے لب دانتوں تلے کچلتے کہا تھا عالیحان نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔

دل تھا جو ناامید نہیں ہو رہا تھا۔مگر امید کا کوئی سرا نظر نہیں آ رہا تھا۔

"عائش نے دھڑکتے دل سے لوکیشن کو کینکیٹ کرنے کی کوشش کی۔پانچ منٹ چھ اور پھر سات۔ساتویں منٹ میں لوکیشن سیٹ ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسنے مسکرا کر ابیر اور عالیحان کو دیکھا۔جن کے چہروں پر ایک آس سی تھی۔

"اسکے مسکرانے پر گویا دونوں کی جان میں جان آئی تھی۔

"وی ڈن اٹ۔" عائش نے لیپ ٹاپ موڑ کر ان کے سامنے کیا تھا جہاں سنگلز کافی تیزی سے آ جا رہے تھے۔ جنہیں دیکھتے ہی ان دونوں نے شکر کی سانس بھرتے ایک دوسرے کو دیکھا۔

اور یہ پہلی دفعہ تھا جب وہ دونوں بھاگ کر ایک دوسرے کے گلے لگے تھے۔

عالیحان نے جلتی آنکھیں موند کر کھولی اسکی پشت تھپکتے وہ پیچھے ہٹا اور جیپ کو سٹارٹ کیا۔

"عالی۔چلانا مت دوڑانا اسے۔اس سے پہلے کہ کوئی دوسرا اس کتے تک پہنچے ہمیں وہاں پہنچنا ہو گا۔" طیش کے عالم میں مٹھیاں بھینچتے وہ غرایا۔

اور اسی وقت عالیحان شاہ کی آنکھوں میں خون اترا تھا۔دھول اڑاتی جیپ تیزی سے اپنی منزل پر رواں دواں تھی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

" تم یہاں کیا لینے آئی ہو یہاں ہاں۔" مٹھیاں بھینچ کر وہ اسکے چہرے پر دھاڑا تھا۔ جس پر عنایت نے ڈر کے مارے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"پپ پلیز پیچ چھوڑ دو عینی کو۔" وہ ہاتھ معافی کی صورت میں باندھے بھیگی آنکھوں سمیت اسے دیکھتی منت کے سے انداز میں بولی۔

بہرام نے لب بھینچ کر اسے گھورا اور اگلے ہی لمحے اسے جھٹکے سے بازو سے جکڑتے اپنی سمت کھینچا۔

"تمہارا تو میں الگ سے حساب نکالوں گا مائے ڈیئر کزن۔ یہ جو بے وقت آکر میرا موڈ خراب کیا ہے ناں تم نے۔ بلکل بھی ٹھیک نہیں کیا تم نے۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے اگر اپنے بچے کی سلامتی چاہتی ہو تو۔ "

نفرت بھرے لہجے میں اس جھٹکے سے پھینکتے وہ غرایا تھا۔

عنایت خوف و دہشت کے سبب اسکی بات سمجھ ہی ناں سکی تھی اسکا سارا دھیان اپنے بچّے اور بہن پر تھا۔

بہرام سر جھٹک کر بے حال پڑی عنایہ تک گیا تھا۔

ایک جھٹکے سے اسکے وجود سے پلوں کھینچتے اسنے دور جھٹکا تھا۔ اسکے ذہن میں چھایا نشہ اسے بری طرح سے پاگل کر رہا تھا۔

عنایت کپکپاتے وجود سے اسے نفرت سے گھورتے کچھ ڈھونڈنے لگی جب نظر بیڈ کے قریب پڑے واز پر گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ بھاگ کر آگے بڑھی واز اٹھاتے اسنے بہت ہمت سے ایکدم سے اس پر مارا۔ جو سید ھا اسکے کندھے اور گردن کے درمیان میں لگا تھا۔

بہرام کراہ کر پیچھے ہوا۔ اسنے کھا جانے والی نظروں سے اس لڑکی کو گھورا تھا جو ابھی تک کمرے میں ہی تھی۔ جبڑے بھینچے وہ اس تک آیا۔۔

جس نے میز پر پڑا دوسرا واز اٹھا کر ایک دم سے اس پر مارا۔ مگر وہ واز اسکے سینے سے لگتے نیچے گرا تھا۔ اسے سہی سلامت دیکھ عنایت کا سفید چہرہ خوف سے تاریک پڑا تھا۔

"مجھے مارے گی تُو ہاں۔ سا*لی ب*چ۔ اسے بالوں سے جکڑتے اسنے ایکدم سے اسے سامنے کیا۔ اسکے چہرے پر دھاڑتے وہ پاگلوں کی طرح آگے پیچھے دیکھنے لگا۔

"نن نہیں چچ چھوڑو چھوڑو مجھے۔" عنایت بری طرح سے روتی ہوئی اسکے ہاتھ پر تھپڑ مارنے لگی۔۔ جس نے اسے ساتھ گھسیٹتے دراز کھولا۔

تیز دھار چاقو نکالتے اسنے نفرت بھری نظروں سے عنایت کو دیکھا۔

"بہت پیار ہے ناں تجھے اس بچے سے۔ اور تیرے اس شوہر کو بھی۔ اب دیکھ سب سے پہلے میں اسے ختم کروں گا۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔
www.kohnovelsurdu.com

نفرت بھری پھنکار اسکے کانوں میں انڈیلتے اسنے ایکدم سے اسے آزاد چھوڑا۔جو سر مسلسل نفی میں ہلاتی ایکدم سے پیچھے ہونے لگی۔

آپی۔"عنایہ اس گھٹیا شخص کو اپنی بہن پر حملہ آور ہوتا دیکھ ایکدم سے بھاگی تھی۔

عنایت کو پیچھے دھکیلتے وہ پھولتی سانسوں سمیت مڑنے لگی۔جب اچانک بہرام نے عنایت پر حملہ کیا تھا وہ چاقو عنایت کے پیچھے ہٹنے کے سبب عنایہ کی کمر سے ذرا اوپر پسلیوں کے قریب پیوست ہوا تھا۔

"اہھھھہ۔"عنایہ کی دلدوز چیخ پورے کمرے میں گونجی تھی۔

پورا وجود خون سے لت پت ہوتا ایکدم سے نیچے گرا تھا۔

ععععینی۔"عنایت جو جھٹکے سے مڑی تھی۔اپنی نظروں کے سامنے عنایہ کے بے جان ہوتے وجود کو گرتا دیکھ وہ خوف ودہشت سے چلائی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کہاں کہاں ہو گی عین۔عین۔؟۔عین۔!تاحد پھیلے سمندر کے سوا اس جگہ پر کوئی شے موجود نہیں تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سارا علاقہ وہ دیکھ چکے تھے کوئی گھر تو کیا کوئی جھونپڑی تک نہیں تھی اس جگہ۔ابیر،عالیحان اور عائش تھک ہار کر اس سمندر کے قریب ریت پر ڈھے سے گئے تھے۔

کوئی سراغ کوئی سرا۔ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ مگر ہر گزرتا لمحہ ان دونوں کی جان چھین رہا تھا۔

معا گاڑیوں کے شور کی آواز پر ان تینوں نے چونک کر پیچھے کی طرف دیکھا۔جہاں ہزاروں کی تعداد میں گارڈز کی گاڑیوں میں ڈیول کی گاڑی سب سے آگے تھی۔

آسمان پر اسکی گاڑی سے ذرا اوپر اڑتی بیلی کی آنکھیں اسی جگہ پر تھیں جہاں وہ کھڑے تھے۔

اور ڈیول گاڑی سے سر نکالے کھڑا خونخوار نگاہوں سے ان دونوں کو گھور رہا تھا۔

جو بکھرے،الجھے شکست خوردہ سے لگ رہے تھے۔

"کم آن بوائز۔"گاڑیاں رکتے ہی اسنے گارڈز کو گویا حکم دیا تھا۔

جو ایک ایک کرتے ان تینوں کو گھیرے میں لے چکے تھے۔عالیحان اور ابیر نے مٹھیاں بھینچ کر سرد نظروں سے اسے دیکھا تھا۔جس کی نظریں انہی پر تھیں۔

"معا وہ گارڈز انہیں چھوتے اطراف سے آتی اسلحہ سے لیس ابیر اور عالیحان کے ساتھ آئی ان کی گینگ نے پیچھے سے ان گارڈز پر حملہ کیا تھا۔

ابیر اور عالیجان نے سینے پر ہاتھ باندھے اسے سپاٹ چہرے سے گھورا۔ جو اپنے گارڈز کو زمین پر جھکا دیکھ اب کی بار طیش کے عالم میں جبڑے بھینچ کر ان تک آیا۔

"یُو۔ "

"زبان سنبھال کر بولا کرو چھوٹے۔ ضروری نہیں ہر بار ہم لحاظ کریں۔! عالیجان شاہ اسکے روبرو ہوا۔ اسکا کندھا تھپکتے اسے پہلے سے وارن کیا کہ اس وقت وہ زبان بند ہی رکھے۔

ڈیول نے آگ اگلتی نگاہوں سے پہلے اسے اور پھر ابیر کو دیکھا۔

اور بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتے اب بیلی کی طرف مڑا۔

"بیلی لوکیشن بتاؤ۔! اب کی باران دونوں نے بھی سر اٹھائے اس روبوٹ کو دیکھا تھا۔

"کمانڈ از ایکٹو سر۔ "

وہ اپنے کمانڈ پر بولی۔ نیلی روشنی اسکی آنکھوں سے نکلتی اسی ریت پر ٹھہری تھی۔

جہاں ابیر اور عالیجان شاہ رکے تھے۔

ڈیول نے گردن گھمائے آگے پیچھے دیکھا۔

مگر وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔

"بے اختیار وہ گھبراہٹ کے سبب آنکھیں موند گیا تھا۔اسکی بہنوں کے ہنستے کھلکھلاتے چہرے اس کی آنکھوں کے سامنے گھومے تھے۔وہ کیسے۔؟کیسے نہیں ڈھونڈ پا رہا تھا انہیں۔"!

ابیر نے ہاتھ اسکے کندھے پر رکھا۔آنکھیں کھول کر اسکے ہاتھ کو دیکھتے اگلے ہی لمحے ڈیول نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا۔ہاتھ کا مکہ بنائے وہ اس پر حملہ آور ہوا تھا۔

مگر اسکا ہاتھ وہ درمیان میں سے پکڑ کر اسکا وار روک گیا۔

"بھوری نفرت بھری نظریں ان شہد رنگ آنکھوں پر ٹکی تھی۔جہاں عنایہ کاظمی کا عکس جھلک رہا تھا۔

"ڈیول نے لب بھینچ کر اپنا ہاتھ آزاد کرایا جب وہ دو قدم اٹھاتے اسکے قریب ہوا۔

"بائے ہاتھ کی مٹھی بنائے اسکے سینے پر دل کے مقام پر اتنی زور سے ماری کہ ڈیول نے ماتھے پر ناگوار بل سمیٹے اسے قہر بار نظروں سے دیکھا۔

"تم تو اس کے ساتھ اس دنیا میں آئے ہو ناں۔تم محسوس کرو۔اسے۔میں نہیں کر پا رہا شاید کوئی بھی ناں کر پائے۔مگر تم۔تم تو جڑے ہو ناں میری عین سے۔پلیز اسے ڈھونڈ دو۔"وہ ایکدم سے جذبات میں کہتا بھیگی آنکھیں میچ کر گھٹنوں کے بل نیچے گرا تھا۔

عالیجان شاہ جانتا تھا کہ وہ اندر ہی اندر خود کو قصوروار مان رہا تھا اسی لیے وہ اس قدر ٹوٹ رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ آگے بڑھا جب ڈیول نے جھک کر اسکے شانے کو تھپکا۔

بھیگی آنکھیں جھپکتے اسنے ایکدم سے اپنی آنکھیں موند لیں۔

ہاں ابیر ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔ وہ محسوس کر سکتا تھا اسے۔ وہ اسکا جڑواں بھائی تھا۔ وہ اسکے دل سے جڑا ہوا تھا۔ بند آنکھوں سے جیسے وہ اپنے آپ کو یاد دلا رہا تھا۔

"آنکھوں کے سامنے عنایہ کا ہنستا، کھلکھلاتا چہرہ لہرایا تھا۔ ایکدم سے جیسے اسکا سانس رکنے لگا تھا۔ سینے کو ہاتھ سے مسلتے وہ نیچے بیٹھتا چلا گیا۔

اسکی پھولتی سانسوں کو محسوس کرتے عالیجان لپک کر اس تک آیا۔ جس نے جھک کر مٹھیوں میں اس ریت کو جکڑا۔

"بارس۔! عالیجان نے اسے پکارا۔ مگر وہ سنی ان سنی کرتے اب دونوں ہاتھوں سے اس ریت کو ہٹانے لگا۔ عائش عالیجان اور ابیر چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

جو پاگلوں کی طرح دونوں ہاتھوں سے تیز تیز اس جگہ سے ریت کو ہٹا رہا تھا۔

وہ سب سمجھنے سے قاصر تھے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ مگر پھر کچھ سوچتے ہوئے ابیر نے ان دونوں کو اشارہ کیا اور تینوں بھاگ کر آگے آئے تھے۔

اسکے ساتھ ہی وہ تینوں بھی اس ریت کو ہٹانے لگے۔ جب اس کھڈے نما جگہ پر کچھ عجیب سا محسوس کرتے عالیحان نے چلا کر گارڈز کو مدد کے لیے پکارا۔

وہ سارے کے سارے گنز پھینک کر اب ان کی مدد کرنے لگے۔ اگلے پانچ منٹ میں وہ جگہ صاف تھی۔

ریت سے ڈھکی اس جگہ پر بنے ایک دروازے کو دیکھ وہ سبھی شاکڈ سے رہ گئے تھے۔

مٹھیاں بھینچ کر وہ ایک ایک کرتے اس گیٹ کو کھولتے اب اندر داخل ہوئے۔

جہاں جانے کون سی تباہی ان کی منتظر تھی۔

Last Episode 136 Part 3/8

حول کی صورت میں بنے اس کھنڈر نما جگہ پر چاروں اطراف سرخ دیواریں بنی ہوئی تھی۔ وہ چاروں ایک کے بعد ایک اندر داخل ہوتے گئے۔

سامنے ہی گارڈز کی بھاری نفری موجود تھی۔ مگر وہ سبھی بلکل اطمینان اور سکون سے بیٹھے ہوئے تھے جیسے وہ جانتے ہوں اس جگہ پر کوئی دوسرا نہیں آسکتا۔

"ڈیول نے رخ موڑ کر گارڈز کو حکم دیا اور اگلے ہی حملے پوری جگہ گولیوں کی دھڑا دھڑ آوازوں سے گونج اُٹھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ سبھی بھاگ کر آگے بڑھتے گئے۔اپنے رستے میں حائل ہونے والے ہر شخص کو وہ منٹوں میں ہٹاتے جلد از جلد اندر جانا چاہتے تھے۔

"تم جاؤ میں سنبھالتا ہوں انہیں۔ "

اندرونی گیٹ کی طرف بڑھتے ان کے قدم ایک دم سے تھمے۔جب اندر سے نکلتے گارڈز نے ان سبھی کو نشانے پر لیا ۔ڈیول نے ان دونوں پر ایک سرد نگاہ ڈالتے انہیں حکم دیا۔

جس پر سر کو اثبات میں ہلاتے وہ بھاگ کر اندر کی طرف بڑھے۔

ڈیول نے ایک سرد نگاہ ان دونوں پر ڈالی اب خود گیٹ کے سامنے رکا۔اندر جانے کی کوشش میں اپنی طرف آتے ہر گارڈ کو وہ سیکنڈوں میں حاک میں ملاتا جا رہا تھا۔عائش ایک طرف گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے خاموشی سے بیٹھا رہا۔

لڑنا وہ جانتا نہیں تھا اور اندر اسے ڈیول نے جانے نہیں دیا تھا۔اب بھی وہ آیت الکرسی پڑھتے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس گیا کیونکہ گولیوں کی آواز اس قدر زیادہ تھی کہ اگر وہ جان بند ناں کرتا تو یقیناً ڈر سے بے ہوش ہو جاتا۔

بھاری قدموں سمیت وہ اندھا دھند بھاگتے ہوئے اس جگہ میں داخل ہوئے۔چاروں اطراف ایک جیسے کمرے بنے تھے۔

جن کے دروازے بھی بلکل سیم تھے اور پینٹ بھی۔

دائیں بائیں ہر دروازے کو دیکھتے وہ ناکامی کی صورت جبڑے بھینچے بکھری ہوئی سی حالت میں بس بھاگتے جا رہے تھے۔

معا بلکل سامنے موجود دروازے کو دیکھ ان دونوں کے قدم ایک پل کو تھمے تھے۔آنکھوں میں خوف اور دہشت سی امڈی تھی۔

جیسے کسی بھی قسم کی انہونی ان دونوں کو تباہ کر دینے کی طاقت رکھتی تھی بلکل ویسے ہی ان دونوں میں کچھ بھی برا دیکھنے کی سکت نہیں تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"عینی۔" عنایت کی چیخ پر ابیر کا دل ایک بار ڈوب کر ابھرا تھا۔ حسین چہرہ لٹھے کی مانند زرد پڑا۔

سر بے اختیار نفی میں ہلاتے وہ دونوں ہی پاگلوں کی طرح بھاگے تھے۔

"دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تھا۔اور سامنے کے منظر نے گویا ابیر علوی کی جان کھینچ لی تھی۔

پاؤں بری طرح سے لڑکھڑائے تھے۔ شہد رنگ آنکھیں جو پہلے ہی سرخی نما آنسوں سے تر تھی۔اسے کھانے کے خوف سے ایکدم سے وہ بنجر سی ہوئی۔ جیسے کوئی رنگ ان میں باقی ناں رہا ہو۔

"ٹیڈی۔" عالیجان شاہ نے خوفزدہ سی آواز میں اسے پکارا تھا۔ایک نگاہ اسکا سر گود میں رکھے روتی ہوئی عنایت پر ڈالی۔

جس کی حالت دہشت زرد سی تھی۔

عالیجان شاہ کا دل بری طرح سے سے دھڑکا تھا۔ عنایہ کے وجود سے بہتا خون فرش پر کسی لکیر کی صورت میں بہتا ان دونوں کے قدموں تک آرہا تھا۔

عالیجان شاہ بھاگ کر اس تک گیا۔

"ٹیڈی۔" گھٹنوں کے بل جھکتے اسنے پاگلوں کی طرح اسے آواز دی۔ جس کے خوبصورت ہونٹ نیم وا تھے۔ بھوری آنکھیں بھیگی ہلکی سی نیم وا تھی۔

اسکی شکست خوردہ سی حالت دیکھ عالیجان شاہ نے اپنے تکلیف سے پھٹتے دل سمیت آنکھیں میچی۔

"ابیر تم تم آگئے۔ دیکھو اسے۔ یہ اٹھ نہیں رہی۔ میں نے میں نے نہیں مارا اسے۔ یہ خود سامنے آگئی۔ بولو اسے یہ آنکھیں کھولے۔ "

بہرام جو پاگلوں کی طرح دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔

ابیر علوی کے بت بنے وجود کو دیکھ وہ گھٹنوں پر رینگتا اس تک گیا تھا اسکی ٹانگوں کو جکڑتے وہ پاگلوں کی طرح بڑبڑایا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ابیر علوی کی ویران نگاہیں تو بس اپنی عین پر ٹکی تھیں۔ جس میں شاید گنتی کی سانسیں بچی تھیں۔

"اابیر۔ پپ پلیز اسسے بولو۔ مم میں نے نہیں مارا۔ ععینی۔"

وہ روتا ہوا اب کی بار عنایہ کی طرف لپکا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے چھوتا ابیر بھاگ کر عنایہ تک گیا۔

اسکے ساکت وجود کو ان سب سے چھینتے وہ پاگلوں کی طرح پشت انکی طرف فرش پر بیٹھا۔ عنایہ کو سینے میں بھینچے وہ سرد نظروں سے دیوار کو گھورنے لگا۔

"دفع ہو جاؤ گھٹیا شخص تمہاری وجہ سے ہوا ہے یہ سب۔" عالیحان شاہ جو عنایت کو سینے میں بھینچے ہوئے تھا۔ ایکدم سے رخ موڑتے اسنے کس کر مکہ بہرام کے جبڑے پر مارا جو ایکدم سے جگہ سے لڑکھا تھا۔

حسین چہرہ ایکدم سے سرخ پڑا۔

"میں نے نن نہیں مارا۔ میں مم کیسے۔" وہ پاگلوں کی طرح دونوں ہاتھ فضا میں لہراتے خود سے بڑبڑایا۔ آنکھوں میں خوف بے چینی سی تھی۔

وہ اسے چاہتا تھا۔ اسے حاصل کرنے کے لیے در بدر بھٹکا تھا بھلا وہ کیسے اپنے ہاتھوں سے اسے مار سکتا تھا۔

معا دروازہ ایک بار پھر سے دھڑ کی زوردار آواز سے کھلا۔ پھولتی سانسوں سمیت اندر آتے ڈیول نے نظریں جھکا کر فرش پر جمے خون کو دیکھا۔

بھوری آنکھوں میں ایکدم سے خوف کی سرخی جھلکنے لگی۔ مٹھیوں بھینچ کر وہ آگے بڑھا۔ تو عالیحان شاہ اور عنایت نے سر اٹھائے اسے بھیگی نظروں سے دیکھا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اسکا دل پھٹنے لگا ہو۔

بے ساختہ ہی وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔ بے یقینی سے ابیر کی پشت کو دیکھتے وہ پاگلوں کی طرح اس تک گیا۔ گھٹنوں کے بل جھکتے اس پتھر کی مورت بنے شخص کو دیکھا۔

"ابیر رر۔ ہوش کرو عین مر جائے گی۔" ڈیول نے اسے شانوں سے جکڑتے دھاڑ کر کہا تھا مگر وہ یونہی بے حس و حرکت بیٹھا رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈیول نے شدتِ ضبط سے سرخ چہرے سمیت اس پاگل شخص کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے کھینچ کر تھپڑ اسکے منہ پر جھڑا تھا۔

"سن نہیں رہے تم۔ زندہ ہے عین۔ پلز چل رہی ہیں۔ مر جائے گی یہ۔ "

ڈیول نے خون جھلکاتی نظروں سے اسے دیکھا۔ جس نے نظریں جھپک کر اسے دیکھا۔

عین۔" اسکے ہونٹ بمشکل سے ہلے تھے۔ عنایہ کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ وہ گھٹنوں کے بل اٹھا تھا۔ ڈیول نے گہری سانس بھرتے اسے دیکھا تھا جو اب بھاگ کر کمرے سے نکلا تھا۔

"اینجل۔" عالیجان شاہ نے اسکا چہرہ تھپکا تھا جس کی آنکھیں اب بند ہو چکی تھی۔ ماتھے پر گھبراہٹ سے بل ڈالے وہ اسے بانہوں میں بھرتے اٹھا تھا۔

ڈیول نے ایک نگاہ عنایت پر ڈالی اور اسے سائیڈ ہوتے رستہ دیا۔

جو عجلت میں باہر نکل گیا۔ اب اسکی بھوری نظریں بہرام پر ٹکی تھی۔ جو بار بار ایک ہی بات دہرا رہا تھا۔

"جنیز کو ہاتھ سے اوپر کھسکاتے وہ ایکدم سے جھک کر اسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا۔

بھوری آنکھوں میں نفرت سمیٹے اسنے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ جو زیر لب ایک ہی لفظ دہراتے گردن کو بار بار نفی میں جھٹک۔ رہا تھا۔

"مم میں نے نہیں مارا عینی کو۔ اششش چپ چپ کرو تم سب۔ شور کیوں مچا رہے ہو۔ نظر نہیں آتا۔ عینی سو رہی ہے۔ ووہ سامنے میری جان سو رہی ہے وہ۔ "

وہ آگے پیچھے دیکھتے پاگلوں کی جانے کس سے باتیں کر رہا تھا۔

ڈیول نے نفرت سے سر جھٹکا۔ اسے لگتا تھا کہ وہ اسے بے وقوف بنا سکتا ہے۔

"تمہاری جرات بھی کیسے ہوئی میری بہن کو مارنے کی ہاں۔؟ ڈیول مٹھیاں بھینچ کر غرایا تھا۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسے جان سے مار دیتا۔ مگر وہ اسے اسی کے ہاتھوں سے مروانا چاہتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"نہیں نہیں تو میں نے نہیں مارا اسے۔" وہ ایکدم۔سے خوف بھری نگاہوں سے ڈیول کو دیکھتے صاف مکر گیا۔

ڈیول نے غور کی اسکے کان سے خون بہہ رہا تھا۔

وہ بار بار سر پر ہاتھ مار رہا تھا۔دونوں ہاتھ مسلسل کپکپا رہے تھے۔

گردن موڑے اسنے پیچھے پڑے چاقو کو دیکھتے اٹھایا۔اور ایک دم سے اسکے سامنے رکھا۔

" بہرام گھبرا کر پیچھے ہوتے دیوار سے جا لگا تھا۔گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھتے وہ سر کو نفی میں ہلاتے اس چاقو کو گھورنے لگا۔

"تم نے ہی مارا ہے اسے اسی لیے تمہیں بھی مر جانا چاہیے۔" ڈیول نے پراسرار سی آواز میں کہتے وہ چاقو اٹھائے اسکے ہاتھ میں تھمایا۔

جسنے کانپتی انگلیوں سے اس چاقو کو تھاما۔

"میں نے نہیں مارا ناں۔میں بہت پیار کرتا ہوں اس سے۔یہ دیکھو یہ یہاں رہتی ہے وہ۔ہاہاہاہا میں نے مارا۔میں نے مارا اسے۔"

وہ ایکدم سے سینے سے شرٹ چاق کرتے ڈیول کو بتانے لگا وہ اسے کتنا چاہتا ہے۔ڈیول بغور اسے دیکھ رہا تھا نظریں گھما کر اسکے سینے پر موجود دل کے مقام پر لکھے لفظ "A" کو دیکھا۔

"ہمممم مارو خود کو۔" ڈیول نے قہر برساتی نگاہوں سے اسے دیکھتے سرد لہجے میں حکم دیا۔

"مما ردوں۔ہاں مما ردوں۔" وہ گردن ہلاتے ڈیول کو دیکھتا چاقو اپنے گردن پر رکھ گیا۔

"ڈیول نے سرد نظروں سے اسے دیکھا اور باہر سے آتے عائش کو ہاتھ کے اشارے سے آگے بڑھنے سے روکا۔

جو قدم روکے حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔اسکے لئے یہ سمجھ پانا ناممکن تھا کہ بہرام خود کو کیوں مار رہا تھا۔

"ععنایہ۔" وہ ایکدم سے مسکرایا۔نظروں کے سامنے وہ پری گھوم رہی تھی۔جو اسکے دل و دماغ پر بری طرح سے قابض ہو چکی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اور ایک سیکنڈ لگا تھا جب اسنے وہ تیز دھار چاقو اپنی گردن پر چلایا۔

خون پھوارے کی صورت میں اسکی گردن سے بہا تھا۔ڈیول نے آنکھیں بند کرتے چہرے پر پڑتی چھینٹیں صاف کیں۔عائش لڑکھڑا کر دروازے سے لگا تھا۔

جب اگلے ہی لمحے ڈیول نے ہاتھ بڑھاتے بیڈ شیٹ کھینچ کر نکالی۔اور ایک جھٹکے سے اسے بہرام کی گردن کے گرد لپیٹا۔

عائش بے یقینی اور نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا۔جس نے اسے ایکدم سے اٹھائے گود میں بھرا۔

"گاڑی نکالو اسے بچانا ہے مجھے۔"ڈیول نے سرد لہجے میں اسے حکم دیا تھا جسنے بے یقینی سے اسے دیکھا اور گردن کو ہاں میں ہلاتے وہ بھاگ کر باہر نکلا۔

"ضروری نہیں ہر انسان ہر جگہ ٹھیک ہو بہرام۔تمہارا طریقہ غلط تھا اور سلوک بھی۔محبت کرنے والے اپنی محبت کو پامال نہیں کرتے۔شاید تم واقف تھے اپنے سلوک سے۔اسی لیے اتنی آسانی سے خود کو مارنے کے لیے تیار ہوئے۔مگر میں تمہیں مرنے نہیں دوں گا۔تم اچھے انسان ہو۔بس بھٹکے ہوئے ہو۔میں تمہیں بتاؤں گا اپنے مذہب کی خوبصورت جہاں جسموں اور چہروں سے نہیں بلکہ دل سے محبت کی جاتی ہے اور جب ایک بار کسی سے محبت ہو جائے تو انسان اسی شخص کا تابع ہو جاتا ہے۔

ڈیول نے اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے اپنے اپنے آپ سے عہد کیا تھا۔وہ جانتا تھا یہ خطرناک ہو سکتا تھا مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر وہ اسے راہ راست پر لے آیا۔تو اسکا دل سکون میں ہو گا۔

وہ دل جو آج تک کسی بھی شخص کو مارنے سے پہلے نہیں کانپا تھا۔اگر وہ دل اس شخص کی موت پر گھبرایا تھا تو شاید اسی لیے کیونکہ وہ موت کا حقدار نہیں تھا شاید۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ہر کوئی پریشانی سے دل تھامے بیٹھا تھا۔سب کی نظریں آپریشن تھیٹر کے ڈور کی طرف تھیں۔

جب دوسرے دروازے کو دھکیل کر باہر نکلتی ڈاکٹر کو دیکھ عالیجان شاہ بھاگ کر ان تک گیا۔

"ڈاکٹر میری وائف۔! نیلی خوفزدہ سی نگاہوں سے انہیں دیکھتے وہ گھبراہٹ سے پوچھنے لگا۔

"ڈونٹ وری وہ ٹھیک ہیں اور آپ کا بے بی بھی ٹھیک ہے۔بس اچانک سٹریس لینے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوئی ہیں شاید پہلے بھی ایسا کچھ ہوا ہو۔ "

ویام نے شکر بھری سانس لی تھی۔کہ اس کی ایک بیٹی کو سہی سلامت تھی۔

"جی۔" عالیجان نے بمشکل سے سر اثبات میں ہلاتے کہا تھا۔جبکہ دل ودماغ تو اسی پر اٹکا تھا۔

"خیال رکھیں ان کا۔کیئر کریں بس۔وہ ٹھیک ہو جائیں گی خود ہی۔" ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا تو وہ شکریہ کہتے اب کمرے میں گیا تھا۔

"ویام سرد سانس فضا کے سپرد کرتے واپس آئے۔امن نے ان کا کندھا تھپکتے انہیں حوصلہ دیا۔جو نڈھال سے بینچ پر بیٹھے۔

عورتیں سب گھر پر ہی تھیں۔

عالیجان شاہ کی کال پر ویام،امن اور عالیان شاہ ہاسپٹل پہنچے تھے۔جہاں عنایہ کی حالت دیکھ ویام ٹوٹ سے گئے تھے۔

ابیر پاگلوں کی طرح سر جھکائے زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ویام نے اسے دیکھنا تک گوارہ نہیں کیا۔جو جانے کن سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔

ہر گزرتا لمحہ اسکے دل پر بوجھ بن رہا تھا۔اذیت اس قدر تھی کہ اسکا ذہن درد سے پھٹنے کو تھا۔امن نے افسوس سے بیٹے کو دیکھا۔مگر وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا اس کے لئے۔

وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اسکی کوئی غلطی نہیں ان سب میں۔اس نے بس پراٹیکٹ کرنا چاہا تھا عنایہ کو۔مگر ایک باپ کے نظریے سے وہ غلط تھا۔

اور وہ ان دونوں کے بیچ نہیں پڑنا چاہتا تھا۔

آدھا گھنٹے سے زیادہ کا وقت گزر چکا تھا اور اب تک آپریشن تھیٹر کا ڈور بند تھا۔معا دروازہ کھلا تھا۔وہ سبھی بھاگ کر ڈاکٹر کے پاس پہنچے۔

ڈاکٹر نے گہری سانس بھرتے ان سبھی کے خوفزدہ چہرے دیکھے۔

"مجھے پیشنٹ کے ہزبینڈ سے بات کرنی ہے۔ہُواز ہی۔؟ان سبھی پر ایک سوالیہ نگاہ ڈالے ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہا تھا ویام کا چہرہ گھبراہٹ سے تاریک پڑا وہ بے ساختہ ہی پیچھے کو مڑے۔

جہاں ابیر علوی بے حال سے اٹھتا ڈاکٹر کی طرف بڑھا تھا۔

"پلیز کم ٹو مائے کیبن۔"ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز میں کہا۔

"نہیں ڈاکٹر جو بھی بات کرنی ہے آپ یہی کریں ہمارے سامنے۔"ویام کی سخت کھردری آواز پر ڈاکٹر نے گردن موڑ کے اسے دیکھا اور پھر ابیر علوی کو جو گردن جھکا گیا تھا۔

"اوکے۔"گہری سانس کھینچتے ڈاکٹر نے سر ہاں میں ہلایا۔

"کافی گہری چوٹ آئی ہے ان کو۔جس کنڈیشن میں وہ لائی گئی تھی۔ہمیں امید نہیں تھی کہ ہم انہیں اور ان کے بے بی کو بچا پائیں گے۔مگر یہ گڈلک سمجھیں یا میرکل کہ وہ آؤٹ آف ڈینجر ہیں اور ان کا بے بی بھی۔مگر ان کی باڈی ری ایکٹ نہیں دے رہی۔جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ اس حادثے نے ان کے ذہن پر کافی گہرا اثر چھوڑا ہے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ دوبارہ کب تک نارمل ہوں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ہاں مگران کی ڈائیٹ کا آپ کو پراپر لی خیال رکھنا پڑے گا۔خدا کا شکرادا کریں کہ آپ کا بے بی اس حادثے میں سیو رہا۔اس سے زیادہ میں آپ سب کے ساتھ ڈسکس نہیں کرسکتی ۔پلیز ڈاکٹرابیر علوی کم ٹو مائے کیبن۔ایکسکیوزمی۔"

ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں ان سب کو عنایہ کی حالت کے متعلق آگاہ کرتی ابیر کو مزید آگاہی کے لئے کیبن میں آنے کا کہہ وہاں سے جاچکی تھی۔

جبکہ پیچھے کھڑے سبھی نفوس سکتے کے عالم میں گھرے تھے۔

ان سب سے زیادہ ابیر علوی شاکڈ تھا۔ایکدم سے جیسے اسکا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔اپنی دھڑکنیں وہ کانوں میں محسوس کررہا تھا۔یہ سب اتنا اچانک اور غیر متوقع تھا کہ وہ سانس روک گیا تھا۔

امن گھبرا کر اس تک آیا۔

پریشانی سے اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے اسکی پشت تھپکی تھی۔ویام بنا کچھ کہے عنایہ سے ملنے اسکے روم میں جاچکے تھے۔

جبکہ ابیر علوی تو ابھی تک بے یقینی اور سکتے کی کیفیت میں تھا۔

پورا وجود بری طرح سے کپکپا رہا تھا۔وہ ایکدم سے مڑا۔آنکھیں بازو سے رگڑتے وہ ڈاکٹر کے کیبن کی طرف بڑھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بنا آہٹ کیے وہ روم میں آیا۔جہاں آنکھوں پر ہاتھ رکھے وہ چت لیٹی ہوئی تھی۔اسکی آہٹ محسوس کرتے عنایت نے لب سختی سے بھینچ لیے تھے۔

"ڈونٹ کرائے لٹل اینجل۔ ورنہ برا پیش آؤں گا میں۔" فکر میں گھلی وہ بھاری آواز سنتے وہ ایکدم سے اٹھی جھٹ سے اسکے سینے سے لگی تھی۔

عالیجان نے نرمی سے اسے خود سے لگاتے اسکے سر پر بوسہ دیا جو ابھی تک خوفزدہ تھی۔

"کیا اس گھٹیا شخص نے کچھ کہا تمہیں۔؟ عالیجان اسکے بالوں کو سہلاتے اب نرمی سے اس سے پوچھنے لگا تھا۔جو جانے کیوں روئے جا رہی تھی۔

"عنایت نے بے ساختہ سر نفی میں ہلایا۔

"وووہ اس نننے مجھے چاقو مارنا چاچاہا وہ عینی نے مممجھے پیچھے دھکہ دے دیا۔ میری وجہ سے اسے لگی عالی۔!

وہ روتی ہوئی شرمندگی سے بولی تھی۔

عالیجان اسے اچھے سے جانتا تھا۔اسکا شرمندہ ہونا وہ محسوس کر رہا تھا۔ جبھی نرمی سے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے سامنے کیا اور آہستگی سے اسکے آنسوں انگوٹھے سے صاف کیے۔

"تمہاری وجہ سے کچھ بھی نہیں ہوا میری جان۔ بس یہ ایک حادثہ تھا۔اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ٹیڈی ٹھیک ہے۔ ہمیں رونا نہیں چاہیے بلکہ دعا کرنی چاہیے کہ وہ جلدی سے ٹھیک ہو جائے اور اپنے بے بی کا خیال بھی رکھنا چاہیے۔ ہممممم"

عالیجان شاہ نے اسے نرمی سے خود سے لگاتے بیڈ پر لٹایا تھا جو اسکے ہاتھ کو مضبوطی سے جکڑ گئی۔

"ہاں۔ مجھے گھر جانا ہے۔ تم اب کہیں نہیں جانا۔ میرے پاس رہنا۔ مجھے نہیں کرنی شادی وادی۔ ہم اپنے گھر میں رہیں گے ایک ساتھ۔"

وہ خوفزدہ سی کیفیت میں معصومیت سے کہتی سر اسکی گود میں رکھ گئی۔

" ہممممم ایسا ہی ہوگا ڈونٹ وری۔ ابھی تم آنکھیں بند کرو۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر تمہارا چیک اپ کریں گی۔ اگر تم فریش ہوئی تو ہی تمہیں ڈسچارج ملے گا۔ اور اب تمہیں سو جانا چاہیے۔ گھر جانا ہے ناں۔؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکی لمبی آبشار میں انگلیاں چلاتے عالیجان شاہ نے اسے پیار سے پوچھا۔

جس نے بچوں کی طرح سر زور شور سے ہاں میں ہلایا اور اگلی کچھ ہی دیر میں وہ اسے سلانے میں کامیاب ہوا تھا۔

اسکے سوتے ہی عالیجان نے اسے نرمی سے بیڈ پر لٹاتے چادر اوڑھائی اور خود عنایہ کی کنڈیشن جاننے کے لیے وہ باہر نکلا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

تم اندر نہیں جا سکتے۔ خبردار جو کوشش بھی کی میری بیٹی کے سامنے جانے کی۔"

ویام کے باہر نکلتے ہی ابیر بھاگ کر اندر کی طرف لپکا۔

جب اسکا ہاتھ جکڑتے ویام نے اسے کھینچ کر سامنے کرتے سخت لہجے میں کہا۔

ابیر بنا کچھ کہے سر جھکا گیا۔

"بس ایک بار دیکھ۔" بھیگی آنکھیں رگڑتے وہ بمشکل سے بول پایا تھا۔

"وریام جو تھوڑی دیر پہلے ہی وہاں پہنچے تھے۔ سینے پر ہاتھ باندھے انہوں نے سنجیدگی سے بیٹے کو گھورا۔

"ایک بار بھی نہیں۔ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ میں تمہارا سایہ بھی نہیں پڑنے دونگا اپنی بچی پر۔"

ایک دم سے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے ویام نے اسے پیچھے دھکیلتے غرا کر کہا تھا۔ ابیر لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔

وہ ایکدم سے مردہ قدموں سے مڑا تھا۔ پیر گھسیٹتے وہ خالی ہاتھ واپس لوٹا تھا۔ ذہن میں صرف ایک بات چل رہی تھی کہ وہ خود گناہ گار ہے یہ سب کچھ اسی کی وجہ سے ہوا ہے۔

وہ نڈھال سا شکست خوردہ سی کیفیت میں ننگے پاؤں ہاسپٹل سے نکل کر روڈ پر چلنے لگا۔

"ہوش کرو ویام۔ یہ ہاسپٹل ہے کوئی گھر نہیں۔ جہاں تم تماشہ کر رہے ہو۔!

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وریام کو اسکا یوں چلانا بلکل بھی نہیں اچھا لگا تھا جبھی سخت نظروں سے اسے دیکھتے انہوں نے دوٹوک انداز میں کہا

۔

"ہوش ہی تو نہیں کر پا رہا میں ڈیڈ۔ جانتے ہیں پورے دس منٹ۔ دس منٹ تک میں اندر رہا مگر عینی بولی بھی نہیں ۔دیکھا تک نہیں اسنے مجھے۔آپ سوچ بھی نہیں سکتے میں کس کرب میں ہوں۔"

ویام نے بے بسی کی کیفیت میں کہا تھا۔وہ نہیں دیکھ پا رہا تھا اپنی بیٹی کو اس حالت میں۔پٹیوں میں جکڑا۔اتنا خاموش۔اتنا ویران۔"

"یہ جو کچھ بھی ہوا ہے ناں ویام یہ ایک حادثہ ہے۔جانتے ہو ناں جب عیناں کڈنیپ ہوئی تھی۔وہ بھی ایک حادثہ تھا کسی نے تم پر بلیم نہیں کیا کیونکہ سب جانتے تھے کہ تم اپنی جان سے بڑھ کر اس کی حفاظت کرتے ہو۔اور آج بھی ایسا ہی ہوا۔اگر عالیحان اور ابیر نے کچھ نہیں بتایا تو ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ کوئی یوں آئے اور ان کی بیویوں ان کی عزتوں کو اٹھا کر لے جائے۔

یہ سب کچھ ایک حادثہ تھا۔اگر غلطی اس کی تھی تو یاد رکھو ڈھونڈ کر بھی وہی لایا ہے۔ تمہیں کوئی حق نہیں اسے روکنے کا۔"

سینے پر ہاتھ باندھے وریام نے دوٹوک لہجے میں کہتے اسے گویا آئینہ دکھایا تھا۔

جس نے لب بھینچ کر باپ کو دیکھا۔"آپ جانتے ہیں اس نے کیا کیا۔؟وہ دو قدم آگے بڑھا۔باپ کے روبرو ہوتے دانت پیس کر ایک ایک لفظ ادا کیا۔

"ہمممم۔میں نے ایک ماہ پہلے تمہیں باقاعدہ آگاہ کیا تھا ویام کہ میں نے ابیر کو رخصتی دے دی ہے اور تم نے اس وقت کوئی ری ایکشن نہیں دکھایا۔

یہ رسومات صرف بچوں کی خوشی کے لیے جا رہی تھیں۔اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ تم ان باتوں کو مدعا بنا کر بے جا کی لڑائی کرو۔"

میں نہیں دے رہا کوئی رخصتی۔میری بیٹی میرے پاس رہے گی۔میرے گھر۔"وہ بپھر کر اٹل لہجے میں بولا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

امن خاموشی سے لب بھینچے بینچ پر جا بیٹھے تھے۔

"تم سے پوچھ بھی کون رہا ہے۔؟ابھی میں زندہ ہوں۔جب مر جاؤں گا ناں تب لیتے رہنا سب فیصلے۔! وریام نے آخری حربہ آزمایا۔اور ان کی سوچ کے مطابق وہ بدک کر پہلوں بدلتا واک آؤٹ کر گیا تھا۔

جس پر وہ گہری سانس بھرتے امن کے پاس بیٹھے۔جو اپنی زندگی میں اتنا سب ہونے کے باوجود بھی بیٹے کے لئے خاصا پریشان تھا۔جس کی زندگی جانے کس موڑ مڑنے والی تھی۔

Last Episode 136 Part 4/8

دوماہ بعد

خاموشی سے لیٹی رہو۔"نازک کندھے پر دباؤ دیتے اسنے زبردستی کھینچتے اسے تکیے پر گرایا۔جس کی خوبصورت آنکھوں میں بے زاریت سمٹی۔سفید گال مزید پھولے پھولے دلکش لگ رہے تھے۔

گزرتے ہر دن نے اسے بارس کی قربت میں مزید حسین بنادیا تھا۔

"کیف سچ میں اب ٹھیک ہوں میں۔پلیز جانیں دیں۔پھپھو کیا سوچیں گی۔؟نیلی آنکھوں میں فکر سمیٹے اسنے ملتجی نگاہوں سے اسے دیکھا۔جس کی بھوری آنکھوں میں سنجیدگی اور محبت صاف جھلک رہی تھی۔

بھورے بال بے ترتیبی سے ماتھے سے چپکے ہوئے تھے۔وہ ابھی شاور لے کر نکلا تھا۔جس وجہ سے اسکے شرٹ لیس ہونے کے سبب حورین شاہ اس سے نظریں چُرا کر بات کر رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کوئی کچھ نہیں سوچے گا مائے ہارٹ۔مام کو میں نے صبح ہی بتا دیا تھا کہ تمہاری طبعیت ٹھیک نہیں۔اس لیے اب تم ریسٹ کرو گی صرف۔ "

پیشانی سے چپکتے سنہری بالوں کو ناگواری سے سمیٹتے اسنے جھک کر اپنا دہکتا لمس پیشانی پر چھوڑا۔

حورین چھوٹی چھوٹی سانسیں لیتی آنکھیں مضبوطی سے میچ گئی تھی۔"ویری بیڈ مائے ہارٹ۔اب تو کافی ٹائم ہو چکا ہے اب تک تو عادت ہو جانی چاہیے تھی آپ کو۔ "

جھک کر اسکے گلابی گالوں سے اپنی بئیرڈ بھرا گال رب کرتے بارس نے جان بوجھ کر اسے چھیڑا۔

جو مزید خود میں سمٹی کمفرٹر پر گرفت مضبوط کر گئی۔آنکھیں حیا کے بوجھ سے بھاری ہوتی گالوں پر سایہ فگن ہوئی ۔

"تمہارا بھائی آرہا ہے تمہیں لینے کے لئے۔جواب جانتی ہیں ناں آپ کیا ہونا چاہیے۔!ہاتھ کی پشت سے اسکے رخسار کو سہلاتے وہ گھمبیر آواز میں استفسار کرتا اسکی جان پر بن آیا تھا۔

"حورین نے ہلکی سرخ ہوتی آنکھیں وا کیے اسے دیکھا۔"جس پر ڈیول نے گہری سرد سانس فضا کے سپرد کرتے سر جھٹکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"آئے پرامس میں خود لے کر جاؤں گا اور مگر رات کو میرے ساتھ واپس آنا ہو گا۔"

ڈیول نے حامی بھرتے ساتھ ہی اسے صورتحال سے آگاہ کیا۔ جس نے جھٹ سے سر اثبات میں ہلایا اور ایکدم سے اسکے سینے سے چپکی۔

جس پر وہ بے ساختہ ہی مسکرایا۔ جھک کر دہکتے ہونٹ اسکے سر پر رکھتے اسنے لائٹس آف کیں۔ تھوڑی ہی دیر میں حورین شاہ کی بھاری سانسوں کی آواز محسوس کرتے وہ اسے نرمی سے بیڈ پر ڈالتے بنا آہٹ کے روم سے باہر نکلا۔

"السلام علیکم آپی کیسی ہیں آپ۔؟ وہ لان میں آیا تو صبح ہی صبح عنایت اور عالیجان شاہ کو بیٹھا دیکھ وہ سیدھا وہی آیا تھا۔ جہاں عیناں اور ویام بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

"وعلیکم السلام چھوٹے میں ٹھیک ہوں۔ تم کیسے ہو۔؟ وہ خوشی سے چہک کر اٹھی۔ مگر پھر اپنی کنڈیشن کا اندازہ ہوتے وہ گردن موڑے خود کو گھورتے عالیجان شاہ کو زیر لب سوری کہتی بھائی سے ملی۔

عنایت کا پانچواں منتھ سٹارٹ تھا۔ اس سارے دورانیے میں عالیجان شاہ نے پہلے سے بھی زیادہ محبت اور نرمی سے اسکا خیال رکھا تھا۔ اسکی ہر چھوٹی بڑی خواہش کو سر آنکھوں پر رکھتے پورا کیا۔

اس سارے وقت میں عنایت بہت کم ہی شاہ ولا میں آئی تھی وجہ اسکا وہی ڈر تھا۔ جس کے بعد سے وہ عالیجان شاہ سے مزید اٹیچ ہو چکی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اب شاہ ولا میں بھی اسکی موجودگی میں رکتی تھی اگر وہ کہتا کہ نہیں رہنا تو وہ بھی لاکھ چاہت ہونے کے باوجود واپس چلی جاتی۔

"بیٹا آپ رہو گے ناں آج۔" وہ جیسے ہی ماں کے قریب بیٹھی عیناں نے فکر مندی اور محبت سے پوچھا۔ عنایت نے پھولے چہرے سمیت عالیجان کو دیکھا۔۔

جس نے ایک پل کو نیلی آنکھیں موبائل فون سے ہٹا کر بیوی کو دیکھا اور سر کو ہلکی سے جنبش دی۔ جس پر وہ بے انتہا خوش ہوئی تھی۔

"جی ماما میں اور عالی دونوں رکیں گے۔" اسنے تصیح کی تو عالیجان شاہ نے سامنے بیٹھے اپنے سسر کو دیکھ دل جلاتی مسکراہٹ ان کی طرف اچھالی۔

جو لب بھینچ کر رہ گئے۔

"ٹیڈی نہیں اٹھی ابھی تک۔؟ عالیجان شاہ نے گردن اٹھائے اسکے روم کے بند دروازے کو دیکھ کر پوچھا۔

"اٹھ چکی ہے بس کسی سے ملنا نہیں چاہتی۔" عیناں نے بے بسی سے گہری سانس بھرتے کہا۔ تو سبھی افسردہ ہوئے تھے۔ اتنے دنوں میں جہاں بہت کچھ بدلا تھا وہاں عنایہ کا رویہ اور عادات میں خاصی تبدیلی آئی تھی۔

وہ پہلے سے کافی کمزور ہو چکی تھی۔ کسی سے بولنا ملنا جلنا، ہنسنا، مسکرانا سب بھول چکی تھی وہ، یہاں تک کہ اسکی میڈیسن کا خیال بھی عیناں کو رکھنا پڑتا تھا۔ ڈاکٹر نے بارہا سمجھایا تھا۔

کہ اگر ایسا ہی رہا تو ان کے بچے کی صحت متاثر ہو سکتی ہے مگر وہ ایسے تھی جیسے یہاں ہو کر بھی ناں ہو۔"

اچھا بارس چلو، تبریز بھائی یاد کر رہے ہیں۔" عالیجان شاہ نے سر جھٹک کر اسکے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے کہا جس نے سر اثبات میں ہلایا۔

اس واقعے کے بعد ڈیول کا رویہ بہت بدل چکا تھا۔ اندر ہی اندر وہ جتنا بھی کھنچا رہتا مگر وہ اتنا ضرور جان چکا تھا کہ اس کی بہنیں ان دونوں کے لئے کیا معنیٰ رکھتی ہیں۔

"ہمممم اوکے۔! بارس نے ایک سرد نگاہ باپ کی چوڑی پشت پر ڈالی۔ جو یقیناً عنایہ کے پاس جا رہے تھے۔ سر جھٹک کر وہ اٹھا اور عالیجان کے ساتھ ہی باتیں کرتے کرتے وہ تبریز کے گھر کے گیٹ سے اندر داخل ہوئے۔

السلام علیکم۔ کیا بات ہے آج صبح ہی صبح۔ سب جمع ہوئے پڑے ہیں۔ "

"آ جاؤ تم دونوں کا ہی ویٹ تھا۔"

تبریز نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔ اور پاس آنے کا کہا۔ جس پر وہ دونوں ہی کرسیاں کھینچ کر ان کے سامنے بیٹھے

۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کچھ خبر لگی ابیر کی۔؟ کہاں ہے وہ۔؟ تبریز نے دونوں پر ایک نظر ڈالے سنجیدگی سے پوچھا۔

جس پر وہ دونوں ہی پہلوں بدل کر رہ گئے۔

"ڈھونڈا انہیں جاتا ہے جو گم ہوں۔ناں کہ اسے جو اپنی مرضی سے گیا ہو۔"

عالیجان شاہ نے گویا پلا جھاڑا۔جس پر تبریز اور عائش کے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔

ہمم تو سیدھے سے کہو عالی کہ ڈھونڈ نہیں پائے تم۔"تبریز نے تصحیح کی تو وہ بدک کر رہ گیا۔

میرے خیال سے ہم سب کو ہی کوششیں چھوڑ دینی چاہیے۔وہ جہاں کہیں بھی ہے شاید وہ جانتا ہے کہ ہم اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔اسی لیے وہ خاموش ہے بلکل۔ہمیں کوششیں چھوڑ کر دیکھنا چاہیے کیا پتہ وہ خود سامنے آجائے۔"

ڈیول نے پرسوچ سے انداز میں کہا تو باقی سب نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے ناسمجھی سے گھورا۔

ایسے گھوریں مت۔ہم سب جانتے ہیں عین کی کنڈیشن کیسی ہے۔تو کیا وہ ناواقف ہوگا اس بات سے۔؟ ہرگز بھی نہیں۔دو مہینے گزر گئے کوششیں کرتے کرتے اب اسے موقع دیں۔وہ خود آجائے گا عنایہ کے پاس۔ "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ڈیول نے گہری سانس بھرتے کہا۔تو سبھی ایک پل کو لب بھینچ کر رہ گئے۔شاید وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔

"تو طے رہا۔اب ہم سب میں سے کوئی اپنے اپنے سورسز نہیں دوڑائے گا۔دیکھتے ہیں۔کیا ہوتا ہے اب۔"

تبریز نے ان تینوں کو ایک نگاہ دیکھتے کہا جسپر سبھی متفق ہوئے اب چائے کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"امبر۔یار پلیز چلو ناں اتنا مزہ آئے گا۔اتنے ٹائم سے نہیں گئے ہم شاپنگ پر۔" یہ کوئی تیسری بار تھا جب عمایہ اسکی منت کر رہی تھی۔

مگر وہ خاموشی سے اپنے کام میں مگن تھی۔

"امبر پلیز۔" عمایہ نے معصومیت سے گردن ڈھیلی چھوڑے اسے دیکھا۔جو مارون کلر کے کرتا شلوار میں وائٹ دوپٹہ گلے میں ڈالے ہوئے کچن کا سامان سیٹ کر رہی تھی۔

شہد رنگ بال اب کندھوں سے نیچے تک جاتے تھے۔جنہیں اسنے جوڑے میں قید کر رکھا تھا۔جبکہ شخصیت میں اب پہلے سے بھی زیادہ سنجیدگی در آئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ زیادہ تر وقت کچن میں ہی پائی جاتی تھی۔حیا نے لاکھ اسے ٹوکا تھا مگر وہ اپنی ضد پر ڈٹی رہی۔اور ان دو ماہ میں وہ کافی کچھ بنانا سیکھ چکی تھی۔

"امبر۔ "

عمایہ پلیز یار میرے سر میں درد ہے میں نہیں جانا چاہتی۔تم ماما کے ساتھ ہو آؤ۔" وہ ایکدم سے مڑی اکتاہٹ سے کہتے وہ جیسے ہی پلٹی عمایہ نے گھور کر اس کی سو جھی آنکھوں کو دیکھا اور ایک دم سے اٹھ کر اس تک گئی۔

"اب کیا ہے۔؟امبر نے ابرو اچکاتے اسے دیکھا۔جو اسے تفتیش سے دیکھ رہی تھی۔

"تم روئی ہو۔؟عمایہ نے ناک پھلا کر کہا۔

"جس پر امبر نے نظریں پھیر لیں۔

"میں کیوں رونے لگی۔غلط فہمی ہو رہی ہے تمہیں۔" وہ سر جھٹک کر بولی مگر امبر نے فوراً سے اسکا ہاتھ تھامے اسے اپنی طرف کھینچا۔

"تائی امی کدھر ہیں۔میں ان سے پوچھوں۔کہ کہاں ہے ان کا بیٹا۔دو ماہ ہو گئے مگر کوئی اتا پتہ نہیں ناں کوئی کال ناں کوئی میسج۔ایسا کیسے کر سکتے انیل بھائی۔تم ابھی میرے ساتھ چلو۔اب نہیں رہو گی تم یہاں مزید۔ "

عمایہ نے غصے سے کہتے اسکا بازو تھامے اسے ساتھ گھسیٹا مگر امبر ٹس سے مس نہیں ہوئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ری لیکس عمایہ۔انیل انہیں بھی کچھ بتا کر نہیں گیا۔اس میں ان کا بھی کوئی قصور نہیں۔ان کے تو دونوں بیٹے ہی غائب ہیں۔بس اتنا بتایا تھا پاپا کو کہ کسی مشن پر ہیں۔اس سے زیادہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے اور کب لوٹے گا۔"

امبر نے بجھی بجھی آنکھوں سے اداس چہرے سے کہا تھا۔جبکہ عمایہ تو بہن کی اداسی دیکھ مزید تڑپی تھی۔

"ہیں کہاں تائی امی۔؟وہ ایکدم سے بہن کے گلے لگی۔اسکی پشت سہلاتے اسے پر سکون کرتے حیا کا پوچھا۔۔

"عنایہ کی خیریت معلوم کرنے گئے ہیں۔؟

امبر نے گہری سانس بھرتے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

جس پر عمایہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"تو تم چلو ہم مل کر مووی دیکھے گے۔یوں ماسیوں والے کام چھوڑ دو اب۔"

وہ غصے سے اسکا ہاتھ تھامے اب پلین چینج کر گئی۔

امبر اس روکتی رہی مگر وہ اسے کھینچ کر کمرے میں لے گئی اور پھر جتنی دیر عمایہ وہاں رہی تھی۔۔

امبر کا موڈ خوشگوار رہا تھا۔بہن کے ساتھ اسے وقت کا احساس نہیں ہو سکا تھا۔ہاں مگر دل اداس ضرور تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اس شخص کی غیر موجودگی اسے پل پل مار رہی تھی۔ جو اسے اپنی محبت کا یقین دلا کر اسے پہلے ہی قدم پر تنہا چھوڑ کر جانے کہاں گم ہوا تھا۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"عینی بیٹا۔اٹھ گئے آپ۔؟

ناب گھمائے وہ بنا آہٹ کے اندر آئے تو عنایہ ان کے اچانک آنے پر آنکھوں پر بازو رکھ گئی۔اسکی حرکت ویام سے مخفی نہیں رہ سکی مگر وہ لب بھینچ کر خاموش ہو گئے۔

"جی۔"اسنے یک لفظی جواب دیا تو اسکی بے توجہی اور بے رونق آواز نے انہیں مزید بے چین کر دیا۔

"کھانا کھایا تم نے۔؟ویام گویا اس سے بات کرنے کا بہانہ ڈھونڈ رہے تھے۔ مگر وہ شاید کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

" جی۔"ویام سینے پر ہاتھ باندھے اسے دیکھتا رہا۔اسے امید تھی شاید وہ کچھ کہے، کوئی بات کرے مگر وہ ویسے ہی خاموش رہی جیسے دو ماہ سے تھی۔

دل پر بوجھ لیے وہ لب بھینچے نڈھال سی کیفیت میں روم سے نکلے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"ڈاکٹر سے کنسلٹ کریں کیا۔؟ حیا نے بے چینی سے پیشانی مسلتے سامنے بیٹھے امن سے پوچھا۔

وہ جب سے واپس لوٹی تھی۔ پہلے سے زیادہ متفکر تھی۔

"امن نے گہری سانس بھرتے سر نفی میں ہلایا۔

"امن ہم عینی کو گھر لے آتے ہیں اپنے۔ اسکا اصل گھر تو یہ ہے ناں۔! اسکے بازو سے لگتے وہ گھبراہٹ اور بے بسی سے بولی۔ روز ان کی اسی ٹاپک پر بات ہوتی تھی اور ہر روز امن اسے سمجھا بجھا کر خاموش کروا دیتا تھا۔

"کس کے لئے لانا ہے اسے۔ تمہارا بیٹا تو جانے کہاں گم ہوا ہے۔ نالائق انسان۔ اتنے مشکل وقت میں بجائے بیوی کا سہارا بننے کے گدھوں کی طرح چھپتا پھر رہا ہے۔"

امن نے نخوت سے سر جھٹک کر ابیر کو کوسا۔ اسکے خیال سے اسے صورتحال کا سامنا کرنا چاہئے تھا ناں کہ یوں دُم دبا کر بھاگتا۔

آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے وہ خوشی سے گیا ہے۔ پاگل کر دیا تھا آپ سب نے مل کر میرے بچے کو۔ جانے کہاں ہو گا کس حال میں ہو گا۔" حیا نے شکوہ کناں نظروں سے اسے گھورا اور ایکدم سے بدک کر اٹھی۔

"آپ کہاں جارہی ہیں بیگم۔؟امن اسے اٹھتا دیکھ گہری سانس بھرتے رہ گیا۔جو کافی خفاد کھ رہی تھی۔

"امبر کے پاس سونے۔اب کہہ دیں انیل کے ناں آنے میں بھی ابیر کی ہی غلطی ہے۔کانٹیکٹ کریں امن اس سے (انیل)۔چھوٹا بچہ نہیں ہے وہ۔جو بیوی کو شادی کے پہلے ہفتے بنا بتائے چھوڑ کر بھاگ نکلا۔

حیا نے متفکرانہ لہجے میں کہا اور دروازہ کھولتے وہ کمرے سے نکلی۔پیچھے امن سر ہاتھوں میں گرائے سوچ میں ڈوبے رہ گئے۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧

رات کی بڑھتی سیاہی میں وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ایک نگاہ اپنے چاروں اطراف دوڑائے دبے قدموں سے آگے بڑھ رہا تھا۔

ماتھے پر ڈھیروں بل سجائے،بل بھینچے وہ بے چین سی کیفیت میں سامنے موجود دیوار کو دیکھتے گہری سانس بھرتے تھوڑی ہی دیر میں اندر کودا۔

بے چینی تھی جو ہر گزرتے لمحے میں بڑھتی جارہی تھی۔دوماہ سے وہ اس سے دور رہا تھا اور یہ دوماہ اسنے کیسے گزارے تھے یہ صرف وہی جانتا تھا۔

شہد رنگ آنکھوں میں جنونیت سمیٹے وہ سیاہی مائل لبوں کو بھینچے اب پائپ کی مدد سے بالکونی تک پہنچا تھا۔رات کے پچھلے پہر جہاں ہر سوں خاموشی کا راج تھا۔

ہر کوئی نیند کی آغوش میں تھا وہیں وہ سکون کی تلاش میں مارا مارا آج پھر سے اسی در پر لوٹ آیا تھا جہاں اسکے دل کا سکون آباد تھا۔

دروازہ کھول وہ دبے قدموں سے ایک ایک قدم کافی سنبھل سنبھل کر اٹھاتا باہر نکلا۔کیونکہ عنایہ کے روم میں جانے کا واحد رستہ دروازہ ہی تھا اور اسے کسی بھی حال میں آج اسے دیکھنا ہی تھا۔

وہ باہر نکلا۔عجلت میں تیز تیز سانس بھرتے اسنے فنگر پرنٹ سے لاک کھولتے ایک دم تیزی سے دروازہ بند کرتے دروازے سے لگتے گہری سانس بھری تھی۔

معا ایک جانی پہچانی بھینی بھینی سی مہک نتھنوں سے ٹکرائی تو پورے دو ماہ کے بعد اسے زندگی کا احساس ہوا تھا۔

ایک پل کو وہ لڑکھڑایا۔روم کی لائٹس آف تھیں مگر کھڑکی سے کرٹن سائیڈ پر ہونے کے سبب چاند کی خوبصورت روشنی اسکے حسین چہرے پر پڑ رہی تھی۔ماتھے پر دو بل سمیٹے ابیر نے دس قدموں کے فاصلے پر رکتے اسکے چہرے کو غور سے دیکھا۔

وہ کمزور ہو گئی تھی شاید، بے رونق سا چہرہ، آنکھیں ویران سی لگ رہی تھی۔ وہ لمحات جب اسے خون سے لت پت دیکھا تھا ایک دم سے کسی آئینے کی جھلک بن کر اسکے سامنے لہرائے تھے۔

آنکھیں ناچاہتے ہوئے بھی بھیگی تھی۔ جنہیں زور سے رگڑتے وہ لب دانتوں تلے کاٹتے آگے بڑھا۔

بنا آہٹ کیے وہ اسکے قریب گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھا تھا۔ پیٹ پر رکھے اسکے ہاتھ کو اتنی نرمی سے تھاما کہ کہی وہ اسکے لمس پر جاگ ناں جائے۔"

ہونٹ بے ساختہ ہی لرزے تھے۔ اسکے ہاتھ کو ہونٹوں سے چھوتے وہ کئی لمحے یونہی بیٹھا رہا۔ جب ایک الگ احساس نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا۔ تو ایکدم سے آنکھیں کھولے اسنے دھندلائی نگاہوں سے عنایہ کے وجود کو دیکھا تھا۔

جو روشنی ناں ہونے کے سبب اتنا واضح تو نہیں تھا مگر وہ ابیر علوی تھا اسکی جھلک پر ہی پہچان سکتا تھا بھلا اسکے وجود کی تبدیلیوں کو کیسے ناں پہچان پاتا۔

وہ کتنا بد نصیب باپ تھا۔ اتنی بڑی خوشی ملی بھی تھی تو وہ اس احساس کو جی نہیں سکا تھا۔ اسنے خود کو روتا ہوا پایا۔ لڑکھڑاتے ہوئے وجود سے وہ بمشکل سے سب کچھ بھلائے بیڈ پر گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

سانس روکے بمشکل سے اپنے وجود کے لرزش کو روکنے کی کوشش کرتے اسنے جھک کر نرمی سے عنایہ کے پیٹ کو چھوا تھا۔

پورے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑی تھی۔ایک الگ سا احساس تھا جس کے تحت بے ساختہ ہی اسکے ہونٹ اتنے عرصے کے بعد مسکرائے تھے۔

"آور بے بی۔" وہ دھندلاتی نگاہوں سے عنایہ کے چہرے کو دیکھتے جیسے خود کو جتا رہا تھا۔دھڑکنوں کا شور اپنے کانوں میں گونجتا ہوا محسوس ہوا تھا اسے۔

اسنے نرمی سے ہونٹ عنایہ کے پیٹ پر رکھے آنکھیں موندلی تھی۔

کتنا سکون بخش تھا یہ سب۔اس ایک لمحے نے جیسے مہنیوں کی ساری تھکن، ساری بے چینی اپنے اندر سمیٹ کر اسکے وجود سے نوچ ڈالی تھی۔

وہ بے بس ہو رہا تھا۔وہ اسے چھونا چاہتا تھا۔محسوس کرنا چاہتا تھا مگر وہ جانتا تھا اسکو چھوتے ہی وہ کمزور پڑ جائے گا۔اور یہی وہ نہیں چاہتا تھا۔

لب دانتوں تلے کچلتے وہ دل پر جبر کرتے ایکدم سے مڑا۔جب اچانک اپنے ہاتھ پر کچھ مومی سا لمس محسوس ہوا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ابیر کو لگا جیسے اسکی سانس رک سی گئی ہو۔ وہ چاہ کر بھی نہیں ہل پایا تھا۔

ہر گزرتا لمحہ اسکے دل پر حاوی ہو رہا تھا۔ سانسیں دھونکنی کی مانند تیز ہوئی تھی۔

"ابیر پپلیز مت جاؤ۔! عنایہ کی بھیگی کرب بھری آواز نے اسکے وجود کو جھنجوڑ ڈالا تھا۔

وہ ایکدم سے مڑا۔ اسے شدت سے خود سے لگاتے وہ خوف سے پھڑ پھڑاتے دل سے آنکھیں موند گیا۔ وہ بیڈ پر کھڑی تھی۔ دونوں ہاتھ ابیر کی گردن کے گرد باندھے وہ اس قدر بری طرح سے روئی تھی کہ ابیر کے لئے اسے چپ کروا پانا مشکل ہو رہا تھا۔ اسے نرمی سے بانہوں میں بھرتے وہ بیڈ پر بیٹھا۔

اسے بیڈ پر لٹانا چاہا۔ مگر وہ دور نہیں ہو رہی تھی۔ اسکا ڈر سمجھتے ابیر بیڈ کروان سے ٹیک لگاتے اسے یونہی گود میں بھرتے بیٹھا۔ اب نرمی سے اسکی پشت سہلانے لگا۔ جو جانے کس بات پر اتنا رو رہی تھی۔

"ششششش عین میری زندگی رومت طبیعت خراب ہو جائے گی جاناں۔" اسکی پشت رب کرتے وہ اپنی فکر بھولے اسے خاموش کروانے لگا۔ جو اسکی گردن میں چہرہ چھپائے بچوں کی طرح رو رہی تھی۔

"آئے ایم سوری ابیر۔ مم میں تنگ نہیں کروں گی سچ میں۔ ششرارت بھی نہیں کروں گی۔ ہر بات مانوں گی۔ پپ پلیز مجھے مت چھوڑو۔ میں مر جاؤں گی پلیز مجھے ساتھ لے چلو۔ "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔
www.kohnovelsurdu.com

وہ اس قدر تڑپ سے بولی تھی کہ ابیر نے شدت طیش سے جبڑے بھینچ لئے۔تو کیا وہ اسکی وجہ سے پریشان تھی۔

"عین میری جان کس نے کہا کہ میں ناراض ہوں تم سے۔"

اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اسنے محبت سے پوچھتے دونوں آنکھوں پر بوسہ دیا تھا۔عنایہ نے ہچکیاں بھرتے اسے دیکھنا چاہا مگر اسکے چہرے پر ہڈ ہونے کے سبب وہ اسے ٹھیک سے دیکھ نہیں پائی تھی۔

جبھی ہاتھ بڑھاتے اسکے سر سے ہڈ ہٹائی۔جس کی داڑھی کافی بڑھ چکی تھی۔کثرت سے سگریٹ پینے کے سبب ہونٹ سیاہی مائل ہو رکھے تھے،بال بھی کافی بے ترتیب اور بڑھے ہوئے تھے آنکھوں کے نیچے سیاہ گڑھے پڑ چکے تھے۔وہ کہیں سے بھی وہ مغرور حسن پرست شخص نہیں لگ رہا تھا۔

جو اپنے چہرے پر ایک مکھی تک برداشت نہیں کرتا تھا۔

عنایہ نے باری باری اسکے چہرے کے ہر نقوش کو ہاتھ سے چھوا۔تو ابیر کرب سے آنکھیں میچ گیا۔

"آئے ایم سوری عین۔میں خیال نہیں رکھ سکا تمہارا۔میری وجہ سے تمہیں اتنا سب کچھ فیس کرنا پڑا۔پلیز مجھے۔"

نو سوری۔تم نے کچھ نہیں کیا۔مجھے سب پتہ ہے۔ابیر مجھے کبھی ہرٹ نہیں کر سکتا۔پلیز اب مجھے چھوڑ کر مت جانا بس۔"وہ پھر سے اسکے سینے کا حصّہ بنی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

دوماہ کے بعد وہ پہلا شخص تھا جس وہ اتنا بول پا رہی تھی اور یہ بولنا اسکی صحت کے لیے بہت ضروری بھی تھا۔

ابیر نے گہری سانس بھرتے اسکے چہرے کو ہونٹوں سے چھوا۔

"حالت خراب کر دی تم نے جاناں۔ خیال کیوں نہیں رکھا اپنا۔" اسے دکھ ہو رہا تھا اسے یوں دیکھ کر۔ وہ تو زندگی سے بھرپور ہنستی کھلکھلاتی ہی اچھی لگتی تھی۔

"تم جو نہیں تھے میرا خیال رکھنے کو۔ میں کیوں رکھوں اپنا خیال۔" وہ لاڈ سے کہتی اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

ابیر نے نرمی سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے پرسکون کرنا چاہا تھا۔

اسکے بال پہلے سے زیادہ لمبے تھے۔ مطلب وہ بال بڑھا رہی تھی۔

"عین سو جاؤ جاناں اب نہیں جاؤں گا چھوڑ کر۔" ابیر نے بے بسی سے اسکے سر کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ جو آنکھیں زبردستی کھولے جاگ رہی تھی۔

"نہیں تم چلے جاؤ گے مجھے پتہ ہے۔" وہ بھیگے لہجے میں کہتی اسکی گود سے اٹھی ابیر نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ وہ ناں بھی کہتا وہ اسے اچھے سے جانتی تھی۔

یہ کیا ہے ڈارلنگ۔؟ آنکھیں چھوٹی کیے ابیر نے اسکی حرکت دیکھتے ہوئے پوچھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جواپنے دوپٹے سے اسکے ہاتھ کو باندھ کر اسکے دوسرے سرے کو اپنے ہاتھ سے باندھ رہی تھی۔

اب تم جاؤ گے تو میں اٹھ جاؤں گی۔" میڈیسن کی ہیوی ڈوز کے سبب اب اسکی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔ وہ ویران نگاہوں سے اسے دیکھتی بمشکل سے پھیکا سا ہنسی۔

ابیر کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ وہ خود بھی نہیں جانا چاہتا تھا مگر یہ بھی جانتا تھا کہ ویام اسے دیکھ کر غصہ ہوں گے۔ وہ پہلے ہی عنایہ کو خطرے میں ڈال چکا تھا۔

اب وہ سب کو ہرٹ کر کے اسے اپنی خوشی کے لیے کیسے لے جاتا۔ یہ خود کو دلاسہ دینے کی اسکی سوچ تھی مگر سچ یہ تھا کہ اندر ہی اندر وہ ٹوٹ چکا تھا اس حادثے سے۔

اسے یقین ہو گیا تھا کہ قصوروار وہی ہے۔ اور اس یقین نے اسے توڑ دیا تھا۔ جبھی تو وہ شخص جو بیوی سے دو سیکنڈ بھی دور ناں رہ پاتا تھا وہ دو ماہ تک اس کی دوری جیسا عذاب جھیل چکا تھا۔ جانے اور کتنا عذاب جھیلنا باقی تھا۔

"میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا عین۔ میں پاس ہوں یا نہیں۔ تمہیں ہمیشہ پراٹیکٹ کروں گا۔ آئی پرامس ٹو یو دیٹ آئی ول گیو مائے ہنڈریڈ پرسنٹ۔" وہ دل ہی دل میں جیسے خود کو ذہن نشین کروا رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک نگاہ اپنی گود میں سر رکھے لیٹی اس حسین لڑکی پر ڈالی۔ جو جانے کتنے دنوں کے بعد سکون سے سوئی تھی۔ سر بیڈ کراؤن سے لگائے وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے جانے کب نیند کی وادیوں میں اترا۔

Last Episode 136 Part 5/8

کیا ہوا۔ منہ کیوں لٹکا ہوا ہے۔؟ وہ شاور لے کر نکلا، بیڈ پر منہ پھولائے بیٹھی عنایت کو دیکھ ذرا تشویش سے پوچھا ۔ جس نے ایک پل کو آنکھیں جھپک کر اسے دیکھا اور پھر سامنے دیکھنے لگی۔

اسکا موڈ بھی آج کل کافی نواب ہو چکا تھا۔ اور اسکے بدلتے موڈ سوئنگز نے عالیحان شاہ کو جان سے جانم بنا کر رکھ ڈالا تھا۔

بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ دروازہ لاکڈ کرتے اس تک آیا۔

"آپ نے کبھی مجھے آئی لو یُو نہیں کہا۔ ایسا کیوں۔؟ کیا آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے۔ "

آنکھیں چھوٹی کرتے وہ سینے پر ہاتھ باندھے کافی کیوٹ سی لگ رہی تھی۔ عالیحان شاہ ایک پل کو سٹل ہوا پھر سر جھٹک کر اس کے قریب ایک گھٹنہ فولڈ کرتے بیٹھ کر اسے دیکھا۔

"ہممممم تو اب کون سا سیریئل دیکھ لیا میری لٹل اینجل نے۔؟ عالیحان شاہ کو اسکے چھوٹے سے ذہن کا بخوبی اندازہ تھا۔ وہ ہر روز کچھ ناں کچھ نیا دیکھ کر اس سے وہی فرمائش کرتی تھی۔

جسے کافی بحث مباحثے کے بعد بالآخر اسے ماننا ہی پڑتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تھا ایک۔" نہیں میں نے کوئی سیریئل نہیں دیکھا۔ مجھے یاد ہے آپ نے کبھی آئی لویُو نہیں بولا مجھے۔"

چھوٹی سی ناک غصے سے سرخ ہو رہی تھی۔ وائٹ ڈھیلے ڈھالے نائٹ ڈریس میں وہ کافی ہیلتھی لگ رہی تھی۔

عالیجان شاہ نے بنا کچھ کہے اسکا ہاتھ تھام کر سامنے کیا اور شرٹ کے کف فولڈ کرنے لگا۔ یہ اسی کی ہدایت تھی کہ وہ رات کو سوتے وقت اسکا لایا گیا نائٹ ڈریس پہنتی تھی۔

جس کی وجہ اسکا ایک بار دوپٹے میں پاؤں اٹک کر گرنا بھی تھا تب تو وہ کمرے میں تھا بر وقت سنبھال لیا تھا مگر اس کے بعد اسکے رویے میں اور بھی سختی در آئی تھی۔

وہ روم میں دوپٹہ نہیں لے سکتی تھی اب۔ اور رات کے آٹھ بجتے ہی اسکا ڈریس اگر غلطی سے چینج ناں ہو تو پھر عالیجان شاہ اپنے طریقے سے اسے چینج کرواتا تھا۔

اور یہ اسکا خوف ہی تھا کہ وہ بنا اٹکے روزانہ شرافت سے چینج کر لیتی تھی۔

"دیکھیں میرا ماپ بھی نہیں پتہ آپ کو۔ کوئی شوہروں والی خوبی نہیں آپ میں۔!

وہ زبان چڑھاتی چہرہ لٹکا کر بولی۔

تو عالیجان شاہ نے ابرو اچکائی۔

لبوں پر اڈتی مسکراہٹ کو اسنے ایک لمحے میں سنجیدگی کے لبادے میں بدلا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اس میں مجھ معصوم کا کوئی قصور نہیں ڈارلنگ۔ابھی تو ٹھیک سے ٹچ بھی نہیں کرا تھا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔
اب تو ہر ماہ تمہارا ماپ چینج ہو جاتا ہے بندہ بشر ہوں اب کیا ہو سکتا ہے۔؟

وہ بے باکی سے کہتے اسکے سرخ چہرے کو گہری نظروں سے دیکھتے ایک دم سے اٹھا۔

عنایت نے دانت پیستے اسکی چوڑی پشت کو دیکھا۔اس سے باتوں میں جیت پانا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

"میڈی۔"عالیحان شاہ نے پانی کا گلاس اسے تھمایا۔

جو اسی کو گھور رہی تھی۔

"ایک بار سب ٹھیک ہو جائے تو اس کے بعد میں آپ سے بات نہیں کرنے والی۔آپ الگ روم میں رہیں گے اور میں اپنے بیٹے کے ساتھ۔آپ ہر بار مجھے خاموش کروا دیتے ہیں۔اب بس بہت ہو گیا۔اب نہیں رہنا مجھے مزید۔"

دوائیاں کھاتے ہی وہ اسے مستقبل کے پلینز سے آگاہ کرنے لگی۔عالیحان ایکدم سے مڑا۔

بیڈ کراؤن سے کشنز سیٹ کرتے اسے نرمی سے پیچھے لٹایا۔

"اسکے لیے تو تمہیں کافی ویٹ کرنا پڑے گا سویٹ ہارٹ۔کیونکہ اس دفعہ تو میری پرنسز آئے۔نیکسٹ ائیر ماما کی پرنسز۔اس سے نیکسٹ ائیر ڈیڈ کی پرنسز۔اسکے بعد۔حوری کی پرنسز اور پھر ٹیڈی کے لیے ایک۔اور۔"

بس کریں یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔؟وہ گھبرا کر اسکے ہونٹوں پر ہتھیلی جمائے آنکھیں پھیلا کر بولی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عالیجان شاہ نے نیلی حسین آنکھیں معصومیت سے پٹپٹائی۔ جیسے پوچھا ہو کیا کہا میں نے۔

"ایک تو تم غصے میں آپ سے تم پر مت آیا کرو لٹل اینجل۔ خیال رکھو۔ اب میں باپ بننے والا ہوں۔"

اسنے ناک انگلیوں کے درمیان رکھتے کھینچتے اسے چھیڑا۔

"تو آپ چاہتے ہیں میں ہر سال آپ کے بچے پیدا کروں۔ مطلب آپ کی اتنی بیٹیاں۔ "

عنایت جانتی تھی وہ بات بدل رہا تھا اور عالیجان شاہ چاہتا تھا کہ وہ اس بات کو چھیڑے اسی لئے نا سمجھی سے اسے دیکھتے ہاتھ کمر کے گرد لپیٹ کر اسے نزدیک کھینچا۔

"اس میں میرا کوئی قصور نہیں ڈارلنگ۔ جیسے حالات رہیں ہیں۔ مجھے اندازہ ہو چکا ہے۔ ہم ہر سال کیا ہر نو ماہ بعد اس شرف سے نوازیں جائیں گے۔ ہاہاہاہاہاہا۔"

وہ جان بوجھ کر اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں کہتے آخر میں خود ہی قہقہ لگائے ہنسا تھا۔

عنایت نے گردن موڑ کر اس بے شرم انسان کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"انتہائی کوئی بے شرم انسان ہیں آپ۔! وہ تاسف سے بولتی بدک کر دود ہونے لگی۔

"جب جانتی ہو کہ تمہاری پناہ گاہ یہی باہیں ہیں۔ تو کیوں یہ حرکتیں کر کے میرے جنون کو ہوا دیتی ہو۔!

وہ ایکدم سے اسے بازو سے جکڑتے دوبارہ سے اپنی آہنی گرفت میں جکڑتے جنون خیز لہجے میں بولا۔

عنایت جھٹ سے آنکھیں کبوتر کی طرح موند گئی۔اسکے ہاتھوں کا لمس اپنے گال پر محسوس کرتے اس نے بمشکل سے سانس ہموار کرنا چاہی تھی۔جو کہ ناممکن ہی تھا۔

"مجھے سونا ہے۔"عنایت اسکے بدلتے رنگ دیکھ معصومیت سے منمنائی تھی۔

جب عالیجان شاہ نے لیمپ آف کرتے اسے گھورا۔

"کیا تمہیں اتنا پاگل لگتا ہوں میں۔؟مان دینا فرض ہے میرا۔اور اپنا حق لینا بھی بخوبی جانتا ہوں میں۔ "

اسنے آخری جملہ جان بوجھ کر بوجھل لہجے میں کہتے اسے کھینچ کر سینے سے لگایا۔

جو ڈر اور گھبراہٹ سے ہلکا ہلکا کپکپا رہی تھی۔

عالیجان شاہ کی قربت میں وہ آج بھی ایسے ہی خوفزدہ ہو جایا کرتی تھی۔جیسے وہ پہلے دن سے ہوتی آئی تھی۔

"آئی لویُو سننا چاہتی ہو تو کبھی آئی لویُو بولوں ایسا کچھ کرو بھی۔یوں پھیکا ویکا آئی لویُو عالیجان شاہ پر جچتا نہیں۔ "

اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے اسنے گھمبیر تا سے ایک ایک لفظ پر سوز سے انداز میں کہا تھا۔کہ وہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتی رہ گئی۔

جس نے ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھتے اسکے منہ کو بند کیا۔

"سو جاؤ ورنہ بعد میں الزام مت دینا۔" اسے عادت تھی اپنا خوف اسکے چہرے پر دیکھنے کی۔

اور وہ کسی ناں کسی طرح اپنی یہ عادت پوری کر ہی لیتا تھا۔اب بھی اسکی بات سنتے ہی وہ خوف سے دھڑکتے دل سے پٹ سے آنکھیں میچ گئی۔

"مائے لٹل اینجل۔" اسکی بھاری ہو رہی سانسیں عالیحان شاہ کی گردن میں جذب ہو رہی تھی۔ جبکہ سر اسکے چوڑے بازو پر موجود تھا۔

اسکی بند آنکھوں کو دیکھ وہ زیر لب بڑبڑایا۔بے ساختہ ہی جھکتے پیشانی کو اپنے لمس سے مہکاتے اسنے کھینچ کر کمفرٹر دونوں پر برابر کرتے آنکھیں سکون سے موندلیں۔

دروازہ ایک دم سے کھلا۔وہ جو باہر نکلنے والا تھا معا اپنے سامنے کھڑے ابیر علوی کو دیکھ کئی لمحے تو اسے یقین نہیں ہوا کہ کیا وہ سچ میں تھا۔

"ابیر اتنی صبح انہیں خود سامنے پاتے گھبرا سا گیا۔ویام کی خاموش نظریں اب بیڈ پر سکون سے سوتی اپنی بیٹی پر گئی تھیں۔ماتھے پر ڈھیروں بل ایکدم سے سمٹے۔

ابیر نے گردن موڑ کر ایک آخری نگاہ عنایہ پر ڈالی۔اور آگے بڑھا۔

ویام اسکے آگے بڑھتے ہی روم سے باہر نکلے۔پشت پر ہاتھ باندھے وہ سنجیدگی سے اسے گھورنے لگے۔ جس نے روم سے نکلتے ڈور اچھے سے بند کیا اور اب انگلیاں مسلتے وہ انہیں دیکھ رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جو شاید اسکے بولنے کی منتظر تھا۔صورتحال کافی عجیب سی بن گئی تھی۔کیونکہ جانے کہاں سے بارس اور عالیجان بھی نکل آئے تھے۔

"آئے ایم سوری۔بس دیکھنے آیا تھا آئندہ نہیں آؤں گا۔" وہ نظریں جھکا کر بولا۔

تو اسکی اتنی فرمانبرداری پر عالیجان اور فارس کی حالت ایسے تھی جیسے ابھی بے ہوش ہوئے یا ابھی۔

بارس نے گردن پھیر کر عالیجان کو اشارہ کیا۔کیا یہ پاگل ہو گیا ہے۔؟اسکے حلیے سے تو نہیں وہ کوئی مجنوں ہی لگا تھا۔

عالیجان نے زور شور سے سر کو ہاں میں ہلایا۔

اچھا ہی تھا پاگل ہو کر جان چھوڑ دیتا۔

"تمہارے خواب ہی رہیں گے جیجا جی۔ڈاکٹر ہے۔سنا ہے ڈاکٹر بندوں کے دماغ بڑے تیز ہوتے ہیں۔یہ نہیں ہوا کوئی پاگل واگل۔"

عالیجان لپک کر اس تک گیا تھا۔

اب دل میں آئی بات شئیر کرنا بھی ضروری تھی۔ورنہ حالت مزید بگڑ جاتی۔

"بارس نے ہممم کرتے اب سامنے کی طرف نظریں باندھ لیں تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ان دو ماہ میں اسکے ڈیڈ کے فیصلے میں کتنی تبدیلی آئی ہے۔

"خبردار جواب کہیں جانے کی جرات بھی کی تم نے ابیر علوی۔"

سینے پر ہاتھ باندھے ویام کاظمی کی سخت آواز پر اسکے بڑھتے قدم ایک دم سے تھمے۔ اسنے حیرت و استعجاب سے بارس اور عالیحان کو دیکھا۔

عالیحان شاہ نے اسے مسکرا کر ہائے کہا تھا۔ جس کا صاف مطلب تھا کہ میں تو بڑے مزے میں ہوں اپنی سناؤ۔" ابیر نے لب بھینچے اسے گھورا۔ فل حال وہ یہی کر سکتا تھا۔

"میں مانتا ہوں غصے میں کچھ زیادہ بول دیا میں نے۔ مگر تم تو سمجھ سکتے تھے ناں۔ بجائے لڑنے کے اپنا پوائنٹ رکھنے کے تم عینی کو چھوڑ کر چلے گئے۔"

ویام نے ناچاہتے ہوئے بھی شکوہ کیا تھا۔ ابیر بھیگی آنکھیں جھپک کر ہلکا سا پر سکون ہوا۔ جسم میں تازگی سے محسوس ہونے لگی تھی۔

"نہیں چاچو۔ آپ اپنی جگہ ٹھیک تھے۔ شاید میری ہی غلطی تھی۔ مگر آئی سویر میں عین کو ہرٹ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔"

ابیر نے رسان سے کہا۔

"اور میں سچ میں سوری ہوں۔آئے ایم سوری۔! وہ ایکدم سے شرمندہ سا بولا تو ویام نے آگے بڑھتے اسے سینے سے لگا یا۔

جس پر عالیحان اور بارس نے سکون بھری سانس فضا کے سپرد کی۔

تو وہیں ابیر علوی کے دل میں سکون سا اترا تھا۔جبکہ ویام کاظمی کے تو مانو دل پر پڑا بوجھ اتر سا گیا تھا۔

"ہم بھی ہیں۔! عالیحان نے منہ پھلا کر کہا تھا۔وہ اسے اگنور کر رہے تھے اور ایسا وہ کیسے ہونے دے سکتا تھا۔

"ویام نے گردن موڑ کر اسے گھورا اور ہاتھ سے قریب آنے کا اشارہ کیا۔

جس پر وہ زیر لب مسکرا پڑا۔تو وہیں بارس نے بھی مسکراتی نظروں سے ابیر کو دیکھا۔

اور دونوں ہی ان تک آئے۔اور ایک دوسرے کو ہگ کرتے آنکھیں موندلی تھیں۔" بارس خوش تھا۔اگر اسکی بہن کی خوشیاں اس شخص سے جڑی تھیں تو وہ پھر چاہے ابیر علوی کی مرضی ہوتی یا ناں وہ اسے زبردستی اپنی بہن کے لیے لا سکتا تھا۔

پھر یہاں تو وہ خود اسکی بہن کو پاگلوں کی طرح چاہتا تھا پھر وہ کیوں اسے دور کرتا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"افففففف ساری ہینڈ سم نیس مر گئی تیری ڈاکٹر۔ دیکھ کیا لگ رہا ہے تُو۔ ہاہاہاہاہاہا۔! ویام کے جاتے ہی عالیجان شاہ نے اسے پیچھے سے جھپی ڈالتے پر جوش سا قہقہ لگایا تھا۔ اسکی بات پر جہاں بارس نے لب دبائے وہیں ابیر زیر لب مسکرایا۔

"ہاں سسر کو راضی کرنے کے لیے بڑا بڑا کچھ کرنا پڑتا ہے۔ تجھ سے سیکھا ہے۔" اسنے بھی بدلے میں اسکے پیٹ میں مکہ جھڑتے آنکھ دبائے کہا تھا۔

جبکہ ان دونوں کی اوٹ پٹانگ حرکتیں بارس کو عجیب ہی لگی تھی ہمیشہ کی طرح سے۔

"ویسے بڑا فاسٹ فارورڈ نکلا ناں تُو بھی۔ ٹیڈی سے اچھے سے ملا۔؟ بھوری شیو کو کھجاتے عالیجان نے رازداری سے اسکے کان میں جھک کر سر گوشی نما انداز میں پوچھا۔

اسکی بات ابیر کے ذہن سے اوپر نکلی۔ اسنے حیرانگی سے اسے گھورا۔ جس۔ پر وہ مسکرے پن سے ہنسا۔

"صبر کر جا میری جان۔ صبح سمجھ آجائے گا سب کچھ۔ چل بارس۔ تیرے چھوٹے جیجے کو دولہا بنا کر لائیں۔ مراسی تو یہ بنا گھوم رہا ہے پتہ چلا صبح کو سارے گھر والے ڈر کر بھاگ ہی ناں جائیں۔"

عالیجان شاہ نے قہقہے پر قہقہ لگایا تھا۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ جھوم اٹھے۔ ابیر کا واپس آنا اسکی ٹیڈی کی زندگی کی رونق تھی اور وہ اسکی خوشیوں کے ابیر علوی کو جھیل ہی سکتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"ایک بات لکھ لے تُو۔! وہ تینوں صبح کے چھ بجے پیدل ہی نکلے تھے۔ بارس خاموشی سے عالیجان کی بک بک سن رہا تھا۔

اب تک تو اسے اچھی خاصی عادت ہو چکی تھی۔

"ابیر نے گردن گھما کر عالیجان کو دیکھا۔ جیسے پوچھا ہو کون سی بات۔"

"اگر میرا بیٹا ہوا ناں تو ٹیڈی کی بیٹی میری بہو بنے گی۔ اور اگر میری بیٹی ہوئی تو میری بیٹی تیری بہو ہرگز نہیں بنے گی۔!

وہ ہاتھوں سے باتیں کرتا کافی آگے کی پلاننگ بتا رہا تھا۔

"ابیر کو حیرت ہو رہی تھی دو ماہ میں وہ اتنا کیسے بدل گیا تھا۔ ایسی باتیں وہ بھی ابیر علوی سے۔"

" ہممممم۔ سمجھ آ رہا ہے سب۔ فکر مت کر۔ تیرے جیسے سانڈ کو میں اپنی پرنسز دیکھنے بھی ناں دوں۔ شادی تو دور کی بات ہے۔" ابیر نے خاصے جتاتے ہوئے انداز میں کہا تھا۔

اسکا پاگل پن کس سے بھولا تھا۔ وہ سوچ کر ہی سر جھٹک گیا۔

"تم دونوں ٹاپک چینج کر دو ورنہ۔! بارس نے سرد لہجے میں کہتے ان دونوں کو گھورا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اسی کے سامنے اسکے بھانجے بھانجیوں پر رائے دے رہے تھے۔

"جل مت تیرے لیے بھی سوچ رکھا ہے ویسے بھی میں دس پندرہ بچے چاہتا ہوں۔ ہر ایک سے رشتے داری ہونی چاہیے۔ کس کے گھر میں کب کیا ہو رہا ہے۔ علم ہوتا رہتا۔"

عالیحان نے آنکھیں گھما کر کہا۔ تو ابیر نے اب کی بارس کو دیکھا۔

جس نے گردن گھما کر اسے مخصوص اشارہ دیا۔ جس پر وہ زیر لب ہنسا۔ دو قدم پیچھے ہوتے خود سے بڑ بڑا کر آگے نکلتے عالیحان شاہ پر ایک نگاہ ڈالی۔ جس کے لمبے بال پونی میں مقید تھے۔

جواب پہلے سے بھی زیادہ لمبے ہو چکے تھے۔

"اس ریچھ کی کھال ناں اتاری ناں تو میرا نام بھی ابیر علوی نہیں۔"

وہ دانت پیستے ہوئے زیر لب بڑبڑایا۔ اسے سب رپورٹیں تھی۔ وہ کتنا چالاک بن کر اسکے باپ کو بڑھکا تا رہا تھا۔ ابیر دعویٰ سے کہہ سکتا تھا۔

کہ اگر ابھی وہ امن کے سامنے جاتا تو وہ اسے مار کر بعد میں سوچتا کہ اپنے ہی بیٹے کو مار دیا۔

آج نہیں چھوڑوں گا تجھے۔ ڈیش انسان۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بازو کے کف فولڈ کرتے وہ زیر لب بڑبڑایا تھا۔بارس نے اسے ہاتھ کے اشارے سے آنے کا کہا تو وہ سر ہلا کر آگے بڑھا۔

★★★★★★★★★★★

ابیر ابیر۔مام۔ابیر آیا تھا ناں وہ کہاں ہے۔کیا وہ اپنے گھر گیا ہے۔! یا باہر لان میں ہوگا۔ "

وہ پاگلوں کی طرح نیند کھلتے ہی ڈر کر اٹھی تھی۔پہلے پہل تو اسے سب کچھ اپنا خواب ہی لگا تھا وزہی تو وہ تخیل بن کر آتا تھا مگر پھر نظر اپنے ہاتھ میں بندھے دوپٹے پر گئی۔

اپنے کپڑوں کو سونگھتے اسے احساس ہوا تھا کہ وہ سچ میں آیا تھا۔وہ اندھا دھند بھاگتی باہر آئی۔جب عیناں اسکے یوں چلانے پر کچن سے بھاگی ہوئی آئی تھی۔

حورین شاہ اور عنایت بھی فکر مندی سے اس تک آئی۔

جس کا حسین چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"عینی میری جان وہ یہی ہے۔پریشان مت ہو گڑیا۔وہ بارس اور عالی کے ساتھ گیا ہے شیونگ کروانے۔"عیناں نے اسے سینے میں بھینچ کر نرمی سے اسکی پشت رب کی تھی۔

جس نے اب دھیرے دھیرے سانس لینا شروع کی۔مگر بھوری آنکھوں میں اب تک خوف تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عینی سچ میں وہ آگیا ہے۔ پاپا نے اسے کچھ نہیں کہا وہ بہت خوش تھے اس کے آنے پر۔ اور تو اور حیا آنٹی لوگ سبھی آ رہے ہیں اس سے ملنے اور تم دونوں کو لینے۔"

عنایت نے نرمی سے اسکے بال سنوارتے پیشانی پر بوسہ دیتے کہا تو وہ پہلی بار مسکرائی تھی۔

حورین شاہ بھی لپک کر اسکے سینے سے لگی۔

اور اب دونوں ہی اسے ریڈی کرنے کیلئے اسے ساتھ لیے اسکے روم میں گئی۔

عیناں نے ایک گہری نگاہ ان تینوں کی پشت پر ڈالے خدا کا شکر ادا کیا تھا جس نے ہر آزمائش کے بعد بالآخر آسانیاں کر دیں تھی ان سب کے لیے۔

★★★★★★★★★★★

"منہ کیوں لٹکا ہوا ہے تیرا یار۔ خوش ہو جا اتنا پیارا لگ رہا ہے تُو۔!

اس روٹھی ہوئی محبوبہ کو سینے سے لگانے کی کوشش میں ہلکان ہوتے ابیر نے اسے کمر سے تھامے نزدیک کھینچا۔

جو تیکھی ناک چڑھائے بدک کر دور ہوا۔

سالے کمینو ہاتھ مت لگاؤ مجھے تم دونوں۔ ورنہ ہاتھ کاٹ دوں گا۔" وہ ایکدم سے بپھر کر مڑا۔ سرخ ہو رہی نیلی آنکھوں سے ان دونوں کو گھورتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔

جبکہ پہلی بار اسکی کسی بھی بات کا ناں تو بارس کو برا لگا تھا ناں ہی ابیر کو۔ وہ تو بس اسے والہانہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس نے رومال نکالتے اپنے سر پر باندھ لیا۔

اور اب تیز تیز قدم اٹھاتے ان دونوں کو چھوڑ وہ اندر داخل ہوا۔ پیچھے ان دونوں کے قہقہے اسے اپنے کانوں میں گونجتے ہوئے سنائی دے رہے تھے۔

"السلام علیکم۔" ابیر اور پارس اندر داخل ہوئے تو سامنے ہی امن اور باقی سب موجود تھے۔ عالیجان شاہ امن کے کانوں میں گھسا کھسر پھسر کر رہا تھا جب ان دونوں کے آنے پر وہ ایک دم سے پیچھے ہوا۔

کالر درست کرتے اسنے اٹیٹیوڈ سے رخ موڑ ڈالا۔

وعلیکم السلام۔" امن نے ابیر کے سلام کا جواب رسمی سے انداز میں دیا۔ اور اسے قہر برساتی نگاہوں سے گھورا۔

جبکہ ابیر اب عالیجان شاہ کو دیکھ رہا تھا۔ جو اپنا کام کرتے ہی وہاں سے بھاگ چکا تھا۔

ابیر ماں سے الگ ہوا تو اپنی طرف بڑھتے اپنے ڈیڈ کو دیکھا۔ عالیجان شاہ منتظر تھا۔ اسے پڑنے والے نئے تھپڑ کا۔ سینے پر ہاتھ باندھے وہ منہ کھول کر اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔

جب ابیر امن کے کسی بھی تاثر سے پہلے بھاگ کر ان کے گلے لگا۔ امن نے حیرت سے آنکھیں چھوٹی کیے اسکے چوڑے شانوں کو دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"حیرت ہے عالی تو کہہ رہا تھا کہ یہ گدھا تو واپس جا رہا ہے۔ کافی جھگڑا بھی۔ سب سے۔ مگر یہ مجھے کیوں ایسے مل رہا ہے جیسے کچھ ہوا ہی ناں ہو۔!

امن عالیحان شاہ کی بتائی باتوں کو سوچ رہا تھا جب ابیر نے جھک کر ان کے کان میں سرگوشی کی۔

"ڈیڈ گھر جا کر تھپڑ مار لیجئے گا سسرال میں عزت رکھ لیں پلیز۔" وہ پھولتی سانسوں میں کہتا باپ سے الگ ہوا۔ تو امن نے اسے گھور کر دیکھا اور سر جھٹک کر ویام کے پاس بیٹھے۔

حیا تو پریشانی سے اسکے چہرے کو چھو رہی تھی۔ جو پہلے سے کافی کمزور ہو چکا تھا۔

"جو کچھ بھی ہوا وہ نہیں ہونا چاہیے تھا یا یہ کہا جائے کہ یہ سب حادثات کہی ناں کہی ایک فیملی کو جوڑے رکھنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ اور اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ہمارے اپنے ہمارے لیے کس قدر اہم ہیں۔"

امن نے شگفتگی سے بات کا آغاز کیا۔ تو ویام نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

"بڑے پاپا سے تو ابیر رخصتی لے ہی چکا ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ ہم سادگی سے ہی آج اپنی بیٹی کو اپنے گھر لے جائیں۔ سب کی دعاؤں سے بڑھ کر ویسے بھی کچھ نہیں۔ اور اب ہم مزید اپنے بچّوں سے دور نہیں رہ سکتے۔ عنایہ کی طبعیت سنبھلے گی تو اسی ہفتے کے کسی دن سب بچوں کا ریسیپشن کر لیں گے۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

امن نے سادہ سے لہجے میں اپنی بات سب کے سامنے رکھی۔تو سب کو ہی ان کی بات پسند آئی تھی۔ابیر کا دل بری طرح سے دھڑکا تھا۔ نظریں کب سے اسکی متلاشی تھیں جو جانے کہاں گم تھی۔

"جیسا آپ کو مناسب لگے۔ویسے بھی عینی کے دادا کا کہنا ہے کہ وہ اسے رخصت کر ہی چکے ہیں۔آج تو وہ یہاں نہیں ہیں البتہ میں اپنی پرنسز کو آج اپنے ہاتھوں سے وداع کرنا چاھتا ہوں۔"

ویام نے مسکرا کر کہا۔تو سبھی دل سے خوش ہوئے تھے۔اسکے بعد کافی دیر تک سب بڑوں کی بات چیت ہوتی رہی۔

ابیر سب سے ملا تھا۔اور اب تبریز اور عائش سب مل جل کر بیٹھے ہوئے تھے۔جب عالیجان کو عنایت نے بلایا۔ وہ اٹھ کر اندر سیدھا اپنے روم میں آیا۔" کہو بیگم۔سب کے سامنے یوں بلانے کا مقصد۔ "

وہ کافی موڈ میں لگ رہا تھا۔عنایت نے دو سیکنڈ رک کر اسے دیکھا اور پھر بنا جواب دیے وہ مڑی دروازہ اندر سے لاکڈ کرتے اس تک آئی۔

"یہ رومال کیوں باندھ رکھا ہے آپ نے۔؟اسنے سنجیدگی سے اسے گھور کر پوچھا تو وہ گڑبڑا سا گیا۔

"مم میری مرضی میں جو مرضی کروں۔"وہ اکھڑ کر بولا۔مگر سامنے بھی عنایت کاظمی تھی۔جسے لاڈ پیار دے کر اسی نے بگاڑا تھا۔

"ایسے کیسے چھوڑ دوں مجھے دیکھنا ہے۔! وہ ہاتھ جکڑ کر حکم دینے والے والے انداز میں بولی۔

"مجھے حکم دے رہی ہو تم۔" وہ گردن موڑ کر آنکھیں چھوٹی کرتے پوچھنے لگا۔

"جی ہاں میں مسز عالیجان شاہ ہوں۔ حق رکھتی ہوں۔" عنایت مزید اسکے قریب ہوئی۔ پہلی بار اسکی نیلی حسین آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے وہ جیسے ہی اسکے نزدیک ہوئی عالیجان شاہ سب بھلائے اسے نرمی سے کمر سے تھام کر مزید قریب کر گیا۔

اسکی پہلی پیش کش کو وہ دل و جان سے جینا چاہتا تھا۔ عنایت نے نرمی سے اسکے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھے۔ وہ اسی کے سہارے پر کھڑی تھی۔

جسکے ہوتے ہوئے اسے کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

عالیجان شاہ بے ساختہ ہی ان لمحات کے زیر اثر آنکھیں موند گیا۔ چہرہ اسکے نزدیک کیا تھا۔ جب اگلے ہی لمحے جھٹکے سے جھپٹ کر عنایت نے اسکے سر پر بندھا رومال کھینچا۔

تو وہ ایک دم سے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول گیا۔

کانوں سے ذرا نیچے جاتے گولڈن بال عنایت کے سامنے تھے۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھتے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہ گئی۔ جس کے کندھوں سے نیچے تک جاتے بال اتنے چھوٹے ہو چکے تھے۔

"اینجل۔" وہ سرخ چہرے پر ہاتھ پھیرتے لڑکھڑا سا گیا۔

یہ حادثہ نہیں سوچی سمجھی سازش تھی۔ جس کا وہ شکار ہوا تھا۔ اسنے تو محض بارس کے کہنے پر ہلکی سی کٹنگ کا بولا تھا مگر وہ نہیں جانتا تھا اسکے پیارے دلارے بال کس نے کاٹے۔ اور جب اسے ہوش آیا تھا۔

تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔

اسکے بالوں کی چوٹی ایک سفید شاپر میں پیک کیے ابیر علوی نے اسے سامنے لہراتے دل جلاتی مسکراہٹ اچھالی۔

تو مانو اسکا سانس تھم سا گیا تھا۔ اسکے بعد جو وہ لڑے تھے۔ سیلون والوں نے ہاتھ باندھ کر ان تینوں کو وہاں سے نکالا تھا۔

"یہ سب اس سالے کی وجہ سے ہوا ہے۔ چھوڑوں گا نہیں میں اسے۔" وہ شرم و غصے سے چیخا تھا۔

عنایت کا یوں خود کو دیکھنا اسے ابیر پر غصہ دلا رہا تھا اسے لگا تھا کہ وہ ہنس رہی ہے اس پر۔

وہ سر جھکائے کھڑا تھا۔ جب اچانک وہ اسکے قریب آئی۔ پاؤں پر پاؤں رکھتے اسنے دونوں ہاتھ اسکی گردن میں ڈالے تو عالیجان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس نے آنکھیں موند کر اسکی پیشانی پر ہونٹ رکھے تو اسے لگا جیسے سانس رک سی گئی ہو۔ وہ ساکت سا فریز ہو کر رہ گیا۔

جب وہ شرما کر اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

"یہ بال بہت زیادہ والے اچھے لگ رہے ہیں۔ زیادہ بڑے اچھے نہیں لگتے۔ اتنے ہی پیارے لگتے ہیں۔"

وہ سادگی سے اپنے دل کی بات بولی تو عالیحان شاہ نے گھیرا اسکے گرد تنگ کیا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ ایکدم سے گہری ہوئی۔ جو آج کل جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

معا وہ کچھ کہتا دروازے پر دستک ہوئی۔ عنایت ایکدم سے اس سے الگ ہوئی تھی۔

عالیحان شاہ نے اسے روم سے نکلنے تک گہری نظروں سے دیکھا اور پھر اس رومال کو۔

سر جھٹک کر وہ آئینے کے سامنے آیا۔

تو پہلی نظر خود کو دیکھتے وہ شرما سا گیا۔ پھر خود ہی قہقہ لگاتے وہ بالوں میں ہاتھ چلاتے روم سے باہر نکلا۔

Last Episode 136 Part 6/8

سب کی دعاؤں کے سائے میں وہ رخصت ہو کر علوی مینشن پہنچ چکی تھی۔ جہاں امبر، عمایہ اور الایہ تینوں نے ہی کافی پر جوش سا ہو کر اسکا ویلکم کیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

دن کو لنچ سبھی نے شاہ ولا میں ہی کیا تھا اور اسکے بعد ہی تینوں ماں بیٹی کچھ سادہ مگر خاص تیاریوں کا پلین بنائے گھر واپس آئی تھیں اور اب جیسے ہی گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔ وہ تینوں ہی کافی خوبصورت سیم ڈریسز میں باہر نکلی۔

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ آج کی شام بھی جیسے ان سب کی طرح بہت خوش اور خوبصورت تھی۔

گاڑی پورچ میں رکی تو ابیر عجلت میں باہر نکلا۔ اچانک نظریں سامنے کھڑی اپنی چچی اور بہنوں پر پڑی تو بے ساختہ ہی لبوں پر مسکراہٹ امڈی تھی۔

وہ سبھی ان کا ویلکم کرنے کو رکے تھے۔ اور سب کے ہاتھوں میں کچھ ناں کچھ تھا۔ سر جھٹکتے وہ مسکراہٹ اچھالتا خود پچھلی سیٹ کی طرف آیا۔

دروازہ کھولتے اسنے ہاتھ آگے بڑھایا۔ تو عنایہ نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیا تھا جس پر اسکی شہد رنگ آنکھیں مزید گہری ہوئی۔

گہری سانس بھرتے اسنے بہت احتیاط سے اسے باہر نکلنے میں مدد کی۔

"ابیر ابھی نہیں۔ مت کرو۔" وہ چڑ کر اسکے سر پر موجود سرخ بڑے سے گھونگھٹ کو ہٹانے لگا جب حیا نے پیچھے سے اسکے بازو پر چپت لگاتے اسے باز رکھا۔

"مام گر جائے گی یار۔ اتنا بڑا گھونگھٹ کیا ضرورت ہے اسکی میں نے دیکھ رکھا ہے اپنی عین کو۔" وہ بیچار گی اور بے چینی کی ملی جلی کیفیت میں بڑبڑایا۔

تو عمایہ اور امبر بے ساختہ ہی کھلکھلائی تھی۔

"زبان مت چلاؤ میرے ساتھ۔ اور ہاتھ پکڑو میری بچی کا۔ دھیان سے لے کر چلو۔" حیا نے ذرا رعب سے کہتے عنایہ کا ہاتھ میں دیا۔

تو وہ کندھے اچکا کر رہ گیا۔ عنایہ کا ہاتھ ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔ اسکی کیفیت پر وہ بے ساختہ ہی اڈتی ہنسی کو دبائے اب آہستگی سے سامنے پہنچا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جہاں عمایہ اور امبر سامنے ہی کھڑی تھیں۔الایہ نے تو آتے ہی ان دونوں کی نظر اتاری۔اور اب عمایہ اور امبر نے بکے ان دونوں کو تھمائے۔

جسے وہ عنایہ سے لیتے دونوں کو شکریہ کہہ بکے ماں کو تھمائے اسے جھک کر بانہوں میں بھر چکا تھا۔

جس پر وہ ہڑبڑا سی گئی۔وہیں امبر اور عمایہ نے قہقہ لگاتے عنایہ کو چھیڑا۔جس کا گھونگھٹ سے ڈھکا چہرہ خاصا سرخ پڑ چکا تھا۔

ابیر نیچے اتارو۔"وہ منمنا کر رہ گئی۔کیونکہ امن پیچھے ہی اندر آرہے تھے اور باقی سب کے سامنے اسکی یہ حرکت اسے شرمندگی سی ہونے لگی۔

ابیر سنی ان سنی کرتے اسے یونہی بانہوں میں بھرتے اپنے روم کی طرف بڑھا۔

"اب کیا ہے۔؟وہ جیسے ہی سیڑھیاں عبور کرتے اوپر اپنے روم تک پہنچا۔سامنے ہی وہ دونوں بہنیں ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔

"ایسے کیسے لے جائیں گے آپ اپنی دولہن کو۔ہمارا نیگ نکالیں جلدی سے۔"

عمایہ نے گردن اکڑا کر کہا۔تو عائش جو بیوی کے پیچھے ہی بھاگا چلا آیا تھا اب اسے ابیر سے پیسے مانگتا دیکھ وہ کمینگی سے ہنستا آگے بڑھا۔

ہاں مجھے بھی دو ابیر۔میں بھی رستہ روک رہا ہوں۔"وہ عمایہ کے قریب ہوا۔بتیسی دکھاتے اسنے پیسوں کی ڈیمانڈ کی۔حالانکہ وہ اس رسم کے بارے میں سرے سے کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔

"ہاہاہاہاہاہا۔فکر مت کرو چھوٹے تیرا ابھی نمبر لگنے والا ہے۔ "

ابیر اس پاگل پر ہنستا تاسف اور ہمدردی سے بولا۔جسے امبر للچائی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"ہیں کیا مطلب۔"بال کھجاتے اسنے عمایہ کو دیکھا۔

"جلدی سمجھ آجائے گا آپ کو۔"وہ منہ بنا کر بولی۔جبکہ امبر کا قہقہہ ان دونوں میاں بیوی کو خاصا چبھا تھا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"یہ لو اور جان چھوڑو ہماری۔" ابیر نے بمشکل سے والٹ نکالتے انکی طرف بڑھایا تو امبر نے لپک کر اسے تھاما اور بھاگ کر سیڑھیوں کی طرف گئی۔

جبکہ عمایہ کا منہ پورے کا پورا لٹکا۔

ابیر ان دونوں میاں بیوی پر افسوس بھری نگاہ ڈالے اب اندر گیا اور ٹھک سے دروازہ بند کیا۔

"کیا ہوا میری زوجہ کا منہ کیوں لٹک گیا۔" عائش نے مسکرے پن سے کہتے اسکے گالوں کو کھینچا۔

"ایک تو آپ کی وجہ سے ہاتھ آتی رقم چلی گئی۔ اوپر سے اب امبر آپ سے پیسے بٹورے گی۔ پیسے تو میرے شوہر کے جائیں گے ناں۔ منہ ناں لٹکاوں تو کیا گانا گاؤں۔" وہ پیر پٹخ کر رونی صورت بنائے بولی۔

کیونکہ اسی ہفتے ریسیپشن تھا اور انیل تو یہاں تھا ہی نہیں کہ وہ اس سے کچھ لے پاتی۔ البتہ ابیر سے ملی رقم بھی امبر لوٹ کر بھاگ چکی تھی۔

"زوجہ زوجہ۔" عائش نے گردن مسلتے اب روٹھی ہوئی بیوی کو دیکھ کندھے اچکائے وہ اب امبر سے پیسوں کے لئے لڑنے نیچے جا رہی تھی۔

ابیر روم میں آیا اسے بے حد نرمی سے بیڈ پر بٹھائے۔ وہ ایک گھٹنہ فولڈ کرتے اسکے سامنے ٹک گیا۔ پورے کمرے پر ایک ستائشی نگاہ دوڑائے وہ متاثر ہوئے بنا ناں رہ سکا۔

کیونکہ پورے روم کو سادگی سے صرف کینڈلز اور ریڈ روزز سے سجایا گیا تھا۔

بیڈ پر صرف ایک گلاب کا پھول رکھا گیا تھا جبکہ باقی ہر شے اس خاموشی میں بھی ایک خوبصورت سا سماں باندھ رہی تھی۔

"ابیر کی لو دیتی جنون خیز نظریں اس گھونگھٹ کے اندر ڈھکے چہرے پر تھیں۔ اسنے نرمی سے گھونگھٹ پلٹا۔

تو ایک پل کو وہ مبہوت سا رہ گیا۔ بیشک وہ سادگی میں تھی مگر ممتا کے اس نئے احساس نے اسکے وجود کو الگ ہی نور بخشا تھا۔ اسکے آنے کے چند گھنٹوں میں ہی وہ کھلی کھلی سے عین لگ رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بے ساختہ ہی اسنے پلکیں جھپکے اس کے حسین چہرے سے نظریں پھیر لیں مبادا اسی کی نظر ناں لگ جائے۔

عنایہ خاموش نظریں جھکائے بیٹھی اپنی دھڑکنیں شمار کر رہی تھی۔ جبکہ جانے کیوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پسینے سے عرق آلود ہوئی تھی۔

ابیر نے نرمی سے جھکتے اسکی پیشانی پر گہرہ بوسہ دیا۔ آنکھیں موندے وہ اس حسین لمحے کو اپنے دل و جان سے جی رہا تھا۔

وہ ایکدم سے پیچھے ہٹا۔ تو عنایہ نے کب سے رکی اپنی بے ترتیب ہو رہی سانسیں بحال کیں۔ ایک چور نگاہ اس کی چوڑی پشت پر ڈالی تھی۔ جو کبرڈ کی طرف بڑھا تھا۔

وہ دن کو ہی اسکے حساب سے شاپنگ کر آیا تھا اور اب بھی ایک آرام دہ ریڈ کلر کا ڈریس نکالتے وہ دوبارہ مسکراتا ہوا اس تک آیا۔

ہاتھ بڑھاتے اسنے جھک کر اسے بانہوں میں بھرا تھا۔

جو اسکی گردن میں چہرہ چھپائے سکون سے آنکھیں موند گئی۔

"عین جاناں چینج کر لو۔ میں باہر ویٹ کرتا ہوں۔" اسنے نرمی سے اسے اتارتے محبت سے سر پر بوسہ دیتے کہا تو وہ محض سرہاں میں ہلا گئی۔

کیونکہ جو ڈریس اسنے پہن رکھا تھا وہ زیادہ کامدار تو نہیں البتہ فینسی ضرور تھا جو اب اسے الجھن میں ڈال رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوا۔ تو پہلی نگاہ ان سفید مخملی ہاتھوں کی پشت پر لگی سرخ مہندی پر گئی۔

دل کی حالت عجیب سی ہوئی تھی۔

ایک گہری نگاہ اسکے وجود پر ڈالتے وہ کچھ چونکا۔ عنایہ کی پریگننسی کا دوسرا منتھ تھا۔ اور اس حساب سے اسکا پیٹ بے حد کم ہونا چاہیئے تھا۔

یا پھر ہونا ہی نہیں چاہیے تھا مگر اس ڈریس میں وہ دوپٹے کے بغیر اسکے وجود کو دیکھ کر حیران سا ہوا۔ کیونکہ وہ ویک تو تھی ہی۔ مگر اسکے ساتھ ساتھ اسکا پیٹ کافی واضح تھا۔

شاید عنایت جتنا مگر وہ تو فائیو منتھ پریگننٹ تھیں۔" وہ کنفیوز سا خود ہی سوچ میں ڈوبا رہا۔ جب اچانک اسے عالیجان کی کہی بات یاد آئی۔ کیا وہ اسی لئے پوچھ رہا تھا کہ کیا اسنے عین کو۔ دیکھا ہے ٹھیک سے یا نہیں۔"

عنایہ اسے سوچوں میں گھرا دیکھ بھورے سلکی بالوں کو گردن پر ڈالے اب الجھ کر ہونٹ چبانے لگی۔

جبکہ ابیر نے سر جھٹک کر اسے دیکھا۔ جو کنفیوز سی تھی۔ گہری سانس بھرتے وہ اس تک گیا۔ اسے احتیاط سے بانہوں میں بھر کر وہ باہر نکلا اسے نرمی سے بیڈ کے سینٹر میں لٹایا۔

"کیا ہوا میری زندگی اتنی نروس کیوں ہو۔" ابیر نے اسے پرسکون کرنے کی خاطر شوخی سے پوچھا اور باری باری دونوں گالوں پر بوسہ دیا۔

تو وہ شرما سی گئی۔ "اگر تم ایسی ہی معصوم رہی ناں عین تو قسم سے میں تمہیں کھا جاؤں گا۔" ابیر نے دو انگلیوں کی مدد سے اسکی جھکی تھوڑی اٹھائے گھمبیر لہجے میں کہا۔

تو عنایہ نے حیرت سے اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائی۔

"ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔" وہ سر جھٹک کر ذرا رعب سے بولی۔ تو ابیر نے اسکے ہاتھوں کو تھامے باری باری دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر بوسہ دیا۔ اور پھر پشت پر بھی یہی عمل دہرایا۔

بہت اچھی لگ رہی ہے یہ تم پر عین۔ اب یہ تمہارے ہاتھوں سے کبھی اترنی نہیں چاہیے۔" بند آنکھوں پر باری باری بوسہ دیے وہ جنون خیز سے لہجے میں بولا تو عنایہ نے مسکرا کر اسکے کالر کو جکڑا۔

"ابیر علوی کے ہونٹوں کا محبت، شدت سے بھرا لمس وہ اپنے نقوش پر محسوس کرتی جیسے اتنے عرصے کے بعد پرسکون ہوئی تھی۔

"آئی لو یو ابیر پلیز اب مجھے چھوڑ کر مت جانا کبھی بھی نہیں۔" وہ خوف کے زیر اثر بھیگی آواز میں بمشکل سے بولی تھی۔ ابیر نے نرمی سے اسے سینے میں بھینچتے اسکی پشت رب کی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"کبھی بھی نہیں سوال ہی نہیں اٹھتا۔ کیا جانتی نہیں ہو اپنے ابیر کو کتنا پاگل ہوں میں۔" وہ ذرا شوخ سے لہجے میں بولا تو عنایہ ایکدم سے ہر فکر بھلائے اسکے اذلی انداز پر مسکرا پڑی۔

معا دروازہ ناک ہوا۔ تو ابیر بیڈ سے اٹھا اسے ری لیکس رہنے کا کہہ وہ دروازے تک گیا دروازہ کھولا تو سامنے ملازمہ کھانے کی ٹرے کے ساتھ کھڑی تھی۔

"آپ جائیں۔" اسنے ٹرے وہی سے تھامے سرد لہجے میں انہیں حکم دیا۔ تو ملازمہ سر ہلا کر چلی گئی۔ ڈور کو پاؤں سے بند کرتے وہ بیڈ تک آیا ٹرے بیڈ پر رکھتے اسنے عنایہ کی کمر کے گرد ہاتھ باندھے اسے نرمی سے بٹھایا۔

"جس کی بھوک بریانی اور پاستہ دیکھ چمک سی گئی تھی۔"

"واؤ۔" وہ للچائی ہوئی سی نظروں سے ٹرے کو دیکھتے بے ساختہ ہی بولی۔ تو ابیر نے مسکرا کر سر جھٹکا۔

"یہ صرف آج کے لیے عیش سمجھو مائے لو۔ کل سے صرف ہیلتھی کھانا ہی کھاؤ گی تم۔" بریانی پلیٹ میں نکالتے اسنے پیشہ وارانہ انداز میں کہا۔

تو عنایہ نے منہ بنایا۔

"مگر پھر بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی سوچ وہ مزے سے کھانے لگی۔" ابیر سر پیچھے بیڈ پر گرائے اسے دیکھتا رہا

۔

جو سرخ آرام دہ لباس میں اسکے سامنے بیٹھی ہوئی کوئی حور ہی تو لگ رہی تھی۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسے اس دنیا سے چھپا کر صرف اپنے آپ تک محدود کر دیتا۔

"عین۔" ابیر نے اسے پکارا۔ تو وہ آنکھیں اٹھائے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

"ڈاکٹر سے چیک اپ کروایا تم نے منتھلی۔ "

وہ پر سوچ سے انداز میں پوچھ رہا تھا۔

عنایہ نے لقمہ چباتے سر نفی میں ہلا ڈالا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ تو اسکے جانے کے بعد روم سے ہی کم نکلتی تھی۔

اور اگر کبھی بات ہوئی بھی تھی تو زیادہ تر عالیجان شاہ اور بارس ہی تھے۔جو ہر تھوڑی دیر کے بعد اسے ہنسانے اور باتوں میں الجھانے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔

"کیوں کچھ ہوا ہے کیا۔؟وہ ہونٹوں پر زبان پھیرتے اپنے آپ کو دیکھ کر گھبراہٹ سے پوچھنے لگی۔

وہ ماں تھی شاید اپنے وجود کی تبدیلیوں کو محسوس کر کے بھی اسے اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا۔

"نتھنگ ڈارلنگ کچھ بھی نہیں۔بس یہ سمجھ لو کہ مجھے لگتا ہے کہ ہمارے ٹوئن بے بیز ہونے والے ہیں۔

ابیر نے لو دیتی نظروں سے اسکے حسین چہرے کو نظروں کے حصار میں رکھتے ہوئے کہا۔تو کھانسی کا پھندہ سا عنایہ کے گلے میں اٹکا۔

"چہرہ ایک دم سے سرخ پڑا۔وہ بے یقینی اور نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔جس کی والہانہ نظروں میں جھلکتے جذبات اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی دوڑا گئے۔

ابیر نے نرمی سے اسکے ہونٹ ٹشو سے صاف کیے پلیٹس اٹھائی۔اور سائیڈ ٹیبل پر رکھی۔

میڈیسن کی اسکے حساب سے عنایہ کو ضرورت نہیں رہی تھی وہ اب صبح اسکا باقاعدہ چیک اپ کروانا چاہتا تھا۔

"کیا ہوا پریشان کیوں ہو گئی میری شیرنی۔"لائٹس آف کرتے وہ بیڈ پر آیا اسے نرمی سے حصار میں بھرتے اسکے بالوں کی جڑوں کو سہلاتے اسنے بے حد محبت سے پوچھا۔

"عنایہ نے گلابی ہو رہی اپنی بھوری آنکھیں وا کئے ایک پل کو اسے دیکھا جسکی خوشبو اسکے حواسوں پر سوار تھی۔ اسکی قربت میں وہ اسکے حصار میں گھری ہوئی اسکے رحم و کرم پر تھیں۔

جو اسے بغور سن رہا تھا۔

"دو بے بیز میں کیسے سنبھالوں گی ابیر۔مجھے تو کچھ آتا بھی نہیں۔"وہ ایک دم سے فکر مند سی گھبراہٹ اور پریشانی کی کیفیت میں کہتی رونے والی ہوئی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جس پر ابیر نے لب دبائے اسے شدت سے خود میں بھینچا۔اسکا سر اٹھائے اپنے سینے پر رکھتے اسکے گردن میں سر چھپایا۔

"میرے ہوتے ہوئے تمہیں کچھ بھی سنبھالنے کی ضرورت نہیں ڈارلنگ۔تم بس مجھے سنبھال لینا۔باقی سب میں سنبھال لوں گا۔اسکا لہجہ خمار آلود ہوا تھا۔

عنایہ کاظمی کا لمس،اسکا نازک وجود اسکے حواسوں پر بری طرح سے حاوی ہوتا آیا تھا۔اور اب بھی اسکی قربت میں جیسے گزرا ہر اوقت ایک خواب سا لگ رہا تھا اسے۔عنایہ کی موجودگی اسکا نظروں کے سامنے ہونا ہی اسکے ہر درد ہر غم کی دوا تھی۔

اور وہ اب مر کر بھی اسے خود سے دور نہیں کر سکتا تھا۔پھر چاہے زندگی میں حالات جیسے بھی آئیں۔مگر یہ تو طے تھا کہ اب موت کے سوا کوئی ایسی شے نہیں تھی جو اسے اسکی عین سے الگ کر پاتی۔

اسے واپسی پر کافی دیر ہو چکی تھی۔شاہ ولا سے وہ ایک ضروری میٹنگ کے سلسلے میں کراچی روانہ ہوا تھا جہاں سے واپسی پر اسے رات ہو چکی تھی۔

ایک نگاہ چاروں اطراف پھیلی خاموشی پر ڈالے وہ دبے قدموں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ناب گھمائے وہ کمرے میں داخل ہوا۔پہلی نگاہ ہی بیڈ پر آڑھی ترچھی بیٹھی امی متاع جان پر پڑی۔

بے ساختہ ہی چہرے پر گہری مسکراہٹ امڈی۔

گویا سارے دن کی تھکاوٹ اسے دیکھ کر زائل ہو چکی ہو۔دروازہ لاکڈ کرتے وہ صوفے پر کوٹ پھینکتے کف لنکس کھولتے بیڈ کی طرف بڑھا۔

گہری دلچسپ نگاہیں اس معصوم مکھڑے پر گاڑھے وہ معا جھکا۔کندھے سے ڈھلکتے گلابی آنچل کو نرمی سے تھامے اسنے کندھے پر احتیاطاً ڈالا۔کہ کہی اسکے چھونے سے جاگ ناں جائے۔

دو انگلیوں سے چہرے پر جھولتی ان آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے وہ جیسے ہی پیچھے ہوا۔ماہا ہڑبڑا کر اٹھی۔نیند سے بوجھل سرخ ہو رہی سیاہ آنکھیں اسکی پشت پر گاڑھے یکدم اسکا ہاتھ تھامے اور ایکدم سے اٹھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

تبریز چونکا اسنے مڑ کر اسے دیکھا جواب جاگ چکی تھی۔

"آپ آپ کب آئے مجھے اٹھایا کیوں نہیں۔؟ وہ گھبراہٹ سے اسکے حسین چہرے کو دیکھتے فکرمندی سے گویا ہوئی۔ تو تبریز نے گہری سانس بھرتے اسے نزدیک کھینچا۔

"میری جان آپ سو رہی تھی۔ اور ویسے بھی میں ابھی پہنچا ہوں۔" پیشانی کو اپنے لمس سے مہکاتے تبریز نے محبت پاش لہجے میں کہا تو وہ مسکرا کر اسکے شدت بھرے لمس پر آنکھیں سکون سے موند گئی۔

ہاتھوں کا حصار اسکی کمر کے گرد باندھے سر اسکے سینے سے ٹکایا۔

"اچھا آپ فریش ہو جائیں میں کھانا لاتی ہوں۔" فضا میں بکھری معنی خیز خاموشی کو توڑتی اسکی آواز پر تبریز نے ہمممم کہتے اسے بانہوں سے آزاد کیا۔ اور خود ایک نگاہ کمرے سے عجلت میں بھاگتی ماہا پر ڈالے وہ کبرڈ سے ٹراؤزر اور شرٹ لیتے واشروم میں بند ہوا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ شاور لیتا کافی فریش فریش سا بالوں میں انگلیاں چلاتے روم میں داخل ہوا۔ تو سامنے ہی وہ ٹیبل پر کھانا رکھ رہی تھی۔ تبریز نے ایک نظر اسپر ڈالی اور خود مرر کے سامنے رکتے پرفیوم اٹھائے اپنے آپ پر چھڑکی اور بھاری قدم اٹھاتے صوفے کی طرف بڑھا۔

"ہمممم کھانا کھایا میری زندگی نے۔" اسے بانہوں میں بھرتے تبریز نے نرمی سے استفسار کیا۔ تو ماہا گھبرا سی گئی۔ بے ساختہ ہی سر جھکا کر ہونٹ کچلنے لگی۔

تبریز نے حیرت سے اسے گھورا ماتھے پر بے ساختہ ہی بل سمٹ آئے۔ "ماہ۔ جانتی ہو ناں کہ ڈاکٹر نے سختی سے کھانا اور میڈیسن ٹائم پر لینے کا کہا ہے پھر بھی۔ "

وہ تاسف اور ذرا سختی سے بولا تو ماہا نے منہ بنائے اسے دیکھا۔

"ٹائم پر کھاتی ہوں ناں تبریز۔ بس آج ہی تو آپ کا ویٹ کر رہی تھی۔ اس لیے نہیں دل چاہا کھانے کو۔" وہ لاڈ سے اسکے سے لگتی بولی تو تبریز نے گہری سانس بھرتے خود کو پر سکون کرنا چاہا۔

"آئندہ میں آؤں یا نہیں تم ٹائم سے کھانا اور میڈیسن لو گی۔اوکے۔" اب کی بار اسنے نوالہ بنائے اسکے سامنے کرتے سخت لہجے میں کہا تو ماہا نے فوراً سے سر اثبات میں ہلایا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ کھانے سے فارغ ہوئے۔

"اب کہاں۔؟اسے اٹھتا دیکھ تبریز نے ٹوکا۔

"وہ برتن رکھنے۔" وہ لبوں پر زبان پھیرتے منمنائی تھی۔

"ہمم رہنے دو صبح رکھ لینا۔" اسنے گھمبیر لہجے میں کہتے اسے کھینچ کر خود پر گرایا۔جو اچانک ہوئی اس افتاد پر سانس روک سی گئی۔

بے ساختہ ہی اسکے شانوں کو دبوچتے وہ گہرے سانس بھرنے لگی۔چہرہ اسکی دہکتی سانسوں کے سبب سرخ پڑنے لگا تھا۔

تبریز نے دلچسپی سے اسکی لرزتی پلکوں کا کھیل دیکھا۔اور دل کی آواز پر لبیک کہتے جھک کر باری باری ان پلکوں کو لبوں سے چوما۔

"میڈیسن لک کھالوں۔" اسکی بڑھتی گستاخیوں سے کانپتی وہ بمشکل سے منمنائی تو تبریز نے سرخ خمار آلود آنکھیں وا کیے اسے دیکھا۔

"ہمم" گھمبیر تا سے کہتے اسنے جھٹکے سے اسے بانہوں میں بھرا اور ایکدم سے اٹھتے بیڈ کی طرف بڑھا۔

ماہا نے اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں کو بمشکل سے ہموار کیا۔اپنے چہرے پر وہ اسکی شدت بھری گہری نظروں کی تپش محسوس کر رہی تھی مگر اتنی ہمت کہاں تھی اس میں کہ وہ اسے جی بھر کر دیکھ پاتی۔

تبریز نے نرمی سے اسے بیڈ پر بٹھایا۔میڈیسن نکالتے اسکے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھمایا۔

"جس نے شرافت سے میڈیسن کھائی۔تو تبریز نے گلاس اسکے ہاتھ سے تھامے میز پر رکھا اور خود چلتا ہوئی بیڈ کی دوسری سمت آیا۔بیڈ پر لیٹتے اسنے ہاتھ بڑھا کر اسے جھٹکے سے خود کی طرف کھینچا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

توماہانے لرزتے وجود سمیت ہاتھ اسکے سینے پر جمائے وہ سر پیچھے کرنے لگی۔جب تبریز نے جبڑے بھینچ کر ہاتھ اسکی پشت پر پھیلائے اسے جھٹکے سے قریب کیا۔

"مجھے نیند آئی ہے۔"اسکی نظروں سے بچنے کی کوشش کرتی وہ ہلکی سی آواز میں منمنائی۔ماہا کی دوسری شادی والی حرکت کے بعد سے ہی تبریز کے رویے اور جنون میں شدت دھر آئی تھی۔

وہ جہاں بھی چلا جاتا رات کو لوٹ کر وہ گھر واپس لازمی آتا تھا۔اور اب اسکی ہر روز کے بڑھتے جنون کو دیکھ وہ اپنی حرکتوں پر پچھتا رہی تھی۔

"اپنی نیند کا کوئی علاج ڈھونڈو ڈارلنگ۔صرف میڈیسن کھانے سے کچھ نہیں ہونے والا۔پازیٹیو ریسپانس چاہیے تو کوپریٹ بھی کرو"اسکے ہاتھ اپنی گردن کے گرد باندھے اسنے ایک ایک لفظ پر زور دیتے جنون خیز لہجے میں کہا۔

ہاتھ بڑھاتے اسنے لائٹس آف کرتے اسے شدت سے خود میں بھینچا تھا۔جو آنکھیں بند کیے ہولے ہولے لرزتی سر آہستگی سے اسکے سینے پر ٹکا گئی۔جس نے مسکرا کر اسے نرمی سے سمیٹا۔

کیا ہوا زوجہ۔؟اداس کیوں ہو۔؟وہ دبے قدموں اندر داخل ہوا۔تو نظر عمایہ پر پڑی۔جو منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

عمایہ نے سر اٹھائے اسے دیکھا۔"ہم واپس کب جائیں گے۔؟وہ سینے پر ہاتھ لپیٹ کر بولی۔تو عائش نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

پچھلے دو ماہ سے وہ لوگ اذلان کے گھر پر ٹھہرے ہوئے تھے۔جب تک حالات ٹھیک ناں ہوں تب تک وہ واپسی کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

"ہمممم کیا بات ہے آج میری زوجہ کو واپس جانے کی یاد کیسے آگئی۔؟عائش نے حیرت سے چونک کر پوچھا۔ کیونکہ جب سے وہ یہاں آئی تھی ایک بھی بار اسکے منہ سے واپسی کا ذکر نہیں سنا تھا اس نے۔"

"بس اب نہیں رہنا مجھے یہاں پر۔جب سے یہاں آئے ہیں تمہارا موڈ ہی بدل گیا ہے۔کوئی بات نہیں مانتے تم میری۔ "

عمایہ نے نروٹھے پن سے کہا تھا عائش کے دل میں گدگدی سی ہوئی۔یہ سچ تھا کہ وہ ایک فیملی میں رہ کر اب زیادہ وقت نہیں دے پا رہا تھا اسے۔اور اگر یہ بات وہ نوٹ کر رہی تھی تو یہ اس سے بھی زیادہ خوشی کی بات تھی۔

"آہا۔اتنے میٹھے میٹھے شکوے مت کرو زوجہ۔ورنہ بری طرح سے پچھتاؤ گی۔ "

وہ بیڈ تک گیا دونوں ہاتھ پیچھے کو پھیلائے اب کی بار شوخ نظروں سے اسے دیکھا۔

جو پرپل کلر کے خوبصورت سوٹ میں بے تحاشہ پیاری لگ رہی تھی۔

"عمایہ نے آنکھیں گھمائی۔"مجھے آئس کریم کھانی ہے ابھی۔ "

وہ ہونٹ پھیلا کر لاڈ سے بولی اور ایکدم سے اسکے سینے سے لگی۔

تو عائش نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائی۔تو مطلب اپنا ڈیمانڈ پوری کرنے کے لئے وہ اسکے قریب آئی تھی۔

"سوچا جا سکتا ہے اگر تم اور بھی زیادہ اچھے سے مناؤ تو۔"وہ عائش انزک علی تھا۔اپنے مطلب کی بات وہ ہر جگہ ڈھونڈ ہی لیتا تھا اسکی فرمائش پر عمایہ نے حیرت سے اسے بے یقین نظروں سے دیکھا۔

"عائش پلیز۔پلیز مجھے لے چلیں۔"اب کی بار اسکے دائیں گال پر ہاتھ رکھتے وہ ذرا قریب کھسکی تھی۔عائش نے دل ہی دل میں خود کو داد دیتے ہاتھ اسکی کمر کے گرد باندھے اسے اور نزدیک کھینچا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"میرا دل چاہ رہا ہے باہر جانے کا۔ کتنا ٹائم ہو گیا امبر بھی نہیں جاتی۔ آپ لے چلو پلیز۔" اسکی شرٹ کے اوپری کھلے بٹن کے گرد انگلی سے گھیرے بناتی وہ لاڈ اور مان سے بولی۔

"تو عائش نے گہری سانس اسکی گردن میں بھرتے اسے کمر سے تھامے گود میں بٹھایا۔

"تو ڈن رہا زوجہ۔ آئسکریم تمہاری۔ اور آج کی رات میری۔ اب واپس آ کر تم نے ماما یا بہن کے پاس سونے کی فرمائش کی تو مجھے اچھے سے جانتی ہو ناں تمہارے معاملے میں کتنا برا ہوں میں۔"

بالوں کو پیچھے سے جکڑتے اسنے عمایہ کا چہرہ اونچا کرتے ایک ایک لفظ گھمبیر تا سا کہتے خمار آلود نگاہوں سے اسکے نازک وجود کی رعنائیوں سے نظریں چرائے اسے آزاد کیا۔

جو بھاپ چھوڑتے چہرے سمیت لمبے لمبے سانس بھرتی تیر کی تیزی سے اس سے الگ ہوئی۔ اور جلدی سے دوپٹہ اٹھائے اپنے گرد لپیٹا۔

"گاڑی نکال رہا ہوں میں جلدی آو۔" جینز کی پاکٹس میں ہاتھ پھنسائے اسنے ایک گہری نگاہ اسکی پشت پر ڈالی اسے حکم دیتے وہ عجلت میں باہر نکلا۔

جبکہ عمایہ اب ہونٹ کچلتی انگلیاں مسلنے لگی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سارا رستہ خاموشی سے کٹا تھا۔عائش اپنے جذبات پر بندھ باندھے خاموش بیٹھا تھا جبکہ عمایہ تو اسکے لفظوں کے سحر میں ابھی تک جکڑی ہوئی تھی۔

گاڑی آئس کریم بار کے باہر روکتے عائش نے ایک نگاہ اسکے کپڑوں سے میل کھاتے چہرے پر ڈالی۔

تم یہی ویٹ کرو میں آئس کریم یہی لاتا ہوں۔"اسنے نرم لہجے میں کہتے اسے پر سکون کرنا چاہا تھا جس نے نظریں جھکا کر سر اثبات میں ہلایا۔

وہ گاڑی سے نکلی۔دور جاتے اپنے شوہر پر نظریں گاڑھے وہ گاڑی کی پشت سے ٹیک لگائے جانے کن سوچوں میں گم تھی۔

"عمایہ۔"اپنے نام کی پکار پر وہ چونکی۔یہ آواز کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی تھی مگر وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ مقابل کون تھا۔

دوپٹہ مضبوطی سے سر پر اوڑھے وہ ایک دم سے گھومی۔تو چند ہی قدموں کے فاصلے پر خود کو ہی دیکھتے ہمدان پر نظر پڑی۔

چہرہ جو کچھ دیر پہلے نارمل تھا ایک دم سے اس پر سختی سی دھر آئی۔

ایک سرد نظر اس پر ڈالے وہ نفرت سے مڑی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

پلیز پلیز میری بات سنو۔یار۔"

ڈونٹ کال می یار۔حد میں رہو تم اپنی۔"وہ جو گاڑی میں بیٹھ رہی تھی اسکے جملے پر بپھر کر دھاڑی۔جس پر ہمدان نے سر جھکا لیا۔

"دیکھو پلیز میری بات سن لو عمایہ۔میں بہت گلٹ میں ہوں پچھلے چھ ماہ سے پلیز ایک بار میری بات سن لو۔"

وہ تڑپ کر بولا تھا۔اس رات عمایہ کو چھوڑ جانے کے بعد اسے احساس ہوا تھا کہ اسنے شاید بہت غلط کر دیا تھا اسکے ساتھ۔وہ تب سے اسی گلٹ میں تھا۔کہی ناں کہی دل میں ایک نرم گوشہ جو شروع سے ہی وہ محسوس کرتا آیا تھا وہ کب اسکی غیر موجودگی میں محبت کی شکل دھار گیا اسے اندازہ ناں ہو سکا۔

اور آج جب اسے گاڑی میں دیکھا تو وہ بائیک پر اس گاڑی کا پیچھا کرتے یہاں ایا۔جہاں عمایہ باہر ہی کھڑی تھی۔

"اوہ اچھا۔ایک لڑکی کو اپنے جھوٹے پیار کا جھانسا دے کر۔اسے نشے جیسی بری لت کا عادی بنا کر،اسے ایک لڑکے کے آگے بیچ کر تمہیں احساس ہو گیا کہ تم نے غلط کیا اسکے ساتھ۔واہ ہمدان صاحب۔واہ۔داد دینی پڑے گی آپ کی نرم دلی کی۔"

اتنے مہینوں کا غصہ تھا جو آج اسکے سامنے آتے ہی لاوے کی صورت پھٹ پڑا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"پلیز عمایہ میں جانتا ہوں کہ تم آج بھی مجھ سے اتنی ہی محبت کرتی ہو۔ تمہارے جانے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ میں خود تمہیں کتنا چاہتا ہوں۔ پلیز ایک بار مجھے معاف کردو۔ "

عائش جو آئس کریم پیک کروائے گاڑی کی دوسری طرف پہنچا ہی تھا۔ ہمدان کے کہے الفاظ پر اسکے قدم بے ساختہ ہی تھمے تھے۔

آنکھوں میں سرد مہری سمٹ آئی۔ وہ جبڑے بھینچ کر خاموش سا رہ گیا۔

"غلط فہمی ہے یہ تمہاری ہمدان مجھے ناں کل تم سے محبت تھی ناں ہی آج تم سے محبت ہے۔ وہ تو فقط ایک اٹریکشن تھی جسے میں محبت سمجھتی رہی۔"

وہ استہزائیہ لہجے میں کہتے سر جھٹک گئی دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اب گردن اٹھائے اسے دیکھا۔ جس کا چہرہ تاریک پڑا تھا۔ جیسے اسکی کہی بات پر اسے یقین ناں آیا ہو۔" عائش نے ایک نگاہ اس لڑکے پر ڈالی۔

جو پر کشش تھا اور خوبصورت بھی۔ قد کاٹھ، شکل صورت وہ کسی بھی لڑکی کی پسند ہو سکتا تھا۔

دل میں عجیب سی جلن اٹھی تھی مگر وہ ضبط کرتے کھڑا رہا۔ وہ سننا چاہتا تھا کہ کیا اسکی محبت نے اسکی بیوی کو وہ مان دیا ہے کہ وہ اسکی محبت کا پاس رکھتی یا پھر شاید وہ جاننا چاہتا تھا کہ کیا جس طرح وہ عمایہ کو چاہنے لگا تھا کیا وہ بھی اسے چاہتی ہے یا نہیں۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"جانتے ہو مجھے محبت کا احساس میرے شوہر نے کروایا۔ محبت میں لوگ خوبیاں یا خامیاں نہیں دیکھتے بلکہ جس سے محبت کی جائے ناں اپنی محبت سے اسکی خامیوں کو خوبیوں میں بدل دیتے ہیں۔ وہ جانتا تھا میں نے اسے بتایا تھا کہ میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں۔ مگر اسنے مجھے جوتے کی نوک پر رکھنے کی بجائے اپنے دل کی ملکہ بنایا۔

وہ جانتا تھا میں نشے کی لت میں پڑ چکی ہوں۔ شاید میں کبھی اسے چھوڑ بھی ناں پاتی۔ مگر اس شخص نے بنا مجھے احساس دلائے صرف ایک ہی دن میں میری عادت کو اپنی محبت سے دور کر دینے پر مجبور کر دیا مجھے اس کے بعد کبھی کسی نشے کی ضرورت نہیں پڑی۔

عائش کی آنکھوں میں جنون خیز سے رنگ سمٹے تھے۔ اسکی بیوی اسکی تعریف جن لفظوں میں کر رہی تھی وہ بھی ایک ایسے شخص سے جو اسکی پسند رہ چکا تھا۔

اسکے لیے یہ بات ایک خوشگوار احساس تھا جسے وہ تا عمر یاد رکھتا۔

"اسنے مجھے اپنے گھر میں اپنے دل میں عزت دی مان دلایا۔ اور آج میرے دل میں سوائے اپنے شوہر کے کسی غیر محرم کی چاہ نہیں رہی۔ تم نے جو بھی کیا۔ وہ تمہارا فیل تھا۔

ہاں میں تمہارا شکریہ ضرور کہوں گی۔شاید اگر تم اتنا سب کچھ ناں کرتے تو مجھے کبھی بھی اتنا پیارا شخص ناں ملتا۔تو شکریہ ہمدان مجھے برباد کرنے کی کوشش کرنے کے لیے۔اب تم جا سکتے ہو۔آئندہ میرے سامنے آئے تو ایک اجنبی بن کر آنا۔اور یوں تاریکی میں کسی لڑکی کا راستہ مت روکنا۔خداحافظ۔؛"

وہ سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔اور گہری سانس بھرتے اسکے زرد چہرے سے نظریں ہٹائے وہ ایکدم سے مڑی۔اپنا آپ اسے پہلے سے بھی زیادہ فریش محسوس ہو رہا تھا۔

شاید یہ احساس کہ وہ اپنے شوہر کو چاہتی ہے اس احساس نے اسکے دل میں ایک نئ ہلچل مچا دی تھی۔

جس کی رونق اسکے چہرے کو گلنار کر رہی تھی۔

وہ مڑی تو گاڑی کی دوسری طرف کھڑے عائش کو دیکھ ایک پل کو وہ گھبرائی۔

عائش اسکے گھبرانے پر نرمی سے مسکرایا اسکے قریب آیا۔

عمایہ چاہ کر بھی مسکرا ناں سکی تھی۔"زوجہ تمہاری آئس کریم۔"عائش نے نرم نگاہوں سے اسے دیکھتے آئس کریم اسکے ہاتھ میں دی۔جسے تھامے وہ جھٹ سے اسکے سینے سے لگتی تھینکیو بول گئی۔

عائش نے مسکرا کر اسے اپنے حصار میں لیا۔

وہیں ہمدان نے ایک نگاہ اس لڑکے پر ڈالی۔جس کے نین نقوش کافی شارپ تھے۔رنگت صاف اور قد ناں زیادہ بڑا ناں زیادہ چھوٹا۔ہاں مگر وہ ایک ایک اچھا بلکہ بہت اچھا شوہر تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

سر جھٹک کرایک نم نگاہ ان مسکراتے چہروں پر ڈالے وہ مردہ قدموں سمیت مڑا۔

عائش نے گھور کر اسکی پشت کو دیکھا۔

"کیا دیکھ رہے ہیں۔؟ عمایہ نے گھبرا کر پوچھا۔

اسے لگا تھا کہ وہ اس سے کوئی سوال کرے گا مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا وہ بھول رہی تھی کہ وہ عائش انزک علی تھا ۔اعتبار اور محبت کے معاملے میں اس سے بہت آگے۔"

دیکھ رہا ہوں لڑکا ہے کافی ہینڈسم۔"اپنی جلن پر قابو پاتے اسنے مسکرا کر اسکے حسین چہرے کو دیکھتے صاف گوئی سے کہا تو عمایہ نے یک ٹک اسے دیکھا۔

"ہو گا مگر میرے شوہر سے زیادہ ہاٹ اور ہینڈسم کوئی بھی نہیں۔"وہ اترا کر گردن اکڑا کر بولی۔

تو عائش نے ابرو اچکاتے اسے دیکھا۔جس کی نظروں میں اپنے لئے محبت،اور عزت دیکھ اسکا دل بے تحاشہ پر سکون ہوا تھا۔

"پھر آج اپنے ہاٹ اینڈ ہینڈسم شوہر کو واپسی پر کچھ اسپیشل فیل کروانا تو فرض ہوا ناں زوجہ۔؟"

اسنے کان میں جھکتے معنی خیز سی سرگوشی کی تو عمایہ کا چہرہ سُرخ پڑا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے عائش کا قہقہ فضا میں کافی دیر تک گونجا تھا۔

آسمان پر روشن ہوئے اس چاند نے ان دونوں کو مسکرا کر دیکھا تھا۔جو ایک دوسرے کے سنگ میں مکمل اور خوش تھے۔

Last Episode 136 Part 7/8

بالآخر آج وہ دن آہی گیا تھا جس کا ہر کسی کو بے صبری سے انتظار تھا رات کو شاہ ولا میں ڈھولکی رکھی گئی تھی۔ جہاں سبھی لڑکیوں نے رات کو قیام کیا تھا اور اب پارلر والی وہی آ کر سب کو فنکشن کے لیے تیار کرنے والی تھی۔

ماہا ریڈ کلر کی خوبصورت سی ساڑھی پہنے بالوں کا میسی جوڑا بنائے کانوں میں بلیک بڑے بڑے جھمکے جو اسکی شخصیت پر کافی اٹھ رہے تھے۔وہ کافی حسین اور منفرد لگ رہی تھی۔

چونکہ باقی سبھی لڑکیوں کو پارلر سے آئی لڑکیاں ریڈی کر رہی تھی۔تو ماہا عیناں اور حرمین لوگوں کو تیاری میں مدد کرنے ان کے روم میں چلی گئی۔

عنایت اور عمایہ تقریباً ریڈی ہی تھی۔ سبھی لڑکیوں نے سیم ڈیزائننگ کے لہنگے آرڈر کیے تھے۔بس کلرز مختلف تھے۔امبر کا کوئی ارادہ نہیں تھا تیار ہونے کا مگر سب کی ضد پر وہ دولہن تو بن رہی تھی۔ مگر وہ خود کافی اداس تھی۔

کس کے لیے تھی تیاری یہ ہار سنگھار جسے دیکھنے والا تو سرے سے وہاں موجود ہی نہیں تھا۔

"امبر منہ سیدھا کرو۔رو کیوں رہی ہو یار۔"۔ہاتھوں میں بھر بھر کر چوڑیاں پہنتے عمایہ نے گھور کر بہن کو دیکھا۔ جو ڈارک براؤن کلر کے لہنگے میں اپنے سوگوار حسن کے جلوے بکھیر رہی تھی۔

ناک میں پہنی وہ نتھ سب سے زیادہ اٹریکٹو لگ رہی تھی۔امبر نے گہری سانس بھرتے سر جھکا ڈالا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جبکہ عمایہ لائٹ پنک کلر کے لہنگے میں ہنستی کھلکھلاتی کافی خوبصورت لگ رہی تھی۔ اسکے ساتھ ہی دوسری چیئر پر بیٹھی عنایت اس وقت پیچ کلر کے لہنگے میں تھی۔

بھرا بھرا صحت مند وجود اس لہنگے میں غضب ہی توڈھا رہا تھا۔ چہرے پر ہمہ وقت چھائی معصومیت کسی کو بھی اپنی طرف متوجہ کرنے کی سکت رکھتی تھی۔

حورین شاہ کے بال بن رہے تھے۔ وہ اس وقت وائٹ کلر کے لہنگے میں تھی اور یہ کلر اسنے خود اپنے شوہر کی پسند کو مدِ نظر رکھتے ہوئے چنا تھا۔

"عنایہ یار بس کرو اٹھو تیار ہو لو۔ ٹائم ہو رہا ہے ریسپیشن کا۔ "

دوپٹہ سر پر سیٹ کرتے عنایت نے چونک کر مڑ کر اسے دیکھا۔

جو پھیل کر صوفے پر بیٹھی۔ دونوں ہاتھوں سے چپس کھا رہی تھی۔ چہرہ ایک دم بھرا بھرا سا لگ رہا تھا جس پر چھائی سرخائی اسے بنا کسی ہار سنگھار کے بھی بے تحاشہ حسین بنا رہی تھی۔ جبکہ شال اتارے اسنے صوفے پر رکھی ہوئی تھی۔

جس وجہ سے اس کا بھرا بھرا وجود کافی واضح ہو رہا تھا۔

ابیر کے آتے ہی اسکی روٹین میں خاصی تبدیلی آئی تھی وہ کچھ بھی ناں کھانے والی اب ہر وقت کچھ ناں کچھ کھاتی رہتی تھی۔ اسکا نازک وجود دنوں میں بھرا بھرا ہو رہا تھا۔ چہرہ ایک دم سے شاداب ہو چکا تھا۔

"آپی بس یہ کھالوں تھوڑا سا۔ ! بھوری آنکھیں چھوٹی کیے وہ معصومیت سے بولی تو اب کی بار پارلر سے آئی ان لڑکیوں نے بھی گردن موڑ کر اس لڑکی کو دیکھا۔

جو پچھلے ایک گھنٹے سے کھا ہی رہی تھی۔

"عینی اگر اب ناں اٹھی ناں تم تو ابیر کو تمہاری ویڈیو بنا کے بھیجوں گی میں۔ اور پھر وہ تمہیں اچھے سے پوچھے گا یہ کیا کھایا جا رہا ہے اور کیوں۔ !

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

عنایت جانتی تھی اسے قابو کرنے کا طریقہ۔موبائل فون اٹھائے اسنے ویڈیو کا آپشن آن کیا تو عنایہ نے بھینویں سکیڑ کر بہن کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے سارے چپس ایک ہی بار منہ میں ڈالے شاپر کمر کے پیچھے چھپائے۔

عنایت نے دانت پیستے اس چالاک لڑکی کو گھورا۔

"ماما۔" اگلے ہی لمحے وہ فون واپس رکھتے گرج دار آواز میں چلائی تھی۔جس پر عنایہ خوف سے ہڑبڑا کر اٹھی۔لہنگا اٹھائے وہ تیز تیز قدم اٹھائے واشروم میں بند ہوئی تو سبھی اسکی تیزی پر ہنستی رہ گئی۔

کیا دیکھ رہا ہے۔؟ماتھے پر چند بل سمیٹے وہ بہت سنجیدگی سے موبائل فون پر آئی رپورٹس کا جائزہ لے رہا تھا۔ایک بہت امپورٹنٹ کیس چل رہا تھا اسکا۔

اور آج وہ ریسیپشن کے سبب ہاسپٹل نہیں جا پایا تھا کیونکہ عالیحان شاہ کسی عذاب کی طرح اس پر مکھی بن کر صبح سے بھنبنا رہا تھا اب بھی اسکے پیچھے سے پوچھنے پر ابیر نے سرد سانس فضا کے سپرد کرتے حسین لبوں کو سختی سے میچا۔

"حان انسان بن۔کام کر رہا ہوں اس وقت موڈ نہیں ہے میرا۔" وہ بلیک ٹیکسڈو میں ملبوس کافی سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔جبکہ اسکے پیچھے سیم سوٹ میں ملبوس عالیحان شاہ کی نیلی آنکھیں عجیب سے انداز میں چمکی۔

"کیا ہر وقت کام کام کام۔آج تو چھوڑ یہ کھڑوس حرکتیں۔ویسے بھی اب تُو رتبے میں مجھ سے بڑا ہو گیا ہے۔ذرا سرچ کر اور سیکھ کہ کیسے ایک ٹائم میں دو دو بے بیز کو سنبھالا جاتا ہے۔"

اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے عالیحان نے اسے چھیڑا۔جس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور گہری سانس بھری۔

"میری چھوڑ اپنی سنا۔تیری کنڈیشن بھی سیم ہی ہے۔کیونکہ جیسے تو آپی کو سنبھال رہا ہے ناں۔مجھے پورا یقین ہے اس دنیا میں رن مرید کا خطاب اگر کسی کو دیا جائے ناں تو سب سے پہلے وہ ایوارڈ تجھے ملے گا۔"

ابیر نے آنکھیں سکیڑ کر کہا تو عالیحان نے منہ کے زاویے بنائے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ جانتا تھا ہر گزرتے دن کے ساتھ اسکے جنون میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ عنایت کا ظمی اسکی زندگی کی خوشی تھی تو غلط نہیں ہو گا۔

ہاں چل میرا تو مانا جاتا ہے۔ میں دل سے یہ ایوارڈ قبول لوں گا۔ ویسے ایک دوستانہ مشورہ دوں۔"

وہ ذرا جھکا اسے رازداری سے کہا جس پر ابیر نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

'میں انکار بھی کروں تو بھی تم باز نہیں آنے والے۔ تو کہہ ڈالو جو کہنا چاہتے ہو۔" سینے پر ہاتھ باندھے اسنے موبائل فون جیب میں رکھتے کہا۔

"جس حساب سے ٹیڈی کھا رہی ہے مجھے لگتا ہے ان باقی ہے سات ماہ میں وہ تیرا بینک بیلنس ختم کر کے چھوڑے گی۔ تو میری مان شفٹنگ بڑھا لے، دن رات محنت کر اور زیادہ سے زیادہ سیونگ کر لے اپنے سکیور فیوچر کے لیے۔"

ابیر نے سرد سانس فضا کے سپرد کرتے سر کو جھٹکا۔ وہ جانتا تھا عنایہ کی روٹین میں دب بدن تبدیلی آ رہی تھی۔ وہ پہلے سے زیادہ حساس اور چڑچڑی ہو گئی تھی۔

ایک بار جو بات کہہ دے اسے ضد سے منوا ہی لیتی تھی وہ۔ اور اوپر سے اسکا ابیر کے لیے جذباتی ہونا اسے کافی مشکل میں ڈال رہا تھا۔

"انسانوں جیسا مشورہ دے دیا کر کبھی کمینے انسان۔" وہ نروٹھے پن سے کہتا بدک کر اس سے دور ہوا۔

السلام علیکم جان کیسے ہو تم۔؟ معاوہ کچھ کہتا اچانک آتے ماہ ویر کی آواز پر وہ دونوں چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ جو نک سک سا تیار ہونٹوں پر مسکان سجائے کھڑا تھا۔" کمینے انسان کہاں تھا تُو۔؟

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

چہرے پر ڈھیروں سختی سجائے وہ غرا پڑا۔ تو ماہ ویر ایک دم سے احیتاطاً اس سے دور ہوا۔

جانتا ہے بائی کب سے تجھے ڈھونڈ رہی ہیں۔" دانت پیستے ہوئے اسنے مٹھیاں بھینچ کر اس بے شرم انسان کو دیکھا جو کب سے بتیسی دکھائے جا رہا تھا۔ جبکہ ابیر اسکا سر تا پیر جائزہ لے رہا تھا۔

جو خوش شکل اور اچھے قد کاٹھ کا مالک تھا۔

ہمممم۔ فکر مت کر۔ اب وہ ماں کچھ نہیں کہہ سکتی مجھے میں نے پرمانٹ حل نکال لیا ہے دیکھ اسی لیے تو تیار شیار ہو کر ویسے پر آیا ہوں۔ "

ماہ ویر نے شرمانے کی اداکاری کرتے کہا تو عالیجان شاہ نے آنکھیں گھمائی۔

کیسا حل۔" سینے پر ہاتھ باندھے اسنے سرد لہجے میں پوچھا۔

"تُو ماما بننے والا ہے جان۔ اور تو سوچ بھی نہیں سکتا میری ساس کو اس خبر نے کیسے چپ لگا دی ہے۔ اب تو شرافت سے میرے اور صاحبہ کے ساتھ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر شفٹ ہو گئی ہیں اور بیٹی کا خوب دھیان رکھا جا رہا ہے۔ ہاں البتہ مجھ سے کچھ خفا ہیں مگر کوئی نہیں۔ میں منا ہی لوں گا ان کو۔"

ماہ ویر نے اسے ساری کہانی سنائی تو عالیجان نے سرد سانس فضا کے سپرد کرتے سر نفی میں جھٹکا۔

رک جا۔ کہاں جا رہا ہے۔" وہ ان دونوں سے ملا۔ اور واپسی کی اجازت طلب کی جس پر عالیجان نے اسے رکنے کا کہا۔

"اگلے جمعے سامیہ کا نکاح اور رخصتی ہے۔ تو بس تیاریوں میں مصروف ہوں۔ اسکی خواہش ہے کہ تم بھی شامل ہو اس کے نکاح میں۔ تو بہن کو دعائیں دینے ضرور آنا۔

اب چلتا ہوں بہت کام کرنے ہیں ابھی۔" وہ مسکرا کر اسے آگاہ کرتے نرمی سے بولا تو پہلی بار عالیجان شاہ نے اسے خوشی سے سینے میں بھینچا۔

"ماشاءاللہ نصیب اچھے کریں شہزادی کے۔ آمین۔ میری بہن کو کہنا کہ اسکا بڑا بھائی ضرور آئے گا۔ "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ماہ ویر کا کندھا تھپکتے اسنے مسکرا کر خوشدلی سے کہا تھا جس پر وہ دل سے خوش ہوا اسے الوداع کہتے وہ اب واپسی کے لئے نکلا۔

ابیر اسکے قریب آیا اب اس سے ماہ ویر کی بابت پوچھنے لگا۔ جس پر عالیجان شاہ اسے تفصیلا آگاہ کرنے۔ ان دونوں کو ایک دوسرے سے یوں چپکا دیکھ بارس نے پاس آتے گلا کھنکھارا۔

"اوہہ آیئے سالے صاحب۔" عالیجان نے مڑ کر اسے دیکھ پاس آنے کا کہا۔ جس نے آکورڈ سا ہوتے بھینویں اچکائی اور چلتا ہوا ان کے قریب آیا۔

"ڈیڈ ڈھونڈ رہے ہیں تم دونوں کو۔" بارس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہتے ان دونوں کو دیکھا۔

جو کندھے اچکا کر واپس مڑے۔ ٹائم تو کافی ہو چکا تھا اور اب تک برائیڈلز نہیں پہنچی تھی۔

وہ دونوں ویام کے پاس پہنچے۔ جو اب اپنے دوستوں کے بیچ اپنے دونوں دامادوں کا فخر سے تعارف کروا رہے تھے۔ عالیجان شاہ اب اپنے ڈیڈ کے ساتھ ان کا بزنس سنبھال رہا تھا مگر کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ اپنے دوسرے کاموں میں کس حد تک انوالو تھا۔

وہ بظاہر ایک عام بزنس مین بن چکا تھا مگر اسکی نظریں اپنے ارد گرد ہوتی ہر حرکت پر کسی چیتے کی طرح گڑھی تھی۔

بارس بظاہر تو اپنے گھر تک ہی محدود تھا۔ ویام چاہتا تھا کہ وہ سٹڈی کرے یا پھر اسپیشل فورس جوائن کر لے مگر بارس نے صاف انکار کر دیا تھا۔ کیونکہ سٹڈی تو وہ مکمل کر چکا تھا۔ اور فورس جوائن کر کے وہ خود کسی کے تابع نہیں ہو سکتا تھا۔

اسی ہفتے وہ حورین شاہ، عیناں اور ویام لندن شفٹ ہو رہے تھے۔ جہاں وہ باپ کی رضامندی سے ان کے کاروبار کو دیکھنے والا تھا مگر حقیقت یہی تھی کہ ڈیول اپنے فرض سے منہ نہیں موڑ سکتا تھا۔

وہ یہاں ہو کر بھی ہر چیز پر نظر رکھے ہوئے تھا یہ شروعات تھی جہاں ہر کوئی اسے مارنے کی کوشش میں مگن تھا یہ جانے بنا کہ ڈیول کی نظریں ان سب پر پہلے سے تھیں اور اب وہ جلد از جلد اپنے پینڈنگ کام سمیٹنا چاہتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ پانچوں اس وقت کسی ناں کسی سے بات چیت میں مگن تھے۔ فنکشن زیادہ بڑا نہیں تھا البتہ قریبی عزیز و اقارب اور دوستوں کو انوائیٹ کیا گیا تھا۔

اچانک شور اٹھا تو سبھی نے گردنیں موڑ کر سپاٹ لائٹس کی طرف دیکھا۔ جہاں ایک ساتھ وہ چاروں قطار میں کھڑی تھی۔ عنایہ، عنایت اور عمایہ، حورین شاہ چاروں ہی اس سپاٹ لائٹ میں کھڑی تھی۔ امبر سب کے لاکھ کہنے پر بھی کسی بھی قسم کی خوشی کا احساس خود کو نہیں دلا پا رہی تھی اسی لئے وہ چپ سادھے ایک کونے میں کھڑی رہی۔ جبکہ تبریز شیرازی تو اپنی اتھل پتھل ہو رہی سانسوں سمیت اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔

جس کا دودھیا روپ اسکے وجود کو بے چین کر رہا تھا۔

عالیجان شاہ کی نگاہیں اپنی بیوی سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی۔ جو سب کے درمیان میں شرمائی لجھائی سی سر جھکائے مسکرا رہی تھی۔ اسکی سیاہ گہری آنکھیں اسی کو ڈھونڈ رہی تھی اور عالیجان شاہ اسکی بے قراری پر جی جان سے مسکرایا۔ اب استحقاق بھری نیلی نگاہوں سے اسے دیکھتے آگے بڑھا۔

عائش کی نظریں تو اپنی زوجہ کے حسن پر پہلے سے ہٹ نہیں رہی تھی اب سب کو آگے بڑھتا دیکھ وہ سٹائل سے بالوں میں انگلیاں چلاتے آگے بڑھا۔

وہیں ابیر نے ایک بھرپور نگاہ ڈارک بلیو کلر کے خوبصورت لہنگے میں دمکتی اپنی حسین بیوی پر ڈالی۔ جو زندگی میں پہلی بار اس قدر تیار ہوئی غضب ہی توڑ رہی تھی۔

بارس کی جنون خیز نظریں اپنی حور پر تھم سی گئی تھی جو اسکے پسندیدہ کلر میں کوئی مومی گڑیا ہی لگ رہی تھی۔

نیلی سمندر سی گہری حسین آنکھوں میں لگا کاجل قیامت ڈھا رہا تھا۔ بارس نے استحقاق بھری نظروں سے اسے سر تا پیر دیکھا بس نہیں تھا کہ اسے خود میں چھپا لے۔ حورین شاہ اسکی نظروں کی ستائش پر بے ساختہ ہی گھبرا کر نظریں جھکا گئی تھی۔

وہ سب اپنے سیم ٹیکسڈو سوٹ میں شاہانہ انداز میں چلتے اپنی اپنی بیویوں کے سامنے رکے۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

ایک ایک کرتے ان سبھی نے اپنے ہاتھ اپنی بیویوں کی جانب بڑھائے۔جنہیں تھامے وہ سہج سہج کر قدم اٹھاتی اب سٹیج کی جانب بڑھے تھے۔

ہر کسی کی نظریں ان خوبصورت جوڑیوں پر تھی۔عیناں،حیا،حرمین،الایہ،روز،اور میرب تو نثار جاتی نظروں سے ان سبھی کو نم نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

کتنا خوبصورت منظر تھا ان کی فیملی آج مکمل تھی ایک ساتھ خوش اور آباد۔

معا شور اٹھا۔لوگوں کی چہم گوئیاں عروج پر تھیں۔جب بلیو تھری پیس سوٹ میں ملبوس وریام کاظمی،اشعر علوی اور رافع علی اپنی اپنی بیویوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے انٹرنس سے اندر داخل ہوئے۔

ان سبھی کی ایک ساتھ آمد نے ہر کسی کو زبردست سا خوشگوار جھٹکا دیا تھا۔

ویام اور باقی سبھی تو خوشگواری سے ان سب کے گلے ملے تھے۔جو اپنے پوتوں اور پوتیوں کی خوشیوں میں شریک ہونے کے لیے دمدار انداز میں ریسیپشن کی رونق بنے تھے۔

ابیر،عالیجان بارس اور عائش اٹھ کر ان سبھی سے ملے تھے جنہوں نے ایک ایک کرتے اپنی چاروں پوتیوں اور پھر امبر اور ماہا کے سر سے کئی نوٹ وارے۔

ہر کسی کی آنکھوں میں خوشی کی چمک تھی ماسوائے امبر کے۔وہ خوش تھی سب کے لئے مگر اسکا دل اداس تھا نیل کو لے کر۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"لکنگ سٹنگ مائے جاناں۔" ابیر نے گھمبیر آواز میں کہتے اسکے دودھیا ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ میں الجھایا تو عنایہ کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔ بھوری آنکھوں میں سرخی سی گہری ہوئی بے ساختہ ہی اسنے گردن موڑا اپنے ساتھ براجمان اس حسین شخص کو دیکھا جو صرف اس کا تھا۔

ابیر کی نظریں اسکے کیل کانٹوں سے لیس بے تحاشہ حسن پر اٹکی تو سانسیں بے ہنگم ہوئی تھی۔

اسکی ناک میں موجود نتھنی کو شہد رنگ گہری نگاہوں سے دیکھتے وہ ذرا سا جھک کر اسکے قریب ہوا عنایہ گھبرائی۔

"آج کوئی چھوٹ نہیں ملنے والی مائے لو۔ خبر دار جو ہوشیاری دکھائی۔ میں اس نتھ کو اپنے ہونٹوں سے چھونا چاہتا ہوں اور میرے روم میں آنے تک تم چینج نہیں کرو گی۔ "

اسنے جنون خیز نظریں اسکی بھوری ہلکی سرخ ہورہی کاجل سے لبریز آنکھوں میں گاڑھے شدت بھرے انداز میں کہا تھا۔ جس پر وہ شرم سے سرخ ہوئی چہرہ فوراً سے موڑ گئی۔

"کیا ضرورت تھی اتنا تیار ہونے کی لٹل اینجل۔" وہ رخ ٹیڑھا کیے اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا جو مسلسل اسکی نظروں سے حائف ہو رہی تھی۔ گھبراہٹ اور شرم اسکے نقوش کو مزید سحر انگیز بنا رہے تھے۔ اور عالیحان شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ فوراً یہ تام جھام چھوڑے اسے خود میں قید کرتے بہت دور لے جائے جہاں سوائے اسکے کوئی ذی روح اسکی لٹل اینجل کو دیکھ تک نا سکے۔

"ہے ناں زیادہ کر دیا اس لڑکی نے۔ایسا لگ رہا ہو نٹوں پر جانے کتنا وزن رکھ دیا ہو۔اوپر سے آنکھوں پر یہ نقلی پلکیں بھی چپکا ڈالی۔اب آنکھیں ٹھیک سے کھل بھی نہیں رہی میری۔ "

عنایت نے معصومیت سے اسے دیکھتے اپنا دردِ دل بیاں کیا۔حقیقت بھی یہی تھی وہ سادگی پسند لڑکی تھی جس نے کبھی ان مصنوعی چیزوں کا استعمال نہیں کیا تھا لپ اسٹک وہ لگا لیتی کبھی کبھار ہلکی سی۔مگر آج وہ برائیڈ تھی تو اس حساب سے اسے تیار کیا گیا تھا۔

جو اسے کافی زیادہ اوراوور لگ رہا تھا۔

عالیجان شاہ اسکی معصومیت پر بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

جو اسکے لفظوں کو اپنے مطابق ڈھال چکی تھی۔

"میں اس لئے کہہ رہا تھا ڈارلنگ کہ بنا اس حسن کے تمہاری سانسیں الجھ جاتی ہیں میری قربت میں تو سوچو آج تم اس قدر سج سنور کر کیسے میری قربت برداشت کرو گی۔؟

عالیجان شاہ نے فوراً سے تصحیح کی تو عنایت کا چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا۔بڑی بڑی آنکھیں مزید گہری ہوئی۔وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔جس نے اسکے دیکھنے پر بے شرمی سے آنکھ دبائی تو وہ ہڑبڑا کر رخ موڑ گئی۔

عالیجان نے لب دبائے اسکی اکھڑتی سانسوں کو دیکھ سر تاسف سے جھٹکا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"زوجہ یہ تم ہی ہوناں۔" عائش آنکھیں مٹکا مٹکا کر اسے گھور رہا تھا۔ عمایہ جو اسکی تعریف کی منتظر تھی اب اسکی ایسی حرکت پر اسکے حسین چہرے پر حیرت سمٹی۔

گردن موڑ کر اسنے عائش کو خفا نظروں سے دیکھا۔

"نہیں میرا بھوت ہے جناب۔" وہ تڑخ کر بولی۔ اور ناراضگی جتانے کی خاطر رخ ٹیرھا کر لیا۔ عائش تو بری طرح سے پزل ہوا۔ آج کل اسکی منمانیاں اسے بری طرح سے ستا رہی تھی مگر وہ عائش انزک علی تھا اسکی ہر من مانی کا حساب وہ اپنے طریقے سے پورا کر ہی لیتا تھا۔

"یار بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔! عمایہ نے اسے آنکھیں دکھائی۔ "میرا مطلب پہلے تو تم پری تھی اب حور پری ہو گئی ہو۔"

عائش نے بروقت تصیحح کی تو عمایہ اسکی تعریف پر شرمیلی مسکان سجائے چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔

"کک کیف۔" حورین شاہ دھک دھک کرتے دل سے بولی۔ جبکہ بارس نے ایک نگاہ پورے ہال پر دوڑائی۔ ہر کوئی باتوں میں مگن تھا اسے اطمینان سا ہوا اسنے گردن جھکائے اپنی حور کو دیکھا۔

جس کی خوشبو اسے مدہوش کر رہی تھی۔

"یس مائے ہارٹ۔" اسنے تھوڑی سے تھامے اسکا چہرہ اونچا کرتے انتہائی محبت سے پوچھا کہ وہ شرما سی گئی۔ پلکوں کی جھالر حسین رخساروں پر گرائے وہ سرخ ہونٹ بھینچ گئی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بارس اسکی حرکتوں سے بری طرح سے کنفیوژ ہوتا اپنے آپ پر ضبط کر رہا تھا۔

"سب دیکھ رہے ہیں پلیز۔" اپنی کمر پر اسکے بھاری ہاتھ کی گرفت کے ساتھ ساتھ اسکا یوں بے شرموں کی طرح ٹک کر خود کو دیکھنا حورین شاہ کو شرمندہ سا کر رہا تھا وہ منت بھرے انداز میں بولی۔

تو ڈیول پر اسراریت سے مسکرایا۔ "سب کے دیکھنے سے ہی تو اسے چڑ تھی اسی لیے تو وہ اسے سب سے دور لے جا رہا تھا جہاں کوئی بھی اسے اس اسکی حور سے دور نہیں کر سکتا تھا۔

"اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں۔ کسی کو کیوں اعتراض ہو گا۔" اسکے دل میں کچھ اور تھا مگر وہ شرافت بھری زبان سے بولا تو حورین کچھ بول ناں سکی۔

"کیا تم خوش ہو ہم لندن جا رہے ہیں۔؟ بارس نے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔ دل چاہا کہ ابھی انہیں ہونٹوں سے چھو کر محسوس کرے۔ مگر وہ مروت سے بیٹھا اسے نظروں سے ہی دل میں اتار رہا تھا۔

"یس جہاں آپ ہونگے میں وہی خوش ہوں۔" حورین شاہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے دل سے کہا تھا اور اسکی بات نے گویا اسکی خوشی کو بڑھا دیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"تھینکس مائے ہارٹ۔"اب کی بار وہ بنا جھجھکے استحقاق سے آگے بڑھا۔اسکی پیشانی پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتے وہ پیچھے ہوا تو حورین شاہ نے گھبرا کر آگے پیچھے دیکھا مگر سبھی کو مصروف پاتے وہ شکر کا سانس بھرتے رہ گئی۔

"دومنٹ شوہر کے پاس بھی رک جاو ظالم۔"وہ پاس سے گزری تو اسے پیچھے سے جھپٹتے تبریز اسے کھینچ کر ایک کونے میں لے گیا جہاں رش ناں ہونے کے برابر تھا۔

ماہا اسے دیکھتے گھبرا سی گئی۔جو اسکے چہرے کے نزدیک جھکا والہانہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"وہ میں کام۔ "

"جانتی ہو تمہارے لبوں پر یہ ریڈ کلر بہت جچتا ہے۔"اسکی بات کاٹتے وہ گھمبیرتا سے بولا۔تو ماہا کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں تیرنے لگی۔

وہ گھبراہٹ سے آگے پیچھے دیکھ رہی تھی اگر کسی نے دیکھ لیا تو کیا سوچیں گے سب۔"وہ بس انہی سب باتوں کو سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی۔

جب اچانک اسکی کمر پر دباؤ دیتے تبریز نے اسے کھینچ کر سینے سے لگایا۔

"للکنگ گارجئیس مائے کوئین۔"خمار آلود لہجے میں کہتے اسنے کندھے پر اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑا تو ماہا دھڑکتے دل سے جھٹ سے اس سے دور ہوئی۔اسکے ہوائیاں اڑے چہرے کو دیکھتے تبریز نے ابرو اچکائی۔

"آپ کہی بھی شروع ہو جاتے ہیں تبریز۔ہاتھ چھوڑیں۔کوئی دیکھ لے گا۔"وہ جیسے ہی پلٹی تبریز نے اسکا ہاتھ تھامے اسے تیزی سے اپنی طرف کھینچا جو ایک دم سے ہڑبڑا کر اسکے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے فاصلہ بناتی بڑبڑائی

۔

تبریز تو بس گہری سانس بھرتے رہ گیا۔

"چلو ٹھیک ہے ابھی کیلئے چھوڑ دیتا ہوں۔ مگر گھر جا کر کوئی نخرہ نہیں چلے گا چلے گی تو صرف میری مرضی۔

تبریز نے بہکی نگاہوں سے اسکے دوآتشہ وجود کو دیکھتے کہا تو جھٹ سے اس سے دور ہوئی۔ لبوں پر شرمیلی مسکان سجائے وہ دوبارہ سے اندر بھاگی تھی۔

"جی بھائی آپ نے بلایا۔امبر لہنگا سنبھالتے عجلت میں باہر نکلی تھی۔ جہاں سامنے ہی ابیر چہرے پر ڈھیروں سنجیدگی سجائے کھڑا تھا۔

"ہاں امبر ایک ایمرجنسی ہو گئی ہے۔ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔" ابیر نے پیشانی کھجاتے کہا۔ تو امبر نے گھبراہٹ سے اسے دیکھا۔

کیا ہوا سب کچھ ٹھیک ہے ناں۔؟ شہد رنگ آنکھوں میں حیرت سمیٹے وہ متفکر سی پوچھتی اسکے سامنے رکی۔

"اممم دراصل میرا ایک فرینڈ ہے اسے کچھ لوگوں نے کڈنیپ کر لیا ہے۔ اس وقت میں اسکی مدد نہیں کر سکتا اسکی وائف پریگننٹ ہیں اور کافی سٹریس میں ہیں تو کیا تم میرے لئے ان کے پاس جا سکتی ہو۔! ابیر نے کافی آس سے اسے دیکھا۔ امبر پریشانی سے اسے دیکھنے لگی۔

"اگر نہیں جانا چاہتی تو کوئی زبردستی نہیں۔" وہ شائستگی سے بولا۔ تو امبر شرمندہ سی ہوئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں بھائی میں چینج کر کے نکلتی ہوں۔"

امبر نے مسکرا کر کہا۔ وہ واپسی کو پلٹی جب ابیر نے اسے روکا۔

"نہیں چینج کرنے کی ضرورت نہیں میرا مطلب ہے ابھی ہم نکلیں گے تو رات دیر تک پہنچیں گے پلیز ابھی ایسے ہی چلی جاؤ وہاں جا کر چینج کر لینا۔"

ابیر نے بمشکل سے بات سنبھالتے اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"چلو میں تمہیں ڈراپ کر آتا ہوں۔" ابیر نے جلدی سے کہا۔اور عجلت میں اسکا ہاتھ تھامے گاڑی کی طرف بڑھا امبر جو کچھ کہنا چاہتی تھی۔

ایکدم سے خاموش سی رہ گئی۔ابیر نے گہری سانس بھرتے گاڑی سٹارٹ کی۔

وہ کسی دوسرے پر اعتبار نہیں کر سکتا تھا اسی لئے امن کو بتا کر وہ خود امبر کو ڈراپ کرنے جا رہا تھا۔

Last Episode 136 Part 8/8

کافی طویل گلی تھی۔ جس میں چاروں اطراف مکان ہی مکان بنے ہوئے تھے۔وہ ساڑھے دس بجے کے قریب نکلے تھے اور اب رات کا ایک بج رہا تھا۔

امبر تھکاوٹ کے سبب سیٹ سے سر ٹکائے کافی دیر سے سو رہی تھی۔ جبکہ ابیر مسلسل ڈرائیو کر رہا تھا اسے امبر کو بحفاظت ڈراپ کرنے کے بعد گھر پہنچنا تھا کیونکہ عنایہ کو وہ پہلے ہی چینج کرنے سے روک چکا تھا اور اب وہ اسکی غیر موجودگی پر انتہائی غصے میں ہوگی وہ تصور میں ہی اسے سوچتے مسکرا کر سر جھٹک گیا واپسی کے لیے اسنے فارس سے کہہ کر فلائٹ کی ٹکٹ بک کروالی تھی۔ جو آتے وقت ایمر جنسی کے سبب ہو ناں پایا تھا ہاں البتہ وہ فلائٹ کے زریعے تین ساڑھے تین گھنٹوں کا سفر پنتالیس منٹ میں طے کر سکتا تھا۔

"گاڑی ایک زوردار جھٹکے سے رکی۔

تو امبر ہڑ بڑا کر اٹھی۔

"کیا آ گئے ہم۔" وہ بڑبڑا کر نیند سے بوجھل سرخ آنکھوں سمیت ابیر کو دیکھنے لگی۔ جس نے نرم نگاہوں سے اسے دیکھا اور ہاتھ اسکے سر پر رکھا۔

اپنا خیال رکھنا۔" ایک نگاہ اس چھوٹے سے دروازے پر ڈالے اسنے امبر کی سائیڈ کا ڈور کھولا جو ہونق بنی ابیر کو دیکھتی رہی اور پھر اسکے اشارے پر وہ چار و ناچار گاڑی سے نکلی۔

"یہی گھر ہے۔دروازہ کھٹکاو۔" ابیر نے مختصراً اسے دروازے کی طرف اشارہ کرتے سمجھایا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

جب تک وہ سمجھ پاتی وہ گاڑی واپسی کی طرف بھگا چکا تھا۔امبر اسکے رویے پر عجیب سے احساس سے گزری۔ آنکھیں ایک پل کو بھیگی۔ابھی وہ سنبھلی بھی نہیں تھی جب دروازے ایکدم سے کھلا کسی نے جھپٹ کر اسے بازو سے جکڑتے مضبوطی سے اندر کھینچا۔

وہ اپنے پیچھے دروازہ بند ہونے کی زوردار آواز پر چیخی جب اگلے ہی لمحے کسی نے اسے دروازے سے پن کیا۔تو وہ گھبرا کر اپنی آنکھیں پھیلائے سامنے دیکھنے لگی۔

مگر سامنے موجود اپنے چہرے کے نزدیک جھکے انیل علوی کو دیکھ سب سے پہلے تو وہ اسے اپنا تخیل ہی لگا۔

وہ سر جھٹک کر آنکھیں جھپکنے لگی۔اسکی ادا پر وہ دلفریبی سے مسکرایا۔دو قدم پیچھے ہوتے اسنے گہری نظروں سے اسکے حسین روپ کو دیکھا وہ متاثر ہوئے بنا ناں رہ سکا تھا۔

سیاہ آنکھوں میں کافی عرصے کے بعد سنجیدگی کے سوا کوئی نرم تاثر امڈا تھا۔

امبر نے پھر سے اسے دیکھا۔جو دراز قد سمیت اس پر جھکا دونوں ہاتھ دروازے پر ٹکائے اسے روک چکا تھا۔

"لکنگ سوہاٹ۔" وہ اسکے کان کے قریب ہونٹ لے جاتے شریر لہجے میں بولا ایکدم سے اسکے کان کی لو کو نرمی سے اپنے لبوں سے چھوا۔

تو اسکا لمس کی نرمی،اسکی جھلساتی سانسوں کی تپش پر وہ ایکدم سے جیسے ہوش میں لوٹی تھی۔

اگلے ہی لمحے اسکے سینے پر دونوں ہاتھ جمائے پوری قوت سے اسے خود سے دور کیا۔

تو کیا ابیر نے اس سے جھوٹ کہا تھا۔کیا وہ انیل کے پاس تھی،کیا وہ اتنے عرصے کے بعد اسے پاس بلانا چاہ رہا تھا۔

۔

ایک ایک دن ایک ایک لمحہ اسکی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح سے گزرا تھا۔

اوہ۔تو انسپیکٹر انیل علوی کو بالآخر یاد آہی گیا کہ ان کی کوئی بیوی بھی ہے۔ "

وہ غصے بھری نظریں اسکے توانا وجود پر دوڑائے تلخی سے بولی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

انیل نے بے بسی سے اسے دیکھا۔کچھ کہنا چاہا مگر وہ سننا نہیں چاہ رہی تھی۔

"یا یوں کہا جائے کہ گھر والوں نے فورس کیا تو آپ اس درد سر کو اپنے سر لینے پر رضامند ہو گئے انسپیکٹر صاحب ۔"

وہ دو قدم پیچھے ہوئی تو انیل نے قدم آگے بڑھائے وہ جانتا تھا اسکی ضد اور غصہ کتنا تیز ہے۔

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جہاں محبت، شکوے گلے، کیا کچھ نہیں تھا۔

اور اگلے ہی لمحے وہ جھٹ سے مڑی دروازے کو کھولنے کے لیے اسکے بڑھے ہاتھ کو دبوچتے انیل نے کسی بوری کی طرح اسے کندھوں پر لادھا۔

جو چیختی چلاتی اپنا آپ اس سے آزاد کروانے کو مچلتی رہی مگر مقابل بھی انیل علوی تھا۔کیسے اسے خود سے دور جانے دیتا وہ بھی اتنی لمبی دوری کے بعد۔

انیل نے کمرے کا دروازہ پاؤں سے لاکڈ کرتے اسے بیڈ پر پھینکا۔

جو اوندھے منہ گری۔

اگلے ہی لمحے پھولتی سانسوں سمیت وہ ایکدم سے اٹھی۔دوپٹہ نوچ کر زمین پر پھینکتے وہ پھر سے دروازے کی طرف بھاگی۔

تو انیل نے اسکا رستہ روکا۔

"آئے ایم سوری مسز انسپیکٹر علوی۔" وہ بے حد محبت اور لاڈ سے بولا مگر امبر دکھ میں اسے نظر انداز کرتی پھر دوسری طرف سے آگے ہوئی۔

"آئے ایم سو سوری فرام دی بوٹم آف مائے ہارٹ مسز انیل علوی۔ "

اب کی بار اسنے ہاتھ جوڑے۔مگر وہ پھر اسے اگنور کرتی دوسری سمت لپکی۔

"آئے ایم رئیلی ویری سوری انسپکٹر صاحب کی جان۔ "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

انیل نے ہاتھ بڑھاتے اسے ایک جھٹکے سے قریب کھینچا تھا اسکا انسپیکٹر صاحب کہنا اسے کافی خوبصورت لگا تھا اسکے انگریزی طرزِ تخاطب پر یہ لفظ کافی دلکش لگ رہا تھا اسے۔

اسکی موجودگی کا احساس ہی اسے پر سکون کر چکا تھا۔ کہ اب امبر کی ناراضگی اسکا غصہ اسے کچھ بھی برا نہیں لگ رہا تھا۔

"نہیں لگتی میں کچھ بھی آپ کی۔ چھوڑیں مجھے۔" وہ کمزور پڑ رہی تھی۔ اسکی قربت اسکا لمس اسے واقعی میں اندر سے کمزور کر چکا تھا یا جو محبت اسکے دل میں وہ جما چکا تھا یہ اسکا اثر تھا کہ وہ اب اس سے چاہ کر بھی ناراض نہیں ہو پا رہی تھی۔

"چھوڑنا ہوتا تو سات سمندر پار کیسے جاتا۔؟ اسنے نرمی سے اسکے بال جوڑے سے آزاد کرتے چہرہ اسکے بالوں میں چھپائے کہا۔ جو ہلکی ہلکی لرز رہی تھی۔ اسکی بات پر وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

"بیوٹیفل۔" اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ جس ستائشی لہجے میں بولا تھا امبر کا دل بے طرح زوروں سے دھڑکا۔ اسکی تعریف سننے کو ہی تو اسنے ان بالوں کو بڑھایا تھا اور آج جب وہ اسے سراہ رہا تھا تو وہ ناراضگی جتا رہی تھی۔

"جھوٹ مت بولیں۔ اگر بیوٹیفل ہوتی تو یوں بنا بتائے مجھے چھوڑ کر جاتے۔" وہ نا چاہتے ہوئے بھی سسکی تھی۔

انیل نے اسے شدت سے خود میں بھینچا۔ اسکی حالت اور تکلیف وہ دونوں سمجھ پا رہا تھا مگر وہ کیا کرتا وہ خود مجبور تھا۔

"امبر میری جان۔ میں نے جان بوجھ کر کچھ بھی نہیں کیا۔ یہ سب کچھ اتنی اچانک ہوا کہ مجھے فوراً سے نکلنا پڑا۔ جس کیس کو میں ہینڈل کر رہا ہوں وہ بہت ہی ٹرکی ہے۔ مجھے اپنی شناخت چھپا کر اس چھوٹے سے گھر میں رہنا پڑ رہا ہے اگر تم نے دو ماہ میرے بنا گزارے ہیں۔ تو سوچو میں نے اتنے برس کیسے گزاریں ہونگے۔؟

وہ جنون خیز لہجے میں بولتا آنکھیں موندے اسے خود سے لگا گیا۔

کہ امبر چاہ کر بھی کچھ بول ناں سکی۔ وہ بس خاموشی سے اسکے سینے سے لگی اسکی تیزی سے دھڑکتی دھڑکنوں کو سن رہی تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"اب میں واپس نہیں جاؤں گی۔ آپ کے پاس رہوں گی۔" وہ دونوں ہاتھ اسکے گرد حصار کی صورت باندھے بھیگی آواز میں بولی تو انیل نے ہونٹ اسکے سر پر رکھے۔

"بس میری جان اپنے لفظوں پر قائم رہنا۔ کیونکہ اب تم چاہ کر بھی مجھ سے دور نہیں جا سکتی۔" اسکا لہجہ اچانک ہی خمار آلود ہوا تھا۔

کہ امبر نے چونک کر اسے دیکھنا چاہا جسنے ایک جھٹکے سے اسے اٹھائے بانہوں میں بھرا۔

"اا نیل۔ "

اسکی سرخ آنکھوں کو دیکھ امبر کو اپنی جان ہوا ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ تم سے محض محبت کا رشتہ نہیں ہے میرا امبر۔ تم انیل علوی کی دوست، ساتھی، محبوبہ، انس، عقیدت، جنون اور اب عشق ہو۔ اور آخری سانس تک صرف میری ہی رہو گی۔

انیل علوی نے اسکی آنکھوں میں جھانکتے محبت بھرے لہجے میں کہا تھا کہ اسکے انداز پر وہ آنکھیں پھیلائے بس اسے دیکھتی رہ گئی۔

جس نے نرمی سے جھکتے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا تو امبر نے مسکرا کر آنکھیں موندتے اپنے ہاتھوں کا حصار اسکے گرد باندھے اسے نزدیک کر لیا۔

چھ سال کے بعد

اتنی دیر۔! ابیر کے ساتھ پارٹی میں اینٹر ہوتی عنایہ پر ایک نظر دوڑائے عنایت نے سر جھٹک کر کہا۔ جس پر وہ شرمندہ سی ہوتی سر جھکا کر رہ گئی۔

"سوری آپی آپ جانتی تو ہیں اپنے بھانجوں کو۔ ایان تو بہت معصوم ہے مگر آبان کو قابو کرنا میرے بس میں نہیں۔ بہت کوشش کی ابیر نے بھی مگر وہ بضد رہا اور اسی لئے ہمیں ان دونوں کو ساتھ لانا پڑا۔

وہ تھکاوٹ بھری سانس خارج کرتے بولی۔ تو عنایت نے افسوس سے بہن کو دیکھا۔ جو واقعی اپنے بیٹے کے لئے کافی متفکر تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ پاکستان میں تھے جہاں بارس نے ابیر اور عالیجان شاہ کو ایک پارٹی میں انوائیٹ کیا تھا وہ ان چاروں کو کسی سے ملوانا چاہ رہا تھا اسی لیے وہ سبھی دیر سویر سے ہی سہی مگر آئے ضرور تھے۔

"حورین اور بارس کہاں ہیں۔؟اب کی بار اسکی بھوری آنکھیں ان دونوں کی متلاشی تھی۔عنایت اسے ساتھ لیے ٹیبل تک گئی۔جہاں اسکی ساڑھے پانچ سال کی بیٹی آن اپنے بھائی کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔

آنی۔"آن کی نیلی آنکھیں خوشی سے چمکی۔

وہ شکل وصورت میں اپنے باپ سے بھی زیادہ حسین تھی۔وہی رنگت،وہی نیلی بڑی بڑی آنکھیں،سنہری بال اور معصومیت اپنی ماں سے چرائی تھی اس نے جو اسکی خوبصورتی کو مزید نکھار دیتی تھی۔

عنایہ نے جھک کر اسے پیار کرتے گود میں اٹھایا۔

جو جھٹ سے اسکے سینے کا حصّہ بنی تھی۔تین سالہ عافان شاہ بھی مسکرا کر اپنی نیلی نگاہوں سے عنایہ کو دیکھ رہا تھا عنایہ باری باری دونوں سے ملی اور عافان کو گود میں بھرتے وہ عنایت کے سامنے کرسی پر بیٹھی۔

حورین لیٹ آئے گی۔رویام کو بخار ہے تو وہ اسے سلا کر ہی آئے گی اور بارس گیسٹ وغیرہ کے ساتھ ہوگا ابھی آجائے گا۔ "

عنایت نے اسے آگاہ کیا تو وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

تھوڑی دیر میں ایان ماں کو ڈھونڈتا وہی آیا تھا۔مگر عنایہ کی گود میں بیٹھے عافان کو دیکھ وہ منہ بسور کر اپنی شہد رنگ آنکھیں جھکائے ساتھ والی خالی کرسی پر بیٹھا۔

"آن نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔ان دونوں میں کافی دوستی تھی۔وہ ماں کے قریب سے اٹھ کر اسکے پاس جا بیٹھی ۔

جو بار بار اسکے بالوں کو ٹچ کر رہا تھا ساتھ ساتھ ان دونوں کی کھلکھلاہٹ بھی عروج پر تھی۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

آپی عافان تو سونے لگا ہے۔اب کیا کریں۔"عنایہ نے اسکے دونوں بازوؤں میں بھرتے ماتھے پر بوسہ دینا چاہا تھا۔ جب اگلے ہی لمحے اسکے ہونٹوں پر ہتھیلی جمائے وہ سخت نظروں سے ماں کو گھورتے ہوئے عنایہ کی گود میں سوئے عافان کو اٹھائے عنایت کی گود میں پٹخ گیا۔

عنایہ نے حیرت اور غصے سے آیان کو دیکھا۔جس کی گرے آنکھوں میں سختی اور غصہ تھا۔

گولڈن بال پیشانی سے چپکے ہوئے تھے بلیک شرٹ کے اوپری بٹن کھلے ہونے کے سبب عنایہ نے اسکے سرخ چہرے پر پڑی خراشوں کو دیکھ جبڑے بھینچ لئے۔

وہ بلا کا حسین تھا اور ضرورت سے زیادہ بدتمیز بھی۔وہ ماں تھی۔اسکی حرکتوں سے سخت پریشان ہونے کے باوجود بھی وہ اسے سنبھال نہیں پا رہی تھی۔جس نے دنیا میں آنے کے بعد ہی اسے الگ محاذ پر لگا دیا تھا۔

"ڈونٹ ٹرائے ٹو ڈو دِز مام۔آئے ڈونٹ لائک اِٹ اینی مور۔ "

وہ ماں کی آنکھوں میں سنجیدگی سے آنکھیں گاڑھے سختی سے بولا تھا اسکا اشارہ عافان کو کس کرنے کی طرف تھا۔

عنایہ نے غصے سے اسے گھورا جبکہ عنایت نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں خاموش رہنے کا کہا۔

"کس سے جھگڑ کر آ رہے ہیں آپ مسٹر آیان علوی۔؟وہ دونوں ہاتھوں سے اسے کھینچ کر نزدیک کرتے سختی سے بولی تھی۔

پانچ سال کی عمر میں ہی اسے اپنے نام سے خود کو بلانا کافی پسند تھا۔

"ایک لڑکا تھا۔اسنے مجھے دھکہ دیا تو میں نے اسکا سر پھوڑ دیا۔بس اسی وجہ سے یہ ریشس آئے ہیں۔"

وہ ننھے ہاتھوں سے پیشانی سے بال پیچھے کرتے ہمیشہ کی طرح اپنی ماں سے سچ بولا تھا۔عنایہ کاظمی کے سوا اسکا باپ بھی جانتا تھا کہ وہ کتنا بڑا جھوٹا اور مکار ہے۔

مگر آیان علوی نے آج تک ماں کے سامنے کبھی جھوٹ نہیں بولا یہ بات عنایہ اچھے سے جانتی تھی۔

واٹ۔ "

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ چیخ کر بے ساختہ ہی لبوں پر ہاتھ رکھ گئی۔آبان نے چھوٹی سی ناک سکیڑ کر ماں کے تاثرات کو دیکھا اور اپنی خوبصورت آنکھیں گھمائی۔

جو سیدھی سامنے بیٹھی آن عالیحان شاہ اور ایان پر گئی۔اسکی آنکھوں میں بڑھتی سرخی دیکھ آن بے ساختہ ہی ایان کے پیچھے چھپی تھی۔

"آبان بیٹا آپ کے ڈیڈ کو پتہ چلا تو وہ غصہ ہوں گے۔"عنایہ نے خوف سے پھولتی سانسوں میں کہا تھا مگر اسکے بیٹے کو کوئی پرواہ نہیں تھی۔

"آئی ڈونٹ کیئر مام۔وہ ویسے بھی مجھے لائک نہیں کرتے۔ء"اسنے بات جیسے ہوا میں اڑائی تھی۔عنایہ لب بھینچ کر گہری سانسیں بھرتی اسے گود میں بٹھا گئی۔

جس نے دونوں ہاتھ ماں کے گرد حصار کی صورت باندھ لیے تھے۔

عنایت تاسف سے ان ماں بیٹے کو دیکھ رہی تھی۔وہ جانتی تھی اب ابیر آئے گا اور پھر آبان کو ڈانٹ پڑے گی۔ آبان ان کی فیملی کا وہ اکیلا ایسا بچہ تھا۔جس کی ماں کے سوا کسی سے نہیں بنتی تھی۔

وہ پڑھائی نہیں کرنا چاہتا تھا۔مگر ابیر کی خواہش تھی کہ اس کے دونوں بیٹے ڈاکٹر بنے اس کی طرح نام اور عزت کمائیں۔ایان باپ کی ہر خواہش پر پورا اترتا تھا مگر آبان کا معاملہ سرے سے الٹ تھا۔

وہ دو سالوں سے ایک ہی کلاس میں تھا۔ابیر کی مار،ڈپٹ کا اس پر کوئی اثر نہیں تھا۔اسی لئے وہ اسے ہاسٹل چھوڑنے والا تھا۔شاید وہ وہاں رہ کر پڑھ جائے۔

"السلام علیکم۔"بارس اور حورین ایک ساتھ آئے تھے۔بارس کے سلام پر عنایہ نے بھیگی آنکھیں جھپک کر وعلیکم السلام کہا۔

بارس نے بغور اسکی گود میں بیٹھے آبان کو دیکھا۔اور گہری سانس بھرتے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

آبان یہاں بیٹھو خیال رکھنا سب کا ہم ابھی آتے ہیں۔"بارس بہن کا ہاتھ پکڑے اسے نرمی سے کرسی پر بٹھائے بولا۔جس کے محض اسے گھورنے پر اکتفا کیا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ اسکے ساتھ آگے بڑھی۔ تو سامنے ہی عالیجان اور ابیر کھڑے تھے۔

حورین، عنایت اور عنایہ نے اب ان تینوں کو دیکھا تھا۔ کہو بارس کس سے ملوانا چاہتے ہو تم ہمیں۔ "

عالیجان شاہ نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ ان سب کے ذہنوں میں یہی سوال تھا۔

ابراہیم سعید کو جانتے ہیں آپ سب۔؟ بارس نے باری باری ان سبھی کو دیکھتے ہوئے آخر میں عنایہ سے دیکھا۔

"ہاں۔ انہیں کون نہیں جانتا۔ وہ ایک جانی مانی شخصیت ہیں۔ ماشاءاللہ سے کتنے لوگوں کو اسلام کی طرف لائیں ہیں وہ۔ "

عالیجان شاہ نے خوشگوار حیرت سے کہا تو باقی سب نے بھی سرہاں میں ہلاتے حامی بھری تھی۔

میں ان سے ملوانا چاہتا ہوں آپ سب کو۔ " بارس کے لہجے میں کچھ تھا عنایہ کافی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آئیں ابراہیم۔ " بارس نے پیچھے کھڑے ابراہیم سعید کو دیکھتے مسکرا کر کہا تو باقی سب نے گردنیں موڑ کر پیچھے دیکھا۔

عنایہ بے ساختہ ہی لڑکھڑا کر پیچھے ہوئی۔ ابیر نے تیزی سے اسے حصار میں لیتے پرسکون کرنا چاہا تھا جبکہ سرد نظریں سامنے کھڑے شخص پر تھیں۔

جس کے چہرے پر الگ ہی نور تھا۔ سیاہ داڑھی اور سر پر ٹوپی پہنے وہ سفید سوٹ میں ملبوس شرمندگی سے نظریں جھکا گیا۔

"ببب بہرام۔" عالیجان شاہ نے حیرت سے اسے دیکھتے اب گردن موڑ کر بارس کو دیکھا۔

جس نے گہری سانس بھری۔ " یہ بہرام نہیں اب ابراہیم سعید ہے۔ قرآن حافظ ایک مذہبی سکالر۔ بارس نے ان سبھی کو دیکھتے نرم لہجے میں آگاہ کیا تھا۔ جو نظریں جھکائے خاموشی سے کھڑا تھا۔

"ابیر چلو یہاں سے۔" عنایہ نے فوراً سے اسکے ہاتھ کو مضبوطی سے جکڑتے کہا۔ جسکا چہرہ غصے کی زیادتی سے سرخ ہو رہا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

"رکو عین ایک بار سن لو وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔" بارس نے فوراً سے بہن کا ہاتھ تھاما تو اسنے سرخ نظروں سے بھائی کو دیکھا۔

اسے تو لگا تھا کہ ابیر لوگوں نے اسے مار ڈالا ہو گا مگر اتنے سالوں کے بعد اسے اس روپ میں سامنے دیکھ جیسے ہر زخم تازہ ہو گیا تھا۔

"میں اپنے کئیے پر بہت نادم ہوں۔ میں واقف نہیں تھا کہ ایک شادی شدہ عورت کی اس معاشرے میں کتنی عزت اور مقام ہے۔ اسلام میں عورت کو پامال کرنے کی سزا کیا ہے۔ میں نے جو کچھ بھی کیا آج تک اپنے اعمال پر شرمندہ ہوں وہ غلطی نہیں گناہ تھا میرا۔ مجھے ایک بار دل سے معاف کر دیں آپ۔ آئندہ کبھی آپ کے سامنے نہیں آؤں گا۔"

ابراہیم سعید دونوں ہاتھ جوڑے چہرہ جھکائے کھڑا تھا۔ اسکا یہ روپ عنایہ تو کیا سبھی کے لیے قبول کر پانا ناممکن تھا۔

عنایہ نے ایک پل کو نظریں اٹھائے اسے دیکھا۔ جس نے نظریں جھکا رکھی تھی۔

"میں نے معاف کیا آپ کو۔ پلیز ابیر چلو یہاں سے۔" وہ ضبط سے کہتی ابیر کا ہاتھ تھامے تیزی سے وہاں سے بھاگی تھی۔

باقی سب خاموشی سے اسکے پاس سے گزرے۔ وہ سر جھکائے اپنے جوتوں کو دیکھ رہا تھا۔

"فکر مت کرو سب ٹھیک ہے۔! بارس نے اسکے کندھے کو تھپک کر کہا تو وہ مسکرا بھی نہیں سکا تھا۔

آنکھیں کرب سے میچے وہ گہری سانس بھرتے تاریکی میں گم ہوتا گیا۔ "اسلام قبول کرنے کے بعد وہ اس خوبصورت دین میں ایسا گم ہوتا چلا گیا کہ اسے اپنے نفس پر شرم سی آنے لگی۔

گذشتہ زندگی میں کیے گناہوں کی وہ رب سے بارہا معافی مانگ چکا تھا وہ ہر چیز کو بدل چکا تھا اگر نہیں بدل پایا تھا تو اپنے دل کو۔ جو آج بھی عنایہ کاظمی کے نام پر دھڑک پڑتا تھا۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

وہ خوش تھا اسے اپنی زندگی میں خوش دیکھ۔اسکی محبت اب عشق کے درجے پر جا پہنچی تھی۔جہاں محبوب کی خوشی کے سوا کچھ معنی نہیں رکھتا۔

گہری سانس بھرتے اسنے آسمان کی طرف سر اٹھائے خدا سے اپنے لئے رحم مانگا تھا۔جس نے شاید اسکے لئے سکون لکھ دیا تھا۔

بالکونی میں کھڑے ہوتے اسنے گیٹ سے نکلتی ابیر علوی کی گاڑی کو ایک نگاہ دیکھا۔

وہ اٹلی جا رہا تھا ہمیشہ ہمیشہ کیلیئے۔کیونکہ شاید اب اسکا یہاں رہنا مناسب نہیں تھا۔اسکا فون بجا تو اسنے فون نکالتے اسکرین کو دیکھا۔

جہاں مجتبیٰ حسین کی کال تھی۔لبوں پر آسودگی بھری مسکان سمٹی۔

پچھلے چھ سالوں سے وہ ان کے پاس رہ رہا تھا۔جنہوں نے اسے بیٹے کی طرح پیار اور عزت دیا تھا۔

"السلام علیکم بابا۔" اسنے فون کان سے لگاتے مسکرا کر کہا۔

"وعلیکم السلام پھر کب آ رہے ہو تم۔؟ وہ سنجیدگی سے بولے تو وہ مسکرا اٹھا۔مجتبیٰ حسین اور بارس چاہتے تھے کہ وہ شادی کر لے۔اور سوہا سے بہتر کوئی شریک حیات نہیں تھی اسکے لئے۔مگر وہ خود ٹال رہا تھا۔مجتبیٰ حسین کی بیٹی سوہا کی نظروں میں اپنے لئے پسندیدگی وہ بھانپ چکا تھا جبھی گہری سانس بھری۔

"بس صبح نکل رہا ہوں۔نکاح کی تیاریاں کریں بابا۔مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

اسنے شائستگی سے کہا تو وہ چونک کر رہ گئے۔

"کیا سچ کہہ رہے ہو تم۔؟ ماشاءاللہ۔بہت اچھا فیصلہ لیا ہے تم نے میرے بچے۔زندگی کسی ایک انسان پر رکتی نہیں۔اور جب خدا معاف کر دے۔تو انسان کی معافی بھی مل ہی جاتی ہے۔اب جلدی آنا میں منتظر رہوں گا۔"

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

انہوں نے نرمی سے اسے سمجھایا تو وہ خدا حافظ کہتے کال کاٹ گیا وہ انہیں کیا بتاتا کہ اسکی زندگی تو عنایہ کا ظمی پر رک گئی تھی۔ہاں وہ شادی کر سکتا تھا۔محبت بھی شاید ہو جاتی نکاح کے رشتے کی اہمیت اور طاقت سے وہ بخوبی واقف ہو چکا تھا مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اسے دوبارہ جنون اور عشق کسی سے نہیں ہو سکتا۔اسکا جنون اور عشق صرف ایک ہی لڑکی تھی۔اسکے سوا اور کوئی نہیں۔

اختتام

ہماری ویب سائٹ کا لنک۔

www.kohnovelsurdu.com

(The Best Novels Website)

1. **Whatsapp Group Link**

https://chat.whatsapp.com/CLrotxYcsbWGCzJf4mfHGC

2. **Female Only Whatsapp Group Link**

https://chat.whatsapp.com/DV0z4CBYpd7FOmUlU3oNus

Choose Better
Choose KoH Novels Urdu

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔